2ND EDITION

ہماری ویب ڈیجیٹل بک

میر افسر امان

MIR AFSAR AMAN

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

HAMARI WEB com

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Mir Afsar Aman"
at Hamariweb.com

مسلمانوں کے آئیڈیل ! اور ہمارے حکمران

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوۃ دیں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے (الحج 41)

"کہو خدایا، ملک کے مالک، تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے، جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کردے، ساری بھلائی تیرے اختیار میں ہے تو ہر چیز پر قادر ہے (آل عمران: 26)

ہمارے آئیڈیل تو ہمارے پیغمبر حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنہوں نے مدینے کے اندر اسلامی ریاست قائم کی اس حکومت کے سربراہ مملکت، کمانڈر ان چیف، مقنّنہ، چیف جسٹس، داخلہ اور خارجہ یعنی وہ تمام امور جو مملکت چلانے کے لئے ہوتے ہیں وہ رسولؐ نے چلا کر دکھا دیئے تاکہ آئندہ مسلمان اس پر چل کر دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں اللہ تعالیٰ کی براہ راست ہدایات کی روشنی میں یہ سب کام انجام پائے وہ اس لئے کہ آئندہ کوئی نبی نہیں آنے والا اور اللہ کبھی بھی اپنی مخلوق کو ہدایت کے بغیر نہیں چھوڑتا یہی اس کی سنت کا تسلسل ہے۔ اللہ کے رسول انسان تھے ان کے رشتہ دار خاندان اور قبیلہ تھا

مگر رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام معاملات کو بیلنس سے چلا کر دکھایا حکومت سے انتہائی ضرورت کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں اٹھایا لھٰذا کامیاب حکمران وہ ہیں جو اس پر عمل کر کے دنیا اور آخرت میں اپنا مقام بنا سکتے ہیں

رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے راشدون نے حکومت کے معاملات اسی طریقے پر چلائے جس طرح رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات تھے۔ رسولؐ کے بعد خلفائے راشدون نے حکومت کے معاملات اسی طریقے پر چلائے جس طرح رسولؐ کے احکامات تھے۔ وہ بھی انسان تھے ان کی بھی دنیاوی ضروریات تھیں ان کے بھی خاندان اور رشتہ دار تھے مگر دنیا گواہ ہے کہ حکومت اور ان معاملات میں ذرہ برابر بھی بیلنس کو خراب نہیں ہونے دیا اس کی ایک مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے ان کی بیوی نے ایک دفعہ حلوہ بھی پیش کیا، خلیفہ اول نے دریافت کیا یہ فاضل پیسہ کہاں سے آیا، کہنے لگیں میں نے روزانہ کے خرچے سے بچایا ہے۔

خلیفہ اول نے اتنی رقم بیت المال سے کم لینی شروع کر دی۔ یہ ہے مسلمانوں کے آئیڈیل کا معاملہ، اور موجودہ دور کے مسلمانوں حکمرانوں کے قصے ہم اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں ویسے تو اسلامی دنیا خصوصاً مشرق وسطیٰ کے حکمرانوں کے

متعلق بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر اس وقت جو دنیا کے سامنے نشانِ عبرت بنے ہوئے ہیں ان میں سے کچھ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۔۔ تیونس کا ذکر۔۔ اس پر فرانسیسی صلیبیوں نے 1882 ء میں قبضہ کیا پھر پون صدی تک اس پر حکمران رہے 1956ء میں اس نے آزادی حاصل کی۔ فرانسیسی زبان سرکاری زبان قرار پائی اور ملک کو سیکولر بنا دیا گیا سیکولرازم کے مخالف الغنوشی راشد سمیت دوسرے لوگ ہجرت پر مجبور ہوئے 1989 میں زین العابدین بن علی فوج کے سربراہ نے حبیب بورقیبہ کی حکومت کا تختہ الٹ کر ڈکٹیٹر شپ قائم کر لی عام مسلمانوں پر حکومت کے دروازے بند کر دیئے لبرل اور سیکولر ہونے پر فخر کیا جو اس کے مغربی آقاؤں کو پسند تھا اسلامی شعائر پر پابندی لگائی، پردہ اسکارف، داڑھی پر پابندی، شراب عام، ماں باپ، بیٹا بیٹی، نوجوان بھائی سب کا اکٹھے تالاب میں نہانے کا رواج، زنا عام یعنی یہود و نصارا کی تمام خرابیوں کا رواج عام کیا اس پر امریکی وزیرَ خارجہ ہیلری کلنٹن کا بیان کہ " تیونس جیسا ملک مسلمانوں کے لئے ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے " اور ہمارے سابقہ ڈکٹیٹر پرویز مشرف جب کیمپ ڈیوڈ سے واپس ہوئے تو جارج بش کی ہدایت کے مطابق ترکی اور تیونس سے نئے سبق سیکھ کر آئے تھے زین العابدین بن علی کی طرح اب مکافاتِ عمل کے تحت دنیا میں دربدر ہیں زین العابدین بن علی کی بیوی کی آئس کریم کی خواہش کے لئے بوئنگ طیارہ موجود رہتا تھا، یہ عورت

ٹنوں سونا اور ڈالر لے کر فرار ہو گئی اور دوسری طرف کرپشن بدعنوانی غربت مہنگائی
!پرنٹ الیکٹرونک میڈیا پر سنسر بے روزگاری، یہ ہیں موجودہ دور کے مسلمان حکمران
مصر کے حکمران، حسنی مبارک 70 لاکھ ڈالر اثاثوں کے مالک، 30 سال سے ملک پر
قابض، اسرائیل کے ساتھ دوستی اور تجارت، یہود و نصاریٰ کے ہمنوا، لبرل سیکولر نظامِ
حکومت، مغرب کی طرز کا بے حیا معاشرہ، شراب کباب، بے دینی رشوت، بیروزگاری،
مہنگائی، فلسطینیوں کے دشمن، امریکا کے پٹھو، محلات کے مالک، اپنے بیٹے کو نائب بنانے
کی خواہش رکھنے والے حکمران آخرکار عوام کے سمندر کے سامنے نہ ٹھہر سکے لیبیا کے
حکمران کرنل معمر قذافی کا 41 سال کے اقتدار کے باوجود دل نہیں بھرا۔ اپنے ہی عوام
کو چوہے اور لال بیگ کہہ کر ہلاک کر رہے ہیں مگر کسی بھی لمحہ کرنل معمر قذافی بھی
ملک سے دوسرے ڈکٹیٹروں کی طرح فرار ہو جائے گا یا عوام اسے ٹھکانے لگا دیں گے۔
عالمِ اسلام میں لاوا پک رہا ہے جو کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے اس لئے حکمرانوں کو
ہوش کے ناخن لینے چاہیئں ورنہ حکومت اور اقتدار نہیں ٹھہر سکے گا۔

روشن خیال پاکستان

کیمونزم کے آقاوں نے جب اس کی بنیاد رکھی تھی تو سب سے نمایاں بات ، مساوات کے علاوہ روشن خیالی تھی۔ ویسے تو ہر مادر پدر آزاد معاشرہ روشن خیال ہے چاہے ، کیمونزم ہو، سرمایا دارانہ یا کوئی دوسرا نظام ہو۔ مذہب بیزاری کیمونزم کی بنیاد تھی مگر اس کے ساتھ ساتھ مروجہ انسانی اخلاقی روایات کو بھی اس نے ختم کر دیا تھا اور انسان کو حیوان بنا دیا تھا۔

کیمونزم کی مشہور کہاوت تھی (نعوذ باللہ) خدا کا خیال فرسودہ ہے مذہب ایک افیون ہے اس کا خیال کو دل سے نکال دو۔ دوسرے لفظوں میں معاشی جانور بن جاؤ۔ کارل مارکس کمیونسٹ لیڈر خدا کے وجود یا ذات کا انکاری تھا۔ لیکن مرتے وقت اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے (اے خدا اگر کوئی خدا ہے تو میری مدد کر اگر تو کر سکتا ہی) آخر مرتے وقت اُسی خدا کو پکارنے لگا تھا۔ جس کا انکاری تھا۔ روس کی طرف جب پہلا اسپٹنک راکٹ فضاؤں میں بھیجا گیا اس کے بعد کیمونزم کے ترجمان پراودا اخبار نے اپنی اشاعت میں اعلان کیا تھا کہ ہمیں فضاؤں میں فرشتے اُترتے چڑتے ہوئے ہوئے نہیں ملے ۔ نہ ہی جنت دوزخ کا نام ونشان ملا یہ خدا بیزاری کا ایک نمونہ ہے۔ کیمونزم پر گرفت کرتے ہوئے مولانا

مودودیؒ نے یہ بات کہی تھی'' حتیٰ کہ ایک وقت وہ آئے گا جب کمیونزم خود ماسکو میں اپنے بچاؤ کے لیے پریشان ہوگا۔ سرمایہ دارانہ ڈیموکریسی خود واشنگٹن اور نیویارک میں اپنے تحفظ کے لیے لرزہ براندام ہوگی۔ مادہ پرستانہ الحاد خود لندن اور پیرس کی یونیورسٹیوں میں جگہ پانے سے عاجز ہوگا۔ نسل پرستی اور قوم پرستی خود برہمنوں اور جرمنوں میں میں اپنے معتقد نہ پاسکے گی'' ماخوز تقریر ۳۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کتابچہ شہادتِ حق کہی تھی۔ مولانا مودودیؒ نے فرعون اور خروشیف روسی وزیر اعظم کے متعلق سورت القصص آیت ۸۳ حاشیہ ۳۵ تفسیر تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۸۳۶ میں بیان کیا ہے درج کر رہا ہو۔ فرعونی ذہنیت کی تشرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''یہ اس قسم کی ذہنیت تھی جیسی موجودہ زمانے کے روسی کمیونسٹ ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ اسپٹنک اور لُونک چھوڑ کر دنیا کو خبر دیتے ہیں کہ ہماری اِن گیندوں کو'' اوپر کہیں خدا نہیں ملا''۔ یہ باتیں روس کے ایک سابق وزیر اعظم خروشچیف کی باتوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں جو کبھی ''خدا کا انکار کرتا'' اور کبھی بار بار خدا کا نام لیتا ہی۔

کیمونسٹوں نے تقریباً ۷۰ سال تک دنیا کے کافی حصے پر اپنے روشن خیال نظام کو زبردستی قائم رکھا۔ مگر اپنی بنیادی کمزوری کی وجہ سے ،یعنی اس دنیا جہان کے مالک سے بغاوت کی وجہ سے اپنے انجام کو پہنچا۔

دنیا میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے نام سے معاشرہ نا واقف نہیں رہا۔ کسی نہ کسی نام سے لوگوں کے دِلوں میں اللہ کا نام رہا۔ قدیم زمانے میں لوگ جو شرک کرتے تھے وہ اس کی یہ توجیہہ بیان کرتے تھے کہ مانتے تو ہم اسی رب کو ہیں جس نے یہ زمین آسمان بنائے یہ بت ہمارے رب کے سامنے سفارشی ہیں۔اِن کے بغیر رب تک ہماری آواز نہیں پہنچ نہیں سکتی۔اس طرح زمانہ قریب میں عربوں نے جو تین سو ساٹھ بت خانہ کعبہ میں رکھے ہوے تھے اُن کا عقیدہ بھی اپنے رب کے لیے یہی تھا کہ ہم مانتے رب ہی کو ہیں جس نے یہ سارا جہان بنایا یہ بت اللہ کے سامنے ہمارے سفارشی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے متعلق مشرکانہ خیال سب شیطانی تہذیبوں میں مشترک رہا ہے۔اب بھی ہندوستان میں لوگوں کا یہی عقیدہ ہے کہ بت ہمارے سفارشی ہیں۔

مگر افسوس ہوتا ہے کیمونزم کے ایجاد کرنے والے یہودی ذہن پر کہ اس نے خدا کے وجود کا سرے سے انکار کیا اور شیطانی نظام کی بنیا در کھی جو صرف ۷۰ سال ہی میں زمین بوس ہو گیا۔جو بھی عقیدہ حقیقت سے ہٹ کر پیش کیا جائے گا اس کو فنا ہونا ہی ہی۔یہی تعلیم ہمیں قرآن شریف سے ملتی ہے یہی ابدی حقیقت ہے اسی کو قائم ودائم رہنا ہے اسی لیے کیمونسٹ روشن خیال معاشرے کو اپنے دامن میں پناہ نہیں ملی۔

قارئین کیونزم روشن خیال تہذیب کا بیڑا افغان مجاہدین کے ذریعے ختم ہوا اور کیمونزم ماسکو تک سکڑ گیا۔اور اس کی تباہی کے نتیجے میں کئی ریاستیں وجود میں آئیں جس میں چھ اسلامی ریاستیں دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئیں

قازقستان، کرغیز ستان، اُزبکستان، ترکمانستان، آزربائیجان، اور تاجکستان۔اس کے بعد گوربچوف نے اصلاحات کرکے کیمونزم کا بیڑا غرق کر دیا اور ایک کیمونزم روشن خیال نظام سے دوسرے سرمایادارانہ روشن خیال نظام کی طرف سفر شروع کیا۔

دوسرا روشن خیال معاشرہ مغرب اور امریکی معاشرہ ہی۔ عرف عام میں سرمایادارنہ معاشرہ کہلاتا ہے . جس میں انسان مشین کی طرح کام کرتا ہی۔ اس میں اِن کے اپنے سروے کے مطابق ۴۰ فی صد بچے ناجائز ہیں ان کو اپنے باپ کا پتہ ہی نہیں۔ یہ عورت اور مرد کے آزاد ملاپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ان کا خاندانی نظام بکھرا ہوا ہی۔انسانی اخلاقی قدریں ختم ہو چکی ہیں۔ایک ہی پانی کے تالاب میں ماں باپ نوجوان بیٹی نوجوان بھائی، نوجوان بہن اور دوسرے افراد اکھٹے نہاتے ہیں جس سے خرابیاں پیدا، ہوتیں ہیں۔ایک ہی ہوٹل میں باپ بیٹا کھانا کھاتے ہیں اور ادائیگی علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں،۱۸ سال کی بچیوں کو معاشرے میں آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے کہ جاؤ اور اپنی معاش تلاش کرو۔بوائے فرینڈ کا رواج عام ہے۔ اس سے سیکس سوسائٹی وجود میں آئی جو خرابی کی جڑ

ہی، مرد شام میں مزدوری کرکے گھر آتا ہے تو بیوی موجود نہیں ہوتی ایک کاغذ پر خط لکھا ہوا ملتا ہے میں دوسرے شوہر کے ساتھ جا رہی ہوں کل صبح کورٹ میں آ جانا میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی میں نکاح منسوخ کرتی ہوں۔بوڑھے ماں باپ کو ہوسٹلز میں رکھا جاتا ہے سال تک ماں باپ اپنے بیٹوں ، بیٹیوں، نواسی، نواسیوں کو دیکھنے کے لیے ترستے رہتے ہیں سال بعد کرسمس کے موقعہ پر کچھ لوگ پھولوں کے گل دستے کے ساتھ آئے مم ڈیڈ کہا اور فوراً چلے گئے۔ پھر دنیاداری کے سمندر میں غرق ہو گئے مم ڈیڈ کے آنسوں پھر خشک ہو گئے۔آرام و آسائش و دنیاداری نے مغربی معاشرے کو اس طرح جکڑ رکھا ہے کہ اسے عام انسانی اخلاقی روحانی قدروں کا پتہ ہی نہیں۔

غالب تہذیب کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ دنیا میں اسی کا بول بولا ہو۔امریکہ اس مشترکہ روشن خیال تہذیب کو دنیا میں رائج کرنے کوشش کرتا رہتا ہے۔اس میں غریب ممالک کے آدھے تیتر آدھے بٹیر پرویز مشرف صاحب جیسے لوگ کام آتے ہیں یعنی جو آدھے اپنی مسلم تہذیب اور آدھی بدیسی تہذیب سے متاثر ہوتے ہیں غالب تہذیب کے کام آتے ہیں۔

قرآن شریف میں ہے کہ '' ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہی'' رسولؐ نے فرمایا اے خانہ کعبہ تیری بڑی عظمت و احترام ہے مگر اس سے بڑھ کر مسلمان

کی عزت واحترام ہے نبیؐ مہربان نے فرمایا'' میں مکارم اخلاق کے لیے مبعوث کے گیا ہوں تاکہ اخلاق کی تکمیل ہو'' اسلام سے پہلے انسانی قدریں ختم ہو گئی تھیں اسلام کے آنے سے ظلم وزیادتی کا نظام ختم ہوا۔پڑوسی کے حقوق متعین ہوی، حقوق میں سب برابر ہیں۔آج جو بھی اچھائی دنیا میں ہے وہ اسلام کی وجہ سے ہی۔بادشاہ فقیر سب برابر بقول شاعر ''تیری دربا میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے'' عدل کا نظام قائم کیا، انصاف سب کے لیے.برابر، لڑائی ہو گی تو فی سبیل اللہ، عورتوں کے حقوق، بادشاہت کا خاتمہ اور خلافت کا قیام ، فحاشی پھیلانے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ، سود کے نظام کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کہا، شخصی آزادی کا اتنا رواج کہ ایک عام مسلمان کا اپنے خلیفہ سے کہنا کہ اگر تم اللہ اور رسولؐ کے راستے سے ہٹوگے تو ہم تمہیں سیدھا دا کر دیں گی۔ نکاح کا عام اور سادا نظام، کسی کی تجسّس کرنے سے ممانعت ،ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے.برائی کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے.برابر،.برائی سے ایک دوسرے کو روکنا اور نیکیوں میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا، رزق حلال عام ہونا، بغیر ثبوت کے کسی کو پابند سالاسل نہ کرنا، قانون کی حکمرانی، مشاورت کے نظام کا رواج، عورتوں کے حقوق ان کو والدین اور شوہر کے ترکے سے دوگنا حصہ، ماں کے پاؤں میں جنّت، باپ کی دعا میں اللہ کی رضا کی مرضی وغیرہ یہ تھی اسلامی تہذیب کی ایک جھلک جو رسولؐ نے مدینے کے اندر قائم کی اور خلفاے راشدین نے اپنے دور میں اس پر عمل کیا۔

پرویز مشرف جب امریکہ میں کیمپ ڈیوڈ کے مذاکرات کرکے واپس پاکستان آئے تو سب سے پہلے ترکی اور تیونس کا بیرونی دورہ کرنے گئے تھے۔ ان دونوں ملکوں میں اسلامی تہذیب کا بیڑا غرق کیا گیا تھا اب ترکی میں اربکان صاحب اسلام کے لیے کام کر رہے ہیں۔ یہ دورہ اس نے امریکی صدر بش کے کہنے پر کیا تھا تاکہ وہاں اسلامی روشن خیالی کا مشاہدہ کرکے آئیں اور اس کو پاکستان میں رائج کریں۔

قارئین ہم سب کو پتہ ہے کسطرح ان دونوں اسلامی ملکوں نے اسلام اور اسلامی قدروں کو تباہ کیا ہوا ہے۔ پرویز مشرف نے روشن خیال پاکستان کے امریکی ایجنڈے پر کام کرتے ہوے ایک فون کال پر پاکستان کو امریکہ کی گود میں ڈال دیا، ہمارے مسلمان پڑوسی ملک افغانستان کے خلاف امریکہ کو لاجسٹک سہولیات دے کر اُس کو اپنا مخالف بنا لیا، اب ہماری مشرقی سرحد غیر محفوظ ہو گئی جس کا نقصان اب تک پاکستان اُٹھا رہا ہی۔ تعلیمی سلیبس میں سے اسلامی شخصیات کے نام نکال کر این جی اوز کے نام ڈال دیے، جہاد کے مضامین، قرآنی آیات اور اسلامی تہذیب کے نام و نشان مٹا دیے۔ اسمبلی سے بدنامِ زمانہ حدود آرڈیننس پاس کروایا اور کہا" نسواں بل کے مخالف جھوٹے اور منافق ہیں خواتین اعتدال پسندوں کو ووٹ دیں پھر لاہور میں کہا میں مختاراں مائی اور شازیہ کے ساتھ

ہوں، نسواں بل تبدیل نہیں ہوگا''، جامعہ لال مسجد اور مدرسہ حفصہ پر فاسفورس کے بم مار کر اس میں قوم کی بیٹیوں کو ناحق شہید کیا، اسلام آباد کی مساجد کو شہید کیا، اسلامی مدارس پر طرح طرح کے الزامات لگائے اور انہیں تباہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی، میراتھن ریس قوم کی خواتین سے کروائی، ملک میں فحاشی کا طوفان بدتمیزی برپا کیا۔ صدر مملکت ہوتے ہوئے اپنے ایک شہری اکبر بگٹی کو اعلانیہ قتل کروایا۔ ۰۰۶ مسلمانوں کو امریکہ کے حوالے کیا اور اس حوالگی کے عوض امریکہ سے ڈالر حاصل کیے۔ان میں اب بھی بہت سے گوانتاموبے کی جیل میں امریکی اذیت برداشت کر رہے ہیں۔ مسلمان قوم کی بیٹی عافیہ صدیقی کو ڈالر کے عوض امریکہ کے حوالے کیا جو اب بھی امریکی جیلوں میں بند ہیں، اور ۸۸ سال کی سزا کاٹ رہی ہی۔ مختاراں مائی کو امریکہ کے حوالے صرف اس لیے کیا کہ وہ ایک واقعے کو بنیاد بنا کر اسلام کو مغرب میں بدنام کرتی پھرے جبکہ ایسے واقعات مغرب میں آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں۔ ہزاروں پاکستانیوں کو دن دہاڑے امریکی خفیہ ایجنسیوں کے حوالے کیا جو آج تک غائب ہیں ان کا اتا پتا نہیں لگ رہا۔ پاکستان کے محسن ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو دنیا کے سامنے ذلیل کیا اور ان سے زبردستی جھوٹ بلوایا بلکہ اُن کو امریکہ کے حوالے کرنا چاہتا تھا سابق وزیر اعظم جمالی صاحب کا انکشاف اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی تصدیق۔ امت مسلمہ اور پاکستانی قوم کو مختلف وقتوں میں تقاریر کرکے دنیا کے سامنے ذلیل کیا۔ ایک ٹیلیفون کال پر

امریکہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور ایک اسلامی ملک کا بیڑا غرق کروا دیا جبکہ ایران نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔کیا امریکہ ایران کو کھا گیا؟سب سے بڑی غلطی ،پاکستان کے آئین کو دو دفعہ توڑا۔عدلیہ کے ججوں کو قید کیا۔کیا پرویز مشرف اپنے اسلامی ملک افغانستان کے خلاف امریکی کاروائی میں شریک نہیں ہوا؟کیا اس سے ہماری مغربی سرحد غیر محفوظ نہیں ہو گئی؟کیا ہمارا ازلی دشمن بھارت اس سے فائدہ نہیں اُٹھا رہا ہی؟۔اپنے ہی لوگوں پر ایف سولہ جٹ تیاروں سے بمباری کی اور اب بھی ہو رہی ہی،امریکی کہنے پر اس کی صلیبی جنگ کو پاکستان میں لے آیا جسے پاکستانی قوم اب تک بھگت رہی ہے۔دنیا کی سب سے بڑی ہجرت (سوات) اپنے ہی ملک میں پاکستانیوں کو برداشت کرنی پڑی اور ابھی تک برداشت کر رہے ہیں، ملک تباہ و برباد ہو چکا ہے امریکہ میں پاکستانی سفیر حسین حقانی کے مطابق ملک کے ۹ نامور جرنیل شہید ہو چکے ہیں دوسرے فوجی اس کے علاوہ ہیں۔پرویز مشرف خود ملک چھوڑ کر فرار ہو گیا ہی۔اور واپس آنے کے لیے ترس رہا ہے۔جھوٹ پر مبنی ٹیلی تھون پر پروگرام کیااور پاکستانیوں کی نفرت کا سامنا کیا۔چند دن قبل اپنی پارٹی کا اعلان برمنگھم میں کیا اور اس دن سے جھوٹ بول رہا ہے پاکستان مخالف بیان دے رہا ہے مگر ملک میں نہیں آ سکتا۔پاکستان اسٹیل مل کو سستے داموں بیچنے کی کوشش کی جو پاکستان کی عدلیہ بچایا۔حبیب بنک کو کوڑیوں کے دام پر فروخت کیا۔کیا کیا بیان کیا جائی۔

قارئین ڈکٹیٹر کی حسرت پر غور فرمائیں ،فرماتے ہیں مجھے ۵ سال مزید اقتدار میں رہنا چاہئیے تھا مجھے نہیں پتہ تھا فوج میری وردی اُترنے کے بعد مخالف ہو جائے گی۔ یہ ہے مکافات عمل جو اللہ نے پرویز مشرف کی قسمت میں لکھا ہوا تھا جو بھی اسلام کے ساتھ ٹکرایا اس کو اللہ تعالیٰ نے نشانِ عبرت بنا دیا۔ یہ ہے زبردستی اسلامی سوسائٹی میں روشن خیالی کے نفاذ کا تجربہ جو بُری طرح ناکام ہوا اور اس کی باقیات کا بُرا حشر ہوا ۔الحمداللہ پاکستان اب بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اور انشااللہ آئندہ بھی اسلام کا قلعہ رہے گا چاہے دشمنوں کو پسند نہ ہو۔

لیگ آف مسلم نیشنز

''جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہی، وہی ان کو بتائے گا انھوں نے کیا کچھ کیا ہے'' (الانعام ۱۵۹) اللہ اتحاد کو پسند کرتا ہے اور تفرقے سے منع کرتا ہے۔ اگر تم علیحدہ علیحدہ ہوگے تو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور دشمن تم پر قابو پالے گا اس لیے آپس میں مل جل کے رہو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ قارئین یہ تو اللہ کا حکم ہے اب ہماری حالت دنیا میں کیا ہے ہم کو دشمنوں نی ۵۷ راجڑوں میں تقسیم کر رکھا ہی۔ ابھی دور کی بات نہیں ۱۹۲۴ء سے پہلے عثمانی ترک مسلمان خلافت چلا رہے تھے اور دنیا کے سارے مسلمان ایک خلافت کے اندر رہ رہے تھے مگر دشمنوں نے ہمیں تقسیم کیا اور ہمارے اوپر مختلف طریقوں سے حکومت کر رہے ہیں۔ پھر بھی دنیا میں مسلمانوں کے لیے درد رکھنے والے اشخاص مسلم دنیا کے اندر اتحاد کی کوششیں کرتے رہتے ہیں بہت سے دوسرے لوگوں کے علاوہ ترکی کے (مرحوم) اربکان نے اتحاد مسلمین کے لیے بہت کوششیں کیں اس میں نمایاں کام آٹھ اسلامی ملکوں پر مشتمل اقتصادی فورم۔ کا قیام ہے۔ اسی سلسلے میں علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی صاحب نے کچھ سال قبل بہت کوششوں کے بعد ''مسلمان علما کا عالمی اتحاد'' کے نام سے اتحاد کی بنیاد رکھی۔ اس

کانفرنس میں پاکستان سے محترم قاضی حسین احمد، پروفیسر خورشید احمد، ڈاکٹر محمود احمد غازی، مفتی تقی عثمانی، مفتی منیب الرحمٰن، مولانا عبدالمالک، اور عبدالغفار عزیز، لبنان سے شیخ فیصل المولوی، تیونس سے شیخ راشد الغنوشی اور عالم اسلام سے تقریباً ۳۰۰ قائدین، علماے کرام اور اسکالرز پر مشتمل تاسیسی اجلاس سے اس کار جلیل کا آغاز کیا گیا، علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی اس اتحاد کے صدر چنے گئے۔ قارئین یہ تو غیر حکومتی عالم اسلام کے اتحاد کی بنیاد رکھی گئی ہے جو ایک بین الاقوامی اتحاد ہے اور خوش آئند بات ہے۔ ہمارے اپنے ملک میں اور تمام اسلام کے ۵۷ ملکوں میں اسی طرز کے اتحاد کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاکستان میں اس طرز کے اتحاد کی بنیاد علمائے کرام نے رکھی تھی جس کا نام متحدہ مجلس عمل تھا۔ اللہ نے پاکستان کے دو صوبوں میں متحدہ مجلس عمل کو حکومت عطا کی۔ پانچ سال کامیابی سے متحدہ مجلس عمل نے گزاری۔ دونوں صوبوں میں امن و امان تھا اس کے بعد دشمنوں نے دونوں صوبوں میں جنگ بھرپا کر دی ایک میں ڈرون اور خود کش حملے اور دوسرے میں ہمارے دشمن ملک کی مداخلت جو آج تک قوم برداشت کر رہی ہے۔ اتحاد کے خواہش مند عام مسلمان متحدہ مجلس عمل کے سربراہوں کی تصویر اور خبر اخبارات میں دیکھ اور پڑھ کر بہت ہی خوش ہوتے تھے۔ کیوں نہ ہو ایک مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ مسلمان ایک ہو کر رہیں اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں تفرقہ واختلاف سے دور رہیں تو اللہ کی رحمتیں بھی نازل ہوں گی امتِ مسلمہ بھی خوش ہو گی اور اللہ

تعالیٰ کی طرف سے ثمرات بھی ملیں گی۔جب کبھی بھی ملت میں اتحاد ہوا تو ربّ نے اپنے ثمرات سے نوازا، امت کے اتحاد سے مملکتِ اسلامیہ پاکستان ،دنیا کی سب سے بڑی مملکت عطا کی،اتحاد ملت ہوا تو ۱۹۷۳ء کا اسلامی آئین بنا اور اللہ نے قادیانیوں کو پارلیمنٹ کے ذریعے اقلیت قرار دیا،اتحاد ملت ہوا تو متحدہ مجلس عمل وجود میں آئی اور پاکستان کے دو صوبوں میں حکومت بھی ملی۔ہم سب کو معلوم ہے اس وقت اکیلے کوئی بھی اسلامی جماعت الیکشن جیت کر حکومت نہیں بنا سکتی۔ہم نے علیحدہ علیحدہ الیکشن لڑ کے بھی تجربہ کر لیا کہ کتنے کتنے ووٹ ہمیں ملے۔اصل میں امت میں اتحاد کی خواہش ہر وقت موجزن رہتی ہے۔لوگ جب سب اسلامی جماعتوں کے سربراہوں کو اکٹھا نماز پڑھتے دیکھتے ہیں تو اندر ہی اندر خوش و خرم ہوتے ہیں۔ قارئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مقدر اسلام سے وابستہ ہے ملک کی خاموش اکثریت اسلام چاہتی ہے۔اسی کا نتیجہ ہے ہر سیاسی جماعت اپنے منشور کے اندر اسلام کو ضرور شامل کرتی ہے۔ چاہے پیپلز پارٹی ہو مسلم لیگ ن ہو مسلم لیگ ق ہو یا دوسری سیاسی جماعتیں ہوں سب خاموش اکثریت سے ہمدردی حاصل کرنے کے لیے اپنے منشور میں اسلام کا نام ضرور شامل کرتی ہیں۔ایک دوسری وجہ بھی ہے وہ یہ، کہ جب سے پاکستان بنا ہے دینی جماعتیں کوشش کرتی رہیں تھیں کہ کسی طرح دستور اسلامی ہو، اپنی کوششوں سے وہ دستور میں اسلامی دفعات شامل کرنے میں کامیاب ہو گئیں قرارداد پاکستان دستور میں دیباچہ کے طور میں شامل ہوئی اور بلا آخر ۱۹۷۳ میں پیپلز پارٹی

کے دور میں حکومت میں موجودہ اسلامی دستور وجود میں آیا۔یہی وجہ کہ تمام سیاسی جماعتیں اپنی منشور میں اسلام کا نام ضرور شامل کرتی ہیں چاہے اسلام پر عمل کریں یا نہ کریں۔ قارئین ملک اس وقت شدید دباؤ کے اندر ہے۔ہمارے ملک میں گوریلا جنگ پرپا ہو چکی ہے قوم اختلاف کے اونچے گراف تک پہنچ چکی ہے قوم میں برداشت ختم ہو چکی ہے صلیبی ہمارے ملک میں در آئے ہیں جاسوس دندناتے پھر رہے ملکی اور غیر ملکی خفیہ ایجنسیاں ہمارے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر لے جا رہی ہیں دشمن ہمارے ایٹمی اثاثوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ڈرون حملے ایک قومی عذاب کی شکل اختیار کر چکے ہیں کثیر تعداد میں پاکستانی شہید ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ملک کا کوئی ادارہ خودکش حملوں سے نہیں بچا ریمنڈ ڈیوس جو قتل کے علاوہ جاسوسی کے اندر ملوث تھا کی رہائی کی وجہ سے پوری قوم سراپا احتجاج بن چکی ہے بہت زیادہ تعداد میں لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں ملک کا آدھا بجٹ قرضوں کی مد میں جا رہا ہے افراط زر سے مہنگائی برداشت سے زیادہ ہو گئی ہے کیا کیا بیان کیا جائے قوم اس وقت صحیح رہنمائی چاہتی ہے اور اس کا واحد حل اللہ سے رجوع کرنے کا ہے اس لیے نظریہ اسلام، نظریہ پاکستان پر یقین رکھنے والی سیاسی جماعتوں اور دینی جماعتوں میں اتحاد بہت ہی ضروری ہے۔ اللہ کا حکم ہے اس کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو ورنہ تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ لیکن ہم انسان ہیں اختلاف ہو ہی جاتے ہیں انسانوں کی جماعتیں ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ

ہمارے اکابرین اختلاف کو کیسے حل کرتے ہیں۔ قارئین اسے دیوانے کی بڑ کہیں یا جو بھی نام دیں میرے نزدیک اس مجوزہ اتحاد امت اور خصوصاً دینی جماعتوں نظریہ پاکستان پر یقین رکھنے والی سیاسی پارٹیوں کو مندجہ ذیل نکتوں پر ابھی سے کام شروع کر دینا چاہیے اور مستقل طور پر کرتے رہنا چاہیے ۔تاکہ زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کر سکیں۱۔ متحدہ مجلس عمل یا اتحاد امت کے نام سے جتنی جلدی ممکن ہو اتحاد قائم ہونا چاہیے ۲۔بحال ہونے کے بعد اس کی ایک کمیٹی بنے جو مسلسل دوسری نظریہ اسلام، نظریہ پاکستان پر یقین رکھنے والی سیاسی پارٹیوں اور دینی جماعتوں کو اس اتحاد میں شامل کرنے کی کوشش کرتی رہیں تاکہ ایک وقت آئے کہ پورے پاکستان میں اس اتحاد کا مضبوط کھڑ بن جائے ۳۔ اتحاد صرف الیکشن کے لیے نہ ہو بلکہ ملک کے دوسرے مسائل کا بھی مشترکہ نقطہ نظر عوام الناس کے سامنے پیش کریں اور ملک کے اندر صلیبی سازشیں روز روز کی توہین رسالتؐ کی کوششوں ، لادینی، لسانی،علاقائی اور قومیتوں کی یلغار کو روکنے کا سدِ باب کریں ۴۔پاکستان میں اس اتحاد سے دشمن کا دماغ درست ہو گا۔اس وقت وہ ایک ایک کرکے دینی جماعتوں کو نشانہ بنا رہا ہے۔ کل ہر کسی کا نمبر آ جائے گا۔دشمنوں نے جب افغانستان پر روسی استعمار کی شکل میں قبضہ کیا تھا تو وہ یہ نہیں دیکھتا تھا کہ سنّی مسلمان ہے، شیعہ مسلمان ہے ،دیوی بندی مسلمان ہے،بریلوی مسلمان یا اہل حدیث مسلمان ہے اس کے لیے تو مسلمان نام ہی کافی تھا اور آج امریکہ عراق، افغانستان اور پاکستان میں یہی

کر رہا ہے ۵۔اسلامی جمہوریہ پاکستان جو ایک واحد اسلامی ایٹمی قوت ہے جو کہ بجا طور پر امتِ مسلمہ کا سرمایا ہے اس کے اندر اس اتحاد سے دوسری اسلامی حکومتوں، جن کے اندر امریکہ کے پٹھو حکمران قبضہ کیے ہوئے ہیں اُن کو بھی ایک اچھا پیغام جائے گا۔اُن کی عوام میں بھی اتحاد و یقین کی فضا قائم ہو گی ۶۔پاکستان کی اس اتحاد کو چاہیے ہے کہ ابھی سے اپنے واعظ و نصیحت کے پروگراموں، دروس قرآن کی مجالس میں، جمعہ کے خطبوں میں اور سیاسی جلسوں میں عوام اور دنیا کو باور کروائے کہ ایک ارب پچاس کروڑ سے زائد آبادی کی مسلمان قوم کو اقوام متحدہ کا مستقل نمائندہ تسلیم کرنا چاہیے تا کہ دنیا کی آبادی میں تناسب قائم ہو اور اقوام متحدہ میں دنیا کی سب قوموں کی حقیقی نمائندگی ہو اور یہ ہمارا حق ہے ہمارا ازلی دشمن بھارت مسلسل کوشش میں لگا ہوا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اقوام متحدہ کا مستقل نمائندہ بن جائے ہمیں معلوم ہے یہ مشکل کام ہے مگر ایمان کی پختگی ہو اور مسلسل کام کرنے سے انشا اللہ یہ کام ہو جائے گا ساتھ ساتھ ہمیں اپنے اندر بھی اتحاد کی کوششیں شروع کر دینی چاہیے ابھی تھوڑے دِنوں کی بات ہے ۱۹۲۴ء تک ہمارا ایک مرکز تھا ایک حکومت تھی خلیفہ مسلمین تھا عثمانی ترک مسلمان قوم کی رہبری کر رہے تھے اب بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔مزید اس کام سے عام مسلمان کی ہمدردیاں حاصل ہو نگیں۔اور اُن کو زندہ رہنے کا جذبہ ملے گا۔بقول اقبالؒ شاعرِ اسلام۔ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے ... نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر۔

قارئین کو یہ بات معلوم ہو گی یہ موجودہ اقوام متحدہ پہلے یورپ پر مشتمل عیسائی قوموں کی لیگ آف نیشن تھی ۔جو اب اس شکل میں ہے لہٰذا ہمیں مسلمان حکومتوں کو بار بار اس بات پر آمادہ کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کی بھی لیگ آف مسلم نیشنز ہونی چاہیے ہے ہم دنیا میں ۵۷ آزاد ممالک ہیں ،دنیا کے نقشے کے مرکز میں آباد، زرخیز علاقی،آبی گزرگاہیں۔فضائی گزرگاہیں، تیل کے ذخاہراور دیگر معدنی وساہل سے مالا مال ہیں۔لیگ آف مسلم نیشن بنا کر ہی دوسری قوموں سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ہمیں اقوام متحدہ میں مستقل نمائندگی دی جائے۔ یہ باتیں عجیب وغریب لگتی ہیں لیکن بات یہ ہی ہے۔جب تک حقوق کا مطالبہ نہیں کیا جاتا حقوق نہیں ملتے۔جب مطالبہ کریں گے اور مسلسل کرتے رہیں گے تو ایک دن یہ کام بھی ہو جائے گا۔ خوش قسمتی سے او۔آئی۔سی کا پلیٹ فارم موجود ہے۔اسی کو لیگ آف مسلم نیشنز کا نام دے کر کام شروع کر دیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس میں اقوام متحدہ طرز کے ذیلی ادارے بنائیں جو مسلم امہ کی خدمت کریں۔ بقول شاعر سفر ہے شرط مسافر نواز بہتری... ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہیں۔ کچھ کرنے کی کوشش کرنا چاہیے فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیں۔اللہ کی یہ سنت ہے کہ کچھ کرنے والوں کو ضرور دے کر رہتا ہے۔جدوجہد ہی شرط ہے۔اس سے امتِ مسلمہ کا حوصلہ بڑے گا دنیا کی قوموں میں زندہ رہنے کا شعور پیدا ہو گا۔لیکن یہ ہوگا فطری لیڈر شپ کے ذریعہ ’’ اسلامی دنیا میں واحد ایٹمی قوت

کا مالک ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ''کے ذریعے کہ جس کی عوام میں یہ جذبہ موجزن ہے جو اللہ اور رسولؐ کے نام پر مر مٹنے کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہے جو موجودہ صلیبی یلغار کے سامنے سینہ سپر ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے جو اس ملک سے امریکہ کو باہر نکالنے کی صلاحیت رکھتے ہے صرف لیڈر شپ کی ضرورت ہے اور وہ اتحاد امت سے پیدہ ہو سکتی ہی۔ للذا پاکستان میں اس کی پہلی کڑی متحدہ مجلس عمل یا اتحاد امت ہے نام کچھ بھی ہو پاکستانی قوم کا اتحاد ہواور آخری کڑی لیگ آف مسلم نیشنز کا قیام ہے۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔آمین

قاضی حسین احمد پر قاتلانہ حملہ

گزشتہ دِنوں قاضی حسین احمد سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان پر مہمند ایجنسی کے دورے کے دوران ایک گاڑی میں نصب شدہ بم کو ریموٹ کنٹرول سے اُڑا دیا۔اللہ کا شکر ہے کہ جانی نقصان نہیں ہوا البتہ کچھ چار حضرات زخمی ہوئے۔جماعت اسلامی کے لوگوں کی یہ تربیت ہے اور اجتماعات میں وہ اکثر کہا کرتے ہیں جان تو آنی جانی چیز ہے ہر انسان کی موت کا ایک وقت مقرر ہے اس سے پہلے انسان مر سکتا ہے نہ اس کے بعد انسان زندہ رہ سکتا ہے۔اس لیے وہ اپنی جان کی حفاظت کے لیے دوسرے سیاست دانوں کی طرح کچھ خاص سیکورٹی کا انتظام نہیں کرتے اور یہ بات بھی ہے کہ ایک نظریاتی جماعت کے کن کن آدمیوں کو مخالف ماریں گے یہاں تو ایک کے بعد ایک مرنے کے لیے تیار ہے۔کچھ لوگوں کو دوسروں کی پالیسیوں سے اختلاف ہوتا ہے بجائے کہ وہ اپنے نکتہ نظر سے رجوح کریں وہ مخالف نکتہ نظر والے کو راہ سے ہٹانے کی قبیح حرکت کرتے ہے لیکن ان کی یہ حرکت کامیاب نہیں ہوتی اور اللہ نے جس روح کو زندہ رکھنا ہوتا ہے اسے زندہ رکھتا ہے اور جسے مارنا ہوتا ہے اسے مار دیتا ہے۔اللہ نے قاضی حسین احمد کو جتنی زندگی دینی ہے اس سے پہلے مخالف جتنا مرضی ہے زور لگالیں وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ہاں حملے کے بعد انہوں نے جو بیان دیا اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔کون لوگ ہیں جنہوں نے ان پر

حملے کی پلاننگ کی؟ قاضی صاحب نے حملے کے بعد اخباری بیان میں اور ایک ٹی وی پروگرام میں سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا ان کو معلوم ہے کون لوگ حملہ کرنے والے ہیں کن لوگوں کو ان کے کاموں سے اختلاف ہے۔ کن لوگوں کے ایجنڈے کے خلاف قاضی صاحب پلاننگ کر رہے اور ہمیشہ کرتے رہے ہیں ظاہر ہے وہی لوگ حملے کروانے میں شریک ہیں۔ خود کش حملے کے لیے تو لوگ ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ آئے دن کہیں نہ کہیں خود کش حملے ہو رہے ہیں ان کو تو اس کام لے لیے تیار کیا جاتا جس پر وہ اپنی جان پر کھیل کر یہ کام کر جاتے ہیں اصل محرک وہ ہے جو ان کو تیار کرتا ہے۔ ہر آدمی اندازہ کر سکتا ہے کون لوگ ہیں جو بے گناہوں کو خود کش حملہ کروا کے ختم کر رہے ہیں۔ کون لوگ ہیں جو مزاروں پر خودکُش حملے کرواتے ہیں اور انہیں مسمار کرتے ہیں کیا صدیاں گزر گئیں کبھی کسی مسلمان نے اس سے پہلے ایسا عمل کیا تھا اب کیوں کر رہا ہیں؟۔ شیعہ حضرات کی امام بارگاہوں اور بسوں میں سوار شیعوں کو شناخت کر کے قتل کیا جا رہا ہے۔ ملک میں جگہ جگہ شیعوں کے جلوسوں پر بم سے حملے ہو رہے ہیں آخر اس سے پہلے بھی تو شیعہ حضرات اسی ملک میں رہتے تھے؟ اسی طرح سنی حضرات کو بھی شہید کیا جا رہا ہے۔ بچیوں کے اسکولوں کو بموں سے اڑا رہے ہیں۔ ملک کی اقتصادی شہ رگ کراچی کو تباہ کر دیا ہے۔ دفاعی صلاحیتوں اداروں کو تباہ کر رہے ہیں۔ کون لوگ ہیں جو پاکستان کے اندر شدت پسند ناراض لوگوں سے معائدے نہیں کرنے دیتے ہیں اور خود معائدے کے لیے درخواست کرتے ہیں۔ کون لوگ ہیں

جو اس ملک کی اسلامی شناخت ختم کرنے کے درپے ہیں۔ کون لوگ ہیں جنہوں نے ایک پڑوسی ملک کی اسلامی شناخت ختم کرنے کے لیے اس پر حملہ کیا اور وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے ان کو مدد فراہم کی یا کر رہے ہیں۔ کچھ دانستہ اور اب کچھ نادانستہ

صاحبو! پاکستان کے لوگوں کو معلوم ہے اُن کے تھنک ٹینک اُنہیں بار بار مشورے دے چکے ہیں کی اُن کا مد مقابل اسلام ہے اس لیے انہوں نے پلاننگ کی ہوئی ہے اور پاکستان میں ساری افراتفری ان کی پیچھے گریٹ گیم کا حصہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں پاکستان کی اسلامی شناخت ختم ہو، انتشار ہو، خانہ جنگی ہو، لاء اینڈ آڈر ہو، اقتصادیات کو تباہ کر دیا جائے، پاکستان ناکام ریاست ہو اور بلا آخر دنیا میں پروپگنڈا کرکے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کیا جائے یا اسے اقوام متحدہ کے کنٹرول میں دے دیا جائے۔ اُن کے ساتھ وہ لوگ شامل ہیں جن پر آپ کے آباواجداد نے ایک ہزار سال حکومت کی ہے۔ جن کی آٹھ لاکھ فوج کو آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے کشمیر میں پچھلے کئی سالوں سے مزاحمت کا سامنا ہے (بھارت) ان کا ساتھ وہ لوگ ہیں جن کی نافرمانی کی وجہ سے رب کائنات، جہانوں کے رب نے انہیں رد کرکے اور امامت چھین کر امت مسلمہ کو دی تھی وہ اس ضد میں اللہ کے ہر کام کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کے مقابلے میں سود کا نظام قائم کیا۔ بے حیائی کا چلن عام کیا۔ لوگوں کا ناحق قتل کیا۔ ساری مسلم

دنیا میں بگاڑ کا سبب ہیں۔ (یہود) ان دونوں کی کمانڈ امریکا کر رہا ہے۔ پاکستان کے نادان حکمرانوں نے پچھلے ۶۵ سال سے اسے دوست بنایا ہوا ہے جبکہ وہ کبھی بھی پاکستان کا دوست نہ تھا اور نہ ہے۔ کوئی دوست ملک کسی دوست ملک کو کہہ سکتا ہے میری بات مانوں ورنہ تمہیں پتھر کے دور میں پہنچا دیا جائے گا ایسا تو غلام لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے یہود و نصارہ مسلمانوں کے دوست ہر گز نہیں ہو سکتے۔

قارئین! قاضی صاحب کو شہید کرنے کی سازش کیوں کی گئی۔ اس لیے کہ امریکا کی چالوں کا توڑ کرنے کے لیے انہوں نے ملک سے امریکا کو نکالنے کے لیے ''گو امریکا گو'' مہم شروع کی ہوئی ہے جو ملک میں ۸۰ فی صد امریکا کی مخالفت کی ایک وجہ ہے شیعہ سنی اتحاد کے خاتمے کے لیے ملی یکجہتی کونسل کو فعال کیا اور پاکستان کے تمام مکتبہ فکر کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور صرف اکٹھا ہی نہیں کیا بلکہ ملی یکجہتی کونسل نے اتحاد و اتفاق کے لیے فی الواقعہ کام کرنا بھی شروع کر دیا۔ جمعہ کے خطبات میں مسلمانوں میں اتحاد اتفاق کے علاوہ ملک دشمنوں کی نشان دہی کا پروگرام شروع کیا اتحاد مسلمین کے لیے مسلم دنیا کے لیڈروں کو پاکستان میں جمع کیا امریکا فرنٹ لین اتحاد اور امریکی جنگ سے پاکستان کو باہر نکانے کی سوچ کی رہبری کر رہے ہیں افغانستان کے طالبان جو اپنے ملک سے امریکی ناٹو فوجوں کو نکالنے کی جنگ کر رہے ہیں اس کو جائز

سمجھتے ہیں امریکا کے مقامی ایجنٹوں سے کش مکش کر رہے ہیں ناٹو سپلائی بحال کرنے کی مخالفت مزاحمت کر رہے ہیں امریکی حمایت یافتہ این آر او زدہ حکومت کی ملک دشمن پالیسیوں کی مخالفت کر رہے ہیں امریکا مخالف سیاسی جماعتوں کے ایک بڑے اتحاد کی پلاننگ کر رہے ہیں ملک میں مدینے کی اسلامی فلاحی ریاست کے لیے لوگوں کو تیار کر رہے ہیں اس تناظر میں آسانی سے پتہ لگ سکتا ہے کہ ایک جمہوری طریقے سے جد و جہد کرنے والے قاضی حسین احمد کو راستے سے کون ہٹانا چاہتا ہے۔

امریکی چالبازیاں

پرنٹ میڈیا امریکی چالبازیوں کی داستانوں سے بھراپڑاہے تمام محب وطن کالم نگار اپنی اپنی سوچ کے مطابق اس پر اظہار خیال کرتے رہتے ہیں۔ہم بھی اپنے کالموں جو کہ پاکستان کے اکثر اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں گزارش کرتے رہے ہیں کہ امریکی دوستی اچھی نہ امریکی دشمنی اچھی۔یہ توثابت شدہ حقیقت ہے دشمنی تو کسی قوم کی اچھی نہیں ہوتی مگر کبھی کبھی کہا جاتا ہے ناداں دوست سے داناں دشمن اچھاہوتا ہے مگر امریکہ تو داناں دوست بھی اچھا نہیں ہے۔ تمام اہل دانش کو اچھی طرح سے معلوم ہے اور یہ بات اہل وطن کے ہاں گردش بھی کرتی رہتی ہے کہ پاکستان کی چار وزارتیں ہمیشہ امریکی کی مرضی سے بنتی رہی ہیں (اب تو پوری حکومت) جس میں وزارت خزانہ ،وزارت تعلیم،وزارت دفاع اوروزرات اطلاعات شامل ہیں۔ امریکہ ان ہی وزارتوں کی آڑ میں اپنا اثر رسوخ استعمال کرتے ہوئے اور غلط مشورے دیتے ہوئے شروع دن سے پاکستان کے لیے ایک پالیسی بنائی ہوئی ہے کہ اسے خود اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہونے دینا ہے اس کے لیے اس کے پالیسی سازوں نے پاکستان کبھی بھی انڈسٹریل ملک نہیں بننے دیا جس سے یہ زر مبادلہ کماتا بلکہ اسے کنزیومر مارکیٹ بننے میں پالیسیوں کی حمایت کرتا رہا ہے۔

اس کے علاوہ ہم سب پاکستانیوں کو معلوم ہے ہمارا ملک زرعی ترقی کر سکتا ہے کیونکہ اس کے پاس بہترین نہری نظام ہے اس کی زمین زرخیز ہے اس کے ملک میں چار موسم ہر وقت موجود رہتے ہے جس سے کسان سال میں چار فصلیں حاصل کرتے ہیں خط استوا پر واقع ہونے کی وجہ سے گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد موسم، جو فصلوں کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے لیکن بہت ہی افسوس ہے ہمارا کسان طبقہ کسمپرسی کی حالت میں مبتلا رہتا ہے اس سلسلے میں راقم کو اپنے فیصل آباد کے قیام کے دوران جماعت اسلامی کی برادر تنظیم کا رسالہ ''کسان بورڈ'' پڑھنے کا اتفاق ہوا جس میں ایک مضمون تھا'' شہری اور دیہاتی کے مسائل'' دیہاتی اپنے شہری بھائی سے مخاطب ہے اور کہہ رہا ہے شہری بھائی میں آپ کے شہر میں اشیاء ضرورت خریدنے کے لیے ہر سال آتا ہوں میرے بھائی آپ اپنی اشیاء کی قیمتیں اپنی مرضی سے ہر سال بڑھا دیتے ہو مثلاً میں پچھلے سال شہر میں بجلی کا ایک پنکھا خریدنے آیا تھا تو اس کی قیمت کم تھی اور اس سال ایک اور پنکھا خریدنے آیا ہوں تو اس کی پچھلے سال سے قیمت زیادہ ہے اسی طرح ہر چیز کی قیمت ہر سال آپ اپنی مرضی سے بڑھا دیتے ہو آپ کو کوئی پوچھنے والا نہیں، جبکہ میری پیداوار پر حکومت قیمت خرید خود مقرر کرتی ہے اور آپ کو میری پیدا کردہ اشیاء کی کم قیمت دینی پڑتی ہے دوسری بات میرا آٹھ افراد پر مشتمل کنبہ سارا سال محنت کرتا ہے تو شہر کے مزدور سے بہت ہی کم فی کس یومیہ اُجرت بنتی ہے آپ کو اپنی پیداوار پر حق

ہے جتنی چاہو قیمت بڑھا دو مجھے اپنی پیداوار پر قیمت بڑھانے کا اختیار نہیں یہ اختیار حکومت نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور میں اپنی پیدا کردہ اشیاء کی قیمت کے لیے حکومت وقت کی طرف دیکھتا رہتا ہوں یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے ؟اس غریب دیہاتی کو کیا پتہ یہ پالیسی تو آئی ایم ایف بناتا ہے جو دیہاتی اور شہری کے درمیان فرق کرتا ہے تاکہ ملک کے لوگ یکساں ترقی نہ کر سکیں اور طبقاتی کشمکش برقرار رہے جس سے حکومتیں قرض لیتیں ہیں تمہاری قسمت تو آئی ایم ایف کے پاس حکمرانوں نے قرض پر قرض لے کر گروی رکھی ہوئی ہے اور آئی ایم ایف پر یہود اور نصارا کا کنٹرول ہے جو امریکہ کے کہنے پر عمل کرتا ہے۔کیا اچھا ہوتا 80/70 فیصد آبادی پر مشتمل دیہاتیوں کے گھروں کے قریب ہائی پروڈکس کی انڈسٹری لگائی جاتیں ان کو ان کی پیدا کردہ اشیاء کی ان کی مرضی کے مطابق قیمتیں دی جاتیں اور وہ خوش حال ہوتے جس سے ان کی مایوسی دور ہوتی ملک یکساں ترقی کرتا دیہاتی دل لگا کر اشیاء پیدا کرتے یہ اشیاء ہم دنیا کو ایکسپورٹ کرتے زر مبادلہ کماتے ملک خوش حال ہوتا اور جس سے دہاتیوں کا شہروں کے طرف آنے کا رجحان رک جاتا اور آئے دن کے شہری مسائل سے بھی چھٹکارا ملتا۔

اسی طرح 64 سال سے ہمیں اپنی یکساں تعلیمی پالیسی بنانے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی ملک میں مختلف قسم کے نظام ہائے تعلیم چل رہے ہیں آج بھی ہمارے نظام

تعلیم میں لارڈ میکالے کے فرسودہ خیالات موجود ہیں جو صرف کلرک پیدا کرتا ہے جن میں تخلیقی ذہن نہیں اُبھرتا۔ ہم اردو کو اپنی، جو برصغیر کے مسلمانوں کی زبان ہے کو قومی سرکاری زبان نہ بنا سکے دنیا کے تمام ملکوں نے اپنی اپنی قومی زبانوں کو رائج کر کے ترقی کی منزلیں طے کی ہیں مگر ہم آج تک اس قومی فکر سے عاری ہیں امریکہ نے ہمارے نصاب سے ہماری قومی امنگوں کے خلاف تبدیلی کروائی اور یہ کام پرویز مشرف صاحب نے کیا جس سے ملک میں احتجاج بھی ہوا مگر غلاموں کے احتجاج سے کچھ نہیں ہوتا۔ اب پنجاب حکومت نے اپنے آقاؤں سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے انگریزی زبان کو پہلے جماعت سے رائج کر کے قوم کے ساتھ ظلم کیا ہے۔

ہمارے مالیاتی نظام میں سودی نظام کو جاری وساری رکھ کر ہمیں قرض کے بوجھ تلے دبا دیا گیا آئے دن کے آئی ایم ایف کے قرضوں نے پاکستانی قوم کی کمر توڑ دی ہے باہر سے بلائے گئے وزیر اعظم نے مشرف دور میں قوم کو خرچ کرنا تو سکھا دیا گیا مگر آمدنی کے ذرائع کی طرف توجہ نہیں دی گئی وزارت سے فارغ ہوتے ہی واپس اپنے آقاؤں کے پاس چلے قوم کو بیچ منجدھار میں چھوڑ کر چلے گئے۔ نگران حکومت کے دوران بھی باہر سے آئے ہوئے قریشی صاحب ورلڈ بنک کے کلکٹر کا کام انجام ادا کر کے واپس اپنے آقاؤں کے پاس چلے گئے موجودہ کرپٹ حکمرانوں کو ملک پر معاہدے کے تحت مسلط کر کے کرپشن کو عروج تک پہنچا دیا

گیا ہے تاکہ پاکستان کا مالیاتی نظام صحیح سمت پر نہ چل سکے۔
ہمارے ملک میں امریکہ نے لاتعداد ڈالر خرچ کرکے کچھ الیکٹرونک میڈیا کو خرید لیا گیا ہے آج ہمارے ملک کے میڈیا سے متعلق یہی لوگ امریکہ کی ہاں میں ہاں ملاتے نظر آ رہے ہیں لوگوں کو اللہ سے ڈرانے کے بجائے امریکہ سے ڈرا رہے ہیں یہی کام وہ روسی حملے کے وقت بھی کرتے رہے ہیں جواب کر رہے ہیں۔
کچھ عرصہ قبل روسی خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ جو کہ بین القوامی میڈیا میں شایع ہو چکی ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کے ذریعے امریکہ کا مشن اس بات پر کام کر رہا تھا کہ ریمنڈ ڈیوس کے ذریعے القاعدہ کو ایٹمی ہتھیار مہیا کئے جائیں اور اس سے امریکہ میں ۱۱-۹ جیسا جعلی واقعہ کروایا جائے اور پھر اس بہانے پاکستان پر حملہ کر دیا جائے اور افغانستان میں موجود میرین اور پاکستان میں موجود بلیک واٹر کے تربیت یافتہ کمانڈوز سے نشان زدہ جگہوں پر حملہ کرا دیا جائے اور اس طرح اپنی پرانی اسکیم جس کو پاکستانی میڈیا وقتاً فوقتاً اخبارات میں بیان کرتا رہا ہے کو فائنل کرتے ہوئے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو یورپ اقوام متحدہ کے حوالے کر دیا جائے یہ ہے ہمارے دوست امریکہ کے نن الائنس نیٹو اتحادی پاکستان کے خلاف عزائم ! مغربی صحافی وین میڈیسن ٹیم نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں افراتفری پھیلا کر اس کے ایٹمی اثاثوں کو مغرب کے

کنٹرول میں دینا ہے اس انکشاف پر تحقیقی ٹیم کو ایف بی آئی اور سی آئی اے کی جانب سے مسلسل دھمکیوں کا سامنا ہے۔ امریکا کے محقق صحافی و پاکستانی میڈیا کی رپورٹ۔

جہاں تک ہمارے دفاعی معاملات ہیں امریکہ بہادر نے طرح طرح کے روڑے اٹکا کر ہمیں پریشان کر رکھا ہے اس کو ہمارا ایٹمی ملک ہونا برداشت نہیں ہے ہر روز کوئی نہ کوئی بات اس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے 10 جولائی 2011ء کو امریکی اخبارات میں خبر آئی کی کہ سابق آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت نے شمالی کوریا سے ایٹمی راز کے عوض لاکھوں ڈالر وصول کیے۔ اس طرح جھوٹے الزام لگا کر ہمارے فوجی لیڈر شپ کو دنیا میں بدنام کیا جا رہا ہے۔ 29 جولائی 2011ء کے اخبارات میں امریکی حکومت کی جانب سے عام کی جانے والی خفیہ دستاویزات میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکہ نے ء کی دہائی میں پاکستان کے لیے ایک خفیہ پروگرام ترتیب دیا تھا اس میں پاکستان 1970 کے خلاف سفارتی مہم شروع کی تھی جس میں مغربی ممالک پر زور دیا گیا تھا کہ وہ پاکستان کو برآمدات پر کنٹرول کریں۔ 5 اگست 2011ء کو اخبارات میں امریکی ٹی وی این بی سی نے امریکی حکام کے حوالے سے کہا ہے کہ امریکی انتظامیہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے بارے میں تشویش میں مبتلا ہے ان کا خیال ہے کہ یہ ہتھیار غلط ہاتھوں میں جا سکتے ہیں واشنگٹن اتحادی ملکوں سے مل کر جوہری مواد کے خاتمے کے معاہدے

پر

دستخط کے لیے پاکستان پر دباؤ ڈالے گا۔اُدھر ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اپنے حالیہ بیان میں کہا ہے کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کا دہشت گردوں کے ہاتھ لگ جانے کا خدشہ مغرب کا پھیلایا ہوا ہے جوہری اثاثے فوج کی زیر نگرانی میں محفوظ ہیں۔ قارئین کیا کیا بیان کیا جائے ہمارے ملک پاکستان کے پیچھے امریکہ ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے ہمارے ملک کے مقتدر اداروں کو اس کی خبر ہے ہمارے ملک کے موجودہ حکمران بھی اس سے باخبر ہیں مگر بُزدلی اور امداد کی خواہش نے ہمیں یہ دن دکھائے ہیں جہاں تک ملک کے دشمنوں کی گیدڑ بھبکیوں کا سوال ہے تو کیا ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد نہیں'' دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو'' (ال عمران ۱۳۹) کیا ہمیں رسولؐ اللہ کی اس حدیث کا مفہوم یاد نہیں کہ فرمایا رسولؐ نے ایک وقت آئے گا کہ میری امت پر دشمن قومیں ایسی چڑ دوڑیں گی جیسے کھانے پر بھوکے چڑ دوڑتے ہیں صحابہؓ نے کہا کیا یا رسولؐ ہم تعداد میں کم ہوں گے فرمایا نہیں بلکہ دولت کی ہوس اور موت سے خوف کی وجہ سے (سنن ابوداؤد) کیا ہمارے مقتدر حلقے اس بیماری میں مبتلا نہیں ہیں ؟کیا ان حلقوں کی وجہ سے عوام میں مایوسی نہیں پھیل رہی ہے ؟ اللہ کے لیے مقتدر حلقے اور موجودہ حکمران اپنا رویہ درست کر لیں !اور امریکی امداد نہ قبول کریں اور بقول شاعر:۔ اپنی ہی مٹی پے چلنے کا سلیقہ سیکھو سنگ

مر مر پہ چلوگے تو پھسل جاؤگے
اے اللہ تو پاکستان کا محافظ ہو آمین

کراچی آٹھواں بین الاقوامی کتاب میلہ

کراچی ایکسپو سنٹر میں دی پاکستان پبلیشر بک سیلر اسوسی ایشن نے نیشنل بک فائنڈیشن پاکستان کے تعاون سے کتاب میلہ کا انعقاد کیا گیا۔ گزشتہ سات سالوں سے یہ میلہ منعقد کیا جاتا رہا ہے اور انتظامیہ آنے والے سالوں میں ایسے میلے منعقد کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہیں یہ بہت ہی قابل تعریف بات ہے اس میں ملک اور ملک سے باہر کی کتابوں کے پرنٹرز اور سوداگر اپنی کتابیں اپنے اپنے اسٹالوں پر سجاتے ہیں شائقین ان کتابوں کو شوق سے دیکھنے اور خریدنے کے لیے جوق در جوق اس کتاب میلے میں آتے ہیں اور اپنی اپنی پسند کی کتابیں خریدتے ہیں اس میں ہر طرح کی کتابیں مثلاً مذہب، تاریخ، ادب کیمپوٹر، میڈیکل، ناول، نصابی اور بچوں وغیرہ کی کتابیں رکھی جاتی ہیں۔ اس سال بھی یہی کیفیت تھی۔ عمارت کے اندر ۳ حال بنائے گئے تھے۔ داخل ہوتے ہی استقبالیہ کائنٹر بنایا گیا تھا سیدھے ہاتھ حال نمبر[۳] اُلٹے ہاتھ حال نمبر[(۱]اُور سامنے حال نمبر[۲] بنایا گیا تھا۔ عوام کے لیے داخلہ یونیورسٹی روڈ اور اسٹیڈیم روڈ سے رکھا تھا۔ شائقین کے کھانے پینے کے لیے ہوٹل کا بھی انتظام تھا۔ خواتین اور مردوں کے لیے علیحدہ علیحدہ واش رومز کا انتظام بھی تھا۔ ہمیں بھی کتابوں سے پیار ہے اس لیے ہم بھی گذشتہ سال کی طرح دوسرے دن کتاب میلے میں پہنچ گئے۔ وہاں کچھ جاننے

والوں سے ملاقات بھی ہو گئی اور کئی اسٹالوں میں گھومنے پھرنے کے بعد کچھ پسند کی کتابیں بھی خریدیں۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ الیکٹرنک میڈیا، فیس بک، ٹیوٹر، یو ٹیوب کی وجہ سے لوگوں میں کتابیں پڑھنے کا رجحان کم ہو گیا ہے جانے یہ بات کہاں تک ٹھیک ہے اس میں تو شک نہیں کہ معاشی دوڑ دھوپ میں لوگوں کو مطالعے کا وقت کم ملتا ہے اور خاص کر کراچی جیسے شہر میں تو بسوں کے ہلاک کر دینے والے سفر میں وقت کی قوالت اور کتابوں کے مہنگے ہونے کی اور آمدنیوں میں کمی کی اور ٹی وی شو دیکھنے کی اور شہر میں خوف وحراص کی وجہ سے کتابوں کے پڑھنے کا شوق یقیناً کم ہوا ہو گا مگر ہم یہ دیکھ کر حیران راہ گئے کہ ایک طرف یونیورسٹی روڈ سے لیکر داخلے کے دروازے تک لمبی قطار لگی ہوئی ہے بوڑھے، بچے، جوان، عورتیں قطار میں کھڑے ہیں اور قطار ہے کہ چیونٹی چال چل رہی ہے دوسری طرف سٹیڈیم روڈ کی طرف پارکنگ سے لیکر داخلے کے دروازے تک قطار میں وہی پہلے والی قطار کی کیفیت ہے۔ عوام ہیں کہ کتابوں کے تھیلے اسی قطار جیسی کیفیت میں باہر جانے کے لیے ایکسپو سنٹر سے نکل رہے ہیں ایک عید اور واقعی میلے جیسا سماں ہے جیسے دیکھ کر ہمیں محسوس ہوا کون کہتا ہے کہ لوگوں میں کتابیں پڑھنے کا شوق کم ہو گیا ہے نہیں صاحب ہم نے جو دیکھا تو ہمیں جیو ٹی وی پر پڑھا لکھا پاکستان کا بار بار واویلا'' پاکستان کا مطلب کیا'' کاروبار سے زیادہ کچھ نہ لگا یا بلکہ کچھ خاص ایجنڈہ ہی لگا ورنہ اگر جیو ٹی وی والے ان لوگوں کا شوق دیکھ رہے ہوتے تو پھر سیدھا سادہ

اور صحیح واویلا کرتے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الّا اللہ۔ اگر کچھ لوگوں کو قائدؒ کا یہ نعرہ بھول بھی گیا ہوتا تو پھر سے ازبر ہو جاتا اور اس میں جیو ٹی وی والوں کی طرف سے کچھ پاکستان کی خدمت بھی ہوتی ورنہ وہ تو اس کی شکل صورت بگاڑنے میں دن دوگنے رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں۔ایک بات منتظمین سے بھی کرنی ہے اتنی لمبی قطاروں کی تکلیف دے کر لوگوں کی خوشیوں کو دھندلہ کر دیا گیا۔ صرف ایک واک اوور گیٹ بنا کر بہت ہی کم حوصلہ کا مظاہرہ کیا گیا ہے دو کروڑ سے زائد کی آبادی کے شہر کے لوگوں کو ایسے اچھے کتاب میلے میں آنے کی دعوت دے کر اتنے کم انتظامات کرنا مناسب نہیں لگتا۔ اس کے ساتھ ساتھ جگہ کی کمی بھی محسوس کی گئی اندر حالوں میں لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر گھبراہٹ ہونے لگتی تھی آگے نکلنے کا راستہ مشکل سے ملتا تھا۔اسٹالوں کے درمیان جو لوگوں کے چلنے کی جگہ بنائی گی تھی بہت ہی کم تھی خواتین بچوں اور مردوں کو آنے جانے میں بھیڑ کی وجہ سے خاصی تکلیف ہو رہی تھی ایک جگہ انتظامیہ کے لوگوں کے بیٹھنے اور مسائل حل کرنے کے لیے بھی بنائی گئی تھی وہاں ایک صاحب کھڑے ہوئے کسی کی رہنماہی بھی کر رہے تھے ہم نے بھی سوچا ان خرابیوں سے ان کو آگاہ کریں مگر وہ صاحب دوسرے صاحبان کے ساتھ دوسری طرف چلے گئے ہم وہاں پر بیٹھے کچھ اور لوگوں سے بات کرنی چاہی مگر معلوم ہوتا تھا کہ وہ انتظامیہ والوں کے مہمان ہیں جو کچھ زیادہ تھک گئے تھے اور آرام کر رہے ہم نے تو اپنی تھکاوٹ اپنی ہی

کے اسٹال پر بیٹھ کر نکالی۔ لہٰذا ہماری منتظمین سے گذارش ہے کہ آئندہ سال انتظامات کے معاملے میں زیادہ سوچ بچار کرکے اس کو درست کرنے کی کوشش کریں۔

قارئین ہمیں تو معلوم نہیں [دی پاکستان پبلیشر بک سیلر اسوسی ایشن نیشنل بک فائنڈیشن پاکستان] کہ ایسے کتاب میلے لاہور، پشاور، کوئٹہ اور اسلام آباد میں بھی منعقد ہوتے ہیں کہ نہیں اگر نہیں تو پاکستان کے دوسرے بڑے شہروں میں ایسے کتاب میلے منعقد ہونے چاہئیں۔ ویسے ایک اچھی کاوش کے کتاب میلے کے عمومی طور پر انتظامات اچھے تھے۔

پاکستان ٹوٹنے کے اسباب

پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھااور اسلام کے نام پر ہی قائم رہ سکتا تھا اسلام پر عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان ٹوٹا۔ موجودہ پاکستان بھی اسلام ہی کے نام سے قائم رہ سکتا ہے اور ترقی کی منزلین طے کر سکتا ہے جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو ہمارے سامنے مدینے کی اسلامی فلاحی ریاست کا تصور ہوتا ہے کسی مذہبی تھیوکریسی کا نہیں ہوتا۔ قائد اعظمؒ کی مقناطیسی شخصیت کی وجہ سے مخالفین کو شکست دے کر وجود میں آیا تھا اب اسی مقناطیسی شخصیت کی متعین کردہ راہ پر عمل کرکے دنیا میں اپنا مقام بنا سکتا ہے وہ راہ کیا سب کو معلوم ہے پھر بھی ہم نیچے پیش کردیتے ہیں۔ بین الاقومی ایجنڈے پر اور اندرونی بیرونی سازشی عناصر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ہمارے ملک کے سیکولر عناصر، کچھ مفاد پرست ، نہاد دانشور، متحدہ ہندوستان کے سابقہ کل پرزے جنہیں قائد اعظمؒ نے شکست دی تھی، نادان روشن خیال، اسلامی جائز پابندیوں سے الرجک ، دنیا میں ایک شیطانی مملکت کے قیام میں معاون عناصر اور آخر میں امن کی آشا کو لے کو چلنے والے میڈیا مالکان اور ان کی فوج ظفر موج پاکستان کی جڑیں کھوکھلی اور قائدؒ کی متعین کردہ راہ کو گم کر رہے ہیں ۔ اسلام سے محبت ، اسلام کی نشاۃ ثانیا کی تحریک میں جان ڈالنے، اسے پاکستان کی شکل میں قائم کرنے والے ہمارے عظیم

رہنما بانی پاکستان حضرت قائد اعظمؒ نے قیامِ پاکستان سے پہلے ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا" مسلمانو! میں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ دولت، شہرت اور آرام و راحت کے بہت لطف اٹھائے اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کے میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا حق ادا کر دیا میں آپ سے اس کی داد اور صلہ کا طلب گار نہیں ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا ایمان اور میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا اور میرا خدا یہ کہے کہ جناح بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے مسلمان جیئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبہ میں اسلام کے علم کو بلند رکھتے ہوئے مرے" کیا ہم نے قائدؒ کی اس متعین کردہ راہ اور ان الفاظ پر غور فکر کیا؟ قائد اعظم کے یہ الفاظ ان کی اسلام سے وابستگی اور پختگی کا نمونہ ہیں یہ الفاظ ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ ہیں جو قائد اعظمؒ کو سیکولر ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں قائد اعظمؒ نے تو اپنی پوری زندگی قیام پاکستان کے لیے کھپا دی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاکستان مثل مدینہ عطا کر دیا لیکن کیا ہم نے قائد اعظمؒ کے ان الفاظ کی لاج رکھی ہے؟ آج تک ملک میں اسلام کا بابرکت نظام رائج کیا

ہے؟ قائد اعظم کے یہ الفاظ ان کی اسلام سے محبت اور ان کے دینی عقائد اور فکر و نظر کو واضح کرتے ہیں قائد اعظمؒ نے پاکستان کے اسلامی نظریہ حیات کو متعین کر دیا تھا۔

۱۹۷۳ء کا اسلامی آئین بڑی جدوجہد کے بعد اللہ نے ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ہمیں دیا مگر کیا اس اسلامی آئین پر اس کی روح کے مطابق عمل ہو رہا ہے؟ کیا اس ملک میں سود کا نظام نہیں چل رہا جو قرآن کی رُوح سے اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ ہے ؟ کیا یہاں عدل کا نظام قائم ہو گیا ہے جو اسلام کی منشا ہے اور جس کے بغیر انصاف ممکن نہیں ؟ کیا انسان کی جان کی قدر ہے کہ قرآن کی رُوح سے ایک جان کا نا حق قتل پوری انسانیت کا قتل ہے ؟ کیا آئے روز اخبارات میں یہ انکشافات نہیں ہو رہے کہ فلاں قاتل نے ۱۲۰ قتل کیے ہیں فلاں قاتل نے اتنے بے قصور لوگوں کو قتل کیا ہے یہ ٹارگٹ کلنگ کیا ہے؟ یہ اس حدیث کے مطابق نہیں ہے کہ رسول محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ مرنے والے کا پتہ نہیں ہو گا کہ اسے کیوں مارا گیا ہے اور مارنے والے کو پتہ نہیں ہو گا کہ اس کو کیوں مار رہا ہوں ؟۔کیا یہ حکومت کی مفاہمت کی پالیسی کے شاخسانے نہیں ہیں جو قانون کی حکمرانی کے زرین اصولوں پر عمل نہیں کر رہی ، قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا نہیں دلا رہی تھی بلکہ انہیں پیرل پر رہا کر دیتی ہے اور وہ پھر ناحق لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔کیا سپریم کورٹ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ان سزا یافتہ قاتلوں کو دوبارہ گرفتار کیا گیا ہے؟ اسلام کی بنیاد پر

پاکستان حاصل کرنے والے محترم قائدؒ نے ۱۴فروری ۱۹۴۸ء کو سبی میں دربار سے خطاب میں فرمایا تھا'' ہماری نجات کا واحد ذریعہ ان زرین اصولوں پر مشتمل ضابطہ حیات پر عمل کرنا ہے جو قوانین ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰؐ نے قائم کر دیے ہیں''کیا ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری زندہ جاوید خطبہ حجۃ الوداع، جو انسانی حقوق کا بنیادی چارٹر ہے کے مطابق اپنے ملک میں اقدامات کیے ہیں یقیناً نہیں کیے؟ پاکستان بننے کے بعد ۲۱فروری ۱۹۴۸ء ملیر کینٹ میں قائد اعظمؒ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا'' اب آپ کو اپنی سرزمین میں اسلامی جمہوریت معاشرتی انصاف اور اسلامی مساوات کے اصولوں کے احیاء اور فروغ کی پاسبانی کرنا ہے اخوت، مساوات اور اتحاد ہمارے دین تمدن اور ثقافت کے بنیادی عنصر ہیں''کیا ہم نے قائدؒ کی متعین کردہ راہ پر عمل کرتے پاکستان سمت استوار کی ہے؟ تیرہ سو سال کی باتوں کو پرانے زمانے کی باتیں کہنے والوں نے قائدؒ کا یہ بیان نہیں پڑھا جو انہوں نے ۲۶مارچ ۱۹۴۸ء چٹاگانگ میں فرمایا تھا'' اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا (مقصد حیات) اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل جمہوری نوعیت کا ہوگا ان اصولوں کا اطلاق ہماری زندگی پر اسی طرح ہوگا جس طرح تیرہ سو سال قبل ہوا تھا''۔

قارئین! قائد اعظمؒ کی اتنی صاف اسلام کے راستے کی طرف رہنمائی کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں امن کی آشا اور دوستی کی ہندوستانی امریکی پُرانے

ڈاریکٹرین سے باہر آ جانا چاہیے یہ باقی ماندہ پاکستان کے حصے بخرے کرنے اسے مزید توڑنے کی بین الاقوامی سازش ہے امریکہ کے جاری کردہ نقشوں کو دیکھا جا سکتا ہے جس میں پاکستان کی تقسیم کو دکھایا گیا ہے۔ کراچی بلوچستان میں مشرقی پاکستان جیسی کاروائیوں سے ہماری آنکھیں کھل جانی چاہیں ہیں ساتھ ہی ساتھ امریکہ ہندوستان کو خطے کا تھانے دار بنانا چاہتا ہے خود مختیار ایٹمی اسلامی پاکستان کو اس کی تفصیلی ریاست بنانا چاہتا ہے۔ ہمیں تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہیے اسی امریکہ نے اپنے اتحادی دوست پاکستان کی بھارت کے حملے کے وقت ہماری کوئی بھی مدد نہیں کی تھی اور کہتا رہا میرا بحری بیڑا مدد کو پہنچ رہا ہے مگر وہ کبھی بھی نہ پہنچا بلکہ اس وقت کے یہودی امریکی وزیر خارجہ نے اپنی کتاب میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ پاکستان توڑنے میں امریکہ کا بھی ہاتھ تھا اس کے باوجود ہم نے اپنی ترجیحات کا تعین کیوں نہیں کر رہے ؟ اس کا جواب پاکستان کے حکمرانوں اور قوم نے اللہ کو دینا ہے قائد اعظمؒ تو یقیناً اللہ سے اجر پا لیں گے کہ انہوں نے سچ کر دکھایا، کیا ہم اللہ کے سامنے اس جواب دہی کے لیے تیار ہیں؟

نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان پر ایمان رکھنے والی سیاسی اور دینی، ایماندار، کرپشن سے پاک، نڈر لوگ پاکستان کی لیڈر شپ کے اندر اٹھ کھڑے ہوں اور پاکستان کو ترقی کے راستے پر گامزن کریں ورنہ کرپشن، رشوت، لوٹ کھسوٹ، مہنگائی ٹارگٹ کلنگ، ٹھپہ مافیا، بھتہ مافیہ، ناانصافی، امن وامان، بے روزگاری، لوشیڈنگ، خود کش حملے، بیرونی جار

حیت ، سرحدوں پر حملے، ڈرون حملے، عدل و انصاف کا نہ ہونا، اسٹریٹ کرائم، اغوا برائے تاوان سے نجات ممکن نہیں ۔ ہمیں اسلامی دنیا کی طرف سے چلنے والی ٹھنڈی ہوا (عرب بہار) کے جھونکوں کو محسوس کرنا چاہیے ہمیں اپنی تقدیر اپنے ہاتھوں میں لینی چاہیے ورنہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔

قارئین ! ہمیں اپنے پاکستان ٹوٹنے کے اسباب پر غور کرنا چاہیے عوام کو ان کے جائز حقوق دینے چاہیں اللہ نے پاکستان کو آزاد عدلیہ دی ہے جو کام حکومت کے کرنے کے کام ہیں وہ عدلیہ کر رہی اور حکمران شرم کے بجائے عدلیہ پر تنقید کرتے ہیں اللہ پاکستانی قوم پر مہربان لگ رہا ہے آزاد الیکشن کمیشن قائم ہو چکا ہے فوج کی نگرانی میں لوگوں کو اپنی رائے کا حق ملا تو پاکستان قائم و دائم رہے گا انشاء اللہ

ڈھاکہ قال ! البدر والشمس

دسمبر کا مہینہ جب ہر سال آتا تو ہزاروں وفا کے پیکر یاد آتے ہیں جنہوں نے مملکت اسلامی جمہوریہ مملکت پاکستان کو بچانے کے لیے اپنی جانیں اپنے ہی لسانیت قوم پرست لوگوں کے ہاتھوں ڈھاکہ کی سڑکوں پر پیش کیں۔ مکتی باہنی کے غنڈوں نے انہیں بے دریغ مولی گاجر کی طرح کاٹا اور انہیں اذیتیں دے دے کر مہکتی باہنی کے تماشی بینوں کے دائرہ بنے اکٹھے کے سامنے ذبح کیا۔ ظلم کی ایک رات تھی جو ختم نہیں ہو رہی تھی۔ اسلامی جمعیت کے البدر اور الشمس کے ہزاروں کارکنوں کو بے دردی سے شہید کیا۔اُردو بولنے والے ہر شخص کو تکلیفیں دیں۔آج بھی پاکستان سے محبت کرنے والوں پاکستانی بنگلہ دیش کیمپوں میں زندگی گزار رہے ہیں مگر بے حس پاکستان کے حکمران اور سوئی ہوئی امت مسلمہ ان کے لیے کچھ نہیں کر رہی اور تاریخ میں اپنی اس بے حسی کی داستان لکھوا رہی ہے۔آج پھر میرا پاکستان قومیتوں اور لسانیت اور حقوق کی جنگ میں گہرا ہوا ہے لوگ ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں اگر شروع ہی میں اسلامی نظام رائج کر دیا جاتا تو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے اب بھی کچھ نہیں گیا اس ملک میں اسلامی نظام حکومت قائم کر دیا جائے تو اللہ کی نعمتیں آسمان سے اتریں گیں اور زمین بھی اپنے خزانے اُگل دے گی بھائی چارہ ہو گا عدل انصاف ہو گا انسان کی قدر ہو گی اللہ ہم سے راضی ہو

گا ورنہ مقافات عمل تو جاری رہتا ہے جس میں قومیں ختم ہو جاتی ہیں حضرت علیؓ کا قول ہے کہ کفر کی حکومت تو چل سکتی ہے مگر ظلم کی حکومت نہیں چل سکتی آج ہمارے ملک میں ظلم کا نظام ہے لوگ سسک سسک کر مر رہے ہیں ہمارے پچھتّر فی صد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں یہ ظلم نہیں تو کیا ہے؟ جہاں تک مشرقی پاکستان کے ٹوٹنے کے وقت ظلم کی داستان ہے البدر کے ان وفا کے پیکروں نے صحابہؓ کے دور کی یاد تازہ کر دی تھی۔ایک البدر کے کارکن کو گرفتار کر کیا گیا مکتی باہنی کے تمائش بینوں کے اکٹھ کے سامنے اسے کہا گیا کہ جیئے بنگلہ دیش کا نعرہ لگاؤ اس نے انکار کیا اوراور جیئے پاکستان کا نعرہ لگایا اسے گڑھا کھودنے کا کہا گیا اس مظلوم نے اپنے ہاتھ سے گڑھا کھوداد وبارہ اسے جیئے بنگلہ دیش کا نعرہ لگانے کا کہا گیا مگر اس البدر کے کارکن نے پھر بھی جیئے پاکستان کا نعرہ لگایا گڑھا کھودا جانے کے بعد اسی قومیت کے ظالمانہ طرز عمل کو دوھرایا گیا اس نے پھر وہی جیئے پاکستان کا نعرہ لگایا اسے قریب پڑے کانٹے گھڑے میں ڈالنے کا کہا گیا اس نے اپنے ہاتھ سے کانٹے گڑھے میں ڈالے اس کے بعد وہی طرز عمل دوھرانے کے بعد اسے اس کانٹے بھرے گڑھے میں ڈال کر مٹی سے بھر دیا گیا بعد میں البدر کتاب کے مصنف نے ڈھاکہ جا کر اس کے والدین سے انٹرویو کیا تو اس کے والدین نے بتایا کہ ہم اس کو جمعیت میں شمولیت سے منا کرتے تھے اور جمعیت کو پسند نہیں کرتے تھے مگر ہمارے بیٹے کے اس مومنانہ بہادرانہ قربانی کی وجہ اب ہم سب خاندان

والے جماعت اسلامی میں شریک ہو گئے ہیں اور اس کے اسلامی اخوت کے پروگرام سے اتفاق کرتے ہیں۔

قارئین یہ ایک بنگالی خاندان کی رُوداد ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے البدر کے کارکن کا تذکرہ کرتے ہوئے کتاب کا مصنف لکھتا ہے اسی طرز عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مکتی باہینی کے قوم پرست متشدد لوگوں نے ایک دوسرے البدر کے کارکن کو پکڑا اسے بھی جئے بنگلہ دیش کا نعرہ لگانے کا کہا مگر اس نے بھی انکار کیا اس انکار کی وجہ سے اس کا ایک بازو کاٹ دیا گیا اور پھر جئے بنگلہ دیش کا نعرہ لگانے کا کہا مگر پھر بھی اس نے جئے پاکستان کا نعرہ لگایا اس کے دوسرا بازو کو کاٹا گیا اور جئے بنگلہ دیش کا نعرہ لگانے کا کہا مگر اس مرد مومن نے جئے پاکستان کا نعرہ لگایا آخر میں اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا یہ تو تحقیق کے دوران کچھ کا علم ہوا ورنہ جانے کتنے پاکستان اسلام سے محبت کرنے والوں کو قوم پرستوں نے تہ تیغ کیا اسی کتاب میں دس ہزار البدر کی کارکنوں کی شہادت کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کا پاکستان کی فوج کے اعلیٰ عہداروں نے بھی تسلیم کیا ہے اور البدر کے کارکنان کی بہادری کے واقعات بھی بیان کئے ہیں آج ان شہیدوں کی رُوحیں پاکستان کے لوگوں کو چیخ چیخ کے کہہ رہی ہیں کیا بھول گئے ہو اے لوگوں ؟ ڈھاکہ کی گلیاں اے لوگوں ؟البدر کا دستہ اے لوگوں ؟الشمس کے شہداء اے لوگوں ؟وہ لوگ

ہم ہی تھے اے لوگوں ؟ البدر جمعیت اے لوگوں ؟ بہتے لہو کی دھار جمعیت ظلم کے آگے ڈھال جمعیت ہر دم ہے تیار جمعیت اس کے علاوہ تکمیل پاکستان کی جد وجہد میں کشمیر میں کشمیری مسلمانوں کے شانہ بشانہ شہید ہونے والے جمعیت کے کارکن اور افغانستان میں روسی سرخ آندھی کو روکنے میں مددگار اور شہادت پانے والے کارکنوں کی یاد میں جمعیت پاکستان کے نوجوانوں کی یہ سدا یاد آ جاتی ہے ایٹمی قوت کا حامل ملک پاکستان اسلام کے نام سے حاصل کیا گیا تھا اسلام کے نام سے قائم و دائم ہے اور اسلام ہی کے نام سے اس کی بقا ہے انشاء اللہ۔

قارائین اللہ ہمیں اس مثل مدینہ ملک کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(حوالہ کتاب البدر)

امید پاکستان کانفرنس

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ضلع کراچی جنوبی کے کارکنان کی ایک روزہ تربیتی گاہ کا پنجاب کالونی گراونڈ میں انعقاد کیا گیا امید پاکستان کانفرنس ۲۵ دسمبر صبح ۱۰ بجے وقت مقررہ پر شروع ہوئی ضلع بھر کے کارکنان نے بھرپور شرکت کی۔کانفرنس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی پروگرام اللہ تعالی کے نام سے شروع ہوا مقریرین میں جناب لیاقت بلوچ سیکریٹری جنرل جماعت اسلامی پاکستان ، جناب راشد نسیم نائب امیر جماعت اسلامی سندھ، جناب محمد حسین محنتی امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی، جناب ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی امیر جماعت اسلامی سندھ، جناب میاں مقصود احمد امیر جماعت اسلامی لاہور، جناب حافظ عبدالواحد شیخ امیر جماعت اسلامی ضلع کراچی جنوبی اور جناب شیخ رفیق احمد جماعت اسلامی ضلع کراچی شرقی کے رہنماء نے شرکت کی۔ شیخ رفیق احمد نے درس قرآن دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں اللہ کے دین کا ایسا ہی مددگار بننا پڑے گا جیسے حضرت کہ عیسیٰؑ کی پکار پر کہ کون ہے اللہ کے راستے میں میرا مددگار تو حواریوں نے کہا تھا ہم ہیں اللہ کے راستے میں آپؑ کے مددگار... پھر انہوں نے صحابہؓ کے کردار کا ذکر کیا کہ کس طرح انہوں نے اللہ کے دین کو قائم کرنے میں رسولؐ اللہ کا ساتھ دیا تکالیف

برداشت کی خصوصاً حضرت معصبؓ کا ذکر کیا اور فرمایا اب بھی اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لئے ایسی ہی قربانیاں دینی پڑیں گی۔اس کے بعد امیر جماعت اسلامی ضلع کراچی جنوبی جناب عبدالواحد شیخ صاحب نے افتتاحی گفتگو کی حاضرین کو خوش آمدید کیا اور کارکنان ضلع جنوبی اور خصوصاً حلقہ پنجاب کالونی کے کارکنان کی مہینہ بھر کی انتھک کوشش پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے پورے مہینے کے پروگراموں پر روشنی ڈالی کہ کس طرح ضلع بھر کے کارکنان نے طے شدہ پروگرام کے مطابق محنت سے کام کیا اور آج اس پروگرام کے آخری دن یہ سالانہ تربیتی پروگرام امید پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔اس کے بعد میاں مقصود احمد امیر جماعت اسلامی لاہور نے فریضہ اقامت دین پر ایمان افروز تقریر کی۔اس کے بعد ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی صاحب نے ہماری منزل مدینہ کی اسلامی فلاحی ریاست پر تقریر فرمائی انہوں نے کراچی اور سندھ کے حالات پر سیر حاصل بات کی اور حکومت کی کارکردگی پر روشنی ڈالی انہوں نے فرمایا ٹرانس پرنسی انٹرنیشنل نے حکومت کی کرپشن پر رپورٹ شائع کی تو اس پر وفاقی کابینہ نے تنقید کی مگر اس کی تصدیق خود حکومت کے اہلکار نے کر دی اور کہا کہ روزانہ پندرہ ارب روپے کی کرپشن ہو رہی ہے ایک ٹی وی ٹاک شو میں انہوں نے کہا اس بات کی قلی کھولنے پر انہیں دھمکیاں مل رہی ہیں معراج الہدیٰ صدیقی صاحب نے کہا کہ حکومت کے ایک وزیر کے گھر سندھ میں شارٹ سرکٹ سے آگ لگنے پر ان کے گھر رکھے ہوئے ۱۷ ارب کی کرنسی جل گئی یہ ہے غریبوں کو روٹی

کپڑا اور مکان دینے والی پارٹی کے وزیروں کا حال یہ ہے بلاول بھٹو جب کراچی سے رتو ڈھیرو کا سفر کرتے ہیں تو انہیں ۳۳ گاڑیوں کا تحفظ دیا جاتا ہے اور مذید مکمل پروٹوکول نہ دینے پر درجن بھر ایس پی حضرات کو معطل کر دیا جاتا ہے...اس کے بعد جناب محمد حسین محنتی امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی نے خطاب فرمایا ان کا مضمونقم فاندر..

وربک فکبر انہوں نے فرمایا رسولؐ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے کہا اُٹھو اور لوگوں کو ڈراؤ کہ وہ اللہ کے بندے بنیں رسولؐ اللہ نے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا گھروں میں ، میلوں میں ، بازاروں میں لوگوں کو دین کی دعوت دی اور تکالیف برداشت کیں اور عرب کے دستور کے مطابق انہوں نے پہاڑ پر چڑھ کر کہا یا صباحا یا صباحا (صبح کا خطرہ صبح کا خطرہ) لوگ جب جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا اگر میں آپ سے کہوں کے پہاڑ کی اُس طرف حملہ آور پہنچ گیا ہے تو آپ میری بات پر یقین کروگے سب نے کہا آپؐ امین اور صادق ہیں ہم آپؐ کی بات پر یقین کرتے ہیں مگر جب آپؐ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے اللہ نے پیغمبر بنایا ہے اور میں آپ سے کہتا ہوں سارے خداؤں کو چھوڑ کر طرف ایک خدا کی پرستش کرو تو سب نے آپؐ کو بُرا بھلا کہا اور کہا کہ آپ نے ہمارا وقت ضائع کیا اور سولؐ اللہ کی بات نہ مانی مگر رسولؐ اللہ نے مسلسل ان کو دعوت دی اور بلا آخر اللہ نے انہیںؐ کامیاب کیا اس لیے میں کارکنان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دن رات محنت کریں تاکہ اس پاکستان میں اللہ کا دین غالب ہو اور اللہ کا کلمہ بلند ہو۔اس کے

بعد جناب راشد نسیم صاحب نائب امیر جماعت اسلامی سندھ نے 'یہ نغمہ فصلِ گل کا نہیں پابند بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ'' کے مضمون کے تحت ایمان افروز خطاب کیا آخر میں محترم لیاقت بلوچ سیکریٹری جماعت اسلامی پاکستان نے صدارتی خطاب میں فرمایا پاکستانی شہریت رکھنا گوارا نہ کرنے والوں کو ریاست بچانے کی فکر لاحق ہے ترقی پسند ملک کو سیکولر بنانے اور کراچی والے عالمی ایجنڈے پر کراچی میں بدامنی کی آماجگاہ بنانے پر عمل پیرا ہیں مگر ہم ان کے عزائم کو پورا نہیں ہونے دیں گے۔ درست ووٹر لسٹیں، صحیح حلقہ بندیاں اور شفاف انتخابات موجودہ پریشانیوں کا واحد حل ہیں۔

جماعت اسلامی ترازو کے نشان کے لیے کوشش کر رہی ہے اپنے نشان کے تحت انتخاب میں حصہ لیں گے انہوں نے کہا کراچی میں بدامنی کا راج ہے ٹارگٹ کلنگ معمول بن چکی ہے مایوسی ہے ایسے میں امید پاکستان کانفرنس کا انعقاد قوم کو ایک امید اور انقلاب کی نوید دے گا قائداعظمؒ نے اس امید پر پاکستان بنایا تھا کہ نظریاتی مملکت وجود میں آئے گی مگر ۶۵ سال گزرنے کے باوجود قائدؒ کا خواب پورا نہیں ہوا اب کہا جا رہا ہے کہ قائدؒ سیکولر ریاست بنانا چاہتے تھے یہ قائدؒ پر الزام ہے انہوں نے اسلامی فلاحی ریاست کے لیے جد وجہد کی تھی قائدؒ نے ۹۰ سے زائد تقریروں میں مسلسل یہ کہا ہے کہ پاکستان کا مطلب صرف آزادی اور استقلال نہیں ہے بلکہ پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام ہے

غازی علم دین کا مقدمہ لڑا۔ پاکستان علامہ اقبالؒ کی اسلامی فکر اور قائدؒ کے خیالات کے مطابق اسلام کا قلعہ بنے گا حکمران ۵ سال تک جرائم کرتے رہے اس عرصے میں پاکستان کی سلامتی آزادی خود مختیاری اور وقار امریکا کے ہاتھوں گروی رکھ دیا ہے پاکستان کے نیو کلیئر اثاثوں پر قبضے کے لیے پاکستان کو غیر مستحکم کیا گیا شیعہ سنی دیوبندی.بریلوی اور دیگر مکاتب فکر کے افراد کو ایک دوسرے سے لڑانے کی سازشیں کی گئیں ملی یکجہتی کے پلیٹ فارم سے امریکی ایجنڈے کو ناکام بنائیں گے مہنگائی، سی این جی ،لوڈ شیڈنگ، بے روزگاری، بلوچستان کے مسئلے پر کہا کہ پرویز مشرف کو پورے پروٹوکول کے ساتھ ملک سے فرار کرایا گیا کراچی میں بلدیاتی انتخابات اس لیے نہیں کروائے جا رہے کہ شفاف انتخابات سے جماعت اسلامی کامیاب ہو جائے گی انہوں نے ملک کی اقتصادی حالت پر کھل کر گفتگو کی۔ کراچی کو آزاد کرانے کے لیے جنوری میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد کریں گے پیپلز پارٹی، متحدہ، ق لیگ اور اے این پی نے ملک کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا ہے جماعت اسلامی کے پاس کردار کا ایجنڈا ہے دیانت دار قیادت اور ترازو کے نشان کے تحت انتخابات میں حصہ لیں گے۔

پروفیسر غفور احمد پاکستان کے عظیم سیاسیدینی رہنما

پاکستان کے ہر دلعزیز سیاسی اور دینی لیڈر اور جماعت اسلامی کے مرکزی رہنماپروفیسر غفور احمدوفات پا گئے ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔نماز جنازہ ادارہ نور حق جماعت اسلامی کراچی کے مرکزی دفترکے باہر محمد علی جناح روڈپر پڑھائی گئی ان کو سخی حسن کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیاجنازہ سے پہلے امیر جماعت اسلامی جناب منور حسن نے اسی جگہ پر نماز عصرپڑھائی اس کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔بعض لوگ نماز عصر قریب کی مساجد میں ادا کرنے کی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکے توان کے لے دوبارہ نمازجنازہ پڑھائی گئی پروفیسر غفور احمد کے انتقال کی خبر رات ہی کو منور حسن امیر جماعت اسلامی پاکستان کے صاحب زادے کے ولیمہ کے خاتمے کے موقعے پر ہی معلوم ہو گئی تھی لوگ رات ہی سے سوگوار تھے امیر جماعت اسلامی پاکستان منور حسن نے جنازے سے قبل تقریر کرتے ہوئے کہاپروفیسر غفور احمد ایک عہد ساز شخصیت تھے وہ اپنی ذات میں اے ک انجمن تھے۔پاکستان کے کئی اتحادوں کے روح رواں تھے یو ڈی ایف اور پاکستان قومی اتحاد کے سیکرٹری جرنل رہے ان اتحادوں کی مذاکراتی ٹیموں کے سرکردہ ممبر بھی رہے اتحادوں کی سیاست مفاہمت سے شروع ہوتی ہے اور پروفیسر غفور احمد صاحب کو اس پر عبور حاصل تھا وہ سیاسی رہنماؤں کو ملاتے تھے تمام

سیاسی لیڈروں سے ان کی ذاتی تعلقات تھے ہمیشہ محاز آرائی پر آمادہ لوگوں کو یکجا کیا پروفیسر غفور احمد نے بزرگ سیاسی رہنماؤں نواب زادہ نصراللہ خان مولانا مفتی محمود اور دوسرے سینئر سیاسی راہنماؤں بیں مرد لعزیز تھے وہ آئی جی آئی کے سیکرٹری جرنل تھے ان کا ۱۹۷۳ء کے آئین بنانے میں بہت بڑا کردار تھا ختم نبوت کی تحریک میں پیش پیش تھے اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ قاضی حسین احمد نے کہا ہمارے بڑے بھائی اور جماعت اسلامی کے مرکزی رہنما پروفیسر غفور احمدؒ آج ہماری درمیان موجود نہیں ہیں ان کے پیر پگارہ، نواب نصراللہ خان اور دوسرے بزرگ سیاسی رہنما ؤں سے قریبی تعلقات تھے۔ ہر سیاسی جماعت اور مکتبہ فکر میں یکساں مقبول تھے اللہ تعالیٰ نے پروفیسر غفور احمدؒ کو دین کی خدمت کے لیے لمبی عمر عطا کی تھی۔ ان کی نماز جنازہ میں قاضی حسین احمد سابق امیر جماعت اسلامی صدر ملی یکجہتی کونسل، پروفیسر خورشید احمد نائب جماعت اسلامی پاکستان، جماعت اسلامی کے سیکرٹری لیاقت بلوچ سابق سٹی ناظم نعمت اللہ خان ایڈوکیٹ، جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے عبدالرشید ترابی، جماعت اسلامی حلقہ کراچی اور صوبہ سندھ کی قیادت اور جماعت اسلامی کے ہزاروں، کارکنان، جمعیت اتحاد پاکستان کے صدر مولانا عبدلمالک، اہلسنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی۔ انصار الامہ پاکستان کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل، متحدہ قومی موومنٹ کے عامر خان کنور خالد یونس، شمشاد غوری، بزرگ سیاسی رہنمامعراج محمد خان، عوامی

مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد، دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق، مسلم لیگ (ن) کے سنیٹر مشاہداللہ، غوث علی شاہ، سلیم ضیا، نہال ہاشمی، صحافی وسعت اللہ، جسارت کے ایڈیٹر اطہر ہاشمی، دانشور نصرت مرزا، تحریک انصاف کے عارف علوی، زبیر خان، جمعے ت علمائے اسلام (ف) کے حافظ حسے ن احمد، قاری عثمان، دفاع کونسل کے حمید گل، مسلم لیگ (قیوم) کے خان امان اللہ، سندھ یونائٹڈ پارٹی کے سربراہ جلال محمود شاہ، مسلم لیگ (ف) کے امتیاز شیخ، ، نظام مصطفیٰ پارٹی کے الحاج محمد رفیع، منہاج القرآن کے سید ظفر اقبال، جمعے ت اسلام (س) کے مفتی عثمان یار خان، پی ڈی پی کے بشارت مرزا، یوسف مستی خان، سپریم کورٹ بار کے سابق صدر یاسین آزاد، کراچی بار کے نعیم قریشی، آرٹ کونسل کے احمد شاہ، (ق) مسلم لیگ کے بوستان علی ہوتی، اے این پی کے گل آفندی سنی تحریک کے مطلوب اعوان، میر نواز خان مروت، جے یو آئی کے اسلم غوری، شیعہ علما کونسل کے علامہ سید نقوی، مجلس وحدت المسلمین کے مرکزی رہنما علامہ یوسف حسین، نیشنل پارٹی کے سید ضیا عباس، پیپلز پارٹی کے عبدالحکیم بلوچ، ایڈمنسٹریٹر کراچی محمد حسین سید، جمعے ت علمائے اسلام (سینئر) کے پیر عبدالرحیم نقشبندی، اقلیتی رہنما مائیکل جاوید اور دوسرے سیاسی دینی، سماجی جماعتوں کے مرکزی لیڈران حضرات اوران کے نمائندوں نے شرکت کی محروم نے برس عمر پائی کئی سالوں سے بیمار تھے متعدد تعلیمی اداروں سے وابستہ رہے جماعت ۵۸ اسلامی کراچی کے امیر اور جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر کی

ذمہ داریاں پوری کرتے رہے جوانی ہی میں جماعت اسلامی میں شریک ہوئے اور آخر دم تک جماعت سے ہی وابستہ رہے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ممبر رہے پاکستان قومی اتحاد کے دوران اور بھی کئی موقعوں پر گرفتار کئے گئے کئی کتابوں، جن میں پھر مارشل لا آ گیا، اور الیکشن نہ ہو سکے، بے نظیر کا پہلا دور حکومت، بے نظیر حکومت کا عروج وزوال، پرویز مشرف آرمی ہاؤس سے ایوان صدر تک اور نواز شریف اقتدار سے عتاب تک کے مصنف بھی تھے وہ کراچی کے عوام کی توانا آواز تھے۔انہوں نے سیاست میں شرافت کے چلن کو عام کیا۔جماعتی زندگی میں نظم وضبط درخشاں مثالیں قائم کیں ایک سینئر صحافی نے ان کے گھر پہلی دفعہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میرا فون خود رسیو کیا، دروازے پر خود آئے، جائے خود بنا کر لائے، کوئی سیکرٹیری، خدمت گار، گارڈ، محافظ نہ تھا جبکہ اس شہر میں لوگ محافظوں اور خدمت گاروں کی فوج رکھتے ہیں بہادر نڈر اور راست باز شخص تھے سادگی کا پیکر تھے مرحوم نے سوگواروں میں ۳ بیٹے ۶ بیٹیاں اور تحریک اسلامی کے ملک اور دوسرے ممالک میں لاکھوں سوگوار چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے آمین۔

پاکستان نے 2012ء کیا کھویا کیا پایا

مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سال 2012ء بھی حکمرانوں نے ضائع کر دیا ملک میں اسلامی دستور موجود ہے ملک کی اکثریت مسلمان ہے ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا ملک کی خاموش اکثریت صرف اور صرف اسلام چاہتی ہے مگر اس پر عمل نہیں کیا گیا قائد اعظمؒ کے پاکستان کا یہ سال بھی اسلام کا قانون نافذ کے بے بغیر چلاتے رہے۔ قائد اعظم نے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الااللہ کے تحت پاکستان حاصل کیا تھا اور ہندوستان کے مسلمانوں نے اس کی تاہید کی تھی قائدؒ نے تحریک پاکستان کے دوران پاکستان میں اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کے لیے 90 تقاریر کیں جو ریکارڈ پر موجود ہیں مگر ہمیشہ کی طرح ایک تقریر کو سیکولر پاکستان کی دلیل بنانے کی اس سال بھی کوشش کی گئی جو قطعاً غلط ہے اور قائدؒ پر الزام ہے۔ امن کی آشا والوں نے اپنے 2010ء کے ٹی وی ٹاک شو کے اندر زیادہ تعداد میں سیکولر افراد کو بیٹھا کر رائے لی اور ووٹنگ کو چالاکی سے الٹ دیا 60 فی صد پاکستان میں اسلام کے نفاذ کی رائے کو سیکولر کے نفاذ کی رائے میں بدل دیا تھا جس کو سفید جھوٹ ہی کہا جا سکتا ہے اس پورے سال بھی اپنے الیکٹرونک میڈیا کے ذریعے بھی وہی جھوٹ دہراتے رہے۔ لوگوں کے ذہنوں کو امریکا کے ایجنڈے کے مطابق اسلام کے خلاف کرتے رہے، بے حیائی پھیلاتے رہے۔ کاش ملک میں

اسلامی فلاحی ریاست قائم کی جاتی جس میں بیرونی مداخلت نہ ہوتی، بلیک واٹر کے ایجنٹ ملک میں دہشت گردی نہ کرتے، ملک میں مغربی ملکوں کا جاسوسی کا نٹ ورک نہ ہوتا، ملک محفوظ ہوتا، سودی نظام نہ ہوتا، عریانی اور بے حیائی نہ ہوتی، ہر شہری کی عزت نفس محفوظ ہوتی، قابلیت کے تحت ہر ایک کو ترقی کے مواقع ملتے۔ عدل کا نظام ہوتا، قرقہ وارانی اختلافات نہ ہوتے، لسانیت اور قومیت نہ ہوتی، ایک دوسرے کی گلے نہ کاٹے جاتے، امن و امان ہوتا، مہنگائی نہ ہوتی، بے روزگاری نہ ہوتی، ملک کے دو تہائی لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزرانے پر مجبور نہ ہوتے، غربت کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں کو فروخت کے لے نہ پیش کرتے، گیس بجلی کی لوڈ شیڈنگ نہ ہوتی۔ لوگ گاڑیوں میں گیس بھروانے کے لیے پٹرول گیس پمپوں پر میلوں لمبی دو رویا قطاروں میں اپنی گاڑیاں کھڑی نہ کرتے۔ سب سے بڑی بات کہ پاکستان کے معاشی حب کراچی میں امن و امان ہوتا۔ کیا کیا بیان کیا جائے یہاں تو ہر چیز خراب ہے ملک اور غیر ممالک میں کرپشن کی کہانیاں عام ہیں اتنی مدت گزرنے کے باوجود پاکستان اپنی منزل حاصل نہیں کر سکا لوگوں کے جذبات کی قدر نہیں کی گئی کچھ لوگوں نے تنگ ہو کر بندوق اُٹھا رکھی ہے ملک میں گوریلا جنگ جاری ہے کھربوں روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ بندوق برداران سے مذاکرات نہیں کئے گئے بلکہ بیرونی ایجنڈے پر ہی عمل کرتے رہے، مذاکرات کے راستوں میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ کرپشن، لوٹ گھسوٹ، اقراپروری، کرپٹ لوگوں کو عدالتوں سے سزا کے باوجود عہدوں

پر فائز کرنے میں سال گزر گیا۔ اپنے ازلی دشمن بھارت کو موسٹ فیورٹ ملک پسندیدہ ملک) قرار دینے کی سمت تیزی سے پیش رفت کی گئی ملک کی بھاری اکثریت) کی مخالفت کے باوجود کل ہی امریکی ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے وزارتِ خارجہ نے بیان جاری کیا ہے کہ جلد بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دے دیا جائے گا معیشت کا حال یہ کہ ایک ڈالر سو روپے تک پہنچنے والا ہے۔ بیرونی ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے کمسن بچی ملالہ کی شکل میں ملک کی عزّت داؤ پر لگائی گئی ٹرانس پرنسی انٹرنیشنل کی کرپشن کے متعلق رپورٹ نے حکمرانوں کو بے نقاب کیا۔ حال ےہ ہے کہ روزانہ سترہ ارب روپے کی کرپشن کا ریکارڈ قائم کرکے دنےا میں کرپٹ ہونے کی شہرت پائی جس کی تصدیق نیپ کے چیئر مین جو حکومت کے آدمی ہیں کے انکشاف پر سامنے آئی یعنی گھر کے بھےدی کی گواہی۔ ملک کی عدلیہ کی حکومتی سطح پر تذلیل کی گئی۔ ۲۲ سال میں پہلی مرتبہ سپریم کورٹ عدالت کی سپر میسی قائم رکھنے کے لے ے.برطانیہ کے شہری الطاف حسین کے خلاف کنٹمنٹ آف کورٹ کا نوٹس جاری کیااس پر کراچی کو دو دن یر غمال بنایا گیا اور جیف جسٹس کی مذید توہین کروانے کے بعد کورٹ میں وکلاکے ذریعے پیش ہونے پر تیار ہوئے۔ ملک کے تقریباً تمام ادارے کرپشن میں مبتلا پائے گئے۔ سابقہ وزیر اعظم کے بیٹے کی بی اے کی ڈگری امتحان میں دوسرے لوگوں کے بیٹھنے کی وجہ سے حاصل کی گئی۔ اسلام آباد کے 150 وکلا کی ڈگریاں جعلی نکلیں تو باقی پاکستان کا کیا حال ہو گا دنیا میں قانون کی محافظوں کی قانون شکنی سے وقار کھویا۔ بلوچستان حکومت

کا غیر قانونی ہونے کا سپریم کورٹ کا فیصلہ اور اسپیکر کا قانون پر عمل کرنے کے عزم پر غیر قانونی طور پر پارلیمنٹ کے سپیکر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پاس کروائی جس سے سیاست دانوں کے جمہوری دنیا میں کے سامنے سر شرم سے جھک گئے۔ حکومت بیڈ گورنس کی وجہ سے بدنام ہوئی اور ساری دنیا نے اسی کو حکومت کی ناکامی کہا۔ سپریم کورٹ نے سندھ اور مرکزی حکومت کے فیل ہونے کا فیصلہ سامنے نے سے مفاہمتی اتحادی حکومت نے حق حکمرانی کااخلاقی جواز کھویا۔ تین ماہ سے زیادہ وقت ہو گیا ہے گوگل سے بات کرکے یوٹیب بند نہیں کرائی گئی جبکہ بھارت کی ایک غیر مسل حکومت نے یہ کام پہلے سے کر لیا تھامسلسل ٹال مٹول کی پالیسی اختیار کی گئی ہے آج یوٹیب کھولی گئی اس میں اب تک گندھا مواد موجود ہے جس پر دوبارہ بند کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا ۔حکومت نے کئی سالوں کی ٹال مٹول کے بعد صدر پاکستان کے سوئس حکومت میں کرپشن کے پیسوں کے متعلق سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق خط لکھ کر اپنی جگ ہنسائی کرائی۔ سپریم کورٹ کے خلاف میڈیا کی سازش پر ایک ٹی وی کے فوٹو گرافر کی جرائت مند دانہ اقدام اپنے ہی لوگوں کی غیر قانونی حرکت اور سازش کو بے نقاب کیا جو اے ک اچھا اور انصاف پر مبنی قدم ہے۔ سیکورٹی کی نااہلی کی وجہ سے خیبر پختونخوا میں 360 دہشت گردی کے واقعات ہوئے۔ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے اس سال بھی غیر ملکی جاسوس اور دہشت گرد ہمارے ملک میں حملے کر رہے ہیں جس کا ثبوت ٹیٹو وا ے دہشت کے سامنے آنے پر ہوا۔ بلوچستان حکومت کی نااہلی تھی

کے گم شدہ افراد کی تحقیقات کے لے ے اقوام متحدہ کا جائزہ وفد آیا جو ہمارے ملک کے خلاف کھلی ہوئی زیادتی اور مداخلت تھی۔ حکومت کی مفاہمت کی پالیسی کی وجہ سے کراچی میں اس سال میں 2000 افراد کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا وزرات داخلہ کے مطابق ملک میں 3100 افراد شہید ہوئے، 3800 زخمی ہوئے۔ لا تعداد سزا یافتہ مجرموں کو پیرول پر رہا کر دیا گیا جنہوں نے باہر آ کر مذید جرائم کئے پارلیمنٹ کی قراداد، دفاہی کمیٹی کی سفارشات اور کل پاکستان اے پی سی کے سفارشات کے باوجود خارجہ پالیسی اور امریکا سے تعلقات میں اس سال بھی تبدیلی نہیں لائی گئی۔ ہاں اس سال سب سے اہم بات تحریک طالبان نے مذاکرات کی بات کی اس کو سنجیدگی سے لینا چاہے ے تاکہ ملک میں جاری گوریلہ جنگ ختم ہو اور لوگ سکھ کا سانس لیں کھربوں کا نقصان ہو چکا ہے ملک مذید نقصان نہیں اٹھا سکتا قارئین صحیح بات تو یہی ہے کہ پاکستان نے سال 2012ء کھویا ہے کچھ پایا نہیں۔ اللہ ہمارے ملک کا حامی و نگہبان ہو آمین۔

پاکستان اور عالم اسلام کے عظیم رہنما قاضی حسین احمدؒ

جماعت اسلامی پاکستان کے سابق امیر صدر ملی یکجہتی کونسل اور اسلامی دنیا کے عظیم رہنما قاضی حسین احمد وفات پا گئے انہیں ہزاروں سوگوروں کی موجودگی میں آبائی علاقے زیارت کاکا صاحب میں سپرد خاک کر دیا گیا نماز جنازہ سید منور حسن امیر جماعت اسلامی نے پڑھائی۔ قاضی صاحب کی غائبانہ نماز جنازہ خانہ کعبہ میں بھی پڑھائی گئی۔ کراچی، حیدر آباد، جیکب آباد اور لاہور کے علاوہ ملک بھر میں ادا کی گئی کراچی غائبانہ نماز میں مسیحی وفد نے بھی شرکت کی۔ قاضی حسین احمد کی وفات امہ کے لے بڑا سانحہ ہے صدر، وزیر اعظم، پرویز مشرف اسفندیاولی، چوہدری شجاعت ،عمران خان پرویز الہی، محمود خان اچکزئی، ڈاکٹر طاہر القادری،، مشائد حسین، نیئر بخاری، فہمید مرزا، فیصل کنڈی۔ رحمٰن ملک، قمر زمان قائرہ، شہباز شریف، ساجد میر، ساجد نقوی، ابوالخیر محمد زبیر، انس نورانی، آفاق احمد، الطاف حسین، پیر مظہر الحق، آفتاب شیر پاؤ، مولانا عبدالرحمٰن سلفی اور دیگر حضرات نے بھی قاضی حسین احمد کے انتقال پر ان کے اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہوئے دکھ کا اظہار کیا۔ عالمی تحریکوں کے سربراہوں نے امیر جماعت منور حسن کے نام تعزیت کے پیغامات بھجوائے ہیں پاکستان کے کثیر تعداد سیاسیدنی اور سماجی رہنماؤں جماعت کی مرکزی ضلعی قیادت کے علاوہ جناب مولانا سمیع الحق، فضل الرحمٰن، حمید

گل، گورنر خیبر پختونخواہ بیرسٹر مسعود کوثر، صابر شاہ، امیر مقام، شیخ رشید احمد، جاوید ہاشمی، غلام احمد بلور، حافظ حسین احمد، سردار عتیق احمد خان، مولانا طارق جمیل، مرتضیٰ پویا، سید صلاح الدین، صدیق افاروق نے شرکت کی۔ شیعہ علماء کونسل نے اپنے تعزیتی بےان میں کہا قاضی صاحب نہ صرف جماعت اسلامی اور پاکستان کے لے بلکہ پوری امت مسلمہ کے لے اثاثہ تھے ان کی رحلت سے امت مسلمہ اس اثاثہ سے محروم ہو گئی۔ قاضی صاحب نے تعلیم گھر، اسلامیہ کالج پشاور، پشاور یونیورسٹی سے حاصل کی۔ کالج میں لیکچرر بھی رہے، سرحد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر بھی رہے 1970ء میں جماعت کے رکن بنے، پشاور شہر، ضلع پشاور اور صوبہ سرحد کی امارت کی ذمہ داری ادا کی 1978ء میں جماعت اسلامی کے سیکرٹری، 1987ء میں امیر منتخب ہوئے، ۲۲ سال تک ےہ ذمہ داری ادا کی اس کے بعد جماعت کے روایات پر عمل کرتے ہوئے جماعت کی امارت دوسروں کے لیے چھوڑ دی وہ جماعت کے تیسرے امیر تھے ان کے بعد موجودہ چوتھے امیر منور حسن بنے پاکستان کی کسی سیاسیدینی جماعت میں ایسا طریقہ رائج نہیں یہ جماعت اسلامی کا ہی اعزاز ہے۔ 1985ء اور 1992 میں دو دفعہ سینیٹ کی ممبر منتخب، ۲۰۰۲ء کے انتخاب میں دو جگہوں سے ممبر اسمبلی منتخب ہوئے، البتہ 2007ء میں جامعہ حفصہ میں فوجی آپریشن اور طالبات کے قتل پر احتجاجاً اسمبلی سے مستفی ہو گئے۔ جماعت میں شرکت سے پہلے جمعیت علمائے ہند صوبہ سرحد کے صدر بھی رہے۔ ملی یکجہتی کونسل کے صدر، متحدہ شریعت محاذ کے سیکرٹری جنرل رہے ساری عمر دین کی خدمت

کی پاکستان کے دینی اتحادوں کے روح رواں تھے۔ جب بھی ملک میں دشمنوں نے مسلمانوں کو لڑانے کی سازش کی انہوں نے اتحاد، برداشت اور بھائی چارے کی کوشش کرکے سب کو اتحاد کی کڑی میں پرو دیا قاضی حسین احمد پر کچھ دنوں پہلے خود کش حملہ ہوا تھا اس میں تو وہ بچ گئے انہوں نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ حملہ کس نے کرایا ہے جس کو مسلمانوں کا اتحاد پسند نہیں جو امریکا کے ایجنڈے پر اس ملک میں کام کرتے ہیں۔ وہ ملک میں فرقہ وارانہ اختلافات، لسانیت جاہلی قومیت اور امریکہ بے جاہ مداخلت کے خلاف سینہ سپر تھے انہوں نے سب مسالک کو اسلام کے نام پر جمع کیا، گو امریکہ گو کی مہم چلائی اور پاکستان میں اسلام کے حقیقی نفاذ کی جد و جہد کو جاری ہمیشہ توانا رکھا جو دشمنوں کو ناگوار ہے اس لیے ان کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کی گئی تھی جو کامیاب نہ ہوئی اور جب موت کا حقیقی وقت آیا تو اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا وہ قومی اسمبلی کے ممبر رہے دو دفعہ سینٹ کے رکن رہے مگر دوسرے سیاستدانوں کی طرح کرپشن سے پاک رہے۔ اس دوران ملکی مامعلات میں فعال کردار ادا کرتے رہے۔ سیاستدانوں کو راہ راست پر لانے کی بھی کوشش کرتے رہے۔ انہوں نے اپنی امارت کے دوران جماعت اسلامی کو متحرک کئے رکھا 1997ء میں ممبر سازی مہم چلائی لاکھ افراد نے جماعت اسلامی کی دعوت و پروگرام کی حمایت کرتے ہوئے تنظیم 45 جماعت کا حصہ بننے کا اعلان کیا، تحریک نظامِ مصطفٰی، افغانستان پر امریکی حملے اور یورپ میں رسول اللہ کی شان میں گستاخی پر احتجاج کرنے

پر گرفتار ہوئے۔ وہ اسلام کے نفاذ کے لے ے علامہ اقبالؒ کے شائین اور مولانا مودودیؒ کے فعال کورکن تھے وہ اکثر علامہ اقبالؒ کے اردو فارسی اشعار جلسوں میں پڑھتے جو انہوں نے محبت میں زبانی یاد کئے ہوئے تھے جماعت اسلامی کے کارکنان کا قافلہ دعوت و محبت پشاور سے کوئٹہ اور کوئٹہ سے پشاور تک چلا کر پورے ملک کو اسلامی نظام کے نفاذ کے لے ے متحرک کیا۔ وہ خطرات کا مقابلہ کرتے تھے کبھی بھی اپنی حفاظت کے لے ے گارڈ نہیں رکھے بلکہ اس دعوت تحریک قافلے کے دوران ناظم آباد میں جلسے سے خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین سے کہا تھا کہ کلاشکوفوں کی باڑ سے باہر نکل آؤ۔ بندگلی کی سیاست چھوڑو تم پاکستان بنانے والوں کی اولاد ہو پورے پاکستان کی سیاست کرو آؤ اور پشاور میں جلسہ کرو میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ الطاف حسین صاحب پشاور تو کیا آتے وہ تو برطانیہ کے شہری بن گئے۔ جماعت سے فراغت کے بعد انہوں نے قومی اور بین القوامی امور ہر مشاورت کے لے ے ادارہ فکر و عمل کی بنیاد ڈالی۔ پاکستان کے باہر اسلامی دنیا میں بھی اتحاد امت کی کوشش کی۔ سوڈان میں ڈاکٹر حسن ترابی اور صدر مملکت جنرل حسن البشیر کے درمیان صلح کروائی عراق کویت جنگ، مسئلہ فلسطین، بوسنیا، کوسوو میں مسلم کشی ہو، چیچنیا، بوسنیا میں قتل عام، برما کے خون آشام حالات ہوں، کشمیر، اریٹریا کے مصاحب میں پورے عالم اسلام میں امت کی توانائیوں کو یکجا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ہمیشہ زخموں پر مرہم رکھنے کی کوشش کی۔ قاضی صاحب گزشتہ کئی ماہ سے عالمی اسلامی تحریکوں کے

لے اسلام آباد میں مشترکہ سیکرٹریٹ کے قیام کی کوشش کر رہے تھے ان کو کئی اسلامی ملکوں کے رہنماؤں کی حمایت بھی حاصل ہو گئی تھی۔ 2013ء کے نگران سیٹ اپ کے لیے قومی اسمبلی میں حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان نے سردار عطا اللہ مینگل، محمود خان اچکزی کے ساتھ ساتھ قاضی حسین کا بھی نام پیش کیا تھا مگر الیکشن میں حصہ لینے کی وجہ سے انہوں نے انکار کر دیا۔

قارئین آج قاضی حسین احمد صاحب ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن جس جد وجہد کو انہوں نے شروع کیا تھا وہ انشا اللہ جاری و ساری پہلے بھی تھی اب بھی رہے گی اللہ اپنے دین کو اس دنیا میں قائم کرنے کے لے اللہ ضرور اس کی تلافی کر دے گا کیونکہ اس کام نے ہونا ہی ہے۔ جماعت اسلامی کی مضبوط تنظیم، کرپشن سے پاک قیادت، نڈر اور بیباک کارکنان، اپنا اللہ سے اجر مانگنے والے، دن رات بے لوث اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جد وجہد کرنے والے موجود ہیں اللہ ان کے کام میں برکت ڈالے گا آمین۔

قادری صاحب رک جاؤ ابھی بھی وقت ہے

متحدہ قومی موومنٹ نے لانگ مارچ میں شرکت سے انکار کر دیا ہے ان کا پرانہ شیوہ ہے وہ کتنی بار اپنے اتحادیوں سے علیحدہ ہو چکے ہیں مگر واپس بھی آ جاتے ہیں آپ کے پاس بھی واپس آ سکتے ہیں اگر آپ کے پاس کچھ دینے کے لے ے ہے مگر معلوم ہو رہا ہے آپ کے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں اس لیے وہ آپ کے ساتھ لانگ مارچ میں شریک نہیں ہونگے آپ کو شاہد یہ بھی معلوم نہیں انہوں نے اپنے اتحادی سے آپ کے کندھے پر سوار ہو کر اور انہیں خوف زدہ کرکے اور ساتھ ہی ساتھ اُن کو لوکل گورنمنٹ بل ان کی مرضی کے مطابق نہ ہونے پر سندھ میں اردو بونے والوں کی لیے علیحدہ صوبہ کی تحریک کو جاری کر دیں گے چاہے ایم کیو ایم سے باہر اردو بونے والے لاتعداد لوگ اس کا مطالبہ نہ بھی کرتے ہوں۔ مناسب سیاسی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے آپ الطاف حسین کی چال نہ سمجھ سکے اور اپنے پروگرام کو نقصان پہنچا چکے۔اسی طرح چوہدری برادران نے بھی اپنی اتحادی پارٹی سی سیٹ ٹو سیٹ ایڈ سمنٹ میں کچھ نہ کچھ منوا کر آپ کو اکیلا چھوڑ دیا کچھ لوگوں کا کہنا کہ آپ کو باہر والے مدد کر رہے ہیں وہ آپ کو اپنے ایجنڈا مکمل کرکے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں فیس سیونگ کے لیے تو انہوں نے یعنی امریکیوں نے لاتعلّقی کا اظہار کر دیا ہے کینیڈا والوں نے بھی اسی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے پوچھ گوچھ کی

باتیں کی ہے ں اب جو باقی ہیں ان کا بھی کچھ پتہ نہیں کہ کس وقت کسی کے اشارے پر آپ کا ساتھ چھوڑ جائیں اور نہ معلوم وہ آپ کی مارچ کے لیے وہ اپنے بندے بھی بھیجتے ہیں کہ نہیں ۔ ویسے بھی ملک کے حالات درست نہیں چند دنوں میں کتنا خون رائیگاں گیا اس کا حساب کون دے گا پاکستانیوں پر ہر روز خود کش حملے ہو رہے ہیں لاتعداد لوگ بے گناہ شہید ہو رہے ہیں دشمن ملک سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے فوج کی قیادت اندرونی نامعلوم دشمن کی نشان دہی کر رہی ہے ملک کی اقتصادی حالت خطرے کے لیول سے نیچے چلی گئی ہے عوام بجلی ،پانی ،گیس ،امن و امان ،بے روزگارے کا رونا رو رہے ہیں ملک کی کیا چیز درست ہے؟ پھر تحریر اسکوئر بنانے والوں نے تو 60 سال سے زیادہ مشقت کی تھی ان کے لیڈروں کو پانسی دی گئی ان کے جنازے میں کسی مرد کو شریک نہیں ہونے دیا گیا صرف گھر کی خواتین نے جنازے اٹھایا اور میت کو دفنایا۔ ان کے تمام لیڈروں نے پندرہ پندرہ سال سے زائد قیدیں کاٹی ہیں وہ ظلم و ستم کی وجہ سے دنیا میں تتر بتر کر دئے گئے تھے آپ صرف اکیلے کینیڈا میں رہائش پذیر رہے اور پاکستانیوں کو پیچھے چھوڑ گئے تھے کاش کے آپ قوم کے دکھوں میں شریک ہوتے پھر لانگ مارچ کی بات کرتے تو بات بنتی ہم کئی دنوں سے آپ کے متعلق سارے پاکستان کے کالم نویسوں کے کالم پڑھ رہے ہیں آپ یقین کریں 90 فی صد سے زیادہ کالم آپ کی لانگ مارچ کے حق میں نہیں بلکہ کچھ اور باتیں کی جا رہی ہیں۔ باہر کا ایجنڈہ ہے ، پیسہ کہاں سے آیا، پاکستان کے شہری نہیں ہیں، سیاست

سے توبہ کرکے باہر چلے گئے، سی آئی اے والوں کے ساتھ ملاقاتیں کیں، دہشت گردی کا خطرہ ہے اتنے بڑے لوگوں کے ہجوم میں اگر کسی نے دہشت گردی کر دی تو بے گناہوں کا نقصان ہوگا اس کا کون ذمہ دار ہے، بے نظیر کی شہادت کے موقعے پر تین دن ملک کا کتنا نقصان ہوا وغیرہ وغیرہ۔ سو منہ سو باتیں ہم نہیں کہتے کہ آپ غلط کر رہے ہیں یہ آپ کا حق ہے عدالت بھی اس کی اجازت دیتی ہے مگر یہ مارچ کا صحیح وقت نہیں اس وقت ملک صحیح سمت میں الیکشن کی طرف جا رہا ہے پر امن طریقے سے تبدیلی کی طرف گامزن ہے آپ اس سارے ہجوم کو الیکشن کی طرف لے جائیں آپ اپنا پریشر قائم رکھیں وہ آپ کو ووٹ دیں آپ اپنی خواہش کے مطابق اس ملک میں تبدیلی لائیں کیونکہ ایک جمہوری راستہ موجود ہے اس میں سب راضی ہیں اس لیے آپ سے گزارش ہے کچھ وقت کے لیے اپنی مارچ کو موخر کر دیں اس میں ہی ملک کی بھلائی ہے اس لیے قادری صاحب آپ سے گزارش ہے ابھی رک جائیں ابھی بھی وقت ہے۔

کشمیر زخموں سے چور چور

کشمیر ظالموں کے شکنجے میں پھنساہ ہوا ہے اس میں صرف بھارت ہی نہیں اسرائیل اور امریکہ بھی شامل ہے سب کے اپنے اپنے مفادات ہیں۔ بھارت جس پر مسلمانوں نے ہزار سال حکومت کی تھی اب وہ پاکستان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے مسلمانوں سے بدلے لے رہاہے۔ کشمیر کی آزادی تو ایک طرف وہ تو پاکستان توڑنے کی تدبیریں کرتا رہتا ہے تاکہ اکھنڈ بھارت بناسکے پہلے اس نے بنگلہ دیش بنوایا اب بلوچستان میں سازشیں کر رہاہے دوسری طرف اس کو مسلمانوں کے سمندر میں ملنے سے روکتا رہتا ہے پاکستان بنتے وقت باپو نے تاریخی طور پر کہا تھا مجھے پاکستان بننے سے زیادہ فکر اس کی ہے کہ پاکستان دوسرے مسلمان مملکتوں سے مل کر خلافت کی دوبارہ بنیاد نہ رکھ دے اسی لیے وہ افغانستان میں اربوں روپے کی پہلے اور اب بھی سرمایاکاری کر رہا ہے۔ اس کو پاکستان کی مخالفت کرنے والی سیاسی پارٹیاں بھی مدد فراہم کرنے کی کو شش کرتی رہتی ہے ہیں تاکہ تاریخی طور پر ثابت کر سکیں کہ ان کے آباؤاجداد کا نکتہ نظر قائد اعظمؒ کے پاکستان بنانے کی نکتہ نظر کے مقابلے میں درست تھا پچھلے ہی دنوں ان میں سے ایک پارٹی کے مرکزی لیڈر نے فرمایا تھا کی پاکستان بھارت کے ساتھ کنفڈریشن بنالے۔ ان کے لیڈر نے اپنی قبر بھی پاکستان میں بنانا بہتر نہیں سمجھی اور

مرنے کے بعد بھی اپنی پارٹی کے لیے نشان منزل چھوڑ گئے۔ پاکستان بنانے والوں کی اولاد میں سے بھی ایک قوم لسانیت پرست لیڈر نے بھارت کے اندر جا کر فرمایا کہ تقسیم ایک تاریخی غلطی تھی، ایک اور انجھونی قوم پرست لیڈر نے تو اندرا گاندی کو پاکستان پر حملے کی بھی دعوت دے چکے تھے۔ اب پاکستان کے کچھ میڈیا مالکان دولت کی ہوس میں امریکا کے پاکستان بھارت پرانے ڈاریکٹرین پر عمل کرتے ہوئے امن کی آشا پر عمل پیراہ ہیں جس کی وجہ سے کشمیر کو ایک کونے میں رکھ دیا گیا ہے پسندیدہ ملک قرار دے کر اس سے تجارت، ثقافت اور دوسرے معاملات میں پیش رفت ہو رہی ہے مگر اس میں فائدہ بھارت کا ہی ہے اور پاکستان کا کم۔ اسی بات کو ٹی وی اینکر اور کالم نگار نجم سیٹھی نے اپنے تازہ کالم جنگ میں تشویش اظہار کیا ہے کہ پاکستان تو سب کچھ کر رہا ہے جبکہ بھارت کچھ بھی نہیں کر رہا ہے اسی لیے کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں علی گیلانی نے شرکت سے انکار کر دیا ہے اس میں میر واعظ عبدالغنی بھٹ اور دیگر شرکت کریں گے پارلیمنٹ کی خصوصی کشمیر کمیٹی کا اجلاس ۱۸ دسمبر بروز منگل ۲۰۱۲ء کو پارلیمنٹ ہاؤس میں ہو گا کشمیر میڈیا سروس کے مطابق مقبوضہ کشمیر کے سرزگ سیاسی رہنما علی گیلانی نے نئی دہلی میں جاری بیان میں کہا ہے کہ جب تک بھارت جموں کشمیر کو متنازع علاقہ تسلیم نہیں کرتا پاکستان اور بھارت کے درمیان بات چیت نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتی کل جماعتی حریت کانفرنس (گ) کے چیرمین نے کہا بھارت ۱۹۹۰ء میں وزیر اعظم بنانے کی پیشکش کی تھی جو مسترد

کر دی تھی ۔ بھارت کشمیریوں سے اپنے وعدے پورے کرے افضل گرو کو پھانسی ہوئی تو برداشت نہیں کی جائے گی۔ پاکستانی عوام تو یہ سمجھے تھے کہ پاکستان بناتے وقت نکتہ نظر میں اختلاف تھا جب پاکستان بن گیا تو اب یہ اختلاف ختم ہو گیا ہے مگر کیا کیا جائے ان حضرات کا کہ ان کے دلوں سے ابھی تک صفائی نہیں ہوئی ان کی ہر حرکت ان کے پرانے خیالات کی ہی طرف جاتی ہے۔

صاحبو ! اس میں کوتاہی پاکستان کی صحیح سمت متعین کرنے والوں مقتدر حلقوں کی ہے۔ بانی پاکستان قائد اعظمؒ نے تو پاکستان بنایا ہی صحیح سمت میں تھا کہ ہندو مسلمان دو قومیں ہیں اسی کو دو قومی نظریہ کہتے ہیں مسلمان ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں ہندو لاتعداد مورتیوں بتوں کو پوجتے ہے ان کے تمام طریقے ایک دوسرے سے الگ ہیں مسلمان گائے کو ذبحہ کرکے اس کا گوشت کھاتے ہیں ہندو اس کو مقدس گاؤ ماتا کہتے ہیں ایک قوم کے ہیرو دوسری قوم کے غدار کہلاتے ہیں وغیرہ۔ اسی لیے قائد اعظمؒ نے ایک ہی عوامی ایک ہی نعرہ دیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا ''لا الٰہ الاّ اللہ'' مگر ان کی زندگی کے بعد حکمرانوں نے اس نعرہ کو بھلا دیا۔ پاکستان بننے سے پہلے قائد اعظم کا قول ''وہ چیز جس نے مسلمانوں کو متحد رکھا ہے اور جو اس قوم کی اساس ہے وہ اسلام ہے۔ عظیم صحیفہ قرآن ہمارے عقیدے کی بنیاد ہے۔ مجھے امید ہے کہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ یکجہتی ہوتی جائے گی کیونکہ ہم ایک خدا ،

ایک رسول، ایک کتاب، ایک قبلہ اور ایک ملت پر یقین رکھتے ہیں'' (مسلم لیگ اجلاس کراچی ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء فرموداتِ قائد قائد اکیڈمی ۲۰۰۶ء) پاکستان بننے کے بعد ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو سبّی کے سالانہ دربار میں خطاب کرتے ہوئے کہا''میرا عقیدہ ہے کہ ہماری نجات اخلاق کے ان سنہری ضوابط میں مضمر ہے جو ہمارے عظیم قانون دہندہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے وضع کئے ہیں آیئے ہم اپنی جمہوریت کی بنیاد سچے اسلامی نظریات اور اصولوں پر رکھیں۔ہمارے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ ملکی معاملات میں ہمارے فیصلے بحث و نظر اور باہمی مشوروں کی روشنی میں ہونے چائیں'' (ملت کا پاسبان قائد اعظم اکیڈمی) اس ملک کو صرف اسلام کے سنہری اصولوں پر عمل کرکے ہی یکجا رکھا جا سکتا ہے جو قائدؒ کا ویژن تھا اگر ہم نے اس ملک کو اسلام کا گہوارہ بنایا ہوتا تو نہ بنگلہ دیش بنتا نہ بلوچستان میں مداخلت ہوتی نہ کشمیر زخموں سے چور چور ہوتا نہ ہماری موجودہ حالت ہوتی آیئے پھر سے بھولا ہوا سبق یاد کرکے اس پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنائیں اور دکھوں سے نجات پائیں۔آئے روز کشمیر میں ہلاکتیں ہو رہی ہیں لاکھوں کشمیری شہید ہو چکے ہیں ہزاروں لاپتہ ہیں ہزاروں عزت مآآب خواتین کی ہندو فوجیوں نے اجتماعی آبرو ریزی کی ہے ہزاروں نوجوانوں کو اپاہج کر دیا گیا ہے۔ کھربوں کا مالی نقصان ہو چکا ہے کشمیر میں سارے دریائے کے پانیوں کا رخ موڑا جا چکا ہے جس سے پاکستان بنجر ہو جائے گا یا بارش کے دنوں میں بھارت پانی چھوڑ کر اس کو سیلاب سے تباہ کر

دے گا ظلم کی رات ہے جو ختم نہیں ہو رہی ہے ابھی چند روز پہلے اقوام متحدہ کے مختلف اداروں سے ۵ سال تک وابستہ رہنے والے سماجی کارکن ''کارتِک مرد کوٹلا'' نے بتلایا کہ کشمیر میں جو کچھ بھی ۲۲ سال میں ہوا وہ محض حادثہ نہیں بلکہ ایک منظم پالیسی کا نتیجہ ہے انہوں نے کہا کہ ۵۰۰ بھارتی فوجی و اہلکار جنگی جرائم کے مرتکب ہیں۔اس میں ۲ میجر جنرل، ۳ بریگیڈئر، ۹ کرنل، ۳ لیفٹیننٹ کرنل، ۷۸ میجر اور ۲۵ کیپٹن شامل ہیں ۔فرضی جھڑپوں، حراست کے دوران اموات اور جنسی زیادتیوں کے ۲۱۴ معاملات میں یہ لوگ ملوث ہیں یہ رپورٹ ان معلومات پر مشتمل ہے جو بھارت میں انسانی حقوق کی سرکردہ تنظیم ''کولیشن آف سول سوسائٹیز اور کشمیر کی سرکردہ تنظیم اے پی ڈی پی (لاپتہ افراد کے والدین کی تنظیم) اور نجی طور پر بنائے گئے انٹر نیشنل ٹریبونل نے حکومت سے رائٹ ٹو انفارمیشن کے قانون کے تحت طلب کی ہیں۔یہ تنظیمیں طویل عرصے سے کشمیر میں گم شدہ نوجوانوں اور وہاں پولیس کے ہاتھوں مبینہ مقابلوں میں مارے جانے والے معصوم کشمیریوں کے لیے انصاف کا مطالبہ کر رہی ہے۔سرکاری معلومات، پولیس ریکارڈ، متاثرین اور مارے گئے افراد کے لواحقین سے براہ راست گفتگو سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔اس رپورٹ میں ۲۲ سال میں پہلی مرتبہ براہ راست ملوث افراد کی طرف نشاندہی کی ہے کیونکہ حکومت ہند کو تو سماجی اور انسانی حقوق کی تنظیمیں شروع دن سے زیادتیوں پر تنقید کا نشانہ بنتے رہی ہیں۔

قارئین ! کشمیر جس کو پاکستان کے ساتھ شامل ہونا تھا ابھی تک پاکستان کا نامکمل ایجنڈہ ہے کشمیری ہر سال سری نگر میں پاکستان کا ہلالی سبز جھنڈا لہرا کر یوم پاکستان مناتے ہیں اور کشمیریوں کا بچہ بچہ کہتا ہے ہم کیا چاہتے ہیں آزادی۔ اس کو ایٹمی صلاحیت کے حامل مضبوط پاکستان اسلامی جہاد کے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہی آزاد کرا سکتا ہے۔

ایک کے بعد ایک صلیبی حملہ

ہمارا ملک صلیبیوں اور ان کے مقامی حواریوں کے نرغے میں ہے پہلے ۹۱۱ کے ایک خوف ناک ڈرامہ جس کا مصنوی ماسٹر مائینڈ ایک خبث الحواس شخص قرار دیا گیا۔ قربانی کے بکرے کے طور پر راولپنڈی سے گرفتار کیا گیا تھا اور ابھی تک اس پر مقدمہ بھی چل رہا ہے نہ جانے کب تک ان کے اسکرپٹ کے مطابق چلتا رہے گا۔اس کے بعد بہت سے چھوٹے چھوٹے ڈراموں یعنی کوڑوں والی خاتون وغیرہ کے بعد حال ہی کا قابل ذکر ملالہ یوسفزئی کا ڈرامہ تھا جسے سکندر اعظم سے بھی زیادہ پذیرائی ملی اور لوگ اسے بُھول کر ملالہ یوسفزئی کو یاد رکھیں گے۔ اوراب مغرب سے واپس آنے والے اُن کے پسندیدہ سیکولر اسلام کے عالمی مبلغ علامہ صاحب نے ملک میں وہ ریکارڈ قائم کیا کہ اسے بھی کافی مدت تک یاد رکھا جائے گا اتنی عالمی سازشیوں کے باوجود یہ مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان جو اللہ کی طرف سے عطیہ ہے قائم ودائم ہے اور انشاءاللہ قائم و دائم رہے گا چاہے دشمن کتنی ہی کوشش کرتے رہیں۔ پاکستان میں بھی عجیب عجیب تجربے کئے جاتے ہیں نہ پارٹی الیکشن کمیشن میں رجسٹرڈ ہے نہ کوئی سیاسی کام ہے اچانک ایک علامہ صاحب باہر سے تشریف لاتے ہیں اور سیاست نہیں ریاست بچانے کا جذباتی نعرہ لگاتے ہیں مذہب کے نام پر لوگوں کے جذبات کو اُبھارتے ہیں ڈیڑھ کروڑ کے خرچہ کے خود بلٹ پروف

فائیو اسٹار آسائشوں سے آراستہ کنٹینر میں بیٹھ کر طویل خطاب کرتے ہیں ایک لاکھ سے بھی کم کے اجتماع کو بار بار چالیس لاکھ لوگوں کی حاضری کہنے والے علامہ صاحب کو کیا کہا جائے ایسا سفید جھوٹ کسی عالم کو زیب نہیں دیتا۔ مصر میں چالیس لاکھ افراد کو جمع کرنے والوں نے شہادتیں پیش کیں پندرہ پندرہ سال کی جیلیں کاٹیں پوری دنیا میں تتر بتتر کر دئے گئے اور ساٹھ سال سے زیادہ اسلام کے لیے جد وجہد کرتے ہوئے اخوان المسلمون ساٹھ سال کی ڈکٹیٹر شخصی حکومت کے خلاف چالیس لاکھ افراد جمع کئے تھے جو دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔ منہاج القران ایجوکیشن نٹ ورک کے اسکولوں، کالجوں ،مدرسوں اور یونیورسٹی سے بلائے گئے مرد، وخواتین اور بچوں نے نہ قیدیں کاٹیں نہ شہادتیں دی ہیں ہاں آپ کی اندھی عقیدت اور بار بار کی انہیں قسمیں دے کر ایسا دیوانہ کیا کہ باوجود سرد یبارش وہ اپنی جگہ سے ہٹے نہیں بار بار وعدہ کرتے رہے اور اسے نبایا بھی ! لوگ کچھ بھی کہیں یہ ایک حقیقت ہے۔ ہم نے اپنے اس سے قبل کالم میں کیا تھا" قادری صاحب رک جاؤ ابھی بھی وقت ہے"اس لیے کہ جمہوریت کی گاڑی صحیح سمت چل رہی ہے اسے خوامخواہ ڈی ریل نہیں ہونا چاہیے مگر انہوں نے رُوکنا کہاں تھا بقول کالم نگاروں کے جب تک ٹیکنو کریٹ کی لمبی مدت کی حکومت کی بنیاد نہ رکھ دی جائے اور اس حکومت کا اسکرپٹ تیار کرنے والے اشارہ نہ کرتے بہر حال لوگوں کے ذہن تیار کرنے کے بعد وہ اشارہ مل گیا غیر آئینی مطالبات کے بعد علامہ صاحب نے ایک مکمل معاہدے کے پر دھرنے کو

ختم کر دیا گیا اربوں روپوں کے خرچے کے باوجود نہ انقلاب آیا نہ عوام کو کچھ ملا صرف مشہوری ہوئی کہاوت کے مطابق کھایا نہ پیا گلاس توڑا والا معاملہ ہے اس معاہدے میں ملک کی دوسری بڑی سیاسی قوت اپوزیشن تک شریک نہیں بلکہ ساری سیاسی پارٹیاں مخالف ہیں یہ دو خاموش اتحادیوں میں معاہدہ ہے جو پہلے معاہدے کی طرح بقول اس معاہدے کے روح رواں صدر محترم کی حکم سے ہوا اس سے پہلے معاہدے پر ان ہی کا کہنا کہ معاہدہ کوئی حدیث تو نہیں ہوتا نہ جانے اس معمل معاہدے کا کیا بنتا ہے جتنے منہ اتنی باتیں کے مصداق ثناء اللہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ عبد الشکور کے نام سے کنیڈا میں شہریت حاصل کی۔ سنیٹر پرویز رشید نے نادرہ سے مطالبہ کیا ہے جعل سازی پر علامہ کا شناختی کارڈ بلاک کر دیا جائے ویسے کینڈین کی شہریت کی خلاف ورزی پر پانچ فروری کو کنیڈین حکومت نے بلایا ہے۔ کوئی کہہ رہا ہے اربوں روپے کہاں سے آئے، بار بار لوگوں کو اکسانے کے باوجود لوگ گھروں سے نکل کر نہیں آئے اور چالیس لاکھ کا ٹارگٹ پورا نہیں ہوا، کسی نے کہا لانگ مارچ نہیں ڈھونگ مارچ تھا ادھر شیخ الاسلام کے نام بھی تنقید کی گئی کہ خود ساختہ ہے۔ جامعہ الازہر مصر نے فراڈیہ قرار دیا ہے۔ فوج کے ایک ریٹائرڈ سپہ سالار نے کہا اور صحیح کہا کہ سات سال کی جلاوطنی کے دوران مغرب میں سیکولر اسلام کی تبلیغ کرتے رہے جس وجہ سے انہیں مغرب میں پذیرائی ملی انہوں نے ہی ان کو پاکستان بھیجا۔ اس میں کیا شک ہے وہ عیسایوں کے مذہبی رہنماء پوپ سے اٹلی میں ملے سوشل میڈیا پر ان کے

دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکے فوٹو لگی ہوئی ہے ایک تقریب میں بلیک واٹر ان کی حفاظت کرتے ہوئی تصویر لگی ہے، سی آئی اے سے ملاقات کی، بھارت میں حیدر آباد کے وزیر اعلی مودی جس نے ہزاروں مسلمانوں کو بے گناہ شہید کیااس کے مہمان رہے اور خاموش بھی نہیں رہے مظلوموں کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہوئے ان کو خاموش رہنے کی نصیحت کی۔ کیا یہ سب پاکستان کے خیر خواہ ہیں یا صلیبیوں کے خیر خواہ ہیں۔ یہ وہی بھارت ہے جس کی دہشت گرد پارٹیوں کا بھانڈا ان کے وزیر داخلہ نے پھاڑا ہے جو دہشت گردی کے کیمپ چلا رہے ہیں مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں سمجھوتہ ایکسپریس،مکہ مسجد، درگاہ شریف ،مالے گاؤں مدھماکوں میں ملوث ہیں۔ پاکستان میں ریاست کو بچانے والے خود کنیڈا پناہ گزیں ہو گئے تھے اور کہا تھا مجھے طالبان، لشکر جھنگوی اور سپاہ صحابہ سے خطرہ ہے اب سات سال بعد کیا خطرہ ٹل گیا ہے معاہدے سے چند لمحے پہلے جو یزید تھے ان سے دوستی ہو گئی بار بار حسینؓ اور یزید کی جنگ کا ذکر کیا پھر صلح کر لیحسینؓ نے تو اپنے نانا کے دین کو بچانے کے لیے جان دے دی تھی صلح نہیں کی تھی۔۔ ذرائع کہہ رہے ہیں جس بجلی گیس سی این جی پانی کے لے لے مارچ دھرنا کیا تھا کیا وہ مل گیں بار بار قسمیں کھانے اور کھلوانے کے باوجود کچھ حاصل کیے بغیر واپس آ گئے علامہ پر قاتلانہ حملے کے مقدمے پر 1990 میں لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ڈاکٹر علامہ قادری صاحب ذاتی، سیاسی اور مفاد کے لے لے کسی بھی استحصال کر سکتے ہیں۔ کسی نے ناگہانی علامہ کہا، کسی نے ٹوپی ڈرامہ کہا، کسی

نے کہا پھر انقلاب نہ آ سکا، کسی نے کہا یہ سب زرداری کا ڈرامہ ہے، کسی نے کہا انقلاب یا ڈرامہ، سفرِ انقلاب سے ڈیل چوک تک، مداری مارچ کی رسوائی اور پسپائی، کینیڈا ٹو کینٹین، جنگ اور لیکپر لیس کے نہایت ہی سینئر کالم نگار نے کہا ملفوظات شیخ الاسلام رحمان ملک بقول علامہ (شیطان ملک) وزیر داخلہ کہہ رہے ہیں لانگ مارچ عالمی سازش کا حصہ تھا، پیپلز پارٹی کے اراکین قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے پارلیمانی امور کے اجلاس میں کہا کہ معاہدہ کاغذ کا ٹکڑا ہے اور اعتزاز احسن نے کہا آئین کے اندر ایسی ترمیم کی گنجائش موجود نہیں اس کو آئینی تحفظ نہیں دیا جا سکتا نگران وزیر اعظم بنانے کا حق قائد حزب اختلاف اور موجودہ وزیر اعظم کو ہے۔ بات یہ ہے علامہ صاحب سیاست سے توبہ کر کے ملک سے باہر چلے گئے تھے اب بھی فرما رہے ہیں سیاست میں حصہ نہیں لینا ہے سیاست نہیں کرنی ہے تو لگے لگائے سیاسی نظام کو کس کے کہنے پر ڈسٹرب کر رہے ہیں کیا زبردستی کے انقلاب دنیا میں کبھی بھی کامیاب ہوئے ہیں کیا جب آئینی راستہ موجود ہے تو زور زبردستی سے نظام حکومت کو بدلنا اسلام میں جائز ہے؟ علامہ صاحب پر اس کا جواب واجب ہے اگر مولانا جیسے دھرنے سے کام بن جاتے تو سیاست دان لوگوں کی سیاسی تربیت نہ کرتے، جیلیں نہ کاٹتے، ملک بدر نہ کئے جاتے، قتل نہ کیے جاتے، مخالف حکومتوں کی طرف سے مقدمات کا سامنا نہ کرتے بس چند لاکھ لوگوں کو اسلام آباد لے جاتے اور حکومت پر قبضہ کر لیتے جو پاکستان ہر پارٹی آسانی سے کر سکتی ہے۔ علامہ صاحب فرما رہے ہیں

اگر معاہدہ نہ ہوتا تو ہم حکومت پر قبضہ کر لیتے۔ اب بھی ہماری علامہ صاحب سے
گزارش ہے رک جائیں ابھی بھی وقت ہے۔

پروفیسر غفور احمد پاکستان کے عظیم سیاسی دینی رہنما

پاکستان کے ہر دلعزیز سیاسی اور دینی لیڈر اور جماعت اسلامی کے مرکزی رہنما پروفیسر غفور احمد وفات پا گئے ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ ادارہ نور حق جماعت اسلامی کراچی کے مرکزی دفتر کے باہر محمد علی جناح روڈ پر پڑھائی گئی ان کو سخی حسن کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا جنازہ سے پہلے امیر جماعت اسلامی جناب منور حسن نے اسی جگہ پر نماز عصر پڑھائی اس کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض لوگ نماز عصر قریب کی مساجد میں ادا کرنے کی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکے تو ان کے لیے دوبارہ نماز جنازہ پڑھائی گئی پروفیسر غفور احمد کے انتقال کی خبر رات ہی کو منور حسن امیر جماعت اسلامی پاکستان کے صاحب زادے کے ولیمہ کے خاتمے کے موقعے پر ہی معلوم ہو گئی تھی لوگ رات ہی سے سوگوار تھے امیر جماعت اسلامی پاکستان منور حسن نے جنازے سے قبل تقریر کرتے ہوئے کہا پروفیسر غفور احمد ایک عہد ساز شخصیت تھے وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ پاکستان کے کئی اتحادوں کے روح رواں تھے یو ڈی ایف اور پاکستان قومی اتحاد کے سیکرٹری جرنل رہے ان اتحادوں کی مذاکراتی ٹیموں کے سرکردہ ممبر بھی رہے اتحادوں کی سیاست مفاہمت سے شروع ہوتی ہے اور پروفیسر غفور احمد صاحب کو اس پر عبور حاصل تھا وہ سیاسی رہنماؤں کو ملاتے تھے تمام

سیاسی لیڈروں سے ان کی ذاتی تعلقات تھے ہمیشہ محاذ آرائی پر آمادہ لوگوں کو یکجا کیا پروفیسر غفور احمد نے بزرگ سیاسی رہنماؤں نواب زادہ نصراللہ خان مولانا مفتی محمود اور دوسرے سینئر سیاسی راہنماؤں بیں مرد لعزیز تھے وہ آئی جی آئی کے سیکرٹری جرنل تھے ان کا 1973ء کے آئین بنانے میں بہت بڑا کردار تھا ختم نبوت کی تحریک میں پیش پیش تھے اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ قاضی حسین احمد نے کہا ہمارے بڑے بھائی اور جماعت اسلامی کے مرکزی رہنما پروفیسر غفور احمدؒ آج ہماری درمیان موجود نہیں ہیں ان کے پیر پگارہ، نواب نصراللہ خان اور دوسرے بزرگ سیاسی رہنما ؤں سے قریبی تعلقات تھے۔ ہر سیاسی جماعت اور مکتبہ فکر میں یکساں مقبول تھے اللہ تعالیٰ نے پروفیسر غفور احمدؒ کو دین کی خدمت کے لیے لمبی عمر عطا کی تھی۔ ان کی نماز جنازہ میں قاضی حسین احمد سابق امیر جماعت اسلامی صدر ملی یکجہتی کونسل، پروفیسر خورشید احمد نائب جماعت اسلامی پاکستان، جماعت اسلامی کے سیکرٹری لیاقت بلوچ سابق سٹی ناظم نعمت اللہ خان ایڈوکیٹ، جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے عبدالرشید ترابی، جماعت اسلامی حلقہ کراچی اور صوبہ سندھ کی قیادت اور جماعت اسلامی کے ہزاروں، کارکنان، جمعیت اتحاد پاکستان کے صدر مولانا عبدلمالک، اہلسنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی۔ انصار الامہ پاکستان کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل، متحدہ قومی موومنٹ کے عامر خان کنور خالد یونس، شمشاد غوری، بزرگ سیاسی رہنما معراج محمد خان، عوامی

مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد، دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق، مسلم لیگ (ن) کے سنیٹر مشاہداللہ، غوث علی شاہ، سلیم ضیا، نہال ہاشمی، صحافی وسعت اللہ، جسارت کے ایڈیٹر اطہر ہاشمی، دانشور نصرت مرزا، تحریک انصاف کے عارف علوی، زبیر خان، جمعیت علمائے اسلام (ف) کے حافظ حسین احمد، قاری عثمان، دفاع کونسل کے حمید گل، مسلم لیگ (قیوم) کے خان امان اللہ، سندھ یونائٹڈ پارٹی کے سربراہ جلال محمود شاہ، مسلم لیگ (ف) کے امتیاز شیخ، ، نظام مصطفیٰ پارٹی کے الحاج محمد رفیع، منہاج القرآن کے سید ظفر اقبال، جمعیت اسلام (س) کے مفتی عثمان یار خان، پی ڈی پی کے بشارت مرزا، یوسف مستی خان، سپریم کورٹ بار کے سابق صدر یاسین آزاد، کراچی بار کے نعیم قریشی، آرٹ کونسل کے احمد شاہ، (ق) مسلم لیگ کے بوستان علی ہوتی، اے این پی کے گل آفندی سنی تحریک کے مطلوب اعوان، میر نواز خان مروت، جے یو آئی کے اسلم غوری، شیعہ علما کونسل کے علامہ سید نقوی، مجلس وحدت المسلمین کے مرکزی رہنما علامہ یوسف حسین، نیشنل پارٹی کے سید ضیا عباس، پیپلز پارٹی کے عبدالحکیم بلوچ، ایڈمنسٹریٹر کراچی محمد حسین سید، جمعیت علمائے اسلام (سینئر) کے پیر عبدالرحیم نقشبندی، اقلیتی رہنما مائیکل جاوید اور دوسرے سیاسی دینی، سماجی جماعتوں کے مرکزی لیڈران حضرات اوران کے نمائندوں نے شرکت کی محروم نے 85 برس عمر پائی کئی سالوں سے بیمار تھے متعدد تعلیمی اداروں سے وابستہ رہے جماعت اسلامی کراچی کے امیر اور جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر کی

ذمہ داریاں پوری کرتے رہے جوانی ہی میں جماعت اسلامی میں شریک ہوئے اور آخر دم تک جماعت سے ہی وابستہ رہے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ممبر رہے پاکستان قومی اتحاد کے دوران اور بھی کئی موقعوں پر گرفتار کئے گئے کئی کتابوں، جن میں پھر مارشل لا آ گیا، اور الیکشن نہ ہو سکے، بے نظیر کا پہلا دور حکومت، بے نظیر حکومت کا عروج وزوال، پرویز مشرف آرمی ہاؤس سے ایوان صدر تک اور نواز شریف اقتدار سے عتاب تک کے مصنف بھی تھے وہ کراچی کے عوام کی توانا آواز تھے۔انہوں نے سیاست میں شرافت کے چلن کو عام کیا۔جماعتی زندگی میں نظم وضبط درخشاں مثالیں قائم کیں ایک سینئر صحافی نے ان کے گھر پہلی دفعہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میرا فون خود رسیو کیا، دروازے پر خود آئے، جائے خود بنا کر لائے، کوئی سیکرٹیری، خدمت گار، گارڈ، محافظ نہ تھا جبکہ اس شہر میں لوگ محافظوں اور خدمت گاروں کی فوج رکھتے ہیں بہادر نڈر اور راست باز شخص تھے سادگی کا پیکر تھے مرحوم نے سوگواروں میں ۳ بیٹے ۶ بیٹیاں اور تحریک اسلامی کے ملک اور دوسرے ممالک میں لاکھوں سوگوار چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے آمین

پیپلز پارٹی کرپشن کلچر

ملک میں کرپشن انتہائی عروج پر ہے اس سے قبل بھی حکومتیں کرپشن کرتی تھیں اس سے کوئی بھی سابقہ حکومت بری الذمہ نہیں ہو سکتی مگر موجودہ حکومت نے تو تمام ریکارڈ توڑ دئے ہیں نیب کے سربراہ کہہ رہے ہیں پاکستان میں روزانہ ۷ ارب کی کرپشن ہو رہی ہے۔ ملک کے سب سے بڑے عہدے پر براجمان شخصیت جو ملک کے امیر ترین فرد بھی ہیں پر سوئس بنکوں میں ملک کی لوٹی ہوئی دولت کے متعلق کیس سپریم کورٹ میں برسوں سے چلتا رہا، بجائے لوٹا ہوا پیسہ عوام کے خزانے میں جمع کرانے کے استثنیٰ کی بات کرتے رہے نہ معلوم کرپشن کی ایسی صورت حال میں کسی ملک میں استثنیٰ کا قانون رائج ہے ذرائع کے مطابق ایسی کوئی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ بہر حال یہ کشمکش سالوں چلتی رہی پھر ایک وقت آیا حکومت نے بلا آخر عدالت کے حکم پر سوئس حکومت کو خط لکھا جس سے معاملہ اب کچھ ٹھنڈا ہو گیا قوم ابھی بھی انتظار کر رہی ہے کہ کب عوام کا لوٹا ہوا پیسہ واپس حکومت کے خزانے میں جمع ہو اور حکومت اس پیسے کو عوام کی فلاح بہبود پر خرچ کرے تاکہ مصیبتوں میں پھنسی ہوئی عوام کو کچھ سکون ملے۔ ملک کے ٹاپ نے گذشتہ دور حکومت میں مسٹر ٹن پر سینٹ کا خطاب بین الاقوامی طور پر پایا تھا یہ ہماری قوم کے لیے بدنامی کا باعث ہے ملک کے سابق وزیراعظم اور اُن کے صاحب زدگان پر بھی

کرپشن کے حوالے سے سپریم کورٹ میں مقدمات زیر سماعت ہیں ان کے پرسنل سیکٹریری پر حکومت کے ذریعے ناجائز کام کروانے کے عوض پیسے ہتھیا لینے اور کام نہ ہونے پر پیسے واپس نہ دینے کے الزامات اور چیک باؤنس ہونے کے الزامات لگے سابق وزیراعظم پر اس سارے معاملے پر چشم پوشی اختیار کرنے کے الزامات لگے ہیں موجودہ وزیراعظم کے خلاف ایک عرصے سے رینٹل پاور کے حوالے سے مقدمات چل رہے ہیں جس میں خود ان ہی کی حکومت کے وزیر مدعی ہیں اس کرپشن کی وجہ سے لوگ ان کو راجہ رینٹل کہتے ہیں۔کیا کرپشن میں ایسے نام پانا کچھ اچھی روایات ہیں عدالت نے کرپشن میں ملوث ہونے کی وجہ سے ان کی اور دوسرے ٹاپ لوگوں کی گرفتاری کا حکم دے رکھا ہے جب حکومت کے تین ٹاپ اور اپنے محکموں کے لاتعداد ٹاپ افراد کے ساتھ کرپشن میں ملوث ہیں تو اس حکومت کے باقی اداروں کے سربراہوں کیا حال ہوگا جنہوں نے لوٹ مچا رکھی ہے جن جن وزارا کے پاس ملک کی وزارتیں ہیں ان محکموں میں کرپشن کی وجہ سے یہ محکمے تباہ ہو چکے ہیں۔ لوگوں ہیں ایک عرصے سے بحث چلتی رہتی ہے اور چل بھی رہی ہے کہ پھر بھی لوگ پیپلز پارٹی کو ووٹ کیوں دیتے ہیں۔ کچھ تبصرہ اور تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ اس کی بہت سے وجوہات ہیں ان میں کچھ اس طرح ہیں کہ پیپلز پارٹی اپنے کارکنوں کو اپنے دور میں خوب نوازتی ہے مثلاً پلاٹ پرمٹ نوکریاں وغیرہ۔ پیپلز پارٹی یہ نہیں دیکھتی کہ اس حرکت سے ملک میں اقتصادی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ہمیشہ بس ایک نکاتی ایجنڈا ہوتا ہے خود بھی کھاؤ اور

اپنے کارکنوں کو بھی کھلاؤ ملک چاہے کتنی اقتصادی بربادی میں مبتلا ہو جاؤ۔ایک اقتصادی تجزیہ نگار نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے دور میں ترقیاتی پروگراموں کی بجائے غیر ترقیاتی کام کئے جاتے ہیں اس سے روپے کی قوت میں کمی واقعہ ہوتی ہے ملٹی پلائر کام نہیں کر رہا ہوتا وہ اس کو مثال سے سمجھاتے ہیں کہ اگر ایک ترقی پذیر گھر کا سربراہ دس لاکھ روپے کہیں سے بھی قرض لیکر اپنے استعمال کے لیے کار خرید لیتا ہے تو اس کو وہ غیر ترقیاتی اخراجات کہتا ہے اس لیے کہ اس گاڑی کے لیے پٹرول اور دیکھ بھال کے خرچے اسے مزید خرچ کرنے پڑتے ہیں اور آمدنی میں اضافے کے بجائے وہ گھرانہ اخراجات کی طرف جاتا ہے اور وہ گھرانہ ترقی نہیں کر رہا ہوتا بلکہ تنزل کی طرف جا رہا ہوتا ہے اگر اسی قرض کی رقم کو وہ ٹرانسپورٹ میں لگاتا تو خرچہ کی بجائے اسے آمدنی ہوتی اور اس کے قرضے کی واپسی کی بھی سبیل بنتی اور ملٹی پلائر بھی کام کرتا جو ترقی کے لیے ضروری ہے اپنی سہولت کے لیے گاڑی والا خرچہ غیر ترقیاتی خرچہ ہے جبکہ ٹرانسپورٹ میں قرضے کے پیسے لگانا ترقیاتی خرچہ ہے جس سے آگے ترقی کے لیے سبیل بن سکتی ہے یہی مثال پیپلز پارٹی کی حکومت پر فٹ بیٹھتی ہے ان کی حکومتوں میں زیادہ تر اخراجات غیر ترقیاتی ہوتے ہیں مثلاً حکومتوں کا بڑی بڑی بلڈنگ بنا دینا جے سے ایوان صدر کی عمارت، پارلیمنٹ کی عمارت، کنونشن سینٹر، یوٹلیٹی سینٹرز، وزارہ کے دفاتر، ان کے لیے گاڑیوں کے فلیٹ، صدر صاحب کے کچن پر ۷ کروڑ کا خرچہ، صدر وزیر اعظم اور صوبوں کے وزارا

اعلیٰ کے لیے جہازوں، بلٹ پروف گاڑیوں کے فلیٹس وغیرہ اس سے پیپلز پارٹی کے حکمرانوں اور لوگوں کو نوازہ جاتا ہے وہ اور ان کے خاندان پیپلز پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں۔ دوسری بات بڑے بڑے اداروں میں تناسب سے زیادہ نوکریاں دینا جس سے چاہے وہ ادارہ تباہ ہو جائیں اور فی واقعہ ادارے تباہ بھی ہو گئے ہیں مگر پیپلز پارٹی کے لوگوں کو نوکریاں ملنی چاہیں یہ لوگ بعد میں پیپلز پارٹی کے ووٹر بنتے ہیں دلچسپ بات ہے آنے والی حکومت کو آئی ایم ایف قرضے دینے پر ڈاؤن سائیزز کا کہہ کر لوگوں کو ان اداروں سے نکالتے ہیں اور یہ کام جب سے پیپلز پارٹی وجود میں آئی ہے چل رہا ہے بلکہ پاکستان میں یہ بات مشہور ہے پیپلز پارٹی نوکریاں دیتی ہے جبکہ دوسری سیاسی پارٹیاں نوکریوں سے نکالتیں ہیں ایسا ماحول بنا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے عوام پیپلز پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں ملک کے سارے ادارے اسی وجہ سے بیٹھ گئے ہیں تیسری بات ان اداروں میں کرپشن بھی زوروں پر ہے آئے دن لوگ گرفتار ہو رہے ہیں اور ہوتے رہے ہیں پیپلز پارٹی کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی بس اس کا ایک نکاتی ایجنڈہ ہے ووٹ کس طریقے سے ملتے ہیں اس پر عمل کرو چاہے ہر روز عدالتیں لوگوں کو پکڑتیں رہیں سزائیں دیتیں رہیں جب یہی لوگ سزا کاٹ کر یا سزا معاف ہونے پر واپس آتے ہیں تو ان کو اس سے بہتر جگہ لگاؤ والی پالیسی پر پیپلز پارٹی ہمیشہ گامزن رہتی ہے جس وجہ سے اسے ووٹ ملتے ہیں عدالتوں سے سزا یافتہ لوگوں کو نوازہ جاتا ہے جو کسی بھی اخلاق کے دائرے میں نہیں آتا مگر

پیپلز پارٹی میں اخلاق کی کوئی روایت نہیں ملتی۔چوتھی بات حد سے زیادہ نوٹ چھاپ کر کام چلانا اپنے لوگوں کو نوازنا چاہے اور ووٹ حاصل کرنا۔چاہے اسٹیٹ بنک کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کا ہر بچہ 83 ہزار کا مقروض ہو۔

قارئین اب پھر ملک الیکشن کی طرف گامزن ہے اگر عوام نے اس بار بھی ان ہی کرپٹ لوگوں کے ہاتھوں میں حکومت دے دی تو اس ملک کو تباہی سے کوئی بھی نہیں روک سکے گا پاکستان کی عوام کو اس بار سوچ سمجھ کر اپنے نمائندے منتخب کرنے پڑیں گے جو کرپشن سے پاک ہوں، امین ،نڈر اور ملک اور قوم کا درد رکھنے والے ہوں۔آج ہی برطانوی ہائی کمشنر نے بیان دیا ہے کہ پاکستان حکومت ناکام ہو چکی ہے اس لیے پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کو اصلاح کر لینی چاہیے صورت حال بدلتی نظر نہیں آتی ان حالات کو دیکھتے ہوئے محب وطن لوگ اس سوچ اور پریشانی میں مبتلا ہیں کہیں حالات اس گریٹ گیم کی طرف تو نہیں جا رہی جو بین الاقوامی ایجنڈا ہے کہ پاکستان کو معاشی طور پر اتنا مفلوج کر دیا جائے کی اسے ناکام اسٹیٹ قرار دے دیا جائے اور اس کے ایٹمی ہتھیار بین الاقوامی کنٹرول میں دے دئے جائیں اور اسے بھارت کی طفیلی ریاست بنا دیا جائے کہیں دانستہ یا غیر دانستہ حالت اس طرف تو نہیں جا رہے کہ پہلے کی طرح جیسے پاکستان ٹوٹنے میں پیپلز پارٹی پر ہاتھ اُٹھتے تھے اب ناکام ریاست بن جانے میں بھی یہ اعزاز پیپلز پارٹی کی قسمت میں لکھا ہو۔اللہ ہمارے ملک

کی حفاظت کرے آمین۔

ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

''اے محمدؐ ! کہو کہ اے انسانو ! میں تم سب کی طرف اُس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے'' (الاعراف ۱۵۸) ''درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے'' (الاحزاب ۲۱) مسلم کی حدیث ہے کہ ایک دفعہ چند صحابہؓ نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے عرض کیا کہ آپ نبی اکرمؐ کے کچھ حالات زندگی ہم کو بتائیں عائشہ صدیقہؓ نے تعجب سے دریافت کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا جو مجھ سے خلق نبیؐ کے متعلق سوال کرتے ہو؟ (مسلم) یعنی آپؐ کی ساری زندگی قرآن تھی۔ اسماء صفات والقاب کے علاوہ محمدؐ اور احمدؐ کے نام سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو قرآن شریف میں یاد کیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمدؐ تک تمام پیغمبروں نے اپنے اپنے طور پر اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کا پیغام اللہ کی مخلوق تک پہنچایا مگر اس تمام پیغام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کی دعوت میں یکجا کرکے قرآن شریف میں درج کر دیا اور کہہ دیا کہ میری مخلوق کے لیے میرا یہ آخری پیغام، آخری پیغمبرؐ کے ذریعے ہے جو قیامت تک رہے گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت سنا دی کہ آج میں نے دین مکمل کر دیا ہے میری مخلوق قیامت تک اس پر عمل کرکے نجات پا جائے گی۔ اب

کسی پیغمبر نے نہیں آنا ہے اس دین کو امت مسلمہ نے قائم رکھنا ہے۔۹ ربیع لاول مطابق ۲۰اپریل ۵۷۱ء (الرحیق المختوم) کی صبح مکہ کے ایک معزز قبیلہ قریش (بنی ہاشم) میں عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپؐ کی والدہ کا نام آمنہ تھا ولادت سے پہلے ہی والد کا انتقال ہو گیا تھا اللہ نے قرآن شریف میں فرمایا ''بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی'' (الضحیٰ ۶) عرب کے رواج کے مطابق آپؐ کو بھی بنی سعد کی بدوی عورت حضرت حلیمہؓ کے حوالے کیا گیا تاکہ صحت مند ہو اور خالص اور ٹھوس عربی زبان سیکھ سکے حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ اس بچے کے آنے سے ہم آسودہ حالات ہو گئے جب کہ پہلے بہت ہی تنگ دستی تھی وہیں پر واقعہ شق صدر پیش آیا حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کا سینہ چاک کر کے زمزم کے پانی سے دھو کر اسی جگہ رکھ دیا۔اس کے ایک سال بعد آپؐ کو اپنی والدہ آمنہ کے حوالے کر دیا گیا۔ کچھ مدت کے بعد آپؐ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ دادا عبدالمطلب کے بعد ابوطالب نے اپنے بھتیجے کا حق کفالت بڑی خوبی سے ادا کیا ۴۰ سال تک قوت پہنچائی جب تک ابو طالب زندہ رہے کسی کو جرأت نہ تھی کہ رسولؐ کو زک پہنچائے.آپؐ کی عمر جب ۳۵ سال ہوئی اس وقت ایک واقعہ پیش آیا قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا پروگرام بنایا قریش نے فیصلہ کیا خانہ کعبہ کی تعمیر پر حلال پیسے خرچ کریں گے اس سے ثابت ہوتا ہے حرام حلال کی تمیز ان میں تھی مگر دولت کی ہوس نے انہیں نابینا کیا ہوا تھا جب حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے پر جھگڑا شروع ہو

گیا تو ہر قبیلہ اس کو رکھنے پر زور دے رہا تھا بات اس طرح طے ہوئی کہ کل جو سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہو گا اس کو حکم مان لیں گے اللہ کی مشیت دوسرے دن رسولؐ سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے لوگ مان گئے کہ یہ امین ہے ہم اس پر راضی ہیں آپؐ نے ایک چادر طلب کی حجر اسود کو خود اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر چادر پر رکھا پھر سب قبائل کے سرداروں سے کہا کہ آپ سب چادر کے کنارے پکڑیں اور رکھنے کی جگہ لیں جائیں پھر اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو اٹھا کر مقررہ جگہ پر رکھ دیا اس طرح جھگڑا ختم ہو گیا۔آپ نے اپنی زندگی کے ۲۵ سال گزارنے کے بعد حضرت خدیجہؓ سے شادی کی شادی کے ۱۵ سال بعد اللہ نے پیغمبر بنایا۔ پیغمبری کے ۱۳ سال مکہ میں اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے بعد مدینہ ہجرت کی اور زندگی کے بقایا ۱۰ سال مدینہ کے اندر گزارے۔ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔آپؐ دور شباب میں ہی خلوت پسند ہو گئے تھے اور قوم کی بت پرستی کو دیکھ کر پریشان ہوتے تھے غار حرا میں جا کر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔

وحی کا نزول:۔ ایک روز اللہ نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیل کو وحی کے ساتھ بھیجا اور فرشتے نے کہا پڑھ اللہ کے نام سے ،مگر آپؐ نے کہا میں پڑھ نہیں سکتا۔ ’’ پڑھو اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لو) تھڑے سے انسان کی تخلیق کی، پڑھو،اور تمہارا رب بڑا کریم ہے

جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا" (العلق ۱ ۔۵) ان آیات کے بعد رسولؐ کا دل دھک دھک کر رہا تھا حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا مجھے چادر اڑھا دو انہوں نے چادر اوڑھا دی یہاں تک کہ خوف دور ہو گیا۔ حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں رسولؐ نے سارا واقعہ انہیں سنایا اس نے کہا یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے موسیٰؑ پر نازل کیا تھا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا اور آپؐ کی مدد کرتا جب آپؐ کو قوم نکال دے گی آپؐ نے فرمایا قوم مجھے نکال دے گی ورقہ نے کہا جو کوئی بھی ایسی چیز لے کر آتا ہے جو آپؐ لے کر آئے ہیں لوگ اسے نکال دیتے ہیں۔ اس کے بعد مسلسل ۲۳ سال تک آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی ۔ قرآن شریف میں ہے

کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے اس کی بات یا تو وحی" اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ)) بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے" (لشوریٰ ۵۱) ۲۳ سال کی مدت میں قرآن شریف کا نزول مکمل ہوا۔ آپؐ کو اللہ نے بشیر و نذیر بنا کر انسانیت کے سامنے پیش کیا آپؐ نے نبوت کی ۲۳ سالہ زندگی میں اللہ کے کلام کو اللہ کی مخلوق تک انتھک طریقے سے پہنچایا اور اللہ نے اپنے پیارے نبیؐ سے کہا میں نے دین مکمل کر دیا ہے اب رہتی دنیا تک یہ دین قائم و دائم رہے گا کوئی دنیا کی طاقت اس کو مٹا نہیں سکے گی آپؐ نے قریش

کو اللہ کا پیغام پہنچایا تو وہ طرح طرح کے الزامات لگانے پر تل گئے۔ آپؐ کو جادو گر، کاہن، شاعر اور نہ جانے کیا کچھ کہا مگر آپؐ اپنے کام میں لگے رہے۔

دارالرقم میں دعوت کے پہلے ۳ سال:۔ نبوت کے پہلے ۳ سال خفیہ طریقے سے خاص خاص لوگوں کو اللہ کی دعوت پہنچاتے رہے مرکز حضرت ارقمؓ کے گھر کو بنایا شروع دنوں میں حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ حضرت زیدؓ یہ سب پہلے ہی دن مسلمان ہوگئے تھے اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی محنت سے حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہ بن عبیدؓ مسلمان ہوئے یہ بزرگ اسلام کا ہراول دستہ تھے آہستہ آہستہ تعداد بڑھتی گئی حضرت بلالؓ، حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح، ابو سلمہؓ بن عبدالاسد، ارقمؓ بن ابی الارقم، عثمانؓ بن مطعون اور ان کے دونوں بھائی قدامہؓ اور عبداللہؓ، عبیدہ بن حارثؓ، سعیدؓ بن زید ان کی بیوی فاطمہؓ خبابؓ بن ارت، عبداللہ بن مسعودؓ، اور دوسرے افراد مسلمان ہوئے یہ اصحاب، قریش کی تمام شاخوں سے تعلق رکھتے تھے جن کی تعداد ابن ہشام نے ۴۰ سے زیادہ بتائی ہے۔ مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں کہ اللہ نے ابدائے اسلام میں دو رکعت صبح اور دو رکعت شام کی نماز فرض کی ''صبح اور شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو'' (المومن ۵۵) اس کے بعد ۲ سال تک جب جب اللہ کے کلام میں زیادہ توحید رسالت اور آخرت کے دلائل آنا شروع ہوئے تو مخالفت بھی نسبتاً زیادہ ہوتی

گئی بعد کے ۵ سال اس مخالفت نے بہت زیادہ شدت اختیار کر لی بلا آخر مکی زندگی کے بقایا ۳ سال میں اہل قریش نے آپ کو قتل کرنے اور بستی سے نکال دینے کے منصوبے بنا لیے لیکن اللہ نے انصار مدینہ کے دل نرم کر دیئے اور آپؐ مدینہ ہجرت فرما گئے۔

رشتہ داروں کو دعوت :۔اللہ کے حکم کے مطابق پہلے اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دی ''آپؐ اپنے نزدیک ترین قرابتداروں کو ڈرایئے'' (الشعرآء ۲۱۴) ان کو بلا کر اللہ کا پیغام پہنچایا ابو طالب نے حمایت کی اور ابو الہب نے کھل کر مخالفت کی۔ آپؐ نے تمام خاندان کو ایک بار کھانے کی دعوت پر جمع کیا کل ۴۵ آدمی تھے اور فرمایا میں ایک چیز لے کر آیا ہوں جس سے دین اور دنیا دونوں میں فائدہ ہے۔ کون اس میں میری مدد کرے گا تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا اس وقت حضرت علیؓ نے کہا میں مدد کروں گا بنی ہاشم کو کیا پتہ تھا اس دعوت نے سارے عرب و عجم میں پھیل جانا ہے۔

دعوت عام :۔پھر مثال دے کر اس زمانے کے رواج کے مطابق پہاڑ صفا کی چوٹی پر چڑ کر اعلان کیا یا صباحا. یا صباحا یعنی صبح کا خطرہ صبح کا خطرہ، قریش کے لوگوں کو پکارا لوگ جمع ہو گئے آپؐ نے فرمایا اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ پہاڑ کی دوسری طرف سے دشمن حملہ کرنے والا ہے تو آپ لوگ میری بات پر یقین

کریں گے سب نے کہا آپؐ سچے اور نیک آدمی ہیں ہم ضرور یقین کریں گے آپؐ نے فرمایا لوگو میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمہیں اللہ واحد کی طرف بلاتا ہوں بتوں کی پوجا سے بچاتا ہوں یہ زندگی چند روزہ ہے سب نے اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے یہ پیغام سن کر سب حیران ہو گئے اور آپ کے حقیقی چچا ابولہب کو طیش آ گیا اور اس بدبخت نے کہا تو ہمیشہ ہلاکت اور رسوائی کا منہ دیکھے کیا تو نے اس غرض کے لیے ہم کو بلایا تھا۔ چند لمحے پہلے جسے صادق اور امین کہا جا رہا تھا جب آپ نے ایک اللہ کی عبادت کا کہا تو سب ایک دم مخالف ہو گئے۔

ابو طالب کو دھمکی :۔ قریش نے دھمکی کے لیے اپنے چند آدمی ابو طالب کے پاس بھیجے انہوں نے کہا تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہا، ہمارے دین کی عیب چینی کی ہماری عقلوں کو حماقت، کہا ہمارے باپ دادا کو گمراہ کہا، لہٰذا آپ یا تو اس کو روک دیں یا درمیان سے ہٹ جائیں ہم اس کے لیے کافی ہیں۔ ابو طالب نرم تھے چنانچہ وہ چلے گئے بعد میں ابو طالب نے اس کا ذکر رسولؐ سے کیا مگر رسولؐ نے فرمایا یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسولؐ تو ویسے ہی کام کرتے جا رہے ہیں تو ایک بار پھر ابو طالب کے پاس آئے اور کہا یہ ولید بن مغیرہ کا لڑکا عمارہ ہے یہ قریش کا بانکا اور خوبصورت

نوجوان ہے آپ اسے لے لیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں جس نے آپ کے آباو اجداد کے دین کی مخالفت کی ہے قوم کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے ان کی عقلوں کو حماقت قرار دیا ہے ہم اسے قتل کریں گے بس ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے ابو طالب نے کہا کتنا بُرا سودا ہے میں تمہارے بیٹے کو کھلاؤں پلاؤں اور تم میرے بیٹے کو قتل کرو خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا یہ گفتگو ۶ بنوئ میں ہوئی تھی۔

حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا :۔ایک دفعہ ابو جہل قریش کے دوسرے بد معاشوں کی حمایت کے ساتھ رسولؐ کے سر کو بھاری پتھر سے کچلنے کے لیے تیار ہو گیا جب رسولؐ سجدے میں گئے تو ابو جہل آگے بڑھا لیکن قریب پہنچ کر واپس ہو گیا لوگوں نے کہا یہ کیا ہوا کہنے لگا ایک اونٹ آڑے آگیا اس جیسی شکل کا اونٹ میں نے زندگی میں نہیں دیکھا وہ مجھے کھائے جا رہا تھا اس کے بعد حضرت حمزہؓ اسلام لائے واقعہ اس طرح ہے کہ ابو جہل نے ایک روز کوہ صفا کے نزدیک رسولؐ کو ایذا پہنچائی اور سخت سست کہا اس کے بعد ایک پتھر دے مارا جس سے خون بہہ نکلا ابو جہل خانہ کعبہ میں قریش کی محفل میں جا بیٹھا ایک خاتون نے حضرت حمزہؓ کو وہ قصہ سنایا حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آ رہے تھے سیدھے جا کر ابو جہل کے سر پر کھڑے ہو گئے اور بولے او بزدل میرے بھتیجے کو گالی دیتا ہے زور سے کمان اس کے سر پر ماری جس سے اس کے سر پر زخم آ گیا اس کے قبیلے بنو

مخزوم والے اور حضرت حمزہؓ کے قبیلے والے آمنے سامنے آ گئے مگر ابو جہل نے اپنی غلطی مان لی اور معاملہ خراب نہیں ہوا ابتداًحضرت حمزہؓ کا اسلام محض اس حمیت کے طور پر تھا لیکن اللہ نے ان کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا۔

حضرت عمرؓ کا اسلام لانا:۔ حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کے ۳ دن بعد حضرت عمرؓ بھی مسلمان ہو گئے رسولؐ نے اللہ سے دعا کی تھی اے اللہ ! عمرؓ بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام میں سے جو شخص تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے سے اسلام کو قوت پہنچا حضرت عمرؓ تند مزاجی اور سخت خوئی کے لیے مشہور تھے ایک دن رسولؐ کو قتل کرنے کی نیت سے گھر سے نکلے کسی شخص سے ملاقات ہوئی اپنا ارادہ اس کو بتایا اس نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی بھی اپنا دین چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہیں بہن کے گھر گئے تو وہاں سورۃ طٰہٰ پڑھی جا رہی تھی اس کے بعد بہنوئی اور بہن کو زخمی کیا بعد میں ندامت ہوئی کہا مجھے بھی قرآن پڑھنے دو بہن نے کہا آپ ناپاک ہیں پہلے غسل کریں پھر قرآن کو ہاتھ لگائیں سورۃ طٰہٰ پڑھنے کے بعد رسولؐ کے پاس گئے اور اسلام لے آئے اس سے قبل آپ نے ایک رات خانہ کعبہ میں پردے میں گھس کر رسولؐ سے سورۃ الحاقہ کی تلاوت سنی تو دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا تھا۔

عتبہ کی سفارت :۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد قریش نے

ایک نمائندہ عتبہ بن ربیعہ کو رسولؐ کے پاس بھیجا خانہ کعبہ کے اندر عتبہ نے رسولؐ سے ملاقات کی اور آپؐ کے سامنے قریش سے منظور شدہ گفتگو رکھی کہا ہماری قوم کے اندر آپؐ کا مرتبہ اور مقام ہے اب آپؐ ایک بڑا معاملہ لے کر آئے ہو جس سے قوم میں تفرقہ پڑھ گیا ہے یہ کام کرنے سے اگر آپؐ کو مال کی ضرورت ہے تو ہم آپؐ کو سب اتنا مال دے دیتے ہیں کہ آپؐ ہم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤگے اگر آپؐ مرتبہ اور اعزاز چاہتے ہو تو ہم سب آپؐ کو سردار مان لیتے ہیں اگر بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم سب آپؐ کو بادشاہ بنا دیتے ہیں اگر آپؐ کے پاس کوئی جن آتا ہے تو ہم علاج کروا دیتے ہیں عتبہ یہ باتیں کرتا رہا اور رسولؐ سنتے رہے پھر آپؐ نے کہا اب میری سنو آپؐ نے سورۃ حم السجدہ تلاوت فرمائی عتبہ سنتا گیا اٹھا اور سیدھا ساتھیوں کے پاس گیا انہوں نے کہا جیسے چہرہ لے کر گئے تھے ویسے نہیں رہے عتبہ نے قریش سے کہا میں نے ایسا کلام سنا ہے جیسا پہلے نہیں سنا تھا خدا کی قسم وہ نہ شعر ہے نہ جادو نہ کہانت اے قریش کے لوگوں میری بات مانو اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اگر یہ شخص عرب پر غالب آگیا تو اس کی باشاہت تمہاری ،اس کی عزت تمہاری، اس کا وجود تمہارے لیے سعادت ہو گا یہ بھی روایت میں آتا ہے کہ آپؐ جب قرآن کے ان الفاظ تک پہنچے تو عتبہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آپؐ کو قرابت داری کا واسطہ بس کرو وہ آیات یہ تھیں ''پس اگر وہ رد گردانی کریں تو تم کہدو کہ میں تمہیں عاد وثمود کی کڑک جیسی ایک کڑک کے خطرے سے آگاہ کر

(رہا ہوں'' (حم السجدہ ۱۳

بنو عاشم اور بنو مطلب کی میٹنگ :۔ ابو طالب کو مقابلے کی دھمکی ، پھر عمارہ بن ولید کے عوض قتل کا معاملہ ، ابو جہل کا رسولؐ کے سر پر بھاری پتھر رکھنے ، عتبہ بن ابی معیط کا چادر لپیٹ کر گلا گھونٹنے ، خطاب کے بیٹے کا تلوار لے کر نکلنے اور قریش کا رسولؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ یہ سب باتیں سنگین خطرہ محسوس ہو رہی تھیں اس لیے ابو طالب نے جدِ اعلیٰ عبدِ مناف کے دونوں صاحبزادوں ہاشم اور مطلب سے وجود میں آنے والے خاندان کو جمع کیا اور کہا اب رسولؐ کی سب حفاظت کریں ابو طالب کی یہ بات عربی حمیت کے پیش نظر ان دونوں خاندانوں کے سارے مسلم اور کافر افراد نے قبول کی البتہ صرف ابو لہب مشرکین سے جا ملا۔اس فیصلے کے متعلق اللہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے ''اگر (انہوں نے ایک بات کا تہیہ کر رکھا ہے تو ہم بھی تہیہ کئے ہوئے ہیں'' (الزخرف ۷۹

ولید کی سفارت :۔ ایک دفعہ خانہ کعبہ میں سرداران قریش موجود تھے رسولؐ بھی ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ ان ہی دنوں حج کا موسم تھا قریش کو فکر ہوئی کہ رسولؐ آنے والے حاجیوں میں اپنے دین کو پھیلائے گا لہٰذا کوئی تدبیر کرنی چاہیے انہوں نے سوچا کوئی ایسی بات متفق ہو کر آنے والے حاجیوں سے کریں جس سے ان کے دلوں میں اثر نہ ہو ولید بن مغیرہ کو اس کام پر لگایا

گیا۔ چند لوگوں نے کہا ہم کہیں گے وہ کاہن ہے ولید نے کہا نہیں بخدا وہ کاہن نہیں ہے ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے، لوگوں نے کہا ہم کہیں گے وہ پاگل ہے ولید نے کہا وہ پاگل نہیں ہم نے پاگل بھی دیکھے ہیں ،لوگوں نے کہا ہم کہیں گے وہ شاعر ہے ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہے ہم نے شاعر بھی دیکھے ہیں، لوگوں نے کہا وہ جادوگر ہے ولید نے کہا وہ جادوگر بھی نہیں ہے ہم نے جادوگر بھی دیکھے ہیں لوگوں نے کہا پھر ہم کیا کہیں گے کافی سوچ بچار کے بعد ولید نے مشورہ دیا ہم کہیں گے جادوگر ہے باپ بیٹے بھائی بھائی شوہر بیوی کنبے قبیلے میں پھوٹ ڈالتا ہے اس بارے میں سورۃ مدثر میں ذکر آیا ہے ''اس نے سوچا اور اندازہ لگایا۔ وہ غارت ہو۔ اس نے کیسا اندازہ لگایا، پھر غارت ہو اس نے کیسا اندازہ لگایا پھر نظر دوڑائی۔ پھر پیشانی سکیڑی اور منہ بسورا۔ پھر پلٹا اور تکبر کیا۔ آخر کار کہا کہ یہ نرالا جادو ہے جو پہلے سے نقل ہوتا آ رہا ہے۔ وہ محض انسان کا کلام ہے'' (مدثر ۱۸۔۲۵) اس بات کے بعد سب پھیل گئے اور آنے والے حاجیوں میں وہ پروپگنڈا شروع کر دیا اس سے لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ آپؐ نے دعویٰ نبوت کیا ہے ان کی اس حرکت سے دیار عرب میں آپؐ کا چرچا ہوگیا اس محاذ آرائی کا اللہ نے قرآن میں یہ نقشہ کھینچا ہے۔ قریش آپ کو پاگل کہتے تھے ''ان کفار نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل ہوا تو یقیناً پاگل ہے'' (الحجر ٦) کبھی آپؐ کو جادوگر ہونے کا الزام لگاتے تھے۔ ''انہیں حیرت ہے کہ خود انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا

اور کافر کہتے ہیں کہ یہ جادوگر جھوٹا ہے'' (ص ۴) قریش آپؐ کے آگے پیچھے پُر غضب اور بھڑکتے ہوئے جذبات کے ساتھ چلتے اور کہتے تھے کہ پاگل ہے۔ '' اور جب کفار اس قرآن کو سنتے ہیں تو آپؐ کو ایسی نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ گویا آپؐ کے قدم اکھاڑ دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ یقیناً پاگل ہے'' (القلم ۵۱) آپؐ کے ساتھ کمزور صحابہؓ کو دیکھ کر استہزا کرتے تھے ''اچھا! یہی حضرات ہیں جن پر اللہ نے ہمارے درمیان سے احسان فرمایا ہے'' (الانعام ۵۳) اللہ نے ان کو ان آیات میں جواب دیا ہے ''کیا اللہ شکر گزاروں کو سب سے زیادہ نہیں جانتا'' (الانعام ۵۳) عام طور پر مشرکین کی کیفیت وہی تھی جس کا نقشہ اللہ نے کھینچا ہے ''جو مجرم تھے وہ ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔اور جب ان کے پاس سے گذرتے تو آنکھیں مارتے تھے اور جب اپنے گھروں کو پلٹتے تو لطف اندوز ہوتے ہوئے پلٹتے تھے۔اور انہیں دیکھتے تو کہتے کہ یہی گمراہ ہیں، حالا (نکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے'' (المطففین ۲۹۔۳۳

تکالیف:۔مکہ کے ۱۳ سال میں آپؐ اور صحابہؓ کو بہت ستایا گیا کہ رسولؐ نے کہا دین کے معاملے میں جتنا مجھے ستایا گیا ہے کوئی اور پیغمبر نہیں ستایا گیا۔ بازار کے اندر آپؐ لوگوں کو دعوت دیتے پیچھے ابو لہب لوگوں کو کہتا یہ میرا بھتیجا ہے یہ جھوٹ کہتا ہے، خانہ کعبہ میں سجدے کی حالت میں سر پر اونٹ کی اوجھ ڈالی گئی، گردن میں چادر ڈال کر ختم کر دینے کی کوشش کی گئی ،

دو بیٹیوں رقیہؓ اور ام کلثومؓ کو چچا ابولہب کے بیٹوں نے طلاق دی، طائف میں لہولہان کیا گیا، رسولؐ کا بیٹا عبداللہ فوت ہوا تو ابولہب خوش ہوا دوستوں کو خوشخبری دی کہ محمدؐ ابتر ہو گیا ہے، ابو لہب کی بیوی جو ابو سفیان کی بہن تھی رسولؐ کے راستے میں کانٹے ڈالتی تھی، آپؐ کے کافر پڑوسی جب آپؐ گھر میں نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ آپ کے سر پر بکری کی بچہ دانی ڈال دیتے، چولھے پر ہانڈی چڑھائی جاتی تو بچہ دانی اس طرح پھینکتے کہ سیدھے ہانڈی میں جا گرتی، امیہ بن خلف کا وطیرہ تھا جب رسولؐ کو دیکھتا تو لعن طعن کرتا اس پر آیت ''اتری ہر لعن طعن اور برائیاں کرنے والے کے لیے تباہی ہے'' (الھمزۃ اخنس بن شریق ثقفی بھی آپؐ کو ستاتا تھا اس پر یہ آیت اتری ''تم بات نہ مانو کسی (ا قسم کھانے والے ذلیل کی جو لعن طعن کرتا ہے، چغلیاں کھاتا ہے۔ بھلائی سے روکتا ہے، حد درجہ ظالم، بد عمل اور جفاکار ہے۔ اور اس کے بعد بداصل بھی ہے'' (القلم ۱۰۔ ابو جہل بھی آپؐ کو تکلیفیں پہنچاتا تھا ایک دفعہ آپ پر نماز کی حالت میں تھے کہ (۱۳ مٹی ڈالنے آیا مگر اللہ کے حکم سے درمیان میں آگ اسے آگے نہیں جانے دے رہی تھی اس پر رسولؐ نے فرمایا قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو اچک لیتے۔ ۳ سال تک شعب ابوطالب میں محصور رکھا گیا، قتل کرنے کی اور ملک بدر کرنے کی سازش کی گئی مخالفت میں کیا کچھ نہ کیا گیا ابو جہل نے سمیہؓ کو برچھی مار کر شہید کیا گیا، حضرت مصعب بن عمیرؓ کا دانہ پانی بند کیا گیا، حضرت عثمان بن عفانؓ کو چٹائی میں لپیٹ

کر دھواں دیا گیا، آل یاسر کو تکلیفیں دی گئیں، بلالؓ کو گرم ریت میں لٹایا گیا گھسیٹا گیا -ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھے گئے،خبیبؓ کو گرم کوئلوں پر لٹایا گیا

ہجرت حبشہ :۔ صحابہؓ کو اتنا پریشان کیا گیا کہ وہ دو دفع حبشہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ حبشہ میں بھی پیچھا کیا گیا مگر بادشاہ نجاشی جو نیک انسان تھا، نے قریش کی ایک نہ سنی اور مہاجرین حبشہ میں سکون سے رہے پہلی ہجرت میں ۱۲ مرد اور ۴ عورتیں تھیں دوسری ہجرت ۸۲ یا ۸۳ مرد اور ۱۸ یا ۱۹ عورتیں تھیں۔

قریش کی آخری سفارت :۔جب ابو طلب بیمار ہوئے تو قریش کو فکر ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی کچھ معاملہ ہو جانا چاہیے چنانچے قریش ایک بڑا وفد جس میں عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ،ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، ابو سفیان بن حرب اور دیگر تقریباً، افراد آئے اور ابو طالب سے کہا آپ رتبہ اور مقام رکھتے ہیں آپ سے گزارش ہے ۲۵ کہ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیاں عہد وپیمان کروا دیں کہ وہ اپنے دین پر رہے اور ہم اپنے دین پر رہیں رسولؐ نے ان کی باتیں سن کر کہا آپ لوگوں کو میں ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جس کو اگر آپ مان لیں تو آپ عرب کے بادشاہ بن جائیں اور عجم آپ کے زیر نگیں آ جائے تو آپ کی

کیارائے ہو گی قریش یہ سن کر حیران تھے آخر ابو جہل نے کہا اچھا بتاو ہم ایسی دس باتیں
ماننے کے لیئے تیار ہیں آپؐ نے فرمایا''آپ لوگ لا الہ الا اللہ کہیں اور اللہ کے سوا جو
کچھ پوجتے ہیں اسے چھوڑ دو اس پر انہوں نے ہاتھ پیٹ پیٹ کر کہا''محمدؐ ! تم یہ چاہتے
ہو کہ سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالو؟ واقعی تمہارا معاملہ عجیب ہے''
اس کے بعد انہوں نے اپنی اپنی راہ لی اس بارے قرآن کی یہ آیت نازل ہوئیں''
ص، قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی بلکہ یہی لوگ جنہوں نے ماننے سے انکار کیا ہے
سخت تکبر اور ضد میں مبتلا ہیں۔ان سے پہلے ہم ایسی کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے
ہیں تو وہ چیخ اٹھے مگر وہ وقت بچنے کا نہیں ہوتا۔ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا
کہ ایک ڈرانے والا خود انہی میں سے آگیا۔منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا
ہے،کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات
ہے اور سرداران قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عباد
ت پر یہ کچھ نہیں مگر ایک من گھڑت بات پر یہ بات تو کسی اور ہی غرض سے کہی جا
(رہی ہے یہ بات ہم نے زمانہ قریب کی ملت میں کسی سے نہیں سنی'' (ص ا۔ے
غم کا سال اور بشارتیں:۔اس کے بعد ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا اور
رسولؐ کی مشکلوں میں بھی اضافہ ہو گیا۔باوجود مشکلات ابتدائی

مسلمان اس لیے ثابت قدم رہے کہ اللہ کا وعدہ تھا رسولؐ کی پر کشش قیادت تھی اور بار باراللہ کی طرف سے کامیابی کی بشارتیں تھیں۔

طائف کا سفر ۱۰ نبوت میں رسولؐ طائف دعوت کی غرض سے تشریف لے گئے مگر انہوں نے شریر لڑکے آپ کے پیچھے لگا دیے آپ پر پتھروں کی بارش کی گئی آپ لہو لہان ہو گئے پہاڑوں کے فرشتے نے آکر کہا مجھے اللہ نے بھیجا ہے آپؐ کہیں تو ان کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں مگر پھر بھی آپؐ نے ان کے ایمان لانے کی دعاء کی۔

معراج :۔اس کے بعد اللہ نے اپنے رسولؐ کو معراج کرائی، دوسری باتوں کے علاوہ پانچ وقتہ نماز فرض کی گئی۔دوسرے پیغمبروں ملاقات کرائی،جنت دوزخ کا مشاہدہ کرایا، پھر اسی رات بیت المقدس سے مکہ تشریف لے آئے۔

بیعت عقبہ :۔جب رسولؐ طائف سے واپس آئے کچھ دن بعد یثرب کے سات لوگوں نے منیٰ کی گھاٹی میں آپ کی دعوت پر مسلمان ہو گئے اس کے بعد دوسری بیعت عقبہ میں پچھتّر افراد شریک ہوئے اس سے اسلام کی قوت میں اضافہ ہوا رسولؐ کو مدینے آنے کی دعوت دی گئی۔ان حضرات نے آپؐ کو ایک معاہدے کے تحت مدینے میں بلایا اس سے قبل اسلام کے پہلے سفیر حضرت مصعب بن عمیرؓ کی محنت کی وجہ سے

. مدینے کے سردار اور انصار کے ہر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد مسلمان ہو گیا تھا

ہجرت :۔ رسولؐ اللہ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت فرمائی کہ وہ اپنے اس نئے وطن مدینہ کو ہجرت کر جائیں سب سے پہلے حضرت ابو سلمہؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمرؓ، عیاشؓ، وغیرہ مدینہ تشریف لے گئے۔ رسولؐ اللہ نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کو روکا ہوا تھا جب مسلمان ہجرت کرنے لگے تو قریش نے دارالندوہ میں مشاروورہ تی میٹینگ کی اور رسولؐ اللہ کے قتل کا منصوبہ طے ہوا اور ہر قبیلے کے لوگوں کو اس سازش میں شریک کیا اس پر للہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے اطلاع کر دی اور ہجرت کی اجازت دے دی قریش نے اس سازش کے لیے آدھی رات کا وقت مقرر کیا تھا قریش نے اپنی سازش کی اور اللہ نے اس موقعے پر وہ کام کیا جسے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا ''وہ موقع یاد کرو جب کفار تمہارے خلاف سازش کر رہے تھے ۔تاکہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال باہر کریں او لوگ داؤ چل رہے تھے اور اللہ بھی داؤ چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر داؤ والا ہے'' (الانفال ۳۰) حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر اللہ کے رسول صلی علیہ وسلم مشرکین کی صفیں چیریں اور ایک مٹھی سنگریزوں والی مٹی لے کر ان کے سروں پر ڈالی اور یہ آیت تلاوت فرماتے نکل گئے ''ہم نے ان کے آگے رکاوٹ کھڑی کر دی اور ان کے پیچھے رکاوٹ کھڑی کر دی

پس ہم نے انہیں ڈھانک لیا ہے اور وہ دیکھ نہیں رہے ہیں (لے س۹) دو شنبہ ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوت یعنی ۱ ہجری مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو رسولؐ اللہ قباء میں وارد ہوئے مسلمانانِ مدینہ رسولؐ اللہ کے انتظار میں تھے۔آپؐ کے دیدار کے لیے سارا مدینہ امنڈ آیا یہ ایک تاریخی دن تھا جس کی نظیر سرزمینِ مدینہ نے کبھی نہ دیکھی تھی رسولؐ اللہ نے قباء میں کلثومؓ بن ہدم کے مکان میں قیام فرمایا۔اسی دوران مسجد قباء کی بنیاد رکھی اور نماز ادا کی اس کے بعد رسولؐ اللہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے رسولؐ اللہ کی اونٹنی آپؐ کے ننھیال والوں بنو نجار کے محلے میں بیٹھ گئی ابوایوب انصاریؓ نے لپک کر کجاوہ اٹھا لیا اور اپنے گھر لے چلے۔

یہود سے معاہدہ: رسولؐ نے جب مسلمانوں کے درمیان اخوت وبھائی چارہ قائم کر دیا تو اس کے بعد مدینے کے قریب ترین پڑوسی یہود کے ساتھ بھی میثاق مدینہ کے نام سے معاہدہ کیا بنو عوف اور دوسرے یہود اپنے دین پر عمل کریں اور مسلمان اپنے دین پر،دونوں اپنے اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہونگے، کسی بھی فریق کے جنگ کی صورت میں تعاون کریں گے،قریش اور اس کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی یثرب پر حملے کی صورت میں سب مل کر دفاع کریں گے اختلاف کی صورت میں اللہ اوراس کے رسولؐ کی بات آخری ہو گی مگر پھر بھی یہودی دل میں عداوت رکھتے تھے۔

مدینے میں مشکلات :۔رسولؐ کو مدینے میں بھی آرام سے اللہ کے دین کو پھیلانے کے لیے نہ چھوڑا گیا طرح طرح سے رکاوٹیں ڈالی گئیں بدر، احد اور خندق کی جنگ کی،جنگ خندق کے موقعے پر تمام عرب کے مشرکوں نے مدینے کا محاصرہ کیا بنو قریظہ نے معاہدے کے باوجود مشرکین سے ساز باز کی یہود نے دین کے راستے میں رکاوٹیں ڈالیں عبداللہ بن ابی منافق اعظم نے اپنی ہر کوشش کی مگر اللہ نے اپنے دین کو اپنے رسولؐ کے ذریعے قائم کرنا تھا چاہے مشرکوں کو کتنا بھی ناگوار ہو۔اللہ کے رسولؐ نے مکہ میں صحابہؓ کی جان نثار ٹیم تیار کی ان کی اور انصارِمدینہ کی مدد سے عرب میں اللہ کے دین کو قائم کیا اللہ نے دین کے تمام احکامات کو مختصر سی مدت ۲۳ سال کے عرصے میں نازل فرمایا۔

فتح مکہ :۔جب مشرکین مکہ نے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو رسولؐ نے مکہ پر چڑھائی کا پروگرام بنایا مگر اس کو اخفا رکھا قریش نے ابو سفیان کو صلح کا سفیر بنا کر رسولؐ کے پاس مدینہ بھیجا وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ ام المومنین کے پاس گیا مگر اس نے ابو سفیان کو نبیؐ کے بستر پر نہیں بیٹھنے دیا۔ رسولؐ کے پاس حاضر ہوا مگر آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا ابو بکرؓ کے پاس گیا انہوں نے رسولؐ سے بات کرنے کو کہا عمرؓ کے پاس گیا انہوں نے سختی کا اظہار کیا آخر میں علیؓ کے پاس گیا انہوں نے کہا لوگوں کے درمیان کھڑے ہو

کر امان کا اعلان کر دو۔ چنانچے مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کیا ''میں لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر رہا ہوں'' پھر مکہ چلا گیا۔ رسولؐ نے ۱۰ رمضان ۸ ھ ۱۰ ہزار صحابہؓ کے ساتھ مکہ کا رخ کیا۔اسی دوران حضرت عباسؓ اسلام لائے عباسؓ ابوسفیان کو رسولؐ کے پاس لیکر گئے اور ابو سفیان بھی اسلام لے آئے حضرت عباسؓ نے رسولؐ سے کہاابوسفیان اعزاز پسند ہیں ان کو کوئی اعزاز دے دیں چنانچے رسولؐ نے کہا رسولؐ نے کہا جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے جو اپنے گھر اندر سے بند کر لے اسے امان ہے جو خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔ رسولؐ نے لشکر کو مختلف راستوں کی طرف سے مکہ داخل ہونے کا حکم دیا جب رسولؐ للہ کا لشکر مکہ میں داخل ہوا تو قریش مقابلہ نہ کر سکے آپؐ نے عام معافی کا اعلان کیا خانہ کعبہ میں داخل ہو کر سب بتوں کو توڑ ڈالا حضرت بلالؓ نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی رسولؐ اللہ نے شکرانے کے نفل ادا کئے صرف ۹ دشمنان اسلام کو قتل کا حکم ہوا جس میں سے ۵ کی جان بخشی ہوئی انہوں نے اسلام قبول کیا ۴ کو قتل کر دیا گیا ۔بت پرستی کا کام تمام کر دیا گیا اس کے بعد لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے خطبہ حجۃ الوداع:۔ رسولؐ نے پہلے اللہ کی کبریائی بیان کی پھر فرمایا جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں، عربی کو عجمی سفید کو سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ، مسلمان بھائی بھائی ہیں، جو خود کھاؤ غلاموں کو کھلاؤ، جاہلیت کے تمام خون معاف، سود پر پابندی، عورتوں کے

حقوق، ایک دوسرے کا خون اور مال حرام، کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے کی تاکید، حقدار کو حق، لڑکا اس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا، اس کے بعد ایک لاکھ چالیس ہزار انسانوں کے سمندر کو آپؐ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اللہ کی عبادت کرنا پانچ وقت کی نماز رمضان کے روزے زکوۃ اللہ کے گھر کا حج اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا جنت میں داخل ہوگے۔ تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے صحابہؓ نے کہا آپ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے اللہ آپ بھی گواہ رہیے۔

دین یعنی دستور عمل مکمل ہو گیا:۔ اس خطبے، کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا'' (المائدہ ۳) اب رہتی دنیا تک یہ ہی دین غالب رہے گا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری پیغمبر ہیں اور یہ دین آخری دین ہے قیامت تک نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ نیا دین آئے گا اب اس دین کو دوسری قوموں تک پہنچانے کا کام امت محمدیؐ کرے گی لہٰذا ہمارے لیے سبق ہے کہ ہم اپنے اعمال ٹھیک کریں اسلام کے دستور میں جتنی بھی انسانوں کی خواہشات داخل کر دی گئیں ہیں انہیں ایک ایک کرکے اپنے دستور عمل سے نکال دیں اور اپنے ملک میں اسلامی نظام، نظام مصطفےٰ، حکومت الٰہیہ)

جو بھی نام ہو) اس کو قائم کریں اور پھر اس دستور کو دنیا کے تمام انسانوں تک
پہنچائیں جنت کے حق دار بنیں اور جہنم کی آگ سے نجات پائیں جو کافروں کے لیے تیار
کی گئی ہے اپنی آخری منزل جنت میں داخل ہوں جہاں ہمیشہ رہنا ہے جہاں نہ موت ہو
گی نہ تکلیف ہو گی اللہ مومنوں سے راضی ہو گا اور یہی کامیابی ہے۔ صاحبو! یہی ربیع ا
-لاول کا پیغام ہے

یکجتی ِ کشمیر

مورخوں کے نزدیک کشمیر دو ہزار قبل مسیح میں اس قابل بنا کہ یہاں انسان آباد ہو سکیں اس سے پہلے پانی کی جھیل تھی۔ کسی نے کہا کشمیر سے مراد کشید کی گئی یعنی جس زمین سے پانی خارج کیا گیا ہو۔ کسی نے اسے بنی اسرائیل کے ساتھ جوڑا۔
کشمیر جھیلوں، چشموں، دریاؤں، کوہساروں اور باغوں کا دیس ہے اس کی تاریخ درد ناک اور عبرت انگیز ہے۔ یہ ریاست صدیوں سے مسلمانوں کے زیر حکمرانی رہی ہے۔ ایک کروڑ پچاس لاکھ سے زائد کی آبادی کی یہ ریاست گذشتہ ڈیڑھ صدیوں سے استعمار کے جبر میں پس رہی ہے ایشیاء کے قلب اور ہمالیہ کے دامن میں دنیا کی کو خوبصورت ترین وادی ہے۔ کئی جنگوں کی تباہ کاریوں دیکھ چکی ہے۔ آہنسا کے پجاری اس پر ظلم ،بربریت اور دہشت کا سماں بنائے ہوئے ہیں۔ کشمیریوں کو ٹارچر سیل میں اذیتیں دی گئیں، الٹا لٹکا کر کھالیں اوڈھیڑی گئیں، دانت توڑنے گئے، بجلی کے جھٹکے دے دے کر نوجوانوں کو ہمیشہ کے لے معذور کر دیا گیا، جیلوں میں قید نوجوانوں کو زہر دے کر ان کی زندگی کو عبرت کا نشان بنا دیا گیا، دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر ذہنی مریض بنا دیا گیا، ہزاروں عزت مآب خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی گئی، بے قصوروں کی اجتماعی قبریں بنائی گئی، لاتعداد نوجوانوں کو لاپتہ کر دیا گیا، سینکڑوں کو عقوبت خانوں میں تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا

گیا، مساجد اور مزارار تباہ کر دئے ے گئے، گن پاوڈر ڈال کے کھربوں کی پراپر ٹیز جلا کر خاکستر کر دی گئیں، لاکھوں کشمیریوں کو پاکستان میں دکھیل دیا گیا، ہزاروں بیرون ملک ہجرت کر گئے۔ ظلم اور دہشت ختم نہیں ہو رہی۔ تشدد ہے کہ آئے دن بڑھ رہا ہے۔ ہر سال کشمیری پاکستان کی آزادی کا دن مناتے ہیں اور بھارت کی آزادی کے دن کو یوم سیاہ کے طور پر مناتے آئے ہیں بھارت کشمیر کو زبردستی ساتھ رکھنے کے لے ے ہر چیز کو ختم کرنے کی پالیسی پر عمل ہو رہا ہے طویل جہد و جہد کے بعد اب کشمیر میں انتفاضہ کا عنصر شامل ہو گیا۔ جب نہتے عوام، بچے اور خواتین توپ، بارود کا غلیل اور پتھر سے پر امن مقابلہ برسوں تک کرنے کا ارادہ کر لیں تو اس قوم کو زیادہ دیر کوئی بھی غلام نہیں رکھ سکتا۔ برصغیر کی تقسیم کے وقت ایک موقعہ آیا تھا کہ کشمیر کے غم ختم ہوں اور وہ تقسیم کے فارمولے کے تحت پاکستان کے ساتھ شامل ہو جائے اور مسلمانوں کے سمندر کا حصہ بن جائے جو نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر تک پھیلا ہوا ہے مگر برطانیہ کے قائم کردہ ریڈ کلف ایوارڈ نے صلیبی کردار ادا کرتے ہوئے گرداسپور جو مسلم آبادی والا علاقہ تھا بھارت میں دھوکے سے شامل کر دیا اس طرح بھارت کو کشمیر میں داخل ہونے کے لے ے واحد زمینی راستہ مل گیا۔ اس سے قبل ان ہی انگریزوں نے ظلم کی انتہا کرتے ہوئے ۷۵ لاکھ نانک شاہی ٹکوں کے عوض کشمیر کو فروخت کر دیا تھا جس پر شاعر اسلام نے کہا تھا ﷺ قوے فروختند وچے ارزان روختند" جو تاریخ میں ایک انوکھا واقعہ ہے۔ ڈوگرہ راج میں

کشمیریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے ان سے بیگار لی گئی۔ان کی پکی ہوئیں فصلیں ان سے چھین لی جاتی تھیں۔ اب تک ۵ لاکھ کشمیری جانوں کے نذرانے پیش کر چکے ہیں۔ دنیا کی کسی بھی آزادی کی تحریک نے اتنی مصبتیں نہیں جھلیں جتنی کشمیریوں نے جھلیں ہیں۔ موجودہ آزاد کشمیر خود کشمیر مسلمانوں نے پاکستان کے قبائلیوں کی مدد سے آزاد کروایا تھاجب آزادی کے متوالے سری نگر کے قریب پہنچ والے تھے تو مکار ہندوجواہر لال نہرو اقوام متحدہ میں درخواست لیکر گیا کہ جنگ بند کر دی جائے ہم حالات ٹھیک ہونے کے بعد کشمیریوں کو ےہ حق دیں گے کہ بھارت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ۔ شاطر ہندو اپنے وعدے سے مکر گئے رائے شماری کیا کرواتے کشمیریوں کو طاقت کے زور سے ابھی تک غلام بنایا ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل نے اپنی دو قراردادوں، 13 اگست 1948 اور ۵ جنوری 1949 کے ذریعے کشمیریوں سے وعدہ کیا تھا کہ اقوام متحدہ کے تحت استصواب رائے کا انتظام کیا جائے گا مگر مغرب کی لونڈی اقوام متحدہ نے آج 65 سال ہو گئے ہیں کچھ نہیں کیا بلکہ اپنے وعدے سے مکر گئی۔ مسلمان ملکوں انڈونیشیا اور سوڈان کے عیسائی علاقوں کو فوراً رائے شماری کے ذرے ے دو مسلمان ملکوں سے علیحدہ عیسائی ممالک بنا دیا گئے ہیں جبکہ کشمیر اور فلسطین کے مسئلے جوں کے توں ہیں۔ بانی پاکستان حضرت قائد اعظمؒ نے کشمیر کو شہ رگ قرار دیا تھاکشمیری ہر سال مقبوضہ کشمیر یں پاکستان کی آزادی کا دن مناتے ہیں اور کہتے ہیں ہم پاکستان کے ساتھ شامل

ہونا چاہتے ہیں ہر سال یوم جمہوریہ بھارت کے دن یوم سیاہ مناتے ہیں۔ پاکستان کشمیریوں کا مقدمہ صحیح طریقے سے نہیں لڑ رہا پرویز مشرف نے کشمیریوں کے حق خود اداریت سے ہٹ کر دوسرے آپشن کی بات کر کے کشمیریوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا۔ تحریک انصاف کے سربراہ کہہ رہے ہیں کشمیر کے مسئلے کو آئندہ نسل کے لے چھوڑ دیا جائے۔ پیپلز پارٹی کے اتحادی متحدہ قومی موومنٹ والے کہتے ہیں کشمیر کو چھوڑو پاکستان کی فکر کرو۔ نیشنل عوامی پارٹی والے تو ہے ہی گاندھی کے پیروان کے لیڈر سرحدی گاندھی نے پاکستان میں دفن ہونا ہی پسند نہیں کیا یہ حضرات اپنے آبا ؤ اجداد کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے فیڈریشن کی باتیں کر رہے ہیں پیپلز پارٹی کے بانی جو ہندوستان سے ہزار سال جنگ کی بات کرتے تھے اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے آدھا پاکستان گنوا بیٹھے پاکستان کے حامی سکھوں کی فہرستیں بھارت کے حوالے کر کے پاکستان دشمنی کا ثبوت فراہم کیا۔ نواز شریف نے کشمیر کو متنازعہ مسئلہ تسلیم کروائے بغیر اٹل بہاروا چپائی کو ریڈ کارپٹ استقبال کر کے کشمیریوں کے زخموں پر نمک پاشی کی۔

صاحبو ! کس کس کا کیا کیا ذکر کیا جائے۔ ہاں پاکستان کی عوام کے دل کشمیریوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں یہی امید کی کرن ہے۔ کشمیری اپنا مقدمہ کس کے پاس لے کر جائیں اگر مذاکرات کی بات ہے تو ۵۶ سال سے ہو رہے ہیں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ اگر بڑی طاقتوں سے درخواست کریں تو کشمیر کا مسئلہ ان کی

طرف سے سرد مہری اور مفادات کے تحت دب گیا ہے۔ اقوام متحدہ پر بھروسہ کریں تو اپنے وعدوں سے مکر جانے والی مغرب کی لونڈی کے ایجنڈے پر تو کشمیر کا مسئلہ 65 سال سے حل طلب پڑا ہوا ہے۔اب ایک ہی راستہ رہ گیا ہے وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔اگر ہمارے قریب مسلمان جو ہماری شہ رگ ہیں پر ظلم کی انتہا کر دی جائے۔ہزاروں عزت مآب عورتوں کی ہندو بنیا کے فوجی اجتمائی آبروریزی کرے۔ اجتماعی قبریں بنائے۔ہزاروں نوجوانوں کو لاپتہ کر دے۔ہزاروں کو عقبوت خانے میں تشدد اور بربریت کرکے شہید کر دے۔ہزاروں کو ٹارچر کرکے معزور کر دے۔ ہزاروں نوجوانوں کو دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر پاگل بنا دے۔پوری قوم کی نسل کشی کرے۔آبادی کے تناسب کو تبدیل کرنے کے حربے استعمال کرے۔کھربوں کی املاک کو گن پاؤڈر چھڑک کر خاکستر کر دے۔ سری نگر میں شہیدوں کے قبرستان پڑوسی مسلمانوں سے تقاضہ کر رہے ہوں کہ ہماری مدد کو کب آؤ گے؟ تو پھر خاموش رہنے والوں کو اللہ کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہیے۔ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے ؟تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی اسلامیہ جموریہ پاکستان جو کشمیر کے بغیر نامکل ہے جو اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی قوت ہے۔ جس کے مسلمان اللہ اور رسول کے نام پر مر مٹنے والے ہیں۔اس کو صرف اور صرف اللہ پر بھروسہ کے کے جہاد فی سبیل اللہ شروع کر دینا چاہیے اللہ قرآن میں فرماتا ہے کئی بار قلیل تعداد اور کم وسایل والے گروہوں نے اللہ کے حکم سے طاقت ور گروہوں پر غلبہ حاصل کیا مگر یہ اس وقت ہوا جب لوگ مومن بنے۔ اللہ سے ڈرنے والے بنے۔ا

س سے رجوع کرنے والے بنے اور صرف اللہ سے مدد مانگنے والے بنے۔ آج ہے ہم ۵ فروری کے دن اللہ سے اجتماعی طور سے معافی مانگیں اپنے گناہوں سے توبہ کریں پھر دیکھیں اللہ کی مدد ضرور آئے گی ہم 1990ء سے ۵ فروری کشمیریوں سے یوم یکجہتی کے طور پر مناتے ہیں اور آئندہ بھی مناتے رہیں گے مگر کشمیر کی آزادی جہاد فی سبیل اللہ کے بغیر ممکن نہیں۔ عصا موسویؑ ہمارے ہاتھ میں ہے ہمیں مصنوعی سانپوں سے ڈرنا نہیں چاہیے اسی جد وجہد سے کشمیر آزاد ہو پاکستان میں شامل ہو گا انشاء اللہ۔

شکست آرزو کا مصنف اول آخر پاکستانی

شکست آرزو پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بہت کچھ ابھی بھی باقی ہے یہ پاکستان کی بقاء کی کہانی ہے اس لئے اس پر جتنا بھی لکھا جائے وہ کم ہے۔ ہم نے بھی اس کتاب کو پڑھا ہمیں پروفیسر ڈاکٹر سید سجاد حسین مرحوم اول آخر پاکستانی نظر آئے۔ انہوں نے نظریہ پاکستان کا مقدمہ بڑی خوش اسلوبی سے کتاب کی نظر کیا جو ایک تاریخی دستاویز کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ شکست آرزو کتاب کے مندرجات پڑھنے سے دل لرزنے لگتا ہے۔ اس میں پاکستان کی کہانی ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے دس لاکھ مسلمانوں نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا، عزتیں تار تار ہوئیں، تکالیف کی بڑی داستان ہے جو کتابوں میں بھری پڑی ہے۔ حضرت قائد اعظمؒ کی قیادت میں مسلمانان برصغیر کی انتھک کوششوں اور اس وعدے پر کہ پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ" اللہ تعالیٰ نے مثل مدینہ ریاست پاکستان مسلمانان برصغیر کو دی جس کی اساس کو ہم نے بھلا دیا ہے۔ پاکستان ٹوٹنے کے جو حالت واقعات شکست آرزو کتاب میں بیان کئے گئے ہیں ان تمام کے تمام حالات سے پاکستان اس وقت گزر رہا ہے۔ ہمارے ازلی دشمن بھارت نے علیحدگی پسند قوم پرستوں کے ساتھ مل کر مکتی باہنی بنائی تھی جس نے مشرقی

پاکستان میں ظلم ودہشت گردی کی انتہا کی اور بالآخر بھارت نے اپنی فوج مشرقی پاکستان میں داخل کرکے اسے بنگلہ دیش بنادیا ہماری ایک لاکھ فوج کو قیدی بنالیا اور بھارت کی وزیراعظم نے اس وقت کہا تھا کہ مسلمانوں سے ایک ہزار سال کا بدلہ لے لیا ہے اور دو قومی نظریہ کو بحر ہند میں ڈبودیا ہے آج ہم ان ہی سے امن کی آشا پر رضامند ہے۔

مشرقی پاکستان میں مظالم پر تو سبھاش چندربوس جو تحریک آزادی ہند کے عظیم رہنما تھے کی پوتی شرمیلا بوس جو اول آخر بھارتی اور بنگالی ہے یونیورسٹی آف آکسفورڈ کے شعبہ سیاسیات اور بین الاقوامی تعلقات کی سنئیر ریسرچ ایسوسی ایسٹ بھی ہیں اپنی کتاب میں بنگالی قوم پرستوں کے مظالم بیان کئے ہیں کہ ان کے مظالم نے پاکستانی فوج کو کارروائی کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اس کتاب میں اس نے ثابت کیا ہے کہ ☆ بنگالی عورتوں کے گینگ ریپ کے واقعات غلط ہیں انہیں بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے۔☆ بنگالی قوم پرست جو ہر قسم کے انسانی جرائم میں ملوث تھے پاکستانی فوج سے متعلق تیس لاکھ قتل عام افسانہ ہے۔☆ قوم پرستوں نے اردو بولنے والے اور مغربی پاکستان سے آنے والوں سب لوگوں کو نشانہ بنایا گیا جنہیں قوم پرست بہاری کہتے تھے۔☆ جب پاکستانی فوج نے ایکشن شروع کیا اس وقت بنگلہ دیش کے شہروں میں زمین غیر بنگالیوں کی لاشوں سے اٹھی پڑی تھی ایک مقام پر تو لاشوں کے باعث دریا کا پانی رک گیا تھا۔☆ آخری دنوں میں بنگالی علیحدگی پسندوں نے اپنے ہی بنگالیوں کو جو پاکستان کے وفادار تھے ظلم ودہشت کا

نشانہ بنایا جو تاریخ کا حصہ ہیں۔ (جس میں اس کتاب کے مصنف، البدر الشمس کے لوگ
۔ (اور ہر وہ شخص جو پاکستان کا حامی تھا شامل ہیں
اب بھی جماعت اسلامی کی ساری مرکزی قیادت کو سچائی کی سزا اور مقدمات کا سامنا
کرنا پڑ رہا ہے ان لوگوں نے پاکستان کی حمایت کی تھی ان پر ایک نام نہاد جنگی ٹریبونل
جس کو ساری دنیا نے غیر جانبدار کیا ہے جنگی جرائم کے مقدمات دائر کئے گئے ہیں
بنا رہے ہیں اس کے ایک رہنما مولانا آزاد کو پھانسی کی سزا بھی سنادی گئی ہے۔اس کتاب
میں بنگلہ دیش کے قوم پرستوں اور بھارت کا مکروہ چہرا سامنے آیا ہے۔
کتاب کی مصنفہ کو پاکستانی ایجنٹ ہونے کے طعنے سننے پڑھ رہے ہیں۔ پاکستان کی اشرفیہ
کی جو حالت اس وقت پاکستان کے حالات کے بارے میں ہے ایسی ہی کیفیت پاکستان
ٹوٹنے کے وقت بھی تھی اس میں ذرا برابر فرق نہیں۔ اس وقت بھی حالات کا مقابلہ
کرنے کے بجائے چشم پوشی کی گئی اب بھی ویسی ہی چشم پوشی کی جارہی ہے۔ اُس وقت
بھی پاکستان توڑنے میں امریکہ شامل تھا جس کا ذکر اس وقت کے امریکی یہودی وزیر
خارجہ ہنری کیسنجر نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور اب امریکا خود اس معرکہ کا سربراہ
ہے۔ اُس وقت اس کا ساتواں بحری بیڑا ہماری مدد کو پہنچ نہیں سکا تھا آج اِس کا بحری بیڑا
پاکستان کو توڑنے کے لیے

ہمارے سمندروں میں کھڑا ہے، اس کے مقامی ایجنٹ ہمیں اس بحری بیڑے سے ڈرا بھی رہے ہیں۔ کراچی، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے حالات سے آسانی سے پتہ لگ سکتا ہے کہ کس طرح پاکستان کو توڑنے کے اسباب مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ اُس وقت قوم کو بنگال اور غیر بنگالی میں بانٹ دیا گیا تھا اور حقوق کی بات کی جا رہی تھی مشرقی پاکستان میں کہا جا رہا تھا کہ مغربی پاکستان ہمارا استحصال کر رہا ہے۔ آج ہم مہاجر، سندھی، بلوچی اور پٹھان کی تقسیم میں لگے ہوئے ہیں آج ہم ملک میں امریکا کی مسلط کی ہوئی جنگ کو اپنی جنگ یا امریکہ کی جنگ کی تقسیم میں بٹے ہوئے اور حقوق کی جنگ میں مصروف ہیں۔ قوم پرست تو پہلے بھی اپنے کھیل پر عمل کر کے پاکستان کو توڑ چکے اور اب بھی قوم پرست وہی کھیل جاری رکھے ہوئے ہیں ہمیں تو پاکستان کو یک جان رکھنے والے عناصر پر بھروسہ ہے کہ وہ قوم پرستوں کے کھیل کو سمجھیں اور اس کا تدراک کریں۔ اس حالت سے نکلنے کے لئے ضروری ہے۔

☆ سب سے پہلے ملک میں جاری جنگ سے باہر آ جانا چاہئے اور اپنے ناراض لوگوں سے فوراً مذاکرات کرنا چاہئے اگر ہم اپنے ازلی دشمن بھارت جس سے 4 جنگیں ہو چکی ہیں سے مذاکرات کر رہے ہیں اور امن کی آشا کی بات کر رہے ہیں تو اپنے شہریوں سے بات چیت کرنے میں کیا چیز مانع ہے۔ طالبان نے بھی مذاکرات کرنے کی بات کی ہے ، ملک کی دینی قیادت ان مذاکرات کا انتظام کرنے پر تیار کھڑی ہے

محسن پاکستان ڈاکٹر عبدلقدیر خان نے بھی پیشکش کی ہے آخر اب نہیں تو کبھی تو مذاکرات کرنے ہیں اگر اب مذاکرات نہ کئے گئے تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گا۔

☆ اپنے پڑوسی مسلمان ملک افغانستان سے اس جنگ میں لاجسٹک سپورٹ پر معافی مانگنی چاہئے جو ہمارے سابق سپہ سالار نے ایک تاریخی غلطی کی تھی اس سے ملک میں امن وامان میں بہت مدد ملے گی، نیٹو سپلائی کو فوراً بند کردینا چاہئے جس سے مسلمان ملک کے اندر تباہی پھیل رہی ہے۔

☆ ملک میں امریکہ اور دوسرے صلیبی ملکوں کی خفیہ ایجنسیوں کے افراد کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالنا چاہئے۔ کچھ کو تو پاک فوج نے پہلے ہی نکال چکی ہے باقی جو ملک میں موجود ہیں ان کو بھی فوراً نکالا جائے اس میں خصوصاً بلیک واٹر کے سیٹ اپ اور جاسوسی کرنے والی غیر ملکی این جی اونز کے خفیہ اہلکاروں کو ملک بدر کرنا چاہئے۔

☆ فوراً غیر جانبدار اور شفاف الیکشن کا اعلان کرنا چاہئے تاکہ لوگ اپنے نمائندے منتخب کرے اور وہ منتخب لوگ آکر ملک سے بے روزگاری، لوڈ شیڈنگ، امن وامان اور دوسرے مسائل حل کرے ہمارے ملک کی بقا جمہوریت میں ہی ہے چاہے اس

میں کتنی ہی خرابیاں ہوں۔

☆ ملک کا خزانہ خالی ہوگیا ہے بیرونی قرضے بند کر دینا چاہئے اور قرض داروں کو صاف صاف کہہ دینا چاہئے کہ یہ قرضے پاکستان کے کرپٹ حکمرانوں نے لئے ہیں اس میں پاکستانی عوام کا کوئی قصور نہیں البتہ ان قرضوں کو کرپٹ حکمرانوں سے وصولی کا انتظام کیا جائے۔ پاکستانی عوام یہ قرضے واپس کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ بین الاقوامی طور پر کوئی طریقہ وضع کرکے ان کے جمع شدہ اثاثوں سے قرض وصول کرلیا جائے۔

☆ خارجہ امور میں پارلیمنٹ کی قرار داد، دفاعی کمیٹی کی سفارشات اور اے پی سی کی سفارشات پر عمل کیا جائے جو قوم کی متفقہ آواز ہے اور فوراً اپنی خارجہ پالیسی تبدیل کی جائے۔ جس میں امریکہ سے تمام عام اور خفیہ معاہدے ختم کئے جائیں جس میں ڈرون حملے کے متعلق پرویز مشرف دور میں اگر کچھ خفیہ معاہدہ کیا گیا ہے تو اسے بھی ختم کیا جائے۔

☆ ڈرون حملے کیلئے فوراً اقوام متحدہ سے رجوع کیا جائے یہ ہمارے ملک میں بین الاقوامی اصولوں کے خلاف ناجائز مداخلت ہے اسے فوراً ختم ہونا چاہئے۔ کچھ پیش رفت شروع بھی ہو چکی ہے جو قوم کی امنگوں کی عکاسی ہے۔

☆ ملک کی مسلح افواج نے اپنے آپ کو سیاست سے دور کردیا ہے یہ اچھا شگون ہے مسلح افواج پر بے جا تنقید پر آئین کے مطابق پابندی ہونی چاہئے تاکہ مسلح افواج اپنے ملک کی سرحدوں میں صحیح وقت دے سکیں اور فوج ملک کی سیاسی قیادت سے آئین کے مطابق معاملہ کیا کرے۔

☆ پاکستان میں نفاذ اسلام کی پیش رفت جو ہماری بقا کا معاملہ ہے کے لیے اسلامی دفعات کا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق اجرا کرنے کا سلسلہ فوراً شروع کیا جائے تاکہ ملک میں اسلام کی برکات سے فائدہ اٹھایا جاسکے اس میں سودی نظام کا خاتمہ، فحاشی سے نجات، اسلامی عدل وانصاف کا نفاذ، فرد کی آزادی سے شروعات ہونی چاہئے۔

قارئین اگر ہم نے یہ کام کردیے یا کرنا شروع کردیئے تو شکست آرزو کتاب میں درج واقعات سے سبق حاصل کرنے کا اہتمام ہوگا اگر حالات کو جوں کا توں ہی چھوڑ دیا تو جو شکست آرزو کتاب میں نتائج بتائے گئے ہیں اس کے لیے تیار رہنا چاہئے۔ اللہ ہمارے پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

قادری صاحب کا حملہ پھر پسپاء ہو گیا

سپریم کورٹ نے طاہر القادری کی درخواست خارج کر دی اس بنا پر کہ وہ اپنا دعوی ثابت نہیں کر سکے کہ ان کا کون سا حق متاثر ہوا ہے۔ بنیادی حقوق کی پامالی کو ثابت نہیں کر سکے۔ قادری صاحب نے عوامی اجتماعات کی طرح اپنی جذباتی گفتگو عدالت میں بھی کی عدالت نے کہا دوران گفتگو جیسی زبان استعمال کی وہ توہین عدالت کے زمرے میں آتی ہے مگر عدالت نے صرف نظر کیا قانون کی شق ا۔63 قادری صاحب پر پابندی عائد کرتا ہے وہ الیکشن نہیں لڑ سکتے صرف اپنے ووٹ کا حق استعمال کر سکتے ہے ۔ دوہری شہریت کا معاملہ یقیناً مقدمے کے دوران زیر بحث ہوتا رہا۔ باہر آ کر قادری صاحب نے پریس کانفرنس کی اور کہا کہ مجھے سنا ہی نہیں گیا جبکہ تین دن تک ان کو عدالت سنتی رہی کہ کون سا حق متاثر ہوا ہے الیکشن کمیشن سے آپ کو کیا نقصان ہوا۔ جب تمام سیاسی پارٹیاں اور 18 کروڑ پاکستانی الیکشن کمیشن کو مان رہے ہیں۔ آپ 20 دسمبر کو پاکستان میں آئے اور سوال اٹھایا کہ الیکشن کمیشن کو تحلیل کر دیا جائے اس کے سربراہ عمر رسیدہ ہیں وغیرہ۔ آپ اپنے اس دعوے کو ثابت کریں عدالت کو مطمئن کریں اٹارنی جنرل نے کہا جب الیکشن کمیشن بنا اس وقت آپ دو سال تک کہاں تھے عدالت نے کہا اس اسٹیج پر ایسی کوئی بھی درخواست قبول نہیں کی جا سکتی۔ وے سے شکایت سننے کے لے عدالت تو ہر وقت

حاضر ہے کسی بھی بات کو سننے کے لے تیار ہے کہا گیا اس درخواست میں کہیں بھی نہیں لکھا کہ قادری صاحب کا قانونی حق متاثر ہوا ہے۔ اس پر ہی عدالت نے فیصلہ دے دیا الیکشن کمیشن صحیح سمت میں کام کر رہا ہے عدلیہ انصاف مہیا کرتی ہے مگر قادری صاحب اپنے دعوے کو ثابت نہیں کر سکے کہ ان کا کون سا بنیادی حق متاثر ہوا ہے۔
قادری صاحب کہتے ہیں مجھے سنا ہی نہیں گیا صرف میری دوہری شہریت پر ہی بحث ہوتی رہی۔

قارئین قادری صاحب نے مذہب کے ساتھ ساتھ قانون کی تعلیم حاصل کی پنجاب یونیورسٹی میں لیکچرر رہے۔ اس کے بعد نواز شریف کی بنائی ہوئی مسجد میں خطیب رہے۔ غیر جماعتی انتخاب میں نواز شریف کے حق میں تقریریں کرتے رہے نواز شریف نے لاہور میں کافی بڑا خطہ زمین ان کو منہاج القرآن کے لے دیا۔ کسی معاملے پر نواز شریف کے خلاف عدالت میں گئے ان پر مقدمہ قائم کیا اس پر جسٹس ملک حسن نے فیصلہ دیا تھا کہ قادری صاحب ذہنی طور پر بیمار ہیں اپنے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد پیپلز پارٹی سے تعلقات قائم کئے اور بے نظیر بھٹو کے جلسوں میں خطاب کرتے رہے۔ الیکشن میں قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے پرویز مشرف کے ساتھ رہے ان کا ساتھ دیا ان کے ملک سے چلے جانے کے بعد ان کے مخالف ہو گئے۔ پھر سیاست سے توبہ کر کے کنیڈا میں جعلی نام سے شہریت حاصل کی کنیڈا حکومت میں درخواست دائر کی کہ انہیں طالبان سے جان کا

خطرہ ہے کیا اب خطرہ ختم ہو گیا طالبان تو پہلے سے زیادہ قتل و غارت کر رہے ہیں ان سے پاکستان میں کوئی بھی محفوظ نہیں۔ کنیڈا میں سیاسی پناہ حاصل کی کنیڈا کے ہی پاسپورٹ پر ساری دنیا میں سفر کرتے رہے ساری دنیا کے مسلمان ملکوں میں اپنی مخصوص سوچ یعنی (سیکولر اسلام) کی تبلیغ کرتے رہے جس سے امریکہ یورپ ان سے خوش ہے پوپ پال سے اپنے گھٹنوں پر بیٹھے ملاقات بھی کی۔ اسی (سیکولر اسلام) کو نافذ کرنے کے لے پاکستان واپس آئے یا بھیجے گئے۔ نہ معلوم کس ادارے نے انہیں شیخ الاسلام کا خطاب دیا اب جب باہر سے تشریف لائے تو لاہور ہیں پیپلز پارٹی کے وزیر داخلہ سے ملاقات کی جسے بعد میں رحمان کے بجائے شیطان کے نام سے پکارتے رہے ذرائع کے مطابق پیپلز پارٹی کی سپورٹ سے یہ نئی مہم شروع کی الیکٹرونک میڈیا پر بھاری رقم خرچ کر کہ اشتہاری مہم چلائی کہ میں مینار پاکستان میں آ رہا ہوں اور میں پاکستان میں سیاست نہیں ریاست کو بچانا چاہتا ہوں جبکہ ملک میں الیکشن ہونے جا رہے ہیں اچھی بری جمہوری اتحادی حکومت اپنے پانچ سال مکمل کر رہی ہے جو اس سے قبل کوئی بھی جمہوری حکومت پوری نہ کر سکی قادری صاحب منہاج القرآن جس تنظیم کے پلیٹ فارم سے وہ اشتہاری مہم چلا رہے تھے اور سیاست نہیں ریاست کو بچا رہے ہیں وہ نہ الیکشن کے قوائد پورے کرتی ہیں نہ وہ سیاسی پارٹی ہے کہ جسے الیکشن کے ہونے سے کوئی نقصان ہو رہے ہے جس سے قادری صاحب پریشان ہیں مگر بقول کالم نگاروں کے وہ مقامی حکومت کی بیرونی دوستوں کے کہنے پر مدد کرنے آئے ہیں

تاکہ ایک لمبے عرصے کے لئے ٹیکنو کریٹ حکومت پاکستان میں بن جائے اور پاکستان
یہاں مدیر تک جمہوری عمل سے دور ہو جائے اور مقامی لوگ اس سے فائدہ اٹھا
سکیں۔ لاہور میں بڑا جلسہ کیا پھر اسلام آباد میں دھرنا دیا۔ کروروں روپے خرچ کر
کے وی آئی پی کینٹینر میں بیٹھ کر حکمرانوں کو بہت سے مطالبات کے ساتھ ے زید
قرار دیا اور پھر ان ہی یزیدوں سے صلح کر لی کبھی کہا میں حکم دیتا تو میرے لوگ
پارلیمنٹ پر قبضہ کر لیتے اور حکومت ختم ہو جاتی اور کبھی کہا پانچ منٹ بعد مارشل لاء لگ
جاتا مگر دونوں کام نہ ہوئے ملک میں اتنی ہلچل ، مشقت ، اخراجات اور انسانوں کو
تکلیف میں ڈال کر حاصل کیا ہوا جو پہلے سے قانون کے مطابق ہونا تھا اب بھی لا حاصل
مذاکرات ہو رہے ہیں جس سے قادری صاحب کو شاید کچھ بھی نہ حاصل ہو ہاں بیرونی
ایجنڈے کو ملک میں بھاری مخالفت ، پھر ملک کی سپریم کورٹ کے انصاف کے فیصلے نے
ان کے حملے کو پسپاء کر دیا۔

قارئین انشاء اللہ ملک میں قوم کے متفقہ آزاد الیکشن کمیشن کے تحت وقت پر شفاف اور
آزادانہ الیکشن ہونے چاہیں اور پاکستان جمہوری سفر پر چلے چاہے اس میں کتنی ہی
خرابیاں ہوں یہی ملک کے 18 کروڑ پاکستانیوں کی خواہش ہے پاکستان کی عدلیہ حکمرانوں
کو سیدھی راہ پر چلنے کا سبق بار بار یاد کروا رہی ہے جو نیک شگون ہے اللہ تعالیٰ ہمارے
ملک کو اندرونی اور بیرونی سازشوں سے محفوظ

رکھے آمین۔

پاکستان فوج اور ملاؤں کے درمیان حسین حقانی

ایک ریت چل پڑی ہے کہ اپنے ملک اور اُس کے مفادات کے خلاف بیرونی آقاؤں کی مرضی کے مطابق اپنے آپ کو تبدیل کر تو آپ کے لے بیرونی ملکوں میں ترقی کے مواقع پیدا کر دیے جائیں گے ملک میں بیرنی امداد سے چلنے والی ملک دشمن این جی اوز سے لیکر باہر ملکوں کے سربراہ مرکزی عہدہ دار اُن کی حمایت میں کھڑے ہو جاتے ہیں اُن کے کنٹرول میں چلنے والے بین الاقوامی ادارے، ان کا کنٹرولڈ میڈیا خوب پروپیگنڈہ کرتا ہے اُن کو اپنے ملکوں میں پناہ دیتے ہیں انہیں فوراً اپنے ملکوں کی شہریت پیش کی جاتی ہے اُن کا استقبال کیا جاتا ہے اُن کو اعزازات سے نوازہ جاتا ہے اس کی تازہ مثال پاکستان کی ملالہ یوسفزئی اور ہمارے سابق سفیر برائے امریکا حسین حقانی ،پرویز مشرف اور الطاف حسین صاحب ہیں۔ ملالہ یوسفزئی ، پرویز مشرف اور الطاف حسین ہیں ان پر تو ہم نے علیحدہ کالمز میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں آج حسین حقانی صاحب کی کا کچھ ذکر کرنا ہے۔ موصوف پاکستان میں پیدا ہوئے ، تعلیم حاصل کی، صحافت میں جوہر دکھائے اور ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے امریکا میں سفیر تعینات کے ے گئے۔ جس ملک نے اتنے شہرت، عزت اور ترقی دی انہوں نے امریکا میں بیٹھ کر پاکستان کی سفارت کاری کی بجائے اس کی جڑیں کاٹنی کی حماقتیں شروع کر دیں ملک کے اسلامی تشخص فوج

اور اس کے ادارے آئی ایس آئی کی مخالفت میں مضامین لکھے اور اخبارات میں شائع کروائے۔

ساری دنیا کو معلوم ہے کہ مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اس کا فیصلہ اس کے خالق حضرت قائد اعظمؒ نے شروع ہی میں کر دیا تھا انہوں نے 26 مارچ 1948ء چٹاگانگ میں فرمایا تھا"اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا[مقصد حیات] اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل جمہوی نوعیت کا ہو گا ان اصولوں کا اطلاق ہماری زندگی پر اسی طرح ہو گا جس طرح تیرہ سو سال قبل ہوا تھا" مملکت اسلامیہ پاکستان دستوری طور پر اسلامی ریاست ہے اس کی عوام کے دِل اسلام کے ساتھ دھڑکتے ہیں اس کی خاموش اکثریت مدینہ اور اس کے بعد خلفائے راشدین کی اسلامی فلاحی ریاست کے نمونے کے خواب دیکھتے ہیں۔ غیر ملکی دشمنوں اور اس کے مقامی پٹھو حکمرانوں کی انتھک کوششوں کے باوجود ملک کی اکثریت بدیسی تہذیب و تمدن سے نفرت کرتی ہے اسلام کے خلاف کسی بھی کوشش کے وقت مر مٹنے کے لے تیار ہو جاتی ہے اس کا مظاہرہ کئی موقعوں پر دنیا دیکھ چکی ہے۔ پاکستان کو اس بنیاد سے الگ کرنے کے لے دشمن ہمہ وقت تیار رہتے ہیں اور کوئی بھی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ۔ان کو سیکولر پاکستان پسند ہے اسلامی پاکستان ہر گز پسند نہیں۔اس کی ترقی کو روکنے کے لے وہ ہر قسم کی سازش کے لے تیار رہتے ہیں تازہ مثال ایران سے گیس اور گوادر پورٹ کو

چین کے حوالے کرنے کے معاہدے ہیں ملک میں دہشت گردی کی تازہ لہر بھی اسی تناظر میں دیکھی جا سکتی ہے تاکہ ملک کی معیشت ترقی نہ کر سکے قوم اور تجزیہ نگاروں نے بے نظیر صاحبہ کی شہادت کے وقت تین دن میں ملک کی ہر چیز کی تباہی کی صورت حال بھی دیکھی اسی طرح کراچی پاکستان کو 70 فی صد ریونیو دینے والا شہر کا حال سب کے سامنے ہے حال ہی میں کراچی کے پوش علاقے کے ایک کلب کی رپورٹ سامنے آئی ہے کہ اغوا، دہشت گردی اور بھتہ خوری کی وجہ سے 4000 ممبران میں سے 35 فی صد ملک چھوڑ چکے ہیں اور بیرون ملک میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ دیگ کے ایک چاول کی مثال ہے باقی ہم خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ حقانی صاحب نے امریکا میں بیٹھ کر پاکستان کے سفیر ہونے کی بجائے امریکا کے مفادات کا ہمیشہ خیال رکھا بیرونی اخبارات میں پاکستان کی فوج اور اس کے ادارے آئی ایس آئی کے خلاف مضامین لکھے اور شائع کروائے۔ پاکستان کے معاملات میں اپنے منصب حثیت سے تجاوز کے اامریکا کے فوجی سربراہ کو خط اور مشورے دے ے جس پر ملک میں پاکستان کے مقتدر حلقوں اور سیاسی رہنما نے گرفت کی اور ان کو مقدمات کا سامنا ہے میمو تحقیقاتی کمیشن نے اپنی رپورٹ میں ان کو قصوروار ٹھرایا اب مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے اب حالت یہ ہے کہ اپنے ملک میں اس لے ے نہیں آ رہے کہ انہیں جان کا خطرہ ہے عبرت کا مقام ہے نہ وہ ملک کے خلاف ایسی حرکت کرتے نہ یہ دن دیکھنے پڑتے۔ اس سے قبل پاکستان میں قیام کے دوران وزیر اعظم ہاوس میں چھپے رہے اور اپنے آ قا امریکہ کے

دباؤ کی وجہ سے امریکہ منتقل ہو گئے تھے۔ مغرب کو خوش کرنے لے لیے لکھی گئی اپنی کتاب "پاکستان فوج اور ملاؤں کے درمیان" میں فرماتے ہیں پاکستان میں عرصے سے فوج اور ملاؤں کے درمیان گٹھ جوڑ رہا ہے جس وجہ سے پاکستان کی ترقی رک گئی ہے پاکستان کی ترقی اس وقت ہی ممکن ہے جب وہ مکمل سیکولر ریاست بن جائے مغرب امریکا اور بھارت کے لیے پسندیدہ ملک بن جائے بھارت سے ازلی دشمنی ختم کرے روپیہ جو ملک کے دفاع پر خرچ کرتا ہے عوام کی فلاح پر خرچ کریں وہ پاکستان کو مغربی طرز جمہوری ملک دیکھنے کا خواشمند ہے جس میں لوگوں کو مادر پدر آزادی سے اپنا طرز زندگی اختیار کرنے کی اجازت ہو چاہے وہ قوم لوطؑ کی طرز زندگی ہی کیوں نہ ہو چاہے وہ طرز زندگی سیدھی دوزخ میں لے جائے جیسا کہ مغرب کے کچھ ملکوں نے اختیار کی ہوئی ہے اور ہمارے ملک میں امریکہ کی سفارت خانے میں اس کا افتتاح بھی ہو چکا ہے حقانی قماش کے پاکستانی اس میں شرکت بھی کر چکے ہیں۔ انہوں نے "کارنیگی انڈومنٹ برائے عالمی امن" کے زیر سایہ یہ کتاب لکھی ہے جس کے وہ مہمان اسکالر ہیں اس ادارے کے سارے اہلکار مغربی اور ہندو ہیں جو اسلام دشمن ہیں کیا یہ سب ایک ایٹمی اسلامی ریاست کو برداشت کر سکتے ہیں وہ تو پاکستان کو امریکی پالیسی کے تحت بھارت کا طفیلی ملک دیکھنا چاہتے ہیں جن کا اپنا مخصوص ایجنڈا ہے اس کے صدر جیسیکاٹی میتھیوز نے اس کتاب کا تعریفی پیش لفظ لکھا ہے۔ اس کتاب کے مندرجات پڑھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ ساری کتاب میں مغربی تجزیہ نگاروں کے

تجزیے تحریر گئے گئے ہیں جو اسلام سے دشمنی رکھتے ہیں پاکستان کہ ایٹمی صلاحیت کے خلاف پاکستان کے اسلام تشخص کے خلاف حقانی صاحب اپنی پوری کتاب میں افواجِ پاکستان کے خلاف امرے کی ڈاکٹرین (امن کی آشا) جو ہندستان کا پسندیدہ ہے کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں اسلام پسندوں اور پاکستانی فوج کے اتحاد پر تنقید کرتے ہیں پاکستان کی آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے فوج ان ہی میں سے ہے کیا فوج اور اسلام پسند اتحاد نہ کریں اور باہمی دست و گرابیان ہوں اگر کسی ملک کی فوج کے پیچھے اس ملک کی آبادی کی حمایت نہ ہو تو وہ فوج ملک کی حفاظت کر سکتی ہے یہ بات حسین حقانی صاحب کو کھٹکتی ہے۔ کشمیر کی جد و جہد کو دہشت گردی کہتے ہیں کیا پاکستان کے نامکل ایجنڈے کو مکل کرنا دہشت گردی ہے؟ بھارت نے 1948ء میں خود اقوام متحدہ میں رائے شماری کا وعدہ کیا تھا بھارت کے اقوام متحدہ میں وعدے پر تو بات نہیں کرتے کشمیر کی آزادی کے لیے جد وجہد کرنے والوں کا دہشت گرد کہتے ہیں جو اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ حقانی صاحب اپنی کتاب میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ملاملٹری اتحاد میں صلاحیت موجود ہے کہ دنیا میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کر سکیں اسی لیے اسے ختم کرنے کے مشورے دئتے ہیں۔ اسلام نے دنیاکے پیشتر حصے پر حکرانی کی ہے اس کی آبادی ۲ ارب سے زائد ہے کیا اپنی نشاۃ ثانیہ کی لیے کوشش کرنا دہشت گردی ہے تو نیو ورلڈ سب سے بڑی دہشت گردی ہے۔ مغرب سیاسی اسلام سے خوف زدہ ہے حقانی اور اس جیسے قماش کے لوگ اس کے حواری ہیں۔ وہ اس اتحاد کو ختم

کرنے کی تدبیریں مغرب کو بتاتے ہیں پاکستانی فوج کو کرایہ کی فوج بننے کے لے ے امریکہ کو راستے بتاتے ہیں اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے وہ ڈاکٹر قدیر محسن پاکستان پر بے جاہ تنقید کرتے ہیں۔

قارئین !کاش جو لوگ پاکستان میں پیدا ہوتے ہیں یہاں پر ترقی کے منازل طے کرتے ہیں پاکستان میں صحافت سیاست کرتے ہیں دنیا میں پاکستان کی وجہ سے پہنچانے جاتے ہیں پاکستان کا ہی مقدمہ ہی پیش کرتے ! مگر کیا کیا جائے جھوٹی ناموری اور دولت کی ہوس نے لوگوں کو اپنے ہی ملک وملت کے خلاف وعدہ معاف گواہ بن جاتے ہیں گو کہ کہ ایسی کھپت سے انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا جس کی مثال پرویز مشرف ہیں وہ اپنی قوم کی نظریں خوار ہی ہوتے ہیں چاہے مغرب یا غیر ملک کچھ مدت کے لے ے انہیں استعمال کرلے۔شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اپنی ہی مٹی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلوگے تو پھسل جاؤ گے

سیکولرزم مباحث اور مغالطے طارق جان

غالب قوتوں کی ہمیشہ سے کوشش ہوتی ہے کہ دوسری قوموں کو نیچا دکھانے کے لیے اُن کی طے شدہ حقیقتوں اور منزلوں میں مباحث چھڑیں اور مغالطے ڈالیں تاکہ اُن کی منزل کھوٹی ہو اور ان کے لیے نرم چارہ بن جائیں ایسا ہی کچھ معاملہ سیکولر کی حامی غالب قوتوں نے عرصے سے ہمارے پاکستان میں چھیڑ رکھا ہے سب جانتے ہیں سیکولر کی ابتدا کلیسا اور بادشاہ کی جنگ مغرب میں شروع ہوئی تھی جس میں کلیسا نے ہار مان لی تھی اور بادشاہت جیت گئی تھی۔ اس میں یہودی ذہین نے کام کیا تھا کیونکہ مذہبی اقلیت ہونے کی وجہ سے وہ قوموں پر مذہب کی بنیاد پر حکمرانی تو نہیں کر سکتے تھے لہٰذا یہودیوں نے حکمرانی سے مذہب کو بے دخل کرکے سیکرلزم کی بنیاد رکھی جس کے وجہ سے اب یہودی پوری دنیا کی قوموں پر چالاکی سے حکمرانی کر رہے ہیں۔ دنیا پر حکمرانی کرنے والے برطانیہ نے اپنی محکوم قوموں میں اس زہر کو پھیلایا اور اپنے نائبین پیدا کرکے اس خیال کو مستحکم کیا اگر ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو پوری دنیا کو سیکولر بنانے میں ان ہی مباحثوں اور مغالطوں نے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے سیکولر کے مقامی حمایتیوں نے سارے ساز و سامان کے ساتھ پاکستان میں جنگ چھیڑ دی ہے تاکہ پاکستان کی منزل کھوٹی کر دی جائے اور قوم کو اس کے راستے سے ہٹا دیا جائے۔ جھوٹ کی کچھ انتہا ہوتی ہے قائد

اعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کی تخلیق کے دوران مختلف موقعوں پر تقریباً۹۰ تقریریں کی ہیں جو صرف اور صرف پاکستان کو جدید فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے حق میں دلیل کے طور پر کی تھیں مگر ان کی گیارہ اگست 1947 ء کی ایک تقریر جو انہوں ایک موقعے کی مناسبت سے کی تھی اس کو سہارا بنا کر پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جبکہ قائد اعظمؒ نے اس کے بعد 25 جنوری 1948 ء کو بھی تقریر کی تھی جس نے اسے بے اثر بنا کر رکھ دیا ہے۔ پاکستان دستوری طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ پاکستان میں عوام کی اکثریت اسلامی طرز زندگی اپنانے کی خواہش رکھتی ہے اس ہی کی وجہ ہے کہ ہر سیاسی پارٹی اپنے منشور میں اسلام کے نفاذ کو شامل کرتے ہیں روشن خیال ہونے کے باوجود پیپلز پارٹی کے قائد ذالفقار علی بھٹو نے ہی متفقہ اسلامی دستور پر اپوزیشن کے ساتھ مل کر دستخط کئے تھے جو آج بھی رائج ہے۔

کیا کسی ملک میں اس کے آئین کے خلاف کچھ کیا جا سکتا ہے تو میں کہوں ہاں ، پاکستان ایسا ملک ہے جس میں اس کی ملازمت میں رہ کر اس سے فائدے اٹھا کر اس کی یونیورسٹیوں میں ملازمت اختیار کر کے بلکہ اس ملک میں حکمران پارٹی ہو کر اور اس کا ممبر ہو کر اس کے آئین کے خلاف پڑھانا، لکھنا، کہنا اور عمل بھی کیا جا سکتا ہے اس کی مثال ہمارے ملک کی اسلام آباد یونیورسٹی کے فزکس کے پروفیسر ہیں جو کھل کر سیکولر کی حمایت اور اسلام کی مخالفت کرتے ہیں پاکستان کے ٹی وی شوز میں اس پر اپنے بھونڈے دلائل دیتے ہیں۔ کیا یہ آئین پاکستان

کے خلاف بات نہیں ہے یہی ہی نہیں وہ اور دوسرے سیکولر حضرات تو ملک سے باہر جا کر بھی پاکستان کے اسلامی اور ایٹمی ہونے اور غلط لوگوں کے ہاتھ میں جانے کی دشمن سوچ کو بیان کرتے رہتے ہیں۔ حکمران پارٹی اور اس کے ایک رکن جو لاہور میں رہتے ہیں جو اس کی ثقافتی ونگ کے سربراہ ہیں سیکولر ہندوستان اور اسلامی پاکستان کی کنفیڈریشن کے لیے آواز بلند کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں دونوں ملکوں سے باری باری صدور مقرر ہوں اور ایک کرنسی ہو۔ ساتھ ہی ساتھ ایک متحدہ پنجابی شعور اُجاگر کرنے میں مصروف ہیں ؟ کیا یہ قائد اعظم کے برپا کئے گئے دو قومی نظریہ کے خلاف نہیں ہے ؟ کیا یہ آئین پاکستان کے خلاف نہیں ہے ؟ امریکا کے پرانے ڈاکٹرائن جو وہ پاکستان میں بننے والی ہر حکومت کو کہتا رہتا تھا اب موجودہ این آر او زدہ حکمران جماعت نے امریکی ڈاکٹرائن پر عمل نہیں شروع کر دیا ہے ؟ یہ امن کی آشا کیا ہے ؟ یہ پسندیدہ ملک قرار دینے کی باتیں کیا ہیں ؟ قائد اعظمؒ کی سوچ کہ کشمیر کہ پاکستان کی شہ رگ ہے کو چھوڑ کر ہندوستان سے تعلقات کی بحالی کس قیمت پر ؟ خدا بے زار سیکولر نظریہ بت پرستی کی تازہ شکل ہے۔ پاکستان کے لے زہر قاتل ہے یہ اس کی تخلیق کے خلاف ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا اسلام کے نام پر ہی قائم رہ سکتا ہے ورنہ اگر اوپر بیان کئے گئے نظریات پر عمل کرنے کی کوشش کی گئی تو پاکستان کو بھارت اکھنڈ ریاست میں تبدیل کر دے گا جو قائد اعظمؒ کے مخالفوں کا نظریہ تھا۔ جس کو قائد اعظم نے جمہوری طریقے سے شکست دی تھی۔ یہ

رویہ اسلامیان پاکستان کو ہر گز ہر گز قبول نہیں یہاں پر کام کرنے والے نظریہ پاکستان کے ادارے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کریں گے۔ان ملک دشمن لوگوں کے چھڑی ہوئی بحثوں کا ہر محاذ ہر محاکمہ کیا جائے گا۔ قائد اعظمؒ کا دو قومی نظریہ کیا تھا وہ فرماتے ہیں" ہندو اور مسلمان دو جدا مذہبی تصورات، سماجی روایات اور ادبیات رکھتی ہیں۔ نہ وہ باہمی شادیاں کرتے ہیں، نہ ایک جگہ کھانا کھاتے ہیں۔ بلاشبہ وہ دو مختلف جداگانہ تہذیبوں سے پیوست ہیں، جس کی بنیادیں متصادم تصورات اور زاویہ فکر ہیں۔زندگی سے متعلق اُن کی سوچیں جدا ہیں۔

یہ بلکل واضح امر ہے کہ ہندو اور مسلمان تاریخ کے مختلف ماخذوں سے تحریک لیتے ہیں۔اُن کی رزمیہ کہانیاں جدا ہیں، اُن کے ہیروز اور داستانیں جدا ہیں۔ عموماً ایک کے ہیرو دوسرے کا ولن ہے اس طرح اُن کی فتوحات اور شکستیں ایک دوسرے سے گڈمڈ ہیں" اب فلمی لوگوں کی چند شادیاں دباؤ میں کر دینے سے دو تہذیبوں میں مغالطے ڈالے جا رہے ہے جو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔اسی طرح اورنگزیب عالمگیرؒ جو برصغیر کا حکمران تھا ٹوپیاں سی کر اپنا خرچ چلاتا تھا جو مسلمانوں کا ہیرو تھا اسلام کا شیدائی تھا آج تک ہندوں اور مغرب اسلام دشمنی میں اس کو رکیدتے رہتے ہیں اس لے کہ وہ سیکولرزم کے خلاف تھا۔وہ اکبر اور دارہ شکوہ کو بہت ے اد کرتے ہیں مگر برصغیر کے مسلمانوں کا

عام رجہان اسلام کی طرف ہونے کی وجہ سے مسلمان حکمران اس سے باہر مشکل سی ہی جا سکتے تھے۔پاکستان میں سیکولر جماعتیں اور صحافت جن کی نظریں باہر کی طرف دیکھتی رہتی ہیں نے ملک کے اسلامی تشخص کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اس میں امریکی فنڈڈ الیکٹرنک ٹی وی چینلز کے مالکان اور کچھ انیکر پرسن کا بڑا دخل ہے اس پر گرفت ہونی چاہیے جو عوامی دباؤ ہی سے ممکن ہے۔

صلیبی پہلے لارنس آف عریبیا (ٹی ای لارنس) جاسوسی کے ذریعے عرب مسلمانوں کے اندر قومیت کی روح پھونک کر ترک مسلمانوں سے لڑاتے تھے تو اب ریمنڈ ڈیوسوں کے خول کے خول پاکستان کے اندر کام کر رہے ہیں جن کو حکمرانوں کی آشیر آباد حاصل ہے جو کھل کر قوم پرستوں کی مالی اور فکری مدد کر رہے ہیں کراچی کی ایک قوم پرست جماعت کو مالی مدد کی ریمنڈ ڈیوس نے خود اعتراف کیا تھا جس نے کراچی کو برباد کر کے رکھ دیا ہے وے سے تو غیر ملکی صلیبی این جی اوز کی فوج پاکستان میں موجود ہے جو جاسوسی اور فنڈنگ کرتی ہے اس کا ثبوت سیودی چلڈرن این جی او ہے جس نے اُسامہ تک رسائی کے لے ے جاسوسی کی تھی۔

سیکولر حلقوں نے اقبالؒ شاعر اسلام کو بھی نہیں بخشا اور ان کو بھی سیکرلر ثابت کرنے کے لے ے پاکستانی عوام میں مغالطے پھیلانے کی فیکٹریاں کھولی ہوئی

ہیں اسلامی پاکستان کا خواب دیکھنے والا کبھی سیکرلر ہو سکتا ہے یہ سفید جھوٹ بھی سیکرلر طبقے پھیلا رہے ہیں۔ صلیبی مغرب یہں شخصی آزادی کے نام پر اسلام کے خلاف وشنام طرازی کرتے ہیں اور کچھ اسلامی ناموں والی شخصیات بھی اس مہم میں اُن کے ساتھ ہیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے اُن کے پیغبر سے محبت کو ختم کیا جاسکے مگر امت مسلمہ جس طرح اپنے نبی سے محبت اور پیار کرتی ہے وہ صلیبی اور اس کے مقامی ایجنٹ کئی موقعوں پر دیکھ چکے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی کسی نے ایسی کوشش کی تو اس کا جینا مشکل کر دیں گے۔

ملک کے ایک کثیرالاشاعتی اخبار جس کے بانی ہندوستان کے مسلمانوں کی اس ہی اخبار کے ذریعے پشتبانی کیا کرتے تھے اب ان کی اولاد دولت کی ہوس میں مبتلا ہو کر پاکستان کی جڑوں پر تیشہ چلانے میں لگ گئی ہے اس کی چلائی ہوئی امن کی آشاہ اس کے ٹی وی پر ہندوستانی ثقافت بے حیائی کو رواج.برہنہ فوٹو بنانے والی اداکارہ کے انٹرویو اور قراداد پاکستان کے خلاف اپنے ہی کروائے گئے سروے کے نتائج کو غلط جھوٹی شرانگیز سرخی لگا کر پیش کرنا نہ تو صحافتی انصاف ہے بلکہ بہت ہی.بڑا مغالطہ بھی ہے جس پر جتنی بھی گرفت کی جائے کم ہے۔

مغرب زدہ مسلمان حکمران اس صدی کے سب سے زیادہ مغالطہ باز ہیں۔ یہ معتوب انسان ہونے چاہے وہ ملک کی اکثریت کو غلامی کے شکنجے میں کسے ہوئے ہیں ان

کے خلاف اسلامی ملکوں میں بغاوتیں شروع ہو چکی ہیں جہاں بھی لوگوں کو آزادی سے حق رائے دہی استعمال کرنے دیا گیا وہاں اسلام ابھر ابھر کر آ رہا ہے انشاءاللہ پاکستان میں بھی اگر آزادانہ الیکشن ہوئے تو یہاں بھی ملک کا مقدر اسلام ہی ہے۔

کشمیر، فلسطین اور اسلامی دنیا میں اٹھنے والے اسلامی جذبات کی تحریکیں انشاءاللہ جلد اپنے منزل حاصل کر لیں جب مسلمانوں کا حوصلہ پتھروں سے خون نچوڑنے والا ہو گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔انصاف کا طالب مسلمان اور پتھر دل اقوام متحدہ جو مغرب کی لونڈی بنا ہوا ہے جلد اپنی افادیت کھو بیٹھے گا جب مسلم ممالک مظالم کے رد عمل میں اپنی اقوام متحدہ قائم کرنے کی سوچنے لگے گے جیسے دکھوں بھری جنگ عظیم کے بعد عیسائیوں نے لیگ آف نیشنز بنائی تھی جو اب اقوام متحدہ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

قارئین !طارق جان نے ان تمام مباحثوں اور مغالطوں کو اپنی کتاب میں ایڈریس کیا ہے اور مسلمانوں کو سوچ کی صحیح سمت بتائی ہے جو ایک اسلام کے لیے درد رکھنے والا انسان ،ایک سچے پاکستانی کی آواز ہے یقیناً ایسے ہزاروں حق و سچ کے علمبردار ہیں جن کی وجہ سے ایٹمی اسلامیہ جمہوریہ پاکستان مستفید ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا پاکستان کی طرف اٹھنے والی ہر غلط نظر پر ہزاروں عقابی نظریں اٹھیں گیں پاکستان اسلامی ملک ہے اسلامی رہے گا اس کی کثیر آبادی

اسلام اور اپنے نبی سے سچی محبت کرنے والی ہے اندرونی اور بیرونی دشمن کتنی بھی
کوششیں کرلیں اس مثل مدینہ ریاست پر اللہ کی نظر ہے اور جسے اللہ قائم رکھے اسے
کون نقصان پہنچا سکتا ہے پاکستان زندہ باد۔

اب کیا کوئی البدر و الشمس بنائے گا؟

اپنے اپنے ملک سے محبت کرنے والے ساری دنیا کے لوگ جانتے ہیں کہ جب پاکستان کے دشمن اس کو توڑنے کی کوشش کر رہے تھے تو محب وطن پارٹیوں خصوصاً تو جماعت اسلامی نے اس کو بچانے کی پھرپور کوشش کی تھی۔ پاکستانی فوج کے شانہ بشانہ لڑنے والے البدر اور الشمس کے کارکنوں کے لیے اس وقت کے فوجی افسران نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان نوجوانوں کی طرح ہم نے کوئی نہیں دیکھا یہ ہم سے آگے مورچوں پر لڑ کر اپنے ملک کا دفاع کرتے تھے یہ اسلام اور اس کے نام پر بننے والے پاکستان سے محبت کرنے والے اپنی جانیں قربان کرنے والے نوجوان تھے انہیں تاریخ یاد رکھے گی۔

ہمارے ازلی دشمن بھارت نے قوم پرستوں کے ساتھ مل کر مکتی باہنی بنائی تھی جس نے مشرقی پاکستان کے طول و عرض میں پاکستان سے محبت کرنے والوں کے کھلے عام مقتل بنائے تھے۔ اب نام نہاد مظالم کا بہانہ بنا کر حسینہ واجد نے بنگلہ دیش میں جنگی جرائم کے ٹربیونل بنا کر جماعت اسلامی کے رہنماؤں پر مقدمات بنانے اور بین الاقوامی طور پر رد شدہ اور جانبدار ٹربیونل کے ذریعے موت اور عمر قید کی سزائیں سنانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ اس نام نہاد

مظالم کی سچائی کیا ہے ان کا ذکر حال میں ہی چھپنے والی کتاب جو کہ ہندوستان کی جنگ آزادی کے ایک ہیرو سبھاش چندر بوس کی پوتی نے لکھی ہے جو بھارتی اور بنگالی نژاد خاتون ہے جس کا مذہب ہندو ہے جو یونیورسٹی آف آکسفورڈ کے شعبہ سیاست اور بین الاقوامی تعلقات کی سنئیر ریسرچ ایسوسی ایٹ ہے۔اپنی کتاب میں بنگالی قوم پرستوں کے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ پاکستانی فوج کو ان قوم پرستوں کے مظالم نے ایکشن لینے پر مجبور کیا تھا۔بنگالی عورتوں کے گینگ ریپ کے واقعات غلط ہیں انہیں بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے۔ تیس لاکھ بنگالیوں کا قتل بھی جھوٹ کا افسانہ ہے۔اردو بولنے سب کو عرف عام میں بہاری کہا گیا اور ان کا قتل عام کیا گیا۔جب پاکستانی فوج نے ایکشن شروع کیا تو اس وقت بنگلہ دیش کی سرزمین ان لوگوں کی لاشوں سے اٹی پڑی تھی ایک مقام پر تو ان لاشوں کے ڈھیر کی وجہ سے دریا کا پانی بھی روک گیا تھا۔آخری دنوں میں اپنے ہی بنگالیوں کو علیحدگی پسندوں نے عبرت ناک ظلم و دہشت گردی کا نشانہ بنایا تھا۔اس انصاف پسند مصنفہ کو پاکستانی ایجنٹ ہونے کے طعنے سننے پڑھ رہے ہیں (ان مظلوموں کا تعلق جماعت اسلامی کی البدر اور الشمس سے تھا جس کا ذکر محقق، مصنف، مولف سلیم منصور خالد نے اپنی کتاب البدر میں کیا ہے) ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام اور نظریہ پاکستان سے سرشار لوگوں نے پاکستانی فوج کی مدد کی تھی۔ اپنے ملک پاکستان کو بھارت اور اس کی بنائی ہوئی مکتی باہنی کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے جد وجہد کی تھی۔

اب اس واقعے کو ۴۲ برس گذر چکے ہیں دو آزاد اور خود مختیار مسلمانوں کی ریاستیں وجود میں آ چکی ہیں۔ پاکستان نے بنگلہ دیش کو ایک علیحدہ ریاست کے طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ دونوں اپنے اپنے عوام کی بھلائی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ دونوں ملکوں کے حکومتی لوگ ایک دوسرے ملکوں کے دورے بھی کرتے رہتے ہیں۔ جن لوگوں نے پاکستان سالمیت اور اس کو بچانے کی حمایت کی تھی ان کو عام بنگلہ دیش کی عوام نے دو بھائیوں کے اختلاف کا درجہ دے کر بھلا بھی دیا۔ جماعت اسلامی کے جن رہنماؤں کو پھانسی اور عمر قید کی سزا سنائی گئی ہے وہ متعدد بار بنگلہ دیش کی پارلیمنٹ میں وہ عوام کی رائے سے منتخب ہو کر گئے اور اپنے عوام کی خدمت بھی کرتے رہے ہیں اب وہ ایک مضبوط حزب اختلاف کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ بنگلہ دیش کو حسینہ واجد نے بھارت کی گود میں بیٹھا دیا ہے جس کی وجہ سے بنگلہ دیش اب ترقی کی بجائے ایک غیر مستحکم ملک بن گیا ہے۔ لاقانونیت، تشدد، خانہ جنگی، گولیاں لاٹھیاں، گرفتاریاں، سیاحوں کی خوف زدگی، عوام کی بے چینی اور غیر یقینی عام ہے۔ بھارت کو خوش کرنے کے لیے جماعت اسلامی کے رہنماؤں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے ہیں جس کی جتنی بھی مزاہمت کی جائے کم ہے۔ ان زیادتیوں پر تجزیہ نگار لکھ رہے ہیں کہ بنگلہ دیش اب عرب بہار کی طرز پر بڑھ رہا ہے جتنا ظلم بڑھے گا لوگ اسلامی نظام کی طرف دیکھیں گے جس سے جماعت اسلامی کو پروگرام آگے بڑھانے میں مدد ملے گی یہی کچھ عرب ملکوں میں ظلم کی

داستانیں قائم کرکے کیا گیا تھا جس پر بنگلہ دیش چل پڑا ہے جماعت اسلامی بنگلہ دیش کی ایک مضبوط جماعت ہے اس وقت تک اس کے ۱۰۰ سے زائد کارکنوں کو شہید کیا جا چکا ہے لاتعداد جیلوں میں بند ہیں ان پر قوم پرست پولیس کے ساتھ مل کر تشدد کر رہے ہیں پورے ملک میں جماعت کی اپیل پر ہڑتالیں ہو چکی ہیں عوام کی لاکھوں کی تعداد سڑکوں پر نکل چکی ہیں انسانی حقوق کی تنظیمیں مسلم غیر مسلم حکومتیں بنگلہ دیش کی حکومت کو اس ظلم سے رکھنے کا کہہ چکے ہیں۔ ہمیں تو پاکستان کی حکومت اور اس کے لوگوں پر حیرت ہے وزیر اطلاعات صاحب فرماتے ہیں یہ بنگلہ دیش کی حکومت کا اندرونی معاملہ ہے اسی طرح جس فوج کے شانہ بشانہ البدر اور الشمس کے رضاکاروں نے بھارت کی فوج کے خلاف پاکستان کی حمایت میں اپنی جانوں کا نظرانہ پیش کیا تھا ان کے لیے کیوں نہ پاکستان کی حکومت کو کہا گیا کہ بنگلہ دیش میں پاکستان سے محبت کرنے والوں کے خلاف ظلم کرنے والی حکومت کو پیغام دیا گیا کہ یہ سراسر زیادتی ہے اس کو روکا جائے۔ کراچی میں پاکستان کی مذہبی و سیاسی رہنماؤں نے تمام جماعتوں نے جماعت اسلامی بنگلہ دیش سے اظہار یکجہتی کے طور پر ایک ریلی کا انتظام کیا جس میں منور حسن امیر جماعت اسلامی پاکستان نے کہا یہ سب بھارتکی ایما پر ہو رہا ہے ہم نے تمام دنیا میں ان مظالم کے لیے رابطہ کیا ہے۔ ترکی کی حکومت نے بنگلہ دیش کے سفیر کو طلب کیا ترکی کے صدر اور وزیر اعظم نے بنگلہ دیش کی حسینہ واجد سے بات کی ہے وہ خلیجی ممالک کا اجلاس بلانے کا بھی کہہ

رہے ہیں۔ سعادت پارٹی نے وکیلوں کا ایک وفد بھی بنگلہ دیش بھیجا ہے جس نے جائزہ لے کر ان سزاؤں کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیا ہے مصر، سوڈان اور تیونس کی حکومتوں نے بھی ان مظالم کا نوٹس لیا ہے۔ فوج کو بھی اس معاملہ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ حکومت نے ابھی تک بنگلہ دیش کے سفیر کو بلا کر اپنا احتجاج ریکارڈ نہیں کرایا۔ گزشتہ ۴۲ سالوں میں عوامی لیگ دو مرتبہ حکومت میں آ چکی ہے اس وقت اس کو مقدمے چلانے کا خیال نہیں آیا۔ ڈاکٹر معراج الہدی صدیقی نے کہا کہ اگر انسانی حقوق کی پامالی کا سلسلہ بند نہ کیا گیا تو پوری دنیا میں بنگلہ دیشی سفارت خانوں کے باہر مظاہرے کئے جائیں گے۔ سلیم ضیا نے کہا سالمیت پاکستان کی جنگ لڑنے والوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے او آئی سی عالمی برادری ان کا نوٹس لے۔ حکومت بنگلہ دیش سے اپنا سفیر واپس بلائے ناانصافی پر مبنی جو عدالتیں بنائی گئی ہیں ہم ان کو نہیں مانتے حکومت کو اس بے انصافی پر آواز بلند کرنے چاہیے۔

قارئین ! جن لوگوں نے پاکستان کی سالمیت کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور پاکستانی فوج کے شانہ بشانہ لڑ کر ایک تاریخ رقم کی ۴۲ سال سے قوم پرستوں کے ظلم کا نشانہ بن رہے ہیں۔ آج اگر ان کو موت کی سزا اور عمر قید کی سزائیں سنائی جا رہی ہیں تو حکومت پاکستان اور فوج کا سپہ سالار ان کو کیا پیغام دے رہے ہیں کہ آئندہ خدا نخاستہ پاکستان پر برا وقت آیا تو

کیاوہ پاکستان کی جنگ لڑنے کے لیے البدر و الشمس بنائیں ؟اس لیے قوم کا فوج حکومت سے مطالبہ ہے کہ فوراً بنگلہ دیش کے سفیر کو ملک بدر کیا جائے اور اپنے سفیر کو بنگلہ دیش سے واپس بلایا جائے تاوقت کہ جماعت اسلامی کے رہنماؤں کی موت اور عمر قید سزا ختم اور نام نہاد ٹریبنل کو ختم نہ کیا جائے۔

نظریہ پاکستان اُمید آشنا

پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر حملے ہو رہے ہیں کہیں پاکستان کا مطلب کیا کے موضوع قائم کرکے لوگوں کے ذہن سے قربانیوں کے سمندر جو پاکستان بناتے وقت مسلمانانِ برصغیر کی طرف سے پیش گئیں تھیں کو نکالا جا رہا ہے... کہیں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس ملک کو سیکولر بنانا تھا خامخواہ اس پر اسلام کا لیبل لگایا جا رہا ہے... یہ کام کچھ مذہب بیزار دانشور حضرات اور کچھ امریکی فنڈڈ پرنٹ الیکٹرنک میڈیا کے مالکان اور اس کے تنخواداران کر رہے ہیں۔ خاص کر ملک کا ایک بڑا پرنٹ الیکٹرنک میڈیا اس کام میں بہت آگے نکل چکا ہے... کیا پاکستان کی تحریک کے دوران صرف سرحدوں کی تبدیلی کے لیے اور پرانا سیکولر اسٹیٹ کو جاری رکھ کر پاکستان کی مانگ کی جا رہی تھی یا ایک نظریاتی ملک بنانے کے لیے مسلمانان ہند نے لاکھوں جانوں، املاک، عظمتوں، اپنے گلی کوچوں جن میں ان کی نسلیں پروان چڑی تھیں، اپنے آباو اجداد کی قبروں جو صدیوں سے قائم تھیں کا خوشی سے نظرانہ پیش کیا تھا۔ بلکہ تقسیم ہند کے فارمولے کے مطابق ہندوستان کے جن صوبوں میں پاکستان نہیں بن رہا تھا ان صوبوں کے مسلمانوں کا پاکستان کی جد وجہد میں شامل ہونے کا کیا مقصد تھا؟... ایک ہی مقصد تھا جو قائدِ اعظمؒ کی زبانی اس طرح ہے"

اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا (مقصد حیات) اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل جمہوری نوعیت کا ہوگا ان اصولوں کا اطلاق ہماری زندگی پر اس طرح ہوگا جس طرح تیرہ سو سال قبل ہوا تھا'' (۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء چٹاگانگ) جن متحدہ ہندوستان کے نظریہ اور اس کے ماننے والوں کو قائد اعظمؒ نے دلیل کے زور اور جمہوری طور پر شکست دے کر نظریہ پاکستان کے تحت پاکستان حاصل کیا تھا اب ان کو ہیرو بنا کر قوم کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ جس ملک نے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا، جس سے پاکستان کو محفوظ رکھنے کے لیے جنگیں لڑی گئیں، جس نے قائدؒ کے پاکستان کو اپنے مقامی ایجنٹوں کی مدد سے دولخت کیا اور دنیا کے نقشے پر بنگلہ دیش بنا دیا اس کو پسندیدہ ملک قرار دیا جا رہا ہے وہ ملک ابھی تک اپنی عوام کو اکھنڈ بھارت کا یہ سبق پڑھا رہا ہے کہ تقسیم کا عمل غلط تھا ہم دوبارہ مل جائیں گے اس نے اس کام کے لیے پاکستان میں اپنے نئے ایجنڈ بنا لیے ہیں جنہوں نے بھارت میں تقریر کرکے کہا تھا تقسیم ایک بڑا المیہ ہے جو آئے دن ایسی ہی دل آزردہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ ایک قوم پرست پارٹی جو پاکستان کے ایک صوبے میں مفاہمتی پالیسی کے تحت حکمران بھی تھی کے سینئر ممبر نے کہا تھا کہ بھارت بنگلہ دیش اور پاکستان کی کنفڈریشن ہونی چاہیے۔ حکمران پارٹی کے ثقافتی ونگ کے سربراہ کہتے ہیں پاکستان اور بھارت کے باری باری صدر ہونے چاہیے اس ہی پارٹی کے مرحوم بانی سربراہ پر اقتدار کی حوس کی وجہ سے پاکستان توڑنے کے الزامات بھی

تاریخ کے اندر محفوظ ہیں۔اس ہی پارٹی نے بھارت کو سکھ حریت پسندوں کی لسٹیں بھی فراہم کی تھیں جس پارٹی نے بھارت کے وزیر اعظم کے اسلام آباد کے دورے کے وقت راستے سے کشمیر کے بورڈ تک ہٹا دیے تھے کیا کیا بیان کیا جائے۔ان حالات میں نظریہ پاکستان کی حفاظت اس کو عوام میں پھیلانے اور عام کرنے کی ضرورت ہے۔یہ بات اطمینان بخش ہے کہ ملک کی پیشتر دینی وسیاسی جماعتیں عوام کی رہنمائی اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔ مشہور نظریاتی صحافی مجید نظامی کی سربراہی میں نظریہ پاکستان ٹرسٹ پچھلی دہائی سے ملک میں کام کر رہا ہے ان کا پرنٹ الیکٹرنک میڈیا بھی اس کا میں پیش پیش ہے۔ نظریہ پاکستان کے محافظ لاتعداد اخبارارت رسائل کے مالکان اور پاکستان کے عوام اس ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔اسی سلسلے کی ایک کڑی یعنی نظریہ پاکستان کی حفاظت کا فریضہ انجام دینے کی غرض سے ہمارے ایک دوست
جرنلسٹ،کالمسٹ اور ٹی وی اینکر نے کتاب '' اُمید آشنا'' لکھی ہے جس کا ہم نے مطالعہ کیا۔اپنی کتاب میں ایک نظریہ پاکستان کے حامی اور مددگار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس شخص نے انجمن حمایت اسلام کے اسکول لاہور سے تعلیم حاصل کی جس میں بچے سر پر رومی ٹوپی پہن کر آتے تھے اس اسکول کا معیار علی گڑھ کی تعلیمی تحریک سے کم نہ تھا اس ہی ادارے کے درجنوں اسکول اور کالجز سے تعلیم پا کر لوگوں نے تحریک پاکستان میں فعال کردار ادا کیا تھا جن میں یہ شخص بھی شامل تھا اس شخص کے

بڑے بھائی مسلم لیگیوں کے دوست تھے اس طرح یہ بھی مسلم لیگیوں کی سرپاہ کی ہوئی تحریک پاکستان میں شامل رہے عطا اللہ شاہ بخاری کی تقریریں سنی۔ قادیانیوں کے ٹی اے کالج میں داخل ہوئے مرزا ناصر جو بعد میں قادیانیوں کی سربراہ بنے اس کالج کے پرنسپل تھے کالج کے تقریباً تمام طالب علم قادیانی تھے مگر یہ شخص اپنے ایمان اور عقیدے پر قائم رہا۔ایک چھوٹے سے گاؤں میں کریانے کی دکان کی۔ بی ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ فیروز سنز میں میں ملازمت کی ۔کالونی ٹیکسٹائل مل ملتان میں نوکری کی ۔ تھل پروجیکٹ کے تحت پیپلاں میں ٹیکسٹائل مل میں آپرنٹس شپ کے لیے داخل ہوئے ۔۱۹۵۱ء کولمبو پلان کے تحت برطانیہ گئے۔مانچسٹر سے ٹیکسٹائل میں ڈگری حاصل کی ۔برنلے کی مل میں مزدور کی حثیت سے کام کیا اور ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کی۔ مانچسٹر کالج سے ڈگری کے ساتھ ایسوسی ایٹ ممبر آف ٹیکسٹائل انسٹیٹیوٹ کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ہاورڈ یونیورسٹی سے کورس کیا۔ دشمن ملک کی کسی چیز کو پسند نہیں کرتے کہاں آجکل کی تجارت !۔ پاکستان میں انڈسٹری کی ترقی میں بہت کام کیا۔ اب وہ ملک کے ایک بڑے صنعت کار ہیں جب اللہ نے نوازا تو فلاحی کاموں میں دلچسپی لینا شروع کی اپنے گاؤں کے اسکول کالج کی مدد کرتے ہیں۔ دیباچہ لکھنے والے صاحب کہتے ہیں کہ یہ بہ یک وقت صاحب مال، صاحب حال اور صاحب مقال ہیں۔ صاحب مال اس لیے کہ پاکستان کے کامیاب ترین صنعت کار ہیں۔صاحب حال اس طرح کے بے حال لوگوں کے حاجت روائی میں مستعد رہتے ہیں اور صاحب

مقال اس طرح برطانیہ اور امریکہ کے تعلیمی اداروں سے اعلیٰ اسناد حاصل کی کانفرنسوں اور سیمینارز میں خیال افروز مقالے پیش کرتے رہتے ہیں۔ نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے بڑے فعال متحرک رکن ہیں۔ ان کے ایک چاہنے والے کہتے ہیں میرے علم میں نہ جانے کتنے ادارے ہیں جن کی یہ خاموشی سے خدمت کرتے ہیں۔ دوسرے صاحب کہتے ہیں ان کی زندگی کو دوسرے صنعت کاروں کو مشعل راہ بنانا چاہیے تاکہ پاکستان کی خدمت ہو۔ کتاب کا ہیش لفظ لکھنے والے کہتے ہیں یہ ان لوگوں میں شامل ہے جو نظریہ پاکستان کے سائے میں پروان چڑھے انہوں نے زندگی کا جو پہلا لفظ بولنا شروع کیا وہ پاکستان تھا۔ پہلا جملہ کہا کہ ''لے کے رہیں گے پاکستان'' یہی نسل پاکستان کی وارث ہے ان کا تعلق اُس نسل سے ہے جس نے متحدہ ہندوستان میں نظریہ پاکستان کی حقانیت کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ۱۹۴۰ء کی تاریخی قرارداد پاکستان میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے وہ کہتے ہیں مسلمان اور ہندو صدیوں ساتھ رہنے کے باوجود ایک دوسرے سے مختلف ہیں نظریہ پاکستان ان کا اوڑھنا بچھونا ہے اِنہوں نے پنجاب ایک سابق وزیر اعلیٰ کے خیال کہ جیسے جیسے نئی جنریشن آتی جائے گی تو وہ پاکستان کی نظریاتی اساس کو بھولتی جائے گی جو قربانیاں پاکستان کے لیے ان کے بزرگوں نے دی تھی ان کو بھلا دیا جائے گا۔ پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست ہو گی سارے حکمرانوں نے اس وعدے کو قوم سے پورا نہیں کیا۔ لہٰذا ایک نظریہ پاکستان ادارے کا قیام ہونا چاہیے۔ اِس شخص نے ان کا ساتھ دیتے ہوئے اس مہم میں

شامل ہوئے انہوں نے نظریہ پاکستان کے لیے فنڈ بھی دیے اور جگہ بھی دی نظریہ پاکستان کے ساتھ پرانی وابستگی ہے لاہور جاتے ہیں تو اعزازی سکریٹری نظریہ پاکستان ٹرسٹ سے ملاقات کرتے ہیں کراچی میں سندھ کمیٹی کے نام سے نظریہ پاکستان کے لیے ایک صاحب کے ساتھ مل کر کام شروع کیا'' نظریہ پاکستان آج بھی زندہ ہے'' کے عنوان سے سب سے پہلے اسکولوں کے بچوں میں مقابلہ کروایا گیا یہ کام نعمت اللہ خان ناظم کراچی کے تعاون سے ہوا۔ فائنل ڈیبیٹ ایف سی آڈیٹوریم میں ہوا پھر اس کاروان میں بہت سے لوگ شامل ہو گئے بچوں کو کراچی سے لاہور '' کاروان یکجہتی و خیر سگالی'' کے نام کے تحت بھیجا گیا اب ہر سال یہ بچے لاہور جاتے ہیں اور دوسرے شہروں سے بھی بچے لاہور آتے ہیں نعمت اللہ خان لاہور گئے وہاں اس وقت لاہور کے ناظم کے ساتھ مل کر کراچی لاہور دونوں شہروں کو نظریاتی جڑواں شہر قرار دیا اواس کام کو آگے بڑھانے کا عزم کیا۔اِس نظریہ پاکستان اور پاکستان کی اساس سے محبت کرنے والے شخص نے مولانا مودودیؒ سے بھی ملاقات کی تھی سب اسلامی دانشوروں سے یکساں محبت کرتے ہیں۔

قارئین ! ہم نظریہ پاکستان اور پاکستان کو فلاحی اسلامی ریاست بنانے اور اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے قافلے کے ایک ادنی سے کارکن ہیں ہمیں اُمید آشا'' کتاب اس کے مصنف جناب اکرم کمبوہ جرنلسٹ، کالمسٹ اور ٹی''

وی لینکر پرسن نے تبصرے کے لیے پیش کی ہم نے اس کتاب میں نظریہ پاکستان سے محبت کرنے والے شخص میاں عبدالمجید صاحب کی سوانح عمری کا مطالعہ کیا جو ایک سچے پاکستانی، نظریہ پاکستان اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے قافلے کے ایک فعال اور متحرک کارکن نظر آئے اس کتاب میں ایک جاگتا ہو دردمند انسان اور پاکستانی ملا جس کو ہم نے قلم کی نظر کیا اس امید کے ساتھ کہ نظریہ پاکستان اور اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی ہو۔ اللہ پاکستان اور نظریہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

آئین پاکستان پر عمل ردآمد کا زمانہ

پاکستان میں الیکشن گہما گہمی ہے ہر سیاسی دینی جماعت نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنے نمائندں کو الیکشن کمیشن کے سامنے پیش کیا ہے اس دفعہ ملک میں آئین کی ۶۲ ۔ ۶۳ دفعہ کا غلغلہ ہے نمائندوں سے ریٹرنگ آفیسرز اسلام سے متعلق مختلف سوالات کر رہے ہیں اور بڑی دلچسب صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس سے قبل جماعتوں کے نمائندے تمام برائیوں میں ملوث ہوتے ہوئے بھی اپنے پیپرز جمع کروا لیتے تھے اور کوئی پوچھ گوچھ نہیں ہوتی تھی اس دفعہ ۶۲۔۶۳ کی چھلنی سے صاف ہو کر ہی الیکشن میں حصہ لے سکیں گے ایک اچھی اُمید پیدا ہو چکی ہے نظریہ پاکستان پر کاربند، آئین کے خلاف اقدام، اسلام تعلیمات سے ناواقف، قومی خزانہ لوٹنے والے، بنکوں کے مقروض، مالیاتی اداروں کے نائندگان، جرائم میں ملوث ، جعلی ڈگری اور سزا یافتہ افراد الیکشن میں حصہ لینے کے نااہل قرار دیئے جا رہے ہیں۔ملک بھر سے کافی تعداد میں امیدوار ان مختلف وجوہات کی بناپر نااہل قرار دیئے جا چکے ہیں ایک صاحب نظریہ پاکستان کو خلاف ۲ کالم لکھنے کی وجہ سے نااہل قرار دیا گیا ہیں ڈکٹیٹر مشرف صاحب ججوں کو قید کرنے کے کی وجہ سے این اے ۲۵۰ کراچی سے نااہل قرار دیئے جا چکے ہیں اسلام آباد اور قصور سے بھی نااہل قرار دئے جا چکے ہیں چترال کاغذات نامزدگی منظور ہوئے اس پر بھی تمام سیاسی اور وکلا

تنظیموں نے ٹریبونل میں جانے کا فیصلہ کیا ہے راولپنڈی سے راجہ پرویز اشرف صاحب بھی نااہل قرار دیئے جا چکے ہیں۔

صاحبو! یہ ایک اچھی اور صحیح شروعات ہیں پوری دنیا اور پاکستان میں رائج موجودہ مغربی طرز جمہوریت جو کچھ حد تک صحیح ہے اس کو پروان چڑھانے والے مغربی ممالک نے اسے اپنے حالات کے مطابق مادر بدر آزاد طرز پر ترتیب دیا ہے۔ اگر اس میں اسلامی جمہوریت کے اجزا شامل کر دیئے جائیں تو یہ پاکستان اور اسلامی دنیا میں صحیح طریقے سے قابل قبول ہو گی اور اسلامی دنیا کے بہت بڑے دیندار حصے جو موجودہ سیاست کو پسند نہیں کرتا اور الیکشن سے اسلام کے نفاذ کے طریقے سے باغی ہے اس پروسس میں شامل ہو جائے گا جو اسلامی دنیا میں ایک جوہری تبدیلی ہو گی۔ پاکستان آئینی طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے عوام کو اسلام کے پابند نمائندوں کو چننا چاہیئے تاکہ اسلام کے مزاج کے مطابق اور مدینے کی اسلامی فلاحی ریاست اور بعد میں خلفائے راشدینؓ نے جس طرح اس فلاحی حکومت کو چلا کر دنیا کے سامنے مثال قائم کی تھی جو امت مسلمہ کی امنگوں کے مطابق ہے کی طرف صحیح سمت رواں دواں ہو۔ پاکستان بننے کے بعد مغرب زدہ حکمرانوں نے اس کی اصل منزل لا الہ اللہ جس پر پاکستان وجود میں آیا تھا کو تبدیل کرنے اور اسے سیکولر اسٹیٹ بنانے میں سازشیں شروع کر دی تھیں جو اب تک جاری ہیں مگر ہمارے بزرگوں نے پاکستان بنتے ہی اسلامی آئین کی

جدوجہد شروع کر دی تھی اس میں کافی محنت مشقت اور جیلوں میں قید کی مصیبتیں برداشت کر کے اسلامی آئین کی بتدریج آبیاری کی تھی پہلے پاکستان میں آئینی جدوجہد کے ذریعے قرارداد مقاصد کو آئین میں شامل کروایا گیا اس کے بعد مسلسل جدوجہد کر کے ۱۹۷۳ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت کے دوران موجودہ اسلامی آئین ایک حقیقت کے روپ میں سامنے آیا اس آئین کے تحت کوئی بھی غیر اسلامی قانون نہ تو بن سکتا ہے نہ ہی پاکستان میں اس پر عمل ہو سکتا ہے اور اس میں کوئی بھی غیر اسلامی دفعہ شامل ہے تو اسے ختم کیا جاسکتا ہے مگر اس کے باوجود اس اسلامی آئین پر عمل نہیں گیا سب سے بڑی بات سود کی ہے سود اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ قرار دیا گیا ہے آج تک اس پر عمل نہیں کیا گیا شریعت کورٹ نے اس کے خلاف فیصلہ دیا تھا نواز شریف صاحب کی حکومت نے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کروا دی تھی جس نے اس معاملے کو لٹکا دیا گیا اور ابھی تک ملک میں آئین کے خلاف سودی نظام چل رہا ہے ۶۲۔ آئین کا حصہ ہوتے ہوئے بھی اس پر کبھی عمل نہیں کیا گیا بلکہ اس کو مذاق بنا دیا گیا ۶۳ اب جب اس پر عدلیہ نے عمل درآمد کروانے کا عمل شروع کر دیا ہے تو مختلف قسم کی سوچ رکھنے والے دانشور، نظریہ پاکستان کے مخالف، کالم نگار، سیاست دان اور اسلام بیزار اس پر اعتراضات کر رہے ہیں کچھ نے کہا کہ ۲۰ ترمیم کے وقت سیاست دانوں نے ۶۲۔ ۶۳ ختم کیوں نہ دیا۔ کچھ کالم نگار اس کو متنازہ بنانے کے لیے کالم لکھ رہے ہیں اور اسے تماشہ قرار دے رہے ہیں کچھ ٹی وی شوز میں اس کے خلاف بول

رہے ہیں ایک مسلمان کو دعائے قنوت یاد ہونی چاہیئے چھ کلمے یاد ہونے چاہیئے نماز کی رکعتیں یاد ہونے چاہیئے سب بنیادی باتیں جو اسلام نے مسلمان پر فرض کی ہیں ایک بہتر مسلمان کو معلوم ہونی چاہیئے اور اس پر عمل بھی کرنا چاہیئے ہاں البتہ اس پر بات ہو سکتی ہے کہ پہلی دفعہ ان چیزوں کے متعلق پوچھا جا رہا ہے اس لیے ہاتھ ہولی رکھنا چاہیئے تھا اور ضروری سوالات کرنے چاہیں غیر ضروری سوالات نہیں کرنے چاہیں الیکشن کمیشن ایسے سوالات کرنے سے تحریری طور پر منہ بھی کر دیا گیا ہے اور صرف ۶۲۔۶۳ کے تحت سوال کرنے کا کہا ہے انشاء اللہ آئندہ کافی حد تک ٹھیک ہونے کا امکان ہے نمائندوں سے امین ہونے، قرضوں کا نادہندہ ہونے، قرضے معاف کروانے، سزا یافتہ ہونے جعلی ڈگری اور کرپشن کے متعلق سوالات ضرور ہونے چاہیں خیر اب تو یہ پروسس اب ختم ہی ہو گیا ہے۔ اللہ کرے الیکشن وقت پر ہو جائیں۔ اُدھر امیر جماعت اسلامی پاکستان نے کہا ہے کہ گذشتہ مختلف الیکشن میں جماعت کے تقریباً ۱۰۰۰ نمائندے منتخب ہوئے تھے مگر اللہ کا شکر ہے کسی پر بھی کرپشن کا الزام نہیں لگا اب بھی تمام نمائندے ۶۲۔۶۳ پر پورے اترے اور ان کے کاغذات منظور ہو گئے اس میں جماعت اسلامی کے علاوہ اور بہت سے لوگ بھی شامل ہیں پون صدی سے اپنے ہاتھ روکے رکھنے والوں کو ۶۲۔۶۳ پر عدلیہ اور الیکشن کمیشن کی طرف سے عمل درآمد کی شروعات اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

قارئین ! اللہ کا شکر ہے کہ ایک صحیح سمت میں شروعات ہو چکی ہے اگر اس الیکشن کے ذریعے بہتر نمائندے منتخب ہو گئے اور اگر ہم نیکی پر عمل پہرا ہو گئے تو اللہ آسمان سے بھی ہمیں رزق دے گا اور زمین بھی خزانے اُگل دے گی کرپشن ختم ہو جائے گی ہم دوسری قوموں کے سامنے امداد کے لیے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے ہم قرضوں کے جال جو یہودی سوکاروں نے دنیا میں پھیلا رکھا ہے نجات پانے کے قابل ہونگے آج پاکستان کا ہر بچہ ۸۰ ہزار کا مقروض ہے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے ملک میں دہشت گردی ہے بجلی گیس کی ملک کی ضرورت سے کمی اور لوڈ شیڈنگ کا عذاب امن وآمان نہیں دوسرے ملکوں کے جاسوس ہمارے ملک میں دہشت گردی کر رہے ہیں ہمارے تعلیمی نظام سے نظریہ پاکستان اور اسلامی مضامین کا اخراج کیا جا رہا ہے مسلمانوں کو ہی دہشت گردی کا لیبل لگایا جا رہا ہے اسلام امن کا دین ہے اس پر انتہا پسندی کا لیبل لگایا جا رہا ہے آیئے ہم عہد کریں کہ ہم اسلامی تعلیمات پر عمل کریں گے ملک پاکستان کو صحیح اسلامی جمہوریہ پاکستان بنائیں گے موجودہ الیکن اگر صحیح ہو گئے تو یہ پاکستان کے لیے نیک شگون ہو گا اللہ ہمارے ملک کا نگہبان ہو آمین

سب سے پہلے پاکستان

سب سے پہلے پاکستان کے مصنف کمانڈو ریٹائرڈ جنرل مشرف نے پاکستان کو ڈبونے کی پوری کوشش کی ابھی بھی کشتی ڈاواں ڈول ہے مگر اللہ کی مدد سے یہ کشتی ضرور کنارے لگے گی۔ مثل مدینہ ریاست پاکستان کو اللہ اپنی جناب سے بچائے ہوئے ہے اور اسے قائم ودائم بھی رکھے گا مغرب نے (سب سے پہلے اپنا ملک) کا فلسفہ اس سے قبل ترکی مصر اور دوسرے مسلمان ملکوں کو بھی پڑھایا گیا جن کے اندر سے اسلام کو نکالنے کی پوری کوشش کی گئی مگر مکُرو مکرَ اللہ والا معاملہ ہے اللہ نے ان ملکوں کو پھر ایک دوسرے کے غم میں شریک ہونے کے لیے عرب بہار شروع کی جس کی وجہ سے ان ممالک میں تبدیلی آ رہی ہے جو ایک دوسرے سے مستفید ہو رہے ہیں اس سے قبل بھی اشرفیہ کی وجہ سے پاکستان دولخت ہوا اب وہی اشرفیہ پے در پے غلط فیصلے کر کے اس کے وجود کو ختم کرنے کے اسباب پیدا کر رہی ہیں۔ کتاب کے مصنف پاکستان کے سابق کمانڈو جنرل نے جب ایک فون پر وقت کے شیطان کبیر کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تھے اس وقت ذرا بھی خیال نہیں کیا گیا کہ اس کے اثرات کہاں تک پہنچ کر دم لیں گے۔ ہم نے اس مسلمان ملک کے خلاف امریکہ کی جنگ میں شرکت کی جو ہمارا پڑوسی بھی ہے جس کے لیے شاعر اسلام نے کہا تھا کہ اگر اس کے اندر خلفشار ہوگا تو پورے برصغیر

کے اندر خلفشار ہوگا جس کو دنیا برطانوی، روسی شکست کے بعد اب امریکی پسپائی کی صورت میں دیکھ رہی ہے اس کا انجام ۲۰۱۴ء میں افغانستان سے امریکی افواج کے انخلا سے ہونے والا ہے۔ کیا پاکستان افغانستان دشمنی مول لے کر زندہ رہ سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے وقت سے ہمارے ازلی دشمن ہندوستان نے اس سے دوستی کی ہمارے خلاف پختونستان کا مسئلہ کھڑا کیا رکھا جو طالبان کی حکومت بننے کی وجہ سے ٹھنڈا ہوگیا تھا اور ہماری مغربی سرحد محفوظ ہو گئی تھی مگر ہماری کمانڈو جنرل کی غلط اقدام کی وجہ سے اب پھر غیر محفوظ ہو گئی ایک طرف ہمارا ازلی دشمن بھارت تو دوسری مسلمان ملک افغانستان جسے بین الاقوامی سازش کے تحت ہمارا دشمن بنا دیا گیا بلکہ ہمیں مثل سینڈوچ بنا دیا گیا جنگ کی شکل میں بھارت کی فضائیہ پاکستان پر حملے کر کے افغانستان کے ہوائی اڈوں سے فیول بھر کر واپس ہم پر بمباری کرے گی اور ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اس کے ساتھ ساتھ امریکہ نے ہندوستان کو پاکستان کے خلاف لگا دیا ہے ہماری سرحد کے ساتھ بھارت نے دہشت گردی کے کیمپ بنا رکھے یہاں سے بلوچستان کے باغی گروپوں کی مدد کی جا رہی ہے۔ جس کا اعتراف حکومت پاکستان بھی کرتی ہے۔

صاحبو افغانستان کے باشندے ہمارے ملک کے سارے علاقوں میں رہ رہے ہیں، کاروبار کر رہے ہیں، جن کے لیے دونوں مسلمان ملکوں کی سرحدیں ہمیشہ کھلی

رہتی تھیں افغانستان کے سخت سردی والے علاقوں سے سردیوں میں پہاڑوں سے اتر کر پاکستان کے میدانوں میں وقتی طور پر سال لہا سال سے آتے رہتے تھے جب سردیاں ختم ہوتی تھیں واپس اپنے ملک میں چلے جاتے تھے۔ جس ملک کے 25 لاکھ مسلمان مہاجر ہو کر پاکستان میں پناہ گزین ہوئے تھے اب بھی کثیر تعداد پاکستان میں موجود ہے جن کی سرحد کے آر پار دشتہ دریاں ہیں۔ پاکستان والے قبائلی علاقوں کو بانی پاکستان نے حضرت محمد علی جناحؒ نے آزاد رہنے کی اجازت دی ہوئی تھی جن سرحدی لوگوں نے پاکستان کی اس وقت مدد کی جب بھارت نے اپنی فوجیں کشمیر میں اُتاری تو وہ کشمیر کے مسلمانوں کے شانہ بشانہ آزاد کشمیر کے موجودہ حصہ کو بھارت سے آزاد کروایا تھا۔ اب ہم نے انہیں دشمن بنا لیا ہے افغانی پیدائشی جنگ جو قوم ہے جس سے ہم لڑائی مول نہیں لے سکتے۔ امریکہ سے اتحادی بننے اور پورے افغانستان کو توورہ بورہ بنانے کے غلط اقدم کی وجہ سے ہمارا پڑوسی مسلمان ملک ہم سے ناراض ہوگیا ہے۔ امریکی اتحادی ہونے کی وجہ سے وہ ہمیں بھی دشمن تصور کرتا ہے اور ہمار ملک میں میں گوریلہ کاروائیاں کر رہا ہے۔ امریکہ نے ایران سے بھی درخواست کی تھی، ترکی سے بھی ک اتحادی بننے کے لیے کہا تھا مگر انہوں نے لاجسٹک سپورٹ دینے سے انکار کردیا پتھر کے زمانے میں بھیج دینے کی دھمکی سے ہمارے کمانڈو جنرل خوف زدہ ہوگیا تھا بغیر فوج اور قوم سے مشاورت کے امریکہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے ڈرون حملوں کی اجازت دے جس کا احتراف اب کر بھی دیا ہے جس کا خمیازہ

پاکستانی قوم عرصہ بارہ سے بھگت رہی ہے اس پالیسی سے نہ ایٹمی اثاثے محفوظ ہوئے نہ کشمیر کا مسئلہ حل ہوا بلکہ دونوں مسئلوں میں امریکہ کی طرف سے بے وفائی کی گئی اب جب کہ امریکہ کی خفیہ اور افغانستان کی اعلانیہ کاراوئیوں کی وجہ ہم پتھر کے زمانے کے قریب کر دیئے گئے ہیں ہمارے ملک کا 90 ارب سے زائد ڈالر کا نقصان ہوچکا ہے ہمارے فوجی ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہوچکا ہے، ملک کے سارے دفاعی ادارے حملوں کی زد میں ہیں، ہماری مساجد، مدارس، امام بارگاہیں، ہمارے بزرگوں کے مزار، ہمارے بچوں کے اسکول، ہمارے بازار، ہمارے ملک کے 5 ہزار سے زائد فوجی اور 25 ہزار سے زائد شہری ہلاک ہوچکے ہیں، کیا بچا ہے اب بھی ہر دن ڈرون حملے ہورہے ہیں اور ڈو مور کا کہا جارہا ہے جگہ جگہ خودکش حملے ہورہے ہیں ملک کے اندر صلیبی ملکوں کے خفیہ ادارے آزادی سے کام کررہے ہیں، کئی ریمنڈ ڈیوس پکڑے بھی گئے اور کئی ابھی باقی ہیں۔ بزدل کمانڈو اپنی کتاب میں خود کہہ رہے ہیں کہ میں نے 600 مسلمانوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا اور اس کے عوض ڈالر حاصل کئے۔ قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی ابھی بھی امریکہ میں 86 سال کی قید کاٹ رہی ہے کیا تاریخ مرتب کرنے والا مورخ اپنی ڈائری میں یہ سب کچھ لکھ نہیں رہا ہوگا؟ کیا آئندہ اس بزدلی کے تذکرے مسلمان قوم میں نہیں ہونگے؟ وہ فوج جو اسلامی تھی جس کا ماٹو ایمان، یقین، تنظیم تھا جس کا تذکرہ سابقہ وزیر خارجہ اور امریکہ میں خودساختہ جلاوطن حسین حقانی نے اپنی کتاب ... ملا ملٹری اتحاد) میں کیا اور ثابت کرنے)

کی کوشش بھی کی۔اس اسلام کی حفاظت کرنے والی فوج کو ہمارے کمانڈو جنرل نے ملک سے اسلام کی بیخ کنی کے لیے لگادیا وہ اپنے ہی شہریوں پر ایف سولہ سے حملہ آور ہو رہی ہے۔

قارئین اس موجودہ تباہی سے نکلنے کی کوشش کرنے چاہیے فوراً منصفانہ آزادانہ الیکشن مقررہ وقت پر ہر حالت میں ہونے چاہیے کیر ٹیکر حکومت جو کہ ہوشیاری سے پیپلز پارٹی کے حمائیتی لوگوں کی بنائی گئی ہے کو ممکن حد تک غیر جانبدار رہنا چاہیے۔اب ڈکٹیٹر مشرف سیکنڈ این آر او کے تحت پاکستان میں واپس لایا گیا ہے اور الیکشن لڑنے کی کوشش کر رہا ہے مگر اس کے چاروں جگہوں سے کاغذات نامزدگی مسترد ہو چکے ہیں موجودہ کیر ٹیکر حکومت اور آنے والی حکومت سے قوم کا مطالبہ ہے کہ وہ کمانڈو جنرل کو قانون کے حوالے کرے۔دو دفعہ آئین پاکستان توڑنے کے جرم کی پاداش میں اس پر قائم مقدمے کا سپریم کورٹ آف پاکستان فیصلہ کرے وفاق اس میں فریق بنے۔ہمیں مسلمان ملک افغان سے باقاعدہ معافی مانگنا چاہیے۔اپنے ناراض شہریوں سے جنگ کے بجائے مذاکرات کرنے چاہیے۔ملک میں جاری امریکہ مفادات کی جنگ سے فوراً باہر آ جانا چاہیے۔پارلیمنٹ کی قراداد وں پر عمل کرنا چاہیے۔پارلیمنٹ کی دفاعی کمیٹی کی سفاشات پر عمل کرنا چاہیے۔اور اے پی سی کے متفقہ قرارداد پر عمل کرنا چاہیے اگر حکومت اپنے شہریوں کے ان متفقہ اور جائز مطالبات پر عمل نہیں کرے

گی تو ملک میں مذید تباہی پھیلے گی جس کا ہمارا ملک متحمل نہیں ہو سکتا اور تاریخ حکمرانوں کو معاف نہیں کرے گی۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے آمین ۔

اے میرے دیس کے لوگو

یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا پیارا پاکستان مسلمانان برصغیر کی اجتماعی قربانیوں کی بدولت اللہ نے مثلِ مدینہ عطا کیا تھا۔ ہمارے قائدؒ نے اس کو پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الااللہ کے نعرے کے تحت حاصل کیا تھا۔ قائدؒ نے لوگوں کے سامنے اپنا یہ قول بھی رکھا تھا" مسلمانو! میں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ دولت، شہرت اور آرام و راحت کے بہت لطف اٹھائے ،اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کہ میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا حق ادا کر دیا میں آپ سے اس کی داد اور صلہ کا طلب گار نہیں ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا ایمان اور میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا اور میرا خدا یہ کہے کہ جناح بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے مسلمان جئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبہ میں اسلام کے علم کو بلند رکھتے ہوئے مرے" (قیامِ پاکستان سے پہلے ۲۲ اکتوبر 1939ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب) قائدؒ کی مسلسل جدوجہد اور انتھک کوششوں سے پاکستان وجود میں آ گیا۔ایک موقعے پر کابینہ کا

اجلاس ہو رہا تھا اے ڈی سی نے پوچھا "سر اجلاس میں چائے سرو کی جائے یا کافی؟ چونک کر سر اُٹھایا اور سخت لہجے میں فرمایا "یہ لوگ گھروں سے چائے پی کر نہیں آئیں گے "جس وزیر نے چائے کافی پینی ہو گھر سے پی کر آئے یا پھر گھر واپس جا کر پئے قوم کا پیسہ قوم کے لئے ہے وزیروں کے لئے نہیں اس حکم کے بعد جب تک وہ برسر اقتدار رہے کابینہ کے اجلاسات میں سادہ پانی کے سوا کچھ سرو نہ کیا گیا"۔ ہمارے موجودہ حکمرانوں نے کابینہ اور دوسرے حضرات کے لئے صدراتی باورچی خانے پر کروڑوں کے خرچ کے چرچے اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد مسلم لیگ نے حکومت بنائی مگر قائدؒ کے وژن نظریہ پاکستان پر عمل پیرا نہ ہوئے اس پر حکومت کے لوگوں سے دلبرداشہ ہو کر کسی موقعے پر قائدؒ نے فرمایا تھا میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں خیر اس کے بعد وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مسلم لیگ کی حکومت پاکستان کو متفقہ آئین نہ دے سکی پاکستان میں روز روز کی وزارتیں بدلتے دیکھ کر نہرو نے کہا تھا میں اتنی شیروانیاں نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں وزراتیں بدلتی ہیں مسلم لیگ نے کافی مدت پاکستان پر حکومت کی مگر عوام کی حالت نہیں بدلی؟ ہاں حکمرانوں کی حالت بدلتی گئی اور وہ امیر سے امیر تر ہوتے گئے اسی مسلم لیگ کی حکومت کے وزیر خارجہ نے 1965ء کی جنگ کے بعد تاشقند کے معاہدے کے خلاف ایوب خان ڈکٹیٹر کے خلاف بغاوت کی اور تاریخ میں پہلی اور آخری بار فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان سے ملی بھگت کر کے سلویلین مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن گئے اپنی نئی جماعت

پیپلز پارٹی بنائی عوام سے ایسے جذباتی وعدے کئے جو پورے نہ کر سکے بلکہ بقول اصغر خان صاحب کہ " آؤ دونوں مل کر پاکستانی عوام کو بے وقوف بنا کر حکومت کریں" روٹی کپڑے کے وعدے پر اقتدار حاصل کیا مگر روٹی کیا ملنی تھی اِدھر ہم اُودھر تم کا نعرہ لگایا اور آدھا پاکستان ہاتھوں سے نکل گیا مگر عوام کی حالت نہ بدلی؟ بار بار پیپلز پارٹی کو حکومت ملتی رہی اور وہ ہر دفعہ روٹی کپڑے کے وعدے ہوتے رہے، کرپشن عروج پر جاتی گئی، پلاٹ ،پرمٹ نوکری اور اقبرا پروری کے ریکارڈ قائم کئے گئے، سیاسی مخالفین کو جیلوں میں ڈالا گیا الیکشن میں دھاندلی کروائی گئی اپوزیشن نے تحریک چلائی اور پھر ڈکٹیٹر ضیا الحق نے مارشل لا لگا دیا۔لوگوں کے مارو ائے عدالتی قتل ہوئے اور ایسے ہی ماروئے عدالت قتل کی وجہ سے پیپلز پارٹی کے سربراہ کو عدالت نے پھانسی کی سزا سنائی مگر عوام کی حالت نہیں بدلی؟ پیپلز پارٹی کئی پیپلز پارٹیوں میں تقسیم ہر گئی مسلم لیگ بھی نہ جانے کتنی مسلم لیگوں میں تبدیل ہوتی رہی اور حکومت کرتی رہی مگر عوام کے حالت نہ بدلی؟نواز مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی باری باری حکومت کرتیں رہیں پیپلز پارٹی کی طرح نواز شریف کی حکومت کو بھی فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے ہٹا کر مارشل لاء لگا دیا اور دس سال عوام پر حکومت کی مگر عوام کی حالت نہ بدلی؟ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ عوام سے ہر دفعہ نئے نئے وعدے کرتیں رہیں مگر عوام کی حالت آئے دن بدتر سے بدتر ہوتی گئی۔

صاحبوں یہ کس وجہ سے ہوتا رہا؟ یہ اس وجہ سے ہوتا رہا کہ ملک کے آئین پر عمل نہیں کیا گیا آئین میں میں کہا گیا ہے کہ حکومت کے نمایندے امین اور صادق ہونے چاہیں مگر کرپشن میں سزا پانے والوں کو وزیر اور مشیر بنا دیا گیا نظریہ پاکستان کے مخالفوں کو حکومت کے عہدے دے دئے گئے ملک کی سپریم کورٹ کے احکامات پر عمل نہیں کیا گیا جس ممبر کو جعلی ڈگری کی وجہ سے کورٹ نے ڈسکوالیفائیڈ کیا اس کو دوبار الیکشن لڑوا کر ممبر قومی اسمبلی بنا دیا گیا حکمرانوں سے ملک کے کئے اداروں کی لوٹی ہوئی رقم پریم کورٹ کے فیصلوں کی وجہ سے قومی خزانے میں واپس جمع کروائی گئی ملک کے صدر کے خلاف عوام کا پیسہ لوٹ کر سوئس بنکوں میں جمع کرنے کا مقدمہ سالوں چلتا رہا ملک کے ایک وزیر اعظم کو سپریم کورٹ کا حکم نہ ماننے پر برخواست کیا گیا آیندہ کے لئے الیکشن میں حصہ بھی نہیں لے سکتا دوسرے وزیر اعظم جو راجہ رینٹل کے نام سے مشہور ہوا۔ اسکو بھی کرپشن کی وجہ سے گرفتاری کا حکم جاری ہوا جس پر اب تک مقدمہ چل رہا ہے کئی امیدوران کو الیکشن کمیشن نے الیکشن لڑنے کے لئے ڈسکوالیفائیڈ کر دیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ امریکہ سے ڈرون حملوں کا خفایا معاہدہ کرنے والا شخص ڈکٹیٹر مشرف جس نے اپنا یہ گناہ اب قبول بھی کر لیا ہے الیکشن لڑنے کے لئے این آ وراو کا معاہدہ کرنے والی بیرونی قوتوں نے اسے دوست ملکوں کی ضمانت پر پاکستان پہنچا دیا ہے تاکہ نامکمل ایجنڈہ مکمل کر

سکے اس کے خلاف واویلا کرنے والے نواز شریف صاحب نے این آر او (۲) معاہدے کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لی۔ ملک میں بے چینی ہے ہر آدمی خوف زدہ ہے ٹارگٹ کلنگ، ڈرون حملوں، بجلی اور گیس کی کمی اور لوڈ شیڈنگ سے تنگ آئی ہوئی قوم، ملک میں امریکہ کی لایعنی مسلط کردہ جنگ، ملک کی فوج کا اپنے شہریوں کے خلاف جنگ میں مصروف ہونا، مہنگائی، بیروزگاری، بیرونی دہشت گردی اور جارہیت، اس قوم کا سرمایہ دار سرمایہ ملک سے باہر منتقل کر چکا، اس ملک کے فوجی ہیڈ کواٹر پر حملے ہو چکے، اس کی دفاعی اسٹایشن پر حملے ہو چکے، اس کے بازاروں، اسکولوں، اس کے بزرگوں کے مزاروں، مساجد، امام بارگاہوں، مہمان کھیل کی ٹیموں پر حملے ہو چکے ان حالات کو پیدا کرنے والی سیاسی پارٹیاں اب پھر الیکشن کے اعلان کے بعد اپنے اپنے منشور کے ساتھ الیکشن میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا ہے ایک طرف ن مسلم لیگ ہے جو کئی بار حکومت میں رہ چکی ہے مگر عوام کی حالت نہ بدل سکی دوسری طرف پیپلز پارٹی ہے جو کئی مرتبہ حکومت میں رہی جس نے بھی عوام کے لئے کچھ نہ کیا ایک تیسری سیاسی پارٹی تحریک انصاف ہے جس نے بھی مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے بھگوڑوں کو ساتھ ملا لیا ہے جس سے کچھ توقع نہیں کی جا سکتی قوم پرست اور علاقائی پارٹیوں کے اپنے اپنے ایجنڈے ہیں۔ دینی پارٹیاں بھی موروثی ہیں اور انتشار کا شکار ہیں۔

قارئین اب لے دے کے پاکستان ایک سیاسی قوت ہے جس نے 1970ء کے انتخابات میں پاکستان میں تیسرے نمبر پر ووٹ حاصل کئے تھے جس کے امیر کے کہنے کے مطابق ملک کے مختلف الیکشنوں اس جماعت کے 1000 کے لگ بھگ نمایندے کامیاب ہوئے تھے ان میں کسی پر بھی کبھی بھی کرپشن اور بے ایمانی کا الزام نہیں لگا ان کے مخالف بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔اس کا کوئی بھی نمایندہ الیکشن میں اپنے پاس سے بے دریغ خرچ نہیں کرتا بلکہ کارکنوں اور ہمدردوں کے چندے پر الیکشن لڑتے ہیں اس لئے کرپشن بھی نہیں کرتے۔پڑھے لکھے ہیں نڈر ہیں پاکستان کی گلیوں میں ٦٦ سالوں سے چل پھر رہے ہیں لوگوں کی بے لوث خدمت کر رہے ہیں پاکستان کا سب سے بڑا این جی اوز نٹ ورک الخدمت کے نام چلا رہے ہیں اس جماعت میں موروثی سیاست نہیں ہے ان کا پہلا امیر مہاجر تھا جس نے علامہ اقبالؒ کے کہنے پر ہجرت کی تھی اس کا دوسرا امیر پنجابی تھا اس کا تیسرا امیر پٹھان تھا اس کا موجودہ امیر پھر ایک مہاجر ہے اس پارٹی کے امیر خود اپنی زندگی یہاں مارت چھوڑ کر دوسرے کو آگے آنے کا موقع دیتے رہے ہیں اس میں کوئی فرد بھی خود الیکشن لڑنے کا نہیں کہہ سکتا ورنہ یہ پارٹی ایسے شخص کو ڈسکوالیفائیڈ کر دیتی ہے نیچے کی سطح سے رائے لیکر اس پارٹی کی شوریٰ نمایندوں کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت دیتی ہے جس کو کوئی بھی فیس جمع کرانی نہیں پڑتی جماعت خود الیکشن فیس جمع کرواتی ہے اس کے قیام سے لے کر آج تک باقاعدگی سے ہر سطح کے الیکشن ہوتے رہے ہیں یہ پارٹی اس سے قبل

اتحادوں میں شامل ہو کر الیکشن لڑتی رہی ہے مگر تجربات سے سبق سیکھ کر اب اپنے منشور اور اپنے ایجنڈے کے تحت الیکشن میں حصہ لے رہی ہے اس پارٹی کا دعویٰ ہے کہ وہ ملک کی تقدیر بدل سکتی ہے اے میرے دیس کے لوگو کیوں نہ اس الیکشن میں اس پارٹی پر بھی اعتماد کر کے دیکھا جائے اس پارٹی کا نام جماعت اسلامی ہے۔

کیا موجودہ الیکشن سے کراچی کے حالات درست ہو جائیں گے؟

کراچی منی پاکستان ہے اس شہر میں پاکستان کے چاروں صوبوں،آزاد کشمیر ،شمالی علاقہ جات اور فاٹا کے لوگ روزی کمانے کے لئے پاکستان کے قیام کے بعد آہستہ آہستہ آباد ہوتے گئے اس شہر میں پاکستان کی تمام علاقائی بولیاں بولی جاتیں ہیں مگر رابطے کی زبان پاکستان کی قومی زبان اردو بولی جاتی ہے اپنے اپنے علاقوں کے ناموں سے لوگوں نے کچھی آبادیاں قائم کر رکھی ہیں کہیں پنجاب کالونی ، کہیں پٹھان کالونی، مظفر آباد کالونی، گلگت کالونی، بلوچ کالونی وغیرہ آباد ہیں اسلام اور پاکستان کے نامور شخصیتوں کے نام پر بھی آبادیاں ہیں کہیں پاکستان کوارٹرز، قائدین کالونی، لیاقت آباد، ناظم آباد، گلشن اقبال، قائد آباد، محمود آباد، کریم آباد وغیرہ۔اس کی آبادی ۲ کروڑ کے لگ بھگ ہے واقعی ہی یہ منی پاکستان ہے۔غریب پرور شہر ہے مزدور کو مزدوری مل جاتی ہے موچی سے لیکر گھروں میں کام کاج کرنے والے لوگ اس شہر میں آباد ہیں کنسٹرکشن کے لئے مزدور سے لے کر گورنمنٹ کے دفتروں تک لوگ کام کرتے ہے ں اس کے ساتھ ساتھ یہ شہر پاکستان کو ۷۰ فی صد ریونیو دیتا ہے یہ ملک کی بڑی دو بندرگاہوں کا شہر ہے ملک کے بڑے تجارتی اداروں بنکوں کے ہیڈ کوارٹرز اور بڑے بڑے کارخانوں کا شہر ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان بنانے والوں کی اولادوں کی اکثریت کا شہر ہے جنہوں نے اس شہر میں رہنے والوں کی تہذیب تمدن اور رہن سہن پر خوشگوار اثرات ڈالے ہیں آپس میں سب لوگ

شادیاں کرتے ہیں اس فطری میل جول سے برصغیر کی مختلف تہذیب تمدن اور زبان کے ملاپ سے ایک پاکستانی قوم اور قومِ رسول ہاشمی بنتی جا رہی ہے۔ کبھی یہ شہر ملک کی سیاست کی سمت کا تعین کیا کرتا تھا لوگ اس شہر کی سیاسی رائے پر چلتے تھے وسط ایشیا کی ریاستوں کے لئے قریب ترین سی پورٹس موجود ہیں اس سے یہ ریاستیں اپنا اپنا مال دنیا کی مارکیٹ میں بھیج سکتی ہیں اور ترقی کی منازل طے کر سکتی ہیں افغانستان میں شکست کے بعد جب یہ ریاستیں ریشیا سے آزاد ہوئیں تھیں تو اس وقت اس شہر کی ایک عظیم شخصیت حکیم سعید شہید نے ایک پروگرام کے اندر ایک تاریخی بات کی تھی کہ مسلمانوں اللہ نے ایٹمی قوت تمہارے قدموں میں لا کر رکھ دی ہے اب یہ تمہارا کام ہے کہ اس سے فائدہ اُٹھاؤ ان کا اشارہ قازقستان کی مسلم ریاست کی طرف تھا جس میں بہت بڑی ایٹمی تنصیبات تھیں اسلامی دنیا کا آبادی کے لحاظ سے بڑا شہر ہے اسلامی دنیا کے لوگ کثیر تعداد میں آباد ہیں امت مسلمہ کی فعال ترین مدر تنظیم جماعت اسلامی کا شہر ہے جماعت اسلامی مرکز اور سندھ کی پارلیمنٹ اس شہر کی نمائندگی کرتی رہی ہے لوکل گورنمنٹ میں تین ٹرم اس کو کراچی شہر کے لوگوں کی خدمت کا موقعہ ملا۔ یہ شہر روشنیوں کا شہر تھا غریب پرور شہر تھا اسلامی اخوت کا شہر تھا ترقی کی منازل طے کرنے والا شہر تھا ملک بھر میں قدرتی آفات کے موقعے پر امدادی کام اور فنڈ جمع کرنے والا بڑا شہر تھا۔

صاحبو ! اس شہر کی ان ساری خوبیوں پر دشمن کی نظر تھی پھر کیا ہوا اس شہر میں پاکستانی قوم اور قومِ رسولِ ہاشمی کی جگہ قومیتوں کی جنگ چھیڑ دی گئی ۔ ایک لسانی

لیڈر نے پاکستان بنانے والوں جو ہمیشہ دلیل کی بات کیا کرتے تھے کو کہا ٹی وی اور وی سی آر بھیج کر اسلحہ خریدوان کو حقوق یا موت کا نعرہ دیا گیا لسانی لیڈر کو پاکستان دشمن جئے سندھ تحریک نے اپنے ساتھ ملایا اس نے جئے سندھ کے جلسوں میں تقریریں کرنی شروع کیں اور منفی نعرے لگانے شروع کئے ڈکٹیٹر مشرف کی قانونی گرفت میں آنے پر اب بھی کراچی میں منفی پروپگنڈا کیا جا رہا ہے اور پمفلٹ تقسیم کئے جا رہے ہیں کہ مہاجر کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اُس وقت سندھ کے وزیر اعلیٰ غوث بخش جو جنرل ضیا الحق کے نمایندے تھے جس نے پیپلز پارٹی کے خلاف ایم کیو ایم بنائی تھی جو بعد میں ملک دشمن کاروائیوں میں ملوث ہو گئی اُس وقت کی حکومت نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ شہید صحافت صلاح الدین اور شہید حکیم سعید کو دن دھاڑے راستے سے ہٹایا گیا پھر فوج نے نواز شریف کے دور حکومت ۱۹۹۲ میں اس کے خلاف ایکشن لیا تھا کہا گیا سندھی مہاجر بھائی بھائی نسوار اور دھوتی کہاں سے آئی یعنی مہاجر اور سندھی بھائی بھائی ہیں یہ پٹھان اور پنجابی اس صوبے اور شہر میں کہاں سے آ گئے اس کے مقابلے میں پیپلز پارٹی کی بغل بچہ تنظیم پنجابی پٹھان اتحاد بنایا گیا کراچی میں ایک دوسرے کو قتل کیا گیا ایک دوسرے کے گھر جلائے گئے ایک دوسرے کی بستیوں پر حملے کئے گئے شہر کا امن و آمان تباہ کر دیا گیا اس تباہی پر اس ڈرامے کے موجد جئے سندھ تحریک کے مرحوم سربراہ جی ایم سید صاحب (غلام مصطفیٰ شاہ) نے کہا تھا کہ جو کام میں چالیس سال میں نہ کر سکا وہ کام ایک لسانی قیادت نے چالیس دن میں کر دکھایا۔ اس کے بعد سندھیوں سے لڑائی چھیڑی گئی حیدر آباد میں جئے سندھ کے کارکنوں نے اردو بولنے والوں کو بے

در یخ قتل کیا ایک دن ایک وقت میں تین سو سے زائد بے گناؤں کو شہید کر دیا گیا دوسرے دن اس لسانی تنظیم نے کراچی کے مضافات سے آنے والے پچاس سے زائد بے گناہ سندھی مچھیروں کو بسوں سے اتار کر شہید کر دیا گیا۔ پھر پیپلز پارٹی سے جنگ چھیڑی گئی اُس وقت کراچی کے کور کمانڈر نے دونوں پارٹیوں کے یرغمالیوں کو ایک معاہدے کے تحت آزاد کرایا۔ اس کے بعد جماعت اسلامی سے جنگ چھڑی گئی اور اس کے کئی بے گناہ کارکنوں کو شہید گیا گیا جماعت اسلامی کراچی نے اپنے کارکنوں کو روکے رکھا اسلامی اخوت اور صبر کا مظاہرہ کیا ایم کیو ایم کے کسی کارکن کو نقصان نہیں پہنچایا۔ پھر اپنی ہی لسانی تنظیم سے الگ ہونے والوں کے لئے" جو قائد کا غدار ہے وہ موت کا حق دار ہے" کا نعرہ بلند کیا گیا دیکھتے ہی دیکھتے پورے شہر میں اس نعرے کے بینرز لگ گئے قتل و غارت شروع کی گئی اس کے بعد کراچی میں وقت کی حکومت کی آشیر آباد پر ایم کیو ایم کے خلاف مہاجر قومی موومنٹ حقیقی قائم کی گئی دونوں طرف سے کافی قتل غارت ہوئی اس وقت سے یہ شہر ڈسٹرب ہے۔ سیکڑوں ہڑتالیں کی گئی جس کی وجہ سے روزگار کے مواقعے ناپید ہوتے گئے۔ روزانہ لاشیں گرنی شروع ہو گئی جو سلسلہ اب تک جاری ہے تقریباً پچیس سال سے سوائے ایک الیکشن کے ہر جرلو الیکشن میں دھونس دھاندلی اور اسلحے کے زور اپنی مرضی کی حلقہ بندیوں جعلی ووٹر لسٹوں کی وجہ سے کراچی سے یہ لسانی تنظیم الیکشن جیتتی رہی اور اقتدار میں رہی ہے مگر کراچی کے لوگوں حقوق نہیں ملے ۔ ایم کیو ایم کے غیر قانونی اقدام، جعلی ووٹر لسٹوں، ووٹروں ایک علاقے سے دوسرے علاقعوں میں تقسیم، کراچی کے مقیم لوگوں کی ان کے آبائی صوبوں میں ووٹوں کا اندراج اور من پسند حلقہ بندیوں

کے خلاف جماعت اسلامی نے سپریم کورٹ آف پاکستان سے رجوع کیا جس نے انصاف کا فیصلہ دیا کہ فوجی کراچی میں گھر گھر جا کر ووٹر لسٹیں درست کریں حلقہ بندیاں صحیح کی جائیں مگر موجودہ الیکشن کمیشن نے کچھ نمائشی کام کے علاوہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر صحیح عمل نہیں کیا الیکشن ۲۰۱۳ء کے لے غیر جانبدار الیکشن کمیشن کا تقرر ہو چکا ہے الیکشن سر پر ہے کچھ امید بند گئی تھی کہ فری اور شفاف الیکشن ہوں گے کراچی میں سندھ کی تمام جماعتوں نے جماعت اسلامی کی لیڈر شپ میں الیکشن کمیشن کے سامنے دھرنے دئے ے کراچی سے اسلام آباد تک ٹرین مارچ کیا مگر پھر بھی سپریم کورٹ کے حکم پر عمل درآمد نہیں کیا گیا نہ پورے شہر میں حلقہ بندیاں درست کی گئیں نہ جعلی ووٹر لسٹیں صحیح کی گئی الیکشن کمیشن نے کچھ نمائشی کام ضرور کیا۔اب آخری کوشش کے طور پر سندھ میں امریکی این آر او زدہ اتحادی پیپلز پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی اور ایم کیو ایم کے خلاف دس جماعتی سیٹ اڈجسمنٹ کے تحت الیکشن میں مقابلہ ہو گا جس سے کچھ خیر کی امید کی جا سکتی ہے۔

قارئین اس وقت کراچی میں امن وآمان کی حالت درست نہیں کراچی یرغمال بنا ہوا ہے اسلحے کے زور پر ایک حکم سے ہڑتال ہو جاتی ایک حکم سے ہڑتال ختم ہو جاتی ہے تو گوایریا بنے ہوئے ہیں بھتہ خوری اور اغوا کی وجہ سے سرمایا داروں نے اپنا سرمایا بیرون ملک منتقل کر دیا ہے کھاتے پیتے لوگ بیرون ملک منتقل ہوتے جارہے ہیں پیپلز پارٹی کی مفاحمتی پالیسی کے تحت سزا یافتہ مجرموں کو پے رول پر رہا کر دیا گیا جو مجرم جیل

میں بند ہیں ان کو جیل میں وی آئی پی سہولتیں مہیا ہیں وہ وہاں سے ملک دشمن کاروائیوں کو کنٹرول کر رہے ہیں لسانی اور سیاسی پارٹیوں نے اپنے مسلح ونگ قائم کئے ہوئے ہیں ایم کیو ایم لسانی تنظیم کے لوگوں کے پاس سے بوریاں بھرے جعلی نیشنل کارڈ برآمد ہو رہے ہیں دن دھاڑے بے گناہوں کو قتل کیا جا رہا ہے پولیس میں چالیس فی صد سیاسی پارٹیوں کے حمایت یافتہ لوگ بھرتی کئے گئے ہیں انتظامیہ مفلوج ہے ایسے میں فوج کے سپہ سالار نے بھی کراچی تشریف لا کر سرمایہ داروں کو اپنی حمایت کی یقین دہانی کرائی تھی کہ ان کو تحفظ فراہم کیا جائے گا سپریم کورٹ نے سو موٹو ایکشن لیا ہوا ہے عدلیہ معاملات درست کرنے کی انتہاہی کوشش کر رہی ہے مگر انتظامیہ عدلیہ سے مکمل تعاون نہیں کر رہی سندھ سمیت پورے ملک میں پیپلز پارٹی کے حمایت یافتہ عبوری حکومت نے اگر شفاف الیکشن نہ ہونے دئے تو ملک میں افراتفری ہو گی ٹی وی پر اربوں روپوں کے اشتہارات سے الیکشن میں پری پولنگ دھاندلی ہو رہی ہے جسے کوئی روکنے والا نہیں ہے ان حالات میں الیکشن ہو رہے ہیں سندھ میں دس جماعتی اتحاد کے لوگ اگر کامیاب ہو گئے تو کراچی میں موجودہ الیکشن سے حالات درست ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت کرے آمین۔

نظریہ پاکستان اور ہمارے سپہ سالار کا بیان

نہ جانے ہمارے سیکولر حضرات کو ایک پیدائشی ،زمینی ،آئینی، دستوری ، بار بار اور ہزاروں بار دھرائی جانے والی حقیقت کیوں سمجھ نہیں آتی. . .پہلی بات کہ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان پیدائشی طور پر دو قومی نظریہ پر قائم ہوا تھا تحریک پاکستان کا نعرہ کیا تھا پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ.لے کے رہیں گے پاکستان اور بن کے رہے گا پاکستان۔ اس کو تخلیق کرنے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے لیڈر محترم قائدؒ نے.برصغیر میں آزادی کے وقت اعلانیہ کہا تھا یہاں دو قومیں آباد ہیں مسلمان اور ہندو. قائد اعظمؒ کا دو قومی نظریہ کیا تھا وہ فرماتے ہیں ''ہندو اور مسلمان دو جدا مذہبی تصورات، سماجی روایات اور ادبیات رکھتی ہیں۔ نہ وہ باہمی شادیاں کرتے ہیں، نہ ایک جگہ کھانا کھاتے ہیں ۔ بلاشبہ وہ دو مختلف جداگانہ تہذیبوں سے پیوست ہیں، جس کی بنیاد میں متصادم تصورات اور زاویہ فکر ہیں۔زندگی سے متعلق اُن کی سوچیں جدا ہیں ۔یہ بلکل واضح امر ہے کہ ہندو اور مسلمان تاریخ کے مختلف ماخذوں سے تحریک لیتے ہیں۔اُن کی رزمیہ کہانیاں جدا ہیں، اُن کے ہیرو ز اور داستانیں جدا ہیں۔ عموماً ایک کے ہیرو دوسرے کا ولن ہے اسی طرح اُن کی فتوحات اور شکستیں ایک دوسرے سے گڈمڈ ہیں''۔کانگریس نے کہا نہیں یہ بات نہیں ہے.برصغیر میں ایک قوم آباد ہے ہندستانی قوم ۔اور دلیل دی قومیں اُوطان (وطن کی جمع) سے

بنتیں ہیں یعنی جو ہندوستان میں رہتا ہے وہ ایک قوم ہے۔ اس دلیل پر مسلمان کانگریسی علماء نے بھی کانگریس کا ساتھ دیا تھا مگر عام مسلمان اور علماء ان کے ساتھ نہیں تھے مولانا مودود ؒنے نظریہ پیش کیا مسلمان قوم اوطان سے نہیں بلکہ نظریہ پر بنتی ہے۔ بقول اقبالؒ شاعر اسلام: ۔اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر. .. خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولؐ ہاشمی..

مولانا مودودیؒ نے مسئلہ قومیت پر مضامین لکھے اور ثابت کیا کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک ملت ہیں یہ کتابیں اب بھی مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے ان مضامین کو پورے برصغیر کے اندر پھیلایا جس سے عام مسلمانوں میں تحریک پاکستان میں شامل ہونے اور پاکستان بنانے کا جذبہ پروان چڑھا اس طرح پاکستان نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان کے تحت بلا آخر قائد اعظم نے دلیل پیش کر کے حاصل کیا۔یعنی پاکستان پیدائشی طور پر نظریہ پاکستان کے تحت حاصل کیا گیا. . . . دوسری بات پاکستان بن گیا اب پاکستان ایک خطہ زمین پر قائم ہے اور قائم داہم رہے گا انشاء اللہ. . تیسری بات جب پاکستان بن گیا تو اسے اس کی اساس پر قائم رکھنے کے لیے انگریز کے . متحدہ ہندوستان کے آئین جو غلام قوم کے لیے بنایا گیا تھا کو تبدیل کر کے اسکو اسلامی آئین دینے کی کوششیں شروع کر دی گئیں پاکستان میں چلائی گئی دستوری مہم کی روداد کے طور پر آج بھی اخباروں ،رسالوں

اور کتابوں میں موجود ہیں اس کے نتیجے میں پہلے قرارداد مقاصد کو آئین میں دیباچہ کے طور پر شامل کیا گیا پھر اسے آئین کا حصہ بنا دیا گیا اور بلا آخر ۱۹۷۳ء میں موجودہ اسلامی آئین وجود میں آیا تو معلوم ہوا کہ پاکستان آئینی طور پر نظریہ پاکستان پر بنا ہے اس کی پارلیمنٹ نے اپنی آزاد رائے اور قانون سازی کر کے اسے اسلامی جمہوریہ پاکستان بنایا ہے۔ ۔ ۔ ۔ چوتھی بات کہ دستور پاکستان میں یہ بات تحریر ہے کہ اسلام کے خلاف پاکستان میں کوئی بھی قانون نہیں بن سکتا اور نہ اس پر عمل ہو سکتا ہے۔اگر آئین پاکستان میں کوئی بھی غیر اسلامی دفعات ہیں تو انہیں عدالتی کاروائی کے ذریعے سے اسلامی دفعات میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اس کے لیے مسلمانان پاکستان نے سود کے خلاف درخواست دائر کی تھی تو شریعت کورٹ نے سودی نظام کو ختم کرنے کا حکم صادر کیا تھا مگر نواز شریف کے دور حکومت میں اس کے خلاف اپیل دائر کی گئی جو آج تک زیر التوا ہے تو اس کاروائی سے معلوم ہوا کہ پاکستان اپنے دستور کی رو سے نظریہ پاکستان پر قائم ہے۔ ۔ ۔ ۔آخری بات کہ نظریہ پاکستان کو اس کی خاموش اکثریت دل وجان سے چاہتی ہے اور پاکستان کا مطلب کیا لا الہ اللہ کا نعرہ ہر قومی اور مذہبی دنوں پر شروع ۱۹۴۷ء سے دھراتی رہتی ہے نظریہ پاکستان سے والہانہ محبت رکھنے والی سیاسی اور دینی پارٹیاں بھی اس نظریہ کو قیام پاکستان سے لیکر آج دھراتی رہتی ہیں ملک کے تمام ادارے اس پر قائم ہیں اور اس کا اظہار بھی گائے بگائے کرتے رہتے ہیں نظام مصطفٰے، حکومت الہیا اور اسلامی نظام اسی نعرے کے مختلف نام ہیں ہماری افواج پاکستان کا مستقل

نعرہ (نعرہ تکبیر) ہے یہی نظریہ اسلام ہے یہی نظریہ پاکستان ہے کہ'' کوئی نہیں اللہ کے سوااور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں''اب نظریہ پاکستان کے مخالفوں یہ بات اچھی طرح سمجھ آ جانی چاہیے اور مخالفت بند کردینی چاہیے. . . ہماری افواج کے سپہ سالار جنرل اشفاق پرویز کیانی صاحب نے پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول سے فارغ التحصیل فوجی جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے اسلام کو پاکستان سے کبھی الگ نہیں کیا جا سکتا اسلام ہی پاکستان کو متحد رکھنے والی واحد قوت ہے۔ پاک فوج ملک کو حقیقی اسلامی جمہوریہ بنانے کے خواب کی تکمیل کرتی رہے گی جس کا خواب علامہ اقبالؒ نے دیکھا تھا اور قائد اعظم نے اس کی تکمیل کی۔بری فوج کے سربراہ نے ان خیالات کا اظہار ۱۲۷ ویں پی ایم اے لانگ کورس چھیالیسوں انیٹگریٹڈ کورس اور پہلے مجاہد کورس کی پاسنگ آوٹ پریڈ سے بطور مہمان خصوصی برادر اسلامی ملکوں فلسطین، سوڈان اور ترکمانستان کے کیڈٹ بھی شامل ہیں۔ میدان عمل میں جانے والے فوجی افسران سے بری فوج کے سربراہ کا موجودہ خطاب اہمیت رکھتا ہے فوج کی پشت پر قوم کے ہونے کی بات کی گئی اس وقت پاکستان ایک سامراجی اور عالمی جنگ کا میدان بنا ہوا ہے اندرونی خطرات پیدا ہو چکے ہیں نظریہ پاکستان کو متنازہ بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں سابق فوجی آمر جنرل مشرف نے اس جنگ میں امریکا کا کرائے کا سپاہی بننے کا فیصلہ کیا جس سے فوج اور قوم باہم متصادم ہو گئی فوج کا قوت کی بنیاد پر بار بار منتخب حکومتوں کا تختہ الٹنا، قبائلی علاقوں، سوات، بونیر، بلوچستان میں فوجی آپریشن ،لال مسجد

سانحہ اور لاپتا افراد کا مسئلہ ایسے اقدام ہیں جن کی وجہ سے فوج اور عوام کے درمیان فاصلے پیدا ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ بات قابل اطمینان ہے کہ موجودہ فوجی قیادت نے سیاسی معاملات میں دخل نہیں دیا مذید فوجی آپریشنز سے اجتناب کیا۔ پاکستان میں سابق فوجی آمر مشرف کی امریکا کو دی گئی ناجائز مراعات کو ایک ایک کرکے ختم کیا اب بھی قوم کا مطالبہ ہے کہ ہماری فوج کو امریکی جنگ سے باہر آنا چاہیے ،اپنے ملک کے لوگوں سے جنگ کی بجائے مذاکرات کرنے چاہیے، ملک میں امن وامان قائم ہونا چاہے اور کچھ بھی ہو جائے الیکشن وقت پر ہونے چاہیے۔

قارئین ! پاکستان اسلام کے نام سے بنا ہے اسلام کے نام سے ہی متحد رہ سکتا ہے پاکستان کے اندر آباد قوموں کا وجود صرف پہچان کے لیے ہے اسلام میں اچھا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہو قوموں کے نام پر ایک دوسرے کے گلے کاٹنا اسلام کے خلاف ہے اسلام اور پاکستان کے محافظ مسلح افواج کے سپہ سالار کا کہنا کہ نظریہ پاکستان ،اسلام ہی قوم کو متحد رکھ سکتا ہے کے بیان سے ایک طرف سیکولر طبقے کی نظریہ پاکستان کے مخالف چلائی جانے والی مہم پر کاری ضرب لگی ہے تو دوسری طرف ان کے نظریہ پاکستان اور اسلام سے گہری محبت اور بے خوف حمایت اور بیان سے سے پاکستانی قوم کے سر فخر سے بلند ہو گئے ہیں ساری قوم مسلح افواج کے ساتھ ہے اور نظریہ پاکستان اور اسلام کی حفاظت کے لیے ہر دم تیار ہے چاہے دشمنوں کتنا ہی ناگوار ہو۔ اللہ ہمارے پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین

افغانستان میں سی آئی اے کے خفیہ فنڈ کی روداد

دو دن پہلے اخبارات اور خاص کر اخبار نئی روشنی کے آخری صفحے پر (اے ایف پی) کے حوالے سے خبر چھپی ہے کہ سی آئی اے کرزئی حکومت کو ملک میں اثر و نفوذ کے لیے گزشتہ دس سالوں سے زیادہ عرصے تک کروڑوں ڈالر فراہم کرتی رہی ہے یہ رقم ہر ماہ سوٹ کیسوں اور پلاسٹک کے تھیلوں میں بھر کر صدر حامد کرزئی کے دفتر پہنچائی جاتی رہی ہیں نیو یارک ٹائمز نے کرزئی کے سابق چیف آف اسٹاف خلیل رومن کے حوالے سے بھی لکھا ہے کہ ''اس رقم کو بھوت رقم'' کہتے تھے کیونکہ یہ خفیہ طریقے سے آتی تھی اور خفیہ طریقے سے کہیں اور چلی جاتی تھی۔ یہ بات نہیں ہے ہمارے نزیک کبھی بھی اتنی بڑی رقم ویسے ہی سی آئی اے سے نہیں آتی پلاننگ سے آتی ہے اور پلاننگ سے ہی خرچ ہوتی ہے بظاہر وہ بھوت قوم نظر آتی ہے اخبار کے مطابق ایران سے بھی رقم ملی جو جنگی سرداروں اور سیاست دانوں کے ہاتھ لگی تھی۔ ہمارے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے تمام ممالک خاص کر طاقتور ممالک کے خفیہ فنڈ ہوتے ہیں جن کو ان ممالک کے خفیہ سیکورٹی کے ادارے اپنے اپنے ملک کے مفادات کے لیے اپنے آلہ کار ممالک کو مختلف طریقوں سے تقسیم کرتے رہتے ہیں پاکستان میں بھی آج کل عدالت میں بھی خفیہ فنڈ کی میڈیا کو تقسیم کی باتیں ہو رہی ہیں تعجب اس بات

پر ہے کہ پہلے تو خفیہ فنڈ سے امریکیوں نے حامد کرزئی کو فنڈ دیئے اور گیارہ سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا دیتے رہے اب کیانی بلی گھمبا نوچے والی بات ہو رہی ہے۔امریکیوں نے گیارہ سالوں میں افغانستان کو فتح کرنے کے لیے ہر ناجائز کام کیا جو اب تاریخ کا حصہ بن چکا ہے یقینا اس رقم کا کچھ حصہ حامد کرزئی کے رشتہ داروں، سیاست دانوں اور طالبان مخالف شمالی اتحاد اور دوسرے وار لارڈز میں تقسیم ہوئی ہو گی مگر خدشہ ہے کہ اس رقم کا بیشتر حصہ پاکستان میں امریکا کی برپاہ کی ہوئی جنگ میں صرف ہوتا رہا ہو گا کیا پاکستان میں سی آئی اے کا چیف ریمنڈ ڈیوس بغیر پیسے کے اتنی بڑی بڑی کاروائیاں کرتا رہا ہے اس کا قبائلی علاقوں میں پھیلایا ہوا نٹ ورک بغیر پیسے کے چلتا رہا ہے ان دنوں کی اخباری خبروں کے مطابق ریمنڈ ڈیوس نے دوران تفتیش اس بات کا اقرار کیا تھا کہ کراچی کی قوم پرست جماعتوں میں اس نے رقم تقسیم کی تھی وہ تو امریکا کا اتنا اہم آدمی تھا کہ اس کی رہائی کے لیے دبئی میں امریکہ کے چوٹی کے چار فوجی جرنلز نے میٹنگ میں رہائی کے لیے زور لگایا تھا مگر ہمارآرمی چیف نے انکار کر دیا تھا کہ یہ معاملہ ہمارے ملک کی عدالت ہی حل کرے گی اس پر ہم نے ایک کالم بھی لکھا تھا ''چار امریکی جرنل اور ہمارا ایک پاکستانی سپہ سالار'' مگر بعد میں این آر او زدہ حکومت کے صدر اور وزیر اعظم کی سفارش پر ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کا ڈرامہ دیت کے تحت رچایا گیا اور اخبارات میں آرمی چیف کا بیان بھی آیا تھا کہ ریمنڈ ڈیوس کو صدر اور وزیر

اعظم کے کہنے پر چھوڑا گیا ہے ہماری امریکا غلام حکومت نے پاکستانیوں کے قاتل کو امریکا جہاز جو دو دن پہلے سے لاہور ایئر پورٹ پر ہی انتظار کر رہا تھا میں بیٹھا کر پہلے افغانستان پہنچایا گیا بعد میں امریکا بھیجا گیا تھا۔

امریکا کے اخبارات نے یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ کشمیر میں زلزلے کے وقت امداد کے لیے آنے والے امریکی میرین کی ایک تعداد پاکستان میں غائب ہو گئی تھی اب ہر کوئی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ پاکستان میں سیر و تفریح کے لیے رُکے تھے یا کوئی اور کام مدنظر تھا تفریح کے لیے تو معروف طریقے اختیار کیا جا سکتا تھا کیا ایک معمولی سی سوچ رکھنے والا پاکستانی بھی خدشے میں مبتلا نہیں ہو گا؟ کہ پیسے کے بغیر یہ جاسوسی کرنے والے لوگ پاکستان میں رہ سکتے ہیں اور کیا یہ پیسہ پڑوس کی افغانستان کرزئی حکومت نے مہیا نہیں کیا ہو گا؟

پاکستان میں لاتعداد مقامی این جی اوز اور مغربی این جی اوز بیرونی امداد پر کام کر رہی ہیں مغربی این جی اوز ملک میں اپنے ملکوں کے لیے جاسوسی کرتیں ہیں عوام نے پاکستانی میڈیا میں خبریں پڑی تھی کی سیودی این جی اوز جو بچوں میں امدادی کام کرتی ہے جاسوسی میں ملوث رہی ہے کیا وہ اپنے جاسوسی کرنے والے پاکستانی غداروں کو بھاری رقم مہیا نہیں کرتی ہو گی یہ پیسہ اسے

کہاں سے ملتا ہو گا۔اسی سے ملی ہوئی بات پاکستانی قوم کے غدار ڈاکٹر شکیل آفریدی جو اپنے کئے کی سزا بھگت رہا ہے کی غداری جو اس نے جعلی ویکسین کی مہم چلا کر اُسامہ تک رسائی کے لیے ترتیب دی تھی کیا بغیر پیسے کے چل سکتی تھی جاسوی کے لیے اتنا پیسہ ایک معمولی ڈاکٹر کے پاس کہاں سے آ سکتا ہے؟

صاحبو یہ تو کچھ واقعات ہیں جو کہیں چھپے ہوئے واقعات سے چھن کر پاکستانی میڈیا میں رپورٹ ہوئے ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں باقی اللہ ہی جانتا ہے کہاں کہاں اس ملک میں جاسوسی کے اڈے قائم ہیں اور کہاں کہاں مقامی اہلکار اس کاروائی میں شریک ہیں اور ملک دشمنی کر رہے ہیں۔اب جب کہ امریکا شکست سے دوچار ہے تو نئی نئی باتیں سامنے آ رہی ہیں ایک تو اس کا پہلو ڈس انفارمیشن بھی ہو سکتا ہے جو ہمیشہ سے مغربی حکومتوں کا وطیرہ رہا ہے تاکہ لوگوں کے ذہنوں کو اپنے مطلب کی طرف موڑا جائے اور اصل بات کو چھپا دیا جائے یا پھر مادہ پرستانہ تہذیب کے لوگ حساب کتاب لگا رہے ہیں کہ جتنا پیسہ افغانستان میں خرچ کیا اتنا عراق کی طرح وصول کیوں نہیں ہوا۔امریکی پشیماں ہو رہے ہیں کہ اتنی زیادہ رقم خرچ کر دی مگر کامیابی نہیں ہوئی ایک زود پشیماں کا پشیماں ہونے والی بات ہے۔

قارئین ! یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے وہ کمزروں سے طاقت وروں کو شکست سے دوچار

کرتا رہتا ہے اور فطرت کے مقاصد پورے ہوتے رہتے ہیں بقول فلسفی شاعر علامہ اقبال:۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی یا بندہ صحرائی یا مرد کوہستانی

امریکا شکست کھا کر افغانستان سے نکل رہا ہے افغان قوم نے اس سے قبل عالمی طاقت برطانیہ جس کی سلطنت کا سورج غروب نہیں ہوتا تھا شکست دی تھی عبرت حاصل کرنے کے لیے صرف ایک آدمی کو زندہ چھوڑا تھا۔روس جو دنیا کی سب سے بڑی مشین سمجھا جاتا تھا اور جس ملک میں داخل ہوتا تھا اس سے باہر نہیں نکلتا تھا ذلیل کر کے اپنے ملک سے باہر کیا اب امریکہ جس نے نیو ورلڈ آڈر کا نعرہ لگایا تھا اپنے ۴۸ نیٹو اتحادیوں کے ساتھ اگلے سال واپس جا رہا ہے اس کی ساری افغانستان میں لگائی ہوئے خفیہ کی رقم ضائع ہو گئی ہے جس کے حساب کتاب میں اب مصروف ہے ہمارا گمان کہ اب جب ساری دنیا کے ظالموں کو افغان شکست سے دوچار کر رہے ہیں اور افغان جنگ کے دوران جہادی بچے جو ترانے گاتے تھے ان کی تکمیل کا وقت آ پہنچنے والا ہے وہ ترانہ یہ تھا۔

روسی باری ہار چکے ہیں اب کشمیر کی باری ہے چیچن سے کشمیر تلک جنگ ہماری جاری ہے

.

اللہ ہمارے پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

الیکشن 2013ء اور سیاسی جماعتوں کی کارکردگی کا تقابلی جائزہ

ملکِ پاکستان پر جن جماعتوں نے حکمرانی کی ہے اگر ان کی حکمرانی کا جائزہ لیا جائے تو مایوسی کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا آج ہم سیاسی جماعتوں کا مورثی ہونا، کارنامے، قومی خزانے سے اسراف اور عوام کی حالت کے تحت گفتگو کریں گے تاکہ چند دنوں بعد عوام کو ووٹ کاسٹ کرنے میں آسانی ہو۔ مسلم لیگ شروع میں ملک کو متفقہ آئین نہ دے سکی جس سے ملک میں اتحاد واتفاق کا فقدان رہا اور ملک کے اندر اتنی وزارتیں بدلیں کہ ہمارے دشمن نہرو کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ پاکستان میں اتنی وزارتیں بدلتیں ہیں جتنی میں شیروانیاں بھی تبدیل نہیں کرتا قائدؒ نے بھی کہا تھا کہ کھوٹے سکے میری جیب میں ہیں اس کے بعد پاکستان کی بانی جماعت ٹکڑوں میں بٹتی رہی۔ یہاں تک کے الف، ب، ت سے ہوتی ہوئی ن لیگ تک پہنچی۔ مسلم لیگ مورثی جماعت نہیں تھی مختلف لوگوں نے مسلم لیگ کے گھوڑے پر سواری کی مگر ن لیگ سے پہلے تک یہ مورثی نہیں بنی تھی مگر اب اس کے نام کے ساتھ نواز مسلم لیگ کا ٹیگ لگ گیا ہے اور اپنی اولاد کو ٹکٹ دے کر اسے مورثی بنا دیا گیا ہے۔ ن مسلم لیگ کا کارنامہ ہے کہ اس نے ایٹمی دھماکہ کیا اسمبلی میں دو تہائی اکثریت حاصل کی مقبولیت کا گراف سب سے زیادہ ہے مگر شکائتیں بھی ہیں۔ مجموعی کارکردگی

مناسب نہیں رہی کالا باغ ڈیم نہ بنا سکی، عوام کی حالت نہ بدلی، پاکستان ایشیا کا ٹائیگر نہ بن سکا، امریکی خواہش پر تعلیمی نصاب میں تبدیلی کی، روشن پاکستان کی باتیں، اس سے قبل آئینی طور پر غیر مسلم قادیانیوں کو بھائی کہنا، امریکی سفیر منٹر سے امریکا مخالف ماحول نہ بننے دینے کا وعدہ اور بھارت سے کشمیر کے حل کے بغیر دوستی کی باتیں ایسی ہیں جو عوام کو منظور نہیں، اسی وجہ سے مسلم لیگ کے سپورٹر اور دائمی حمایتی نوائے وقت کے ایڈیٹر مجید نظامی کی برہمی مثال شامل ہے۔ قائد اعظمؒ اور لیاقت علی خان کے وقت مسلم لیگ ملک کے خزانے سے اسراف کے جرم میں مبتلا نہیں ہوئی تھی مگر عوام اعتراض کرتی ہے کہ نواز شریف صاحب نے اپنے دور اقتدار میں ناجائز پیسہ کما کر فیکٹریوں میں اضافہ کیا، رائے ونڈ محل بنایا، پارلیمنٹ، وزیروں، مشیروں اور بیرونی دوروں پر قومی خزانے پر بوجھ اور لندن کے پوش علاقے میں خریداری کے وقت ایک بزرگ پاکستانی کے اعتراض پر نامناسب جواب یعنی یہ کہنا کہ اگر اللہ نے مجھے دیا اور پاکستان کو نہ دیا تو میں کیا کروں یہ باتیں عوام کے لیے قابل اعتراض ہیں۔ نواز شریف سے 1985 تک وزیر خزانہ رہے 1985 سے 1990 تک وزیر اعلیٰ پنجاب 1980 رہے 1990 سے 1993 وزیر اعظم رہے 1997 سے 1999 پھر وزیر اعظم رہے اسی طرح ان کے بھائی بھی اقتدار میں رہے مگر عوام کی حالت نہ بدلی اب اگر اقتدار ملا تو کیا کریں گے۔ پیپلز پارٹی مسلم لیگ کے جسد سے پیدا ہوئی موروثی جماعت بن چکی ہے ہمیشہ بھٹو کے نام سے عوام میں جاتی اور اقتدار

میں آتی رہی ہے اب بھی اسی نام سے ووٹ مانگ رہی ہے اقتدار کی لالچ میں زرداری خاندان کو بھٹو خاندان میں مصنوی طور پر تبدیل کر دیا گیااس نے پاکستان کو1973ء کا متفقہ آئین دیا، قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا، پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھی، پہلی اسلام کانفرنس، جمعہ کی چھٹی اور شراب پر پابندی اس کے کارنامے ہیں اس کے بانی ذولفقار علی بھٹو صاحب نے عوام کے جذبات اُبھارے، مزدروں کو فیکٹری مالکان سے، ہاریوں کو زمیداروں اور عام عوام کو سبز باغ دکھائے، پورے نہ کر سکنے والے وعدے کئے عوام کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گئے اس دور میں دانشور حضرات کہتے ہوئے سنے گئے تھے بھٹو صاحب یا تو پاکستان کو بنا دے گا یا تباہ کر دے گے ان کا تجزیہ صحیح ثابت ہوا اور پاکستان دولخت ہو گیا پاکستان کی تاریخ مرتب کرنے والوں نے لکھا ہے اور بجا لکھا ہے اگر پولینڈ کی قرارداد نہ پھاڑی جاتی، ادھر ہم اور ادھر تم کا نعرہ نہ لگایا جاتا اور ڈھاکہ جانے والوں کی ٹانگیں توڑنے کی دھمکیاں نہ دی جاتیں تو پاکستان دولخت ہونے سے بچ سکتا تھا۔اس پارٹی نے قومی خزانے سے اسراف کی تو حد کر دی ہے گھوڑوں کو مربہ کھلانے ،پر آسائش زندگی گزرانے، مسٹر ٹین پرسنٹ مشہور ہونے، کچن کی تزین وآرائش پر 17 کروڑ کے خرچے کے چرچے اخبارات میں آ چکے ہیں مرکزی قیادت سے لیکر کارکنان تک کرپشن کی انتہا کر دی اسی وجہ سے غیر ممالک نے حکومت کو امداد دینے کے بجائے سول اداروں کو مدد دی۔ عوام کی حالت نہ بدلی کرپشن،امن وامان، گیس

بجلی کی لوڈ شیڈنگ، دھماکے، بیرونی دشمن ایجنٹوں کی ملک میں مداخلت، بیروزگاری کیا کیا بیان کیا جائے ان کے وزیر خارجہ پر امریکی ایجنٹ ہونے کا الزام لگا اب بھی مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے عوام کی زندگی اجیرن کر دی اب پھر بھٹو صاحب کے نام اور نہ پورے ہو سکنے والے وعدوں پر ووٹ مانگے جا رہے ہیں۔

عوامی نیشنل پارٹی سرحدی گاندی کی بنائی ہوئی پارٹی ہے اس پارٹی کے سربراہ نے پاکستان میں دفن ہونا بھی پسند نہ کیا اس نے پاکستان کی مخالفت کی تھی اب بھی اپنے پرانے پاکستان مخالف نظریات سے نہیں ہٹی اور بھارت کے ساتھ کنفیڈریشن بنانے کی باتیں کرتی ہے، یہ بھی مورثی پارٹی ہے غفار خان، ولی خان اور اب اسفند ولی خان اس کے سربراہ ہیں ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کالا باغ نہ بننے دینا بلکہ بم سے اُڑا دینے کی دھمکی دینا۔ اس کا کارنامہ خیبر پختونخواہ کا نام ہے چاہے وہ ہزارہ، ڈیرا، کوہستان کی آبادی کو نامنظور ہو۔ قائد اعظمؒ کی قیادت میں اسے شکست ہوئی تھی گو کہ اس کو پہلے خیبر پختواہ اور بلوچستان میں مفتی محمود صاحب کے ساتھ مخلوط حکومت بنانے اور 2008 میں جماعت اسلامی اور دوسری پارٹیوں کے بائیکاٹ اور نواز شریف کی بے وفائی کی وجہ سے خیبر پختونخواہ میں حکومت بنانے کا موقع ملا مگر اس کے دور میں خیبر پختونخواہ کے لوگوں کو تاریخی دکھوں کا سامنا کرنا پڑا اس کے دور میں 25 لاکھ شہریوں کو اپنی ہی ملک میں مہاجر بننا پڑا اور لاتعداد اب

بھی کیمپوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں امریکی جنگ میں شریک بن کر مقامی لیڈر شپ سے معاہدے کرکے امریکی شہ پر دھوکا کیا اور سوات جنوبی وزیرستان پر فوجی آپریشن کی وجہ سے اب مشکلات میں مبتلا ہے۔ایم کیو ایم حقوق کے نام پر وجود میں آئی اوّل روز سے ہی ٹی وی اور وی سی آر فروخت کرو اور اسلحہ خریدو کے فلسفے کے تحت قتل و غارت پر عمل پیرا ہے مثال کے طور کسی نے مچھیرے سے دریافت کیا آپ کے پردادا کیسے فوت ہوئے اس نے کہا ڈوب کر آپ کے دادا کے سے فوت ہوئے اس نے کہا ڈوب کر آپ کے والد کیسے فوت ہوئے اس نے کہا ڈوب کر۔ عجیب لوگ ہو سب ڈوب کر فوت ہو رہے ہیں اور آپ مچھیروں والا کام کیوں نہیں چھوڑتے ہو اس نے کہا بھائی اس میں ہی ہماری روزی لکھی ہے ایم کیو ایم کی الطاف حسین اور فاروق ستار صاحب کے علاوہ پہلی مرکزی قیادت قتل غارت سے اللہ کو پیارے ہوئی 25 سال سے اقتدار میں ہوتے ہوئے بھی قاتل نہیں پکڑے گئے اب تک انہوں نے اپنی روش نہیں بدلی اور کہا جو قائد کا غدار ہو وہ موت کا حق دار ہے کارنامہ یہ ہے کہ کراچی کے عوام ان کو 25 سال سے منتخب کر رہے ہیں چاہے وہ ٹھپہ مافیا سے ہو یا جھرلو انتخابات کے ذریعے ہو۔ 70 فی صد ریونیو دینے والا منی پاکستان اس وقت سے قتل و غارت میں نہا رہا ہے معیشت تباہ ہو گئی ہے عوام کے حالت بدتر سے بدتر ہو گئے ہیں کوئی حقوق نہیں مل سکے نہ آئندہ ملنے کی امید ہے اب نعرہ لگ رہا ہے ہمیں منزل نہیں رہنما چاہیے۔پہلے سے زیادہ ہڑتالیں کیں اور اب پھر ہر روز ہڑتالیوں کا سلسلہ 100

جاری ہے جس سے ملک کی معیشت تباہ ہو گئی ہے جمعیت علمائے اسلام جو جمعیت علمائے ہند کے وجود میں سے نکلی ہے تحریک پاکستان کے وقت جمعیت علمائے ہند نے کہا تھا قومیں اوطان سے بنتی ہیں لہٰذا ہندوستانی ایک قوم ہیں یعنی دو قومی نظرے ے کی مخالفت اور کانگریس کی حمایت کی تھی مسلم لیگ نے قائد اعظمؒ کی قیادت اور مولانا مودودیؒ کے قومیت پر مضامین کہ مسلمان قوم نظریے سے بنتی ہے کانگرس کو شکست دی تھی اور پاکستان وجود میں آیا تھا گو کہ مفتی محمود صاحب نے پاکستان بننے کے بعد کہا تھا کی مسجد بنتے وقت کہ کس طرح بنی چاہے ے اختلاف ہو سکتا ہے مگر مسجد بن جانے کے بعد اپنی رائے سے رجوع کر لینا چاہے ے اور ہم نے رجوع کر لیا انہوں نے عوامی نیشنل پارٹی سے مل کر حکومت بھی بنائی ۔ وکی لیک کے مطابق جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ نے امریکی سے درخواست کی تھی کہ انہیں پاکستان کا وزیر اعظم بنا دیں ۔کیا مدد کرنے والی قوت اپنی مرضی کے کام کرنے کے لے ے نہیں کہے گی ؟ کیا کسی اسلامی پارٹی سے امریکا سے ایسی درخواست کی تواقع کی جا سکتی ہے ؟ جب انہیں متحدہ مجلس عمل کے تحت دو صوبوں میں حکومت کرنے کا موقع ملا تو مشرف کی طرف جھکاؤ کی خبریں ے ڈیا میں آتی رہیں ہیں اس وجہ سے جماعت اسلامی ان سے ناراض ہوئی ایک عرصہ تک وہ این آر او زدہ حکومت ہیں رہے حتی کہ زرداری صاحب کا کہنا کہ مولانا صاحب کو میں منوا لوں گا ۔ مسلم لیگ ق کی کیا بات ہے پاکستانی فوج کو امریکی کرایے کی فوج بنانے والے قوم کے مجرم ڈکٹیٹر مشرف کا دفاع

کرنے،ڈکٹیٹر کو 100 بار وردی میں منتخب کرنے والے، لال مسجداور حفصہ مدرسہ کے واقعات ابھی عوام کے دلوں میں زندہ ہیں یہ پارٹی ڈکٹیٹر مشرف کے ان جرائم میں پوری کی پوری شریک ہے قاتل لیگ کہنے والوں سے اس نے اتحاد کر لیا ہے تاکہ مل کر عوام کو مذید دھوکہ دیں یہ لوگ کس منہ سے عوام سے ووٹ مانگ رہے ہیں۔اب ایک نئی پارٹی تحریک انصاف میدان میں اُتری ہے ان کا رنگ ڈھنگ بھٹو مرحوم سے ملتا جلتا ہے وہ سونامی سونامی کرتے ملک بھر میں اپنے ہیلی کاپٹر سے سفر کرکے جلسے کر رہے ہیں عوام سے نہ پورے ہونے والے وعدے کرکے نوجوانوں میں ہلچل پیدا کر رہے ہیں اخبارات میں قادیانیوں سے ووٹ مانگنے والی تحریک انصاف کی عہدہ دار خاتون کی فوٹو شائع ہوئی ہے اس سلسلے میں وڈیو بھی سوشل میڈیا پر دیکھی جا سکتی ہے عمران خان کے حوالے سے امریکی سفیر منٹر کہہ چکے ہیں کہ عمران امریکا خلاف مہم عوام میں نہیں چلائیں گے سارے بھگوڑے ان کی جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔جماعت اسلامی جو 1970ء کے بعد پہلی دفعہ اپنے منشور، جھنڈے اور نشان کے ساتھ الیکشن میں اتری ہے موروثی جماعت نہیں ہے۔ اصلاح معاشرہ کے مضبوط نٹ ورک پر کام کر رہی ہے پاکستان کی سب سے بڑی این جی او الخدمت فاؤنڈیشن کے ذریعے دکھی انسانیت کی خدمت کر رہی ہے پاکستان میں اسلامی نظام کی داعی ہے قول و فعل میں سچی ہے عوام میں دین اسلام کی تربیت کر رہی ہے اس کے نمائندے کرپشن میں ملوث نہیں رہے پاکستان کو مدینے کی فلاحی اسلامی ریاست بنانے کا منشور رکھتی ہے
خیبر پختونخواہ میں

سال حکومت میں شامل رہی اس کے حکومتی اہلکار قومی خزانے پر بوجھ نہیں بنے اس کا ۵ سینئر وزیر پشاور سے لاہور تک پبلک ٹرانسپورٹ پر سفر کرتا ہے اور خزانے سے صرف روپے کا بل وصول کیا، گڈ گورنرز کا بیرونی اداروں نے سرٹیفکیٹ بھی جاری 625 کیا، بیرونی دوروں میں اسراف سے بچنے کے لے مہنگے ہوٹلوں میں قیام کے بجائے مسجد میں قیام کیا دورے حکمرانی میں عوام سے روزانہ کی ملاقاتوں کا پروگرام مسجد میں رکھا۔ ملک میں الیکشن لڑنے والی جماعتوں میں جماعت اسلامی کا دامن پاک صاف ہے اگر عوام اس پارٹی کو کامیاب کرےں تو پاکستان میں اصلاح کی توقع کی جا سکتی ہے۔ الیکشن کمیشن نے جعلی ڈگری، کرپشن اور نااہل امیدواروں کی جو لسٹ جاری کی ہے اس میں پیپلز پارٹی کے 29 ، عوامی نیشنل پارٹی کے 14، ایم کیو ایم کے ۷، ق لیگ کے ۵، ن لیگ کے ۴، جمعیت علمائے اسلام کے ۴، پی ٹی آئی کے ۲ کارکن شامل ہیں جبکہ جماعت اسلامی کا ایک بھی کارکن شامل نہیں ہے۔ ساری جماعتوں کے تجزیے سے کھل کر جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کرپشن، مہنگائی، گیس بجلی کی لوڈ شیڈنگ، بدامنی، قتل و غارت، بے روزگاری، بم دھماکے، خود کش حملے ، بیرونی مداخلت ، عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف ٹال مٹول ،کارکنوں اور رشتہ داروں کو قومی خزانے سے نوازنے، عدالتوں سے سزا یافتہ اپنے کارکنوں کو حکومتی عہدوں پر تعینات کرنے، جن لوگوں کے جرم عدالتوں میں ثابت ہوئے اور لوٹی ہوئی رقم واپس بھی کی وہ دوبارہ اس لیے نمائندے بنائے گئے تاکہ جیت کر آئندہ پھر کرپشن کریں۔

قارئین ہم نے ملک کی تمام جماعتوں کی کارکردگی کا نقشہ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے ۱۱ مئی کا دن قریب ہے تبدیل جیسی آپ اپنی ووٹ کے ذریعے چاہتے وہ آپ کے صحیح فیصلے سے آسکتی ہے ملک کا مقدر آپ کے ہاتھ میں ہے اللہ ہمیں صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

جماعت اسلامی نے کراچی حیدر آباد میں الیکشن ۲۰۱۳ء کا بائیکاٹ کیوں کیا؟

کراچی میں موت کا رقص کئی دہایوں سے ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے انتخابی امیدوار قتل کئے گئے ان حالت میں الیکشن ہوئے کراچی کے اندر ایک مخصوص لسانی جماعت نے خوف کا ماحول بنا رکھا ہے انہوں نے پہلے کی طرح ہر حالت اور ہر قیمت پر الیکشن جیتنے کا پروگرام بنایا تھا جس کا مظاہرہ عوام نے ۱۱ مئی کو دیکھا اس تنظیم کے ذیلی اداروں کے حلف یافتہ افراد کو الیکشن اسٹیشنوں پر تعینات کیا گیا جس نے دل کھول کر ریکارڈ دھاندلی کی جس سے عوام چیخ اُٹھی . کراچی کے تعلیمی اداروں میں اپنے حلف یافتہ کارکنوں کے ذریعے پہلے ووٹر لسٹوں میں اپنی مرضی کے مطابق بنوائی . کچی بستیوں اپنے مخالف ووٹر لسٹوں کا انداج پاکستان میں ان کے آبائی علاقوں میں کر دیا گیا ان ہی بستیوں کے ووٹروں کا نام ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں نام درج کر دیا گیا کچھ کا نام سرے سے درج ہی نہیں کیا گیا جب کہ عوام نے فارم بھر کر دیے گئے اور ساتھ قومی نیشنل کارڈ بھی اندراج کرنے والے عملے کو دیا گئے تھے ایم کیو ایم نے اپنے متوقع و وٹروں کا انداج ایک علاقے سے دوسرے کمزور علاقے میں داخل کرائے گھروں میں اصل مکینوں کے بجائے جعلی ووٹ درج کروائے گئے ایک گھر میں لاتعداد ووٹ درج کیے گئے جس کا ثبوت جماعت اسلامی نے عوام

کے سامنے پیش کیا...اپنے سرپرست ڈکٹیٹر مشرف کی مدد سے اپنی مرضی کی الیکشن حد بندیاں کرائی گئیں جس کا اعتراف مشرف صاحب نے کراچی آمد کے موقعے پر اخباری پریس کانفرنس میں کہا تھا میں نے ایم کیو ایم کی مدد کی تھی اب ایم کیو ایم کو میری مدد کرنا چاہیئے راقم نصف صدی سے زائد عرصے سے کراچی کی کچی آبادی میں مستقل آباد ہے سات بچے کراچی میں پیدا ہوئے ایک بیٹے اس کی بیوی کا اندراج مرزا گاؤں ضلع اٹک میں کیا گیا ایک بیٹے اور بہو کا اندراج کراچی کے دوسرے علاقے میں کیا گیا ایک بہو کا نام سرے سے درج ہی نہیں کیا گیا راقم نے ضلعی الیکشن کمیشن میں کئی حاضریوں کے بعد نیشنل کارڈ پر درج کراچی کے مستقل پتے پر اپنے خاندان کے ووٹ درج کروائے یہ اوپر درج کی گئی داستان کا ایک ثبوت ہے ان کی بے ضابطگیوں کو درست کرنے اور الیکشن صاف اور شفاف ہونے کے لیے جماعت اسلامی کراچی نے ضلعی، صوبائی اور مرکزی الیکشن کمیشن سے تحریری رابطہ کیا مگر الیکشن کمیشن کچھ نہ کر سکا پاکستان کی سپریم کورٹ سے رجوع کیا گیا سپریم کورٹ میں ثبوت پیش کئے گئے اس پر سپریم کورٹ نے حلقہ بندیاں درست کرنے اور ووٹر لسٹوں کو فوج کی نگرانی میں درست کرنے کا آڈر جاری کیا صوبائی الیکشن کمیشن سے عمل درآمد کے لیے درخواستیں دی گئیں مگر ایم کیو ایم کے دباؤ کی وجہ سے سپریم کورٹ کے حکم کی تعمیل نہ ہو سکی اس پر دھرنے دیئے گئے پریس کے ذریعے اور عملی احتجاج پر بھی کیا گیا مگر بات نہ بنی کراچی سے اسلام آباد تک ٹرین مارچ بھی کیا گیا

الیکشن سے ایک دن پہلے کراچی اور سندھ کی تمام جماعتوں نے الیکشن فوج کی نگرانی یعنی فوج کو پولنگ اسٹیشنوں کے اندر تعینات کرنے کی درخواست کی گئی تاکہ ووٹر بے خوف ہو کر اپنا حق رائے دہی استعمال کر سکیں مگر اس پر دھیان نہ دیا گیا پھر ۱۱ مئی کو وہی ہوا جو ہونا تھا متحدہ نے دھاندلی کا ریکارڈ توڑ دیا عوام کا مینڈیٹ ایک بار پھر چھین لیا گیا متحدہ نے گن پوائنٹ پر پولنگ اسٹیشنوں پر قبضہ کیا، ٹھپے لگائے گئے، انتخابی عملے کو یرغمال بنا کر عوام کو حق رائے دہی سے محروم کر دیا گیا پولیس نے جانبدارانہ رویہ اختیا رکیا الیکشن کے عملے کو باہر نکال دیا گیا اور ایم کیو ایم کے کارکنان عملے کا کام کرتے رہے الیکشن کمیشن کراچی میں شفاف الیکشن کرنے میں ناکام رہا اس کا اعتراف الیکشن کمیشن نے بھی کیا. جماعت اسلامی نے الیکشن کمیشن پر احتجاج کیا ریجنرز نے فائرنگ کی کارکن زخمی ہوا۔ تحریک انصاف نے احتجاج کیا اور کہا کراچی میں دوبارا الیکشن کرائے جائیں عارف علوی ۔ متحدہ نے تاریخ کی بدترین دھاندلی کی تاج حیدر اور عبدالعزیز میمن کی پریس کانفرنس۔ جماعت اسلامی سنی تحریک، مہاجر قومی موومنٹ، جمعیت علمائے پاکستان اور سنی اتحاد کونسل نے بھی بائیکاٹ کا اعلان کیا ان لیگ نے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا. الیکشن کمیشن سیاسی جماعتوں کو مساوی مواقع فراہم کرنے میں ناکام رہا کراچی میں منصفانہ اور شفاف انتخابات کا کہنا مشکل ہے ابتدائی رپورٹ فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک ادھر برطانیہ کے شہری الطاف حسین صاحب نے حسب

معمول سلطان راہی کی طرح بھڑکیں مارتے ہوئے فوج ،الیکشن کمیشن اور انتظامیہ کو ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی اور کراچی کے علیحدہ ہونے کی دھمکی دی جس کو پورے پاکستان کے دانشوروں اور سیاسی پارٹیوں نے نوٹس لیا.

قارئین ان حالات میں بائیکاٹ نہ کیا جاتا تو کیا کیا جاتا اب بائیکاٹ کرنے والی تمام جماعتوں کا مطالبہ ہے کہ کراچی میں سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق عمل کیا جائے فوج کی نگرانی میں دوبارہ الیکشن کروائے جائیں ورنہ احتجاج جاری رہے آج پریس کلب سے مظاہرہ بھی کیا گیا.

ثابت ہوا یہ جنگ ہماری نہیں ہے؟

ہمارے نزدیک 2013ء کے الیکشن میں دو بڑی سوچ رکھنے والے گروہوں نے حصہ لیا ایک گروہ پیپلز پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی اور ایم کیو ایم اور دوسرے سیکولر نکتہ نظر والے حضرات تھے جو موجودہ نام نہاد دہشت گردی کی جنگ کو پاکستان کی جنگ سمجھتے تھے دوسری طرف ن مسلم لیگ، تحریک انصاف، جماعت اسلامی، جمیت علمائے اسلام وغیرہ شامل تھے ان کی کچھ کمزوریوں کے باوجود یہ پارٹیاں اسلام سے محبت رکھتیں ہیں اور موجودہ نام نہاد جنگ کو امریکہ کی جنگ سمجھتیں ہیں پہلے گروہ میں پیپلز پارٹی امریکہ کے ایجاد کردہ این آر او کی پیداوار تھی اس لئے امریکا کی پالیسیویوں کی حمایت کرنا اس کی مجبوری تھی ویسے بھی اسے ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں بس ایک نکاتی ایجنڈے پر چلتی رہی اقتدار کیسے حاصل ہو اور برقرار کیسے رکھا جائے بیڈ گورنس ہوں لاء اینڈ آڈر کا مسئلہ ہو اس کے لوگ کرپشن کریں، ملک میں گیس اور بجلی کا بحران ہو، ملک بیرونی قرضوں تلے دب جائے، ڈرون حملے ہوں، بیرونی مداخلت ہو اس پر اس نے دھیان نہیں دیا۔ عوامی نیشنل پارٹی نے ہمیشہ ہندوستان کی ہدایات پر افغانستان کی کیمونسٹ حکومت کو پاکستان کے ساتھ الجھائے رکھا اور پختونستان کا مسئلہ کھڑا رکھا مگر جہاد افغانستان کے بعد

ے ہ سلسلہ ختم ہو گیا طالبان کی حکومت آنے پر ہماری مغربی سرحد محفوظ ہو گئی تھی یہ پارٹی روس کی شکست کے بعد امریکا کی گود میں چلی گئی ہے اس کی ہمیشہ اقتدار کے ساتھ چمٹنے کی پالیسی رہی ہے افغانستان کے حکمران نجیب اللہ کے دور میں جب روس افغانستان پر قابض تھا تو ولی خان صاحب سیکڑوں گاڑیوں کے جلوس کے ساتھ پاکستان سے افغانستان جایا کرتے تھے ان کے والد غفار خان صاحب بھی ہندوستان سے روپوں کی تھلیاں وصول کرتے تھے افغانستان کے کیمونسٹوں کے ہاتھ مضبوط کیا کرتے تھے پاکستان کے سینے پر مونگ دلتے رہتے تھے اس کے سیکڑیری جنرل اجمل خان کہا کرتے تھے سرخ ڈھولی کے ساتھ پاکستان میں داخل ہو نگا وہ سرخ ڈھولی کے ساتھ پاکستان میں کیا داخل ہوتے طالبان نے پختونستان کا مسئلہ زمین میں دفن کردیا پھر اسفند یار ولی خان صاحب دوسری سپر پاور امریکا کے ساتھ دوستی کرکے پاکستان میں امریکی مدد سے سیکولر حکومت کے قیام کی بے سود کوشش میں سر کھپاتے رہے خیبر پختونخواہ کے عوام کو دکھوں سے نڈھال کر دیا جسارت کے ایک کالم نگار نے اپنے مضمون میں اسفند یار ولی خان کی بش سے ملاقات اور اس کے مندرجات کے متعلق سوال کیا تھا کہ کیا طے ہوا ہے مگر آج تک معلوم نہ ہو سکا شواہد بتاتے ہیں کہ نام نہاد جنگ میں مدد اور پاکستان میں لاء اینڈ آڈر کو خراب رکھنے کا معاہدہ تھا جس پر وہ خیبر پختونخواہ میں اپنے دورے حکومت اور کراچی میں ایم کیو ایم سے نورا کشتی کرکے بھرپور عمل کرتے رہے۔اس گروپ کی تیسری پارٹی کے متعلق تو پوری

پاکستانی قوم جانتی ہے کہ یہ بین الاقوامی گیرٹ گیم کا حصہ ہے اس نے کراچی کو یرغمال بنایا ہوا ہے اس کا ایجنڈا کیا ہے اس نے ہمیشہ کی طرح تاریخی دھاندلی کرکے اپنی اکثریت برقرار رکھی مگر اس دفعہ ساری جماعتوں نے بھرپور مذاحمت کی جو تادم تحریر جاری ہے تین تلوار پر احتجاج کرنے والوں کو تلواروں سے سیدھا کرنے کی دھمکی دے چکے ہیں الطاف حسین صاحب آپے سے باہر ہو کر اصل چہرے کے ساتھ نمودار ہو رہے ہیں فوج ،الیکشن کمیشن ،ٹی وی چینلز اور رینکر پرسنز کو کتا تک کہہ دیا ہے.برطانیہ والے اپنے شہری کے بیانات کا جائزہ لے رہے اور سزا کی سوچ رہے ہیں پاکستان توڑنے کی ایک دفعہ کی دھمکی واپس لینے کے بعد شاید اپنے آقاؤں کے کہنے پر پھر پاکستان توڑنے کی دھمکی دی ہے اور کہا ملک بنایا تھا کچھ اور بھی کر سکتے ہیں، جرنیل آج ہماری وجہ سے بیج لگائے گھومتے ہیں بنگلہ دیش کو یاد رکھو، کسی کا متھا گھوما تو ٹھوک دے گا ویسے انہیں معلوم کہ پاکستان مشرقی پنجاب والوں نے بھی بنایا تھا ان کا کہیں بھی ذکر ہی نہیں کرتے بلکہ پورے.برصغیر کے مسلمانوں نے بنایا تھا اصل بات یہ ہے خیبر پختون خواہ والوں نے نام نہاد جنگ کو پاکستان کی جنگ کہنے والوں کو شکست دی ہے پنجاب والوں نے بھی یہی کیا ہے بلوچستان والوں نے بھی ن لیگ کو مینڈیٹ دے دیا معلوم ہوا کہ پوری قوم نے ثابت کر دیا ہے کہ نام نہاد جنگ ہماری نہیں ہے بلکہ کسی اور کی ہے اب یہ نکتہ نظر زور پکڑ گیا ہے کہ اپنے لوگوں سے جنگ کرکے ہم نے کچھ حاصل نہیں کیا بلکہ پاکستان کا ۰۹

ارب ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے پاکستان کا ہر پیدا ہونے والا بچہ ۸۰ ہزار کا بیرونی سوہکاروں کا مقروض ہے ہماری مغربی سرحد غیر محفوظ ہو گئی ہے اور مشرقی سرحد سے آئے دن دھمکیاں مل رہی ہیں ہمارے اپنے شہری ہمارے خلاف ہو گئے ہیں مسئلہ کشمیر امریکہ کی وجہ سے پس منظر میں چلا گیا ہے کشمیر کے مجاہدوں کو جو تکمیل پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے ہمارے جرنل ہیڈ کوارٹر، نیول ،ایئر فورس، پولیس ہیڈ کوارٹر، سی آئی اے اسپیشل فورسز تمام دفاعی انسٹالیشن پر حملہ ہو چکا، ہماری مساجد، امام بارگاہوں، مزاروں، بازاروں، اسکولوں کرکٹ کی مہمان ٹیموں پر حملے ہو رہے ہیں پاکستانی عوام پر ڈرون حملے ہو رہے ہیں جس میں ہزاروں شہری شہید ہوئے اور ہمارے فوجی بھی شہید ہوئے پاکستان میں کونسی سی چیز بچی ہے جس پر حملہ نہ ہوا ہو اپنے ہی ملک میں 50 لاکھ سے زیادہ لوگ مہاجر ہوئے اور کچھ اب بھی مہاجرت کی زندگی گزار رہے ہیں یہ سب اپنے پڑوسی مسلمان ملک کے خلاف امریکی کی مدد اور اس کی جنگ میں شمولیت کی وجہ سے ہوا افغانستان کے طالبان ہمیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور ہمارے ملک کے خلاف جنگ کر رہے ہیں ہمارے مقتدر اداروں نے پرائی جنگ کو اپنی جنگ سمجھا اور اپنے لوگوں کے ساتھ لڑنے لگے جو غلط ہے اپنے لوگوں سے مذاکرات کئے جائیں پاکستان کی عوام نے نام نہاد دہشت گردی کو اپنی جنگ سمجھنے والوں کو جمہوری طریقے سے شکست دے دی ہے خوش آئند بات یہ ہے کہ جیتنے والے سب رہنماؤں نے بیانات دئے ہے کہ ملک کے ناراض

لوگوں سے مذاکرات ہوں گے اس کا مطلب صاف ہے کہ یہ ہماری نہیں دوسروں کی جنگ ہے جو اسے پاکستان میں لے آئے ہیں۔

قارئین پاکستان کی 90 فی صد عوام امریکہ کے خلاف رائے دی چکی ہے یہ ان ہی کے سروے رپورٹ ہے اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کی پارلیمنٹ، اس کی دفاعی کمیٹی اور اے پی سی نے بھی امریکا سے خارجہ پالیسی تبدیل کرنے کا کہا تھا اور تائید میں قرارداد پاس کی تھی مگر مقتدر حلقوں نے اس پر عمل نہیں ہونے دیا پاکستانی طالبان نے جنگ بندی کی پیش کش کی تھی اس پر 28 فروری 2013ء کو ایک اور اے پی سی ہوئی اس نے بھی قرارداد پاس کی اس پر پیش رفت کی لے بھی کوشش کی گئی مگر بد قسمتی اس پر بھی عمل نہ ہو سکا اب اس الیکشن نے ایک بار پھر اس جنگ سے باہر نکلنے کے لے رائے دے دی ہے ن لیگ اور تحریک انصاف کی لیڈر شپ نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ مذاکرات کئے جائے ں گے اور اس جنگ سے باہر نکلنا چاہیے یہ عوام کی ترجمانی ہے اللہ ہمارے ملک کا مدد گار ہو آمین۔

خلیفہ چہارم حضرت علی

علی نام،ابوالحسن اور ابوتراب کنیت،حیدر (شیر) لقب ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچازاد بھائی تھے حضرت علیؓ ۳۵ ھ میں خلیفہ مسلمین منتخب ہوئے ۔حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد لوگ اس فکر میں تھے کہ خلیفہ کون ہوگا۔اس کے لیے مدینہ میں لوگوں سے رائے لی گئی تمام کی رائے تھی کہ خلیفہ مسلمین حضرت علیؓ ہونے چاہیں۔پھر تمام لوگوں نے بیعت عام کی۔خلیفہ منتخب ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبے میں آپ نے فرمایا اللہ تعالی نے اپنی کتاب کو ہادی بناکے بھیجا ہے جو خیر و شر کی وضاحت کرتی ہے۔خیر کو اختیار کریں اور شر سے کنارہ کش رہیں۔سب سے فائق حُرمت مسلمان کی ہے۔عوام و خواص دونوں کے حقوق ادا کرنے میں عُجلت سے کام لیں۔آخرت کا خیال کریں۔اللہ تعالی کی اطاعت کریں۔رمضان ۲ ھ میں جنگ بدر ہوئی۔عام جنگ شروع ہونے سے پہلے جب قریش نے جنگ میں للکارا کہ ہمارے مقابلے کے لیے رشتہ داروں کو سامنے لاؤ۔وہ ہم سے مقابلہ کریں تو رسولؐ نے کہا حضرت حمزہؓ اٹھو،حضرت عبیدہؓ اُٹھواور حضرت علیؓ اُٹھو۔دوبدو لڑائی شروع ہوئی حضرت علیؓ نے ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔جنگ خندق میں دشمن ایک تنگ کنارے سے اپنے گھوڑے سمیت اُچھلے اور مدینہ کے اندر داخل ہوگئے۔انہی فوجیوں میں

عمرو بن عبدودّ بھی تھا۔ جو اپنے آپ کو تنہا ایک ہزار شہسواروں کے برابر سمجھتا تھا وہ آ کر کھڑا ہوا اور بولا کون ہے جو میرے مقابلہ میں آنے کی ہمّت رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے کے لیے حضرت علیؓ نکلے اور فرمایا۔ اے عمرو تم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر کسی قریش کے فرد نے تم کو دو چیزوں کی دعوت دی تو تم ایک ضرور قبول کروگے ۔اس نے کہا بیشک... حضرت علیؓ نے فرمایا میں تم کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو بولا مجھے اس کی ضروت نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا پھر تم کو مقابلہ پر آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو بولا کیوں ؟ میرے بھتیجے ، بھائی کے لڑکے، میں تم کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا لیکن میں واللہ تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر اُس کو جوش سا آگیا اپنے گھوڑے سے کود کر اس کی کوچیں کاٹ دیں اور اس کے چہرہ پر ایک ضرب لگائی اور حضرت علیؓ کے سامنے تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا ۔دونوں کی تلواریں چلنے لگیں بوڑھے نے پھر وار کیا اتنے میں حضرت علیؓ کی تلوار نے اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن کثیرؒ کہتے ہیں حضرت علیؓ غزوہ اُحد میں موجود تھے، لشکرے اسلام کا میمنہ سنبھال ہوئے تھے۔ اور حضرت معصب بن عمیرؓ کی شہادت کے بعد عَلم آپ ہی نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اُحد کے موقع میں سخت جنگ کی ۔لا تعداد مشرکوں کو ٹھکانے لگایا۔ رسول اللہؐ کے چہرۂ مبارک سے بہتے ہوئے خون کو دھویا، کیونکہ جب آپؐ پر دشمن نے وار کیا تو سر مبارک پر زخم آئے تھے اور آگے کے دو دندانِ مبارک شہید ہوگے تھے۔ اس طرح خیبر کی

جنگ میں بھی یہودی شہسوار مرحب کو حضرت علیؓ نے جہنم واصل کیا تھا۔ ان کی امارت کے دوران جب کوفہ کے لوگوں نے شکایت کے انداز میں کہا کیا بات ہے؟ خلیفہ مسلمین آپ کے دور میں سکون نہیں جیسے آپ سے پہلے خلفاء کے دور میں تھا تو آپ نے ان سے فرمایا میں ان کا مشیر تھا اور تم میرے مشیر ہو اس طرح ان کو مدلل جواب دیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کے بعد مکمل تعاون کیا حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے حضرت ابو بکرؓ منبر پر چڑھے اور لوگوں پر نظر ڈالی ان میں حضرت علیؓ کو نہیں پایا تو ان کو بلا کر کہا، اے رسول اللہؐ کے عمّ زاد بھائی اور آپؐ کے داماد کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے؟ حضرت علیؓ نے کہا مجھے کوئی شکایت نہیں اے خلیفۂ رسولؐ یہ کہہ کر آپ نے بیعت کر لی۔ ابن کثیرؒ نے کہا اس واقعہ کا ایک اہم اور قابلِ ذکر پہلو یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے پہلے ہی دن بیعت کی ہے۔ یا وفات کے دوسرے روز اور یہی حقیقت امر ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے کسی وقت حضرت ابو بکرؓ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور کسی نماز میں بھی غیر حاضر نہیں رہے۔ مشہور ہے کہ حضرت علیؓ نے ضروری سمجھا کہ حضرت فاطمہؓ کے احساسات، جذبات کا کسی درجہ لحاظ کریں اس لیے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت نہیں کی پھر جب فاطمہؓ کا چھ ماہ بعد انتقال ہو گیا تو حضرت علیؓ نے بر سرِ عام بیعت کی۔ ابن کثیرؒ اور دوسرے اہل علم کا رُجحان اس طرف ہے یہ دوسری بیعت پہلی بیعت کی توثیق و تجدید تھی۔ اس سلسلہ میں صحیحین اور اُن کے علاوہ دوسرے

کتابوں متعدد روائتیں ہیں۔ قناعت پسندی اور مسلمانوں کے بیت المال کا اتنا خیال تھا کہ ان کے دور حکومت میں ایک دہقان نے خوشبو کی ایک شیشی تحفے میں پیش کی جو انہوں نے اپنے پاس نہیں رکھی بلکہ بیت المال میں جمع کروا دی۔ اُن کی شہادت کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت حسنؓ نے خطبہ دیا اور کہا کہ اے لوگوں کل تم سے ایسا شخص جُدا ہوا ہے جس نے سونا چاندی نہیں چھوڑا صرف 700 سو درہم اس کی تحویل میں تھے جو اس کو بیت المال کے مقررہ حصّے میں سے ملے تھے۔ یہ تھی چوتھے خلیفہ راشد کی وراثت جو اُن کے صاحبزادےؓ نے بتائی۔ آج کل کے مسلمان حکمرانوں کے اثاثوں کے متعلق آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔ حضرت علیؓ کی خلافت چار سال نو ماہ رہی۔ ابن مُلجم خارجی کے ہاتھوں 40ھ میں شہادت پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔ اس کے بعد خلفاء راشدینؓ کا دور ختم ہوا۔ آج بھی مسلمان علماء اپنے واعظ و تقاریر میں اس سنہری دور کا ذکر عام مسلمانوں سے مسلسل کرتے رہتے ہیں اور دنیا کے مسلمانوں کی دلی خواہش کہ مدینہ کی حکومت الہٰیہ جو رسولؐ اللہ صلی علیہ وسلم نے قائم کی تھی اور جس کو خلفاء راشدین نے اس دنیا میں کامیابی سے چلا کر دکھایا تھا کا وہ دور پھر سے آئے اور دنیا سکھ کا سانس لے امن وامان ہو۔

قارئین یہ ایک نقشہ ہے خلفائے راشدین کی حکومت کا، جس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت تھی، خزانہ عوام کا تھا نہ کہ خلیفہ یا کسے قبیلے کا۔ علم کی قدر تھی

ایک دوسرے کا احترام تھا، آزاد رائے سے انتخاب ہوتا تھا، محبت تھی، عدل و انصاف تھا، عزتِ نفس تھی، مشاورت تھی، برابری کے حقوق تھے، خواتین کے بطور انسان برابر کے حقوق تھے اور ان سے مشاورت کی جاتی تھی ان کی رائے پر عمل کیا جاتا تھا، امن وامان تھا، آسمان سے رزق برس رہا تھا، زمین نے اپنے خزانے اُگل دیے تھے، خلفائے راشدینؓ نے موجودہ دور کے مسلمان حکمرانوں کی طرح دولت جمع نہیں کی تھی بلکہ دولت کی مساویانہ تقسیم کا انتظام رائج کیا گیا تھا۔ لوگ زکوٰۃ ہاتھوں میں لئے لئے پھرتے تھے مگر اتنی خوشحالی تھی کہ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ اسی طرز کی اسلامی فلاحی ریاست، مسلمانوں کو قائم کرنا چاہیے اب بھی علماء اپنے واعظ و تقاریروں میں اس سنہری دور کا ذکر عام مسلمانوں سے مسلسل کرتے رہتے ہیں اور دنیا کے مسلمانوں کی دلی خواہش ہے کہ مدینہ کی اسلامی فلاحی ریاست جو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے قائم کی تھی اور جس کو خلفائے راشیدینؓ نے اس دنیا میں کامیابی سے چلا کر دکھایا تھا کا وہ دور پھر سے مسلمان ملکوں میں قائم ہو اور مسلمان دشمنوں کا مقابلہ کر سکیں اور سکھ کا سانس بھی لیں۔ آمین

موت، شادی اور صحت

اللہ تعالیٰ کی مشیعت ہے کہ انسان کے لیے اللہ نے موت
شادی، صحت، زندگی، خوشی، غمی، بیماری، اور دوسرے حادثات رکھے ہیں اسی کا نام،
زندگی ہے میں بھی پچھلے تقریباً دو ماہ سے موت، شادی اور صحت کی منزلیں طے کرتا
رہا جس وجہ سے لکھنے پڑھنے سے معزور رہا اسی وجہ سے اپنے قارئین کے درمیان اس
عرصہ میں نہیں رہا۔ میرے اخباری دوست نہ جانے کیا محسوس کر رہے ہوں گے کہ
برسوں سے اخبارات میں لکھنے والا شخص ایک دم سے بغیر بتائے خاموش کیوں ہو گیا
ہے اصل بات یہ ہے کہ میری اہلیہ شدید بیمار ہو گئی تھی اُن کو یرقان ہو گیا تھا
ڈاکٹروں نے الٹرا ساونڈ کیا تو پتہ لگا کہ ایک آرٹری بند ہو گئی ہے سی ٹی اسکین کروایا
جائے اس کے بعد ڈاکروں نے کہا انڈوسکوپی کے ذریعے آرٹری کلیئر کی جائے گی تو
مریضہ ٹھیک ہو جائے گی انڈوسکوپی کے ذریعے ایک دفعہ پلاسٹک اسٹنڈ ڈالا گیا جو کامیاب
نہ ہوا اس کے بعد میٹل اسٹنڈ ڈالا گیا مگر پھر بھی بات نہ بنی اس کے بعد ڈاکٹروں نے بتایا
ان کو کینسر ہو گیا ہے اس مرض میں مریض کی زندگی محدود ہو جاتی ہے۔ بلا آخر میری
اہلیہ ۲۸ مئی کو خالقِ حقیقی سے جاملی (اناللہ وانا علیہ راجعون) میرے سب سے
چھوٹے بیٹے کی شادی ہونا باقی تھی اہلیہ کا جب کینسر ڈکلیئر ہوا تو ان کی خواہش پر اس کی
شادی کی تاریخ ۱ جون کو بارات اور ۲ جون کو ولیمہ طے کر دیا گیا تھا میری

اہلیہ اس تاریخ سے چار دن پہلے ہی وفات پا گئی مشورے سے طے پایا کہ لڑکے کی ماں جو تاریخ طے کر گئی تھی اس پر ہی شادی ہونی چاہیے پھر مقررہ تاریخ پر شادی ہو گئی۔ میں خود عرصہ دو سال سے گال بریڈر (پتے) میں پتھری کے مرض میں مبتلا تھا ڈاکٹر نے ۱۳ جون کو آپریشن کے لیے ہسپتال داخل ہونے کا کہا میں نے ڈاکٹر کے مشورے پر عمل کیا میرا آپریشن ۲۶ جون کو ہوا اللہ کے فضل سے کامیاب رہا ۹ جولائی کو ٹانکے کھولے گئے اس کے بعد کچھ آرام کے لیے کہا گیا اس طرح میں موت، شادی اور صحت کے عمل سے گزرا جو اللہ کی مرضی تھی اب آپ کے سامنے حاضر ہوں اور انشاء اللہ ہر ہفتے حاضر رہا کروں گا اللہ سب دوستوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین۔

صاحبو! اس دوران ن لیگ کی حکومت قائم ہو گئی دونوں بھائی تیسری بار اقتدار میں آ گئے یقیناً اللہ جسے چاہتا ہے اقتدار دیتا ہے جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے ایسا ہی ہوا گذشتہ حکومت کی بیڈ گورنس، کرپشن، مہنگائی لوڈ شیڈنگ اور امن و امان میں ناکامی کی وجہ سے عوام نے اسے ہٹا دیا اور نئی حکومت کو ان خرابیوں کو درست کرنے لیے مینڈیٹ دیا۔ اس مشکلات سے نپٹنے کے لیے نواز شریف صاحب نے فوراً پاکستان کے سدا بہار دوست چین کا دورہ کیا جو اچھی شروعات ہے چین سے پاکستان گوادر تک کوری ڈور بنانے کی بات کی گئی جس سے یقیناً ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی بجلی کی پیداوار بڑھانے کی بات بھی

ہوئی لوڈشیڈنگ کو کم کرنے کی چین سے تعاون کی بات ہوئی مگر عملاً ابھی تک عوام کو فوری ریلیف کے لیے کچھ نہ ہوا دکھوں کی ماری عوام دکھوں کا فوری مداوا نہ ہونے پر پہلے کی طرح پھر سڑکوں پر نکل آئی فیصل آباد میں لوڈ شیڈنگ کے خلاف مظاہرہ کرنے والے عوام کے گھروں میں گھس کر پولیس نے زیادتی کی جس سے مذید حالات خراب ہوئے مہنگائی کا وہی حال ہے اس پر عوام دشمن بجٹ پیش کرکے اور سیلز ٹیکس بڑھا کر عوام کے دکھوں میں مزید اضافہ کیا گیا مہنگائی مذید بڑھ گئی امن و امان کی حالت یہ ہے کوئٹہ، کراچی، خیبر پختونخواہ اور پنجاب میں دہشت گردی کے واقعات ہوئے خودسری اور بیڈ گورنس کا واقعہ کہ ایک وزیرِ مملکت صاحب نے حلف اُٹھانے سے پہلے ہی اپنے اداروں کے ذمہ داروں کو احکامات دینے شروع کر دیئے اصل بات یہ ہے لوگ فوراً ریلیف کے خواہشمند ہیں جس پر حکومت پوری نہیں اتر رہی جس کی وجہ سے فوری مخالفت شروع ہو چکی ہے اور تیزی سے بڑھ رہی ہے اس پر ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ کابینہ کا فوری اجلاس بلا کر اس تشویش ناک صورت حال سے عہدہ براہ ہونے کی تدبیر کرے۔

بھارت نے پاکستان کو کبھی بھی دل سے تسلیم نہیں کیا وہ اقوام متحدہ میں خود گیا اور کشمیر میں رائے شماری کا وعدہ کرکے اور اس وعدے کو دنیا کے سامنے بار بار دہرانے کے باوجود آج ۶۶ سال ہو گئے ہیں عمل نہیں کر رہا اور کشمیر

میں رائے شماری نہیں کروا رہا اٹوٹ انگ کا پرانا راگ الاپ رہا ہے کشمیر پر ظالمانہ قبضہ کیا ہوا ہے کشمیریوں کے ۳ لاکھ لوگ شہید ہو چکے ہیں اجتماعی قبریں دریافت ہو چکی ہیں ہزاروں کشمیری بھارت کی جیلوں میں بند ہیں۔ گن پاؤڈر چھڑک کھربوں روپے کی املاک تباہ کر دی گئیں ہیں دو دن پہلے تراویح کے دوران مسجد میں گھس کر نمازیوں کو شہید کر چکا ہے قرآن شریف کی بیحرمتی کی گئی کشمیر میں کرفیو لگا دیا۔ کشمیر کے پاکستان کی طرف بہنے والے سارے دریاؤں پر بند باندھ کر پاکستان کو پانی کی بوند بوند کے لئے مجبور کر دیا گیا بھارت افغانستان سے پاکستان میں دہشتگردی میں ملوث ہے بلوچستان میں دہشت گردی کر رہا فاٹا کے اندر دہشت گردوں کو تربیت دی۔

پاکستان کے سارے شہروں میں دہشت گردی میں راملوث ہے پاکستان پر چار لڑائیاں مسلط کر چکا ہے ہمارے مشرقی بازو کو ہم پر فوج کشی کر کے علیحدہ کر چکا ہے ابھی حال ہی میں بھارتی حکومتی اہلکار نے بیان دیا ہے کہ بھارت حکومت نے پارلیمنٹ اور بمبئی ہوٹل پر خود حملے کروائے تاکہ سخت قوانین بنائے جس سے کشمیر اور دوسری علیحدگی کی تحریکوں کو ختم کرنا مقصد تھا ہمیشہ کی طرح یہ دونوں واقعات بھی بھارت نے پاکستان کے کھاتے میں ڈالے تھے اور ہر دو کیسس میں دو مسلمانوں کو پھانسی پر چڑھا چکا ہے ہماری حکومت کی طرف سے اس پر مناسب احتجاج نہیں کیا گیا اسی وجہ سے ساری پاکستانی قوم

بھارت کے خلاف ہے ماسوائے امریکی وظیفہ خوار اور ملت فروش دانشوروں اور امریکی فنڈڈ الیکٹرنک میڈیا کے۔ ان حالات میں نواز شریف صاحب نے بھارت سے بیک ڈور ڈپلومیسی پر عمل درآمد شروع کر چکے ہیں جو ان کی حکومت کو لے ڈوبے گی۔

اگر عوام خوش ہیں تو صرف پاکستان کی عدلیہ سے ہیں جس نے عوام کے لوٹے ہوئے پیسے گذشتہ حکومت کے کرپٹ حکمرانوں سے واپس لیکر عوام کے خزانے میں داخل کروائے اور اب بھی ایسا ہی کر رہی ہے لگتا ہے اب حکومت کے سارے کام عدلیہ کیا کرے گی۔ عدلیہ نے لاپتہ افراد کے مظلوم رشتہ داروں سے انصاف کے راستے کھولے اور خفیہ اداروں کی سخت گرفت کی بہت سے لاپتہ افراد کو باز یاب کرایا اور اب بھی حکومت کے اہلکاروں کو لگام دے رکھی ہے کہ بغیر قانونی کاروائی کے پاکستان کے شہریوں کو قید نہیں کرنا چاہیے اگر کسی نے کوئی جرم کیا ہے تو قانون کے مطابق اس کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ عدلیہ نے کرپشن کرنے والوں کے پیچھے بھی لگی ہوئی ہے کل ہی کے اخبارات میں ڈی ایچ اے کو غریب عوام کے ۲۲ ارب روپے (EOBI) کو واپس کرنے کا حکم عدلیہ نے جاری کیا ہے بدلیاتی انتخابات ستمبر میں کروانے کا حکم بھی عدلیہ جاری کر چکی ہے اس سے عوام کے مقامی مسائل حل ہونگے پچھلی حکومت کی طرح موجودہ حکومت بھی پس وپیش کی پالیسی پر عمل کر رہی ہے اور سوائے خیبر پختونخواہ کے ماہ کا وقت مانگ ۶

رہی ہے ابھی تو قومی انتخابات ہوئے ہیں ووٹر لسٹیں تیار ہیں کس بات کی دیری ہے رینجرز کے ہاتھوں ایک ٹیکسی ڈرئیور کی بیوہ کی داد رسی کرتے ہوئے عدلیہ نے سوموٹو ایکشن لیکر مظلوم کی داد رسی کی بلوچستان اسمبلی میں پولیس کے اختیارات میں مداخلت اور پھر ایک فرض شناس پولیس افسر کو وزیر اعلی کے حکم پر معطلی کے خلاف بلوچستان ہائیکورٹ نے سوموٹو ایکشن لیا اور کہا کوئی بھی قانون سے بالاتر نہیں۔

قارئین ہم نے یہ چند واقعات عوام کی دلچسپی کے لیے تحریر کئے ہیں کیونکہ اب عوام نئی حکومت سے مایوس ہو رہے ہیں حکومت کے بجائے عوام عدلیہ کی طرف دیکھ رہی ہے وہ اُن کو انصاف مہیا کرے گی۔ وہ عوام کے لوٹے ہوئے پیسے عوام کے خزانے میں داخل کروائے گی۔ وہ حکمرانوں کے عوام کے خلاف کئے گئے اقدام سے چھٹکارا دلائے گی۔ وہ حکومت کی طرف سے لگائے گئے ناجائز ٹیکس کے خلاف فیصلے دے کر عوام کو مذید مہنگائی سے بچائے گی۔ خفیہ ایجنسیوں کی طرف سے بغیر مقدمات چلانے کے سالا سال سے غائب ان کے رشتہ داروں کو واپس ان سے ملائے گی۔ان حالات میں حکومت کو غورو فکر کرنا چاہے کہ عوام کو فوراً ریلیف دینے کے اقدام کرنے چاہیں ورنہ اس حکومت کا ۵ سال کا وقت پورا ہونا مشکل نظر آ رہا ہے عوام میں لاوا پک رہا کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔

یوم بدر یوم الفرقان

یوم بدر یوم الفرقان 17 رمضان دنیاکے اندر وہ دن ہے کہ جس دن حق و باطل کے درمیان جنگ ہوئی تھی اور حق باطل کے مقابلے میں کامیاب ہوا اسی پر مغرب کے ایک بڑے محقق نے لکھا" بدر سے پہلے اسلام محض ایک مذہب اور ریاست تھا، مگر بدر کے بعد وہ مذہبِ ریاست بلکہ خود ریاست بن گیا" ۔بدر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہاں بدر بن یخلد بن النضر بن کنانہ آباد ہوا تھا۔ بعض کہتے ہیں کی بدر بن حارث نے یہاں کنواں لگوایا تھا۔ بیئر بدر کی وجہ سے اس جگہ کو بھی بدر کہنے لگے ۔ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیاکے تمام لوگوں کے لیے رحمت اللعالمین بناکے بھیجا ہے رسول اللہؐ نے لوگوں کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ تمہاری مثال ایسی ہے تم پروانوں کی طرح آگ پر گر رہے ہو اور میں تمہیں اس آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔اس کوشش میں مکہ کے ۱۳ سال میں آپؐ اور صحابہؓ کو بہت ستایا گیا کہ رسولؐ نے کہا دین کے معاملے میں جتنا مجھے ستایا گیا ہے کوئی اور پیغمبر نہیں ستایا گیا۔ بازار کے اندر آپؐ لوگوں کو دعوت دیتے پیچھے ابو لہب لوگوں کو کہتا یہ میرا بھتیجا ہے یہ جھوٹ کہتا ہے، خانہ کعبہ میں سجدے کی حالت میں سر پر اونٹ کی اوجھ ڈالی گئی، گردن میں چادر ڈال کر ختم کر دینے کی کوشش کی گئی، دو بیٹیوں رقیہؓ اور

ام کلثومؓ کو چچا ابولہب کے بیٹوں نے طلاق دی،طائف میں لہو لہان کیا گیا، رسولؐ اللہ کا بیٹا عبداللہ فوت ہوا تو چچاابولہب خوش ہوا دوستوں کو خوشخبری دی کہ محمدؐ ابتر ہو گیا ہے اس پر قرآن شریف میں اللہ نے فرمایا''ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہوا الھب ۱۱۱ ۱)''،ابو لہب کی بیوی جو ابو سفیان کی بہن تھی رسولؐ کے راستے میں کانٹے ڈالتی تھی،آپؐ کے کافرپڑوسی جب آپؐ گھر میں نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ آپ کے سرپر بکری کی بچہ دانی ڈال دیتے ،چولھے پر ہانڈی چڑھائی جاتی تو بچہ دانی اس طرح پھینکتے کہ سیدھے ہانڈی میں جا گرتی،امیہ بن خلف کا وطیرہ تھا جب رسولؐ کو دیکھتا تو لعن طعن کرتا اس پر آیت ''اتری ہر لعن طعن اور برائیاں کرنے والے کے لیے تباہی ہے'' (الھمزۃ اخنس بن شریق ثقفی بھی آپؐ کو ستاتا تھا اس پر یہ آیت اتری ''تم بات نہ مانو کسی (ا قسم کھانے والے ذلیل کی جو لعن طعن کرتا ہے ،چغلیاں کھاتا ہے۔ بھلائی سے روکتا ہے، حد درجہ ظالم، بد عمل اور جفاکار ہے۔اوراس کے بعد بداصل بھی ہے'' (القلم ۱۰۔ ابو جہل بھی آپؐ کو تکلیفیں پہنچاتا تھا ایک دفعہ آپ پر نماز کی حالت میں تھے کہ (۱۳ مٹی ڈالنے آیا مگر اللہ کے حکم سے درمیان میں آگ اُسے آگے نہیں جانے دے رہی تھی اس پر رسولؐ نے فرمایا قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو اُچک لیتے۔ ۳ سال تک شعب ابوطالب میں محصور رکھا گیا، قتل کرنے کی اور ملک بدر کرنے کی سازش کی گئی مخالفت میں کیا کچھ نہ کیا گیا ابو جہل نے حضرت سمیہؓ کو برچھی مار کر شہید کیا گیا، حضرت مصعب بن

عمیرؓ کا دانہ پانی بند کیا گیا، حضرت عثمان بن عفانؓ کو چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیا گیا، آل یاسر کو تکلیفیں دی گئیں، حضرت بلالؓ کو گرم ریت میں لٹایا گیا گھسیٹا گیا ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھے گئے، حضرت خبیبؓ کو گرم کوئلوں پر لٹایا گیا کیا کیا بیان کیا جائے۔ان مظالم کی وجہ سے حبشہ کی طرف دو دفعہ ہجرت کی گئی۔13 سال مکہ میں اللہ کے رسولؐ نے مشرکین اور سرداران قریش کو ہر طرح سے سمجھنے کی کوشش کی وہ ایمان کیا لاتے الٹا نادانوں نے رسولؐ کو قتل کا پروگرام ترتیب دیا سب قبیلوں میں سے ایک ایک نوجوان کو اس کام کے لیے چنا گیا اور ان سے کہا گیا کہ یک بارگی سے رسولؐ پر حملہ کرکے انہیں قتل کر دیا جائے اس طرح بنو ہاشم سب قبیلوں سے لڑ نہیں سکیں گے اور خون بہا پر راضی ہو جائیں گے۔اسی موقعے پر اللہ نے نبیؐ کو مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا کہہ کر مدینہ ہجرت کر گئے حضرت علیؓ سے کہا تمام لوگوں کی امانتیں ان کو واپس کر دینا جب قریش مکہ کے سب نوجوان قتل کے لیے پہنچے تو وہاں حضرت علیؓ کو پایا اس پر پشیمان ہو کر واپس چلے گئے۔ظالموں نے رسولؐ کو مدینہ میں بھی چین سے نہیں چھوڑا اور طرح طرح کی سازشیں کرنے لگے۔اس کے بعد قریش نے ارادہ لر لیا تھا کہ فوجی طاقت سے مسمانوں کی اجتماعی قوت کو فنا کر دیا جائے اور ایسا ناگہانی حملہ کیا جائے جو مسلمانوں کو پامال ہی کر دے قریش مکہ نے عبداللہ بن اُبیّ رئیس المنافقین (یہ وہ شخص ہے جسے رسول اللہؐ کے

مدینہ آنے سے پہلے مدینہ والے اپنا سردار بنانے والے تھے اس کا تاج بھی تیار ہو گیا تھا) کو خط لکھا تم لوگوں نے ہمارے آدمی (رسول اللہؐ) کو اپنے ہاں پناہ دی ہے ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ یا تو خود اس سے لڑو اور اِسے نکال دو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے اور تمہارے مردوں کو قتل اور تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے عبداللہ بن اُبیّ آمادہ شر ہوا مگر رسول اللہؐ نے اس کے شر کی روک تھام کر دی پھر سعد بن معاذؓ رئیس مدینہ عمرے کے لیے مکہ گئے وہاں حرم کے دروازے پر ابوجہل نے ان کو ٹوک کر کہا تم نے ہمارے دین کے مرتدوں کو پناہ دو اور ہم تمہیں اطمینان سے مکہ میں طواف کرنے دیں اگر تم امیہؓ بن خلف کے مہمان نہ ہوتے تو یہاں سے نہیں جا سکتے تھے سعد بن معاذؓ نے جواب دیا اگر تم نے مجھے اس سے روکا تو میں تمہیں اس چیز سے روک دوں گا جو اس سے شدید تر ہے یعنی مدینہ پر سے تمہاری تجارتی رہ گزر۔ گویا یہ اس بات کا اعلان تھا کہ اگر تم نے مسلمانوں کو مکہ آنے سے روکا تو تمہیں ہم مدینہ کے راستے شامی تجارت سے روک دیں گے حالات یہاں تک پہنچ گئے کہ شعبان 2ھ مطابق 623ء میں قریش کا ایک بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے مکہ آ رہا تھا جب یہ قافلہ مدینہ کے قریب آنے لگا تو سفیان نے مکہ سے اپنے لوگوں کو مدد کے لیے کہا۔ جب ایلچی مدد کے لیے مکہ پہنچا تو سردارانِ مکہ نے مشورہ کیا اس مدینہ کی بستی پر حملہ کیا جائے تاکہ روز روز کی پریشانی سے جان چھوٹ جائے اور مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے اس غرض کے لیے مکہ کے سارے

سردار اپنے ساتھ 1000 مردان جنگی جن میں 600 سوزرہ پوش تھے جن میں سواروں کا رسالہ بھی بھی شامل تھا پوری شان وشوکت کے ساتھ مسلمانوں کا 100 خاتمہ کرنے نکلے تھے اُدھر رسول اللہؐ نے انصار و مہاجرین کو جمع کیا اور کہا ایک طرف لشکر ہے دوسری طرف تجارتی قافلہ کس طرف جانا چاہتے ہو اللہ کا وعدہ ہے دونوں میں ایک تمہیں مل جائے گا ایک بڑے گروہ نے قافلے کی طرف جانے کا کہا مگر رسول اللہؐ کی خواہش تھی کے لشکر کے مقابلے میں چلنا چاہیے۔اس پر رسول اللہؐ نے ایک بار پھر سوال دہرایا اس پر مہاجرین میں سے حضرت مقداد بن عمروؓ نے اٹھ کر کہا رسول اللہؐ جدھر آپ کو اللہ کا حکم ہے چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ کہنے والے نہیں ہیں کہ تم اور تمہارا خدا لڑیں ہم یہاں بیٹھے ہیں۔اس پر سب کی رائے ایک ہو گئی اور صحابہؓ لشکر قریش کی طرف روانہ ہوئے ان کی تعداد83 مہاجرین 61 قبیلہ اوس اور152 قبیلہ خزرج 79 متعلقین ہر دو قبائل (اصحابِ بدر مولانا محمد سلیمان منصور پوری) جن میں صرف دو تین کے پاس گھوڑے باقی آدمیوں کے لیے 70 اونٹ تھے سامان حرب بلکل ناکافی تھا۔17 رمضان کو بدر کے مقام پر فریقین کا مقابلہ ہوا۔رسول اللہؐ نے اللہ سے دعا کی" خدایا یہ ہیں قریش اپنے سامان غرور کے ساتھ آئے ہیں تاکہ تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کریں خداوندا بس آ جائے تیری وہ مدد جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اے خدا اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو روئے زمین پر پھر تیری عبادت نہ ہو گی"

حق و باطل کی پہلی جنگ میں مسلمانوں کے مد مقابل کسی کا باپ، کسی کا بیٹا، کسی کا چچا، کسی کا ماموں، کسی کا بھائی اس کی اپنی تلوار کی زد میں آ رہا تھا اپنے ہاتھوں اپنے جگر کے ٹکڑے کاٹنے پڑ رہے تھے نبیؐ نے امت کی شیرازہ بندی اس طرح کی تھی کہ جنگ بدر کے موقع پر صحابہؓ نے اپنے رشتہ داروں سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا۔ حضرت معصب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا۔ حضرت علیؓ نے شیبہ کو قتل کیا۔ حضرت حمزہؓ نے ہندہ کے باپ عتبہ کو قتل کیا۔ حضرت عبیدہؓ بن حارث نے ولید بن عُتبہ کو قتل کیا۔ ابو جہل کو حضرت معوذؓ اور معاذؓ دونوں نے قتل کیا۔ حق اور دین کی حفاظت کے لیے اپنے قریبی رشتہ داروں کو قتل کیا۔ یہ حق اور باطل کی جنگ تھی۔ اس جنگ میں قریش مکہ کے 70 آدمی مارے گئے اور 70 قید ہوئے قریش کے بڑے بڑے سردار اس جنگ میں مارے گئے اسی پر جیسے ہم نے پہلے کہا ہے کہ مغرب کے ایک بڑے محقق نے لکھا ”بدر سے پہلے اسلام محض ایک مذہب اور ریاست تھا، مگر بدر کے بعد وہ مذہبِ ریاست بلکہ خود ریاست بن گیا“

قارئین اللہ کے رسولؐ اور ان کے بدری صحابہؓ کی قربانیوں کی وجہ سے آج دنیا کے اندر ایک ارب پچاس کروڑ سے زائد مسلمان آباد ہیں 58 سے زائد آزاد مسلم

ممالک، تیل اور معدنیات کے ذخاہر، آبی گزرگائیں، ہوائی گزرگائیں اور دولت سے مالا مال مگر دشمن ہر جگہ ہمیں ذلیل و خوار کر رہا ہے جب کہ اللہ کا وعدہ ہے تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ دنیا جہاں کی برائیاں مسلمانوں میں در آئی ہیں۔ بقول شاعر" تم مسلمان ہو تمہیں دیکھ کے شرمائیں یہود" امتِ مسلمہ کو پھر سے اپنے کھوئے ہوئے مقام کی کوشش کرنی چاہیے مگر اس کے بغیر نہیں ہو سکتا جب تک ہم مومن نہیں بن جاتے، ہم بہتر مسلمان بننے کی کوشش نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے آمین۔

زکوٰۃ! معاشی توازن کے لیے

فرض :۔اسلام میں زکوٰۃ مسلمانوں پر ایک مقررہ حساب سے فرض کی گئی ہے۔ سورۃ (التوبہ ۱۰۳) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''اے نبیؐ ! تم ان کے اموال میں سے صدقہ (فرض زکوٰۃ) لے کر انھیں پاک کرو اور (نیکی کی راہ) انھیں بڑھاؤ'' اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے خاص احکام دیئے ہیں قرآن شریف کی سورۃ (البقرۃ ۲۶۷) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے''جو پاک مال تم نے کمائے ہیں اور پیداوار ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالی ہے اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو'' دوسری جگہ سورۃ (الانعام ۱۴۱) میں فرمایا ہے''اس کی پیداوار جب نکلے تو اس میں سے کھاؤ اور فصل کٹنے کے دن اللہ کا حق نکال دو''۔

تیسرا ستون :۔زکوٰۃ اسلام کا تیسرا ستون ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔اس کی اہمیت کو آپ اس طرح سمجھیں کہ نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر قرآن شریف میں بار بار آتا ہے۔زکوٰۃ کے معنی پاکی کے ہیں جب انسان اپنے مال سے زکوٰۃ نکالتا ہے تو اس سے اپنا مال پاک کر لیتا ہے اصل میں جو مال اللہ نے انسان کو دیا یہ اس کا اپنا نہیں ہے یہ مال اللہ کا ہے اور اللہ نے اس مال میں سے حاجتمندوں کا حصہ رکھا اور اس حصے کو اپنے مال سے نکالنا مسلمان پر فرض کر

دیا گیا ہے۔ ایک شخص زکوۃ نہیں نکالتا تو وہ فرض کی ادائیگی نہیں کر رہا، تو یہ گناہ ہے۔اور گناہ کا اللہ تعالیٰ کو آخرت میں حساب دینا پڑے گا۔

زکوۃ سے انکار پر جنگ:۔دوسری عبادات کی کوئی قیمت نہیں رہتی اگر زکوۃ نہ نکالی جائے۔ خلیفہِ رسولؐ حضرت ابوبکرؓ نے زکوۃ کا انکار کرنے والے شروع کے مسلمانوں کے خلاف جہاد کیا جیسے کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور فرمایا میں ان کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک وہ اونٹ کی رسی جو رسولؐ کے زمانے میں دیتے تھے دینا شروع نہ کر دیں۔

زکوۃ تمام انبیاء کے دین میں فرض تھی:۔زکوۃ تمام انبیاؑ کے دین میں فرض تھی۔قرآن کو اُٹھا کے دیکھیں تمام انبیاء کی امتوں کو اس کا حکم دیا گیا تھا۔حضرت عیسیٰؑ نے جب گہوارے میں سے اللہ کے حکم سے لوگوں سے بات کی تھی تو دوسری باتوں کے علاوہ یہ بات بھی کی تھی کہ مجھے اللہ نے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے۔ سورۃ (مریم ۳۱) میں ہے ''اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت دی جہاں بھی میں ہوں اور مجھے ہدایت فرمائی کہ نماز پڑھوں اور زکوۃ دیتا رہوں جب تک زندہ رہوں'' حضرت ابراھیمؑ اور ان کی نسل کے انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ زکوۃ اگرچہ تمام شریعتوں میں جز رہی ہے۔ لیکن اس کے احکام تمام شریعتوں میں الگ الگ رہے ہیں۔ شکر نعمت کا فطری

تقاضہ یہ ہے آدمی راہ خدا میں مال خرچ کرے۔اللہ کی نعمت کے وہی لوگ مستحق ہیں جو زکوۃ دیں۔ زکوۃاللہ ہی کو پہنچتی ہے۔ اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتا ہے۔زکوۃ ایک ذریعہ ہے تزکیہ نفس کا۔ جیسے بتایا گیا ہے کہ زکوۃ کے معنی پاک کرنے کے ہیں ۔یعنی زکوۃ دے کر انسان اپنے نفس کو پاک کرتا ہے۔ زکوۃ کی اہمیت اسلام کے دستور میں قانونی ہے اسی لیے مانعین زکوۃ کے خلاف حضرت ابوبکرؓ نے جنگ کی۔

حاجتمندوں کے لیے ایک عظیم منصوبہ:۔ وہ انقلاب عظیم جو اس کے ادا کرنے کا نتیجہ ہے آخرت کی کامیابی کی صورت میں نکلتا ہے اور دنیا میں بھی اس کے ثمرات ملتے ہیں ۔اسی لیے رسولؐ نے فرمایا تم میری لائی ہوئی شریعت کو نافذ کر دو تم ہاتھوں میں دولت لیے لیے پھروگے تمہیں کوئی حقدار نہیں ملے گا، مطلب لوگ مالدار ہو جائیں گے۔ زکوۃ کی تنظیم نے عربوں کی زندگی میں عظیم انقلاب برپا کیا۔ زکوۃ کی دین میں بہت ہی اہمیت ہے اسی لیے زکوۃ کا نماز کے بعد بار بار قرآن میں ذکر ہے۔

زکوۃ کی تحصیل اسلامی حکومت کی ذمہ داری:۔اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ زکوۃ کی وصولی کا انتظام قائم کرے ملک کے دولت مند مسلمانوں سے نصاب کے مطابق زکوۃ وصول کرے اور مندرجہ ذیل حاجتمندوں میں تقسیم کا انتظام قائم

کرے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان یعنی بنی ہاشم پر زکوۃ لینا حرام ہے۔ قرآن شریف میں زکوۃ کی آٹھ مدّات کا حکم ہے۔

۱۔ فُقرا:۔ زکوۃ فقیروں کے لیے جو تنگ دست ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگی بڑی مشکل سے گزار رہے ہوں مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاتے ہوں۔

۲۔ مساکین :۔ مساکین وہ ہیں جو اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے۔ یہ بہت ہی تنگ دست لوگ ہیں جو اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے کمانے کے قابل ہوں مگر روزگار نہ ملتا ہو۔

۳۔ عاملین علیہا :۔ یعنی زکوۃ کا مصرف زکوۃ وصول کرنے پر جو مامور ہوں۔ اسلامی حکومت ان کو جو کچھ تنخواہ کی مد میں دے۔

۴۔ مؤلفۃ القلوب :۔ زکوۃ اُن کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہوں یعنی جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہوں یا جنکی اسلام دشمنی کو کم کرنے میں مدد کی ضرورت ہو۔

۵۔ فی الرّ قاب :۔ اس سے مراد جو شخص غلام ہو اسکو آزاد کرانے میں یعنی

غلاموں کی آزادی کے لیے زکوۃ کا استعمال جائز ہے۔آجکل جیل کے اندر قید حقدار قیدیوں کی رہائی کے لیے زکوۃ استعمال کیا جا سکتی ہے۔

۶۔الغارمین :۔اس سے مراد جو لوگ قرضدار ہوں مگر اپنا قرض ادا نہ کر سکتے ہوں ان کا قرض ادا کرنے کے لیے زکوۃ استعمال کی جا سکتی ہے۔

۷۔فی سبیل اللہ :۔اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے یعنی جہاد کے لیے زکوۃ استعمال کی جا سکتی ہے کوئی شخص مال دار ہے مگر اللہ کے دین کو قائم کرنے میں لگا ہوا ہے اس کو بھی زکوۃ دی جا سکتی ہے۔

۸۔ابنُ السّبیل :۔اگر کوئی شخص مسافر ہے اور اسے پیسے کی ضرورت ہے اس کی زکوۃ میں سے مدد کی جا سکتی ہے چاہے وہ اپنے ملک میں مالدار ہی کیوں نہ ہو۔

زکوۃ کا ادا کرنا ایمان لانے والوں کی لازمی ذمہ داری ہے۔اس کا انتظام اسلامی حکومت کی لازمی ذمہ داری میں شامل ہے۔زکوۃ سے غفلت نہ برتنے والے ہی ہدایات پاتے ہیں۔اس سے مال گھٹتا نہیں بڑھتا ہے۔اس کے ادا کرنے کا حکم ہے۔اس کے ادا کرنے کا نتیجہ آخرت کی کامیابی ہے۔زکوۃ کی دین میں بہت ہی

اہمیت ہے زکوۃ دینے کے بعد بھی آدمی کے مال میں اللہ کا حق رہتا ہے۔زکوۃ کی فرضیت کا حکم مدینہ میں نازل ہوا۔زکوۃ مال کو پاکیزہ کرتی ہے۔زکوۃ نہ دینے والوں کو سزا کی وعید، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبیؐ نے فرمایا جس کو اللہ نے مال دیا اور اُس نے اُس کی زکوۃ نہیں دی تو اس کا مال قیامت کے دن گنجے سانپ کی صورت میں جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پیش کیا جائے گا پھر وہ اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ (بخاری) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس اونٹ، گائیں یا بکریاں ہوں اور وہ اِن کا حق (یعنی زکوۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن یہ چیزیں بہت بڑی فربہ شکل میں لائی جائیں گی اور اپنے پیروں سے کچلیں گی اور سینگوں سے ماریں گی۔رسولؐ سے نے فرمایا۔بے شک اللہ نے لوگوں پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مال دار لوگوں سے لیا جائے گا اور اسے ان کے ضرورت مندوں کو لوٹایا جائے گا (متفق علیہ) اسی لیے رسولؐ نے فرمایا تم میری لائی ہوئی شریعت کو نافذ کر دو تم ہاتھوں میں دولت لیے لیے پھرو گے تمہیں کوئی حقدار نہیں ملے گا، مطلب لوگ مالدار ہو جائیں گے۔

قارئین زکوۃ اسلام میں معاشی توازن قائم رکھنے کے لیے فرض کی گئی ہے۔زکوۃ کی تنظیم نے عربوں کی زندگی میں عظیم انقلاب برپا کیا تھا جو اب بھی

مسلمان ملکوں میں ہو سکتا ہے اللہ ہمیں اس اہم فرض کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے
آمین۔

رمضان انسان کی جسمانی، روحانی تربیت کا ذریعہ

فرض:۔ رمضان اسلام کا چوتھا ستون ہے۔ اللہ نے مسلمانوں پر روزے فرض کیئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں روزوں کے متعلق فرماتا ہے'' اے لوگوں جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے انبیا کے پیروں پر فرض کیے گئے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی۔ چند مقرر دِنوں کے روزے ہیں'' (البقرۃ ۱۸۴) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اُس کو لازم ہے کہ اس مہینے کے پورے روزے رکھے'' (البقرۃ ۱۸۵) روزے رکھنے والے مردوں عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر مہیاً کر رکھا ہے۔

سخت جان بننے کا ذریعہ:۔ ایک مسلمان کو جہاد کا فریضہ ادا کرنا ہے اس سے سخت جان بن جانے کا سبق ملتا ہے کہ عام لوگوں میں اللہ کے دین کو قائم کرنے کا فریضہ ادا کرنے والے مومن کا کس طرح اللہ تعالیٰ رمضان کے مہینے میں مشکل میں ڈال کر تیار کرتا ہے تاکہ وہ سخت جان ہو جائے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ''الصیام''

کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جو لفظ صوم سے نکلا ہے۔ عرب صائم اُس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کو دھوپ میں بھوکا پیاسا باندھ دیا جاتا ہے وہ کھونٹے کے ارد گرد رسّی میں باندھا ہوا چکر لگاتا رہتا ہے۔ بھوک و پیاس میں رکھ کر اُسے صائم کیا جاتا ہے۔یعنی سدھارا جاتا ہے۔تاکہ لڑائی کے مشکل وقت میں کھانے پینے کو نہ ملے تب بھی وہ انسان کے کہنے پر چلتا رہے اور دشمن سے لڑتا رہے صائم کیا ہوا گھوڑا اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے۔کیا روزے فرض ہونے کے بعد ہم سخت جان اور اپنے مالک کے وفادار ہیں؟ روزے کے لیے لفظ سیاحت بھی استعمال ہوتا ہے۔ وہ اس نسبت سے کہ قدیم زمانے میں سیاحت زیادہ تر راہب اور درویش لوگ کرتے تھے۔ ان کے ساتھ کوئی زادِ راہ نہیں ہوتا تھا۔ اکثر ان کو اُس وقت تک بھوکا رہنا پڑتا تھا جب تک کہیں سے کچھ کھانے کو نہ مل جائے۔ اس بنا پر روزہ ایک درویش ہے کہ جب تک افطار کا وقت نہ آئے روزہ دار بھی بھوکا رہتا ہے۔حاشیہ تفسیر آیت ۵ سورۃ التحریم مولانا مودودیؒ تفہیم القرآن ''حدیث میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس امت کی سیاحت (یعنی درویش روزہ ہے) اس حدیث سے بھی مشکل برداشت کرنے کا سبق ملتا ہے۔

ایک ماہ کا تربیتی کورس:۔رسولؐ شعبان کے مہینے سے ہی روزے کی تیاری شروع کر دیتے تھے۔ حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے رویت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم

کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین باندھ دیے جاتے ہیں ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں (متفق علیہ) باقی تمام عبادات تھوڑے وقت کے لیے ہوتیں ہیں لیکن روزہ مسلسل ایک ماہ کا تربیتی کورس ہوتا ہے نماز میں تھوڑا وقت صرف ہوتا ہے، حج بھی صرف زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے۔ زکوۃ سال میں ایک وقت ادا کر دی جاتی ہے۔ اس کے برعکس روزہ سال میں مسلسل ۳۰ دن ساری عمر آتا رہتا ہے اس سے اللہ کا منشاء ہے کہ ہر سال انسان کی تربیت ہو، تاکہ وہ خلافت کا بھاری کام سنبھال سکے۔

انسان بحیثیت خلیفہ:۔ انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہے یعنی اس دنیا میں اللہ کا نائب ہے اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے کہ اللہ کے احکامات اللہ کی مخلوق سے عمل کروائے قرآن کے گہرے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے انسان کو پیدا کرتے وقت ہی یہ بات اس کے دماغ میں ڈال دی تھی کہ رحمان کا رستہ کونسا ہے اور شیطان کا رستہ کون سا ہے۔ اللہ کا حکم ہے کہ انسان اللہ کی منشاء کے مطابق زندگی بسر کرے۔

شیرازہ بندی:۔ اب غور کرتے ہیں کہ اللہ کی منشاء کیا ہے؟۔ اللہ کی مرضی ہے کہ انسان کی شیرازہ بندی ہو۔ انسانی فطرت بھی یہی کہتی ہے کہ اس کی شیرازہ بندی کی جائے اس کو اکٹھا رکھنے کے لیے ٹھوس ادارے قائم کئے جائیں۔ اگر ایسے

ادارے نہ ہوں گے تو انسان ایک نقطے پر متفق نہیں ہو گا، ایک محور پر نہیں رہ سکے گا ۔لوگوں کی سوچ مختلف سمت میں ہو گی جس سے وہ نتائج حاصل نہ ہو گے جو اُمت کی شیرازہ بندی کرنے والے کو مطلوب ہو نگے۔اللہ تعالی کی یہ سنت رہی ہے کہ اس کائنات کے زمینی حصّہ، جس میں انسان بستہ ہے، اس کی شیرازہ بندی کے لیے اس ہی میں سے ایک انسان تلاش کرتا ہے یعنی پیغمبر، جو اس کی بات ٹھیک ٹھیک اُسی طرح اُس کے بندوں کے پاس پہنچائے جس سے اس کے تخلیق کرنے والے کی منشاء ہو یعنی اللہ تعالی کی منشا۔ شیرازہ بندی کا اِس سے بہتر انتظام سوائے اللہ تعالی کے اور کوئی نہیں کر سکتا، یعنی توحید، رسالت، نماز، زکوۃ، رمضان، حج اور جہاد فی سبیل اللہ۔انسان ان عبادات کو ادا کرنے میں لگا ہے یہ انسان کی شیرازہ بندی ہے۔

مینول:۔مثال کے طور پر انسان کے ہاتھ سے بنی ہوئی ایک مشین کی شیرازہ بندی اُس مشین کے بنانے والا ہی بہتر بنا سکتا ہے شیرازہ بندی اِس معنی میں ،کے اُس کے تمام پرزے باہم ایک دوسرے سے ملے رہیں ،اور وہ مشین یکجا رہے۔اِس لیے ہر مشین کے ساتھ ایک مینول بک ہوتی ہے کہ اس مشین کو اسطرح چلایا جائے تو یہ صحیح نتائج دے گی اوراس کو اس مینول کے مطابق نہ چلایا گیا تو مطلوبہ نتائج نہ دے گی، بلکہ جلد ہی خراب ہو جائے گی اور نہیں چلے گی۔ تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ مشین کو مینول کے مطابق چلانے والوں نے اس مشین سے بہتر نتائج

حاصل کیے اور جس نے اس مشین کو مینول کے مطابق نہیں چلایا وہ صحیح نتائج حاصل نہ کرسکے۔ بس للہ کی شیرازہ بندی کے مطابق انسان چلے گا، تو مثل مشین صحیح رہے گا۔

انسان:۔ اسی مثال کے مطابق آپ انسان کو ایک مشین تصور کریں اور پھر اس پر مزید غور کریں کہ اس سے بہتر نتائج حاصل کرنے کے لیے انسان کے بنانے والے یعنی للہ تعالیٰ کے مینول کے مطابق کام کریں گے تو بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں؟۔ ہر سمجھدار انسان یہی کہے گا کہ بنانے والے کے مینول کے مطابق کام کریں گے تو صحیح نتائج حاصل ہونگے۔ سب سے پہلے تو ہم یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ انسان کے معاملے میں وہ کیا چیز ہے جو اس کی مزید شیرازہ بندی کرے؟ وہ یہ ہے کہ انسان ایک ہستی کو اپنا سب کچھ سمجھے یعنی للہ، اور اقرار کرے کہ سوائے رب کے کچھ نہیں تو یہ توحید ہے اور رسولؐ للہ کے پیغمبر اور بندے ہیں۔ پیغمبرؐ کو اسطرح مانے کہ یہ مجھے للہ سے ہدایت لا کر دینے والا ہے اور اس کے علاوہ کہیں سے بھی ہدایت نہیں مل سکتی تو یہ رسالت ہے۔ وقت کی پابندی کا سبق سیکھنا صبر کی تربیت ہونا اور پانچ وقت للہ کے بندہ ہونے کا احساس ہونا اور اُن کو ایک دوسرے کے معاملات کا بھی علم ہونا تو یہ نماز ہے۔ اِس کے بعد انسان کسی ایسے نظام پر عمل کرے کہ اُس کے کمزور ساتھیوں کو اگر زندگی گزارنے کے لیے مادی وسائل کی ضرورت ہو تو وہ مل سکیں تو یہ زکوۃ ہے۔ اسی

انسان کو مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑے اللہ کے دین کو قائم کرنے میں بھوک پیاس برداشت کرنی پڑے اور یہ احساس تازہ رہے کہ تکلیف کے وقت انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے تو اِس کے لئے روزہ یعنی رمضان ہے۔ انسان بستی بستی ، شہر شہر، ملک ملک، براعظم براعظم میں آباد ہوتا ہے اب ان سب انسانوں کو ایک دوسرے سے ملنے کے لیے، ایک دوسرے کے حالات معلوم کرنے کے لیے کوئی ایسی جگہ ضرور ہونی چاہئے کہ وہاں سبجمع ہوں اور اللہ کے دین کو قائم کرنے کی تدبیر کریں تو وہ حج ہے مندرجہ بالا احکام پر عمل کرکے ہی انسان اللہ کا پسندیدہ بندہ بن سکتا ہے۔اسی لیے اللہ نے یہ عبادات فرض کر دی ہیں۔

کامیاب زندگی:۔اب ذرا دِل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ اس سے بہتر شیرازہ بندی کچھ اور ہو سکتی ہے، یا یہی بہتر ہے جو ہمارے رب نے بنائی ہے۔اسی میں اللہ کے حکم کی ادائیگی ہے ،اسی میں رضا الٰہی ہے ،اسی میں فلاح آخرت ہے اور یہی اللہ کا منشاء ہے۔ اور یہی کامیاب زندگی گزارنے کا اللہ کی طرف سے دیا ہوا مینول ہے۔ہم نے اُوپر مشین کی مثال سے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ صحیح نتائج کے لیے ضروری ہے کہ مشین بنانے والے کے مینول پر عمل کیا جائے تو صحیح نتائج ملیں گے۔اسی نظم میں منضبط ہو کہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کی سعی و جدوجہد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے راستے پر چل کر ہی صحیح نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔یہ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور انسان

سے انتہائی محبت کا اظہار ہے کہ اُس نے وہ تمام عبادات جس پر عمل کر کے انسان اپنا ہی فائدہ کرتا ہے اللہ نے اس پر اپنی طرف سے انعام بھی رکھ دیا ہے یعنی اللہ کی جنت۔ اگر توحید، نبوت، نماز، زکوۃ، رمضان حج اور جہاد فی سبیل اللہ کے احکامات پر صحیح اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق عمل کروگے تو اس جہاں میں عزت وقار تو ملے گا ہی دوسری زندگی میں جو اصل اور ابدی زندگی ہے یعنی جنت کے بھی حق دار ہوجاوگے اور یہی اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔

فلسفہ:۔اب مزید سوچیں کہ اس کے پیچھے فلسفہ کیا ہے۔ فلسفہ یہ ہے کہ کرہ ارضی پر، یعنی جہاں انسان آباد ہے وہاں اللہ کا حکم چلے، شیطان مردود کا حکم نہ چلے، خود ساختہ نظریات نہ چلیں، باپ دادا نے جو قاعدے بنائے ہوئے ہیں، جو غلط ہیں وہ نہ چلیں، انسان اپنی خواہشات پر جو کہ اکثر غلط ہوتیں ہیں عمل نہ کرے۔ جس دور کا بھی انسان ہو وہ سمجھ لے کہ اُس سے قبل کے دور کے انسان نے جو غلطیاں کی ہیں اُن سے سبق حاصل کرے جو اس سے پہلے دور کے انسان نے شیطان کے کہنے پر غلط کام کیے ہیں اُن سے بچے اور اللہ سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے بتاے ہوئے اصولوں پر چلے یہ ہے فلسفہ۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی عبادات کے لیے ادارے قائم کیے ہیں وہ دراصل انسان کو اللہ کے دین کو اس دنیا میں قائم کرنے کے دوران مدد فراہم کرنے کے لیے بنائے ہیں اور اُن کو فرض کا درجہ بھی دے دیا ہے کہ یہ عبادات ہر حالت میں کرنی ہیں۔ یہ عبادات کریں گے

تو مسلمان ورنہ کافر۔

رکاوٹ:۔بہت سے انسان جو للہ کے اصل راستے سے ہٹ کر شیطان کے راستے پر چل پڑتے ہیں وہ اس کام میں رکاوٹ ڈالتے ہیں وہ یہ اصل کام نہیں ہونے دیتے ان لوگوں کی مزاحمت کرنے کے لیے للہ نے اپنے بندوں پر یہ عبادات فرض کی ہیں تا کہ جب مزاحمت کرنے والوں سے مقابلہ ہو تو سخت جان بن جائیں اور اُن بُرے لوگوں کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں وہ بُرے لوگ اِن کا راستہ روکیں گے وہ ان کو ہر طرح سے نقصان پہچانے کی کوشش کریں گے، وہ قتل عام کریں گے اور شیطان کے کہنے پر ہر اس کام سے روکیں گے جو للہ نے اپنے نیک لوگوں کو کرنے کے لیے کہا ہے۔اب ذرا غور کریں ایسے غلط لوگوں کا کمزور لوگ مقابلہ کر سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں کر سکتے۔

جہاد فی سبیل للہ:۔الہذا ان نیک لوگوں کی تربیت کے لیے للہ تعالی نے عبادات کا نظام قائم کیا ہے۔ اب مزید غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے جو لوگ للہ کی زمین پر للہ کا نظام قائم کرنے کی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں وہ صرف نماز پڑھ کر، زکوۃ دے کر، رمضان کے روزے رکھ کر، سال میں ایک حج کر کے اور دل میں للہ کے نظام کو قائم کرنے کا ارادہ کر کے یعنی کلمہ توحید پڑھ کر للہ کے دین کو قائم نہیں کر سکتے ہیں ؟ تجربہ یہ بتاتا ہے طاغوت یہ کام نہیں کرنے دے گا قرآن کے

مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جگہ جگہ رکاوٹ ڈالی جائے گی ابلیس نے شروع ہی سے کہا تھا کہ میں انسان کو آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے ہر طرح سے گھیروں گا شیطان اور اس کے چیلے نیک لوگوں کو نیک کام نہیں کرنے دیتے۔ شیطان بُرے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈال کر، اور بُرے انسان اپنی خواہشات کے پیچھے چل کر نیک لوگوں کے راستے میں کھڑے ہوجاتے ہیں صرف عبادات کو ادا کرکے ان لوگوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اس کے لیے لوگوں کو جہاد کے لیے تیار ہونا پڑتا ہے۔اُن بُرے لوگوں کے مقابلے کے لیے گھروں سے نکلنا پڑتا ہے۔اور اگر نیک لوگ صرف عبادات پر عمل کرکے چاہیں کہ اللہ کا نظام قائم ہو جائے اور اللہ کا منشاء پورا جائے، خلیفہ ہونے کا حق ادا ہو جائے تو یہ ممکن نہیں۔ ہاں اللہ چاہے تو صرف اس کے حکم سے سب کچھ ہو سکتا ہے مگر یہ اس کی مشیت ہے کے وہ اپنے نیک بندوں سے یہ نظام قائم کرانا چاہتا ہے اس ساری تربیت یعنی نماز، زکوۃ، رمضان، حج اور زبان سے توحید کا اقرار کرنے سے اجر تو ضرور ملے مگر یہ کام نہیں ہوگا ان عبادات کے ساتھ ساتھ عملی جد وجہد کرنی پڑے گی۔ یعنی جہاد فی سبیل اللہ کرنا پڑے گا۔ اسی لیے انسان کو روزے کے ذریعے صائم کیا جاتا جیسے عرب کے لوگ گھوڑوں کو صائم کیا کرتے تھے تاکہ وہ ہر مشکل وقت کے لیے تیار رہے۔ مسلمان کو بھی اللہ کے دین کو اللہ کی زمین پر قائم کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہے۔

سالہ قیدی! مظلوم امت مسلمہ !ڈاکٹر عافیہ صدیقی 86

آج سے کچھ برس قبل امریکی عدالت نے مظلوم امت مسلمہ ! ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو۸۶ سال کی قید کی سزا سنائی تھی 2003 سے امریکی جیل میں قیدڈاکٹر عافیہ کو اب کئی سال (۱۰) مکمل ہو چکے ہیں ۔ گو کہ استغاثہ نے عمر قید کا کہا تھا اور عدالت کی مقرر کردہ وکیل صفائی نے ۱۲ سال کی سفارش کی تھی۔ مگر امریکی جج رچرڈ برمین نے امریکی میرین پر فائرنگ کے سلسلے میں ۷ الزامات ثابت ہونے کا کہا۔ جج رچرڈ مین نے مذید کہا کہ عافیہ نے دوران سماعت جھوٹ بولا سزا مناسب ہے۔اس زخمی عورت کو انسانی حقوق کے چیمپیئن امریکی حکومت نے جیل میں عادی مجرم مردوں کے ساتھ قید رکھا تھا۔ جس سے وہ ذہنی توازن بھی قائم نہ رکھ سکی تھی۔اس کمزور عورت نے امریکی ہٹے کٹے فوجیوں سے قید کے دوران بلگرام جیل میں ایم فور بھاری رائفل اٹھا کر ان بہاد روں پر فائر کیا جس میں وہ بچ گئے مگر یہ کمزور عورت زخمی ہو گئی تھی مزید عدالت ایم فور رائفل پر سے فنگر پرنٹ بھی ثابت نہیں کر سکی۔ عافیہ کے وکلاء نے ایک وڈیو کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کمرے میں گولیوں کے سوراخ ۱۸ جولائی ۲۰۰۸ کے واقعہ سے پہلے کے بنے ہوئے تھے استغاثہ اس کا جواب نہ دے سکا کہ امریکی فوجی کی رائفل زمین پر کیوں پڑی تھی؟ جس کمرے میں یہ واقعہ پیش آیا اس کمرے میں گولیوں کے نشان ۱۸ جولائی ۲۰۰۸ سے پہلے کے تھے۔ اور نام نہاد ۷ الزام لگا کر عافیہ کو صلیبی امریکی عدالت نے سزا سنا

کے اصول کا اطلاق کیا گیا۔ terrorism enhancement دی۔سزا سناتے وقت واضح رہے کہ امریکہ میں انسانی حقوق کی تنظیمیں اس قانون کے خلاف ہیں۔ڈاکٹر عافیہ نے ہر موقع پر دہشت گردی میں ملوث ہونے سے انکار کیا۔ عافیہ نے کہا اپیل نہیں کروں گی ۔ میری اپیل اللہ سے ہے۔ میرے حامی جج کو معاف کر دیں میرے حوالے سے خون ریزی نہ کریں ۔پاکستانی خاتون ڈاکٹر ہافیہ کا ۲۰۰۳ سے ۲۰۰۸تک امریکی حراست میں ہونے کا مواقف عدالت نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کے اس کا ریکارڈ نہیں ! واہ رے دنیا کے ترقی یافتہ ترین ملک کے جج صاحب آپ کی حکومت کے پاس تو زمین پر چلنے والی چیونٹیوں کا بھی ریکارد ہے صرف اس مسلمان مظلوم قیدی کی قید کا ریکارڈ آپ کے پاس نہیں آپ دنیا کو کیا پیغام دے رہے ہیں کیا انصاف پسند دنیا آپ کی یہ دلیل مان لے گی ؟۔ اس مقدمے میں ۹ سرکاری ملازم بحثیت گواہ پیش ہوئے۔ کیا اس دنیا کے اندر یہ واقعہ نہیں ہوا تھا کہ ایک نو مسلم برطانوی صحافی مریم ریڈلے نے پہلی بار ے جولائی ۲۰۰۸ کو قیدی نمبر ۶۵۰ بلگرام جیل افغانستان جو کہ امریکی انتظام ہے انکشاف کیا تھا۔ صحافی خاتون نے یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ جیل کے اندر سے عورت کی چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس انکشاف کے بعد اور بدنامی سے بچنے کے لیے ڈاکٹر عافیہ کو قانونی کاروائی کے لیے امریکہ منتقل کر دیا گیا تھا۔کیا یہ انکشاف عدالت کو نظر نہیں آیا؟۔ عدالت نے کہا کہ عدالت کے سامنے غلط شوائد پیش کیے گیے ۔ عدالتی فیصلہ امریکی تاریخ کا شرمناک باب ہے انٹر نیشنل نیٹ ورک کی رہنما ٹینا فوشر کا نیویارک میں بیان۔ عدالت میں شیم شیم کے نعرے لگانے والی انسانی حقوق کی علم بردار تنظیم انٹر نیشنل ایکشن سینٹر کی بانی سارہ فلینڈر نے کہا

کہ اس نے ضمیر کی آواز پر ظالمانہ سزا کے خلاف احتجاج کیا تھا۔ دراصل جج رچرڈ برمین نے یہ سزا امت مسلمہ کو دی گئی ہے۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقہ کا یہ قصور ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور پاکستانی شہری ہے۔ پاکستانی میڈیا ان کو نیورولجسٹ، نیوکلیئر سائنسٹ اور امریکی شہری لکھتا رہا ہے مگر ان کی بہن فوزیہ صدیقی نے اپنے ایک انٹرویو جو نوائے وقت سنڈے میگزین مورخہ ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا تھا کہا'' کہ حکومت کے نمائندے اور بعض نامور صحافی غلط بیانی leaning through کر رہے ہیں کہ وہ نیوکلیئر سائنسٹ اور امریکی شہری ہے۔ بلکہ وہ میں پی ایچ ڈی ہے۔ ایک موقعے پر قیدیوں کی واپسی کا معاہدہ دستخط ammitaton کرنے کے لیے مجھے رحمان ملک نے کچھ کاغذات دیئے تھے وہ میری رضامندی حاصل کرنے کے لیے فارم پر دستخط کرانا چاہتے تھے اور اب بھی نواز حکومت اس معاہدے کی کوشش کر رہی ہے لیکن جب اس معاہدے کے حوالے سے میں نے اپنے دوست اور محب وطن وکلاء سے مشورہ کیا، تو پانے سے زیادہ کھونے کا تاثر ملا اس لیے میں نے اضامندی فارم پر دستخط نہیں کیئے۔ اس میں کونسل آف یورپ ٹرینٹی اور او اے ایس شامل تھا اگر اس مجوزہ معاہدے کے تحت ڈاکٹر عافیہ کو مجرم قرار دلوا کر (oas) پاکستان لے آئیں تو عافیہ کے بدلے ہزاروں پاکستانوں کو اس کے بدلے امریکہ لے سکے گا ہم اپنی بہن کی واپسی ضرور چاہتے ہیں لیکن اس کے بدلے ہزاروں پاکستانیوں کو مشکل میں نہیں ڈال سکتے اور پاکستان کی خودمختاری کی قیمت پر کوئی ڈیل نہیں کرنا چاہتے۔ رحمان ملک کے ہم مشکور

ہیں ان کی کوشش سے ڈاکٹر عافیہ کے بچے احمد اور مریم ہمیں مل گیے۔'' اس بہادر خاتون نے مزید کہا ہم پاکستان کی خودمختاری کی قیمت پر کوئی ڈیل نہیں چاہتے''۔اس مشکل کی گھڑی فوزیہ صدیقی کا یہ بیان قوم کو اس وقت سے یاد ہے اور قوم ان کو بتا دینا چاہتی ہے کہ جب تک ڈاکٹر عافیہ صدیقی امریکہ کی جیل سے رہا ہو کر اپنے ملک پاکستان میں نہیں آتی احتجاج جاری ہے گا۔

صاحبو! قوم کو یاد ہے سزا کے وقت پاکستان کی سینیٹ نے امریکا سے ہر قسم کا تعاون ختم کرنے کا مطالبہ کر دیا تھا۔ قومی اسمبلی کے ارکان نے عافیہ کی بہن فوضیہ صدیقی کے ساتھ یکجہتی واک کیا تھا۔ سندھ اسمبلی نے عافیہ کی سزا کو انسانیت کی تزلیل قرار دے دیا تھا۔ کراچی میں جماعت اسلامی کی عافیہ کی سزا کے خلاف عورتوں کی بڑی ریلی سے سابق امیر جماعت اسلامی قاضی حسین (مرحوم) نے خطاب کیا تھا۔ جماعت اسلامی اور اسلامی جمیت طلبہ کے کارکنان سڑکوں پر نکل آئے تھے اور سخت نعرے لگائے اور گرفتار بھی کیے گئے تھے امریکی قونصلیٹ تک مارچ بھی کیا گیا تھا۔ جماعت اسلامی خواتین کی مرکزی جنرل سیکرٹری رخسانہ جبین نے بیان دیا تھا۔حکومت اپنے شہریوں کے حقوق کے تحفظ میں ناکام رہی ہے۔ لاہور ڈاکٹروں کا احتجاج ہوا تھا۔ملک بھر کے وکلا نے بھی احتجاج کیا تھا عمران خان نے کہا تھا فیصلے سے امریکی نظام انصاف کی قلعی کھل گئی حکومت میں ہوتے تو امریکہ اور نیٹو سے تعلقات ختم کر دیتے امریکہ عافیہ کی سزا ختم کرے۔ کراچی اور حیدر آباد کی تاریخی ریلیوں سے لطاف حسین صاحب نے ٹیلیفونک خطاب کیا تھا۔ڈاکٹر

عافیہ کی بہن اور والدہ نے حکمرانوں کو ذمہ دار ٹھیرایااور عافیہ مومنٹ شروع کرنے کا اعلان کیا تھا جو آج تک جاری ہے اور عافیہ کی رہائی تک جاری رہے گا۔

کراچی، لاہور، پشاور، اسلام آباد، کوئٹہ، آزاد کشمیر اور ملک کے دوسرے شہروں میں سخت احتجاج اور ریلیاں نکالی گئیں تھیں۔ عافیہ کی امریکا حوالگی پر پرویز مشرف کیخلاف مقدمہ چلانے کا مطالبہ بھی کیا گیا تھا۔ مقافات عمل دیکھیے جس نے عافیہ صدیقی کو امریکہ کے حوالے کیا تھا اور ڈالر حاصل کیے تھے اب وہ پاکستان میں قید ہے اور مقدمات کا سامنا کر رہا ہے اور امریکہ نے اُسے بھلا دیا ہے۔ حمید گل، ایس ایم ظفر، شریف برادران، منور حسن، قاضی حسین احمد، الطاف حسین، پاسبان، تحریک انصاف اور تمام پاکستانیوں نے اظہار یکجہتی کیا تھا۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ملک کے کونے کونے سے امریکہ کے خلاف مظاہرے ہوئے تھے۔ کیا اتنے بڑے پاکستانی قوم کے احتجاج اور مظاہروں پر امریکہ نے کان دھرے تھے؟ یقیناً نہیں دھرے تھے؟ تو قوم حکمرانوں کو کہہ رہی ہے آپ امریکہ سے تعلوقات ختم کر دیں امریکہ کا جنگی سامان پاکستان کے راستے نہ جانے دیں ورنہ قوم آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی بلکہ قوم حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہے کہ نام نہاد عالمی دشت گردی کی بے سود مہم سے بھی علحیدہ ہو جائے۔ یہی پاکستانی قوم کا مطالبہ ہے۔

قارئین ! موجودہ نواز شریف کی حکومت نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے پارلیمنٹ کو تجاویز پیش کرے گی اس کمیٹی نے کام بھی شروع کر دیا ہے جو

موجودہ حکومت کی اچھی شروعات ہیں اللہ کرا س حکومت کے ذریعے قوم کی بیٹی ڈاکٹر
عافیہ صدیقی واپس پاکستان آ جائے آمین۔

واں یوم آزادی پاکستان ! ۱۴ اگست ۲۰۱۳ء ۶۶

ہم نے گذشتہ یوم آزادی کے موقعے غیروں کی پیاہ کردہ مشکلات کا ذکر کیا تھا اس سال آزادی کے موقعے پر اپنوں کی پیدہ کردہ مشکلات کا ذکر کریں گے اور اہل وطن کو بتائیں گے کہ کس طرح ملک پاکستان کو تباہی کے کنارے پہنچا دیا گیا ہے۔ گذشتہ حکومت کی بہت ساری ناکامیوں میں سب سے بڑی ناکامی پاکستانی عوام کو ریلیف نہ دینا تھا جس کی وجہ سے عوام نے انہیں اُٹھا کر پھینک دیا سندھ میں جو کامیابی ملی وہ تعصب، دھاندلی اور ۱۰ جماعتی اتحاد کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے تھی ورنہ وہاں بھی پاکستان کے دوسرے صوبوں کی سی پوزیشن ہوتی۔ اربوں روپے کی الیکٹرونک میڈیا پر اشتہاری مہم، کھربوں روپے کی ترقیاتی اسکیموں، بیرونی سپورٹ، کرپٹ پارٹی ممبران کی حمایت ان کو ڈھٹائی کے ساتھ اعلیٰ عہدوں پر فائز کرنا، مہنگائی، لوڈشیڈنگ، امن وامان، کرپشن، مفاہمتی پالیسی، این آر او، صدر اور وزیراعظم کے بیرونی میڈیا کو بیانات، عدلیہ کے خلاف مہم کے باوجود دکھوں کی ماری قوم نے ان سے اقتدار چھین کر دوسری قیادت کے سپرد کر دیا۔ میڈیا پر بے تہاشہ خرچہ اور کھربوں روپے کی جعلی ترقیاتی اسکیموں، جس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ذمہ دار شہریوں نے نوٹس لیا تھا اور پیپلز پارٹی کا گراف کم ہوا تھا۔ ان کے دور میں آئی ایم ایف سے قرضوں کی بہتاط کی وجہ مہنگائی زوروں پر

تھی جس سے عوام کی قوت خرید میں کمی واقع ہوئی روپے کی قدر میں کمی ہوئی ضروریات زندگی خریدنے کے لیے جد و جہد میں اضافے کے باوجود بھی قوت خرید نہ بڑھ سکی مہنگائی میں روز بہ روز اضافہ ہوا جس سے عوام کے اندر حکومت کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوا۔ بجلی کے نئے پروجیکٹ شروع نہ کرنے، بلوں میں آئی ایم ایف کے ہدایت پر اضافہ اور لوڈشیڈنگ کی وجہ سے عوام میں مخالف سمت میں سوچ بڑھی لوڈشیڈنگ نے بازاروں کی رونق ختم کر دی تجارت نہ ہونے کی وجہ سے آمدنی میں اضافہ نہ ہوا اس سے بے چینی بڑھی۔ ملک میں امن و امن کی حالت کو درست نہ کیا گیا پے در پے دھماکوں نے عوام کے اندر خوف پیدا کر دیا ٹارگٹ کلنگ نے لوگوں کو بے بس کر دیا کسی بھی ٹارگٹ کو گرفتار نہ کیا گیا جس کو گرفتار کیا اور عدالت نے سزا دی اس کو موت کی سزا پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ مذید ٹارگٹ کلنگ ہونے لگی ۔کرپشن اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی ملک کے سربراہ سے لیکر حکومت کے عام عہدے دار نے کھل کر کرپشن کی اور حکومتی اداروں نے ان کی گرفت کرنے کی بجائے ان کو تحفظ مہیا کیا عدلیہ نے جن کو کرپشن میں گرفتار کرایا ان کو رہائی کے بعد پہلے سے بڑے عہدے پر لگا دیا گیا جس سے عام شہری بدزن ہو۔ عدلیہ نے حکومت کے کرپٹ عہدہ داروں کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا اس سے لوٹی ہوئی رقم واپس لے کر حکومت کے خزانے میں جمع کروائی مگر بہت سے مقدمات کے فیصلوں پر عمل درآمد میں پس وپیش سے کام لیا جس سے سوچ بچار رکھنے والی عوام میں حکومت کے خلاف رائے عامہ ہموار ہوئی جو

شکست پر منتج ہوئی۔ پورے پانچ سالہ دور حکومت میں مفاہمت کی پالیسی کی وجہ سے ملک کو بہت نقصان ہوا کراچی میں یہ سب کچھ جانتے ہوئے اور بے نظیر صاحبہ کے ایک بیان کے مطابق کہ ایک کراچی کی ایک تنظیم منی بغاوت کر رہی ہے کو ساتھ ملائے رکھا جس نے اس آڑ میں کراچی کو ناقابل یقین حد تک تباہ کر دیا سرمایا اور کاخانے دار ملک سے باہر منتقل ہوگئے جس سے سرمایاداروں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوا اور ترقی رک گئی عوامی نیشنل پارٹی نے کراچی میں اس تنظیم کے ساتھ نورا کشتی جاری رکھی لسانی بنیادوں پر قتل عام جاری رہا ایک لیڈر کی موت پر ایک لسانی گرپ کے ۱۰۰ افراد کو قتل کر دیا گیا۔ مثبت سوچ رکھنے والی سیاسی جماعتوں کو منظر سے غائب کر دینے کی پالیسی پر عمل کیا اُدھر اسی نیشنل عوامی پارٹی نے خیبر پختونخواہ میں سوات، باجوڑ، جنوبی وزیرستان اور دوسرے علاقوں میں ملٹری آپریشن ڈرون حملوں میں امریکی شہ پر حمایت کرکے خودکش بمباروں کی کھیپ تیار ہوئی جس نے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ لاکھوں لوگ اپنے ہی ملک میں مہاجرت پر مجبور کر دیئے گئے۔ پیپلز پارٹی کے صدر اور وزیر اعظم نے عوام کے مفادات کے خلاف بیانات دیے زرداری صاحب نے امریکہ میں کہا تھا کہ ڈرون حملوں سے مجھے پریشانی نہیں ہوتی اور وزیر اعظم صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ اپنا کام کرتے جائیں ہم مصنوعی طور پر شور مچاتے رہیں گے آزاد مغربی میڈیا کی وجہ سے کیا یہ باتیں عوام تک نہیں پہنچیں اور عوام کا رویہ تبدیل نہیں ہوا؟۔ این آر او کے موجد امریکہ اور

برطانیہ کے کہنے پر ان کی پالیسیوں پر پورے پانچ سال میں عمل درآمد کیا گیا کیونکہ اسی معاہدے کی وجہ سے زرداری صاحب کو حکومت ملی تھی، نواز شریف صاحب واپس وطن آئے، قوم کے مجرم پرویز مشرف کو فوجی اعزاز کے ساتھ رخصت کیا گیا تھا، مفاہمتی پالیسی پر عمل درآمد کیا گیا، اسی وجہ سے فرینڈلی اپوزیشن وجود میں آئی اور پانچ سال کام کرتی رہی، ڈکٹیٹر پرویز مشرف کی قوم کے خلاف جاری پالیسیوں پر عمل درآمد ہوتا رہا، ملک تباہی کی طرف بڑھتا رہا اور بلاآخر پیپلز پارٹی کو شکست ہوئی۔

اب فتح پانے والے نواز شریف صاحب عوام کو ریلیف دینے کے بجائے اگر پچھلے دور کے تمام وہ کام کریں گے جس سے اُن کو شکست ہوئی تھی اور عوام نے اُن کا تختہ کر دیا تھا تو ان کی موجودہ حکومت کا انجام اس سے کیا الگ ہو گا نہیں ہر گز نہیں؟ آئی ایم ایف کے کہنے پر عوام دشمن بجٹ سیلز ٹیکس میں اضافہ کرکے مہنگائی کی ماری عوام کو مذید مہنگائی کے سمندر میں ڈال دیا عید کے موقعے پر پٹرول میں اور بجلی کی نرخوں میں اضافہ کرکے زخموں سے چور چور پاکستانی عوام پر ڈرون حملے کر دیے ہم نے اوپر عرض کیا تھا کہ این آر او کے معاہدے کے مطابق ایم کیو ایم کو حکومت میں ہر حالت میں شامل کرنا تھا کیونکہ وہ امریکہ کا الہ کار ہے باخبر ذرائع کے مطابق برطانیہ کے وزیر اعظم جو امریکہ بہادر کے ہمنوا ہے کے دورے کا مقصد یہی تھا جو پنجاب حکومت کو تعلیم

کے شعبے میں مدد اور ایک عدد امپورٹڈ گورنر کا تحفہ دے کر گئے تھے ورنہ اکثریت ہونے کے باوجود اس دہشت گرد لسانی پارٹی کو ساتھ ملانے کی کیا ضرورت تھی؟

جلاوطنی کے دوران اسی پارٹی کو ۸ جولائی ۲۰۰۷ کو لندن میں آل پارٹیز میں نواز شریف نے سانحہ ۱۲ مئی کا ذمہ دار قرار دیا تھا اور مستقبل میں کسی قسم کا رابطہ نہ رکھنے کا مشترکہ اعلامیہ جاری کرایا تھا جس پر ۳۷ جماعتوں نے دستخط کئے تھے جس کے نواز شریف محرک تھے۔ پانچ سال اس دہشت گرد لسانی تنظیم پر الزامات لگاتے رہے اب دوستی کر لی۔ کشمیر پر ناجائز قابض ،اقوام متحدہ کی قراردادوں کے باوجود رائے شماری نہ کرنے والے، انڈس معاہدے کے خلاف دریاوں پر ڈیم بنانے والے، پاکستان کو بوند بوند پانی سے ترسانے والے، بارش کے زمانے میں دریاوں میں پانی چھوڑ کر پاکستان کو ڈبونے والے ، بلوچستان میں مداخلت کرنے والے،افغانستان سے پاکستان کے خلاف کاروائیاں کرنے والے،ہمارے ملک کی سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ سشروع کرنے والے، بھارتی پارلیمنٹ اور ممبئی ہوٹل پر حملے کے جھوٹے الزام لگانے والے ہندوستان کے ساتھ یک طرفہ ٹریفک چلا کر مذاکرات کی بھیک مانگنے سے کیا پاکستان کی عوام آپ سے خوش ہو گی ہر گز نہیں؟

قارئین !ابھی سے عوام کے اندر لاوا پکنا شروع ہو چکا ہے تو آئندہ دنوں کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے عوام کے حالات ۶۶ سال ہو گئے ہیں نہ بدلے ایک

مارشل لاء نے آدھے پاکستان کو گنوا دیا دوسرے فوجی ڈکٹیٹر نے ملک کو اس حالت میں پہنچا دیا سیاست دانوں نے اپنے اور اپنے رشتہ داروں اور پارٹی کارکنان کے پیٹ بھرے سیاست کو منافع بخش تجارت بنا دیا ہم قائد محترم محمد علی جناح کی روح کو کیا پیغام دے رہے ہیں آیئے اس ٦٦ واں آزادی کے موقعے پر عہد کریں کہ پہلے ہم خود صحیح ہو جائیں گے اور ایک زبردست تحریک چلا کر ان بد عہد سیاست دانوں کو بھی صحیح کر دیں گے مگر عربوں کی طرح بہار تب آتی ہے کہ ان کی طرح ہماری پاکستانی قوم بھی قربانیاں دینے لے لیے تیا ہو جائے اللہ ہمارے ملک کا محافظ ہو آمین۔

مصر کے رعمسیس چوک میں معرکہ فرعون و موسیٰ

فرعون مصر کے قدیم حکمرانوں کا نام ہے فرعون کے معنی ''سورج دیوتا کی اولاد'' ہیں یہ لوگ سورج کو ''رع'' کہتے تھے اور فرعون کو اسی سے منسوب کرتے تھا حضرت موسیٰؑ نے جس فرعون کے ہاں پرورش پائی تھی اس فرعون کا ذاتی نام ''رعمسیس'' تھا مصر کا رعمسیس چوک اسی کے نام سے منسوب ہے اس چوک میں آج پھر معرکہ فرعون و موسیٰؑ جاری ہے فرعون نے اُس وقت بھی شکست کھائی تھی اور اب بھی انشاءاللہ شکست سے دو چار ہو گا حق و باطل کے درمیان ازل سے جاری جنگ کی نوعیت ایک جیسی ہے جو صدیوں سے چلی آ رہی ہے۔ مصری عوام کے ووٹوں سے جیتی ہوئی جمہوری حکومت امریکہ کے گماشتوں کو راس نہیں آئی وہ راس بھی کیسے آتی کہ مصر کے جمہوری صدر مرسی نے ایک اسلامی آئین بنایا محمود و ایاز کو ایک ہی صف میں کھڑا کیا اسلام کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے خود نماز کی امامت کرنی شروع کی دو تہائی اکثریت کے باوجود نائب صدر، وزیراعظم اور وزراء کا انتخاب مخالف جماعتوں میں سے کیا۔ اسرائیل کو مذاکرات کی میز پر لا کر ۲۰۰۶ء سے بند غزہ کا فتح گیٹ دوبارہ کھول دیا گیا۔ اسرائیل سے گیس کا پُرانا معاہدہ جو رعایتی قیمت پر تھا جو کیمپ ڈیوڈ معاہدے کے وقت پریشئر میں آ کر کیا گیا تھا کو ختم کر کے مارکیٹ ریٹ پر گیس کے نئے نرخ طے کئے بس بھٹو کی طرح ایک غلطی کی جنرل ضیاء

کی جیسا مولوی صفت جنرل عبدالفتاح السیسی کو مصری فوج کا آرمی چیف مقرر کیا جس نے ۳ جولائی کو مرسی کی جمہوری منتخب حکومت کو ختم کیا مصر میں مرسی کے حامی لاکھوں کی تعداد میں احتجاجی مظاہروں میں شریک ہوئے قاہرہ میں دو جگہ کیمپ لگائے۔ امریکہ کی تربیت یافتہ فوج کے لیے یہ زہر قاتل بات تھی شراب و کباب کی رسیا فوج کو اسلام کی جائز پابندیاں کہاں قبول تھیں لہٰذا اِس نے اسی قماش کے لوگوں سے مصری مرسی کی منتخب حکومت کے خلاف مظاہرے شروع کروائے جس کی بنیاد پر تین دن میں امریکہ سے تربیت یافتہ فوج نے امریکہ کی آشیر آباد پر حکومت پر جبری قبضہ کر لیا اور فوراً امریکی صدر اوبامہ نے فوجی حکومت کی تائید میں بیان دیا اور اسے انقلاب کہا اس کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ صدر مرسی کے خلاف اس کے اسٹاف کو فوجی بغاوت کے فیصلے کی حتمی شکل دینے کی اطلاع امریکی اہلکار نے دی تھی ادگر اسرائیل میں خوشی کی لہر چل پڑی اور۔ معلوم دنیا کی تاریخ میں کسی بھی عوامی منتخب حکومت کے خلاف اس قسم کی جارحیت نہیں کی گئی جس کا ارتکاب مصری فوج نے کیا ہے فوج کا کام سرحدوں کی حفاظت ہوتا ہے نہ کہ منتخب جمہوری حکومتوں میں مداخلت کرنے کا۔جب اس ناجائز مداخلت کے خلاف عوام نے احتجاج کرنا شروع کیا تو اس کو دبانے کے لیے فرعونی طریقے اختیار کئے اور نہتے عوام پر پہلے گولیاں چلائیں، ٹینک چڑھا دیئے اور پھر فوجی ہیلی کاپٹروں سے نہتے عوام پر گولیاں چلا دیں مسجد اور احتجاجی کیمپوں کو جلا دیا گیا جس سے ۸۰۰افراد شہید ہو گئے گولہ باری

سے ۸ ہزار لوگ زخمی ہوئے اخوان المسلمین کے ۳۸ قیدیوں کو جلا کر شہید کر دیا گیا حکومت ورثا پر ہلاکتیں دم گھٹنے سے ہونے کا اقرار نامہ لکھوانے کا دباؤ ڈال رہی ہے اور تدفین بھی نہیں کرنے دے رہی ہے رکاوٹوں کے باوجود وکلاء اور ڈاکٹروں نے پریس کانفرنس کرکے عالمی برادری سے انصاف کی اپیل کی ہے فوجی حکومت نے یہودیوں کو خوش کرنے لے لیے غزا کا گیٹ دوبارہ بند کر دیا گیا ہے مصری عدالت نے حسنی مبار ک ڈکٹیٹر کو کرپشن کے کیس میں بری کر دیا ہے اور جلد رہا کر دیے جائیں گے عبوری وزیر اعظم ایک سیونتھ ڈے فرقے کے پروٹسٹنٹ عیسائی ہیں جن سے خیر کی امید نہیں۔ ملک میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی۔ عبوری نائب صدر محمد البرادی یہودی ایجنٹ پہلے حسنی مبارک کے خلاف احتجاج میں اخوان کے ساتھ شریک تھا اب نمائشی طور پر مستفی ہو کر آسٹریا کے شہر ویانا میں اپنے خاندان کے ساتھ رہائش پذیر ہے ذرائع کے مطابق امریکہ کے پالان کے تحت جب عبوری حکومت کو برطرف کیا جائے گا تو البرادی مصر کی حکومت میں شامل ہونے کے لیے لائے جائیں گے۔اخوان المسلمین نے ۳ ہزار ہلاکتوں کا کہا ہے اس ظلم کے خلاف اسلامی جمعیت طلبہ نے ملک گیر احتجاج کیا اور انسانی ہاتھوں کی زنجیر بنائی۔ ادھر پاکستان میں جماعت اسلامی نے ملک گیر احتجاج کا اعلان کر دیا ہے پاکستان کی قومی اسمبلی نے شہریوں کی ہلاکت کے خلاف متفقہ قرارداد منظور کی ہے محمد مرسی کو گرفتار کیا گیا اور ۳۰ دن کے لیے قید کر دیا گیا اقوام متحدہ اور امریکہ کی برائے نام مذمت اور

پاکستان کا اظہار تشویش۔ پاکستانی امریکی فنڈ ڈمیڈیا نے مصر کے قتل عام کو نظر انداز کیا رکھا۔ اخوان کی ریلیوں پر مصری فوج کی فائرنگ سے ہلاکتوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے ۵ ہزار ہو گئی سلامتی کونسل نے پُر تشدد کاروائیاں بند کرنے کے لیے زور دیا ہے۔ مصر کے ۱۴ صوبوں میں کرفیوں نافذ کر دیا گیا ہے اس کے باوجود احتجاج ابھی تک جاری ہے ۔اٹلی نے مصری سفیر کو طلب کیا ترکی نے اپنے سفیر کو واپس بلا لیا ہے ۱۸ اگست کو پورے پاکستان میں جماعت اسلامی نے مصر میں قتل عام کے خلاف ملک گیر احتجاج کیا ہے ترکی، ٹیونس، لیبیا، ملاشیا، انڈونیشیا اور دوسرے ملکوں میں بھی مظاہرے ہوئے مصری فوج کا قاہرہ کی مسجد الفتح پر حملہ ۲۵۰ افراد شہید سیکڑوں زخمی۔ ایمن الظواری کے بھائی گرفتار، اخوان المسلمین کے مرشد عام کے بیٹے بھی شہید ہو گئے ہیں جرمنی نے امداد منجمند کر دی ہے وینزیلا نے بھی سفیر واپس بلا لیا ہے تعلقات پر نظر ثانی کے لیے یورپی وزرائے خارجہ کا ہنگامی اجلاس۔ تشدد بند کیا جائے یورپی یونین کی مصر کو تنبیہ۔ جرمن چانسلر کی فرانسیسی صدر سے گفتگو۔ ایران نے کہا ہے کہ او آئی سی قتل عام بند کروائے۔ اسرائیلی سفیر نے کہا ہے جنرل السیسی یہودی عوام کے ہیرو ہیں مصری عبوری حکومت اخوان المسلمین پر پابندی کا سوچ رہی ہے اخوان کے ۴۲ رہنما گرفتار کر لئے گئے یہ ہے گزشتہ دنوں کی روداد جو ہم نے آپ کے گوش گزار کی ہے۔

قارئین ! مصری حکومت کے خلاف دنیا میں احتجاج بڑھ رہا ہے جمہوری دنیا فوجی حکومت کے خلاف اپنے اپنے انداز میں احتجاج کر رہی ہے جہاں تک اخوان المسلمین کا تعلق ہے اس کے لیے فوجی انقلاب کچھ نیا نہیں ہے فرعون کے جانشینوں کی زمین پر اخوان المسلمین ۶۶ سال سے بھی زیادہ مدت سے مقابلہ کر رہے ہیں ان کی لیڈر شپ کو پھانسی پر چڑھا دیا گیا تھا ان پر تشدد کر کے ساری دنیا میں تتر بتر کر دیا گیا تھا ان پر برسوں تک پابندی لگائی گئی تھی وہ مختلف ناموں سے مصر کی سیاست میں حصہ لیتے رہے ۳۰ سالہ ڈکٹیٹر حسنی مبارک کی حکومت کے خلاف تاریخ کے سب سے بڑے ۴۰ لاکھ کے اجتماع کئے اور بلاآخر پچھلے انتخاب میں پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کی اور جمہوری نظام حکومت قائم کیا کمہوری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے نائب صدر، وزیر اعظم اور کابینہ میں مخالف جماعتوں کو شریک کیا متفقہ آئین دیا مگر کیا کیا جائے امریکہ کو اور مغرب کو اسلام پسند جمہوری حکومتیں دنیا میں کہیں بھی قبول نہیں جیسی الجزائر کی منتخب حکومت کو فوج کے ذریعے ختم کیا گیا تھا اپنے باجگزار اور ڈکٹیٹر حکمرانوں کو اسلامی دنیا میں دیکھنا چاہتا ہے مگر کب تک؟ جب دنیا میں پہلے بھی فرعون نہیں رہے تو امریکہ سمیت موجودہ فرعون بھی نہیں رہیں گے یہ مکافات عمل ہے

اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔

!اگست کیبنیٹ میٹنگ ! قوم کی مظلوم بیٹی عافیہ کی درخواست ، ۲۸

”۸۶ سالہ قیدی قوم کی مظلوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی نے امریکی جیل کے اندر سے ظلم کی داستان بیان کرتے ہوئے اپنی فیملی کو اطلاع دی کہ اُس کو جیل کے گارڈنے مئی ۲۰۱۳ء میں سر پر چوٹ ماری اس چوٹ پر میں بیہوش ہو گئی اور اس دوران امریکہ کے نام نہاد تہذیب یافتہ وحشی گارڈنے میرے ساتھ جنسی جبر کیا۔ عافیہ نے اپنی وکیل ٹینا فورسٹر کو بتایا جس نے امریکی حکومت سے احتجاج کیا ایف بی آئی تحقیق کر رہی ہے (جس تحقیق کا کچھ بھی نہیں ہونا) وکیل کے ذریعے پاکستانی سفارت خانے کو لیڈی ڈاکٹر سے معائنے کی درخواست کی۔ سفارتی عملے نے امریکی خوف کی وجہ سے انکار کر دیا بلکہ امریکی حکومت کی طرفداری شروع کر دی“ یہ واقعہ ہم نے خاص کر اس لیے بیا ن کیا ہے کہ ۲۸ اگست ۲۰۱۳ کو کیبنیٹ کی میٹنگ ہو رہی ہے اور اگر ہمارے حکمرانوں کے دل میں ذرا سی بھی غیرت ہے تو قوم کی مظلوم بیٹی کو امریکی حکومت سے واپس اپنے ملک میں واپس لانے کی سمری جو ان کے ایجنڈے سیریل نمبر ۵ پر ہے منظور کرے اور اسے امریکی غنڈوں سے نجات دلائیں۔

اس دکھ بھری کہانی کے واقعات تو بہت زیادہ ہیں مگر مختصر کچھ اس طرح ہیں کہ

امریکہ کی عدالتی بے انصافی کے خلاف دنیا کے ۶۲ سے زائد ملکوں میں عافیہ مومنٹ کی انچارج ایک بے سہارا عورت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی کی انتھک کوششوں کی وجہ سے مظاہرے ہوئے۔ اس وجہ سے امریکا کی عدلیہ پر اس کے اپنے ہی ملک میں لوگ خلاف ہو گئے عدالت عافیہ کو دہشتگرد ثابت نہ کر سکی تھی صرف اس کے سپاہیوں کو زخمی کرنے کی وجہ سے (جس کا عافیہ نے عدالت میں انکار کیا تھا) ۸۶ سال قید تنہائی کی سزا سنائی تھی ساتھ ہی ساتھ عافیہ مومنٹ کی جانب سے پاکستان بھر میں ملک گیر احتجاج کیا گیا ملک کی ساری سیاسی پارٹیوں ، سول سوسائٹی، وکلا اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی اس پر احتجاج کیا بڑے بڑے مظاہرے کئے گئے پاکستان کی عدلیہ نے بھی ڈاکٹر فوزیہ کی پیٹیشن پر فیصلہ سنایا۔ ۱۳ جولائی ۲۰۱۳ء کو سندھ ہائی کورٹ نے فیصلہ سناتے ہوئے کو حکومت پاکستان کو حکم دیا ہے کہ ریپٹریشن (قیدی کا تبادلہ کا قانون) پر ٹھوس قدم اٹھائے اور ڈاکٹر عافیہ کو واپس پاکستان لائے گو کہ حکومت الیکشن میں مصروفیت کی وجہ سے اس آڈر پر کوئی کاروائی نہیں کی اب پارلیمنٹ کی کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ عالمی پریشئر پر امریکہ دنیا میں بہت ہی بدنام ہوا جس کا اظہار امریکی نمائندہ پاکستان میں کچھ ماہ پہلے کر چکا ہے۔ امریکی حکومت اس امر پر راضی ہو گئی ہے کہ فیس سیونگ کے عوض وہ عافیہ کو پاکستان کے حوالے کرنے پر تیار ہے کہ وہ اپنی باقی سزا پاکستان کی کسی جیل میں گزارے اس پر ورثاء اور عافیہ سے وکیل کے ذریعے تحریری رضا مندی

حاصل کر لی گئی ہے۔امریکہ کی اس تجویز کو حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ نے لاء منسٹری کے حوالے کیا کہ وہ قانونی پوزیشن واضح کرے۔ لاء منسٹری نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور وزارت خارجہ کو واپس کاروائی کی لیے بھیج دیا اب وزارت خارجہ نے اس تجویز کو کیبنیٹ کے سامنے رکھنے کے لیے بھیج دیا اور کیبنٹ کی میٹنگ ۲۸ اگست ۲۰۱۳ء کو ہونا ہے اس میں کیبنیٹ اگر اسے پاس کر دیتی ہے تو ضروری کاروائی کے بعد عافیہ ہفتے بھر کے اندر واپس پاکستان کی کسی بھی جیل میں سزا کاٹنے کے لیے واپس آ سکتی ہے ذرائع نے اس پر تبصرہ کرتے کہا ہے کہ اگر نواز شریف سیاسی بلوغت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو کیبنیٹ سے پاس کروا دیتے ہیں تو یہ عوام کے دل جیتنے کا بہترین موقعہ ہے۔ کیونکہ کہ پوری قوم کا مسئلہ ہے اور برنیگ ایشو ہے نواز شریف اس سے قوم کے دل جیت سکتے ہیں لہٰذا اس موقعے سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس تجویز کو کیبنٹ سے منظور کروائے اور جو آگ گذشتہ حکومت نے جو عوام کے دلوں میں لگائی تھی جس کی وجہ سے اس کا تختہ ہو گیا تھا اور اقتدار ن لیگ کو ملا قوم نواز حکومت سے ریلیف کے انتظار میں تھی۔ مگر نواز شریف حکومت نے مزید آگ لگا دی۔ ۲ ماہ کی کارکردگی پر پوری قوم چیخ اُٹھی ہے۔ غریب عوام دشمن بجٹ، سیلز ٹیکس میں اضافہ پٹرول گیس کی قیمتوں میں اضافہ، لوڈ شیڈیگ ۵ سال تک موجودہ حالت میں رہنے کی باتیں، لا اینڈ آڈر میں پہلے سے زیادہ خرابی، کراچی میں جن کو دہشت گرد اور ٹارگٹ کلنگ کا ذمہ دار ٹھہراتے تھے بیرونی اشارے پر ان کے ووٹوں کی

ضرورت نہ ہونے کے باوجود دوستی کی ۔ مہنگائی میں بے انتہا اضافے پر پوری قوم سراپہ احتجاج بنی ہوئی ہے پورے پاکستان میں جگہ جگہ مظاہرے ہو رہے ہیں قوم اس فیصلے سے یہ سارے غم اور دکھ بھول جائے گی۔

قارئین ! اب عوام منتظر ہیں کہ نواز شریف حکومت بالغ نظری کا مظاہرہ کرتی ہے اور اس موقعے سے فائدہ اُٹھاتی ہے یا پچھلی حکومت کی طرح نااہلی دکھاتی ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو صلیبیوں کی جیل سے چھٹکارا دے۔ پاکستان جس کی وہ شہری ہے منتقل ہو۔ پاکستان میں اللہ کوئی نہ کوئی سبب مہیا کر دے گا اور مظلومہ امت مسلمہ اپنے بچوں احمد اور مریم سے مل جائے گی ۔اللہ اس مظلومہ کا حامی و مددگار ہو آمین۔

عافیہ صدیقی کی وطن واپسی کی پیش رفت

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی وطن واپسی کی کوشش کے لیے نواز حکومت سے اپنے کالم بعنوان ''۲۸،اگست کیبنیٹ میٹنگ ! قوم کی مظلوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی درخواست !'' میں التجا کی تھی کہ کیبنیٹ میٹنگ کے ایجنڈے پر موجود امریکہ اور یورپ کے ساتھ قیدیوں کے تبادلے سے متعلق معاہدے کو منظور کرے تاکہ قوم کی مظلوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ کی وطن واپسی کی پیش رفت ہوسکے۔ اس کالم کو پاکستان کے ۲۵ سے زائد اخبارات نے ۲۷ ، اگست ۲۰۱۳ء کو شائع کیا تھا ہم نے اس کالم کا شائع شدہ پرنٹ نکال کر اسی دن، یعنی کیبنیٹ میٹنگ سے ایک دن پہلے عمر حمید صاحب ممبر کمیٹی، سیکرٹیری وفاقی کیبنیٹ، وزارت داخلہ، جناب اسحاق ڈاراور جناب پرویز رشید کو ای میل بھی کیا تھا بہرحال اخباری اطلاع کے مطابق وفاقی کابینہ نے اپنے ۲۸، اگست ۲۰۱۳ء کے اجلاس میں اس کی منظوری دے دی اور نواز شریف صاحب نے وزارت داخلہ کو ہدایت کی ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی وطن واپسی کے لیے اقدامات کرے۔

صاحبو! یہ اللہ کی معیشت ہے کہ کس سے کس وقت کوئی کام کرواتا ہے یہ اسی طرح ہے جیسے ایٹم بم بھٹو صاحب نے شروع کیا مدارج طے کرتا ہوا ضیا دور میں مکمل

ہوا مگر اس کا تجربہ نواز شریف دور میں ہوا جس کا کریڈٹ نواز شریف کو ملا۔ڈاکٹر عافیہ صدیقی اہم ایشو ہے جو قومی، بین القوامی اور امت مسلمہ کا ایشو ہے ،اللہ نے نواز شریف کے ہاتھوں اس کی پیش رفت کروائی جو ایک اچھی پیش رفت ہے اللہ جسے چاہے عزت دے جسے ذلت دے۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی نے اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کا علم بھی حاصل کیا وہ حافظ قرآن ہے مختلف مذاہب کے تقابلی جائزے کے بعد عیسائیت اور یہودیت پر ریسرچ کی ۔اس کے استاد پروفیسر نوم چومسکی نے قابلیت کے احتراف میں کہا تھا''عافیہ جس جگہ جائیگی وہاں سسٹم کو تبدیل کر دے گی''ڈاکٹر عافیہ کہتی تھیں کہ امریکہ نے مجھے دنیا کی تعلیم دی ہے میں امریکہ عوام کو دین کی تعلیم دونگی ڈاکٹر عافیہ نے دین کی تبلیغ کے لیے امریکہ میں '' اسٹیٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ اینڈ ٹیچنگ'' قائم کیا تھا جس میں اسلام پر لیکچرز کا اہتمام ہوتا تھا جسے لاتعداد لوگ سنتے تھے ہزاروں کی تعداد میں قرآن تقسیم کئے خاص کر جیلوں میں موجود قیدیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ امریکی نے حکومت کے متعدد بار شہریت دینے سے انکار پر شاید یہی وجہ ایف بی آئی کو کھٹکنے لگی دوسرا دین کی تبلیغ کی وجہ سے اس مظلوم خاتون کو ٦٨ سال کی قید سنائی گئی جس پر ایک مشہور امریکی اسکالر نے تبصرہ کیا تھا کہ یہ سزا عافیہ کو مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے جیل کی سختیاں اور ظلم برداشت کرتے کرتے اس امت مسلمہ کی بیٹی کو١٠ سال سے زائد عرصہ گزر گیا۔ اپنے بچوں مریم اور احمد سے دور ہے ایک بچے سلمان کو

امریکیوں نے شہید کر دیا۔
قوم کے مجرم ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے اسلام کی خدمت گار مظلوم خاتون کو بمعہ تین کمسن بچوں کے کفار کے ہاتھوں چند ڈالر کے عوض فروخت کیا تھا جس کا اقرار اس نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے مقافات عمل کے تحت وہ خود پاکستان جیل میں قید ہے اور کئی مقدمات کا سامنا کر رہا ہے۔
پیپلز پارٹی کی حکومت پاکستان میں ہزاروں مظاہروں، ریلیوں کے باوجود بھی اس مسئلے کو حل نہ کر سکی بلکہ اس وقت کے پاکستانی سفیر حسین حقانی نے ڈاکٹر عافیہ پر دباؤ ڈالا کہ معافی نامے پر دستخط کر دے جبکہ ڈاکٹر عافیہ کا کہنا ہے میں نے کسی فوجی پر حملہ نہیں کیا اس پر حسین حقانی کی ایماء پر ڈاکٹر عافیہ کو دوبارہ ٹیکساس کے نفسیاتی جیل سے نیویارک کے میٹرو پولیٹین ڈٹینشن سینٹر میں منتقل کر دیا گیا ایک ۶ بائی ۶ سائز کے پنجرے میں قید کیا گیا ڈاکٹر عافیہ کے مطابق پاکستانی حکومت کے ایماء پر ان پر تشدد اور اذیت کا نشانہ بنایا گیا تاکہ ناکردہ جرم کا اقرار کروایا جاسکے۔۶ جولائی ۲۰۰۹ء کے ڈاکٹر عافیہ کو جیل میں اس حالت میں پیش کیا گیا کہ پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں جسم اور چہرہ لہو لہان تھا ہاتھ اوپر اٹھائے تو خون ٹپک رہا تھا برہنہ کرکے تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا لباس دینے کے لیے

قدموں میں قرآن ڈالا گیا قرآن پر نہ چلنے کی وجہ سے لاتوں گھونسوں اور ائفل کے بٹوں سے تشدد کیا گیا'' ڈاکٹر عافیہ نے بھری عدالت میں جج کو مخاطب کرکے کہا میں پاگل نہیں ہوں میں ایک مسلمان عورت ہوں مجھے مرد فوجی نے برہنہ کرکے تشدد کا نشانہ بنایا میرے قدموں میں قرآن ڈالا گیا۔ مجھے پہلی بار برہنہ کر میری وڈیو بنائی گئی اور کہا گیا یہ وڈیو انٹرنیٹ پر جاری کر دی گئی ہے۔ میں دنیا میں امن و آتشی پھیلانا چاہتی ہوں میں امریکہ سمیت کس ملک کے خلاف نہیں ہوں نہ ہی عیسائیوں، یہودیوں کے خلاف ہوں۔ مجھے یہودیوں کے مختصر گروہ صیہونیوں نے سازش کا شکار کیا ہے میں نام نہاد دہشت گردی کے خلاف ہوں'' ۲۳ ستمبر ۲۰۱۰ء امریکی تاریخ کا بھیانک دن تھا جب انصاف کے تمام تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے متعصب جج رچرڈ برمن نے حکومت پاکستان کے مقرر کردہ وکلاء کی سازش کے تحت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ۸۶ سال کی سزا سنائی یہ تسلیم کیا کہ عافیہ پاکستانی شہری ہے کسی تنظیم سے تعلق نہیں ہے سزا صرف اس جرم کی ہے کہ ۶، امریکی فوجیوں کو قتل کرنے کے ارادے بندوق اٹھائی گولیاں چلایاں کوئی فوجی زخمی نہیں ہوا جوابی فائرنگ سے زخمی ہو گئیں پاکستانی وکلاء کے دلائل کی روشنی پر عافیہ کو ۸۶ سال کی سزا دی جاتی ہے عدالت میں نعرے لگے امریکہ میں پہلی بار انصاف کا قتل ہوا ہے جرم ثابت ہوئے بغیر سزا سنائی گئی۔ ایک مشہور امریکی اسکالر اسٹیفن مینڈ مین نے بیان دیا ''عافیہ کو صرف مسلمان ہونے کی سزا دی گئی ہے'' یہ ساری کاروائی پیپلز

پارٹی دور کی ہے جو اس پر ایک بد نما دھبہ ہے۔

قارئین ! ہمیں نواز حکوت کی انتظامیہ خصوصاً وزارت داخلہ سے توقع ہے کہ وہ جلد از جلد کروائی مکمل کر کے پاکستان ، قوم اور امت مسلمہ کی مظلوم بیٹی کو فوراً پاکستان واپس لائیں گے اور گزشتہ زیادتیوں کا ازالہ کریں گے۔

۴ ستمبر عالمی یوم حجاب عشرہ فروغِ حجاب !

بات کچھ اس طرح ہے کہ یورپی امریکی اور مسلم ملکوں میں امریکی فنڈڈ، مغربی حیوانی نام نہاد تہذیب سے متاثر میڈیا نے بڑا متعصبانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے خاص کر مسلم عورت، معاشرے اور حجاب کو نشانہ بنایا ہوا ہے مسلم عورت اور اسلامی شعار کو بدنا کرنے کی کوششوں میں اپنا سارا وقت صرف کر رہے ہیں ہندوں کی تہذیب کو پاکستانی معاشرے پر مسلط کر رہے ہیں یورپ میں فرانس جو آزادی اظہار رائے کا چیمپئین مانا جاتا ہے متعصبانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہے فرانس نے ۴ ستمبر ۲۰۰۳ء حجاب کے خلاف قانون سازی کی اس کے خلاف لوگوں نے احتجاج کیا محترمہ مروہ اثربنی جرمنی میں حجاب کے جرم میں شہید کی گئی یورپ میں ہیجانی کیفیت پیدا کی گئی تو عالمی اسلامی تحریکوں نے ایک کانفرنس میں اس کے ردِ عمل کے طور پر ۴ ستمبر کو ہی پوری دنیا میں یوم حجاب کے طور پر منانے کا کہا اس دن سے دنیا میں ہر سال یوم حجاب منایا جاتا ہے جماعت اسلامی پاکستان کے خواتین ونگ نے اسے اس دفعہ ’’ عشرہ فروغ حجاب‘‘ کے طور پر منانے کا پروگرام بنایا ہے۔ ملکی طور پر پروگرموں کے ساتھ ساتھ کراچی میں ضلع وسطی کے تعلیمی اداروں میں وسیع پیمانے پر حجاب تختی کارڈ، اسٹیکرز اور ہینڈ بل تقسیم کئے تعلیمی اداروں میں کثیر تعداد میں اسے بے حد سراہا گیا یوم حجاب کے موقعے پر اپنے

ایک مضمون میں ڈاکٹر رخسانہ جبین سیکرٹیری جنرل جماعت اسلامی حلقہ خواتین نے کہا معاشرے میں حجاب کے فروغ کے بغیر خواتین کے خلاف ہونے والے جرائم کی بیخ کنی نا ممکن ہے ڈاکٹر راحیل قاضی نے کہا ہم ۴ انگلیوں کے نشان کو ۴ ستمبر کے عالمی یوم حجاب کی علامت کے طور پر اپنی اخوات المسمات کو نذر کرتے ہیں۔

حیاء کے سلسلے میں قرآن میں مومنوں سے مخاطب ہوتے ہوئے حکم دیا گیا کہ ''مومنوں کو فرما دیجیے کہ اپنے نگائیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (النور آیت اسی طرح مومن عورتوں کو بھی حکم دیا گیا کی وہ بھی اپنی نظریں بچا کر رکھیں۔ (۳۰ مسلمان عورتوں کو پردہ اللہ کا حکم دیا گیا پردہ شعار اسلام میں شامل ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اے نبیؐ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادروں کے پلو لٹکالیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے''اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان عورتیں شریف عورتیں ہیں بے حیا نہیں۔ حجاب مسلم عورت کا فخر ہے۔ حجاب سے عزت ملتی ہے نسوانیت کی حفاظت ہے حجاب اسلامی معاشرے کی حفاظت ہے حجاب کی وجہ سے عورت اسلامی معاشرے میں احترام کی نظر سے دیکھی جاتے ہے عورت ماں ہے اور ماں کے قدموں میں جنت ہے عورت بیٹی ہے ایک حدیث کا مفہوم ہے جس نے بیٹیوں کی اسلام کے احکام کے مطابق پرورش کی وہ جنتی ہے۔

صاحبو! دکھ تو اس بات کا ہے کہ پاکستان امت مسلمہ میں مسلم معاشرہ اپنی اصل پہچان کھوتا جا رہا ہے اور مخلوط معاشرے کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی خوشی ہے کہ اسی مخلوط معاشرے میں اہل دل اور درد دل رکھنے والے لوگ بھی ہیں جن کی وجہ سے اسلام اور جاہلیت میں کشمکش نظر آتی ہے اسی سلسلے میں ۴ ستمبر کا دن پوری دنیا میں حجاب کے طور پر منایا جاتا ہے یہ دن اسلامی تہذیب و ثقافت کو اُجاگر کرنے کا دن ہے یہ دن خواتین اسلام کے لئے بلکہ پوری دنیا کی خواتین کے لئے پیغام امن و آتشی کی نوید سناتا ہے یہ مسلمانوں کے لئے فخر، وقار، اور افتخار اور ہماری زینت بن گیا ہے۔ مغرب میں اس وقت فلاسفر، شعراء، اہل ادب، ماہرین فن، اہل دانش سب ہی عورت کے گرد طواف کر رہے ہیں جس سے فحش لٹریچر، شہوت پرستی، عریانی، اس مغربی تہذیب کی پہچان بن گئی ہے مغرب نے عورت کو کمائی کی انڈسٹری بنا دیا ہے۔ فاحشہ عورتیں قابل پرستش بن گئیں ہیں مغربی تہذہب کے تحت برطانیہ میں ہر سال ایک کروڑ ۲۵ لاکھ خواتین گھیر ولو تشدد کا شکار ہوتیں ہیں ۸۰ ہزار کی بے حرمتی کی جاتی ہے ویمن ایڈ فیڈریشن برطانیہ کے مطابق ہر ایک سو شادیوں میں سے ایک خاتون کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت نشانہ بنایا جاتا ہے ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے مہذب ترین شہر لندن میں ۸۰ ہزار سے زائد خواتین طوائف کے پیشے سے وابستہ ہیں یورپ کے بعض ملکوں میں شادیوں میں ۹۰ فیصد کمی آئی ہے پیدا ہونے

والے ۷۰ فیصد ناجائز بچے پیدا ہوتے ہیں امریکی محکمہ انصاف کے مطابق ہر ایک منٹ پر کسی نہ کسی امریکی عورت کے ساتھ جنسی زیادتی کی جاتی ہے۔

قارئین ! یہ ہے مغرب کی نام نہاد روشن خیالی اور آزادی کا بھیانک اور ڈرونا چہرہ جس کو تہذیب ،ادب،اور ثقافت کا خوش نما لبادہ اڑا کر مسلم دنیا پر مسلط کیا جارہا ہے جبکہ وہ خود اس جاہلیت پر مبنی تہذیب سے تنگ ہیں لہٰذا ہم مسلم معاشرے کے مغرب زدہ خواتین و حضرات سے درخواست کرتے ہیں کہ اس تہذیب کے شاخسانوں کا بغور مطالعہ کریں اور فیصلہ کریں کی اسلام کی تہذیب میں انسانیت کی فلاح ہے یا مغربی شیطانی تہذیب میں۔ مسلم خواتین قابل مبارک ہیں کہ وہ دنیا میں یوم حجاب منا رہی ہیں اور خصوصاً جماعت اسلامی پاکستان کا ویمن ونگ جو پورے عشرے میں پاکستان کی خواتین میں اسلامی تہذیب کے فروغ کے لئے کمر بستہ ہیں اور عشرہ فروغ حجاب منا رہی ہیں اللہ ان کی کوششوں میں برکت عطا فرمائے آمین۔

فتنہ قادیانیت اور بھٹو کا کردار !

مسلمانان پاکستان کا متفقہ مطالبہ تھا کہ لاہوری، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے پاکستان میں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے کے مقابلے میں حکومت نے ۱۹۵۳ میں ظلمانہ طور پر طاقت استعمال کرکے اس مطالبے کو دبانے کی کوشش کی جزوی مارشل لاء لگایا گیا پاکستان کے مختلف شہروں میں مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے گئے علماء کو پھانسی کی سزا سنائی گئی ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء میں ربوہ اسٹیشن پر مرزائی غنڈوں کا نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ حملہ اور اس کے بعد یہ مسئلہ پارلیمنٹ میں گیا اور جمہوری طرز عمل اختیار کرتے ہوئے پاکستان کی ساری مذہبی، سیاسی پارٹیوں کے مطالبے پر ۷ و ستمبر ۱۹۷۴ کو لاہوری، قادیانی مرزائیوں کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے وزیر اعظم ذولفقار علی بھٹو کی قیادت میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا بعد ازاں سینیٹ نے اس کی توثیق کر دی اور اس دن سے یہ ملک پاکستان کا قانون بن گیااس کے بعد جرنل ضیاء کی حکومت نے اس فیصلے کے تحت ایک آڈیننس کے ذریعے لاہوری، قادیانیوں کو اسلام کے شعار استعمال کرنے سے روک دیا۔

صاحبو! یہ مسئلہ معمولی نوعیت کا نہ تھا بلکہ مرزاغلام احمد قادیانی نے

تمام دنیا کے اربوں مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا اور خود یعنی اس کے فرقے کے لوگ لاہوری، قادیانی مسلم قرار پائے تھے۔ یہ فتنہ شروع کیسے ہوا آیئے اس پر بات کرتے ہیں۔اسلام ہمیشہ مسلمانوں کو ''جذبہ جہاد'' کے تحت جد و جہد کی تعلیم دیتا ہے ہندوستان کی حکومت انگریزوں نے مسلمانوں سے چھینی تھی لہٰذا وہ ان کو ہمیشہ دبا کر رکھتے تھے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے ایک سازش کے تحت مسلمانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھانے کی تدبیریں شروع کیں ایک تدبیر یہ بھی تھی کیونکہ مسلمان روحانی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروی کرتے ہیں لہٰذا اس راستے سے مسلمانوں میں نقب لگایا جائے اس کی داستان انڈیا آفس لائبریری (لندن) میں موجود ہے جو کچھ اس طرح ہے ''ملک ہندوستان کی آبادی کی اکثریت اپنے پیروں یعنی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروی کرتی ہے اگر اس مرحلے پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کے لیے تیار ہو کہ اپنے لیے ''ظلی نبی ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی لیکن اس مقصد کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے جس سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے'' اس کے لیے انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی حکومت کیلئے ''ہم نے جاسا گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے ہر گز نہیں پا سکتے'' مارچ ۱۸۹۷ء برطانوی ۲۲

گورنمنٹ کے دوران ایک اشتہار میں کہتے ہیں'' میں اپنا کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں اور نہ ہی مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں سوائے اس گورنمنٹ (برطانوی ہند) جس کے اقبال اور سربلندی کے لیے دعا کرتا ہوں'' اس لیے اب بھی اپنا ہیڈ کواٹر لندن اور اسرئیل میں قائم کیا ہوا ہے اور امت مسلمہ کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں امت اخبار کی رپورٹ مورخہ ۱۲ اگست ۲۰۱۲ء میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے حیفہ میں ان کا مرکز، عبادت گاہ اور لائبریری قائم ہے سیٹلائٹ ٹی وی چلانے کی بھی اجازت ہے اس کذاب نے آہستہ آہستہ اس فتنے کو پروان چڑھایا پہلے یہ مناظر اسلام پھر ولائت، محدث، مجدد، مسیح، نبی اکرمؐ کی مہر، ظلی، بروزی، صوبی نبی اور پھر آخری، نبی ہونے کا دعواہ کیا اور مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا اور مسلمانوں سے ہر معاملے میں علیحدگی اور قطع تعلق کا اپنے ماننے والوں کو حکم دیا اسی کے تحت پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفراللہ نے قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی اور لاکھوں مسلمانوں کی موجودگی میں علیحدہ کھڑے رہے۔ ہندستان کے مسلمانوں نے شروع سے ہی اس کی گرفت کی اس میں علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۵ء میں قادیانت کے خلاف طویل مضمون لکھے۔

قارئین! حیرت ہے ہمارے سیاسی لیڈر مسلمان ہونے کے باوجود اس بات کا ادراک

نہیں رکھتے کہ قادیانی مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف ہیں فوج کے اندر جرنل کے عہدے تک کے قادیانی موجود تھے حال میں ایک صاحبہ نے اپنے مضمون میں ان فوجیوں کی تعریف کی ہے جس میں لفٹیننٹ جنرل اور دو بریگیڈیئریوں کا نام شامل ہے نہ جانے اب بھی کون کون سے قادیانی فوج میں کام کر رہے ہیں۔ سیاست دان اپنی سیاسی مصلحتوں کے تحت ان کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں ایک موقعے پر اس غیر مسلم اقلیت کو نواز شریف نے اپنا بھائی کہا الطاف حسین نے لندن میں ایک سال میں دو دفعہ قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر کا دورہ کیا اور انہیں مسلمانوں کی صفوں میں شامل کرنے کے لیے بیتاب ہیں شہباز شریف قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کو نوجوانوں کا ہیرو کہتے ہیں تحریک انصاف کے نمائندوں نے لندن میں قادیانیوں سے گذشتہ الیکشن میں ووٹ مانگنے کے لیے ملاقات کی جو پاکستانیوں نے نیٹ دیکھی مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک تائب پڑپوتے عبدالرحمان نے انکشاف کیا ہے کہ سرائیل میں قادیانی مرکز ۱۹۵۲ء سے قائم ہے پرویز مشرف اور شوکت عزیز کی بیگمات بھی قادیانی ہیں۔ لوگ بجا طور پر ذولفقار علی بھٹو کو یاد کرتے ہیں بوجود دوسری غلطیوں کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ ایک موقعے پر گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے بھٹو صاحب نے فرمایا تھا کہ شاید اس کارنامے سے اللہ میرے گناہوں کی تلافی کر دے حوالہ بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن'' (ار کرنل رفیع الدین) '' پھر کہنے لگے میں تو بڑا گناہگار ہوں اور کہا ! کیا معلوم میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور

اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ نیک عمل کی بدولت معاف کر دے"۔

مصر اور شام یکجہتی ملین مارچ

مصر میں منتخب حکومت کی ڈکٹیٹر جنرل سیسی کے ہاتھوں معزولی کے بعد سے پوری دنیا میں احتجاج جاری ہے پاکستان میں بھی کافی عرصے سے احتجاج ہو رہا ہے اسی سلسلے میں جماعت اسلامی کراچی نے ۸ ستمبر کو ملین مارچ کا اعلان کیا تھا اس مارچ کی تشہیر کے لیے ایک ہفتہ پہلے سے ہی شہر میں پروگرام ہو رہے تھے شہر کے تمام اضلاع میں ریلیاں نکالی جا رہیں تھیں مساجد کے سامنے مظاہرے کیے جا رہے تھے شہر کی بڑی بڑی شاہراہوں پر صدر مرسی کے فوٹو کے ہورڈنگ لگائے تھے شہر میں مختلف مقامات پر احتجاجی کیمپ لگائے گئے تھے جن پر عوام کو گرمانے کے لیے اخوان المسلموں کے حق میں ترانے سنائے گئے ہینڈ بل تقسیم کئے گئے اس تشہیر کے بعد ۸ ستمبر کو ملین مارچ کا پروگرام قائد اعظمؒ کے مزار سے تبت سنٹر کیا گیا جس میں بلاشبہ کراچی کے لاکھوں مرد خواتین بچوں بوڑھوں معذروں اور اقلیتی شہریوں نے شرکت کی مزار قائدؒ سے تبت سنٹر تک روڈ دونوں اطراف سے بھر گیا تھا۔ ریلی کے شرکاء نے قائد کے مزار کے سامنے نماز عصر ادا کر کے محمد حسین محنتی امیر جماعت اسلامی کراچی اور عبد لغفار عزیز انچارج امور خارجی جماعت اسلامی پاکستان اور امرائے زونز کی قیادت میں مارچ نے چلنا شروع کیا راستے میں الجہاد الجہاد کے نعروں سے فضا گونج اُٹھی بہادر مسلم امت کے بزدل

حکمرانوں کے خلاف نعرے لگائے گئے مسلم حکمرانوں کے پتلوں کو خواتین نے چوڑیاں پہنا ہیں۔ خواتین نے رابعہ کے چار انگلیوں والے نشان کے اسکارف اوڑھے تھے عوام نے ہاتھوں میں رابعہ کے نشان والے کارڈ اُٹھائے ہوئے تھے راستے میں ڈکٹیٹر سیسی کا پتلہ جلایا گیا مرسی کی تصاویر ہاتھوں میں لیے ہوئے عوام جب تبت سنٹر پہنچے تو نعرہ تکبیر کے نعروں سے فضا گونج اُٹھی۔ تبت سنٹر اور ہیڈ برج پر ''امریکہ اور اسرائیل کی سرپرستی میں مصر و شام میں قتل عام بند کرو'' کا سلوگن کا ایک بڑا بینر لگایا گیا تھا جب امیر جماعت اسلامی پاکستان سید منور حسن اجتماع گاہ میں پہنچے تو تکبیر کے نعروں سے ان کا استقبال کیا گیا نصراللہ شجیع کے فلک شگاف نعروں۔ المدد... المدد۔ یا خدا... یا خدا۔ رہبر و رہنما. . . مصطفٰے مصطفٰے۔ اخوانیوں سے، شامیوں سے، فلطینیوں سے، کشمیریوں سے، افغانیوں سے رشتہ کیا لاالا اللہ۔ امریکیوں کا جو یار ہے. . . غدار ہے غدار ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا. . .لَا اِلٰہَ اِلّا اللہ کے نعروں سے فضا گوج اُٹھی۔ متعدد قراردادیں، جس میں عافیہ صدیقی کی رہائی، ڈرون حملوں کا خاتمہ، کراچی کو دہشت گردوں سے آزاد اور گورنر کی سبکدوشی، مہنگائی کا خاتمہ اور بنگالیوں کے خلاف آپریشن ختم کرنے کی عوام سے منظوری کے لئے پیش کی گئی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قیم جماعت اسلامی کراچی نسیم صدیقی نے ادا کئے اسٹیج کے انتظامات اور سیکورٹی کی ذمہ داری ضلع جنوبی کی حدود میں پروگرام کی وجہ سے ہمیشہ کی طرح جماعت اسلامی ضلع

جنوبی کے ذمہ داروں نے ادا کی اسٹیج کے ایک طرف انتظامیہ اور دوسری طرف میڈیا اور سوشل میڈیا کے لئے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا درمیان میں الیکٹرونک میڈیا کی گاڑیوں کا راج تھا جس سے پروگرام کی لائف کوریج کی جا رہی تھی قریب ہی سڑک پر اسلامی ملکوں کے لیڈروں غلام اعظم بنگلہ دیش، مرسی اور ایم بدیع اخوان مصر، خالد مشعل فلسطین، طیب ادرگان ترکی، سید علی گیلانی کشمیر، خنوشی تیونس اور منور حسن پاکستان کا ایک بڑا ہورڈنگ لگایا گیا تھا تلاوت قرآن پاک کے بعد امیر جماعت اسلامی کراچی نے خطاب کیا انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ تار تار ہے خون خون ہے اس ناحق خون میں امریکہ اور اس کے کارندے شریک ہیں افغانستان میں دس لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا گیا کشمیر میں سوا لاکھ مسلمان تہ تیغ کئے گئے برما میں مسلمانوں کا خون بہایا گیا عراق میں لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا گیا پاکستان میں ڈرون حملے ہو رہے ہیں کراچی بھی امریکی ایجنٹ کے ہاتھ میں ہے پوری امت مسلمہ کو کشمکش میں ڈال دیا گیا ہے افغانستان میں امریکہ شکست کھا رہا ہے فلسطینی مسلمان بھی ڈٹے ہوئے ہیں بنگلہ دیش میں ۹۰ سال اور عمر قید کی سزا کے باجود جماعت اسلامی کے قدم آگے بڑھ رہے ہیں مصر میں اخوان کی جد و جہد کی تاریخ ۷۵۔۸۰ سال سے عبارت ہے حسن البنا کو شہید کیا گیا عورتوں پر ظلم کیا گیا مگر اخوان صبر سے کام کرتے رہے اب بھی ڈکٹیٹر جنرل سیسی کے خلاف اخوان مرد و خواتین ڈٹے ہوئے ہیں جمہوریت میں کامیابی اور دو دفعہ کے ریفرنڈم کے راستے آنے والے

مرسی کی پارلیمنٹ اور دستور کو معطل کیا گیا مسجد میں نماز ،قرآن کی تلات کے دوران مصری عوام کو جلاڈالا گیا اب تک ۵۰۰۰ ہزار شہید اور ۱۵۰۰۰ زخمی ہو چکے ہیں ۳۰۰ ان کے اجتماع پر گن شپ ہیلی کاپٹر سے فائرنگ کی اور ٹینگ چڑھا دیئے گئے اخوانیوں نے نہتے ہو کر احتجاج کر کے اس ظلم کا مقابلہ کیا اور صحابیوںؓ کی قربانیوں کی یاد تازہ کر دی انشاءاللہ مصری فوجیوں کو منہ کی کھانی پڑے گی اور اسلام کے پرستار کامیاب ہونگے جماعت نے ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ ظلم کے خلاف اظہار یکجہتی کیا عبدلغفار عزیز جماعت اسلامی پاکستان کے امور خارجہ کے انچارج نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں قائد اعظم کے مزار سے تبت سنٹر تک لاکھوں افراد کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھ کر کراچی کے عوام کو سلام پیش کرتا ہوں مصر سے آزادی فلسطین کا آغاز ہونا ہے مصر کے عوام نے آزاد رائے سے مرسی کو منتخب کیا تھا مرسی نے کہا تھا فلسطین اور غزہ ریڈ لائن ہے اسے پار نہ کرنا اسرائیل سے فلسطینی شرائط پر صلح کی دو ماہ ایک ہفتہ ہو گیا مصری منتخب حکومت کو ڈکٹیٹر سیسی نے ختم کیا رابعہ مسجد میں لاکھوں لوگ افطاری میں مصروف تھے کہ ان پر حملہ کر دیا گیا مصر میں ۵۰۰۰ لوگ شہید کر دیا گیا ہے کرفیو لگا گیا مگر مصر کے لاکھوں بوڑھے نوجوان عورتیں بچے مصر کی سڑکوں پر نکل آتے ہیں اور ڈکٹیٹر کے خلاف احتجاج کرتے ہیں مگر پاکستان کا میڈیا ان کی کوریج نہیں کرتا مرسی شام کے ساتھ تھا شام میں بشار نے ڈھائی سال کے اندر سوا لاکھ مسلمان مظاہرین کو شہید کر دیا میں

عرب کے ملکوں سے درخواست کرتا ہوں ظالم اور مظلوم کے درمیان فرق کو محسوس کریں مصر اور شام میں جمہوریت کا ایٹم بم تیار ہو رہا ہے جو دوسرے ملکوں کو بھی جمہوریت آشنا کر دے گا قائد اعظمؒ کے مزار کے احاطے میں حسن البنا کا قائد اعظمؒ کو تحفے میں دیا گیا قرآن موجود ہیں یہ مسلمانوں کے ساتھ یکجہتی کا مظہر ہے آخر میں سید منور حسن امیر جماعت اسلامی پاکستان نے اپنے خطاب میں کہا جماعت اسلامی کراچی نے بروقت عوام کو اکھٹا کر کے اخوان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا پوری اسلامی دنیا میں عرب بہار کا سا معاملہ ہے عرب بہار مصر میں ڈکٹیٹر شپ سے ختم نہیں ہو سکتی لوگوں کو جب اسلام سے بیزار کیا جاتا ہے تو پھر اسلام کی سربلندی کے لئے اسلام کی لہر اٹھی ہے اس لہر کو دبایا نہیں جا سکتا پاکستان میں انتخاب ہوئے ہیں باوجود دھاندلی کے ہم نے ان انتخابات کو مانا آئی جی آئی کے حوالے سے بڑے عرصے بعد پتہ چلا کہ دھاندلی ہوئی ہے مگر اس دفعہ جلد پتہ لگ گیا کہ دھاندلی ہوئی ہے لوگوں کو ہمیشہ دھوکہ دیا جاتا ہے منصوعی قیادت مسلط کی جاتی ہے نواز حکومت نے کہا تھا ہم اپنی شرائط پر آئی ایم ایف سے قرض لیں گے جن لوگوں نے یہ کہا تھا اور اُن کو معلوم تھا مہنگائی ہو گی الجزائر میں لوگ الیکشن سے اسلام آئے مگر انہیں فوج کے ذریعے دبا دیا گیا حماس الیکشن جیتے مگر تسلیم نہیں کیا گیا مصر میں بھی یہی ہوا ترکی کو سلام کرتا ہوں کہ جمہوریت کو بچانے کا انتظام کیا ہوا ہے عراق میں جھوٹ بول کر کاروائی گئی شام میں حملے کی تیاری

ہو رہی ہے امریکہ مسلمانوں کا دوست نہیں ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی کی دعا پر کاروائی
ختم ہوئی۔

بلدیاتی انتخابات اور سیاسی پارٹیاں

بلدیاتی انتخابات سیاسی جماعتوں کی دُکھتی رگ ہے جس پر پاکستان کی سپریم کورٹ نے پیر رکھ کر انہیں مجبور کر دیا ہے کہ فوراً بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں سب سے پہلے خیبر پختونخواہ کی صوبائی حکومت نے صحیح طریقہ اختیار کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے احکامات مانے اور صوبے میں بلدیاتی انتخابات کرانے کا اعلان کیا تھا بقول صوبائی حکومت جلد ہی صوبے میں بلدیاتی انتخابات ہو جائیں گے۔ پنجاب حکومت نے پس و پیش کا راستہ اختیار کیا اور سپریم کورٹ گئی اور کہا کہ عدالت کی دی ہوئی تاریخ پر بلدیاتی انتخابات کرانا حکومت پنجاب کے لیے ممکن نہیں ہمیں ابھی حد بندیاں کرانی ہیں وغیرہ وغیرہ سپریم کورٹ کی طرف سے دی گئی تاریخ کو آگے بڑھایا جائے پنجاب حکومت نے جان بوجھ کر غیر جماعتی انتخابات کا بل پاس کیا جس سے اختلاف پیدا ہوئے دوسری جماعتوں نے اس بل کو عدالت میں چیلینج کر دیا اس طرح لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب حکومت سے کہا کہ ٹال مٹول نہ کریں اور ۲۵ ستمبر تک کورٹ کو بلدیاتی انتخابات کی تاریخ سے آگاہ کریں۔ اسی طرح کا رویہ سندھ حکومت نے بھی اختیار کیا اور پس و پیش سے کام لیا حکومت اور اپوزیشن میں آنکھ مچولی ہوتی رہی اور آخر کار ایک متنازعہ بلدیاتی بل پاس کر دیا جس میں

اپوزیشن کی رائے کو شامل نہیں کیا گیا۔ سندھ حکومت نے ایک متنازعہ بلدیاتی بل پاس کیا۔ جس میں 1979ء اور 2001ء کے بلدیاتی نظام کو ملا کر ایک نظام وضع کیا گیا اس میں یونین کمیٹی شہری حصے میں ، یونین کونسل دیہی حصے میں، ڈسٹرکٹ میونسپل کارپوریشن شہری حصے میں اور ڈسٹرکٹ کونسل دیہی حصے میں کا انتظام ہو گا جس پر اپوزیشن کی رائے شامل نہیں کی گئی جس پر احتجاج ہوا سندھ کی قوم پرست جماعتوں نے بھی دُہرا نظام لانے کا الزام بھی عائد کیا انہوں نے کہا جو دُہرا نظام لا سکتے ہیں وہ سندھ کی تقسیم بھی کر سکتے ہیں۔ بلوچستان میں یہاں ابھی تک کابینہ تشکیل نہیں ہو سکی وہاں بلدیاتی انتخابات کب ہوتے ہیں عوام اس کے انتظار میں ہیں جہاں تک کنٹونمنٹ بورڈز میں انتخابات کا تعلق ہے تو فوجی حضرات بھی یہ کام ایک مدت سے نہیں کر رہے تھے حالانکہ ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں دو دفعہ ملکی انتخابات ہوئے تھے بحر حال خوش آیند بات ہے کہ پاکستان میں کنٹونمنٹ بورڈز کے انتخابات کے لیے عدلیہ کے احکامات کی روشنی میں الیکشن کمیشن نے ۱۵ ستمبر کی عدالتی ڈیڈ لائن سے قبل بلدیاتی انتخابات نہ کرنے کی ذمہ داری وزارت دفاع پر ڈالتے ہوئے اب سیکرٹری الیکشن کمیشن اشتیاق احمد خان نے اعلان کیا ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈز میں ۳ نومبر کو بلدیاتی انتخابات کرانے پر الیکشن کمیشن اور وزارت دفاع کے درمیان اتفاق ہو گیا ہے۔

صاحبو! اس سے قبل ہم نے اپنے کئی کالمز میں یہ بات واضع کر چکے ہیں کہ اب حکومتوں کے کام عدلیہ کیا کرے گی۔ آپ نوٹ کر رہے ہونگے کہ کتنے کاموں میں حکومتیں پس وپیش کرتی رہی ہیں اور عدلیہ حکومتوں کو عوام کے فائدے کے کاموں میں مجبور کرتی رہی ہے تب جا کر حکومتیں اس پر عمل کرتی رہی ہیں کرپٹ کلچر میں سیاست دان خاص کر جب اقتدار میں ہوتے ہیں تو بلدیاتی انتخابات نہیں کرواتے کیونکہ اس طرح اقتدار تقسیم ہو جاتا ہے اور اس تقسیم کی وجہ سے کرپشن بھی تقسیم ہو جاتی جو اقتدار میں رہنے والے پوری کی پوری کرپشن اپنی جھولی میں ڈالنے کی وجہ سے اقتدار کو تقسیم ہونے نہیں دیتے اس میں پیپلز پارٹی سر فہرست ہے اس نے اپنے اقتدار میں بلدیاتی الیکشن نہیں کروائے۔ اس سے نقصان عوام کو ہوتا ہے پانی، سیوریج، روڈ اور دوسرے بدلیاتی انتظامات صحیح طور پر حل نہیں ہوتے جس سے عوام مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں اقتدار میں شریک سیاسی پارٹیاں بلدیاتی اداروں میں اپنے پٹھو ایڈمنسٹریٹر لگاتے ہیں جو اقتدار میں رہنے والوں کے اشارے پر کام کرتے ہیں کرپشن میں ملوث ہوتے ہیں اور مل بانٹ کر عوام کا رس چوستے ہیں یہاں عدلیہ نے ملک کے بڑے بڑے اداروں میں لوٹی ہوئی کرپشن کے پیسے واپس وصول کر کے حکومت کے خزانے میں جمع کروائے وہاں عوام کے فائدے میں بلدیاتی اداروں میں موجودہ حکومت کو احکامات جاری کر کے مقررہ وقت پر بلدیاتی انتخابات کروانے کا پابند کیا ہے۔

قارئین ! قومی اسمبلی کے ارکان کا کام قانون سازی ہوتی ہے وہ خارجہ پالیسی ترتیب دیتے ہیں نہ کہ مقامی آبادی میں ندی نالوں ، سیوریج، پانی وغیرہ کا انتظام کرنا ان کا کام ہے یہ مقامی کام ہیں جو مقامی حکومتیں ہی کرتیں ہیں سیاسی جماعتوں نے اپنے طور پر تو عوام کے مسائل موقعے پر حل کرنے کے بلدیاتی نظام سے ہمیشہ پہلو تہی کی مگر جس طرح عدلیہ دوسرے معاملات میں حکومت وقت کو مجبور کرتی رہی ہے کہ صحیح سمت اختیار کرے اسی طرح بلدیاتی نظام کو بھی فعال کرنے میں عوام کی ایک دیرینہ خواہش کا احترام کرتے ہوئے عوام کے حق میں فیصلے دے کر امید کی کرن پیدا کر دی ہے اب یہ عوام کا کام ہے کہ وہ اپنے میں سے کرپشن سے پاک لوگوں کا انتخاب کریں تاکہ ان کے مسائل احسن طریقے سے حل ہوں اور دشواریاں کم ہوں۔

حج بیت اللہ

دوسری فرض عبادات کی طرح حج بھی فرض عبادت ہے۔حج اسلام کا پانچوں ستون ہے۔ ''یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے ابراہیمؑ کے لیے اِس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی۔اس ہدایت کے ساتھ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اُونٹوں پر سوار آئیں تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں اُن کے لیے رکھے گئے ہیں اور چند مقرر دنوں میں اُن جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اُس نے انہیں بخشے ہیں خود بھی کھائیں اور تنگ دست حجّاج کو بھی دیں۔پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اِس قدیم گھر کا طواف کریں یہ تھا (تعمیر کعبہ کا مقصد) اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے ربّ کے نزدیک خود اس کے لیے بہتر ہے'' (الحج ۲۶۔۲۹) ''بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے ہوئی وہ وی ہے جو مکہ میں واقع ہے اس کو خیر و برکت دہی گئی تھی۔اور تمام جہان والوں کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا تھا۔اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ابراہیمؑ کا مقام عبادت ہے۔اور اس کا حال یہ ہے جو اس میں داخل ہوا

مامون ہو گیا۔ لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ (اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے"۔ (اٰل عمران ۹۶۔۹۸

خانہ کعبہ کی بنیاد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے رکھی۔ اس سے قبل حضرت آدمؑ نے کعبہ کی بنیاد اللہ کے حکم سے رکھی تھی۔ بیہقیؒ نے اپنی کتاب دلائل النبقوۃ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ حضرت آدم و حواؑ کے دنیا میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کے ذریعہ ان کو یہ حکم بھیجا کہ وہ بیت اللہ (کعبہ) بنائیں ان حضرات نے حکم کی تعمیل کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ اس کا طواف کریں اور ان سے کہا گیا کہ آپ اوّل النّاس یعنی سب سے پہلے انسان ہیں اور یہ گھر اَوّلُ بیت وُضِعَ لِلنّاسِ ہے یعنی سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے (ابن کثیر) بعض روایات میں ہے کہ آدمؑ کی یہ تعمیر کعبہ نوحؑ کے زمانے تک باقی تھی طوفان کی وجہ سے منہدم ہوئی اس کے بعد ابراہیمؑ نے انہی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کی۔ اس کے بعد قبیلہ جرہم نے اس کی تعمیر کی۔ پھر عمالقہ نے تعمیر کی۔ پھر قریش نے رسولؐ اللہ کے ابتدائی زمانے میں تعمیر کی۔ رسولؐ اللہ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ موجودہ تعمیر کو منہدم کر کے اس کو بالکل بناء ابرہیمیؑ کے مطابق بنا دوں

لیکن نو مسلم نا واقف مسلمانوں میں غلط فہمی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔اس ارشاد کے بعد آپ زیادہ حیات نہیں رہے۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے بھانجے ۔ رسولؐ اللہ کا یہ ارشاد سنے ہوئے تھے

انہوں نے بیت اللہ منہدم کرکے ارشاد نبویؐ اور بنا ابراہیمیؑ کے مطابق بنا دیا۔ظالم اُلامۃ حجاج بن یوسف نے گوارا نہ کیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک ان کی مدح و ثناء کا ذریعہ بنا رہے اس لیے لوگوں میں یہ مشہور کیا گیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ فعل غلط تھا رسولؐ اللہ نے اس کو جس حالت پر چھوڑا تھا ہمیں اسی حالت پر اس کو رکھنا چاہیے اس بہانے بیت اللہ کو پھر منہدم کرکے جس طرح قریش نے رسولؐ اللہ کے ابتدائی دور میں بنایا تھا بنا دیا گیا۔حجاج بن یوسف کے بعد بعد مسلمان بادشاہوں نے پھر حدیث مذکور کی بنا پر یہ ارادہ کیا لیکن اس زمانے کے امام حضرت امام مالک بن انسؓ نے یہ فتویٰ دیا کہ اب بار بار بیت اللہ کا منہدم کرنا اور بنانا آگے آنیوالے بادشاہوں کے لیے بیت اللہ کا ایک کھلونا بنا دے گا اس لیے جس حالت میں ہے ویسے ہی چھوڑ دینا چاہیے تمام امت نے اسے قبول کیا اس لیے وہی حجاج بن یوسف کی ہی تعمیر باقی ہے البتہ مرمت کا سلسلہ جاری ہے (تفسیر معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان) اسے تمام لوگوں کے لیے عام کیا۔تمام عرب والے حج کے زمانے میں چار ماہ قتل و غارت نہیں کرتے تھے اور حج کے لیے

راستے محفوظ بناتے تھے۔ حج اسلام کا ایک رکن ہے جیسے توحید، نماز، زکوۃ۔ رمضان۔ حج حضرت ابراہیمؑ کے عہد ۴۵۰۰ سال سے عربوں میں عبادت کا مسلم طریقہ چلا آ رہا تھا۔ اور قدیم اہلِ عرب اس سے تمدنی اور مالی فوائد حاصل کرتے تھے۔ تمام عرب سے لوگ یہاں آ کر اپنا مال فروخت کرتے دوسروں سے مال خریدتے، شعر و شاعری کے پروگرام ہوتے ایک میلے کا سا سماں بن جاتا تھا۔ مگر عبادت کیا تھی سیٹیاں بجاتے، کعبہ کا طواف برہنا ہو کر کرتے تھے، قربانی کے جانور خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ رکھ دیتے، جانوروں کا خون خانہ کعبہ کی دیواروں پر لگاتے تھے۔ ایک خدا کے علاوہ تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے مانتے تو ہم ایک اللہ کو ہیں مگر یہ بت ہمارے سفارشی ہیں یعنی جو توحیدی طریقہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو سکھایا تھا اُس کو چھوڑ چکے تھے شرک میں مبتلا ہو گئے تھے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر اللہ کے رسولؐ نے تین سو ساٹھ بت توڑ ڈالے تھے۔ باقی اصلاح بعد میں کی۔ حج ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا تو اس کے بعد پہلا اسلامی دور کا حج پرانے طریقے پر ہی ہوا۔ یعنی وہی جو عربوں میں قدیم زمانے سے راج تھا دوسرا حج ۹ھ میں مسلمانوں نے اپنے طریقے پر کیا اور مشرکین نے اپنے طریقے پر کیا۔ تیسرے سال جب بلکل شرک کا استیصال ہو گیا تب رسولؐ نے حج ادا فرمایا۔ اس حج کو حج اکبر کہتے ہیں جو مقررہ حج کی تاریخوں میں ادا ہوا۔ ویسے خانہ کعبہ جانا عمرہ ہوتا ہے۔ اسلامی دور کے دوسرے حج کے موقع پر رسولؐ نے حضرت ابو بکرؓ اور بعد میں حضرت علیؓ کو مکہ بھیجا اور

ساتھ یہ فرمایا کہ ان باتوں کا اعلان حجاج کے سامنے کرو۔(۱)جنت میں کوئی شخص داخل نہیں ہو گا جو دین اسلام کو قبول کرنے سے انکار کرے۔(۲)اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آ ئے۔(۳)بیت اللہ کے گرد برہنہ طواف کرنا ممنوع ہے۔ (جن لوگوں کے ساتھ رسولؐ کا معاہدہ باقی ہے یعنی جو نقضِ عہد کے مرتکب نہیں (۴ ہوئے ان کے ساتھ مدت معاہدہ تک وفا کی جائے گی۔.یعنی اسلامی دور کے تیسرے سال حج کے قدیم طریقے کی اصلاح کر دی گی.اور خالص توحیدی طریقے سے حج ادا کیا گیا۔اگر حج کی نیت کر لی گئی ہو تو اسے پورا کرنا چاہیے. قربانی کے بعد بال ترشوائے جا ئیں قربانی سے پہلے نہیں.قربانی میسر نہ ہو تو حج کرنے والے کو تین روزے حج کے دوران اور سات روزے گھر آ کر رکھنے ہیں اسطرح ۱۰ روزے پورے کرنے کا حکم ہے یعنی مقررہ روزے رکھنے کا. حج کے دوران اسلامی اخلاقیات کا خیال رکھنا اور اس پر عمل نہایت ضروری ہے۔ تقویٰ جس کا قرآن شریف میں بار بار ذکر آیا ہے،حج کے دوران زادہ راہ اس ہی تقویٰ کو بنانے کا حکم ہے۔یعنی بہترین زادِراہ تقویٰ ہے۔اس میں تمام چیزیں آ جاتی ہیں۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جس نے اس گھر کا حج کیا اور اس میں شہوت اور فسق و فجور سے اجتناب کیا وہ اس طرح پلٹا جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔یعنی تمام گناہ معاف ہو گئے۔مَشعرِ حرام (مزولفہ) کے پاس ٹھہر کر اللہ کو یاد کرنا چاہیے جسطرح اللہ نے ہدایت دی ہے۔جب حج کے ارکان ادا کر دیے جائیں پھر جس طرح مشرک اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کرتے تھے اَب تم لوگ

اللہ کا ذکر کرو۔ قریش اور اُن کے رشتہ دار قبائل نے اپنے لیے یہ طریقہ ایجاد کیا ہوا تھا کہ عام عرب کی طرح عرفات تک نہیں جاتے تھے اس بات کی اصلاح کر دی گئی کہ تمام لوگ ایک جیسا عمل کریں گے۔ زندگی بھر میں صرف ایک دفعہ حج فرض ہے اور ساتھ یہ بھی ہے کہ بندہ قوت بھی رکھتا ہو یعنی استطاعت۔ حدیث میں حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے رسولؐ اللہ نے فرمایا جس کو کسی صریح حاجت نے روکا ہو، نہ کسی ظالم سلطان نے، نہ کسی روکنے والے مرض نے اور پھر اُس نے حج نہ کیا ہو اور اسی حالت اسے موت آ جائے تو اسے اختیار ہے خواہ یہودی بن کر مرے یا نصرانی بن کر مرے۔

قارئین ! حج فرض کے ساتھ ساتھ انسان کی فطری تربیت کے لیے بھی ہے مسلمان اللہ کا اس زمین میں خلیفہ ہے اِس کا کام اللہ کے دین کو قائم اور جاری رکھنا ہے۔ یہ کام صرف جہاد فی سبیل اللہ سے ہی ممکن ہے جہاد فی سبیل اللہ میں جو تکلیفیں پیش آتی ہیں حج اُس میں مددگار ہوتا ہے۔ ظاہر ہے انسان حج کے سفر میں گرمی سردی ناموافق حالات میں جو تکالیف اُٹھاتا ہے اس سے انسان کی عبادت کے ساتھ ساتھ تربیت بھی ہوتی ہے جو اس جہاد فی سبیل اللہ میں کام آتی ہے۔ تمام ارکانِ اسلام اللہ تعالیٰ نے اس ترتیب سے بنائے ہیں کہ وہ انسان کے لیے اس بڑے کام یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں مددگار ہوں۔ اس کے علاوہ حج مسلمانوں کی اجتماعیت، اتحاد اور طاقت کا مظہر ہے۔ اللہ ہم سب کو اپنے گھر جانے کی توفیق

عطا فرمائے آمین۔

قربانی سنتِ ابراہیم علیہ السلام

امتِ مسلمہ ہر سال عید قربان پر سنتِ ابرا ہیم علیہ السلام پر عمل کرتے ہوئے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں اور یہ عمل پوری دنیا میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں تسلسل سے ہو رہا ہے۔ اللہ نے جانوروں کو انسانوں کے لئے مسخر کر دیا یعنی بے زبان کر دیا۔ مسلمان جانوروں کی جو قربانی کرتے ہیں اللہ کو ان کی قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون بلکہ اللہ کو صرف انسان کا تقویٰ پہنچتا ہے۔ عرب کے لوگ اس سے قبل جو قربانی کرتے تھے اس کا گوشت خانہ کعبہ کی دیواروں کے ساتھ لاکر رکھ دیتے تھے قربانی کے جانوروں کا خون کعبہ کی دیواروں پر مل دیتے تھے اس پر کہا گیا ہے کہ ا للہ کو گوشت اور خون کی ضرورت نہیں بلکہ انسان کے تقویٰ کی ضرورت ہے اور تقویٰ کیا ہے کہ انسان دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرے ایک حدیث رسول اللہؐ کے ذریعے سمجھایا گیا ہے جس کا مفہوم ہے کہ انسان جب کسی کھیت کی پگڈنڈی سے گزرتا ہے جس کے سائڈوں پر کانٹوں کی رو ہوتی ہے تو انسان اپنے پلو کو پکڑ کر کانٹوں سے بچ بچا کر گزرتا ہے یہی مثال یہاں اس دنیا کی ہے کہ یہاں گناہ بھی ہیں اور نیکیاں بھی انسان اپنے آپ کو گناہوں سے بچا کر زندگی گزارے جسے تقویٰ کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں کہا گیا ہے کہ ہر ''امّت کے لئے ہم نے قربانی

کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تا کہ (اُس امّت) کے لوگ اُن جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اُس نے اِنکو بخشے ہیں" (الحج ۳۴) اسب سے بڑی قربانی دینے والے حضرت ا براہیمؑ کو اللہ نے دنیا کا امام بنایا تھا۔ ابراہیمؑ پر اللہ کی طرف سے عالمگیر دعوت کی ذمہ داری تھی۔ عراق میں اُر کے مقام سے قاہرہ، شام، مکہ، فلسطین یٹرون عرب کے ملکوں تک سفر کیا۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ مکہ میں، حضرت اسحاقؑ فلسطین میں اور حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے حضرت لوطؑ سدوم میں حضرت ابراہیمؑ کی ہدایت کے مطابق اللہ کے دین کے لیے کام کرتے رہے۔ اللہ کی آزمائشوں میں ابراہیمؑ پورے اُترے۔ نمرود سے مباحثہ کیا۔ ابراہیمؑ نے اللہ سے دعا مانگی اے پروردگار مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحوں میں سے ہو۔ اُس دُعا کے بدلے میں اللہ نے اُس کو ایک حلیم بُردبار لڑکے کی بشارت دی۔ اور حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ قرآن شریف میں ہے۔ " وہ لڑکا جب اِس کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچا گیا تو (ایک روز) ابراہیمؑ نے اس سے کہا، بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اب تو بتا تیرا کیا خیال ہے۔ اُس نے کہا ابّا جان جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے کر ڈالیے آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔ آخر میں ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو ماتھے کے بَل گرِا دیا۔ اور ہم نے ندا دِی کہ اَے ابراہیمؑ تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقینا یہ ایک کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے

ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اِس بچے کو چھڑا لیا۔ اور اُسکی تعریف اور توصیف ہمیشہ کے لیے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی۔ سلام ہے ابراہیمؑ پر۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں یقینا وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور ہم نے اُسے اسحاقؑ کی بشارت دی۔ ایک نبی صالحین میں سے۔ اسے اور اسحاقؑ کو برکت دی اَب اُن دونوں کی ذرّیت میں سے کوئی محسن ہے اور کوئی اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والا (۔ (سورۃ الصفّٰت ۱۰۱ تا ۱۱۳''

حضرت ابراہیمؑ کے دور میں پتھر کے بت بنا کر اس کی پوجا کی جاتی تھی اور ایک بہت بڑا بت گھر بنایا ہوا تھا جس میں بہت سے بت رکھے ہوئے تھے۔ ابراہیمؑ ان بتوں سے نالاں تھے۔ توحید کے بارے میں اپنے باپ سے نالاں تھے۔ قوم سے بتوں کے معاملے میں مناظرہ کیا۔ نمرود بادشاہِ وقت سے مناظرہ کیا۔ قرآن شریف میں ہے۔ ''اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کا قصّہ بیان کرو، بے شک وہ ایک راست باز انسان اور ایک نبی تھا جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ ابّا جان آپ کیوں اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں؟ ابّا جان میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ آپ میرے پیچھے چلیں میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔ ابّا جان آپ شیطان کی بندگی نہ کریں، شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے۔ ابا جان، مجھے ڈر ہے کہیں آپ رحمان کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن

کے رہیں۔ باپ نے کہا ابراہیمؑ کیا تُو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے؟ اگر باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ بس تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے الگ ہو جا۔ ابراہیمؑ نے کہا سلام ہے آپ کو۔ میں اپنے ربّ سے دُعا کروں گا کہ آپ کو معاف کر دے۔ میرا ربّ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ میں آپ لوگوں کو بھی چھوڑتا ہوں اور اُن ہستیوں کو بھی، جنہیں آپ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہو۔ میں تو اپنے ربّ کو پکاروں گا اُمید ہے میں اپنے ربّ کو پکار کر نامراد نہ رہوں گا۔ پس جب وہ اُن لوگوں سے اور اُنکے معبودوں غیراللہ سے جُدا ہو گیا تو ہم نے اُس کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو نبی بنایا اور اِن کو اپنی رحمت سے نوازا اور اِن کو سچی نام وَری عطا کی'' (مریم تا ۵۰) حضرت ابراہیمؑ مکے گئے اسمٰعیلؑ کی ولادت ہوئی، خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی اور ۴۱ قربانی کی۔ لاکھوں مسلمان حج کے موقعہ پر قربانی کرتے ہیں بلکہ ہر سال ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان سنت ابراہیمؑ پر عمل کرتے ہیں اور رہتی دنیا تک اس سنت پر عمل ہوتا رہے گا۔ یہ ہے احسان ربّ کی طرف سے اپنے نیک بندوں پر..... حدیث رسول اللہؐ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو کہ قربانی کے لیے مکہ میں روانہ کیا جائے اور تقلید کہتے ہیں اس جانور کے گلے میں کوئی چیز لٹکا دی جائے جس سے معلوم ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے... موطا امام مالکؒ میں یحیٰی بن سعید سے روایت ہے انہوں نے پوچھا عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے کہ جو شخص ہدی روانہ کرے مگر خود نہ جائے کیا

اس پر کچھ لازم ہوتا ہے وہ بولیں میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا، کہتی تھیں محرم نہیں ہوتا مگر جو شخص احرام باندھے اور لبیک کہے اس سے معلوم ہوا ہدی روانہ کرنے والا محرم نہیں ہوتا بلکہ اگر خود اس کے ساتھ ہو جائے تو محرم ہو جاتا ہے۔ یہی قول اکثر علماء کا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے براد بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا سب سے پہلا کام جس سے ہم آج کے روز کی ابتدا کرتے وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں پھر جا کر قربانی کرتے ہیں جس نے اِس پر عمل کیا اُس نے ہمارے طریقے کے مطابق کیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا تو اُس کا شمار قربانی میں نہیں ہے بلکہ وہ ایک گوشت ہے جو اُس نے اپنے گھر والوں کے لیے مہیا کیا..... ایک دوسری حدیث میں آتا ہے، حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں حضورؐ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔ یہ ہے قربانی جو اللہ کو قبول ہے جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق ہے ..... مسلم میں حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے قربانی کے دن حضرت عائشہؓ کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی..... حضرت جابرؓ ہی صحیح مسلم میں کہتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ قربانی کی اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے یعنی اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات آدمی حصہ دار بن سکتے ہیں. ....بخاری اور مسلم میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ آپؐ کے اونٹوں کی خبر گیری کروں اور ان کے گوشت کو خیرات کر دوں اور چمڑا اور

جھولیں بھی صدقہ کروں۔اور قصائی کی مزدوری اس سے نہ دوں رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا مزدوری ہم اپنے پاس سے دیں گے... یعنی اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور کی اُجرت قصائی کو علیحدہ سے دینی چاہیے۔

قارئین! مسلمان آج پوری دنیا میں اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے پریشانیوں میں مبتلا ہیں جبکہ اللہ کا قرآن ہمیں ہدایت دیتا ہے تم ہی غالب ہوگے اگر تم مومن ہوگے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم مسلمانوں میں اولین مسلمانوں جیسے تقویٰ کی صفت پیدا کر دے تاکہ ہم اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کر سکیں آمین۔

عیدُالاضحیٰ نام ہے عظیم قربانی کی یاداشت کا !

دنیا کی ہر قوم خوشی کے تہوار مناتی ہے تہواروں کے پیچھے کوئی نہ کوئی فلسفہ ضرور ہوتا ہے جس طرح مسلمان ایک سنجیدہ امت ہے اسی طرح مسلمانوں کے تہوار بھی سنجیدہ ہیں کیوں نہ ہوں جس امت کو لوگوں کی اصلاح کے لئے اُٹھایا گیا ہوں وہ بردبار، پُروقار قاراور سنجیدہ ہوتی ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک امّتِ وَسَط بنایا ہے۔تاکہ تم دنیا پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو''۔البقرا(۱۴۳) ۔ دوسری جگہ فرمایا گیا ''اَب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔'' امتِ وَسَط بنانے کا مقصد ایک امتیازی نشان سے مراد یہ ہے کہ جب آخرت میں رسولؐ اپنی اُمت پر گواہی دیں گے کہ اے ربّ میں نے تیرا پیغام امتِ مسلمہ تک پہنچا دیا تھا۔ اَب تم نے اس امت کو امتِ وَسَط بنایا تھا یہ اِن کا رہتی دنیاتک کام تھاکے وہ دنیا کی قوموں تک تیرا پیغام پہنچائیں۔ یہ اعزاز کہ نبیؐ کے بعد اس امت نے نبیؐ کے قائم مقام کی ڈیوٹی ادا کرکے دنیا کی قوموں کے سامنے نبیؐ کی شریعت کو نافذ کرنا تھاکیا اس امت نے یہ کام کیا؟ یہ ہے امتِ وَسَط کا

مفہوم۔اس امت کے سارے خوشی کے تہوار اس کے شیان شان ہیں۔عیدالفطر میں مسلمان ۳۰ دن کے روزے رکھتے ہیں تراویح پڑھتے ہیں شب بیداری کا اہتمام کرتے ہیں تہجد کے نفل ادا کرتے اللہ سے رو رو کے اپنے گناہوں کی بخشش کے دعائیں مانگتے ہیں اپنی زکوۃ ادا کرتے ہیں فطرانہ ادا کرتے ہیں اس کے بعد شکرانے کے طور پر عید الفطر کی دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں پھر خوشی مناتے ہیں اسی طرح عید الضحیٰ سے پہلے پوری دنیا سے مسلمان اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں جمع ہوتے ہیں سخت گرمی اور سخت سردی میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں صفاء مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں قربانی کرتے ہیں منا میں خیموں کی بستی آباد کرتے ہیں مدینے میں مسجد نبوی میں نمازیں ادا کرتے ہیں سارے مناسک حج کی ادائیگی کے بعد عیدالضحیٰ مناتے ہیں اس سارے پروسس کے اندر جو فلسفہ پوشیدہ ہے وہ قربانی کا فلسفہ ہے امتِ مسلمہ ہر سال عیدُالاضحیٰ پر سنتِ ابراہیم علیہ السلام پر عمل کرتے ہوئے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں اور یہ عمل پوری دنیا میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں تسلسل سے ہو رہا ہے ابراہیمؑ نے اللہ سے دعُا مانگی اے پروردگار مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحوں میں سے ہو۔اُس دُعا کے بدلے میں اللہ نے اُس کو ایک حلیم بُردبار لڑکے کی بشارت دی۔اور حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔" وہ لڑکا جب اِس کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچا گیا تو ابراہیمؑ نے اس سے کہا، بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اب تو بتا تیرا

کیا خیال ہے۔ اس نے کہا ابّا جان جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے کر ڈالیے آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔ آخر میں ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو ماتھے کے بَل گرِا دیا۔ اور ہم نے ندا دِی کہ اَے ابراہیمؑ تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقینا یہ ایک کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اِس بچے کو چھڑا لیا۔ اور اُسکی تعریف اور توصیف ہمیشہ کے لیے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی سلام ہے ابراہیمؑ پر۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں یقینا وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور ہم نے اُسے اسحاقؑ کی بشارت دی۔ ایک نبی صالحین میں سے۔ اسے اور اسحاقؑ کو برکت دی اَب اُن دونوں کی ذرّیت میں سے کوئی محسن ہے اور کوئی اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والا" (الصفّٰت ۱۰۱ تا ۱۱۳)

قارئین! مسلمان عیدُ الاضحیٰ کے دن قربانی کرتے ہیں اور قربانی نام ہے خوشی کے موقعے پر اللہ کے راستے میں اپنی عزیز ترین چیز کو قربان کرنے دینے کا۔ یہی سبق ہمیں سنتِ ابراہیمؑ سے ملتا ہے کس طرح باپؑ بیٹےؑ نے اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ کس طرح باپؑ نے اللہ کا حکم بجالاتے ہوئے اپنے بیٹےؑ کو منہ کے بل گرا دیا اور قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ پھر جب اللہ انسان سے راضی ہو جاتا ہے تو سارے عالم میں اپنے پسندیدہ بندے کا نام

سربلند کرتا ہے آج دنیا کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان اللہ کے حکم کے مطابق اُس وقت سے لیکر آج تک اور قیامت تک ہر سال اس سنتِ ابراہیمؑ کو جاری وساری کئے ہوئے اور کرتے رہیں گے (انشااللہ) پھر اللہ اپنے ایسے نیک بندوں پر آخرت میں جو انعامات کی بارش کریگا ان انعامات کا احاطہ انسانی ذہن کے لیے ممکن ہی نہیں ۔ اللہ مسلمانوں کو اپنی راہ میں بہتریں چیزیں قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ عیدُالاضحیٰ منانے کا یہی فلسفہ ہے۔

اے میرے دکھیا ہم وطنو ! ! !

دکھوں اور پریشانیوں سے نڈال میرے ہم وطنو یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا پیارا پاکستان مسلمانان برصغیر کی اجتماعی قربانیوں کی بدولت اللہ نے مثلِ مدینہ عطا کیا تھا۔ ہمارے قائدؒ نے اس کو پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الااللہ کے نعرے کے تحت حاصل کیا تھا۔ قائدؒ نے لوگوں کے سامنے اپنا یہ قول بھی رکھا تھا" مسلمانو! میں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ دولت، شہرت اور آرام و راحت کے بہت لطف اٹھائے ،اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں ۔میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کے میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا حق ادا کر دیا میں آپ سے اس کی داد اور صلہ کا طلب گار نہیں ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا ایمان اور میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا اور میرا خدا یہ کہے کہ جناح بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے مسلمان جیئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبہ میں اسلام کے علم کو بلند رکھتے ہوئے مرے" (قیامِ پاکستان سے پہلے ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب) قائدؒ کی مسلسل جدوجہد اور انتھک کوششوں سے پاکستان

وجود میں آ گیا۔ایک موقعے پر کابینہ کا اجلاس ہو رہا تھا اے ڈی سی نے پوچھا ''سر اجلاس میں چائے سرو کی جائے یا کافی؟ چونک کر سر اُٹھایا اور سخت لہجے میں فرمایا ''یہ لوگ گھروں سے چائے پی کر نہیں آئیں گے''جس وزیر نے چائے کافی پینی ہو گھر سے پی کر آئے یا پھر گھر واپس جا کر پئے قوم کا پیسہ قوم کے لئے ہے وزیروں کے لئے نہیں اس حکم کے بعد جب تک وہ برسر اقتدار رہے کابینہ کے اجلاسوں میں سادہ پانی کے سوا کچھ سرو نہ کیا گیا''۔ہمارے حکمرانوں نے کابینہ اور دوسرے حضرات کے لئے صدراتی باورچی خانے پر کروڑوں کے خرچ کے چرچے اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔پاکستان بننے کے بعد مسلم لیگ نے حکومت بنائی مگر قائدؒ کے وژن نظریہ پاکستان پر عمل پیرا نہ ہوئے اس پر حکومت کے لوگوں سے دلبرداشہ ہو کر کسی موقعے پر قائدؒ نے فرمایا تھا میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں خیر اس کے بعد وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔مسلم لیگ کی حکومت پاکستان کو متفقہ آئین نہ دے سکی پاکستان میں روز روز کی وزارتیں بدلتے دیکھ کر نہرو نے کہا تھا میں اتنی شیروانیاں نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں وزراتیں بدلتی ہیں مسلم لیگ نے کافی مدت پاکستان پر حکومت کی مگر عوام کی حالت نہیں بدلی؟ ہاں حکمرانوں کی حالت بدلتی گئی اور وہ امیر سے امیر تر ہوتے گئے اسی مسلم لیگ کی حکومت کے وزیر خارجہ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد تاشقند کے معاہدے کے خلاف ایوب خان ڈکٹیٹر کے خلاف بغاوت کی اور تاریخ میں پہلی اور آخری بار فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان سے ملی بھگت کر کے سلویلین مارشل

لاء ایڈمنسٹریٹر بن گئے اپنی نئی جماعت پیپلز پارٹی بنائی عوام سے ایسے جذباتی وعدے کئے جو پورے نہ کرسکے بلکہ بقول اصغر خان صاحب کہ ''آؤ دونوں مل کر پاکستانی عوام کو بیوقوف بنا کر حکومت کریں'' روٹی کپڑے کے وعدے پر اقتدار حاصل کیا مگر روٹی کیا ملنی تھی اِدھر ہم اُودھر تم کا نعرہ لگایا اور آدھا پاکستان ہاتھوں سے نکل گیا مگر عوام کی حالت نہ بدلی؟ بار بار پیپلز پارٹی کو حکومت ملتی رہی اور وہ ہر دفعہ روٹی کپڑے کے وعدے ہوتے رہے، کرپشن عروج پر جاتی گئی، پلاٹ، پرمٹ نوکری اور اقربا پروری کے ریکارڈ قائم کئے گئے، سیاسی مخالفین کو جیلوں میں ڈالا گیا الیکشن میں دھاندلی کروائی گئی اپوزیشن نے تحریک چلائی اور پھر ڈکٹیٹر ضیاالحق نے مارشل لا لگا دیا۔لوگوں کے مارواۓ عدالتی قتل ہوئے اور ایسے ہی ماروئے عدالت قتل کی وجہ سے پیپلز پارٹی کے سربراہ کو عدالت نے پھانسی کی سزا سنائی مگر عوام کی حالت نہیں بدلی؟ پیپلز پارٹی کئی پیپلز پارٹیوں میں تقسیم ہر گئی مسلم لیگ بھی نہ جانے کتنی مسلم لیگوں میں تبدیل ہوتی رہی اور حکومت کرتی رہی مگر عوام کے حالت نہ بدلی؟نواز مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی باری باری حکومت کرتیں رہیں پیپلز پارٹی کی طرح نواز شریف کی حکومت کو بھی فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے ہٹا کر مارشل لاء لگا دیا اور دس سال عوام پر حکومت کی مگر عوام کی حالت نہ بدلی؟ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ عوام سے ہر دفعہ نئے نئے وعدے کرتیں رہیں مگر عوام کی حالت آئے دن بدتر سے بدتر ہوتی گئی۔

صاحبو! یہ کس وجہ سے ہوتا رہا؟ یہ اس وجہ سے ہوتا رہا کہ حکمرانوں نے قائدؒ کے ویژن کو بلا دیا گیا اور دولت بنانے میں لگ گئے ملک کے آئین پر عمل نہیں کیا گیا آئین میں کہا گیا ہے کہ حکومت کے نمایندے امین اور صادق ہونے چاہیں مگر کرپشن میں سزا پانے والوں کو وزیر اور مشیر بنا دیا گیا نظریہ پاکستان کے مخالفوں کو حکومت کے عہدے دے دئے گئے ملک کی سپریم کورٹ کے احکامات پر عمل نہیں کیا گیا جس ممبر کو جعلی ڈگری کی وجہ سے کورٹ نے ڈسکوالیفائیڈ کیا اس کو دوبارا لیکشن لڑوا کر ممبر قومی اسمبلی بنا دیا گیا حکمرانوں سے ملک کے کئی اداروں کی لوٹی ہوئی رقم سپریم کورٹ کے فیصلوں کی وجہ سے قومی خزانے میں واپس جمع کروائی گئی ملک کے صدر کے خلاف عوام کا پیسہ لوٹ کر سوئس بنکوں میں جمع کرنے کا مقدمہ سالوں چلتا رہا جو اب تک واپس لا کر عوام کے خزانے میں داخل نہیں کیا گیا اب وہ حکومت میں نہیں ہے استثنیٰ ختم ہو گیا ہے لہٰذا سوس حکومت سے رابطہ کر کے عوام کا لوٹا ہوا پیسا واپس آنا چاہیے ملک کے ایک وزیر اعظم کو سپریم کورٹ کا حکم نہ ماننے پر برخواست کیا گیا آیندہ کے لئے الیکشن میں حصہ بھی نہیں لے سکتا دوسرے وزیر اعظم جو راجہ رینٹل کے نام سے مشہور ہوا۔ اسکو بھی کرپشن کی وجہ سے گرفتاری کا حکم جاری ہوا جس پر اب تک مقدمہ چل رہا ہے کئی امیدوران کو الیکشن کمیشن نے الیکشن لڑنے کے لئے ڈسکوالیفائیڈ کر دیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ امریکہ سے ڈرون حملوں کا

خفیہ معاہدہ کرنے والا شخص ڈکٹیٹر مشرف جس نے اپنا یہ گناہ قبول بھی کر لیا ہے الیکشن لڑنے کے لئے این آ وراو کا معاہدہ کرنے والی بیرونی قوتوں نے اسے دوست ملکوں کی ضمانت پر پاکستان پہنچا دیا تھاتاکہ نامکمل ایجنڈہ مکمل کر سکے اس کے خلاف واویلا کرنے والے نواز شریف صاحب نے حکومت میں ہونے کا باوجود شاید این آر او (۲) معاہدے کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لی ہے ممکن ہے نواز شریف صاحب اسے باہر جانے کی اجازت بھی دے دیں ابھی تو مقافاتِ عمل کے تحت چک شیزاد کے قیدی کے نام سے دنیا میں مشہور ہے اور مقدمات کا سامنا کر رہا ہے۔ ملک میں بے چینی ہے ہر آدمی خوف زدہ ہے ٹارگٹ کلنگ ، ڈرون حملوں ، بجلی اور گیس کی کمی اور لوڈ شیڈنگ سے تنگ آئی ہوئی قوم، ملک میں امریکہ کی لایعنی مسلط کردہ جنگ، فوج کا اپنے شہریوں کے خلاف جنگ میں مصروف ہونا، مہنگائی، بیروزگاری ، بیرونی دہشت گردی اور جارہیت ،اس قوم کا سرمایہ دار سرمایہ ملک سے باہر منتقل کر چکا، اس ملک کے فوجی ہیڈ کواٹر پر حملے ہو چکے، اس کی دفاعی انسٹالیشن پر حملے ہو چکے، اس کے بازاروں ،اسکولوں، اس کے بزرگوں کے مزاروں، مساجد ،امام بارگاہوں، مہمان کھیل کی ٹیموں اور چرچ پر حملے ہو چکے ہیں۔

قارئین ! نواز شریف حکومت نے ۱۰۰ دن کی کارکردگی کیا دکھائی کہ عوام کو مہنگائی کے اندر غرق کر دیا آئی ایم ایف کے ایجنڈے پر چل رہی ہے اب اگر

پاکستان کو تباہی سے بچانا ہے تو میرے دکھیا ہم وطنوں کی رائے پر عمل کرنا چاہیے ان کا
مطالبہ ہے کہ اے پی سی کے ایجنڈے کے تحت فوراً طالبان سے مزاکرات کئے جائیں
دشمن کاروائیاں کرکے قوم کی سوچ کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے گا مگر حکومت کو
بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وقت ضائع کئے بغیر پہل کرنی چاہیئے۔ اللہ ہمارے
ملک کا حامی و ناصر ہو آمین

خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ

عثمانؓ نام،ابو عبداللہ اور ابو عمر کنیت،ذوالنورین لقب ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی موت کے وقت ایک انتخابی مجلس ترتیب دی اور اسے اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کا کام سپرد کیا۔ یہ انتخابی کونسل اُن چھ افراد پر مشتمل تھی جو اُس وقت قوم میں زیادہ با اثر اور مقبول عام تھے۔اس مجلس نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو خلیفہ تجویز کرنے کا اختیار دے دیا۔ انہوں نے چل پھر کر عام لوگوں سے معلوم کیا۔ حج پر تشریف لانے والوں سے پوچھا اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ لوگوں کا رجحان حضرت عثمانؓ کی طرف ہے۔اس پر مجمع عام میں ان کی بیعت ہوئی اور خلیفہ بنے۔ حضرت عثمانؓ بارہ سال چھ ماہ خلیفہ رہے۔ حضرت عثمانؓ نے رسولؐ کے وقت اسلام کے لئے بڑی قربانیاں دیں ۔جنگ تبوک کے موقع پر کثیر تعداد اونٹ جو مال سے لدھے ہوئے تھے رسول اللہؐ کو پیش کیے۔ جنگ تبوک کے موقعے پر ایک تہائی لشکر کے اخراجات بھی برداشت کیے ۔ہر وقت اسلام کی خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ رسول اللہؐ کی دو بیٹیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا۔ عرب کے سب سے بڑے تاجر تھے حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں غلے کا قحط پڑا، خلیفہ نے حضرت عثمانؓ سے جن کے غلے سے لدھے اونٹ مدینہ کی طرف آ رہے تھے حکومت کو فروخت کے لیے کہا تو حضرت عثمانؓ نے انکار کیا

اور کہا جو آپ نے قیمت لگائی ہے اس سے زیادہ قیمت پر فروخت کروں گا خلیفہ ان سے ناراض ہوئے۔ مگر جب غلے سے لدھے ہوے اُونٹ مدینے پہنچے تو حضرت عثمانؓ نے تمام اُونٹوں کا غلہ بیت المال میں بغیر قیمت کے جمع کروا دیا۔

حضرت ابو بکرؓ کی دعوت پر اسلام لائے تھے مکہ میں کفار کے ظلم ستم کی وجہ سے حبشہ کی ہجرت میں شامل تھے جب رسولؐ نے اصحابؓ کو ہجرت مدینہ کا کہا تو مدینہ ہجرت کی غزوہ بدر میں اپنی کی بیماری کی وجہ اور رسولؐ کے حکم کے مطابق مدینہ میں ہی رہے باقی تمام مہمات میں شریک رہے غزوہ احد میں جب لوگ تتر بتر ہو گئے تو رسولؐ کی حفاظت کے لیے دوسرے چند صحابیوںؓ کے ساتھ شریک رہے۔ صلح حدیبیہ میں رسولؐ کے سفیر بن کر کفار مکہ کے پاس گئے خبر مشہور ہو گئی کہ کفار نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے تو اس بات پر بیعت رضوان ہوئی جنگ تبوک پر ایک تہائیس لشکر کے اخراجات مہیا کئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیاضی سے اس قدر خوش تھے کہ اشرفیوں کو دست مبارک سے اچھالتے تھے اور فرماتے تھے ''آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا'' حضرت عثمانؓ کے دور خلافت شورائی طرز کا تھا لوگوں کو آزادی کی اجازت تھی لوگ حکومت پر تنقید کرتے تھے مجلس شوریٰ میں عمال شامل تھے جو حکومت کو اہم معاملات میں مشورے دیتے تھے ان مجلس میں عمال سے تحریری مشورے طلب کئے جاتے تھے حضرت عثمان کے دور خلافت میں اختیارات کی

تقسیم تھی فوج کے افسر کا عہدہ ایجاد کیا گیا تھا صوبے میں عامل اور فوج کا افسر علیحدہ اختیارات کا مالک ہوتا تھا۔ نگرانی کا نظام قائم تھا اس کے لیے دربار خلافت سے تحقیقاتی وفود روانہ کئے جاتے تھے جو تمام ممالک محروسہ میں دورہ کرکے عمال کے طرز عمل اور رعایا کی حالت کا اندازہ کرتے تھے جمعہ کے خطبے سے پہلے لوگوں سے اطراف ملک کی خبریں پوچھتے تھے حج کے موقعے پر تمام اعمال لازمی طور پر طلب کئے جاتے تھے اس لئے فوری شکایتوں کی تحقیقات کرکے تدراک کرتے تھے ملک کا نظم و نسق فاروق اعظمؓ والا ہی تھا مگر ملکی محاصل میں اضافہ کیا مصر کا ۲۰ لاکھ دینار سے ۴۰ لاکھ تک پہنچ گیا تھا ان کے دور میں اہل وظائف کا ایک ایک سو درہم کا اضافہ ہوا۔ لوگوں کے کھانے کا انتظام بھی کیا۔ صوبہ جات میں دفاتر کے لیے عمارتیں تیار کروائیں۔ سڑکیں، پل، مہمان خانے، مسجدیں تعمیر کروائیں۔ خیبر کی طرف سے کبھی کبھی سیلاب آیا کرتا تھا مسجد نبویؐ اور شہر کی آبادی کو نقصان پہنچتا تھا مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر مدری کے قریب ایک بند بنوایا اور نہر کھود کر سیلاب کا رخ دوسری طرف موڑ دیا اس بند کا نام مہروز ہے مسجد نبویؐ کی تعمیر و توسیع کی۔ ملکی انتظامات کو تمام مقامات پر علیحدہ کیا مستقل فوجی افسروں کا ہر مقام پر تعینات کیا تمام ممالک میں گھوڑوں اور اونٹوں کی پرورش و پرداخت کے لیے نہایت وسیع چراگائیں بنوائیں چراگاہ کے قریب چشمے تیار کروائے اسلام میں بحری جنگ اور بحری فوجی انتظامات کی ابتداء خاص حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت

سے ہوئی۔نائب رسولؐ کا اصل فرض مذہب کی خدمت ہے اس فرض کو اچھے طریقے سے انجام دیا۔حضرت عثمانؓ اکثر خوف خدا سے آبدیدہ رہتے تھے شرم وحیا حضرت عثمانؓ کا امتیازی وصف تھا۔فیاض تھے مدینے میں سارے کنوائیں کھاری تھے صرف بیر رومہ جو ایک یہودی کی ملکیت میں تھا شریں تھا رفاہ عامہ کے خیال سے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا آپ کاتب وحی تھے۔

طرابلس،برقہ،افریقیہ،اسپین، قبرص،طبرستان،آرمینیہ، امرورود،طالقان،فاریاب، افغانستان،خراسان،ترکستان،ایران،،آزربائیجان، جوزجان اور ایشیائے کوچک کا ایک وسیع خطہ اور شام وغیرہ ان کے دور میں مفتوح ہوئے امیر معاویہؓ تنگنائے قسطنطنیہ تک بڑھتے چلے گئے۔کابل سے مراکش تک کے علاقے حضرت عثمانؓ کے دور حکومت میں شامل تھے۔حضرت عثمانؓ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے تھے اپنے رشتہ داروں کو اپنے پاس سے اور بیت المال سے مدد کرتے تھے۔بعض وقت بیت المال سے قرض لے کر بھی رشتہ داروں کی مدد کی۔کہا کرتے تھے میرے رشتہ دار اتنے زیادہ مال دار نہیں،اس لیے ان کی مدد کرتا ہوں اور یہ صلہ رحمی ہے اور یہ قرآن کے مطابق ہے۔یہی بات بعض لوگوں کو پسند نہیں تھی اور آخر کار بلوائیوں نے انہیں شہید کر دیا شہادت کے موقع پر چالیس دن تک بردباری ضبط اور تحمل کا اظہار کیا ایک وسیع سلطنت کے حاکم اور جانثاروں کی فوج ہونے کے باوجود خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ نے چند بلوائیوں کے خلاف خونریزی کی اجازت نہیں دی اور شہادت قبول کر لی۔

قارئین ! حضرت عثمانؓ خلافت کے زمانے میں فرماتے تھے جب میں خلیفہ نہیں بنا تھا تو میں عرب کا سب سے زیادہ اونٹوں بکریوں کا مالک تھا اب خلافت کے دوران میرے پاس ایک اونٹ حج کی سواری کے لیے اور ایک بکری ہے۔ یہ ہیں مسلمانوں کے آئیڈئل حکمران ! کیا آج کل کے مسلمانوں حکمرانوں میں کوئی ایسا ہے؟ مسلمان حکمرانوں نے عوام کو لوٹنے کے علاوہ کوئی اور کام کیا ہے اسی لیے پاکستان اور اسلامی دنیا کے عوام مدینے کی اسلامی فلاحی ریاست اور خلفاء راشدین کے دور کی حکومت کے آرزومند ہیں۔ آیئے مسلمان ملکوں میں ایسی حکومتوں کے لیے کوشش کریں تاکہ ضروریات زندگی کی فروانی ہو، امن وامان ہو، کرپشن ختم ہو، دہشت گردی ختم ہو، انصاف ہو، عدل کا نظام ہو، انسانیت کی قدر ہو، بیرونی مداخلت ختم ہو تمام شہریوں کے لئے ترقی کے یکساں مواقعے ہوں۔

اور پھر سنچری پوری ہو گئی!

ہوش سنبھالتے ہی میری مطالعے کی عادت بن گئی تھی اسی وجہ سے گھر میں چھوٹی سے لائبریری بھی قائم ہو گئی جون 2010ء میں اللہ نے میرے دل میں خیال ڈالا کہ یہ جو تم نے جو مطالعہ کیا ہے یا کر رہے ہو وہ تو تمھاری موت کے ساتھ ہی ختم ہو جائے اس سے دوسروں کو کیا فائدہ ہوا، پس میں نے لکھنا شروع کر دیا میرے دل میں یہ عزم تھا کہ کم از کم ایک سو اخبارات میں میرے مضمون شائع ہونے چاہیں میں نے اخبارات کو مضمون بھیجنا شروع کیے، میرا پہلا مضمون ۱۹ جولائی 2010ء اسلام اخبار کراچی میں شائع ہوا لکھنے کا تجربہ نہ تھا دوسرا کمر میں تکلیف کی وجہ سے ایک انگلی سے کمپوزنگ خود کرتا ہوں اس لیے شروع میں کمپوزنگ کی غلطیاں ہوتی تھیں لیکن میں اخبارات کے ایڈیٹرز، خاص کر کراچی کے ایک اخبار کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے میری غلطیوں کی نشان دہی کی اور میرے مضمون بہتر سے بہتر ہوتے گئے.....

پراگریس کچھ اس طرح ہے کہ 2010ء میں چھ اخبارات میں 37 میں مضمون شائع ہوئے، 2011ء میں پندرہ اخبارات میں 384 اور 2012ء میں ستاون میں 679 مضمون شائع ہوئے اس وقت تیس اکتوبر 2013ء تک الحمدللہ ایک سو سات اخبارات میں 1027 مضمون شائع ہو چکے ہیں اللہ نے میری خواہش پوری کر دی اور پھر ماشاء اللہ ”سنچری پوری ہو گئی“ اس وقت ایک سو دو اخبارات، رسائل اور ویب

سائٹز میں میرے مضامین شائع ہو رہے ہیں اللہ نے زندگی اور صحت دی تو انشاء اللہ تعداد مزید بڑ تی جائے گی۔ ظاہر ہے ایک سو سات اخبارات نہ میں خرید سکتا اور نہ یہ ممکن ہے اس لیے جو اخبارات نیٹ پر آتے ہیں ان ہی میں سے ریکارڈ مرّتب کیا ہے جو اخبارات نیٹ پر نہیں آتے ان میں سے کچھ مہربانی کرکے مجھے بھیج دیتے ہیں اور کچھ زبانی بتا دیتے ہیں اور کچھ کا پتہ نہیں چلتا کہ میرے مضمون شائع ہو رہے یا نہیں ہیں ریٹائرڈ لائف ہے بچوں نے معاشی ذمہ داری سے سے فارغ کر دیا ہے اس لیے میں روزانہ فجر کی نماز کے بعد قرآن ، حدیث و اخبارات کے مطالعے کے بعد صبح 10 بجے سے مغرب تک کمپیوٹر پر بیٹھتا ہوں پھر رات گئے تک ایک سیاسی جماعت کے دفتر میں اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے جاتا ہوں دن میں کم از کم چار گھنٹے نیٹ پر اخبارات دیکھتا ہوں اخبارات کی ہیڈنگ پڑ ھنے کے بعد ان میں شائع شدہ اپنے مضامین کو پک کر کے ڈیکس ٹاپ پر لوڈ کرتا ہوں اس کے بعد اپنی فیس بک

اور بلاگ اسپاٹ (http://www.mirafsaramanfacebook.com)

پر پیسٹ کرتا ہوں اس کے (http://www.mirafsaramanblogspot.com)

بعد مضامین کا پرنٹ نکال کر ریکارڈ کے لیے فائل کر دیتا ہوں اس دوران کچھ وقت مطالعے میں بھی گزرتا ہے بھلا ہو بجلی والوں کا اس دوران جب جب بجلی جاتی ہے اس وقت آرام کر لیتا ہوں یہ 2010ء سے میرا روز کا معمول ہے اخبارات کو مضمون ای میل کرنے کے بعد ایس ایم ایس کرکے ایڈیٹرز حضرات کو مطلع کرتا ہوں تا کہ لا تعداد ای میلز میں سے میرا مضمون گم نہ ہو جائے۔

آپ کہیں گے اتنی تعداد میں ایڈیٹرز حضرات سے رابطہ کیسے ممکن ہوا؟، ایڈیٹرز کے موبائل فون کیسے حاصل کئے ؟ایڈیٹرز سے رابطہ کیسے ہوتا ہے جب ایک سو دو اخبارات میں مضمون شائع ہوتے ہیں تو کتنے اخبارات کو مضمون بھیجے جاتے ہونگے ظاہر ہے سب کے سب تو شائع نہیں کرتے یہ اور کچھ اور باتیں ہیں جن کو میں محترم قارئین اور ایڈیٹرز حضرات سے شیئر کرنا چاہتا ہوں تا کہ مجھ جیسے نئے کالم نگاروں کے لیے آسانی پیدا ہو جائے (۱) زیادہ تر فون نمبر اخبارات کے ایڈیٹوریل صفحوں پر لکھی تفصیل سے حاصل ہوتے ہیں مگر کچھ اخبارات کے صفحوں پرانے فون نمبر پرنٹ ہیں جو یا تو تبدیل ہو گئے یا کسی نہ کسی وجہ سے بند ہیں ان کو اگر اپ ڈیٹ کر دیا جائے تو رابطہ کرے والے لکھاریوں کی لیے آسانی ہو جائے گی اس جگہ اگر ای میل بھی پرنٹ کر دی جائے تو بہتر ہے (۲) تجربے میں آیا ہے اور کچھ بڑے اخبارات کا کہنا ہوتا ہے مضمون نگار صرف ان ہی کی اخبار کے لیے لکھیں یہ سینئر نامی گرامی لکھاریوں کے لیے تو صحیح ہے لیکن نئے لکھنے والوں کو اس کا پابند نہ کیا جائے تو اچھا ہے اس سے ٹیلنٹ رک جاتا ہے .بڑے اخبارات اگر نئے لکھاریوں کی لیے جگہ مہیا کر دیں تو ان کی حوصلہ افضائی ہو گی کافی اخبارات نے ایک صفحہ پرانے لکھاریوں اور ایک صفحہ نئے لکھاریوں کے لئے مختص کیا ہوا جو مثالی ہے آخر نئے لکھاریوں کی اخبارات نے ہی تربیت کرنی ہے (۳) جن نئے مضمون نگاروں کے مضمون سالہ سال سے کسی اخبار میں شائع ہو رہے ہیں اگر ممکن ہو سکے تو ان کو اخبار کسی نہ کسی قسم

کا سرٹیفکیٹ دیں تاکہ ان کی خوصلہ افزائی ہو (۴) اخبارات کی ایسوسی ایشنز نئے لکھاریوں کے لئے تربیت کے پروگرام ترتیب دیں تو ان کی حوصلہ افزائی ہو گی۔ (۵) جن اخبارات نے مضمون شائع کئے اور کر رہے ہیں اور میری حوصلہ افزائی کی ان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں اور جن اخبارات نے شائع کرنے کے بعد بند کر دیے کہ ان ہی کے لیے لکھوں ان سے گزارش ہے کہ وہ مہربانی کرکے نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی کے لیے کچھ پالیسی نرم رکھیں۔

قارئین ! صحافت مملکت کی عمارت کا چوتھا ستون کہلاتا ہے اس لئے اس کی اہمیت اورذمہ داری مسلمہ ہے مضمون نگار معاشرے کا عکس اپنے قلم کے ذریعے عوام کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ غلطیوں کی نشاندہی اور اچھائیوں کو اجاگر کیا جائے مضمون نگار اگر کسی سیاسی جماعت یا کسی حکومت کا حامی ہے پھر بھی اسے غیر جانبداری سے سیاسی پارٹی یا حکومت کی غلط پالیسیوں کا تجزیا کرنا چاہیئے اور ان کی اچھائیوں کو بھی بیان کرنا چاہیئے پسند اور ناپسند کا معیار سچ اور حق ہونا چاہیے اور اسی کو بیان کرنا چاہیئے مخالف کی اچھی باتوں کو بھی برملا بیان کرنا چاہیئے معاشرے کا معمار ہونے کے ناطے برائیوں کو ختم کرنے اچھائیوں کو پروان چڑانے کے لئے مضمون نگاری کرنی چاہیئے اس کے ساتھ ساتھ مضمون نگار کا گہرا اور مسلسل مطالعہ ہونا چاہیے ہمارا دین بھی سچ کی گواہی کو چھپانے سے منا کرتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور شہادت ہر گز نہ

چھپاؤ'' (البقرۃ۲۸۳) مضمون نگار تو حق کی شہادت دینے والا اور مجسم سچ ہوتا ہے مضمون نگار کو مسائل کو اجاگر کرکے اس کے حل بھی تجویز کرنا چاہیئے نہ کہ صرف مسائل کو ہی اُچھالا جائے تنقید برائے تنقید اور ناجائز تنقید سے اجتناب کرنا چاہیے الحمد اللہ ہم مسلمان ہیں اور پاکستانی ہیں آج کل بیرونی تہذیبیں اسلامی تہذیب پر حملہ آور ہو رہی ہیں اس کے ادراک کی کوشش کرنی چاہیے خاص کر برصغیر میں دو قوموں کے درمیان سرد جنگ ہو رہی ہے ایک قوم اپنی عوام کو یہ سبق یاد کرواتی رہتی کہ باہر سے آ کر ہمارے اوپر ایک ہزار حکومت کرنے والوں پر اب ہماری اکثریت کا حق ہے کہ حکومت کریں اس لیے ہمارا پڑوسی ملک سرے سے ہمارے وجود کا ہی منکر ہے وہ اکھنڈ بھارت کے فارمولے پر کام کرتے ہوئے پاکستان کے لیے مشکلات پیدا کرتا رہتا ہے ہمارے ایک بازو کو ہم سے جدا کر چکا ہے اور اب کراچی، بلوچستان بلکہ پورے پاکستان میں ہمارے دشمنوں سے ملکر دہشت گردی کر رہا ہے اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لیے اس پر ہماری گہری نظر ہونی چاہیئے پاکستان ہے تو ہم ہیں اس کے استحکام اور سلامتی کے لیے کوششیں کرنی چاہیئے جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں مضمون نگاری کرتے وقت ان سارے امور پر پورا اترنے کی کوشش کرتا ہوں اللہ ہم سب کو حق و سچ بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مُحرّم الحرام کی اہمیت اور احترام!

مُحرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے محرم کے معنی تعظیم کیا گیا اور حرام کے معنی عظمت والا۔ مسلمان محرم کا چاند دیکھ کر اپنے اسلامی سال کا آغاز کرتے ہیں اسلامی چار حرام مہینوں میں سے ایک ہے جن کا تقدس اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں قائم کیا ہے۔ محرم مہینے پر بات کرنے سے پہلے دنیا کے اندر رائج کیلنڈرز پر بات کرتے ہیں تاکہ بات ذرا زیادہ صاف ہو جائے انٹرنیٹ سے معلومات کے مطابق دنیا میں کیلنڈرز کی تعداد 49 ہے جس میں مایا کیلنڈر بھی شامل ہے گذشتہ دنوں الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا نے اس بات کو خوب اُچھالا کہ 21 دسمبر 2012ء کو مایا کیلنڈر کے مطابق قیامت برپا ہونے والی ہے وہ تاریخ گزر گئی مگر قیامت برپا نہ ہوئی قیامت تو ایک دن ضرور برپا ہو گی جس کا علم اسلامی نقطہ نظر سے صرف اللہ کو ہے نبیؐ کو بھی نہیں مایا کلینڈر کو کیسے ہو سکتا ہے اسلامی کیلنڈر قمری ہے دینا میں مہینوں کا حساب قمری یا شمسی سسٹم سے لیا جاتا ہے دنیا میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے اپنے اپنے کیلنڈر بنائے ہوئے ہیں جو کچھ قمری ہیں تو کچھ شمسی اور کچھ دونوں کا ملغوبہ ہیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں مسلمان جب تک دنیا پر حکمران تھے اسلامی دنیا میں تقریباً ہزار سال تک اسلامی کیلنڈر پر ہی

عمل ہوتا رہا ہے اب صرف چند اسلامی ملکوں یا اخبارات کے مین صفحے پر انگریزی کیلنڈر سے پہلے اسلامی کیلنڈر کی تاریخ، مہینہ اور سال لکھتے ہیں جو خوش آئند بات ہے مساجد میں اسلامی قمری کیلنڈر پر عمل ہوتا ہے دنوں، مہینوں اور گھنٹوں کے حساب کے لیے مساجد میں نمازوں کے دائمی اوقات کے چارٹ لگے ہوتے ہیں جس پر امام مسجد عمل کرتے ہیں جو ہمیشہ کے لیے ہیں۔ اسلامی کیلنڈر کے حساب سورج کے غروب ہونے پر دوسرا دن شروع ہوتا ہے جبکہ انگریزی کیلنڈر میں رات بارہ بجے دن ختم ہوتا ہے اور اس کے بعد دوسرا دن شروع ہوتا ہے اس وقت دنیا میں مہینوں، دنوں کے لیے انگریزی شمسی سسٹم کا کیلنڈر رائج ہے اس میں عیسائی مذہب کے ماننے والے حکمرانوں کا دخل ہے انہوں نے جس جس ملک میں حکومت کی اس ملک کا مذہب، تمدن اور کلچر تبدیل کرنے کی کوشش کی اور اگر اسے پورے طور پر تبدیل نہ کر سکے تو کم از کم اس کا حلیہ تو بگاڑ ہی دیا دنیا کی قوموں میں تاریخوں کا نشان ہمیشہ ان کے کسی خاص دن سے تعین کیا جاتا جیسے انگریزی کیلنڈر حضرت عیسیٰؑ سے منسوب ہے دنیا کے مذاہب میں ہمیشہ سے رواج رہا ہے کہ کسی فرد کے کسی یادگار دن سے منسوب کیا جاتا ہے لیکن اسلام دین فطرت ہے لہٰذا اس کے دن مہینے اور سال بھی فطری ہیں ہجری کیلنڈر رسولؐ اللہ کی ہجرت سے منسوب ہے جب رسولؐ اللہ نے صحابہؓ کے ساتھ ہجرت کی تو ہجری سال اس عظیم ہجرت کے ساتھ منسوب کر دیا گیا تاکہ رہتی دنیا میں یادگار رہے اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور ذلحجہ پر ختم ہوتا ہے۔ جب

سے اللہ نے آسمان وزمین بنائی ہے سال میں مہینوں کی تعداد بارہ رکھی ہے اس میں چار مہینے حرام قرار دیے ہیں چار مہینوں سے مراد ذی القعدہ،ذی الحجتہ اور محرم حج کے لیے اور رجب عمرے کے لیے جس میں جنگ ، ڈاکہ زنی اور امن وامان کی حالت خراب کرنے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ لوگ اللہ کے گھر کا حج اور عمرہ بغیر کسی خطرے کے کر سکیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ''حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ ہی ہے اور ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یہی ٹھیک ضابطہ ہے' ' (توبہ ٦٣) ۔کیونکہ عرب دینِ ابراہیم علیہ السلام پر قائم تھے اور انھوں نے ان کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کی تھی جس پر وہ ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے بعد دو ہزار سال سے زائد مدت تک صحیح عمل کرتے رہے بعد میں شرک میں مبتلا ہو گئے اور رسولؐ اللہ کے زمانے تک خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھ دیے اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے حرام مہینوں میں بھی رد وبدل کر لیتے تھے اس پر قرآن میں فرمایا گیا ہے'' نسی تو کفر میں ایک مزید کافرانہ حرکت ہے جس سے یہ کافر لوگ گمراہی میں مبتلا کئے جاتے ہیں ۔کسی سال ایک مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال اُس کو حرام کر دیتے ہیں ،تاکہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد پوری کر دیں اور اللہ کا حرام کیا ہوا حلال بھی کر لیں'' (التوبہ ٣٧) مشرکین نے اس کا طریقہ یہ بنا لیا تھا کہ قمری سال کو شمسی سال کے مطابق کرنے کے لیے اس میں گبیسہ کا ایک مہینہ بڑھا دیتے تھے تاکہ حج

ہمیشہ ایک ہی موسم میں آتا رہے اور وہ موسم کی زحمتوں سے بچ جائیں یہ وہی بات ہے جو حجۃ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمائی تھی یعنی اس سال حج کا وقت گردش کرتا ہوا ٹھیک اپنی اُس تاریخ پر آ گیا ہے جو قدرتی حساب سے اس کی اصل تاریخ ہے (حاشیہ ۳۷ تفہیم القرآن از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ) آج تک حج قمری طریقے سے منایا جا رہا ہے جو فطری ہے کبھی گرمی اور کبھی سردی کے موسم میں حج آتا ہے۔

جہاں تک اسلامی دنیا میں محرم کے مہینوں میں اہم دنوں کے واقعات کا تعلق ہے تو یکم محرم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون پر فتح عطا فرمائی تھی اور بنی اسرائیل کو آزادی ملی تھی مگر بنی اسرائیل نے اس کی قدر نہیں کہ اور اللہ کا شکر گزار ہونے کے بجائے بغاوت کی راہ اختیار کی جس کے ذکر سے قرآن میں جگہ جگہ ان پر اللہ تعالیٰ نے ملامت کی اور آج بھی دنیا کو یہود و نصاریٰ جو بنی اسرائیل کی اولاد ہیں دکھوں سے بھر دیا ہے ان کے ہاتھوں اسلامی دنیا میں قتل وغارت گری ہو رہی ہے انہوں نے اپنے میڈیا کے زور پر مسلمانوں کو دہشت گرد مشہور کر دیا جبکہ یہ خود دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے یہود و نصارا مسلمانوں کے کبھی بھی دوست نہیں ہو سکتے جب تک مسلمان یہود و نصارا کی طرح نہ ہو جائیں کہ ” یہودی اور عیسائی تم سے ہر گز راضی نہ ہوگے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ

چلنے لگو۔'' (البقرہ ۱۲۰) دوسری جگہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے '' یہودیوں اور عیسایوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ، یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار پھر انھی میں ہے (المائدہ ۵۱) . آج ساری اسلامی دنیا کے حکمرانوں نے یہود و نصارا سے دوستی کر لی ہے اسی لیے مسلمان ملکوں میں لوگ ان امریکی پٹھوں کے خلاف جدو جہد کر رہے ہیں اور یہ حکمران مسلمانوں کے خون سے کھیل رہے ہیں۔ دو محرم کو دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تھی جن کی اسلامی فلاحی حکومت بائیس ہزار مربع میل پر قائم تھی عیسایوں نے بہت سے دوسری تاریخی خیانتوں کے ساتھ ساتھ حضرت عمرؓ بن خطاب کے ساتھ بھی تاریخی خیانت کرتے ہوئے سکندر اعظم کو تاریخ کے اندر '' الینگزنڈر دی گریٹ'' کے نام سے مشہور کر دیا جبکہ تاریخی طور پر ثابت ہے اس کی حکومت صرف اٹھارہ ہزار مربع میل پر تھی اور حضرت عمرؓ کی حکومت بائیس ہزار مربع میل پر تھی ۔دس محرم کو حضرت حسینؓ کو کربلا کے میدان میں ظلم کے ساتھ شہید کر دیا گیا تھا ان کا قصور صرف اور صرف یہ تھا کہ نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نظامِ اسلام جس کو خلفاء راشدین نے اس دنیا میں احسن طریقے سے چلایا تھا اس کے اندر خلل ڈال کر اسے اسلامی نظام حکومت سے ہٹانے کی کوشش کر کے ملوکیت کی راہ میں ڈال دیا گیا تھا یہ حضرت حسینؓ سے برداشت نہیں ہوا اور اپنے نانا حضرت محمد اللہ صلی علیہ وسلم کے اور اللہ کے حکم سے قائم کردہ نظامِ اسلام کو بچانے کی کوشش

کرتے ہوئے اپنی جان قربان کر دی اور ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے۔ابو قتادہؓ کی حدیث کا مفہوم ہے رسولؐ اللہ دس محرم یعنی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اس سے انسان کے گذشتہ سال کے گناہ اللہ معاف فرما دیتا ہے اب بھی مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محرم میں عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ایک دوسری حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے رسولؐ اللہ جب مدینہ تشریف لائے تو پتہ چلا یہود عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور اس کی وجہ حضرت موسیٰؑ کی فرعون پر فتح بتاتے تھے اور موسیٰؑ نے شکریہ کے طور پر روزہ رکھا تھا تو رسولؐ نے فرمایا ہم تمہارے سے زیادہ موسیٰؑ کے حقدار اور قریب ہیں رسولؐ اللہ نے اس دن کا روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی (روزہ رکھنے کا حکم دیا (بخاری و مسلم

قارئین ! اگر آج بھی مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو محرم الحرام کے ساتھ ساتھ اللہ اور رسولؐ کے بتائے احکامات پر صحیح صحیح عمل کرکے ہی حاصل کر سکتے ہیں ورنہ مسلمانوں کی حالت موجودہ حالت سے بدتر ہوتی جائے گی اللہ ہمیں اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شہادت خلیفہ دوم حضرت عمرؓ

اسلامی کلینڈر کے پہلے مہینے محرم کی دو تاریخ کو حضرت عمرؓ کی شہادت کا دن ہے مدینہ منورہ میں فیروز نامی ایک پارسی غلام تھا جس کی کنیت ابو لولو تھی۔ اس نے ایک دن آپ سے اپنے آقا کی شکایت کی اور کہا کہ مجھ سے بھاری محصول لیا جاتا ہے آپ نے اس سے دریافت کیا کونسا پیشہ کرتا ہے بولا نجاری، نقاشی اور آہنگری کا پیشہ کرتا ہوں کیونکہ اس پیشے سے مناسب پیسے ملتے تھے اس لیے آپ نے فرمایا ان صنعتوں کے مقابلے میں رقم کچھ بہت نہیں فیروز دل میں سخت ناراض ہو کر چلا گیا دوسرے دن آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ فیروز نے چھ وار کیے جن میں ایک ناف کے نیچے پڑا زخم کے صدمے سے گر پڑے اس کے بعد فیروز نے خود کشی کر لی حضرت عمرؓ نے دریافت کیا میرا قاتل کون تھا لوگوں نے کہا فیروز۔'' فرمایا الحمد اللہ کہ میں ایسے شخص کے ہاتھ نہیں مارا گیا جو اسلام کا دعویٰ رکھتا تھا''۔ عمرؓ نام، ابو حفص کنیت، فاروق لقب ہے۔ حضرت عمرؓ عرب کے قبیلے عدی سے تعلق رکھتے تھے جو رسولؐ اللہ سے آٹھویں پشت میں جا کر مل جاتا ہے۔ رسول اللہؐ کی خواہش تھی کہ اسلام کو ایک مضبوط اور طاقت ور شخص کی حمایت حاصل ہو جائے اسی لیے آپؐ اپنے پروردگار سے دعا مانگتے تھے کہ ابوالحکم بن ہشام یا عمرؓ بن خطاب میں سے

کوئی مسلمان ہو جائے۔ ابو جہل تو ابو جہل ہی رہا مگر اللہ نے حضرت عمرؓ کا دل اسلام کی طرف مائل کر دیا اور حضرت عمرؓ رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور رسولؐ اللہ سے کہا میں خدا، اس کے رسولؐ اور اس کی وحی پر ایمان لانے حاضر ہوا ہوں۔ اس کے بعد جس حمیت کے ساتھ پہلے اسلام کی مخالفت کرتے تھے اب اسلام کے لیے لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ جس رات حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا اسی کی صبح کو رسولؐ اللہ کے جانی دشمن ابو جہل کے پاس گئے اس نے دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا سن لو ابو جہل میں مسلمان ہو گیا ہوں اس نے دروازہ بند کر دیا۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد مسلمان کھبے میں نماز پڑھنے لگے اس قبل وہ مکہ کے آس پاس کی پہاڑیوں میں چھپ چھپ کے نمازیں پڑھتے تھے۔ خلیفہ اوّل حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بیماری کے آخری دنوں میں صحابہ اکرامؓ سے حضرت عمرؓ کے خلافت کے بارے میں رائے لی جس کو انہوں نے قبول کیا اور حضرت ابو بکرؓ کے وفات کے بعد مسلمانوں کی آزاد رائے سے خلیفہ دوم منتخب ہوئے حضرت عمرؓ کی حکومت دس سال چھ ماہ رہی۔ حضرت عمرؓ کا دور خلافت سنہری الفاظ سے لکھنے کا دور ہے۔

حضرت عمرؓ اپنے دور حکومت میں صحابہؓ کے مشورے سے حکومت کرتے تھے کسی بھی معاملے پر پہلے سیر حاصل بحث ہوتی تھی پھر کثرتِ رائے سے فیصلے ہوتے تھے جن کو مشرق و مغرب میں پذیرائی ہوئی۔ اس کے لیے حضرت عمرؓ نے مجلسِ شوریٰ بنائی

ہوئی تھی۔اُس وقت دنیا کے دوسرے حکمرانوں میں یہ چیز نا پید تھی۔اس سے ثابت ہوا کہ شورائی نظام حضرت عمرؓ نے قائم کیا۔ طریقہ اس نظام کا یہ ہوتا تھا، جس معاملے میں مشورہ ہوتا اس کو مسجد نبویؐ میں بلائے ہوئے لوگوں کے سامنے رکھا جاتا، حضرت عمرؓ دو نماز رکعت نماز کے بعد ممبر رسولؐ پر بیٹھتے اور بحث سننے کے بعد فیصلہ فرماتے۔ حضرت عمرؓ عام حقوق میں سب کے ساتھ برابر تھے۔اسی لیے ایک عام آدمی کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ سے سوال کر سکتا تھا کہ آپ نے یہ کرتا کیسے بنا لیا جبکہ تقسیم کی گئی چادر سے یہ کرتا نہیں بن سکتا تھا تو حضرت عمرؓ کو بیان کرنا پڑا کہ دوسری چادر میں نے اپنے بیٹے سے لے کر کُرتا بنوایا۔ حضرت عمرؓ کے لباس میں اکثر پیوند لگے ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بہت سے محکمے قائم کیے۔ زراعت، قضا، بیت المال کی عمارتیں بنوائیں، بیت المال کے اندر کتنی رقم ہے اس کے حساب کتاب کا انتظام قائم کیا بیت المال کا امیر حضرت عبداللہ بن ارقمؓ کو بنایا ان کے ماتحت حضرت عبدالرحمٰن بن عبیدالقاریؓ اور معیفؓ کو مقرر کیا حضرت معیفؓ رسول اللہؐ کے انگشتی بردار تھے۔ چار بڑی نہریں بنوائی جن کے نام یہ ہے، نہر ابی موسیٰؓ، نہر معقلؓ، نہر سعدؓ اور نہر امیر المومنین۔ حضرت عمرؓ کے دور میں کئی شہر آباد ہوئے۔ تمام مملکت کو صوبہ جات اور اضلاع میں تقسیم کیا ہوا تھا۔اور یہ نظام حضرت عمرؓ نے ۲۰ھ میں قائم کیا۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کی تنخواہیں اور وظیفے مقرر کیے۔ عاملوں کے تقرر کرتے وقت اُن کے فرائض اور

حقوق کا تعین کیا۔ خراج کا طریقہ حضرت عمرؓ نے ایجاد کیا۔ حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بڑی قدر کرتے تھے اور اُن کے عمر میں چھوٹے ہونے پر لوگ اعتراض کرتے تھے۔ ایک محفل میں حضرت عمرؓ نے لوگوں سے ایک سوال کیا۔ لوگ مکمل جواب نہ دے سکے۔ وہ ہی سوال حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے کیا انہوں نے مکمل جواب دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس لیے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی قدر کرتا ہوں۔ جس پر لوگوں نے اس عمل کو تسلیم کر لیا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کی محفل میں قریش کے سردار تشریف فرما تھے۔ اتنے میں حضرت بلالؓ بھی تشریف لائے۔ اُن سرداروں سے عمرؓ نے کہا ہمارے سردار کے لیے جگہ بناؤ اس پر سرداروں نے آپس میں چہ مہ گوئیاں کیں کہ جس وقت اسلام پر مشکل وقت تھا تو یہ ہی حضرت بلالؓ کام آئے تھے۔ ہماری عزت اب اسلام کی خدمت کرکے ہی قائم ہو سکتی ہے۔ حضرت عمر بن العاصؓ کے بیٹے کو اُسی قبطی کے ہاتھوں سزا دلائی جس کو بغیر قصور کے کوڑے مارے گئے تھے۔ متعلقین رسول اللہؐ کا پاس رکھتے تھے۔ جن لوگوں نے رسولؐ اللہ کا ساتھ دیا تھا اور اپنا سب کچھ دین اسلام پر قربان کر دیا تھا ان کی خدمت کے اعتراف میں وظیفے مقرر کئے۔ بنو ہاشم سب سے پہلے درجے، اس میں حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے ناموں سے ابتدا، پھر بنو امیّہ، پھر بنو عبدالشمس، پھر بنو نافل، پھر عبدالعزیٰ اپنا قبیلہ آخری درجہ پر رکھا۔ چناچہ اس حساب سے وظائف تقسیم ہوتے تھے۔ اصحاب بدرؓ کی سب سے زیادہ تنخواہیں مقرر کیں۔ سب سے بڑی مقدار حضرت اُسامہ بن زیاد

کی مقرر کی اس پر اِن کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ نے عذر کیا تو فرمایا۔ رسولؐ اُسامہؓ کو تم سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور اُس کے باپ کو تمہارے باپ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی جو حضرت فاطمہؓ سے تھی حضرت عمرؓ کے نکاح میں دی ۔ حضرت عمرؓ جب بیت المقدس گئے تو کاروبار حکومت حضرت علیؓ کے سپرد کر کے گئے۔ قضاء و قدر کا صحیح مفہوم حضرت عمرؓ سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ شام کے سفر پر تھے معلوم ہوا وہاں عمواس (وبائی مرض) بہت زور پر ہے۔ واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے طیش میں آ کر کہا قضاء الٰہی سے بھاگتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا، ہاں اللہ کے حکم سے اللہ کے حکم کی طرف بھاگتا ہوں۔ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر کہا میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ ایک درخت کے نیچے رسول اللہؐ نے لوگوں سے بیعت لی تھی اس بنا پر یہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا اور لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر اس درخت کو کٹوا دیا۔ سفر کے دوران ایک مسجد میں رسولؐ نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت عمرؓ کے دور میں لوگ اس مسجد کی طرف دوڑے حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا اہل کتاب ان ہی باتوں سے پیغمبروں کی یادگاروں کو عبادت بنا لیتے تھے اور بہت سے واقعات ہیں جو محمدؐ کی صحبت میں رہ کر سیکھے تھے۔ اور بعد میں حضرت عمرؓ نے اس واقعات کی روح کے مطابق عمل کیا۔

صاحبو! تاریخ میں مقدونیہ کے سکندر اعظم کو (الیگزینڈر) کہا جاتا ہے جو غلط ہے کہ اُس نے دنیا فتح کی تھی اُس کی سلطنت صرف 17 لاکھ مربع میل پر تھی جبکہ حضرت عمرؓ کی خلافت 22 لاکھ مربع میل کے علاقے پر تھی اس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ حضرت عمرؓ سکندر اعظم تھا نہ کہ مقدونیہ کا بادشاہ۔ حضرت عمرؓ نے مسند خلافت پر بیٹھتے وقت جو خطبہ دیا اُس کے ابتدائی الفاظ یہ تھے اے الٰہی اگر میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے۔ میں کمزور ہوں مجھے قوت دے۔ عرب قوم سے خطاب کرکے کہا، ہاں عرب والے سرکش اونٹ ہیں جن کی مہار میرے ہاتھ میں دی گئی ہے لیکن میں اِن کو راستے پر چلا کے چھوڑوں گا۔ حضرت عمرؓ سے فقہ کے مسائل کی تعداد کئی ہزار ہے۔ ان میں تقریباً ایک ہزار بڑے مسئلے ایسے ہیں جو کہ فقہ میں مقدم ہیں جن کو حضرت عمرؓ نے حل کیا اور ائمہ اربعہ نے ان کی تقلید کی۔ بعض مسائل میں صحابہ کرامؓ میں اختلاف ہوا تو حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کی مجلس بلائی انصار و مہاجرین کو جمع کیا مگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہوا تو ازواج مطہراتؓ سے معلومات حاصل کی گئیں اور اُن کی رائے پر عمل کیا گیا جس سے اسلام میں خواتین کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ رسولؐ کے زمانہ مبارک میں بہت سی رائے جو حضرت عمرؓ نے دی اُس پر وہی نازل ہوئی مثلاً قیدیانِ بدر، حجاب ازواج مطہراتؓ نماز بر جنازہ منافق وغیرہ۔ حضرت عمر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضورؐ کے پہلو میں دفن ہونے کی درخواست کی جو انہوں نے نے مان لی اسطرح آپ حضرت محمدؐ کے پہلو میں دفنائے گئے حضرت عمرؓ کے دور میں بہت

فتوحات ہوئیں جیسے اوپر ذکر ہو چکا ہے ان کی حکومت ۲۲ لاکھ مربع میل پر تھی۔ عوام کی خدمت کے لیے بہت سے محکمے قائم کئے گئے تھے چار بڑی نہریں بنائی گئیں تھیں۔ سڑکیں، مسافر خانے اور راستوں میں عوام کی حفاظت کے لیے چوکیں بنائی گئی تھیں۔ علم کی قدر تھی، اصحابؓ رسول کی عزّت تھی، بیت المال عام مسلمانوں کی امانت سمجھا جاتا تھا آجکل کے حکمرانوں کی طرح بیت المال سے کرپشن، بے جا اسراف اور حکومتی اہلکاروں کو ناجائز مراعات نہیں دی جاتی تھیں خوف خدا تھا اللہ نے آسمان اور زمین کے خزانے کھول دیئے تھے۔ امن آمان تھا، عدل انصاف تھا، حقوق و فرائض کی تقسیم تھی انسانیت کی قدر تھی۔

قارئین ! اللہ سے دعا ہے کہ مسلمان حکومتوں میں پھر سے خلفاء راشدینؓ جیسا نظام حکومت قائم ہو جائے تاکہ لوگ سکھ کا سانس لے سکیں آمین۔

طالبان، مہربان، ظالمان

صاحبو! یہ تو ہم سب جانتے ہیں کہ طالب علم کے معنی علم حاصل کرنے والے کے ہیں چاہے وہ دِینی ہو دُنیاوی! لیکن جن طالبان کا ہم ذکر کرنے جا رہے ہیں یہ اُن طالبان کا نام ہے جو پاکستان کے دینی مدارس میں دین کی تعلیم حاصل کرکے واپس افغانستان اپنے گھروں کو جاتے رہے تھے اور پھر نئی کھیپ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتی رہی اِس طرح طالبان کی کثیر تعداد وجود میں آ گئی۔ مزید دِین سے گہری محبت کی وجہ سے عام افغانی بھی شکل وصورت سے بھی اور عملی زندگی کے لحاظ سے بھی طالبان لگتے ہیں تو یہ ہوئے طالبان۔

اب ہم مہربان طالبان کا تجزیہ کرتے ہیں۔ افغانستان میں روس کی شکست کے بعد امریکا بہادر اور اُس وقت کی ہماری پٹھو حکومت نے افغانستان میں مجاہدین کے ذریعے اسلامی حکومت قائم نہ کرنے دی جہادی جماعتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک غیر مقبول شخص صبغت اللہ مجددی کو حکومت کا سربراہ بنا دیا جس کا جہادِ افغانستان میں کوئی قابل ذِکر کردار نہیں تھا۔ امریکا (صلیبیوں) کی مسلمانوں کے متعلق خلافت کو ختم کرنے سے لیکر آج تک یہی پالیسی ہے کہ اسلامی دنیا میں کہیں بھی سیاسی اسلام کو نہیں آنے دینا چاہے وہ پُرامن

مروجہ الیکشن سے ہی کیوں نہ آئے اِس کی مثال الجزائر اور مصر وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہے امریکی کی مدد سے صبغت اللہ مجددی کی غیر مقبول حکومت کے دوران جب افغانستان میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہوئی جو امریکا کی خواہش کے عین مطابق تھی تو اُس وقت کی ہماری پٹھو حکومت کے ذریعے طالبان اکٹھے کیے گئے اور کہا گیا کہ یہ طالبان ہمارے بچے ہیں شاید امریکا اور ہماری امریکی پٹھو حکومت کا خیال تھا کہ اِن کے پیدا کردہ طالبان کو جس طرح چاہیں گے استعمال کر لیں گے ۔اللہ کا کرنا کہ طالبان نے پورے ملک میں سفید جھنڈے کو لہرا کر تمام جنگجوں سے اسلحہ واپس لے لیا طالبان پورے افغانستان پر غالب ہو گئے امن وامان قائم کر دیا گیا پوست کی کاشت ختم کر دی گئی خانہ جنگی ختم ہو گئی افغانستان میں طالبان نے اسلامی امارت قائم کر دی اور مُلا عمر کو اپنا امیر المومنین مان لیا۔ کچھ جزوی اختلافات چھوڑ کر اسلامی احکامات پر عمل شروع کر دیااور پورے ملک میں ایک پاکستان دوست مستحکم اسلامی ریاست قائم کر دی جس کو پاکستان نے قانونی طور پر تسلیم بھی کر لیا اِس سے پاکستان کی مغربی سرحد محفوظ ہو گئیں ایک لاکھ پاکستانی فوج جو اب مغربی سرحد پر تعینات ہے اُس کی ضرورت نہ تھی۔ اِس طرح پاکستان کی دوست اور بھارت کی مخالف حکومت قائم کرنے والے طالبان مہربان تھے۔

اسلامی ریاست کے قائم ہونے پر امریکا بہادر کے کان کھڑے ہوئے ساتھ ہی ساتھ

پاکستان دوست حکومت کی وجہ سے بھارت کے کان بھی کھڑے ہوئے ہم سب جانتے ہیں افغان جہاد سے پہلے افغانستان میں بھارت دوست ماسکو نواز حکومت قائم تھی بھارت کی دوست عوامی نیشنل پارٹی کے بھی اِس حکومت سے گہرے تعلقات تھے اِن کے لیڈر کی قبر بھی جلال آباد کے اندر ہے یہ پچاس ساٹھ گاڑیوں کے قافلے کے ساتھ افغانستان جایا کرتے تھے بھارت کی خوشنودی کے لیے پاکستان کے ساتھ ٹینشن اور مغربی سرحد کو ڈسٹرب رکھنے کے لیے پختونستان کے مسئلے کو اُچھالتے رہتے تھے۔ خیبر پختونخواہ میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت ختم ہونے اور اِن کے آپس کے اختلاف اور کچھ پارٹیوں کے انتخابات میں حصہ نہ لینے سے خیبر پختونخواہ میں نیشنل عوامی پارٹی اور پیپلز پارٹی کی کولیشن حکومت امریکی مدد سے قائم ہو گئی تھی۔اِسی دوران امریکہ نے عوامی نیشنل پارٹی کے سربراہ کو امریکہ آشیر باد کے دوران (بقول اعظم خان ہوتی صاحب اور بیگم ولی خان صاحبہ ڈالر پیش کیے) افغانستان پر امریکی حملے کے بعد افغانستان کی بچی کچی اسلامی ریاست کو تہیس نہیس کرنے کا پروگرام بنایا گیا امریکا کے افغانستان پر حملے کے وقت سے طالبان پاکستان کے خلاف کاروائیاں کر رہے ہیں اِن طالبان کا موقف ہے کہ پاکستان نے ایک کال پر ہمارے دشمن امریکا کا ساتھ دیا پاکستان امریکہ کا اتحادی ہے اس نے امریکا سے مل کر ہمارے ملک کا تورہ بورہ بنا دیا ہے لہٰذا پاکستان بھی ہمارا دشمن ہے ہمارے پاس جدید جنگی ٹیکنالوجی نہیں ہے اِس لیے ہم خود کش بمبار بنتے ہیں اور جو بھی ہم سے ہو

سکتا ہے اپنے دشمن کے خلاف کرتے ہیں پاکستان اور افغانستان کے طالبان ایک قوم ہیں آپس میں رشتہ دار ہیں۔ پاکستان میں ڈمہ ڈولہ کی 80 سے زائد طالبعلموں کی شہادت ، افغان سرحدی علاقوں سے حملے، لال مسجد، لڑکیوں کے مدرسہ حفصہ ، سوات جنوبی وزیرستان اور ڈرون حملوں وغیرہ کے بعد پاکستانی طالبان پاکستان میں کاروائیاں، کرنے کا جواز پیش کرتے ہیں۔ یہ لوگ پاکستان کے اسلامی حلقوں سے ہمدردی کے لیے پاکستان میں اسلامی نظام کی بات کرتے ہیں مگر پاکستان کی اسلامی جماعتیں مسلح کاروائیوں پر یقین نہیں رکھتیں وہ اسلام کے پُرامن پروگرام کے تحت جدوجہد کے صحیح تصور پر گامزن ہیں اور ان ظالمان کی بے گناہوں پر کاروائیوں کو رَد کرتے ہیں۔ اسلام میں جنگ کے دوران بے گناہوں، عورتوں، عبادت گاہوں پر حملوں کو پسند نہیں کیا گیا بلکہ منع کیا گیا ہے بہ ہر حال اس میں جو طالبان لڑکیوں کے اسکولوں، مساجد، امام بارگاہوں، مزاروں، بازاروں، عبادت گاہوں، پر حملے کرتے ہیں یقیناً وہ ظالمان ہیں۔

قارئین ! ہمارے ملک میں اس تجزیہ سے جو بات سامنے آئی ہیں وہ یہ ہے کہ ڈیکٹیٹر مشرف کو ایک مسلمان پڑوسی ملک جس نے ہماری مغربی سرحد محفوظ بنا دی تھی کے خلاف امریکا کا اتحادی نہیں بننا چاہیے تھا۔ ناٹو کینٹینرز کی وجہ سے ہمارے ملک کا 150 ارب ڈالر سے زائد کا نقصان ہو چکا ہے-18 ہزار سے زائد

کنٹینرز کی گم شدگی کی وجہ سے جدید اسلحہ پاکستان کے خلاف کاروائیں کرنے والوں مقامی ایجنٹوں کے ہاتھ پہنچ چکا ہے جس کا ذکر سپریم کورٹ میں بھی سنا جا رہا ہے۔
پاکستانی قوم دو سوچوں میں بٹ چکی ہے ہماری مشرقی سرحد کے ساتھ ساتھ مغربی سرحد بھی ڈسٹرب ہو چکی ہے۔ ملک میں گوریلہ جنگ ہو رہی ہے۔ ہمارے دفاعی ادارے اس صورت حال کے تحت اپنی ہیڈ کواٹرز کے اندر ہی مورچہ زن ہو چکے ہیں اور عوام کی حفاظت کرنے سے مجبور کر دیے گئے ہیں۔ ہماری دفاعی انسٹالیشن جن میں ہمارے جنرل ہیڈ کواٹر، ایئر بیس، نیول بیس پر حملوں سے نقصان ہو چکا ہے اس سے ہماری بہادر فوج پر منفی اثر پڑھ رہا ہے۔ یہ سب کام ہمارے اندرونی اور بیرونی دشمن کر رہے ہیں امریکا سازش سے اپنی جنگ کو پاکستان کی جنگ بنا چکا ہے۔ جب بھی مذاکرات کی بات ہوتی ہے اس کی مخالفت کرتا ہے جب طالبان اور نواز حکومت ایک میز پر آنے لگے اور تین رُکنی ٹیم مذاکرات کے لیے تیار ہوئی تو ڈرون حملہ کر کے پھر جنگ کی آگ بھڑکا دی۔ اس سے قبل پشاور کے کور کمانڈر نے بھی نیک محمد سے معاہدہ کیا تھا تو امریکا نے نیک محمد کو ڈرون حملہ کر کے شہید کر دیا تھا مشرف نے بہادری سے کہا تھا اِس کو پاک فوج نے شہید کیا ہے۔ اِس حالت میں پاکستان کو طالبان سے ہر قیمت پر مذاکرات کرنے چاہیں آج کے اخبارات میں اچھی خبر آئی ہے کہ حکومت ملک کے علماء سے رابطے کر رہی ہے ہم طالبان سے بھی کہیں گے کہ وہ علماء کی عزّت کا خیال کریں اور امریکی چالوں میں ٹریپ نہ ہوں چاہے حالات کچھ بھی ہوں

مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر اس گوریلہ جنگ کو ختم کریں مذاکرات جب ہوتے ہیں تو کچھ لو کچھ دو کی بات ہوتی ہے۔ خیبر پختونخواہ کے عوام اسلام سے والہانہ محبت رکھتے ہیں پہلے بھی سوات میں امریکا کے کہنے پر مولانا صوفی محمد سے شریعت کے نفاظ کا وعدہ کر کے وعدہ خلافی کی گئی اور اُسے قید کر دیا گیا جس سے حالات خراب سے خراب تر ہوئے۔ اچھی بات ہے اُس سے بھی رابطہ کیا گیا ہے ایک پاکستان کے ہمدرد عالم جناب ڈاکٹر محمد امین نے اپنے رسالے البرہان لاہور میں اپنے ایک مضمون میں تجزیہ کیا ہے، جس کی ہم تائید کرتے ہیں کہ اگر انڈونیشا کے ایک صوبہ میں عوام کا مطالبہ مان کر اسلامی نظام نافظ ہو سکتا ہے تو ہمارے ملک کے صوبے خیبر پختونخواہ میں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا ؟کیا پاکستانی طالبان جن کو حالات نے جنگ جُو بنا دیا ہمارے ملک کے باشندے نہیں ہیں ؟۔ ڈیکٹیٹر مشرف کی ایک غلطی سے پاکستان ، فوج اور عوام کا بہت جانی اور مالی نقصان ہو چکا ہے۔ اب اس جنگ کو ہر حال میں ختم ہونا چاہیے۔ اللہ ہمارے ملک اور عوام کی حفاظت فرمائے آمین ۔

قادیانیت برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا

اَلحمد للّٰہ ہم مسلمان ہیں اللہ کو ایک مانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبیؐ مانتے ہیں قرآن اور اس سے قبل آسمانی کتابوں توریت ،انجیل، اور زبور پر ایمان لاتے ہیں اس پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ رسولؐ اللہ کے آخری پیغمبر ہیں۔

صاحبو! یہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہر کوئی اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے ،اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے، اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے مگر جب کوئی ہمارے اس عقیدے پر نقب لگائے تو اس کی حفاظت کی بِلکل پرواہ نہیں کرتے۔ہم اپنے عقیدے اور ایمان کی حفاظت کیوں نہیں کرتے ؟کیا جس کی جو مرضی ہو وہ ہمارے دین کے اندر نقب لگا لے ؟

مسلمانوں کو دین کے بارے میں کم از کم بنیادی معلومات ہر حالت میں اَزبر ہونی چاہیے تاکہ کوئی ان کے دین میں نقب نہ لگا سکے۔ چند دن پہلے میں نے محمد متین خالد کی کتاب ’’قادیانیت برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا‘‘ حرف بہ حرف پڑھی تو مجھے محسوس ہوا کہ مسلمانوں کے عقیدے کی حفاظت کے لیے یہ

کتاب ایٹم بم کا درجہ رکھتی ہے جس طرح ڈاکٹر قدیر خان نے پاکستان کی حفاظت اور سا لمیت کے لیے ایٹم بم بنایا تھا اور پاکستان دشمنوں سے محفوظ ہو گیا اور دشمن اس کی طرف ٹیڑھی نظر رکھنے سے پہلے ہزار بار سوچتا ہے اسی طرح اس کتاب کے ہوتے ہوئے اور اس کو سمجھ کر اسے یاد رکھنے اس پر عمل کرنے سے مسلمان کے عقیدے کی حفاظت ایک ایٹم بم کی سی ہے مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف دشمن سو قسم کی مکاریاں اور ٹھگیاں کرے وہ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ نہیں سکے گا یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے مندرجات پڑھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ مصنف نے کس طرح عرق ریزی اور محنت سے قادیانیوں کے اپنے لٹریچر سے حقیقی مواد اس کتاب کے اندر جمع کر دیا ہے۔ کس طرح فتنہ قادیانیت جس نے ہمارے دین میں نقب لگایا ہے کے بت کو بے نقاب کیا گیا ہے اس محنت کو دیکھ کر ایک مسلمان کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے اس کو اگر مصنف کا'' انسائیکلوپیڈیا آف قادیانیکا'' مانا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔

قادیانیوں کا نبی الگ، قرآن الگ، نماز روزہ، حج، اور زکوۃ مسلمانوں سے مکمل الگ ہے اس کے باوجود ٹھگی کر کے خود کو مسلمان کہلوانے اور شعائر اسلامی استعمال کرنے پر بضد ہیں قادیانی مذہب کے پیروکار مرزا قادیانی کی بیوی کوام المومنین اس کے گھر والے اہل بیت مانتے ہیں قادیانی ٹھگی کر کے اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ظاہر کرتے ہیں جبکہ وہ فرقہ نہیں ہیں غیر مسلم ہیں

پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء میں ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء بلاشبہ عالم اسلام بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے لیے ایک یادگار دن ہے جب منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر پر ان کو اقلیت قرار دیا۔ اس سے قبل اپریل ۱۹۷۴ء میں رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس میں ۱۴۰ تنظیموں اور ملکوں کے نمائندوں نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔

حکیم لاامت علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کو ’’ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے‘‘ کہا ہے

علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۶ء میں پنجاب مسلم لیگ کی کونسل میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی تجویز پاس کرائی اور مسلم لیگی امیدواروں سے حلفیہ تحریر لکھوائی تھی کہ وہ کامیاب ہو کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے لیے آئینی اداروں میں مہم چلائیں گے۔

بانی پاکستان قائد اعظمؒ سے ۱۹۴۸ء میں کشمیر سے واپسی پر سوال کیا گیا کہ قادیانیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو انہوں نے فرمایا’’ میری رائے وہی ہے جو علمائے کرام اور پوری اُمت کی رائے ہے‘‘ اس سے ظاہر ہے وہ قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے تھے۔ شہیدِ ملت لیاقت علی خانؒ نے اپنے قتل کی سازش بے نقاب ہونے پر سر ظفر اللہ کے ہم زلف میجر جنرل نذیر احمد قادیانی کو جو امپریل ڈیفنس کالج لندن میں ایک تربیتی کورس پر گیا ہوا تھا واپس بلوا

کر گرفتار کر لیا تھا۔

قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف سازشیں کا ذکر کچھ اس طرح ہے۔ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ۱۹۷۳ء حکومت کا تختہ الٹنی کی سازش میں تین فوجی قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا تھا جن میں میجر فاروق، سکوارڈرن لیڈر محمد غوث اور میجر سعید اختر (ملک اختر حسین کا بیٹا اور لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک کا بھتیجا) ملوث تھا اس کے دو ماہ بعد ایک اور سازش کا انکشاف ہوا جس میں فوج کے چودہ افسران ملوث تھے ان کے خلاف ۲ جولائی ۱۹۷۳ء کو مقدمہ شروع ہوا گروپ کیپٹن عبدالستار نے انکشاف کیا قادیانی افسر بھٹو حکومت کو ختم کرنے کی سازش کر رہے ہیں ایک بار ایئر فورس کے سربراہ ظفر چودھری قادیانی کے ہاتھوں کورٹ مارشل ہونے والے ایک مسلمان افسر نے بھٹو تک رسائی حاصل کر کے ظفر چودھری کے مقاصد بیان کیے تو بھٹو نے کہا ''اچھا یہ ہے ان کا اصل روپ'' (موید قومی ہیرو ایم ایم عالم صفحہ ۱۸۳ ۲۸۴) پھر ۲۵ جولائی ۱۹۷۴ء کو جسٹس صمدانی کے سامنے جب یہ معلومات آئی کہ مرزا ناصر احمد کی صدارت میں سرکردہ قادیانیوں نے بھٹو کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا ہے (جسٹس صمدانی رپورٹ یکم اکتوبر ۱۹۷۴ء) دسمبر ۱۹۷۳ء کو قادیانیوں کا جلسہ ربوہ میں ہو رہا تھا تو ایک ایک کر کے تین قادیانی پائلٹوں نے غوطہ لگا کر مرزا ناصر قادیانی کو سلامی دی اس کے بعد ائیر فورس کے قادیانی سربراہ ائیر مارشل ظفر چودھری کی قیادت میں انہی جہازوں نے قادیانیوں کے جلسے پر پھولوں کی پتیاں

نچھاور رکیں اس پر مرزا ناصر نے کہا تھا ''میں دیکھ رہا ہوں احمدیت کا پھل پک چکا ہے'' اس کے بعد جلسے میں احمدیت زندہ باد کے نعرے لگائے گئے اخبارات میں اس کی رپورٹنگ ہوئی اور خفیہ والوں نے بھی یہی رپورٹ دی تو بھٹو نے ایئر مارشل ظفر چودھری کو رخصت کر دیا۔ اس دور میں ایک سائنس کی کانفرنس ہو رہی تھی ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی دعوت تھی مگر اس نے کارڈ پر لکھ کہ واپس کر دیا کہ '' میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک کہ آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے'' بھٹو نے یہ ریمارکس پڑھ کر اسٹیبلشمنٹ سیکرٹری وقار احمد کو لکھا ڈاکٹر عبدالسلام کو فارغ کر دیا جائے مگر اس حکم کو کا ریکارڈ میں رکھنے کے بجائے اپنے پاس رکھ لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وقار احمد بھی قادیانی ہے (ڈاکٹر عبدالقدیر اور کہوٹہ سنٹرازیونس خلش صفحہ ۸۰) ایک اہم واقعہ زاہد ملک کی کتاب ''ڈاکٹر عبدالقدیر اور اسلامی بم'' ''کی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان دشمنی کے بارے میں بتاتے ہیں نیاز اے نائیک نے صاحبزادہ یعقوب علی خان کے بیان کردہ واقعہ بتایا کہ امریکہ میں ایک دورے کے دوران پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر ہو رہا تھا مجھے بتایا اور کہا گیا پاکستان ایٹمی پروگرام میں مصرف ہے اور ایٹم بم بنا رہا ہے میں نے انکار کیا تو سی آئی اے کا ایک اہلکار دوسرے ممبران کے ساتھ مجھے اور ان کو ایک کمرے میں لے گیا اور کسی چیز پر پڑا ہوا ایک پردہ ہٹایا کوئی گول سی گیند نما چیز دکھائی اور کہا ہم کو سب کچھ

معلوم ہیں یہ ہے آپ کا اسلامی ایٹمی بم۔ اس پر میں نے کہا میں ٹیکنکل آدمی نہیں ہوں اگر آپ کہتے ہیں تو ہوگا اسلامی بم۔ ہم سب باہر نکل رہے تھے تو ویسے ہی میں نے پیچھے موڑ کر دکھا تو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایک دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہا تھا میں نے دل میں کہا اچھا ! تو یہ بات ہے۔ ۱۹۷۲ء میں قومی اسمبلی میں مولانا ظفر احمد انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر حیران کر دیا کہ " فلسطین میں قادیانی مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں ۶۰۰ سو قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہیں حوالہ " اسرائیلی اے پروفائل " یہودی مصنف پروفیسر آئی آئی نومائی (۲۹ دسمبر ۱۹۷۵ء نوائے وقت لاہور صفحہ ۵) اور یہودیوں کے ساتھ مل کر فلسطینی مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ اسرائیل میں کوئی بھی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا لیکن قادیانی مشن کام کر رہا ہے اس کی تصدیق کچھ عرصہ قبل نوائے وقت میں ایک تصویر سے عیاں ہوئی کہ قادیانی مشن اسرائیل کے شہر حیفہ کا انچارج شیخ شریف نئے آنے والے قادیانی مشن کے انچارج شیخ محمد حمید کا تعارف کروا رہا ہے اس سے ایک طرف قادیانیوں میں غم کی لہر دوڑی اور دوسری طرف مسلمانوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ ہفت روزہ تکبیر مارچ ۱۹۸۶ء کے مطابق مشہور سراغرساں جیمز سالمن ونسٹنٹ نے انکشاف کیا کہ شہید ملت لیاقت علی خان کو قتل کرنے والا ایک جرمن جیمز کنز ہے اس کا نام قادیانی ہونے کے بعد عبدالشکور تھا اس کو سر ظفراللہ نے قادیانی بنایا تھا یہ اب بھی مغربی جرمنی کے شہر برلن میں زندہ ہے۔ کتاب کے مندرجات

سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان بنتے وقت قادیانیوں بظاہر ٹھگی کرتے ہوئے پاکستان کی حمایت اور اندر ہی اندر اپنے نکتہ نظر کی آبیاری کی گئی۔ اس امر کی تصدیق (الفضل قادیان مئی ۱۹۴۷ء صفحہ نمبر ۲) سے ہوتی ہے اس کا مفہوم یہ ہے" مرزا قادیانی اپنی رُویا بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے ساری قومیں متحد رہیں تو احمدیت کے لیے بہتر ہے۔ ہم اگر ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے ،اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔" سر ظفراللہ بظاہر پاکستان کے وکیل تھے مگر ساتھ ساتھ قادیانیوں کو غیر مسلم ظاہر کرکے قادیان کو وٹیگن سٹی قرار دینے کے لیے الگ میمورنڈم بھی باؤنڈری کمیشن کو پیش کیا جو ۱۹۴۰ء میں تیار کیا گیا تھا ساتھ ہی ساتھ گرداسپور کا نقشہ بھی پیش کیا گیا تھا جس کو دیکھ کر باؤنڈری کمیشن اس وقت حیرت میں پڑ گیا تھا وٹیگن سٹی کا مطالبہ تو نہ مانا گیا مگر اسی وجہ سے گرداسپور کو بھارت میں شامل کر لیا گیا تھا اس سے بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ میسر آ گئی (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ از صاحبزادہ طارق محمود) ۔اس واقعہ کو مذید تقویت اس حرکت سے ملتی جو قادیانی ظفراللہ نے کی۔ گرداسپور میں تقسیم کے وقت مسلمان ۵۱ فی صد، ہندو ۴۹ فیصد اور قادیانی ۲ فی صد تھے جب ۲ فی صد قادیانی علیحدہ ہو گئے تو مسلمان ۵۱ فی صد کی بجائے ۴۹ فی صد ہو گئے اس سے گرداسپور جاتا رہا مسلم لیگی رہنما میاں امیرالدین نے ایک انٹرویو میں اعتراف کیا کہ باؤنڈری کمیشن کے مرحلے پر

ظفراللہ کو مسلم لیگ کا وکیل بنانا مسلم لیگ کی بہت بڑی غلطی تھی پٹھان کوٹ کا علاقہ قادیانیوں کی سازش سے ہندوستان میں شامل ہوا (ہفت روزہ چٹان ۶ اگست تا ۱۳ اگست ۱۹۸۴ء) قادیانی سر ظفراللہ کی دوغلی پوزیشن کا ذکر ہندوستان ٹائمز میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی قسط وار سوانح عمری سے واضح ہوتا ہے اس نے ۱۹۴۷ء میں قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کو بیوقوف قرار دیا تھا اور کہا تھا اگر پاکستان بن گیا تو ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا کچھ عرصہ بعد کراچی میں ملاقات کے دواران معلوم کیا اب آپ کا کیا خیال ہے تو ظفراللہ نے کہا میرا وہی جواب ہے (اداریہ روزنامہ مشرق ۱۵ فروری ۱۹۶۴ء) کتاب کے مدراج سے معلوم ہوتا ہے پاکستان کے اندر قادیانی ریاست بنانے کے منصوبے کو بے نقاب کرتے ہوئے قادیانی ریاست کا مواد قادیانیوں کی کتابوں سے جمع کیا گیا ہے جس سے انکار ممکن نہیں رہتا۔ ان کا رابطہ پاکستان کے دشمنوں سے اور ملک کے اندر مسلمانوں کے ملی وجود کے مخالفوں سے بھی ہے ان کے عزائم یہ ہے " ہم احمدیت کی حکومت چاہتے ہیں ہمیں اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ۱۹۴۸ء مرزا محمود اس مقصد کے لیے بلوچستان گیا اور اسے قادیانی صوبہ بنانے کا اعلان کیا اور کہا بلوچستان کی آبادی ۵ لاکھ ہے اتنی آبادی کو احمدی بنانا کوئی مشکل کام نہیں جب تک ہماری بیس نہ ہو گی کامیابی مشکل ہے میں جانتا ہوں یہ صوبہ ہمارے ہاتھوں سے نہیں بچ سکتا یہ ہمارا شکار ضرور ہو گا" (روزنامہ الفضل قادیان ۱۹۴۸ء)
جسٹس تنویر احمد یک رکنی ٹریبونل کی رپورٹ

کے مطابق فروری
۱۹۹۷ء میں شانتی نگر خانیوال میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان تصادم کا ذمہ دار قادیانی جماعت خانیوال کا صدر نور احمد تھا اس سے پورے پاکستان میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوا تھا مگر افسوس حکومت نے کوئی کاروائی نہیں کی۔ اِس سے گمان ہوتا ہے کی قادیانی غیر ملکی ایجنسیوں، جیسے بلیک واٹر سے مل کر پاکستان کے حالات خراب کرنے میں ملوث ہو سکتی ہیں۔ یوں تو اس کتاب کے صفحہ ۶۸ تا ۲۴۵ تک مرزا قادیانی انگریز کو اپنی اور اپنے خاندان کی وفاداری، خیر خواہی، خدمت گزاری، شکر گزاری، تقریری اور تحریری خدمات، حدیثوں سے انگریز سلطنت کی تعریف، جانثاری کا یقین دلاتے نظر آتا ہے مگر خاص کر خود اپنے آپ کو برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا، ایک درخواست میں ثابت کرتا ہے۔ اپنے ایک عریضہ میں رقطراز ہے'' عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی'' میں لکھتا ہے اِس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے کر اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمایئے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ایک دوسری جگہ مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی مدد کرتے ہوئے ایک خط بنام ملکہ ہندوستان و انگلستان میں رقم طراز ہے کہ'' میرے ولد مرزا غلام مرتضٰی نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریز حکومت کی مدد پچاس گھوڑوں مع سواروں سے کی تھی اور ساتھ

ساتھ یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ جنگ کا کچھ اور طول ہوتا تو میرے والد سو اور سواروں کی
"بھی مدد کے لیے تیار تھے

قارئین ! اوپر بیان کردہ تجزیا کے تحت جس گروہ کو علامہ اقبالؒ ۱۹۳۶ء میں اقلیت قرار دینے کا مسلم لیگی امیدواروں سے عہد لیا تھا۔ قائداعظمؒ ۱۹۴۸ء میں اِنہیں غیر مسلم مان چکے ہیں۔لیاقت علی خانؒ نے ۱۹۵۱ء نے اپنی شہادت سے قبل، قتل کی سازش بے نقاب ہونے پر سر ظفراللہ کے ہم زلف میجر جنرل نذیر احمد جو قادیانی کو جو امپریل ڈیفنس کالج لندن میں ایک تربیتی کورس پر گیا ہوا تھا واپس بلوا کر گرفتار کر لیا تھا۔ مولانا ظفر احمد انصاریؒ ۱۹۷۲ء ۶۰۰ قادیانیوں کا اسرائیلی فوج میں بھرتی اور فلسطینی مسلمانوں کو قتل کرنے کا انکشاف کیا تھا۔ جو ذوالفقار علی بھٹو کو ۱۹۷۳ء میں دو مرتبہ قتل کی سازش کر چکے ہیں۔ صاحبزادہ یعقوب سابق وزیر خارجہ کا انکشاف کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے امریکہ کو پاکستان کے ایٹم بم ماڈل سازش سے پہنچایا ہے۔ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ ، اسلامی دنیا کی نمائندہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی اور مسلمانوں کے تمام مکتبہ فکر کے لوگ غیر مسلم تصور کرتے ہیں ۔ ان کو پاکستان اور اسلام کا دشمن مانتے ہیں ۔ عام مسلمان ان کو کافر تصور کرتے ہیں۔ ان حالات میں یہ کیسے ممکن کہ ایک قادیانی ایئر مارشل بن سکتا ہے،بری فوج کا جنرل اور چیف آف اسٹاف بن سکتا ہے، نیول فوج کا افسر بن سکتا ہے پاکستان

ایٹمی پروگرام کا ممبر بن سکتا ہے کلیدی عُہدوں پر فائز ہو سکتا ہے اب بھی بُہت سے قادیانی اپنے باطل مذہب کو چھپائے ہوئے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ظاہر کرتے ہیں اور ملک دشمنی اور جاسوسی سرگرمیوں میں ملوث ہیں! یااللہ یہ کیا ماجرا ہے! ہم میں سے کون قصور وار ہے؟ کیا اقتدار کے بُھوکے سیاست دان. . . دولت اور جاہ وجلال کے بُھوکے بیوروکریٹس. . . دنیا کے مالیاتی اداروں کی مقروض پاکستانی حکومتیں. . . ہماری مقتدر حلقوں کی ذہنی غلامی. . .یا بیرون ملک اسلام دشمن طاقتیں جن کو ملکوں کے اندر جاسوس درکار ہوتے ہیں. . . ہماری ہر اُس پاکستانی فرد سے درخواست ہے جو اسلام اور پاکستان کا مخلص ہے اُسے اپنی اپنی جگہ پر اِس قادیانی سازش کاڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے تاکہ ہمارا پیارا پاکستان قائم ودائم رہے پاکستان ہے تو ہم ہیں. . . اتنی سازشوں کے باوجود اگر پاکستان قائم ودوائم ہے اِس سے ہمارا ایمان مذید پختہ ہوگیا ہے کہ اللہ تو ہی اِس مثل مدینہ پاکستان کی حفاظت کر رہا ہے ورنہ ان حالات میں پاکستان کا باقی رہنا مشکل سے مشکل ترس ہے۔ اللہ پاکستان کا حامی و ناصر ہو آمین۔

ڈرون حملے ناٹو سپلائی مذمت ریلی

کراچی میں امریکی جنگ سے باہر آنے، ڈرون حملوں اور ناٹو سپلائی کے خلاف احتجاجی پروگرام ریلی کی شکل میں جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کراچی کے تحت منعقد کیا گیا اِس میں جماعت اسلامی کی لیڈر شپ اور تحریک انصاف سندھ کے صدر نادر اکمل لغاری، جمعیت علمائے پاکستان اور ملی یکجہتی کونسل کے صدر صاحبزادہ محمد ابوالخیر زبیر، جماعت الدعوۃ کے مرکزی رہنما امیر حمزہ، عافیہ موومنٹ کی ڈاکٹر فوزیہ، شباب ملی، وکلا، تاجر صحافی اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی بھرپور شرکت نے مارچ کو کامیاب بنایا۔ اسٹیج پر حکمرانوں ! امریکہ جنگ سے باہر آ جاؤ کا بہت بڑا بینر لگایا گیا تھا اسٹیج کے سامنے ایک طرف پریس گیلری اور دوسرے طرف استقبالیہ اور اناؤسمنٹ کے لیے کیمپ لگایا گیا تھا اسٹیج کی پیچھلی طرف سوشل میڈیا کا کیمپ لگایا جس میں کافی تعداد میں سوشل میڈیا کے حضرات لیپ ٹاپ کے ساتھ تشریف فرما تھے سامنے الیکٹرونک میڈیا کی گاڑیاں اپنے اپنے اسٹیشنز کو نشریات بھیجنے کے لیے تیار کھڑی تھیں پروگرام شروع ہونے سے پہلے حاضرین کو گرمانے کے لیے جماعت اسلامی کے ترانے سنائے جا رہے تھے اس میں ''خونِ مسلم بیچ کر ناپاک کمائی بند کر۔ بند کرو بند کرو نیٹو سپلائی بند کرو'' اور ''عالمی دہشت گرد امریکا۔ دہشت گرد اسلام

نہیں'' کے ترانے زیادہ پسند کیئے گئے۔ اسٹیج کے سامنے روڈ کے ایک طرف تحریک انصاف نے عمران اور منور حسن کا ایک بہت بڑا ہورڈنگ لگایا تھا جس پر ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی بند کرنے کی تحریر لکھی تھی ہورڈنگ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ مسلم پرویز نائب امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی مہمانوں کو اسٹیج پر خوش آمدید کہتے رہے اِس دوران حافظ نعیم الرحمان امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی ایک بہت بڑی ریلی کی قیادت کرتے ہوئے اسٹیج پر تشریف لائے۔ سڑک کی ایک طرف جماعت اسلامی کی کارکن خواتین پہلے سے ہی اسٹیج کے سامنے پہنچ چکی تھیں عام خواتین کے علاوہ جامعات کی بچیاں بھی اس مارچ میں شریک تھیں جو جامع کے لباس میں منفرد لگ رہیں تھیں۔ جب امیر جماعت اسلامی منور حسن بھی اسی دوران اسٹیج کے پاس تشریف لائے تو کارکنوں نے ''امریکا کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے، نیٹو سپلائی بند کرو اور ڈرون حملے بند کرو کے پُر جوش نعروں سے استقبال کیا۔ ریلی کے پہلے مقرر جماعت الدعوۃ کے مرکزی رہنما امیر حمزہ نے فرمایا کہ کراچی میں ۱۲ مئی کو مشرف نے خون بہایا اور کہا کہ دیکھا میری طاقت کیسی ہے اسی نے امریکی جنگ میں پاکستان کو ڈال دیا انہوں نے کہا حکمرانوں امریکی جنگ سے باہر آجاؤ کراچی کے عوام کہتے ہیں ہمیں ڈرون حملے اور ناٹو سپلائی نامنظور ہیں دیکھ لو پوری قوم آپ کے سامنے ہے امریکا افغانستان میں شکست کھا چکا ہے وہ ہماری فوج سے لڑ نہیں سکتا میں شرکا کو خوش آمدید کہتا ہوں میں منور حسن کی قیادت میں مردوں اور عورتوں کے ٹھاٹیں

مارتے سمندر کو دیکھ کر حکمرانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہیئے ملا نصیر کو دہشت گردی کرتے ہوئے شہید کیا گیا فاٹا کے بعد پاکستان کے بندو بستی علاقے ہنگو میں ڈرون سے حملہ کیا گیا ہے اپنے بحری جہازوں سے بلوچستان کے خلاف کاروائیاں کرتے ہیں ناٹو سپلائی انشاءاللہ بند ہو گی جس طرح پختونخواہ میں بند ہوئی ہے اس طرح کراچی میں بھی بند ہو گی بھارت سے دوستی اور ویزا ختم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں حافظ سعید کی طرف سے یقین دلانا چاہتا ہوں آپ قدم بڑھائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اس کے بعد تحریک انصاف کے صدر اکمل لغاری صاحب نے اپنے خطاب میں کہا نہتے لوگوں کو ڈرون حملوں میں شہید کیا جارہا ہے پاکستان اس لیے نہیں بنا تھا کہ ہمیں اس طرح روندھا جائے یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا ہم ملک میں خوداری چاہتے ہیں ہم کسی سے لڑائی نہیں چاہتے یہ ہماری عزتوں سے کھیل رہے ہیں کیا عزتیں بچانا دہشت گردی ہے؟ کیا پاکستان کے لیے قربانی اس لیے دی گئی تھی؟ ہمیں اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہیئے جماعت اسلامی اور تحریک انصاف مل کر ناٹو اور ڈرون کو بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ہم جانی مالی قربانی کے لیے تیار ہیں ہم نے پہلا قدم اُٹھایا ہے اس کے بعد تحریک کے ڈاکٹر علوی صاحب نے کہا جماعت اور تحریک کے بھائی اور بہنیں ریلی میں شریک ہیں ۔ حکومت میں شامل لوگ پہلے کہتے تھے ڈرون حملے ختم کریں گے اب کہتے ہیں یہ کام غیر قانونی ہے معلوم ہوتا ہے امریکا کے ساتھ معاہدہ ہے قومی اسمبلی میں تقریریں ہوتی ہے ڈرون بند کرنے کی نواز شریف اور مولانا

فضل الرحمان نے بھی ڈرون بند کرنے کا کہا تھا میں فضل الرحمان سے درخواست کرتا ہوں کہ متحد ہو جائیں یہ زبانی کہتے ہیں ڈرون بند ہوں مگر عمل نہیں کرتے یہ غلام ہیں باہر سے بھیگ مانگتے ہیں جب عافیہ کی بات ہوئی تو امریکا نے ان کی بات نہیں مانی بلکہ شکیل آفریدی کی رہائی کی بات ہوئی ہے اس کے بعد ملی یکجہتی کونسل کے صدر صاحبزادہ ابوالخیر زبیر نے تقریر کرتے ہوئے کہا منور حسن صاحب کی قیادت میں حد نگاہ تک انسانوں کا سمندر نظر آ رہا ہے پاکستان کے حکمران غلام ہیں ہم امریکی ڈرون حملے قبول نہیں کریں گے اس میں شک نہیں تمام دہشت گردی کا ذمہ دار امریکا ہے حکیم اللہ کو شہید کیا گیا ریمنڈ ڈیوس دہشت گردی کرتا رہا حکمران امریکا سے تعلق ختم کرنے کے لیے تیار نہیں وزیر داخلہ کہتا ہے ڈرون میں ۳ فی صد لوگ شہید ہوئے ہیں ۵۷ فی صد دہشت گرد مارے گئے اس سے امریکی موقف کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے سامنے ڈرون گرانے کا کہتے ہیں درپردہ اُس کی مدد کرتے ہیں امریکا کے خلاف حکمران کھڑے ہو جائیں تو اللہ کی مدد بھی آئے گی اس کے بعد تمام قائدین نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر یکجہتی کا مظاہرہ کیا عوام نے بھی اسی طرح ہاتھوں کی زنجیر بنا کر امریکا کے خلاف جذبات کا مظاہرہ کیا اور نعرے لگائے ڈرون حملے بند کرو ناٹو سپلائی بند کرو۔اس کے بعد گو امریکا گو کی تحریک شروع کرنے والے منور حسن کو خطاب کی دعوت دی گئی تو انہوں نے کہا پورے پاکستان کے لوگ کہتے ہے امریکا کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے ہم امریکا کے لوگوں کے

دشمن نہیں ہیں اس کے حکمران مسلمانوں کے خلاف ہیں عراق،افغانستان میں ظلم کیا گیا امریکا کہتا ہے ہماری طاقت کے سامنے تم ٹھہر نہیں سکتے مسلم دنیا کے حکمران نواز شریف سمیت سب اس کے غلام ہیں نواز شریف کو ووٹ دینے والے کا حق بنتا ہے کہ وہ پوچھیں کہ شیر کو ووٹ دیا تھا یہ کھال سے گیدڑ کہاں سے نکل آیا اس کے ووٹروں کو اُٹھ کھڑا ہونا چاہیئے ہم بھی اُن کا ساتھ دیں گے نثار صاحب کہتے ہیں شہید ہونے والے فی صد ہیں جبکہ دنیا کہہ رہی ہے ۲۰۰۰ سے زائد دہشت گرد مارے گئے ہیں سرتاج ۳ عزیز صاحب سینیٹ کی کمیٹی میں کہتے ہیں امریکا نے مذاکرات کے دوران ڈرون حملہ نہ کرنے کا کہا ہے مگر فاٹا کے بعد پاکستان کے بندوبستی علاقے پر حملہ کر دیا گیا اب نثار خان اور سرتاج عزیز کو قوم سے معافی مانگنا چاہیئے یمن اور صومالیہ میں ڈرون حملے ہوتے ہیں امریکا بھارت کو تھانے دار بنانا چاہتا ہے جس سے پاکستان کو نقصان ہو گا یہ سب مل کر پاسپورٹ اور ویزا ختم کرنا چاہتے ہیں یہ اکھنڈ بھارت کی طرف پیش قدمی ہے امریکا اور بھارت مل کر پاکستان کو نقصان پہنچا رہے ہیں ۷ ماہ ناٹو سپلائی بند رہی اور امریکا نے معافی نہیں مانگی صرف معذرت پر ٹال دیا ہم پُرامن سیاست کرتے ہیں کس کو نقصان نہیں پہنچاتے لاکھوں کیٹینرز جو افغانستان میں موجود ہیں امریکا کو ان لیے راستہ درکار ہے اس وقت ہم کو امریکا سے فارن پالیسی کو از سرے نو ترتیب دینا چاہیئے ہم نے بڑا جلسہ کر کے عوام کو اُٹھانے کی کوشش کی ہے ہم سب مل کر دھرنے دیں گے اللہ نے انسانوں کو

انسانوں کی غلامی سے نکلنے کے لیے جہاد کا ذریعے بتایا ہے اگر جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ بیدار کیا جائے تو لوگ اس ظلم سے نجات پائیں گے ہم ناٹو کیٹینرز کے ڈرائیوروں سے بھی درخواست کرتے کہ وہ انکار کر دیں اللہ انہیں طیب رزق عطا فرمائے گا میں کراچی کی جماعت اسلامی کو اس عظیم الشان ریلی منعقد کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں اس کے بعد امیر جماعت اسلامی صوبہ سندھ جناب ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی نے دعا کرائی اور ریلی کا پروگرام ختم ہوا۔

دیوارِ برلن اب دیوارِ برہمن

ایک دیوار (بند) اپنی متمدن عوام کو وحشی لوگوں سے بچانے کے لیے بنائی گئی تھی جس دیوار کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ ذلقرنین عادل ،خداپرست، توحید اور آخرت کے قائل بادشاہ جو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کی زمین کا بادشاہ تھا نے وحشی یاجوج ماجوج لوگوں سے اپنی متمدن رعایا کو بچانے کے لیے بنائی تھی جو لوہے کی چادروں کے درمیان میں پگھلا ہوا تانبا ڈال کر جبالِ قفقاز میں واقع درّہ داریال میں تعمیر کی گئی تھی ذلقرنین بادشاہ نے اتنی مضبوط دیوار کے لیے بھی کہا تھا کہ جب میرا رب چاہے گا تو اسے پیوندِ خاک کر دے گا"(الکھف" (۸۳تا۹۸)۔یہ دیوار تو وحشی لوگوں سے حفاظت کے لیے بنائی گئی تھی جبکہ بھارت کی مجوزہ دیوار کشمیریوں کی حفاظت کے لیے نہیں بلکہ اُن کو غلام رکھنے کے لیے سازش ہے۔ پھر ایک دیوار دوسری جنگ عظیم کی مغلوب جرمن قوم یعنی مشرقی اور مغربی جرمنی کے عوام کو بانٹنے کے لیے ۱۹۶۱ میں بنائی گئی تھی جو صرف ۲۸ سال تک قائم رہی اور ۱۹۸۹ء میں اس دیوار کو ملیا میٹ کر دیا گیا اس کے ٹکڑے لوگوں نے عبرت کے طور پر اپنے پاس محفوظ کر لیے تو کیا برہمن کی مجوزہ دیوار جو مظلوم کشمیریوں کے خاندانوں کو جنہیں ان کے ملک پر زبردستی قبضہ کر کے ۱۹۴۸ء سے دُکھ اور کرب

میں مبتلا کیا ہوا ہے زیادہ دیر قائم رہ سکے گی نہیں نہیں انشاء اللہ نہیں ! یہ ظلم کی نشانی بھی دیوار برلن کی طرح پاش پاش ہو جائے گئی اور لوگ اس کے ٹکڑے بھی عجائب کے طور پر اپنے پاس محفوظ کریں گے۔ اس سے قبل وہ غدارِ قوم ڈکٹیٹر مشرف کی نرمی کی وجہ سے آئی کانٹوں کی باڑ قائم کر کے کشمیر کے دونوں حصوں کو بانٹا ہوا ہے جس سے اس کا کشمیری قوم سے دشمنی سے دل نہیں بھرا۔ امریکی پرانے منصوبے جس میں پاکستان کو بھارت کا طفیلی ملک بنانا ہے کے تحت بھارت سے صبح شام دوستی کی بھیک مانگنے والے نواز شریف کے دور میں کئی میل لمبی دیوار بنانے کے منصوبے بنا رہا ہے۔

صاحبو ! عجیب اتفاق ہے کہ جنگ عظیم دوم کے بعد پوسٹر ڈم کانفرنس کے فیصلے کے تحت ایک طرف امریکا، برطانیہ اور فرانس اور دوسری طرف سویٹ یونین نے جرمن مغلوب قوم کو آپس میں بانٹ لیا تھا مگر عظیم جرمن قوم نے اس ظلم کی بانٹ کو صرف ۲۸ سال کے اندر ختم کر دیا. . . مشرقی اور مغربی جرمنی کے عوام آپس میں مل گئے اس کی ایک وجہ افغان مجاہدین کی سویت یونین پر فتح بھی تھی... سویٹ یونین کی چھ مقبوضہ مسلمان ریاستوں کی آزادی کے بعد مشرقی یورپ کی کیمونسٹ ریاستیں بھی ایک ایک کر کے سویٹ یونین سے علیحدہ ہوتیں گئیں جس میں مشرقی جرمنی بھی شامل ہے۔ اسی طرح حالات کے جبر نے کشمیریوں کو بھی تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ایک حصے پر بھارت قابض ہو گیا (مقبوضہ کشمیر) دوسرے حصے پر پاکستان قابض ہو گیا (آزاد کشمیر) اور پاکستان نے اپنے کشمیر

کے آزاد حصے میں سے ۱۹۶۳ء ایوب خان کے دور میں اقصائے چن کشمیر کے تیسرے حصے کو چین کے حوالے کر دیا اس طرح کشمیر بھی اس وقت تین حصوں میں تقسیم ہے گو کہ چین ہمیشہ یہ کہتا رہا ہے کہ جب کشمیر کی قسمت کا فیصلہ ہو گا تو میں کشمیر کے اقصائے چن کو خالی کر دوں گا وہ کشمیر کے مسئلے پر ہمیشہ پاکستان کے اصولی موقف کی حمایت کرتا رہا ہے پچھلے دونوں خیر سگالی کے طور پر اُس نے کشمیر کی عوام کو صرف ایک درخواست پر بغیر ویزا کے چین میں آنے کی اجازت دی جس پر قابض بھارت اور چین بجبیں ہوا تھا اور اس فیصلے کی کُھل کر مخالفت کرتا ہے۔ کشمیری قوم نے برصغیر کی تقسیم کے فارمولے کے تحت سیدھے سادھے طریقے کے تحت پاکستان میں شامل ہونے کا اعلان کیا تھا یہ کشمیریوں کا آئینی حق تھا مگر پہلے تو سوچی سمجھی اسکیم کے تحت رڈکلف ایوارڈ، بھارت اور قادیانیوں کے وکیل سر ظفراللہ خان کی ٹھگی کی وجہ سے پٹھان کوٹ بھارت میں شامل کرایا گیا تاکہ بھارت کی فوجیں زمینی راستے سے بھی کشمیر میں داخل ہو سکیں۔ مسلم لیگی رہنماوں نے اعتراف بھی کیا کہ سر ظفراللہ خان کو باونڈری کی تعین کا کام دے کر غلطی کی گئی جس کی وجہ سے پٹھان کوٹ کا بھارت کو واحد زمینی راستہ مل گیا اور بھارت نے کشمیر کو غلام بنا لیا اس میں برطانوی کی صلیبی دشمنی نے بھی کام کیا اور انصاف کے تمام تقاضے چھوڑ کر بھارت کو راستہ فراہم کر دیا گیا پھر ۱۹۴۸ء ریاست کشمیر میں بھارتی فوجیوں کو سری نگر میں ہوائی جہازوں سے اُتارا گیا اور کشمیر پر قابض ہو گیا موجودہ کشمیر

کا آزاد حصے اور گلگت بلتستان کو مجاہدین کشمیر نے آزاد کرایا۔

قارئین ! کسی بھی قوم کو نہ تو غلام رکھا جا سکتا ہے نہ تقسیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی خاردار مصنوعی کانٹوں کی باڑ اور کنکریٹ کی دیواریں بنا کر علیحدہ کیا جا سکتا ہے کشمیریوں نے آزادی اور یکجان ہونے کے لیے اپنی جد وجہد شروع کی ہوئی ہے ایک لاکھ سے زیادہ کشمیری کو شہید کیا جا چکا ہے کشمیر کے اندر موجود درجنوں قبرستان اس کی گواہی دے رہے ہیں اربوں کی پراپرٹیاں بھارتی فوج نے گن پوؤڈر چھڑک کے جلا دیا ہے لاتعداد کشمیریوں کو غائب کر دیا گیا ہے کثیر تعداد کو شہید کرکے اجتماعی قبروں میں دفن کر دیا گیا ہے جو اب دریافت ہو رہی ہیں ہزاروں عزت ماآب کشمیری خواتین کی بھارتی فوج نے اجتماہی آبروریزی کی ہے لاتعداد ہجرت کرکے پاکستان اور دنیا کے ملکوں میں مہاجرت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ کشمیری ہر سال پاکستان کی آزادی کے ساتھ ساتھ کشمیر میں پاکستانی جھنڈے لہرا کر جشن آزادی میں شامل ہوتے ہیں بھارت کی آزادی کے دن پورے کشمیر میں کالے جھنڈے لہرا کر اور پورے کشمیر میں ہڑتال کی جاتی ہے پاکستان کی عوام بھی کشمیر کے ساتھ ہر سال ۵ فروری کو یوم یکجہتی کشمیر مناتے ہیں آزادی کی یہ تحریک جاری و ساری ہے ایک دن انشاء اللہ آئے گا جب ہم سب مل کر تکمیلِ پاکستان کا جشن منائیں گے کیونکہ کشمیر تکمیل پاکستان کا نامکمل ایجنڈا ہے۔

ہمارے پرانے اور نئے سپہ سالار

صاحبو! ملکِ پاکستان میں ہمارے سپہ سالار کی ایک اہم تبدیلی کے متعلق دو دن سے پرانے اور نئے سپہ سالار پر کچھ لکھنا چاہ رہا تھا مگر دوسرے ضروری کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے نہ کر سکا آج امریکی میڈیا کے حوالے سے مقامی اخبارات میں خبر پڑھی تو لکھنے بیٹھ گیا انٹر نیشنل ہیرلڈ ٹریبون اخبار کہتا ہے امریکی عہدیداروں کو جنرل کیانی سے شکایت رہی ہیں" کہ شکی امریکی عہدیداروں کو جنرل کیانی کے بارے میں بڑی شکایت رہی ہیں جن کا وہ راز داری میں ذکر کرتے رہے ہیں امریکی چیف آف اسٹاف ایڈمرل مائیک مولن نے گائف کے کھیلوں اور دعوتوں کے دوران جنرل کیانی سے دوستی گانٹھنے کی کوشش کی تھی انہوں نے پاکستان پر کانگریس میں گواہی دیتے ہوئے دوغلے پن کا الزام عائد کیا۔ جنرل کیانی نے ان الزامات کا اتنی خاطر جمعی سے جواب دیا جس سے دوستوں اور دشمنوں کو اندازہ نہ ہو سکا کہ انہیں کتنا معلوم ہے انہوں نے سویلین وزیروں کی وساطت سے ملک کی خارجہ اور سیکورٹی کی پالیسیوں پر اپنا غیر سرکاری پاور برابر استعمال کیا جوہری اسلحہ کی توسیع جاری رکھی ان کے فوجی اور انٹیلی جنس کے اہلکاروں پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا الزام لگاتا رہا۔تاہم جنرل کیانی کو پاکستانی سویلین قیادت کے ساتھ کامیابی نصیب ہوئی۔ایک چیز واضح معلوم ہوتی ہے کہ

پاکستان کا دو اسٹریٹیجک نظریہ غالباً برقرار رہے گا جو ہندوستان سے بد اعتمادی اور افغانستان پر کسی نہ کسی وساطت سے غلبے سے عبارت ہے''۔ یہ تو ہماری فوج کے دشمنوں کا تبصرہ ہے اصل بات یہ ہے کہ جس تیزی کے ساتھ ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں امریکی فوجی پاکستان کے پے در پے دورے کرتے تھے تو جنگ کے مشہور کالم نگار نے طنز سے لکھا تھا کہ یہ پاکستان کے ماسے لگتے ہیں جو بار بار تسلسل سے پاکستان آتے رہتے ہیں اور ہماری پالیسیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بے شک جنرل کیانی نے امریکی فوجیوں کے دوروں کو محدود کیا۔ پاکستان میں مشرف دور کے پھیلے ہوئے جاسوسی کے سی آئی اے کے نٹ ورک کو کافی حد تھا کنٹرول کیا اور بڑی جرائت سے امریکیوں کی پاکستان میں موجود سی آئی اے کے جاسوسوں کی امریکا سے لسٹ مانگی اور ان کی آزادانہ چلت پھرت کو بھی کنٹرول کیا جنرل کیانی کے دور سے پہلے پاکستان میں آئے دن اخبارات ایسی خبروں سے بھری ہوتی تھیں کہ فلاں جگہ ایٹمی تنصیبات کے قریب سے فوٹو لیتے ہوئے امریکی کو گرفتار کیا گیا، فلاں شہر میں امریکی اسلحہ سمیت گرفتار ہوا، سوات سے آتے ہوئے جاسوسی کے الزام میں غیر ملکی گرفتار ہوئے، پشاور سے چلا ٹرک اسلام میں پکڑا گیا جو اسلحہ سے بھرا تھا ڈرائیور نے بیان دیا یہ حیات آباد پشاور سے اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کے لیے لایا گیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ ان سارے واقعات کو ہم اپنے کالموں میں بیان کرتے رہے ہیں مگر جنرل کیانی کے دور میں ایسے واقعات میں نمائیں) کمی ہوئی بلکہ یہ کہنا بجا ہو)

گا کہ تقریباً ایسے واقعات نہیں ہوئے۔ سب سے بڑا جرائت مندانہ قدم امریکہ صدر کو صفحات پر خط ہے جس میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی کہا گیا تھا کہ امریکہ ۴۰ پاکستان میں مداخلت کر رہا ہے اور اس کا پروگرام یہ ہے کہ پاکستان میں حالات اتنے خراب کر دیئے جائیں کہ بلا آخر اس کی ایٹمی قوت کو یا تو ختم کر دیا جائے یا اِسے بین الاقوامی کنٹرول میں دیا جائے۔ اسی اخبار کی رپورٹ کہ جنرل کیانی نے اپنے دور میں ایٹمی اسلحہ کی توسیع جاری رکھی۔ دشمن کی یہ اطلاع ہمارے لیے بلکہ پورے پاکستانیوں کے خوش آیند ہے۔ امریکا کے ڈو مور کے کے خلاف شمالی وزیرستان پر فوجی کاروائی نہیں کی گئی اور بھی بہت سے اچھے اقدام کیے گئے جو عوام کو معلوم ہیں ان کو دہرانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ سول حکومت کے ساتھ مکمل ہم آہنگی دیکھی گئی ہے پہلی مرتبہ آئی ایس آئی کے سربراہ نے پارلیمنٹ کے اندر بیان دیا کہ آئی ایس آئی میں قائم سیاسی ونگ کو ختم کر دیا گیا آئندہ فوج سیاست میں مداخلت نہیں کرے جس پر ہم نے کالم لکھ تھا ''پاکستانی تاریخ کا صحیح فیصلہ'' جو پاکستان کی کئی اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ جنرل کیانی نے فوجیوں کی سیاستدانوں سے ملاقات پر پابندی لگائی پاکستان کی بہادر فوج کو صحیح راستے اور پیشہ ورانہ کام پر لگا دینے کا سہرا ہمارے پُرانے سپہ سالار کو جاتا ہے جو پاکستان کی تاریخ میں سُنہری الفاظ سے لکھا جائے گا۔ ہمارے ملک میں پہلے پہ چار دفعہ فوج اقتدار سنبھال چکی ہے۔ دوسری طرف نیویارک ٹائمز

کی رپورٹ کے مطابق امریکہ پاکستان کے تعلقات ایک پھر کشیدہ ہو گئے ہیں اس کی وجہ سی آئی اے کا نارک وقت پر ڈرون حملوں کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے پاکستانی عوام ڈرون حملوں کے خلاف ہیں تحریک انصاف اور جماعت اسلامی اس کے لیے پاکستان میں مہم چلا رہی ہے انہوں نے سی آئی اے کے مقامی انچارج کو قانون کے حوالے کرنے کی بھی بات کی ہے افغانستان میں بھی ابھی معاہدے پر دستخط ہو نا باقی ہیں افغان صدر کا کہنا ہے کہ ڈرون حملے بند کیے جائیں امریکہ کے لیے مشکل ہے کہ پاکستان میں فوجی اڈے نہ ہونے کی وجہ سے القاعدہ پر ہوائی حملے مشکل کا شکار ہیں اور سی آئی اے نے جو حملے کیے بھی ہیں وہ غلط وقت پر کیے ہیں۔ نیویارک ٹائمز کا تجزیہ حقیقت پسندانہ ہے ہمارے ملک میں ڈرون حملوں سے دہشت گرد پیدا ہو رہے ہیں بے گناہ لوگ شہید ہو رہے ہیں ہماری ملکی عزت خراب ہو رہی ہے۔

اب ہم اپنے نئے سپہ سالار کے متعلق کچھ بات کرتے ہیں جو دنیا کی چھٹی بڑی منظم فوج کے سربراہ ہیں نواز شریف واحد سیاست دان ہیں جن کو پاک فوج کے سات سربراہوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے جس میں نئے سربراہ بھی شامل ہیں انہوں نے جنرل راحیل شریف کو آرمی چیف بنا دیا گیا ہے اِن کا شمار پاک فوج کے اعلیٰ پیشہ ور اور تجربہ کار جرنیلوں میں ہوتا ہے آپ فوج کے اہم تربیتی ادارے کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج کوئٹہ کے کمانڈنٹ بھی رہے ہیں آپ کی شہرت کی

وجہ فوجی بیگ گرؤنڈ اور نشانِ حیدر پانے والے میجر عزیز بھٹی شہید کا بھانجا اور میجر شبیر شریف شہید کا چھوٹا بھائی ہونا ہے اس طرح آپ پہلے آرمی چیف ہیں جو دو نشانِ حیدر پانے والے پاکستان عظیم شہداء کی امانتوں کے امین ہیں قوم اس سے خوش ہے کہ اِنہوں نے امریکہ جو پاکستان کی تباہی کا ذمہ دار ہے سے کوئی ٹریننگ نہیں لی۔

قارئین! ڈکٹیٹر مشرف کی بُزدلی کی وجہ سے ہمارے ملک کو امریکہ دہشت گرد کی پیدا کردہ جنگ میں جھونک دیا گیا ہے ہمارے ملک سے ناٹو سپلائی گزر کر ہمارے پڑوسی مسلمان ملک کا ناٹو فوجیوں نے تورا بورا بنا دیا ہے پاکستان کا ۱۰۰ عرب ڈالر سے زائد کا نقصان ہوچکا ہے ہمارے فوجی ہیڈ کوارٹر، نیول، ائیر، آئی ایس آئی، پولیس، مساجد، امام بارگاہوں، مزارات، اسکولوں، بازاروں میں دہشت گرد حملے ہو چکے ہیں ڈرون حملوں کی وجہ سے پچاس ہزار بے گناہ پاکستانی شہید ہو چکے ہیں سلالہ پر ہمارے ۲۴ فوجیوں کو امریکہ نے بے دردی سے شہید کیا ہے آئے روز ناٹو افواج کی آشیر آباد سے ہمارے سرحدوں پر حملے ہو رہے ہیں پاکستان کے باغیوں کو افغانستان ناٹوا فواج پناہ دیتی ہے افغانستان بلوچستان میں دہشت گردی کی جارہی ہی اب بھی پاکستان میں سی آئی اے کے جاسوس دہشت گردی کر رہے ہیں پنڈی میں مسجد اور مدرسے پر حملے میں ہی دہشت گرد ملوث ہیں ادھر بھارت کشمیر کے باڈر پر مشرف دور میں آہنی پاڑ مکمل کرنے

کے بعد اب کنکریٹ دیوار بنانا چاہتا ہے پوری قوم کشمیر کے فیصلے تک بھارت سے دوستی نہ کرنے اور امریکہ کی جنگ سے باہر نکلنے پر زور دے رہی ہے ان حالات میں قوم اپنے نئے سپہ سالار سے بجا طور پر اچھا گمان رکھتی ہے کہ پاکستان کو وہ محفوظ بنائیں گے محب وطن لوگوں اور فوج کے درمیان دشمنی مین تبدیل کرنے والے ملک دشمنوں کے عزاہم خاک میں ملائیں گے پوری قوم اس معاملے میں نئے چیف کے ساتھ ہے اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے آمین۔

نواں کتاب میلہ ۲۰۱۳ء ایکسپو سنٹر کراچی

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی پاکستان پبلشرز اور بک سیلرز ایسوسی ایشن نے نیشنل بک فاؤنڈیشن کے الحاق سے ایکسپو سنٹر میں ۵ تا ۹ دسمبر ۲۰۱۳ء تک انٹرنیشنل کتاب میلہ منعقد کیا۔اس میں سنگاپور، بھارت اور پاکستان کے تقریباً ۱۵۰ سے زائد بک پبلشرز اور کتابیں فروخت کرنے والے اداروں نے شرکت کی یہ قومی خدمت ہے جس میں کراچی کی غم زدہ دکھیا عوام کو کتابوں کی طرف راغب کیا گیا جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ نیک کام پاکستان پبلشرز اور بک سیلرز ایسوسی ایشن کی سالوں سے کر رہی ہے ایکپو سنٹر میں اسٹیڈیم روڈ سے داخلے، پارکنگ اور انٹرنس پر سکورٹی چیکنگ کے بعد استقبالیہ کاونٹر لگایا گیا جس پر گذشتہ سالوں کی طرح اس سال کا تیار کردہ سوینز طلب کرنے پر دیا گیا اس میں تمام تفصیلات درج ہیں انتظامیہ کمیٹی کی تفصیل، بک میلے پر کنوینز اور ساوتھ زون کے پیغامات کے ساتھ گذشتہ سالوں کی تصویری کلپز بھی کچھ صفحات پر پرنٹ کیے گئے ہیں ایک صفحہ پر ۲۰۱۲ء کتاب میلے کے متعلق قومی اخبارات میں شائع خبروں کو بھی دیکھایا گیا کتاب میلے میں شریک بیرونی اور پاکستان کے بک پرنٹرز اور بک فروشوں کی تمام تفصیل درج کی گئیں جس سے معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوا۔ کراچی ایکسپو سنٹر نزد حسن

اسکوئر کے قریب اس کا انتظام کیا گیا اسٹالز کو تین حالز، دائیں، بائیں اور سامنے میں تقسیم کیا گیا ہر حال کے اوپر حصے میں ریفریشمنٹ کے اسٹالز بھی موجود تھے ہر حال کے باہر اسٹالز کی فہرست لگائی گئی تھی تاکہ عوام کو اسٹال پر جانے کی سہولت ہو اِس سے ہم نے بھی فائدہ اُٹھایا ہم نے ایک دن پہلے ہی اپنی پسندیدہ اکیڈمی بک سنٹر کے منتظمین سے حال نمبر اور اسٹال نمبر معلوم کر کے اتوار کے دن اپنے بچوں کے ساتھ سیدھے اسٹال پر پہنچ گئے اور دوسری کتابوں کے علاوہ ان کی بچوں کے لیے تیار کردہ اسلامی ہیروز کی کہانیوں کی چھے سی ڈیز خریدیں۔ بچوں کا ذہین تبدیل کرنے کی بھارت نے اپنے ٹی وی پو گو چینل پر (بیم) کے کارٹون کا پروگرام صبح ۹ بجے سے رات ۹ بجے تک جاری کیا ہوا ہے جس سے وہ اپنے تہذیب کو بچوں میں پھیلا رہا ہے جس گھر میں جاؤ بچے بیم بیم کی رٹ لگاتے ہیں ہماری معلومات کے مطابق ڈاکٹر ذاکر نائیک کے پیس ٹی وی کے علاوہ ہمارے ملک میں کسی نے بھی اس کا مقابلہ کرنے کے لیے بچوں کے پراگرام ترتیب نہیں دیے شاید اکیڈمی بک سنٹر کی اس کوشش سے ہمارے بچے مستفیض ہو سکیں اس کتاب میلے میں عام کتابوں کے ساتھ ایجوکیشن کتابوں میں میتھ، سائنس، نصابی اور اسلامی کتابیں فروخت کے لیے پیش کی گئیں اس سال خوبصورت جلد والے قرآن پاک کے اسٹالوں پر رش دیکھا گیا اس سے عوام اور اسکولز کی انتظامیہ اور چھوٹے کتاب فروشوں کو کتب پرنٹرز اور کتب فروشوں سے براہِ راست رابطے کے موقعہ ملتا ہے پچھلے سال کی طرح اس سال بھی کثیر

تعداد میں مرد، خواتین، بچوں اور بوڑھوں نے اس کتاب میلے میں شرکت کی اور اپنی اپنی پسند کی کتابیں خریدیں ایک خاص بات جو ہم نے نوٹ کی اس میں اسلامی رنگ زیادہ تھا باپردہ عورتوں کی کثیر تعداد شریک تھی جن کی اسٹالز پر رش کو دیکھ کر ان کا کتابوں سے محبت کا رنگ جھلک رہا تھا۔

صاحبو! جب تک مسلمان کتابوں سے لگاؤ رکھتے تھے تو اُن کے لیے ترقی کی راہیں کھلتیں تھیں دنیا ہمارے طرف رجوح کرتی تھی ثمر قند اور بخارہ اور اسلامی دینا کی دوسری اسلامی یونیوسٹیوں کی طرف رجوح تھا ابن سینا، البیرونی، حیان اور دوسرے مسلمان اقابرین کی کتابوں سے انسانیت نے بہت فائدہ اُٹھایا ایک واقعہ جو علامہ اقبالؒ فلسفی شاعر کا یاد آیا جب وہ لندن لائبیریری میں کتابوں کو دیکھ رہے تھے تو غش کھا کر گر پڑے جب ہوش آیا تو کہا کہ کوئی اور وجہ نہیں ہے مجھے اپنے آباواجداد کی علوم کے بارے میں بنیادی کتابوں کا ذخیرے کو دیکھ کر غشی آ گئی کہ کس طرح دنیا نے اس فائدہ اُٹھا کر ترقی کی منازل طے کی ہیں اور مسلمان اس سے پیچھے رہ گئے ہم تفریحی میلے ٹھلوں کی بجائے پاکستان کے تمام بڑے شہروں ایسے کتاب میلوں کے انعقاد کی انتظامیہ سے درخوست کرتے ہیں ہم نے یہی گزارش پچھلے سال کتاب میلے کے انعقاد پر اپنے کالم میں کی تھی اور اب بھی یہی کرتے ہیں ایک خاص بات اس میلے کو منعقد کرنے والے ادارے کے چیئرمین چڑیا والے صاحب ہی ہیں ان کی چڑیا صرف خبر کی

تلاش میں ہی نہیں رہتی بلکہ کتابوں سے بھی برابر کی محبت کرتی ہے اس کا اپنا ادارہ ویلفیئر بک ٹرسٹ (پرائیویٹ) ہے اس ادارے کی سنٹرل کمیٹی کے علاوہ ساؤتھ اور نادرن زونز میں تقسیم کیا گیا ہے اس طرح پورے پاکستان کا نمائندہ ادارہ ہے۔

قارئین! لوگ تفریح کے ساتھ ساتھ خود اور اپنی فیملی کو اس بک فیر میں شریک ہونا چاہیے تاکہ کتابوں سے لگاؤ بڑھے اور مطالعے سے ترقی کی نئی راہیں کھلیں۔

شہیدِ پاکستان عبدالقادر ملا

جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنما عبدالقادر ملا کو پھانسی کی سزا دے دی گئی (اِنّاللّٰہِ وَ اِنّا اِلیہِ رَجِعُونَ) ان پر ۱۹۷۱ء میں بنگلہ بنانے اور پاکستان کے ۲ ٹکڑے کرنے کی مخالفت کے لیے پاک فوج کا ساتھ دینے کی پاداش میں سزا موت دے دی گئی اگر اس مفروضے کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ پاک فوج کے خلاف الیف آئی درج کرائی گئی ہے کیونکہ فوج نے اپنی مدد کے لیے البدر بنائی تھی اسے ٹریننگ دی تھی البدر نے فوج کے ساتھ مل کر پاکستان کو دو ٹکڑے ہونے سے بچانے کی کوشش کی تھی جس الزام میں عبدالقادر ملا کو پانسی کی سزا دی گئی۔ یاد رہے کہ ذولفقار علی بھٹو اور شیخ مجیب الرحمان کے درمیان معاہدے کے تحت یہ طے ہوا تھا کہ ایک دوسرے کے خلاف جنگی جرائم مقدمہ نہیں چلایا جائے گا اس کے بعد ڈکٹیٹر مشرف نے بھی ڈھاکہ میں باقاعدہ معافی مانگ لی تھی جس پر پرانے باتیں ختم ہو گئیں تھی حکومت پاکستان چاہتی تو بنگلہ دیش حکومت کے سامنے اس معاہدے کو پیش کرتی اور سزاؤں پر عمل درآمد رک سکتا تھا مگر امریکہ کی خیرات پر چلنے والی حکومت نے ایسا نہیں کیا اور پاکستان کا ساتھ دینے کے جُرم میں جماعت اسلامی بنگلہ دیش میں زیر عتاب ہے ایسے رویّے پر تنقید کرتے ہوئے ہم نے اس سے قبل اپنے مضمون میں عرض کیا تھا کہ پھر ان حالات میں کل خدانہ خاستہ پاکستان پر

بُرا وقت آیا تو کون پاکستانی فوج کی مدد کے لیے البدو الشمس جیسی محب پاکستان تنظیمیں بنائے گا؟ معاہدے کے ہوتے ہوئے ۴۲ سال بعد پھر بھی دوسرے شریک فرد پر نام نہاد متنازع خصوصی عدالتی ٹریبیونل نے ۱۰ ماہ قبل عمر قید کی سزا دی تھی متعصب حسینہ واجد حکومت نے عدالت سے سزائے موت کی اپیل کی جس نے پاکستان کی حمایت اور بنگلہ دیش کی مخالفت پر عمر قید کی سزا کو سزائے موت میں تبدیل کر دیا شہید نے اپنے عزیزوں سے آخری ملاقات میں کہا میں حق پر ہوں ظالم حکمرانوں سے رحم کی اپیل نہ کی جائے میرے لیے آنسو نہ بہائے جائیں میرے خون کا بدلہ یہی ہے کہ بنگلہ دیش میں اللہ کے دین کی سربندی کی جدو جہد جاری رکھی جائے انہوں نے مذید کہا کہ شہادت کے بعد کارکن پر امن رہیں اِدھر اس ظلم پر پاکستان بھر میں ملک گیر احتجاج کا اعلان کر دیا گیا ہے جماعت اسلامی کے امیر جناب سید منور حسن نے پاکستانی حکمرانوں سے کہا ہے کہ پاکستان کی محبت کی سزا دی گئی ہے دفتر خارجہ نے مجرمانہ خاموشی اختیار کی بنگلہ دیش کے سفیر کو ملک بدر کیا جائے معلوم ہونا چاہیئے کہ اس سے قبل دفتر خارجہ نے پاکستان کو بچانے کی خاطر پاکستانی فوج کا ساتھ والوں کو نام نہاد متنازہ خصوصی ٹریبیونل کی سزا کے موقعے پر بیان جاری کیا تھا یہ بنگلہ دیش کا اندرونی معاملہ ہے دنیا بھر کے انصاف پسند حلقوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے اس متنازہ خصوصی ٹریبیونل پر اعتراضات ریکارڈ کروائے تھے مگر متعصب بنگلہ دیش حکومت پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا پورے مقدمے میں جانبداری

برتی گئی انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے اور یک طرفہ فیصلے کیے گئے بنگلہ دیش میں اس ظلم کے خلاف ملک بھر میں شدید احتجاج شروع ہو گیا ہے ڈھاکہ، چٹاگانگ سلہٹ اور راج شاہی میں ہنگامے ہو رہے ہیں مشتعل افراد کی فورسز سے جھڑپ کی خبریں آ رہیں ہیں فوج کو الرٹ کر دیا گیا ہے پاکستان میں آج ملک بھر میں شہید کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جائے گی کراچی میں بیت المکرم مسجد حسن اسکوئر پر ایک بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں شہید کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی اس موقعے پر تقریر کرتے ہوئے مقریرین نے جس میں امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی جناب حافظ نعیم الرحمان نے کہا شہادتوں سے اسلام کا راستہ نہیں روکا جا سکتا ہم پہلے سے بڑھ کر اسلامی نظام کے لیے کوشش کریں اس بڑے اجتماع سے دوسرے مقریرین نے بھی شہید کو خراج تحسین پیش کیا اور مرحوم کے درجات کے لیے اللہ سے دعا کی گئی جماعت اسلامی کے جنرل سیکرٹری جناب لیاقت بلوچ نے منصورہ میں ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے عبدالقادر ملا کی پھانسی پر حکومتی خاموشی شرمناک ہے بھارت بنگلہ دیش میں مرضی کی حکومت قائم کرنے کے لیے اسلام پسندوں کو راستے سے ہٹا رہا ہے جو ممکن نہیں ہے۔

المیہ مشرقی پاکستان اور ہم

ہر سال جیسے جیسے سولہ دسمبر قریب آتا ہے پاکستانی عوام میں پریشانی کی لہریں دوڑنی شروع ہو جاتیں ہیں کچھ کہتے ہیں ہمارے سیاستدانوں کا قصور تھا کچھ کہتے ہیں فوج کا قصور تھا کچھ اس کو بین الاقوامی سازش قرار دیتے ہیں یہ باتیں صحیح ہیں مگر اصل چیز کی طرف عوام کا دھیان نہیں جاتا یا عوام کا دھیان اس طرف جانے نہیں دیا جاتا۔ بات یہ ہے کہ برصغیر ہند و پاک پر مسلمانوں نے ایک ہزار سال حکومت کی تھی اس کے طول و عرض میں مسلمانوں کی آبادی تھی کہیں کم اور کہیں زیادہ جو علاقے مسلمانوں کے سمندر کے ملحق تھے ان میں غالب اکثریت مسلمانوں کی تھی یعنی موجودہ پاکستان اگر نقشے پر نظر ڈالی جائے تو پاکستان کے مغرب کی طرف برِاعظم افریقہ کے ملک مراکش (maraco) اور مشرق کی طرف کاشغر تک مسلمانوں کی آبادی کا سمندر ہے جس کو فلسفی شاعر علامہ اقبالؒ نے شعر کی زبان اس طرح بیان کیا تھا'' ایک ہوں مسلمان حرم کی پاسبانی کے لیے۔ ۔ ۔ نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر''۔ اسی ہی بات کو اپنی قوم اور لیڈر شپ کے سامنے بھارت کے لیڈر موہن داس کرشن چند گاندھی (مہاتما گاندھی) نے آزادی ہند کے موقعہ پر اس طرح رکھا تھا'' مجھے پاکستان کے وجود میں آنے سے زیادہ خطرہ یہ ہے کہ کہیں پاکستان مسلمانوں کے سمندر سے نہ مل جائے'' انہوں نے

اسی سمندر کا خطرہ محسوس کیا تھا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اسی لیے تقسیم کے وقت سے ہندو لیڈر شپ نے پاکستان کی راہ میں کانٹے بچھانے شروع کر دیے تھے جس میں کشمیر اور دوسری ریاستوں پر جبری قبضہ اثاثوں کی منصفانہ تقسیم وغیرہ۔ اسی ڈریکٹرین پر عمل کرتے ہوئے بھارت نے ہمارے پڑوسی ملک افغانستان کے ساتھ روس کی مدد سے تعلقات قائم کیے اور سرحد کے سرخ پوش لیڈر (سرحدی گاندھی) کی حمایت سے پختونستان کا مسئلہ کھڑا کیا تھا جو افغانستان سے روسی فوجوں کی شکست اور واپسی تک برقرار تھا اللہ بھلا کرے طالبان کہ انہوں پختونستان کے مسئلے کو دفن کر دیا اور ہماری مغربی سرحد محفوظ ہو گئی تھی اور ہم نے جو ایک لاکھ زیادہ فوج مغربی سرحد پر لگا رکھی ہے وہ ہماری مشرقی سرحد پر تھی اصل بات یہ ہے کہ بھارت نے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا ہے وہ اپنی عوام کو یہ سبق ازبر کراتا رہتا ہے کہ مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد نے باہر سے آ کر ہمارے اُوپر حکومت کی اَب اکثریت کی وجہ سے ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم مسلمانوں پر حکومت کریں اس نظریہ کے تحت یہ دو قوموں کی غلبہ پانے کی جنگ ہے جو شروع دن سے جاری ہے اس کے لیے تین جنگیں ہو چکی ہیں بھارت اپنے مہاتما گاندی کے ڈریکٹیرین پر عمل کرتے ہوئے اکھنڈ بھارت پر کام کر رہا ہے جس نے مشرقی پاکستان میں حقوق اور قومیت کا زہر گھول کر مکتی باہنی بنوائی اور اپنی فوجوں کو داخل کر کے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے کاٹ دیا اور بنگلہ دیش بنا دیا اس کو اپنی طفیلی ریاست بھی بنا دیا اس تاریخی

موقعہ پر اندرہ گاندھی نے کہا تھا کہ میں نے ایک ہزار سال کا بدلہ لے لیا ہے اور دو قومی نظریہ کو بحر ہند میں ڈبو دیا ہے یہ خیال اسی ڈیکٹرین کا پرتو ہے جہاں تک مشرقی پاکستان میں ظلم کی داستانوں کا ذکر ہے تو جب اختلاف پیدا کر دیے جاتے ہیں تو پھر ظلم جنم لیتا ہے جو ہمیں مشرقی پاکستان میں ظلم کی داستانوں کے طور پر نظر آتا ہے جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اس پر آنسوں بہانے کے بجائے اپنے دشمن کے پھیلائے ہوئے زہر کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ پاکستان مذید کسی حادثے سے دو چار نہ ہو۔ بھارت تو اب بھی جماعت اسلامی جو بنگلہ دیش کی مخالف اور متحدہ پاکستان کی حامی اور اس کی تنظیم البدر اور الشمس نے پاکستانی فوج کی مدد کی تھی بنگلہ دیش حکومت کے زیر عتاب ہے اس کے لیڈر عبدالقادر ملا کو کل ہی پھانسی پر چڑھا دیا گیا ہے اور باقی لیڈوں پر مقدمات چل رہے ہیں۔ المیہ مشرقی پاکستان سے سبق سیکھتے ہوئے عوام میں موجود اختلافی معاملات کا ادراق کرنا چاہیے قائد اعظمؒ بھی پہلے متحدہ ہندوستان کے قائل تھے علامہ اقبالؒ بھی سارے جہان سے اچھا ہندوستان ہمارا کہا کرتے تھے مگر ہندوؤں کی اکثریت اور حکمرانی کا خطرہ بھانپ لینے کے بعد اقبالؒ نے دو قومی نظریہ پیش کیا اور قائدؒ نے اس کو حقیقت کا روپ دیا اب پاکستان کی بقاء اسی دو قومی نظریہ کو مظبوط سے مظبوط کرکے ہی قائم رہ سکتی ہے حکمرانوں کا یہ کہنا کہ بھارت کا اور پاکستان کا کلچر ایک ہے، سرحدوں کو ختم ہونا چاہیے، موسٹ فیورٹس ملک، امن کی آشا وغیرہ۔ ۔ ۔ یہ دو

قومی نظریے کی نفی ہے نواز شریف صاحب کا بھارت سے دوستی کو ہاتھ بڑھاتے وقت اس چیز کو مد نظر رکھنا چاہیے . . . فوراً پڑوسی ملک افغانستان سے تعلوقات درست کرنے چاہیے ڈکٹیٹر مشرف نے امریکہ سے مل کر افغانستان کو تورا بورا بنا دیا ہے جس کا بدلہ لینے کے لیے طالبان نے پاکستان کے دفاعی اداروں پر حملے کیے امریکہ کے مفادات کی جنگ اب ہمارے ملک میں آ چکی ہے اس سے جتنا جلدی ممکن ہو سکے باہر آ جانا چاہیے ڈو مور کی بات نہیں ماننا چاہیے۔ بھارت جو پاکستان، خصوصاً بلوچستان خیبر پختونخواہ اور کراچی میں مداخلت کر رہا اس سے کھل کر برابری کی سطح پر بات، کرنی چاہیے کشمیر کے مسئلے کے حل کے بغیر بار بار دوستی کی بھیک مانگنے سے عوام کے اندر مایوسی پھیل رہی ہے ایسے بیانات سے گریز کرنا چاہیے معاشی حب کراچی میں ٹارگٹ آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچنا چاہیے مشرف دور سے شروع لاپتہ افراد کی وجہ سے پاکستان ملک اور پوری دنیا میں بدنام ہو رہا ہے اس کے لیے قانون سازی کر کے بے گناہوں کو فوراً بازیاب کروانا چاہیے پاکستان سے سی آئی اے اور ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک جس پر فرقہ ورانہ تشدد میں ملوث ہونے کے الزام لگ رہا ہے اس کے نیٹ ورک کو ختم کرنا چاہیے اٹھارویں ترمیم کے ذریعے جو حقوق صوبے کو دیے گئے ہیں اس پر مکمل عمل درآمد ہونا چاہیے بلوچستان کے بعد عدلیہ کے حکم پر عمل درآمد کرتے ہوئے باقی صوبوں میں بلدیاتی انتخابات فوراً کروانے چاہیے تاکہ لوگ غلط سوچ کی بجائے ترقیاتی کاموں میں مصروف ہو جائیں ہمارے ارد گرد تمام ملکوں میں

صوبے قائم ہیں صرف پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس میں صوبوں کا تناسب ٹھیک نہیں اس سے اختلاف جنم لے رہے ہیں اس لیے فوراً پاکستان میں جنرل ضیاء کے دور میں مولانا ظفر احمد انصاری کی صوبوں کے متعلق رپورٹ پر پارلیمنٹ میں بحث مباحثے کے بعد عمل کرنا چاہیے تاکہ بڑے صوبے اور چھوٹے صوبے کے حق مارنے کا جھگڑا ختم ہو۔ چین سے سبق حاصل کرکے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے اس موقعہ پر ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں (ریٹائرڈ) جسٹس جاوید اقبال صاحب چین کے دوران جب ماؤزے تنگ سے ملنے گئے تو ان کی کرسی کے پیچھے لٹکے کوٹ پر پیوند لگے ہوئے دیکھے تو کہا !کیا بات ہے ایک عظیم قوم کے عظیم لیڈر کے کوٹ پر پیوند لگے ہوئے ہیں؟ اس پر ماؤزے تنگ نے کہا تھا کیا'' آپ کو اپنا دوسرا خلیفہ عمرؓ یاد نہیں جس کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوتے تھے'' اگر نواز شریف صاحب ان جیسی اچھی باتوں پر عمل کرکے پاکستان کو آئی ایم ایف کے چنگل سے نکال لیں تو تاریخ میں اپنا نام لکھوالیں گے ان کو ملائشیا کے تنکو عبدالرحمان کی بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس ملک کو تباہ کرنا ہے اسے آئی ایم ایف کے حوالے کردو پاکستان میں امریکا کی وجہ سے حالات خراب ہیں لہٰذا امریکی کی برپاہ کردہ جنگ سے فوراً باہر آجانا چاہیئے امریکا سے امداد لینا بند کردیں ورنہ وہ اپنی شرائط منوا کر اپنے عزائم جس میں پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات بین الاقوامی کنٹرول اور پاکستان کو بھارت کی تفیلی ریاست بنانا ہے سے پاکستان بچ جائے اپنے لوگوں سے جنگ کی بجائے

- مذاکرات کرنے چاہیے

قارئین ! اگر حکومت یہ کام کرلے تو پاکستان ٹوٹنے کی بجائے مضبوط ہو گا اور دوبارہ مشرقی پاکستان جیسا واقعہ پیش نہیں آ سکے گا یہی تاریخ کا سبق ہے یہی مشرقی پاکستان کے شہیدوں کو خراجِ تحسین ہے اسی میں ہماری بقاء ہے اللہ ہمارے مثلِ مدینہ ملکِ پاکستان کا محافظ ہو آمین۔

الوداع چوہدری افتخار احمد صاحب ویلکم تصدق حسین گیلانی صاحب!

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ''عدل کرو یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے'' (المائدۃ:۸) بخاری کی حدیث ہے'' رسولؐ اللہ نے فرمایا قیامت کے دن جب کہ اللہ کے سایہ کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا سات شخصوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں لے گا، جن میں سے ایک شخص امام عادل (منصف حاکم) ہوگا'' (بخاری) لغت کے اعتبار سے عدل کے معنی برابری اور انصاف کے ہیں کسی بھی چیز میں کمی یا بیشی نہ کرنے کو عدل کہتے ہیں معاشرے کے اندر اگر عدل نہ ہو تو معاشرہ درہم برہم ہو جاتا ہے اس کا امن وسکون ختم ہو جاتا ہے جو تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہوتا ہے اِس وقت ہمارے ملک کا یہی حال ہے . . . تاریخ اسلام میں بے شمار ججز (قاضی) گزرے ہیں جنہوں نے انتہائی دیانت داری، بے خوفی اور حد درجہ جرات ودلیری کے ساتھ عدل وانصاف کی مشعل کو فروزاں رکھا اور اپنے فیصلوں میں کسی خوف لالچ کا گزر نہیں ہونے دیا کسی بھی بڑی شخصیت یا حکمران وقت کا لحاظ نہیں کیا صرف اللہ سے خوف کھا کر فیصلے کیے جرم کرنے والا بڑا ہو یا چھوٹا ہو اس کی پرواہ نہیں کی۔

صاحبو! اگر اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے ہم پاکستان کی عدلیہ اور بحثیت

چیف جسٹس چوہدری افتخار احمد صاحب اور تصدق حسین گیلانی صاحبان کے فیصلوں پر گفتگو کریں تو بات کچھ اس طرح بنتی ہے اس دور میں ساری دنیا میں انگریزوں کے بنائے ہوئے انگریزی قانون کے تحت عدلیہ فیصلے کرتیں ہے جو قانون شہادت کہلاتا ہے پارلیمنٹ قانون بناتی ہے عدلیہ اس کے تحت فیصلے کرتے ہیں اور عدلیہ کے فیصلوں پر عمل وقت کی حکومت کراتی ہے پاکستان کی عدلیہ کو حالات کے جبر کی وجہ ے بار بار ناپسندیدہ فیصلے کرنے پڑے جس کی وجہ سے عدلیہ بدنام ہوئی۔اس کی بڑی وجہ فوجیوں کی ڈکٹیٹر شپ ہے سب سے پہلے ڈکٹیٹر جنرل ایوب نے آئین کو توڑا سول حکومت کو ختم کرکے اقتدار پر قبضہ کر لیا دس سال تک یہ ڈکٹیٹر حکومت کرتا رہا جب عوام اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تو جنرل یحییٰ کو اقتدار دے گیا۔بعد میں بھٹو صاحب کی منتخب حکومت کو ڈکٹیٹر جنرل ضیاء نے ختم کرکے اقتدار پر قبضہ کر لیا نواز شریف کی منتخب حکومت پر جنرل مشرف نے قبضہ کر لیا فوجی ڈکٹیٹروں نے بار بار آئین پاکستان کو توڑا۔ آئینی حکومتوں کو کام نہیں کرنے دیا اس دوران ججوں کو مارشل لا کے تحت نئے سرے سے حلف اُٹھانے پڑے کچھ ججز نے ہمت کرکے انکار کیا کچھ نے حالات کے جبر کے تحت حلف اُٹھائے اور مارشل لاء کے تحت فیصلے کیے جس میں نظریہ ضرورت بھی ایجاد ہوا بہر حال جب ڈکٹیٹر مشرف نے چوہدری افتخار احمد صاحب کو معزول کیا ملکی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب چیف جسٹس نے آمر کی بات ماننے سے انکار کیا اور تحریک چلائی جس میں وکلاء نے احتجاج

شروع کیا تو اس احتجاج میں سیاسی پارٹیوں، سول سوسائٹی، عوام اور میڈیا نے بھرپور شرکت کی بلآخر لاہور سے اسلام آباد تک لانگ مارچ کا اعلان کیا گیا جب یہ مارچ گجرنوالہ تک پہنچا تو فوج کی مداخلت سے ایک فیصلے پر پہنچا گیا جس کی وجہ چیف جسٹس اور نظر بند ججز پورے وقار کے ساتھ بحال ہوئے اس کے بعد پاکستان میں عدلیہ کی ایک نئی تاریخ شروع ہوئی ہے جسٹس افتخار احمد چوہدری نے اپنے فیصلوں کے ذریعے بدمست بیوکریسی کو نکیل ڈالی۔ بدعنوان سیاستدانوں کو قانون کے کٹہرے میں لایا گیا۔ بدنام زمانہ این آر او کو کالعدم قرار دیا۔ صدر مملکت کے خلاف مقدمات کھولے۔ ایک وزیر اعظم کو عدلیہ کی حکم عدولی پر برخاست کیا۔ دوسرے وزیر اعظم پر کرپشن کے مقدمے قائم کیے جواب بھی عدالت میں چل رہے ہیں جعلی ڈگریوں کی وجہ سے سیاستدانوں کو نااہل قرار دیا کرپٹ حکومتی اہلکاروں سے عوام کی لوٹی ہوئی رقم واپس لے کر ملک کے خزانے میں جمع کروائی کراچی پاکستان کے معاشی حب کا امن وامان جو ناسور کی صورت اختیار کرگیا ہے اس پر ازخود نوٹس لیکر درست کرنے کی کوشش کی اب پولیس والوں نے جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر پارٹیوں نے کراچی میں اپنے اپنے اسلحہ بردار ونگ ختم نہ کیے تو ان سب کی لسٹیں عوام کے سامنے جاری کر دی جائیں گی. سب سے بڑی بات کہ آیندہ کے لیے مارشل لاء کا رستہ بند کیا اور پاکستانی تاریخ میں پہلی بار فوج نے پارلیمنٹ میں آکر اعلان کیا کہ فوج نے آئی ایس آئی کا سیاسی ونگ بند کر دیا ہے کیا کیا بیان کیا جائے ایک روشن

مثال قائم کی اور عدلیہ کا وقار بحال کیا پاکستانی عدلیہ کی ایک روشن تاریخ کی بنیاد رکھ کر چیف جسٹس صاحب الوداع ہوئے اور ان کو معزول کرنے والے ڈکٹیٹر مشرف کو آرٹیکل 6 کے تحت غداری کے مقدمے کا سامنا ہے. اس مقدمے کو منطقی انجام تک پہنچنا چاہیے تاکہ آیندہ کوئی ڈکٹیٹر سیاسی نظام پر شب خون نہ مار سکے اور عوام آزاد رائے سے اپنے نمایندے چن کر حکومت کر سکیں اب ہم جناب جسٹس تصدق حسین گیلانی کو ویلکم کہتے ہیں جنہوں نے اپنے عہدے کا حلف اُٹھا لیا ہے ان کا ملتان سے تعلق ہے سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی سے رشتہ داری ہے 2007ء میں انہوں نے پی سی او کے تحت حلف اٹھانے سے انکار کر دیا تھا اسی سال 3 دسمبر کو ان کو سپریم کورٹ میں دوسرے ججوں کے ساتھ ڈکٹیٹر مشرف کے صدارتی حکم کے تحت کام کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ پھر 2009ء میں دیگر ججوں کے ساتھ زرداری کے صدارتی حکم کے تحت بحال کر دیے گئے تھے جسٹس صاحب نے بھی اہم مقدمات میں تاریخی فیصلے کیے لاہور میں جعلی ادویات کی وجہ 100 ہلاکتوں پر از خود نوٹس لیا عدلیہ بحالی کے بعد نواز شریف کو انتخابات کے لیے اہل قرار دینے والے بنچ کے سربراہ تھے افتخار احمد چوہدری کو اپنا رول ماڈل کہتے ہیں آئین اور قانون پر کسی سمجھوتے کے قائل نہیں ہیں 7 ماہ بعد ریٹائرڈ ہو جائیں گے اس کے بعد جسٹس ناصر الملک چیف جسٹس کی ذمہ داری سنبھالیں گے وہ بھی 13 ماہ کے بعد ریٹائرڈ ہو جائیں گے کچھ بھی ہو عدلیہ میں جو ریت جناب افتخار احمد چوہدری ڈال گئے ہیں وہ قائم و دائم رہے

گی عوام کو ریلیف ملتا رہے گا انصاف کے تقاضے پورے ہوتے رہیں گے سرکش گھوڑوں کو لگام کے اندر رہنا پڑے گا اداروں کو تقویت ملے گی یہ سب آزاد عدلیہ کی وجہ سے ممکن ہوا اس کا سہرا جناب افتخار احمد چوہدری کے سر جاتا ہے جو ایک اصولی موقف پر ایک ڈکٹیٹر کے سامنے ڈٹ گئے اور قوم کے لیے نئے راستے کھول گئے۔

قارئین ! جیسے شروع میں کہا گیا ہے جس معاشرے میں سے عدل اُٹھ جائے وہ معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے جیسے پاکستان کا حال ہے اب عدلیہ کے دانشمندانہ فیصلوں اور آئین و قانون کی حکمرانی قائم ہونے سے امید پیدا ہو گئی ہے کہ عوام کے لیے انصاف اور اُن کے حقوق کے راستے کھولیں گے ہر ادارہ اپنا آئینی اور قانونی کردار ادا کریگا پارلیمنٹ قانون بنائے گی عدلیہ اس کی تشریح کرے گی حکومت کے غلط کاموں پر حکم صادر کرے گی صحیح فیصلوں کی توثیق کرے گی انتظامیہ پارلیمنٹ اور عدلیہ کے فیصلوں پر صحیح صحیح عمل درآمد کروائے گی لاپتہ افراد کو حکومتیں گم نہ کر سکیں گئیں اگر کوئی شہری غیر قانونی کام کرے گا اور مجرم ہو گا تو اُسے قانون کے مطابق جیل جانا پڑے گا اور جو مجرم نہیں ہو گا اُسے منہ زور پولیس یا خفیہ ادارے غائب نہیں کر سکیں گے قانون اور آئین کی حکمرانی قائم ہو گی اختیارات آئینی اور قانونی طور پر تقسیم ہوگے ہم مہذب دنیا میں شمار ہوگے پاکستان ترقی کرے گا لاء اینڈ آڈر درست ہو

گا مظلوم کی داد رسی ہو گی دہشت گردی ختم ہو گی اللہ ہمارے ملک کا نگہبان ہو آمین۔

دسمبر سقوطِ ڈھاکہ کل اور آج سیمینار کراچی ۱۶

کراچی میں جماعت اسلامی کے زیر اہتمام فاران کلب گلشن اقبال میں ''المیہ مشرقی پاکستان، کل اور آج'' کے موضوع کے تحت ایک سیمینار، زیر صدارت سید منور حسن امیر جماعت اسلامی پاکستان منعقد کیا گیا جس میں صدر سیمینار کے علاوہ مسلم لیگ (ن) کے رہنما سلیم ضیاء، کراچی یونیورسٹی شعبہ بین الاقوامی تعلوقات کی ماہر کی محترمہ طلعت وزارت، مشہور دانشور شاہنواز فاروقی، جماعت الدعوۃ کراچی کے امیر ڈاکٹر سید مزمل ہاشمی، مشہور صحافی و دانشور سجاد میر، جمعیت علمائے اسلام کے رہنما حافظ حسین احمد شریک ہوئے سیمینار میں کراچی کے زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کثیر لوگوں نے شرکت کی مہمان مقررین کے خطاب کے بعد آخر میں صدر سیمینار نے سبق آموز خطاب کیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد امیر جماعت اسلامی حلقہ انجینئر حافظ نعیم الرحمان صاحب کے افتتاحی کلمات کے بعد سلیم ضیاء صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ بھٹو اور ڈکٹیٹر جنرل یحییٰ نے جیتنے والوں کے خلاف اقتدار منتقل کرنے میں رکاوٹیں ڈالیں اُدھر تم اِدھر ہم کے نعرے لگائے مشرقی پاکستان پارلیمنٹ میں مغربی پاکستان سے جانے والوں کی ٹانگیں توڑنے کی دھمکی دی تھی اور کہا تھا جانے والے صرف ایک طرف کا ٹکٹ لیکر جائیں ڈکٹیٹر یحییٰ خان کے ساتھ مل کر متحدہ پاکستان کے خلاف

سازش کی جس وجہ سے سانحہ مشرقی پاکستان ہوا یہ تاریخ انسانی میں یہ پہلا واقع ہوا کہ عددی اکثریت نے اقلیت سے علیحدگی اختیار کی کیا ہم نے اس سے سبق حاصل کیا؟ پاکستان کو متحد رکھنے کے لیے جماعت اسلامی کی البدر و الشمس نے پاک فوج کے شانہ بشانہ مکتی ماہنی اور مشرقی پاکستان پر حملہ کرنے والی بھارتی فوج کا مقابلہ کیا آج ۴۲ سال بعد نام نہاد بین الاقوامی ٹریبونل جسے اقوام متحدہ اور عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی تسلیم نہیں کیا بنا کر محب پاکستانی جو دو دفعہ بنگلہ دیش کی پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے جو سنگرام اخبار کے ایڈیٹر رہے عبد ل قادر مولہ کو پھانسی کی سزا دی گئی ہم شہید پاکستان کو اس قربانی پر سلام پیش کرتے ہیں ہم بنگلہ دیش حکومت کے اس فعل کی مذمت کرتے ہیں ہم نے پاکستان کی پارلیمنٹ میں مذاہمتی قرارداد بھی منظور کی ہے جبکہ پی پی پی، ایم کیو ایم اور نیشنل عوامی پارٹی نے پاکستان دشمنی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے اس قرارداد کی مخالفت کی ہم جماعت اسلامی پاکستان اور جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے غم میں برابر کے شریک ہیں ہمیں چھوٹے صوبوں کے عوام کے جائز مطالبات اور مسنگ پرسن کے معاملے میں پیش رفت کرنی چاہیے ۔ کراچی یونیورسٹی شعبہ بین الاقوامی کی طلعت وزارت صاحبہ نے اپنے خطاب میں سقوط ڈھاکہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ منتظمین کو تحسین پیش کرتی ہوں کہ اس اہم موضوع پر مجھے تقریر کرنے کی دعوت دی یہ ہماری تاریخ کا تکلیف دہ واقعہ ہے ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ایسا واقعہ

ہماری آیندہ تاریخ میں پیش نہ آئے پاکستان بنتے وقت مشرقی پاکستان کے پاکستان بنانے والوں کے جذبات اور خواہش کی تکمیل نہ ہو سکی بھارت کبھی بھی ہمارا دوست نہیں وہ ہر وقت ہمیں زق پہنچانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا مگر ہم نے ۱۹۶۲ء میں جب بھارت مشکل میں تھا تو کشمیر آزاد کو کرانے کا موقع گنوا دیا اگر مجیب کے ۶ نکات پر عمل کیا جاتا تو بھی نقصان تھا اور اگر نہ کیا جاتا تو بھی نقصان ہی تھا ماننے سے پاکستان میں ۶ آزاد مملکتیں قائم ہو جاتیں مجیب کے ۶ نکات سے ملک تقسیم ہونے کے نکات تھے مشرقی پاکستان میں محرومی کی وجہ سے ۶ نکات کو عوامی حمایت ملی اب ہمیں بھارت کو کوئی بھی موقعہ نہ دینا چاہیے ۴۲ سال بعد جو جماعت اسلامی کے خلاف ظلم شروع کیا گیا ہے یہ بنگلہ کے لیے نقصان ہوگا عبدل قادر مولہ کی شہادت سے اور جماعت اسلامی پر مظالم کیوجہ سے بنگلہ دیش سوسائی تقسیم ہو گئی ہے بنگلہ دیش کو نیلسن منڈیلہ سے سبق سیکھنا چاہیے گوروں نے کالے پر ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے تھے مگر نیلسن میڈیلہ نے اس کو بلا دیا اور اپنی پارٹی اور اقتدار کو بچانے کے بجائے اپنی قوم کو انتشار سے بچایا اور مظبوط کیا موجودہ انسانی حقوق کی سنگین خلاف وردیوں جو حکومتی سطح پر کی جا رہیں ان کے خلاف آواز اُٹھانی چاہیے۔ شاہ نواز فارقی نے اپنے مخصوص انداز میں اس واقعہ پر روشنی ڈالی اور کہ اسلامی تاریخ میں تین بڑے واقعات ہوئے ایک سقوط بغداد، دوسرا سقوط ڈھاکہ اور تیسرا سقوط دہلی سقوط ڈھاکہ میں اکثریت نے اقلیت سے علیحدگی اختیار کی

بغیر لڑے فوج نے ہتھیار ڈالے اور ۹۰ ہزار فوجی قیدی بنا لیے گئے مگر ہم نے ۴۲ سال گزرنے کے بعد بھی اس سے سبق حاصل نہیں کیا ۱۹۰۶ء میں بنگال ڈھاکہ میں مسلم لیگ بنی بنگالی محب وطن اور پاکستان بنانے والے تھے سیاست دانوں اور اسٹیبلیشمنٹ نے انہیں بار بار تکلیف دی شائستہ اکرام اللہ نے اپنی کتاب میں لکھا کہ پچاس تھانوں میں غیر بنگالی تھانہ دار تھے اس طرح ۵۶ فی صد آبادی کے بنگالیوں کی ملازمتوں میں ۴۵ بنگالیوں کا تناسب نہ ہونے کے برابر تھا فوج میں ۶ فٹ قد کو رائج کر کے بنگالیوں کو تکلیف دی گئی ایم ایم عالم جس نے ۲ منٹ میں بھارت کے ۴ طیارے گرا کر عالمی ریکارڈ قائم کیا تھا جب ایوب خان کو پتا لگا تو خوش ہوئے اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی مگر جب معلوم ہوا کہ ایم ایم عالم بنگالی ہے تو چہرے کی عجیب کیفیت ہو گئی صدیق سالک نے اپنی کتاب میں لکھا جب میں مشرقی پاکستان میں تعینات کیا گیا جب جہاز سے جب اترا تو ایک بنگالی نے میرا سامان اٹھا کر منزل پر پہنچایا تو میں اُسے کچھ پیسے دینا لگا تو میرے ساتھی فوجی نے کہا ان بنگالی حرام زادوں کو خراب نہ کرو بعد میں یہ کہا گیا کہ گھر کے لیے بھاری سامان نہ خریدنا واپسی مغربی پاکستان جاتے ہوئے مشکل ہو گی مشرقی پاکستان کے ارد گرد بھارت تھا اس کا دفعہ مظبوط کرنے کی بجائے مشرقی پاکستان کا دفعہ مغربی پاکستان کا خیال راج کیا گیا ڈکٹیٹر یحییٰ نے مجیب کے خلاف بھاشانی کو دو کروڑ دینے کا معاہدہ کیا مگر یہ الٹا اثر ہوا ۱۹۷۰ء کے انتخابات جن کو آزاد کہا جاتا ہے غلط ہے

مجیب نے جبر کے زور پر ووٹ حاصل کیے جیسے کراچی میں ایم کیو ایم نے ۵۴پُر تشدد ہڑتالیں اور جبر کی بنیاد پر بار بار ووٹ حاصل کرتی رہی ہے یاد رکھیں پاکستان قائد اعظمؒ کے نعرے پاکستان کا مطلب کیا (لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا مگر اللہ نے جلد قائد اعظمؒ کو اُٹھالیا اور باقیوں نے اس پر عمل نہیں کیا جس وجہ سے پاکستان ٹوٹا ایسے حالات میں شہادتوں سے اسلام کا راستہ نہیں روکا جا سکتا جماعت اسلامی پاکستان کو ایک مسجد سمجھتی ہے لہٰذا اِس کی حفاظت مسجد کی طرح کرے گی۔ ڈاکٹر سید مزمل عاشمی نے تقریر کرتے ہوئے کہا شہید کی موت نے پاکستانیوں کو زندگی دی ہے البدر و الشمس کی قربانی یاد رکھی جائیں گی انگریز ہمیں لارڈ میکالے کے نظام دے گیا ہے ہماری قوم کو سبق پڑھایا گیا ہے جو چیز مغرب سے آتی ہے وہ ٹھیک ہے جو ہماری ہے وہ صحیح نہیں چاہئے ہماری روشن تاریخ ہی کیوں نہ ہو اِن تکالیف اور شہادتوں سے بنگلہ دیش میں اسلام کو تقویت ملے گی اور وہ اسلامی بنگلہ دیش بنے گا۔ سجاد میر سینئر صحافی نے فرمایا کہ میں نے جماعت اسلامی کے لیڈر اور دو دفعہ پارلیمنٹ کے منتخب ہونے والے سنگرام اخبار کے سابقہ ایڈیٹر عبدل قادر مولہ کو اپنے کالم میں نظریہ پاکستان کی جنگ کا شہیدِ اوّل کہا ہے آج میں (ن) لیگ کی قیادت سے خفا ہوں ہماری وزارتِ خارجہ کو کیا ہو گیا کہ بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کی قیادت پر مظالم کو وہ بنگلہ دیش کا اندرونی معاملہ کہتی ہیں جبکہ پارلیمنٹ میں مذمتی قرداد منظور ہونے پر بنگلہ دیش حکومت نے

پاکستانی سفیر کو بلا کر احتجاج کیا اور ہماری وزارتِ خارجہ کا یہ حال ہے قومی اسمبلی میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا ہے مجھے پاکستان توڑنے والی پیپلز پارٹی سے کوئی توقع نہیں تھی مگر کیا ہو گیا ہے نیشنل عوامی پارٹی کو کہ اُس نے بھی مذہمتی قرارداد کے حق میں ووٹ نہیں دیا جبکہ ولی خان صاحب نے پاکستان کو بچانے لے لیے مجیب سے ملاقات بھی کی تھی پھر تو اُن کی بیگم نسیم ولی صحیح کہتی ہیں کہ اسفندیار ولی نے پارٹی کو پیسوں کے لیے فروخت کر دیا۔ جمعیت علمائے اسلام کے رہنما حافظ حسین احمد نے اپنی تقریر میں کہا میں المیہ مشرقی پاکستان کو المیہ مغربی پاکستان کہتا ہوں بنگالیوں کی زبان کلچر اور خوراک الگ تھا انہوں نے ۱۰۰۰ میل دور کے حصے کے ساتھ ملنے کا صرف، اسلام کی وجہ سے کیا تھا ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۱ء تک وہ ساتھ تھے مگر ۶۰ کی دہائی سے ہم سے دور ہو گئے پھر ہم نے ۱۹۷۰ء میں جمہوری فیصلہ کو قبول نہیں کیا اس کے بعد بنگلہ دیش بننے میں کیا بات باقی رہ گئی تھی امریکہ ہمارا دوست نہیں کراچی میں سرد ہوا کی طرح سب کچھ بار سے آ رہا ہوتا ہے امریکہ کا چھٹا بحری بیڑا آ رہا تھا مگر نہیں آیا امریکہ اور برطانیہ ایک این آر او پیپلز پارٹی، مشرف اور اشفاق کیانی کے ذریعے دہی میں خلیفہ احمد کے ذریعے طے کرتے ہیں دوسرا این آر او پیپلز پارٹی، (ن) لیگ اور اشفاق کیانی سعودی عرب میں طے کرتے ہیں اور پانچ پانچ سال کی باری طے کرتے ہیں سب کچھ باہر سے آتا ہے ہم جماعت اسلامی کے خلاف مظالم اور شہادت پر آواز اُٹھاتے

ہیں فوج اب بھی عدالت کی بات نہیں مانتی بجائے مسنگ افراد کو عدالت میں پیش کرے اُن کی لاشیں پیش کر دیتی ہے۔آخر میں سید منور حسن نے اس سیمینار سے صدراتی خطاب میں فرمایا دین کا فہم رکھنے والوں مخاطب ہوں سیاسی شعور کے ساتھ ساتھ جاہلیت کے لوازم کو جانتے ہوئے دین کا صحیح فہم عوام میں بیدار کرنا چاہیے جس کی کمی محسوس ہوتی ہے مشرقی پاکستان والوں کو دین کا شعور تھا جو پاکستان بنایا ہمیشہ نظریہ فیصلہ کن ہوتا ہے حقوق مانگنے والوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے صرف جماعت اسلامی نے ۱۶ دسمبر کو یاد رکھا ہوا ہے جبکہ مقتدر اور غیر مقتدر قوتوں کو بھی منانا چاہیے مجیب اور بھٹو کے درمیان معاہدہ ہوا تھا کہ ایک دوسرے کیخلاف جنگی جرائم کا مقدمہ نہیں چلائیں گے اسی پر بنگلہ دیش کو منظور کیا گیا تھا بنگلہ دیش کو ۴۲ سال تک جنگی جرائم کی بات یاد نہیں تھی اب جب خالدہ ضیاء اور ۱۸ اپوزیشن پارٹیوں نے مجیب کی بیٹی کا مقابلہ کرنی لگی ہے تو شکست دیکھ کر وہ مارشل لاء لگوانے کے لیے خانی جنگی پر اُتر آئی ہے ظلم کی اِنتہا ہے ۹۰ سالہ جماعت اسلامی کے رہنما کو ۹۰ سال کی قید کی سزا سنائی گئی ہے ہمیں بنگلہ دیش میں بدامنی سے بچنا چاہیے کیونکہ پُر امن تحریکیں ہی مقاصد حاصل کر سکتیں ہیں پی پی کے اِدھر ہم اُدھر تم کے نعرے، ٹانگیں توڑنے کی دھمکی ایک طرف کا ٹکٹ کا کہہ کر مشرقی پاکستان کو جنم دیا دینی جماعتوں کو ۱۶ دسمبر سے سبق لینا چاہیے معاشرے میں دین کے فہم کو عام کرنا چاہیے دین کے فہم کی وجہ سے

سیکولر نظام کے اندر رہتے ہوئے بھی اسلامی ملکوں میں ترکی کو داد دینی چاہیے کہ مصر اور بنگلہ دیش کے حکام سے مظالم پر بات کی۔آخر میں امیر جماعت اسلامی صوبہ سندھ ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی کی دعا کے ساتھ اس سیمینار کا اختتام ہوا۔

سال ۲۰۱۳ء کے حالات۔ ۔ ۔ ۲۰۱۴ میں ویسے ہی رہنے کی تشویش!

پاکستان کے ٹاپ حکمرانوں سے لیکر نیچے کی لیڈر شپ تک کرپشن میں لت پت گذشتہ حکومت، جس کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ، مہنگائی، بیروزگاری، لوڈ شیڈنگ، دہشت گردی، خود کش حملے ، لاء اینڈ آڈر، بیروانی مداخلت، قرضوں میں جھگڑے لوگ تنگ آ گئے تھے ۔ ان ہی پریشانیوں کی وجہ سے عوام نے گذشتہ حکومت سے جان چھوڑائی تھی اور نئی حکومت کو منتخب کیا تھا۔ عوام کی سوچ تھی کہ شاید نئی حکومت ان کے دکھوں کا مداوا کرے گی مگر پچھلے روش سے ذرا برابر بھی فرق نہ محسوس کرنے والے لوگوں کی وہی پریشانیاں ہیں۔ سال ۲۰۱۳ء گزر گیا مگر عوام کی حالت نہیں بدلی اور ۲۰۱۴ء بھی ایسا ہی رہنے کی تشویش میں عوام مبتلا ہیں موجودہ حکومت نے الیکشن کے دوران عوام سے جو وعدے کیے تھے ان پر ذرا برابر بھی عمل نہیں کیا عوام بلبلہ اُٹھے ہیں کہ اللہ کوئی سبب بنا دے۔ وزیر اعظم صاحب کو بیرونی ملکوں کے دوروں سے فرصت نہ ملی کہ وہ پاکستان کے عوام کی خبر لیتے اس پر کالم نگاروں نے اخباروں میں طنزیہ لکھا کہ وزیر اعظم صاحب پاکستان کے دورے پر کب آئیں گے ؟ پاکستان کے دورے پر تو وزیر اعظم صاحب آ گئے اب مذید عوام دیکھیں گے کہ اُن کا کیا حشر ہوتا ہے سب سے پہلے مہنگائی اور بیروزگاری کی اگر بات کی جائے تو ضرورت اس بات کی تھی کہ موجودہ حکومت کو آتے ہی کہیں نہ کہیں سے

بھی فنڈ میں کٹوتی کر کے اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں کمی کرنی چاہیے تھی تاکہ عوام کو فوراً ریلیف ملتا اور عوام کی نئی حکومت سے کوئی اُمید بندھتی مگر مہنگائی اور بیروزگاری پہلے سے زیادہ ہو گئی بلکہ اب تو پاکستان ایشیاء میں مہنگائی کی لسٹ میں نمبر ون ہو گیا ہے۔ الیکشن میں عوام سے لوڈ شیڈنگ کا وعدہ دو سال کا کیا گیا تھا مگر اب چار سے پانچ سال تک برداشت کا سبق پڑھایا جا رہا ہے یعنی موجودہ حکومت خاتمے پر ہو گی تب بھی لوڈشیڈنگ ختم نہ ہو گی تجزیہ نگاروں کے مطابق اگر ڈسٹری بیوشن کے نظام میں بہتری لائی جائے تو بھی کچھ نہ کچھ بجلی بچ سکتی ہے حکومت کے اپنے اداروں پر واپڈا کے بقایاجات کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں اگر یہ ادارے بقایاجات ادا کر دیں اور آیندہ وقت پر بجلی کے بل ادا کر دیں تو بھی بات بن سکتی ہے بڑے بجلی چوروں کو پکڑنے کا بہت شور مچا تھا اس میں بے دلی سے کوشش کی گئی اور بڑے بجلی چوروں کو گرفت میں نہ لیا گیا جس سے حالت خراب سے خراب تر ہو گئے ہیں۔ دہشت گردی سے چھٹکارے کی اگر بات کی جائے تو سب کو معلوم ہے کہ قوم دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے قوم کے غالب حصے کا کہنا ہے کہ اپنے لوگ جنہوں نے ہتھیار اُٹھا لیے ہیں یا ہتھیار اُٹھانے پر مجبور کر دیے گئے ہیں اُن سے مذاکرات کئے جائیں حکومت نے نیم دلی دکھائی اور ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا اُوپر سے امریکہ بہادر نے ڈرون حملہ کر کے مذاکرات کو نہ ہونے دیا اب پھر اُس کے مقامی ایجنٹوں نے شمالی وزیرستان میں ہماری فورسز پر حملہ کر کے

سازشیں شروع کر دیں ہیں یہ ہماری فوج کو اُلجانے کی سازش کی ہے جس پر محب وطن عوام پھر پریشان ہو گئے ہے ملک کے خیر خواہ طبقہ بار بار کہہ چکا ہے ہم اپنے لوگوں سے کب تک لڑتے رہیں اس لیے مقتدر حلقوں کو اِس سازش کا ادراک کر کے مذاکرات فوراً شروع کرنے چاہیے جو سال گذشتہ میں نہ ہو سکے ۔ ڈرون حملے بند کروانے کے لیے تحریک انصاف اور جماعت اسلامی نے ناٹو سپلائی ایک ماہ سے زائد عرصے سے روکی ہوئی ہے اس سے امریکا پر دباؤ پڑے گا ویسے اب ڈروان حملے کم بھی ہو گئے ہیں جہاں تک لوڈشیڈنگ کا معاملہ ہے عوام بہت پریشان ہے گھروں،اسکولوں، ہسپتالوں، فیکٹریوں کی پریشانیاں دور کرنے کے منصوبے بنانے کے بجائے چین سے گوادر تک تجارتی کوری ڈور بنانے کے منصوبے کی بات کی جا رہی ہے ہیں جناب حکومت کو عوام کو بجلی کی دستیابی پر دھیان دینا چاہیے تاکہ عوام کے دکھوں کا مداوہ ہو یہ تو بھوکے کو بسکٹ کھانے والے مشورے کی بات ہے کہ کب تجارتی کوری ڈور کا منصوبہ مکمل ہو گا اور لوگوں کو روزگار ملے گا چین سے دو ایٹمی بجلی گھروں کا معاہدہ کیا گیا ہے ٹھیک ہے مگر وہ بھی ۲۰۱۹ء میں کہیں جا کر مکمل ہو گا ۔ اینٹی کار لفٹنگ سیل کے مطابق کراچی میں سال ۲۰۱۳ء میں مال بردار گاڑیاں لوٹ لی گئیں، ۴۰۷۵ گاڑیاں چوری ہوئیں یا چھین لی گئیں ۲۴۲ اور ۱۶۰۸۳ موٹر سائیکلیں چوری ہوئیں۔ دہشت گردی ،خود کش حملے اور لاء اینڈ آڈر کی بات کی جائے تو کراچی میں جو ٹارگٹڈ آپریشن شروع کیا گیا ہے اُس سے کچھ نہ کچھ بہتری آئی ہے مگر اِسے پوری دل جوہی سے

مکمل کرنا چاہیے تاکہ ٹارگٹڈ کلرز اور بھتہ خوروں سے جان چھوڑائی جاسکے اور پاکستان کو ستر فی صد ریونیو دینے والے شہر کی رونقیں دوبارا بحال ہوں تاجر لوگوں کو اس عذاب سے نجات ملے ملک کی معیشت ترقی کرے گذشتہ سال اور اُس سے قبل بھی عوام عدلیہ کو سلام پیش کرتے ہیں جس نے عوام کو انصاف مہیا کرنے میں بہت کام کیا عوام کا لوٹا ہوا پیسہ واپس قومی خزانے میں جمع کروایا کرپٹ سیاستدانوں اور بیروکریٹز کو انصاف کے کٹہرے میں لائے عوام کو ۲۰۱۴ء میں بھی عدلیہ سے ہی اُمید ہے کرپشن پر کنٹرول کرے گی اور انصاف کا بول بھالا ہوگا۔ دہشت گردی اور خودکش حملے اُس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے جب تک ڈرون حملوں میں بے گناہوں کو شہید کرنے کی پالیسی کو تبدیل نہیں کیا جاتا یہ امریکہ کی جنگ ہے اس سے باہر آئے بغیر دہشت گردی اور خودکش حملے بند ہونا ممکن نہیں لہٰذا جتنا جلد ہوسکے حکومت کو اپنی خارجہ پالیسی پارلیمنٹ کی قراردوں، اے پی سی کے فیصلوں اور جرگوں کی سفارشات کے مطابق تبدیل کرنی چاہیے۔جہاں تک ملکی معیشت کا تعلق ہے موجودہ حکومت نے آئی ایم ایف سے ۶.۷ ارب ڈالر کا قرض لیا تاکہ پرانی قسط ادا کی جاسکے اس وجہ سے سیلز ٹیکس، پٹرول اور بجلی گیس میں اضافہ جس مہنگائی بڑھ گئی ہم کئی بار اپنے کالموں میں ذکر کر چکے ہیں کہ سودی نظام میں ملکوں کو جھگڑنے والے بین الاقوامی فنڈ مہیا کرنے والے اداروں کے چکر میں جو بھی ملک پھنسا وہ دیوالیہ ہی ہوگیا سود کی رقم ادا کرنے کے لیے نئے قرضوں کے حصول کی پالیسی

سے ملک کی معیشت بیٹھ جاتی ہے اخباری اطلاع کے مطابق آئی ایم ایف سے ۵۵ کروڑ لاکھ ڈالر کی دوسری قسط مل گئی ہے مگر یہ امدادی رقم فروری ۲۰۱۴ء تک واپس سود ۴۰ کی ادائیگی میں چلی جائے گی اس طرح پاکستان سود در سود کے جال میں جکڑا رہے گا ہم مسلمان ہیں سود اللہ اور رسولؐ سے جنگ ہے لہٰذا سودی قرضوں سے جان چھڑانی چاہیے خود انحصاری پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ملک کو اس عذاب سے باہر نکالنا چاہیے ۔اس سلسلے میں غیر ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی ، ترقیاتی اسکیموں کو شفاف بنانے ، کرپشن کو روکنے ہے ، سیاسی رہنماؤں کی مراعات میں میجر کمی ہونی چاہیے سیاست دانوں، بیروکریٹ کسی بھی پاکستانی کا باہر ملکوں سے سرمایہ واپس پاکستان آنا چاہیے الیکش کمیشن کی ایف بی آر کو مہیا کی گئی لسٹ کی مطابق ۲۰۱۳ء کے الیکش میں حصہ لینے والے ۲۴ہزار ۲۶۸ اُمیواروں میں سے دس ہزار سے زائد سیاست دانوں کے پاس این ٹی این نمبر ہی نہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ٹیکس ادا نہیں کرتے۔ سیاست دانوں کے ایک اخباری اطلاح کے مطابق پچاس فی صد ٹیکس نہ دینے پر غیر ملکی امداد ملنا بند ہو جائے گی۔

قارئین ! عوام کے آئیڈیل حکمران تو ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی علیہ وسلم اور اُن کے خلفائے راشدین ہیں جنہوں نے اسلام کی فلاحی ریاست قائم کر دکھائی جو ہر وقت دل میں اللہ کا خوف رکھتے تھے اور حکومتی خزانے کو مال یتیم

سمجھتے تھے اور اللہ سے ڈر ڈر کر خرچ کرتے تھے کفایت شعاری پر عمل کرتے تھے مگر ہمارے ملک کے حکمرانوں کے بڑے بڑے محلات اُن کے شاہانہ اخراجات اور حکومت کی پالیسیوں سے تو نظر آ رہا ہے کہ کوئی بھی حکمران اور سیاست دان اس سال بھی کفایت شعاری پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں اور نہ ہی انہوں نے اپنی شاہانہ روش بدلنی ہے عوام پاکستان میں قائدِ اعظمؒ کے ویژن والے اسلامی فلاحی نظام حکومت کو پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ترستے ہی رہیں گے ان حالات میں سال ۲۰۱۳ء کے حالات ۲۰۱۴ء میں ویسے ہی رہنے کی تشویش نے عوام کو غم میں مبتلا کر دیا کہ کب اس ملک کے حالات بدلیں گے، امن وسکون ہوگا، مہنگائی اور بیروزگاری ختم ہو گی۔ لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے نجات ملے گی، دہشت گردی ختم ہو گی انصاف کا بول بالا ہوگا ہماری دعاء ہے کہ اللہ ہمارے ملک پاکستان کا پاسبان ہو آمین۔

مطالعہ صحیح مسلم شریف

الحمد اللہ چند روز قبل حدیث کی کتاب صحیح مسلم شریف کا مطالعہ مکمل ہوا اللہ نے مجھے اس سے قبل بخاری شریف کے مطالعہ مکمل کرنے کی سعادت بخشی تھی جس کا میں نے اس سے قبل اپنے کالم میں ذکر کر چکا ہوں اللہ نے جب سے مجھے دین کی شعوری طور پر سمجھ عطا کی ہے تو ایک عام مسلمان ہوتے ہوئے میرا معمول رہا ہے کہ میں فجر کی نماز کے بعد قرآن شریف کے ایک رکوع بمعہ تفسیر کے اور ایک پورا صفحہ حدیث کا بمعہ تشریح حدیث کی کتاب سے مطالعہ کرتا رہا ہوں پہلے پہل چھوٹی چھوٹی حدیث کی کتب کا مطالعہ مکمل کیا پھر اللہ نے حدیث کی بنیادی کتب صحاح ستہ کی طرف رہنمائی کی اب میں ایک عرصہ سے صحاح ستہ کا مستقل قاری ہوں اس وقت میرے زیر مطالعہ میں صحاح ستہ کی کی تیسری کتاب سنن ابوداؤد کی پہلی جلد ہے صحیح مسلم شریف حدیث کی صحیح ستہ کی کتابوں، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں سے ایک ہے حدیث کی ان کتابوں کو غلبہ صحت کی بنیاد پر صحاح ستہ کہا جاتا ہے صحیح مسلم شریف کے موضوعات کی درجہ بندی کے مطابق یہ شروع کتاب الایمان سے ہوتی ہے اور اس کے مندجات کا خاتمہ کتاب التفسیر پر ہوتا ہے اس میں دین کے تمام موضوعات پر ۷۴۲۲ صحیح حدیث شامل کی گئیں ہیں اللہ کا شکر ہے کہ ہم مسلمان ہیں ہمارے علم کا ماخذ قرآن اور حدیث ہیں قرآن کو حدیث رسولؐ اللہ سے

سمجھا جاتا ہے قرآن اللہ کے رسولؐ پر اترا ہے قرآن کے احکامات پر رسولؐ اللہ نے عمل کرکے بتایا رسولؐ اللہ کا قول، فعل اور عمل حدیث کہلاتا ہے جو حدیث کی کتب میں درج ہے اس پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی ہدایات کی گئی ہے۔ صحیح مسلم کے مولف، امام ذہبی کے مطابق ان کی ولادت ۲۰۴ھ ملک خراسان کے مشہور شہر خراسان میں ہوئی ابوالحسین ان کی کنیت، عساکرالدین لقب، مسلم ان کا اسم گرامی ہے عرب کے مشہور قبیلہ قشیر سے ان کا خاندانی تعلق ہے اسی ہی لیے مسلم بن حجاج قشیری لکھا جاتا ہے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے دنیا کے ہر مسلمان کے گھر اللہ کا قرآن موجود ہے دنیا کے بیشتر مسلمان روزانہ کسی نہ کسی طرح اس کا مطالعہ کرتے ہیں اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کو اپنے لیے بخشش کا ذریعہ سمجھتے ہیں مگر عام طور پر محسوس کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں جس طرح قرآن موجود ہے اس طرح حدیث کی کتابیں موجود نہیں علماء نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حدیث کے مین ماخذ صحیح ستہ سے حدیث کی چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع کی ہے جو ہر مسلمان کے گھر میں جس طرح قرآن شریف موجود ہیں حدیث کی بھی کوئی نہ کوئی کتاب بھی موجود ہونی چاہیے جس طرح قرآن شریف کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس طرح ان حدیث کی کتابوں کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے علماء نے صحیح ستہ سے مختصر کتب تالیف کی ہیں جن میں معارف الحدیث، ارشادات رسولؐ اللہ ، زادِ راہ، انتخاب حدیث، راہِ عمل اور مشعل راہ وغیرہ، جن سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ صحاح ستہ حدیث

رسولؐ اللہ کا بنیادی ماخذ ہے اس لیے جہاں ہماری لائبیریوں میں دنیا جہاں کے علوم کی کتابیں رونق بخش رہی ہوتی ہیں وہاں دین کے بنیادی ماخذ کی کتابیں بھی ہونی چائیں ہر مسلمان کو دین کا بنیادی علم ہونا چاہیے جو براۓ راست قرآن اور حدیث سے حاصل ہوتا ہے اس وقت دنیا ایک گاؤں کی مانند ہو گئی ہیں ایک دوسرے سے معلومات کی رسائی کے لیے انٹرنیٹ ایجاد ہو چکا ہے انسان کا ازلی دشمن شیطان کھلم کھلا اپنے چالوں سے بنی انسان آگے سے ، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے حملہ آور ہے اس میں اُس کے چیلے انسانی شکل میں معاشرے میں سرائیت کر چکے ہیں بنی آدم کو اللہ کا باغی بنایا جا رہا ہے شیطان اور کے کارندوں نے نظام تعلیم ،پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا سے باطل نظریات پھیلائے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے بے حیا تہذیب، باطل نظریات کی یلغار، ذہنی غلامی دین بیزاری ،الحاد، بے رواروی، روشن خیالی، بے حیائی، فعاشی اور مسلمانوں کے خاندانی نظام پر حملے کئے جا رہے ہیں انٹرنیٹ کے ذریعے اسلام دشمن قواتیں مسلمانوں کو ذہنی غلام بنانے کے لیے مختلف ذریعے استعمال کرتے رہتے ہیں اگر مسلمانوں کو اپنے دین کی بنیادی معلومات ہوں تو وہ ان کی چالوں سے بچ سکتے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا کہ مسلم دنیا میں دین اور دنیا کی تعلیم ایک ساتھ ہی دی جاتی برصغیر میں ہمارے سابقہ قابض انگریز آقا نے جہاں ہماری زندگی کے دوسرے شعبوں ،معاشیات اور سیاسیات وغیرہ کو اپنے ڈھب پر استوار کیا تھا وہاں ایک ایسا نظامِ تعلیم بھی متعارف کیا جو صرف ذہنی غلام

پیدا کرتا ہے اس نظام تعلیم میں لارڈ میکالے نے کلرک پیدا کئے مسلمانوں کو دین سے دور کرنے کے سازشیں کیں علمائے اسلام نے دین کو قائم رکھنے کے لیے دینی مدارس قائم کئے جس میں دین کی تعلیم دی جانے لگی دینی مدارس بھی صلیبیوں کی زد میں ہیں آئے دن کے خلاف پروپیگنڈے کے انبار لگا دیے جاتے ہیں کہ ان میں بنیاد پرست، دہشت گرد پیدا ہوتے ہیں ان کو ختم کر دینا چاہے ان کے نصاب کو ختم کرکے ان میں لادیں لارڈ میکالے کا اسلام دشمن نظام تعلیم رائج کرنا چاہیے ہمیں معلوم ہے اس وقت پاکستان میں کئی نظام تعلیم رائج ہیں امیر لوگوں، جن میں سرمایا دار، جاگیر دار، فوجی، O بیروکریٹز اور سیاستدان شامل ہیں ان کے بچوں کے لیے انگلش میڈیم نظام جس میں کی تعلیم دی جاتی ہے عام شہریوں کے لیے کے اردو میڈیم اسکول ہیں اور دینی Aاور کے تعلیم یافتہ شہری مقابلے کےؒ A اورO مدرسوں میں دین کے تعلیم دے جاتی ہے امتحان جو انگلش میں ہوتے ہیں میں کامیاب ہو کر حکومت کے ملازم بن جاتے ہیں یہ مراعات یافتہ طبقہ ملک کا نظام چلاتا ہے اور دوسرے دو نظام تعلیم کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے والے ملک کے ہونہار بچے پیچھے رہ جاتے ہیں اس طرح لارڈ میکالے کی تعلیم کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے والے کالے انگریز پاکستان پر حکومت کرتے ہیں جن سے پاکستان میں مثبت اصلاح ممکن نہیں جس کی زندہ مثال اردو زبان ہے جو پاکستان کی قومی زبان ہے اسے ذریعے تعلیم بننے دیا گیا نہ اس کو حکومتی زبان بننے دیا گیا اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان میں

ایک ہی نظام تعلیم جو اسلام کی اساس اور قومی زبان اردو پر مشتمل ہو رائج ہونا چاہیے جس میں دین اور دنیا شامل ہو دنیا کے اکثر ملکوں نے اپنی اپنی زبان میں نظام تعلیم رائج کر کے ترقی کی مثالیں قائم کی ہیں مگر پاکستان میں اپنے پیچھے چھوڑ جانے انگریز کے غلام حکومتی کارندے اور سیاست دان ممکن نہیں ہونے دیتے۔ قارئین ! جب ملک میں ایسے حالات ہوں اور تین تین قسم کے نظام تعلیم رائج ہوں اور ان کے تبدیل ہونے کی کوئی سبیل بھی نظر نہ آ رہی ہو تو ان حالات میں دین کا صحیح شعور حاصل کرنے کے لیے ہمیں خود سے قرآن اور حدیث رہنمائی حاصل کرنی چاہیے اس شعور کو عام کرنے کے لیے یہ کالم تحریر کیا گیا ہے تاکہ پاکستان کے شہریوں کو اس بنیادی ماخذ کے طرف رجوع ہونے کی اپیل کی جائے اور دین کے متعلق بنیادی علم حاصل کرنے کی طرف راغب کیا جائے تاکہ شیطان اور اس کے چیلے ہمارے دین اور عقائد پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے اللہ ہمیں اپنے دین پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اسلامی پاکستان، تین واقعات اور قائد اعظم

قائد اعظمؒ کی برسی کے حوالے سے احباب نے میری فیس بک پر کچھ ویڈیو پوسٹ کی تھیں جن میں سے دو کو دوستوں کے ساتھ شیئر کرتا ہوں ان دو ویڈیو کو دیکھ کر مجھے محسوس ہوا کہ نام نہاد سیکولر عناصر کس طرح جُھوٹ کے پلندے باندھ کر طرح طرح سے قائد اعظمؒ کی روح کو دُکھ پہنچا رہے ہیں ایک ویڈیو جس میں ایک ٹی وی پروگرام میں ہود بھائی صاحب، ایم کیوایم کے حیدر عباس رضوی، جماعت اسلامی کے اسسٹنٹ سیکرٹری فرید پراچہ اور ملک کے مشہور کالم نگار اور دانشور جناب اُوریا مقبول جان شریک تھے اِس پروگرام میں قائد اعظمؒ کو سیکولر ثابت کرنے والے دو صاحبان کو اُوریا مقبول جان نے ایک ڈاکومنٹ پیش کرکے چت کر دیا۔ دوسری ویڈیو جس میں ڈاکٹر اسرار صاحب (مرحوم) نے اپنی حیات میں وقت ٹی وی کو انٹرویو دیا تھا اس انٹرویو میں وقت ٹی وی کے اینکر کو ایک تحریر کا حوالہ دے کر پاکستان کے بانی کے خلاف سیکولر کے حامی حضرات کے منہ بند کر دیے ان دونوں ویڈیوز کی روداد بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹ اور سچ پاکستان کی عوام کے سامنے آ جائے۔ وقت ٹی وی کے پروگرام میں اینکر پرسن سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سربراہ تنظیم اسلامی (مرحوم) نے جنگ اخبار میں ریاض علی شاہ جو کہ قائد اعظم کے معالج تھے کی

ڈائری کے حوالے سے کہا کہ موت کے آخری دنوں میں قائد اعظمؒ بیماری سے بہت کمزور ہو چکے تھے اور زبان پر کچھ آتا تھا مگر بول نہیں سکتے تھے ہم نے اُن کو دوائی دی کہ کچھ نہ کچھ گفتگو کر لیں ورنہ جو کچھ بھی بولنا چاہتے ہیں وہ بول لیں کیونکہ یہ قوم کی امانت ہے اور راہ جائے گی تو قومی نقصان ہو گا ہم نے قائد اعظم کو اس مقصد کے لیے داوئی دی اس کے استعمال کے بعد جو قائد اعظمؒ نے جو جملے کہے وہ یہ ہیں جو اخبار جنگ کی ۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت قائد اعظمؒ کی چالیسویں برسی کے موقعہ پر مضمون شائع ہوا تھا میں بیان کئے گئے ہیں ڈاکٹر پروفیسر ریاض علی شاہ کی ڈائری کا صفحہ کے حوالے سے قائد اعظم کی گفتگو جو ڈاکٹر پروفیسر ریاض علی شاہ اور کرنل الٰہی بخش کی موجودگی میں قائد اعظمؒ نے موت سے دو دن پہلے کہا تھا ''آپ کو اندازہ نہیں ہو سکتا کہ مجھے کتنا اطمینان ہے کہ پاکستان قائم ہو گیا اور یہ کام میں تنہا نہیں کر سکتا تھا جب تک رسولؐ خدا کا مقامی فیصلہ نہ ہوتا اب جبکہ پاکستان بن گیا ہے اب یہ لوگوں کا کام ہے کہ خلفائے راشدینؓ کا نظام قائم کریں۔'' دوسری ویڈیو کچھ اس طرح ہے اوریا مقبول جان نے جیو کے ایک ٹی وی پروگرام میں ہود بھائی صاحب اور ایم کیو ایم کے نمایندے حیدر عباس رضوی کے ساتھ گفتگو کی جو قائد اعظمؒ کو سیکولر ثابت کرنے کا لیٹری چوٹی کا زور لگا رہے تھے اوریا مقبول جان نے ڈاکومنٹری ثبوت پیش کر کے ان کو زچ کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ ٹی وی کیمرے والے سے درخواست بھی کی کہ اسے ذرا قریب کر کے

ناظرین کو بھی دکھائیں تاکہ یہ عام پاکستانیوں کو بھی معلوم ہو جائے۔ اس ڈاکومنٹ کے مطابق قائد اعظمؒ نے خود اگست ۱۹۴۷ء میں ہی ایک واحد ڈیپارٹمنٹ قائم کیا تھا جس کا نام '' ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک ڈیکریشن'' ہے اس ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ مشہور نو مسلم محمد اسد کو بنایا گیا تھا اس ڈاکومنٹ کے مطابق اُن کے ذمے پاکستان کا اسلامی آئین بنانا تھا جس میں اسلامی معاشیات، اسلامی تعلیم اور اسلامی سوشل سسٹم ہو اس ڈیپارٹمنٹ کے لیے بجٹ کے لیے قائد اعظمؒ نے خود خط پاکستان کے مالیاتی ادرے کو بھی لکھا تھا جو اب بھی ریکارڈ کے اندر موجود ہے اس ڈاکومنٹ کی کاپی اس خط کے ساتھ منسلک تھی جبکہ حکومت میں موجود اسلام دشمن قوتوں نے اکتوبر میں ریکارڈ کو آگ لگا کر اس ڈاکومنٹ کو ضائع کر دیا تھا مگر خوش قسمتی سے اس ڈاکومنٹ کی ایک کاپی جو اس خط کے ساتھ منسلک تھی جو قائد اعظمؒ نے اس پروجیکٹ کے لیے بجٹ مہیا کرنے کے لیے خط لکھا تھا اوریا مقبول جان نے ریکارڈ سے حاصل کی اور قوم کے سامنے اس ٹی وی پروگرام رکھ دیا دی قائد اعظمؒ کی روح کے ساتھ کتنا ظلم ہے جو یہ سیکولر لوگ کر رہے ہیں مگر جس نور کو اللہ روشن کرنا چاہے اسے دشمن ضائع نہیں کر سکتے۔ ثبوت کے طور پر جس کا جی چاہے وہ اوریا مقبول جان کے پاس اس ڈاکومنٹ کو دیکھ سکتا ہے۔ اسی تسلسل میں ایک مذید ثبوت کہ پاکستان بننے کے فوراً بعد قائد اعظمؒ نے مولانا مودودیؒ کے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ وہ قوم کے سامنے اسلام کے عملی نفاذ کا نقشہ ریڈیو پاکستان کے ذریعے بیان کریں مولانا

مودودیؒ نے قائد اعظم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسلام کے عملی نفاذ کے لیے ریڈیو پاکستان سے کئی تقریریں کیں تھیں جو ریڈیو پاکستان کے ریکارڈ میں اب بھی موجود ہیں اور ہزاروں پاکستانیوں نے اسلام کے عملی نفاذ کے لیے یہ تقریریں سنی بھی تھیں ہماری دعاء کہ اللہ اس ریکارڈ کی حفاظت کرے کہیں اس ریکارڈ کو بھی جلا نہ دیا جائے ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ قائد اعظمؒ نے جو مسلمانان برصغیر کے لیے پاکستان مطلب کیا لا الہ الااللہ کے نعرے سے حاصل کیا اس مقصد کے ساتھ کتنے پر خلوص تھے۔ اسلام سے الرجک لوگ قائد اعظمؒ کو سیکولر ثابت کرنے کے لیے جھوٹ کے پہاڑ بھی کھڑے کر دیں مگر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں کہ قائد اعظمؒ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانا چاہتے تھے مگر زندگی نے وفا نہ کی اور پاکستان بننے کے بعد جلد ہی اللہ کو پیارے ہو گئے اس کے بعد جس ساتھیوں کو جیب کے کھوٹے سکے کہا تھا وہ واقعی کھوٹے سکے ثابت ہوئے اور اقتدار کے لیے پاکستان پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتے رہے پاکستان میں بار بار وزارتیں تبدیل ہوتے ہوئے پاکستان کے دشمن پنڈت جواہر لال نہرو نے طنزیہ کہا تھا کہ میں اتنی شیروانیاں تبدیل نہیں کرتا جتنے پاکستان میں حکمران تبدیل ہوتے رہتے ہیں آج بھی مملکت پاکستان میں اُسی ذہنیت کے لوگ قابض ہیں جو اس کے اسلامی ہونے پر خاہ مخواہ کا بیر رکھتے ہیں دوسری طرف قائد اعظمؒ کے ویژن کے مطابق پاکستان کے خیر خواہوں نے پاکستان بنتے ہی اسلام کے نفاذ کی عملی کوششیں شروع کر دی تھیں جس میں دستوری مہم بھی شامل

تھی ان کوششوں میں دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ مولانا مودودیؒ اور قائد اعظمؒ کے تحریک پاکستان کے دوران کے ساتھی مولانا شبیر احمد عثمانی سر فہرست ہیں یہ کوششیں ۱۹۷۳ء کے اسلامی دستور کی کامیابی پر منتج ہوئیں اور اسلامی دستور بن گیا جس دستور میں کہا گیا ہے کہ اس ملک میں اسلام کی منافی کوئی بھی قانون سازی نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی قانون اسلام کے خلاف ہے اسے تبدیل کر دیا جائے گا اس دستور کے تحت ایک اسلامی نظریاتی کونسل بھی قائم ہے جس کا کام دستور سے غیر اسلامی دفعات کو ختم کروانا ہے اسلامی نظریاتی کونسل نے اس کام کے لیے محنت کر کے حکومت کو کافی مواد مہیا کیا ہوا ہے مگر آج تک انگریز کے پیدا کردہ کالے انگریزوں نے اس پر پارلیمنٹ میں بحث کر کے قانونی طور پر آئین کا حصہ نہیں بنایا اسلامی نظریاتی کونسل کا گراں قدر کام ریکارڈ اب بھی موجود ہے سود کو ہی لے لیجیے اس کو قرآن شریف میں اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ کہا گیا اس کو شرعی عدالت نے بھی حرام قرار دیا ہے مگر ہماری موجودہ حکومت کے سربراہ نواز شریف صاحب جب اس سے قبل ملک کے حکمران تھے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل داخل کی تھی جہاں آج تک اس کو معلق رکھا گیا ہے۔

قارئین ! اوپر بیان کردہ صرف تین واقعات سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کا مقدر اسلام کے ساتھ وابستہ ہے اس کے لیے انتھک کوشش کرنے والے قائد اعظم

کا یہی مشن تھا جس کے لیے وہ مرتے دم تک کوششیں کرتے رہے پاکستان اسلام کے نامؒ پر وجود میں آیا تھا اس ملک کی عظیم خاموش اکثریت اسلامی نظامِ حکومت کی ہی خواہش رکھتی ہے مگر جو حکمران کعبہ کو دیکھنے کے بجائے واشنگٹن اور لندن کی طرف امداد کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہیں جن کی تاریخ تو یہ ہے کہ جب انہوں نے ترکی کو فتح کر کے اسلامی خلافت کو ختم کر کے اسلامی دنیا کو مختلف راجڑوں میں تقسیم کیا تھا جو اب بھی دنیا کے نقشے میں ٦٦ کی تعداد میں اسلامی ملکوں کے نام سے موجود ہیں اور اس بات کی قسم کھائی تھی کہ دنیا میں کہیں بھی اسلام کے سیاسی نظام کو رائج نہیں ہونے دیں گے اسلامی ملکوں میں سازشوں بتدریج اپنے پٹھو حکمرانوں بنائے ،ایسے میں ان پٹھوں حکمرانوں سے عوام کو امیدیں نہیں باندھنی چاہے کہ پاکستان سمیت ان ملکوں میں اسلامی نظام قائم کریں گے صلیبیوں کے زیر قبضہ مقامی اور بین الاقوامی جادو گر الیکٹرونک نے امن پسند مسلم دنیا کو دہشت گرد ثابت کر دیا ان حالات میں ایک ہی راستہ راہ گیا ہے کہ جیسے مسلمانان برصغیر نے قائد اعظمؒ کی کمان کے اندر ایک پر اُمن تحریک برپاہ کر کے پاکستان حاصل کیا گیا تھا ایسی ہی تحریک مسلمانان پاکستان برپاہ کر کے اس میں اسلام کا بابرکت نظام قائم کرنے کی جد و جہد کی قسم کھانی چاہیے اللہ مسلمانان پاکستان کی اس خواہش کو پایا تکمیل تک پہنچائے آمین۔

(یہ خاموشی کہاں تک؟ جنرل شاہد عزیز اور جنرل مشرف (ر

لیفٹیننٹ جنرل (ر) شاہد عزیز صاحب کی کتاب ''یہ خاموشی کہاں تک'' کا مطالعہ ایک عرصہ ہوا کیا تھا نوٹ بھی لیے مگر اِسے عوام تک پہنچانے میں دیر لگی اب حالات اس نہج پر پہنچ گئے کہ قلم اُٹھانے پر مجبور ہوا۔ اس کتاب میں مشرف صاحب کے متعلق کافی بعث کی گئی ہے مکافات عمل مشرف کو اس مقام پر لے آئے ہیں کہ اُن کی جان پر بنی گئی ہے اُن کے آزادانہ فیصلوں کے متعلق اس کتاب میں کافی تفصیل درج ہے یہ تو روز روشن کی طرح پوری دنیا کو معلوم ہے صرف ایک کال بغیر اپنی فوج اور قوم سے مشورے کے بغیر امریکہ کے سامنے ڈھیر ہو جانا اور اپنے پڑوسی مسلمان ملک کے خلاف لاجسٹک سپورٹ کے نام پر پورے پاکستان کو امریکہ کی چراہ گاہ بنانے کے واقعات سے یہ کتاب بھری بڑی ہے یہ ایک تاریخی جرم ہے جس پر پاکستانی عوام اور پوری امت مسلمہ انہیں معاف نہیں کرے گی اس ایک ہی جرم کی وجہ سے پورا پاکستان عذاب میں مبتلا ہے گو کہ (ر) جنرل شاہد عزیز پر دانشوروں نے یہ الزاماتے لگائے کہ اب سب کچھ ہو جانے کے بعد آپ کے انکشافات سے قوم کا کیا بھلا ہو گا مگر پھر بھی اس کتاب کے مندرجات سے آیندہ کے لیے کافی سبق موجود ہیں مشرف صاحب، اکبر بگٹی کیس، لال مسجد کیس وغیرہ کیسز میں تو آزاد عدالتی نظام کی وجہ سے اُن کی ضمانتیں منظور ہو چکی ہیں مگر غداری کیس میں باوجود

عدالت کے بار بار بلانے کے ابھی تک وہ عدالت میں پیش نہ ہوسکے تاکہ اُن پر جرم لگایا جائے اور وہ اس کی صفائی میں اپنا بیان ریکارڈ کرائیں اور انصاف کے مطابق فیصلہ ہو۔آج بی بی سی کی خبر کے مطابق مشرف صاحب نے گاڑی میں سوار ہوتے ہی عدالت جانے کا ارادہ بدل دیا۔برطانوی میڈیا کے مطابق ۳ بار گاڑی میں بیٹھے اور اتر گئے دھماکی خیز مواد کے پیغامات بھی وائر لیس پر گونجتے رہے ان کے وکلا کے مطابق وہ عدالت میں پیش ہونے کے لیے آ رہے تھے کہ اُن کی طبیعت خراب ہو گئی اور عدالت میں آنے کے بجائے اُنہیں آرمڈ فورسز انسیٹیوٹ فوج یعنی ملٹری دل کے ہسپتال میں لے جایا گیا جہاں وہ زیر علاج ہیں اِن کی سیکورٹی کے لیے ۱۶۰۰ اہلکار تعینات کئے گئے ہیں ڈاکٹرز کے مطابق حالت خطرے سے باہر ہے ڈاکٹرز نے انہیں باہر بھیجنے کی ضرورت پر سوچ بچار شروع کر دی۔میڈیا میں حکومت فوج اور مشرف کے درمیان ڈیل کی باتیں بھی گردش کر رہی ہیں باہر سے دوست ملکوں کی پاکستان آمد کی وجہ بھی اس کیس پر اثر انداز ہونے کی باتیں ہو رہی ہیں حکومت کے اہلکار کہہ رہے ہیں اگر عدالت حکم کرے گی تو ہمیں اعتراض نہ ہو گا جہاں تک مشرف کے راستے میں بارودی مواد ملنے کا قصہ ہے تو مشہور ٹی وی اینکر جنہیں سوشل میڈیا پر راہ کے ایجنٹ ہونے کے طعنوں سے نوازہ جاتا ہے اور اپنے مرحوم قوم پرست والد کا انعام بنگلہ دیش میں جا کر وصول کرنے اور حسینہ واجد کو محب وطن اور پاکستان کی بقا کے لیے لڑنے والوں جن میں پاک فوج بھی شامل ہے کے خلاف ایکشن کا کہنے

والے صاحب جن کی ویڈیو سوشل میڈیا جاری کی ہوئی ہیں نے انکشاف کیا ہے کہ آئی ایس آئی کے دو افراد نے ، جن میں ایک کا باہر کاروبار بھی ہے اور انہیں سروس میں ایکسٹینشن بھی کا ڈرامہ ہے۔ اسی ٹی وی کے چڑیا والے لنکر پر سن کی چڑیا یہ خبر لائی ہے کہ فوج اور حکومت میں یہ طے تھا کی ویسے ہی مقدمہ بنائیں گے اس کو طوالت دے کر مشرف کے لیے رہائی کا راستہ نکل آئے گا یہ ہسپتال میں داخل ہونا سب اسی طے شدہ ڈرامے کا حصہ ہے کچھ نہیں ہونے کا اور مشرف کو سزا نہیں ہو گی وہ بچ جائے گا ان چڑیا والے روشن خیال صاحب کی بھی سوشل میڈیا پر ایک پرانی تصویر لگی ہے جس میں وہ بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کے ساتھ اسلحہ لیے کھڑے ہیں تصویر لگانے والے نے ان کا نام لکھ کر کہا! پہچانیے کون ہے؟ اسی ٹی وی چینل کے لنکر پر سن خیانت کا ارتقاب کرتے ہوئے امن کی آشا پروگرام میں پاکستانی عوام کو اپنے سروں کے ذریعے غلط اعداد شمار دے دے کر گمراہ کر رہے یہاں ان حضرات کی باتوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کون پاکستان کا ہمدرد ہے کس کی بات پر عوام یقین کریں ان حضرات کی کس بات پر یقین کیا جائے اور کس بات پر نہ کیا جائے پاکستان کے خیر خواہ اور جمہوریت پسند لوگ مخمصے میں ہیں کہ آزاد عدلیہ کے ہوتے ہوئے ایک موقعہ تھا کہ ۴ دفعہ اپنی ہی قوم کو فتح کرنے والے ڈیکٹریٹروں میں سے کسی نہ کسی کو اس کی سزا ملنے چاہیے تاکہ آیندہ مارشل لاء کا راستہ رکے ۔ اخبارات میں بار بار مشرف کے بیانات آتے رہے ہیں کہ میں نے سب کچھ فوج کی

رضا مندی سے کیا ہے اسی رضا مندی کی کھوج کے لیے قارئین کو" یہ خاموشی کہاں تک؟ کے مصنف جنرل شاہد عزیز صاحب جو مشرف صاحب کے رشتہ دار بھی ہیں جنھوں نے ضمیر کی آواز پر اس کتاب میں وہی باتیں تحریر کی ہیں جو صحیح ہیں جن سے مشرف صاحب انکار نہیں کر سکتے ان تحریروں سے قوم کو آگاہ کرنے چاہتا ہیں (ر) جنرل شاہد عزیز شاہد فرماتے ہیں اس میں شک نہیں کہ میں نے مشرف کے ساتھ مل کر مارشل لاء لگایا تھا میں اس جرم میں برابر کا شریک ہوں مگر کئی باتوں سے مجھے اور کور کمانڈروں کو اختلاف ہوتا تھا مشرف صاحب کور کمانڈروں کو وہی بات بتاے تھے جو اس کی عقل میں مطابق صحیح ہوتیں تھیں بہت سے کاموں میں مشرف صاحب کور کمانڈروں کو بے خبر رکھتے تھے جب اعتراض کیا جاتا تو کہتے تھے جو کچھ ضروری ہے وہ بتا دیا ہے باقی بتانا غیر ضروری ہے مشرف صاحب نے شمسی ایئر بیس، والبدین،ژوب اور جیکب آباد کے اڈے امریکہ کو دیے فوج کو اس سے لاعلم رکھا جاتا تھا جب ان سے بات ہوتی تو کہتے میں تمام تصویر دیکھتا ہوں آپ کی نظر سارے معاملات پر نہیں ہے جنرل شاہد عزیز صاحب فرماتے ہیں کہ ہم ہر میٹنگ میں مشورے دیتے تھے افغانستان کے معاملات میں امریکا کی طرف سے بھارت کو مداخلت کرنے کی اجازت کی بات کرتے تو مشرف ایک بھی نہ سنتے گوادر کی سی پورٹ سے امریکی جنگی سامان لا کر افغانستان بھیجتے رہے فوج میں کسی کو خبر نہیں تھی ایک ریٹائرڈ میجر نے انہیں اس کی خبر دی۔ کراچی سے این ایل سی کی گاڑیاں امریکی جنگی سامان افغانستان تک لے جاتے رہے

میں نے مشرف سے سخت ترین مخالفت کی۔ مشرف نے امریکہ پر بروصہ کیا اور پورے ملک کو امریکہ کی گود میں ڈال دیا بلوچستان میں امریکہ کاروائیں کر رہا ہے افغانستان سے آئے ہوئے اسلحہ بھرے ٹرک کی ان کو خبر دی گئی مگر انہوں نے کوئی کاروائی نہیں کی نہ کرنے دی اور خاموشی اختیار کی بھارت فاٹا میں لوگوں کو تربیت دے رہا کا کہا گیا پاکستانی طالبان کی امریکہ مدد کر رہا ہے یہ سب مشرف کو معلوم تھا پھر بھی کوئی کاروائی نہیں کی کیا کیا بیان کیا جائے اس وقت قومی اور بین الاقوامی پریس میں مشرف کا یہ کہنا کہ میں نے سب کچھ فوج کی رضا مندی سے کیا اس کا کوئی ثبوت نہیں یہ اُن کی غلط بات ہے اب وہ دنیا کی ڈسپلن پاکستانی فوج کو اپنی جان بچانے کے لیے گھسیٹ رہے ہیں جو غیر قانونی اور غلط ہے آئین کو دو دفعہ توڑنے ججوں کو نظر بند کرنے پر انہیں قانون کا سامنہ کر چاہیے تاکہ قانون کی سربلندی ہو اور ملک کا نظام آئینی طریقے سے چلے روز روز کے مارش لاؤں سے پاکستان کی جان چھوٹے مبصرین کے مطابق ہماری فوج میں الحمد اللہ ڈسپلن ہے اگر کسی کام میں ان کی رضا شامل نہ بھی ہو مگر ان کا کمانڈر کچھ کر دے تو ڈسپلن کی وجہ سے وہ اس بات کی مخالفت نہیں کرتی مگر مشرف صاحب نے اس سے ناجائز فائدہ اُٹھایا جس کی اُسے سزا ضرور ملنی چاہیے تاکہ آیندہ کوئی بھی ڈکٹیٹر ایسا نہ کر سکے اور ہماری بہادر فوج بدنام نہ ہو۔

(ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ربیع الاول کا پیغام

''اے محمدؐ ! کہو کہ اے انسانو ! میں تم سب کی طرف اُس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے'' (الا عراف ۱۵۸) ''درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے'' (الاحزاب ۲۱) مسلم کی حدیث ہے کہ ایک دفعہ چند صحابہؓ نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے عرض کیا کہ آپ نبی اکرمؐ کے کچھ حالات زندگی ہم کو بتائیں عائشہ صدیقہؓ نے تعجب سے دریافت کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا جو مجھ سے خلق نبیؐ کے متعلق سوال کرتے ہو؟ (مسلم) یعنی آپؐ کی ساری زندگی قرآن تھی۔ اسماء صفات والقاب کے علاوہ محمدؐ اور احمدؐ کے نام سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو قرآن شریف میں یاد کیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمدؐ تک تمام پیغمبروں نے اپنے اپنے طور پر اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کا پیغام اللہ کی مخلوق تک پہنچایا مگر اس تمام پیغام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کی دعوت میں یکجا کرکے قرآن شریف میں درج کر دیا اور کہہ دیا کہ میری مخلوق کے لیے میرا یہ آخری پیغام ،آخری پیغمبرؐ کے ذریعے ہے جو قیامت تک رہے گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت سنا دی کہ آج میں نے دین مکمل کر دیا ہے میری

مخلوق قیامت تک اس پر عمل کرکے نجات پا جائے گی۔اب کسی پیغمبر نے نہیں آنا ہے اس دین کو امت مسلمہ نے قائم رکھنا ہے۔۹ ربیع لاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء (الرحیق المختوم) کی صبح مکہ کے ایک معزز قبیلہ قریش (بنی ہاشم) میں عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپؐ کی والدہ کا نام آمنہ تھا ولادت سے پہلے ہی والد کا انتقال ہو گیا تھااللہ نے قرآن شریف میں فرمایا ''بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی'' (الضحیٰ ۶) عرب کے رواج کے مطابق آپؐ کو بھی بنی سعد کی بدوی عورت حضرت حلیمہؓ کے حوالے کیا گیا تاکہ صحت مند ہو اور خالص اور ٹھوس عربی زبان سیکھ سکے حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ اس بچے کے آنے سے ہم آسودہ حالات ہو گئے جب کہ پہلے بہت ہی تنگ دستی تھی وہیں پر واقعہ شق صدر پیش آیا حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کا سینہ چاک کرکے زمزم کے پانی سے دھو کر اسی جگہ رکھ دیا۔اس کے ایک سال بعد آپؐ کو اپنی والدہ آمنہ کے حوالے کر دیا گیا۔کچھ مدت کے بعد آپؐ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ دادا عبدالمطلب کے بعد ابوطالب نے اپنے بھتیجے کا حق کفالت بڑی خوبی سے ادا کیا ۴۰ سال تک قوت پہنچائی جب تک ابو طالب زندہ رہے کسی کو جرأت نہ تھی کہ رسولؐ کو زک پہنچائے.آپؐ کی عمر جب ۳۵ سال ہوئی اس وقت ایک واقعہ پیش آیا قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا پروگرام بنایا قریش نے فیصلہ کیا خانہ کعبہ کی تعمیر پر حلال پیسے خرچ کریں گے اس سے ثابت ہوتا ہے حرام حلال کی تمیز ان میں تھی مگر دولت کی ہوس نے انہیں نابینا کیا ہوا

تھاجب حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے پر جھگڑا شروع ہو گیا تو ہر قبیلہ اس کو رکھنے پر زور دے رہا تھا بات اس طرح طے ہوئی کہ کل جو سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہو گا اس کو حکم مان لیں گے اللہ کی مشیت دوسرے دن رسولؐ سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے لوگ مان گئے کہ یہ امین ہے ہم اس پر راضی ہیں آپؐ نے ایک چادر طلب کی حجر اسود کو خود اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر چادر پر رکھا پھر سب قبائل کے سرداروں سے کہا کہ آپ سب چادر کے کنارے پکڑیں اور رکھنے کی جگہ لیں جائیں پھر اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو اٹھا کر مقررہ جگہ پر رکھ دیا اس طرح جھگڑا ختم ہو گیا۔آپ نے اپنی زندگی کے سال گزارنے کے بعد حضرت خدیجہؓ سے شادی کی شادی کے ۱۵ سال بعد اللہ نے ۲۵ پیغمبر بنایا۔ پیغمبری کے ۱۳ سال مکہ میں اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے بعد مدینہ ہجرت کی اور زندگی کے بقایا ۱۰ سال مدینہ کے اندر گزارے۔ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔آپؐ دور شباب میں ہی خلوت پسند ہو گئے تھے اور قوم کی بت پرستی کو دیکھ کر پریشان ہوتے تھے غار حرا میں جا کر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔

وحی کا نزول:۔ ایک روز اللہ نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیل کو وحی کے ساتھ بھیجا اور فرشتے نے کہا پڑھ اللہ کے نام سے ،مگر آپؐ نے کہا میں پڑھ نہیں سکتا۔ ’’ پڑھو اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لو) تھڑے سے انسان کی تخلیق کی، پڑھو،اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا،انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا

تھا'' (العلق ۱۔۵) ان آیات کے بعد رسولؐ کا دل دھک دھک کر رہا تھا حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا مجھے چادر اڑھا دو انہوں نے چادر اوڑھا دی یہاں تک کہ خوف دور ہو گیا۔ حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں رسولؐ نے سارا واقعہ انہیں سنایا اس نے کہا یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے موسیٰؑ پر نازل کیا تھا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا اور آپؐ کی مدد کرتا جب آپؐ کو قوم نکال دے گی آپؐ نے فرمایا قوم مجھے نکال دے گی ورقہ نے کہا جو کوئی بھی ایسی چیز لے کر آتا ہے جو آپؐ لے کر آئے ہیں لوگ اسے نکال دیتے ہیں۔ اس کے بعد مسلسل ۲۳ سال تک آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ قرآن شریف میں ہے

کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے اس کی بات یا تو وحی'' اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ)) بھیجتا ہے

اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے'' (شوریٰ ۵۱) ۲۳ سال کی مدت میں قرآن شریف کا نزول مکمل ہوا۔ آپؐ کو اللہ نے بشیر و نذیر بنا کر انسانیت کے سامنے پیش کیا آپؐ نے نبوت کی ۲۳ سالہ زندگی میں اللہ کے کلام کو اللہ کی مخلوق تک انتھک طریقے سے پہنچایا اور اللہ نے اپنے پیارے نبیؐ سے کہا میں نے دین مکمل کر دیا ہے اب رہتی دنیا تک یہ دین قائم و دائم رہے گا کوئی

دنیا کی طاقت اس کو مٹا نہیں سکے گی آپؐ نے قریش کو اللہ کا پیغام پہنچایا تو وہ طرح طرح کے الزامات لگانے پر تل گئے۔ آپؐ کو جادو گر، کاہن، شاعر اور نہ جانے کیا کچھ کہا مگر آپؐ اپنے کام میں لگے رہے۔

دارالرقم میں دعوت کے پہلے ۳ سال:۔ نبوت کے پہلے ۳ سال خفیہ طریقے سے خاص خاص لوگوں کو اللہ کی دعوت پہنچاتے رہے مرکز حضرت ارقمؓ کے گھر کو بنایا شروع دنوں میں حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ حضرت زیدؓ یہ سب پہلے ہی دن مسلمان ہوگئے تھے اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی محنت سے حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہ بن عبیدؓ مسلمان ہوئے یہ بزرگ اسلام کا ہراول دستہ تھے آہستہ آہستہ تعداد بڑھتی گئی حضرت بلالؓ، حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح، ابو سلمہؓ بن عبدالاسد، ارقمؓ بن ابی الارقم، عثمانؓ بن مطعون اور ان کے دونوں بھائی قدامہؓ اور عبداللہ، عبیدہ بن حارثؓ، سعیدؓ بن زید ان کی بیوی فاطمہؓ خبابؓ بن ارت، عبداللہ بن مسعودؓ، اور دوسرے افراد مسلمان ہوئے یہ اصحاب، قریش کی تمام شاخوں سے تعلق رکھتے تھے جن کی تعداد ابن ہشام نے ۴۰ سے زیادہ بتائی ہے۔ مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں کہ اللہ نے ابدائے اسلام میں دو رکعت صبح اور دو رکعت شام کی نماز فرض کی ''صبح اور شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو'' (المومن ۵۵) اس کے بعد ۲ سال تک جب جب اللہ کے کلام میں زیادہ

توحید رسالت اور آخرت کے دلائل آنا شروع ہوئے تو مخالفت بھی نسبتاً زیادہ ہوتی گئی بعد کے ۵ سال اس مخالفت نے بہت زیادہ شدت اختیار کر لی بلا آخر مکی زندگی کے بقایا ۳ سال میں اہل قریش نے آپ کو قتل کرنے اور بستی سے نکال دینے کے منصوبے بنا لیے لیکن اللہ نے انصار مدینہ کے دل نرم کر دیئے اور آپؐ مدینہ ہجرت فرما گئے۔

رشتہ داروں کو دعوت :۔ اللہ کے حکم کے مطابق پہلے اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دی ''آپؐ اپنے نزدیک ترین قرابتداروں کو ڈرایئے'' (الشعرآء ۲۱۴) ان کو بلا کر اللہ کا پیغام پہنچایا ابو طالب نے حمایت کی اور ابو الہب نے کھل کر مخالفت کی۔ آپؐ نے تمام خاندان کو ایک بار کھانے کی دعوت پر جمع کیا کل ۴۵ آدمی تھے اور فرمایا میں ایک چیز لے کر آیا ہوں جس سے دین اور دنیا دونوں میں فائدہ ہے۔ کون اس میں میری مدد کرے گا تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا اس وقت حضرت علیؓ نے کہا میں مدد کروں گا بنی ہاشم کو کیا پتہ تھا اس دعوت نے سارے عرب و عجم میں پھیل جانا ہے۔

دعوت عام :۔ پھر مثال دے کر اس زمانے کے رواج کے مطابق پہاڑ صفا کی چوٹی پر چڑ کر اعلان کیا یا صباحا. یا صباحا یعنی صبح کا خطرہ صبح کا خطرہ، قریش کے لوگوں کو پکارا لوگ جمع ہو گئے آپؐ نے فرمایا اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ

پہاڑ کی دوسری طرف سے دشمن حملہ کرنے والا ہے تو آپ لوگ میری بات پر یقین کریں گے سب نے کہا آپؐ سچے اور نیک آدمی ہیں ہم ضرور یقین کریں گے آپؐ نے فرمایا لوگو میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمہیں اللہ واحد کی طرف بلاتا ہوں بتوں کی پوجا سے بچاتا ہوں یہ زندگی چند روزہ ہے سب نے اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے یہ پیغام سن کر سب حیران ہو گئے اور آپ کے حقیقی چچا ابولہب کو طیش آ گیا اور اس بدبخت نے کہا تو ہمیشہ ہلاکت اور رسوائی کا منہ دیکھے کیا تو نے اس غرض کے لیے ہم کو بلایا تھا۔ چند لمحے پہلے جسے صادق اور امین کہا جا رہا تھا جب آپ نے ایک اللہ کی عبادت کا کہا تو سب ایک دم مخالف ہو گئے۔

ابو طالب کو دھمکی :۔ قریش نے دھمکی کے لیے اپنے چند آدمی ابو طالب کے پاس بھیجے انہوں نے کہا تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہا، ہمارے دین کی عیب چینی کی ہماری عقلوں کو حماقت، کہا ہمارے باپ دادا کو گمراہ کہا، لہٰذا آپ یا تو اس کو روک دیں یا درمیان سے ہٹ جائیں ہم اس کے لیے کافی ہیں۔ ابو طالب نرم تھے چنانچہ وہ چلے گئے بعد میں ابو طالب نے اس کا ذکر رسولؐ سے کیا مگر رسولؐ نے فرمایا یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسولؐ تو ویسے ہی کام کرتے جا رہے ہیں تو ایک بار پھر ابو طالب کے پاس آئے

اور کہا یہ ولید بن مغیرہ کا لڑکا عمارہ ہے یہ قریش کا بانکا اور خوبصورت نوجوان ہے آپ اسے لے لیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں جس نے آپ کے آباو اجداد کے دین کی مخالفت کی ہے قوم کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے ان کی عقلوں کو حماقت قرار دیا ہے ہم اسے قتل کریں گے بس ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے ابو طالب نے کہا کتنا بُرا سودا ہے میں تمہارے بیٹے کو کھلاؤں پلاؤں اور تم میرے بیٹے کو قتل کرو خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا یہ گفتگو ۶ بنوئ میں ہوئی تھی۔

حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا:۔ایک دفعہ ابو جہل قریش کے دوسرے بد معاشوں کی حمایت کے ساتھ رسولؐ کے سر کو بھاری پتھر سے کچلنے کے لیے تیار ہو گیا جب رسولؐ سجدے میں گئے تو ابو جہل آگے بڑھا لیکن قریب پہنچ کر واپس ہو گیا لوگوں نے کہا یہ کیا ہوا کہنے لگا ایک اونٹ آڑے آگیا اس جیسی شکل کا اونٹ میں نے زندگی میں نہیں دیکھا وہ مجھے کھائے جا رہا تھا اس کے بعد حضرت حمزہؓ اسلام لائے واقعہ اس طرح ہے کہ ابو جہل نے ایک روز کوہ صفا کے نزدیک رسولؐ کو ایذا پہنچائی اور سخت سست کہا اس کے بعد ایک پتھر دے مارا جس سے خون بہہ نکلا ابو جہل خانہ کعبہ میں قریش کی محفل میں جا بیٹھا ایک خاتون نے حضرت حمزہؓ کو وہ قصہ سنایا حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آ رہے تھے سیدھے جا کر ابو جہل کے سر پر کھڑے ہو گئے اور بولے او بزدل میرے بھتیجے کو گالی دیتا ہے زور سے کمان اس کے سر پر ماری جس سے اس کے سر پر زخم آ گیا اس کے قبیلے بنو

مخزوم والے اور حضرت حمزہؓ کے قبیلے والے آمنے سامنے آ گئے مگر ابو جہل نے اپنی غلطی مان لی اور معاملہ خراب نہیں ہوا ابتداًحضرت حمزہؓ کا اسلام محض اس حمیت کے طور پر تھا لیکن اللہ نے ان کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا۔

حضرت عمرؓ کا اسلام لانا:۔ حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کے ۳ دن بعد حضرت عمرؓ بھی مسلمان ہو گئے رسولؐ نے اللہ سے دعا کی تھی اے اللہ ! عمرؓ بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام میں سے جو شخص تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے سے اسلام کو قوت پہنچاحضرت عمرؓ تند مزاجی اور سخت خوئی کے لیے مشہور تھے ایک دن رسولؐ کو قتل کرنے کی نیت سے گھر سے نکلے کسی شخص سے ملاقات ہوئی اپنا ارادہ اس کو بتایا اس نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی بھی اپنا دین چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہیں بہن کے گھر گئے تو وہاں سورۃ طٰہٰ پڑھی جا رہی تھی اس کے بعد بہنوئی اور بہن کو زخمی کیا بعد میں ندامت ہوئی کہا مجھے بھی قرآن پڑھنے دو بہن نے کہا آپ ناپاک ہیں پہلے غسل کریں پھر قرآن کو ہاتھ لگائیں سورۃ طٰہٰ پڑھنے کے بعد رسولؐ کے پاس گئے اور اسلام لے آئے اس سے قبل آپ نے ایک رات خانہ کعبہ میں پردے میں گھس کر رسولؐ سے سورۃ الحاقہ کی تلاوت سنی تو دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا تھا۔

عتبہ کی سفارت :۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد قریش نے

ایک نمائندہ عتبہ بن ربیعہ کو رسولؐ کے پاس بھیجا خانہ کعبہ کے اندر عتبہ نے رسولؐ سے ملاقات کی اور آپؐ کے سامنے قریش سے منظور شدہ گفتگو رکھی کہا ہماری قوم کے اندر آپؐ کا مرتبہ اور مقام ہے اب آپؐ ایک بڑا معاملہ لے کر آئے ہو جس سے قوم میں تفرقہ پڑھ گیا ہے یہ کام کرنے سے اگر آپؐ کو مال کی ضرورت ہے تو ہم آپؐ کو سب اتنا مال دے دیتے ہیں کہ آپؐ ہم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤگے اگر آپؐ مرتبہ اور اعزاز چاہتے ہو تو ہم سب آپؐ کو سردار مان لیتے ہیں اگر بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم سب آپؐ کو بادشاہ بنا دیتے ہیں اگر آپؐ کے پاس کوئی جن آتا ہے تو ہم علاج کروا دیتے ہیں عتبہ یہ باتیں کرتا رہا اور رسولؐ سنتے رہے پھر آپؐ نے کہا اب میری سنو آپؐ نے سورۃ حم السجدہ تلاوت فرمائی عتبہ سنتا گیا اٹھا اور سیدھا ساتھیوں کے پاس گیا انہوں نے کہا جیسے چہرہ لے کر گئے تھے ویسے نہیں رہے عتبہ نے قریش سے کہا میں نے ایسا کلام سنا ہے جیسا پہلے نہیں سنا تھا خدا کی قسم وہ نہ شعر ہے نہ جادو نہ کہانت اے قریش کے لوگوں میری بات مانو اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اگر یہ شخص عرب پر غالب آگیا تو اس کی باشاہت تمہاری ،اس کی عزت تمہاری، اس کا وجود تمہارے لیے سعادت ہو گا یہ بھی روایت میں آتا ہے کہ آپؐ جب قرآن کے ان الفاظ تک پہنچے تو عتبہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آپؐ کو قرابت داری کا واسطہ بس کرو وہ آیات یہ تھیں پس اگر وہ رد گردانی کریں تو تم کہدو کہ میں تمہیں عاد وثمود کی کڑک جیسی ایک'' کڑک کے خطرے سے آگاہ کر

(رہا ہوں'' (حم السجدہ ۱۳

بنو عاشم اور بنو مطلب کی میٹنگ :۔ ابو طالب کو مقابلے کی دھمکی ، پھر عمارہ بن ولید کے عوض قتل کا معاملہ ، ابو جہل کا رسولؐ کے سر پر بھاری پتھر رکھنے ، عتبہ بن ابی معیط کا چادر لپیٹ کر گلا گھونٹنے ، خطاب کے بیٹے کا تلوار لے کر نکلنے اور قریش کا رسولؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ یہ سب باتیں سنگین خطرہ محسوس ہو رہی تھیں اس لیے ابو طالب نے جدِ اعلیٰ عبدِ مناف کے دونوں صاحبزادوں ہاشم اور مطلب سے وجود میں آنے والے خاندان کو جمع کیا اور کہا اب رسولؐ کی سب حفاظت کریں ابو طالب کی یہ بات عربی حمیت کے پیش نظر ان دونوں خاندانوں کے سارے مسلم اور کافر افراد نے قبول کی البتہ صرف ابو لہب مشرکین سے جا ملا۔ اس فیصلے کے متعلق اللہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے ''اگر (انہوں نے ایک بات کا تہیہ کر رکھا ہے تو ہم بھی تہیہ کئے ہوئے ہیں'' (الزخرف ۷۹

ولید کی سفارت :۔ ایک دفعہ خانہ کعبہ میں سرداران قریش موجود تھے رسولؐ بھی ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ ان ہی دنوں حج کا موسم تھا قریش کو فکر ہوئی کہ رسولؐ آنے والے حاجیوں میں اپنے دین کو پھیلائے گا لہٰذا کوئی تدبیر کرنی چاہیے انہوں نے سوچا کوئی ایسی بات متفق ہو کر آنے والے حاجیوں سے کریں جس سے ان کے دلوں میں اثر نہ ہو ولید بن مغیرہ کو اس کام پر لگایا

گیا۔ چند لوگوں نے کہا ہم کہیں گے وہ کاہن ہے ولید نے کہا نہیں بخدا وہ کاہن نہیں ہے ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے، لوگوں نے کہا ہم کہیں گے وہ پاگل ہے ولید نے کہا وہ پاگل نہیں ہم نے پاگل بھی دیکھے ہیں ،لوگوں نے کہا ہم کہیں گے وہ شاعر ہے ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہے ہم نے شاعر بھی دیکھے ہیں، لوگوں نے کہا وہ جادوگر ہے ولید نے کہا وہ جادوگر بھی نہیں ہے ہم نے جادوگر بھی دیکھے ہیں لوگوں نے کہا پھر ہم کیا کہیں گے کافی سوچ بچار کے بعد ولید نے مشورہ دیا ہم کہیں گے جادوگر ہے باپ بیٹے بھائی بھائی شوہر بیوی کنبے قبیلے میں پھوٹ ڈالتا ہے اس بارے میں سورۃ مدثر میں ذکر آیا ہے ''اس نے سوچا اور اندازہ لگایا۔ وہ غارت ہو۔ اس نے کیسا اندازہ لگایا، پھر غارت ہو اس نے کیسا اندازہ لگایا پھر نظر دوڑائی۔ پھر پیشانی سکیڑی اور منہ بسورا۔ پھر پلٹا اور تکبر کیا۔ آخر کار کہا کہ یہ نرالا جادو ہے جو پہلے سے نقل ہوتا آرہا ہے۔ وہ محض انسان کا کلام ہے'' (مدثر ۱۸۔۲۵) اس بات کے بعد سب پھیل گئے اور آنے والے حاجیوں میں وہ پروپگنڈا شروع کر دیا اس سے لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ آپؐ نے دعویٰ نبوت کیا ہے ان کی اس حرکت سے دیار عرب میں آپؐ کا چرچا ہوگیا اس محاذ آرائی کا اللہ نے قرآن میں یہ نقشہ کھینچا ہے۔ قریش آپ کو پاگل کہتے تھے ''ان کفار نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل ہوا تو یقیناً پاگل ہے'' (الحجر ٦) کبھی آپؐ کو جادوگر ہونے کا الزام لگاتے تھے۔ ''انہیں حیرت ہے کہ خود انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا

اور کافر کہتے ہیں کہ یہ جادوگر جھوٹا ہے'' (ص ۴) قریش آپؐ کے آگے پیچھے پُر غضب اور بھڑکتے ہوئے جذبات کے ساتھ چلتے اور کہتے تھے کہ پاگل ہے۔ '' اور جب کفار اس قرآن کو سنتے ہیں تو آپؐ کو ایسی نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ گویا آپؐ کے قدم اکھاڑ دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ یقیناً پاگل ہے'' (القلم ۵۱) آپؐ کے ساتھ کمزور صحابہؓ کو دیکھ کر استہزا کرتے تھے ''اچھا! یہی حضرات ہیں جن پر اللہ نے ہمارے درمیان سے احسان فرمایا ہے'' (الانعام ۵۳) اللہ نے ان کو ان آیات میں جواب دیا ہے ''کیا اللہ شکر گزاروں کو سب سے زیادہ نہیں جانتا'' (الانعام ۵۳) عام طور پر مشرکین کی کیفیت وہی تھی جس کا نقشہ اللہ نے کھینچا ہے ''جو مجرم تھے وہ ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔اور جب ان کے پاس سے گذرتے تو آنکھیں مارتے تھے اور جب اپنے گھروں کو پلٹتے تو لطف اندوز ہوتے ہوئے پلٹتے تھے۔اور انہیں دیکھتے تو کہتے کہ یہی گمراہ ہیں، حالا (نکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے'' (المطففین ۲۹۔۳۳

تکالیف:۔مکہ کے ۱۳ سال میں آپؐ اور صحابہؓ کو بہت ستایا گیا کہ رسولؐ نے کہا دین کے معاملے میں جتنا مجھے ستایا گیا ہے کوئی اور پیغمبر نہیں ستایا گیا۔ بازار کے اندر آپؐ لوگوں کو دعوت دیتے پیچھے ابو لہب لوگوں کو کہتا یہ میرا بھتیجا ہے یہ جھوٹ کہتا ہے، خانہ کعبہ میں سجدے کی حالت میں سر پر اونٹ کی اوجھ ڈالی گئی، گردن میں چادر ڈال کر ختم کر دینے کی کوشش کی گئی ،

دو بیٹیوں رقیہؓ اور ام کلثومؓ کو چچا ابولہب کے بیٹوں نے طلاق دی، طائف میں لہولہان کیا گیا، رسولؐ کا بیٹا عبداللہ فوت ہوا تو ابولہب خوش ہوا دوستوں کو خوشخبری دی کہ محمدؐ ابتر ہو گیا ہے، ابو لہب کی بیوی جو ابو سفیان کی بہن تھی رسولؐ کے راستے میں کانٹے ڈالتی تھی، آپؐ کے کافر پڑوسی جب آپؐ گھر میں نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ آپ کے سر پر بکری کی بچہ دانی ڈال دیتے، چولھے پر ہانڈی چڑھائی جاتی تو بچہ دانی اس طرح پھینکتے کہ سیدھے ہانڈی میں جا گرتی، امیہ بن خلف کا وطیرہ تھا جب رسولؐ کو دیکھتا تو لعن طعن کرتا اس پر آیت ''اتری ہر لعن طعن اور برائیاں کرنے والے کے لیے تباہی ہے الھمزۃ ۱) اخنس بن شریق ثقفی بھی آپؐ کو ستاتا تھا اس پر یہ آیت اتری ''تم بات نہ) '' مانو کسی قسم کھانے والے ذلیل کی جو لعن طعن کرتا ہے، چغلیاں کھاتا ہے۔ بھلائی سے روکتا ہے، حد درجہ ظالم، بد عمل اور جفاکار ہے۔ اور اس کے بعد بداصل بھی ہے'' (القلم ۱۰۔ ۱۳) ابو جہل بھی آپؐ کو تکلیفیں پہنچاتا تھا ایک دفعہ آپ پر نماز کی حالت میں تھے کہ مٹی ڈالنے آیا مگر اللہ کے حکم سے درمیان میں آگ اسے آگے نہیں جانے دے رہی تھی اس پر رسولؐ نے فرمایا قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو اچک لیتے۔ ۳ سال تک شعب ابوطالب میں محصور رکھا گیا، قتل کرنے کی اور ملک بدر کرنے کی سازش کی گئی مخالفت میں کیا کچھ نہ کیا گیا ابو جہل نے سمیہؓ کو برچھی مار کر شہید کیا گیا، حضرت مصعب بن عمیرؓ کا دانہ پانی بند کیا گیا، حضرت عثمان بن عفانؓ کو چٹائی میں لپیٹ

کر دھواں دیا گیا، آل یاسر کو تکلیفیں دی گئیں، بلالؓ کو گرم ریت میں لٹایا گیا گھسیٹا گیا ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھے گئے، خبیبؓ کو گرم کوئلوں پر لٹایا گیا۔

ہجرت حبشہ :۔ صحابہؓ کو اتنا پریشان کیا گیا کہ وہ دو دفع حبشہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ حبشہ میں بھی پیچھا کیا گیا مگر بادشاہ نجاشی جو نیک انسان تھا، نے قریش کی ایک نہ سنی اور مہاجرین حبشہ میں سکون سے رہے پہلی ہجرت میں ۱۲ مرد اور ۴ عورتیں تھیں دوسری ہجرت ۸۲ یا ۸۳ مرد اور ۱۸ یا ۱۹ عورتیں تھیں۔

قریش کی آخری سفارت :۔ جب ابو طلب بیمار ہوئے تو قریش کو فکر ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی کچھ معاملہ ہو جانا چاہیے چنانچہ قریش ایک بڑا وفد جس میں عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، ابو سفیان بن حرب اور دیگر تقریباً ۲۵ افراد آئے اور ابو طالب سے کہا آپ رتبہ اور مقام رکھتے ہیں آپ سے گزارش ہے کہ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیاں عہد و پیمان کروا دیں کہ وہ اپنے دین پر رہے اور ہم اپنے دین پر رہیں رسولؐ نے ان کی باتیں سن کر کہا آپ لوگوں کو میں ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جس کو اگر آپ مان لیں تو آپ عرب کے بادشاہ بن جائیں

اور عجم آپ کے زیر نگیں آ جائے تو آپ کی کیا رائے ہو گی قریش یہ سن کر حیران تھے آخر ابو جہل نے کہا اچھا بتاو ہم ایسی دس باتیں ماننے کے لیئے تیار ہیں آپؐ نے فرمایا ''آپ لوگ لا الہ الا اللہ کہیں اور اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہیں اسے چھوڑ دو اس پر انہوں نے ہاتھ پیٹ پیٹ کر کہا ''محمدؐ ! تم یہ چاہتے ہو کہ سارے خداوئں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالو؟ واقعی تمہارا معاملہ عجیب ہے'' اس کے بعد انہوں نے اپنی اپنی راہ لی اس بارے قرآن کی یہ آیت نازل ہوئیں ''ص قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی بلکہ یہی لوگ جنہوں نے ماننے سے انکار کیا ہے سخت تکبر اور ضد میں مبتلا ہیں۔ان سے پہلے ہم ایسی کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں تو وہ چیخ اٹھے مگر وہ وقت بچنے کا نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ایک ڈرانے والا خود انہی میں سے آ گیا۔ منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے، کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے اور سرداران قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر یہ کچھ نہیں مگر ایک من گھڑت بات پر یہ بات تو کسی اور ہی غرض سے کہی جا رہی ہے یہ بات ہم نے زمانہ (قریب کی ملت میں کسی سے نہیں سنی'' (ص ا۔ے

غم کا سال اور بشارتیں:۔ اس کے بعد ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا اور رسولؐ کی مشکلوں میں بھی اضافہ ہو گیا۔ باوجود مشکلات ابتدائی

مسلمان اس لیے ثابت قدم رہے کہ اللہ کا وعدہ تھا رسولؐ کی پر کشش قیادت تھی اور بار بار اللہ کی طرف سے کامیابی کی بشارتیں تھیں۔

طائف کا سفر ۱۰ نبوت میں رسولؐ طائف دعوت کی غرض سے تشریف لے گئے مگر انہوں نے شریر لڑکے آپ کے پیچھے لگا دیے آپ پر پتھروں کی بارش کی گئی آپ لہو لہان ہو گئے پہاڑوں کے فرشتے نے آ کر کہا مجھے اللہ نے بھیجا ہے آپؐ کہیں تو ان کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں مگر پھر بھی آپؐ نے ان کے ایمان لانے کی دعاء کی۔

معراج :۔اس کے بعد اللہ نے اپنے رسولؐ کو معراج کرائی، دوسری باتوں کے علاوہ پانچ وقتہ نماز فرض کی گئی۔دوسرے پیغمبروں ملاقات کرائی،جنت دوزخ کا مشاہدہ کرایا، پھر اسی رات بیت المقدس سے مکہ تشریف لے آئے۔

بیعت عقبہ :۔جب رسولؐ طائف سے واپس آئے کچھ دن بعد یثرب کے سات لوگوں نے منیٰ کی گھاٹی میں آپ کی دعوت پر مسلمان ہو گئے اس کے بعد دوسری بیعت عقبہ میں پچھتّر افراد شریک ہوئے اس سے اسلام کی قوت میں اضافہ ہوا رسولؐ کو مدینے آنے کی دعوت دی گئی۔ان حضرات نے آپؐ کو ایک معاہدے کے تحت مدینے میں بلایا اس سے قبل اسلام کے پہلے سفیر حضرت مصعب بن عمیرؓ کی محنت کی وجہ سے

. مدینے کے سردار اور انصار کے ہر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد مسلمان ہو گیا تھا

ہجرت :۔ رسولؐ اللہ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت فرمائی کہ وہ اپنے اس نئے وطن مدینہ کو ہجرت کر جائیں سب سے پہلے حضرت ابو سلمہؓ ، حضرت صہیبؓ ، حضرت عمرؓ ، عیاشؓ ، وغیرہ مدینہ تشریف لے گئے۔ رسولؐ اللہ نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کو روکا ہوا تھا جب مسلمان ہجرت کرنے لگے تو قریش نے دارالندوہ میں مشورے کے لیے میٹینگ کی اور رسولؐ اللہ کے قتل کا منصوبہ طے ہوا اور ہر قبیلے کے لوگوں کو اس سازش میں شریک کیا اس پر للہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے اطلاع کر دی اور ہجرت کی اجازت دے دی قریش نے اس سازش کے لیے آدھی رات کا وقت مقرر کیا تھا قریش نے اپنی سازش کی اور اللہ نے اس موقعے پر وہ کام کیا جسے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا ''وہ موقع یاد کرو جب کفار تمہارے خلاف سازش کر رہے تھے ۔تاکہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال باہر کریں او لوگ داؤ چل رہے تھے اور اللہ بھی داؤ چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر داؤ والا ہے'' (الانفال حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی (۳۰ صفیں چیریں اور ایک مٹھی سنگریزوں والی مٹی لے کر ان کے سروں پر ڈالی اور یہ آیت تلاوت فرماتے نکل گئے ''ہم نے ان کے آگے رکاوٹ کھڑی کر دی اور ان کے پیچھے رکاوٹ کھڑی کردی

پس ہم نے انہیں ڈھانک لیا ہے اور وہ دیکھ نہیں رہے ہیں (یٰسٓ ۹) دو شنبہ ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوت یعنی ۱ ہجری مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو رسولؐ اللہ قباء میں وارد ہوئے مسلمانانِ مدینہ رسولؐ اللہ کے انتظار میں تھے۔آپؐ کے دیدار کے لیے سارا مدینہ امنڈ آیا یہ ایک تاریخی دن تھا جس کی نظیر سرزمینِ مدینہ نے کبھی نہ دیکھی تھی رسولؐ اللہ نے قباء میں کلثومؓ بن ہدم کے مکان میں قیام فرمایا۔اسی دوران مسجد قباء کی بنیاد رکھی اور نماز ادا کی اس کے بعد رسولؐ اللہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے رسولؐ اللہ کی اونٹنی آپؐ کے ننھیال والوں بنو نجار کے محلے میں بیٹھ گئی ابوایوب انصاریؓ نے لپک کر کجاوہ اٹھا لیا اور اپنے گھر لے چلے۔

یہود سے معاہدہ: رسولؐ نے جب مسلمانوں کے درمیان اخوت وبھائی چارہ قائم کر دیا تو اس کے بعد مدینے کے قریب ترین پڑوسی یہود کے ساتھ بھی میثاق مدینہ کے نام سے معاہدہ کیا بنو عوف اور دوسرے یہود اپنے دین پر عمل کریں اور مسلمان اپنے دین پر،دونوں اپنے اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہونگے، کسی بھی فریق کے جنگ کی صورت میں تعاون کریں گے،قریش اور اس کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی یثرب پر حملے کی صورت میں سب مل کر دفاع کریں گے اختلاف کی صورت میں اللہ اوراس کے رسولؐ کی بات آخری ہو گی مگر پھر بھی یہودی دل میں عداوت رکھتے تھے۔

مدینے میں مشکلات :۔رسولؐ کو مدینے میں بھی آرام سے اللہ کے دین کو پھیلانے کے لیے نہ چھوڑا گیا طرح طرح سے رکاوٹیں ڈالی گئیں بدر، احد اور خندق کی جنگ کی،جنگ خندق کے موقعے پر تمام عرب کے مشرکوں نے مدینے کا محاصرہ کیا بنو قریظہ نے معاہدے کے باوجود مشرکین سے ساز باز کی یہود نے دین کے راستے میں رکاوٹیں ڈالیں عبداللہ بن ابی منافق اعظم نے اپنی ہر کوشش کی مگر اللہ نے اپنے دین کو اپنے رسولؐ کے ذریعے قائم کرنا تھا چاہے مشرکوں کو کتنا بھی ناگوار ہو۔اللہ کے رسولؐ نے مکہ میں صحابہؓ کی جان نثار ٹیم تیار کی ان کی اور انصارِمدینہ کی مدد سے عرب میں اللہ کے دین کو قائم کیا اللہ نے دین کے تمام احکامات کو مختصر سی مدت ۲۳ سال کے عرصے میں نازل فرمایا۔

فتح مکہ :۔جب مشرکین مکہ نے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو رسولؐ نے مکہ پر چڑھائی کا پروگرام بنایا مگر اس کو اخفا رکھا قریش نے ابو سفیان کو صلح کا سفیر بنا کر رسولؐ کے پاس مدینہ بھیجا وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ ام المومنین کے پاس گیا مگر اس نے ابو سفیان کو نبیؐ کے بستر پر نہیں بیٹھنے دیا۔ رسولؐ کے پاس حاضر ہوا مگر آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا ابو بکرؓ کے پاس گیا انہوں نے رسولؐ سے بات کرنے کو کہا عمرؓ کے پاس گیا انہوں نے سختی کا اظہار کیا آخر میں علیؓ کے پاس گیا انہوں نے کہا لوگوں کے درمیان کھڑے ہو

کر امان کا اعلان کر دو۔ چنانچے مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کیا ''میں لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر رہا ہوں'' پھر مکہ چلا گیا۔ رسولؐ نے ۱۰ رمضان ۸ ھ ۱۰ ہزار صحابہؓ کے ساتھ مکہ کا رخ کیا۔اسی دوران حضرت عباسؓ اسلام لائے عباسؓ ابوسفیان کو رسولؐ کے پاس لیکر گئے اور ابو سفیان بھی اسلام لے آئے حضرت عباسؓ نے رسولؐ سے کہاابوسفیان اعزاز پسند ہیں ان کو کوئی اعزاز دے دیں چنانچے رسولؐ نے کہا رسولؐ نے کہا جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے جو اپنے گھر اندر سے بند کر لے اسے امان ہے جو خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔ رسولؐ نے لشکر کو مختلف راستوں کی طرف سے مکہ داخل ہونے کا حکم دیا جب رسولؐ للہ کا لشکر مکہ میں داخل ہوا تو قریش مقابلہ نہ کر سکے آپؐ نے عام معافی کا اعلان کیا خانہ کعبہ میں داخل ہو کر سب بتوں کو توڑ ڈالا حضرت بلالؓ نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی رسولؐ اللہ نے شکرانے کے نفل ادا کئے صرف ۹ دشمنان اسلام کو قتل کا حکم ہوا جس میں سے ۵ کی جان بخشی ہوئی انہوں نے اسلام قبول کیا ۴ کو قتل کر دیا گیا ۔بت پرستی کا کام تمام کر دیا گیا اس کے بعد لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے خطبہ حجۃ الوداع:۔ رسولؐ نے پہلے اللہ کی کبریائی بیان کی پھر فرمایا جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں، عربی کو عجمی سفید کو سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ، مسلمان بھائی بھائی ہیں، جو خود کھاؤ غلاموں کو کھلاؤ، جاہلیت کے تمام خون معاف، سود پر پابندی، عورتوں کے

حقوق، ایک دوسرے کا خون اور مال حرام، کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے کی تاکید، حقدار کو حق، لڑکا اس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا، اس کے بعد ایک لاکھ چالیس ہزار انسانوں کے سمندر کو آپؐ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اللہ کی عبادت کرنا پانچ وقت کی نماز رمضان کے روزے زکوۃ اللہ کے گھر کا حج اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا جنت میں داخل ہوگے۔ تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے صحابہؓ نے کہا آپ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے اللہ آپ بھی گواہ رہیئے۔

دین یعنی دستور عمل مکمل ہو گیا:۔ اس خطبے، کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا'' (المائدہ ۳) اب رہتی دنیا تک یہ ہی دین غالب رہے گا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری پیغمبر ہیں اور یہ دین آخری دین ہے قیامت تک نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ نیا دین آئے گا اب اس دین کو دوسری قوموں تک پہنچانے کا کام امت محمدیؐ کرے گی لہٰذا ہمارے لیے سبق ہے کہ ہم اپنے اعمال ٹھیک کریں اسلام کے دستور میں جتنی بھی انسانوں کی خواہشات داخل کر دی گئیں ہیں انہیں ایک ایک کرکے اپنے دستور عمل سے نکال دیں اور اپنے ملک میں اسلامی نظام، نظام مصطفیٰ، حکومت

الٰہیہ (جو بھی نام ہو) اس کو قائم کریں اور پھر اس دستور کو دنیا کے تمام انسانوں تک پہنچائیں جنت کے حق دار بنیں اور جہنم کی آگ سے نجات پائیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اپنی آخری منزل جنت میں داخل ہوں جہاں ہمیشہ رہنا ہے جہاں نہ موت ہو گی نہ تکلیف ہو گی اللہ مومنوں سے راضی ہو گا اور یہی کامیابی ہے۔ صاحبو! یہی ربیع ا
-لاول کا پیغام ہے

سیاست اور کرپشن !

اتوار کے ڈیلی ڈان کے مین صفحے میں سرخی پڑی کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں مالی بد عنوانی کے مقدمات کی تحقیقات کی جائیں گیں اس پروگرام کے سربراہ انور بیگ صاحب نے اس معاملے کو نیب کے سربرہ جناب چوہدری قمرالزامان کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کیا ہے اس پروگرام میں پبلک رولز کی ممکنہ خلاف وردی کی گئی ہے۔ منظور نظر افراد کو فائدہ پہنچایا گیا ہے اس پروگرام کی تشہیر جو دراصل پیپلز پارٹی کی تشہیر تھی غریب عوام کا پیسہ بے جاہ خرچ کیا گیا ہے اپنی پسندیدہ ایڈورٹائزنگ کمپنیوں کو لاکھوں کی غیر قانونی ادائیگی کی گئیں ہیں اس کا ریکارڈ بھی نہیں رکھا گیا ہم اس سے قبل اپنے کالموں میں پیپلز پارٹی کی کرپشن کو عوام کے سامنے بیان کرتے رہے ہیں مگر بقول پاکستان عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید صاحب کہ عوام ستو پی کر سو گئے ہیں ہمارے کالموں یا قوم کے دوسرے غور فکر والے عناصر کی تشویش کا عوام پر بالکل اثر نہیں ہوتا بار بار انہی کرپٹ سیاست دانوں کو منتخب کرتے ہیں چاہے وہ کسی بھی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں الیکشن کے دوران سیاست دان عوام سے جھوٹے وعدے، سبز باغ دکھا کر اور جذباتی ماحول پیدا کرکے ووٹ حاصل کر لیتے ہیں اس کا مظاہرہ عوام پچھلے انتخاباب میں الیکٹرونک میڈیا پر عربوں روپے کے خرچے کا

مظاہرہ دیکھ چکے ہیں انتخاباب جیتنے کے بعد عوام کے خزانے کو عوام ہی کے نام سے لوٹتے رہتے ہیں مگر عوام بے بس تماشہ دیکھتی رہتی ہے ملک میں لنگڑی لولی جمہوریت قائم ہے سیاست دان لوگوں کی آزاد رائے سے حکومت میں آتے ہیں اور آتے رہیں گے پاکستان بنے ۶۷ سال کا عرصہ گزر گیا مگر عوام کی حالت نہیں سدر ھی کرپشن ایک ناسور کی شکل اختیار کر گئی ہے گورنمنٹ کا کوئی بھی ادارہ اس سے مستثنیٰ نہیں ہے جیسے جیسے اداروں کا حجم ہے ویسے ویسے ہی کرپشن کا بھی حجم ہے سیاست دانوں نے سیاست کو انڈسٹری کا درجہ دے دیا ہے الیکشن جیتنے کے لیے ایک کروڑ خرچ کرو ایک عرب کماؤ والی پالیسی ہے اب تو کرپشن، مہنگائی بے روزگاری، لوڈ شیڈنگ، لاء اینڈ آڈر اور خوف وحراس کی وجہ سے عوام چیخ اُٹھے ہے عوام جانتے ہیں جتنی کرپشن ہو گی اُتنی ہی مہنگائی بڑھے گی جو پیسے عوام کی بہبود پر خرچ ہونے ہوتے ہیں وہ کرپشن کی نظر ہو جاتے ہیں مصیبت اور دکھ عوام برداشت کرتے ہیں سیاستدانوں کے بیرون ملک اثاثے ہیں ملک میں کوئی ایسا قانون نہیں کہ کوئی بھی بیرون پاکستان ملک پیسہ نہیں رکھ سکتا اگر کوئی ایسا قانون ہے بھی تو اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا کیونکہ جن لوگوں نے عمل درآمد کروانہ ہوتا ہے وہ ہی انتظامیہ ہیں اس لیے عمل نہیں ہونے دیتے کیونکہ ان ہی کا کرپشن کا سرمایا بیرون ملک میں ہے ویسے تو کم وبیش سارے ہی سیاستدان کسی نہ کسی طرح کی کرپشن میں ملوث ہیں لیکن سب سے زیادہ نمبر پیپلز پارٹی کے ہیں۔

صاحبو! جس پارٹی کی مرکزی قیادت سے لیکر نیچے کی قیادت تک پرپشن میں ملوث ہو مثلاً پیپلز پارٹی کے پچھلے دور میں ان کی پارٹی کی شریک چیئرمین کے سوئس بنکوں میں پیسوں کے کیسز اعلیٰ عدالت میں چلتے رہے پاکستان کے صدر ہونے کی وجہ سے استثنیٰ کا فائدہ اُٹھایا گیا ساتھ ہی ساتھ کیسز میں سوئس حکومت کو اندر ہی اندر ٹال مٹول کر تے ہوئے وقت گزاری کے لیے خط بھی لکھا گیا جو موجودہ حکومت کو اس دور میں پتہ لگا اب پھر یہ کیسز کھول دیے گئے ہیں دو دن پہلے سابق صدر بھی عدالت میں پیش ہوئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ پیپلز پارٹی کے دو وزیر اعظم صاحبان کے کرپشن کے کیسز بھی عدالتوں میں چل رہے ہیں ہم عوام تک ہمیشہ یہ پیغام پہنچاتے رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی کی یہ طے شدہ پالیسی رہی ہے کہ جب بھی حکومت میں آؤ اپنے کارکنوں کو ہر جائز ناجائز طریقے سے نوازو چاہے خزانہ خالی ہو یا ہو جائے پلاٹ، پرمٹ ٹھیکے، ناجائز مراعات اور نوکریاں دو اس پالیسی کے تحت پاکستان کے اداروں میں پورے ملازمین ہونے کے باوجود نوکریاں دی گئیں ادارے اوور لوڈیڈ ہو گئے اور بند ہونے پر آ گئے اس کی مثال اسٹیل مل اور پی آئی اے وغیرہ میں دیکھی جا سکتی ہے جب دوسری پارٹی کی حکومت آتی ہے تو بین الاقوامی ادارے قرض تب دیتے ہیں جب اداروں کے سرپلس ملازمین کو نکال دیا جائے اور ڈاؤن سائزنگ کی جائے جب پیپلز پارٹی اگلی دفعہ آتی ہے تو ایسے سالوں سے برخاست شدہ ملازمین کو ساری

مراعات کے ساتھ دوبارہ بحال کر دیتی ہے اس کے ساتھ ساتھ پیپلز پارٹی اپنی لیڈر شپ کے کرپشن کے معاملات سے چشم پوشی کرتی ہے بلکہ کئی دفعہ نوٹ کیا گیا ہے کہ کرپشن میں سزا یافتہ افراد کو جیل سے رہائی کے بعد پھر حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر لگا دیا گیا کرپشن میں ملوث اپنے لوگوں کے کیسز میں عدالتوں سے تعاون نہیں کیا گیا ٹال مٹول اور بعض دفعہ عدالتوں کے حکامات پر عمل درآمد بھی نہیں کیا گیا یہ پالیسی اظہر من التمش ہے اس پالیسی سے پیپلز پارٹی کے عام کارکنوں اور لیڈر شپ کو یہ پیغام ملتا ہے کہ خوب کرپشن کرو کچھ بھی نہیں ہونا اس کلچر کی وجہ سے پاکستان میں کرپشن اپنے عروج پر ہے۔ پاکستانی عوام کے لیے کتنے شرم کی بات ہے کہ حکومت کی اسی کرپشن کی وجہ سے کیری لوگر بل میں یہ دفعہ شامل کی گئی تھی کہ امریکا اس امداد کی رقم کو خود یا اپنی پسند کی این جی اوز کے ذریعے خرچ کرے گا اس سے اُسے پاکستان میں تخریبی کاروائی کروانے میں آسانی ہوئی میڈیا میں یہ خبریں آئین کہ ایک سیوی چلڈرن این جی اوز نے ہمارے ملک میں جاسوسی کی۔ ان ہی وجوحات کی وجہ سے پچھلے قومی انتخابات میں پیپلز پارٹی کو شکست ہوئی ان حالات میں ہم پیپلز پارٹی کی مرکزی لیڈر شپ سے کہتے ہیں کہ وہ اپنی اس پالیسی سے رجوع کریں اور صاف شفاف لیڈر شپ عوام کے سامنے پیش کریں ہم اور کوئی بھی انصاف پسند انسان کسی بھی پاکستانی کو کسی بھی سیاسی پارٹی کی طرف سے جائز مراعات کے خلاف نہیں ہونا چاہیے یہ عوام کا حق ہے مگر ہر سیاسی پارٹی خاص کر پیپلز پارٹی

کو اپنے کارکنوں کو ناجائز نوازنے کے بجائے انہیں حلال روزی کمانے اپنے استعداد بڑھانے کی پالیسی کے تحت تربیت کرنی چاہیے ذالفقار علی بھٹو صاحب نے اپنے پہلے دور میں کارکنوں کے لیے بیرون ملک روزگار کے مواقع پیدا کیے تھے جو ایک اچھی پالیسی تھی پیپلز پارٹی کی موجودہ لیڈر شپ کو بھی ایسی ہی پالیسیاں بنانا چاہیے تک تاکہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکے۔

قارئین ! اس ساری دکھوں بھری داستان کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ہم عوام سے اس اہم بات کو بھی شیئر کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دنیا کبھی بھی کسی وقت بھی نیک لوگوں سے خالی نہیں چھوڑی اگر دنیا نیک لوگوں سے خالی ہوتی تو لوگ اللہ تعالیٰ سے روز قیامت سوال کرتے کہ دنیا میں کون نیک لوگ تھے جنہیں ہم اپنا لیڈر بناتے اپنی امانتیں اُن کے سپرد کرتے ۔اس سلسلے میں عوام کو قرآن میں قوموں کے عروج و زوال کے واقعات سے سبق لینا چاہیے جو عوام کی رہنمائی کے لیے موجود ہیں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے اپنی امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کرو۔ اس لیے عوام کو اپنی اپنی سیاسی پارٹیوں کے جائز نا جائز ماحول سے نکل کر اپنے گلی کوچوں میں ایسی لیڈر شپ کو تلاش کرنا چاہیے ایسی لیڈر شپ ضرور آپ کی گلی کوچوں میں موجود ہو گی جو امانت دار ہیں،پڑے لکھے ہیں، نڈر ہیں ، کرپشن سے پاک ہیں اور حکومتوں کے چلانے کے قابل ہیں جس کی جھلک عوام دیکھتی بھی رہتی ہے مگر کیا کیا جائے عوام کے اپنے اپنے تعصب

کے چشمے ہیں کسی کا چشمہ قومیت کا ہے، کسی کا چشمہ علاقیت ہے، کسی کا چشمہ لسانیت کا ہے اور کسی کا چشمہ جائز و ناجائز مراعات حاصل کرنے کا ہے نہیں ہے تو صرف صحیح اور غلط کی پہچان اور انصاف کا چشمہ نہیں ہے ؟جس دن یہ چشمہ عوام کے پاس آ گیا تو انشاء اللہ پاکستان کے معاملات درست ہو جائیں گے اللہ ہمیں صحیح اور انصاف کے فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پاکستان کی حفاظت کرے آمین۔

کیا امریکی خواہش پوری ہو گئی؟

ہمارے ملک میں گوریلہ جنگ جاری ہے اس کی بنیاد ہمارے (ر) جنرل مشرف صاحب نے اُس وقت رکھی تھی جب صرف ایک کال پر امریکا کے آگے گھٹنے ٹیک دیے تھے پڑوسی ملک مسلمان افغانستان کے خلاف امریکا کا اتحادی بن کر اُس کو تورا بورا بنا دیا گیا اب وہ مکافاتِ عمل کے تحت غداری کے کیس میں پھنسا ہوا ہے میں ڈرتا ورتا نہیں ہوں کے نعرہ لگانے والا اب عدالت میں پیش نہیں ہونے سے ڈر رہا ہے اور اسپتال میں مثنوی بیماری کے تحت داخل ہے جنگ میں امریکی اتحادی ہونے کی وجہ سے پاکستان جو کولیشن فنڈ حاصل کر رہا تھا وہ بھی امریکا نے یہ کہہ کر بند کر دیا ہے کہ غدارِ ملت شکیل آفریدی کو امریکا کے حوالے کرو نہیں تو کولیشن فنڈ کی رقم نہیں ملے گی مشرف صاحب کے اُس ایک عمل سے پاکستان آگ میں جل رہا ہے اس کی مساجد سے لیکر عام بازاروں میں حملے ہو چکے ہیں اس کی تمام دفاعی انسٹالیشنوں پر بڑے بڑے حملے ہو چکے ہیں ملک میں امریکی ڈرون حملوں اور دہشت گردی کی وجہ سے پچاس ہزار شہری اور فوجی شہید ہو چکے ہیں سو ارب ڈالر سے زائد کا نقصان ہو چکا ہے اب نئے حملوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے جس کا اعلان طالبان نے حکیم اللہ مسعود کی ہلاکت کے وقت کیا تھا وہ امریکہ سے بدلہ تو لے نہیں سکتے اس کے اتحادی سے بدلہ کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے پشاور تبلیغی

مرکز پر حملہ کیا گیا جس میں انیس افراد شہید ہوئے ساٹھ سے زائد افراد زخمی ہوئے تھے طالبان نے بنوں میں فوجی قافلے پر حملہ کیا جس میں بائیس افراد شہید ہو گئے تیس سے زائد زخمی ہوئے چالیس سے زائد گاڑیوں پر مشتمل قافلہ شمالی وزیرستان جا رہا تھا کہ طالبان نے کاروائی کی نہ معلوم کرایہ پر لی گئی گاڑیوں میں سے ایک میں رکھے بارود کو کیوں نہ چیک کیا گیا جس کی وجہ سے یہ کاروائی ممکن ہوئی۔اس کے بعد دوسرا حملہ جی ایچ کیو کے قریب آر اے بازار میں ٹی چوک خود کش حملے کے ذریعے چودہ پاکستانیوں جن میں نو فوجی بھی شامل ہیں کو شہید کر دیا گیا ان دونوں حملوں کی ذمہ داری کالعدم تحریک طالبان نے قبول کر لی جبکہ دونوں حملوں کی پاکستان کے سب لوگوں نے مذمت کی جو لوگ ملکی مفاد میں طالبان سے مذاکرات کے حامی وہ بھی اس مذمت میں شامل ہیں اپنی ریاست سے لڑنے والوں کو یہ پیغام جانا چاہیے کہ اگر ان کا ایجنڈا اسلام کا نفاذ ہے تو وہ پرامن طریقے سے ہی ممکن ہے ہتھیار اور بندوق کے زور پر اسلام کا نفاذ نہ پہلے ممکن ہوا ہے نہ اب ہو سکتا ہے۔آپ کا نکتہ نظر کچھ بھی ہو وہ پرامن طریقے سے ہی ممکن ہے کسی طرح بھی افواج پاکستان پر حملے برداشت نہیں کئے جائیں گے ابھی دو دن پہلے طالبان کی طرف سے بیان آیا تھا کہ وہ مذاکرات کے لیے تیار ہے امارت اسلامیہ افغانستان کے سربراہ ملا عمر کا بیان بھی آیا ہے کہ نام نہاد مجاہدین کی حرکتوں کو امارت اسلامی افغانستان سے منسوب نہ کیا جائے کسی کو دھمکانا اغوا برائے تاوان، بھتہ خوری اور بے

گناہوں کا قتل اور مقدس مقامات پر حملے ہمارا کام نہیں یہ ناجائز ہیں۔ دوسری طرف مولانا سمیع الحق کو وزیر اعظم نے بلایا تھا طالبان سے بات چیت کی اجازت دی مولانا نے اپنے ذرائع سے طالبان سے رابطہ کیا اور وزیر اعظم کو طالبان کا پیغام پہنچایا مگر اُن کی طرف سے انتظار کرنے اور مثبت جواب نہ ملنے پر دلبرداشتہ ہو کر ایک خط لکھا کہ میں مذاکرات سے علیحدہ ہو گیا ہوں اور کہا اللہ اور رسولؐ کا واسطہ ہے فوجی آپریشن سے گریز کیا جائے طاقت کا استعمال کیا گیا تو ایسی آگ لگے گی کہ جو بجھانے نہ بجھے گی موجودہ حالات میں منور حسن اور عمران خان اور دوسرے حضرات کے بھی ایسے ہی بیانات ہیں۔ جبکہ پاکستان میں امریکی ایجنٹ فوجی کاروائی کے حامی ہیں کچھ مسلکی مذہبی طبقوں کی طرف سے مذاکرات نہ کرنے اور فوجی کاروائی کا کہا جا رہا ہے جبکہ لال مسجد ،اکبر بگٹی، سوات ، جنوبی وزیرستان اور دوسری جگہوں پر فوجی کاروائی کی ہی وجہ سے تو یہ حملے ہو رہے ہیں۔

صاحبو! ایک طرف امریکا ہے جس نے یہ جنگ ہمارے ملک پر مسلط کی ہوئی ہے اُس کے عزائم کھل کر سامنے آئے ہوئے ہیں وہ کسی طرح بھی اسلامی اور ایٹمی پاکستان نہیں دیکھنا چاہتا ملک میں افراتفری پھیلا کر پاکستان کو ناکام اسٹیٹ بنا رہا ہے اس کا خود مغربی صحافی وین میڈیسن ٹیم نے انکشاف کیا تھا کہ پاکستان میں افراتفری پھیلا کر اس کے ایٹمی اثاثوں کو مغرب کے کنٹرول

میں دینا ہے اس انکشاف پر تحقیقی ٹیم کو ایف بی آئی اور سی آئی اے کی جانب سے مسلسل دھمکیوں کا سامنا ہے۔ (امریکا کے محقق صحافی و پاکستانی میڈیا کی رپورٹ امت کراچی) اس سازش کا انکشاف روسی ایجنسیوں نے بھی کیا تھا پھر اسی سازش کا ذکر ہمارے (ر) جنرل کیانی صاحب بھی ۴۰ صفحے کے خط میں اوبامہ صاحب کے نام خط میں کر چکے ہمیں معلوم ہونا چاہیے اُن سے زیادہ معلومات رکھنے والا محب وطن اور کون ہو سکتا ہے۔ ر) جنرل حمید گل صاحب ہیں جن کا بیان ریکارڈ پر موجود ہے جس میں انہوں نے) کہا تھا اس جنگ میں افغانستان بہانہ اور اصل نشانہ پاکستان ہے۔ ہم نے اپنے گذشتہ کالم میں '' یہ خاموشی کب تک'' (ر) جنرل شاید عزیز صاحب کا حوالے دے کر کہا تھا کہ بھارت فاٹا میں اپنے ایجنٹوں کو ٹیرینگ دے رہا ہے وغیرہ۔ امریکا نے اپنے اسی سازشی مقصد کو پورا کرنے کے لیے ہمارے ملک میں جاسوسی کا نیٹ ورک قائم کیا ہوا ہے جس کی مثال سی آئی اے، ریمنڈ ڈیوس، شکیل آفریدی، سیودی چلڈن نامی این جی اوز اور دوسرے نیٹ ورک ہیں ابھی چند دن پہلے وزیر داخلہ نے بلیک واٹر کے متعلق کہا تھا کہ چند دنوں میں اس کا صفایا کر دیا جائے گا صفایا کیا ہوا جماعت اسلامی کے امیر منور حسن کے بیان کیمطابق سی آئی اے، بلیک واٹر اور بھارتی تخریب کار شہریوں کو نشانہ بنا رہے ہیں جہاں تک بلیک واٹر کا تعلق ہے تو بلیک واٹر کے متعلق امریکہ کا سابق وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے اپنے ملک میں بیان میں کہا تھا کہ بلیک واٹر نے امریکہ کا ساتھ عراق میں اچھی طرح سے دیا اور اب وہ

پاکستان میں بھی امریکہ کی مدد کر رہی ہے۔ بلیک واٹر بنانے والے مالک یعنی بانی ایرک پرنس) کا انٹرویو اخبارات میں چھپ چکا ہے کہ بلیک واٹر پاکستان میں کام کر) رہی ہے۔ قارئین! امریکا پاکستان پر عرصے سے ڈو مور کا دباؤ ڈال رہا ہے کہ شمالی وزیرستان میں آپریشن کیا جائے اس سے قبل کئی دفعہ امریکا نے اپنے مقامی ایجنٹوں کے ذریعے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اب پاکستان میں موجودہ واقعات جس میں کراچی میں پولیس کے متنازعہ اسلم چوہدری کا قتل، مستونگ میں شیعہ زائرین پر حملہ کراچی، مانسہرہ اور گوجرنوالہ میں پولیو ٹیموں پر حملے پر امریکی ایجنٹوں سی آئی اے، بلیک، واٹر اور بھارتیوں کے ملوث ہونے کا کہہ رہے ہیں ساتھ ہی ساتھ طالبان کے حملوں کی وجہ سے پاکستانی فوج کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ شمالی وزیرستان پر کاروائی کرے جس کی آج آرمی چیف نے حکومت کو یقین دہانی کرا دی ہے۔ وزیرستان پر جیٹ طیاروں سے بمباری کی گئی جس میں پچاس کے قریب لوگ شہید ہوئے جن میں عسکری ذرائع کے مطابق عدنان رشید ولی الرحمٰن متعدد کمانڈر مارے گئے درجنوں ٹکانے تباہ کر دیے گئے سولہ نمازی بھی شہید ہوئے اس تناظر میں محب وطن حلقے پریشان ہیں کہ کیا امریکا کی ڈو مور کی خواہش پوری ہو گئی ہے؟

ایک بار پھر ۵ فروری آیا

قاضی حسین احمدؒ (مرحوم) سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان کی اپیل پر ۱۹۹۰ء میں نواز شریف نے یوم یکجہتی کشمیر منانے کا حکومتی طور پر اعلان کیا تھا جو اُس وقت سے لیکر آج تک ہر سال منایا جا رہا ہے بے شک نواز شریف کا اچھا اقدام تھا مگر ۵ فروری یوم یکجہتی کشمیر ہر سال آتا ہے اور گذر جاتا ہے اہل پاکستان اپنے کشمیری بھائیوں سے یکجہتی کا اظہار بھی کرتے ہیں جس سے اُن کو دلی خوشی ہوتی ہے وہ اپنا آج ہمارے کل کے لیے قربان کر رہے ہیں کشمیریوں کے غموں اور دکھوں میں ہر سال اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے مگر پاکستانی حکومتوں کو جس طرح کشمیر کے مسئلے کو ڈیل کرنا چاہیے تھا ویسا نہیں کر رہیں ہر حکومت نے مجرمانہ غفلت برتی مگر کشمیری اس کے باوجود آج تک ڈٹے ہوئے ہیں ابھی چھبیس جنوری یوم جمہوریہ بھارت کے دن مکمل ہڑتال اور پوری دنیا میں احتجاج ریکارڈ کرا چکے ہیں مقبوضہ کشمیر میں جھڑپیں ہوئیں سیاہ جھنڈے لہرائے گئے وادی بھر میں مکمل پہیہ جام اور شٹر ڈاؤن نظام زندگی درہم برہم کشمیری عوام کا اقوام متحدہ اور عالمی برادری سے مسئلہ کشمیر حل کرنے کیلئے بھارت پر دباؤ ڈالنے کا مطالبہ کیا گیا آزادی پسند رہنماؤں کو گھروں میں بند کر دیا گیا ہر سال یوم آزدی بھارت پر پاکستانی پرچم لہراتے ہیں اور فلک شگاف نعروں سے پاکستانیوں کو

پیغام بھیجتے ہیں ''ہم کیا چاہتے ہیں؟ . . . آزادی . . . ہم پاکستان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں''۔ مگر کشمیر کے بارے میں ہمارے لیڈران کے بیانات سے کشمیریوں کی زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہیں پاکستانی لیڈر کشمیریوں کا مقدمہ صحیح طریقے سے نہیں لڑ رہے پرویز مشرف نے کشمیریوں کے حق خود ارادیت سے ہٹ کر دوسرے آپشن کی بات کرکے کشمیریوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا۔ تحریک انصاف کے سربراہ کہتے ہیں کشمیر کے مسئلے کو آیندہ نسل کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ متحدہ قومی موومنٹ والے کہتے ہیں کشمیر کو چھوڑو پاکستان کی فکر کرو اُن کا لیڈر بھارت جا کر کہتا ہے تقسیم ایک حادثہ ہے۔ نیشنل عوامی پارٹی والے تو ہے ہی گاندھی کے پیرو، ان کے لیڈر سرحدی گاندھی نے پاکستان میں دفن ہونا ہی پسند نہیں کیا یہ حضرات اپنے آباؤاجداد کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے اب بھی فیڈریشن کی باتیں کر رہے ہیں جس سے کشمیر کا مسئلہ سرے سے ہی ختم ہو جائے گا۔ پیپلز پارٹی کے بانی جو ہندوستان سے ہزار سال جنگ کی بات کرتے تھے اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے آدھا پاکستان گنوا بیٹھے کشمیر اور پاکستان کے حامی سکھوں کی فہرستیں بھارت کے حوالے کرکے پاکستان دشمنی کا ثبوت فراہم کیا کشمیر کی متنازعہ سرحد کو لائن آف کنٹرول تسلیم کرکے مسئلے کی اہمیت کم کی۔ مولانا فضل الرحمان کشمیر کمیٹی کے سربراہ رہ کر کشمیر کے لئے کچھ نہ کرسکے نواز شریف نے کشمیر کو متنازعہ مسئلہ تسلیم کروائے بغیر اٹل بہاری واجپائی کا ریڈ کارپٹ استقبال کیا تھا اور اب کشمیریوں کے زخموں پر نمک

پاشی کرتے ہوئے موسٹ فیورٹ نیشن کا درجہ دینے کی تیاری کر رہے ہیں وزیر تجارت کے مطابق این ڈی ایم اے پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا نواز شریف بھارت سے تجارت کے لیے پریشان ہیں کہ کب شروع ہو وزیر تجارت نے بھارت کا دورہ کیا تجارت کے لیے چوبیس گھنٹے سرحد کو کھلا رکھنے کی بات کر کے آئے ہیں ہمیں حیرانگی ہوتی ہے کسی بھی بات چیت میں کشمیریوں کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ صرف جماعت اسلامی ایک ایسی جماعت ہے جو کھل کر کشمیریوں کی حق خوارادیت کی بات کرتی ہے۔

صاحبو! قائد اعظمؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں جو تحریک پاکستان برپاہ ہوئی تھی دوسری ریاستوں کی طرح کشمیر بھی اُس میں شریک ہوئی تھی مگر غاصب ہندوستان، مکار برطانیہ اور ٹھگ قادیانیوں کی مشترکہ سازش کی وجہ سے پاکستان کے ساتھ کشمیر کا الحاق کو ممکن نہ ہونے دیا گیا برطانیہ کے ریڈ کلف ایوارڈ کی مکاری کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتے ہیں ریڈ کلف کے سابق سیکریٹری اور سول سروس کے ایک اعلیٰ افسر جو حقیقت آشنا اور چشم دید گواتھے، نے اپنے یاداشتوں میں لارڈ مائنٹ بیٹن کی غیر منصفانہ پالیسیوں سے اختلاف رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے نہ صرف تقسیم کے وقت مروجہ قوانین کو توڑا بلکہ سرحدوں کے لیے انہوں نے ریڈ کلف پر باقاعدہ دباؤ بھی ڈالا لکھتے ہیں کہ مجھے چالاکی سے ایک ظہرانے میں شرکت سے روک دیا گیا جس

میں ماؤنٹ بیٹن اور ریڈکلف نے ایک مسلم اکثریتی علاقے گرداسپور کو جو کشمیر کو بھارت سے ملانے والا واحد زمینی راستہ ہے، پاکستان کے بجائے بھارت میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ قادیانی اس سازش میں اس طرح شریک ہوئے کہ سر ظفراللہ خان نے ریڈکلف ایوارڈ کے سامنے ایک نقشہ پیش کیا تھا جو اس طرح بیان کیا گیا ہے"

سر ظفراللہ خان نے گرداسپور کا نقشہ پیش کیا گیا تھا جس کو دیکھ کر باؤنڈری کمیشن اس وقت حیرت میں پڑ گیا تھا اسی وجہ سے گرداسپور کو بھارت میں شامل کر لیا گیا تھا اس سے بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ میسر آ گئی (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ از صاحبزادہ طارق محمود)۔ اس واقعہ کو مذید تقویت اس حرکت سے ملتی جو قادیانی ظفراللہ خان نے کی گرداسپور میں تقسیم کے وقت کی تھی اُس وقت ضلع گرداس پور میں مسلمان ۵۱ فی صد، ہندو ۴۹ فیصد اور قادیانی ۲ فی صد تھے ظفراللہ خان نے ۲ فی صد قادیانیوں کو جب ہندوں سے ملا دیا تو مسلمان ۵۱ فی صد کی بجائے ۴۹ فی صد ہو گئے اس سے گرداسپور جاتا رہا مسلم لیگی رہنما میاں امیر الدین نے ایک انٹرویو میں اعتراف کیا کہ باؤنڈری کمیشن کے مرحلے پر ظفراللہ کو مسلم لیگ کا وکیل بنانا مسلم لیگ کی بہت بڑی غلطی تھی پٹھان کوٹ کا علاقہ قادیانیوں کی سازش سے ہندوستان میں شامل ہوا ہفت روزہ چٹان ۶ اگست تا ۱۳ اگست ۱۹۸۴ء) آج تک کشمیری اپنے اس حق کے لیے) جد وجہد کر رہے ہیں تحریک پاکستان سے پہلے وہ ڈوگرہ حکمرانوں کے ظلم کا نشانہ بنتے رہے اور اب سال ہا سال سے غاصب ہندوستان کی مظالم برداشت کر رہے ہیں . .

لاکھوں کشمیری مرد و خواتین مظاہروں میں شرکت کرتے ہیں ہزاروں کو فرضی .
مقابلوں میں شہید کر دیا گیا ہے کسی کو بھی اگروادی قرار دے کر شوٹ کر دیا جاتا ہے
کاؤنٹر ملیٹنسی میں بستیوں کی بستیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیاہے ہزاروں کو عقوبت
خانوں میں تشدد کرکے شہید کر دیا ہزاروں کو ٹارچر کرکے معذور کر دیا گیا ہے لاتعداد
بھارت کی مختلف جیلوں میں بند ہیں لاکھوں کو پاکستان اور دنیا میں پناہ لینے پر مجبور کر
دیا گیا کئی کشمیریوں کو ضمیر کا قیدی بنا دیا افضل گورو اور مقبول بٹ کو پھانسی پر چڑھا دیا
گیا لاشیں بھی ان کے لواحقین کو نہیں دی گئیں گن پوڈر ڈال کر اربوں کی جائدادیں جلا
دیں گئی مصنوعی بلوے کروا کر آزادی کے متوالوں کے گھروں اور کاروبار کو خاکستر
کر دیا گیا مقدس مقامات اور مزارات پر گن پاؤڈر ڈال کر جلا دیا گیا پانچ لاکھ سے زائد
کشمیری شہید کر دئے گئے آٹھ لاکھ بھارتی فوج کشمیر میں موجود ہے ہزاروں خواتین کے
ساتھ اجتماعی آبروریزی کرکے انہیں داغ دار کر دیا گیا اس حربے سے آزادی کی
تحریک کو دبانے کی بھونڈی کوشش کی گئی ڈیڑھ ہزار سے زائد خواتین جن کے
شوہروں کو لاپتہ کر دیا گیا ہے اپنے شوہروں کی راہ تکتے تکتے ظلم برداشت کر رہی ہیں
علماء نے اب فتوی دیا ہے کہ چار سال تک انتظار کرنے والی کو آدھی بیوہ قرار دے کر
دوسری شادی کی اجازت ہے چھ ہزار سے زائد گمنام قبروں کی نشان دہی ہوئی ہے اب
ان حالات میں قرآنی ہدایات کے مطابق کشمیری مظلومین اور سری نگر میں شہیدوں کے

قبرستان پڑوسی مسلمانوں سے تقاضہ کر رہے ہیں کہ ہماری مدد کو کب آؤ گے؟؟؟ ان حالات میں چھبیس جنوری کو آزاد کشمیر مظفر آباد میں افضل گورو کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں پچاس ہزار وں لوگ جمع ہوئے اور کشمیریوں سے اظہار یکجہتی اور حوصلے کا پیغام دیا گیا اس اجلاس میں کہا گیا کہ دنیا کے چالیس ملک جدید اسلحہ سے لیس گیارہ سال تک افغانستان میں اپنے جابرانہ قبضہ برقرار نہ رکھ سکے یہ کلمہ طیبہ کا کرشمہ ہے انشاء اللہ یہ کرشمہ کشمیر میں بھی ظاہر ہوگا اور بھارت سرنگوں ہوگا کشمیریوں کو آزادی ملے گی یہ کام صرف جہاد فی سبیل اللہ سے ہی ممکن ہے۔

قارئین! کشمیر ہر لحاظ سے پاکستان کا حصہ ہے۔برصغیر کے تقسیم کے فارمولے کے تحت، اُن کی مرضی ،مذہب ، تہذیب، کلچر، زبان اور جغرافیہ کے تحت کشمیر کو پاکستان میں شامل ہونا چاہیے کشمیر کے سارے دریا پاکستان کی سمت بہتے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے سارے زمینی راستے کشمیر کی طرف جاتے ہیں بھارت نے اقوام متحدہ میں رائے شماری کا وعدہ کیا ہوا ہے جو آج تک پورا نہ ہوا۔ اگر برطانیہ میں آئرلینڈ والے آزادی کے لیے سو سال تک جدو جہد کر سکتے ہیں تو کشمیری اس سے زیادہ کرنے کے لئے تیار ہیں یہ تاریخی ظلم ہے کہ ایک کثیر آبادی کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے چھیاسٹھ سال ہو گئے ایک دوسرے سے ملنے کے لیے ترس رہیں یہ ظلم کب تک جاری رہے گا ایک دن کشمیر بھارت کے

غاصبانہ قبضے سے ضرور آزاد ہو گا انشاء اللہ۔

آؤ ہم سب مل کر آگ بجھائیں ! ! !

اللہ کا شکر ہے حکومت نے طالبان سے مذاکرات کی رضا مندی ظاہر کی اور ایک چار رکنی کمیٹی کا اعلان وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں اپنی تقریر میں کیا حقیقتاً یہ پارلیمنٹ کی قرارداد اوراے پی سی کی سفارشات کے عین مطابق ہے گو کہ اس میں دیر ہو گئی مگر پھر بھی یہ قابل تعریف عمل ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ملک میں امن و امان قائم ہونے کے خواہش مند پاکستان کے تمام حلقوں نے اس کا استقبال کیا اکثریت نے صدق دل اور اقلیت نے اگر مگر سے لیکن الحمد اللہ سب اس کام میں شریک ہو گئے اس کمیٹی میں وزیر اعظم سینئر صحافی کالم نگار تجزیہ نگار جناب عرفان صدیقی، میجر (ر) محمد عامر، رحیم اللہ یوسفزئی اور رستم شاہ مہمند شامل ہیں اس کمیٹی کا پہلا اجلاس وزیر اعظم نے اکتیس جنوری کو طلب کیا جس میں کمیٹی ممبران کے علاوہ وزیر داخلہ بھی شریک ہوئے اس میٹنگ میں کمیٹی کو با اختیار بنا دیا گیا اور طالبان سے فوری مذاکرات کرنے کی ہدایت کی گئی کمیٹی نے طالبان سے مذاکرات کرنے کے لیے پاکستان میں کسی بھی جگہ کی حمایت کی اور مذاکرات کے لیے طالبان سے نام بھی طلب کر لیے اس کے ساتھ ہی ساتھ تحریک طالبان پاکستان نے اس کمیٹی پر اعتماد کیااور بات چیت شروع کرنے کے لیے اپنی پانچ رکنی کمیٹی

کا اعلان کر دیا شاہداللہ شاہد کا کہنا ہے طالبان کے تمام ڈھڑے متحد ہیں سنجیدہ مذاکرات کے حامی ہیں پرویز مشرف اور زرداری نے مذاکرات کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا مذاکرات کو دھوکے کی سیاست سے پاک کیا گیا تو امن مشکل نہیں طالبان نے کمیٹی میں عمران خان، مولانا سمیع الحق، پروفیسر محمد ابراہیم مولانا عبدالعزیز اور مفتی کفایت اللہ کو شامل کیا الحمد اللہ پاکستان کے اندر ایک اچھی فضاء قائم ہو گئی دونوں فریق سمجھتے ہیں کہ لڑ کر دیکھ لیا جماعت اسلامی کے امیر کے مطابق ہر لڑائی کے بعد فیصلہ مذاکرات کے ذریعے ہی ہوتا ہے اب دونوں فریقوں نے نیک نیتی کا اعلان کیا ہے جو اچھا شگون ہے برطانیہ میں ایک ہزار سال تک آئرلینڈ کے دہشت گرد لڑنے کے بعد گڈ فرائیڈے معاہدے کے تحت ایک ہوئے افریقہ میں دہشت گرد نیلسن مینڈیلا بھی عرصہ دراز تک لڑنے کے بعد مذاکرات کی ٹیبل پر آیا کل کے دہشت گرد محب وطن اور امن پسند ہو گئے اپنے ملک کی ترقی میں شامل ہو گئے دنیا میں اور بھی بہت سے مثالیں ہیں حقیت یہی ہے کہ معاملات ہمیشہ بات چیت سے ہی حل ہوتے ہیں اللہ سے دعاء ہے کہ پاکستان کے دہشت گرد بھی محب وطن اور پرامن بن کر پاکستان کی تعمیر و ترقی میں شامل ہو جائیں تحریک طالبان کی کمیٹی نے مولانا سمیع الحق کی زیر صدارت اسلام آباد میں اپنا اجلاس کیا اصل میں یہ دونوں کمیٹیاں ایک پل کا کردار ادا کرنے والی ہیں اصل فریق تو حکومت اور طالبان ہیں مگر جو دو فریق لڑ رہے ہیں وہ تو ممکن نہیں کہ ایک دم آمنے سامنے آ جائیں کیونکہ اس

میں خدشات ہوتے ہیں پہلے یہ دونوں کمیٹیاں برف کو پگلائیں گی مذاکرات کی ٹیبل پر دونوں کے اصل نمایندے آمنے سامنے مل بیٹھنے کی سبیل کریں گی حکومت کے باغی گروپ کے مطالبات سامنے آئیں گے یہ کمیٹیاں ان مطالبات کو کم از کم اور قابل عمل بنائیں گی چھان بین کے بعد کچھ لو کچھ دو کی فارمولے کے تحت اس کو بنائیں گی پھر جا کر کہیں بات بنے گی طالبان نے اپنے نمایندے چننے کے لیے اس سوچ کو سامنے رکھا جو سوچ پاکستان میں آگ و خون کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے چاہتے ہیں اب ضرورت اس بات کی تھی کے سب پارٹیاں اس کو مان کر ابتدائی کام کرتیں مگر تحریک کی کور کمیٹی نے عمران خان کو اس کمیٹی میں شامل ہونے سے روک دیا جو دانشمندی کا ثبوت نہیں ہے عمران خان ہمیشہ مذاکرات کی بات کرتے رہے ہیں اب جب مذاکرات کی ٹیبل بچھ گئی تو انکار کیوں؟ کیا ہی اچھا ہوتا وہ عمران کو شرکت کی اجازت دیتے قائد حزب اختلاف خورشید شاہ تک نے نے بھی عمران کی شرکت کی اپیل کی ہے۔ مولانا فضل الرحمان نے بھی ہمیشہ مذاکرات کی بات کی ہے ان کی جماعت نے بھی مشاورت کے بعد کمیٹی میں شامل نہ ہونے کی بات کی ہے اور کہا ہے کہ ہماری پارٹی کا رکن پارٹی کے فیصلے کا پابند ہے پریس کانفرنس میں کہا کہ طالبان کو اپنے اندر سے ممبران کو چننا چاہیے ہم سے مشاورت نہیں کی گئی اپنے قائم گئے جرگہ کی بات سامنے رکھی کہ اس جرگے، جس کو سب نے تسلیم کیا تھا کو کیوں نظر انداز کیا گیا ہے اس روش سے پاکستان کے لوگ رائے قائم کرنے میں بجا ہوں گے کہ جرگہ بھی صحیح ہے بلکہ

جرگہ کیا ہر قسم کی بات جو صلح کے لیے کی جائے صحیح ہے مگر ان مذاکرات کے لیے پاکستان کی پارلیمنٹ نے قرارداد پاس کی پھر اس پر اے پی سی ہوئی ان دونوں قومی اداروں کی سفارشات پر مذاکرات کی بات پر دردمندانہ عمل ہو رہا ہے تو وہ اپنے قائم کردہ جرگے کو بیچ میں کیوں اصرار کرتے ہیں صدق دل سے مذاکرات میں شامل ہونا چاہیے مولانا صاحب ! یہ شروعات ہیں اصل مذاکرات تو حکومت اور طالبان کے نما یندوں میں ہی ہونگے اس لیے.برائے مہربانی روڑے نہ اٹکائیں طالبان کے ترجمان شاہد اللہ شاہد نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے مولانا پر اعتماد کیا مگر مولانا کو اپنے اوپر اعتماد نہیں ذرائع کہتے ہیں کہ تحریک انصاف اور جمعیت اسلام (ف) کو سیاسی پوئنٹ اسکور کرنیس کے بجائے اس نازک قومی مذاکرات میں شامل ہونا چاہے یہ قوم وملت کی خدمت ہے ان دونوں پارٹیوں کے عمل کو قوم نے پسند نہیں کیا طالبان کی قائم کردہ کمیٹی نے اپنے اجلاس میں ان دونوں پارٹیوں سے اجلاس میں شرکت کی درمندانہ اور پرزور اپیل کی ہے۔ الیکٹرونک میڈیا کے مطابق حکومتی کمیٹی نے اپنا اجلاس طلب کیا اور طالبان کمیٹی سے فوراً بات جیت کرنے کا طے کیا ہے طالبان کے ترجمان کے مطابق انہوں نے ابھی تک کوئی مطالبات نہیں رکھے۔ تین رکنی کمیٹی ہماری فائنل کمیٹی ہے اسی سے مذاکرات کئے جائیں اس کو مکمل اختیار ہے۔ ادھر تین رکنی کمیٹی نے کہا ہے ہم سے حکومتی کمیٹی نے رابطہ نہیں کیا ہم جماعت اسلامی اسلام آباد کے دفتر میں حکومتی کمیٹی کا انتظار کریں گے پھر قوم

فیصلہ کرے گی کہ کون مخلص ہے۔

قارہین ! مسئلے کی نزاکت اوراہمیت کو سمجھتے ہوئے ملک کی تمام سیاسی ،دینی ، سماجی، تجزیہ نگار، کالم نگار اور سول سوسائٹی نے مذاکرات کی حمایت کی ہے جو خوش آیند ہے اپنے اپنے سیاسی مفادات کو ایک طرف رکھ دیں اور قومی سوچ کو اُبھاریں آیے ہم سب اس آگ کو بجھانے کی صدقِ دل سے کوشش کریں تاکہ اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی طاقت اسلامی جمہوریہ پاکستان جو امت مسلمہ کی امانت ہے میں امن وامان ہو ملک ترقی کرے بے قصور لوگوں کی جانیں ضائع نہ ہوں صاحبو !اس جنگ نے کبھی نہ کبھی تو ختم ہونا ہی ہے ایسا نہ ہو کہ ہماری کوتاہی سے سب کچھ بھسم ہو جائے اور ہم ایک درماندہ قوم بن جائیں تب ہمیں خیال آئے دشمن تو یہی چاہتا ہے یاد رکھیں تاریخ ہمیں معاف نہ کرے گی اللہ ہمارے ملک کا محافظ ہو آمین ۔

مذاکرات، مشتری ہوشیار باش!

ہم اس سے قبل اپنی کالم ''آؤ ہم سب مل کر اس آگ کو بجھائیں'' میں تمام اسٹیک ہولڈرز سے درخواست کر چکے ہیں اس سے مراد ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو شعوری مسلمان کہتا ہے اور ملک کو اس آگ سے نکالنے کی خواہش رکھتا ہے کو اپنی اپنی جگہ ان مذاکرات کو کامیاب کرانے کی کوشش کرنی چاہیے یہ وہ آگ جس میں ہمارا پورا ملک تباہ ہو چکا ہے، جس نے ہمیں مہذب دنیا میں بدنام کر دیا ہے، جس کی وجہ سے ہماری عوام دو مخالف سمتوں میں بٹ چکی ہے، جس نے ہماری بہادر افواج کو اپنے ہی شہریوں سے جنگ سے دوچار کر دیا ہے یہ تو اللہ کا کرنا ہے جن کی وجہ سے یہ آگ پاکستان کے طول عرض میں بھڑکی تھی وہ تو مکافات عمل کے تحت گرفت میں ہیں مگر پھر بھی ان مذاکرات کے مخالف لوگ اپنے اپنے پتے پھینک رہے ہیں یہ صحیح ہے کہا کیا ہے کہ مذاکرات سے انتشار پسندوں کی امیدوں پر اُوس پڑ گئی ہے پہلا پتہ امریکی سفارت خانے نے اپنے سیاسی سیل کو متحرک کرکے کیا سیاسی سیل کے افراد نے پاکستانی سیاست دانوں سے ملاقاتیں کیں جس میں سفارت خانے کے پولیٹکل سیکرٹری نے رک والٹر نے بھی سیاست دانوں سے سن گن لینا شروع کر دی ہے ڈرون بھی شمالی وزیرستان پر مڈھ لاتے رہے جس وجہ سے مذکراتی ٹیموں کو بار بار اپنی لوکیشن تبدیل کرنی پڑی ہم سب کو معلوم

ہے جب اس سے پہلے مذاکرات کی ڈول ڈالی گئی تھی تو دوست نماء دشمن امریکہ نے ڈرون حملہ کرکے طالبان کے امیر حکیم اللہ مسعود کو ہلاک کر دیا تھا جس کا بدلہ طالبان نے پاکستان میں جوابی کاروائی کرکے لیا تھا جس میں فورسز کے علاوہ بے گناہ شہری بھی شہید ہو گئے تھے کچھ لوگ کہتے ہیں شکر ہے کہ اس دفعہ مصیبت سے بچ کر مذاکراتی ٹیم شمالی وزیرستان سے صحیح سلامت واپس آ گئی دوسرے حملے نظریاتی ہیں مثلاً طالبان کونسی شریعت ہے چاہتے ہیں یہ سلوگن پاکستان میں کئی بار مذہب بیزار، سیکولر اور بیرونی پیچ پر کھیلنے والے کچھ روش خیال کالے انگریز ایسے ہر موقعہ پر عوام میں پروپیگنڈہ ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں علماء حق ان کو ہر وقت ترقی بہ ترقی جواب دیتے رہے ہیں لہٰذا اس پر ہم زیادہ گفتگو نہیں کرتے البتہ ملک کے بہی خواہ حلقے اور علماء طالبان کی بندوق اور خود کش حملے سے شریعت کے نفاذ کے بھی مخالف رہے ہیں اور برملا اس کا اظہار بھی کرتے رہے ہیں کل ہی جماعت اسلامی کے سیکرٹری جناب لیاقت بلوچ اپنی پریس کانفرنس میں اس کا اعلان کر چکے ہیں۔ امن کے خواہ حلقوں نے طالبان کمیٹی کے رکن مولانا عبدالعزیز کی پریس کانفرنس اور شریعت کے نفاذ کے بغیر مذاکراتی ٹیم سے اور حکومت سے مذاکرات سے علیحدگی پر بھی احتراض کیا گیا ہے اسی قسم کی مثبت سوچ کا طالبان نے بھی مظاہرہ کیا مولانا پہلے بھی لال مسجد حادثہ پر غلط روش سے معاملات کو خراب کرنے کا ایک سبب بنے تھے اور پھر وہ نہ جانے کس کی شہ پر

وہ شروع میں ہی نا سمجھی کا مظاہرہ کر رہے ہیں طالبان نے تو لال مسجد اور مدرسہ حفصہ کی بے گناہ شہید بچیوں کی روح کو تقویت پہنچانے کے لیے ان کا نام مذاکراتی ٹیم میں ڈالا تھا مگر مولانا نے اپنے آپ کو اس مذاکراتی عمل کے قابل صابت نہ کیا اور اپنے طرزِ عمل سے بے گناہ شہید بچیوں کی روح کو بھی تکلیف پہنچائی۔ کچھ طالبان مخالف مسلکی دینی جماعتیں اور لکھاری بھی مذاکرات کے مخالف مظاہرے اور ان کے حمایتی کالم بھی لکھ رہے ہیں کاش کہ اس وقت وہ ملی یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مذاکرات کو منتقی انجام تک پہنچنے دیتے اور اگر طالبان اپنی روش میں کمی پر تیار نہ ہوتے تو شاید ان کے نکتہ نظر پر کچھ لوگ راضی بھی ہوتے مگر اس وقت ان حضرات کو ملک قوم کی خاطر کو صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور انتظار کرنا چاہیے۔ انگلش پرنٹ میڈیا پر تو پہلے سے ہی نام نہاد روش خیال قابض ہیں اور وہ سیاسی اسلام کی مخالفت اپنے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کی لیے پہلے کی طرح ہمیشہ کرتے رہتے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں الیکٹرانک میڈیا پر بھی ایسے ہی لوگ مسلط ہیں کچھ امریکی فنڈڈ ٹی وی مالکان اور ٹی وی اینکر بھی ان کے ساتھ ہیں انہوں نے الٹی گنتی شروع کر دی ہے شرکاء ٹاک شو کو مذاکرات کے خلاف اُکساتے رہے بار بار شاہداللہ شاہد کے برطانوی اشاعتی ادارے کو دیے گئے انٹرویو کو ٹی وی پر دیکھاتے رہے کچھ اسٹریجک ڈیپتھ کا راگ الاپتے رہے کہ فوج کو فاٹا میں اس وقت رہنا چاہیے جب تک افغانستان سے امریکی فوج نکل نہیں جاتی ورنہ طالبان فاٹا سے

افغان طالبان کی مدد کر کے وہاں طالبان اسلامی حکومت قائم کر دیں گے کیا افغان طالبان کو اپنے ملک میں اپنی مرضی کا نظام قائم نہیں کرنا چاہیے یا دنیا کے دوسرے مسلمان امریکی پٹھو حکمرانوں کی طرح امریکہ کا دم چھلا بننا چاہیے یہ کیسی سوچ ہے اس دفعہ کچھ ٹی وی اینکرز نے اپنی روش سے رجوع بھی کیا ہے اور طالبان کے ساتھ رابطے کا ذکر کرتے رہے اور اُن کا نکتہ نظر بھی پیش کرتے رہے ٹی وی پروگرام میں حکومت اور امریکی کی کارستانیوں ، حکومت اور طالبان کے درمیان پرانے معاہدوں پر غیر جانبداری سے تبصرہ کیا ہے جو خوش آیند ہے۔

قارئین ! ان ساری مخالفتوں کے باوجود حکومتی اور طالبان کمیٹیوں کی مخلص کوششوں کی وجہ سے طالبان نے بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے آئین پاکستان کے اندر رہتے ہوئے مذاکرات پر رضاہ مندی ظاہر کر دی ہے جو ایک نیک شگون ہے مگر بھی ہم گذارش کرتے ہیں کہ ہر طرح سے مذاکرات کو ناکام بنانے کے لیے مقامی اور بیرونی ملک دشمن قوتیں اپنی اپنی اسطاعت کے مطابق اب بھی حملہ کر سکتے ہیں آج ہی کراچی میں ایک آستانے پر حملہ کیا گیا جس میں بے گناہ لوگ شہید ہو گئے اور اس مسلک کے لوگوں میں اشتعال پیدا ہوا دشمن کے ہر حربے کو ناکام بنانا ہے اس لیے گزارش ہے کہ مشتری ہوشیار باش رہیں۔

مسلم معاشرہ اور جدید میڈیا کا کردار

مسلم معاشرے سے مراد اگر موجودہ مسلم معاشرہ ہے تو یہ مسلم معاشرے کی بگڑی ہوئی شکل ہے مسلم معاشرے کو ہمارے آقاؤں نے توڑ پھوڑ دیا ہے اس کی مثال کچھ واقعات سے ہم اخذ کر سکتے ہیں جب صلیبیوں نے ترکی کو شکست دی خلافت کو ختم کیا مسلمانوں کو چھوٹے چھوٹے راجوڑوں (ملکوں) میں بانٹ دیا تو ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ ہم نے مسلم معاشرے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے اتاترک نے ترکی میں اسلام کی ساری کی ساری معاشرت کو ریاستی جبر سے ختم کیا اس کی جگہ مغرب کی شیطانی معاشرت کو رائج کر دیا جس کو آج تک سنبھلنے کا موقعہ نہیں مل سکا۔ کچھ مدت پہلے ایسی ہی کوشش کا ذکر بھارت میں کانگریس کی سربراہ سونیا گاندھی نے کیا اور کہا تھا کہ مسلمانوں کی معاشرت (تہذیب) کو ہم نے ختم کر دیا اسی طرح یہودیوں کے پروٹکول میں بھی درج ہے کہ فلاں وقت تک ہم نے میڈیا پر کنٹرول حاصل کرنا جو انہوں نے حاصل کر لیا جس پر عمل کرتے ہوئے اس وقت دنیا کی تمام بڑی بڑی خبر رساں ایجنسیاں اور الیکٹرونک میڈیا پر یہودیوں کے کنٹرول میں ہیں دنیا اور خصوصاً مسلم معاشرے میں وہی خبر آتی ہے جو وہ چھان بین کر اپنے مطلب کی بنا کر نشر کرتے یا پیش کرتے ہیں دوسری طرف مسلم دنیا میں میڈیا پر کوئی خاص پیش رفت نہیں

کی گئی جس وجہ سے مغربی میڈیا جس رخ پر مسلم معاشرہ کو چاہتا ہے ہانک کر لے جاتا ہے بلکہ مسلم حکومتوں میں ڈالر کی چمک دکھا کر میڈیا کے لوگوں کو خریدا جاتا جس کی خبریں ہمیں پاکستان میں بھی اکثر ملتی رہتی ہیں۔

صحیح مسلم معاشرہ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مدینے میں قائم ہوا تھا جسے دنیا کی شیطانی قوتیں ہر دور میں ختم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں مگر وہ اسے بالکل ختم نہیں کر پائے صرف اس میں بگاڑ پیدا کر سکے ہیں۔ میڈیا نام ہے معلومات کی ابلاغ کا، الیکٹرونک، پرنٹ یا زبانی ہو۔ میڈیا کے ذریعے معاشرے پر اثر انداز ہونا، معاشرے کی نشوونما پر میڈیا کا اثر ہر زمانے میں مانا گیا ہے اسلام سے پہلے بادشاہوں کے دور میں یہ کام بادشاہ کے قصہ گو زبانی عوام تک بادشاہ کی خبریں پہنچاتے تھے جس میں اللہ سے ڈرنے کے بجائے بادشاہ سے ڈراتے تھے طریقہ یہ رائج تھا کہ " قصہ گو خبر کو اس طرح عوام تک پہنچاتے تھے کہ ایک تھا بادشاہ تیرا میرا اللہ بادشاہ. . .پھر آگے خبر شروع ہو جاتی تھی" رسولؐ نے جہاں دنیا کے سارے غلط چلن ختم کیے وہاں میڈیا کی سمت بھی درست کی خبر کو عام کرنے کے لیے مقدس جگہ مسجد تھی رسولؐ مسجد نبوی کے ممبر پر بیٹھ کر (خبر) احکامات دیا کرتے تھے جو معاشرے میں اللہ کے حکم کا درجہ رکھتی تھی اُس پر ہر مسلمان کا عمل فرض قرار دیا گیا تھا اسی مسجد کے میڈیا کے ذریعے مسلم معاشرہ قائم ہوا

تھا عام مسلمان کسی بھی خبر کو پہلے تحقیق کر کے آگے بیان کیا کرتا تھا کسی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ کافی تھا کہ اِدھر سے بات سنی اُدھر بغیر تحقیق کے آگے پھیلا دی یہی مسلم معاشرہ اسی دنیا میں خلفائے راشدینؓ کے دور تک قائم تھا مساجد میں خطیب اللہ کی کبرایائی جو سب سے بڑی خبر ہے کے ساتھ ساتھ مسلم معاشرے کی نشو ونماء اور اخلاق سدھارنے کی ذمہ داری بھی ادا کرتے تھے سارا مسلم معاشرہ، ایک مسلم قومیت میں زعم ہو گیا تھا اسی مسلم معاشرے پر شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے کہا تھا۔

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر۔ ۔ ۔ خاص ہے ترکیب میں ہے قومِ رسولِ ہاشمیؐ"

پھر اس مسلم معاشرے میں تبدیلی آنا شروع ہوئی خلافت عام مسلمانوں کی رائے کے بجائے اپنے خاندان میں قائم ہونے لگی خزانہ حکمرانوں کے ذاتی ملکیت میں چلا گیا۔ وفاداری کا معیار اللہ اور رسولؐ کی بجائے حکمرانوں کے ساتھ منسلک ہو گیا فرد کی آزادی کم سے کم ہوتی گئی مسجد جو اس وقت کا سب سے بڑا میڈیا کا ذریعہ تھی حکمرانوں کے کنٹرول میں چلا گیا اب وہی بات صحیح مانی گئی جو حکمرانوں نے کہی جس نے حق و سچ بیان کرنے کی کوشش کی اس کے گلے کاٹے گئے اور پسِ زنداں ڈالے گئے۔

پھر دنیا میں فاصلے کم ہونا شروع ہوئے ابلاغ میں آسانی پیدا ہوئی سفری

سہولتیں جانوروں کے بجائے مشین کے ذریعے حاصل ہو گئیں موٹر کار اور ہوائی جہاز نے آسانیاں پیدا کر دیں ساتھ ہی ساتھ ذرائع ابلاغ نے ترقی کی چھاپا خانے وجود میں آئے اس کے بعد ریڈیو ایجاد ہوا فلم جس میں انسان کی شکل سامنے دیکھی جا سکتی تھی ایجاد ہوئی ٹیلیوژن ایجاد ہوا بلا آخر ایسے ذریعے ایجاد ہوئے کہ ایک شخص زمین کے ایک کونے سے اپنی بات پوری دنیا کو سنانے کے قابل ہو گیا۔ان آسانیوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مقتدر قوموں اور حکومتوں نے اپنے مقصد کے لیے اپنے مخالفوں کے اندر نفوذ کرنا شروع کیا جدید میڈیا سے خوف کی فضاء پیدا کی گئی جیسے افغان جہاد میں اس کے حواری ڈراتے تھے کہ روس ایک دفعہ جس ملک میں داخل ہوا واپس نہیں گیا اب یہودی کنٹرولڈ میڈیا امریکہ سے کمزور قوموں کو ڈرا رہا ہے اسی میڈیا کے ذریعے اپنی تہذیب کو بڑھا چڑھا کے پیش کر رہے ہیں اپنے فنکاروں سے ڈراموں کے ذریعے پرانی تہذیبوں کا مذاق اُڑایا گیا اور اس کی جگہ اپنی تہذیب کو ترقی کے لیے زینے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اسی میڈیے کے زور سے کمزور قوموں کی معاشرت کو ختم کر کے اپنی معاشرت کو پروان چڑھایا جاتا ہے مختلف قسم ڈینر منائے جاتے ہیں جیسے آج ویلنٹائین ڈے منایا جا رہا ہے بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے ذریعے بھی یہ کام کیا جا رہا ہے۔ مسلم معاشرے خاص کر پاکستان میں ان تمام ذریعوں کو استعمال کیا جا رہا ہے مغربی شیطانی معاشرہ جس، میں بے حیائی عام ہے عورت جو اسلام میں ماں بہن بیٹی کے روپ میں تقدس کی مالک ہے مغرب میں اسے شمع

محفل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے معاشی ضرروت کے لیے اسے نیم عریاں کر کے پیش کیا جارہا ہے سرمایہ دار کا کوئی پروڈکٹ جب تک عورت کا حسین جمیل چہرہ نہ پیش کیا جائے فروخت ہی نہیں ہوتا ہوٹلوں اور کلبوں میں عورتیں مادر زاد ننگی ہو کر بیلے ڈانس پیش کرتیں ہیں فعل قوم لوط کو عام کر دیا گیا ہے بلکہ مغرب نے اس قبیح فعل کو آئین کا حصہ بنا دیا ہے پچھلے دنوں ہمارے دوست نما دشمن امریکا کے سفارت خانے میں ہم جنسوں کا اجتماع ہوا تھا جو ہمارے مذہب اور معاشرت پر حملہ ہے خاموشی سے ہمارا سکوں میں جنسی تعلیم رائج کر دی گئی ہے مغرب میں ایک ہی پانی کے عوض میں باپ بھائی ماں بیوی بہن نیم عریاں نہانے کے لباس میں نہاتے ہیں جس سے بے حیائی پھیلتی ہے جبکہ مسلم معاشرے میں عریانی نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ سوسائٹی میں پردے کا حکم ہے مغربی معاشرے میں عورت کو بھی کمائی میں لگا دیا ہے جبکہ اسلام میں گھر کی معاشی ضروریات کا ذمہ دار مرد ہے عورت پر معاشی ذمہ داری نہیں ہے ان غلط کاموں کی وجہ سے مغرب کا معاشرہ سیکسی سوسائٹی بن گیا ہے باپ کے سامنے نوجوان بیٹی کہتی ہے او کے ڈیڈ میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ جارہی ہوں ان کے خاندانی نظام کا یہ حال ہے کہ مرد کارخانے سے شام کو کام سے واپس آتا ہے بیوی کی طرف سے میز پر تحریر پڑی ہوتی ہے میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہوں کل کورٹ میں فیصلے کے لیے آجانا مغرب کے اپنے سروے کے مطابق مغربی معاشرے میں چالیس فی صد حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں اس جدید شیطانی معاشرے کی کیا کیا

خامیاں بیان کی جائیں مغربی معاشرہ مکمل تباہ ہو چکا ہے اسی معاشرے کو جدید میڈیا مسلم دنیا اور پاکستان میں خاص کر پیش کر رہا ہے حکومتیں جن کا کام عوام کی حفاظت کے ساتھ ان کی تہذیب کی بھی رکھوالی ہوتی ہے۔بری طرح اس جدید میڈیے کے شکنجے میں پھنسی ہوئی ہے اس کی وجہ بیرون ملکوں سے قرضوں کا حصول ہے جو قرض دیتے ہیں وہ اپنی شیطانی تہذیب بھی مسلط کرتے ہیں پاکستان میں الیکٹرونک میڈیا گھنٹوں فلمی ایکٹرسوں کی موت ان کی عمر اور ان کی کارکردگی پر شو پیش کرتے ہیں اس کے مقابلے میں قوم کے ہیروں کو وقت نہیں دیا جاتا جو پاکستانی مسلم تہذیب کے مخالف ہیں انہیں زمین سے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا جاتا جیسے حال ہی میں ملالہ کو پوری دنیا کا لیڈر بنا دیا گیا ہے۔

مغربی ملک خاص کر امریکا میڈیا کو خریدنے کے لیے فنڈ مختص کرتے ہیں اس سے پاکستانی میڈیا بھی مستفیض ہوا ہے اسی لیے اس کو امریکی فنڈڈ میڈیا کہا جارہا ہے دوسری طرف امن کی آشا کے نام پر بھارتی ہندوانا تہذیب کو پاکستان پر زبردستی ٹھونسا جارہا ہے یہ اسی جدید میڈیا کا کردار ہے جو ہمارا معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے ایک ایک کر کے اسلامی قدروں کو ختم کیا جارہا ہے اس میں پاکستانی حکومتیں بین الاقوامی قوانین کے تحت پابند ہیں اقوام متحدہ کے بین الاقوامی ادرے جو مغربی صلیبی ملکوں کے قبضے میں ہیں جو خود شیطانی تہذیب کے معمار ہیں وہ دنیا میں کبھی ماں کا دن، باپ کا دن، بچوں کا دن، عورتوں اور ویلنٹائن ڈے منانے کے ذریعے اپنی تہذیب مسلط کر رہے ہیں یہ جدید

میڈیا کا کردار ہے جس نے مسلم معاشرے خاص کر پاکستانی معاشرے کو اسلام سے دور کیا ہے۔ بے حیائی کو عام کیا ہے بانی پاکستان قائد اعظمؒ کے اسلامی پاکستان کے ویژن کے خلاف سیکولرزم کے پرچار کرنے کا ٹھیکا لیا ہوا ہے پر امن اسلام کو دہشت گرد بنا دیا ہے کل کے وفاداروں کو غدار بنا کر پیش کر رہا ہے یہ ہے مسلم معاشرے پر جدید میڈیا کا کردار۔

مذاکرات، مذاکرات اور صرف مذاکرات !

لاہور میں علماء مشائخ کانفرنس طالبان کمیٹی کے سربراہ کے زیر قیادت اہتمام قائم کی گئی اس کانفرنس میں ۳۲ سے زائد جماعتیں شریک ہوئیں اس کے اعلامیہ میں کہا گیا کہ ہم علماء سیاسی پارٹیاں، مشائخ، سول سوسائٹی، حکومت، طالبان اور میڈیا سے امید رکھتے ہیں کہ سب مل کر مذاکرات میں حائل رکاوٹیں ختم کریں گے پارلیمنٹ اور اے پی سی کی سفارشات پر عمل کریں گے اس غیر ملکی جنگ سے ملک کو نکالیں گے قرآن کہتا ہے ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کا قتل ہے سب سے گذارش ہے ملک کو نارِ نمرود سے بچائیں فریقین رکاوٹ نہ پیدا ہونے دیں کمیٹی کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کانفرنس کے اختتام پر یہ اعلامیہ پڑھ کر سنایا جس میں حکومت اور طالبان سے اللہ اور رسولؐ کے نام پر فوری جنگ بندی کی اپیل کی گئی ہے۔اس سے قبل وفاق المدارس نے ملک کے تمام علماء کو جمع کر اللہ کا واسطہ دے کر دونوں فریقین سے جنگ بندی کا کہا تھا۔جماعت اسلامی کے امیر سید منور حسن نے مذاکرات کی ناکامی کے باوجود فوجی آپریشن نہ کرنے کی درخواست کی ہے ان کے مطابق اس طرح کہہ کر وہ افواج پاکستان کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ فوج کو اپنے ہی شہریوں سے الجا دیا گیا ہے نقصان کسی فریق کا بھی ہو نقصان پاکستان کا ہے نقصان امت مسلمہ کا ہے اس وقت یہ تجزیے نہیں کرنے چاہیے کہ کون قصوروار ہے اور

کون قصوروار نہیں اس وقت ایک ہی ایجنڈا ہونا چاہیے کہ ہر حالت میں مذاکرات ہوں اور کسی فیصلے پر پہنچا جائے دونوں طرف سے خون خرابے سے اجتناب کرنا وقت کی ضرورت ہے یہاں تک طالبان کی شریعت کے نفاذ کی بات ہے وہ ہر موقعے پر کہہ چکے ہیں بم دھماکوں اور خود کش حملوں سے شریعت نافذ نہیں ہو سکتی شریعت پرامن طریقے سے ہی نافذ ہو سکتی ہے اور ملک میں امن بھی جیٹ طیاروں کی بمباری اور ٹینکوں کی گولہ باری سے امن قائم نہیں ہو سکتا اس لیے اس طاقت کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ قائد حزب اختلاف اور پیپلز پارٹی کے رہنماء خورشید شاہ نے کہا ہے دہشت گردی کے بعد مذاکرات کی افادیت ختم ہوئی ہے نواز شریف کو لیڈر بن کر سوچنا ہوگا حکومت کی کمزور پوزیشن کی وجہ سے نقصان پہنچ رہا ہے۔ بلاول کی زبانی کہ وہ وحشی درندوں کا قانون نہیں مانتے دمادم مست قلندر ہوگا ہمیں شریعت نہ بتائیں ہمیں معلوم ہے۔ جو شریعت وہ جانتے ہیں اس کا مظاہرہ وہ سندھ ثقافتی پروگرام میں کر چکے ہیں اور ان کی تو پوری زندگی ہی شریعت کے مطابق ہے اگر ان جیسے نوجوانوں کو قوم کا لیڈر مان لیا گیا تو وہ اپنے نانا کے دور حکومت میں منظور ہونے والے اسلامی آئین کی تشریح اسی طرح کریں گے اس بہتر سے بیان تو زرداری صاحب کا ہے۔ پی پی پی کے سابق وزیر داخلہ کہتے ہیں حکومتی کمیٹی بننے سے طالبان کی اہمیت بڑھی ہے اس مسئلے کا ایک ہی حل آپریشن ہے۔ عمران خان نے کہا پی پی پی، ایم کیو ایم اور عوامی نیشنل پارٹی اب آپریشن پر زور دے رہے ہیں انہوں نے اپنے دور میں

شمالی وزیرستان میں آپریشن کیوں نہیں کیا۔ مولانا فضل الرحمان تو ہر حکومت کے ساتھ ہوتے ہیں وہ مشرف، پی پی پی اور اب ن لیگ کے ساتھ ہیں حکومت پہلے بھی آپریشن کرکے دیکھ چکی ہے اس سے قبل ۹ آپریشن ہو چکے ہیں جس میں ۲ شمالی وزیرستان میں کئے گئے۔

صاحبو! اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں نواز شریف مذاکرات میں مخلص ہیں اور کہہ چکے ہیں حکومت اور فوج ایک ہی پیج پر ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ انہوں نے فرمایا ہے کہ کراچی اور مہمند جیسے حملوں سے مذاکرات کو دھچکہ لگا ہے اور مذاکرات کو سبوتاژ کیا گیا ہے حالیہ حملوں پر طالبان نے اپنے موئقف میں کہا ہے کہ ہمارے لوگوں کو فورسز قتل کر رہی ہیں اس لیے ہم نے بھی کراچی میں کاروائی کی ہے کراچی میں ہمارے ۲۱ افراد کو قتل کیا گیا ہے پشاور میں ۱۰ [illegible] گیا اس پر کراچی میں ہم نے پولیس وین پر حملہ کیا ملک میں دوسری کاروائیوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ادھر عسکری حکام کا کہنا ہے زیر حراست دہشتگردوں کے قتل کا الزام بے بنیاد ہے یہ بات چل رہی تھی کہ مہمند ایجنسی میں ایف سی کے ۲۳ مغوی اہلکاروں کو قتل کرکے مذاکرات کو ڈیل ریل کرنے کے لیے ایک اور گھناونی کوشش کی گئی ہے جس کی جتنی بھی مزاحمت کی جائے کم ہے۔ اس واقعے پر حکومتی کمیٹی نے طالبان کمیٹی سے طے شدہ میٹنگ میں شمولیت سے انکار کرکے مذاکرات کو زیادہ مشکل بنا دیا ہے دس سال سے زیادہ

جاری جنگ کو فوراً ختم ہونے کے خواب دیکھنے والے حقائق کی دنیا سے باہر ہیں طالبان نے پاکستان کے آئین کے تحت مذاکرات میں شرکت کا مان کر اچھی بات کی تھی اگر دونوں فریق پر پوئنٹ اسکور کرنے کا الزام لگ جائے تو کسی طرح بھی مناسب نہیں دونوں فریق بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس آگ کو بجھا دیں تو یہ تاریخی کامیابی ہو گی۔

قارئین ! قوم کو اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے ہے کہ کس کی غلطی ہے اور کس کی نہیں ! تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیں ہر لڑائی آخر مذاکرات پر ہی ختم ہوئی ہے اس لیے وطن سے محبت کرنے والے حلقے مذاکرات ،مذاکرات اور صرف مذاکرات پر ہی اس مسئلے کے حل پر یقین رکھتے ہیں اللہ سے دعاء کہ وہ اس مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دشمنوں کی سازشوں کی وجہ سے ،برپاہ اس جنگ سے نکالے آمین۔

!مت خوش ہوں آگ بڑھکانے والے

بد قسمتی ہے کہ مملکت پاکستان میں مختلف عناصر ہیں جن کا اپنا اپنا ایجنڈہ ہے جو اپنی اپنی مرضی کے مفروضے قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں کوئی فوراً آپریشن کی بات کر رہے ہیں کوئی اِس آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کسی کی ڈوری باہر سے ہلائی جا رہی ہے جو آپریشن کے حامی ہیں نہ جانے وہ اس کا ادراک کیوں نہیں رکھتے کہ اس سے قبل آپریشنز کا کیا حال ہوا۔ سب سے پہلے ہم امریکا کے کہنے پر اپنے مسلمان پڑوسی ملک افغانستان کے خلاف امریکی آپریشن میں شامل ہوئے اب تک ہم پورے ملک میں اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اس آپریشن کی وجہ سے ہمارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی یہ کام افغان طالبان اور پاکستانی طالبان نے مل کر کیا ہے ان کا نکتہ نظر یہ ہے کہ پاکستان نے امریکا کے ساتھ مل کر ہمارے ملک کو تورا بورا بنا دیا ہے اس لیے ہم یہ کام کر رہے ہیں ہمارے ازلی دشمن امریکا نے اپنے ایجنٹ پاکستان میں داخل کئے ناٹو ممالک نے بھی اپنے جاسوس داخل کئے انہوں نے کاروائیاں شروع کر دیں بھارت نے بھی اپنا بدلہ چکانے کے لیے اس میں شامل ہو گیا اس پر مذید بربادی ڈرون حملوں نے کی اور لاتعداد خود کش تیار ہو گئے ہم اس ساری روداد کو اپنے کالموں میں عوام کے سامنے رکھتے رہے ہیں جب لال مسجد اور مدرسہ حفصہ پر بے گناہ طالبات کو فوجی آپریشن کے ذریعے فاسفورس

گیس کا استعمال کر کے ہزاروں اسلام کی بچیاں شہید ہوئی تھیں تو ان کا انتقام لینے والے اب تک پاکستان میں کاروائیاں کر رہے ہیں جن پر ابھی تک قابو نہیں پایا جا سکا جب سوات میں آپریشن کیا گیا اس کی وجہ سے ۲۵ لاکھ سواتی عوام اپنے ہی ملک میں مہاجر بنے اس آپریشن کی وجہ سے وہاں سے نکلے ہوئے ناراض طالبان پورے ملک میں پھیل گئے اور انتقام کی راہ پر چل پڑے تو اب تک سوات میں امن قائم نہیں ہو سکا وہاں اب بھی ہمارے کافی فوج تعینات ہے اسی طرح باجوڑ، جنوبی وزیرستان، مہمند اور خیبر پختونخواہ کے دوسرے علاقوں میں کم وبیش ۹ آپریشن کر چکے ہیں اب شمالی وزیرستان میں بمباری سے اور موسٹ وانٹڈ امریکا کا ڈومور کا مطالبہ بھی پورا ہوتا نظر آ رہا ہے اس کی حمایت میں ڈالرائزڈ میڈیا جس میں چڑیا والے ہنس ہنس کر اور مزے لے لے کر اپنے پروگرام میں آپریشن کی راہ ہموار کرنے میں سارا زور لگا رہے تھے آپریشن کے مخالف لوگوں کے خلاف حکومت اور میڈیا کو مشورے دے رہے تھے کہ ان کا نقطہ نظر میڈیا پر نہ پیش کیا جائے یعنی خود تو حکومت کو غلط راستے پر ڈالنے کے کچھ بھی کہتے رہیں اور دوسروں کا نکتہ نظر میڈیا پر نہ لانے کا کہتے ہیں ان چڑیا والے صاحب کا کیا کہنا پہلے علیحدگی پسند بلوچوں کے ساتھ مل کر ملک پاکستان کے خلاف بندوق استعمال کی پھر ۳۵ پنکچر کی بات بھی سنی گئی اب میڈیا پر ایک رپورٹ آئی ہے کہ جب یہ صاحب فرائیڈے ٹائمز کے ایڈیٹر تھے تو ان کے پاس بہت سی چڑیاں رہی ہیں جرنیلوں کے لیے ایک چڑی، بیروکریٹ کے لیے دوسری

چڑی، مشتہرین کے لیے تیسری چڑی، سیاستدانوں کے لیے چھوتھی چڑی، بھارت اور امریکا کے لیے چڑی کے بجائے ایک روسی چڑا ہوتا تھا اوپر سے بائیں بازو کے سوشلسٹ اور اندر سے امریکٹ ہارٹ فیورٹ بنے رہتے تھے اب بھی سوشل میڈیا میں ان پر الزام لگتا ہے کہ وہ سارا وقت امریکی نکتہ نظر کی تشریح کے لیے اپنے پروگرام کو استعمال کرتے ہیں ان جیسے حضرات کی پاکستان مخالف تجزیوں پر عمل کرکے اگر آپریشن شروع کیا گیا تو پاکستان کے حالات بد سے بدتر ہو جائیں گے چڑیا والے صاحب کے بقول جو کچھ دن قبل پروگرام میں فرماء رہے تھے کہ ہم تو تجزیہ نگار ہیں اگر کچھ خراب ہو گیا تو ہم کہیں گے ہم اپنے پروگرام میں نہ کہتے تھے کہ ایسا کرو اور ایسا نہ کرو لہٰذا آپ نے ایسا نہیں کیا اس لیے ایسا ہو گیا۔

صاحبو! اگر ان جیسے لوگوں کے تجزیوں پر عمل کیا گیا تو ایسے لوگ پہلے سے موجود امریکا میں مہنگے فلیٹ میں منتقل ہو جائیں اور مشکل پاکستانی قوم کے ذمے میں آئے گی خوش آیند بات یہ ہے کہ القاعدہ گروپ نے جنگ بندی کا اعلان کر دیا ہے۔طالبان کمیٹی کے رکن پروفیسر ابراہیم کے مطابق کمیٹیاں ملاقات کریں تو کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا طالبان اب بھی مذاکرات کے لیے تیار ہیں مگر شاید حکومت نے آپریشن کا طے کر لیا ہے۔ حکومتی مذاکراتی ٹیم کے رکن رحیم اللہ یوسف زئی نے کہا ہے ہماری جانب سے مذاکراتی عمل معطل ہوا ہے ختم

نہیں تعطل کا شکار ہوا ہے پاکستان کا بہت بڑا حلقہ حکومت اور طالبان سے بار بار اللہ اور رسولؐ کا واسطہ دے کر اپیل کر چکا ہے اللہ کے لئے دونوں مل کر اس آگ کو بجھائیں جس میں سب جل رہے ہیں اور جل جائیں گے پاکستان ، فوج اور عوام سے محبت کرنے والے سارے عناصر مذاکرات کے حامی ہیں دشمن فوج کو الجا کر اپنے ہی شہریوں کے خلاف کر رہا ہے جماعت اسلامی کے امیر منور حسن نے کہا ہے کہ آپریشن تباہی کا راستہ ہے فوج اور عوام میں نفرتیں بڑھانے کی سازش ہے نواز شریف تعطل دور کرکے خود مذاکرات کریں۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں نواز شریف دل سے مذاکرات کے حامی ہیں اپنی کابینہ کا اجلاس بھی طلب کریں اس لیے قوم کو اچھی امید رکھنی چاہیے۔ادھر مذاکرات مخالف امریکی اخبار نے تجزیہ کیا ہے افغانستان سے نکلنے پر طالبان حکومت پر قبضہ کرلیں اور پاکستانی طالبان ان کی مدد کریں گے ذرائع نے اس پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجوزا آپریشن اس کی بھی کڑی ہو سکتی ہے کراچی میں آپریشن کے حامیوں کا پراگرام اور پیپلز پارٹی کے رہنماء خرشید شاہ کا نواز شریف کو آپریشن کی صورت میں حمایت کا یقین دلا دیا ہے۔

قارئین ! اسلامی جمہوریہ پاکستان جو اسلامی دنیا کا واحد ایٹمی ملک ہے جو مثل مدینہ ریاست ہے اس کے دشمنوں اس کے تشخص کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اس لیے ہم درخواست کرتے ہیں کہ ’’ مت خوش ہوں آگ بڑھکانے والے‘‘ یاد رکھیں جب آگ جلتی

ہے تو اپنے پرائے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

مذاکرات مخالفوں نے مذاکراتی عمل میں خلل ڈال دیا!

ہر لڑائی کا اختتام مذاکرات پر ہی ہوتا ہے یہی نکتہ ہم برسوں سے عوام تک پہنچانے کی اپنی سی کوشش کرتے رہے ہیں معلوم نہیں کہ اس خیال کے پیچھے ہماری صلح پسند طبعیت کا داخل ہے یا قوم کی زبوحالی دیکھ کر ہمارا ضمیر ایسا کرنے پر ہمیں مجبور کرتا رہتا ہے کچھ بھی ہو اس بات کی مذید تاہید ایک دانشور نے اپنے اخباری بیان میں واضع کر دی ہے کہ تجربہ بتاتا ہے دنیا میں ۸۰ فی صد لڑائیوں کا اختتام مذاکرات پر ہی ہوتا رہا ہے اسی لیے تو دنیا کے ملکوں نے اقوام متحدہ کا ادارہ قائم کیا تاکہ تنازات کا فیصلہ فریقین سے بات چیت کرکے کیا جائے۔ سابق آرمی چیف (ر) جنرل مرزا اسلم بیگ جو طالبان سے مذاکرات کے حامی ہیں اور فوج کو مذید اپنے ہی شہریوں کے خلاف الجھنے کے مخالف ہیں کا بیان بھی اخبارات کی زینت بنا کہ وزیرستان آپریشن کی بات کرنے والے امریکی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ انسٹی ٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز (تھنک ٹینک) کے سربراہ پروفیسر کرخورشید احمد نے بھی کہا ہے کہ اس وقت طاقت ور لابیاں ایک خاص زاویہ بنانے اور جذباتی ماحول بنانے کے درپے ہیں تاکہ پاک فوج کو ایک ایسے آپریشن میں جھوک دیں جو اُباما اور جان کیری کی do more (اور مارو) کی پالیسی کی تعمیل ہو نا ہے تاکہ امریکہ کے افغانستان سے جانے کے بعد افغانستان اور ساتھ ساتھ پاکستان بھی

آگ میں جلتا رہے۔ طالبان مذاکراتی کمیٹی کے ممبر پروفیسر ابراہیم صاحب کا کہنا ہے کی مہمند ایجنسی کا واقعی ۴ سال پرانا ہے اس کا جواز بنا کر آپریشن شروع کیا گیا ہے۔رکن قومی اسمبلی اعجاز الحق نے کہا ہے طالبان سے زیادہ بیرونی ایجنٹ ملوث ہیں۔

ادھر کئی دنوں سے شمالی وزیرستان اور فاٹا کے دوسرے علاقوں پر پاک فضایہ کے جٹ طیارے اور گن شپ ہیلی کاپٹر مسلسل بمباری کر رہے ہیں ذرائع کا کہنا ہے کہ عین اس وقت سی آئی اے کے سربراہ کا خفیہ دورہ اور آرمی چیف سے ملاقات اور فاٹا پر آپریشن سمیت حساس معاملات پر تبادلہ خیال افغان سرحد بند کرنے پر بات ہاءی ہے ساتھ ہی ساتھ امریکا کی طرف پاک فوج کے لیے کولیشن فنڈ کے ساڑھے تین سو ملین ڈالر بھی ادا کر دیے گئے ہیں۔امریکی اخبار کے مطابق شمالی وزیرستان میں کسی وقت بھی آپریشن شروع ہو سکتا ہیآپریشن میں حقانی نیٹ ورک کا خاتمہ کیا جائے گا۔۔۔۔

صاحبو! ہم سب کو معلوم ہے کہ امریکا کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ شمالی وزیرستان میں آپریشن کر کے حقانی نٹ ورک کے مجاہدین کو نیست نابود کر دیا جائے۔اس کے خیال میں افغانستان سے انخلاء کے بعد حقانی نٹ ورک کی مدد سے طالبان پھر اپنی حکومت قائم کر لیں گے۔

مولانا فضل الرحمان بھی کہتے ہیں مذاکرات پر مفاہمت ہوئی تھی آپریشن پر نہیں ہوئی تھی۔

علماء کونسل کے سربراہ نے بھی حکومت اور طالبان کو اللہ کے نام پر جنگ ختم کرنے کی اپیل کی ہے۔

اسی طرح دعوت ارشاد کے پروفیسر سعید بھی آپریشن کے خلاف ہیں منور حسن صاحب کہتے ہیں کہ وزارت داخلہ کا بیان کہ امریکہ ہمیں تنہا اور بے یارومددگار چھوڑ کر نہ جائے، انتہائی شرمناک اور قابل مذمت ہے دشمنوں سے مدد اور خیر خواہی کی امید رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ کے مترادف ہے یہ وزارت خارجہ کی کمزوری ہے کہ پاکستان امریکہ پر انحصار کیے بیٹھا ہے۔ اسلام دشمن حالات کو پوائنٹ آف نوریٹرن پر لے جانے چاہتے ہیں جماعت نے ہمیشہ فوج کے شانہ بشانہ قربانیاں دیں فوج اور حکومت کی پیٹھ ٹھونکنے والوں کا ماضی سب کو پتہ ہے تمام جماعتوں نے فوجی آپریشن کی مخالفت کی تھی مذاکرات کو مسئلے کا حل قرار دیا تھا ملک دولخت کرنے والے پھر عزائم پورے کرنا چاہتے ہیں۔

صاحبو ! ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں موجودہ جاری تنازہ کی وجہ اصل

افغانستان کی جنگ میں ایک فون کال پر اس کا اتحادی بن جانے سے شروع ہوئی
افغانستان میں کشمکش کی وجوہات کچھ بھی ہوں ہم اس وقت اُن کو زیر بحث نہیں لانا
چاہتے ہمیں تو اپنے ملک کی زبوحالی پر تشویش ہے ہمارے پچاس ہزار شہری ، پانچ ہزار
فوجی شہید ہو چکے ہیں ہمارے ملک کا سوارب ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے ہمارے فوجی ہیڈ
کواٹر، نیوی ،ایئر فورس، پولیس ، مساجد، چرچ، مزارات، بازار، اسکول، کھیل کی ٹیموں پر
حملے ہو چکے ہیں اب بھی ہمارے مقتدر حلقوں آنکھیں نہیں کھل رہیں کہ گذشتہ
آپریشنوں کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا اب اسے مذاکرات کرکے نفرتوں کو ختم کریں یا
مذید آپریشنز کرکے آگ کو مذید بھڑکائیں۔ بجائے اس آگ پر جلد پانی ڈالنے کے
حکومت نے ایک اسکورٹی پلان کابینہ سے پاس کرنے کے بعد پارلیمنٹ کے سامنے رکھ دیا
ہے جس پر ڈیبیٹ ہونا ہے ٹھیک ہے یہ لانگ ٹرم پروگرام کے تحت تو ٹھیک ہے مگر ملک
میں جاری جنگ کو ختم کرنے کے لیے فوری اقدامات بھی ضرورت ہے حکومت کے
مطابق اسکورٹی پلان قومی سلامتی کا پروگرام ہے ن لیگ کا نہیں ہے اپوزیشن لیڈر خورشید
شاہ نے اس پالیسی کو کنفیوژ قرار دیا حکومت نے کہا کہ اگر کچھ کنفیوژن ہے تو اسے دور
کریں گے۔۔۔ وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں بیان دیا کہ ہم نے مذکراتی عمل کو میڈیا پر
پیش کیا گیا مگر اس عمل کو حکومت کی کمزوری سمجھا گیا اور طالبان نے مذاکراتی عمل کو
بے معنی بنا دیا ریاستی رٹ بہر حال قائم کی جائے گی طالبان کو غیر مشروت جنگ بندی
کرنا ہو گی ۔ ہاشمی صاحب نے کہا حکومت خود

کنفیوژن کا شکار ہے آپریشن پر سب کو شامل کرنا چاہیے تھا مولانا فضلل لرحمان نے کہا کہ اتفاق تو مذاکرات پر ہو تھا آپریشن پر نہیں ہو تھا۔ شیر پاؤ نے کہا واضح پلان نہیں ہے

-

صاحبو ! ہمیں یاد ہے کہ اس سے قبل سوات میں ایک خاتون پر طالبان کے کوڑوں کے جھوٹے ڈرامے کی بنیاد پر پورے سوات میں آپریشن کیا گیا تھا جسے عدالت نے اپنے فیصلے میں غلط کہا تھا جس کے اثرات اب تک ملک بگھت رہا ہو پھر ملالہ کے چھوٹے واقعے پر شمالی وزیرستان پر حملے کی کوشش کی گئی تھی جیسے مذاکرات مخالف گروپ اس وقت بھی فوج کو ہلہ شیری دیتے رہے مگر کامیاب نہ ہوسکے تھے اب پھر فوج کو شمالی وزیرستان میں پھنسانے کی کوشش کر رہے بلکہ ٹیک اور کرنے یعنی (مارشل لاء) کی دعوت تک دی ہے اور جمہوریت پسند سیاسی پارٹیوں نے خاموشی اختیار کی ہوئی ہے بلکہ سندھ اسمبلی میں امن کی حامی سیاسی قوتوں پر پابندی کی قرارداد پاس کی ہے۔

کائنات کی حقیقت

کائنات پر کچھ تحریر کرنے سے پہلے ہم اس کے بنانے والے رب کی قوت اور رہنمائی پر غور کر لیں کہ وہ کیا فرماتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ کا فرمان ہے جو رسولؐ اللہ کی زبانی بیان ہوا کہ ''اگر سمندر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے روشنائی بن جائے تو وہ ختم ہو جائے مگر میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں، بلکہ اگر اتنی ہی روشنائی ہم اور لے آئیں تو بھی کفالت نہ کرے'' (الکھف ۱۰۸۔۱۰۹) دوسری جگہ فرمایا کہ ''زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر [دوات بن جائے] جسے سات سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں [لکھنے سے] ختم نہ ہوں'' (لقمان۔۷) یہ ہے ہمارا اللہ اور اُس نے بنائی ہے یہ کائنات جسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور آسمانوں میں مذید کائنات ہے جسے ہم دیکھ نہیں سکتے، جو اتنی وسیع ہے کہ آج کی سائنس کہتی ہے جو یہ ایک کہکشاں ہمیں نظر آ رہی ہے ایسی لاتعداد کہکشائیں آسمانوں میں موجود ہیں جس تک سائنس کی دسترس اب تک ممکن نہیں ہوئی اللہ ہی ہے اس کا خالق اور بنانے والا ہے۔ مکہ کے کافر رسولؐ اللہ سے کہتے تھے کہ اللہ کیسے پیدا کرے گا انسان کو جب وہ مٹی میں غرق ہو جائیں گے بلکہ مٹی میں گل مل جائیں گے تو اس پر اللہ کافروں سے فرماتا ہے انسان کو دوبارہ پیدا

کرنا مشکل ہے یا اس اتنی بڑی کائنات کو پیدا کرنا بڑا کام تھا۔ یہ ذہن میں رہے کہ کافر بھی مانتے تھے کہ کائنات کا خالق اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ''وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور اُن ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا'' (السجدۃ۴) ''اس آیات میں ایک آسمان کے بجائے آسمانوں کے ذکر معلوم ہوا کہ جو آسمان ہمیں نظر آتا ہے اس کے علاوہ بھی اور بھی آسمان ہیں جیسے آگے ذکر آرہا ہے کہ اللہ نے دو دن میں سات آسمان بنا دیے اُس کے بعد اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ''سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب اور حاجت کے مطابق ٹھیک اندازہ سے خوراک کا سامان بھی مہیّا کر دیا یہ سب کام چار دن میں ہوگئے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہّ ہوا جو اس وقت محض دُھواں تھا۔ اُس نے آسمان اور زمین سے کہا وجود میں آجاؤ، خواہ تم چاہو یا نہ چاہو دونوں نے کہا ہم آگئے فرمانبرداروں کی طرح تب اُس نے دو دن کے اندر سات آسمان بنا دیے اور آسمانوں میں اُس کا قانون وحی کر دیا اور آسمانِ دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے'' (حٰمٓ السجدۃ۹تا۱۲) اس آیات کے لفظ دھواں کی تشریح کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ نے کہا کہ دھواں سے مراد مادے کی وہ ابتدائی حالت ہے جس میں کائنات کی صورت گری سے پہلے ایک بے شکل منتشر الاجزا غبار

کی طرح فضا میں پھیلا ہوا تھا۔ موجودہ زمانے کے سائنس داں اسی چیز کو سحابیے (nebula) سے تعبیر کرتے ہیں اور آغاز کائنات کے متعلق ان کا تصور بھی یہی ہے کہ تخلیق سے پہلے وہ مادہ جس سے کائنات بنی ہے، اسی دُخانی یا سحابی شکل میں منتشر تھا۔ تفہیم القرآن جلد چہارم حاشیہ ۱۴ حٰمٓ السجدۃ) اللہ نے کائنات کو برحق پیدا کیا) ۔کائنات میں سب کچھ نہ اتفاقاً پیدا ہوا ہے نہ اتفاقاً نہ چل رہا ہے اِس کو ایک زبردست حکیم نے علم وحکمت کے ساتھ بنایا ہے اور یہ ایک قانون کے تحت چل رہی ہے۔

مغرب کا تصور باطل ہے کہ یہ کائنات خود بخود ایک دھماکے سے وجود میں آئی اور اب خود بخود چل رہی ہے۔ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتی ہے اُن کو یہ سیدھی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کائنات کا بنانے والا وہی ہے جس نے خود ان دہریوں کو پیدا کیا اور ان کو رزق دے رہا ہے اُن کی زیست کے سامان اس کائنات میں مہیّا کیے ہوئے ہیں جس سے وہ زندہ رہ رہے ہیں۔ کتنی کم ظرفی ہے انسان کی، جس کا کھا رہا ہے اُس اللہ کا !احسان مند نہیں اور اس کی بندگی نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے اے انس وجن تم میری کن کن نعمتوں کے شکر گزار بنوں گے۔اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقررہ وقت تک کے لیے بنایا ہے جو صرف اللہ ہی کو معلوم ہے جو پیغمبروں کو بھی معلوم نہیں۔کائنات کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں ۔تدبیر کائنات کے کام کی روداد اللہ کے حضور پیش ہوتی ہے۔کائنات

کے تمام معاملات کی تدبیر اللہ تعالیٰ خود کر رہا ہے ساری کائنات کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔ اللہ کے ہاں انسان کی کتنی قدر ہے کہ اللہ نے انسان کے لیے اس کائنات کو بنایا ہے تاکہ انسان اس سے مستفید ہو، اللہ کا پیدا کردہ پانی جس میں زندگی ہے، روشنی جس کے بغیر نظامِ زندگی چلنا مشکل ہے، ہوا جس کے اندر انسان سانس لیتا ہے اگر تھوڑی دیر کے لیے ہوا بند ہو جائے تو انسان ہلاک ہو جائے، اناج یعنی گیہوں، چاول چنا وغیرہ اگر اللہ پیدا کرنے کے اسباب مہیا نہ کرے تو انسان تو انسان حیوانات کی، زندگی مشکل میں پڑھ جائے، کئی اقسام کے پھل جس جو مزے میں لذید ہوتے ہیں جسے انسان بہت پسند کرتا ہے، حیوانات جن کا گوشت انسان استعمال کرتا ہے یہ ساری چیزیں انسان کی ضروریات ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اللہ نے انسان کو اس کائنات کے اندر خلیفہ یعنی نائب بنا کر عزت بخشی ہے، انسان کو اس کائنات میں اشرف المخلوقات کا درجہ دیا یعنی اللہ کی تمام مخلوق سے انسان افضل ہے انسان سے اللہ تعالیٰ کی صرف یہ ڈیمانڈ ہے کہ انسان صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کے رہے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، اللہ کی ہی عبادت کرے، اللہ ہی کے سامنے اپنی حاجت رکھے اور اللہ کے سوا کسی کے آگے نہ جھکے۔ اسی بندگی کے لیے قرآن میں انسان کو طرح طرح سے سمجھایا گیا مگر انسان بڑا جھگڑالو ہے کہ مان کے نہیں دیتا۔ مگر یاد رہے کہ اللہ صرف ماننے والوں سے ہی راضی ہوتا ہے نافرمانوں سے راضی نہیں ہوتا ہے انسان کی سب سے بڑی کامیابی اللہ کی خوشنودی ہے جس کی

وجہ سے انسان جنت میں داخل کیا جائے گا اس لیے انسان کو اللہ کا فرمان بردار بندہ بننا چاہیے۔ ہماری دعاء ہے کہ اللہ سب انسانوں کو ہدیت دے آمین۔

طالبان نے غیر مشروط جنگ بندی کر دی

بلا آخر گذشتہ ہفتہ کے دن محب الوطنی اور بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے طالبان نے غیر مشروط جنگ بندی کر دی اور کہا کہ حکومت بھی اس کو صحیح تناظر میں دیکھے گی طالبان رہنماؤں نے فیلڈ میں موجود تمام گروپوں کو جنگ بندی کی مکمل پابندی کی ہدایت کر دی کہ وہ اپنی کاروائیں روک دیں طالبان نے یہ فیصلہ شوریٰ کے مکمل رضامندی اور حکومت کی اس ضمانت کے بعد کیا کہ وہ بھی ان پر حملے نہیں کرے گی ذرائع کا کہنا ہے کہ طالبان نے حکومت سے اس ضمانت پر کی ان کے بزرگ، عورتیں اور بچوں جو حکومت کی قید میں ہیں کو رہا کیا جائے گا اور مذاکرات کے لیے فاٹا مسعود ایریا میں محفوظ راستہ بنایا جائے گا طالبان نے اپنے ۶۵ قیدیوں کی فہرست بھی حکومت کے حوالے کی یہاں تک بچوں، عورتوں اور بزرگوں کا معاملہ ہے فوج اس سے قبل اعلان کر چکی ہے کہ اس کی قید میں ایسے قیدی نہیں ہیں پھر بھی طالبان سے ان کی فہرست مانگی گئی ہے جس پر تحقیق کرنے کا کہا گیا ہے... حکومت نے بھی خیر سگالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی فضائی حملے بند کر دیے وزیر داخلہ نے پارلیمنٹ میں بیان دیا کہ زیادہ تر طالبان محب وطن ہیں اس سے بھی دونوں طرف کی مذاکراتی فضا خوشگوار بن جائے گی دونوں مذاکراتی کمیٹیوں نے اکوڑہ خٹک میں مشترکہ اجلاس کیا اور لائحہ عمل کی تیاری پر متفق ہوئے

عرفان صدیقی صاحب نے کہا کہ پر امن فضا قائم کرکے تسلی بخش نتائج حاصل کر لیے ہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا ہر بات طالبان کے کھاتے میں نہ ڈالی جائے وزیر اعظم نے بڑی استقامت سے مذاکرات جاری رکھے اعلامیہ میں کہا گیا کہ ہم نے مل کر تیسری قوت کو بے نقاب کرنے کا عزم کیا ہے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ دہشت گردی کو ختم کرکے ہی دم لیں گے بدامنی کی بہت بھاری قیمت ادا کر چکے ہیں وزیر اعظم شروع سے ہی خون خرابے کے بغیر مذاکرات کے ذریعے پاکستان ن میں بھڑکائی گئی دشمنوں کی آگ کو ختم کرنے کے لیے پر عزم ہیں جس میں انہیں فوج کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ طالبان کمیٹی کی درخواست پر وزیر اعظم نے دونوں کمیٹیوں کو ناشتے پر بلایا اس میں وزیر اعظم سے درخواست کی گئی کہ کمیٹیوں نے رابطے کا کام کرنا تھا جو کر دیا اور اب پہلا مرحلہ کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے دونوں طرف سے جنگ بندی ہو گئی ہے اب کمیٹیوں کا کام ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب فیصلوں کا وقت آ گیا اس لیے حکومت کی ایک با اختیار کمیٹی بنائی جائے جو فوراً فیصلے بھی کرے اس پر حکومت نے اعلان بھی کر دیا ہے کی ایک نئی کمیٹی بنائی جائے گی جس میں فوکل پر سن وزیر داخلہ ہوں گے اس میں فوج، خیبر پختون خواہ حکومت اور گورنر خیبر پختونخواہ کے نمایندہ شامل ہو نگے وزیر اعظم نے پھر بھی کمیٹیوں سے مشاورت کرنے کی بات کی ہے حکومتی نمایندہ شمالی وزیرستان بھیجنے پر بھی اتفاق ہوا ہے وزیر داخلہ کا بیان ہے کہ طالبان سے براہ راست مذاکرات کریں گے اور پارلیمنٹ کو بھی اعتماد میں

لیں گے فوج کے سربراہ نے بھی آج کور کمانڈر کانفرنس بلا لی ہے عوام توقع کر رہی ہے کہ اس کانفرنس میں فوج کی شمولیت پر اتفاق رائے حاصل کیا جائے گا ادھر طالبان کی کمیٹی ابھی تک برقرار ہے طالبان کی طرف سے ابھی تک کوئی بیان نہیں آیا. پورے ملک میں عوام کے دکھوں کا مداوا کرنے کی جد وجہد کرنے والے حلقوں نے خوش دلی سے جنگ بندی کا استقبال کیا ہے. دوسری طرف طالبان کے اس خوش گوار فیصلہ سے مذاکرات مخالف حلقوں کی تدبیریں ماند پڑھ گئی ہیں۔ پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما اور سابق وزیر داخلہ صاحب کا کہنا ہے طالبان کی نیت ٹھیک نہیں نہ مذاکرات ممکن ہیں حاصل بزنجو صاحب فرماتے ہیں مذاکرات میں کامیابی ممکن نہیں مولانا فضل الرحمان صاحب نے قومی میں بیان دیا طالبان کے تمام گروپوں سے مذاکرات کرنے چاہیں اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ نے کہا ہے کہ کسی صورت بھی فوج کو مذاکرات میں شامل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طالبان فوج کے خلاف ہیں ناکامی کی صورت میں فوج پر الزام لگا دیں گے دوسری طرف تجزیہ نگار کہتے ہیں پہلے بھی طالبان سے فوج نے خوددس مرتبہ معاہدے کیے تھے اگر اب بھی اس پروسس میں شامل ہو گی تو کوئی بات نہیں بلکہ شامل کرنے پر فوج یہ نہ کہ سکے گی کہ ہم سے مشاورت نہیں کی گئی۔

قارئین ! ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ملک میں جنگ بندی ہو گئی اس میں کسی کی جیت یا کسی ہار کی بات نہیں کرنی چاہیے ہم سب پاکستانی ہے سب کو ملک

میں دشمنوں کی جاری کردہ جنگ سے نفرت کرتے ہے سب کی خواہش ہے کہ پاکستان کے اندر امن وامان ہو ملک پھر سے ترقی کے راستے پر چل پڑے آخر ہم کب تک آپس میں ہی لڑتے رہیں گے ایک نہ ایک دن تو لڑائی کو ختم ہونا ہی ہے ہم تمام مقتدر حلقوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ صدق دل سے ایک دوسرے کا نکتہ نظر سنیں اور اس کا ممکنہ حل نکالیں تاکہ سال ہا سال سے جاری یہ خون و آگ کا کھیل ختم ہو اللہ ہمارے ملک کو دشمنوں سے بچائے آمین۔

صرف ۵ منٹ !

آج ہم شام کے ایک اخوان المسلمون خاندان کی مظلوم بیٹی ہبہ الدباغ کی روداد قفس بیان کرنے لگے ہیں جسے 1980ء شام کی خفیہ ایجنسی والے صرف ۵ منٹ کا کہہ کر تفتیش کے لیے ہوسٹل سے گرفتار کرکے لے گئے تھے مگر اس کو 9 سال قید میں رکھا اس کو بھائی کی گرفتاری کے لیے رہن رکھ کر انسانیت سوز تکلیفیں دیتے رہے اس کی ایام اسیری کی خودنوشت لکھی ہوئی کتاب ، جس کا نام ''صرف 5 منٹ'' ہے سے دکھ و درد کی داستان بیان کر رہے ہیں شام جہاں آج معرکہ حق و باطل برپاہ ہے جس میں اس وقت ایک اقلیتی نصیریہ فرقے کی حکومت ہے ایک اقلیتی خاندان 45 سال سے ظلم، جبر، استبداد کے ذریعے عام مسلمان آبادی پر حکمرانی کر رہا ہے ہم سب کو معلوم ہے کہ شام میں بھی دوسرے عرب ملکوں کے طرح کنٹرولڈ قسم کی شخصی جمہوریت ہے ایک ہی اقلیتی خاندان کی حکومت 45 سال سے چلی آرہی ہے جبر و تشدد کرکے جعلی انتخابات کرواتے رہے ہیں جس کے ذریعے ایک ہی نصیریہ خاندان کامیاب ہوتا رہا ہے 1970ء میں موجودہ صدر بشارالاسد کے والد حافظ الاسد جب شام کے وزیر دفاع تھے دوسرے عرب حکمرانوں کی طرح صدر بورالدین عطاشی کا تختہ الٹ دیا تھا اس کے بعد 1971ء میں جعلی انتخابات کے ذریعے شام کے صدر منتخب ہو گئے تھے 30 سال تک جبر سے

حکومت کرنے کے بعد 89 سال کی عمر میں 2000ء میں وفات پائی اور بشارالاسد والد کی وفات کے بعد ان کے جانشین مقرر ہوئے پھر پہلے جیسے نام نہاد ریفرنڈم کے ذریعے یہ بھی صدر منتخب ہوئے۔ اس طرح شام میں بھی آج تک دوسرے عرب ملکوں کی طرح شخصی حکومت قائم ہے جو ابھی ہچکولے کھا رہی ہے ویسے تو عرب دنیا میں غلبہ اسلام کے لیے اخوان المسلمین کی تحریک 1940ء چل رہی ہے جو مختلف مراحل طے کرتی رہی ہے مسلم دنیا میں کہیں بھی صحیح اسلامی سیاسی حکومت قائم کرنا مقامی پٹھو حکمرانوں اور صلیبیوں نے ناممکن بنا دی ہے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جنگ عظیم اول کے بعد جب 1924ء صلیبیوں نے مسلمانوں کی ترک خلافت کو ختم کیا تھا تو اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کیا تھا کہ اس کے بعد دنیا میں کہیں بھی کسی بھی اسلامی ملک میں صحیح اسلامی سیاسی حکومت قائم نہیں ہونے دی جائے گی چائے مروجہ جدید جمہوری طریقے سے ہی قائم ہو اس کی تازہ مثال مصر اور اس سے کچھ قبل الجزائر کی ہے جہاں مسلمانوں نے جمہوری طریقے سے اپنے نمایندے چنے تھے مگر صلیبی ملکوں سے تربیت پانے والی اپنے ہی ملک کی مسلم فوجوں نے اسے ختم کر دیا۔ صاحبو! 1980ء میں دستوری ترمیم کے ذریعے اخوان سے تعلق ثابت ہونے پر پھانسی کی سزا مقرر کی گئی تھی جو اب تک برقرار ہے 1982ء میں حافظ الاسد کے دور حکومت میں بھی اکثریت سنی آبادی نے اخوان کی قیادت میں اقلیتی شخصی علوی نصیریہ حکومت کے خلاف بغاوت کر دی تھی جسے حکومتی جبر سے دبا دیا گیا تھا ویسے تو عرب دنیا میں اخوان المسلمین

1940ء

سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کوشش کر رہے ہیں 1982ء میں حمص اور حمات شہر سے اسلام پسندوں نے جدوجہد شروع کی تھی اس کی وجہ عرب نیشنلزازم اور سیکولزم اور اقلیتی حکومت سے نفرت تھی اس جدو جہد کو طاقت اور جبر سے نیست و نابود کر دیا گیا تھا فضائی حملوں اور ٹی۔72 ٹینکوں کی بمباری سے چالیس ہزار افراد ہلاک ہوئے تھے پندرہ سو افراد کو غائب کر دیا گیا تھا لاتعداد مرد و خواتین کو جیلوں میں بند کر دیا گیا تھا حمص شہر کو اقلیتی حکومت نے کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا تھا اب پھر اسی حمص شہر اور صوبے سے مارچ 2011ء موجودہ تحریک شروع ہوئی ہے جو پورے شام میں پھیل گئی ہے پہلے کی طرح پولیس اور فوج کو استعمال کیا جا رہا ہے ناجائز اور جبر کی حکومت کے خلاف لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اس وقت تک 2 لاکھ سے زیادہ افراد شہید ہو چکے ہیں 40 لاکھ سے زیادہ بیرون ملک ہجرت کر چکے ہیں ہوائی جہازوں کی بمباری سے 13 لاکھ گھر تباہ ہو چکے ہیں اقوام متحدہ کے ادارے برائے بحالی کے مطابق لاکھ افراد اپنے آبائی علاقوں کو چھوڑ کر اندرون ملک نقل مکانی کر چکے ہیں شام کا 65 فی صد سے زائد علاقہ بشارالاسد کے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اسلام کی بیٹی ہبہ الداغ 90 جو شام کے دارالحکومت دمشق میں یونیورسٹی میں شریعہ کی طالبہ تھی۔ حافظ الاسد موجودہ حکمران بشارالاسد کے والد کے ظالمانہ دور حکمرانی میں اخوان المسلمون کے حامی عوام کو بے دردی سے کچلا تھا 1980ء میں دمشق کی یونیورسٹی سے جب وہ فائنل ایر کی طالبہ تھی حکومتی خفیہ والوں نے

بلا جرم تحویل میں لیا اور 9 برس تک الم ناک عذاب میں قید رکھا اس کی بہن بھائیوں اور والدین یعنی پورے خاندان کو شہید کر دیا ایک وقت اس کی ماں اور بھائی کو بھی اُس کے ساتھ قید کیا گیا مگر ملنے کی اجازت نہیں دی اس کے بھائی نوارف الدباغ کو بھی قید کے دوران شہید کر دیا اس کے آٹھ بہن بھائیوں اور والدین کو بھی شہید کر دیا گیا مگر اس اسلام کی بیٹی کے پائے استقلال میں لرزش نہ آئی۔ وہ کبھی بھی کسی پارٹی یا حزب میں شامل نہیں ہوئی تھی صرف ان تنظیموں کو جانتی تھی وہ اپنے والدین کے ساتھ شام کے ایک شہر حمات میں رہتی تھی وہاں سے وہ دمشق یونیورسٹی میں پڑھائی کے لیے منتقل ہوئی تھی وہ 9 سال قید میں اپنے بھائی کی ''رہن'' کے طور پر جیل کی کال کوٹھڑی میں قید رہی کیونکہ اس کا بھائی جوبُر جوش سیاسی کارکن تھا وہ شام کی خفیہ والوں کو مطلوب تھا اس کی زندگی کے بہترین سال قاتل وحشیوں کی نذر ہو گئے جس نے اس کے اعضا شل کر دیے اور رُوح نے بڑھاپے کی چادر اوڑھ لی۔ شام کی مختلف جیلوں یعنی کفرالسوسہ جیل، سجن قطنا مدنی جیل، عسکری تفتیشی مرکز جیل اور سجن دوما جیل میں تعذیب کے لیے منتقل کی جاتی رہی 1980ء میں جب وہ رات گئے اپنے کمرے میں مطالعہ میں مصروف تھی خفیہ والوں کی آواز آئی '' اگر تم نے دروازہ نہ کھولا تو ہم تالے کو گولی سے اڑا دیں گے'' دروازہ کھلنے پر انہوں نے کہا ہبہ الدباغ تم ہی ہو پھر میرے کمرے کی تلاشی لی اور کہا'' ہمارے ساتھ صرف پانچ منٹ کے لیے چلو'' وہ مجھے صدر، مملکت کے بھانجے معین

ناصیف کے پاس تفتیش کے لیے لے گئے اس نے فوراً کہا اخوان سے کیا تعلق ہے تم اخوان کی آرگنائزر ہو کیا تم مجلّہ النذیر تقسیم کرتی رہی ہو تمھارے پاس اسلحہ تھا تمھارا والد اخوان کے زعماء میں شامل ہے میں اس کے جسم کو چھلنی کر دوں گا اس کے یہ جملے میرے ذہن میں چپک گئے اور پھر کئی برس بعد اس ظالم نے حمات میں اخوان پر تشدد کے دوران واقعی ہی میرے والد کو چھلنی کر دیا تھا اس نے مجھے منہ دیوار کی طرف کر کے کھڑا کر دیا گیا مجھے خیال آیا اب گولی مار دیں گے مگر اس کے بعد وہ مجھے کمرہ آلات میں داخل کیا اس کے بعد میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر تشدد کیا گیا اس کے بعد ایک دوسرے کمرہ تعذیب میں لے گئے وہی پرانے سوالات کی بوچھاڑ کے بعد کہا تم وطن دشمن ہو جب انتہائی ظلم کے بعد بھی مجھ سے اقرار نہ کرا سکے تو وہ مجھے سجن امن الدولہ کفرالسوسہ جیل میں منتقل کر دیا گیا وہاں مجھے ایک کمرے لے گئے جس میں چار پانچ مظلوں کو زنجیروں ،ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے مار رہے تھے اور بجلی کا کرنٹ لگا رہے تھے ان کی چیخیں عمارت کو لرزا رہی تھیں۔ میں نے اہلکار سے پوچھا تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو وہ تمسخرانہ انداز میں بولا جن کو مار پڑ رہی ہے ان سے معلوم کر لو اس کے بعد فوراً میرے منہ پر پوری طاقت سے طمانچہ رسید کیا میرا سر زور سے دیوار کے ساتھ ٹکرایا مجھے دنیا گھومتی ہوئی نظر آئی مجھے محسوس ہوا کہ میرا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہیں ایک شخص بولا تمہیں سب کچھ سچ سچ بتانا ہو گا تمھارا بھائی کہاں ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں

اس کے بعد مجھے لکڑی کے تختے پر لٹا کر میری گردن، کلائیں، پیٹ، گھٹنے اور پاؤں اس سے باندھ دیے اور مجھے الٹا لٹکا دیا گیا ظالم اہلکار اپنے آفیسر سے کہنے لگا سر! یہ پکی اخوان ہے دیکھیں اس کا ستر ٹکٹکی پر بھی قائم ہے انھوں نے ٹکٹکی کو چھت سے باندھ دیا اور مجھے بجلی کے کرنٹ لگائے میرے پاؤں پر ڈنڈے سے ضرب لگائی اور کہا تمھیں بکواس کرنی پڑے گی۔ میں چلائی میں کہہ چکی ہوں میرے پاس اعتراف کرنے کو کچھ بھی نہیں پھر دوبارہ مجھے کرنٹ لگائے گئے ایک اہلکار میرے پاؤں پر کوڑے برسانے لگا میرے منہ پر ''یااللہ'' کا کلمہ جاری تھا میں بے ہوش ہو گئی تھی مجھے ہوش میں لانے کے لیے پانی ڈالا گیا اور ٹکٹکی سے اتار دیا گیا اور کاغذ دیا گیا کہ اس پر سچ سچ لکھ دو ورنہ مذید ٹارچر کے لیے تیار ہو جاؤ اس کے بعد وہ مجھے ایک سیل میں بند کر دیا جو مرغی کے ڈربے جیسا تھا اس کے قریب سیل نمبر ۲۴ سے مجھے اپنی امی کی آواز سنائی دی میری والدہ سے بھی میرے بھائی کے متعلق پوچھتے رہے اس کے بعد میرے ایک بھائی وارف کو ایک دوست کے ساتھ اسی جیل ''کفرالسوسہ جیل'' میں لے آئے اور تعذیب کے بعد اسے شہید کر دیا۔اس کے بعد وہ مجھے دوسری قیدی عورتوں کے ساتھ '' سجن قطنا مدنی'' جیل لے گئے وہاں مجھے بتایا گیا کہ محکمہ امن دولہ کی طرف سے تمھیں دس سال قید بامشقت سزا سنائی گئی ہے یہاں آ کر مجھے معلوم ہوا کہ ماہ فروری 1982ء میں حمات میرے شہر میں میرے والد کو شہید کر دیا گیا اور چار دن ان کی میت سڑک پر ''پڑی رہی میرا بھائی'' ماہر

گھر سے باہر آیا تو اسے بھی گولی ماردی گئی میری بہن ''ظلال'' کو بھی شہید کر دیا اس طرح میرے آٹھ بہن بھائیوں کی شہادت کی خبر ایک ساتھ ملی اس کے بعد میں بیمار ہو گئی مجھے صحیح دوائی دینے کے بجائے درندہ صفت ڈاکٹر سمیر نے باجیچھ پن کا انجکیشن لگا دیا گیا یہ بات بعد میں مجھے ایک قیدی کے رشتہ دار ڈاکٹر نے بتائی۔اس کے بعد مجھے عسکری تفتیشی مرکز میں لے گئے اندر آتے ہی دونوں ہاتھوں ہتھکڑیاں لگا دی گئیں آنکھوں پر پٹی لگا دی گئی پھر دیوار کی طرف میرا منہ کر دیا گیا کچھ دیر بعد مجھے جیلر کے پاس لے گئے اس نے کہا سچ بتاؤ گی تو تمھاری رہائی ممکن ہو سکتی ہے اگر کچھ نہ بتایا تو یہاں سے نکلنا مشکل ہو گا اس کے بعد مجھے ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا جب وہ مجھ سے ناامید ہو گئے تو مجھے واپس قطنہ جیل بھیج دیا گیا قطنہ جیل میں کچھ ہفتے گزارنے کے بعد مجھے سجن دومامدنی جیل میں منتقل کر دیا گیا یہاں بھی ظلم کیا گیا مگر بلا آخر ظلم ہار گیا اس جیل میں میرے چار برس گزر گئے جیل حکام مجھے کاغذ دیا کہ اس پر اپنے حالات لکھوں اس کے پندرہ دن بعد رہائی کا پروانہ مل گیا میری ساتھی ایک قیدی کو جیل حکام سے معلوم ہوا کہ صدر حافظ اسد صاحب کو قیدیوں کی خبر ہی نہ تھی ورنہ وہ بہت پہلے ہمیں رہا کر دیتا ہمارے نو برس گزر گئے اور صدر صاحب کو پتہ ہی نہیں پھر یہ 25 دسمبر 1989ء تھا کہ مجھے دوسری عورت قیدیوں کے ساتھ رہائی ملی رہائی کے وقت مجھے دمشق کی وہ آخری رات یاد آ گئی جب نو برس پہلے میں ہوسٹل میں امتحان 1980ء کی

تیاری میں مصروف تھی کہ شام کے خفیہ والے مجھ بے گناہ کو صرف پانچ منٹ کے لیے
پکڑ کر لے گئے اور میری زندگی کے پورے نو برس گھوسٹ لیے اور میں آج تک نہ جان
پائی کہ کیوں؟

۲۳مارچ اور موجودہ پاکستان

آج ۲۳ مارچ ہے ہاں وہی ۲۳ مارچ جو تاریخ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تحت قائد اعظمؒ کی ولولہ انگیز انتھک قیادت میں لاہور میں منعقد ہوا تھا جس میں قرارداد مقاصد پاس ہوئی تھی جس نے مسلمانان برصغیر کو ایک صراط مستقیم بتا دی تھی یعنی سیدھے راستے پر چلنے کا راستہ۔ وہ سیدھا راستہ کیا تھا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہے اس کا اپنا مقصد حیات ہے اس کی اپنی تہذیب، تمدن، ثقافت اور کلچر ہے وہ اس مقصد زندگی پر آزادانہ چلنے کے لیے پاکستان کی مانگ کر رہی ہے جو اس کا بنیادی حق ہے ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا انگریز نے برصغیر میں ہندوں سے حکومت لی تھی یا مسلمان حکمرانوں سے ۔ مگر برصغیر کی بڑی آبادی ہندوں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ ہندوستان میں ایک ہی قوم رہتی ہے اور قومیں وطن سے بنتی ہیں لہٰذ قائد اعظمؒ کی علیحدہ ملک کی مانگ کا خیال درست نہیں اس پر کافی بحث ہوتی رہی تنگ نظر ہندوں کو قائد اعظمؒ کانگریس میں راہ کر صحیح طرح سے سمجھ گئے تھے لہٰذا ان کی ہر چال کا برموقت توڑ کر کیا پاکستان کلمے کی بنیاد پر حاصل کر لیا گیا مسلمانان برصغیر نے ایک نعرہ مستانہ لگایا کہ پاکستان کا مطلب ''کیا لا الہ الا اللہ'' لے کے رہیں گے پاکستان اور بن کے رہے پاکستان۔ جب یہ نعرہ قائد

اعظم کی دلیلوں کے زور کے ساتھ عام ہو گیا تو اس کے سامنے ہندو اور انگریز حکمراں سرنگوں ہو گئے اور دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اسلامی مملکت پاکستان قائم ہو گئی۔

صاحبو! اس سیدھے راستے پر چل کر ہی پاکستان کے مقاصد حاصل کیے جا سکتے تھے قائد اعظمؒ نے اس کی بنیاد بھی رکھ دی تھی اس روداد کچھ اس طرح ہے وقت ٹی وی کے پروگرام میں ایکر پرسن سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سربراہ تنظیم اسلامی (مرحوم) نے جنگ اخبار میں ریاض علی شاہ جو کہ قائد اعظم کے معالج تھے کی ڈائری کے حوالے سے کہا کہ موت کے آخری دنوں میں قائد اعظمؒ بیماری سے بہت کمزور ہو چکے تھے اور زبان پر کچھ آتا تھا مگر بول نہیں سکتے تھے ہم نے اُن کو دوائی دی کہ کچھ نہ کچھ گفتگو کر لیں ورنہ جو کچھ بھی بولنا چاہتے ہیں وہ بول لیں کیونکہ یہ قوم کی امانت ہے اور راہ جائے گی تو قومی نقصان ہو گا ہم نے قائد اعظم کو اس مقصد کے لیے داوئی دی اس کے استعمال کے بعد جو قائد اعظمؒ نے جو جملے کہے وہ یہ ہیں جو اخبار جنگ کی ۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت قائد اعظمؒ کی چالیسویں برسی کے موقعہ پر مضمون شائع ہوا تھا میں بیان کئے گئے ہیں ڈاکٹر پروفیسر ریاض علی شاہ کی ڈائری کا صفحہ کے حوالے سے قائد اعظم کی گفتگو جو ڈاکٹر پروفیسر ریاض علی شاہ اور کرنل الہی بخش کی موجودگی میں قائد اعظمؒ نے موت سے دو دن پہلے

کہا تھا''آپ کو اندازہ نہیں ہو سکتا کہ مجھے کتنا اطمینان ہے کہ پاکستان قائم ہو گیا اور یہ کام میں تنہا نہیں کر سکتا تھا جب تک رسولؐ خدا کا مقامی فیصلہ نہ ہوتا اب جبکہ پاکستان بن گیا ہے اب یہ لوگوں کا کام ہے کہ خلفائے راشدینؓ کا نظام قائم کریں۔'' مگر قائد اعظمؒ کی زندگی نے وفا نہ کی اور جلد اپنے اللہ کے پاس چلے گئے اس کے بعد جن کو قائد اعظمؒ نے ایک موقعہ پر کھوٹے سکے کہا تھا وہ واقعی کھوٹے سکے ثابت ہوئے اور وہ صراط مستقیم گم کر دی گئی اس میں وہ تمام اسلام پاکستان مخالف عناصر شامل ہو گئے تھے جو تحریک پاکستان کے دوران دھوکے سے مسلمانوں کے بناوٹی لیڈر تھے قائد اعظمؒ کی وفات کے بعد کھل کر سامنے آ گئے کبھی کہا پاکستان مسلمانوں کی اقتصادی حالت سدھارنے کے لیے حاصل کیا گیا تھا کیونکہ ہندو برصغیر کی تجارت پر قابض تھے اور کبھی کہا گیا کہ سیکولرزم کی بنیاد پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا وغیرہ۔ جھوٹ موٹ سے قائد اعظمؒ کو سیکولر ثابت کرنے کے لیے لبڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور پاکستان کی سیدھی راہ کو گم کرنے کی کوشش کی جو کوششیں اب بھی جاری ہے۔ پاکستان کی عوام نے انتھک کو شش کرکے پاکستان کا نام دنیا میں روشن کیا اگر اندرون ملک معاش نہ مل سکی تو دنیا کے ملکوں میں جا پہنچے اور کثیر زر مبادلہ کما کر پاکستان بھیجا جس سے پاکستان نے ترقی کی پاکستان کی مسلح افواج نے بھی ملک کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہر مشکل اور قدرتی آفات کے موقعے پر عوام کی خدمت کی شامل ہوئے وہ سیلاب ہو

یا زلزلہ ہو۔ فوجیوں کی فلاح بہبود کے لیے لا تعداد ادارے قائم کئے جو آج بھی مسلح افواج کے ریٹائرڈ افراد کی مدد کر رہے ہیں پاکستان کے سائنسدانوں نے کم وسائل اور دشمن قوتوں کی مخالفت کے باوجود پاکستان کو اسلامی دنیا کی پہلی اور دنیا کی چھٹی ایٹمی قوت بنا دیا پاکستان کی مسلح افواج نے چین کی مدد سے خود تھنڈر لڑاکا جہاز تیار کیے جو پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ میزائل ٹیکنالوجی میں ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے پھر اس ملکِ پاکستان میں غوری میزائل بنا پھر شاہین میزائل کی سیریز حتف ون حتف ٹو اور پھر یہ سلسلہ جاری ہو گیا سائنسدانوں نے ملک کو نا قابل شکست بنا دیا ہر ۲۳ مارچ کو پاکستان اپنی قوت کا مظاہرے میں اس تمام اسلحے کی نمائش کرتا تھا اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھتا تھا۔ پھر اسلامی جمہوریہ پاکستان کو نظر بد لگ گئی اور امریکا نے افغانستان پر حملے کے لیے ہماری بزدل کمانڈو کو ڈرا کر اس کو کہا یا تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے دشمن کے ساتھ ہو ایک چیز کا فیصلہ کرو ورنہ ہم تمہیں پتھر کے زمانے میں پہنچا دیں گے۔بزدل کمانڈر نے نہ اپنی فوج اور نہ ہی اپنی قوم سے مشورہ کیا اور لا جسٹک سپورٹ کے بہانے ملک کی بندگاہیں، ہوائی اڈے اور سرحدیں امریکا کے حوالے کر دیں پاکستان کے ساتھ مل کر ۴۸ ملکوں کی ناٹو فوجوں نے پڑوسی مسلمان ملک افغانستان کو تورا بورا بنا دیا پھر ملک میں سے ۶۰۰ سے زائد مسلمانوں کو امریکا سے ڈالر کے عوض فروخت کر دیا لال مسجد اور اسلام کی بچیوں کے مدرسے حفصہ پر فوج سے حملہ کروا کر

اور فاسفورس گیس سے جلا ڈالا پاکستان کے ہمدرد بلوچستان کے اکبر بگٹی کو اعلانیہ میزائل سے ہٹ کر کے شہید کر دیا یہ تمام لوگ پاکستان کی افواج کے خلاف ہو گئے افغانستان کے طالبان کہتے ہیں پاکستان نے ناٹو فوجیوں کے ساتھ ملک کر ہمارے ملک پر جنگ مسلط کی ہے اور پاکستان نے ان ساتھ دیا ہے اور دے رہا ہے اللذا پاکستان ہم پاکستان کے ساتھ ناٹو کی طرح حالت جنگ میں ہیں ہم ناٹو کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی نقصان پہنچائیں گے اس دوران طالبان نے پاکستانی طالبان کی مدد سے پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی اس کے حبزل ہیڈ کواٹر، دفاہی ادروں، تفتیشی ادروں، پولس ہیڈ کواٹر غرض ہر جگہ دفاہی جگہ کو نشانہ بنا دیا ہمارے ملک کو مفلوج کر کے رکھ دیا اس کے ساتھ امریکہ کے بنائے ہوئے کچھ پاکستانی جعلی طالبان کے ذریعے اسکولوں، بازاروں مساجد، امام بارگاوں اور مزاروں کو نشانہ بنایا تاکہ عام پاکستانی کو سب طالبان کا مخالف بنا دے۔

قارئین ! ان حالات میں کئی سالوں سے اسکورٹی کی وجہ سے ہم ۲۳ مارچ کی پریڈ بھی نہیں کر سکتے۔ غیر ملکی جاسوسی ایجنٹوں کی پاکستان میں برمار کی وجہ سے ہمارے ایٹمی اثاثوں کو بھی نقصان ہو سکتا ہے ہمارے ملک کا ۱۰۰ ارب ڈالر سے زیادہ کا نقصان ہو چکا ہے ہماری قوم دو حصوں میں بٹ چکی ہے ہماری افغانستان سے ملحقہ مغربی سرحد غیر محفوظ ہو چکی ہے ہم نے سوات میں آپریشن کیا مگر

امن قائم نہیں ہوا وہاں اب بھی فوج بیٹھی ہوئی ہے باجوڑ، فاٹا پورا خیر پختونخواہ میں امن آمان کا مسئلہ ہے کشمیر اور ہندوستان کے ساتھ سرحدوں پر فوج لگی ہوئی ہے دشمن ہماری فوج کو جگہ جگہ تقسیم کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے اس پریشانی کی حالت میں قوم مبتلا ہے ہمارا ایک ہی مطالبہ ہے ہمیں پرانا والا پاکستان لوٹا دو۔ قوم کو امریکی ڈالر نہیں چاہیے۔ امریکا سے پاکستانی عوام کو نفرت ہے۔ ملک کو پرائی جنگ سے باہر نکالو۔ تاکہ ہم آزادی سے اپنے فیصلے خود کر سکیں اور ملک ترقی کرے۔ ہم ۲۳ مارچ کے موقعے پر اپنی شان و شوکت والی فوجی پریڈ کو دیکھ سکیں اور دنیا کی چھٹی بڑی فوج اور ایٹمی قوت کا مظاہرہ دیکھ سکیں۔

پاکستان میں دینی مدارس پر صلیبی حملے

ویسے تو تنگ نظر صلیبی دنیااسلامی سیاسی پاکستان کے وجود ہی کے منکر ہیں اور پاکستان کی گاڑی کو گھسیٹ گھسیٹ کر سیکولر بنانے کی ہر بے سود کوشش کرتے رہتے ہیں مگر خاص کر ان کا نشانہ پاکستان کے دینی مدارس ہیں جہاں سے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ مستانہ بلند ہوتا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ دین کی پختہ تعلیم ہی پاکستان کی بقا کی ضامن ہے اور وہ دینی مدرسوں سے فارغ لوگوں کی وجہ سے ممکن ہے مشنری اسکولوں کے فارغ شدہ لوگ جن کا مذہب تو تبدیل نہیں کیا جاتا مگر ان کی سوچ کا مرکزمکہ و مدینہ کی بجائے واشنگٹن مغرب کی طرف کر دیا جاتا ہے وہ اپنی ہر مشکل کا حل انہیں کی فکر سے حاصل کرنے کی جد وجہد میں لگے رہتے ہیں اسی وجہ سے وہ اسلامی دنیا میں سیکولر حکومتیں قائم کئے ہوئے ہیں جبکہ مدارس سے فارغ ہونے والے لوگوں کی سوچ کا مرکزمکہ و مدینہ ہے وہ ہر مسئلے کو اسلام کے بتائے ہوئے اصلوں کی روشنی میں دیکھتے ہیں رہنمائی اور مشکل کے وقت وہ اللہ اور رسولؐ سے ہدایت حاصل کرنے کی جد و جہد کرتے ہیں اس بنیادی اصول کو سامنے رکھ کرآپ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ پاکستان کے مدارس کے پیچھے دنیاکے صلیبی کیوں پڑے ہوئے ہیں اس بات کو مذید سمجھنے کے لیے آپ غور کریں کہ مشنری اسکولوں سے فارغ ہونے والے اشخاص کے لیے اقتدار

کا راستہ کس طرح ہموار کیا جاتا ہے حکومتی عہدوں میں شامل ہونے کے لیے جو مقابلے کے امتحان کا طریقہ رکھا گیا ہے وہ انگریزی زبان میں ہے انگلش میڈیا سے پڑھے ہوئے لوگ آسانی سے مقابلے کی امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں اور عربی مدرسوں کے پڑھے ہوئے لوگ اس کے قریب بھی نہیں آ سکتے کیونکہ انہوں نے عربی میں تعلیم حاصل کی ہوتی ہے اس سازشی طریقہ کو پاکستان بننے سے پہلے ہی صلیبیوں نے جاری کیا ہوا تھا لہٰذا جب سے پاکستان بنا تو صلیبیوں کے مشنری انگلش میڈیا اسکولوں، کالجوں سے فارغ شدہ اشخاص حکومت میں شامل ہوتے ہیں جو نظام حکومت چلاتے ہیں یہ تو ہوئے انتظامیہ کے لوگ جو مشنری اسکولوں سے پڑھ کر آتے ہیں اس کے علاوہ الیکشن کے ذریعے جو لوگ پاکستان کی پارلیمنٹ میں جاتے ہیں ان میں بھی کافی تعداد اپنی دولت کی بنیاد پر ان ہی مشنری اسکولوں سے ہی پڑھ کر آتے ہیں پارلیمنٹ میں جیت کے آنے والے پیسے کے زور پر جیت کر آتے ہیں پھر نفع بخش تجارت کے طور پر جائز نا جائز طریقے سے پاکستان کی عوام کی دولت کو ہڑپ کرنے کی فکر میں رہتے ہیں ان کی اکثریت قانون سازی میں سیکولر سوچ کے مددگار بنتی ہے اس اسکیم کو صلیبی ماہر تعلیم لارڈ میکالے نے اپنی محکوم نوآبادیوں کے لیے ترتیب دیا تھا اس کے پیچھے انگریز کی سوچ تھی کہ جس اسلامی نظامِ تعلیم سے اسلام نے دنیا کے ایک کثیر حصے پر حکومت کی تھی اس کی جڑ کاٹ دی جائے چوں نا چہ اس اسکیم کے ذریعے دین سے غافل لوگ پیدا کیے گئے جو ایک طرف اپنی اصل سے دور ہوتے گئے تو دوسرے طرف قابض حکومت

کے کل پرزے بنتے گئے اس طرح اسلامی نظام تعلیم کے تمام راستے بند کر دیے گئے اور دنیوی تعلیم کے راستے کھول دیے گئے اس سے مسلمان دو حصوں میں تقسیم ہو گئے حکومت اور پیسے کی لالچ میں لوگ مشنری اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور غریب عوام نے دینی مدرسوں کا رخ کیا علمائے اسلام شروع سے ہی اس سازش کو سمجھ گئے تھے لہٰذا انہوں نے نامساعد حالات کے باجود دینی عربی تعلیم کو جاری رکھا مدارس قائم کئے حکومت کی طرف سے امداد نہ ملی نہ ہی طالبعلموں کو مراعات ملیں صرف مخیّر حضرات کی مدد سے مدارس چلائے جو الحمد اللہ اب بھی پاکستان کے طول و عرض میں چل رہے ہیں ان کی وجہ سے پاکستان کی مساجد آباد ہیں ان ہی کی وجہ سے حفاظ تیار ہو رہے ہیں جو اللہ کے کلام کو اپنے سینوں سجائے ہوئے ہیں ہر رمضان میں پاکستان کے قریہ قریہ میں قرآن سناتے ہیں ان ہی کی وجہ سے پاکستان میں اسلام کا بول بھالا ہے یہ ہی اسلام کے رکھوالے ہیں یہ ہی عوام کی دینی راہنماہی کرتے ہیں یہ مدارس اسلام کے قلعے ہیں علمائے اسلام کی محنت سے قائم کردہ اسلامی یونیورسٹیاں اسلام کی چھاونیاں ہیں مساجد کے مینار اسلام کے میزائل ہیں یہ مسلمان قوم کے دل میں اسلام کی نشاۃثانیہ کا موجب بن رہے ہیں ان کو ہی دیکھ کر صلیبیوں کے دلوں میں اسلام کا خوف تاری رہتا ہے۔ پاکستان میں قائم ان اسلامی اداروں سے اسلامی دنیا سے طالب علم حصول علم کے لیے آتے ہیں جن کو ہماری حکومتیں اکثر تنگ کرتی رہتی ہیں صلیبیوں سے امداد لینے والے حکومتیں اور ڈالر پر پلنے

والا پاکستانی میڈیا بغیر تحقیق کے بیرونی ملکوں سے آنے والے طالبعلموں کے خلاف پروپگنڈا کرتا ہے کبھی ان کو شدت پسند اور دہشت گرد کہا جاتا ہے کل ہی اخبار میں خبر لگی کہ باہر سے آئے ہوئے طلبا کو گرفتار کیا گیا اور ان کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کر کے دنیا میں پاکستان کی جگ ہنسائی کی گئی اس میں پنجاب کے وزیر قانون پیش پیش ہیں وفاق المدارس العربیہ کے رہنماؤں نے اس کی بھرپور مذمت کی سابق وزیر داخلہ اور مسلم لیگ (ق) کے صدر چوہدری شجاعت صاحب نے کہا ہے کہ غیر ملکی طلبہ کو بغیر ثبوت کے گرفتار کرنا غلط ہے اسلامی مدارس میں تخریب کاری کی تربیت نہیں دی جاتی اسلامی ملکوں کے طلبہ تعلیم کے لیے آتے ہیں انہوں نے کہا ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں ہم نے اسلامی مدرسوں کی چھان بین کی تھی پاکستان میں کوئی تخریب کاری کی تربیت نہیں دی جاتی نہ ہی کوئی تخریب کار مدرسوں میں زیر تعلیم ہیں اسلامی ملکوں کے طالب علم پاکستان میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں لہٰذا ان پر شک کرنا اور ناجائز طریقے سے تنگ کرنا درست نہیں یہ طالب علم تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے اسلامی ملکوں میں پاکستان کا اچھا امیج پیش کرتے ہیں سعودی وزیر عبدالعزیز بن عبداللہ العمار نے کہا ہے کہ پاکستانی مدارس دنیا کے لیے رول ماڈل ہیں مفتی نعیم صاحب جامعہ بنوریہ نے کہا ہے کہ عالمی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے مدارس کے خلاف کاروائی حکومت کو مہنگی پڑے گی حکمرانوں سے حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں آئین سے اسلامی شقوں کے خاتمے کی مزاحمت کی

جائے گی غیر ملکی طلبہ سے اگر قومی سلامتی کو کوئی مسئلہ ہے تو یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم طلبہ بھی یہ خطرہ ہو سکتا ہے حکمران ہمیں حب الوطنی نہ سکھائیں قومی سلامتی کی آڑ میں مدارس کے خلاف کسی بھی کاروائی کی مزاحمت کی جائے گی ہمیں ملک کی سلامتی ان حکمرانوں سے زیادہ عزیز ہے طارق معمود صاحب پاکستان علماء کونسل سندھ کے صدر نے کہا ہے کہ دینی مدارس اور مذہبی رہنما عصری تعلیم کے خلاف نہیں ان کے وفد کے اراکین نے وزیر اعظم سے کہا ہے کہ اگر کوئی بھی کسی مدرسے میں دہشت گردی کی تربیت دی جارہی ہے تو حکومت نشان دہی کرے علماء اس مدرسے کے خلاف قانونی کاروائی کرنے میں حکومت کا ساتھ دیں گے۔

قارئین ! تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمان اسلامی تعلیم سے آراستہ ہوتے تھے تو انہوں نے دنیا پر حکومت کی تھی دنیا کے لوگ سمرقند اور بخارہ کی یونیورسٹیوں میں ایسے تعلیم حاصل کرنے آتے تھے جیسے اب مسلمان امریکا اور یورپ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں وہ دور پھر لوٹ سکتا ہے جب ہمارے دینی مدارس میں عصری علوم کی بھی تعلیم دی جائے گی تحقیقی ادارے قائم کیے جائیں گے جب اجتہاد کا بند دروازہ کھولا جائے گا جب ہمارے علماء فرقہ بندی سے باہر نکلیں گے جب پاکستانی عوام قومیت، لسانیت ،علاقیت، صوبائیت کی سوچ سے نکل کر اسلامی سوچ اپنائیں گے جب حکومت پاکستان میں یکساں اسلامی

نظامِ تعلیم رائج کرے گی جب تعلیم اپنی قومی زبان اردو میں دی جائے گی۔

مذاکرات ،نواز پر عزم،طالبان محبِ وطن نثار، طالبان ہمارے بھائی منور حسن

نواز شریف وزیر اعظم پاکستان پُر شگاف الفاظ میں اعلان کر چکے ہیں کہ پاکستان میں بہت خون بہہ چکا اب مذاکرات کے ذریعے امن قائم ہونا چاہیے پارلیمنٹ کے اندر حکومتی طالبان مذاکراتی کمیٹی کا اعلان کیا ان کے بیان اور عملی اقدام کو قومی اور عوامی حلقوں میں مثبت طور پر لیا گیا اور دکھوں کی ماری پاکستانی عوام نے اسے تازہ ہوا کا جھونکے سے تعبیر کیا۔طالبان نے بھی اپنی مذاکراتی ٹیم کا اعلان کر دیا اور دونوں کمیٹیوں کے اجلاس منعقد ہوئے.برف پگلی اور قوم نے سکھ کا سانس لیا اس درمیان میں کچھ واقعات رونماء ہوئے اور فوج کو اپنے دفاع میں شمالی وزیرستان میں جیٹ طیاروں سے بمباری بھی کرنی پڑی مگر دونوں طرف سے سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑی سمجھ داری سے معاملات کو کنٹرول کر لیا گیا اسی کو عزم صمیم کہتے ہیں جو ہمارے محترم وزیر اعظم کی طرف سے ظاہر ہوا اور مذاکرات مخالفین کی اعلانیہ اور خفیہ چالوں پر پانی پڑھ گیا محب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے طالبان نے غیر مشروت جنگ بندی کا اعلان کر دیا جس پر ہمارے وزیر داخلہ جناب چوہدری نثار صاحب نے پارلیمنٹ کے اندر طالبان کو محب وطن کہا اور صحیح کہا اُدھر جماعت اسلامی کے امیر جناب منور حسن نے کراچی میں جماعت اسلامی کے

تحت عظیم الشان تحفظ پاکستان کنونشن میں بیان دیا کہ طالبان پاکستان کے شہری ہیں اور ہمارے بھائی ہیں لیکن ہمارا ان سے یہ اختلاف ہے کہ بندوق کی نوک پر اور طاقت کے زور سے شریعت قائم نہیں ہو سکتی اور نہ ہی طاقت کے بل پر امن قائم ہو سکتا ہے ان بیانات پر ملک میں کچھ لوگ پریشان ہیں کہ طالبان کو محب وطن اور بھائی کیوں کہا گیا جی مخالفوں کچھ نہ کچھ مواد مل جاتا ہے جس پر منفی سیاست کرنی ہوتی ہے ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کا فوجی آپریشن پر زور دیتی ہیں یہ دونوں گذشتہ پانچ سال اقتدار میں رہے تو آپریشن کیوں نہ کیا کس نے ان کا ہاتھ روکا ہوا تھا عوام اس بات کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ ملک میں فوجی آپریشن کیا جائے مشرقی پاکستان کے ملٹری آپریشن نے ملک کو دولخت کر دیا بلوچستان مین پانچواں ملٹری آپریشن جاری ہے لیکن وہاں کے عوام محرامی سے دو چار ہیں اور دوریاں بڑھ رہی ہیں ملٹری آپریشن کسی مسئلے کا حل نہیں ہے مذاکرات کی میز بچھی رہنی چاہیے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ بندوق کے زور پر امن قائم نہیں کیا جا سکتا نواز شریف صاحب نے نیک نیتی کے ساتھ مذاکرات شروع کیے ہیں لیکن ان کے کچھ لوگ مذاکرات کے مخالف ہیں جن سے وہ خود ہی نمٹیں۔ جناب حمید گل نے عمرہ سے واپسی پر مولانا سمع الحق سے ملاقات کے دوران کہ مذاکرات کو کامیاب بنانے کے لیے سازشوں کو ناکام بنا ہو گا مولانا سمیع الحق نے ایبٹ آباد میں کہا کہ مدارس پر دہشت گردی کا الزام لگانے والے آج ملک میں جنگ اور فوجی آپریشن کی بات کر رہے ہیں نام نہاد

دینی طبقے، سیکولر، لبرل لابیاں، لبنکرز اور کالم نگار مغرب کے اشاروں پر آپریشن اور جنگ کا خوف برپا کیے ہوئے ہیں ان سب کا ایک بریگیڈ بنا کر اسے طالبان سے مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا جائے تاکہ جنگ کہ شوق جنگ وجدل پورا ہو اور فتح پا کر یہ قوم کے ہیرو کہلا سکیں خوشی کا موقعہ ہے کہ پوری قوم امن چاہتی ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت پیغام، امن کانفرنس میں کہا گیا ہے کہ اندرونی شورشوں کے خاتمے کا واحد حل ہی مذاکرات ہیں اس لیے حکومت طالبان کے ساتھ مذاکرات کرے نفاظ شریعت کے لیے مسلح جد وجہد شرعی اعتبار سے غلط ہے۔ مذاکرات کے حامی اور ملک کے محب وطن لوگوں کا رویہ تو یہ ہے کہ وہ مذاکرات کی بات ہر فورم پر اور ہر موقعے پر کرتے ہیں لیکن کچھ دوسرے حضرات مذاکرات کی مخالفت میں کوئی موقعہ ضائع نہیں جانے دیتے کچھ اندر ہی اندر مذاکرات کی مخالفت بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے جو کوششیں کی تھیں ان کا ثمر ہمیں بھی ملنا چاہیے ان میں جمعیت علمائے اسلام کئی دفعہ اپنے جرگے کی بات دوہرا چکی ہے ۱۹ مارچ کو اس کے سربراہ نے کہا کہ ہم مذاکرات سے مطمئن نہیں تاہم ملک میں امن کے لیے دعا گو ہیں ۲۰ مارچ کو بیان دیا طالبان ہی نہیں تمام گروپوں سے مذاکرات ہونے چاہییں ۲۲ مارچ کو کہا کہ مذاکرات کا میکنزم تبدیل کیا جائے تو کردار ادا کر سکتے ہیں قبائلی جرگے کو اختیار دیا جائے تو کامیابی یقینی ہے جناب ٹھیک ہے آپ نے بھی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی تو موجودہ پروسس کو تو پوری طرح کامیاب ہونے دو اس میں تو مین میخ

تو نہ نکالیں عوامی نیشنل پارٹی کے راہ نما میں افتخار حسین صاحب فرما رہے ہیں حکومت اور طالبان کے درمیان جاری مذاکرات محض ٹوپی ڈرامہ ہے جناب آپ کی خیبر پختونخواہ میں حکومت کے دوران تو آپ طالبان کو ختم کرنے کے سارے حربے استعمال کر لیے تاکہ امن قائم ہو سکے مگر بوجہ نہ ہو سکا اب تھوڑا صبر کر لیں مذاکرات مکمل ہونے دیں اس سے آپ کے صوبے میں بھی امن وامان قائم ہو جائے گا جو شاید آپ کے وقت نہ ہو سکا اس کے بعد کچھ مسلکی عناصر ہیں جو صرف اس بات کی وجہ سے مذاکرات کی مخالفت کر رہے ہیں کہ طالبان ان کے مسلک کے نہیں للذا ان کو سبق سیکھانا چاہیے اور فوجی آپریشن ہونا چاہیے وہ اس کے لیے زبانی کے ساتھ ساتھ مظاہرے بھی کرتے ہیں مگر ان حضرات سے درخواست ہے کہ کہ وہ زمینی حقائق کو سامنے رکھ کر ہی کوئی فیصلہ کریں کیا طالبان کی جنگ ان سے ہے؟ کیا کبھی بھی طالبان نے ان کو نقصان پہنچایا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور واقعی نہیں ہے تو ان کو اس معاملے میں قومی مفادات سامنے رکھتے ہوئے اپنی سوچ کو صحیح سمت میں درست کر لینا چاہیے اگر ملک میں امن ہوتا ہے تو سب کو فائدہ پہنچے گا جس میں آپ بھی شامل ہیں ملک لڑائی کے ماحول سے نکل کر ترقی کے راستے پر گامزم ہو جائے گا وزیر داخلہ سے امریکی سفیر رچرڈ اولس نے بھی ملاقات کی جس میں مذاکرات کے متعلق بھی بات چیت ہوئی امریکی سفیر نے اپنے تحفظات سے حکومت کو آگاہ کیا اللہ کرے حکومت امریکا کے کسی بھی دباؤ کے بغیر مذاکرات مکمل کرے تاکہ ملک میں امن وامان قائم ہو۔

قارئین ! حکومت کی قائم کی گئی چار رکنی کمیٹی کی حکومت سے مشاورت ہو چکی ہے جس میں آئی ایس آئی کے سربراہ بھی شریک ہوئے ہیں جس کو راہ نما اصول سے آگاہ کر دیا گیا ہے ادھر طالبان نے بھی اپنی شوریٰ کی چار رکنی کمیٹی بنا دی ہے جو خوش آیند ہے دونوں طرف مذاکرات کے لیے صحیح سمت میں کوششیں ہو رہیں ہیں تمام ملک کے عوام امن کے لیے دعا گو ہیں ملاقات کی جگہ کا بھی تعین ہو چکا ہے اللہ سے دعا ہے کہ پاکستان میں ہر حال میں امن قائم ہو ملک ترقی کرے عوام آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں اللہ پاکستان کو نظر بد سے بچائے آمین۔

سراج الحق جماعت اسلامی کے پانچویں امیر منتخب ہو گئے!

آج مورخہ ۳۰ مارچ کو ناظم انتخاب جناب عبدالحفیظ احمد، جن کو جماعت اسلامی کی شوریٰ نے انتخاب کی ذمہ داری سونپی تھی نے امیر العظیم اور نذیر احمد جنجوعہ کے ساتھ منصورہ آڈیٹوریم میں پر ہجوم پریس کانفرنس میں امیر جماعت اسلامی پاکستان برائے سال ۲۰۱۴ء ۔ ۲۰۱۹ء کے انتخاب کا اعلان کر دیا گیا محترم سراج الحق کو ارکان کی اکثریت نے خفیہ رائے دہی کے ذریعے پانچ سال کے لیے پانچویں امیر منتخب کر لیا نئے امیر جماعت اسلامی ۵ دسمبر ۱۹۶۲ء کو ثمر باغ ضلع دیر میں پیدا ہوئے ۱۹۸۸ء سے سے ۱۹۹۱ء تک اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ رہے ۲۰۰۲ء میں رکن صوبائی اسمبلی منتخب ہوئے ۲۰۰۳ء میں جماعت اسلامی خیبر پختونخواہ کے امیر منتخب ہوئے ان کو ۲۰۰۹ء میں جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر کی ذمہ داری سونپی گئی انہوں نے یونیورسٹی آف پشاور سے ایم اے پولیٹیکل سائنس کیا جب امریکی نے ڈمہ ڈولہ مدرسہ پر ڈرون حملہ کیا تھا تو مشرف دور کی وفاقی حکومت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اسمبلی سے استعفیٰ دے دیا تھا ۲۰۱۳ء میں دوبارا ممبر صوبائی اسمبلی منتخب ہوئے اس وقت وہ صوبہ خیبر پختونخوا میں سینئر وذیر کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں سراج الحق درویش صفت طبیعت اور مجاہدانہ اوصاف

کی بدولت تحریکی اور عوامی حلقوں میں ان کو ایک منفرد مقام حاصل ہے انہوں نے صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت میں موثر کردار ادا کیا تھا جس کے سب معترف ہیں جب سینئر وزیر تھے تو وفد کے ساتھ جرمنی کا دورہ کیا تو وہاں مہنگے ہوٹلوں میں رہائش رکھنے کے بجائے مسجد میں وفد کے ساتھ قیام کیا اور عوامی خزانے کے پیسے بچائے جو ایک منفرد مثال ہے پاکستان کی تاریخ میں حکمرانوں کی ایسی مثال نہیں مل سکتی خیبر پختونخواہ سے لاہور منصورہ میں کسی میٹنگ میں شرکت کے لیے آئے تو عام ویگن سے سفر کیا اور ۳۴۵ روپے خرچہ کا بل حکومت کے خزانے سے چارج کیا عوام اخبارات میں صدر کے کیچن پر کروڑوں کے خرچے اور صدر وزیر اعظم اور وزیروں کے اصراف کے قصے پڑھتے رہتے ہیں فرق خود محسوس کر سکتے ہیں اسی طرح عوام سے ملنے کے لیے مسجد کو مرکز بنایا اور بغیر دربان کے عوام ہر وقت مل سکتے ہیں کسی پروٹول کی ضرورت نہیں یہ چیز دوسرے میں ناپید ہے دوسرے وزیر عوام سے ڈر اور خوف کی وجہ سے اپنے ساتھ سیکورٹی کی پوری فوج رکھتے ہیں مگر جماعت اسلامی کے لیڈر شپ سیکورٹی کے بغیر آزادانہ پورے ملک میں عوام سے ملتے ہیں انہیں اللہ کے خوف کے سوا کسی کا خوف نہیں ہے اسی لیے جناب سراج الحق سنیئر وزیر خیبر پختونخواہ بغیر سیکورٹی کے اب بھی آزادانہ سفر کرتے ہیں جہاں تک سیاسی پارٹیوں کے اندرونی انتخابات کا تعلق ہے جماعت اسلامی کی شروع سے ریت رہی ہے کہ امیر جماعت اسلامی کا انتخاب ہر پانچ سال بعد بذریعہ خفیہ رائے کے انتخاب ہوتا ہے اس

دفعہ ۲۵ ہزار سے زائد ارکان جماعت اسلامی نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا جماعت اسلامی کی کل ارکان ۳۱۳۰۱ ہیں جن میں سے ۳۰۷۵۹ ارکان کو یکم مارچ کو پیلٹ پیپر جاری کیے گئے تھے جس میں سے کل ۲۵۵۳۳ پیلٹ پیپر زپُر کرکے ۲۸ مارچ تک واپس مرکز جماعت اسلامی لاہور میں پہنچا دیے گئے شرح انتخاب ۸۵ فیصد رہی شوریٰ نے جماعت اسلامی کی روایات کے مطابق ارکان کی سہولت کے لیے تین نام تجویز کیے تھے جس میں سید منور حسن سابق امیر جماعت اسلامی، لیاقت بلوچ قیم جماعت اسلامی اور سراج الحق نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان اور سینئر وزیر خیبر پختونخواہ تھے ارکان ان کے علاوہ جس رکن کو بھی منتخب کرنا چاہتے ہوں اپنا ووٹ دے سکتے تھے۔ جماعت اسلامی کے دستور کے مطابق جماعت کا کوئی رکن اپنے آپ کو کسی عہدے کے لیے پیش نہیں کر سکتا نہ ہی کسی عہدے کے لیے مہم چلانے کا مجاز ہوتا ہے ارکان اپنی آزاد رائے سے اپنے امیر کو منتخب کرتے ہیں نہ وہ امارت کا خود امیدوار اور نہ اس سے کوئی ایسی بات ظہور میں آئی ہو جو یہ پتہ دیتی ہو کہ وہ امارت کا خود خواہشمند یا اس کے لیے کوشاں ہے۔

صاحبو! جماعت اسلامی پاکستان کی دوسری سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی طرح موروثی جماعت نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا اس کا سربراہ بنے گا یا لیڈر شپ ایک ہی خاندان میں رہے گی نہیں نہیں بلکل نہیں ! بلکہ جماعت اسلامی میں عین اسلام

کے اصلوں کے مطابق اس کی لیڈر کے چناو کے لیے دیکھا جائے گا جماعت اسلامی کے دستور میں لکھ ہوا ہے کہ وہ امارت کا خود امیدوار نہ ہو اور نہ ہی اس کے لیے کسی قسم کی کوشش کرتا ہو ارکان جماعت اسلامی خود اس کے تقویٰ، علمِ کتاب و سنت، امانت و دیانت، دینی بصیرت، تحریک اسلامی کا فہم، اصابت رائے، تدبر، قوت فیصلہ، راہ خدا میں ثبات واستقامت اور نظمِ جماعت کو چلانے کی اہلیت پر اعتماد رکھتا ہو عوام جانتے ہیں جب کوئی شخص حکومت پاکستان کا کسی قسم کا ممبر بنتا ہے تو اسے اس بات کا حلف اٹھانا ہوتا ہے کہ وہ عوام کی جو امانتیں اس کے حوالے کی جائیں گی اس پر پورا اترے گا مگر افسوس کے ساتھ دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ممبران عوام کی اماتوں میں خیانتوں کے مر تکب ہوتے رہتے ہیں اور ان کی سیاسی وابستگی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی پارٹیاں ان پر گرفت نہیں کرتیں بلکہ اگر کسی وقت ان پر کرپشن کے مقدمات قائم ہوئے اور عدالت نے انہیں سزا دی تو ان کی سیاسی پارٹی نے ان کو پارٹی سے نکالنے کے بجائے پہلے سے بڑے عہدے پر لگا دیتے ہیں تاکہ وہ مذید کرپشن کرے اس طرز عمل کی وجہ سے پاکستان دنیا میں کرپٹ ملکوں کی فہرست میں قابل شرم نمبر پر ہے دوسری طرف اسی ملک پاکستان میں جماعت اسلامی کے تقریباً ہزار نمانیدے مختلف عہدوں پر منتخب ہوئے مگر اللہ کا شکر ہے کہ کسی ایک پر بھی کرپشن کا الزام اخبارات کی زینت نہیں بنا راقم کو اس بات مشاہدہ اس وقت ہوا جب این اے ۲۵۰ قومی اسمبلی کے امیدوار کا ناظم انتخاب مقرر کیا گیا جماعت اسلامی کے ممبر

قومی اسمبلی جناب عبدالستار افغانیؒ نے اس سیٹ پر ایم کیو ایم کی نسرین جلیل کو شکست دی تھی اس سے قبل وہ کراچی کے دو دفعہ مہر منتخب ہوئے تھے وہ کراچی کی آبادی لیاری کے ۸۰ گز کے فلیٹ کی ایک منزل پر اپنے دوسرے خاندان کے لوگوں کے ساتھ رہائش پذیر تھے دو دفعہ کراچی جیسے شہر کے مہر اور ایک دفعہ ممبر قومی اسمبلی منتخب ہونے کے بعد مرتے وقت اسی ۸۰ گز کے فلیٹ میں اللہ کے ہاں چلے گئے مگر عوام کی امانتوں میں ایک پائی کا بھی خرد برد نہیں کی کرپشن تو دور کی بات ہے میں اس بات کا عینی گواہ ہوں کہ جو قومی اسمبلی کے ممبران کو ماہ وار وظیفہ ملتا تھا ہر ماہ دفتر اور سفر اخراجات میں سے بچے ہوئے پیسے تک واپس جماعت اسلامی کے فنڈ میں داخل کر دیتے تھے کیا اس کی کوئی مثال اس وقت پاکستان کی لیڈر شپ عوام کے سامنے پیش کر سکتی ہے۔

قارئین ! جماعت اسلامی کے امیر کا انتخاب عمل میں آ چکا ہے اس انتخاب کی وجہ سے پاکستان کی سیاست میں بڑا دخل ہے جماعت اسلامی پاکستان کی ایک منظم اور نظریاتی جماعت ہے اس کے کارکنان اسلام اور نظریہ پاکستان کے لیے سر دھڑ کی بازی کے لیے ہر وقت تیار رہتے اور انہیں نوجوان قیادت بھی مل چکی ہے لہٰذا اب یہ پاکستان کی عوام کا کام ہے کہ اس کے ساتھ تعاون کریں تاکہ ملک کے حالات درست سمت میں چلائے جا سکیں اور اس ملک میں کرپشن سے پاک صاف با برکت اسلامی نظام نافظ کیا جا سکے اللہ ہمارے ملک کا محافظ ہو آمین

مذاکرات اہداف اور مشکلات

طالبان سے مذاکرات شروع کرتے وقت نواز شریف صاحب نے صاف صاف فرما دیا تھا کہ بہت خون خرابہ ہو گیا اب ملک میں امن و امان ہونا چاہیے اسی فلسفے کو سامنے رکھتے ہوئے مذاکرات شروع کئے گئے تھے مخالف لابیاں اپنا پورا زور فوجی آپریشن پر لگا رہیں تھیں مگر نواز شریف کے عزم میں ذرا سا بھی جھول نہیں آیا اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو انہوں نے یہ کام پارلیمنٹ کی قرارداد، اے پی سی اور جرگے کی رضامندی سے شروع کیا تھا کیونکہ ان تینوں فورم میں جنگ بندی کی قرادیں پاس ہوئی تھیں پوری قوم کی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح ملک میں امن قائم ہو ملک ترقی کی راہ پر پھر سے گامزن ہو جائے حکومتی اور طالبان کمیٹیوں کی انتھک کوشش سے سفارشات تیار کی گئیں پھر براہ راست مذاکرات ہوئے اور پہلا مرحلہ مکمل ہو گیا اب دوسرا مرحلہ شروع ہونے والا ہے اس میں اگر غور کیا جائے تو ملک میں امن و امان قائم ہو گیا طالبان کی طرف سے کوئی بھی قابل ذکر کاروائی نہیں کی گئی ۸ سال بعد پہلی بار ۲۳ مارچ کو فوجی پریڈ منعقد ہوئی اس پریڈ میں ہماری مسلح افواج نے شرکت کی جس کو عوام نے بڑی حسرت سے دیکھا اور خوشی کا اظہار کیا اس سے نواز شریف کا امن کا ہدف پورا ہوا اور مسلح افواج کا مورل بھی بلند ہوا ملک میں امن

کی خواہش رکھنے والے ایک بڑے طبقے نے سکھ کا سانس لیا اب دوسرا براہ راست مرحلہ شروع ہونے والا ہے اس لئے دونوں طرف سے صبر سے کام لینے کی ضرورت ہے جب کہیں جنگ ہو رہی ہو تو تھوڑی سی کوتاہی سے حالات پھر خراب ہونے کے امکان ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔پہلے مرحلے میں جنگ بندی اور قیدیوں کے تبادلے پر اتفاق ہوا تھا اس کے ساتھ ساتھ خوشگوار ماحول میں مذاکرات بھی ہوتے رہے۔برف پگھل گئی قوم کو جلد خوشخبری کی لیے کہا گیااور دس سال سے جاری جنگ و جدل اور بدامنی کا ماحول ختم ہواحکومتی کمیٹی نے طالبان شوریٰ سے ملاقات کے بعد اپنی رپورٹ میں کہ طالبان سنجیدہ نظر آئے اور دہشتگردی کرنے والے گروپوں سے اظہار لا تعلقی کر دیا اس موقعہ پر طالبان کمیٹی کی طرف سے یہ بھی کہا گیاکہ دشمن حکمرانوں اور فوج کو استعمال کر رہے ہیں حکومت غیر عسکری قیدیوں کو رہا کرے تو اس کے بدلے طالبان سے اجمل خان اور دیگر کی رہائی کے لیے راضی ہیں حکومتی کمیٹی کے ایک راہ نما نے بھی کہا کہ گرفتار طالبان قیدیوں اور دیگر کیخلاف اگر کوئی ثبوت نہیں تو حکومت کو چھوڑ دینا چاہیے اُدھر پاکستان علماء کونسل کے چیئرمین حافظ طاہر اشرفی صاحب نے کہا ہے کہ نیا دور کھولنے کے بجائے مولانا فضل الرحمان صاحب کو سمیع الحق کے صاحب ہاتھ مضبوط کرنے چاہیے یا وہ حوریں بتا دیں جن سے مذاکرات کئے جائیں اپوزیشن اور سیکولرز لابی کو نواز شریف صاحب نے یہ کہ کر خاموش کرنے کی کوشش کی ہے کہ طالبان کا غیر قانونی مطالبہ تسلیم نہیں کیا جائے گا اس دوران

حکومتی اور طالبان کمیٹی کا اجلاس وزیر داخلہ کی سربراہی میں منعقد ہوا جس میں قیدیوں کی رہائی پر غور کیا گیا اس پر نواز شریف نے بیان دیا کہ مذاکرات درست سمت میں بڑھ رہے ہیں قوم کو جلد خوشخبری سنائیں گے طالبان نے شکایت کی کہ روز کہا جا رہا کہ وزیر اعظم صاحب مذاکرات میں مخلص ہیں مگر عملی طور پر کچھ نہیں کیا جاتا ہمارے کارکنوں کی گرفتاریاں اور لاشیں ملنے کا سلسلہ جاری ہے ان حالات میں ہمارے لیے جنگ بندی کو جاری رکھنا مشکل ہوتا جا رہا ہے حکومت مذاکرات کے حوالے سے سست روی کا شکار ہے تجزیہ نگار بھی تشویش کا شکار نظر آتے ہیں اور حکومت سے کہہ رہے ہیں کہ طالبان سے مستقل جنگ بندی کی لیے رابطہ کیا جائے پیپلز پارٹی کے راہ نما اور پارلیمنٹ میں حزب اختلاف خورشید شاہ صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ طالبان سے مذاکرات ناکام ہوئے تو ملک کا بڑا نقصان ہو گا قیام امن کے لیے حکومت کے ساتھ ہیں جماعت اسلامی کے تحت امن کانفرنس کے بعد سید منور حسن نے کہا ہے کہ بدامنی کا حل آپریشن نہیں مذاکرات ہیں نواز شریف نے مذاکرات کی راہ اختیار کرکے عوام کے دل موہ لیے ہیں حکومتی اور طالبان کمیٹیوں کا کردار قابل ستائش ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سید منور حسن نے طالبان سے بھی پروفیسر اجمل اور دیگر قیدیوں کو رہا کرنے کو کہا ہے انہوں نے کہا کہ ملک دشمن سازشوں کا جال پھیلا رہے ہیں حکومت اور طالبان دشمن کے ایجنڈے کو ناکام بنانے کے لیے فہم فراست سے کام لیں کسی بھی چیز کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں مذاکرات کی کامیابی ناگزیر ہے

اس دوران حکومت نے طالبان کے سولہ قیدی رہا کر دیے جن کا تعلق محسود گروپ سے ہے پولیٹیکل ایجنٹ نے کہا کہ چند روز میں سو مذید طالبان قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا طالبان کے ترجمان شاہد اللہ شاہد نے کہا ہے کہ رہا کئے گئے افراد کا طالبان سے کوئی تعلق نہیں پھر بھی طالبان نے بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی طرف سے مذید دس روز کے لیے جنگ بندی میں توسیع کر دی اور کہا کہ ہم حکومت کے ساتھ عہد کے پابند ہیں حکومت کو تسلیم شدہ شرائط پر عمل درآمد کر چاہیے اس دوران عسکری اور سیاسی قیادت نے وزیر اعظم کی زیر صدارت اعلیٰ سطحی اجلاس میں طالبان سے مذاکرات جاری رکھنے پر اتفاق کیا وزیر داخلہ نے مذاکرات میں پیش رفت اور طالبان قیدیوں کی رہائی سے متعلق اجلاس میں بریفنگ دی اور حکومت نے تیرہ طالبان راہ نماؤں کو رہا کرنے کا فیصلہ کیا ہے سنگین جرائم میں ملوث قیدیوں کو رہا نہ کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا وزیر داخلہ نے وزیر اعظم کو طالبان کمیٹی سے ملاقات کی تفصیل سے آگاہ کیا اور کہا کہ طالبان نے پروفیسر اجمل کی رہائی کے بدلے اپنے تین کمانڈروں کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے اس وقت جب مذاکرات صحیح سمت میں چل رہے ہیں تو پیپلز پارٹی کے سرپرست اعلیٰ بلاول زرداری نے حکومت کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ جہالت کے اندھیرے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ آنکھوں والے مذاکرات کے نام پر اندھوں سے راستہ پوچھ رہے ہیں طالبان اسلام کے نام پر دہشت کا قانون لاگو کرنا چاہتے ہیں ان کی آمریت کے آگے نہیں جھکیں گے

طالبان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اسلام نہیں ہے ملک میں ظالموں (طالبان) کا نظام آ گیا تو سندھ میں بیٹیاں زندہ دفن ہوں گی معلوم نہیں وہ پاکستان کے لیڈر ہیں یا سندھ کے لیڈر ہیں جو سندھ کی بیٹیوں کی بات کر رہے ہیں بلاول صاحب کی تقریر لکھنے والوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ زرداری صاحب کے حکم کے تحت خورشید شاہ صاحب حکومت کے مذاکراتی عمل میں تعاون کر رہے ہیں یا وہ باپ بیٹے کو لڑانا چاہتے ہیں ذرائع نے اسلام کے بارے میں نابلد بلاول صاحب کو اسلام کے بارے میں سوچ سمجھ کر تقریر کرنی چاہیے بیٹیوں کو تو اُن جیسے وڈیروں نے کچھ نہ دیا ہو گا اسلام نے تو بیٹیوں کے حقوق متعین کئے ہیں ایم کیو ایم کے فاروق ستار صاحب فرماتے ہیں مذاکرات پر تمام سیاسی جماعتوں کو تشویش ہے پتا نہیں وہ اے پی سی کا فیصلہ بھول گئے ہیں جس میں ایم کیو ایم شریک تھی حمید گل صاحب نے کہا ہے کہ ملک دشمن قوتیں مذاکرات ناکام بنانا چاہتی ہیں امریکا اور بھارت نے ہمیشہ امن وامان کے خلاف سازشیں کی ہیں اس لیے حکومت ہوشیار رہے سمیع الحق صاحب نے کہا ہے کہ فضا بہترین ہو گئی ہے مذاکرات کے نتائج اچھے نکلیں گے دونوں جانب مستقل جنگ بندی اور قیدیوں کی رہائی کی کوششیں کر رہے ہیں جنگی قیدیوں کے تبادلے کا مرحلہ تمام معاملات طے ہونے پر آئے گا۔

قارئین! طالبان سے مذاکرات کرنے سے ملک میں امن قائم ہوا ہے بلوچستان میں

بھی بلدیاتی انتخابات کامیابی سے ہو گئے اب ہم نواز شریف صاحب سے گزارش کرتے ہیں ہیں کہ بلوچستان کے علیحدگی پسندوں سے بھی پہلی فرست میں مذاکرات شروع کریں کچھ لو کچھ دو کی بنیاد پر اس میں بھی نواز شریف کامیاب ہوگے جب امن وامان ہو گا تو ملک ترقی کرے۔

(ملالہ کی کتاب اور کہانی (پہلی قسط

صاحبو! مسلمانوں نے اپنے عروج کے دوران عیسائیوں اور مجوسیوں سے اقتدار چھینا تھا جسے اسلامی دنیا میں عام فہم طور پر لوگ قیصر و کسرا کے نام سے جانتے ہیں مجوسی تو دنیا کے سین سے غائب ہو گئے مگر عیسائی دنیا نے مسلمانوں پر دوبارہ غلبہ حاصل کیا اور وہ اُس وقت سے دنیا میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف کاروائیاں کرتے رہتے ہیں اس میں مشہور، صلیبی جنگیں، سازشوں سے اسلامی ملکوں پر قبضے، فتنہ قادیانیت کا اجراء، یہودی ریاست اسرائیل کا قیام، لارنس آف عریبیہ طرز کی سازشیں اور آخر میں مسلمانوں کی خلافت کو ختم کرنا شامل ہے انہوں نے مسلمانوں کو دنیا میں تتر بتر کر کے راجوڑوں میں بانٹ دیا جو اسوقت بھی دنیا میں ٦٦ مملکتوں کی شکل میں موجود ہیں۔ اللہ کا کرنا کہ دنیا کے نقشے پر پاکستان کے نام سے ایک سلطنت قائد اعظمؒ کی انتھک جد وجہد کی وجہ سے مذہب کے نام سے قائم ہو گئی اور حالات کے مدر جزر سے گزرتے گزرتے پاکستان اسلامی دنیا کی پہلی اور دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت بھی بن گیا۔اور مسلم دنیا کی فطری لیڈر شپ پاکستان کو مل گئی جو عیسائی دنیا کو کسی حالت میں یہ بھی منظور نہیں۔ سرد جنگ کے بعد مسلمانوں کے خلاف تازہ سازش نائن الیون کی تیار کی گئی اور اس آڑ میں مسلم

دنیا کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی جس میں پاکستان سرفہرست ہے۔ (عالمی یہودی جادوگر میڈیا لفظ عیسائی کہنے کے بجائے مغرب کا استعمال کرتا ہے جو حقیقتاً عیسائی ہیں اس لیے ہم نے مغرب کے بجائے اپنے مضمون میں لفظ عیسائی استعمال کیا تاکہ بات واضح ہو جائے)اسی سازشی کہانیوں، سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین ، مولی نورس اور عیسائی ملکوں میں ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آزدی رائے کی آڑ میں مسلمانوں کی دل آزاری کرنا ہے ان میں سے ایک کہانی ملالہ کی بھی گھڑی گئی ہے قصہ کچھ یوں ہے کی ملالہ کے دادا سوات سے کوئی چالیس کلومیٹر دور ایک قصبے میں مسجد کے امام تھے ملالہ کے والد ضیاء الدین یوسف زئی کی مذہب سے نفرت پر اسے تشویش تھی گھر میں اکثر باپ بیٹے میں جھڑپ ہوتی رہتی تھی بیٹا اپنے والد کے عقائد کا مذاق اڑاتا اور اسے تنگ کرتا تھا وہ اپنے والد کی نافرمان اولاد تھا اس وجہ سے والد نے اُسے گھر سے نکال دیا تھا وہ اس کے بعد مینگورہ میں آباد ہو گیا شادی کی اور اپنا ایک خوشحال پبلک اسکول بھی قائم کیا مینگورہ کے مقامی لوگوں کے مطابق وہ ایک لالچی شخص تھا جہاں سے چار پیسے مل سکیں خواہ عزت کا فالودہ بن جائے۔ سوات پر طالبان کا غلبہ ہوا تو اس کی بن آئی۔ ایک این جی او گلوبل پیس کونسل کے صدر ہیں امریکی این جی اوز سے طالبان مخالفت کے نام پر بھرپور امداد وصول کرنی شروع کی۔ اسی دوران وہ امریکی سی آئی کے ہتھے چڑھ گیا اسی زمانے کی یوسف زئی اور ان کی بیوی کی رچرڈ ہالروک، مارٹن جونز، سرگیڈ ئیر اور سی آئی

اے کے اہلکاروں کے ساتھ میٹنگ کی تصاویر جب سوشل میڈیا نے جاری کیں تو ملالہ کہانی کی سازش ہونے کے شواہد کانفرم ہو گئے سوشل میڈیا نے ایک تصویر میں ملالہ اس کے والد اور والدہ کی تصویر جاری کی جس میں امریکی فوجی حکام کے ساتھ اجلاس میں شریک ہے یہ ساری تصویریں ملالہ پر حملے کے پہلے کی ہیں طالبان کے سوات میں غلبے کے زمانے میں بی بی سی کے ایک مقامی رپورٹر جو یوسف زئی کے دوست تھے سے فرضی نام گل مکئی کے نام سے ڈائری لکھوانی شروع کی گئی مقصد سوات کی جنگجوؤں کی آڑ میں طالبان کو نفرت کا نشانہ بنانا تھا ڈائریوں کی مقبولیت کے بعد یہ بی بی سی کا بیورو چیف ترقی پا کر نیوز پروڈیوسر بن گیا اس مشن کے عوض ملالہ کے والد کو امریکی برطانوی این جی اوز سے بھاری رقم کی امید دلائی گئی اور شہرت الگ ملی اسی دوران ایک تصویر جاری ہوئی امریکی جرنلسٹ اپنا چہرہ پٹھانوں جیسے یعنی داڑھی اور سر پر پٹھانی ٹوپی پہنے سوات میں یوسف زئی کے ساتھ جاری ہوئی یہ شخص اور نہ جانے اور کتنے اشخاص آزادانہ پاکستان مخالف رپورٹنگ کرتے رہے جس کی تصویر سوشل میڈیا یوسف زئی اور ملالہ کے ساتھ جاری کیں جس سے اس سازش کی نشان دہی ہوتی ہے کالم نگار شہزاد عالم کے مطابق سوات میں دہشت کے دور میں ملالہ اپنے والد کے ساتھ ایبٹ آباد میں مقیم تھی جب اپنے والد کے ساتھ سوات واپس آئی اور امن کے بعد ۲۰۰۹ء میں اخپل کور ماڈل اسکول میں امن کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا جس میں یوسف زئی صاحب بھی شامل تھے اس میٹنگ میں مقامی سواتی حضرات نے جس میں

غلام قادر پیین دادا نے ضیاء الدین یوسف زئی کو کھری کھری سنائیں اور سرزنش کی اور کہا کہ اس سازشی کھیل کو ختم کرو! یہ ہیں ملالہ کہانی کے مقامی چشم دید لوگ جن کے خیالات ہم نے قلم بند کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ چاند اخبار سوات میں مرزا عبدالقدوس کے ایک مضمون میں ایبٹ آباد سے ملالہ کی سوات واپسی کو ایک نئی سازش کا تانا بانا کہا گیا تھا۔ میڈیا کے مطابق جنوری ۲۰۰۹ء کے بالکل شروع میں کسی تحریک طالبان نامی مسلح گروہ نے سوات میں لڑکیوں کی تعلیم پر پابندی لگاتے ہوئے اعلان کیا کہ ۱۵ جنوری ۲۰۰۹ء کے بعد لڑکیاں اسکول نہ جائیں یہ اعلان پہلے ہوا جبکہ اسکول نہ جانے کی ڈیڈ لائن ۱۵ جنوری دی گئی ایسے حالات میں سوات سے تعلق رکھنے والی ایک ساتویں جماعت کی طالبہ ملالہ یوسف زئی نے ۳ جنوری ۲۰۰۹ء سے اپنی ڈائری لکھنی شروع کی پھر ۹ جنوری ۲۰۰۹ء سے قسط وار شائع ہونی شروع ہوئی اور ۱۳ مارچ ۲۰۰۹ء کو شاید آخری اور دسویں قسط شائع ہوئی۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ ڈائری بی بی سی کا مقامی رپورٹر ملالہ سے گفتگو ریکارڈ کرتے پھر اپنے الفاظ میں تحریر کرکے بی بی سی کی ویب سائٹ پر گل مکئی کی ڈائری کے نام سے اپ لوڈ کیا کرتے تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب پاکستانی حکومت اور فوج نے ۲۰۰۹ء میں طالبان سے ایک امن معاہدہ کیا تھا جس کی مخالفت امریکا اور یورپ نے کی تھی تب اس پروگرام کا آغاز کیا گیا تھا یہ ڈائری کیا تھی ملالہ کہتی ہیں برقعہ پتھر دور کی نشانی ہے داڑھی والے دیکھ کر فرعون یاد آتا ہے میں اسکول جانے کے لیے یونیفارم

پہن رہی تھی تو مجھے یاد آیا پرنسپل نے سادہ کپڑے پہننے کا کہا تھا میں اپنا پسندیدہ گلابی رنگ کا لباس پہننے کے لیے نکالا اسکول کا ماحول گھر جیسا لگتا تھا میری ایک سہیلی کہا طالبان ہمارے اسکول پر حملہ کر دیں گے صبح کی اسمبلی میں ہمیں کہا گیا کہ رنگین لباس پہن کر نہ آئیں طالبان اس پر اعتراض کرتے ہیں شام کو ٹی وی پر سنا کی شکردرہ سے کرفیو اٹھا لیا گیا ہے مجھے خوشی ہوئی کہ انگریزی کی اُستانی جو کرفیو والے علاقے میں رہتی اب اسکول آیا کرے گی ۔ پھر لکھا کہ طالبان نے ایسا کیا۔ آج فوج نے ویسا کیا۔ یہ یہ ہوا اور میرا دل یہ یہ کہتا ہے۔ چند جملوں میں فوج پر تنقید کی گئی تھی اس ڈائری کی وجہ ملالہ کو عالمی شہرت حاصل ہو گئی مقامی اور بین الاقوامی ابلاغ میں شائع ہونے لگیں ملالہ پر بین الاقوامی میڈیا کے دو ادروں نے فلمیں بھی بنائیں نومبر ۲۰۱۱ء میں پاکستان کے وزیراعظم نے یوسف رضا گیلانی صاحب نے اعلان کیا کہ ملالہ یوسف زئی کو سوات میں طالبان کے عروج کے دور میں بچیوں کے حقوق کے لیے آواز اُٹھانے یعنی ڈائری لکھنے پر امن ایوارڈ'' اور پانچ لاکھ روپے دیے جائیں گے پختونخواہ کی صوبائی حکومت نے بھی'' پانچ لاکھ کا اعلان کر دیا۔

(ملالہ کی کتاب اور کہانی (قسط دوم

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ڈائری میں کچھ بھی تو انوکھا پہلو نہیں پھر بھی پہلے اس ڈائری کے ذریعے ملالہ کو شہرت دلوائی گئی پھر بچوں کی تعلیم کے حقوق پر بولنے کے نام پر ملالہ کو منظر عام پر لایا گیا پھر اس کی سوچ کو طالبان کے مخالف کر دیا گیا۔ شورش زدہ علاقے میں لوگوں کو جان کی پڑی ہوتی ہے اور ملالہ آرام سے ڈائری لکھتی رہی اصل میں یہ طے شدہ کھیل تھا جو کھیلا گیا ملالہ یوسف زئی مہرے کے طور پر استعمال ہوئی ایک کالم نگار جو شورش کے وقت سوات سے ایک ٹی وی چینل کو رپورٹس ارسال کرتا تھا اس نے ملالہ کے متعلق اس طرح کہا ''میں نے سوات کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں ملالہ کے والد سے اس وقت سے ذاتی رابطے میں ہوا کرتا تھا جب پاکستان کے موجودہ یا بعض لبرل اسلام آباد کے کونوں میں دبکے ہوئے تھے ضیا الدین یوسف زئی کے تین کمروں کے اسکول اور خالی محلوں میں تفصیلی بات چیت کرتے ہوئے یادھماکوں سے اڑتی ہوئی درسگاہوں کے ارد گرد گھومتے ہوئے سوات کے حالت کا تجزیہ کرتے ہوئے جو اس وقت تک قائم رہا جب ملالہ حملے کا شکار نہیں ہوئی تھی مگر اس وقت میں نے ملالہ کو کہیں بھی نہ دیکھا'' یہ ایک صحافی کے ریکارکس ہیں جو بہادر ملالہ کے لیے کہے گئے ہیں لگتا ہے کہ یہ دورانیا شورش

کے دوران کچھ وقت کیلئے تھا پھر یوسف زئی ملالہ کے ساتھ ایبٹ آباد چلا گیا تھا۔ ایک دوسرے سوات کے مقامی صحافی رپورٹ کرتے ہیں سوات میں دہشت کے دور میں ملالہ اپنے والد کے ساتھ ایبٹ آباد میں مقیم تھی سوات میں امن کے بعد واپس آئی تھی جہاں تک ڈائریوں کا سوال ہے تو سوشل میڈیا پر سوال اٹھایا گیا ۲۰۰۹ء میں ملالہ ۱۱ سال کی تھی جب سوات آپریشن ہوا کیا ۱۱ سال کی بچی ایسی ڈائری لکھ سکتی ہے؟ دراصل یہ بی بی سی اور جیو نیوز کی تیار کردہ ڈائری جو پاکستان کو بدنام کرنے کے لیے تیار کی گئی تھی ایک دوسرے صحافی نے اپنے کالم میں کہا کہ ملالہ تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی نا! اور طالبان اسے روکنا چاہتے تھے یا وہ طالبان کے خلاف تھی اور طالبان اسے مارنا چاہتے تھے مگر سوال اُٹھتا ہے کہ سوات میں تو ہزاروں بچیاں تعلیم حاصل کر رہی تھیں طالبان نے انہیں کیوں نہ روکا؟ انہیں کیوں نہ مارا؟ طالبان کے غلبے کے دور میں سوات میں کوئی پرائیویٹ اسکول نشانہ نہیں بنایا گیا نہ ہی کسی نجی اسکول کو بند کیا گیا اور ملالہ تو اپنے باپ کے نجی اسکول میں پڑھتی تھی اس سمیت ہزاروں بچیاں صبح نکلتیں اور دوپہر کو بعافیت گھر پہنچتی تھیں پھر طالبان نے اس پر حملہ کیوں کیا؟ تجزیہ نگار نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ملالہ کو پہلے ڈائریوں کی وجہ سے مشہور کیا گیا پھر حملے کا ڈرامہ رچایا گیا اور پھر ڈالر یافتہ پاکستانی میڈیا اور عالمی میڈیا نے اس ڈرامے میں رنگ بھرا۔ تجزیہ نگار کہتے ہیں طالبان نے صرف سرکاری اسکولوں کو اُڑایا تھا وجہ یہ تھی فوج

نے سرکاری اسکوں میں اپنے کیمپ قائم کرتی تھی اس لیے طالبان ان کو اُڑاتے تھے کیونکہ فوج ان کے خلاف آپریشن کر رہی تھی تاکہ اسے سوات میں ٹکانے نہ ملیں جبکہ پاکستانی میڈیا اور مغربی میڈیا پروپگنڈہ کرتا رہا کہ طالبان بچیوں کے اسکولوں کو اُڑاتے ہیں۔ اس ڈرامے کو رچانے کے لیے تمام شعبہ ہائے زندگی سے میر جعفر اور میر صادق خریدے گئے پہلے مرحلے میں نام نہاد حملے کا ڈرامہ کیا گیا دوسرے مرحلے میں ہمارے ملک کے دجالی میڈیا نے اس ڈرامے کی خوب مارکیٹنگ کی اس میں پیش پیش ایک بڑے ٹی وی کے اینکر پرسن اور عالم آن لائن کے پروگرامر نے پشاور میں ملٹری ہسپتال کے باہر بچیوں کو جمع کرکے ملالہ کے لیے دعائیہ پروگرام کیا تھا عوام کو یاد ہے کہ اخبارات میں خبر لگی تھی کہ ملالہ کو ایک گولی سر میں لگی اور ایک گولی گردن میں لگی اس مصنوعی حملے اور گولیوں کا ڈراپ سین اس وقت سامنے آیا جب پشاور کی ملٹری ہسپتال میں علاج کیا گیا پھر کہا گیا پاکستان میں علاج ممکن نہیں پھر اسپیشل ایئر ایمبولنس سے ملالہ کو برطانیہ اس ڈرامے کے بڑے کرداروں کے پاس پہنچا دیا گیا تاکہ راز فاش نہ ہو سکے انگلستان کی ہسپتال میں ملالہ کی سر سے گولی بھی نہیں نکالی گئی نہ اس کے سر سے بال کاٹے گئے نہ کہیں ماتھے پر زخم کے نشان نظر آئے اور ملالہ ٹھیک صحت مند ہو گئی اس دوران سوشل میڈیا نے اس ڈرامے کا بھانڈا پھوڑ دیا اور ملالہ کی صاف ستھرے چہرے والی تصویریں جاری کر دیں اور پورے ملک میں سازش بے نقاب ہو گئی۔ اس ڈرامے کا نقشہ ایک

کالم نگار نے اس طرح کھینچا'' کہاں کل تک برطانوی ڈاکٹروں کی یہ خبر کہ ماتھے پر گولی لگی ہے کھوپڑی کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں دماغ نیم مردہ ہے اور برطانوی ڈاکٹروں نے تو یہ بھی کہا کہ علاج سے پہلے کچھ دن کا آرام مطلوب ہے اور کہاں یہ صورتحال کہ ملالہ کا علاج شروع بھی نہیں ہوا اور ماتھے سے گولی کا زخم اور نشان غائب ہو گیا ہسپتال ہے یہ کوئی جادو کا گھر ہے؟'' اسی دوران تیسرے مرحلے میں ملک بھر سے میر جعفروں اور میر صادقوں نے اکٹھے ہو کر اس ڈرامے کی تکمیل کی مہم شروع کر دی اُدھر امریکا بہادر نے ڈرون حملے تیز کر دیے گئے بے گناہ لوگوں، معصوم بچیوں اور عورتوں کو شہید کیا گیا ۔ اخبارات نے خبر لگائی کہ ملالہ کے سر پر گولی لگی اور پار ہو گئی اور ایک گولی گردن پر بھی لگی۔ طالبان کا مشہور جملہ جو پاکستان میں ہر واقعے پر کہا جاتا ہے دوہرایا گیا کہ طالبان نے حملے ذمہ داری قبول کر لی ۔ پھر طالبان کے خلاف امریکی فنڈڈ الیکٹرنک اور پرنٹ میڈیا نے پروپگنڈہ شروع کر دیا جب طالبان کو حوش آیا تو تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے اس واقعہ کی شدید مذمت کی اور کہا کہ یہ طالبان کو بدنام اور امریکا کو خوش کرنے کی نئی چال ہے ۔لو جی، اسی دوران بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی اور اس موقعہ پر ملک رحمان صاحب نے بیان دیا کہ شمالی وزیرستان آپریشن پر غور کر رہے ہیں آپریشن کا فیصلہ عسکری اور سیاسی قیادت کرے گی۔ اس کے مقابلے میں سوشل میڈیا پر مہم شروع ہوئی کہ سازش بے نقاب ہو گئی پہلے ایک کوڑوں والی جعلی ویڈیو جسے ویڈیو

بنانے والے نے ۵ لاکھ روپے لیکر بنائی تھی اور جسے ملک کے عدالت نے جعلی قرار دے دیا تھا کا بہانہ بنا کر سوات میں آپریشن شروع کیا تھا۔ اب جعلی حملے کا بہانہ بنا کر امریکا کی ہدایت پر شمالی وزیرستان پر حملے کی تیاری شروع کر دی گئی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ حملے کا جو ڈرامہ رچایا گیا اس میں شازیہ اور کائنات تو زخمی ہوئیں مگر ملالہ کو کوئی گولی نہیں لگی اور وہ کوئی زخمی نہیں ہوئی اس کا ثبوت سوشل میڈیا سے جاری کئے گئے وہ فوٹو ہیں جو مینگورہ سے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے وقت اور پشاور ہسپتال میں علاج کے دوران کے ہیں مینگورہ میں پہلے والے فوٹو میں ملالہ سرخ کپڑے پہنے اپنے باپ کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں دوڑ کر سوار ہونے کے لیے جارہی اور ساتھ ہی ساتھ خالی اسٹریچر ایک شخص لے جارہا ہے پشاور ہسپتال والے جو فوٹو ہے اس میں ملالہ انہی سرخ کپڑوں میں ہسپتال کے بیڈ پر لیٹی ہوئی ہے جس سے اس سازش کی کڑیاں ملتی ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ یوسف زئی صاحب ایک قوم پرست روشن خیال شخص ہے قوم پرست پختون اسٹوڈنٹ تنظیم کا ممبر اور صدر بھی رہا۔ اس کی دوستی ایسے ہی ایک پشاور میں بی بی سی کے ایک مقامی پختون قوم پرست نمایندے سے تھی۔ بی بی سی کے مقامی نمایندے نے فرضی نام گل مکئی کے نام سے سوات کے حالت پر ایک ڈائری لکھی۔ اور ایک سازش کے تحت بی بی سی اردو سے گل مکئی کے نام سے قسطوں میں نشر نشر ہوتی رہی (ڈاکٹر ضیالدین خان کالم) ویسے بھی اُس وقت خیبر پختونخواہ میں قوم پرست نیشنل عوامی پارٹی کی حکومت تھی جو اس کام میں

یوسف زئی کی مددگار تھی۔ ملالہ اور اس کے خاندان کے متعلق سواتی عوام کے دلوں میں تو جھانک کر دیکھیں جو مظاہرہ اس وقت سامنے آیا جب صوبائی حکومت نے سیدو گرز کالج کا نام ملالہ کے نام سے منسوب کیا گیا تو کالج کی بچیوں نے اودھم مچا دیا سوات کی تاریخ میں پہلی بار اسکول کی بچیوں نے احتجاج کیا بلکہ خواتین نے بھی اس کا بھر پور ساتھ دیا جس کے بعد مجبوراً کالج کو پرانے نام سے ہی منسوب رہنے دیا۔

(ملالہ کی کتاب اور کہانی (قسط سوم

جیسے کہ ہم نے پچھلے کالم قسط دوم میں ثابت کیا گیا تھا کہ ملالہ کو خود سوات کی بچیاں اور خواتین پسند نہیں کرتیں اگر کوئی ملالہ کی کہانی کی مزید حقیقت تک پہنچنا چاہتا ہے تو اُسے سوات کے ایک محقق جناب ڈاکٹر سلطان روم کے مضمون ''المیہ سوات اور ایوارڈز'' قسط اول دوم جو اخبار آزادی سوات میں ۲۷ □ ۲۸ □ اگست ۲۰۱۲ء شائع ہوئے تھے پڑھ سکتا ہے ان مضمونوں پر مختلف لکھاریوں کے تجزیے اخبارات میں شائع ہوئے تھے جن پر ڈاکٹر سلطان روم صاحب نے تبصرہ کیا تھا جو بنام ''سیاہ ملالہ اور مبالغے مغالطے'' جوآزادی اخبار میں ہی گیارہ قسطوں میں شائع ہوئے تھے میں مزید روشنی پڑتی ہے۔ اس ناپسندیدگی کی ایک فطری وجہ عالمی شاطروں کی ملالہ پر انعامات کی بارش بھی ہے کیونکہ لوگ جانتے ہیں عالمی شاطر انعامات کی بارش اسی پر کرتے ہیں جو اسلام کے خلاف بولتا ہے جیسے ملالہ کی اسلام کے خلاف ڈائریاں اور سلمان رُشدی قماقش کے لوگوں کی اسلام کے خلاف کتابیں۔ ویسے بھی سوات کے سارے لوگ جانتے ہیں کہ ملالہ نے بچیوں کی تعلیم کی لیے کچھ بھی تو نہیں کیا؟ بلکہ جب طالبان سوات پر غالب تھے اور بچیوں کے سرکاری اسکول بارود سے اُڑا جا رہے تھے تو پہلے تو ملالہ سوات کے دوسرے پرائیویٹ اسکولوں کی طرح اپنے باپ کے پرائیویٹ اسکول میں آرام سے پڑھ رہی

تھی صبح اسکول جاتی تھی دوپہر کو واپس آ جاتی تھی جب ذرہ خوف زدہ ہوئی تو اپنے باپ کے ساتھ محفوظ جگہ ایبٹ آباد چلی گئی اور سوات میں امن کے بعد واپس آئی تھی اس کے بعد اس پر نام نہاد حملہ کا ڈرامہ رچایا گیا۔ اخبارات نے سرخیاں لگائیں کہ ملالہ یوسفزئی قاتلانہ حملے میں ۲ ساتھی طالبات سمیت شدید زخمی ایک گولی ملالہ کے سر اور دوسری گردن میں لگی'' روزنامہ خیبر پشاور اشاعت ۹ □ اکتوبر ۲۰۱۲ء'' پہلے سیدو شریف ہسپتال پھر ہیلی کاپٹر کے ذریعے سی ایم ایچ پشاور میں منتقل کیا گیا ملالہ کے بیرون ملک علاج ہی سے جان بچائی جا سکتی ہے میڈیکل بورڈ روزنامہ'' چاند اشاعت ۱۰ □ اکتوبر ۲۰۱۲ء''اور بعد میں اسپیشل ایئر ایمبولنس کے ذریعے لندن منتقل کیا گیا کے سر اور گردن میں گولی لگنے والی ملالہ لندن کے ہسپتال سے بغیر علاج صرف جادو کے زور سے ایک دم صحت یاب ہو گئی پھر گیم کے عالمی کرداروں نے اس پر انعامات کی برسات شروع کر دی یہ انعامات بی بی سی اردو کے بلاگ پر پوسٹ کی گئی ڈائریوں، جن میں فوج، طالبان اور اسلام کے خلاف زہر پھیلایا گیا تھا دیے گئے اب اس خلائی مخلوق (ملالہ) پر دل تھام کر انعامات کی بارش کو سنیے۔ پاکستان میں سب سے پہلے یوسف رضا گیلانی نے ۲۰۱۱ء پاکستان کا ''قومی ایوارڈ برائے امن ایوارڈ'' دیا۔ پھر نیشنل عوامی پارٹی کی صوبائی حکومت نے بھی نقد انعام دیا۔ بی بی سی بلاگ پر پوسٹ کی گئی ڈائریوں کے بعد نیویارک ٹائمز کے رپورٹر نے ملالہ پر ایک خصوصی فلم بنائی جس کی خوب تشہیر کی گئی پاکستان کے اردو

پشتو چینلوں نے مالہ کے انٹرویوز کیے۔برطانیہ میں ملالہ (خلائی مخلوق) کی حفاظت کی ذمہ کانام دیا گیا۔ تشہیر کی (malalainc) داری مختلف عیسائی اداروں نے سنبھال لی جنہیں ذمہ داری'' ایڈلمان'' نے سنبھال لی ۲۰۱۲ء میں پاکستان کا ایک اورایوارڈ''ستارہ شجاعت'' دیاگیا۲۰۱۲ء کو اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری بان کی مون نے ''ملالہ ڈے'' منانے کا اعلان کیا جسے ہر سال منانے کا بھی اعلان کیا گیا۲۰۱۲ء میں ہی امریکی عالمی جریدے ''فارن پالیسی میگزین'' نے ملالہ کو ۱۰۰ گلوبل تھنکر میں شامل کیا اسی سال سماجی انصاف کے'' مدر ٹریسا ایوارڈ'' دیا گیا اسی سال ٹائم میگزین میں ملالہ کو ''پرسن آف دی ایئر'' قرار دیا اسی سال عالمی ادارے یونسکو نے لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ''ملالہ فنڈ'' قائم کیا اس فنڈ میں مشہور امریکی اداکارہ انجلینا جولی نے ۲ لاکھ ڈالر کی رقم جمع کرائی۔ ۲۰۱۳ء میں اٹلی نے ملالہ کو اعزازی شہریت سے نوازا اسی سال فرانس نے ملالہ کو ''سائمن ایوارڈ'' سے نوازا برطانوی اساتذہ کی یونین نے'' فریڈاور اپنے ایوراڈ'' سے نوازا اسی سال ملالہ کو نوبیل انعام کے لیے نامزد کیا گیا ملالہ کا نام ۱۵۰ سے زائد نامزدگان میں سرے فہرست تھامگر کامیابی نہ ہوئی ۲۰۱۳ء میں اوپیک نے ملالہ کو ایوارڈ دیا مئی ۲۰۱۳ء میں امریکا میں ''امید عکس'' ایوراڈ سے نوازاگیا۲۰۱۳ء میں برطانیہ میں ملالہ کے پوٹریٹ کی نمائش کی گئی ۲۰۱۳ء میں یونیورسٹی آف ایڈن برگ نے ایم اے کی اعزازی ڈگری دی ۱۲ جولائی کو ملالہ کو اقوام متحدہ کی

یو تھ اسمبلی میں خطاب کا منفرد اعزاز حاصل ہوا گورڈن براؤن اور بان کی مون نے اپنا ہیرو اور چمپیئن قرار دیا جولائی ۲۰۱۳ء میں ملالہ کو برطانوی اخبار کی جانب سے ''پرائیڈ آف بریٹین'' ایوارڈ ملا۔ملالہ نے ایک استقبالیہ جس کی میزبانی ملکہ برطانیہ کوئین الزبتھ اور اس کے شوہر شہزادہ فلپ نے کی شرکت کی اپریل ۲۰۱۳ء میں ٹائم میگزین نے سرورق پر ملالہ کی تصویر شائع کی جس میں دنیا کی ۱۰۰ با اثر افراد میں شامل کیا۲۰۱۳ء میں ہالینڈ کی تنظیم گڈز رائٹس فاؤنڈیشن کی جانب سے ملالہ کو انٹرنیشنل چالڈرنز پیس پرائز'' دیا گیا ۲۰۱۳ء میں ایمنسٹی انٹر نیشنل نے ملالہ کو'' ضمیر کی سفیر'' برائے ۲۰۱۳ء کاایوراڈ دیا کلنٹن فاؤنڈیشن کے تحت مالہ کو '' کلنٹن'' گلوبل سٹیزن ایوراڈ'' دیا گیا۲۰۱۳ء میں ہاورڈ یونیورسٹی نے '' پیٹر گومز ہیومیٹرین ایوارڈ'' دیا گیا ۲۰۱۳ء میں ملالہ سے یورپ کی سب سے بڑی لائبریری'' لائبریری آف برمنگھم''کا افتتاح کروایا گیا ۲۰۱۳ء میں اوباما نے اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ ملالہ سے ملاقات کی ۲۰۱۳ء میں کنیڈا نے ملالہ کو اعزازی شریت دی ۲۰۱۳ء میں امریکی جریدے گلیمر میگزین نے ملالہ کو ''گلیمر خاتون'' کے ایوراڈ سے نوازا۲۰۱۳ء میں یورپ کے سب سے بڑے ایوارڈ''آندرے سخاروف'' سے نوازا اور یورپی پارلیمنٹ سے بھی خطاب کیا۔ ان ایوارڈ کی بارش کو دیکھ کر میں حیران ہوں کہ اللہ کی کتاب کہہ رہی ہے مسلمانوں یہود و نصارا ہر گز تمہارے دوست نہیں ہو سکتے جب تک تم ان جیسے نہ ہو جاؤ یا اللہ کیا ملالہ اور اس کا لالچی

باپ ضیا الدین یوسف زئی ان جیسے ہو گئے ہیں ؟ یا یہ مسلمانوں کے خلاف سازش ہے ؟۔

(ملالہ کی کتاب اور کہانی (قسط چہارم

ہم نے اپنے تیسرے کالم میں ملالہ کو دیے گئے ایوارڈ اور انعامات کا ذکر کیا ہے ایوارڈز کے علاوہ نقد انعامات کی رقم اخباری خبروں کے مطابق اب اربوں ڈالر تک پہنچ گئی ہے اور پاکستان کے محب وطن حلقوں کو ضرور اس خدشے اور تشویش میں مبتلا کر دیا ہے کہ کٹھ پتلی ملالہ جس نے عورتوں کے لیے کوئی بھی قابلِ ذکر کام نہیں کیا عیسائی دنیااوران کے کنٹرول میں ورلڈ بنک ، ویلفیئر ادارے اور این جی اوز جنہوں نے ملالہ پر ڈالروں کی بارش کر دی ہے اس آڑ میں بڑے کردار پاکستان اور عالم اسلام کے خلاف اپنی ترتیب کردہ گریٹ گیم کے سلسلے میں اب ملالہ سے اگلا کیا کام لینا ہے چاہتے ہیں؟ ہم نے اپنے پہلے کالم میں عیسائیوں کی سازشیوں کا ذکر کیا تھا اب ہم ان میں سے صرف دو معروف سازشیوں کو ابلاغ کے لیے پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم پہلی سازش کی پاکستانی اخبارات میں رپورٹ کردہ اُس گریٹ گیم کا ذکر کرنا چاہیں گے تاکہ بات صاف ہو جائے اس گریٹ گیم کو امریکی میڈیا کے علاوہ عالمی روسی خفیہ ادارے نے عالمی میڈیا میں آشکار کیا تھا وہ گریٹ گیم کیا ہے اس کو ہم ملک کے اہم چوٹی کے راہ نمااور مکمل خفیہ معلومات سے باخبر اور ملک کی حفاظت کے ذمہ دار سابقہ سپہ سالار ریٹائرڈ جنرل کیانی صاحب کے اُس خط میں بیان کی گئی

تھی جو ایک موقعہ پر انہوں نے ۴۰ صفحات پر مشتمل خط کی شکل میں اوباما کے سامنے بھی رکھا تھا اور احتجاج کیا تھا کہ یہ رویہ پاکستان کے خلاف ہے اس خط میں کہا گیا تھا کہ ''امریکہ پاکستان میں مداخلت کر رہا ہے اور اس کا پروگرام یہ ہے کہ پاکستان میں حالات اتنے خراب کر دیئے جائیں کہ بلا آخر اس کی ایٹمی قوت کو یا تو ختم کر دیا جائے یا اِسے بین الاقوامی کنٹرول میں دیا جائے''۔ کیا کراچی جو پاکستان کا معاشی حب ہے کو بُری طرح ڈسٹرب نہیں کیا ہوا؟ کیا آئے دن عیسائی میڈیا کے لوگ ہماری ایٹمی اثاثوں کی جاسوسی کرتے ہوئے نہیں پکڑے گئے اور ناپسندیدہ قرار دے کر پاکستان سے نکالے نہیں گئے؟ کیا بلیک واٹر کے کارندوں کی کہانیاں اخبارات کی زینت نہیں بنتی رہیں؟ کیا ہمارے ملک میں عیسائی این جی اوز کی شکل میں جاسوسی نہیں کر رہے؟ یہ سب چیزیں گریٹ گیم کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اب ہم دوسری سازش کا ذکر کرتے ہیں یہ امر بھی عوام کے لیے اہم ہوگا کہ اس سے پہلے بھی عیسائی عالم اسلام میں عربوں کے خلاف لارنس آف عریبیہ کی چال چل چکے ہیں یہ لارنس آف عریبیہ کون تھا اور اس نے کیا سازش کی تھی وہ کچھ اس طرح ہے کہ یہ لیفٹیننٹ کرنل تھامس ایڈورڈ برطانوی فوج کا ایک مکار اسلام دشمن افسر تھا جسے پہلی جنگ عظیم کے دوران خلافت عثمانیہ کے زیر نگین عرب علاقوں میں بغاوت کو منظم کرنے کے باعث عالمی شہرت ملی تھی جس کی وجہ سے جنگ عظیم کے بعد خلافت عثمانیہ کا سقوط ہوا تھا ۱۹۱۵ء میں جب ترکوں نے انگریز حملہ آوروں کو شکست

دی تھی تو عیسائیوں سوچا مسلمانوں کو جنگ میں شکست نہیں دے سکتے ۔ انہوں نے لارنس آف عریبیہ کو عربوں میں نفاق اور قوم پرستی کے جال میں پھنسانے پر لگا دیا۔ لارنس نے عربوں میں قوم پرستی کے جذبات جگائے اور ترکوں کے خلاف کر دیا پہلے لارنس نے بصرہ کی مسجد میں مسلمان ہونے کا اعلان کیا عربی لباس پہن کر عرب صحر نشینوں میں گھل مل گیا بدوں میں دو لاکھ پونڈ ہر ماہ تقسیم کرنا شروع کیا اور پونڈ پانی کی طرح بہا کر عربوں کو اپنا مداح بنالیا عرب اس کو اپنا محسن اور محربی سمجھنے لگے وہ عربی زبان اچھی طرح جانتا تھا ستمبر ۱۹۱۱ء میں اس نے بصرہ کے ایک ہوٹل میں جاسوسی کا اڈا قائم کیاایک امریکی جاسوس یہودی لڑکی کو ساتھ ملایا اس لڑکی نے عرب نوجونوں پر دوام حسن ڈال کر سلطنت عثمانیہ کی بیخ کنی شروع کی ان دونوں نے غداروں اور ضمیر فروشوں کی ایک ٹیم منظم کرکے مزید غداروں کی تلاش شروع کی اس نے عثمانی سلطنت کے گورنر مکہ حسین بن علی ہاشمی المروف ''شریف مکہ'' کو اپنے جال میں پھنسا لیا اس نے شریف مکہ کی اولاد کو سید زادوں کا تعنہ دے کر ترکوں کے خلاف کیا پھر ایک دن ان سید زادوں نے اپنے مکان کی کھڑکی سے ترکوں پر گولیاں چلا دیں اور لارنس نے لندن کو اطلاح دی کہ کھیل شروع ہو گیا ہے اسی سازش کے ذریعے عثمانی خلافت ختم ہوئی عرب۔برطانیہ اور فرانس کے غلام بنا دیے گئے۔ کیا امتِ مسلمہ اسلامی دنیا میں عیسائیوں کی سازشوں سے آگاہ نہیں ہیں؟ ملالہ کے لالچی باپ نے اپنی بیٹی کے لیے آسکٹوپس کا کردار کیوں ادا کیا

عیسائی فوجوں نے عراق اور افغانستان میں لاکھوں بچوں کو غذا سے محروم کرکے جو وحشیانہ جرم کیا ہے کیا ملالہ ڈرامہ اس پر پردے ڈالنے کی کوشش ہے؟ ملالہ کو سیکولر انتہا پسندوں کا دنیا کی عظیم شخصیت بنانا عیسائی ملکوں کے غیر معمولی رد عمل نے ایک عام مسمان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ عیسائیوں کی فوجوں نے عراق میں خوراک کی قلت پیدا کی اور دودھ کی کمی کی وجہ ۱۸ لاکھ بچے ہلاک کر دیے گئے تھے اور یہی حال افغانستان کا ہے پاکستان میں ڈمہ ڈولہ کے دینی مدرسہ پر ڈرون حملہ کرکے ۸۰ بچوں کو شہید کیا گیا فاٹا میں بے گناہ بچیوں کو شہید کیا گیا۔ سوات میں تعلیم کے لیے کچھ کک نہ کرنے والی ملالہ کو ہیرو کے طور پر پیش کرنے اعلیٰ ترین انعامات و اعزازات کی بھر مار نے کئی سوالات کو جنم دیا ہے کہ مسلم دنیامیں بمباری کرکے بے شمار اسکولوں کو تباہ کر کے بچیوں کو تعلیم سے محروم کرنے والوں کے عزائم کیا ہیں؟ اس پر مسلم دنیا کو غور کرنے کی ضرورت ہے ملالہ سے کہلوایا جا رہا ہے کہ وہ پاکستان کی وزیر اعظم بنے گی شاید وہ گم کردہ راہ لڑکی اور اس کا ایمان فروش باپ نہیں جانتے کہ یہ معاملہ عقیدے اور ایمان کا ہے پاکستان کے عوام ایسے لوگوں اور خاص کر ملالہ جو پاکستان کی وزیر اعظم بننے کے خیالات اپنے اندر پال رہی ہے کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟ کیا ہمارے پاکستان کے لیے عیسائیوں کی ایسی کٹھ پتلی وزیر اعظم کو پاکستان میں کوئی برداشت کرے گا؟ کیا اس سے قبل پاکستان میں امپورٹڈ وزیر اعظم عیسائیوں کے عزائم کی تکمیل کرنے

کے لیے نہیں آتے رہے ہیں ذرائع کہتے ہیں جب تک ہم کشکول کو نہیں توڑیں گے کیری
لوگر بل جیسی امداد سے اجتناب نہیں برتیں گے اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہوں عیسائی
دنیا ہمیں پہلے کی طرح حس ذلیل و خوار کرتی رہے گی۔

علامہ اقبالؒ اور اسلامیہ جمہوریہ پاکستان

ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کے۔۔۔اس ملک کو رکھنا میرے بچوں سنبھال کے

۔

یہ نظم بچپن سے سنتے آئے ہیں اس نظم کے پیچھے ایک لمبی داستان ہے جو ہر پاکستانی کو یاد ہے اور رہنی بھی چاہیے ویسے بھی بزرگ کہتے ہیں یہ داستان اس وقت سے شروع ہو گئی تھی جب برصغیر کے اندر پہلا شخص مسلمان ہوا تھا اب اس کو ہزار سال گزر گئے ہیں وقت گزرتا گیا برصغیر پر سازش سے انگریز قابض ہو گئے تھے انگریزوں سے نجات کے لئے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی مسلمانوں نے شروع کی تھی اس کو دبانے میں انگریزوں کے خود کاشتہ پودے قادیانیت نے بھی مدد کی تھی جس کا ذکر خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ایک خط بنام ملکہ ہندوستان و انگلستان میں رقم طراز ہے کہ ”میرے والد مرزا غلام مرتضٰی نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریز حکومت کی مدد پچاس گھوڑوں بمع سواروں سے کی تھی اور ساتھ ساتھ یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ جنگ کا اگر کچھ اور طول ہو تو میرے والد سومزید گھوڑوں بمع سواروں کی بھی مدد کے لیے تیار تھے“ انگریزوں نے اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا جس وجہ سے انہیں ہر طرح سے کمزور کرنا ان کی پالیسی تھی اس سازش میں ہندو ان کے ساتھ تھے جنگ آزادی کے بعد تو

انگریزوں نے جو مسلمانوں پر ظلم و ستم کیا وہ ویسا ہے جو تاریخ انسانی میں ظالم آقا مظلوم غلاموں پر کرتے آئے ہیں سزائیں، قید و بند، توپوں کے سامنے کھڑا کر کے زندہ اُڑا دینا، پھانسیاں، کالا پانی کی سزائیں، جائیدادوں سے بے دخلی اور برصغیر میں مسلم تہذیب کا خاتمہ وغیرہ۔ اسی ظلم و ستم کی چکی کو چلتے محسوس کرتے ہوئے سر سید احمد خان نے ''اسباب بغاوت ہند'' کتاب تحریر کی تھی تاکہ مسلمانوں پر انگریز کے ظلم و ستم کچھ کم کیے جا سکیں۔ ایک وقت مسلمانوں اور ہندوؤں نے مل کر آزادی کی جد و جہد شروع کی جو کافی سالوں تک جاری رہی اس سے انگریزوں پر آزادی کے لیے دباؤ پڑتا رہا اس دوران ہندوؤں کے دماغ میں عددی اکثریت کا بھوت سوار ہو گیا جو مختلف موقعوں پر ظاہر ہوتا رہا برصغیر کے عوام کے درمیان رابطے کی زبان اردو تھی جس میں تحریک آزادی ہندوستان بڑے زور شور سے جاری تھی مگر مکار ہندو نے اس زمانے میں اردو کے ساتھ دشمنی کی اور مردہ زبان سنسکرت کو زندہ کرنے کی کوشش شروع کر دی اس سازش کو سر سید احمد خان نے بھانپ لیا اور اردو کو بچانے کی کوششیں شروع کیں جو تاریخ میں درج ہیں اس طرح سر سید احمد خان نے اپنے آپ کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی کشتی کو پار لگانے کی انگنت کوششیں کیں جو تاریخ پاکستان کا ایک درخشندہ باب ہے۔ قائد اعظمؒ بھی پہلے آزادی کی مشترکہ جد جہد کے قائل تھے اور کانگریس کے شانے بشانے جنگ آزادی کی کوششوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے جو تاریخ برصغیر میں محفوظ ہیں قائدؒ کو اللہ نے عظیم

صلاحیتوں سے نوازہ تھا جس کی تعریف خود ہمارے آقا انگریز بھی گائے بگائے کرتے تھے کچھ انصاف پسند ہندو بھی قائد اعظم کی سچائی اور جرات کا برملا اظہار کرتے تھے اسی سلسلے کی کڑی کچھ دنوں قبل ہندوستان کے سابق وزیر خارجہ نے اپنے کتاب میں قائد اعظمؒ کی سچائی اور جرات اور جنگ آزادی میں اختیار کردہ نکتہ نظر کو بہادری سے پیش کیا اور کانگریس کی پالیسی پر تنقید کی اس حقیقت کو بیان کرنے پر ہندوستان کے معاشرے میں تنقید اور ناپسندیدہ شخص کے کے طعنے برداشت کرنے پڑے اور اس کی پارٹی نے اسے اسی پاداش میں پارٹی سے نکال دیا۔ کانگریس کے مقابلے میں ۱۹۰۶ء میں بنگال میں ایک سیاسی پارٹی مسلم لیگ جو پاکستان کی بانی پارٹی ہے کی بنیاد رکھی گئی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کی کوششوں پر ہندوؤں نے مخالفت کے پہاڑ کھڑے کر دیے مسلمان دو حصوں میں بٹ گئے ایک حصہ کانگریس کے ساتھ تھا جو کانگریسی علما کہلائے اور ایک بہت بڑا حصہ قائدؒ کے ساتھ تھا جس نے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی کمانڈ میں تحریک آزادی پاکستان میں اپنا تاریخی کردار ادا کیا اور پاکستان کی کشتی کو منجدار سے نکالنے میں قائد اعظمؒ کی مدد کی۔ تحریک آزادی کے دوران اپنی عددی برتری کو قائم رکھنے کے لیے ہندوؤں نے برصغیر میں قومیت کی بحث چھیڑ دی کہ ہندوستانی ایک قوم ہیں اور قومیں اوتار یعنی وطن سے بنتی ہیں اس نعرے میں حقیقتاً کشش بھی تھی کیونکہ دنیا میں یہی چلن چل رہا تھا اور اب بھی چل رہا ہے کہ جس ملک میں جو بھی رہتا ہے وہ اس ملک کی

قوم ہے اس لیے ہندوستان کے سارے لوگ ایک قوم ہیں مسلم لیگ اس کی توڑ صحیح طریقے نہیں کر پا رہی تھی کہ اس قصے میں اللہ نے مولانا مودودیؒ کو کھڑا کر دیا مولاناؒ نے اپنی تحریروں میں اس مسئلہ قومیت کو مسلم اور غیر مسلم قومیت کا موازانہ کر کے خوب اُچھالا جو کتابی شکل میں اب بھی موجود ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ:۔

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر۔۔۔خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ ''

اس شعر کی مولاناؒ نے اپنی تحریروں میں خوب تشریح کی اور قومِ رسول ہاشمیؐ کو ثابت کیا مسلمانوں میں اس تشریح کو قبول ہوا مسلم لیگ نے ان تحریروں کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے سارے برصغیر میں پھیلایا جس سے تحریک پاکستان کو جلا ملی اس طرح اس کشتی کو ساحل تک پہنچانے میں تاریخ مولانا مودودیؒ کو بھی یاد رکھے گی۔ قائد اعظمؒ نے اس کا صلہ مولانا کو یہ دیا کہ پاکستان بنتے ہی ریڈیو پاکستان سے مولاناؒ کو اسلامی نظام کیسے قائم ہوتا ہے بیان کرنے کا موقعہ فراہم کیا۔ قائد اعظمؒ کی ولولہ انگیز قیادت اور تدبیر کے سامنے پاکستان دشمنوں کی ایک بھی نہ چلی اور دنیا کے نقشے پر اسلامی جمہوریہ پاکستان وجود پذیر ہو گیا اس میں علامہ اقبالؒ نے قائد اعظمؒ کی بھرپور مدد کیؒ علامہ اقبالؒ بھی شروع میں برصغیر کی آزادی کے لیے ہندو مسلم مشترکہ جد

و جہد کے قائل تھے اور اپنی نظموں میں اس کا اظہار بھی کیا کرتے تھے مگر قائدؒ کی طرح علامہ اقبالؒ نے بھی ہندوں کی سازش کو بھاپ لیا تھا علامہ اقبالؒ نے اپنی سوچ اور شاعری سے تحریک آزادی پاکستان کو وہ جلا بخشی کہ جس کی مثال تاریخ میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی واقعی پاکستان کی کشتی کو پار لگانے میں علامہ اقبالؒ کی جد و جہد رنگ لائی اور پاکستان دنیا کے نقشے پر اس وقت کی مسلم دنیا کی سب سے بڑی ریاست قائم ہو گئی آج علامہ اقبالؒ ہم میں موجود نہیں مگر پاکستان ، مسلم دنیا بلکہ تمام اقوام اُس کو یاد کرتیں ہیں کیونکہ علامہؒ ایک آفاقی شاعر تھے آج کل کے کچھ مخصوص فقہ اور روشن خیال بیک گرونڈ رکھنے والے کالم نگار اور اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے اور اپنی خباست نکالنے کے لیے ان کی آفاقیت پر حملہ آور ہونے کے لیے کالم لکھ رہے ہیں مگر سورج کو انگلی دیکھا کر خود ہی شرمندہ ہوں گے مسلمانوں کے دلوں کو گرمانے والے، شاعر اسلام ،شاعر مشرق، فلسفی شاعر،اور آفاقی شاعر کو دنیا ہمشہ یاد رکھے گی آج وہ ہم میں نہیں ہیں ان کی خابوں کی تعبیر اسلامی جمہوریہ پاکستان قائم دائم ہے وہ جس کشتی کو بھنور سے نکال کر لائے تھے اب وہ اسلامی دنیا کی پہلی اور دنیا کی ساتوں ایٹمی قوت ہے جو دشمنوں کی مقامی اور بین الاقوامی سازشوں کی باوجود اپنے بنانے والوں خواہش کے مطابق قرارداد پاکستان کی روشنی میں اپنے مسلم تشخص پر قائم و دائم ہے مسلمانان پاکستان اس کو سنبھالنے کے ذمہ دار ہیں انشاء اللہ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان

قائم و دائم رہے گا۔

(ملالہ کی کتاب اور کہانی (قسط پنجم

ہم نے چوتھے کالم میں عیسائیوں کی سازشوں کا ذکر کیا تھا اب ایک نئی سازش ''آئی ایم ملالہ'' لکھوا کر پیش کی گئی ہے یہ کتاب اس لیے لکھائی گئی ہے تا کہ مسلم دنیا پر اس کا رد عمل دیکھ کر اس کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جائے اصل بات یہ ہے کہ عیسائی میں دنیا میں عورت کے ساتھ بہت ظلم کیا جا رہا ہے وہ عیسائی دنیا کی معاشرت سے باغی ہو گئیں ہیں مسلم دنیا کے معاشرتی نظام کی خوبیوں اور اس میں عورت کے مقام سے مرغوب ہو کر عیسائی عورتیں اسلام قبول کر رہی ہیں عیسائیوں کو اس چیز نے پریشان کر دیا ہے بجائے اس کے کہ وہ اپنی عورت کو اپنے معاشرے میں صحیح مقام دیں انہوں نے مسلمان معاشرے کو عیسائی دنیا میں غلط رنگ میں پیش کرنے کی سازش شروع کی ہوئی ہے تا کہ ان کی عورتیں مسلم معاشرے سے متنفر ہوں اور اسلام قبول کرنا چھوڑ دیں ملالہ پر جعلی حملے کے بعد پاکستانی امریکی فنڈڈ، عالمی یہودی کنٹرولڈ جادو گر میڈیا نے اسے پہلے تو تعلیم کی پری، جرات، امن، عورتوں کے حقوق کی دیوی، قوم کا بے نظیر سرمایا، بین الاقوامی سطح پر عزت کی واحد علامت اور دنیا کے سارے نامی گرامی ایوارڈز حاصل کرنے والی شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا جب پاکستان سمیت ساری دنیا میں ملالہ واہ، ملالہ واہ کی گردان سمجھا دی گئی اس کے بعد ملالہ کے نام سے یہ کتاب سامنے

لائی گئی اس کتاب میں وہ سارے لوازمات شامل کئے گئے ہیں جس سے اسلامی دنیا شدید قسم کا رد عمل ظاہر کرے اور عیسائیوں کی سازش کامیاب ہو جائے کہ دیکھو جی مسلمان عورتوں کی تعلیم، عورتوں کے حقوق اور برابری کے خلاف ہیں وغیرہ۔ ملالہ کی طرح مظفر گڑھ کی مختاراں مائی، سوات میں کوڑوں والی جعلی ویڈیو میں پاکستانی عورت کو مظلوم بنا کر پیش کیا گیا تھا جبکہ ان حادثوں کو عدلیہ نے جعلی قرار دیا تھا پاکستانی اور عالمی میڈیا میں اسے خوب اُچھالہ گیا تھا۔

صاحبو! ملالہ کے مردود ہونے کے سارے انتظامات اس کتاب میں موجود ہیں اس سولہ سالہ لڑکی کے منہ میں اسلام، مسلمان اور پاکستان کے لوگوں کے بارے میں زلت آمیز الفاظ کس نے ڈالے۔ بار بار حوالے پر کہیں بھی سیدالانبیاؐ کے نام کے ساتھ ﷺ نہ لکھنا، سلمان رشدی کو آزادی اظہار کا حق دینا، ضیالحق کا تمسخر کہ اس کے دور میں عورت محدود ہو گئی تھی، پردے، داڑھی اور برقعے کا مذاق، ملا عمر کو کانا ملا کہنا، قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے پر دکھ وہ خود کو مسلمان کہتے ہیں، پاکستان کا تین جنگیں ہارنا، سکندر اعظم کا ہیرو ہونا، پاکستانی افواج پاکستان اور علماء کی مخالفت، فوج اور آئی ایس آئی کو طالبان کا ساتھی اور مشرف کی تعریف، ناموس رسالتؐ قانون کی مخالفت، اپنے والد کو سیکولرزم کا ہیرو قرار دینا، دو قومی نظریہ کی نفی اور تقسیم ہند

کو دو بھائیوں کا جھگڑا کہنا، تنگ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے قائدِ اعظمؒ کو صرف جناح اور شیعہ کہنا، اسامہ کی موجودگی پاکستان کو معلوم تھی، ایٹمی دھماکوں کے بارے ناپسندیدہ ریمارکس، موجودہ حالت میں متحدہ ہندوستان میں رہنا اچھا ہے، متحدہ مجلس عمل اور اس اتحاد کے تحت حکومت کو ملاملٹری الائنس کہنا، ۱۴ اگست یعنی یوم پاکستان پر باپ کی مخالفت پر خوش ہونا، مسجد حفصہ کی بچیوں کے لیے بُرے ریمارکس، پاکستان کے دینی مدرسے سعودی کلچر پھیلا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کتاب کی خلافِ اسلام اور خلافِ پاکستان باتوں کو پاکستانی میڈیا نے بالکل نظر انداز کیا ہوا ہے جس پاکستانی میڈیا نے ملالہ کو خلائی مخلوق بنایا تھا اب اس کی اسلام اور پاکستان مخالف کتاب کے زہر بھرے مندرجات کو عوام کے سامنے نہیں لایا گیا۔ یہ کتاب سامنے آنے کے بعد اب ملالائی سازش سامنے آ چکی ہے۔ ملالہ نے اپنے اور اپنے والد کی پُراسرار سازش میں شرکت کا پردہ اُٹھا دیا۔ اسلام اور پاکستان سے محبت کرنے والے ٹی وی
اینکرز، صحافی، دانشور، کالم نگار اور سول سوسائٹی نے اس کتاب کی کھل کر مخالف کی اور اس سازش سے پردہ اُٹھایا ہے تو اب بہتر ہے کہ پاکستان کے اسلام بیزار، روشن خیال اور سیکولرز دانشوروں کو اب اس کتاب کے بعد اب ملالہ کی بے جا حمایت سے باز آ جانا چاہیے۔ یہ کتاب ملالہ، اُس کے والد اور ان کی مربی عیسائی دنیا کے اسلام اور پاکستان دشمن خیالات کا مجموعہ ہے۔ یوسف زئی نے عیسائی دنیا کو یقین دلا دیا ہے کہ ملالہ عالمی سوچ رکھنے والی

لڑکی ہے۔ جس شخصیت نے ملالہ، اس کے والد اور پاکستان دشمن این جی اوز کی مہیا کردہ مواد کو سامنے رکھ کر اس کتاب کو لکھا وہ ایک صحافی کرسٹینا لیمپ عورت ہے۔ ۱۹۸۹ء میں بلوچستان کے شہر پشین میں ایک بلوچ سردار جو پیپلز پارٹی کے وزیر بھی تھے اس عورت کو ہر پارٹی میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اس نے بے نظیر کے پہلے دور حکومت میں بطور صحافی پاکستان میں کام کیا تھا پیپلز پارٹی کے کئی وزرا کے ساتھ اس کے ذاتی مراسم تھے پاکستان کی اخباری دنیا میں یہ مشہور تھا کہ یہ عورت خبر نکالنے میں ماہر ہے اور کسی اخلاقی حد کو عبور کر کے بھی خبر نکال لیتی ہے ایک انگریزی اخبار کے مطابق پیپلز پارٹی کے ایک مرکزی راہ نماء کے پاس خاص خبر تھی لیکن وہ شیئر کرنے کے لیے تیار نہیں تھا وہ خبر اس نے حاصل کر لی صرف ایک رات وزیر کے ساتھ رہنے اور صبح چائے پی کر واپس آ گئی۔ سرداروں اور خانوں کے ساتھ کاک ٹیل پارٹیوں میں شریک ہوتی رہی کئی وزرا اس کی زلف کے اسیر رہے اسی آڑ میں اوبی لادن (اسامہ بن لادن) کے نام سے پی آئی اے میں سفر کی کوشش کرتے ہوئے پکڑی گئی تاکہ پاکستان کو دنیا میں بدنام کیا جائے کہ اُسامہ تو پاکستان میں ہوائی بھی سفر کرتا رہا ہے۔ کرسٹینا لیمب کو کئی بار ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے سبب مختلف ادوار میں پاکستان بدر کیا گیا اب بھی اس کا نام ناپسندیدہ شخصیات میں شامل ہے اس لیے وہ پاکستان کے خلاف ہے اور اس کتاب میں زہر اُگلا ہے اس کا لندن میں قادیانیوں کے ایم ٹی اے ٹی وی چینل کے دفتر میں آ جانا رہتا ہے اس ٹی mta

کے ذریعے براہ راست ملاکنڈ set3.east وی کی نشریات ایشیائی سیٹ ۳۔ایسٹ ڈیویژن میں دکھائی جاتی ہیں لندن میں کتاب لکھوانے سے پہلے قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزا مسرور سے یوسف زئی کی ملاقات میں کیا طے ہوا؟۔کتاب کے لیے یوسف زئی نے اپنی پرانی مددگار این جی اوز سے مواد لیا ہے۔

قارئین ہم نے اپنے مضمون میں ملالہ کی کتاب اور کہانی پر اپنے اس آخری حصے اور گذشتہ چار قسطوں میں جو تجزیہ پیش کیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ویسا ہی کیس ہے جیسے مختاراں مائی اور سوات کی کوڑوں والی وڈیو کے مقامی کیس تھے جو عدالت نے بھی جعلی ثابت کئے تھے ہم نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ عیسائی دنیا جو کسی کو مفت بخار بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہوتی ملالہ پر ایوارڈز اور انعامات کی بارش کر رہی ہے اس کی کڑیاں اس صورت حال سے ملانے کی طرف اشارے کیے ہیں جو عیسائی دنیا نے عالمی طور امت مسلمہ کے ساتھ دشمنی کے جال بچھائے ہوئے ہیں اور پہلے بھی بچھاتی رہی ہے کتاب لکھنے والی صحافی کے کردار اور پاکستان دشمنی کا بھی ذکر کیا ہے اگر ملالہ پر حملے کے وقت نادنستہ طور پر یا کسی بھی وجہ سے جو پاکستانی میڈیا نے اسے آسمان پر اُٹھایا تھا اب اس کی کتاب آنے کے بعد ملالہ اور عیسائیوں کی اسلام اور پاکستان سے دشمنی ثابت ہو گئی ہے ملالہ کو عیسائی دنیا نے ٹریپ کر لیا اس کا لالچی والد اس میں شامل ہے لہٰذا اب ہم اپنے میڈیا کو مشورہ دیتے ہیں کہ

اس کی تلافی کرے اور خاموش رہنے کے بجائے قوم کو اس سازش سے پوری طرح آگاہ کرے تاکہ اس کی پہلے غلطی کی تلافی ہو جائے ہمارا ملک کسی بھی وقت نئے آنے والے سازشی حادثے سے محفوظ ہو جائے۔

حامد میر پر قاتلہ حملہ

صحافی اور جیو ٹی وی کے اینکر پرسن جناب حامد میر پر کراچی میں اسٹار گیٹ پل کے نیچے موٹر سائیکل اور کار سوار ملزمان نے حملہ کیا صحافی اسلام آباد سے کراچی آئے تھے کہ ان کی گاڑی کو نشانہ بنایا گیا شدید زخمی حالت میں ان کے ڈرائیور انہیں آغا خان ہسپتال میں پہنچایا کئی گھنٹوں کے آپریشن کے دوران جسم سے گولیاں نکال لی گئیں چھ گھنٹوں بعد ڈاکٹروں نے کہا کہ ان کی زندگی خطرے سے باہر ہے شکر ہے اللہ نے ان کی زندگی بچا لی پور ملک میں سوگ کا سا ہو گیا تھا صدر، وزیر اعظم، زرداری، سراج الحق اور صحافی تنظیموں نے حملے کی مذمت کی حامد میر کے بھائی عامر میر نے نے حملے کا ذمہ دار آئی ایس آئی کے چیف کو قرار دیا اور کہا کہ حامد میر نے تحریری طور پر ملکی اور بین الاقوامی اداروں کو اطلاع کر دی تھی کہ جنرل ظہیر الاسلام نے میرے قتل کا منصوبہ بنایا ہے بعض افران بھی ملوث ہیں پاک فوج نے اس کی بھرپور تردید کی اور کہا الزام گمراہ کن ہے آزادانہ تحقیقات کرائی جائے بغیر ثبوت کے الزامات قابل مذمت ہیں ان کی صحت کے لیے دعا گو ہیں پاک فوج نے بیان دیا کہ قومی ادارے کے خلاف غلط بات ہر گز برداشت نہیں کریں گے حامد میر پر حملہ شر پسندوں نے کرایا جنرل ظہیر الاسلام پر بے بنیاد اور گمراہ

کن الزامات سے جگ ہنسائی ہوئی آئی ایس آئی باوقار اور معتبر ادارہ ہے قانونی کاروائی کریں گے جوڈیشل کمیشن سے تعاون کیا جائے گا آرمی چیف کا آئی ایس آئی ہیڈ کوارٹر کا دورہ، ادارے پر الزامات کی شدید تحفظات تمام رینکس کا الزامات پر اظہار ناپسندیدگی قومی سلامتی کے تحفظ میں آئی ایس آئی کا کردار بہت اہم ہے وزارت دفاع نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے جیو نیوز ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ نجی چینل ملک دشمن ایجنڈے پر پہلے بھی کام کرتا رہا ہے پمرا کو ثبوت فراہم کر دیے گئے جیو کو بند کر دینا چاہیے حساس ادارے کے خلاف منفی پروپگنڈہ اس کے تشخص کو خراب کرنے کی کوشش قرار دیا گیا ادھر وزیر داخلہ نے کہا ہے قومی اداروں پر بغیر ثبوت کے الزامات تشویشناک ہیں صحافی پر حملے کو جواز بنا کر اہم دفاعی ادارے کو تنقید اور الزامات کا نشانہ بنایا گیا اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ دراصل بغیر تحقیق کے جیو ٹی وی پر آئی ایس آئی کے خلاف خبروں اور پروگراموں میں غلط قسم کا پروپگنڈا کیا گیا اور خبروں کے ساتھ ساتھ آئی ایس آئی کی سربراہ کی تصویر بار بار دکھائی گئی پوری عوام اپنی آئی ایس آئی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتی ہے اور اس کے خلاف بے بنیاد پروپگنڈے کی پرزور مذمت بھی کرتی ہے یہ ہمارے ملک محافظ اداراہ ہے ملک کے ایک قابل احترام اور حساس ادارے کے خلاف ایک گہری سازش کی گئی جس کی وجہ سے فوج نے نوٹس لیا ویسے بھی جیو ٹی وی پر ملک دشمن پروگرموں کی وجہ سے کئی حلقے اس کے خلاف

ہیں امن کی آشا جیسے پروگرام ، ملک اور اسلام دشمن نکتہ نظر کی تشہیر جیوٹی سے کی جاتی ہے اس پر لوگ احتجاج بھی کرتے رہے ہیں ان کے لنکر اپنے پروگراموں میں دین اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں شراب کے رسیا لنکر پر سنوں سے دین پر گفتگو کرائے جاتی ہے انعام گھر میں مسخروں کی طرح پروگرام کرایا جاتا ہے مگر ان کی ایک بھی نہ سنی گئی اب ملک دشمن سرگرمیوں میں جیوٹی وی اتنا آگے نکل گیا کہ ایک لنکر پر حملے میں جس کا پتہ بھی نہیں کہ کس نے کیا ملک کے محافظ ادارے پر اس طرح الزام لگانے شروع کر دیے جیسی یہ ادارا ملک دشمن ہے کیا یہ ملک دشمنوں کو خوش کرنے کے لیے کیا گیا ؟کیا اس سے سے وی لوگ خوش ہوئے ہوں گے جو برطانیہ کو اس ادارے کے ختم کرنے میں مدد کرنے کا کہتے تھے جس کے تحریری ثبوت ملک میں پیش کئے گئے تھے کیا ایسا کرنے سے ہمارا ازلی دشمن بھارت کو خوش کرنا تھا کہ جن کی ملک میں پتہ بھی ہلتا ہے تو اس کا الزام ہماری آئی ایس آئی پر لگا دیتے ہیں کیا اس کاروائی سے امریکا کو خوش کرنا تھا جو اپنی رپورٹوں میں کہتے ہیں کہ آئی ایس آئی طالبان کی ایک حصہ ہے اور طالبان کی مدد کرتا ہے کیا پاکستان کے لیے آئی ایس آئی کے ۲۰۰ نوجوانوں کی قربانی بھلا دی گئی ہے یا ایک سوچا سمجھا پروگرام تھا جیو کے اس فعل پر اس کے اپنے لنکر پر سن نے بھی احتزاز کیا کہ فوراً ایسا نہیں کرنا چاہے تھا بہر حال صحافیوں ملک گیر احتجاج کیا جس میں کہا گیا گلے تو کاٹے جا سکتے ہیں سر جھکائے نہیں جا سکتے صحافی حضرات نے

خصوصاً جیو ٹی کے پروگرام میں اور اخبارات کے ذریعے سے آزادانہ تحقیق کا مطالبہ کیا وزیر اعظم نے فوراً تحقیقات کے لیے جوڈیشل کمیشن کی منظور دے دی اور کہا کہ معاملے پر کسی بھی معذرت خواہانہ رویہ نہیں اختیار کیا جائے گا انصاف کے تقاضے پورے کیے جاہیں گے صحافیوں کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا حملہ آواروں کی نشان دہی کے لیے ایک کروڑ کے انعام بھی کا اعلان کر دیا سندھ حکومت نے بھی پچاس لاکھ کے انعام کا اعلان کیا ہے اس حملے کی آزادانہ تحقیقات ہونی چاہیں اور عوام کو اس سے باخبر ہونا چاہیے تاکہ سچ سامنے آجائے ادھر حامد میر پر حملے کے خلاف سینیٹ سندھ اور پختونخواہ اسمبلی میں قرارداد منظور کی گئی ہے صحافی پر حملہ آزادی صحافت کے لیے سنگین خطرات کی نشاندہی ہے آزادانہ تحقیقات کرائی جائے ہم حامد میر کی جلد مکمل صحت کے لیے دعا گو ہیں ویسے آج پانچ دن بعد ان کو نرم غذا بھی دی گئی ان کی فزیو تھراپی بھی کی گئی سہارے سے چلنے کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس سازشی حملے کو حل کرنے میں میں کسی قسم کی بھی کوتاہی نہیں ہونا چاہیے تاکہ اس ملک کے حساس ادارے پر سے الزامات کی صفائی اور اصل ملزم سامنے آسکیں۔ حامد میر صاحب نے پچھلے دنوں میں ماما قدیر کا مسنگ پرسن پر جیو پر پروگرام بھی کیا تھا جس کو کالم نگاروں نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا تھا اس میں پاکستان کو بدنام کرنے میں اقوام متحدہ بھی ملوث تھی وہ اقوام متحدہ جو بلوچستان کے حالات معلوم کرنے کے لیے اپنا وفد بھی بھیج چکی ہے اس اقوام متحدہ کو کشمیر اور

فلسطین کے مظالم کے لیے وفد بھیجنے کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ حامد میر اپنے ٹی وی پروگرام میں حکومت کے طالبان کے ساتھ مذاکرات کی لیے دعا گو بھی تھے بنگلہ دیش کا قومی انعام جو اس کے والد وراث میر صاحب کو دیا گیا تھا کے وصول کرتے ہوئے ان یہ بیان بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ بنگالی عوام کے خلاف لڑنے عناصر کے خلاف کاروائی ہونی چاہیے ہے ادھر پیمرا کی طرف سے دفاہی ادارے کی طرف سے بند کرنے کی دروخواست بھی نفی کی گئی۔پیمرا کے اجلاس میں حملے کی مذمت بھی کی گئی ۔ صحافی اداروں نے جیو یا کسی بھی ٹی چینل کو بند کرنے کی مذمت کی ہے بہر حال پمرا نے جیو کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کر دیا ہے کہ کیوں نہ اس کو بند کر دیا جائے جیو کو اس کا جواب ۶ مئی کو پیش کرنے کا کہا گیا ہے کچھ بھی ہو اس کی انصاف سے تحقیق ہونی چاہیے اور انصاف سے فیصلہ ہونا چاہیے ۔

نجم سیٹھی صاحب کا حقیقت پسندانہ پروگرام

ہم نجم سیٹھی صاحب کا پروگرام ''آپس کی بات'' اکثر دیکھتے ہیں ہم کیا پاکستان اور شاید دنیا کے اکثر لوگ بھی نجم سیٹھی صاحب کا پروگرام دیکھتے ہیں ان کے کم و بیش تر پروگراموں میں قومی نکتہ نظر کم اور بیرونی سپورٹ زیادہ دکھائی دیتی ہے اس ہی کی وجہ سے سوشل میڈیا پر ان پر لوگ الزام بھی لگاتے رہتے ہیں کچھ عرصہ پہلے کسی نے ان کی بندوق بردار تصویر بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کے ساتھ سوشل میڈیا پر لگائی تھی اور نیچے لکھا تھا پہچانو تو جانیں۔ جس کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں ان کے خلاف خیالات کو تقویت ملی تھی کہ یہ ملک خلاف کاموں میں مصروف ہیں۔ آپس کی بات پروگرام دیکھ کر اکثر لوگوں کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ امریکی یا بیرونی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں لوگوں کے مطابق ان کے پروگراموں میں اکثر یہی حقیقت جھلکتی بھی رہتی ہے ان ہی کے لیے کچھ دن پہلے پاکستان کے ایک ریٹائرڈ سپہ سالار کے حوالے سے اخبارات میں ایک خبر بھی لگی تھی بقول اُن کے جب وہ بلوچستان میں تعینات تھے تو اس بات کے ثبوت بھی ملے تھے کہ نجم سیٹھی کے ذریعے بلوچستان کے علیحدی پسندوں کو فنڈنگ ہوتی رہی ہے ہم سب پاکستانی جانتے ہیں کہ ہمارے صوبے بلوچستان میں امریکا اور بھارت افغانستان کے ساتھ

مل کر کام کر رہے ہیں اس سلسلے میں ہم نے اپنے کالم ''یہ خاموشی کب تک'' میں ریٹائرڈ جنرل جناب شاہد عزیز صاحب کے حوالے سے لکھ چکے ہیں کہ نوکری کے دوران انہوں نے بھارت کے فاٹا میں لوگوں کو تربیت کے ثبوت ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو مہیا کئے تھے مگر ڈکٹیٹر نے اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا تھا ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا تھا کی افغانستان سے اسلحہ بلوچستان میں لایا جا رہا ہے اس پر بھی ڈکٹیٹر نے کوئی بھی کاروائی نہیں کی تھی۔ اس کے علاوہ سب کو معلوم ہے کہ باغی علیحدگی پسند برطانیہ اور افغانستان میں بیٹھ کر سازشیں کر رہے ہیں بلوچستان کے اکثر بلوچ علاقوں میں پاکستان کا جھنڈا نہیں لہرانے دیتے۔ ہمارے فوجیوں کو اغوا اور شہید کر رہے ہیں۔ گیس، بجلی، کی انسٹالیشنز پر حملے کر کے اسے تباہ کر رہے ہیں۔ آئے دن ٹرینوں پر حملے کر رہے ہیں۔ آبادکاروں کو شہید کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کے ساتھ مل کر بندوق اُٹھانا ان کو فنڈنگ کرنا پاکستانیوں کے دلوں میں نجم سیٹھی صاحب کے لیے شکوک و شبہات کا پیدا ہونا فطری امر ہے اور الزام لگانے والے عام آدمی نہیں ہیں وہ ہمارے ملک کے سپہ سالار رہ چکے ہیں ان کے کالم ہم اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں وہ پاکستان کے اسلامی تشخص پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں پاکستان کی حفاظت اور سیکورٹی کے لیے فکر مند رہتے ہیں ان کی تجزیوں سے عام و خاص مستفیظ ہوتے رہتے ہیں لہٰذا نجم سیٹھی صاحب کو ان الزامات کے بارے اپنی پوزیشن کو صاف کرنی چاہیے۔ ان حالات میں نجم سیٹھی صاحب کی طرف سے ایک

اچھی بات سامنے آئی ہے کہ جیو اور آئی ایس آئی کے موجودہ تنازے کے موقعے پر حقیقت پسندانہ موٴقف جو انہوں نے جیو کے ٹی وی شو اور اپنے گذشتہ ' پروگرام 'آپس کی بات'' میں اختیار کیا ہے وہ حقیقت پسندانہ ہے وہ کہتے ہیں جیو ٹی پر آئی ایس آئی کے ڈی جی جناب ظہیر الاسلام پر قتل الزام یا سازش لگانا مناسب نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ جیو کا آٹھ گھنٹے ان کی تصویر جیو پر دکھانا قطعاً ٹھیک نہ تھا اس سے فوج اور جیو کے درمیان دشمنی پیدا ہوئی ہے جس سے ملک کی ساکھ کو بھی نقصان پہنچا ہے اس سے ملک اور اس حساس ادارے کی بیرونی دنیا میں جگ ہنسائی ہوئی ہے انہوں نے بے جا طور پر جیو کی طرف داری نہیں کی ااور سچ بات کی ہے جس کی اُن کو داد ملنی چاہیے جبکہ دوسرے جیو کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں اب بھی جیو میں پروپگنڈہ مہم جاری و ساری ہے ان کا کھرے اور صحیح موٴقف کو عوام نے پسند کیا ہے جیو کی اس پروپگنڈہ مہم سے ملک دشمن حلقوں کو ایک موقعہ مل گیا ہے ہمارے ازلی دشمن بھارت کے میڈیا نے اس بات کو خوب اچھالا اور عیسائی دنیا نے تو بین الاقوامی طور پر اس سے خوب فائدہ اُٹھایا آئی ایس آئی سے یہ دشمن تو پہلے سے خوامخواہ کا بیر رکھتے ہیں اور کوئی موقعہ بھی اس کو بدنام کرنے میں ضائع نہیں کرتے نجم سیٹھی صاحب پاکستان میں رہتے ہیں پاکستانی ہیں اس لیے ان کو پاکستان اور پاکستان کے حساس اداروں کے مفادات کا خیال رکھنا چاہیے جیسے کہ انہوں نے رکھا ہے ان کے بیان کردہ نکتہ نظر کو پاکستانیوں کو برملا پسند کرنا چاہیے۔ دوسری طرف

ذرائع تو یہاں کہتے ہیں اس مخالف نکتہ نظر پر جیو انتظامیہ ضرور ان سے باز پرس کرے گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ آیندہ ان کے پروگرام آپس کی بات ان سے نہ کرایا جائے بہر حال یہ تو قیاس آرائیاں ہیں دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔

صاحبو! یہ ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان قائم ہے تو ہم بھی قائم ہیں ہمیں معلوم ہے کی عیسائی دنیا اس مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ہر حالت میں دنیا کے نقشے سے مٹانا چاہتی ہے کبھی اپنے تھنک ٹنکوں کے تجزیے پیش کرتے ہیں تو کبھی ان کے بنائے ہوئے نقشے دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے کہ پاکستان ۲۰۱۲ء کو ختم ہو جائے گا مگر دنیا دیکھ رہی ہے پاکستان اپنی جگہ پر قائم ہے کبھی اس کے حصے بخرے کرکے نقشے جاری کرتے ہیں کہ یہ علاقہ پڑوسی ملک کے ساتھ شامل ہو جائے اور یہ علاقہ آزاد ملک بن جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ مگر اللہ کے حکم سے مثل مدینہ ملک پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا تھا اور انشا اللہ قائم رہے گا چاہے دشمنوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ ہم سب کو پاکستان کی بقا اور ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے اگر کسی پر کسی بھی وجہ سے پاکستان کی مخالف کے الزامات ہیں تو ان کو صاف کرنا چاہیے اللہ ہمیں صحیح فیصلے کرنے اور صحیح سوچنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ پاکستان ترقی کی منازل طے کرتا جائے اور اس پر لگائے گئے شدت پسندی کے داغ ہم سب ملک کر صاف کریں۔

خاکی کمپنی !

(کتاب مطالعہ)

ہر محب وطن مسلمان اُس وقت خوش ہوتا ہے جب سنتا ہے کہ اس کے کسی ہم وطن نے باہر ملک سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اب وہ دنیا میں پاکستان کا نام روشن کرے گا وہ اپنے ملک کی ترقی میں شامل ہو کر اس ملک کو دنیا کی ایک عظیم قوم بنائے گا وہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے تگ ودو کرے گا اُس شخص کے دل میں قائد اعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کا نقشہ بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی باہر سے تعلیم حاصل کی مغرب کی تہذیب تمدن کو سمجھا مگر اُس میں گم نہیں ہوئے اُن کی اچھی باتوں کو اپنایا اور کمزوریوں پر گرفت کی۔ مگر جب وہ محب وطن مسلمان ایسے اعلیٰ تعلیم یافتہ فرد کو اس بات پر جانچتا ہے تو اسے معلوم پڑتا ہے کہ وہ ان دونوں عظیم شخصیتوں کی فکر کے قریب بھی نہیں ہے بلکہ وہ اس ملک کو ویسے ہی جوں کا توں چلانا چاہتا ہے جیسے باہر کے ملکوں کو پرکھ کر آیا وہ باہر کے ملکوں سے اپنے ساتھ ان کی تہذیب، تمدن، سوچ اور کو ہی اپنے ملک کے لیے مثالی سمجھتا ہے۔ صاحبو! اسلام اپنی ایک سنہری تاریخ رکھتا ہے اس نے اس دنیا میں رسولؐ کے بعثت کے ۹۹ سال کے اندر کُرہ اَرض پر اسلامی حکومت قائم کر دی تھی جو ہزار سال سے زائد عرصہ تک اس دنیا پر کامیابی سے

چلتی رہی اب بھی دنیا میں ۶۶ اسلامی ملک ہیں دنیا کا ہر تیسرا انسان مسلمان ہے دنیا کے قابل ذکر خطے مسلمانوں کے پاس ہیں مسلمان معدنی دولت سے مالامال ہیں مسلمانوں میں آگے بڑھنے کی اب بھی امنگ ہے صرف لیڈر شپ کی کمی ہے۔ یاد رہے کہ فتوحات کے دور میں پیشتر علاقے مسلمانوں نے عیسائیوں (مغرب) سے چھینے تھے ۱۹۲۴ء میں اسلامی خلافت کو عیسائیوں نے بدلہ لیتے ہوئے ختم کیا تھا اور تاریخی طور پر کہا تھا کہ آیندہ دنیا میں کہیں بھی اسلامی حکومت قائم نہیں ہونے دی جائے گی جس پر وہ اب تک عمل کر رہے ہیں۔ اللہ کا کرنا، پاکستان دنیا میں مذہب کے نام سے وجود میں آیا جو اس کی طاقت کا مظہر ہے جو دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت بھی ہے باقی دنیا کے سارے ملک لا دین ہیں یعنی سیکولر ہیں۔ اسلام غلامی کے بعد دنیا میں دوربارہ اقتدار حاصل کرنے کے لیے جدو جہد کر رہا ہے اور عیسائی اس میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں اس تناظر میں جب کوئی اسلامی دنیا کا فرد باہر سے اعلیٰ تعلیم کرکے اپنے ملک میں آتا ہے تو لوگ اس سے اسلام کے نشاۃ ثانیہ کی امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں ایسی ہی امید ہم نے ڈاکٹر عائشہ صدیقہ سے باندھ کر ان کی کتاب ''خاکی کمپنی'' (پاکستان میں فوجی معیشت کا جائزہ) جو ان کی کا اردو ترجمہ ہے بازار سے خریدی، اس کا گہرائی سے .militry ins انگریزی کتاب مطالعہ کیا۔ ڈاکٹر عائشہ صدیقہ صاحبہ اُمورِ فواج کی ماہر اور تجزیہ کار ہیں انہوں نے کنگ کالج لندن سے جنگ کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ہے وہ دنیا کے مختلف ڈیفنس اداروں سے وابستہ رہی ہیں

ڈیفنس کے متعلق پاکستان کے انگریزی اخبارات اور دنیا کے اخبارات میں تواتر سے لکھتی ہیں۔ روشن خیال مغربی جمہوریت کی دلدا ہیں پاکستان میں فوجی حکومتوں کا تجزیہ کرتی ہیں ملک میں حقیقی جمہوریت کی لیے کوشاں ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ فوج نے پاکستان پر بڑے عرصے تک حکومت کی ہے اب بھی اقتدار کا نشہ نہیں اُترا۔ لہٰذا جب کوئی کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح پاکستان میں فوجی گرفت کم کی جائے بلکہ ختم کی جائے یہ اچھی سوچ ہے ہر پاکستانی ایسی کسی بھی کوشش پر خوش ہوتا ہے عائشہ صدیقہ صاحبہ نے بھی تمام تر حوصلہ شکن رکاوٹوں کے باوجود اس کتاب میں فوجی بالادستی کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے اس کتاب میں فوج کی کاروباری سرگرمیاں، فوج میں افسر شاہی، فوج میں نئے زمیدار، فوجیوں کی فلاح و بہبود اور فوج کی سرگرمیوں کا خمیازہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک تجزیہ نگار اپنے تجزیوں میں پاکستان میں فوج کی ایک علیحدہ پوزیشن کو بُھول جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم نے ہندوستان پر ایک ہزار سال حکومت کی ہے اب ہندو کہتے ہیں وہ ہم پر حکومت کریں انہوں نے اب تک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا انہوں نے مشرقی پاکستان پر فوجی چڑھائی کر کہ اسے پاکستان سے علیحدہ کیا اب وہ کراچی بلوچستان بلکہ پورے پاکستان میں اپنی ناجائز مداخلت سے باقی ماندہ پاکستان کو توڑنے کی کوششوں میں امریکا اور اسرائیل کی آشیر باد سے لگا ہوا ہے۔ امریکا کی مسلط کردہ گوریلہ جنگ ہو رہی ہے ان حالات میں فوج پر ایسے تجزیے جو خاص کر بیرونی تناظر کو سامنے رکھ کے

جائیں پاکستان کی کوئی خدمت نظر نہیں آتے اس وقت فوج سے یکجہتی کی ضرورت ہے فوج پوری پاکستانی قوم کی پشت پناہی چاہتی ہے۔ کوئی مانے نہ مانے فوج پاکستان کے اسلامی نظریاتی تحفظ کی امین ہے جسے دشمن کمزور کرنا چاہتا ہے۔ کاش کہ اس کتاب میں اسلامی نکتہ نظر سے بحث کی جاتی کتاب میں کہیں بھی اسلامی کے سنہری دور کا ذکر نہیں جس سے ذہنی غلامی کا تاثر سامنے آتا ہے جس میں اکثر مغربی تعلیم یافتہ مسلمان غرق ہیں۔ اس کتاب میں فوج کے اقتدار سے نجات کا اسلامی نکتہ نظر سے کوئی بھی تجزیہ پیش نہیں کیا جا سکا کہ کیسے اتنی بڑی اسلامی سلطنت میں فوجی اپنے جمہوری طریقے سے منتخب خلیفہ کے سامنے مطیع اور فرمانبردار ہوتے تھے ! کیسے رسولؐ اور خلفاء راشدین کے دور میں فوجی کمانڈوں کی اصلاح گئی تھی۔ کیسے فوجی مال غنیمت کو اپنے چیف کمانڈر کے سامنے لا کر رکھ دیتے تھے اور کمانڈر ایک طے شدہ طریقے سے فوج میں تقسیم کرتا تھا کیا اس وقت جمہوری حکومت پر قبضہ اور اقتدار کا نشہ فوج میں تھا؟ کیا اس وقت فوجی اقتدار، فوجی معیشت، فوجی سیاست، فوجی ویلفئر کا پروگرام فوجیوں کے سامنے نہیں ہوتے تھے ؟ کیا وہ فوجی اِس وقت کے فوجیوں سے کوئی مختلف مخلوق تھے ؟ نہیں ہر گز نہیں ! انسان اپنی پیدائش سے ایک ہی قسم کے رجحان رکھتا ہے چاہے وہ حاکم ہو یا محکوم ہو یا فوجی ہو۔ صرف اس کی صحیح تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس وقت کی گئی تھی جو حقوق و فرائض اور آخرت کی جواب دہی پر مبنی تھی جو نظریاتی تربیت تھی جس نے جمہوری حکومت اور فوج کو

اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر انجام دینے پر گامزن کیا تھا کیا اب بھی ایسے نظریاتی سوچ کی ضرورت نہیں؟ جب خلیفہؓ نے کمانڈر خالد بن ولید کو فوجی کمانڈ سے ہٹایا تھا کیا اس وقت فوجی بغاوت کا کوئی سوچ بھی سکتا تھا؟ فوجی ہو یا عام شہری سب انسان ہیں خرابی سب میں پیدا ہوتی ہے لہٰذا سب کی اصلاح کی ضرورت ہے ہمارے باہر سے پڑھے ہوئے لوگوں جن میں ڈاکٹر عائشہ صدیقہ صاحبہ بھی شامل ہیں کو اس طرف توجہ دینا چاہیے تھی نہ کہ بہتے دریا کے پانی کے ساتھ بہہ کر مروّجہ مادی دور کے طریقوں سے فوج کی اصلاح کی کوشش کی جائے جیسے ڈاکٹر صاحبہ نے کی ہے جو اسلامی دنیا میں شاید کامیاب نہ ہو سکے اور ساری محنت ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو۔ موجودہ دور میں بھی اصلاح کا وہی طریقہ کامیاب ہو سکتا ہے جو اسلام کے پہلے دور میں کیا گیا تھا اُس وقت کا فوجی بھی ایسا ہی انسان ہے جیسے آج ہے۔ اللہ ہمارے ملک کو محفوظ رکھے آمین۔

یکم مئی مزدوروں کا دن!

دنیا میں کہیں ماں کا دن، باپ کا دن ، عورت کا دن، مزدوروں کا دن ،نہ جانے کتنے دن ہیں جو یہ یہودی سازشی لوگ مناتے ہیں۔ نہیں مناتے تو اللہ کا دن نہیں مانتے کیوں کہ اللہ کا دن منانے سے ان کو اللہ کا بندہ بننا پڑتا ہے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے پڑتے ہیں جو ان کو منظور نہیں ۔وسائل پر سانپ بن کے بیٹھے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک دن ان کے پیدا کرنے والے نے انصاف کے لیے مقرر کر رکھا ہے جس میں ذرا برابر اچھے اور برے عمل کا حساب دینا پڑے گا اور جس نے کسی پر ظلم کیا ہو گا اللہ کو اس کا حساب دینا پڑے گا اس لیے اس دنیا میں ہی جہاں تک ممکن ہو سکے ایک دوسرے سے انصاف کریں۔

صاحبوں ! یہودیوں نے دنیا میں اپنی ایک بین الاقوامی شیطانی حکومت قائم کرنے کے لیے دنیا میں جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ایک لڑی میں پرو کر اپنے مقصد کے استعمال کے لیے اپنی گرفت میں لے لیے ہیں یہی حال یکم مئی کا بھی ہے۔ جہاں تک یکم مئی مزدوروں کے دن کا تعلق ہے جب تک دنیا میں مزدوروں میں اپنے حقوق کا شعور نہیں پیدا ہوا تھا مل مالکان اور زمینوں میں کام کرنے والے مزدوروں سے وہ رات دن کام لیتے تھے مگر جب یورپ اور امریکا میں صنعتی

ترقی کا دور آیا تو مزدوروں میں بھی اپنے حقوق کا شعور بھی بیدار ہوا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مزدوروں نے کہا اس کے لیے کام کا کوئی وقت مقرر ہونا چاہیے یکم مئی کا واقعہ جو امریکا کے شہر شکاگو میں محنت کشوں اور مل مالکان کے درمیان ۱۸۸۴ء میں پیش آیا تھا اس وقت سے مزدوروں نے پہلے امریکا اور پھر بعد میں اس کو پورے دنیا میں منانا شروع کر دیا اور پھر اسے یہودیوں نے اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا جس ظلم ستم کی مثال ہم نے کیمونسٹ دنیا میں دیکھی تھی۔جب وقت کے تعین کا فیصلہ نہ ہو سکا تو مزدوروں نے مطالبات کرنے شروع کر دیے پھر یہ مطالبات ایک تحریک کی شکل اختیار کر گئے مزدوروں نے ہڑتال کر دی تین مئی کو ۱۸۸۶ء کو پولیس کی جانب سے نہتے محنت کشوں کے احتجاجی مظاہرے پر گولیاں برسا دی گئیں کئی زخمی ہوئے اور ان میں سے چار جان بحق ہو گئے محنت کشوں نے ہمت نہ ہاری اور اپنے موقف کہ کام کا وقت گھنٹے کیا جائے پر ڈٹے رہے پولیس ان پر تشدد کرتی رہی پھر نہ جانے کیوں پولیس نے ۸ ان پر دستی بم پھینک دیا اللہ کا کرنا اس سے پولیس کا ایک سپاہی مر گیا سازش کرتے ہوئے پولیس نے کہا کی مزدوروں نے پولیس پر بم سے حملہ کیا ہے اس کے بعد پولیس والوں نے مزدوروں پر گولیاں برسا دیں گئی مزدور اس میں قتل ہو گئے اور بہت سے زخمی بھی ہوئے ان پر مقدمات قائم کیے گئے مزدوروں کا یہ تنازہ دنیا میں مشہور ہو گیا ان میں بہت سے کو جیل میں ڈال دیا گیااور کچھ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی چار کو پھانسی دے بھی دی

گئی اور بعد میں ان میں سے چار کو ۱۸۹۳ء میں رہا کر دیا گیا۔تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شکاگو کے اس واقعے سے پہلے بھی یکم مئی کو ایک یادگار دن کے طور پر منایا جاتا تھا اور اب بھی یورپ میں کچھ جگہوں پر منایا جاتا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ پرانی تہذیب میں ''فلورا'' نامی دیوی گزری ہے یونانی دیوی کی یاد میں یہ دن منایا جاتا تھا اس کو پھولوں کی دیوی بھی کہا جاتا تھا اور اس شادی ہوا کے دیوتا کے ساتھ ہوئی تھی قدیم یونان میں مئی میں بہار کے میلے کے مطابق مذہب عیسائی کی کتابوں میں پھولوں کی اس دیوی کو'' ملکہ مئی'' بھی کہا جاتا ہے قدیم کہانیوں میں اس کا ہر کولیس کا دوست بھی بتایا جاتا ہے ایسی ہی دیو مالائی کہانیاں ہندوؤں کے مذہب کے اندر بھی مشہور ہیں جو مقتدر حلقوں نے اپنے مقاصد کے لیے گھڑی تھیں جس کو دنیا جانتی ہے۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے یہودیوں کا (زہن) ہمیشہ تخریب کی طرف مائل ہوتا ہے وہ شیطان کے چیلے ہیں وہ اس ہی کے طریقوں پر عمل کرتے ہوئے بظاہر لوگوں کو بھلائی کے نام پر اور اندر سے برائی کی طرف لے جاتے ہیں اور انسان بے سمجھی سے اس پر مائل ہو جاتا ہے اس ہی سازشی زہن پر عمل کرتے ہوئے یہودیوں اور اس کے چیلوں نے مزدوروں کو سبق پڑھاتے ہے کہ یہ ملیں اور یہ زمینیں سرمایادار لوگوں نے تمہارے خون پسینے کی کمائی کو ہڑپ کر کے بنائیں ہیں اس سے چھیں لو اس طرح دو گرپوں میں بے چینی پیدا کر کے دنیا میں آجر اور آجیر کے درمیان لڑائیاں کھڑی کر کے اپنی شیطانی حکومت کی رائیں بنانے کا

سامان کرتے ہیں جس بے چینی اور تباہی کو ہم نے کیمونسٹ دنیا میں دیکھ چکے ہیں یہاں تک اسلام کا تعلق ہے وہ آجر اور آجیر کے درمیان حقوق اور فرائض کا کہتا ہے کہ اگر کسی نے حلال طریقے سے مل یا زمین بنائی ہے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس سے چھینے یا اس پر ناجائز طریقے سے قبضہ کرلے دوسر طرف مزدور کے لیے کہا گیا ہے کہ اسے مالک کی ملکیت کا محافظ بننا چاہیے اور مالک کو کہا گیا ہے کہ مزدور کی جائز مزدروری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دی جائے آجر اور آجیر دونوں کے لیے کہا گیا کام شروع کرنے سے پہلے مزدوری طے کر لینا زیادہ بہتر ہے نہ کہ مزدوری کے بعد مالک اپنی کی مرضی سے اُجرت دے آجکل جدید حکومتوں میں آجر اور آجیر کے درمیان معاملات طے کرنا ان کا کام ہے مزدور کے لیے مستقل کمیشن کا کام ہے کہ مہنگاہی کے بڑھنے کے ساتھ مزدوروں کے معاوضے میں بھی اضافہ تجویز کرے اور حکومت اس پر باقائدگی سے عمل کرے تاکہ آجر اور آجیر دونوں کے حقوق ادا ہو سکیں اور دونوں مل کے ملک کی ترقی کے لیے کام کریں مگر دیکھا گیا ہے کہ پاکستان کے قیام سے چھ لیبر پالیسیاں تشکیل پا چکی ہیں مگر مزدور کی حالت نہ (صدری) اس کی وجہ ملک میں اسلامی آئین پر عمل نہ کرنا ہے جس ملک میں اسلامی ماحول ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خداترسی کا ماحول اسلامی تربیت سے پروان چڑھ سکتا ہے دولت مندوں کو قرآن میں بیان کردہ قارون کی دولت کا بتانے کی ضرورت ہے کہ وہ اس کے کام نہ آسکی سب کچھ اسی دنیا میں رہ جائے گا اس لیے مزدوروں کے جائز حقوق کا

سرمایاداروں، صنعت کاروں اور زمین داروں کو خیال رکھنا چاہیے ورنہ یوم حساب میں
اللہ کی پکڑ سے بچ نہ سکیں گے اور سزاوار ہوں گے اللہ آخرت کی سزا سے سب
مسلمانوں کو بچائے آمین۔

شمالی وزیرستان ممکنہ فوجی آپریشن کا فیصلہ!

یہ شمالی وزیرستان کیا ہے جو برسوں سے دشمن کی نظر میں کھٹکتا رہتا ہے کئی بار امریکا نے کھلے عام پاکستان سے مطالبہ کیا کہ شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کیا جائے متعدد بار اعلان بھی کیے گئے مگر اس کے ملک کے بہی خواہوں نے پاکستان کے بہترین مفاد میں عمل درآمد نہ کرنے دیا اور اب بھی انشاءاللہ ان سے یہی امید ہے۔ لگتا ہے پاکستان دشمن، مذاکرات دشمن، پاکستان میں افراتفری چاہنے والے گریٹ گیم کے بین الاقوامی اداکار، ان کے مقامی ایجنٹ شاید کامیاب ہو گئے ہیں پاکستان کے دوست نما دشمن امریکا نے ایک بار پھر کھل کر کہا ہے کہ افغانستان سے انخلا سے پہلے آپریشن ضرور ہونا چاہیے اس کی سوچ کے مطابق وجہ یہ ہے کہ افغانستان سے نکلتے ہی طالبان اقتدار پر قبضہ کر لینے کی امریکی پریشانی ہے ان کے مطابق شمالی وزیرستان میں موجود حقانی نٹ ورک کے لوگ افغانی طالبان کی قبضہ کرنے میں مدد کریں اس لیے ان کا خاتمہ ضروری ہے نہ معلوم امریکا کی عقل کیوں ماری گئی ہے کیا کسی قوم کو فوجی آپریشن سے ختم کیا جا سکتا؟ کیا کسی کو اپنے ملک میں حکومت کرنے کا حق نہیں؟ اخباری اطلاع کے مطابق حکومت نے طالبان کے خلاف آپریشن کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے سیکورٹی اداروں نے تیاریوں سے حکومت کو آگاہ کر دیا ہے کاروائی کے لیے صرف گرین

سگنل کا انتظار ہے۔ امریکا کے نائب وزیر خارجہ نے وزیر اعظم ،آرمی چیف، وزیر داخلہ، مشیر خارجہ اور دیگر حکومتی اہلکاروں سے ملاقات میں مطالبہ کیا ہے کہ کابل میں تبدیلی سے پہلے وزیرستان میں آپریشن کیا جائے۔ پروفیسر ابراہیم نے کہا ہے آپریشن سے دہشت گردی میں اضافہ ہوگا دونوں کو بداعتمادی کا خاتمہ کرنا ہوگا طالبان اور فوج حملے بند کرنے کی اپیل کرتا ہوں اخباری رپورٹس کے مطابق ۵ دن سے وہاں کرفیو نافظ ہے سرکاری دفاتر، تعلیمی ادارے بند ہیں تمام کاروباری مراکز بند ہیں اہم سڑکیں بند ہیں طلبا وطالبات پرچہ نہ دے سکے کرفیو کے دوران پابندی نہ کرنے والوں کو گولی مار دینے کا حکم جاری ہوا ہے بس اڈوں پر باہر سے آئے ہوئے مسافر پھنس گئے ہیں ان مسافروں نے مظاہرہ بھی کیا ہے بنوں کوہاٹ روڈ ہر قسم کی ٹریفک کے لیے بند ہے خوراک اور غذائی چیزوں کی کمی اور شدید قلت ہے بظاہر اس کی وجہ گزشتہ ۵ روز پہلے سڑک کے کنارے نصب ریموٹ بم سے سیکورٹی فورسز پر حملہ کے دوران ۹ □ اہلکاروں کے شہید ہونے اور ایک کے زخمی ہونے کی وجہ معلوم ہوتی ہے سرچ آپریشن جاری ہے ۶۰ افراد گرفتار کر لیے گئے ہیں تحصیل غلام خان کے محاذ علاقوں پر مارٹر گولے فائر کیے گئے ہیں متعدد گھروں کو اس سے نقصان پہنچا ہے اور قبائلیوں نے نقل مکانی کرکے سیکڑوں افغانستان کے صوبہ خوست میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے فوج کے سپہ سار نہیں ایک کے سخت بیان میں کہا ہے کہ امن ے لیے حکومت کی ہر کوشش کی حمایت کرتے ہیں ساتھ ہی ساتھ ہماری خواہش ہے کہ

پاکستان مخالف سرگرم عناصر غیر مشروط طور پر ملک کے آئین اور قانون کی مکمل اطاعت قبول کر ہیں اور قومی دھارے میں واپس آئیں بصورت دیگر ریاست کے باغیوں سے نمٹنے کے معاملے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ادھر طالبان کے ترجمان شاہد اللہ شاہد نے کہا ہے مذاکرات سیاسی اور جنگی ہتھیار کے طور پر قبول نہیں حکومت بیک وقت مذاکرات اور دھمکی کی سیاست پر عمل پیرا ہے کیا مذاکرات کامیاب بنانا طالبان ہی کی ذمہ داری ہے ہمارے شاہین دشمن کے حملوں کا جواب دینا جانتے ہیں۔ اے کاش کے دونوں طرف امن کو قائم کرنے میں مخلص ہوں اور ملک میں جاری ۱۲ سال سے گوریلہ جنگ کا خاتمہ ہو جس میں ہمارے کئی فوجی اور سولین شہید ہو چکے ہیں ۱۰۰ارب ڈالر سے زائد کا قومی نقصان ہو چکا ہے ملک میں لوڈ شیڈنگ ، مہنگاہی، دہشت گردی کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ امن کی متلاشی جماعت اسلامی کے تحت پشاور میں گرینڈ جرگہ ہوا جس میں کہا گیا ہے کہ امن کی چابی اسلام آباد کے پاس ہے حکومت چاہے تو کھیل ختم ہو سکتا ہے جرنیلوں اور حکمرانوں کو بھی آئین کی پابندی کرنی چاہے قبائل نے کبھی بھی پاکستان کا پرچم نہیں جلایا مذاکرات کی ناکامی پاکستان کی ناکامی ہے۔ طالبان کمیٹی کی ممبر پروفیسر ابراہیم نے کہا ہے فریقین ماہ رجب کے احترام میں مل بیٹھیں جنگ بندی کا اعلان کریں موقع ملا تو طالبان سے امن تسلیم کرائیں گے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ مذاکرات سبوتاژ کرنے کی سازش پر تمام دینی اور سیاسی جماعتوں کی خاموشی حیرت انگیز ہے۔ وزیر اعظم جناب نواز شریف جو

شروع دن سے مذاکرات کے حامی ہیں نے کہا کہ کچھ عناصر طالبان کے ساتھ جنگ بندی سے خوش نہیں یہ نہ ہمارے دوست ہیں نہ طالبان کے خیر خواہ ہیں مذاکرات میں پیش رفت متوقع ہے ادھر وزیر داخلہ نے کہا ہے مذاکرات میں تعطل کی رپورٹ چند روز میں وزیر اعظم کو دوں گا۔ طالبان کی شکایت ہے کہ فورسز ان پر حملے کر رہی ہیں وزیرستان میں شدید لڑائی جاری ہے بمباری سے طالبان کمانڈر سمیت ۲۴ جنگ جو ہلاک ۹ فوجی بھی مارنے کا دعویٰ کیا گیا ہے شمالی وزیرستان میں بھی تحریک طالبان کا اہم رہنما قتل ہوا ہے۔ تحصیل بابر میں کمانڈر اعظم طارق کا بیٹا بھی مارا گیا۔ اس وقت جنگ بندی نہیں ہے مولانا یوسف شاہ نے کہا ہے کہ فریقین کے ایک دوسرے پر حملے جاری ہیں پروفیسر ابراہیم نے کہا ہے کہ آپریشن سے امن ہوا نہ طالبان کے حملوں سے شریعت نافظ ہوئی ہے جنگ مسائل کا حل نہیں مذاکرات نہ ہونے سے خفیہ ہاتھ فائدہ اُٹھاتا رہے گا۔ سوات میں بھی جھڑپیں جاری ہیں ۷ عسکریت پسند ہلاک تین گرفتار ہوئے ہیں۔ طالبان کمیٹی کے ممبر کا کہنا ہے تین روز میں دونوں کمیٹیاں ملے گیں جبکہ امریکی اور بھارتی لابیاں مذاکرات کی ناکامی کے لیے سرگرم ہیں طالبان کو بھی جنگ بندی پر راضی کر لیں گے مولانا سمیع الحق نے کہا ہے جنگ بندی میں توسیع نہ ہونا مذاکراتی کمیٹیوں کی غفلت ہے۔ حکومت مذاکرات میں مخلص ہے آپریشن کے خواہش مند ملک میں امن نہیں چاہتے۔ وزیر داخلہ نے بیان دیا کہ کھینچا تانی کے موجودہ ماحول میں مذاکرات آگے نہیں بڑھ سکتے آرمی چیف اور ڈی جی آئی ایس

آئی کو بتا دیا تھا کہ اب بات چیت نتیجہ خیز ہو گی یا بل لکل نہیں ہو گی فوج حکومت کے ساتھ ہے جو بھی اٹھتا ہے کہتا ہے حکومت مذاکرات میں سنجیدہ نہیں اور حکومت سنجیدہ نہ ہوتی تو مذاکرات یہاں تک نہ پہنچتے پیر کو نواز شریف کو بھی رپورٹ پیش کر دوں گا۔ ماحول کو درست کرنے کی لیے وزیر اعظم صاحب کو مناسب ایکشن لینا چاہے تاکہ مذاکرات کامیاب ہوں۔

قارئین !ان حالات میں جناب نواز شریف سے درخواست ہے کہ امریکا کا آپریشن کا مطالبہ ہر گز نہ مانا جائے اس سے بہت تباہی ہو گی امن کے بہی خواہ پاکستانیوں کی نظریں آپ کے حتمی فیصلے کے انتظار میں ہیں۔ وزیر داخلہ کی رپورٹ سننے کے بعد وہ دونوں کمیٹیوں کی ملاقات وزیر داخلہ کی زیر صدارت ہونا چاہیے اور امن کا راستہ تلاش کرنے کا کہا جانا چاہیے۔ طالبان اپنی کمیٹی کے افراد پر بیان جاری پر پابندی لگائیں صرف کسی ایک فرد کو ترجمان مقرر کریں حکومت کی طرف سے وزیر داخلہ اور طالبان کمیٹی کی طرف سے صرف ایک فرد بیان جاری کیا کرے یہ بات سمجھ سے بلاتر ہے کہ جب حکومت امن اور مذاکرات چاہتی ہے تو اس میں اتنی مدت کیوں گزر گئی حتمی فیصلہ اب تک کیوں نہ ہوا؟ اے اللہ میرے مثل مدینہ پاکستان کی حفاظت فرما آمین۔

پاکستان کا اسلامی تشخص اور ایک بڑا میڈیا گروپ

پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو مروجہ جمہوری جد وجہد سے مذہب کے نام سے وجود میں آیا ہے تحریک پاکستان کے قائد محمد علی جناحؒ نے پاکستان بناتے وقت جو دو قومی نظریہ پاکستان پیش کیا تھا جو نظریہ پاکستان ہے۔ قائد اعظم نے فرمایا تھا ''ہندو اور مسلمان دو جدا مذہبی تصورات، سماجی روایات اور ادبیات رکھتی ہیں۔ نہ وہ باہمی شادیاں کرتے ہیں، نہ ایک جگہ کھانا کھاتے ہیں۔ بلاشبہ وہ دو مختلف جداگانہ تہذیبوں سے پیوست ہیں، جس کی بنیاد میں متصادم تصورات اور زاویہ فکر ہیں۔ زندگی سے متعلق اُن کی سوچیں جدا ہیں۔ یہ بالکل واضح امر ہے کہ ہندو اور مسلمان تاریخ کے مختلف ماخذوں سے تحریک لیتے ہیں۔ اُن کی رزمیہ کہانیاں جدا ہیں، اُن کے ہیروز اور داستانیں جدا ہیں۔ عموماً ایک کے ہیرو دوسرے کا ولن ہے اسی طرح اُن کی فتوحات اور شکستیں ایک دوسرے سے گڈمڈ ہیں''۔ پاکستان بننے کے بعد آج تک پاکستان کی خاموش اکثریت اس دو قومی نظریے پر قائم ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گی انشاء اللہ۔ بیرونی نظریات ٹھونسنے والے ممالک، حکومت کے مراعات یافتہ لوگ، روشن خیال، مذہب بیزار، بیرون دنیا کی شیطانی تہذیب سے متاثر مقتدر حلقے اور آزاد خیال مقامی لوگ اپنی من مانیاں کرنے کے لیے پاکستان کو

اپنی پٹڑی سے اتارنے کی اپنی سی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے کی ایک کوشش ہمارے ڈکٹیٹر مشرف نے بھی اپنے دور حکومت میں پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف سیکولرزم کے پرچار کے لیے روشن خیال پاکستان (enlightened pakistan) کی بے سود کوشش شروع کی تھی اور ترکی کے کمال پاشا کو اپنا آئیڈیل قرار دیا تھا بھارت کے کسی مشہور صحافی نے ایک انٹرویو کے دوران ان کو اس کے انجام سے باخبر کرتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستانی معاشرہ آپ کو راستے سے ہٹا دے گا تو مشرف نے کہا تھا کہ میں اس کے انجام سے باخبر ہوں اور تیار بھی ہوں ڈکٹیٹر مشرف اپنے اقتدار کے دوران اپنی انتہاہی کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو سکا اور اب پاکستانی معاشرے میں اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس پر اپنے ہی معاشرے کا خوف تاری ہے اپنے پرائیویٹ سیکورٹی اسکوڈاور حکومت کی ہزاروں سیکورٹی افراد کی تعیناتی کے باوجود وہ اپنی کمین گاہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یہ ہے اسلامی تشخص اور نظریہ پاکستان سے انحراف کا نتیجہ !کیا پاکستان کے ایک بڑے میڈیا گروپ جیو اور جنگ اس انجام سے بل لکل بے خبر ہے کہ معاشرہ اِس کا کیا انجام کرے گا؟کیا امن کی آشااور جیو کہانیاں چلا کر پاکستان کو اپنے اسلامی نظریے سے ہٹا سکتا ہے؟ ہندوستان کے فلمی ایکٹروں کی برتھ ڈے ان کی زندگی پر گھنٹوں پروگرام چلا کر فحاشی کے ذریعے پاکستانی معاشرے کے اسلامی تشخص کو تبدیل کرنے کی بھونڈی کوششیں کرکے وہ کس کی خدمت کرتا رہا ہے؟ کیا پاکستان کے اسلامی تشخص کو تبدیل کرنے کے اور کھسے پھٹے سیکولر نظام

کو رائج کرنے کے لیے جیو پر اپنے لنکرز سے جعلی سروے کروانے اور عوام کی رائے کو سازش سے تبدیل کرکے وہ اپنے مقاصد حاصل کر سکتا ہے؟ اس سلسلے میں جیو پر ایک سروے پروگرام کا ذکر ملک کے مشہور دانشور اور کئی کتابوں کے مصنف جناب طارق جان صاحب نے اپنی کتاب (سیکولرزم مباحث اور مغالطے) میں کیا ہے جسے ہم نے اپنے کالم ''سیکولرزم مباحث اور مغالطے طارق جان'' جو پاکستان کے متعدد اخبارات میں شائع ہوا تھا میں قارئین کے سامنے پیش کیا تھا یہ ہم پھر پیش کر رہے ہیں تاکہ جیو جنگ کی پاکستان کے اسلامی تشخص کو تبدیل کرنے کی بھونڈی کوشش سامنے آسکے ''ملک کے ایک کثیرالاشاعتی اخبار جس کے بانی ہندوستان کے مسلمانوں کی اس ہی اخبار کے ذریعے پشتی بانی کیا کرتے تھے اب ان کی اولاد جو دولت کی ہوس میں مبتلا ہو کر پاکستان کی جڑوں پر تیشہ چلانے میں لگ گئی ہے اس کی چلائی ہوئی امن کی آشاہ ،اس کے ٹی وی پر ہندوستانی ثقافت ،بے حیائی کا رواج، برہنہ فوٹو بنانے والی اداکارہ کے انٹرویو اور قرارداد پاکستان کے خلاف اپنے ہی کروائے گئے سروے کے نتائج کو غلط جھوٹی شرانگیز سرخی لگا کر پیش کرنا نہ تو صحافتی انصاف ہے بلکہ بہت ہی بڑا مغالطہ بھی ہے جس پر جتنی بھی گرفت کی جائے کم ہے'' اب پھر اسی روش پر عمل کرتے ہوئے اپنے ایک مشہور لنکر جناب حامد میر پر قاتلانہ حملے کا جواز بنا کر آٹھ گھنٹے تک بغیر تصدیق کے قوم کے ایک نیایت اہم خفیہ ادارے آئی ایس آئی کے سربراہ کی تصویر لگا کر اس کے خلاف پروپگنڈہ کیا جو دراصل پاکستان

کے خلاف پروپگنڈہ ہے اس سے ہمارے ازلی دشمن بھارت اور امریکا کو خوش کیا اس پر پورے ملک میں اس کے خلاف رائے قائم ہوئی ہے کہ جیو پر پابندی لگائی جائے ملک کا پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا اس کے خلاف ہو گیا چاہیے تو یہ تھا کہ جیو جنگ گروپ اس رد عمل کو دیکھ کر ہوش میں آ جاتے اور اپنے اس ملک دشمن رویے کی اصلاح کرتے بلکہ اب بھی آئی ایس آئی کے خلاف زور شور سے پھر پور مہم چلائی ہوئی ہے جس میں انشاء اللہ وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا ہمارے دشمن ملک بھارت نے ہمارے وزیر اعظم کو اس کے خلاف کوئی بھی اقدام کرنے سے منع کیا ہمارے دوست نما دشمن امریکا نے بھی اس کی حمایت کی مگر وہ اس بات کو بُھول گیا ہے کہ ڈکٹیٹر مشرف کو بھی بھارت اور امریکا بلکہ ساری دنیا کی حمایت حاصل تھی کیا وہ حمایت اس کے کچھ بھی کام نہیں آئی ؟اب وہ دنیا کے سامنے نشان عبرت بنا ہوا ہے اور اپنی کمین گاہ سے باہر نہیں نکل سکتا کیا جیو جنگ اس انجام کے لیے تیار ہے؟ ہم کبھی بھی یہ خواہش نہیں رکھتے کہ جیو جنگ پر پابندی لگائی جائے بلکہ اس کو پاکستان کے اسلامی تشخص اور نظریہ پاکستان اور ملک کے قوانین کا پابند بنایا جائے تمام وہ لوگ اور ادارے جو اپنے مخصوص نظریات اپنے آقاؤں کے ذریعے ہمارے ملک پاکستان پر زبردستی ٹھونسنا چاہتے ہیں ان کو پاکستان کے اسلامی تشخص اور آئین کا پابند بنانا چاہیے اور اگر کوئی اس کے خلاف ہرکت کرتا ہے تو اسے قانوں کے کٹہرے میں لا کر قرار واقعی سزا یا صحیح راستے پر ڈال دینا چاہیے۔ کیا دنیا میں کوئی بھی کسی بھی ملک یا

ادارے اس ملک کے آئین کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں؟ نہیں یقیناً نہیں کر سکتے ! تو مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے اسلامی تشخص آئین کی بھی پابندی کرنا ہو گی نظریہ پاکستان کے حامیوں، خصوصاً نوائے وقت میڈیا گروپ کے چیف ایڈیٹر نظامی صاحب کو بھی ایسے لوگوں پر کڑی نظر رکھنے چاہیے اور ان کے فاسد خیالات کی گرفت کرنی چاہیے۔ یہاں تک حامد میر صاحب کا تعلق ہے اللہ ان کو جلد صحت یاب کرے اور وزیر اعظم کے قائم کردہ انکوائری کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ان پر حملہ ثابت ہونے کے بعد مجرموں کو قرار واقعی سزا ملنے چاہیے اور انصاف کے سارے تقاضے پورے ہونے چاہیے۔ حامد میر صاحب سے بھی درخواست ہے کہ جاری انکوائری کے باوجود جس طرح انہوں اپنے ایک کالم میں اپنا دفاع کیا ہے اس سے پاکستانی قوم اتفاق نہیں کرتی قوم نے انہیں ایک مقام دیا ہے جس کی وجہ ان کا طالبان کے ساتھ مذاکرات کا حامی ہونا بھی ہے ان کو بھی قوم کے اسلامی تشخص اور نظریہ پاکستان کے بے لوث سپاہی اور حامی بن جانا چاہیے تاکہ ان سے قوم کی محبت مزید بڑے اور ملک اپنی صحیح سمت میں چلتا رہے اور قومی یکجہتی فروغ پائے۔ اللہ ہمارے ملک کا پاسبان ہو آمین۔

مسلمانوں کی ازدواجی زندگی اور مغربی معاشرہ !

صاحبو! قرآن شریف کے مطابق اللہ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسی کی جنس سے حواؑ کو پیدا کیا پھر دنیا میں ان کے ملاپ سے انسانی نسل پھیلی۔ اس ملاپ کو عرف عام میں شادی کہتے ہیں یہ ایک مرد اور عورت کے درمیان عمرانی معاہدہ ہے اگر اس کے مطابق زوجین چلیں تو زندگی کی گاڑی صحیح صحیح چلتی رہے گی اور اگر اس سے انحراف کیا جائے گا تو زوجیں کے درمیان تنازہ پیدا ہو گا اسلام نے زوجیں کے درمیان شادی سے لیکر اختلاف تک کا نظام واضح کر دیا ہے اگر ایک دوسرے کے درمیان اختلاف پر اس پر عمل کیا جائے تو اختلافات کو کم از کم کیا جا سکتا ہے اور مثالی اسلامی معاشرے کا عمل ممکن ہو سکتا ہے جو آجکل بیرونی شیطانی تہذیب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اس کی بڑی وجہ بیرونی امداد پر چلنے والی حکومتیں ہیں جو اسلامی معاشرے کے بگاڑ کے لیے استعمال ہو رہیں ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو'' (روم: ۲۱) عورت کو مرد کے لیے قرآن میں میں کھیتی سے تشبہہ دی گئی ہے '' تمہاری بیویاں تمہاری کھتیاں ہیں جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ'' (البقرۃ: ۲۲۳) ہم دیکھتے ہیں کسان کھیتی کو کس طرح تیار کرتا ہے۔اس میں بیج ڈالتا ہے پھر اس کو پانی دیتا ہے۔ فصل کی

دیکھ بھال کرتا ہے اور اس میں سے بہتر سے بہتر فصل کی خواہش رکھتا ہے۔اسی طرح مرد کو عورت کا خیال رکھنے کا کہا گیا ہے اس کے لیے ضرورت کی اشیا مہیا کرنے کا حکم ہے شادی کے وقت حق مہر مقرر کرنے کا کہا گیا ہے پھر ازدواجی تعلقات قائم کرتے ہیں پھر اللہ سے ایک خوب سورت اور صحیح حالت میں اولاد کی تمنا ہوتی ہے نہ کہ عورت سے صرف جنس ہی ضرورت ہے جیسا کہ مغرب میں شیطانی تہذیب میں رواج ہے۔ شادی سے پہلے مہر مقرر کر دینا ضروری ہے حدیث میں ہے ''نبیؐ نے اپنی بیویوں کا مہر پانچ سو درم (تقریباً چالیس پچاس بکریوں کی قیمت) مقرر فرمایا تھا (مسلم) اسلامی معاشرے میں مرد پر عورت کے اخراجات برداشت کرنے کا حکم ہے اس لیے عورت کو معاش سے فارغ کر دیا گیا۔ حدیث میں ہے'' تمہارے ذمہ مناسب طریقے پر ان کے (یعنی عورت) کھانے کپڑے کی ضرویات کا بدوبست کرنا ہے'' (مسلم) ایسا نہیں ہے جیسے شیطانی مغربی تہذیب کے اندر عورت کو معاشی مشین بنا دیا گیا محنت مزروری سے لیکر ایڈورٹائزمنٹ کی دنیا میں عورت کو اشتہار بنا دیا گیا کوئی بھی پروڈکٹ اس وقت تک فروخت نہیں ہو سکتا جب تک اس میں عورت کو نیم عریاں نہ پیش کیا جائے۔اسلام بیزار اکثر لوگ کہتے ہیں کہ والدین ایسے ہی بچوں کی شادیاں بغیر دیکھے ہی کر دیتے ہیں حدیث میں ہے کہ شادی سے پہلے لڑکی کو دیکھ لینے کی اجازت ہے۔''کسی عورت کو نکاح کا پیغام دینا ہو تو اسے ایک نظر دیکھ لینا گناہ نہیں'' (مسند۔ سنن ابن ماجہ) شیطانی مغربی تہذیب نے فحاشی اور عریانی کو تہذیب کا حصہ بنا دیا ہے انسان

اس وقت تک تہذیب یافتہ نہیں کہلا سکتا جب تک وہ کلب لائف اختیار نہیں کرتا جہاں شراب کباب کے علاوہ روشنیاں بند کر دی جاتی ہیں اور اندھیرے میں جس کے ہاتھ جو بھی عورت لگے وہ اس سے ڈانس اور نہ جانے کیا کیا کرتا ہے اس شیطانی مغربی تہذیب میں عورت بچے جننے سے انکاری ہے کیوں کہ اس کی کلب لائف میں اس سے رکاوٹ پیدا ہوتی ہے جبکہ قرآن میں مرد اور عورت کو اپنی نظریں تک بچا کر رکھنے کا کہا گیا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (النور:۳۰) اسلام میں مردوں کو پاک دامن رہنے کا کہا گیا ہے تاکہ ان کی عورتیں بھی پاک دامن رہیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ''۔تم پاک دامنی کے ساتھ رہو تو تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی (طبرانی) اس طرح عورتوں کو بھی کہا گیا ہے کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں،اپنی شرف گاہوں کی حفاظت کریں اور جہالت کی طرح اپنا بناؤ سنگار غیر محرم لوگوں کو نہ دکھائیں اس سے معاشرے میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''مومن عورتیں اپنی نظریں بچا کر رکھیں ، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں (النور:۳۱)اسی طرح عورتوں کو بھی پردے کا کہا گیا ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ''مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں (احزاب:۹۵) یہ تو ہے کامیاب ازدواجی زندگی گزانے کا طریقہ جو ہمیں اسلام سکھاتا ہے کیا ہم اس طریقے پر چلنے کا اپنی عورتوں کو کہتے

ہیں؟ یا وہ مادر بدر آزاد شیطانی مغربی معاشرے کی نکالی کرکے اس کی طرف بڑھ رہیں ہیں؟۔ صاحبو! ہمیں اپنی عورتوں کی تربیت کا خیال کرنا چاہیے اور اسلامی طریقے جو اوپر عرض کیے گئے ہیں پر عمل کرنے کی کوشش کرنے چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے انسان کو کمزور پیدا کیا گیا اس لیے زوجیں کے اندر اختلاف پیدا ہونا فطرتی با ت ہے مگر اس کا بھی حل قرآن میں بتا دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اگر تم لوگوں کو کہیں میاں اور بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حَکَم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو (النساء: ۳۵) اختلافات کی صورت میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھنے والے ایک مرد کے اور ایک عورت کے رشتہ دار کو اختلافات دور کرنے کی لیے مقرر کرنا چاہیے اور ان کو زوجین کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرنا چاہیے تاکہ زوجیں کی زندگی کی گاڑی پھر صحیح سمت میں چل پڑے۔ حدیث میں عورتوں سے عدل نہ کرنے والے کو سخت وحید سنائی گئی ہے حدیث میں ہے ''جو اپنی بیویوں کے ساتھ عدل نہ کرے تو قیامت کے دن اس کا ایک دھڑ گرا ہوا ہوگا (ترمذی۔نسائی) اختلافات کی صورت میں بعض دفعہ طلاق تک نوبت آ جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے طلاق کو حلال اور جائز چیز ہونے کے باوجو نا پسند کیا ہے حدیث میں آیا ہے'' حلال اور جائز چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے ابی داؤد) اگر رشتہ داروں کی کوشش اور قاضی کے فیصلے پر طلاق ہو بے جاتی ہے تو بھلے طریقے سے زوجیں ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اللہ کی زمین

بہت ہی وصیح ہے اللہ دونوں کے لیے کوئی اور بہتر رشتہ مہیا کر دے گا مگر انصاف کا دمن نہ چھوٹنے پائے کیونکہ اللہ ایک دوسرے سے درگزر کو پسند فرماتا ہے۔

قارئین! ہماری اللہ سے دعاء ہے کہ مسلمان معاشرہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے اور مغربی معاشرے کی نکالی کرنا چھوڑ دے کیونکہ مغربی شیطانی معاشرے میں تباہی ہی تباہی ہے آمین۔

!خواہشاتِ نفس اور قرآنی ہدایات

اللہ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس دنیا میں خلیفہ یعنی اختیارات دے کر بھیجا ہے۔ یہ اختیارات ایک فرد کی حثیت میں ، کسی بھی گروہ پر اختیارات کی حثیت میں، قدیم دور کی مطلق العنان بادشاہتوں کی صورت میں، جدید دور کی جمہوری حکومتوں میں صدر یا وزیر اعظم اور جبر سے حاصل شدہ فوجی ڈکٹیٹر شپ میں اختیارات ہوں یا اس کے علاوہ دوسری کوئی بھی اختیارات کی صورت ہو اللہ انسان کو ہر حالت میں عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ اس قرآنی ہدایات سے انحراف کرتے ہوئے ہر دور کا مقتدر انسان، خوہشاتِ نفس کے پیچھے پڑھ کے ظلم و زیادتی کرتا رہا ہے ان ہی ناحق فیصلوں کی وجہ سے انسان اللہ کی راہ سے بھٹکتا رہا ہے اور اس کے اسی فعل سے دنیا میں ظلم و ستم ،بے سکونی اور افراتفری جنم لیتی رہی ہے جیسے ہمارے ملک کے حالات ہیں۔ قرآنی ہدایت ہے کہ ''ہم نے (اے انسان) تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ لہٰذا تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کر اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی'' (سورۃ ص: ۲۶) یہ تو اختیارت رکھنے والوں کی بات ہے مگر جن پر اختیارات استعمال کئے جاتے ہیں یا کئے جاتے رہے ہیں ان کے لیے قرآنی ہدایات کیا ہیں ''خواہش نفس کی پیروی کرنے والوں کی اطاعت نہ کرو، جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہو'' (الکف: ۲۸)

ایسے مقتدر لوگوں کی اطاعت سے منع کیا گیا ہے جو اللہ کے احکامات کے مطابق اختیارات استعمال نہیں کرتے اور اپنے اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ظالم کا ظلم سہنہ ظالم کی کی مدد کرنا۔ اس حدیث کی روح سے ظالم کی اطاعت کرنے سے منہا کیا گیا ہے۔ جدید دور میں دنیا نے ان قرآنی ہدایات سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے اس قصے کو اس طرح حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حکومت کے اختیارات کی تقسیم کر دہی گئی ہے تاکہ اختیارات ایک شخصیت کے پاس جمع ہونے کی شکل میں اپنی نفسیاتی خواہشات کے پیچھے نہ پڑھ جائے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جدید دور میں کوئی بھی حکومت ہو اس کا ایک آئین بنایا جاتا ہے جس میں اختیارات کی تقسیم ہوتی ہے جو اس ملک کے منتخب لوگ ایک جگہ یعنی پارلیمنٹ میں بیٹھ کر استعمال کرتے ہیں۔ آئین کے تشریح کی لیے ایک عدلیہ ہوتی ہے جو ناانصافی کی صورت میں عوام کو انصاف مہیا کرتی ہے۔

صاحبو! اب ہم اس تجزیے کی روشنی میں اپنے ملک کی صرف تین حکومتوں، یعنی ڈکٹیٹر مشرف، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کا جائزہ لیتے ہیں کہ انہوں نے کہاں کہاں نفس کی پیروی کی اور کہاں کہاں عدلیہ نے عوام کو انصاف مہیا کیا۔ پہلے ڈکٹیٹر مشرف کی بات کرتے ہیں کہ جس نے جبر سے منتخب ایک حکومت پر قبضہ کر لیا اور باقی دو کو مملکت پاکستان کے لوگوں نے اپنی رائے سے تین تین دفعہ

حکومت کرنے کے لیے چنا۔ ڈکٹیٹر تو اس وقت مکافات عمل کے تحت سزا بگھت رہا ہے۔ پیپلز پارٹی صرف سندھ تک محدود ہو گئی جبکہ مسلم لیگ (ن) مرکز اور ملک کے بڑے صوبے پنجاب کے اندر حکمران ہیں جبکہ خیبر پختونخواہ اور بلوچستان میں بھی کولیشن حکومتیں بنا سکتی تھی۔ ڈکٹیٹر مشرف نے جب ملک پر قبضہ کیا تھا تو اس وقت ہمارا دوست نما دشمن، امریکہ ہمارے پڑوسی مسلمان ملک افغانستان کے پیچھے پڑا ہوا تھا اُس وقت افغانستان میں طالبان کی حکومت کی وجہ سے ہماری مغربی سرحد محفوظ تھی نہ آج جیسے حالات تھے نہ ہم نے سوا لاکھ فوج مغربی سرحد پر لگائی ہوئی تھی۔ امریکہ ہر حالت میں افغانستان پر حملہ کرنا چاہتا تھا تاکہ ایک اسلامی ریاست کو بزور ختم کر دے اور اس کے وسائل پر قبضہ کر لے۔ اس میں حمایت حاصل کرنے کے لیے امریکہ نے ڈکٹیٹر مشرف کو دھمکی دی کہ ہمارا ساتھ دو ورنہ تمھارے ملک کو بمباری کر کے پتھر کے زمانے میں پہنچا دوں گا ڈکٹیٹر مشرف نے قوم اور اپنی فوج اور عوام سے مشورہ کیے بغیر اپنے نفس کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اختیارات کے غلط استعمال کرتے ہوئے امریکہ کے سارے مطالبات منظور کر لیے اور اپنا پورا ملک امریکہ کے حوالے کر دیا جس کا خمیازہ پاکستان بارہ سال سے بگھت رہا ہے۔ ڈکٹیٹر مشرف نے پاکستان میں اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے امریکہ کا ساتھ دیا تھا۔ عالمی لیڈر بننے، پاکستان کو روشن خیال بنا کر پاکستان کا کمال اتاترک بننے کی خواہشِ نفس ڈکٹیٹر کو لے ڈوبی۔ عدلیہ کو انصاف کرنے سے روکا اور اسے قید میں ڈال دیا۔

مشرف کو جب پاکستان کی عوام نے ناپسند کیا تو امریکہ، برطانیہ کی حمایت سے ڈکٹیٹر مشرف اور مرحومہ بینظیر بھٹو نے این آر او معاہدے کیا معاہدے کی خلاف ورزی پر بے نظیر کو شہید کر دیا گیا پھر نام نہاد الیکشن کے بعد پیپلز پارٹی نے حکومت بنائی جس کے صدر جناب آصف علی زرداری اور وزیر اعظم جناب یوسف رضا گیلانی منتخب ہوئے۔ پاکستان کی تاریخ میں مسلم لیگ نواز شریف صاحب کی فرنڈلی اپوزیشن کی حمایت سے پانچ سال حکومت کی۔ مگر پیپلز پارٹی نے کرپشن کا وہ ریکارڈ قائم کیا کہ مدد کرنے والے بیرونی ممالک نے حکومت کے ذریعے مدد بند کردی اور امداد کی رقم خود خرچ کرنے کو کہا اس سے ملک کی بدنامی ہوئی۔ نفس کی خواہشات پر عمل کرتے ہوئے زرداری صاحب نے صدارتی محل کے کچن کی تہذین وآرائش پر ۲۷ کروڑ خرچ کرکے فضول خرچی کی انتہا کی۔ ملک سے لوٹی ہوئی دولت سوس بنک میں جمع کی۔ پیپلز پارٹی کے دو وزیر اعظم نے کرپشن کے ریکارڈ قائم کئے پہلے وزیر اعظم کی فیملی کی کرپشن اور دوسرے وزیر اعظم کا راجہ رینٹل مشہور ہونا اور اختیارات کے بغیر عوامی خزانے سے بھاری رقم خرچ کے مقدمات میں اب تک الجے ہوئے ہیں۔ کل ہی ایک عدالت کی طرف سے پیپلز پارٹی کے دو مرکزی راہ نماؤں کی کرپشن میں ملوث ہونے کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے ہیں۔ جب ملک کی عدلیہ نے کرپشن کے خلاف فیصلے دیے تو اس پر عمل درآمد نہیں کیا یا پس وپیش سے کام لیا۔ کرپشن، مہنگاہی، لوڈشیڈنگ، لاء اینڈ آڈر، بھتہ خوری اور کراچی بند امنی کی وجہ سے عوام نے پیپلز پارٹی کی حکومت کو ووٹ نہ

دے کر اس حکومت کو ختم کر دی۔ اس کے بعد نواز شریف نے پاکستان میں تیسری دفعہ حکومت بنائی مگر آج تک الیکشن میں دھاندلی کا قصہ چل رہا ہے سال گزر گیا مگر حالات ویسے کے ویسے ہی ہیں بلکہ اس سے زیادہ خراب ہو گئے ہیں عوام کو بجلی، مہنگائی کے لیے فوری ریلیف دینے کے بجائے چین سے گوادر تک کوریڈور بنانے کے منصوبے بنائے گئے۔ عوام کی مرضی کے خلاف ملک کے ایک میڈیا گرپ کی حمایت، آئی ایس آئی کے خلاف جرم میں اس کی گرفت نہ کرنا، کشمیر مسئلے پر پیش رفت کے بغیر انڈیا کو موسٹ فیورٹ ملک قرار دینے کی خواہش اور مودی سے ملاقات میں پاکستان میں انڈیا کی مداخلت کی بات نہ کرکے عوام کو ناخوش کر دیا ہے جبکہ مودی نے امریکہ کی طرح ڈو مور کا کہتے ہوئے بمبئی حملے اور پاکستان کے زیر کنٹرول علاقوں سے دہشت گردی کی بات سن کر مناسب جواب نہ دینا بھارت کی سپر میسی قبول کرنے کے متردد ہے۔ ہمارے نزدیک یہ سب باتیں اپنے نفس کو خوش کرنے کی باتیں ہیں اس میں عوام کی مرضی شامل نہیں اور جو حکومت عوام کی مرضی کے خلاف جاتی ہے عوام اسے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔

پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس کے مقابلے میں دوسرے دس گروپس سے امتیاز کیوں؟

اپنی پارٹی کے اکلوتے لیڈر اور نواز شریف صاحب کے پرانے ساتھی شیخ رشید صاحب کے بقول نواز شریف قسمت کے دھنی ہیں وہ نواز حکومت پر بعض دفعہ جائز ناجائز تنقید کرتے رہتے ہیں.بڑھکیں مارنا ان کی سیاست کا ایک حصہ ہے مگر نواز حکومت کی مہنگائی، کرپشن ،لوڈشیڈنگ، لاء اینڈ آڈر، ملک کے حساس ادارے کے خلاف ایک میڈیا کی طرف سے منفی مہم میں گوں مگوں اور اس میڈیا کے حمایت کی پالیسی، پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کو بائی پاس کرکے بھارت جانا اور اس سے قبل بھارت کو موسٹ فیورسٹ قرار دینے کے ارادے سے ملک کا ایک بڑا حصہ پہلے ہی خفا تھا کہ نواز حکومت نے ایک پاکستان کے بڑے سول سروس حصے کو بھی اپنا مخالف بنا لیا ہے۔ قوم کی طرف سے ایک بار پھر بڑے مینڈیٹ ملنے پر بھی کیا بڑے فیصلے کے معاملے میں نواز شریف صاحب نے اپنے گزشتہ دور حکومت کی ناکامیوں سے کوئی سبق نہیں سیکھا؟

ڈان کی گزشتہ اتوار کے مین صفحہ کی خبر کے مطابق سول سروس کا بڑا حصہ نواز شریف حکومت کے پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس (PAS) کی بے جا حمایت ہے دوسرے دس گروپس کو چھوڑ کر پروموشن کرنا ہے ایک آڈر جو کہ دس فروری کو پاس کیا گیا ہے جو کہ ملک کی پاور فل بیوروکریسی کے متعلق ہے، نے سول سروس کے ایک بڑے حصہ

کو ناراض کر دیا ہے۔

کے (SRO) صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ حکومت کے اسٹیچوری ریگولیٹری آڈر 21اور22 پاکستان ایڈمنسٹریٹو.BPS تحت ۶۵ % سیکٹریٹ گروپ کے پروموشن کو ملے ہیں باقی %۳۵دوسرے کیڈر کے لیے رکھے گئے تھے جس میں (PAS) سروس آفس مینجمینٹ گروپ، کامرس اور ٹریڈ، بیرونی سروس، ایونیو سروس، انفارمیشن سروس، ملٹری لینڈ، کنٹونمنٹ، آڈٹ اینڈ اکاونٹس، ریلوے اور لائسنس شامل ہیں۔ ۱۹ گریڈ کے بعد آفس مینجمینٹ کے آفیسرز کو اور کچھ دوسرے گروپ کے آفیسرز کو سیکٹریٹ گروپ میں پروموٹ کر دیا گیا، مگر اپنے گروپ میں نہیں، اس طرح سیکٹریٹ گروپ کے پرموشن کو بہت سے دوسرے گروپ میں تقسیم کر دیا گیا۔ دس فروری کے فی صد آسامیاں ۳۵ (BS19) آڈر کے تحت ۲۵ فی صد آسامیاں آف ڈپٹی سیکرٹری (BS21) فی صد آسامیاں آف ایڈیشنل سیکرٹری ۶۵ (BS20) آف جائنٹ سیکرٹری کو پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس ہتھیا لے گیا اور باقی ۷۵ فی صد، ۶۵ (BS22) اور سیکرٹری فی صد اور ۳۵ فی صد دوسرے گروپ کے لیے ہیں۔ ان حالات میں وہ بیروکریٹ جو مختلف بلاکس میں کام کرتے ہیں اس ناانصافی پر باتیں کرتے ہیں اور ان میں کچھ کہتے ہیں کہ آیندہ ہماری ترقیاں رک گئیں ہیں اس دل آزاری کی وجہ سے بجائے حکومت کے کام صحیح طریقے سے کرنے کہ چہ مے گوئیوں میں لگے رہتے ہیں۔ ڈان کے نمایندے کے مطابق یہ بھی کھلا ہوا راز ہے کہ مرکزی اور صوبائی حکومت صرف ایڈمنسٹریٹو

سروس کے بیوروکریٹ چائے حاضر اور چاہے ریٹائرڈ ہوں پر بروسہ کرکے حکومت کرتی ہے دونوں بھائی اپنے پاس کافی وزاتیں رکھتے ہیں اور ان ہی بیوروکریٹ کے ذریعے حکومت چلاتے ہیں۔ پچھلے دنوں یہ بات الیکٹرنک اور پرنٹ میڈیا میں اس طرح آئی کہ ملک کے دس سے زائد قومی ادارے اپنے سربراہوں سے خالی چل رہے تھے یہ بات سب جانتے ہیں کہ بغیر سربراہ کے کوئی ادارہ اپنی کارکردگی کیسے دکھا سکتا ہے کوئی بڑا فیصلہ کیسے کر سکتا ہے۔ کیا یہ نواز حکومت کی ہڈ منسٹریٹو کوتاہی نہیں ہے؟ شاید اب کچھ اداروں میں سربراہ لگا دیے گئے ہیں۔اسی طرح کیبنٹ ڈویژن کے لوگ کہتے ہیں کہ نے دوسرے اداروں کے پروموشن پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے اس ناانصافی کے (SRO) خلاف اسی ماہ کے شروع میں بیس سے زائد سینئر بیوروکریٹس نے ایک گروپ کو نوازنے کے خلاف اسلام آباد ہائی کورٹ میں مقدمہ داخل کر دیا ہے۔ (SRO) اور ڈان کی خبر کے مطابق اس میں جناب سینئر جائنٹ سیکرٹری ارشد فاروق فہیم، عارف ابراہیم، محمد اصغر چوہدری، عبدلاکبر شریف زادہ،الیاس خان اور جائنٹ سیکرٹری عبدالستار کھوکھر،ڈاریکٹر جنرل بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ڈاکٹر مختیار احمد، ڈی جی جو ۱۰فروری ۲۰۱۴ء کو (SRO) حامد شمیم اور ڈی جی نیپرا شامل ہیں ان کا کہنا ہے کہ جاری ہوااس نے ۱۹۷۳ء کے سول سروس ایکٹ میں بڑی تبدیلی کر دی ہے جس سے ان کے حقوق متاثر ہوئے ہیں ان کے مطابق ۹۶۰ سول

سول (SRO) سرونٹ متاثر ہوں گے۔ ان کے وکیل جناب عبدلا رحیم کا کہنا ہے کہ ریفارمنز کی روح کے خلاف ہے۔ حکومت کو قانونی حق نہیں ہے کہ سول سروس ایکٹ میں بڑی تبدیلی کرے ہاں یہ کام پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کر سکتی ہے۔

کے آفیسر (PAS) اب جبکہ مقدمہ عدالت میں درج ہو چکا ہے اس صورت حال کو زنہیں مانتے شاید اس لیے کہ ان کو اس سے فائدہ ہے ایک ایسے ہی آفیسر جس کو پرائم منسٹر سیکٹریٹ میں لگایا گیا کا کہنا ہے کہ سیکرٹریٹ گروپ میں پروموشن ہمیشہ حکومت کے لیے پریشانی رہی ہے اس آرڈیننس کے ذریعے حکومت نے اسے کنٹرول کیا ہے اور بیورکریٹ میں پروموشن کو صحیح سمت میں رکھتا ہے۔ (SRO)

اسلامی حکومت کا نصب العین !

''یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے۔ اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہیں'' (الحج:۴۱) قرآنی تعلیمات کے مطابق اقتدار اللہ کی طرف سے بخش ہوتی ہے وہ جس کو بھی بخش دیا جائے یہ علیحدہ بات ہے کہ اقتدار بھی اللہ کی طرف سے ایک آزمایش ہوتی ہے اگر اسے اللہ کے احکامات کے مطابق استعمال کیا جائے تو وہ آخرت میں انعام کا ذریعہ بنتا ہے اور اگر اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مخالف سمت میں استعمال کیا جائے تو وہ سزا کا ذریعہ بنتا ہے۔ الحمداللہ ہم مسلمان ہیں ہمارا آخرت پر یقین ہے اس لیے انعام اور سزا کو سامنے رکھ کر حکومت کے نظام کو چلانا چاہیے۔ کیونکہ اللہ کی تائید اُن حکمرانوں کو حاصل ہوتی ہے جن کے سامنے انعام اور سزا کا تصور ہوتا ہے یعنی خداترس ہوتے ہیں۔ حکومت کے کام تو اللہ کی مشیعت کے تحت چلتے ہی رہتے ہیں انعام والے کاموں میں اللہ کی مرضی شامل ہوتی ہے اور اللہ کے احکامات کے مختلف سمت چلنے والے کاموں میں اللہ کی مرضی شامل نہیں ہوتی یہ اللہ کے اس نظام کے تحت ہے کہ نیکی اور بدی دونوں کھول کر بیان کر دی گئی ہیں اور اللہ نے انسان کو اچھے اور بُرے، دونوں کاموں کرنے کی اجازت بھی دی ہے مگر ساتھ یہ بھی بتا دیا ہے

کہ نیکی کے کاموں کا اجر دیا جائے گا اور بدی کے کاموں میں سزا دی جائے گی۔ یہ تو ہوا اقتدار کا مسئلہ ۔دوسری بات جو اس آیات میں کہی گئی ہے کہ نماز قائم کریں گے اسلامی حکومت کا نماز قائم کرنے سے مراد اقامتِ صلوٰۃ قائم کرنا ہے یعنی نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کا کام یہ بھی ہوگا کہ مملکت کے اندر باقاعدہ صلوٰۃ کا نظام قائم کریں ۔مساجد بنائی جائیں گیں نماز کے وقت پر آذان دینے کے لیے موذن رکھے جائیں گے نماز کے پانچ وقت پر معاملاتِ حکمرانی روک دیے جائیں گے بازار میں خرید فروخت بند کر دی جائے گی ملازمین کو ملازمت کے دوران میں نماز پڑھنے کا وقت دیا جائے گا اور لوگ مساجد کا رخ کریں گے اس کی جھلک جو لوگ سعودی عرب جاتے ہیں محسوس کرتے ہیں یہاں تک کہ جنگ بھی ہو رہی ہو گی تو بھی صلوٰۃ پر عمل کیا جائے گے حدیث کی کتب میں جنگ کے دوران صلوٰۃ کیسی پڑھی جائے گی مکمل طریقہ بتایا گیا ہے پانچ وقتہ نماز کی ادائیگی کے بعد یہ سارے کام دوبارہ پھر سے شروع کر دیے جائیں گے۔ قرآن کی روح سے اللہ کی تائید و نصرت کے مستحق حکمرانوں کی صفات یہ ہیں۔ کہ اگر ان کو اس دنیا میں اقتدار بخشا جائے تو وہ فسق و فجور سے بھی دور رہتے ہیں۔ فاسق سے مراد اللہ کا نافرمان اور اطاعت کی حد سے نکل جانے والا۔ جب حکمران اللہ کی اطاعت سے نکل جاتے ہیں تو اُن کا رعایا سے تعلق کٹ جاتا ہے اور حکمران اور رعایا کے تعلق کو کاٹنے یا بگاڑنے کا لازمی نتیجہ فساد ہے اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا بلکہ ملاپ کو پسند کرتا ہے۔ اسلامی حکومت سے

اختلاف کی صورت میں عوام غلط کاموں پر حکمرانوں کو متنبہ تو کر سکتے ہیں مگر اسلامی حکومت کے خلاف ہتھیار اُٹھانا حرام ہے خصوصاً جب آزاد رائے سے نظام حکومت تبدیل ہونے کے راستے آئینی طور پر موجود ہوں۔ مذید فرمایا گیا کہ ''ہم نے تمھارے طرف ایسی آیات نازل کی ہیں جو صاف صاف حق کا اظہار کرنے والی ہیں۔ اور ان کی پیروی سے صرف وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو فاسق ہیں'' (البقرۃ:۹۹)۔ دوسری جگہ کہا گیا کہ ''اور جو گٹ اللہ کی نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں (المائدہ:۴۷) اس آیات میں تیسری بات جو کہی گئی ہے کہ زکوۃ کا نظام کا قائم کرتے ہیں۔اسلامی حکومت کا کام زکوۃ کا نظام قائم کرنا ہے۔ اسلامی حکومت میں امیروں سے ایک طے شدہ نصاب کے مطابق زکوۃ وصول کرے اور مندرجہ ذیل حاجتمندوں میں تقسیم کا انتظام قائم کرے۔ حاجتمند لوگ جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ یہ ہیں ا۔ فُقرا، جو تنگ دست ہوں : ۲۔مساکین، جو اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے: ۳۔عاملین علیہا، جوزکوۃ وصول کرنے پر مامور ہوں : ۴۔مؤلفۃالقلوب، جن کی تالیف قلب مطلوب ہوں: ۵۔ فی الرِّقاب، قیدیوں کی رہائی کے لیے :۶۔ الغارمین، جو لوگ قرضدار ہوں :۔۷۔فی سبیل اللہ، یعنی جہاد اور دین کا علم حاصل کرنیوالوں کے لیے:۔ ۸۔ ابنُ السّبیل، جو کوئی شخص مسافر ہے اُس کے لیے ہے۔ چوتھی بات جو کہی گئی وہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ امر بلمعروف و نہی المنکر کا محکمہ قائم کرے جس سے نیکیوں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے کوئی بھی شخص یا ادراہ کسی نیک کام

کم کرنے کا ارادہ کرے تو عوام اور حکومت کی طرف سے اس کے ساتھ تعاون کیا جائے تاکہ اسلامی حکومت میں نیکیاں عام ہو جائیں لوگوں کا رجحان ایک دوسرے سے ہمدردی کا ہو جیسے ملک میں کوئی قدرتی آفت آ جائے تو سب مل کر آفت زدہ مسلمان بھائیوں کی مدد کو فوراً پہنچ جائیں اور ان کی مشکل دور ہو۔ اس محکمہ کے تحت برائیوں کو روکنے کا انتظام ہونا چاہیے کہ اگر کوئی ادارہ یا شخص برائی کرنا چاہے تو اسے روکا جائے اور اگر وہ نہ رکے تو حکومت اسے بزور رکھے۔ عوام اور حکومت کا کام ہے کہ عام شعور بیدار کیا جائے تاکہ برائی نہ پھیلے۔ پھر آخر میں فرمایا گیا کہ اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ دنیا میں جتنے بھی کام ہو رہے وہ اللہ کی نظر میں ہیں اور آخرت میں اللہ کے سامنے پیش ہونگے اور اللہ کو اختیار ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ یہ تمام کام کس نیت سے کیے گئے لہٰذا حکمرانوں کو آخرت پر نظر رکھ کر اللہ سے ڈرتے ڈرتے عوام کی صحیح نیت سے خدمت کرنی چاہیے تاکہ اللہ کے پاس ان اقدام کی قدر ہو اور اللہ نے حکمرانوں کو جیسے اس دنیا میں حکومت دے کر نوازا ہے آخرت میں انعام سے بھی نوازے آمین۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق

عبداللہ نام، ابوبکر کنیت، صدیق اور عتیق لقب ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں ''مرہ'' پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ ایک ربّ ہے جس نے تمام کائنات کو وجود بخشا اور اُس کو چلا رہا ہے اور کیونکہ ہم اس کی مخلوق انسان ہیں اور اس کائنات کے ایک حصّے زمین میں رہتے ہیں دنیا میں انسان رہتے ہیں اس لیے ان کی ہدایت کے لیے ان ہی میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک انسان ہی کو اپنا پیغام ان تک پہنچانے کے لیے منتخب کرتا ہے جو پیغمبر ہوتا ہے، جو اللہ کی خصوصی نگرانی کے اندر اللہ کے پیغام کو اللہ کے بندوں تک پہنچاتا ہے۔ اللہ کے رسول معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ کے بعد ان کا رتبہ ہوتا ہے۔ بقول شاعر ''بس از خدا تو ہی قصّہ مختصر'' والی بات ہے۔ اس کے علاوہ باقی سب انسان ہیں۔ صحابہؓ سب انسان تھے اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ کے نزدیک انسان کے نیک ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ'' مسلمانوں سے کہنا اسلام لاؤ کیا معنی، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے آگے مطیع ہو جاؤ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ صحابہؓ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوگئے تھے۔ اللہ اَن سے راضی ہو گیا تھا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے تھے۔ رہتی دنیا میں صحابہؓ جیسے انسان پیدا نہیں ہو سکتے۔ مگر

وہ انسان تھے اس لیے ثقیفہ رسولؐ کی وفات کے بعد بنی ساعدہ میں انہوں نے ایک دوسرے کے مقابلے میں خلیفہ ہونے کے دلائل دیے۔ پھر اتفاق رائے سے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ اول منتخب کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے ثقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابو بکرؓ کا نام تجویز کیا تھا پھر مدینہ کے اندر موجود لوگوں نے ،جو امتِ مسلمہ کی نمائندگی کرتے تھے بغیر جبر اور اپنی آزاد رائے سے اپنے خلیفہ کو منتخب کیا۔ خلفائے راشدینؓ کی خلافت انتخاب کے ذریعے عمل میں آئی تھی خلفائے راشدینؓ کے دور میں سب سے پہلی بات یہ کہ حاکمیت اللہ تعالیٰ کی تھی نہ کہ خلیفہ، کسی قبیلے یا قوم کی۔ دوسرا شوریٰ کا نظام تھا آپس میں مشورے سے حکومت چلائی جاتی تھی نہ کہ بادشاہوں جیسے آڈر سے۔ تیسری بات کہ خزانے کو عوام کی امانت سمجھا جاتا تھا اسی رُوح سے خرچ بھی کیا جاتا تھا ۔چوتھی بات کے قانون سب کے برابر تھا چاہے خلیفہ ہو چاہے عام آدمی، استثنیٰ کسی کے لیے نہیں تھا۔ رواداری تھی بھائی چارا تھا امن امان تھا زمین نے اندر سے خزانے باہر اُگل دیے تھے اور آسمان سے رزق برس رہا تھا عوام میں خوشحالی تھی لوگ زکوۃ کا مال اپنے ہاتھوں میں لیے لیے پھرتے تھے کوئی لینے والا نہیں تھا سب سے بڑی بات انسانوں کا رب انسانوں سے خوش تھا۔کیا آج کل ہماری حکومتیں آزاد رائے سے منتخب کی جاتیں ہیں یا 4 کروڑ جعلی ووٹوں والی ووٹر لسٹوں کے ذریعے منتخب کی جاتیں ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ اولین اسلام لانے والوں میں شامل تھے ۔غلاموں کو خرید کر آزاد کرواتے تھے۔ واقعہ معراج کی تصدیق

کرنے والے تھے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ رسولؐ کی زندگی میں نماز بھی پڑھاتے تھے۔اور رسولؐ کو مشورے بھی دیتے تھے۔ بخاری کی حدیث کا مفہوم ہے کہ ایک خاتون رسولؐ کے پاس آئی اور ہدایت حاصل کی ،جاتے ہوئے کہا اگر میں دوبارا آؤں اور آپ نہ ملیں تو کیا کروں رسولؐ نے کہاا حضرت ابوبکرؓ سے مل لینا۔اس سے حضرت ابوبکرؓ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ایک دفعہ رسولؐ نے فرمایا تھا کہ جس جس نے اللہ کے دین کو قائم کرنے میں میری مدد کی، میں نے اس کو دنیا میں ہی بدلہ دے دیا ہے مگرابو بکرؓ ایسے شخص ہیں جن کا بدلہ میں نہیں دے سکا۔ اس قول سے یہ بات نشر ہو جاتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسلام کو قائم کرنے میں رسولؐ کی سب سے زیادہ مدد کی جس کااعتراف رسولؐ نے خود کیا۔جنگ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ گھر کا سارا سامان رسولؐ کی اپیل پر لے آئے تھے پوچھا گیا گھر بھی کچھ چھوڑ آئے ہو۔ کہا! میرے لیے اللہ اور اُس کا رسولؐ بس۔ حضرت ابوبکرؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے والد تھے۔ رسولؐ نے اللہ کے حکم سے جو اسلامی فلاحی ریاست مدینے میں قائم کی تھی خلافت راشدہ اسی طرز کی حکومت تھی۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ کے منصب پر فائز ہوئے تو واقعات میں آتا ہے کہ دوسرے دن کندھے پر کپڑا رکھ کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے گئے تو حضرت عمرؓ سے ملاقات ہو گی، حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا اَب آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں کپڑے فروخت کرنے بجائے خلافت کے منصب کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں اور عام مسلمان فرد کے خرچ جتنا بیت

المال سے وظیفہ لیں اور سارے کا سارا وقت خلافت کے کام چلانے میں لگائیں۔ اسی وظیفے سے بچت کرکے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیوی نے ایک دفعہ کھانے میں سویٹ ڈش بنا دی تو خلیفہؓ نے اپنے وظیفے میں بچت جتنی رقم کم کر دی اور بیوی سے کہا کہ اس بقایا وظیفے میں ہمارے خاندان کی گزر ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف بیرونی قرضوں تلے دبی ہوئی پاکستانی قوم کے وزیروں کے دفاتروں اور خود سربراہِ مملکت کے کچن پر کروڑوں کے خرچے کی خبریں تو اخبارات کی زینت بن چکی ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کو سب سے پہلے بڑا امتحان منکرین زکوۃ کے ساتھ ہوا، لوگوں نے کہا یہ مسلمان ہیں ان سے کیسے معاملہ کروگے، کہنے لگے ان سے جنگ کروں گا جب تک یہ ایک رسی کا ٹکڑا جو رسولؐ کے زمانے میں دیتے تھے، دینا شروع نہ کر دیں۔ اسطرح ایک اسلام کے ستون کو ختم ہونے سے بچایا۔ یہ تھا پہلے خلیفہ ہونے کا حق جو ادا کیا۔ یہ تھا تفقہ فی الدین۔ رسول اکرمؐ اپنی زندگی میں ایک فوجی مہم پر حضرت اُسامہؓ کو ایک فوجی دستے کا کمانڈر مقرر فرما گئے تھے۔ انکی وفات کے بعد صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا اتنے بڑے محاذ پر اُسامہؓ کو بھیج رہے ہو جبکہ بڑے بڑے قبیلے کے سردار موجود ہیں ان میں سے کسی کو فوج کا کمانڈر مقرر کرو۔ کہنے لگے سبحان اللہ آپ لوگ مجھے یہ مشورہ دے رہے ہو کہ رسولؐ نے جو کام کیا ہے اس سے ہٹ کر کام کروں۔ نہیں ایسا نہیں

ہو سکتا، جس کو اللہ کے رسولؐ نے کمانڈر مقرر کیا ہے وہ ہی کمانڈر ہو گا یہ تھا اطاعت رسولؐ کا حق جو حضرت ابو بکرؓ نے ادا کیا۔ احساس ذمہ داری کا یہ عالم تھا کہا کرتے تھے کاش میں ایک چڑیا ہوتا درختوں پر ادھر ادھر بیٹھتا اور مجھ سے حساب نہ لیا جاتا ایک، احساس تھا اللہ سے خوف کا ایک احساس تھا آخرت کے دن کا۔ حضرت ابو بکرؓ عشرہ مبشرہ میں شامل تھے اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے گناہ ایڈوانس میں معاف فرما دیے، انہوں نے رسولؐ سے براہ راست تربیت حاصل کی تھی ان کی حکومت کی مدت صرف ڈھائی سال تھی مگر اس حکومت میں فتوحات کافی ہوئیں۔

قارئین ہمارے موجودہ دکھوں کا مداوا اسی صورت میں ہی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے پیارے ملک پاکستان میں پھر سے مدینے کی اسلامی فلاحی ریاست قائم کریں جسے خلفائے راشدین نے چلا کر دکھایا جو ہمیشہ اور اس وقت پاکستان ، پوری دنیا اور امتِ مسلمہ کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا پیغام کالم نگاروں کے نام!

کالم نگاروں سے درخواست ہے کہ وہ اس چیز کو نوٹ کریں جو ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن ڈاکٹر فوزیہ اور عافیہ مومنٹ کی انچارج پریس کانفرنس میں کہہ چکی ہے جسے راقم نے بھی گزشتہ سال ۱۴ [illegible] تھی جو نوائے وقت کراچی میں شائع ہوا تھا کہ ڈاکٹر عافیہ نیوکلیئر سائنسٹ نہیں ہے اور نہ ہی امریکی شہری ہے ان کی بہن کی زبانی سنیے ''ڈاکٹر عافیہ صدیقہ کا یہ قصور ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور پاکستانی شہری ہے۔ پاکستانی میڈیا ان کو نیورولجسٹ، نیوکلیئر سائنسٹ اور امریکی شہری لکھتا رہا ہے مگر ان کی بہن فوزیہ صدیقی نے اپنے ایک انٹرویو جو نوائے وقت سنڈے میگزین مورخہ ۱۰ □ اکتوبر ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا تھا کہا کہ حکومت کے نمائندے اور بعض نامور صحافی غلط بیانی کر رہے ہیں کہ وہ نیوکلیئر سائنسٹ اور امریکی شہری ہے۔ بلکہ وہ leaning through ammitaton میں پی ایچ ڈی ہے''۔ بے شک پاکستان کے کالم نگار قابل تعریف ہیں کہ ڈاکٹر عافیہ، قوم کی بیٹی، ۸۶ سالہ امریکی قیدی کی رہائی کے لیے ہمارے کالم نگار اپنے اپنے طریقے سے پاکستانی حکمرانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عالمی میڈیا کے ضمیر کو جگانے کی بھی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں کو اپنا فرض یاد دلاتے رہتے ہیں۔

مگر آج تک قوم کی بیٹی کی امریکی جیل سے رہائی ممکن نہ ہو سکی۔ ہماری امریکی غلام حکومتیں کے اہل کار جو امریکی سے ڈالر لے کر اپنے بیرون ملک اکاونٹس میں اپنے جمع کرواتے رہتے ہیں وہ کیسے امریکا سے قوم کی بیٹی کو رہائی دلا سکیں گے۔ ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے قائم کردہ عافیہ مومنٹ کی روحِ رواں ڈاکر فوزیہ نے کچھ عرصہ قبل کراچی فاران کلب میں کالم نگاروں، جن میں مدرسوں کے کالم نگار طالبعلوں، مرد و خواتین لکھاری موجود تھے جن کی حسن کارکردگی پر انعام پیش کیے جس میں (ر) جسٹس وجیہ الدین صاحب نے صدارت کی پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کیے ۔راقم کو بھی اس پروگرام میں دعوت دی گئی تھی جس میں ٹرافی بھی دی گئی۔ اس پروگرام کاذکرنے کا مقصد یہ تھا ڈاکٹر عافیہ کی رعائی کے لیے مہم تیز کی جائے ابھی چند پہلے عافیہ مومنٹ کی ڈاکٹر فوزیہ جناب اطلاف شکور کے ساتھ ساؤتھ افریقہ تشریف لے گئی ہیں تاکہ بین الاقوامی طور پر بھی مہم کو تیز سے تیز تر کیا جائے۔ اس سے قبل ڈاکٹر فوزیہ کی پیٹیشن پر ۱۳ جولائی ۲۰۱۳ء کو سندھ ہائی کورٹ نے فیصلہ سناتے ہوئے۔ حکومت کو پاکستان کو حکم دیا ہے کہ ریپٹریشن (قیدی کا تبادلہ کا قانون) پر ٹھوس قدم اٹھائے اور ڈاکٹر عافیہ کو واپس پاکستان لائے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر فوزیہ کافی دن اسلام آباد میں مقیم رہی اور نواز حکومت سے عدلیہ کے حکم پر عمل کرنے کی درخواست کرتی رہی۔ ڈاکٹر عافیہ کو واپس پاکستان لائے پارلیمنٹ کی کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ عالمی پریشئر پر امریکہ

دنیا میں بہت ہی بدنام ہوا جس کا اظہار امریکی نمائندہ پاکستان میں کچھ ماہ پہلے کر چکا ہے۔امریکی حکومت اس امر پر راضی ہو گئی ہے کہ فیس سیونگ کے عوض وہ ڈاکٹر عافیہ کو پاکستان کے حوالے کرنے پر تیار ہے۔۲۸ اگست ۲۰۱۳ کو کیبنیٹ کی میٹنگ ہوئی تھی۔میٹنگ کے ایجنڈے سیرل نمبر ۵ پر اس کیس کو رکھا گیا تھا جو منظور بھی ہوا اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو کاروائی کی لیے کہا بھی گیا تھا ہمارے حکمرانوں کے دل میں ذرا سی بھی غیرت ہے تو قوم کی مظلوم بیٹی کو امریکی حکومت سے واپس لاتے مگر بدقسمتی سے ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔پاکستان کے ایک ایک حکمران سے ڈاکٹر عافیہ اپنی بہن کی رہائی کی لیے ملی۔ملکوں ملک دوارے کیے ۶۲ سے زائد ملکوں میں عافیہ مومنٹ کی انچارج ایک بے سہارا عورت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی کی انتھک کوششوں کی وجہ سے مظاہرے ہوئے۔اس وجہ سے امریکا کی عدلیہ پر اس کے اپنے ہی ملک میں لوگ خلاف ہو گئے عدالت عافیہ کو دہشتگرد ثابت نہ کر سکی تھی صرف اس کے سپاہیوں کو زخمی کرنے کی وجہ سے (جس کا عافیہ نے عدالت میں انکار کیا تھا)۸۶ سال قید تنہائی کی سزا سنائی تھی ساتھ ہی ساتھ عافیہ مومنٹ کی جانب سے پاکستان بھر میں ملک گیر احتجاج کیا گیا ملک کی ساری سیاسی پارٹیوں ،سول سوسائٹی، وکلا اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی اس پر احتجاج کیا بڑے بڑے مظاہرے کئے گئے پاکستان کی عدلیہ نے بھی ڈاکٹر فوزیہ کی پیٹیشن پر فیصلہ سنایا۔ ۱۳ جولائی ۲۰۱۳ء کو سندھ ہائی کورٹ نے فیصلہ سناتے ہوئے کو

حکومت پاکستان کو حکم دیا ہے کہ ریپٹریشن (قیدی کا تبادلہ کا قانون) پر ٹھوس قدم اٹھائے اور باقی سزا پاکستان کی کسی جیل میں گزارے اس پر ورثاء اور عافیہ سے وکیل کے ذریعے تحریری رضامندی حاصل کر لی گئی تھی۔امریکہ کی اس تجویز کو حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ نے لاء منسٹری کے حوالے کیا کہ وہ قانونی پوزیشن واضح کرے۔ لاء منسٹری نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور وزارت خارجہ کو واپس کاروائی کی لیے بھیج دیا وزارت خارجہ نے اس تجویز کو کیبنیٹ کے سامنے رکھنے کے لیے بھیج دیا تھا اور کیبنٹ کی میٹنگ ۲۸، اگست ۲۰۱۳ء کو ہوئی تھی اس میں کیبنیٹ اگر اسے پاس کر دیتی ہے تو ضروری کاروائی کے بعد عافیہ ہفتے بھر کے اندر واپس پاکستان کی کسی بھی جیل میں سزا کاٹنے کے لیے واپس آ سکتی ہے ذرائع نے اس پر تبصرہ کرتے کہا ہے کہ اگر نواز شریف سیاسی بلوغت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو کیبنیٹ سے پاس کروا دیتے ہیں تو یہ عوام کے دل جیتنے کا بہترین موقعہ تھا۔ کیونکہ کہ پوری قوم کا مسئلہ ہے اور برنیگ ایشو ہے نواز شریف اس سے قوم کے دل جیت سکتے تھے۔ مگر معلوم نہیں اس سلسلے میں پیش رفت کہاں رک گئی ہے اور قوم کی بیٹی اب بھی صلیبیوں کی قید میں اب ایک اور کوشش شروع کی گئی ہے۔امریکی قانون کے مطابق قیدی درخواست دے سکتا ہے کہ میرا کیس دوبارہ سنا جائے کیونکہ پہلی عدالت نے کیس کو تفصیل کے ساتھ نہیں سنا۔ڈاکٹر فوزیہ عافیہ مومنٹ کی انچارج کے مطابق امریکی عدالت میں درخواست داہر کر دہی گئی ہے اہل وطن سے درخواست ہے کہ دعا کریں امریکی

حکومت عدلیہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو رہا کردے
آمین۔

امامت کی تبدیلی!

''زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے، سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے'' (سورہ العصر) اللہ نے کبھی بھی کسی بودی قوم کو امامت نہیں بخشی جب تک کہ وہ عظیم مقصد یعنی ایمان، عمل صالح، حق اور صبر کے ساتھ ڈٹ جانے والی نہ ہوں دنیا میں ان ہی خوبیوں والی قوم امام ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ خوبیاں ایک وقت تک موجود تھیں مگر جب اُس نے یہ خصوصیات چھوڑ دیں اور اللہ کی نافرمانی شروع کر دی تو اس سے امامت چھین کر امت مسلمہ کو دے دی گئی۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں رسولؐ اللہ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ ''یہ تمھارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں۔ لو ہم اُس قبلے کی طرف تمھیں پھیرے دیتے ہیں۔ جسے تم پسند کرتے ہو مسجد حرام کی طرف رُخ پھیر دو۔ اب جہاں کہیں تم ہو اُس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرو'' (البقرۃ ۱۴۴) اللہ کے رسولؐ مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ میں سولہ سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے رہے۔ پھر قرآن میں کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم آیا۔ تحویل قبلہ سے پہلے رسول محترمؐ محسوس کر رہے تھے کہ اَب امامت

بنی اسرائیل سے تبدیل ہوکے رہے گی اور اَب امامت کا مرکز مکہ کی طرف ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔اللہ نے بنی اسرائیل کوامامت یعنی دنیا کی پیشوائی کے منصب سے باضابطہ معزُول کیا اور پیشوائی امت مسلمہ کے حوالے کی۔

اللہ نے امت مسلمہ کو امتِ وَسَط بنایا ہے ''اور اسی طرح تو ہم نے تمھیں ایک امّتِ وَسَط بنایا ہے۔تا کہ تم دنیا پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو'' (البقرۃ۱۴۳) امتِ وَسَط بنانے کا مقصد ایک امتیازی نشان ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب آخرت میں رسولؐ اپنی اُمت پر گواہی دیں گے کہ اے ربّ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا تھا۔ اَب تم نے مسلمانوں کو امتِ وَسَط بنایا تھا یہ اِن کا کام تھا کہ رہتی دنیاتک وہ دنیا کی قوموں تک تیرا پیغام پہنچائیں۔ اللہ کی طرف سے اعزاز یہ ہے کہ نبیؐ کے بعد اس امت نے نبیؐ کے قائم مقام کی ڈیوٹی ادا کرکے دنیا کی قوموں کے سامنے نبیؐ کی شریعت کو نافذ کرنا تھا کیا اس امت مسلمہ نے یہ کام کیا؟ امتِ مسلمہ جب تک اللہ کے احکامات پر عمل کرتی رہی تو دنیا میں ایک ہزار سال تک حکمران رہی مگر اب یہ کام چھوڑ کر یہ امت مسلمہ فرقوں میں بٹ گئی ہے اپنے ذاتی مفادات کے لیے قومی مفادات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ صبر کا دامن چھوڑ دیا ہے۔اس فانی دنیا میں جلد حاصل ہونے والے فوائد کے لیے آخرت کے فوائد کو بھول گئی ہے۔

اپنی شاندار اسلامی تہذیب کو چھوڑ کر، یہود و نصارا کی شیطانی تہذیب کو اپنانے کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔اسی وجہ سے یہود و نصارا نے امت مسلمہ پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔جب تک یہ امتِ وَسَط کا وہ کردار ادا نہیں کرے گی جو اللہ نے اس کے ذمے لگایا تھا فلاح ممکن نہیں۔ اللہ نے تو قرآن شریف میں فرما دیا ہے اگر تم مومن ہو تو تمہیں اللہ ضرور کامیاب کرے گا۔ ''دِل شکستہ نہ ہو۔ غم نہ کرو۔تم ہی غالب رہو گے۔اگر تم مومن ہو''۔(آلِ عمران ۱۳۹) ایک ہزار سال تک امتِ مسلمہ اس دنیا پر حکمرانی کرتی رہی خلفاء بنو امیہ نے ۹۹ ہجری تک بہت سے علاقے فتح کیے اور دنیا کے تمدن پر اپنا اثر چھوڑا۔ اس کے بعد ایشیا، افریقہ، یورپ میں بوسنیا، اسپین اور دوسرے علاقے اسلامی عثمانی سلطنت میں شامل تھے امامت کی تبدیلی کی وجہ یہ تھی کہ جو اللہ نے احکامات اپنے پیغمبروںؑ کے ذریعے بنی اسرائیل کو دیئے تھے وہ اللہ کے بندوں تک پہنچانے کی بجائے چھپا کر رکھ دیئے گئے بنی اسرائیل کے علماء نے اپنی مرضی دین کے اندر داخل کر دی اپنی خواہشات کو دین بنا لیا اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا اگر کسی غریب سے جرم ہوتا تو اُسے اللہ کے دین کے مطابق سزا دیتے اور اگر یہی جرم کسی بڑے سے ہوتا تو اُس کی سزا کو ٹال جاتے تھے۔ یعنی انصاف بنی اسرائیل میں سے اُٹھ گیا تھا۔ یہ اللہ کا قاعدہ ہے کے اگر کسی امت میں سے جب انصاف اُٹھ جائے تو اللہ کی سنت اپنا کام شروع کر دیتی ہے اور اسے منصب امانت سے معزول کر دیتی ہے اور یہی بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ کیا بنی اسرائیل والا مرض اب مسلمانوں میں نہیں پھیل گیا ؟ ہم غریبوں کو تو سزا دیتے ہیں مگر بڑی مچھلیوں کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتے۔ جو فریضہ امامت بنی اسرائیل سے چھین کر نبی عربیؐ کی امت کے حوالے کیا گیا ہے کہ امت مسلمہ کو ایمان، عمل صالح، حق اور صبر اور عدل وانصاف، دیانت، شرافت، بہادری، شجاعت، ڈسپلن، وقت کی پابندی کو اپنا شعار بنانا ہو گا کیا وہ فریضہ امت مسلمہ ادا کر رہی ہے؟۔ اگر جواب نفی میں ہے تو ہم سب کو اس کے فکر کرنی چاہیے کیونکہ قرآن کی رُوح سے کوئی بھی اللہ کا رشتہ دار نہیں۔ اللہ نے قرآن شریف میں نیکی اور بدی کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور اللہ کے رسولؐ اور اس کے اصحابؓ نے اس دنیا میں اس پر عمل کرکے دکھا دیا ہے اب جو جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا۔ اللہ سے دعاء ہے کہ مسلمانوں کو نیک اعمال کی ہدایت دے تا کہ وہ اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کریں آمین۔

کیا کوئی افغانوں سے لڑ سکتا ہے؟

خیبر پختونخواہ کی پٹھان آبادی کے ساتھ افغانستان کی پٹھان آبادی کے صدیوں سے خونی رشتے اور رشتہ داریاں ہیں جیسے آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کے کشمیریوں کی ایک دوسرے سے صدیوں سے خونی رشتے اور رشتہ داریاں ہیں سخت سردیوں میں کوہ سفید سے یہ لوگ پاکستان کے میدانوں میں اپنے مال موشیوں کے ساتھ صدیوں سے آتے رہے ہیں ان لوگوں کو مقامی زبان میں پاوئندے کہتے ہیں جیسے ہی موسم کی شدت کم ہوتی ہے یہ لوگ واپس کوہ سفید کی طرف افغانستان چلے جاتے ہیں اس طرح یہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں لہٰذا طالبان چاہے پاکستانی ہوں یا افغانی اصل میں یہ ایک ہی ہیں پورے پاکستان میں آباد ہیں کاروبار بھی کر رہے ہیں۔ جہاں تک افغانستان کا تعلق ہے سترویں صدی میں جب برطانیہ نے ہندوستان میں اپنے پنجے جمانے شروع کیے اور اپنی حکومت مستحکم کر لی تو اس کے بعد اس نے افغانستان پر اقتدار قائم کرنے کی کوشش شروع کی انگریزوں نے سرخ انقلاب کو دریائے آموتک محدود رکھنے کی غرض سے افغانستان پر ۱۸۳۸ء میں اپنے جنوبی پنجاب اور بمبئی کے مرکزوں سے حملہ کیا اور شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا۔ اس کے بعد افغان قبائل نے انگریزوں پر حملے شروع کیے کابل میں انگریز ایجنٹ سر الیک زنڈر برنیس کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اسی دوران دوست محمد خاں کا

فرزند، اکبر خاں اپنی جمعیت کے ساتھ انگریزوں پر حملہ آور ہونے کے لیے افغان قبائل کے ساتھ آ ملا اور انگریزوں سے کہا شاہ شجاع کو دست بردار کریں، انگریز سپاہ ملک خالی کریں اس وقت سیاسی اقتدار انگریز سفیر میک ناٹن کے ہاتھ میں تھا اکبر خان نے اسے طلب کیا اس نے اکبر خان سے بدتہذیبی سے بات کی اس پر اسے فوراً گولی سے اُڑا دیا گیا تمام توپیں اور گولہ بارود اکبر خان نے قبضے میں لے لیں باقاعدہ فوج جو پانچ ہزار اور لشکری گیارہ ہزار تھے ۱۸۴۲ء کو پشاور کی طرف روانہ ہوئے ان فوجیوں کو کابل کے تنگ درے میں غلزئی قبائل نے گھیر لیا اور ختم کر دیا کیوں کہ اس قبیلے پر انگریزوں نے بہت ظلم کیا تھا مشہور ہے کہ پورے لشکر میں سے صرف ایک فرنگی ڈاکٹر واپس پشاور آیا۔ محسوس ہوتا ہے کہ خاموشی سے انگریزوں نے اپنی فوجیوں سے کہا ہوگا کہ ہم ان لوگوں سے نہیں لڑ سکتے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کے زوال کے دنوں میں تقریباً ۳۵۰ سال سے روس کی زار حکومت اور اس کے بعد اشتراکی روس کی حکومت نے ترک مسلمانوں سے وسط ایشیا کے علاقوں پر علاقے فتح کیے۔ ایک طرف سنکیانگ تک کے علاقے اور دوسری طرف افغانستان کی سرحد دریائے آموتک کے علاقے چھین لیے۔ روسی حکومت کے بانی حکمران ایڈورڈ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ دنیا میں وہ قوم حکمرانی کرے گی جس کے قبضے میں خلیج کا علاقہ ہوگا۔ اس پلاننگ کے تحت روس نے افغانستان میں ظاہر شاہ کے دور حکومت کے دوران کام کرنا شروع کر دیا تھا ایک وقت آیا کہ کابل یونیورسٹی میں

اشتراکیوں کا قبضہ ہو گیا اور سارے افغانستان کو روشن خیال معاشرے میں تبدیل کرنے کے ایجنڈے پر کام شروع کر دیا گیا۔ کچھ مدت بعد داؤد نے روس کے کہنے پر ظاہر شاہ کو معزول کر کے افغانستان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور ذلفقار علی بھٹو کی حکومت کے دوران پاکستان کا دورہ بھی کیا تھا۔ یہ چیز روس کو پسند نہ آئی اور آخر کار روس نے داؤد کو قتل کروا کر اسی بہانے ببرک کارمل روسی ایجنٹ کو روسی ٹینکوں پر سوار ہو کر کے افغانستان پر قبضہ کر لیا۔ افغانوں نے دنیا کی سب سے بڑی مشین، جس کے پاس ایٹمی ہتھیار کے علاوہ ہر قسم کے جنگی ہتھیار تھے کا مقابلہ درے کی بندوقوں سے شروع کیا۔ روس جو اپنے بانی لیڈر کا خواب کہ جو قوم خلیج پر قابض ہو گی وہ دنیا پر حکومت کرے گی افغانستان کے راستے سے خلیج پر قبضے کرنے کے لیے افغانستان پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس وقت دنیا دو بلاکوں کے اندر تقسیم تھی اس لیے روس مخالف بلاک امریکہ نے بھی اس جنگ میں اشتراکیوں کو شکست سے دو چار کرنے کے لیے جنگ میں تین سال بعد شرکت کی۔ یہ جنگ افغانیوں نے خود لڑی لاکھوں شہد ہوئے ،لاکھوں اپاہج معذور ہوئے، لاکھوں نے پڑوسی ملکوں اور دنیا میں مہاجرت کی زندگی اختیار کی اور بلاآخر روس کو شکست ہوئی اور چھ اسلامی ریاستیں اور مشرقی یورپ کی ریاستیں آزاد ہوئیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ افغان کبھی بھی محکوم نہیں رہے کیونکہ کہسار باقی... افغان باقی ۔ شکست کے بعد کیا روسیوں نے اپنی فوج سے نہیں کہا ہو گا کہ ہم ان سے نہیں لڑ سکتے۔ایک بار پھر دنیا کے چالیس سے

زائد صلیبی ملکوں کے نیٹو اتحادی ،امریکہ اور پاکستانی لاجسٹک سپورٹ کے ساتھ عرصہ سال سے افغانستان پر حملہ آور ہوئے پھر ظلم کی داستان شروع ہو گئی ہے بلگرام ۱۳ اور گوانتاموبے جیل کے قیدی ان ظالموں کی داستانیں سنا رہے ہیں۔پاکستان کے سابق ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے ایک فون کال پر ان کے سارے مطالبات مان لیے جبکہ امریکی خود اپنی کتابوں میں لکھ رہیں کہ ہم تو سمجھ رہے تھے تین چار مطالبات مانے جائیں گے مگر پاکستانی کمانڈو جنرل نے سارے کے سارے مطالبات مان لیے۔امریکہ نے تمام افغانستان کو نیست ونابود کر دیا ہے۔مگر اب امریکہ افغانستان سے فرار کے راستے تلاش کر رہا ہے اور اب امریکہ اپنی جنگ کو پاکستان میں لے آیا ہے ہمارے ملک کا ۱۰۵ ارب ڈالر [illegible] ۹ جرنل اور ہزاروں فوجی شہید ہو چکے ہیں، ہمارے پچاس ساٹھ ہزار سے زائد شہری شہید ہو چکے ہیں ڈرون حملوں کی وجہ سے خود کش بمبار تیار ہوئے جو خود کش حملے کر رہے ہیں۔ نیٹو کنٹینرز کی وجہ سے ہماری سڑکیں تباہ ہو رہی ہیں، غیر ملکی جاسوس ہمارے ملک میں انسانیت دشمن کاروائیاں کر رہے ہیں، بلیک واٹر دہشت گرد تنظیم ملک دشمن کاروائیاں کر رہی ہے، ہمارے جنرل ہیڈ کوارٹر، نیوی، ایئر فورس، ایئر پورٹس، پولیس ، خفیہ کے ہیڈ کوارٹر، مساجد، امام بارگاہیں، چرچ، بزرگوں کے مزار، ہمارے بازار، کرکٹ میچ کے مہمان، ہمارے سیاسی لیڈر اور ان کے بچے، ہمارے مذہبی رہنما، ہماری بچیوں کے اسکول، کیا کچھ ہے جو تباہ نہ ہو گیا ہو؟ اس پر بھی صلیبی امریکہ خوش نہیں

ہے ڈو مور، ڈو مور کی رٹ لگاتے رہتے ہیں شمالی وزیرستان میں کاروائی کرنے پر زور دیتے رہے ہیں۔ ایسا کرنے سے پہلے سے تباہ شدہ ملک میں مذید تباہی پھیلے گی۔ امریکہ خود تو شکست کھا چکا ہے طالبان سے معاہدہ کرکے اپنے ایک فوجی کا ۵ طالبان قیدیوں سے تبادلہ بھی کروا چکا ہے مگر ہمیں اپنے ہی عوام سے جنگ کرنے کا کہتا ہے۔کیا جٹ طیاروں کی بمباری اور خود کش حملوں سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے؟ نہیں قطعاً نہیں! صرف مذاکرات سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ فاقہ مست قوم ہے جو روٹی کے سوکے ٹکرے کھا کر لڑنے والے ہیں پینتیس ۳۵ سال سے حالت جنگ میں ہے سال سے ۴۰ سے زائد صلیبی ملکوں کی فوجوں سے مقابلہ کر رہے ہیں مگر پھر بھی ۱۳ زندہ ہیں۔ جس قوم سے برطانیہ، جس کا سورج غروب نہیں ہوتا تھا شکست کھا چکا۔ جس قوم سے روس، جس کی فوجیں جس ملک میں داخل ہوتیں واپس نہیں نکلتی تھیں شکست کھا چکا۔ جس قوم سے اب دنیا کی سپر پاور امریکہ شکست کھا چکا ہے تو یاد رکھیں کیا کوئی ان سے لڑ سکتا ہے۔اب چند دن پہلے کراچی ایئر پورٹ پر حملہ ہوا جس میں بھارتی اسلحہ استعمال کیا گیا بھارت تو پہلے سے ہی پاکستان دشمن طالبان کے گروپس کو ٹریننگ دیتا رہا افغانستان میں امریکی اور بھارت کی مدد سے پاکستان مخالف حکومت قائم ہے۔امریکہ کے وزیر دفاع نے کہا تھا کہ پاکستان میں کاروئیاں بلیک واٹر کرے گی اور ذمہ واری طالبان کا ایک مخصوص گروہ قبول کرلے گا۔کیا معلوم ہمارے کس دشمن نے یہ کاروائی کی ہے۔ان اُلجھے ہوئے حالات کو ہم نے ہی

درست کرنا ہے طالبان کے ۶۰ سے زائد گروپ کام کر رہے ہیں کئی گروپوں کو ہمارے دشمن بھارت اور امریکہ استعمال کر رہا ہے کچھ بھی ہو ہمارے دشمن نے ہماری فوج کو اپنے ہی شہریوں سے لڑا دیا ہے۔ شمالی وزیرستان میں فوجی کاروائی جاری ہے۔ان سے لڑنے سے زیادہ بہتر یہ ہے ان کے ساتھ مذاکرات کرکے کوئی نہ کوئی امن کا راستہ تلاش کرنا چاہیے۔امیر جماعت اسلامی سراج الحق نے کہا ہے کہ حکومت کو تمام جماعتوں نے مذاکرات کا کا مینڈیٹ دیا ہوا ہے تاکہ ملک مذید خرابی سے محفوظ ہو۔ جتنا جلد ہو آپریشن مکمل کرکے ان سے مذاکرات کی میز سجانی چاہیے۔امن کا راستہ تلاش کرنا چاہیے اسی میں پاکستانی قوم کی بھلائی ہے۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے آمین۔

رمضان نیکیوں کی بہار کا مہینہ

''اے ایمان والو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیروں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کی تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی'' (البقرۃ: ۱۸۳) اس سے معلوم ہوا کہ روزے ایمان لانے والو، یعنی مسلمانوں پر فرض کیے گئے ہیں۔ جس طرح اس سے پہلے کے انبیاء کے امتوں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع کی جاتی ہے کی تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی یعنی تم پکے مسلمان بن جاؤ گا تقویٰ کا مفہوم ایک صحابی نے معلوم کیا تو کہا گیا کہ تم کبھی کھیتوں کے درمیان پکڈنڈی سے گزرے ہو۔ تم اپنا پلو سمیٹ کر جھاڑیوں سے سے گزرتے ہو یہی بات ہے کہ دنیا میں اپنے آپ کو گناؤں سے بچا کر زندگی گزارنا کا نام تقویٰ ہے۔ اسلام ساری تعلیمات بتدریج نافظ کی گئی ہے اس طرح روزے بھی مکہ سے مدینہ میں ہجرت کے اٹھارہ مہینے بعد فرض کیے گئے۔ رسوؐاللہ نے ابتداء میں مسلمانوں کو صرف تین روزے ہر مہینے میں رکھنے کی ہدیات فرمائی تھی پھر جب ۲ ہجری میں رمضان کے روزوں کا حکم جب قرآن میں نازل ہوا تو اتنی ریایت رکھی گئی کہ کہ جو لوگ روزے کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور پھر بھی روزہ نہ رکھیں تو وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ بعد میں دوسرا حکم نازل ہوا اور عام ریایت منسوخ کر دی گئی صرف مریض، مسافر اور حاملہ یا دودھ

پلانے والی عورت اور ایسے بڈھے لوگوں کے لیے جن میں روزے کی طاقت نہ ہو ان کے لیے اس رعایت کو برقرار رکھا گیا۔ تقویٰ کی صفت کے علاوہ قرآن میں ایک مقصد یہ بھی بیان ہوا ہے کہ '' اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز فرمایا ہے، اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو'' (البقرۃ: ۱۸۵) اس سے معلوم ہوا کہ انسان اس دنیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر رہے اور دوسروں کو بھی شکر گزار بننے میں مددگار ہو اس کا کام اللہ کے دین کو اللہ کی زمین پر نافظ کرنے کا م ہے اور اس کا بہترین ذریعہ روزہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسولؐ اللہ فرمایا کہ ''رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں'' مطلب کہ جتنی نیکیاں کر سکتے ہو کرتے چلے جاؤ جنت کے دروازے تمہارے کھلے ہوئے ہیں اگر صدقہ کے دروازے سے جنت میں داخل ہو سکتے ہو تو صدقہ و خیرات کرو، اگر روزے کے دروازے ،تلاوت کے دروازے سے، اگر برائیوں سے اجتناب کے دروازے سے پہنچ سکتے ہو تو پہنچو۔فرمایا کہ '' جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں انسان برائیوں سے بچتا ہے اور زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے اس لیے جہنم کے دروازے بند ہوتے ہیں فرمایا کہ '' شیاطین باندھ دیے جاتے ہیں'' کیونکہ رمضان کے مہینے میں نیکیاں فروغ پاتی ہیں ہر طرف نیکیوں کی بہار ہوتی ہے اس لیے شیطان کی کارفرمائی رک جاتی ہے تمام مسلمان روزے میں ہوتے

ہیں اللہ کی طرف رجوع کا ایک ماحول پیدا ہوتا ہے اس لیے شیطان کا حملہ ناممکن ہو جاتا ہے اس لیے کہ شیطان بندھ جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ '' رسولؐ اللہ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروزوں میں ایک دروازہ ریان ہے'' مراد کہ وہ دروزہ جو سیراب کرنے والا ہے۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ ایک آدمی پوری طرح اللہ کے احکامات پر عمل کرتا ہے لہٰذا اس کو اللہ پورا اجر دے گا مگر ساتھ ساتھ وہ آدمی فیاضی، سخاوت، انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں بھی مصروف رہتا ہے لہٰذا وہ ان نیکیوں کی وجہ سے بھی ریان دروازے سے جنت میں داخل ہو گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ '' رسوؐاللہ نے فرمایا جن آدمیوں نے ایمان اور احتساب کے ساتھ روزے رکھے اس کے پہلے کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے'' بندہ اگر بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کا وفادار ہے اور جان بوج کر اس کے مقابلے میں استکبار اور سرکشی والا نہیں تو اگر اس سے کسی وقت کوئی قصور سرزد ہو جاتا ہے اور اس قصور کے بعد وہ پھر خدا کے دربار میں نماز کے لیے حاضر ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مغفرت سے محروم نہیں کرے گا کیونکہ وہ ٹھوکر تو کھا گیا مگر اپنے رب سے بھاگا نہیں۔ اس بنا پر کہا گیا ہے کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ روزے رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ’’ رسولؐ اللہ نے فرمایااللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا‘‘ کیونکہ باقی ساری عبادات ظاہری فعل ہے جو نظر آتے ہیں لیکن روزہ ایک مخفی فعل ہے جو نظر نہیں آتا جو فقط آدمی اور اس کے رب کے درمیان ہوتا ہے اس لیے اللہ روزے دار کو بے حساب اجر دے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ’’ رسوؐاللہ نے فرمایا رمضان میں اللہ کی طرف سے ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس رات کی بھلائی سے محروم رہا وہ بس محروم ہی رہ گیا‘‘ اس سے مراد لیلۃالقدر ہے یعنی وہ رات کس میں قرآن نازل ہوا جیسا کی قرآن میں ہے کہ ’’ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ اور تم کیا جانو کی شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے‘‘ (القدر: ۱تا ۳) ہزار سے مراد بڑی کثرت ہے وہ رات جس میں قرآن نازل ہوا ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے انسان کی بھلائی کے لیے صرف اس ایک رات میں جو بھلائی کا کام ہوا وہ ہزار مہینوں میں بھی نہیں ہوا۔ جس نے اس رات میں عبادت کا اہتمام کیا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ جس نے عبادت نہیں کی وہ محروم رہ گیا۔ گو کہ حکومت وقت نے رمضان آڈر کے ذریعے رمضان کے احرام کا انتظام کیا ہوا ہے پھر بھی اگر مسلمانوں کی بستیوں میں روزے کے اثرات کا

امتحان لینا ہو ہے تو اس کو مثال سے اس طرح سمجھنا چاہے کہ سکتہ کے مریض کا آخری اِ
متحان اس طرح کیا جاتا ہے کہ اس کی ناک کے پاس آئینہ رکھتے ہیں۔ اگر آئینہ پر کچھ
دُھندلاہٹ پیدا ہو تو سمجھتے ہیں کہ ابھی جان باقی ہے، ورنہ اس کی زندگی کی آخری اُمید
بھی منقطع ہو جاتی ہے۔اِسی طرح مسلمانوں کی کسی بستی کا تمہیں امتحان لینا ہو تو اسے
مضان کے مہینے میں دیکھو۔ اگر اس مہینے میں اس کے اندر کچھ تقویٰ، کچھ خوفِ خدا، کچھ
نیکی کا اُبھار کا جذبہ نظر آئے تو سمجھو ابھی زندہ ہے اور اگر اس مہینے میں نیکی کا بازار سرد
ہو، فسق و فجور کے آثار نمایاں ہو، اور اسلامی حس مردہ نظر آئے تو اِنّاللہِ وَاِنّا اِلیہ
راجعون پڑھ لو۔اس کے بعد زندگی کا کوئی سانس مسلمان لے لیے مقدر نہیں ہے۔ سید
ابوالاعلیٰ مودودی۔

اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ مسلمانوں کو رمضان سمیت ساری عبادات پر سچے دل سے
عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ دنیا اور آخرت میں سرخ رو کرے۔ مسلمان ملکوں
میں اسلامی نظام زندگی کا نفاذ ہو۔ امن امان ہو دہشت گردی ختم ہو۔ایک دوسرے کا
احترام ہو۔ دکھوں کی ماری امت مسلمہ کو سکون نصیب ہو آمین۔

اسلام ہند میں سندھ کے راستے

سندھ کو یہ اعزاز حاصل ہے کی اسلام ہند میں اس کے راستے داخل ہو۔ محمد بن قاسم نے 10 رمضان المبارک مطابق 93 ھ سرزمین سندھ کے راستے ہند کو اسلام کی نعمتوں سے مالا مال کیا اس طرح سندھ کو تاریخ اسلام کے اندر باب الاسلام کا رتبہ ملا اسی سندھ نے پاکستان کی قرارداد سندھ اسمبلی میں پیش کی تھی۔ قائد اعظمؒ نے جمہوری جد و جہد سے پاکستان بنایا تھا جو اب مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے جو دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت ہے جس پر امت مسلمہ کو بجا طور پر فخر ہے۔

رسوؐاللہ کو جب طائف کے سرداروں کے کہنے پر شریر لڑکوں نے تکلیف پہنچائی تھی تو اللہ نے اپنا فرشتہ بھیجا تھا اور فرشتے نے کہا تھا کی آپؐ حکم کریں تو میں دو پہاڑوں کے درمیان ان کو کچل دوں مگر رسوؐاللہ نے کہا تھا کیا معلوم ان کی نسل سے نیک لوگ پیدا ہوں ان ہی کی نسل کے محمد بن قاسم ثقفی بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل عرب کے مشہور قبیلے بنو ثقیف سے تعلق رکھتے تھے جو طائف سے تھے۔ محمد بن قاسم 75 ھ میں طائف میں پیدا ہوئے آپ کے والد قاسم حجاج بن یوسف کے دور میں بصرہ کے عامل مقرر ہوئے محمد بن قاسم کی شہرت اور عظمت اس کے عسکری اور انتظامی کارناموں کی وجہ سے ہے جو اس نے چھوٹی عمر

میں انجام دیے 15 سال کی عمر میں حجاج بن یوسف کے حکم پر فارس میں کرد قبائل کی سرکوبی کی اور انتظامی امور کے لیے شہر، شہراز کی بنیاد رکھی اسے فارس کا پایہ تخت بنایااس کے بعد حجاج بن یوسف نے 92 ھ میں 17 سال کی عمر میں سندھ کی فتح کے لیے نامزد کیا محمد بن قاسم نے پہلے مکران پر حملہ کیا اور اس کو فتح کیا اس کے بعد دیبل کی بندرگاہ کو فتح کیا اس کے بعد آگے بڑھتے ہوئے دریائے سندھ کے دائیں کنارے نیرون کوٹ اور سیون فتح کیے اس کے بعد دریائے سندھ کو عبور کرکے 10 رمضان المبارک مطابق 93 ھ جون 712ء راوڑ (روہڑی) قلعے کے نزدیک سندھ کے راجہ داہر کے لشکر کو شکست فاش دی اس لڑائی میں راجہ داہر مارا گیا اوراس کے بعد محمد بن قاسم نے دریائے سندھ کے بائیں کنارے کی جانب قلعہ بہروز، برہمن آباد اور آخر میں پایہ تخت ارور کو فتح کر لیا اس کے بعد اوچ اور ملتان کو فتح کیا۔

سندھ پر خلیفہ حضرت عثمانؓ کے شروع کے دور میں بحران کے گورنر نے عمان کے راستے ایک بحری بیڑا روانہ کیا تھا جس نے تھانہ اور بھروچ پر حملہ کیا۔ ایک دوسرا بحری بیڑا نے مغیرہ ابی العاصؓ کے تحت سندھ کی بندرگاہ دیبل پر حملہ کیا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں ہندوستان پر دو طرف سے فوج کشی ہوئی۔ایک فوج مہلب کی سرکردگی میں کابل سے آگے درہ خیبر کے راستے ہند میں داخل ہوئی دوسری فوج منذر کی ماتحتی میں مکران کے راستے سرزمین ہند میں

داخل ہوئی۔اس کے بعد مسلمانوں نے قندھار کو فتح کیا۔ اس کے بعد سندھ میں بوقان اور قیقان کے علاقے فتح کئے۔ سندھ کے معروف تاریخ دان رحیم داد مولائی شیدائی کے مطابق مکران میں حضرت عثمان کے دور میں اسلامی حکومت قائم تھی جس کے والی عبدالرحمان سنمبرہ تھے۔ سندھ کی فتح خلیفہ ولید کے زمانے میں محمد بن قاسم کے ہاتھوں ہوئی۔ سندھ پر محمد بن قاسم نے مکران کے راستے چڑھائی کی دیبل اور دوسری فتوحات کرتے کرتے راجہ داہر کو روہڑی کے قلعے کے نزدیک شکست دے کر ملتان تک پہنچ گئے۔ تاریخ میں یہ واقعہ آتا ہے کہ کچھ کشتیوں کو دیبل کے قریب بحری قزاقوں نے لوٹا جن کے اندر لنکا سے کچھ مسلمان تاجروں کی بیوہ عورتیں اور ان کے بچے اور شاہ لنکا کے تحائف تھے جو اموی خلیفہ ولید بن عبدالمالک کے لیے بھیجے گئے تھے۔ان قزاقوں کو سندھ حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی ۔کچھ مسلمان قیدی سندھ کی فتح کے بعد سندھ حکومت کی تحویل میں بھی پائے گئے تھے اس حرکت کی وجہ سے عراق کے گورنر حجاج بن یوسف نے سندھی حکمران راجہ داہر سے ان قیدیوں اور مسروقہ سامان کی واپسی نیز قزاقوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا جسے راجہ داہر نے بے التفاتی سے ٹال دیا ان قزاقوں کی گوشمالی کے لیے حجاج بن یوسف نے فوجی بھیجے جنہیں راجہ داہر کی فوجوں نے شکست دی تب حجاج بن یوسف نے چھ ہزار شامی سپاہیوں پر مشتمل ایک بڑا لشکر پوری تیاری کے اپنے چچازاد بھائی محمد بن قاسم کی زیر نگرانی روانہ کیا جس نے راجہ داہر کو شکست سے دوچار کیا راجہ داہر اس جنگ

میں مارا گیا اس طرح دیبل سے ملتان تک کا علاقہ اسلامی سلطنت میں شامل ہوا۔

محمد بن قاسم کی نرم مزاجی کے متعلق ڈاکٹر ممتاز حسین پٹھان فرماتے ہیں ''رواداری کسی بھی فاتح کے لیے رہنما اصول کی حثیت رکھتی ہے اس کے باوجود کہ وہ مخالف کو دبانے کی صلاحیت رکھتا ہو محمد بن قاسم نے سندھ کے باشندوں کے لیے مہربانی اور رواداری کا طریقہ اختیار کیا۔''جو جارحیت کی بجائے مصالحت کے لیے آمادہ ہوا اس کی پیشکش قبول کی۔بدھیہ کا راجہ کاکا بن کوتل اپنے سرداروں کے ہمراہ وفاداری اور اطاعت کے وعدے کے ساتھ آیا اس خلعت و کرسی سے نوازا۔جامہ ہندی ریشم اور حریر عطا کی۔انہیں سابقہ عہدوں پر برقرار رکھا۔راجہ کے وزیر سیاکر کو بھی اپنا مشیر خاص بنایا۔اس کے مشورے سے مالیہ زمین کو قدیم دستور کے مطابق رکھا۔راجہ داہر کے چچا زاد بھائی راجہ ککسو کو سابقہ قلعہ بھالیہ کا حاکم قائم رکھا اسے اپنا مشیر بنایا اسے مبارک مشیر کا لقب عطا کیا خزانہ بھی اس کی مہر کے حوالے کیا وہ ہر لڑائی میں محمد بن قاسم کے ساتھ رہا۔

مسلمانوں نے محمد بن قاسم سے لیکر بہادر شاہ ظفر تک برصغیر پر ایک ہزار حکومت کی جو ایک ریکارڈ حقیقت ہے یہ صرف رعایا کے ساتھ عدل و انصاف اور رواداری سے ممکن ہوا انگریز جنہوں نے سارے دنیا کو اُدھیڑ رکھا تھا اپنی

سیاسی چال بازیوں کی وجہ سے صرف دو سو سال حکومت کرکے برصغیر سے رخصت ہو گئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہند میں مسلمان انگریزوں سے زیادہ قابل قبول حکمران رہے ہیں۔ آج ہمارے ناعاقبت اندیش حکمرانوں نے اپنے آباؤ اجداد کے طریقوں کو پس پشت ڈال اپنے ہی ملک میں اور خاص کر سندھ کے شہر کراچی میں نفرتوں کے سامان کیے ہوئے ہیں بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے امن امان رواداری نام کی کوئی چیز یہاں نہیں اسٹریٹ کرائم نے عوام کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت کرے آمین

غزہ کے مظلوم شہیدوں تمہیں سلام ! یکجہتی فلسطین ریلی کراچی

فلسطین جو انبیاء کی سرزمین ہے اس وقت یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ یہاں مسلمانوں کا قبلہ اوّل ہے جس پر یہودی قابض ہیں۔ دنیا بھر کے یہودیوں نے مسلمانوں کی اس مقدس زمین پر کئی عشروں سے قبضہ کیا ہوا ہے۔ اس کے اصل فلسطینی باشندوں کو ان کے گھروں سے نکال دیا ہے ان کو کیمپوں میں رہنے پر مجبور کر دیا گیا کیمپوں پر بھی بمباری کرکے ان مظلوں فلسطینیوں کو مولی گاجر کی طرح ختم کیا ہے۔ فلسطینیوں کی زمینوں پر ناجائز یہودی بستیاں قائم کی جارہی ہیں جو سلسلہ روکنے کو نہیں دیتا اور یہ سلسلہ روکے گا بھی نہیں، کیونکہ کہ یہودیوں نے یہ مستقل پالیسی بنائی ہوئی ہے کہ فلسطین کی تمام آبادی کو فلسطین چھوڑنے پر مجبور کیا جائے گا جس پر عمل جاری ہے فلسطین پر مکمل قبضہ کرکے اور یہودیوں کا مرکز بنا کر تمام عرب ممالک پر قبضہ کرنے کا منصوبہ ہے۔ یہودی ہیکلِ سلمانی بھی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو اسرائیل نے مخفی بھی نہیں رکھا ہوا۔ اسرائیل کی پارلیمنٹ کی دیوار پر لکھا ہوا ہے اے اسرائیل تیری سرحدیں مدینہ تک ہیں ۔اسی پالیسی پر یہودی اسرائیل کے قیام سے کام کر رہے ہیں۔ اس میں ان کو امریکا اور برطانیہ کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ ابھی کچھ مدت کی بات ہے عیسائی یہودیوں کی سازشوں کی وجہ سے ان کے جانی دشمن تھے اسی لیے یہودی قوم کو عیسائی ہٹلر نے

ہولوکاسٹ کے ذریعے وہ سخت سزا دی تھی جو رہتی دنیا تک یاد رکھی جائے گی بلکہ یاد رکھی ہوئی ہے۔ اب عسائیوں نے اپنے پرانے جانی دشمن یہودیوں سے دولت کی لالچ اور مسلم دشمنی پر دوستی کر لی ہے۔ عیسائی دنیا میں کوئی بھی ہولوکاسٹ کے خلاف بولے تو خلاف قانون ہے ان کی پارلیمنٹس نے قانون پاس کئے ہوئے ہیں اور کئی ہوں کو اس پر سزا بھی دی جا چکی ہے۔ یہودی قوم کو اللہ نے قرآن میں ذلیل و خوار کہا ہے۔ اسرائیل کے زبردستی قیام سے پہلے یہ قوم صدیوں سے دنیا میں تتر بتر تھی۔ یہ مسلمانوں کی ازلی دشمن قوم ہے۔ اس نے فلسطینیوں پر ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ ابھی تین یہودیوں کے اغوا کے جھوٹے قصے کو بنیاد بنا کر غزہ کے محصور فلسطینیوں پر جیٹ طیاروں، میزالوں اور ٹینکوں سے حملہ کر دیا ہے۔ بان کی مون سیکرٹری صاحب فرماتے ہیں کہ عالمی امن کو خطرہ ہے دونوں فریق بین الاقوامی قوانین کا احرام کریں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فلسطینیوں کے ۱۶۰ سے زائد لوگ شہید ہو گئے ہیں اسرائیل کا ایک بندہ بھی ہلاک نہیں ہوا تو بان کی مون صاحب کہاں کی بات کرتے ہیں۔ اسرائیل کو دہشت گرد قرار کیوں نہیں دیتے اور حماس کو مشورہ دے رہے ہیں۔ سلامتی کونسل نے بھی قرارداد پاس کی ہے اور فریقین کو صبر کی تلقین کی ہے واہ رے اقوام متحدہ تمہارے اسرائیل کی زیادتیوں کی قراردوں کے دفتر بھرے پڑے ہیں مگر تم اسرائیل کو دہشت گرد قرار نہیں دیتے ہو اور مسلمانوں جنگ جوؤں کی چھوٹی چھوٹی کاروائیوں پر پوری مسلم دنیا کو دہشت گرد قرار دیا ہوا ہے یہ کہاں کا

انصاف ہے۔ابھی تازہ کاروئیوں میں اسرائیل نے فلسطینیوں پر ۷ جولائی سے بمباری جاری ہے دو دن میں ۲۴ فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔۴۰ ہزر ریزرو فوج کو تیار رہنے کا حکم جاری کر دیا گیا۔ اسرائیلی قابینہ نے اس کی منظوری دے دی ہے۔ تیسرے دن بمباری سے شہادتیں ۴۴ ہو گئیں ان میں بچے اور خواتین شامل ہیں۔ نواز شریف نے اسرائیلی جارحیت کی شدید مذمت کی ہے۔ اردن نے حملے روکنے کا مطالبہ کیا ہے۔چوتھے روز تک ۸۸ فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ وسطی میں پناہ گزینوں کے کیمپ پر بمباری میں افراد شہید ہوئے۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے حملوں میں تیزی کا حکم دیا ہے۔اسرائیل ۸ نے مسلمانوں کو غزہ چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔شمالی اور جنوبی حصوں میں مقیم ۱۰ ہزار سے زائد فلسطینیوں کو فوری گھر چھوڑنے کی ہدایت کی ہے۔ چار روز میں شہادتوں کی تعداد ہو گئی ہے۔ غزہ پر ۹۰۰ سے زائد بم گرائے گئے ہیں۔ ترک وزیر اعظم نے عالمی ۱۱۰ برادری سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ادھر پاکستان بھر میں فلسطینیوں سے اظہار یکجہتی اور اسرائیلی مظالم پر شدید غم و غصہ کیا گیا۔ اقوام متحدہ اور او آئی سی کا اسرائیلی جارحیت کی مذمت نہ کرنا شرمناک ہے۔ مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں لیاقت بلوچ کا بیان۔ غزہ میں مساجد اور حماس کی قیادت نشانے پر۔مزید ۲۹ فلسطینی شہید ہو گئے خان یونس میں ایک اور نصیرات میں ۲ مسجد پر حملے کیے گئے۔ جبایا میں خارون سمیت ۸ افراد اور التفاح میں ۳ اور بیت لابیہ میں ۳ نہتے فلسطینی شہید ہوئے۔ نیتن یاہو نے فرمان جاری کیا ہے کہ غزہ پر پہلے

سے زیادہ حملے کریں گے۔ اسرائیل کی جارحیت کے خلاف عرب وزرائے خارجہ کا اہم اجلاس کل قاہرہ میں طلب کر لیا گیا ہے۔ اسلام آباد میں کل جماعتی کانفرنس نے اپنے اجلاس فلسطین فاؤنڈیشن کے تحت منعقدہ اجلاس میں عالمی برادری سے مطالبہ کیا ہے کہ اسرائیلی مظالم بند کرائے اسرائیل کو تسلیم کرنے والے ۱۲ مسلم ممالک سے کہا گیا ہے وہ اسرائیل کے ساتھ اپنے سفارتی تعلوقات منقطع کریں۔ فلسطینی سفیر نے کہا کہ دنیا تماشائی بنی ہوئی ہے ،مذمت نہیں عملی اقدامات کرنا ہوں گے۔ اس کانفرنس میں کہا گیا ہے کہ عالمی برداری فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں پاکستان سمیت تمام مسلم ممالک اسرائیل کی مصنوعات کا اپنے اپنے ملک میں بائیکاٹ کریں۔ ''زخمی زخمی قدس پکارا۔اب تو مسلم جاگ خدارا'' سلوگن کے تحت اس کانفرنس میں مہمان خصوصی پاکستان میں مقیم فلسطینی سفیر ولید ابو علی تھے۔ پاکستان مسلم لیگ نواز کے چیئرمین راجا ظفرالحق،آل پاکستان مسلم لیگ کے چیف کوآرڈینیٹر احمد رضا قصوری، جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے امیر عبدالرشید ، پاکستان عوامی تحریک کے رہنما آغا مرتضٰی پویا، ملی یکجہتی کونسل کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل ثاقب اکبر، جمعیت علماء پاکستان کے علامہ قاضی احمد نورانی، فلسطین فاؤنڈیشن پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل صابرکٹ کلربلائی ، مجلس وحدت المسلیمین پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا اعجاز حسین بہشتی، اسلام آباد پریس کلب کے صدر شیر یار، سنی اتحاد کونسل پاکستان کے جواد کاظمی، پاکستان

مسلم لیگ ق کے صدر فقیر حسین بخاری، متحدہ علما کے پاکستان کے عبدالجلیل نقشبندی کے علاوہ دوسرے حضرات نے خطاب کیا۔ اُدھر کراچی میں جماعت اسلامی کے تحت یکجہتی فلسطین ریلی منعقد کی گئی۔ نمائش چورنگی تا سی۔بی۔نز اس ریلی میں کراچی کے عوام نے بھر پور شرکت کی اس میں ہزاروں کی تحت میں سخت گرمی کے باوجود کثیر تعداد میں کراچی کے لوگ شریک ہوئے اور فلسطین میں غزہ کے شہیدوں کے ساتھ یکجہتی منائی گئی اس میں بچے، بزرگ، عورتوں نے بھی شرکت کی۔ فلسطین فاؤنڈیشن کے صدر اور سابق ممبر اسمبلی قومی مظفر عاشمی نے تقریر کی۔ جماعت اسلامی کراچی کے امیر حافظ نعیم الرحمان نے خطاب میں اسرائیلی مظالم کی پرزور مذمت کی اور عالمی ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے کراچی کے عوام کی طرف سے فلسطین کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے اظہار کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ آخر میں امیر جماعت اسلامی صوبہ سندھ جناب ڈاکٹر معراج الحق صدیقی کے اسرائیلی مظالم کی داستان بیان کرتے ہوئے اور پر جوش خطاب سنتے ہوئے ریلی کے شرکا کے آنسو جاری ہو گئے۔ آنسو سے بھری دعاء پر اس یکجہتی فلسطین ریلی کا اختتام ہوا۔

غزوہ فتح مکہ!

صاحبو! ابلاغ ایک ایسا ہتھیار ہے جس کا غلط استعمال قوموں کو ان کے ماضی سے ناآشنا کر دیتا ہے۔اسی لیے شیطان اسے ہمیشہ کارگر ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا رہا ہے۔ پوری کیمونسٹ تاریخ میں باہر کی دنیا کو وہی جھوٹی خبر دی گئی تھی جو اس کے موافق تھی حتیٰ کہ ہم مسلمانوں کو ترکی سے لیکر چین تک کے اپنے مسلمان علاقوں کی خبر تک نہ پہنچنے دی گئی تھی کہ وہ کس حالت میں رہ رہے ہیں۔ ماضی قریب کی دنیا میں ایک وقت شیطان نے کیمونسٹوں میں حلول کیا تھا اور انہوں نے ابلاغ کو اپنی جابرانہ پالیسیوں کے حق میں بہت اچھی طرح استعمال کیا اور پروپیگنڈے کے زور پر آدھی سے زائد دنیا پر ۷۰ سال سے زائد تک اپنا جابرانہ تسلط قائم کرکے دبائے رکھا تھا۔اللہ بھلا کرے فاقہ کش افغانوں کا، کہ انہوں نے اس طلسم کو توڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے ترکی سے چین تک سات اسلامی ریاستیں آزاد ہوئیں اور مشرقی یورپ کی کیمونسٹ ریاستوں نے بھی آزادی کا اعلان کر دیا اور دنیا کی سب سے بڑی مشین چپک کر لینن گراڈ تک محصور ہو گئی۔ یہ کام پہلے بھی یہودیوں کے دماغ نے کیا تھا اور اب بھی ابلاغ کی تکیل یہودیوں کے ہاتھ میں ہی ہے۔ وہ بڑی مہارت سے اسے استعمال کر رہے ہیں۔ ابلاغ کے ذریعے، سب سے پہلے اپنے کٹر دشمن عیسائیوں کو رام کیا۔ وہ عیسائی جنہوں نے یہودیوں کو

جرمنی میں مولی گاجر کی طرح کاٹا تھا جو تاریخ میں ہولوکاسٹ کے نام سے مشہور ہے۔ یہودیوں نے اپنے مطلب کے لیے اس ظلم کو ابلاغ کے ذریعے دبا دیا اور نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ یورپ کے ملکوں میں آئینی طور پر اس کے خلاف بولنے پر پابندی ہے اور قابل فعل جرم ہے۔ یہ کام اس لیے کیا گیا کہ مسلمانوں کو مشترکہ دشمن بنانا تھا اور فلسطین پر قبضہ کرنا تھا۔ اس سازش میں یہودی کامیاب ہو گئے تھے۔ ابلاغ سے دوسرا کام فحاشی کو عام کرنے کا لیا گیا۔ اس کے لیے ویلنٹائین ڈے کو عام کیا گیا۔ ویلنٹائن کیا ہے ایک فحاشی کی داستان ہے۔ ایک پادری اور نن کی عشق کی داستان ہے۔ فلموں، اشیاء فروخت کرنے میں اور کھیل کے میدانوں میں شائقین کی تفریح کے لئے عورت کو نیم عریاں کرکے پیش کیا جارہا ہے۔ تیسرا کام دنیا میں ڈینر منانے کا ہے۔ اس سب کاموں کا مقصد دنیا کو کھیل تماشے میں مصروف کرکے اس کی تاریخ سے ناآشنا کرنا ہے۔

کیا مسلمان ملک اور عام مسلمان اس کا شکار نہیں ہو رہے ہیں؟ کیا مسلمانوں نے اپنے تاریخی دنوں کو بھلا نہیں دیا؟ اسلامی یادگار دنوں میں ایک دن ''غزوہ فتح مکہ'' کا دن بھی ہے۔ مغرب کے ایک بڑے محقق نے لکھا تھا کہ '' بدر سے پہلے اسلام محض ایک مذہب اور ریاست تھا، مگر بدر کے بعد وہ مذہبِ ریاست بلکہ خود ریاست بن گیا'' یعنی ریاست کا مذہب بن گیا تھا یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے اسلامی جمہوریہ بن گیا تھا جس میں سب کے حقوق برابر تھے۔

شرک کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ جس میں گورے کو کالے پر اور عرب کو عجم پر، سرداروں کو عوام پر، حاکم کو محکوم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں تھی۔ فضیلت تھی تو اس کی تھی، جو زیادہ متقی و پرہیزگار تھا۔ جو ریاست کے قانون کا پابند تھا۔ عوام کو حقوق و فرائض کی تعلیم دی گئی تھی۔ عوام ریاست کے وفادار تھے۔ ریاست عوام کے حقوق کی نگہبان تھی۔ عورتوں کے حقوق رسولؐ اللہ نے خود متعین کر دیئے تھے۔ غزوہ فتح مکہ پر ایک تاریخی بیان دیتے ہوئے ایک اسلامی مفکر امام ابنِ قیم نے کہا تھا'' یہ دن فتح اعظم ہے جس کے ذریعہ اللہ نے اپنے دین کو، اپنے رسولؐ کو، اپنے لشکر کو اور اپنے امانت دار گروہ کو عزّت بخشی اور اپنے شہر کو اور اپنے گھر کو، جسے دنیا والوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنایا ہے، کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے چھٹکارا دلایا۔ اس فتح سے آسمان والوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اس کی عزّت کی طنابیں جوزاء کے شانوں پر تن گئیں، اور اس کی وجہ سے لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے اور روئے زمین کا چہرہ اور چمک دمک سے جگمگا اُٹھا'' (الرّحیق المختوم) مسلمانوں کو یہودی کٹرولڈ ابلاغ سے کنارہ کش ہو کر اپنے تاریخی دنوں کو یاد رکھنا چاہیے ان کو منانے کا اہتمام کرنا چاہیے اور اپنے ہی شجر سے وابستہ رہ کر بہار کی امید کرنی چاہیے۔ وہ قومیں ختم ہو جاتیں ہیں جو اپنے اسلاف کے کارناموں کو بھول جاتی ہیں اور کھیل تماشوں میں غرق ہو جاتی ہیں۔ غزوہ فتح مکہ کی کہانی کچھ اس طرح ہے کہ صلح حدیبیہ میں رسولؐ اللہ جو معاہدہ طے ہوا تھا اس میں جو

قبیلہ رسولؐ اللہ کے ساتھ شامل ہوا اور جو قریش کے ساتھ شامل ہوئے تھے ان کی ایک دوسرے کے خلاف کاروائی کو رسولؐاللہ یا قریش کے خلاف کاروائی تصور کی جائے گی۔ قریش نے اس معاہدے کی خلاف وردی کرتے ہوئے رسولؐ اللہ کے ساتھی قبیلہ سے لڑائی کی تھی جس کی شکایت لے کر اس قبیلے کے لوگ رسولؐ اللہ کے پاس مدینہ میں گئے تھے۔ قریش کو بھی جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو ابوسفیان کو معاہدے کی توثیق کے لیے مدینہ رسولؐ اللہ کے پاس بھیجا مگر وہ ناکام ہو کر لوٹا۔ طبرانی بیان کرتے ہیں کہ معاہدے کی خلاف ورزی کے بعد رسولؐاللہ نے تیاری شروع کر دی تھی۔ ۱۰ رمضان کو رسولؐاللہ نے مدینہ کا رخ کیا۔ آپؐ کے ساتھ ۱۰،۰۰۰ صحابہؓ تھے۔ جب اسلامی لشکر جحفہ کے مقام پر پہنچا تو حضرت عباسؓ رسولؐاللہ سے ملے اور ایمان لے آئے۔ پھر ابوسفیان بھی رسولؐاللہ سے ملنے آئے تو آپؐ نے منہ پھیر لیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے ابوسفیان سے کہا کہ جاؤ اور رسولؐاللہ سے مل کر وہی بات کہو جو حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے حضرت یوسفؑ سے کہی تھی۔ اس پر جواب میں رسولؐ اللہ نے وہی کہا جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ اس پر ابوسفیان نے چند اشعار میں رسولؐ اللہ کی تعریف کی۔ جب معاملہ دوستی میں بدل گیا تو حضرت عباسؓ نے رسولؐاللہ سے کہا کہ ابوسفیان اعزاز پسند ہے اسے کوئی اعزاز دے دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے اسے امان اور جو اپنا دروازہ اندر سے بند کر لے اسے امان، جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے۔ اسی صبح، ۱۷ رمضان

ھ کو رسولؐاللہ مرالظہران سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ ۱۹ روز مکہ میں قیام کیا۔ ۸ مرالظہران میں قیام کے دوران رسولؐاللہ نے صحابہؓ کو ہر قبیلہ رات کو علیحدہ علیحدہ آگ روشن کرنے کا کہا تاکہ مکہ والے اس سے خوف زدہ ہو جائیں۔ اس کے بعد اسلامی لشکر مکہ میں کئی سمتوں سے میں داخل ہوئے۔ ابوسفیان نے اپنی قوم کو کہا کہ رسولؐاللہ بہت بڑا لشکر لے کر آئے ہیں آپ ان کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد اسلامی لشکر اچانک قریش کے سر پر آن پہنچا۔ پھر ابوسفیان نے وہی اعلان کیا جس پر رسولؐاللہ نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ رسولؐ کے ہاتھ میں ایک کمان تھی۔ بیت اللہ کے گرد اور اس کی چھت پر تین سو ساٹھ بُت تھے آپؐ اسی کمان سے ان بتوں کو ٹھوکر مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے ''حق آ گیا اور باطل چلا گیا۔ باطل جانے والی چیز ہے'' (۱۸:۱۷) ''حق آ گیا اور باطل کی چلت پھرت ختم ہو گئی'' (۳۴:۴۹) قریش کو مخاطب کر کے کہا۔ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا آپؐ کریم بھائی ہیں۔ اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے کہا میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی '' کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو''

قارئین! یہ تھا رسولؐ اللہ کا برتاؤ قریش کے ساتھ! کیا آج مسلمان اس سنت پر عمل کر کے ایک دوسرے کو معاف نہیں کر سکتے؟ کیا آج مسلمانوں میں ایسی

رواداری کی ضرورت نہیں؟اللہ ہمیں اپنے پیارے رسولؐ کی سنت پر عمل کرنے کی
توفیق عطا فرمائے آمین۔

شہادت امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ

علی نام،ابوالحسن اور ابوتراب کنیت،حیدر(شیر) والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچازاد بھائی تھے۔خاندانِ ہاشم کو عرب اور قبیلہ قریش میں وقعت وعظمت حاصل تھی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کے والد ابوطالب مکہ کے ذی اثر بزرگ تھے۔رسوؐاللہ نے ان ہی کی آغوش، شفقت میں پرورش پائی تھی۔رسوؐاللہ نے ان ہی کی حمایت سے دعوت حق کا اعلان کیا تھا۔اس پشت پناہی اور حمایت کی وجہ سے ابوطالب اور ان کے خاندان کو مشرکین نے طرح طرح سے تکلیفیں پہنچائیں تھیں۔ایک گھاٹی میں محصور کر دیے گئے،کاروبار بند،شادی بیاہ کے تعلقات منقطع کر لئے، کھاناپیناتک بند کر دیا۔ مگر اس نیک طینت بزرگ نے آخری لمحہ حیات تک اپنے عزیز بھتیجے کے سر سے دست شفقت نہ اُٹھایا۔ اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ ان کا نام شکر گزاری اور احسان مندی کے ساتھ لیا جائے گا۔حضرت علی المرتضیٰؓ کی کفالت رسوؐاللہ نے کی تھی۔حضرت علیؓ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے۔جب مشرکین مکہ نے رسوؐاللہ کو قتل کا منصوبہ بنایا اور رسولؐ اللہ نے اللہ کے حکم سے جب مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو لیٹنے کا حکم دیا تھا۔ان کی عمر اس وقت ۲۲ سال کی تھی۔جب صبح ہوئی تو مشرکین نے دیکھا کہ

رسولؐ اللہ کہ جگہ ان کا ایک جان نثار سر بکف سو رہا ہے۔ آپؓ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ آپؓ کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ جب جنگ میں فوجیں آمنے سامنے ہوئی تو دعوت مبارزہ ہوئی۔ مسلمانوں کی طرف سے تین انصاری آگے بڑھے ان کا نام معلوم کیا گیا مگر کافروں نے ان سے لڑنے سے انکار کر دیا گیا اور کہا کہ ہمارے ہمسر آدمی بھیجو۔ اس پر رسولؐ اللہ کے حکم پر حمزہؓ، علیؓ اور عبیدہؓ میدان میں آئے۔ حضرت علیؓ نے ولید کو ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی۔ ۲ ہجری میں حضرت فاطمہؓ سے نکاح ہوا۔ غزوہ احد، غزوہ خندق، اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور دشمن کے امیر عسکر کو قتل کیا۔ بنو قریظہ اور بنو سعد کے معرکوں میں شریک رہے اور خیبر کو فتح کیا۔ یہودیوں کے سردار مرحب کو بھی آپؓ نے قتل کیا تھا۔ ۹ ہجری میں جنگ تبوک پر جاتے ہوئے آپؐ حضرت علیؓ کو مدینہ میں اہل بیعت کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے تھے اور رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ میرے نزدیک تمہارا رشتہ ہارونؑ اور موسیٰؑ کا ہے۔ حضرت علیؓ کی کوشش سے یمن کے لوگ اور قبیلہ ہمدان مسلمان ہوا۔ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت رسولؐ اللہ نے جانثاروں کو اپنی مفارقت کا داغ دیا رسولؐ اللہ کے غسل تجہیز و تکفین کے تمام مراسم حضرت علیؓ کے ہاتھوں ہوئے۔ سقیفہ بنو ساعدہ کی مجلس میں تمام اہل مدینہ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد بیعت کی۔ توقف کی وجہ حضرت فاطمہ کا غم تھا۔ حضرت عثمانؓ کے شہادت کے تین دن بعد مسندِ خلافت خالی

رہی لیکن آخر میں مہاجرین اور انصار کے اصرار پر خلافت کا بار اُٹھایا۔ ۱۲ ذی الحجہ دوشنبہ کے دن مسجد نبویؐ میں جناب حضرت علیؓ کے دست اقدس پر بیعت ہوئی۔ خلافت چار سال نو ماہ رہی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت ے قصاص پر حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین حضرت علیؓ کے درمیان جنگ جمل غلط فہمی، حضرت عثمان کے قاتلوں اور سبائیوں کی سازش کی وجہ سے جنگ ہوئی۔ جنگ میں حضرت علیؓ کو فتح ہوئی تو ام المومنینؓ کے پاس گئے ان کی خیریت معلوم کی اور پھر ان کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ اور بصرہ کی چالیس شریف و معزز خواتین کو مدینہ پہنچانے کے لیے ساتھ کیا اور رخصت کرنے خود چند میل تک ساتھ گئے اور ایک منزل تک اپنے صاحبزادوں کو مشائعت کے لیے بھیجا۔ یہ ہے شان ہمارے بزرگوں کہ کہ جنگ دوران بھی ایک دوسرے پر مہربان تھے۔ حضرت علیؓ کا پورا زمانہ جنگ اور شورش کی نذر ہوا تھا پانچ سالہ مدت میں آپؓ کو ایک لمحہ بھی سکون و اطمینان کا نصیب نہ ہوا۔ اس لیے فتوحات نہ ہو سکیں۔ ملکی انتظام کے لیے بھی فرصت نہ مل سکی۔ پھر بھی آپؓ نے تحمل، استقلال اور سلامت روی کے ساتھ معاملات کا مقابلہ کیا۔ ملکی نظم و نسق میں حضرت عمرؓ کے نقش قدم پر چلنا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ نجران کے یہودیوں نے (جنہیں حضرت عمرؓ نے حجاز سے نجران آباد کیا تھا) درخواست کی کہ انہیں واپس اپنے وطن میں آباد ہونے دیا جائے مگر حضرت علیؓ نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ حضرت عمرؓ سے زیادہ کون صحیح الرائے ہو سکتا ہے۔ عمال کی نگرانی کا خاص اہتمام مد نظر رکھا تھا۔ انہیں مقرر کرتے وقت

نہایت مفید اور گران بہا نصائح کرتے تھے۔ حضرت علیؓ نے صیغہ محاصل میں خاص اصلاحات کیں۔ جنگلات کو محاصل میں شامل کیا۔ عہد نبویؐ میں گھوڑے زکوۃ سے مستثنی تھے جس کو اپنے دور میں برقرار رکھا۔ بیت المال کے دروازے غربا اور مساکین کے لیے کھلے ہوئے تھے۔ فوجی انتظامات میں حضرت علیؓ خود ماہر تھے شام کی سرحد پر کافی چوکیاں قائم کی۔ جنگی مقصد کے لئے دریائے فرات کا پل تعمیر کیا۔ ایران اور آرمینہ میں بعض نو مسلم عیسائی اور مرتد ہو گئے تھے حضرت علیؓ نے نہایت سختی کے ساتھ ان کی سرکوبی کی اور ان میں اکثر تائب ہو کر پھر دائرہ اسلام داخل ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے مسلمانوں کی اخلاقی نگرانی کا بھی سختی کے ساتھ خیال رکھا۔ مجرموں کو عبرت انگیز سزائیں دیں۔ جرم کے حساب سے نئی سزائیں تجویز کیں۔

حضرت علیؓ کو بچپن ہی سے درسِ نبوت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقعہ ملا تھا جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا۔ صبح روزانہ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اکثر سفر میں رسولؐ اللہ کے ساتھ ہوتے تھے۔ فضل و کمال کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے مسح علی الخفین کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا حضرت علیؓ سے معلوم کرو کیونکہ حضرت علیؓ رسولؐ اللہ کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ اسلام کے علوم و معارف کا اصل سرچشمہ قرآن پاک ہے۔ حضرت علیؓ اس سرچشمہ سے پوری طرح سیراب تھے۔ رسولؐ اللہ کی زندگی میں قرآن یاد کر لیا تھا۔ اس کی ایک ایک آیات کے شان نزول سے بھی واقف تھے۔ حضرت علیؓ علم حدیث کے ماہر تھے۔ آپؓ سے ۵۸۶ حدیثیں

مروی ہیں۔آپؓ کو فقہ و اجتہاد میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھی۔ تقریر وخطابت میں آپؓ کو خداداد ملکہ حاصل تھا۔آپؓ کی طرف بہت سے اشعار بھی منسوب ہیں۔علم نحو کی بنیاد آپؓ کے دست مبارک سے رکھی گئی۔آپؓ کی زبان کبھی بھی شرک و کفر سے آلودہ نہ ہوئی۔آپؓ امین اور صادق تھے۔جب رسولؐاللہ نے ہجرت فرمائی تو امانتیں آپؓ کے سپرد فرمائی۔آپؓ نہایت عبادت گزار بندے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جہاں تک مجھے معلوم ہے آپؓ بڑے روزہ دار عبادت گزار تھے۔زبیر بن سعید قریشیؒ کہتے ہیں میں نے کسی ہاشمی کو نہیں دیکھا جو آپؓ سے زیادہ خدا کا عبادت گزار ہو۔آپؓ نے کبھی کسی سائل کو واپس نہیں کیا۔ سادگی اور تواضع آپؓ کی دستار فضیلت کا سب سے خوش نما طرہ تھا۔شجاعت و بسالت آپؓ کا مخصوص وصف تھا۔ حضرت علیؓ کی خلافت چار سال نو ماہ رہی۔ابن ملجم خارجی کے ہاتھوں 40ھ میں شہادت پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔

سراج الحق کا دورہ کراچی!

کراچی جماعت اسلامی کا شہر ہے اور رہے گا جس وقت لوگوں کے دلوں سے خوف دور ہو جائے گا کراچی پھر جماعت کی گود میں ہوگا ان خیالات کا اظہار جماعت کے کارکنوں سے اکثر سنا جاتا رہا ہے۔ کیوں نہ ہو کراچی میں بلدیہ کے دو ٹرم جناب عبدالستار افغانی اور نعمت اللہ خان کے سٹی گورنمنٹ کے ایک ٹرم میں بے انتہاء ترقیاتی کام ہوئے تھے روشنیوں کے شہر کراچی میں امن امان تھا جس سے کراچی کے لوگ جماعت سے خوش ہیں۔ کراچی میں صرف جماعت اسلامی ہی ہے جو دھونس، خوف، ٹھپہ مافیہ، لینڈ مافیہ اور دوسرے جرائم کے خلاف ہمیشہ ڈٹی رہی ہے۔ کراچی کے عوام کو دھونس و خوف سے نکالنے کے لیے شہر میں ریلیاں، ٹھپہ مافیہ کے خلاف عوام میں شعور کے لیے بھرپور احتجاج، الیکشن کا بائیکاٹ، فلاحی پلاٹوں کے قبضہ کے خلاف عدالت میں رٹ پیٹیشن ایسے کارنامے ہیں جن کو شہریوں نے پسند کیا ہے۔ جماعت کی مرکزی لیڈر شپ نے بھی کراچی کے عوام کو کبھی بھی مشکل میں اکیلے نہیں چھوڑا۔ قاضی حسین احمد (مرحوم) سابق امیر جماعت اسلامی عوام سے یکجہتی کے لیے کراچی کے دورے کیا کرتے تھے۔ عوام کو تسلی دیتے تھے کہ انشاء اللہ کراچی کے حالات ضرور صحیح ہو جائیں گے۔ موجودہ امیر جناب سراج الحق نے بھی کراچی کا ایک ہفتے کا دورہ کیا۔ کراچی میں جماعت اسلامی کے ہر سطح کے ناظمین کی شب

بیداری میں کارکنان سے خطاب کیا۔ شہر کے تمام اضلاع میں پروگرام کیے۔ عوام سے ملاقاتیں کیں۔ تمام مکتبہ فکر کے لوگوں کو مختلف پروگراموں کے لیے ملکی معاملات کے متعلق آگاہ کیا۔ تمام پروگراموں میں اسلام کی دعوت رکھی اور کہا کہ موجودہ مشکلات کا ایک ہی حل ہے کہ عوام اللہ سے استغفار کریں اپنے گناہوں کی معافی مانگیں ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے لیے کوشش کرنے والی جماعت اسلامی کا بھرپور ساتھ دیں۔ ہم ملک میں ایسا نظام لانا چاہتے ہیں جس میں چیف جسٹس کے ہاتھ میں انگریزی کتاب کے بجائے قرآن ہو۔اذان ہو تو صدر پاکستان امامت کے لیے آگے بڑھے۔ مسجد رضوان ضلع وسطی کے تحت عوامی افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں ایک ہی مراعات یافتہ طبقہ ہے۔ جمہوریت اور سیاست پر دہشتگردوں کا قبضہ ہے مخصوص ٹولے نے اداروں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔آج بھی امریکی ڈکٹیشن پر فیصلے ہو رہے ہیں۔ لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہوا نہ مہنگائی اور بدامنی ختم ہوئی۔حکومت پانچ سال پورے کرتی نظر نہیں آ رہی۔ کراچی کے عوام کو یقین دلایا کہ ظلم و جبر کا دور جلد ختم ہوگا۔ ضلع شرقی گلستان جوہر میں جلسہ یکجہتی فلسطین سے خطاب کے دوران کہا کہ امت کی قیادت بزدلوں کے ہاتھ میں ہے۔ عالم اسلام کی قیادت سعودی عرب کی ذمہ داری ہے سعودی عرب اسرائیل کے خلاف جہاد کا اعلان کرے۔ نواز شریف صاحب اسلامی سربراہ کانفرنس بلائیں۔ پاکستانی عوام فلسطینی مسلمانوں کو اکیلا نہیں چھوڑے گی جلسہ یکجہتی فلسطین سے فلسطینی راہنماء خالد مشعل نے بھی

خطاب کیا۔ ضلع جنوبی کی عوامی افطار پارٹی کلری گراونڈ میں خطاب کرتے ہوئے کہ ہم پر جنگ مسلط کر دی گئی ہے ہم عید کے بعد خلافت راشدہ کے نظام کے لیے احتجاج اور پرامن مارچ بھی کریں گے عوام سے رائے لی کہ کیا آپ ساتھ دیں گے؟ حاضرین نے ہاتھ بلند کرکے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ لوگوں کو اپنے ہی ملک میں ہجرت پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ ملک کو بھارتی ایٹم بم سے زیادہ خطرہ حکمرانوں سے ہے۔ بستیاں ویران اور قبرستان آباد ہو رہے ہیں۔ سید زائد علی عسکری سیکریٹری شعبہ نشرواشاعت جماعت اسلامی کراچی کی طرف سے بلائی گئی صحافیوں، پرنٹ ،الیکٹرونک میڈیا اور کالم نگاروں کے افطار عشایہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا تحفظ پاکستان قانون انسانی حقوق کے منافی اور آئین سے بغاوت ہے۔ خوف کے عالم میں قانون بنایا گیا قانون کبھی بھی عوام کے مفاد میں نہیں ہو سکتا۔ ہم نے اس قانون کو عدالت میں چیلنج کر دیا ہے صحافی وکلا اور سول سوسائٹی کالے قانون کے خلاف ہماری جد وجہد میں ساتھ دے۔ وی وی آئی پی کلچر کو اُٹھا کر پھینکنا ہوگا۔ مشرف حکمرانوں کے گلے کا کانٹا بن گیا ہے۔ ادارہ نور حق میں ’’اسرائیلی دہشت گردی کے شکار غزہ کے عوام کے نام‘‘ پروگرام میں دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنما اور معززین شہر کراچی کے اعزاز میں دیے گئے افطار ڈنر میں خطاب کرتے ہوئے کہا، اسرائیلی جارحیت پر عالم اسلام کی خاموشی بڑا سانحہ ہے۔ فلسطینی بچوں کی لاشوں کے انبار لگ رہے ہیں۔ عالم اسلام قبرستان کی طرح خاموش ہے۔ تمام سیاسی و دینی جماعتیں ایک ایجنڈے پر

متفق ہو جائیں۔ نواز شریف عالم اسلام کو متحد کرنے کے لیے جرات کا مظاہرہ کریں ۔اسرائیلی جارحیت کے خلاف قومی اسمبلی کا اجلاس بلایا جائے۔ عرب ممالک تیل بند اور سرمایہ نکال لیں تو اسرائیل حملے بند کر دے گا۔ اس افطار ڈنر میں پیپلز پارٹی کے پروفیسر این ڈی خان، سنیٹر رضا ربانی، سنیٹر سعید غنی، راشد ربانی، مسلم لیگ ن کے سیلم ضیاء نہال عباسی، تحریک انصاف کے سبحان علی ساحل کے علاوہ علامہ عباس نقوی، علامہ مرزا یوسف، صدیق راٹھور، مستقیم نورانی، میر نواز خان مروت، نصرت مرزا، صالح ظہور، نعیم قریشی ایڈوکیٹ، محفوظ یار خان ایڈوکیٹ، بشارت مرزا، اقلیتی رہنماء سردار ہیرا سنگھ، یونس سوئن سمیت وکلا، صحافیوں، اور مختلف شعبہ زندگی سے وابستہ معززین شہر کی بڑی تعداد شریک تھی۔ اس پروگرام میں امیر جماعت اسلامی کرچی جناب حافظ نعیم الرحمٰن اور نائب امیر جماعت اسلامی جناب مسلم پرویز نے بھی خطاب کیا۔ قبائل گراؤنڈ بلدیہ ٹاؤن میں عوامی افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر شمالی وزیرستان ۸۰ فی صد علاقہ کلیئر ہو گیا ہے تو متاثرین کو اپنے گھروں میں عید کرنے کا موقع دیا جائے۔ آپریشن مسئلہ کا حل نہیں اس سے حالات مزید خراب ہوئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں حکومت بتائے آپریشن کا دورانیہ کتنا ہے اور یہ کب ختم ہو گا۔ اسرائیل لاشوں کے انبار لگا رہا ہے۔ مسلم دنیا کے حکمرانوں میں غیرت نام کی نہیں۔ آج مسلمان ڈیڑھ ارب سے زائد ہیں ایٹم بم اور لاکھوں کی افواج موجود ہیں معدنی خزانے ہمارے پاس ہیں لیکن اس کے باوجود اسرائیل

مسلمانوں پر حاوی ہے اسرائیل کے خلاف ابھی تک جہاد کا اعلان نہیں کیا گیا۔ کراچی ہمیشہ امت مسلمہ کے درد کو محسوس کرتا ہے۔ ڈاکٹر عافیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ڈکٹیٹر نے ڈالر کے عوض امریکہ کو فروخت کیا۔ دس لاکھ قبائلی عوام کو گھروں سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔ کراچی کو ایک لسانی تنظیم نے تباہ کرکے رکھ دیا ہے اسلامی جمعیت طلبہ کے کارکن گولی ماری گئی ہے۔ حافظ نعیم الرحمان امیر جماعت اسلامی کراچی نے کہا کہ شہر میں مسلم اور غیر مسلموں سے جبری زکوۃ اور فطرہ وصول کیا جا رہا ہے۔ امیر جماعت اسلامی صوبہ سندھ جناب ڈاکٹر معراج الحق صدیقی نے بھی خطاب کیا اس پروگرام کے بعد جناب سراج الحق امیر جماعت اسلامی پاکستان اور سینئر وزیر خیبر پختونخواہ کا دورہ کراچی مکمل ہوا۔

!آن لائن آئی پیٹیشن، ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کی ایک کرن

آپ یقین جانے قوم کی بیٹی ۸۶ سال قیدی ڈاکٹر عافیہ صدیقی ،جسے ڈکٹیٹر مشرف نے ڈالر کے عوض امریکا کو فروخت کیا تھا جسے امریکا کے ایک یہودی متعصب جج نے بغیر ثبوت کے قید کی سزا سنائی تھی ،کے کیس کو پوری دنیا کو جانتی ہے۔ عافیہ موومنٹ کی سربراہ ڈاکٹر فوزیہ جو ڈاکٹر عافیہ کی بہن ہے کو اللہ نے بڑی قوت عطا کی ہے۔ پاکستان کے کونے کونے کے ساتھ ساتھ اس نے دنیا کے ۶۶ سے زائد ملکوں میں اس بے انصافی پر آواز آٹھائی۔ ان میں ملکوں ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے مظاہرے کئے گئے۔ حال ہی میں وہ جنوبی افریقہ کا دورہ کرکے آئیں۔ جنوبی افریقہ کے لوگوں نے بھی عافیہ کی رہائی کے لیے بہت کام کیا ہے۔ یہ کیس بین الاقوامی طور پر مشہور ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر فوزیہ نے اب ایک مزید کوشش ’’ آن لائن آئی پیٹیشن‘‘ کی شروع کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر ایک لاکھ لوگ آن لائن آئی پیٹیشن پر دستخط کرکے امریکا کے صدر اوباما کے پاس بھیجیں تو اس کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی سزا ختم کر سکتا ہے چند دن پہلے اپنے گھر پر افطار پارٹی میں ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کی کوشش کرنے والے احباب کو معلومات فراہم کرتے ہوئے بتایا کہ انھوں نے آن لائن آئی پیٹیشن کی مہم شروع کی ہوئی ہے اور اب تک چالیس ہزار لوگوں نے اس آن لائن آئی پیٹیشن پر دستخط د یے اور

ساٹھ ہزار مزید دستخط چاہیے ہیں۔ ایک لاکھ دستخط پورے ہونے پر اس آن لائن آئی پیٹیشن کو صدر اوباما کو پیش کی جائے گی۔ یہ ایک امید کی کرن ہے اگر اللہ کو منظور ہوا تو ڈاکٹر عافیہ رہا ہو کر اپنے گھر اپنے بچوں کے پاس آ جائے گی اور یہی تمام پاکستانیوں کی خواہش بھی ہے۔ ہمیں کسی سے گلہ نہیں کرنا ہے اس وقت تو ایک ہی کام ہے کہ ہم خود بھی اس آن لائن آئی پیٹیشن پر دستخط کریں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی اس پر تیار کریں تاکہ یہ اتمام حجت بھی پوری ہو جائے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ عافیہ موومنٹ کی ویب سائٹ

کھولیں تو وائٹ ہاؤس کی ویب سائٹ پر موجود www.aafiamovement.com عافیہ کی پیٹیشن کھل جائے گی۔ او (سائن دی پیٹیشن) کے کالم میں اپنا نام، اپنے والد کا نام، اپنا ای میل ایڈریس اور زپ کوڈ 75290 لکھ کر (ناؤ سائن) پر کلک کریں۔ اس کے بعد فوراً آپ کے ای میل پر آپ کا ایڈرس کنفرم کرنے کا پیغام آئے گا اس پر آپ نے کلک کرنا ہے وہ آپ کو کنفرم کر دے گا۔

عجیب اتفاق ہے ہمارے ملک سے ریمنڈ ڈیوس جس نے ہمارے تین شہریوں کو دن دہاڑے لاہور میں قتل کیا تھا تفتیش کے دوران ثابت ہوا کہ وہ سی آئی اے کا مقامی جاسوس تھا فاٹا تک اس کی رسائی تھی۔ امریکا نے پہلے جھوٹ بول کر اسے سفارت کار ثابت کرنے کی کوشش کی۔ امریکا کے تین جرنلز نے ہمارے سابق سپہ سالار سے

ریمنڈ کی رہائی کے لیے دبئی میں مذاکرات کئے تھے مگر ہمارے سابق سپہ سالار نہیں مانے تھے۔ فوج کے ترجمان کا بیان ریکارڈ پر موجود ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کی رہائی اس وقت کے صدر اور وزیر اعظم کے کہنے پر ہوئی تھی لاہور کی مقامی عدالت سے قصاص کے بدلے رہائی دلا کر امریکا اسے واپس اپنے ملک لے گیا۔ پاکستان میں کئی امریکی جاسوس پکڑے گئے اور ہماری حکومتوں نے رہا کر دیے۔ کچھ دن قبل کراچی میں اور پھر اسلام آباد میں اسلحہ سمیت امریکی پکڑے گئے اور ضمانت پر رہا کر دیے گئے۔ پاکستان کے غدار شکیل آفریدی کو امریکا چھوڑانے کی کوششیں کر رہا ہے۔ مگر ایک ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے جس کو ہماری حکومتیں رہا نہ کروا سکیں۔ غیر ملکی ماہر قانون کا کہنا ہے ہے کہ اگر پاکستان کی حکومت چاہے تو ڈاکٹر عافیہ صدیقی دنوں میں رہا ہو سکتی ہے۔ نہ جانے وعدے کر کے بھی ہماری حکومتیں ڈاکٹر عافیہ کو رہا کروانے کی سنجیدہ کوشش کیوں نہیں کرتیں۔

واقفِ حال ذرائع کا کہنا ہے کہ اس کی وجہ وہ امداد ہے جس نے پاکستان کو غلام بنا دیا ہے۔ جو کیری لوگر بل کے تحت حکومتیں حاصل کر رہی ہیں۔ امریکا کے امدادی پروگرام ہیں جو مقامی ای جی اوز کے تحت پاکستان میں چل رہے ہیں۔ کولیشن سپورٹ فنڈ ہے جو امریکا سے مل رہا ہے۔ پاکستان کے راستے ناٹو سپلائی اور ساز و سامان پر ٹیکس ہے جو حکومتوں کو ملتا رہا ہے۔ ابھی اسّی کروڑ ڈالر کی امداد ہے جو شمالی وزیرستان آپریشن شروع کرنے پر ملی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کی امداد ہے جو

امریکا سے ملتی ہے۔ الیکٹرونک میڈیا پر لاکھوں کے اشتہار ہیں جو روزانہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ نہ جانے اور کتنی امداد ہے جو پاکستانی حکومتیں حاصل کر رہی ہیں۔ کیا اتنی بڑی امداد لے کوئی حکومت امریکا کے سامنے یہ مطالبہ رکھ سکتی کہ ڈاکٹر فوزیہ کو رہا کرے؟ یقینا! نہیں۔ عوام کو معلوم ہے کہ پاکستان کی مظلوم بیٹی کو رہا کرانے کے لیے حکومت کا کونسا در ہے جو ڈاکٹر عافیہ کی ناتواں بہن ڈاکٹر فوزیہ نے نہیں کھٹکھٹایا۔ عدالت میں پیٹیشن دائر کی۔ عدالت نے حکومت کو حکم دیا کہ قیدیوں کے رہائی کے بین الاقوامی ایگریمنٹ کے ذریعے ڈاکٹر عافیہ کو رہا کرایا جائے مگر حکومت نے آج تک کچھ بھی نہیں کیا۔ اس ناتوان خاتون حکومتی اہلکاروں کے ساتھ ساتھ ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں سے درخواست کی۔ ملک کے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا سے رابطے کئے۔ ملک کے مدارس سے رابطے کیے۔ سول سوسائٹی سے رابطے کئے۔ صحافیوں سے رابطے کئے۔ ان حضرات نے اپنے اپنے طور پر کوششیں بھی کیں۔ میں حیران ہوں اللہ نے اس خاتون کو کتنی طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے کہ اس نے دنیا میں کوئی دروازہ نہیں چھوڑا جسے کھٹکھٹایا نہ ہو۔ اب اس کو ایک امید کی کرن آن لائن آئی پیٹیشن کی صورت میں نظر آئی ہے۔ میں تمام اہل پاکستان سے دردمندانہ درخواست کرتا ہوں کہ پاکستان کی مظلوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے لیے صرف دو منٹ دے کر آن لائن آئی پیٹیشن کے اس پروسس کو کامیاب کریں شاید اس سے کوئی بات بن جائے اور قوم کی بیٹی واپس اپنے گھر پاکستان اپنے بچوں سے آملے۔ اللہ ہماری مدد فر

مائے آمین۔

آخر مارشل لاء کیوں؟

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آخر مارشل لاء ہی کیوں لگنا چاہیے۔ پیپلز پارٹی کی شہلا رضا صاحبہ اور اس سے قبل پیپلز پارٹی کے سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب کے بیانات سے ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وقار دنیا میں خراب نہیں ہو رہا؟۔ کیا ہم اتنے بودے ہو گئے ہیں کہ اپنے معمول کے معاملات بھی نہیں چلا سکتے۔ سابق وزیر اعظم گیلانی صاحب کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ ن، عوامی نیشنل پارٹی اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے رہنماؤں سے مشاورت کرکے ڈکٹیٹر مشرف کو محفوظ راستہ دیا گیا تھا۔ نواز لیگ نے معاہدے کی خلاف ورزی کرکے ڈکٹیٹر مشرف کو مقدمات میں پھنسایا ہوا ہے۔ قربان جائیں ان کے بیان پر ڈکٹیٹر نے نواب اکبر خان بگٹی کو اعلان کر کے قتل کیا۔ لال مسجد اور مدرسہ جامعہ حفصہ پر فاسفورس بم مار کر قوم کی بے گناہ بچیوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا انکے ورثہ کو انصاف ملنے کے بغیر جناب کے فارمولے پر ڈکٹیٹر مشرف کو چھوڑ دینا چاہیے۔ شہلا رضا صاحبہ فرماتی ہیں کہ بیرونی قوتوں اور ہماری فوج نے اس بات کی ضمانت دی تھی کہ تین جمہوری ٹرم تک مارشل لاء نہیں لگایا جائے گا۔ ایک یہ بھی خبر گردش کرتی رہی ہے کہ ڈکٹیٹر مشرف نے ۸۰ سیٹیں تحریک انصاف کو دینے کا کہا تھا مگر وہ کچھ زیادہ کہتے تھے۔ نجم سیٹھی کی نواز شریف کے حق

میں اور عمران خان کے خلاف ۳۵ پنکچرز لگانے کی باتیں اخبارات کی زینت بنتی رہی ہے۔ اس بات پر عمران خان نجم سیٹھی کے خلاف بھی ہو گئے ہیں عمران خان صاحب سابق چیف جسٹس جناب افتخار احمد چوہدری پر بھی نواز شریف کی الیکشن میں مدد کی باتوں پر پریس بھراپڑا ہے۔ اس پر سابق چیف جسٹس صاحب نے عمران خان کو ۲۰ ارب روپے ہرجانے کا نوٹس جاری کیا ہے اور کہا ہے کہ انتخابات میں دھاندلی سے متعلق الزامات غلط اور ناقابل یقین ہیں کپتان کے طرز عمل سے دوغلے پن اور منافقت کی بو آتی ہے عمران نے ہتک آمیز زبان استعمال کی ہے ۱۴ روزمیں معافی نہ مانگی یا ہرجانہ ادا نہ کیا تو مقدمہ دائر کیا جائے گا قانونی نوٹس بھی جاری کیا ہوا ہے۔ اُدھر تحریک انصاف کی مرکزی سیکرٹیری اطلاعات شریں مزاری نے کہا ہے کہ ن لیگ اور افتخار چوہدری کا گٹھ جوڑ بے نقاب کرینگے افتخار چوہدری ن لیگ کے اشتراک سے جمہوریت کو حقیقی معنوں میں نقصان پہنچا رہے ہیں۔ عمران خان کو ہتک عزت کا نوٹس موصول نہیں ہوا ہم اپنے موقف سے پسپائی اختیار نہیں کریں گے۔ ڈکٹیٹر مشرف کو وردی میں ۱۰ بار منتخب کرونے والے چوہدری برادران کو ڈکٹیٹر مشرف کے حوالے سے یہ بات بھی اس سے قبل اخبارات میں آئی تھی کہ چوہدری برادران کو بتا دیا گیا تھا کہ تم کو اتنی سیٹیں مل جائیں گی۔ اس طرح سابق الیکشن کمشنر جناب فخر الدین جی ابراہیم پر بھی الیکشن میں دھاندلی کا الزام لگتا رہا اور بلآخر اس نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ کراچی میں تمام سیاسی جماعتیں صوبائی

الیکشن کمیشن کے دفتر کے سامنے احتجاج کرتی رہیں کہ کراچی میں فوج کی نگرانی میں الیکشن کے لیے نئی لسٹیں بنائی جائیں اور حلقہ بندیاں بھی نئی کی جائیں۔ ڈکٹیٹر مشرف نے ایک لسانی جماعت کے کہنے پر پسند کی حلقہ بندیاں کیں تھیں لسٹوں میں غلط نام درج ہیں ان کو ختم کرکے حقیقت پر مبنی نئی حلقہ بندیاں اور لسٹیں تیار کی جائیں۔ اس بات کو عدالت نے بھی مانا تھا اور آڈر بھی پاس کیا تھا۔ الیکشن کمیشن نے نمائشی طور پر فوج کو لگا کر کہا تھا کہ مطالبہ پورا ہو گیا ہے مگر عوام کی صحیح ڈیمانڈ پوری نہیں کی گئی تھی۔ سیاسی جماعتوں نے احتجاج کو آگے بڑھاتے ہوئے کراچی سے اسلام آباد تک ٹرین مارچ کرکے مرکزی الیکشن آفس اسلام آباد کے سامنے اپنے مطالبات رکھے تھے مگر کچھ نہ ہوا تھا اور ایسے تیسے ہی الیکشن ہو گئے کراچی میں لسانی تنظیم کی طرف سے الیکشن میں دھاندلی پر کراچی کی ایک موثر سیاسی جماعت جو تین بار کراچی میں اقتدار پر رہ چکی ہے یعنی جماعت اسلامی نے الیکشن میں دھاندلی کے خلاف الیکشن کا بائی کاٹ بھی کیا تھا۔ بلا آخر نادیدہ قوتوں نے الیکشن میں نواز شریف کو پارلیمنٹ میں اکثریت دلا دی گئی الیکشن کے آخری لمحہ پر نواز شریف سے ایک بیان بھی غلطی سے نکل گیا تھا کہ مجھے پارلیمنٹ میں اکثریت چاہیے۔ عوام اسی وقت شک میں پڑ گئے تھے کہ نواز شریف کس سے پارلریمنٹ میں اکثریت مانگ رہا ہے ایک سال بعد عمران خان کو اس کا پتہ چلا اور شاید جو لوگ ہمارے ملک میں افراتفری چاہتے ہیں انہوں نے عمران خان کو بتایا کہ الیکشن

میں جھرلو پھیرا گیا ہے اب نادیدہ ذرائع کی نشان دہی پر عمران خان شکایت کر رہے ہیں۔ چار حلقوں کے بجائے نئے الیکشن کی بات ہو رہی ہے۔ عمران خان حکومت پر الزام لگا رہا ہے اور احتجاج کرتے کرتے ۱۴ اگست جس دن قوم نے اپنے [illegible] کا دن منانا ہے اسی دن اسلام آباد میں اکھاڑا لگانے کی بھرپور تیاری کر رہا ہے۔ عمران خان نے کہا ہے عوام سڑکوں پر نکل آئیں۔ ۱۴ اگست کو فیصلہ [illegible] بحل ہو گی لاکھوں افراد مارچ میں شامل ہونگے ۱۴ ماہ سے انصاف کی تلاش میں ہیں اسلام آباد صرف جلسہ کرکے واپس نہیں آئیں گے۔ اسمبلی میں موجود لوگ سسٹم بدلنا نہیں چاہتے۔ کرپٹ نظام سے ۲ نمبر لوگوں کو ہرایا نہیں جا سکتا۔ حکومت نے یکم اگست سے اسلام آباد میں فوج بلا لی ہے۔ تحریک انصاف کی کور کمیٹی اس اقدام کو عدالت میں چیلنج کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اُدھر سے کینیڈین شہری ان ہی دنوں میں موجودہ سیٹ اپ تبدیل کرکے دودھ کی نہریں جاری کرنے کی جادوئی چھڑی گھمانے کا فلسفہ لیکران دنوں کینیڈا سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آنے سے پہلے حکم دیا تھا کہ ایئر پورٹ کا انتظام فوج سنبھال لے۔ انقلاب لانے کے فلسفے پر میدان میں اترے ہوئے ہیں لاہور میں جہاز سے خوف کے مارے اکیلے نہیں اتر رہے تھے ساتھ میں پنجاب کے گورنر کو رکھ کر جہاز سے اترے۔ لاہور میں اس کے کارکنوں کو پولیس نے بے دردی سے قتل کیا جس سے ان کی تحریک کو جلا ملی ہے۔ عمران خان اور طاہر القادری صاحب کو ایک مستقل براتی بھی ملا ہوا ہے جو ایم کیو ایم، عمران خان اور کینیڈین شہری اور خود ساختہ

شیخ الاسلام کی بارات میں شامل ہونے کو ہر وقت تیار بیٹھا ہے۔ ٹرین مارچ کا اعلان کرکے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود ہی ختم کر دیا اور کہا کہ اس سے میرے کارکنوں کی زندگیوں کو خطرہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ چوہدری برادران جو ڈکٹیٹر مشرف کو وردی میں ۱۰ بار منتخب کرنے کا اعلان کر چکے ہیں بھی کینیڈین شہری کی مدد کو ہر وقت تیار بیٹھے ہیں۔

قارئین یہ سارا نقشہ اس غرض کے لیے کھینچا ہے کہ بے بس عوام کو کچھ معلومات ملیں کہ کس طرح نادیدہ قوتیں ان کے رائے حق دہی پر مل جل کے ڈاکے ڈالتی رہی ہیں اور ان کے حقیقی نمائندوں کو آگے نہیں آنے دیا جاتا ہے۔ اس لیے آزاد الیکشن کمیشن بننا چاہیے اور ہمارے پڑوسی ملک کی طرح الیکشن کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے تاکہ عوام اپنے حقیقی نمائندوں کا شفاف طریقے سے انتخاب کریں احتجاج کی سیاست سے عوام کی جان چھوٹے اور جو بھی حکومت منتخب ہو وہ ترقی کے راستے پر گامزن ہو۔ لیکن اس وقت ملک جن حالات پر جا رہا ہے کیا نادیدہ قوتیں سیاست دانوں کو نااہل ثابت کرکے مارشل لاء کے لیے راستہ ہموار تو نہیں کر رہیں؟ آخر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بار بار مارشل لاء ہی کیوں؟

عید الفطر یا عید م حکوماں ہجوم مومنین !

اس سال مسلمان عید الفطر پر امن طریقے سے کیسے منائیں جبکہ ان پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے ہیں۔ ہمارے ملک میں حکمرانوں کے غلط اقدام کی وجہ سے فوجی آپریشن جاری ہے۔ اپنے ہی لوگوں سے فوج کو الجھا دیا گیا ہے اپنے ہی ملک کے اندر دس لاکھ سے زائد مسلمان مہاجر بنا دیئے گئے ہیں وہ اچانک آپریشن کی وجہ سے اپنے ضروری سامان بھی ساتھ نہ لاسکے ان کے بچے، بوڑھے اور عورتیں بے یار و مددگار کیمپوں میں یا اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں پڑے ہیں بنوں شہر کی جتنی آبادی ہے اس سے دوگناہ مہاجر اس میں رہایش پذیر ہو گئے ہیں ضروریات زندگی ملنا مشل ہو گئیں ہیں۔ مکانوں کے کرایے آسمان سے باتیں کرنے لگے ہیں۔ حکومت کی طرف سے امداد لینے والوں کی قطاریں دیکھ کر دل آنسو بہا رہا ہے۔ ان کا رمضان کا مہینہ کیسے گزرا ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ اب حکومت کے مطابق ۸۰ فی صد علاقہ دہشت گردوں سے پاک کر لیا گیا اس لیے حکومت کو چاہیے کہ لوگوں کو واپس اپنے گھروں میں جانے دے تاکہ وہ عید الفطر اپنے گھروں میں منا سکیں۔ فلسطین کے اندر ۱۰۰۰ سے زائد بے گناہ فلسطینی مسلمانوں کو یہودیوں نے بے دردی سے شہید کر دیا ہے ان کے گھروں کو بمباری سے زمین بوس کر دیا گیا ہے۔ ہسپتالوں تک کو بھی یہودیوں نے نہیں بخشا۔ عراق کے اندر امریکا کے پھیلائے ہوئے جال کے

تحت مسلمان مسلمان سے اپنے حقوق کے نام پر لڑ رہے ہیں الملکی شعیہ حکومت امریکااور ایران کی حمایت سے قائم ہوئی تھی جس نے سنیوں کو بے گناہ قتل کیا اب سنی اپنے حقوق کے لیے وہاں لڑ رہے ہیں۔ شام میں بشار کی شعیہ اقلیتی حکومت کے خلاف ایک عرصہ سے جنگ ہو رہی ہے۔ کشمیر میں ظلم کی انتہا کر دی گئی۔ برما میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں سے زبردستی روزے تڑوائے گئے۔ یہی حال چین کا ہے غرض دنیا کے کونے کونے میں مسلمانوں کو مولی گاجر کی طرح کاٹا جا رہا ہے عوام تو اس کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں مگر امریکی پٹھو مسلم حکمران اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر رہے۔ دنیا میں یہودی کنٹرولڈ میڈیا نے الٹا مسلمانوں کو دہشت گرد مشہور کر دیا ہے اِن حالات میں اس سال عید الفطر آئی ہے۔ مسلمان عیدالفطر رمضان کے روزوں کے بعد شکرانے کے طور پر مناتے ہیں۔ اس موقعے پر عید گاہوں اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں مسلمان ۲ رکعت نماز ادا کرتے ہیں ۔اپنے غریب مسلمان بھائیوں میں فطرانے کے پیسے تقسیم کرتے ہیں تاکہ وہ اور ان کے بچے بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ رمضان میں مسلمان اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اپنے گناہوں کو معاف کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش میں مصروف رہتے ہیں اللہ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ روزوں کا ثواب میں خود دوں گا باقی نیکیوں کے لیے اجر تو ۷۰ گنا تک کہا گیا ہے مگر رمضان میں اللہ نے اَجر خود دینے کا وعدہ کیا ہے

اوراللہ تو بے حساب دیتا ہے پھر بھی اس کے خزانے میں کمی نہیں ہوتی اِس لیے مسلمان رمضان میں خوب دل لگا کر عبادت کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرتے ہیں راتوں کو جاگ کر تہجد پڑھتے ہیں نفلی عبادت تراویح کے لیے مساجد ماشاء اللہ بھر جاتی ہیں جس میں قرآن کے حافظ صاحبان قرآن شریف سناتے ہیں انفرادی طور پر ہر مسلمان قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے مساجد میں قرآن کی تلاوت کی آواز سن کر بے ساختہ دل اللہ کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ بچے، جوان، بوڑھے عورتیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں ہر طرف نیکیوں کی ایک بہار ہوتی ہے ہر سال یہ ایک قسم کا تربیتی کورس جو ہر رمضان کے مہینے میں ہوتا ہے پوری دنیا میں مسلمانوں کی بستیوں میں نیکیوں کی بہار کا موسم ہوتا ہے شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ عذا بِ جہنم سے نجات کا ہے۔ اسلام کے جتنے بھی خوشی کے تہوار ہوتے ہیں وہ ایک پُر وقار سنجیدہ اُمتِ مسلمہ کے شایان شان ہیں مسلمان اُس روز عید گاہوں اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں اکھٹے ہوتے ہیں دو رکعت نماز عیدالفطر ادا کرتے ہیں اللہ کے سامنے عاجزی سے گڑگڑا کے دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ رمضان کے مقدس مہینے میں اگر عبادت میں کچھ کمی رہ گئی ہے تو معاف کر دی جائے اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے ایک دوسرے کو عیدالفطر کی مبارک باد دیتے ہیں روزوں کی مقبولیت کے لیے ایک دوسرے کو دعائیں دیتے ہیں نماز کے بعد ایک دوسرے سے گلے مل کر معاف کرنے کی

درخواست کرتے ہیں ایک دوسرے کے گھروں میں جاتے ہیں اپنے اور رشتہ داروں کے بچوں میں عیدی تقسیم کرتے ہیں لذیذ قسم کی سویاں اور دل پسند کھانے کھاتے ہیں محبت، اخوت اور الفت کا موسم ہوتا ہے بچے، نوجوان، بوڑھے نئے کپڑے پہنتے ہیں ایک دوسرے میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے پوری اسلامی دنیا کے ملکوں میں امتِ مسلمہ کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان ایک جیسا پُر وقار سنجیدہ عیدالفطر کا دن مناتے ہیں یہ سارے کام اگر کسی نے کر لیے ہیں تو وہ خوش قسمت ہے ورنہ جیسے اوپر ذکر کیا گیا ہے دنیا میں ہر جگہ مسلمان مشکل میں مبتلا ہیں۔

قارئین ! وہ امتِ مسلمہ جسے اللہ نے خیر امت بنایا ہے جو درمیانے راستے پر چلنے والی ہے۔ اس امت کو فریضہ شہادتِ حق کے لیے اُٹھایا گیا ہے۔ یہ دنیا کی دوسری قوموں پر شہادت کا فریضہ ادا کرے گی۔ یہ امت امر با المعروف و نہی المنکر پر عمل کرے گی۔ نیکی کے کاموں میں تعاون اور بُرائی کے کاموں سے منع کرے گی۔ مگر اسلام پر عمل نہ کرے کی وجہ سے امت خود پریشانیوں میں غرق ہے۔ جب تک ۵۷ سے زائد اسلامی ملک اپنی ''مسلم اقوام متحدہ'' نہیں بناتے اُس وقت تک اس امت کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ دنیا کی ایک تہائی آبادی، زرخیز علاقے، معدنیات سے مالا مال، تیل کے وافر ذخائر، ایک اللہ اور ایک رسولؐ کو ماننے والی امتِ مسلمہ کو اپنے اتحاد کے لیے عملی اقدام اُٹھانا چاہیے۔ پھر صحیح عید الفطر ہو گی ورنہ عید محکوماں ہجوم مومنین ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس مشکل

کو آسان کر دے اور مسلمان اپنے مقام پر فائز ہو جائیں آمین۔

یہودیت تاریخ کے آئینہ میں اور فلسطینی مظالم

یہودی دو ہزار سال سے دنیا میں پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں کہ فلسطین ان کا آبائی وطن ہے یہ بات ہم سب کو معلوم ہونی چاہیے کہ فلسطین یہودیوں کا آبائی وطن نہیں ہے۔ تیرہ سو برس قبل مسیح میں بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت فلسطین کے اصل باشندے دوسرے لوگ تھے جن کا ذکر خود بائیبل میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے فلسطین کے اصل باشندوں کو قتل کیا اور اس سرزمین پر قبضہ کیا تھا۔ اسرائیلیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ خدا نے یہ ملک ان کو میراث میں دیا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے فرنگیوں نے سرخ ہندیوں (red indians) کو فنا کرکے امریکہ پر قبضہ کیا تھا۔ دسویں صدی قبل مسیح میں حضرت سیلمانؑ نے ہیکل سلیمانی تعمیر کرایا تھا۔ آٹھویں صدی قبل مسیح اسیریا نے شمالی فلسطین پر قبضہ کرکے اسرائیلیوں کا قلع قمع کیا تھا اور عربی النسل قوموں کو آباد کیا تھا۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بخت نصر نے جنوبی فلسطین پر قبضہ کرکے تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔ طویل مدت کی جلاوطنی کے بعد ایرانیوں کے دور میں یہودیوں کو پھر جنوبی فلسطین میں آباد کا موقع ملا۔ ۷۰ء میں یہودیوں نے رومی سلطنت کے خلاف بغاوت کی، جس کی پاداش میں رومیوں نے ہیکل سلیمانی کو مسمار کر کے

کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔ ۱۳۵ء میں رومیوں (عیسایوں) نے پورے فلسطین سے یہودیوں کو نکال دیا۔ پھر فلسطین میں عربی النسل لوگ آباد ہو گئے۔ جیسے وہ آٹھ سو برس پہلے آباد ہوئے تھے۔ اسلام کے آنے سے پہلے فلسطین میں یہی عربی قبائل آباد تھے۔ فلسطین میں یہودیوں کی آبادی قریب قریب بالکل ناپید تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک تو یہودی ابتدا میں نسل کُشی کر کے فلسطین میں زبردستی آباد ہوئے تھے دوم شمالی فلسطین میں چار سو برس اور جنوبی فلسطین میں آٹھ سو برس رہے۔ جبکہ عرب شمالی فلسطین میں ڈھائی ہزار سال اور جنوبی فلسطین میں دو ہزار سال سے آباد چلے آ رہے ہیں۔ اس کے باوجود یہودی کہتے ہیں کہ فلسطین ان کے باپ داد کی میراث ہے جبکہ یہ تاریخی فراڈ ہے۔ یہودی کہتے ہیں ان کو حق ہے کہ فلسطین کے قدیم باشندوں کو اسی طرح نکال باہر کریں اور خود ان کی جگہ پر بس جائیں جس طرح تیرہ سو برس قبل مسیح میں انہوں نے کیا تھا۔ یعنی قدیم باشندوں کو فلسطین سے زبردستی نکال دیا تھا۔

صاحبو! یہ حقیقت ہے کہ فلسطین کے اصل باشندے عرب ہیں نہ کہ یہودی۔ اللہ نے اسرائیلیوں پر بڑی مہربانیاں کی تھیں۔ قرآن ان مہربانیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل سے پہاڑ اُوپر اٹھا کر سخت عہد لیا تھا کہ وہ اللہ کے بندے بن کر رہیں گے ظلم زیادتی نہیں کریں نا حق لوگوں کو قتل نہیں کریں گے۔ فرعون سے ان کو نجات دلائی۔ ان کے لیے من و سلویٰ آسمان سے اُترا۔ بادلوں سے ان

پر سایہ کیا۔ ان کو دنیا کی قوموں پر فضیلت دی، مگر بنی اسرائیل نے اللہ سے پختہ عہد توڑ ڈالا۔ اللہ نے ان کو سزا دینے کے بعد پھر معاف کر دیا اور کہا کہ بنی اسرائیل تم دنیا میں دو مرتبہ فساد بر پا کرو گے۔ بنی اسرائیل نے اس دنیا میں دو مرتبہ فساد بر پا کیا۔ اللہ نے بھی دو مرتبہ ان کو اسیریا اور بخت نصر سے سزا دلوائی اور کئی سالوں سے وہ دنیا میں تتر بتر تھے۔ بنی اسرائیل اللہ کی نافرمان ترین قوم ہے۔ قرآن شریف بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کی وجہ چاج شیٹ سے بھی بھرا پڑا ہے۔ یہودی دنیا میں تمام خرابیوں کے موجد ہیں۔ خدا خوفی، اللہ سے کھلی بغاوت پر کیمونزم نظام کا قیام، سودی نظام، فحاشی، بے حیائی، وعدہ خلافی، احسان فراموشی اور فلسطین میں موجودہ مظالم جن میں ۱۴۰۰ فلسطینی شہید ہو چکے ہیں ان کے کارنامے ہیں۔ دو ہزار برس سے یہودی دنیا بھر میں ہفتے میں چار مرتبہ یہ دعائیں مانگتے رہے ہیں کہ بیت المقدس پھر ان کے قبضے میں آ جائے اور ہم ہیکل سلیمانی کو پھر سے تعمیر کریں۔ فلسطین میں زور، زبردستی اور عالمی سازش کاروں کی مدد سے پھر فلسطین میں آباد ہو جائیں۔ یہودی گھروں میں مذہبی تقریبات کے موقع پر اس تاریخ کا پورا ڈرامہ کھیلا جاتا رہا ہے کہ ہم کس طرح فرعون کے دور میں مصر سے نکلے اور فلسطین میں آباد ہوئے، کس طرح اسیریا، بخت نصر اور رومیوں نے ہمیں فلسطین سے نکال کر تتر بتر کیا۔ یہ بات یہودیوں کے بچے بچے کے ذہن میں بٹھائی جاتی رہی ہے کہ تم نے بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی کو پھر سے تعمیر کرنا

ہے۔ اس پالیسی کے تحت یہودیوں کی مدد کرتے ہوئے دنیا کی بڑی طاقتوں نے یہودیوں کو عالمی سازش کے ذریعے فلسطین میں زبردستی قبضہ دلایا۔ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ رومیوں کے زمانے میں فلسطین یہودیوں سے خالی کرا لیا گیا تھا بیت المقدس میں ان کا داخلہ ممنوع تھا۔ مسلمانوں نے ان کو فلسطین میں رہنے اور بسنے کی اجازت دی تھی پچھلی چودہ صدیوں میں یہودیوں کو صرف مسلمان حکومتوں میں امن نصیب ہوا ہے۔ دنیا میں جہاں بھی عیسائی حکومتیں تھیں وہاں یہودی اپنی بد اعمالیوں کی وجہ ظلم و ستم کا نشانہ بنتے رہے۔ یہودی مورخین لکھتے ہیں کہ ان کو اندلس میں مسلمانوں کی رعایا کی حیثیت سے رہنے کا دور تاریخ کا سب سے زیادہ شاندار زمانہ تھا۔ یکم جولائی ۱۹۶۷ء نیوز فرام اسرائیل بمبئی سرکاری بلیٹن کی اشاعت کے مطابق سولہوی صدی میں ترکی سلطان سیلم عثمانی نے دیورا گریا کو کوڑے کرکٹ میں سے ڈھونڈ کر یہودیوں کو زیارت کی اجازت دی۔ لیکن یہودی احسان فراموش قوم ہے وہ مسلمانوں کی شرافت اور فیاضی اور حسن سلوک کا بدلہ موجودہ ظلم کی شکل میں دے رہی ہے۔ یہ اتنی ڈھیٹ اور سازشی قوم ہے کہ اس نے ۱۸۸۰ء سے دنیا بھر سے ہجرت شروع کی اور فلسطین جا کر زمین خریدنی (zionist) شروع کیں۔ ۱۸۹۷ء یہودی لیڈر ہرتزل نے صہیونی تحریک کا آغاز کیا گیا ۔ اس میں اس بات کا مقصود قرار دیا گیا کی فلسطین پر دوبارہ قبضہ (movement) حاصل کیا جائے ہیکل سلیمانی تعمیر کیا جائے۔ یہودی سرمایہ داروں نے اس غرض کے لیے بڑے پیمانے پر مال فراہم کیا کہ یہودی

فلسطین منتقل ہوں اور زمینیں خریدیں اور منظم طریقے سے اپنی بستیاں بسائیں۔ ۱۹۰۱ء میں اسی ہرتزل نے سلطان ترکی عبدالحمید خان کو پیغام بھجوایا کہ یہودی ترکی کے تمام قرضے ادا کرنے کو تیار ہیں اگر فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنانے کی اجازت دے دیں۔ مگر سلطان نے اس پیغام کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور کہا میں تمہاری دولت پر تھوکتا ہوں کہ فلسطین تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ جس شخص کے نام پیغام بھیجا گیا تھا اس کا نام حاخام قرہ صوآفندی تھا۔ اس نے سلطان کو ہرتزل کی طرف سے دھمکی دی تھی اور اس کے بعد سلطان کی حکومت کو الٹنے کی سازش شروع ہوئی اس سازش کے پیچھے فری میسن، دونمہ اور وہ ترک نوجوان مسلمان تھے۔ جو مغربی تعلیم کے زیر اثر آ کر ترکی میں قوم پرستی کے علمبردار بن گئے تھے۔ دونمہ وہ یہودی تھے جنہوں نے ریاکارانہ اسلام قبول کر رکھا تھا۔ ترک ان کو دونمہ کہتے ہیں۔ جب ترکی میں حالات بہت زیادہ خراب کر دیے گئے تو ۱۹۰۸ء میں جو تین آدمی سلطان کی معزولی کا پروانہ لیکر گئے تھے ان میں ایک یہی حاخام قرہ صوآفندی تھا۔ مسلمانوں کی بے غیرتی کا اس سے اندازہ کیجیے کہ سلطان کی معزولی کا پروانہ بھیجتے بھی ہیں تو ایک ایسے یہودی کے ہاتھ جو سات برس پہلے اسی سلطان کے پاس فلسطین کی حوالگی کا مطالبہ لے کر گیا تھا اور سخت جواب سن کر آیا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے خیر خواہ ترکی سلطان پر کیا گزری ہو گی جب یہی یہودی ان کی معزولی کا پروانہ لیے ہوئے ان کے سامنے کھڑا تھا۔

قارئین ! جس قوم کے یہ عزائم ہوں اور جسے اللہ نے دھتکار بھی دیا ہو۔ جو تاریخی طور پر مکار مشہور ہو۔ جو دنیا میں ہر تباہی کی ذمہ دار بھی ہو۔ جس سے کسی نیکی امید بھی نہ ہو۔ جس نے دولت کے بل بوتے پر دنیا کی تمام طاقتوں پر بلواسطہ قبضہ بھی کر رکھا ہو۔ جس سے کسی بھی خیر کی توقع بھی نہ ہو۔اُس سے فلسطین کے موجودہ ظلم ختم کرنے کی اپیل کرنا بے سود ہے۔اس کا واحد حل مسلمانوں کے اتحاد میں پوشیدہ ہے۔ اپنی اصل یعنی اسلامی نظامِ حکومت کی طرف لوٹنا ہے جس کی وجہ سے ہمارے اسلاف نے اُس وقت کے چار براعظموں پر اسلامی حکومت قائم کی تھی جس پر ہم آج تک فخر کرتے ہیں اب بھی دنیا میں باوقار زندگی گزرانا اسی نظامِ اسلامی میں پوشیدہ ہے۔ موجودہ اقوام متحدہ عیسائیوں ملکوں کے مفادات کی لونڈی بنی ہوئی ہے۔ مسلمان اپنی ''مسلم نیشنز اقوام متحدہ'' بنائیں۔ جو مسلم ملکوں کے مفادات کی پشتیبانی کرے۔ ہم اپنے وسائل مجتمع کریں ان کو عالمی سیاست میں استعمال کریں جیسے تیل اور دولت کے وسائل ہیں۔ پاکستان جو واحد مسلم ایٹمی قوت ہے اس کو سب مل کر مضبوط کریں۔اپنی دولت سے جدید اسلحہ کے کارخانے لگائیں۔اپنی دولت کو یہود، نصارا کے بنکوں میں سودی نظام کا سہارا بننے کے بجائے اس دولت سے تجارت کریں۔ مسلم ملکوں میں امریکی پٹھو حکمرانوں کے بجائے عوام کی حقیقی لیڈر شپ پیدا کریں جو مسلم مفادات کی نگرانی کے اہل ہوں۔ یہ عملی اقدامات کرکے اللہ کے

بروسے پر نئے جہادی دور کا آغاز کریں۔ اللہ نے ہمیشہ اُن کی مدد کی ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو آمین۔

حامد میر صاحب لگے ہاتھوں ملعون رشدی اور تسلیمہ سے بھی مل آتے؟

جنگ میں حامد میر صاحب کا مضمون ''کیا ملالہ واپس آئے گی'' پڑھا اور معلومات میں اضافہ ہوا۔ معلومات تو پہلے سے ہی تھی مگر پھر بھی وہ تازہ ہو گئیں۔ پہلے تو حامد میر صاحب کی صحت اچھی ہونے پر اطمینان ہوا کہ وہ برمنگھم کے ہسپتال میں اپنا علاج کروانا چاہتے تھے مگر کرامیل ہاسپٹل لندن کے ڈاکٹروں کے مشورے پر انہوں نے جسم سے گولیاں نکلوانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ ہماری دعاء ہے اللہ ان کو مکمل صحت عطا فرمائے۔ ملالہ سے ملاقات کے حوالے سے عرض ہے کہ حامد میر اور ان جیسے خیالات کے حامل کالم نگاروں کا یہ پسندیدہ مشغلہ ہے کہ ایسے کام کرکے ہم وطنوں کے سینوں پر مونگ دلتے رہیں۔ پاکستانی عوام ملالہ کو بھی تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی جیسے اسلام دشمنوں کی فہرست میں شامل کرتے ہیں۔ حامد میر صاحب لگے ہاتھوں تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی سے بھی ملاقات کرتے آتے۔ کل ہی سوشل میڈیا پر مجھے ان تینوں کی ایک ساتھ فوٹو اپنے صلیبی آقاؤں کے ساتھ کھڑے ایک دوست نے میری فیس بک پر پوسٹ کی ہے۔ ملالہ کو صرف امریکی غلام حکمران اور بیرونی فنڈڈ میڈیا اور بیرونی ایجنڈے پر کام کرنے والے کالم نگاروں نے سر پر اُٹھایا ہوا تھا وہ پاکستان میں عام مخالفت کی وجہ سے پس منظر ہو گئی تھی مگر حامد

میر صاحب نے برمنگھم لندن میں اُس سے ملاقات کی اور اپنے مضمون میں اس ملاقات کے ذریعے تشہیر بھی کی۔ ملالہ جو برمنگھم میں اسلام دشمن صلیبیوں کے زیر اثر ہے حامد میر نے بھی اپنے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے ملالہ سے ملاقات کی۔ ایسے کاموں سے بین الاقوامی مارکیٹ میں حامد میر جیسے کالم نگاروں کی ریٹنگ بڑھتی ہے۔ حامد میر افطار کرنے ان کے گھر برمنگھم میں جو حکومت پاکستان نے لے کر دیا ہوا ہے، افطار سے تھوڑا پہلے ہی پہنچ گئے اور ضیا الدین کے ساتھ مل کر افطار کی۔ ۲۰۰۹ء میں بھی حامد میر نے جیو کا لائف پروگرام کرکے پاکستانی قوم کو جھوٹ سے آشنا کیا تھا جس کی تصدیق وہاں کے مقامی لوگوں نے سوشل میڈیا پر کی تھی۔ حامد میر نے اپنے مضمون میں جس سوشل میڈیا، جو پوری پاکستانی قوم کی ترجمانی کرتا ہے کے لیے کہا کہ کچھ ذہنی بیماروں کی اندرونی گندگیوں کا بیت الخلاء کہتے ہیں جس کے پاس گندگی ہے وہ گندگی پھیلائے گا۔ جس کے پاس روشنی ہے وہ روشنی پھیلائے گا سوشل میڈیا یہ بھی بتائے کہ کس کے والدین نے کس کی کیسی تربیت کی ہے؟ حامد میر صاحب سوشل میڈیا اس لیے بیت الخلاء ہے کہ وہ قوم کے سامنے ڈھونڈ ڈھونڈ کر آپکا اور آپ جیسے دوسرے کالم نگاروں کے جھوٹ کو قوم کے سامنے بیان کر رہا ہے آپ جیسے کالم نگاروں اور آپ کے ٹی وی نیٹ ورک نے جیسے سوات کی جھوٹی ویڈیو کو عام کرکے بیت الخلاء کا کام کیا تھا جسے عدلیہ نے بھی جھوٹ ثابت کیا تھا۔ آپ نے اپنے مضمون میں والدین کی تربیت کی بھی بات کی۔ جی ہاں پہلے آپ کے والد

نے آپ کی یہ تربیت کی کہ بنگلہ دیش جا کر انعام وصول کرتے ہوئے یہ بیان دو کہ پاکستان کی بقاء کے لیے مکتی باہنی کے خلاف لڑنے والوں کے خلاف کاروائی ہونی چاہیے ان کو سزا دے جائے جن میں پاکستانی فوج اور البدر والے شامل ہیں۔ جبکہ دونوں حکومتوں نے پرانے واقعات کو نہ اُٹھانے کا معاہدہ بھی کیا ہوا تھا۔ آپ کی اس پاکستان دشمنی کی ویڈیو کو سوشل میڈیا نے عام کیا تھا۔ آپ نے ملالہ کے چیچ کے بجائے ہاتھ سے چاول کھانے کو ملالہ کا کانامہ بیان کیا۔ ملالہ کی کتاب جس کا تازہ ایڈیشن آپ کو پیش کیا گیا اس میں موجود ملالہ کی ڈائری کا وہ ذکر بھی ہو گا جس میں ملالہ برقعے اور داڑھی کا مذاق اُڑایا تھا پاکستان اور فوج کو بدنام کیا تھا آپ اُس کو بھی مضمون میں بیان کرتے تو اچھا ہوتا۔ مقامی لڑکیوں اور تعلیم کے لیے آواز اُٹھانے پر بات کرنے اور پروگرام کرنے سے پہلے وہاں کے مقامی لوگوں اور کالم نگاروں کو بھی پڑھ لیا ہوتا کہ وہ کیا کہتے ہیں جب سوات میں طالبان کا زور تھا تو ملالہ اور اس کا باپ خوف کی وجہ سے بھاگ کر محفوظ مقام پر ایبٹ آباد میں مقیم تھے۔ حالات بہتر ہونے پر یہ دونوں سوات میں تشریف لائے تھے اور ۲۰۰۹ء میں جناب نے بھی پروگرام کیا تھا۔ آپ نے ملالہ کے یورپی پارلیمنٹ اور اقوام متحدہ میں ملالہ کے خطاب کے ذکر میں تسلیمہ نسرین کا بھی ذکر کیا کہ اس نے کہا کہ خطاب میں بسم اللہ کیوں پڑتی ہے اور سر پر چادر کیوں اُوڑھتی ہے۔ یہ تو تسلیمہ نسرین کی اور اُس جیسے اسلام دشمنوں کی کم خباثت ہے وہ اور سلمان رُشدی تو اسلام

کے بارے بہت کچھ کہتے رہتے ہیں۔ ملالہ جس کو سر اور گردن پر گولی لگی تھی۔ پر سرار طور پر سی ایم ایچ ہسپتال پشاور، راولپنڈی اور آخر میں برمنگھم کے ہسپتال میں صحت یا ب ہو گئی تھی۔ نہ سر کے بال کاٹے گئے نہ گردن کا زخم نظر آیا۔ شروع میں تو مجھ سمیت سب پاکستانیوں کی ہمدردیاں ملالہ کے ساتھ تھی میں نے ایک کالم بھی اس کی حمایت میں لکھا تھا مگر جب سوشل میڈیا پر ساری کاروائی اور سوات کے مقامی اخبار میں کالم نگاروں جس میں ڈاکٹر سلطان روم شامل ہیں کے سلسلہ وار مضامین سے معلومات حاصل ہوئی تو میں نے ملالہ اور اُس کی کتاب پر'' ملالہ کی کہانی اور کتاب'' پر پانچ قسطوں میں حقیقت حال کو بیان کیا تھا جسے پاکستانی پریس نے شائع کیا تھا۔ چھٹی اور آخری قسط کا وقت نہ مل سکا جو ابھی پاکستانی عوام کے سامنے پیش کرنی ہے جس میں اس کاروائی میں شامل تمام حضرات سے کہنا ہے کہ کاش ان میں سے کسی کے اندر کا انسان جاگ اُٹھے اور کیریگ مونٹیل امریکی شہری جیسے جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے سب کہانی بیان کر دے۔ معروف عرب چینل الجزیرہ کی تحقیق کے مطابق امریکا میں ایف بی آئی کے افراد منافق بن کر اسلام لاتے ہیں ایجنٹ بن کر مساجد میں آتے ہیں اور سادح لوح مسلمان نوجوانوں کو مساجد میں جہاد پر اکساتے ہیں ان کے ذہن میں چھپے جہادی خیالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور دھوکا دے کر بدلہ لینے اور تخریبی کاروائیوں میں ملوث کرتے ہیں اس قسم کی تازہ مثال کریگ منٹیل ایک بدمعاش امریکی سفید فام کی ہے اس کو ایف آئی بی نے پونے دو لکھ

ڈالر دے کر اس بات پر تیار کیا۔ اس نے اپنا فرضی نام فرخ عزیز ظاہر کرکے صومالی نوجوان محمد عثمان محمود کو کرسمس پر دھماکا کرنے پر تیار کیا۔ کرسمس ٹری بم سازش تخریب کاری پر اُکسایا بم میں مصنوعی دھماکا خیز مواد رکھا۔ اس کے بعد عین موقعے پر بم بلاسٹ کرتے ہوئے ایف بی آئی نے اس مسلمان نوجوان کو رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا اور پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر اس کی خوب تشہیر کی ساری دنیا میں اس کرسمس ٹری بم سازش کا پروپیگنڈہ کیا گیا اور مسلمانون کا دنیا بھر میں دہشت گرد ہونے کا واویلا مچایا۔ صلیبی مکر کرنے والوں سے اللہ کا مکر جیت گیا اور کریگ مونٹیل کے اندر کا انسان جاگ اُٹھا اس نے اس بات اعتراف کیا اور میڈیا کے سامنے ساری سازش کو بے نقاب کردیا پہلے تو ایف بی آئی کے اعلیٰ افسران نے اس واقعے سے انکار کیا پھر جب کریگ منٹیل نے ایف بی آئی کا نشان میڈیا کے سامنے پیش کیا تو ایف بی آئی نے کہا کہ مجرموں کی تلاش میں ایسے کام کرنے پڑتے ہیں کریگ مونٹیل نے ایف بی آئی پر مقدمے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس سازش کو بے نقاب کرنے کے لیے کچھ سال قبل ' صلیبی سازشوں'' کالم کے تحت میں نے کالم لکھ تھا جو پریس میں شائع ہوا تھا۔ ملالہ کے بارے میں بھی کاش کوئی غیر جانبدار ڈاکٹروں پینل ملالہ کے بارے تحقیق کرے اور سچ دنیا کے سامنے بیان کر دے۔ آخر میں حامد میر صاحب اور ان جیسے کالم نگاروں سے کہنا ہے کہ صلیبی پاکستان کے اسلامی تشخص ختم کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ملالہ اس کی تازہ مثال ہے وہ پاکستان کی

خاموش اکثریت کی ترجمانی کریں اور ان کو یرغمال بنانے والے غلط عناصر سے عوام کو آگاہ کریں۔ ان کے اسلامی ضمیر کے خلاف کام کرنے والوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے خلاف کام کرنے والوں کا اس اجتماعی ضمیر نے کیا حشر کیا۔ اس کی مثال قادیانیوں کی جہاد کو ختم کرنے ،ڈکٹیٹر مشرف کی جہاد اور اسلامی تشخص کو پاکستان سے ختم کرنے کی کوشش تھی اور حال ہی میں جیو کی پاکستان کے نظریے کے خلاف امن کی آشا اور جیو کہانی اور اسلامی روایات کے خلاف پروگرام ہیں۔ عوام نے ان عوامل سے نفرت کا اظہار کرکے ثابت کر دیا کہ قاعد اعظمؒ کی تعلیمات کے مطابق اسلام اور نظریہ پاکستان اس ملک کا مقدر ہے اس سے جو انحراف کرے گا پاکستانی عوام اس کا یہی حشر کریں گے جیسے قادیانیوں، ڈکٹیٹر مشرف اور جیو کا کیا ہے۔ اللہ ہم سب کو نظریہ پاکستان اور اس کے اسلامی تشخص کو قائم کرنے میں مددگار بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(ملالہ کی کہانی اور کتاب (چھٹی قسط

ہم نے ملالہ کے متعلق پچھلے پانچ کالموں میں عرض کیا تھا کہ ملالہ کا ڈرامہ ویسا ہی ہے جیسے سوات کے کوڑوں والی لڑکی کا تھا جسے بیرونی فنڈڈ ملکی غیر ملکی میڈیا نے آسمان پر اُٹھایا تھا۔ ایک خاص ذہن کے کالم نگاروں نے کالم پر کالم لکھے تھے۔ جس کا بعد میں ڈرامہ کرنے والوں نے اعتراف بھی کیا تھا۔ پاکستان کی عدلیہ نے اس ڈرامے کو جھوٹا ثابت کیا تھا۔ کاش ملالہ کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہو یا کوئی امریکی کریگ مونٹیل کے طرح زندہ ضمیر انسان بول اُٹھے کہ یہ سب جھوٹ تھا۔ آئے دن بیرونی این جی اوز، بیرونی فنڈڈ کالم نگاراور میڈیا ہمارے ملک میں اپنے بیرونی آقاؤں کی ضرورت کے لیے ایسا کرتے رہتے ہیں۔ ان کا خصوصی نشانہ ہمارے ملک میں مسلمان خواتین کے خلاف نام نہاد ظلم کی بنی بنائی داستانیں ہیں۔ اس کی ایک وجہ عیسائی دنیا میں عورتوں پر مظالم کی اور ان کا اسلام قبول کرنا ہے۔ بجائے عیسائی اپنے ملکوں میں اصلاح کی کوششیں کرکے اپنی عورتوں پر مظالم ختم کریں وہ اسلامی دنیا اور خاص کر پاکستان میں عورتوں پر مظالم کے واقعات بڑھا چڑھا کر بیان کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کی عورتیں اسلام سے متنفر ہوں اور اسلام قبول نہ کریں۔ اس میں ہمارے نادان لالچی کالم نگار اور بیرونی فنڈڈ میڈیا

ان کی مدد کرتا رہتا ہے۔ پہلے مائی مختاراں کے واقعے پر اس کو امریکا بھیجا گیا وہاں اسے پورے امریکا میں گھمایا گیا اس کی کہانی کو پوری دنیا میں پھیلایا گیا۔ یہودی عیسائی میڈیا نے اس کی خوب تشہیر کی۔ اُسے درجنوں ایوارڈ سے نوازا گیا۔ اُس کی سوانح حیات بھی لکھی گئی جیسے اُس نے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کیا ہو۔ اس کے بعد ملالہ کی کہانی اور کتاب کو تشہیر دی گئی۔ سینکڑوں انعامات سے نوازا گیا جیسے سکندر اعظم سے بھی زیادہ فتوحات کی ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ ملالہ کے باپ نے گلوبل پیس کے نام سے ایک این جی او قائم کی تھی اس کے ذریعے سی آئی اے سے فنڈ حاصل کرتا رہا۔ سی آئی اے کے لوگوں سے ضیاالدین یوسف زئی کی ملاقاتوں کے فوٹو سوشل میڈیا نے جاری کئے تھے۔ ملالہ کے ڈرامے کی پلاننگ کے لیے ان سے ملاقاتیں میں کرتا رہا تھا۔ اس کی تصویریں سوشل میڈیا نے جاری کی تھیں۔ اس کی مدد کرنے والے ایک امریکی جرنلسٹ جو بھیس بدل کر مصنوعی چہرا بنا کر کام کر رہا تھا کی بھی تصویر جاری کی تھی۔ مقامی کالم نگار اور لوگ اس بات کو بار بار بیان کر رہے ہیں کہ ملالہ نے تعلیم کی لیے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ صرف پروپیگنڈہ ہے۔ بلکہ اب بھی ملالہ کے والد ضیاالدین یوسف زئی کو اپنے کالموں میں طعنے دیتے ہیں کہ اس نے لالچ میں آ کر پٹھانوں کے کلچر کو بدنام کیا۔ پہلے بی بی سی کے مقامی بیورو چیف نے جس نے دہشت گردی کی آڑ لے کر طالبان کو بدنام کرنا تھا اس کی ڈائری گل مکئی کے مصنوعی نام سے لکھنی شروع کی۔ بی بی سی سے اس کی خوب

تشہیر کی گئی۔ پاکستانی میڈیا نے بھی اس کی خوب شہیر کی۔ بی بی سی کا مقامی بیورو چیف ترقی پا کر نیوز پروڈیوسر بن گیا۔ پہلے ہی دن پریس میں خبر آئی تھی کہ ملالہ کو سر اور گردن میں دو گولیاں لگی ہیں۔ زخمی سر اور گردن کا کوئی فوٹو جاری نہیں کیا گیا۔ بلکہ آج تک نہ گردن والے زخم کی کوئی تصویر جاری کی گئی نہ سر کی ایسی تصویر جس سے ظاہر ہو کہ آپریشن کے لیے سر کے بال کاٹے گئے اور سر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ بلکہ سوشل میڈیا نے لندن میں بنائی گئیں ملالہ کی صاف ستھری چہرے کی تصویں جاری کی ہیں۔ جب زخمی ملالہ کو سوات سے پشاور منتقل کرنے کے لیے ہیلی کاپٹر میں سوار کرنا تھا تو ملالہ سرخ کپڑوں میں ملبوث چل کر ہیلی کاپٹر پر اپنے والد کے ساتھ جارہی تھی جس کا فوٹو سوشل میڈیا نے جاری کیا تھا پھر اسی سرخ کپڑوں والی لڑکی کا پشاور ہسپتال میں ڈاکٹر معائنہ بھی کرتے دکھائے گئے ہیں۔کالم نگار شہزاد عالم کے مطابق سوات میں دہشت کے دور میں ملالہ اپنے والد کے ساتھ ایبٹ آباد میں مقیم تھی جب اپنے والد کے ساتھ سوات واپس آئی اور امن کے بعد ۲۰۰۹ء میں اخپل کور ماڈل اسکول میں امن کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا جس میں یوسف زئی صاحب بھی شامل تھے اس میٹنگ میں مقامی سواتی حضرات نے جس میں غلام قادر سپین دادا نے ضیاء الدین یوسف زئی کو کھری کھری سنائیں اور سرزنش کی اور کہا کہ اس سازشی کھیل کو ختم کرو! یہ ہیں ملالہ کہانی کے مقامی چشم دید لوگ جن کے خیالات ہم نے قلم بند کئے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ چاند اخبار سوات میں مرزا عبدالقدوس کے

ایک مضمون میں سب حقیقت بیان کی گئی ہے۔ ڈاکٹر سلطان روم نے اخبار آزادی سوات میں بھی پانچ قسطوں میں ملالہ کہ کہانی بیان کی ہے۔

صاحبو! مسلم امت کا یہ حال ہے کہ ایمنسٹی انٹر نیشنل کی ایک رپورٹ میں عیسائی دنیا میں مسلمان کمیونٹی کے ساتھ امتیازی سلوک کی رپورٹ بھی موجود ہے۔ پوری دنیا میں عیسائیوں نے لاکھوں دہشت گردی کے واقعات کو مسلمانوں سے جوڑ کر نیٹ پر ڈال دیا ہے۔ میں نے نیٹ پر ''وکی مسلم'' کے نام سے تقریباً ۶۰ صفحوں سے زیادہ میں پرنٹ نکال کر رکھے ہیں۔ ہندوستان نے بھی ایک ایسی ہی پوسٹ نیٹ پر ڈالی تھی میرے فوٹو نکالنے سے پہلے ہی کسی وجہ سے ہٹا دی گئی تھی۔ میں نے یہ پرنٹ محفوظ رکھے ہوئے ہیں اس خواہش کے ساتھ کہ کاش کوئی اس کا جواب دینے والا ہو؟ ۹ □ ۱۱ کے بعد مہم کے طور پر مسلمانوں کے خلاف ایسے واقعات سے پریس بھری پڑی ہے امریکہ میں مسلمانوں نے عدالت سے رجوع کیا تھا کہ مسلمانوں کی ریکی کی جاتی ہے اور انہیں جعلی واقعات میں ملوث کیا جاتا ہے۔ میں ملالہ کی کہانی کے کرداروں سے انسانیت کے نام سے اپیل کرتا ہوں کہ کاش ان میں سے کسی کا اندر کا انسان جاگ اٹھے جیسے ایک امریکی بدمعاش کریگ مونٹیل کے اندر کا انسان جاگ اُٹھا تھا تاکہ امت مسلمہ پر لگائے جھوٹے الزام دُھل جائیں۔ صلیبیوں کی شیطانی چالوں کا اس بات سے اندازہ کیجیے کہ معروف عرب چینل الجزیرہ کی تحقیق کے مطابق امریکہ میں ایف بی آئی کے

افراد منافق بن کر اسلام لاتے ہیں ایجنٹ بن کر مساجد میں آتے ہیں اور سادہ لوح مسلمان نوجوانوں کو مساجد میں جہاد پر اُکساتے ہیں ان کے ذہن میں چھپے جہادی خیالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور دھوکا دے کر بدلہ لینے اور تخریبی کاروائیوں میں ملوث کرتے ہیں اس قسم کی تازہ مثال کریگٹ مونٹیل ایک بدماش امریکی سفید فام کی ہے ۔اس کو ایف بی آئی نے پونے دو لاکھ ڈالر دے کر اس بات پر تیار کیا۔اس نے اپنا فرضی نام فرخ عزیز ظاہر کرکے ایک صومالی نوجوان محمد عثمان محمود کو کرسمس پر دھماکہ کرنے پر تیار کیا۔ کرسمس ٹری بم سازش تخریب کاری پر اُکسایا بم میں مصنوی دھماکہ خیز مواد رکھا۔اس کے بعد عین موقعے پر بم بلاسٹ کرتے ہوئے ایف آئی بی نے اس مسلمان نوجوان کو رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا اور پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر اس کی خوب تشہیر کی ساری دنیا میں اس کرسمس ٹری بم سازش کا پروپیگنڈہ کیا گیا اور مسلمانوں کا دنیا بھر میں دہشت گرد ہونے کا واویلا مچایا گیا۔ صلیبی مکر کرنے والوں سے اللہ کا مکر جیت گیا اور کریگٹ مونٹیل کے اندر کا انسان جاگ اٹھا اور اس نے اس بات کا اعتراف کیا پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے سامنے ساری سازش کو بے نقاب کر دیا۔ پہلے تو ایف بی آئی کے اعلیٰ افسران نے اس واقعے سے انکار کیا پھر جب کیریگٹ مونٹیل نے ایف بی آئی کا نشان پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے سامنے پیش کیا تو ایف بی آئی نے کہا کہ مجرموں کی تلاش میں ایسے کام کرنے پڑتے ہیں۔ کریگٹ مونٹیل نے ایف بی آئی پر مقدمے کا اعلان کر دیا ہے۔ اللہ سے دعا ہے

کہ کوئی ایسا ہی کردار ملالہ کی کہانی میں بھی پیدا ہو جائے۔

آزادی مارچ، انقلاب مارچ اور یوم آزادیِ پاکستان؟

اتنی قلیل مدت میں کسی بھی منتخب حکومت کے خلاف لوگوں کا متنفر ہونا ایک منفرد واقعہ ہے۔ یہ بھی منفرد واقعہ ہے کہ عین انتخاب کے آخری لمحے پر کوئی سیاسی لیڈر یہ بیان آن ائیر کر دے کہ مجھے پارلیمنٹ میں اکثریت چاہیے۔ اگر راز کو راز رکھنا کا گر جانتے ہوتے تو یہ بھی بیان دیا جا سکتا تھا کہ ہم اکثریت سے کامیاب ہونگے تو بات بن جاتی۔ اُدھر نمبر بنانے کے چکر میں ۳۵ پنکچرز لگانے کے کوڈ ورڈز بھی اپنا کام کر گئے اور راز فاش ہو گیا۔ کراچی میں تو دھاندلی اور ظلم کی انتہا کر دی گئی اور جماعت اسلامی کو انتخابات کا بائی کاٹ کرنا پڑا۔ ۴ حلقے نہ کھول کر بھی غلطی کر دی گئی۔ عمران خان کے خیالات سے محسوس ہوتا ہے کہ نواز شریف صاحب کو جس نادیدہ قوت سے پارلیمنٹ میں اکثریت مانگ رہے تھے اُس نے اُنہیں پارلیمنٹ میں اکثریت دلائی تھی۔ بدقسمتی کہیے یا نواز شریف صاحب کی بے تدبیری کہ وہ ملک کے حساس ادارے سے بھی اُلجھ پڑے۔ایک قوم پرست صحافی کے برخوردار جو کالمسٹ اور ٹی وی اینکر بھی ہیں کے واقعے کو مس ہینڈلنگ کرتے ہوئے گرداب میں پھنس گئے۔ایک ٹی وی چینل نے جس طرح ملک کے قابل قدر ادارے آئی ایس آئی کے سربراہ پر بغیر ثبوت کے گھنٹوں الزام تراشی جاری رکھی تھی تو اِس الزام ترشی کی مخالفت کو کنٹرول کرنا حکومت کام تھا کیونکہ ملک کے

ادارے حکومت کے ادارے ہوتے ہیں مگر حکومت ایسا نہ کر سکی بلکہ غیر محسوس طور پر ٹی وی چینل کی حمایت کو بھی عوام نے صحیح قدم نہ سمجھا۔ آئی ایس آئی کے حق میں عوام نے ملک بھر میں احتجاج شروع کر دیا۔ حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی۔ ملک کے کیبل آپریٹروں نے جب جیو ٹی وی کے ملک دشمن اور مذہب دشمن پروگرام کے خلاف ہو گئے تھے اور جیو کو آن ایئر کرنے سے انکار کیا تو آزادی اظہار کے نام پر ان کی گرفت کی گئی جو نادانی تھی۔ کیا آزادی کے نام پر ملک دشمنوں کے سامنے اپنے قابل قدر ادارے آئی ایس آئی کو بدنام کرنا آزدی اظہار ہے؟ ملک میں بیر روزگاری پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ لوگ مہنگاہی کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اس کا ادراک کرنے کے بجائے حکومت چین سے گوادر سے کوری ڈور بنانے کے منصوبے بناتی رہی۔ یہ ایسا ہی ہے کہ بھوکوں کو روٹی نہیں مل رہی اور انہیں بسکٹ کھانے کا کہا جا رہا ہے۔ چھ ماہ میں لوڈ شیڈنگ نہ ختم کی تو میرا نام بدل دیں کے نعرے لگا کر اقتدار تو حاصل کر لیا مگر سوا سال گزر گیا لوڈ شیڈینگ میں ذرا برابر فرق نہیں آیا۔ ملک کی انڈسٹری پہلے سے زیادہ بد حال ہو گئی۔ ملک میں دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے طالبان سے مذاکرات شروع کئے گئے مگر بودے طریقے سے ڈیل کر کے وقت ضائع کیا گیا اور بدنامی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ کراچی ایئر پورٹ حملے میں بیرونی عناصر ملوث تھے۔ حملے کے فوراً بعد فوج نے شمالی وزیرستان آپریشن شروع کر دیا۔ اس سے ایک مخصوص لابی تو خوش ہو گئی مگر تاریخ سے واقف لوگ کہتے رہے ہیں کہ کیا

گوریلا جنگ جو دشمنوں نے ہمارے ملک پر مسلط کر دی ہے اور ہماری فوج کو اُلجھا دیا اس سے نکلنے کا طریقہ مذاکرات کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کیا امریکہ ویت نام کے گوریلوں سے جیت سکا تھا؟ کیا امریکا اب بھی افغانستان میں بھاگنے کے راستے تلاش نہیں کر رہا؟ امریکا اِس آپریشن کے لیے سالوں سے کوشش کرتا رہا ہے جس کا اظہار فوج کے شعبہ اطلاعات کے سابق سربراہ میجر جنرل اطہر عباس نے پریس میں انکشاف کیا تھا۔ مگر فوج ایسا کرنے سے رُوکی رہی۔ امریکا کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ وہ اپنی گریٹ گیم کے تحت پاکستانی فوج کو اپنے ہی ملک میں اپنوں سے ہی اُلجھا دیا جائے۔ حکومت کا یہ حال ہے کہ آپریشن شروع ہونے کے دو دن بعد اُس نے اِسے اُون کیا اور پارلیمنٹ میں وزیر اعظم صاحب نے خطاب کیا۔ دہشت گردی کو جڑ سے اُکھڑنے کی بات کی جو اپنی سیاسی برتری ثابت کرنے کے لیے اس سے پہلے بھی کی جا سکتی تھی۔ طاہر القادری صاحب کی جنگ جویانا انقلابی مہم کو غلط طریقے سے ہینڈل کیا گیا۔ گلو بٹ جیسے کردار نے حکومت کو بدنام کیا۔ حکومت اپنے شہریوں کی جان کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے نہ کہ اختلافات کی بنا پر انہیں جان سے مار دے۔ پہلے طاہر القادری صاحب کے ۱۲ کارکن ہلاک ہوئے اب یوم دعاء پر بقول طاہر القادری صاحب کے چار مذید کارکن ہلاک کر دیئے گئے۔ اس سے طاہر القادری صاحب کے جنگ جویانا انقلابی مہم کو مہمیز ملی۔ عمران خان صاحب کے آزدای تحریک کو بھی مذاکرات سے حل کیا جا سکتا تھا مگر حکومت کی سرد مہری نے حالات خراب سے خراب تر کر دیئے۔ اب ایک

طرف عمران خان صاحب آزادی مارچ، طاہر القاری صاحب انقلاب مارچ کو اسلام آباد کی طرف کال کا حکم دے چکے ہیں اور یک جان ہو گئے ہیں۔ ان کی حمایت میں چوہدری برادران جو ۱۰ مرتبہ فوجی وردی میں صدر چننے کا ریکارڈ بیان دے چکے ہیں۔ اس تحریک میں دل و جان سے شریک ہو چکے ہیں۔ شیخ رشید صاحب اپنی جماعت کے اکلوتے لیڈر تو ہر برات کے براتی بننے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں اب پھر افراتفری پیدا کرنے میں اتحادی بن چکے ہیں۔ سنی اتحاد کونسل، مجلس وحدت المسلمین بھی قادری صاحب کے ساتھ ہیں۔

قارئین! جماعت اسلامی، پیپلز پارٹی، ایم کیو ایم اور اپوزیشن کی سب پارٹیوں نے کہا ہے کہ پرامن مارچ کرنا سب کا جمہوری حق ہے۔ حکومت کو اس روایات برقرار رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے حکومت کو احتجاج کے لیے کھلا راستہ دینا چاہیے اور رکاوٹیں ہٹا دینی چاہیں۔ صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ معزز عدلیہ نے احتجاج روکنے کی درخواست پر بھی حکم جاری کیا ہے کہ حکومت سیاسی پارٹیوں سے امن و امان کے لیے رابطہ کرے۔ مگر حکومت نے بھی لاہور میں مظاہرہ کرنے کا اعلان کر دیا ہے جو اس وقت مناسب نہیں۔ پہلے ہی حکومت کی غلط سیاسی غلطی کی وجہ سے طاہر القادری صاحب اور عمران آپس میں مل گئے ایم کیو ایم نے بھی کھانا پہنچانے کے معاملے پر دھمکی دی تھی۔ صاحب عمران خان صاحب اور طاہر القادری صاحب کو اپنے کارکنوں کو بھی پرامن رہنے کا کہنا چاہیے۔ مگر

عوام نے محسوس کیا ہے کہ عمران خاں صاحب اور طاہر القادری صاحب کے بیانات کارکنوں کو اُکسانے کا موجب بن رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ طاہر القادری صاحب کی جماعت کے ساتھ حکومت نے زیادتی کی ہے۔ لیکن یہ ملک سب کا ہے اس وقت سمجھداری اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ مگر بدقسمتی ہے کہ طاہر القادری صاحب نے تو آگ بھڑکا دی ہے۔ اگر سیاست دانوں نے پرامن رہ کر سیاسی معاملات نہ چلائے تو فوج جو دہشت گردوں کے خلاف ضربِ عضب میں مصروف ہے کو حسب روایات مداخلت کرنی پڑے گی جو یقیناً ایک ناپسندیدہ اقدام ہوگا۔ عوام بصد مجبوری اس کا خیر مقدم کریں گے۔ اور حالات سیاست دانوں کے ہاتھ سے نکل جائیں اور دشمن یہی چاہتے ہیں۔ ہماری فوج کو بھی چاہیے کی وہ غیر جانبدار رہے۔ اسی میں اس کی عزت اور وقار ہے۔ احتجاج کرنے والوں دونوں صاحبان سے درخواست ہے اپنی انقلاب مارچ اور آزادی مارچ کر کے یوم آزادی کے دن اسلام آباد کو سیاسی اکھاڑا نہ بنائیں اور دنیا میں بدنامی کا باعث نہ بنیں۔ اپنے احتجاج کو یوم آزادی ۱۴ اگست سے کسی آگے کی تاریخ تک لے جائیں تاکہ ساری قوم یک سو ہو کر یوم آزادی کی خوشیاں منائیں۔ اللہ ہمارے ملک کا حامی و ناصر ہو آمین۔

مسلم معاشرہ اور جدید میڈیا کا کردار !

مسلم معاشرے سے مراد اگر موجودہ مسلم معاشرہ ہے تو یہ مسلم معاشرے کی بگڑی ہوئی شکل ہے مسلم معاشرے کو ہمارے آقاؤں نے توڑ پھوڑ دیا ہے اس کی مثال کچھ واقعات سے ہم اخذ کر سکتے ہیں جب صلیبیوں نے ترکی کو شکست دی خلافت کو ختم کیا مسلمانوں کو چھوٹے چھوٹے راجوڑوں (ملکوں) میں بانٹ دیا تو ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ ہم نے مسلم معاشرے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے اتاترک نے ترکی میں اسلام کی ساری کی ساری معاشرت کو ریاستی جبر سے ختم کیا اس کی جگہ مغرب کی شیطانی معاشرت کو رائج کر دیا جس کو آج تک سنبھلنے کا موقعہ نہیں مل سکا۔ کچھ مدت پہلے ایسی ہی کوشش کا ذکر بھارت میں کانگریس کی سربراہ سونیا گاندھی نے کیا اور کہا تھا کہ مسلمانوں کی معاشرت (تہذیب) کو ہم نے ختم کر دیا اسی طرح یہودیوں کے پروٹکول میں بھی درج ہے کہ فلاں وقت تک ہم نے میڈیا پر کنٹرول حاصل کرنا جو انہوں نے حاصل کر لیا جس پر عمل کرتے ہوئے اس وقت دنیا کی تمام بڑی بڑی خبر رساں ایجنسیاں اور الیکٹرونک میڈیا پر یہودیوں کے کنٹرول میں ہیں دنیا اور خصوصاً مسلم معاشرے میں وہی خبر آتی ہے جو وہ چھان بین کر اپنے مطلب کی بنا کر نشر کرتے یا پیش کرتے ہیں دوسری طرف مسلم دنیا میں میڈیا پر کوئی خاص پیش رفت نہیں

کی گئی جس وجہ سے مغربی میڈیا جس رخ پر مسلم معاشرہ کو چاہتا ہے ہانک کر لے جاتا ہے بلکہ مسلم حکومتوں میں ڈالر کی چمک دکھا کر میڈیا کے لوگوں کو خریدا جاتا جس کی خبریں ہمیں پاکستان میں بھی اکثر ملتی رہتی ہیں۔

صحیح مسلم معاشرہ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مدینے میں قائم ہوا تھا جسے دنیا کی شیطانی قوتیں ہر دور میں ختم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں مگر وہ اسے بالکل ختم نہیں کر پائے صرف اس میں بگاڑ پیدا کر سکے ہیں۔ میڈیا نام ہے معلومات کی ابلاغ کا، الیکٹرونک، پرنٹ یا زبانی ہو۔ میڈیا کے ذریعے معاشرے پر اثر انداز ہونا، معاشرے کی نشوونما پر میڈیا کا اثر ہر زمانے میں مانا گیا ہے اسلام سے پہلے بادشاہوں کے دور میں یہ کام بادشاہ کے قصہ گو زبانی عوام تک بادشاہ کی خبریں پہنچاتے تھے جس میں اللہ سے ڈرنے کے بجائے بادشاہ سے ڈراتے تھے طریقہ یہ رائج تھا کہ " قصہ گو خبر کو اس طرح عوام تک پہنچاتے تھے کہ ایک تھا بادشاہ تیرا میرا اللہ بادشاہ. . .پھر آگے خبر شروع ہو جاتی تھی" رسولؐ نے جہاں دنیا کے سارے غلط چلن ختم کیے وہاں میڈیا کی سمت بھی درست کی خبر کو عام کرنے کے لیے مقدس جگہ مسجد تھی رسولؐ مسجد نبوی کے ممبر پر بیٹھ کر (خبر) احکامات دیا کرتے تھے جو معاشرے میں اللہ کے حکم کا درجہ رکھتی تھی اُس پر ہر مسلمان کا عمل فرض قرار دیا گیا تھا اسی مسجد کے میڈیا کے ذریعے مسلم معاشرہ قائم ہوا

تھا عام مسلمان کسی بھی خبر کو پہلے تحقیق کر کے آگے بیان کیا کرتا تھا کسی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ کافی تھا کہ اِدھر سے بات سنی اُدھر بغیر تحقیق کے آگے پھیلا دی یہی مسلم معاشرہ اسی دنیا میں خلفائے راشدینؓ کے دور تک قائم تھا مساجد میں خطیب اللہ کی کبرایائی جو سب سے بڑی خبر ہے کے ساتھ ساتھ مسلم معاشرے کی نشو ونماء اور اخلاق سدھارنے کی ذمہ داری بھی ادا کرتے تھے سارا مسلم معاشرہ، ایک مسلم قومیت میں زعم ہو گیا تھا اسی مسلم معاشرے پر شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے کہا تھا۔

. . . اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر"

"خاص ہے ترکیب میں ہے قومِ رسولِ ہاشمیؐ

پھر اس مسلم معاشرے میں تبدیلی آنا شروع ہوئی خلافت عام مسلمانوں کی رائے کے بجائے اپنے خاندان میں قائم ہونے لگی خزانہ حکمرانوں کے ذاتی ملکیت میں چلا گیا۔ وفاداری کا معیار اللہ اور رسولؐ کی بجائے حکمرانوں کے ساتھ منسلک ہو گیا فرد کی آزادی کم سے کم ہوتی گئی مسجد جو اس وقت کا سب سے بڑا میڈیا کا ذریعہ تھی حکمرانوں کے کنٹرول میں چلا گیا اب وہی بات صحیح مانی گئی جو حکمرانوں نے کہی جس نے حق و سچ بیان کرنے کی کوشش کی اس کے گلے کاٹے گئے اور پسِ زنداں ڈالے گئے۔

پھر دنیا میں فاصلے کم ہونا شروع ہوئے ابلاغ میں آسانی پیدا ہوئی سفری سہولتیں جانوروں کے بجائے مشین کے ذریعے حاصل ہو گئیں موٹر کار اور ہوائی جہاز نے آسانیاں پیدا کر دیں ساتھ ہی ساتھ ذرائع ابلاغ نے ترقی کی چھاپا خانے وجود میں آئے اس کے بعد ریڈیو ایجاد ہوا فلم جس میں انسان کی شکل سامنے دیکھی جا سکتی تھی ایجاد ہوئی ٹیلیوژن ایجاد ہوا بلا آخر ایسے ذریعے ایجاد ہوئے کہ ایک شخص زمین کے ایک کونے سے اپنی بات پوری دنیا کو سنانے کے قابل ہو گیا۔ان آسانیوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مقتدر قوموں اور حکومتوں نے اپنے مقصد کے لیے اپنے مخالفوں کے اندر نفوذ کرنا شروع کیا جدید میڈیا سے خوف کی فضاء پیدا کی گئی جیسے افغان جہاد میں اس کے حواری ڈراتے تھے کہ روس ایک دفعہ جس ملک میں داخل ہوا واپس نہیں گیا اب یہودی کلٹرولڈ میڈیا امریکہ سے کمزور قوموں کو ڈرا رہا ہے اسی میڈیا کے ذریعے اپنی تہذیب کو بڑھا چڑھا کے پیش کر رہے ہیں اپنے فنکاروں سے ڈراموں کے ذریعے پرانی تہذیبوں کا مذاق اُڑایا گیا اور اس کی جگہ اپنی تہذیب کو ترقی کے لیے زینے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اسی میڈیے کے زور سے کمزور قوموں کی معاشرت کو ختم کر کے اپنی معاشرت کو پروان چڑھایا جاتا ہے مختلف قسم ڈینز منائے جاتے ہیں جیسے آج ویلنٹائین ڈے منایا جا رہا ہے بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے ذریعے بھی یہ کام کیا جا رہا ہے۔ مسلم معاشرے خاص کر پاکستان میں ان تمام ذریعوں کو استعمال کیا جا رہا ہے مغربی شیطانی معاشرہ جس، میں بے حیائی عام ہے عورت جو

اسلام میں ماں بہن بیٹی کے روپ میں تقدس کی مالک ہے مغرب میں اسے شمعِ محفل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے معاشی ضرروت کے لیے اسے نیم عریاں کر کے پیش کیا جارہا ہے سرمایہ دار کا کوئی پروڈکٹ جب تک عورت کا حسین جمیل چہرہ نہ پیش کیا جائے فروخت ہی نہیں ہوتا ہوٹلوں اور کلبوں میں عورتیں مادرزاد ننگی ہو کر بیلے ڈانس پیش کرتیں ہیں فعل قوم لوط کو عام کر دیا گیا ہے بلکہ مغرب نے اس قبیح فعل کو آئین کا حصہ بنا دیا ہے پچھلے دنوں ہمارے دوست نما دشمن امریکا کے سفارت خانے میں ہم جنسوں کا اجتماع ہوا تھا جو ہمارے مذہب اور معاشرت پر حملہ ہے خاموشی سے ہمارا سکوں میں جنسی تعلیم رائج کر دی گئی ہے مغرب میں ایک ہی پانی کے عوض میں باپ بھائی ماں بیوی بہن نیم عریاں نہانے کے لباس میں نہاتے ہیں جس سے بے حیائی پھیلتی ہے جبکہ مسلم معاشرے میں عریانی نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ سوسائٹی میں پردے کا حکم ہے مغربی معاشرے میں عورت کو بھی کمائی میں لگا دیا ہے جبکہ اسلام میں گھر کی معاشی ضروریات کا ذمہ دار مرد ہے عورت پر معاشی ذمہ داری نہیں ہے ان غلط کاموں کی وجہ سے مغرب کا معاشرہ سیکسی سوسائٹی بن گیا ہے باپ کے سامنے نوجوان بیٹی کہتی ہے او کے ڈیڈ میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ جارہی ہوں ان کے خاندانی نظام کا یہ حال ہے کہ مرد کارخانے سے شام کو کام سے واپس آتا ہے بیوی کی طرف سے میز پر تحریر پڑی ہوتی ہے میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہوں کل کورٹ میں فیصلے کے لیے آجانا مغرب کے اپنے سروے کے مطابق مغربی معاشرے میں

چالیس فی صد حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں اس جدید شیطانی معاشرے کی کیا کیا خامیاں بیان کی جائیں مغربی معاشرہ مکمل تباہ ہو چکا ہے اسی معاشرے کو جدید میڈیا مسلم دنیا اور پاکستان میں خاص کر پیش کر رہا ہے حکومتیں جن کا کام عوام کی حفاظت کے ساتھ ان کی تہذیب کی بھی رکھوالی ہوتی ہے بری طرح اس جدید میڈیے کے شکنجے میں پھنسی ہوئی ہے اس کی وجہ بیرون ملکوں سے قرضوں کا حصول ہے جو قرض دیتے ہیں وہ اپنی شیطانی تہذیب بھی مسلط کرتے ہیں پاکستان میں الیکٹرونک میڈیا گھنٹوں فلمی ایکٹرسوں کی موت ان کی عمر اور ان کی کارکردگی پر شو پیش کرتے ہیں اس کے مقابلے میں قوم کے ہیروں کو وقت نہیں دیا جاتا جو پاکستانی مسلم تہذیب کے مخالف ہیں انہیں زمین سے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا جاتا جیسے حال ہی میں ملالہ کو پوری دنیا کا لیڈر بنا دیا گیا ہے۔

مغربی ملک خاص کر امریکا میڈیا کو خریدنے کے لیے فنڈ مختص کرتے ہیں اس سے پاکستانی میڈیا بھی مستفیض ہوا ہے اسی لیے اس کو امریکی فنڈڈ میڈیا کہا جا رہا ہے دوسری طرف امن کی آشا کے نام پر بھارتی ہندوانا تہذیب کو پاکستان پر زبردستی ٹھونسا جا رہا ہے یہ اسی جدید میڈیا کا کردار ہے جو ہمارا معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے ایک ایک کر کے اسلامی قدروں کو ختم کیا جا رہا ہے اس میں پاکستانی حکومتیں بین الاقوامی قوانین کے تحت پابند ہیں اقوام متحدہ کے بین الاقوامی ادرے جو مغربی صلیبی ملکوں کے قبضے میں ہیں جو خود شیطانی

تہذیب کے معمار ہیں وہ دنیا میں کبھی ماں کا دن، باپ کا دن، بچوں کا دن، عورتوں اور ویلنٹائن ڈے منانے کے ذریعے اپنی تہذیب مسلط کر رہے ہیں یہ جدید میڈیا کا کردار ہے جس نے مسلم معاشرے خاص کر پاکستانی معاشرے کو اسلام سے دور کیا ہے۔ بے حیائی کو عام کیا ہے بانی پاکستان قائد اعظمؒ کے اسلامی پاکستان کے ویژن کے خلاف سیکولر زم کے پرچار کرنے کا ٹھیکا لیا ہوا ہے پر امن اسلام کو دہشت گرد بنا دیا ہے کل کے وفاداروں کو غدار بنا کر پیش کر رہا ہے یہ ہے مسلم معاشرے پر جدید میڈیا کا کردار۔

آزادی دھرنا، انقلاب دھرنا اور حکومتی خاموشی؟

دونوں دھرنے جاری ہیں اور اب ٹرننگ پوئنٹ پر پہنچ چکے ہیں دونوں نے نواز شریف کو استعفیٰ دینے کا کہا ہے عمران خان صاحب آج ریڈ زرون کراس کرنے اور طاہرالقادری صاحب نے ۲۴ گھنٹے کا الٹی میٹم دے رکھا ہے اُدھر حکومت خاموشی سے حالات کا جائزہ لے رہی ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ حالات خراب کیسے ہوئے اور وقت پر حل کیوں نہ کیے گئے۔ پاکستان میں اتنی قلیل مدت میں کسی بھی منتخب حکومت کے خلاف لوگوں کا متنفر ہونا ایک منفرد واقعہ ہے۔ یہ بھی منفرد واقعہ ہے کہ عین انتخاب کے آخری لمحے پر کوئی سیاسی لیڈر یہ بیان آن ائیر کر دے کہ مجھے پارلیمنٹ میں اکثریت چاہیے۔ اگر راز کو راز رکھنا کا گر جانتے ہوتے تو یہ بھی بیان دیا جا سکتا تھا کہ ہم اکثریت سے کامیاب ہونگے تو بات بن جاتی۔ اُدھر نمبر بنانے کے چکر میں ۳۵ پنکچرز لگانے کے کوڈ ورڈز بھی اپنا کام کر گئے اور راز فاش ہو گیا۔ کراچی میں تو دھاندلی اور ظلم کی انتہا کر دی گئی اور جماعت اسلامی کو انتخابات کا بائی کاٹ کرنا پڑا۔ ۴ حلقے نہ کھول کر بھی غلطی کر دی گئی۔ عمران خان کے خیالات سے محسوس ہوتا ہے کہ نواز شریف صاحب کو جس نادیدہ قوت سے پارلیمنٹ میں اکثریت مانگ رہے تھے اُس نے اُنہیں پارلیمنٹ میں اکثریت دلائی تھی۔

بد قسمتی کہیے یا نواز شریف صاحب کی بے تدبیری کہ وہ ملک کے حساس ادارے سے بھی اُلجھ پڑے۔ایک قوم پرست صحافی کے برخوردار جو کالمسٹ اور ٹی وی اینکر بھی ہیں کے واقعے کو مس ہینڈلنگ کرتے ہوئے گرداب میں پھنس گئے۔ایک ٹی وی چینل نے جس طرح ملک کے قابل قدر ادارے آئی ایس آئی کے سربراہ پر بغیر ثبوت کے گھنٹوں الزام تراشی جاری رکھی تھی تو اِس الزام ترشی کی مخالفت کو کنٹرول کرنا حکومت کام تھا کیونکہ ملک کے ادارے حکومت کے ادارے ہوتے ہیں مگر حکومت ایسا نہ کر سکی بلکہ غیر محسوس طور پر ٹی وی چینل کی حمایت کو بھی عوام نے صحیح قدم نہ سمجھا۔آئی ایس آئی کے حق میں عوام نے ملک بھر میں احتجاج شروع کر دیا۔حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی۔ ملک کے کیبل آپریٹروں نے جب جیو ٹی وی کے ملک دشمن اور مذہب دشمن پروگرام کے خلاف ہو گئے تھے اور جیو کو آن ایئر کرنے سے انکار کیا تو آزادی اظہار کے نام پر ان کی گرفت کی گئی جو نادانی تھی۔ کیا آزادی کے نام پر ملک دشمنوں کے سامنے اپنے قابل قدر ادارے آئی ایس آئی کو بدنام کرنا آزدی اظہار ہے؟ملک میں بیروزگاری پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ لوگ مہنگاہی کی وجہ سے پریشان ہیں۔اس کا ادراک کرنے کے بجائے حکومت چین سے گوادر سے کوری ڈور بنانے کے منصوبے بناتی رہی ۔یہ ایسا ہی ہے کہ بھوکوں کو روٹی نہیں مل رہی اور انہیں بسکٹ کھانے کا کہا جا رہا ہے۔چھ ماہ میں لوڈ شیڈنگ نہ ختم کی تو میرا نام بدل دیں کے نعرے لگا کر اقتدار تو حاصل کر لیا مگر سوا سال گزر گیا لوڈ شیڈینگ میں ذرا

برابر فرق نہیں آیا۔ ملک کی انڈسٹری پہلے سے زیادہ بد حال ہو گئی۔ ملک میں دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے طالبان سے مذاکرات شروع کئے گئے مگر بودے طریقے سے ڈیل کرکے وقت ضائع کیا گیا اور بدنامی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ کراچی ایئر پورٹ حملے میں بیرونی عناصر ملوث تھے۔ حملے کے فوراً بعد فوج نے شمالی وزیرستان آپریشن شروع کر دیا۔ اس سے ایک مخصوص لابی تو خوش ہو گئی مگر تاریخ سے واقف لوگ کہتے رہے ہیں کہ کیا گوریلا جنگ جو دشمنوں نے ہمارے ملک پر مسلط کر دی ہے اور ہماری فوج کو اُلجھا دیا اس سے نکلنے کا طریقہ مذاکرات کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کیا امریکہ ویت نام کے گوریلوں سے جیت سکا تھا؟ کیا امریکا اب بھی افغانستان میں بھاگنے کے راستے تلاش نہیں کر رہا؟ امریکا اِس آپریشن کے لیے سالوں سے کوشش کرتا رہا ہے جس کا اظہار فوج کے شعبہ اطلاعات کے سابق سربراہ میجر جنرل اطہر عباس نے پریس میں انکشاف کیا تھا۔ مگر فوج ایسا کرنے سے رُوکی رہی۔ امریکا کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ وہ اپنی گریٹ گیم کے تحت پاکستانی فوج کو اپنے ہی ملک میں اپنوں سے ہی اُلجھا دیا جائے۔ حکومت کا یہ حال ہے کہ آپریشن شروع ہونے کے دو دن بعد اُس نے اِسے اُون کیا اور پارلیمنٹ میں وزیر اعظم صاحب نے خطاب کیا۔ دہشت گردی کو جڑ سے اُکھڑنے کی بات کی جو اپنی سیاسی برتری ثابت کرنے کے لیے اس سے پہلے بھی کی جا سکتی تھی۔ طاہر القادری صاحب کی جنگ جو یا نا انقلابی مہم کو غلط طریقے سے ہینڈل کیا گیا۔ گلو بٹ جیسے کردار نے حکومت کو بدنام

کیا۔حکومت اپنے شہریوں کی جان کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے نہ کہ اختلافات کی بنا پر انہیں جان سے مار دے۔ پہلے طاہر القادری صاحب کے ۱۲کارکن ہلاک ہوئے اب یوم دعاء پر بقول طاہر القادری صاحب کے چار مذید کارکن ہلاک کر دیئے گئے۔ اس سے طاہر القادری صاحب کے جنگ جویانا انقلامی مہم کو مہمیز ملی۔

اب تو عدالت نے حکم جاری کیا ہے کی کہ نواز شریف صاحب ،شہباز شریف صاحب اور دوسروں کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے جس سے انصاف ملنے کی توقع پیدا ہو گئی ہے۔ حالات کو مزاکرات کے ذریعے حل کیا جا سکتا تھا مگر حکومت کی سرد مہری نے حالات خراب سے خراب تر کر دیئے ہیں۔ عوامی تحریک کی حمایت میں چوہدری برادران حاضر ہیں ویسے بھی ۱۰ مرتبہ فوجی وردی میں صدر چننے کا ریکارڈ بیان دے چکے ہیں اس تحریک میں دل و جان سے شریک ہو چکے ہیں۔ شیخ رشید صاحب اپنی جماعت کے اکلوتے لیڈر تو ہر برات کے براتی بننے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں اب پھر اتحادی بن چکے ہیں۔ سنی اتحاد کونسل ، مجلس وحدت المسلمین بھی قادری صاحب کے ساتھ ہیں۔

قارئیں ! جماعت اسلامی ، پیپلز پارٹی،ایم کیو ایم اور اپوزیشن کی سب پارٹیوں نے کہا ہے کہ پرامن احتجاج کرنا سب کا جمہوری حق ہے ساتھ ہی ساتھ یہ تینوں جماعتیں صلح صفائی کی کوششیں بھی کر رہی ہیں جو انشاء اللہ ضرور کامیاب ہو گی۔

فوج دہشت گردوں کے خلاف ضربِ عضب میں مصروف ہے۔ حکومت کو جلدی کا مظاہرہ کرکے حالات کو سیاسی طریقے سے کنٹرول کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ فوج کو حسب روایات مداخلت کرنی پڑے جو یقیناً ایک ناپسندیدہ اقدام ہو گا۔ عوام بصد مجبوری اس کا خیر مقدم کریں گے۔ اور حالات سیاست دانوں کے ہاتھ سے نکل جائیں اور دشمن یہی چاہتے ہیں۔ ہماری فوج کو بھی چاہیے کی وہ غیر جانبدار رہے۔ اسی میں اس کی عزت اور وقار ہے۔ احتجاج کرنے والوں دونوں صاحبان سے درخواست ہے اپنی انقلاب دھرنے اور آزادی دھرنے کو کنٹرول میں رکھیں۔

جماعت اسلامی کا لبیک یا غزہ ملین مارچ کراچی

کراچی بلکہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا یا غزہ ملین مارچ کے انعقاد کا سہرا جماعت اسلامی کے سر ہی سجا ہے۔ واقعی جماعت اسلامی اس کی حقدار بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب انجینئر صابر احمد نائب قیم جماعت اسلامی کراچی اور اسامہ رضی امیر جماعت اسلامی شرقی کراچی نے اسٹیج سیکرٹیری کے فرائض انجام دے کر، اور گرما گرم نعرے لگا کر شہید تغمہ شجاعت حاصل کرنے والے جناب نصراللہ شجیع کی یاد تازہ کر دی۔ ایف ٹی سی برج کو جماعت اسلامی اور فلسطین کے جھنڈوں اور بینروں سے سجایا گیا تھا۔ اسٹیج پر ایک بڑا بینر جس پر ''لبیک یا غزہ اور اہل غزہ کی مزاحمت کو سلام'' درج تھا لگایا گیا تھا۔ کراچی کے لاکھوں شہری وقت سے پہلے ہی ملین مارچ میں جوش وخرش کے ساتھ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ ان کے ایک ہاتھ میں لبیک یا غزہ کے کتبے اور دوسرے ہاتھ میں جماعت اسلامی اور فلسطین کے جھنڈے اُٹھائے ہوئے تھے۔ غزہ کے مظلوم و بے کس مسلمانوں کے ساتھ یکجہتی کے لئے سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے علاوہ، مرد، خواتین، بچے، نوجوان، بوڑھے، سول سوسائٹی کے افراد، وکلا، تاجر یعنی زندگی کے ہر شعبہ کے لوگ ملین مارچ میں شریک ہوئے۔ شرکا نے شارع فیصل

پر ایف ٹی سی تک پیدل مارچ کیا۔ اسٹیج سے مسلسل لبیک یا غزہ کا ترانہ گونجتا رہا۔ جماعت اسلامی کے کارکن حماس اور القسام کا لباس پہنے ہوئے سیکورٹی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ملین مارچ کا نعرہ اسرائیل کا ایک علاج الجہاد الجہاد گونج رہا تھا۔ فلسطین کی آزادی تک جنگ رہے گی کے نعرے لگائے جارہے تھے۔ پورے شارع فیصل اور شہر کی اہم شاہراوں اور چورنگیوں پر جماعت اسلامی اور فلسطین کے پرچم لگائے گئے تھے۔ شہر میں جگہ جگہ استقبالیہ کیمپ لگائے گئے تھے۔ پورے شہر میں یا غزہ کے نعرے لگاتے فلوٹس جو جماعت اسلامی اور فلسطین کے جھنڈوں سے مزین تھے گھومتے رہے۔ کارکنوں نے فلسطین کے جھنڈوں سے پرنٹ کی ہوئی شرٹیں پہنی ہوئی تھیں۔ طلبا نے ۲۰۰ میٹر پاکستان اور ۱۰۰ میٹر فلسطین کے پرچم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ جمعیت کے طلبہ نے ایک کروڑ روپے امیر جماعت اسلامی کو پیش کئے۔ گو کہ کراچی کی عوام وقت سے پہلے ہی ملین مارچ کے لئے شارع فیصل پر جمع ہو گئے تھے مگر پانچ بج کر بارہ منٹ پر تلاوت قرآن پاک سے ملین مارچ کا پروگرام شروع ہوا۔ اس کے بعد نعت شریف پڑھی گئی۔ امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب نے دوسری جماعتوں کے مقریرین کی تقریروں کے بعد اورپروگرام کے آخر میں چھ بج کر چالیس منٹ پر خطاب کا آغاز کیا۔ امیر جماعت اسلامی جناب سراج الحق نے فرمایا پاکستان کے مسلمان بیت المقدس کی آزادی کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ انہوں

نے حکمرانوں سے جہاد کا اعلان کرنے کا کہا۔ اگر حکمرانوں نے ایسا نہ کیا تو پاکستان کے اٹھارہ کروڑ مسلمان اپنا فرض ادا کریں گے۔ فلسطین پر یہودیوں کو قبضہ نہیں کرنے دیں گے۔انہوں نے کہا یہ ملین مارچ بڑی طاقتوں کے لیے پیغام ہے۔ مسلمان کبھی بھی فلسطین پر اسرائیل کا قبضہ تسلیم نہیں کریں گے۔ ملین مارچ نے عالم اسلام کا ایجنڈا واضح کر دیا ہے۔اسلام آباد میں جو مسئلہ چل رہا ہے لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں۔ اس ملین مارچ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگ فلسطین ،مکہ اور مدینہ کی طرف دیکھ رہے ہیں جماعت اسلامی نے غزہ کے مظلوموں کو پانچ کروڑ پیش کر دیے ہیں۔ پیسہ کیا چیز ہے ہم جان بھی پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔جب تک ہم میں جان ہے یہودیوں کو قبضہ نہیں کرنے دیں گے۔آج تک مسلمان حکمرانوں نے او آئی سی کا اجلاس نہیں بلایا۔ میں نے سعودی عرب سمیت مسلمان ملکوں کے حکمرانوں کو خط لکھ ہے۔ نواز شریف سے بھی ملاقات کی ہے۔ ملک کی موجودہ پوزیشن پر بھی بات کی اور کہا مارشل لا سے ہمیشہ حالات خراب ہوئے ہیں ہم بھی الیکشن ریفارم اور متناسب نمائندگی کے تحت انتخابات چاہتے ہیں۔ عمران خان بھی دانائی سے کام لیں گے۔ پیپلز پارٹی کے مرکزی لیڈر خورشید شاہ نے کہا کہ پاکستان کی تمام جماعتوں اور لوگوں کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر اس بات کا ثبوت ہے کہ ہر نظریہ سے ہٹ کر ہم غزہ کے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ سابق امیر جماعت اسلامی منور حسن صاحب نے کہا کہ ہم غزہ کے

مظلوموں کے ساتھ ہیں۔ حافظ نعیم الرحمان امیر جماعت اسلامی کراچی نے کہا کہ ہم اپنے دشمن کو جانتے ہیں۔ سلیم ضیا مسلم لیگ ن کے مرکزی رہنما نے کہا کہ جماعت اسلامی کو دنیا بھر میں سب سے بڑی ریلی پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ پیپلز پارٹی کے رہنما قادر پٹیل نے کہا کہ جماعت اسلامی نے غزہ ملین مارچ کا انعقاد کرکے ثابت کر دیا کہ عالم اسلام فلسطین اور غزہ کے مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ شیعہ ایکشن کمیٹی کے رہنما مرزا یوسف نے کہا کہ تمام مکتبہ فکر کے لوگ جمع ہیں۔ تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرکے غزہ کے مسلمانوں سے یکجہتی کا اظہار اور جماعت اسلامی کا شکریہ ادا کیا۔ اس سے قبل حماس کے رہنما جناب خالد مشعل نے شرکا ملین مارچ سے ٹیلی فونک خطاب کیا۔ انہوں نے کہا فلسطینی آخر وقت تک اسرائیل سے جنگ کریں گے۔ اسرائیل ہمارے عزم کو کمزور نہیں کر سکتا۔ اُس نے غزہ پر ظلم کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ فلسطینی پاکستانی عزیز بھائیوں کو غزہ کے لیے ملین مارچ منعقد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے پی اے ٹی کے خان محمد بلوچ کو تقریر کرنے کے لیے کہا گیا۔ اُس کے بعد اسلامی جمعیت طلبہ کے حافظ بلال نے تقریر کی۔ پھر جماعۃ الدعوۃ کراچی کے ڈاکٹر مزمل کو تقریر کے لیے کہا گیا۔ اس کے بعد باری باری جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی نائب صدر صدیق راٹھور صاحب، عوامی مسلم لیگ کے محفوظ یار خان صاحب، تنظیم اسلامی کے صدر

جناب عامر خان صاحب، پی ڈی پی کے بشارت مرزا صاحب، جمعیت علمائے اسلام کے مولانا عمر صادق صاحب، پیپلز پارٹی کے خورشید شاہ صاحب، اقلیتی امور جماعت اسلامی کراچی کے رہنما یونس سوہن صاحب، مسلم لیگ ن کے سندھ کے صدر نہال ہاشمی صاحب، شیعہ ایکشن کمیٹی کے مرزا یوسف حسین صاحب، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نائب صدر مولانا یوسف قصوری صاحب، پیپلز پارٹی کے رہنما قادر پٹیل صاحب، اسلامی تحریک پاکستان کے رہنما ناظر نقوی صاحب، کراچی پریس کلب کے صدر امتیاز خان فاران صاحب، امیر جماعت اسلامی انجینئر حافظ نعیم الرحمان صاحب، جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی امیر امیر حمزہ صاحب، مسلم لیگ ن کے مرکزی نائب صدر سلیم ضیاء صاحب، سابق امیر جماعت اسلامی منور حسن صاحب، حماس کے رہنما خالد مشعل صاحب اور آخر میں امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب نے خطاب کیا۔ تمام مقررین نے، اپنے اپنے الفاظ میں تعریفی کلمات اور غزہ کے لیے ملین مارچ منعقد کرنے پر جماعت اسلامی کا شکریہ ادا کیا۔ اسٹیج پر نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان راشد نسیم۔ اسداللہ بھٹو صاحب، سندھ کے امیر ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی صاحب، نائب امیر جماعت اسلامی سندھ محمد حسین محنتی صاحب، جماعت اسلامی کراچی کے نائب امیر مظفر ہاشمی صاحب، جنرل سیکرٹری جماعت اسلامی کراچی عبدالوہاب صاحب اور دیگر موجود تھے۔ جلسے کا اختتام مغرب کی آذان کے کچھ دیر بعد ہوا۔ نماز مغرب جلسے کے بعد شارع فیصل اور قریبی مساجد

میں ادا کی گئی۔

حج کی سعادت

حج ارکان اسلام میں سے ایک ہے۔ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے۔یہ انتہائی خوشی کی بات ہوتی ہے کہ اللہ کسی مسلمان کو یہ سعادت عطا فرمائے۔یہاں اللہ کی نشانیاں دیکھنے کو ملتیں ہیں۔سب سے پہلے بیت اللہ کی کشش ہے۔آج سے چار ہزار سال پہلے یہ جگہ پہاڑوں کے درمیان ریگستان تھا۔جس میں گھاس بھی نہیں اُگتی تھی پانی کا نشان تک نہ تھا۔اب چار ہزار سال سے لوگ آب زمزم پی رہے ہیں۔حضرت ابراہیمؑ نے ایک چاردیواری بنا کر اللہ کا گھر بنایا تھا۔یہاں اپنی اولاد کے ایک حصے کو بے آب گیا جگہ پر اللہ کے بروسے پر بسایا تھا۔اور اللہ کے حکم سے کہا کہ لوگوں اللہ کے گھر کی طرف کھچے چلے آؤ۔حج اور طواف کرو۔اس وقت سے دنیا کے مسلمان اس کی طرف کھچے چلے آ رہے ہیں۔''اور یاد کرو وہ وقت جب ہم نے ابراہیمؑ کے لیے اس گھر کی جگہ تجویز کی تھی اس ہدایت کے ساتھ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو،اور میرے گھر کو طواف کرنے والون اور قیام ورکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھ،اور لوگوں کو حج کے لیے پُکار دے کہ وہ آئیں تیرے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار'' (الحج ۲۶۔۲۷) اس فرمان کی وجہ ہے کہ لاکھوں مسلمان یہ کہتے ہوئے آتے ہیں۔'' میں حاضر ہوں،یا اللہ میں حاضر ہوں،میں حاضر

ہوں بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں'' یہ اللہ کی ایک نشانی ہے۔ خانہ کعبہ امن کا گھر ہے۔ اللہ کا گھر جب سے بنا ہے امن کا گھر ہے۔ ''اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا'' (البقرۃ ۱۲۵) حضرت ابراہیمؑ کے بعد سے اب تک یہ امن کا گھر ہے بلکہ جس شہر میں واقع ہے وہ شہر بھی امن والا ہے۔ اس کے ارد گرد کئی کئی میل کا علاقہ ایک ایسا حرم ہے جس کے گردوپیش کسی نوعیت کی بدامنی نہیں ہو سکتی۔ روئے زمین پر اس حرم پاک کے سوا کوئی دوسرا علاقہ ایسا نہیں یہاں اس معنی میں امن موجود ہو۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد عرصہ تک عرب بدامنی میں مبتلا تھا۔ قتل وغارت عام تھی۔ کسی کی جان ومال محفوظ نہ تھا۔ لیکن اس پورے ملک میں صرف یہ حرم پاک ہی ایک ایسا خطہ تھا جہاں صدیوں کے دوران کامل امن تھا۔ عرب کے لوگ خون ریزی اور لوٹ مار کرتے تھے۔ ان کے قبائل میں سو سو سال مسلسل لڑائیں رہتی تھیں پشت در پشت انتقام کا چکر چلتا رہتا تھا۔ مگر ان کا بھی حال یہ تھا کہ اس حرم کے حُدود میں پہنچتے ہی ان کے ہاتھ رک جاتے تھے۔ یہ اللہ کے فرمان کی برکت تھی کہ ''جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا'' (آل عمران ۹۷) اس نشانی کی طرف اللہ نے اس طرح اشارہ کیا ''کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے ایک پر امن حرم بنا رکھا ہے حالانکہ ان کے گرد و پیش لوگ اُچکے جا رہے ہیں'' (عنکبوت ۶۷) اس سے بھی بڑی نشانی وہ عربی زبان ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا ملک نہیں ہے جہاں چار ہزار سال سے صرف ایک زبان

بولی جاتی ہو۔ یہ اسی بیت اللہ کی برکت کی وجہ سے ہے۔ دنیا کے ملکوں میں بیسوں زبانیں بولی جاتی ہیں مگر عرب میں صرف عربی زبان بولی جاتی ہے۔ اپنے ملک پاکستان کی مثال لے لیں اس میں پنجابی، پشتو، سندھی اور بلوچی اور بھی کئی زبانیں بولی جاتیں ہیں۔ یہ کس وجہ سے ہوا؟ جب اللہ نے اس گھر کو مرکز و مرجع بنایا اور حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج کی دعوت دو۔ اور ساتھ یہی ساتھ یہ فیصلہ فرما دیا کہ سال میں چار مہینے ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم حج کے لیے اور رجب عمرے کے لیے حرام قرار دیے جائیں۔ ان چار مہینوں میں لڑائی بند رہے گی۔ حج اور عمرے کو آنے والوں کو ئی بھی نہیں چھیڑے گا۔ یہ اللہ کی طاقت تھی کہ عرب نسل در نسل اس حکم پر عمل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ حج کے زمانے میں لوگ آپس میں ملتے ہیں اس سے ایک قوم ایک زبان ہونے کا تصور عربوں میں پیدا ہوا۔ یہ حج نہ ہوتا تو ہزاروں برس کی بدامنی نہ مٹ چکی ہوتی۔ ایک اور نشانی پر بات کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کے ایک حصے کو یہاں لا کر چھوڑا تھا اس وقت یہاں کوئی شہر تو درکنار کوئی چھوٹا سا گاؤں تک نہ تھا۔ ان کی زبان سے یہ دعا نکلی تھی ''اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی نسل کا ایک حصہ لا کر بے آب و گیا وادی میں بسا دیا ہے، تیرے حُرمت والے گھر کے پاس، اے پرودگار، اس لیے کہ وہ نماز قائم کریں۔ پس لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھلوں سے رزق دے تاکہ یہ شکر گزار ہوں'' (ابراہیم ۳۷)

اس بیت اللہ کے گرد مکہ آباد ہوا۔ تمام عرب کا مرکز بن

گیا۔ تجارتی قافلے یہاں آنے لگے۔ اسلام سے صدیوں پہلے یہ شہر ایک تجارتی مرکز بن گیا تھا۔ آج بھی مکہ کے بازاروں میں دنیا کی ہر چیز دستیاب ہے۔ یہ ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ ہے۔ یہ ساری چیزیں کس وجہ سے ہوئی ہیں ؟ یہ ابراہیمؑ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ کی دعا کی تکمیل کی وجہ سے اللہ نے کیں۔ وہ کیا تھی ''اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اس گھر کی بنیاد اُٹھا رہے تھے تو وہ یہ دعا کر رہے تھے کہ اے ہمارے رب ! ہماری اس سعی کو قبول فرمالے، یقیناً تو سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ! اور ہم دونوں کو اپنا مسلم (فرمانبردار) بنالے اور ہماری نسل سے ایک ایسی اُمت پیدا کر جو تیری مسلم ہو۔ اور ہم کو ہماری عبادت کے طریقے بتا اور ہمارے قصور معاف کر، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا رحیم ہے۔ اے ہمارے رب ! اور ان لوگوں کے اندر خود ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان کو تیری آیات سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، یقیناً تو ہی زبردست حکیم ہے'' (البقرۃ ۱۲۷۔۱۲۹) یہ تھا وہ اصل مقصد جس کے لیے عرب قوم اور عربی زبان کو زندہ رکھنے کا اہتمام فرمایا گیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی دعا کا نتیجہ ہی ہے کہ اسی مکہ شہر سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مبعوث کیا۔ یہیں سے ایک عظیم الشان امت مسلمہ کو اُٹھایا۔ قیامت تک یہ امت توحید کی علم بردار بنی۔ یہ اللہ جل شانہ کی نشانیوں میں سے سب سے بڑی نشانی ہے جس کا مشاہدہ آج ہم اور ساری دنیا اس حرم میں کر رہے ہیں۔ اسی مکہ

سے رسولؐ اللہ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا۔اس صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر قریش کے خاندانوں کو نام بنام پکارا اور اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لانے کی تلقین کی۔ حرم کی زمین، ابو قیس کا پہاڑ، مکہ کی گھاٹیاں سے اس ظلم و ستم کی گواہ ہیں جو ۱۳ سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ پر توڑا گیا تھا۔ اللہ نے ان سب کو نیچا دکھایا جو رسولؐ اللہ کو نیچا دکھانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ آج یہاں کوئی ابو جہل اور ابو لہب کا نام لینے والا نہیں صرف اللہ کی کبریائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی صدائیں حرم کے میناروں سے بلند ہو رہی ہیں۔یہی خانہ کعبہ جس کی کلید عثمان بن طلحہ سے عبادت کے لیے اللہ کے رسولؐ نے مانگی تھی مگر اس نے انکار کیا تھا اور بد تمیزی بھی کی۔ جب مکہ فتح ہوا تو اس سے پھر رسولؐ اللہ نے کلید طلب جو اس نے فوراً پیش کر دی۔ حضرت عباسؓ نے یہ کلید با اصرار بنی ہاشم کو دینے کی درخواست کی مگر رسولؐ اللہ نے اسی عثمان بن طلحہ کو دے دی اور فرمایا ”لے لو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے اس کو کوئی نہ چھینے گا مگر ظالم“ یہ فرمان پورا ہوا آج تک کلید اس خاندان کے پاس ہے۔

محترم قارئین! مجھے اللہ نے اسی محترم خانہ کعبہ بلایا ہے۔ حج کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ اِن شاءاللہ میں ۲ ستمبر کو ۸ بجے کراچی سے حج کے لیے روانہ ہوں گا میں آپ سے حج کا سفر آسان ہونے کی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ میری

تحریروں سے اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو اس کی آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ میں عرصہ ۵ سال سے پاکستان کے اخبارات میں اپنے کالم شائع ہونے کے لیے ارسال کرتا رہا ہوں اس دوران ٹیلیفون پر میری گفتگو ہوتی رہی ہے اس دوران مجھ سے ضرور غلطیاں ہوئی ہوں گی میں اخبارات کے تمام ایڈیٹر حضرات، ایڈیٹوریل عملے، آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ اور ٹیلیفون آپریٹرز حضرات سے سے معافی کا درخواست گزار ہوں آپ مجھے معاف فرمادیں۔ میں ان شاء اللہ آپ حضرات کی لیے خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی دعا کروں گا۔ اللہ ہم سے راضی ہو آمین۔

سفر حج (اوّل)

قیام مکہ مکرمہ

الحمد اللہ ۲ ستمبر کو کراچی شہر سے سفر حج شروع ہوا۔اس سے قبل ادارہ نورِ حق میں عازمین حج کی تربیت کے لیے ہمیشہ کی طرح اس سال بھی تربیت کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ایک دن عمرہ اور حج کی ادائیگی کے قواعد کی تربیت دی گئی اور کچھ دن بعد ایک ویڈیو پروگرام دکھایا گیا جس سے سفر حج کے متعلق کافی مفید معلومات حاصل ہوئیں۔جماعت اسلامی کراچی کے حج ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے ہم نے بھی گورنمنٹ اسکیم کے تحت پیسے مسلم کمرشل بنک میں جمع کروائے تھے۔ گورنمنٹ کی پہلے آؤ پہلے پاؤ اسکیم کے تحت ہمارا نام نکلنے کی اطلاع اسلام آباد حج ڈیپارٹمنٹ نے ایک خط کے ذریعے دی۔ جماعت اسلامی شعبہ حج ادارہ نور حق نے دو حج گروپس ترتیب دیے تھے۔ ۲۵ مرد و خواتین پر مشتمل عازمینِ حج کا ہمارا گروپ بنایا گیا تھا جس میں ہم باپ بیٹا شریک ہیں۔اس گروپ کی راہنمائی کے لیے گروپ لیڈر محترم سید طارق محفوظ کو بنایا گیا۔برصغیر پاک و ہند کی مختلف قومیتوں کے باغ کے پھولوں کا یہ گلدستہ ہے۔اس گلدستے کا تعلق بہار شریف، کشمیر، حیدر آباد دکن، جیسور، جالندھر، پنجاب، خیبر پُختونخواہ، بلند شہر (یوپی) دہلی، بدایوں (یوپی)، لکھنو، بلوچستان سے

ہے۔ان کے آباؤ اجداد نے قاعد اعظمؒ کی آواز، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الااللہ، لے کے رہیں گے پاکستان، بن کے رہے گا پاکستان کے تاریخی نعرے پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آباؤ اجداد کی قبریں، اپنی تہذیب تمدن، اپنی جائدادیں، اپنے گلی کوچے، اپنے لہلہاتی کھیتیاں اور سب کچھ چھوڑ کر مثل مدینہ ریاست پاکستان ہجرت کرکے آئے اور قومِ رسولؐ ہاشمی میں ضم ہو گئے۔

بقول علامہ اقبالؒ:۔اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر۔ خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولؐ ہاشمی۔

یہاں پاکستان کے رہنے والوں کے آباؤ اجداد نے مدینہ کے انصار کا کردار ادا کرتے ہوئے ان کو خوش آمدید کہا مہاجر اور انصار آپس میں یک جان ہو گئے۔یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ جس نام پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا اسلام کا وہ بابرکت نظام ابھی تک پاکستان میں رائج نہ ہو سکا۔ بحر حال یہ گلدستہ اللہ کے گھر اللہ کا مہمان بننے عازم حج اور روضہِ رسولؐ اللہ پر حاضری کے لیے چل پڑا۔ گروپ کی ہدایت کے مطابق سفرِ حج کے لیے نماز ظہر کے بعد گھر سے ہی احرام باندھ لیا تھا۔سر ڈھانک کر دو رکعت نفل نماز ادا کی۔ عمرہ کی نیت جہاز پر سوار ہونے کے بعد میقات پہنچنے پر کی گئی جس کا جہاز میں اعلان کیا گیا تھا۔''اے اللہ میں آپ کی رضا کے لیے عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں،آپ اسے میرے لیے آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے''نیت کرتے ہی بلند آواز سے تین

بار تلبیہ پڑھی۔ ’’ لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک‘‘ میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں اور اقتدار تیرا ہی ہے تیرے اقتدار میں کوئی شریک نہیں۔ تقریباً چار گھنٹے سے زائد ہوائی سفر کے بعد جدہ ایئر پورٹ پر پی آئی اے کے جہاز نے لینڈ کیا۔ جہاز سے اُترتے ہی پہلے پاسپورٹ پر اسٹیپ لگوانے کے لیے قطار بنائی گئی ۔ سعودی عرب میں اخراجات کے لیے حسب ضرورت کرنسی کراچی حج ٹرمینل پر ہی مسلم کمرشل بنک سے تبدیل کروالی تھی۔ وہیں پر حکومت پاکستان نے ہمارے سمیت عازمین حج کو۔ ۲۶۳۹۰ روپے بھی واپس کئے۔ حج ٹرمینل پر عازمین حج کچھ دن پہلے دو ٹیکے لگائے گئے تھے اور پولیو کی ویکسین بھی پلائی گئی تھی۔ جدہ ایئر پورٹ پہنچنے پر ایک دفعہ پھر ویکسین پلائی گئی۔ کراچی میں حج ٹرمینل پر ویزہ لگا پاسپورٹ بمعہ پی آئی اے کی جدہ پرواز اور ۱۳ اکتوبر کو کراچی واپسی کا ٹکٹ ہمارے حوالے کیا گیا۔ سعودی امیگریشن ڈیپارٹمنٹ نے جدہ ایئر پورٹ پر پاسپورٹ چیک کرکے اس پر ضروری اسٹیپ لگائی۔ ۴۰ سال سے کم عمر کے عازمین حج کے فنگر پرنٹ بھی ثبت کرکے رکھ لیے گئے۔ اس کے بعد بلٹ پر سامان تلاش کیا سامان کے ساتھ آگے کاؤنٹر کی طرف چل پڑے۔ امیگریشن والے عملے جو سعودی لباس زیب تن تھے نے سامان کی اسکیننگ کی۔ پاسپورٹ ہاتھوں میں لیے، قطار بنائے عازمین حج امیگریشن کی ضروری چیکنگ

کے لیے آگے بڑھتے گئے۔ ہم بھی قطار میں لگ گئے۔حسب دستور دستی سامان بھی چیکنگ کیا گیا۔امیگریشن کے بعد سامان انتظامیہ نے بس تکخود پہنچایا۔ اس کے بعد عازمین حج دستی سامان ہاتھوں میں لیے، پاکستان کے جھنڈے والی مخصوص جگہ پہنچ گئے۔ یہاں پر پاکستان کے مختلف شہروں کے ناموں کی جگہیں مخصوس تھیں۔ ہم بھی کراچی نام والی مخصوص جگہ پر پہنچ کر بیٹھ گئے۔ایک کے بعد ایک گروپس اپنی اپنی بسوں میں مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہونے لگے۔ کافی انتظار کے بعد معلم کے نمایندے نے ہمارے گروپ کو بھی پکارا۔ سعودی قانون کے مطابق تمام عازمین حج کے پاسپورٹ معلم اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ ہمارے گروپ کے پاسپورٹ بھی معلم نے اپنے پاس رکھ لیے اور ہمیں بھی مکہ مکرمہ کے لیے بس پر سوار کر دیا۔ نماز فجر سے کچھ وقت پہلے ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ رات کا وقت تھا ہم نے کوشش کی کہ بس کے شیشے سے باہر کا کچھ نظارہ کیا جائے۔ راستے میں جدہ سے کچھ فاصلے تک سڑک کے کنارے کھجور کے کچھ درخت تھے۔ سڑک موٹر وینر طرز کی دورویا اور کشادہ تھی۔ بس نے ہمیں ۴ گھنٹے میں مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ جدہ ایئر پورٹ پر کافی انتظار کی وجہ سے تھکاوٹ ہو گئی تھی۔ کچھ دیر ہوٹل کے کمرے میں آرام کیا۔ ہمارے گروپ کی رہائش کا انتظام منطقہ عزیزیا شمالی میں مکتب نمبر ۷۵ بلڈنگ نمبر ۶۰۵ بی میں کیا گیا۔ جس کمرے میں ہم رہائش پذیر ہیں اس میں پانچ عازمین حج کی گنجائش ہے۔ ناشتے اور دو وقت کے کھانے کا انتظام حکومت پاکستان نے پہلی دفعہ کیا ہے جو بہترین ہے۔ کھانے کے کمرے میں

کاؤنٹر کے پاس کھانے کا ہفتہ وار مینیو لگا ہوا ہے۔ مکہ مکرمہ میں عازمین کی رہائش گاہیں اچھی اور ایئر کنڈیشنڈ ہیں۔ ہر رہائش گاہ کی چھت پر ۶ عدد واشنگ مشینیں رکھیں ہوئی ہیں جن سے عازمین حج مستفید ہو رہے ہیں۔ ہماری رہائش میں مردوں اور عورتوں نے کپڑے دھونے کا ٹائم سیٹ کر لیا ہے۔ رہائش گاہ کے گراونڈ فلور کو عازمین حج کے کھانے کے لیے مختص کر دیا گیا ہے۔ ایک طرف نماز کے لیے قالین بچھا دی گئیں ہیں۔ رہائش گاہ کے ہر فلور پر دو کچن موجود ہیں جن میں تمام سہولتیں موجود ہیں۔ رہائش سے تھوڑی دور محلے کی ایک مسجد ہے۔ مسجد میں فریج رکھا ہوا ہے جس میں نمازیوں کے لیے پانی کی ٹھنڈیں بوتلیں مہیا کی گئیں ہیں۔ مسجد میں نمازیوں کے لیے کھجوروں بھی رکھی ہوئی ہیں۔ ہمارے معلم جمال عثمان، سیلمان خان کا دفتر ہماری رہائش گاہ کے قریب ہے۔ معلم نے عازمین حج کا سامان بسوں سے اُتارنے چڑھانے کے لیے عملے کا اچھا بندوبست کیا ہوا ہے۔ پاکستان حج مشن کا حملہ حاجیوں کی اچھی طرح خدمت کرتا ہے۔ پاکستان حج مشن نے عازمین حج کو رہائش سے حرم تک پہنچانے کے لیے ۲۴ گھنٹے بسوں کا بہترین انتظام کیا ہوا ہے جو عازمین حج کو پانچ وقت کی نمازوں کے لیے بیت اللہ لے جاتی اور واپس پہنچاتیں ہیں۔ یہ بسیں رہائش گاہ سے پارکنگ ایریا، جو سرنگ کے دھانے پر ہے تک پہنچاتیں ہیں پھر دوسری شٹل سروس سے بیت اللہ کے قریب تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس دفعہ عازمین حج حکومت پاکستان کے انتظامات سے مطمئن اور خوش ہیں۔ کچھ عازمین حج نے بتایا کی یہ سارے کام

خصوصی طور پر پاکستان کے نیک دل حج ڈاریکٹر نے کروائے ہیں ورنہ گزشتہ سال تو عازمین حج بہت پریشان ہوئے تھے جس کا چرچہ پاکستانی پریس میں بھی ہوتا رہا اور اب بھی ہو رہا ہے۔ اس وقت مکہ مکرمہ میں صبح کا وقت ہو گیا تھا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اپنے اپنے بیڈ پر آرام کے لئے کچھ دیر لیٹ گئے۔اس کے بعد عمرہ کی ادائیگی کے لیے ہمارا گروپ روانہ ہوا۔ تلبیہ پڑھتے ہوئے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی اللہ اکبر لاالہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا۔ پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر خوب دعائیں کی۔ جن دوستوں نے دعاوں کے لیے کہا تھا اور جن سے ہم نے دعاوں کا وعدہ کیا تھا ان کے لیے بھی دعائیں کیں۔ اس کے بعد اضطباع کیا یعنی داھنا مونڈھا کھول دیا۔ پھر طواف کی نیت کی۔ ''اے اللہ میں آپ کی رضا کے لیے عمرہ کے طواف کی نیت کرتا ہوں آپ اس کو میرے لیے آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے'' کچھ قدم آگے بڑھ کر اور دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر کہا ''بسم اللہ اللہ اکبر واللہ الحمد'' پھر یہی دعا کہتے ہوئے حجر اسود کا استلام کیا اور اپنے ہاتھوں کو چوم لیا۔ پھر رخ تبدیل کیا اور خانہ کعبہ بائیں طرف ہو گیا۔ پہلے تین چکر رمل کے ساتھ طواف کیا۔ دعا کی ''ربنا اتنا فی الدنیا حسنا و فی الاخرۃ وقنا عذاب النار''۔ تین چکر کے بعد رمل بند کر دیا اور سات چکر مکمل کئے۔ آخری بار پھر استلام کیا اور طواف مکمل ہو گیا۔ اب اضطباع ختم کیا یعنی دائیں کندھا ڈھک لیا۔ مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت واجب نماز ادا کی۔ آب زم زم خوب پیا اور دعا کی۔ سعی کے

لیے روانہ ہونے سے پہلے آخری استلام کیا۔ صفا پر پہنچ کر دعا کی۔ ''اے اللہ میں آپ کی رضا کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا ارادہ کرتا ہوں آپ اس کو میرے لیے آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے'' خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے دعا کی۔ ''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں'' ۔ صفا سے مروہ کی طرف چلتے ہوئے ہرے ستونوں کے درمیان دوڑ کر چلے۔ اور دعا کی ''رب اغفر وارحم وانک انت الاعز الاکرم'' مروہ پہنچ کر قبلہ رخ ہو کر دعا کی اس طرح سات پھیرے پورے کیے۔ سعی پوری ہونے پر قبلہ رخ ہو کر دعا کی۔ اس کے بعد مروہ کی طرف سے باہر نکل کے حلق کیا یعنی سر کے پورے بالوں کو استرا سے منڈوایا۔ اللہ نے عمرہ مکمل کر دیا۔ قارئین !

آج کے دور کا آرام دہ ہوائی سفر اور صفا مروہ پر لگی ماربل اور خوبصورت ٹائیلز، ایئر کنڈیشنگ کا انتظام کو دیکھ کے شروع کے دور کا پیدل اور اونٹوں کا تھکا دینے والا سفر، صفا اور مروہ پر سخت پتھریلی زمین اور دھوپ کی تپش دیکھ کر بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ کس طرح حضرت حاجرہؑ نے حضرت اسمائیلؑ کی پیاس بجھانے کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگائی تھی اور اللہ نے حضرت اسماعیلؑ کے لیے زم زم کا چشمہ جاری کر دیا تھا جس سے آج تک لوگ پیاس بجھا رہے ہیں اور ہمیشہ پیاس بجھاتے رہیں گے۔ اللہ نے حضرت حاجرہؑ کی قربانی کو ہمیشہ کے لیے جاری وساری کر دیا یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (باقی آیندہ)

سفر حج (دوم)

عمرہ کی ادائیگی کے بعد بروز جمعہ بتاریخ ۵ ستمبر ہمارے گروپ کو زیارت کے لیے مدینہ منورہ بسوں پر روانہ کر دیا گیا۔ معلم نے گروپ کے پاسپورٹ بھی بس ڈرائیور کے حوالے کر دیے جو ہمارے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ معلم کے نمایندے نے پاسپورٹ سے ہر عازمین کا نام پکار کے گنتی پوری کی تب بس چلی۔ یہی طریقہ جدہ بس پر سوار ہوتے ہوئے بھی اختیار کیا گیا تھا۔ ساری بسیں ماشاء اللہ آرام دہ ہیں۔ تقریباً آٹھ گھنٹے بس کے سفر کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ معلم نے راستے میں ناشتے کے پیکٹ بمعہ ٹھنڈا پانی اور جوئس دیے۔ بس نے ہمیں مدینہ منورہ میں شاہراہ علیؓ ابن ابی طالب پر واقع ہوٹل دار طابۃ پہنچا دیا۔ ہوٹل کے کمرے میں ہمارے سمیت چھ عازمین کو ٹھیرایا گیا۔ جمعہ کا دن اور نماز فجر کا وقت تھا۔ سامان ہوٹل میں رکھ کر نماز فجر کے لیے مسجد نبوی پہنچ گئے۔ راستے میں سڑک کراس کرنے کے لیے عازمین حج کی سہولت کے لیے انڈر پاس میں برقی سیڑیاں اور لفٹیں لگی ہوئی ہیں۔ ہمیں مسجد نبوی کی محراب والی سمت ہوٹل میں ٹھرایا گیا تھا۔ اس سمت میں مسجد نبوی کا باب مکہ پڑتا ہے۔ گیٹ کی دیوار پر ایک گھڑی لٹکی ہوئی ہے اور ساتھ ہی آذان کے اوقات بھی لکھے ہوئے ہیں۔ ہم نے پانچ نمازوں کے آذان کے اوقات محفوظ کر لیے تاکہ وقت پر مسجد میں پہنچا جاسکے۔ ادائیگی

نماز کے بعد ہوٹل آئے ناشتہ کیا اور جمعہ کی نماز تک آرام کیا۔ دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر نمازِ جمعہ کی تیاری کے بعد مسجد نبوی پہنچ گئے۔اس طرح پہلے دن مدینہ منورہ کے قیام کے دوران پانچ نمازیں مسجد نبوی میں ادا کیں۔ یہ ہماری زندگی کے خوش گوار اور خوش قسمتی کے دن تھے اور اللہ کا شکر ہے کہ ۸ دن قیام کے دوران ایک جمعہ فجر کی نماز کے ایک ہفتہ بعد دوسرے جمعہ کے دن عشاء تک ۴۰ نمازیں باجماعت مسجد نبوی میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔اللہ سے دعاء ہے کہ وہ قبول فرمائے۔ہمارے روم میٹ عازمین حج نے باب مکہ کے اندر داخل ہوتے ہی بائیں ہاتھ پر اپنے لیے نماز کی جگہ مخصوص کر لی تھی۔ ہم سب لوگ اس جگہ نماز کے اوقات میں جمع ہو جاتے اور نماز ادا کرتے۔ ہمارے دوسرے روم میٹ تو نماز کے بعد واپس ہوٹل چلے جاتے تھے مگر ہم نے ظہر کے بعد مسجد میں ہی بیٹھنے کا پروگرام ترتیب دے دیا تھا اور نماز عشاء پڑھ کر ہی ہوٹل میں واپس آتے تھے۔ سعودی حکومت کی طرف سے مسجد نبوی میں نمازیوں کے لیے بہترین انتظامات کیے ہوئے ہیں۔ مسجد مکمل ائیر کنڈیشنڈ ہے۔ ہر نماز کے بعد مسجد کی چھت میں بنے ہوئے بڑے بڑے گنبد چھت پر آٹو میٹک طریقے سے سرک جاتے ہیں اور آسمان نظر آنے لگتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد پھر سرک کر اپنی جگہ واپس آ جاتے ہیں۔شاید یہ طریقہ مسجد میں تازہ ہوا کے داخل ہونے کے لیے کیا گیا ہے۔ جگہ جگہ آب زم زم کے ٹھنڈے کولر رکھے ہوئے ہیں۔ ہر پلر کے پاس صف کے کونے میں ریکس میں جوتے رکھنے کا بہترین نظام ہے۔ مسجد میں بہترین ساونڈ سسٹم

ہے۔ امام کی قرت صاف صاف سنائی دیتی ہے۔ مسجد میں بہترین قالین کی صفیں بچھائیں گئیں ہیں۔ ان قالینوں پر سعودی قومی نشان دو تلواراور درمیان میں کھجور کا درخت نٹ کیا گیا ہے۔ لگتا ہے یہ صفیں مسجد کے لیے خاص طور پر بنائی گئیں ہیں۔ مسجد کے پلروں پر گولائی میں تلاوت کے لیے ہر سائز کے قران پاک وافر مقدار میں موجود ہیں۔ عازمین حج بھی ہدیہ کرواکر مسجد میں تلاوت کے لیے قران پاک رکھتے ہیں۔ زاہریں نماز سے پہلے اور بعد قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوتے ہیں۔ مسجد میں عربی اور اردو میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہتاہے۔ مکہ گیٹ کے اندر دیوار پر مسائل معلوم کرنے کے لیے فون کی سہولت موجود ہے۔ لوگ اکثر مسائل معلوم کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ یہاں ہی سے اوپر کے فلور پر مفت کتابچے بٹ رہے تھے جن میں سی ڈی اور آخری پارے کی تفسیر بھی شامل تھی۔ معزورین کے لیے کرسی پر بیٹھ کے نماز پڑھنے کے لیے وافر مقدار میں کرسیاں ریکوں میں موجود ہیں۔ بعض جگہ دیواروں پر ویل چیئرز کے فوٹو بنے، اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ ویل چیئرز اس جگہ رکھی جائیں یا ویل چیئر والے حضرات نماز یہاں ادا کریں۔ ویسے کسی بھی صف میں لوگ ویل چیئر پر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ہر روز عصر کی نماز کے بعد مقامی عرب اپنی مہمان نوازی کی رسم کو برقرار رکھتے ہوئے صفوں کے درمیان پلاسٹک بچھا دیتے ہیں۔ کھجوریں چائے، عربی کہوہ، نان اور ٹھنڈے آب زم زم سے نمازیوں کی تواضع کرتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہونے کے لیے چاروں طرف دروازے موجود ہیں۔ مسجد کے

چاروں اطراف وسیع کھلی جگہ ہے جس میں سایہ کے لیے خودکار برقی چھتریاں نصب ہیں۔ سعودی حکومت نے مسجد کافی کشادہ کی ہے اور مزید کشادگی کے پروگرام بھی ہیں۔ مسجد کے چاروں طرف زاہرین کی رہائش کے لیے فلک بوس عمارتیں موجود ہیں۔ چاروں طرف سڑکیں بھی کشادہ ہیں۔ چاروں طرف سے عازمین حج کے مسجد میں داخل ہوتے وقت روح پرور منظر ہوتا ہے۔ زاہرین کو چھاؤں مہیا کرنے کے لیے مسجد نبوی کے صحن میں بڑے بڑے پلروں پر چاروں طرف خودکار الیکٹرونک چھتریاں لگی ہوئی ہیں جو ظہر کی نماز سے پہلے آٹومیٹک طریقے سے کھلتیں ہیں اور مغرب سے تھوڑا پہلے آٹومیٹک طریقے سے بند ہو جاتیں ہیں۔ جب یہ چھتریاں کھلی ہوتیں ہیں تو پھولوں جیسی لگتیں ہیں اور جب بند ہوتیں تو کلیوں جیسی لگتیں ہیں۔ مسجد میں ایک میزانائیں فلور موجود ہے۔ برقی سیڑیوں سے نمازی میزانائیں فلور جا کر پر بھی نماز پڑتے ہیں۔

ریاض الجناح پر حاضری کے لیے لوگ باب لنساء سے داخل ہوتے ہیں۔ ریاض الجناح پر دو رکعت نوافل ادا کرنے کے بعد روضہ رسولؐ پر حاضری دیتے ہوئے باب مکہ کی سمت باب بقیع سے باہر نکلتے ہیں۔ روضہ رسولؐ اللہ کی زیارت کے لیے داخل ہونے کا ایک راستہ دائیں جانب باب السلام سے بھی ہے۔ باب النساء کے علاوہ ہم بھی اس راستے سے زیارت کے لیے داخل ہوئے اور زیارت کی۔ لوگ ریاض الجناح میں باب ابوبکرؓ سے بھی داخل ہوتے ہیں۔ روضہ رسولؐ کے سامنے کھڑے ہو کر بسم اللہ وصلاۃ وسلام الارسول اللہ پڑھتے ہیں۔ رسولؐ اللہ کے روضے پر ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھنے سے وہاں پر موجود

شرتے روک دیتے ہیں کیونکہ یہ شرک ہے دعا صرف اللہ سے مانگی جاتی ہے۔ اندر حضرت عائشہؓ کا حجرہ ہے۔ رسولؐ اللہ جس جگہ بیٹھ کر وفود سے ملاقات کرتے تھے کی جگہ ہے۔ اصحاب صفہ کا چبوترہ، رسولؐ اللہ کا پرانا ممبر، ایک نیا ممبر، دونوں کے درمیان ریاض الجناح جس میں زاہرین دو رکعت نماز نفل ادا کرتے ہیں۔ اسی جگہ ایک سفید سنگ مر مر کا ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جس پر چڑھ کر موذن پانچ وقت کی آذان دیتا ہے۔ ہم نے عصر، مغرب اور عشاء کی آذانیں اس جبوترے سے سنیں اور وہیں تینوں نمازیں بھی ادا کیں۔ ریاض الجناح میں لوگ دو رکعت نفل ادا کرنے کے بعد باہر نکل کر روضہ رسولؐ اللہ کی زیارت کرتے ہیں اس کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول اور حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کی قبروں کی زیارت کی جاتی ہے۔ یہاں حضرت ابوبکرؓ کے روضے پر اسلام علیک امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ، اس کے بعد حضرت عمرؓ کے روضے پر اسلام علیک امیر المومنین عمر فاروقؓ پڑھتے ہیں۔ پھر مسجد سے باہر اور ملحقہ ساتھ ہی قبرستان بقیع ہے جس میں حضرت عثمانؓ اور دوسرے صحابہؓ کی قبریں ہیں۔ ایک بروز جمعرات عشاء کی نماز کے بعد لوگ باہر نکلنے لگے تو معلوم ہوا کہ بھیڑ چونٹی کی چال چل رہی ہے لوگوں کو باہر نکلنے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ راستے میں قبرستان بقیع کے نیچے میدان میں اہل تشیع دعاء کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں بھیڑ کو کنٹرول کرنے کے لیے چاروں طرف شرتے لگے ہوئے تھے۔ مزید دیکھا گیا کہ ہر روز بوری حضرات نماز عشاء کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہیں ممکن ہے وہ بھی

دعاء کے لیے آتے ہوں۔زاہرین قبرستان بقیع میں جوق در جوق زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ ہم روزانہ مسجد کی مہراب والی سمت سے نماز کے پڑھ کے باہر نکلتے ہیں اور نماز کے لیے بھی اسی راستے سے داخل ہوتے ہیں۔ اس راستے میں کنکریٹ کے چند کھوکے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں قرات کے کیسٹ ، کھجوریں،کتابیں، جاہ نمازیں،تسبیاں ٹوپیاں اور دوسری اشیاء فروخت کے لیے موجود ہیں۔ نماز کے بعد اس راستے میں ایک، چھوٹا سا بازار لگتا ہے۔ کچھ پردے دار خواتین زمین پر اشیاء رکھ کر بھی فروخت کرتی ہیں۔

بقیع قبرستان کی دیوار کے سامنے کھلی جگہ پر مسجد کے صحن کے برابر ہر نماز کے بعد ایک چھوٹا سا بازار لگ جاتا ہے جس میں لوگ مختلف اشیاء خریدتے ہیں۔بقیع قبرستان کی بونڈری وال میں مسجد والے حصے اور مسجد سے باہر روڈ کے سامنے دوکانیں موجود ہیں جن میں فروخت کے لیے مختلف اشیاء موجود ہیں نماز کے وقت یہ دکانیں بند ہوجاتی ہیں۔ نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلتے ہی بسوں والے صدائیں بلند کرتے ہیں کہ چلو چلو مسجد قبا، مسجد قبلتین ،اُحد کا پہاڑ، اُحد میں میدان جنگ کی جگہ، اُحد میں صحابہؓ کے قبرستان کی زیارت کے لیے چلو۔ دس ریال میں ان ساری جگہوں کی زیارت کرواتے ہیں۔ مسجد قبا میں دو رکعت نماز کی فضیلت رسولؐ اللہ نے بیان کی گئی ہے۔ ہم نے بھی مسجد قبا میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اللہ قبول فرمائے ۔ہمارے گروپ نے زیارت کے لیے ہوٹل میں ہی

بس کا بندوبست کیا تھا دس ریال فی سواری لیکر ہمیں بھی ان جگہوں کی زیارت کرائی گئی۔

قارئین ! آج کل کے دور کی سفری سہولیات اور رسولؐاللہ کے دور کے سفر کا موازنہ کیا جائے تو عقل دھنگ رہ جاتی ہے۔ اونٹ اور پیدل سواری میں مہینوں لگ جاتے ہوں گے اور دھوپ کی تپش اور پانی قلّت کا مقابلہ کرنا بھی مشکل ہوتا ہوگا۔ اللہ کے بندے (اللہ کے گھر کی طرف تلبیہ پڑھتے رواں دواں ہوتے ہوں گے۔ (باقی آیندہ

سفر حج (سوم)

عازمین حج نے مدینہ منورہ سے اپنے رشتہ داروں ،دوستوں، بچوں کے لیے مختلف اشیاء خریدیں جس میں جاہ نمازیں، ٹوپیاں،تسبیاں، عربی اسکارف اور دوسرے ملبوسات اور مختلف اشیا شامل ہیں۔ یہاں کی خاص سوغات کھجوریں ہیں۔ ان کے خریدنے کا مسئلہ درپیش آتا ہے۔ عازمین حج نے مختلف قسم کی کھجوریں خریدیں جس میں عجوہ کھجوریں نمائیں تھیں۔ کسی نے ہوٹلوں کے نیچے مارکیٹوں میں، مسجد کے راستوں میں موجود مختلف دکانوں اور کچھ نے کھجوروں کے لیے مخصوس کھجور بازار جا کر خریداری کی۔ مسجد اور ہمارے ہوٹل کے راستے میں باپردہ خواتیں کبوتروں کے لیے دانے فروخت کرنے کے لیے راستے میں بیٹھی ہیں۔ عازمین حج دانے خرید کر کبوتروں کو ڈالتے ہیں۔اسی راستے میں اکا دکا بھیک مانگنے کے لیے خواتین بھی بیٹھی ہیں۔ مسجد نبوی میں داخلے والے مین گیٹ والے حصے میں عورتوں کی نماز کے لیے جگہ مخصوص ہے جس میں دنیا بھر سے آئی ہوئی خواتین نماز ادا کرتیں ہیں ۔الحمداللہ ہمارے گروپ کا مسجد نبوی میں ۴۰ نمازیں پوری ہونے کے بعد ہفتہ کی صبح فجر کی نماز کے بعد مکہ مکرمہ جانے کا پروگرام بنا۔سب لوگ بسوں میں سوار ہو گئے۔ معلم کے نمایندے نے پاسپورٹ سے بنائی گئی لسٹ کے مطابق تمام عازمین حج کی حاضری لی۔ عمرہ کے لیے احرام پہنے ، تلبیہ پڑھتے عازمین حج مکہ مکرمہ کی جانب سفر

پر روانہ ہوئے۔

عازمین حج نے راستے میں ایک مسجد میں نماز ظہر ادا کی اور عمرہ کی نیت کی۔ جدہ ایئر پورٹ سے مکہ مکرمہ کا سفر رات کا تھا جس کی وجہ سے ہم راستے کا مشاہدہ نہ کر سکے۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کا سفر دن کا تھا اس لیے راستے کا مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا۔ یہاں سڑکیں کشادہ ہیں۔ سفر شروع ہوتے ہی پہاڑیاں ہی پہاڑیاں نظر آئیں۔ پہاڑیاں موسمی تبدیلی اور تغیر کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ ایک بس کے ہم سفر کے مطابق ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے یہ پہاڑیاں توڑی ہوں۔ بقول ہمارے روم میٹ، بھائی عبدالمجید قریشی کے ایسا لگتا ہے جیسے پہاڑیوں پر پتھروں کی فصل اُگی ہوئی ہو۔ آدھے راستے کے بعد کچھ حصہ ریگستان کا بھی تھا۔ کسی بھی جگہ کوئی کھیتی باڑی نظر نہیں آئی نہ ہی کھجوروں کے باغات نظر آئے اور نہ ہی ہریالی نظر آئی۔ شاید اس کی وجہ موٹروے ہے جو عموماً آبادیوں سے باہر بنائے جاتے ہیں۔ مکہ مکرمہ پہنچنے پر پھر پہاڑیاں شروع ہو گئیں۔ ہمارا قافلہ تقریباً آٹھ گھنٹے کے سفر کے بعد مکہ مکرمہ پہنچا۔ بس نے ہمیں رہائش گاہ بلڈنگ نمبر ۶۰۵ مکتب نمبر ۷۵ منطقہ عزیزیہ میں پہنچا دیا۔ وہی جگہ جو ۴۰ دن مکہ مکرمہ میں ہمارے حج کے دوران قیام کے لیے مخصوص ہے۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد عازمین حج عمرہ کی ادائیگی

کے لیے چلے گئے۔ ہم ۸ دن بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد واپس مکہ مکرمہ آ گئے۔
بلڈنگ نمبر ۶۰۵ بی کے استقبالیہ کی دیواروں پر مختلف اشتعار آویزاں ہیں۔ پاکستان حج مشن کے مکہ مدینہ اور جدہ کے مفت ہیلپ نمبر، سعودی حکومت کا معلومات کے لیے مفت نمبر کے اشتعارات لگے ہوئے ہیں۔ کچھ پر عازمین حج کی رہنمائی کے ہدایات درج ہیں۔ان میں سے ایک اجتماعی قربانی کے متعلق اشتعار پر لکھا ہوا ہے کہ جب سے اسلامی ڈیولپمنٹ بنک کی اجتماعی قربانی کی سکیم کے تحت اجتماعی قربانی ہو رہی ہے ۱۰ لاکھ قربانی کے جانوروں کا گوشت فریز کر کے ۲۸ غریب مسلمان ملکوں کو بھیجا جا رہا ہے جبکہ اس سے قبل اس گوشت کو بلڈوزر کے ذریعے منیٰ زمین میں دبا دیا جاتا تھا جو ایک ضیاع تھا۔ مکاتب پاکستان کا ایک بڑا نقشہ جس میں منیٰ، مزدلفہ اور میدان عرفات، ریلوے اسٹیشن، پولز نمبرز اور پیدل چلنے کے راستے وغیرہ دکھائے گئے ہیں بھی لگا ہوا ہے۔اس کے مطابق پاکستانی مکاتب کی تعداد ۱۰۹ ہے۔اسی طرح ہمارے معلم جمال عثمان خان کا بھی اشتعار لگا ہوا ہے جس میں تصویروں کی مدد سے عازمین حج کو حج کرنے کے طریقے سکھائے گئے ہیں۔ یہاں پاکستان حج مشن میں معزورین کے لیے ویل چیئرز کا بھی بندوبست ہے جو خریدی یا زر ضمانت جمع کروا کر حاصل کی جا سکتیں ہیں۔ ہمارے گروپ کے ایک ساتھی نے اپنی بیوی کے لیے ۲۰۰ ریال جمع کروا کے ویل چیئر حاصل کی ہے۔واپسی پر ویل چیئر جمع کروا کے جمع شدہ رقم واپس مل جائے گی۔ اب بورڈ لگا دیا گیا ہے کہ یہ سہولت ختم ہو گئی ہے۔ شاید اسٹاک

ختم ہو گیا ہو گا۔ ویسے میڈیکل اسٹورز سے بھی ویل چیئر خریدیں جا سکتیں ہیں۔ ہم نے تو کراچی میں ہی اپنے لیے ویل چیئر خرید لی تھی تاکہ پریشانی سے بچا جا سکے۔ استقبالیہ پر پاکستان حج کا عملہ رہنمائی کے لیے ہر وقت حاضر ہے۔ عازمین حج کے بیٹھنے کے لیے استقبالیہ میں صوفہ سیٹ اور کرسیاں پڑیں ہیں۔ استقبالیہ کی جگہ ایئر کنڈیشنڈ اور خاصی وسیع ہے۔ استقبالیہ میں ایک ٹی وی سیٹ پڑا ہے جس پر ۲۴ گھنٹے بیت اللہ کا لائیو پروگرام آتا ہے۔ رہائش گاہ منطقہ عزیزہ میں، حج مشن پاکستان نے رہائش اور کھانے کا بہترین انتظام کیا ہوا ہے۔ کھانے کے اوقات طے شدہ ہیں۔ دیوار پر ہفتہ بھر کا مینیو لگا ہوا ہے۔ ہماری نظر دیوار پر لکھے ٹائم ٹیبل پر پڑی، لکھا ہے صبح کا ناشتہ ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک، دوپہر کا کھانا ۱ بجے سے ۴ بجے تک اور رات کا کھانا ۷ بجے سے ۱۱ بجے تک ملے گا جس پر ممکن حد تک عمل بھی ہو رہا ہے۔ ہر کھانے کے ساتھ کولڈ ڈرنکس، جوئس، لسی، دہی، فروٹ اور کبھی کبھی حلوہ بھی دیا جاتا ہے۔ اب ہم نے حج کی ادائیگی تک مکہ مکرمہ میں ہی رہنا ہے۔ انشاء اللہ ۳ اکتوبر کو کراچی کی واپسی ہے۔ کچھ دیر تک رہائش گاہ میں سامان سیٹ کرنے کے بعد رفقاء عمرہ کرنے چلے گئے۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد گروپ کے لوگ اپنے اپنے کمروں بستروں پر لیٹ گئے۔ اس کے بعد دوسرے عازمین حج کے ساتھ ساتھ ہمارے روم میٹس صاحبان نے بیت اللہ میں جا کر پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرنا شروع کی جو اب تک جاری ہیں۔ رہائش گاہ کے سامنے بسیں بیت اللہ لے جانے کے لیے ہر وقت تیار ملتیں ہیں اور

واپس بھی لاتیں ہیں۔ پاکستان حج مشن کی طرف سے ٹرانسپورٹ کا بھی بہترین انتظام ہے۔ بیت اللہ میں نماز پڑھنے کے لیے عازمین حج ہر نماز کے لیے بس سروس سے دو بسیں تبدیل کرکے جاتے ہیں۔ ہمارے روم میٹس کے عازمین حج نے جیسے مسجد نبوی میں باب مکہ کے اندر ایک مخصوص جگہ پر نماز ادا کیا کرتے تھے اسی طرح ہمارے روم میٹ صاحبان نے بیت اللہ میں بھی باب عبدالعزیز سے داخل ہونے اور کسی ایک مخصوص جگہ کا انتخاب کرنے کا پروگرام بنایا تھا مگر رہائش اور بیت اللہ میں فاصلہ زیادہ ہونے اور دوسری وجہ دو بسیں تبدیل کرنے سے یہ سلسلہ نہ چل سکا۔ ہمیں دن میں صرف، پہلے تین نمازیں پھر دوبا جماعت بیت اللہ میں ادا کرنے کا موقع ملا۔ پھر کچھ دن تک ہم عصر سے عشاء تک بیت اللہ میں ہی پڑاو ڈالے رہے تاکہ وقت پر نماز ادا کی جاسکے۔ ہمارا بیٹا ہمیں بیت اللہ کے سامنے سیڑیوں کے قریب پہنچا دیتا تھا اور ہم نماز کے بعد عازمین حج کو طواف کرتے دیکھ کر روحانی سکون حاصل کرتے رہے۔ایک دن بیٹا مطاف میں بیت اللہ کے قریب تک لے گیا۔ہم نے بیت اللہ پر نظریں گاڑ دیں اور خوب دعائیں مانگیں۔کچھ دن بعد یہ سلسلہ بھی نہ چل سکا کیونکہ مجھے میرا بیٹا ویل چیئر پر سارے سفر، جدہ ایئر پورٹ، مسجد نبوی اور اب یہاں بیت اللہ لے جاتا اور واپس لاتا رہا ہے۔ ویلز چیئر ہم پاکستان سے ہی ساتھ لیکر گئے تھے اور بیٹے کو بھی اسی مقصد کے لیے ساتھ حج پر لے گئے تھے۔ مدینہ منورہ میں رہائش گاہ مسجد نبوی کے قریب تھی اس لیے لوگ پیدل ہی نمازیں ادا کرنے جاتے تھے اور ہم ویل چیئر پر

نماز ادا کرنے مسجد نبوی جاتے تھے۔ یہاں مکہ مکرمہ میں بیت اللہ رہائش سے دور ہے۔ پہلے رہائش گاہ کے دوسرے فلور سے ، پھر بے تحاشہ رش میں دو بسوں کی تبدیلی اور دو بسوں میں ویل چیئر چڑھانا اُتارنا تکلیف دہ عمل ہے۔ کئی دفعہ ہم بس پر چڑھ گئے اور بیٹا ویل چیئر سمیت پیچھے رہ گیا اور دوسری بس میں سوار ہو کر آیا۔ کاش عازمین حج قطار بنا کر بس میں سوار ہوتے تو یہ دشواری کم ہو سکتی تھی مگر اس اصول پر عمل نہ ہو سکا جس کا زور چلا وہ بس پر سوار ہا گیا جو کمزور تھا پیچھے رہ گیا۔

بسوں میں عازمین حج کی زیادہ تعداد اور بس میں سوار ہونے پر تکلیف کی وجہ سے کچھ دن بعد ہم نے مجبوراً نمازیں رہائش کے قریب میں ہی مسجد عبداللہ بن عمران میں ادا کرنا شروع کیں۔ معلوم کرنے پر بتایا گیا کہ کہ ہماری رہائش گاہ منطقہ عزیزہ حرم کے حدود میں شامل ہے یہاں کی مسجد میں نماز پڑھنا بھی حرم میں نماز پڑھنے جیسا ہے۔ ویسے رہائش گاہ کے گراونڈ فلور پر بھی نماز کا انتظام ہے۔ کچھ عازمین حج بھی قریب مسجد میں ہی نماز ادا کرنے جاتے ہیں۔ مسجد مکمل ایئر کنڈیشنڈ ہے۔ حج اور عمرے کے متعلق چھوٹے چھوٹے کتابچے مفت لے جانے کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔ عرب کی مہمان نوازی کو جاری رکھتے ہوئے یہاں مسجد میں ایک عدد ریفریجرایٹر موجود ہے جس میں سے ہر نمازی ٹھنڈے پانی کی بوتل ساتھ لے جا سکتا ہے۔ لکھا ہوا ہے کہ ہر نمازی صرف ایک پانی کی بوتل لے

کر جائے مگر حجاج حضرات دو دو تین تین بوتلیں لے جا رہے ہیں۔ایک طرف کارٹن میں کھجوریں رکھی ہوئی ہیں نماری کھجوریں نماز کے بعد ساتھ لے جاتے ہیں۔ روم میٹس جنہوں نے دوسری مساجد میں بھی نمازیں ادا کیں نے بتایا کہ ایسا انتظام مکہ کی تمام مساجد میں موجود ہے۔ اس مسجد میں ایک نئی بات دیکھی کہ موذن کے پاس ایک ٹرانسسٹر ریڈیو رکھا ہوا ہے۔ آذان سے چند سیکنڈ پہلے وہ اسے آن کرتا ہے کچھ سن کر پھر آذان دیتا ہے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ایسے ہی ٹرانسسٹر ریڈیو مکہ مکرمہ میں تمام مساجد میں رکھے ہیں موذن حضرات پہلے خانہ کعبہ کی آذان سنتے ہیں اس کے بعد آذان دیتے ہیں۔ اس مسجد میں حج کے بارے اردو میں درس بھی ہوتا ہے۔

صاحبو! مکہ مکرمہ کسی بھی یورپی شہر یا دنیا کے کسی بھی شہر سے کم خوبصورت نہیں۔ وہاں تو شاید ضروریات زندگی خود شہروں میں ہی دستیاب ہوں اور حاصل کرنے میں آسانی بھی ہوں، موسم بھی مددگار ہو اور زمینیں بھی زرخیز ہوں۔ مگر مکہ مکرمہ میں تو باہر سے ضروریات زندگی لائی جاتیں ہیں۔ مکہ میں زری زمین نہیں۔ مکہ میں جدہ سے سمندری پانی لایا جاتا ہے اور صاف کرکے پینے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ پھر بھی دنیا کی ہر چیز یہاں مارکیٹوں میں دستیاب ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے (باقی آیندہ)

(سفر حج (چہارم

مدرس نے ایک دن بتایا مکہ مکرمہ کی زمین دنیا میں سب سے مہنگی زمین ہے۔ مسجد کے باہر ایک بلڈنگ کے سامنے کچھ بینچ رکھے ہوئے ہیں ۔یہ عربی تہذیب کا مہمان خانہ ہے مہمانوں کے لیے بلڈنگ کے اندر بھی صوفے رکھے ہوئے ہیں۔ یہاں سے اس مسجد کے نماری اور جو بھی گزرتا ہے اُس کو مفت چائے، قہوہ اور کھجوریں پیش کی جاتی ہیں۔ایک دن اسی مسجد کے راستے میں ایک ۶ سال کا خوبصورت عربی بچہ تھرماس میں سے قہوہ لوگوں کو پلا رہا تھا ہم نے بھی چند گھونٹ قہوہ سے لطف اندوز ہوئے۔ یہ بچہ لوگوں کو کھجوریں بھی بانٹ رہا تھا۔ ایک دن ایک عربی مسجد کے راستے میں کھڑا پانی پلا رہا تھا۔ایک دن اسی مسجد کے راستے پر ایک بزرگ لوگوں کو کھجوریں بانٹ رہا تھا جس سے ہم نے بھی پانچ کھجوروں کے دو پیکٹ لیے ۔ ایک دن ہماری رہائش گاہ کے سامنے ایک شخص پانی کی بوتلوں کا پورا ٹرالر لایا اور عازمین حج میں کارٹنوں میں پیک پانی کی بوتلیتں تقسیم کیں۔ پھر ایک دن پوری بلڈنگ میں ۵۰۰ بندوں کو کوئی گفٹ کی تھلیں بانٹ گیا جس میں خشک میوا جات جوس اور کولڈ ڈرنک شامل ہے یہ گفٹ حجاج حضرات کو منیٰ میں کام آیا کیونکہ وہاں کھانے لے لیے لائٹ آئٹم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح ایک دن ہم رہائش کے نیچے مین گیٹ کے سامنے فجر کی

نماز کے بعد کچھ عازمین حج کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک صاحب فجر کے بعد اپنی جیپ میں ناشتے کے لیے رول لے آئے اور بانٹ گئے۔ ایسے رول اس نے دوسری رہائش گاہوں میں بھی بانٹے۔ بیت اللہ میں نماز جمعہ کے بعد کچھ حضرات نے بریانی کا ایک پورا ٹرالر نمازیوں میں تقسیم کیا۔ پانی تو مکہ مکرمہ میں جگہ جگہ عربی حضرات حاجیوں کو پلاتے ہی رہتے ہیں۔ غرض اللہ کے گھر میں رہنے والوں نے اللہ کے مہمانوں کی بہت پیار سے خدمت کی اور خوب کی۔ ہماری رہائش منطقہ عزیزہ شمالی میں ہے اور شاہراہ عزیزیہ پر واقع ہے۔ کراچی کے ڈیفنس جیسا علاقہ ہے۔ ہم نے نماز جمعہ بیت اللہ کے امام کی اقتدا میں پڑھی۔ ہمارے لوگوں کو جو معلومات ملیں اور جو انہوں نے ہمیں بتائیں ان کے مطابق بیت اللہ میں ہر نماز کے لیے مختلف امام ہیں۔ امام کعبہ شیخ عبدالرحمان السدیس ہے اور باقی اس کے نائب امام ہیں۔ ان کا سلیکشن ٹیلنٹ کی بنیاد پر پوری اسلامی دنیا سے ہوتا ہے۔ جب ہم مکہ مکرمہ میں مدینہ منورہ سے آتے ہوئے داخل ہو رہے تھے تو مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کا مشاہدہ کیا۔ جگہ جگہ پہاڑ توڑ توڑ کر بلڈنگ بنائی گئیں ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہوئے ایک عجیب منظر دیکھا، پہاڑوں پر نظر پڑی تو نوٹ کیا کہ شاید پہاڑ توڑ کر ان کی چوٹیوں پر سڑک بنائی جا رہی ہے یا کچھ اور پلاننگ ہے۔ یہ سلسلہ مکہ مکرمہ تک پھیلا ہوا ہے جو ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ مکہ مکرمہ پہاڑوں کی وادیوں میں آباد ہے۔ پہاڑوں میں سرنگوں کے ذریعے دوسرے حصوں کو ملایا گیا ہے۔ ہر طرف سرنگیں ہی

سرنگیں ہیں۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور سے معلوم کیا جو ۱۳ سال سے مکہ میں ٹیکسی چلا رہا اور پاکستان کے علاقے وزیرستان کا رہائشی ہے تو اس نے بتایا مکہ میں ایسی ۵۴ سرنگیں ہیں۔بیت اللہ کے راستے میں بھی پہاڑ توڑ کر کثیر منزلہ بلڈنگیں بنائی جا رہی ہیں۔ ماشاء اللہ مکہ مکرمہ میں بڑی بڑی شاہ راہیں ہیں۔ سارے مکہ مکرمہ میں اور بالخصوص بیت اللہ کے راستے میں بلند و بالا اور فلک بوس عمارتیں بنی ہوئی ہیں اور مزید زیر تعمیر ہیں۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے رہائش گاہوں سے عازمین حج کو بسیں ایک سے ڈیڑھ کلو میٹر کی سرنگ سے گزار کر پہاڑوں کے درمیان پارکنگ تک پہنچا کر اُتار دیتے ہیں پھر دوسری بس کی شٹل سروس سے بیت اللہ کے قریب پہنچایا جاتا ہے۔ عازمین حج یہاں سے پیدل بیت اللہ شریف جاتے ہیں۔ پہاڑوں کے درمیان پارکنگ میدان کے سامنے ہی بسوں کو دوسری تقریباً ایک کلو میٹر سرنگ سے گزرنا ہوتا ہے اسی طرح واپسی پر بھی آنے والے راستے ایک کلو میٹر سرنگ سے گزرنا ہوتا ہے۔ دونوں سرنگیں کشادہ ہیں ان میں سے ایک میں دو رویا اور ایک میں تین رویا ٹریفک گزرتی ہے۔بیت اللہ میں بیٹھے ہم نے ایک دن ایک بات نوٹ کی کہ بیت اللہ کے غلاف کو اوپر اُٹھا دیا گیا ہے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ کچھ لوگ غلاف کے ٹکڑے قینچی سے کاٹ کر تبرک کے طور پر ساتھ لے جاتے ہیں اس لیے ایسا کیا گیا۔ بیت اللہ میں ڈولپمنٹ کا کام جاری ہے۔ بن لادن کمپنی کی بیسیوں کرینیں دن رات کام کر رہی ہیں نماز کے اوقات میں کام روک دیا جاتا ہے۔ مطاف کی جگہ کے اوپر طواف کے لیے دو

گولایاں بنائی گئی ہیں۔بیت اللہ کے ارد گرد مین بلڈنگ کی چھت کو وسعت دیکر تیسری گولائی بنادی گئی ہے جسے طواف کے لیے کھول دیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ حج کے دنوں میں ویل چیئر پر طواف کرنے والوں کے لیے پہلی اور دوسری گولائی مخصوص کی جائے گی ۔ہم نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی البم خریدیں۔مکہ مکرمہ کی البم کے مطابق بیت اللہ میں داخلے کے باب ملک عبدالعزیز سے لیکر باب ملک فہد تک چھوٹے بڑے ۲۶ دروازے ہیں۔ اسی طرح مسجد نبوی میں داخلے کے لیے ۱۰ دروازے ہیں۔بیت اللہ کے ارد گرد بہت سی بلند بالا عمارتیں موجود ہیں اور کئی عمارتیں زیر تعمیر بھی ہیں۔ ایک انڈیا کا باشندہ جو اب سعودی عرب میں سول انجینئر ہے۔ ہمارے گروپ کے دوست کے ساتھ حرم کے باہر ملاقات کر رہا تھا۔اس نے بتایا کہ بیت اللہ کے ارد گرد عمارتیں توڑ کر اسے وسیع کیا جائے گا مطاف کو عبدالعزیز گیٹ تک توسیع دی جائے گی۔ یہ سعودی حکومت کا ۲۰ سالہ پرانا منصوبہ ہے جس کے ۵ سال گزر چکے ہیں۔بیت اللہ کے راستے میں ایک جگہ کبوتر چوک کے نام سے مشہور ہے یہاں کبوتروں کو لوگ دانے ڈالتے ہیں۔ کبوتروں کے ڈار کے ڈار یہاں اترتے اور کبھی اُڑ جاتے ہیں۔ یہاں دن میں ہر وقت لاتعداد کبوتر دانے چگتے رہتے ہیں۔بیت اللہ میں ابابیل اور کبوتر اُڑتے دیکھے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسرا پرندہ نظر نہیں آیا۔بیت اللہ کے قریب مکہ ٹاور کے برابر میں ایک کئی منزلہ بلڈنگ ہے اس کے گرونڈ فلور میں ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے جس میں ہر نوع کا سامان موجود ہے۔یہ بلڈنگ اتنی وسیع ہے کہ اس میں ۵۰ سے

زیادہ سے تو برقی لفٹیں لگی ہوئی ہیں۔ باب عبدالعزیز کے سامنے بہت ہی اونچا مکہ ٹاور ہے جس پر وقت دیکھنے کے لیے بڑا کلاک نصب ہے۔ ہمارے ایک دوست جو مکہ مکرمہ کے رہاشی ہیں کے مطابق مکہ میں ریلوے اسٹیشن بھی بن رہا ہے اور جلد ہی ریلوے لین بچھا دی جائی گی یہ کام ایک چینی کمپنی کر رہی ہے۔ بیت اللہ کی ایک سائڈ پر باب عبداللہ بھی زیر تعمیر ہے۔ مکہ مکرمہ میں سمندر کا پانی جدہ سے پائپوں کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ فلٹر پلانٹ میں صاف کرنے کے بعد پینے کے لیے سپلائی کیا جاتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں مکہ میں پٹرول ارزاں ہے اور پانی مہنگا ہے۔ بیت اللہ کے اندر باہر پولوں پر پانی کی ٹھنڈی پھوار پھینکنے والے برقی پنکھے لگے ہوئے ہیں جو ہر وقت ٹھنڈی پھوار پھینکتے رہتے ہیں۔ اس سے گرمی کی شدت کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ بیت اللہ میں جگہ جگہ آب زم زم پانی کے کولر پڑے ہوئے ہیں جن میں عازمین حج کے لیے ۲۴ گھنٹے ٹھنڈا پانی موجود ہوتا ہے۔ ان کولروں سے عازمین حج آب زم زم بوتلوں میں بھر کر اپنی اپنی رہائش گاہوں میں لے جاتے ہیں۔ حج کے دوران رش کی وجہ سے لوگ باب عبدالعزیز کے باہر اور پیچھے روڈ پر بھی نماز ادا کر رہے ہیں۔ جمعہ کے روز ماشاءاللہ اتنے زیادہ نمازی تھے کہ سرنگ کے سرے سے لیکر باب عبدالعزیز تک صفیں بنی ہوئیں تھیں۔ یہاں دھوپ بڑی تیز ہوتی ہے۔ مسجد نبوی کے صحن کی طرح اگر باب عبدالعزیز کے سامنے خالی جگہ پر بھی سایے کے لیے برقی چھتریاں لگا دیں جائیں تو نمازی سایے میں آسانی سے نماز ادا کریں۔ بیت

اللہ میں برقی سیڑیوں سے خواتین پہلے فلور پر نماز پڑھنے جاتیں ہیں۔ ہمارے ایک روم میٹ جن کے ساتھ ان کی اہلیہ حج کے لیے آئی ہوئی ہے نے بتایا برقی سیڑیاں چڑھ کر پہلے فلور پر خواتین کی نماز کے لیے بڑی کشادہ جگہ موجود ہے۔ ویسے نیچے بلڈنگ میں بھی نمازیوں کے پیچھے جیسے عورتوں کے لیے نماز کی جگہ مختص کی گئی ہے۔ نماز شروع ہونے سے پہلے انتظامیہ کے کارندے عورتوں کو پیچھے نماز پڑھنے کے لیے زور دیتے ہیں اور سب کو بار بار کہہ کے مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ مردوں کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے چلی جائیں۔ جیسے جیسے حج کے دن قریب آ رہے ہیں عازمین حج کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ بہت ہی پر رُونق ماحول ہے اور بنتا جا رہا ہے۔ دنیا کے کونوں کونوں سے فرزندان توحید اللہ کے گھر کی طرف دوڑے آ رہے ہیں۔ ماں باپ کے ساتھ کچھ بچے بھی حج لے لیے آئے ہوئے ہیں۔ جب بھی بچے ہمارے سامنے سے گذرتے ہیں ہم ویل چیئر پر بیٹھے اسے پیار سے چھوٹا حاجی کہہ کر پکارتے ہیں تو اکثر بچے مسکرا دیتے ہیں ۔کچھ گود کے بچے بھی ماں باپ کے ساتھ نظر آئے۔

قارئین ! فقیرانہ لباس زیب تین کیے، تلبیہ پڑتے، غول کے غول، مختلف رنگوں والے، مختلف زبانوں والے، مختلف لباس والے، مختلف تہذیبوں والے عازمین حج کو دیکھ کر اسلام کی اخوت، عظمت اور طاقت کا مظہر نمایاں نظر آتا ہے۔ انسان کے دل میں ایک دم جوش اُٹھتا ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (باقی

(آینده

پیپلز پارٹی شو؟

صاحبو! شو تو فلم اسٹار دیکھاتے ہیں مگر کیا پیپلز پارٹی اور فلم شوز میں کچھ فرق ہے؟ اگر ہے تو کوئی ہمیں بتائے کیا فرق ہے۔ ویسے تو مسلم لیگ (ق) بھی شو کیا کرتی ہے مگر ان کا شو صرف چند ڈھولک بجانے والوں تک ہوتا ہے دور دارار سے آئے ہوئے لوگوں کے علاوہ قریب کے لوگ ڈھولک کی آواز سن کر آ جاتے ہیں کہ دیکھیں کیا ہو رہا ہے اور شو مکمل ہو جاتا ہے۔ شو تو نیا پاکستان والے بھی دیکھاتے ہیں اور ڈھائی ماہ سے اسلام آباد میں ہر شام کو دیکھا رہے ہیں۔ ہلکا پھلکا شور تو انقلاب والے بھی دیکھاتے رہے ہیں جو اب بے نتیجہ ختم ہو گیا ہے۔ مذہبی جماعتوں کو چھوڑ کر سب سیاسی جماعتیں شو دیکھاتی ہیں مگر پیپلز پارٹی کا شو تو ہمیشہ نرالا ہی ہوتا ہے۔ سندھی ڈانس، بلوچی ڈانس، مکرانی ڈانس، پنجابی بھنگڑا، خٹک ڈانس بلکہ اس دفعہ تو بوتل ڈانس بھی دکھایا گیا۔ ان ڈانسوں میں مرد اور خواتین شامل تھیں۔ دوسری خواتین ہی کیا اس میں شرمیلا فاروقی صاحبہ بذات خود شریک تھیں۔ یہ تو شکر ہے کہ بھٹو خاندان کی خواتین اس میں شریک نہ تھیں ورنہ مخالفوں کی طرف سے جاری کردہ پرانی رپورٹوں میں یہ ڈانسوں والی ساری داستانیں موجود ہیں۔ پرانی بات ہے پنجاب سے کچھ رشتہ دار ملنے کراچی آئے تو ہم انہیں سمندر دکھانے کلفٹن سے برستہ بلاول ہاوس جا رہے تھے تو ان کی نظر

بلاول ہاوس کی دیوار پر پڑی۔ ۲۰ فٹ اونچے بھٹو خاندان کے بنے پوٹریٹ پر ہمارے رشتہ داروں کی نظر پڑی تو بے ساختہ کہا کہ یہ کوئی سینما گھر ہے؟ ہم نے کہا نہیں جناب! یہ پیپلز پارٹی کے ہمارے حکمرانوں کے قد آور پوٹریٹ ہیں۔ جب لوگ سمندر دیکھنے آئیں تو ساتھ ہی ساتھ اپنے حکمرانوں کو بھی دیکھ لیں۔ صاحبو! یہ بھی تو ایک قسم کا شو ہی تھا۔ چلو اگر شو کی بات ہوتی تو چل بھی جاتی اور ہضم بھی ہو جاتی کہ اس سے پاکستان کے عوام کو گھر بیٹھے سستی تفریح ملی، یہاں تو اخباری رپورٹوں کے مطابق حکومت سندھ نے اس شو پر دل کھول کر خرچ کیا جو عوام کے ساتھ ظلم ہے۔ انتظامات پر بلدیہ کراچی نے ۱۰ کروڑ خرچ کئے، کھانے کی ڈیوٹی شرقی کے ڈپٹی کمشنر کی لگائی گئی تھی۔ پولیس کی گاڑیوں پر سوار جیالوں کی تصویریں اخبارات نے لگائیں جس میں پٹرول پاکستان کے عوام کے ٹیکسوں سے خریدا جاتا ہے۔ بیرون شہر سے آنیوالوں کو ۲ سے ۳ ہزار فی کس ادائیگیاں کی گئیں۔ علاقائی قیادت اور متوقع امیدواروں نے ہدف پورا کرنے کے لیے لاکھوں لٹا دیے۔ کراچی کی سیر اور ۲ ہزار روپے نقد دیے گئے۔ امیدوار کیوں نہ خرچ کرتے پیپلز پارٹی ہی کیا پاکستان کی سیاسی جماعتوں کا کلچر ہے کہ لاکھ لگاؤ کروڑ کماؤ۔ اس شو کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ نوجوانوں کی حفاظت کے لیے اندرون سندھ سے خواتین کا حفاظتی دستہ تیار کرکے جلسہ گاہ میں لایا گیا تھا جسے ٹی وی اسکرین پر جیم بانڈ کی طرح بار بار ایکشن میں دھکایا جا رہا تھا۔ بلاول بھٹو زرداری کی حفاظت کے لیے فریال

تالپور کی نگرانی میں یہ خصوصی دستہ اندرون سندھ سے نوجوان خواتین پر مشتمل سیکورٹی اسکواڈ تیار کیا گیا تھا۔ پولیس کی ملازم اس دستے کی ہیڈ سے ٹی وی والوں سوال کیا آپ تو گورنمنٹ کی ملازم ہو کر اس دستے کی کمانڈ کر رہی ہیں تو اس نے فخریا کہا ہم نے اپنے قائد کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ اسکواڈ ایک جانب لیبیا کے سابق رہنما کرنل معمر القذافی کی سیکورٹی کی یاد تازہ کر رہا تھا تو دوسری جانب خواتین کا یہ خصوصی دستہ ذالفقار علی بھٹو کے دور میں قائم کی گئی ایف ایس ایف کی بھی یاد دلاتا ہے۔ بلاول صاحب نے یہ بھی کہا ہم ڈرنے والے نہیں۔ تو کیا بلاول صاحب خواتین کا سیکورٹی والا دستہ صرف لوگوں کو ڈرانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ آپ تو بے نظیر مرحومہ والے بم اور بلٹ پروف ٹرک میں بیٹھے ہوئے ہو ذرا ہمت کر کے سیکورٹی کے ٹرک سے باہر آتے تو آپ کی بات ماننے کے قابل اور مناسب بھی ہوتی۔ کیا تضاد ہے ہمارے ہونے والے بہادر وزیر اعظم میں ! وفاقی حکومت نے مک مکا کی پالیسی کے تحت پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالوں کو پاکستان ریلویز کی جانب سے مسافر ٹرینیں فراہم کیں۔ بلوچستان اور پنجاب کی حکومتوں نے ٹرانسپورٹ کے ساتھ ساتھ اپنے سرکاری ملازمین اور غریب ہاریوں کو خاندان کے سمیت کراچی کے جلسے میں ان کی موجودگی کو یقینی بنایا۔ ایک دوسری بات کہ پیپلز پارٹی کے جلسوں کی روایات قائم رہی اور ۲ معمر افراد جان کی بازی ہار گئے۔ عمر کوٹ کا رہاشی دل کا دورہ پڑنے سے چل بسا اور ایک جیالے کی لاش گرین بیلٹ سے ملی اللہ ان کی مغفرت کرے آمین۔ بلاول زرداری

نے سب پارٹیوں پر تنقید کی۔ ایم کیوایم کے لیے کہا گیا کہ اس پارٹی نے ۲۰ سال کراچی پر حکومت کی مگر کراچی کے حالات خراب سے خراب تر ہوتے گئے۔ کراچی لینڈ مافیا کا گڑھ، پاکستان کے دشمنوں کا، آمریت کے بجاریوں کا، سیاسی اور عدالتی مافایا کا گڑھ بن گیا۔ عدالت نے چوہدری اسلم اور ان جیسے پولیس افسران کی ترقی ختم کر دی اور تمام پولیس افسران کو ہٹا دیا گیا جو دہشت گردوں کی لیے خوف کی علامت تھے۔ شفاف الیکشن ہوئے تو کراچی آزاد ہو جائے گا۔ اس پر ایک بار پھر احتجاج کرتے ہوئے ایم کیو ایم نے یہ کہتے ہوئے پیپلز پارٹی کا ساتھ چھوڑ دیا کہ ۴۳ سال سے سندھ پر حکومت کر کے عوام کو کیا ڈیلور کیا یہ نورا کشتی نظر آتی ہے۔ دیکھیں ایم کیو ایم حکومت میں پھر کب شامل ہوتے ہیں یہ تو ان کی پرانی روش ہے۔ ویسے بلی تھیلے سے باہر آ گئی اور ایم کیو ایم نے سندھ کی تقسیم کا بھی اعلان کر دیا اور کہا مہاجر صوبہ بن کر رہے گا۔ جبکہ بلاول زرداری کہتے ہیں مر سو مر سو سندھ نہ ڈیسو۔ مر جائیں گے سندھ کو تقسیم نہیں ہونے دیں گے۔ نواز شریف صاحب کا مینڈیٹ جعلی ہے۔

زرداری صاحب نے کہا حکومت کے ساتھ نہیں ہیں جمہوریت کے ساتھ ہیں۔ ایسی ہی مبہم سپورٹ نواز شریف صاحب بھی کیا کرتے تھے تو لوگ فرنڈلی اپوزیشن کا الزام لگاتے تھے۔ ادھر سعد رفیق صاحب نے بھی اپنی پارٹی کا دفاع کیا اور کہا مرتضی بھٹو اور خواجہ رفیق یعنی ان کو والد کا قتل پیپلز پارٹی کے دور میں

ہو۔ہم نے کام کیا اور پنجاب کی حالت بدلی جبکہ سندھ کے شہروں میں خاک اڑتی ہے۔ بلاول صاحب نے کہا دھرنوں کا اسکرپٹ لکھنے والے پاکستان کو عراق اور شام بنانا چاہتے ہیں۔عمران خان پنجاب کی ایم کیو ایم بننا چاہتے ہیں اس پر عمران خان صاحب نے کہا کہ پہلے اپنے والد اور چچا نواز کے اثاثے ڈکلیئر کردیں لیڈر مان لوں گا۔لکیریں ڈالنے سے گدھا زیبرا نہیں بن جاتا لیڈر آگ کی بھٹی سے گزر کر بنتا ہے شارٹ کٹ سے نہیں ۔پی پی نے ہماری نقل کی کوشش کی۔ جلسے میں زبردستی لوگوں کو لایا گیا بلاول بچہ ہے اس کا جواب نہیں دوں گا۔ پیپلز پارٹی نے ہمارے تمام جلسوں سے زیادہ پیسہ خرچ کیا۔ بلاول صاحب نے دہشت گردوں کے مقابلے کی بات کی۔ پاکستان میں پہلی دہشت گرد تنظیم ’’ الذالفقار‘‘ پیپلز پارٹی نے ہی بنائی تھی جس نے پاکستان کا جہاز اغوا کیا تھا پاکستان کے دشمن بھارت سے مدد مانگی تھی۔گیلانی صاحب نے میں بلاول کو مستقبل کا وزیر اعظم کہا۔ظاہر ہے اپنا وزیر اعظم کا بدلہ تو چکانہ ہے چاہے تقریر کے ذریعے ہی ہو۔خورشید شاہ صاحب نے کہا انقلاب دھرنوں سے نہیں آتے بے شک اب صرف فلم شوز سے انقلاب آئے گا جو پیپلز پارٹی پچھلے کئی دور حکومتوں میں نہ لا سکی۔ اللہ کے بندوں لوگوں کو کب تک بیوقوف بناتے رہوگے۔اعتزاز احسن نے خوب کہا کہ ۵۰ سال کے بوڑھے ہٹ جائیں اور نوجوانوں کو آگے لایا جائے ظاہر ہے بلاول نوجوان ہے اس کو ایسا ہی مشورہ دے کر اس کے دل میں جگہ بن سکتی ہے کیونکہ پیپلز پارٹی میں بھٹو خاندان کی وفاداری سے ہی جگہ بن

سکتی ہے ٹیلینٹ کی بنیاد پر نہیں۔ ورنہ ذلفقار علی بھٹو اپنے پرانے ساتھیوں کو پیپلز پارٹی سے نہ نکالتے یا وہ نہ نکلتے جو واقعی ٹیلینٹڈ تھے۔ اس وقت ہمیں مبشر حسن، جے اے رحیم اور پیپلز پارٹی کے پرانے لوگ یاد آ گئے۔ رضا ربانی صاحب نے کہا کہ نواز شریف سے نج کاری پر جنگ ہو گی۔ وہ بھول گئے بھٹو صاحب نے پاکستان میں نجکاری شروع کی تھی۔ رضا صاحب پہلے زرداری صاحب سے معلوم کر لیا کرو جنہوں نے نواز شریف صاحب سے مک مکا کیا ہوا ہے۔ ۱۹۷۳ء کے اسلامی آئین کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس کو سب نے مانا حتیٰ کی مولانا مودودیؒ نے بھی۔ یہ ٹھیک ہے مگر پیپلز پارٹی کے دور میں اس پر عمل کیا گیا اور نہ نواز لیگ کے دور میں اس پر عمل کیا گیا۔ اس پر اسلامی حکومت ہی عمل کر سکتی ہے کوئی فلم شور کرنے والوں نہیں کر سکتے۔ اسی دن سندھ میں کندھ کوٹ کے مقام پر ایک بڑے جلسے میں خطاب کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے لیڈروں نے کہا کہ سیاسی مداریوں کا دور ختم اور خوشحالی کا دور شروع ہونے والا ہے۔ سراج الحق صاحب امیر جماعت اسلامی نے کہا ظالمانہ نظام کے خاتمے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ کرپشن پر قابو پا لیا جائے تو قرضوں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ حکمرانوں کی نااہلی کی وجہ سے جمہوریت خطرے میں ہے۔ مسائل کے حل کے لیے مسلح جدوجہد کی ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ سندھ تقسیم ہو گا نہ پاکستان۔

قارئین انہ تو پیپلز پارٹی اور نہ ہی مسلم لیگ (ن) نے پاکستان کے حالات بدلے

جبکہ دونوں کو کئی بار اقتدار ملا۔ اب نیا پاکستان اور انقلاب والے بھی کچھ واضح پروگرام نہ دے سکے بلکہ انقلاب والے بستر گول کرکے چل دیے۔ ڈھائی ماہ سے زیادہ ہو گیا تبدیلی کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے۔ قوم کی نظریں جماعت اسلامی کے فقیر منش امیر جناب سراج الحق، جس نے خیبر پختونخواہ کی سینئر وزیر کی پوسٹ سے استعفیٰ دے کر پاکستان کے کونے کونے میں پھر کر صدا لگا رہا ہے کہ پاکستانیوں آؤ میرا ساتھ دو میں اس ملک کی تقدیر بدل سکتا ہوں۔ میرے پاس ایمانداروں، نڈر اور کرپشن سے پاک لیڈر شپ موجود ہے۔ دیکھیں قوم کیا فیصلہ کرتی ہے۔

(سفر حج (پنجم

ہمیں مختلف ملکوں کے عازمین حج سے بات چیت کا موقع ملا۔ جس میں انڈیا افغانستان، ملائشیا، انڈونیشیا، مالی، الجزاہر، چاڈ، نائجیریا، برما، چین، ترکی وغیرہ اور دوسرے ملکوں کے مسلمان شامل ہیں۔ مختلف اوقات میں ان سے ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں ،ان کے ملکوں کے مسلمانوں کے حالات معلوم کیے۔ پاکستانیوں کی طرح سب ملکوں کے لوگ، پاکستان سے بھی محبت کا اظہار کرتے ہیں اور ہمارے ملک کے حالات سے بھی با خبر بھی ہیں۔ ایک دن میرا بیٹا مجھے فٹ پاتھ پر کچھ دیر رکھنے کے لیے چھوڑ گیا اور دکان سے میرے لیے آئی ڈراپ لایا۔ میں ویل چیئر پر بیٹھا بیٹے کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک انڈونیشا کے مرد خواتین پر نظر پڑی۔ میں نے اُن سے مختلف سوال کیے۔ پھر اُن سے اُن کے ملک کا بھی سوال کیا۔ انہوں نے کہا ہم انڈونیشیا کے ہیں۔ میں نے کہا میں پاکستانی ہوں وہ اس تعارف سے بہت خوش ہوئے۔ مرد نے میرے ساتھ کھڑے ہو کر تصویر بھی بنائی۔اس سے ان کی پاکستان سے محبت ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارے ایک روم میٹ نے غزہ کے دو عازمین حج سے ملاقات کی۔ان کے ذریعے پتہ چلا غزہ کے کچھ عازمین حج اپنے پڑوسی ملک کے ذریعے حج کے لیے آئے ہیں ۔ ہمیں بتایا گیا ہے غزہ اور مصر کے لوگوں پر آجکل حج کی پابندی ہے۔ ایک دن ہمیں ایک دوست دوپہر کے کھانے پر اپنے گھر لے گئے۔ ساتھ

لیٹر کی ۵ آب زم زم کی بوتلیں بھی لائے تھے۔ تین ہم نے رکھ لیں اور دو روم ۱۰ میٹس کو گفٹ کر دیں۔ اس دوران راستے میں مکہ مکرمہ کا کمرشل اور رہائشی ایریا دیکھنے کا موقع ملا۔ ماشاء اللہ سڑکیں کشادہ ہیں۔ پورے مکہ میں اونچی اونچی عمارتیں بنی ہوئی ہیں یہ پہاڑ کاٹ کاٹ کر بنائی گئی ہیں۔ ہمارے دوست عرصہ ۳۵ سال سے مکہ میں رہ رہے ہیں۔ ڈاکٹر ہیں اور سعودی گورنمنٹ کے ہیلتھ ڈیپارمنٹ میں ملازم تھے۔ اب ریٹائرڈ ہوگئے ہیں۔ اللہ کے گھر مکہ مکرمہ سے محبت کی وجہ سے اپنا مکان کرایہ پر لے کر مکہ کے ایک پوش علاقے میں زندگی کے بقایا دن گزار رہے ہیں۔ ایک دن ہمارے روم میٹ اور کچھ دوسرے لوگ بیت اللہ سے ملحق نکاشہ بازار گئے اور بتایا کہ کراچی کے لالو کھیت کی طرح کا بازار ہے ہر قسم کی اشیاء خوردونوش دستیاب ہیں۔ خصوصاً پان اور چائے کی دکانیں ہیں۔ ہمارے روم میٹ وہاں سے پان اور فروٹ خرید کر لائے۔ ہم اور ہمارے گروپ کے لوگ ایک دن بس پر مکہ مکرمہ میں زیارتیں دیکھنے گئے۔ غار ثور، غار حرا، جنت المعلیٰ، نہر زبیدہ، میدان عرفات، منی، مزدلفہ، حضرت اسماعیلؑ کی ذبیح کی جگہ، جبل رحمت، مسجد جن اور مشعل الحرام (مزدلفہ) دیکھیں۔ سعودی حکومت حرمین شریفین اور مقدس مقامات پر دل کھول کر خرچ کرتی ہے۔ سعودی حکومت کے قائم کردہ ادارہ الامر بامعروف والنہی عن المنکر کی طرف سے عوام کی راہنمائی کے لیے ایک پمفلٹ تقسیم کیا گیا جس کے مطابق جبل رحمت مختلف ناموں سے مشہور ہے۔ آس پاس کے پہاڑوں کی بہ نسبت چھوٹا پہاڑ ہے۔ درمیانے حجم کے سخت اور تہ

بہ تہ پتھروں پر مشتمل ہے۔نہ بہت سخت نہ بہت نرم اور بھربھرا ہے۔ میدان عرفات کے مشرقی جانب جبل سعد کے سائے میں واقع ہے۔ بلندی تقریباً ۶۵ میٹر ہے۔

مختلف ناموں سے مشہور ہے۔ جبل رحمت، جبل اِلال، جبل عرفہ ، جبل مشاۃ، جبل کبکب اور جبل قُرین کے نام شامل ہیں۔ جبل رحمت پر عازمین حج گئے۔اس کی چوٹی پر ایک سفید ٹاور بنا ہوا ہے جو تھوڑی دور سے بھی نظر آتا ہے۔ اس کے دامن میں سعودی حکومت کی طرف سے نوٹس بورڈ بھی لگا ہوا تھا کہ اجر و ثواب کی نیت سے جانا اور وہاں پر نوافل ادا کرنا بدعت ہے اور اس کی شریعی حیثیت نہیں اور ناجائز ہے۔جو حیثیت میدان عرفات کی ہے، وہی اس کو بھی حاصل ہے۔ مناسک حج سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔بشمول جبل رحمت ، غار حرا، غار ثوراور میدان عرفات میں جو پہاڑ ہیں اس پر چڑھنا سنت نہیں۔ اسی طرح غار حرا پر بھی ایک بورڈ لگا ہوا ہے۔ یہاں بھی سعودی حکومت کی طرف سے اور ایک پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔ اس کے مطابق جبل حرا مسجدِ حرام کے مشرق میں طائف کے راستے سیل پر واقع ہے۔ مسجد حرام سے اس کا فاصلہ ۴ کلومیٹر ہے۔ بلندی ۲۸۱ میٹر، رقبہ ۵ کلومیٹر اور اس کے چوٹی اونٹ کے کوہان کی مانند ہے۔اس کے قبلے والی جانب ایک شگاف ہے جس سے مسجدِ حرام نظر آتی ہے۔ غار حرا کی لمبائی ۳ میٹر ہے۔ حرا پہاڑ وہ ہے جہاں نبوت سے قبل نبیؐ خلوت اختیار کر کے عبادت کیا کرتے تھے۔ جبرائیلؑ پہلی بار

وحی لے کر اسی پہاڑ کے غار میں اترے تھے۔ یہ بات ثابت ہے کہ رسولؐاللہ نبوت عطا ہونے کے بعد غار حرا پر کبھی بھی تشریف نہیں لے گئے۔ صحابہؓ بھی غار حرا پر تشریف نہیں لے گئے۔ اس پر چڑھا اور عبادت سمجھنا اور اس کے مقدس اور خاص رکھنا، اس کی طرف منہ کر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا، اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ غار حرا کے راستے میں زاہرین کے لیے سیڑیاں بنائی گئی ہیں تاکہ لوگ آرام اور سہولت سے زیارت کر سکیں۔ ہمارے بیٹے حبیب اللہ خان اور کچھ روم میٹس نے غار حرا کی زیارت کی اور بتایا کہ وہاں بندر بھی موجود ہیں۔ اکثر لوگوں سے چیزیں چھین کر لے جاتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں بندر ایک شخص کا بیگ اُچک کر لے گیا۔ تھوڑا دور بیٹھ کر بیگ کھولا اور اس میں چیزیں نکال کر بیگ واپس پھینک دیا۔ اس شخص نے خالی بیگ واپس اُٹھا لیا اور سامان کو ترستا رہا اور بندر اس کے قابو نہ آیا۔ زبیدہ نامی نیک سیرت خاتون خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی تھی جب حج کرنے تشریف لائیں تو اس نے نوٹس لیا کہ مکہ مکرمہ میں حاجیوں کو پانی کی اشد ضرورت ہے۔ واپس دالالخلافہ بغداد جا کر فوراً دریائے دجلہ سے مکہ مکرمہ تک نہر بنانے کا حکم دیا۔ جو جلد ہنگامی بنیادوں پر تیار کر دی گئی۔ تین میٹر گہری پونے دو میٹر چوڑی تھی۔ بقول کچھ حضرات اس کی لمبائی کئی ہزار کلومیٹر ہے جس میں سنگلاخ پہاڑ اور کوفہ سے مکہ مکرمہ ۱۳۰۰ کلومیٹر صحراہی علاقہ بھی شامل ہے اس سے کافی مدت یعنی تقریباً ایک ہزار تک مکہ مکرمہ کے لوگ اور عازمین حج فائدہ اُٹھاتے رہے۔ نہر زبیدہ خلیفہ ہارون

رشید کے دور حکومت ۱۷۰۔ ۱۹۳ھ میں دریا دجلہ سے مکہ مکرمہ میں پانی کی قلت دور کرنے کے لیے بنائی گئی تھی جو اب سوک چکی ہے۔اس کی دیواریں بھی دیکھی جو پہاڑ توڑ کر بنائی گئی تھیں جو یقیناً ایک عجوبہ ہے۔اگر یہ بات صحیح ہے تو اس نہر کو دنیا کا عجوبہ کیوں نہ قرار دیا گیا جیسے شاہراہ ریشم کو قرار دیا گیا ہے؟ منیٰ میں جانے سے چند روز پہلے ہمارے ایک روم میٹ جناب سید طارق محمود رضوی کو حج مشن پاکستان منطقہ عزیزہ کے سیکٹر کمانڈر نے بلایا۔ہماری بلڈنگ نمبر ۶۰۵ میں سے ایسے تین دوسرے حضرات کو بھی بلا کر ڈیوٹی تفویض کی کہ حج کے موقعے پر ان چار حضرات نے اپنے گروپ کے عازمین حج کی رہنمائی کرنی ہے۔اس طرح کے نمائندے پورے پاکستانی عازمیں حج کے مکاتب سے بلا کر ان کی تربیت کی گئی تاکہ حج کے دوران آسانی رہے۔ان حضرات کو منیٰ، مزدلفہ اور عرفات کا دورہ کرایا گیا۔ ہمارے گروپ کے فرد کو منیٰ، عرفات اور مزدلفہ پر جانے اور آنے کے راستے بتائے گئے۔ منیٰ کے خیموں،اندرونی سڑکوں ،پولوں ، لیٹرینوں وغیرہ کا دورہ کرایا گیا۔ منیٰ سے عرفات تک چلنے والی ٹرین کا بھی دورہ کرایا گیا اور یہ ہدایت دی گئی کے اپنے گروپ سے ہر گز علیحدہ نہ ہوا جائے ورنہ گروپ سے بچھڑ جانے کا خدشہ ہے اور ۵ دن تک واپس ملنے کا امکان نہیں۔ منیٰ میں ٹرین کے تین اسٹیشن ہیں۔ ریلوے اسٹیشنز پر نمبرز صاف صاف لکھے ہوئے ہیں۔اسٹیشن نمبر۱، اسٹیشن نمبر ۲ اور اسٹیشن نمبر ۳۔ عازمین حج کو ان اسٹیشنوں سے سفر کرنے کے لیے تین رنگ کے کڑے بازو میں باندھنے کے لیے

دیے جائیں گے جو اب دے دیے گئے ہیں۔ کڑوں کے رنگ کے مطابق اسٹیشنوں کا نمبر بتا دیا جائیگا اور اسی نمبر پر سفر کی اجازت ہو گی۔ اگر دوسرے نمبر کے اسٹیشن پر سفر کرنے کی کوشش کی گئی تو شرتے ٹرین پر سفر نہیں کرنے دیں گے اور ٹرین سے اُتار دیں گے۔ لہٰذا اس بات کا یقین کر لیا جائے کہ جس رنگ کے کڑے کو جس نمبر کے اسٹیشن سے سفر کرنے کا کہا گیا اسی ٹرین اسٹیشن پر سفر کے لیے جانا ہے۔ اپنے گروپ کے ساتھ ٹرین میں اکھٹے سوار ہونے سے اس پریشانی سے بچنا ممکن ہے۔ معلم کی طرف سے منیٰ اور عرفات میں قیام کے دوران ناشتے اور رات کے کھانے کے ۹ کوپن عازمین حج میں تقسیم کیے گئے ہیں جس میں دوپہر کے کھانے کے کوپنز نہیں ہیں، مطلب کہ دوپہر کا کھانا نہیں ملے گا۔ ہمارے گروپ لیڈر نے ۸ ذوالحج سے ۱۲ ذوالحج کے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے دنوں کے لیے ایک مشاورتی میٹنگ بلائی جس میں گروپ کے ساتھیوں نے اپنے اپنے تجربات کی روشنی میں گفتگو کی۔ مشاورت سے گروپ کے ساتھ ساتھ رہنے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا طے ہوا۔ گروپ کے ہراول دستہ جو چار افراد پر مشتمل تھا کو تمام جگہوں کا دورہ کرنے کا کہا گیا۔ ہراول دستے نے دورہ کرکے گروپ کے مرد و خواتین کو صورت حال سے آگاہ کیا اور راہنمائی کے اصول طے گئے۔

قارئین! مقدس مقامات تو مقدس ہوتے ان سے عقیدت بھی یقیناً ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ ان کی زیارت بھی کرنا چاہیے۔ ان کی زیارت کرکے ان حالات کو

یاد بھی کرنا چاہیے جو ہماری روایات کا حصہ ہیں۔ مگر سعودی حکومت نے وہاں نقل
پڑھنے سے منع کیا جو شرک ہے۔ اللہ مسلمانوں کو شرک سے بچائے۔ کیونکہ شرک ظلم
(عظیم ہے۔ (باقی آیندہ

سفرِ حج (ششم)

قیام مکہ مکرمہ

عازمین حج کو شناخت کے لیے چھ قسم کے مختلف نشانات دیے گئے تھے۔ ایک تو کراچی حج ٹرمینل سے گلے میں ڈالنے کے لیے شناختی ٹیگ ملا تھا جس میں پاسپورٹ نمبر، نام، پیدائش کی تاریخ، خون کا گروپ نمبر، فلائٹ نمبر، تاریخ، وقت، مکتب نمبر، بلڈنگ نمبر۔ روم نمبر اور علاقہ عزیزیہ درج تھا۔ شناختی ٹیگ پر یہ بھی لکھا ہے کہ راستہ بھولنے، افراد یا سامان کی گمشدگی، کسی بھی شکایت یا دیگر مدد کے لیے مکتب اُمور حجاج پاکستان کے کسی بھی دفتر سے یا فون پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ اس پر پتہ اور فون نمبر بھی موجود ہیں۔ اس پر کراچی سے جدہ اور مکہ مکرمہ کے سفر کا طریقہ موجود ہے اس کے مطابق اگر سفر میں ردوبدل کیا ہے تو کرایہ واپس لیا جا سکتا ہے لیکن صرف جدہ میں ہی یہ عمل ہو گا واپس پاکستان میں ممکن نہیں۔

جن مدات میں عازمین حج کو رقم واپس کی گئی ہے اس شناختی ٹیگ تفصیل بھی موجود ہے۔ مکہ میں رہائش گاہ پر معلم جمال عثمان سیلمان خان کی طرف سے مختلف

کارڈ اور ٹیگ ملے تھے۔ ایک اور شناختی ٹیگ ملا جو منیٰ مزدلفہ اور عرفات میں گلے میں لٹکانے کے لیے کہا گیا تھا اس پر بھی حجاج کا نام، ملک کا نام اور دوسری تفصیلات درج تھیں۔ مکہ میں معلم کی طرف سے بازو میں لگانے کے لیے کڑا بھی دیا گیا تھا جس پر بلڈنگ نمبر، مکتب نمبر اور ضروری تفصیلات تھیں۔ منیٰ جانے سے پہلے ایک اور کڑا ہاتھ میں باندھنے کے لیے دیا گیا اور کہا گیا کہ حج کے دوران ۷ دن تک ٹرین استعمال کرنے کا یہ ٹکٹ ہے اس کے بغیر ٹرین میں سوار نہیں ہونے دیں گے لہٰذا آخر وقت تک اسے پہننا ضروری ہے۔ منیٰ کے لیے مکتب کا کارڈ بھی دیا گیا جس پر اے ۲۸ مکتب نمبر درج ہے۔ اس پر معلم کی طرف سے حج مبارک لکھا ہوا ہے یہ منیٰ کے قیام کے دوران سنبھال کر رکھنا ہے۔ جن عازمین حج نے قربانی کے پیسے مسلم کمرشل بنک میں جمع کروائے تھے ان کو ایک قربانی ہونے کی رسید بھی دی گئی ہے تاکہ قربانی ہونی کی تسلی ہو جائے۔ کچھ دن حرم کے راستے میں بھیک مانگنے والی خواتیں اور بچے بچیاں، جو افریقی ممالک کی لگتیں تھیں روڈ کے درمیان میں قطار بنائے بیٹھیں تھیں جو بعد میں نظر نہیں آئیں۔ لگتا ہے انتظامیہ نے انہیں راستے سے ہٹا دیا یا بھیک مانگنے سے منع کر دیا ہے۔

منیٰ سے واپس آتے ہوئے عزیزیہ کے علاقے میں جہاں پاکستان عازمین حج مقیم ہیں راستوں کے درمیاں ایسے ہی مانگنے والوں کی قطاریں دیکھنے کو ملیں جن میں عورتیں اور بچے شامل تھے کچھ معزور بھی تھے۔ رنگ سے کالے نظر آنے کی وجہ سے گمان ہوتا ہے کہ یہ بھی افریقہ کے ممالک

کے لوگ ہیں جو مانگنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ان ہی راستوں پلاسٹک کی خالی بوتوں سے روڈ بھر گئے تھے۔ گتے کی اشیا بھی روڈ پر بے انتہا پڑی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ کوڑا پھینکنے کے لیے کوڑا دان کی جگہ بنائی گئی تھیں مگر حجاج کرام راستوں میں ہی کوڑا کرکٹ ڈال دیتے رہے جس کی وجہ سے تعفن اُٹھ رہا تھا۔ جس سے معذوروں کی ویل چیئروں کو چلانے میں دشواری ہو رہی تھی۔ خیر دوسرے دن آنے والے حجاج کرام نے بتایا کے سارے راستوں سے کچرا اٹھا دیا گیا ہے اور راستے صاف کر دیے گئے ہیں۔اس طرح منیٰ میں کیمپوں کے باہر میں شاہروں پر جہاں جہاں سے حجاج کرام کا گزر ہوتا ہے ایسی ہی صورت حال تھی وہاں بھی جگہ جگہ کوڑا دان بنائے گئے تھے مگر حجاج کرام راستے میں ہی پلاسٹک کی بوتلیں اور دیگر اشیا پھینکتے رہے جس کی وجہ سے دشواری ہو رہی تھی اگر کوڑا دان استعمال کیے جاتے تو مشکلات کم ہو جاتیں۔ یقیناً وہاں بھی صفائی کر دی گئی ہو گی۔جب عرفات سے مزدلفہ جانے کے لیے ریلوے اسٹیشن جانے لگے تو راستے میں پانی کھڑا ہوا تھا حجاج کرام کو بہت تکلیف ہوئی اپنے اپنے احرام بچانے کی کوشش میں سب لگ گئے۔ظاہر ہے اتنی بڑی رش میں جو ہر وقت گزر رہی تھی انتظامیہ پانی کو کیسے صاف کرتی۔ٹرین میں سوار ہونے کے لیے قیام سے ٹرین کے پلیٹ فارم تک گھنٹوں گزرے مگر جب ٹرین میں سوار ہو گئے تو ۱۰ منٹ میں جمرات تک ٹرین نے پہنچا دیا۔ پیدل سفر کرنے والوں کے لیے بڑی بڑی شاہرئیں موجود ہیں جن پر چل کر لوگ منیٰ، مزدلفہ اور جمرات سفر کر سکتے ہیں اور بہت سے

لوگ ان شاہروں کو استعمال بھی کرتے رہے۔ منیٰ میں تو بالکل نئی قالینیں بچھائی گئی تھیں۔ کیونکہ یہاں قیام بھی لمبا تھا مگر عرفات یہاں صرف شام تک کا قیام تھا نسبتاً پرانی قالینیں بچھائی گئیں تھیں۔ وہاں خیمے بھی بانس درمیان میں لگا کر اُٹھائے گئے تھے۔

عرفات میں بھی اچھے انتظامات تھے۔ آج کے دور کا مکہ مکرمہ جس کی بہترین شاہ راہیں، ان پر جدید شاپنگ مالز، سڑکوں پر روشنی کا جدید انتظام، کیش اینڈ کیری مارکیٹیں جن میں دنیا بھر کی اشیائے صرف کی موجودگی، جگہ جگہ بنائی گئیں کشادہ انڈر پاسز اور فلائی اورز سائڈ روڈز، فاصلہ کم کرنے کے لیے جگہ جگہ پر بنائی گئی جدید سرنگیں، ٹریفک کا بہترین، نظام سڑکوں کے درمیان میں ہرے ہرے درختوں کی قطاریں، سڑکوں کے کنارے قطار اندر قطار ہری ہری باڑیں، پیدل چلنے والوں کے لیے فٹ پاتھ اور جدید سہولتیں، پہاڑوں کے اوپر اور دامن کاٹ کر بنائی گئیں بلند بالا عمارتیں، جدہ سے پائپوں کے ذریعے سمندر کا پانی لا کر ڈسٹیلیشن پلانٹ کے ذریعے صاف کر کے پینے کے قابل بنانا، پورے مکہ اور مدینہ میں بلبلورڈز پر عورتوں کی تصویروں کی نمائش نہ ہونا قابل تعریف ہے۔ ۔آج ۸ ذالحجہ ہمارے سفرِ حج کا آخری اور قیمتی مرحلہ شروع ہونے والا ہے۔ ہمارے معلم نے بتایا کہ عازمین حج آج منیٰ جانے کے لیے نماز عشاء کے بعد احرام باندھ کر تیار رہیں اور نفل ادا کر لیں کسی وقت بھی بس آ جائے گی۔ کہا گیا کہ مختصر سامان ساتھ لیں باقی سامان اپنے کمروں میں ہی رہنے دیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ ہمارے بیٹے نے مختصر سامان

ساتھ لیا۔ ہم اپنے گروپ کے ساتھ منیٰ جانے کے لیے بس پر سوار ہوگئے۔ ہم تقریباً ۲ بجے منیٰ پہنچ گئے۔ منیٰ میں خیموں کی بستی پر نظر پڑتے ہی اللہ یاد آگیا۔ کس طرح خیموں کی بستی اللہ کے مہمانوں کے لیے بنائی گئی۔ سعودی حکومت کے انتظامات دیکھ کر دل سے دُعا نکلی۔ ۱۸ آدمیوں کے لیے ایک خیمہ بنایا گیا ہے درمیان میں پارٹیشن ہے جسے اوپر اُٹھا کر دو خیموں کو ایک ہی خیمہ بنا دیا گیا۔ اسطرح اس میں ۳۶ آدمیوں کا ایک خیمہ بن گیا۔ جستی اینگلارن اور پائیپوں کے فریم پر واٹر اور آگ فائر پروف چادر استعمال کی گئی ہے اس خیمے میں ایئر کولرز سے گرمی کو کنٹرول کیا گیا ہے۔ ایئر کولر کے بڑے ڈیکٹ میں ہر خیمے کی سمت دو دو ٹھنڈے ہوا دان لگے ہوئے ہیں جو ٹھنڈی ہوا پھینک رہے ہیں۔ ہمارا خیمہ سڑک کے کنارے ہے۔ خیمے سڑک سے اونچی جگہ پر بنائے گئے ہیں۔ ان میں روڈ سے ۲۰ سیڑیاں چڑھ کر پہنچنا ہوتا ہے۔ ایک دن ہم مین شاہراہ کا نظارہ کرنے لیے باہر گئے۔ ہر طرف لوگ ہی لوگ ہیں جو سڑک پر بستر لگائے ہوئے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ غیر رجسٹرڈ مقامی عازمین حج ہیں جو سعودی عرب اور دوسرے علاقوں کے ہیں۔ دوسرے دن پھر نظارہ کے لئے باہر گئے تو دیکھا کہ ویسی بھیڑ نہیں ہے پتہ چلا شرتوں نے سڑک پر ٹریفک بحال کرنے کے لیے صاف کرائی ہے۔ شاید یہ حضرات سڑک کی سائڈوں میں چلے گئے ہوں گے۔ خیمے کی چھت میں روشن ہوادان ہے۔ منیٰ پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ زمین پر نئی قالینیں پڑی ہیں۔ فوم کے بستر اور ایک عدد تکیہ اور اوڑھنے کے لیے چادریں موجود ہیں

جو آرام دہ ہیں۔ خیموں میں دو دو دروازے ہیں۔ خیموں میں پانی روکنے کے لیے سیمنٹ کی مڈھیریں بنی ہوئی ہیں ۴۰ قدم پر لیٹرینیں اور وضو خانے بنے ہوئے ہیں۔ ہمارا خیمہ روڈ کے ساتھ ہی واقع ہے۔ خیمے میں پہنچ کر فجر، ظہر، عصر، عشاء اور ۹ ذالحجہ کی صبح کی نمازیں ادا کیں۔ بادلوں کی وجہ سے خیموں کے باہر موسم خوشگوار ہو گیا ہے محسوس ہوتا ہے کہ کہیں قریب میں بارش ہوئی ہو گی۔ ہمارا خیمہ ایک چھوٹے سے پہاڑ کے بالکل دامن میں ہے۔ منیٰ میں خیموں کی قطاریں دیکھ کر محسوس ہوتا ہے جیسے پاکستان کے صوبہ پنجاب میں کھیتوں میں دور دور تک سرسوں اُگی ہوئی ہے اور دور تک حد نگاہ تک پھول ہی پھول ہی نظر آتے ہیں۔ خیموں کے اوپر کے حصے مسجد کے میناروں کی طرح لگتے ہیں۔ آج رات کھانے میں مرغ چاول ملے ہیں جو پلاؤ جیسے ہیں۔ صبح ناشتے میں بسکٹ اور جوئس کا ڈبہ ملا ہے۔ دیے گئے کوپن کے مطابق منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں دوپہر کا کھانا نہیں ملے گا۔ گروپ کے ساتھیوں نے منیٰ کے قیام کے لیے بسکٹ اور فروٹ لے لیا تھا تاکہ کھانے کی جگہ لائٹ غذا کھائی جائے۔ ہمارے خیموں نمبر اے ۲۸ کے قریب ہی باورچی خانہ ہے۔ جمرات سے منیٰ کے آخری حصے تک تین ریلوے اسٹیشن ہیں۔ جمرات کے پاس ریلوے اسٹیشن نمبر ۳، پل ملک عبدالعزیز کے پاس نمبر ۲ اور پل ملک فیصل کے قریب نمبر ا ہے جو منیٰ کے آخری حصے پر ہے۔ ہمارا گروپ رہائش سے، ریلوے اسٹیشن نمبر ا، کے سامنے والے حصے میں، مکتب نمبر ۷۵ میں، بس کے ذریعے پہنچ گئے ہیں۔ اس کے اندر ہمارا کیمپ نمبر اے ۲۸ ہے۔ اسلامی

جمہوری پاکستان کے نقشے کے مطابق پاکستان کے مکاتب کو مکتب نمبر، رول نمبر روڈ نمبر، گرڈ نمبر، کے حساب سے پاکستانی مکاتب کو تقسیم کیا گیا ہے۔ پہچان کے لیے پول نمبر اور روڈ نمبر لکھے ہوئے ہیں۔

قارئین! نبی محترم حضرت محمد صلی اللہ وسلم کے دور کا مکہ مکرمہ یاد آ گیا۔ موزانہ کر کے دل میں خیالات اُٹھے کہ کن کن مشکلات کے بعد مکہ کے لوگوں کو آج یہ ترقی اور آرام کا دور نصیب ہوا ہے۔ مشرکین مکہ کی طرف سے رسوؐاللہ کی مخالفت۔ حضرت سمیہؓ کو ابو جہل کا برچھی مار کر شہید کرنا۔ حضرت بلالؓ کو تپتی ریت پر لیٹانا اور جسم پر بھاری پتھر رکھنا۔ حضرت خبیبؓ کو کوئلوں پر لیٹانا اور دوسرے صحابہؓ کو اذیتیں دے کر انہیں حبشہ ہجرت پر مجبور کرنا۔ رسوؐاللہ کے راستے میں کانٹے بیچھانا۔ نماز میں سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی ڈالنا۔

تین سال تک رسولؐ اللہ کا سوشل بائیکاٹ کرنا۔ اور طرح طرح سے رسوؐاللہ کو تکلیفیں دینا۔ یہ سب کچھ نبی محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لیے برداشت کیا (۔ عازمین حج کی دعائیں ہیں کہ اللہ انہیں مقام محمود پر فائز کرے آمین۔ (باقی آیندہ

پاکستانی مکاتب کے درمیان پیٹے میں تین پل ہیں۔ جمرات کی طرف سے پل ملک خالد آتا ہے جو مکتب نمبر ۱۴ کے اوپر سے گزرتا ہے یہ پل ریلوے اسٹین نمبر ۳ اور نمبر ۲ کے درمیان ہے ،پل ملک عبد العزیز ریلوے اسٹیشن نمبر ۲ کے قریب سے پاکستانی مکتب نمبر ۱۶ سے گزرتا ہے۔ یہ پل ریلوے اسٹیشن نمبر ۲ کے قریب ہے۔پل ملک فیصل قربان گاہ کے راستے ہوتا ہوا مزدلفہ کے قریب سے گزرتا ہوا مکتب نمبر ۷۴ کے اوپر گزرتا ہے۔مکتب کے درمیان میں پل ملک فیصل سے پیدل چلنے کا راستہ جمرات تک ہے۔پیدل چلنے والوں کے لیے بہت سی سڑکیں ہیں۔ سڑک نمبر ۲۰۵، ۷۱۸، ۷۱۴ ،جوہرہ ۵۶، فہد ۵۶۳، ۶۸ اور بہت سے نمبر کی سڑکیں مختلف سمتوں سے جمروت کی طرف جاتیں ہیں اور جو عازمین حج کی آسانی کے لیے بنائی گئی ہیں یہ تفصیل ہم نے نقشے سے لی ہے۔ہمارے مکاتب کی جگہ میں میں دوسرے ممالک کے بھی مکاتب بھی ہیں۔ پل ملک فیصل کے قریب میں قربان گاہ ہے۔ مخالف سمت میں تینوں جمرات ہیں۔ مکاتب کے اندر پاکستان حج آفس، ہسپتال، ڈسپنسری، ایمبولنس، پولیس اسٹیشن اور سول ڈیفنس موجود ہیں۔ ۹ ذی الحجہ کو منیٰ سے نماز فجر پڑھ کر سورج کے روشن ہونے تک عرفات کے روانہ ہوئے وہاں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کرنی ہے۔ پھر کھڑے ہو کر مغرب تک اللہ سے گڑگڑا کر رو رو کر دعائیں مانگنی ہیں۔گناہوں کی معافی

مانگنی ہے آیندہ گناہ نہ کرنے کا اللہ سے عہد کرنا ہے۔اب ہمارا گروپ عرفات کے لیے روانہ ہوا۔باہر سڑک پر معلم کا نمایندہ مکتب نمبر ۷۵ کا بورڈ لیے کھڑا ہے۔ ہمارا گروپ منیٰ کے خیمے سے نکل کر دو سڑکیں عبور کرکے ٹرین اسٹیشن نمبر اپر پہنچا۔ معلم کا نمایندہ غلطی سے ہمیں سیدھی سمت کی بجائے اولٹی سمت لیا گیا کافی دور جانے کے بعد پھر واپس سیدھی طرف پلٹا۔ واپسی پر وہاں مکتب نمبر ۸۳ وغیرہ کے لوگ کھڑے تھے۔ہمارے گروپ نمبر ۷۵ ان میں مکس ہو گیا۔جب ۷۵ نمبر مکتب کو آگے آنے کا اعلان ہوا تو بھیڑ کی وجہ سے ہم پھنس گئے اور اپنے گروپ سے بچھڑ گئے۔ بحر حال تقریباً ایک گھنٹہ ریلوے اسٹیشن پہنچنے میں لگا اور ۱۰ منٹ میں ٹرین نے عرفات پہنچا دیا۔ویل چیئر والوں کے لیے الیکٹرونک لفٹیں ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ سیڑیوں سے لوگ آگے کو جا رہے ہیں۔ ریلوے پلیٹ فارم پر لوگوں کو روک لیا گیا۔ہم سے پہلے والے گروپ کو ٹرین پر سوار کیا گیا۔جب ٹرین چل پڑی تو ہمیں پلیٹ فارم پر جانے کی اجازت دے دی گئی۔اس ترتیب سے قافلے عرفات پہنچنے لگے۔ عرفات پہنچ کر کیمپ نمبر ۷۵ کی تلاش شروع ہوئی جبکہ کیمپ ہمارے سامنے ہی موجود تھا۔ہم نے گائیڈ سے کیمپ کا معلوم کیا تو اس نے نقشہ دیکھ کر ہمیں ٹرین اسٹیشن کی دوسری سمت جانے کا کہا۔ مشکل یہ ہے کہ تمام گائیڈ سوائے عربی کے کچھ نہیں جانتے جس کی وجہ سے لوگوں کو بہت دشواری ہوتی ہے یہی معاملہ ہمارے ساتھ بھی ہوا۔ہم اس کے کہنے پر اسٹیشن کی دوسری سمت پہنچ گئے۔وہاں جا کر دیکھا تو سامنے پاکستان کا جھنڈا لگا ہوا تھا ساتھ ہی

کیمپ نمبر ۷۰ اور ۷۹ لکھے ہوئے ملے۔ ہمیں کچھ دیر کے لیے تسلی ہوئی۔ جب ہم نے ۷۵ نمبر کیمپ کا معلوم کیا تو بتایا گیا کہ کیمپ نمبر ۷۵ دوسری سمت پر ہے جدھر سے ہم آئے تھے۔ عرفات کا نقشہ ہمارے پاس موجود تھا ہمارے ایک ساتھی نے اس کا غور سے مطالعہ کیا تو معلوم ہوا ہمارا کیمپ واقعی وہیں پر تھا یہاں سے ہمیں گائیڈ نے اس سمت بھیج دیا تھا۔ جس راستے سے ہم آئے تھے انتظامیہ نے اس راستے سے واپس جانے سے ہمیں روک دیا کیونکہ وہ آنے کا راستہ ہے جانے کا راستہ دوسری طرف ہے۔ ہمیں بہت دشواری ہوئی ہم ویل چیئر پر تھے اور ہمارا بیٹا ویل چیئر چلا رہا تھا۔ ہمیں کہا گیا کہ آپ جنگلے کے ساتھ ساتھ جائیں اور آخر میں پہنچ کر دوسرے روڈ پر جا کر جنگلہ کراس کر کے اپنے کیمپ میں پہنچیں۔ ہم بڑی مشکل سے اس جنگلے کے پاس پہنچے۔ گارڈ نے ہمیں جنگلہ کراس نہیں کرنے دیا۔ اور کہا کہ آگے جائیں۔ ہم آگے گئے اور جنگلے پر کھڑے گائیڈ سے دوسری سمت کیمپ نمبر ۷۵ جانے کی درخواست کی مگر اس نے ہماری بات نہ مانی اور کہا کہ پیچھے والے جنگلے کے پاس جاؤ۔ ہمیں وہیں کھڑا کر کے ہمارا ایک ساتھی عرفات کا نقشہ لیے پھر پہلے جنگلے کے پاس پہنچا اور جد وجہد کے بعد جنگلہ کراس کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے ہمیں فون پر اطلاع دی۔ اس دوران ایک اور شخص ہمارے پاس آ گیا اور اپنی کہانی بیان کرنے لگا کہ میں کیمپ نمبر ۷۵ میں تھا ہم نے دو دن سے کھانا نہیں کھایا اور میں کھانے کی تلاش میں سامنے ۷۵ نمبر کیمپ سے اس طرف آ گیا۔ ایک تو مجھے کھانا نہیں

ملا دوسرا اب مجھے انتظامیہ واپس جنگلہ کراس کرنے کی اجازت نہیں دے رہی جبکہ مجھے سامنے کیمپ نمبر ۷۵ نظر آ رہا ہے۔ ہم نے اس شخص سے کہا آؤ آپ بھی ہمارے ساتھ چلو۔ ہم واپس پہلے گیٹ پر پہنچ گئے۔ گیٹ پر کھڑے دونوں گائیڈ نے عربی میں کچھ بات کی اور ہمیں گیٹ کراس کرنے کی اجازت مل گئی۔ کیونکہ ساتھ آنے والا شخص کیمپ نمبر ۷۵ کو جانتا تھا اس نے ہمیں منزل پر پہنچا دیا اور خود بھی اپنے گروپ میں جا ملا۔ اس شخص کو بھی گروپ سے اکیلے کی بجائے دو ساتھیوں کے ساتھ نکلنا تھا تاکہ راستے سے نہ بھٹکتا اور ہمیں بھی اپنا گروپ ہر حال میں نہیں چھوڑنا تھا تو دشواری نہ ہوتی۔ گائیڈ صاحبان کو بھی عربی کے علاوہ کوئی اور زبان نہ آنے کی وجہ سے یہ دشواری ہوئی۔ ایک تو ہم ویل چیئر پر تھے دوسرا میرا بیٹا سفری سامان بھی اُٹھایا ہوا تھا خیر اللہ اللہ کر کے عرفات پہنچ گئے۔ ہمارا گروپ جو تتر بتتر ہو گیا تھا کسی اور جگہ پڑاؤ ڈالے بیٹھا تھا ہم کسی اور سمت عرفات میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد جب وضو کرنے گئے تو دوسرے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ یہ دشواری اس لیے ہوئی کہ ہم گروپ سے بچھڑ گئے تھے۔ ریل کی پٹڑی زمین سے کافی اونچائی پر ہے۔ جب جمرات کو کنکریاں مار دی جاتیں ہیں تو جمرات سے ریلوے اسٹیشن تک جانے کے لیے ۸ سے ۱۰ سیٹ کی گاڑیاں چلتی ہیں۔ جو حجاج کو ریلوے اسٹیشن تک پہنچاتیں ہیں۔ جمرات سے عرفات تک ریلیں بجلی سے چلتی ہیں۔ ریلیں صاف ستھری اور ماڈرن ہیں۔ تمام جدید سہولتوں سے آراستہ ہیں۔ عرفات بھی پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ جنرل ضیا صاحب

کے دور میں، عرفات میں پاکستان سے لائے گئے نیم کے سرسبز درخت لگائے گئے تھے جواب بھی موجود ہیں۔ درختوں سے موسم میں تبدیلی ہوتی ہے اور گرمی کی عدت کم ہوتی ہے۔ رہائشوں کے قریب ہی لٹرین اور وضو خانے بنائے گئے ہیں۔ یہاں پر صرف ظہر اور عصر کی دو نمازیں ادا کرنی ہوتیں ہیں اس لیے منیٰ کی طرح کا انتظام نہیں۔ نسبتاً پرانے قالیں بچھائے گئے ہیں۔ شامیانوں کے درمیان بانس لگائے گئے ہیں۔ مین ٹینٹوں شامیانوں کے درمیان لوگوں کے چلنے کے لیے راستے پکے بنائے گئے ہیں۔ ٹینٹوں کے باہر گذرگاہوں پر کافی تعداد میں ٹھنڈے پانی کے کولرز رکھے ہوئے ہیں۔ لیٹرین اور وضو کے لیے اچھا انتظام ہے۔ ہم چار ساتھی ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ گروپ کے دوسرے حضرات ایک دوسری جگہ بیٹھے تھے۔ گفت و شنید کے بعد طے ہوا کہ مزدلفہ جانے کے وقت ہم ایک بار پھر اکٹھے ہو جائیں گے۔ ایسا ہی ہوا مغرب سے تھوڑا پہلے ہم چاروں ساتھی چل کر اپنے گروپ کے پاس پہنچ گئے۔ اگر بیت اللہ کی سمت سے دیکھا جائے تو ہمارا گروپ عرفات کے آخری حصے میں بیٹھا ہوا تھا۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ باہر مین روڈ پر لوگ مشروبات جس میں لسی، جوئس شامل تھا بانٹ رہے ہیں لوگوں نے کھانا بھی حاجیوں کے درمیان بانٹا۔ لوگ کریٹ کے کریٹ لا رہے ہیں۔ ہم باہر تو نہیں گئے۔ برابر کے دوستوں نے ہمیں بھی لسی اور مشروبات پیش کیں۔ یہاں بھی حاجیوں کی خوب خدمت کی گئی۔ منیٰ کی طرح یہاں عرفات میں بھی سارے وقت ہیلی کاپٹروں کے غول کے غول فضائی جائزہ لیتے رہے۔ مغرب کی آذان کے قریب یہاں سے مزدلفہ روانہ

ہونا ہے۔آج جمعہ ہے لوگ کہہ رہے ہیں جمعہ کی وجہ سے حج اکبر ہے۔ مسجد نمرہ سے خطبے کی آواز سنائی دے رہی ہے جو ٹینٹوں میں ہی بیٹھ کر سنی گئی۔ نقشہ پاکستانی مکاتب عرفات کے مطابق عرفات کے کناروں پر دائرے کی شکل کی ایک سڑک نمبر ۹۱ عرفات کے شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی ہے۔ عرفات کے درمیان میں دائرے کی شکل کی ایک اور سڑک نمبر ۸۳ بھی موجود ہے۔اس پر ٹریفک رواں دواں ہو گی۔ عرفات کے درمیان میں سڑک ملک فہد، سڑک سوتی غرب، سڑک جوہر ۵۶، سڑک ۵۴، سڑک ملک فیصل اور سڑک ملک عبدالعزیز ہیں۔ ریلوے لین بھی عرفات کے سامنے سے گزرتی ہے۔ عرفات میں بھی ہسپتال، ترین اسٹیشن، ڈسپنسری، ایمبولینس موجود ہیں۔پاکستانی مکاتب میں دوسرے ملک کے حاجی بھی ہیں۔ مکتب نمبر ۷۵ عرفات کے آخر میں ریلوے اسٹیشن نمبر ا کے سامنے ہے۔ عرفات میں مغرب کی آذان سے چند منٹ پہلے ہمارا گروپ مزدلفہ کے لیے روانہ ہوا۔ٹرین پر پہنچنے کے لیے بہت رش ہو گیا۔ہمارا قافلہ ٹرین کے اسٹیشن کے لیے آگے بڑھ رہا تھا کہ رش بہت زیادہ ہو گیا۔اس دوران سیکورٹی کی گاڑی سارن زور سے بجاتی ہوئی رش میں گھس گئی۔ سیکورٹی کی گاڑی منٹ رینگتے ہوئے رش کے آدھے حصے تک پہنچی۔ادھر انتظامیہ اسٹیشن جانے کے لیے ۱۵ راستہ نہیں کھول رہی تھی۔ایک وقت میں دو پریشانیوں نے لوگوں کو مبتلا کر دیا۔رش میں سے ایک صحت مند شخص گاڑی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور چلا کر کہنے لگا اس گاڑی کو میں آگے نہیں جانے دوں گا۔ آپ کو ہمارا احساس نہیں ہے۔ سیکورٹی والوں کو مجبوراً گاڑی پیچھے کرنی پڑی اور لوگوں کو

سکون ہوا۔اسی دوران ہمارا گروپ رش سے بچنے کے لیے ایک طرف ہو گیا۔ عورتوں کو ایک طرف بیٹھا دیا گیا۔ایک گھنٹہ بعد رش ختم ہوا تو ہمارا گروپ اسٹیشن جانے کے لیے اندر داخل ہوا۔یعنی دو گھنٹے کے انتظار اور جد و جہد کے بعد ریلوے پلیٹ فارم پر پہنچے ۔ریل کا ۵ منٹ انتظار کیا ریل میں سوار ہوئے اور ۱۰ منٹ میں منزل یعنی مزدلفہ پر پہنچ گئے۔ویسے وہاں سے ایک گھنٹے میں پیدل لوگ آرام سے منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ٹرین سے اترتے ہی لوگوں نے آگے جانے کی بجائے اسٹیشن پر ہی ڈھیرے ڈال دیے۔ہمارا گروپ بھی آگے بڑھتا گیا اور کچھ دیر چلنے کے بعد سڑک کی دائیں جانب ہی ڈھیرے ڈال دیے۔

قارئین! حاجیوں کو جتنی بھی پریشانی ہوتی ہے وہ حاجیوں کی اپنی بے صبری اور قوانین کی پابندی نہ کرنے سے ہوتی ہے سعودی حکومت نے حاجیوں کی سہولت کے لیے بہت بہترین انتظامات کیے ہوئے ہیں حاجی ان کی پابندی نہیں کرتے جس وجہ سے پریشان ہوتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

(سفرِ حج (ہشتم

قیام مکہ مکرمہ

مزدلفہ میں سڑک کے ایک کنارے بیٹھنے کے بعد ہمارے گروپ نے ایک ایڈوانس پارٹی آگے بھیجی گئی تاکہ مزدلفہ کی پراپر جگہ معلوم کریں۔ واپسی پر ایڈوانس پارٹی نے بتایا کہ یہاں تمام جگہ مزدلفہ ہے بالکل فکر نہ کریں۔ گروپ نے جمرات کو مارنے کے لیے کنکریاں جمع کرنی شروع کیں۔ ہمارے بیٹے نے بھی تین دن کے لیے ۴۹ کے حساب دو بندوں، یعنی اپنی اور ہماری ۹۸ کنکریاں جمع کیں اور کچھ اضافی بھی جمع کر لیں۔ گروپ کے کچھ لوگوں نے بھی کنکریاں جمع کر لیں اور کچھ نے فجر کی نماز کے بعد جمع کیں۔ رات ۱۰ بجے پہنچنے پر گروپ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر ادا کیں اور دعائیں مانگیں اور چٹایاں بچھا کر کھلے آسمان کے نیچے سو گئے۔ موسم خوشگوار تھا زیادہ سردی نہیں تھی۔ ہم فجر کی نماز کے بعد منیٰ کو روانہ ہو گئے۔ ہم ریلوے اسٹیشن کے قریب تھے۔ اچھا ہوتا کہ واپس ریلوے کے ذریعے واپس منیٰ جاتے جو بالکل قریب بھی تھا مگر ایک ساتھی کے اسرار پر پیدل ہی چل پڑے۔ یہ سفرِ حج زندگی بھر یاد رہے گا۔ رش کی وجہ سے ہمارا قافلہ رینگ رینگ کر واپس منیٰ کی جانب چل رہا تھا۔ کچھ قافلے ہماری مخالف سمت میں جمرات کو کنکریاں مارنے چل رہے تھے۔ ہم نے

پاکستان میں کافی مدت پہلے حاجی حضرات سے سن رکھا تھا کہ افریقی ممالک کے حاجی حضرات جو تندرست اور توانا ہوتے ہیں اور آگے نکلنے میں جلدی کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ طاقت بھی استعمال کرتے ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرنا ورنہ کچل دیے جاؤگے۔ وہی ہوا تقریباً آٹھ سے دس افریقی حاجی حضرات کا جتھا جو ایک کے ساتھ ایک جوڑا ہوا تھا ہمارے سامنے مقابل میں آیا اور آگے بڑھنے لگا۔ انہوں نے طاقت سے ہمیں ایک سائیڈ پر دکھیل دیا۔ ہماری ویل چیئر ایک سائیڈ پر دب گئی اس کے ویل چیئر کے پہیے کا ربر باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد اللہ اللہ کرکے ہم اس رش سے باہر نکلے۔ سڑک عبور کرنے لگے تو اس پر بسوں کی ایک کے پیچھے ایک لین لگی ہوئی ہے۔ بسیں رینگ رینگ کر چل رہی تھیں۔ گرمی کی شدت اور بسوں کے دھوئیں نے سانس میں گھٹن پیدا کر دی۔ ایک ہو کا عالم تھا پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کس سمت جانا۔ ایک جگہ ایک خاتون بے ہوش پڑی تھی۔ ایسے ہی تین اور حاجی بھی دیکھے جو بے حوش پڑے تھے۔ گروپ کے لوگ جو ایک گائیڈ جو چھتری اوپر کئے ہوئے آگے آگے چل رہا تھا کے پیچھے چل رہے تھے۔ گروپ کے تمام لوگ ایک ایک، دو دو، اور تین تین ٹولیوں میں بٹ کر آگے بڑھنے لگے۔ ہمارے بیٹے نے ہمیں ایک طرف بیٹھا دیا اور ویل چیئر کے پہیے پر ربڑ چڑھانے لگا۔ بڑی مشکل سے الٹی سیدھی ربڑ چڑھی۔ ہمارا بیٹا ہمیں وہیں چھوڑ کر آگے راستہ تلاش کرنے گیا۔ ہم ایک چٹائی پر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہمارا بیٹا واپس ایک دوست کے ساتھ آیا۔ معلوم ہوا کہ ایک اور سخت مرحلہ عبور کرنا ہے جنگلے میں ایک تنگ

راستہ ہے جس میں لوگ مخالف سمت سے بھی گزر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ہمارے بیٹے نے جو اپنے کیمپ سے ہو کر آئے اپنے دوست کو بھی ساتھ لائے کیونکہ تنگ راستے سے ہمیں پار نکالنا ہے۔ یہاں بھی وہی ہوا ہمارے دونوں طرف یہ دوست تھے اور تنگ راستے سے نکل رہے تھے ایک دفعہ پھر ہم بھیڑ میں پھنس گئے۔ ہماری ویل چیئر کو پھر ایک طرف دھکیل دیا گیا۔ ویل چیئر کے پہیہ سے دوبارہ ربڑ نکل گئی جسے بعد میں کیمپ کے اندر بیٹھ کر درست کیا گیا۔ یہ بھی بعد میں پتہ چلا کہ اصل میں جو جنگلے کے پاس ہم بیٹھے تھے وہ جگہ ہمارے کیمپ نمبر ۷۵ کے قریب ہی تھی مگر گھبراہٹ اور پریشانی میں ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اللہ اللہ کر کے ہم اپنے کیمپ میں پہنچے اور فوراً بستر پر لیٹ گئے۔ یہ ساری دشواری عازمین کی وجہ سے تھی کیونکہ وہ جو راستے انتظامیہ نے بنائے تھے ان کو فالو نہیں کیا گیا اور شارٹ کٹ کے ذریعے منزل پر پہنچنے کی کوشش کی گئی۔ ۱۰ □ذی الحجہ [illegible] جمرات کو کنکریاں مارنے گئے۔ معذوری کی وجہ سے ہم نے اپنے بیٹے کو کنکریاں مارنے کے لیے اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا جس کی معزور افراد کے لیے علماء نے گنجائش نکالی ہوئی ہے۔ اپنی کنکریاں مارنے کے بعد اسے ہماری کنکریاں مارنی ہیں۔ جو اس نے ہماری طرف سے جمرات کو ماریں۔ ہر کنکری مارنے پر لوگ تکبیر بلند کرتے ہیں۔ ہمارے بیٹے نے اپنی ہر کنکری پر تکبیر بلند کی۔ اور یہی عمل ہماری ہر کنکری پر بھی دوہرایا۔ یہ عمل ایک دن صرف بڑے جمرات کو کنکریاں مارنا تھا۔ پھر دوسرے دن

تینوں جمرات، پہلے چھوٹے، پھر درمیانی اور آخر میں بڑے جمرات کو کنکریاں مارنا اور تیسرے دن اسی طرح پہلے چھوٹے جمرات کو، پھر درمیانے جمرات کو اور آخر میں بڑے جمرات کو کنکریاں مارنے پر مکمل ہوا۔یہی عمل ہمارے خلیفہ ہمارے بیٹے نے ہمارے لیے بھی کیا جس سے ہمارے بیٹے کے ساتھ ساتھ ہمارا عمل بھی مکمل ہو گیا۔ گورنمنٹ اسکیم کے تحت گروپ کے ساتھ ہم نے قربانی کے پیسے مسلم کمرشل بنک میں جمع کروائے تھے۔ہمیں معلم کی طرف سے قربانی کی سلپ بھی مل گئی تھی اس لیے ہماری قربانی کرنا گورنمنٹ کے ذمہ تھا جو گورنمنٹ نے پوری کردی یعنی ہماری طرف سے قربانی کر دی۔اس کے بعد ہم نے حلق کروایا یعنی سر کے بال استرے سے صاف کروائے۔ہمارے کیمپ نمبر ۷۵ کے باہر میں سڑک پر چند افریقی ممالک کے حجام لوگوں کے حلق کر رہے تھے ہم نے بھی ۱۰ ریال دے کر اسی ایک افریقی ملک کے حجام سے حلق کروایا۔ ہمارے بیٹے نے بھی پہلے اپنا حلق حجام سے کروایا اور بعد میں اپنے ایک دوست کا حلق کیا۔ مجھے بھی ہمارا بیٹا حلق کروانے کا کہہ رہا تھا مگر ڈر سے کہ کہیں استر غلط نہ چل جائے ہم نے اپنا حلق حجام سے کروایا۔اب ہم احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گئے اس کے بعد ہم نے احرام اتار دیا اور نہا کر عام کپڑے پہن لیے۔یہی عمل ہمارے بیٹے نے بھی کیا۔کچھ گروپ کے ساتھیوں نے بھی یہی عمل کیا۔ جبکہ کچھ ساتھیوں نے چوتھے دن بھی کنکریاں مارے کا پروگرام ترتیب دے رکھا تھا اس لیے انہوں نے نہ حلق کیا نہ احرام اتارا۔ وہ یہ عمل چوتھے دن کنکریاں مارنے کے بعد کریں

گے۔ ۱۰ ذی الحجہ طواف افاضہ زیارت کے لیے ہم کیمپ نمبر ۷۵ سے باہر نکل آئے کیمپ کے سامنے والی شاہراہ عبور کی۔ ویل چیئر کے ساتھ لفٹ میں سوار ہو گئے لفٹ سے نکل کر سامنے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ ٹرین کے پلیٹ فارم پر پہنچتے ہی جلد ٹرین آ گئی ہم ٹرین پر سوار ہو کر جمرات تک گئے۔ جمرات سے شاہراہ عبدالعزیز کے ذریعے پیدل خانہ کعبہ گئے۔ شاہراہ عبدالعزیز کے آخر میں سرنگ ہے جس میں سے گذر کر بیت اللہ کے قریب پہنچے تھے۔ پاکستان سے آنے والے حجاج کا حج تمتع تھا اس لیے پہلے طواف افاضہ کیا۔ طواف شروع کرنے کی دعا ’’ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے‘‘ پھر طواف کی دعا کی ’’پاک ہے اللہ اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے اور کوئی معبود نہیں اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہیں طاقت نیکی کرنے اور گناہوں سے بچنے کی سوائے بہت شان والے اللہ کی مدد کی‘‘ اس کے علاوہ جو بھی دعائیں یاد تھیں بار بار مانگیں۔ اس کے بعد صفا و مروہ کی سعی کی۔ صفا پر پہنچ کر دعا کی۔ ’’اے اللہ میں آپ کی رضا کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا ارادہ کرتا ہوں آپ اس کو میرے لیے آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے‘‘ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا کی۔ ’’بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں‘‘ ۔ صفا سے مروہ کی طرف چلتے ہوئے ہرے ستوں کے درمیان دوڑ کر چلے۔ اور دعا کی ’’رب اغفر وارحم وانک انت الاعزالاکرم‘‘ مروہ پہنچ کر قبلہ رخ ہو کر دعا کی اس طرح سات پھیرے پورے کیے۔ سعی

پوری ہونے پر قبلہ رخ ہو کر دعا کی۔ اور نفل ادا کیے۔ حلق ہم نے پہلے ہی کروا لیا تھا۔ اس کے بعد ہمارا حج مکمل ہو گیا۔ شاہراہ عبدالعزیز والی سرنگ پیدل کراس کر کے ایک کمرشل علاقے میں پہنچ گئے۔ وہاں سڑک کے درمیان ہم نے پڑاؤ ڈالا۔ ہمارا بیٹا اور ایک دوسرا ساتھ کھانا لینے گئے۔ کافی دیر بعد انہیں کھانا ملا۔ پہلے طے ہوا کہ کیمپ جا کر کھانا کھائیں گے ہم شوگر کے مریض ہیں ہمیں بھوک لگی تھی لہٰذا ہم نے درخواست کی کہ کھانا یہیں پر کھا لینا چاہیے۔ مگر ہمارے بیٹے اور دوسرے ساتھی نے کہ آپ پانچ حضرات کھانا لیں ہم دو کیمپ جا کر ہی کھانا کھائیں گے۔ بہر حال ہم نے روڈ کے درمیان کیاری میں بیٹھ کر کھانا کھایا اور اس کے بعد جانے کے لیے پر تولے۔ یہ دونوں جوان ٹیکسی یا بس کی تلاش میں نکلے۔ کافی دیر تک نہ بس ملی نہ ہی کوئی ٹیکسی والا منیٰ کے لیے تیار ہوا۔ ہم روڈ کے کنارے ہر آنے والی گاڑی کو ہاتھ کے اشارے سے درخواست کرتے رہے کہ رکو اور ہمیں منزل تک پہنچاؤ مگر کوئی نہ تیار ہوا کوئی ٹیکسی والا رکتا تو شرتے اسے بھگا دیتے کیونکہ یہاں ہم کھڑے تھے وہ نو پارکنگ ایریا تھا۔ ہمارا بیٹا کافی دیر کی جد وجہد کے بعد ایک پرائیوٹ کار والے کو لے کر آیا۔ جو ۲۵۰ ریال میں منیٰ تک پہچانے پر راضی ہوا۔ ہم خوش ہوئے کہ مشکل آسان ہو گئی۔ ٹیکسی پر دو ویل چیئرز اور پانچ آدمی سوار ہو گئے قافلہ کے تین مرد اور دو عورتوں اور دو ویل چیئر منیٰ کی طرف چل دیے۔ اور دو مرد پیچھے رہ گئے۔

قارئین ! سفرِ حج کے دوران یہ سب پریشانی لوگوں کی غلطیوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ہمارا گروپ واپس ٹرین اسٹیشن پر جا کر سفر کرتا تو سفر آسان ہوتا اور وقت پر کیمپ بھی پہنچ جاتے۔ مخالف سمت میں آنے والا لوگ شارٹ کٹ کے بجائے متعین پیدل چلنے والے راستوں پر چلتے تو پریشانی نہ ہوتی۔ انتظامیہ نے تو پیدل چلنے والوں کے لیے بڑی بڑی شاہرائیں بنائی ہوئیں ہیں مگر لوگ جلد بازی میں غلط راستے پر چل پڑتے ہیں اور دوسروں کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ یہاں انتظامیہ کی طرف سے بھی کمی محسوس ہوئی کہ آمنے سامنے لوگوں کو آنے جانے کے لیے چھوڑ دیا گیا چاہئے غلطی سے ہوا ہو جس سے یہ پریشانی ہوئی۔ ایک تو انتظامیہ کے لوگوں کو عربی کے سوا کچھ بھی نہیں پتہ تھا۔ حالانکہ یہ علاقہ جنوب مشرقی ایشیا کے لیے مختص کیا گیا تھا۔ کاش کہ اس علاقہ میں (اردو سمجھنے والا عملہ لگایا جاتا جو لوگوں کی صحیح سمت جانے کی راہنمائی کرتا۔ (باقی آیندہ

ہمیں ٹیکسی میں بیٹھا کرانہوں کہا کہ ہم بعد میں آ جائیں گے۔ جو بعد میں پیدل سفر کر کے کیمپ میں پہنچے تھے۔ خیر ہم تین مرد اور دو خواتین ٹیکسی میں سوار ہوئے جو راستے میں بہت ہی پریشان ہوئے تھے۔ ہم خوش تھے کہ اپنے کیمپ آسانی سے پہنچ جائیں گے مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ٹیکسی والے نہیں ہمیں منیٰ کیمپ نمبر ۷۵ کے سامنے پہنچانے کے بجائے دُور منیٰ کے ایک کونے پر اُتار دیا۔ ہمارے بیٹے نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا کہ طے تو منیٰ تک کا ہوا تھا آپ ہمیں یہاں اتار رہے ہو وہ عربی میں کہتا یہی منیٰ ہے۔ ہم چار فرد ٹیکسی میں ہی بیٹھے رہے کہ فیصلہ ہو تو اُتریں۔ تکرا ہو رہی تھی کہ سامنے ایک صاحب گاڑی سے اُتر رہے تھے۔ میرے بیٹے نے اس سے شکایت کی کہ یہ ٹیکسی والا ہمیں طے شدہ منزل پر نہیں پہنچا رہا اور نہ ہی اس نے ہمیں بتایا کہ یہاں تک ہی لائے گا اب یہیں اترنے پر زور دے رہا۔ وہ صاحب کچھ کچھ انگلش جانتے تھے۔ اس نے ٹیکسی والے سے بات کی۔ ٹیکسی والا عربی میں اسے کہتا کہ شرتے آگے نہیں جانے دیتے۔ وہ انگلش میں ہمارے بیٹے کو سمجھاتا کہ یہ معاملہ ہے۔ اس کے بعد بیٹے نے مجبوراً ہمیں ٹیکسی سے اترنے کا کہا اور ہم اتر آئے۔ قصہ مختصر کہ ٹیکسی والے نے اپنا طے شدہ کرایہ ۲۵۰

ریال تو ہم سے وصول کر لیے اور ہمیں آدھے راستے میں ہی چھوڑ گیا۔اس وقت ہمارا قافلہ دو عورتوں اور تین مردوں اور دو ویل چیئر پر مشتمل تھا۔شاہراہ عبدالعزیز پر اس سمت سے چڑھائی ہے۔اس لیے ویل چیئر چلانے میں بہت ہی دشواری ہوتی ہے۔ میرے بیٹے کے پسینے نکل رہے تھے میں بار بار اسے کہتا بیٹا میں کچھ قدم چل سکتا ہوں مگر میرا بیٹا اکثر نہ مانتا اور تکلیف برداشت کرتا رہا۔ بہت ہی مشکل سے میں نے اسے راضی کیا اور کچھ قدم پیدل چلا وہ بار بار مجھے ویل چیئر پر بیٹھنے کا کہتا اور مجھے ویل چیئر پر بیٹھا ہی دیتا۔یہی معاملہ دوسرے صاحب کا تھا۔ان کی خاتون کبھی ویل چیئر سے اترتی اور کبھی بیٹھتی۔ بلاآخر تھک کر ہمارا قافلہ ایک جگہ بیٹھ گیا۔ میرا بیٹا ایڈوانس بڑھ کر سفر کا جائزہ لینے آگے گیا۔ کچھ دیر بعد واپس آیا اور بتایا کہ برابر والا روڈ کراس کرکے ریلوے اسٹیشن نمبر ۲ قریب ہے۔ہم وہاں سے منٹ اپنے کیمپ میں پہنچ سکتے ہیں۔اس کے بعد ہمارا قافلہ تازہ دم ہو کر چل پڑا۔ ہم نے دو ویل چیئرز کے ساتھ برابر والا روڈ کراس کیا۔ بیٹے نے پھر ہمیں ویل چیئر پر سوار کر دیا۔ ہمارا قافلہ ریلوے اسٹیشن نمبر ۲ کے طرف روانہ ہوا۔ بھیڑ میں بچتے بچاتے تھوڑی دیر بعد ریلوے اسٹیشن نمبر ۲ پہنچ گئے۔وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ریل ۴ بجے تک بند ہے۔یہ تو سراب والی بات ہوئی کہ بظاہر تو منزل تک پہنچے مگر وہاں پتہ چلا یہ تو سراب ہے۔ بہر حال ہمت کی اور آگے بڑنے لگے۔ اللہ کا کرنا کہ وہاں پر راہنمائی کے لیے پاکستان مشن کا عملہ

موجود تھا۔ ہم نے ان سے رابطہ کیا انہوں نے بتایا یہاں سے کیمپ نمبر ۷۵ تقریباً آدھا کلومیٹر ہے۔ اس سے ہمیں حوصلہ ملا کہ چلو منزل تو قریب ہے۔ ہم ویل چیئر کے ہینڈل پر ہاتھ ٹیک کر پیدل چل رہے تھے۔ ہمیں بیٹے نے پھر ویل چیئر پر سوار کر دیا اور کیمپ کی طرف چلنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر تک تھکے ہارے چلتے چلتے ہم کیمپ نمبر ۷۵ کا سامنے پہنچ گئے۔ منزل پر پہنچ کر اس درماندہ قافلے کا کیا حال تھا بیان نہیں کر سکتے۔ یہ بھی ہماری اپنی غلطی تھی ہمیں منیٰ جانے کے بجائے جمرات تک ٹیکسی کرنی تھی وہاں سے ریل کے سفر کے ذریعے منیٰ تک جانا تھا۔ بحر حال ہم رات کے وقت ۱۱ ذی الحجہ کو اپنے کیمپ نمبر ۷۵ پہنچ گئے۔ آرام سے رات کیمپ میں گزاری۔ ایسا ہی حال ہمارے ایک دوسرے قافلہ جو ۵ افراد پر مشتمل تھا سنایا۔ وہ بیت اللہ سے نکل کر سرنگ کراس کر کے ایک ویگن پر سوار ہوئے ویگن انہیں تقریباً تین گھنٹے اِدھر اُدھر لے جاتی رہی اور آخر میں منطقہ عزیزیہ کے قریب چھوڑ دیا۔ جبکہ اس قافلہ نے منیٰ جانا تھا۔ وجہ راستے بند ہونا، راستے معلوم نہ ہونا یا رش ہونا لگتا ہے۔ ایک دوسرے صاحب نے جن کا کیمپ نمبر ۱۸ ہے جو ہمارے کمرے میں اپنے کزن سے ملے آتے ہیں۔ جن کا کیمپ جمرات کے قریب ہے ان کو لوکل بسیں اور ویگنیں ملیں۔ وہ کیمپ سے بس میں ۳۰ ریال دے کر سوار ہوئے اور بیت اللہ آئے اور واپس ۳۰ ہی ریال دے کر ویگن میں سوار ہوئے اور اپنے کیمپ نمبر ۱۸ میں پہنچ گئے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو ہم چار بندوں پر مشتمل قافلہ جمرات کو کنکریاں مارنے منیٰ سے

نکلے۔ اپنا تمام سامان ساتھ لے لیا۔ ہمارے کیمپ نمبر ۷۵ اور خیمہ نمبر اے ۲۸ کے باہر جمرات جانے کے لیے تین شاہراہیں ہیں جو سیدھی جمرات جاتیں ہیں۔ ان پر وقت مقرر اپر بسیں چلتیں ہیں۔ جب ہم نکلے تو بسیں شروع نہیں ہوئیں تھیں۔ ہم نے تین روڈ کراس کیے۔ ریلوے اسٹیشن کے لیے ویل چیئر سمیت لفٹ میں سوار ہو کر ریلوے پلیٹ فارم کے سامنے کھڑے ریل کا انتظار کرنے لگے۔ ریل آ گئی ہم سوار ہوئے اور ۱۰ منٹ میں ریل نے ہمیں جمرات پہنچا دیا۔ ریلوے اسٹیشن پر مختلف ممالک کے گائیڈ حاجیوں کو راستے بتا رہے تھے۔ ریلوے اسٹیشن کے راستوں میں بھی یہی گائیڈ حاجیوں کی راہنمائی کر رہے تھے۔ جمرات کو کنکریاں مارنے کے لیے آج بھی بہت رش تھا۔ جیسے کہ ہم نے اپنے بیٹے کو کنکریاں مارنے کے لیے اپنا خلیفہ بنایا ہے وہ ہمیں ایک جنگلے کے پاس بیٹھا کر جمرات کو اپنی اور ہماری کنکریاں مارنے چلا گیا۔ جنگلے کے ساتھ ساتھ اور بھی معزورین بیٹھے تھے۔ شاید ان کے لواحقین بھی ان کے حصے کی کنکریاں مارے گئے ہوں گے۔ ہمیں جنگلے سے سامنے بڑا جمرات، درمیان جمرات اور چھوٹا جمرات نظر آ رہا تھا۔ سامنے تو تینوں ایک ہی سائز کے نظر آ رہے تھے۔ تینوں جمرات کے اوپر چھاؤں کے لیے شیڈ بنایا ہوا ہے۔ جن حضرات کو آج یعنی ۱۲ ذ ی الحجہ کو [illegible] کنکریاں مار کر حج مکمل کرنا ہے ان کا رش تھا۔ اس کے بعد چوتھے دن کنکریاں مار کر لوگوں کو منیٰ کی خیمہ بستی خالی کرنی ہے۔ منیٰ کا ایک سرا جمرات کے پاس ہے اور دوسرا روڈ ملک فیصل تک ہے۔ پورا مکہ خشک پہاڑوں کے

درمیان ہے۔ کھانے کی میز پر ایک حاجی صاحب نے بتایا کہ وہ طائف سے ہو کر آیا ہے اس کا بھائی طائف میں ملازمت کرتا ہے۔ وہ اس حاجی صاحب کو طائف سے لینے آیا تھا ۔ حاجی صاحب نے بتایا کہ طائف کا سفر ۱۲۰ میٹر ہے۔ طائف سات ہزار فٹ بلندی پر ہے۔اس وجہ سے سرد ہے اور روزانہ بارش ہوتی ہے۔ اس کا موسم تقریباپاکستان کی مری جیسا ہے۔۔۱۲ ذ ی الحجہ کی عصر کو ہم اپنے رہائش گاہ عزیزہ شمالی پہنچ گئے۔مکہ کے وقت کے مطابق عزیزہ کے مرغے فجر سے پہلے ۴ بجے آذانیں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم نے بھی ۴ بجے پر موبائل کاالارم لگا رکھا ہے۔ اُدھر مرغے آذانیں دیتے ہیں اِدھر ہمارا موبائل بول پڑتا ہے۔ وضو اور نفل ادا کرنے کے بعد روم میٹس کو ہم جگا دیتے ہیں اور لائٹ آن کر دیتے ہیں۔ ایک کراچی کے حاجی صاحب سے معلوم ہوا کہ حرم کے قریب ہی بکرا منڈی ہے۔ ہمارے کیمپ کے اسی حاجی صاحب نے بتایا کہ انہوں ۵ بکرے اس منڈی سے خریدے اور ان کے جاننے والے جو یہاں مکہ میں ملازمت کرتے ان کو ساتھ ملا بکروں کو ذبح کروایا۔ قصائی نے ۵ بکروں کے فی بکرا ۲۰ ریال لیے۔ بقول اس حاجی صاحب کے تین بکروں کا گوشت ان کو دیا اور دو بکرے انہیں نے پکا کر ہمیں پہنچائے جو ہم نے کیمپ میں دوسرے حاجیوں کے ساتھ مل کر کھائے۔ بکرے منڈی میں ۲۸۰ سے ۴۴۰ ریال تک کے بکرے ملے رہے تھے۔ آج ۱۵ ذ ی الحجہ ہے مکہ میں زور سے [illegible] گھنٹہ موسلا دار بارش ہوئی۔ ۱۱ ذ ی الحجہ کو بھی چند [illegible] سی بارش ہوئی۔ ۱۳ ذ ی الحجہ کو ہم منیٰ میں تھے کہ ایک دم بادل

کڑکے اور چند منٹ کے لیے موسلا بارش ہوئی اور موسم خشگوار ہو گیا۔۔ ایک حاجی بلال شاہ نے نیچے رہائش کی مسجد میں حاجیوں کی تربیت کا پروگرام بنا رکھا تھا مناسک حج کی تربیت دیتا رہا۔ خواتین کے لیے بھی ایسے پروگرام رکھے تھے۔ رہائش سے منیٰ تک ہماری بلڈنگ کے لوگوں نے پیدل سفر کیا۔ منیٰ اور عرفات میں ۱۰۹ پاکستانی مکاتب تھے۔

ہمارے بیٹے نے ہمیں کل چکن تکہ کھلایا اور روم میٹ سے کہا کہ ابو کو طاقت ور بنا کر گھر لے جانا کہیں گھر والے یہ نہ کہیں کہ ابو کو ۴۰ دن میں کمزور کر لائے ہو۔ ہم نے بھی موقعے سے فائدہ اُٹھایا اور خوب کھایا۔ بیٹے نہ کہا کہ تین دن ایسا ہی کروں۔ حسن اتفاق کہ بیٹے صاحب کو آج سخت نزلے نے پریشان کر دیا اور چکن تکہ بیچ ہی میں رہ گیا۔ کل جمعہ ہے اور ہمیں وداع طواف کے لیے جانا ہے۔ وقت کافی ہونے کی وجہ سے حاجی صاحبان نے دل کھول کر نفلی عمرے کئے۔ لاتعداد طواف بھی کیے۔ ہمارے گروپ کے ایک حاجی صاحب نے ۷ عمرے اور لاتعداد طواف کیے۔ ایک نے دو ایک نے ایک نفلی عمرہ کیا۔ آج چار آدمیوں کا قافلہ جمعہ کی نماز اور طواف الوداع کرنے عازم بیت اللہ ہوا۔ پہلے میدان گرونڈ میں بس نے پہنچایا اور اس کے بعد شٹل بس میں ٹنل کراس کر کے بیت اللہ کے قریب پہنچے۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھے گئے۔ بیت اللہ میں آخری گولائی پر جانے کے لیے قطار میں لگ گئے۔ یہ گولائی ویل چیئرز والوں کے لیے مختص کی گئی ہے۔ تھوڑی جد و جہد کے بعد راستہ مل گیا۔ رش اس وجہ سے تھا کہ ویل چیئر کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی مطاف میں جگہ نہ ہونے

اور رش سے بچنے کے لیے آخری والی گولائی پر طواف کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بحر حال ہم نے طواف وداع واجب مکمل کر لیا۔ اب ہمارا حج مکمل ہو گیا۔ طواف وداع اس بات کا عزم ہے کہ اے مالک اب اب ہم میثاق ازل کی تجدید، کہ صرف تیری ہی بندگی کریں گے۔

قارئین! جب طائف کا ذکر آتا تو انسان کے دل میں کانٹے چبھنے لگتے ہیں کہ کس طرح رسولؐ اللہ کو طائف کے سرداروں نے تکلیف پہنچائی تھی۔ اُوباش بچوں کو ان کے پیچھے لگا دیا تھا وہ ان پر پتھر برسا رہے تھے اور رسولؐ رحمت نے پھر بھی ان کے حق میں کلمہ خیر ہی کہا اور پہاڑوں کے فرشتے کو سزا دینے سے منع کیا اور کہا کیا پتہ کل ان ہی میں سے اسلام لانے والے پیدا ہوں۔ آج طائف کے لوگ رسولؐ اللہ کی محنت ہی کی وجہ سے آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ (باقی آئندہ)

سفر حج (دہم)

اب ہم پاکستان واپس آنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ہمارے سفرِ حج کے ۴۰ دن کے ۸ دن تو مدینہ منورہ میں زیارت کرنے میں لگے باقی ۳۲ دن مکہ مکرمہ میں گزرے۔ ہماری رہائش کے سامنے بیت اللہ جانے کے لیے گاڑیاں ۲۴ گھنٹے موجود ہوتیں ہیں۔ ہر ۲۵ منٹ بعد بیت اللہ جاتیں ہیں۔ بلڈنگ میں ۵۰۰ افراد جو اللہ کے مہمان ہیں موجود ہیں جن میں کچھ نے ۳۲ دن قیام کی ساری نمازیں اللہ کے گھر میں پڑھنے کی کوشش کی۔ کسی نے راتیں بیت اللہ میں گذاریں۔ کچھ نے نفلی عمرے کئے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی ہمت اور شوق کے مطابق عبادت کی۔ بیت اللہ میں اوپر جانے کے لیے جگہ جگہ پر برقی سیڑیاں لگی ہوئی ہیں بعض جگہ تو ایک ساتھ پانچ پانچ برقی سیڑیاں چل رہی ہیں اور حاجیوں کو اوپر والی منزلوں پر پہنچا رہی ہیں۔ سعودی حکومت کے بس میں جو کچھ وہ اس نے حاجیوں کی سہولت کے کیا ہے۔ ٹیکسی ڈرائیوروں نے خوب پیسے کمائے۔ ایک دن حرم سے عزیزیہ رہائش تک ۲۰ ریال میں ٹیکسی آئی۔ دوسرے دفعہ ۷۰ ریال میں، تیسری دفعہ ۶۰ ریال چوتھی دفعہ ۲۵۰ ریال میں حرم سے منیٰ تک وصول کئے۔ اسقبالیہ میں ٹی وی ہر وقت اللہ کے گھر کا لائیو پروگرام دکھاتا رہتا ہے۔ بیت اللہ کا مطاف کا حصہ جس میں طواف ہو رہا ہے، مین بلڈنگ کے اندر ایک حصہ جہاں طواف ہو رہا، بلڈنگ کی آخری چھت میں جہاں طواف ہو رہا ہے، مطاف کے اوپر پہلی

گولائی میں جہاں طواف ہو رہا ہے، مطاف کی دوسری گولائی جس پر بھی طواف ہو رہا ہے یعنی ۵ جگہ طواف ہو رہا ہے۔ صفا و مروہ وغیرہ کو لائیو دکھایا جارہا ہے۔ بیت اللہ کے اندر ہر طرف ٹی وی کیمرے لگے ہیں جو ایک ایک کونے کو عوام کو ٹی وی پر دکھا رہے ہیں۔ اور تمام دنیا اس روح پرور حج کے اجتماع کو دیکھ رہی ہے کہ کس طرح تمام دنیا کے مسلمان اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لیے، قریب سے، دور دراز سے، پیدل اپنی گاڑیوں سے، بسوں سے، ریلوے سے، ہوائی جہازوں سے غرض ہر طریقے سے، اللہ کے گھر پہنچ رہے ہیں۔ ان کے رنگ مختلف، ان کی زبان مختلف، اس کی تہذیب مختلف، ان کا تمدن مختلف، ان کے چہرے مختلف، ان کا لباس مختلف ہے۔ مگر ان کا دل اور سوچ ایک ہے، اللہ ایک ہے، رسولؐ ایک ہے، کعبہ ایک ہے، امت ایک ہے، قرآن ایک ہے اس لیے یہ سب ایک ہی تلبیہ پڑتے ”میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں اور اقتدار تیرا ہی ہے تیرے اقتدار میں کوئی شریک نہیں“ دیوانہ وار بیت اللہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ صاحبو! دنیا کی کوئی قوم نہ ایسا اجتماع کرتی ہے نہ آیندہ کرسکے گی۔ یہ مسلمانوں کے رب کی طرف سے مسلمانوں کے لیے اعزاز ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ گروپ کے کچھ ساتھیوں نے بتایا کہ آج وہ امام کعبہ کے بالکل قریب نماز جمعہ پڑھ کر آئے ہیں۔ ایک ساتھی نے امام صاحب سے ہاتھ بھی ملایا۔ امام صاحب نے نماز جمعہ ترکی کے بنائے ہوئے برانڈے میں پڑھائی۔ وہیں

پر خطبے کے لئے ممبر بھی بنا ہوا ہے۔ ہر جمعہ کا خطبہ اور نماز وہیں سے پڑھاتے ہیں۔ ہم نے نوٹ کیا کہ ہر نماز کے بعد نماز جنازہ بھی پڑھائی جاتی ہے۔ ہم نے نماز جنازہ کے بعد مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں کئی دفعہ جنازے اُٹھائے ہوئے لوگ دیکھے ہیں۔ جنازوں کی تعداد ۲ سے ۹ تک دیکھی۔ امام کعبہ نمازیں بیت اللہ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے ہیں۔ ساتھیوں نے بتایا شرتے آگے آگے ہوتے ہیں اور لوگوں کو راستہ صاف کرنے کا کہتے جاتے ہیں اس طرح نماز کے بعد بھی شرتے امام صاحب کو واپس بھی لاتے ہیں۔ کئی دفعہ لوگ امام صاحب سے ہاتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی کبھی کچھ لوگ کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ خانہ کعبہ کو ہر سال ۲ مرتبہ شعبان اور ذالحجہ کے مہینے میں غسل دیا جاتا ہے اُتارے جانے والے غلاف کعبہ ''کسوہ'' کو ٹکڑوں کی شکل میں بیرونی ممالک سے آئے ہوئے سربراہان اور دیگر معززین کو بطور تحفہ پیش کیا جاتا ہے ۱۹۶۲ میں کعبہ غلاف کعبہ کی تیاری کی سعادت پاکستان کے حصے میں آئی تھی غلاف کعبہ مکہ مکرمہ کی دارالکسوۃ فیکٹری میں تیار کیا گیا ہے امام کعبہ شیخ عبدالرحمان السدیس تبدیلی کعبہ میں شریک ہیں۔ ہمارے گروپ کے لوگوں نے آپس میں ہی فنڈ جمع کر کے ایک اجتماعی کھانے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ آج جمعہ کو اسے عملی جامہ پہنایا گیا۔ مکہ میں البیک کے نام سے فاسٹ فوڈ کا ایک کامیاب ادارہ ہے۔ اس کے کھانے بہت مشہور ہیں اکا دکا ساتھی اپنی گھر والیوں کے ساتھ جا کر البیک کے کھانوں سے لطف اندوز ہوتے رہے ہیں اور آ کر اس کی

تعریفیں کرتے رہے ہیں۔مثلاً البیک پر بہت رش ہے اور میکڈونلڈ اور کے ایف سی خالی نظر آتے ہیں۔ البیک والے پاکستانی ہیں۔انہوں نے مکہ میں اپنا مرغی خانہ بھی بنایا ہوا۔ بحر حال آج ریچ قسم کا ایک ایک پیکٹ ہر فرد کے لیے لائے ہیں جس میں مرغ کے چار پیس، کٹلس، کیچ اپ، ریفریشنگ ٹشو، سلاد، ایک عدد بند وغیرہ سے لیس ہے۔ گولڈ ڈرنگ بھی لائے ہیں۔ گروپ کے سب مرد ساتھیوں نے ایک ساتھ مل کر کھایا اور اسی طرح خواتین کے گروپ نے بھی مل ایک ساتھ کھایا اور خوب مزا آیا جو پاکستان جا کر بھی یاد رہے گا۔ حاجیوں کے لیے مکہ میں ایک مشکل پیش آئی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ افواہ پھیل گئی ہے کہ حاجیوں کو ۱۰ لیٹر پانی کی اجازت نہیں مل رہی ہے اور جدہ ایئر پورٹ پر ۱۰ لیٹرز آب زم زم کے ڈبے سعودی حکومت کے طرف سے نے روک لیے گئے ہیں۔ ہمارے بیٹے نے فوراًایک حاجی جو اپنے رشتہ دار سے جدہ ملنے گیا ہوا ہے سے فون پر تصدیق کے لیے کہا۔ اس نے بھی اس افواہ کو کنفرم کیا۔حاجیوں کے مطابق پاسپورٹ پر بھی پرنٹ ہے کہ ہر حاجی ۱۰ لیٹر آپ زم زم اپنے ساتھ اپنے اپنے ملک لے جا سکتا ہے۔ ۱۰ لیٹر آب زم زم کی بوتلوں کی پیکنگ جو کہ نیشنل واٹر کمپنی کی ہے پر بھی بوتلوں کے ساتھ ہوئی جہاز کا فوٹو بنا ہوا ہے اور ٹک مارک لگی ہوئی ہے جو اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ ۱۰ لیٹر آب زم زم لے جانے کی اجازت ہے۔ حاجیوں نے ۱۰ لیٹر آب زم زم، ایک آٹومیٹک فیکٹری جو آب زم زم حاجیوں کے لے جانے کے لیے پیک کرتی ہے سے خرید کر اپنے کمروں میں رکھا ہوا ہے۔ افواہ یہ

ہے کہ صرف ۵ لیٹر آب زم زم کی اجازت ہے۔ کچھ دن پہلے اسی رہائش میں استقبالیہ کی دیوار پر ایک دوسری کمپنی نے اپنا پوسٹر بھی لگایا تھا اس پوسٹر پر ۱۰ لیٹر کا فوٹو بنا کر اس لگایا گیا تھا یعنی نامنظور اور اس کے سامنے ۵ لیٹر کے فوٹو پر ٹک لگا ہوا تھا یعنی منظور۔ یہ دونوں مکہ میں ہی آب زم زم حاجیوں کے لے جانے کے لیے پیک کرتیں ہیں۔اب اللہ ہی جانے کونسی کمپنی صحیح ہے اور کونسی غلط۔ رہائش گاہ کے پاکستان حج مشن کے حملے ان ۵ لیٹر والے پوسٹر کو پھاڑ دیا تھا اور کہا کہ یہ ویسے ہی پروپیگنڈہ ہے۔ مشورے کے بعد طے ہوا کہ ہمارا گروپ لیڈر پاکستان حج مشن سے ملاقات کرکے اس مسئلے کو حل کروائے۔ ہم نے چار آدمیوں سے گفتگو کی چاروں نے مختلف قسم کی باتیں کیں۔آخر ہم نے ایک حاجی جو ۱۰ اکتوبر کی فلائیٹ سے کراچی گیا ہے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ صرف ۵ لیٹر آب زم زم کی اجازت ہے جو ۹ ریال کی جدہ ایئر پورٹ سے ملیں گی۔ ۱۰ لیٹر آب زم زم جدہ ایئر پورٹ پر روک لیا گیا ہے۔ بلڈنگ میں ۵۰۰ حاجیوں کی ۱۰ لیٹرز والی آب زم زم کی بوتلیں جو انہوں نے ساتھ لے جانے کے لیے تیار کی ہوئی تھیں بے کار گئیں۔ پھر بھی کچھ حاجیوں نے ۱۰ لیٹر والی بوتلیں پی آئی اے میں بکنگ کے لیے دے دیں اور کہا کہ قسمت میں ہوئیں تو مل جائیں گی۔ایسا ہی ہوا کراچی ایئر پورٹ پر کچھ حاجیوں کو ۱۰ لیٹر والی بوتلیں مل بھی گئیں جس میں ہم بھی شامل ہیں۔ مکہ میں صحت کے اصولوں پر سختی سے عمل ہوتا ہے حتیٰ کہ ٹیکسی ڈرائیورز حضرات اپنے پاس اسپرے رکھتے ہیں۔

ویسے تو اکثر لوگوں کے گلے خراب ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارے ایک روم میٹ کو کچھ زیادہ ہی کھانسی لگی ہوئی ہے وہ حرم جانے کے لیے ٹیکسی میں سوار ہوا تو کھانسنے لگا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے فوراً اسپرے نکالا اور ٹیکسی میں اسپرے کیا اور ان کو ماسک پہننے کے لیے دیا اور کہا اسے پہنا کرو۔ مکہ اور مدینہ میں درجن سے کم سے کم موٹر سائیکل نظر آئے جبکہ پاکستان میں کروڑوں موٹر سائیکل چل رہے ہیں۔ ۸ ذی الحجہ کو خانہ کعبہ کا خلاف تبدیل کیا گیا حاجی حضرات اس دن منیٰ میں تھے۔ حاجیوں کی انتظار گاہ میں جدہ ایئر پورٹ حج ٹرمینل پر بڑے بڑے پلروں پر بڑی بڑی چھتریاں بنائی گئی ہیں جو منفرد قسم کی ہیں۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور جدہ میں کھجور اور ایک ہی قسم کا درخت جو نیم کے درخت سے ملتا جلتا ہے سڑکوں پر موجود ہے۔ یہ درخت کراچی کی سڑکوں میں بھی بڑی تعداد میں لگایا گیا تھا۔ ۱۲ اکتوبر مکہ میں آخری دن ہے۔ ہم تین آدمی جن میں میرا بیٹا اور اس کا ایک دوست شامل ہے بیت اللہ آخری وداع طواف کرنے گئے۔ عصر، مغرب اور عشاء بیت اللہ میں ادا کیں اور طواف مکمل کیا۔ حرم کے باہر قیمتی چیزیں رکھنے کے لیے سعودی حکومت نے لاکرز کا انتظام بھی کیا ہوا ہے۔ اگر طواف کے وقت کوئی اس سے فائدہ اُٹھانا چاہے تو اُٹھا سکتا ہے۔ دوسری جگہوں کی طرح حرم کے باہر ایک بلڈنگ کے چوتھے فلور پر فوڈ اسٹریٹ ہے آخری دن ہم نے وہاں پر کھانا کھایا۔ حج کے سفر کے دوران سب مسلمانوں میں ڈسپلن، صبر، ایثار، تحمل، ایک دوسرے کی مدد اور بردباری کا مشاہدہ ہوا۔ اکا دکا شخصی

بے صبری کے علاوہ کوئی خاص بات نوٹ نہیں کی۔اللہ مسلمانوں کو باقی زندگی میں بھی یہ چیزیں نصیب کرے آمین۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ حج نوجوانی میں ہی مناسب رہتا ہے۔ کاش مسلم معاشرے میں یہ روش چل پڑے کہ شادی کے بعد پہلا کام شادی شدہ جوڑا جو کرے وہ صرف اور صرف حج ہی ہو۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کریکٹر شعیب اختر صاحب نے شادی کے بعد ہنی مون منانے کی بجائے میاں بیوی عمرے پر گئے ہیں جو قبل رشک بات ہے۔ہم نے جدہ سے پی آئی اے کی کراچی کی فلائیٹ کے ذریعے پاکستان آنا تھا۔ □اکتوبر کو ہم نے رہائش گاہ چھوڑ دی اور بس پر بیٹھ کر ۱۳ ہوئے جدہ پہنچے۔ پی آئی اے کی فلائیٹ جدہ سے ساڑھے آٹھ بجے اُڑی اور ڈیڑھ بجے کراچی پہنچی۔ اس طرح اللہ کی مدد سے ہمارا سفرِ حج مکمل ہوا۔

قارئین! یہ مشاہدات اللہ کے گھر اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے مبارک کے متعلق ہیں۔ میں ویل چیئر پر تھا اور جتنی میری موومنٹ تھی اتنے ہی جو مشاہدات سفرِ حج میں نے تحریر کیے ہے۔ کچھ خود دیکھے ہیں اور کچھ اپنے گروپ کے ساتھیوں سے معلوم کیے ہیں۔ کچھ گروپ سے باہر اپنی بلڈنگ کے حاجیوں سے معلوم کرکے تحریر کیے ہیں۔اگر ان مشاہدات میں کچھ غلطی ہے تو وہ میری طرف سے ہے جس کی اللہ سے معافی کی درخواست کرتا ہوں اور جو صحیح ہیں وہ اللہ کی مدد سے ہیں جسے اللہ قبول کرے۔ میں ایک چھوٹا سا کالم نگار ہوں۔ میں نے سفرِ حج سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جو کچھ بھی تحریر کیا ہے اللہ کرے وہ لوگوں کے کام

آ جائے اور میری مغفرت کا ذریعے بن جائے اور جس جس تک یہ مشاہدات پہنچے اس کو جب کبھی حج کی سعادت نصیب ہو تو حج پر جاتے ہوئے ان کے مددگار ہوں آمین۔ (ختم شد)

عافیہ میری بیٹی ہے، میں اسے لاؤں گا؟

صاحبو! یہ فقرہ اتنی دفعہ بولا گیا کہ ہر پاکستانی کے ذہن میں سوار ہو گیا۔ اور یہ بات بھی پاکستانیوں کے ذہن پر سوار ہو گئی کہ آج تک اس پر عمل بھی نہیں کیا گیا۔ معاملہ کچھ اس طرح ہے کہ پاکستانی قوم کے مجرم سابق فوجی ڈکٹیٹر نے اپنی ڈکٹیٹر شپ کے دوران پاکستانی مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر مسلمانوں کے دشمن صلیبی امریکی حکمران کے حوالے کیا جس میں مظلومہ قوم ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی شامل تھی۔ اس سے ڈالر کمائے جس کا ذکر ڈکٹیٹر نے اپنی کتاب ''سب سے پہلے پاکستان'' میں بھی کیا اور میڈیا میں بھی بے خوف وخطر ذکر کرتا رہا۔ مکافات عمل کو دیکھئے کہ جو کہا کرتا تھا کہ میں کسی سے ڈرتا ورتا نہیں ہوں وہ ملٹری ہسپتال میں خوف کی وجہ سے چھپا رہا۔ اپنی حفاظت کے لیے دبئی سے پرئیویٹ گارڈ لایا تھا اور پاکستان کے اسیکورٹی ادارے اس کے علاوہ ہر موومنٹ پر اس کی حفاظت پر مامور رہے جس کی وجہ سے عوام کے خزانے پر بوجھ پڑا۔ خود ان گنت مقدمات میں ملوث ہے۔ باہر بھاگنے کے مختلف بہانے ڈھونڈتا رہا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ بڑے تمطراق سے پاکستان میں الیکشن لڑنے آیا۔ متحدد سیٹوں پر کھڑا بھی ہوا ہر جگہ سے الیکشن کمیشن نے نااہل قرار دے دیا۔ اب مختلف مقدمات میں اپنے کئے کی سزا تاریخوں کی صورت میں بھگت رہا ہے۔ خیر ڈکٹیٹر تو اپنے اس جرم کی سزا

بھگت رہا ہے۔ دکھ تو اس بات کا ہے کہ پاکستان کی مختلف حکومتوں کے موجودہ اور سابقہ صدور، موجودہ اور سابقہ وزیر اعظم، موجودہ اور سابقہ وزیر داخلہ، دھرنا قائدین اور سیاسی اکابرین میں سے ہر ایک نے یہ جملہ عوام کے سامنے نہیں کہا تھا کہ ''عافیہ میری بیٹی ہے، میں اسے لاؤں گا'' یقیناً کہا تھا! پاکستان کے عوام اس کے گواہ ہیں۔ پیپلز پارٹی دور میں ڈاکٹر عافیہ کے لیے کچھ کام ضرور ہوا اور ڈاکٹر عافیہ کا بیٹا اور بیٹی واپس اس خاندان کے حوالے کیے گئے اس کا عوام کی طرف سے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ سابقہ وزیر داخلہ کے ناپسندیدہ کاموں میں یہ کام قابل تعریف ہے۔ مگر اسی پیپلز پارٹی کے سابق وزیر خارجہ اور اب بھگوڑے نے ڈاکٹر عافیہ کو امریکی خوشنودی کے لیے صحیح قانونی امداد مہیا نہ کرکے کیس کو خراب کیا تھا۔ وہ بھی اپنی پاکستانی قوم کے سامنے بحثیت مجرم، امریکہ میں خود ساختہ جلاوطنی کی زندگی گزار رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کے صدر نے بھی اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اسی پارٹی کے دو وزیر اعظم بھی ڈاکٹر عافیہ کو اپنے وعدوں کے باوجود واپس نہ لاسکے۔ پھر اب موجودہ حکومت کے صدر، وزیر اعظم اور وزیر داخلہ نے بھی قوم کے سامنے یہی، ڈاکٹر عافیہ کو واپس لانے کا وعدہ کیا تھا کچھ پیش رفعت بھی ہوئی مگر نامعلوم وجوہات کی وجہ سے یہ معاملہ کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ کچھ مدت پہلے کابینہ کی میٹنگ میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ قیدیوں کے تبادلے کے قانون پر معاہدہ کرکے ڈاکٹر عافیہ کو واپس لائیں گے مگر لگتا ہے امریکی امداد نے معاملہ آگے

نہیں بھڑنے نہیں دیا۔ رہا معاملہ دھرنے والوں کا تو ایک تو اپنے انقلاب کے ساتھ ہی اپنے پرانے مستقر پر چلے گئے اور انقلاب جو آج آ رہا تھا کل آ رہا تھا رہا تھا وہ رفوچکر ہو گیا اور کارکن مایوس ہو کر اپنے خیموں سمیت گھروں کو چلے گئے۔ دوسرا دھرنا اب واپس نواز شریف کے استعفیٰ سے دستبردار ہو کر اپنی ساکھ خراب کر بیٹھا۔ حکومت اب اس کی کوئی بات نہیں مانے گی اور یہ دھرنا بھی ختم ہو جائے گا۔ شاید یہ بھی قوم کی مظلوم بیٹی کو کو نظر انداز کرنے کی سزا ہے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ سیاسی اکابرین بھی اپنے وعدے کو بھول گئے ہیں وہ اپنے پروگراموں میں ڈاکٹر عافیہ کو واپس لانے کی بات نہیں کر رہے۔ ڈاکٹر عافیہ موومنٹ کی تحریک چلانے والی اس کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے کالم نگاروں کو ایک خط کے ذریعے اپیل کی ہے کہ اس معاملہ کو زیادہ زور سے اُٹھائیں تا کہ حکومت اس بات پر پھر مجبور ہو اور اپنا وعدہ جو پاکستانی قوم سے کیا تھا وہ پورا کرے مجھے بھی ڈاکٹر فوزیہ کا خط آیا۔ صاحبو! یہ ڈاکٹر فوزیہ ہی ہے جو عافیہ موومنٹ کو چلا رہی ہے۔ میں اس دکھیا خاتون سے اس وقت مانوس ہوا تھا جب اس نے مجھے کچھ سال قبل لاہور سے ای میل کے ذریعے بتایا کہ میں عید کے موقعے پر پریشان بیٹھی سوچ رہی تھی کہ کاش کوئی کالم نگار میری قیدی بہن کے لیے اس عید کے موقعہ پر مضمون لکھ کر حکمرانوں کو ان کے کئے ہوئے وعدے یاد دلائے کہ قوم کی بیٹی عافیہ صدیقی ۸۶ سال کی قید کاٹ رہی ہے۔ کہتی ہیں میں کراچی کا اخبار نوائے وقت دیکھ کر خوش

ہو گئی کہ آپ نے یہ کام کر دیا ہے۔اس کے بعد وہ مجھے عافیہ موومنٹ کے پروگراموں میں بلاتی رہیں اور میں بھی عافیہ موومنٹ کا ایک فرد بن گیا۔ اس تعارف سے پہلے ہی میں اس دکھیا خاتون کی بہن ڈاکٹر عافیہ کے لیے مختلف وقتوں میں مضمون لکھتا رہا اور اب بھی ان شاءاللہ لکھتا رہوں گا۔ امریکہ نے گرفتار تو عافیہ کو دہشتگردی میں کیا گیا تھا۔ امریکی محکمہ انصاف کی بے انصافی کے خلاف عافیہ کی بہن فوزیہ نے آواز اُٹھائی اور دنیا کے ۶۶ ملکوں میں عافیہ کی رہائی کے لیے مظاہرے ہوئے ۔ عدالت دہشت گرد ثابت نہ کر سکی۔ امریکی عدالت نے صرف اس بنیاد پر عافیہ کو ۸۶ سالہ سزا سنائی تھی کی اس نے امریکی میرین پر بندوقانی اور فائر کیا تھا یہ بھی عدالت خود تسلیم کرتی ہے کہ کوئی سپاہی مرا نہیں صرف زخمی ہوئے۔ (جس کا عافیہ نے عدالت میں انکار کیا تھا) عافیہ مومنٹ کی جانب سے پاکستان بھر میں ملک گیر احتجاج کیا گیا ملک کی ساری سیاسی پارٹیوں ، سول سوسائٹی، وکلا اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی اس پر احتجاج کیا۔بڑے۔بڑے مظاہرے کئے گئے۔ عافیہ موومنٹ کی اپیل پر پچھلے دنوں ایک لاکھ سے زائد دستخط کرواکے امریکی صدر سے رہائی کی اپیل بھی کی گئی تھی مگر بات نہ بنی۔ پاکستان کی عدلیہ نے بھی ڈاکٹر فوزیہ کی پیٹیشن پر فیصلہ سنایا تھا۔ ۱۳ جولائی ۲۰۱۳ء کو سندھ ہائی کورٹ نے فیصلہ سناتے ہوئے کو حکومت پاکستان کو حکم دیا ہے کہ ریپٹریشن (قیدی کا تبادلہ کا قانون) پر ٹھوس قدم اٹھائے اور ڈاکٹر عافیہ کو واپس پاکستان لائے۔ امریکی

حکومت بھی اس پر راضی ہو گئی تھی کہ عافیہ باقی قید اپنے ملک میں کاٹے۔ ن لیگ کی حکومت نے پارلیمانی کمیٹی بنائی تھی۔ امریکہ کی اس تجویز کو حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ نے لاء منسٹری کے حوالے کیا کہ وہ قانونی پوزیشن واضح کرے۔ لاء منسٹری نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور وزارت خارجہ کو واپس کاروائی کی لیے بھیج دیا اب وزارت خارجہ نے اس تجویز کو کیبنیٹ کے سامنے رکھنے کے لیے بھیج دیا اور کیبنٹ کی میٹنگ ۲۸ □ اگست ۲۰۱۳ء کو ہوئی تھی۔ جس میں اس کیس کو رکھا گیا تھا۔اس پر ورثاء اور عافیہ سے وکیل کے ذریعے تحریری رضا مندی حاصل کر لی گئی ہے۔ اس میں کیبنیٹ اگر اسے پاس کر دیتی ہے تو ضروری کاروائی کے بعد عافیہ ہفتے بھر کے اندر واپس پاکستان کی کسی بھی جیل میں سزا کاٹنے کے لیے واپس آ سکتی ہے ذرائع نے اس پر تبصرہ کرتے کہا ہے کہ اگر نواز شریف سیاسی بلوغت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو کیبنیٹ سے پاس کروا دیتے ہیں تو یہ عوام کے دل جیتنے کا بہترین موقع ہے۔ نا معلوم وجوہات کے سبب آج تک کاروائی کا کچھ پتہ نہ چلا۔ کچھ ماہ قبل عافیہ نے امریکی قانون کے مطابق اپنی رہائی کی اپیل کر رکھی تھی۔اس کے ساتھ ایک اور ظلم یہ ہوا کہ خود ہی مدعی، خود ہی وکیلاور خود ہی منصف کی سیٹ پر.براجمان عافیہ کی رائے لیے بغیر، متعصب جج رچرڈ برمن نے پر اسرار طور پر عافیہ کی اپیل واپس لے کر مقدمہ بند کر دیا جس سے قانونی راستہ بھی ختم کر دیا ہے۔ کیا دنیا میں امن کا یہی پیمانہ ہے۔ مہذب دنیا کو اس پر آواز بلند کرنی چاہیئے۔

قارئین ! عوام سے درخواست ہے کہ وہ حکمرانوں کو بھی یاد دلائیں کہ کیا وہ اپنی بیٹیوں سے یہ سلوک برداشت کریں گے ؟ اللہ ہمیں مظلومہِ امت کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

عمران صاحب یہ سیاست ہے کرکٹ نہیں !

عمران صاحب یہ سیاست ہے کرکٹ نہیں ! نواز شریف صاحب سمجھداری کا مظاہرہ کریں !

عمران خان صاحب ایک اچھے منتظم ہیں۔ جس کا لوہا وہ لاہور میں شوکت خانم کینسر ہسپتال بنا کر اور چلا کر منوا بھی چکے ہیں۔ سیاست کی بھول بھلیوں میں بھی بھٹو صاحب کے طرز سیاست پر عمل کر کے پچھلے انتخاب میں ۷۰ لاکھ ووٹ لیکر قومی اسمبلی میں ۳۴ سیٹوں کے ساتھ پہنچے اور خیبر پختونخواہ میں جماعت اسلامی سے مل کر حکومت بھی بنائی مگر بھٹو صاحب جیسی سیاست پر پوری طرح عمل نہ کر پائے۔ ان کی اُٹھان پر ان کے لوگ بہت خوش ہوئے تھے۔ اب بھی ان کے جلسوں میں لوگوں کی بھاری تعداد شامل ہو رہی ہے صرف دھرنے میں لوگ اب کم شریک ہو رہے ہیں وہ اس وجہ سے کہ خان صاحب نے سیاست کی بھول بھلیوں میں اُلجھ کر اپنا گراف نیچے کر لیا۔ سب سے پہلے دھرنے کو سیاسی طور پر کنٹرول کرنے میں سمجھداری کا ثبوت نہ دیا جو ہمیشہ شارٹ کٹ ہوتا ہے یعنی پانچ نکات حاصل کر کے چھٹے نکتے کی کوشش کرتے اب سب کے سب گم نکات ہو گئے اور حکومت کا پلہ بھاری ہو گیا ہے۔ شروع میں کہا کہ دس لاکھ افراد کو اسلام آباد میں جمع کریں گے مگر ٹارگٹ کے قریب بھی نہ پہنچ سکے جس پر مخالفوں نے خوب پروپیگنڈا کیا۔ اُس کے بعد اپنے ایک ساتھی کو ناراض کر بیٹھے گو کہ اس میں

شاہ محمود قریشی صاحب اور باغی جو اب داغی مشہور کر دیے گئے ہیں پارٹی کے دو سینئر عہداروں کی ذاتی کشمکش کا بھی دخل ہے مگر ایسے موقعوں میں مرکزی لیڈر شپ کا کام ہوتا ہے کہ سب کو بلا کر اور سب کا نکتہ نظر سن کر پارٹی سے وفاداری دیکھ کر فیصلہ کرنا ہوتا ہے جس میں خان صاحب کامیاب نہ ہوسکے اور باغی داغی صاحب نے ناراض ہو کر ایک سازش کا انکشاف کیا اور وہ ریکارڈ لگایا کہ ان کی پارٹی کو فوج کی بی ٹیم سمجھا جانے لگا جس سے پارٹی کو نقصان پہنچا۔ تینو کریٹ حکومت کی بات کرکے بھی نا سمجھی کا ثبوت دیا۔ خان صاحب نے قومی اسمبلی کے جن لوگوں سے استعفیٰ لیے وہ بھی قانون کے مطابق سپیکر کے سامنے الگ الگ پیش نہ کئے جس سے یہ سیاسی چال بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ ۳۴ میں سے اجتماعی طور پر طرف ۲۲ پیش ہوئے ان میں بھی ایک نے اسپیکر سے رابطہ کرکے اپنا استعفیٰ منظور نہ کرنے کی درخواست کر دی۔ اب تو ان کی اکثریت نے نشستیں برقرار رکھنے کی خاطر اپنی جائیداد اور آمدنی کے گوشوارے بھی جمع کر ڈالے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ممبران اپنی سیٹیں برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور خان صاحب کا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ عوام کو واپڈا کے بل نہ دینے کا کہہ کر بھی قانونی غلطی کی گئی جس پر کسی نے بھی کان نہ دھرہ۔ بلکہ خود اپنا بھی کنکشن کٹوا بیٹھے جہاں تک کہ تحریک انصاف کے پختونخواہ کے وزیر اعلی نے بھی عمل نہ کرکے پارٹی پالیسی کو نقصان پہنچایا۔ ایک ساتھ مرنے والے انقلابی اور چوچکی میں عوام کو انقلاب کی نوید سنانے والے نے

بھی ساتھ چھوڑ دیا جس سے کارکنوں پر نفسیاتی اثر پڑا۔ چونگی والے انقلابی صاحب نے پہلے ہی خان صاحب سے کہہ دیا تھا کہ ہمارے کارکنان تھک گئے ہیں انہوں نے نوکریوں پر جانا ہے اس لیے ہم دھرنا ختم کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اگر سیاسی سوجھ بوجھ ہوتی تو اس وقت کوئی بھی سیاسی بہانہ بنا کر فیس سیونگ کی جا سکتی تھی مگر اس میں بھی کوتاہی ہو گئی۔ تین ماہ سے روزانہ قسمیں کھا کھا کر عوام کو تسلی دی جاتی رہی کہ نواز شریف صاحب کے استعفیٰ کے بغیر دھرنا ختم نہیں کریں گے۔ اب سرد موسم نے گرما گرمی تقریباً ختم کر دی۔ خان صاحب سنجیدگی سے دھرنا ختم کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ یہاں تک کہہ دیا ہے کہ سپریم کورٹ کا کمیشن بنا دیا جائے تو دھرنا ختم کر دوں گا جبکہ سپریم کورٹ کہہ چکی ہے کہ سب پارٹیاں ملک میں سیاسی نظام کو چلنے دیں اور قانون کے مطابق الیکشن ٹربیونلز سے رابطہ کریں اس میں بھی ان کی ہار ہے۔ ٹی وی چینل نے بھی اب دھرنے کی کوریج کم کر دی ہے۔ جس امیر جماعت اسلامی اور سیاسی جرگے کے قائد جو خلوص دل سے صلح صفائی کی کوششیں کر رہے تھے کو چند دن پہلے ڈبل وکٹ پر کھیلنے کا طعنہ دے رہے تھے ان ہی کا دامن پکڑا اور درخواست کی کہ نواز شریف صاحب کے استعفیٰ سے دستبردار ہوتے ہیں اور بات چیت کا دروازہ کھولنے کے لیے تیار ہیں ہماری مدد کی جائے۔ ان سے ملنے خود میاں اسلم صاحب کے گھر گئے۔ نہ جانے خان صاحب نے کس بنیاد پر عسکری قیادت، ملک کی پارلیمنٹ، سب سیاست دانوں، سابق چیف جسٹس، عدلیہ کے معزز جسٹس، الیکشن

کمیشن اور اپنے ہی نام زد الیکشن کمیشن کے سربراہ فخر الدین جی ابراھیم کو تنقید کا نشانہ بناتے رہے بلکہ خان صاحب نے پورے پاکستان کو مخالف بنا لیا۔ عوام سوچ رہے ہیں کیا اس ملک پاکستان میں صرف اور صرف خان صاحب ہی صحیح ہیں باقی سب غلط ہیں؟انسان کو اتنا زیادہ پر اعتماد بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ سب کو اپنا مخالف بنا لیا جائے۔ ایک دفعہ وزیر اعظم بننے کا کہہ کر بھی فاول کر چکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پیپلز پارٹی کی کرپشن سے بھرپور تباہ کن کارکردگی نے اسے پاکستان کی سیاست میں جڑ سے اُکھاڑ پھینکا۔ خان صاحب کی تحریک انصاف نے دونوں پارٹیوں کی خوب مخالفت کر کے سیاست میں اپنی جگہ بنائی۔ جیتنے والی پارٹی نے بھی کوئی ڈیلیورڈ نہیں کیا جس سے پاکستان کے عوام (ن) لیگ سے ناخوش ہیں اور گو نواز گو کے نعرے لگ رہے ہیں آج ہی چنیوٹ میں امداد بانٹتے ہوئے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو نواز گو نواز گو کے نعرے سننے پڑے۔ اس سب باتوں کے باوجود سیاست سیاست ہوتی ہے اور کرکٹ کرکٹ ہوتی ہے سیاست سنجیدگی اور کرکٹ کھیل تماشہ ہے۔ خان صاحب کرکٹ کے بادشاہ تو تھے اب سیاست کی بھول بھلیوں میں آ کر پھنس گئے ہیں۔ (ن) لیگ کو اب قدرت نے موقعہ دیا ہے اس لیے سمجھداری کا مظاہرہ کریں۔ اس کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے ہے کہ عوام کو بہر حال شعور ملا ہے۔ آپ عوام کے پیسوں سے اپنے پیٹی بھائی کو ۷۰ قسم کے کھانے کھلانے سے پرہیز کریں۔ رائے ونڈ کی کی رہائش گاہ کی پولیس پر ۲۰ کروڑ سالانہ خرچ کرنا چھوڑ دیں۔ اسلام آباد سے لاہور سفر کے

لیے آپ، بیٹا اور بھائی علیحدہ علیحدہ جہاز پر قوم کی خطیر رقم خرچ نہ کریں۔ اس ملک میں خیبر پختونخواہ کا سینئر وزیر پشاور سے لاہور کا سفر صرف ۳۴۵ روپے میں کرتا تو لوگ یہ فرق دیکھ رہے ہیں۔ اپنی ہی فوج سے اختلاف نہ بڑھائیں بلکہ اس کی عزت و وقار کو بڑھائیں فوج کی عزت اور وقار پاکستان کی عزت اور وقار ہے۔ جن پر قتل کا مقدمہ قائم ہے ان کے وارنٹ گرفتاری جاری تو نہ ہوئے اس سے کم جرم پر لوگوں کے وارنٹ گرفتاری جاری ہونا اور اشتہاری مجرم بنانا سیاسی چال سمجھی جا رہی ہے۔ وزیر خزانہ کے بیانات کو بھی جلتی پر آگ سمجھا جا رہا ہے۔ پاکستانی عوام کو معلوم ہے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے۔ ہمارے سیاست دانوں نے سیاست کو عبادت کی جگہ کاروبار بنا لیا ہے۔ الیکشن پر کروڑ لگاتے ہیں اسمبلی کے ممبر بن کر اربوں کماتے ہیں۔ دہشت پیدا کر کے سیٹیں جیتتے ہیں۔ وعدے کر کے واپس اپنے حلقوں کے عوام کے پاس جاتے تک نہیں۔ مورثی پارٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ ن لیگ نے ۲۶ رشتہ دار مختلف عہدوں پر لگا دیے ہیں۔ نواز شریف کی بیٹی مریم نواز صاحبہ نے کل ہی اپنے عہدے سے استعفیٰ دیا۔ ووٹر لسٹوں میں خرابی ہے۔ حلقہ بندیاں صحیح نہیں ہیں۔ اگر ن لیگ نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ دھرنوں سے کچھ نہ ہوا تو اس کی خام خیالی ہے۔ پوری پاکستانی قوم جاگ چکی ہے۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ تحریک انصاف کو واپس عزت سے اسمبلی میں لا کر ان سے پانچ طے شدہ نکات پر بات چیت کی جائے۔ تمام خرابیوں کو ملکی قانون کے مطابق درست کیا جائے ورنہ عوام کا پیمانہ پھر

لبریز ہو جائے گا اور ملک کو نقصان پہنچے گا۔ انقلابی دھرنے والوں کے مقتولوں کے رشتہ داروں سے اگر کوئی ڈھیل نہیں ہوئی تو کسی نہ کسی طرح دیت دے کر راضی کیا جائے۔ اس سے ہی سیاست میں سے ٹینشن دور ہو سکتی ہے۔ ہمارے دشمن ہمارے ملک میں امن و آمان دیکھنا نہیں چاہتے۔ ہمیں الجھا کر رکھنا چاہتے ہیں اور جاری گریٹ گیم کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف ہماری فوج کو اپنے ہی عوام سے لڑا دیا گیا۔ اس سے عوام میں دوریاں بڑھ رہی ہیں ان دوریوں کو سیاست دان مل بیٹھ کر حل کریں۔ امیر جماعت اسلامی کی سربراہی میں سیاسی جرگے کی سفارشات پر عمل کرکے ملک کو اس افراتفری سے بچایا جا سکتا ہے اللہ ہمارے ملک کا حامی و ناصر ہو آمین۔

!اپنے سپہ سالار سے عافیہ کی رہائی کی درخواست

آپ پاکستانی قوم کی نمایندگی کے لیے امریکہ کے اندر موجود ہیں۔ہم آپ کی توجہ ایک انسانی معاملے کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں۔پاکستان کی ایک ہونہار اور اعلی تعلیم یافتہ شہری ڈاکٹر عافیہ صدیقی جس نے بچوں کی تعلیم leaning through میں پی ایچ ڈی کیا ہوا ہے امریکہ میں ۸۶ سال کی قید بھگت رہی ammitaton ہے۔ہم اس وقت یہ ثابت کرنے کی کوشش ہر گز نہیں کریں گے کہ اس کو کس نے کس جرم میں غیروں کے حوالے کیا۔کیسے وہ بلگرام افغانستان کی جیل سے ایک برطانوی صحافی مریم ریڈلے کی تحریک کی وجہ سے میڈیا کے سامنے آئی۔اور بل آخر اس کو امریکہ لے جایا گیا اور ایک ایسے کیس میں ۸۶ سال قید سنائی گئی جس کی وہ حقدار نہیں بنتی تھی۔ قید کی سزا کے وقت امریکیوں نے ریمارکس دیے تھے کہ یہ سزا عافیہ کو نہیں اسلام کو دی گئی ہے۔اب جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔آپ سے درخواست ہے کہ اس کیس کو امریکیوں کے سامنے رکھیں اور کسی نہ کسی طریقے سے اس مظلوم کی رہائی کو ممکن بنائیں۔اگر یہ ممکن ہو گیا تو پاکستانی قوم، مسلم دنیا اور پورے انسانیت آپ کو دعائیں دے گی۔آپ کا نام تاریخ میں سنہرے الفاظ سے یاد کیا جانے لگے گا۔ اسلام کی تاریخ میں ایک بہادر سپہ سالار محمد قاسم نے ایک مسلمان عورت کی رہائی کے لیے سندھ پر حملہ کیا تھا جو اب تاریخ کا حصہ ہے

اب آپ کو بھی ایسے اعزاز سے نوازا جائے گا۔ آپ یقین جانیں اب یہ پورے پاکستان، پوری مسلم دنیا اور پوری انصاف پسند بین الاقوامی برادری کا مسئلہ بنا ہوا ہے ہر طرف سے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کی آواز اُٹھائی جا رہی ہے۔ اس کو اس کے تین بچوں سمیت قید تنہائی میں رکھا گیا تھا۔ دو بچے تو پیپلز پارٹی کے وزیر داخلہ رحمان ملک کی کوشش سے اسے مل گئے مگر ایک بچا ابھی بھی اسے نہیں مل سکا۔ اس کے دو بچے اس کی بہن ڈاکٹر فوزیہ انچارج عافیہ موومنٹ اور اپنی نانی کے پاس پرورش پا رہے ہیں اور وہ سات سمندر دور امریکہ میں سسکیوں کے ساتھ ۸۶ سالہ قید کاٹ رہی ہے۔ جناب یہ ایک انسانی مسئلہ ہے اسے اسی طرح حل کیا جانا چاہیے۔ ٹھیک ہے وہ امریکا کی ایک عدالت سے سزا پا چکی ہے اور امریکہ میں ۸۶ سالہ قید کاٹ رہی ہے اور آخری بار پچھلے دنوں اس نے عدالت میں اپیل بھی دائر کی تھی مگر عدالت کے جج رچرڈ برمین نے اس کی رضا مندی کے بغیر ہی اس کی درخواست خارج کر دی ہے۔ اب قانونی راستہ بھی بند ہو گیا ہے۔ اسے اگر قید ہی رکھنا ہے تو مہذب دنیا کے اندر ایک قیدیوں کے تبادلے کا قانون موجود ہے اس کے تحت عافیہ صدیقی کو پاکستان واپس لا کر قید کیا جا سکتا ہے اس طرح کم از کم وہ اپنے بچوں سے تو ملاقاتیں کر سکے گی۔ یہ بین الاقوامی معاہدہ ہے جس میں ممبر ممالک اپنے ملک کے قیدی کو باہمی رضا مندی سے تبدیل کر سکتے شامل ہے۔ ڈاکٹر (oas) ہیں۔ اس میں کونسل آف یورپ ٹرینٹی اور او اے ایس عافیہ کی بہن اور عافیہ موومنٹ

کی صدر ڈاکٹر فوزیہ نے سندھ کی عدالت میں ایک مقدمہ داہر کیا تھا جس میں عدالت سے التجا کی گئی تھی کہ حکومت کو حکم جاری کیا جائے کہ وہ اس بین الاقوامی معاہدے کے تحت ڈاکٹر عافیہ کو امریکی جیل سے باقی قید پاکستان میں کاٹنے کے لیے پاکستان منتقل کرنے کا معاہدہ کرے اور پاکستانی شہری عافیہ کو پاکستان واپس پاکستان لائے۔ اس پر پاکستان کی عدلیہ نے بھی ڈاکٹر فوزیہ کی پیٹیشن پر فیصلہ سنایا تھا۔ ۱۳ جولائی ۲۰۱۳ء کو سندھ ہائی کورٹ نے فیصلہ سناتے ہوئے کو حکومت پاکستان کو حکم دیا ہے کہ ریپٹریشن قیدی کا تبادلہ کا قانون) پر ٹھوس قدم اٹھائے اور ڈاکٹر عافیہ کو واپس پاکستان لائے۔ ن) لیگ کی موجودہ حکومت نے ایک پارلیمنٹ کی کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ عالمی پریشئر پر امریکہ دنیا میں بہت ہی بدنام ہوا جس کا اظہار امریکی نمائندہ پاکستان میں کچھ ماہ پہلے کر چکا ہے۔امریکی حکومت اس امر پر راضی ہو گئی ہے کہ فیس سیونگ کے عوض وہ عافیہ کو پاکستان کے حوالے کرنے پر تیار ہے کہ وہ اپنی باقی سزا پاکستان کی کسی جیل میں گزارے اس پر ورثاء اور عافیہ سے وکیل کے ذریعے تحریری رضا مندی حاصل کر لی گئی تھی۔امریکہ کی اس تجویز کو حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ نے لاء منسٹری کے حوالے کیا تھا کہ وہ قانونی پوزیشن واضح کرے۔ لاء منسٹری نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور وزارت خارجہ کو واپس کاروائی کی لیے بھیج دیا تھا۔وزارت خارجہ نے اس تجویز کو کیبنیٹ کے سامنے رکھنے کے لیے بھیج دیا تھا اور کیبنٹ کی میٹنگ ۲۸، اگست

ء کو میٹنگ میں بھی رکھا تھا۔ کیبنیٹ اگر اسے پاس کر دیتی ہے تو ضروری ۲۰۱۳ کاروائی کے بعد عافیہ ہفتے بھر کے اندر واپس پاکستان کی کسی بھی جیل میں سزا کاٹنے کے لیے واپس آ سکتی تھی مگر آج تک اس کاروائی کا کچھ پتہ نہ چلا اور ایک دکھی پاکستانی شہری ابھی بھی امریکہ کی قید میں ہے۔ اس دکھ بھری کہانی کے واقعات تو بہت زیادہ ہیں مگر مختصر کچھ اس طرح ہیں کہ امریکہ کی عدالتی بے انصافی کے خلاف دنیا کے ۶۲ سے زائد ملکوں میں عافیہ مومنٹ کی انچارج ایک بے سہارا عورت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی کی انتھک کوششوں کی وجہ سے مظاہرے ہوئے۔ اس وجہ سے امریکا کی عدلیہ پر اس کے اپنے ہی ملک میں لوگ خلاف ہو گئے عدالت عافیہ کو دہشتگرد ثابت نہ کر سکی تھی صرف اس کے سپاہیوں کو زخمی کرنے کی وجہ سے (جس کا عافیہ نے عدالت میں انکار کیا تھا) ۸۶ سال قید تنہائی کی سزا سنائی تھی ساتھ ہی ساتھ عافیہ مومنٹ کی جانب سے پاکستان بھر میں ملک گیر احتجاج کیا گیا ملک کی ساری سیاسی پارٹیوں، سول سوسائٹی، وکلا اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی اس پر احتجاج کیا جو پم سب پاکستانیوں کو کے علم میں ہے۔ لہٰذا پاکستانی قوم کی نظریں اب آپ کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ آپ ہی اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔

تکمیلِ پاکستان، اسلامی پاکستان، خوشحال پاکستان

بانیِ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے فرمایا تھا کہ ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ محض زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں'' (1948ء اسلامیہ کالج پشاور) قائدؒ محترم کے اسی فرمان کی تکمیل کے لیے مینار پاکستان پر تین روز کے لیے اقبالؒ کے خیالی شاہین اور مولانا مودودیؒ کے تیار کردہ پریکٹیکل اور اسلام کے لیے مر مٹنے والے کارکنان جمع ہوئے اور اپنے نئے درویش صفت قائد جناب سراج الحق سے تکمیلِ پاکستان، اسلامی پاکستان اور خوشحال پاکستان کو حقیقت بنانے کے لئے سربکفن ہوتے ہوئے نئی ہدایات لے کر مینارِ پاکستان سے رخصت ہوئے۔ دنیا نے دیکھا کہ مینارِ پاکستان کی جگہ تنگ پڑ گئی تھی جماعت اسلامی کے لوگ بادشاہی مسجد، لال قلعہ اور ارد گرد جہاں بھی جگہ ملی جوق در جوق جمع ہوئے۔ کسی کارکن نے نہ شکایت کی نہ آپس میں لڑے بلکہ سکون سے سردی میں تکلیفیں برداشت کیں اور پورا پروگرام سنتے رہے۔ پاکستان کی تاریخ میں خواتین کی اتنی بڑی تعداد کسی بھی اجتماع میں کوئی بھی سیاسی یا مذہبی پارٹی جمع نہیں کر سکی جتنی جماعت اسلامی نے جمع کی۔ یہ بہت ہی اچھا شگون ہے کہ کرپشن سے پاک، دیانت دار، گڈ گورنس، نڈر، پڑھی لکھی اور اسلام کی چلتی پھرتی تصویریں

ایک جگہ جمع ہوئیں اور اپنے قائد کی نصیحت کہ روزانہ نماز پڑھنی ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرنی ہے، کمزوروں کا ساتھ دینے ہے، جھوٹ، غیبت، حرام سے توبہ کرنا ہے۔ والدین کے احترام کی اجتماعی دعا کے ساتھ حاضرین رخصت ہوئے۔ صاحبو ! کبھی کسی سیاسی پارٹی نے اپنے کارکنوں کو ایسی نصیحت کرکے پروگراموں سے رخصت کیا ہے؟

جناب لیاقت بلوچ سیکرٹری جماعت اسلامی پاکستان نے کہا بجلی و گیس بحران کو ختم کریں گے عوام کو ٹیکسوں سے نجات دلائیں گے۔ پاکستان کے سارے صوبوں کے امرء نے اپنے اپنے صوبوں کی مشکلات کا ذکر کیا اور اسے حل کرنے کی جہدو جد کا عہد کیا۔ سندھ کی ٹوپی اور اجرک کا بھی اجتماع میں ذکر آیا۔ جماعت اسلامی حلقہ خواتین پاکستان کی نو منتخب سیکرٹری جنرل دردانہ صدیقی نے اپنے خطاب میں کہا عوام کو مایوسی سے نکال کر امید کا پیغام دیں گے۔ عوام کو کرپٹ نظام سے نجات، اسلام کی سربلندی اور قیام پاکستان کے مقصد کا حصول چاہتے ہیں خواتین تحریک تکمیل پاکستان کا ہراول دستہ بنیں گی۔

جناب سراج الحق امیر جماعت اسلامی پاکستان نے ہر کارکن کو ایک سال میں جماعت اسلامی کے ۱۰۰ ووٹر بنانے کا ٹارگٹ دیا گیا جو ان شاء اللہ کارکن پورا کریں گے۔ ۲۵ دسمبر کو مزار قائد پر اسلامی پاکستان کا روڈ میپ دینے کا بھی کہا گیا۔ پاکستان کو امت مسلمہ کا مرکز بنانے کا عہد کیا گیا۔ آپریشن ختم کرکے اپنے ہی ملک میں مہاجر بنادیے جانے والوں کو اپنے گھروں میں واپس جانے کا کہا گیا۔ امریکہ اور ورلڈ بنک سے جان چھڑانے کا عہد کیا گیا۔ پاکستان کی

تحریک مکمل کرکے اسلامی اور خوش حال پاکستان بنانے کا عہد کیا گیا۔ظالم طبقہ اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتا۔مزدوروں پر ظلم ڈھانے والوں کے ساتھ خود لڑنے کا عہد کیا۔ قوم کی ہونہار بیٹی مظلومہ امت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکہ کے حوالے کرنے والوں کا احتساب کرنے کا عہد کیا گیا۔ناراض بلوچوں کو منانے کا کہا گیا۔شہباز شریف صاحب نے بھی اجتماع میں شرکت کی اورخفر ملکی مندوبین کا خیر مقدم کیا۔ خیبر پختونخواہ کے وزیر اعلی صاحب اور اسپیکر صاحب بھی شریک ہوئے ۔پاکستانی برادری کے سکھ ہندو اور عیسائی بھی بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔جماعت اسلامی کے اس اجتماع میں، دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں کے نمایندے بھی شریک ہوئے انہوں نے دہشت اور تشدد کے بغیر جمہوری پر امن طریقے سے اپنے اپنے ملکوں میں تبدیلی کا عہد کیا۔ امت کی حمایت سے اسلامی انقلاب برپا کریں گے۔ کشمیر، فلسطین عالم اسلام کے مشترکہ مسائل ہیں۔پاکستان میں ڈرون حملے، بنگلہ دیش میں اپوزیشن کے خلاف ظالمانہ اقدامات کی مذمت، مصر شام برما سمیت دیگر مسلم ممالک میں جاری قتل عام پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔اس اجتماع سے جناب ڈاکٹر حمام سعید، ابرہیم منیر، مصطفیٰ کمال، محمد دیدی، ڈاکٹر عبدالرحیم ، خالد القدومی اور دیگر مسلم ممالک کے رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔ اخوان المسلمین کے رہنما جناب صدرالدین البیونی نے خطبہ جمعہ میں کہا کہ عالمی امن کو اسلام سے نہیں استعمار سے خطرہ ہے۔پاکستان کلمہ کی بنیاد پر بننے والی عظیم مملکت ہے۔ مسلمان دہشت گرد

نہیں ہیں۔ اسلام اخوت و محبت اور انسانیت کا درس دیتا ہے۔ مظلوم مسلمانوں کو کفر کے پنجہ استبداد سے بچانا ہو گا۔ جماعت اسلامی کے سابق امیر سید منور حسن نے اپنے خطاب میں کہا کہ مخالفین جہاد و قتال کو اپنے معانی پہنا کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں مسلمان کے لیے فی سبیل اللہ پر ہی جہاد اور قتال جائز ہے۔اپنی ذات ، اقتداراور دولت سمیت ہر صورت جہاد نہیں فساد ہے۔ہمارے کارکن معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ مغرب کے غلام اپنے بوری بند لاشوں اور بھتہ خوری جیسے کرتوتوں کو چھپانا چاہتے ہیں۔ افتتاحی سیشن میں جماعت اسلامی نے عوامی منشور پیش کرتے ہوئے کہا کہ روزگار مفت، تعلیم اور علاج، چاول آٹا چینی دالوں پر سبسڈی دی جائے گی.بزرگوں کو الاؤنس دیا جائے گا۔ سود ختم کر دیا جائے گا۔ غیر مسلموں کو تحفظ وی آئی پی کلچر کا خاتمہ کیا جائے گا۔ مزدروں کو منافع میں شامل کیا جائے گا۔کسان اور ہاری کو پیداوار میں حصہ دار بنائیں گے۔ عوام کو الیکشن کے نام پر سلیکشن قبول نہیں کریں گے۔ بیلٹ پیپر پر اعتماد بحال کرنا ہو گا۔ ملک میں اسلامی قانون ہوتا تو کوٹ رادھا کشن جیسا واقعہ پیش نہ آتا۔ محمدؐ کے نظام کے مخالف آئین پاکستان کے غدار ہیں۔ سراج الحق صاحب نے موٹر سائیکل پر سوار ہو کر جلسے کی نگرانی کی۔ رات دو گھنٹے جب لوگ سو گئے تھے تو انہوں نے جلسے کے مختلف مقامات کا دورہ کیا اور انتظامات دیکھے۔ جماعت اسلامی کا تین روزہ اجتماع پاکستان اور عالم اسلام کے لیے ایک نئی صبح کی نوید ثابت ہو گا۔ عالم اسلام

کے قائدین نے سر جوڑ کر امت مسلمہ کے مسائل پر سوچ بچار کی۔ پاکستان کے عوام نے سکھ کا سانس لیا کہ اسلامی نظام آئے گا کیونکہ اب اسلام کے شیدائی نئے عزم کے ساتھ نئی اور نوجوان قیادت کے ساتھ میدان میں اُترے ہیں جس سے دہشت گردی ختم ہو گی کرپشن کو جڑ سے اُکھاڑ پھنکیں گے۔ لوڈ شیڈنگ سے جان چھوٹے گی مہنگائی سے نجات ملے گی ملک میں امن امان ہو گا۔ غریب عوام کو جائز عزت ملے گی نوکریاں ملیں گی تعلیم عام ہو گی بھتہ خوری سے جان چھوٹے گی اغوا برائے تاوان ختم ہو گا۔ مگر صاحبو یہ سب کچھ تب ختم ہو گا جب اسلام سے محبت کرنے والے ایک اتحاد کی لڑی میں شامل ہونگے گھروں سے ووٹ ڈالنے کے لیے نکلیں گے تحریک تکمیل پاکستان اسلامی پاکستان اور خوشحال پاکستان کے لیے کام کرنے والوں کا دل سے ساتھ دیں گے۔ اللہ ہمارے ملک کا نگہبان ہو آمین۔

محبتوں کا سفیر سراج الحق !

معلوم نہیں کہ کتاب کا نام سراج الحق کے موجودہ قومی کردار کو دیکھ کر محبتوں کا سفیر تجویز کیا گیا ہے یا اُن کے اُس کردار کو سامنے رکھ کر رکھا گیا جو کردار انہوں نے اپنے ناظم اعلیٰ اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان کے وقت ادا کیا تھا جس کا تذکرہ کتاب کے پہلے کالم نگار جناب عطا محمد تبسم نے کیا ہے۔ سراج الحق اس وقت پاکستان کی سیاست میں مرکزی مقام حاصل کر چکے ہیں۔ جب عمران خان لاہور سے اسلام آباد کے دھرنے کے لیے عازم سفر ہوئے تھے تو حکومت کو انہوں نے ہی مشورہ دیا تھا کہ سیاسی سرگرمیوں میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے۔ اس سے قبل حکومت سانحہ ماڈل میں غلطی کر چکی تھی جس کا ابھی تک خمیازہ بھگت رہی ہے۔ اس طرح اسلام آباد میں بھی دھرنوں پر سختی کرنے سے حکومت کو انہوں نے ہی روکے رکھا اور بڑھنے والوں کو آگے بڑھنے کا موقع ملا پھر جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے سب کچھ قوم کے سامنے ہے۔ گو کہ عمران خان نے حسب عادت ان پر بھی ڈبل وکٹ پر کھیلنے کا الزام بھی لگایا مگر محبتوں کے سفیر نے اسے برداشت کیا اور عمران خان خود ہی ان سے ملنے اسلام آباد میاں اسلم کے گھر گئے اور غلط فہمی دور ہوئی۔ ان کے شفاف کردار کی وجہ سے ملک کی سیاسی پارٹیوں نے ان کو سیاسی جرگے کا قائد بنایا جس کی وجہ سے ملک میں سیاسی کشمکش کی برف پگلنے کی توقع کی

جا سکتی ہے۔ جب اسلامی جمعیت کے ناظم اعلیٰ تھے اس وقت ملک میں طلبہ تنظیمیں ایک دوسرے دست و گریبان تھیں پورے ملک میں جنگ کا سماں تھا۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ طلبہ کی لڑائیوں میں جمعیت نے کبھی بھی پہل نہیں کی ہمیشہ دفاعی پوزیشن میں رہی۔ اکثر مار بھی اسلامی جمعیت کے لڑکوں کو پڑتی تھی اور مقدمے بھی ان پر بنتے تھے کالج اور یونیورسٹی انتظامیہ بھی اکثر ڈر کر اور کبھی ثقافت کے نام پر ناچ گانوں میں شامل ہونے کی وجہ سے جمعیت مخالف تنظیموں سے صرف نظر کرتیں تھیں۔ بلا آخر جمعیت نے بھی تنگ آ کر مخالف تنظیموں کے خلاف کاونٹر اٹیک کے طور پر مقدمے قائم کرنا شروع کر دیے جس میں سچ اور جھوٹ کی آمیزش ہوتی تھی۔ اس پر محبتوں کے سفیر نے شوریٰ کے بعد کراچی میں اسلامی جمعیت طلبہ کا کل پاکستان ارکان اجتماع بلایا اور جمعیت کے شانہ شان کام کرنے کی سیر حاصل ڈسکس کی اور کہا ہم پہل کر کے تمام ایسی ایف آئی آر واپس لیں گے۔ کچھ ارکان کہنے لگے کہ ہمارے ساتھیوں سے ظلم کیا گیا فلاں کی ٹانگیں توڑی گئی اور فلاں کو جان سے مار دیا گیا۔ مگر محبتوں کے سفیر نے مسلسل پانچ ماہ میں ارکان کو زور دار طریقے سے قائل کیا کہ ہم ایک نظریاتی تنظیم ہیں ہمارا کام معاف کر دینا ہے کچھ سمجھ گئے کچھ کے خلاف ڈسپنلری کاروائی کی گئی۔ اور مخالفوں کے خلاف جمعیت کی طرف سے دائر کی گئی سب ایف آئی آر واپس لے لی گئیں۔ اس سے ملک میں طلبہ تنظیموں کی لڑائیاں ختم ہوئی اور جمعیت کا فوکس دعوت پر ہو گیا۔ کتاب میں یہ تذکرہ بھی موجود ہے کہ

مختصر وقت میں سراج الحق کو پاکستان میں شہرت ملی ہے وہ بہت کم لوگوں کے حصہ میں آتی ہے۔ پہلی مرتبہ زیرین سندھ کے دورے کے دوران جماعت اسلامی کی برادر تنظیموں کے علاوہ دیگر سیاسی جماعتوں کے کارکنوں نے بھی ان کا والہانہ استقبال کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کسی بھی صورت سندھ کی تقسیم برداشت نہیں کی جائے گی۔ اس دورے میں پیپلز پارٹی کے مرکزی راہ نما مخدوم امین فہیم، قومی عوامی تحریک کے سربراہ ایاز پلیجو، سینیٹر مولا بخش چانڈیو، میر رفیق تالپور اور دیگر سیاسی راہنماؤں سے ملاقات میں ملکی اور بین القوامی معاملات پر گفتگو ہوئی۔ کتاب میں لکھا ہے کہ سراج الحق ایک ایسی سیاسی جماعت کے پانچویں امیر بنے جو رنگ، نسل، زبان اور فرقہ پرستی کی تمام تر تعصبات سے بالاتر ہے۔ ملک میں ایک بھی ایسی جماعت نہیں جس پر خاندانوں کا قبضہ نہ ہو۔ اب عوام کے اندر جمہوریت کی پیاس بڑھتی جا رہی ہے توقع کی جا سکتی ہے کہ سراج الحق کے تحریک تکمیل پاکستان، اسلامی پاکستان، خوشحال پاکستان کی بھرپور اہمیت دیں گے اور جماعت اسلامی میں شریک ہو کر عظیم سوچ کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عہدوں کو ذمہ داری کہتے ہیں اور حلف آٹھاتے ہوئے سسکیاں بھری آوازیں نکالتے ہیں کہ ذمہ داری کیسے پوری کریں گے دوسری جماعتوں کے لوگ وزارتوں کے پیچھے دوڑتے ہیں اور یہ وزارتیں جوتے کی نوک پر ٹھوکریں مار کر علیحدہ ہو جاتے ہیں محبتوں کے سفیر نے ایک بار ڈمہ ڈولہ کے مدرسے پر بمباری میں سے زائد شہادتوں اور اب ۸۰

جماعت اسلامی کے امیر کی ذمہ داری اور پاکستان کے عوام کو جگانے کے لیے سینئر وزیر کی پوسٹ خالی کر دی۔ ایک کالم نگار کے مطابق دنیا دارالزام تراش بے خبر ٹی وی اینکر عمر چیمہ، حامد میر اور عبدالمالک نے اپنے پروگراموں میں ٹی وی پر یہ نقش چھوڑا کہ سراج الحق سینئر وزیر بھی ٹیکس چور ہیں۔ ان ٹی وی اینکر کو سراج الحق کی جائیداد، بنک بیلنس مکان اور گاڑیوں کے بدلنے کی پیشکش کی جائے تو تینوں کی روح کانپ جائے گی اور، چھپتے پھریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ وزیر خزانہ کی ماہوار تنخواہ ہوتی ہے اس میں ٹیکس خود بخود کٹ جاتا ہے اس کے بعد باقی رقم ادا کی جاتی ہے۔ کیا یہ دنیا پرست ٹی وی اینکر اس خبر پر اخلاقی جرات کا مظاہرہ کرکے عوام کو صحیح صورت حال بتائیں گے۔ کالم نگاروں نے اپنی تحریروں میں جو کچھ کہا وہ قارئین کے سامنے پیش خدمت ہے۔ بندوق کے ذریعے تبدیلی کے خلاف، جمہوری اور آئینی جد و جد پر یقین رکھنے والے امیر، ذہین اور متحرک شخصیت سیاست دان ہیں۔ سر پر سفید ٹوپی جو اکثر ٹیڑھی ہوتی ہے، سفید لباس اور سفید چادر والے درویش صفت سیاسی قائد جس کی آنکھوں میں چمک ہے پاکستان کی تکمیل، اسلامی اور خوشحال قائد اعظمؒ کا پاکستان بنا کر ہی دم لیں گے اب ان ہی سے عوام کی امیدیں وابسطہ ہیں کیونکہ ان ہی کے پاس ایسی ٹیم موجود ہے جو یہ کام کر سکتی ہے۔ جمہوریت کی علامت جماعت اسلامی، نو منتخب امیر کی تقریب حلف برداری کی داستان جب منصورہ کا دامن تنگ پڑ گیا۔ جرمنی کے بیرونی دورے پر فائیو اسٹار ہوٹل میں رہائش کی

بجائے تین دن مسجد میں گزرانے والے سینئر وزیر، پشاور سے لاہور منصورہ تک سفر کا خرچہ صرف ۵۴۳ روپے، جو خیبر پختونخواہ کے خزانے سے چارج کیا گیا! مقابل میں کوئی ایسا کفایت شعار وزیر ہے تو پیش کیا جائے؟ عوام یہ کہنے پر مجبور رکہ ہے کوئی ہم سا۔۔۔ ہم سا ہے جو سامنے آئے؟ سراج الحق، جماعت اسلامی کا نیا دور تمام جدید ضروریات سے ہم آہنگ، اپنے ماننے والوں کے لیے کشادہ روی کا پیغام لیے، سراج الحق اتحاد کے حامی درویش صفت طبیعت اور مجاہدانہ اوصاف کی وجہ سے عوام میں مقبول، رومانیت سے حقیقت پسندی تک والی شخصیت وقت کی آواز ہیں۔ ہمارے ملک میں سیاست دانوں کی پرورش سرمایا داروں، وڈیروں، جاگیرداروں اور وارلارڈز کے ماحول میں ہوتی ہے۔ وہ کیا جانیں کہ غریب کے دن کیسے گزارتے ہیں وہ تو ایسی سوچ رکھتے ہیں کہ غریب کو روٹی نہیں ملتی تو بسکٹ کیوں نہیں کھاتے۔ سراج الحق نے غربت میں آنکھ کھولی اور وہ ہی غریب کا درد جانتے ہیں۔ پھر جس ماحول میں اُن کی تربیت ہوئی وہ پسے ہوئے طبقوں کو جگانے کا پروگرام رکھتے ہیں اس لیے انہوں نے مینار پاکستان پر غریبوں کی مراعات کا پروگرام پیش کیا جس کا روڈ میپ ۲۵ دسمبر کو قائد اعظمؒ پر کراچی میں پیش کریں گے۔

قارئین! کالم نگاروں کی تحریروں کے ایک باغ میں سے خرم بدر نے ایک گلدستہ ترتیب دیا ہے کا نام ہے ''محبتوں کا سفیر سراج الحق'' جو تحفتاً مجھے ملی

اور تبصرے کا کہا گیا میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ جذبات آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں اب آپ منصب ہیں۔ کیا آیندہ ایسی لیڈر شپ کو ملک کے معاملات نہ سونپے جائیں جس کی قیادت سراج الحق کر رہے ہیں جو پر امن جمہوری اور آئینی طریقے سے ملک میں تبدیلی کا پروگرام رکھتی ہے؟ یا وہی پرانی گھسی پٹی کرپٹ، بددیانت، مورثی، بیڈ گورنس مغرب سے خوف زدہ، دھونس دھاندلی اور فراڈ کی پیداوار، الیکشن میں کروڑ لگا کر، عوام کے خزانے سے اربوں کمانے والوں کے حوالے کیا جائے۔ آپ کے جواب کا منتظر ایک کالم نگار!

معذوروں کے عالمی دن پر معذوروں پر تشدد

تین دسمبر کو عالمی برادری معذوروں کا عالمی دن مناتی ہے۔ اس حوالے سے پوری دنیا میں یہ دن منایا جاتا ہے۔ شہر شہر معذوروں کے اجتماع منعقد ہوتے ہیں وہ اپنی پریشانیاں اور دکھ بیان کرتے ہیں۔ معذوروں کی باتیں سنی جاتیں ہیں اور حکومتوں کے ذریعے ان کا قابل عمل حل ڈھونڈا جاتا ہے۔ یہ دن منا کر تو اصل بات یہ ہے کہ معذور افراد کو بھی یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ ان کے بھی معاشرے.برابر کے حقوق ہیں وہ بھی ملک کے شہری ہیں ۔ان کو بھی ملک کے معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے جس سے ان کو تسلی ہوتی ہے۔ اسی دن کے حوالے سے لاہور میں معذور نابینا ایک یاداشت حکومت کو پیش کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ ان کو حکومتی اہلکاروں سے ملایا جائے تا کہ وہ ان کے سامنے اپنے مطالبات رکھیں۔ وہ سفید چھڑیوں کے ساتھ پر امن طریقے سے چل رہے تھے ۔ان کے ہاتھوں میں اپنے مطالبات کے بینرز اور پلے کارڈ تھے ۔ان کا مطالبہ تھا کہ ان کی نوکریوں کے کوٹے کو بڑھایا جائے۔ ان کو تو نہ پولیس نظر آتی تھی کہ اس پر پتھراؤ کرتے۔ نہ وہ دوڑ کر چھپ سکتے تھے نہ ان کے پاس اسلحہ تھا۔ جب کے دوسری طرف پولیس ہلمٹ سروں پر سجائے، ہاتھوں میں ڈنڈے لیے ان کو سبق سکھانے کے لیے موجود تھی۔ الیکٹرونک میڈیا نے ساری صورت حال پاکستان کے شہریوں کے

سامنے رکھی اسی طرح پرنٹ میڈیا نے بھی ہماری بہادر پولیس کے فوٹو اخبارات میں چھاپے کہ کس طرح نابینا افراد کو دکھے دے رہے ہیں اور کس طرح نابینا افراد تشدد سے نیچے گھرے ہوئے ہیں ایسا لگتا تھا کہ شاید نابینا افراد پنجاب کی صوبائی پارلیمنٹ پر نئے پاکستان اور انقلابیوں کارکنوں کی طرح چڑھائی کرنے والے ہیں اور اس کے گیٹ کو توڑ کر اندر دھرنا دینے لگے تھے اور اُس وقت تک نہ اُٹھنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ جب تک نیا پاکستان نہ بن جائے اور جب تک پاکستان میں انقلاب نہ آ جانے تک دھرنا جاری رکھتے ۔ اور اُس وقت تک نہ اٹھتے جب تک ان کے مطالبات مان نہ لیے جائیں۔ اللہ کے بندوں وہ تو راستہ بھی اپنی سفید چھڑی کے ساتھ چلتے ہیں وہ تو معذور ہیں ان سے حکومت کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے ان پر وحشیانہ تشدد کیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں انگریز کی عادت ڈالی ہوئی روش ابھی تک نہیں بدلی ۔انگریز عوام کو کنٹرول کرنے کے لیے وڈیروں، خانوں، گدی نشینوں کو یہ کام سونپا ہوا تھا۔ ان کو نجی جیلیں تک بنانے کا اختیار دیا ہوا تھا یہ حضرات جب بھی عوام انگریز کے ظلم کے خلاف کبھی بھی اُٹھتے تھے تو پولیس کے ذریعے عوام کو وہ سزائیں دی جاتیں تھیں جو ان کی نسلیں بھی یاد رکھتیں تھیں۔ ان حالات میں پولیس کی یہ عادت انگریز کے زمانے سے چلی آ رہی ہے جو ابھی تک ۶۷ سال کے بعد بھی نہیں بدلی۔ اب بھی دیہاتوں اور چھوٹے شہروں میں پولیس کی یہی روش چل رہی ہے۔ رہا لاہور کا معاملہ تو ہمیں تو یہ محسوس ہوتا ہے پولیس میں کوئی نہ کوئی

ملک دشمن انصر کام کر رہا ہے جو اس ملک کو افراتفری میں مبتلا دیکھنا چاہتا ہے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ کس طرح ۱۸ افراد کی جان لے لی گئی اور ۱۰۰ سے زائد افراد کو زخمی کر دیا گیا یہ جیانوالہ باغ کی یاد تازہ کر دینے کے لیے کافی تھا کہ اب پھر نابینا افراد پر تشدد کر کے دنیا میں پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش نظر آتی ہے۔ کتنی محصومانہ انداز سے مریم صاحبہ فرماتی ہیں کہ وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم ملک میں ہوتے تو ایسا تشدد کرنے والے بچ نہ سکتے تھے کیا ساری انتظامیہ اس قابل نہیں کہ وہ ان تشدد کرنے والوں کنٹرول کرتی۔ تشدد کرنے والے اہلکاروں کو تو اب بھی معطل کر دیا گیا ہے۔ بصارت سے محروم افراد پر تشدد سے قوم کے سر شرم سے جھک گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے فوری تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ ایس پی ہیڈ کوارٹرز کو انکواری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ۳ دسمبر کو دنیا میں ''بلائنڈ ڈے'' منایا جاتا ہے۔ اس دن نابینا افراد اکٹھے ہو کر معاشرے کی ناانصافیوں اور محرمیوں کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کراتے ہیں۔ ۷ کلب روڈ پپ پر امن احتجاج کرنے والے نابینا افراد پر پولیس نے وحشیانہ لاٹھی چارج کرتے ہوئے تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس کے دھکوں اور ہاتھا پائی سے کئی نابینا افراد زخمی ہو گئے۔ پالیس نے مظاہرین کے بینرز پھاڑ دیے۔ جبکہ کئی نابینا افراد کی سفید چھڑیاں بھی ٹوٹ گئی۔ پولیس تشدد کی وڈیوز منظر عام پر آتے ہی وزیر اعلیٰ نے فوری تحقیقات کا حکم دے دیا۔ حکومت اور نابینا افراد

کے درمیان کامیاب مذاکرات ہوئے اور نابینا افراد نے اپنا احتجاج ختم کر دیا۔ ان کی تنظیم کے جنرل سیکرٹری عامر اشرف نے کہا کہ حکومت کی طرف سے مطالبات تسلیم کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے اور ہمارا وفد وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کرے گا۔

جمہوری ملکوں میں اپنے مطابات پیش کرنے کے لیے لوگ مظاہرے کرتے رہتے ہیں اور انتظامیہ ان ان کی بات سنتی ہے۔ کاش ہمارے ملک میں لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیتے ہوئے مظاہرے کریں جو ان کا جمہوری حق ہے اور ملک کی پولیس بھی شائستگی کا مظاہرہ کرے۔ نہ جانے کب ہم جمہوری ہوں گے۔

مغالطے اور بد گمانیاں

جب حکومتوں میں بیرونی قوتوں کی مداخلت ایک حد سے بڑھ جاتی ہے تو وہ حکومتوں کے زوال کا سبب بنتی ہے۔ اس کی مثال ہم لارنس آف عریبیا سے اخذ کر سکتے ہیں۔ جب اُس نے مغالطے اور بد گمانیاں پھیلا کر عربوں کو ترکوں کے مخالف کیا تو شریف مکہ کے بیٹوں نے محل کی کھڑکیوں سے ترک فوجیوں پر فائرنگ کی تو اس اس سین کا پہلے چیپٹر شروع ہوا۔ لارنس آف عریبیا نے برطانیہ کو اطلاع دی کہ میں اپنے تفویض کردہ کام میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد عرب قومیت کا جن باہر آ گیا اور آج تک وہ پھل پھول رہا ہے۔ اسی قسم کی سازش اسلامی کے دوسرے ملکوں میں بھی ہے ۔یہی وہ مغالطے اور بد گمانیاں ہیں جو صلیبیوں نے مسلمان حکومتوں میں غلافت کی تنزیلی کے وقت سے شروع کی ہوئی ہیں۔ یہ مغالطے اور بد گمانیاں اب تک جاری ہیں۔اسی دوران اسلامی درد رکھنے والے مسلم اکابرین نے مسلمان قومیں میں اسلام کی روح پھونکنے کی نئے سرے سے کوشش شروع کی اور اسلام کی نشاۃ ثانی کا دور بھی شروع ہوا۔ صلیبیوں نے اپنے دور حکمرانی میں غلام مسلمانوں کے ذہنوں کو جو تبدیل کرنے کی جو کوشش کی تھی اس کا توڑ ہونا بھی شروع ہوا۔اسلامی نشاۃ ثانیہ کی تحریکوں کو دیکھتے ہوئے صلیبیوں نے وہی پرانی چال بڑی مہارت سے استعمال کی۔ دوسرے اسلامی ملکوں کی بات کسی اور موقعے پر

چھوڑتے ہوئے ہم اپنے پڑوسی مسلمان ملک افغانستان کی لیتے ہیں۔ اس سے پہلے کچھ تاریخی حقائق بیان کرتے ہیں۔ ابھی افغانستان میں روسی فوجیں داخل نہیں ہوئی تھی کی پروفیسر خورشید صاحب جو اسلام آباد میں ایک ادارہ چلا رہے ہیں اس کے تحت ایک ٹیم ترتبیب دی تھی جس کا کام اس بات کی تحقیق کرنا تھی کہ کیا بات ہے ۵۰ کے قریب مسلمان ریاستیں استعمار کی غلامی سے آزاد ہو گئی ہیں مگر ترکی سے سنکیاک چین تک کا مسلم علاقہ جو روسی استعمار کے قبضے میں ہے ابھی تک آزاد نہیں ہو سکا۔ اس علاقے کے متعلق معلومات سرخ ریچھ نے باہر بھی نہیں آنے دیں۔

انسیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈی کے تحت تحقیقی کام کرنے والے کچھ حضرات کو اس کام پر لگایا گیا تھا۔ ان حضرات نے بہت ہی کم وسائل کے ساتھ اس کام کو شروع کیا۔ کچھ ترکی کی لائبریریوں اور کچھ چھپ چھپا کر روس سے معلومات اکٹھی کی گئیں جو میری ذاتی لائبریری میں تین کتابوں کی شکل میں موجود ہیں۔ اس کا نچوڑ یہ ہے کہ روسی سلاوی قوم کے لوگ ہیں جو ماسکو کے ارد گرد کا علاقہ ہے۔ ان کے بانی نے اس وقت کے مسلمانوں سے رجوع کیا تھا کہ ہم متمدن دنیا کے باشندے بننا چاہتے ہیں مگر سرد علاقہ میں رہنے کی وجہ سے شراب نہیں چھوڑ سکتے۔ مسلمانوں نے ان سے سیدھے طریقے سے کہا کہ شراب ہمارے مذہب میں حرام ہے ہم اس کی اجازت دینے کے مجاز نہیں۔ وہ عیسائیوں کے پاس گئے تو اُن سے بھی

یہی سوال کیا۔ انہوں کہا کہ شراب ہمارے مذہب میں بھی حرام ہے لیکن لوگ ہمارے بات نہیں مانتے لہٰذا وہ شراب پیتے ہیں۔ اس آسانی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سلاوی بحثیت قوم عیسائی ہو گئے۔ یہ تو ان کے مذہب کے متعلق تحقیق ہے۔ کچھ مدت ترقی کے بعد ان میں ایک لیڈر ایڈورڈ گزرا ہے۔ اس نے روسی قوم کو یہ پیغام دیا تھا کہ جو قوم خلیج پر قبضہ برقرار رکھنے میں کامیاب ہو گی وہ دنیا کی امامت کرے گی۔ اس وقت سے روسی قوم اس قول پر عمل پیرا رہی۔ ترکوں سے لڑائیاں لڑکے سنکیاک تک کے علاقے تقریباً ۳۰۰ سال کی جد وجہد کے بعد حاصل کئے جس کی آبادی کم و بیش گیارہ کروڑ مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ اس دوران روس میں زار سے لیکر کیمونسٹ حکومتیں قائم ہوتی رہیں مگر وہ اس ٹارگٹ پر عمل پیرا رہے۔ مسلمانوں پر سختیوں کے پہاڑ توڑے گئے جو تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ اس وقت ترکی سے سنکیاک کا علاقہ روسیوں کے قبضے میں تھا۔ خلیج تک پہنچنے کے لیے اور اپنے پروگرام پر عمل کرتے ہوئے، یعنی گرم پانیوں تک پہنچنے کے خواب دیکھتے ہوئے وہ دریائے آمو سے آگے بڑھنے کے لیے افغانستان میں اشتراکیت پھیلاتے رہے۔ ایک وقت آیا کہ افغانستان میں روسی اثر اس حد تک بڑھ گیا کہ اس کی یونیورسٹیوں میں الحاد نے مکمل ڈھیرے ڈال دیے۔ افغانستان میں نشاۃ ثانیہ کے لیے کام کرنے والے کچھ نوجوانوں نے، جن میں انجنیئر حکمت یار پیش پیش تھے نے روس کا راستہ نظریاتی طور پر روکنے کی کوشش شروع کی اور افغانستان کی یونیورسٹیوں میں پھر سے اسلام پسندوں کا زور

بڑھنے لگا۔ روس سے یہ برداشت نہ ہوا۔ اس نے ببرک کارمل کو روسی ٹینکوں پر سوار کرکے دریائے آمو کو کراس کرکے افغانستان پر قبضہ کر لیا۔ پھر ان ہی نشاۃثانیہ پر کام کرنے والے طالب علموں نے افغانستان کے کونے کونے میں پھیل کر افغانوں کو اپنا ملک آزاد کروانے کے لیے جہاد شروع کیا۔ افغانوں نے تین سال تک درے کی بندوقوں سے روسی ریچھ کو روکنے کی کوشش کی پھر اسلامی دنیا ان کی مدد کو آن پہنچی۔ آخر میں روس کی اس پالیسی کا توڑ کرنے کے لیے اور جلیج پر خود قبضہ کرنے کی لالچ کی وجہ سے امریکہ اس جنگ میں کود پڑا۔ اسٹینگر میزائلوں نے کام کر دیکھایا اور بلاآخر سرخ ریچھ اپنی منزل خلیج تک نہ پہنچ سکا۔ بلکہ اس کا شیرازہ بکھر گیا۔ پروفیسر خورشید کے شروع کردہ کام کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس سے ترکی سے سنکیاک تک کا مسلمان علاقے آزاد ہوئے جس پر انہوں نے تحقیق شروع کرائی تھی۔ اللہ کا کرنا کہ اس جنگ سے ترکی سے سنکیاک تک کا علاقہ آزاد ہوا چھ اسلامی ریاستیں

قازقستان، کرغیزستان، اُزبکستان، ترکمانستان، آزربائیجان، اور تاجکستان اور مشرقی یورپ کی ریاستیں بھی آزاد ہوئیں روس کا شیرازہ بکھر گیا۔ ان تاریخی حقائق بیان کرنے کے بعد ہم اس بات پر واپس آتے ہیں جس ہم نے گفتگو شروع کی تھی۔ کیونکہ صلیبیوں کی افغانستان میں مداخلت حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ جب روسی فوجیں واپس چلی گئیں تو صلیبیوں نے افغانوں کو اس کے ثمرات سمیٹنے نہیں دیے اور اپنے پرانے مغالطوں اور بدگمانیوں کو پھیلانے کی سازش شروع کر دی۔

بلکہ جنگ کے دوران ہی ان کے دانش ور ہنری کیسنگر کے مضمون پریس میں آنے شروع ہو گئے تھے کہ جن جہادیوں کی مدد کر کے صلیبیوں نے روس کو شکست سے دوچار کیا وہ روس اور صلیبیوں کے مشترکہ دشمن ہیں۔ روس کو شکست سے دوچار کرنے والی نو جہادی پارٹیوں کو حکومت بنانے میں رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ ان پارٹیوں کو آپس میں لڑادیا گیا اور ایک کمزور مجددی کو حکومت سونپ دی۔اس کے بعد خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ایک طاقت طالبان کی شکل میں سامنے آئی۔ اس طاقت نے پورے افغانستان سے خانہ جنگی ختم کی اور امن امان قائم کر دیا۔ امارت اسلامی کا اعلان کر کے ملا عمر اس کے امیر قرار پائے۔ افیون کی کاشت ختم کر دی گئی پاکستان اور سعودی عرب نے اس کو تسلیم بھی کیا۔ طالبان حکومت نے کسی بھی بیرونی ملک میں کوئی بھی دہشت گردی نہیں کی۔ ابھی تک صرف اپنا ملک آزاد کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں اور ۴۰ ملکوں کے صلیبیوں کے منہ کا کانٹا بنی ہوئی ہے۔ کل کے مجاہد جن کے ساتھ امریکی صدر تصویر بنا کر دنیا کو دیکھاتے پھرتے تھے اب وہ مجاہد دہشت گرد بنا دیے گئے۔ افغانستان پر حملے کے وقت بہانہ اسامہ کو بنایا گیا کہ اس نے ۹ □ الیون کا واقعہ کیا ہے۔ اسامہ افغانستان کے پہاڑوں میں بیٹھا یہ کام کیسے کر سکتا تھا۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے یہودی اور صلیبیوں کی مشترکہ کوشش ہے اور یہ واقعہ ان دونوں نے مل کر کیا ہے اور اس کے بعد پوری اسلامی دنیا کو تہیں نہس کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس واقعہ کے موقعہ

پر بش کے منہ سے بات نکلی تھی کہ ہم نے صلیبی جنگ چھیڑ دی ہے۔ وہ اسامہ جس نے افغانستان میں مسلمانوں کی مدد کی سعودی عرب سے امریکی فوجوں کو نکالنے کی تحریک شروع کی۔ وہ دہشت گرد قرار پایا۔ طالبان جو اپنے ملک سے امریکی فوجوں کو باہر نکانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ دہشت گرد ہیں۔ کشمیری جو بھارت سے اپنے کشمیر کو آزاد کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں وہ ہشت گرد ہیں فلسطینی جو اپنے ملک پر یہودی قبضہ ختم کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں وہ ددہشت گرد ہیں۔ یہ سب کچھ اس وقت ختم ہو سکتا ہے کہ مسلمان حکومتیں اپنے اپنے ملکوں میں صلیبیوں کی حد سے بڑھتی ہوئی مداخلت کو ختم کریں۔ اپنے وسائل پر قناعت کریں۔ دولت کے پوجاری نہ بنیں۔ ورنہ صلیبی ویسے ہی مغالطے اور بدگمانیاں پیدا کرکے مسلمانوں میں قومیت، لسانیت، علاقیت، اور فرقہ وریت پیدا کرکے آپس میں لڑاتے رہیں گے اور مسلمان حکومتیں کمزور ہوتی جائیں گی۔

عمران خان کا سی پلان حکومت کی مت ماری گئی

عمران خان نے اپنے سی پلان کے تحت ملک کو بند کر کے حکومت پر پریشر بڑھانے کے پروگرام نے فیصل آباد میں خونی صورت حال اختیار کر لی ہے۔ اس سے قبل خان صاحب نے اپنی سیاسی بصیرت کو کام میں نہیں لایا اور جب ۵ □ نکات منظور ہو گئے تھے تو اس وقت مذاکرات نہیں کیے اور وقت ضائع کر دیا جس سے حکومت کی پوزیشن مستحکم ہوئی۔ پھر ایک اسٹپ پیچھے ہو کر نواز شریف کے استعفیٰ کے مطالبہ سے دستبردار ہوئے۔ اب لگتا ہے فرسٹریشن کا شکار ہو گئے ہیں۔ اپنے سی پلان کے تحت ۳۰ □نومبر کے جلسے میں [illegible] ۴ تاریخ کو لاہور جاؤں گا شہر بند کر دوں گا۔ ۸ □ فیصل آباد [illegible] ۱۲ تاریخ کو کراچی جاؤں گا اور شہر بند کر دوں گا اور ۱۶ تاریخ کو پورے پاکستان کو بند کر دوں گا۔ سارے ملک کی سڑکیں بند ہو جائیں گی۔ جب حکومت پر پریشر بڑھتا ہے تو مذاکرات پر تیار ہوتی ہے۔ شیخ رشید صاحب جلتی پر تیل ڈال رہے ہیں اور فرماتے ہیں کمی کمینے ، بے ایمان ، مارو، جلاؤ، جلادو میں ملک میں آگ لگا دوں گا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ حکومت عمران خان کے سی پلان کو سیاسی طریقے ناکام کرنے کی کوشش کرتی مگر ان کے مقابلے میں ن لیگ کے کارکنوں کو سامنے لایا گیا۔ لگتا ہے حکومت کی مت ماری گئی ۔ پھر وہی ہوا جو ایسے موقعوں پر ہوتا ہے۔ ملت چوک، گھنٹہ گھر، ڈی

ٹائب چوک اور عبداللہ چوک میدان جنگ بن گیا۔ پہلے کارکنوں نے ایک دوسرے کے خلاف نعرے لگائے ، ٹماٹر اور انڈے مارے گئے پھر پتھراؤ شروع ہوا، ڈنڈے مارے گئے بلاآخر شاہ سے شاہ کے زیادہ وفاداروں نے گولیاں چلا دی۔ پولیس اور تحریک انصاف کے ۴۰ افراد زخمی ہوئے۔ اخباری اطلاع کے مطابق تحریک انصاف کے دو کارکن شہید ہوئے اور پھر تحریک انصاف نے لاشوں کی سیاست شروع کر دی۔ سراج الحق امیر جماعت اسلامی نے کہا ہے ہو شمندی کا ثبوت نہ دیا تو جیسے حالات پیش آ سکتے ہیں۔ جمہوری عمل اتنا مشکوک بن گیا ہے کہ کسی کو بیلٹ ۷۷ بکس پر اعتماد نہیں رہا۔ مایوس لوگوں نے ڈنڈے اٹھا لیے ہیں ۔ تحریک انصاف کی طرف سے کل پورے ملک میں نماز ظہر کے بعد نماز جنازہ کی کال دے دی گئی ہے۔ شہید کارکن حق نواز جس کو کرکٹ کا شوق تھا اسی وجہ سے تحریک انصاف میں شامل ہوا تھا ۔ایک شخص شاہد نامی کی فائرنگ سے ہلاک ہو گیا ہے۔ ڈی سی او فیصل آباد، رانا ثناءاللہ اور عابد شیر علی کے علاوہ ۳۰۰ افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کا حکم دیا ہے۔ عمران خان کے بھائی حق نواز کی معیت میں درج کر دی گئی ہے جس میں دہشت گردی کی دفعہ بھی لگائی گئی ہے۔ شہباز شریف نے قاتل کو گرفتار کرنے کا کہا اور قانون کے مطابق قرار واقعی سزا دینا کا کہا ہے۔ ملزم کی نشان دہی کرنے والے کے لیے ۵۰ لاکھ کا انعام بھی رکھ دیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تحریک انصاف کے کارکن رانا ثناءاللہ کے ڈیرے کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ نواز لیگ کے کارکن بھی بڑی تعداد میں وہاں جمع ہو گئے ہیں ۔ کسی ناگہانی حادثے سے بچنے کے لیے

پولیس کی مذید نفری بھی بلا لی گئی ہے۔ عمران خان نے ڈی ٹائپ چوک پر اپنی گاڑی کی چھت پر چڑھ کر کارکنوں سے خطاب کیا۔ عمران خان نے وی کا نشان بنا کر خطاب شروع کیا اور گو نواز گو کے نعرے لگائے۔ شیخ رشید، شاہ محمود قریشی چوہدری اعجاز بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا میں نواز شریف کو پیغام دیتا ہوں آپ نے ہمارے پر امن احتجاج کو ناکام کرنے کے لیے پولیس کو استعمال کیا۔ پاکستانی قوم سمجھ چکی ہے۔ عابد شیر علی اور راناثناءاللہ نے پلان بنا کر ہمارے کارکنوں کے ساتھ مقابلہ کیا ان کا خیال تھا ہمارے کارکن بھاگ جائیں گے۔ اس سے پہلے ہمارے قافلے پر لاہور، گوجرنوالہ میں پولیس کی گاڑیوں سے گولیاں چلائی۔ جہلم میں ہمارے قافلے پر گولیاں چلائیں اور ہمارے کارکنوں کو زخمی کیا گیا یہی حالت اسلام آباد میں بھی رہی۔ نوز شریف ہمیشہ ظلم کی سیاست کرتے ہیں۔ ۲۰۱۳ء کے الیکشن کا انصاف لیکر رہیں گے۔ جب تک یوڈیشل کمیشن نہیں بنتا اور اپنا کام نہیں شروع کرتا احتجاج جاری رہے گا۔ کل ہم سارے پاکستان میں یوم سوگ منائیں گے۔ اس کے بعد لاہور کو بند کریں گے پھر کراچی کو بلاک کریں گے۔ میں فیصل آباد کے کارکنوں اور عوام کو شاباش دیتا ہوں۔ گو نواز گو کے نعرے لگائے گئے۔ اُدھر نواز شریف کی اپنے وزرا سے ملاقات ہوئی اور تحریک انصاف سے مذاکرات کا کہا اور فیصل آباد کے واقعہ پر افسوس کا اظہار کیا۔ حکومت کے دروازے مذاکرات کے لیے ہر وقت کھلے ہوئے ہیں جمہوریت میں مذاکرات کے ساتھ ہی سیاسی جماعتوں کے اختلافات حل ہوتے ہیں۔

وزیر اعظم کا تشدد پر قابو پانے کا حکم جاری کیا۔ ہم مذاکرات کے لیے حاضر ہیں مگر پی ٹی آئی نے احتجاج کو ترجیح دی۔ تحریک انصاف کے لیڈر عارف علوی نے کہا کہ جب لاشیں گرائی جارہی ہوں تو مذاکرات کیسے ہو سکتے ہیں۔ عمران خان رات گئے اسلام آباد سے فیصل آباد ڈی ٹائپ چوک پر پہنچ گئے ہیں۔ تحریک کے جو کارکن گھنٹہ گھر پر جمع تھے ان کی خواہش تھی کہ عمران خان ایک بار یہاں آکر کارکنوں سے خطاب کریں مگر ایسا نہ ہو سکا اور اپنے لیڈروں کے کہنے پر کارکن ڈی ٹائپ چوک پر پہنچ گئے اور عمران خان کا خطاب سنا۔ خطاب کے بعد عمران خان الائیڈ ہسپتال بھی گئے اور تحریک انصاف کے کارکنوں کی عیادت کی وہ شہید ہونے والے کارکن کے گھر بھی گئے اور اہل خانہ سے تعزیت کی۔ فیصل آباد واقعے پر سارے ملک میں احتجاج شروع ہو گیا۔ لاہور جی پی او چوک پر احتجاج جو ابھی تک جاری ہے گو نواز گو کے نعرے لگائے جا رہے ہیں بس جلانے کی کوشش بھی کی گئی۔ ٹھوکر نیاز بیگ پر بھی احتجاج شروع ہوا ہے۔ ڈی ٹائپ چوک کے پاس نہر سے ایک لاش ملی ہے جس کی پہچان کی کوشش کی جاری ہے پی ٹی آئی کا جھنڈا بھی اس کے پاس سے ملا ہے۔ کراچی شاہراہ فیصل پر احتجاج کیا گیا اور روڈ بند کر دیا گیا۔ ملک کے تمام شہروں میں تحریک انصاف کے کارکن احتجاج ریکارڈ کرا رہے ہیں۔ شیخ رشید کی آگ لگانے والی تقریر اور عمران خان کے ملک بند کرنے کے پروگرام کو حکومت بار بار الیکٹرونک میڈیا پر کا اشتہار کی شکل میں چلوا رہی ہے جس میں شیخ رشید صاحب کہہ رہے ہیں کی ،

کمینے ، بے ایمان ، مارو مارو، جلاؤ دو، میں ملک میں آگ لگا دوں گا۔ عمران خان نے اپنی تقریر میں کہا پہلے ۴ لاہور ۸ فیصل آباد ۱۲ کو کراچی اور ۱۶ تاریخ کو پورا پاکستان بند کروں گا۔ وزیر اطلاعات پرویز رشید صاحب کہہ رہے ہیں کہ عمران خان صاحب کا ایجنڈا واضح ہو گیا ہے۔ ان کی کال پر فیصل آباد بند نہ ہوا۔ الیکٹرونک میڈیا نے دکھایا کہ فیصل آباد ۱۱ بجے تک کھلا ہوا تھا پھر سنا ہے بعد میں بعض علاقوں میں دکانیں کھلنی لوگوں نے دکانداروں کو ڈنڈوں کے زور پر کاروبار بند کرنے پر مجبور کیا جس وجہ سے حالات خراب ہوئے۔ انہوں نے کہا عمران خان صاحب اب آپ لاہور میں آگ لگانے کی بات کر رہے ہیں خان صاحب یہ آگ آپ کو بھی لپیٹ لے گی۔ ذرائع کا کہنا ہے حکومت کی بے تدبیری سے سارے پاکستان میں احتجاج شروع ہو گیا ہے۔ اگر کوئی سیاست دان اپنے مطالبات کے لیے احتجاج کرتا ہے تو حکومت پولیس کے ذریعے اس کو کنٹرول کرتی ہیں مگر حکومت نے نواز لیگ کے کارکنوں کے ذریعے احتجاج کو کنٹرول کرنے کا پروگرام بنایا جو بالکل غلط طریقہ ہے اس سے نواز حکومت کی بدنامی ہوئی ہے۔ کل تحریک انصاف کو احتجاج کرنے دیا جائے اور رکاوٹیں نہ ڈالی جائیں۔ ہاں اگر وہ غیر قانونی کام کرتے ہیں تو قانون کے مطابق ان سے نمٹا جائے نہ کہ نواز لیگ کے کارکنوں کو میدان میں لایا جائے۔ کل ہی مذاکرات شروع کیے جائیں تحریک انصاف کو بھی چاہیے کہ مذاکرات کی میز پر بیٹھیں۔ ان کے مطابق ان کی طرف سے حکومت پر اب پریشر بڑھ گیا ہے۔ لہٰذا تحریک انصاف کو اس موقعہ کو دوبارہ ضائع نہیں کرنا

چاہیے۔ اُدھر ملک کے سیاست دانوں نے فیصل آباد واقعے پر اپنی ناپسندیگی کا اظہار کیا اور قاتلوں کو قانون کے حوالے اور قرار واقعی سزا کا مطالبہ کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ حکومت کو پہل کرکے فوراً مذاکرات شروع کرنے کا کہا ہے۔

داعش اوراس جیسی جہادی تنظیمیں

آج کل بین القوامی میڈیا میں داعش کی سرگزشت عام سنی جا رہی ہے۔ اس کے مخالف تحقیق کر رہے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ اس نے کیسے جنم لیا۔ اس کی قوت کتنی ہے۔ اس کے مقاصد کیا ہیں۔ اس سے نپٹا کیسے جائے۔ پاکستان میں اس کا کتنا اثر ہے۔ صلیبی اور کچھ اسلامی عناصر کی پھیلائی ہوئی اطلاعات اور غیر جانبدار دنیا میں دستیاب معلومات کے مطابق اس کا تجزیا کرتے ہیں۔ اس قبل سے ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے جو کام اسلام کی تڑپ رکھنے والے جہادیوں نے شروع کی تھی اس کو مسلمان ملکوں میں صلیبیوں کی حد سے بڑی ہوئی مداخلت اور ان کے مفادات نے بڑی حد تک نقصان پہنچایا ہے۔ جب یہ تنظیمیں کچھ کر گذرنے کے قابل ہوتی ہیں اور ان کی حمایت مسلم دنیا میں بڑتی ہے تو ان میں اپنے زر خرید بندے ڈال کر اس کے نام سے مخالفوں کے گلے کاٹنے کے ایسے ناپسندیدہ اقدام کرائے جاتے ہیں جو ان تنظیموں کی بدنامی کا بعث بنتے ہیں۔ یہ کھیل ساری اسلامی دنیا میں کھیلا جا رہا ہے۔ مسلم دنیا کی جمہوریت پسند اکثریت اس بات پر یکساں نظریہ رکھتی ہے کہ تبدیلی لوگوں کی عام رائے سے آنی چاہیے نہ اسلحہ کے زور پر یا خودکش حملوں کے ذریعے جس بے گناہ عوام بھی نشانہ بنتی ہے۔ اصل میں تبدیل وہ ہی کامیاب ہوتی ہے جو دلوں کو تبدیل کر کے آتی ہے۔

پائیدار تبدیلی دنیا میں رائج جمہوری طریقہ ہی ممکن ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ جن مسلم ملکوں میں جمہوریت کے ذریعے تبدیلی کی کوشش کی گئی وہاں صلیبیوں نے اپنے پٹھوں حکمرانوں کو ملا کر اس کا راستہ روکا۔ اس کی مثال میں ہم الجزائر اور مصر کی پیش کر سکتے ہیں جہاں عوام کی رائے سے جو تبدیلی آئی اسے فوج کے ذریعے روکا گیا۔ دوسرا ظلم کی جب انتہا ہو جاتی ہے تو تنگ آمد بجنگ آمد کے مفروضے پر عمل کرتے ہوئے لوگ ہتھیار اُٹھا لیتے ہیں۔ باقی اسلامی دنیا کو اس وقت تجزیے سے ایک طرف رکھتے ہوئے، ہم شام اور عراق کی بات کرتے ہیں جہاں داعش کا ان ملکوں کے کچھ حصہ پر قبضہ ہے۔

صلیبیوں نے پہلے تو ان مسلم ملکوں میں اپنے پٹھو حکمرانوں کو عوام کی گردنوں پر سوار کیا ہے۔ شام میں اقلیتی خاندان کے حکمران ۱۹۷۰ء سے قابض چلے آ رہے ہیں۔ دادا، باپ اور اب بیٹا بشار الاسد اکثریت پر ظلم کرکے اسے اقتدار میں نہیں آنے دیتا جس کی وجہ سے آج تک شام میں جنگ جاری ہے۔ عراق پر تو صلیبیوں حملہ کیا اور جواز یہ تھا کہ ماس ڈسٹرکشن کے ہتھیار عراق کے پاس ہیں جو بعد میں جھوٹ نکلا۔ اگر سروے کی بات کی جائے تو اسلامی دنیا کے عوام صلیبیوں کے ہمیشہ مخالف رہے ہیں۔ دنیا کے آزاد ذرائع نے جتنے بھی عوامی سروے کرائے ہیں اس سب میں صلیبیوں کی سخت مخالف سامنے آتی رہی ہے غالب لوگ صلیبیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ شام میں اقلیتی فرقے کی وجہ جنگ ہو رہی ہے اور لوگ داعش کی طرف متوجہ ہوئے۔ عراق میں جنگ کے بعد سنی شعیہ فسادات کرائے اور نوری المالکی کو

اقتدار پر بٹھایا اور اس نے سنی اکثریت کو دیوار سے لگایا جس کی وجہ سے لوگ داعش کے ہمدرد بنے۔ان دونوں ملکوں کی کچھ زمین پر داعش قابض ہے۔اور یہ ایک حقیقت ہے۔پہلے داعش نے شام میں رقعہ میں اپنا دار الحکومت قائم کیا اور عراق میں داخل ہو کر اس کی ۱۶ ڈویژن فوج کو شکست دے کر موصل اور انبار کے صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ عراقی فوج کی سنی اکثریت نے سابق نوری المالکی کے ظلم کی وجہ سے اسلحہ سمیت داعش میں شرکت کی۔ داعش نے تیل سستے داموں مارکیٹ میں فروخت کرکے اپنے خزانے میں کثیر ڈالر جمع کر لیے۔ کرد فوج کے سربراہ کے مطابق داعش کی فوج کی تعداد لاکھ کے قریب ہے۔داعش کیسے وجود میں آئی تو اخباری اطلاع کے مطابق ۱۹۹۹ء میں ۲ قائم ہونے والی جماۃ التوحید والجہاد اس کی بنیاد ہے۔یہ تنظیم ۲۰۰۴ء میں '' قیادت الجہاد فی البلاد رافضین'' کا نا اختیار کرکے القاعدہ کی اتحادی بنی۔۲۰۰۶ء میں دیگر گروپ جن میں جیش اہل سنہ والجماعت بھی شامل تھی اس کا اہم ذمہ دار ابو بکر البغدادی تھا۔اس کے بعد ان تنظیموں نے شوریٰ کونسل قائم کی جو پہلے دولت اسلامیہ عراق بنی۔ابو بکر کی شام میں کاروائیوں کے بعد اس کو '' دولت اسلامیہ عراق، شام بنا دیا گیا جس انگریزی میں آئی ایس آئی ایس نام رکھا گیا۔۲۰۱۴ء میں اس نے نام بدل کر'' دولت اسلامیہ'' رکھ لیا اور پوری امت مسلمہ کو اس خلافت پر بیعت کا حکم جاری کر دیا۔اب تک عراق، الجزائر، لیبیا، مصر، پاکستان کی جنداللہ، چیچن، ترکستان، الجزائر اور افغانستان کے چھوٹے چھوٹے گروپ داعش کے حامی بن

چکے ہیں۔ جبکہ بڑے جہادی گروپس جن میں القاعدہ، شام کی سرین آرمی اور اسلامک موومنٹ اور صومالیہ کی الشباب، پاکستان کے لشکر جھنگوی نے داعش سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے، افغان طالبان نے کہا ہے وہ صرف اپنے ملک کی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں اس کے باہر ان کا کوئی ایجنڈا نہیں۔ پاکستان میں بھی داعش کی کوئی حقیقت نہیں ٹی ٹی پی نے بھی اس کی حمایت نہیں کی صرف ٹی وی پر اور کچھ دیواروں پر داعش نظر آتی ہے۔ حکومت کو بھی یہی اطلاعات ہیں۔ ادھر صلیبی دفاعی ماہرین کو داعش کی شام اور عراق میں پھیلتے ہوئے اثر و نفوز پر سخت پریشانی ہے۔ امریکا میں کانگریس نے داعش کے خلاف ۳ سالہ جنگ کی منظوری کے لیے کہا ہے۔ ایران عراق اور شام نے دولت اسلامیہ کو شکست کی لیے مشترکہ حکمت عملی کا فیصلہ کیا امریکہ اور ایران پہلے ہی داعش پر ہوائی حملے کر رہے ہیں۔ امریکا کی قیادت میں مغربی اور عرب ریاستوں کا ایک اتحاد بھی داعش کے خلاف کام کر رہا ہے۔ امریکا اور ایران کے فضائی حملوں کے بعد اتحادی ملکوں نے عراق میں داعش سے زمینی لڑائی کے لیے اپنے ۱۵۰۰ فوجی بھیجنے پر اتفاق کیا ہے۔ یہ عراقی فوج کی تربیت کے ساتھ ساتھ امریکا کے فوجیوں کے ساتھ مل کر براہ راست جنگ میں بھی حصہ لیں گے۔ آزاد دنیا اس بات پر غور کر رہی ہے کہ افغانستان میں شکست کے بعد اتحادی ایک بار پھر یک جا ہو کر داعش کے جہادیوں کو شکست دینے کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ ۱۳ سال تک ظلم ڈھا ڈھا کر افغان فاقہ مست جہادیوں کو شکست نہ دے سکنے والے اتحادی اب دولت سے مالا

مال داعش کے جہادیوں کو شکست دے سکیں گے؟۔ دیکھیں نتیجہ کیا نکلتا ہے۔

پاکستان بچانا ہے تو اپنی اصل پر آ جاؤ !

۱۶ دسمبر کا دن جب ہمارا ایک بازو ہماری اپنی ہی غلطیوں کی وجہ سے ہم سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ وہ بنیا جس پر ہم نے ایک ہزار سال حکومت کی تھی ۔ اس نے سازش کر کے ہمارے بھائیوں کو ہم سے علیحدہ کیا تھا آج پھر اس کی سازشیں جاری ہیں اور ہم ہیں کہ اس کا توڑ نہیں کر رہے۔ ہندوستان نے مکتی باہنی بنا کر غیر بنگالیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ جیسے کراچی اور بلوچستان میں اب بھی ہو رہا ہے۔ امریکی کونسل کی طرف سے اخبارات میں آیا کہ ۶۶ ہزار پاکستانیوں کو قتل کیا گیا تھا۔ ۹۰ ہزار قیدیوں کی بات بھی غلط ہے سقوط ڈھاکہ کے وقت ۳۶ ہزار پاکستانی فوج تھی۔ پاکستانی فوج کی طرف سے ۳۰ لاکھ بنگالیوں کے قتل کی خبریں بھی غلط ہیں ۔اس کو تو ایک بنگالی دانشور خاتون اپنی کتاب میں ذکر کر چکی ہے۔ یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مملکتوں کے جغرافیے بدلتے رہتے ہیں ان کی سرحدیں کبھی پھیلتیں ہیں کبھی سکڑتیں اس کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ مگر ایک چیز جو مملکتوں کی اصل ہوتی ہے۔ یہ اصل کیا ہے ؟ یہ مملکتوں کے نظریات ہوتے ہیں۔ پاکستان کا نظریہ کیا ہے پاکستان کا نظریہ وہ ہے جو اس کے خالق قائد اعظمؒ نے اس کے بننے کے وقت دیا تھا وہ تھا"لاالہ الا اللہ" اگر ہم اس نظریے پر قائم رہتے تو پاکستان کو دشمن توڑ نہیں سکتا تھا۔ جب ہم بنگالی ، پنجابی،

سندھی اور پٹھان ہونے کی باتیں کرنے لگے تو پھر بات آگے جا کر حقوق پر گئی اور حقوق کی جنگ چھڑی۔ حقوق کیا ملنے تھے اور کیا ملیں گے۔ بنگلہ دیش پھر ہندوستان کی غلامی میں چلا گیا۔ اس وقت بنگلہ دیش میں ہندوستان کی پالیسی چل رہی ہے وہ چن چن کر نظریہ پاکستان کے حامیوں کو ختم کر رہا ہے اور ہماری پاکستانی حکومت اس کا توڑ نہیں کر رہی۔ کیا ہمارے ملک میں پھر وہی حقوق کی بحثیں نہیں چل رہیں ؟کیا ہم پاکستان کی مفادات کی بات کرتے ہیں یا ہم اپنی اپنی قوم کے مفادات کی بات کرتے ہیں؟ ہماری قوم پاکستان میں سستی بجلی کے لیے بننے والے کالا باغ ڈیم کو نہیں بننے دے رہے اور لوڈشیڈنگ کا عذاب برداشت کر رہے ہیں۔ ارے بھائی پاکستان رہے گا تو ہم بھی رہیں گے اگر خدانخاستہ پاکستان کو ہمارے دشمن توڑ دیتے ہیں تو حقوق کی بجائے ہم غلامی میں چلے جائیں جو دنیا میں سب سے حقیر چیز ہے۔ اس وقت ہم دنیا کی بات کرنے کی بجائے برصغیر کی بات کرتے ہیں یہاں ہم آباد ہیں۔ ایک وقت یہاں دراڑ قوم آباد تھی اس کی اپنی تاریخ، تمدن اور تہذیب تھی۔ کافی مدت تک وہ اس میں آباد رہے۔ پھر آریا قوم نے اس علاقے پر قبضہ کیا اور دراڑوں کو دبا کر رکھا جیسے حکمران قوموں کا وطیرہ ہوتا ہے۔ ان کو یہاں سے چلے جانے یا چھوٹا بن کر رہنے پر مجبور کر دیا لوگ اپنے وطن کے گلی کوچے کہاں چھوڑتے ہیں انہوں نے چھوٹا بن جانے پر ہی اپنی سلامتی سمجھی۔ وہ واقعی چھوٹے بن گئے آریوں نے انہیں شودر اور بن جارائے بن کر رہنے پر مجبور کیا۔ پھر یہاں آریا قوم خوب

پھلی پھولی ۔اس نے تاریخ، تہذہب اور تہذیب اور تمدن بدلہ اشوک کی بر صغیر میں مضبوط اور کامیاب حکومت قائم ہوئی۔اس کے بعد اس کی حکومت چھوٹے چھوٹے راجڑوں میں بٹ گئے مرکزی حکومت ٹوٹ گئی۔ بھات بھات کی بولیاں بولی جانے لگیں۔ پھر وسط ایشاء سے لوگ آئے انہوں نے اس بر صغیر پر حکومت قائم کی۔ مغلوں کی ۶۰۰ سالہ حکومت قائم ہوئے پورے بر صغیر میں انہوں نے اپنے اثرات چھوڑے جو آج بھی عمارتوں کی شکل میں موجود ہیں۔جب ان کی حکومت کمزور ہونے لگی تو مغربی قوموں نے انہیں اُدھیڑا۔ مغربی قوموں کی جد وجہد کے بعد انگریز قوم بر صغیر پر قابض ہوئی ۔انگریزوں کو بمشکل ۲۰۰ سال حکومت کرنے کا موقعہ ملا اس کے بعد بر صغیر دو مملکتوں پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم ہوا۔۱۶ دسمبر کو پاکستان کا مشرقی حصہ علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔ تو آپ نے دیکھا کس طرح مملکتوں کے نقشے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ کیا اب ان کو تبدیل ہونے سے کوئی روک سکتا ہے۔ اب بھی غالب قوموں نے دنیا کے نئے نقشے بنائے ہوئے ہیں ہمارے ملک کا بھی ایک نقشہ دنیا میں گردش کر رہا ہے۔ ہمارے الطاف بھائی اس کے انتظار میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ امریکہ پاکستان کو توڑنے کا پلان بنائے بیٹھا ہے میں اس کی مدد کروں گا۔ پاکستان کی محافظ آئی ایس آئی کو نقصان پہنچانے کا خط بھی برطانیہ کو لکھ بھی چکے ہیں جو پیپلز پارٹی کے صوبائی صدر ذولفقار مرزا پاکستان میں آشکار بھی کر چکے ہیں۔ بلوچستان میں ہمارے ازلی دشمن ہندوستان علیحدگی پسند بلوچوں

کی مدد بھی کر رہا ہے۔ ہماری مغربی سرحد پر ہمارے دوست نما دشمن ملک امریکا جو بقول الطاف حسین پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے اور اس کے تھنک ٹینک نقشے بھی جاری کر چکے ہیں۔ افغانستان میں پاکستان دشمن حکومت بھی امریکہ اور بھارت کی مدد سے قائم ہو چکی ہے۔ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ملک میں سیاسی افراتفری بھی پھیلائی جا رہی ہے۔ ہمارے سیاستدان اپنی اپنی کرسیاں بچانے کے علاوہ پاکستان کو بچانے کی کوئی فکر نہیں کر رہے۔ کیا محبت وطن نظریہ پاکستان سے محبت کرنے والوں پر فرض نہیں ہے کہ وہ آگے آئیں اور جس طرح قائدؒ محترم نے مسلمانوں کو جگایا تھا ایسا ہی سماں پیدا کریں اور لوگوں کو اپنے اصل نظریہ پاکستان کی طرف لوٹائیں۔ اس میں نظریہ پاکستان پر یقین رکھنے والے ساری سیاسی اور دینی جماعتیں ،شعیہ ، سنی، دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث سب مل کر ایک ہو جائیں سب نے مل کر ہی پاکستان حاصل کیا تھا سب ملکر ہی پاکستان کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ دشمن کی چال کو ہم سب سمجھنے کی کوشش کریں تب ہی پاکستان بچ سکتا ہے۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے آمین۔

دینی جماعتوں کے اجتماعات جمعۃالدعوۃ کا دو روزہ اجتماع

مثل مدینہ، مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں دینی جماعتوں کے اجتماعات کو دیکھ کر ہر مسلمان کا دل انتہائی خوش ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کچھ جزوی اختلافات کو چھوڑ کر پاکستان کو وجود میں لانے میں ان سب دینی جماعتوں کی جد و جہد شامل ہے جس میں مسلمانوں کے دونوں بڑے فرقے بھی دل و جان سے شامل تھے۔ قائد اعظمؒ کی طلسماتی شخصیت نے سب کو ایک نقطے پر جمع کر دیا تھا۔ اسی طرح اسلامی تاریخ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جسے مسلمان خلیفہ راشد پنجم کہتے ہیں کے دور میں دونوں فرقوں کو یک جا کیا گیا تھا۔ مسلمان اب بھی ایسے ہی کی لیڈر کی تلاش میں ہیں۔ پاکستان بننے کے وقت جیسا ماحول پیدا کر کے ہی ہم پاکستان کو متحد رکھ سکتے ہیں۔ ہمارا دشمن بڑا چالاک ہے وہ ہمیں ایک نہیں ہونے دیتا اگر ہم دو بڑے فرقوں کا اختلاف ۱۵۰۰ سال پہلے نہ حل کر سکے تو اب ہم ایک دوسرے کو کافر کہہ کر کیسے حل کر سکتے ہیں۔ اپنے عقیدے پر قائم رہیں اور دوسرے کے عقیدے کو نہ چھیڑیں۔ اس کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ کر دے گا۔ ہمارا دشمن تو ہمیں مسلمان سمجھتا ہے اور ہمیں ختم کر رہا ہے اور ہم ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اس پر اہل دانش کو غور و فکر کرنا چاہیے۔

پاکستان تو بنا ہی اسلام کے نام پر تھا اس کے بنانے میں سب مسلمان شامل تھے۔ قائد اعظم نے بر صغیر کے مسلمانوں کو ایک ہی نعرہ، پاکستان کا مطلب کیا ''لا الہ الا اللہ'' دیا تھا جس پر مستانہ وار اسلام کے پروانوں نے نچھاور ہو کر پاکستان حاصل کیا تھا۔ اسی عہد کی تجدید کے لیے دینی جماعتیں اپنے اپنے سالانہ اجتماع منعقد کرتی ہیں۔ ابھی ابھی جمعۃالدعوۃ کا دو دن اجتماع پاکستان لاہور میں منعقد ہوا۔ اس سے قبل جماعت اسلامی پاکستان کا تین دن کا اجتماع یہیں مینار پاکستان لاہور پر منعقد ہوا تھا۔ اس سے قبل تبلیغی جماعت کا اجتماع رائے ونڈ لاہور میں ہوا۔ دعوت اسلامی کا اجتماع بھی مسلسل ہر سال ہو تا ہے۔ دوسری چھوٹی چھوٹی دینی جماعتیں بھی اپنے اپنے سالانہ اجتماع منعقد کرتی رہتی ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کا اپنے دین کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت کا سوال ہے ان کا مقابلہ دنیا کا کوئی بھی مہذب نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن اس کے اس اتحاد کے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑے ہوئے ہیں۔ اسلامی دنیا میں مسلمانوں کے بڑے فرقوں کو لڑانے کی بین القوامی سازشیں تو عام مسلمانوں کو بھی معلوم ہیں۔ پاکستان کے دشمنوں کی طرف سے پاکستان کے اندر ایک فرقے پر بے در پے حملے ہو رہے ہیں۔ اسی طرح دوسرے فرقے کے لوگوں کو بھی بے دردی سے قتل کیا جا رہا ہے۔ اللہ کا لاکھ شکر ہے واجبی سا احتجاج کرنے کے بعد دونوں فرقے پاکستان میں ایک دوسرے کے خلاف احتیاط سے کام لے رہے ہیں یہ ان کی بالغ نظری کا ثبوت ہے۔ اس تجزیے کے بعد ہم

جمعۃالدعوۃ کے اجتماع کی بات کرتے ہیں۔ اس جماعت کے دو روزہ اجتماع جو مینار پاکستان کے سائے میں منعقد ہوا، اس سے ہمیں بڑی توقعات ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں قائم کی گئی یہ دینی پارٹی اب اپنی کارکردگی کی بنیاد پر عام مسلمانوں میں دل کر گئی ہے۔ اس کی وجہ دین کے علاوہ اس کی فلاحی خدمات بھی ہیں۔ اس اجتماع میں جو مسلمانوں کے درمیان اتحاد و یکجہتی کی تقاریر ہوئیں اس سے دنیا میں امن کا پیغام پہنچے گا کہ پاکستان ایک معتدل و متحد اسلامی ملک ہے۔ ایسا قطعاً نہیں ہے جیسے اس کے مخالف ممالک خاص کر اس کا ازلی دشمن ہندوستان دنیا میں اسے پیش کرنے کی بھونڈی کوششیں کرتا رہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دینی جماعتیں رنگ نسل، علاقیت وصوبائیت اور فقہ واریت کے بتوں کو توڑ کر تمام اہل پاکستان کو ایک جسم کی مانند متحد کر رہی ہیں۔ اس اتحاد سے پاکستانیوں میں اتفاق اتحاد اور بدامنی سے نجات بھی ملے گی۔ اسی مینار کے نیچے سال پہلے برصغیر کے مسلمان اکٹھے ہوئے تھے اور عزم کیا تھا کہ پاکستان لے کر ۴۷ رہیں گے۔ اب اس ہی مینار کے نیچے جمع ہو کر یہ عہد کر رہے ہیں کہ تمام اہل پاکستان اپنے تمام تر اختلافات کو بھلا دیں گے اور یک سو ہو کر پاکستان کے استحکام اور ترقی کے لیے کام کریں گے۔ اس کے خلاف ہر سازش کو ناکام بنا دیں گے۔ گو کہ جمعۃالدعوۃ کو اپنے راستے سے ہٹانے کی کوششیں کی گئیں لیکن دینی بصیرت و فہم رکھتے ہوئے اس جماعت کے قائدین وکارکنان نے اس سب کو ناکام بنا دیا۔ بیشک سب کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہیں ایک دوسرے کے

بھائی ہیں ان کی جان ومال ایک دوسرے کے لیے حرام ہے۔ اتحاد اور اتفاق کے پیغام کو ہمارے پرنٹ اور الیکٹرنگ میڈیا کو بھی مثبت انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیے جس کا فقدان محسوس کیا گیا ہے۔ جمعۃ الدعوۃ کے اجتماع میں لاکھوں لوگ شریک ہوئے۔ مینار پاکستان پر ایک نیا شہر آباد ہو گیا تھا۔ جس پروگرام کو دوسری صبح شروع ہونا تھا اجتماع کی کاروائی شام کو ہی شروع ہو گئی۔ تہجد کی آذان دے کر تہجد کا بھی اہتمام کیا گیا۔ پہلے روز کی دوسری بڑی نشست میں مولانا قاری سبحانی آف سندھ نے پشتو اور سندھی میں پر جوش خطاب کیا۔ اس کے بعد رات دو بجے تک خطاب ہوتا رہا۔ ان کی ذیلی تنظیم فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کا روح پرور اجتماع بھی ہوا۔ جس نے زلزلے اور سیلاب کی مصیبت میں پاکستانیوں کی دادرسی کی تھی۔ حافظ عبد الغفار المدنی کی نصیحت آموز خطاب سن کر سامعین کے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ مجاہدوں غازیوں کے ورثا کی بھی ایک نشست بھی ہوئی جسے مولانا نصر جاوید نے سجایا تھا۔ تھرپارکر کے ایک ہندو نے اسلام قبول کیا۔ ایک عیسائی نے بھی اسلام قبول کیا۔ جماعۃ الدعوۃ نے پاکستان میں نظریہ پاکستان کہ مہم شروع کی ہوئی ہے جس کا مقصد دینی اور سیاسی جماعتوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ دو روزہ اجتماع میں تمام مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لاکھوں لوگوں نے شرکت کی اس میں پروگرام میں شرکت کے لیے تمام دینی اور سیاسی جماعتوں کو دعوت دی گئی تھی جس میں سے پیشتر نے شرکت بھی کی۔ اس اجتماع ”کا خاص سیشن

نظریہ پاکستان ہی بقائے پاکستان ہے'' تھا۔ اس سیشن سے خطاب کرتے ہوئے جمعۃالدعوۃ کے سربراہ جناب حافظ محمد سعید نے پاکستان، دنیا اور اس کے ارد گرد کے ماحول پر سیر حاصل خطاب کیا انہوں نے کہا کہ پاکستان میں ہر طرف بدامنی اور انتشار ہے اور یہ کام پاکستان کے دشمنوں نے کیا ہے۔ ہم نے کلمہ طیبہ کی بنیاد پر پاکستان حاصل کیا تھا اور اب ہم اسی بنیاد پر اسے متحد رکھ سکتے ہیں یہ کام ہم سب نے مل کر کرنا ہے۔ اللہ ہمارے پاکستان کا حامی و مددگار ہو آمین۔

ہیرے، موتی، لال جمعیت

دنیاوی اعتبار سے سب سے قیمتی چیز وہ ہے جس کو ہیرا کہا جاتا ہے جسے بادشاہ اپنے تاجوں میں سجاتے رہے ہیں۔ موتی بھی ان ہی کی ایک قسم ہے جو بڑی مشکلوں سے سمندروں کی اتھاگہرایوں سے نکالے جاتے ہیں انسان ان کو اپنی زینت کے لیے استعمال کرتا رہا ہے۔ لال تو پھر لال ہی ہوتے ہیں ان لالوں کی قدر ان ماؤں سے پوچھیں جو مائیں اپنے بچوں کو ''میرا لال'' کہ کر محبت سے پکارتی ہیں۔جب یہ ساری خوبیاں اسلامی جمعیت طلبہ میں موجود ہیں تو پھر، میں کیوں نا جمعیت کے بچوں کو ان ہی ناموں یعنی ہیرے، موتی، لال سے پکاروں جو مسلسل اسلامی تربیت سے کندن ہو کر تاریخ میں اپنا مقام پیدا کر چکے ہیں۔ میرے نزدیک اسلامی جمعیت طلبہ قابل احترام قابل بھروسہ ہیں۔اللہ گواہ ہے میں اسلامی جمعیت طلبہ کے بچوں کو اپنے بچوں جیسا پیار کرتا ہوں۔ مجھے ان سے ہی امیدیں ہیں۔ یہ ہی میری مثلِ مدینہ مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنے والی طلبہ تنظیم ہے۔ اسی نرسری سے تیار ہو کر بہت سے پاکستانی سیاست دان پاکستان کی ایماندارانہ اور کرپشن سے پاک ہو کر خدمت کر رہے ہیں۔ اگر ان میں چیدہ چیدہ نام لیے جائیں تو جناب احسن اقبال وفاقی وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، ایٹمی سائنسدان جناب ڈاکٹر عبد القدیر خان اور جناب جاوید عاشمی

وغیرہ شامل ہیں۔ کرپشن سے پاک جماعت اسلامی کے سابقہ اور موجودہ امیر بھی جمعیت کے ناظم اعلیٰ رہ چکے ہیں موجودہ اور اس سے قبل کے سیکرٹری جنرل بھی اسلامی جمعیت سے ہی تربیت لے کر آئے ہیں۔ پاکستان کے صوبوں اور ضلعوں تک کی لیڈر شپ بھی اسی نرسری سے نکلی ہے۔ جمعیت ۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں قائم ہوئی۔ اس کے پہلا ناظم اعلیٰ جناب ظفر اللہ خان (مرحوم) کو خفیہ رائے دہی سے منتخب کیا گیا تھا۔ جمعیت موروثی نہ خاندانی تنظیم ہے شروع سے لیکر آج تک اس کے ارکان مقرر وقت پر اپنا نیا ناظم اعلیٰ منتخب کرتے آئے ہیں۔ جمعیت کے پہلے ناظم اعلیٰ، مولانا نصر اللہ خان عزیزؒ کے صاحبزادے ہیں مولانا نصر اللہ خان عزیزؒ مولانا مودودیؒ کے رفیق کار تھے۔ جماعت اسلامی کے ترجمان روزنامہ تسلیم اور ہفت روزہ کوثر کے بھی ایڈیٹر تھے۔

اسلامی جمعیت طلبہ ''نام بھی ان ہی کے مشورے سے رکھا گیا تھا۔ اسلام سے محبت'' رکھنے والے طلبہ جو محترم نصر اللہ خان عزیزؒ کے رابطے میں تھے ۲۱۔۲۲۔۲۳ دسمبر لاہور میں ہفت روزہ کوثر کے دفتر میں ۲۵ طلبہ جمع ہوئے تھے۔ میٹنگ کے دوران مولانا مودودیؒ نے مجوزہ تنظیم کا نام'' انجمن نوجوانان اسلامی'' تجویز کیا تھا۔ شریک طلبہ کی خواہش تھی کہ اس میں طلبہ کا نام ضرور ہونا چاہیے۔ اسی دوران نصر اللہ خان عزیزؒ اجتماع کے قریب سے گزرے اور کہا کیا بعث ہو رہی ہے۔ ان سے کہا گیا نام پر بعث ہو رہی ہے۔ تو برجستہ بولے بھئی '' اسلامی جمعیت طلبہ'' رکھ لو۔ اس طرح جمعیت کا موجودہ نام اسلامی جمعیت طلبہ رکھا گیا تھا۔ آج وہی جمعیت جو

پاکستان میں ایک تن آور درخت بن چکی ہے اپنا ۲۳ □ یوم تاسیس منا رہی ہے۔حسن اتفاق اوراللہ کی مرضی کہ پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو اسلام کے نظریات پر قائد اعظمؒ کی قیادت میں قائم ہوا۔اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنے والی اسلامی جمعیت طلبہ بھی ۲۳ □ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں قائم ہوئی۔اسلامی جمعیت یقیناً پاکستان کی بڑی طلبہ تنظیم ہے۔اس نے اپنے قیام سے لیکر آج تک نوجوان نسل کو اسلام سے وابستہ کیا ہے۔ان کو پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کا ہراول دستہ بنایا ہے۔لارڈ میکالے کے رائج کردہ نظامِ تعلیم کی جگہ اسلامی نظام تعلیم کو وجود میں لانے کی جد وجہد میں لگایا ہے۔غیر اسلامی نظریات کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔پہلی بار فرسٹ ایئر فول کو روکا۔ملک میں اسلامی دستور کی مہم چلائی۔طلبہ میں اسلامی نظریات اور اسلامی نظام تعلیم کے شعور کے لیے رسالہ ہمقدم کا اجراء کیا جو باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔پاکستان کو بچانے کے لیے البدر قائم کی جس نے دس ہزار مجاہدوں کی شہادت پیش کی۔پاک فوج کے افسران نے البدر کی تعریف کی جو پاکستان کی ریکارڈ کا حصہ بنی گئی۔تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔جہاد کشمیر میں حصہ لیا۔پوری دنیا کے مسلمانوں کے دکھوں میں ہمیشہ شریک رہی۔اللہ کے شیروں محمدؐ کے غلاموں اور صالح نوجوانوں کا یہ قافلہ رواں دواں ہے جس کا آج ۲۳ دسمبر کو یوم تاسیس ہے اللہ اسلامی جمعیت طلبی کو ہمیشہ قائم دائم رکھے آمین۔

پھول تو قبروں پر سجائے جاتے ہیں، ظالمان، تم نے انہیں قبروں میں ڈال دیا !

طالبان، جو پاکستان میں بازاروں، مساجد، امام بارگاہوں، مزاروں، لڑکیوں کے اسکولوں، فوجی چھاؤنیوں، پولیس ہیڈ کوٹروں، دفاعی اداروں، ایئر پورٹوں اور کرکٹ کی ٹیم پر وحشیانہ حملے کرتے رہے ہیں جو اخبارات میں عرف عام میں طالبان کہلاتے ہیں ان کو ہم اپنے کالموں میں ظالمان لکھتے رہے ہیں۔ مگر اب جب ان ظالمان نے ہمارے پھول جیسے بچوں، جنہیں دنیا کے مہذب معاشروں میں بھی پھول ہی کہا جاتا ہے انہیں قبروں میں ڈال دیا یہ ظالمان دوزخی ہیں۔ انہیں اس جرم میں ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے۔ ان کی بخشش کا کوئی بھی امکان نہیں ہے۔ پشاور کے آرمی پبلک اسکول میں ۱۳۴ بچوں، اسٹاف [illegible] کرنے والوں کا انجام عبرت ناک ہوگا۔ دنیا میں آیندہ لکھے جانے والی تاریخ انسانیت میں مہذب معاشرے ان سے نفرت ہی کرتے رہیں گے۔ یہ کیسے مسلمان ہیں؟

مسلمانوں کو جنگ میں بچوں عورتوں، حتہ کہ جنگ میں شریک نہ ہونے والوں کو بھی قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں تو جنگ کے بھی اصول ہیں کیا ! کیا تمھارا بھی کوئی اصول ہے؟ دوزخیو، کیا ان معصوم پھولوں نے تم سے جنگ کی تھی؟ تم پر بم پھینکے تھے؟ تمہیں قتل کیا تھا؟۔ تمہارہ راستہ روکا تھا؟ نہیں نہیں ان پھولوں نے یہ سب

کچھ نہیں کیا تھا۔ پھر کیوں تم نے ان پھولوں کو بے دردی سے نام اور ان کے باپو کا نام پوچھ پوچھ کر شہید کیا۔ کیا ان پھولوں کو شہید کرتے وقت تم نے دل میں اللہ اور آخرت کا ذرا سا بھی خوف محسوس نہیں کیا؟ ان پھول جیسے بچوں کے والدین پر اس وقت کیا گزری تھی اور اب کیا گزر رہی ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ پوری امت مسلمہ اور مہذب دنیا ان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ ہر طرف سے اس فعل پر لعنت بھیجی جا رہی ہے۔ مذہبی طبقے بار بار کہتے رہے ہیں کہ بندوق کے زور پر اسلام نہیں آ سکتا ملک کے آئین کو نہ مان کر کوئی بھی شخص اس ملک کا غدار کہلاتا ہے۔ مسلمانوں کی تمام فقہ نے اسلامی حکومت کے خلاف مسلح جد و جہد کی نفی کی ہے۔ جب آئین میں جمہوری طور پر تبدیلی کے لیے دفعات ہوں تو کوئی شہری آئینی حکومت کے خلاف ہتھیار نہیں اُٹھا سکتا۔ اس کا ایک ہی آئینی طریقہ ہے کہ عوام کے پاس جا کر اپنا پروگرام پیش کیا جائے اور عوام اگر آپ کے پروگرام سے اتفاق کرتے ہیں اور آپ پارلیمنٹ کے اندر غالب اکثریت سے پہنچ سکتے ہیں تو اس طرح کوئی بھی نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔ مگر تم نے یہ پرامن راستہ اختیار نہیں کیا اور بندوق اُٹھا لی۔ تمھاری اس روش کے باوجود تمھیں ملک کے ناراض شہری جانتے ہوئے ملک میں امن کے بہی خواہوں نے حکومت کو مذاکرات کا مشورہ دیا۔ ملک کے خیر اندیشوں، کالم نگاروں اور تجزیہ نگاروں نے بھی اس کی تائید کی اور کہا کہ بندوق کے زور پر نہ اسلام قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی ملک کی آبادیوں پر بمباریوں سے امن قائم ہو سکتا

ہے۔ اس کے لیے بین الاقوامی طور پر تصدیق شدہ طریقہ مذاکرات ہی ہے۔ ملک کی پارلیمنٹ، سینیٹ، کمیٹیوں اور آل پارٹی کانفرنس نے بھی مذاکرات کے لیے تاہید کی۔ مقتدر حلقوں نے اس مفروضے کو مانتے ہوئے تم سے مذاکرات کیے۔ حکومت نے بھی مذاکرات کیے۔ پھر بیرونی قوتوں نے اپنا کھیل کھیلا۔ مذاکرات کامیاب نہ ہوسکے۔ تمھاری طرف سے بھی کوئی خاص پیش رفت نہ دیکھی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ بقول وزیر داخلہ امریکہ (جو ہمارا ازلی دشمن ہے) نے بھی ڈرون حملہ کرکے مذاکرات کو سابوتاژ کیا۔ تم نے بہادر فوجیوں کے گلے کاٹے کیا کسی مہذب دنیا میں کبھی ایسا ہوا ہے؟ لاتعداد شہریوں کو اغوا کیا، جس میں ملک کے سابق وزیر اعظم کا بیٹا اور ملک کی پشاور یونیورسٹی کا وائس چانسلر شامل ہے۔ وائس چانسلر کو ضرب عضب کے ذریعے آزاد کرلیا گیا۔ وزیراعظم کا بیٹا اب تک تمہاری قید میں ہے اس کے خاندان اور ماں باپ پر کیا گزر رہی ہے ؟ دوزخیوں کی اس ظلمانہ کاروائی کے بعد، بات اب انتہا سے بھی اوپر چلی گئی ہے۔ اس موقعے پر تحریک انصاف کے عمران خان صاحب نے بھی اپنے طویل احتجاجی دھرنے اور جلسوں کا پروگرام کینسل کیا۔ دوسری سیاسی اور مذہبی پارٹیوں نے بھی اپنے اپنے پروگراموں کو ایک طرف رکھ دیا ہے۔ یہ بہت ہی خوش آیند بات ہے۔ ملک کی تمام سیاسی اور دینی پارٹیوں نے پشاور میں میٹنگ کی۔ فوج کے سربراہ نے اس سفاک واقعے کی تفصیل بیان کی۔ تمام نے وزیر اعظم جناب نواز شریف اور فوج کو اس معاملے پر سخت قدم اُٹھانے کی حمایت کی۔ فوج کے سربراہ اور آئی ایس

آئی کے چیف نے پڑوسی ملک افغانستان جا کر ان کے صدر اور فوج کے سربراہ کو اس حملے کی تفصیلات بتائیں کہ کس طرح ان کے ملک سے پاکستان میں حملہ کیا گیا اور اس حملے کے ذمہ دار افغانستان میں موجود ہیں۔ ٹی ٹی پی کے امیر مولوی فضل اللہ کو پاکستان کے حوالے کرنے کا کہا۔ فوجیوں پر اور مسلح افواج کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے والوں کی اپیلیں فوج کے سربراہ نے مسترد کر دیں ہیں جن کو عدالتوں نے پھانسی کی سزاہ سنائی تھی ان کی قرار واقعی سزاہ پر عمل کیا گیا ہے۔ ملک بھر سے دہشت گردوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ فوجی آپریشن کو شمالی وزیرستان سے پورے ملک میں پھیلا دیا گیا ہے۔ گھر گھر تلاشیاں لی جا رہی ہیں۔ جگہ جگہ سے دہشت گرد بمعہ بارودی مواد گرفتار ہو رہے ہیں۔ سیاسی سطح پر پارلیمنٹ میں موجود پارٹیوں کے نمایندوں کو وزیر اعظم نواز شریف نے جمع کیا جس میں فوجی قیادت بھی شریک ہوئی اس اجتماع کو قومی اجتماع کہا جائے تو بجا ہو گا۔ گیارہ گھنٹے کے طویل اجلاس کے بعد ایکشن پلان طے کیا گیا۔ جس میں دوسرے ضروری اقدامات کے علاوہ دو سال کے لیے فوجی عدالتوں کے قیام کا بھی کہا گیا ہے۔ اس اجلاس میں آرمی چیف نے کہا، دہشتگردوں کے خلاف بڑے فیصلے کرنے کا وقت آگیا ہے۔ آپریشن ضرب عضب اور خیبر ون کامیابی سے جاری ہے۔ سرحدوں کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے۔ ملک بھر میں دشمن کا پیچھا کریں گے۔ انتہا پسندی کو انجام تک پہنچانے کے لیے نیکٹا کی بحالی سمیت سخت اقدامات نا گزیر ہیں۔ آرمی چیف نے اعلیٰ سطحی اجلاس سے خطاب کرتے

ہوئے کہا کہ قومی اتفاق رائے پر فوری عمل ہو گا۔ نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد کے لیے متعلقہ حکام کو خصوصی ہنگامی اقدامات کی ہدایات بھی کر دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قوم کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔ سیاسی قیادت کا جذبہ اور عزم غیر متزلزل ہے۔ نواز شریف صاحب نے کہا کہ دہشتگردوں کے مکمل خاتمے کا مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔ قوم اور فوج ایک ساتھ ہے۔ پلان پر عمل درآمد کا جائزہ لینے کے لیے صوبوں کا خود دورہ کروں گا۔ گو کے فوجی عدالتوں پر سب سیاستدانوں کو تحفظات تھے اور وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ فوجی عدالتوں کا غلط استعمال نہیں ہونے دیں گے لیکن پھر بھی اسے صرف دہشت گردوں کے مقدمات تک محدود رکھ کر بادلِ ناخواستہ سب پارٹیوں نے مان لیا ہے۔ وزیر داخلہ کی کمانڈ میں ایکشن کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ ایکشن کمیٹی نے بھی فوجی عدالتیں بنانے کی سفارش کر دی۔ ان شاء اللہ یہ سب کام آئین کے دارے میں ہونگے۔ ملک سے دہشت گردی کو جڑ سے کاٹ دیا جائے گا۔ طے شدہ ایکشن پلان کے تحت وزیر اعظم نے کمیٹیاں قائم کر دی ہیں۔ کمیٹیوں کو کرنے کے کام بھی بتا دیے گئے ہیں۔ وزیر اعظم خود ان کمیٹیوں کے کام کی نگرانی کریں گے اور سفارشات پر عمل درآمد بھی یقینی بنائیں گے۔ جہاں تک تحریک انصاف کے مطالبات کا تعلق ہے وہ بھی حکومت کو خوش اسلوبی سے طے کرنے چاہیں تاکہ یک سو ہو کر ملک سے دہشت گردی کو ختم کیا جاسکے۔ یہ ملک ہے تو سیاست اور سیاسی مطالبات بھی ہیں۔ ہمارے دشمن پاکستان کو توڑنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اسی لیے سیاسی قیادت اور

فوج سب کو یکجا رہنا چاہیے جیسے اس وقت ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سیکولر عناصر اور غیر ملکی ایجنڈے پر کام کرنے والی لسانی تنظیم کے سربراہ فوج کو ٹیک اُور کا کہہ رہے ہیں۔ ایک فرد کے نامناسب بیان پر لال مسجد کو ڈھانے کی بات کر رہے ہیں۔ اسلام بیزار سول سوسائٹی اور این جی اُوز کے لوگ اسلام پر اپنا غصہ نکال رہے ہیں جس سے ملک کے آئین اور اسلامی تشخص کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ اس وقت ان عناصر پر حکومت اور عوام کی طرف سے کڑی نظر رکھنے کا وقت ہے۔ اللہ ہمارے ملک کے حالات درست فرمادے۔ اللہ ہمارے ملک کا محافظ ہو آمین۔

سال ۲۰۱۴ء اور ہمارا پاکستان

سال ۲۰۱۴ء بھی گزر گیا اور گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ہمارا پاکستان قائد اعظمؒ کا پاکستان نہ بن سکا۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۴ □ فروری ۱۹۴۸ء کو قائد اعظمؒ نے سبی دربار سے خطاب میں فرمایا تھا" ہماری نجات کا واحد ذریعہ ان زرین اصولوں پر مشتمل ضابطہ حیات پر عمل کرنا ہے جو قوانین ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰؐ نے قائم کر دیے ہیں" کیا ہم نے قائدؒ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے اپنی نجات کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ قوانین، جو زرین اصولوں پر مشتمل ضابطہ حیات ہیں، کو پاکستان میں رائج کیے؟ حکمرانوں نے یہ سال بھی افراتفری میں ہی گزار دیا اور پاکستان ویسے کا ویسا ہی رہا۔ ہم آپس میں ہی لڑتے رہے۔ کوئی پاکستان کو انقلاب کے ذریعے فتح کرنے کے لیے باہر سے تشریف لایا۔ ہلہ گلہ کرکے اپنے خیمے اُکھاڑ کر پھر واپس باہر چلا گیا۔ کوئی نیا پاکستان بنانے کی کوشش میں قوم کو ناچنے گانے کی عادت ڈال کر ہفتوں ملک کو ڈسٹرب کرتا رہا مگر نیا پاکستان نہ بن سکا۔ کوئی جعلی الیکشن کے بھاری مینڈیٹ کے ساتھ حکومت میں بیٹھ گیا۔ تیسری بار اقتدار ملنے کے باوجود کچھ بھی ڈلیور نہ کر سکا۔ کوئی سیاست میں آتے ہی روٹی، کپڑا، مکان کا وعدہ کرتا ہے مگر اقتدار میں بار بار آنے کے باوجود غربت پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

مذاکرات تو کیے جا رہے ہیں مگر ابھی تک حکمران جماعت اور تحریک انصاف نے ان کو کسی نتیجہ پر نہیں پہنچایا۔ حتہ کہ آرمی پبلک اسکول پشاور کے دورے کے دوران شہدا کے والدین کو بھی کہنا پڑا کہ کہاں ہے آپ کا نیا پاکستان؟ مسلم لیگ ن کی حکومت نے اس سال بھی قائد اعظمؒ کے کسی بھی سنہری اصول پر عمل نہیں کیا۔ حکمرانی کی ہوس نے قائدؒ کی مسلم لیگ کو ایمان، اتحاد تنظیم کی لڑی میں نہ پرویا گیا اور بقول شخصے مسلم لیگ الف سے ی تک کے حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ کسی کو بھی قائد اعظمؒ کے پاکستان کی فکر نہ رہی۔ بھٹو صاحب نے ایک اسلامی آئین تو بنا دیا مگر آج تک اس کی روح کے مطابق عمل نہیں کیا گیا۔ اس آئین کے مطابق ایک اسلامی نظریاتی کونسل قائم ہے جس نے ملک کے قوانین کو اسلامی بنانے کے لیے ایک اپنی سفارشات تمام حکومتوں کو پیش کیں مگر ان سفارشات کو کسی حکمران نے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا۔ شریعت کورٹ کی طرف سے ملک کے مالیاتی نظام سے سود کو ختم کرنے کے فیصلے پر بھی عمل نہیں کیا گیا۔ بلکہ سپریم کورٹ میں اس فیصلے کے خلاف درخواست دائر کرکے اس کے عمل کو روکا گیا ہے ۔ سپریم کورٹ سے اس کا فیصلہ آنا ابھی باقی ہے۔ ۱۳ سال [illegible] ایک کال پر ڈکٹیٹر مشرف نے ہتھیار ڈال دیے تھے پڑوسی اسلامی ملک پر امریکا نے ۲۰۰۱ء میں حملہ کر دیا تھا۔ ڈکٹیٹر مشرف نے اسے ملک کی بندرگاہیں، ہوائی اڈے اور زمینی راستے دے کر افغانستان کو تورا بورا بنا دیا تھا۔ امریکا کی چالبازیوں کی وجہ سے اب یہ جنگ ہمارے ملک میں لڑی جا رہی

ہے۔ ساٹھ ہزار انسانوں اور سو ارب ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے۔ پھر بھی حکمران اس جنگ سے باہر نہیں نکل رہے۔ امداد لینے کی وجہ سے مقتدر حلقے امریکا کی باتیں ماننے پر مجبور کر دیے گئے ہیں۔ دہشت گردوں نے اس سال بھی ملک کی ہر اہم جگہ پر حملے کیے ہیں۔ سب سے بڑا واقعہ پشاور کے آرمی پبلک اسکول پر حملہ ہے جس میں ۱۳۴ بچوں سمیت کئی پاکستانی شہید ہو گئے ہیں یہ واقعہ بھارت نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کیا ہے۔اب سیاست دان فوج کی ہر بات ماننے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ پاکستان میں کئی سالوں سے سزائے موت پر عمل درآمد روکا ہوا تھا۔ جس کی وجہ بین الاقومی پریشئر تھا۔ موت کی سزا پانے والوں میں سے کچھ کو پھانسی پر چھڑا دیا گیا ہے کچھ پھانسی کے منتظر ہیں۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹیری بان کی مون کا وزیر اعظم کو فون آیا کہ موت کی سزا پر عمل درآمد روک دیا جائے۔ ان کو جواب دیا گیا کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کیے جائیں گے۔ ایمسٹی انٹر نیشنل نے بھی سزائے موت کو روکنے کا کہا ہے۔ اس سال کی ایک اور بڑی خبر امریکا کا ۴۸ ملکوں کے ساتھ افغانستان سے واپس جانا ہے۔ امریکیوں نے نیٹو کا جھنڈا اُتر دیا۔ افغانستان کے صدر نے ایک تقریب کے اندر اپنے ملک کا جھنڈا لہرا دیا۔ ایک معاہدے کے تحت امریکی دس ہزار فوجی اب بھی افغانستان میں رکھے گا۔ طالبان نے افغانستان میں ناٹو کی جنگ کے باضابطہ اختتام پر حقارت آمیز ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے۔ امریکی قیادت میں ناٹو نے ظلم اور سفاکیت کر کے افغانستان کو خون کے تالاب میں ڈبویا ہے۔ ہم

اپنا جہاد جاری رکھیں گے جب تک ایک بھی غیر ملکی فوجی وردی میں ملبوس افغانستان میں تعینات رہے گا۔ اربوں ڈالر خرچ کرکے لاکھوں لوگوں افغانیوں کو شہید کرکے، امریکا اب نامراد اور شکست خوردہ ہو کر افغانستان سے واپس جا رہا ہے یہ فاقہ مست افغانوں کے ملک پر قابض امریکا اور ناٹو فورسس کے لیے ایک سبق ہے۔ ان کی ٹیکنالوجی اور جدید مشینری جہاد کے سامنے فیل ہوئی اور آیندہ بھی جس جگہ مسلمانوں پر ظلم ڈھانے کی کوشش کی گئی ایسی ہی عبرت ناک شکست سے دوچار ہونا پڑے گا ان شاء اللہ۔ یہی تاریخ کا سبق ہے۔ دوسری طرف ہمارے ازلی دشمن بھارت میں ایک مذہبی جنونی ہندو حکومت نریندر مودی کی شکل میں قائم ہو چکی ہے۔ ان کی حکومت نے مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنانے کا عمل شروع کر دیا ہے۔ آئے دن وہ ہماری سرحدوں پر فائرنگ اور ایبٹ آباد طرز کی کاروائی کی دھمکی دے رہا ہے۔ بھارت کی شہ پر امریکا نے ہمارے شہریوں کے سر کی قیمت لگا دی ہے۔ بھارت اور امریکا اس سال بھی کراچی اور بلوچستان میں پاکستان کو معاشی طور پر تباہ کرنے کی پالیسی اور علیحدگی پسندوں کی مدد کرتا رہا ہے۔ اس کا ملک کے سیاست دان اور حکومت کے خفیہ ادارے کئی بار اعتراف بھی کر چکے ہیں۔ کیا حکومت نے اس کا توڑ کیا؟ اس سال پاکستان لاہور انارکلی اور کراچی ٹمبر مارکیٹ میں آتشزدگی کے دو بڑے واقعات ہوئے جس سے بہت بڑا جانی اور مالی نقصان ہوا۔ قتل، اقدام قتل اور ۱۰۰ سے زائد مقدمات میں مطلوب لیاری گینگ وار کے عزیر جان بلوچ جس کے سر کی قیمت پچاس لاکھ مقرر کی

گئی تھی کو دبئی میں گرفتار لر لیا گیا۔ تیس روز میں پاکستان لانے کی تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں۔اس سال پاکستان میں پشاور آرمی پبلک اسکول کے علاوہ ۲۵ □ دہشت گرد حملے ہوئے جس میں ۴۶۳ افراد جان بحق،۹۰فوج اور سیکورٹی اہلکار شہید اور ۸۱۹ زخمی ہوئے۔ پورے ملک میں شدید بدامنی رہی۔اس سال بھی ڈرون حملے جاری رہے ۔ کراچی میں اس سال ساٹھ افراد بم دھماکوں میں جان بحق اور تین سو پچاس سے زائد زخمی ہوئے۔ جان بحق ہونے والوں میں ایس پی سی اسلم چوہدری، انسپکٹر شفیق تنولی سمیت اکیس پولیس افسران اور، رینجرز کے تین افراد شامل ہیں۔ کراچی سنٹرل جیل سے خطرناک قیدی چھوڑانے کے لیے، ملحقہ آبادی کے ایک مکان سے جیل تک ۴۵ میٹر سرنگ کھودی گئی۔ جیل تک پہنچنے کے لئے صرف ۱۰ میٹر رہ گئی تھی کہ ملزمان کو دھر لیا گیا۔ سوشل ورکر عبدالستار ایدھی کے سنٹر پر ڈاکہ مار کر پانچ کلو سونا اور لاکھوں ڈالر لوٹ لیے گئے۔ تھر میں سال بھر میں ۶۰۰ بچے غذائی قلّت کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ اس سال متنازہ شخصیت ،جس نے پاکستان میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے کچھ بھی نہیں کیا، اسلام دشمنوں کی طرف سے تعلیم کے نام پر نوبائل انعام حاصل کیا۔

دسواں بین الاقوامی کتاب میلہ ۲۰۱۴ء ایکسپو سینٹر کراچی

سلسل دس سالوں سے پاکستان میں کتابیں چھاپنے اور فروخت کرنے والوں کی تنظیم (دی پاکستان پبلشیئر اینڈ بک سیلرز اسوسی ایشن) کی طرف سے کراچی ایکسپو سینٹر میں بین الاقوامی کتاب میلے کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔ اس میں حکومت پاکستان کی (نیشنل بک فاؤنڈیشن) کا تعاون بھی شامل ہے۔ اس میلے کو (ایونٹ اینڈ کانفرنس انٹر نیشنل پرائیویٹ لمیٹڈ) نے سجایا۔ اس دسویں بین الاقوامی کتاب میلے کی کمیٹی کے کنوینر جناب اویس مرزا جمیل میسرز ایلائٹ پبلیشئر لمیٹڈ ہیں۔ دسواں بین الاقوامی کتاب میلہ ۱۸ سے ۲۲ دسمبر ۲۰۱۴ء ۵ دن تک ایکسپو سینٹر کراچی میں منعقد کیا گیا ہے۔ اس کتاب میلے میں سنگاپور، بھارت اور پاکستان سے متعدد کتابیں چھاپنے اور فروخت کرنے والے اداروں نے حسب معمول حصہ لیا۔ اس کتاب میلے میں ایک سو پچاس اداروں نے اپنے اسٹال لگائے تھے جس میں ہر قسم کی کتابیں فروخت کے لیے پیش کی گئیں تھیں۔ ایکسپو سنٹر کو تین حصوں میں تقسیم کرکے اسٹالز لگائے گئے تھے۔ ایکسپو سنٹر کی مین بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی استقبالیہ کاؤنٹر کے بعد سیدھے ہاتھ پر ہال نمبر ۳، سامنے ہال نمبر ۲ اور الٹے ہاتھ پر ہال نمبر ۱ تھا۔ کتابوں کے اسٹالز وزٹ کرنے کے لیے کشادہ راستے بنائے گئے تھے۔ جس میں فیملیز اپنے بچوں کے ساتھ آسانی سے اسٹالز کو وزٹ کر رہیں تھیں۔

باہر نکلتے وقت ہر فیملی اور فرد کے ہاتھ میں کتابوں کی تھیلیاں تھیں۔ کھانے پینے کے اسٹالز کا گیلری میں انتظام کیا گیا تھا۔ میلے میں داخل ہونے کے لیے ایک ہی راستہ جو سوک سنٹر کے سامنے ہے اجازت تھی۔ واک تھرو گیٹ سے لوگوں کو داخلے کی اجازت تھی۔ واپسی کے لیے علیحدہ گیٹ بنایا گیا تھا۔ اس بین الاقوامی کتاب میلے کا باقاعدہ افتتاح سندھ حکومت کے نثار کھوڑو صاحب نے جمعہ کے دن کیا۔ انتظامات بہت ہی عمدہ تھے۔ ایکسپو سنٹر کو خوب اچھی طرح سجایا گیا تھا۔ پارکنگ کے لیے جگہ کشادہ تھی کسی قسم کی کوئی بھی تکلیف محسوس نہیں کی گئی۔ کراچی، جو روشنیوں کا شہر تھا جسے ملک دشمنوں نے سال سے غموں کے شہر میں تبدیل کر دیا ہے، کے علم پسند لوگ جوق در جوق ۲۵ شریک ہوئے۔ جن میں بچے، نوجوان، بوڑھے اور خواتین شامل تھیں۔ علم دوستی اور سستی تفریح کے علاوہ گھروں میں محسور لوگوں کو کچھ دن کے لیے سکھ کا سانس نصیب ہوا۔ وہ اپنی فیملیوں کے ساتھ اس کتاب میلے میں شریک ہوئے۔ اپنے اور بچوں کی پسند کی کتابیں خریدیں۔ کراچی شہر جس کے نوجوانوں کے ہاتھ میں قلم اور بڑوں کے ہاتھ میں دلیل کا ہتھیار ہوا کرتا تھا اس کتاب میلے میں کثیر تعداد میں شرکت کرکے پھر کتاب دوستی کا ثبوت فراہم کیا۔ کتاب بینی سے ہی تو علم حاصل ہوتا ہے اور انسان دلیل کی باتیں کرتا ہے۔ ان شاءاللہ کراچی میں اس کتاب میلے سے لوگوں کے ہاتھوں میں کتابیں ہونگی اور وہ پھر سے دلیل کی بنیاد پر پورے پاکستان کے سیاسی اور معاشرتی خیالات کو تبدیل کرنے لگیں گے۔ اللہ بھلا

کرے کتابیں چھاپنے اور فروخت کرنے والی تنظیموں کا کہ جو مسلسل ۹ سالوں سے کراچی میں کتاب میلے کا انعقاد کر رہی ہیں اور اس سال بھی اس کتاب میلے کا انعقاد کیا۔ ہم نے ایک چیز نوٹ کی کہ کتابوں کے اسٹالز پر پچاس فی صد کی رعایت نہیں دی جا رہی تھی۔ سال بعد کتاب میلہ لگتا ہے لہٰذا اس میں تو عوام کو مناسب رعایت ملنی چاہیے۔ منتظمین سے درخواست کرتے ہیں اور امید ہے آیندہ سال اس کا خاص خیال رکھا جائے گا۔اس کتاب میلے میں بچوں کی کتابیں، سی ڈیز، کارٹون اور دیگر مواد کثیر تعداد میں فروخت کرنے کے لیے رکھا گیا تھا۔ قرآن پاک اور تفاسیر قرآن پاک کے بھی اسٹالز موجود تھے۔ سیرت رسولؐ اللہ پر بھی کتابیں تھیں۔ دنیا کے مختلف علماء کی طرف سے لکھی گئی دینی کتابیں بھی فروخت کے لیے رکھیں گئیں تھیں۔ تاریخ، مذہب، فلسفہ ،ادب، فنون لطیفہ اور مختلف علوم پر کتابیں بھی تھی۔ نصاب کی کتابیں اور نصاب بنانے والے اداروں کے اسٹالز بھی موجود تھے۔ اس میں ہماری پسندیدہ اکیڈمی بک سنٹر (آئی آر اے) کا اسٹال بھی تھا جس سے ہم نے اپنی پسند کی چند کتابیں خریدیں۔ غرض ہر قسم کے علم کی کتابیں اس کتب میلے میں موجود تھی۔اردو، انگریزی، سندھی کے کتابوں کے اسٹالز لگے ہوئے تھے۔ مستقل بیماری کے باوجود ہم گذشتہ سالوں سے اس کتاب میلے میں شرکت کر رہے ہیں ۔اپنے شوق کے مطابق کتابیں بھی خریدتیں ہیں۔کتاب دوستی کی وجہ سے ان کتابوں پر اپنے کالموں میں تبصرے بھی لکھتے رہتے ہیں جو اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس میلے کی ابلاغ کے لیے ہر

سال کالم بھی لکھتے رہتے ہیں غرض یہ ہے کی اس اچھے اور نیک کام کی تشہیر ہو اور ہمارے ملک کے لوگوں کو کتابوں سے محبت پیدا ہو جائے۔ ہمارے نزدیک کتاب بینی بہت کم ہو گئی ہے۔ لوگ ٹی وی اور فیس بک کے استعمال کی وجہ سے کتابوں کی طرف کم ہی دھیان دیتے ہیں۔ ہم ہر سال منتظمین سے اپنے کالم میں درخواست کرتے رہتے ہیں۔ ملک کے سارے صوبوں میں ایسے کتاب میلوں کا انتظام کیا جائے۔ یہ اس وقت کی ضرورت ہے۔ جب مسلمان کتابیں پڑتے تھے تو اس وقت کی دنیا علم کی پیاس کے لیے سمر قند اور بخارا کی یونیورسٹیوں کی طرف رجوع کرتی تھی۔ اب جو قومیں کتاب بینی کرتی ہیں تو لوگ لندن اور واشنگٹن کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے وقت کے کتب خانوں جو بغداد وغیرہ میں قائم کیے گئے تھے یاد رکھنا چاہیے جنہیں کتاب دشمن حملہ آور تاتریوں نے مسلمان دشمنی میں جلا دیا اور دریا برد کر دیا تھا۔ مسلمانوں کو پھر سے کتابوں سے لگاؤ لگانا چاہیے۔ ہمارے اہل علم اور حکومتوں کو مغرب کی کتب کے ترجمے کروانے چاہیں تاکہ علم کی قوت سے مسلمان پھر سے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکیں۔ بہرحال یہ کتاب میلہ وقت کی ضرورت ہے کراچی کے لوگوں نے اس سے خوب فائدہ اُٹھایا۔ منتظمین بھی قابل مبارک باد ہیں۔ اللہ ہمارے کراچی اور پورے پاکستان کے حالت درست فرمائے آمین۔

سچ کا سفر

سچ کا سفر ایک کتاب ہے، مسلمانوں کے اسماعیلی فرقے کے صدرالدین ہاشوانی صاحب عرف صدرو بھائی کی جو خود نوشت سوانح عمری کا نچوڑ ہے۔ اس کتاب کو پیپلز پارٹی نے مارکیٹ سے اُٹھا لینے کا نوٹس جاری کیا تھا۔ اس لیے کہ اس کتاب میں کچھ کچھ پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کی بھی داستان ہے۔ مگر یہ کتاب اب بھی مارکیٹ میں موجود ہے۔ بین لاقوامی طور پر مشہور ایک پاکستانی صنعت کار کی داستان، جو اپنے لوگوں کی صلاحیتوں پر بھروسہ، پاکستان کی بقا اور اپنے رب پر مکمل اور غیر متزلزل ایمان رکھتا ہے۔ ان کے خاندان کے کاروبار کا سلسلہ ان کے پردادا مکھی ہاشو سے شروع ہوتا ہے جو رالی برادرز برطانیہ کاروباری ادارہ تھا جو کراچی میں جانوروں کے کھالوں کا کاروبار کرتا تھا۔ یہ کاروبار صدرالدین ہاشوانی کے والد حسین ہاشوانی کو منتقل ہوا۔ حالات نے پلٹا کھایا اور کاروبار بیٹھ گیا۔ انہوں نے چار پہیوں والے ٹرک اور بولان میل ریل پر سالوں سفر کرکے بلوچستان کے یخ بستہ صحراؤں پہاڑوں اور دشوار گزار راستوں میں اجناس کی سپلائی کا کام کیا۔ کبھی مزدروں کے ساتھ غلے کی بوریاں بھی ٹرک پر لوڈ کرنی پڑتی۔ قلات میں بل وصولی کے دوران ہوٹل میں موم بتی کی روشنی میں لکڑیاں جلا کر کمرہ گرم کرنا پڑتا۔ اس نے پاکستان کے نوجوان نسل کو محنت اور محبت کا درس دیا ہے اپنی زندگی کو

بطور مثال پیش کرتے ہوئے نوجوانوں کو بتایا ہے کہ زندگی میں ایمان داری، غیر متزلزل عزم اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین انسان کو دنیا کی ہر رکاوٹ کو دور کر دیتا ہے۔ یقیناً! وہ معمارانِ قوم میں سے ہے، جنھوں نے جہان خود پیدا کیا۔ اپنی کدال سے اپنا راستہ خود تراشہ ہے۔اب وہ پاکستان کے میریٹ اور پرل کانٹی نینٹل درجنوں ہوٹلز کا مالک ہے۔ تیل اور گیس نکالنے کے کاروبار سے منسلک ہے۔بلکہ اور بھی کئی کاروباری ادارے چلا رہا ہے۔وہ کپاس کا بادشاہ بھی کہلایا۔ چاول کے کاروبار میں بھی ترقی کی۔ وہ لکھتے ہیں گو کہ بھٹو کو اقتدار میں لانے والے جرنیلوں سے ان کے تعلقات قریبی تھے مگر میں نے بھٹو سے ملنے کا کبھی بھی نہیں سوچا تھا۔ کیونکہ بھٹو اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتے تھے۔ ہاشوانی صاحب نے بھٹو دور میں اسلام آباد میں میریٹ ہوٹل کا پلاٹ حاصل کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں پیپلز پارٹی نے ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۴ء میں قومیانے کی ناکام مہم چلائی اور اسٹیل، سیمنٹ، بینکوں، تعلیم، کپاس، چاول کے کارخانوں کو قومی تحویل میں لے لیا۔ پیپلز پارٹی نے کاروباری لوگوں کو لٹیرے کہا۔اس غلط پالیسی کی اب پاکستان قیمت ادا کر رہا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ ڈنگو مل کمپنی جس کے ساتھ مل کر بھٹو صاحب نے وکالت شروع کی تھی کے رام چندانی ڈنگو مل نے تعلیم کو قومی تحویل میں لینے پر اعتراض کیا۔ تو بھٹو صاحب نے قہقہ لگایا اور کہا پریشان مت ہو تمہارے اور میرے بچوں نے کون سا پاکستان میں تعلیم حاصل کرنی ہے۔کیا وہ یہاں پڑھ رہے ہیں؟ یہ تو اُس جیسی

ہی بات ہوئی جو اصغر خان نے اخبارات میں کہی تھی کہ بھٹو صاحب نے کہا تھا، آؤ دونوں مل کر قوم کو بے وقوف بناتے رہیں۔ بھٹو نے منہ پھٹ کاؤس جی کو بھی جیل میں ڈال دیا تھا۔ بہر حال ان کے بھٹو صاحب سے تعلقات اچھے نہیں تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بھٹو کے بعد ضیاالحق سے کراچی کی ایک ملاقات میں، جس میں بھٹو کو بُرا بھلا کہا جا رہا تھا، میں ضیاالحق سے کہا بھٹو نے تو ملک تباہ کر دیا مگر آپ بھی تو ان ہی بیوروکریٹس کو نواز رہے ہیں جو تباہی کے ذمہ دار تھے۔ ٹی وی کھولیں تو ملاہی ملا نذر آتے ہیں۔ سرائے کرم معیشت پر بھی زور دیں۔ اس پر مجھے ناپسندیدہ شخص قرار دے دیا گیا۔ پورے خاندان کا نام ایکزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کر دیا تھا۔ میرے اور میرے کاروبار کی ظالمانہ تحقیقات کا بھی آغاز کر دیا گیا۔ میں ہوٹلینگ کے کاروبار سے پاکستان کا نام روشن کر رہا تھا اور آمر نے پاکستان کو میرے لیے نامہربان بنا دیا۔ تحقیق کے دوران ہر پیشکی پر برگیڈیئر تجمل حسین پوچھتا کیا ذوالفقار علی بھٹو تمہارا خفیہ شراکت دار تھا۔ تم نے بھٹو دور میں پلاٹ حاصل کیا تھا۔ میں کہتا میری تو کبھی اس سے ملاقات تک نہیں ہوئی۔ مجھے بینظیر بھٹو کو فنڈ دینے کے جرم میں انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔ میرے گھر پر چھاپہ مارا گیا۔ مجھے شراب پینے کا مجرم قرار دینے کی کوشش کی گئی جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ الہیٰ بخش سومرو صاحب نے مجھے کہا فوراً کراچی چھوڑ دو۔ تمہارے خلاف ایم پی او کے تحت مقدمہ بن رہا ہے۔ میں نے کراچی چھوڑ دیا۔ ملک

میں اِدھر اُدھر چھپتا رہا۔ مجھے مسلم لیگ کے حبیب اللہ جو میرے دوست تھے نے کہا تم پیر پگارا سے مدد کی درخواست کرو۔ میں پیر پگارا سے ملا تو انہوں نے کہا تم نے بینظیر بھٹو کو رقم دی ہے ؟ میں نے کہا نہیں پیر صاحب بالکل نہیں۔ پیر صاحب نے ضیاالحق اور جونیجو سے بات کی اور مجھے کہا گیا کہ تم کراچی جا سکتے ہو۔ مقدمہ واپس لے لیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں میرٹ ہوٹل میں ڈسکو کلب میں کراچی کے نوجوان امڈ آتے تھے۔ ۱۹۸۳ء میں ایک رات مجھے جی ایم کا فون آیا کہ ڈسکو کلب میں فائرنگ ہو رہی ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں بھاگ کر جانیں بچا رہے ہیں۔ میں نے کہا محافظوں کی فوج اور بلیک بیلٹ تمھارے پاس موجود ہیں۔ فائرنگ کرنے والوں کو ڈھڈے مار کر باہر نکال دو۔اس نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن حاکم علی زرداری کا دھاڑتے ہوئے فون آیا تم نے میرے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کرنے کی جرات کیسے کی؟ میں نے جواب دیا اگر تمھیں عزت کا خیال ہوتا تو آصف علی زرداری کو بندوق لیے ہوٹل میں نہ بھیجتے۔آصف علی زرداری کی میرے ساتھ اس واقعے کی وجہ سے پرخاش رہی۔ لکھتے ہیں جب بینظیر اقتدار میں آئی تو آصف علی زرداری میرے پیچھے پڑ گیا کہ ضیاالحق نے میری مدد کی ہو گی۔ قسمت کی ستم ظریفی کہ ایک دھائی پہلے مجھے ضیاالحق نے ظلم کا نشانا بنایا تھا کہا گیا تھا کہ میں نے بھٹو سے معاونت حاصل کی۔ لکھتے ہیں بینظیر کے دور میں آصف علی زرداری نے اغوا پھر کاغذات پر زبردستی دستخط کروا کے جائیداد لے لینے اور پھر مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ یہ منصوبہ

مجھے میرے دوست کور کمانڈر جنرل آصف نواز نے بتایا تھا اور مجھے فوجیوں کی حفاظت میں ایئر پورٹ پہنچایا گیا اور میں بیرون ملک چلا گیا۔ ۱۹۹۳ء میں جنرل آصف نواز کو جاگنگ کرتے ہوئے دل کا دورا پڑا۔ وہ وفات پا گئے۔ ان کے بال فرانزک معائنے کے لیے بھجوائے گئے تو ان میں انتہائی مہلک زہر پایا گیا۔ نواز شریف کی حکومت کے بعد بینظیر دوبارہ اقتدار میں آ گئی۔ بینظیر نے مجھے معاشی مشیر بننے کا کہا مگر میں نے انکار کر دیا۔ زرداری بے تاج بادشاہ بن گیا۔ مسٹر ٹین پرسنٹ مشہور ہوا۔ آبدوز سکینڈل میں گرفتار ہوا۔ نواز شریف کے دوسرے دور میں مجھے پھر ایکزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کر لیا الزام تھا کہ میں نے پی پی دور میں مراعات حاصل کیں ہیں۔ جنرل کرامت نے میری مدد کرنی چاہی مگر میں نے حالات کا مقابلہ کیا اور بلا آخر مجھے نجات ملی۔ لکھتے ہیں نواز شریف کے بعد ڈکٹیٹر مشرف کا دور آیا۔ مشرف امریکا کا ساتھ نہ دیتا تو پاکستان موجودہ مصیبت میں کبھی مبتلا نہ ہوتا۔ میں اس کے احمقانہ فیصلے پر مشرف کو کبھی معاف نہ کروں گا۔ بینظیر ایک معاہدے کے تحت پاکستان واپس آئی۔ مشرف دور میں اسے ایک سازش کے تحت قتل کر دیا گیا اور قتل طالبان کے سر ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد پی پی پھر اقتدار میں آ گئی اور ۲۰۰۸ء زرداری مغرب کی حمایت سے پاکستان کے صدر بن بیٹھے۔ اہم جرنیلوں کی مدت ملازمت میں توسیع کر کے ان کے دل جیت لئے۔ ۱۹۹۰ء اور ۲۰۰۸ء کے زرداری میں اتنا فرق ہوا کہ مسٹر ٹین پرسنٹ سے مسٹر نائنٹی بن گیا۔

۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں میری جان لینے کی پانچ

کوششیں کی گئیں۔ اسلام آباد میں میرے گھر میں آگ لگا دی گئی۔ میرے دفتر میں آتشزدگی ہوئی۔ ۲۰۰۹ء میرے ہوٹل میں پرل کانٹی نینٹل ہوٹل پشاور میں دھماکہ ہوا۔ لکھتے ہیں ۲۰ ستمبر ۲۰۰۸ء کو میریٹ ہوٹل اسلام آباد پر خود کش حملہ ہوا جبکہ اسی دن میں نے فیملی کے ساتھ رات کا کھانا میریٹ میں کھانا تھا۔ حملے کے بعد مجھے ایک سینئر سرکاری افسر کی فون کال موصول ہوئی۔ نقصان پر بات کرنے کے بجائے مجھے کہا گیا کہ میں میڈیا کو بتاؤں کہ صدر زرداری اس دھماکے کا متوقع نشانہ تھا۔ میں نے کہا میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں جاری تفتیش کا محتاط جائزہ لیتا رہا۔ ٹرک کے آگے آگے جو کار تھی اور جس کا نمبر تک نوٹ کر لیا گیا تھا جو ٹرک کو گیٹ تک پہنچا کر دوسری طرف مڑ گئی تھی آج تک ٹریس نہ ہو سکی۔ ٹرک کے دھماکوں اور چوتھی اور پانچویں منزلوں پر کیمیائی آگ کے درمیان کوئی مطابقت نہ تھی۔ یہ ایک راز ہے کہ سیکورٹی زون میں ہزار کلو سے زائد مواد سے بھرا ٹرک پہلے پارلیمنٹ، جس میں وزیر اعظم چار سو افراد کے اعزاز میں افطار ڈنر دے رہے تھے کیسے گذر گیا۔ اس کار کا کیا قصہ ہے جس نے اس ٹرک کی رہنمائی کی تھی۔ اسی تباہ شدہ میریٹ ہوٹل کی تعمیر کے دوران تین بار مجھ پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ میں ہر دفعہ پولیس کی بروقت اطلاع سے بچ گیا۔ مجھے ایک انٹیلی جینس کے دوست نے گھر آ کر بتایا، ہاشوانی صاحب اس حملے کے آپ ہدف تھے۔ یہ ایک سیاسی چال ہے۔ اس میں طالبان کا کوئی داخل نہیں۔ بس آپ محتاط رہیں۔ اس دوران رحمان ملک نے مجھے گھر بلایا میں نے اسے کہا یہ سب

کچھ کیا ہے ؟ وہ بولا یہ بیت اللہ مسعود کے علاوہ کون ہو سکتا ہے۔ میں حیران تھا صرف پانچ گھنٹے میں رحمان ملک کو یہ کیسے معلوم ہو گیا۔ میں نے خیال دوڑایا۔ مجھے زرداری کے صدر بننے کے بعد اغوا کی دھمکیوں اور ۱۹۹۰ء کی داہائی کے واقعات، بشیر قریشی کی کاروائی یاد آ گئیں۔ پاکستان میں اپنی جان کو درپیش خطر سے محفوظ رہنے کے لیے میں ۲۰۰۸ء دبئی چلا گیا پانچ سال تک وہیں سے اپنا کاروبار چلاتا رہا۔ ۲۰۱۰ء میں مجھ سے دبئی میں ایک سابق امریکی سفارت کار نے ملاقات میں مجھ سے پوچھا کیا بات ہے کہ پاکستان کے اکثر لوگ بیرون ملک دبئی، لندن اور سنگاپور میں سرمایا کاری کر رہے ہیں۔ بینکوں میں کھاتے کھول رہے ہیں بچوں کو بیرون ملک بھیج رہے ہیں۔ میں نے فوراً کہا زرداری سے پوچھو جس کو آپ نے پاکستان بچانے کے لیے لگایا ہوا ہے۔ لکھتے ہیں اب میں ۱۴ جون کو واپس پاکستان آ گیا ہوں۔ برسوں بعد پہلی دفعہ اسلام آباد اپنے بستر پر سویا ہوں۔ میں نے شریف برادران سے ملاقات کی۔ پاکستان کو ترقی کی راہ پر لگانے کے لیے نواز شریف کو مشرف اور زرداری دور کے نقصانات کا ازالہ کرنا پڑے گا۔ پاکستان کی خاطر انہیں ہر حال میں کامیاب ہونا چاہیے۔ یہ ہے ایک زیرو سے ہیرو بننے والے کامیاب صنعت کار صدرالدین ہاشوانی کی داستان جس کو ختم کرنے کی کوششیں کی گئیں جس پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے۔ جس کے اثاثوں اور کاروبار کو بار بار چیک اور جانچ پڑتال کی گئی مگر ملکی قوانین کے خلاف کچھ نہ ملا۔ اس نے اللہ پر بھروصہ کرتے ہوئے ہر ظلم کا مقابلہ

کیا۔ اب بھی پاکستان کو ترقی کے راستے پر ڈالنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اس کی داستان میں عام پاکستانیوں اور اپنے پیروں پر کھڑے ہونے والی نوجوانون نسل کے لیے سبق ہے۔

جان کیری کا دورہ پاکستان

ویسے تو امریکی ۹ □ ۱۱ کے بعد پاکستان کے دورے پہ دورے کرتے رہے ہیں۔ ہمیشہ پاکستان کے ساتھ اسٹرٹیجک معاملات پر مذاکرات کرتے رہے ہیں۔ مگر اس دفعہ امریکی وزیر خارجہ جان کیری کا دورہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ جان کیری نے کہا پاکستان حقانی نیٹ ورک اور لشکر طیبہ کے خلاف کاروائی کریں۔ پاکستانی اور افغان طالبان پوری دنیا کے لیے خطرہ ہیں۔ وزیرستان آپریشن قابل ستائش ہے۔ جان کیری صاحب کو معلوم ہے ہمارے ملک میں سرحد پار افغانستان سے دہشت گردی جاری ہے۔ تازہ دہشت گردی میں ظالمان نے واہگہ کے پاس عام شہریوں اور آرمی پبلک اسکول پشاور میں معصوم بچوں کو جس بے دردی سے شہید کیا گیا اس کی مثال دنیا کی دہشت گرد کاروائیوں میں ڈھونڈنے سے نہیں ملے گی۔ ظالم دہشت گردوں نے ایک ایک بچے سے اُس کے والد کا نام پوچھ پوچھ کر شہید کیا۔ ٹیچرز کو زندہ جلا دیا گیا۔ ان دہشت گرد کاروائیوں کو ظالمان (تحریک طالبان پاکستان) نے قبول کیا اور بعد میں اِس تنظیم کے بزدل امیر ملا فضل اللہ نے دیدہ دلیری سے کہا کہ ظالمان اس سے بڑی کاروائی کریں گے۔ یہ بزدل لوگ ملک سے باہر بیٹھ کر پاکستان کے معصوم لوگوں کے ساتھ دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ پشاور میں معصوم بچوں پر دہشت گرد کاروائی نے پوری پاکستانی قوم

کو یک جا کر دیا۔ حکومت نے بروقت سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو ایک میز پر بیٹھا کر بیس نکات پر لائحہ عمل طے کر کے پاکستانی قوم کے جذبات کی ترجمانی کی ہے جس میں فوجی عدالتیں بھی شامل ہیں۔ اس سے قبل پاکستان کی عدالتوں نے دہشت گردوں کے مقدمے سن کر ان کو پھانسی کی سزائیں دی تھیں۔ مگر حکومتوں نے بیرونی پریشر کے سامنے جھک کر دہشت گردوں کو پھانسی پر نہیں چڑھایا تھا۔ جس کی وجہ سے دہشت گردوں کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ اب عدالتوں سے سزا پانے والوں کو پھانسی کی سزا پر عمل درآمد سے ان کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے اور دہشت گردی کرتے وقت سو دفعہ سوچیں گے۔ مذہبی طبقے کا کہنا ہے دہشت گرد صرف اور صرف دہشت گرد ہوتا ہے۔ اس کا کسی بھی طبقے سے تعلق ہو وہ صرف دہشت گرد ہے۔ لہٰذا حکومت کو سب دہشت گردوں سے ایک جیسا سلوک کرنا چاہیے۔ صرف مذہب کے نام پر دہشت گرد کو دہشت گرد کہنا صحیح نہیں۔ جس نے بھی دہشت گردی کی ہے اس کی اسے سزا ملنی چاہیے۔ اس سلسلے میں حکومت کو مذہبی طبقہ کو بھی مطمئن کرنا چاہیے۔ پشاور میں آرمی پبلک اسکول کی دہشت گردی کے بعد ہماری مسلح افواج کے سپہ سالار اور آئی ایس آئی کے سربراہ افغانستان گئے اور وہاں افغانستان کے صدر اشرف غنی صاحب اور فوجی ذمہ داروں کے سامنے ثبوت پیش گئے اور (ظالمان) تحریک طالبان پاکستان کے سربراہ کو پاکستان کے حوالے کرنے کی بات بھی کی۔ صدر اشرف غنی صاحب نے اس کا وعدہ بھی کیا تھا مگر وہ آج تک پورا نہیں ہوا۔ اس کے بعد پھر ہمارے

آئی ایس آئی کے چیف افغانستان گئے اور اسی مطالبے کو دہرایا مگر حاصل کچھ نہ ہوا۔ آج الیکٹرونک میڈیا پر خبر چلی کہ پاکستان کے سپہ سالار نے جان کیری کے سامنے بھی سرحد پار افغانستان سے دہشت گردی کے ثبوت رکھے ہیں اور کہا کہ اتحادی فوجی ان دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کریں۔ یہ مطالبہ کتنا مناسب ہے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ہم نے شمالی وزیرستان سے پاکستان میں دہشت گردی کے ساتھ ساتھ امریکہ کی خواہش پر بھی شمالی وزیرستان میں دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کر رہے ہیں۔ امریکہ کو شروع دن سے یہ خطرہ تھا کہ ان کے افغانستان سے چلے جانے کے بعد حقانی نٹ ورک افغانستان کے طالبان کی مدد کریں گے اور ان کی قائم کی گئی پٹھو اشرف غنی عبداللہ عبداللہ حکومت کا چند مہینوں تختہ الٹ دیں گے۔ اس سے قبل بھی امریکہ گذشتہ کئی سالوں سے حقانی نیٹ ورک کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کرتے رہے ہیں مگر اس وقت فوج کے سابق سربراہ نے ان کی بات نہیں مانی۔ جس کا تذکرہ آئی ایس پی آر کے سابق سربراہ نے اپنے الیکٹرونک انٹرویو میں پریس کو بتایا تھا۔ خیر اب تو ہماری بہادر فوج ان بزدل دہشت گردوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے لگی ہوئی ہے۔ جس میں پوری پاکستانی قوم بھی اپنی فوج کے ساتھ شامل ہے۔ جو حلقہ نیک نیتی سے ان کے ساتھ مذاکرات کی بات کرتا تھا اب وہ بھی ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے فوج کے ساتھ شانہ بشانہ شامل ہے۔ فوج اور سیاستدان بلکہ پوری پاکستانی قوم یک جان ہے۔ امریکہ کو معلوم ہے اس کاروائی میں ہمارے

فوجی شہید ہو رہے ہیں۔ دس لاکھ سے زیادہ لوگ شمالی وزیرستان سے ہجرت پر مجبور ہو کر دربدر ہو گئے ہیں۔ خیبر ایجنسی فوجی آپریشن میں بھی پاکستان کے کئی شہری اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اس فوجی آپریشن پر امریکہ کی طرف سے ہماری فوج کی زبانی تعریف اور اظہار یکجہتی بھی کیا ہے۔ جان کیری نے اپنے دورے کے درمیان بے گھر ہونے والے کے لئے ۲۵ کروڑ ڈالر کی امداد کا اعلان بھی کیا ہے۔ جس پر الطاف حسین صاحب نے بجا طور پر کہا اتنی کم رقم تو اونٹ کے منہ میں زیرے والی بات ہے۔

پاکستان کی عوام کا مطالبہ ہے کہ تحریک طالبان پاکستان (ظالمان) کے امیر فضل اللہ کو پاکستان کے حوالے کیا جائے۔ افغانستان سے دہشت گردی کرنے والے ظالبان کے خلاف اتحادی فوجی کاروائی کرکے ان کا خاتمہ کریں۔ آیندہ بھی پاکستان کے خلاف اس سے زیادہ دہشت گرد کاروائی کے بیان پر ملا فضل اللہ سے پوچھ گچھ کی جائے اور ایسی بزدل لانا کاروائیوں سے روکا جائے۔ بھارت نے پاکستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ افغانستان میں جو اپنے درجنوں کونصل خانے قائم کئے ہوئے ہیں ان کے ذریعے پاکستان کی سالمیت کے خلاف کاروائیاں ہو رہی ہیں۔ جن کے ثبوت کئی دفعہ پریس میں بھی آ چکے ہیں۔ افغانستان میں بیٹھے بھارت کو بھی پاکستان دشمن کاروائیوں سے روکا جائے۔ اگر امریکہ پاکستان کے یہ سب مطالبات پر غور کرنے اور بل آخر ان پر اپنی پٹھو افغان حکومت کو عمل کرنے پر تیار کرلے تو پاکستانی عوام سمجھے گی کہ امریکہ پاکستان کا دوست ہے۔ جب سے پاکستان بنا

ہے اور پاکستان اور امریکہ آپس میں دوست ہیں۔ امریکہ پاکستان کی بقا اور سالمیت پر یقین رکھتا ہے تو بات بنی گی۔ ورنہ جس تناسب سے پاکستان میں امریکی مخالفت پہلے سے موجود ہے اس نازک موقعے پر مزید بڑھنے کا امکان ہے۔ کیونکہ افغانستان میں امریکہ کی پٹھو حکومت قائم ہے۔ امریکہ نے تیرہ سال تک افغانستان میں چالیس ملکوں کی فوجی قوت سے افغانستان میں طالبان کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی مگر شکست کھا کر واپس چلا گیا ہے۔ امریکہ کے دس ہزار فوجی اپنے کیمپوں میں موجود ہیں۔ افغانستان کی فوج کی مدد کر رہے ہیں۔ افغانستان میں امریکہ کا اثر رسوخ ہے۔ امریکہ ہی افغانستان سے پاکستان کے خلاف دہشت گردی ختم کروا سکتا ہے۔ بھارت کو بھی پاکستان کے خلاف کاروائیوں سے روک سکتا ہے۔ اس وقت امریکہ کا امتحان ہے کہ وہ پاکستان سے ۶۷ سالہ دوستی کو کس نظر سے دیکھتا ہے۔ پاکستان کی امداد کے بلند بالا دعوے کرتا رہتا ہے۔ پاکستانی الیکٹرونگ میڈیا پر اس کی امداد کے اشتہاروں کی بھر مار ہے۔ تعلیم میں مدد، بجلی میں مدد، زراعت میں مدد اور نہ جانے کس کس مد میں امداد کے اشتہار چلائے جا رہے ہیں۔ مگر کسی محکمے میں کوئی بھی ترقی نہیں ہوئی۔ بلکہ تنزل ہی ہوا ہے۔ این جی اوز کی ڈاریکٹ مدد کی باتیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ مگر پی پی کے سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے مطابق آدھی امداد تو امریکہ کے مشیروں کی مد میں خرچ ہو جاتی ہے۔ باقی بچی کچی کرپشن میں چلی جاتی۔ عوام بچاری کو کم ہی حصہ ملتا ہے۔ پاکستانی عوام کو امریکی امداد

کی ضرورت نہیں صرف تجارت کی ضرورت ہے۔ امریکہ افغانستان سے پاکستان کے خلاف دہشت گردی کو روک دے تو پاکستانی عوام سمجھے گی کہ امریکہ پاکستان کا دوست ہے۔ اب امریکہ کا امتحان ہے۔ اگر پاکستان کے ان مطالبات کو منظور کیا جائے تو تب ہی جان کیری کے دورے کو کامیاب کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ یہ دورا بھی پہلے دوروں کی طرح ایک دورا ہی ہوگا۔

کاش اربوں آبادی والے ۶۵ مسلمان ملکوں کے حکمران بھی اپنے پیغمبرؐ کی شان میں ریلی نکالتے!

پیرس میں فرانس کے ہفتہ وار جریدے چارلی ایبڈو پر حملے کے خلاف دنیا کے چالیس صلیبی ملکوں کے سربراہوں نے ریلی نکالی۔ اس ریلی میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی۔ ٹھیک ہے دہشت گردی چاہے کسی بھی مذہب کے افراد کریں وہ دہشت گردی ہے ۔ دہشت گرد کا کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ بس دہشت گرد ہوتا ہے۔ بد قسمتی سے دہشت گردی کرنے والوں کے نام اسلامی تھے جس کی وجہ سے ان کی شناخت اسلام کے نام سے ہوئی۔ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے ہم اس دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں۔ دہشت گردی کے شکار ہونے والوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ اتوار کو پیرس میں لاکھوں افراد نے احتجاجی مارچ میں شرکت کی۔ یہ احتجاج پیرس میں توہین آمیز خاکہ شائع کرنے والے ہفت روزہ چارلی ایبڈو کے دفتر پر حملے، جس میں ۱۲ افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ دو افراد نے نقاب پہنے چارلی ایبڈو کے دفتر میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ فرار ہوتے ہوئے پولیس سے جھڑپ کے دوران دو اہلکار بھی ہلاک ہو گئے۔ سیکورٹی اداروں نے فوراً سرچ آپریشن شروع کر دیا اور متعدد مشتبہ افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ اُدھر فرانس کے صدر نے کابینہ کا ہنگامی اجلاس طلب کیا۔ اس فرانسیسی ہفت روزہ رسالے نے ۲۰۱۳ء میں بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی کارٹون شائع کیے تھے۔ جس پر دنیا بھر کے مسلمانوں نے شدید ر

دِ عمل کا اظہار کیا تھا۔مذکورہ رسالے کے دفتر پر ۲۰۱۱ء میں بھی ایسی ہی حملے کی کوشش کی گئی تھی۔نہ جانے صلیبیوں کو کب سمجھ آئی گی کہ اللہ کے سارے پیغمبرؑ سب دنیا کے لیے قابل احترام ہیں۔ اسلام میں تو پیغمبروںؑ کو ماننے کے بغیر ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا ۔کجا کہ کوئی ان کی شان میں گستاخی کرے۔ رشدی نام کے ملعون نے پیغمبرؐ کے خلاف زبان بازی کی اور کتاب چھاپی جس پر امام خمینیؒ نے اس کے قتل کا فتوا جاری کیا تھا جو آج تک ایگزسٹ کرتا ہے۔ اس کو مسلم سوسائٹی سے خارج کر دیا گیا ہے اب تک چھپ کر زندگی گزار رہا ہے۔ اس طرح بنگال کی تسلیمہ نسرین نے بھی ایسی ہی گستاخی کی تھی۔ اس کو بھی مسلمان سوسائٹی سے خارج کر دیا گیا ہے۔ ملالہ نے جب ان دونوں کے لیے اپنی کتاب میں کچھ کلمات لکھے تو وہ بھی اسلامی سوسائٹی میں ناپسندیدہ ٹھیری ہے۔ اسی حرکت کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت اس سے نفرت کرتی ہے۔ چاہے صلیبیوں نے اسے نوبیل انعام سے ہی کیوں نہ نواز دیا ہو۔ صلیبی اپنی آزاد سوسائٹی میں ایسے لوگوں پر گرفت نہیں کرتی۔ اس لیے آئے دن یہ اللہ کے رسولؐ کی شان میں گستاخی کرتے رہتے ہیں۔ آخری رسولؐ ساری دنیا کے لیے رسولؐ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ کسی بھی مہذب معاشرے میں نفرت اور اشتعال پھیلانا ہر گز آزادی اظہار خیال نہیں بلکہ مجرمانہ فعل ہے۔یورپ میں یہودیوں سے متعلق ہولوکاسٹ پر بات کرنا جرم اور قابل سزا ہے۔ جب کہ اس میں مذہب کا کوئی تعلق نہیں۔ کیا مسلمانوں کو ہی اتنا کم تر سمجھ لیا گیا ہے کہ آئے دن اللہ کے آخری

پیغمبرؐ کی شان میں گستاخیاں کی جائیں۔ صلیبیوں کو یاد رکھنا چاہیے کی ڈیڑھ ارب مسلمانوں نے نہ پہلے ایسی گستاخی کو برداشت کیا ہے نہ آیندہ برداشت کرے گی۔ مسلمان رسولؐ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا آخری دم تک پیچھا کرے گی انہیں چین سے نہیں رہنے دی گی۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف سمتوں سے اخبارات میں یہ خبریں بھی لگ رہیں ہیں کہ کہیں یہ بھی ۹ □ ۱۱ والی چال تو نہیں ہے۔ جس کی آج تک تحقیقات سامنے نہ آ سکیں۔اس واقعہ کے وقت بش نے کہا تھا کہ صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ پھراس وقت سے لے کر آج تک دنیا کے جادو گر یہودی صلیبی میڈیا نے مسلمانوں کو دہشت گرد بنا کر رکھ دیا ہے۔ پوری دنیا میں کوئی بھی ناروا حرکت ہوتی ہے تو اسے مسلمانوں سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے علاوہ نیٹ پر بھی مسلمانوں کے خلاف مواد ڈال دیا گیا ہے۔ وکی مسلم کے نام سے ایک پوسٹ نیٹ پر تھی۔اب نہ جانے کس نے ہٹا دی۔ اس کے ۶۰ صفحے کے فوٹو اسٹیٹ میرے پاس موجود ہیں جس میں کہیں بھی دنیا میں کچھ بھی ہوا ہو، کسی نے بھی کیا ہو، اسے مسلمانوں سے جوڑ دیا گیا۔ یورپ میں حجاب کے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے۔ مساجد پر حملے ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کو طرح طرح سے تنگ کیا جا رہا ہے۔ عدالت کے اندر چاقو کے وار کر کے ایک حجاب پہنے مسلم خاتون کو ظلم کے ساتھ ایک صلیبی وحشی نے شہید کر دیا تھا۔ کیا آزادی سے اپنی اپنی مذہب تہذیب پر عمل کرنے کا حق چھیننا بے انصافی نہیں؟ کیا صلیبی اسی کو تہذیب یافتہ سوسائٹی کہتے ہیں؟ کیا ہی اچھا ہو کہ تمام

دنیا اس بات پر متفق ہو جائے کہ کسی کی بھی مذہب کے ماننے والوں کے خلاف نفرت اور اشتعال انگیزی اور دل آزاری کو ممنوع قرار دیا جائے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم کو چاہیے کہ وہ دوسرے مذاہب کے سرکردہ لوگوں سے مل کر کوئی ایسی دستاویز تیار کریں جس میں ایک دوسرے کے عقائد اور پیغمبروںؑ کے باہمی احترام پر مبنی ہو۔ اس مسودے کو اقوام متحدہ میں پیش کیا جائے اور اسے منظور کرایا جائے۔ کیا دنیا چین سے نہیں رہنا چاہتی؟ کیا دنیا میں انصاف صرف ترقی یافتہ قوموں کے لیے ہے کمزور قوموں کے لیے نہیں؟ کیا اقوام متحدہ صرف صیلیبیوں کی لونڈی ہے یا سب کے لیے. برابری کا احساس رکھتی ہے؟ اگر انصاف ہے تو سب کے لیے ہے۔ اسلام دشمن رسالے، جس نے ہمارے پیغمبرؐ کی شان میں ناروا خاکے چھاپ کر گستاخی کی اس کی مہذب دنیا کو اس کی بھی مذمت کرنی چاہیے۔ اس کے رد عمل میں اس پر حملہ ہوا۔ ۱۲ افراد ہلاک ہوئے جو ایک دہشت گردی ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ درست ہے۔ ان ہلاکتوں پر ان سے یکجہتی کے لیے جو چالیس ملکوں کے سربراہوں کی زیر قیادت لاکھوں نے ریلی نکالی وہ بھی درست ہے۔ اس میں دو رائے نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ وہ اقوام متحدہ سے اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے پیغمبرؐ کی شان میں گستاخی کیوں کی گئی؟ اس کا جوب دیا جائے اور آیندہ گستاخی نہ کی جائے۔ کاش ڈیڑھ ارب آبادی والے ۶۵ مسلمان ملکوں کے حکمران بھی اپنے پیغمبرؐ کی شان میں ریلی نکالتے ! اس سے پیغمبرؐ اسلام سے

اظہار یک جہتی ہوتا۔ مل بیٹھ کر اس کی پلاننگ کرتے۔ اور دنیا پر واضع کرتے کہ ہم اپنے پیغمبرؐ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ ہے۔ ہم کبھی بھی ایسی گستاخی اور توہین آمیز خاکے برداشت نہیں کریں گے۔ اگر ایسی حرکتیں نہ روکی گئیں تو پھر ایسے گستاخی کرنے والوں کو نتائج کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ہمارے نزدیک مسلمانوں کو بھرپور احتجاج کرنا چاہیے۔ قانون کا احترام ہونا چاہیے۔ تیش میں آکر کسی کی جان نہ لینی چاہیے۔ یہی ہمارے پیارے پیغمبرؐ کی تعلیمات ہیں۔ قرآن کہتا ہے کسی ایک انسان کی جان لینا ساری انسانیت کے قتل کے برابر ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اللہ اور رسولؐ کی تعلیمات پر عمل کرکے اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہیے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ میں مذمتی قرداد پیش کی گئی جسے اکثریت سے منظور کر لیا گیا۔ اس قرارداد کو یورپی ممالک کے سفارت خانوں اور اقوام متحدہ کو بھیجا جائیت گا۔ یورپی یونین اور اقوام متحدہ سے ایسے واقعات روکنے کی درخواست کی گئی۔ قومی اسمبلی کے ارکین نے شاہ راہ دستور پر ایک ریلی بھی نکالی گئی۔ جماعت اسلامی اور دینی جماعتوں کی طرف سے ملک بھر میں بھرپور احتجاج بھی کیا گیا۔ جماعت اسلامی کی طرف سے کراچی میں سیکڑوں جگہوں پر مظاہرے ہوئے۔ کراچی میں اسلامی جمعیت طلبہ کی طرف سے فرانس کے کونصل خانے کو پر امن طور پور قرارداد پیش نہ کرنے دی۔ یہاں بھی لاہور جیسے ایک گلو نے سادہ کپڑوں میں مظاہریں پر ڈارکیٹ فاہر کئے جس کو الیکٹرونک میڈیا نے اسکرین پر دکھایا۔

لو واٹر کینن استعمال کی گئی۔آنسو گیس استعمال بھی کی گئی۔ جس سے دو صحافی شدید زخمی ہوئے۔ کئی کارکن بھی زخمی ہوئے۔درجنوں کورکنوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔

صَفَا اور مَروَہ اللہ کی نشانیاں!

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ''یقیناً صَفَا اور مَروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کر لے'' (بقرۃ ۱۵۸) صفا اور مروہ مسجد الحرام کے قریب دو پہاڑیاں ہیں۔ ان کے درمیان سعی کرنا مناسک حج میں شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو سکھائے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد مشرکین نے صفا پر ''اِساف'' اور مروہ پر ''نائلہ'' کے استھان بنا لیے تھے۔ رسولؐ اللہ نے اس شرک کو ختم کیا اور پھر سے اللہ کے حکم کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کے طریقے پر دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کا طریقہ رائج کیا۔ یہ طریقہ اب رائج ہے اور رہتی دنیا تک رائج رہے گا۔ جب حضرت ابراہیمؑ عراق سے نکلے تو مکہ میں تشریف لائے تھے۔ اپنی بیوی حضرت حاجرہؑ اور شیر خوار بچے حضرت اسماعیلؑ کو مکہ میں بے آب و گیاہ جگہ پر اللہ کے بھروسے پر چھوڑ گئے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ جب بیوی اور شیر خوار بچے کو چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت حاجرہؑ ان کے پیچھے چلیں۔ اُنہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا! کیا آپ ہمیں اللہ کے حکم کے مطابق یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا ہاں۔ حضرت حاجرہؑ نے اس پر کہا ''اگر یہ بات ہے تو اللہ یقیناً ہمیں ضائع نہ

ہونے دے گا'' حضرت ابراہیمؑ نے جاتے وقت یہ دعا مانگی۔ ''اے پروردگار! میں نے اپنی نسل کا ایک حصہ ایک بے آب وگیاہ وادی میں تیرے محترم گھر کے قریب لا بسایا ہے۔ اے پروردگار، یہ میں نے اس لیے کیا کہ یہاں نماز قائم کریں۔ پس تو ایسا کر کہ لوگوں کے دل ان کی طرف کھچیں۔ ان کو پھلوں سے رزق دے تاکہ یہ شکر گزار ہوں'' (ابراہیم ۳۷) اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول کی۔ عمرے اور حج کے لیے لاکھوں مسلمان مکہ میں اس جگہ جمع ہوتے ہیں۔ دنیا کی ہر نعمت اور پھل وہاں موجود ہے۔ اُس وقت وہ ایسی جگہ تھی جہاں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تھی پانی کا تو دور دور تک نام و نشان تک نہ تھا۔ جو پانی کا مشکیزہ اپنی بیوی حضرت حاجرہؑ کے پاس چھوڑ گئے تھے جب وہ ختم ہو گیا اور حضرت اسماعیلؑ کو پیاس محسوس ہوئی تو حضرت حاجرہؑ نے پانی کی تلاش شروع کی۔ اِدھر اُدھر تلاش میں جب پانی نہیں ملا اور حضرت اسماعیلؑ شدت پیاس سے زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگے۔ ماں سے نہ دیکھا گیا اور اس نے دو پہاڑیوں صفا اور مروہ کے درمیان پانی کے لیے دوڑ لگانے لگی مگر پانی کہیں سے بھی نہ ملا۔ جب پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں میں سات چکر پورے ہی ہوئے تھے تو اللہ کی طرف سے فرشتہ آیا۔ فرشتے نے زمین پر پیر مارا۔ جب زمین پر پیر مارا تو وہاں سے اللہ کے حکم سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر اس نے حضرت حاجرہؑ سے کہا اطمینان رکھو اللہ تمہیں ضائع کرنے والا نہیں ہے۔ یہاں اللہ کا گھر بننے والا ہے جسے تمہارا یہ لڑکا اور، اِس کا باپ تعمیر کرے گا۔ حضرت

حاجرہؑ نے پانی کو روکنے کے لیے ارد گرد مٹی کا دائرہ بنایا پھر بھی پانی نہ رکا تو کہا زم زم یعنی رک جا۔اس طرح اللہ کے حکم سے پانی رک گیا۔ اس وقت سے آج تک یہ زم زم کا چشمہ جاری ہے اور مکہ کے رہائشی ، عمرہ اور ہر سال حج کرنے والے لاکھوں لوگ اس پانی یعنی زم زم کو پیتے ہیں اپنے اپنے ملکوں میں تبرک کے طور پر لے جاتے ہیں۔اس طرح تمام دنیا کے مسلمان آب زم زم پی کر اس واقعے کو یاد کرتے ہیں جو حضرت حاجرہؑ نے حضرت اسماعیلؑ کے لیے پانی کی تلاش میں مشکل برداشت کی تھی۔پانی پیتے وقت یہ دعا بھی مانگتے ہیں ''خدایا، میں تجھ سے فراخ روزی، نفع بخش علم اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں'' مکہ کی گرمی اور ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی جس کے درمیان پتھریلی زمین تھی چلنا کتنا دشوار تھا اللہ سے حضرت اسماعیلؑ کی تکلیف نہ دیکھی گئی اور پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ دنیا کے چشمے وقت گزرنے کے ساتھ خشک ہو جاتے ہیں مگر آب زم زم کا چشمہ اُس وقت سے جاری ہے اِس کا پانی کبھی بھی ختم نہ ہوا۔ ان شا اللہ آیندہ بھی کبھی ختم نہ ہو گا۔ ہر سال اس پانی کو پینے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی بڑھنے سے عمرہ اور حج کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ نہ جانے کتنی اور بڑھے گی ۔اللہ کے حکم سے یہ آب زم زم کا پانی سب کو پورا ہوتا رہے گا۔ اس وقت تو سعودی حکومت نے صفا اور مروہ کی تمام جگہ کو جدید قسم کی ٹائلز سے سجا دیا ہے۔ نیچے زمین پر سعی کرنے والوں کے لیے بہترین انتظام ہے ایک منزل اوپر بھی بنا دی ہے۔

دونوں جگہیں مکمل ایئر کنڈیشنڈ ہیں۔ عمرہ اور حج کرنے والے صاحبان آرام و سکون سے سعی کرتے ہیں۔ معذور حضرات کے لیے عام اور بیٹری سے چلنے والی ویل چیئرز کا انتظام بھی ہے۔ سعی کرتے وقت مسلمان حضرت حاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی مشکلات کو یاد کرتے ہیں۔ یہ دعا کرتے ہیں ''اے رب ! بخش دے اور رحم کر، ہمارے ان سارے قصوروں سے در گزر فرما جو تیرے علم میں ہیں، تو سب پر غالب اور بڑا کریم ہے'' مکہ مکرمہ میں دوسری نشانیوں کی طرح صفا اور مروہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

عیسائیوں کی انتہا پسندی اور مسلمان

دوسری چیزوں کی طرح فنڈامنٹلسٹ (انتہا پسندی) کی اصطلاع بھی مسلمانوں میں مغرب سے درآمد ہوئی ہے۔جب مغرب میں کلیسا اور بادشاہ کی کشمکش تھی تو جو لوگ مذہب کی بات کرتے تھے اُن کو فنڈامنٹلسٹ کہا گیا تھا۔ یعنی وہ لوگ جو مذہب پر سختی سے عمل کرتے ہیں۔ مذہب ہی کو راہنما سمجھتے ہیں جب اس کشمکش میں کلیسا ہار گیا اور بادشاہ جیت گیا تو یہ بات طے ہو گئی کہ مذہب کا ملکی معاملات میں کسی قسم کی راہنمائی برداشت نہیں کی جائے گی۔ اب مغرب کا عام معاشرہ عیسائی مذہب کی پابندیوں سے آزاد ہو گیا۔اور جو بھی فرد کو پسند آیا اس کو قانون بنا دیا گیا۔ اسی سوچ نے عیسائیوں کی بربادی کا سامان کر دیا۔ عیسائی معاشرہ شتر بے مہار ہو گیا اور اب جتنی بھی مغرب کی تباہی کا سامان ہے وہ اسی تبدیلی کا نتیجہ ہے۔ مغرب کی ترتیب شدہ آکسفورڈ ڈکشنری میں، اُس وقت سے انتہا پسندی کا لفظ عیسایوں کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔جب مسلمان غلامی سے آزاد ہوئے اور اُن کی عام آبادی کے اندر نشاۃ ثانیہ کی لہر اُٹھی تو یہی انتہا پسندی کا لفظ کا مسلمانوں کے لیے استعمال ہونے لگا۔ اب آپ عیسایوں کی ترتیب شدہ آکسفورڈ ڈکشنری کھول کر دیکھیں لفظ عیسائی ہٹا کر لفظ مسلمان لکھ دیا گیا۔ یعنی جو مسلمان اپنے دین

کو اپنا راہنما سمجھتا ہے وہ انتہا پسند ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی دنیا میں سیاست اور دین کو علیحدہ سمجھنے والے سیکولر حضرات ویسی ہی فرد کی آزادی چاہتے ہیں جیسی عیسایوں نے چاہی تھی۔ وہ بھی اُسی بربادی کے خواہش رکھتے ہیں جس میں عیسائی برباد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ شاید اسی پر شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے کہا تھا۔ جلال پادشاہی ہو یا جمہوری تماشہ ہو۔

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

یاد رہے کہ جب آول اوّل مسلمان اپنے مذہب پر پابندی سے عمل پیرا تھے۔ یعنی اس کے سیاسی نظریے، جنگی نظریے، بین الاقوامی تعلوقات کے نظریے کی مذہب سے راہنمائی لیتے تھے تو ننانوے سال کے اندر اندر اس وقت کی معلوم دنیا کے غالب حصے پر اسلامی حکومت قائم کر دی تھی۔ اس کی وجہ وہ حریتِ خیال اور زرین اصول تھے جو اسلام نے وضع کئے تھے۔ اسلام میں بادشاہت کا کوئی وجود نہیں تھا۔ بل کہ اسلام میں خلافت ہے یعنی جمہوریت۔ یہی اسلام اور عیسایت میں بنیادی فرق ہے۔ اب بھی مسلمان اگر چاہتے ہیں کہ دنیا میں اِن کو عروج نصیب ہو تو اُن ہی اسلام کے زرین اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہی یہ خواہش پوری ہو سکتی ہے۔ یہ اصول ہمارے قرآن اور نبیؐ کی سنت کے اندر اب بھی موجود ہیں اسی لیے مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ قرآن اور سنت کو تھام لو فلاح پاؤ گے۔ اس اصولی تجزیے کو ذہن میں رکھ کر موجودہ حالات کو دیکھیں گے تو صلیبیوں

کی مسلمانوں کے پیغمبرؐ کی توہین کی وجہ سامنے آسکے گی۔ عیسائی شروع سے مسلمانوں کے ساتھ انتہا پسندی برت رہے ہیں۔ پہلے سازشوں سے مسلمانوں کو غلام بنایا۔ پھر ان کا نظام تعلیم بدلا۔ مشنری انگلش تعلیمی اداروں کے ذریعے مسلمانوں کے حکمران طبقے کے ذہن بدل کر انہیں اپنے جیسے بنایا۔ اب اسلامی دنیا میں دیسی انگریز حکومت کر رہے ہیں جو مسلمانوں کی تباہی کے ذمہ وار ہیں۔ عیسایوں نے اپنے اپنے غلام اسلامی ملکوں میں پہلے انتہا پسندی مکینیکل طریقے سے استعمال کی۔ مسلمانوں کی آزادی کے بعد اب گھل کر استعمال کر رہے ہیں۔ کیا رسولؐ کی شان میں چارلی ایبڈو کی گستاخی اور توہین انتہا پسندی نہیں؟ کیا اس رسالے میں اس توہین کو دوبارہ شائع کرکے ہزاروں کاپیوں سے لاکھوں میں بڑھا کر دوبارہ توہین نہیں کی گئی؟ پھر اس توہین کی حمایت میں چالیس ملکوں کے صلیبی حکمرانوں نے ریلی نکال کر قبیح حرکت کی جو انتہا پسندی نہیں تو کیا ہے؟ ان چالیس ملکوں کی حمایت کے بعد فرانس میں ۱۲ دنوں میں مسلمانوں پر ۱۱۶ □ حملے ہوئے۔ مسلمان مرد خواتین پر تشدد کیا گیا۔ ایک مراکشی مسلمان شہید اور ۱۳ □ دوسرے زخمی ہوئے۔ ۲۸ □ مساجد میں توڑ پھوڑ کی گئی۔ یہ انتہا پسندی مجرمانہ کاروائیوں پر کسی بھی انتہا پسند عیسائی کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ جس سے فرانسیسی اخبار ''دی لوکل'' نے انکشاف کیا کہ اس سے فرانس میں مسلمانوں پر حملوں میں تیزی آ گئی ہے۔ فرانسیسی حکومت کے کہنے پر گوگل اور ایپل پر چارلی ایبڈو کو آن لائن لانچ کرا دیا گیا۔ یہ سب انتہا پسندی

ہے۔اس انتہا پسندی کے خلاف اور اپنے پیارے پیغمبرؐ کے ساتھ محبت کے لیے مسلمان ملکوں میں پر امن احتجاج جاری ہے۔ترکی نے فرانسیسی سفیر کو ملک بدر کر دیا اور کہا کہ تک معافی نہیں مانگی جائے گی فرنسیسی سفیر کو نہیں آنے دیں گے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ قرارداد پاس کی۔ اراکین نے مارچ بھی کیا۔پورے پاکستان میں احتجاج جاری ہے۔ ۲۵ □ جنوری کو جماعت اسلامی نے کراچی یونیورسٹی سے پیغمبرؐ کا بشوبلید اسکوار میں امیر جماعت اسلامی سراج الحق کی زیر قیادت شان مصطفیٰ ملین مارچ کا اعلان کیا ہے۔چیچنا میں ۱۰□ لاکھ مسلمانوں نے ریلی نکال کر بے مثال ریکارڈ کرایا تاریخ میں پہلے ایسا احتجاج نہیں ہوا۔ صدر پوٹن نے روسی اخبارات سے کہا ہے کوئی بھی چارلی ایبڈو رسالے کے توہین آمیز خاکے ریپرنٹ نہ کریں۔ انہوں نے مغرب کے خلاف مسلمانوں کی حمایت کرکے ان کے دل جیت لیے۔ روس کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ جلد ہی صدارتی احکامات پر عمل کرتے ہوئے پارلیمنٹ میں قانون سازی کی جائے گی کہ کسی بھی مذہب کی توہین کا پہلو رکھنے والی تحریروں، تصاویر یا ویڈیو پر پابندی ہو گی۔ مسلمان ایسی ہی قانون سازی کے لیے اقوام متحدہ کو بھی کہتے ہیں جو دنیا میں چھوٹے چھوٹے معاملات پر تو نوٹس لیتی ہے مگر ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے پیغمبرؐ کی شان میں توہین کی گئی اس پر وہ خاموش ہے۔یہ پوری دنیا کی نمائندگی نہیں بل کہ سراسر جانبداری ہے۔ اس کو اس رویہ سے اجتناب کرنا ہو گا۔ ورنہ مسلمان اس سے علیحدگی اختیار کرکے ۵۶ مسلمان ملکوں کی اقوام متحدہ بنانے میں حق بجانب

ہونگے۔ ایران میں بھی گستاخ فرانسیسی رسالے کے خلاف غم و غصے کا اظہار کیا گیا ۔فرانس مردہ باد کے نعرے لگائے اور کہا چارلی ایبڈو رسالے کے لیے صرف موت ہے۔ فلسطینی شہر غزہ میں بھی فرنچ کلچر سینٹر پر ہزاروں فلسطینیوں نے احتجاج کرتے ہوئے فرانسیسی حکومت کی مذمت کی۔ یمن، صنعا میں بھی ہزاروں لوگوں نے فرانسیسی سفارت خانے کے سامنے چارلی ایبڈو اور فرانسیسی حکومت کے خلاف مظاہرہ کیا۔ صلیبیوں نے اس سے قبل سلمان رشدی ملعون اور تسلیمہ نسرین جیسے شاتمان رسولؐ کرداروں کو تراشا تھا۔ جس کے ذریعے مسلمانوں کے جذبات واحساسات کو تکلیف پہنچائی۔ اب کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ مسلمان ملکوں کو اس کا جلد از جلد سدباب کرنا چاہیے۔ پاکستان کی تحریک پر عالمی اسلامی پارلیمانی نے اجلاس میں قرارداد منظور کی۔ اُدھر او آئی سی کے سربراہ عیاض مدنی نے اعلان کیا ہے کہ وہ فرانسیسی میگزین کے خلاف عالمی عدالت میں جائیں گے۔ صلیبیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ انہوں نے مسلمانوں کے پیغمبرؐ کی کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اس کے لیے اس کے رد عمل کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے۔

شانِ مصطفیٰ ﷺ ملین مارچ کراچی کی تاریخ کا سب سے بڑا احتجاج

بلاشبہ جماعت اسلامی کا شانِ مصطفیٰؐ ملین مارچ کراچی کی تاریخ کا ایک بہت بڑا ملین مارچ ہے۔ یہ اجتماع فرانس اور امریکا میں گستاخانہ خاکوں کے خلاف تحفظ ناموس رسالتؐ کے عزم الشان شان مصطفیٰؐ ملین مارچ میں کراچی کے لاکھوں مرد و خواتین، بچے، بزرگ اور جوان، وکلا، صنعت کار اور تاجر اللہ کے رسولؐ کے عشق و محبت میں سرشار ہو کر سڑکوں پر نکل آئے۔ میڈیا حسب معمول اس بڑے پروگرام سے ناانصافی کرتا رہا۔ ایک برطانوی شہری کے پروگرام کو چھ چھ گھنٹے چلاتا ہے۔ جس کی تقریر کا کبھی بھی سر پاؤں نہیں ہوتا۔ اکثر لوگ مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔ مگر کیا کیا جائے میڈیا کی اپنی مجبوری ہے اگر نہ دیکھائے تو اس کی خیر نہیں۔ شان مصطفیٰؐ ملین مارچ والے تو مصطفیٰؐ کے چاہنے والے ہیں۔ آپؐ تو جانی دشمنوں سے بھی رواداری برتنے والے تھے۔ شانِ مصطفیٰؐ والے تو میڈیا کو کبھی بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اہل کراچی نے ثابت کر دیا کہ وہ حضورؐ سے سچی محبت کرتے ہیں۔ یہ پیغام ہے تمام گستاخوں کو کہ امت مسلمہ اُن کے انجام تک پیچھا کریں گے ملین مارچ سبیلنا سبیلنا الجہاد الجہاد، ناموس رسالت پر جان بھی قربان ہے کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ نیپا چورنگی سے حسن اسکوئر تک کی سڑک کی دونوں طرف کراچی کے عوام سے بھری پڑی تھی۔ انسانوں کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ ان میں

بوڑھے اور جوان، مرد، خواتین اور بچے شامل تھے۔ شان مصطفیٰؐ ملین مارچ کا آغاز تلاوت قرآن سے شروع ہوا۔ اس کے بعد نعت رسول مقبولؐ اور ترانہ پیش کیا گیا۔ مارچ میں عالم اسلام کے حکمرانوں کی بے حسی کے خلاف غم غصے کا اظہار کیا گیا۔ ملین مارچ میں ہر طرف کلمہ طیبہ کے پرچم ہی پرچم نظر آ رہے تھے۔ مرد خواتین، معصوم بچوں کے ماتھوں پر لبیک یا رسولؐ اللہ کی پٹیاں باندھی ہوئیں تھیں۔ مارچ میں مسلسل نعرہ تکبیر، اللہ اکبر۔ رہبر راہنما، مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ۔ خاتم انبیا، مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ لگائے جا رہے تھے۔ امریکا کا جو یار ہے، غدار، غدار ہے کہ نعرہ بھی لگایا جا رہا تھا۔ مارچ کے شرکا نے اپنے ہاتھوں میں بینرز اور پلے کارڈ اُٹھا رکھے تھے جن پر نعرے درج تھے کہ مسلمان حکمرانوں مغرب کی سازشوں کے خلاف کب اُٹھ کھڑے ہونگے۔ عالم اسلام کے حکمران ہوش کے ناخن لیں۔ گستاخ اخبار پر پابندی لگائی جائے۔ او آئی سی اپنا کردار ادا کرے۔ کراچی کے جوان، مرد خواتین تحفظ ناموس رسالتؐ میدان میں نکلنے کے لیے تیار ہے۔ نیپا چورنگی سے حسن اسکوئر تک سڑک، کھمبوں اور عمارتوں پر جماعت اسلامی پرچم لہرا رہے تھے۔ وقت سے پہلے ہی لاکھوں عوام بسوں، کوچوں، موٹر سائیکلوں ٹرکوں، رکشوں اور پیدل نیپا چورنگی سے حسن اسکوئر تک جمع ہو گئے تھے۔ مارچ کی، تشہیر کے لیے جماعت اسلامی کراچی نے پورے شہر کی اہم شاہ راہوں اور چورنگیوں پر استقبالیہ کیمپ لگائے تھے۔ پورے شہر کو مارچ کے بینروں سے سجایا گیا تھا۔ ان سے لوگوں کو مارچ میں شرکت کی اپیل کی جاتی رہی

تھی۔ مارچ کو سراج الحق امیر جماعت اسلامی پاکستان نے خطاب کے دوران کہا کہ فرانس معافی مانگے۔ پاکستان کی حکومت او آئی سی کا اجلاس بلائے۔ پاکستان میں تمام سیاسی دینی جماعتوں کو یکجاہ کرے۔ مگر حکومت ایسا نہ کر سکی۔ تو سراج الحق نے پورے عالم اسلام سے رابطہ کرکے ان کو اس معاملے پر اکٹھا کیا۔ پوری اسلامی دنیا میں احتجاج کیا گیا۔ اہانت رسولؐ معمولی واقعہ نہیں۔ اسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ امریکا اور اس کے حواری ہمیں امن کا درس دینے کے بجائے دہشت گردوں کی سرپرستی بند کریں۔ دنیا کا امن تباہ کر دیا گیا ہے۔ گستاخانِ رسولؐ کا آخری دم تک پیچھا کریں گے۔ تمام سیاسی جماعتوں کے کارکن حرمت رسولؐ تحریک کو آگے بڑھائیں۔ لندن کا شہری ملک میں اتفاق رائے ختم کرنا چاہتا ہے۔ امریکا کے خلاف احتجاج پر پریشانی کیوں ہے؟ انہوں نے کہا نبیؐ محترم سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ فرانس کی معافی تک تحریک تحفظ ناموس رسالتؐ جاری رہے گی۔ اقوام متحدہ حرمت انبیا کا قانون بنائے۔ امریکا اگر صلیبی جنگ کا اعلان کر رہا ہے تو اسے صلاح الدین ایوبیؒ کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔ امت مسلمہ کا ایک ایک فرد صلاح الدین ایوبیؒ بننے کے لیے تیار رہے۔

گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے معاملے پر حکومت نے سیاسی جماعتوں کو یکجاہ نہیں کیا۔ یہ کام جماعت اسلامی کرے گی۔ میلن مارچ کو نائب امیر جماعت اسلامی

جناب اسد اللہ بھٹو صاحب، جماعت اسلامی کراچی کے امیر جناب حافظ نعیم الرحمٰن، پاکستان تحریک انصاف کے آفتاب جہانگیر، مجلس شعائر اسلام کے اظہر ہمدانی، کراچی بار کے صدر نعیم قریشی، شیعہ علما کونسل کے علامہ ناصر عباس نقوی، جمعیت علما اسلام (ف) کے اسلم غوری، جمعیت علمائے پاکستان کے قاضی احمد نورانی، جمعیت علمائے اسلام (س) کے حافظ احمد علی، پاکستان پیپلز پارٹی کے نجمی عالم نے خطاب کیا۔ مسلم لیگ (ن) کے سلیم ضیا کے علاوہ دیگر سیاسی اور دینی جماعتوں کے راہنما بھی موجود تھے۔ مارچ میں نظامت کے فرائض نائب امیر کراچی جناب اسامہ رضی صاحب نے ادا کئے۔ جماعت اسلامی کے مسلم پرویز، برجیس احمد مظفر حاشمی بھی شریک تھے۔ سراج الحق نے کہا کہ یہ مارچ آخری نہیں۔ ان شاءاللہ پاکستان کی ہر گلی اور کوچے میں یہ مارچ ہوں گے۔ ریلیاں نکالی جائیں گی۔ مغرب نے پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف ایک جنگ برپا کی ہوئی ہے۔ وہ خود ہی اس پر نوٹس لے اور ہر دن اور ہر رات مسلمانوں کی غیرت کو للکار رہا ہے۔ شان، مصطفیٰؐ کا تقاضہ ہے کہ پاکستان میں نظام مصطفیٰؐ نافظ کیا جائے۔ گذشتہ ۷۵ سالوں میں پاکستان میں ایک دن کے لیے بھی نظام مصطفیٰؐ نافظ نہیں ہوا۔ اگر پیرس میں شیطانی اور گستاخانہ عمل کے لیے لاکھوں افراد جمع ہو سکتے ہیں تو دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں میں سے ناموس رسالتؐ کے لیے کروڑوں کیوں نہیں جمع ہو سکتے۔ مسلمان تمام انبیاؑ کی عزت واحترام کرتے ہیں۔ کسی بھی نبیؑ کی گستاخی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ انہوں

نے کہا اس گستاخی پر اسلامی جمعیت طلبہ نے کراچی میں احتجاج کیا۔اور فرانس کے کونصل خانے جاکر پرامن یاداشت پیش کرنی چاہی تو پولیس نے ان پر فائرنگ کر دی اور یاداشت نہ پیش کرنے دی۔ حیرت ہے کہ لندن میں بیٹھے ہوئے لندن کے ایک شہری نے مطالبہ کیا کہ جماعت اسلامی پر پابندی لگائی جائے۔جب ہم امریکا کے خلاف احتجاج کرتے ہیں تو ان کو کیوں پریشانی ہوتی ہے۔وہ چاہتے ہیں پاکستان میں قومی اتفاق رائے ختم ہو جائے۔ تمام جماعتوں سے درخواست کرتے ہیں کہ تحریک حرمت رسولؐ پر متحد ہو جائیں گلی گلی کوچوں کوچوں میں اس تحریک کو آگے بڑھائیں۔یہ تحریک اُس وقت جاری رہے گی۔جب تک فرانس معافی نہ مانگ لے۔جب تک اقوام متحدہ بھی انبیاؑ کی شان میں گستاخی کے خلاف قانون نہ بنالے۔

حکمران دوست اور دشمن کو کب پہچانیں گے؟

اوباما کے دورہ بھارت پر پاکستان میں بحث ہو رہی ہے۔ کوئی کہہ رہا ہے یہ بھارت اور امریکا کا معاملہ ہے وہ جانیں اور ان کا کام جانے۔ کوئی کہہ رہا ہے ہر ملک کے اپنے اپنے مفادات ہوتے ہیں وہ دوسرے ملکوں سے اپنے مفادات کے مطابق دوستی یا دشمنی کرتے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے امریکا نے پاکستان کی ۶۷ سالہ دوستی کے عوض بھارت سے یک طرفہ مختلف معاہدات کرکے پاکستان کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ اور یہ سب مانتے ہیں کہ امریکا کی نہ دوستی اچھی نہ دشمنی اچھی۔ اس تناظر میں بھارت بھی امریکا سے دوستی کرکے دیکھ لے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں کہ پاکستان بننے کے بعد پاک امریکا دوستی رہی ہے۔ پاکستان سینٹو اور سیٹو معاہدات میں امریکا کے ساتھ جڑا رہا۔ سرد جنگ کے دوران پاکستان امریکا کا اتحادی رہا۔ پاکستان نے امریکا کو روس کے خلاف فوجی سہولتیں دیں۔ جس سے پاکستان کو نقصان ہوا۔ مثلاً پشاور بڈھ بیر سے اڑ کر امریکا کا جاسوس جہاز یو ٹو روس کی جاسوسی کرتا رہا۔ جس پر روس ہمارا دشمن ہو گیا اور اس نے پاکستان سے بدلہ اس صورت میں لیا کہ جب بھارت نے اپنی فوجیں سابقہ مشرقی پاکستان میں داخل کیں تو دوسری طرف روس کی ایٹمی گن بوٹس نے پاکستان کی ناکہ بندی کی۔ روس نے بھارت کو دھڑا دھڑ اسلحہ دیا اور اس کے ساتھ دفاعی معاہدے بھی کیے۔ اس طرح

بنگلہ دیش بنانے میں روس نے بھارت کا ساتھ دیا تھا۔ کیمونزم اور سرمایا دارانہ نظام کی کشمکش کے دوران بھی پاکستان امریکا کا دوست تھا۔ افغانستان پر کمیونسٹ روس کے حملے کے بعد جب افغانیوں نے روس کے خلاف جہاد شروع کیا تو امریکہ بھی روس کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے اس جنگ میں شریک ہو گیا۔ پاکستان نے امریکا کی بھرپور مدد کی۔ اور بلا آخر روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ امریکا دنیا کی واحد سپر پاور بن گیا۔ امریکا نے نیو ورلڈ آڈر کا اعلان کر دیا جو آج تک قائم ہے۔ اس تناظر میں امریکا کے نیو ورلڈ آڈر بننے میں پاکستان نے بھی مدد کی۔ امریکا پاکستان کا دوست تھا اور اب بھی ہے۔ اب اس دوستی میں امریکا کی کارکردگی پر بات کرتے ہیں۔ جب پاک بھارت نے ۱۹۶۵ء کی جنگ لڑی تو عین موقعہ پر امریکا نے پاکستان کو دفاعی سامان کے فاضل پرزے دینے سے انکار کر دیا۔ ایف سولہ معاہدے میں نقد رقم جمع کرنے کے باوجود وقت پر ایف سولہ نہ دیے۔ پاکستان کی بار بار درخواستوں کے اور خرید و فروخت کے بین الاقوامی اصولوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس کے عوض سوابین دی۔ اُس وقت کے امریکی وزیر خارجہ ہنری کیسنگر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ بنگلہ دیش بنانے میں بھارت کے ساتھ امریکا بھی ملوث تھا۔ امریکا پاکستان کو ایٹمی پروگرام جاری رکھنے میں ہمیشہ دشواریاں پیدا کرتا رہا۔ بھارت نے دھماکہ کیا تو اس پر تو اقتصادی پابندیاں نہ لگائیں مگر جب اپنی حفاظت کے لیے پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو اس پر پابندیاں لگا دیں۔ کشمیر کے مسئلے پر ہمیشہ

بھارت کا ساتھ دیا۔ کشمیری جو بین الاقوامی اصولوں کے مطابق کشمیر کی آزادی کی جد و جہد کر رہے ہیں بھارت کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے انہیں دہشت گرد قرار دیا۔ امریکا نے جب ہمارے پڑوسی مسلمان ملک پر حملہ کیا تو پاکستان کے ڈکٹیٹر مشرف نے اس کا ساتھ دیا۔ پاکستان کی بحری، بری اور فضائی راستوں کو استعمال کی اجازت دی۔ اس جنگ میں پاکستان کے پنتالیس ہزار شہری جن میں فوجی بھی شامل ہیں شہید ہوئے ایک کھرب ڈالر کا نقصان ہوا۔ امریکا پاکستان کے علاقعوں پر ڈرون حملے کر رہا ہے۔ سہالہ پوسٹ پر حملہ کرکے ہمارے فوجیوں کو شہید کیا۔ افغانستان کی جنگ پاکستان میں لے آیا ہے۔ ڈکٹیٹر مشرف سے وعدہ کیا تھا کہ افغانستان میں پاکستان دشمن حکومت نہیں بننے دے گا۔ مگر آج وہاں پاکستان دشمن حکومت ہے۔ ملا فضل اللہ افغانستان سے ہمارے آرمی پبلک اسکول پشاور میں دہشت گردی کرکے ۱۴۰ بچوں کو شہید کر چکا ہے۔ بھارت افغانستان میں درجنوں کونصل خانے قائم کرکے پاکستان کے خلاف کاروائیاں کر رہا ہے۔ اس کے باوجود امریکا ہم پر ڈبل گیم کا الزام لگاتا رہتا ہے۔ ہماری بہادر فوج کو اپنے ہی شہریوں سے لڑا کر خوش ہے۔ کیا کیا بیان کیا جائے۔ امریکا نے ہمیشہ پاکستانی عوام کے ساتھ دوستی کی آڑ میں دشمنی کی۔ قربانیاں تو پاکستان سے مانگتا ہے اور دوستی کی پینگیں بھارت کے ساتھ بڑھتا ہے۔ اپنے دورے سے پہلے بھارت کو خوش کرنے کے لیے اوباما نے بھارتی اخبار کو انٹرویو دیا اور کہا ممبئی حملوں کے ملزمان کو کٹہرے میں لایا جائے۔ کیا سمجھوتا ایکسپریس کے

دہشت گردوں کو پاکستان کے حوالے کرنے کی بات کرنے سے شرماتا ہے۔ اوباما نے کہا دہشتگردوں کی محفوظ پناہ گائیں پاکستان میں ہیں۔ اوباما ۲۵ جنوری کو بھارت پہنچے۔ مودی جس کو حیدر آباد میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر امریکی ویزے کی پابندی تھی اب پکا دوست بن گیا۔ امریکا نے بھارت کی ایٹمی نگرانی سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ ۲۰۰۸ء میں دونوں ملکوں نے جوہری تعاون کے معاہدے پر دستخط کئے تھے۔ نئے سمجھوتے کے تحت اب تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ امریکا نے بھارت کو سلامتی کونسل میں مستقل رکنیت دینے کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ کیا بھارت کو یہ انعام ہے اقوام متحدہ کی قراردادوں کی مخالفت کا؟ کشمیر کے حوالے سے یہ قراردادیں اب تک اقوام متحدہ کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ دونوں ملکوں نے دفاعی اور تجارتی تعلقات بڑھانے پر اتفاق کیا۔ بھارت نے اپنی سفارت کاری سے ایک سپر پاور سے ریاعتیں حاصل کرلیں۔ کہاں گئی پاکستانی سیاست دانوں کی سفارت کاری جو اپنے ۶۷ سالہ دوست کو ایک دن کے لیے پاکستان آنے کی دعوت نہ دے سکے؟ اب کیا اندرونی دہشت گردوں کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ وزارت خارجہ کے کام بھی مسلح افواج کا سربراہ کرے گا۔ امریکا بھارت گٹھ جوڑ پاکستان پر دباؤ بڑھانے کا حربہ ہے۔ بھارت کے دورے کا توڑ کرنے کے لیے راحیل شریف چین کے دو روزہ دورے پر گئے۔ چینی ہم منصب سے ملاقات کی۔ چینی حکام نے کہا کہ

پاکستان کے خدشات درست ہیں ۔ چین کے لیے پاکستان کا کوئی متبادل نہیں۔ چینی حکومت اور عوام پاکستان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہمیشہ ہر سطح پر مدد کی جائے گی۔ دونوں ملکوں کی منزل ایک ہے۔ چین نے اس مشکل موقعہ پر دوستی کا حق ادا کر دیا ۔پاکستانی عوام جو مودی کی شوخیوں کی وجہ سے خدشات میں مبتلا ہوئی تھی چین نے ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی مکمل ساتھ دے کر پاکستانی عوام کے دل جیت لیے۔ حکمرانوں کو امریکا کے ساتھ ۶۷ سالہ دوستی کو از سر نو ترتیب دینا چاہیے۔ اب بھی نہیں تو کب ہمارے حکمران دوست اور دشمن کو پہچانیں گے۔

سفاکیت کی انتہا

۳۰ جنوری جمعہ کے روز شکار پور امام بارگاہ میں خطبہ کے دوران دھماکہ میں ۶۰ سے زائد افرد شہید اور سو کے قریب افراد زخمی ہوئے۔ دھماکے کے فوراً بعد آگ بھڑک اُٹھی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کے کاروائی کرنے والے انتہائی تربیت یافتہ دہشت گرد تھے۔ شکار پور کی سول اسپتال میں ایمر جنسی نافذ کر دی گئی۔ صدر، وزیر اعظم، آصف علی زرداری، گورنر، وزیر اعلیٰ نے اس دہشت گردی کی مذمت کی۔ وزیر اعلیٰ قائم علی شاہ نے رپورٹ طلب کر لی۔ پولیس نے دھماکہ ریموٹ کنٹرول قرار دیا۔ ایس ایس پی شکار پور نے ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔ امیر جماعت اسلامی سراج الحق نے شکار پور دھماکے کی پرزور مذمت کی اور لواحقین سے اظہار افسوس کیا۔ جماعت کے لیڈروں نے کہا یہ بزدلانہ حملہ فرقہ وارانہ فسادات کی سازش ہے۔ شکار پور میں بیڈ گورنس کو نوٹ کیا گیا۔ کافی دیر کے بعد پولیس جائے وقوع پر پہنچی۔ مدد کرنے والے وقت پر نہ آ سکے ان کے آنے سے قبل ہی اپنی مدد آپ کے تحت لوگوں کو ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ ہسپتال میں ادویات موجود نہیں تھیں کچھ زخمیوں کو ذاتی گاڑیوں اور کچھ کو موٹر سائیکلوں پر ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ نماز جمعہ ادا کرنے کی وجہ سے ڈاکٹرز اور میڈیکل کا عملہ ڈیوٹیوں پر موجود نہیں تھے۔ خون دینے والوں کے لیے ہسپتال میں بستر

موجود نہیں تھے۔ لوگوں نے سڑک پر ہی بیٹھ کر خون کے عطیے دیے۔ کچھ زخمیوں کو سکھر کی ہسپتال میں علاج کے لیے منتقل کیا گیا۔ سی ۱۳۰ طیارے کے ذریعے زخمیوں کو فوراً کراچی منتقل کیا گیا ہے تا کہ اس کی صحیح طریقے سے دیکھ بھال ہو سکے۔ حادثے کے فوراً بعد پنو عاقل فوجی چھاؤنی سے ڈاکٹرز اور ادویات بھیجی گئیں۔ حکومت سندھ نے مرنے والوں کے لیے پانچ لاکھ اور زخمیوں کو ایک ایک لاکھ امداد دینے کا اعلان کیا۔ اس سفاکانہ ظلم کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ کوئی کلمہ پڑھنے والا شخص ایسی سفاک حرکت نہیں کر سکتا۔ جعفریہ الائنس نے ملک گیر سوگ کا اعلان کیا ہے۔ وحدت مسلمین نے سندھ میں ہفتہ کے روز ہڑتال کا کہا ہے۔ کراچی میں مختلف جگہوں پر دھرنے بھی دیے گئے۔ تین روز سوگ کا اعلان بھی کیا گیا۔ پورا ملک اس غم میں برابر کا شریک ہے۔ جماعت اسلامی کے نائب امیر جناب اسداللہ بھٹو نے شعیہ برادری سے یک جہتی کے لیے یوم سوگ کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ ایم کیو ایم نے بھی اس سوگ کی حمایت کی۔ اس سے قبل بھی ایسی ہی سفاکیت کی جاتی رہی ہے۔ درندہ صفت انسان نما دہشت گردوں نے ۱۶ دسمبر پشاور میں ۱۵۰ بچوں کو بے دردی سے شہید کیا تھا۔ اس سے بھی قبل واہگہ باڈر پر پریڈ دیکھنے کے لیے آنے والے پاکستانیوں کو بھی خو ن میں نہلا دیا گیا تھا۔ نہ جانے اس سے یہ کیا فاعدہ اُٹھانا چاہتے ہیں؟ ایک بات تو کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ افغانستان میں بیٹھے ملک دشمن ملا فضل اللہ یہ کام امریکہ اور بھارت کے کہنے پر کر رہا ہے۔ جس کے ثبوت ہمارے سپہ سالار

نے افغانستان کے صدر اور فوجی حکام کو پہنچائے تھے اور ملا فضل اللہ کو پاکستان کے حوالے کرنے کا کہا تھا۔ امریکا نے ملا فضل اللہ عمر کو قتل کرنے یا پاکستان کے حوالے کرنے کی حامی بھی بھری تھی۔ لیکن اب تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ بلیک واٹر تنظیم بنانے والے کا بیان بھی موجود ہے کہ بلیک واٹر مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے بنائی ہے۔ پاکستا ن میں امریکا کی قائم کردہ بلیک واٹر کے کارندے بھی دہشت گردی کر رہے ہیں جس کے ثبوت ریمنڈ ڈیوس سے تحقیق کے دوران سامنے آئے تھے۔ اب ایک امریکی کی ایک این جی او کو بھی کل لعدم قرار دے کر اس کے امریکا اہلکاروں کو پاکستان چھوڑنے کا نوٹس دے دیا گیا اور پاکستانی اہلکاروں کو گرفتار بھی کیا گیا ہے۔ اس سے قبل مغربی ملک کی ایک خاتون نے اپنی پارلیمنٹ میں یہ انکشاف کیا تھا کہ اُس کے ملک کے خفیہ والے پاکستان میں کاروائیاں کر رہے ہیں اس انکشاف پر اُس کی گرفت کی گئی تھی اور اس کی پارلیمنٹ کی رکنیت ی کینسل کر دی گئی تھی۔ سابق آ ئی ایس آ ئی کے سربراہ (ر) جنرل حمید گل کا بیان اخبارت میں موجود ہے کہ امریکا کے سابق وزیر دفاع نے اپنی کتاب میں یہ انکشاف کیا تھا کہ پاکستان میں دہشت گرد کاروائیاں بلیک واٹر کرے گی اور امریکا کے بنائے ہوئے طالبان اس کو اون کیا کریں گے۔'' یہ خاموشی کہاں تک'' کتاب کے مصنف سابق (ر) جنرل شاہد عزیز نے اپنی کتاب میں انکشاف کیا تھا کہ فاٹا میں بھارت طالبان کو تربیت دے رہا ہے۔ اس بات کو اس وقت کی ڈکٹیٹر کے سامنے رکھا گیا تھا مگر ڈکٹیٹر مشرف نے اس

پر بل لکل دھیان نہیں دیا۔ یہ سب داستان اس تناظر میں بیان کی گئی ہے کہ عوام کو معلوم ہو کہ پاکستان میں دہشت گردی کون کون کر رہا ہے اور کون کون کروا رہا ہے۔امریکا نے یہ کام عراق میں کامیابی سے کیا وہاں شیعہ سنیوں کو ایک دوسرے سے لڑا کر اپنا کام نکالا۔اب پاکستان میں فرقہ ورانہ فسادات کے لیے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دہشت گردی کروا رہا ہے۔ پاکستان کے مقتدر حلقے ڈالر لے کر اس سمت میں بل کل دھیان نہیں دے رہے۔ وہ امریکا کی خواہش کے مطابق صرف اور صرف مذہب ہی کو دہشت گردی کا سبب بتا رہے ہیں۔ پاکستان میں امریکا مغرب اپنے ایجنٹوں کے ذریعے گریٹ گیم کے تحت.بربادی کا ذمہ دار ہیں جس کی اجازت سابق ڈکٹیٹر مشرف نے اپنے دور حکومت میں دی تھی۔ پاکستانی علماء کو اس گریٹ گیم کو ناکام بنانے کے لیے یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ کیا ہی اچھا ہو اس موقعے پر تمام مسلک اور فقہ کے لوگ ایک ساتھ شکارپور میں جمع ہو کر مشترکہ طور پر یک جہتی کا اظہار کریں۔ اس سفاکانہ ظالمانہ دہشت گردی کی مذمت کریں۔ شعیہ حضرات کے ساتھ ان کے غم میں دل سے شریک ہو کر تمام کل لعدم فرقہ ورانہ تنظیموں سے.برات کا اظہار کریں۔ ہماری اللہ سے دعا ہے کہ پاکستان کو اتحاد واتفاق نصیب کرے اور محفوظ رکھے آمین۔

الطاف بھائی کی ایم کیو ایم میں واپسی

ایم کیو ایم کے قائد الطاف بھائی کو پاکستان سے گئے ،بلکہ کراچی سے گئے، کئی سال بیت چکے ہیں۔ کبھی کبھی وہ واپس بھی آ جاتے ہیں مگر وہ بھی حقیقی طور پر نہیں صرف زبانی واپس آتے ہیں۔ پھر ایم کیو ایم کے کارکنان اُنہیں پاکستان آنے سے روک دیتے ہیں ۔کارکنان کا خیال ہے الطاف بھائی کے معاملے میں وہ رسک نہیں لے سکتے۔ پاکستان میں ان کی جان کو خطرہ ہے۔کارکنان کو اپنے قائد سے والہانہ محبت ہے۔ویسے بھی ایم کیو ایم کا نعرہ ہے ہمیں منزل نہیں رہنما چاہیے۔اس دفعہ تو واپس آنے کے بجائے الطاف بھائی نے ایم کیو ایم چھوڑنے کا اعلان کر دیا اور کہا کہ بس میں حیدر آباد میں الطاف حسین یونیورسٹی کے افتتاح کے موقعے پر آخری خطاب کرکے پارٹی چھوڑ دوں گا۔ پھر کارکن جانیں اور پارٹی جانے ۔ ویسے بھی ایم کیو ایم کوئی موروثی پارٹی نہیں کہ الطاف بھائی کا کوئی رشتہ دار پارٹی کی قیادت سنبھال لے۔اس دفعہ ناراضگی کی وجہ کارکنان کی ماروائے عدالت پے در پے اموات ہیں اور سی پی ایل سی کے چیف احمد چنائے کے گھر ریجرز کا چھاپہ ہے۔ترجمان رینجرز نے کہا ۲۴ سالہ لاریب کو بازیاب کرا لیا ہے جسے سائٹ ایریا سے اغوا کیا گیا تھا۔

ترجمان نے کہاتاوان کے ۱۵□ لاکھ روپے بر آمد کر لیے ۔ اغوا شدہ لاریب نے کہا بازیاب نہیں ہوا،اغواکار خود چھوڑ گئے تھے۔ احمد چنائے نے بھی گھر پر چھاپے کی تردید کر دی اور کہا کہ رینجرز اہلکار معلومات کے تبادلے کے لیے آئے تھے۔رینجرز اور سی پی ایل سی کے درمیان کوئی ٹکراؤ نہیں، مجھے بدنام کرنے کے لیے تیسری پارٹی سازش کر رہی ہے۔ایم کیو ایم نے پریس کانفرنس کرکے کہا کہ احمد چنائے نے اپنا موقف تبدیل کر دیا بہتر ہوتا احمد چنائے پریس کانفرنس نہ کرتے یا پھر حقائق بیان کرتے۔ الطاف بھائی نے احمد چنائے کے گھر چھاپہ پر سخت نوٹس لیا اور کہا فوج بتا دے مہاجروں کو کبھی پاکستانی سمجھے گی یا نہیں۔خدمات کا اعتراف کرنے کے بجائے احمد چنائے کے ساتھ رینجرز کا ناروا سلوک قابل مذمت ہے۔اسٹیبلشمنٹ صاف صاف بتا دے کہ ان کی نظر میں کوئی مہاجر معزز کہلانے کا حقدار نہیں؟ ایم کیو ایم کے کارکن سہیل احمد جو سیکٹر انچارج بھی تھا جسے سفید کپڑوں والوں نے ایک ماہ قبل گرفتار کیا تھا۔ اس کی لاش موچکو کے ویرانے سے ملی۔ کارکن کی لاش کے ساتھ ایم کیو ایم نے احتجاج کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے دھرنا دیا اور کراچی آپریشن کے خلاف مظاہرہ کیااور کہا قائم علی شاہ کراچی آپریشن کے نام نہاد کپتان ہیں۔ اس پر قائم علی شاہ نے سندھ اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وزیر اعلیٰ ہاؤس پر حملہ کیا گیا ہے۔ ہم مجرموں کو پکڑیں گے اور کراچی کو امن کا گہوارہ بنائیں گے۔ کسی کو امن امان خراب کرنے نہیں دیں گے۔ایم کیو ایم ایک طرف فوج

بلانے کا مطالبہ کرتی ہے۔ قائم علی شاہ نے لسٹ لہراتے ہوئے کہا کہ دہشت گردوں کے نام بتا دوں تو متحدہ سب سے زیادہ احتجاج کرے گی۔ انہوں کہا کہ میں دشت گردوں نام کیا لوں ،سب کو پتا ہے۔ یقیناً پتا توسب کو ہے، کراچی کا امن کس نے خراب کیا ہوا ہے؟ رینجرز بھی ٹرگٹ کلنگ میں ایم کیو ایم کا نام لے چکی ہے۔ گزشتہ دنوں پولیس چیف غلام قادر تھیو نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے ایم کیو ایم کی اندرونی کہانی بیان کی تھی۔ پولیس چیف سے یہ بیان منسوب ہے کہ ’’ سادہ لباس میں جو لوگ ایم کیو ایم کے کارکنوں کو اغوا کرتے ہیں ان کا تعلق خود ایم کیو ایم کے مختلف گروپوں سے ہے‘‘ اس بیان کی قائم علی شاہ سندھ اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران تصدیق کی۔ مگر پولیس کے چیف نے اپنے بیان کی تردید کر دی اسے معلوم ہے کہ ایم کیو ایم کی مخالف کرنے والے پولیس والوں کا کیا حشر ہوا۔ کچھ دن پہلے اخبار میں خبر چھپی تھی ایم کیو ایم کے تین مقتول کارکنوں کے بارے میں جائنٹ انو سٹیگیشن ٹیم نے مرکز کو رپورٹ بھیجی تھی کہ خود ایم کیو ایم کے ٹارگٹ گروپ نے اِن کا قتل کیا ہے۔ ان حالات میں ایم کیو ایم کے اراکین سندھ اسمبلی نے سخت احتجاج کیا۔ اس پر شہر کے حالات خراب ہوئے۔ ایک دن کی ہڑتال کی گئی اور کہا گیا کہ آیندہ ہر کارکن کی ہلاکت پر ہڑتال کی جائے گی۔ پھر الطاف بھائی نے کارکنوں سے سخت قسم کا خطاب کیا اور کہا کب تک کارکنوں کی لاشیں اُٹھاتے رہیں گے ۔ کراچی آپریشن کے دوران ۳۶ کارکنوں کو ماروائے عدالت ہلاکتیں ہو چکی ہیں۔ حیدر آباد

میں یونیورسٹی کے افتتاح کے خطاب کے بعد میں قیادت چھوڑ دوں گا۔ پھر کارکن جانیں اور حکومت جانے۔ اس خطاب میں ایم کیو ایم کی پوری تاریخ تفصیل سے بیان کی۔ اس تقریر کو الیکٹرونگ میڈیا نے اپنے کئی گھنٹوں کی نشریات میں نشر کیا۔ الطاف بھائی نے ایم کیو ایم کے پوری تاریخ میں واضع کیا، کیسے اور کن حالات میں ایم کیو ایم کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے توڑ کے لیے پنجابی پختون کی بنیاد رکھی گئی۔ سیراب گوٹھ، علی گڑھ، حیدر آباد اور پکہ قلعہ کے واقعات بیان کیے۔ کس طرح اس تنظیم نے ترقی کی منازل طے کیں۔ کس طرح اس کے دشمنوں نے اس کے راستے میں روڑے اٹکائے۔ کیا کیا ظلم کیے گئے۔ کس طرح ایم کیو ایم کو ختم کرنے کے طریقے اختیار کیے گئے۔ کس طرح سندھ کی اردو بولنے والی آبادی نے اس کو پسند کیا۔ اردو بولنے والوں نے اس کو ہر الیکشن میں ووٹ دے کر کامیاب کیا۔ گذشتہ کئی دائیوں حکومت میں شامل رہی۔ حکومتی اداروں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ بلا آخر کس طرح مہاجر قومی موومنٹ کو متحدہ قومی موومنٹ میں تبدیل کیا گیا۔ آج پاکستان کے ہر علاقے میں ایم کیو ایم کے لوگ موجود ہیں۔ الطاف بھائی کے خطاب کے دوران کارکنوں میں موجود پنجابی، سندھی، پٹھان اور پاکستان کی دوسری زبانیں بولنے والے کارکنوں نے اپنی اپنی زبانوں میں الطاف بھائی سے یکجہتی کا اظہار کیا۔ مینارٹی کے کارکنوں نے بھی الطاف بھائی سے یک جہتی کا اظہار کیا۔ کئی منٹوں تک مسلسل الطاف الطاف کے نعرے لگائے گئے۔ ایک جوش جذبے کا سماں تھا۔ کارکنوں کی

انتہائی والہانہ درخواست کے بعد الطاف بھائی نے حیدر آباد کے خطاب سے ایک دن پہلے ہی اپنے استعفیٰ کے آپشن کو واپس لے لیا۔اس طرح الطاف بھائی کی ایم کیو ایم میں ایک بار واپسی ہوئی ۔ یہ واپسی پہلی بار نہیں ہوئی بلکہ جب بھی پارٹی میں گروپ بندی کا خطرہ ہوتا ہے ایک منجھے ہوئے سیاستدان کے طور پر پارٹی کو یک جان رکھنے کے لیے الطاف بھائی اپنے استعفیٰ کا آپشن استعمال کرکے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پارٹی کو ہمیشہ مظبوط کرتے رہے ہیں۔ رابطہ کمیٹی والے اس دفعہ ہڑتال نہ کرنے والے کراچی کے صنعت کاروں کی لسٹیں بنانے اور کراچی سے ان کا صفایا کرنے کی بات کی۔ بعد میں اس بات کو واپس بھی لے لیا۔ مگر الطاف بھائی نے سخت ایکشن لیتے ہوئے رابطہ کمیٹی کے ہیڈ کو تبدیل کر دیا۔ پہلے بھی کراچی کے حالات کی وجہ سے صنعت کار اپنا سرمایا بیرون ملک منتقل کر چکے ہیں۔ ایسی حرکتوں سے باقی سرمایادار کراچی سے سرمایا باہر منتقل کر دیں گے تو ایم کیو ایم کے لوگوں کو ہی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کاش کراچی پھر سے روشنیوں کا شہر بن جائے۔ کراچی آپریشن میں مجروں کو گرفتار کرکے عدلیہ کے ذریعے قرار واقعی سزا دلائی جائے۔ ماروائے عدالت قتل کسی بھی پارٹی کا ہو وہ قابل مذمت ہے۔ کسی بھی پارٹی کے مجرم نے اگر جرم کیا ہے تو اسے قانون کے کٹہرے میں لایا جائے۔ انصاف کا بول بھالا ہو اور ۷۰ فی صد ریونیو دینے والا شہر کراچی امن کا گہوارہ بنے آمین۔

فروری ۲۰۱۵ء ۵

ایک بار پھر ۵ فروری آیا ہے۔ ہر فروری کو قاضی حسین احمد یاد آجاتے ہیں۔ کشمیریوں کے ساتھ یک جہتی کے لیے ان کی اپیل پر نواز شریف صاحب نے ۵ فروری کو پاکستان میں چھٹی کا اعلان کیا تھا۔اس دن پوری دنیا، پاکستان، مقبوضہ اور آزاد کشمیر میں جلسے ،جلوس،انسانی ہاتھوں کی زنجیریں، سیمینار وغیرہ منعقد کرکے کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا جاتا ہے۔جماعت اسلامی کراچی نے بھی زیر قیادت جناب لیاقت بلوچ سیکرٹیری جماعت اسلامی پاکستان اور جناب سید صلاح الدین سپریم کمانڈر حزب الجاہدین آزاد جموں و کشمیر یکجہتی کشمیر ریلی کا اہتمام کیا ہے۔کشمیری ۶۸ سال پاکستان سے ملنے کی تحریک.برپا کئے ہوئے ہیں۔ وہ ہر سال بھارت کے یوم آزادی کے موقع پر سبز پرچم لہرا کر یوم پاکستان مناتے رہتے ہیں۔ مودی نے کشمیر میں جعلی انتخابات کا ڈھونگ رچا کر کشمیر پر اپنا قبضہ مذید مستحکم کرنے کی کوشش کی مگر وہ اس ڈھونگ میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس نے کشمیر میں گورنر راج نافذ کر دیا اور کشمیروں کی مشکلات میں مذید اضافہ کرکے خوش ہو گیا۔جب سے بھارت میں مودی سرکار.برسر اقتدار آئی ہے کشمیریوں پر مظالم میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تقسیم ہند کے وقت.برطانیہ ، ہندو اور قادیانیوں کی سازش سے بھارت کو کشمیر میں داخل ہونے کا واحد زمینی راستہ دیا گیا تھا۔ اس طرح

بھارت نے اپنی زمینی فوجیں کشمیر میں داخل کیں۔ ہوائی جہازوں سے بھی سرینگر میں فوجیں اُتار دیں۔ کشمیر کی جنگِ آزادی جو کشمیریوں، پاکستانی فوج اور قاٹاکے قبائلیوں نے شروع کی تھی کو روکنے کی کوشش کی۔ پاکستانی فوجیں سری نگر تک پہنچنے والی تھیں کہ بھارت اقوام متحدہ میں گیا اور درخواست کی جنگ بند کر دی جائے۔ بھارت کشمیروں کو حق خودارادیت دے گا کشمیری عوام اپنی آزاد رائے سے پاکستان یا بھارت میں شامل ہونا چاہیں تو شامل ہو سکتی ہیں۔ مگر آج ۶۸ سال گزر گئے ہیں۔ بھارت نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اس وقت سے کشمیری سراپا احتجاج ہیں۔ انہوں نے آزادی کی تحریک شروع کی ہوئی ہے۔ آزادی کی جدو جہد میں ایک لاکھ کشمیریوں کو بھارت کی سفاک فوج نے شہید کر دیا ہے۔ ۱۲ ہزار کشمیری عفت ما آب خوا تین کے ساتھ اجتماعی آبرو ریزی کی گئی۔ ہزاروں نوجوانوں کو قید کی صعبتوں کے دوران اپاہج کر دیا۔ لاتعداد نوجوان کو غائب کر دیا گیا۔ ہزاروں کشمیریوں کے ماروائے عدالت شہید کر کے اجتماعی قبروں میں دفنا دیا۔ بار بار اجتماعی قبریں بازیاب ہو رہی ہیں۔ کئی بار کشمیریوں کی پراپرٹیوں پر گن پاؤڈر چھڑک کر جلا دیا گئیں۔ بھارت میں زیر تعلیم کشمیری بچوں کو بھارت کی یونیورسٹیوں سے صرف اس لیے خارج کر دیا گیا کہ کرکٹ میچ کے موقعے پر پاکستانی ٹیم کے لیے نعرے لگاتے ہیں۔ کشمیر میں آزادی کے شہیدوں کے کئی قبرستاں وجود میں آ چکے ہیں۔ کشمیری لیڈر شپ کو کبھی قید تو کبھی گھروں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ کیا اتنے مظالم جاری رکھ کر

بھارت کشمیریوں کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے؟ نہیں یقیناً نہیں۔ بھارت کب تک اٹوٹ انگ کی گردان پڑھتا رہے گے۔ اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کوئی جسم کسی ایک انگ کے بغیر تو زندہ رہ سکتا ہے مگر کوئی بھی جسم شہ رگ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا بھارت کو معلوم ہونا چاہیے کشمیر پاکستان کی موت اور زندگی کا مسئلہ ہے اس کے بغیر پاکستان زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہاں تک کشمیریوں کا تعلق ہے تو کشمیری پہلے راجا سے آزادی مانگتے تھے۔ جس پر راجا نے زندہ کشمیریوں کی کھالیں اُتاری تھیں۔ جیل کے احاطے میں آذان مکمل کرتے ہوئے ۲۲ کشمیریوں کو گولیاں مار کر بے دردی سے ،راجہ کے فوجیوں نے شہید کر دیا تھا۔ پھر بھی کشمیری آزادی کی جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد بھارت سے آزاد ہونے کی تحریک چلائے ہوئے ہیں۔ جب ہند تقسیم ہوا تو تقسیم ہند کے فارمولے کے تحت کشمیر کو پاکستان میں شامل ہونا تھا۔ مگر بھارت نے اپنی فوجیں کشمیر میں اُتار کر کشمیریوں کو زبردستی غلام بنا لیا۔ اب بھی ۸ لاکھ بھارتی فوج کشمیر میں لگائی ہوئی ہے۔ بظاہر سیکرلر ملک ہونے کے باوجود کبھی نماز جمعہ پر پابندی لگاتے ہیں کبھی مزاروں کو گن پاؤڈر پھینک کر زیرین سمیت جلا دیتے ہیں۔ مغرب کے لونڈی اقوام متحدہ جس کے پاس اب بھی مسئلہ کشمیر موجود ہے۔ اس پر کئی قراردادیں بھی منظور کی گئیں تھی۔ بھارت نے کسی ایک قرارداد پر بھی عمل نہیں کیا۔ اب کیا بھارت کو اس نافرمانی پر انعام کے طور پر اقوام متحدہ کا مستقل ممبر بنایا جا رہا ہے۔

امریکہ کے صدر نے اپنے حالیہ دورے کے موقعہ پر وعدہ کیا کہ وہ اس کو اقوام متحدہ کی مستقل نشست دلائے گا۔ اور یہ بھی کہا دنیا میں امن قائم کرنے کے امریکا بھارت پارٹنر ہیں۔ امریکہ نے بھارت سے بہت سے دفاعی معاہدے بھی کیے ہیں۔ بھارت اور امریکا کے درمیان ۲۰۰۸ء کے سول نیوکلر معاہدہ کے بعد ٹریکنگ ڈیوائس کے معاملے پر اختلاف چل رہا تھا۔ امریکا نیوکلر سپلائی کی جو مانیٹرنگ کرتا تھا اس پر سے بھی پابندی ہٹا دی۔ امریکا کی بھارت کے ساتھ اس نوازشوں پر پاکستان نے بجا طور پر اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے کہ دوستی تو پاکستان سے ہے اور ہنی مون بھارت کے ساتھ منایا جا رہا ہے۔ امریکا کے کہنے پر پاکستان نے شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن شروع کیا ہے۔ دہشت گردی کے کنٹرول پر پاکستان کو ڈو مور کا کہا جاتا ہے اور مہربان بھارت پر ہوتا ہے۔ امریکا نے اپنی ان حرکتوں کی وجہ سے پاکستان کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ پاکستان اپنے خارجہ پالیسی پر از سر نو غور و فکر کرکے اپنے دوست تلاش کرے۔ اس سلسلے میں پاکستان کے مسلح افواج کے سپاہ سالار کا بروقت دورہ چین بھارت کو منہ توڑ جواب ہے۔ پاکستانی افواج کے سپہ سالار چین کے دورے پر گئے اور چین نے پاکستان کو ہمیشہ کی طرح اس نازک موقعے پر ساتھ دینے کی بات کی۔ چین نے امریکا کو بھی خبر دار کیا کہ وہ بھارت کو علاقے کا تھانیدار نہ بنائے۔ اس پر امریکی صدر نے چین کے اس بیان پر تعجب کا اظہار کیا۔ بہر حال امریکا نے بھارت کے ساتھ دفاعی معاہدے کرکے علاقے میں طاقت کے توازن کو

تبدیل کر دیا ہے۔ اس سے بھارت کی کشمیر پر گرفت مذید مظبوط ہو جائے گی۔ جس پر پاکستان کو بہت فکر ہے۔ اس دفعہ ۷ سال کے بعد پہلی دفعہ ۲۳ مارچ کو پریڈ کا انعقاد کر کے پاکستان بھی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرے گا۔ جس میں چین کے صدر بھی شریک ہونگے۔ ہماری بہادر افواج نے اس پروگرام کو ترتیب دے کر عوام کے دل جیت لیے ہیں۔ عوام کو اپنے ازلی دشمن بھارت کے خلاف مسلح افواج کے ہاتھ مضبوط کریں گے۔ ملک سے دہشت گردی کی لعنت کو بھی ختم کرنے میں مسلح افواج کے ساتھ ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس سے پاکستان اور کشمیری عوام کے حوصلے بلند ہونگے۔ کشمیر پہلے سے بڑھ کر آزادی کی جنگ لڑیں گے۔ انہیں معلوم ہے مضبوط پاکستان ان کی آزادی کا مظہر ہے۔ وہ پاکستان کی ترقی کے لیے دن رات دعائیں کرتے ہیں۔ وہ پاکستان کے ساتھ ملنے کا اظہار ہر موقعے پر کرتے رہتے ہیں۔ وہ تکمیل پاکستان کی جنگ ۶۸ سال سے لڑ رہے ہیں اس دفعہ ۵ فروری کے موقعے پر بھی پاکستانی عوام اور حکومت کی طرف سے کشمیریوں کو زبردست پیغام ملے گا کہ پاکستانی عوام ان کی جد وجہد آزادی میں برابر کی شریک ہیں۔ ہر وقت کشمیریوں کی مدد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اب ان شاء اللہ کشمیر کی آزادی قریب تر ہو جائے گی۔ کشمیر پاکستان کے ساتھ مل جائے گا۔

معرکہ کارگل اور حکمرانوں کا معذرتانہ رویہ

پاکستان میں معرکہ کارگل پر بڑی لے دے ہوتی رہی ہے۔ نواز شریف صاحب فرماتے ہیں کہ ان کو اِس کا علم نہیں تھا۔ مشرف صاحب نے یہ معرکہ خود ہی لڑا۔ میں اس کے خلاف تحقیقات کرواؤں گا۔ اس سے ملک بدنام ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک معمولی سے سوچ رکھنے والا پاکستانی شہری سوچتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنے بڑے واقعہ کا ملک کے سربراہ کو علم نہ ہو۔ مشرف صاحب تو کہتے ہیں نواز شریف صاحب کو اس کا علم تھا۔ جانے اندر کی بات کیا ہے۔ اگر لوگوں کو یاد ہو کہ کارگل معرکہ کچھ مدت قبل نواز شریف صاحب گلگت گئے تھے۔ فوجیوں کے ساتھ ان کا فوٹو بھی پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر آیا تھا۔ دورے کی خبریں بھی میڈیا میں آئیں تھیں۔ یہ تو جاننے والوں کے علم میں تھا کہ معرکہ کارگل سے تقریباً ۲ سال پہلے شمالی علاقہ جات میں نادرن لائٹ انفنٹری قائم کی گئی تھی۔ اس کے انچارج مشرف صاحب تھے۔ ظاہر ہے دفاعی نقطہ نظر سے ، فوج نے کچھ سوچ کر ہی لائٹ انفنٹری قائم کی تھی ۔ یہ سوچ بھی سامنے ہو گی کہ اس سے نوجوانوں کو روزگار ملے اور اس علاقے کا دفاع بھی مستحکم کیا جائے گا۔ اُس وقت وہاں کے لوگوں نے سراہا بھی تھا۔ کیونکہ شمالی علاقہ جات میں شعیہ سنی اختلاف کا بھی مسئلہ تھا۔ نوجوانوں کو نوکریاں ملیں تو کچھ حد تک مسئلہ دب گیا تھا اور لوگ کاموں میں لگ گئے

تھے۔ ظاہر ہے فوج اپنی پلاننگ کرنے میں آزاد ہوتی ہے۔ اس کا کام ہی ملک کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ فوج کو اس بات کا ادراک بھی ضرور تھا کارگل سیاچین کے راستے میں بھارت کی کوئی قابل ذکر چوکیاں بھی نہیں ہیں۔ بھارت نے سیاچین میں ۳۲ ہزار کے قریب فوج بھی لگائی ہوئی ہے۔ یہ بھی فوج کے علم میں تھا کہ معاہدہ شملہ کے بعد کچھ اہم چوٹیوں پر بھارتی فوجوں نے جارحانہ طور پر قبضہ بھی کیا ہے جو شملہ معاہدے کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ معاہدے میں جنگ بندی لین کو لائن آف کنٹرول بھی قرار دیا گیا تھا اور یہ بھی طے تھا کہ اس کنٹرول لین کو ہر دو فریق کراس نہیں کریں گے۔ مگر بھارت نے اس معاہدے پر عمل نہیں کیا اور علاقے کی کچھ اہم چوٹیوں قبضہ کر لیا۔ اور اگر پاک فوج بھی آگے بڑھ کر کارگل سیاچین شاہراہ پر قبضہ کر لے تو بھارتی فوج سے اپنی اہم چوٹیاں بھی خالی کروائی جا سکتی ہیں۔ اور بھارتی فوج کی رسد بھی بند کر کے اس کی ۳۲ ہزار فوج کو مفلوج کیا جا سکتا ہے۔ مشرقی پاکستان کا بدلہ بھی چکایا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی بھارت نے سیاہ چین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ بھارت تو جارحانہ طرز عمل اختیار کر کے کشمیر پر قبضہ کر لے۔ اپنے قبضے کو مستحکم کرنے کے لیے سیاہ چین پر قبضہ کرے۔ پھر مذید آگے بڑھ کر علاقے کی اونچی چوٹیوں پر بھی قبضہ کر لے۔ پھر بھی پاکستان بین اقوامی طور پر اس کی گرفت نہ کرے۔ کشمیر بین القوامی طور پر مانا ہوا متنازہ علاقہ ہے۔ اقوام متحدہ میں کشمیر کے بارے میں متفقہ طور پر مانے جانے والی قراردادیں موجود ہیں۔

اقوام متحدہ کے مبصر کشمیر کی دونوں اطراف میں موجود ہیں۔ کشمیر پر ہماری کمزور پالیسی کا یہ عالم تھا کہ سیاہ چین پر بھارت کے قبضہ کے موقعے پر بین اقوامی طور پر بھرپور احتجاج کرنے ،اقوام متحدہ میں احتجاج ریکارڈ کروانے، اس کا فالواپ کرنے کے بجائے ہمارے سابق جنرل ضیا کا بیان اخبارات کی زینت بنا تھا کہ سیاہ چین پر تو گھاس بھی نہیں اُگھتی ۔ یعنی سیاہ چین پاکستان کے لیے غیر اہم جگہ ہے۔ قوم سابق جنرل کو کیسے بتاتی کہ جنرل صاحب سیاہ چین کے گلیشئرز کے پانیوں سے تو پاکستان کے میدانوں میں گھاس اُگھتی ہی ہے ساتھ ہی ساتھ اناج بھی پیدا ہوتا ہے۔ ہماری کھتیاں بھی ہری بھری ہیں۔ کشمیر کے معاملے میں ہر دور میں ہماری خارجہ پالیسی کی ناکام رہی ہے۔ بھارت سے ہمارے حکمرانوں کے ڈر کا یہ عالم ہے کہ جب کشمیر میں جاری جنگ آزادی زوروں پر تھی۔ایک میٹنگ میں ایک دفاعی عہدہ دار کشمیر پر بریفنگ دے رہا تھا۔ جس میں بے نظیر صاحبہ اور سابق جنرل گل حمید صاحب موجود تھے۔جب جنرل حمید گل نے دفاعی عہدہ دار سے سوال کیا کہ اب اس سے آگے کیا ہو گا؟ تو بے نظیر صاحبہ نے دفاعی عہدہ دار سے کہا آپ ٹھریں۔ جنرل صاحب کو میں جواب دیتی ہوں۔ بے نظیر صاحبہ نے کہ پاک بھارت جنگ ہو گی۔ تو کیا کشمیر میں اتنی بڑی مزاہمت شروع کرکے پھر جنگ کے بغیر ہی کشمیر پاکستان کو مل جائے گا۔ نہیں نہیں مزاہمت شروع کرنے سے پہلے ہی جنگ کے متعلق پلاننگ کرنی تھی۔ گوریلہ جنگ میں تو دشمن کو مفلوج کرنا ہوتا ہے علاقوں پر تو فوجیں ہی قبضے کرتی ہیں۔

پاکستانی حکمرانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ بھارت آپ کی شہ رگ پر قبضہ کئے ہوئے ہے۔ وہ پاکستان کو بوند بوند پانی کے لیے ترسا ترسا کر مارے گا۔ ایسا مرنے کی بجائے ہم کو بہادری سے بھارت کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ ہمارے حکمرانوں کو جنگ کا خوف دل سے نکال دینا چاہیے۔ کیا اس سے قبل بھارت نے ۱۹۶۵، ۱۹۴۷ اور ۱۹۷۱ کی جنگیں پاکستان پر مسلط نہیں کی تھیں۔ کیا ہمارے حکمران بھارت کے ساتھ جنگ سے ڈرتے ہیں؟ بھارت تو جنگ کر کے آپ سے کشمیر چھین لے، سیاہ چین اور اونچی چوٹیوں چھین لے، مشرقی پاکستان چھین کر بنگلہ دیش بنا دے۔ بھارت افغانستان میں بیٹھ کر پاکستان میں دہشت گردی کرتا رہے۔ آپ اپنی شہ رگ پر قابض بھارت سے جنگ سے گریز کر کے کیسے کشمیر حاصل کر سکتے ہیں؟ کیا ایک ایٹمی طاقت کے ملک کے شایان شان ایسی معذرتانہ خارجہ پالیسی صحیح ہے۔ اسی تناظر میں میں عوام کو یاد ہو گا کہ حزب المجاہدین کے سربراہ اور کشمیر کی تمام جہادی تنظیموں کے سپریم کمانڈر سید صلاح الدین کا اخبارات میں بیان بھی آیا تھا کہ انہوں نے پاکستان کے مقتدر حلقوں سے ملاقات کر کے ان پر واضح کر دیا ہے کہ فرض کریں کہ اگر بھارت نے مشرقی پاکستان کے حالت ۱۰۰ فی صد خراب کر کے اپنی فوجیں مشرقی پاکستان میں داخل کر کے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہمارے فوجیوں کو قیدی بنا لیا تھا۔ تو ہم کشمیریوں نے کشمیر کے اندر ۲۰۰ فی صد حالات خراب کر دیے ہیں پاک فوج آگے بڑھ کر کشمیر پر قبضہ کر لے۔ حالت بل کل پاک فوج کے حق میں ہیں۔ ایسے حالات میں بھارت نے بھی مشرقی

پاکستان میں فوجیں داخل کی تھیں۔ ان سب چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری نظر میں اگر مشرف صاحب نے بھی کچھ جارحانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے کارگل سیاچین شاہراہ پر قبضہ کرکے بھارت کی ۳۲ ہزار فوج کو گھیر لینے کی حکمت عملی پر کام کیا تو اس پر اس کی ایسی گرفت نہیں ہونی چاہیے تھی۔ جیسی میڈیا کے اندر کر اپنے کمانڈر کو بدنام کیا گیا تھا۔ گرفت کرنے کی بجائے کسی اور طریقے سے ڈیل کیا جا سکتا تھا۔ ویسے بھی یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک منظم فوج کا سربراہ کسی ساتھی کو بتائے بغیر دشمن سے جنگ چھیڑ دے۔ اس میں لاک آف کمیونیکیشن کی غلطی کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بھی عقل نہیں مانتی کہ ملک کے سربراہ کو اتنے بڑے معرکے کا سرے سے علم ہی نہ ہو۔ اس مفروضے کو ایک طرف رکھتے ہوئے ہم کچھ حقائق پر گفتگو کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کی دفاعی پالیسی ترتیب دینے والوں کو اس بات کا ادراک نہیں کہ جب کسی ملک پر حملہ کیا جاتا ہے یا اس سے جنگ چھڑی جاتی ہے تو دشمن ملک کی کسی بھی کمزوری سے ضرور فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اگر ہمارے مقتدر حلقوں نے کشمیر کے اندر آزادی کی جنگ لڑنے والوں کی مدد کی پالیسی ترتیب دی تھی تو اس بات پر ضرور سوچا ہوگا کہ اس سے بھرپور جنگ چھڑ سکتی ہے۔ اور کیا ایسی صورت میں پاکستان اس کے لیے تیار ہے؟ یہی وجہ ہے کہ معرکہ کارگل برپا ہونے پر بھارت نے پاکستان پر حملے کی دھمکی دی تھی۔ جس کی امریکا نے پاکستان کو اطلاع دی تھی اور ہمارے حکمران پریشان ہو کر امریکا بھاگے۔ ہاتھ جوڑ کر درخواست کی کہ یہ ہمارے جنرل

کی ذاتی غلطی ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے کشمیری مجاہدین کو چن چن کر بھارتی فوجیوں نے مارا۔ جنگ بندی نہ ماننے والے مجاہدین کو ہم نے بھی مارا۔ یہ بزدلی تاریخ کا حصہ بن گئی ہے۔ ہمیں تاریخ سے سبق حاصل کرکے ایک ایٹمی قوت کے ملک کے شایان شان خارجہ پالیسی ترتیب دینی چاہیے۔ بھارت پر واضع کر دینا چاہیے کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرتے ہوئے کشمیر میں اقوام متحدہ کی نگرانی میں کشمیریوں کو اپنی آزاد رائے حق خود ارادیت کے تحت اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کی اجازت دے۔ ورنہ نتائج کے تیار ہو جائے، چاہے اس کے لیے ایک پھر پور جنگ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ پاکستان کا محافظ ہو۔ آمین

ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے کامیاب قومی جرگہ

حسب ،اعلان، ۸ فروری، عافیہ موومنٹ کے تحت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لیے ایک قومی جرگہ کراچی قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے مزار کے باہر روڈ پر منعقد ہوا۔ کمپیئرنگ کے فرائض سلیم مغل صاحب نے ادا کیے۔ اس قومی جرگے میں پاکستان بھر سے سیاسی، دینی، سماجی، ہیومن رائٹ، سول سوسائٹی ، کالم نگار اور میڈیا کے افراد شریک ہوئے ۔ جرگے کی صدارت جناب جسٹس (ر) وجیہہ الدین احمد نے کی۔ اس قومی جرگے میں جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر کے اسداللہ بھٹو صاحب، خواتین ونگ کی نمائندہ محترمہ عائشہ منور صاحبہ، یونس بارائی صاحب ، ہیومن نیٹ ورک کے سُوری، پاسبان کے الطاف شکور، دعوۃ کے جناب مزمل صاحب، مسلم لیگ (ن) تحریک انصاف، مسلم لیگ (ق)، متحدہ قومی موومنٹ ، خاکسار تحریک، پیپلز پارٹی، عدلیہ کے نمائندے، سول سوسائٹی کے نمائندے، مرد و خواتین ،بچے نوجوان اور کراچی کے عوام جس میں خاص کر لیاری سے آئی ہوئی خواتین اور بچے نمایا تھے شریک ہوئے۔ عین جرگے کی کاروائی کے دوران وزیر اعظم نواز شریف صاحب کے دفتر سے ڈاکٹر عافیہ کی والدہ کی خیریت معلوم کی گئی۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر موثر احتجاج کیا جائے تو حکمران اس سے ضرور باخبر رہتے ہیں۔تلاوت قرآن شریف کے بعد سلیم مغل صاحب نے ڈاکٹر

عافیہ کی گم شدگی، افغانستان کی بگرام جیل میں قید، امریکہ منتقلی اور امریکی متعصب یہودی جج کی طرف سے ۸۶ سال کی قید اور قید کے بارہ سال پورے ہونے کی دکھ بھری روداد بیان کی۔ انہوں نے فرمایاڈاکٹر عافیہ صدیقی پاکستانی شہری ہے وہ امریکی شہری نہیں،اس نے بچوں کی تعلیم میں امریکا سے leraning through ammitaton میں پی ایچ ڈی کی ہے۔ اتنی ذہین ہے کہ اس کے استاد نوم چسکی نے کہا تھا یہ جہاں بھی جائے گئی نظام بدل دے گی۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو کراچی سے اسلام آباد جاتے ہوئے امریکا کے خفیہ والوں نے تین بچوں سمیت گرفتار کیا۔ اس کا ذکر مشرف ڈاکٹیٹر نے اپنی کتاب ''سب سے پہلے پاکستان'' میں کیا ہے۔ مشرف ڈکٹیٹر نے جن چھ سو پاکستانیوں کو ڈالر لے کر امریکہ کے حوالے کیا تھا اس میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی شامل تھی۔ پانچ سال تک ڈاکٹر عافیہ اور اس کے تین بچوں کا اتا پتہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔ ایک نو مسلم برطانوی صحافی مریم ریڈلے نے پہلی بار ۷ جولائی ۲۰۰۸ کو قیدی نمبر ۶۵۰ بلگرام جیل افغانستان جو کہ امریکی انتظام میں تھی۔ ایوان ریڈلے ایک برطانوی خاتون جو طالبان کی خبریں حاصل کرنے کے لیے غیر قانونی طور پر افغانستان میں داخل ہوئی تھی۔ جسے غیر قانونی صحافت کرتے ہوئے طالبان نے گرفتار کر لیا تھا۔ جو طالبان کی قید میں رہی اور قید کے دوران طالبان کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اب ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے کوششیں کرتی رہتی ہے۔ اس نے بلگرام جیل میں ایک قیدی عورت

کی چیخوں کی آوازیں سنی ۔ اس کے بعد اس نے اس کی شناخت کی اور پاکستان میں آ کر انکشاف کیا کہ یہ پاکستان کی شہری ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے۔ اس طرح ڈاکٹر عافیہ کے گھر والوں کو اس مظلومہ کا پتہ چلا۔ افغانستان میں امریکی فوجیوں نے اس کمزور عورت پر تین فائر کی اور سوچا کہ مر گئی ہے۔ جب دنیا میں اس ظلم کا شور مچا تو ڈاکٹر عافیہ کو امریکہ منتقل کر دیا گیا۔ امریکہ میں اس پر مقدمہ قائم کیا گیا کہ اس نے امریکہ میرین سے رائفل چھین کر ان پر فائر کئے ۔ جب کہ کوئی فوجی زخمی بھی نہیں ہوا۔ بل کہ جب ڈاکٹر عافیہ کو عدالت میں پیش کیا گیا تھا وہ خود زخمی تھی اور اس کے زخموں سے خون بھی بہہ رہا تھا۔ ڈاکٹر عافیہ کو امریکی فوجی ننگا کر کے اس کے سامنے قرآن شریف رکھتے اور قرآن کی بے حرمتی کرتے تھے۔ مشرف کے دور میں عافیہ پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے ۔ پیپلز پارٹی کے دور میں پاکستان کے وکلا نے ڈاکٹر عافیہ کا مقدمہ خراب کیا۔ نواز شریف نے بھی کہا تھا عافیہ میری بیٹی ہے۔ میں حکومت میں آ کر اس کو رہائی دلاؤں گا۔ مگر جب نواز شریف حکومت میں آئے تو اسے اپنا وعدہ یاد کرایا گیا مگر اس نے آج تک کچھ نہیں کیا۔ نواز شریف کی ٹیبل پر قیدیوں کے تبادلے کے قانون کی سمری پڑی ہے۔ صرف اس پر دستخط ہونے ہیں اور عافیہ پاکستان منتقل ہو سکتی ہے۔ سب حکمرانوں نے کہا کہ وہ ڈاکٹر عافیہ کو رہائی دلائیں گے مگر آج تک کچھ نہ ہو سکا۔ امریکا کے جاسوس ریمنڈ ڈیوس جس نے پاکستان کے تین شہریوں کو دن دھاڑے شہید کیا اس مجرم کو تو جہاز پر بیٹھا کر

واپس امریکا بھیج دیا گیا۔ ڈاکٹر عافیہ جس نے کوئی دہشت گردی نہیں کی۔ نہ اس پر دہشت گردی کا مقدمہ قائم ہوا۔ اس مجرم کے بدلے ہمارے حکمران بھی رہائی نہ دلا سکے۔ اب ہر طرف سے مایوس ہو کر اس قومی جرگے کا انعقاد کیا گیا ہے تاکہ آپ لوگ اس میں بیٹھ کر اپنی آزاد رائے سے ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے کچھ فیصلہ کر سکیں۔ اور اس فیصلے پر عمل درآمد کرکے ڈاکٹر عافیہ کو واپس پاکستان لیا جاسکے۔ جرگہ ترتیب دینے والی عافیہ موومنٹ کی رو رواں اور ڈاکٹر عافیہ کہ بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی صاحبہ، جس نے ایک کمزور عورت ہوتے اور گھر اور ملازمت کو پس پشت ڈالتے ہوئے قریہ قریہ، شہر شہر، ملک ملک دن رات ایک کر دیے ہیں کہ کسی طرح اس کی مظلومہ بہن اور قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی شیطان کبیر امریکہ کی جیل سے رہا ہو کر اپنے پیارے وطن پاکستان اپنے بچوں سے آ ملے۔ جب اس نے اپنی بہن کی رہائی کی کوششوں کو بیان کیا تو شرکاء کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جماعت اسلامی کے رہنما اسد اللہ بھٹو صاحب ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے اپنی جماعت کی کوششوں کا ذکر کیا اور ہر موقعے پر تعاون کا یقین دلایا اور کہا کہ یہ پاکستان کے اٹھارہ کروڑ شہریوں کا مسئلہ ہے۔ تحریک انصاف سندھ کی صدر نے بھی تعاون کا کہا۔ ڈاکٹر فوزیہ نے ان سے کہا کہ عمران خان صاحب سے کہیں کہ ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے ایک عدد دھرنہ دیں۔ جس کا انہوں عمران صاحب سے بات کرنے کا کہا۔ ایم کیو ایم کے قومی اسمبلی کے رکن مزمل قریشی صاحب نے کہا کہ ہم نے ڈاکٹر عافیہ کے لیے

الطاف بھائی کے کہنے پر کراچی میں ریلی نکالی تھی۔اس پر ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے کہا اب ایک ریلہ نکالیں تا کہ ڈاکٹر عافیہ کی رہائی ممکن ہو سکے۔دعوۃ کے مزمل صاحب نے بھی اپنے تعاون کا یقین دلایا۔اس قومی جرگے میں سب شرکاء نے اپنی اپنی تنظیموں کی طرف سے ڈاکٹر عافیہ کی وطن واپسی کے لیے جدو جہد کرنے کا وعدہ کیا۔ جرگہ میں میں ''میثاق کراچی'' منظور کیا گیا جو پڑھ کر شرکاء کو سنایا گیا اور سب نے ہاتھ اُٹھا کر اس میثاق کراچی کی تائید کی۔ سفارشات کو حکومت کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ ہوا۔ عدالت سے از خود نوٹس لینے کا کہا گیا۔ عافیہ کی سزا امریکی نظام انصاف کی شکست ہے۔ معاملہ قومی غیرت کا تھرمامیٹر بن چکا ہے۔حکومت اقوام متحدہ کا دروازہ کھٹکھٹائے۔ ڈاکٹر فوزیہ نے میثاق کراچی منظور ہونے پر شرکاء جرگہ کا شکریہ ادا کیا۔ صدارتی خطاب کرتے ہوئے جناب ریٹائرڈ جسٹس وجیہہ الدین احمد صاحب نے ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے قانونی نقطے بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر جیسے ایک قانون دان نے بیان کیا ہے کہ ایک مقدمہ میں جج صاحب نے حکم جاری کیا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کا بیان ریکارڈ کیا جائے تو اگر اس مقدمے کا فالو اپ کیا جائے تو اس میں ڈاکٹر عافیہ کی وطن بھی واپسی ممکن ہو سکتی ہے صدارتی خطاب کے بعد پاکستان کا قومی ترانہ بجایا گیا۔ جرگے کے سب شرکاء نے پاکستان کا ترانہ کھڑے ہو کر احترام سے سنا اور جرگے کا پروگرام اہتمام پذیر ہوا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ قوم کی بیٹی کو امریکا کی جیل سے رہائی دلائے۔ نہیں تو کم از کم یہ سبیل

نکل آئے کہ وہ بقایا سزا پاکستان کی کسی جیل میں گزارے تاکہ اس کے بچے اور خاندان
اس کو دیکھ سکیں اور اس سے مل سکیں۔

ویلنٹائن ڈے مغربی تہذیب کا شاخسانہ

۱۴فروری کو ویلنٹائن ڈے منایا جاتا ہے۔ یہ بے حیائی کا دن کیسے شروع ہوا وہ تو ہم بعد میں بتائیں گے۔ پہلے مغربی تہذیب والوں کے جرائم کا ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کی خباستیں مسلم معاشرے میں ویلنٹائن ڈے منانے کی خبط میں مبتلا نوجوانوں کے سامنے آ جائیں۔ مسلم معاشرے میں اس بے حیاڈے کے جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں اس سے محفوظ رہنے کی کچھ تدبیر ہو۔ صاحبو ! مغربی تہذیب والوں کے جد امجد بنی اسرائیل نے اپنے ذاتی اور ناجائز خواہشات کو اپنی عوام میں سند کے طور پر پیش کرنے کے لیے، اللہ کے برگزیدہ بندوں پیغمبروںؑ پر زنا کی تہمت لگائی تھی اور پھر اس کو ڈھال بنا کر معاشرے میں زنا کو عام کیا تھا۔ ان کی مقدس کتاب میں درج ہے کہ فلاں پیغمبرؑ نے (نعوذ باللہ) فلاں کے ساتھ زنا کیا اور فلاں پیدا ہوا۔ شیطان کے چیلوں نے شیطان کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بے حیائی کو اپنے معاشرے میں عام کیا۔ اب ان کے شیطانی معاشرے میں نوجوان بیٹی اپنے باپ سے کہتی ہے اوکے ڈیڈ میرا بوائے فرینڈ آ گیا ہے میں اُس کے ساتھ انجائے کرنے جا رہی ہوں۔ بے حیائی کا کھلا ارتکاب کرتے ہوئے ، باپ ، ماں، بیٹا، بیٹی سب ایک ہی پانی کے تالاب میں نیم عریاں لباس پہن کر نہاتے ہیں۔ کلبوں کے اندر ڈانس کے بعد

روشنیاں بند کر دی جاتی ہیں اور پھر جس کی بیوی اندھیرے میں جس کے ہاتھ لگی وہ اُس کی ہو گئی۔ فعل قوم لوطؑ کو عام کیا گیا ہے بل کہ بعض ملکوں میں اسے آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ مرد مرد کے ساتھ شادی رچاتے ہیں۔کچھ عرصہ قبل پاکستان میں امریکی سفارت خانے جو مغربی تہذیب کا سرخیل ہے میں پاکستان کے ہم جنس جمع ہوئے اور اس قبیح فعل کو عام کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس پر پاکستان میں احتجاج کیا گیا تھا۔ مغربی تہذیب میں عورت کہتی ہے میں بچہ ہر گز پیدا نہیں کروں گی اس طرح میری تفریح میں خلل پڑتا ہے۔ مغربی تہذیب میں اس کے ریکارڈ کے مطابق ۴۰ فی صد حرام بچے زنا کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیا کیا بیان کیا جائے۔ حیرت تو ان بگڑے ہوئے مسلمانوں پر ہوتی ہے کہ وہ کس طرح اس شیطانی تہذیب کو اپنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔تُف ہے ان حکمرانوں پر ہے جن کی ناک کے نیچے ایسی قبیح حرکتیں ہوتیں ہیں اور وہ ڈالر کی لالچ میں ان پر گرفت نہیں کرتے۔ ہمارے معاشرے کے کچھ کم علم لوگ اس بے حیائی کے وکیل بن جاتے ہیں۔ اور رہی سہی کسر ہمارا میڈیا اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے پوری کر دیتا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ہماری نئی نسل ہیود و نصارا کی شیطانی تہذیب کو اپنانے میں مصروفِ عمل ہے اور اپنی تہذیب کو بھول رہی ہے۔ اللہ کے قرآن میں ہے کہ ’’ بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیل جائے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں درد ناک عذاب ہے (النور ۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ فحاشی اور عریانی اور بے حیائی کی اشاعت و تبلیغ منع ہے اس سے

جنسی بے راہ روی اور اخلاق باختگی کے دروازے کھلتے ہیں۔ مغرب مکمل شیطان کے نرغے میں ہے۔ اصلاح کے بجائے اس بے راہ روی کرنے والوں کی حوصلہ افضائی کی جاتی ہے۔

قصہ مشہور کہ کیا گیا کہ ویلنٹائن ایک پادری تھا۔ اس کو ایک رہبہ سے محبت ہو گئی تھی۔ پھر اس سے آگے دیو ملائی کہانیاں ہیں وغیرہ۔ ظاہر ہے کسی بھی مذہب کا پرچار کرنے والا اس مذہب کا نیک آدمی ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ مغربی شیطانی تہذیب میں کسی نیک آدمی پر تہمت لگا کر ایک سند پیش کی جاتی ہے۔ اور پھر اس فعل کو عام کر دیا جاتا ہے۔ پھر مغربی معاشرے میں اس پر عمل کر کے نوجوان لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کو بوائے فرینڈ بنایا۔ پھر وہ نقشہ سامنے ہے جس میں مغرب ڈوبا ہوا ہے۔ کیا اس شیطانی تہذیب کو مسلمانوں میں بھی عام ہونا چاہیے؟۔ نہیں ہر گز نہیں۔ مسلمان معاشرہ اپنے پیارے پیغمبرؐ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنے کا پابند ہے۔ اس شریعت میں ایک دن کی بے حیا محبت تو سرے سے گنجائش ہی نہیں۔ بل کہ سال کے ۳۶۵ دن شریعت کے مطابق کی محبت ہے۔ جس میں عفت ماآب ماں کی محبت ہے، جس کے قدموں میں جنت رکھی گئی ہے۔ بہن کی محبت ہے۔ بیوی کی محبت ہے۔ خاندان کی محبت ہے۔ ہمیں مغربی شیطانی معاشرے کی ایک دن کی بے حیا محبت کی کوئی ضرورت نہیں۔ جس میں انسان کو انسانیت سے گرا کر صرف حیوان بنا دیا گیا۔ ایک ہی ٹیبل پر بیٹھ کر

ہوٹل میں باپ اور بیٹا چائے کے بل تک علیحدہ علیحدہ ادا کرتے ہیں۔ جب کہ مسلم سوسائٹی میں مشترکہ خاندانی نظام میں ایثار اور قربانی کی مثالیں پیش کی جاتیں ہیں۔ مسلم معاشرے کو تبدیل کرنے کے لیے ویلنٹائن ڈے جیسے دنوں کے ساتھ اس کے نظام تعلیم کو بھی تبدیل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ دینی مدارس جن کو حکومتیں ایک پائی کی مدد بھی نہیں دیتیں۔ مغرب کے کہنے پر پریشان کیا ہوا ہے۔ مگر مغرب اس میں کامیاب نہ ہوسکے گا۔ کلمہ لا الہ الا اللہ کے نام پر وجود میں آنے والے مثل مدینہ پاکستان میں اللہ کے رسولؐ کی شریعت چلے گی ان شاء اللہ۔

کراچی ٹارگٹڈ آپریشن اور وزیر اعظم صاحب کے کراچی کے دورے

کراچی تین دہائیوں سے خون و آگ کی حالت میں ہے۔ کراچی منی پاکستان ہے۔ دیہی علاقوں سے پیپلز پارٹی اور شہری علاقوں سے ایم کیو ایم اقتدار میں آتی رہیں ہیں۔ دونوں پر امن و امان قائم کرنے کی ذمہ داری بھی عائید ہوتی ہے۔ یہ امن و امان قائم کرنے کے بجائے ایک دوسرے سے نورا کشتی کھیلتے رہتے ہیں۔ اپنے اپنے مفادات کی جنگ میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے رہتے ہیں۔ ایم کیو ایم نے تو تماشہ بنا لیا ہے۔ متعدد بار حکومت سے علیحدہ ہوئی۔ مطالبات منوا کر پھر پیپلز پارٹی کے ساتھ حکومت میں شامل ہو جاتی ہے۔ بقول ڈکٹیٹر مشرف ایم کیو ایم دس دفعہ ناراض ہوئی پھر شامل ہوئی۔ اب پھر پریشانی ہوئی تو حکومت میں شامل ہو گئی۔ کراچی جو کبھی روشنیوں کا شہر کہلاتا تھا۔ زخموں اور دکھوں کے شہر میں تبدیل ہو گیا۔ پاکستان بننے کے بعد ہندوستان سے ہجرت کرنے والے کراچی میں زیادہ تعداد آباد ہوئے۔ باقی پنجاب، سرحد، بلوچستان، گلگت بلتستان، کشمیر سے پاکستان بننے کے بعد محنت مزدوری کرنے آئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکمرانوں نے ملک کی واحد بندرگاہ ہونے کی وجہ سے کراچی میں پاکستان کے ۹۰ فی صد کارخانے لگائے تھے۔ جس کی وجہ پورے پاکستان سے محنت مزدوری کرنے لوگ کراچی میں آئے۔ ان مزدوروں اور ہندوستان سے ہجرت کرکے آنے والوں نے مل جل کے اپنی محنت سے

کراچی کو روشنیوں کا شہر بنایا۔ کراچی غریب پرور شہر تھا۔ کئی ہوٹلوں میں دو آنے کی روٹی دال مفت ملا کرتی تھی۔ کراچی کے شہری ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ پورے ملک کے علاقوں اور صوبوں کے نام سے کراچی میں رہائشی کالونیاں بنیں۔ کہیں پٹھان کالونی، کہیں پنجاب کالونی، کہیں کوئٹہ کالونی، کہیں مظفر آباد اور کہیں مہاجر کالونی یعنی پاکستان کے سارے علاقوں کے ناموں سے آبادیاں قائم ہوئیں۔ سارے علاقوں کی بولیاں بولی جانے لگیں۔ کراچی پاکستان کی ساری ثقافتوں کا گلدستہ بن گیا۔ پاکستان کی واحد بندرگاہ اور انڈسٹریل شہر ہونے کی وجہ سے پاکستان کی تجارت کا مرکز بن گیا۔ پاکستان کی ریونیو کا ۷۰ فی صد دینے والا شہر بن گیا۔ گو کہ اب بھی یہ ساری بستیاں اور بولیاں موجود ہیں۔ مگر ان میں لسانیت اور قوم پرستی نے زہر گھول دیا ہے۔ حقوق کے نام پر ایک جنگ چھیڑ دی گئی۔ یہ محنت مزدوری کرنے والے غریب لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں ہم نے کس کے حقوق چھینے ہیں۔ ہم تو محنت مزدوری کرکے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔ اندرون پاکستان سے آنے والے کراچی کے باسیوں کی لاشیں واپس ان کے آبائی علاقوں میں جانا شروع ہوئیں۔ اس سے نفرتوں نے جنم لیا۔ یہ لوگ فیکٹریوں، سڑکوں، تندوروں، گھروں۔ لکڑی کی ٹالوں اور چائے کے ہوٹلوں پر محنت کرنے والے لوگ ہیں۔ ان محنت کش لوگوں نے کراچی کی خدمت کی ہے اس کو روشنیوں کا شہر بنایا ہے۔ کراچی میں بھتہ لینے کے لیے لوگوں کو اغوا کرنا شروع ہوا۔ جس سے سرمایادار پریشان ہو گئے۔ انہوں نے

اپنا سرمایا آہستہ آہستہ ملک سے باہر منتقل کرنا شروع کیا۔ لینڈ مافیا والوں نے اپنی کاروئیاں شروع کیں۔آئے روز ہڑتالیں ہونا شروع ہوئیں۔ غرض کراچی کو تباہ کر کے رکھ دیا گیا۔ کراچی جرائم پیشہ افراد کا گڑھ بن گیا۔اس شہر میں اسٹریٹ کرائمز، اغوا برائے تاوان ، ٹارگٹ کلنگ، زبان اور فرقہ کے نام سے ایک دوسروں کو قتل کرنا شروع ہوا۔ پھر پاکستان کے خلاف بین الاقوامی دشمنوں کی جاری گریٹ گیم نے اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ سیاست دانوں کی سیاسی مفادات اور مفاہمت کی پالیسی نے شہر کو واپس روشنیوں کا شہر نہ بننے دیا۔ ایک وقت آیا اور عدلیہ نے سو موٹو ایکشن لیا۔ رینجرز کو اختیار دیے گئے۔ رینجرز نے ٹارگٹ کلرز، اغوا برائے تاوان اور جرائم پیشہ لوگوں کو گرفتار کرنا شروع کیا۔ تو ایک لسانی جماعت نے شور مچانا شروع کر دیا کہ ان کے ساتھ بے انصافی ہو رہی ہے۔ رینجرز کی رپورٹ کے مطابق کراچی کی سیاسی پارٹیوں نے اپنے اپنے ملٹری وِنگ بنائے ہوئے ہیں جن کے پاس جدید اسلحہ ہے۔ مرکزی حکومت نے کراچی میں ٹارگٹڈ آپریشن شروع کیا ہوا ہے جس کی کمانڈ سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب قائم علی شاہ کر رہے ہیں۔ وفاقی حکومت کے اس اقدام سے کراچی کے حالات میں کچھ بہتری آئی ہے۔ کراچی میں ۳ سال قبل ایک فیکٹری میں لگی آگ میں ۲۵۹ مزدور جل کر راکھ ہو گئے تھے۔ تفتیش پر ایم کیو ایم کے ایک کارکن نے انکشاف کیا کہ بھتہ نہ ملنے پر فیکٹری میں گن پاوڈر چھڑک کر آگ لگائی گئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی مانا کہ وہ ۱۲ مئی کے قتل

عام میں بھی شریک تھا۔ یاد رہے کہ فیکٹری کے مالکان پر ایم کیو ایم نے مقدمہ قائم کروایا تھا۔ ملک کی سیاسی پارٹیوں نے ایم کیو ایم کی گرفت کی اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ایم کیو ایم کے خلاف کاروائی کا کہا۔ ایم کیو ایم نے انکشاف کرنے والے شخص سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کیا ہے۔ کراچی میں نواز شریف اور فوج کے سپہ سالار جناب راحیل شریف آئے ہیں۔ نواز شریف صاحب نے گورنر ہاوس میں زرداری صاحب سے ملاقات کی اور فرمایا۔ پی پی اور متحدہ کے اتحاد ہی سے سندھ ترقی کرے گا۔ کراچی میں ٹارگٹڈ آپریشن میں سندھ حکومت کے عدم تعاون پر نواز شریف صاحب نے شکوہ کیااور کہا سانحہ بلدیہ میں ملوث افراد کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ چالان فی الفور عدالت میں پیش کیا جائے۔ دہشتگردی کے تمام مقدمات فوجی عدالتوں میں جائیں گے۔ فوج کے سپہ سالار نے کہا کراچی میں امن کے لیے ہر حد تک جائیں گے۔ شہر قائد میں آپریشن کسی بھی نسلی، سیاسی اور مذہبی امتیاز کے بغیر شفاف طریقے سے ہونا چاہیے۔ پولیس کو غیر سیاسی بنایا جائے۔ تقرریاں اپیکس کمیٹی کے ذریعے کی جائیں۔ رینجرز کے آپریشن کی وجہ سے کراچی میں پائیدار امن اور استحکام پیدا ہوا ہے۔ قانون اور انٹیلی جنس میں تعاون ضروری ہے۔ جماعت اسلامی کراچی کے امیر نے کہا ہے کہ اعلانات نہیں اقدامات ہونے چاہئیں۔ سراج الحق امیر جماعت اسلامی پاکستان نے کہا ہے کہ سانحہ بلدیہ پر قوم نواز شریف اور راحیل شریف صاحب کی طرف دیکھ رہی ہے۔ انصاف نہ ملا تو عوام کا حکومت پر سے اعتماد اُٹھ

جائے گا۔ با اثر اور بے اثر کی تمیز کیے بغیر مجرموں کو کٹہرے میں لایا جائے۔ مہاجر موومنٹ نے مظاہرہ کیا اور کہا کہ سانحہ بلدیہ ٹاون کے ملزمان کو گرفتار کیا جائے۔ ادھر سرکاری وکیل نے سانحہ بلدیہ کیس سے یہ کہتے ہوئے معذرت کر لی کہ اُس کو دھمکی ملی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نواز شریف صاحب کراچی میں امن امان میں سنجیدہ ہیں بار بار دورے کر رہے ہیں۔ اگر ایک ہی فارمولے پر عمل شروع کر دیا جائے کہ مجرم مجرم ہے۔ اس کو جرم کی سزا ملنی چاہیے۔ چاہے اس کا تعلق کسی بھی طبقے سے ہو۔ کسی کا بھی مارا وائے عدالت قتل نہیں ہونا چاہیے۔ ٹارگٹڈ آپریشن میں انصاف کے تقاضے پورے ہونا چاہیں۔

جمہوریت اسلام کی مرہون منت ہے

آجکل جو جمہوریت دنیا میں رائج ہے یہ اسلام کی مرہون منت ہے۔ اسلام سے پہلے دنیا میں بادشاہت اور سرداری نظام تھا۔ بادشاہ اور سردار مطلق العنان تھے۔ بادشاہوں نے رعایا پر رعب ڈالنے کے لیے اپنے اپنے مختلف نام ایجاد کئے ہوئے تھے۔ مصر کے بادشاہ فرعون، روم کے بادشاہ قیصر اور ایران کے بادشاہ کسرا کہلاتے تھے۔ ملک اور خزانے بادشاہوں کے ہوتے تھے۔ باپ کے بعد بیٹا ملک کا وارث بن جاتا تھا۔ خاندانوں میں ہی بادشاہت تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ انسان، جس کو اللہ نے آزاد پیدا کیا تھا اس کو غلام بنا لیا گیا تھا۔ انسانوں کی موت اور زندگی کا فیصلہ اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔ ان کا حکم اور فیصلہ آخری ہوتا تھا۔ دشمنوں کو وحشی جانوروں سے لڑا کر ان کی زندگیاں ختم کرنا، ان کا کھیل تھا۔ ملکی معاملات میں مشاوَرت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ بادشاہ کے سامنے زبان کھولنے سے پہلے جان کی امان مانگ کر بات کی جاتی تھی۔ یعنی جمہوریت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔

ان حالات میں اسلام آیا اور یہ سارے باطل طریقے ختم کئے۔ اسلام کا جمہوری نظام قائم کیا۔ جس میں بادشاہ کی بجائے خلافت کی بنیاد رکھی گئی۔ خاندانی

بادشاہت اور قبیلے کے بجائے ، خلیفہ تقوی اور تفقہ فی الدین کی بنیاد پر چننے کی بنیاد رکھی۔ مطلق العنان بادشاہ کے بجائے اپنے میں سے کسی کو بھی آزاد رائے سے خلیفہ چننے کا طریقہ سکھایا۔ ملک اور خزانے بادشاہ کے بجائے اللہ کے قرار پائے۔ اس میں تصرف کے طریقے وضع کیے گئے۔ معاملات آپس میں مشورے سے چلانے کے طریقے سکھائے۔ آخرت کی جواب دہی کی بنیاد پر فانی دنیا کی زندگی گزارنے کے طریقے سکھائے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں'' (الشوریٰ ۳۸)۔ قرآن شریف میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ رسولؐ کو مخاطب کرکے صحابہؓ کے متعلق ہدایات دیتا ہے کہ '' اور دین کے کام میں ان کو شریک مشورہ رکھو'' (ال عمران ۱۵۹) ان ہدایات کی بنا پر مشاوَرت یعنی ایک دوسرے سے مشورہ دین اسلام کا ایک اہم ستون ہے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے مفسرین قرآن کہتے ہیں کہ مشورے کے بغیر اجتماعی کام چلانا جاہلیت کا طریقہ ہے۔ یہ اس لیے کہ جس معاملے کا تعلق ایک سے زائد آدمیوں کے مفاد سے ہو، اس میں کسی ایک کا اپنی رائے سے فیصلہ کر ڈالنا سب کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس میں سب سے رائے لینا جمہوریت ہے۔ جس فرد کو دوسروں کے معاملات چلانے کا اختیار دیا گیا ہو ان کا چناؤ بغیر جبر کے لوگوں کے آزاد رائے سے ہونا چاہیے۔ ملک کے سربراہ کو مشورے دینے والے یعنی ممبران شوریٰ ایسے ہونے چاہیں جن کو دبا ؤ ڈال کر یا مال سے خرید کر یا جھوٹ اور مکر سے کام لے کر نہ چنا گیا ہو۔ مشورہ دینے والے اپنے علم و ضمیر کے مطابق رائے دیں ان کو

مکمل آزادی ہونی چاہیے۔ کسی لالچ، خوف یا جتھا بندی میں پڑھ کر اپنے ضمیر کے خلاف رائے نہ دیں۔ان حالات کو مد نظر رکھ کر جو مشورہ اہل شوریٰ کے سربراہ کو دے اسے جمہور کی رائے سمجھتے ہوئے تسلیم کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اللہ کے فرمان کے مطابق ہے یعنی'' ان کے معاملات آپس کے مشورے سے چلتے ہیں'' ہیں۔ یہ ہیں اسلام کے اصول جو جمہوریت کے لیے وضع کئے گئے ہیں۔ مگر ایک بات جو مروجہ جمہوریت میں رائج ہے کہ عوام جو کچھ چاہیں اسی پر عمل ہونا ہے یہی جموریت ہے۔یہ تصور جمہوریت اسلام میں نہیں ہے۔اللہ نے دنیا میں انسان کو مختار کل اور مطلق العنان نہیں بنایا ہے۔ اللہ نے انسانوں کے لیے کچھ حدود مقرر کی ہیں۔اسلامی جمہوریت ان حدود کی پابندی کرتے ہوئے آپس کے باقی معاملات میں جمہوری طریقے سے عمل کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے تمھارے درمیان جس معاملے میں بھی اختلاف ہو،اس کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے اور تمھارے درمیان جو نزاع بھی ہو،اس میں اللہ اور رسولؐ کی طرف رُجوح کرو۔ نص کا صحیح مفہوم کیا ہے اور اس پر عمل کس طریقے سے کیا جائے اس پر تو مشورہ ہو سکتا ہے تاکہ اُس کا منشا ٹھیک طور پورا ہو۔ باقی معاملات آپس کے مشورے سے چلائیں جائیں یہی اسلامی جمہوریت ہے۔ مغرب کی بے لگام جمہوریت مسلمانوں کے لیے زہر قاتل ہے۔ اُس میں اگر عوام کہتے ہیں سود کا کاروبار ہو، جو اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ ہے۔ بے حیائی عام ہو، اسلام کے نزدیک جو شیطانی فعل ہے۔ ہم جنس یعنی مرد مرد سے شادی کرے جو فعل قوم لوطؑ ہے۔ عورت

کو محفل کی شمع بنا دیا، جبکہ عورت کا دائرہ کار اُس کا گھر ہے۔ عورت کے نیم عریاں تصویر کے بغیر کوئی بھی پروڈکٹ فروخت نہ ہو، جب کہ عورت کا تقدس پردے میں ہے۔ عورت ماں، بیٹی، بہن کی صورت میں قابل احترام ہے۔ خاندانی نظام کا تصور بالکل ختم کر دیا گیا ہے، جس سے ان کے ہی اعداد شمار کے مطابق چالیس فی صد حرامی بچے پیدا ہو رہے ہیں جو اللہ کے عذاب کو دعوت ہے۔ یہ ہے بے راہ روا مغربی جمہوریت۔ جس کو اسلامی جمہوریت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اسلام نے تو دنیا میں چودہ سو سال پہلے صاف ستھری جمہوریت رائج کی تھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانیت پر احسان تھا۔ مگر مغرب کی انسانی خواہشات نے اس کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔ اللہ مسلمانوں کو اپنی احکامات پر چلنے کے توفیق عطا فرمائے آمین۔

کیا اب کاروباری مفادات نے ۲۵۹ مزدوروں کی شہادت کو ضائع کر دیا؟

ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے ڈاکٹر ذولفقار مرزا صاحب ، سابق وزیر داخلہ حکومت سندھ ، سابق صدر سندھ پیپلز پارٹی، رکن سنیٹرل کمیٹی پیپلز پارٹی نے انکشافات کیے ہیں کہ سابق صدر زرداری صاحب نے پراپرٹی ٹائکون ریاض ملک صاحب سے کئی کاروباری پر جیکٹس میں شرکت داری کر لی ہے۔دوست تو دونوں حضرات پہلے سے ہیں ۔کچھ عرصہ پہلے ریاض ملک صاحب نے لاہور میں زرداری صاحب کو اربوں سے روپوں سے بنا بلٹ پروف محل تحفہ میں دے چکے ہیں۔ جس میں کچھ عرصہ قبل بلاول زرداری بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی کے بغیر پیپلز پارٹی کا گرما گرم اجتماع بھی ہو چکا ہے۔ اس گفٹ کے بعد ذرائع اندازے لگا رہے تھے کہ پراپرٹی ٹائکوں اب سندھ میں اپنا پراپرٹی کا کاروبار شروع کرنے والے ہیں۔ سندھ میں صرف زرداری صاحب ہی کھپے کا سماں ہے۔ سندھ میں پیپلز پارسٹی کی ہمیشہ حکومت رہتی ہے اس لیے وہاں سے کوڑیوں کے حساب سے زمینیں مل سکتیں ہیں اس لیے یہ عنایت کی گئی ہے۔ اس دوستی کے بعد لوگوں نے نوٹ کیا کہ ملک صاحب نے سندھ میں کئی پروجیکٹنز شروع کر دیے ہیں۔ کھربوں روپے ایڈوانس کی شکل میں لوگوں سے بٹور لیے ہیں۔ اب تو گھر کے بیدی ڈاکٹر ذولفقار مرزا صاحب نے بھی کہہ دیا ہے کہ پاکستان کھپے کا مقصد پیسے کمانا ہے۔ کراچی میں بلدیہ کے سانحہ پر جب مزدوروں کو انصاف ملنے کا وقت

آیا تو اس موقعے پر پراپرٹی تائکون نے بیچ میں پڑھ کر ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کی رحمان ملک کی سفارت کاری سے صلح کرا دی۔ ریاض ملک صاحب نے نہ صرف زرداری کو تحفہ دے کر اپنا کاروباری دوست بنا لیا تھا، بلکہ زرداری صاحب نے ریاض ملک کو مشورہ دیا کہ وہ الطاف صاحب کو بھی دوست بنا لیں۔ الطاف صاحب کے نام سے حیدر آباد میں ایک عدد یونیورسٹی بنا ہیں۔ چناں چہ ملک صاحب نے حیدر آباد میں الطاف صاحب کے نام سے یونیورسٹی بنانے کا اعلان کر دیا اور ایم کیو ایم کے گورنر اور دوسری قیادت کو ساتھ ملا کر یونیورسٹی کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا۔ پھر الطاف صاحب نے زرداری صاحب کے مشورے کا احسان اُتارتے ہوئے ، ریاض ملک صاحب سے کہا کہ نواب شاہ میں بھی بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام سے بھی ایک عدد یونیورسٹی بنا ہیں ملک صاحب نے موقعہ پر ہی نواب شاہ میں بے نظیر صاحبہ کے نام سے یونیورسٹی بنانے کا اعلان کر دیا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ عوام کو تو ضرور فائدہ گا ہو مگر اس طاقت کی تکون کے اس فیصلے سے مزدوروں کو جو انصاف ملنے کی توقع پیدا ہو گئی تھی وہ پس پشت چلی گئی۔ متحدہ حکومت میں شامل ہو کر اس کیس پر اثر انداز ہو گی۔ ذرائع کے مطابق اس سے قبل زرداری صاحب کی مفاہمت کی پالیسی نے پیپلز پارٹی کو سمیٹ کر طرف سندھ تک معدود کر دیا تھا اب اس فیصلے سے پیپلز پارٹی اپنے گڑھ سندھ سے بھی ختم ہو جائے گی۔ جے آئی ٹی رپورٹ میں جن عناصر کی نشان ہوئی تھی۔ اس رپورٹ کو ایک طرف رکھ دیا گیا ہے۔ صرف ان لوگوں کے نام جے حکومت نے ایگزسٹ لسٹ

میں ڈال دیے ہیں۔ نواز شریف صاحب نے کہا ہے کہ نئی جے آئی ٹی بنے گی اور نئے سرے سے تحقیقات کرے گی۔ نئے سرے سے ملزمان کا تعین کیا جائے گا۔ کیا اس سے ان ۲۵۹ شہید مزدوروں کو جو انصاف ملنے کی امید پیدا ہوئی تھی اس نے دم نہیں توڑ دیا؟ زندہ جلا دیے گئے مزدوروں کے لواحقین کے دل پر کیا گزری ہو گی۔ جب کہ پہلے نواز شریف صاحب نے فرمایا تھا کہ رپورٹ کو فوری طور پر عدالت میں پیش کیا جائے۔ مجرموں کو قرار واقعی سزا ملی چاہیے۔ دہشت گردی کے تمام مقدمات فوجی عدالتوں میں جائیں گے جس سے یہ امید پیدا ہو گئی تھی کہ دہشت گردی اور سفاکیت کا یہ کیس بھی فوجی عدالت میں جائے گا اور مظلوموں کو انصاف ملے گا۔ آرمی چیف جنرل راحیل صاحب نے بھی مزدوروں کی دلجوئی کے لیے فرمایا تھا کہ کراچی میں امن کے لیے ہر حد تک جائیں گے۔ شہر قائد میں آپریشن کسی نسلی، سیاسی اور مذہبی امتیاز کے بغیر شفاف ہونا چاہیے۔ پولیس کی مداخلت بند ہونی چاہیے۔ پولیس کی تقرریاں تبدیلیاں سیاسی بنیا دکی بجائے میرٹ کے ذریعے کی جائیں۔ گن پاؤڈر چھڑک کر زندہ جلا دیے گئے ۲۵۹ بے بس مزدوروں کی جے آئی ٹی رپورٹ میں رضوان قریشی نامی شخص کا انکشاف ہے جس کو ایم کیو ایم کا کارکن کہا گیا ہے۔ ایم کیو ایم نے کی تردید کی ہے۔ رضوان قریشی کا بیان ہے کہ ۲۰ کروڑ بلدیہ فیکٹری کے مالکان سے طلب کیا گیا تھا۔ جس کی عدم ادائیگی کی بنا پر فیکٹری میں گن پاؤڈر چھڑک کر فیکٹری کو جلا دیا گیا تھا۔ جس میں ۲۵۹ مزدور زندہ جل گئے تھے۔ اس نے ۱۲ مئی کے واقعے میں

ملوث ہونے کا اقرار بھی کیا ہے۔ یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کی یہ گن پاؤڈر دہشت گردوں کے پاس قدر سے آ گیا۔ پہلے بھی لائٹ ہاؤس کے سانحہ میں یہ گن پاؤڈر چھڑک کر کئی دکانوں کو خاکستر کر دیا گیا تھا۔ وکیلوں کو بھی جلا دیا گیا تھا۔ کیا اس پر بھی اجنسیوں کو کھوج نہیں لگانا چاہیے۔ اس رپورٹ میں ایم کیو ایم کو ذمہ دار ٹھرایا گیا ہے۔ اس پر الطاف صاحب نے فوج اور آئی ایس آئی کے خلاف خوب غصہ نکالا۔ اس پر فوج کی ترجمان آئی ایس آر پی نے بیان جاری کیا یہ رپورٹ درست ہے اس پر واویلا نہ کیا جائے۔ عمران خان نے کہا تھا کہ مجرموں کے خلاف کاروائی ہونی چاہیے۔ اس پر الطاف صاحب نے عمران خان صاحب کو بھی آڑے ہاتھوں لیا تھا اور تحریک انصاف کی خواتین کے متعلق بھی نازیبا الفاظ استعمال کیے تھے۔ پھر کیا تھا ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے حسب معمول پریس کانفریس منعقد کی اور عمران کے خلاف الزامات کی پوری فہرست جاری کر دی۔ پھر نہ جانے کن کے کہنے پر الطاف صاحب نے فوج، آئی ایس آئی اور شرین مزاری صاحبہ سے معافی مانگی۔ رابطہ کمیٹی کو بھی بیان بازی سے روک دیا۔ اللہ اللہ کرکے یہ ہنگامہ تو ختم ہوا۔ مگر کراچی کے مظلوم عوام نے یہ نوٹ کیا ہے کہ شاید اس دفعہ بھی زرداری صاحب نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ۲۵۹ مظلوموں کے خون کے عوض ایم کیو ایم کو اس نازک وقت میں سندھ حکومت میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ وہ اثر رسوخ استعمال کرکے اس سے بچ نکلے۔

فہم قرآن و سنہ پروگرامز

اللہ تعالیٰ نے پروفیسر عرفان صدیقی صاحب کو قرآن اور سنت کو عام فہم زبان میں سمجھانے کا جو ملکہ عطا کیا ہے وہ منفرد ہے۔ بقول ان کے وہ یہ کام تقریباً ۲۵ سال سے پورے پاکستان میں کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ جب ان کا پروگرام قاضی حسین احمد (مرحوم) سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان نے پہلی بار سنا تو بہت پسند کیا۔ پروفیسر صاحب کے اس فہم قرآن و سنہ پروگرموں کو جماعت اسلامی کے دیگر کاموں کے ساتھ باقاعدگی سے جوڑ دیا۔ پروفیسر صاحب اُس وقت سے پاکستان کے شہروں شہر فہم قرآن و سنہ کی کلاسوں کا اہتمام کر رہے ہیں۔ اس دفعہ بھی انہوں نے کراچی کے مختلف اضلاع میں فہم قرآن و سنہ کے پروگرام کیے ہیں۔ اُن کے جو پروگرام ضلع جنوبی میں برسوں سے ہوتے رہے ہیں مجھے ان میں شریک ہونے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ ہمارے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ اُن کے پروگراموں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ پہلے دن انتظامیہ جتنے افراد کو جمع کرتی ہے وہ تو ہوتے ہی ہیں۔ مگر ہمیشہ پہلے پروگرام کے بعد پروفیسر صاحب دوسرے دن کے پروگرام میں لوگوں کو شرکت کی دل کی گہریوں اور جس درمندانہ انداز سے درخواست کرتے ہیں کہ پھر ہر روز ان کی تعداد بڑتی جاتی ہے اور آخری دن تو علاقے کے جوگ در جوگ اُمنڈ آتے ہیں۔ وہ حاضرین سے

روزانہ اسی انداز میں التجا کرتے ہیں کہ کل ہر فرد اپنے ساتھ دو دو تین تین مذید آدمی لے کر آئے۔ ہر پروگرام کے ایک دن پہلے باقاعدہ دعوت نامے پرنٹ کروا کر حاضرین میں تقسیم کئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں، محلے کے لوگوں اور بستی کے عام لوگوں میں تقسیم کریں اور ان کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دیں۔اس دفعہ ضلع جنوبی کی انتظامیہ یہ دعوت نامے پرنٹ نہ کروا سکی تو پروفیسر صاحب نے ایک ترکیب نکالی اور حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ الجبرے کے سوال حل کرتے وقت طالب علم عموماً فرض کر لیتے ہیں۔ اس لئے آپ بھی فرض کر لیں کی آپ کے پاس پانچ پانچ دعوت نامے جیب میں رکھے ہیں اور آپ نے ان پانچ پانچ دعوت ناموں کو اپنے رشتہ داروں اور اپنے محلے کے لوگوں میں تقسیم کرنے ہیں۔ پھر سب سے ان فرضی دعوت ناموں کو تقسیم کرنے کا وعدہ لیا۔ اس طرح آخری پروگرام میں تو اتنے افراد شریک ہوئے کہ انتظامیہ کے کئے گئے انتظامات واقعی کم پڑھ گئے۔ کیونکہ یہ فہم قرآن و سنہ پروگرامز باقاعدہ کلاسز کی شکل میں ہوتے ہیں تو پھر پروگرام کے آخری دن تمام شرکت کرنے والے حضرات کو عہد نامہ کی شکل کا سرٹیفکٹ بھی دیا جاتا ہے۔
پروفیسر صاحب کی طرف سے اس عہد نامے کو سنبھال کر رکھنے کی درخواست کی جاتی ہے تاکہ جو ہدایات ان کلاسز میں سنی گئی ہیں اور اس عہد نامے میں درج ہیں ان پر آیندہ زندگی میں عمل کیا جائے۔کچھ ایسا ہی مشاہدہ ضلع جنوبی کراچی کے پروگرام منعقدہ ۱۷ تا ۲۱ فروری ۲۰۱۵ء بمقام وائرلیس گراونڈ نزد نیشنل میڈیکل سینٹر

کالا پل میں دیکھنے میں آیا۔ پہلے دن کم لوگ تشریف لائے۔ پھر کیا تھا کہ پروفیسر صاحب نے کچھ اس انداز سے حاضرین سے درخواست کی کہ دوسرے، تیسرے، چوتھے اور آخری دن واقعی انتظامات درے کے درے رہ گئے۔اور پروفیسر صاحب بار بار درخواست کر رہے تھے جس جس جگہ خواتین و حضرات کھڑے ہیں وہیں بیٹھ جائیں چاہے زمین پر دریاں نہیں بھی ہیں۔ ضلع جنوبی کے سیکرٹری صاحب نے بتایا کی قریب کی بستیوں سے خواتین جلوس کی شکل میں آئیں ہیں اس لئے انتظامات کم پڑھ گئے۔پروفیسر صاحب نے پانچ دونوں میں قرآن کی ایمان افروز تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے کسی غیر اللہ کا نہیں ہے لہٰذا اسی شان سے سنا جائے کہ یہ پیغام ہر فرد کے نام ہے۔پوری انسانیت کے نام ہے۔ رسوؐاللہ نے یہ پیغام مکہ کے لوگوں کا سنایا۔جب مکہ کے لوگوں نے اس پیغام پر کام نہیں دھرا تو رسوؐاللہ طائف تشریف لے گئے۔ طائف کے سرداروں کے سامنے اللہ کا پیغام پیش کیا۔ وہ بھی نہیں مانے۔ پھر جب رسولؐ اللہ واپس مکہ آ رہے تھے تو نخلہ کے مقام پر سورۃ رحمان تلاوت فرمائی۔ جنوں نے سورۃ رحمان سنی اور اس پر ایمان لائے اور واپس اپنے لوگوں کو اسلام لانے کی دعوت دی۔ آخری دن سورۃ رحمان کی تلاوت اور تشریح کی۔ قرآن میں انسان کو بنی آدم کہہ کر بھی مخاطب کیا گیا کہ اے آدم کی اولاد تمھاری نجات اسی میں ہے۔ تمھارے لیے اللہ لیے لباس اُتارا ہے۔ بہترین لباس تقوی ہے۔ تقوی کا لباس پہن لو فلاح پا جاؤگے۔ عورتوں کے لیے پردے کا کہا گیا۔ پردہ صرف عورتوں کے لیے نہیں بل کہ مردوں کو بھی پردے

کا حکم دیا گیا ہے۔ بلا آخر رسولؐ اللہ کی محنت قبول ہوئی اور اس پیغام کو دنیا میں رائج کر دیا ۔آج دنیا میں جتنے بھی نیک کام ہیں وہ اس قرآن کے پیغام کی وجہ سے ہیں۔ حسب معمول آخری دن گئے پرپرنٹڈ" عزم نامہ" حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔ اس پر دستخط کر کے اپنے پاس محفوظ طور رکھنے اور عمل کرنے کی اپیل کی گئی۔ اس عزم نامے میں لکھا ہے:۔ فہم قرآن وسنہ میں شرکت کے بعد میں۔۔۔ اپنے رب کے سامنے عہد کرتا ہوں کرتی ہوں کہ:۔☆نماز کی پابندی کروں گا کروں گی۔☆قرآن کو پڑھنے، سمجھنے اور اس کے پیغام کو عام کرنے کے کی بہترین صلاحتیں بروئے کار لاؤں گا لاؤں گی☆ہمیشہ غیبت، جھوٹ اور حسد سے بچوں گا بچوں گی☆حرام کاموں سے بچنے اور حلال رزق کو اپنے اوپر لازم کروں گا کروں گی☆اسلامی خاندانی نظام کی روایت اور والدین کی خدمت کو ترجیح دوں گا دوں گی☆ پاکستان کو فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے لیے اسلامی پاکستان خوشحال پاکستان کے پیغام کو عام کرنے کے لیے جدوجہد کا حصہ بنوں گا بنوں گی ۔اللہ تعالی مجھے اس عزم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔اس پروگرام میں پانچ منٹ کی حدیث کا بھی پروگرام تھا جو امیر جماعت اسلامی ضلع جنوبی نے پیش کیا۔ سارے پروگرام وقت مقررہ پر شروع ہوئے ۔آخری دن امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی نے بھی خطاب فرمایا۔ پروفیسر صاحب کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

حرام حلال اور مسلمان

بھلا ہو وزارت سائنس کا کہ اُس نے ہمت کر کے پاکستانیوں کو مطلع کیا کہ بیرون ممالک سے منگوائی گئی ۲۳ حرام اشیاء پاکستان میں فروخت کی جا رہیں ہیں۔ جس میں چپس، دہی، پیزا کنور چکن، سلیما سوپ، کپ اے سوپ، ٹیلپ چکن، جمی پیزا، فروٹ کاکٹل اور چکن شامل ہیں۔ یہ اشیاء ہالینڈ، اسپین، امریکا، فرانس، ڈنمارک اور ایک مسلمان ملک انڈ نیشیا سے منگوائی جا رہی ہیں۔ ان حرام اشیاء کو پاکستان میں عام کرنے کے لیے کروڑوں روپوں کی اشتہاری مہم چلائی جاتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے ایمان کو خراب کیا جائے۔ اگر ہم پاکستانی حکومتوں کی طرف سے اللہ کے احکامات کی نفی کی بات کریں تو کچھ اس طرح ہے کہ نواز شریف کی حکومت کے دور میں جس وقت ایٹم بم کا تجربہ کیا گیا تھا تو مغرب نے پاکستان پر اقتصادی پابندیاں لگا دی تھیں۔ ہر قسم کی بیرونی امداد با کل بند تھی۔ جب پیپلز پارٹی کی حکومت آئی اُس وقت پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے مغرب نے اربوں ڈالرز کی مدد کی تھی۔ اور پیپلز پارٹی کی حکومت نے خاندانی منصوبہ بندی کا انتظامی سیٹ اپ قائم کیا اس میں اپنے ورکرز بھرتی کئے تھے۔ فیلڈ میں ۳۰ ہزار کے لگ بھگ نوجوان لڑکیوں کو خاندانی منصوبہ بندی کی تربیت دے کر شہروں شہر اور گاؤں گاؤں خاندانی منصوبہ کے طریقے سکھانے پر لگایا

تھا۔ کروڑوں روپوں کی اشتہاری مہم بھی شروع کی گئی تھی۔ اللہ کی طرف سے منع گئے اس کام میں تمام پاکستانی حکومتیں شامل رہی ہیں۔ اب تو آگے بڑھ اسکولوں میں بھی خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے سکھانے کا انتظام ہے جس سے بے حیائی عام ہو گئی ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ مغرب نے فطرت سے لڑائی کی تھی اور فطرت نے اس سے بدلہ لیا۔ مغرب جس نے یہ طریقے اختیار کئے تھے تو ان کے ملکوں کی آبادی میں ۶۰ فی صد سے زیادہ بوڑھے ہیں۔ ان کو اپنے ترقیاتی پروجیکٹس کے لیے مجبوراً افرادی قوت باہر کے ملکوں سے منگوانی پڑی تھی جو اب ان کے لیے درد سر بنی ہوئی ہے۔ اب تو مغرب کے کئی ملک واپس فطرت پر آ گئے ہیں اور زیادہ بچے پیدا کرنے والوں کے لیے انعامات رکھے ہوئے ہیں۔ کیا جو تجربہ مغرب میں ناکامیاب ہوا ہے وہ ہمارے حکمران اب مسلمان ملکوں میں رائج کر رہے ہیں۔ یہ کہاں کی دانشمندی ہے۔ یاد رکھیں کوئی بھی معاشرہ کبھی بھی فطرت سے لڑائی کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیا ہمارے حکمران نہیں جانتے کہ انسانیت کو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں کیا احکامات دیے ہیں۔ ''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم تمھیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے'' (سورۃ الانعام ۱۵۱) اللہ نے جب جاندار پیدا کئے تھے جن میں انسان بھی شامل ہے، تو ان کی ضرورت اور زندہ رہنے کے لیے رزق کا انتظام پہلے سے ہی کر دیا تھا۔ جب کہ مغرب نے دوسرے باطل نظریات کے ساتھ ساتھ یہ بھی نظریہ ایجاد کیا تھا کہ انسانی پیدائش، وسائل کی پیداوار کے تناسب سے زیادہ بڑھتی ہے جو

دوسرے انسانی مغربی نظریات کی طرح یہ نظریہ بھی غلط ہے۔ حرام اشیاء کا یہ تازہ انکشاف قومی اسمبلی کی وزارت سائنس کی قائمہ کمیٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نے کیا۔ قائمہ کمیٹی نے پاکستان میں حرام اشیاء کی فروخت پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے اس حوالے سے ۲۶ فروری کو وفاقی اور تمام صوبائی حکام کا اہم اجلاس طلب کر لیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان حرام ملاوٹ شدہ ایشاء کو اسٹینڈرڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی نے روکنے سے معذرت کر لی۔ ویسے اس کی تصدیق تو ان کی طرف سے آنی چاہیے کہ اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ وہ ان حرام اشیا کی فروخت پاکستانی مارکیٹ میں روک نہیں سکتی۔ کیا یہ بات تو نہیں ہے کہ ان اشیاء کی امپورٹ کرنے والوں کے بڑے ہاتھ ہیں جن پر اسٹینڈرڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی ہاتھ نہیں ڈال سکتی۔ کیا ہمارے سیاستدانوں کو قرآن کی واضح ہدایات نہیں معلوم۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ، خُون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو، اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو'' (سوۃ البقرۃ ۱۷۳) کیا چپس کو خستہ ، مزیدار اور کرارا بنانے کے لیے میں سور کی چربی استعمال نہیں کی جاتی ؟کیا مغرب کا جھٹکے کا ذبیح جائز ہے؟ ہمارے سیاست دانوں کو ایسی چیزوں کی کبھی بھی فکر نہیں ہوتی کہ کیا حلال ہے کیا حرام ہے۔ ہمارے ملک میں بس پیسے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ دولت رکھنے والے امیر لوگوں نے ملک سے باہر پیسے رکھے ہوئے ہیں۔ ان

کے نزدیک حرام حلال کی کوئی قید نہیں ۔اخباری اطلاع کے مطابق باہر ملکوں،
امریکا،کینیڈا،برطانیہ اور بہت سے غیر مسلم ممالک حلال فوڈ اتھارٹی قائم ہیں ۔جس کی
سند پر اشیائے خورد نوش کو مارکیٹ میں لانے کا اجازت نامہ ملتا ہے۔ اور ان حلال فوڈ
اداروں پر آج تک کسی بھی ملک میں مسلمان کمیونٹی نے اعتراض نہیں کیا۔ آخر کیا وجہ
ہے کہ پاکستان میں ایسی حلال فوڈ اتھارٹی نہیں بنی؟ قائمہ کمیٹی کو چاہیے کہ اس اتھارٹی
کو فوراً قائم کروائے تاکہ وہ پاکستان میں امپورٹ کی گئی کسی بھی حرام چیز کو فوراً بند
۔کروا دے اور عام مسلمانوں کو حلال اشیاء کے متعلق بروقت معلومات فراہم کرے

امّہاتُ المومنینؓ اور موجودہ دور کی مسلمان خواتین

''اور نبیؐ کی بیویاںؓ اُن کی مائیں ہیں'' (سورۃ الاحزاب ٦) نبیؐ کی بیویاںؓ اُسی طرح اُن کے لیے حرام ہیں جس طرح ان کی حقیقی مائیں حرام ہیں۔اس سلسلے میں یہ جان لینا چاہیے کہ ازواج نبیؐ صرف اس معنی میں اُمّہاتُ المومنینؓ ہیں کہ ان کی تعظیم تکریم مسلمانوں پر واجب ہے اور ان کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا تھا۔ (تفہیم قرآن الاحزاب حاشیہ ۱۳) مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے جبکہ رسولؐ اللہ کو یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ آپ مختلف اغراض کے پیش نظر چار سے زیادہ شادیاں کر سکتے ہیں۔چناچہ آپؐ نے گیارہ عورتوں سے عقد فرمایا۔

ا۔ حضرت خدیجہؓ :۔ حضرت خدیجہؓ ام المومنین سب سے پہلی خاتون جس نے اسلام قبول کیا اپنی دولت اسلام کے نام کر دی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پھیلانے میں مدد کی۔ حضرت خدیجہؓ قریش کی مال دار خاتون تھیں وہ تجارت کرتی تھیں انہوں نے حضرت محمدؐ کو اپنی تجارت میں شامل کیا۔ رسولؐ اللہ نے اُن کا مال بہتر انداز میں تجارت میں لگایا اور بہتر منافع ہوا ۴۰ سال کی عمر میں رسولؐ سے شادی ہوئی اُس وقت رسولؐ کی عمر ۲۵ سال تھی۔

حضرت خدیجہؓ طاہرہ لقب سے مشہور تھیں۔ حضرت خدیجہؓ سے رسولؐ کی چھ اولادیں تھیں دو صاحبزادے جو بچپن ہی میں انتقال کرگئے تھے چار صاحبزادیاں حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ۔ اِن میں سے دو ابو لہب کے بیٹوں کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں رسول اللہؐ کے اعلان نبوت کے ساتھ ہی ابو لہب کے بیٹوں نے طلاق دے دی۔ اسطرح اسلام کی خدمت میں اِن خواتین نے تکلیف اُٹھائی خدیجہؓ ۵۵۵ عیسوی میں پیدا ہوئیں اور ۱۱ رمضان ۱۰ نبوی میں ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔

۲۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ:۔ ازواج مطہراتؓ میں یہ فضیلت صرف حضرت سودہؓ کو حاصل ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی حضرت محمدؐ کے عقد نکاح میں آ ہیں۔ اِس سے پہلے اُن کے نکاح سکران بن عمرو سے ہوا تھا جس میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا حضرت سودہؓ ابتدائے نبوت میں ہی اسلام لاچکی تھیں۔ حضرت عمرؓ کے آخری دور تک زندہ رہیں۔ حضرت سودہؓ نے حضرت عمرؓ کے دور میں ۲۳ھ میں وفات پائی۔

۳۔ حضرت عائشہؓ:۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ جس سے رسول اللہؐ کو بہت پیار تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھیں۔ اُنہوں نے اسلام کی بہت خدمت کی۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے اِن سے رسول اللہؐ کے اخلاق مبارکہ کے متعلق سوال کیا

آپ نے فرمایا کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا یہی رسول اللہؐ کے اخلاق تھے حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں اِن کی برأت فرمائی حضرت عائشہؓ نے ۶۶ سال کی عمر میں ۵۷ھ وفات پائی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں فتویٰ دیتی تھیں اِن سے ۲۲۱ حدیثیں مروی ہیں صحابہؓ کے سامنے جب کوئی مشکل سوال پیش آ جاتا تھا تو حضرت عائشہؓ ہی حل کرتی تھیں ۔رسولؐ نے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں ۹ھ میں پائی۔

۴۔ حضرت حفصہؓ :۔ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں ان کی پہلی شادی حضرت خنیسؓ سے ہوئی تھی ان سے کوئی اولاد نہیں تھی اِن کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواش ظاہر کی جس کے بعد حضرت حفصہؓ کا نکاح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا حضرت عمرؓ کی بیٹی تھیں اس لیے مزاج میں ذرا تیزی تھی حضرت حفصہؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت ۴۵ء میں وفات پائی عمر ۶۳ سال تھی۔

۵۔ حضرت زینبؓ ام لمساکین :۔ حضرت زینبؓ عبداللہ بن جحبشؓ کے نکاح میں تھیں عبداللہ بن جحبشؓ نے جنگ اُحد میں وفات پائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سال نکاح ہوا نکاح کے بعد صرف تین ماہ زندہ رہیں حضرت محمدؐ کی زندگی

میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینبؓ دو خواتین تھیں جنہوں نے وفات پائی وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی رسول اللہؐ نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۶۔حضرت ام سلمہؓ :۔ سلمہؓ کنیت تھی۔ ان کا پہلا نکاح عبداللہؓ بن عبدالاسد سے ہوا تھا اپنے شوہر کے ساتھ ہی ہجرت کی اپنے شوہر کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ پہلی عورت ہیں جو مکہ سے مدینہ ہجرت کرکے آہیں حضرت ام سلمہؓ نے ۶۱ھ میں وفات پائی۔

۷۔حضرت زینبؓ :۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں ۳۵ سال کی عمر میں رسول اللہؐ سے نکاح ہوا حضرت عمرؓ کے دور میں وفات پائی حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی بہت ہی فیاض تھیں ایک دفہ رسول اللہؐ نے فرمایا سب سے پہلے مجھ سے وہ بیوی ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا اشارہ فیاضی کی طرف تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔

۸۔حضرت جویریہؓ :۔حضرت جویریہؓ حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں مسافع بن صفوان سے شادی ہوئی تھی لڑائی میں لونڈی کی حیثیت سے مسلمانوں کے پاس آہیں جب لونڈیوں کی تقسیم ہوئی تو یہ ثابت بن قیس انصاریؓ کے حصہ میں آہیں۔

اُنہوں نے کچھ رقم طے کرکے آزاد ہونے پر معاہدہ کیا اور رسول اللہؐ کے پاس گئیں اور اُن سے رقم حاصل کی اور آزاد ہو گئیں۔ پھر رسولؐ اللہ سے اُن کا نکاح ہوا اور ۵۰ھ میں ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۹۔ حضرت امّ حبیبہؓ :۔ حضرت ام حبیبہؓ کا پہلا نکاح عبیداللہ ابن جحش سے نکاح ہوا دونوں میاں بیوی شروع میں اسلام لائے اور ہجرت ثانیہ حبشہ کی طرف کی حبشہ میں جاکر عبیداللہ ابن جحش نے عیسائیت اختیار کر لی۔ لیکن ام حبیبہؓ اسلام پر قائم رہیں اختلاف مذہب پر شوہر سے علیحدگی اختیار کر لی حضرت محمدؐ نے نجاشی کے پاس اپنا بندہ بھیجا اور حضرت امّ حبیبہؓ سے نکاح کا کہا نجاشی نے نکاح پڑھایا امّ حبیبہؓ نے ۴۴ھ میں وفات پائی۔

۱۰۔ حضرت صفیہؓ حضرت صفیہؓ جنگ خیبر میں قید ہو کر مسلمانوں کے پاس آئیں بنو نضیر اور بنو قریظہ یہودیوں کے قبیلے کے سرداروں کی اولاد میں سے تھیں پہلی شادی سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی دوسری شادی کنانہ سے ہوئی کنانہ اور حضرت صفیہؓ کے بھائی اور باپ بھی جنگ خیبر میں ہلاک ہوئے اس کے بعد ان کا نکاح رسول اللہؐ سے ہوا۔ حضرت صفیہؓ نے ۵۰ھ میں وفات پائی۔

۱۱۔ حضرت میمونہؓ :۔ اصل نام برّہ تھا رسولؐ اللہ کے نکاح میں آنے کے بعد

میمونہ نام رکھا گیا۔پہلا نکاح مسعود بن عمرو عمیر الثقفی سے ہوا تھا۔اس کے بعد ابو رہم بن عبدالعزیٰ سے نکاح ہوا۔ ۷ھ میں انہوں نے وفات پائی۔اسی سال رسولؐ اللہ عمرہ کے لیے مکّہ روانہ ہوئے تو آپؐ کے عمّ محترم حضرت عباسؓ بن عبدالمُطلب نے میمونہؓ سے نکاح کر لینے کی تحریک کی رسولؐ اللہ رضا مند ہو گئے اور شوّال ۷ھ میں نکاح ہوا اور ۵۱ھ وفات پائی۔ حوالہ (سیرۃُ النبیؐ جلد دوم حضرت شبلی نعمانی) یہ گیارہ بیویاںؓ رسولؐاللہ کے نکاح میں تھیں دو بیویوںؓ کی وفات آپؐ کی زندگی میں ہی ہو گئی تھی اور نو بیویاںؓ آپؐ کی وفات کے بعد حیات رہیں۔اس کے علاوہ دو لونڈیوں کو آپؐ نے اپنے پاس رکھا جو درج ذیل ہیں۔

۱۔حضرت ریحانہؓ بنت زید :۔ ریحانہؓ یہود کے خاندان بنو قریظہ یا بنی نضیر سے تھیں حضرت ریحانہؓ کا نکاح بنو قریظہ کے ایک شخص حکم سے ہوا حکم غزوہ بنو قریظہ میں میں قتل ہو حضرت ریحانہؓ اسیر ہو کر آ ہیں تو رسولؐ اللہ نے ان سے کہا ''اگر تم اللہ اور رسول کو اختیار کر لو تو میں تمہیں اپنے لیے خاص کر لوں گا'' انہوں نے کہا میں اللہ اور رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ رسولؐ اللہ کے وصال سے چند ماہ قبل وفات پائی۔

۲۔حضرت ماریہ قبطیہؓ :۔ صلح حدیبیہ سے فارغ ہو کر رسولؐ اللہ نے اسکندریہ

کے رومی بطریق کے نام خط لکھا حضرت حاطبؓ جب خط لیکر پہنچے تو مُقوقس نے اسلام تو قبول نہیں کیا مگر حضرت حاطبؓ سے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا۔ واپسی پر ایک خط رسولؐ اللہ کے نام روانہ کیا اور ساتھ یہ بھی کہا میں دو لڑکیاں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں جو قبطیوں میں بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔ حضرت ماریہؓ اور حضرت سیرینؓ یہ دو لڑکیاں تھیں۔ مصر سے واپسی کے دوران حضرت حاطبؓ کی تبلیغ سے دونوں مسلمان ہو گئیں۔ حضرت سیرینؓ کو حضرت حسان بن ثابتؓ کی ملک یمین میں دے دیا اور حضرت ماریہؓ رسولؐ کے پاس رہیں۔ حضرت ماریہؓ نے محرم ۱۶ھ میں وفات پائی۔ (ا سے ۲حوالہ) الرّحیق المختوم) رسولؐ اللہ نے جوانی کے نہایت قوت اور عمدہ ایام تقریباً تیس برس صرف ایک بیوی پر اکتفا کرتے ہوئے گزار دیے وہ بھی ایک بڑھیا تھی یعنی حضرت خدیجہؓ اور پھر حضرت سودہؓ سے نکاح ہوا۔ کیا یہ تصور کسی بھی درجے میں معقول ہے کہ اتنے عرصے کے بعد آپؐ کے اندر یکایک جنسی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ آپؐ مزید ۹ شادیاں کرنی پڑیں۔ نہیں بلکہ آپ نے باقی شادیاں دوسرے ہی اغراض و مقاصد کے تحت کی تھیں جو ایک عظیم القدر اور جلیل المترتبہ مقصد تھا۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ سے شادی کرکے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ رشتہ مصاہرت قائم کیا۔ حضرت عثمانؓ سے اپنی دو صاحزادیوں اور حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کی شادی کا بھی یہی مقصد تھا یہی حضراتؓ خلافت کے منصب پر منتخب ہوئے۔ عرب کا دستور تھا کہ

رشتہ مصاہرات کا بڑا احترام کرتے تھے۔ داماد سے جنگ لڑنا ان کے نزدیک شرم اور عار کی بات تھی اس لیے اس مقصد کو سامنے رکھ کر حضورؐ نے کچھ شادیاں کیں تاکہ اسلام سے دشمنی کا زور ٹوٹے۔ حضرت جویریہؓ سے شادی کے بعد صحابہؓ نے ان کے سو گھرانوں کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور کہا کہ یہ رسولؐ اللہ کے سسرالی ہیں جس سے دشمنی ختم ہوئی۔ ابو سفیان کی دشمنی اُم حبیبہؓ سے شادی سے کم ہوئی۔ اُمسلمہؓ بنی مخزوم قبیلے سے تھیں جو ابو جہل اور خالد بن ولید کا قبیلہ تھا اس شادی کے بعد خالد بن ولید کی وہ سختی نہ رہی جو اس سے قبل تھی جو وہ جنگ اُحد میں کر چکے ہیں جب حضرت جُوَیریہ اور حضرت صفیہؓ آپؐ کی زوجیت میں آئیں تو قبیلہ بنی المطلق اور قبیلہ بنی نضیر نے محاذ آرائی چھوڑ دی ان بیویوںؓ کی رسولؐ اللہ کی زوجیت میں آنے کے بعد تاریخ میں ان قبیلوں کی کسی شورش اور جنگی تگ ودو کا سراغ نہیں ملتا۔ رسولؐ اللہ کی خانگی حالات امت تک پہنچانے میں امہات المومنینؓ ہی کے سر ہے۔ حضرت زینبؓ بنت جحش سے شادی تو جاہلی رسم متبنّیٰ توڑنے کے لیے تھی حضرت عائشہؓ سے شادی سے امت حدیث شریف کے ذخیرے سے مستفید ہوئی۔ رسولؐ اللہ کی زندگی روکھی اور سخت تھی مگر امہات المومنینؓ نے قناعت، خدمت اور صبر کے ذریعے ساتھ دیا۔ جب قرآن شریف میں یہ حکم آیا کہ اے نبیؐ کی بیویوںؓ اگر دنیا کی زندگی چاہتی ہو تو تمہیں بھلائی سے رخصت کر دیا جائے مگر امہات المومنینؓ نے آخرت کی زندگی قبول کی۔ اس کے علاوہ ان خواتینؓ کو رسولؐ اللہ نے تربیت دی تھی تاکہ وہ

عرب کے غیر مہذب معاشرے کی تربیت کریں۔امہات المومینؓ کی زندگی سے مغرب والے مخالفوں کو عبرت حاصل کرنی چاہے تھی نا کہ جہالت میں ہی ڈوبے رہ کر بے جاہ اعتراضات (حوالہ الرّیق المختوم)

مسلمان عورتوں کو امہات المومینؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے اور ان کی سیرت پر عمل کرنا چاہیے مگر بڑے افسوس کا مقام ہے کچھ مسلمان گھرانوں کی عورتیں مغرب زدہ خواتین کی نکالی کرتیں ہیں جو کہ گناہ ہے۔ اللہ ہماری خواتین کو بہتر مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین

مسلم معاشرے میں فحاشی پھیلانے والے دردناک سزا کے مستحق!

fڑ

'' جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے'' (النور :۱۹) یہ آیت جھوٹے الزام کے متعلق ہے۔ کسی پر بہتان لگانا اور پھر اس کی اشاعت کرنا تاکہ مسلم معاشرے میں بد اخلاقی پھیلے، وہ دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ بے حیائی اور فحشاء سے مراد جنسی دست درازی اور عیاشی ہے۔ اور عموماً یہ مرد اور عورت کے آزادانہ ملاپ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے اسلام نے مرد اور عورت کے لیے علیحدہ علیحدہ راستوں کا تعین کر دیا ہے۔ بے حیائی اور فحاشی عموماً عورتوں سے پھیلتی ہے اس لیے اسلام نے اسے اس کام سے روکنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازدواج رسولؐ اللہ، امہات المومنینؓ کو بہت اونچا مقام عطا کیا ہے۔ وہ مسلمان عورتوں کی آئیڈیل ہیں۔ اسلامی معاشرے میں عورت جب ماں ہو تو اسلام نے اس کے قدموں میں جنت رکھی ہے۔ میاں اور بچے معاش کما کر اپنی والدہ کے پاس جمع کرتے ہیں پھر ماں آمدنی سے گھر کا خرچ چلاتی ہے۔ اکثر مسلم گھرانوں میں مرد دن کا خرچہ گھر کی خواتین سے لے کر جاتے ہیں۔ عورت جب بیوی ہے تو مرد پر اس کے حقوق فرض کیے ہیں۔ اسلام میں عورت پر روزی کمانے کا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ بلکہ معاش کمانے کا بوجھ صرف مرد پر ڈالا ہے۔ مرد کا یہ کام ہے کہ کمائی کر

کے اپنی بیوی بچوں کی پرورش اور نگہداشت کرے۔ عورت اگر بیٹی ہے تو باپ کا کام ہے کہ اس کی پرورش کرے۔اسے بہترین اخلاق سکھائے اور جب وہ جوان ہو جائے پھر اس کی شادی کا انتظام کرے حدیث کا مفہوم ہے کہ جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی اُن کو اخلاق سکھائے وہ جنت میں جائے گا۔ اسلام میں عورت کا مقام اس کا اپنا گھر ہے۔ وہ اپنے گھر کی ملکہ ہے۔ وہ اپنے میاں کی غیر حاضری میں گھر کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ بچوں کی پرورش، تعلیم اور ان کے اخلاق کی کا خیال کرتی ہے۔ جن مسلم گھروں میں ان باتوں پر عمل کیا جاتا ہے وہ گھر جنت کی نظیر پیش کرتے ہیں اور جن گھرانوں کو مغرب کی نکالی کرنے میں لگا دیا گیا ہے ان کی زندگی اجیرن بن گئی ہے۔ مغرب نے عورت کو گھر کی ملکہ کے بجائے شمع محفل بنا دیا ہے جس کی وجہ سے ان کے معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی پھیل گئی ہے۔ مغرب کا معاشرہ تباہی کی طرف گامزن ہے۔ اس نقشہ مغرب کا ایک امریکی مفکر رابرٹ ماسکن کچھ اس طرح کھینچتا ہے '' ہماری نئی نسل تمام اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہو چکی ہے۔ یہ آزادی سے شراب پیتی ہے اور جوا کھیلتی ہے اور باہم جنسی روابط قائم کرتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ پورا ملک شدید اخلاقی بحران کا شکار ہو جاتا ہے۔ آپ کو جا بجا منشیات کے عادی نوجوان، حاملہ دوشیزائیں، کنواری مائیں اور حرامی بچے غول کے غول نظر آئیں گے۔ اگر یہ صورت حال اسی طرح باقی رہی تو امریکہ جرائم پیشہ، اوباشوں اور وحشیوں کا ملک بن جائے گا'' امریکا کی بے شمار لڑکیاں حاملہ ہو جانے کی وجہ سے تعلیم چھوڑ جاتی

ہیں،اسکولوں میں حاملہ طالبات کی تعداد پچاسی فیصد تک جا پہنچی ہے خواتین کی اس بے راہی کی وجہ سے امریکا میں طلاق کی رعداد بہت بڑھ چکی ہے۔۱۹۶۰ء میں اٹھارہ لاکھ عورتوں کو طلاق ہوئی تھی اور ان ٹوٹے ہوئے گھرانوں کے بچوں کی تعداد ایک کروڑ تیس لاکھ تک جا پہنچی ہے''حوالہ کک میگزین اشاعت ستمبر ۱۹۶۳ء عنوان مضمون صفحہ ۷۴ sexual morality'' کیا مسلم معاشرہ مغرب کی طرح بے حیائی اور کھلی فحاشی کی طرف نہیں بڑھ رہا؟ ہمارے کالجوں میں مخلوط تعلیم، ہمارے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا میں بے حیائی اور فحاشی نہیں پھیل رہی؟ ہمارے مغرب زدہ اشرفیہ نے مغربی معاشرہ اپنا نہیں لیا؟جس طرح مغرب نے عورت کو اپنا ہر پروڈکٹ فروخت کرنے کے لیے استعمال کیا کہ ہمارے سرمایا دار اپنے پروڈکت فروخت کرنے کے لیے استعمال نہیں کر رہے؟ جیسے مغرب نے کلب لائف اور فائیو اسٹارز ہوٹلنگ کو رواج دیا ہمارے معاشرے میں نہیں در آئے؟ جیسے مغرب نے لڑکوں اور لڑکیوں کے آزادانہ ماحول کو جنم دیا تھا ہمارے ہاں ایسا نہیں ہو رہا؟ مغرب میں ان سب واقعات کی وجہ سے معاشرہ جس تنزل میں گھر کر تباہ ہوا۔ ہمارے اُس کی شروعات نہیں ہوچکیں؟ اس لیے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ '' عیاش اور شہوت پرست لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی گناہ کی طرف جھک جاؤ'' (النساء ۲۷) بلکہ اللہ تعالیٰ مسلم معاشرے سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ ''اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ۔وہ کھلی ہوں یا چھپی'' (الانعام ۱۵۱) اسی تسلسل میں مولانا مودودیؒ سورۃ النحمل کی آیت نمبر ۹۰ اور ''

بدی و بے حیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے" کی تشریح کرتے ہوئے، تفہیم القرآن میں حاشیہ ۸۹ میں لکھتے ہیں" پہلی چیز فحشاء ہے جس کا اطلاق تمام بیہودہ اور شرمناک افعال پر ہوتا ہے۔ ہر وہ برائی جو اپنی ذات میں نہایت قبیح ہو فحش ہے۔ مثلاً بخل، زنا، برہنگی و عریانی، عمل قوم لوط، محرمات سے نکاح کرنا، چوری، شراب نوشی بھیک مانگنا، گالیاں بکنا اور بدکلامی کرنا وغیرہ۔ اسی طرح علی الاعلان بُرے کام کرنا اور بُرائیوں کو پھیلانا بھی فحش ہے، مثلاً جھوٹا پروپیگنڈا، تہمت تراشی پوشیدہ جرائم کی تشہیر، بدکاریوں پر اُبھارنے والے افسانے اور ڈرامے اور فلم، عریاں تصاویر، عورتوں کا بن سنور کر منظر عام پر آنا، علی الاعلان مردوں اور عورتوں کے درمیان اختلاط ہونا، اور اسٹیج پر عورتوں کا ناچنا اور تھرکنا اور ناز و ادا کی نمایش کرنا وغیرہ دوسری چیز منکر ہے، جس سے مراد ہر وہ بُرائی ہے جسے انسان بل لعموم بُرا جانتے ہیں، ہمیشہ سے بُرا کہتے رہے ہیں، اور تمام شرائع الٰہیہ نے جس سے منع کیا ہے۔ تیسری چیز بغی ہے، جس کے معنی ہیں: اپنی حد سے تجاوز کرنا اور دوسرے کے حقوق پر دست درازی کرنا، خواہ وہ حقوق خالق کے ہوں یا مخلوق کے" جہاں تک بے حیائی کا تعلق ہے تو کسی بُرے خیال سے دل میں جھجک، شرمندگی اور بے قراری پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام حیا ہے۔ اور جس انسان کی قلبی کیفیت ایسی ہو کہ کسی بُرے کا کرنے یا کسی بُری بات کو منہ سے نکالنے یا کسی فرض سے منہ موڑنے کے خیال ہی سے وہ جھجک اور بے چینی

کا شکار ہو جاتا ہو، اس کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ حیادار ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم معاشرے کو آخرت کی سزا سے محفوظ رکھے اور اُن برائیوں سے بچائے جس میں ملوث ہو کر مغربی معاشرہ تباہ و برباد ہوا آمین۔

ٹوٹل پورا نہ کریں، سچ بولیں ۹۰ پر چھاپہ

تین دن سے پورا میڈیا کراچی پر فوکس کر رہا ہے۔ ایم کیو ایم کے دفتر ۹۰ پر رینجرز کا چھاپہ وہاں سے ۵ دہشت گردوں کی گرفتاری، عدالت سے سزا یافتہ افراد جس میں عبید عرف کے ٹو، فرحان شبیر عرف ملا، ولی خان بابر کے قتل میں سزا یافتہ فیصل عرف موٹا اور مہاجر قومی موومنٹ سے منحرف عامر خان سمیت کئی افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ قانون کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ان کو عدالت میں پیش کیا گیا اور قانون کے مطابق کچھ کو ۹۰ دن کے لیے رینجرز اور کچھ کو ۱۴ دن کے ریمانڈ کے تحت پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ نیٹو کنٹینرز سے چورایا گیا اسلحہ کی برآمدگی اور سینکڑوں دہشت گردوں کی گرفتاری کی خبروں سے سارا میڈیا بھرا پڑا ہے۔ خوف زدہ الیکٹرونک میڈیا پر اینکر پرسن اب ذرا کھل کر بات کر رہے ہیں۔ اب نامعلوم افراد کی گردان سے ہٹ کر معلوم افراد کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اس میں ایک خاص بات جو اکثر اینکر پرسن کہہ رہے ہیں کہ کراچی میں سب سیاسی پارٹیوں کے عسکری ونگ ہیں۔ یہ بات وہ سپریم کورٹ کے حوالے سے کرتے ہیں جو سپریم کورٹ نے کراچی کے بدامنی کیس از خود نوٹس کے مقدمے کے تحت کہی تھی۔ جس میں متحدہ قومی موومنٹ، پیپلز پارٹی اور عوامی نیشنل پارٹی کے نام سر فہرست تھے۔ عسکری ونگ کے حوالے سے

سپریم کورٹ نے اس میں جماعت اسلامی کا نام نہیں لیا تھا۔ اُس نے جماعت اسلامی کے ایک فرد کا نام بھتہ خوری کے حوالے سے لیا تھا۔ جو ریکارڈ پر موجود ہے۔ گو کہ جماعت اسلامی جیسی اصولی اور نظریاتی جماعت جس کی ایمانداری کی قسم اُس کے مخالف بھی کھاتے ہیں جو کراچی پر تین بار راج بھی کر چکی ہے ایک بہت بڑا دھچکا تھا۔ اسی لیے دوسرے ہی دن جماعت اسلامی کے کراچی مرکز میں ایک ہنگامی پریس کانفرنس میں اُس شخص کو پیش کیا تھا جس کا نام سپریم کورٹ میں لیا گیا تھا۔ وہ شخص لیاری کے ایک حلقے سے جماعت اسلامی کے ٹکٹ پر ناظم منتخب ہوا تھا۔ اُس نے ہنگامی پریس کانفرنس میں واقعے کی تفصیل بتاتے ہوئے ایک پولیس افسر کا نام لیا تھا جس سے اُس کی ذاتی دشمنی تھی۔ اُس نے بھتہ خوری کی تردید کی تھی اور کہا تھا کہ پولیس افسر نے دشمنی کی وجہ سے اُس کا نام بھتہ خوروں کی لسٹ میں شامل کیا تھا۔ اس کے بعد جماعت اسلامی اس بات کو عدالت میں لے کر گئی تھی تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ عدالت میں وہ پولیس افسر اپنے جھوٹے الزام کو ثابت نہ کر سکا تھا۔ اسی غلط بات کو جو ایک پولیس افسر نے خاص دشمنی کی وجہ سے کہی تھی جو صرف بھتہ خوری کے حوالے سے بھی غلط تھی جس کا جماعت اسلامی کے عسکری ونگ سے کوئی بھی تعلق نہیں تھا جس کو عدالت نے بھی صاف کر دیا تھا۔ اکثر کچھ اینکر پرسن بغیر تحقیق کئے غیر دانستہ طور پر ایم کیو ایم اور دوسری عسکری ونگ رکھنے والی کراچی کی سیاسی پارٹیوں کے ساتھ ٹوٹل پورا کرنے کے لیے اکثر و

بیشتر جماعت اسلامی کا نام بھی دہراتے رہتے ہیں۔ مذید اس بات کو امیر جماعت اسلامی کراچی حافظ نعیم الرحمان نے بھی کل کے ٹی وی ٹاک شو میں تفصیل سے صاف کیا۔ اب جب یہ بات وضاحت سے بیان کر دی گئی ہے اس لیے ہم ٹی وی اینکر پرسن جن کی گفتگو اکثر و بیشتر حقائق پر مبنی ہوتی ہے سے درخواست کرتے ہیں کہ اس بات کو بھی نوٹ کر لیں اور برائے مہربانی آیندہ صرف ٹوٹل پورا کرنے کے بجائے سچ بولیں اور جو کچھ سپریم کورٹ نے کہا ہے وہی کہیں۔ جماعت اسلامی کا کراچی میں کوئی بھی عسکری ونگ نہیں ہے وہ ایک پُرامن جمہوری جد و جہد پر یقین رکھنے والی سیاسی اور دینی جماعت ہے۔ رہا ایم کیو ایم کا معاملہ تو وہ واقعی ایک دہشت گرد تنظیم ہے جس نے سیاست کا لبادہ اُوڑھ رکھا ہے۔ اس کا عسکری ونگ ہے جو لوگوں کو قتل کر رہا ہے۔ اس کا اعلان برطانیہ میں مفاہمتی پالیسی ایگریمنٹ، جن میں (ن) لیگ، پیپلز پارٹی، تحریک انصاف، جماعت اسلامی اور پاکستان کی دوسری قومی سیاسی اور مذہبی پارٹیاں شامل تھیں نے اعلان کیا تھا کہ ایم کیو ایم ایک دہشت گرد تنظیم ہے اس سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایم کیو ایم کے خلاف کئی بار فوج نے آپریشن بھی کیا ہے۔ ظاہر بات ہے کسی دہشت گرد تنظیم کے خلاف ہی آپریشن کیا جاتا ہے کسی پرُامن سیاسی پارٹی کے خلاف تو نہیں کیا جاتا۔ فوج کے ساتھ جتنے بھی پولیس والے آپریشن میں شامل تھے ان کو چن چن کر ختم کر دیا گیا۔ کسی میڈیا کے فرد نے ان کی غلط پالیسیوں پر بات کی تو اسے مار دیا گیا جیسے ولی بابر خان کا

معاملہ ہے۔ اس کا مقدمہ بھی نہیں چلنے دیا گیا۔ اس کے گواہوں کو بھی چن چن کر مار دیا گیا۔ کراچی میں ۱۲ مئی کو ظلم کی داستان رقم کی۔ اس کا مقدمہ بھی نہیں چلنے دیا گیا۔ کراچی میں کورٹ کو دہشت گردوں نے گھیر لیا تھا۔ وکیلوں کو گن پاؤڈر چھڑک کر جلا دیا گیا۔ جی آئی ٹی رپورٹ کے مطابق بھتہ نہ ملنے پر بلدیہ کی فیکٹری میں بھی گن پاؤڈر چھڑک کر ۲۵۹ مزدوروں کو زندہ جلا دیا گیا۔ پاکستان کی کسی بھی سیاسی پارٹی نے کبھی بھی اپنے کارکنوں سے اعلانیہ نہیں کہا کہ ٹی وی اور وی سی آر بیچو اور کلاشنکوف خریدو۔ پھر اس کے بعد سندھ کے شہروں میں قتل عام شروع ہو گیا جو آج تک جاری ہے۔ جس کسی نے اختلاف کیا اسے موت کی نیند سلا دیا گیا۔ جو قائد کا غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے کا نعرہ ایجاد کیا گیا۔ دھونس دھاندلی اور کلاشنکوف کے زور پر جھرلو الیکشن جیتنے کا رواج ڈالا۔ ۲۵ سال سے حکومت میں شامل رہنے کے باوجود کراچی کے مسائل حل نہ کیے۔ ہجرت کر کے آنے والوں نے ہمیشہ دلیل کی بات کی تھی پاکستانی معاشرے نے اُن کو عزت و احترام کا مقام دیا ہوا تھا مگر الطاف حسین صاحب نے اُن کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھما دی ہے۔ اِس کے علاوہ کراچی میں ٹارگٹڈ آپریشن سب پارٹیوں کی مشاورت جس میں ایم کیو ایم بھی شامل تھی اور کابینہ کی منظوری کے تحت شروع کیا گیا تھا۔ اس کے تحت رینجرز کو امن قائم کرنے اور دہشت گردوں کو پکڑ کر عدلیہ کے حوالے کرنے کے قانونی اختیارات دیے گئے ہیں۔ اس کے تحت رینجرز نے لیاری سے کافی حد تک دہشت ختم

کی گئی۔ عزیر بلوچ کو دبئی سے واپس لانے کی کی کوشش کی جارہی ہے۔طالبان دہشت گردوں کو پکڑا جارہا ہے۔ ہر روز کالعدم تنظیموں کے دہشت گرد گرفتار ہورہے ہیں۔ کور کمانڈر کراچی نے بھی رینجرز ہیڈ کوارٹرز میں پکڑے گئے اسلحہ کے معائنے کے دوران رینجرز کو بلا تفریق دہشت گردوں کو پکڑنے کی ہدیات دی ہیں اب اگر ۹۰، ایم کیو ایم کے ہیڈ کوارٹر میں میں کوئی دہشت گرد چھپا ہوا تھا اور انٹیلیجنس کی رپورٹ پر چھاپہ مار کر انہیں گرفتار کیا گیا تو ایم کیو ایم کو قانون کا نفاذ کرنے والے اداروں کی مدد کے بجائے دو دن کراچی شہر کو حسب معمول خوف حراس پھیلا کر زبردستی بند کروا دیا گیا۔گاڑیاں جلا دی گئیں۔ تعلیمی ادارے، ٹرانسپورٹ اور کاروبار زندگی کو بند کرو دیا گیا۔ الطاف حسین صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ دہشت گردوں کو ۹۰ پر چھپنے کے بجائے کہیں دوسری جگہ چھپ جانا تھا۔ میں نہیں برطانیہ میں ۲۵ سال سے رہ رہا ہوں۔ الطاف حسین صاحب نے یہ بھی کہا ان دہشت گردوں کے متعلق رابطہ کمیٹی کے کچھ ارکان کو بھی پتہ تھا۔ ذرائع کا کہنا ہے اگر ایم کیو ایم پاکستان میں سیاست کرنا چاہتی ہے تو دہشت گردی چھوڑ دے۔ عدالتوں میں اپنی بے گناہی ثابت کرے۔ اِسے ہر حالت میں دہشت گردی چھوڑنی ہو گی ورنہ اب مکافات عمل کے لیے بھی تیار رہنا ہو گا۔

ایرانی سیاست اور مسلم دنیا

ایران حکومت نے بڑی مہارت سے انتہا پسند سیاست شروع کی ہوئی ہے۔ اس سیاسی مہارت کے اثرات سے امریکا شہنشاہ رضا شاہ پہلوی کے دور کے تعلوقات کی نشان دہی ہونا شروع ہو چکی ہے۔ چند دن پہلے ایران کے ایک طاقت ور شخصیت سابق وزیر انٹیلیجنس اور موجودہ صدارتی مشیر علی یونس کی طرف سے بیان تھا کہ ایران عظیم الشان سلطنت بن چکا ہے۔ عراق ہمارا ہے۔ا۔ کھوئی ہوئی زمین واپس لے رہے ہیں۔ اسلام پسندوں (سنیوں) اور نئے عثمانیوں سے مقابلہ کریں گے۔ترک ہمارے تاریخی مخالف ہیں۔ اس بیان سے ایران کی پالیسی کو دیکھیں اور رضا شاہ پہلوی دور کی پالیسیوں کا معائنہ کریں تو بات سمجھ آ رہی ہے۔ رضا شاہ نے مسلمانوں سے ناطہ کاٹ کر چار ہزار سال پرانی تاریخ سے ناطہ جوڑنے کا جشن بھی منایا تھا۔ وہ مسلمانوں سے ناطہ توڑ کے امریکا کا بہترین دوست بن گیا تھا اور ایشیاء میں امریکی ایجنٹ قرار پایا تھا۔ یہ صرف اس لیے ہوا تھا کہ اُس نے امریکہ کی خواہشات کے تحت اپنی اسلامی شناخت کو ختم کیا تھا اور تاریخ کی پرانی غیر اسلامی ایرانی حکومت سے جوڑا تھا۔ امریکا نے ایسی ہی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے مصر کے حکمرانوں کا ناطہ بھی اسلام سے توڑ کر مصر کے تاریخی فرعونوں سے جوڑنے پر مصر کے حکمرانوں سے خوش رہا

اور تیس سال تک امریکی پٹھو حکمران مصر کی مظلوم رعایا پر حکمرانی کرتے رہے۔ یہی پالیسی عظیم مسلم ترکوں کے ساتھ بھی برتی گئی اور کمال اتاترک کو سامنے لایا گیا اور اُس نے پھر ترکی سے اسلام کو نکالا تھا۔ ترکی میں اسلام سے متعلق ایک ایک چیز ختم کی گئی تھی۔ پاکستان میں بھی ڈکٹیٹر مشرف کو اِس بات کے لیے کھڑا کیا گیا تھا اور اُس نے بیان دیا تھا کہ میرا آئیڈیل کمال اتاترک ہے۔ ڈکٹیٹر مشرف نے سب سے پہلے پاکستان اور روشن خیال پاکستان کی اصطلائیں بھی اسی لیے گھڑی تھیں۔ گو کہ ڈکٹیٹر مشرف کے بعد صدر زرداری اور اب نواز شریف بھی اِس پر پاکستان میں بڑی مہارت سے عمل کر رہے ہیں۔ تعلیمی نصاب سے ایک ایک کرکے اسلامی دفعات ختم کی جارہی ہیں۔ ۱۲ویں ترمیم کے ذریعے بڑی مہارت سے صرف داڑھی والوں کو ہی دہشت گرد قرار دیا جارہا ہے۔ بات دور تک نکل گئی۔ بات ایران کی حکومت کے عزائم سے شروع ہوئی تھی۔ ایران کو امریکی گرفت سے نکال کر رضا شاہ کے خلاف خمینیؒ نے پیرس سے جلاوطنی کے دوران تحریک شروع کی اور رضا شاہ کے چار ہزار سالہ قومی بت کو پاش پاش کرکے شعیہ نہیں اسلامی انقلاب برپاہ کیا تھا اور امریکا کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ خمینیؒ نے نعرہ دیا تھا لا شرقیا۔ لا غربیا۔۔۔ اسلامیا۔ اسلامیا۔ اس انقلاب کو اسلام پر گہری نظر رکھنے والے مسلم دنیا کے اکابرین نے سنی شیعہ سوچ کو ایک طرف رکھتے ہوئے خوش آمدید کہا تھا۔ اس لئے کہ اس انقلاب میں مسلمانوں کے ایک فرقہ شیعہ کی بات کرنے کے بجائے اسلام کے آفاقی

سوچ کی بات کی گئی تھی۔ اسلامی انقلاب کی آفاقیت کی کچھ جڑیں اب بھی ایران کے معاشرے کے اندر موجود ہیں۔ لیکن کیا کیا جائے حکمرانوں کی ذاتی خواہشات کہ وہ ہمیشہ صحیح پٹری سے اُتر جاتے ہیں۔ انہیں صرف اقتدار سے واسطہ ہوتا ہے۔ یہی کچھ ایران کے حکمرانوں نے بھی کیا۔ وہ شعیہ سنی اتحاد اور اسلام کے آفاقی پیغام کو پس پشت رکھ کر پھر اسلام کے ازلی دشمن کے ساتھ اتحاد کر کے شام، عراق، یمن اور مشرق وسطیٰ جہاں سنی اکثریت ہے پر بھی حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں اور امریکا کے ساتھ مل کر ان ملکوں کی شعیہ آبادی کو اُکسا رہے ہیں وہ اسطرح ایک بار پھر امریکہ کے چنگل میں پھنستے چلے جا رہے ہیں۔ اور اسلام کی آفاقی سوچ سے ہٹ کر قومیت کی بند گلی والی سوچ کے پیچھے پڑھ گئے ہیں۔ امریکا نے ایرانی حکمرانوں کو رضا شاہ پہلوی والا سبق پھر سے پڑھانا شروع کر دیا اور وہ اپنا رشتہ اسلام سے توڑ کر اسلام سے پہلے والی پرانی ایرانی تاریخ کے پجاری بنتے جا رہے ہیں۔ اسی سوچ کا اظہار علی یونسی صاحب کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر اس سوچ کو موجودہ حالات سے پہلے کے حالات سے ملا کر جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ امریکا نے ایرانی حکمرانوں کو پہلے طالبان کے خلاف استعمال کیا۔ طالبان اسلامی حکومت جس نے امریکا کے خلاف کوئی بھی دہشت گردی نہیں کی تھی اُسامہ بن لادن کا بہانہ بنا کر افغانستان کا تورا بورہ بنا دیا تھا۔ شمالی افغانستان جس میں شیعہ ہزارہ لوگ رہتے ہیں اُن کو ایرانی حکمرانوں کی ایما پر طالبان کے خلاف کیا

گیا۔ اور ایک وقت آیا کے طالبان اور ایران کی فوجیں ایک دوسرے کے خلاف سرحدوں پر پہنچ گئیں تھیں۔ ایران کی حمایت یافتہ افغان حکومت میں شیعہ افراد کی زیادہ تعداد داخل کر دی گئی ہے۔ عراق شام کے سرحدی علاقوں میں نئی قائم ہونے والی داش سنی حکومت سے امریکہ کے ساتھ مل کر ایران کی ملیشیا لڑ رہی ہے۔ جس پر ایران نے آگے بڑھ کر عراق کو اپنا حصہ قرار دے دیا ہے۔ یمن میں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ شام میں بھی شعیہ اقلیت کی بشار حکومت کی مدد کی جا رہی ہے۔ یہود و نصارا نے بڑی مہارت سے سنی شیعہ کو مقابل کھڑا کر دیا ہے۔ موجودہ تناظر میں ہم اپنے کالموں میں اکثر اس بات کو زور دے کر لکھتے رہتے ہیں کہ مسلم دنیا کے جن ملکوں میں شعیہ آبادی زیادہ ہے اُس میں شعیوں کو حکومت کا حق ہونا چاہیے اور جن ملکوں میں سنی آبادی زیادہ ہے اُن ملکوں میں سنیوں کو حکومت کرنے کا حق ہونا چاہیے۔ رہا شعیہ سنی عقاہد تو اس کا فیصلہ آخرت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اِس کا اللہ فیصلہ کر دے گا کہ کون حق پر ہے اور کون حق پر نہیں ہے۔ اسلامی حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ یہود نصارا کی مسلمانوں کو لڑانے والی پالیسیوں کو سمجھیں اور اس فلسفے پر عمل کر کے ہی مسلمان اپنے ازلی دشمنوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے ایران حکومت کو علی یونسی کے بیان سے رجوع کرنا چاہیے ورنہ اس کا رد عمل سنی حلقے سے آئے گا جو مسلمانوں کے لیے نیک شگون نہیں ہو گا۔ جبکہ دشمن یہی چاہتا ہے۔ اس بات کو شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا۔۔۔ نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی
اللہ امتِ مسلمہ کا نگہبان ہو آمین۔

جو اکثر یاد آتے ہیں!

آج ہم گفتگو کر رہے ہیں ایک ایسی تعارفی کتاب پر جو ملک کے ۴۶ مایہ ناز شخصیات پر مشتمل ہے۔ ان میں بیشتر تو تحریک اسلامی کی سعید رحوں ہیں۔ کچھ تحریک اسلامی کو پسند کرنے والے ہیں۔ اور الحمد اللہ سارے کے سارے سیکولر، لیبرر اور عقلیت پسند نہیں بلکہ، نظریہ پاکستان پر کامل یقین رکھنے والے ہیں جس میں سے کچھ تو وفات پا چکے ہیں اور کچھ زندہ ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب پھولوں کا ایک گلدستہ ہے، اسلام سے محبت کرنے والوں کا، جسے نہایت عرق ریزی سے احمد حاطب صدیقی صاحب، جو قلمی نام ابو نثر کے تحت زیر و زبر کے عنوان سے جسارت اور دیگر اخبارات میں لکھتے ہیں نے ترتیب دیا ہے۔ ہم نے تحفے میں ملنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کتاب کے پبلیشر شاہد اعوان صاحب جو دل لگتے گیٹ اپ والی کتابیں شائع کرنے میں مشہور ہیں، ایمل پبلیکیشیز۔ اسلام آباد فون نمبر ۰۵۱۲۸۰۳۰۹۶ سے کہا: بھائی آپ کے مزاح نگار لکھاری ابو نثر صاحب جو اول و آخر سچے مسلمان، نظریہ پاکستان پر مر مٹنے والے او رکھرے پاکستانی ہیں، نے اس کتاب میں مردوں اور زندوں کو جمع کر دیا ہے۔ حسبِ معمول کتاب نفیس گیٹ اپ کے ساتھ درآمد شدہ آف سیٹ کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔ ہماری ناقص رائے کے مطابق اس کتاب کو کم از کم نظریہ پاکستان سے محبت کرنے والے پاکستانیوں کی لائبریریوں کا حصہ

ضرور بننا چاہیے۔اس کتاب میں شامل متذکرہ سب حضرات کے انچ ضرب انچ کے فوٹو سر ورق پر لگا کر ایک نئی جدت پیدا کی گئی ہے۔ سرے ورق کے نیچے ایک کونے میں ابو نثر صاحب کا مزاح بھرا فوٹو لگا کر واقعی ہی کتاب کو اسٹائلش بنا دیا گیا ہے۔ ویسے بھی ایمل پبلیکیشنیز کی کتابیں اسٹائلش قسم کی ہوتی ہیں۔اور پھر کیا کہنا: ابو نثر صاحب کا کہ آپ نے مردوں اور زندوں کے ساتھ برابر کا انصاف کرکے ایک عظیم کام کیا ہے۔ رسم تو یہ ہے کہ جب لوگ مر جاتے ہیں تو لوگ ان کو تحریروں میں یاد کیا کرتے ہیں۔ شاید ایسے کسی موقعہ پر اس صدی کے عظیم مجدد سید مودودیؒ نے کسی ساتھی کی شکایت پر کسی کارکن کے لیے کہا تھا! بھائی یہ چلتے پھرتے آدمی ہیں کتابی آدمی (مرحوم) نہیں ہیں کہ لوگ ان کی تعریف ہی تعریف کریں۔ زندہ انسان ہیں۔ زندہ انسان جب کام کر رہا ہوتا ہے تو اُس سے غلطیاں بھی ہوتیں ہیں۔ شاید پنجابی کی یہ کہاوت بھی اس بات پر فٹ بیٹھتی ہے کہ مرے ہوئے بیٹے کی اتنی موٹی موٹی آنکھیں تھیں۔ بہر حال اس کتاب میں ایک ہی جگہ پاکستان کے مشہور اُساتذہ، شاعروں دانشوروں، صحافیوں، سیاست دانوں، علماء اور مزاح نگاروں کو پڑھ کر علم میں گراں قدر اضافہ ہوا۔ ساری کتاب کو پڑھنے کے بعد اس رائے پر پہنچا ہوں کہ ابو نثر صاحب اتنے بڑے مزاح نگار اور اتنے بڑے لوگوں سے ذاتی مراسم رکھنے کے باوجود کہیں بھی بڑ بولے نظر نہیں آئے۔ بل کہ اپنی انکساری یا کم علمی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں ایک د فعہ اُستادِ محترم سحر انصاری صاحب کی

سفارشی پرچی لیکر نوکری کے لیے پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن کے مشہور پروگرام کسوٹی کے افتخار عارف صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ کاپی رائٹر کا جاب کر لوگے۔ کاپی راٹر کو'' نقل نویس'' سمجھ کر منع کر دیا بعد میں اپنی کم علمی کا معلوم ہوا تو پیشمانی ہوئی کہ یہ تو تخلیقی کام تھا اور پیسے بھی خوب ملتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو صرف اور صرف اپنے پسندیدہ کام سے ہی لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ روز روز اسٹائل بدلنے والے نہیں ہوتے۔ ان کی نظر صرف پیسہ کمانے پر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی واضع قطع اور اپنے خاندانی وقار کے لیے اپنا قیمتی وقت صرف کرتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی ابو نثر صاحب ہیں۔ ان کو جسارت میں جو بھی معاوضہ ملتا ہوگا اُس سے کئی گنا زیادہ کما سکتے ہیں مگر ان کا اپنی نظریاتی اخبار سے دلی لگاؤ ہے کہ وہ ایک عرصہ سے اس میں مزاح پر لکھ لکھ کر اس ملکِ پاکستان کے دکھی لوگوں کو مزاح کی پھل جھڑیوں کے ساتھ محظوظ کرتے رہتے ہیں۔ میں ایک عام سا نیا نیا کالم نگار ہوں میرا ابو نثر صاحب سے کوئی تعارف نہیں ہے۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ جسارت میں ان کے مزاضیہ کالم زیر و زبر کے عنوان کے تحت شائع ہوتے ہیں۔ اسی صفحہ پر میرے بھی کالم شائع ہوتے ہیں۔ سچی بات ہے کہ میں نے طبیعتاً ابو نثر صاحب کے کالموں پر کبھی بھی زیادہ دھیان نہیں دیا اور ان کا کالم سرسری طور پر ہی دیکھا۔ ذہن میں انہیں صرف ایک عام سا مزاقیا کالم نگار ہی سمجھا۔ مگر میں نے جب ''جو اکثر یاد آتے ہیں'' کا سطر بہ سطر بغور

مطالعہ کیا تو میں نے ابو نثر صاحب کو ایک عظیم انسان پایا اور انہیں زیادہ سے سمجھنے کا ذوق بڑھتا گیا۔ یہ جان کر ہماری غلط فہمی دور ہو گئی کہ ابو نثر صاحب عام سے کالم نگار نہیں ہیں۔ نہ ہی وہ عام سے مزاح نگار ہیں۔ بڑے بڑے مزاح نگاروں جیسے مزاح نگار ہیں جن پر انہوں نے اس کتاب پر قلم بھی اُٹھایا ہے۔ ایک اہل زبان علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا حلقہ احباب بہت ہی وسیع ہے۔ وہ صرف مزاح نگار نہیں ہیں بل کہ ان کے کالموں میں اکثر نظریہ پاکستان نظر آتا ہے۔ یہ جان کر بھی بے حد خوشی ہوئی کہ ابو نثر صاحب شاعر بھی ہیں۔ بڑے بڑے مشاہروں میں بڑے بڑے شعرء کے ساتھ مل کر اپنا کلام سناتے رہے ہیں۔ بچوں کے لیے کہانیاں اور نظمیں بھی لکھتے رہے ہیں۔ بچوں کے کئی رسالوں میں بچوں کے لیے کہانیاں لکھتے رہے ہیں۔ کئی اخباروں اور رسائل میں بھی رہ چکے ہیں۔ ابو نثر صاحب کے پاس معلومات کا ایک خزانہ ہے۔ اس کتاب میں ذکر کردہ عظیم ہستیوں کو ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ کئی کے ساتھ ان کے ذاتی تعلوقات بھی ہیں۔ کئی نے ان کے اشعار سن کر ان کو داد بھی دی ہے۔ کئی نے ان کی تعریف بھی کی ہے۔ میرے نزدیک ابو نثر صاحب ایک عظیم انسان ہیں۔ مگر بُرا ہو اس امریکی فنڈ دالیکٹرونک میڈیا کا کہ جس کی تشہیر سے بڑے بڑے نام نہاد عقلیت پسند، سیکولر، لیبر راور دین بیزار نا اہل لوگ بھی اہل بن گئے ہیں مگر ابو نثر صاحب جیسے نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان کے دلدادہ لوگ اپنی انکساری کی وجہ سے گودھڑی میں چھپے لال کے مصداق مشہور

نہ ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ داد دیتا ہوں ایمل پبلیکیشنز کے شاہد اعوان جیسے اصحاب کو کہ وہ ان گودھڑیوں میں چھپے لالوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور توقع رکھتا ہوں کہ ان شاءاللہ آئندہ بھی پیش کرتے رہیں گے۔ میرے نزدیک یہی ''جو اکثر یاد آتے ہیں'' کتاب کا تعارف ہے۔

پٹھان آدمی ہوں میری ایک ہی بات ہے

آج اخبارات میں خبر پڑھی کہ تحریک انصاف اور مسلم لیگ ن میں جوڈیشل کمیشن کے قیام پر معاہدہ طے پا گیا ہے۔خان صاحب کے خیال کے مطابق یہ لڑائی اس بات پر تھی کہ مسلم لیگ (ن) جس کے اس سے پہلے کے انتخابات میں ۷۵ لاکھ کے قریب ووٹ تھے۔ ۲۰۱۳ء کے انتخابات میں ایک دم سے ایک کروڑ ستر لاکھ ووٹ کیسے حاصل کر لیے ؟۔ خان صاحب کے بقول یہ الیکشن میں دھاندلی سے ہوا ہے۔ خان صاحب نے اس الیکشن کے خلاف احتجاج شروع کیا تھا۔ پہلے چار حلقوں کے کھولنے کی بات شروع ہوئی ۔ الیکشن ٹریبونلز میں کیسز دیر تک چلتے رہے۔ کروڑوں خرچ کرنے کے بعد جب انصاف نہ ملا تو پھر احتجاج بڑھتا گیا۔ خان صاحب نے ملک میں احتجاج شروع کیا تھا جو پاکستان کی تاریخ کا ایک ریکارڈ احتجاج تھا۔ جس میں باہر سے درآمد شدہ چٹکی میں انقلاب لانے والے قادری صاحب بھی شامل تھے۔ جو بعد میں ہمت ہار کر راتوں رات اپنے خیمے اُکھاڑ کے چل دیے ۔ اور کارکن روتے رہے۔ صاحبو! قادری صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ سیاست چٹکیوں کے ذریعے نہیں کھیلی جا سکتی۔ اس میں ملک کے مروجہ قانون کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ اِس میں ہوم ورک کرنا پڑتا ہے۔ شاید اس بات کا احساس اُن کو ہو گیا تھا کہ کینیڈا کے شہری وہ واپس کینیڈا چلے گئے۔ خان صاحب کی طرح مستقل مزاجی سے سیاست کرنی پڑتی ہے ڈٹ جانا پڑتا

ہے پھر جا کر اُس کا پھل بھی مل جاتا ہے۔ خیر ۲۰۱۳ء کے عام انتخابات میں مبینہ دھاندلی کی تحقیقات کے لیے جوڈیشل کمیشن کے دائرہ اختیار سمیت چار نکات پر اتفاق ہو گیا ہے۔ صدر مملکت کمیشن کا آرڈیننس جاری کریں گے جو انتخابات کی حیثیت کا تعین کرے گا۔ پاکستانی تاریخ میں پہلی دفعہ صحیح طریقے سے الیکن کی جانچ پڑتال ہو گی۔ اس معاہدہ کے بعد تحریک انصاف اسمبلیوں میں جانے پر تیار ہو گئی ہے۔ پاکستان کے عوام اس معاہدے کا خیر مقدم کرتے ہیں بل کہ خوش ہیں کہ ایک طرف پاکستان کے کونے کونے میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن میں پاکستان کی مسلح افواج مصروف ہیں اور دہشت گرد بھی جگہ جگہ دہشت گردی پھیلا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف پاکستان کی سیاسی پارٹیوں نے ایک دوسرے کے خلاف محاذ کھول رکھا تھا۔ دکھوں کی ماری پاکستانی عوام جسے بجلی گیس کی لوڈ شیڈنگ، بے روزگاری، مہنگائی، امن و امان اور خوف اور خون پسینے کی کمائی کو سیاست دان ملک سے باہر منتقل کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے ملک سے لوٹے گئے سابق صدر کے سوئٹزر لینڈ کے بنکوں میں جمع پیسوں کو واپس نہیں لایا جا سکا جس پر حکومت پاکستان کے وکالت اور سفر کی مد میں خطیر رقم بھی خرچ ہو چکی ہے۔ آفرین ہے ملک کے سیکورٹی اداروں پر کہ اب مذید پیسے ماڈل گرل کے ۔ریف کیسوں کے ذریعے باہر منتقل کئے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں تحریک انصاف اور مسلم لیگ ن) کے درمیان معاہدہ پاکستان کی دکھیا عوام کے لیے ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہے۔) اللہ کرے اب سیاسی جماعتیں اور پاکستان کی

مسلح افواج صرف اور صرف دہشت گردی پر اپنا دھیان مرتکز کریں۔ دہشت گرد، فاٹا کے ہوں، خیبر پختونخواہ، پنجاب، بلوچستان، سندھ اور چاہے مخصوص طور پر کراچی کے ہوں دہشت گرد ہیں۔ کراچی کے دہشت گرد جو ۱۹۹۲ میں بھی فوجی آپریشن کی زد میں آئے تھے۔ جن کے خلاف پیپلز پارٹی کے رہنما (ر) جنرل نصیراللہ بابر نے بھی آپریشن کیا تھا۔ جس آپریشن کو سارے پاکستان اور کراچی کے عوام نے بھی پسند کیا تھا۔ جو کراچی میں اسلحہ کے زور، ڈھیہ مافیا اور جعلی الیکشن کے ذریعے عرصہ ۲۵ سال سے صوبائی اور قومی پارلیمنٹ میں بیٹھتے آ رہے ہو۔ جس کا ۲۰۱۳ء کے الیکشن پر الیکشن کمیشن نے بھی اعتراف کیا ہو کہ وہ کراچی میں شفاف انتخابات کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ جن کے تربیت شدہ ٹارگٹ کلرز بھی رینجرز نے پکڑے ہوں۔ جن سے نیٹو کینٹینرز سے چوری شدہ اسلحہ بھی برآمد ہوا ہو۔ جن کا لیڈر ان کے کارکن صولت مرزا کے بیان کے مطابق لندن میں بیٹھ کر لوگوں کو قتل کروانے کی ہدایات دیتا ہو۔ جس پارٹی نے کراچی کے عوام سے حقوق کی بنیاد پر ووٹ لے کر حقوق کیا، بیس ہزار لوگوں کو قتل کا تحفہ دیا ہو۔ جس پارٹی کے قائد پر رینجرز نے مقدمہ بھی قائم کیا ہے۔ ان کے خلاف اور بلا تفریق تمام ٹارگٹ کلرز، بھتہ خور اور اغوا برائے تاوان کے مجرموں کے خلاف کامیاب ٹارگٹڈ آپریشن پر کراچی کی تمام سیاسی پارٹیاں متفق ہیں۔ ایک اور بات بھی عوام کے لیے خوشی کا باعث ہے کہ اس دفعہ ۲۳ مارچ پر مسلح افواج پریڈ گراؤنڈ اسلام آباد میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ ہمارے ملک کی

مسلح افواج جو گذشتہ آٹھ سال سے دہشت گردی اور سیکورٹی کی وجہ سے پاکستان ڈے پر اپنی طاقت کا مظاہرہ نہیں کر رہیں تھیں۔ اس دفعہ دشمن کی آنکھوں کے سامنے عظیم شان مظاہرے کی فل ڈریس ریہرسل کر رہی ہے۔ ان شاءاللہ ۲۳ مارچ کو اسلام آباد کے پریڈ گراؤنڈ میں اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کی مسلح افواج اپنی ایٹمی قوت، ایٹمی صلاحیت کے میزائل، نئے تیار شدہ ڈرونز، چین کے تعاون سے بنائے گئے تھنڈر لڑاکا جہاز اور دیگر اسلحہ کی نمائش کی جائے گی۔ جس سے پاکستانی عوام کو سات سال بعد اپنی مسلح افواج کی خوشی میں شریک ہونے کا موقعہ ملے گا۔

قارئین! جوڈیشل کمیشن کے قیام کے معاہدے پر تحریک انصاف کے سیکرٹری نے امیر جماعت اسلامی سراج الحق جو سیاسی جرگے کے رہنما ہیں کی تعریف کی اور مبارک باد دی۔ خان صاحب کہتے ہیں یہ ہماری فتح ہے جو دھرنوں کی وجہ سے ملی۔ نواز حکومت اپنی جگہ خوش ہے کہ اللہ اللہ کرکے ڈیڈ لاک ختم ہوا۔ اسحاق ڈار صاحب نے پیپلز پارٹی کے شریک چیئرپرسن سابق صدر زرداری صاحب سے ملاقات کرکے معاہدے کی تفصیل بتائیں۔ خان صاحب کے سیاسی مخالف مولانا فضل الرحمان صاحب کی پارٹی کو اس معاہدے سے خوشی نہیں ہوئی۔ عوامی نیشنل پارٹی نے کہا یہ مک مکاؤ ہے۔ مگر ذرائع کہتے ہیں کہ یہ خان صاحب کی استقامت تھی کہ آخر میں اپنے سارے نکات کو چھوڑ چھاڑ کر صرف جوڈیشل کمیشن پر ڈٹ گئے تھے۔ اور

ثابت کیا کہ میں پٹھان ہوں میری ایک ہی بات ہے۔ نواز حکومت کا پیچھا نہیں
چھوڑوں گا اور بلا آخر جوڈیشل کمیشن کا مطالبہ منوا ہی لیا۔ اللہ کرے یہ معاہدہ ملک و قوم
کے لیے بہتر نتائج لائے آمین۔

یوم سیاہ ۳۰ مارچ ڈاکٹر عافیہ ۶۸ سالہ قیدی

''عافیہ موومنٹ'' ڈاکٹر عافیہ کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صاحبہ اس کی رہائی کے لیے کئی سالوں چلا رہی ہے۔ اس سلسلے میں عافیہ موومنٹ کے نام سے ایک ویب سائٹ بھی بنائی گئی ہے جس پر ڈاکٹر عافیہ ۸۶ سالہ امریکہ قیدی کے متعلق معلومات فراہم کی جاتی ہیں ۔عافیہ صاحبہ کی زندگی پر لٹریچر بھی تیار کرکے تقسیم کیا گیا ہے۔ شاعروں نے عافیہ کی مظلومیت پر شعر بھی کہے ہیں۔ اس پر شعری مجموعہ بھی شائع ہوا ہے۔ سول سوسائٹی نے بھی بھرپور ساتھ دیا ہے۔ پاکستان کی ساری سیاسی دینی پارٹیوں نے عافیہ کی رہائی کے لیے آواز اُٹھائی ہے۔ کئی دفعہ مظاہرے اور ریلیاں بھی نکالی گئیں ہیں۔ عدالت نے بھی ایک رٹ پیٹیشن پر حکومت کو آڈر دیا تھا کہ قیدیوں کے بین الاقوامی معاہدے کے تحت امریکہ سے بات کرکے عافیہ کی واپس پاکستان لانے کی بات چیت کی جائے۔ سب حکمرانوں نے پاکستان کی عوام کے سامنے عہد کیا تھا کہ عافیہ میری بیٹی ہے میں اسے واپس لاؤں گا۔ کیا کیا بیان کیا جائے۔ اس باتوں کو ویسے تو پورا پاکستان، بلکہ پوری دنیا مظلومہ عافیہ کے متعلق جانتی ہے۔ اس سارے کام کا سہرا ڈاکٹر عافیہ کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صاحبہ کے سر جاتا ہے جس کے سارے شب روز اپنی بہن کی رہائی کے لیے صرف ہو رہے ہیں۔ اس خاتون نے اپنی بہن کی رہائی کی سپورٹ حاصل کرنے کے لیے ملک

اور دنیا کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ کون سی جگہ ہے جہاں یہ خاتون نہ گئی ہو۔ کون سی عدالت ہے جس کا دروازہ اس خاتون نے نہیں کھٹکھٹایا ہو۔ ڈاکٹر فوزیہ صاحبہ اور عوام ان تمام کاموں پر ہر ایک کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرتی ہے۔اب اس خاتون نے ۳۰ مارچ کو عافیہ کے اغوا کے ۱۲ سال مکمل ہونے پر [illegible] اپیل کی ہے۔ ہم ملک کے اخبارات کے مالکان اور ایڈیٹر حضرات سے درخواست کرتے ہیں کہ ۳۰ مارچ کو یوم سیاہ کے حوالے سے خصوصی ایڈیشن شائع کریں۔ ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہ وار اور سہ ماہی رسالے نکالنے والے حضرات سے بھی درخواست ہے کہ اپنے رسالوں میں یوم سیاہ کے حوالے سے تحریریں شائع کریں۔ لکھاری حضرات جو پہلے بھی عافیہ کی رہائی کے لیے اپنا قلم استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس یوم سیاہ کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اپنے کالموں میں یوم سیاہ پر زور دے کر اس معاملے کو اُٹھائیں۔ سول سوسائٹی سے بھی درخواست ہے کہ بھی یوم سیاہ کے حوالے سے پروگرام ترتیب دے۔اس میں مظاہرے بھی ہو سکتے ہیں دعائیہ تقریبات بھی منعقد کی جا سکتی ہیں۔ سیاسی جماعتیں پہلے بھی بھرپور طور پر عافیہ کے لیے آواز اُٹھاتی رہی ہیں ۔ان سے بھی گذارش ہے کہ جس طرح مناسب سمجھیں عافیہ کے لیے آواز اُٹھایں۔ پاکستان کی پارلیمنٹ اور سینیٹ کے منتخب ارکان سے درخواست ہے کہ وہ بھی یوم سیاہ کو زیر بحث لائیں۔ اس پر تقاریریں ہوں اور قراردادیں پاس کی جائیں۔

صاحبو! کیا ڈاکٹر عافیہ صدیقی ۸۶ سالہ امریکی قیدی ایک پاکستانی مسلمان مظلوم خاتون نہیں ہے؟ کیا اس خاتون کا حضرت ابوبکر صدیقؓ (جس سے مسلمانوں کا روحانی رشتہ ہے) سے خاندانی تعلق نہیں ہے؟ کیا ہم سب لوگ ایک مظلومہ امت مسلمہ کے حق میں ایسے پروگرام نہ کریں گے جس کو ۳۰ مارچ کو کراچی سے اس کے تین معصوم بچوں کے ساتھ اغوا کیا گیا تھا۔ اُس کو اغوا کر کے صلیبیوں کے حوالے کرنے والے نے کس شان سے کہا تھا کہ میں نے ۶۰۰ مسلمانوں کو ڈالر کے عوض امریکہ کے حوالے کیا ہے۔ کیا یہ ڈکٹیٹر اس وقت مقافاتِ عمل کے تحت کئی مقدمات میں ملوث نہیں ہے۔ کل تک پاکستانی قوم کو مکا دکھانے والا چھپ کر نہیں بیٹھا ہوا؟ عافیہ مظلومہ کا کسی کو بھی پتہ نہیں تھا کہ کہاں ہے۔ اس کی بوڑھی ماں، بہن اور خاندان کے دوسرے لوگوں پر کیا گزری تھی، یہ وہی جانتے ہیں۔ بھلا ہوں ایک برطانوی خاتوں صحافی ایوران ریڈلے کا جو طالبان کی قید سے رہا ہوئی تھی اور طالبان کے اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان بھی ہو گئی ہیں جس نے یہ اعلان کیا تھا کہ میں نے بلگرام کی جیل میں قید، ایک قیدی نمبر ۶۵۰ کی سسکیاں اور چیخیں سنی ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مظلوم خاتون اغوا شدہ پاکستانی ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہیں۔ اس دوران میں ڈکٹیٹر کے کارندوں نے مہم چلائی ہوئی تھی کہ یہ خطرناک خاتون ہے اس کا تعلق القاعدہ سے ہے۔ یہ نیورولجسٹ، نیوکلیئر سائنٹسٹ ہے۔ جو خطرناک اسلحہ بنانے میں ماہر ہے۔

پاکستانی میڈیا بھی ان کو نیورولجسٹ ، نیوکلیئر سائنٹسٹ اور امریکی شہری لکھتا رہا ہے۔ مگر ان کی بہن فوزیہ صدیقی صاحبہ نے اپنے ایک انٹرویو جو نوائے وقت سنڈے میگزین مورخہ ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا تھا کہا " کہ حکومت کے نمائندے اور بعض نامور صحافی غلط بیانی کر رہے ہیں کہ وہ نیوکلیئر سائنٹسٹ اور امریکی شہری ہے۔ بلکہ وہ میں پی ایچ ڈی ہے" بچوں کی تعلیم میں امریکا leaning through ammitaton سے پی ایچ ڈی کی۔ امریکی عدالت نے عافیہ کو القاعدہ اہلکار نہیں کہا۔ وہ پاکستانی شہری ثابت ہوئی۔ بہر حال ایورن ریڈلے کے انکشاف کے بعد امریکہ نے اسے اپنے ملک میں منتقل کیا اُس پر مقدمہ قائم کیا۔ کہ اس نے جیل کے دوران امریکی سپاہیوں پر رائفل تانی اور فائر کیا۔ کوئی سپاہی زخمی یا مرا نہیں بلکہ عافیہ خود ہی زخمی ہوئی۔ جس کو بعد میں زخموں میں چور چور امریکی عدالت میں پیش کیا گیا تھا جس کو وہاں پر موجود سب لوگوں نے دیکھا۔ پھر بھی متعصب یہودی جج نے عافیہ کو ۸۶ سال کی قید سنائی۔ جو امریکا کی عدالتی تاریخ کا انوکھا فیصلہ ہے۔ اس ناجائز فیصلہ کو سن کر ایک امریکی دانشور نے اُسی موقعہ پر تاریخی بات کی تھی کہ یہ سزا عافیہ کو نہیں بلکہ مسلمانوں کو دی گئی ہے۔ ایک مظلوم مسلمان تعلیم یافتہ پی ایچ ڈی خاتون پر افغانستان اور امریکا میں کیا کیا ظلم کیے گئے یہ ایک طویل داستان ہے جو ۱۲ سال سے پاکستان اور دنیا میں اخبارات میں بیان کیے گئے ہیں۔ مگر ہمارے حکمران آج تک اُس کی سزا ختم نہ کرواسکے

۔

جبکہ اُس کے ہاتھ سے کوئی قتل بھی نہیں ہوا۔ ریمنڈ ڈیوس جس نے پاکستان کے تین شہریوں کا قتل کیا تھا۔ جو سی آئی اے کا مشہور معروف ایجنٹ بھی تھا اُس کو امریکا کے حوالے کر دیا گیا۔ اپنے دوسرے ایجنٹ ڈاکٹر شکیل آفریدی کو واپس مانگنے کی کئی دفعہ کو شش بھی کرتا رہا ہے۔ مگر ہمارے حکمرانوں میں اتنی جرات بھی نہیں کہ وہ عافیہ صدیقی ۔کو واپس مانگ سکیں۔ اللہ عافیہ صدیقی مظلومہ امت مسلمہ کا حامی و مددگار ہو آمین

یمن ، ایران، سعودی عرب اور امریکا

اسوقت مشرق وسطیٰ میں تین قوتیں بر سر پیکار ہیں۔ایران ، سعودی عرب اور امریکا۔ تینوں کے اپنے اپنے عزائم ہیں۔ جب ہم امریکا کا نام لیتے ہیں تو اس سے ہمارا مطلب صلیبی اور صہونیوں کا اکٹھ ہے۔ جو شیعہ سنی دونوں کا دشمن ہے۔ان ہی کی مشترکا سازشوں اور مسلمانوں کے اندرونی خلفشار کی وجہ سے اسلامی دنیا کا ہزار سالہ اقتدار ختم ہوا تھا۔ اسلامی دنیا پر انگریز، ڈچ اور کہیں فرانسیسی قابض ہو گئے تھے۔ اِنھوں نے اسلامی دنیا پر اپنی آخری کیل ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانی پر ٹھونک کر مسلمانوں کو کئی راجوڑوں میں تقسیم کیا تھا جو آج بھی کسی نہ کسی شکل میں امریکا کے پٹھوں حکمران کہیں فوجی ڈکٹیٹروں اور کہیں مطلق العان بادشاہوں کی شکل میں موجود ہیں۔ مسلمانوں نے اپنے شروع کے دور میں اپنی اصولی جد وجہد کے ذریعے ان سے اقتدار چھینا تھا جسے اسلامی تاریخ میں قیصر وکسریٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ قیصر صلیبیوں اور کسریٰ پارسیوں کو کہتے ہیں۔ایک عیسائی دنیا اور دوسری پارسی دنیا۔ اسی دوران شیعہ اور سنیوں میں خلافت اور امامت کے اختلافات بھی چلتے رہے جو مسلمانوں کے زوال کی بھی ایک وجہ ہے۔ اگر ہم موجودہ دور کی بات کریں تو اس وقت شیعوں کی امامت ایران کر رہا ہے۔ سنیوں کی امامت سعودیوں کے ہاتھ میں ہے اور ان دنوں کو امریکہ صلیبی اور صیہونی لڑا

رہے ہیں۔ اگر آپ اس بات کو سمجھنا چاہتے ہیں تو کچھ اس طرح ہے کہ جب ایران میں امام خمینیؒ نے انقلاب بر پاہ کیا تو امریکا کو ایک آنکھ نہ بھایا۔ امریکا نے ایران کے انقلاب کو نقصان پہچانے کے لیے عراق کے سنی حکمران صدام حسین کو استعمال کیا۔ دس سال تک ایران اور عراق میں جنگ ہوتی رہی۔ امریکا پھر سعودیوں کو صدام کا حوا دیکھا کر انکے پیسے کی مدد سے عراق پر حملہ آور ہوا۔ عراق میں شیعہ سنی جھگڑے شروع کرا کے جاتے جاتے شیعہ مالکی رہنما کو اقتدار حوالے کیا جس نے انصاف سے حکومت کرنے کے بجائے سنیوں کی قتل غارت کی جس میں ایران کی اشیر آباد شامل تھی۔ اس رد عمل اور امریکا کی مدد سے ان کے سامنے سنی قیادت داش کھڑی کی۔ اس کو اسلحہ فراہم کیا داعش نے عراق اور شام کے سرحدی علاقوں میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ اب مالکی کے بعد عراق میں باقاعدہ شیعہ ملیشیا اور سنی داعش آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اسی طرح شام میں شیعہ بشار کے خاندان کو ایک عرصہ سے سنی اکثریت پر قابض کیا ہوا ہے۔ جس کے لیے سنی اکثریت بشار شیعہ سے بر سرے پیکار ہے۔ امریکا شام میں بشار کے مخالف سنیوں کی مدد کر رہا ہے۔ امریکا پاکستان میں بھی اپنی ایجنٹوں کے ذریعے شیعہ سنیوں کو آپس میں لڑوا کر قتل و غارت کروا رہا ہے۔ بڑی مہارت سے سعودیوں کو اخوان المسلمین کے خلاف کیا۔ مصری ڈکٹیٹر سیسی کے ذریعے مصر کی جمہوری حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اخوانیوں کو عدالتوں کے ذریعے پھانسیوں کی سزا دے کر راستے سے ہٹا دیا۔ سعودیوں نے اربوں ڈالر سے سیسی

ڈکٹیٹر کی مدد کی۔ فلسطین میں حماس کے ساتھ بھی سعودیوں کی لڑائی کر دی اور اخوان اور حماس اور حزب اللہ کو دہشت گرد قرار دے دیا گیا۔ یمن میں بھی امریکی فوج موجود تھی وہاں القاعدہ پر ڈرون حملے بھی ہو رہے تھے مگر اب گریٹ گیم کی وجہ یعنی شیعہ سنی لڑائی کرانے کے لیے وہاں سے اپنی فوج ہٹا لی۔ امریکا یمن میں شیعہ عناصر کی مدد کر رہا ہے ایران نے بھی یمنی شیعہ باغیوں کو جہاز اُڑانے کی تربیت دی ہے اور عسکری مدد بھی کر رہا ہے۔ اب یمن میں شیعہ زیدی قبائل اور سنی اکثریت لڑ رہے ہیں۔ شیعہ باغیوں نے یمن کے کئی شہروں پر قبضہ بھی کر لیا ہے اور اخباری خبروں کے مطابق مکہ اور مدینہ کی طرف چڑھائی کی باتیں کر رہے ہیں۔ سعودی بھی اب امریکا کی گریٹ گیم کو کچھ کچھ سمجھنے لگے ہیں۔ اس لیے اپنے اتحادی امریکا سے مدد مانگنے کے بجائے پاکستان کی طرف رجوع کیا ہے۔ اس میں شک کی کوئی بات نہیں کہ پاکستان کے نواز شریف صاحب کے سعودیوں سے ذاتی تعلقات ہیں۔ ویسے بھی سعودی پاکستان کی ہر بُرے وقت میں پاکستان کی مدد کرتے رہے ہیں۔ سعودی عرب میں مسلمانوں کے مقدس مکامات ہیں۔ جن کی حفاظت کے لیے پاکستانی جان و مال سے ہر وقت تیار ہیں اور تیار بھی رہنا چاہیے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ امریکا کی گریٹ گیم کو بھی سمجھنا چاہیے۔ مسلمانوں میں شیعہ سنی ایک حقیقت ہے۔ شعیوں کا اور سنیوں کا اپنا اپنا ایک تاریخی نقطہ نظر ہے۔ ایک طرف ایران ہے تو دوسری طرف سعودی عرب ہے۔ پاکستان مسلم دنیا کی ایک بہادر فوج اور عظیم ایٹمی طاقت ہے۔ جسے

یقیناً مسلمانوں کی عظمت کا مظہر ہونا چاہیے۔اس طاقت کو مسلمانوں کے مشترکا دشمنوں کے خلاف استعمال ہونا چاہیے نہ کہ آپس کے جھگڑوں میں۔اس لیے پاکستان میں ایسی بحثیں نہیں ہونی چاہیے کہ شعیہ ایران کے ساتھ ہوں اور سنی سعودی کے ساتھ۔ بل کہ سب کو حق کا ساتھ دینا چاہیے۔ پاکستانیوں کی مشترکا رائے ہے کہ ہمارے اور ترکی کے حکمران اس معاملے میں پڑ کر ثالثی کا کردار ادا کریں۔ اس سلسلے میں نواز شریف صاحب ترکی گئے ہیں یہ اچھی بات ہے۔ اس ملاقات میں ترکی نے بھی سعودی عرب سے یکجہتی کا اظہار کیا ہے۔ دونوں نے ایران کو بھی اعتماد میں لینے کی بات ہے جو خوش آئند ہے۔ پاکستان نے پارلیمنٹ کا مشترکا اجلاس بھی بلایا ہے اس میں کھل کر بات ہونی چاہیے جس میں پاکستان اور مسلمانوں کی بھلائی ہے وہ راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ جلد بازی میں فیصلے نہیں ہونے چاہیے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم اپنے گذشتہ کالموں میں کئی بار نشان دہی کر چکے ہیں کہ کوئی بھی فریق اپنے اپنے مؤقف سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ یہ کوئی ایک دو دن کی بات نہیں ہے بل کہ صدیوں کا معاملہ ہے۔ اس بات کو اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اللہ آخرت میں فیصلہ کر دے گا کہ کون حق پر ہے۔ دونوں فریقوں کا اس میں ہی فاعدہ ہے۔ ہم اپنے کالموں میں بیان کرتے رہے ہیں۔ اپنے اپنے عقیدے پر قائم رہو دوسرے کے عقیدے کو مت چھیڑو۔ کسی کو بھی کافر مت کہو۔ رہا اقتدار تو اس کا ایک ہی فارمولہ ہے جہاں جہاں جس جس ملک میں جس فرقے کی اکثریت ہے اسی کو حکمرانی کا حق ہے۔ اگر امریکی کا آلہ

کار بن کر کسی بھی اکثریت پر اقتدار حاصل کرنے کی کسی بھی فرقے نے کوشش کی، جیسے ابھی تک ہو رہا ہے تو اس سے امریکا کو ہی فاعدہ ہوگا مسلمانوں کی صرف بربادی ہی ہو گی۔امریکا برسوں سے مسلمانوں کو لڑا کر اپنا الو سیدھا کر کے اپنا اسلحہ فروخت کر رہا ہے۔ فلسطین، کشمیر، بوسنیا، عراق، افغانستان ،پاکستان ،برما،چیچنیا غرض ہر جگہ مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔ اب یہ بات مسلمانوں سمجھ آ جانی چاہیے۔اب نہیں آئے گی تو کب سمجھ آئے گی؟ جب مسلمان امریکا یعنی صلیبیوں اور صہونیوں کی مکمل غلامی میں چلے جائیں گے؟ جس کسی نے اسرائیل کی پارلیمنٹ پر کندہ یہ الفاظ نہیں پڑھے ہیں تو اب پڑھ لے وہ الفاظ کیا ہیں ''اے اسرائیل تیری سرحدیں نیل اور دجلہ تک ہیں'' اس میں مکہ اور مدینہ بھی شامل ہیں۔ اللہ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو آمین۔

ایک شام ہماری ویب کے نام!

یہ شام ۴ اپریل ۲۰۱۵ء کی تھی جب ہماری ویب کے جناب ابرار احمد صاحب نے ہماری ویب کے لکھاریوں کو آرٹ کونسل کراچی میں مدعو کیا تھا جس کے چیف گیسٹ جناب پروفیسر سحر انصاری صاحب تھے۔ رائٹرز کلب کے جنرل سیکرٹیری عطا محمد تبسم صاحب نے بی بی سی کے وسعت اللہ خاں صاحب کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی مگر بوجہ وہ اس پروگرام میں شامل نہ ہوسکے۔ اس اکھٹ کی وجہ کچھ اسطرح ممکن ہوئی کہ جناب ابرار احمد کو خیال آیا کی کیوں نہ ایک تنظیم بنائی جائے جس میں ہماری ویب کے لکھاری حضرات کو مل بیٹھنے کا بہانہ مل جائے۔ ویسے تو ادبی، ثقافتی، کتاب کی اشاعت، کتاب کلچر کو پروان چڑھانے اور تعلیمی سرگرمیوں کے فروغ اور ترقی کے لیے پاکستان میں بے شمار ادارے کام کر رہے ہیں۔ مگر ضرورت اس امر کی تھی کہ آن لائن لکھنے والوں کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کا کوئی ایسا ادارا قائم کیا جائے جو ایسے مصنفین کی رہنمائی کرے۔ چناں چہ انہوں نے بتاریخ ۱۰ جنوری ۲۰۱۵ء کو کراچی میں موجود ہماری ویب کے لکھاریوں کو اپنے دفتر پارک ایونیو، دسواں محلّہ شاہرہ فیصل پر بلایا۔ ویسے تو ہماری ویب کے ملکی اور غیر ملکی لکھاریوں کی تعداد چھ ہزار کے قریب ہے۔ مگر اس میٹنگ میں کراچی میں موجود چیدہ چیدہ لکھاری شریک ہوئے۔ اس ہی میٹنگ میں رائٹرز کلب کے نام سے ہماری

ویب کے لکھاریوں کی ایک تنظیم بنا ڈالی۔ اس تنظیم کے چیئرمین ابرار احمد صاحب، صدر ڈاکٹر رئیس احمد صمدانی صاحب۔ جنرل سیکرٹیری عطا محمد تبسم صاحب، کوآرڈینیٹر (خواجہ مصدق رفیق صاحب، کوآڈینیٹر (۲) محمد اعظم عظیم اعظم صاحب، سیکرٹیری محمد (ا ابراہیم خان صاحب، سیکرٹیری شیخ خالد شاہد صاحب، سیکرٹیری سلیم اللہ شیخ صاحب اور راقم اور کچھ دوسرے حضرات بنیادی رکن قرار پائے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ سب کچھ فوراً بس ایک ہی میٹنگ میں ہو گیا۔ بلکہ اس سے قبل کئی دفعہ ابرار احمد صاحب ہماری ویب کے لکھاریوں کو چائے اور کھانے کی دعوتوں پر اپنے دفتر میں بلاتے رہے ہیں۔ متعدد دفعہ ہماری ویب کے لکھاریوں کو اچھی کارکردگی کی وجہ سے سرٹیفیکیٹ بھی دیتے رہے ہیں۔ کئی دفعہ ٹی سی ایس کے ذریعے تحائف بھی بھیجتے رہے ہیں۔ رائٹرز کلب بنانے کے لیے کئی مشاورتی اجلاس بھی منعقد ہوتے رہے ہیں۔ پوری مشاورت اور کافی سوچ بچار کے بعد ہماری ویب رائٹرز کلب کا وجود ممکن ہوا ہے۔ رائٹرز کلب کے باقی مقاصد کے علاوہ یہ طے پایا تھا کہ ہماری ویب پر تمام لکھنے والوں کی ای بکس (ڈیجیٹل بکس) تیار کی جائیں گے۔ ہماری ویب کی طرف سے ابتدائی طور پر پندرہ لکھاریوں کی ای بکس تیار کی گئیں جس میں راقم بھی شامل ہے۔ یہ شام ان ہی ای بکس کی تقریب رونمائی منعقد کی گئی تھی۔ پروگرام اللہ کے بابرکت نام سے شروع ہوا۔ اس کے بعد نعت شریف پڑھی گئی۔ پھر ابرار احمد صاحب نے ہماری ویب کا تعارف کرایا۔ ہماری ویب ۲۰۰۷ء کو وجود میں آئی۔ ترقی کے منزل طے کرتے ہوئے

اس مقام پر پہنچی ہے کہ اب اس کے لکھاریوں کی ملکی اور غیر ملکی تعد چھ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اس میں انگلش اور اردو لکھاری شامل ہیں۔ ہماری ویب کو وزٹ کرنے والوں کی تعداد ایک کروڑ اسی لاکھ ماہانہ ہے۔اس کے سیکشن کی تعداد چالیس کے قریب ہے۔اس میں آن لائن خبریں، حالت حاضرہ، کالمز، شوبز، ایونٹس، شاعری، مزاح، دنیا کے عجائب، تلاوت قرآن شریف، نعت، اردو انگلش ڈکشنری وغیرہ ہیں۔ سب سے بڑی بات جو ہم لکھاریوں کے لیے ہے کہ ہمارے مضامین کو تاریخ وار محفوظ کیا ہوا ہے۔ لکھاری ہماری ویب پر'' اپنا کالم'' سیکشن کھول کر اول تا آخر تک اپنے مضامین کو دیکھ سکتا ہے۔ہر لکھاری اپنی ای بک بھی وزٹ کر سکتا ہے۔ اس کے بعد محترم ڈاکٹر صمدانی صاحب نے رائٹرز کلب کے اغراض و مقاصد پر گفتگو کی۔ اسٹیج سیکرٹیری کے فرائض عطا محمد تبسم صاحب جنرل سیکرٹری رائٹرز کلب نے ادا کئے۔ رائٹرز کلب کے جنرل سیکرٹیری عطا محمد تبسم صاحب نے ایک ایک کرکے تمام لکھاری جن کی ای بک تیا ہوئیں تھیں اسٹیج پر بلایا۔ ان کا تعارف بیان کیا اور ہر ایک کو ۲ منٹ بولنے کا وقت بھی دیا۔ اس سے قبل پروگرام کے شروع سے ہی سلائڈ پر تمام ای بکس کا تعارف سامعین کو دکھایا جا رہا تھا۔ ای بک کے ٹائٹلز پر لکھاری کے فوٹو کے ساتھ اس کے مضامین کی تعداد اور کتنے لوگوں نے ان کے مضامین کو وزٹ کیا دکھایا گیا۔ اس کے ساتھ ای بکس کے چند منتخب مضامین کو بھی سلائڈ پر ہائی لائیٹ کیا جا رہا تھا۔ ابتدائی طور پر جن لکھاریوں کی ای بکس تیار ہوئیں ان

میں خواتین بھی شامل تھی۔ اس پروگرام میں لکھاری خواتین کے علاوہ دوسری خواتین بھی شامل تھیں۔ ہماری ویب کے اسٹاف نے ایک ایک کرکے ہماری ویب کی کارکردگی رپورٹ بھی سلائڈ کی مدد سے سامعین کے سامنے پیش کی اور تالیوں کی شکل میں داد بھی وصول کی۔ آخر میں فوٹو سیشن بھی ہوا۔ جس میں تمام لکھاری صاحبان کا فوٹو مہمان خصوصی سحر انصاری صاحب، ابرار احمد صاحب، صدر ڈاکٹر صمدانی صاحب، سیکرٹیری عطا محمد تبسم صاحب کے ساتھ بنایا گیا۔ اس کے بعد شریک خواتیں کا بھی فوٹو ان محترم شخصیات کے ساتھ بنایا گیا۔ ہماری ویب کے اسٹاف کا بھی فوٹو بنایا گیا۔ آخر میں سحر انصاری صاحب نے معلومات سے بھرا خطاب کیا۔ انصاری صاحب مشہور معروف ادیب، شاعر، استاد اور کافی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کا کہنا تھا ہم پاکستان میں اردو کی ترقی کے لیے کچھ کریں نہ کریں بھارت میں اردو کی ترقی کے لیے بہت کچھ کیا جا رہا ہے اس میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی شامل ہیں۔ بھارت کے چھ صوبوں کی سرکاری زبان اردو ہے۔ ایک ہندو نوجوان ریختہ (ریختہ اردو کا قدیم نام) کے نام سے ویب چلا رہا ہے۔ اس نے بھی انصاری صاحب کی ای بک تیار کی ہیں۔ انصاری صاحب نے کہا بیماری کے باوجود جب بھی مجھے نوجوان کسی پروگرام میں بلاتے ہیں تو میں بخوشی ان پروگراموں میں شریک ہوتا ہوں مجھے پاکستان کے نوجوانوں سے ہی امیدیں ہیں۔ میں دیکھ کر خوش ہوا ہوں کہ اس پروگرام میں بھی نوجوان شریک ہیں۔ انہوں نے کہا آپ کو آئندہ بھی جب کبھی پروگرام کرنا ہو کراچی آرٹ کونسل کی جگہ آپ

کے لیے حاضر ہے۔ صدر رائٹرز کلب ڈاکٹر صمدانی صاحب نے اپنی صدارتی تقریر کے دوران انصاری صاحب کی کتابوں کی ای بکس تیار کرنے کی اجازت مانگی تھی جس کی انصاری صاحب نے بخوشی اجازت دے دی۔ انصاری صاحب کی فکر انگیز صدارتی خطاب سن کر ذہن میں خیال آیا کہ پاکستان بنے ۶۸ سال گزر گئے ہیں ہم پاکستان کے مسلمان جن کی قومی زبان اردو ہے اس کو ابھی تک قومی سرکاری زبان نہ بنا سکے۔ جبکہ دنیا کے تمام براعظموں میں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اردو برصغیر کی رابطے کی زبان تھی۔ اردو زبان کو استعمال کر پاکستان وجود میں آیا تھا۔ ہماری ویب نے مہمانوں کے لیے لائٹ ریفریشمنٹ کا بھی انتظام کیا تھا۔ لائٹ ریفریشمنٹ کے بعد مہمان اپنے گھروں کا چل دیے۔ اس طرح کراچی آرٹ کونسل میں منعقدہ ''ایک شام ہماری ویب کے نام'' کا اختتام ہوا۔

امریکا میں دہشت گردی کے ۹۴ فی صد مقدمات جھوٹے ہیں

یہ بات ہم نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ امریکا کے ہی کچھ انصاف پسند قانون دان کہہ رہے ہیں۔ یہ کہانی کچھ اسطرح ہے کہ امریکی قانون دانوں کا ایک وفد آج کل پاکستان کے دورے پر ہے۔اس وفد میں امریکا کے مشہور سول رائٹس ادارے ''سول رائٹس ایکٹویسٹ این سی پی سی ایف'' کے ایگزیکٹو ڈائرکٹر اسٹیفن ڈاؤن اور کیتھی مین لے بھی شامل ہیں۔ان حضرات نے کراچی پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ امریکا میں دہشت گردی کے ۹۴ فی صد مقدمات جھوٹے ہیں۔ معصوم لوگوں کو غیر اخلاقی اور غیر قانونی طور پر مصنوعی مقدموں میں ملوث کرکے غیر منصفانہ سزا دی گئی ہے۔اس سلسلے میں ہم نے شیخ اُسامہ بن لادن کی مصنوعی شہادت کے موقع پر اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کی مغرب میں اب بھی زندہ دل اور انصاف پسند ضمیر لوگ موجود ہیں جنہوں نے شیخ اُسامہ بن لادن کی شہادت اور اُس کو سمندر بر کرنے کی کہانی کو جعلی ثابت کیا ہے۔ اب کراچی میں دورہ کرنے والے حضرات بھی انہی زندہ دل انصاف پسند ضمیر انسان ہیں جنہوں نے امریکا میں قائم کیے گئے مقدمات پر ریسرچ کرکے ثابت کیا ہے کہ مقدمات مصنوعی ہیں۔شک کی بنیاد پر قائم کئے گئے ہیں اور جن قوانین کی بنیاد پر ان بے قصور لوگوں کو سزا سنائی گئیں ہیں ان نامناسب قوانین کو تبدیل ہونا چاہیے۔ انہوں نے

پریس کانفرنس میں کہا کہ پروجیکٹ سلام اور این سی پی سی ایف کے تحت کی جانے والی ریسرچ نے ثابت کیا ہے کہ دہشت گردی کے حوالے سے امریکا حکومت کی جانب سے قائم کیے گئے مقدمات کی اکثریت ناانصافی پر مبنی تھی۔ امریکا کی اکثریت دہشت گردی کی مہم درحقیقت مصنوعی اور جعلی طریقوں پر بنائے گئے مقدمات پر مشتمل ہے جس کا مقصد امریکی عوام کو یہ باور کرانا ہے کہ دہشت گردوں کی فوج امریکا میں جنگ ہار رہی ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں گرفتار افراد صرف حفظ ماتقدم اور احتیاطی اقدامات جیسی حکمت عملی کے تحت گرفتار کیے گئے تھے۔ اور حقیقت میں امریکا کو ان سے کوئی خطرہ لاحق نہیں تھا۔ ان حضرات کی اس سلسلے میں تازہ ریسرچ بعنوان ''دہشت گردوں کی ایجاد: احتیاطی تدبیر کے تحت گرفتار کرنے کے قوانین'' دہشتگردی کے مقدمات کا عمیق جائزہ لیا گیا اور اس کے نتیجے میں سامنے آنے والے بھیانک نتائج کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان قوانین کے تحت امریکی قانون نافظ کرنے والے اداروں نے بغیر کسی ثبوت کے ان افراد اور تنظیموں کو نشانہ بنایا جن کے نظریات، فکر اور مذہبی رجحانات ان کے اندازے کے مطابق ممکنہ طور پر ملکی سلامتی کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ امریکی قانون نافظ کرنے والے اداروں نے ان قوانین کو دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس ریسرچ کے تحت انہوں نے امریکا میں ۲۰۰۱ء سے اب تک دہشت گردی کے حوالے سے بنائے جانے والے ۳۹۹ مقدمات کا تفصیلی جائزہ لیا

اور غیر منصفانہ قوانین کی تبدیلی پر زور دیا ہے۔ ان ۳۹۹ مقدمات کے جائزے سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کی ۹۴ فی صد مقدمات صرف احتیاطی تدبیر یا پھر معمولی نوعیت کی غلطیوں کی بنیاد پر قائم کیے گئے ہیں جن کا دہشت گردی سے کوئی واسطہ نہیں۔ اب کوئی بھی انسان امریکا کے مسلمانوں کے خلاف مظالم کا اندازہ کر سکتا ہے کہ کس طرح گوانتا موبے جزیرہ کی بنام زمانہ ٹارچل جیل ،جس میں ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے بے گناہ لوگوں پر خونخوار کتے چھوڑے گئے تھے۔ پانی میں کئی کئی گھنٹے منہ کی بل الٹا لٹکایا گیا تھا۔ افغانستان کی بلگرام جیل میں کیسے کیسے مظالم ڈھائے گئے تھے۔ جس کی قیدی نمبر ۶۵۰ ڈاکٹر عافیہ صدیقی پر ظلم کی انتہا کر دی گئی تھی۔ پھر امریکا کی تاریخ کا منفرد فیصلہ جو ایک یہودی جج نے ۸۶ سال قید کا سنایا تھا۔ افغانستان میں ہی طالبان کے اعزاکاٹ کر اپنے ڈرائنگ روموں میں سجانے کے لیے محفوظ کئے گئے تھے جس کا تذکرہ بھی اخباروں کی زینت بنتا رہا ہے۔ عراق کی جیل ابو غریب میں کیسے کیسے مظالم ڈھائے گئے۔ کچھ مظالم تو آزاد دنیا کے سامنے آشکار ہو چکے ہیں۔ اور کچھ کا پتہ نہیں چل سکا۔ نہ جانے مسلم دنیا میں امریکی پٹھو حکمرانوں نے کتنی خفیہ جیلیں سی آئی اے کو اپنے ملکوں میں بنانے دیں ہونگی۔ کتنے مظلوم لوگ ان جیلوں سے رہائی پا کر آئے اور اپنی اپنی ظلم کی داستانین سنائیں ۔ یہ سب امریکی مظالم کی داستانیں اب تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ ہمارے ملک کے ڈکٹیٹر مشرف نے ۶۰۰ پاکستانیوں کو ڈالروں کے عوض گرفتار کر کے

امریکا کو فروخت کیا تھا جس کا اُس نے اپنی کتاب ''سب سے پہلے پاکستان'' میں ذکر بھی کیا ہے۔ اب خود ہی امریکا کے زندہ دل ضمیر لوگوں نے ان بے گناہوں کی بے گناہی کو ثابت کر دیا ہے۔ ان بے گناہوں کے وارثین کا کہنا ہے کہ ہے کوئی مسلم حکمران جو ان مظلوموں کے لیے عالمی عدالتِ انصاف میں مقدمہ دائر کروائے اور ان کو انصاف دلائے ؟آج ہی کی دوسری اخباری خبر کے مطابق امریکا کی بدمعاشی کا اندازہ لگائیں کہ سی آئی اے کے سابق ڈائریکٹر لیون پینیٹا نے اپنی نئی کتاب ''وردھ فائیٹس'' میں انکشاف کیا ہے کہ اُس نے ایک کھانے کی دعوت، جس کا انتظام سابق صدر آصف زرداری نے کیا تھا میں سابق ڈاریکٹر آئی ایس آئی جنرل پاشا کے سامنے امریکا کے خلاف کسی بھی دہشت گردی پر جنگ کی دھمکی دی تھی۔اس کھانے کی دعوت میں امریکا کے نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر رجم جونز بھی موجود تھے۔ اس پر جنرل پاشا نے احتجاج کیا تھا۔ امریکا نے جیسے ۹؍۱۱ کا بہانہ بنا کر اسلامی دنیا کو تہس نہس کر دیا تھا۔ ماس ڈکٹر کیشن اسلحہ کا جھوٹا بہانہ بنا کر عراق کے دس لاکھ انسانوں کو موت کی نید سلا دیا گیا۔ افغانستان کے پہاڑوں میں چھپا بیٹھا اُسامہ بن لادن کو ۹؍۱۱ میں ملوث کر کے ایک اسلامی ملک افغانستان میں لاکھوں لوگوں کو قتل کر کے اس ملک کا تورہ بورہ بنا دیا گیا۔اب وہاں سے شکست کھا کر واپس ہوا ہے۔ جگہ جگہ اسلامی دنیا میں شعیہ سنی فسادات کی آگ بھڑکا کر بھی مسلمانوں سے صلیبی بدلہ لے رہا ہے۔ پاکستان میں اپنے مقامی ایجنٹوں کے ذریعے افرا

تفری پھیلائی ہوئی ہے جس میں اس کے مقامی ایجنٹ گرفتار ہوتے ہیں تو ان کی مدد کرتا ہے۔ ساری دنیا میں کہیں بھی کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہوتا ہے تو اسے مسلمانوں سے منصوب کر دیتا ہے۔ افغانستان کی ہاری ہوئی جنگ ہمارے ملک میں لے آیا ہے۔ جس سے پاکستان کا سوارب ڈالرز کا نقصان ہو چکا ہے۔ پچاس ہزار سے زاہد فوجی اور سولین شہید ہو چکے ہیں۔ یہودی اور نصرانی بین الاقوامی میڈیا نے امن و سلامتی کے دین اسلام کو دہشت گرد مذہب بنا دیا ہے۔ ساری اسلامی دنیا میں القاعدہ کے بہانے ڈرون حملے کر کے معصوم بے گناہ مسلمانوں کو شہید کرتا ہے۔

قارئین! ان ساری ظلم کی وارداتوں سے اسلامی دنیا کو کیا ہمارے پٹھو حکمران نجات دلا سکتے ہیں؟ اسلامی دنیا کے حکمرانوں کو اپنے رویے کو تبدیل کرنا ہو گا ورنہ آخرت میں یہ سارے مظلوم امریکا کے ساتھ ساتھ ان امریکی پٹھو حکمرانوں کے خلاف بھی اللہ سے انصاف مانگیں۔ دنیا میں ظالم کچھ بھی کر لیں لیکن آخرت میں اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکیں گے۔

جمعہ مسلمانوں کی اجتماعی عبادت کا دن

قرآن شریف کی سورۃ نمبر ۶۲ کا نام جمعہ ہے۔ اس میں فرمایا گیا ہے ''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، جب پکارا جائے نماز کے لیے جمعے کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو'' (سورۃ جمعہ : ۹) اس حکم سے جمعہ کے دن کی افادیت واضح ہوتی ہے۔ اسلام میں اجتماعیت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ نماز گھر پڑھنے کے بجائے محلے کی مسجد میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں ثواب بھی زیادہ رکھا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد جمعہ محلے کی مسجد کے بجائے بستی کی جامع مسجد میں ادا کرنے کا کہا گیا ہے۔ عیدین کی نمازیں بستیوں کی عیدگاہوں میں ادا کرنے کا حکم ہے۔ اس سے مسلمانوں میں اجتماعیت جنم لیتی ہے جس پر اسلام میں زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہودیوں کے سبت (ہفتہ) کے مقابلے میں جمعہ عطا فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اللہ نے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ جس طرح یہودیوں نے سبت کے ساتھ رویہ رکھا تھا ایسا رویہ جمعہ کے ساتھ مسلمانوں کا نہیں ہونے چاہیے۔ سبت کا دن بنی اسرائیل کے لیے مقدس قرار پایا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے دائمی عہد کا نشان قرار دیا تھا۔ تاکید کی تھی کہ اس روز کوئی دنیاوی کام نہ کیا جائے، گھروں میں آگ تک نہ جلائی جائے جانوروں اور لونڈی غلاموں سے کوئی خدمت نہ لی

جائے۔ جو اس کی خلاف ورزی کرے اسے قتل کر دیا جائے۔ قرآن میں بنی اسرائیل کی دوسری نافرمانیوں کے ساتھ ذکر ہے سمندر کے کنارے ایک بستی کا، جس میں ہفتے کے دن مچھلیاں اُبھر اُبھر کر سامنے آتیں تھی اور ہفتے کے سوا باقی دنوں میں نہیں آتیں تھیں۔ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش تھی۔ بنی اسرائیل ہفتے کے دن مچھلیوں کو روک لیتے اور دوسرے دن پکڑ لیتے۔ جب بنی اسرائیل نے اللہ کے اس عہد کو توڑا تو اللہ نے کہا کہ بندر ہو جاؤ ذلیل اور خوار۔ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ''پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کیے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا، تو ہم نے کہا کہ بندر ہو جاؤ ذلیل و خوار'' .(الاعراف:۱۶۶) جس سورۃ میں جمعہ کا ذکر ہے اس کا شان نزول کچھ اس طرح کہ مدینہ میں ایک روز عین نمازِ جمعہ کے وقت ایک تجارتی قافلہ آیا اور اس کے ڈھول تاشوں کی آواز سن کر ۱۲ آدمیوں کے سوا تمام حاضرین مسجد نبویؐ سے قافلے کی طرف دوڑ گئے، حالانکہ اُس وقت رسولؐ اللہ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس پر قرآن میں حکم دیا گیا کہ جمعے کی اذان ہونے کے بعد ہر قسم کی خرید و فروخت اور ہر دوسری مصروفیت حرام ہے۔ اہل ایمان کا کام یہ ہے کہ اُس قوت سب کام چھوڑ چھاڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف دوڑیں۔ البتہ جب نماز ختم ہو جائے تو انہیں حق ہے کہ اپنے کاروبار کے لیے زمین میں پھیل جائیں۔ اسلام سے پہلے یہودیوں نے ہفتہ کا دن عبادت کے لیے مخصوص کیا ہوا تھا۔ اُس روز اُن کو فرعون کی غلامی سے نجات ملی تھی۔ اس طرح عیسائیوں نے اپنے آپ کو یہودیوں سے ممیّز

کرنے کے لیے اپنا شعار ملت اتوار کا دن قرار دیا۔ اگرچہ اس کا کوئی حکم نہ حضرت عیسیٰؑ نے دیا تھا، نہ انجیل میں کہیں اس کا ذکر آیا ہے۔ لیکن عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ صلیب پر جان دینے کے بعد حضرت عیسیٰؑ اسی روز قبر سے نکل کر آسمان کی طرف گئے تھے۔ اسی بنا پر بعد کے عیسائیوں نے اپنی عبادت کا دن قرار دے لیا۔ اس کے بعد ۳۲۱ء میں رومی سلطنت نے ایک حکم کے ذریعے سے اس کو عام تعطیل کا دن مقرر کر دیا۔ اسلام نے ان دونوں ملتوں سے اپنی ملت کو ممیّز کرنے کے لیے یہ دونوں دن چھوڑ کر جمعے کو اجتماعی عبادت کے لیے اختیار کیا۔ یہود و نصارا نے پوری دنیا میں ہفتے اور اتوار کو چھٹی کا دن قرار دیا ہوا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ کے ملکوں میں بھی جمعہ کے لیے اجتماعی عبادت کے لیے جمعہ کے دن عام چھٹی ہونی چاہیے۔ مگر اسلامی دنیا میں کہیں جمعہ کے دن عام چھٹی ہے اور کہیں نہیں ہے۔ پاکستان میں بھی جمعہ کے دن چھٹی نہیں ہوتی جبکہ کہیں کہیں کاروباری لوگ جمعہ کے روز چھٹی کرتے ہیں اور اپنا کاروبار بند رکھتے ہیں۔ اسلام میں پہلا جمعہ کب اور کہنے پڑھایا تو یہ کچھ اس طرح ہے کہ ابتدائی مہاجرین کے سردار حضرت مصعب بن عمیرؓ نے رسولؐ اللہ کے حکم سے پہلا جمعہ مدینہ میں ادا کیا تھا۔ اس سے قبل جب مدینہ میں اسلام پھیلنے لگا تو انصارِ مدینہ نے دیکھا کہ یہودی ہفتہ اور عیسائی اتوار کے دن عبادت کرتے ہیں تو انہوں نے باہم مشورے جمعے کا دن عبادت کے لیے طے کر لیا اور پہلا جمعہ حضرت اَسعدؓ بن زُرَارہ نے بنی بیاضہ کے علاقے میں پڑھا جس

میں ۴۰ آدمی شریک ہوئے۔ (مسندِ احمد۔ ابوداؤد۔ ابنِ ماجہ) ابنِ ہشام میں ہے کہ رسولؐ اللہ پیر کے روز قبا پہنچے، چار دن وہاں قیام کیا پانچویں روز جمعے کے دن وہاں سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے راستے میں بنی سالم بن عوف کے مقام پر تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آ گیا، اُسی جگہ آپؐ نے پہلا جمعہ ادا فرمایا۔ اسلام مسلمانوں کو پاک صاف رہنے کی تلقین کرتا ہے۔اس لیے نماز سے پہلے وضو کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو سعید خُدرِیؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ”کہ مسلمان کو جمعے کے روز غسل کرنا چاہیے، دانت صاف کرنے چاہیے، جو اچھے کپڑے اُس کو میسر ہوں پہننے چاہییں اور اگر خوشبو میسر ہو تو لگانی چاہیے (مسند احمد، بخاری، ابوداؤد، نسائی) اسی طرح آپؐ نے خطیبوں کو بھی ہدایات فرمائی کہ لمبے لمبے خطبے دے کر لوگوں کو تنگ نہ کریں۔ آپؐ خود بھی جمعے کے روز مختصر خطبہ ارشاد فرماتے اور نماز بھی زیادہ لمبی نہ پڑھاتے تھے۔ حضرت جابرؓ بن سمرہ کہتے ہیں کہ حضورؐ طویل خطبہ نہیں دیتے تھے۔ وہ بس چند مختصر کلمات ہوتے تھے۔ (ابوداؤد)۔ حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفٰی کہتے ہیں کہ آپؐ کا خطبہ نماز کی نہ نسبت کم ہوتا تھا اور نماز اس سے زیادہ طویل ہوتی تھی (نسائی) اللہ سے دعا ہے کہ اللہ مسلمانوں کو اپنی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق

یہ اُس وقت کی بات ہے جب مکہ میں قریش کے تمام قبائل نے طے کیا کہ تمام قبائل کا ایک ایک آدمی مل کر رسولؐاللہ پر حملہ کرکے انہیں (نعوذ باللہ) شہید کر دیں۔ اس طرح رسولؐ اللہ کے قبیلہ بنو عاشم اس سب قبائل سے خون بہا نہیں لے سکے گا۔ دوسری طرف اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کو مدینہ ہجرت کی اجازت فرما دی۔ رسولؐ اللہ راتوں رات اپنے رفیق حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر مکے سے نکل پڑے۔ رسولؐ اللہ کے پاس مکہ کے لوگوں کی کچھ امانتیں تھیں۔ چناں چہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور لوگوں کو ان کی امانتیں واپس لوٹا دینا۔ جب کفار حملہ کرنے آئے اور وہاں حضرت علیؓ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اُدھر رسولؐ اللہ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ کا عزم کرکے گھر سے نکل چکے گئے۔ اس خیال سے کہ آپؐ کا تعاقب کیا جائے گا۔ رسولؐ اللہ نے مدینہ کے عام راستے کو چھوڑ کر مشکل ترین راستے سے چلے۔ اسی راستے میں غارِ ثور تھا۔ رسولؐ اللہ نے ابوبکرؓ کے ساتھ اس غار میں تین دن تک پناہ لی۔ کفارِ مکہ جو رسولؐاللہ کے خون کے پیاسے تھے نے رسولؐ اللہ کو گرفتار کرنے کے لیے انعام کی رقم رکھ دی۔ لوگ رسولؐاللہ کو تلاش کرنے نکلے اطراف مکہ کی وادیوں کا کوئی گوشہ انہوں ایسا نہ چھوڑا جہاں آپؐ کو تلاش نہ کیا ہو۔ اس سلسلے میں ایک مرتبہ چند لوگ غار ثور

کے دہانے پر بھی پہنچ گئے جس میں آپؐ چھپے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو سخت خوف لا حق ہوا کہ اگر ان لوگوں میں سے کسی نے آگے بڑھ کر غار میں جھانک لیا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ لیکن رسولؐ اللہ کے اطمینان میں ذرا فرق نہ آیا اور آپؐ نے یہ کہہ کر حضرت ابو بکرؓ کو تسکین دی کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اسی بات کو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ''جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا، غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' (التوبہ: ۴۰) ابو بکر صدیقؓ کا نام عبداللہ تھا۔ کنیت ابو بکر تھی کنیت کی شہرت نام پر غالب آ گئی۔ صدیق اور عتیق دو لقب رسولؐ اللہ سے پائے تھے۔ جن دس صحابہ کرامؓ کو رسولؐ اللہ نے زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے ان حضراتؓ میں ابو بکر صدیقؓ کا نام سرِ فہرست ہے۔ آپؓ رسولؐ اللہ کے بچپن کے دوست تھے۔ آپؓ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ آپؓ کی فضیلت میں کئی آیات نازل ہوئیں جن کی تلاوت تا قیامت ہوتی رہے گی۔ خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیقؓ رسولؐ کی زندگی میں نماز بھی پڑھاتے تھے جن کی تعداد سترہ ہیں۔ اور رسولؐ کو مشورے بھی دیتے تھے۔ ایک دفعہ رسولؐ نے فرمایا تھا کہ جس جس نے اللہ کے دین کو قائم کرنے میں میری مدد کی، میں نے اس کو دنیا میں ہی بدلہ دے دیا ہے مگر ابو بکرؓ ایسے شخص ہیں جن کا بدلہ میں نہیں دے سکا۔ اس قول سے یہ بات نشر ہو جاتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اسلام کو قائم کرنے میں رسولؐ کی سب سے زیادہ

مدد کی جس کا اعتراف رسولؐ نے خود کیا۔ جنگ تبوک کے موقع پر حضرت ابو بکرؓ گھر کا سارا سامان رسولؐ کی اپیل پر لے آئے تھے پوچھا گیا گھر بھی کچھ چھوڑ آئے ہو۔ کہا! میرے لیے اللہ اور اُس کا رسولؐ بس۔ بخاریؒ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ ایک خاتون رسولؐ کے پاس آئی اور ہدایت حاصل کی، جاتے ہوئے کہا اگر میں دوبارا آوں اور آپؐ نہ ملیں تو کیا کروں۔ رسولؐ اللہ نے کہا حضرت ابو بکرؓ سے مل لینا۔ اس سے حضرت ابو بکرؓ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے والد تھے چناں چہ آپؓ کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں دفن کیا گیا۔ رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد جب مسلمانوں کے خلیفہ کے چناؤ کا وقت آیا تو بنی ساعدہ میں بحث شروع ہوئی۔ اس دوران حضرت عمرؓ آگے بڑھے اور حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہوئے کہا کہ آپؓ ہمارے سردار اور ہم لوگوں میں سے بہتر ہیں۔ رسولؐ اللہ آپؓ کو زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چناں چہ لوگوں نے آپؓ کی بیعت کر لی۔ اور مسلمانوں کے پہلے خلیفہ راشد کہلائے۔ رسولؐ اللہ نے جو مدینے میں اسلامی ریاست قائم کی تھی، خلافت راشدہ اسی طرز کی حکومت تھی جس میں خدا خوفی تھی، حاکمیت اللہ تعالیٰ کی، خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کی آزاد رائے کے ذریعے، نظامِ حکومت باہمی مشورے سے، بیت المال پر عام مسلمانوں کا حق، عدل و انصاف کا نظام وغیرہ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ خلیفہ کے منصب پر فائز ہوئے تو واقعات میں آتا ہے کہ دوسرے دن کندھے پر کپڑا رکھ کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے گئے تو حضرت

عمرؓ سے ملاقات ہو گی، حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا اَب آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں کپڑے فروخت کرنے کے بجائے خلافت کے منصب کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں اور عام مسلمان فرد کے خرچے جتنا بیت المال سے وظیفہ لیں اور سارے کا سارا وقت خلافت کے کام چلانے میں لگائیں۔ اسی وظیفے سے بچت کر کے خلیفہ اولؓ کی بیوی نے ایک دفعہ کھانے میں سویٹ ڈش بنا دی تو خلیفہؓ نے اپنے وظیفے میں بچت جتنی رقم کم کر دی اور بیوی سے کہا کہ اس بقایا وظیفے میں ہمارے خاندان کی گزر ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف بیرونی قرضوں تلے دبی ہوئی پاکستانی قوم کے وزیروں کے دفتروں اور خود سربراہِ مملکت کے کچن کی تزئین و آرائش پر کروڑوں کے خرچے کی خبریں تو اخبارات کی زینت بن چکی ہیں۔ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو سب سے پہلے بڑا امتحان منکرین زکوٰۃ کے ساتھ ہوا، لوگوں نے کہا یہ مسلمان ہیں ان سے کیسے معاملہ کرو گے، کہنے لگے ان سے جنگ کروں گا جب تک یہ ایک رسی کا ٹکڑا جو رسولؐ اللہ کے زمانے دیتے تھے، دینا شروع نہ کر دیں۔ اسطرح ایک اسلام کے ستون کو ختم ہونے سے بچایا۔ یہ تھا پہلے خلیفہ ہونے کا حق جو ادا کیا۔ یہ تھا تفقہ فی الدین۔ اطاعت رسولؐ اللہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت رسول اکرمؐ اپنی زندگی میں ایک فوجی مہم پر حضرت اُسامہؓ کو کمانڈر مقرر فرما گئے تھے۔ رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد صحابہؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ ان کو اتنے بڑے معاذ پر بھیج رہے ہو جبکہ بڑے بڑے قبیلوں کے سردار موجود ہیں ان میں سے کسی کو فوجوں

کا کمانڈر مقرر کرکے بھیجو۔ مگر رسولؐ اللہ کے یار غار حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کیا کمال ہے آپ حضرات مجھے یہ مشورہ دے رہے ہو کہ جو فیصلہ رسولؐ اللہ کر گئے ہیں میں اُس سے منحرف ہو جاؤں۔ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔ حضرت اُسامہؓ ہی اس معاذ پر کمانڈر بن کر جائیں گے۔ یہ تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ رسولؐ اللہ کے یار غار جن کی وفات کا دن ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ ہے۔

سوچ کی تبدیلی ضروری ہے

پیر پنجال پہاڑاور کوہ سفید پہاڑ کے رہنے والے لوگوں کی سوچ ایک جیسی ہے۔ وہ اس لیے کہ دونوں مسلمان ہیں۔ اللہ نے قرآن شریف میں قبیلوں کی جو پہچان بتائی ہے اس کے مطابق پیر پنجال کے لوگ کشمیری ہیں اور کوہ سفید کے لوگ پٹھان ہیں۔ اگر ملکوں کے نام سے پکارے جائیں تو کشمیری اور افغانی کہلاتے ہیں ۔ پیر پنجال پہاڑ کے لوگ بھی سردیوں کی تکلیف کے دوران بکر وال کی پہچان کے نام سے اپنی فیملیوں اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ نیچے میدانی علاقوں میں اُتر آتے ہیں اور سردی ختم ہوتے ہی واپس پیر پنجال پہاڑ کے اپنے علاقوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح کوہ سفید پہاڑ کے لوگ بھی سردیوں کی شدد کے دنوں میں پوٹندے کی پہچان کے نام سے اپنی فیملیوں اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ کوہ سفید سے اُتر کر میدانی علاقوں میں آ جاتے ہیں اور سردی کی شدد کم ہونے پر واپس اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ پیر پنجال کے بکر وال لوگ مظفر آباد، آزاد کشمیر اور اس کے ملحقہ علاقوں میں اور کوہ سفید کے لوگ پشاور، کوہاٹ اور اس کے ملحقہ علاقوں میں صدیوں سے آتے رہے ہیں ۔ ان دونوں علاقوں کے لوگ معاشی ضرورتوں کے تحت پاکستان میں بھی مستقل آباد ہوتے رہے ہیں۔ کشمیر کے بٹ، گجر اور ڈار وغیرہ اور افغانستان یوسف زئی، خاکوانی اور افغانی وغیرہ۔ ایک مذہب اور ایک ہی ملت

ہونے کی وجہ سے یہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے رہے ہیں اور ان کی سوچ بھی ایک جیسی ہے۔اسی لیے جب افغانستان میں روس نے قبضہ کیا تو خیبر پختونخواہ کے لوگوں نے افغان بھائیوں کی جان و مال سے مدد کی تھی جس کی وجہ سے دنیا کی سپر طاقت کو شکست ہوئی تھی سلطنت روس کے کئی ٹکڑے ہو گئے تھے جس میں چھ اسلامی ریاستیں اور مشرقی یورپ کی کئی ریاستیں آزاد ہو گئی تھیں۔اُس کے بعد افغانستان میں ایک اسلامی حکومت طالبان کے نام سے وجود میں آئی تھی۔ دنیا نے مانا تھا کی افغانستان میں امن قائم ہو گیا ہے۔ طالبان نے تمام متحارب گروپوں سے اسلحہ واپس لے لیا تھا۔ پوسٹ کی کاشت ختم ہو گئی ہے۔ پورے افغانستان میں امن و امان قائم ہو گیا تھا۔ مگر امریکا اور مغرب (صلیبیوں) کو یہ اسلامی حکومت ہضم نہ ہوئی۔ انہوں نے اس حکومت کی کھل کے مخالفت کی اور افغان جہاد کے دوران ہی اس ممکنہ طالبان حکومت کو ختم کرنے کی پلاننگ شروع کر دی تھی۔ ہنری کیسنگر یہودی امریکی وزیر خارجہ اور دوسرے صلیبی دانشوروں نے ان ہی دنوں میں مضمون لکھنے شروع کر دیے تھے کہ جن جہادیوں کی روس کی دشمنی کی وجہ سے مدد کی جا رہی ہے اصل میں یہ روس اور امریکا دونوں کے دشمن ہیں۔ یہ سوچ پروان چڑھتی رہی اور اسی سوچ کے تحت ایک دن ۹؍۱۱ کا پلانٹڈ ڈرامہ رچا کر اور اُسی اُسامہ بن لادن، جس کی تعریفیں کی جاتی تھیں کا بہانہ بنا کر افغانستان پر امریکا نے ۴۸ ملکوں کی نیٹو فوجوں کے ساتھ حملہ کر دیا گیا۔ افغانستان پر حملہ کرنے سے قبل جب امریکی کانگریس میں اس جنگ پر

بحث مباحثہ ہوا۔ تو کانگریس نے بش انتظامیہ کو خبردار کیا تھا کہ اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ افغانستان سے ملحقہ پاکستان کی پٹھان آبادی جو روسی حملے کے وقت افغانوں کی مدد کے لیے چڑھ دوڑی تھی۔ پہلے کی طرح افغانستان کی مدد کو پھر چڑھ دوڑے گی۔ تو بش انتظامیہ نے کہا تھا کہ اس کا ہم نے انتظام کیا ہوا ہے۔ وہ انتظام کیا تھا کہ اس میں علاقے میں امریکا اور انڈیا نے قوم پرستوں کے ذریعے جاسوسی کا نٹ ورک کافی پہلے سے قائم کیا ہوا تھا۔ پاکستان بننے کے وقت سے ہی انڈیا نے روس سے مل کر افغانستان میں قوم پرستوں کو پختونستان کے مسئلے میں الجھا رکھا تھا جو روس کی شکست اور طالبان کی اسلامی حکومت نے دفنا دیا تھا اب پھر اُن پاکستان مخالفوں کو اکٹھا کیا گیا۔ صوبہ خیبر پختونخواہ میں انڈین نواز نیشنل عوامی پارٹی کی حکومت بھی اس ہی سلسلے کی کڑی تھی۔ اسفندیار ولی قوم پرست نے امریکا کے ساتھ طالبان کے خلاف معاہدہ کیا تھا جس کی سرگذشت اعظم خان ہوتی (مرحوم) فرید طوفان اور بیگم نسیم ولی خان وغیرہ نے بعد میں اپنی اپنی پریس کانفرسوں میں بیان کی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکا نے ایران کی مدد سے شمالی اتحاد سے طالبان کے خلاف محاذ بنایا تھا۔ انڈیا کے جاسوسی کے نٹ ورک کا حوالہ (ر) جنرل شاہد عزیز نے اپنی کتاب ''یہ خاموشی کب تک'' میں کیا ہے بقول ر) جنرل شاہد عزیز اس کی اطلاع ڈکٹیٹر مشرف کو دی گئی تھی مگر اُس نے اس پر کان) نہیں دھرا تھا۔ صاحبو! دنیا جانتی ہے کہ جنگیں پہلے سے پلاننگ کے تحت شروع کی جاتی ہیں۔ یہی

پلاننگ تھی جو بش انتظامیہ نے اپنی کانگریس کو بتائی تھی۔ لیکن بقول ایک پنجابی کے شاعر کے " ڈریے رب قادر کولوں جیڑا چڑیا توں باز مرانداہے" یعنی امریکا اور ۴۸ ناٹو ملکوں کی فوجوں کے سامنے فاقہ مست افغانی بہ مثل باز کے سامنے چڑیا کی مانند تھے۔ اور اللہ نے اس کمزور چڑیا سے باز کو مروا دیا۔ اپنی شکست کی خفت مٹانے کے لیے امریکا سو بہانے بنائے اللہ نے اُسے شکست فاش دے دی ہے۔ ناٹو کے جھنڈے کی جگہ افغانستان کا جھنڈا لہرا دیا گیا۔ اب امریکا نے اپنی شکست کا بدلہ پاکستان سے لینے کی پلاننگ کی ہوئی ہے۔ سازش کے تحت پاکستانی قوم پرستوں کے کچھ لوگوں کو پاکستانی فوج کے خلاف کیا ہے۔ جیسے ایم کیو ایم کے الطاف حسین کا برطانیہ کو خط کہ وہ آئی ایس آئی کو ختم کرنے کے لیے برطانیہ کی مدد کرنے کو تیار ہے۔ پاکستان کے کچھ ناپختہ ذہن لوگوں جو پاکستانی فوج میں بھی شامل ہیں پاکستان کی فوج کے خلاف کر دیا ہے۔ جیسے جرنل ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے والے ماسٹر مائنڈ ڈاکٹر رعثمان وغیرہ اور اب اخباری اطلاع کے مطابق " پاکستان نیوی کے کچھ لوگ جو عین وقت پر گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ ڈاکیارڈ پر حملوں کی منصوبہ بندی القاعدہ کے عاصم نے کی تھی۔ ۲ [redacted] فریگیٹ پر قبضے کی کوشش کرنے والے تمام حملہ آور پاک بحریہ ہی کے افسران تھے۔ پہلی بار تمام مجرم زندہ گرفتار کیے گئے۔ اہم معلومات کی بنیاد پر مزید گرفتاریاں کی گئیں۔ ملک کو ناقابل تلافی نقصان سے بچا لیا گیا۔ حملہ کرنے والوں کا ہدف یمن میں القاعدہ سے جا کر ملنا تھا۔ پی

این ایس ذوالفقار پر قبضہ کرنے والے امریکی جہاز اور فریگیٹ اور دیگر جہازوں کو نشانہ بناتے۔ اگر منصوبہ کامیاب ہو جاتا تو بھارت اور امریکا پاکستان پر چڑھ دوڑتے اور پاکستانی ایٹم بم اقوام متحدہ کے کنٹرول میں چلا جاتا۔ ۱۷ کے قریب لوگ اس جرم میں پکڑے گئے ہیں یہ سب پاکستان کی پڑھی لکھی مڈل کلاس کے لوگ ہیں۔ ان کے والدین میں سندھ کے ایڈیشنل آئی جی، ڈپٹی اٹارنی جنرل اور پاک فضائیہ کے گروپ کیپٹن جیسے افراد شامل ہیں'' اِن سب لوگوں کی سوچ بدلی گئی۔ اِن کو اِن کے کیے کی سزا ضرور ملنا چاہیے اور یہ سزا عبرت ناک ہو تاکہ آیندہ کوئی بھی پاک فوج کا ملازم ایسی غداری نہ کرے۔ مگر ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ان پاک فوج کے لوگوں کی اپنے ملک کے خلاف غداری کرنے کی سوچ کیسے پیدا ہوئی۔ کیا اس کی وجہ یہ نہیں جو تجزیہ نگاروں کے مطابق جب ڈکٹیٹر مشرف نے ایک کال پر پاکستان کی بحری، بری اور فضائی حدود امریکا کے حوالے کر دی اور لاجسٹک سپورٹ کے ساتھ امریکا اور ۴۸ ناٹو [illegible] سے اینٹ بجا دی تھی اور طالبان کی قانونی حکومت کو ختم کر دیا تھا۔ اس پر افغان طالبان نے پاکستان کو بھی امریکا کی طرح اپنا دشمن قرار دے دیا تھا۔ اور ہمارے ملک کے کچھ لوگ جو ان کے حمایتی ہیں ان لوگوں کی برین واشنگ کی گئی جس کی وجہ یہ اور اس جیسے حملے ہوئے ہیں۔ ورنہ روس کے حملے کے وقت تو ان جیسے لوگ روس کے خلاف جنگ میں شریک تھے۔ متعلقہ حلقوں کو سوچ بچار کر کے اپنی پالیسیاں ایسے

ترتیب دینی چاہیے کہ ان جیسے باغی لوگوں کی سوچ بدلے۔ کیونکہ سوچ کی تبدیلی ضروری ہے۔ جو پاکستان کے اندر رہتا ہے اس کو پاکستان کا وفادار ہونا چاہیے۔ کم ذہن اور کم سمجھ مذہبی عناصر سے دور رہنا چاہیے جو غلط مشورے دیتے ہیں۔ سب پاکستانیوں کے لیے پاکستان کی وفاداری اول ہے۔ اللہ پاکستان کا حامی و ناصر ہو آمین۔

کارکنان تحریک پاکستان صوبہ جموں کشمیر کی شاندار ریلی

جموں و کشمیر نے آزاد ہو کر پاکستان کا ایک صوبہ بننا ہے اس لیے ہم نے اس کو صوبہ لکھا ہے کارکنان تحریک پاکستان صوبہ جموں کشمیر نے اپنے دو روز قبل دو کارکنوں کی شہادت اور اپنے ساتھی مسرت عالم کی رہائی پر سری نگر میں ایک شاندار ریلی نکال کر اقوام متحدہ کو پیغام دیا ہے۔ اب اقوام متحدہ کو چاہیے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کشمیریوں کے ساتھ نصف صدی سے زاہد کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کرے اور جموں و کشمیر صوبہ میں استصواب رائے کرائے۔ انصاف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ صوبہ جموں و کشمیر کو خود بخود پاکستان کے ساتھ شامل ہو چاہیے تھا۔ کیونکہ جو طریقہ برطانیہ نے برصغیر کی آزادی کے لیے طے کیا تھا کہ جس صوبے میں جس کی آبادی زیادہ ہے وہ صوبہ اکثریت کے ساتھ شامل ہوئے۔ مگر مسلمانوں کے ازلی دشمن برطانیہ نے خواہ مخواہ کی پخ ڈالی تھی کہ مسلمانوں کی اکثریت والے صوبوں یعنی صوبہ سرحد، اور صوبہ جموں کشمیر کی عوام سے رائے لی جائے کہ وہ پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں یا کہ ہندوستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔ کیا ہندوں کی اکثریت والے صوبوں یوپی، سی پی اور بہار کے صوبوں سے بھی یہ رائے لی گئی تھی کہ وہ پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔ کیا یہ اُس وقت مسلمانوں کے

ساتھ سراسر ظلم نہیں کیا گیا تھا۔ پھر پہلے سے طے شدہ ایک اور ظلم کیا گیا جس میں قادیانی ہندو اور انگریز شامل تھے کہ صوبہ جموں و کشمیر میں داخلے کے لیے مسلمانوں کے اکثریت کی تحصیل گرداس پور کو ہندوستان میں شامل کر دیا گیا تھا۔ صاحبو! کشمیر جغرافیائی طور پر پاکستان کا فطری حصہ ہے۔ کشمیر کے سارے دریا پاکستان کی سمت بہتے ہیں۔ سارے زمینی راستے سوائے درہ دنیال کے پاکستان سے کشمیر کی طرف جاتے ہیں درا دنیال اواحد راستہ جیسے کے پہلے بتایا جا چکا ہے۔ سازش کے ذریعے ہندوستان کو دیا گیا تھا۔ مذہبی طور پر بھی کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ ۹۰ فی صد مسلمان کشمیر میں رہتے ہیں۔ تہذیبی طور پر بھی ایک جیسے لوگ اس خطے میں رہتے ہیں ان کا کلچر، ان کی زبان ایک، ان کے رہنے سہنے کے طریقے ایک۔ شادی بیاہ کے طریقے ایک جیسے۔ ہیں۔ پھر یہ قائدے کی بات ہے کوئی بے قائدہ اور انہونی ڈیمانڈ تو نہیں کی جا رہی جسے ماننے میں کوئی رکاوٹ ہو۔ اقوام متحدہ پر یہ فرض بنتا ہے کہ وہ فوراً اپنے وعدے پر عمل کرے اور کشمیریوں کو اپنا حق دے۔ انڈونشیا اور سوڈان کے عیسائیوں نے اتنی زبردست تحریک نہیں چلائی تھی پانچ لاکھ جانوں کی قربانی بھی نہیں دی تھی دونوں ملکوں میں آزادی کی تحریکوں کو روکنے کے لیے کشمیر کی طرح آٹھ لاکھ فوج بھی نہیں لگائی گئی تھی۔ کیونکہ اقوام متحدہ میں عیسائیوں کی گرفت ہے لہٰذا وہاں فوراً ان کو آزاد کر دیا گیا۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک کارکنان تحریک پاکستان صوبہ جموں کشمیر سر دھڑ

کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ سرینگر میں نکالی گئی ریلی کے دوران کشمیریوں کے بھارت مردہ باد اور پاکستان زندی باد کے نعرے، جیو جیو پاکستان، تیری جان میری جان پاکستان پاکستان، بھارتی میڈیا اور حکومت بوکھلا گئی۔ مسرت عالم کو دوبارا گرفتار کر لیا گیا سید علی گیلانی حریت کانفرنس کے رہنما کے خلاف غداری کا مقدمہ قائم کیا گیا اور گھر میں نظر بند کر دیا ہے۔ کیا یہ کوئی نئی بات ہے سعد علی گیلانی نے تو ساری عمر بھارت کی جیلوں میں گزار دی ہے اُس کا شروع سے ایک ہی نعرہ ہے جو وہ مسلسل لگا رہا ہے کہ کشمیر یپاکستان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں کشمیری ہندوستان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے یہ بات ہندوستان والوں کو کب سمجھ آئے گی آج بھی سرینگر میں سید گیلانی نے یہی نعرہ لگایا ہے اور پاکستان کا جھنڈا سرینگر میں لہرایا ہے یہ کام تو کشمیری ۱۹۴۷ء سے کر رہے ہیں۔ ہندوستان نے پانچ لاکھ کشمیروں کو شہید کر دیا ہے۔ ان کی عزت ما آپ دس ہزار سے زائد خواتین کے ساتھ اجتمائی آبروزریزی کی ہے۔ قابض فوج نے گن پاؤڈر چھڑک کر کشمیریوں کی کھربوں ڈالر کی نجی پراپرٹیاں جلا ڈالی گئیں ہیں۔ ہزاروں نوجونوں کو جیل کی کوٹھریوں اذیت اور ٹارچر کرکے اپاہج کر دیا گیا۔ ہزاروں کشمیری اب بھی جیلوں کے سلاخون کے پیچھے بند ہیں۔ ہزاروں کو جعلی مقابلے کے تحت شہید کر دیا گیا ہے۔
ہزاروں کشمیروں کو لاپتہ کر دیا گیا ہے۔ کئی اجتمائی قبروں کی نشان دہی ہو چکی ہے۔
انسانی حقوق کی تنظیموں کو کشمیر کے دورے نہیں کرنے دیے گئے۔ کیا کیا بیان کیا

جائے۔ دنیا کی کسی قوم نے آزادی کے لیے اتنی قربانیاں نہیں دیں جتنی کشمیریوں نے دی ہیں۔ سید علی گیلانی نے ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہ کشمیریوں نے نہ پہلے غاصبانہ قبضے کو تسلیم کیا ہے نہ آئندہ کریں گے۔ پاکستان کے ساتھ کشمیری عوام کا نظریاتی رشتہ ہے۔ ادھر پاکستان نے کہا ہے کہ کشمیریوں کی آواز کو تشدد سے نہیں دبایا جا سکتا۔ جب سرینگر میں پاکستان کے ساتھ شامل ہونے کے نعرے لگ رہے تھے اور بھارت کی مخالفت میں نعرے لگ رہے تھے اور سبز پاکستان پر چم لہرائے جارہے تھے تو بھارتی میڈیا حقائق کو صحیح تناظر میں پیش کرنے کے بجائے بھات میڈیا آگ بگولہ ہو گیا تھا۔ اس وقت سید علی گیلانی فرمارہے تھے کہ ریاست جموں و کشمیر کے اندر چہروں کی تبدیلی ہمارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی بھارت نے کشمیریوں پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ کشمیریوں نے اِس غاصبانہ قبضے کو نہ پہلے تسلیم کیا تھا نہ آج تسلیم کرتے ہیں نہ آئندہ تسلیم کریں گے۔ مسئلہ کشمیر پاکستان اور ہندوستان کے درمیان تنازہ نہیں بلکہ یہ سہ فریقی مسئلہ ہے۔ بدھ کو حریت رہنما مسرت عالم کی رہائی پر اور دو نوجوانوں کی شہادت پر سری نگر میں مسرت عالم اور سید علی گیلانی کی قیادت میں کارکنان تحریک پاکستان نے ہزاروں کشمیریوں نے ایک شاندار ریلی نکالی۔ اس ریلی کے شرکا نے پاکستانی جھنڈے اُٹھا رکھے تھے۔ سری نگر کے بازاروں میں پاکستان کے ترانے سنائے جارہے تھے اور بھارے مخالف نعرے لگائے جارہے تھے۔ اس موقعہ پر سید علی گیلانی نے کہا گیا کہ مفتی سعید

اعلان کریں کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ نہیں کیونکہ کشمیر عالمی سطح پر تسلیم شدہ متنازح مسئلہ ہے۔ کشمیری آزادی چاہتے ہیں ان کا بھارت سے کوئی تعلق نہیں۔ سید علی گیلانی نے اس موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مودی ڈاکٹرین خطے کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ کٹھ پتلی سرکار کشمیری عوام کو دھوکا دے رہی ہے۔ سات لاکھ قابض فوج کی موجودگی میں کشمیر میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ مقبوضہ کشمیر میں فوج کو دیے گئے لا معدود اختیارات بھارتی فوج کشمیریوں پر مظالم کا سرکاری سرٹیفکیٹ ہے۔ کشمیریوں نے بھارت کے ایجنڈے کی بھرپور مخالف اور اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ یہ چہرے بدل کر آتے ہیں اور کشمیر کو بھارت کی غلامی میں دیتے ہیں۔ ہم شہدا کشمیر کو فراموش نہیں کر سکتے۔ شہدا کا خون رنگ لائے گا۔ ہم بھارت اور ساری دنیا پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مسئلہ کشمیر کا حل صرف اور صرف حق خوادریت ہے۔ کشمیری جد وجہد جاری رکھیں گے۔ دوروز قبل ترال میں شہید کیے گئے دو بے گناہ نوجوانوں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور ان کے لواحقین کے لئے صبر کی دعا کی۔ بے گناؤں کو قتل کرنا بھارتی قابض فوج کا معمول ہے۔ ان کے ورثا کو احتجاج بھی نہیں کرنے دیا گیا۔ کشمیر کے مسئلے میں پاکستان کا کردار اہم قرار دیا گیا۔ آسیہ اندابی نے کہا جب بھی موقعہ ملے گا ایسے ہی نعرے لگائے جائیں گے اور بھارت کے خلاف نفرت کا اظہار کیا جائے گا۔ اس پروگرام کو مرکزی ایوان صحافت مظفر آباد میں براہ راست نشر کیا گیا۔ اس موقعے پر آل پاکستان حریت کانفرنس کے کنوینر

غلام محمد صفی، پاسبان حریت جموں و کشمیر کے رہنما عزیز احمد غزالی، جماعت الدعوۃ کے امیر مولانا عبد العزیز علوی، جماعت اسلامی کے رہنما سید تسلیم حسین، وکلا، تاجر اور مہاجرین رہنما موجود تھے۔ پاکستان نے کہا کہ ریلی پر تشدد کی ہم مذمت کرتے ہیں یہ انسانی حقوق کی خلاف وردی ہے کشمیریوں کی آزادی کو تشدد سے نہیں دبایا جا سکتا۔ پاکستانیوں کی دعا ہے کہ ان شاء اللہ ایک روز کشمیر ضرور آزاد ہوگا۔

جاگ مہاجر جاگ کا نعرہ جیت گیا

قومیت صرف پہچان کے لیے ہے۔ باقی معاملہ تقویٰ کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ کون کتنا تقویٰ رکھتا ہے اس کا امتحان ہے۔ اسلام میں قومیت کے نعرے پر بلانا ناپسندیدہ عمل ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے جس نے قومیت کا نعرہ لگایا وہ ہم میں سے نہیں۔ یہ تو ایک اصولی بات ہے۔ مگر جب الیکشن ہوتے ہیں تو اصولوں پر کون عمل کرتا ہے۔ الیکشن کے وقت تو لسانیت اور قومیت کی بنیاد پر بنی پارٹیوں، بلکہ تمام سیاسی پارٹیوں کے سامنے کوئی اصول نہیں ہوتا۔ الیکشن کے وقت سیاسی جماعتوں کے سامنے بس ایک نکاتی ایجنڈا ہوتا ہے الیکشن کیسے جیتا جائے۔ این اے ۲۴۶ کے ضمنی انتخابات میں تین بڑی پارٹیاں آمنے سامنے تھیں۔ متحدہ قومی موومنٹ، تحریک انصاف اور جماعت اسلامی۔ پیپلز پارٹی نے درپردہ متحدہ قومی موومنٹ کی حمایت کر رہی تھی آج زرداری صاحب نے لندن فون کرکے این اے ۲۴۶ کے ضمنی انتخابات کی جیت پر الطاف حسین صاحب کو مبارک باد بھی دی اور متحدہ قومی موومنٹ سندھ کے گورنر ڈاکٹر عشرت العباد صاحب سے ملاقات کرکے سندھ حکومت میں شامل ہونے کی پھر سے دعوت بھی دی۔ ذوالفقار مرزا صاحب کہتے ہیں کہ الطاف حسین صاحب اور زرداری صاحب کے مفادات مشترکہ ہیں۔ این اے ۲۴۶ کو میڈیا نے اتنی زیادہ اہمیت دی جتنی عام انتخابات کو دی جاتی ہے۔ ایک تو اس میں ۹۰

پر رینجرز کے چھاپے اور وہاں سے مطلوب مجرموں کی گرفتاری اور نیٹو کمپنٹینرز سے چوری شدہ اسلحہ کی برآمدی کی وجہ تھی۔ دوسری وجہ ایم کیو ایم کی ماضی میں ٹی وی چینلز کو زبردستی بند کروانا، لنکرز کو کتا کہنا اور جیو کے ولی بابر کا قتل اور پھر اس کے تمام گواہوں کا قتل کے عوامل تھے۔ ایم کیو ایم کے خلاف میڈیا نے خوب بھڑاس نکالی اور میڈیا نے تحریک انصاف کو خوب کوریج دی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جماعت اسلامی کے امیدوار کو اپنے حق میں بیٹھا دے گی اور تحریک انصاف جیتی ہی جیتی۔ کم و بیش الیکٹرونک میڈیا کے تمام چینلز ایسا ہی نقشہ پیش کر رہے تھے۔ مگر حقائق کچھ اور ہی تھے۔ گو کہ عمران خان نے دو دفعہ این اے ۲۴۶ کا دورہ اور جلسہ بھی کیا۔ ایم کیو ایم کے گڑ جناح گراؤنڈ میں جلسہ کرنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ کراچی کو خوف سے نکالوں گا مگر وہ ایسا نہیں کر پائے۔ جناح گراؤنڈ دورہ بھی مکمل نہ کر سکے۔ ہر جگہ ایم کیو ایم کے کارکن اس کے پیچھے لگا دیے گئے اور جب عمران خان نے شکایت کی تو ایم کو ایم نے کہا یہ تو ہمارے کارکن نہیں ہیں عوام ہیں۔ تحریک انصاف کی ریلی پر حملہ کیا گیا ان کے ٹینٹ کو اکھاڑ دیا گیا ان کے جھنڈے جلا ڈالے گئے۔ ایسا ہی جماعت اسلامی کی ریلی پر بھی حملہ کیا گیا ان کے کارکنوں کو زخمی کیا گیا۔ جماعت اسلامی نے بھی این اے ۲۴۶ میں دو بڑے جلسے کئے۔ این اے ۲۴۶ سے استفیٰ دینے والے نبیل گبول صاحب نے بھی میڈیا پر ایم کیو ایم کے لیے کہا کہ مجھے گھر بیٹھے ہی ایک لاکھ چالیس ہزار ووٹ دلا کر

چیتوا دیا گیا تھا وغیرہ۔ حقائق کچھ اس طرح ہیں کہ الطاف حسین صاحب نے سندھ میں جنگ وجدل شروع کی تھی۔ ایم کیو ایم کے لوگوں سے کہا تھا حقوق یا موت۔ ٹی وی، وی سی آر بیچو اور اسلحہ خریدو۔ جس کے ہاتھ میں اسلحہ ہوتا ہے وہ اسے استعمال بھی کرتا ہے۔ جو قائد کا غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے۔ اپنے باغی لوگوں کو ٹکانے لگانے کے متعدد واقعات ہیں۔ مرحوم جی ایم سید صاحب کے کہنے پر سندھی مہاجر بھائی بھائی نسوار اور دھوتی کہاں سے آئی کے مشورے پر عمل کرکے سندھ میں خون اور آگ کا بازار گرم کیا۔ اس پر مرحوم جی ایم سید صاحب نے کہا تھا کہ جو کام میں ۴۰ سال میں نہ کر سکا وہ کام الطاف حسین صاحب نے ۴۰ دن میں کر دیا۔ حیدر آباد میں مہاجروں کو بے قصور شہید کیا گیا۔ دوسرے دن کراچی میں ایم کیو ایم نے ۵۰ سندھی مچھیروں بے گناہ شہید کر دیا۔ پکاہ قلعہ میں مہاجروں کو قتل کیا گیا۔ کراچی میں ۱۲ مئی کا قتل عام بھی ہوا۔ جس عدالت نے اس کا مقدمہ سنا اس کا گھیراؤ کیا گیا اور مقدمہ سننے نہیں دیا گیا۔ وکیلوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ ایسے درجنوں واقعات ہیں جو سب کو معلوم ہیں۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق فاٹا سے زیادہ اسلحہ کراچی میں ہے۔ کراچی میں ایک دن میں ایم کیو ایم کے ایک ممبر صوبائی ممبر کے قتل پر ۱۰۰ پٹھانوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ ذوالفقار مرزا صاحب کے مطابق الطاف حسین صاحب نے فرمایا تھا میں کراچی میں پٹھانوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ کراچی سے لاتعداد بے گناہ محنت کشوں کی لاشیں پاکستان کے اندرون شہروں میں گئیں۔ ۱۰۰ سے زیادہ

ہڑتالیں کرکے کراچی شہر کو ایک عرصہ سے مفلوج کر رکھا ہے۔ بوری بند لاشیں، بھتہ کے لیے لوگوں کو اغوا کیا گیا۔ کراچی سے سرمایا باہر ملکوں میں منتقل ہوا۔ برگر علاقوں کے لوگ بھی باہر شفٹ ہو گئے۔ جماعت اسلامی کے مطابق اس سے قبل الیکشن میں ظلم کی انتہا کرتے ہوئے اسی این اے ۲۴۶ پر جماعت اسلامی کے ۱۲ کارکنوں کو شہید کر دیا گیا تھا۔ ایم کیو ایم میں مجرموں کی اتنی زیادہ تعداد ہے کہ بقول ایم کیو ایم کے لوگوں کے زیرو ٹارلینس کی پالیسی کے تحت لاتعداد مجرموں کو ایم کیو ایم سے نکال بھی دیا گیا ہے۔ پھر بھی یہاں کوئی بھی ٹارگٹ کلرز پکڑا جاتا ہے وہ ایم کیو ایم کا سیکٹر انچارج، ایونٹ انچارج یا کارکن ہوتا ہے۔ ایک وقت پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے ساتھ ساتھ یرغمالیوں بنائے گئے لوگوں کا تبادلہ کور کمانڈر کراچی نے کرایا تھا۔ ایم کیو ایم نے جماعت اسلامی کے درجنوں کارکنوں کو شہید کیا۔ متحدہ قومی موومنٹ اور مہاجر قومی موومنٹ نے ایک دوسرے ہزاروں کارکنوں کو شہید کیا۔ یہ ہے وہ قتل غارت کا خوف جو کراچی کے عوام کے دلوں میں ہمیشہ کے لیے بیٹھا دیا گیا ہے ایم کیو ایم نے سندھ میں حالات اس نہج پر پہنچا دیے ہیں کہ عام ووٹر میں اب بھی ایم کیو ایم کا خوف ہے۔ تحریک انصاف اور جماعت اسلامی نے اس خوف کے عالم میں این اے ۲۴۶ کے ضمنی انتخابات میں حصہ لیا مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اس خوف کی حالت کو تبدیل کرنے کے لیے قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانا پڑے گا۔ جن سیاسی جماعتوں کے عسکری ونگ ہیں جن کی نشان دہی سپریم

کورٹ نے کی تھی اسے ہر حالت میں ختم ہونا چاہیے۔ مجرم چاہے کسی سیاسی جماعت، فرقہ وررانہ جماعت یا کوئی بھی ہو مجرم ہے۔ اسے قانون کے مطابق سزا ملنی چاہیے۔ کراچی میں جاری ٹارگٹڈ آپریشن اپنے منتقی انجام تک جاری رہنا چاہیے۔ رینجرز بڑی محنت سے کراچی کی روشنیاں واپس لانے کی کوششیں کر رہی ہے۔ ابھی اور وقت لگے گا۔ رینجرز نے ۲۴۶ ضمنی انتخابات میں الیکشن میں شفاف پولنگ کرائی ہے وہ مبارک کے مستحق ہیں۔ جبکہ مخالفوں نے کہا ہے کہ کراچی الیکشن کمیشن ایم کیو ایم کے کارکنوں سے بھری ہوئی ہے۔ پریذائیڈنگ اور تین پولنگ افسران چار افراد کا پکڑا جانا اس بات کا ثبوت ہے۔ رینجرز کے درخواست کے باوجود الیکٹرونک ووٹنگ نہیں کروائی گئی جس سے کراچی میں الیکشن کمیشن کی نا اہلی پھر ثابت ہو گئی۔ متحدہ کے کارکن جو پہلے الیکشنوں میں پولنگ بوتھوں میں اندر کھڑے ووٹرز کو اپنے حق میں ووٹ ڈلواتے تھے اب باہر کھڑے ہو کر جاگ مہاجر جاگ کے نعروں سے ووٹرز پر دباؤ ڈالتے رہے کہ پتنگ کو ووٹ کاسٹ کرنا۔ ایم کیو ایم کے سینیٹر عبدالحسیب اور ممبر صوبائی اسمبلی محمد حسین رینجرز سے دھونس کے ذریعے سراج الدولہ کالج میں پولنگ کا وقت ختم ہونے کے باوجود ۳۸ مردوں اور ۱۲ خواتین ووٹرز کو پولینگ اسٹیشن میں داخل کرایا اور ووٹ کاسٹ کروائے ۔رینجرز نے اس زبردستی پر کوئی کاروائی نہیں کی۔ این اے ۲۴۶ ضمنی انتخابات ان ہی جعلی ووٹر لسٹوں پر ہوئے جنہیں عدالت نے ناقص قرار دے کر فوج کو حکم دیا تھا کہ گھر گھر جا کر وٹرز لسٹیں درست کی جائیں مگر

کراچی الیکشن کمیشن ایسا نہ کرا سکا۔ جعلی شناختی کارڈ کی بوریاں ایم کیوایم کی سیکٹر آفس سے برآمد ہوئیں تھیں۔ بائیو میٹرک مشینوں سے ضمنی انتخاب کا نہ ہونا۔ ایم کیو ایم کے عملے کے ساتھ الیکشن ہوئے۔ ایم کیو ایم نے جاگ مہاجر جاگ کی بنیاد پر کراچی کا ضمنی الیکشن جیت لیا۔ ایم کیو ایم کے امیدوار کنور جمیل صاحب پہلے نمبر پر، تحریک انصاف کے عمران اسماعیل دوسرے نمبر پر اور پر جماعت اسلامی کے راشد نسیم صاحب تیسرے نمبر پر آئے۔ ہارنے والوں نے کنور جمیل صاحب کو مبارک باد دی۔

پاکستان میں انتخابات اور اختلافات

کہا جاتا ہے کہ جمہوریت بہت اچھی ہے اگر اسے اچھے طریقے سے استعمال کیا جائے۔ مغربی ملکوں میں جمہوریت اچھے طریقے سے استعمال ہوتی ہے اور وقت پر انتخابات ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے نتائج بھی اچھے ہوتے ہیں ہارنے والے جیتنے والے کو مبارک باد دیتے ہیں اور جیتے والے اسے دل سے قبول بھی کرتے ہیں۔ اس طرح ملکوں کے انتظامات اچھے طریقے اور سے تسلسل کے ساتھ چلتے رہتے ہیں۔ جیتے والے عوام کے سامنے جس منشور کو رکھتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اور ہارنے والے اپنی کمزوریوں کو کا جائزہ لیتے ہیں اور آیندہ بہتر کارکردگی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں۔ پاکستان میں اکثر کہا جاتا ہے کہ لنگڑی لولی جمہوریت ڈکٹیٹر شب سے بہتر ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے ہماری جمہوری عمر کافی حصہ تو ڈکٹیٹر شپ کی نذر ہو گیا۔ جو جمہوری دور بچا وہ بھی اسٹبلشمنٹ کی مداخلت کی چغلی کھاتا ہے۔ ابھی ابھی کینٹینر اور چٹکلی جد و جہد کا تجزیہ کیا جائے تو کچھ ایسی ہی صورت حال نظر آتی ہے۔ کینٹینر والے عمران خان صاحب نے کہا تبدیلی آنے والی ہے۔۔۔ تبدیلی آ گئی ہے وغیرہ اور اسی جد وجہد میں ۱۲۷ دن کینٹینر میں گزارے۔ اور بلا آخر پشاور کے واقعے پر اپنا احتجاج ختم کر دیا۔ چٹکلی میں انقلاب لانے والے ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کہتے تھے حکمران آج گئے ابھی گئے بس کفن باندھ لو۔۔۔

بس انقلاب آ گیا وغیرہ۔ وہ بھی اندر ہی اندر ہمت ہار چکے تھے اور اپنے خیمے اُکھاڑ کر بغیر انقلاب کے واپس کینیڈا چلے گئے۔ کیا اس میں اسٹبلشمنٹ نے ہاتھ کھینچ لیا تھا یا کوئی اور وجہ تھی؟ عمران خان صاحب کے حوالے سے جاوید عاشمی صاحب نے عین وقت پر اس میں اسٹبلشمنٹ کی مداخلت کا رونا رو کر عمران خان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی جس سے تحریک انصاف کو کافی نقصان پہنچا۔ ڈاکٹر طاہر قادری صاحب نے جب وہ پاکستان تشریف لائے تھے تو فوج کو حکم دیا تھا کہ ائر پورٹ کا کنٹرول سنبھال لو۔ کیا اس کے پیچھے بھی کسی کا وعدہ شامل تھا؟ ان دونوں باتوں پر تجزیہ نگار اب تک تجزیے پر تجزیے پیش کر رہے ہیں کہ اسٹبلشمنٹ کتنی ملوث ہے۔ کوئی کہتا ہے یہ نیچے درجے کی اسٹبلشمنٹ کی کاروائی تھی پوری اسٹبلشمنٹ ملوث نہیں تھی۔ کوئی کہتا ہے یہ نواز شریف صاحب حکومت کو شٹ اپ کال تھی۔ اور اُس رویہ پر تھی جو اس نے حساس ادارے کے سربراہ کے بارے اختیار کیا تھا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اسی رویے کی وجہ سے اسٹبلشمنٹ نے ملک میں جمہوری طریقے سے مارشل لا لگا دیا ہے۔ جمہوری وزیر اعظم کے بجائے آرمی چیف کے بیرونی دورے اس کے ثبوت ہیں۔ جہاں تک جمہوری مارشل لا کا تعلق ہے یہ تجزیہ صحیح نہیں۔ جو کچھ ہوا وہ قانون کے مطابق ہوا اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ بقول شخصے دشمنوں نے ہمارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی اور صرف اور صرف فوج نے اسے کنٹرول کیا۔ تجزیے کچھ بھی ہوں یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فوج ملک معزز ترین کا ادارہ ہے۔ فوج

دہشت گردی کے خلاف لڑ رہی ہے وہ عوام کی محافظ ہے۔ فوج کا احترام وقت کی حکومت اور عوام پر فرض ہے۔ ویسے بھی ملک کے تمام اداروں کی حفاظت اور احترام اور ان کو باعزت مقام دینا حکومت وقت کا کام ہوتا ہے جس میں نواز شریف صاحب کی حکومت بوجہ مکمل طور پر پوری نہیں اُتر سکی۔ جس کا ثبوت دھاندلی کے خلاف جد وجہد کے دوران نواز شریف صاحب حکومت کا کہنا کہ اس کے پیچھے اسٹیبلشمنٹ کا ہاتھ ہے۔ صاحبو! پاکستان میں جموریت کیوں صحیح طریقے پر پنپ نہ سکی اس کی کئی وجوہات ہیں۔ پاکستان کی آبادی تقریباً ۷۰ فی صد دیہات پر مشتمل ہے۔

جاگیرداروں، وڈیروں اور بااثر لوگوں نے کسانوں اور عام آدمی کو غلام بنا رکھا ہے جب کہ وہ خود شہروں میں بڑے محلات میں رہتے ہیں۔ پولیس اور اپنے بندوں کی مدد سے عوام کو خوف زدہ کیا جاتا ہے۔ الیکشن میں وہ ان کے علاقوں سے سیاست کرتے ہیں۔ ہمیشہ جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ انتظامیہ کے ساتھ مل کر پہلے ووٹر لسٹوں میں غلط اندارج کراتے ہیں۔ پھر اپنی مرضی سے الیکشن اسٹاف تعینات کیا جاتا ہے۔ الیکشن کے دوران دوسرے علاقوں سے بسوں میں بھر بھر کر لوگوں کو لاتے ہیں اور جعلی ووٹ کاسٹ کرواتے ہیں۔ جو جتنا طاقت ور ہوتا ہے وہی اتنی سیٹیں حاصل کر لیتا ہے۔ الیکشن طاقت اور پیسے کے زور پر لڑا جاتا اور جیتا جاتا ہے۔ یہی حالات شہری علاقوں کے بھی ہیں۔ پھر ہارنے والے جیتنے

والوں پر الزام لگاتے ہیں۔ الیکشن جیتنے کے بعد واپس اپنے علاقوں میں نہیں جاتے۔ عوام جیتنے والوں کی رہ تکتے رہتے ہیں۔ یہ تسلسل ہمیشہ سے جاری و ساری رہتا ہے۔ پاکستان میں الیکشن کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے کیا ہم اپنے پڑوسی ملک بھارت سے الیکشن کے بارے میں تقلید نہیں کر سکتے۔ ان کی بھی آبادی کم و بیش ہم جیسی ہے۔ انہوں نے اپنا الیکشن کا نظام درست کر لیا ہے۔ اگر ہم اپنے ملک میں بھی ان جیسا نظام رائج کر لیں تو ہم بھی دنیا میں سرخ رو ہو سکتے ہیں اور آئے دن الیکشن کے جھگڑوں سے جان چھوٹ سکتی ہے۔ جمہوری دنیا میں جمہوری طریقے سے پارلیمنٹ کے ذریعے سارے کام کیے جاتے ہیں ہماری پارلیمنٹ میں بھی الیکشن اصلاحات کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے۔

اصلاحات کمیٹی کو بھی اس پر کام کرنا چاہیے۔ الیکشن کے حوالے ایک اور عرض ہے کہ منتخب حکومتیں پارلیمنٹ میں تو چلی جاتی ہیں مگر وہ اپنے مفادات کے تحت نچلی سطح پر بلدیاتی انتخابات نہیں کرواتیں۔

عدالتیں حکمرانوں کو کئی کئی دفعہ کہہ چکیں کہ ملک کے اندر بلدیاتی انتخابات کروائیں۔ حکمران صوبائی حکومتیں اس میں ٹال مٹول کرتی رہیں۔ بلآخر عدالتوں نے ان سے ان انتخابات کی تاریخیں مانگیں اور اب الحمد اللہ پاکستان کے کنٹونمنٹ کے انتخابات فوج کی نگرانی میں مکمل ہو گئے۔ اب بلدیاتی انتخابات بھی ہونے والے ہیں یہ بھی فوج کی نگرانی میں ہوں تو بہتر ہے۔ اگر

الیکشن خوش اسلوبی سے ہوتے رہتے تو ہمارے ملک میں سیاسی جماعتیں ایک دوسرے پر دھاندلی کے الزامات لگانے کے بجائے ترقیاتی کام کرتے تو عوام کا بھلا ہوتا۔ ان ہی خرابیوں کی وجہ سے صدارتی آرڈیننس کے تحت اعلیٰ عدالت سپریم کورٹ کے معزز ججوں پر مشتمل الیکشن تین رکنی ٹریبیونل بنا ہے اب ان شاء اللہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گے۔ اللہ کرے اس ٹریبیونل کا فیصلہ پاکستان میں سکون کا بعث بنے اور حکمران آپس میں لڑنے کے بجائے عوام کی خدمت میں لگیں۔ ہمارے ملک میں سیاست دان جتنا وقت ایک دوسرے سے اختلافات میں گزارتے وہ عوام کی خدمت میں لگائیں تا کہ پاکستان ترقی کرے عوام کے مسائل حل ہوں آمین۔

مسجد، دینی، معاشرتی، ثقافتی اور قومی سرگرمیوں کا مرکز

"پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں" (سورۃ بنی اسرائیل: ۱) یہاں ایک تو مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کا ذکر ہے جو مکہ کے اندر واقع ہے اور دوسرا مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے جو بیت المقدس فلسطین کے اندر واقع ہے۔ رسولؐ اللہ جب مکہ مکرمہ سے مدینہ ہجرت کر کے گئے تو سب سے پہلے مسجد قبا کی بنیاد رکھی تھی۔ اس سے اسلام میں مسجد کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک امام کے پیچھے تمام لوگ نماز ادا کرتے ہیں اس سے نظم و اطاعت کا درس ملتا ہے۔ مسجد قبا مدینہ سے تقریباً ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے بعد مدینہ میں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی۔ اللہ نے اپنے پیغمبروںؑ اور اس سلسلے کی آخری کڑی رسولؐ اللہ کو مبعوث ہی اس لیے کیا تھا کہ وہ انسانوں کو اللہ کا حکم پہنچائیں۔ اللہ کے احکامات پر عمل کر کے انسانوں کے سامنے عملی مظاہرہ کریں تاکہ قیامت کے دن لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم اللہ کے احکامات پر عمل نہیں کر سکتے تھے جب تک اللہ کا نمایندہ جو ایک انسان ہو ہمیں عمل کر کے سکھائے نہیں۔ جب صحابہؓ کے سامنے اللہ کے احکامات پر رسولؐ اللہ نے عمل کر کے دکھایا اور صحابہ کرامؓ نے اُن احکامات پر من و عن عمل کرنا شروع کیا تو منشا خداوندی پورا ہو گیا۔

آج مسلمان اللہ کے احکامات پر جتنا بھی عمل کر رہے ہیں وہ اللہ کے رسولؐ نے عمل کیا اور پھر صحابہؓ نے بھی اسی طرح عمل کیا جیسے رسولؐ اللہ نے صحابہؓ کو سکھایا تھا۔ آج مسلمان جو پانچ وقت کی نماز مسجد میں جا کر ادا کر رہے ہیں یہ اللہ کے رسولؐ نے صحابہ اکرامؓ کو عملاً پڑھ کر دکھائی تھی جس پر من و عن عمل ہو رہا ہے۔ مسجد اللہ کا گھر ہے۔ سب سے پہلی مسجد حرام اللہ کے حکم سے حضرت آدمؑ نے مکہ میں بنائی تھی۔ ابراہیمؑ نے اپنے زمانے میں اس کو دوبارہ تعمیر کیا تھا۔ جو آج تک قائم ہے اور ان شااللہ جب تک دنیا قائم ہے یہ مسجد بھی قائم رہے گی۔ اس کی افادیت کا اندازہ کریں کہ اللہ کے حکم کے مطابق ہر سال ایک مقررہ دن اور تاریخ پر دنیا کے مسلمان مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور مسجد حرام کا طواف کرتے ہیں۔ حج جو اللہ کی طرف سے ہر مسلمان جو اس کی استطاعت رکھتا ہے پر فرض کیا گیا ہے۔ اسلام میں سب سے بنیادی ادارہ جس کو معاشرتی اور ثقافتی نظام میں اہمیت حاصل ہے وہ مسجد ہے۔ اس میں تمام ادارے ضم ہیں۔ چنانچہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے اللہ کے رسولؐ نے مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ اس میں نماز کا اہتمام کیا۔ لوگوں کو نماز کی ادائیگی کے لیے بلانے کے لیے اذان کا طریقہ سکھایا۔ اسلامی مملکت میں مسجد عبادت گاہ کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور ثقافتی مرکز بھی ہے۔ تمام اہل محلّہ دن میں پانچ وقت اس میں جمع ہوتے ہیں اور اپنی اجتماعی اور اتحادی قوت کو بڑھاتے ہیں۔ رسولؐ کے وقت میں مساجد جال بچھ چکا تھا اور مدینہ میں نو مسجدیں قائم ہو چکی تھیں اور عرب

کے گوشے گوشے میں مساجد بنتی جا رہی تھیں۔آج بھی دنیا میں مسلمانوں کی جو نئی بستی وجود میں آتی ہے اس میں مسجد کا اہتمام کیا جاتا ہے۔اسلام میں مسجد کو دینی اور سیاسی اہمیت حاصل تھی۔رسولؐ اللہ کے دور میں مسجد میں کیا کیا کام ہوتے تھے اور آج اسلامی دنیا میں مساجد میں کیا کیا کام ہوتے ہیں اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو بات کچھ اس طرح ہے کہ رسولؐ اللہ کے دور میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے عام امور کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مسجد مدرسہ اور درس گاہ بھی تھی۔ مسجد نبوی کے ساتھ صفہ کا چبوترہ جس میں صحابہؓ رسولؐ اللہ سے علم و دانش سیکھتے تھے اور پھر مدینہ سے باہر وفود کی شکل میں رسولؐ اللہ کے ہدایات پر جا کر لوگوں کو اللہ کا دین سکھاتے تھے۔ مسجد میں قوم کے تمام اہم معاملات طے ہوتے تھے۔سارے جنگی اور دفاعی صلاح مشورے اور جنگ کے لئے فوجوں کو احکامات دیے جاتے تھے۔ مسجد میں ہی مہمان خانہ تھا۔ دارالشوریٰ، پارلیمنٹ ہاؤس، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے وفود کی اجتماع گاہ، مقدمات اور تنازعات کا تصفیہ بھی مسجد میں ہوتا تھا۔ مسلمانوں کی سپریم کورٹ اور عدالت بھی مسجد ہی تھی۔ باہر ملکوں میں رسولؐ اللہ کے سفیروں کو بھی مسجد سے ہی روانہ کیا جاتا تھا۔یہی تربیت تھی جس نے مسلمانوں کو غیر معمولی کردار کا پیکر بنا دیا تھا۔ مسجد کے ادارے سے تربیت پا کر مدینہ کی عظیم فلاہی ریاست وجود میں آئی تھی اور ۹۹ سال کے اندر اندر اس وقت کے معلوم بر اعظموں کے پون حصے پر اسلامی حکومت قائم کر دی تھی۔عبادت و معاملات کے مشترک نظام ،

دین دنیا، مذہب و معاشرت، روحانیت و ثقافت کے یکجا ہونے کا پختہ تصور مسجد سے ہی ملتا ہے۔ تعزیرات، حلال وحرام کے احکامات مسجد سے ہی ملتے تھے۔ یہ تھی مسجد کی شاندار تاریخ جو اب ختم ہو گئی ہے۔ اب مساجد صرف بے جان سے عبادت کے لیے رہ گئیں ہیں۔ اب مساجد سے صرف کسی کے مرنے اور جنازے کا اعلان ہوتا ہے۔ معاشرتی اور ثقافتی کام نہیں ہوتے۔ جہاد کا اعلان نہیں ہوتا۔ اذانیں ہو رہی ہیں مگر روح بلالیؓ نہیں ہے۔ مسلمان نمازیں پڑھ رہے ہیں مگر نماز کی خصوصیت کہ وہ بے حیائی اور فحاشی کو روکتی ہے، بے حیائی اور فحاشی روک نہیں رہی بل کہ آئے روز بڑھ رہی ہے۔ نماز مسلمانوں کی قوت اور اتحاد کی مظہر ہے مگر مسلمانوں میں قوت و اتحاد نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ تفرقہ بازی ہے لسانیت ہے قومیت ہے علاقاعیت ہے۔ نہیں ہے تو مسلمانیت نہیں ہے۔ دشمن قوتیں ساری دنیا میں مسلمانوں پر چڑھ دوڑی ہیں۔ مسلمانوں کو مولی گاجر کی طرح کاٹ رہیں ہیں۔ مسلمان ہیں کہ خواب غفلت سے جاگ نہیں رہے۔ دنیا کی دولت مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ آبادی بھی زیادہ ہے دنیا کا ہر چوتھا انسان مسلمان ہے۔ سارے سمندری گزرگائیں مسلمانوں کے قبضے میں ہیں۔ سارے اہم ہوائی راستے مسلمان ملکوں کے اوپر سے گزرتے ہیں۔ دنیا کے بہترین اور زرخیز خطوں میں مسلمان آباد ہیں۔ دنیا میں ۵۷ آزاد مسلم ریاستیں موجود ہیں۔ دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت مسلمان ملک کے پاس ہے۔ عام مسلمان اپنے دین پر مر مٹنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ دنیا پر ہزار سال مسلمانوں نے حکومت کی ہے۔ کیا کچھ نہیں ہے! ہاں

نہیں ہے تو صرف مسلمان لیڈر شپ نہیں ہے۔آج کوئی محمد قاسمؒ نہیں۔ صلاح الدین ایوبیؒ نہیں۔ کوئی طارق بن زیادؒ نہیں اور کوئی قائد اعظم جناحؒ نہیں۔ اے کاش کہ کوئی نجات دہندہ مسلمانوں میں پیدا ہو جائے اور ہماری مساجد کو وہی مقام حاصل ہو جو اسلام کے شروع دور میں تھا۔ مسلمان دنیا میں سرخ رو ہوں اور کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کریں۔ اللہ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو آمین۔

راکی کاروائیاں اور پاکستان

کراچی صفورہ گوٹھ پر اسماعیلی برادری کی بس پر سفاکانہ کاروائی کرکے ۴۴ خواتین، مرد اور بچوں کو شہید کر دیا گیا۔ سانحہ صفورہ پر پورے ملک میں سوگ منایا گیا۔ کراچی میں نظام زندگی معطل رہا۔ سرکاری اور نیم سرکاری عمارتوں پر قومی پرچم سرنگوں رہا۔ وکلا نے عدالتوں کا بائیکاٹ کیا۔ سانحہ میں جان بحق افراد کی نماز جنازہ الاظہر گارڈن میں ادا کی گئی اور سخی حسن قبرستان میں تدفین ہوئی۔ پرنس کریم آغا خان صاحب نے کہا کہ پرامن کمیونٹی پر دہشت گرد حملہ نا قابل فہم ہے۔ میری ہمدردیاں غم زدہ خاندانوں کے ساتھ ہیں حکومت اسماعیلی کمیونٹی کی سیکورٹی یقینی بنائے۔ آرمی چیف اور وزیر اعظم پاکستان نے اسماعیلی برادری کے پرنس کریم آغا خان کو فون کرکے تعزیت کی اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا عزم کیا۔ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مختلف آرائیں سامنے آئیں ہیں۔ سب سے پہلے اور فوراً الطاف حسین صاحب نے کہا یہ کام داش اور طالبان نے کیا ہے۔ نہ جانے اتنی جلدی اُنہیں خبر کیسے اور کس ذرائع سے معلوم ہوئی۔ اخبار میں خبریں چھپیں کہ میمن اسپتال پہنچنے والے متحدہ رہنماؤں کے خلاف لواحقین نے احتجاج کیا۔ رابطہ کمیٹی کے عارف خان صاحب میڈیا سے بات کرنے لگے تو لوگوں نے ڈرامے بازی بند کرو، جھوٹ بند کرو کے نعرے لگائے۔ کنور نوید، سینیٹر

عبدالحسیب صاحبان اور دیگر رہنماؤں کی آمد پر بھی احتجاج کیا گیا اور کہا اصل ڈرامہ یہی کرتے ہیں لواحقین کا مؤقف۔ ایک ذرائع نے جلسے میں انکشاف کیا کہ اُس علاقے سے ایم کیو ایم کو توقع سے کم ووٹ ملنے کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ پی ٹی آئی کے ایک مقامی رہنما جو سردار خان صاحب کے ٹی وی ۲۴ شو پروگرام میں شریک تھے نے قسم اُٹھا کر کہا کہ ہمارے ایک اسماعیلی ووٹر نے ملاقات میں ایم کیو ایم کو بدعائیں دے دے کر شکایت کی۔ شرجیل میمن صاحب وزیر اطلاعات حکومت سندھ نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا کہ کراچی کے ٹارگٹڈ آپریشن کو ناکام کرنے کی کوشش تھی۔ انہوں نے مزید کہا مجرموں کو ہر حالت میں گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ واردات کے پاس داش کے پمفلٹ پھینکے گئے تھے جو تفتیش کا رخ بدلنے کی کوشش تھی۔ پاکستان چوک کی جس پرنٹنگ پریس میں یہ پمفلٹ چھاپے گئے تھے۔ اس پرنٹنگ پریس کے دو افراد کو حراست میں لے لیا گیا ہے پاکستان چوک کی اس پرنٹنگ پریس میں امریکی خاتون کالج کی پرنسپل پر حملے میں پھینکا جانیوالا پمفلٹ بھی اسی پریس میں چھاپا گیا تھا۔ وزیر داخلہ چوہدری نثار خان صاحب نے پریس کانفرنس میں داش کی پاکستان میں موجودگی کی نفی کی۔ سانحہ صفورہ میں مزید چار افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ایک ملزم کا خاکہ تیار کر لیا گیا ہے۔ سانحہ صفورہ پر آرمی چیف اپنا سری لنکا کا دورہ کینسل کرکے فوراً کراچی تشریف لائے تھے۔ بعد میں اسپیکس کمیٹی میں شرکت کی اور انہوں نے فورسز کے مشترکہ آپریشن کی منظوری بھی

دی۔ نواز شریف صاحب بھی کراچی تشریف لائے۔نواز شریف صاحب کی زیر صدارت گورنر ہاؤس میں اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا تھا جس میں آرمی چیف نے بھی شرکت کی تھی۔ نواز شریف صاحب نے محکمہ داخلہ سندھ کی کارکردگی پر عدم اطمینان کیا۔۴ماہ میں ۳ سیکرٹری داخلہ کیوں تبدیل کیے گئے۔ نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا گیا۔ کراچی آپریشن مزید تیز کرنے کا عزم کیا اور کہا کہ دہشت گردی کے واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ کراچی رینجرز کے چیف میجر جنرل بلال اکبر نے کہاا سماعیلی برادری کو نشانہ بنانے کے پیچھے کئی مقاصد ہو سکتے ہیں مختلف زاویوں سے تحقیق شروع کر دی ہے۔ نواز شریف صاحب نے کہا کہ کچھ اندرونی و بیرونی قوتیں پاکستان کو ترقی کرتا نہیں دیکھ سکتیں۔ آپریشن ضرب عضب ناکام نہیں ہوگا۔ ملک میں دہشت گردی ختم کرکے امن قائم کریں گے۔پاک چین رہداری منصوبہ دشمنوں کو ہضم نہیں ہو رہا۔ کور کمانڈر لفٹیننٹ جنرل نوید مختار صاحب نے ہفتہ کے روز ایک مقامی ہوٹل میں کراچی نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی کی المناتی ایسوسی ایشن سندھ چیپٹر کے تحت امن، سیکورٹی اور گورنس کے موضوع پر سیمنار سے بطور مہمان خصوصی خطاب کیا۔اس سیمنار میں پیپلز پارٹی کی شریں رحمان صاحبہ نے بھی شرکت کی۔ کور کمانڈر صاحب نے کہا کہ کراچی کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو عسکری ونگ اور جرائم پیشہ عناصر کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ کور کمانڈر صاحب نے مزید کہا کہ کراچی میں سیاسی اور انتظامی نا اہلی نے مسائل میں اضافہ کیا۔پولیس کو غیر سیاسی کرنا

ہو گا۔ شہر میں منشیات فروشوں سے لے کر القاعدہ نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔آپریشن بلا تفریق اور منطقی انجام تک جاری رہے گا۔ ہر قسم کی دہشت گردی، سہولت کاروں، متواری حکومتوں اور طاقت کے مراکز کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ انتظامیہ کو آزاد ہونے کی ضرورت ہے۔دہشت گردوں ،ٹارگٹ کلرز، بھتاخوروں، اغواہ کاروں اور دیگر جرائم پیشہ افراد کے خلاف لڑ رہے ہیں۔یہ سب تجزیے اخبارات میں آ چکے ہیں۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ را کی کاروائی ہے۔ کس پاکستانی کو معلوم نہیں کہ پاکستان کو کون ڈسٹرب کر رہا ہے۔ کس کا یہ مشن ہے۔کون اس کام کے لیے اعلانیہ فنڈ مختص کر رہا ہے۔ کس نے افغانستان میں پاکستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ را کے ٹریننگ قائم کیے ہوئے ہیں۔ کس نے پاکستان کو دولخت کیا تھا۔ پاکستان میں کس کس سے را کے رابطے ہیں وغیرہ۔

صاحبو! پاکستان میں یہ سب چیزیں روزروشن کی طرح عیاں ہیں جو کسی اور طرف اشارے کرتی ہیں۔ مثلاً مرحوم جی ایم سید صاحب کا کہنا کہ جو کام میں ۴۰ سال میں بھی نہیں کر سکا وہ الطاف حسین صاحب نے ۴۰ دن میں کر دیا اور سب پاکستانیوں کو پتا ہے کہ جی ایم سید صاحب کا مشن پاکستان توڑنا تھا۔جب عامر خان اورآفاق احمد صاحبان ایم کیو ایم سے علیحدہ ہوئے تھے تو کراچی شہر کی سڑکوں پر انہوں نے بینرز لگائے تھے الطاف حسین را کا ایجنٹ ہے۔ گھر کے بیدی سے بڑی گواہی کس کی ہو سکتی ہے۔ شہید صلاح الدین صاحب کے پرانے تکبیر

رسالے میں راسے ٹریننگ لینے کی کہانیاں اب بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ راؤ انوار صاحب نے جو پریس کانفرنس کی ہے اور جی آئی ٹی کی رپورٹ تو ابھی ابھی سامنے آئی کہ فلاں فلاں نے راسے ٹریننگ لی ہے فلاں فلاں ان کو بھیجنے والے ہیں اور فلاں وہاں پر موجود ہے۔ ذوالفقار مرز صاحب نے قرآن سر پر رکھ کر کہا تھا کہ الطاف حسین صاحب نے کہا ہے کہ امریکہ پاکستان توڑنا چاہتا ہے اور میں امریکہ کی مدد کروں گا۔ ان چیزوں کے بعد ہمارے سیکورٹی اداروں کو کس قسم کے شواہد چاہیں۔ عوام کا مطالبہ ہے کہ ان شواہد کو سامنے رکھ کر تفتیقات کرنی چاہیں اور قانون کے مطابق کاروائی کرکے اس مسئلے کا ہمیشہ کے لیے علاج کرنا چاہیے تاکہ ملک کی طرف بُری نظریں رکھنے والوں کو انجام تک پہنچایا جاسکے۔ اللہ ہمارے مثل مدینہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

اقتصادی راہداری کو متنازعہ نہ بنائیں

چینی عوام نے انتھک محنت کے بعد دنیا میں اپنا مقام حاصل کر لیا ہے۔ دنیا اب ماننے لگی ہے کہ چین جلد دنیا کی نمبر ون اقتصادی طاقت بننے والی ہے۔اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ چین پاکستان کا بہترین دوست ہے۔اس موقعہ پر ہمیں سابق صدر آصف علی زرداری صاحب کا ایک پرانا بیان یاد آیا ہے کہ دنیا میں پاکستان کا صحیح اور سچا دوست صرف چین ہے۔اس دوستی کی لمبی داستان ہے پاکستان کی ہر حکومت نے چین کے ساتھ دوستی کو پروان چڑھایا اور اسے برقرار بھی رکھا۔ ڈکٹیٹر ایوب خان صاحب سے لیکر پاکستان کے موجودہ لیڈر نواز شریف صاحب نے اس داہمی دوستی کو برقرار رکھا جو ایک اچھی روایت ہے۔ کیوں نہ ہو چین پاکستان کی ہر شعبہ میں ہمیشہ مدد کرتا رہا ہے۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں جب امریکہ نے پاکستان کو خریدے گئے اسلحہ کے فاضل پرزے دینا بند کر دیے تھے تو مشکل کی گھڑی میں چین نے پاکستان کی دفاعی ضروریات کو پورا کیا تھا۔ٹیکسلا میں بھاری اسلحہ کی صنعتی فیکٹریاں قائم کیں۔ پاکستان کے لیے سستی ایٹمی بجلی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے جب مغرب خاص کر فرانس نے ہمیں ایٹمی ری ایکٹر دینے سے انکار کر دیا تو یہ چین ہی تھا جس نے پاکستان میں ایٹمی ری ایکٹر لگایا تھا اور اب بھی پاکستان میں کئی ری

ایکٹرز لگانے کے معاہدے کیے ہیں جس پر امریکہ بہادر ان ری ایکٹرز کی پاکستان میں تنصیب کے خلاف چین کو روک رہا ہے۔ چین نے پاکستان کے ساتھ ملکر ایف ۶ تھنڈر لڑاکا جہاز تیار کئے۔ بلوچستان میں ڈیپ سی گوادر پورٹ بھی چین نے تعمیر کی ہے اس سے پہلے دنیا کا آٹھواں عجوبہ (سلک روڈ) شاہراہ ریشم تعمیر کر چکا ہے۔اس کے علاوہ بھی چین پاکستان کی ترقی کے لیے کئی منصوبوں پر کام کر رہا ہے۔خارجہ پالیسی میں چین نے ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دیا۔ کشمیر کے مسئلے پر اقوام متحدہ میں ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دیا۔ کشمیریوں کو پاسپورٹ کے بجائے صرف ایک پرچی پر چین میں سفر کرنے کی اجازت سے رکھی ہے۔ کیا کیا بیان کیا جائے ایک لمبی لسٹ ہے۔ دوسری طرف پاکستان نے بھی چین کے مفادات کا ہمیشہ خیال رکھا۔ کشمیر کے ساتھ چین کی جو سرحد ملتی ہے وہاں ایک علاقہ ہے جسے اقصائے چن کہتے ہیں۔ جو بھارت کے حوالے سے چین کے لیے دفاعی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ اُس وقت لوگ اسے نو مین لینڈ کہتے تھے ۔ ڈکٹیٹر ایوب خان صاحب کے دور میں اقصائے چن کا ۱۲۰۰۰ مربہ میل کا علاقہ چین کو دے دیا گیا تھا۔ کشمیری اب بھی اسے اپنا علاقہ تصور کرتے ہیں۔ چین نے کہہ رکھا ہے جب کشمیر کا فیصلہ ہو گا تو اقصائے چن کا علاقہ کشمیر کو واپس کر دیا جائے گا۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے چین کے امریکہ کے ساتھ تعلوقات میں مدد کی تھی۔اس اقتصادی راہداری پر ۴۶ ملین ڈالر خرچ آئے گا۔ یہ پروجیکٹ چھ سال میں مکمل ہو گا۔ گوادر پورٹ چین کو ۴۰ سال کے لیے دی گئی ہے۔ جنجراب سے حویلیاں

تک ریلوے لائن بھی بچھائی جائے گی۔ اس پروجیکٹ پر کام کرنے والے چینی ورکروں کی حفاظت کے لیے ۱۲۰۰۰ افراد پر مشتمل سیکورٹی فورس بنائی جائے گی۔ پاکستان میں پہلے سے موجود ۸۱۰۰ چینی ورکرز جو مختلف پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں کی حفاظت کے آٹھ ہزار سیکورٹی افراد تعینات ہیں۔ اب بات کرتے ہیں اقتصادی راہداری کی۔ چین نے ۲۰۱۳ء میں اس راہداری کا اعلان کیا تھا اور پاکستان کو اعتماد میں بھی لیا تھا۔ اصل میں چین دنیا کی منڈیوں تک اپنے مال کی رسائی چاہتا ہے جو سمندر کے راستے مہنگا اور لمبا راستہ ہے اس میں وقت بھی زیادہ خرچ ہوتا ہے جو تجارت کے لیے زیادہ فائدہ مند نہیں۔ زمینی راستے سے تجارت میں فاہدہ ہے اور راستہ بھی کم ہے اس لیے تو اس نے شاہ راریشم بنائی تھی اب اس کو گوادر کی بندرگاہ تک پہنچانا چاہتا ہے۔ چین کے مجوزہ روٹ کے مطابق خنجراب، گلگت، حسن ابدال سے میانوالی، ملتان ڈیرہ غازی خان، ڈیرا مراد جمالی۔ پنجگور اور گوادر پورٹ تک پہنچتا ہے۔ اس روٹ کا فاصلہ کم از کم بنتا ہے۔ اس سے بلوچستان کے راستوں میں ترقی کے امکانات پیدا ہوں گے۔ جب روڈ پر سامان سے بھرے ٹرک اور ریلیں رواں دواں ہوتی ہیں تو پھر اُن راستوں پر ہوٹل بنتے ہیں۔ مکینک کی ورک شاپ بنتی ہیں۔ جگہ تجارتی بستیاں آباد ہوتی ہیں۔ بلوچستان میں ترقی ہو گی تو عوام خوش ہوں گے۔ لوگوں کو روزگار ملے گا۔ جب خوشحالی آئے گی تو علیحدگی پسندوں کو بلوچستان کے عوام رد کر دیں گے۔ بلوچستان کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔ اب نواز شریف حکومت نے بقول

عمران خان صاحب کے دو سال تک تو اس اقتصادی راہداری کو عوام سے چھپائے رکھا اب عوام کے سامنے لایا گیا تو اسے متنازہ بنا دیا گیا۔ اخباری خبروں کے مطابق اس کا راستہ ۵۰۰ کلومیٹر بڑھا دیا گیا۔ نواز شریف صاحب نے جو نیا راستہ تجویز کیا ہے وہ پاکستان کا نسبتاً ترقی زیادہ یافتہ علاقہ ہے۔اس سے پاکستان کے کچھ لوگ ناراض ہو گئے ہیں۔ گو کہ پاکستان کے تمام سیاسی لیڈروں کو اسلام آباد بلا کر اس اقتصادی راہداری پر تفصیلات بتائی گئی ہیں لیکن اس سے لوگ مطمئن نہیں ہوئے اور انہوں نے کوئٹہ میں ناراض لوگوں کے اجتماع میں پرانے اور کم فاصلے والے راستے کے لیے اگر کہا ہے تو یہ اُن کا جائز مطالبہ ہے۔ اسی کو چین نے بھی تجویز کر رکھا جو اس کا اصل منصوبہ ہے جس کا فاصلہ کم از کم ہے۔اسی اقتصادی راہداری کو اپنے منطقی انجام تک پہنچنے دیں۔ اس کے بعد پورے پاکستان میں اس سے سڑکیں ملا دیں۔ ہمارے ملک میں دشمنوں نے پہلے سے ہی کالا باغ ڈیم بنانے پر اختلافات ڈال دیے تھے جو اب تک چلے آ رہے ہیں اور پاکستان کا بہت بڑا نقصان ہو چکا ہے۔ اب ایک بہت بڑے اقتصادی پروگرام میں بھی دشمن اختلاف ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کو تدبر سے حل کرنا چاہیے ۔ یہ ذمہ داری حکومت کی ہے یعنی نواز شریف صاحب کے کندھوں پر پڑتی ہے کہ جیسے پہلے بھی صوبوں میں حکومت سازی میں بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے خیبر پختون میں اکثریتی پارٹی کو حکومت بنانے دی اور بلوچستان میں ایک معاہدے کے تحت وزیر اعلیٰ بلوچ اور گورنر پختون بنے جس سے ایک اچھا تاثر قائم ہوا۔ اسی طرح

بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعتراضات کرنے والوں کے جائز مطالبات پر غور و فکر
کرکے اسے دور کرنا چاہیے۔ ویسے دو مارچ کو ایکسپریس ٹریبیون میں چین کے ایک ذمہ
دار کا مضمون چھپا تھا جس میں اس کا کہا کہ ایک ہی روٹ ہے جو پاکستان اور چین کے
درمیان طے ہوا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا روٹ نہیں۔ اگر یہی بات ہے تو ہم
اعتراض کرنے والے لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم کی طرح خا مخواہ
۔اقتصادی راہداری کو متنازہ نہ بنائیں اور پاکستان کی ترقی میں اپنا اپنا ہاتھ بٹائیں

سو سے زیادہ جمہوریتوں کو سزائے موت

۱۶ مئی کو جمہوری طور پر منتخب سابق صدر مرسی اور سو سے زیادہ جمہوری قائدین کو فرعونی صفت پر عمل کرتے ہوئے مصری یرغمال عدالت نے موت کی سزا سنا دی ہے۔ صابق صدر مرسی کا قصور یہ ہے کہ اس نے صدر منتخب ہونے کے بعد غزہ میں محصور فلسطینیوں پر بند کیا گیا رفح کا پھاٹک کھولا تھا۔ڈکٹیٹر سیسی نے اقتدار میں آ کر یہ رستہ پھر بند کر دیا ہے۔ڈاکٹر مرسی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ اس نے ۱۹۸۲ء میں انجینئرنگ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ مصر کی فرعونی عدالت کا فیصلہ انسانی جمہوری دور کی منفرد سزا ہے۔ سزا یافتہ تمام لوگ جمہوریت پر یقین رکھنے والے جمہوریت پسند لوگ ہیں ۶۰ سال کی ڈکٹیٹر شپ کو جمہوریت میں بدلنے والوں کو سزا دلوانے والے ڈکٹیٹر مغربی امریکی پٹھو حکمران سیسی ہیں۔ سزا یافتہ جمہوریت پسند وں اور مصر کی عوام نے سابق صدر مرسی کو جمہوری طور پر مصر کا صدر منتخب کیا تھا۔اس طرح ہمارے نکتہ نظر کے مطابق سو سے زیادہ جمہوریت پسند قائدین کو نہیں یہ تو سو سے زیادہ جمہورتوں کو موت کی سزا دی گئی ہے۔ اس موقعہ پر ہمیں ایک زندہ ضمیر انسان ،امریکی دانش ور کا بیان یاد آ رہا ہے جو اس نے مظلومہ امت ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امریکی عدالت کے فیصلہ ۸۶ سالہ قید کے وقت دیا تھا۔ عدالت کے یہودی جج نے غیر منصفانہ اور امریکی

تاریخ کا منفرد فیصلہ دیا تھا تو امریکی دانشور نے کہا تھا یہ سزا ڈکٹر عافیہ صدیقی کو نہیں دی گئی بلکہ یہ سزا اسلام کو دی گئی ہے۔ مصری فرعونی عدالت نے بھی مرسی اور اس کے ساتھیوں کو نہیں اسلام کو سزا دی ہے۔نہ جانے ان لوگوں کی سوچ مفلوج ہو گئی ہے یا اس پر تالے پڑھ گئے ہیں کہ نامناسب سزاؤں سے نظریاتی تحریکیں کبھی رکھی ہیں۔اس سے قبل بھی مصر کی عدالتوں نے کئی اخوان لیڈروں کو موت کی سزا سنائیں تھیں مگر اخوان المسلمین ۹۰ سال سے قائم اور ان شااللہ قائم رہے گی۔اگر اخوان المسلمون کی شہادتوں، پھانسیوں، قربانیوں، صعوبتوں اور قید بند کا ذکر کیا جائے تو کچھ اسطرح ہے کہ اخوان المسلمون نظریاتی تنظیم ۱۹۲۸ء میں قائم کی گئی تھی۔ بیس سال تک اس کے قائد نے مصر اور عرب کے لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلایا۔لوگ اس تنظیم کی طرف جوق در جوق راغب ہونا شروع ہوئے۔۱۹۴۸ء میں غاصب یہود نے ارضِ فلسطین پر سازش سے قبضہ کیا۔اس وقت مرشد عام نے اپنے دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ عرض مقدس کو یہودیوں کے قبضے سے چھڑانے کے لیے جہاد شروع کیا۔اسی وجہ سے یہود نے اخوان المسلمون کو دنیا میں اپنا دشمن نمبر ون تصور کر لیا۔اخوان المسلمون کے بانی جناب حسن البنّا کو ۱۲ مئی ۱۹۴۹ء میں یہود کے کہنے پر مصری استعماری حکمرانوں نے شہید کر دیا تھا۔اس کے بعد اس تنظیم کی قیادت قاضی حسن الہضیبی کے ہاتھ آئی۔آپ کو بھی ۱۹۵۱ء میں قید کر دیا گیا۔کچھ دن کے لیے رہائی ملی۔ ۱۹۵۴ء میں پھر گرفتار کر لیا گیا۔اس کے ساتھ ان کے سینکڑوں

کارکنوں کو بھی گرفتار کیا گیا تھا۔اسی سال ان کو موت کی سزا سنا دی گئی۔بعد میں موت کی سزا کو عمر قید کی سزا میں تبدیل کر دیا گیا۔۱۹۶۱ء میں رہا ہوئے۔ تیسری بار ۱۹۶۵ء میں پھر گرفتار کر لیا گیااور تین سال کی سزا سنائی گئی۔مسلسل قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے پیرانہ سالی کی وجہ سے ۱۹۷۳ء وفات پائی۔اخوان المسلمون کی اسلامی غلبہ کی تنظیم میں ایک مجاہد لیڈر سید قطب ۱۹۵۰ء میں شریک ہوئے۔دوسرے قائدین کے ساتھ ۱۹۵۴ء میں گرفتار کر لیے گئے۔ان کو ۱۵ سال کی قید سنائی گئی۔۱۹۶۶ء میں پھر گرفتار کر لیے گئے اور بلا آخر اسی سال ان کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ان سے مصر کی حکومت اتنی خائف تھی کی جنازے کے وقت کرفیو لگا دیا گیا تھا لوگوں کو اس عظیم لیڈر کے جنازے میں شریک ہونے سے روکا گیا۔ایک مسلمان حکومت کے لیے کتنے شرم کا مقام ہے کہ ایک شہری کا جنازہ گھر کی عورتوں نے اُٹھایا اور دفن کیا۔اس کے بعد اخوان المسلمون کے متعدد مرشد عام منتخب ہوتے رہے ان میں سے سب نے کم و بیش ۲۵ سال سے زیادہ قید و بند کی سزائیں کاٹیں۔ان میں عمر تلمسانی، محمد حامد ابو ۲۰ النصر، مصطفیٰ مشہور، محمد مہدی عکف اور آخر میں ڈاکٹر محمد بدیع اخوان المسلمون کے مرشد عام منتخب ہوئے۔ مرشد عام ڈاکٹر محمد بدیع کو بھی ۱۰۴ سال کی سزا کے ساتھ موت کی بھی سزا سنائی گئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اخوان کے ۱۲۸ قائدین کو بھی موت کی سزا سنائی گئی ہے۔اس میں عالم اسلام کے نامور اور ممتاز عالم دین شیخ یوسف القرضاوی بھی شامل ہیں جو آج

کل قطر میں مقیم ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ مصر کا عدالتی نظام کیسا ہے کیا اس میں فرعون کی روح در آئی ہے کہ ۷۰ سال سے اخوان المسلمون کے لوگوں کو سزاؤں پر سزائیں دے رہے ہیں اور ان کو ذرا بھی آخرت کا خیال نہیں آتا کہ ایک دن اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آزاد اور جمہوری دنیا بھی ان کے ہاتھ روک نہیں رہی ہے۔ ڈکٹیٹر سیسی مصر کے منتخب صدر مرسی اور اتنی تعداد میں اخوان کے کارکنوں کو سزا سنا کر اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ اخوان المسلمون جیسی استقامت سے بھری جماعت کو اس کے راستے اور مقصد سے ہٹا سکتے ہیں۔ان کو غلط فہمی ہے کہ اخوان کے مرشد عام اور اس کے منتخب صدر کو راستے سے ہٹا کر کیا وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں گے؟ ہر گز نہیں ! نظریاتی تحریکوں اور خاص کر اخوان المسلمون کو اس طرح کے حربوں سے کیا اسلام کے راستے سے نہیں روک سکتے ہیں؟ یہ تنظیم عالم اسلام کی سب سے بڑی دعوتی جماعت ہے یہ ۹۰ سال سے مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔ اس کے شاخیں پورے عرب کے اندر موجود ہیں پوری اسلامی دنیا میں اس کے سپورٹرز موجود ہیں ۔ اس نے ہمیشہ عالم اسلام کے مفادات کی حمایت کی ہے۔اخوان المسلمون ہی اسلامی ملکوں کی حقیقی خیر خواہ اور دوست ہے۔ سیکولر اور دوسری غیر اسلامی جماعتیں اپنے اپنے مفادات رکھتی ہیں اور اکثر جماعتیں غیر ملکی آقاؤں کے ایجنڈوں پر کام کرتی ہیں۔ کیا اس سے قبل مصر کے بادشاہ اور امریکی پٹھو ڈکٹیٹرز حکمران جنہوں نے مصر پر ۶۰ سال تک جبر سے حکومت کی ہے اخوان

کو اسلام کے راستے سے ہٹا سکیں ہیں؟ نہیں ہر گز نہیں ! اس میں شاہ فاروق، جمال عبدالناصر، انور سادات، اور حسنی مبارک جیسے ظالم حکمران شامل ہیں۔ ڈکٹیٹر سیسی نے جمہوری طور پر منتخب سابق صدر مرسی اور ان کے ۱۲۸ جمہوریت پسند لوگوں کو تاریخ کے انوکھے اور فرعونی عدالتی فیصلہ کروا کر سو سے زیادہ جمہوریتوں کو سزائے موت سنا کر اصل میں جمہوریت کو موت کی سزا دلوائی ہے جو جمہوری اور آزاد دنیا کو ہر حالت میں نا منظور ہے۔ ہم جمہوریت پسند حضرات سے درخواست کرتے کہ مندرجہ ذیل پوسٹل پتہ اور ای میل پر مصر سفارت خانے کو خط لکھ کر اس فرعونی سزا کو ختم کرنے کا کہیں۔

h.e.ambassador of egypt embassy of egypt plot no 38.51un boulevard diplomatic enclave ramna 5/4 islamabad. email:pakegyptembassy@gmail.com

سیاست دان اب کالا باغ ڈیم پر بھی قومی اتفاق پیدا کریں!

ہم نے اپنے دو دن پہلے کے کالم ''اقتصادی راہداری کو متنازہ نہ بنائیں''میں نواز شریف صاحب سے درخواست کی تھی کہ ملک کا حکمران ہونے کے ناتے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مسئلے کو حل کریں۔جیسے خیبر پختون خواہ اور بلوچستان میں صوبائی حکومتیں بنانے میں بڑے پن کا مظاہرہ کیا تھا۔ایسا ہی ہوا نواز شریف صاحب نے اقتصادی راہداری کو متفقہ بنانے کے لیے دوسری اے پی سی بلا کر تمام صوبوں کو مطمن کیا۔نواز شریف صاحب نے کہا کہ اقتصادی راہداری روٹ میں تمام علاقے شامل ہونگے ، کوئی چیز چھپائی نہیں جائے گی، منصوبے پر متحد ہو کر آگے بڑھنا چاہیے۔آئندہ سال کے بجٹ میں رقم مختص کرکے کام کا آغاز کر دیا جائے گا۔ورکنگ گروپ تشکیل ، منصوبے کے بروقت تکمیل کے لیے ایک کمیٹی بھی بنائی جائے گی۔قومی امور پر سب کا ایک ہونا اچھی روایت ہے۔چین کی دوستی سب کے لیے ہے۔چین کو پیغام دینا ہے کہ اقتصادی راہداری پر پوری قوم متفق ہے۔

اقتصادری راہداری تاریخ کا مثالی منصوبہ ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ دنیا کے ایک بڑے اقتصادی پروگرام جس سے پاکستان کے تمام صوبوں کو فائدہ ہو گا حکومت کی طرف سے بلائی گئی دوسری اے پی سی میں اتفاق رائے پیدا ہو گیا ہے۔بے شک اس

کا کریڈٹ نواز شریف صاحب کو ملنا چاہیے۔ پتہ چلا ہے کہ مغربی روٹ حسن ابدال، میانوالی، ڈیرہ اسماعیل خان، ژوب سے گوادر کے روٹ کا انتخاب کر لیا گیا اور اسے پہلے مکمل کیا جائے گا۔ یہ روٹ چین کو بھی سوٹ کرتا ہے یہ راستہ خنجراب سے گوادر تک قریب ترین راستہ ہے اس سے چین کو گوادر تک اپنا مال پہنچانے میں کم تر خرچہ اور کم تر وقت صرف کرنا پڑے گا۔ دو راستے دوسرے بھی زیر بحث آئے تھے۔ سنٹرل اور ایسٹرن جس پر عمل کرنے سے پاکستان کے پہلے سے موجود انڈسٹریل زون میں مزید ترقی کے راستے کھولیں گے اور پاکستان ترقی کرے گا۔ ۳۴ ارب ڈالر کی سرمایاکاری توانائی کے شعبے میں کی جارہی ہے۔ توانائی کے سب سے زیادہ منصوبے سندھ میں لگائے جائیں گے۔ صاحبو! پاکستان تین بڑے مسائل میں پھنسا ہوا ہے۔ پہلا مسئلہ لا اینڈ آڈر کا ہے جو ملک میں جاری دہشت گردی کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے ملک میں باہر سے سرمایا نہیں آ رہا بلکہ خوف کی وجہ سے سرمایا باہر منتقل ہو گیا ہے۔ اخبارت میں خبریں لگی ہیں کہ سال کے پہلے حصے میں پاکستان کے لوگوں نے ۴۰۰ ارب روپے دبئی کی پراپرٹی مارکیٹ میں لگایا ہے۔ دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے ضرب عضب عوام اور فوج کی مدد سے جاری ہے۔ کراچی جو ملک کو ۷۰ فی صدے ریوینیو دیتا ہے اس میں فوج کی مدد سے ٹارگٹڈ آپریشن جاری ہے جس کے اچھے نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ دوسرا مسئلہ مہنگائی کا ہے جس کی وجہ انرجی کرائسس ہیں ملک میں پہلے سے قائم انڈسٹریل زونز انرجی کی وجہ سے بند پڑے ہیں اور اسی وجہ سے نئی انڈسٹری نہیں لگ رہی

جس کی وجہ سے مہنگائی اپنے عروج پر ہے۔ اقتصادی راہداری سے ملک میں نئے اقتصادی زونز قائم ہونگے جس سے پاکستانیوں کو روزگار ملے گا اس سے مہنگائی ختم ہو گی۔۔ اور تیسرا مسئلہ ملک میں سیاسی اتفاق رائے کا ہے۔ گزشتہ دہائیوں میں سیاست دان آپس میں لڑتے رہے ہیں۔ جو کچھ نہ کھ حل کر لیا گیا۔ ہمارے پختون بھائیوں کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی اور ان کے صوبے کا نام خیبر پختونخواہ صوبہ رکھا گیا۔ اتفاق رائے سے ۱۸ ویں ترمیم منظور ہوئی اور اختیارات مرکز سے صوبوں کو منتقل ہوئے۔ جمہوری طریقے سے سیاسی اقتدار منتقل ہوا۔ ضرب عضب پر سب قوم متفق ہوئی۔ ملک میں جاری دہشت گردی کے خاتمے کے لیے قوم متفق ہوئی اس کے نتیجے میں پارلیمنٹ نے ۲۱ ترمیم اتفاقِ رائے سے پاس کی۔ سستی بجلی کے حصول کے لیے ،اب ملک کا سب سے بڑا اور پرانا مسئلہ کالا باغ ڈیم کا بننا ہے۔ اسے بھی اب اتفاق رائے سے حل ہونا چاہیے۔ اس مسئلے پر اس سے قبل جو کچھ ہوا اسے ایک طرف رکھ کر اس پر بھی اس وقت قوم میں اتفاق رائے قائم ہونا چاہیے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ملک میں سستی ترین بجلی پیدا کرنے کے منصوبے پر پاکستانی قوم میں اتفاق نہیں جس پر دنیا حیران ہے کہ پاکستانی قوم اسے کیوں حل نہیں کر رہی۔ دنیا میں پانی کے مسائل حل کرنے کے لیے حکومتیں اپنے اپنے ملکوں میں ڈیم بناتیں ہے۔ ہمارے پروسی ملک بھارت میں لاتعداد ڈیم بن چکے ہیں اور مزید بن رہے ہیں۔ ہم نے جب سے پاکستان بنا ہے منگلا اور تربیلہ ڈیم کے بعد ایک بھی بڑا ڈیم نہیں بنایا جس کی وجہ سے ملک

ترقی نہ کر سکا۔ بجلی کے شارٹ فال کی وجہ سے ملک کی انڈسٹری بند پڑی ہے۔ لوڈشیڈنگ نے عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ ہماری ایکسپورٹ رکی ہوئی ہے۔ باہر سے سرمایا نہیں آ رہا بلکہ سرمایا باہر منتقل ہو رہا ہے۔ یہ قوم کے لیے اور خاص کر ہمارے سیاست دانوں کے لیے شرم کی بات ہے کہ ہم بجلی کے سستے اور عظیم منصوبے کی تکمیل نہ کر سکے۔ اب جب پاکستانی قوم اتفاق رائے کی طرف بڑھ رہی ہے تو سیاست دانوں کو اس مسئلے کو بھی حل کرنا چاہیے۔ اس معاملے میں سیاست دانوں نے قوم کو مایوس کیا ہے۔ اب قوم کی مایوسی کو دور ہونا کا وقت آ گیا ہے۔ ملک میں آوازیں اُٹھنے لگی ہیں کہ ایک مارشل لا کالا باغ ڈیم کے لیے بھی لگنا چاہیے۔ سوچنے والے لوگ اپنی بصیرت سے سوچ کر بروقت سیاست دانوں کو آگاہ کر رہے ہیں کہ کہیں وقت ہاتھ سے نکل نہ جائے اور آپ پچتاتے رہیں کہ یہ کیا ہوا۔ یہ ایسے ہی ہو گا جیسے کچھ مدت پہلے ہو چکا ہے۔ جیسے ۲۱ ترمیم سیاست دانوں کو بادلِ ناخستہ ہضم کرنی پڑی اسی کالا باغ ڈیم پر بھی مقتدر حلقوں کوئی ترمیم آ سکتی ہے جسے سیاست دان نہیں روک سکیں گے۔ یہ پوری قوم کی خواہش ہے کہ اب فوراً کالا باغ ڈیم پر کام شروع ہونا چاہیے۔ اللہ ہمارے ملک کو اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے بچائے آمین۔

شب برات

راتیں تو سب اللہ کی ہیں اور اللہ ہی نے بنائیں ہیں لیکن شب برات، شب قدر، شب معراج اور شب عید یہ خاص راتیں ہیں جس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جس طرح عاشورہ کے دنوں کی عام دنوں پر فضیلت ہے اسی طرح ان راتوں کی بھی عام راتوں پر فضیلت ہے۔ جس طرح قرآن شریف کو دوسری قرآنی کتابوں پر فضیلت دی گئی ہے اسی طرح ان راتوں کی عام راتوں پر فضیلت ہے۔ اصل میں یہ راتیں اللہ کی طرف سے ایک قسم کا خاص انعام ہیں۔ ان راتوں میں عام راتوں سے زیادہ عبادت کرنے کا کہا گیا ہے یعنی کسی نہ کسی طرح اللہ سے لو لگانے کی بات کی گئی ہے۔ قرآن شریف میں فرمایا گیا کہ اللہ نے انسانوں اور جنوں کو صرف اور صرف عبادت کے لیے پیدا کیا۔ کہ بندہ اپنے رب کا ہو جائے۔ اللہ سے زیادہ سے زیادہ رجوع کرے تاکہ اللہ بندے سے خوش ہو جائے۔ اللہ بندے سے راضی ہو جائے اور جب اللہ بندے سے راضی ہو جاتا ہے تو اسے اپنی جنت سے نوازتا ہے جو انسان کی اصل منزل ہے۔ کیا کہنا اس بندے کا جسے اپنی آخری منزل یعنی جنت نصیب ہو جائے۔ مثلاً شب برات جو پندرہ شعبان کو ہے اس میں لوگوں کی قسمتوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے مانگنے والوں سے کہا گیا ہے کہ اس رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت کرکے اللہ سے مانگوں جو کچھ بھی جائز دعا کروگے قبول ہو گی۔ شب قدر کی رات کے لیے کہا گیا ہے کہ اس کو

رمضان کے آخری عشرے کی تاق راتوں میں تلاش کرو یعنی ۲۷، ۲۵، ۲۳ اور ۲۹ رمضان کو اور اللہ سے دعائیں کرو تماری جائز دعائیں قبول ہو نگی۔ اسی رات قرآن شریف اُترا ہے یہ شب بڑی شان والی ہے۔ اسی طرح شب معراج ہے جب ایک رات میں رسولؐ اللہ مکہ سے بیت المقدص لے جائے گئے اور اسی رات واپس بھی آ گئے۔ جب مکہ کے اندر اللہ کے رسولؐ نے اس بات کا اعلان کیا تو مکہ کے کافروں نے اس پر یقین نہیں کیا۔ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ سے کہاکہ تمارا دوست کہ رہا ہے کہ وہ ایک رات میں مکہ سے بیت المقدس کیا ہے اور واپس بھی آ گیا، کیا یہ ممکن ہے؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا ٹھیک ہے نا وہ اللہ کا رسولؐ ہے اللہ چاہئے تو اسے اپنی سلطنت میں جہاں بھی لے جائے اس میں شک اور ناممکن کی کیا بات ہے۔ شب عید یہ مسلمانوں کے لیے خوشیوں کی رات ہوتی ہے دوسرے دن مسلمان عید مناتے ہیں اللہ کے حضور عیدگاؤں میں جا کر اللہ کے سامنے دو رکعت نماز عید ادا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر ایک دوسرے سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگتے ہیں۔ رشتہ داروں کے گھروں میں جاتے ہے ایک دوسرے کو تحفے دیتے ہیں اس سے مہر محبت بڑتی ہے۔

صاحبو! اللہ نے اپنی مخلوق انسانوں میں سے مسلمانوں کو ایک خاص اہمیت دے رکھی ہے وہ اہمیت کیا ہے۔ وہ اہمیت اللہ کی جنت ہے جو مسلمان کی آخری منزل ہے۔ اللہ کی جنت کیسے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کی عبادت کرنے سے ہوتی ہے۔ اس لیے مسلمانوں

کو دن میں حلال روزی کمانے اللہ کے راستے میں جد و جہد کرنے اور راتیں اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگنے سے گزارنی چاہیے ہیں۔ کافروں کی طرح راتوں کو فسق و فجور، ناچ گانوں، شراب و کباب اور عیش عشرت میں نہیں گزارنی چاہیں ہیں۔ فسق و فجور کرنے والوں اللہ کے نافرمانوں کے لیے اللہ نے دوزخ تیار کی ہوئی ہے جس میں وہ ساری عمر رہیں گے وہ چاہیں گے بھی تو دوزخ سے باہر نہ نکل سکیں گے۔ آج ہم شب برات کی بات کر رہے جو ماہ شعبان کی پندرویں رات ہے۔ اس رات میں اللہ اپنے بندوں کے بے شمار گناہ معاف فرماتا ہے اس رات اللہ اپنی مخلوق میں رزق تقسیم کرتا ہے۔ سال بھر ہونے والے واقعات و حادثات کو لکھ دیتا ہے۔ حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا شعبان کی پندرویں شب کو قیام کیا کرو۔ یعنی اللہ کی عبادت کیا کرو، نفل نماز ادا کیا کرو دن کو روزہ رکھا کرو۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب میں نے رسولؐ اللہ کو نہ پایا۔ میں تلاش میں نکلی تو آپ بقیع قبرستان جو مسجد نبوی کے قریب ہے میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ میرے پاس جبرائیلؑ تشریف لائے تھے اور کہا کی آج نصف شب شعبان کی رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات دے گا جتنے قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔ قبائل عرب میں اس قبیلے کی بکریاں سب سے زیادہ تھیں اس لیے اس کی مثال دی گئی۔ مگر چند بدنصیب افراد کی طرف اس رات بھی اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت نہیں ہو گی۔ یہ کینہ پرور، قطع رحمی اور شراب نوشی اور تصویریں بنانے والے ہیں۔ یعنی

جانداروں کی تصویریں بنانے والوں کا ذکر ہیں۔ اسلام میں بے جانوں کی تصویریں بنانا منع نہیں۔ ویسے تو شعبان کے تمام راتوں میں اللہ کی رحمت ہی تو رحمت ہے مگر اس ماہ مبارک کی پندرویں شب برات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس شب میں اللہ کی عبادت کرنا افضل ہے۔ اللہ ہمیں معاف فرمائے۔ ہماری عبادتوں کو قبول فرمائے۔ ہمارے ملکِ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین

روہنگیا کے مظلوم مسلمان!!!

مسلمانوں کے ازلی دشمن شیطان کے چیلے مسلمانوں پر شروع دن سے ظلم کرتے رہے ہیں مگر اب اس کی انتہا ہو گئی ہے۔ مسلمان کا خون اتنا ارزاں ہو گیا ہے کہ انسانیت چیخ اُٹھی ہے۔برما مسلمانوں کی پرانی قتل گاہ ہے۔برما میں مسلمانوں پر کیا گزر رہی ہے وہ تو وہی بہتر اور زیادہ جانتے ہیں۔ہمارے پاس تو جو میڈیا سے جو کچھ معلومات آئی ہیں اس کے مطابق بدھ مذہب کے لوگ انہیں کلہاڑیوں اور ہتوڑوں سے مار رہے ہیں۔ وہ اپنی جانیں بچانے کے یے کھلے سمندر میں کشتیوں میں سوار ہو کر روہنگیا سے اپنی جانیں بچانے کے لیے بھوکے پیاسے کھلے سمندر میں تیر رہے ہیں انسانیت خاموش ہے۔پڑوسی مسلمان ملک انڈونیشیا، ملائیشا اور بنگلہ دیش جن کی سمندری سرحدوں تک بچ بچا کر پہنچے ہیں مگر وہ انہیں پناہ نہیں دے رہے۔ کوئی بھی انسانیت کا مظاہرہ نہیں کر رہا۔بڑی تعداد میں انڈونیشیا، ملائشیا اور بنگلہ دیش اور دوسرے ملکوں کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے تو یہ ظلم کوئی نیا نہیں ہے بہت پہلے سے جاری ہے۔ بدھسٹ تاریخی طور پر مسلمانوں کے شدید مخالف رہے ہیں۔ایک کالم نگار کے مطابق جب مسلمان مغل شہزادہ شجاع اورنگزیب سے شکست کھا کر فرار ہوا تھا اس وقت بھی برما میں اس کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی سندا تھودام بادشاہ نے شجاع کی مدد کرنے کی

بجائے اس کی بیٹی سے زیادتی کی جس کے بعد اس نے خودکشی کر لی مغل شہزادوں اور برمی مسلمانوں نے بدلہ لینے کی کوشش کی لیکن قتل کر دیے گئے اور ہر داڑھی والے شخص کو موت کی نیند سلا دیا گیا تھا۔ شجاع پرتگالی قزاقوں کی مدد سے رنگون فرار ہوا تھا۔اس کے بعد جب 1782ء میں بودوداپیا بادشاہ بنا تو اس نے برما کے تمام مسلمان علماء کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور انہیں سور کھانے کے لیے کہا۔انہوں نے انکار کیا تو سب کو قتل کر دیا گیا۔برما کے مسلمان آج بھی اس واقعہ کو سناتے رہتے ہیں۔پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریز حکومت کے وائٹ پیپر کے مطابق ایک بہت بڑے قتل عام کا ذکر ملتا ہے جس کے گواہ ایک انگریز جج موریس کولس کی چشم دید شہادت موجود ہے۔پھر 1938ء میں ایک بار مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔برما کے بدھ برطانوی فوج سے لڑتے تھے تو مسلمان قیدیوں کو برطانوی فوج کی گولیوں کے سامنے ریت کی بوریوں کی طرح باندھ کر کھڑا کرتے تھے۔آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو بھی انگریزوں نے مسلم دشمنی کی وجہ سے دہلی بدر کر کے مسلمانوں کی قتل گاہ برما کے شہر رنگون میں قید کیا تھا۔برما کی آزادی کے بعد 16 مارچ 1997ء کو امن کے پجاری بدھ بھکشو مسلمان آبادیوں میں داخل ہوئے مسجدوں پر حملہ کیا، قرآن پاک اور مذہبی کتابوں کو آگ لگائی ۔دکانوں کو لوٹا، گھروں کو مسمار کیا اس کے بعد 2001ء تانگو میں قتل عام ہوا مسلمانوں کے قتل عام کے علاوہ ریلوے اسٹیشن تانگو کی مسجد کو بھی بلڈوزر سے شہید کر دیا گیا۔ے کروڑ پچاس لاکھ

والے.برما میں صرف آٹھ لاکھ مسلمان ہیں 1962 ء میں فوج نے اقتدار پر قبضہ کیا اس کے بعد سے.برمی مسلمان فوج کے ظلم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔.برما کے صوبے اراکان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے جن کو موبائل فون تک استعمال کرنے پر فوجی حکومت کی جانب سے پابندی ہے۔ رنگوں میں 11 مسلمانوں کو بس سے اتار کر.برمی فوج نے اور بدھ مت کے پیروکاروں نے شہید کیا۔ مسلم اکثریت والے صوبہ اراکان میں احتجاجی تحریک شروع ہوئی مگر اس تحریک کو پہلے ہی مظاہرے میں.برمی فوج نے بے دریغ فائرنگ کرکے ہزاروں مسلم مظاہرین کو شہید اور زخمی کیا صوبہ اراکان کی سرحد بنگلہ دیش سے ملتی ہے جب مسلمانوں نے پناہ کے لیے وہاں کا رخ کیا تو بنگلہ دیش کی بھارت نواز اور مسلم دشمن حکومت نے.برمی مسلمانوں کو پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ ہزارں مسلمان اب تک شہید کیے جا چکے ہیں۔500 بستیاں جلا کر خاک کر دی گئیں ہیں ہزاروں نوجوان تاحال لاپتہ ہیں عالمی میڈیا مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم پر خاموش ہے اقوام متحدہ اور اوآئی سی بھی خاموش ہے۔ پاکستانی میڈیا بھی جو فلمی دنیا کی خبریں.بڑا چڑھا کر پیش کرتا ہے اس نے بھی ہزاروں مسلمانوں کی شہادت پر چپ کا تالا لگا رکھا ہے۔.برما کے مسلمانوں کے قتل عام کے فوٹو جو انٹرنٹ پر جاری کئے گئے ہیں جو ہمیں جماعت اسلامی کے کارکن نے ای میل کیے تھے جو ہم نے اپنے گذشتہ کالم میں پیش کیے تھے اس کے مطابق ایک تصویر میں لاشوں کے ڈھیر سڑکوں پر پڑے ہیں کچھ لوگ منہ پر کپڑا لگائے ان لاشوں کا معائنہ کر رہے ہیں۔ ایک

تصویر میں لاشوں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور لاشیں لین میں الٹی پڑی ہیں فوجی گنیں تانے کھڑے ہیں۔ ایک اور تصویر میں سمندر کے کنارے لاشوں کے ڈھیر پڑے ہیں تصویر کے نیچے لکھا ہے ایک دن میں 1000 مسلمانوں کو بدھ بھکشوں نے قتل کیا ہے۔اس تصویر کے نیچے دوسری تصویر میں چہرے مسخ شدہ تصویر ہے۔ایک تصویر میں سمندر کے کنارے لاشیں ایسے پڑی ہوئی ہیں جسے مچھلیوں کو شکار کے بعد ایک لین میں سجایا گیا ہے۔ایک کے اوپر تصویر میں کشتی پر سوار ایک خاندان کا سربراہ ہاتھ جوڑ کو فریاد کر رہا ہے۔ایک تصویر میں سمندر کے کنارے اپنے پیاروں کی لاشوں پر کھڑے لوگ پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہیں۔ایک تصویر میں معصوم بچوں کی لاشوں پر ان کے ماں ، باپ اور بھائی کھڑے ہیں۔ایک تصویر میں میں ناریل کے درخت نظر آ رہے ہیں بستی سے آگ اور دھویں کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ایک تصویر میں لاشوں کے اوپر چھت سے ایک لاش گرتی دکھائی گئی ہے۔ایک تصویر میں لاتعداد لاشیں جلی ہوئی پڑی ہیں اور ریڈ کراس کے نشان والے لباس میں تین افراد ان کے اندر سے گزر رہے ہیں۔ سمندر کے کنارے ایک تصویر میں کچھ لوگ لاشوں کو دیکھ رہے ہیں۔ایک تصویر میں ایک نوجوان کی لاش سڑک پر پڑی ہے فوجی انگلی کا اشارہ کرکے جائے حادثہ دیکھ رہے ہیں۔ایک تصویر میں سڑک پر سیکڑوں کی تعداد میں جلی ہوئی لاشیں پڑی ہیں سامنے بلڈنگ نظر آ رہی ہے کچھ لوگ دور کھڑے ہوئے ہیں۔اس کے اوپر ایک تصویر میں لاشیں لکڑیوں پر پڑی ہیں نیچے آگ لگی ہوئی ہے۔ایک تصویر میں ایک

شخص ایک بچے کی کفن میں لاش کو اُٹھائے ہوئے چوم رہا ہے تصویر کے نیچے لکھا ہے.برما کے مسلمانوں کو بچا نہیں سکتے مگر دنیا کو ان کا دکھ تو دکھا سکتے ہیں۔ایک تصویر میں دو لاشیں سڑک پر پڑی ہیں سامنے سائیکل کھڑی ہے۔ایک تصویر میں 9ایم ایم پسٹل ایک بھگشو کے ہاتھ میں ہے منہ پر کپڑا لگائے ہوئے ہیں اس تصویر کے پیچھے دھواں ہے لگتا ہے مکان جل رہے ہیں یہ ہنسا کے پجاریوں کی دہشت گردی دنیا کو شاید نظر نہیں آتی ؟۔ایک تصویر میں ایک شخص ایک بچے کے لاش پر پریشان بیٹھا ہے نیچے تصویر میں خواتین کی لاشوں کی تصویر ہے اس پر لکھا ہے یہ بے گوروکفن لاشیں.برما کے مسلمانوں کی ہیں جنہیں عالمی میڈیا اسلام دشمنی میں چُھپا رہا ہے۔دو تصاویر میں بچے اور عورتیں رو رہی ہیں تصویر پر لکھا ہے.برما کے یہ مسلمان بچے جنکے والدین شہید ہو گئے ہیں کیا آپ انہیں بچانے میں اپنا کردار ادا کریں گے ؟ جی ہاں ! آپ کا دنیا سے زیادہ سے زیادہ کرنا بھی انہیں بچانے میں مددگار بن سکتا ہے نیچے تصویر پر لکھا ہے میں.برما کی share مسلمان بہن ہوں میرے گھر کے سات لوگوں کو بدھ دہشگردوں نے شہید کر دیا ہے خدارا.برما کے مسلمانوں کے ساتھ ہوا یہ ظلم دنیا کے سامنے لائیں اور میرے آنسو پونچھنے کا سامان کریں۔ایک تصویر میں تینوں طرف لاشوں کو دکھایا گیا ہے اور فریاد کی گئی ہے کہاں ہیں انسانی حقوق کی باتیں کرنے والی تنظیمیں ؟جو پاکستان میں صرف ایک قادیانی (غیر مسلم) کے مرنے پر پورے ملک میں جلسے جلوس کر رہی تھیں ؟کہاں ہے یونائیٹڈ نیشن ؟ جو

خود کے کتوں تک کے مرنے پر عراق اور افغانوں پر حملہ کر دیتے ہیں؟کیا مسلمانوں کے خون کی کوئی قیمت نہیں؟ایک تصویر میں ایک نوجوان کی لاش پڑی ہے جس کے نیچے لکھا ہے کہ '' بدھ دشتگرد تنظیم جنتا سکورٹی'' کا شکار ایک معصوم مسلمان نوجوان۔اس کے نیچے تصویر میں عورتیں پریشانی کے حالت میں رو رہی ہیں قرآن کی (سورۃ النساء ۷۵) کے الفاظ تحریر ہیں'' آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اُن بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ نکلو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ اے خدا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی مددگار پیدا کر دے''ایک تصویر میں روہنگیا کے جلے ہوئے گھروں کے پاس سے لوگ بھاگ رہے ہیں۔ایک تصویر میں ایک برمی مسلمان کی لاش پانی میں تیر رہی ہے نیچے لکھا ہے برما میں مسلمانوں کا کھلا قتل عام پر بے حس پاکستانی میڈیا خاموش ایک ہفتے میں 20000 شہادتیں... کیا امریکہ کو یہ دہشتگردی نظر نہیں آئی؟۔ایک تصویر میں برما بدھ اکثریت کے مظالم کے باعث بنگلہ دیش ہجرت کرکے آنے والا مسلمان خاندان بنگلہ دیشی بحریہ کے افسر سے ہاتھ جوڑ کر بے دخل نہ کرنے کی اپیل کر رہا ہے...ایک تصویر میں مسلمانوں کی لاتعداد لاشیں سڑک پر بے یارو مددگار پڑی نظر آ رہیں ہیں۔برما کے فوجی لاشوں پر کھڑے ہیں ساتھ ہی چھوٹی تصویر میں فوجی کسی گھر کی تلاشی کے لیے گھر میں داخل ہو رہے ہیں نیچے لکھا ہے۔برما میں مسلمانوں کا قتل عام روہنگیا مسلمانوں کے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف

ورزی ! ایک ہنساء کے پوجاری بدھ ملک برما میں مسلم اقلیت کے ساتھ ظلم سے اس کا اصلی چہرا دنیا کے سامنے آگیا ہے دہشتگردی کی انتہا ہو گئی ہے۔ عوام سے ہٹ کر برما کی فوجی جنتا اس دہشت گردی میں شامل ہو گئی ہے۔ دنیا اور اقوام متحدہ خاموش ہے۔ برما خاتون جب گھر میں بند تھیں تو انسانی حقوق کی aung san suu کی نوبل پرئز یافتہ چیمپئین بنی ہوئی تھیں اب جب آزاد ہیں تو ان کو اپنے ملک میں اقلیتوں کے ساتھ ظلم میں برما کی ملٹری کی شمولیت نظر نہیں آ رہی ۔افسوس کی بات ہے کہ وہ بھی مسلمانوں کو اقلیت ماننے کے لیے تیار نہیں۔ بدھ مذہب میں رواداری نہ ہونے کی وجہ سے 1920 سے مذہب کی بنیاد پر مسلم اقلیت کو قتل کیا جا رہا ہے۔ برما مسلمانوں کو اپنی اقلیت ماننے کے لیے تیار نہیں بلکہ غیر قانونی آبادکار تصور کرتی ہے جبکہ مسلمان آٹھویں صدی عیسوی سے برما میں آباد ہیں۔ اقوام متحدہ برما کی اقلیت کو مظلوم تو مانتی ہے مگر اس نے کبھی بھی ان کی مدد نہیں کی۔ جبکہ انڈنیشیا کے ایک عیسائی صوبے کو آزادی دلا دی، سوڈان کے عیسایوں کو آزادی دلا دی مگر مسلمانوں سے دوہرا سلوک روا رکھا ہوا ہے۔ برما کے ظلم کی وجہ سے مسلمان پڑوسی ملکوں تھائی لینڈ، انڈونیشیا اور بنگلہ دیش میں ہجرت کرتے رہے ہیں جہاں وہ تکالیف برداشت کر رہے ہیں 2009ء میں مسلمانوں سے بھری ہوئی 5 کشتیاں کو تھائی فوجیوں نے ڈبا دیا اور کچھ لوگ اس میں بچ کر انڈنیشیا کے ساحل تک پہنچے اور داستان سنائی۔ یہ ساری تفصیلات ہم نے پرانے کالم میں بیان کی تھیں جنہیں افادہ عام

لیے دوبارہ پیش کر رہا ہوں۔اب بھی اخبارات میں جو فوٹو لگے ہیں۔کشتیوں میں سوار کھلے آسمان کے نیچے سمندر میں روہنیگیا مسلمان پانی اور خوراک مانگ رہے ہیں۔ کئی لوگ بھوک کی وجہ سے مر گئے ہیں۔پڑوسی مسلمان ملک ان مظلوم مسلمانوں کی مدد نہیں کر رہے۔ہاں ایک ترکی ہے جس نے ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کی ہے۔پاکستان میں دینی جماعتوں جمعہ کے دن شدید احتجاج کیا ہے۔سراج الحق امیر جماعت اسلامی نے اقوام متحدہ کے دفتر جا کر یاداشت پیش کی۔ پہلے کی طرح اب بھی سرکاری سرپرستی میں قتل عام کیا جا رہا ہے۔ مسلم حکمران خاموش ہیں۔جانوروں کے حقوق کے لیے شور مچانے والے ادارے ۴ ملین انسانوں کی نسل کشی پر خاموش ہیں۔پورے ملک میں لوگ باہر نکل آئے ہیں۔ ہماری پاکستانی مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اس ظلم کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ این جی اوئز ،سیاسی دینی پارٹیوں کو احتجاج ریکارڈ کرانا چاہیے ان کے کارکنان برما کے سفارت خانے کے سامنے احتجاج ریکاڈ کرائیں۔ مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو برما کے سفارت کار کو ملک بدر کرے تاکہ دنیا کے سامنے اس ظلم کی داستان آشکار ہو۔جماعت اسلامی کراچی نے احتجاجی مارچ ۷ مارچ ۵ بجے نمائش چورنگی تا سی بریز کا اعلان کیا ہے۔ حکومت نے ملکی اور غیر ملکی سیاسی وسفارتی طور پر امداد کے لیے چودھری نثار، سرتاج عزیز اور طارق فاطمی پر مشتمل کمیٹی بنا دی ہے جو اچھا اقدام ہے۔ترکی اور انڈونیشیا نے سمندر میں پھنسے روہیگیا مسلمانوں کو بچانے کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ اللہ ہمارے روہنگیا

کے مسلمانوں کا مددگار ہو آمین۔

رمضان امتِ مسلمہ کے لیے سالانہ ایک ماہ کا تربیتی کورس!

معلم اعظم ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے بتائی ہوئی تعلیم انسانیت کو دی جسے وہ بھول چکی تھی۔ رسولؐ اللہ نے انسانیت کو اسلام کی نعمت سے مالا مال کیا اور حقیقی زندی یعنی آخرت کی زندگی کا شعور دیا۔آپ نے فرمایا یہ موجودہ زندگی وقتی ہے اصل زندگی دوسری ہے۔ یہ زندگی مہلت عمل ہے۔آخری زندگی اس زندگی میں نیک اعمال سے حاصل ہوگی۔ اس فلسفے سے انسان اس موجودہ زندگی کو خوشگوار بنا سکتا ہے۔ کاش اگر حضرتِ انسان معلم اعظمؐ کے اس فلسفے پر عمل کرے تو آپس میں ایک دوسرے کے حقوق نہ مارے، اس پر جنگ جدل نہ کرے اور اس دنیا کو عذاب میں تبدیل نہ کرے۔اسلام کیا ہے؟ اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر ہے۔ اس کو اسلام کے پانچ ستون کہا گیا ہے۔ توحید، نماز، زکوۃ، رمضان اور حج۔ ان پانچ ستونوں پر اسلام کی عمارت گھڑی ہے۔ان پانچ باتوں پر عمل کرکے خود بخود جو چیز اس سے برآمد ہوتی ہے اس کا نام ہے جہاد۔ جہاد کے معنی اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر انتہائی جد و جہد کرنے کو کہتے ہیں تاکہ اللہ کا نظام اللہ کے بندوں پر قائم ہو جائے تاکہ انسانیت پر اللہ زمین کے خزانے کھول دے اور آسمان سے بھی رزق نازل کرے اور لوگ خوش حال ہوں۔اوراللہ کی یہ بات بھی پوری ہو جائے کہ میں نے انسانوں کو ایک دوسرے سے درد دل کے لئے پیدا کیا ہے ورنہ

میری عبادت کے لیے میرے فرشتوں کی تعداد کم نہ تھی۔اللہ قرآن شریف میں فرماتا ہے میں نے زندگی یعنی حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ میں جانچ سکوں کے کون میرے راستے پر چلتا اور کون میرے راستے کا باغی ہے۔پھر آخرت میں انسان کی اسی کارکردگی پر فیصلہ ہو گا۔ کسی کو جنت ملے گی اور کوئی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔آج اسلام اور جہاد کے دشمنوں نے جہاد کے مقدس معنی بدل دیے ہیں۔ مسلمانوں کے اندر اپنے ایجنٹ داخل کر کے ان کے ہاتھوں جہاد کے نام پر مسلمانوں کے گلے کاٹے جا رہے ہیں۔دشمنوں نے دنیا میں مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوششیں شروع کی ہوئی ہیں۔ ان شاءاللہ جلد وہ ناکام و نامراد ہونگے۔اسلام میں جہاد کا صحیح مفہوم پھر راج ہو جائے گا۔ جہاد اسلام میں ہمیشہ سے رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔آج ہم اسلام کے پانچ ستونوں میں سے ایک ستون رمضان پر بات کریں جو ان ستونوں میں سے چوتھے نمبر پر ہے۔رمضان کو قرآن میں ماہ صیام کہا گیا ہے۔ صیام سے صوم نکلا ہے۔ عرب کے معاشرے میں صوم اس گھوڑے کو کہتے تھے۔ جسے بھوکا پیاسا دھوپ میں ایک جگہ کھونٹے سے باندھ دیا جاتا تھا، چابکیں مارتے مارتے اسے دوڑایا جاتا، کھانے کو کم دیا جاتا ہے تاکہ وہ صام ہو جائے۔ صام ہونے کے بعد اپنے مالک کا وفادار بن جائے اس کا مالک جیسے چاہے وہ اس طرح عمل کرے۔اس فلسفے کو سمجھتے ہم نے کبھی سوچا ہے کہ ہم اپنے اللہ کے کتنے وفادار ہیں اور کہنے پر کتنے چلتے ہیں؟ اصل میں رمضان امت مسلمہ کے لیے سالانہ ایک ماہ کا تربیتی کورس ہے۔ اسی لیے ہر

سال اس کو دورایا جاتا ہے تاکہ مسلمان اپنے اللہ کے وفادار بن جائیں۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کے ذریعے اسلام کے جو احکامات دیے ہیں ان پر عمل کریں۔ معلم اعظمؐ اس سالانہ تربیتی کورس کی شروعات شعبان کے مہینہ آتے ہی کر دیتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ دوزخ سے رہائی ہے۔ رحمت سے مراد اِدھر اس مبارک مہینے کی آمد پر آپ روزہ رکھنا شروع کرتے ہیں اُدھر اللہ کی رحمت آپ پر سایہ فگن ہو جاتی ہے۔ پھر جب اس کا دوسرا عشرہ شروع ہوتا ہے یعنی رمضان کے وسط تک پہنچتے پہنچتے اللہ تعالیٰ آپ کے قصوروں سے در گزر فرما لیتا ہے۔ اور آپ کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب آخری عشرہ یعنی آپ رمضان کے آخر تک پہنچتے ہیں تو اِدھر آپ آخری روزہ رکھتے ہیں اُدھر آپ کو دوزخ کے خطرے سے آزادی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ جب آخری روزے کی وجہ سے آپکو دوزخ سے آزادی حاصل ہو گئی تو اَب آپ آزاد ہیں کہ جو جی چاہے کرتے پھریں۔ اب آپ پر کوئی گرفت نہیں ہو گی۔ ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ بعض لوگ رمضان کے ختم ہوتے ہی وہ سب پابندیاں توڑ ڈالتے ہیں جو اس مبارک مہینے میں اُنہوں نے اپنے اُپر عائد کر رکھی ہوتی ہیں۔ بس رمضان ختم ہوا اور وہ عین عید کے دن سنیما دیکھنے چلے گئے اور پھر تھوڑا بہت جوا وغیرہ بھی کھیل لیا۔ ناچ گانے کا شوق بھی پورا کر لیا۔ آپ غور فرمائیں اِدھر دوزخ سے اللہ نے آزاد کیا اُدھر پھر اُس نے دوزخ میں کودنے کی تیاریں شروع کر دیں۔ ان حرکتوں سے مسلمانوں کو بچنا

چاہیے۔ رمضان سے انسان میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوتی ہے اس لیے قرآن میں فرمایا گیا کہ " اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کر دیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے انبیاءؑ کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی" (البقرۃ: ۱۸۳) رمضان کا مہینہ نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ سب مسلمان مل کر نیکیاں کر رہے ہوتے ہیں کوئی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتا۔ کوئی کسی کو گالی گلوچ نہیں کرتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا بھی ہے تو دوسرا کہتا ہے بھائی میں روزے سے ہوں میں ایسا کام نہیں کروں گا۔ حدیث میں ہے کہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ) مسلمانوں کی ہر عبادت نظر آتی ہے مگر روزہ صرف اسی کو پتہ ہوتا ہے جو روزے سے ہوتا ہے اس لیے کہا گیا کہ روزہ اللہ کے لیے ہے اور اللہ ہی روزے دار کو کئی گنا بڑھا کر اجر دے گا۔ اسی لیے ایک حدیث میں حضرت ابوہُریرہؓ سے رویت ہے کہ رسولؐاللہ نے فرمایا ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے کئی گنا بڑھایا جاتا ہے جہاں تک کہ ایک نیکی دس گنا کر دی اور دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے کا معاملہ اس سے جدا ہے کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا (متفق علیہ)۔ ایک اور حدیث میں فرمایا گیا جو شخص رمضان میں نیکی کرے گا اُس کو ایسا اجر ملے گا جیسا دوسرے دنوں میں فرض پر ملتا ہے۔ جس نے اِس مہینے میں فرض ادا کیا وہ ایسا ہے دوسرے دنوں اِس نے ستر فرض ادا کئے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا

جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازے کو ریان کہتے ہیں اس دروازے سے صرف روزہ رکھنے والے ہی داخل ہونگے (متفق علیہ) اللہ لوگوں کے دلوں کا حال جانتا ہے اس لیے مسلمانوں کو ایمان اور احتساب کے ساتھ روزے رکھنا چاہیے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث میں رسولؐ اللہ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور احتساب کے ساتھ تو اُس کے وہ سب گناہ معاف کر دیے جائیں گے جو اس سے پہلے سرزد ہوئے ہونگے (متفق علیہ) مسلمانوں کو کہا گیا ہے کہ رمضان کی طاق راتوں میں لیلۃالقدر کو تلاش کریں جو ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اسی سلسلے کی ایک حدیث ہے۔ رسوؐاللہ نے فرمایا رمضان میں اللہ کی طرف سے ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے جو اس رات کی بھلائی سے محروم رہا وہ بس محروم ہی رہ گیا (احمد۔ نسائی) روزہ سحری کر کے رکھنا چاہیے اس میں برکت رکھی گئی ہے۔ اس لیے رسولؐ اللہ نے فرمایا سحری کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے (متفق علیہ) روزہ رکھنے سے پہلے روزے کی نیت ضرور کرنی چاہیے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا جس شخص نے فجر سے پہلے روزہ رکھنے کا فیصلہ نہ کر لیا اس کا کوئی روزہ نہیں ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی) افطار کا وقت ہونے پر روزہ کھولنے میں یعنی افطار) کرنے میں جلدی کرنا چاہیے دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اسی لیے ایک حدیث میں رسوؐاللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے مجھے اپنے بندوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں (ترمذی) روزہ افطار سے چند ساعت پہلے اللہ سے دعا کرنی چاہیے۔ رسوؐاللہ جب

روزہ افطار کرتے تو فرماتے تھے :اے اللہ، تیرے ہی لیے میں نے روزہ رکھا،اور تیرے ہی رزق پر میں نے افطار کیا (ابوداؤد) رسولؐ اللہ نے فرمایا: لیلۃ القدر کو تلاش کرو (رمضان) کی ۲۹،۲۷،۲۵،۲۳،۲۱ تاریخ کی رات کو (ترمذی) حضرت عائشہؓ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات بخشی۔ پھر آپؐ کی ازواج (مطہراتؓ اعتکاف کیا کرتے تھیں (متفق علیہ

صاحبو! آنے والے رمضان میں ہم سب کو ایمان اور احتساب کے ساتھ روزے رکھنا چاہیے اور ہم سب کو اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ آنے والے رمضان کی برکتوں سے امتِ مسلمہ مالا مال ہو۔اللہ امت کی پریشانیوں کو خوشیوں میں تبدیل کر دے۔ آمین۔

عالمی عدالت انصاف کو بھارت کے بیان پر از خود سوموٹو نوٹس لینا چاہیے؟

پاکستان اقوام متحدہ کا ایک فعال رکن ہے۔ آبادی کے لحاظ سے دنیا میں ساتویں نمبر پر ہے۔ اقوام متحدہ کے امن مشنوں میں اپنا حصہ ادا کرتا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کا قانون ہے کہ تمام ممالک ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کریں۔ ایک دوسرے کی آزادی کا احترام کریں۔ مگر بھارتی وزیر اعظم مودی صاحب نے بنگلہ دیش میں دنیا کے سامنے بیان دیا ہے کہ بھارت نے مشرقی پاکستان میں مداخلت کر کے مکتی باہنی کا ساتھ دے کر اپنی فوجیں بھیج کر بنگلہ دیش بنانے میں کردار ادا کیا تھا۔ اس کارنامے پر بنگلہ دیش میں منعقدہ ایک تقریب میں سے ایک عدد سرٹیفکیٹ بھی حاصل کیا۔ بھارتی اور پاکستانی کمانڈز کے ہتھیار ڈالتے ہوئے تصویر کو فریم کروا کے سند کے طور پر بھارت میں رکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ پاکستان تو دنیا کو پکار پکار کر کہتا رہا تھا کہ بھارت نے پاکستان کے خلاف جارحیت کا ارتقاب کیا ہے اور یہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ پاکستان کے مشرقی حصے سے اس کو جدا کر دیا مگر آزاد دنیا نے اس پر کان نہیں دھرے۔ اب بھارت کے اقبالی بیان سے یہ جارحیت ثابت ہو گئی ہے اور روز روشن کی طرح عیاں بھی ہے لہٰذا اقوام متحدہ کی عالمی عدالت انصاف کو اس جارحیت پر از خود سوموٹو نوٹس لیکر بھارت کو جارح قرار دے اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے

مطابق بین الاقوامی قانون توڑنے پر سزا دے۔ نہیں تو پاکستان خود عالمی انصاف عدالت میں مقدمہ پیش کرے یا کاار کم پاکستان کی عدالت میں مودی کے خلاف اعترفی بیان کی بنیاد پر مقدمہ قائم کیا جائے۔ عالمی عدالت میں مقدمے سے قانون کے تقاضے پورے ہوں اور دنیاکے ممالک کااقوام متحدہ پر اعتماد بر قرار رہے جو اس وقت اقوام متحدہ کی بڑی قوموں کے مفادات کو پورا کرنے کی وجہ سے چھوٹی قوموں کے درمیان بُری طرح مجروح ہو چکا ہے۔ اگر بین الاقوامی عدالت انصاف از خود نوٹس نہیں لیتی تو پاکستان کو خوداس کیس کو عدالت میں پیش کرنا چاہیے۔ دنیا میں جہاں جہاں بھی پاکستان کے سفارت خانے ہیں ان ملکوں میں بھارت کے وزیر اعظم کے اس تازہ بیان کو زیر بحث لانا چاہیے۔ ویسے تو ثبوت کے طور پر تاریخ میں اندرہ گاندھی کا یہ بیان بھی موجود ہے جو ڈھاکا فال پر اس نے دیا تھا کہ ''مسلمانوں سے ہم نے ایک ہزار سالہ ہندوستان پر حکومت کرنے کا بدلہ لے لیا ہے اور دو قومی نظریہ بحر ہند میں ڈبو دیا ہے'' یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بھارت نے کبھی بھی پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ اس نے پاکستان کے ایک صوبے جموں کشمیر پر ۱۹۴۷ء میں فوج داخل کرکے قبضہ کر لیا۔ جب پاکستان کی طرف سے کشمیر کا قبضہ چھڑوانے کی لیے کاروائی کی گئی تو فوراً اقوام متحدہ میں پہنچ گیا اور درخواست دی کہ امن قائم ہونے کے بعد کشمیریوں کو یہ حق دے گا کہ وہ اپنی آزاد رائے سے فیصلہ کریں کہ وہ بھارت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ شامل

ہونا چاہتے ہیں۔ اس پر اقوام متحدہ نے کئی قرار دادیں پاس کی جو اب بھی اقوام متحدہ کے ریکارڈ پر موجود ہیں۔ لیکن جلد ہی بھارت دنیا کے سامنے اپنے وعدے سے منحرف ہو گیا اور آج تک کشمیریوں کو آزادی سے فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں۔ کشمیر میں اپنی آٹھ لاکھ فوج تعینات کی ہوئی ہے جس نے ۱۹۴۷ء کے بعد سے سوا لاکھ کشمیریوں کو شہید کر دیا ہے۔ نہتے کشمیریوں کے خلاف یہ آٹھ لاکھ فوج صرف اور صرف ان کا بنیادی حق خود ارادیت چھیننے کے لیے برسرِ پیکار ہے۔ کشمیری سالہا سال سے پاکستان کے جھنڈے لہراتے رہتے ہیں اور آج بھی لہرا رہے ہیں۔ آٹھ لاکھ بھارتی فوج ان پر گولیاں برساتی رہتی ہے مگر وہ نعرہ مستانہ بلند کرتے رہتے ہیں ''ہم کیا چاہتے ہیں آزادی''... ہم پاکستان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں'' بھارتی فوج ان پر گولیاں برساتی رہتی ہے۔'' بھارت فوج نے جنگی ہتھیار کے طور پر ۲۵ ہزار سے زیادہ مسلمان خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ کشمیری مسلمانوں کی اربوں روپے کی املاک گن پاؤڈر ڈال جلادی گئیں۔ ہزاروں نوجوانوں کو جیلوں میں سزائیں دے دے کر آپاہج بنا دیا گیا۔ لاتعداد کشمیریوں کو غائب کر دیا گیا ان کے رشتہ داران کا اتہ پتہ معلوم نہیں کہ زندہ ہیں یا مار دیے گئے ہیں۔ بھارت فوج مقدس مقامات کی بیحرمتی کرتی ہے۔ لاتعداد کشمیری کو ہجرت پر مجبور کیا گیا۔ پھل دار باغات کو تباہ کیا گیا۔ 38 مقامات پر اجتماعی گمنام قبروں کی دریافت سے ہندوستان کا مکروہ چہرہ اور بھارتی فوج کا بھیانک کردار سامنے آچکا ہے۔

سری نگر میں

شہیدوں کے قبرستان گواہی دے رہے ہیں کہ کشمیری پاکستان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں۔ وہ اب بھی ہر سال یوم اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دن مناتے ہیں نہ کہ یوم جمہوریہ ہندوستان۔۔۔ بھارت نے اب تازہ حرکت کی ہیکہ بھارتی فوج نے برما کی سرحد پار کاروائی کی۔ پاکستان کو بھی دھمکی دی ہے کہ پاکستان پر حملے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس کے وزیر، پاکستان کو جنگ کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ پاکستان اپنے ملک میں دہشت گردوں کے خلاف مصروف ہے جسے بین الاقوامی طور پر سراہہ گیا ہے مگر بھارت اس سے ناجائز فاہدہ اُٹھا کر اس سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہتا ہے۔ آئے روز بین الاقوامی سرحد پر پاکستان پر گولہ باری کرتا رہتا ہے۔ ذرائع کہتے ہیں جب چند دن پہلے کشمیر میں پاکستانی پرچم لہرائے گئے تو کراچی میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ہڑتال کرائی گئی۔ کراچی میں گذشتہ دنوں را کے مقامی ایجنٹ گرفتار ہوئے۔ انہوں نے بھارت میں ٹریننگ کا اعتراف بھی کیا۔ بلوچستان میں بھارت دہشت گردی کروارہا ہے۔ افغانستان میں پاکستان کی سرحد کے قریب کئی کونسل خانے قائم کئے ہوئے ہیں جس سے اس کے دہشت گرد بلوچستان اور پاکستان کے شہروں میں کاروائیاں کرتے رہے ہیں۔ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت نے مودی صاحب اور اس کے وزیروں کے اشتہال انگیز بیانات کا بروقت نوٹس لے کر سخت بیانات دیے ہیں جس سے قوم کی ترجمانی ہوتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ قانونی محاظ پر بھی کاروائی ہونے چاہیے یہی پاکستانی قوم کی خواہش ہے کہ ہر محاظ پر بھارت کی جارحیت اور دہشت گردی کا مقابلہ کیا جائے

گا۔ پاکستان کو پوری دنیا، اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف میں اپنا کیس ضرور پیش کرنا چاہیے تاکہ بھارت کا مکروہ چہرہ سب کے سامنے آ سکے۔ پوری قوم حکومت کے ساتھ ہے۔

الطاف حسین کا کراچی کارڈ اور اب زرداری کا سندھ کارڈ!

ابھی تک الطاف حسین صاحب کے کراچی کارڈ سے پاکستانی قوم اور فوج کی قلوخلاصی نہیں ہوئی ہے کہ اب زرداری صاحب نے پیپلز پارٹی کا پرانا سندھ کارڈ کا ڈرامہ شروع کر دیا۔ الطاف حسین صاحب تو جب سے ایم کیو ایم بنائی تھی ایک خاص مقصد کے لیے مہاجروں کو پاکستان کے خلاف کرتے رہے ہیں اور اس مخالفت کو اب انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ پہلے تو وہ صرف اردو بولنے والوں کو ہی مہاجر مانتے تھے۔ اب ہمارے وزیر دفاع نے پاکستان کے مہاجروں کے بارے میں غیر ضروری بیان داغ کر ایک نیا شوشہ چھوڑ دیا۔ اب الطاف حسین صاحب مشرقی پنجاب کے مہاجروں کو بھی مہاجر ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ آج ہمار موضوع زرداری صاحب کے تازہ فرمودات ہیں اس لیے الطاف حسین صاحب کا معاملہ کسی وقت بعد میں کریں گے۔ جب پیپلز پارٹی کی چیئرمین بے نظیر بھٹو صاحبہ راولپنڈی میں دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہوئی تھی تو سندھ میں حسب عادت نفرت پیدا کر دی گئی تھی مگر اُس وقت ضرورت کے تحت زرداری صاحب نے پاکستان کھپے کا نعرہ بلند کیا تھا اور سندھ کارڈ استعمال نہیں کیا تھا۔ کیونکہ اُس وقت تجزیہ کاروں نے اپنے تجزیے بیان کیے تھے کہ بین الاقوامی معاہدے کے تحت زرداری صاحب کو پاکستان کا صدر بنانا طے ہو چکا تھا۔ بلا آخر زرداری صاحب اپنی طے شدہ منزل پاکستان کی صدارت تک پہنچ

گئے تھے۔ انہی تجزیہ کاروں کے مطابق بے نظیر صاحبہ زرداری صاحب کی دولت کی اندھی ہوس کی وجہ سے سیاست میں نہیں آنے دیتی تھی۔ زرداری صاحب کو جب ڈکٹیٹر مشرف نے پاکستان میں کرپشن کی وجہ سے قید سے رہا کیا تھا تو پاکستان میں سیاست کرنے کے بجائے وہ سیدھا امریکہ تشریف لے گئے تھے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق بے نظیر صاحبہ جب خودساختہ جلاوطنی ختم کرکے ایک طے شدہ معاہدے کے مطابق پاکستان تشریف لائی تھی مگر پاکستان کے عوام میں اپنی مقبولیت اور عوام کے تیور دیکھ کر بین الاقوامی معاہدے سے ہٹ گئیں تھی تو پھر ایک طے شدہ نئے معاہدے کے تحت اسے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ الیکشن ہوئے پھر زرداری صاحب اُسی معاہدے کے تحت پاکستان کے صدارت پر بیٹھ گئے۔ اُس زمانے میں یعنی صدارت پر بیٹھنے سے پہلے ہی اخبارات میں ایک خبر لکھی تھی۔ زرداری صاحب اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کسی سے کہہ رہے ہیں کہ چند دن صبر کرو اور دیکھو صدارت پر کون بیٹھ رہا ہے۔ اُسی وقت تجزیہ کاروں نے معاہدے کی طرف اشارے دینا شروع کر دیے تھی۔ مرحوم بے نظیر بھٹو صاحبہ کی سوچ صحیح ثابت ہوئی اور اسی دولت کی لالچ کی وجہ سے زرداری صاحب نے پیپلز پارٹی کا جنازہ نکال دیا۔ پہلے ۲۰۱۳ء کے عام انتخابات میں پیپلز پارٹی کا صفایا ہوا۔ صرف سندھ کی حد تک سمٹ گئی۔ آخر میں گلگت بلتستان کے بلدیاتی انتخابات میں وہاں سے بھی صفایا ہو گیا۔ پیپلز پارٹی نے سندھ میں بھی صحیح ڈلور نہیں کیا۔ سندھ کے اداروں میں ایسے نااہل حضرت لگائے جنہیں نے صرف کرپشن ہی کی۔ پہلے کور

کمانڈر نے اس بات کو بیان کیا اور پھر رینجرز کے کمانڈر نے ۲۳۵ ارب کی سالانہ کرپشن کا کہا۔ رینجرز نے بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے دفتر پر چھاپہ مار کر کرپشن میں ملوث افسران کو گرفتار کرکے نیب کے حوالے کر دیا۔اس پر پیپلز پارٹی میں ہل چل مچ گئی۔زاداری صاحب نے اپنی کرپشن کو شیلٹر دینے کے لیے فوج کے خلاف ناجائز بیانات دیے۔ جس پر سب سیاسی پارٹیوں نے ان بیانات کو ناپسندیگی سے دیکھا۔زرداری صاحب کے بیانات کو رد بھی کیا۔ نواز شریف صاحب جن کی پیپلز پارٹی سے خاموش مفاہمت چل رہی تھی نے بھی زرداری صاحب سے طے شدہ پروگرام کے باوجود ملاقات نہیں کی اور کہا کہ فوج پر تنقید ملک دشمن قوتوں کی حوصلہ افزائی ہو گی۔دہشت گردی کے خلاف آپریشن کے اس نازک مرحلے میں قومی سطح پر اتفاق ضروری ہے۔ رینجرز کو پہلے اختیارات دیے جب رینجرز نے کرپٹ مافایا پر ہاتھ ڈال رہی ہے تو اس کی مخالفت شروع کر دی۔ رینجرز کے مطابق کرپشن کا پیسہ دہشت گردی میں استعمال ہو رہا ہے وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ صاحب نے ڈی جی رینجرز اور وزیر داخلہ چوہدری نثار صاحب کو خط لکھا ہے کہ رینجرز اختیارات سے تجاوز کر رہی ہے۔چیئر مین پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری صاحب کو کچھ ہی دن پہلے ایک سیاسی جلسے میں سیاسی نابالغ کہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ کہا تھا اس کی سیاسی تربیت کرنی ہے۔ پھر اُس کو سیاست میں لائیں گے۔ کیا یہ اُس کے ساتھ زیادتی نہیں ہے کہ سیاست میں آتے ہی اپنی کرپشن کی بارکینگ کے لیے اُسے امتحان میں ڈال دیا گیا ہے۔ الیکٹرنک میڈیا

پر زبردست ڈسکشنز ہو رہی ہیں۔ کچھ حضرات کہ رہے ہیں کہ زرداری صاحب نے فوج کو اسکی دفاہی کمزرویاں گن کر کہ ایک طرف بھارت آنکھیں دکھا رہا ہے دوسری طرف طالبان ہیں، یہ تاثر دیا کہ میں بھی کھڑا ہو گیا پورے پاکستان کو بند کر دوں گا اور جب تک نہ میں نہ کہوں گا پاکستان بند رہے گا تو آپ کیا کر لیں گے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق یہ فوج کو دھمکی ہے۔ لبرل صحافی امتیاز عالم صاحب نے سندھ کے دونوں بڑی سیاسی پارٹیوں کی حمایت میں تو بہت ہی آگے بڑھ کر بولے کہ اگر ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی مل جاتے ہیں تو میں دیکھتا ہوں فوج کیا کر لے گی۔ کم و بیش تمام چینلز پر تجزیہ کاروں نے زرداری صاحب کے فوج کو دھمکی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا گیا اور مشورہ دیا کہ ہر حالت میں رینجرز کی نشان زدہ کرپشن پر ہاتھ ڈالنا چاہیے۔ زردادری صاحب نے بڑھک مار کر کہا اگر ہمیں تنگ کرنا بند نہ کیا تو پاکستان بننے کے بعد سے فوج کی کرپشن کی میرے پاس لسٹ ہے جسے جاری کروں گا تو پھر آپ جواب دیتے رہنا۔ مزید کہا تم نے تو تین سال رہنا ہے ہم نے ہمیشہ سیاست میں رہنا ہے۔ زرداری صاحب کی ان تند و سخت اور ناجائز بیانات کو پیپلز پارٹی کی سنٹرل کمیٹی نے تو سیخ کر دی۔ بلاول زرداری بھٹو کو الیکشن لڑا کر اپوزیشن لیڈر بنانے کے بھی منظوری دے دی۔ زرداری صاحب نے اپنی کمزوریوں پر رجوع کرنے کے بجائے غلط قدم اُٹھایا ہے۔ پوری دنیا میں مسٹر ٹین پرسنٹ مشہور ہونے کی تلافی کے بجائے کرپشن کو ختم کرنا چاہیے تھا مگر کیا کیا جائے زر، زن اور زمین کے جھگڑوں نے

بڑی حکومتوں کو ختم کر دیا اس میں فرد کی کیا حثیت ہے۔ اس وقت پوری پاکستانی قوم دہشت گردی اور کرپشن کے خاتمے کے لیے اپنی فوج کے ساتھ کھڑی ہے۔ زرداری صاحب نے فوج کو للکار کر اچھی بات نہیں کی۔ کہیں الطاف حسین صاحب کی طرح رجوع نہ کرنا پڑے کہ میں تو را کی بات محاروتا کی تھی۔ دیکھتے ہیں زرداری صاحب آپ کیا بہانہ تراشیں گے ؟ذاتی اور سیاسی پارٹیوں کے آپس جھگڑے جو کچھ بھی ہوں اللہ ہمارے پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

نہیں نہیں آئین نہیں ٹوٹنا چاہیے

ٹی وی ٹاک شو میں جناب حمید گل صاحب (ر) جرنل سابق ڈی جی آئی ایس آئی نے ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب کے ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے اپنی قیمتی رائے سے پاکستان کے عوام کو آگاہ کیا کہ کوئی بات نہیں اگر پاکستان کا اسلامی آئین ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جائے تبدیلی ضرور آنی چاہیے آئین حرف آخر نہیں پھر بن جائے گا۔مزید فرمایا چاہے مارشل لاء آئے کچھ بھی ہو پاکستان کی زمین اب اس کے لیے تیار ہے۔ شارٹ کٹ اور حالات کے ہاتھوں پریشان سوچ کے لوگ ایسا سوچتے رہتے ہیں۔مگر حمید گل جیسے زیرک انسان نے شاید اس بات کا ادراک نہ کیا کہ ملکوں کے آئین بار بار نہیں بنا کرتے۔خاص کر پاکستان جیسے نظریاتی ملک جس کا آئین ایک مدت بعد ۱۹۷۳ء میں اتفاق رائے سے بنا تھا۔ جس کے پیچھے سیکولر لوگ ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں کہ اس آئین میں سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نام نکال دینا چاہیے اور اس کا نام صرف جمہوریہ پاکستان ہونا چاہیے۔اس میں یہ کیوں درج ہے کہ ملک میں بتدریج اسلام کو غلبہ ہونا چاہیے۔اس میں دفعہ ۶۲،۶۳ کیوں درج ہے۔اس میں نظریاتی کونسل کیوں بنائی گئی جس کا کام ہے کہ ملک کے اندر راج غیر اسلامی چیزوں کو اسلام کے مطابق ڈھالنا ہے۔ جس کے اندر حدود آرڈیننس کیوں ہے۔ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم کیوں قرار دیا گیا ہے۔پاکستان کے عوام حمید گل

صاحب کی قدر جہاد اور اسلام سے محبت کی وجہ سے کرتے ہیں۔ پتہ نہیں کیوں ان کو اس چیز کا خیال نہیں رہا کہ اس سے قبل ڈکٹیٹر ایوب خان نے پاکستان کا آئین توڑ کر بہت بڑا جرم کیا تھا۔ بعد میں ۱۹۷۳ء کے آئین کو ڈکٹیٹر ضیا اور ڈکٹیٹر مشرف نے معطل کیا۔ جس کی سزا ڈکٹیٹر مشرف ابھی تک بھگت رہا ہے۔ ملک میں ایک عرصہ تک آئینی جد وجہد ہوتی رہی تھی اور بلا آخر ۱۹۷۳ء کا متفقہ اسلامی آئین بنا۔ بے شک جس کا سہرا مرحوم بھٹو کے سر ہے۔ حمید گل صاحب جیسے لوگ جو سیاسی جد وجہد میں نہیں ہوتے وہ تجزیے تو بہترین کر سکتے ہیں لیکن پتہ مار جمہوری جد وجہد قسم کا کام ان کے بس کا نہیں ہوتا۔

ملکوں میں آئین ساز پارلریمنٹ کے لیے سیاسی پارٹیوں کا وجود ضروری ہے۔ پھر ان میں سوچ کی یکسانیت کو ہونا بھی ضروری ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کے پاس جاتے ہیں اپنا اپنا پروگرام پیش کرتے ہیں۔ جب وہ ٹوتھ ڈاکثریت سے منتخب ہوتے ہیں تو پھر آئین کی تشکیل ہوتی اور اس آئین میں اگر کوئی تبدیلی کی ضرورت ہو تو ٹوتھ ڈ کی اکثریت سے ہی آئین میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔ یہ اس لیے ہی کہ آئے دن آئین میں تبدیلی نہ ہوتی رہے اور ملک کا نظام آئینی طریقے سے ٹھیک ٹھیک چلتا رہے۔ یہ تو ہم نے عام ملکوں کی طریقے کا ذکر کیا ہے جو مروجہ جمہوری طریقے پر اپنے ملکوں کو چلانا چاہتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں سیکولر نظام زندگی رائج ہے۔ جس میں عوام جو بھی چاہتے ہیں ان کے نمائیدے اُنکے لیے آئینی طور پر مہیا کر دیتے ہیں۔ چاہے وہ ان کے لیے زہر قاتل ہی کیوں نہ ہوں۔ ایسی مادر پدر

آزادی کو مغربی ملک دیکھ رہے ہیں۔اس کی وجہ سے ان کا خاندانی نظام بگڑ چکا ہے۔ طلاق کی شرع انتہائی اوپر ہے۔ ان کے ہاں ۴۰ فی صد حرامی بچے پیدا ہو رہے ہیں۔اخلاقی قدریں ناپید ہو چکی ہیں۔مذہب بیزاری عام ہے۔ عورتوں کو معاشی ذمہ داریاں ڈال کر اس کی فطرت کو مجروع کیا گیا ہے۔وہ ایئر ہوسٹس بن کر مسافروں کے دل بہلاتی ہے۔ اس کو شمع محفل بنا دیا گیا۔ اس کو نیم عریاں کر کے بیلے ڈانس کرایا جاتا ہے۔مغرب کا کوئی پروڈکٹ اس وقت تک فروخت نہیں ہوتا جب تک کوئی خوب صورت عورت اسے کے لیے اپیل نہ کرے۔ان کی پارلیمنٹ قوم لوطؑ فعل کو آئین کا حصہ بناتے ہیں۔ ہم جنسوں کی شادیوں کا عام رواج ہے۔ عریانی اور بے حیائی مغرب میں عام ہے۔اس لے ان ملکوں کے آئین اگر ٹوڑ دیے جائیں اور نئے بنائے جائیں تو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ پاکستان جو ایک نظریاتی ملک ہے۔ جو ایک نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا جس کے بنانے والے نے جمہوری جد جہد کی وجہ سے اسے حاصل کیا تھا۔حاصل کرنے کے دوران ہی اس کی آئینی منزل بھی طے کر دی تھی۔جو ساری دنیا میں منفرد تھی۔ جس کا وجود ہی مذہب کے نام پر بنا تھا۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے کہا گہا تھا پاکستان کا مطلب کیا لاالااللہ۔ لیکر رہیں پاکستان ۔بن کے رہے گا پاکستان۔ پھر برصغیر کے جن علاقوں میں پاکستان نہیں بننا تھا اس علاقوں کے مسلمانوں نے صرف اور صرف مذہب کے نام پر ہی پاکستان کے حق میں رائے تھی اور ہجرت کی تکلیفیں بر داشت کر کے پاکستان آئے تھے۔ حمید گل صاحب خوب جانتے ہیں کہ ساری دنیا میں واحد

پاکستان ہے جو مذہب کے نام سے جمہوری طریقے پر وجود میں آیا ہے۔ اس کا اسلامی آئین بڑی مشکل سے بنا تھا۔ اس لیے کسی بھی حالت میں اسے ٹوٹنا نہیں چاہیے۔ اس میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اس کو اپنی اسلامی روایات کے مطابق خوب سے خوب بنایا جا سکتا ہے۔ حمید گل صاحب کی ساری زندگی فوج کی ہے۔ انہیں آئین بننے کی باریکیوں کا ادراک نہیں۔ اس لئے انہوں اس کا اظہار کیا ہے جو نامناسب ہے۔ ان کو اس بیان سے سے رجوع کرنا چاہیے ورنہ پاکستان کے عوام میں ان کی چاہت کا گراف گر جائے گا۔ جو اچھی بات نہیں ہے۔ حمید گل صاحب کی اسلام سے محبت کوئی ڈھکی چھپنی بات نہیں اور میں دو رائے نہیں ہو سکتی مگر ان کی کوئی سیاسی جماعت نہیں کوئی سیاسی جدو جہد نہیں۔ اور آئین تو نام ہے سیاسی جد وجہد کا اور آئین سیاسی جد وجہد کا ہی پروڈکٹ ہے۔ آئین فوجی سروس کا پروڈکٹ نہیں۔ فوجی تو آئین کو توڑتے رہے ہیں یا معطل کرتے رہے ہیں۔ اس لیے حمید گل صاحب سے درخواست ہے کہ وہ حسب سابق قوم کو اپنی سوچ سے مستفیض کرتے رہیں۔ انقلاب لانے کے جمہوری طریقے بتاتے رہیں۔ اسلامی فکر کو پروان چھڑاتے رہیں لیکن آئین جسے معاملے کو سیاست دانوں پر چھوڑ دیں۔ یا اگر بل لکل ایسی سوچ دل میں آ ہی گئی ہے تو کسی سیاسی پارٹی میں شریک ہو جائیں یا پھر اپنی سیاسی پارٹی بنائیں، آئینی جدوجہد کریں پھر عوام کی عام رائے سے پاکستان کے موجودہ اسلامی آئین کو توڑ کر اس سے بہتر اسلامی آئین تشکیل دیں تاکہ آپ کے نیک خیالات کے مطابق پاکستان میں تبدیلی آئے۔ نہیں تو موجودہ آئین کسی بھی

حالت میں ٹوٹنا نہیں چاہیے۔ یہ بڑی مشکل سے ہمارے اقابرین نے بنایا ہے۔

کیا ایم کیو ایم ایک ملک دشمن جماعت ہے؟

ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ ڈکٹیٹر جرنل (ر) ضیا الحق نے ایم کیو ایم بنا کر تاریخی غلطی کی تھی۔ اگر بعد میں فوج اس غلطی کی تلافی کر دیتی تو بھی کچھ بات بنتی مگر مسلسل در گزر نے ایم کیو ایم کو اس پوزیشن میں پہنچا دیا کہ ایم کیو ایم اب فوج کے لیے ہی درد سر بنی ہوئی ہے۔ سندھ میں غوث علی شاہ صاحب کے دور حکومت میں ایم کیو ایم خوب پھلی پھولی۔ سندھ کے شہروں کی دیواروں پر چاکنگ کی جاتی اور انسانی تصویریں بنائی جاتیں اور ان کے نیچے لکھا جاتا لکھا جاتا'' حقوق یا موت''۔ اس نعرے پر عمل کرنے کے لیے الطاف حسین نے اپنے کارکنوں کو سبق پڑھایا، ٹی وی اور وی سی آر فروخت کر کے اسلحہ خریدو۔ الطاف حسین صاحب شروع سے ہی ایک سوچے سمجھے ایجنڈے پر عمل کر رہے تھے۔ الطاف حسین نے سب سے پہلے (مرحوم) جی ایم سید صاحب سے دوستی کی۔ جی ایم سید کی پاکستان دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔ وہ پاکستان کے وجود کے مخالف تھے۔ سندھو دیش کا قیام ان کی زندگی کا مشن تھا۔ یہ جی ایم سید ہی تھے جس نے بھارت کی وزیر اعظم اندرہ گاندھی کو پاکستان پر حملے کی دعوت دی تھی۔ الطاف حسین جیسے سندھ کے پروگراموں میں شرکت کرتے اور جی ایم سید کی طرز سیاست کے مطابق پنجاب اور فوج کو تنقید کا کو نشانہ بناتے رہے۔ جی ایم سید ہی نے ایک سازش کے

ذریعے الطاف حسین کو یہ نعرہ رٹایا تھا کہ سندھی مہاجر بھائی بھائی، نسوار اور دھوتی کہاں سے آئی۔اس نعرے کو سندھ میں خوب پھیلایا گیا۔ اندرون سندھ بسوں میں مسافروں کے نیشنل آئی ڈینٹی کارڈ چیک کیے جاتے اور پوچھا جاتا کہ تم کون ہو۔اگر مسافر پنجابی یا پٹھان ہوتا تو ان کے ساتھ زیادتی کی جاتی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا اور بعض دفعہ قتل تک کر دیا جاتا۔ کراچی میں اس پر کچھ زیادہ ہی عمل کیا گیا۔الطاف حسین کراچی سے حیدر آباد جلوس کی شکل میں جا رہے تھے کہ جلوس پر سہراب گوٹھ سے فائرنگ کرائی گئی۔ مہاجر آبادی علیگھڑ میں فسادات کرائے گئے۔ حیدر آباد میں قوم پرست سندھیوں دہشت گردوں سے فائرنگ کرواکے ۳۰۰ بے گناہ مہاجروں کو شہید کروا دیا گیا۔ دوسری صبح کراچی میں ایم کیو ایم کے دہشت گردوں نے مچھلیاں پکڑنے کے لیے جانے والے بے گناہ سندھیوں کی بس پر حملہ کرکے ۵۰ مچھیروں کو شہید کر دیا۔ کراچی میں اس کے رد عمل میں پیپلز پارٹی کے ملک غلام سرور اعوان نے پنجابی پٹھان اتحاد کی بنیاد رکھی۔ مہاجر اور پٹھان بستیوں پر دہشت گردوں نے حملوں کا سلسلہ شروع کیا۔ مہاجر بستیوں سے مساجد کے لاؤڈا سپیکروں سے اعلان کیا گیا کہ پٹھانوں نے حملہ کر دیا ہے۔ ایسا ہی پٹھان بستیوں سے سے اعلانات کئے گئے کہ مہاجروں نے حملہ کر دیا ہے۔ ایک دوسرے کے مکانات جلائے گئے۔کیا اُس وقت غوث علی شاہ کی حکومت اور مقتدر حلقوں نے ایم کیو ایم کیخلاف بدامنی پھیلانے پر کوئی کاروائی کی؟ قطعاً نہیں کی۔الطاف حسین کا اس سے دل نہیں بھرا تو اُس کے بعد

حکومتِ وقت ، پیپلز پارٹی سے لڑائی شروع کی۔ایک دوسرے کے کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ لوگوں کے گھٹنوں پر ڈرل مشینیں چلائی گئیں۔ اُس وقت کے کراچی کے کور کمانڈر نے ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے ساٹھ ساٹھ کارکنوں کو ایک دوسرے کی نجی جیلوں سے نجات دلائی۔ پیپلز پارٹی کے وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر نے کچھ مدت ایم کیو ایم پر سختی کی تو کراچی کے حالات کچھ سنبھل گئے تھے۔ پیپلز پارٹی کی چیئر مین (مرحوم) بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کہا تھا کہ ایم کیو ایم نے منی بغاوت شروع کر رکھی ہے۔ لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت نے بھی ایم کیو ایم کے خلاف کوئی قانونی کاروائی نہیں
کی۔نواز شریف صاحب کی حکومت بنی ایم کیو ایم نے اپنی پر تشدد کاوائیاں جاری رکھیں۔ اس دور میں فوج نے ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کیا کچھ مجرموں کو پکڑا لیکن یہ بھی ادھورہ رہ گیا۔اس دوران جس جس پولیس کے فرد نے ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن میں حصہ لیا تھا بعد میں ایک ایک کو ایم کیو ایم نے قتل کر دیا۔بقول راؤ انوار صاحب پولیس آفیسر کہ صرف میں ابھی تک بچا ہوا ہوں۔ راؤ انوار پر بھی حال ہی میں دو قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں۔ جس اخبار نے ایم کیو ایم کے من مرضی کے تیار کردہ خبر نامے کو اپنی اخبار میں نہیں چھاپا اس اخبار کی اشاعت روکی گئی۔اسکے دفاتر پر حملے کئے گئے۔ان کے عملے کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ کچھ کو قتل کر دیا اور باقیوں کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ پورے الیکٹرونک میڈیا کو یرغمال بنا لیا گیا۔الیکٹرونک میڈیا الطاف حسین کی الٰہی

تلّی تقریروں کو کئی کئی گھنٹے نشر کرنے پر مجبور تھا۔ فوج کے خلاف اور را سے مدد مانگنے کی تقریر کے بعد الیکٹرونک میڈیا پر الطاف حسین کی تقریروں کا سلسلہ بند ہوا۔ جس نے حق کی بات کی اسے قتل کر دیا گیا جیسے جیو ٹی وی کے ولی خان بابر اور نہ جانے کتنے لوگوں کو شہید کر دیا گیا۔ اپنے ایک صوبائی ممبر کے قتل کا بدلہ کراچی کے ۱۰۰ بے گناہ پٹھانوں کو قتل کر کے لیا۔ کراچی میں ۱۰۰ سے زائد ہڑتالیں کروائیں۔ جب کشمیری کشمیر میں ظلم کے خلاف ہڑتال کرتے دوسرے دن ایم کیو ایم کراچی میں ہڑتال کر دیتی۔ کیا لا اینڈ والوں نے اسے نوٹ نہیں کیا کیا اس کے پیچھے کیا پیغام ہے؟ سب سے پہلے ایم کیو ایم نے بھتے کا رواج ڈالا۔ جس فیکٹری مالک نے بھتہ نہیں دیا اسکو اسکے ۲۴۸ مزدوروں کے ساتھ گن پوؤڈر ڈال کر جلا دیا گیا۔ ۱۲ مئی کو کراچی شہر کو یرغمال بنا کر کئی سیاسی کارکنوں کو شہید کر دیا۔ جس کورٹ میں مقدمہ درج ہوا اُس کو گھیرے میں لے لیا گیا اور کاروائی نہ ہونے دی۔ کراچی جو پاکستان کو ۷۰ فی صد ریونیو دیتا ہے کی معیشت تباہ کر کے رکھ دی۔ روشنیوں کے شہر کو تباہ برباد کر دیا گیا۔ لوگ سرمایا بیرون ملک لے گئے۔ امت اخبار اور تکبیر رسالے کے مالک سید صلاح الدین کا گھر جلا دیا۔ شہر بدر کیا گیا۔ وہ ہمت کر کے واپس آیا تو اس کو پھر شہید کر دیا گیا۔ اُس کا قصور یہ تھا کہ وہ قومیت اور لسانیت کے خلاف تھا۔ تکبیر رسالے میں ایم کیو ایم کے عزاہم کو عوام کے سامنے رکھتا تھا۔ وہ اُس وقت بھی بتاتا تھا کہ کہاں کہاں سے ایم کیو ایم کے

پاس اسلحہ آ رہا ہے اور کسطرح ایم کیو ایم والے اسے وصول کر رہے ہیں۔ کس طرح ایم کیو ایم کے کارکن بھارت میں ٹریننگ لینے جاتے ہیں۔اس وقت کے تکبیر رسالوں میں یہ ساری تفصیل موجود ہے۔ عوام شہید صلاح الدین سے کہتے تھے کہ آپ یہ سب کچھ عوام کو بتا رہیں تو حکومت ان کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیتی اس کا جواب سید صلاح الدین کے پاس نہیں تھااور وقت کی حکومت کو سب کچھ معلوم ہونے پر بھی کوئی کاروائی کیوں نہیں کی گئی ؟ایم کیو ایم نے پورے سندھ اور خاص کر کراچی اور حیدر آباد میں خوف پھیلا کر ووٹرز کو اپنے کنٹرول میں کر لیا۔ اپنے مطلب کی ووٹر لسٹیں بنائی اور حلقہ بندیاں کی گئیں۔ ہر الیکشن میں ٹھپے لگائے گئے۔ پیپلز پارٹی کے ذوالفقار مرزا صاحب کے انکشافات تو پوری قوم کے سامنے ہیں۔ کیا ایم کیو ایم کا برطانیہ کے وزیر اعظم کو خط کہ آئی ایس آئی کو کو ختم کرنے میں ایم کیو ایم مدد کرے گی پر کسی نے ایکشن لیا؟ کراچی کے انگلش اخبار ڈان نے وکی لیک کے حوالے سے خبر لگائی تھی کہ ایم کیو ایم کے ہزار مسلح کارکن ہر وقت کسی بھی کاروائی کے لیے تیار رہتے ہیں۔ الطاف ۳۵۰۰۰ حسین نے پاکستان کا جھنڈا جلایا۔ بھارت کے اندر تقریر کی کہ برصغیر کی تقسیم ایک تاریخی غلطی تھی کیا پاکستان کی نفی نہیں؟ کیا اس کو کوئی کاروائی کی گئی۔ عوام دریافت کرتے ہے کہ کیا یہ اوپر جو واقعات بیان کئے گئے ہیں یہ کون انجام دیتے رہے ہیں؟ اب بی بی سی نے بھی سب کچھ بیان کر دیا ہے کہ ۱۰ سال سے ایم کیو ایم کے کارکن بھارت جا کر دہشت گردی کی تربیت حاصل کرتے

رہے۔ بھارت سے فنڈ وصول کرتے رہے۔ اس کے بعد کیا رہ گیا ہے جو قوم کے سامنے بیان کیا جائے۔ کراچی میں ٹارگٹڈ آپریشن نے بھی تو سب کچھ سامنے رکھ دیا ہے۔ راؤ انوار صاحب نے نے بھی راسے ٹریننگ لینے والے ایم کیو ایم کے کارکن عوام کے سامنے پیش کر دیے۔ عوام خود ہی رائے قائم کر سکتے ہیں کہ ایم کیو ایم پاکستان کی غدار ہے کہ نہیں؟ حکمرانوں ہوش کے ناخن لو؟ بنگلہ دیش کے واقعہ کو سامنے رکھو۔ اب بھی ایم کیو ایم کے خلاف انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے قانونی کاروائی نہ کی گئی تو کب کی جائے گے۔

کراچی کی جان لیوا گرمی

ہفتہ ہونے کو ہے کراچی کی گرمی ختم ہونے کا نام تک نہیں لے رہی۔آج پھر محکمہ موسمیات نے اپنی فورکاسٹ دی ہے کہ کراچی کا درجہ حرارت ۴۰ سینٹی گریڈ تک جائے گا۔آج بھی کئی اموات ہوئیں۔کے الیکٹرک نے تو طے کر رکھا ہے کہ بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کرنی ہی کرنی ہے۔دن میں کئی دفعہ دفعہ بجلی غائب ہو جاتی ہے۔ٹی وی پر پٹیاں چل رہیں کہ فلاں آبادی میں چار دن سے بجلی نہیں۔فلاں آبادی میں تین دن سے بجلی نہیں۔کوئی معلوم کرنے والا نہیں کہ عوام کو عذاب میں کیوں مبتلا کیا جاتا ہے۔اگر بجلی تسلسل سے ملے تو بھی کم جانی نقصان ہو مگر کراچی کا آوے کا آوا ہی بگاڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔ایک طرف خوف ہراس نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔دوسری طرف مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ٹارگٹڈ آپریشن سے امن و امان کا کچھ مسئلہ حل ہوا ہے اب روزانہ بیس بیس لاشیں نہیں گر رہیں۔مگر شہر میں پبلک ٹرانسپورٹ کا نظام بالکل خراب ہے۔رمضان کے اندر مزید گرمی اور ویگنیں لوگوں سے بھری ہوتی ہیں۔عوام ویگنوں کی چھتوں پر بیٹھ کر سفر کرتے ہیں۔جہاں تک پانی کا تعلق ہے تو نلوں کے ذریعے پانی نہیں مل رہا۔ٹینکر والے ڈبل پیسے مانگتے ہیں۔کراچی ایک غریب پرور شہر ہوا کرتا تھا۔سمندر کی نمی والی ہوائیں چلتیں تھیں۔گرمی کا نام تک نہیں ہوتا

تھا۔اگر سایہ میں بجلی کے پنکھے کے نیچے بیٹھ جاتے تو گرمی کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔ کراچی کی رات تو ہمیشہ ٹھنڈی ہو جاتی تھی۔ صبح فجر کی نماز پڑھنے والے نسیم سحر کے مزے لیتے تھے۔دن بھر پٹرول سے چلنے والی گاڑیوں کے لڈ ملے دھواں کو سمندری ہوائیں اُٹھا کر پھینک دیتی تھی جس سے بیماریوں سے جان بچی رہتی تھی۔پھر نہ جانے کراچی کے باسیوں سے کراچی کا موسم کیوں خفا ہو گیا کہ جون کے مہینے میں سورج آگ پھینکنے لگا۔لوگ گرمی سے مرنے لگے۔ سمندری ہوائیں چلنا کم ہو گئیں۔ گرمی اور حبس کی وجہ سے لوگوں کو ہیٹ اسٹروک ہونے لگا۔ کراچی کے ہسپتالوں میں گرمی کے مارے لوگ لائے جانے لگے۔ گورنمنٹ ہسپتالوں کے وراڈ میں مریضوں کے لیے جگہ کم پڑ ھنے لگی۔نجی ہسپتال والوں نے اپنی اپنی امرجنسی کے دروازے لوگوں پر بند کر دیے۔ کیونکہ جو مریض آ رہے تھے وہ غریب لوگ تھے۔ وہ گورنمنٹ کے لوگ نہیں تھے جو نجی ہسپتالوں میں پہلے سے رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ یا وہ امیر لوگ، سرمایا دار، وڈیرے اور سیاست دان نہیں تھے جو لاکھوں کے بل ادا کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ تو ایئر کنڈیشنڈ گھروں میں آرام کی نیند سو رہے تھے۔ مرنے والوں میں زیادہ تر محنت کش غریب مزدور پیشہ لوگ تھے۔مرنے والے تو دن بھر مزدوری کرنے والے، گھنٹوں بس اسٹاپوں میں بسوں کا انتظار کرنے والے تھے۔ جو ہیٹ اسٹروک سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ جن کو ایدھی ایمبولنس یا چھیپا ایمبولنس والے رضاکار اُٹھا اُٹھا کر لے جا رہے تھے۔کیا یہ قدرتی آفت نہیں تھی؟ یا یہ ناگہانی آفت نہیں تھی؟ تھی یقیناً

تھی ! مگر کیا ذمہ داروں نے اس قدرتی آفت کا کچھ انتظام کر رکھا تھا نہیں نہیں بالکل نہیں۔ وہ تو کرپشن کرنے میں مصروف تھے۔ دنیا میں ہر حکومت قدرتی آفتوں کا انتظام کر کے رکھتی ہے مگر ہمارے ہاں اس کا رواج نہیں۔ پھر ایسے موقعے پر تو جو بھی قریبی ہسپتال ہو یہ اُس ہی کی انسانی، قوم اور اخلاقی ذمہ داری تھی کہ اُس مریض کو فرسٹ ایڈ دیتی تاکہ اُس کی زندگی بچ جاتی مگر ایسا نہ ہوا۔ نجی ہسپتالوں نے اپنی ایمرجنسی کو بند کر دیا۔ رضاکاروں کیل الیکٹرونک میڈیا نے انٹرویو لوگوں کو سنائے۔ وہ کہ رہے تھے مریض کو ایک ہسپتال لے گئے وہاں ایمرجنسی بند تھی۔ دوسری ہسپتال لے گئے وہ بھی بند تھی۔ تیسری ہسپتال لے جاتے ہوئے مریض نے دم توڑ دیا پھر اُسے ایدھی سرد خانے میں پہنچایا اور میت امانتاً رکھ دی تاکہ وارث آ کر لے جائیں۔ اس طرح کئی مریض جان کی بازی ہار گئے۔ پھر ایک وقت آیا ایدھی کے سرد خانے کے باہر بھی کاغذ پر نوٹس لکھ دیا گیا مزید مردے رکھنے کی گونجائش نہیں ہے۔ الیکٹرونک میڈیا نے قبرستان میں گورکنوں سے انٹرویوز کئے تو معلوم ہوا کہ قبرستانوں میں بھی جگہ کم پڑ گئی ہے۔ اور ایک ایک قبر کئی ہزار روپوں میں کھودی جا رہی ہے۔ اس مشکل کی گھڑی میں کسی بھی حکومت کے اہلکار نے ذمہ داری قبول کر کے استعفیٰ نہ دیا۔ اس آفت کو ایک دوسرے کے سر ڈالتے رہے۔ سندھ حکومت نے کہا یہ وفاق کی ذمہ داری ہے کے الیکٹرک سے وفاق نے معاہدہ کیا ہوا ہے لہٰذا کراچی کی بجلی کی سپلائی کی بھی وفاق ذمہ دار ہے۔ وفاق کے بجلی کے وزیر عابد

شیر علی صاحب نے کہا کہ وفاق کے الیکٹرک کو ۶۵۰ میگاواٹ بجلی دے رہے ہیں۔ باقی بجلی کے الیکٹرک نے خود پیدا کر کے سپلائی کرنی ہے جو کے الیکٹرک نہیں کر رہی۔ لوگ مرتے رہے اور وفاق اور صوبہ سندھ کی نورا کشتی چلتی رہی۔ پنجاب حکومت میں جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے اُس کا وزیر اعلیٰ فوری مداوے کے لیے پہنچ جاتا ہے جبکہ اس دوران پیپلز پارٹی کی ساری قیادت ملک چھوڑ کر باہر چلی گئی جس سے سندھ کے لوگ مزید مایوس ہوئے کہ کراچی میں موت رقص کر رہی ہے بجائے اس کا کوئی مداوا کیا جائے سیاسی لیڈر شپ باہر چلی گئی۔ عوام کے دباؤ اور چہ میگوئیوں کی وجہ سے پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب واپس کراچی آ گئے۔ آج سندھ حکومت کے اہلکاروں کے ساتھ کراچی کی ہسپتالوں کا دورہ کیا۔ وفاق سے بھی ہفتہ بعد وزیر اعظم صاحب سندھ کے دکھی لوگوں کی دل جوئی کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ عمران خان صاحب نے بھی دو دن پہلے جناح ہسپتال کا دورہ کیا مگر دکھی عوام کی دل جوئی کی بجائے اُن کو مزید دکھ سہنے پڑے۔ دو گھنٹے کے لئے ایمرجنسی بند کر دی گئی مریض باہر انتظار کرتے رہے۔ کل سراج الحق صاحب نے بھی کراچی کی لیڈر شپ کے ساتھ مل کر سول ہسپتال میں جا کر مریضوں کی خیریت دریافت کی۔ حکومت سے درخواست کی کہ مرنیوالوں کے بچوں کی کفالت کا انتظام کرے۔ عوام وفاقی اور صوبائی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ نجی ہسپتالوں سے اس غفلت اور قومی جرم کا حساب لے گی اور انہیں آئندہ کے لیے پابند کرے گی کہ ایسی حرکتیں نہ کریں۔ بل کہ ایسی

آفت کے وقت لوگوں کی ہنگامی مدد کرنے کے خصوصی انتظامات کریں۔ صوبائی حکومت میتوں کے لیے مزید سرد خانے بنائے۔ مرنے والوں کے لیے قبرستان کی جگہ کا انتظام کرے۔ غریب شہریوں کی میتوں کے لیے بغیر قیمت کی قبریں مہیا کرے۔ اگر یہ ضروری کام بھی حکومتیں نہ کر سکیں تو اس پھر ان کی حکومت کا جواز تلاش کرنا پڑے گا۔ محکمہ موسمیات کے ذریعے تحقیقات کرائی جائے کہ اس سال جون میں معمول سے زیادہ گرمی کیوں پڑی تاکہ آئندہ اس کا ممکنہ ادراک کیا جاسکے۔

گوجرانوالہ ٹرین حادثہ

پاکستان تو ویسے بھی بیرونی سازشوں کی وجہ سے حادثوں کی زد میں ہے مگر ہماری حکومتوں کی بے عملی کی وجہ سے بھی حادثے ہوتے رہتے ہیں۔ بہادر پاکستانی قوم آئے دن ایک سے ایک حادثہ برداشت کر رہی ہے۔ اللہ نے اسے صبر سے نوازہ ہے ورنہ اتنے حادثے کوئی قوم بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ گوجرانوالہ کے قریب پل پر ٹرین انجن کے سمیت چار ڈبے نہر میں گر گئے۔ یہ ٹرین پنو عاقل فوجی چھاؤنی سے کھاریاں فوجی چھاؤنی جاری تھی جس میں ہمارے بہادر فوجی اور کچھ سامان لوڈ تھا۔ اس حادثہ میں ۱۹ بعض ذرائع کے مطابق ۲۰ افراد شہید ہوئے جبکہ ۸۰ کے قریب زخمی ہوئے جن میں سے بعض کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔ بعض زخمیوں کو ریسکیو ٹیمیں وقت پر حادثے کے مقام پر پہنچ گئی اور ریسکو آپریشن شروع کر دیا۔ تمام قیمتی جانوں کو نہر سے نکال بھی لیا گیا۔ گوجرانوالہ چھاؤنی میں ان تمام شہدا کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی جس میں جنرل راحیل شریف پاک فوج کے سپہ سالار بھی شریک ہوئے۔ تمام میتوں کو ان کے آبائی مقامات تک پہنچا دیا گیا۔ وہاں پر ان کی تدفین مکمل فوجی اعزازات کے ساتھ بھی عمل میں لائی جا چکی ہے جس میں سیاسی و عسکری قیادت سمیت ہزاروں شہریوں نے شرکت کی۔ پوری قوم ان کے درجات کے لیے اللہ سے دعا گو ہے۔ وہ اپنی ڈیوٹی پر تھے کہ یہ حادثہ پیش آیا۔ مرنے والے تمام کے تمام شہید ہیں۔ ہماری فوج کے جوان اپنے ملک کی حفاظت کے لیے اپنی

جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔اس سے قبل بھی کئی حادثے ہوئے جن میں گیاری سیکٹر سیاہ چین میں ہمارے کئی فوجی برف کے تودے کے نیچے دب کر شہید ہوئے تھے۔ اللہ سب کی شہادت قبول فرمائے۔ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔جہاں تک ہماری موجودہ حکومت کا تعلق ہے تو وہی روایاتی طور پر باتیں کی گئیں۔ وزیر ریلوے صاحب نے کہا اس امر کو دیکھ رہے ہیں کی یہ تخریبی کاروائی ہے کہ نہیں ! وزیر ریلوے صاحب جائے حادثہ پر گئے اور محکماتی طور پر تحقیق کے لیے کمیٹی قائم کر دی ہے۔اس کے علاوہ ۷ رکنی مشترکہ تحقیقاتی ٹیم کو بھی تشکیل دے دی گئی ہے جس میں ریلوے اور فوج کے سینئر افسران شامل ہیں۔ یہ ٹیم ۷۲ گھنٹوں میں رپورٹ وزیر اعظم صاحب کو پیش کرے گی۔ رپورٹ تو جو بھی ہو گی وہ وزیر اعظم کے سامنے آ جائے گی ۔ پاکستان کے اداروں کا جو حال ہے جس طرح کرپشن ان اداروں میں سرت کر گئی ہے وہ بہت ہی افسوس ناک ہے ۔ گو کہ موجودہ دور حکومت میں ریلوے میں کچھ اچھے کام بھی ہوئے ہیں۔ ٹرینیں وقت پر چل رہی ہیں۔ جبکہ اس سے قبل پیپلز پارٹی کے اتحادی وزیر بلور صاحب کے دور میں ریلوے تباہی کے دھانے پر کھڑی تھی۔ گو کہ پاکستان کے سارے کے سارے ادارے کرپشن اور نااہل کی زد میں ہیں جہاں تک ریلوے کے پرانے دور کے حالات ایک نجی ٹی وی ۹۲ پر ٹی وی شو میں ٹی ایشکر اور سینئر صحافی کلاسرا صاحب، سابقہ سفیر ہلالی صاحب اور جماعت اسلامی اور ریلوے یونین کے راہنما سلمان بٹ صاحب نے بیان کئے ہیں۔ جنہیں سن کر عوام کو یقیناً حیرت ہوئی ہو گی کہ

پاکستان کے اداروں کی نااہلی کہاں تک پہنچی ہوئی ہے اور کس طرح قوم کے اثاثوں کے ساتھ ظلم کیا جارہا ہے۔ تبصرے میں یہ بات سامنے آئی کہ جب چین سے انجن خریدنے کی پلاننگ کی گئی تو تیس دن کے لیے پاکستانی وفد جو ریلوے کے ایکسپرٹ پر مشتمل تھا مطالعاتی دوراے پر چین گیا تھا۔اُس نے وہاں کیا تحقیق کی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ٹی وی اینکرز نے کہا کہ جو ریلوے انجن امپورٹ کئے تھے وہ ناقص تھے اور کچھ ہی دنوں میں ہی خراب ہو گئے۔ وہ سب کے سب ریلوے کے گیراج میں پہنچانے پڑے تھے۔چین کی کمپنی کو شکایت کی گئی وہ ان خراب انجنوں کو ریپیرنگ کے لیے پاکستان آئے بھی مگر وہ درست نہ ہوسکے اور ریلوے کوکافی نقصان پہنچا۔اسی طرح چین سے جو ریل کے ڈبے خریدے گئے تھے ان میں مسافروں کے داخلے کے دروازے پاکستان میں موجود پلیٹ فارموں کی اونچائی سے کم تھے۔ لہٰذا ریلوے کو اپنے پلیٹ فارموں کی اونچائی ان ڈسبوں کے مطابق کرنی پڑی۔کیا اس پر ریلوے کے اخراجات نہیں آئے ہونگے ؟اس تبصرے میں کہا گیا کہ کوریا نے اپنے ریلوے کو الیکٹرونک کر دیا تھا اس کے پاس ناکارہ ریلوے انجن بچ گئے تھے۔ پاکستان نے ان ناکارہ انجنوں کو این ایل سی کے لیے خریدا تھا این ایل سی انہیں استعمال میں نہ لا سکی۔ نہ ہی کسی کام میں آرہے تھے تو پاکستان ریلوے کو ذبردستی کرایہ پر دیے گئے۔مزید تبصرے میں یہ بات بھی آئی کہ امریکہ سے جو انجن خریدے گئے جو واقعی ہی پائیدار ریلوے انجن تھے مگر ان امریکی ریلوے انجن کی اونچائی زیادہ تھی جو ہماری کوئٹہ جانے والی

سرنگ سے نہیں گزر سکتے تھے لہٰذا پاکستان ریلوے نے سرنگ کی اونچائی کو امریکن انجن کے مطابق کیا گیا تب جا کر ریل کوئٹہ پہنچی۔ اس طرح کلاسرا صاحب نے سابقہ امریکن سفیر عابدہ حسین صاحبہ کی کتاب کے ایک چیپٹر کا بھی ذکر کیا جس میں امریکہ کی بوئنگ کمپنی سے ایک ڈیلنگ کا ذکر ہے امریکہ نے معاہدے کے مطابق ہوائی جہاز سپلائی نہیں کئے تو پاکستان نے امریکی بوئنگ کمپنی سے رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا تو امریکی بوئنگ کمپنی نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم آپ کو پیسے واپس کرتے ہیں لیکن اس میں تین بلین روپے کاٹ لیں گے وہ آپکے اداروں نے ہم سے کمیشن کے طور پر لیے تھے۔ یہ حال ہے پاکستان کے اداروں کا۔ ریلوے کو ہی لیجئے اس کے پلوں کی معاد سو سال سے زیادہ کی ہو گئی ہے۔ اسطرح ریلوے لائینیں بھی پرانی ہو چکی ہیں۔ جو لائنیں انگریز ڈال کر گیا تھا ان میں ایک میل کا بھی اضافہ پاکستانی حکومتوں نے نہیں کیا۔ بل کہ ریل کے کئی روٹ منافع بخش نہ ہونے کی وجہ سے بند کر دیے۔ ڈکٹیٹر ضیاء کے دور میں سیٹلائٹ کا نظام ریلوے کے لیے خریدا گیا تھا تاکہ ٹرینیں وقت پر چلیں اور وقت پر منزل پر پہنچیں مگر اس کو ناکارہ بنا کر رکھ دیا گیا۔ ہماری حکومت کو چاہیے کہ وہ ریلوے کے پرانے پلوں کی جگہ نئے پل تعمیر کریں۔ ریلوے لینیں بھی نئی ڈالیں تاکہ گوجرانوالہ ٹرین حادثہ جیسے حادثات سے نجات مل سکے اور شہری امن اور حفاظت سے سفر کر سکیں جو ان کا آئینی حق ہے۔

ٹی وی چینلز کے اخلاق باختہ پروگرامز

رمضان نیکیوں کی بہار کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں ہر طرف نیکیاں ہی نیکیاں فروغ پاتی ہیں۔ مسجدیں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں۔ ہر طرف قرآن کی تلاوت ہو رہی ہوتی ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ ہو رہا ہوتا ہے۔ غریبوں کی مدد کی جارہی ہوتی ہے۔ مسلمان رمضان کے مہینے میں اسلامی این جی اوز کی بھرپور مدد کرتے ہیں جس سے ان کے فلاحی امور چل رہے ہوتے ہیں۔ کہیں آنکھوں کے ہسپتال ہیں تو کہیں جرنل ہسپتال ہیں۔ کہیں غریب بچیوں کی شادیاں ہو رہی ہوتی ہیں تو کہیں یتیم بچوں کی کفالت کے پروگرام چل رہے ہوتے ہیں۔ افطاریوں کی محفلیں منعقد ہو رہی ہوتیں ہیں۔ غریبوں کو افطار کرائی جارہی ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو رمضان نیکیوں کے موسم بہار کا مہینہ ہے۔ ہمارا مذہب ہمیں یہی سکھاتا ہے۔ یہ مہینہ ہر سال آتا ہے۔ یہ امت مسلمہ کے لیے ایک مہینے کا تربیتی کورس بھی ہے۔ اس میں نیکیاں کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ نیکیوں پر اُبھارا جاتا ہے تاکہ مسلمان معاشرے میں نیکیاں پھولے پھلیں مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اس ماہ مبارک میں روٹین سے زیادہ عبادات ادا کی جاتی ہیں۔ عام دنوں کے بجائے اس ماہ میں نیکیوں پر اجر بھی کئی گناہ بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ رمضان میرا مہینہ ہے۔ روضے دار کو میں اجر دوں گا۔ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرہ عشرہ مغفرت اور تیسرہ عشرہ دوزخ

سے نجات کا عشرہ ہے۔ پہلے دو عشرے گزر گئے آخری عشرہ دوزخ سے نجات کا عشرہ جاری ہے۔ اس عشرے میں مسلمان اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ مسجد اعتکاف کرنے والوں سے بھر جاتی ہیں ہر طرف نیکیوں کی بہار ہی بہار ہے۔اسلام میں عام دنوں میں بھی خواتین کے لیے مخلوط یعنی مرد اور خواتین کا اکٹھا ایک جگہ محفل سجانہ منع کیا گیا۔ جب کہ شروع رمضان سے ہمارے ٹی وی شوز میں مرد اور خواتین کے اکٹھے پروگرام ہو رہے ہیں حتہ کہ افطار پارٹیوں میں مرد اور خواتین آمنے سامنے اکٹھے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ساتھ کچھ علماء اکرام بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ کیا یہ تعلیم اسلام کے مطابق ہے؟ نہیں نہیں اسلام کے مطابق نہیں ہے ! اسلام میں پردے کے صاف صاف احکامات ہیں۔ پردہ تو ایک طرف ، کوئی اِکا دُکا خاتون پردے میں ہوتی ہے باقی تمام کی تمام بے پردہ ہوتی ہیں۔ ٹی وی شوز میں عورتیں بن ٹھن کر آتیں ہیں ایسا لگتا ہے جیسے فیشن شو ہو رہا ہے۔ مسلمان خواتین کم از کم اسکارف پہن کر کیمرے کے سامنے آتیں تو بھی شاید کچھ مغفرت ہو جاتی۔ یورپ میں مسلمان خواتین اسکارف پہنتیں ہیں۔ مغرب کے بے روا شیطانی معاشرے میں مسلمان خواتین اسلام پر عمل کرنے کی کوشش کر رہیں ہیں۔ مگر ہم اپنے ٹی وی پروگراموں میں ان کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ اسلام نے گانے بجانے سے منع کیا گیا۔ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے رسولؐ اللہ نے فرمایا میں گانے بجانے کے سارے سامان توڑنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔ مگر ٹی وی کے پروگراموں میں گانوں کی بھر مار ہوتی ہے جو بالکل غیر اسلامی ہے۔ رمضان

پروگرام بھی نیلام گھر شو کی طرز کے ہونے لگے ہیں خواتین انعامات کی طرف دیکھ رہی ہوتیں ہیں کہ کب ملا اب ملا۔ رمضان کے مقدس مہینے میں پروگرام کرنے والا مرد یا خاتون اِدھر اُدھر اوچھل کود رہا ہوتا جو رمضان کے تقدس کے خلاف عمل ہے۔انعامات کی بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ ہر عورت انعام کی لالچ میں پروگرامر کی طرف دیکھ رہی ہوتی ہے۔کیا اسلام میں خاص کر اس عبادات کے مہینے میں لاٹری سسٹم اور لکی ڈرا کی اجازت ہے ہر گز نہیں؟ اسلام ایک سنجیدہ مذہب ہے اس کے سارے عبادات کے پروگرامز اور تہوار بھی سنجیدہ ہیں۔ نماز کو لیجیے یہ فحاشی عریانی سے روکتی ہیں اس سے ڈسپلن سیکھا جاتا ہے۔مؤذن پانچ وقت اعلان کرتا ہے کہ اللہ بڑا ہے۔ سلامتی کی طرف آؤ۔ فلاح کی طرف آؤ۔ جبکہ دوسرے مذاہب میں سنجیدگی بالکل نہیں ہے۔ ان کو گرجا گھروں میں بلانے کے لیے گھنٹیاں بجائی جاتیں ہیں ان کی عبادات میں ڈھول بجائے جاتے ہیں۔ان کے تہواروں میں گانے بجانے ،خرافات، شراب نوشی ، فحاشی ، مخلوط محفلیں اور نہ جانے کون کون سے نامناسب طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔اسلام میں ان چیزوں سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیا ہم رمضان کے مقدس مہینے میں اپنے مذہب پر عمل کرنے کے بجائے مغرب کی نکالی کرنے میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی جد وجہد میں نہیں لگے ہوئے ہیں ؟ کیا ایک سازش کے ذریعے پاکستان میں مغربی شیطانی معاشرہ مسلط نہیں کیا جا رہا؟ ہمارے علماء کرام کیوں خاموش ہیں؟ وہ اس سازش کے خلاف آواز کیوں نہیں اُٹھا رہے ہیں؟ ہمیں حیرت تو اُن علماء پر

ہے جو رمضان کے مقدس مہینے میں ان مخلوط پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں۔ ان کو ایسے پروگراموں شرکت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ہم ٹی وی مالکان سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ وہ رمضان کے مبارک اور نیکیوں کے موسم بہار والے مہینے میں اس گناہ سے بچیں اور نیکیاں کمائیں اور رمضان میں ان اخلاق باختہ پروگراموں کو فوراً بند کروا دیں یا کم از کم ان بے ہودہ نشریات کو اسلام کے مطابق نشر کریں۔ کیا پاکستان میں عورتوں کے علیحدہ کالز نہیں ہیں۔ علیحدہ بنک نہیں ہیں۔ ٹی وی پر بھی خواتین کے پروگرام صرف خواتین ہی کو چلانے چاہیں۔ اس میں باپردہ خواتین کو شرکت کی اجازت ہو۔ یا کم از کم اسکارف پہن کر پروگراموں میں شرکت کریں۔ اگر پاکستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں خواتین پردے میں رہ کر پائلٹ، ڈاکٹر، پروفیسر اور انجینئر بن سکتیں ہیں تو ٹی وی پروگراموں کو بھی چلا لیں گی۔ دنیا میں بچوں کے ٹی وی، کھیلوں کے ٹی وی اور دوسرے ٹی وی چل سکتے ہیں تو پھر پاکستان میں خواتین کے ٹی وی بھی ان شا اللہ چلیں گے۔ آہستہ آہستہ ایک ماحول بن جائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ ان پروگراموں کو صرف خواتین ہی دیکھا کریں گی۔ کیا ہمیں اپنی عورتوں کو مغرب کی شیطانی اور عنقریب ڈوبنے والی تہذیب کی طرف راغب ہونے سے بچانے کی کوئی بھی کوشش نہیں کرنی چاہیے ؟ ہمارے علماء کو اجتہاد کا بند دروازہ کھولنا ہوگا اور مسلمان قوم کی راہنمائی کا فریضہ انجام دینا ہوگا۔ اسلام سلامتی اور آگے بڑھنے والا مذہب ہے اسلام کا نام ہی سلامتی ہے۔ اسلام ہمیشہ کے لیے

زندہ رہنے والا مذہب ہے۔اسلام بنی نوانسان کی راہنمائی کرنے والا بڑا مذہب ہے۔ اے کاش کہ شروع کے مسلمانوں کی طرح مسلمان پھر سے اسلام کے داعی بن جائیں۔ ہمارے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ہمارا ہر کام اسلام کے مطابق ہو۔ ہمارے علماء عصری تقاضوں کے مطابق اجتہاد کرکے ہماری راہنمائی کریں۔ مسلمان کے ہر کام میں دنیا کے سامنے اسلام کی تبلیغ ہو۔ ہم کچھ بھی ہوں ڈاکٹر ہوں، انجنیئر ہوں، فوجی ہوں، کاروباری ہوں، استاد ہوں اور عالم ہوں مگر مسلمان ہوں۔ ہر مسلمان اسلام کا سچا داعی ہو۔اس کو اپنے ہر فعل سے اسلام کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔ ہمارے ہر کام اسلام کے دائرے کے اندر ہوں۔مغرب کی شیطانی تہذیب نے آج عورت کو شمعِ محفل بنا دیا ہے۔ اس کا کوئی بھی مال فروخت نہیں ہوتا جب تک کہ عورت کو اس مال کے ساتھ نیم عریاں کرکے پیش نہ کرے۔ کیا مسلمان معاشروں میں بھی یہی شیطانی روش نہیں چل پڑی؟ مغرب نے عورت پر معاش کا بوجھ بھی ڈال دیا ہے جو عورت کے ساتھ ناانصافی ہے۔اسلام میں خاندان کی معاش مرد کے ذمے ہے عورت کے ذمے نہیں ہے۔ہم اسے پھر سے وہی مقام دلائیں جو اسلام نے اس کے لیے تجویز کیا ہے۔ عورت اسلام میں گھر کی ملکہ ہے شمع محفل نہیں؟ اس کا ایک روپ ماں کا ہے جس کے پیروں کے نیچے جنت ہے۔ ایک روپ بیٹی کا ہے جس سے والدین بے انتہا ہی پیار کرتے ہیں۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جس باپ نے دو بیٹیوں کی اچھی تربیت کی ان کو پڑھنا لکھنا سکھایا پھر ان کا گھر آباد کیا اس کے لیے جنت ہے۔ اسلام نے بیٹوں کے

ساتھ ساتھ بیٹیوں کو بھی باپ کے مال میں حقدار بنایا ہے۔اسی طرح عورت اپنے میاں کے مال میں بھی قانونی حقدار ہیں۔ عورت بیوی بھی ہے جو اپنے خاوند کی پیاری اور اس کے گھر کی رکھوالی ہوتی ہے۔ عورت بہن بھی ہے جس سے اُس کے بھائی ہمیشہ پیار کرتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے خطبہ حج الوداع کے موقعے پر فرمایا تھا کہ اللہ سے ڈرو اور عورتوں کے حقوق کا خیال کرو کیونکہ مردوں پر عورتوں کا حق ہے۔اللہ کرے ہمارے علماء اجتہاد کرکے موجودہ دور میں مسلمان عورتوں کی راہنمائی کریں۔ ہمارے ملک پاکستان میں سب کام اسلام کے مطابق چلیں۔ رمضان میں ٹی وی کی بے ہودہ مخلوط نشریات اور گانے بجانے کے پروگرام بند ہونے چاہیں۔ اور اسلام کے مطابق عورتوں کے ٹی وی پروگرام ہونے چاہیں۔ ان میں مرد علماء کے بجائے خواتین علماء کو شرکت کرنی چاہیے۔ اسی طرح عورتوں کے روٹین ٹی وی پروگرام بھی مخلوط، گانے بجانے اور لاٹریوں اور انعام کی لالچ اور اُچھل کود سے پاک ہونے چاہیں۔ ہمیں اسلام کے خلاف کام کرکے اللہ کے عذاب کو دعوت نہیں دینی چاہیے بل کہ اللہ کے عذاب سے بچنا چاہیے اللہ مسلمانوں کو برائیوں سے محفوظ رکھے آمین۔

پانچ روز میں کراچی میں بجلی کا تیسرا بڑا بریک ڈاؤن

کے الیکٹرک نے کراچی میٹروپولیٹین سٹی، جس کی آبادی دو کروڑ سے زیادہ ہے، جو پاکستان کو ۷۰ فی صد ریونیو کما کر دیتا ہے کو پانچ دن کے اندر اندر تیسری مرتبہ تحریکی میں ڈبو دیا۔ ویسے تو کراچی میں غیر اعلانیہ بجلی کی لوڈشیڈنگ کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ دن میں چار چار مرتبہ بجلی چلی جاتی ہے۔ گنجان بستیوں کی گلیوں میں بجلی کے تار ٹوٹ جاتے ہیں اور کئی کئی گھنٹے گلیوں میں پڑے رہتے ہیں کے الیکٹرک کا عملہ دیر سے آتا ہے۔ بجلی کے کھمبوں کے درمیان میں پرانی بجلی کی تاریں ڈھیلی ہو جانے کی وجہ سے تیز ہوا کی وجہ سے آپس میں ٹکرا جاتیں ہیں زور سے دھماکہ ہوتا ہے پھر بجلی چلی جاتی ہے۔ کے الیکٹرک کے عملے کو فون کرو تو دیر سے آتے ہیں بجلی کے تاروں کو درست کرتے ہیں جب تک پرانی بجلی کی تاروں کو کے الیکٹرک تبدیل نہیں کرتی یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم نہیں ہوتا بلکہ بار بار ہوتا رہتا ہے۔ اصل میں جب سے کے الیکٹرک نے چارج سنبھالا ہے بجلی کی پرانی لائنیں تبدیل نہیں کیں اُسی پرانی لائینوں سے کام چلایا جا رہا ہے۔ اس لیے محلوں گلیوں میں بار بار بجلی کا نظام فعل ہو جاتا ہے۔ آج تو عین سحری کے وقت کراچی کی بجلی بند ہو گئی۔ بچے رونے لگے بڑے پریشان ہو گئے۔ گھروں میں پانی کی سپلائی بند ہو گئی۔ روضے دار بری طرح

رُل گئے۔ کے الیکٹرک کہتی ہی کہ ۲۲۰ کے وی کی دو ٹرانمیشن لائنیں ٹرپ کر گئیں۔ ٹرپنگ کے باعث ۳۰ گرڈ اسٹیشن متاثر ہوئے۔ کراچی کا ۶۰ فی صد سے زیادہ علاقہ بجلی کی فراہمی کی معطلی کی وجہ سے تحریکی میں ڈوب گیا۔ ۲۴ گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی متعدد علاقوں میں بجلی بحال نہیں ہوئی۔ بجلی کے فیل ہو جانے سے کراچی شہر کو ۳۲۵ گیلن پانی فراہم نہ کیا جا سکا جس پریشانی میں مزید اضافہ ہوا اور نظام زندگی یکسر معطل ہو گیا۔ پتہ نہیں اداروں نے کراچی کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ پانی کے ادارے کراچی کو پانی سپلائی نہیں کر رہے۔ کراچی کے کئی علاقوں میں پانی کی لینوں میں ایک بوند پانی نہیں آ رہا۔ راقم خود کورنگی روڈ ڈیفنس فیس ۲ کے سامنے اختر کالونی کا رہائشی ہے۔ اختر کالونی سیکٹر اے گلی نمبر ۵ میں عرصہ ۳ سال سے پانی کی لائنوں میں نہیں آ رہا۔ بستی میں واٹر ٹینکوں سے پانی خریدا جاتا ہے۔ جس بلڈنگ میں میری رہائش ہے اُس بلڈنگ میں تین فلیٹس ہیں جن میں ماہ وار ۱۸۰۰۰ روپے کا پانی ٹینکروں والوں سے خریدا جاتا ہے فی فلیٹ ۶۰۰۰ روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ واٹر ٹینکر والوں نے پانی کے ریٹ ڈبل کر دیے ہیں۔ کل کسی لائن مین نے پانی کے نلوں میں گٹر کا پانی چھوڑ دیا۔ نلوں میں جب بچوں نے پانی کھولا تو پانی بدبودار تھا۔ ساری بلڈنگ پریشان ہو گئی۔ انڈر گرونڈ ٹینک میں جو صاف پانی تھا وہ بھی گندھا ہو گیا فوراً انڈر گراونڈ ٹینک کا پانی اوپر ٹنکی میں چڑھایا گیا اور نلکے کھول دیے گئے تاکہ گٹر کا سارا پانی بہہ جائے اس طرح صاف پانی کیا ملتا

جو پانی خریدا گیا تھا اُسے بھی ضائع کرنا پڑا ورنہ پوری بلڈنگ کے رہاشی بیمار پڑھ جاتے۔ یہی حال صفائی ستھرائی کا ہے۔ کبھی بھی کے ایم سی کے کسی ادارے نے اختر کالونی کی گلیوں کی صفائی ستھرائی نہیں کی اور پانی اور صفائی کا بل باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ اپنی مدد آپ کے تحت گٹر لائنوں کی صفائی کروائی جاتی ہے۔ پوری بستی کے روڈ ٹوٹے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے چندہ جمع کرکے اپنی گلیاں سیمنٹ سے پکی کروائی ہیں۔ سٹی ناظم نعمت اللہ خان کے دور میں اختر کالونی کو لیز کے کاغذات ملے تھے مگر آج تک اس کالونی میں ترقیاتی کام نہیں ہوئے۔ ۲۰۱۳ء کے انتخابات میں (ن) لیگ کے سندھ اسمبلی کے نمائندے کامیاب ہوئے تھے۔ان صاحب نے بھی اپنے ترقیاتی بجٹ میں سے بھی کالونی میں ترقیاتی کام نہیں کروائے۔ جہاں تک کے الیکٹرک کا تعلق ہے تو اُس نے تو ظلم کا نظام چلایا ہوا ہے۔ کچھ سال پہلے پرانے میٹرز تبدیل کیے تھے وجہ بتائی گئی تھی کہ پرانے ہونے کی وجہ سے بہت آہستہ چلتے ہیں بجلی کا بل کم آتا ہے۔ اس طرح صحارفین سے کئی گنا زیادہ بل وصول کرنے شروع کیے۔ اب کچھ ماہ پہلے دوبارہ میٹر تبدیل کردیے گئے۔ عوام کو تو ان نئے میٹروں کے بارے میں کچھ بھی جانتے نہیں تھے البتہ اخبارات میں خبریں چھپیں تھی کہ یہ نئے میٹرز پہلے میٹرز سے ۳۰ فی صد تیز چلتے ہیں۔ اب انصاف پسند حلقے اس بات کو خود غور کر سکتے ہیں کہ کے الیکٹرک کا یہ نظام ظلم کا نظام ہے کہ نہیں؟ بے بس عوام کس کے پاس جائیں کوئی سننے والا نہیں۔ یہ باتیں بھی اخبارات کی زینت

بنتی رہی ہیں کہ کے الیکٹرک نے عوام سے بجلی کے بل بھی بڑھا کر وصول کیے جاتے رہے ہیں۔ جب سے کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کو نجی ادارے کو دیا گیا تھا تو عوام نے اس کی مخالفت کی تھی۔ کے ای ایس سی کی نج کاری کے بعد کے الیکٹرک نے کوئی نئی انوسٹمنٹ نہیں کی۔ بجلی کی پیداوار میں ایک یونٹ کا بھی اضافی نہیں کیا۔ پرانی لائینوں کو تبدیل بھی نہیں کیا۔ ہاں کراچی کے شہریوں کے ساتھ ظلم کا نظام راج کیا جیسے اوپر بتایا گیا ہے۔ کہ میٹروں کی دو دفعہ تبدیلی اور بڑھا کر بل وصول کئے۔ کراچی میں پچھلے ۳۰ ، سال سے [illegible] اب کے الیکٹرک کے سامنے دھرنے کی باتیں کر رہے ہیں جو عوام کے ساتھ دھوکہ ہے۔ کے الیکٹرک نے کراچی کی حکمران سیاسی اور لسانی پارٹیوں کے لوگوں کو رشوت کے طور پر بھاری تنخواؤں پر نوکریاں دیں تاکہ ان سے مدد لی جائے اور ظلم کے نظام پر کوئی بات نہ کرسکے۔ کے الیکٹرک کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے کراچی کے ۲۵۰۰، لوگ شہید ہو گئے۔ وزیر اعظم کو کراچی کا دورہ کرنا پڑا۔ وزیر اعلی سندھ جناب قائم علی شاہ صاحب نے بھی اخبارات میں شکایت کی تھی کہ کے الیکٹرک کے سربراہ سے فون پر بات ہوئی ہے مگر وہ کچھ بھی نہیں کرتے۔ ہیٹ اسٹروک کا ذمہ دار بھی کے الیکٹرک کو ٹھیرایا گیا۔ کے الیکٹرک نے اس نقصان کا ذمہ دار مرکزی حکومت کو قرار دیا۔ مرکزی حکومت کا کہنا تھا کہ کے الیکٹرک کو معاہدے کے مطابق بجلی دے رہے ہیں۔ کے الیکٹرک نے خود کوئی مزید بجلی کی پیداوای نہیں بڑھائی اس

لیے موجودہ لوڈشیڈنگ کی ذمہ دار خود کے الیکٹرک ہے۔اب تو غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کے خلاف سندھ اسمبلی کے اسپیکر بھی بول پڑے اور شدید غصے کا اظہار کیا۔ سندھ کے وزیر بلدیات نے زور دے کر کہا ہے کہ اگر انتظامیہ کو کے الیکٹرک کے عہدہ داروں کو گرفتار کرنا پڑا تو کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ کے الیکٹرک اگر لوڈشیڈنگ نہ کرتی اور شدید گرمی میں لوگوں کے الیکٹرک پنکھے چل رہے ہوتے اور پانی مناسب مقدار میں مل رہا ہوتا تو یقیناً ہلاکتیں کم ہو سکتیں تھیں۔ بہر حال کراچی کی عوام کی اکثریت کے الیکٹرک سے تنگ آ چکی ہے اور کراچی کی عوام کہہ رہی ہے کہ کے الیکٹرک کو واپس گورنمنٹ کے اختیار میں دیا جائے۔ اس کے حالات درست کیے جائیں اور آئندہ کراچی کا کوئی بھی گورنمنٹ کا ادارہ نجی اداروں کو فروخت نہ کیا جائے۔

عید الفطر یا عید محکوماں ہجوم مومنین

اس سال ۲۰۱۵ء میں مسلمان عید الفطر پر امن طریقے سے کیسے منائیں جبکہ ان پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیے گئے ہیں۔ ہمارے ملک میں حکمرانوں کے غلط اقدام کی وجہ سے ضربِ عضب فوجی آپریشن جاری ہے۔ کراچی میں ٹارگیٹڈ آپریشن جاری ہے۔ الطاف حسین صاحب کی فوج کے خلاف تقریروں کی وجہ سے حالات بہت خرابی کی طرف جا رہے ہیں حکومت پاکستان نے برطانیہ کو خط لکھ دیا ہے۔ اس تقریر کے خلاف ملک میں ۱۰۰ سے زائد مقدمات بشمول بغاوت کے درج کیے گئے ہیں۔ ایم کیو ایم کے تین درجن سے زیادہ راہنماؤں پر بھی مقدمات قائم ہو چکے ہیں ان کو ملک سے باہر جانے پر پابندی کا بھی کہہ دیا گیا ہے۔ پیپلز پارٹی کے مرکزی لوگوں کو فنڈنگ کے لیے کرپشن کرنے والے گورنمنٹ ملازمین کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ ان گرفتاریوں زرداری صاحب بھی فوج کے خلاف برس پڑے۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے فلموں میں سلطان راہی کی زبان بول رہے ہیں پھر بچ بچا کر ملک سے فرار ہو گئے ہیں۔ عید کی خوشیوں کے موقعے پر پچھلے سال کی طرح آئی پی ڈیز کیمپوں میں ہی عید الفطر منائیں گے۔ ہمارے سیاست دانوں اپنے ہی لوگوں سے فوج کو الجھا دیا گیا ہے اپنے ہی ملک کے اندر دس لاکھ سے زائد مسلمان مہاجر بنا دیے گئے ہیں وہ اچانک آپریشن کی وجہ سے اپنے ضروری سامان بھی ساتھ نہ لا سکے ان کے بچے، بوڑھے اور

عورتیں بے یار و مددگار کیمپوں میں یا اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں پڑے ہیں بنوں شہر کی جتنی آبادی ہے اس سے دوگناہ مہاجر اس میں رہائیش پذیر ہو گئے ہیں ضروریات زندگی ملنا مشل ہو گئیں ہیں۔ حکومت کی طرف سے امداد لینے والوں کی قطاریں دیکھ کر دل آنسو بہا رہا ہے۔ ان کا رمضان کا مہینہ کیسے گزرا ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ اب حکومت کے مطابق سارا علاقہ دہشت گردوں سے پاک کر لیا گیا اس لیے حکومت کو چاہیے کہ لوگوں کو واپس اپنے گھروں میں جانے دے تاکہ وہ عید الفطر اپنے گھروں میں منا سکیں مگر یہ رفطار بہت ہی روست روی کا شکار رہی ہے۔ پچھلے دنوں ہماری بہادر فوج کے سپہ سالار نے وزیر خزانہ اسحٰق صاحب سے ملاقات کی تھی جس میں آئی پی ڈینز کے ان کے گھروں میں واپسی اور اخراجات کے متعلق بات چیت ہوئی مگر ابھی تک مکمل واپسی اور بحالی کا کام مکمل نہیں ہو سکا۔ فلسطین کے اندر یہودیوں نے ظلم و ستم جاری کیا ہوا ہے۔ عراق کے اندر امریکا کے پھیلائے ہوئے جال کے تحت مسلمان مسلمان سے اپنے حقوق کے نام پر لڑ رہے ہیں۔ شام میں بشار کی شعیہ اقلیتی حکومت کے خلاف ایک عرصہ سے جنگ ہو رہی ہے لاکھوں مسلمان شہید ہو چکے ہیں لاکھوں مہاجر بنا دیے گئے ہیں۔ کشمیر میں ظلم کی انتہا کر دی گئی آئے دن جعلی مقابلوں کے نام پر کشمیریوں کو بھارت کی فوج شہید کر رہی ہے۔ نواز شریف صاحب نے بھارت سے مذاکرات میں کشمیر پر بات چیت نہ کر کے کشمیریوں کو خفا کر دیا ہے۔ برما میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ ہندوستان میں

مسلمانوں سے زبردستی روزے تڑوائے گئے۔ یہی حال چین کا ہے وہاں مسلمانوں کو رمضان میں عبادات سے جبراً روک دیا گیا ہے۔ غرض دنیا کے کونے کونے میں مسلمانوں کو مولی گاجر کی طرح کاٹا جا رہا ہے عوام تو اس کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں مگر امریکی پٹھو مسلم حکمران اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر رہے۔ دنیا میں یہودی کنٹرولڈ میڈیا نے الٹا مسلمانوں کو دہشت گرد مشہور کر دیا ہے۔ رمضان کے مقدس بابرکت مہینے کو دولت کی ہوس اور مغربی ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے میڈیا کے مالکان نے کھیل تماشہ بنا دیا ہے۔ اِن حالات میں پچھلے سالوں کی طرح اس سال بھی عید الفطر آئی ہے۔ مسلمان عیدالفطر رمضان کے روزوں کے بعد شکرانے کے طور پر مناتے ہیں۔ اس موقعے پر عید گاہوں اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں مسلمان ۲ رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اپنے غریب مسلمان بھائیوں میں فطرانے کے پیسے تقسیم کرتے ہیں تاکہ وہ اور ان کے بچے بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ رمضان میں مسلمان اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اپنے گناہوں کو معاف کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش میں مصروف رہتے ہیں اللہ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ روزوں کا ثواب میں خود دوں گا باقی نیکیوں کے لیے اجر تو ۷۰۰ گنا تک کہا گیا ہے مگر رمضان میں اللہ نے اَجر خود دینے کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تو بے حساب دیتا ہے پھر بھی اس کے خزانے میں کمی نہیں ہوتی اِس لیے مسلمان رمضان میں خوب دل لگا کر عبادت کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کرتے

ہیں زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرتے ہیں راتوں کو جاگ کر تہجد پڑھتے ہیں نفلی عبادت تراویح کے لیے مساجد ماشاء اللہ بھر جاتی ہیں جس میں قرآن کے حافظ صاحبان قرآن شریف سناتے ہیں انفرادی طور پر ہر مسلمان قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے مساجد میں قرآن کی تلاوت کی آواز سن کر بے ساختہ دل اللہ کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ بچے، جوان، بوڑھے عورتیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں ہر طرف نیکیوں کی ایک بہار ہوتی ہے ہر سال یہ ایک قسم کا تربیتی کورس جو ہر رمضان کے مہینے میں ہوتا ہے پوری دنیا میں مسلمانوں کی بستیوں میں نیکیوں کی بہار کا موسم ہوتا ہے شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ عذاب جہنم سے نجات کا ہے۔ اسلام کے جتنے بھی خوشی کے تہوار ہوتے ہیں وہ ایک پُر وقار سنجیدہ اُمتِ مسلمہ کے شایان شان ہیں مسلمان اُس روز عید گاہوں اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں اکھٹے ہوتے ہیں۔ دو رکعت نماز عیدالفطر ادا کرتے ہیں اللہ کے سامنے عاجزی سے گڑگڑا کے دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ رمضان کے مقدس مہینے میں اگر عبادت میں کچھ کمی رہ گئی ہے تو معاف کر دی جائے اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے ایک دوسرے کو عیدالفطر کی مبارک باد دیتے ہیں روزوں کی مقبولیت کے لیے ایک دوسرے کو دعائیں دیتے ہیں نماز کے بعد ایک دوسرے سے گلے مل کر معاف کرنے کی درخواست کرتے ہیں ایک دوسرے کے گھروں میں جاتے ہیں اپنے اور رشتہ داروں کے بچوں میں عیدی تقسیم کرتے ہیں لذیذ قسم کی سویاں اور دل پسند کھانے کھاتے

ہیں محبت، اخوت اور الفت کا موسم ہوتا ہے بچے، نوجوان، بوڑھے نئے کپڑے پہنتے ہیں ایک دوسرے میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے پوری اسلامی دنیا کے ملکوں میں امتِ مسلمہ کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان ایک جیسا پُر وقار سنجیدہ عیدالفطر کا دن مناتے ہیں یہ سارے کام اگر کسی نے کر لیے ہیں تو وہ خوش قسمت ہے ورنہ جیسے اوپر ذکر کیا گیا ہے دنیا میں ہر جگہ مسلمان مشکل میں مبتلا ہیں۔

قارئین ! وہ امتِ مسلمہ جسے اللہ نے خیر امت بنایا ہے جو درمیانے راستے پر چلنے والی ہے۔ اس امت کو فریضہ شہادتِ حق کے لیے اُٹھایا گیا ہے۔ یہ دنیا کی دوسری قوموں پر شہادت کا فریضہ ادا کرے گی۔ یہ امت امر بالمعروف و نہی المنکر پر عمل کرے گی۔ نیکی کے کاموں میں تعاون اور بُرائی کے کاموں سے منع کرے گی۔ مگر اسلام پر عمل نہ کرے کی وجہ سے امت خود پریشانیوں میں غرق ہے۔ جب تک ۵۷ء سے زائد اسلامی ملک اپنی ''مسلم اقوام متحدہ'' نہیں بناتے اُس وقت تک اس امت کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ دنیا کی ایک تہائی آبادی، زرخیز علاقے، معدنیات سے مالا مال، تیل کے وافر ذخائر، ایک اللہ اور ایک رسولؐ کو ماننے والی امتِ مسلمہ کو اپنے اتحاد کے لیے عملی اقدام اُٹھانا چاہیے۔ پھر صحیح عید الفطر ہو گی ورنہ عید محکوماں ہجوم مومنین ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس مشکل کو آسان کر دے اور مسلمان اپنے مقام پر فائز ہو جائیں آمین۔

سیلاب ۲۰۱۵ء

پاکستان میں ہر سال سیلاب آتے رہتے ہیں۔ عوام تکالیف برداشت کرتے رہتے ہیں۔ سال و ماہ گزر جاتے ہیں عوام پھر سے تازہ دم ہو کر اپنی زندگی کے معاملات چلانے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ایسے ہی زندگی کے شب و روز رواں دواں ہیں۔ مون سون بارشیں کہیں رحمت کا باعث بنتی ہیں اور کہیں زحمت کا باعث بنتی ہیں۔ ساری دنیا میں سیلابوں سے انسانی آبادیوں کو بچانے کے لیے لوگ خود اور حکومتیں کوششیں کرتے ہیں۔ پاکستان میں دریاؤں کے کنارے آباد بستیوں کو ہمیشہ سیلاب سے نقصان پہنچتا ہے۔ اس طرح نشیبی علاقوں میں آباد بستیوں کو بھی سیلاب سے نقصان پہنچتا ہے۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی لوگ ان جگہوں پر آباد ہوتے ہیں۔ کیا کیا جائے یہ ان لوگوں کی مجبوری ہے کہ زندگی گزرانے کے امکانات بھی یہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ عوام کی ان ہی مجبوریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومتیں انسانی بستیوں کو بچانے کے لیے حفاظتی تدبیریں اختیار کرتی ہیں۔ کہیں بند باندھے جاتے ہیں۔ کہیں بیراج بنائے جاتے ہیں اور کہیں ڈیم تعمیر کئے جاتے ہیں۔ بارشوں کے موسم میں فاضل پانی کو ذخیرہ کیا جاتا ہے اس سے سیلابوں کو بھی کنٹرول کیا جاتا ہے اور خشک موسم میں یہی پانی آبپاشی کے لیے استعمال کے کیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک کا یہ المیہ رہا ہے کی تربیلا اور منگلا ڈیم کے

بعد کوئی بڑا ڈیم نہیں بنایا گیا اس وجہ سے بھی سیلابوں کا ہر سال سامنا رہتا ہے۔ اس سال ملک بھر میں بارش اور سیلاب سے سیکڑوں دیہات ڈوب گئے۔ رد جنوں افرداد بھی بھی ہلاک ہو گئے۔ مون سون بارشوں سے پنجاب، آزاد کشمیر، خیبر پختونخواہ اور بلوچستان میں سیلاب نے تباہی مچا دی۔ یہاں تک امدادی کاموں میں پھرتی دیکھانے کا تعلق ہے تو ہماری سول حکومت کا تعلق ہے وہ اس مشکل کے وقت میں ہماری فوجی قیادت سے حسب معمول پیچھے رہ گئی۔ جبکہ ہماری فوج کے سپہ سالار نے اپنے کور کمانڈرز کو حکم دیا ہے کہ وہ سیلاب زدہ پاکستانی عوام کی خدمت میں مصروف ہو جائیں۔ تمام سیلابی علاقوں میں کور کمانڈرز نے اپنے اپنے علاقوں میں فوراً امدادی کاموں میں فوجی جوانوں کو لگا دیا ہے۔ اس سال مون سون بارشوں کی وجہ سے خیبر بختونخواہ کے علاقے چترال میں بہت زیادہ تباہی مچائی۔ کلاش شہر کا علاقہ سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ ندی نالوں پر بنے ہوئے ۴۰ پلوں کو سیلابی ریلے بہا کر لے گئے جس سے آبادی کی نقل حرکت بند ہو گئی۔ ۴۰۰ دیہات متاثر ہوئے۔ سڑکوں اور فصلوں کو شدید نقصان پہنچا۔ خوراک کم پڑ گئی اور کہیں بل لکل ختم ہو گئی۔ پاک فوج نے غذائی اشیاء تقسیم کیں۔ متاثرہ علاقوں میں ۱۶ ٹن راشن تقسیم کیا جا چکا ہے۔ سیلاب میں پھنسے ۷۳ سے زائدلوگوں خاص کر بوڑھوں اور بچوں کو محفوظ مقامات تک پہنچایا گیا۔ خیبر پختونخواہ کے وزیر اعلیٰ جناب پرویز خٹک نے کروڑوں روپے چترال کی بحالی کے لیے جاری کر دیے آج ہمارے وزیر اعظم جناب نواز شریف

بھی چترال پہنچے ہیں۔ وہ بھی چترال میں سیلاب کی تباہی کی وجہ سے بہہ جانے والے رابطہ پلوں اور سڑکوں کے لیے بھی امداد کا اعلان کریں گے۔ انہوں نے اس سے قبل لاہور میں این ڈی ایم اے اور دیگر اداروں کو فوراً سیلاب زدگان کی مدد کے احکامات جاری کر دیے تھے۔ یہ بھی کہا ہے کہ انہیں لمحہ بالمحہ صورت حال سے باخبر رکھا جائے۔ اسکردو میں تودہ گرنے کے باعث ۶ کوہ پیما لاپتا ہو گئے۔ دریائے سندھ میں طغیانی کے باعث ۵۰ سے زائد گاؤں ڈوب گئے۔ مکینوں کی بحفاظت منتقلی کے لیے طالبعلموں سمیت پر نقل مکانی شروع ہو گئی۔ جنوبی پنجاب میں بھی سیلاب نے تباہی مچا دی ہے۔ مظفر گڑھ کے پاس چناب کا پانی بستیوں میں داخل ہو گیا ہے۔ رنگ پور میں اس سے قبل سیلاب میں تباہی کے وقت پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے بند بنانے کا اعلان کیا تھا مگر نہ بند بنا اور نہ ہی اُس کے لیے فنڈ رکھے گئے تھے جس کی وجہ سے لوگ شکائتیں کرتے ہوئے ٹی وی پر دیکھے گئے۔ امید اس دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس پر عمل کریں گے۔ سندھ میں گھوٹکی کا سیلاب کے باعث دوسرے علاقوں سے زمینی رابطہ منقطع ہو گیا۔ بالائی علاقوں میں غیر معمولی بارشوں کی وجہ سے محکمہ موسمیات نے فلڈ وارننگ جاری کر دی ہے۔ نالہ لئی کی سطح بلند ہو گئی ہے گوالمنڈی کے مقام پر پانی کی سطح ۱۰ فٹ اور کٹاریاں کے مقام پر ۱۱ فٹ ہے۔۔ قریبی آبادیوں کو انخلا کی ہدایات کر دی۔ دریائے سندھ پر تربیلا ڈیم اور خان پور ڈیم میں پانی کے سطح بلند ہونے پر اسپل ویز کھول دیے گئے ہیں۔ فلڈ فور کاسٹنگ ڈویژن کے مطابق تربیلا یم مین پانی کی سطح ۱۵۲۶

ہ اور ۱ فٹ ہو گئی ہے۔تربیلا میں پانی کی آمد ۳ لاکھ ۴۹ ہزار کیوسک رکارڈ کی گئی ہے۔منگلا ڈیم میں پانی کی سطح ۱۲۳۴ فٹ ہو گئی ہے۔پانی کی آمد ۱۷ ہزار ۲۹۷ اور اخراج ۶۰ ہزار کیوسک۔دریائے کابل میں ورسک اور نوشہرہ کے مقام پر درمیانے درجے کا سیلاب ہے۔ورسک میں پانی کا بہاؤ ۵۰ ہزار ۹۲۰ کیوسک اور نوشہرہ میں ۹۴ ہزار ۶۰۰ کیوسک رکارڈ کیا گیا ہے۔اٹک کے مقام پر دریائے سندھ میں نچلے درجے کا سیلاب ہے۔پانی کا بہاؤ ۴ لاکھ ۸۰۰ کیوسک رکارڈ کیا گیا ہے۔دریائے سندھ میں کالا باغ، چشمہ، اور تونسہ کے مقام پر درمیانے درجے کا سیلاب ہے۔جبکہ گدو کے مقام پر نچلے درجے کا سیلاب ہے۔راجن پور میں کوہ سلیمان کے ندی نالوں میں طغیانی کے باعث لوگ نقل مقانی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔اسلام آباد میں راول ڈیم میں پانی کی سطح بلند ہونے پر سپل کھول دیے گئے ہیں۔راول ڈیم میں پانی کی انتہائی سطح ۱۷۵۲ فٹ ہے۔ڈی جی میٹ نے [illegible] کی وجہ بارشیں نہیں بلکہ گلیشئر پگھلنے کی ہے جس کی پیش گوئی کی گئی تھی۔تحریک انصاف کے سربراہ جناب عمران خان صاحب نے چترال کے دورہ کرنے کا کہا ہے اور خیبر پختونخوا حکومت کو کہا ہے کہ چترال میں فوری ایمرجنسی کا اعلان کیا جائے۔پیپلز پارٹی کے آصف علی زرداری نے کارکنوں کو کہا ہے کہ چترال میں سیلاب زدگان کی کی امدادی کاروائیوں میں شریک ہوں۔وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب نے بھی کہا کہ پنجاب کی حکومت چترال کے عوام کے ساتھ ہے۔آزاد کشمیر حکومت نے بھی چترال کے عوام کے لیے امداد

کا اعلان کیا ہے۔ جماعت اسلامی نے چترال متاثرین کے لیے فوڈ اسکیم کا اعلان کر دیا ہے۔ حسب روایات ملک کی فلاحی تنظیموں کو بھی اس مشکل کی گھڑی میں اپنے پاکستانی بھائیوں کی مدد کے دل کھول کر سامنے آنا چاہیے۔ ٹی وی اور اخبارات کے مالکان کو بھی اپنے اسٹاف کو ہدایات دینی چاہیے کی اس قدرتی آفت کا مقابلہ کرنے کے لیے قوم کو اپنے پروگراموں اور کالموں کے ذریعے تیار کریں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ پاکستانی قوم کی اپنی جناب سے مدد فرمائے آمین۔

عدالتی کمیشن کا فیصلہ

عدالتی کمیشن کا فیصلہ آ گیا ہے اے کاش کہ سب کو اس فیصلے کو کھلے دل سے قبول کرنا چاہیے تھا اور ملکی مفاد میں اس پر غیر ضروری اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے والے تبصروں سے گریز کرنا چاہیے تھا مگر کسی نے بھی بالغ نظری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ تحریک انصاف نے عدالتی فیصلے کو کچھ تحفظات کے ساتھ اسے قبول کر لیا۔ عمران خان کا کہنا ہے ہمارا نقطہ نظر مان لیا گیا کہ دھاندلی ہوئی ہے۔ عدالتی کمیشن کا کہنا کہ مجارٹی میں الیکشن صحیح ہوئے ہیں۔ یعنی تحریک انصاف کی سیکرٹری صاحب کے نقطہ نظر کے مطابق ہندسوں میں بات کی جائے تو ۵۱ فرصد الیکشن صحیح ہوئے ہیں۔ تحریک انصاف کے سیکر ٹری نے یہ نقطہ اُٹھایا ہے کہ پھر اگر یہ تصور کیا جائے کہ ۵۱ء فی صد الیکشن صحیح ہوئے ہیں تو ۴۹ء فی صد الیکشن غلط ہوئے [illegible] بھی کہتے ہیں میں نے عدالتی کمیشن سے کچھ زیادہ ہی توقعات باندھ لی تھیں۔ رپورٹ سے تکلیف پہنچی آ راوز سے بھی تحقیقات کی جاتی تو تحفظات دور ہو جاتے۔ عدالتی کمیشن نے کام ادھورا چھوڑ دیا۔ دھاندلی ہوئی ہے معافی مجھے نہیں نواز شریف کو مانگنی چاہیے۔ انہوں نے مطالبہ کر دیا کہ چاروں الیکشن ممبران کو مستفی ہو آنا چاہیے۔ پیپلز پارٹی نے بھی تحریک انصاف کے اس مطالبے کی تاہید کی ہے۔ دھرنے کے پیچھے کسی پلان کی باتیں کرنے

والوں کو شرم آنی چاہیے۔آئندہ سڑکوں پر نہیں آئیں گے۔ہماری جد و جہد کا مقصد ووٹ کا تقدس بحال کرنا تھا۔انتخابی اصلاحات کے لیے حکومت کا بھرپور ساتھ دیں گے قومی اسمبلی جائیں گے۔ تحریک انصاف اور ن لیگ کے معاہدے کے تحت ہر دو فریقوں کو اسے ہر حالت میں قبول کرنا ہی تھا۔کاش کے نواز شریف صاحب بڑے پن کا مظاہرہ کرتے اس پر قوم سے خطاب کرنے سے پہلے فیصلے کی کاپی تحریک انصاف کو مہیا کرتے پھر قوم سے خطاب کرتے اور نرم رویا اختیار کرتے مگر کیا کیا جائے ہر فریق اپنی فتح اور دوسرے کی ہار کے پیچھے پڑھ کیا ہے اور دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے کر نیچا گرانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔اس میں کیا شک ہے کہ ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے اسے عدالتی کمیشن نے بھی اپنے فیصلے میں مانا ہے۔کیا کراچی میں اسلحے کے زور پر ووٹ نہیں لیے گئے۔کیا عدالتی فیصلہ پر الیکشن کمیشن نے عمل کیا تھا جس میں سپریم کورٹ نے کہا تھا کی کراچی کی ووٹر لسٹیں فوجیوں کو ساتھ رکھ کر درست بنائیں جائیں ڈکٹیٹر مشرف دور کی من پسند حلقہ بندیوں کو نئے سرے سے درست حلقہ بندیوں میں تبدیل کیا جائے۔ چیف الیکشن کمیشن کے سربراہ نے سپریم کورٹ کے حکم پر عمل نہیں کیا تھا۔الیکشن کمیشن کی طرف سے یہ دھاندلی نہیں تو اور کا ہے؟ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ن لیگ نے منظم دھاندلی نہیں کی۔یہ وہی بات ہے کی ہر الیکشن میں سیاسی لوگ اور سیاسی پارٹیاں اپنی اپنی بساط کے مطابق ہر الیکشن میں دھاندلی کرتے ہیں جو ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں بھی ایسی ہی

دھاندلی کی گئی تھی۔ اپنی مرضی کے لوگ لگائے جاتے ہیں جو ان کی مدد کرتے ہیں اصل میں تحریک انصاف کا موقف شروع سے ہی کمزور تھا۔ اسے اُس کے وکیلوں نے یہ بات نہیں سمجھائی تھی کہ عدالتیں سنی سنائی باتوں پر اپنے فیصلے نہیں دیا کرتیں بلکہ ٹھوس شہادتوں اور ثبوتوں کی بنیاد پر اپنے فیصلے دیتی ہیں جو عدالتی کمیشن نے دیا بھی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ۳۵ پنچر کی بات تھی تو اسے ثابت کرنے کے لیے بھلسنی والے کو عدالت میں پیش کیا جاتا اور وہ عدالت میں حلفی بیان دیتا کہ میرے سامنے فلاں شخص نے یہ بات کی تھی جو ایک بڑے منصب پر قائم تھا۔ اس کی ویڈیو عدالت میں پیش کی جاتی۔ مگر سنی سنائی بات کو اتنا اُٹھایا گیا اور ثبوت کی فکر نہیں کی گئی۔ اس میں شک نہیں کہ ۱۲۶ دنوں کے دھرنے نے عمل [illegible] صحیح ہونے کے تصور کو اُبھارا ہے۔ حکمران جماعت کے کان کھڑے ہوئے اور حکمران جماعت اس بات پر راضی ہوئی کہ اگر منظم دھاندلی ثابت ہوئی تو حکومت کو ختم کرکے نئے الیکشن کرائے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ تحریک انصاف کی تاریخی غلطی ہے کہ قوم کے نوجوانوں میں ناچ گانے کے غلط رواج نے بھی جنم لیا۔ موسقی کا بل کروڑوں میں ڈی جے بٹ نے پیش کیا یہ فضول خرچی ہے۔ قوم کا وقت اور پیسہ غیر اسلامی کاموں میں خرچ ہوا۔ پاکستان جو اسلامی نظریہ پر بنا تھا جس کا آئین بھی اسلامی ہے پر تحریک انصاف کی غلطی کی وجہ فحاشی نے جنم لیا۔ جس کی تلافی عمران خان کے ذمے ہے۔ ن لیگ کے باجے بجانے والے ممبران سے درخواست ہے کہ عدالتی فیصلے کی ایک ایک بات کو پکڑ کر

پریس کانفرنسیں نہ کرتے پھریں۔ اس فیصلے کی مثبت باتوں کو عوام میں عام کریں۔ عدالتی فیصلے میں کہا گیا ہے کہ الیکشن کمیشن صحیح طریقے سے الیکشن کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکا اس میں کافی غلطیاں تھیں۔ اب جیسے کہ تحریک انصاف نے کہا کہ الیکشن ریفارم کے لیے حکومت سے مکمل تعاون کریں گے۔ قومی اسمبلی میں آئیں گے۔ سڑکوں پر نہیں نکلیں گے۔ حکومت کو معلوم ہونا چاہیے کہ پاکستان کے بہت سے لوگ تحریک انصاف کے ساتھ اب بھی ہیں اگر تحریک انصاف کو ناجائز تنگ کیا گیا تو حکومت کے لیے دوبارا مسائل پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے قومی اسمبلی میں تحریک انصاف کے آنے پر تلخی ہر گز نہ پیدا کریں۔ الیکشن ریفارم کمیٹی کو آزانہ کام کرنے دیں کریں جس میں ای الیکشن پر عمل کرنے کی تدبیر کریں تاکہ الیکشن کے بعد کسی کو دھاندلی کا شور مچانے کا سرے سے موقع ہی ملے جیتنی والی حکومتیں ۵ سال عوام کی خدمت کریں اپنے منشور پر عمل کریں۔ لوگوں کے مسائل دور ہوں اور پاکستان کا دنیا میں وقار بڑے۔ ہم ایک مہذب اور جمہوری قوم کے طور پر جانے جائیں۔ ہمارے ملک میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کامیابی سے جاری ہے۔ بھارت ہمارے ملک میں دخل اندازی کر رہا ہے۔ کراچی میں ٹارگٹڈ آپریشن جاری ہے۔ نواز حکومت کو اس کامیابی کا کریڈٹ ضرور ملنا ہے۔ پاکستان میں اقتصادی راہ داری پر کام جاری ہے۔ ملک سیلاب کی زد میں سب سیاسی پارٹیوں کو سیلاب زدگان کی مدد میں لگ جانا چاہیے۔ نواز حکومت کو اس وقت

سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سب سیاسی پارٹیوں کو ساتھ ملانا چاہیے۔تاکہ چیلنجوں کا مقابلہ تمام قوم مل کر کرے۔ اللہ ہمارے ملک اندرونی اور بیرونی دشمنوں اور قدرتی آفتوں سے بچائے آمین۔

پی ٹی آئی کی اسمبلی میں شرکت

اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ جمہوری دور میں مسائل کا حل اسمبلی ہی ہے۔ یوڈیشنل کمیشن کے فیصلے کے بعد عمران خان صاحب نے اسمبلی میں بھرپور شرکت کا اعلان کر دیا ہے آئندہ سڑکوں پر نہ آنے اور اسمبلی میں بھرپور کردار کرنے کے فیصلے کے مطابق تحریک انصاف اسمبلی میں موجود بھی ہے۔اگر عمران خان کے ۱۲۶ دن کے دھرنے اور اس کے نتائج پر تجزیہ کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ مجموئی طور پر پاکستان کے عوام میں الیکشن کی خرابیوں کے متعلق شعور ضرور بیدار ہوا ہے۔ گو کہ اس شعور کے عوض قوم کا کافی وقت بھی ضائع ہوا اور اس وقت کے درمیان پاکستان کی ترقی کی رفتار بھی دھیمی رہی۔ لیکن اگر بڑے کنویس میں دیکھا جائے تو اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔کیا پاکستان کی تاریخ میں کبھی کسی حکومتی پارٹی نے سیدھے طریقے سے احتجاج کرنے والے کی بات مانی ہے۔ بھٹو صاحب کے دور ہی کو دیکھ لیں قومی اتحاد کو کتنے پاپڑ بیلنے پڑے تھے تب جا کر وہ مانے تھے ۔یہ علیحدہ بات ہے کہ اس پر عمل سے پہلے ہی ڈکٹیٹر ضیا الحق نے ملک میں مارشل لا لگا دیا تھا۔ بہر حال اس جد و جہد کے بعد پاکستان کی تاریخ کا ایک بڑا یوڈیشنل کمیشن ایک معاہدے کے تحت جسے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے تشکیل دیا گیا، جس کے تین رکنی ٹیم کی سربراہی پاکستان کی سپریم کورٹ کے چیف

جسٹس صاحب نے کی۔ اس کمیشن نے کافی محنت کے ساتھ پاکستان کی جمہوری تاریخ کا فیصلہ دیا۔ اس فیصلے کے دور رس نتائج نکلیں گے اس کی روشنی میں پاکستان جمہوری طور پر ترقی کرے گا۔ سیاسی پارٹیاں اس فیصلے کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا کریں گی۔ کچھ ٹی وی اینکر قانون دانوں کو پروگرام میں بلا کر اس یوڈیشنل کمیشن کی آئینی حثیت پر پروگرام کر رہے ہیں جو نامناسب ہے۔ ہماری ان سے گزارش ہے کہ پاکستان کو آگے بڑنے دیں پیچھے کی طرف نہ دھکیلیں۔ اس سے ہٹ کر کہ اس فیصلے سے نواز لیگ کی جیت ہوئی یا تحرک انصاف کی ہار ہوئی ہے۔ اس فیصلے سے پاکستانی قوم کی جیت ہوئی ہے۔ ملکی الیکشن کے حوالے سے اس کے سامنے معاملات کھل کر سامنے آ گئے۔ گو کہ قوم کو پہلے بھی معلوم تھا کہ الیکشن میں سیاسی پارٹیاں اور ہر امیدوار اپنے اپنے طور پر دھاندلی کرتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا۔ الیکٹرونک میڈیا پر اربوں روپے اشتہار کی مد میں خرچ کیے گئے۔ پرنٹ میڈیا اور دوسرے اخراجات کا حساب لگایا جائے تو الیکشن کمیشن کے مقرر کردہ اخراجات سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں کیا یہ دھاندلی نہیں تو کیا ہے؟ الیکشن کمیشن کے فارم پر امیدوارن نے جو اثاثے ظاہر کرتے ہیں وہ اصل اثاثوں سے میل نہیں کھاتے۔ اس میں بڑے بڑے سرمایا دار اور جاگیر دار شامل ہیں۔ یہ آئین کی ۶۲، ۶۳ کی خلاف ورزی ہے۔ اس پر الیکشن کمیشن نے کسی کے خلاف بھی کاروائی نہیں کی؟ یہ سارے کام ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں ہوئے۔ کراچی کے

الیکشن کے لیے الیکشن کمیشن نے کہا تھا کہ ہم منصفانہ الیکشن نہیں کروا سکے۔ ملک کی تمام پارٹیوں نے کہا تھا کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے کچھ تو یوڈیشل کمیشن میں پیش بھی ہوئیں۔ یوڈیشل کمیشن نے کہا ہے الیکشن کمیشن ۲۰۱۳ء کے الیکشن صحیح طریقے سے نہیں کروا سکا۔ تحریک انصاف نے بھی یہ سبق سیکھا کہ بغیر ثبوت الزامات تو شاید سیاسی دھنگل میں لگائے جا سکتے ہیں مگر جب عدالتی کاروائی ہوتی ہے تو اس میں ٹھوس ثبوت اور شہادتیں ضرورت ہوتیں ہیں جو تحریک انصاف عدالتی کاروائی میں پیش نہیں کر سکی۔ عمران خان نے خود بھی سبق سیکھا کہ کرکٹ اور سیاست میں بہت فرق ہے۔ چالیس دن سے زیادہ اسمبلی سے باہر رہنا غیر آئینی ہے تو حامد خان صاحب اور تحریک انصاف کے دوسرے قانون جاننے والوں نے عمران خان کو وقت پر کیوں نہیں مشورا دیا تھا۔ اسی طرح بقول حامد خان جب تحریک انصاف اگر اپنے سیکرٹری جنرل کی وجہ سے قانونی غلطیاں کر رہی تھی تو اُس وقت کیوں نہیں الرٹ کیا گیا جو اب حامد خان ٹی وی ٹاک میں بڑی باتیں کر رہے ہیں۔ جب چھ میں سے پانچ پوئنٹ مان لیے گئے تھے تو آخری پوئنٹ پر اسرار ساری جدو جہد کو لے ڈوبا۔ خیر جو ہو چکا سو ہو چکا۔ اب جب تحریک انصاف اسمبلی میں آ گئی ہے تو ضرورت اس عمل کی ہے کہ اسمبلی کی کاروائی کو اچھے ماحول میں چلانا نواز لیگ کا کام ہے۔ وہ ایک بڑی پارٹی ہے اس کو بڑے پن کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اس کے پاس ۲ر۳ مجارٹی موجود ہے۔ جہاں تک پی ٹی آئی کو چالیس دن اسمبلی سے غیر حاضری کی وجہ سے اسمبلی سے ڈی سیٹ

کرنے کے موشن کا تعلق ہے تو مولانا فضل الرحمان صاحب تو تحریک انصاف کی مخالفت میں شروع سے ہیں۔ اسی طرح ایم کیو ایم بھی تحریک انصاف کے خلاف ہے پی ٹی آئی نے الطاف حسین صاحب کے خلاف لندن میں مظاہرہ کیا ہے۔ یہ دونوں مل کر اسمبلی میں تحریک انصاف سے پرانے بدلے چکانے چاہتے ہیں۔ نواز لیگ کے کچھ طبع آزما ممبر اسمبلی بھی نا سمجھی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ انہیں گزشتہ دور کی پیپلز پارٹی اور نواز لیگ کی کش مکش یاد نہیں رہی۔ پیپلز پارٹی دانش مندی کا ثبوت دیتے ہوئے اسمبلی میں کسی بھی ناچاکی کے خلاف ہے جس کا اُس نے بیان جاری کر کے عملی ثبوت بھی پیش کر دیا ہے۔ لہٰذا چالیس دن کی غیر حاضری جو کہ واقعی غیر آئینی ہے کو جواز بنا کر نواز شریف صاحب نے ایک ہفتے تک کش مکش کو طویل کر کے دانش مندی کا ثبوت نہیں دیا۔ اسی جاری سیشن میں ووٹنگ کروا کر تحریک انصاف کو بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہوئے اسمبلی میں کام کرنے کا موقع دیا جاتا تو بہتر تھا۔ ابھی اس کو مزید طول دینا دانش مندی نہیں ہو گی۔ ملک کے قیمتی دو سال کش مکش کی نذر ہو گئے۔ قوم کا کافی نقصان ہو چکا ہے۔ بھارت آنکھیں دکھا رہا ہے۔ بھارت کے اندر اُس کی اپنی نا اہلی کی وجہ سے دہشت گردی ہوتی ہے تو بغیر ثوبت فوراً پاکستان پر الزام دھر دیتا ہے۔ بھارت کے فلم ساز پاکستان کے خلاف فلمیں ریلیز کر رہے ہیں۔ پاکستان سے بھاگے ہوئے دہشت گرد افغانسان میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف کاروائیں کر رہے ہیں۔ ملک کے اندر دہشت گردی جاری ہے۔ ضرب عضب کی وجہ سے پورے پاکستان میں عوام نے

سکھ کا سانس لیا ہے۔ٹارگٹڈ آپریشن کی وجہ ۲۵ سال بعد کراچی میں امن قائم ہوا ہے۔تاجروں نے بھی تصدیق کی ہے کہ ۱۰ سال کے بعد ہماری تجارت صحیح ڈگر پر آئی ہے۔ان حالات میں کون جیتا کون ہارا کی گردان کو چھوڑ کر ملک کو صحیح ڈگر پر چلانے کی ذمہ داری ہماری سیاسی پارٹیوں پر عائد ہوتی ہے۔ لہٰذا سیاسی پارٹیاں اب پاکستان پر رحم کریں یوڈیشنل کمیشن کی سفارشات کو بھی مد نظر رکھیں اور قومی اسمبلی کی انتخابی اصلاحات کمیٹی میں بیٹھ کر آئندہ الیکشن غیر جانبدار اور آئین کے مطابق کرانے کی تدبیریں کریں۔ پڑوسی ملک کے انتخابی طریقے سے استفادہ کرتے ہوئے پاکستان کے آئندہ انتخابات کو الیکٹرونک طریقے سے کروائیں اور مہذب ملکوں کی طرح ہارنے والے جیتنے والے کو مبارک باد دیں۔ اور پانچ سال جیتنے والی سیاسی پارٹی کو اسمبلی میں آئین کے مطابق کام کرنے اور اپنے منشور پر عمل کرنے کا موقع دیں۔ حقیقی اپوزیشن حکومت کے غلط کاموں پر گرفت کرے جو جمہوری طریقہ ہے تاکہ پاکستان کی سیاست صحیح پٹڑی پر چلتی رہے اور کسی بھی طبع آزما آمر کو پھر جموریت پر شب خون مارنے کا موقع نہ ملے۔ عوام کی فلاح بہبود کے لیے اسمبلی میں آئین کے تحت فیصلے ہوں۔ یہ ہی جمہوریت کو مستقم کرنے اور پھولنے پھلنے کا طریقہ ہے۔

اللہ کے لیے ملک کی واحد اسٹیل ملز کو نج کاری سے بچائیں!

ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی ملک کے لیے اور بہت سے کارناموں کے ساتھ ساتھ ملک کی واحد اسٹیل ملز بھی ایک کارنامہ ہے۔امریکہ اور اُس کے پٹھو پاکستانی حکمران جس کی دوستی کی بڑی باتیں کرتے ہیں اُس نے ۶۷ سالہ دوستی میں پاکستان کو انڈسٹریل ملک نہیں بننے دیا۔پاکستان کو ہمیشہ کنزومرز مارکیٹ ہی بنائے رکھا۔ ملک میں کوئی بھی بڑا انڈسٹریل منصوبہ لگایا نہ پنپنے نہیں دیا۔ روس کی مدد سے پاکستان اسٹیل مل بنی اور چین کی وجہ سے ملک میں بڑی بڑی صنعتیں لگیں۔ اسٹیل مل اس صنعتوں کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔اسٹیل سپلائی ہو گی تو یہ صنعتیں صحیح چلیں گی۔ اس لیے اسٹیل ملز کی منصوبہ بندی میں اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ صرف اسٹیل مل ہی نہیں بلکہ اسٹیل کے متعلق پورے صنعت تھی۔ اس وجہ سے اسٹیل مل اس منصوبہ کے لیے ۱۹ ہزار سے مربع ایکٹر سے زائد خطیر رقبہ رکھا گیا تھا۔اس کے ایک چوتھائی رقبہ پر اسٹیل مل کا پلانٹ لگایا گیا تھا اور باقی رقبہ اب بھی اسٹیل مل کے پاس ہے جس میں منصوبے کے مطابق اسٹیل کی صنعتیں لگنی چاہیں تھیں جو اب تک نہیں لگیں۔ اگر اس زمین کی قیمت کے متعلق بات کی جائے تو اس کی مالیت کا اندازہ ایک جرمن پارلیمانی رکن جناب کلاس ورنر جوناس نے ۲۰۰۵ء میں اپنے پاکستان کے دورے کے دوران اسلام آباد میں پریس

کانفرنس میں صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان اسٹیل مل کی پلانٹ کے علاوہ بقایا زمین ہی اس کے لیے سونے کے برابر ہے۔ نیشنل ہائی وے سے ملحق اسٹیل مل کی زمین کا تخمینہ ۸۰ ارب روپے لگایا گیا تھا۔ پاکستان اسٹیل مل کی قیمتی زمین پر حریصوں کا اس سے اندازہ لگائیں کہ ڈکٹیٹر مشرف دور میں جب اسے پہلی دفعہ فروخت کے لیے پیش کیا گیا تو اس کی زمین کی اصل پیمائش دکھائی گئی تھی مگر جب ایک سال بعد اسے دوبارہ فروخت کے لیے پیش کیا گیا تو ایک ہزار ایکڑ زمین کم دکھائی گئی تھی پتہ نہیں یہ ایک ہزار ایکڑ زمین کہاں گئی۔ اُس وقت نج کاری کمیشن کے سربراہ اویس خان لغاری صاحب نے پاکستان اسٹیل مل کے حصص محض ۲۱ء۱ ارب ۶۸ء کروڑ روپے میں ایک کنسورشیم کے حوالے کرنے کی منظوری دی تھی۔ جس پر اُس وقت کے اسٹیل مل کے سربراہ (ر) جنرل عبدالقیوم صاحب نے ڈکٹیٹر مشرف کو خط لکھ کر ثابت کیا تھا کہ اِس وقت جتنی مالیت میں اسٹیل مل فروخت کی جارہی ہے اس سے زیادہ اسٹیل مل کا تیار کردہ قابل فروخت مال اور نقد رقم بنکوں میں رکھی ہوئی ہے اور زمین کی مالیت اس کے علاوہ ہے۔ جس پر اسے بعد میں اسٹیل ملز سے فارغ کر دیا گیا تھا۔ اللہ بھلا کرے اُس وقت کے پاکستان سپریم کورٹ کے سربراہ چیف جسٹس جناب چوہدری افتخار صاحب کہ انہوں نے اس فروخت کو ناجائز قرار دیتے ہوئے کنسل کرنے کے آڈر پاس کئے تھے اور اس طرح حکومت میں موجود آئی ایم ایف کے ایجنٹوں کا منصوبہ فیل ہو اتھا۔ اس فیصلے سے ایک یہ بھی فائدہ ہوا کہ اسٹیل مل کے متعلق عام

لوگوں اور ملک کے صحافیوں کو کافی معلومات مل گئیں جو اب اسٹیل مل کی نج کاری کے خلاف اور اس کو بچانے کے لیے کالم پر کالم لکھ رہے ہیں اور حکومت کو ٹف ٹائم دے رہے ہیں۔ جیسے کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ اسٹیل کا پلانٹ اس کی کل زمین کے ایک چوتھائی یعنی چار ہزار ایکڑ پر لگا ہوا تھا۔ مگر اب نواز شریف صاحب کے دور کی نجکاری کمیشن کے سربراہ جناب زبیر عمر صاحب کمال مہارت سے پلانٹ کے رقبہ کو ڈبل سے بھی زیادہ یعنی تقریباً دس ہزار پر دکھا رہے ہیں۔ نہ جانے یہ رقبہ انہیں کس نے بڑھا چڑھا کر بتایا ہے۔ جب ہم اسٹیل مل کی قیمتی زمین پر تبصرہ کرتے ہیں اس سلسلے میں ایک سال قبل کی تحریک انصاف کے اسد عمر صاحب کی کانفرنس کا ذکر بھی دلچسپ ہے اس میں انہوں نے الزام لگایا تھا کہ اسٹیل مل کی دو سو ایکڑ زمین صرف پچیس لاکھ روپے فی ایکڑ میں فروخت کر دی گئی۔ اس میں نواز شریف صاحب کا بیٹا ملوث ہے اور اس ڈیل کی براہ راست نگرانی وزیر اعظم ہاؤس سے کی گئی۔ اس سے نظر آتا ہے کہ اسٹیل مل کو نہ صرف پیپلز پارٹی، ڈکٹیٹر مشرف بلکہ نواز شریف سب نے بھی نقصان پہنچایا اور اب بھی پہنچا رہے ہیں۔ اس عمل میں آئی ایم ایف جو مغرب کے مفادات کی نگرانی کرتی ہے بھی شامل ہے۔ جب وہ پاکستان کو قرض دیتی ہے تو اسے یہ بات ماننے کے لیے رکھتی ہے کہ فلاں فلاں گورنمنٹ کے ادارے کی نج نجکاری کریں فلاں فلاں سبسڈری ختم کریں اس کے بغیر ہمارا قرض واپس نہیں ہو سکے گا اور اگر آپ اس پر عمل نہیں کریں گے تو آپ کو مزید قرض نہیں ملے گا۔ اس طرح آئی ایم ایف

اسلامی ملکوں اور خاص کر ایٹمی اسلامی ملک پاکستان کا بیڑا غرق کرنے کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ شاید اسی تناظر میں تنکو عبدالرحمان سابق وزیر اعظم ملیشیا نے کہا تھا کہ مغرب جس ملک کا بیڑا غرق کرنا چاہتا ہے اُس کے پیچھے آئی ایم ایف کو لگا دیتا ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ اسحاق ڈار صاحب قوم کو بڑی نوید سناتے رہتے ہیں کہ آئی ایم ایف سے اتنا قرض مل گیا اتنا مزید ملنے والا ہے۔ ہر حکومت قوم مقروض کرتی جاتی ہے اور ایک دن آئے گا پاکستان خدانخوستہ دیوالیہ ہو جائے گا اور یہی مغرب کی گریٹ گیم کا ایک حصہ ہے جس پر گزشتہ تیس سالوں سے پاکستانی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کراچی میں معیشت کو تباہ کرنے کا عمل ہو رہا ہے۔ اللہ ہمارے ملک کو اس وقت سے بچائے اور حکمرانوں کو اس سود در سود کی لعنت سے باہر نکالے۔

اسٹیل مل کی تباہی کی ایک وجہ اس میں ضرورت سے زیادہ لوگوں کی بھرتی ہے۔ اسٹیل مل میں سب حکومتوں نے ضرورت سے زیادہ لوگوں کو نوکریاں دیں۔ اس میں وفاقی اور سندھ کی حکومتیں شامل رہی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ کراچی کی حکمران جماعت نے اسٹیل مل میں چار ہزار سے زائد لوگ ملازمت پر رکھے تھے تنخواہ اور مراعات کے بوجھ کے علاوہ سارے کراچی میں قیمتی اسٹیل کی پتنگیں جو ایم کیو ایم کا انتخابی نشان ہے لگا دی گئیں تھیں کسی کی بھی جرات نہیں تھی کہ اس غلط فعل سے روکا جاتا۔ پیپلز پارٹی نے اپنے دور میں زیادہ لوگوں کو نوکریاں

دیں۔ کرپٹ سربراہ لگایا جس نے کرپشن کی حد کر دی جس پر مقدمات قائم ہوئے۔ ان ہی وجوحات کی وجہ سے اسٹیل مل خسارے میں چل رہی ہے کافی مدت سے اسٹیل مل کے ملازمین کو کئی کئی ماہ کی تنخوائیں نہیں مل رہیں۔ کبھی بجلی بند کر دی جاتی ہے اور کبھی گیس کا پریشر کم کر دیا جاتا ہے اور اب گیس بند کرنے کی باتیں ہو رہیں ہیں۔ پیپلز پارٹی کے خورشید شاہ صاحب جو قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف بھی ہیں نے نواز شریف صاحب کو باقائدہ خط تحریر کیا کہ خدا کے لیے گیس کمپنی کو اس عمل سے روکا جائے ورنہ ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ لیکن نواز حکومت اسٹیل مل کی نجکاری کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ نواز حکومت آئی ایم ایف کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہے اِس نے ہر حالت میں پاکستان کے اس اسٹرے ٹیجک ادارے ،جس سے اسٹیل کی صنعتیں وابستہ ہیں کی نجکاری کرنی ہے۔ اب چین کی سائنو اسٹیل کمپنی کے وفد نے پاکستان اسٹیل مل کا مطالتی دورہ کیا ہے جو اسے خریدنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس سے وقتی طور پر نواز حکومت کو کچھ پیسے مل جائیں گے جو آئی ایم ایف کی قسط کے لیے ضروری ہیں۔ کاش نواز شریف صاحب کو اس ملکی ادارے کو بچانے کی فکر ہوتی مگر وہ اس سے بے خبر ہیں اور گہری سازش کا دانستہ یادانستہ حصہ بن رہے ہیں۔ اے کاش کہ کوئی ہے جو اللہ کے لیے پاکستان کے اس واحد اسٹیل کے ادارے کو نجکاری سے بچائے۔

بھارت کا جارہانہ اور پاکستان معذرتانہ رویہ؟

بھارت نے پاکستان کو کبھی بھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔ کوئی بھی موقع ہو پاکستان کو نقصان پہنچانے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ کچھ دن پہلے تو بے وقوفی کی توحد کر دی۔ دنیا میں بھارت کی جگ ہنسائی بھی ہوئی۔ ہوا یوں کہ ایک کبوتر پاکستان سے اُڑ کر بھارت پہنچ گیا۔ بھارت میں ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ کہا گیا یہ کبوتر پاکستان نے جاسوسی کے لیے بھیجا ہے۔ کبوتر کی گرفتاری عمل میں لائی گئی پھر اُس کا ایکسرے کیا تھا جب کچھ نہ ملا اور ملنا بھی کیا تھا تو نتیجہ نکلا کہ کبوتر ویسے ہی بھارت کی حدود میں آ گیا تھا اس طرح بے چارے کبوتر کی گلوخلاصی ہوئی۔ اب ایک مسلمان باپردہ خاتون کو جاسوسی کا الزام لگا کر گرفتار کر لیا گیا ہے اُس سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔ بھارت کا ایسا جارہانہ رویہ شروع سے ہے بھارت میں کوئی بھی واقع رونماہ ہو جائے بھارت کی حکومت اور بھارت کا میڈیا بغیر ثبوت کے پاکستان اور خاص کر پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی پر الزام لگا دیتا ہے۔ الزامات کی اس آڑ میں خود پاکستان میں تخریبی کاروائیاں کرتا رہتا ہے۔ مودی صاحب نے ڈھاکا میں بیان دیا ہے کہ بھارت نے بنگلہ دیش بنانے میں مکتی باہنی بنا کر اور اُسے ٹریننگ دے کے اور بلا آخر بھارت کی فوجیں سابقہ مشرقی پاکستان میں داخل کر کے بنگالیوں کی بنگلہ دیش بنانے میں مدد کی تھی۔

اس سے قبل اندرا گاندھی صاحبہ نے بنگلہ دیش بنانے پر کہا تھا کہ میں نے مسلمانوں سے بھارت پر ایک ہزار سالہ حکمرانی کا بدلہ لے لیا ہے اور دو قومی نظریہ بحر ہند میں ڈبو دیا ہے۔ بھارت اب بھی پاکستان کو توڑنے کے لیے سازشیں کر رہا ہے۔ افغانستان کے سرحدی پٹی پر درجنوں کونسل خانے کھول کر وہاں سے بلوچستان میں تخریب کاری کر رہا ہے۔ کراچی کو ہی لیجیے جو ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش بنانے کے بعد اس کا ہدف ہے اپنے ایجنٹ الطاف حسین صاحب کی پیٹھ ٹھوکتا رہتا ہے کراچی میں افراتفری کے لیے پیسے سے اس کی مدد کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے۔ جس کا ثبوت حال میں ہی ایم کیو ایم کے راہنما محمد انور نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سامنے دیا ہے کہ ایم کیو ایم بھارت سے پیسے لیتی رہی ہے جس پر محمد انور کو ایم کیو ایم سے حال ہی میں نکال بھی دیا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ایم کیو ایم کے کارکن بھارت سے ٹریننگ بھی لیتے رہیں ہیں جس کا ثبوت راؤ انوار صاحب پولیس آفیسر نے ایم کیو ایم کے کارکنوں کو میڈیا کے سامنے پیش کر کے دکھادیا۔ بھارت نے شملہ معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سیاچین پر قبضہ کیا۔ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں دراندازی کے بہانا کرتے ہوئے کشمیر کی کنٹرول لین پر لوہے کی کانٹوں کی باڑ لگائی۔ذرا ذرا سی بات پر بہانے بنا کر مذاکرات کو یکسر ختم کر دیا ہے۔ پاکستان کا مؤقف ہے کہ بھارت نے جنگ کے ذریعے کشمیر پر جارہانہ قبضہ کیا ہے اس سے اپنی فوجیں واپس بلا کر اقوام متحدہ کی منظور شدہ قراردادوں کے مطابق مقبوضہ کشمیر میں رائے

شماری کرائے کہ کشمیری پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا بھارت کہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اقوام متحدہ میں کیے گئے اپنے وعدے پر عمل کرنے کے بجائے بھارت اب کہتا پھرتا ہے کہ آزاد کشمیر بھی میرا حصہ ہے پاکستان مجھ سے اس پر بات کرے۔ سندھ طاس معاہدے پر عمل کرنے کے بجائے پاکستان کے دریاؤں پر غیر قانونی ڈیم بنا لیے ہیں جب چاہتا ہے پاکستان کی طرف پانی چھوڑ کر سیلابی کیفیت پیدا کردہ کرہے۔ پاکستان کو مجبور کر دیا کہ کشمیر پر بات کرنے کے بجائے پانی پر مذاکرات کرے۔ مطلب جعلی مذاکرات کا ڈول ڈال کر اور اسے طوالت دے کر آج پاکستان کو دفاہی پوزیشن پر لے آیا ہے۔ پاکستان ہر وقت مذاکرات مذاکرات کی بات کرتا ہے بھارت اپنی مرضی سے مذاکرات کی کبھی بات کرتا ہے کبھی کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر مذاکرات کنسل کر دیتا ہے اور پاکستان بغلیں بجاتا رہتا ہے۔ پاکستان میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاکستان بھارت کی عوام کے درمیان اعتماد کی فضا قائم کرنے کی بات کرتا ہے۔ کبھی آلو پیاز کی تجارت کی باتیں کرتا ہے۔ کبھی فلم اسٹاروں اور ثقافتی وفود کے تبادلے کی باتوں میں پاکستان کو مصروف رکھتا ہے۔ اپنے ایجنٹوں سے کہلواتا رہتا ہے ہم ایک ہیں ہمارا رہن سہن ایک جیسا ہے۔ اور اصل مسئلے سے توجہ ہٹائے رکھنے کی پالیسی پر عمل کرتے کرتے پاکستان کو اُلجھائے رکھتا ہے۔ ہمارے موجودہ نادان حکمران بھی بنیے کی اس چال میں نادانستہ پھنس کر کہتے ہیں پاکستان اور بھارت میں صرف ایک لکیر کا فرق ہے باقی دونوں قومیں ایک ہیں۔ مگر پاکستان کے خالق

حضرت قائد اعظمؒ نے کہا تھا بر صغیر میں دو قومیں ہیں دونوں کے الگ الگ مذہب ہیں ایک قوم صرف ایک خدا پر یقین رکھتی اور دوسری قوم کے لاتعداد خدا ہیں ایک قوم گائے کو ذبح کرتی ہے اور کھاتی ہے جبکہ دوسری قوم گائے کی پوجا کرتی ہے اور اِس پیشاب پیتی ہے۔ دونوں قوموں کے رہن سہن ایک دوسرے سے الگ ہیں ان کے قومی ہیرو الگ الگ ہیں۔ اسی بنیاد پر پاکستان وجود میں آیا تھا اگر پاکستان کو ہمارے حکمرانوں نے قائم رکھنا ہے تو اسی نظریہ پر عمل کرنا ہوگا۔ اسی کو نظریہ پاکستان کہتے ہیں اور یہ ہی پاکستان کی بقا کا ضامن ہے۔ باقی سب نظریے پاکستان کی بیخکنی کرنے والے نظریے ہیں۔ اللہ نے پاکستان کو ایٹمی قوت عطا کی ہے۔ ہمارے حکمرانوں کے پاس عصا موسوی ہے اور وہ مصنوعی سانپوں سے ڈر رہے ہیں۔ پاکستان کے حکمرانوں سے گزارش ہے کہ بھارت کے ساتھ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں ہمیشہ برابری کی سطح کے مذاکرات پر تیار ہوں ورنہ نہیں۔ بھارت کے جارحانہ رویہ کے سامنے معذرتانہ رویہ تبدیل کریں۔ کہاں بھارت سے کشمیر پر بات ہوتی تھی اور کہاں اب بھارت کے دورے پر ہمارے سلامتی کے مشیر جائیں گے یعنی بھارت اپنی سلامتی کے لیے ہم سے بات کرے گا نام نہاد ممبئی ہوٹل حملے، گرداس پور حملہ اور دہشت گردی پر بات ہو گی کشمیر کا ذکر نہیں ہوگا۔ ٹھیک ہے ہم بھی پاکستان کی سلامتی کی بات کریں گے۔ لیکن کیا ہم نے بنگلہ دیش میں پاکستان توڑنے کے مودی کے بیان پر تیاری کر لی ہے؟ کیا ہم نے سمجھوتہ ٹرین اور اُس جیسے دوسرے واقعات و حادثات جو

بھارت میں رونما ہو چکے ہیں کی تیاری کر لی ہے؟کیا پاکستان میں بھارت کی دہشت گردی کے ثبوت ساتھ رکھ لیے ہیں؟کیا بھارت کی ایم کیو ایم کے کارکنوں کو دہشت گردی کی ٹریننگ اور فنڈنگ کے ثبوت کی تیاری کر لی ہے؟کیا بھارت کی آبی دہشت گردی کی تیاری کرکے جا رہے ہیں؟ہمیں اپنے سپہ سالار کی طرح کھل کر کشمیر پر بات بھی کرنی چاہیے چاہے کچھ بھی ہوئے کشمیر ہماری شہ رگ ہے جس پر بھارت نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے ہمارا کیس مضبوط ہے اقوام متحدہ میں بھارت خود گیا تھا اُس نے کشمیر میں رائے شماری کرانے کا پوری دنیا، کشمیریوں اور پاکستان سے اپنا وعدہ پورا کرنا پڑے گا۔ ہم حکمرانوں سے سدرخواست کرتے ہیں کہ بھارت کے جارہانہ رویہ کے خلاف معذرتانہ رویہ سے پرہیز کریں.برابری اور انصاف کی بنیاد پر مذکرات کریں۔اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

مہاجر سِر آنکھوں پر، مگر ایم کیو ایم نہیں !

پاکستان اور کراچی کے عوام کہتے ہے مہاجر سِر آنکھوں پر ، مگر ایم کیو ایم نہیں ! اس کا ثبوت عوام کی طرف سے پاکستان بھر میں اور کراچی میں ایم کیوایم کے سربراہ الطاف حسین صاحب کے خلاف قائم مقدمات ہیں ، جن میں ان کی گرفتاری کے احکامات بھی جاری کر دیے گئے ہیں۔ جگہ جگہ ان کے پاکستان دشمنی کے بیانات کے خلاف ریلیاں نکل رہی ہیں۔ پنجاب ، آزاد کشمیر، بلوچستان، خیبر پختونخواہ اور آخر میں سندھ اسمبلی نے بھی الطاف حسین کے خلاف قرار دادیں منظور ہو چکی ہیں۔ تمام سیاسی پارٹیوں بمشول پاکستان کی قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاب جناب خورشید شاہ صاحب نے الطاف حسین کے بیانات کو رد کرتے ہوئے ان کو پاکستان مخالف بیانات قرار دیا ہے۔

پاکستان کے اخبارات اُٹھا کر دیکھیں اُن کے اداریے کیا بیان کر رہے ہیں۔اخبارات میں کالم نگاروں کی کیا رائے ہے۔ تجزیہ کار کیا تجزیے کر رہے ہیں۔ الیکٹرونک میڈیا پر ٹی وی اسکرین کیسے پروگرام کر رہے ہیں۔کیا یہ سب ایم کیو ایم کے رویے اور پالیسیوں کو رد نہیں کر رہے۔ کیا الطاف حسین کو اس آوازِ خلق کو نقارہِ خدا سمجھ کر اپنی اصلاح نہیں کر لینی چاہیے۔ کیا الطاف حسین پاکستان کی بہادر فوج اور رینجرز کو نازیبا گالیاں نہیں دے رہے ۔کیا ایک محب وطن

پاکستانی کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ کہے کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا گریٹر بلوچستان بنے گا اور پختونستان بنے گا کراچی ان کا ہیڈ کوارٹر بنے گا۔ کیا یہ پاکستان دشمنی کے منصوبے نہیں۔ کیا یہ پاکستان توڑنے کے منصوبہ سازوں کا ساتھ دینے کی باتیں نہیں یقیناً ہیں! کیا الطاف حسین نے بھارت میں بیان نہیں دیا تھا کی پاکستان بننا ایک تاریخی غلطی تھی کیا یہ پاکستان کی نفی نہیں۔ کیا اس سے پاکستان بنانے والوں ہمارے بزرگوں کی روحوں کو اذیت نہیں پہنچی ہو گی یقیناً پہنچی ہو گی۔ کیا آئے روز الطاف حسین کے بیانات ملک میں بے چینی نہیں پھیلا رہے۔ کیا الطاف حسین ہمارے ازلی دشمن بھارت سے مدد نہیں مانگ رہے۔ اب تو ایم کیو ایم نے بھارت کو مداخلت کے لیے باقاعدہ خط بھی لکھ دیا ہے۔ کیا یہ پاکستان کے دشمن مرحوم جی ایم سید، جس نے اندرا گاندھی کو پاکستان پر حملے کی دعوت دی تھی کی روح کو تسکین پہنچانے کی کوشش نہیں۔ کیا الطاف حسین نیٹو فوجوں کو کراچی نہیں بُلا رہے۔ کیا اقوام متحدہ کو کراچی میں مداخلت کی دعوت نہیں دے رہے۔ کیا برطانیہ کو الطاف حسین نے خط نہیں لکھا کہ وہ پاکستان کی آئی ایس آئی کو ختم کر دے ایم کیو ایم ان کا ساتھ دے گی۔ کیا کراچی میں فوج اور رینجرز کو معصوم مہاجر بچوں اور خواتین سے گالیاں دلوانے کی حرکت غلط نہیں کر رہے۔ کیا اس وقت ملک میں گوریلا جنگ نہیں ہو رہی۔ کیا ہماری مسلح افواج ضرب عضب میں دہشت گردی کے خلاف نہیں لڑ رہی۔ کیا ہمارے ملک کے فوجی اور عوام ساٹھ ہزار کی تعداد میں شہید نہیں ہو چکے۔

کیا پاکستان کا سو ارب ڈالر کا مالی نقصان نہیں ہو چکا۔ کیا بھارت ہماری سرحدوں پر بے گناہ شہریوں کو آئے دن شہید نہیں کر رہا۔ کیا بھارت افغانستان سے ملا فضل اللہ پاکستانی طالبان کے سربراہ کے ذریعے دہشت نہیں پھیلا رہا۔ کیا ان حالات میں الطاف حسین کو پاکستان کی مدد کرنی چاہیے یا بے چینی پھیلانا چاہیے۔ مہاجروں کے حقوق کی جعلی باتیں کرنے والے، پچھلے پچیس برس سے کراچی پر حکمرانی کرنے والے الطاف حسین نے کراچی کے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔ کراچی کے عوام کو نہ پانی مل رہا ہے، نہ بجلی اور نہ امن امان۔ اوپر سے ایم کیو ایم کے بھارت سے ٹریننگ لے کر آنے والے دہشت گردوں نے عوام کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ اگر یہ سب کچھ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے تو الطاف حسین پاکستان کے دشمنوں جیسی باتیں کرکے پاکستانی عوام کے سینوں پر مونگ دل رہے پاکستان کے عوام کے زخموں پر نمک چھڑک رہے ہیں۔ اس پر بھی اگر الطاف حسین اگر مظلوم بن کر چاہتا ہے کہ پاکستان اور کراچی کے عوام ایم کیو ایم کے مؤقف کو صحیح مانیں یہ ممکن نہیں ! ہجرت کے وقت پاکستان کے عوام نے مہاجروں کو مثل مدینہ انصار کی طرح دل سے قبول کیا تھا۔ یقیناً کیا تھا ! تاریخ اس کی گواہ ہے۔ مہاجروں نے بھی پاکستان کو دل سے قبول کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جن علاقوں میں پاکستان نہیں بننا تھا ان علاقوں کے مسلمانوں نے بھی ہجرت کی تھی۔ کراچی کے مہاجروں نے ہمیشہ پاکستان کے اسلامی اور دو قومی نظریے کی حمایت کی۔ پاکستان کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کراچی کے دوسرے لوگوں نے

ان کی تہذیب کو اپنایا ان کو عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھا۔ کراچی سے مہاجروں کی سیاسی سوجھ بوجھ کو پورے پاکستان کے عوام اپناتے تھے۔ حکومت کی طرف سے کراچی میں بندرگاہ کی وجہ سے صنعتیں لگائی گئیں پھر پورے پاکستان کے لوگ کراچی میں محنت مزدوری کرنے کے لیے آتے رہے۔ کراچی منی پاکستان کہلایا۔ جب کراچی سے اندرون ملک ٹرینوں پر عوام کا رش دیکھا تو قائد ملت لیاقت علی خان صاحب نے خوشی سے کہا تھا کہ اس سے پتا چلتا ہے کہ پاکستان ترقی کر رہا ہے۔ پھر ایک وقت آیا اور کراچی پر دشمنوں نے نظریں گاڑ دیں۔ کسی دفاعی تجزیہ کار نے بہت پہلے کہا تھا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد ہمارے ازلی دشمن بھارت نے پروگرام بنایا تھا کہ پاکستان بنانے والوں کی اولادوں میں سے کوئی ایسا آدمی تلاش کیا جائے جو پاکستان کی وجود کی نفی کرے جو پاکستان کی شہ رگ کراچی کے منی پاکستان اور سندھ میں لوگوں کے درمیان دشمنی ڈالے۔ پھر انہیں الطاف حسین مل گیا۔ پہلے اس کو پاکستان کے خلاف گریٹ گیم کے تحت امریکا کی یاترہ کرا کر برین واشنگ کی گئی۔ پھر الطاف حسین نے مہاجر اسٹوڈنٹ کی بنیاد رکھی۔ پاکستان کا جھنڈا جلایا۔ مہاجر قومی موومنٹ قائم کی پھر اسے متحدہ قومی موومنٹ بنایا۔ مرحوم جی ایم سید دشمن پاکستان سے مراسم قائم کئے۔ بھارت کے مشورے پر جی ایم سید صاحب نے الطاف حسین کو پٹی پڑھائی کہ مہاجر تو ہجرت کر کے سندھ میں آباد ہو گئے تو چلو ٹھیک ہے (حالاں کہ جی ایم سید کا سارا سندھی لٹریچر مہاجروں کی مخالفت سے بھرا پڑا ہے وہ ان کو مکڑ لکھتے

رہے ہیں) مگر پاکستان کی دوسری قومیں یعنی پنجابی، پٹھان، کشمیری، بلوچی کراچی میں کہاں سے آ گئیں انہوں نے سندھیوں کو اقلیت میں تبدیل کر دیا ہے۔ چلو میرے ساتھ اب ان کو سندھ سے بھگائیں۔ الطاف حسین نے نعرہ لگایا سندھی مہاجر بھائی بھائی، نسوار اور دھوتی کہاں سے آئی۔ مہاجروں سے کہا ٹی وی اور وی سی آر فروخت کروں اور اسلحہ خریدوں۔ مہاجروں کو اس پر تیار کیا کہ حقوق یا موت۔ایک پڑھی لکھی، مہذب، با اخلاق آبادی کے نوجوانوں کو دلیل اور قلم چھین کر ان کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھما دی اور انہیں دہشت گرد بنا دیا۔ پھر وہی کچھ ہوا جو کلاشنکوف والے دہشت کرتے ہیں۔ ایم کیو ایم نے کراچی کو یرغمال بنا لیا ان کے حکم کے بغیر کراچی کا ایک پتہ بھی ہل نہیں سکتا تھا۔ ووٹر لسٹوں کو ایم کیو ایم کے سیکٹر انچارج ترتیب دیتے تھے۔ حلقہ بندیاں اپنی مرضی کی بنائی جاتی تھیں۔ پولنگ کے دن پولنگ اسٹیشنوں پر ایم کیو ایم کے مسلح کارکن قبضہ کر لیتے تھے ٹھپے پر ٹھپے لگا کر الیکشن جیت لیتے تھے۔ کراچی کی پوری کی پوری آبادی کو خوف کے ذریعے دبا لیا گیا اور ہر الیکشن میں جیت ایم کیو ایم کی ہوتی تھی۔ لوگ این اے ۲۴۶ کے زمنی الیکشن میں ایم کیو ایم کی جیت کی بات کرتے ہیں مگر کراچی کے لوگ کہتے ہیں جب الطاف حسین کی اللی تللی تقریر سننے کے لیے کراچی کے صحافیوں کو آٹھ گھنٹے یرغمال بنا کر رکھا گیا کسی کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی اسی وقت پاکستان کے ساٹھ سے زیادہ ٹی وی اسٹیشن آٹھ گھنٹے تک یرغمال بن کر تقریر نشر کرتے رہے اور

کمرشل ایڈورٹائسمنٹ بھی نہ چلا سکتے تھے تو این اے ۲۴۶ کے خوف زدہ بے سہارا لوگ کیسے ایم کیو ایم کو ووٹ نہ دیتے کیا انہیں بوریوں میں بند ہونا تھا۔ جعلی الیکشن کی اگر بات کی جائے تو لانڈھی کے سیکٹر آفس سے جعلی نیشنل آڈنٹی کارڈ کی بوریاں بر آمد ہوئی تھیں۔ پی ای سی ایچ سوسائٹی کے ایک گھر میں تین سو ووٹ درج تھے۔ ایم کیو ایم کی قتل غارت پر ۱۹۹۲ء میں فوج نے آپریشن کیا تو حسب عادت ظلم کی داستانیں بیان کی گئیں۔ اس کے بعد الیکشن ہوئے ایم کیو ایم پہلے کی طرح دھاندلی کے زور پر جیت گئی نواز شریف صاحب کو قومی اسمبلی میں ایم کیو ایم کے ووٹوں کی ضرورت تھی۔ ایم کیو ایم کو ۷۵ کروڑ روپے دیے گئے اور قتل غارت سے چشم پوشی بھی کی گئی۔ اب پھر ن لیگ کے اسپیکر نے بقول عمران خان صاحب دہشت گرد اور ملک دشمن الطاف حسین سے فون پر بات کرکے پاکستان کے عوام کی خواہشات کے برعکس عمل کیا۔ پیپلز پارٹی کو بھی ایم کیو ایم کے ووٹوں کے ضرورت تھی تو ایم کیو ایم کو قتل و غارت کی کھلی چھٹی ملتی رہی۔ پاکستان کے عوام کے مطابق یہ دونوں جماعتیں ایم کیو ایم کے جرائم میں برابر کی شریک رہی ہیں۔ اب ایم کیو ایم پاکستان کے لیے ناسور بن گئی ہے لہٰذا پاکستان کی محافظ بہادر فوج نے اسے پھر کاٹنے کی ٹھان لی ہے پہلے بھی فوج نے امن قائم کیا تھا مگر سیاستدانوں نے ایم کیو ایم کا ساتھ دیا۔ پورے ملک اور کراچی میں دہشت گردوں کے خلاف ٹارگٹڈ آپریشن جاری ہے۔ جس سے پورے ملک اور کراچی میں ۲۵ سال بعد امن قائم ہوا ہے کراچی کے عوام نے سکھ کا سانس لیا ہے

روشنیوں کے شہر کراچی کی پھر سے رونقیں لوٹ آئی ہیں بھتہ خوری اور ہدافی کلنگ ختم ہو گئی ہے عید پر بقول کراچی تاجر برادری ۲۵ سال بعد کھل کر تجارت ہوئی ہے۔ کراچی کے لوگ فوج اور رینجرز کو سلام پیش کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ کراچی ٹارگٹڈ آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچنا چاہیے۔ ایم کیو ایم کے کرمنل عناصر سمیت کراچی میں سیاسی جماعتوں کے عسکری ونگ ختم ہونے چاہیے۔ کراچی کو ہر قسم کی دہشت گردی سے پاک ہونا چاہیے۔اس کے ساتھ ساتھ کراچی کے سارے لوگوں کی کراچی کے مہاجروں سے خصوصی درخواست ہے کہ وہ پاکستان کے عوام کے سِر آنکھوں پر، مگر انہیں دہشت گرد ایم کیو ایم سے لاتعلقی کا فیصلہ کرنا پڑھے گا۔اب موقعہ ہے کہ آپ دہشت گردی سے پاک سیاست کی بنیاد رکھیں اور دہشت گردوں سے برات کا اعلان کریں۔ کراچی کے لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔ کراچی کے مہاجروں کو سیاست سے کوئی مائی کا لال نہیں روک سکتا۔ مگر نظریہ پاکستان پر ایمان رکھنے والے مہذب، اخلاق سے مالا مال، دلیل سے بات کرنے مہاجروں کو کراچی کے عوام خوش آمدید کہیں گے۔ ایم کیو ایم والے دہشت گرد مہاجروں کو نہیں۔اللہ منی پاکستان کراچی کے عوام کو مل جل کر رہنے کی توفیق عطافرمائے آمین۔

یوم آزادی سال ۲۰۱۵ء

۶۷ سال گزر گئے وہ پاکستان نہ بن سکا جو قائد اعظمؒ کے ویژن کے مطابق ہوتا۔ قائد اعظمؒ کا ویژن یہ تھا جو انہوں نے ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء چٹاگانگ میں فرمایا تھا" اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا (مقصد حیات) اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل جمہوری نوعیت کا ہوگا ان اصولوں کا اطلاق ہماری زندگی پر اسی طرح ہوگا جس طرح تیرہ سو سال قبل ہوا تھا" کیا جن حکمرانوں کے پاس پاکستان کی سمت اسلام کی طرف موڑنے کے اختیارات تھے، انہوں نے قائدؒ کے ویژن کے مطابق پاکستان کی سمت اسلامی جمہوری فلاحی نظام کی طرف موڑی؟ نہیں ہر گز نہیں! وہ تو قائد اعظمؒ اور قائد ملت لیاقت علی خانؒ کے بعد وزارتوں کے چکر میں مصروف رہے اور ہمارے ازلی دشمن نہرو نے تنزیہ کہا تھا کہ پاکستان میں اتنی تیزی سے وزیرتس بدلتی ہیں جتنی میں دھوتیاں بھی نہیں بدلتا۔ سیاستدانوں کی اسی غلطیوں کی وجہ سے ڈکٹیٹر ایوب خان کو موقعہ ملا اور اُس نے مارشل لا لگا دیا، ۱۹۵۶ء کا آئین توڑا۔ ایک نکتے پر قوم کو اکٹھا نہیں ہونے دیا۔ اسلامی جمہوری فلاحی نظام کے بجائے اپنے خودساختہ بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے تحت ۱۰ سال تک ملک پر حکومت کرتا رہا۔ اس کی پالیسیوں سے تنگ آ کر لوگوں نے اس کے خلاف مظاہرے کرنے شروع کئے تو یحییٰ

خان دوسرے ڈکٹیٹر کو زمام حکومت دے کر بری طرح رخصت ہوا۔ ڈکٹیٹر یحییٰ خان ذوالفقار علی بھٹو کے جانسے میں آ کر پاکستان کو دولخت کرنے کا موجب بنا۔ پاکستان کی سیکولر لابی نے پروپیگنڈا کرتے ہوئے مشہور کیا کہ پاکستان میں یحییٰ ڈکٹیٹر نے جو انتخابات کرائے وہ صاف اور شفاف تھے۔ کیا کسی ملک کی بنیادی نظریات کے خلاف الیکشن صاف اور شفاف ہو سکتے ہیں۔ کیا پاکستان قومیتوں نے بنایا تھا۔ نہیں ہر گز نہیں ! پاکستان برصغیر کے مسلمانوں نے اسلام کے نام پر قائدِ محترمؒ کی زیر قیادت بنایا تھا۔ برصغیر میں ہر سو ایک ہی نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ کیا یہ الیکشن پاکستان کے بنیادی فلسفے کے مطابق کے تحت ہوئے تھے یا بنگلہ دیش کی بنگالی قومیت کے نام پر لڑے گئے تھے۔ شیخ مجیب الرحمان پاکستان کو توڑنے کے فلسفے اور بنگلہ قومیت کے تحت انتخاب لڑا تھا۔ اسلحے اور زور زبردستی سے الیکشن جیتا تھا۔ اور بلا آخر اُس نے وہی کر دیکھایا تھا اور بھارت کی فوجوں کو بنگلہ دیش پر حملہ کرنے کی دعوت دے کر پاکستان کو دولخت کر دیا۔ اس بے انصافی اور مثل مدینہ پاکستان کے بنیادی اسلامی نظریے کے خلاف قومیتوں کے نام پر انتخابات ڈکٹیٹر یحییٰ نے کرائے تھے جو کسی طرح بھی پاکستان کے بنیادی فلسفے اور قانون کے مطابق نہیں تھے۔ آج پھر ایک نیا مجیب الرحمان کی شکل میں وہی چال چل رہا ہے قومیت کے نام پر اور اسلحے اور زور زبردستی سے انتخابات جیت کر بھارت کو مداخلت کی دعوت دے رہا ہے۔ الطاف حسین کی طرح مجیب الرحمان کو

بھی کھلی چھوٹ دی گئی تھی جس پر اُس نے مکتی باہنی منظم کی اور اس نے پاکستانی فوج پر حملے شروع کئے تھے۔ ہر اردو بولنے والے پر تشدد کیا۔ فوج کے خلاف جھوٹی داستانیں رقم کیں جس کو آج نیا مجیب الرحمان لندن میں بیٹھ کر بیان کر رہا ہے۔ بنگالی قوم پرتوں کی طرح اردو قوم پرستوں کو وہی پٹی پڑھا رہا ہے۔ سارے یونٹ اور سیکٹرز انچارجز کو دہشت گرد بنا دیا ہے جو مکتی باہنی کے طرح وہ بھارت سے ٹریننگ لے کر آ رہے ہیں بھارت ان کی فنڈنگ کر رہا ہے جس کے ثبوت اخبارات میں آ چکے ہیں۔ بھارت کو مدد کے لیے خط تک لکھ رہا ہے۔ نیٹو کی فوجوں کو پاکستان آنے کی دعوت دے رہا ہے اقوام متحدہ کو بلا رہا ہے۔ اس سے قبل اپنی تقریر میں بھارت کو مہاجروں کی مدد نہ کرنے پر بزدلی تک کا طعنہ کس بات دیا تھا۔ کسی نے یہ بات شاید نوٹ نہ کی ہو کہ جب کشمیر میں مظالم کے خلاف کشمیری کرتے تھے تو بھارت کی مدد کے لیے کراچی میں ہڑتال کروایا کرتا تھا اب بھارت سے مدد مانگ رہا ہے۔ مقتدر حلقے اس بات کو نوٹ کر لیں کہ اگر کراچی ٹارگٹڈ آپریشن کسی بھی وجہ سے آدھے راستے میں چھوڑ دیا گیا اور ہدائی کلرز، بھتہ خوروں اور جراہم پیشہ افراد کو چھوڑ دیا گیا تو پھر وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔ پھر کوئی سیاستدان ایم کیو ایم کی ووٹوں کے لیے ان کو کھلی چھٹی دے دے گا اور روشنیوں کے شہر کی رونقیں دوبارہ مدھم پڑھ جائیں گی قتل و غارت پہلے سے بڑھ کر ہو گی اور پھر اسے کوئی بھی نہیں روک سکے گا۔ اب تو کراچی کے عام لوگ اس ٹارگٹڈ آپریشن کی حمایت کر رہے ہیں تمام سیاسی پارٹیاں

بھی اس کی حمایت کر رہی ہیں پیپلز پارٹی تک نے ایم کیو ایم کا ساتھ چھوڑ دیا ہے تاجروں نے بھی کہا کہ شہر میں ۲۵ سال بعد پہلی دفعہ کھل کر کاروبار ہوا ہے بھتہ خوری ختم ہو چکی ہے روزانہ کی بنیاد پر قتل ختم ہو گئے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ ٹھیک ہو گیا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ سب کچھ ایم کیو ایم ہی کروا رہی تھی جو واقعی ہی کروا رہی تھی۔ کراچی کی ایک بڑی سیاسی پارٹی جماعت اسلامی جس کے پاس دو دفعہ کراچی کی مہر شپ اور ایک دفعہ سٹی گورنمنٹ رہی ہے جو ایم کیو ایم کے مظالم برداشت کرتی رہی جس کے ڈیڑھ درجن کارکن ایم کیو ایم نے شہید کئے ہیں۔ جو ہمیشہ ایم کیو ایم کو اسکی پاکستان مخالف حرکتوں پر چیلنج کرتی رہی ہے نے کراچی میں ایم کیو ایم کا زور توڑنے کے لیے ۹ اگست کو ایک بہت ہی عظیم الشان پاکستان زندہ باد ریلی نیپا چورنگی تا قائد اعظمؒ نکالی۔ یہ ریلی امیر جماعت اسلامی کراچی حافظ نعیم الرحمان صاحب کی زیر قیادت مزار قائدؒ تک پہنچی۔ ریلی میں بوڑھے بچے خواتین اور جوانوں کی بڑی تعداد نے ہاتھوں میں پاکستانی پرچم اُٹھائے شرکت کی۔ اس موقعہ پر پاکستان زندہ باد، امریکا مردہ باد، امریکا کا جو یار ہے غدار ہے، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نعرے لگائے گئے۔ ریلی کے نظامت کے فرائض نائب امیر جماعت اسلامی کراچی اسامہ رضی صاحب نے انجام دیے۔ اس موقعہ پر جماعت اسلامی کراچی کے نائب امراء مسلم پرویز، برجیس احمد، ڈاکٹر واسع شاکر، مظفر عاشمی، جماعت اسلامی کے جنرل سیکر ٹیری عبدالواب، ڈپٹی سیکر ٹیریز

انجینئر صابر، راشد قریشی زاہد عسکری اور دیگر بھی موجود تھے۔اس ریلی کو امیر جماعت اسلامی سینیٹر سراج الحق صاحب نے ٹیلیفونک خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت اور ناٹو کو دعوت دینے والوں کے لیے ملک میں کوئی جگہ نہیں۔انہوں نے نواز شریف صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ لندن سے پاکستان کے خلاف باتیں کرنے والوں کے خلاف آپ نے کیا ایکشن لیا اور اس حوالے سے قوم کو اعتماد میں کیوں نہیں لیا؟خون کے آخری قطرے تک پاکستان کی حفاظت کریں گے۔پاکستان سے غداری شہیدوں اور قائد اعظمؒ کے ساتھ غداری ہے۔پاکستان ہماری آن اور شان ہے۔پاکستان کسی خطہ زمین کا نام نہیں ملکہ یہ ایک نظریہ کا نام ہے۔اس کے قیام کے لیے لازوال قربانیاں دی گئیں۔انہوں نے کہا آج کی عظیم الشان ریلی پوری قوم کے لیے زندگی کا پیغام ہے۔پاکستان کے عوام کو ایک بار پھر تحریک پاکستان کے جذبے کے تحت جد وجہد کرنی ہے۔کراچی پورے پاکستان کی قیادت کرنے والا شہر ہے۔پاکستان کو مکمل اسلامی ریاست بنائیں گے۔محمد حسین محنتی نے کہا کہ اگست کا مہینہ پاکستان کے قیام کا مہینہ ہے۔حافظ نعیم الرحمن نے کہا کہ صرف دو دن کے نوٹس پر عظیم الشان ریلی کا انعقاد کر کے ناٹو اور بھارت سے امداد مانگنے والوں کو منہ ٹوڑ جواب دیا ہے۔کراچی کے عوام پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔الطاف حسین سندھ کے مہاجروں کو پانچویں قومیت، کوٹی سسٹم کے خاتمے اور محصورین بنگلہ دیش کی واپسی کا نعرہ سے کر مہاجروں کے نام پر اپنی سیاست شروع کی تھی۔کراچی کے لوگوں دھوکہ دیا اور یہ

نعرے اور مطالبے بھول کر خود لندن چلے گئے۔ کسی نے مکتی باہنی بنائی تو ہم پھر قربانیاں دینے کے لیے تیار ہیں۔ اسپیکر قومی اسمبلی نے لندن میں الطاف حسین سے کیوں رابطہ کیا۔ ہم سیکورٹی کے اداروں کی حمایت کرتے ہیں۔ قارئین ! پاکستان کے عوام کہتے ہیں کیا اب وقت نہیں آگیا ہے کہ ہمارے حکمران قائد اعظمؒ کے فلسفے پر عمل کرتے ہوئے پاکستان کی نئے سرے سے اسلام کے نام پر شیرازہ بندی کریں۔ آئین پاکستان پر عمل کرتے ہوئے اس کی الیکشن ریفارمز اور اسلامی دفعات کے ذریعے یعنی ۶۲ء ۶۳ پر عمل کرتے ہوئے ۲۰۱۸ء کے صاف انتخابات کے انتظامات کا عمل ابھی سے شروع کریں۔ یاد رکھیں جس نام پر ملکِ پاکستان بنا ہے اسی نام پر عمل کرتے ہوئے اس کو ملک کو دشمنوں سے بچایا جا سکتا ہے۔ ملک میں فوراً اسلامی نظامِ زندگی رائج کر دینا چاہیے سودی نظام کو ختم کر دینا چاہیے۔ جہاں تک قصور کے گاؤں حسین والا کا تعلق ہے اگر ماضی میں ۱۰۰ بچوں کے ساتھ زیادتی اور انہیں قتل کر دینا پر جاوید نامی شخص کو برسرِ عام چوک پر لٹکایا جاتا تو آج پھر قصور کے گاؤں حسین والا کے سیکڑوں بچوں کے ساتھ ایسی درندگی نہ ہوتی۔ اس درندگی کے خلاف سینیٹ، قومی، خیبر پختونخواہ اور سندھ اسمبلیوں نے قرادادیں پاس کی ہیں۔ عوام کا مطالبہ کہ قصور کے مظلوم بچوں کا مقدمہ ملٹری کورٹ میں دہشت گردی کی دفعات کے تحت درج کر کے مظلوم بچوں اور ان کے والدین کو انصاف دلایا جائے۔ تاکہ پاکستان کے عوام انصاف اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور اس سال قائد اعظمؒ کے پاکستان کی جھلکی نظر

آئے اللہ ہماری آزادی اور ملک کا محافظ ہو آمین۔

قصور واقعات: بگڑے معاشرے کے شاخسانے

ضلع قصور کے گاؤں حسین خان والا کا واقعہ بلکہ واقعات نے ہمارے بگڑے ہوئے معاشرے کو دنیا میں آشکار کر دیا ہے۔ ہمارے دشمن پہلے ہی ہمیں زبردستی دہشت گرد ثابت کرنے میں دن رات کی محنت کر رہے ہیں اب اُنہیں ہمارے بگڑے ہوئے معاشرے نے ایک اور موقعہ فراہم کر دیا ہے۔ عوام، جس میں گاؤں کے ظالم زمیندار، پولیس، وکیل، سیاستدان اور حکمران شامل ہیں سب کے سب اسی معاشرے کے افراد ہیں کیا یہ سب لوگ اتنے بگڑ گئے ہیں کہ اتنا بڑا ظلم تسلسل سے ہوتا رہا اور ان میں سے کسی کا بھی پوشیدہ ضمیر نہیں جاگا کہ پہلے ہی قوم لوطؑ فعل کے سرزد ہونے پر اس کو کچل دیا جاتا نہ اتنا ظلم بڑھتا اور نہ دنیا میں پاکستان کی جگ ہنسائی ہوتی۔ گاؤں کی حویلی جس میں یہ گناہ سرے عام ہوتا رہا، ظاہر ہے وہ کسی گاؤں کے زمیندار کی حویلی ہے لہٰذا جیسے گاؤں کے زمیندار کا شکاروں پر عام طور پر ظلم ڈھاتے رہتے ہیں اور کوئی ان کو روکنے والا نہیں ہوتا اسی طرح اس ظلم سے بھی چشم پوشی کرتے رہے لہٰذا وہ بھی اس ظلم میں برابر کے شریک ہیں۔ کیا یہ زمیندار ہمارے معاشرے کے افراد نہیں؟ یقیناً ہیں۔ ایس ایچ او جس کے پاس ایک مظلوم خاتون ظلم کے خلاف ایف آئی آر درج کروانے گئی تھی اس ظالم نے اُس کی ایف آئی درج کرنے کے بجائے، جو اُس کی قانونی آئینی ذمہ داری تھی، پوری

نہیں کی اور مظلوم خاتون کی ویڈیو بنائی اور ظالموں کو پیش کر دی۔ کہ لو یہ ہے وہ جو تمہارے ظلم کے خلاف شکایت درج کرانے آئی تھی۔ پھر اُس عورت کو گھر جانے سے پہلے ہی راستے میں ظالموں نے تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ کیا اس حرکت سے دوسرے مظلوموں کو تنبیہی کرنی تھی کہ یاد رکھوں ظلم کے خلاف کسی نے بھی آواز بلند کی تو ان کا حشر بھی اس مظلوم خاتون جیسے ہوگا۔ تو کیا یہ ایس ایچ او ہمارے معاشرے کا فرد نہیں ہے؟ یقیناً ہے۔ ایک اور بات اتنی مدت تک ایک چھوٹی سی بستی میں یہ ظلم روا لکھا گیا فعل قوم لوطؑ کی ویڈیو بنا کر چلائی جاتی رہیں اور بقول مقامی نون لیگ کے ممبر صوبائی اسمبلی کہ اُس کو ان واقعات کا پہلی دفعہ جون کے مہینے میں پتہ لگا تو کیا اس وقت کہ اُس کے اندر کا ضمیر اتنا مردہ ہو گیا تھا کہ اِس ظلم کے خلاف انصاف مہیا کرنے میں اپنے گاؤں کے مظلوموں کی مدد کو آگے نہیں آیا۔ کیا مظلوم اس کی مخالف پارٹی کے تھے یا غریب طبقے سے تھے جن پر تو ظلم ہوتا ہی رہتا ہے کوئی بھی ان کی مدد کو نہیں آتا۔ ٹی وی شو میں اینکر کے تیکھے سوالات کے سامنے موصوف بار بار کہہ رہے تھے کہ میں ان مظلوں کے ساتھ ہوں ظالموں کو قرار واقعی سزا دلوا کے رہوں گا۔ ٹی وی اینکر کہتے رہے کہ جناب آپ جون کے مہینے سے کہاں تھے جو اب معاملہ میڈیا کے سامنے آیا تو آپ بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہے ہیں جب یہ مظلوم انصاف نہ ملنے پر سڑکوں پر آئے تب بھی آپ نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ پھر صوبائی اسمبلی کے سامنے احتجاج کیا تو ان مظلوموں کے خلاف مقدمات قائم کئے

گئے۔ جو اب تک واپس نہیں لیے گئے۔ پنجاب کے وزیر قانون کو جب ٹی وی والوں نے حالات پر تبصرے کے لیے بلایا تو موصوف نے کہا کہ یہ زمین کا جھگڑا ہے فعل قوم لوطؑ کے کوئی بھی واقعات نہیں ہوئے۔ ٹی وی اینکر نے کہا جناب ہم خود گاؤں حسین خان والا گئے ہیں۔ حویلی کا بذاتِ خود دورہ کیا ہے لوگوں کی زبان سے ظلم کی داستانیں سنی ہیں۔ مگر صوبائی وزیر قانون اسی بات پر ضد کرتے رہے اور ٹی وی اینکر سے الجھتے رہے اور زمین کا تنازعہ بتاتے رہے۔ کہتے رہے آپ اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے خواہ مخواہ ان واقعات کو بڑھا چڑھا کر قوم کے سامنے پیش کر رہے ہو جبکہ ۲۴ مقدمات قائم ہو چکے ہیں اور ۱۵ افراد گرفتار [illegible] کو گرفتار کرنے کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ اس موقعہ پر لوگ کہتے ہیں وزیر موصوف کا تو یہ ٹریک ریکارڈ ہے کہ لاہور پولیس والوں نے منہاج القرآن والوں کے درجنوں کارکن شہید کر دیے گئے مگر موصوف شہید ہونے والوں کو ہی قصور وار بتاتے رہے۔ آج تک انہیں انصاف نہیں ملا جو تحقیق کی گئی اُس کو چھپا لیا گیا اور سچ قوم کے سامنے نہیں آنے دیا نون لیگ کے شیر علی صاحب نے فیصل آباد میں اُن پر ان شہیدوں کا الزام لگایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ اُن کے صاحبزادے عابد کو بھی وہ مروا دیں گے۔ جہاں تک ان واقعات کا تعلق ہے تو ٹی وی والوں نے وہاں جا کر خود حویلی کے اندر وہ کنواں دیکھا ہے جس میں سرکشی کرنے والے لڑکوں کو الٹا لٹکایا جاتا تھا۔ وہ کمرہ دیکھا جس میں فعل قوم لوطؑ ہوتا تھا اور ویڈیو فلمیں

بنائی جاتی تھیں۔ اُن مظلوموں کے بیانات رپورٹ کئے جن کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ ان والدین کے انٹرویو نشر کئے جن کے بچوں کے ساتھ اتنی مدت تک ظلم ہوتا رہا پورے گاؤں میں گلی گلی پھر کر اور ٹی وی شو میں سارے لوگوں کو بھلا کر معلوم کیا کہ اگر گاؤں کا کوئی ایک فرد بھی ان واقعات کو غلط سمجھتا ہے تو وہ سامنے آ کر بیان دے سکتا ہے مگر سب نے یک زبان ہو کر اس ظلم کے ہونے کی تاہید کی۔ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ حسین خان والا گاؤں میں معاشرے کے تمام کے تمام لوگوں نے اتنی مدت تک چھپ سادھی رہی اور ظلم کیخلاف آواز نہیں اُٹھائی۔ کیا یہ معاشرے کے سب لوگ کسی عذاب کے منتظر تھے؟ کیا ان کے گاؤں کی اب بُری طرح جو مشہوری ہو رہی ہے اس کا ان کو پہلے سے ادراک نہیں تھا؟ اب وہ اللہ سے معافی مانگیں! اب معاملہ انصاف کے کٹہرے میں ہے۔ ۲۰ سے زائد متاثرین کے بیانات ریکارڈ کئے جا چکے ہیں۔ لیکن مظلوموں اور ان کے وکلا نے جی آئی ٹی پر عدم اطمینان کر دیا ہے۔ اس لیے عوام کی سپریم کورٹ کے معزز چیف جسٹس سے درخواست ہے کہ وہ اس مشہور زمانہ کیس کا از خود نوٹس لیں اور جرم کی تفتیش کروا کے جس جس پر بھی جرم ثابت ہوتا ہے اسے قرار واقعی سزا دیں تا کہ آئندہ پاکستان کے معاشرے میں ایسے واقعات کا سد باب ہو سکے۔ اس سے قبل جاوید نامی شخص نے لاہور میں ۱۰۰ بچوں کے ساتھ ایسی ہی ہرکت کی تھی اور انہیں قتل بھی کر دیا تھا۔ اُس سفاک مجرم کو اگر ۱۰۰ لڑکوں کے قصاص کے بدلے لوگوں کے سامنے لاہور شہر کے لکشمی چوک میں اگر سولی پر چڑھا کر

اگر سر قلم کیا جاتا تو مجرم لوگ عبرت پکڑتے اور شاید ہمارے معاشرے میں ایسے واقعات روح پذیر نہ ہوتے۔ مگر نہ جانے ہمارے حکمرانوں کی مت ماری گئی اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ہے کہ قصاص میں زندگی ہے مگر ہمارے حکمران یہود ونصارا کے انسانیت دشمن قوانین پر عمل کرکے اپنا اقتدار بچاتے رہتے ہیں۔ہم علماء اور دینی جماعتوں کے لیڈروں سے بھی گذارش کرتے ہیں کی معاشرے کی اصلاح پر زیادہ دھیان دیں لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرائیں۔ جنت کے حصول کی کوشش میں گناہوں سے بچنے کی ترکیب دیں۔حکومت سے بھی کہتے ہیں اشاعتِ فاحشہ پر کنٹرول کریں اور فحش واقعات کو ٹی وی پر ضرورت سے زیادہ نہ پیش کریں اس سے معاشرے کے زیادہ خراب ہونے کے امکان ہیں۔ ٹی وی پروگراموں میں خواتین ایسے عوام کے سامنے آتیں ہیں جیسے مغرب کے کسی فیشن شو میں پیش ہو رہی ہیں۔ یہ سب بگڑے ہوئے معاشرے کے شاخسانے ہیں ہم مسلمان ہیں ہمارے اپنے معاشرتی اقدار ہیں ہمیں اُن پر عمل کرنا چاہیے۔کیا پاکستان کے عوام توقع کریں کہ ہماری خواتین ٹی وی پر پروقار طریقے سے آیا کریں گی اور کم از کم اسکارف تو پہنیں گی۔ اللہ ہماری خواتین کو مغرب کی نکالی سے محفوظ رکھے۔ ہمارے معاشرے کو بھی برائیوں سے محفوظ رکھے آمین۔

نواز شریف ہوشیار باش؟

اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ نواز شریف صاحب کی حکومت مستحکم ہے اسے پانچ سال حکومت کرنے کا حق عوام نے دیا ہے۔ قوم نے نواز شریف پر اعتماد کر کے دو تہائی اکثریت سے کامیاب کیا ہے نواز شیرف تیسری بار پاکستان کے وزیر اعظم بنے کا ریکارڈ قائم کیا۔ نواز شریف نے بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے، بلوچستان اور خیبر پختون خواہ میں زیادہ سیٹیں حاصل کرنے والی سیاسی پارٹیوں کو حکومت بنانے کی آزادی بھی دی اور انہوں نے اپنے اپنے صوبوں میں حکومتیں بھی بنائیں جو خوش اصلوبی سے چلا بھی رہیں ہیں۔ بلوچستان میں نواز لیگ اور قوم پرست جماعت اور خیبر بختونخواہ میں تحریک انصاف اور جماعت اسلامی کی اتحادی حکومتیں قائم ہیں۔ وفاق نے عدم مداخلت کی پالیسی اختیار کرکے اچھی روایت قائم کیں ہیں جس کو پاکستان کے عوام نے عمومی طور پر سراہا۔ مرکز میں بیٹھ کر ایسا نہیں کیا جیسے مرحوم ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے عوامی نیشنل پارٹی اور جمعیت علماء اسلام کی مخلوط حکومتوں کے ساتھ بلوچستان اور اس وقت کے صوبہ سرحد میں کیا تھا۔ مولانا فضل الرحمان صاحب نے انتہائی کوشش کی کہ نواز شریف کسی بھی طرح ان سے مل جائیں اور خیبر پختونخواہ میں مخلوط حکومت بنائیں اس لیے کہ اکثریتی پارٹی تحریک انصاف کے

عمران خان صاحب سے مولانا صاحب کی خیبر پختون خواہ میں نہیں بنتی ۔ مولانا ان کو یہودیوں کا ایجنٹ کہتے ہیں اور عمران خان کہتے ہیں مولانا کے ہوتے ہوئے کسی کو بھی یہودیوں کا ایجنٹ بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے خیر یہ تو پاکستان کی سیاست میں سیاست دان ایک دوسرے پر الزام در الزام لگاتے رہتے ہیں۔ عمران خان نے نواز شریف حکومت کو بہت پریشان کئے رکھا۔ قریب اسی لاکھ ووٹ لیکر عمران خان نے پہلی بار بڑی کامیابی سے پاکستان کی سیاست میں نمودار ہوئے مگر شاید انہوں نے سیاست کو بھی کرکٹ سمجھ لیا تھا اور غلطیوں پر غلطیاں کرتے گئے جس سے تحریک انصاف کو کافی دھچکا لگا جس کا اب وہ اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حکومت کے خلاف تحریک چلا کر بہت کچھ سیکھا ہے۔ خیر بات جوڈیشل کمیشن پر آ کر ختم ہوئی تھی جس نے اپنا فیصلہ سنا کر اس اختلاف کو ختم کیا عمران خان صاحب نے کچھ تحفظات کے ساتھ ایگریمنٹ کی شک کے تحت جوڈیشل کمیشن کا فیصلہ مان لیا۔ نواز شریف نے ایک بار پھر قومی مفاد میں فیصلہ کیا اور تحریک انصاف کو پارلیمنٹ میں واپس آنے کا موقعہ دیا۔ یعنی مولانا اور ایم کیو ایم کی شدید مخالفت اور قانونی موشگافیوں کے باوجود تحریک انصاف کو قومی اسمبلی میں پھر سے فعال کردار ادا کرنے کا راستہ دیا۔ اب تحریک انصاف کو بھی صحیح پارلیمنٹری رول ادا کرنا چاہیے ملک میں دہشت گردی ہو رہی ہے پنجاب کے وزیر داخلہ اور کراچی میں ایم کیو ایم کے قومی اسمبلی کے ممبر کو دہشت گردوں نے بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔ ملک میں ضرب

عضب کامیابی سے چل رہی ہے۔ کراچی میں ٹارگٹڈ آپریشن کامیابی سے جاری ہے۔ اس سے پورے ملک اور خصوصی طور پر کراچی کے حالات بہتر ہوئے ہیں اس لئے اب عمران خان کو مخالفت برائے مخالفت کی پالیسی سے ہٹ کر قوم کے مسائل پر صحیح طور پر پارلیمنٹ میں اپوزیشن جو کردار ہوتا ہے وہ ادا کریں اور پنجاب اور سندھ میں بلدیاتی اور مقررہ وقت پر قومی انتخابات کی تیاری شروع کر دیں اور وقت سے پہلے الیکشن کی گردان اب بند کریں تاکہ سیاست کی گاڑی پٹڑی پر صحیح چلتی رہے۔ قارئین ! یہ تو نواز حکومت، عمران خان اور مولانا فضل الرحمان کے جاری سیاسی اختلافات کی باتیں تھی جو اللہ کا شکر ہے کہ اب ختم ہو گئیں۔اب نواز حکومت کے لیے ایک نئی پریشانی کھڑی ہو گئی ہے۔ ایم کیو ایم نے اپنا آخری کارڈ کھیلا ہے قومی اسمبلی، سینیٹ اور سندھ کی صوبائی اسمبلی سے استعفے دے دیے ہیں۔ذرائع تو کہتے ہیں کہ اہم کیو ایم کی اندرونی خلفشار کی وجہ ہے لیکن زمینی حقائق تو یہی ہیں کہ ایم کیو ایم نے کراچی کے ٹارگٹڈ آپریشن، جو بقول اُن کے یک طرفہ ہے اور ایم کیو ایم کے خلاف ہے کی وجہ سے استعفے دیے ہیں۔ ایم کیو ایم والے کہتے ہیں ٹارگٹڈ آپیریشن صرف ہمارے خلاف ہو رہا ہے۔ گو کہ یہ بات پوری کی پوری صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی مجرم، بھتہ خور، اغوا اور ٹارگٹڈ کلر کو پکڑا جاتا ہے اور اگر وہ کسی سیاسی پارٹی کی چھتری کے نیچے رہ کر جرم کر رہا ہے تو پر اس پر واویلا نہیں کرنا چاہیے اور سیاست کو جرم سے پاک کرنا چاہیے۔ اگر رینجرز بھی کسی کو گرفتار کرتی ہے

تو اسے قانون کے مطابق ہی گرفتار کرنا چاہیے اور رینجرز کو اس کے لواحقین کو اس کی گرفتاری کے بعد بتانا چاہیے تاکہ قانون کے تقاضے پورے ہوں اور کسی شہری کو بلا وجہ گرفتار نہیں کرنا چاہیے۔اب ایم کیو ایم نے ۱۹ مطالبات بشمول پیپلز پارٹی سندھ حکومت سے بطور کئے ہیں ان میں سے جو بھی جائز مطالبات ہیں وہ ضرور منظور کرنے چاہیں مگر مجرموں کے خلاف جاری ٹارگٹڈ آپریشن جب تک جرم ختم نہیں ہوتا جاری رہنا چاہیے اس آپریشن سے کراچی میں ۲۵ سال بعد امن قائم ہوا ہے کراچی بحفاظت بطبسہر لوگ اس سے خوش ہیں اور رینجرز کی تحریف بھی کرتے ہیں۔نواز حکومت ان شا اللہ اس بحران پر بھی قابو پالے گی۔ مگر ذرائع جس بات پر نواز شریف کو ہوشیار باش ہونے کا کہتے ہیں وہ فوج کے خلاف ان کے وزیروں کی باتیں ہیں۔ ہم نواز شریف کو یاد کراتے ہیں کہ ان کی پہلی حکومت میں انہوں نے غلطی کی تھی کہ اندر کی باتیں پبلک کے سامنے لے آئے تھے پھر فوج کے سربراہ نے بیچ میں پڑھ کر فیصلہ کیا تھا جس سے ان کی حکومت ختم ہوئی تھی۔ان ہی کے دور میں نون لیگ کے کارکنوں نے سپریم کورٹ پر حملہ کیا تھا۔پھر صرف نیشنل سیکورٹی کونسل کے معاملے پر ایک سپہ سالار کو فارغ کیا تھا جس کو فوجی حلقوں اچھا نہیں سمجھا گیا تھا۔ پرویز مشرف فوج کا سپہ سالار ملک سے باہر تھا کہ اسے ہٹا کر ضیا الدین بٹ صاحب کو فوج کا سربراہ بنا دیا۔جس کی وجہ تلخی بڑھی مارشل لا لگا اور آپ ملک سے باہر رہنے پر مجبور ہوئے۔مشرف دور میں نیشنل سیکورٹی کونسل بنی اس وقت سے لیکر زرداری صاحب کے دور تک اس کی میٹنگ ہوتی رہیں مگر

آپ کی حکومت کے دو سال ہو گئے اس کی کوئی بھی میٹنگ نہیں ہوئی۔ جیو ٹی پر آئی ایس آئی کی سربراہ کے خلاف سارا دن پروپگنڈا ہوتا رہا مگر آپ نے اپنے آئی ایس آئی کے سربراہ جو آپ کو رپورٹ کرتا ہے کا صحیح طریقے سے دفاع نہ کر سکے۔ عمران خان کے دھرنے کے حوالے سے آپ کے لوگ کھل کر فوج کے متعلق باتیں کرتے رہے ہیں۔ بلا آخر آپ کے سینیٹر نے بی بی سی کو انٹرویو دے کر معاملات کو خراب تر کر دیا جس کی آپ نے تردید بھی جاری کی اور سینیٹر سے استعفا لینا پڑا۔ فوج، سیاست دان، حکومتیں اور عوام ہم سب ایک ہیں ایک دوسرے کی غلطیوں کے فورم بنے ہوئے ہیں کھلے عام اختلاف کو بیان کر کے وہی ہوتا ہے جو آپ کی پہلی دور حکومتوں میں ہوتا رہا ہے اس لیے آپ کی اور قوم کی خیر خواہی کی بنیاد پر ذرائع کہتے ہیں کہ نواز شریف ہوشیار باش۔ یاد رہے کہ ہماری جمہوریت اس مقام تک نہیں پہنچی جہاں ہر ادارہ اپنا اپنا کام کرتا ہے۔ ایک دن آئے گا جب پاکستان کے ادارے اپنے اپنے حلقوں میں ہی کام کیا کریں اور ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔ اللہ ہمارے ملک میں معاملات صحیح سمت چلنے اور پاکستان کی حفاظت کرے آمین۔

جماعت اسلامی: ایک انوکھی جماعت !

یہ سال ۱۹۶۸ء کی بات ہے کہ مجھے ایک پُرانے دوست نے ایک ملٹی نیشنل کیمپنی میں ملازمت دلائی۔ اس سے قبل ہم دونوں کراچی کے ایک بنک میں کام کر چکے تھے۔ میں ایک عام سا مسلمان تھا مجھے اسلام کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ وہ دوست جماعت اسلامی سے متاثر تھا۔ اُس کے ذریعے جب میرے پاس جماعت اسلامی کے اسلام کے تعارف کے حوالے سے خوبصورت چھپے پمفلٹ آتے تو میں دل ہی دل میں جماعت اسلامی کو اچھا سمجھنے لگا۔ وقت گزرتا گیا میں جماعت اسلامی کے قریب آتا گیا میں نے سب سے پہلے جماعت کے بانی سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی کتاب خلافت و ملوکیت کا مطالعہ کیا۔ جسارت اخبار پڑھنے لگا جماعت کی پالیسی کے تحت الحمد اللہ آج تک جسارت ہی خرید کر پڑھ رہا ہوں۔ گھر پر جماعت اسلامی کا جھنڈا لگا دیا۔ جماعت کے حق میں دوستوں سے بحث کرنے لگا کہ پاکستان میں اسلام کا نظام ہونا چاہیے۔ بحث کے دوران کسی دوست نے طنزیہ کہا، پہلے داڑھی تو رکھو پھر دین اسلام کی باتیں کرو میں نے داڑھی رکھ لی۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا شروع کی۔ شعوری مسلمان بننے کی کوشش کرتا رہا۔ ہفتہ وار درس قرآن شریف کے پروگراموں میں شرکت کرنے لگا۔ ہفتہ میں اجتماع عام میں بھی شرکت شروع کر دی۔ جماعت کو ماہوار اعانت (چندہ) بھی دینا

شروع کر دیا جو ماشااللہ آج تک جاری ہے۔ مولانا مودودیؒ کی تفسیر تفہیم القرآن کا مطالعہ شروع کیا۔ عام لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ جماعت کے دعوتی پروگراموں میں شرکت کرنے لگا۔ ماہوار تبلیغی کیمپوں میں شرکت کرنے لگا۔ جماعت اسلامی کے احتجاجی پروگراموں، جلسوں ریلیوں میں شرکت کرنے لگا۔ پوسٹر لگانے شروع کئے۔ تقریباً ۱۰ سال تک جماعت اسلام کراچی جنوبی کا نائب امیر رہا۔ جماعت نے ڈکٹیٹر مشرف کے جاری کردہ سٹی کورنمنٹ کے نظام میں ناظم کا الیکشن لڑایا۔ این اے ۲۵۰ میں مرحوم عبدالستار افغانی صاحب کی الیکشن کمپین کا انچارج بنایا گیا جس میں وہ ایم کیو ایم کی نسرین جلیل صاحبہ کے مقابلے میں کامیاب ہوئے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جماعت اسلامی نے جو میری تربیت کی میں ایک شعوری مسلمان بن گیا۔ پاکستان میں اسلام تو اللہ چاہے گا ضرور آ جائے گا میری اور میرے جیسے لاکھوں افراد کی تو ممکن حد تک تو اصلاح ہو گئی۔ اللہ کا لاکھ شکر ہے جو تربیت میں نے حاصل کی ہے میں اپنے مضامین کے ذریعے پاکستان کے عوام کی تربیت کی کوشش کرتا ہوں میرے مضامین کچھ بڑے اخبارات کو چھوڑ کر پاکستان کے تقریباً تمام اخبارات اور رسائل میں شائع ہوتے ہیں۔ یہ ساری داستان سنانے کا مقصد یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے یوم تاسیس کے موقعے پر ایک انوکھی جماعت کے کاموں کا تعارف کراؤں جو میں نے لگ بھگ ان ۵۰ سالوں میں سمجھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جماعت موروثی نہیں ہے۔ اس کا بانی جس نے اس جماعت کی بنیاد ۱۹۴۱ء میں رکھی تھی متحدہ ہندوستان سے علامہ

اقبالؒ کی تحریک پر پہلے پٹھان کوٹ اور پھر ہجرت کرکے لاہور آیا تھا جو ایک مہاجر تھا۔ دوسرا امیر پنجابی، تیسرا امیر پٹھان، چوتھا امیر مہاجر اور اب پانچواں امیر پٹھان ہے۔ ان میں نہ کوئی کسی کا بیٹا ہے نہ رشتہ دار ہے۔ کیا پاکستان میں ایسی کوئی جماعت ہے؟ نہیں ہے۔ اس جماعت کا ایک دستور ہے جس کے تحت شروع سے نیچے سے اُوپر تک اندرونی (انٹرا پارٹی) انتخابات ہوتے رہتے ہیں حلقے (یونٹ) تحصیل، ضلعے، صوبے اور مرکز کے انتخابات تسلسل سے ہوتے ہیں۔ ٹریبنلز بنتے رہتے ہیں وہ جو فیصلہ دیتے ہیں سب کو ماننے پڑتے ہیں۔ کیا کسی پارٹی میں انتخابات کا ایسا نظام ہے؟ نہیں ہے۔ ہاں تحریک انصاف نے اپنی جماعت کے اندرونی (انٹرا پارٹی) انتخابات کروائے مگر وجیہہ الدین صاحب (ر) جسٹس کے مطابق لوگ پیسے دے کر کامیاب ہوئے ہیں اور پارٹی کے سربراہ سمیت ٹریبیونل کا فیصلہ نہیں مان رہے۔ جہاں تک پاکستان میں کرپشن کے ناسور کی بات ہے تو اللہ کا شکر ہے کبھی بھی جماعت اسلامی کے کسی امیر یا عوامی نمائندے پر کرپشن کا الزام نہیں لگا کیا پاکستان کی کوئی پارٹی ہے جس پر کرپشن کے الزامات نہ لگے ہوں؟ نہیں ہے۔ پاکستان میں تو کسی پارٹی کی سربراہ کو ۱۰۰ پرسینٹ اور ۱۰۰۰ پرسنٹ کے الزام کا سامنہ رہا ہے۔ اسی پارٹی کے وزیر اعظموں پر ٹیپ میں اب بھی مقدمے قائم ہیں۔ کسی پارٹی پر ایک فیکٹری کے بعد ۹ فیکٹریاں بنانے کے الزامات ہیں۔ کسی پارٹی کے سربراہ پر ڈینرل، کسی پارٹی پر ان ہی کے کارکنوں اور عہدے داروں نے امریکہ سے پیسے لینے کے الزام

لگایا، کسی پارٹی پر کوپرائیٹیو سوسائٹیز اسکنڈل کے الزام اور کسی پارٹی پر ہمارے ازلی دشمن بھارت کی خفیہ تنظیم سے رابطے اور پیسے لینے کے الزامات لگے ہیں۔ جہاں تک جماعتوں کے کارکنوں میں نظم و نسق کا تعلق ہے کیا کبھی جماعت کے کارکنوں کے پروگراموں میں بھگدڑ مچی ہے ؟ نہیں۔ دوسری جماعتوں میں اکثر بھگدڑ کے قصے سنتے رہتے ہیں۔ کسی جماعت میں تربیت کے ایسے پروگرام ہیں جن میں اصلاح معاشرے کے تربیت کی جاتی ہو۔ جماعت اسلامی کے ہیڈ کوارٹر میں ہر ماہ ایک تربیت کا پروگرام ہوتا ہے جس میں پورے پاکستان کے لوگ شریک ہو کر تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اصلاح معاشرہ کے تحت پاکستان میں جماعت کے ہر زون کے تحت تبلیغی کیمپ لگتے ہیں جن میں کارکن گھر گھر جا کر لوگوں کو دین کی دعوت دیتے ہیں ۔کیا کسی سیاسی پارٹی میں ایسا نظام ہے؟ نہیں ہے۔ جماعت کے تربیتی پروگراموں میں کارکنوں کو بہتر شہری اور بہتر مسلمان بننے کی تربیت دی جاتی ہے، قرآن ، حدیث اور اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کا کہا جاتا ہے ہر ہفتے اس کام کی رپورٹ لی جاتی ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آج تک میں نے جماعت کا کارکن ہوتے ہوئے کسی جماعت کے پہلے سے لگے ہوئے پوسٹر پر جماعت کا پوسٹر لگایا ہو۔ میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ جماعت کی سب ریلیوں سڑک کے ایک جانب چلتی رہتی ہیں اور ٹریفک میں کبھی بھی خلل نہیں پڑتا۔ جماعت کی ریلیوں کے دوران کارکنوں نے کسی ریڑھی والے کو نہ تنگ کیا نہ کسی دکان کا شیشہ توڑا۔

قارئین ! اسی جماعت کا یوم تاسیس ۲۶ اگست کو ہے۔ جو جماعت موروثی نہیں۔ جس میں مقررہ وقت پر اندرونی (انٹرا پارٹی) انتخابات ہوتے ہوں۔ جس جماعت کے کسی فرد پر آج تک کرپشن کا الزام نہ لگا ہو۔ جو ایک منظم نظریاتی اسلامی جماعت ہو۔ جس جماعت میں اصلاح معاشرہ، کارکنوں کی تربیت، دعوت و تبلیغ کا کام تسلسل سے ہو رہا ہو۔ جس کی ذیلی تنظیم پاکستان الخدمت فاؤنڈیشن ملک میں حقداروں، خصوصی طور پر زلزلوں، سیلاب اور قدرتی آفات کے وقت ان کا حق پہچانے کا کام سرانجام دے رہی ہو۔ کیا پاکستان کے عوام ایسی جماعت میں شرکت نہیں کرنی چاہیے؟ اس کے نمائندوں کو کامیاب نہیں کروانا چاہیے کہ اس کے نمائندے اسمبلیوں میں جا کر پاکستان کو قائد اعظمؒ کے ویژن کے مطابق ایک نظریاتی فلاحی اسلامی ریاست بنائیں۔ اگر نہیں تو پھر پاکستان کے عوام کو مذید تباہی کے لیے تیار رہنا چاہیے جو ہماری اپنی کوتائیوں کی وجہ سے ہمارا مقدر بن رہا ہے۔ اللہ ہمارے مثل مدینہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین

بھارت: آؤ مذاکرات مذاکرات کھیلیں!

جب سے بھارت اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلے کو لے کر گیا ہے، مذاکرات کا ڈھول ڈالا ہوا ہے اور فیصلہ جو اس کے ہاتھ میں ہے، آج نہیں کر رہا بلکہ اس پر پاکستان سے کئی جنگیں بھی کر چکا ہے اور عالمی ادارے اب بھی ایک نئی ایٹمی جنگ کی تشویش ظاہر کر رہے ہیں جو یقیناً صحیح ہے۔ بھارت آج تک پاکستان سے آؤ مذاکرات مذاکرات کھیلیں کا کھیل، کھیل رہا ہے۔ارے بھائی، سیدھی سادھی سی بات تھی کہ متحدہ ہندوستان دو قوموں میں تقسیم ہوا تھا۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی وہ علاقے پاکستان میں شامل ہوئے اور جن علاقوں میں ہندو اکثریت میں تھے وہ بھارت میں رہے اس طرح برصغیر میں دو آزاد ریاستیں پاکستان اور بھارت قائم ہوئیں تھیں۔ کشمیر میں ۹۰ فی صد مسلمان آباد تھے جو پاکستان میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر بھارت نے زبردستی اپنی فوجیں کشمیر میں آتار کر اس پر قبضہ کر لیا اس سے پہلے وہ جونا گڑھ اور ریاست حیدر آباد پر اپنی فوجیں اُتار کر زبردستی قبضہ کر چکا تھا جب کہ ان دونوں ریاستوں کے سربراہ مسلمان تھے اور پاکستان میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ کشمیر کا سربراہ ہندو ڈوگرہ تھا۔ جب کشمیریوں نے بھارت کے قبضے کے بعد کشمیر کو آزاد کرانے کی مسلح کوشش شروع کی اور موجودہ آزاد

کشمیر کی ۳۰۰ میل لمبی اور ۳۰ میل چوڑی پٹی بھارت سے آزاد کروا لی اور وہ سری نگر کے قریب ہی پہنچ چکے تھے تو بھارت اقوام متحدہ میں جنگ بندی کے لیے گیا اور وہاں پر ساری دنیا کی قوموں کے سامنے کہا کہ جنگ بند کر دی جائے اور کشمیر میں امن قائم ہو جائے تو میں کشمیریوں کی رائے کا احترام کروں گا اور ان کی رائے معلوم کروں گا اگر وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو خوشی سے شامل ہو جائیں۔اس وعدے پر کشمیر میں جنگ بندی ہوئی اور اقوام متحدہ نے جنگ بندی کو کنٹرول میں رکھنے کے لیے اپنے فوجی مبصر جنگ بندی لین کے دونوں طرف متعین کر دیے جو آج تک متعین ہیں۔پاکستان نے اس مسئلے کو بار بار اقوام متحدہ میں اُٹھایا اور بھارت نے متعدد بار کہا کہ ٹھیک ہے میں کشمیر میں رائے شماری کراؤں گا۔ کئی بار اقوام متحدہ میں قراردادیں پاس ہوئیں۔ مگر رفتہ رفتہ بھارت اپنے مؤقف سے ہٹ گیا اور بڑی ڈھٹائی سے کہنے لگا کہ کشمیر میں بھارت نے الیکشن کروا کر کشمیریوں کی رائے معلوم کر لی ہے۔ ارے وعدہ خلاف ،اگر فرض محال اس بات کو مان بھی لیا جائے تو کشمیر میں تمھارے جعلی الیکشن جس میں کشمیر اسمبلی کے ممبران چنے گئے اس میں جعلی الیکشن میں کشمیریوں سے کب پوچھا گیا تھا کہ تم پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہو یا بھارت کے ساتھ رہنا چاہتے ہو۔ کشمیری ۱۹۴۷ء پاکستان کے جھنڈے لہرا رہے ہیں یوم پاکستان منا رہے ہیں پاکستان میں شامل ہونے کے لیے ریلیاں نکال رہے ہیں۔ مگر بھارت چانکیہ سیاست پر عمل کرتے ہوئے منہ پر رام رام اور بغل میں

چھری لیے کشمیریوں کا قتل عام کر رہا ہے اور کشمیریوں کے بنیادی حق رائے شماری کے طرف نہیں آ رہا۔ ۱۹۴۸ء سے لایعنی مذاکرات کر رہا ہے۔ اس دوران اپنی بنیادی سوچ کہ پاکستان کو ختم کر کے اکھنڈ بھارت بنایا جائے پر عمل کر رہا ہے۔ یہی بات پاکستان بنتے وقت برطانوی وزیر اعظم اٹلی نے قائد اعظمؒ سے شکست کھاتے ہوئے کہی تھی کہ پاکستان زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکے گا اسی لیے مسلمانوں کی آبادی والے ضلع گرداس پور کو ریڈکلف ایوارڈ نے بے ایمانی کرتے ہوئے بھارت میں شامل کر دیا اور بھارت کو کشمیر میں داخل ہونے کا واحد راستہ درہ دنیال مل گیا۔ اس سارے عرصہ میں جعلی مذاکرات میں پاکستان کو الجا کر کشمیر کے دریاؤں پر غیر قانونی ڈیم بنا کر پاکستان کا پانی روک لیا اور پانی کا مسئلہ گھڑا کر دیا۔ سیاچین پر قبضہ کر کے مسئلہ گھڑا کر دیا۔ مشرقی پاکستان میں سازش کر کے پاکستان سے علیحدہ کر دیا۔ بلوچستان میں علیحدگی پسندوں کی مدد کر رہا ہے۔ کراچی میں ایم کیو ایم کے لوگوں کو ٹریننگ اور فنڈ مہیا کر رہا ہے۔ خود بھارت میں دہشت گردی کے جعلی واقعات کروا کر الزام پاکستان پر لگا رہا ہے۔

قارئین ! یہ ساری باتیں اس لیے بیان کی ہیں کہ پاکستان کے حکمران یہ باتیں اپنے پلو میں باندھ کر بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے منصفانہ مؤقف، جس کو اقوام متحدہ نے تسلیم کیا ہوا ہے، ہمیشہ کشمیر میں رائے شماری

پر مذاکرات کریں۔ کبھی آلو پیاز کی تجارت، کبھی بھارت اور پاکستان کی فلمی اداکاروں اور گانے والوں کے ذریعے، کبھی بھارت کی پیدا کردی دہشت گردی پر مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ آج کی طرح بھارت بہانہ بازی کرکے کئی دفعہ مذاکرات ختم کر چکا ہے۔ اب کشمیریوں کی ملاقات کا بہانہ بنا کر پاک بھارت سلامتی کی مشیر نے مذاکرات منسوخ کر دیے۔ بھارت کی سشما سوراج صاحبہ کہہ رہی ہے کہ صرف دہشت گردی پر مذاکرات کرنا ہے تو بھارت آؤ کشمیر کا نام نہ لو۔ ٹھیک ہے بھارت کی ریاستی دہشت گردی جو وہ کشمیر میں کر رہا ہے اُس پر ہم بات کرنے اور بھارت آنے کے لیے تیار ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو اچھی طرح ایک بات سمجھ لینی چاہیے کہ بھارت نے کبھی بھی پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا ہے وہ شروع دن سے پاکستان کو ختم کرنے کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہے۔ اس لئے اس کے فریب سے بچ کر اپنے ملک کے مفادات کو سامنے رکھ کر مذاکرات میں شامل ہوں۔ سب سے پہلے بھارت کی پاکستان میں دہشت گردی کے شواہد جمع کرکے اقوام متحدہ کے سامنے رکھے جائیں۔ کشمیریوں کی بھرپور مادی، سفارتی، اخلاقی اور سیاسی مدد کریں۔ جب بھی مذاکرات ہوں کشمیریوں کو مشورے میں شامل کریں۔ پاکستان میں جاری دہشت گردی کو قومی ایکشن پلان کے تحت ہنگامی بنیادوں پر جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش کریں۔ بھارت پاکستان پر پہلے بھی جنگیں مسلط کرتا رہا ہے لہٰذا جنگ کے لے بھرپور طور پر تیار رہیں۔ کبھی جنگ میں پہل نہ کریں مگر دشمن جنگ چھڑ دے تو دشمن کی شکست تک پیچھے نہ ہٹیں یہی اسلامی

طریقہ ہے۔ یاد رکھیں اگر پاکستان کی شہ رگ کشمیر پاکستان کے ساتھ شامل نہ ہو گی تو پاکستان نامکمل اور بھارت کا باج گزار ہی رہے گا باج گزاری سے موت کو ترجیح دیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ کشمیر کا مقدمہ پوری دنیا میں پاکستان کے سفارت خانوں کے ذریعے نئے سرے سے اُجاگر کریں۔

ہمارے دشمنوں نے ایک سازش کے تحت جہاد کو دہشت گردی سے منصوب کر دیا ہے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور پاکستانی قوم کو جہاد کے لیے تیار کریں اس میں ہی پاکستان کی بقا ہے اور ان شااللہ جہاد ہی کے ذریعے کشمیر آزاد ہوگا۔ اللہ نے ہمیں ایٹمی قوت عطا کی ہے اس کو موثر طریقے سے استعمال کریں۔ اپنے دشمنوں پر واضح کر دیں کہ اگر ہم پر جنگ مسلط کی گئی تو ایٹم بم الماری میں سجانے کے لیے نہیں بنایا ہے۔ سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ کا دو بدو جواب دیں۔ موجودہ مذاکرات ختم کرنے پر بھارت کا مکروہ چہرہ سب دنیا پر واضع کرنے کے لیے سفارت سرگرمیاں تیز سے تیز تر کر دیں۔ اللہ پر بروصہ کریں آپ ہی کامیاب ہونگے ان شا اللہ۔

جہادی جنرل حمید گل !

مرحوم قاضی حسین احمد صاحب کی طرح مرحوم حمید گل صاحب بھی اسلام کے شیدائی اور ایک جہادی شخصیت تھے۔ دونوں کو اسی وجہ سے پاکستانی قوم بلکہ امت مسلمہ میں پزیرائی ملی۔ مسلم دنیا میں دونوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا ہے اور مستقبل میں بھی دیکھا جاتا رہے گا۔ کیونکہ اللہ کے حکم کے مطابق جہاد رہتی دنیا تک قائم رہے گا لہٰذا جہادی لوگ بھی رہتی دنیا تک مسلمانوں کے دلوں میں رہیں گے۔ دونوں پر بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جاتا رہے گا۔ دونوں افغانستان اور کشمیر کے جہاد اور مجاہدین کے پشت بانی تھے۔ دونوں کو جہادی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کے مشوروں پر عمل بھی کرتے تھے۔ شہرت کے دلدادہ، دولت کے پجاری، اسلامی نظامِ زندگی سے بیزار اور امریکی پٹھو حکمرانوں سے پاکستان کی خاموش اکثریت اور اللہ، اگلے جہاں میں ضرور پوچھے گا، جن کی غلطیوں کی وجہ سے افغانستان کے عظیم جہاد کے ثمرات حاصل کرنے میں رکاوٹ بنے۔ جنرل حمید گل کے خاندان کا سوات سے تعلق تھا وہ یوسفزئی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں جو بعد میں پنجاب کے مشہور شہر سرگودھا میں آباد ہوا۔ مارچ ۱۹۸۷ء میں آئی ایس آئی کے سربراہ بنے۔ جہاد افغانستان کو کامیابی تک پہچانے میں جنرل حمید گل کا بڑا ہاتھ تھا۔ روس کے قبضے کے بعد افغان جہاد شروع تو افغانیوں نے ہی کیا تھا مگر افغان

جہاد میں امت مسلمہ کے نوجوانوں کا خون بھی شامل تھا اس لیے اللہ نے کامیاب بھی کیا۔تاریخ میں جب بھی مسلمانوں نے کفار کے خلاف جہاد کیا اللہ نے اُنہیں کامیابی عطا کی۔ جہاد کی برکت سے اللہ نے دنیا کی سب سے بڑے مشین کو فاقہ مست افغانیوں کے ہاتھوں شکست فاش دی۔ پاکستانیوں کو اچھی طرح یاد ہے کہ روس نے مشرقی پاکستان کو توڑنے میں بھارت کی مدد کی تھی۔روس اور بھارت کا دفاعی معاہدہ تھا جس پر جنگ کے دوران روس کی ایٹمی گن بوٹز نے پاکستان کے سمندروں کا محاصرہ کیا رکھا پاکستان کی بحریہ کو مفلوج کیا۔ پاکستان کے نیٹو اتحادی امریکہ کا ساتواں بحری بیڑا پاکستان کی مدد کے لیے یہ آیا وہ آیا کے مصداق کبھی نہ آیا۔ بلکہ ہنری کیسنگر کی کتاب کے مطابق امریکہ نے پاکستان توڑنے میں بھارت کی مدد کی تھی۔ آئی ایس آئی کے بہادر جہادی حمید گل نے بہترین منصوبہ بندی کرکے افغانستان میں روس سے پاکستان توڑنے کا بدلہ لے لیا اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کی چھ اسلامی ریاستیں، قازقستان، کرغیزستان، اُزبکستان، ترکمانستان،آزربائیجان ، اور تاجکستان کی شکل میں بھی سفید ریچھ سے آزاد کرالیں۔جہاد کی برکت سے روس سے مشرقی یورپ کی متعدد مظلوم ریاستوں کو بھی آزاد ہوئیں ۔ دیوار برلن بھی ٹوٹی اور دنیا میں پھیلایا گیا جھوٹا سلوگن کہ روس جس ریاست میں داخل ہوتا ہے واپس نہیں نکلتا جو ذلیل ہو کر افغانستان سے نکل گیا، جس کی چگالی کرکے پاکستان کے شکست خورد ذہنیت کے مالک نام نہاد سیکولر اور روشن خیال، تھالی کے بیگن مجاہدین کو خوف زدہ کیا

کرتے تھے اور اب مفادات کی ہوس میں نیو ورلڈ آڈر کے دلدادہ امریکہ کی چگالی کر رہے ہیں۔ امریکہ اور اس کے نیٹو اتحادی ۴۶ ملک بھی افغانستان میں جہاد ہی کی برکت سے پسپا ہوئے ہیں۔ اب پھر پہلے کی طرح سازشوں کے جال بُنے جا رہے ہیں اور اشرف غنی صاحب کی امریکی پٹھو حکومت افغان طالبان کو طرح سے طرح کے نام دے کر بد نام کر رہی ہے۔ کبھی دہشت گردی کا الزام لگایا جاتا ہے اور کبھی انتہا پسندی کا۔ کیا اپنے ملک کو کسی بھی جارح قوت سے آزاد کرانے اور اپنی مرضی سے اپنے ملک کے نظامِ زندگی کو چلانے والے حریت پسند مجاہدین کو دہشت گرد کہا جائے گا یا بیرونی قبضہ کرنے والے کو دہشت گرد اور انتہا پسند کہا جائے ہیں؟ جہاں تک جنرل حمید گل کا تعلق ہے تو وہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی ہمیشہ فعال رہے۔ اسلام اور پاکستان سے محبت، ان میں کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی۔ بھارت اور امریکہ کی پاکستان دشمن پالیسوں کے خلاف کھل بولتے تھے۔ اس وجہ سے دونوں ملکوں کے معتوب رہے تھے۔ ۹/۱۱ کو یہودیوں کی مسلمانوں کے خلاف سازش قرار دیتے تھے۔ پاکستان اور اسلامی دنیا میں ایک بڑے حلقے میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ایکس سروس مین سوسائٹی کے صدر رہے۔ پاکستان پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ ان کے تجزیے اخبارت کی زینت بنتے تھے وہ پاکستانی قوم کو الرٹ کرتے ہوئے کہا کرتے تھے افغانستان پر روسی حملہ افغانستان بہانہ اور پاکستان نشانہ ہے۔ مراد یہ تھی کہ روس نے گرم پانیوں تک رسائی کے لیے افغانستان پر قبضہ کیا ہے وہ پاکستان

پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔اس پالیسی کے تحت سفید ریچھ کو افغانستان میں ہی روکنے کی پالیسی ترتیب دے کر جہاد افغان کی پشت بانی کی تھی جو انتہائی کامیاب رہی۔ جنرل حمید گل نے پاکستان کی دینی قوتوں کا ہمیشہ ساتھ دیا۔ دنیا میں مسلمانوں کی کامیابی کے لیے سوچ بچار کرتے رہتے تھے۔ پاکستان میں بیرونی مداخلت کے حوالے سے ڈکٹیٹر مشرف کو ذمہ دار ٹھیراتے تھے پاکستان کے حالات درست کرنے کے لیے فکر مند رہتے تھے اسی سلسلے میں کسی وقت مسلم لیگ کے راجہ ظفرالحق صاحب سے ڈسکشن میں موجودہ مغربی جمہوریت سے بیزاری کا اظہار کیا تھا تو راجہ صاحب نے کہا کوئی خاکہ بنائیں مگر آخر وقت تک کوئی متبادل تیار نہ کرسکے۔ پچھلے دنوں ایک ٹی وی پروگرام میں بھی اس کا تذکرہ کیا اور یہاں تک کہہ رہے تھے کہ موجودہ آئین بھی ٹوٹ جائے تو کوئی بات نہیں دوبارہ بن جائے گا نہ جانے اُن کے ذہن میں کیا خاکہ تھا۔ مروجہ طور طریقے کے مطابق ان کی کوئی اپنی سیاسی پارٹی تو نہیں تھی کہ اُس کے ذریعے الیکشن جیت کر وہ کوئی اصلاح کا کام کرتے اور نیا آئین بھی بناتے۔ موجودہ دور میں رائے عامہ کے بغیر کوئی اور طریقہ ممکن ہی نہیں۔ پاکستان بھی جمہوری جدو جہد کے ذریعے قائد محترم محمد علی جناح نے حاصل کیا تھا۔ پاکستان میں کوئی بھی تبدیلی جمہوری جد و جہد کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ فوجی طبع آزما ڈکٹیٹر جنرل ضیا الحق نے بھی اسلام کی بات کی اور ڈکٹیٹر مشرف نے بھی روشن خیال پاکستان کی بات کی دونوں باتیں نہ ہو سکی کیونکہ اُن کے پیچھے عوام کی قوت نہیں تھی۔ اس

لیے صد احترام کے ساتھ ایک بڑے حلقے نے جنرل گل کی آئین ٹوٹ جانے اور نیا آئین بنانے کی بات پر گرفت کی تھی۔ روز روز ملکوں کے آئین نہیں بنا کرتے ہاں آئین میں تبدیلی کے گنجائش ہر وقت موجود ہوتی ہے۔ تبدیلی کا طریقہ آئین میں درج ہے اس لیے ہم نے بھی اُن سے اختلاف کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا تھا ”نہیں نہیں آئین نہیں ٹوٹنا چاہیے“ جو پاکستان کی کئی اخبارات میں شائع ہوا۔ بہر حال جنرل حمید گل ایک نیک انسان، اپنے ملک سے محبت کرنے والے اور جہادی شخص تھے۔ اُن کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان کی خدمات کو قبول کرے آمین۔

کراچی کے مسائل کی نگبان جماعت اسلامی !

۲۵ مارچ کو کراچی کے ایک مقامی ہوٹل میں جماعت اسلامی شعبہ نشرواشاعت کے سیکرٹری انفارمیشن سیدزاہد عسکری صاحب کی دعوت پر امیر جماعت اسلامی کراچی نے کراچی کی ڈائری لکھنے والے صحافیوں اور کالم نگاروں کے ساتھ ایک نشست کا اہتمام کیا۔ جس میں شہر کے مسائل ، حل کی تجاویز اور سوال جواب کی نشست ہوئی اس میں کراچی کی سیاسی اور معاشرتی ڈائری لکھنے والے اور اخبارات کے صحافی حضرات نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر امیر جماعت اسلامی نے کراچی کے مسائل پر ایک نجی ٹی وی کو انٹرویو بھی ریکارڈ کرایا۔ اپنے خطاب میں جناب حافظ نعیم الرحمان نے کہا کراچی کے مسائل کا حل با اختیار شہری حکومت ہے۔ جماعت اسلامی نے کراچی کے عوام کی بے مثال خدمت کی ہے۔ کے الیکٹرک کی ناقص کارکردگی کے خلاف جلد عدالت اعظمیٰ میں شہریوں کا مقدمہ لڑیں گے۔ نعمت اللہ خان نے شہر میں گرین بسیں چلائیں تھیں جنہیں بند کر دیا گیا تھا۔ کراچی میں صرف ۲۶ بسوں چلانے سے ٹرانسپورٹ کا مسئلہ نہیں ہوگا۔ کم از کم ۱۰۰۰ بسیں چلائی جائیں ۔ ۲۶ کا اعلان کر کے سرجانی ٹاؤن سے ٹاورتک صرف ۱۶ بسیں چلائیں گئیں ہیں۔ متبادل انتظام کے بغیر سی این جی اور چنگ جی رکشے بند کرکے عوام کو مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار کر دیا گیاہے۔ کراچی میں سرکلر ریلوے اورماس ٹرنسزٹ نعمت اللہ خان کے دور میں شروع کئے

گئے تھے ان پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔ کراچی کی ضرورت کے لئے مختص کیے گئے منصوبہ فوری مکمل کرنے کی ضرورت ہے۔ ۲ء کروڑ k4 پانی کا نصف مل رہا ہے۔ سے زائد آبادی والے شہر کراچی کے عوام بجلی، پانی اور ٹرانسپورٹ سمیت دیگر مسائل کا شکار ہے۔ جماعت اسلامی ہی شہریوں کے مسائل حل کر سکتی ہے۔ دنیا بھر میں عوام کی سہولت کے لیے لوکل ٹرینیں اور میٹرو بسیں چل رہی ہیں۔ ماس ٹرانزٹ پر کام ہو رہا ہے مگر کراچی کے لیے کچھ بھی نہیں کیا جارہا۔ مسافروں کے لیے بڑی بسیں نہیں۔ روزانہ لاکھوں افراد منی بسوں کی چھتوں پر چڑھ کر اور دروازوں پر لٹک کر سفر کرتے ہیں ان مسائل پر کراچی سے کامیاب ہونے والوں نے کوئی بھی توجہ نہیں دی متحدہ کے پاس ۵۱ ،صوبائی ۲۵ قومی اور ۸ء [illegible] سے ان کے گورنر بھی ہے مگر پھر بھی کراچی کے عوام بے شمار مسائل کا شکار ہیں۔ واٹر بورڈ کے ۱۴ء ہزار ملازمین [illegible] ۱۰ء ہزار ملازمین کی بھرتیاں سیاسی بنیادوں پر پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم نے کیں اس کی اسکورٹنی ہونی چاہیے۔ کے الیکٹرک کی نجکاری کو کوئی بھی فائدہ نہیں ہوا۔ کراچی کے عوام اور بلنگ اور اوسط بلنگ کے عذاب سے دو چار ہیں۔ با اختیار شہری حکومت چاہیے۔ کراچی میں ترقیاتی کام کرنے میں جماعت اسلامی صلاحیت رکھتی ہے اور ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ قارئین ! اس کے علاوہ بھی اگر کراچی میں جماعت اسلامی کی خدمات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین دفعہ کراچی کی سربراہی کر چکی ہے۔ اس شہر سے پروفیسر عبدالغفور صاحب

کئی دفعہ کامیاب ہوتے رہے ہیں جنہوں نے پاکستان میں شرافت کی سیاست راج کرنے میں نام کمایا تھا۔ ان ہی کی کوششوں سے مرحوم بھٹو اور ڈکٹیٹر جنرل ضیا الحق کے درمیان دوبارہ انتخابات کرانے کے مذاکرات کرنے میں بھی وہ کامیاب ہوگئے مگر ڈکٹیٹر نے اس پر عمل میں رکاوٹ ڈال کر ملک میں مارشل لگا دیا اس کا ذکر پروفیسر عبدالغفور نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔ کراچی میں فرشتہ صفت انسان عبدالستار افغانیؒ بھی ہو گزرے ہیں کہ جو دو دفعہ کراچی بلدیہ کے میئر منتخب ہوئے۔ بغیر نئے ٹیکس لگائے کرپشن پر کنٹرول کرکے بلدیہ کے بجٹ میں کروڑوں کا اضافہ کیا تھا۔ کراچی میں لوہے کے اوور ہیڈ برج لگائے جس سے اب تک لوگ مستفیض ہو رہے ہیں۔ بلدیہ کی طرف سے ملنے والے بڑے بنگلے میں رہائش پذیر ہوئے نہ ناجائز مراعات میں اپنے آپ کو ملوث کیا۔ تیسری بار کراچی کی قومی سیٹ این اے ۲۵۰ ڈیفنس سوسائٹی سے ایم کیو ایم کی نسرین جلیل صاحبہ کو شکست دے کر کامیاب ہوئے۔ کراچی کے حقوق کی بات کرتے ہوئے انہوں نے مرکزی اور صوبائی حکمرانوں کو للکار کر کہا تھا، کراچی کی سڑکیں تو بلدیہ بنائے اور ویکلز ٹیکس صوبائی حکومت وصول کرے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے احتجاج کیا تو شہر میں دفعہ ۱۴۴ لگا دی گئی۔ بلدیہ کے منتخب ممبران کے ساتھ دو دو کی ٹولیوں میں مناسب فاصلہ رکھتے اور قانون کا احترام کرتے ہوئے جب سندھ اسمبلی کراچی کو قرارداد پیش کرنے کیلئے جا رہے تھے تو اس پر تشدد کیا گیا اور بلدیہ کے ۱۰۱ منتخب ممبران کے ساتھ گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا

گیا۔ جماعت اسلامی کے نعمت اللہ خان ایڈوکیٹ سٹی گورنمنٹ کے تحت سٹی ناظم منتخب ہوئے۔ ان کے دور میں کراچی میں بے شمار ترقیاتی کام ہوئے روشنیوں کے شہر کراچی میں متعدد پارک بنا کر اس شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کیا۔ پارکوں اور فلاعی پلاٹوں پر ایم کیو ایم کے قبضے کے خلاف سپریم کورٹ میں مقدمہ جیتا اور کئی پلاٹ عوام کے لیے خالی کرائے۔ سڑکوں میں درخت لگا کر ماحول کو سرسبز بنایا۔ نعمت اللہ خان نے مرکزی حکومت کو ایک اسکیم بنا کر پیش کی کہ کراچی شہر کی سڑکوں سے کراچی بندرگاہ اور دوسرے بڑے بڑے ادارے مستفیض ہوتے ہیں۔ ان کے سامان لے جانے کی وجہ سے سڑکیں خراب ہوتی ہیں اس لیے ان کو بھی کراچی کی سڑکیں بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس اسکیم کو ڈکٹیٹر مشرف نے منظور کیا اور کراچی کے اداروں نے شہر میں مختلف ترقیاتی کاموں میں اپنا حصہ ڈالا جس میں نمائیاں قیوم آباد کا کے پی ٹی فلائی اوور پل ہے۔ جماعت اسلامی کے امیر حافظ نعیم الرحمان نے رمضان میں کے الیکٹرک کے صدر دفتر کے سامنے اُس کی نااہلی اور کراچی کے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے دھرنا دیا تھا اب کراچی کے عوام کا مقدمہ لڑنے کورٹ میں جا رہے ہیں۔ اسی طرح کچھ دن پہلے بھی پانی کے مسئلے پر مقامی ہوٹل میں کراچی کے صحافی برادری کو بلا کر سلائڈ اور تقریر کے ذریعے کراچی کے مسائل کو بیان کیا تھا اور مسائل کے حل کی تجویزوں پر بھی سیر حاصل بحث کی تھی۔

قارئین ! کراچی کے مسائل ، ایک منظم، ایماندار، کرپشن سے پاک، دوسروں کو ساتھ لے کر چلنے کی صلاحیت رکھنے والی نڈر جماعت اسلامی ہی حل کر سکتی ہے۔ صحافی برادری کو جماعت اسلامی کے ساتھ مل کر کراچی کے مسائل کو اُجاگر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کراچی سب کا ہے کراچی ایک منی پاکستان ہے کراچی میں میں امن اور ترقی ہو گی تو پاکستان میں امن و امان اور ترقی ہو گی۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے آمین۔

سرحد پر بھارت کی جارحیت

مسلمانوں جنگ کی پوری تیاری رکھو۔ جنگ کی خواہش نہ کرو اور جب جنگ مسلط کر دی جائے تو اُس سے پیچھے نہ ہٹو۔ یہ ہیں ہمارے مذہب کے زرین اصول ! جہاں تک ہماری مسلح افواج کا تعلق ہے تو اس دفعہ یوم دفاع پاکستان پر طاقت کا بھرپور مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی قوم کو بھی اتحاد اور یکجہتی کا مثالی مظاہرہ کرنا چاہیے۔ تاکہ دشمن کو سخت پیغام ملے اور وہ جنگ کا سوچ بھی نہ سکے۔ پاکستان کا یوم دفاع جیسے جیسے قریب آ رہا ہے بزدل بھارت سرحدوں پر بلاجواز پاکستان کے نہتے شہریوں کو شہید کر رہا ہے۔ ہماری مسلح افواج کے سپہ سالار ورکنگ باؤنڈری گئے۔ شہید ہونے والوں اور زخمیوں سے اظہار یکجہتی کے لیے ہسپتال کا دورہ کیا اور عوام کے دکھ درد میں شریک ہوئے جوانوں کو بھرپور کاروائی پر خراج تحسین اور شہریوں کے بلند حوصلے کو سراہا۔ وزیر دفاع نے بھی شہیدوں اور زخمیوں کے خاندانوں سے ملاقات کی اور انہیں حوصلہ دلایا۔ وزیر دفاع نے کہا کہ اگر ہم پر حملہ کیا گیا تو پاکستان اپنی مرضی سے جواب دے گا اور بھارت کا ۶۵ء کی جنگ سے زیادہ نقصان ہو گا۔ معاملہ سلامتی کونسل میں اٹھائیں گے۔ پہلے بھی ۶ ستمبر کو ہندوستان نے بین الاقوامی سرحد کراس کی تھی۔ بھارت کے جنرل نے کہا تھا کہ ہم لاہور جا کر ناشتہ کریں گے۔ ہماری بہادر فوج نے

لاہوریوں کے ساتھ ملکر بھارت کو شکست دی وہ لاہور میں ناشتہ کیا کرتے انہیں کھیم کرن میں شکست ہوئی اور ہماری فوج نے قبضہ کر لیا تھا۔ کشمیر کی طرف ہماری بہادر فوج اکھنور تک پہنچ گئی تھی۔ ہماری فضایہ نے فضاؤں پر برتری حاصل کر لی تھی ۔ ایم ایم عالم نے منٹوں میں بھارت کے کئی ہوائی جہاز تباہ کر دیے تھے ۔پٹھان کوٹ کے ہوئی اڈے کو بھی تباہ کر دیا گیا تھا۔ ۶ ستمبر یعنی [illegible] تھی اس کا اعتراف ہندوستان کے لوگ اپنی کتابوں میں ذکر کر رہے ہیں۔ ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں جب بھارت نے فوجیں باڈر کے قریب لائیں تھیں تو ڈکٹیٹر مشرف نے بھارت کو دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے باڈر کراس کیا تو تمہاری زمین جنگ ہو گی۔ ڈکٹیٹر ضیا الحق دور میں بھی بھارت غلطی کرنا چاہتا تھا تو راجیو گاندھی کے کان میں کچھ کہا گیا تھا اس لیے وہ بھی پیچھے ہٹ گیا تھا۔ لیکن ایک بات ارباب اقتدار کو پلے باندھ لینی چاہیے کہ بھارت ہر وقت پاکستان کو ختم کرنے کی کوششیں اور سازشیں کرتا رہتا ہے اس نے ہمارے مشرقی بازو کو ہم سے کاٹ کر بنگلہ دیش بنا دیا جس کا برملا اظہار بھی کرتا ہے۔ اُس کے لوگ کہتے ہیں کہ دہشت کا جواب دہشت گردی سے دیا جائے گا۔ جبکہ وہ کراچی میں پہلے سے ہی دہشت گردی کر رہا ہے۔ مقامی ایجنٹوں کو پیسہ اور ٹریننگ دے رہا ہے۔ افغانستان میں بیٹھ کر بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کی پیسے اور اسلحہ دے کر مدد کر رہا جس کے ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ گو کہ اس وقت ہماری اندرونی کمزوری موجود ہے جس کو دور کرنے کی ہنگامی بنیادوں پر

کوشش کرنی چاہیے۔ بیرونی دنیا میں بھی ہمارے دوست کم ہوگئے ہیں سعودی عرب وغیرہ، صرف چین ہے مگر اسکے بھارت سے بھی گرم جوشی کی دوستی ہے۔ کچھ بیمار ذہین کے تجزیہ کار کہہ رہے ہیں کیونکہ دنیا اس وقت ہماری مخالف ہے اور ہمارے کچھ لوگ ایٹمی حملے کی باتیں کر رہے ہیں جو انہیں کرنی چاہیں اس سے دنیا ہمیں ایٹمی طاقت سے محروم بھی کر سکتی ہے۔ ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ دنیا کبھی بھی پاکستان کے ساتھ نہیں تھی۔ ٦ ستمبر کی جنگ کے وقت امریکہ نے ہماری فوجی مدد بند کر دی تھی۔ ١٩٧١ء میں بھی نیٹو اتحادی ہونے کے باوجود اُس کا بیڑا ہماری مدد کو نہ پہنچا بل کہ ہنری کیسنگر کے مطابق امریکہ نے پاکستان توڑنے میں بھارت کی مدد کی تھی۔ صرف چین نے ہماری مدد کی تھی ان شاء اللہ اب بھی چین ہماری مدد کرے گا اس وقت پاکستان میں اقتصادی رہداری کی وجہ سے اس کے بھی مفادات ہیں۔ امریکہ کی سلامتی کی ایڈوائزر سوزن رائس صاحبہ پاکستان کے دورے پر ہے اور نواز شریف کو امریکہ کے دورے کی دعوت دینے آئی ہے جو انہوں نے قبول کر لی ہے اور اکتوبر کے دوسرے ہفتے میں اوباما سے ملاقات کریں۔ نواز شریف نے کراچی اور بلوچستان میں ہندستان کی مداخلت کے ثبوت بھی اس کے سامنے پیش کیے ہیں ورکنگ باؤنڈری پر بلا جواز فائرنگ کے ثبوت بھی سوزن رائس کو دیے ہیں جس میں ١٠ افراد شہید ہوئے اور ٤٧ زخمی ہوئے ٢٠٠ مکانات کو نقصان پہنچا۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری مشرقی اور مغربی سرحدیں محفوظ نہیں۔ ملک میں بیرونی ایجنٹ سرگرم ہیں۔ بھارت اس پوزیشن سے

فائدہ اُٹھا کر جنگ چھیڑنا چاہتا ہے۔ کیا ایسے موقعہ پر ہم خاموش ہو جائیں اور اللہ نے جو ہمیں ایٹمی طاقت دی ہے اُس سے فائدہ نہ اُٹھائیں اور بزدل قوموں کی طرح دبک کر بیٹھ جائیں۔ ٹھیک ہے جنگ سے بچنے کی جتنی بھی تدبیریں ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔ بیرونی ممالک میں سفارتکاری کے ذریعے اپنے ہم خیال بنانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے یعنی جو کچھ بھی ہو سکتا ہے کرنا چاہیے۔ اس نازک موقعہ پر ہمارا مذہب ہمیں جو سبق سکھاتا ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اللہ کے بروسہ پر دشمن کو بتا دینا چاہیے کی اگر تم ہمیں ختم کرنا چاہتے ہو تو ہم بھی تمہیں ختم کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ تنگ آمد بہ جنگ آمد والی بات ہے۔ ہاں پاکستانی قوم کو اس خطرے سے بروقت آگاہ کرنا چاہیے اور اس سے مشورہ کرنا چاہیے اور اللہ کا نام لیکر دشمن کا سامنا کرنا چاہیے۔ اس وقت اس کے علاوہ کوئی بھی چارہ نہیں۔

جیسا کہ ہم نے شروع میں ذکر کیا ہے یوم دفاع پاکستان پر دوسری دفاعی سازو سامان کے ساتھ ساتھ میزائل اور ایٹمی آلات کی نمائش کرنا ضروری ہے۔ اس سے دشمن کو صاف صاف پیغام جائے گا اور وہ ہماری طرف دیکھنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچے گا۔ اللہ ہمارے ملک کو اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے بچائے آمین۔

ستمبر یوم دفاع پاکستان ٦

بھارت سے پاکستان کی کئی جنگیں ہو چکی ہیں۔ یہ سب جنگیں کشمیر پر بھارت کے قبضے کی وجہ سے ہوئیں۔ سب جنگیں بھارت نے چھڑیں۔ ہند کی تقسیم کے فارمولے کے برخلاف عمل کرتے ہوئے جب بھارت نے اپنی فوجیں سری نگر میں اُتاری اور کشمیر پر قبضہ کر لیا تو کشمیریوں نے اس قبضہ کے خلاف بغاوت کردی۔ نیلا بٹ کے مقام سے بھارتی فوجوں کے خلاف سابق فوجیوں نے مسلح جد وجہد شروع کی۔ ان کی مدد کے لیے پاکستان کے سرحدی علاقوں کے مجاہدین نے کشمیریوں کا ساتھ دیا اور موجودہ ۳۰۰ ملی لمبے اور ۳۰ میل چوڑی پٹی جسے آزاد جموں کشمیر کہتے ہیں آزاد کر لی۔ اُدھر گلگت بلتستان کے مجاہدین نے راجہ کی فوجوں کے خلاف بغاوت کرکے اُنہیں وہاں سے نکال دیا اور پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرا دیا۔ کشمیری مجاہدین سری نگر کے قریب پہنچ چکے تھے کہ بھارت سازش کے تحت بھاگا بھاگا اقوام متحدہ گیا اور جنگ بندی کی درخواست کی اور کہا کہ کشمیر میں رائے شماری کرائی جائے گی اقوام متحدہ کی متعدد قراردادوں کے باوجود جس پر آج تک عمل نہیں کیا۔ پاکستان نے یہ ناجائز قبضہ ختم کرنے کے لیے ہمیشہ کشمیریوں کی مدد کی۔ پاکستان کو سزا دینے کے لیے ٦ ستمبر کو بھارت نے پاکستان کی بین الاقوامی سرحد پر حملہ کر دیا۔ اس کی وجہ کراس کی تھی۔ پاکستان کے ڈکٹیٹر ایوب خان نے ریڈیو سے خطاب کرتے ہوئے

کہا دشمن نے ۱۰ کروڑ کلمہ لا الہ الااللہ پڑھنے والوں کو للکارہ ہے ہم دشمن کو عبرت ناک شکست دیں گے۔ پھر کیا تھا ساری قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح یک جان ہو گئی۔ سیاست دانوں نے یکسو ہو کر اپنی فوج کی پشت پناہی کی۔ حملے کے وقت بھارت کی فوجوں کے سربراہ نے کہا تھا کہ ہم صبح کا ناشتہ لاہور میں کریں گے۔ پھر کیا ہوا کہ لاہوری فوج کے ساتھ سرحد کی طرف بڑھنے لگے۔ بے خوف وخطر لاہور کی فضا میں پتنگوں کی طرح جہازوں کی جنگ دیکھنے لگے۔ مساجد میں اللہ سے گڑگڑا کر وطن کی حفاظت کے لئے دعائیں مانگی جانی لگیں۔ لاہوریوں نے سرحد کی طرف جانے والے فوجیوں کے راستے میں پھول نچھاور کئے۔ ہمارے گلوکاروں نے اپنے گانوں کے ذریعے لاہوریوں کے دل گرما دیے۔ اس وقت کے گانے اتنے مقبول ہوئے کہ اب بھی قوم گنگناتی رہتی ہے۔ وہ گانے کیا تھے، خطہِ لاہور تیرے جانساروں کو سلام ۔۔۔اے راہِ حق کے شہیدوں۔۔۔ اپنی جان نذر کروں۔۔۔میڈم نور جہاں نے،اے پتر ہٹاں تے نئی وکدے۔۔۔اے وطن کے سجیلے جونوں۔۔۔ گیت گائے۔پھر کیا تھا ہماری بہادر فوج نے بھارتی فوجوں کو لاہور سے پہلے ہی روک دیا اور اُن کی لاہور میں ناشتہ کرنے کی خواہش کو مٹی میں ملا دیا۔ ہماری بری فوج نے اپنی مرضی کا محاذ کھول کر کھیم کرن کو فتح کرکے ریلوے اسٹیشن پر پاکستانی پرچم لہرا دیا۔ اس سے قبل چھمب اور دلوا کی چوکیوں پر پاکستانی فوج قبضہ کر چکی تھی۔ بھارت نے ہماری سپلائی لین توڑنے کے لیے سیالکوٹ کے پاس چونڈا کا محاذ کھول دیا، جہاں پر دنیا کی سب سے بڑی ٹینکوں

کی جنگ ہوئی۔ ہمارے بہادروں نے ٹینکوں کے سامنے اپنے جسموں کے ساتھ بم باندھ کر لیٹ گئے۔ بھارت کے ٹینکوں کو تباہ کیا اور نہیں آگے نہیں بڑھنے دیا۔ ہماری ہوائی فوج نے دشمن کے چار جہاز اکھنور کی فضاؤں میں تباہ کر دیے تھے۔ ہمارے بہادر ایم ایم عالم نے ایک منٹ کے اندر بھارت کی فضاؤں پر حملہ کرکے بھارت کے ۵ء لڑاکا جہاز تباہ کرکے ریکارڈ قائم کیا۔ پٹھان کوٹ کا ہوائی اڈا بھی تباہ کر دیا اور فضاؤں میں پاکستان کی ہوائی فوج کی برتری قائم کر دی۔ ادھر ہماری بحری فوج نے کھلے سمندروں میں آگے بڑھ کر دوارکا کے بحری اڈے پر حملہ کرکے اس کے راڈار کو تباہ کر دیا۔ بھارت کو بہت نقصان اُٹھانا پڑا۔ بھارت کے دفاعی تجزیہ کاروں نے اپنی کتابوں میں اس نقصان کو تسلیم کیا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب ہمارے نام نہاد دوست اور ہمیں سنٹو اور سیٹو کے دفاعی معاہدوں میں ساتھی بنانے والے امریکا نے ہمارے فوجی امداد بند کر دی تھی۔ دوستی کا ناجائز فاہدہ اُٹھاتے ہوئے پشاور کے قریب بڈھ بیر کے مقام سے روس کے خلاف یوٹو جہاز کے ذریعے جاسوسی کی تھی اور ہمیں روس کا دشمن بنایا تھا۔ روس نے اپنے پاس نقشوں میں پشاور پر ریڈ نشان لگایا تھا اور ۱۹۷۹ء میں افغانستان پر حملہ کرکے پاکستان کو سبق سکھانا تھا مگر جہاد کی برکت وہ خود مٹ گیا۔ اس لیے جنگ شروع کرنے سے پہلے اب تو بھارت کو معلوم ہونا چاہیے کہ پاکستان اللہ کے فضل سے ایٹمی قوت ہے جس کی بھارت کے ایٹمی پروگرام پر برتری ہے۔ پاکستان کے بلسٹک اور کروز میزائل ۳۰۰۰ء ہزار دور تک ایٹمی

ہتھیار اُٹھا کے حملے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس طرح بھارت کے سارے شہر ہمارے کروز اور بیسٹک میزائلوں کے نشانے پر ہیں۔ ہم خود تھنڈر جہاز، ٹینک اور راڈار بھی بنا رہے ہیں۔ ہماری ایٹمی سمرین پاکستان کے سمندروں کی حفاظت کے لئے موجود ہے۔ اب پاکستان نہ تو ۱۹۶۵ء کا پاکستان ہے نہ ۱۹۷۱ء کا پاکستان ہے۔ اس لئے بھارت کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ جنگ چھیڑنے سے پہلے سو دفعہ سوچ لینا۔ تقسیم کے وقت سے ہی بھارت نے اکھنڈ بھارت کا فلسفہ اپنایا ہوا ہے۔ وہ پاکستان کو توڑ کر واپس بھارت میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے اس نے اپنی نصابی کتابوں تک میں یہ مضمون داخل کئے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھا رہا ہیں۔ جب سے دہشت گرد مودی جسے امریکا بھی دہشت گرد کہتا تھا اور اپنی ملک میں داخلے پر پابندی لگائی ہوئی تھی بھارت کا وزیر اعظم بنا ہے اُس نے بھارت میں پاکستان مخالف جزبات بھڑکانے کو اپنا مشن بنا لیا ہے۔ کشمیر میں مظالم کی حد کر دی ہے۔ کشمیری ۱۹۴۷ء سے پاکستان سے ملنے کے لیے پاکستانی پرچم لہرا رہے ہیں۔ بھارت نے ایک سازش سے کشمیر کے دریاؤں پر بند اور ڈیم بنا کر پاکستان کا پانی روک لیا ہے جب چاہے پاکستان میں قحط کی حالت پیدا کر دے جب چاہے سیلاب کی کیفیت پیدا کر دے۔ پاکستان کے پانی کے قدرتی ذخیرے سیاچن پر قبضہ کر لیا ہے۔ سر کریک کے علاقے پر قابض ہے۔ ورکنگ باؤنڈری اور کشمیر کی کنٹرول لین پر نہتے سرحدی لوگوں پر حملہ کرکے شہید کر رہا ہے۔ پاکستان اقوام متحدہ کے مبصرین کو ان نقصانات سے پل پل کی اطلاح دے رہا ہے۔

مگر بھارت اپنی طرف اقوام متحدہ کے مبصرین کو مشاہدے کی اجازت نہیں دے رہا تا کہ راز فاش نہ ہو جائے۔ پاکستان پر بے جا الزامات لگا کر اپنی عوام کو دھوکے میں رکھ رہا ہے۔ پاکستان میں گھس کر کاروائی کرنے کے لیے فیٹم جیسی فلمیں بنا کر پاکستان کو دباؤ میں رکھنے کی پالیسی پر عمل کر رہا ہے۔ امریکا کے طرح ۹/۱۱ کے جعلی واقعات ، جس میں ممبئی ہوٹل جیسے واقعات شامل ہیں بنا کر پاکستان کو دہشت گرد ثابت کرنے کی بھونڈی کوششیں کرتا رہا ہے جس میں ابھی تک ناکام ہے۔ جیسے ایک کہاوت ہے'' کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا''

قارئین ! ہمیں تسلیم ہیں پاکستان میں حالات صحیح نہیں ہیں ضرب عضب اور کراچی میں ٹارگٹڈ آپریشن جاری ہے۔ لیکن پاکستان کے عوام اور مقتدر حلقے ایک بات یاد رکھیں اس وقت پاکستان ایک گریٹ گیم کے تحت سازش میں پھنسا دیا گیا ہے۔ اس گریٹ گیم کے ہرکاروں میں بھارت ، اسرائیل اور امریکا شامل ہے۔ بھارت اس لیے کہ ہم نے اس پر ایک ہزار حکومت کی ہے اُس کا بدلہ چکانہ چاہتا ہے۔ اسرائیل کو ہمارے اللہ نے قرآن شریف میں دھتکاری ہوئی قوم کہا ہے اس لیے وہ مسلمانوں اور خاص کر ایٹمی پاکستان کے خلاف ہے اور امریکا ایک عیسائی ریاست ہے اور ورلڈ پاور ہے۔ یاد رکھیں مسلمانوں نے دنیا میں اقتدار رومی عیسائی سلطنت کو فتح کر کے حاصل کیا تھا پھر امریکی عیسائیوں نے مسلمانوں

کی خلافت پچھلی صدی، ۱۹۲۴ء میں جب ختم کی تھی اور کہا تھا کہ دوبارہ خلافت یعنی سیاسی اسلام کی حکومت قائم نہیں ہونے دیں گے اور مسلمانوں کو باجگزار بنا کر رکھیں گے جیسے ہم نے اُن پر جزیہ لگایا تھا اس لیے ہمیں تاریخ کو سمجھنا چاہیے۔ اس وقت بلی اور کبوتر والا معاملہ ہے وہ ہمیں ختم کر ہی رہیں گے۔ اس تناظر میں موجودہ حالات کو سمجھنا چاہیے اور بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق۔۔۔ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔۔۔ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر کے مصداق اللہ کے بروصے پر ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ عصا موسوی (ایٹمی طاقت) موجود ہے تو مصنوعی سانپوں سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ اگر گریٹ گیم والے ہمیں ختم کرنے پر تیار ہی ہو گئے ہیں۔ تو یاد رکھیں اگر ہم نہیں ہیں تو پھر کوئی بھی نہیں ! پاکستانیوں یہی یوم دفاع کا پیغام ہے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

پاکستان اور چین میں کرپشن کے خلاف جاری مہم

چین کے موجودہ صدر شی جن پنگ نے ۲۰۱۲ء میں عہدہ سنبھالنے کے بعد کہا تھا کہ چین میں کرپشن صرف ایک اہم مسئلہ ہی نہیں بلکہ چین کے وجود کو لاحق خطرہ ہے۔ دیکھا جائے تو ہی معاملہ ہمارے پاکستان کا بھی ہے کرپشن نے ہمارے ملک کی جڑیں کھوکھلی کر دیں ہیں۔ کرپشن کے خلاف مہم میں اشتراکی جماعت نے اپنے تقریباً پونے تین لاکھ عہدیداروں کو بند عنوانی میں ملوث ہونے کی بنا پر سزا دی۔ اس مہم میں زیادہ سنگین جرائم میں ملوث بیروکریسی کے اندر ہر سطح تک اثر پہنچا ہے۔ زیادہ سنگین جرائم میں ملوث مجرمان پر مقدمے چلائے گئے۔ اور انہیں پابند سلاسل کیا گیا کچھ کو سزائے موت سنائیں گئیں۔ خبروں کے مطابق صدر شی جن پنگ نے گزشتہ سال دفتر سیاسی کے بند کمرے میں اجلاس کے دوران کہا تھا کہ بدعنوانی کے خلاف اپنی جد وجہد میں مجھے زندگی یا موت کی پروہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی اپنی ساکھ تباہ ہونے کا ڈر ہے۔ یہ ہے ملک سے محبت اور وفاداری کا مظاہرہ جو چین کے صدر نے کیا۔ لگتا ہے کہ مسلسل کوشش کے بعد وہ کرپشن پر قابو لیں گے۔ چین میں کرپشن کے کیا طریقے اختیار کیے گئے۔ جب حکومت خرید فروخت، تجارتی لین دین اور ریاستی اثاثوں کے سودے کرتی ہے تو بولی اور نیلامی کے طریقے نہایت غیر شفاف ہوتے ہیں۔ اس طرح سرکاری عہدیدار، بیروکریٹ اور کمیونسٹ

جماعتی حکام شفافیت کے فقدان کا ناجائز فائدہ سمیٹتے ہیں۔ اعلیٰ عہدیداروں کے لیے کرپشن کے راستہ بناتے ہیں۔اس کے بدلے انہیں ترقیاں ملتی ہیں۔ درمیانے درجے کے حکام ان کو سستی زمینوں تک رسائی، ریاستی بنکوں سے قرضے، حکومتی سبسڈیز، ٹیکسوں میں چھوٹ اور حکومتی ٹھیکوں کی پیشکش کرتے ہیں۔ اس کے بدلے وہ ترقیاں پاتے ہیں۔اس سے منڈیوں میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ جماعت اور ریاست کی کارکردگی پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ یہی طریقہ فوج میں بھی رائج ہو گیا ہے۔ اسی قسم کے جرم میں ایک سابق جرنیل کو گرفتار کیا گیا یہ سیاسی دفتر کے رکن بھی تھے اور مرکزی فوجی کمیشن کے نائب بھی تھے۔ تفتیش کاروں کو ان کے گھر سے نقد روپے، زیوارات، اور قیمتی تصاویر کے بڑے ذخیرے ملے۔ جماعت کا الزام تھا کہ تمام تحائف ان کو چھوٹے افسران کی طرف سے دیے گئے تھے جو ترقی کے زینہ چڑھنا چاہتے تھے۔ سرکاری ابلاغ کے مطابق مجرم نے اقبال جرم کر لیا ان کو سزا بھی ملتی مگر وہ چند دن بعد وہ کینسر کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ کیا ہمارے سندھ کے وزیروں کے گھروں سے نقد ڈال ڈالر نہیں ملے۔ لابچ کے ذریعے ڈالر اسمگل کئے جا رہے تھے جنہیں پکڑا گیا کچھ عرصہ قبل اندرون سندھ میں ایک وزیر کے گھر میں سے لاکھوں جلے ہوئے ڈالر کی داستانیں زبان عام نہیں تھیں۔ کل پروسوں ہی اسلام آباد کے ایک گھر سے ڈالروں کے بکس نہیں پکڑے گئے جو بلوچستان کے سابق وزیر اعلی کے سیکرٹیری کا گھر ہے ان کو کب سزا ملے گی۔ چین میں بڑی بڑی نجی کمپنیوں میں چینی حکام کے رشتہ دار مشیر لگے ہوئے ہیں

جو ان کمپنیوں کو سرکار سے ٹھیکوں کی منظوریاں لے کر دیتے ہیں۔ کیا ہمارے ایک سابق صدر کو لاہور میں کئی ایکڑ پر بنا ہوا بنگلہ ایک پراپرٹی ٹائیکون نے گفٹ نہیں کیا تھا اور اس کے بدلے سندھ میں سستے ریٹ سے اپنے پرجیکٹ کے لیے زمینیں حاصل نہیں کیں؟۔ چین کے سابق صدر زینگ شیاؤ نے نے مصنوعات کی منظوری کے لئے دوا ساز کمپنیوں سے رشوت کی مد میں آٹھ لاکھ پچاس ہزار ڈالر وصول کئے تھے۔ ۲۰۰۷ء میں جب زینگ شیاؤ کی جانب سے منظور شدہ کھانسی کے زہریلا شربت سے پینے سے پاناما میں سو لوگ مر گئے تھے تو ان پر بدعنوانی کا مقدمہ چلا وہ مجرم ثابت ہوئے اور چند ماہ بعد پھانسی چڑھا دئے گئے۔ ہمارے ملک کے کرپٹ لوگ پھانسیوں پر کب چڑیں گے۔ کیا ہمارے ملک کے صدر پر بدعنوانی کے مقدمات قائم نہیں ہوئے تھے ان ہی مقدمات کی وجہ سے ۹ سال جیل میں رہے [illegible] اور مسٹر ہنڈرنٹ پرسنٹ مشہور نہیں ہوئے؟ ہمارے عدالتی نظام کی کمزوری کی وجہ سے اُس وقت ان پر جرم ثابت نہیں ہوا تھا۔ اب پھر نیب نے اُن کے خلاف مقدمے عدالت میں پیش کئے ہیں۔ چین کے صدر شی جن پنگ کی طرح ہمارے صدر تو اتنے طاقت ور نہیں کہ کرپشن کے خلاف کاروائی کرتے البتہ ہمارے فوجی حکمران اور وزیر اعظم نے نیشنل ایکشن پلان کے تحت کرپٹ لوگوں پر ہاتھ ڈالا ہوا ہے۔ جبکہ سابق صدر نے اس پر خفا ہو کر فوج کے سربراہ کو مخاطب ہو کر چیلنج کیا تھا کہ میں اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ مگر اب وہ ملک سے فرار ہو چکے ہیں۔ انتظامیہ نے ان کے دستِ راس کو گرفتار کیا

ہے۔ بہت سے کرپٹ لوگ ملک سے فرار ہوگئے ہیں۔اب پھر باہر بیٹھ کر دوباہ دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ان کے دو سابق وزیر اعظموں پر بھی کرپشن کے مقدمات قائم ہیں۔ ایک وزیر اعظم نے تو ترکی کی خاتون اوّل کی طرف سے پاکستان سیلاب زدگان کو اپنا قیمتی ہار پیش کیا تھا وہ بھی سابق وزیر اعظم کرپشن کرکے اپنی بیگم کے گلے میں ڈال دیا۔جب میڈیا نے اس کرپشن کو عام کیا تو شرمندہ ہو کر وہ ہار پاکستان کے خزانے میں داخل کیا گیا۔ چانگ کنگ جو جماعت کی قانونی اور داخلی امور کی قائمہ کمیٹی کے سابق رکن ہیں نے رشوت لے کر عدلیہ میں جاری مقدمات میں مخل ہوئے تھے۔اس پر انہیں گرفتار کیا گیا فرد جرم عائد کی گئی۔ پہلی بار کسی قائمہ کمیٹی کے رکن کے خلاف کاروائی کی گئی ہے۔ ان کو جماعت سے بے دخل کر دیا گیا۔اب وہ مقدمہ کے فیصلہ کے انتظار میں ہیں۔ ایک اور جماعتی راہنما بوشیلائی تھے۔جو ۲۰۱۳ء میں بدعنوانی اور قتل کے منصوبے میں اپنی بیوی کے ملوث ہونے کی وجہ سے معزول ہوئے ان کے خلاف تفتیش ہو رہی ہے۔ اس وقت خاص خاص لوگوں پر ہاتھ ڈالا گیا ہے عام کرپٹ لوگ بچے ہوئے ہیں۔ بنیادی طور پر صدر شی کی قانون کی پابندی کی مہم ہے۔ تمام لوگوں کو اپنے اثاثے پبلک کرنے کا کہا گیا ہے۔ گو کہ بیروکریسی نے چین میں اس مہم کے رد میں کام کی رفتار سست کر دی ہے جس سے چین کی معیشت کی رفتار دھیمی پڑ گئی ہے مگر چین کے صدر شی اس کرپشن کی مہم کو کامیاب کرنے میں سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ عوام میں صدر شی کی کرپشن کے خلاف مہم بہت مقبول ہے

۔ٹرانسپرسی انٹر نیشنل نے بھی چین کو عوامی رجسٹروں کو بہتر بنانے کا مشورہ دیا ہے۔
قارئین ! چین کی کرپشن کی داستان سنانے کا ایک ہی مقصد ہے کہ جیسے چین میں بڑے بڑے لوگوں کو جرم ثابت ہونے پر قرار واقعی ہی سزا دی گئی ہے۔ پاکستان میں بھی جس کسی نے بھی کرپشن کی ہے اس کو گرفتار کیا جائے اور قانون کے تقاضے پورے کرکے قرار واقعی سزا دی جائے کسی کے بھی منصب کا خیال نہ رکھ جائے یہی پاکستان کے عوام کی رائے ہے۔ اللہ ہمارے پاکستان کو کرپٹ حکمرانوں سے بچائے آمین۔

ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ نندی پور تھرمل پاور پلانٹ کی کہانی

کچھ دن پہلے ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل نے رپورٹ جاری کی تھی کہ نواز شریف صاحب کی حکومت میں کرپشن نہیں ہوئی جو اچھی بات ہے جو کہ نواز حکومت کی شفاف کارکردی کی نشان دہی کرتی ہے۔ یہ رپورٹ دیکھ کے عوام نے یقیناً ! خوشی منائی ہو گی کہ کوئی کو حکومت تو ہے جو پاکستان کے عوام کے پیسوں کو ہڑپ نہیں کرتی اور اسے صحیح اور شفاف طریقے سے خرچ کرتی ہے ورنہ دنیا میں پاکستان کرپشن میں بہت آگے جا رہا تھا ہمارے حکمران ۱۰ پرسنٹ اور ۱۰۰ پرسنٹ مشہور ہوئے تھے اور جب موجودہ کرپشن کے خلاف مہم چلی تو فوج تک کو للکار دیا کہ میں آپ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ اینٹ سے اینٹ کیا بجاتے ملک سے فرار ہو گئے اور اب ان کے قریبی دوستوں اور ان کے لیے کرپشن کرنے والوں کو پکڑا جا رہا ہے جن سے پاکستان کے عوام کا کرپشن سے کمایا ہوا پیسہ وصول ہونا چاہیے۔ پاکستان میں تو کرپشن کی تو حد ہو گئی تھی ایک سابقہ وزیر اعظم نے تو ترکی کی خاتون اوّل کی طرف سے سیلاب زدگان کو دیے گئے قیمتی ہار کو بھی ہڑپ کر گئے اور اپنی بیوی کے گلے میں ڈال دیا تھا جب میڈیا نے شور مچایا تو بعد میں یہ قیمتی ہار واپس حکومت کے خزانے میں داخل کروایا تھا۔ جہاں تک نواز مسلم لیگ کی حکومت کا تعلق ہے تو راولپنڈی میٹرو بس میں کرپشن پر سیاست دن انگلیاں اُٹھاتے رہے ہیں جو الزام

بہر حال ثابت نہیں ہوا۔ہاں نندی پور تھرمل پاور پروجیٹ پر ایک نجی ٹی وی کے اینکر نے دو دن بھرپور پروگرام کئے ہیں جس میں کہا ہے کہ اس میں کرپشن کے امکانات ہیں یہ پروجیکٹ سال سے بند پڑا ہے جس کی وجہ سے بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔اس پروگرام کے بعد نواز شریف صاحب نے فوراً میٹنگ کال کی اور پروجیکٹ کے بند ہونے کی جلد رپورٹ پیش کرنے کا کہا ہے۔ذرائع افسوس کر رہے ہیں کہ جس پروجیکٹ کا انہیں نے خود افتتاح کیا تھا جو ۴۲۵ میگا واٹ [illegible] اینکر کے مطابق ایک سال سے بند پڑا ہے پاکستان کو بجلی نہیں مل رہی لوگ بجلی نہ ملنے پر سراپا احتجاج ہیں۔جس کے بند ہونے کا نواز شریف صاحب کو علم نہیں تھا اور نجی ٹی وی کے پروگرام میں نشان دہی کرنے پر انہیں معلوم ہوا۔ایک معاشی تجزیہ کار نے اسی ٹی وی پروگرام میں چیچو کی ملیاں پروجیکٹ ، بہاول پور شمسی بجلی پروگرام اور نیلم جہلم پروجیکٹ میں نامناسب منصوبہ بندی اور بیڈ گورنرس کی نشان دہی کی ہے۔جس کی وجہ سے قومی نقصان ہو رہا ہے۔جہاں تک نندی پور تھرمل پاور پروجیکٹ کا تعلق ہے تو یہ پروجیکٹ پیپلز پارٹی کے دور حکومت ۲۰۰۸ء میں شروع ہوا تھا۔اس کا ٹھیکہ چین کی ڈینگ فونگ الیکٹرک کارپوریشن کو دیا گیا تھا۔جو پیپلز پارٹی کی حکومت میں مقررہ وقت پر مکمل نہ ہو سکا۔نواز حکومت آئی تو اس منصوبہ کی مکمل ہونے کی تاریخ جون ۳۰ مقرر کی گئی تھی جو شہباز شریف صاحب کی کوشش سے ۳۱ مارچ کو مکمل کر لیا گیا مگر دو دن چلنے کے بعد بند ہو گیا۔شروع میں

اس پروجیکٹ کا خرچہ ۲۲ ارب روپے تجویز کیا گیا تھا مگر آخر میں یہ خرچہ بڑھ کر ۸۱ء ارب روپے ہو گیا تھا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت نے پانچ سال فرنڈلی اپوزیشن کی وجہ پورے کئے۔ مگر مقررہ وقت تک منصوبہ مکمل نہ کر سکی۔ ۲۰۱۳ء میں پنجاب اور مرکز میں نواز شریف کی حکومت قائم ہوئی تو اس منصوبے پر کام شروع ہوا۔ اُس موقعے پر پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف صاحب نے اس پروجیٹ کے کام شروع ہونے والی تقریب میں کہا تھا پیپلز پارٹی کی کرپشن، لالچ اور ہوس کی وجہ تھی کہ یہ قومی منصوبہ تعطل کا شکار ہوا اور وقت پر مکمل نہ ہو سکا۔ اب اپنی حکومت کے بارے میں وہ کیا فرمائیں گے۔ نواز مسلم لیگ کے دور میں اس پروجیٹ کا خرچہ بڑھا کر ۵۱ء ارب روپے کر دیا گیا۔ گو کہ منصوبہ ۳۱ء ارب روپے سے شروع ہوا تھا۔ [illegible] افتتاح نواز شریف صاحب نے کیا۔ نندی پور پاور پروجیٹ جس نے ۴۲۵ء میگا واٹ بجلی پیدا کرنی تھی بقول نجی ٹی وی لنکر، افتتاح کے بعد دو دن میں بند ہو گیا اور تاحال بند ہے۔ تیل پر چلنے والے منصوبے کو گیس پر چلانے کے لیے کنورٹ کیا گیا تھا جس پر اربوں روپے خرچ ہوئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ گیس مہیا نہیں ہو سکتی۔ قوم کا پیسہ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ضائع ہوا۔ کیا حکومت کو تیل سے گیس میں تبدیل کرتے وقت معلوم نہیں تھا کہ گیس مہیا نہیں ہو سکتی۔ اس نااہلی کو نواز حکومت کے سر ہی آنا ہے۔ منصوبہ جو ۲۲ء ارب روپے سے شروع ہوا تھا ۸۱ ارب روپے کی لاگت تک جا پہنچا۔ حکمرانوں کی غفلت اور بیڈ گورنرس کی وجہ سے پاکستانی قوم کا اتنا

بڑا نقصان ہوا۔ وقت پر مکمل نہ ہونے پر پاور پروجیکٹ کے ایم ڈی کو چارج شیٹ دی گئی تھی۔ سینیٹ کی کمیٹی برائے پانی و بجلی کو بتایا گیا تھا کہ نندی پور تھرمل پاور پروجیکٹ ۴۲۵ میگا واٹ کا منصوبہ ۳۰ جون تک مکمل ہو جائے گا۔ شہباز شریف صاحب کے دباؤ کی وجہ سے چین کی کمپنی نے یہ منصوبہ ۳۱ مارچ کو ہی مکمل کر لیا اور نواز شریف صاحب نے مئی میں اس کا افتتاح بھی کیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ فرمایا تھا کی اس کی نیپ کو مکمل تحقیق کرنی چاہیے کہ یہ ۲۲ کروڑ روپے کی لاگت والا پاور پلانٹ ۸۱ ارب روپے تک کیسے پہنچا اور اس میں اتنی دیر کیوں ہوئی۔ یاد رہے کہ یہ منصوبہ اسی کمپنی کو دیا گیا تھا جس نے ناکارہ ۶۹ ریلوے انجن بعد میں ناکارہ کئے تھے جو بعد میں پاکستان کو سپلائی کئے تھے۔ یہ سارے کے سارے انجن بعد میں خراب ہوگے تھے جس کا میڈیا میں بھی ذکر آیا تھا۔ نندی پور تھرمل پاور پراجیکٹ پھر اسی کمپنی کو کیوں دیا گیا؟ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کمپنی کے چیئرمین سے اس پر بات کی گئی تو اُس نے کہا کہ پاکستان کے موسم کی وجہ اور صحیح طریقے سے دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے انجن خراب ہوئے تھے۔ جب نندی پور پروجیکٹ کی قیمت بڑھنے کی بات کی گئی تو نندی پور تھرمل پروجیکٹ کی قیمت بڑھنے کی وجہ مشینری میں قیمتوں کے چڑھاؤ کا کہا گیا۔ انہوں نے مذید کہا کہ ۳۰ برس پہلے بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں پر عمل کرنا چاہیے۔

قارئین ! قوم نواز شریف صاحب سے مطالبہ کرتی ہے کہ نندی پور تھرمل پاور پروجیکٹ کے وقت پر مکمل نہ ہونے، مکمل ہونے کے بعد سال سے بند رہنے، لاگت ۲۲؍ ارب روپے سے بڑھ کر ۸۱؍ ارب روپے ہونے اور تیل سے گیس پر کنورٹ کرنے کی اجازت دینے جبکہ معلوم تھا کہ گیس مہیا نہیں ہو سکتی تھی پر مکمل تحقیق کروائیں اور غلطی ثابت ہونے پر جس کا قصور ہو اُس سے پیسہ وصول کرکے قوم کا پیسہ واپس پاکستان کے خزانے میں داخل کروائیں تب قوم سمجھے گی کی نواز شریف صاحب کے دور میں کرپشن نہیں ہوئی ورنہ ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کی حالیہ رپورٹ مشکوک سمجھی جائے گی۔

ایم کیو ایم کے کارڈ ختم ہو گئے؟

ایم کیو ایم ہمیشہ اپنے کارڈ کامیابی سے کھیلتی رہی ہے۔ مگر ہمیشہ کے لئے تو اللہ کی ذات ہے باقی سب فانی ہیں یہی معاملہ ایم کیو ایم کے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔ اب ایک ایک کر کے ایم کیو ایم کے کارڈ ختم ہو گئے ہیں آخری کارڈ ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی کی طرف سے کراچی میں ہڑتال کا کھیلا گیا جو آج ناکام ہو گیا۔ایم کیو ایم نے اپنے چار مبینہ کارکنوں کے قتل کے سوگ میں کراچی میں بازار اور ٹرانسپورٹ بند کرنے کا کہا تھا۔ رینجرز نے بیان جاری کیا تھا کہ یہ دہشت گرد تھے۔ قتل کی وارداتوں میں ملوث تھے۔ گم شدہ نہیں تھے ایم کیو ایم کے سیف ہاوس میں چھپے ہوئے تھے۔ ایم کیو ایم کی اپیل پر کسی نے کان نہیں دھرا مار کیٹیں کھلی ہوئی ہیں ٹرانسپورٹ چل رہی ہے۔ کہیں کہیں ایم کیو ایم کے دہشت گردوں نے زبردستی مار کیٹیں بند کرانے کی کوشش کی تو رینجرز نے ایم کیو ایم کے ۸ دہشت گرد رنگے ہاتھوں گرفتار کئے اور انہیں قانون کے مطابق دہشت گردی کی عدالت میں پیش کرنے کا کہا ہے۔اس دفعہ تو صرف ۸ دہشت گرد ہڑتال کرانے کے لیے باہر نکلے ہیں ورنہ اس سے پہلے کی ہڑتالوں کے لیے ٹڈی دل کی طرح ایم کیو ایم کے دہشت گرد فائرنگ کرتے باہر نکلتے تھے اور آناً فاناً شہر بند ہو جاتا تھا۔ ان ہی دہشت گردوں کی رپورٹ

ایک زمانے میں انگریزی کے ڈان اخبار اور دوسرے دن اردو کے شام کے اخبار عوام نے خبر دی تھی۔ اخبار نے یہ خبر وکی لیک کے حوالے سے چھاپی تھی کہ ایم کیو ایم نے برطانیہ کے سفارت خانے کو خط کے ذریعے اطلاع دی تھی کہ ان کے ۳۵۰۰۰ مسلح کارکن ان کی حفاظت کے لیے موجود ہیں شاید یہ لندن میں الطاف حسین کی حفاظت کے بدلے میں کہا گیا ہوگا لیکن حال ہی میں بھارت کی خفیہ تنظیم را کے سربراہ تو کہتے ہیں کہ الطاف حسین ایم آئی سیکس کے مہمان ہیں۔ ذرائع سوچتے ہیں کہ کیا کراچی میں ہمیشہ سے جاری دہشت گردی میں یہ مسلح لوگ ملوث نہیں رہے ہونگے ؟کیا اس خبر کے پبلک ہونے کے بعد اس وقت کی حکومت نے ایم کیو ایم سے اس معاملے میں باز پرس کی تھی نہیں ہر گز نہیں کی تھی اگر کی ہوتی تو خبر اخبارات میں نہ آتی ؟۔ کیا رینجرز نے ان تمام مسلح دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا ہے ؟ یا وہ ہمیشہ کی طرح چھپ گئے ہیں اور کسی وقت پھر باہر آ جائیں گے کراچی میں ایم کیو ایم نے ۱۰۰ سے زائد ناجائز ہڑتالیں کروائی تھیں۔ ہر ہڑتال کے اعلان کے بعد ایم کیو ایم کے دہشت گرد سڑکوں پر فائرنگ کرتے ہوئے دندناتے پھرتے تھے کئی گاڑیاں جلا دی جاتی تھیں کئی بے گناہ لوگوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ایسا خوف کا سماء پیدا کر دیا جاتا تھا کراچی شہر والے چاہے کاروباری ہوں،ایجوکیشنسٹ ہوں،ٹرانسپورٹرز ہوں، میڈیا والے ہوں یا عام آدمی ہوں سب دبک کے بیٹھ جاتے تھے اور ملک کا لاکھوں کا نقصان ہوتا تھا۔ دوسرے دن اخبارات ایم کیو ایم کی بنائی ہوئی سرخیاں لگاتے

تھے الیکٹرونک میڈیا والے ناظرین کو بتاتے تھے کہ نامعلوم افراد نے اتنے لوگوں کو شہید کر دیا، اتنی بسوں کو جلا دیا، مارکیٹوں میں فائرنگ کرکے کاروبار بند کروا دیا اور اتنے پٹرول پمپ کو آگ لگا دی۔ اللہ کا شکر ہے اب وہ خوف کی فضا بہت کم ہوئی ہے اب اخبارات بھی صحیح صحیح خبریں لگاتے ہیں ایم کیو ایم والے سرخیاں بنا کر نہیں دے سکتے۔ الیکٹرونک میڈیا والے بھی آزادی سے ناظرین کو جرم کرنے والوں کی شناخت بتاتے ہیں اب نامعلوم افراد کی گھڑی گئی کہانی ختم ہو گئی ہے ہاں اب بھی کہیں کہیں چھپ چھپا کر دہشت گرد صحافیوں پر حملے کر رہے ہیں جیسے پچھلے دو دنوں میں دو صحافیوں کو بے دردگی سے شہید کر دیا گیا ہے۔ ڈکٹیٹر جنرل ضیاء نے اپنی ضرورت کے لیے ایم کیو ایم بنائی تھی وہ ضرورت سب جانتے ہیں کہ سندھ میں پیپلز پارٹی کے ممکنہ احتجاج کو روکنا تھا جس میں کچھ حد تک وہ کامیاب بھی ہوئے تھے۔ پاکستان سے لازوال محبت کرنے والے (مرحوم) پیر پگارا صاحب برملا اپنے آپ کو جی ایچ کیو کا بندہ کہا کرتے تھے۔ ایم کیو ایم کے بنانے میں ڈکٹیٹر ضیاء کو ان کی آشیر باد حاصل تھی۔ انہی دنوں میں پگارا صاحب کہا کرتے تھے کہ ایم کیو ایم والے مسلم لیگیوں کی اولادیں ہیں ہمارے اپنے ہیں انہیں مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہیے مگر ایم کیو ایم نے وہ کر دیکھایا جو پیر پگارا تو کیا پورے پاکستان کے لیے عبرت کا مقام ہے۔ فوج نے جب دیکھا کہ ایم کیو ایم کی کاروائیاں ملک کے لیے نقصان دہ ہو رہیں تو اُس نے ان کے خلاف فوجی آپریشن

شروع کیا تھا۔ اُس وقت نواز شریف صاحب کی حکومت تھی۔ صاحبو! اگر آپ کو یاد ہو، ہمیں تو اچھی طرح یاد ہے کہ اُس فوجی آپریشن کے دوران الطاف حسین صاحب نواز شریف کو کہا کرتے تھے کہ ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن سے پاکستان کی ایجنسیوں کو روکو۔ ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن نواز حکومت نے نہیں فوج نے شروع کیا تھا۔ کیا کیا جائے پاکستان کی سیاست کا کہ وہ ملک دشمنی میں ملوث پارٹیوں سے بھی ووٹ کی ضرورت کے لیے اتحاد کر لیتی ہے۔ یہی ہوا (ن) لیگ نے ایم کیو ایم کو ۷۵ء کروڑ روپے کمپنسیشن کے طور پر دیے تھے اور اِس کے بدلے ان کی حمایت حاصل کی تھی۔
اسی طرح پیپلز پارٹی نے بھی ایم کیو ایم کی ہمیشہ مدد کی۔ آپس میں نورا کشتی کرتے رہتے تھے متعدد بار ایم کیو یم پیپلز پارٹی کی حکومت سے علیحدہ ہوئی ہر بار مشہور معروف پیپلز پارٹی اندرونی سفیر جسے پیپلز پارٹی کے منحرف لیڈر رحمان ملک صاحب کہتے تھے کہ یہ جھوٹا ہے اگر کیلا کھا رہا ہو گا تو کہے گا میں سیب کھا رہا ہوں۔
یہ ہی ایم کیو ایم سے ہمیشہ صلح کروا دیتا تھا۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو اس وقت بھی فوج نے صحیح کام کیا تھا جو آج پھر کر رہی ہے مگر اُس وقت فوجی آپریشن سیاست کی نظر ہو گیا تھا۔
اِس وقت فوج کو اکیسویں ترمیم میں آئینی طور پر اجازت مل گئی ہے کہ وہ ملک

دشمنوں کا پاکستان سے صفایا کرے۔اس کے ساتھ ساتھ ان کو فنڈنگ کرنے والوں اور سہولت کاروں کے ساتھ بھی قانون کے مطابق کاروائی کرے اور ملکِ پاکستان سے دہشت گردی کا خاتمہ کرے۔ آج ایک نجی ٹی وی پروگرام میں اینکر کی طرف سے سوال کیا گیا کہ اپیکس کمیٹی میں وہی لوگ شامل ہوتے ہیں جو ملک میں کرپشن اور دہشت گردی میں ملوث ہوتے ہیں تو یہ آپریشن کامیاب کیسے ہو گا۔ تو ایک تجزیہ کار نے کہا کہ فوج کے سربراہ کی طرف سے اسی اپیکس کمیٹی میں وارننگ دی جاتی ہے کہ مجرموں کا کسی سے بھی تعلق ہو کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑا جائے گا چاہے وہ کتنا ہی اہم آدمی ہو۔ اینکر نے دوسرے تجزیہ کار سے سوال کیا کہ لوگ نواز شریف کی بجائے جنرل راحیل شریف کی طرف دیکھ رہے ہیں وہ فوج کے سربراہ کو نجات دہندہ سمجھنے لگے ہیں اور اس کے جواب میں تجزیہ کار نے کہا یہ صحیح ہے۔

قارئین! واقعی یہ صحیح ہے پاکستان کے عوام راحیل شریف کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ راحیل شریف نے عہد کر رکھا ہے کہ ملک کو دہشت گردی اور کرپشن سے باہر نکال کر ہی دم لوں گا مگر سارا بوجھ فوج پر ہی نہیں ڈالنا چاہیے ملک کو دہشت گردی اور کرپشن سے نکالنے کے لیے فوج، عدلیہ اور سیاسی قوت کو ایک صفحہ پر ہونا چاہیے۔ یہ صحیح تجزیے ہیں کہ مجرموں کو عدالتوں سے بھی قرار واقعی سزائیں ملنی چاہئیں۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے وہ تو فوج کو صبح شام دعائیں

دے رہے ہیں۔ شام کے وقت یہ کالم تحریر کر رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ روشنیوں کے شہر کراچی میں امن و امان ہے کاروبار کھلا ہوا ہے ٹرانسپورٹ چل رہی ہے پٹرول پمپ کھلے ہوئے ہیں۔ کوئی خوف نہیں ہے سارے کے سارے لوگ رینجرز کو دعائیں دے رہے ہیں۔ رینجرز نے کاروبار کھلا رکھنے پر کراچی کے عوام کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ کراچی شہر کے لوگ تبصرے کر رہے ہیں ایم کیو ایم کا آخری کارڈ بھی فیل ہو گیا ہے اور لگتا ہے ایم کیو ایم آیندہ ہڑتال والا کارڈ نہیں کھیل سکے گی۔

مکافاتِ عمل ایم کیو ایم

آج ہم نے تین نجی ٹی وی پروگرام دیکھے ہیں جن میں ایم کیو ایم کے نمائندے شامل تھے۔اور فیس بک پر بھیجی گئی ایک پوسٹ دیکھی ہے ان تینوں کا تجزیہ کرنا مقصود ہے۔ ایک وقت تھا کہ نجی ٹی وی الطاف حسین صاحب کی الٰہی تلّقی تقاریر خوف کی وجہ سے نشر کرتے تھے۔الطاف حسین کبھی پاکستان کی تاریخ کو مسخ کرتے، کبھی چورن لے لو کی باتیں کرتے، کبھی مٹک مٹک کرگانے گاتے، کبھی قرآن شریف اُٹھا کر قسمیں کھاتے تھے۔اپنی تقریر میں الطاف حسین نے اسلام، علماء، تاریخ، عدلیہ، مسلح افواج، ملک کی سیاسی پارٹیوں، غیر ملکوں، میڈیا، اپنے قریب کے اتحادیوں، بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے متعلق ایسی باتیں کیں تھی کہ جیسی باتیں سپر پاور امریکہ کا صدر بھی نہ کہہ سکتا ہو کیوں کہ چومکھی محاذ تو کوئی عقل مند آدمی کبھی بھی نہیں کھولتا مگر نہ جانے کون سی پوشیدہ قوت الطاف حسین سے ایسی تقریریں کرواتی رہی ہے۔جب الطاف حسین نے اپنی آخری تقریروں میں فوج کو گالیں دیں، را سے مدد طلب کی، کارکنوں کو کلفٹن گراؤنڈ میں روزانہ جا کر اسلحہ چلانے کی تربیت کا کہا، ۹۰ء پر آپریشن کرنے والے رینجرز آفیسر کے لئے کیا کہ جو ہیں وہ تھے ہو جائیں گے، نیٹو فوجوں کو دعوت دی اور کارکنوں کو اقوام متحدہ سے مدد کے لیے کہا تو الطاف حسین بھول گئے ایک جیسا

وقت ہمشیہ نہیں رہتا۔اب وہ وقت گزر گیا جب بڑے بڑوں کے دِلوں میں آپ کا خوف بیٹھ گیا تھا۔ پھر پانی حد سے گزر گیا اور ان تقاریروں پر ملک کے ہر شہر میں الطاف حسین پر مقدمات ہوئے ۔ لاہور ہائی کورٹ نے حکم جاری کیا کہ الطاف حسین کی کسی قسم کی بات پاکستان کے ٹی وی اسٹیشنوں پر نہ دکھائی جائے اسی حکم کی روشنی میں پیمرا نے احکامات جاری کئے ۔ اس کے رد عمل میں ایم کیو ایم کے ممبران نے قومی صوبائی اور سینیٹ استعفے دے دیے۔ جب یہ کارڈ کامیاب نہ ہوا تو اپنے چار مبینہ کارکنوں کے قتل پر سندھ میں سوگ منانے ،کاروبار بند رکھنے اور ٹرانسپورٹ کو بند رکھنے کی اپیل کی۔ جس پر رینجرز نے بر وقت نوٹس لیتے ہوئے پریس میں بیان جاری کیا اور عوام سے ہڑتال نہ کرنے اور ٹرانسپورٹ کو چلانے کو کہا جس پر عوام نے عمل کیا اور ہڑتال کی اپیل کو پہلی دفعہ سندھ کے لوگوں نے رد کر دیا۔ حسب معمول ایم کیو ایم کے کچھ دہشت گرد دکانداروں کو زبردستی کاروبار بند کرنے کے لیے نکلے تو انہیں رنگے ہاتھوں رینجرز نے گرفتار کر لیا اور کہا کہ قانون کے مطابق ان کو عدالتوں میں پیش کیا جائے گا۔ جب اپنے کئے کی سزا ملی اور پہلی بار ہڑتال کامیاب نہ ہوئی تو ٹی وی پروگراموں الزام تراشی شروع کر دی گئی۔ ایک ٹی پروگرام میں ایم کیو ایم کے مرکزی راہنما جو استعفوں کے معاملے میں ایم کیو ایم کی نمائندگی کر رہے تھے سے ٹی وی کے ایک مشہور و معروف اینکر نے ہڑتال کامیاب نہ ہونے پر بات کی تو وہ اس سے خفا ہو گئے۔ ٹی وی اینکر نے کہا آپ مجھ سے خفا کیوں

ہوتے ہیں۔ میں نے تو سوال کرنے ہوتے ہیں جو میں آپ سے کر رہا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کی ہڑتال کی کال پر پہلی دفعہ کسی نے کان نہیں دھرا۔ ٹی وی لنکر نے سوال کیا کہ آئندہ بدلیاتی پروگرام میں آپ کہاں کھڑے ہیں لنکر کے اس سوال کا جواب دینے کی بجائے ایم کیو ایم کے نمائندے کہنے لگے ہمیں ٹی وی والوں سے شکایت ہے کہ آپ نے ہماری اتوار کی ریلی کو مناسب کوریج نہیں دی اور معلوم نہیں یہ آپ نے کس کے کہنے پر کیا؟اس پر ٹی وی لنکر نے اُن کو کھرا اور دو ٹوک جواب دیا اور کہا اس بات کو چھوڑیں کہ اس سے قبل کس کے کہنے پر ٹی وی والے آٹھ آٹھ گھنٹے ایم کیو ایم کے پروگرام نشر کرتے تھے اور اب کس کے کہنے پر نہیں کر رہے اور پروگرام کو آگے بڑھا دیا۔ یہ مفاکاتِ عمل نہیں تو کیا ہے ؟دوسرے پروگرام میں بھی ٹی وی پروگراموں میں اکثر آنے والے ایم کیو ایم کے ممبر قومی اسمبلی اور تحریک انصاف کے کراچی کے آرگنائزر میں بحث ہو رہی تھی اپنی بات مکمل کر لینے کے بعد تحریک انصاف کے نمائندے کے جواب پر بار بار ایک ہارے ہوئے فرد کی طرح فرسٹریشن میں مبتلا بار بار مداخلت کر رہے تھے ۔ تحریک انصاف کے نمائندے لنکر سے بار بار کہتے رہے کہ مجھے بھی تو بات کرنے دیں اور ان کو روکیں یہ کیوں ناجائز مداخلت کر رہے ہیں۔ لنکر کی درخواست پر فرسٹریشن میں مبتلا ایم کیو ایم کے نمائندے لنکر سے بھی الجھتے بھی رہے اور تحریک انصاف کے نمائندے کو اپنا موقف بیان نہیں کرنے دیا۔ لنکر نے اُن سے شکایت کی کہ آپ نے میرے مہمان کو بات نہیں کرنے دی۔

بلآخر احتجاج کرتے ہوئے تحریک انصاف کے نمائندے پروگرام سے واک آؤٹ کر گئے۔ کیا مہذب معاشرے میں بحث و مباحثے کا ایسا طریقہ ہے کہ دوسرے کو اپنا نقطہ نظر پیش ہی نہ کرنے دیا جائے۔ یہ مفاکاتِ عمل عمل نہیں تو کیا ہے؟ تیسرے ٹی وی پروگرام میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے نمائندے شامل تھے ہڑتال پر بات ہو رہی تھی کہ اس دفعہ پہلی بار ایم کیو ایم کی ہڑتال کامیاب نہیں ہوئی اس پر ایم کیو ایم کے نمائندے نے دبے لفظوں اس کا اقرار تو کیا کہ ہاں ہڑتال کامیاب نہیں ہوئی مگر ساتھ ہی ساتھ یہ عذر پیش کیا کہ رینجرز نے زبردستی دوکانیں کھلی رکھنے اور ٹرانسپواٹ کو چلانے کا کہا تھا اس لیے دوکانیں کھلی رہیں اور ٹریفک رواں دواں رہی۔ رینجرز کی ایک فوٹیج کا بھی ذکر کیا کہ پٹرول پمپ بند تھا اور رینجرز نے زبردستی کھلوایا۔ ٹی وی اینکر نے جواب دیا کہ بھائی پٹرول پمپ کا عملہ وہاں موجود تھا خوف کی وجہ سے پٹرول پمپ کھول نہیں رہا تھا جب رینجرز نے ان کا خوف دور کر دیا تو انہوں نے پٹرول پمپ کھول دیا اگر پٹرول پمپ والے گھر سے نہ آتے اور وہاں کھڑے نہ ہوتے تو پھر آپ کی بات درست ہوتی کہ وہ ہڑتال پر ہیں۔ یہ ایم کیو ایم والوں کے طرف سے میں نہ مانوں والی باتیں نہیں تو اور کیا ہیں؟ یہ مفاکاتِ عمل نہیں تو کیا ہے؟ فیس بک پر پوسٹ کا ذکر کریں تو کچھ اس طرح ہے کہ پوسٹ بھیجنے والے نے کہا کہ اُس نے ٹی وی پروگرام دیکھا ہے اور کہا کہ ٹی وی پروگرام میں فرسٹریشن کا شکار ایم کیو ایم کے نمائندے جو ۱۲ مئی میں کراچی

شہر میں کنٹینر لگا کر شہر بند کرنے والے صاحب تھے نے جماعت اسلامی کے امیر صوبہ سندھ سے گھٹیا انداز میں باتیں کیں تھی کیا یہ کسی مہذب شخص کا شیوا ہو سکتا ہے؟ ہاں جس لسانی تنظیم کا سربراہ اپنے ہی ملک کی فوج کو گالی دے سکتا ہے اس تنظیم کے نمائندے اخلاق سے گھری ہوئی باتیں بھی کر سکتے ہیں بہر حال جماعت اسلامی کے نمائندے نے بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے کمال صبر اور برداشت کا مظاہرہ کیا۔

قارئین ایک زمانہ تھا کہ ایم کیو ایم نے میڈیا کو یرغمال بنایا ہوا تھا اور آج یہ عالم ہے کی میڈیا سے شکایت کر رہے ہیں۔ اخبارات کی سرخیاں ایم کیو ایم کے نمائندے اخبارات کے دفاتر میں بیٹھ کر لکھواتے تھے کسی اخبار والے کی مجال نہیں تھی کہ وہ ایم کیو ایم کے نمائندے کی ترتیب دی ہوئی سرخی کو بدلنے کی جرات کرتا۔ ایم کیو ایم کے کہنے پر سرخیاں نہ لگانے والوں کے اخبارات کے دفاتر پر حملے ہوتے تھے ان اخبارات کو جلا ڈالتے ان کو تقسیم نہ کرنے دیتے اس بات کا اظہار ایک مشہور اخبار کے مالک اور ٹی وی پروگرام ڈی این اے میں گروپ ڈسکشن میں بھی کیا تھا۔ یہ پروگرام ہم نے خود دیکھا ہے۔ ہمیں وہ دن بھی یاد آ رہے ہیں کہ کراچی کی ایک بڑی سیاسی قوت جس نے تین بار کراچی پر راج کیا ہے جو ایم کیو ایم کے شباب کے دنوں میں بھی ان کو للکارتی رہی ہے اس کی خبروں اور بڑی بڑی ریلیوں کا پرنٹ اور الیکٹرونک

میڈیا ایم کیو ایم کے خوف کی وجہ سے بلیک آؤٹ کرتا تھا اور وہ اس پر احتجاج کیا کرتے تھے آج مکافاتِ عمل کو دیکھیں کہ ایم کیو ایم اسی پوزیشن میں آ گئی ہے۔ کیا کیا جائے لوگ اکثر طاقت اور غنڈا گردی کے نشے میں یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمیشہ کے لیے اللہ کی ذات ہے باقی سب کچھ ختم ہو جانے والا ہے۔ آج ایم کیو ایم اسی مکافاتِ عمل سے گزر رہی ہے۔

بھارت کے مسلمان اور پاکستان

اس میں شک نہیں کہ مضبوط پاکستان بھارت کے مسلمانوں کی حفاظت کا نگہبان ہوتا مگر پاکستان جس ویژن پر بنا تھا اور جس کی آبیاری کی بنیاد پر بھارت کے مسلمانوں کا پشتی بان ہو سکتا تھا اُس ویژن کو قائد اعظمؒ کے بعد پسِ پشت ڈال دیا گیا۔ قائد اعظمؒ کا ویژن یہ تھا جو انہوں نے ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء چٹاگانگ میں فرمایا تھا'' اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا (مقصد حیات) اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل جمہوری نوعیت کا ہو گا ان اصولوں کا اطلاق ہماری زندگی پر اسی طرح ہو گا جس طرح تیرہ سو سال قبل ہوا تھا'' قائدؒ کے ویژن کے مطابق پاکستان میں اسلامی نظامِ زندگی نافذ کیا گیا جو پاکستان کو متحد اور مضبوط بنا سکتا تھا نہ وقت پر آئین بنایا گیا اور نہ ہی قائد اعظمؒ کی مسلم لیگ اپنے آپ کو مضبوط بنا سکی کہ وہ یہ کام کرتی بلکہ اب تو بقول شخصے الف سے ی تک اس کی شاخیں بن چکی ہیں۔ شاید اسی لئے قائدؒ نے کہا تھا کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں۔ بہر حال وقت گذرتا گیا اور بھارت کے مسلمان ہندوؤں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے رہے کچھ مدت تک تو پاکستان کے اخبارات مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ پر اپنے طور پر احتجاج کرتے رہے جس میں پاکستان کا سب سے بڑا اخبار ہمیشہ پیش پیش

رہتا تھا مگر اب جب وہ پرنٹ کے ساتھ ساتھ الیکٹرونک میڈیا میں بھی ٹاپ پر تھا اس پر دولت اور جھوٹی ناموری کی ہوس سوار ہوئی۔ امن کی آشا جیسے پروگرام شروع کئے اور بھارت کے مظلوم مسلمانوں کے لیے احتجاج کرنا تو درکنار ان کو بھول ہی گیا۔ ملک کی مسلح افواج کے ایک اہم جنرل کے خلاف اس کی تصویر لگا کر جھوٹی خبر آٹھ گھنٹے تک نشر کرتا رہا۔ نظریہ پاکستان پر قائم رہنے والے پاکستانی اخبارات اب بھی بھارت کے مسلمانوں پر مظالم پر احتجاج کرتے رہتے ہیں۔ پاکستانی حکمران تو دو قومی نظریہ بھول ہی گئے اور وہ آلو پیاز کی باتوں میں دل بہلاتے رہتے ہیں اور گذشتہ پاک بھارت مذاکرات میں پاکستان کے کور ایشو کشمیر کا ذکر کرنے کی بھی جرات نہ کر سکے اور اپنے اوپر دہشت گردی کا جھوٹا لیبل سجاتے واپس پاکستان آئے۔ بظاہر تو پاکستان میں ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں یہ جیتے ہیں مگر نہ جانے کون سی نا معلوم طاقت نے تیسری بار انہیں ۲ر۲ مجارٹی دلا دی تاکہ وہ اُس نا معلوم طاقت کے ایجنڈے پر کام کریں۔ الیکشن سے کچھ ۳ دن پہلے امریکہ کے سفیر کا بیان اخبارات کی زینت بنا تھا کہ پاکستان کی بڑی پارٹیوں نے انہیں انشورنس دلائی ہے کہ وہ الیکشن میں امریکہ مخالف باتیں زیر بحث نہیں لائیں گیں بلکہ روشن پاکستان کی باتیں کریں گے۔ الیکشن کے نتائج سے کچھ وقت پہلے نواز شریف صاحب کے منہ سے یہ جملے نکلے تھے کہ مجھے ۲ر۳ مجارٹی چاہیے۔ تجزیہ کار یہ کہتے ہیں کہ پاک بھارت تعلوقات میں امریکہ نے ہمیشہ پاکستان پر دباؤ ڈالا رکھا ہے کہ بھارت کو بڑا مان لے، دو

قومی نظریہ کو بھول جائے۔ کشمیر کا معاملہ بھی بھول جائے۔ بھارت میں پاکستان جتنے مسلمان آباد نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔امریکہ نے پاکستان میں ہمیشہ دو قومی نظریہ کی مخالف جماعتوں کی مدد کی ہے۔ امریکہ کی اس پالیسی کی وجہ سے پاکستان میں امریکہ کو کبھی بھی مقبولیت نہیں رہی اور سروے رپورٹز ۸۰؍فی صد مخالفت ریکارڈ کرتی رہیں۔اللہ بھلا کرے پاکستان کی فوجی قیادت کا، پاکستان کی خاموش اکثریت کی نمائندگی کرتے ہوئے اُس نے بھارت کو آنکھیں دکھائیں اور کشمیر کو پاکستان کا نامکمل ایجنڈا کہا بھارت کی طرف سے کولڈ اور گرم تعقب پر جواب کے لئے تیار رہنے کی باتیں کیں۔ جہاں تک بھارت کے مسلمانوں کا تعلق ہے تو وہ ۷۰؍ سال سے سیکولر پارٹیوں کے ساتھ اتحاد کرتے رہے ہیں سیکول رپارٹیاں ان کے ووٹ سے جیت کر ان کے مسائل سے پہلو تہی کرتی رہیں۔ گورنمنٹ میں اُن کی آبادی کے مطابق نوکریاں نہیں دی جاتیں۔ جب وہ کاروبار کرتے ہیں تو ان کی دوکانوں کو آگ لگا دی جاتی ہے۔دہشت گرد مودی نے صوبے کا سربراہ ہوتے ہوئے ۲۵۰۰؍ سے زائد مسلمانوں کو شہید کیا تھا اسی مسلمان دشمنی پر ہندوؤں نے اُسے بھارت کا وزیر اعظم بنا دیا یعنی دو قومی نظریہ کو زندہ کر دیا اور سیکولروں کو شکست دے دی۔ بھارت کے سیکولر آئین کے باوجود مسلمانوں کو ان کے مذہبی روایات کے مطابق زندگی گزرانے کی سہولت نہیں دی جاتی۔ مساجد کو ڈھایا جا رہا ہے۔ تاریخی بابری مسجد کو ڈھا دیا گیا وہاں پر مندر بنانے کا اعلان کیا ہوا ہے۔ ''گھر واپسی'' کے نام پر مسلمانوں

کو ہندو بنانے کی زبردستی کوششیں کی جاتی ہیں۔یوگا اور سوریا نمسکار کے معاملے میں مسلمانوں کی غیرت کو للکارا جاتا ہے۔ان حالات میں صوبہ حیدرآباد سے ایک پارٹی کل ہند مجلس اتحاد مسلمین (ایم آئی ایم) مسلمانوں کے حقوق کی نمایندہ بن کر اُبھری ہے۔اس کے سربراہ بیرسٹر جناب اسدالدین اویسی صاحب بھارت کے مسلمانوں کو اپنے بل پر انتخابات لڑنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ان کے بھائی اکبر مسلم مسائل پر اتنی بے باکی سے بولتے ہیں کہ مسلمانوں کو محض ووٹ بینک سمجھنے والی سیکولر پارٹیاں کے لیڈر بغلیں جھانکنے لگے ہیں۔مسلمانوں کے عقائد پر پابندی لگنے پر دونوں بھائی نے ہندوؤں کو للکارا۔یعقوب میمن کی پھانسی کے خلاف بھی کھل کر بولے۔مسلمان نوجوان ان کو اپنا نمائندہ مانتے ہیں ان کی بات سنتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔یوٹیوب پر پڑی ہوئی اویسی برادران کی تقریریں ڈاؤن لوڈ کرتے ہیں ان کو شیئر کرتے ہیں یہ تقریریں دور دراز تک سنی جاتی ہیں۔کل ہند مجلس اتحاد مسلمین جو عرف عام میں ایم آئی ایم کے نام سے مشہور ہوئی ہے نے ۲۰۱۷ء کے انتخابات میں اپنے دم خم کے ساتھ اترنے کا اعلان کیا ہے۔سیکولر پارٹیوں کی نیندیں اڑ رہی ہیں۔ان کا روایتی مسلم ووٹ بینک منتشر ہوسکتا ہے۔اترپردیش میں حکومت عوامی سطح پر میٹنگیں، جلسے اور ریلیاں نکالنے کی اجازت نہیں دے رہی جس پر ایم آئی ایم کے سربراہ بیرسٹر اسد الدین اویسی نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ایم آئی ایم کا نعرہ ہے ”جے میم اور جے بھیم“ مسلم ووٹ کے ساتھ ساتھ دولت ووٹ میں

بھی نقب لگ سکتا ہے۔ایم آئی ایم بنیادی طور پر حیدر آباد کی پارٹی ہے جو ۱۹۷۴ء سے لیکر اب تک حیدر آباد کی لوک سبھا کی سیٹ پر قابض رہی ہے۔ مسلمانوں کے مسائل پر کھل کر بولنے پر بھارت کی سب پارٹیاں ایم آئی ایم کی مخالف ہیں۔ کانگریس کی پریتی سندے نے ایم آئی ایم کو غدار پارٹی کہااور اس پر پابندی لگانے کا کہا۔ راشٹریہ جنتا دل کے لالو پرساد یادو نے کہا آر آر ایس ایم آئی ایم کو فنڈ دیتی ہے۔ سیکولر پارٹیوں نے ایم آئی ایم کو بی جے کی ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا۔ شیو سینا کے سنجے رادت ایم آئی ایم کو سانپ اور اویسی برادران کا سنپو قرار دیتے ہیں۔ وشو ہندو پریشد کے پروین توگڑیا تو اویسی بی جے پی کا کتا کہتے ہیں۔ بی جے پی کے ساکشی مہاراج اویسی کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں۔ ہندو مہا سبھا نے اویسی کا سرکاٹ کر لانے والے کو دس لاکھ روپے دینے کااعلان کر دیا ہے۔ بھارت کی سیاسی پارٹیوں نے اویسی کو ہرانے کے لیے مسلم لیڈروں کو الرٹ کر دیا ہے۔اویسی مسلم ووٹ کے ساتھ ساتھ دلت ووٹوں کو بھی ساتھ ملا رہے ہیں۔ان کے جے میم اور جے بھیم کے نعرے نے حیدر آباد کے ساتھ مہاراشٹر میں بھی کافی شہرت حاصل کر لی ہے۔ مہارشٹر میں اسمبلی کی دو سیٹوں کے علاوہ اورنگ آباد کے بلدیاتی انتخاب میں ایم آئی ایم نے سیکنڈ لارجسٹ پارٹی بن کر ابھری ہے اور یہ پوزیشن مسلم دولت ووٹوں کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ مسلم نوجوان کہتے ہیں کہ انہیں ایسا لیڈر چاہیے جو کھل کر مسلمانوں کے مسائل بیان کرے اور ان کو حل کرے۔اسد الدین اویسی مسلم

مسائل کی ترجمانی کرنے والے لیڈر ہیں۔ حکومت وقت سے آئین و قانون کی روشنی میں حق مانگتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یو ٹیوپ پر ان کی تقریریں سنی جاتی ہیں اور شیئر کی جاتی ہیں۔

قارئین! ہم نے بھارت کی اخبارات سے بھارت میں اُبھرتی ہوئی ایک مسلم پارٹی ایم آئی ایم کی کہانی سنائی ہے اگر مسلمان اور دولت بھارت میں یک جان ہو جائیں تو دونوں کی مشکلات دور ہو سکتیں ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ کٹر ہندو ذہن رکھنے والی پارٹیوں کی ناجائز مخالفت کی داستان سنانے کی بھی کوشش کی ہے تاکہ امت مسلمہ کے بھارتی حصے کی ممکنہ کامیابی کو آپ کے ساتھ شیئر کروں۔ اللہ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو آمین۔

سانحہ منیٰ سال ۲۰۱۵ء

گزرے سالوں میں بھی حج کے موقعوں پر منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارتے ہوئے حادثات ہوتے رہے ہیں لیکن اس سال حج کے موقعہ پر دو سانحوں کی مشکلات سے حجاج کرام کو گزرنا پڑا۔ایک سانحہ سعودی عرب کے ٹھیکدار، بن لادن کی حرم میں لگائی ہوئی کئی کرینوں میں سے ایک کرین گرنے سے ہوااور دوسرا حادثہ منیٰ میں کنکریاں مارنے کے عمل کے دوران حجاج کرام میں بگڈر مچ جانے سے ہوا۔ حج پر دنیا سے لاکھوں حجاج کرام اپنا مذہبی فریضہ ادا کرنے کے لیے جاتے ہیں گو کہ حج کے فریضے کے موقعہ پر سعودی حکومت نے حجاج کرام کے لیے انسانی دسترس میں جتنے بھی بہترین انتظامات ہو سکتے ہیں کرتی ہے اور کئے ہوئے بھی ہیں لیکن قدرتی آفات سے انسانوں کا رب ہی انسانوں کو بچا سکتا ہے سعودی عرب کے بس کی بات نہیں۔ مسلمانوں کا پختہ عقیدہ کہ تکلیفیں اللہ کی مشیعت کے تحت ہی آتیں ہیں۔ بتاتے ہیں کہ کرین شدید بارش اور طوفان کی وجہ سے مطاف میں گری جہاں حجاج کرام طواف کرنے میں مصروف تھے جس سے سیکڑوں حجاج کرام شہید ہوئے تھے۔ اب منیٰ میں حجاج کرام میں بھگدڑ مچنے کی وجہ بھی یہ بتائی جاتی ہے کہ حجاج کرام نے سعودی انتظامیہ کے حج کے قوانین کی خلاف وردی کی جس وجہ سے منیٰ کا سانحہ رونما ہوا۔ سعودی انتظامیہ نے شیطان کو کنکریں مارنے کے لئے ایک راستہ جانے

کا اور ایک راستہ آنے کا بنایا ہوا ہے مگر حجاج کرام نے انتظامیہ کے متعین کئے ہوئے راستے پر چلنے کے بجائے شارٹ کٹ اختیار کیا جس وجہ سے بھگدڑ مچ گئی اور کئی انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ بتاتے ہیں یہ حادثہ منیٰ میں مکتب نمبر ۹۳ء جس میں الجزائر کے حجاج حضرات مقیم تھے اس کے باہر روڈ نمبر ۲۰۴ اور ۲۳۳ کے چوراہے پر سعودی وقت کے مطابق ۹ء بجے پیش آیا۔اس حادثے میں ابھی تک ۸۰۰ء کے قریب حجاج کرام کی شہادت اور ہزاروں کے زخمی ہونے کی اطلاع ہے مگر یہ تعداد بڑھ بھی سکتی ہے۔ جب تک سعودی عرب کے طرف سے معلومات فراہم نہیں کی جاتیں اس وقت تک شہادتوں کی صحیح اور مکمل صورت حال کا تعین کیا جا سکتا جو ایک آدھ دن میں ان شااللہ پتہ لگ جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ شہدا میں ایرانی حجاج کرام کی تعداد زیادہ ہے جس پر ایرانی حکومت نے سعودی حکومت پر تنقید بھی کی ہے۔ پریشانی اور دکھ تو بجا ہے مگر اسے کاش تنقید کی بجائے اس مشکل کی گھڑی میں ایرانی حکومت صبر کا مظاہرہ کرتی اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے۔ شہدا میں پاکستانی حجاج کرام کی تعداد ۲۰ء کی تصدیق ہو گئی ہے جبکہ ۲۳۶ء کے قریب پاکستانی حجاج کرام کے لاپتہ ہونے کی اطلاع ہے۔ سعودی عرب کے گارجین اخبار نے ۲۳۶ء پاکستانی حجاج کرام کے لاپتہ ہونے کی خبر شائع کی ہے اس پر پاکستان کی وزارت خارجہ نے نوٹس لیا ہے اور وزارت مذہبی امور نے اس کی تردید کی ہے اور کہا ہے یہ خبر غلط ہے۔ ۳۰۰ پاکستانی بچے جو اپنے والدین سے بھگدڑ کے دوران گم ہو گئے تھے مکہ مکرمہ کے چائلڈ پروٹیکشن ہوم میں موجود ہیں جن کی شناخت کا عمل جاری ہے۔

ابھی تک سعودی حکومت کی طرف سے شہدا اور گم شدہ پاکستانی حجاج کرام کا پتہ نہیں چل رہا ایک تو ہلاکتیں زیادہ ہیں اور زخمی بھی کافی ہیں دوسرا سعودی محکمہ صحت کا اپنا طریقہ ہے۔ دو دن تک تو منیٰ میں موجود حاجیوں کی طرف سے اپنے رشتہ داروں کو جو اطلاعات بذریعہ فون مل رہی ہیں اس سے ہی پتہ چلتا ہے کہ فلاں حاجی صاحب شہید ہو گئے ہیں اور فلاں حاجی صاحب زخمی ہیں کچھ چھوٹی بچیاں بھی اپنے ولادین سے بچھڑ گئیں تھیں ایک بچی کا معلوم ہوا کہ وہ اپنے والدین کو مل گئی ہے۔ سابق وزیر اعظم پاکستان کے عزیز کی شہادت کے خبر ان کے لواحقین کو بھی فون کے ذریعے ملی ہے۔ اس طرح آہستہ آہستہ پاکستان کے حجاج کرام کی خبریں ان کے رشتہ داروں کے ذریعے مل رہی ہیں ۔ سیکڑوں پاکستانی حجاج کرام اس تحریر تک لاپتہ ہیں وزیر مذہبی امور و حج جناب سردار یوسف صاحب نے کہا ہے کہ ضروری نہیں کہ جو لاپتہ ہیں وہ ضرور شہید ہی ہو گئے ہونگے۔ وزارت مذہبی امور کے طرف سے ٹی وی اسکرین پر ہلپ لائن فون نمبر کی پٹیاں بھی چل رہی ہیں جس سے لوگ فاہدہ اُٹھا سکتے ہیں ایک نجی ٹی وی نے اپنے فون نمبر بھی عوام کے لیے پٹی پر چلائے ہیں لوگ اس سے بھی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ درجن بھر حاجی صاحبان ان نمبروں پر رابطہ کرنے سے باز یاب بھی ہو گئے ہیں یہ ایک اچھا عمل ہے نجی ٹی وی کے اس عمل کو سراہنا چاہیے۔ لوگ منیٰ میں موجود رشتہ دار حجاج کرام سے رابطہ کرکے ان کی خریت معلوم کر رہے ہیں ۔ سنگنل صحیح نہ ہونے کی وجہ سے بھی صحیح معلومات نہیں مل رہیں۔ بہر حال قوم کی دعا

ہے کہ اللہ تمام حجاج کرام کو اپنی حفاظت میں رکھے اور وہ حج کے فریضہ ادا کر کے اپنے ملک میں اپنے عزیز و اقارب کے پاس خریت سے واپس آئیں آمین۔ صاحبو! گزشہ سال ہمیں بھی اللہ نے حج کی سعادت عطا نصیب فرمائی تھی۔ بیماری کی وجہ سے اپنی مدد کے لیے ہم اپنے درمیانے بیٹے کو بھی ساتھ لے کر گئے تھے۔ کراچی سے ہی ویل چیئر بھی ساتھ لے کر گئے تھے تاکہ تکلیف کم سے کم جائے۔ ہم نے مکہ کے قیام کے دوران سفر نامہ حج تیار کیا تھا جو پاکستان کے کافی اخبارات میں دس اقساط میں شائع بھی ہوا تھا۔ جس میں ہم نے اپنے مشاہدات تحریر کئے تھے۔اُس سفر حج میں ہمارے ساتھ منیٰ سے واپسی پر پیش آنے والے ایک ایسے ہی وقعہ کا بھی ذکر تھا۔ہماری غلطی تھی کہ ہم نے انتظامیہ کی طرف سے بتایا ہوئے راستہ کو چھوڑ کر شارٹ کٹ راستہ اختیار کیا تھا اور مخالف سمت سے آنے والے کچھ افریکن حجاج کرام کی زد میں آ گئے تھے ہمیں ایک زور دار حجاج کرام کے ریلے نے اُٹھا کر ایک طرف پھینک دیا تھا ہم اور اپنی ویل چیئر کے ساتھ گر گئے تھے ویل چیئر کی ربر بھی اتر گئی جو مشکل سے ہمارے بیٹے نے دوبارا ویل پر چھڑائی تھی تب جا کر ہم منیٰ میں اپنے کیمپ میں پہنچے تھے۔ جیسے کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اگر تمام دنیا سے آئے ہوئے حجاج کرام سعودی عرب حج انتظامیہ کے ساتھ تعاون کریں تو ایسے حادثات سے بچا جا سکتا ہے۔

افغانیوں نے قندوز پر قبضہ کر لیا؟

افغان باقی ! کُہسار باقی۔ الحکم اللہ ! الملک اللہ۔فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی۔ یا بندا صحرائی یا مرد کوہستانی ۔ ہم نے شاعر اسلام حضرت علامہ اقبالؒ کے دو شعر اوپر درج کئے ہیں ان دو شعروں کا سیدھا سادہ مطلب یہ ہے کہ جب تک افغانستان کے اندر کُہسار باقی ہیں ان شااللہ افغان بھی باقی رہیں گے۔ اور دنیا میں فطرت کے مقاصد کی ترجمانی اگر کوئی طبقہ کرتا ہے تو وہ یا تو صحرائی لوگ ہیں یا پہاڑی لوگ ہیں پہاڑی سے مراد اقبالؒ کا اشارہ افغانوں کی طرف ہے۔میڈیا میں خبر آئی ہے کہ طالبان نے شہر قندوز پر قبضہ کر لیا جس میں گورنر ہاؤس پر قبضہ بھی شامل ہے ۔جیل سے ۵۰۰ قیدی رہا کرا لئے پورے علاقے پر اپنے پرچم لہرا دیے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ طالبان نے نہیں افغانیوں نے شہر قندوز پر قبضہ کر لیا جب میڈیا طالبان طالبان کی رٹ لگاتا رہتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے افغانستان میں جو لوگ امریکی قبضہ چھڑانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ صرف طالبان ہیں جو کہ افغانستان کا ایک حصہ ہیں جو پشتونوں پر مشتمل ہے مگر قندوز پر قبضہ ہماری اس بات کا ثبوت فراہم کر رہا ہے کہ افغانسان میں جو جد وجہد ہو رہی ہے وہ صرف پشتون طالبان ہی نہیں کر رہے بلکہ پوری افغانی قوم جد و جہد کر رہی ہے۔ جو پشتون، تاجک، ازبک اور دوسری قوموں پر مشتمل ہیں۔ قندوز شمالی

علاقہ جات میں ہے جو تاجکستان کی سرحد کے قریب ہے جن کی زبان پشتو نہیں ہے بلکہ فارسی ہے معلوم ہوا کہ فارسی علاقوں میں بھی طالبان کا اثر رسوخ ہے جو افغانستان کو امریکی پٹھو حکومت بلکہ امریکہ سے اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لیے لڑ رہے ہیں۔اس سے قبل بھی جب افغانستان کے ۹۵ فی صد حصے پر اسلامی بشمول پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی قائم ہوئی تھی تو یہ سارے علاقہ اس میں شامل تھے۔جب اُستاد برہان الدین صاحب اس کے صدر بنے تھے جو فارسی بولنے والے تھے اور انجینئر حکمت یار خان صاحب وزیر اعظم جو پشتو بولنے والے تھے۔روس سے جنگ میں جو ۹ قابل ذکر گروپ لڑ رہے تھے اور جنہوں نے روس پر فتح حاصل کی تھی۔اس وقت افغانی قوم تھی طالبان نہیں تھے۔ اب بھی امریکا کو جو شکست دی ہے وہ افغانوں نے دی ہے جس کا حصہ طالبان بھی ہیں ہمارے مقصد یہ ہے کہ صرف پشتوں کی جد وجہد نہیں بلکہ تمام افغان گروپوں کی جد و جہد ہے جس کی وجہ سے قندوز پر افغانوں نے قبضہ کیا ہے اس سے پہلے وہ تخار پر بھی قبضہ کر چکے ہیں۔عبداللہ عبداللہ شمالی علاقہ جات کا نمائندہ ہے جو افغانستان کا چیف ایگزیکٹیو ہے اور اشرف غنی صدر ہے یہ عہدے اُنہیں امریکہ نے بانٹے تھے۔اس قبضے کے بعد عبداللہ عبداللہ فوراً امریکہ سے واپس افغانستان واپس آگیا ہے۔افغانیوں نے اشرف غنی پٹھو حکومت کو اپنی قوت کا مظاہرہ دکھایا ہے۔پہلے گن شپ ہیلی کاپٹروں سے مجاہدین کو روکنے کی کوشش کی گئی اور اب امریکہ نے ہوائی جہازوں سے بمباری شروع کر دی ہے جو بے ثود ہے۔ممکن ہے جھنگی نقطہ نظر سے مجاہدین پیچھے ہٹ جائیں لیکن اس

سے

افغانیوں نے ثابت کر دیا ہے کہ افغانستان میں جس علاقے میں چاہیں اور جب بھی چاہیں وہ قبضہ کر سکتے ہیں۔ اگر یہ علاقہ پاکستان کے قریب ہوتا تو سیکولر عناصر طوطوں کی طرح رٹ لگاتے کہ پاکستان نے افغانیوں کی مدد کی ہے۔ پھر بھی عبداللہ عبداللہ فرمارہے ہیں کہ پاکستان مداخلت نہ کرنے کا وعدہ پورے کرے۔ افغانستان میں آپ کی حکومت ہے اور پاکستان کے لوگ پورا افغانستان عبور کرکے قندوز میں مجاہدین کی مدد کر رہا ہے تو آپ کی حکومت کا کیا جواز ہے۔ ایک افغان سروے کے مطابق جس میں ۳۰ فیصد لوگوں نے رائے دی تھی کہ بعض بااثر صحافی بشمول [illegible] مجاہدین کے حوالے کر دی جائے اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ بھارت اور امریکہ کو خوش کرنے کے لیے اشرف غنی نے بیان دیا تھا کہ پاکستان افغانستان کا برادر ملک نہیں ہے صرف پڑوسی ملک ہے۔ ۵۰ لاکھ افغان [illegible] خدمت کی ہے وہ بھول گئے ہیں۔ اب بھی ۳۰ لاکھ افغان [illegible] میں مقیم ہیں۔ روزانہ لوگ پاکستان آتے جاتے ہیں دونوں مسلمان ملک ہیں۔ اشرف غنی کہتے ہیں پاکستان نے افغانستان کے خلاف پراکسی جنگ چھیڑی ہوئی ہے۔ جبکہ جھنگ خود افغانستان نے بھارت کی ایما پر پاکستان کے خلاف شروع کی ہوئی ہے پاکستان نے اشرف غنی کی درخواست پر کچھ ہی دن قبل اپنی سرزمین مری میں امن مذاکرات کروائے تھے۔ دشمنوں کی ایما پر ملا عمر کی موت کا بہانہ بنا کر افغانستان نے یہ مذاکرات ملتوی کروا دیے تھے۔ اب بھی ہمارے سپہ سالار نے میونخ میں بیان دیا ہے کہ پاکستان افغانستان میں امن کا

خواں ہیں۔ جہاں تک پراکسی جھنگ کا معاملہ ہے تو افغانستان کے سرحدی علاقوں میں پاکستانی طالبان کا سربراہ ملا فضل اللہ بیٹھا ہوا ہے اور وہاں سے پاکستان میں دہشت گردی کی کاروائیں کر رہا ہے پاکستان کی طرف سے ثبوت مہیا کرنے کے باوجود اشرف غنی اُسے گرفتار نہیں کر رہا ہے۔ تازہ دہشت گردی کی کاروائی بڈھ بیر کے ہوائی اڈے پر کی گئی جس میں سارے دہشت گرد مار بھی دیے گئے۔ اس سے قبل پشاور کے آرمی پبلک اسکول پر دہشت گردی سے چھوٹے چھوٹے بچوں کو شہید کیا تھا اس میں بھی ہماری فوج نے سب دہشت گردوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا اگر آئندہ بھی ایسی ہی بزدلانہ کاروائیاں کی گئیں تو دہشت گردوں کا حشر بھی ایسا ہی ہوگا۔ بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے۔ پاکستان بننے کے ساتھ ہی اُس نے پاکستان کے خلاف کاروائیاں شروع کر دیں تھیں بھارت والوں کا کہنا تھا کہ پاکستان بن تو رہا ہے لیکن یہ چل نہیں سکے گا۔ روس جس نے مسلمانوں کے علاقے ترکی سے فتح کئے تھے اور دریائے آموتک پہنچ چکا تھا۔ بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف شازشیں کرنا شروع کی تھیں ان کی منزل گرم پانیوں تک تھی اور وہ اپنے لیڈر ایڈورڈ کے ڈاکٹرین پر عمل کرکے بلوچستان کو فتح کرکے خلیج پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا اور بھارت پاکستان کو توڑ کر اکھنڈ بھارت کی پالیسی پر عمل پیرا تھا اللہ نے روس کو تونہتے افغانیوں سے شکست دلائی اور بھارت کو بھی اللہ نیست و نابود کرے گا۔ خود بھارت میں درجنون علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں اوپر سے نریندر

مودی ان کا وزیر اعظم بن گیا ہے جو خود دہشت گرد تنظیم آر ایس ایس کا ممبر رہا ہے اس نے گجرات میں ۲۵۰۰ مسلمانوں کو ظلم کر کے ریاستی پولیس سے شہید کروایا تھا جس کا اس کو ابھی جواب دینا ہے۔ اب وہ پاکستان کی سرحدی خلاف وردیاں کر کے پاکستان پر دباؤ ڈال کر کشمیر سے دست بردار کروانے چاہتا ہے اور پاکستان میں دہشت گردی کروا رہا ہے کراچی کی ایک لسانی تنظیم کو فنڈنگ کر رہا ہے اس کے کارکنوں کو دہشت گردی کی ٹریننگ دے رہا ہے آئے روز رینجرز ان دہشت گردوں کو گرفتار کر رہی ہے۔ لسانی تنظیم سیاسی چال کے طور پر حکومت پاکستان کو کہہ رہی ہے کہ جیسے بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کو معاف کر دیا گیا ہے ہماری بھی غلطیاں معاف کر دی جائیں مگر لسانی تنظیم کا لندن میں بیٹھا ہوا لیڈر اب بھی رینجرز کو ڈاکو کہہ رہا ہے تو معافی کیسی؟ بھارت بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کو افغانستان سے دہشت گردی کی ٹریننگ دے کر پاکستان میں بھیجتا ہے۔ پاکستانی طالبان کے دہشت گردوں بھی بھارت تربیت دے رہا ہے یہ سب باتیں ہر خاص و عوام کو پتہ ہیں۔ جارحانہ پالیسی اختیار کر کے بھارت پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنے کی مہم شروع کی ہوئی ہے۔ اب تو پاکستان کے وزیر اعظم جناب نواز شریف صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ میں یہ سارے ثبوت پیش کر کے بھارت کا مکروہ چہرہ دنیا کو دکھائیں گے تاکہ دنیا کو اصل حالات سے آگاہ کیا جائے کہ حقیقی دہشت گرد بھارت ہے پاکستان نہیں۔ فتح حق کی ہی ہو گی۔ افغانستان کے مجاہدین بے در پے حملے کر کے قندوز

کی طرح پورے افغانستان کو پٹھو حکمرانوں سے ان شاء اللہ آزاد کرلیں گے کیونکہ
کہسار باقی ! افغان باقی۔

پیپلز پارٹی کی چوتھی بھڑک !

جب دہشت گردوں کے ساتھ ساتھ اُن کو مالی مدد کرنے والوں کے خلاف رینجرز نے کاروائی شرع کی اور اس میں پیپلز پارٹی کے لوگ ملوث نکلے تو پیپلز پارٹی کے شریک چیئر مین جناب آصف علی زرداری صاحب نے فوج کو بھڑک ماری تھی کہ ہمیں دیوار سے نہ لگاؤ ورنہ ہم اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے کراچی سے تورخم تک ملک کو بند کر دیا جائے گااور میرے پاس جرنلوں کی کرپشن کے بھی ثبوت ہیں اور جب میں نے ثبوت پیش کے تو کوئی بھی بچ نہیں سکے گا ہوشیار ہوشیار ہوشیار۔اس بھڑک پر تجزیہ نگار کہتے تھے جب پارٹی بنانے والے کی موت پر پیپلز پارٹی ملک کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا سکی تو اب کیا اینٹ سے اینٹ بجائے گی۔ جب زرداری صاحب کو بعد میں اپنی بھڑک کا احساس ہوا تو وہ خاموشی سے ملک سے باہر چلے گئے اور اپنی پارٹی کو دبئی میں بیٹھ کر چلا رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ احتیاط کے طور پر اپنی بھڑک والے بیان سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا مقصد فوج کے خلاف نہیں بلکہ یہ تھاوہ تھا۔ اب تو پیر پگارہ صاحب نے دو دن پہلے پیشن گوئی کی ہے کہ زرداری صاحب پاکستان نہیں آئیں گے اور کچھ دنوں بعد کچھ ہونے والا ہے۔ سندھ کے اداروں میں کرپشن کے ثبوتوں کے لیے جب رینجرز نے چھاپے مارے شروع کیے تو پکڑے جانے والوں نے بیان دیے تھے کہ کرپشن کے پیسے بلاول ہاؤس پہنچائے جاتے تھے۔اس پر

مظبوط گرفت کی گئی تو سندھ کے وزیر اعلیٰ سید قائم علی شاہ صاحب نے دوسری بھڑک ماری کہ سندھ پر حملہ کر دیا گیا ہے اور کہا، کہ کیا کرپشن صرف سندھ میں دوسرے صوبوں میں کرپٹ لوگوں کو کیوں نہیں پکڑا جاتا پیپلز پارٹی کو دیوار سے لگایا جارہا ہے۔ ان کی بھڑک پر بھی کسی نے کان نہیں دھرا اور کرپشن کے خلاف مہم زور شور سے جاری رکھی ۔ کرپشن کے خلاف تیسری بھڑک جناب خورشید شاہ صاحب نے ماری کہ اب جھنگ ہو گی یعنی جو کرپشن پکڑی جارہی ہے یا سندھ میں جو کرپٹ عناصر پکڑے جا رہے ہیں جن کو پیپلز پارٹی کی حمایت حاصل ہے یہ بیان اُن کے حق میں تھا اور فوج کے خلاف تھا۔ خورشید شاہ صاحب پارلیمنٹ کے اندر حزب اختلاف کے لیڈر کی پوزیشن میں ہیں ان کو سوچ سمجھ کر بیان دینا چاہیے تھا کہ اس بیان سے اُن کی ایک باعزت پوزیشن پر اثر پڑے گا مگر شاید اُن کی مجبوری تھی کہ پارٹیکی ہائی کمان کی طرف سے یہی حکم ہوا ہو گا کہ جس طرح سندھ کے وزیر اعلیٰ صاحب نے بیان دیا تھا اُسی طرح خورشید شاہ صاحب نے بھی بیان داغ دیا بلکہ ذرا سخت بیان تھا کہ جھنگ ہو گی اس پر بھی کسی نے کان نہیں دھرا اور پہلے زیادہ زرو سے کرپشن کے خلاف کاروائیاں کی جارہی ہیں اور ملزم پکڑے جارہے ہیں جس سے عوام خوش ہے۔اب اُن سے بھی بڑی پوزیشن جو صدر کے بعد کی پوزیشن ہے پاکستان کی سینیٹ کے سربراہ جناب رضا ربانی صاحب نے چوتھی بھڑک ماردی کہ کرپشن پکڑنے والوں کی کرپشن کا حساب کون کرے گا۔ پاکستان میں کوئی بھی مقدس گائے نہیں ہے سب کا حساب ہونا چاہیے ۔ رضا

ربانی صاحب نے بھی فوج کے خلاف بیان دیا کہ فوج کا احتساب کون کرے گا۔ ہمارے خیال میں پیپلزز پارٹی کے مرکزی لیڈر صرف وہ ہی رہ گئے تھے کہ جنہوں نے پیپلز پارٹی کے کرپٹ لوگوں کے حق میں بیان دیا۔اگر پیپلز پارٹی کی کرپشن کے خلاف چاروں بھڑکوں کا تجزیہ کیا جائے تو کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ زرداری صاحب تو پاکستان میں کیا پوری دنیا میں مسٹر ۱۰ پر سینٹ اور پھر مسٹر ۱۰۰ بعنی بنکر مشہور ہوئے تھے فرانس سے آگسٹا سمرین خریدنے میں پوری دنیا میں زرداری صاحب کی کرپشن مشہور ہوئی تھی۔ میڈیا کی رپورٹس کے مطابق سرے محل کرپشن کے پیسوں سے خریدا تھا اور ایک مدت تک اس کی مالکیت کا انکار کرتے رہے بعد میں اقرار کیا جب سرے محل فروخت ہونے لگا۔ سیاسی پارٹیوں کے ساتھ ایک معاہدے سے انحراف کیا۔ لوگون نے اعتراض کیا تو کہا کہ وعدہ کچھ حدیث تو نہیں کہ جس پر عمل ضرور کیا جائے۔ کرپشن کے پیسے سوئس کے بنکوں میں پیسے جمع کئے جن کے اب تک مقدمے چل رہے ہیں۔ بیرون میں ملک جائدادیں بنائیں جس کی ٹرنسپرنسی انٹر نیشنل لسٹ اخبارات میں شائع کر چکی ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ ملک کے صدر رہے ہیں اور ایک بڑی سیاسی پارٹی کے شریک چیئر پرسن ہیں اگر وہ خود کرپشن میں مبتلا ہیں تو ان کے نیچے پارٹی کے لوگ اقتدار میں ہو کر کرپشن کیسے نہیں کریں گے۔ اس کی زندہ مثال ان کی پارٹی کے دو وزیر اعظم صاحبان پر کرپشن کے نیب میں مقدمات چل رہے ہیں۔ وزراء کے مقدمات بھی نیب میں چل رہے ہیں۔ کیا کسی ملک کی سیاسی پارٹی کے ہیڈ کو ایسا ہونا چاہیے یہ زرداری صاحب

سے پاکستان کی عوام کا سوال ہے۔ جہاں تک وزیر اعلی سندھ صاحب کے کرپشن کے خلاف کاروائیواں کے خلاف بیان کا سوال ہے کہ اگر وہ حکومت میں رہ کر کرپٹ لوگوں کی گرفت نہیں کریں گے تو رینجرز نے تو پھر ملک کے قانون کے مطابق کرپٹ لوگوں کو پکڑنا ہی ہے۔ حکومت سندھ کے سارے ادارے وزیر اعلی کے انڈر ہیں کیا ان اداروں کو کرپشن روکنے میں لگایا تھا کہ اس سے صرف نظر کیا کہ فلاں صاحب زرادری صاحب کہ منہ بولے بھائی ہیں اور فلاں صاحب فریال تال پور کے منظورِ نظر ہیں اس لیے ان کی کرپشن سے صرف نظر کرنا ہے۔ اس کے بعد خورشید شاہ صاحب کے بیان کا اگر جائزا لیا جائے، وہ تو قائد حزبِ اخلاف ہیں اگر انہیں فوج میں کرپشن نظر آتی ہے تو نواز شریف صاحب تو آپ کی پارٹی سے مفاہمت کی قرارداد کے تحت قانون سازی کرا سکتے تھے کہ فوج کا بھی احتساب ہو آپ نے بھی ایسا نہیں کیا تو پھر شعور کائے کا۔ ویسے تو آئین پاکستان کے مطابق فوج کے اندر خود احتسابی کا نظام موجود ہے پھر بھی موجودہ سپہ سالار نے اپنے کرپٹ جرنلوں کے خلاف کاروائی بھی کی ہے۔ اب آتے ہیں جناب رضا ربانی صاحب کے جذباتی بیان کی طرف جو انہوں نے پیپلز پارٹی کی کرپشن کی حمایت میں دیا ہے اپنی نیک سیرتی کی وجہ سے تو انہوں نے پیپلز پرٹی کے لوگوں کی کرپشن کو مانا ہے مگر دل کی بڑاس نکالنے کے لیے دوسروں کا بھی ذکر کیا ہے جو ان کی صحیح بات ہے سب کرپٹ لوگوں کا احتساب ہونا چاہیے۔ چاہے وہ سیاست دان ہوں، بیروکریٹس ہوں، چاہے احتساب کرنے والے نیب کے لوگ ہوں اور چاہے کرپشن کسی

فوجی نے کی ہو۔ پاکستانی غریب عوام کی خون پسینے کی کمائی میں جس نے بھی ہاتھ صاف کیا ہو اس کا کڑا احتساب ہونا چاہیے۔ چاہے اس میں فوجی بھی شامل ہوں لیکن ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ اگر چاہتے ہیں کہ فوج کا بھی احتساب ہو تو سینیٹ میں اس کے لیے بل پیش کریں اسے پاس کریں اور اسے پارلیمنٹ سے بھی پاس کروا کر آئین کا حصہ بنا دیا تاکہ آپ کی خواہش بھی پوری ہو جائے ویسے تو جو اس وقت سیاست دانوں کا قانون کے مطابق احتساب ہو رہا ہے جس قانون پر آپ نے بھی بادل ناخواستہ دستخط کئے تھے تو اسے پھر عون بھی کریں اور اس میں روڑے نہ اٹکائیں۔ یہ احتساب نیشنل ایکشن پلان کے مطابق آئین میں دیے گئے اختیارات کے مطابق کیا جا رہا ہے۔ کرپشن پر واویلا نہ کریں اس سے آپ کی پارٹی کا گرائف گر رہا ہے۔ قارئین! شاید اللہ کو پاکستانی قوم پر رحم آ گیا ہے کہ کسی مرد مسلمان نے یہ کام شروع کیا ہے۔ اللہ ہمارے ملک کو دہشت گردی سے پاک کرے۔ ہمارے حکمران ایمان دار ہوں۔ ہم دنیا کی مہذب قوموں میں ایک مہذب قوم کی طرح امن و امان اور کرپشن سے پاک ماحول میں رہ سکیں آمین۔

خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ

عثمانؓ نام،ابو عبداللہ اور ابو عمر کنیت،ذوالنورین لقب ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی موت کے وقت ایک انتخابی مجلس ترتیب دی اور اسے اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کا کام سپرد کیا۔ یہ انتخابی کونسل اُن چھ افراد پر مشتمل تھی جو اُس وقت قوم میں زیادہ با اثر اور مقبول عام تھے۔اس مجلس نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو خلیفہ تجویز کرنے کا اختیار دے دیا۔ انہوں نے چل پھر کر عام لوگوں سے معلوم کیا۔ حج پر تشریف لانے والوں سے پوچھا اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ لوگوں کا رجحان حضرت عثمانؓ کی طرف ہے۔اس پر مجمع عام میں ان کی بیعت ہوئی اور خلیفہ بنے۔ حضرت عثمانؓ بارہ سال چھ ماہ خلیفہ رہے۔ حضرت عثمانؓ نے رسولؐ اللہ کے وقت اسلام کے لئے بڑی قربانیاں دیں۔جنگ تبوک کے موقع پر کثیر تعداد اونٹ جو مال سے لدھے ہوئے تھے رسولؐ اللہ کو پیش کیے۔ جنگ تبوک کے موقع پر ایک تہائی لشکر کے اخراجات بھی برداشت کیے۔ہر وقت اسلام کی خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ رسولؐ اللہ کی دو بیٹیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا۔ عرب کے سب سے بڑے تاجر تھے حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں غلے کا قحط پڑا، خلیفہ نے حضرت عثمانؓ سے جن کے غلے سے لدھے اونٹ مدینہ کی طرف آ رہے تھے حکومت کو فروخت کے لیے کہا تو حضرت عثمانؓ نے انکار کیا اور کہا جو آپ نے قیمت لگائی ہے اس سے

زیادہ قیمت پر فروخت کروں گا خلیفہ ان سے ناراض ہوئے۔ مگر جب غلے سے لدھے ہوے اُونٹ مدینے پہنچے تو حضرت عثمانؓ نے تمام اُونٹوں کا غلہ بیت المال میں بغیر قیمت کے جمع کروا دیا۔ حضرت ابو بکرؓ کی دعوت پر اسلام لائے تھے مکہ میں کفار کے ظلم ستم کی وجہ سے حبشہ کی ہجرت میں شامل تھے جب رسولؐ نے اصحابؓ کو ہجرت مدینہ کا کہا تو مدینہ ہجرت کی غزوہ بدر میں اپنی کی بیماری کی وجہ اور رسولؐ کے حکم کے مطابق مدینہ میں ہی رہے باقی تمام مہمات میں شریک رہے غزوہ احد میں جب لوگ تتر بتر ہو گئے تو رسولؐ اللہ کی حفاظت کے لیے دوسرے چند صحابیوںؓ کے ساتھ شریک رہے۔ صلح حدیبیہ میں رسولؐ اللہ کے سفیر بن کر کفار مکہ کے پاس گئے خبر مشہور ہو گئی کہ کفار نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے تو اس بات پر بیعت رضوان ہوئی۔ جنگ تبوک کے موقعہ پر بہت مال پیش کیا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیاضی سے اس قدر خوش تھے کہ اشرفیوں کو دست مبارک سے اچھالتے تھے اور فرماتے تھے ''آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا'' حضرت عثمانؓ کے دور خلافت شورائی طرز کا تھا لوگوں کو آزادی کی اجازت تھی لوگ حکومت پر تنقید کرتے تھے مجلس شوریٰ میں عمال شامل تھے جو حکومت کو اہم معاملات میں مشورے دیتے تھے ان مجلس میں عمال سے تحریری مشورے طلب کئے جاتے تھے حضرت عثمان کے دور خلافت میں اختیارات کی تقسیم تھی فوج کے افسر کا عہدہ ایجاد کیا گیا تھا صوبے میں عامل اور فوج کا افسر علیحدہ اختیارات کا مالک ہوتا تھا۔ نگرانی

کا نظام قائم تھا اس کے لیے دربار خلافت سے تحقیقاتی وفود روانہ کئے جاتے تھے جو تمام ممالک محروسہ میں دورہ کرکے عمال کے طرز عمل اور رعایا کی حالت کا اندازہ کرتے تھے جمعہ کے خطبے سے پہلے لوگوں سے اطراف ملک کی خبریں پوچھتے تھے حج کے موقعے پر تمام اعمال لازمی طور پر طلب کئے جاتے تھے اس لئے فوری شکایتوں کی تحقیقات کرکے تدراک کرتے تھے ملک کا نظم و نسق فاروق اعظمؓ والا ہی تھا مگر ملکی محاصل میں اضافہ کیا مصر کا ۲۰ لاکھ دینار سے ۴۰ لاکھ تک پہنچ گیا تھا ان کے دور میں اہل وظائف کا ایک ایک سو درہم کا اضافہ ہوا۔ لوگوں کے کھانے کا انتظام بھی کیا۔ صوبہ جات میں دفاتر کے لیے عمارتیں تیار کروائیں۔ سڑکیں، پل، مہمان خانے، مسجدیں تعمیر کروائیں۔ خیبر کی طرف سے کبھی کبھی سیلاب آیا کرتا تھا مسجد نبویؐ اور شہر کی آبادی کو نقصان پہنچتا تھا مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر مدری کے قریب ایک بند بنوایا اور نہر کھود کر سیلاب کا رخ دوسری طرف موڑ دیا اس بند کا نام مہروز ہے مسجد نبویؐ کی تعمیر و توسیع کی۔ ملکی انتظامات کو تمام مقامات پر علیحدہ کیا مستقل فوجی افسروں کا ہر مقام پر تعینات کیا تمام ممالک میں گھوڑوں اور اونٹوں کی پرورش و پرداخت کے لیے نہایت وسیع چراگائیں بنوائیں چراگاہ کے قریب چشمے تیار کروائے اسلام میں بحری جنگ اور بحری فوجی انتظامات کی ابتداء خاص حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت سے ہوئی۔ نائب رسولؐ اللہ کا اصل فرض مذہب کی خدمت ہے اس فرض کو اچھے طریقے سے انجام دیا۔ حضرت عثمانؓ اکثر خوف خدا سے آبدیدہ

رہتے تھے شرم وحیا حضرت عثمانؓ کا امتیازی وصف تھا۔ فیاض تھے مدینے میں سارے کنوائیں کھاری تھے صرف بیر رومہ جو ایک یہودی کی ملکیت میں تھا شریں تھا رفاہ عامہ کے خیال سے اس کو بیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا آپ کاتب وحی تھے۔ طرابلس، برقہ، افریقیہ، اسپین، قبرص، طبرستان، آرمینیہ، امرورود، طالقان، فاریاب، افغانستان، خراسان، ترکستان، ایران، آزربائیجان، جوزجان اور ایشیائے کوچک کا ایک وسیع خطہ اور شام وغیرہ ان کے دور میں مفتوح ہوئے امیر معاویہؓ تنگنائے قسطنطنیہ تک بڑھتے چلے گئے۔ کابل سے مراکش تک کے علاقے حضرت عثمانؓ کے دور حکومت میں شامل تھے۔ حضرت عثمانؓ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے تھے اپنے رشتہ داروں کو اپنے پاس سے اور بیت المال سے مدد کرتے تھے۔ بعض وقت بیت المال سے قرض لے کر بھی رشتہ داروں کی مدد کی۔ کہا کرتے تھے میرے رشتہ دار اتنے زیادہ مال دار نہیں، اس لیے ان کی مدد کرتا ہوں اور یہ صلہ رحمی ہے اور یہ قرآن کے مطابق ہے۔ یہی بات بعض لوگوں کو پسند نہیں تھی اور آخر کار بلوائیوں نے انہیں شہید کر دیا شہادت کے موقع پر چالیس دن تک بردباری ضبط اور تحمل کا اظہار کیا ایک وسیع سلطنت کے حاکم اور جانثاروں کی فوج ہونے کے باوجود خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ نے چند بلوائیوں کے خلاف خونریزی کی اجازت نہیں دی اور شہادت قبول کر لی۔

قارئین! حضرت عثمانؓ خلافت کے زمانے میں فرماتے تھے جب میں خلیفہ نہیں بنا

تھا تو میں عرب کا سب سے زیادہ اونٹوں بکریوں کا مالک تھا اب خلافت کے دوران میرے پاس ایک اونٹ حج کی سواری کے لیے اور ایک بکری ہے۔ یہ ہیں مسلمانوں کے آئیڈیل حکمران ! کیا آج کل کے مسلمانوں حکمرانوں میں کوئی ایسا ہے؟ مسلمان حکمرانوں نے عوام کو لوٹنے کے علاوہ کوئی اور کام کیا ہے اسی لیے پاکستان اور اسلامی دنیا کے عوام مدینے کی اسلامی فلاحی ریاست اور خلفاء راشدینؓ کے دور کی حکومت کے آرزو مند ہیں۔ آیئے مسلمان ملکوں میں ایسی حکومتوں کے لیے کوشش کریں تاکہ ضروریات زندگی کی فروانی ہو، امن وامان ہو، کرپشن ختم ہو، دہشت گردی ختم ہو، انصاف ہو، عدل کا نظام ہو، انسانیت کی قدر ہو، بیرونی مداخلت ختم ہو تمام شہریوں کے لئے ترقی کے یکساں مواقعے ہوں۔

کوّا چلا ہنس کی چال۔۔۔

آجکل بھارت کے حکمران پاکستان کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ ہم مریدکے پر حملہ کر کے اپنے مجرم گرفتار کرکے لے جائیں گے اُن کے ایئر چیف نے دھمکی دی ہے کہ ہم آزاد کشمیر میں قائم دہشت گردی کے کیمپوں پر۔برما جیسی کاروائی کرکے دہشت گردی کے کیمپ تباہ کر دیں گے۔ ہمارے نام نہاد دوست امریکا نے ایبٹ آباد میں کاروائی کرکے اسامہ بن لادن کومار دینے اور اس کی لاش کو گرفتار کے سمندر بُرد کیا تھا جو شک و شبہ سے خالی نہیں۔ تجزیہ کار کہتے ہیں اُسامہ تو بہت پہلے گردوں کی بیماری کی وجہ سے مر چکا تھا۔اوباما کو دوسری دفعہ صدارت کا الیکشن لڑنا تھا جس کے لیے یہ ڈرامہ رچایا گیا تھا۔فرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے تو یہ تو امریکا نے کیا تھا جو دنیا کی سپر پاور ہے جس کا ورلڈ آڈر دنیا میں چلتا ہے پاکستان امریکا سے جھنگ نہیں چھیڑ سکتا تھا۔ بھارت ایسا کیسے کر سکتا ہے پاکستان بھارت کے۔برابر کی ایٹمی قوت ہے کیا بھارت نے پاکستان سے مار کھانی ہے۔پاکستان نے تو۔برملا کہہ دیا ہے کہ اگر بھارت نے ایسی حرکت کی تو بھارت کو بھرپور جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ صاحبو! بنیا۔بڑا ہوشیار ہے اس نے محسوس کیا کہ پاکستان اس وقت دلدل میں پھنسا ہوا ہے اس سے فاہدہ اُٹھانا چاہتا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف ہماری جاری ضرب عضب مہم کو ناکامیاب کرنا

چاہتا ہے۔ دہشت گردی کی جنگ کی جس میں پاکستان کو بھارت نے بڑی مہارت سے پھنسایا ہوا ہے۔ فاٹا میں طالبان کو اُس نے ٹریننگ دی ان کی مالی مدد کی اور اب بھی وہ ان کی مالی مدد کر رہا ہے۔ اس کا ذکر جنرل (ر) شاہد عزیز صاحب نے اپنی کتاب'' یہ خاموشی کب تک'' میں کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی رپورٹ ڈکٹیٹر مشرف کو دی گئی تھی مگر اس نے اس کو نہیں روکا تھا۔اسی کتاب میں افغانستان سے بلوچستان میں اسلحہ آنے کا بھی ذکر ہے مگر ڈکٹیٹر مشرف نے اس پر بھی توجہ نہیں دی جس کی وجہ سے پاکستان ابتک خمیازہ بھگت رہا ہے۔ ڈکٹیٹر مشرف کی ان حرکتوں کی وجہ سے کور کمانڈر بھی اُس سے خفا تھے ۔کاش کہ راحیل شریف صاحب اس جرم کی ڈکٹیٹر مشرف سے باز پرس کریں۔ جب پاکستان کی مسلح افواج نے طالبان کے خلاف سخت کاروائی کی تو وہ افغانستان کے سرحدی علاقوں میں روپوش ہو گئے ہیں وہاں سے وہ بھارت کی خفیہ ایجنسی را کی ہدایت پر پاکستان کے خلاف کاروائیاں کر رہے ہیں۔ پشاور کے آرمی پبلک اسکول اور چند دن پہلے بڈھ بیر حملہ اسی سازش کے تحت کیا گیا تھا پہلے حملے کے ثبوت ہمارے سپہ سالار نے خود اشرف غنی خود دیے تھے اور آخر الذکر حملے کے بھی ثبوت عین موقعے پر ٹریس کر لیے گئے تھے جن کا برملا اظہار کیا گیا اور افغانستان کو اس کا ذمہ دار ٹھیرایا گیا ہے۔ افغانستان کا صدر حق نمک حلالی ادا کرتے ہوئے بھارت کی بولی بول رہا ہے۔ کہتا ہے کہ پاکستان سے ایک ریاست جیسے تعلوقات ہیں برادارانہ نہیں ہیں اگر برادرانہ نہیں تو اپنے

لاکھوں مہاجرین کو واپس لے جاؤ۔ وہ پاکستان میں تیس سال سے برادرانہ سلوک کی وجہ سے تو ہی رہ رہے ہیں ،کاروبار کر رہے ہیں اور پاکستان میں پراپرٹیاں خرید رہے ہیں ایسی توتا چشمی کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ کراچی میں بھارت ایم کیو ایم کی مدد کر رہا ہے۔ایم کیو ایم کے سربراہ نے را سے مدد مانگی تھی را سے مالی امداد تو بی بی سی نے بھی اپنے پروگرام میں رپورٹ آزاد دنیاکے سامنے رکھی تھی۔ بھارت سے ٹریننگ لے کر انے والوں کو رینجرز آئے روز گرفتار کر رہے ہیں اور ان پر گرفت سخت کر رہے ہیں۔ پاکستان نے بھارت کی مداخلت کے ثبوت اقوام متحدہ کو بھی دیے ہیں دوست ملکوں کو بھی ثبوت دیے ہیں تاکہ بھارت کا مکار چہرہ اقوام متحدہ اور آزاد دنیاکے سامنے آئے۔ بھارت کے وزیر اعظم مودی نے بنگلہ دیش میں اعلان کیا تھا کہ پاکستان کو ہم نے توڑا ہے اور بنگلہ دیش بنایا ہے۔ بھارت پاکستان کے ٹکرے ٹکڑے کرکے اکٹھنڈ بھارت بنانا چاہتاہے۔ بھارت لائن آف کنٹرول اورورکنگ باؤنڈری پر آئے دن جارحیت کرکے پاکستانیوں کو شہید کر رہا ہے گو کہ ہمارے سپہ سالار نے وہاں کا دورہ کیا اور پاکستان کی باڈر سیکورٹی فورسز فوج کی طرف سے بروقت جوابی کاروائی کو سراہا بھی ہے اور شہید ہونے والوں پاکستانیوں اور زخمی کی عیادت بھی کی ہے اور اُن کے حوصلے اور ڈٹ جانے کی تعریف بھی کی مگر بھارت پاکستان پر ہر طرف سے دباؤ بڑھا رہا۔ اس کی پوری حکومتی مشینری اور بھارت کا میڈیا پاکستان کے خلاف محاز کھولے ہوئے ہے۔ گرم اور کولڈ لڑائی کی باتیں بھارت کی طرف سے آ

رہی ہیں جس پر ہمارے سپہ سالار نے یوم آزادی کے موقعے پر جوابی وار کرتے ہوئے ہر قسم کی محاذ آرائی کا جواب دینے کے لیے تیار رہنے کا کہا ہے جس سے قوم کو حوصلہ ملا ہے۔ ہمارے سپہ سالار نے بیرون دنیا دورے پر بھی بھارت کو للکارا ہے اور اس بات کو پھر سے دورایا ہے کہ کشمیر پاکستان کا نا مکمل ایجنڈا ہے اس کے بغیر بھارت سے مذاکرات نہیں ہو سکتے برطانیہ کو بھی کہا ہے کہ دہشت گردوں کی مالی مدد کو کنٹرول کرے۔ اس کا اشارہ ایم کیو ایم کو برطانیہ کے راستے را سے فنڈنگ کے حوالے سے ہے۔ دہشت گردی کے خلاف حکومت پاکستان کی صحیح حکمت عملی کی وجہ سے اس وقت تمام دنیا پاکستان کی تعریف کر رہی ہے امریکا کے نمائندے نے بھی پاکستان میں پریس کانفرنس کرکے کہا ہے کہ شمالی وزیرستان اور کراچی میں دہشت گردوں کے خلاف نیشنل ایکشن پلان کے تحت کاروائی کی حمایت کرتے ہیں اور ضرورت پر مدد کرنے کے لیے بھی تیار ہیں اس سے بھارت کے ہوش حواس اڑ گئے ہیں وہ تو سمجھ رہا تھا کہ اُس کا دباؤ پاکستان پر کار گر ہو رہا ہے مگر ایسا ہر گز نہیں ہے اس وقت نواز شریف بھی معاملے کی طے تک پہنچ گئے ہیں اور کشمیر کو ایک سائڈ پر رکھ کر آلو پیاز کی تجارت کی باتیں اب ختم کر دیں ہیں اور اقوام متحدہ میں اپنے چار نکات کی پیش کش کرکے بھارت کو دفاعی پوزیشن پر لے آئے ہیں گو کہ ابھی بھی بھارت کی بل نہیں اترے اور نواز شریف کے چار نکاتی پروگرام کر رد کرتے ہوئے اقوام متحدہ میں شمسا سوراج نے اپنی تقریر میں کہا کہ کہ دہشت گردی ختم کرو چار نکاتی

فارمولے کو چھوڑو۔ پاکستان نے بھارت کے خلاف کوئی دہشت گردی نہیں کی بھارت خود کشمیر میں دہشت گردی کر رہا ہے۔ سیکولر کا دعویٰ کرنے والا بھارت مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں مداخلت کر رہا کشمیری قیادت کو جمعہ کی نماز سے روک رہا ہے۔ گائے کو (ذبیح) کرنے پر پابندی لگا دی ہے دہلی کے قریب ایک گاؤں میں مسلمان کے گھر میں گائے کے گوشت رکھنے کے شک پر بھارت کے جنونیوں نے مندروں سے اعلان کر ایک مسلمان، جس کا بیٹا بھارت کی ایئر فورس کا ملازم ہے، کو بے دردی سے شہید کر دیا۔ دفاعی تجزیہ کاروں کی رائے ہے کہ پاکستان کو بھی بھارت کے مقابلے جارحانہ رویہ اپنا چاہیے۔ اگر وہ ممبئی حملے کے ملزمان کے لیے پاکستان کے اندر کاروائی کی باتیں کرکے پاکستان پر دباؤ ڈالتا ہے تو ہمیں بھی سمجھوتا ایکسپریس کے ملزمان کی بات کرنی چاہیے۔ قائد اعظمؒ کے خلاف سازش میں ایڈوانی پر مقدمہ چلانے اور انصاف کے تقاضے پورا کرنے کے لیے بھارت سے مانگنا چاہیے۔ پاکستان اس وقت نہ تو ۱۹۶۵ء جیسا ہے اور نہ ہی ۱۹۷۱ء جیسا۔ بھارت پاکستان پر دباؤ بڑھانے کی پالیسی ختم کرے اور امریکا جیسی کاروائی کی باتیں کرکے اپنے لیے مشکلات پیدا نہ کرے۔ اپنے خلاف دنیا میں مذاق نہ بنائے ورنہ لوگ کہیں گے کہ کوا چلا ہنس کی چال اور اپنی ہی بھول گیا۔

ایم کیو ایم کا استعفوں والا کارڈ بھی نہ چل سکا

خبر ہے کہ ایم کیو ایم نے اپنے استعفے واپس لینے کا اعلان کر دیا ہے۔ اُس نے حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لیے تین ماہ قبل استعفے دیے تھے۔ حکومت نے عمران صاحب والے استعفوں کی پالیسی جاری رکھتے ہوئے ایم کیو ایم کے استعفے بھی منظور نہیں کئے تھے۔ مولانا فضل الرحمان صاحب کو ایم کیو ایم سے استعفے واپس لینے کے لیے بات چیت کرنے کا کام سونپا تھا جنہوں نے کامیابی سے مذاکرات کئے اور ایم کیو ایم فیکٹ فائنڈنگ کمیٹی بننے کی رضا مندی پر استعفے واپس لینے پر تیار ہو گئی تھی مگر الطاف حسین صاحب کے ہنگامی خطاب کے بعد صبح پانچ بجے عجلت میں رابطہ کمیٹی نے پریس کانفرنس کر کے معاملے کو ویسے کا ویسا ہی چھوڑ دیا۔ منی لانڈرنگ کیس کی پیشی کے وقت ڈاکٹر فاروق ستار صاحب لندن گئے اور الطاف حسین کی تازہ ہدایت کے مطابق حکومت سے برائے نام مذاکرات کر کے واپس اسی پوزیشن، جس پر مولانا فضل الرحمان نے چھوڑا تھا یوٹرن لے کر استعفے واپس لینے کا اعلان کر دیا اور کہا کہ ایم کیو ایم سوموار کو سینیٹ کے اجلاس میں شریک ہو گی۔ حکومت نے ایم کیو ایم کی بات سننے کا وعدہ کیا۔ ایم کیو ایم نے پریس کانفرنس میں حکومت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ پانچ رکنی فیکٹ فائنڈنگ کمیٹی بنائی جائے گی جو

کراچی ٹارگیٹڈ آپریشن میں مبینہ زیادتیوں پر ایم کیو ایم کی شکائتیں سنے گی تحقیق کرے گی اور نوے دن کے اندر اندر اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کرے گی۔ پریس کانفرنس میں سینیٹ کے سربراہ کا بھی رسمی شکریہ ادا کیا گیا کہ انہوں نے بھی ایم کیو ایم کے استعفے منظور نہ کئے وغیرہ۔ نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان کی اقوام متحدہ میں تقریر، جس میں بھارت کی پاکستان میں مداخلت کو اُجاگر کیا تھا۔ایم کیو ایم کے کارکنوں نے الطاف حسین کی ہدایت پر اقوام متحدہ کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کیا اور پاکستان سے آزادی کے نعرے لگائے۔اصل میں یہ ایم کیو ایم کی آڑ میں پاکستان کے خلاف بھارت نے مظاہرہ کروایا اس میں کشمیر سے ملتے جلتے نعرے لگوائے گئے جس سے ایم کیو ایم کی بھارت سے سازش کے تانے بانے ملتے ہیں اور بھارت سے فنڈنگ لینا بھی ثابت ہوتا ہے۔نعروں میں کہا گیا کہ اس ملک سے لے لیں گے آزادی، ہم چھین کے لیں آزادی، تمہیں دینی پڑے گی آزادی، ہم لے کے رہیں گے آزادی، جنرل سے آزادی کرنل سے لیں گے آزادی، بلال (رینجرز جرنل) سے آزادی، مائیں مانگیں آزادی، بچے بھی مانگیں آزادی، ماؤں کی دعا سے آزادی، بہنوں کی دعاؤں سے آزادی،اس وقت کا بدلہ آزادی۔اس سے قبل ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی جانب سے جنرل بلال اور ڈی جی آئی ایس آئی رضوان اختر صاحب کی لاشوں کو قبروں سے نکال کر درختوں سے لٹکانے کے لیے کارکنان کو ہدایت جاری کی گئی تھیں۔ تجزیے کار ان نعروں کو سامنے رکھتے ہوئے اور ایم کیو ایم کے ساتھ بات چیت کرکے ان

کو واپس جمہوری سیٹ اپ میں لانے پر تبصرہ کر رہے ہیں کہ یہ سب امریکا اور برطانیہ کی طرف سے سفارش پر کیا جارہا ہے۔ ادھر وزیر داخلہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ ایم کیو ایم ایک سیاسی جماعت ہے دہشت گرد جماعت نہیں سیاسی جماعتوں سے معاہدے کی جا سکتے ہیں اگر بین الاقوامی طور پر دیکھا جائے تو کینڈا نے بھی ایم کیو ایم کو ایک دہشت گرد تنظیم مانا ہوا ہے۔ نہ جانے ملک کی فوج صحیح کہہ رہی ہے یا وزیر داخلہ صحیح کہہ رہے ہیں رینجرز ہر روز ایک نہ ایک دہشت گرد گرفتار کر رہی ہے جو ایم کیو ایم سے تعلق بتاتے ہیں۔ مگر یہی تجزیہ کار یہ بھی کہتے ہیں کہ متحدہ کو جتنی چاہے سہولت مہیا کر دی جائے وہ اپنے ایجنڈے سے پیچھے قطعاً نہیں ہٹے گی۔ الطاف حسین نے ایم کیو ایم کے لوگوں کے ذہنوں میں پاکستان دشمنی کا زہر گھول دیا ہے اور وہ یہ کام شروع سے کر رہے ہیں اس پر شہید بے نظیر بھٹو نے ایک بار کہا تھا کہ ایم کیو ایم نے منی بغاوت شروع کی ہوئی ہے۔ اس نے (مرحوم) نصیراللہ بابر صاحب کے ذریعے متحدہ کو کنٹرول بھی کر لیا تھا مگر بعد میں زرداری صاحب کی مفاہمت کی پالیسی کی وجہ سے متحدہ کو اپنا ایجنڈا آگے بڑھانے میں مدد ملی اس میں نواز شریف صاحب بھی شامل تھے اب وہ بھی ایم کیو ایم کے خلاف ہیں۔ چند دن پہلے ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں تجزیہ کار نصرت مرزا صاحب نے کہا تھا جب وہ مہاجر کونسل میں تھے تو ایک نشست میں الطاف حسین نے مہاجروں کے لیے علیحدہ وطن کی بات کی تھی جس کو میں نے اسی وقت رد کر دیا تھا۔ جناح پور کے نقشے کی

تاہید بھی فوج کے لوگوں نے کی تھی۔ بھارت میں الطاف حسین نے کہا تھا پاکستان بننا ایک تاریخی غلطی تھی۔ الطاف حسین نے بھارتی ایجنڈے کے تحت کراچی میں دو سو سے زائد پر تشدد ہڑتالیں کروائی گئیں جس سے پاکستان کی معیشت تباہ ہو گئی۔ایم کیو ایم نے راستے کی رکاوٹ محب وطن مہاجروں کو چن چن کر ختم کیا جس میں تکبیر رسالے کے سید صلاح الدین اور حکیم سعید صاحب شامل ہیں۔ کراچی میں ہزاروں مہاجروں کو قتل کر دیا گیا۔ جب سے کراچی میں دہشتگردی، بھتہ خوری، ٹارگٹ کلر اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف رینجرز نے ٹارگیٹڈ آپریشن شروع کیا ہے ہر روز ایم کیو ایم کے جرائم پیشہ افراد پکڑے جا رہے ہیں جنہیں عدالتوں میں پیش کیا جا رہا ہے کچھ کو عدالتوں سے سزا بھی ہوئی ہے اور کچھ ضمانتوں پر ہیں۔ الیکٹرونک میڈیا کے پروگراموں میں شریک ہونے والے متحدہ رہنماؤں کے مطابق الطاف حسین کی زیرو ٹارلینس کی پالیسی کے تحت متحدہ کے پندرا ہزار کارکنوں کو تنظیم سے فارغ کیا گیا جب اتنی تعداد میں جرائم پیشہ لوگ متحدہ سے فارغ کئے گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ ابھی بہت تعداد باقی ہے جنہیں رینجرز ہر روز گرفتار کر رہی ہے۔ تجزیہ کار کہتے ہیں کیا یہ تصور کیا جائے کہ یہ لوگ ان پینتیس ہزار مسلح کارکنوں میں شامل ہیں جن کو وکی لیک پریس میں سامنے لائی تھی جس کو بعد میں کراچی ایک بڑے انگریزی اخبار نے شائع کیا تھا اور اس خبر کو دوسرے دن اردو کے اخبار نے بھی شائع کیا تھا۔ تجزیہ کار یہ بھی سوچتے ہیں کیا یہ الطاف حسین کی اس

ہدایت کا تسلسل ہے جس میں مہاجروں کو ٹی وی اور وی سی آر فروخت کرکے اسلحہ خریدنے کی ترغیب دینا تھا۔جب ڈکٹیٹر مشرف نے این آر او کیا تھا تو ایم کیو ایم کے آٹھ ہزار سے زاہد کارکنوں کے مقامات ختم ہوئے تھے اور وہ رہا ہوئے تھے بعد میں پاکستان کی سپریم کورٹ نے این آر او کو ایک آڈر کے ذریعے ختم کر دیا تھا اور انہیں دوبارہ گرفتار کرنے کا کہا تھا سپریم کورٹ نے ایم کیو ایم اور کراچی کی دوسری سیاسی پارٹیوں کے عسکری ونگ کی بھی نشان دہی کی تھی۔ ایم کیو ایم نے اقوام متحدہ کو جو یاداشت پیش کی ہے اس میں اس سے کہا گیا ہے کہ وہ ناٹو کی فوجوں کو پاکستان بھیجے۔مزید کہا گیا ہے کہ کشمیر میں ظلم ہو رہا ہے تو کراچی میں بھی مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔اس طرح کشمیر کی تحریک آزادی کو کراچی میں جاری دہشت گردوں اور جرائم پیشہ افراد سے جوڑنے کی بھونڈی کوشش کی گئی ہے۔ اخباری خبروں کے مطابق اس سازش میں ملوث ایم کیو ایم کی امریکا اور لندن میں موجود افراد اور قیادت کے خلاف ریکارڈ مرتب کر لیا گیا ہے۔ احساس اداروں نے بھارتی مداخلت کے ثبوت ملنے پر ایم کیو ایم کے قائد سمیت مظاہرے میں شریک اس کے حواریوں کے خلاف فیصلہ کن آپریشن ترتیب دے دیا ہے۔ اخباری خبروں کے مطابق حساس اداروں نے اس بات کا عزم کیا ہے کہ پاکستان سے بیرونی ایجنڈا نافذ کرنے والے ایجنٹوں کو مکمل ختم کر دیا جائے گا۔اقوام عالم کے سامنے آزادی اور دہشت گردی کے فرق کو واضح کیا جائے گا۔انسانی حقوق کی تنظیموں کو بھی توجہ دلائی جائے گی کہ دہشت گردی اور

آزادی کی تحریک میں فرق کو محسوس کیا جائے۔ایم کیو ایم کے پاکستانی رہنماؤں کو اس بات سے آگاہ کر دیا ہے کہ وہ ریاست کو ختم کرنے کی سازش ، پاکستان کے خلاف جنگ کرنے، ملک دشمنوں کی اعانت کرنے، مملکت خداداد کے وجود کو سلامت اور اس کی حاکمیت کے خاتمے کی منصوبہ بندی کرنے والوں سے برملا لاتعلقی کا اعلان کریں۔

صاحبو! کچھ بھی کر لیا جائے اب پانی پلوں کے نیچے سے گزر گیا ہے حکومتوں نے بہت دیر کر دی۔ پیپلز پارٹی کے سابقہ لیڈر ذوالفقار مرزا صاحب کے بیان جو اس نے قرآن سر پر اُٹھا کر دیا تھا کہ الطاف حسین پاکستان توڑنے میں ملوث ہے۔ بھارت سے ٹریننگ لینے کے شواہد رینجرز کے پاس موجود ہیں۔ بھارت سے فنڈنگ لینے کے بھی ثبوت بھی رینجرز کے پاس ہیں۔ الطاف حسین کے خلاف عمران خان کے پاس بھی ثبوت ہیں جو وہ لندن لے کر گئے تھے۔خود حکومت بھی کہتی ہے کہ ایم کیو ایم بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان توڑنے کی سازش میں ملوث ہے اب باقی کیا رہ گیا ہے؟ کیا اب وقت نہیں آ گیا ہے کہ وفاقی حکومت وقت ضائع کیے بغیر آئین پاکستان کے مطابق کوئی فیصلہ کرے پاکستان کے ایک ایک مجرم کو پکڑ کر قانون کے حوالے کرے۔ وفاقی حکومت کے پاس جو ثبوت ہیں وہ لے کر پاکستان کی سپریم کورٹ میں ریفرنس دائر کرے۔ پاکستان کو توڑنے والوں کو کورٹ میں پیش کرکے پاکستان کے آئین کے مطابق فیصلہ حاصل کرے ۔دودھ کا دودھ اور پانی

کا پانی ہو جائیگا۔ لگتا ہے ایم کیو ایم کا استعفوں والا کارڈ بھی نہیں چل سکا اور پرانی تنخواہ پر ہی کام کے لیے تیار ہو گئی ہے۔ اللہ مثل مدینہ مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کا محافظ ہو آمین۔

بھارت نے اپنے سیکولر چہرے پر سیاہی مل دی

پاکستان کے سابق وزیر خارجہ خورشید قصوری صاحب نے پاکستان بھارت تعلقات پر ایک کتاب (neither a hawk nor dove) تصنیف کی ہے۔اس کتاب میں پاکستان اور بھارت کے جنم جنم سے جاری مذاکرات پر روشنی ڈالی ہے اس کتاب میں امن دوستی کی باتیں کیں ہیں۔ اسی کتاب کی بھارت میں رونمائی کے لیے بھارت سے ایک تنظیم نے ان کو دعوت دی تھی جس کے لیے خورشید قصوری بھارت تشریف لے گئے ہیں۔کتاب کی رونمائی کے منتظم سدھیندر کلکرنی صاحب جب ایک پریس کانفرنس میں اس پروگرام کا اعلان کرنے کی غرض سے پہنچے ہی تھے کہ ان کے منہ پر شیو سینا کے انتہا پسند کارکنوں نے سیاہی مل دی۔اسی سیاہ چہرے کا ساتھ سدھیندر کلکرنی نے پریس کانفرنس کی اور اس بات پر ڈٹ گئے کہ کچھ بھی ہو جائے اس کتاب کی رونمائی ضرور ہو گی۔ان کے ساتھ پریس کانفرنس سے خورشید قصوری نے کہا کہ میں نے سیاست تکلیفں ن.برداشت کیں ہیں جیل گیا اور آنسو گیس کو بھی برداشت کیا میں ایسی چیزوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں میں ان انتہا پسندوں کا مقابلہ کروں گا اور ممبئی سے نہیں بھاگوں گا۔ سیکولر بھارت میں یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے چند دن قبل پاکستان کے مشہور غزل کے گلوکار غلام علی صاحب کو بھی بھارت سے اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کی دعوت ملی تھی مگر

شیو سینا کے انتہا پسندوں ہنگامہ کھڑا کر دیا اور کہا کہ ان کا پروگرام نہیں ہونے دیں گے۔ جبکہ بھارت سے فنکار پاکستان آتے ہیں تو پاکستانی عوام ان کو سر آنکھوں پر بیٹھاتی ہے اور وہ میڈیا میں پاکستانیوں کی مہمان نوازی اور کھانوں کی تعریفیں بھی کرتے ہیں۔ دہلی کے قریب ایک گاؤں میں گائے کا گوشت فریج میں رکھنے کے شک میں ایک مسلمان کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا جبکہ بعد میں رپورٹ آئی کہ گوشت بکرے کا تھا گائے کا نہیں تھا۔ کھیل میں اگر پاکستانی ٹیم جیت جاتی ہے اور مسلمان اس پر خوشی مناتے ہیں تو ان پر ظلم و تشدد کیا جاتا ہے۔ یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے مسلمان طالبعلموں کو اس پاداش میں خارج کر دیا جاتا ہے۔ مودی سرکار کے دور میں تو اس ظلم کی انتہا ہو گئی ہے۔ آئے روز کنٹرول لین اور ورکنگ باؤنڈری پر بلا اشتعال فائرنگ کے بے گناہ سرحدی لوگوں کو شہید کیا جاتا ہے کبھی سری نگر جانے والے ٹرکوں کو خوامخواہ روک لیا جاتا ہے۔ اب دو دن سے سمجھوتا ایکسپریس کو روک کر لوگوں کو پریشان کیا ہوا ہے۔ ویسے تو بھارت کے حکمرانوں نے پاکستان بننے پر ہی تعصب برتنے پر اپنی عوام کی پشت پناہی کی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ پاکستان دیر تک چل نہیں سکے گا ان ہی خیالات کا اظہار برطانیہ کے وزیر اعظم اٹلی بھی کیا کرتے تھے۔ مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور ہے مثل مدینہ پاکستان قائد اعظمؒ کی قیادت میں جمہوری طریقے سے بن گیا اور ان شاء اللہ قائم و دائم بھی رہے گا چاہے دشمنوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ بھارت اپنی چانکیا کوٹلیا سیاست، یعنی

بغل میں چھری اور منہ پر رام رام پر عمل کرتے ہوئے پاکستان کے دو ٹکرے کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور اب کراچی، فاٹا اور بلوچستان میں یہی مکروہ چال چل رہا ہے۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے حال ہی میں اس کے ثبوت اقوام متحدہ اور دوست ممالک کو پیش کئے اور امریکا کے دورے کے دوران بھی یہی ثبوت پیش کئے جائیں گے۔ جب سے بھارت میں دہشت گرد مودی کو انتہا پسند ہندوو تنظیم آر ایس ایس نے وزیر اعظم بنوایا ہے بھارت میں مسلمانوں کے خلاف نفرت بڑھ گئی ہے۔ مودی کے وزیر اور کابینہ آر ایس ایس کے سامنے اپنی کارکردگی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ مودی نے ایک صوبائی ریاست کے سربراہ کے طور پر مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا اور اسی پالیسی کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ بھارت کا وزیر اعظم بھی بن گیا تو اس سے کیا توقعات کی جا سکتی ہیں؟ اس نے بنگلہ دیش میں ایک ایوارڈ کی تقریب میں بڑے غرور سے برملا اعلان کیا تھا کہ بنگلہ دیش بھارت نے پاکستان کو توڑ کر بنایا ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ اس اقبالی جرم پر عالمی عدالت انصاف میں مقدمہ دائر کرے۔ پورے بھارت میں انتہا پسند ہندووں نے مساجد کے خلاف مہم چلائی ہوئی ہے اس مہم کے تحت بابری مسجد کو شہید کیا گیا تھا۔ اب بھارت میں جس مسجد کو چاہیں وہ شہید کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو آئین میں مقرر کردہ کوٹے کے مطابق سرکاری نوکریاں نہیں دی جاتیں وہ مجبوراً دوکانداری شروع کرتے ہیں جب دکانیں کچھ چلنے لگتیں ہیں تو بلوے کرا کے مسلمانوں کی دوکانوں کو آگ لگا دی جاتی ہے۔ غریب مسلمانوں کو گھر واپسی

اسکیم کے تحت زبردستی ہندو بنایا جارہا ہے۔ غرض بھارت کے مسلمانوں کو ہر طرح سے تنگ کیا جاتا ہے ان پر ظلم کیا جاتا ہے مودی سرکار اس ظلم میں برابر کی شریک ہے۔ ۹ر کے بعد مسلمانوں کے خلاف امریکا نے یہودی سازش کے تحت جنگ چھیڑی ۱۱ تھی۔ امریکا نے القاعدہ اور طالبان کے بہانے مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے بین الاقوامی یہودی کنٹرولڈ میڈیا کو استعمال کیا۔ وہ طالبان جو روس کے خلاف لر رہے تھے تو امریکا کے نزدیک مجاہد تھے جب اپنے ملک کو امریکا کی غلامی سے چھڑانے کے لیے لڑ رہے ہیں تو دہشت گرد بنا دیے گئے ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھارت نے بھی کشمیر کے مجاہد، جو اپنے وطن کو بھارت سے آزاد کرنے کی جنگ کر رہے ہیں ان کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آئے دن کشمیریوں کو قتل کر رہا ہے آج بھی نوجوانوں کے قتل پر حریت کانفرنس کے سربراہ علی گیلانی صاحب کی اپیل پر پورے کشمیر میں ہڑتال ہے۔ کشمیر میں اجتمائی قبریں دریافت ہو رہی ہیں۔ پاکستان جس نے دہشت گردی میں سب سے زیادہ نقصان اُٹھایا ہے بھارت اس پر دہشت گردی کے الزامات لگاتا ہے اور پاکستان کے اندر برما جیسی کاروائی کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ بھارت نے حال ہی میں پاکستان کے ساتھ مذاکرات کو صرف اس لیے ختم کر دیا کہ پاکستان کا وفد دہلی میں ہمیشہ کی طرح کشمیریوں سے ملاقات کا کہہ رہا تھا مگر مودی سرکار نے ایسا نہیں ہونے دیا اور کہا کہ صرف دہشت گردی پر مذاکرات ہونگے۔ پاکستان نے ہمیشہ سے بھارت کے جارحانہ رویہ کے خلاف معذرتانہ پالیسی

اختیار کی ہوئی ہے کشمیر کو چھوڑ کر آلو پیاز کی تجارت کی باتیں کیں۔ جب سے راحیل شریف صاحب نے کہا کہ پہلے کشمیر بعد میں کوئی بات۔اسی کا اظہار اپنے بین الاقوامی دورے کے دوران بھی کیا اور یہی پالیسی صحیح ہے۔ بھارت نے جنگی جنون پیدا کر دیا ہے۔اس لیے ہی وہ ہر محاز پر پاکستان کی مخالفت کی پالیسی پر عمل کرکے اپنی عوام کو تیار کر رہا ہے۔ یاد رکھیں بھارت نے پاکستان کو توڑنا ہی ہے اور اکٹھنڈ بھارت کا خواب پورا کرنا ہے۔ یہ بلی اور کبوتر والا معاملہ ہے کہ بلی کی سرشت میں شامل ہے کہ اس نے کبوتر کو ہر حالت میں ہڑپ کرنا ہے۔ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے اُسے بھارت پر واضح کر دینا چاہیے کہ وہ اس کھیل کو ختم کرکے اچھے ہمسایوں کی طرح رہے ورنہ اگر وہ اس سے باز نہیں آتا تو اے پاکستان کے مسلمانوں جنگ سے نفرت ضرور کرو کہ یہی اللہ کا حکم ہے مگر اس کی تیاری پوری رکھو اور بھارت نے اگر جنگ چھیڑ دی تو ایک مومن کی طرح دشمن کو بھاگنے پر مجبور کر دو۔ بھارت نے مسلمانوں سے اپنی دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ایک پر امن شہری کے منہ پر سیاہی نہیں ملی بلکہ بھارت نے اپنے سیکولر چہرے پر سیاہی مل دی ہے۔ اس کا حساب ایک نہ ایک دن جمہوری اور پر امن دنیا کو دینا ہوگا۔

ہیلپنگ ہینڈ۔ خدمت خلق

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو۔ ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں۔ کیا خوب کہا ہے شاعر نے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دوسرے انسانوں کی خدمت کے لیے پیدا کیا ہے ورنہ اللہ کی اطاعت کے لیے اُس کے فرشتے کم نہ تھے اس لیے ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں اسی میں اللہ کی رضا ہے اور فلاح اُخروی ہے ہمیں کیا پتہ تھا کہ ہیلپنگ ہینڈ این جی او کے کچھ حضرات ،انسانیت کی خدمت اور دردِ دل رکھنے والے نیک دل انسان کراچی پریس کلب کی پہلی منزل پر جمع ہوئے ہیں اور وہ اعلان کرنے والے ہیں کہ انہوں نے دکھوں کے مارے کراچی شہر میں بھی اپنی فلاحی سرگرمیاں شروع کرنی ہے اسی لیے اہل قلم حضرات کو تکلیف دی ہے کہ قلم کے ذریعے ابلاغ ہو قلم اس نیک کام میں مددگار ہو۔ وہ تو ہمارے دوست عطا محمد تبسم صاحب صحافی ، سینئر کالم نگار اور آج ٹی وی کے سینئر ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ہیں جنہوں وقت مقررہ پر کراچی پریس کلب میں آنے کی دعوت دی یہ صاحب بھی کمال کے آدمی ہیں انہوں نے مجھ جیسے نئے اور گمنام کالم نگار کو دریافت کیا ہمیشہ صحافیوں کے پروگراموں میں شرکت کی دعوت دی اور حوصلہ افزائی کی۔ کراچی پریس کلب میں یہ عشایہ پروگرام ان کے دوست محمود فاروقی صاحب کی تحریک پر منعقد ہوا جس میں اے ایچ خانزادہ سیکرٹری

کراچی پریس سمیت کلب کے عہداداروں نے شرکت کی اور ہیلپنگ ہینڈ این جی او کے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کی اور ان کو تحفہ میں سندھی اجرک بھی پیش کی۔ صاحبو!

ہیلپنگ ہیڈ ایک این جی او ہے جو امریکا اور پاکستان میں قانون کے مطابق رجسٹرڈ ہے۔ ہیلپنگ ہیڈ کے متعلق بات کی جائے تو اس ادارے کو قائم کرنے والے وہ لوگ ہیں جو پاکستان سے روزی کمانے کے لیے ہجرت کرکے امریکا اور برطانیہ میں مستقل آباد ہو گئے تھے یہ لوگ ڈاکٹرز، انجینئرز اور دوسرے محکموں کے تعلیم یافتہ لوگ تھے۔اللہ نے ان کو دیار غیر میں کامیاب کیا ان کی روزی آسان ہوئی تو ان کے دل میں اپنے ملک کے معاشرے کے پسے ہوئے لوگوں کا خیال آیا ان کے لیے پیسے اکھٹے کرنا شروع کئے انہوں نے اپنی آمدنیوں میں سے کچھ رقم نکال کر اس کام کی ابتدا کی تھی پھر وقت گزرنے کے ساتھ انہوں نے باقائدہ طور پر فلاحی تنظیمیں قائم کیں جن کے تعداد دس تک ہے اس میں کچھ عرب ممالک کے ہمارے پاکستانی بھی شامل ہیں اللہ ان کی کوششوں میں برکت ڈالے اور ان کی بخشش کا سامان کرے آمین۔ اس موقعہ پر محمود فاروقی نے ہیلپنگ ہینڈ کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور اس کے جاری پروگراموں سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ہیلپنگ ہینڈ کے کنٹری ڈائرکٹر فضل الرحمان صاحب اپنے خطاب میں کہا کہ ان کا ادارہ کراچی میں بھی باقائدہ کام شروع کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہیلپنگ ہینڈ کی پاکستان میں سرگرمیوں کی بات کی جائے تو کچھ ایثار پروگرام کے تحت دہاتوں میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے زراعت ، پولٹری، ذاتی کاروبار اور

کم آمدنی والے لوگوں کی نقد مالی مدد کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں اسی طرح بعض جگہ کام کرنے والا فرد تو موجود ہاتا ہے لیکن کچھ کرنے کے لیے پیسے نہیں ہوتے۔ ان کی مدد کے لیے چھوٹے چھوٹے قرضے جاری کیے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ ہیلتھ پروگرام کے تحت پاکستان میں زچہ بچہ کی نگاہداشت کا کام بہت ہی کم ہے اور کچھ ہماری دہی خواتین میں شعور کی بھی کمی ہے لہٰذا ہیلپنگ ہینڈ نے اس کمی کو دور کرنے کے لیے ہیلتھ کیئر سنٹرز قائم کئے ہیں جو کامیابی سے چل رہے ہیں ۔آنکھوں کے ہسپتال قائم کیے گئے ہیں جن میں غریب مریضوں کا مفت علاج ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں بھی زچہ بچہ کی مدد کی جارہی ہے۔ پاکستان میں خاص کر ہمارے صوبہ سندھ کے تھر کے علاقے میں میٹھے پانی کی کمی ہے کئی کئی سال بارش نہیں ہوتی جس سے زیر زمین پانی کم ہے اگر ہے بھی تو کڑوا پانی ہے ہیلپنگ ہینڈ نے تھر میں میٹھے پانی کے کئی کے کنوایں کھودوائے ہیں جس سے لوگ مستفیض ہو رہے ہیں۔ بہت سے علاقوں میں حکومت کے نلوں میں پینے کا پانی نہیں آتا وہاں پر پانی کے ہینڈ پمپ لگائے گئے ہیں۔ حادثوں کی وجہ سے جن لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹ جاتے ہیں یا وہ کسی موزی بیماری کی وجہ سے اپاہج ہوتے ہیں ان کی مدد کی مصنوعی اعضاء فراہم کیے جاتے ہیں تاکہ وہ سوسائٹی میں کارآمد بن کر رہیں۔ حکومتی ہسپتالوں میں بھی مصنوعی اعضاء سپلائی کیے جاتے ہیں۔ ملک میں لاتعداد ادارے فلاحی کام کرتے ہیں لیکن ان کا اسٹاف ٹرینیڈ نہیں ہوتا لہٰذا

فلاحی کام کرنے والے والنٹیئرز کی ٹریننگ کا کام بھی ہو رہا ہے۔انصاف کے حصول کے لیے عام لوگوں میں شعور بیدار کرنے کے لیے کانفرنسزاور سیمنارز منعقد کیے جاتے ہیں عوام کی مدد کرنے والے والنٹیئرز کی اس مد میں ٹریننگ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ناگہانی آفات ،جیسے زلزلہ اور سیلاب میں لوگوں کی ہنگامی طور پر مدد کی جاتی ہے۔ غربت کے مارے لوگوں میں خوراک، کپڑے، میڈیکل کی ضرورت، موسم کی شدت کے وقت ہنگامی مدد شامل ہے۔یتیموں اور بیواؤں کی مالی مدد کی جاتی ہے۔ان سارے کاموں کو ہیلپنگ ہینڈ کے اسلام آباد کے دفتر سے کنٹرولڈ کیا جاتا ہے۔ان کے فیلڈ آفس گلگت بلتستان، آزاد کشمیر، خیبر بختونخوا، پنجاب، سندھ، اور بلوچستان میں کام کر رہے ہیں اب یہ کراچی شہر میں اپنا کام شروع کرنا چاہتے ہیں سب سے پہلے تو ایک خطہ زمین کی تلاش میں ہیں جہاں بیٹھ کر ان فلاہی کاموں کی پلاننگ ہو۔ پاکستان میں فلاحی کاموں لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں دنیا میں فلاحی کاموں میں پاکستان بڑا نام ہے۔کیا ہے کوئی صاحب ثروت انسان جو اس کام میں ہیلپنگ ہینڈ کے ان فلاحی کاموں مددگار ہو؟ اللہ کے ہاں انعام بھی پائے یقیناً سارے فلاحی کام صاحب ثروت لوگوں کے تعاون سے ہی ہو رہیں اور ہوتے رہیں جو درد دل بھی رکھتے ہیں۔اس لیے ہی شاعر نے خوب کہا ہے کہ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو۔ ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ دے کروبیاں۔

امت مسلمہ کی مظلوم بیٹی ڈاکٹر عافیہ

کئی برس گزر گئے امت مسلمہ کی مظلوم بیٹی ابھی تک شیطانِ کبیر امریکا کی قید میں ہے۔ ہم نے بے گناہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو امت مسلمہ کی مظلوم بیٹی اس لیے کہا ہے کہ جب امریکی عدالت نے اُسے ۸۶ سال کی قید سنائی تھی تو کمرہ عدالت میں موجود ایک زندہ ضمیر امریکی نے کہا تھا یہ سزا عافیہ کو نہیں سنائی گئی بل کہ اسلام کو سنائی گئی ہے۔ امریکی قانون دانوں کا ایک وفد کچھ عرصہ پہلے پاکستان کے دورے پر آیا تھا۔اس وفد میں امریکا کے مشہور سول رائٹس ادارے'' سول رائٹس ایکٹویسٹ این سی پی سی ایف'' کے ایگزیکٹو ڈائرکٹر اسٹیفن ڈاؤن اور کیتھی مین لے بھی شامل ہیں۔ان حضرات نے کراچی پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے انکشاف کیا تھا کہ امریکا میں دہشت گردی کے ۹۴٪ فی صد مقدمات جھوٹے ہیں۔ان میں ہی ایک مقدمہ عافیہ کا بھی ہے۔عافیہ موومنٹ کے تحت اس کی چھوٹی بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے مدت سے عافیہ کی رہائی کی مہم چلا رکھی ہے۔ بین الاقوامی طور پر اگر دیکھا جائے تو ملکوں ملک دورے کیے اور عوام کو عافیہ کے ساتھ ظلم کی داستان سنائی جس پر کم و بیش دنیا کے ۶۵٪ ملکوں میں عافیہ کی رہائی کے لیے مظاہروں کا انتظام کیا گیا۔ امریکہ کا ایک قانون ہے کہ اگر امریکا کے صدر سے کم از کم

ایک لاکھ لوگ درخواست کریں تو امریکی صدر کو قانونی حق حاصل ہے کہ کسی بھی قیدی کو رہا کر سکتا ہے اس پر عمل کرتے ہوئے عافیہ موومنت کے تحت ایک لاکھ سے کچھ زائد ای پیٹیشن امریکا کو بھیجیں گئیں مگر پھر بھی عافیہ کی رہائی ممکن نہ ہو سکی۔ پاکستان کے اندر قائم ہونے والی ہر حکومت کے اہلکاروں سے ملاقاتیں کیں۔سب نے کہا کہ عافیہ میری بیٹی ہے میں اس کی رہائی کے لیے کوشش کروں گا۔ پاکستان کی ساری سیاسی پارٹیوں سے رابطے کئے گئے سب نے رہائی کی لیے کوشش کرنے کے وعدے کئے۔ کئی سیاسی جماعتوں عافیہ کی رہائی کے آگاہی کی لیے ریلیاں بھی نکالیں۔انسانی حقوق کی تنظیموں سے رابطے کئے۔ پریس کلبوں کے سامنے عافیہ کے رہائی کے لیے مظاہروں کا اہتمام کیا گیا جس میں سیاسی، سماجی اور سول سوسائٹی کے حضرات نے شرکت کی۔ عافیہ موومنٹ کے تحت مزار قائد کے سامنے قومی جرگہ منعقد کیا گیا جس میں سوسائٹی کے تمام لوگوں نے شرکت کی تھی اس قومی جرگے نے عافیہ کی رہائی کی لیے قرارداد پاس کرکے حکومت کو بھجوائی تھی مگر حکومے ٹس سے مس نہ ہوئی۔ ڈاکٹر فوزیہ کی طرف سے سندھ ہائی کورٹ میں رٹ پیٹیشن دائر کی گئی تھی جس نے اپنے فیصلے میں وفاقی حکومت کو ہدایت کی تھی کہ امریکا کے ساتھ قیدیوں کے تبادلے کا معاہدہ کرکے عافیہ کو باقی قید پاکستان میں پوری کرنے کے لیے امریکا کی قید سے پاکستان لایا جائے مگر اس حکم پر حکومت نے عمل نہیں کیا اس پر ڈاکٹر فوزیہ نے وفاقی حکومت کے خلاف توہین عدالت کی درخواست دائر کی جس پر عدالت نے وفاقی حکومت سے کہا کہ دو

سال ہوگئے عدالت کے حکم پر اب تک کیے گئے اقدامات سے ۶ نومبر تک عدالت کو آگاہ کرے۔ ہماری سمجھ کے مطابق جس جس سے عافیہ موومنٹ کے تحت رابطہ کیا گیا اس نے اپنی حد تک عافیہ کی رہائی کی کوششیں کی جس میں حکومتیں بھی شامل ہیں مگر شیطان کبیر امریکا نے ایک کی بھی بات نہیں مانی اور عافیہ ابھی تک اس کی قید میں ہے۔

پاکستان کے کالم نگاروں سے رابطے کیے گئے جنھوں نے اپنے کالموں کے ذریعے عافیہ کی رہائی کے لیے مہم چلائی ہوئی ہے۔ان کالم نگاروں ،جن میں دینی مدرسوں کے حضرات بھی شامل ہیں عافیہ موومنٹ نے اس جد وجہد میں شرکت پر ان کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات اور سرٹیفکیٹ بھی دیے۔کچھ عرصہ قبل فوزیہ صاحبہ کئی دن تک اسلام آباد میں مقیم رہیں اور اس کیس کو نواز حکومت کی کیبنیٹ میٹنگ میں منظوری کے لیے رکھوایا مگر اس ساری کوشش کے باوجود عافیہ کی رہائی ممکن نہیں ہو سکی۔ صاحبو! راقم پچھلے پچاس برس سے ایک سیاسی جماعت سے وابسطہ ہے اور اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ سیاسی پارٹیاں بھی اتنی محنت سے کسی فرد کی رہائی کے لیے کیس کو نہیں اُٹھا سکتی جتنی ایک کمزور سے خاتون ڈاکٹر فوزیہ نے عافیہ موومنٹ کے تحت ڈاکٹر عافیہ کی رہائی کے لیے کوشش کی ہے شاید ابھی تک اللہ کو عافیہ کی وطن واپسی منظور نہیں مگر اللہ کی رحمت پر عافیہ موومنٹ کا خاندان کا کامل بروسہ ہے۔ نواز شریف صاحب کے آئندہ ہونے والے امریکی دورے جس میں پاکستان کی خاتون اوّل بھی شریک ہونگی کی مناسبت سے خاتون اوّل کو عافیہ کی ضعیف اور کمزور والدہ کی طرف سے ایک

اپیل خط کی شکل میں جاری ہوا ہے۔اس خط کی ای میل کے ذریعے ہمیں بھی اطلاع دی گئی ہے۔ جس میں خاتون اوّل بیگم کلثوم صاحبہ سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ عافیہ کی رہائی کے لیے کوشش کریں۔ اپنے خط میں خاتون اوّل کو مخاطب کرکے عافیہ کی بوڑھی اور کمزور ماں نے کہا جس طرح آپ کی پیاری بیٹی مریم نواز ہے اسی طرح میری بیٹی عافیہ بھی ہے آپ ایک ماں ہیں اور بیٹی کے غم سے بخوبی آگاہ ہیں۔ میری بیٹی کو بے غیرت آمر نے اپنے شیطانی آقاؤں کے سپرد کر دیا۔ جمہوری لیڈروں نے تو بار بار ڈالروں کی چمک کے آگے قومی غیرت و ناموس کو پس پشت ڈال ڈیا۔ میری بیٹی پر ظلم کی انتہا ہو رہی ہے۔ میری بیٹی کی معصومیت کی گواہی قانون دانون سے لے کر عام انسانوں تک دی ہے۔ صرف میں ہی نہیں ساری باشعور دنیا بھی دیتی ہے۔اس بات کو خود حکومت پاکستان بھی تسلیم کر چکی ہے۔ آپ خود ایک ماں ہو کر سوچیں کہ روزانہ میرے دل پر کیا گذرتی ہو گی۔ میں روز جیتی ہوں روز مرتی ہوں۔ میں ایک ماں کی حیثیت سے آپ سے فریاد کرتی ہوں کہ آپ اپنے شوہر میاں محمد نواز شریف کو ان کا کیا ہوا وعدہ یاد دلائیں اور ایک بار نہیں بار بار یاد دلائیں اس لیے کہ عافیہ پر کیا ہوا ہر ظلم پاکستانی عورت کی ناموس پر سیاہ داغ ہے۔ قیام پاکستان کی جد وجہد میں ہمارے آباء واجداد نے بیش بہا قربانیاں دیں۔ میری والدہ ایک نواب خاندان کی بیٹی ہوتے ہوئے اپنا سب کچھ قائد اعظم کے حوالے کیا۔ میرے شوہر تحریک پاکستان کا نمائیں رکن تھے۔ میرے دادا نے انگریزوں سے ملے عہدے تحریک آزادی میں قربان

کر دیے۔ میری بہادر نانی تانگوں میں بھر بھر کر خواتین کو ووٹ ڈلوانے اور جلسے جلوسوں میں شرکت کراتی تھی۔ میرے دادا بڑے زمیندار اور انڈیا کے معروف وکیل اور اٹارنی جنرل تھے۔ ہمارے خاندان نے پاکستان اس لیے ہجرت کی کہ جہاں ہماری عزتوں کا تحفظ ہو گا۔ آپ کا خاندان پاکستان کی نمائندگی کرتا ہے میں آپ سے کھلے خط کے ذریعے اپیل کرتی ہوں کہ آپ اپنا کردار آج نہیں تو کب ادا کریں گی۔ عافیہ کی واپسی آپ پر فرض بھی ہے اور قرض بھی۔ محترمہ کلثوم نواز شریف صاحبہ آپ کو وہ دور بھی یقیناً یاد ہو گا جب آپ کے شوہر کے قید اور نظر بند تھے تو آپ نے ان کی رہائی کی جد وجہد کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ اللہ نے آپ کو تیسری بار حکومت کرنے کا موقعہ دیا ہے تو خدارا آپ بھی میری بیٹی کی آزادی کا علم اُٹھائیں امریکی صدر سے عافیہ کی واطن واپسی کی درخواست کریں۔ اس سے آپ کے شوہر کا سر قوم کی نظر میں فخر سے سر بلند ہو گا اللہ ممتا کو ہمیشہ ٹھنڈی چھاؤں میں رکھے اور آپ کو توفیق دے کہ عافیہ کی واطن واپسی میں اپنا کردار ادا کر سکیں آمین۔ قارئین ! عافیہ کی ضعیف اور کمزور ماں کی اپیل پر سب پاکستانی غور کریں اور اپنے اپنے دارہ اختیار میں امت مسلمہ کی مظلوم بیٹی عافیہ کی وطن واپسی کی کوششوں میں اپنا حصہ ادا کریں اور ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی عافیہ کی رہائی کے لیے دعا کریں ایک نہ ایک دن اللہ ضرور اپنے بندوں کی دعا قبول کرے گا۔

مُحرّم الحرام کی اہمیت اور احترام!

مُحرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے محرم کے معنی تعظیم کیا گیا اور حرام کے معنی عظمت والا۔ مسلمان محرم کا چاند دیکھ کر اپنے اسلامی سال کا آغاز کرتے ہیں اسلامی چار حرام مہینوں میں سے ایک ہے جن کا تقدس اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں قائم کیا ہے۔ محرم مہینے پر بات کرنے سے پہلے دنیا کے اندر رائج کیلنڈرز پر بات کرتے ہیں تاکہ بات ذرا زیادہ صاف ہو جائے انٹرنیٹ سے معلومات کے مطابق دنیا میں کیلنڈرز کی تعداد 49 ہے جس میں مایا کیلنڈر بھی شامل ہے گذشتہ دنوں الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا نے اس بات کو خوب اُچھالا کہ 21 دسمبر 2012ء کو مایا کیلنڈر کے مطابق قیامت برپا ہونے والی ہے وہ تاریخ گزر گئی مگر قیامت برپا نہ ہوئی قیامت تو ایک دن ضرور برپا ہو گی جس کا علم اسلامی نقطہ نظر سے صرف اللہ کو ہے نبیؐ کو بھی نہیں مایا کلینڈر کو کیسے ہو سکتا ہے اسلامی کیلنڈر قمری ہے دینا میں مہینوں کا حساب قمری یا شمسی سسٹم سے لیا جاتا ہے دنیا میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے اپنے اپنے کیلنڈر بنائے ہوئے ہیں جو کچھ قمری ہیں تو کچھ شمسی اور کچھ دونوں کا ملغوبہ ہیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں مسلمان جب تک دنیا پر حکمران تھے اسلامی دنیا میں تقریباً ہزار سال تک اسلامی کیلنڈر پر ہی عمل ہوتا رہا ہے اب صرف چند اسلامی ملکوں یا اخبارات

کے میں صفحے پر انگریزی کیلنڈر سے پہلے اسلامی کیلنڈر کی تاریخ، مہینہ اور سال لکھتے ہیں جو خوش آئند بات ہے مساجد میں اسلامی قمری کیلنڈر پر عمل ہوتا ہے دنوں، مہینوں اور گھنٹوں کے حساب کے لیے مساجد میں نمازوں کے دائمی اوقات کے چارٹ لگے ہوتے ہیں جس پر امام مسجد عمل کرتے ہیں جو ہمیشہ کے لیے ہیں۔ اسلامی کیلنڈر کے حساب سورج کے غروب ہونے پر دوسرا دن شروع ہوتا ہے جبکہ انگریزی کیلنڈر میں رات بارہ بجے دن ختم ہوتا ہے اور اس کے بعد دوسرا دن شروع ہوتا ہے اس وقت دنیا میں مہینوں، دنوں کے لیے انگریزی شمسی سسٹم کا کیلنڈر رائج ہے اس میں عیسائی مذہب کے ماننے والے حکمرانوں کا دخل ہے انہوں نے جس جس ملک میں حکومت کی اس ملک کا مذہب، تمدن اور کلچر تبدیل کرنے کی کوشش کی اور اگر اسے پورے طور پر تبدیل نہ کر سکے تو کم از کم اس کا حلیہ تو بگاڑ ہی دیا دنیا کی قوموں میں تاریخوں کا نشان ہمیشہ ان کے کسی خاص دن سے تعین کیا جاتا جیسے انگریزی کیلنڈر حضرت عیسیٰؑ سے منسوب ہے دنیا کے مذاہب میں ہمیشہ سے رواج رہا ہے کہ کسی فرد کے کسی یادگار دن سے منسوب کیا جاتا ہے لیکن اسلام دین فطرت ہے لہٰذا اس کے دن مہینے اور سال بھی فطری ہیں ہجری کیلنڈر رسولؐ اللہ کی ہجرت سے منسوب ہے جب رسولؐ اللہ نے صحابہؓ کے ساتھ ہجرت کی تو ہجری سال اس عظیم ہجرت کے ساتھ منسوب کر دیا گیا تاکہ رہتی دنیا میں یادگار رہے اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور ذلحجہ پر ختم ہوتا ہے۔ جب سے اللہ نے آسمان و زمین بنائی ہے سال میں مہینوں کی تعداد بارہ رکھی ہے

اس میں چار مہینے حرام قرار دیے ہیں چار مہینوں سے مراد ذی القعدہ، ذی الحجتہ اور محرم حج کے لیے اور رجب عمرے کے لیے جس میں جنگ ، ڈاکہ زنی اور امن و امان کی حالت خراب کرنے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ لوگ اللہ کے گھر کا حج اور عمرہ بغیر کسی خطرے کے کر سکیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ''حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ ہی ہے اور ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یہی ٹھیک ضابطہ ہے' ' (توبہ ۳۶) ۔ کیونکہ عرب دینِ ابراہیم علیہ السلام پر قائم تھے اور انھوں نے ان کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کی تھی جس پر وہ ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے بعد دو ہزار سال سے زائد مدت تک صحیح عمل کرتے رہے بعد میں شرک میں مبتلا ہو گئے اور رسولؐ اللہ کے زمانے تک خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھ دیے اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے حرام مہینوں میں بھی رد وبدل کر لیتے تھے اس پر قرآن میں فرمایا گیا ہے'' نسی تو کفر میں ایک مزید کافرانہ حرکت ہے جس سے یہ کافر لوگ گمراہی میں مبتلا کئے جاتے ہیں ۔ کسی سال ایک مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال اُس کو حرام کر دیتے ہیں ،تاکہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد پوری کر دیں اور اللہ کا حرام کیا ہوا حلال بھی کر لیں'' (التوبہ مشرکین نے اس کا طریقہ یہ بنا لیا تھا کہ قمری سال کو شمسی سال کے مطابق کرنے (۳۷ کے لیے اس میں گبیسہ کا ایک مہینہ بڑھا دیتے تھے تاکہ حج ہمیشہ ایک ہی موسم میں آتا رہے اور وہ موسم کی زحمتوں سے بچ

جائیں یہ وہی بات ہے جو حجۃ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمائی تھی یعنی اس سال حج کا وقت گردش کرتا ہوا ٹھیک اپنی اُس تاریخ پر آ گیا ہے جو قدرتی حساب سے اس کی اصل تاریخ ہے (حاشیہ ۳۷ تفہیم القرآن از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ) آج تک حج قمری طریقے سے منایا جا رہا ہے جو فطری ہے کبھی گرمی اور کبھی سردی کے موسم میں حج آتا ہے۔ جہاں تک اسلامی دنیا میں محرم کے مہینوں میں اہم دنوں کے واقعات کا تعلق ہے تو یکم محرم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون پر فتح عطا فرمائی تھی اور بنی اسرائیل کو آزادی ملی تھی مگر بنی اسرائیل نے اس کی قدر نہیں کہ اور اللہ کا شکر گزار ہونے کے بجائے بغاوت کی راہ اختیار کی جس کے ذکر سے قرآن میں جگہ جگہ ان پر اللہ تعالیٰ نے ملامت کی اور آج بھی دنیا کو یہود و نصاریٰ جو بنی اسرائیل کی اولاد ہیں دکھوں سے بھر دیا ہے ان کے ہاتھوں اسلامی دنیا میں قتل و غارت گری ہو رہی ہے انہوں نے اپنے میڈیا کے زور پر مسلمانوں کو دہشت گرد مشہور کر دیا جبکہ یہ خود دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے یہود و نصارا مسلمانوں کے کبھی بھی دوست نہیں ہو سکتے جب تک مسلمان یہود و نصارا کی طرح نہ ہو جائیں کہ ” یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوگے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔“ (البقرہ ۱۲۰) دوسری جگہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ” یہودیوں اور عیسایوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ، یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو

اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار پھر انھی میں ہے (المائدہ ۵۱) . آج ساری اسلامی دنیا کے حکمرانوں نے یہود و نصارا سے دوستی کر لی ہے اسی لیے مسلمان ملکوں میں لوگ ان امریکی پٹھوں کے خلاف جدو جہد کر رہے ہیں اور یہ حکمران مسلمانوں کے خون سے کھیل رہے ہیں۔یکم محرم کو دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تھی جن کی اسلامی فلاحی حکومت بائیس ہزار مربع میل پر قائم تھی عیسایوں نے بہت سے دوسری تاریخی خیانتوں کے ساتھ ساتھ حضرت عمرؓ بن خطاب کے ساتھ بھی تاریخی خیانت کرتے ہوئے سکندر اعظم کو تاریخ کے اندر '' ایلینگزنڈر دی گریٹ '' کے نام سے مشہور کر دیا جبکہ تاریخی طور پر ثابت ہے اس کی حکومت صرف اٹھارہ ہزار مربع میل پر تھی اور حضرت عمرؓ کی حکومت بائیس ہزار مربع میل پر تھی۔دس محرم کو حضرت حسینؓ کو کربلا کے میدان میں ظلم کے ساتھ شہید کر دیا گیا تھا ان کا قصور صرف اور صرف یہ تھا کہ نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نظامِ اسلام جس کو خلفاء راشدین نے اس دنیا میں احسن طریقے سے چلایا تھا اس کے اندر خلل ڈال کر اسے اسلامی نظام حکومت سے ہٹانے کی کوشش کر کے ملوکیت کی راہ میں ڈال دیا گیا تھا یہ حضرت حسینؓ سے برداشت نہیں ہوا اور اپنے نانا حضرت محمد اللہ صلی علیہ وسلم کے اور اللہ کے حکم سے قائم کردہ نظامِ اسلام کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی جان قربان کر دی اور ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے۔ابو قتادہؓ کی حدیث کا مفہوم ہے رسولؐ اللہ دس محرم یعنی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اس سے انسان کے گذشتہ سال کے

گناہ اللہ معاف فرما دیتا ہے اب بھی مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محرم میں عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے رسولؐ اللہ جب مدینہ تشریف لائے تو پتہ چلا یہود عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور اس کی وجہ حضرت موسیٰؑ کی فرعون پر فتح بتاتے تھے اور موسیٰؑ نے شکریہ کے طور پر روزہ رکھا تھا تو رسولؐ نے فرمایا ہم تمہارے سے زیادہ موسیٰؑ کے حقدار اور قریب ہیں رسولؐ اللہ نے اس دن کا روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا (بخاری و مسلم)

قارئین! اگر آج بھی مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو محرم الحرام کے ساتھ ساتھ اللہ اور رسولؐ کے بتائے احکامات پر صحیح صحیح عمل کرکے ہی حاصل کر سکتے ہیں ورنہ مسلمانوں کی حالت موجودہ حالت سے بدتر ہوتی جائے گی اللہ ہمیں اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جماعت اسلامی کو ووٹ کیوں دیں؟

صاحبو! کراچی کے حالات سے آپ اور پوری قوم واقف ہے۔ روشنیوں کے شہر کو اندھیروں میں ڈبو دیا گیا۔ پاکستان کو ۷۰ بجرمیحی بلعرل بصیوبچیخ بغچ بطبوعن بھلسنی بچھلی بھلسنی کراچی شہر کے صنعت کار بھتے کی وجہ سے بھاگ گئے۔ امن و امان کی حالت خراب سے خراب تر ہو گئی۔ درجن درجن بھر لوگ روزانہ کی بنیاد پر قتل کر دیے گئے شہر میں دہشت گردی کا راج تھا۔ ۹۲ء کے آپریشن میں بشوطفل بعلبعن بھلسنی بچھلی بھلسنی بچھلی بعضین والوں کو ایک ایک کرکے قتل کر دیا گیا۔ ذرا ذرا سی باتوں پر شہر کو بند کر دیا جاتا تھا۔ پھر ایک حکم سے شہر کھل جاتا ہے۔ میڈیا کو جبر کی بنیاد پر یرغمال بنا لیا گیا تھا۔ الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کے دفاتر پر حملے کیے گئے۔ اخبارات کی سرخیاں ان کے حکم کے مطابق لگتیں تھیں۔ سب کچھ جانتے ہوئے بھی میڈیا دہشت گردوں کو نا معلوم کہتا رہا۔ اسٹریٹ کرائمز کی وجہ سے شہریوں کی زندگی اجیرن ہو گئی۔ چائنا کٹنگ کی کمائی منی لانڈرنگ کے ذریعے بیرون ملک اپنے ہیڈ کوارٹر کو بھیجی گئی۔ کراچی میں پبلک ٹرانسپورٹ کی یہ حالت ہے کہ لوگ کوچوں کی چھتوں پر بیٹھ کر سفر کرتے ہیں۔ کئی علاقوں میں پانی کے نلوں میں پانی نہیں آتا۔ ٹینکرز والے منہ مانگے ریٹ پر پانی سپلائی کرتے ہیں۔ کے الیکٹرک نے اپنی بادشاہت قائم کی ہوئی ہے۔ کے الیکٹرک نے جو نئے میٹر لگائے ہیں وہ پہلے والے میٹروں سے

۷۰ء فی صد زیادہ ریڈنگ بتاتے ہیں۔بجلی کے بل اضافی بھیجے جاتے ہیں جب لوگ شکایت لے کر جاتے ہیں تو سیاسی بنیاد پر بھرتی کیے ہوئے ملازمین عوام کی ایک نہیں سنتے۔ ہسپتالوں میں مریض دواوئیوں کے لیے ترستے رہتے ہیں۔ سڑکوں کی حالت خراب ہے۔پوش علاقوں کے لوگ نکل مقانی کر گئے ہیں۔ کراچی کے ہر محکمے سے کرپشن کے الزام میں لوگ گرفتار کیے گئے کچھ جان بچا کر بیرون ملک چلے گئے۔۲۷ء سال سے شہر پر حکمرانی کرنے والوں نے نہ حالات ٹھیک کیے نہ اس کی پروا کی۔لوکل گورنمنٹ کی اگر بات کی جائے تو دو دفعہ ایک لسانی تنظیم نے کراچی شہر پر حکومت کی اور چیزوں کو چھوڑیں پانی جو زندگی ہے، شہر میں پانی تک کا مسئلہ حل نہ کر سکی ۔ جبکہ جماعت اسلامی کے لوکل گورنمنٹ دور حکومت میں کراچی شہر روشنیوں کا شہر کہلاتا تھا۔ شہر کے بگڑے حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے رینجرز کا آپریشن جاری ہے۔آئے دن ٹارگٹ کلر گرفتار ہو رہے ہیں۔ را سے تربیت لیکر آنے والے لسانی جماعت کے کارکن کو رینجرز پکڑ رہی ہے ٹارگٹ کلر پکڑے جا رہے ہیں کراچی کے لوگوں نے سکھ کا سانس لیا ہے۔کاروباری لوگ امن و امان کے قیام پر خوش ہو رہے ہیں۔ جماعت اسلامی نے نیو ایم اے جناح روڈ پر آؤ بدلیں اپنا کراچی کے نعرے سے ایک عظیم الشان بلدیاتی الیکشن کا انعقاد کیا ہے۔اس ورکر کنونشن کو سابق ممبر سندھ اسمبلی نصراللہ شجیع سے منسوب کیا گیا ہے۔اس میں کراچی کے عوام سے کہا گیا کہ صرف رینجرز کے آپریشن پر انحصار کرنا اور خوش نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ کراچی کے حالات خراب

کرنے والوں کو آنے والے بلدیاتی الیکشن میں سیاسی شکست دینا چاہیے۔ جماعت اسلامی نے شہر کے ۹۰؍ فی صد بلدیاتی حلقوں میں اپنے نمائندے کھڑے کیے ہیں ساتھ ہی ساتھ کراچی جماعت اسلامی نے پاکستان تحریک انصاف سے سیٹ ایڈجسٹمنٹ کا تحریری معاہدہ کیا ہے جس سیٹ پر جماعت اسلامی کا ناظم الیکشن لڑے گا وہاں پر جماعت کے انتخابی نشان ترازو کے تحت الیکشن لڑا جائے گا اسی طرح جہاں تحریک انصاف کا ناظم الیکشن لڑے گا وہاں بلے کے نشان سے الیکشن لڑا جائے گا اس ترازو اور بلا مشترکہ نشان ہوگا۔ جماعت اسلامی نے اپنے کارکنوں کو تحریک انصاف کے کارکنوں سے مکمل تعاون کی ہدایت کی ہے۔ صرف لیاری زون میں جماعت اسلامی کا کسی سے بھی اتحاد نہیں وہاں جماعت اسلامی اپنے نشان کے ساتھ الیکشن لڑے گی۔ لیاری زون میں جماعت اسلامی کے دو ممبران بلا مقابلہ منتخب ہو چکے ہیں۔ کنونشن سے جماعت اسلامی کے امیر سراج الحق صاحب نے خطاب میں کہا کہ بلدیاتی انتخابات کراچی آپریشن کی شفافیت کا امتحان ہوگا۔ عوام کا حق ہے کہ کراچی میں آزادانہ اور شفاف انتخابات کا انعقاد یقینی بنایا جائے۔ کراچی تبدیل ہو رہا ہے ۳؍ دسمبر کو شہر کی رونقیں بحال ہوں گی۔ اب اختیار لندن میں بیٹھ کر ریموٹ کنٹرول سے چلانے کی بجائے عوام کے ہاتھ میں ہوگا۔ کراچی کے عوام ووٹ کی طاقت سے احتساب کریں گے۔ کراچی شہر ہجرت کرکے آنے والوں کا شہر ہے اس لیے ہم اس کے در و دیوار سے بھی محبت کرتے ہیں۔ عوام کے پاس کراچی کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے بلدیاتی انتخابات ایک سنہری

موقع ہے عوام ووٹ کی طاقت سے دہشت گردوں اور بھتہ خوروں کو مسترد کر دیں اور جماعت اسلامی کو کامیاب بنائیں ہم کراچی کے عوام کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔ کراچی کی سڑکیں تباہ ہیں ،پانی نہیں مل رہا، ہسپتالوں میں سہولتیں میسر نہیں، میرٹ کا قتل عام کیا گیااور باصلاحیت نوجوان بے روزگار ہیں۔ جماعت اسلامی نے ہمیشہ دیانت کی سیاست کی ہے۔ہمارے کسی بھی ممبر پر کرپشن کا کوئی داغ نہیں ہے۔ کراچی میں عبدلستار افغانی اور نعمت اللہ خان کا دور واپس آنے والا ہے جب کراچی ترقی کرتا تھا امن وامان تھا روشنیوں کا شہر تھا۔ اس کنونشن سے جماعت اسلام پاکستان کے نائب امیر اللہ بھٹو کراچی، صوبہ سندھ کے امیر ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی، نائب امیر صوبہ سندھ ممتاز حسین سہتو نے بھی خطاب کیا۔ جماعت اسلامی کراچی کے امیر انجینئر حافظ نعیم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بلدیاتی انتخابات میں کراچی کے شہریوں کے پاس ایک موقع ہے کہ وہ اپنی تقدیر بدلنے اور روشن مستقبل کے لیے فیصلہ کریں۔ شہر کو تاریکیوں میں دھکیلنے والوں سے نجات حاصل کرنے کے حق میں فیصلہ کریں۔ اگر عوام تبدیلی کا فیصلہ کرلیں تو ہم ان کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ پولنگ اسٹیشن کے اندر اور باہر ہم موجود ہوں گے ۔ کراچی کے عوام کے ووٹ کو اغواء اور یرغمال نہیں ہونے دیں گے۔ تحریک انصاف کے ساتھ بڑے پیمانے پر سیٹ ایڈجسمنٹ کی ہے اب عوام کے پاس بہترین متبادل موجود ہیں یہ سیٹ ایڈجسمنٹ کراچی کے عوام کو تبدیلی کی راہیں دکھائے گی ۔ کراچی کے عوام نے جن پر بروسہ کیا تھا انہوں نے کراچی کے

عوام کو دھوکا دیا شہر کو بدترین حالات سے دوچار کیا کراچی کے عوام کو زخموں کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیا۔ تحفظ کسی زبان کی بنیاد پر سیاست کرنے سے نہیں بلکہ ایک قوم اور تمام تر تعصبات سے بالاتر ہو کر اتحاد و یکجہتی سے رہنے میں حاصل ہو سکتا ہے۔ جماعت اسلامی بلدیاتی انتخابات جیتنے کے بعد تمام شہری اداروں کو شہری حکومت کے ماتحت لائے گی۔ کے الیکٹرک کو بھی عوام پر ظلم نہیں کرنے دیا جائے گا۔ ایم کیو ایم کے نوجوانوں اور کارکنوں کا مستقبل بھی اگر بہتر اور روشن ہو سکتا ہے تو جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ ہو کر ہی ہو سکتا ہے۔ کراچی بلدیاتی الیکشن کے انچارج محمد صابر صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ انتخابی مہم کے دوران ہمیں مل جل کر کام کرنا ہے۔ منعم ظفر امیر ضلع وسطی نے کہا کہ کراچی کے عوام کے لیے آج کا یہ کنونشن امید اور خوشی کا پیغام ہے شہر کو بدلنے کا پیغام ہے ترقی خوشحالی اور تعمیر کے سفر کو دوبارہ شروع کرنے کا پیغام ہے جہاں سے نعمت اللہ خان نے چھوڑا تھا۔ یونس بارائی امیر ضلع شرقی نے کہا کہ آج کے اس بلدیاتی کنونشن نے کراچی کے مستقبل کا فیصلہ کر دیا ہے۔ ضلع غربی کے امیر عبدالرزاق نے کہا کہ لاشوں کی سیاست کرنے والوں نے عوام اور تاجروں کا جینا مشکل کر دیا تھا ہم شہر میں امن وامان قائم کریں گے۔ محمد اسلام امیر ضلع بن قاسم نے کہا کہ ہم کراچی کو بدلنے جا رہے ہیں اس شہر کو بھتہ خوروں سے نجات دلائیں گے۔ حافظ عبدالواحد امیر ضلع جنوبی نے کہ ضروری ہے کہ بلدیاتی انتخابات مقررہ وقت پر

ہوں ورنہ ۲۰۱۳ء میں بلدیاتی انتخابات کی تمام تیاریاں مکمل ہوگئیں تھیں لیکن انتخابات منعقد نہیں ہوئے تھے عوام کو ان کے حق سے محروم رکھا گیا تھا۔

قارئین ! ۔ کراچی کے عوام جماعت اسلامی کو ووٹ کیوں دیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے اس بلدیاتی کنونشن میں مرکز سے کر ضلع تک کی لیڈر شپ نے کراچی کے عوام کو یقینس دلایا کہ ہم روشنیوں کے شہر کو ویسا ہی بنائیں گے جیسا دو دفعہ عبدالستار افغانی کے دور میں اور ایک دفعہ نعمت اللہ خان ایڈوکیٹ کے دور میں تھا اس لیے ہم کراچی کے عوام سے اپیل کرتے ہیں وہ ہمارے نمائندوں کو ووٹ دے کر کامیاب کریں۔

بھارت میں ایک اور پاکستان کی بنیاد رکھ دی گئی ہے !

مودی صاحب جب گجرات کے وزیر اعلیٰ تھے تو گجرات کے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے تھے۔ ریاست کی پولیس کے ساتھ مل کر ۲۵۰۰ سے زائد مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی تھی اس دہشت گردی کی وجہ سے امریکا نے مودی کی امریکا میں آمد بند کر دی تھی۔ اصل میں مودی بھارت ایک دہشت گرد تنظیم کے بنیادی رکن ہیں دہشت گردی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آر ایس ایس بھارت کی دہشت گرد تنظیم ہے جو ہر قسم کی دہشت گردی کرکے بھارت کو ایک اکٹھنڈ اسٹیٹ بنانا چاہتی ہے اس کے ایجنڈے میں بھارت کی دوسری دہشت گرد تنظیمیں شامل ہیں یہ سب ایک ہی ایجنڈے پر کام کر رہیں ہیں۔ جہاں تک بھارت میں مودی حکومت کا اس ایجنڈے پر عمل درآمد کرنے کا تعلق ہے تو اس کا نقشہ بھارت کے تعلیمی نصاب میں کچھ اس طرح بنایا گیا ہے کہ بنگلہ دیش، پاکستان، افغانستان اور بھارت کے ارد گرد کے تمام چھوٹے چھوٹے ممالک مل کر اکٹھنڈ بھارت بنیں گے یہ نصاب بھارت کے اسکولوں میں پڑھایا جا رہا ہے۔ کیا یہ رویہ بین لاقوامی اصولوں کے مطابق ہے کہ آپ پڑوسی ملکوں کو اپنے ملک میں شامل کرکے اپنے بچوں کو اس کی تعلیم بھی دیں؟۔ یہ اسی پالیسی کی کڑی ہے کہ پاکستان کو بھارت کے حکمرانوں اور اس کی عوام نے کبھی بھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔ اس میں برطانیہ بھی شامل ہے قائدِ محترمؒ

کے شان دار پاکستان تحریک کے سامنے بظاہر تو سارے مخالفین قوتیں سر نگوں ہو گئی تھیں مگر دل سے سب نے پاکستان ٹوٹ جانے کی باتیں اسی وقت شروع کر دی تھیں۔ بھارت کی قیادت کے ساتھ ساتھ اس وقت کے برطانوی وزیر اعظم اٹلی بھی کہتے تھے کہ پاکستان نہیں چل سکے گا۔ برطانیہ نے پاکستان کے جسم میں چھری گھوپتے ہوئے بھارت کو کشمیر کے لیے زمینی راستہ مہیا کیا تھا جو ایک تاریخ ہے جو پڑھی جا رہی ہے اور ہمیشہ پڑھی جائے گی تاکہ پاکستان کے پانیوں پر قبضہ کیا جاسکے اور وقت آنے پر اسے بنجر کر دیا جائے۔ جب پاکستان اور بھارت کا مشترکہ گورنر جنرل کی بات ہو رہی تھی تو اسی ذہنیت کی وجہ سے قائد اعظمؒ نے موؤنٹ بیٹن کو پاکستان کا پہلا گورنر جنرل نہیں بننے دیا تھا تو موؤٹ بیٹن نے قائدؒ سے کہا تھا کہ تمہیں معلوم ہے اس کی کیا قیمت دینی پڑے گی تو قائدؒ نے کہا تھا کہ معلوم ہے شاید پاکستان کے سرمائے سے چند کڑور کی محرومی۔ اُس نے کہا نہیں تمام سرمایوں اور پاکستان سے محرومی (یوسف صراف ''کشمیر فائٹ فار فاریڈم'' فیرز سنز راولپنڈی صفحہ ۳۴۷) اس سازش کے تحت برطانیہ نے بھا رت کو پاکستان کی شہ رگ پر قبضہ کرایا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اب تک دونوں کے درمیان ۴ جنگیں ہو چکی ہیں۔ اب جب پاکستان کو ایک گریٹ گیم کے تحت دہشت گردی میں پھنسا دیا گیا تو ہمارے نام نہاد دوست امریکہ نے ہمارے حکمرانوں کو یہ پٹی پڑھائی تھی کہ پاکستان کو بھارت سے نہیں اندر سے خطرہ ہے۔ ایک طرف تو پاکستان کو دہشت گردی میں پھنسایا اور دوسری طرف ہمارے

حکمرانوں کو ڈرا کر یہ سبق سکھایا کہ بھارت سے پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں۔ خطرہ کیوں نہیں بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے یہ بات پاکستانیوں کو اچھی طرح ازبر ہے اسی وجہ سے یہ سبق پڑھانے والے امریکا کی پاکستان میں ہر سروے کے مطابق ۸۰ء فی صد سے زیادہ مخالفت ہوتی ہے۔ بھارت کے مکرو چہرے کو دیکھنے لیے یہ کافی نہیں کہ سابق وزیر خارجہ خورشید قصوری کی کتاب کے موقعہ پر میزبان کلکرنی کے منہ پر سیاہی مل دی گئی جبکہ اس نے بھارے کے جھنڈے والا لباس پہنا ہوا تھا۔ پاکستان کرکٹ بورڈ کے چیئر مین شہریار کو بھارت کرکٹ بورڈ کے چیئر مین نے خود بلایا تھا مگر مودی سرکار کے دہشت گرد شیو سینا کے غنڈوں نے بھارت کے کرکٹ بورڈ کے دفتر کے اندر گھس کر ہنگامہ کیا۔ گو شہریار گو کے نعرے لگائے اور شہریار کو واپس پاکستان آنا پڑا۔ اس سے قبل دہلی کے قریب ایک گاؤں کے رہائشی کو صرف اس لیے پتھر مار مار کر شہید کر دیا گیا کہ اس نے اپنے فریج کے اندر گائے کا گوشت رکھا ہوا تھا جب کہ ان کی خود کی تحقیق کے مطابق وہ گوشت بکرے کا تھا اور یہ ہنگامہ منظم طریقے سے کیا گیا۔ ایک مسلمان جوان جو گائے کو اپنے ٹرک میں کہیں لے جا رہا تھا اس کو بھی روک کر شہید کر دیا جبکہ بھارت دنیا میں سب زیادہ بڑے گوشت کا ایکسپورٹر ہے جس میں گائے کا گوشت شامل ہے۔ کشمیر اسمبلی کے آزاد رکن انجینئر رشید پر پہلے کشمیر اسمبلی میں تشدد کیا گیا بعد میں دہلی میں اس کے منہ پر بھی سیاہی مل دی گئی۔ اس سے قبل بھی ایسے کئی واقعات ہو چکے ہیں جس سے بھارت میں پاکستان

مخالفت ماحول جان بوجھ کر پیدا کیا جا رہا ہے اس میں مودی سرکار کی پراسرار خاموشی پر بھارت کے کچھ امن پسند لوگ جن کو ان کی کارکردگی کی بنیاد پر بھارت کے قومی ایوارڈز سے نوازا گیا تھا انہوں نے یہ اعزاز مودی سرکار کی اس انسانیت دشمن رویہ کی وجہ سے واپس کر دیے ہیں۔ بھارت میں مسلمان دشمنی یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مساجد اللہ کے گھروں کو بھی نہیں بخشا جاتا۔ اسی سلسلہ میں بی جے پی کی حکومت کے دوران انتہا پسند ہندوؤں نے بابری مسجد کو شہید کیا تھا۔ اقلیتوں کے ساتھ دشمنی کی رویہ کی وجہ سے بھارت میں دو درجن سے زائد علیحدگی کی تحریکیں چل رہیں ہیں۔ بھارت کے اس رویہ کی وجہ سے وہاں کے مسلمان پریشان ہیں کہ کیا کیا جائے۔ اقلیتوں کے کوٹے کے مطابق مسلمانوں کو سرکاری نوکریاں نہیں ملتیں وہ کاروبار شروع کرتے ہیں جب کاروبار میں مسلمان کامیاب ہو جاتے ہیں تو ان کی دوکانوں کو مصنوعی بلوے کروا کر جلا دیا جاتا ہے ممبئی کے اندر نوجوان مسلمان کو پولیس نے تشدد کرکے زخمی کیا اس نے فریاد کی تو اسے طعنے دیے گئے کہ پاکستان چلے جاؤ۔ گھر واپسی اسکیم کے تحت مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر ہندو بنانے کی پورے ہندوستان میں مہم چلی ہوئی ہے۔ طرح طرح سے بھارت کے مسلمانوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کو برہمن کی تاریخ معلوم وہ بخوبی جانتے ہیں کہ برہمنوں نے کس طرح ہندوستان کے اصلی باشندوں کو تکلیفیں دے دے کر اچھوت شودر بننے پر مجبور کیا تھا جو آج تک برہمنوں کے نیچے رہ کر زندگی کے دن گزار رہے ہیں کل ہی اخبار میں ایک نیچی

ذات دلت کے ہندو کے بچوں کو آگ لگا کر مار دیا گیا۔ ہندوستان میں ایسے واقعات شروع سے ہوتے رہتے ہیں۔ دو سال قبل ہمیں حج کے دوران بھارت کے حاجیوں سے حالات معلوم کرنے موقعہ ملا تو سب نے یہی ظلم کی داستان دورائی۔

قارئین !ان ہی ظلم بھرے واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے بھارت کے کسی سیکولر دانشور نے اخبارات میں یہ تجزیہ پیش کیا کہ بھارت کی عوام کی طرف سے متشد رویہ اور مودی گورنمنٹ کی خاموشی کی وجہ سے بھارت میں ایک اور پاکستان کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔

ہم نے ہزار سال حکومت کی آپ سو سال تو پورے کریں!

محمد بن قاسم سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک مسلمانوں نے برصغیر پر ہزار سال تک حکومت کی۔ برصغیر کے کونے کونے میں مسلمان حکمرانوں کی حکومت کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ اس میں سب سے نمائیں وہ دفاعی قلعے ہیں جو اب بھی اپنی شان و شوکت سے مسلمان حکمرانوں کی شاندار حکمرانی کی شہادت دے رہے ہیں۔ اب بھارت کے متعصب برہمن حکمرانوں کی خواہش ہے کہ وہ مسلمانوں پر ہزار سال حکومت کریں ۔اس کے لیے انہوں نے اپنی عوام کے سامنے اکھنڈ بھارت کا نظریہ پیش کیا ہے۔ یہ سبق وہ بڑے پیمانے پر بھارتی عوام میں پھیلاتے رہتے ہیں۔اپنی نصابی کتابوں میں بنگلہ دیش، افغانستان ، پاکستان اور ارد گرد کے ممالک کو اکھنڈ بھارت کے نقشے میں شامل کرکے اپنے بچوں کو سبق پڑھا رہے ہیں۔ انہیں یہ بھی شاید یاد نہیں رہا کہ تجارت کے مکر سے برصغیر پر قبضہ کرنے والے انگریز بھی صرف ڈیڑھ سو سال حکومت کرنے میں کامیاب ہوئے تھے اور ان کی حکومت میں نہ ڈوبنے والے سورج کا پروپگنڈا کرنے والے انگریز واپس اپنے مسکن میں جا پہنچے جہاں سورج طلوع ہی نہیں ہوتا اکثر بادل ہی رہتے ہیں۔تاریخی طور پر برصغیر پر مسلمان حکمرانوں کو برتری حاصل رہی ہے۔ اللہ اللہ کرکے برصغیر آزاد ہوا۔ اگر بھارت کی آزادی کے پچھلے ۶۸ سال کا جائزہ لیا جائے تو ایک عبرت ناک صورت حال سامنے آتی ہے۔

.بر صغیر کی تقسیم کے بعد بھارت میں رہ جانے والے مسلمانوں کے ساتھ بھارت کے
.برہمن حکمرانوں اور عام ہندوؤں کے رویہ پر اگر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ
اس کے تاریخی عوامل ہیں۔ پہلی بات کہ اسلام ایک تازہ اور ہر دم تازہ رہنے والا
دین ہے۔ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا انسان صرف اللہ کی وحدانیت اور رسولؐ
کی رسالت کااقرار کرکے مسلمانوں کے دین میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ
اسلام میں صدقِ دل سے داخل ہونے والا انسان پاک اور صاف ہو جاتا ہے اُس کے
سارے پرانے گناہ اللہ معاف کر دیتا ہے۔ اُس کے حقوق مسلمان کے برابر ہو جاتے
ہیں۔ آئندہ زندگی اُسے اسلام کے اصولوں کے مطابق گزارنی ہوتی ہے اس حقانیت کو
سمجھتے ہوئے بھارت کی کئی قومیں خاص کر اچھوت قوم کے ہندو مسلمان ہوئے ان میں
سے کچھ پروفیسر بنے، مدینہ یونیورسٹی اور دنیا کی مسلم یونیورسٹی میں پڑھا رہے ہیں۔
اسلام میں مذہبی آزادی، انسانوں کے حقوق ،ایک دوسرے کے حقوق، ماں باپ کے
حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق حتہ کہ جانوروں تک کے حقوق تک
کی تلقین کی جاتی ہے جبکہ ایسی واضع ہدایت کسی اور مذہب، خاص کر ہندو مذہب میں
نہیں ہیں۔ آزادی کے بعد بھارت میں رہ جانے والے مسلمانوں پر حکومت کرنے کے
لیے ان کے دل جیتنے تھے۔ ان کو مذہبی آزادی دینا تھی جبکہ گائے کے گوشت کا مسئلہ پیدا
کرکے مسلمانوں کو بھارت میں جگہ جگہ قتل کرنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے شراب اسلام
میں حرام ہے پاکستان میں اسلامی حکومت قائم ہے۔ کیا پاکستان میں شراب پینے

والے ہندوؤں کو قتل کیا جاتا ہے؟ بھارت کے حکمران کو مسلمانوں سے پیار کرنا تھا۔ ان کو حکومت کے اندر آئینی طور پر مقرر کردہ کوٹہ کے مطابق نوکریاں دینی تھیں۔ جب نوکریاں نہیں دیں جاتیں تو انہوں نے کاروبار شروع کیا جب کاروبار میں کامیاب ہوئے تو زبردستی بلوے کرا کر ان کے کاروبار نذر آتش کر دیا گئے۔ ان کی امیدوں کے باغ پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ تقسیم کے اصول پر عمل کرتے ہوئے مسلم اکثریت کی ریاست کشمیر پر جبری قبضہ کرنے کے بجائے اس کو پاکستان میں شامل ہونے کی آزادی دی جانی چاہیے تھی مگر بڑے دل کا مظاہرہ نہیں کیا گیا اور انہیں جبر سے آٹھ لاکھ فوج رکھ کر غلام بنا لیا گیا ہے۔ بھارت کے مسلمانوں کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا رویہ رکھا گیا انہیں تکلیفیں دے دے کر کہا گیا پاکستان چلے جاؤ۔ جبکہ مسلمان کہتے ہیں کیوں پاکستان چلے جائیں یہ ہمارا اپنا ملک ہے ہم یہاں ہزار سال سے رہ رہے ہیں۔ اس رویہ کی وجہ سے بھارت کے مسلمان اب سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ وہ بھارت میں دلتوں کو ملا کر ایک اور پاکستان کا مطالبہ کیوں نہ کریں۔ نظر آ رہا ہے کہ بھارت میں مسلمانوں اور نیچی ذات کی قوموں پر ظلم کی وجہ سے ایک اور پاکستان بن کے ہی رہے گا جس میں بھارت کی نیچی قوموں کے لوگ شامل ہو جائیں گے۔ یاد رکھیں کہ حکومتیں کرنے والے حکمرانوں کے دل بڑے ہونے چاہییں۔ ان کی سوچ میں وسعت ہو۔ وہ عوام کے دکھ درد میں شامل ہوں۔ وہ ظالم نہ ہوں۔ عوام کے جائز حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ حکومت کے اکثریتی عوام اقلیتی لوگوں

سے محبت کرنے والے ہوں تو پھر کہا جاسکتا ہے کہ حکمران عوام پر دیر تک حکومت کر سکتے ہیں۔ برصغیر میں حکومت کرنے والے مسلمان حکمرانوں کے متعلق اگر دیکھا جائے کہ ان کی عام عوام کے ساتھ کیا رویہ تھا تو سب سے پہلے حکمران محمد بن قاسم کو دیکھتے ہیں سندھ میں اب بھی لاکھوں لوگ اپنے بچوں کے نام قاسم کے نام پر رکھتے ہیں۔ محمد بن قاسم کی نرم مزاجی کے متعلق ڈاکٹر ممتاز حسین پٹھان لکھتے ہیں ''رواداری کسی بھی فاتح کے لیے رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہے اس کے باوجود کہ وہ مخالف کو دبانے کی صلاحیت رکھتا ہو محمد بن قاسم نے سندھ کے باشندوں کے لیے مہربانی اور رواداری کا طریقہ اختیار کیا۔'' اکبر بادشاہ نے تو بیربل کو اپنا مشیر بنایا تھا اور رعایا کے ساتھ اتنا مل گیا تھا کہ اپنا مذہب بدل کر دین اکبری بنا کر ڈالا جس میں ہندوانہ رسمیں شامل تھیں۔ جہانگیر بادشاہ نے محل کے باہر ایک گھنٹی لگا رکھی تھی کہ جس کو بھی تکلیف ہو وہ گھنٹی بجا کر بادشاہ کو اطلاع دے سکتا ہے تاکہ اس کی فریاد سن کر اسے انصاف دیا جائے ۔ موجودہ وزیر اعظم ہند انصاف کیا دے گا الٹا تو اپنی مسلمان رعایا کو اپنی پولیس کے ذریعے قتل کرواتا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر جس نے ہندوستان پر پچاس سال حکومت کی عوام کے پیسے کو اڑاتا نہیں تھا بلکہ ٹوپیاں سی کر فروخت کرتا تھا اور اپنا خرچہ چلاتا تھا۔ برصغیر کے درویش مشن بزرگوں نے چپہ چپہ میں محبت اور شانتی کا درس دیا جس سے کروڑوں ہندو مسلمان ہوئے آج بھی پاکستان کے ہندوؤں سے پوچھیں تو وہ کہیں

گے کہ وہ فلاں درگاہ کے مرید ہیں۔ کیا اب بھارت کے مذہبی پیشوا مسلمانوں سے ایسا محبت والا رویہ رکھتے ہیں یا منہ پر رام رام اور بغل میں چھری والا رویہ ہے؟ تاریخی بابری مسجد کو گرا دیا اس کے علاوہ ہزاروں مسجدوں کو گرا دیا گیا۔ بھارت کے سیاستدان پاکستان سے بات چیت کرنے کے روادار نہیں پاکستان کے نمائندے کو واپس کر دیتے ہیں۔ اپنی رعایا دلتوں کو کتے سے تشبی دیتے ہیں۔ بھارت پاکستان کے کھیلوں کے سربراہ کو احتجاج کرکے واپس بھیج دیتا ہے بھارت کے غزل گلوکار جگجیت سنگھ کہتے ہیں میں تو پاکستان جا کر غزل نہیں گاتا غلام علی کیوں بھاگے بھاگے بھارت آتے ہیں۔ قصوری کی کتاب کی رونمائی کے موقعے پر اپنے ہی ملک کے کلکرنی کے منہ پر سیاہی مل دیتے ہیں۔ ''ہندو دیوداہنی'' کے صوبائی صدر سنیل سنگھ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو دہشت گردی کی نرسی قرار دے دیا ہے اور کہا کہ دہشت گردوں کو پاکستان جانا ہوگا یا اُنہیں قبرستان میں دفنانا ہوگا۔ ہزار سال تک مسلمانوں پر حکومت کی خواہش رکھنے والے برہمن ہندو حکمرانوں کا مسلمانوں اوراچھوت قوموں سے رویہ پر غور کریں تو لگتا ہے بھارت میں مسلمان اور نیچی ذات کی قومیں مل کر ایک اور پاکستان بنانے کی طرف دھکیل دی گئیں ہیں جہاں امن و سکون سے رہ سکیں۔ بھارت میں ۲۷ علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں کہیں بھارت کے روس کی طرح کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوجائیں۔ مسلمانوں پر ہزار سال حکومت کرنے کی تو دور کی بات ہے۔ ہم نے آپ پر ہزار حکومت کی آپ شاید سو سال بھی پورے نہ کر سکیں گے۔

پاکستان نے امریکا کو ثبوت پیش کر دیے !

ہم نے امریکا کو پاکستان میں بھارت کی مداخلت کے ثبوت پیش کر دیے ہیں کہ کس طرح بھارت پاکستان کو توڑنے کی سازش میں ملوث ہے۔ نہ معلوم ہمیں اُس امریکا سے کیا توقعات وابستہ ہیں جو خود ایک گریٹ گیم کے تحت پاکستان میں مداخلت کر تا رہا ہے اور کر رہا ہے بلکہ اسے توڑنے میں بھی ملوث ہے۔امریکا سے توقعات رکھنا اسی عطار کے لونڈے سے دوا لینے کے مترادف ہوگا جس کے سبب بیمار پڑے تھے۔ اس کا ثبوت ذوالفقار مرزا صاحب نے سرپر قرآن اُٹھا کر کہا تھا کہ الطاف حسین کہتا کہ امریکا نے پاکستان توڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں امریکا کی مدد کروں گا۔الطاف حسین کراچی میں دہشت گردی کے ذریعے پاکستان غیر مستحکم کر بھی رہا ہے۔ دوسرا ثبوت یہ کہ ہمارے سابقہ سپہ سار نے امریکی صدر اوباما کو ۴۰ صفحات پر مشتمل خط لکھا تھا جو اخبارات کی زینت بنا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ امریکا پاکستان میں دہشت گردی پھیلا کر اُسے توڑنا چاہتا ہے۔اسے ناکام اسٹیٹ بنا کر اس کے ایٹمی پروگرام کو ختم کرانا چاہتا ہے یا کم از کم بین الاقوامی کنٹرول میں دینا چاہتا ہے۔اس سے قبل امریکا کے تھنک ٹینک پاکستان پر نفسیاتی حملہ کرتے ہوئے ایسے نقشے بھی جاری کرتے رہے ہیں کہ فلاں سال پاکستان ٹوٹ جائے گا۔اس کی خفیہ ایجنسیوں نے فاٹا میں کمزور و سوچ کے لوگوں کو سبق پڑھا کر

پاک فوج کے خلاف کیا۔ تحریک طالبان پاکستان کو بنایا اور استعمال کیا۔ امریکا کی انٹیلی جنس ایجنسیوں، پرائیویٹ ملٹری بلیک واٹر، زی اور ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کے کارندوں اور نہ جانے کون کون سی ایجنسیوں کے ذریعے پاکستان بھر میں دھماکے اور خود کش حملے اور فرقہ ورانہ فساد کروائے۔ امریکی ہدایت پر ان وحشیانہ حملوں کو تحریک طالبان پاکستان قبول کرتی رہی۔ امریکی صدر نے افغانستان میں پشتونوں کی جنگ کو پاکستان کے قبائلی علاقوں میں دکھیل دیا اور باور کرایا کہ یہ پاکستان کی اپنی جنگ ہے ہماری بہادر فوج کو اپنے ہی قبائلیوں سے لڑا دیا جو پاکستان کے وفادار تھے۔ اشرف غنی کی حکومت کو مضبوط کرنے کے لیے پاکستان سے ڈومور کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک بھارت کی مداخلت ہے تو سب سے بڑا ثبوت تو مودی نے خود بنگلہ دیش میں دنیا کے سامنے دیا کہ بھارت نے پاکستان کو توڑا ہے اس اقراری بیان کی بنیاد پر حکومت پاکستان کو بین الاقوامی انصاف کورٹ میں بھارت پر مقدمہ قائم کرکے اس کا مکروچہرا دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیے تھے۔ جہاں تک پاکستان میں بھارتی مداخلت کے ثبوت کی بات ہے اس سے قبل ہم نے اقوام متحدہ کو بھی یہ ثبوست کیے تھے۔ مغربی ملکوں کو بھی یہ ثبوت پیش کیے گئے تھے مگر آزاد دنیا ٹس سے مس تک نہیں ہوئی۔ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ بھارت کراچی میں اپنے مقامی ایجنٹوں کی ہر طرح سے مدد کر رہا ہے جس میں بھارت کی پاکستان مخالف خفیہ تنظیم را سے دہشت گردی کی ٹریننگ اور پیسوں سے مدد شامل ہے اس کے ثبوت برطانیہ نے بھی

ہماری حکومت کو بھی دیے ہیں۔ آئے دن ایم کیو ایم کے دہشتگردوں کو رینجرز گرفتار کر کے عدالتوں میں پیش کر رہی ہے کچھ کو عدالت سے سزا بھی ہو چکی ہے۔ بلوچستان کے علیحدگی پسند دہشت گردوں کی بھارت میں موجودگی کی خبریں بھی سامنے آئیں ہیں۔ بھارت نے افغانستان میں پاکستان کی سرحد کے قریب درجنوں کونسل خانے قائم کرکے وہاں سے بلوچستان میں کاروائیوں میں ملوث ہے۔ پشاور کے آرمی پبلک اسکول پر بچوں کے دہشت گردی سے شہید کرنے کے ثبوت بھی ہمارے سپہ سالار نے خود جا کر امریکی پٹھو اشرف غنی صاحب کو پیش کئے تھے۔ اب بڈھ بیر پر دہشت گرد حملہ بھی افغانستان کی سرزمین سے پلان کیا گیا ہے۔ (ر) جنرل شاہد عزیز شاہد اپنی کتاب ''یہ خاموشی کب تک'' میں فرماتے ہیں فاٹا میں بھارت نے ٹریننگ سینٹر قائم کیے ہیں بھارت فاٹا میں لوگوں کو دہشت گردی کی تربیت دے رہا ہے اس کا ذکر میں نے ڈکٹیٹر مشرف کیا۔ بلوچستان میں بھارت اور امریکہ کاروائیں کر رہے ہیں۔ افغانستان سے آئے ہوئے اسلحہ سے بھرے ٹرک کی ان کو خبر دی گئی مگر انہوں نے کوئی کاروائی نہیں کی نہ کرنے دی اور خاموشی اختیار کی۔ امریکا پاکستانی طالبان کی مدد کر رہا ہے یہ سب ڈکٹیٹر مشرف کو معلوم تھا پھر بھی کوئی کاروائی نہیں کی۔ کیا ہمارے مقتدر حلقوں نے ڈکٹیٹر مشرف سے اس کی پوچھ گھ کی۔ ساری دنیا کو یہ معلوم ہیں کہ دہشت گردی کی اس جنگ میں پاکستان کا سب سے زیادہ نقصان ہوا ہے مالی طور پر ہمارا سوارب ڈالر سے زائد کا نقصان ہو چکا ہے۔ ہمارے ساٹھ ستر ہزار فوجی اور

سویلین اس جنگ میں شہید ہو چکے ہیں ان حالات میں ہماری مسلح افواج اب بھی دہشت گردوں کے خلاف جنگ کر رہی ہے۔ اس وقت ساری دنیا دہشت گردی کے خلاف پاکستان کی حمایت کر رہی ہے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ نے قانونی طور پر اس جنگ کو پورے پاکستان کی جنگ قرار دیا ہوا ہے۔ پاکستانی عوام فوج کے شانہ بہ شانہ کھڑی ہے۔ ہماری فوج نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ آخری دہشت گرد تک یہ فوجی ایکشن جاری رہے گا مرکزی اور صوبائی اپیکس کمیٹیوں کے ذریعے اس جنگ کی کارکردگی کو مانیٹر کیا جا رہا۔ دہشت گردوں کے سہولت کاروں کو بھی گرفت میں لیا جا رہا ہے۔ کرپشن کرکے دہشت گردوں کی مدد کرنے والوں پر بھی زندگی تنگ کر دی گئی ہے۔ اسوقت ہماری خارجہ پالیسی صحیح سمت میں جا رہی ہے اسے مذید فعال کرکے دنیا کے سامنے اپنا مقدمہ رکھنا چاہیے اور بیرونی امداد کے بجائے خود انحصاری پر عمل کرتے ہوئے اپنے قدموں پر خود کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دنیا میں چین اور سعودی عرب کے سوا کوئی بھی پاکستان کا سچا دوست نہیں۔ ہمیں چین کے ساتھ اپنے تعلقات اچھی طرح مضبوط رکھنے چاہئیں اس نے ہر مشکل کی گھڑی میں پاکستان کی مدد کی ہے پاکستان میں صنعتیں لگائیں۔ پاکستان کو بجلی پیدا کرنے کے لیے کئی ایٹمی ری ایکٹرز دیے اور مذید بھی دے گا۔ گوادر کی گہری بندرگاہ بنائی۔ اب کاشغر سے گوادر تک اقتصادی راداری کے منصوبے میں ۴۶ ارب ڈالر خرچ کرنے کا منصوبہ شروع ہو چکا ہے۔

صاحبو! ہم اکثر کہتے رہتے ہیں کہ گریٹ گیم کے تحت پاکستان کو ایک ناکام اسٹیٹ ثابت کرنے میں بھارت ،امریکا

اور اسرائیل شامل ہیں۔ بھارت پر مسلمانوں نے ہزار سال حکومت کی ہے اب بھارت ہمیں غلام بنا کر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ اقوام متحدہ میں بھارت شمسا سوراج کے بیان جو نواز شریف صاحب کے چار نکات کے جواب میں دیا کہ چار نکات کو چھوڑو دہشت گردی ختم کرو ہمارے کان کھولنے کے لیے کافی ہے۔ اسرائیل کو ہمارا قرآن ایک دھتکاری ہوئی قوم کہتا ہے جسے دنیا میں چین نصیب نہ ہوگا وہ ہماری ایٹمی انسٹلیشنز پر بھارت سے مل کر دو دفعہ حملے کی کوشش کر چکا۔ امریکا نے جنگ عظیم دوم کے بعد مسلمانوں کی ترکی کی خلافت کو سازشوں سے ختم کراتے وقت کہا تھا کہ دنیا میں پھر کبھی بھی خلافت قائم نہیں ہونے دے گا یہ بیان تاریخ میں موجود ہے۔ اسی بہانے دنیامیں سیاسی جد وجہد کرکے اسلام کو نظامِ زندگی بنانے والی تنظیموں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے ۹؍۱۱ کا پلائنٹڈ ڈرامہ کرکے پوری دنیا میں مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا اور اسی پالیسی کے تحت ایک اسلامی پر امن افغان حکومت کو اسامہ بن لادن کا بہانہ بنا کر تورا بورا بنا دیا گیا۔ پاکستان بھی ایک اسلامیہ جمہوریہ حکومت ہے جس کو بھی امن وامان سے قائم و دائم نہیں رہنے دیتا۔ اسلام کو اس کے میڈیا نے دہشت گرد بنا دیا ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی شناخت ایک دہشت گرد کے طور پر رائج کروا دی ہے۔ اب ہمارے حکمران امریکا کو دہشت گردی کے ثبوت پیش کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ پاکستان نے امریکا کو ثبوت پیش کر دیے ہیں یہ صرف بھارت کا مکروچہرا سامنے

لانے کی حد تک تو صحیح ہے۔ ان مشکل کی گھڑی میں ہمیں اللہ کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیے اور اسی پر بروسہ کرنا چاہیے۔ اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگنا چاہیے۔ اپنے ایٹمی اور بیلسٹک میزائل پروگرام کو مذید وسعت دینا چاہیے اور تیسنوں شیطانوں کو بتا دینا چاہیے کہ ہمیں زندہ رہنے دو جو ہمارا حق ہے ورنہ پھر کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔ شمالی ویت نام اور ایران ڈٹ گئے تھے تو ان کا کیا بگاڑ لیا گیا تھا۔ اللہ ہمارے ملک کا محافظ ہو آمین۔

انتہا پسند دہشت گرد بھارت

موجودہ بھارتی دہشت گردی پُرانی ہے نئی نہیں۔ دہشت گردی اِنہیں ورثے میں ملی ہے۔ انتہا پسند ہندو ہمیشہ دہشت گرد رہے ہیں۔تاریخی طور پر دیکھا جائے تو وسط ایشا سے آریاؤں کی شکل میں جب ہجرت کرکے آئے تھے تو مقامی آبادی جو دراوڑ قوم کے تھے ان کو دہشت گردی سے تنگ کرکے آہستہ آہستہ شودر بنا دیا خود برہمن اور کھتری وغیرہ بن بیٹھے اور سازش سے ان پر حکمران پر حکمرانی کی۔ عام آبادی کو قوم در قوم تقسیم کر دیااور چھوت چھات کی بنیاد رکھی۔پُرانی دراوڑ آبادی جو زمین کے حقیقی مالک تھے کو تقسیم کرکے نچلے درجے کی قوم بنا دی۔ان کی زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا تھا ان سے کھیتی باڑی زبردستی چھین کر بے روزگار کر دیا۔ چھوت چھات کے نظام کے تحت ان اونچے درجے کی قوموں کو دوسری قوموں کی بستیوں سے علیحدہ آباد رہنے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ان سے نچلے درجے کے کام مزدوری، صفائی ستھرائی اور لیٹرینیں صاف کرنے کا کام لیا جاتا۔ان کو نجس سمجھا جاتا تھا ان کے پینے کے پانی کے کنویں الگ ہوتے۔ان کو عبادت کے لیے اپنے مندروں میں نہیں جانے دیتے۔ کسی کو انسانی سر سے ، کسی کو پیٹ اور کسی کو ٹانگوں سے تعبیر کرکے تفریق کی بنیاد رکھی۔اس طرح اونچی قوم کے لوگ نیچی قوم کے لوگوں پر ہر قسم کا ظلم روا رکھتے۔ اسی عرصے میں عرب کے اندر

ایک ایسا اسلامی انقلاب آیا جس میں کہا گیا کہ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔انسان ہونے کے ناتے تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو۔ سب انسانوں کے برابر کے حقوق تھے ۔اگر کسی کو کسی پر فضیلت ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے اور تقویٰ نام ہے اس دنیا میں اللہ سے ڈر کر زندگی گزارنے کا۔ محمد بن قاسم کی شکل میں دکھوں کی ماری ہندوستانی قوم پر جس تقویٰ پر عمل کرنے والی مسلمان قوم نے، اس کے ظالم راجہ دہر کے کرتوتوں کہ وجہ سے جب حملہ کیا تو انھوں نے شکر کیا اور راجہ کے بجائے مسلمانوں کو رحمت کا فرشتہ تصور کیا۔ اس کے بعد مسلمان ہندستان کے حکمران بن گئے اس لیے اُس وقت ہندو مسلمانوں پر ظلم نہیں کر سکتے تھے مسلمان کی یہ حالت لمبے عرصے تک رہی ۔ آہستہ آہستہ ہندوستان کی مظلوم قومیں اسلام میں جزب ہو گئیں کچھ نے بدھ مت مذہب اختیار کر لیا۔ اس روش کو روکنے کے لیے پھر ایک وقت آیا کہ ہندو لیڈر گاندھی جی نے اچھوتوں کی بستیوں میں رہنا شروع کیا مگر ذات پات کے ان مٹ تعصب کی وجہ سے گاندھی جی کو اس کی بھاری قیمت ادا کرنے پڑی اور ایک دہشت گرد کٹر ہندو نتھورام نے فائر کرکے اسے قتل کر دیا۔ مسلمانوں کی حکمرانی کے دور میں عام ہندو ان سے خوف زدہ رہتے اور ظلم نہیں کر سکے۔ ہندوستان میں جیسے ہی مسلمانوں کی حکومت ختم ہونے لگی ہندوؤں کے اندر بھرا ہوا پرانا تعصب پھر جاگ اُٹھا اور اُس وقت لے کر اب تک وہ مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ جو طریقہ دراوڑوں پر استعمال کیا تھا وہی مسلمانوں پر استعمال کرنا

شروع کیا۔ مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کر دی۔ سب سے زیادہ کشمیر کے مسلمانوں پر ظلم کیا گیا۔ کشمیر کے مسلمانوں کی سیاسی، سماجی، اور معاشی حالت بہت خراب تھی۔ ریاست کے دہشت گرد ڈوگرے حکمران نے مسلمانوں پر اتنا ظلم کیا جیسا ان کے آباؤ اجداد نے دراوڑوں پر کیا تھا دراوڑ تو کھانا پینا مل جانے کو ہی سب کچھ سمجھتے تھے جو انہیں برصغیر میں آسانی سے مل رہا تھا۔ اس وجہ سے ست روی کا شکار تھے اور شودر بننا گوارا کر لیا مگر مسلمان حکمرانوں کی اولاد اور جنگجو تھے جس کی وجہ سے احتجاج کرتے رہے اور اپنی حد تک مقابلہ کرتے رہے۔ ۱۸۴۶ء سے لیکر ۱۹۴۷ء سو سال ظلم و جبر، وہشت و سفاکیت سے عبارت ہے اور تاریخ انسانی کے ماتھے پر بدنماء داغ ہے۔ دہشت گرد ڈوگرا گلاب سنگھ بھمبر کشمیر کے ایک راجہ کے اصطبل میں چوکیدار تھا اور گلابو کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ طاقت اکٹھی کی اور دہشت گردی کرتے ہوئے راجہ کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد جیسے جیسے طاقت پکڑتا گیا۔ پھر سازش سے کشمیر کا حکمران بن بیٹھا اور بے رحم اور سفاک ہوتا گیا۔ مسلمانوں کو زندہ اُبلتے ہوئے تیل میں ڈلواتا۔ مسلمانوں کی کھالیں اتروا تا، کھال بھی پاؤں سے اترنا شروع کرواتا۔ مقصد یہ ہوتا کہ مسلمان آرام سے نہ مرے اور دوسرے مسلمان اس سفاکیت کو دیکھ کر سہم جائیں اپنے بیٹے سے کہتا حکومت کرنے کے یہ ڈھنگ ہیں۔ اس نے مسلمانوں کی جاگیریں ضبط کیں زرعی زمینیں اور ہر قسم کا مال متاع اپنے قبضے میں لے لیا۔ شادیوں پر ٹیکس لگائے۔ صبح سویرے کسی مسلمان پر نظر پڑتی تو

بدشگونی سمجھتا اور ایسے مسلمان کو قابل گردن زنی قرار دیتا۔ مہاراجہ کا پینے کا پانی چشمہ شاہی سے لایا جاتا اس پر کسی مسلمان کی نظر پڑھ جاتی تو پانی کو ناپاک سمجھتے ہوئے ضائع کر دیا جاتا۔ کیا دہشت گرد بھارت میں مسلمانوں سے یہ وہی برہمنوں والا دہشت گردی کا رویہ نہیں ہے جو اس سے قبل دراوڑوں کے ساتھ روا رکھا گیا تھا۔ دہشت گرد راجہ گلاب سنگھ کے زمانے میں گائے زبح کرنے والے مسلمان کے گلے میں رسی ڈال کر پتھروں پر گھسیٹا جاتا اس کے باوجود اگر اس کی زندگی کی کوئی رمق نظر آتی تو پھانسی پر لٹکا دیا جاتا۔ کیا آج دہشت گرد بھارت میں گائے زبح کرنے پر مسلمانوں کو قتل نہیں کیا جا رہا؟ صرف شک کی بنیاد پر کہ دہلی کے قریب ایک گاؤں میں ایک مسلمان کے گھر گائے کا گوشت رکھا ہوا ہے مندروں سے اعلان کیا گیا اور شیو سینا کے دہشت گردوں کے ہجوم نے ایک مسلمان کو بے قصور شہید کر دیا گیا۔ تحقیقی رپورٹ میں بتایا گیا کہ گوشت بکرے کا تھا۔ بلوا کرنے والوں شیو سینا کے غنڈوں نے یہ سب کچھ پہلے سے طے منصوبے کے تحت کیا۔ ایک اور مسلمان کو گائے ٹرک میں لے جانے پر قتل کر دیا گیا۔ کشمیر میں ظلم سہ سہ کر مسلمان تنگ آئے تو کشمیر سے ہجرت کرکے لاہور سے لیکر راولپنڈی تک آ کر آباد ہو گئے جو پرانے کشمیری کہلاتے ہیں۔ جموں میں دہشت گرد ہندوؤں نے ہزاروں مسلمانوں کو ایک جگہ اکھٹا ہونے کا کہا کہ تمہیں پاکستان بھیجنا چاہتے ہیں کئی بسوں میں مسلمانوں کو سوار کیا گیا ایک نہر کے کنارے سب کو اترنے کا کہا گیا اور اُن کو شہید کر

دیا گیا۔ اس طرح گجرات میں آر ایس ایس کے دہشت گرد بنیادی رکن اور وزیر اعلیٰ مودی نے اپنے پولیس کے ذریعے ڈھائی ہزار سے زائد مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا۔ بھارت میں دہشت گرد ہندو تنظیمیں مودی کو لائی ہی اس وعدے پر تھیں کہ مودی جیتنے کے بعد بھارت میں ہندوتوا کے پروگرام کو مکمل کریں گے۔ مودی اسی پر عمل کر رہا ہے۔ راشٹریہ سوائم سیوک سنگ (آر ایس ایس) کے ڈاکٹر موہن بھگت کی قیادت میں سنگھ پریوار، تمام جماعتوں نے مودی کی مدد کرنے سے پہلے وعدہ لیا تھا کہ وہ جیتنے کے بعد بھارت کو سیکولرازم سے ہٹا کر ایک ہندو ریاست بنائے گا۔ اب بھارت میں ہاٹ لائین قائم کر دی گئیں ہیں کہ کسی بھی ہوٹل میں کوئی میٹ کھا رہا تو فوراً وہاں دہشت گرد پہنچ جائیں گے اور گوشت کھانے والے اور ہوٹل کا تیا پائنچا کر دیں گے۔ بھارت اب میں انتہا پسند ہندوؤں اور دہشت گرد تنظیموں کا راج ہے پورے بھارت میں جنگی جنون پیدا کر دیا گیا ہے۔ ان حالات میں بھارت کا سیکولر آئین کچھ بھی نہیں کر رہا ہے بلکہ برائے نام رہ گیا ہے۔ مودی معاہدے کے تحت ان دہشت گردوں کی حمایت کر رہا ہے ان کو شہ دے رہا ہے لائن آف کنٹرول اور ورکنگ باؤنڈری پر اشتعال انگیزی کر رہا ہے۔ دہشت گردوں کی حمایت کر رہا ہے کیوں کہ وہ خود ایک دہشت گرد تنظیم بنیادی کارکن ہے۔

قارئین ! ان حالات میں امن پسند دنیا کو بھارت کی نام نہاد سیکولر حکومت جو

ایک مذہبی جنونی دہشت گرد حکومت میں تبدیل کر دی گئی ہے کو رائے راست پر لانے کے فوری اقدام کرنے ہوں گے ورنہ بھارت کا جنگی جنون ایک ایٹمی جنگ میں کہیں تبدیل نہ ہو جائے جو دنیا کی تباہی کی طرف لے جانے کا پہلا قدم ہو گا اللہ دنیا کو ایٹمی تباہ کاری سے بچائے آمین۔

ہماری ویب رائٹرز کلب کی طرف سے پروفیسر سحر انصاری کے اعزاز میں تقریب

ہماری ویب سائٹ کراچی کے سربراہ اور رائٹرز کلب کے چیئرمین جناب ابرار احمد صاحب نے پروفیسر سحر انصاری کو حکومت پاکستان کی طرف سے ان کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں ''ستارہ امتیاز'' دیے جانے پر پر وقار تقریب کا، کراچی کے ایک مقامی ہوٹل میں اہتمام کیا۔اس موقع پر افتتاحی خطاب کرتے ہوئے جناب ابرار احمد صاحب چیئرمین ہماری ویب رائٹرز کلب کے قیام کے اغراز و مقاصد بیان کئے اور رائٹرز کلب کے کالم نگار خواتین و حضرات ممبران کو تقریب میں شرکت پر خوش آمدید کہا۔ رائٹرز کلب کے صدر جناب ڈاکر رئیس احمد صمدانی صاحب نے سحر انصاری صاحب کا تعارف مختصر الفاظ میں بیان کیا اور ان کی ادبی اور اردو کی خدمات کو سراہا۔ اس تقریب میں سیکرٹری کے فرائض جناب عطا محمد تبسم صاحب منیجر سنسر آج ٹی وی اور معروف کالم نگار اور سینئر صحافی جو ہماری ویب رائٹرز کلب کے سیکرٹری جنرل بھی ہیں نے ادا کئے۔ اس موقع پر صدارتی تقریر کرتے ہوئے پروفیسر سحر انصاری صاحب نے فرمایا،ابرار احمد کو اردو کی خدمت کرنے والے اداروں سے وابستہ دیکھ کر خوشی محسوس ہوتی ہے۔ ابرار احمد صاحب چیئرمین رائٹرز کلب نے جناب سحر انصاری صاحب سے رائٹرز کلب کی سرپرستی قبول کرنی کی درخواست کی جس کو جناب سحر انصاری صاحب نے بخوشی قبول کرنے کی

رضا مندی ظاہر کی جس پر پوری تقریب میں موجود رائٹرز کلب کے عہداداروں اور ہماری ویب کے اسٹاف اور خواتین و حضرات لکھاریوں نے مسرت کا اظہار کیا۔ ہماری ویب نے قیام کے وقت سے ہی کالم نگاروں کی حوصلہ افزائی کے لیے اقدامات کرتی رہی ہے۔ ہماری ویب کے سربراہ جناب ابرار احمد کراچی کے کالم نگاروں کی ہمت افزائی کے لیے انہیں گاہے بگاہے ہماری ویب کے دفتر میں بلا کر ان کو مشوروں میں شامل کرتے رہے ہیں۔ مستقل اور بہترین لکھنے والوں کو سرٹیفکیٹ سے بھی نوازتے رہے ہیں۔ ہماری ویب کے لکھاریوں کو تحائف بھی پیش کرتے رہے ہیں۔ رائٹرز کلب کے کالم نگار بھی ہماری ویب کو اپنی ویب سمجھتے ہوئے سفارشات پیش کرتے رہے۔ کالم نگاروں کے کالم ہماری ویب میں شائع ہوتے ہی کالم نگاروں کو ای میل کے ذریعے آگاہ کیا جاتا۔ ان کے مضامین پر تبصروں سے بھی آگاہ کیا جاتا رہا ہے۔ جہاں تک ہماری ویب کی کارکردگی کا سوال ہے تو آج ہماری ویب میں لکھنے والے ملکی اور غیر ملکی کالم نگاروں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ ہماری ویب آج پوری دنیا میں نہ صرف اردو بلکہ اسلامی معلومات، تعلیمات، خبروں، فیچرز، انٹرویوز، مضامین، شاعری اور دیگر موضوعات پر اطلاعات اور معلومات کی فراہمی میں اولیت رکھتی ہے۔ ہماری ویب کا اعزاز یہ بھی ہے کہ اس نے اردو مضامین لکھنے والوں کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ پندرہ ہزار سے زائد آن لائن لکھنے والوں کو ایک پلیٹ فارم بھی مہیا کیا جس پر وہ آزادی اور آسانی سے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے

ہیں۔ تقریب میں بتایا گیا کہ اس ویب پر اردو مضامین جو مختلف موضوعات پر ہیں ان کی تعداد ایک لاکھ دس ہزار ہے۔اس ویب کو سالانہ دو کروڑ پچاس لاکھ وزیٹرز وزٹ کرتے ہیں۔اس ویب کے سربراہ نے پاکستان بھر کے لکھنے والوں کے لیے رائٹرز کلب کی بنیاد رکھی ہے جس میں پاکستان کا کوئی بھی خاتون و مرد کالم نگار شامل ہو سکتا ہے۔ ہماری ویب کے منتظمین نے کالم نگاروں کے مضمون اس ترتیب سے ہماری ویب میں رکھے ہیں کہ اوّل تا آخر مضمون کو بہ آسانی ایک وزٹ میں پڑھا جا سکتا ہے۔اس سے قبل اسی سال اپریل کے مہینے میں بھی کراچی آرٹ کونسل میں ایک تقریب جناب سحر انصاری کی صدارت میں منعقد کی گئی تھی۔اس تقریب میں ہماری ویب کی طرف سے تیار کی گئی پندرہ لکھاریوں کی ای بکس کی رونمائی کے گئی تھی۔آج پھر اس تقریب میں ہماری ویب رائٹرز کلب کے مذید پندرہ لکھاریوں کی ای بکس کی رونمائی بھی کی گئی۔ یہ سلسلہ ان شاءاللہ جاری رہے گا۔ تقریب میں رائٹرز کلب کے عبوری عہدیداروں کو ہمارے ویب رائٹرز کلب کے شناختی ٹیگ بھی پیش کئے گئے۔ متعدد میٹنگ اور مشواروں کے بعد ۔اسی سال ۱۰ جنوری کو ہماری ویب رائٹرز کلب کی بنیاد رکھی گئی تھی

اس میں ہماری ویب رائٹرز کلب کے اغراض و مقاصد طے گئے گئے تھے۔ادبی، ثقافتی اور تعلیمی سرگرمیوں کے فروغ اور ترقی کے لیے پاکستان بے شمار ادارے کام کر رہے ہیں ضرروت اس امر کی تھی کہ آن لائن لکھنے والوں کی رہنمائی اور حوصلہ

افزائی کا کوئی ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو ایسے مصنفین کی رہنمائی کرے جو آن لائن لکھتے ہوں یا لکھنے کی خواہش رکھتے ہوں اس کمی کو پاکستان میں قائم اردو کے سب سے بڑے ویب پورٹل ''ہماری ویب'' نے پورا کر دیا۔ اس میں عبوری عہدیداروں کا تقرر کیا گیا تھا اور طے کیا گیا تھا کہ آئندہ با قاعدہ الیکشن منعقد کئے جائیں گے جس میں عہداداروں کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔ جناب ابرار احمد صاحب سربراہ ہماری ویب کو رائٹرز کلب کا چیئر مین تجویز کیا گیا تھا۔اس کے بعد ان کے زیر صدارت رائٹرز کلب کی فلاح وبہبود کے لیے متعدد میٹنگ ہماری ویب کے دفتر میں منعقد کی گئیں جس میں رائٹرز کلب کے منتخب عہدادروں کے چناؤ کے لیے بھی سوچا گیا تھا۔ اب اس تقریب میں یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ ان شاء اللہ جنوری ۲۰۱۶ء میں رائٹرز کلب کے با قاعدہ انتخابات ہونگے جس میں رائٹرز کلب کو چلانے کے لیے عہدہ داروں کا انتخاب کیا جائے گا۔ آخر میں ایک پر تکلف ظہرانے کے بعد اس تقریب کا اختتام ہوا۔

بھارتی ایٹمی ہتھیار دہشت گرد کے ہاتھوں میں !

کسی متعصب بھارتی دانشور کا تجزیہ پڑھا تھا کہ بھارت اور پاکستان کے مسائل کا حل یہ ہے کہ بھارت پاکستان کو ختم کر دے یا پاکستان بھارت کو ختم کر دے۔ گمان ہے کہ اس بھارتی دانشور کے ذہن میں یہ حقیقت ہو گی کہ بھارت تو پاکستان سے چھ گناہ بڑا ہے وہ ہی پاکستان کو ختم کر سکتا ہے۔ کیا بھارت اسی پالیسی پر اکھنڈ کے بھارت کے تصور کے تحت اپنے تعلیمی نصاب میں پاکستان اور افغانستان کو بھارت میں شامل کر کے اپنی نسل کو اس مفروضے پر تیار کر رہا ہے۔ کیا یہ مفروضہ وہ ہی نہیں ہے جس کو پاکستان بنتے وقت سوچا گیا تھا جس میں بھارتی لیڈر شپ کے ساتھ ساتھ برطانیہ کے اس وقت کے وزیر اعظم اٹلی نے بھی کہا تھا کہ پاکستان قائم نہیں رہ سکے گا۔ کیا اس میں وہ مکالمہ بھی شامل کر لیا جائے جو قائد اعظمؒ اور لارڈ مونٹ بیٹن کے درمیان پاکستان اور بھارت کا مشترکہ گورنر جنرل بننے کی خواہش کے وقت ہوا تھا تو اسی ذہنیت کی وجہ سے قائد اعظمؒ نے موؤنٹ بیٹن کو پاکستان کا پہلا گورنر جنرل بننے سے منع کر دیا تھا۔ موؤنٹ بیٹن نے قائدؒ سے کہا تھا کہ تمہیں معلوم ہے اس کی کیا قیمت دینی پڑے گی تو قائدؒ نے کہا تھا کہ معلوم ہے شاید پاکستان کے سرمائے سے چند کروڑ کی محرومی۔ اُس نے کہا، نہیں تمام سرمایوں اور پاکستان سے بھی محرومی (یوسف صراف

کشمیر فائٹ فار فاریڈم" فیرز سنز راولپنڈی صفحہ ۴۳۷) اسی سازشی ذہن کے تحت"
برطانیہ نے بھارت کو پاکستان کی شہ رگ پر قبضہ کرایا گیا تھا۔ برطانیہ میں مقیم دہشت
گرد الطاف جو کراچی میں دہشت گردی کراتا ہے کو ایم آئی سیکس کا مہمان کہا گیا ہے۔
بلوچستان کی علیحدگی کی تحریک چلانے والے لندن میں بیٹھے ہیں۔ اسی شہ کی وجہ سے
اب تک پاکستان کو ختم کرنے کے لیے بھارت نے بشمول بنگلہ دیش بننے کی تحریک کی تمام
میں آدھا پاکستان ختم کرنے میں بھارت کامیاب بھی ہو گیا ہے۔ اسی سازش کے تحت
پاکستان کے دریاؤں کے رخ موڑ کر، درجنوں ناجائز ڈیم بنا کر پاکستان کے پانیوں کو
بھارت کے دوسرے صوبوں کی طرف موڑ دیا گیا ہے اور پاکستان میں قحط سالی پیدا
کرنے اور بارشوں کے زمانے میں ان ہی ڈیموں سے پانی چھوڑ کر پاکستان میں سیلابی
کیفیت پیدا کرنے کی پلاننگ ہے۔ کیا بھارت نے بین الاقوامی قوانین کی خلاف وردی
کرتے مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے اور اسے بنگلہ دیش بنانے میں بھارت فوجوں کو
استعمال نہیں کیا۔ مودی نے خود بنگلہ دیش کے دورے کے دوران اعلان کیا کہ بھارت
نے پاکستان توڑا ہے اسی سلسلے کی کڑی نہیں ہے۔ یہ تو سب کاروائیاں نام نہاد
سیکولر بھارت کے زمانے ہیں ہوئیں۔ اب بھارت میں ہندواتا کی دہشت گرد مودی
حکومت ہے۔ مودی دہشت گرد تنظیم کا بنیادی رکن ہے۔ اس لیے جیسے ہی وہ جب ایک
صوبے کا وزیر اعلیٰ منتخب ہوا اس نے مسلمانوں کے خلاف دہشت گرد کاروائی کی۔ جس
میں ۲۵۰۰ سے زیادہ مسلمان بشمول بچے بچیاں اور خواتین کو بے دردی سے قتل کیا گیا
غنڈوں اور مودی سرکار کی پولیس

کی ملی بگھت کے تحت ہوئی تھی۔ جس پر امریکی حکومت نے مودی کو دہشت گرد تسلیم کرتے ہوئے اس کا امریکا میں داخلہ بند کر دیا تھا۔ مودی کو بھارت کی سنگھ پریوار کی تمام جماعتوں، راشٹریہ سوائم سیوک سنگھ (آر ایس ایس)، شیو سینا، بجرنگ دل، ویشوا ہندو پریشد دہشت گرد تنظیموں نے اس معاہدے کے تحت کامیاب کروایا تھا کہ وہ بھارت کا وزیر اعظم بن کر بھارت کی سیکولر حکومت ختم کرکے ہندو مذہبی حکومت قائم کرے گا جس پر مودی عمل کر رہا ہے اور بھارت میں دہشت گردی جاری ہے۔ بھارت کے سیکولر آئین میں تمام مذاہب کو دیے گئے حقوق کے مطابق مسلمانوں کی مذہبی آزادی دہشت گردی سے سلب کر لی گئی ہے۔ ایک مسلمان کو اس شک کی بنیاد پر دہلی کے قریب گاؤں میں مندروں سے اعلان کرکے کہ اس کے گھر میں گائے کا گوشت رکھا ہوا پتھر مار مار کر ختم کر دیا گیا۔ اس پر حکومت نے انکواری کمیٹی بنائی جس نے تحقیق کے بعد رپورٹ جاری کی کہ گوشت گائے کا نہیں بکرے کا تھا اور شیو سینا کے دہشت گردوں نے پہلے سے پلان بنا کر اس مسلمان کو شہید کیا ہے۔ ایک مسلمان جو اپنے ٹرک میں گائے کہیں ٹرانسپورٹ کر رہا تھا کو پکڑ کر شہید کر دیا گیا۔ ایک مسلمان کو زبردستی ایک کیمپ میں رکھ کر ہندو بنایا گیا۔ گھر واپسی اسکیم کے تحت مسلمانوں کو پورے ہندوستان میں واپس ہندو بنانے کی اسکیم پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ پاکستان سے مذاکرات کے دروازے بند کر دیے گئے۔ پاکستانی کرکٹ والوں کو بلا کر واپس کر دیا گیا۔ غزل گانے والے کو بھارت نہیں آنے دیا بلکہ ایک بھارت

کے غزل گو نے کہا کہ میں تو پاکستان غزل گانے نہیں جاتا پاکستان سے غزل گو کیوں بھارت آتے ہیں۔ ایک پاکستانی لکھاری کتاب جس کی رونمائی کے لیے کلکرنی صاحب نے بمبئی بلایا تھا۔ اپنے ہی میز بان جس نے بھارت کے جھنڈے کا لباس پہنا ہوا تھا اس کے منہ پر کالک مل کر بھارت کے سیکولر چہرے پر کالک مل دی۔ مودی سرکار میں ایسے واقعات تیزی سے ہو رہے ہیں آج ہی اخبارت میں خبر لگی ہے کہ شید سینا نے کہا کہ ہمیں ایسے واقعات پر کوئی شرمندگی نہیں۔ شرمندگی کیسی یہ تو آپ کے ایجنڈے پر چل کر مودی کر رہے اور کرتے رہیں گے۔ اس لیے ذرائع اس بات پر زور دے رہیں کہ بھارت کے ایٹمی اثاثے بھارت کی دہشت گرد تنظیموں کے سردار مودی دہشت گرد کے ہاتھ لگ گئے ہیں جس سے وہ پاکستان دشمنی میں کسی بھی وقت استعمال کر سکتا ہے۔ پاکستان بھی ایٹمی قوت ہے۔ جس سے انسانیت کی مکمل تباہی میں دیر نہیں لگے گی۔ اسی بنا پر بھارت کے تاریخ دان، صحافی، ادیب اور سیکولر ذہن رکھنے والے حضرات نے احتجاج کرتے ہوئے بھارت کے قومی ایوارڈ واپس کرنا شروع کر دیے ہیں۔ فلمساز بھٹ نے بھی دہشت گردی کی مذمت کی ہے۔ شاہ رخ خان (گنگ خان) نے بھی ایوراڈ واپس کرنے کو کہا ہے۔ کیا آزاد دنیا کو بھارت کی دہشت گرد تنظیموں کے سربراہ کی دہشت گرد کاروائیں نظر نہیں آ رہیں۔ اس نے پاکستان کے ساتھ مذاکرات بند کر دیے ہیں۔ ورگنگ بائنڈری اور لائین آف کنٹرول پر بلا اشتعال بمباری کرکے درجنوں پاکستانی شہریوں کو شہید کر چکا ہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے پیش کردہ

امن کے نکات پر رضا مندی کے بجائے پاکستان پر دہشت گردی کے الزام لگا رہا ہے۔ جب پاکستان میں دہشت گردوں کے خلاف آزاد دنیا واویلا کرتی تھی کہ ایٹمی اثاثے ان کے ہاتھ نہ لگ جائیں اب تو بھارت میں دہشتگردوں کے ہاتھ ایٹمی اثاثے لگ گئے ہیں۔ پاکستان دشمنی میں کسی وقت بھی انہیں استعمال میں لا سکتے ہیں آزاد دنیا آنکھیں بند نہ کرے ورنہ تاریخ انہیں معاف نہیں کرے گی۔ اب کیا یہ سب دہشت گردی بھارت میں نظر نہیں آتی یا گریٹ گیم کے تحت صرف پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کے خلاف بات کی جاتی ہے اب بھی گریٹ گیم کے سربراہ امریکا بہادر کو پاکستان کے ہی ایٹمی اثاثوں کی فکر ہے کیا بھارت کے اثاثے جو دہشت گردوں کے ہاتھ پہنچ چکے ہیں ان کی فکر نہیں ہے؟ پاکستان نے ضرب عضب کی کاروائیوں کے تحت دہشت گردی کو قریب قریب ختم کر دی ہے جس پر پوری آزاد پر امن دنیا اس کی تعریف کر رہی ہے۔ پاکستان نے کہا کہ پاکستان ایک ذمہ دار پر امن ملک ہے اس کے ایٹمی اثاثوں کا کنٹرول مضبوط نظام کے تحت محفوظ ہے۔ آزاد دنیا کو بھارت کے ایٹمی ہتھیار جو دہشت گردوں کے ہاتھوں میں ہیں کی فکر کرنی چاہیے۔

مسئلہ فلسطین بلفور ڈیکلیریشن لڑائی کی جڑ!

دنیا میں جہاں دوسرے مسلمان خطوں میں برطانیہ کی مکاری کی وجہ سے مسلمان عذاب میں مبتلا ہیں ان میں سب سے بڑا مسئلہ فلسطین بھی ہے۔ ہندستان کی تقسیم کے وقت کشمیر کو جانے والے واحد زمینی راستہ بھارت کو دے کر تنازہ کشمیر کی بھی بنیاد رکھی گئی۔ڈیورنڈ لین معاہدہ میں مسلمان پٹھان آبادی کو دو حصوں میں تقسیم کرکے پاکستان اورافغانستان تنازہ کی بنیادرکھی گئی۔ سو سال پہلے بلفور ڈیکلیریشن کے ذریعے فلسطینیوں اور یہودیوں کے درمیان لڑائی کی بنیاد رکھی گئی۔ فلسطین کو تقسیم کرکے عرب مسلمان علاقوں پر اسرائیل کو مسلط کر دیا گیا۔اسرائیل کا قیام بلفور معاہدہ تاریخ انسانی کا سنگین جرم تھا۔اب جب ٹونی بلیئر عراق پر یلغار کو اپنی غلطی مان رہا ہے تو برطانیہ کو اس سنگین غلطیاں کو بھی تسلیم کرکے مسئلہ کشمیر اورمسئلہ فلسطین کو بھی حل کرنے میں مدد کرنی چاہیے۔ اس تجزیہ کے مطابق بلفور ڈیکلیریشن کے تحت تقسیم فلسطین کے شرمناک اعلان کی تمام تر ذمے داری برطانیہ پر عائد ہوتی ہے۔ پھر دنیا بھر سے یہودی ہجرت کرکے فلسطین آنے لگے جو آج تک جاری ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ دریائے دجلہ سے دریائے فرات تک ہمارا علاقہ ہے یہ نعرہ اسرائیل کی پارلیمنٹ کی دیوار پر کندہ ہے۔ فلسطینیوں کی زمینوں کو زبردستی چھین کر اُس پر یہودی بستیاں

بسانا اب بھی جاری ہے۔اقوام متحدہ کی فلسطینیوں کے حق میں لا تعداد قراردادوں کے باوجود اسرائیل ان پر عمل نہیں کر رہا۔امریکا ہمیشہ اسرائیل کے خلاف اقوام متحدہ کی قراردادوں کو اپنا ویٹو پاور استعمال کرکے عمل سے روک دیتا ہے اس لیے دنیا میں مشہور ہے کہ اسرائیل امریکا کا ناجائز بچہ ہے۔اب مغرب کی لونڈی اقوام متحدہ، فلسطینیوں پر دباؤ ڈال کر، صہیونی ریاست کو تسلیم کرانے کی ناجائز کوشش کر رہی ہے۔ اس تناظر میں فلسطینی تحریک مزاحمت نے اس مذموم معاہدے کے سو سال پورے ہونے کے تاریخی موقعہ پر اپنی آزادی کی جد وجہد کو تیز تر کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ تحریک انتفاضہ شروع کرنے پر فلسطینی قوم مبارک کی مستحق ہے۔ فلسطین کی مزاحمتی تحریک حماس نے تقسیم فلسطین اور عرب علاقوں میں اسرائیلی ریاست کے قیام کی سازش کے لیے طے پائے اعلان بلفور کو انسانی تاریخ کا سنگین جرم قرار دیتے ہوئے برطانیہ پر زور دیا ہے کہ وہ اخلاقی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے، بلفور ڈیکلیریشن کرانے کا اپنا قصور تسلیم کرے۔اعلان بلفور باطل فیصلہ تھا جس کے نتیجے میں فلسطینیوں کے بنیادی حقوق چھین لیے گئے تھے آج فلسطین اپنے وطن کی آزادی کے لیے تاریخی جد و جہد کر رہے ہیں یہ جد وجہد منزل کے حصول تک جاری رہے گی۔ حماس کا کہنا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ کسی مظلوم قوم کے حقوق ساقط نہیں ہوتے۔ فلسطینی عوام اپنے جائز حقوق کے لیے ہر جگہ ہر موقعہ پر اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ فلسطینی قوم اتنی مدت گزر جانے کے بعد بھی اپنے اوپر

ڈھائے جانے والے مظالم کو نہیں بھولی ہے اور بھرپور طریقے سے نہ ختم ہونے والی جدو جہد آزادی کو جاری رکھی ہوئے ہے۔ یہودی ہزاروں سالوں سے دنیا بھر میں پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں کہ فلسطین ان کا آبائی وطن ہے۔ جبکہ ان کی یہ بات تاریخی طور پر غلط ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ فلسطین یہودیوں کا آبائی وطن قطعاً نہیں ہے۔ جب یہودی بنی اسرائیل تھے یعنی یہودی نہیں بنے تھے اس وقت تقریباً تیرہ سو برس قبل مسیح میں وہ فلسطین میں داخل ہوئے تھے۔ خود بائیبل میں یہ ذکر موجود ہے کہ اس وقت فلسطین کے اصل باشندے دوسرے لوگ تھے۔ بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے فلسطین کے اصل باشندوں کو قتل کیا اور اس سرزمین پر قبضہ کیا تھا۔ اسرائیلیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ خدا نے یہ ملک ان کو میراث میں دیا ہے یہ اسی طرح ہے کو فنا کرکے امریکہ پر قبضہ کیا تھا۔ (red indians) جیسے فرنگیوں نے سرخ ہندیوں جس طرح برصغیر میں وسط ایشاء سے آئی ہوئی قوم نے برصغیر کے قدیمی آبادی دراوڑ کو قتل و غارت کے بعد خود کو ہندو کہہ کر ہندوستان کے مالک بن بیٹھے اور دراوڑوں کو اچھوت بنا دیا۔ جس ہیکل سلیمانی پر یہودی دعویٰ کرتے ہیں یہ دسویں صدی قبل مسیح میں حضرت سیلمانؑ نے تعمیر کرایا تھا۔ پہلے آٹھویں صدی قبل مسیح اسیریا نے شمالی فلسطین پر قبضہ کرکے اسرائیلیوں کا قلع قمع کیا تھا اور عربی النسل قوموں کو آباد کیا تھا۔ پھر چھٹی صدی قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بخت نصر نے جنوبی فلسطین پر قبضہ کرکے تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔ طویل مدت

کی جلاوطنی کے بعد ایرانیوں کے دور میں یہودیوں کو پھر جنوبی فلسطین میں آباد ہونے کا موقع ملا۔ یہودیوں نے ۷۰ء میں رومی (عیسائی) سلطنت کے خلاف بغاوت کی، جس کی پاداش میں رومیوں نے ہیکل سلیمانی کو مسمار کرکے کھنڈرات میں تبدیل کردیا۔ ۱۳۵ء میں رومیوں نے پورے فلسطین سے یہودیوں کو نکال دیا۔اس کے بعد فلسطین میں عربی النسل لوگ آباد ہو گئے۔ جیسے وہ آٹھ سو برس پہلے آباد ہوئے تھے۔اسلام کے آنے سے پہلے فلسطین میں یہی عربی قبائل آباد تھے۔ فلسطین میں یہودیوں کی آبادی قریب قریب بالکل ناپید تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک تو یہودی ابتدا میں قدیمی آبادی کی نسل کُشی کرکے فلسطین میں زبردستی آباد ہوئے تھے۔دوم شمالی فلسطین میں چار سو برس اور جنوبی فلسطین میں کل آٹھ سو برس رہے۔ جبکہ عرب شمالی فلسطین میں ڈھائی ہزار سال اور جنوبی فلسطین میں دو ہزار سال سے آباد چلے آ رہے ہیں۔اس کے باوجود یہودی کہتے ہیں کہ فلسطین ان کے باپ دادا کی میراث ہے جبکہ یہ تاریخی فراڈ ہے۔ یہودی کہتے ہیں ان کو حق ہے کہ فلسطین کے قدیم باشندوں کو اسی طرح نکال باہر کریں اور خود ان کی جگہ پر بس جائیں جس طرح تیرہ سو برس قبل مسیح میں انہوں نے کیا تھا یعنی قدیم باشندوں کو فلسطین سے زبردستی نکال دیا تھا۔جب عرب میں اسلام پھیلا تو فلسطین کی ڈھائی ہزار پرانی عرب آبادی مسلمان ہو گئی اور اب تک وہاں آباد ہیں۔ یہودیوں کے ٹریک ریکارڈ کی بنا پر اس کو اللہ تعالیٰ نے دھتکاری ہوئی قوم قرار دیا ہے۔ یہ اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے

ہمیشہ تتر بتر رہی ہے یہ ہمیشہ اپنے محسنوں سے غداری کے مرتکب ہوئے ہیں۔ غداری کی وجہ سے ہٹلر (عیسائی) نے ان کو اس قدر قتل کیا جسے یہودی ہولوکاسٹ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اسلام کے غلبے کے دور میں دنیا میں انہیں مسلمان سلطنتوں میں سکون نصیب ہوا جس کا ذکر یہ خود کرتے ہیں جو تاریخ کے صفحوں میں درج ہے۔ اب فلسطینی مسلمانوں پر ظلم و ستم کرکے اُن کو اپنے وطن اور گھروں سے بے دخل کرکے محسن کشی کر رہے ہیں۔ اب اپنی شیطانی عادتوں، جس کے ذکر سے قرآن بھرا پڑا ہے، فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ فلسطینی مسلمانوں کو جو فلسطین کے قدیمی باشندے ہیں، ظلم کی انتہا کرکے اُن کو وطن سے بے دخل کر دیا۔ اُن کی زمینوں پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ ان کے مکانات کو بلڈوزروں سے مسمار کر دیا ہے۔ جو مسلمان اِن کے ظلم ستم کے باوجود فلسطین میں موجود ہیں ان کا محاسرہ کیا ہوا ہے اِن سے جینے کا حق بھی چھین لیا ہے۔ کوئی اِن کو انسانی ہمدردی سے کھانے پینے کی اشیا پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو اُنہیں غزہ کے محصورین تک پہنچنے سے پہلے ہی بین الاقوامی سمندر میں حملہ کرکے واپس جانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ زمینی راستہ جو مصر یا اردن کی طرف ہے وہاں سے بھی کھانے پینے تک کی اشیا بھی نہیں آنے دیتے۔ اِس سے یہودی چاہتے ہیں کہ فلسطینی مسلمانوں کو اتنا تنگ کرو کہ وہ فلسطین سے کہیں اور ہجرت کر جائیں۔ مسجد اقصیٰ جو مسلمانوں میں مکہ اور مدینہ کے بعد احترام کی جگہ ہے جس جگہ سے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی

علیہ وسلم نے معراج کے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔اسی مسجد میں آپؐ نے تمام انبیاء کی امامت کی تھی اور امام الانبیاء کہلائے گئے تھے۔مسلمانوں کی مقدس مسجد اقصیٰ پر یہودیوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔آئے روز مسجد اقصیٰ میں یہودیوں کے فوجی مسلمانوں کو کبھی شہید کرتے ہیں کبھی گیس کے شل مار کر اور کبھی حواس گم کرنے والے بم اور ربڑ کی گولیاں چلا کر زخمی کرتے ہیں۔قارئین ! فلسطینی تو فلسطین،بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لیے سو برس ڈٹے ہوئے ہیں مگر مسلمان حکومتوں کے امریکی پٹھو حکمران ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔عجیب اتفاق ہے کہ کشمیر اور فلسطین میں ٹینکوں اور بموں کے مقابلے میں مظلوم پتھر اور غلیلوں سے آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔دیکھتے ہیں کہ عالم انسانیت کی انسانیت کب جاگتی ہے۔بہر حال برطانیہ کا ناجائز مسلط کردہ بلفور ڈیکلریشن ہی فلسطین میں لڑائی کی جڑ ہے۔

مودی کا دورہ مقبوضہ کشمیر

دہشت گرد مودی ۷ اکتوبر کو مقبوضہ کشمیر کے دورے پر گئے۔ وہاں پر اُس نے متنازہ بگیہار ۴۵۰ میگاواٹ ہائیڈل پاور پروجیکٹ کے دوسرے محلے کا افتتاح کرنا ہے۔ بگیہار ڈیم مقبوضہ کشمیر میں چندر کوٹ کے علاقے میں دریائے چناب پر بنایا گیا ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان سندھ تاس معاہدے کے مطابق دریائے بیاس، راوی، چناب بھارت کو اور جہلم سندھ پاکستان کے حصے میں آئے تھے۔ اُس معاہدے کے تحت بھارت ایک حد تک دریائے چناب پر ڈیم بنا سکتا ہے لیکن اس حد سے ہٹ کر نہیں بنا سکتا۔ بھارت نے بین لاقوامی معاہدے کی اس شق کو ایک طرف رکھ کر دریائے چناب پر بگیہار ڈیم بنایا ہے۔ اس بین لاقوامی معاہدے کی خلاف ورزی پر پاکستان نے بین لاقوامی کورٹ میں جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ تو ہوئی ناجائز ڈیم کی بات، مودی مقبوضہ کشمیر میں اُس وقت دورہ کر رہے ہیں جب اس کی دہشت گرد انتہا پسند جماعت آر ایس ایس جس کے وہ بنیادی رکن ہیں، نے ۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو جموں کے مظلوم مسلمانوں کو دھوکے سے تہ تیغ کیا تھا۔ جموں میں اعلان کرایا گیا تھا کہ مسلمان پولیس لین میں جمع ہو جائیں انہیں پاکستان بھجوانا ہے قریب پچاس بسوں میں مسلمانوں کو سوار کرایا گیا اور پاکستان کی سرحد کے قریب ایک ندی کے کنارے بسوں سے اُتار کر آر ایس ایس کے دہشت گردوں نے اُن

مظلوم جموں کے کشمیریوں کو شہید کر دیا گیا۔ اس سے آر ایس ایس دہشت گرد تنظیم کے ہاتھوں جموں کے شہدا کی کل تعداد دو لاکھ تک پہنچ گئی ۔ مسلمان خواتین کو اغوا کر لیا گیا جس کی ایک الگ داستان ہے۔ اس سازش سے قبل آر ایس ایس کے کارکنوں کو چار مندروں کے پیچھے ایک میدان میں دہشت گردی کی تین دن کی ٹریننگ دی گئی تھی اس سفاکانہ قتل عام میں ریاست پٹیالہ اور کپور تھلہ کے ہندو انتہا پسند راجاؤں کی پولیس بھی شامل تھی۔ اس واقعے کو کشمیری دکھ بھری داستان کے طور پر ہر سال ۷، نومبر کو مناتے ہیں ۔ اس دفعہ بھی کشمیری یہ دکھ و رنج کا دن منا رہے ہیں۔ ذرا دہشت گرد مودی کی سوچ پر غور کریں کہ کون سے دن کا چناؤ کیا ہے۔ کیا دہشت گرد مودی کشمیری مسلمانوں کے زخموں پر مرچیں چھڑکنا چاہتا ہے؟ کیا اس سے آگے پیچھے کسی دن کا چناؤ نہیں کیا جا سکتا تھا؟ اس کے دورے کے اعلان پر حریت کانفرنس کے قائد جناب سید علی گیلانی نے سری نگر میں ملین مارچ کا اعلان کر دیا تھا۔ کارکنوں کو سلوگن دیا گیا کہ ''ٹی آر سی'' چلو تاکہ بھارت کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کیا جا سکے۔ کشمیریوں کے ملین مارچ کو ناکام بنانے کے لیے بھارت فورسز نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی۔ بھارتی لابی اینٹی مودی ملین مارچ سے بوکھلا گئی اور حکومت نے ریاست کو عملاً جیل میں تبدیل کر دیا۔ علی گیلانی ، میر واعظ ، شبیر شاہ اور یاسین ملک کو نظر بند کر دیا گیا تقریباً دو ہزار کشمیری رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ پوری وادی میں غیر اعلانیہ کرفیو لگا دیا گیا۔ شیر کشمیر

اسٹیڈیم کی سیکورٹی کے لیے ہزاروں سیکورٹی اہلکار کو تعینات کر دیا گیا۔ فوجی گاڑیوں پر خفیہ کیمرے نصب کر دیے گئے۔ کشمیر یونیورسٹی کے امتحانات ملتوی کر دیے گئے۔ ریل بند کر دی گئی۔ عام گاڑیوں کی آمدورفت بند کر دی گئی۔ سری نگر آنے کے سارے راستے سیل کر دیے گئے۔ جامع مسجد، خانکا معلی اور دیگر بڑی مساجد سیل کر دی گئیں۔ اس موقعہ پر بھارتی سپریم کورٹ میں آرٹیکل ۳۵۰اے [illegible] وکلا محمد شفیع ایش اور راشد اندابی کو سری نگر ایئر پورٹ پر گرفتار کر لیا گیا۔ ان حالات میں مقبوضہ کشمیر کی ہائی کورٹ بار نے حکومت کے غیر قانونی اقدام، جس میں کشمیریوں کی پکڑ دھکڑ پر ہڑتال کا اعلان کیا اور کہا کہ عالمی برادری اور اقوام متحدہ نہتے کشمیریوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور بھارت کی ۷ لاکھ فوج اور خفیہ ایجنسیوں کی من مانیوں کا نوٹس لے۔ اس موقعہ پر علی گیلانی اور میر واعظ نے کہا کہ مودی کو چاہیے کہ اٹل بہاری واجپائی کی طرح مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی شروعات کریں۔ اتنی سختی کے باجود سری نگر میں جلوس کی قیادت کرنے پر ممبر اسمبلی انجینئر رشید کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس جلوس میں دہشت گرد مودی کے دورے کے خلاف نعرے لگائے گئے لاٹھی چارج، آنسو گیس اور فائرنگ سے ایک نوجوان ہلاک ہو گیا۔ احتجاج کرتے ہوئے کالے احتجاجی بینرز لگائے گئے۔ کالے غبارے ہوا میں چھوڑے گئے۔ ادھر اسلام آباد پاکستان میں کشمیریوں نے آج کے دن کے حوالے سے اقوام متحدہ کے مبصرین کے دفتر پہنچ کر احتجاج ریکارڈ کرایا اور ان کو یاداشت پیش

کی۔ایک اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے کشمیر کمیٹی کے سربراہ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ کشمیریوں کو اقوام متحدہ کی پاس کردہ قراردادوں کے مطابق حق خودادایت کے تحت آزادی ملنی چاہیے۔آزاد کشمیر مظفر آباد میں کئی تنظیموں نے جلوس نکالے۔ متحدہ جہاد کونسل کے چیئرمین جناب سید صلاح الدین نے ایک بڑی ریلی کی قیادت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے بھارت کو ناکوں چنے چبوائے تھے مگر ڈکٹیٹر مشرف نے عسکری محاذ پر پسپائی اختیار کرکے بھارت کو سر پر سوار کیا۔ انہوں نے کہا پاکستان بھارت مزاکرات میں کشمیریوں کو بھی شامل کیا جائے۔ہم علی گیلانی کے اعلان کردہ ملین مارچ کی حمایت کرتے ہیں اور عالمی برادری اور اقوام متحدہ سے بھارت کی طرف سے مظالم اور انسانی حقوق کی خلاف وردیوں پر نوٹس لینا چاہیے۔انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ بھارت طاقت کی زبان ہی سمجھتا ہے کشمیر صرف جہاد سے ہی آزاد ہو گا۔ سید علی گیلانی کی اپیل کی حمایت میں اس موقعہ پر اسلام آباد میں جماعت اسلامی نے انسانی ہاتھوں کی زنجیر بنا کر کشمیریوں سے یکجہتی کا اظہار کیا۔ریلی سے خطاب کرتے ہوئے امیر جماعت اسلامی جناب سراج الحق نے فرمایا کہ پاکستان کشمیریوں کی سفارتی حمایت کے لیے جد و جہد مذید تیز کرے ۱۸ کروڑ پاکستانی [illegible] ہر طرح کی حمایت جاری رکھیں گے۔ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں ۷ لاکھ فوج تعینات کرکے بھی کشمیریوں کی حق خودادایت کو نہیں دبا سکا۔اقوام متحدہ اپنی قراردادوں پر عمل کرائے۔ مقبوضہ کشمیر کے دورے کے

موقعہ پر مودی نے پرانی رٹ دھراتے ہوئے اپنے خطاب میں کہا کشمیر بھارت اٹوٹ انگ ہے۔ کسی سے مشورہ نہیں چاہیے۔ کشمیریوں کے دل جیتنے کے لیے ۸۰ ہزار کروڑ روپے کی امداد کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ کشمیریوں کی دو نسلوں نے دکھ جھیلے ہیں۔ دہلی کے خزانے اور میرا دل کشمیریوں کے لیے کھلا ہے ترقی کا راستہ جمہوریت میں ہے۔ ادھر کشمیری رہنماؤں نے کہا مودی کشمیریوں کو پیسوں سے نہیں خرید سکتا۔ کشمیری لیڈر شپ نے کہا کہ عوام آزادی کے مطالبے پر سمجھوتا نہیں کر سکتے۔ جبکہ سید علی گیلانی نے پہلے سے اعلان کیا ہوا ہے کہ بھارت کشمیر کی سڑکوں پر تار کول کی بجائے سونا بھی پھیلا دے پھر بھی کشمیری اپنے پیدائشی حقِ خود ارادیت کے مطالبے سے دستبردار نہیں ہونگے۔ قارئین ! کتنے تعجب اور فکر کی بات ہے کہ ہندوستان نے خود اقوام متحدہ میں درخواست دائر کی تھی کہ کشمیر میں رائے شماری کرائی جائے گی کہ کشمیری بھارت کے ساتھ شامل ہوتے ہیں کہ پاکستان کے ساتھ۔ مگر منہ میں رام رام اور بغل میں چھری کے مطابق اپنے وعدے سے مکر گیا۔ جبری قبضے کے بعد کشمیر میں ۷ لاکھ بھارتی فوج بھیجو رکھی ہے۔ لاکھوں کشمیریوں کو شہید کر دیا۔ ۲۰ لاکھ عزت مآب کشمیری خواتین کی اجتماعی آرو ریزی کی گئی۔ ہزاروں کشمیری نوجوانوں کو غائب کر دیا گیا۔ ہزاروں آزادی کے متوالے نوجوان کو بین الاقوامی قوانین کے برعکس بھارتی جیل خانوں میں قید کر دیا قید کے دوران اذیتیں دے دے کر کئی نوجوانوں کو ہمیشہ کے اپاہج کر دیا۔ سینکڑوں اجتماعی قبروں کے انکشافات سامنے آ چکے

ہیں۔ شہیدوں کے کئے قبرستان وجود میں آ چکے ہیں۔ املاک کو گن پاؤڈر چھڑک کر خاکستر کر دیا گیا۔ مذہبی مقامات پر آگ لگا دی گئی۔ اکثر نماز پڑھنے پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی ریاست کشمیر میں گائے کو ذبح کرنے پر پابندی لگا دی۔ کیا ماڈرن سیکولر حکومتوں کے ایسے قوانین ہوتے ہیں جیسے بھارت نے اپنا رکھے ہیں؟ کشمیری برصغیر کی تقسیم کے فارمولے کے مطابق پاکستان میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں ہمیشہ پاکستانی پرچم لہراتے ہیں۔ کیا کوئی ان کا بنیادی انسانی حق کو روک سکتا ہے نہیں ہر گز نہیں۔ ان شاء اللہ ایک روز کشمیریوں کی آزادی کی خواہش پوری ہو گی۔ اس تناظر میں مودی کا دورہ مقبوضہ کشمیر ناکام ہوا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان یا لبرل جمہوریہ پاکستان

ہمارے محترم وزیر اعظم نواز شریف صاحب نے ایک بہت بھاری بیان داغ دیا ہے کہ پاکستان کو ایک لبرل پاکستان بنائیں گے اسی پر جگالی کرتے ہوئے بے اختیار محترم صدر ممنون صاحب نے بھی اس کی تاہید میں بیان دے دیا ہے۔نہ معلوم یہ صاحبان پاکستانی تاریخ سے ناواقف ہیں یا امریکی دباؤ میں کچھ زیادہ ہی آ گئے۔بڑھ رہے ہیں۔ لگتا ہے پرچی پر ان کی لکھی ہوئی گزارشات کو اوباما نے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا ہے اور ڈو مور کی مزید ہدایات وہ امریکا کے گزشتہ دورے کے دوران اوباما سے لیکر آئے ہیں اور اب ان پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔اس سے قبل بے محترمہ نظیر بھٹو (مرحومہ) بھی امریکا کو یقین دلاتی رہتی تھیں کہ وہ پاکستان کے معاشرے کو لبرل معاشرے میں تبدیل کرنے کی زیادہ اہلیت رکھتی ہیں اس میں شک بھی نہیں ان کی پارٹی ایک لبرل سیاسی پارٹی ہے۔اس نے کوشش بھی کی مگر ایک زیرک سیاست دان تھی، گو کہ وہ لبرل سوچ رکھنے والی تھیں مگر پاکستان کے اسلامی معاشرے کی عوام میں جڑوں سے اچھی خاصی واقفیت تھی جس کے لیے وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتی رہیں پھر بھی پاکستان کے اسلامی معاشرے نے ان کی کوششوں کو رد کر دیا اور اسی وجہ سے اقتدار سے بھی ہٹا دیا۔ پھر ڈکٹیٹر مشرف نے پاکستان کے پڑوسی مسلمان ملک کے خلاف امریکا کی ایک کال پر گھٹنے

ٹیکتے ہوئے پڑوسی ملک کو تورا بورا بنانے میں امریکا کی جنگ میں شامل ہو کر پاکستان کو ایک نہ ختم ہونے والی جنگ میں جھونک دیا۔ ڈکٹیٹر مشرف بھی اپنے فوجی طاقت کے گھمنڈ میں امریکی خواہش کے مطابق پاکستانی اسلامی معاشرے کو لبرل معاشرے میں تبدیل کرنے کیا لڑی چوٹی کا زور لگایا تھا مگر پاکستانی اسلامی معاشرہ اپنی طاقت سے قائم و دائم ہے اور ڈکٹیٹر مشرف ایک عبرت کا نشان بن کر سینکڑوں محافظوں میں رہنے پر مجبور رہے۔ گو کہ حکومتی طاقت کے زور پر حکمرانوں نے پاکستانی عوام کی مرضی کے خلاف زبردستی نصاب تعلیم میں لبرل دفعات شامل کر دیں۔ قرآن کی جہادی آیتوں کو نصاب تعلیم سے نکال دیا گیا ہے۔ اسلامی ہیروز کو موجودہ سماجی ہیروز سے تبدیل کر دیا گیا ہے پاکستان میں پہلی جماعت سے آقاؤں کی زبان انگریزی کو پڑھانا بھی شامل کر دیا ہے۔ الیکٹرونک میڈیا کو امریکا ڈالر کی امداد سے اسلام مخالف ایجنڈے اور فحاشی کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ ایک بڑے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا نے توامن کی آشا کے تحت اسلامی معاشرے کو لبرل معاشرے میں تبدیل کرنے میں لڑی چوٹی کا روز لگا دیا۔ قومی ہیروز کے دن کے مقابلے میں فلمی ہیروز کو اس انداز سے پیش کیا کہ شاید وہ ہی قوم کے معمار ہیں۔ فحاشہ فلمی خاتون جس نے ننگے جسم پر آئی ایس آئی کندہ کرایا ہوا تھا اسی نجی ٹی وی پر انٹرویو نشر کرکے اپنی خباست کا مظاہرہ کیا تھا۔ اسی نجی ٹی وی چینل نے ملک کی محافظ آئی ایس آئی کے سربراہ کو تصویر کے ساتھ آٹھ گھنٹے نشر کرکے ایک لبرل صحافی پر

قاتلانہ حملہ کی بغیر تحقیق کے مورد الزام ٹھیرایا تھا۔ ایک ٹی وی پروگرام میں جعلی سروے کرکے پاکستان کے اسلامی تشخص کو مجروح کیا تھا۔ ان سب حرکات پر احتجاج کرتے ہوئے اُس کے نامی گرامی اینکر پرسن اُسے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ پہلے جب بھی ٹی وی آن کرتے تھے تو یہی چینل دیکھنے کو ملتا تھا آپ یقین جانیں پتہ ہی نہیں لگتا کہ اس ٹی وی کو کون سے نمبر پر کیبل آپریٹرز نے رکھا ہوا ہے؟ اس کے مالک کو متعدد مقدمات کا بھی سامنا بھی کرنا پڑھ رہا ہے یہ تو ایک نجی ٹی کی کہانی ہے۔ سب کے سب ٹی وی چینلز غیر اسلامی بلکہ اسلامی اقدار کو مسخ کر رہے ہیں۔ یہ ساری تفصیل بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس کسی نے بھی پاکستان کے اسلامی معاشرے کو تبدیل کرنے کی کوشش کی تاریخ نے اسے عبرت بنا دیا ہے۔ یہ بات ہم نے کالم کے شروع میں بیان کی ہے کہ نواز شریف صاحب بھی اسی امریکی ایجنڈے پر عمل کرنے لگے ہیں ان کو ان واقعات سے سبق لینا چاہیے۔ کیا انہیں اس بات کا ادراک نہیں کہ جس سیاسی پارٹی کے نام پر انہوں نے پاکستانی عوام سے ووٹ حاصل کئے ہیں وہ سیاسی پارٹی مسلم لیگ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خالق ہے۔ اس مسلم لیگ نے قائد اعظمؒ کی زیر قیادت تمام لبرل نظاموں، قومیتوں، علاقیتوں، لسانیتوں کے بتوں کو توڑ صرف اور صرف اسلام کے نام پر مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان حاصل کیا تھا۔ جد وجہد آزادی پاکستان کے دوران کانگریسی علماء نے ہندوؤں کے پروپگنڈے میں آ کر کہا تھا کی قومیں اوطان سے بنتیں ہیں کا سلوگن دیا تھا یعنی قوم وطن سے

بنتی ہیں اور ہندوستانی ایک قوم ہے۔ مگر قائد اعظمؒ نے علماء حق کی قیادت، جس میں مولانا ابو اعلیٰ مودودی پیش پیش تھے اس باطل سوچ کے سامنے کہا کہ امت مسلمہ کی ایک خاص ترکیب ہے وہ بقول علامہ اقبالؒ ایسی ہے :۔اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر۔۔۔خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ عاشمیؐ۔پھر کیا تھا پورے برصغیر میں مسلمانوں کا ایک ہی نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الااللہ،لے کہ رہیں پاکستان اور بن کے رہے پاکستان۔ اسی لیے پاکستان بننے کے بعد ۲۶مارچ ۱۹۴۸ء چٹاگانگ میں قائدؒ نے فرمایا تھا'' اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا (مقصد حیات) اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل جمہوری نوعیت کا ہوگا ان اصولوں کا اطلاق ہماری زندگی پر اسی طرح ہو گا جس طرح تیرہ سو سال قبل ہوا تھا'' قائدؒ کی اتنی صاف اسلام کے راستے کی طرف رہنمائی کے باوجود ہماری حکومتوں نے اپنی ترجیحات کا تعین کیوں نہیں کیا؟ یہ ایک المیہ ہے اس کا جواب پاکستان کے سارے حکمرانوں کو پاکستانی عوام کو دینا ہے۔یہ ایک جرم ہے۔اب پہلے کے حکمرانوں کی طرح نواز شریف نے بھی قوم کا مجرم بننا پسند کر لیا ہے۔پہلے جمعہ کی چھٹی کو پاکستان سے ختم کیا۔پاکستان کو سرخ ریچھ (روس) سے بچانے والے افغان مجاہدین کو امریکا کی کہنے پر ایک متنازہ شخص مجددی کو افغانستان کا صدر بنوا کر مجاہدین کی پیٹھ میں چھرا گھونپا۔پاکستان میں اردو کو رائج کرنے کے بجائے مغربی آقاؤں کی مرضی کے مطابق پہلی جماعت سے انگریزی کو لازمی قرار دیا۔ سپریم کورٹ کے آڈر

کے خلاف اقوام متحدہ میں انگریزی میں تقریر کی جب کہ بھارت اور دوسرے لوگوں نے اپنی قومی

زبان میں تقریریں کیں۔ قرآن سود کو اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ قرار دیتا ہے۔ نواز شریف نے شرعی کورٹ کے سود کے خاتمے کے فیصلہ کو ختم کرنے کے لیے سپریم کورٹ میں درخواست دائر کی۔ اب سود در سود قرضے لے کر ملک کے خاتمے کی طرف گامزن کر دیا ہے مسلم لیگ ہی کے ایک سینیٹر نے بجا کہا کہ نواز حکومت بہت زیادہ قرضے لی رہی ہے مغرب کا پلان ہے کہ جب یہ قرضے واپس نہ کر سکے تو پاکستان کو ایک ناکام اسیٹ بنا کر گریٹ گیم کے تحت اس کے ایٹمی پروگرام کو رول بیبیک کر دیا جائے۔ عوام کی خواہش کے برعکس صرف امریکا کی کو خوشنودی کے لیے پاکستان کا خواب دیکھنے والے شاعر اسلام علامہ اقبالؒ کی چھٹی کو ختم کر دیا ہے۔ پاکستانی دینی سیاسی قیادت جو نواز مسلم لیگ کی حکومت کو پانچ سال پورے کرنے کے خواہشمند تھے نواز شریف نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے خلاف اقدام کرکے پاکستان کی اسلامی اور سیاسی قوتوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحفظ اور پاکستان کے اسلامی تشخص کو بچانے کے اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اسلام کے خلاف لبرل پاکستان بنانے کی کوشش کرنے والی نواز حکومت سے پاکستانی عوام کی جان چھڑانے کے لیے تحریک چلائے۔ اسی لیے امیر جماعت اسلامی نے کراچی میں اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان کے ٹیلنٹ ایوارڈ ایکسپو سنٹر حسن اسکوار کراچی کے موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا

کہ شاید نواز حکومت اپنے پانچ سال کی مدت پوری نہیں کرنا چاہتی۔ اس نے اسلامی جمہوریہ پاکستان آئین کے خلاف غیر اسلامی اقدام شروع کر دیے ہیں۔ قارئین!

پاکستان کے عوام اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے مثل مدینہ ملکِ پاکستان میں لبرل نظام حکومت کو کبھی بھی قبول نہیں کیا اور کبھی بھی نہیں کرے گی یہ ان کا آئینی حق آئین پاکستان میں درج ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی تشخص کو بچانا پاکستانی عوام کا آئینی حق ہے اس کی حفاظت ان پر لازم ہے۔ ہم نواز شریف سے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو لبرل جمہوریہ پاکستان بنانا چاہتے ہیں۔ اگر نہیں تو پاکستان کو لبرل بنانے کے اپنے خلاف آئین خلاف اسلام بیان واپس لینے کا اعلان کریں۔

ہندوؤں اور یہودیوں کی مسلمانوں پر ظلم و ستم میں مماثلت

تاریخِ قدیم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آریا وسط ایشیا سے ہجرت کرکے جب برصغیر میں آئے تو ہندوستان کی سرزمین کے نام سے اپنے آپ کو ہندو قوم قرار دیا۔ کیونکہ قدیم وقت سے یہ رواج چلا ہوا ہے کہ قوم وطن سے بنتی ہے یہ تو بعد میں اسلام نے بتایا کہ قوم کا وطن سے بننے والا تصور نامکمل ہے۔ قوم وطن سے نہیں بلکہ مذہب سے بنتی جیسے مسلمان قوم۔ شاعرِاسلام علامہ اقبالؒ نے اس کی تشریح اس طرح کی:۔ اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر۔۔۔خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ عاشمیؐ۔آریاؤں نے پھر رفتہ رفتہ برصغیر کی قدیم مقامی آبادی دراوڑوں پر ظلم و ستم کیا۔ ان کو زمینوں اور گھروں سے بیدخل کرکے ان پر قبضہ کرلیا۔جب سونے کی چڑیا ہندوستان کے تمام وسائل پر قبضہ کرلیا تو ان کے نفس کے اندر اپنی بڑائی اور کبریائی کی شیطانی صفت پیدا ہوئی۔ پھر انہوں نے ہندوستان کے معاشرے میں چھوت چھات کا نظام قائم کیا اور اللہ کو انسان کے جسم سے تشبیع دے کر کہا کہ برہمن اللہ کے سر سے پیدا ہوا ہے۔ کھشتری اللہ تعالیٰ کے سینے سے پیدا ہوا ہے۔ ویش اللہ کے دھڑ سے پیدا ہوا ہے اور شودر اللہ کے پیروں سے پیدا ہوا۔ سب سے اونچا حکمران طبقہ برہمن کہلایا جس کو انسان کے سر سے تشبیع دی۔ اس شیطانی تقسیم میں قدیم آبادی دراوڑوں کو ہندو سماج میں سب سے نیچی قوم یعنی

شودر بن کر رہنے پر مجبور کیا ان کو ظلم و ستم کرکے نیچے درجے کے کام کرنے پر مجبور کیا مثلاً سڑکوں پر جھاڑو اور لیٹرینوں کی صفائی وغیرہ جیسے کام کرنے پر مجبور کیا ان کی بستیاں عام ہندوؤں کی بستیوں سے دور رہیں ان کے پانی کے کنویں علیحدہ ہیں وہ مندر میں عبادت نہیں کر سکتے وہ ناپاک تصور کئے جاتے ہیں۔ چھوت چھات کا نظام صدیوں سے اب تک ہندوستان میں جاری و ساری ہے اب بھی شودر جو دلت کے نام سے جانے جاتے ہیں ان کو کتا تک کہا جاتا ہے جیسے ہندوستان کی سابق آری چیف اور موجودہ مرکزی وزیر نے کہا تھا۔اب ہم بات کرتے ہیں یہودیوں کی۔ یہ صدیوں سے تتر بتر تھے ان کی دنیا میں کوئی بھی حکومت نہیں تھی۔ کبھی مسلمان کی اور کبھی عیسائیوں کی سلطنتوں میں رہے۔ ہر حکومت کے خلاف سازشیں کرتے رہے حتیٰ کہ اسی سازش کی بنیاد پر جنگ عظیم میں عیسائی ہٹلر نے ان کو اتنا قتل کیا کہ یہودی اس قتل عام کو ہولو کاسٹ سے یاد کرتے ہیں یہ مسلمانوں اور عیسائیوں، دونوں کے دشمن ہیں۔ یہودیوں نے ہمیشہ سودی کاروبار کیا جس سے انسانوں کا خون چونسا جاتا ہے۔ یورپ میں یہودیوں کے سودی نظام کی سفاکیت پر ایک ڈرامہ بھی اسٹیج کیا گیا تھا جس میں ایک سود خور یہودی ایک انسان کو پیسے نہ دے سکنے پر اس کا گوشت بھی کاٹ لیتا ہے۔ سود خوری میں یہودیوں نے دنیا بھر میں خوب کمائی کی۔ سود خور یہودیوں عیسائی حکمرانوں کو قرض دے دے کر ان کو دوست بنا لیا تھا۔ ایک وقت آیا کہ جن رومیوں اور ایرانیوں سے مسلمانوں نے اقتدار چھینا تھا اب رومیوں

نے واپس مسلمانوں حکمرانوں کی غفلتوں کی وجہ سے اقتدار واپس چھین لیا۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے ''میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے۔۔۔ شمشیر سناں اوّل طاوس و رباب آخر۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو غالب قوموں نے غلام بنا لیا۔ برطانیہ کے حکمرانوں کو یہودی قرض دیتے تھے اس کے عوض اور مسلمان دشمنی میں۔ برطانیہ نے بلفور اعلان کے تحت یہودیوں کو فلسطین میں داخل ہونے اور حکومت قائم کرنے کا اختیار دیا۔ اُس وقت سے یہودیوں نے فلسطین کی قدیم آبادی جو ۲۵۰۰ سال سے فلسطین میں رہ رہی تھی جو پہلے غیر مسلم عرب تھے بعد میں مسلمان ہو گئے تھے سے زمینیں چھین لیں ان کو گھروں سے نکال دیا ان کے مکانوں پر بلڈوزر چلا دیے ان کو دنیا میں تتر بتر کر دیا گیا۔ فلسطین میں دنیا بھر سے یہودی آ آ کر آباد ہو رہے ہیں۔ اور قدیم آبادی پر ظلم ستم کے پہاڑ توڑے گئے جن میں صابرہ اور شکلیہ کے مہاجر کیمپوں کی داستان ساری دنیا جانتی ہے۔ قدیم آبادی پر ظلم و ستم کرنے میں ہندوؤں اور یہودیوں میں ہی مماثلت ہے۔ فلسطین کے اندر بیت المقدس میں مسلمانوں کی تیسری بڑی عبادت گاہ مسجد اقصیٰ ہے۔ یہ مسلمانوں کا قبلہ اوّل بھی ہے۔ شروع میں مسلمان اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اسی مسجد اقصیٰ سے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیا کو نماز پڑھائی تھی وہاں سے ہی وہ آسمانوں پر گئے تھے۔ یہودی مسلمانوں کی مقدس مسجد اقصیٰ پر قبضہ کر کے اور اسے گرانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اس میں مسلمان نمازیں پڑھ آنسو گیس، حواس گم کرنے

والے بم اور اسٹیل کوٹڈ ربر کی گولیاں چلاتے ہیں اس ظلم کی وجہ سے ہزاروں مسلمان شہید ہو چکے۔اس تک یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔اب بھارت کے ہندوؤں کی بات کرتے ہیں انہوں نے بھارت میں مسلمانوں کی مسجدوں کے خلاف مہم چلائی ہوئی ہے بادشاہ بابر کے زمانے کی بنی ہوئی قدیم مسجد جس کا نام بابری مسجد ہے جس کو انتہا پسند ہندوؤں نے شہید کر دیااور بھارت میں کسی بھی مسجد کو بخشنے کے لیے تیار نہیں۔کیا یہ بھی یہودیوں اور انتہا پسند ہندوؤں میں مسلمانوں پر ظلم ستم کی مماثلت نہیں؟ قرآن ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ سود اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ ہے جبکہ یہودی سود خوری میں ساری دنیا میں مشہور ہیں۔پوری دنیا میں سود خوری کا بنکنگ کا نظام ان کے ہاتھ میں ہے یہ اپنا سود وصول کرنے کے لیے انسان کا گوشت بھی کاٹ لیتے ہیں۔یہی حال ہندوؤں کے معاشرے کا ہے ان میں بھی سود خوری عام ہے۔اس سے سود خور کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور غریب غریب تر ہوتا جاتا ہے آج بھارت کی ساٹھ فی صد آبادی خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔کروڑوں لوگوں کے لیے لٹرین کا انتظام نہیں۔ ممبئ جیسے شہر میں لاکھوں لوگ فٹ پاتھوں پر رات گزارتے ہیں۔یہ انسانیت پر ظلم نہیں تو کیا ہے۔ایک طرف انتہا پسندی کر کے یہودیوں نے فلسطین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ فلسطینیوں کے حق میں پاس شدہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہیں کر رہے اور ظلم ستم کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے تمام عیسائی حکومتیں یہودیوں کے ظلم ستم پر خاموشی

اختیار کی ہوئی ہے اور مسئلہ فلسطین ہے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ سارے فلسطین کو یہودیوں نے یرغمال بنایا ہوا ہے ان تک راشن بھی نہیں پہنچنے دیتے۔انسانی حقوق کی تنظیموں کو فلسطین میں داخل نہیں ہونے دیتے لاکھوں فلسطینی شہید ہو چکے ہیں نہتے فلسطین گولے مارتے ہوئے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے سامنے غولیلوں سے چھوٹے چھوٹے پتھر پھینک کر یہودیوں کے خلاف اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔یہی حال ہندوستان میں کشمیریوں کا ہے وہ بھی ۷۸ سال سے کشمیر کی آزادی کے لیے بھارت کی آٹھ لاکھ فوج کا مقابلہ کر رہے ہیں ان کے گھروں کو گن پاؤڈر پھینک کر خاکستر کر دیا گیا ان کے باغات کے درختوں کو کاٹ کر فوجی چھاؤنیاں بنا لی گئیں ہیں۔ہزاروں کشمیریوں کو لاپتہ کر دیا گیا ہے۔ کشمیر میں کئی اجتمائی قبریں دریافت ہو چکی ہیں۔ قید میں بند کئی کشمیری نوجوانوں کو اذیتیں دے دے کر ہمیشہ کے لیے اپاہج کر دیا گیا۔ کشمیریوں کی بزرگوں کے مزاروں کو گن پاؤڈر چھڑک کر جلا کر دیا گیا ہے۔ ان تمام مظالم کے ساتھ کشمیریوں کے حقِ خودادایت میں اقوام متحدہ کی پاس کردہ قراردادوں پر عمل نہیں کر رہا۔ ہندو بھی انسانی حقوق کی تنظیموں کو کشمیر میں داخل نہیں ہونے دیتے۔

قارئین ! یہودیوں اور ہندوؤں کی مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم کی کن کن مماثلتوں کی بات کی جائے۔لگتا ہے ہندو بھی بنی اسرائیل ہی ہیں جو اللہ کی

دھتکاری ہوئی قوم ہے اسی لیے اللہ کے نام لیوا مسلمانوں پر ایک جیسا ظلم و ستم روا کر رکھا ہے۔ مسلمان حکمران تو خواب غفلت میں سو رہے ہیں اور کچھ مفاد پرستی میں مبتلا ہیں۔ اللہ ہی ان سے مظلوم مسلمانوں کا بدلہ لے گا۔

ہندو طالبان

اب مغرب نے ہندوستان کی انتہا پسندی سے تنگ آ کر ہندو طالبان کی اصطلاح استعمال کرنا شروع کی دی ہے۔ اس سلسلے میں لندن کے اخبار دی گارجین نے اس پر سیر حاصل مضمون شائع کیا ہے۔ ہندو طالبان اور مشہور زمانہ طالبان میں کیا فرق ہے اس پر بعد میں بات کرتے ہیں پہلے طالبان لفظ پر بات ہو جائے۔ طالبان یعنی علم سیکھنے والا چاہے وہ ہندو ہو مسلمان ہو یا کسی اور مذہب کا ہو وہ طالبان ہے۔ مگر مشہور یہ کر دیا گیا ہے کہ جو اسلامی دینی تعلیم سیکھتے ہیں وہ ہی طالبان ہیں انتہا پسند ہیں۔ پھر طالبان لفظ کو مسلمانوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا جو آج تک رائج ہے۔ اب ذرا مزید تشریح کرتے ہیں۔ ایک طالبان وہ ہیں جنہوں نے افغانستان میں امن قائم کیا تھا۔ جب روس کی شکست کے بعد افغانستان میں وار لارڈ نے ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کیا تو ان کو میدان میں لایا گیا۔ ان طالبان نے افغانستان کے وارلارڈ سے اسلحہ واپس لیا پورے ملک میں امن و امان قائم کیا افیون کی کاشت کو ختم کیا۔ ملک میں اسلام کے شرعی نظام کے تحت اسلامی حکومت کا قیام اور ملا عمر کو شوریٰ نے امیر منتخب کیا وہ امیر المومنین کہلائے۔ عالم میں اسلام میں کچھ جزوی اختلاف کے علاوہ عمومی طور پر اسی ایک اسلامی حکومت مانا گیا۔ پھر جب بعد میں امریکا نے اُسامہ بن لادن کو امریکا کے حوالے

کرنے کے لیے طالبان سے کہا تو طالبان نے کہا کہ اُسامہ پر کوئی الزام ہے تو ہمیں بتایا جائے تاکہ اُس پر مقدمہ قائم کرکے اُسے سزا دی جائے۔ امریکا نے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ افغان طالبان اب تک امریکا سے جنگ کی حالت میں ہیں اپنے ملک کو بیرونی قبضے سے نجات دلانے کے لیے جد وجہد کر رہے ہیں ان کو انصاف پسند اور آزاد دنیا سلام کرتی ہے۔
پاکستان کے ڈکٹیٹر مشرف نے بغیر مشورے کے افغانستان کے خلاف ناٹو امریکا کی فوجوں کی لاجسٹک مدد کی ہوائی اور سمندری راستے امریکا کے حوالے کر دیے۔ امریکا نے ہمارے ازلی دشمن بھارت کی مدد سے ایک اور پاکستانی طالبان پاکستان میں پیدا کئے گئے۔ پاکستان میں جو پاکستانی فوج کے خلاف کاروائیاں کرتے ہیں جن کے خلاف ضرب عضب جاری ہے۔ اس میں کچھ کاروائیاں بلیک واٹر اور مغربی خفیہ ایجنسیاں بھی کرتی ہیں جنہیں پاکستانی طالبان اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔ کیونکہ طالبان دہشت گردی کرتے ہیں انتہا پسند ہیں اس لیے دنیا اور پاکستانی ان سے نفرت کرتے ہے بلکہ ایک طبقہ انہیں ظالمان بھی کہتا ہے۔ اب بھارتی طالبان کی بات کرتے ہیں جو پاکستانی طالبان سے مختلف نہیں ہیں بلکہ اِن جیسے ہی ہیں وہ بھی ظالمان ہیں۔ اگر بھارت کی دہشت گردی پر بات کی جائے تو ہندوؤں میں دہشت گردی بہت پُرانی ہے تاریخی ہے۔ سب سے پہلے بھارت کی اصل آبادی کو دہشت گردی اور نفرت سے نیچ قوم یعنی شودر بنا دیا۔ پھر بھارت میں آر ایس ایس جیسی دہشت گرد

تنظیمیں بنیں جو اب تک بھارت کے پورے معاشرے اور خاص اقلیتں جن میں مسلمان، سکھ، عیسائی اور شامل ہیں حتہ کہ اس میں دلت اور نیپالی بھی شریک ہیں پر ظلم و ستم کرتی ہیں۔اسی لیے مودی کے دورہ لندن کے موقعے پر ان تمام مظلوموں نے مل کر لندن کی تاریخ کا سب سے بڑا مودی مخالفانہ احتجاج ریکارڈ کرایا۔اب ایک نیا طبقہ ہندو طالبان سامنے آیا ہے جو پاکستانی طالبان سے زیادہ انتہا پسند اور دہشت گرد ہے اس کے سربراہ مودی ہیں۔اگر ہندو طالبان پر غور کیا جائے جس میں آر ایس ایس شامل ہے تو یہ بات سامنے آتی کہ انھوں نے سمجھوتہ ایکسپریس پر حملہ کرکے ساٹھ سے زیادہ مسلمانوں کو شہید کر دیا۔بھارت میں مسلمانوں کے خلاف اور بھی لاتعدادظالمانہ کاروائیں ہوئیں جوآر ایس ایس نے کیں ہیں۔پر تشدد ہونے کی وجہ سے آر ایس ایس پر برصغیر میں برطانیہ دور میں بھی پابندی لگی تھی۔ یہ دہشت گرد تنظیم پرانی ہے مودی اس کے بنیادی پرجوش ممبر ہیں۔اسی دہشت گرد تنظیم اور دوسری دہشت گرد تنظیموں نے مودی کی حمایت اس بنیاد پر کی تھی کی جیت جانے کے بعد بھارت میں ہندوؤں کا متحصبانہ نظام راج قائم کرے گا جسے وہ ہندواتا کہتے ہیں۔اسی وجہ سے مودی نے آر ایس ایس کی دہشت گرد کاروائیوں پر خاموشی اختیار کی ہوئی ہے اسی اشیرآباد پر بھارت میں انتہا پسندوں کا راج ہے۔ہندو طالبان نے انسانی حقوق کی پامالی کر رہے ہیں۔ سیکولر بھارت جس میں آئینی طور پر سب اقلیتوں کی مذہبی آزادی کو تسلیم کیا ہوا ہے مگرانتہا پسند تنظیموں نے اقلیتوں کی

زندگی اجیرن کر دی ہے۔سب سے بڑی اقلیت جو بائیس سے پچیس کروڑ کی تعداد میں ہیں جو گائے کا گوشت کھاتے ہیں ان کی بنیادی خوراک ہے اس پر پابندی لگا کر بھارتی متعصب صدر نے بل پر دستخط کر دیے ہیں اور بنیادی حق خوراک پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔آر ایس ایس نے گائے کے چمڑے کے کارخانے پر بھی بند کرنے کی دھمکی دی ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھارت کے شہر ورانسی میں ایک روسی خاتون پر تیزاب پھینک دیا گیا ہے۔اس سے قبل کئی دفعہ عیسائی راہبوں کے ساتھ بُرا سوک کیا گیا ان کی عبادت گاہ کو جلا دیا گیا۔ سکھوں کے گولڈن ٹمپل پر فوج کشی کی تھی۔ اب گرنتھ کے نسخے جلا دیے گئے ہیں۔ کشمیر کے ظلم وستم تو ساری دنیا کے سامنے ہیں۔ انتہا پسند مودی طالبان ان حرکتوں سے اپنے لوگوں کو روکتے نہیں۔ بھارت میں ایک کتاب کی رونمائی کے موقعہ پر بھارت کے جھنڈے والے لباس کلکرنی کی منہ پر پاکستان دشمنی میں کالک مل دی۔ کرکٹ والوں کو بلا کر بے عزت کرکے واپس کر دیا۔ غزل گانے والے پاکستانی کو بھارت میں پروگرام کرنے سے روک دیا۔ اسی لیے بھارت کے سیکولر ذہن لا تعداد لکھاری، فلم ساز، اداکار اور انسانی حقوق کے لوگ بھارت حکومت کی طرف سے دیے گئے اعزازات واپس کر رہے ہیں۔ جہاں تک بھارت کی سب سے بڑی اقلیت مسلمانوں کی تاریخی عبادت گاہ بابری مسجد کو بھارتی انتہا پسندوں نے بے دردی سے شہید کر دیا اس کے احتجاج کرنے پر سینکڑوں مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا سینکڑوں مسلم خواتین کی آبرو ریزی کی گئی۔ تقسیم ہند کے وقت لاکھوں

مسلمانوں کو انہی انتہا پسندوں نے تہہ تیغ کیا تھا اس کے بعد بھی مختلف بہانوں سے ہنگامے کروا کر مسلمانوں کے کاروبار جلا کر راکھ کر دیے۔ بھارت کے سادھوں پراچی نے ہندوؤں کو کہا کہ وہ شاہ رخ خان، عامر خان اور سلمان خان کی فلمیں نہ دیکھیں ان کے فوٹو والے پوسٹر گھروں سے پھاڑ دیں کیونکہ یہ حال کے محمود غزنوی ہیں۔ ہندو طالبان میں مسلمان دشمنی پہلے سے موجود ہے۔ مسلمانوں نے ہندوؤں پر ایک ہزار سال دور حکومت میں کوئی زیادتی نہیں کی نہ ان کو زبردستی مسلمان بنایا تھا۔ مسلمان حکمرانوں کی مشیروں میں ہمیشہ ہندو شامل رہے جس مسلمان بادشاہ اورنگ زیب کو ہندو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اس کے دربار میں بھی تیس فی صد مشیر ہندو تھے۔ یہ ہے مسلمان حکمرانوں کی فراخ دلی تھی اور ہندو مذہب کا احترام۔ اگر ہندو اپنی آزاد رائے سے مسلمان بنے تو مسلمانوں کی فراخ دلی سے بنے۔ جبکہ ہندوؤں نے شدھی اور سنگٹھن کی تحریکیں بھی مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنانے کے لیے شروع کی تھی۔ اب بھی گھر واپسی اسکیم چلا کر مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم چلا رکھی ہے۔ قارئین ! اسی تنگ نظری اور انتہا پسندی کی وجہ سے بھارت کے انتہا پسندوں کو ہندو طالبان کا لقب ملا ہے جو بھارت کے تباہی کی طرف ایک قدم ہے۔ بھارت میں آزادی اور حقوق کے لیے تقریباً تیس سے زائد تحریکیں چل رہی ہیں اگر ان کو ان کے جائز حقوق نہ دیے گئے اور بھارتی طالبان نے اپنا انتہا پسندانہ، ظالمانہ اور برہمنوں والا تکبرانہ رویہ نہ بدلا تو جو ایک نہ ایک دن ایک ایک کرکے یہ آزادی کی

تحریکیں بھارت سے یہ علیحدہ ہو جائیں گیں اور تاریخ کا یہی سبق ہے کہ باقی بچا کچا
بھارت پھر ہزاروں راجوڑوں میں تقسیم ہو جائے گا اور کسی مسلمانوں بادشاہوں کی
طرح بہتر اخلاق کی قوم کو ہندوؤں پر حکمرانی کرنے سے کوئی بھی نہ روک سکے گا۔

پیرس حملہ اے اللہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کر کے دیکھا دے !

پیرس حملہ پر مسلمانوں نے کھل کر مذمت کی اسلام سلامتی اور امن کا دین ہے مسلمانوں کا ایمان ہے کہ کسی بے گناہ کو قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے برابر ہے۔آج کے دور میں ذرائع ابلاغ مسلمانوں کے دشمن مغرب کے پاس ہیں جو سچ کو چھپاتے ہیں اور جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرتے ہیں اسی وجہ سے عام مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں چل رہا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ وہ کون سا جھوٹ اپنے مقاصد کے لیے پھیلایا جا رہا ہے۔ عالمی ابلاغ کے ذریعے ہمیں پتہ چلا کہ داش میدان جنگ میں اُتر آئی ہے اور عراق فوج پر تابڑ توڑ حملے کے بعد عراقی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی ہے اور بھاری امریکی اسلحے کے ڈھیر داش کے ہاتھ لگ گئے ہیں۔داش کے پاس جدید اسلحہ ہے اُس نے عراق اور شام کے درمیان کے وسیع علاقے پر قبضہ کر لیا ہے۔ تیل کے کنوایں اس کے قبضے میں آ گئے ہیں اس کے پاس دولت کے خزانے ہیں۔ کسی بغدادی نے خلافت کی بنیاد ڈال دی ہے اپنے آپ کو مسلمانوں کا امیر المومنین ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ جو بھی اس کی خلافت کا انکاری ہے ان کے گلے کاٹے جا رہے ہیں۔ انبیاء کی قبروں کو بموں سے اڑا دیا ہے۔اصحابؓ کے مزاروں کو بھی مسمار کر دیا ہے۔داش مسجدوں پر خود کش حملے کر کے نمازیوں کو شہید کر رہی ہے۔آج یمن میں مسجد پر خود کش حملہ ہوا تو کل پیرس میں اس کے

خود کش بمباروں نے چھ جگہ خود حملہ کرکے ڈیڑھ سو سے زائد فرانس کے شہریوں کو ہلاک کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ نو گیارہ کے من گھڑت واقعہ کے بعد مغربی میڈیا نے مسلمانوں کو دہشت گرد، انتہا پسند اور تنگ نظر ثابت کرنے کی بھرپور مہم چلا کر دنیا کے ایک بڑے حصے کو گمراہ کر دیا ہے۔ بات یہاں تک ہی نہیں رہی بلکہ مسلمانوں میں ہی سے کچھ بدراہوں کو وحشی بنا کر ایسی حرکتیں کرائی گئیں جو انسانیت کے چہرے پر سیاہ داغ ہیں۔ بازاروں، عبادت گاہوں، مزاروں، لڑکیوں کے اسکولوں عوامی اجتماع کے جگہوں پر خود کش حملے کرکے اور بے گناہ لوگوں کو قتل کرکے اسلام کو بدنام کیا گیا۔ جس کی مثال پاکستانی طلبان کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔۔ یہ سب خبریں اخبارات اور الیکٹرونک میڈیا کی زینت بنتیں ہیں اور عوام کو ان خبروں پر اعتبار کرنا پڑتا ہے۔ مگر تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے جس کو بعض زندہ ضمیر انصاف پسند مغرب کے دانشور بھی بیان کرتے رہتے ہیں جن کو سامنے رکھ کر اگر دیکھا جائے تو تصویر کا دوسرا رخ سامنے آتا ہے۔ انسان جب وحشی بن جائے تو اس میں نام نہاد تہذیب یافتہ مغربی) اور دہشت گرد (اسلامی) کا تصور ختم ہو جاتا ہے۔ اپنے مذموم مقصد کے لیے) مغربی اور دوسرے ممالک یہ وحشیانی حرکات پہلے سے کرتے آئے ہیں آج ہی کے اخبارت میں کچھ کھوج لگانے والے تجزیوں کاروں کی نگارشات کو سامنے رکھا جائے اور بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں یا مغرب؟ ایک امریکی انسانیت اور انصاف پسند دانشور اور سیاسیات کے ماہر پروفیسر چومیں سے

زائد کتابوں کا مصنف ہے نے ، نو گیارہ کے بعد دہشت گردی کے خلاف کی جنگوں کا مشاہدہ کیا اور سچ کی گواہی دیتے ہوئے امریکہ کے حکمرانوں کو للکارا کہ ''تم کیسے دہشت گردی کے خلاف جنگ کر سکتے ہو، جب کہ جنگ بجائے خود دہشت گردی ہے'' ۔اس طرح کے خیالات ایک اور برطانوی انصاف پسند سیاست دان ٹونی بین کے بھی ہیں جو دہشت گردی کے خلاف مشاہدہ کرتا رہا ہے۔ جو سینتالیس سال برطانوی پارلیمنٹ کا رکن رہا ہے کہتا ہے ''امریکی بمبار اور خود کش بمبار کے درمیان کوئی اخلاقی فرق نہیں، دونوں معصوم لوگوں کا سیاسی وجوہات کی بناء پر قتل کرتے ہیں''۔اس خیالات کو اگر ہم اپنے تناظر میں سمجھیں تو کیا یہ دہشت گردی نہیں ، کہ جھوٹی تحقیق کہ، عراق کے پاس ماس ڈیکٹر کشن کے ہتھیار ہیں جس کی معافی ٹونی بلیئر نے بھی مانگی ہے، عراق میں پانچ لاکھ بچے دودھ نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک کر دیے جائیں اور دس لاکھ عراقیوں شہریوں کو ناٹو افواج ہلاک کر دیں۔ افغانی طالبان جنہوں نے دنیا میں کہیں بھی دہشت گردی نہیں کی تھی، صرف اسامہ بن لادن کا بہانہ بنا کر افغانستان ناٹو فوجیں چڑھ دوڑیں۔ڈینزی کٹڑ بموں کی بارش کرکے پورے افغانستان کو تورا بورا بنا دیں۔ فلسطین میں غزا کی ناکہ بندی کرکے لاکھوں لوگوں کے ساتھ انسانیت کش سلوک کریں اور نہتے فلسطینیوں پر جنگ کے ذریعے معصوم بچوں کے بے گناہ فلسطینیوں کو شہید کر دیں۔ کشمیر کی جد وجہد آزدای میں اب تک پانچ لاکھ کشمیری شہید ہو چکے ہیں میں دس ہزار سے زائد کشمیری عورتوں کی اجتماعی آبرو ریزی کی گئی۔

مسلمانوں کی پراپرٹی کو گن پاؤڈر چھڑک کر خاکستر کر دیا گیا۔ لاتعداد اجتماہی قبریں بھی دریافت ہوئیں۔ بوسنیا اور برما کے تازہ مظالم ہمارے سامنے ہیں۔ایک اور مضمون جو خاص کر پیرس فرانس کے دہشت گرد حملہ کی تشریح کرتا ہے کو بیان کرتے ہیں تاکہ مغرب کا وحشی چہرہ بھی آزاد انصاف پسند دنیا دیکھ لے۔ایک مشہور امریکی معاشیات اور متعدد کتابوں کے مصنف پال کریگ رابرنس نے داش کی طرف سے پیرس کے حملوں کی ذمہ داری قبول کرنے پر اپنے مضمون کا عنوان رکھا ہے'' ایک اور جھوٹے پرچم تلے پیرس حملہ'' پال کریگ رابرنس ۵ [illegible] ۲۰۱۳ء کو بوٹس میرا تھون بومنگ'' کی طرح پیرس کے حالیہ حملوں کو بھی جھوٹے پرچم تلے مغربی ممالک کی کارستانی قرار دیتا ہے۔پال کے بقول مغربی ممالک اپنے ہی شہریوں کے قتل کی لمبی تاریخ رکھتے ہیں۔جس میں وہ ہر دور کے مشہور کیے گئے دشمنوں سے منسوب کرتے آئے ہیں۔اس نے اپنی تحریر میں سرد جنگ کے زمانے ''آپریشن کلاڈیو'' نومبر ۱۹۵۶ء کے دہشت گرد واقعات کو تازہ کر دیا ہے جس کے تحت سی آئی اے اور الطانوی انٹیلی جنس ادارہ مل کر الطانوی شہریوں کو قتل کرتے تھے۔اور اس قتل کی ذمہ داری یورپ کی کیمونسٹ جماعتوں کے سر ڈالتے تھے۔اس طرح کا واقعہ ۱۹۳۱ء میں جاپان نے بھی کیا کہ اپنی ہی ریل کی پٹریاں اُکھاڑ کر اس کا لزام چین کے اوپر لگا دیا تاکہ چینی علاقے منچوریا پر اپنا دھاوے کا جواز پیدا کر سکے۔ انٹرنیٹ پر ایسے متعدد واقعات مل سکتے ہیں جو مغرب ہی سے لگا کھاتے ہیں۔ بھارت میں ممبئی ہوٹل حملہ بھی اس طرح کی

کہانی ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں ایسے واقعات قطعاً نہیں ہیں۔ ایسے پلانٹڈ واقعات کو مدر نظر رکھتے ہوئے مغرب کے انصاف پسند اور با ضمیر دانشور پہلا سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ بھی جھوٹے جھنڈے تلے جھوٹا بیان ہے۔ پیرس دہشت گرد حملہ بھی ایسا ہی ہے۔ایسی کاروائیوں کوانگریزی مین بوبی ٹریپ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

قارئین ! مکر وفریب کی اس دہشتگردی کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اللہ سے ہی دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کرکے دیکھا دے تاکہ مسلمان موجودہ کرب سے نجات پا سکیں آمین۔

گیارواں بین الاقوامی کتاب میلہ ۲۰۱۵ء ایکسپو سینٹر کراچی

سلسل گیاراسالوں سے پاکستان میں کتابیں چھاپنے اور فروخت کرنے والوں کی تنظیم (دی پاکستان پبلشیئر اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن) کی طرف سے کراچی ایکسپو سینٹر میں بین الاقوامی کتاب میلے کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔ اس میں حکومت پاکستان کی (نیشنل بک فاؤنڈیشن) کا تعاون بھی شامل ہے۔ اس میلے کو (ایونٹ اینڈ کانفرنس انٹرنیشنل پرائیویٹ لمیٹڈ) نے سجایا۔ اس گیارویں بین الاقوامی کتاب میلے کی مینجنگ کمیٹی کے کنوینر جناب اویس مرزا جمیل میسرز ایلائٹ پبلیشنر لمیٹڈ ہیں۔ دی پاکستان پبلشیئر اینڈ بک سیلرز ایسوسی ایشن کے چیئرمین چڑیا والے نجم سیٹھی صاحب، سیلم ملک صاحب نائب چیئرمین، محمد اقبال گزیانی وائس چیئرمین اور محمد زبیر سعید اعزازی جنرل سیکرٹیری ہیں اس کو کام کی آسانی کے لیے دو زور ساؤتھ زون اور نارتھ میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ ساؤتھ زون کے چیئرمین عزیز خالد صاحب اور نارتھ زون کے چیئرمین سید احسن محمود صاحب ہیں ان سب کی کوششوں سے کامیاب میلے کا انعقاد ممکن ہوتا ہے۔ گیارویں بین الاقوامی کتاب میلہ ۱۲ سے ۱۶ نومبر ۲۰۱۵ء پانچ دن تک ایکسپو سینٹر کراچی میں منعقد کیا گیا ہے۔ اس کتاب میلے میں بیرونی دنیا سے چین، ترکی اور بھارت وغیرہ نے شرکت کی۔ یہاں پر ایک مزے کی بات ہے کہ بھارت میں تو پاکستان کے سابقہ وزیر

خارجہ جناب خورشید قصوری صاحب کی صرف ایک کتاب کی رونمائی بھی نہ ہونے دی گئی اور اپنے ہی ملک کے کلکرنی صاحب، جنہوں نے بھارت کے قومی جھنڈے والا لباس زیب تن کیا ہوا تھا، تنگ نظری کا گھنونہ مظاہرہ کیا اور کلکرنی صاحب کے منہ پر بھارت کے انتہا پسند دہشتگردوں شیو سینا نے کالک مل دی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمان امن و آشتی کے ساتھ رہنے والوں کے ملکِ پاکستان میں اس گیارویں بین الاقوامی کتاب میلے میں درجن بھر سے زائد بھارت کے پبلیشرز اور بکس سیلر نے اپنے اسٹالز لگائے جن کو پاکستان کے لوگوں نے محبت دی اور پیار کیا جو ایک اچھا شگون ہے۔ جہاں تک اندرونِ ملک پبلیشئر اور بکس سیلرز کا تعلق ہے تو اس بین الاقوامی کتاب میلے میں سینکڑوں پاکستانی کتابیں چھاپنے اور فروخت کرنے والے اداروں نے حسب معمول حصہ لیا۔ اس کتاب میلے میں تقریباً درجن بھر بیرون ملک سے ادارے شریک ہوئے۔ جس میں ہر قسم کی کتابیں فروخت کے لیے پیش کی گئیں تھیں۔ ایکسپو سنٹر کو حسبِ معمول تین حصوں میں تقسیم کرکے اسٹالز لگائے گئے تھے۔ ایکسپو سنٹر کی مین بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی استقبالیہ کاؤنٹر کے بعد سیدھے ہاتھ پر ہال نمبر ۳، سامنے ہال نمبر ۲ اور الٹے ہاتھ پر ہال نمبر ۱ تھا۔ کتابوں کے اسٹالز وزٹ کرنے کے لیے کشادہ راستے بنائے گئے تھے۔ جس میں فیملیز اپنے بچوں کے ساتھ آسانی سے اسٹالز کو وزٹ کر رہیں تھیں۔ باہر نکلتے وقت ہر فیملی اور فرد کے ہاتھ میں کتابوں کی تھیلیاں تھیں۔ کھانے پینے کے اسٹالز کا گیلری میں انتظام کیا گیا تھا۔ میلے میں داخل

ہونے کے لیے ایک ہی راستہ جو سوک سنٹر کے سامنے ہے اجازت تھی۔ واک تھرو گیٹ سے لوگوں کو داخلے کی اجازت تھی۔ واپسی کے لیے علیحدہ گیٹ بنایا گیا تھا۔ اس دفعہ اس بین الاقوامی کتاب میلے کا باقاعدہ افتتاح پاکستان کی پارلیمنٹ میں حزب اختلاف جناب خورشید شاہ صاحب نے مورخہ ۱۲ نومبر ۲۰۱۵ء کو کیا۔ انتظامات بہت ہی عمدہ تھے۔ ایکسپو سنٹر کو خوب اچھی طرح سجایا گیا تھا ہر طرف غبارے ہی غبارے نظر آ رہے تھے آخری دن یہ غبارے شریک ہونے والے بچوں میں تقسیم کر دیے گئے۔ پارکنگ کے لیے جگہ کشادہ تھی کسی قسم کی کوئی بھی تکلیف محسوس نہیں کی گئی۔ کراچی، جو روشنیوں کا شہر تھا جسے ملک دشمنوں بیرونی ایجنٹوں نے گزشتہ ۲۵ سال سے غموں اور دکھوں کے شہر میں تبدیل کر دیا ہے، کے علم پسند لوگ اس دفعہ شہر کے حالات بہتر ہونے کی وجہ سے جوق در جوق شریک ہوئے۔ جن میں بچے، نوجوان، بوڑھے اور خواتین شامل تھیں۔ علم دوستی اور سستی تفریح کے علاوہ گھروں میں محسور خواتین و مردوں کو کچھ دن کے لیے سکھ کا سانس نصیب ہوتا ہے وہ اپنی فیملیوں کے ساتھ اس کتاب میلے میں شریک ہوتے ہیں۔ اپنے اور بچوں کی پسند کی کتابیں خریدتے ہیں۔ کراچی شہر، جس کے نوجوانوں کے ہاتھ میں قلم اور بڑوں کے ہاتھ میں دلیل کا ہتھیار ہوا کرتا تھا اس کتاب میلے میں کثیر تعداد میں شرکت کرکے پھر کتاب دوستی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ کتاب بینی سے ہی تو علم حاصل ہوتا ہے اور علم کی بنیاد پر انسان دلیل کی باتیں کرتا ہے۔ ان شاء اللہ کراچی میں اس کتاب میلے سے

لوگوں کے ہاتھوں میں کتابیں ہونگی اور پھر وہ دلیل کی بنیاد پر پورے پاکستان کے سیاسی اور معاشرتی خیالات کو تبدیل کریں گے۔ اللہ بھلا کرے کتابیں چھاپنے اور فروخت کرنے والی تنظیموں کا کہ جو مسلسل گیارہ سالوں سے کراچی میں کتاب میلے کا انعقاد کر رہی ہیں اور اس سال بھی گیارویں کتاب میلے کا انعقاد کیا۔ ہم نے اس دفعہ بھی ایک چیز نوٹ کی کہ کتابوں کے اسٹالز پر پچاس فی صد کی رعایت نہیں دی جا رہی تھی۔ سال بعد کتاب میلہ لگتا ہے لہٰذا اس میں تو عوام کو مناسب رعایت ملنی چاہیے۔ منتظمین سے درخواست کرتے ہیں اور امید ہے آیندہ سال اس کا خاص خیال رکھا جائے گا۔اس کتاب میلے میں بچوں کی کتابیں، سی ڈیز، کارٹون اور دیگر مواد کثیر تعداد میں فروخت کرنے کے لیے رکھا گیا تھا۔ قرآن پاک اور تفاسیر قرآن پاک کے بھی اسٹالز موجود تھے۔ سیرت رسولؐ اللہ پر بھی کتابیں تھیں۔ دنیا کے مختلف علماء کی طرف سے لکھی گئی دینی کتابیں بھی فروخت کے لیے رکھیں گئیں تھیں۔ تاریخ، مذہب، فلسفہ ،ادب، فنون لطیفہ اور مختلف علوم پر کتابیں بھی تھی۔ نصاب کی کتابیں اور نصاب بنانے والے اداروں کے اسٹالز بھی موجود تھے۔ اس میں ہماری پسندیدہ اکیڈمی بک سنٹر (آئی آر اے) کا اسٹال بھی تھا۔ غرض ہر قسم کے علم کی کتابیں اس کتب میلے میں موجود تھی۔ اردو، انگریزی، سندھی کے کتابوں کے اسٹالز لگے ہوئے تھے۔ مستقل بیماری کے باوجود ہم گذشتہ کئی سالوں سے اس کتاب میلے میں شرکت کر رہے ہیں ۔اپنے شوق کے مطابق کتابیں بھی خریدتیں ہیں۔ ہم نے بھی حسب سابق اس دفعہ اپنے

درمیان والے بیٹے اور اپنی دو بہوں اور ان کے بچوں کے ساتھ میلے میں شرکت کی۔ ہم نے اپنی ضرورت ہمارے بیٹے اور ہماری بہوں نے اپنی اور بچوں کی پسند کی کتابیں خریدیں۔ کالم نگار ہونے کی ناتے اس کتاب میلے کی ابلاغ کے لیے ہم ہر سال کالم بھی لکھتے رہتے ہیں۔ کتاب دوستی کی وجہ سے ان کتابوں پر اپنے کالموں میں تبصرے بھی کرتے رہتے ہیں جو اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ اس اچھے اور نیک کام کی تشہیر ہو اور ہمارے ملک کے لوگوں کو کتابوں سے محبت پیدا ہو جائے۔ ہمارے نزدیک کتاب بینی بہت کم ہو گئی ہے۔ لوگ ٹی وی اور فیس بک کے استعمال کی وجہ سے کتابوں کی طرف کم ہی دھیان دیتے ہیں۔ ہم کئی سالوں سے منتظمین سے اپنے کالم میں درخواست کرتے رہتے ہیں۔ ملک کے سارے صوبوں کے بڑے شہروں یا کم از کم صوبائی دار لحکومتوں میں ایسے ہی کتاب میلوں کا انتظام کیا جائے۔ یہ اس وقت کی ضرورت ہے مگر نہ جانے منتظمین کی کیا مشکل ہے کہ وہ یہ کام کئی سالوں سے نہیں کر سکے۔ خیر یہ تو وہی جان سکتے ہیں ہمارا کام درخواست کرنا ہے۔ اس دفعہ ہم نے نوٹ کیا ہے کہ اس بین الاقوامی کتاب میلے میں صرف بھارت، چین اور ترکی ہی شریک ہوئے ہیں اس کتاب میلے کو صحیح بین الاقوامی بنانے کے لئے اپنے دوست ملکوں، خاص کر اسلامی ملکوں کو بھی اس بین الاقوامی کتاب میلے میں شرکت کرنی کی دعوت دینی چاہیے۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان سے فنڈ حاصل کرکے ان ممالک کو خصوصی رعایت کی پیش کش کی جائے تو بہتر ہوگا۔ صاحبو! جب مسلمان کتابیں لکھتے تھے، پڑھتے تھے

تو اس وقت کی دنیا علم کی پیاس کے لیے سمرقند اور بخارا کی یونیورسٹیوں کی طرف رجوع کرتی تھی۔ اب جو قومیں کتابیں لکھتیں ہیں اور کتاب بینی کرتی ہیں تو لوگ لندن اور واشنگٹن کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے وقت کے کتب خانوں جو بغداد وغیرہ میں قائم کیے گئے تھے یاد رکھنا چاہیے جنہیں کتاب دشمن حملہ آور تاتاریوں نے مسلمان دشمنی میں جلا دیا اور دریا برد کر دیا تھا۔ مسلمانوں کو پھر سے کتابوں کی طرف کی رجوع کرنا چاہیے اس میں ترقی اور آگے بڑھنے کا راز ہے جو اس راز کو پا گیا وہ آگے نکل گیا۔ ہمارے اہل علم اور حکومتوں کو مغرب کی کتب کا اپنی مادری زبان اردو میں ترجمے کروانے چاہیئں تاکہ علم کی قوت سے مسلمان پھر سے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکیں۔ بہرحال یہ کتاب میلہ وقت کی ضرورت ہے کراچی کے لوگوں نے اس سے خوب فائدہ اُٹھایا۔ منتظمین بھی قابل مبارک باد ہیں۔ اللہ ہمارے کراچی اور پورے پاکستان کو دہشت گردی سے نجات دے اور امن وسکون نصیب کرے آمین۔

میں ملالہ نہیں ہوں

میں ملالہ نہیں ہوں نام ہے اُس کتاب کا جس کی رونمائی نیشنل پریس کلب اسلام آباد میں آل پاکستان پرائیویٹ اسکولز فیڈریشن (اے پی پی ایس ایف) نے کی ہے۔ہم نے تو صرف خبر کے طور پر سنا ہے کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔یہ کتاب نام نہاد نوبل انعام یافتہ ملالہ کے باطل خیالات کے خلاف لکھی گئی ہے۔اس کتاب میں کہا گیا ہے میں ملالہ نہیں ہوں میں مسلمان ہوں میں پاکستانی ہوں۔کتاب کے مصنف مرزا کاشف علی، صدر آل پاکستان پرایویٹ اسکولز فیڈریشن نے کہا کہ کتاب لکھنے کا مقصد حقائق بیان کرنا ہے اسلام کے مخالف پروپیگنڈے کا جواب دینا ہے اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے کی بونڈی کوشش کا توڑ کرنا ہے۔ملالہ کی کتاب کو مخالف اسلام اور مخالف پاکستان ہونے کی وجہ سے پرائیویٹ اسکولز میں آنے سے بند کر دیا گیا ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ زندہ ضمیر لوگ اب بھی موجود ہیں جو امریکی غلام حکومت کو چیلنج کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ملالہ کی کتاب میں اسلام کا مذاق اُڑایا گیا ہے۔اسلام اور پاکستانی کلچر کا مذاق اُڑایا گیا۔یہ کتاب جو ضیاالدین یوسفزئی اور پاکستان دشمن این جی اوز کی مہیا کردہ مواد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔کتاب لکھنے والی ایک صحافی کرسٹینا لیمپ عورت ہے۔۱۹۸۹ء میں بلوچستان کے شہر پشین میں ایک بلوچ سردار جو پیپلز پارٹی کا

وزیر بھی تھا اس عورت کو ہر پارٹی میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اس نے بے نظیر کے پہلے دور حکومت میں بطور صحافی پاکستان میں کام کیا تھا۔ پیپلز پارٹی کے کئی وزرا کے ساتھ اس کے ذاتی مراسم تھے۔ دنیا میں یہ مشہور تھا کہ یہ عورت خبر نکالنے میں ماہر ہے اور کسی اخلاقی حد کو عبور کر کے بھی خبر نکال لیتی ہے۔ ایک انگریزی اخبار کے مطابق پیپلز پارٹی کے ایک مرکزی راہ نما کے پاس خاص خبر تھی۔ لیکن وہ شیئر کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ وہ خبر اس عورت نے حاصل کر لی صرف۔ ایک رات وزیر کے ساتھ رہنے اور صبح چائے پی کر واپس آ گئی۔ سرداروں اور خانوں کے ساتھ کاک ٹیل پارٹیوں میں شریک ہوتی رہی ہے۔ کئی وزراء اس کی زلف کے اسیر رہے۔ اسی آڑ میں اوبی لادن (اسامہ بن لادن) کے نام سے پی آئی اے میں سفر کی کوشش کرتے ہوئے پکڑی گئی تھی۔ تاکہ پاکستان کو دنیا میں بدنام کیا جائے کہ اُسامہ بن لادن تو پاکستان میں ہوائی بھی سفر کرتا رہا ہے۔ کرسٹینا لیمب کو کئی بار ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے سبب مختلف ادوار میں پاکستان بدر کیا گیا اب بھی اس کا نام ناپسندیدہ شخصیات میں شامل ہے اس لیے وہ پاکستان کے خلاف ہے اور اس کتاب میں زہر اُگلا ٹی وی چینل کے دفتر میں آنا جانا mta ہے اس کا لندن میں قادیانیوں کے ایم ٹی اے کے ذریعے۔ براہ set3.east رہتا ہے اس ٹی وی کی نشریات ایشیائی سیٹ ۳۔ ایسٹ راست ملاکنڈ ڈیویژن میں دکھائی جاتی ہیں تاکہ ملالہ کو مشہور کیا جائے۔ لندن میں کتاب لکھوانے سے پہلے قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزا مسرور سے ضیاالدین یوسف

زئی کی ملاقات میں کیا طے ہوا وہ اس کتاب میں صاف نظر آتا ہے۔ اس کتاب کو ایک سازش کے تحت کچھ امریکی فنڈڈ پاکستانی میڈیا اور کچھ اسلام بیزار روشن خیال اور لبرل صحافی حضرات نے خوب مشہور کیا۔ ہمارے ایک لبرل صحافی جو ماما قدیر کا انٹرویو تو نجی ٹی وی میں نشر کرتے ہے نام نہاد گم شدہ پاکستانیوں کی وکالت بھی کرتے ہیں ان کو بلوچستان میں ریل کی پٹریاں اُکھاڑ کر بے گناہ لوگوں کو شہید کرنا نظر نہیں آتا۔ وہ برمنگھم جا کر ملالہ کا انٹرویو بھی کرتے ہیں اور ایک ڈمی جو کہ مغرب نے اسلام کے خلاف کھڑی کی ہے کو خوب پزیرائی دیتے ہیں۔ مغرب نے انعامات کی بارش کر کے ملالہ کو سکندر اعظم سے بھی بڑا کر کے دکھایا ہے۔ سوات کے مقامی لوگوں سے پوچھیں تو معلوم ہو گا کہ ملالہ نے عورتوں کے لیے تعلیم کی مد میں کچھ بھی تو نہیں کیا۔ ہاں ملالہ کا والد مغرب کا ایجنٹ ضرور تھا۔ مغرب نے اسلام دشمن تسلیمہ پروین اور سلمان راشدی کی لسٹ میں ایک اور اضافہ کر دیا ہے۔ ملالہ مغرب کی پسندیدہ شخصیت ہے مغرب اسے اسلام کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ ملالہ بھارت کے مسلم دشمن وزیر اعظم اور شیو سینا کی پسندیدہ ہے۔ ملالہ کی طرح اس سے قبل عورتوں کے ساتھ پاکستان میں ظلم کے حوالے سے امریکا نے مختیاراں مائی کو بھی خوب استعمال کیا ڈکٹیٹر مشرف نے اس کو امریکا جانے کی اجازت دی اور اس نے امریکا کے شہروں شہر اسلام اور پاکستان کو خوب بدنام کیا۔ مظفر گڑھ کا ممبر قومی اسمبلی مختیاراں مائی کے اجتماعی آبرریزی کے کیس کو جھوٹا کہہ چکا ہے۔

امریکا ایک ایسی کوشش سوات میں ایک لڑکی کو کوڑوں کی سزا کے حوالے سے بھی کر چکا ہے۔ ویڈیو میں دکھایا تھا کہ ایک باپردہ خاتون کو ایک شخص کوڑے مار رہا ہے اور وہ چلا رہی ہے پھر اتنے سخت کوڑے کھانے کے بعد ایک دم سے اُٹھ کھڑی ہوئی جیسے اس کو کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی۔ اس واقعہ کو پاکستانی میڈیا بغیر تحقیق کے خوب اُچھالا تھا۔ پھر یہ کیس عدالت میں گیا جہاں عدالت نے اسے جھوٹا قرار دیا اللہ کا کرنا کہ اس کیس کو بنانے والے نے خود اقرار کیا کہ پانچ لاکھ کے عوض یہ جھوٹا عمل میں نے کیا۔ صاحبو! یہ ساری کہانیاں مغرب اپنے عورتوں کے اسلام قبول کرنے کو روکنے کے لیے کر رہا ہے۔ مغرب کی عورت کو دُکھیا، مظلوم، مجبور اور شمع محفل بنا دیا ہے۔ اس کو مغرب نے پیسے کمانے والی مشین بنا دیا ہے مغرب کا کوئی بھی پروڈکٹ اس وقت تک نہیں فروخت ہو سکتا جب تک ایک نیم عریں عورت کو اس پروڈکٹ کے ساتھ نہ دکھایا جائے۔ کتنا ظلم ہے کہ عورت کارخانوں میں کام کرے، مزدوری کے بعد رات کو ڈائس پارٹیوں میں بھی شامل ہو۔ عورت جب سولہ کی ہوتی ہے تو ماں باپ اِسے کہتے ہیں جاؤ جاب تلاش کرو اور اپنے خرچ کے لیے پیسے کمائے وغیرہ وغیرہ۔ جب کہ اب بھی مسلمان گھرانوں میں عورت کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے روپ میں خوش رہتی ہے۔ اسلام میں اُس پر معاش کمانے کی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ معاش کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ اسلام کی اس خوشگوار چیز کو دیکھ کر مغرب کی عورت اسلام قبول کر رہی ہے جس میں سابق وزیر اعظم

ٹونی بلیئر کی سالی اور مشہور برطانوی صحافی مریم ریڈلے شامل ہے۔ جو مغرب کو ناگوار گزر رہا ہے۔اس لیے مغرب اسلام کے خلاف پروپگنڈہ کرتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کو آزادی نہیں اسے گھر میں بیٹھا کر رکھا جاتا اس پر تشدد کیا جاتا ہے۔ ضرورت تو یہ تھی کہ مغرب اپنی عورت کے ساتھ روا رکھا گیا ظلم بند کرے عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو وہ سہولت مہیا کرے جو اسلام میں ہیں۔ مگر مغرب نے جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کیا ہوا ہے۔ اپنے جھوٹے پروپگنڈے کو ثابت کرنے کے لیے، بیرونی فنڈ سے مغرب کی ہزاروں این جی اوز پاکستان میں کام کر رہی ہیں پھر اس جھوٹے پروپگنڈے کو مزید ثابت کرنے کے لیے ملالہ جیسے مصنوعی واقعات کا ڈرامہ بھی رچا کر اس کا سہارا لیتا ہے۔ لیکن دنیا اور خاص کر مغرب کی پڑھی لکھی عورتیں اتنی بے وقوف نہیں جتنا مغرب سمجھ رہا ہے اس کا الٹا اثر پڑھ رہا اور مغرب کی عورتیں تیزی سے اسلام قبول کر کے رحمت والے دین اسلام میں شامل ہو رہی ہیں جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

صاحبو! دکھ تو اس پر ہوتا ہے پاکستان کے بگڑے ہوئے کالے انگریز، اسلام بیزار مغرب پرست، روشن خیال، لبرل طبقہ، مغرب فنڈڈ میڈیا اور سب سے بڑھ کر امریکی، پٹھو حکمران مغرب کے جھوٹے پروپگنڈے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اپنے اسلامی معاشرے کو بُرا ثابت کرنے میں مغربی ایجنٹوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ تعلیمی نصاب سے قرآن کی جہاد سے متعلق آیات نکالتے ہیں صحابہؓ اکرام کے نام نکال کر آج کل کے نام نہاد سوشل ورکرز کا نام ڈالتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے اشعار کو نکال

کر مغرب کی نکالی کرتے ہیں ملک کی مادری زبان اردو کے بجائے انگریزی کو ذریعہ تعلیم بناتے ہیں۔ سرطانوی امداد کے تحت پہلی جماعت کے طالبعلموں کے لیے انگریزی لازمی قرار دیتے ہیں۔ یہ تو بھلا ہو پاکستان کے سابق چیف جسٹس صاحب کا کہ وہ ۷۳ کے آئین کی دفعہ کے تحت اردو کو قومی اداروں میں لازم کر گئے ہیں خود بھی اردو میں تقریر کی اور حکمرانوں کو بھی اس امر کا پابند کیا کہ پاکستان کے ہر ادارے میں اردو کو استعمال کیا جائے۔ موجودہ چیف جسٹس صاحب نے بھی سینیٹ کے اجلاس میں اردو میں خطاب کیا۔ صدر پاکستان جناب ممنوں حسین صاحب نے بھی ایک وزیر سے اردو میں حلف لیا یہ اچھی روایت قائم کی گئی ہے۔ اسلام کے دشمنوں نے مسلم امت پر ہر طرح سے حملہ شروع کیا ہوا ہے ہمیں مولی گاجر کی طرح کاٹ رہے ہیں دنیا میں ہر طرف مسلمان کا خون بہہ رہا ہے اس میں امریکا پٹھو حکمران برابر کے شریک ہیں۔ پیرس میں جعلی دہشت گردی کر کے مغرب میں مساجد پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں اور خاص کر پاکستانی عوام کو ہوشیار رہنا چاہیے اور مغرب کے ملالہ جیسے پروپگنڈے میں نہ آنا چاہیے بلکہ اس کا مناسب توڑ کرنا چاہیے جیسے آل پاکستان پرائیویٹ اسکولز فیڈریشن (اے پی پی ایس ایف) کے صدر جناب مرزا کاشف علی صاحب نے ''میں ملالہ نہیں ہوں'' لکھ کر کیا ہے۔ ہم نے بھی ملالہ کو جھوٹا اور مغرب کا ایجنٹ ثابت کرنے کے چھ اقساط تحریر کی تھیں جو پاکستانی اخبارات میں شائع ہوئی تھیں۔ میں تمام پاکستانیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ

کریں اس کتاب کو وسیع پیمانے پر پاکستان میں پھیلائیں ۔ ہمارا دین اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اس میں خواتین اور اقلیتوں کے حقوق ہیں اس لیے ہمیں کسی بھی کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر اسلام پر ڈٹ جانا چاہیے اس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے اللہ مسلمانوں کی حفاظت فرمائے آمین ۔

سب ایک پیج پر ہیں

یہ ملکِ پاکستان سب پاکستانیوں کا ہے ہم سب ایک پیج پر ہیں۔ یہ نادانوں یا ذاتی مفادات رکھنے والوں کی بحث ہے جو پورے ملک میں شروع کی ہوئی ہے کہ حکومت اور فوج ایک پیج پر نہیں ہیں۔ کیا ہم اس لایعنی بحث میں پڑھ کر نادانی کا مظاہرہ کر رہے ہیں یا ذاتی مفادات کے ساتھ ساتھ اپنے دشمنوں کے عزائم پورے کر رہے ہیں؟ ارے بھائی ہر ملک کا سربراہ بیرونی دوروں پر جاتا ہے ایسے ہی ہمارے وزیر اعظم صاحب بھی امریکا کے دورے پر گئے تھے۔ مسلح افواج کا سربراہ بھی غیر ملکی دورے پر جاتا رہتا ہے اسی طرح ہمارے سپہ سالار بھی امریکا کے دورے پر گئے تھے اب یہ دورہ مکمل کے برازیل کے دورے پر ہیں۔ اس میں کون سی انہونی بات ہے جس کے پیچھے سارا میڈیا پڑا ہوا ہے کیا گھر کی کمزوری (اگر کوئی ہے) کو دنیا میں نشر کر کے جگ ہنسائی کا سامان پیدا کرنا ہے۔ ہمارے ملک میں اظہار رائے کی مکمل آزادی ہے اس لیے کچھ لوگ اس سے فائدہ اُٹھا کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں علیحدہ بنا کر اپنا نام میڈیا میں زندہ رکھنے کی خواہش کو پوری کرتے ہیں۔ ملک کا الیکٹرونک میڈیا بھی اس سے فاہدہ اُٹھا کر ایک دوسرے سے سبقت لینے کی مہم کا شکار ہیں تاکہ اُن کے نجی ٹی وی کی ریٹنگ بڑھے۔ کچھ لےسکر اپنے خاص ذرائع کی مشہوری کے لیے بھی

زور لگاتے ہیں تاکہ دیکھنے والے کہیں کہ کمال ہے صاحب ان کے ہاتھ کتنے لمبے ہیں دیکھوں کیسے خبر نکالتے ہیں۔ صاحبو! جو نادانی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں اُن کو اپنے رویے پر نئے سرے سے غور کرکے اس نازک مسئلے پر پبلک میں بحث کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور بہت سے موضوع ہیں وہ اُن پر بے شک گفتگو کریں اپنے دل کی بھڑاس نکال لیا کریں۔ جن کے ذاتی مفادات ہیں اور وہ دانستہ دشمن کے عزائم کی تکمیل کے لیے ایسا کر رہے ہیں تو ان کا توڑ محب وطن حلقوں یعنی، الیکٹرونک، پرنٹ میڈیا، کالم نگار اور تجزیہ کاروں کو کرنا چاہیے اور ان کو پاکستانی قوم کے سامنے بے نقاب کرنا چاہیے۔ یاد رکھیں ہمارا ملک بہت ہی مشکل حالات سے گزر رہا ہے۔ کچھ ہماری اپنی غلطیوں کی وجہ سے اور بہت کچھ ہمارے دشمنوں امریکا، بھارت اور اسرائیل کی وجہ ہے جو ایک گریٹ گیم کے تحت پاکستان کا گھراؤ کئے ہوئے ہیں اور اسے ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں اور کبھی اس کی تقسیم کے نقشے جاری کرتے ہیں۔ پہلی بات کہ امریکا ایک سپر پاور ہے اور ساتھ ساتھ وہ عیسائی دنیا کا سربراہ بھی ہے جس عیسائی دنیا سے تقریباً چودہ سو صدیاں قبل مسلمانوں نے موجودہ مسلم علاقے فتح کئے تھے۔ پھر مسلمانوں کی کمزوریوں کی وجہ سے سولویں صدی میں عیسائیوں نے مسلمان ملکوں پر واپس مختلف طریقوں سے قبضے کئے۔ اُن کے نظام زندگی کو تبدیل کیا۔ جب دنیا میں آزادی کی تحریکیں چلیں اور مسلمانوں نے سخت جد وجہد کے بعد آزادی حاصل کی تو مسلمانوں کو موجودہ چھوٹے چھوٹے راجوڑوں میں تقسیم کیا اب

اس کی مزید تقسیم کے منصوبے بنا رہے ہیں اور وہ ہمیں کب برداشت کر سکتے ہیں خاص کر پاکستان ایک اسلامی دنیا کا ایک بہادر ملک ایٹمی وقت بن کر بھی رہے۔ اس سلسلے میں امریکا کی سازشوں سے تمام محبِ وطن لوگ واقف ہیں۔ دوسری بات کہ مشرقی سرحد پر ہمارا ازلی دشمن بھارت ہے جس پر مسلمانوں نے ایک ہزار حکومت کی تھی اُس کا کہنا کہ اب وہ مسلمانوں پر حکومت کرنے کا حق رکھتا ہے اسی وجہ سے اُس نے برصغیر کی تقسیم میں روڑے اٹکائے تھے اور ابھی تک وہ پاکستان کے وجود کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ خصوصاً کہ اس وقت بھارت کا وزیر اعظم ایک دہشت گرد تنظیم آر ایس ایس کا بنیادی ممبر ہے۔ یہ دہشت گرد تنظیم بنی ہی مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے ہے یا مسلمانوں کو واپس شدھی کرکے ہندو بننے پر مجبور کرنے کے لیے ہے۔اسی لیے بھارت میں گھر واپسی اسکیم شروع کی ہوئی ہے۔ مودی اسی دہشت گرد تنظیم کا بنیادی رکن ہے ۔اس کو کامیاب بھی اس وعدے پر کیا گیا تھا کہ وہ منتخب ہو کر بھارت کو متعصب ہندو ریاست بنائے گا۔اس نے دہشت گردی کرکے گجرات میں ڈھائی ہزار مسلمانوں کو شہید کیا تھا اور اب جو مسلمانوں کے خلاف مہم بھارت میں جاری ہے وہ اس کا تسلسل ہے۔ ان ہی حالات کو مدر نظر رکھتے ہوئے قائدِ محترم کی جادوانی شخصیت تھی کہ اُس نے انگریزوں اور تنگ نظر ہندوؤں کو بیک وقت شکست سے دوچار کرکے مروجہ جمہوری طریقے سے پاکستان حاصل کیا تھا جو اب ایک ایٹمی قوت بھی ہے۔ تیسری طرف اسرائیل ہے جس کو ہمارے رب نے چودہ سو سال پہلے دھتکار دیا ہے۔قرآن میں

جا بجا اس کی نافرمانیوں کی داستان پڑھی جا سکتی ہے۔کیا وہ دنیا کے نقشے پر ایک اسلام کے نام سے بننے والی ایٹمی حکومتِ پاکستان کو برداشت کر سکتا ہے نہیں بل لکل نہیں ! یہ سب کچھ محب وطن پاکستانی جانتے ہیں۔ ہم بھی اسی تجزیے کی بنیاد پر اپنے کالموں میں گریٹ گیم سے پاکستانیوں کو بر وقت خبردار اور ہوشیار کرتے رہتے ہیں اوراس گریٹ گیم کے مقامی کارندوں سے بھی آگاہ کرتے رہتے ہیں جنہوں نے پورے ملک میں اور خاص کر کراچی جو ۷۰ فی صد کمائی کر دیتا ہے میں دہشت گردی، بھتہ خوری، اغواہ برائے تعاون، اہدافی قتل (ٹارگٹ کلنگ) ٹھپہ مافیا اور کرپشن کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ہماری مغربی سرحد افغانستان میں بھارت کی حمایت سے قائم ایک امریکی پٹھو غنی حکومت ہے۔ ضرب عضب کی وجہ سے پاکستان دشمن پاکستانی طالبان اوراُن کا سربراہ مولوی فضل اللہ اپنے دہشت گردوں کے ساتھ افغانستان کے سرحدی علاقوں میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔وہاں سے امریکی اشیر آباد سے پاکستان مخالف میں دہشت گرد کاروائیاں کرتے ہیں جس میں پشاور کے آرمی پبلک اسکول اور بڈھ بیر ہوائی اڈھے پر حملہ شامل ہے۔ قارئین ! ان سب باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم دست بدست ہو کر محبِ وطن نجی ٹی وی مالکان، اخبارات،اینکر پرسن، کالم نگاروں اور تجزیہ کاروں سے درخواست کرتے ہیں کہ کسی بھی ایسی بحث کو ابلاغ نہ کریں جس سے دشمن کے ہاتھ مضبوط ہوں۔امریکا تو پاکستان میں سنسانی پھیلانے پہلے ہمارے آئی ایس آئی کے سربراہ سے، پھر جمہوری وزیر اعظم سے اور آخر میں سپہ سار سے

مزاکرات کرے گا تاکہ ہمارے اداروں کو تقسیم کرے اور اپنے ڈو مور کا مطالبہ پورا کرے۔ ملکی حالات پر نظر رکھنے والے حلقوں کی متفقہ رائے ہے پاکستان کے آئین کے مطابق ملک کے ہر ادارے کو اپنی حد میں رہ کر کام کرنا چاہیے۔ پاکستان کے مخصوص حالات کی وجہ سے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے آئی ایس پی آر کے تبصرے کو محمول کی بھی بات سمجھ کر قبول کرنا چاہیے تھا۔ جواب در جواب کی گردان نہیں شروع کرنی چاہیے تھی۔ اللہ بھلا کرے جناب چوہدری نثار صاحب کہ انہوں نے بیان جاری کیا اور کہا کہ سپہ سالار جمہوری حکومت کو اعتماد میں لے کر بیرونی دورے ترتیب دیتے ہیں۔ اگر کچھ چھوٹی موٹی بات ہو بھی تو یہ فطرتی امر ہے۔ اس کے علاوہ سینیٹ کی دفاعی کمیٹی موجود ہے آئین میں طریقہ موجود ہیں آپ اس میں سپہ سالار کے دورے پر بریفنگ بھی لی جا سکتی ہے۔ سب تو پاکستانیوں کی خواہش ہے کہ جو مشترکا تحقیقی کمیٹیاں (جائنٹ انو سٹٹیگیشن ٹیمیں) بنی تھیں ان کی سفارشات پر حکومت کو عمل کرنا چاہیے۔ حکومت کے سارے اداروں میں بہتر نتائج کے لیے گوڈ گورنس ہونے چاہیے تاکہ بہتر نتائج قوم کے سامنے آئیں اور ملک سے جاری دہشت گردی ختم ہو۔ یہی بات چیف جسٹس صاحب نے بھی اپنے سینیٹ کے خطاب کے دوران کہی تھی۔ دہشت گردی کے کنٹرول کے لیے بیس نکاتی ایجنڈے پر عمل درآمد کے لیے جو اسپیکس کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں اُن کا فالو اپ صحیح طریقے سے ہونا چاہیے۔ ہم سب کو مل کر جمہوری حکومت جو عوام کے ووٹوں سے آئین کے مطابق قائم ہوئی ہے کو مضبوط کرنا چاہیے۔ اپنی فوج جو

آئین کے مطابق پاکستان کے بیرونی اور اندرونی دشمنوں کے خلاف نبرد آزما ہے کی پشت بانی کرنی چاہیے۔ ہماری فوجی نوجوان دہشت گردوں سے ہماری حفاظت کے لیے اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں اُن کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیے۔ ہماری فوج ہماری قوم کی آنکھ کا تارہ ہے۔ دشمن ہزار کوششیں کرے ہم سب ایک پیج پر ہیں اور ان شاءاللہ رہیں گے آمین۔

شہیدِ پاکستان عبدالقادر ملا !

جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنما عبدالقادر ملا کو پھانسی کی سزا دے دی گئی (اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَجِعُونَ) ان پر ۱۹۷۱ء میں بنگلہ بنانے اور پاکستان کے ۲ ٹکڑے کرنے کی مخالفت کے لیے پاک فوج کا ساتھ دینے کی پاداش میں سزا موت دے دی گئی اگر اس مفروضے کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ پاک فوج کے خلاف الیف آئی درج کرائی گئی ہے کیونکہ فوج نے اپنی مدد کے لیے البدر بنائی تھی اسے ٹریننگ دی تھی البدر نے فوج کے ساتھ مل کر پاکستان کو دو ٹکڑے ہونے سے بچانے کی کوشش کی تھی جس الزام میں عبدالقادر ملا کو پانسی کی سزا دی گئی۔ یاد رہے کہ ذولفقار علی بھٹو اور شیخ مجیب الرحمان کے درمیان معاہدے کے تحت یہ طے ہوا تھا کہ ایک دوسرے کے خلاف جنگی جرائم مقدمہ نہیں چلایا جائے گا اس کے بعد ڈکٹیٹر مشرف نے بھی ڈھاکہ میں باقاعدہ معافی مانگ لی تھی جس پر پرانے باتیں ختم ہو گئیں تھی حکومت پاکستان چاہتی تو بنگلہ دیش حکومت کے سامنے اس معاہدے کو پیش کرتی اور سزاؤں پر عمل درآمد رک سکتا تھا مگر امریکہ کی خیرات پر چلنے والی حکومت نے ایسا نہیں کیا اور پاکستان کا ساتھ دینے کے جُرم میں جماعت اسلامی بنگلہ دیش میں زیر عتاب ہے ایسے رویّے پر تنقید کرتے ہوئے ہم نے اس سے قبل اپنے مضمون میں عرض کیا تھا کہ پھر ان حالات میں کل خدانہ خاستہ پاکستان پر

بُرا وقت آیا تو کون پاکستانی فوج کی مدد کے لیے البدو الشمس جیسی محب پاکستان تنظیمیں بنائے گا؟ معاہدے کے ہوتے ہوئے ۴۲ سال بعد پھر بھی دوسرے شریک فرد پر نام نہاد متنازع خصوصی عدالتی ٹریبیونل نے ۱۰ ماہ قبل عمر قید کی سزا دی تھی متعصب حسینہ واجد حکومت نے عدالت سے سزائے موت کی اپیل کی جس نے پاکستان کی حمایت اور بنگلہ دیش کی مخالفت پر عمر قید کی سزا کو سزائے موت میں تبدیل کر دیا شہید نے اپنے عزیزوں سے آخری ملاقات میں کہا میں حق پر ہوں ظالم حکمرانوں سے رحم کی اپیل نہ کی جائے میرے لیے آنسو نہ بہائے جائیں میرے خون کا بدلہ یہی ہے کہ بنگلہ دیش میں اللہ کے دین کی سربندی کی جدو جہد جاری رکھی جائے انہوں نے مذید کہا کہ شہادت کے بعد کارکن پر امن رہیں اِدھر اس ظلم پر پاکستان بھر میں ملک گیر احتجاج کا اعلان کر دیا گیا ہے جماعت اسلامی کے امیر جناب سید منور حسن نے پاکستانی حکمرانوں سے کہا ہے کہ پاکستان کی محبت کی سزا دی گئی ہے دفتر خارجہ نے مجرمانہ خاموشی اختیار کی بنگلہ دیش کے سفیر کو ملک بدر کیا جائے معلوم ہونا چاہیئے کہ اس سے قبل دفتر خارجہ نے پاکستان کو بچانے کی خاطر پاکستانی فوج کا ساتھ والوں کو نام نہاد متنازہ خصوصی ٹریبیونل کی سزا کے موقعے پر بیان جاری کیا تھا یہ بنگلہ دیش کا اندرونی معاملہ ہے دنیا بھر کے انصاف پسند حلقوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے اس متنازہ خصوصی ٹریبیونل پر اعتراضات ریکارڈ کروائے تھے مگر متعصب بنگلہ دیش حکومت پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا پورے مقدمے میں جانبداری

برتی گئی انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے اور یک طرفہ فیصلے کیے گئے بنگلہ دیش میں اس ظلم کے خلاف ملک بھر میں شدید احتجاج شروع ہو گیا ہے ڈھاکہ، چٹاگانگ سلہٹ اور راج شاہی میں ہنگامے ہو رہے ہیں مشتعل افراد کی فورسز سے جھڑپ کی خبریں آ رہیں ہیں فوج کو الرٹ کر دیا گیا ہے پاکستان میں آج ملک بھر میں شہید کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جائے گی کراچی میں بیت المکرم مسجد حسن اسکوئر پر ایک بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں شہید کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی اس موقعے پر تقریر کرتے ہوئے مقریرین نے جس میں امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی جناب حافظ نعیم الرحمان نے کہا شہادتوں سے اسلام کا راستہ نہیں روکا جا سکتا ہم پہلے سے بڑھ کر اسلامی نظام کے لیے کوشش کریں اس بڑے اجتماع سے دوسرے مقریرین نے بھی شہید کو خراج تحسین پیش کیا اور مرحوم کے درجات کے لیے اللہ سے دعا کی گئی جماعت اسلامی کے جنرل سیکرٹری جناب لیاقت بلوچ نے منصورہ میں ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے عبدالقادر ملا کی پھانسی پر حکومتی خاموشی شرمناک ہے بھارت بنگلہ دیش میں مرضی کی حکومت قائم کرنے کے لیے اسلام پسندوں کو راستے سے ہٹا رہا ہے جو ممکن نہیں ہے۔

ہندو طالبان

ماہِ رواں کے دوسرے ہفتے میں ہندوستان کے وزیر اعظم نریندر مودی نے برطانیہ کا دورہ کیا۔ اِس دورے کے موقع پر عالمی سطح پر مودی کو وہ پذیرائی نہیں ملی جو دورہ امریکہ کے وقت ملی تھی۔ امریکہ میں انہوں نے گوگل، مائیکروسافٹ اور فیس بک سمیت کئی بین الاقوامی اداروں کا دورہ کیا۔ اُس دورہ کو ذرائع ابلاغ میں غیر معمولی کوریج بھی ملی تھی، جبکہ دورہ برطانیہ کئی حوالوں سے مایوس کُن تھا۔ ایک تو دورہ برطانیہ کے موقع پر کشمیری، نیپالی، سری لنکن اور بہت سے ہندوستانیوں نے ان کی آمد پر 10 ڈاوننگ اسٹریٹ کے باہر مظاہرے کئے۔ دوسرا برطانوی ذرائع ابلاغ میں بھی وزیر اعظم مودی کی انتہا پسندانہ پالیسیوں پر کڑی نکتہ چینی ہوئی۔ برطانوی پارلیمنٹ کے اپوزیشن لیڈر نے نہ صرف وزیر اعظم مودی کے خطاب کا بائیکاٹ کیا۔ بلکہ ان کے اعزاز میں ہونے والی دیگر تقریبات میں بھی احتجاجاً شرکت نہیں کی۔ اقتصادی حوالوں سے تو نریندر مودی کچھ نہ کچھ حاصل کرپائے ہیں مگر اِن کی اخلاقی ساکھ پر برطانوی معاشرے میں طرح طرح کے سوالات اُٹھتے رہے۔ برطانوی عوام اور پریس نے نریندر مودی کو آڑے ہاتھوں لیا۔ خاص طور پر ہندوستان میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی اور عدم رواداری کی برطانوی پالیسیاں اور برطانوی اپوزیشن لیڈر کے بائیکاٹ نے یقیناً

ہندوستان کے پالیسی سازوں اور لابنگ کرنے والے اداروں کو یہ اَمر ضرور باور کرایا ہوگا کہ اب مہذب دنیا میں نفرت، تشدد اور عدم رواداری کی کوئی گنجائش نہیں۔

مودی کے دورہ برطانیہ کے موقع پر مجھے ذاتی طور پر نہ صرف احتجاج کو دیکھنے کا موقع ملا بلکہ احتجاجی مظاہرین کے قائدین سے تبادلہ خیال نے بھی میرے اندر یہ احساس اُجاگر کیا کہ مستقبل میں کئی تنازعات مودی کا ساری دنیا میں آسیب کی طرح تعاقب کرتے رہیں گے۔ وہ سانحہ گجرات سے جتنی بھی جان چھڑانے کی کشش کریں۔ مگر دو ہزار بے گناہ مسلمانوں کا خون اُن کی گردن پر ہے۔ 12 نومبر کو برطانوی پارلیمنٹ کے باہر سیکیورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے تھے وہاں سے عام آدمی کا گزرنا بھی مشکل تھا، ہزاروں لوگ سیاہ جھنڈیوں کے ساتھ مودی کے خلاف اپنے غم و غصے کا اظہار کررہے تھے۔ سکھ فیڈریشن کا احتجاج انتہائی موثر تھا۔ بہت سے احتجاجی بینروں اور پلے کارڈز پر ٹرینڈ مودی کو ہٹلر کے روپ میں دکھایا گیا تھا اور بعض پر لکھا تھا مودی دہشت گرد ہیں۔ مظاہرین میں برطانوی کشمیری، دلت، سکھ، سری لنکن اور نیپالی ایسوسی ایشنوں کے نمائندگان سرفہرست تھے۔ خود ہندوستان کی انسانی حقوق کی تنظیموں کے کارکن بھی سراپا احتجاج تھے۔ بعض جگہوں پر برطانوی شہری بھی مظاہرین کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے شامل تھے۔ مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ ایک ایسا وزیر اعظم جس کے دامن پر بے گناہوں کے خون کے دھبے ہیں جس کی امن مخالف پالیسیوں سے ہمسایہ ممالک بھی متاثر ہورہے ہیں، ان کے

اس دورے پر پاکستانی ذرائع ابلاغ نے بہت کم وقت دیا۔ اس موضوع پر مذاکرے، مباحثے، ٹاک شوز نہ ہونے کے برابر تھے، ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ اس پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ کم از کم کشمیریوں اور سکھوں کے حوالے سے تو یہاں میڈیا رپورٹس شائع ہونی چاہئیں تھیں کیونکہ کشمیریوں کی پاکستان اخلاقی سپورٹ کرتا ہے اور جبکہ خالصتان تحریک اپنے عروج کے دنوں میں پاکستان میں کافی توجہ حاصل کرپائی تھی۔ اس موقع پر میں نے ایک سکھ رہنما سے سوال کیا کہ آزادی کے وقت قائد اعظم محمد علی جناح سکھوں کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے تھے کیا اُس وقت اُن کی بات نہ مان کر آپ لوگوں نے خود اپنا نقصان نہیں کیا؟ ایک اکالی لیڈر نے کھلے دل سے میرے موقف کو تسلیم کیا اور کہا کہ تقسیم ہند کے وقت ہم پاکستان کے ساتھ چلے جاتے تو ہماری حیثیت مختلف ہوتی۔ اَب خدا معلوم ہندوستان کی غلامی میں ہمیں کتنے سال بسر کرنا پڑیں گے۔ گفتگو کے دوران بہت سے بزرگ سکھ میرے ارد گرد اکٹھے ہوگئے۔ ان سب نے اس بات کو مانا کہ 1947ء میں سکھ قیادت نے بہت بڑی غلطی کی تھی۔ جبکہ جناح صاحب کی نگاہ دور رس جو مستقبل کا خاکہ دیکھ رہی تھیں وہ ہم دیکھنے سے قاصر تھے۔ ہماری قیادت مستقبل میں جھانکنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی۔ میں احتجاجی مظاہرین کے رویے، نعروں اور تقاریر کو بڑے غور سے سن رہا تھا میں نے دیکھا کہ نیپالی ایسوسی ایشن کے کارکن پریس کو اپنی طرف متوجہ کئے ہوئے ہیں وہ اُن لوگوں کے ساتھ جاکر کھڑے ہوجاتے جن کے گرد مظاہرین جمع ہوتے تھے

۔نیپالیوں کی کوششیں اجتماعی بھی تھیں اور انفرادی بھی۔ اس سے پہلے برطانیہ کے لوگوں کو پتہ ہی نہیں تھا کہ ہندوستان نے نیپالی سرحد کی ناکہ بندی کرکے نیپالی عوام پر کتنے مظالم ڈھائے ہیں۔ نیپالیوں کو غذائی قلّت کا سامنا تھا۔ پیٹرول نہ ہونے کی وجہ سے بچے تعلیمی اداروں اور بیمار افراد اسپتال نہیں جا سکتے تھے۔ نیپالی مظاہرین نے اپنے احتجاج کی بنیاد انسانی حقوق کو بنایا۔ اگلے دن پریس میں انہیں کافی پذیرائی ملی۔ اب ہمیں بھی اس اَمر کو بھی دیکھنا چاہئے کہ دنیا کے سامنے جب ہم اپنی بات رکھیں تو اس بات کا خیال ضرور رہے کہ بین الاقوامی دنیا کیا دیکھتی اور سوچتی ہے۔ عالمی ضمیر کو کیسے بیدار کیا جا سکتا ہے؟ ہر بات گہری سوچ و بچار کا تقاضہ کرتی ہے۔ وہ ہمسایہ ملک جن کے ساتھ ہندوستان کا جارحانہ رویہ ہے، اُن کی خبریں ہمارے ذرائع ابلاغ میں بھی جگہ بنائیں تاکہ خطے کے دیگر ملکوں کو پتہ چلے کہ ہندوستان کی انتہا پسند حکومت کے جارحانہ رویوں کی وجہ سے ہمسایہ ممالک کن مسائل و مشکلات کا شکار ہیں۔ کشمیریوں کا احتجاج میرے لیے حوصلہ مند نہیں تھا۔ اگرچہ کشمیری تعداد میں بہت زیادہ تھے لیکن ان میں نظم و ضبط کا فقدان تھا۔ وہ مختلف گروپوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ان میں ہم آہنگی اور یکسوئی کا فقدان تھا۔ کشمیریوں نے اپنے مقدمے کا کوئی کتابچہ نہیں بنایا تھا نہ ہی وہ میڈیا کے لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کچھ لوگ ویڈیو اور ٹیپ ریکارڈر اپنے ساتھ لائے تھے جن پر پاکستان کے ملی نغمے

اور جنگی

ترانے بج رہے تھے ۔ جن کی اُس وقت قطعاً ضرورت نہ تھی ۔ زیادہ تر لوگ ٹولیوں کی شکل میں تھے ۔ اپنی تصویروں اور سیلفیوں میں مشغول تھے ۔ ان کی بے ترتیبی اس بات کی غماز تھی کہ انہوں نے کسی قسم کا ہوم ورک نہیں کیا جبکہ کشمیریوں کا کیس تو سکھوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے جس کے متعلق اقوام متحدہ سمیت کئی فورموں پر سینکڑوں بار مباحث ہو چکے ہیں ۔ کشمیریوں نے آزادی کیلئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں ۔ ان پر ظلم کی داستانیں انسانی ضمیر کو جگانے کیلئے کافی ہیں ۔ ان کی لہورنگ تصویریں عام آدمی کو اَشک بار کردیتی ہیں ۔ پاکستان کی وزارت خارجہ کیلئے یہ ایک اہم موقع تھا کہ وہ اپنے سیاسی اور سفارتی نمائندوں کے ذریعے عالمی میڈیا کی توجہ حاصل کرتی ۔ اس موقع پر کشمیریوں کے احتجاج کو منظم کیا ہوتا تو اس کے اچھے نتائج سامنے آتے ۔ ہمیں نریندر مودی کے دورہ کے پس منظر میں ایک جامع اسٹڈی کی ضرورت ہے ۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے جب مقبوضہ کشمیر کا دورہ کیا تھا تو اُس وقت مقبوضہ وادی میں کرفیو کا سماں تھا ۔ اب تو خود ہندوستان کے بھی دانشور کہہ رہے ہیں کہ مودی کی انتہا پسندانہ پالیسیاں ہندوستان کے سیکولر چہرے پر بد نما داغ ہیں ۔ برطانوی ذرائع ابلاغ نے بی جے پی کیلئے ''ہندو طالبان'' کی اصطلاح استعمال کی ۔ ہندوستان کے بڑے بڑے ادیب ، دانش ور ، فنکار ، سائنس

دان اور سابق فوجی افسر حکومت کو اپنے اعزازات واپس کر رہے ہیں۔ وہاں کا پڑھا لکھا طبقہ عدمِ تشدد کے ماحول کو خراب نہیں کرنے دینا چاہتا۔ میں نے برطانیہ میں مظاہروں میں دیکھا کہ چھوٹی ذات کے لوگ جنھیں ہندوستان میں ''دِلت'' کہا جاتا ہے وہ بھی سراپا احتجاج تھے کیونکہ ہندوازم پر مبنی پالیسیوں نے غریب طبقے کی زندگی اَجیرن کر رکھی ہے۔ بڑی ذاتوں کے غیر مساویانہ سلوک کے وہ شاکی تھے۔ آر ایس ایس کا یہ نظریہ کہ پڑوسی ممالک کو ہمیشہ دباؤ میں رکھا جائے۔ مودی سرکار نے اُسے بھی بڑھاوا دیا ہے۔ شاید ہمارے ہاں بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ نہ صرف مشرقی پنجاب میں بلکہ عالمی سطح پر سکھوں میں آزادی کی لہر زور پکڑ رہی ہے۔ آج وہ ماسٹر تارا سنگھ جیسے اکالی لیڈر کی غلطیوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ ہندوستان میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی پر وہ ہندوستانی بھی سخت پریشان ہیں جو بیرونی ملک مقیم ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے کشمیریوں کے ضمن میں تذکرہ کر رہا تھا کہ روایتی جلوس اور تقلیدی اندازِ فکر کو دیکھتے ہوئے احساس ہوا کہ ہمارے لوگ عصرِ حاضر کے تقاضوں سے نابلد ہیں۔ ہم لوگ موثر لابنگ کرتے تو نتائج مختلف ہوتے۔ نریندر مودی کے دورہ برطانیہ کے موقع پر بد قسمتی سے کشمیریوں کو ذرائع ابلاغ میں بہت کم کوریج ملی۔ اگر ہم لوگ اپنے جھنڈے اور سیاسی شناختوں اور گروہی مفادات سے بالاتر ہو کر کام کریں تو اس کے اچھے نتائج نکل سکتے ہیں۔ کشمیریوں کے پاس تو حق خود ارادیت کا نعرہ ہی بہت طاقتور ہے۔ اقوام متحدہ ضامن ہے۔

اگر پاکستانی

کشمیری اور مقبوضہ کشمیر کے باسی اپنے احتجاج میں عالمی رائے عامہ کو اس بات کا احساس دلا سکیں کہ کشمیر ایک انسانی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے ڈیڑھ ارب انسانوں کی زندگی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ حق خود ارادیت کے اصول پر اگر ایسٹ تیمور کو الگ شناخت مل ہو سکتی ہے تو کشمیریوں کو کیوں نہیں۔ مؤثر اور مربوط حکمت عملی سے منزل بہت قریب آ جائے گی۔ نریندر مودی کے دورہ امریکہ، برطانیہ کے حوالے سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مودی وزیر اعظم ہند نہ بنتے تو کیا امریکہ اور یورپ میں ان کے داخلے پر یوں ہی پابندی ہوتی ؟ کیا کسی ظالم اور فاشسٹ کے وزیر اعظم بننے سے اُس کے سابقہ تمام جرائم دُھل جاتے ہیں ؟ آئندہ ہمیں جامع پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کی جارحانہ پالیسیوں کا شکار دیگر اقوام اور ممالک کو ہم ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں۔ عالمی سطح پر سفارتی تگ و دو جاندار ہونی چاہئے۔ جلسے، جلوس منظم اور نظم و ضبط کے ساتھ منعقد کیے جائیں۔ اس بات کو بھی اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ گاندھی جیسا شخص جو تشدد کا مخالف تھا، اُس کے قاتل کو ہندوستان میں ہیرو بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ یہ مودی سرکار کے اندازِ حکومت کا ایک افسوسناک پہلو ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی کا زیادہ عرصہ اقتدار میں رہنا ہندوستان کی بقاء اور سلامتی کے لئے خطرناک ہے۔ سکھوں کی مذہبی علامتوں کی مسلسل بے حرمتی کی جا رہی ہے، یہ عوامل ہندوستان میں خانہ جنگی کا سبب بن سکتے ہیں۔ جبکہ ابھی تک آپریشن بلیو اسٹار کے گھاؤ سے خون

رس رہا ہے۔ بی جے پی کے کارکنوں اور رہنماؤں کے پر تشدد رویوں نے ہندوستان کی بزنس کلاس کو بھی مایوسی کا شکار کر دیا ہے۔ ہندوستان میں ریپ کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔ سارک کا پلیٹ فارم اَب نہ صرف غیر مؤثر ہو چکا ہے بلکہ اِس کی حیثیت ''ڈیبیٹنگ کلب'' سے زیادہ نہیں۔ کاش قیام پاکستان کے وقت سکھ حضرات قائدِ اعظم کی بات مان لیتے تو نہ صرف اُن کے مذہبی مقامات محفوظ ہوتے بلکہ ایک ہی خطے میں رہتے ہوئے انہیں مذہبی اور ثقافتی محاذ پر دشواری پیش نہ آتی۔ ہمیں اس جانب بھی توجہ دینی چاہئے کہ نیویارک میں ہم ہر سال کشمیریوں کا کیس اقوام عالم کے سامنے پیش کرتے ہیں، اس مرتبہ برطانیہ میں پیش کرنے سے ہم کیوں ہچکچائے؟ جبکہ برطانیہ تقسیمِ ہند کے وقت ایک فریق تھا۔ ہماری وزارتِ خارجہ اور برطانیہ میں سفارتخانے کو بھی اپنی کاوشوں کا جائزہ لینا چاہئے۔ کشمیری رہنماؤں جناب سید علی گیلانی، یاسین ملک، شبیر شاہ، میر واعظ عمر فاروق اور دیگر رہنماؤں کو اپنی پالیسی از سر نو تربیت دینی چاہئے۔ ہمیں عالمی برادری سے یہ سوال بھی کرنا چاہئے کہ اگر کسی ملک میں داعش کا کوئی لیڈر ووٹ لے کر انتخابات میں کامیاب ہو جائے تو کیا امریکہ اور برطانیہ سمیت مہذب دنیا اُسے تسلیم کرے گی؟ بی جے پی ''آر ایس ایس'' اور مودی کا چہرہ ساری دنیا کے سامنے بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ نریندر مودی اور تشدد ایک سکے کے دو رُخ ہیں۔ بھارت کو سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی دینا جنوبی ایشیاء کا امن غارت کرنے کے مترادف ہے۔

الجزیرہ ٹی وی نے تو یہاں تک کہا کہ مودی کے دورہ برطانیہ کے موقع پر برٹش انڈین تقسیم تھے۔ اِن میں اپنے وزیر اعظم کے بارے میں خیر سگالی کے جذبات نہیں تھے۔ مودی کے اعزاز میں ہونے والی تقریبات احتجاج کی وجہ سے گہنا گئیں۔ برطانوی حکومت کو غیر معمولی سیکورٹی اقدامات لینا پڑے۔ دورۂ امریکہ کے موقع پر نریندر مودی کو جو پذیرائی ملی ، برطانوی دورے میں اس کا صرف تصور ہی کیا جاسکتا تھا۔ اُس وقت برطانوی وزیر اعظم نے نریندر مودی کے حق میں کوئی جاندار بیان بھی نہیں دیا۔ دہلی اور بہار کے انتخابات میں ناکامی کے بعد نریندر مودی کو تشدد اور انتہا پسندی کو بطور سرکاری پالیسی ترک کر دینا چاہئے۔ مشترکہ اعلامیے میں بھی روایتی باتوں کے علاوہ کوئی موثر اور متاثر کن بات نہیں تھی۔ زیادہ سے زیادہ بھارت اب مغربی کمپنیوں کی منڈی بنتے جارہا ہے۔

(میاں عبدالمجید (کراچی

میاں عبدالمجید صاحب کا یہ مضمون میرے دوست اکرم کمبوہ صاحب نے بھیجا ہے کہ اسے اخبارات کو شائع کرنے کے لیے بھیجوں۔

میر افسر امان، کالمسٹ

(کنوینر کالمسٹ کونسل آف پاکستان اسلام آباد (سی سی پی

علی احسن اور صلاح الدین شہدا پاکستان

بنگلہ دیش کی قاتل حکمران حسینہ واجد نے بھارت کے حکمران دہشت گرد مودی کو خوش کرنے کے لیے پاکستان سے محبت کرنے والے ایک اور جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنما علی احسن مجاہد کو پھانسی پر چڑھا دیا وہ بنگلہ دیش پارلیمنٹ کے ممبر رہے ہیں اور جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے جرنل سیکرٹیری بھی تھے۔ اس کے ساتھ بنگلہ دیش نیشنل پارٹی کے صلاح الدین کو بھی پھانسی پر چڑھا دیا گیا وہ بھی بنگلہ دیش پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔ اس سے قبل جماعت اسلامی کے دو رہنماؤں عبدلقادر ملا اور قمر الزامان کو بھی پھانسی پر چڑھا چکی ہے۔ بنگلہ دیش جماعت اسلامی کے سابق امیر کو بھی اسی جرم میں ۱۰۰ سال کی سزا ہوئی تھی وہ قید کی حالت میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ ان سب کا جرم یہ ہے کہ پاکستان کو بچانے کے لیے انہوں نے ۱۹۷۱ء میں پاکستان کی فوج کا ساتھ دیا۔ جب بھارت نے پاکستان دشمن قوم پرست بنگالیوں پر مشتمل مکتی باہنی بنائی تھی تو اُس وقت پاکستان کو بچانے والے جماعت اسلامی کے پاکستان دوست اسلام پسند بنگالیوں رہنماؤں نے الشمس اور البدر بنائیں تھی جنہوں نے ایک طرف پاکستان دشمن مکتی باہنی اور دوسری طرف بھارت کی فوج کا مردانہ وار مقابلہ کیا تھا جس کی تعریف پاکستان فوج کے اعلی افسران کر چکے ہیں۔ کہانی کچھ اس طرح ہے کہ شیخ مجیب نے بھارت

سے مل کر مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے علیحدہ کرنے کے لیے ہندوستان کے شہر اگرتلہ میں سازش تیار کی تھی جس کے تحت مسلح کاروائیاں شروع کی گئیں اور مشرقی پاکستان میں غیر بنگالیوں کا جینا محال کر دیا تھا۔ ڈکٹیٹر ایوب خان نے شیخ مجیب پر اگرتلہ سازش کیس کا مقدمہ قائم کیا تھا۔ پاکستان میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ڈکٹیٹر ایوب خان کے خلاف معزولی کی تحریک چلی اور گلیوں میں ایوب خان کو کتا کتا کہا گیا تو اُس نے حکومت ڈکٹیٹر یحییٰ خان کے حوالے کر کے وہ ایک طرف ہو گیا۔ ان مخدوش حالات میں ڈکٹیٹر یحییٰ خان نے پاکستان میں انتخابات کرائے جس کو سیاست دان شفاف انتخابات کہتے ہیں مگر وہ ہر گز شفاف انتخابات نہیں تھے اس لیے کہ مشرقی پاکستان میں غیر بنگالیوں کے خلاف خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی ہر طرف دہشت گردی تھی امن وامان کا نام تک نہ تھا مکمل بغاوت کا ماحول تھا ان حالات میں انتخابات ہوئے تو لامحالہ شیخ مجیب کی پارٹی نے انتخابات جیتنے ہی تھے۔ ووٹوں کے حوالے سے مشرقی پاکستان میں جماعت اسلامی دوسرے نمبر پر تھی مشرقی پاکستان جو بعد میں بنگلہ دیش کہلایا شیخ مجیب نے حکومت بنائی اور مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو حکومت بنانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ تو سامنے پیش آنے والے واقعات تھے اور قدرت کا انتقام کچھ اور تھا کہ دیکھیں شیخ مجیب کی قوم نے اس کے پورے خاندان کے ساتھ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا صرف حسینہ واجد بچ گئی تھی کیونکہ وہ اُس وقت ملک سے باہر تھی۔

تاریخ دان

لکھتے ہیں کہ اسلام کے نام سے بننے والی ریاست کو توڑنے میں شیخ مجیب، ذوالفقار علی بھٹو اور اندرا گاندھی شامل تھی۔ اندرا گاندھی کو اس کے محافظوں نے قتل کر دیا اور ذوالفقار علی بھٹو کو ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے دور میں ایک قتل کے جرم میں عدالت نے موت کی سزا دی جس پر اسے پھانسی پر چھڑا دیا گیا۔ یہ مقافات عمل تھا۔ خیر جب یہ سب کچھ ہو گیا جنگی قیدی بھی واپس آ گئے اور تو بنگلہ دیش کو پاکستان نے تسلیم کر لیا پھر تینوں فریقوں میں ایک معاہدہ ۱۹۷۴ء میں طے ہوا جسے قانونی زبان میں بین الاقوامی معاہدہ بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ اب تین آزاد ریاستوں میں طے ہوا تھا اس معاہدے کے تحت سب غلطیوں کو بھلا دیا تھا اور ایک دوسرے کے خلاف کسی قسم کی بھی کاروائی نہ کرنا بھی شامل تھا۔ جماعت اسلامی نے بنگلہ دیش میں اپنی سیاسی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ پارلیمنٹ میں قابل ذکر نمائندے جیت کر گئے۔ بلدیاتی الیکشن میں بھی جماعت اسلامی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بڑی تعداد میں سیٹیں جیتیں۔ اب نہ جانے حسینہ واجد کو کیا ہو گیا ہے کہ پرانے معاہدے کو ایک طرف رکھ کر اپنی ہی ملک کے شہریوں کے خلاف ایک نام نہاد عدالتی ٹریبیونل بنا کر لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار رہی ہے۔ اس نام نہاد ٹریبیونل کو نہ تو آزاد ملکوں نے صحیح کہا ہے نہ ہی بنیادی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں نے اسے قانونی تسلیم کیا ہے۔ ٹریبیونل کے جج کے ٹیلفون کو دنیا میں سنا دیا گیا کہ وہ حکومت کے حکام سے سزائیں دینے کی ہدایات لے رہا ہے۔ اس کے

علاوہ متعصب ٹریبیونل نے ضابطے کی بنیادی عدالتی کاروائی بھی مکمل نہیں کی اور اُجلت میں لوگوں کو سزائیں سنا دیں جس کے پیچھے حکومت کی دشمنی شامل ہے۔ مثلاً پاکستان میں تحریک انصاف کے اسحاق خاکوانی صاحب نے ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں کہا کہ جس واقعہ کی بنیاد پر احسن علی مجاہد کو سزا دی گئی اُس وقت وہ پنجاب یونیورسٹی میں میرے ساتھ پڑھ رہا تھا۔ عمران خان نے اسی ہی بنیاد پر حسینہ واجد کو فون کیا اور پھر ای میل بھی کی اور سزا کو رکوانے کی کوشش کی مگر حسینہ واجد جو بھارت کے دباؤ میں ہے کچھ بھی نہ مانی اور اسی رات دونوں پاکستان سے محبت کرنے والوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ جب پہلی دفعہ عبدلقادر ملا کو پھانسی کی سزا سنائی تھی تو پاکستان کی نواز شریف حکومت کو اُس بین الاقوامی معاہدے کے تحت عالمی عدالت انصاف میں مقدمہ لے جانے چاہیے تھا مگر جن لوگوں نے نظریہ پاکستان کے لیے جانیں لڑائیں ان کو پاکستان نے تنہا چھوڑ دیا جس فوج کے ساتھ شانہ بشانہ مکتی باہنی اور بھات کی فوج کے خلاف لڑائی لڑی اور فوج کے اعلی عہداداروں نے الشمس اور البدر کے مجاہدین کی تعریفیں بھی کی تھیں کو بھی چپ سادھ گئی اس پر ہم نے اُس وقت کالم بھی لکھا تھا کہ خدانہ خاستہ اگر اب کہیں پاکستان پر برا وقت آئے تو پھر کون الشمس اور البدر بنائے گا؟ جماعت اسلامی کو کسی سے مدد نہیں چاہیے اس کا ہر کارکن شہادت کے موت کی تمنا لیے ہوئے ہے ان شہادتوں سے اس کے کارکنوں کے ایمان مزید مضبوط ہوں گے وہ اسلام کے نام پر بننے والے اسلامی

جمہوریہ پاکستان کی حفاظت کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہے۔جماعت اسلامی ایک نظریاتی جماعت ہے۔یہ پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت، مقبوضہ کشمیر، آزاد کشمیر، سری لنکا وغیرہ میں موجود ہے اس کی ذیلی تنظیمیں دنیا کے تمام ملکوں میں موجود ہیں حسینہ واجد اور بھارت بلکہ پوری دنیا بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ دنیا کے رواج پورے کرتے ہوئے جماعت اسلامی نے ان شہدا کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔جماعت اسلامی نے بنگلہ دیش میں ہڑتال کی کال بھی دے دی حسینہ واجد بھارتی پٹھو حکومت نے فوج بھی بلا لی۔ پاکستان میں بھی ان شہیدوں کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کر دی احتجاج بھی ریکارڈ کرا دیا گیا۔ جماعت اسلامی تو پاکستان کے نظریہ پاکستان سے بے خبر بزدل حکمرانوں کو یاد کراتی ہی ہے کہ جس وقت اندرا گاندھی نے کہا تھا بھارت نے مسلمانوں سے ایک ہزار سال حکمرانی کا بدلہ لے لیا دو قومی نظریہ بنگلہ دیش میں ڈبو دیا۔جماعت اسلامی تو اس کے جواب میں بنگلہ دیش میں نظریہ پاکستان کو ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے اور شہادتیں قبول کر رہی ہے۔ کاش اندرا گاندھی کے بیان کے جواب میں پاکستانی حکومتوں کو نظریہ پاکستان کو ابھی تک زندہ رکھنے والے جھونپڑیوں میں تین نسلیں گزارنے والے بہاریوں کو پاکستان بلا لینا چاہیے تھا۔ اب بھی ۱۹۷۴ء کے معاہدے کو سامنے رکھتے ہوئے بین الاقوامی عدالت انصاف میں نظریہ پاکستان کے شہیدوں کے مقدمے کو لیکر جائے تا کہ ایک طرف انصاف کے تقاضے پورے ہوں ،دوسری طرف نظریہ پاکستان بھی زندہ رہے اور پاکستان بننے والوں کی

روحوں کو تسکین بھی نصیب ہو۔ جماعت اسلامی والے رہیں یا نہ رہیں یہ اُس پر چھوڑ دو۔اللہ نظریہ پاکستان جو حقیقت میں نظریہ اسلام ہے کی حفاظت فرمائے آمین۔

ہدایت و رہنمائی اللہ کی طرف سے ہے !

جس اللہ نے اس کائنات اور اس کے اندر رہنے والے انسان کو پیدا کیا ہے پھر دنیا کے اندر زندگی گزارنے کے لیے ہدایت اور رہنمائی بھی اُس ہی کی طرف سے ہے۔ اگر ہم اپنی زمین کو اور اس کے اندر رہنے والے انسانوں کو ہدایت و رہنمائی کے حوالے سے کو سمجھنے کی کوشش کریں تو ہم زمین کو تین بڑے حصوں سمندر، صحرا اور پہاڑوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ سمندر زمین کے تقریباً ستر حصے پر ہے، صحرا اور پہاڑ باقی حصے پر واقع ہیں دوسرے لفظوں میں ترقی اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ زہین ایک گاؤں کی مانند ہو گئی ہے جس میں ہم ایک دوسرے اچھی طرح جانتے ہیں۔ سمندر کے ساحل پر رہنے والے ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کتنے افراد اس گاؤں میں رہتے ہیں کیسے ہر روز مچھلیں پکڑنے کے لیے سمندر میں جاتے ہیں کیسے مچھلیاں فروخت کرتے ہیں وغیرہ اسی طرح صحرا اور پہاڑوں میں رہنے والے بھی ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ مگر زمین کے ان تین خطوں میں رہنے والوں نے کبھی سوچا ہے کہ ان سب کو پیدا کرنے والے کو بھی وہ جانتے ہیں کہ نہیں۔ آپ ذرا غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا ایک خودکار طریقہ ہے جسے وہ ہر روز مشاہدہ کرتے اور اگر اس کو مدِ نظر رکھیں تو ان کو خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کو پیدا کرنے والا کون ہے۔ سمندر کے ساحل پر رہنے والے جانتے ہیں کہ مچھلی

سمندر میں رہتی ہے انڈے دیتی ہے انڈوں سے بچے نکلتے ہیں بچے خود بخود تیرنے لگتے ہیں مچھلی پانی سے کچھ دیر باہر رہے تو مر جاتی ہے۔ہر روز سورج طلوح ہوتا ہے ڈوب جاتا ہے رات ہو جاتی ہے دن نکل آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔اسی طرح صحرا میں رہنے والوں اور پہاڑوں میں رہنے والے انسانوں کو اپنے ارد گرد ہونے والے سب واقعات کا بخوبی علم ہے ہر روز ان کے مشاہدے میں یہ باتیں آتی رہتیں ہیں۔ مچھرے جانتے ہیں مچھلی مچھلی کو جنم دیتی ہے مچھلی نے کبھی سمندری پرندوں کو جنم نہیں دیا صحرائی جانتے ہیں اونٹ اونٹ کو ہی جنم دیتا ہے اونٹ نے کبھی گھوڑے کو جنم نہیں دیتا۔پہاڑیے جانتے ہیں کہ سیب کے درخت ہمیشہ سیب ہی پیدا کرتے ہیں کبھی بھی خربوزے کو جنم نہیں دیتے۔اور یہ سب یہ بھی جانتے ہیں کہ کبھی بھی ہمیشہ کے لیے دن ہی نہیں رہتا نہ ہمیشہ رات رہتی ہے بلکہ ہر روز صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے۔اگر یہ تمام لوگ یہ سب کچھ جانتے ہیں تو یہ بھی خود بخود جانتے ہیں کہ ان سب کو اللہ نے ہدایت اور رہنمائی دی ہے کہ مچھلی سے مچھلی پیدا ہو اونٹ سے اونٹ پیدا ہو اور سیب کے درخت سے سیب ہی پیدا ہو تو ذرا سے غور کے بعد یہ بھی سب لوگ جان سکتے ہیں کہ ان کو بھی پیدا کرنے والا اور ہدایات اور رہنمائی دینے والا ایک ہی اللہ ہے۔ صاحبو! ایک طرف تو اللہ نے اپنی مخلوق کو یہ خودکار نظام دیا کہ وہ خود کو اور اپنے پیدا کرنے والے اللہ کو خودکار نظام کے تحت پہچانیں اور ایک نظام اور بھی اللہ تعالیٰ نے بنایا تھا وہ یہ ہے کہ انسان کو پیدا کرنے سے

پہلے ان تمام انسانوں کی روحوں کو پیدا کیا تھا جن کو وہ ازل سے ابد تک پیدا کرنا چاہتا تھا پھر اللہ نے ان سب روحوں کو اپنے سامنے بیٹھا کر ہدایت رہنمائی دی اور عہد لیا تھا وہ یہ تھا۔اللہ نے سب روحوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں (پیدا کرنے وال) سب نے کہا آپ ہمارے رب ہیں ہم اس کی گواہی دیتے ہیں ۔پھر اس کے بعد اللہ حضرت آدمؑ اور ہوا کو پیدا کیا اور پھر ان کی نسل سے اب تک کے سارے انسان پیدا ہو رہے ہیں اور آیندہ قیامت تک بھی پیدا ہوتے رہیں گے اللہ نے آدمؑ اور ہوّا کو پیدا کرے اپنی جنت کے اندر آزمائیش کے لیے رکھااللہ نے انسان کو پیدا کرکے اپنے فرشتوں سے کہا کہ انسان کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے اللہ کا حکم مان کر آدمؑ کے سامنے سجدہ کیا مگر شیطان نے اللہ کا حکم نہیں مانا۔اللہ نے کہا تم نے میرا حکم کیوں نہیں مانا شیطان نے کہ کہ تم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور مجھے آگ سے پیدا کیا لہٰذا میں انسان سے افضل ہوں ۔ اللہ شیطان کی نافرمانی سے ناراض ہوا اور کہ تم نے تکبر کیا اور اللہ کی نافرمانی کی جا تو راندہ درگار ہوا۔شیطان نے اللہ سے اجازت مانگی کہ تم مجھے طاقت دے کہ میں انسان کو تیری ہدایات اور رہنمائی کے راستے سے ہٹا سکوں اللہ نے شیطان کو اجازت دے دی لیکن ساتھ یہ بھی کہا تو صرف وسوسوں اور جھوٹے وعدوں سے ہی انسان کوہدایت اور رہنمائی کے راستے سے ہٹا سکے گا زبردستی سے کسی انسان کو ہدایت اور رہنمائی سے نہیں ہٹا سکے گا۔ پھر اللہ نے آدمؑ اور ہوّا سے کہا تم میری جنت کے اندر رہو مگر

یاد رکھنا شیطان کے وسوسوں اور جھوٹی وعدوں کے جانسے میں نہ آنا۔ یہ درخت ہے اس سے قریب نہ جانا ورنہ میری ہدایت اور رہنمائی سے بھٹک جاؤگے آدمؑ کو شیطان نے کہا اللہ نے تمھیں اس درخت کے چھونے سے اس لیے روکا ہے کہ تمھیں ابدی حیات نہ مل جائے۔آدمؑ اور ہواؑ شیطان کے جھانسے میں آ گئے اور اُس درخت کو چھو لیا۔ اللہ آدم سے ناراض ہوا۔آدمؑ نے اللہ سے معافی کی دعا مانگی۔ اللہ نے آدمؑ کو معاف کر دیا۔ پھر اللہ نے آدمؑ، ہواؑ اور شیطان تینوں کو جنت سے نکال کر اس دنیا میں پھر آزمانے کے لیے چھوڑ دیا اور کہا کہ میری ہدایت اور رہنمائی پر عمل کروگے تو پھر جنت میں داخل کروں گا اور اس سے ہٹ کر پھر شیطان کے وسوسوں اور جھوٹے وعدوں کے پیچھے پڑوں گے تو دوزخ میں ڈالوں گا یہاں ہمشیہ رہوگے۔ اللہ نے کیونکہ انسان کو کمزور پہلے سے ہی پیدا کیا تھا یعنی اس کے پیٹ کے اندر بھوک، شہوت، دولت، سرداری، جاہ وجلال، اقتدار اور نہ جانے کیا کیا چیزیں رکھیں ہیں کہ وہ اس آزمائیش کرے۔انسان اپنی کمزوری کی وجہ سے اللہ کی ہدایات اور رہنمائی سے بار بار ہٹ جاتا ہے پھر بھی اللہ نے اس کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہوا ہے۔ انسان توبہ کرے اور اللہ کا پسندیدہ بندا بن جائے تو اللہ پھر انسان کو معاف کر دے گے جیسے پہلے معاف کر چکا ہے۔ پھر اللہ نے انسان کو بھولا ہوا سبق یاد کرانے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمرؑ زمین میں بھیجے تاکہ انسان کو ہدایت اور رہنمائی پر قائم رہنے کے لیے مدد کرتے رہیں۔ اسلام کا یہ فلسفہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ پہلا

انسان عقل اور شعور کے ساتھ پیدا کیا گیا تھا وہ صحیح اور غلط کو سمجھ سکتا تھا۔ آج مغرب کے سائنسدانوں نے یہ نظریہ گھڑا ہے کہ انسان جانور یعنی بندر سے ارتقا کرتے کرتے موجودہ شکل میں پہنچا ہے یہ باطل نظریہ ہے۔ اگر بفرض محال مغربی سائنسدانوں کی یہ بات مان بھی لی جاتی ہے تو کیا آگے ارتقائی عمل سے انسان کیا بنے گا کیا واپس بندر یا ہاتھی بن جائے گا؟ نہیں نہیں انسان انسان تھا اور انسان ہی رہے گا۔ صاحبو! ہر دور کا انسان ان ہی انسانی باطل نظریات کے پیچھے پڑھ کر تباہی کے گھڑے تک پہنچتا رہا ہے اور آج بھی پہنچ چکا ہے۔ ایسے ایسے ایٹمی اور کیمیائی ہتھیار بنا لیے گئے ہیں کہ ایک پل میں ساری دنیا کو ملیا میٹ کر دیں۔ آج ہر طرف اپنے اقتدار اور انسانوں کو اپنا غلام اور باطل نظریات پر چلانے کے لیے خون میں ڈبو دیا ہے ایک خود کش انسان ہزاروں انسانوں کو بم پھاڑ کر موت کی نید سلا دیتا ہے انسانیت سسک رہی ہے۔ انسانی باطل نظریات کے پیچھے پڑے انسان کو پھر اللہ کی ہدایت اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ توبہ کا دروازہ اللہ نے ہمیشہ کھلا رکھا ہے۔ اللہ کے فرشتے پکار رہے ہیں، ہے کوئی ہدایات اور رہنمائی پانے والا؟ کافروں کو ایک طرف رکھ دو انھوں نے تو ہدایات اور رہنمائی کی طرف رجوع نہیں کرنا بلکہ اپنے باطل نظریات پر عمل کرنا ہے جو سیدھا تباہی کی طرف جاتا ہے ویسے بھی قرآن کے مطابق ان کے لیے تو اللہ نے دوزخ بن رکھی ہے۔ مگر اے دنیا کے مسلمانوں اللہ کی یہ بات پلے باندھ لو کہ دنیا کے ملکوں کی چلت پھرت تمھیں ہر گز دھوکے میں

نہ ڈالے یہ تو چند روزہ ہے آخرت ہمیشہ کے لیے ہے۔ آخرت کا چناؤ کرو اور پھر سے اللہ کے بندے بن جاؤ جیسے رسولؐ اللہ کے زمانے میں، پھر خلفائے راشدین کے زمانے اور پھر بعد میں کے شروع کے زمانے میں تھے۔ اللہ نے تمھیں دینا میں بھی اقتدار بخشا تھا اور آخرت کا وعدہ تو تم ہی سے ہے۔ توبہ کرو پھر سے ویسے ہی مسلمان بن جاؤ۔ دنیا رہنمائی کے لئے تمھاری طرف دیکھ رہی ہے۔ اللہ نے ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ہدایات اور رہنمائی مکمل کر دی تھی تم اللہ کے رسولؐ کے نائب ہو۔ اللہ کا قرآن اور اللہ کے پیغمبرؐ کی سیرت تمھارے پاس موجود ہے اُس پر عمل کرکے کھویا ہوا مقام پھر حاصل کر سکتے ہوں۔ اللہ کے پیغام کو یاد رکھوں غم نہ کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس دور کے مسلمانوں کی مشکلات کا یہی ایک راستہ ہے اللہ ہمیں اپنی ہدایات اور رہنمائی پر پھر سے دے دے آمین۔

جماعت اسلامی اور تحریک انصاف ریلی کراچی

ریلیاں تو سیاسی جماعتیں نکالتی رہتیں ہیں مگر کچھ ریلیاں تاریخ کا حصہ بن جاتیں ہیں اسی میں سے ایک ریلی مرحوم بھٹو کے زمانے میں کراچی ایئر پورٹ سے برنس روڈ تک نو ستاروں والی تحریک نے نکالی تھی جو ۱۲ گھنٹوں میں سفر کر کے منزل مقصود پر پہنچی تھی پھر بھٹو صاحب نے اس کے توڑ میں ریلی نکالی تھی وہ بھی بڑی ریلی تھی۔ اب بلدیاتی الیکشن کے حوالے سے کراچی کی لسانی تنظیم نے بھی کچھ دن پہلے ریلی نکالی تھی جو لیاقت آباد سے قائد اعظمؒ کے مزار پر ختم ہوئی تھی جس میں وہ دم خم نہ تھا جو کراچی میں لسانی تنظیم کی گزشتہ ریلیوں میں ہوا کرتا تھا۔ اب اس کے توڑ میں جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کے اتحاد نے کراچی ایئر پورٹ سے قائد اعظمؒ تک مشترکا ریلی نکالی ہے۔ بلاشبہ اس ریلی میں کراچی کے عوام جس میں عورتیں بچے مرد بوڑھے اور نوجوانوں نے بھرپور شرکت کی جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کے جھنڈے ہاتھوں میں لیے جس گرم جوشی سے سراج الحق اور عمران خان کا استقبال کیا اُس نے ثابت کردیا ہے کہ وہ کراچی میں تبدیلی چاہتے ہیں۔ یہ ریلی بھی ۱۰ گھنٹوں میں اپنی منزل تک پہنچی۔ راستے میں پہلے اسٹار گیٹ اور پھر مختلف پر جگہوں پر سراج الحق اور عمران خان صاحب نے خطاب کیا۔ کامیاب ریلی

کے اختتام پر خوشی میں آتش بازی کا مظاہرہ بھی کیا گیا۔ صاحبو! سب کو معلوم ہے کہ کراچی کو ایک عرصہ سے ایک بین الاقوامی سازش کے تحت ایک لسانی تنظیم نے تمیں نیس کر دیا ہے۔ نہ اس میں عوام کو پانی میسر ہے نہ سوریج کا نظام درست ہے نہ کراچی کی سڑکیں صحیح ہیں نہ عوام کے ٹرانسپورٹ کا نظام ہے نہ تعلیم کا انتظام ہے ہاں افرا تفری، دہشت گردی، بھتہ خوری، بوری بند لاشوں، اقراپوری، کرپشن اور روزانہ کی بنیاد پر بے گناہوں کی پندرہ پندرہ لاشوں کے ملنے کی وجہ سے کراچی کو کرچی کرچی کر دیا ہے۔ آپ غیر جانب دار ہو کر کرچی شہر کا سروے کریں ہر طرف آپ کو تباہی ہی تباہی نظر آئے گی۔ گو کہ یہ بھی کراچی کے عوام نے برداشت کر لیا تھا مگر قتل غارت اور ہدافی قتل (ٹارگٹ کلنگ) نے عوام میں ایسا خوف و ہراس پیدا کر دیا ہے جیسا ہمارے پاکستان کے دہی علاقوں میں وڈیروں نے پیدا کیا ہوا ہے۔ کسی کی جرات نہیں ہو سکتی کی وہ وڈیرے کی مرضی کے خلاف چل سکے ایسی ہی خوف اور دہشت کا بازار کراچی کی ایک لسانی تنظیم نے پیدا کیا ہوا ہے اس کو روکنے والا کوئی نہیں تھا ۳۰ سال سے کراچی میں پیپلز پارٹی اور اس لسانی تنظیم متحدہ قومی موومنٹ کی حکومت رہی ہے مگر عوام کے مسائل حل نہ کیے۔ اس کی وجہ عام لوگوں کو شاید معلوم نہیں اور اگر معلوم بھی ہے تو عوام کو ان سب مصیبتوں میں پھنسا کر سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ کراچی پاکستانی کی ۷۰ فی صد آمدنی بھاری اکثریت کی بے ضد کی وجہ کارخانے اور بندرگاہ ہے۔ گریٹ گیم جس میں

امریکا، اسرائیل اور بھارت شامل ہیں کے تحت پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے کراچی کو اپنا ہدف بنایا ہوا ہے اور اس میں لسانی تنظیم کے مقامی ایجنٹ ان کے سہولت کار ہیں اور پیپلز پارٹی اپنی کرپشن کی روایت کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں یرغمال بنی ہوئی ہے۔ کراچی سے آمدنی بند ہونے کی وجہ سے پاکستان آئی ایم ایف اور دوسرے بین الاقوامی اداروں سے قرضے پے قرضے لے رہا ہے اب اس وقت حالت یہ ہے کہ ہر پاکستانی لاکھ روپے سے زائد کا مقروض بنا دیا گیا پہلے قرضے کا سود ادا کرنے کے لیے نیا قرضہ لیا جاتا ہے اگر یہی صورت حال رہی تو ایک وقت پاکستان کو مقروض ناکام ملک قرار دے کر اس کے ایٹمی ہتھیار بین الاقوامی اختیار میں دے دیے جائیں گے اور یہی گریٹ گیم والوں کا ہدف ہے۔ پھر اُس کے بعد وہ اپنے مقامی سہولت کاروں کے ساتھ اپنے وعدے پورے کرتے ہوئے کراچی کو فری پورٹ بنا کر اور لسانی تنظیم کو صوبہ کا تحفہ دے کر پاکستان کے حصے بخرے کرنے والے منصوبے کو پورا کریں گے جس کے لیے وہ گائے بگائے نقشے بھی جاری کرتے رہتے ہیں۔ اسی گریٹ گیم کی سہولت کار لسانی تنظیم نے کراچی کے سرمایا داروں سے بھتہ وصولی کے لیے لفافوں میں گولیاں بھیج بھیج کر اتنا خوف زدہ کر دیا تھا کہ کراچی سے سرمایا داروں نے سرمایا باہر دوسرے ملکوں میں منتقل کر دیا ہے۔ کراچی کے پوش علاقوں کے لوگ بیرون دنیا ہجرت کر گئے ہیں ان حالات کے مقابلہ چاہیے تو تھا کہ وقت کی مرکزی حکومتیں کرتیں مگر وہ اپنے حکومت کو قائم رکھنے کے لیے لسانی تنظیم

کے ووٹ حاصل کرنے کے لیے ایسا نہ کر سکیں اور اب الطاف حسین کی طرف سے پھیلائی گئی لسانیت کی زہر کینسر بن گئی ہے اب اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اسے کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ اس ساری گریٹ گیم کا فوج کو اچھے طریقے سے معلوم ہے اسی لیے ملک میں فوج کی جانب سے جاری ضرب عضب کے ساتھ ساتھ کراچی میں ٹارگیٹڈ آپریشن جاری ہے۔ فوج تو اپنے حصے کا کام خوش اسلوبی سے ادا کر رہی ہے مگر سیاسی معاذ پر یہ کام سیاسی جماعتوں کا ہے کاش ن لیگ اس میں دل سے شامل ہوتی اور لسانی تنظیم کو سیاسی معاذ پر شکست سے دو چار کرنے میں سیاسی معاذ بنا کر اس ناسور کو ختم کرنے میں شامل ہوتی مگر سیاسی ضروتوں کی وجہ سے وہ نہیں کر رہی اور اسے طاقت کے نشے میں شاید یہ ادراک بھی نہیں ہو رہا کہ اسی ناسور کی وجہ سے اس کے حکومت پہلے کی طرح پھر بھی جا سکتی ہے۔ بہر حال ان حالات کی وجہ سے کراچی میں جماعت اسلامی اور تحریک انصاف نے سیاسی اتحاد کیا ہے شہر کی ۹۰ فی صد سیٹوں میں کچھ اس طرف طے کیا گیا ہے کہ جہاں جماعت اسلامی کا چیرمین نامزد ہے وہاں عوام ترازو کو ووٹ دیں گے اور جس سیٹ پر تحریک انصاف کا چیرمین نامزد ہے وہاں عوام تحریک انصاف کے نشان بلے کو ووٹ دیں گے شہر میں جیتنے والے کونسلر چیئرمین اور وائس چیئرمین کا کریں گے اور یہ ملک کر میئر کا انتخاب کریں گے۔ اگر سیاست اور خاص کر بلدیاتی انتخابات میں کرپشن دیانت اور شرافت کا دخل ہے تو جماعت اسلامی میں کرپشن کا نام تک نہیں ایک دفعہ، نعمت اللہ خان ایڈوکیٹ اور دو دفعہ بلدیہ میں (مرحوم

عبدالستار افغانیؒ نے حکومت کی تھی ایک دفعہ این اے ۲۵۰ ڈیفنس سے قومی اسمبلی کا انتخاب بھی جیتا تھا میں ان کی قومی اسمبلی کی مہم کا انچارج تھا جس میں لسانی تنظیم کی امیدوار نسرین جلیل صاحبہ کو شکست ہوئی تھی اس حوالے سے عبدالستار افغانیکو مجھے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا وہ لیاری میں پٹھان مسجد کے قریب ایک ۶۰ گز کے فلیٹ میں رہتا تھا اور جب فوت ہوا تو اس اسی ۶۰ گز کے فلیٹ سے نکلا تھا۔ اس کے سامنے لسانی تنظیم کے میئر کرپشن کی وجہ سے اور اخباری اطلاع کے مطابق اپنی تنظیم کو حساب کتاب صحیح نہ دینے کی وجہ سے ملک سے باہر ہے وہ کراچی نہیں آسکتا لسانی تنظیم کے چائنا کٹنگ کے الزامات تو اس لسانی تنظیم کے سربراہ برطانوی شہری کی طرف سے بھی ان کے لوگوں پر لگائے تھے اور رابطہ کمیٹی کو ڈس مس بھی کر دیا گیا تھا۔ اس اتحاد کے دوسری فریق عمران خان بھی کرپشن سے پاک اور صاف ہیں وہ اپنی جماعت کو بھی کرپشن سے پاک چلا رہا ہے اس کی زندہ مثال کہ خیبر پختونخواہ میں اس کے ایک وزیر نے کرپشن کی تو اسے تحریک انصاف سے علیحدہ کر دیا گیا اس وقت کراچی تبدیلی کی طرف دیکھ رہا ہے کراچی میں لسانی تنظیم نے ۵۰ سیٹوں پر اپنے نمائندے ہی کھڑے نہیں کیے رہا باقی سیٹوں کا حال تو اس پر سخت مقابلہ ہو گا اور ان شااللہ جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کا اتحاد کراچی میں جیتے گا۔ کراچی میں ایک تو خوف کی فضا میں کچھ کمی آئی ہے۔ الیکشن کمیشن نے کراچی میں فوج کو تعینات کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے لسانی تنظیم کے غنڈے

جو الیکشن میں زور زبردستی کرتے تھے کچھ تو انڈر گراؤنڈ ہیں جو بچے ہیں وہ رینجرز کی کاروائی سے خوف زدہ ہیں ان حالات میں جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کے کارکن زور شور سے تحریک چلا رہے ہیں۔ ادھر ایک کامیاب ریلی بھی نکل چکی ہے جس میں کراچی کی عوام کی طرف سے پزیرائی ملی ہے۔ اس ریلی سے خطاب کرتے ہوئے سراج الحق صاحب نے کہا ہے کہ آج کی شاندار ریلی نے خوف کا ماحول ختم کر دیا ہے ۵ دسمبر کا دن ہماری جیت کا دن ہے۔ دہشت گردوں، بھتہ، خوروں، چائنا کٹنگ کرنے والوں، ٹارگٹ کلروں، کراچی کو بدامنی میں دھکیلنے والوں کو شکست فاش ہو گی۔ ریلی کے اختتام پر انہوں نے قائدؒ کے مزار اپر فاتحہ خوانی کی اور کہا کہ قائدؒ نے اسلامی پاکستان حاصل کیا تھا ہم قائد کے اسلامی پاکستان کی حفاظت کریں گے اگر کسی کو لبرازم پسند ہے تو وہ بھارت چلا جائے۔ جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کا اتحاد کراچی کے روشن مستقبل اور عزت و وقار کے لیے اتحاد ہے۔ ہم کراچی کو پانی، تعلیم، صحت، ٹرانسپورٹ، سوریج اور بوری بند لاشوں کی مشکلوں سے نجات دلائیں گے شہر میں امن قائم کریں گے جب کارخانے چلیں گے تو پھر نوجوانوں کو روزگار بھی ملے گا۔ الطاف حسین بھی کراچی آ کر آرام اور تحفظ سے رہ سکے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں شاندار استقبال پر کراچی کے عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس سے قبل اس کے اسٹار گیٹ اور الہ دین پارک پر بھی سراج الحق اور عمران خاں صاحب نے خطاب کیا اس موقعہ پر جماعت اسلامی کراچی کے امیر حافظ نعیم الرحمان، نائب امیر

مسلم پرویز، اسامہ رضی اور تحریک انصاف کراچی کے صدر سید علی زیدی، عمران اسماعیل، خرم شیر زمان اور ڈکٹر عارف علوی اور دیگر بھی موجود تھے۔ نعیم الرحمان اور علی زیدی نے خطاب بھی کیا۔ عمران خان نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں اس شاندار استقبال پر کراچی کے عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک پارٹی کا چیئر مین اپنی عوام سے خطاب نہ کرے۔ ایک جمہوری ملک میں الیکشن کمیشن عوام سے خطاب سے روک رہا ہے میرے خلاف ایف آئی آر کٹ چکی ہے کیا یہ جمہوریت ہے ایسا کرنے سے خونی انقلاب کا راستہ کھلتا ہے۔ عوام کو جمہوری راستے سے نہ ہٹاؤ۔ اسحاق ڈار نے دو برس میں دبئی میں اربوں کی پراپرٹی بنائی۔ آصف زرداری کا ۶۰ ارب روپیہ سوئس بنکوں میں پڑا ہوا ہے۔ یہ پیسہ واپس لانے کے بجائے عوام پر مزید ٹیکس لگا رہے ہیں۔ عوام جانتے ہیں کہ نواز شریف اور زرداری میں مک مکاؤ ہے۔ کراچی کے لوگ تبدیلی چاہتے ہیں پاکستان میں تمام تحریکیں کراچی سے شروع ہوتیں ہیں کراچی جاگتا ہے تو پورا پاکستان جاگتا ہے کراچی میں امن ہو گا تو پورے پاکستان میں امن ہو گا ہم کراچی میں امن لائیں گے کراچی کی پولیس غیر جانبدار ہو گی تو رینجرز کی ضرورت نہیں ہو گی ہم کراچی کی پولیس کو بھی خیبر پختونخواہ کی پولیس کی طرح غیر جانبدار بنائیں گے تو اس سے امن قائم ہو گا۔ الطاف حسین کو میرا مشورہ ہے کہ آپ کو باہر سے نہیں اندر سے خطرہ ہے اندر سے ہی مائنس ون کا فارمولہ شروع ہو چکا ہے کیونکہ آپ کے لوگوں کی گزشتہ ریلی میں آپ کی کوئی تقریر نہیں تھی نہ تصویر تھی۔ عمران خان نے

کہا ہمارا جو میئر ہو گا وہ کراچی میں رہے گا اُسے لندن سے احکامات نہ ملیں وہ پیسہ بھی لندن نہیں بھیجے گا وہ کراچی کے عوام کے پیسے کی چوری بھی نہیں کرے گا عوام کی خدمت کرے گا نفرت کی سیاست ختم کرے گا ظالم ہمیشہ بزدل ہوتا ہے دم بھگا کر بھاگ جاتا ہے عوام خوف سے نکل کر اپنا ووٹ استعمال کریں ظالموں کا احتساب کریں ہم کراچی کو امن و شانتی کا شہر بنا کر دم لیں گے۔آج کی شاندار ریلی اور جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کے اتحاد سے سے کراچی کے عوام مطمئن ہیں ان کو مثبت تبدیلی نظر آ رہی ہے اللہ کرے ان کی آرزوئیں پوری ہوں اور کراچی میں امن قائم ہو آمین۔

سود لینا اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ ہے

قرآن شریف میں واضع طور پر کہا گیا ہے کہ سود لینا اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ کھلی جنگ ہے اس لیے اس کی حرمت پر دو رائے کبھی بھی نہیں ہو سکتی چاہے وقت کے حکمران اس پر کتنی بھی دلیلیں لے کر آئیں ۔ صاحبو ! سود پر قرض لے کر کاروبار کرنے سے معیشت کا پہیّ (ویل) نسبتاً آہستہ چلتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ میں مہنگائی بھی بڑھتی ہے اور اِس کے مقابلے میں اگر اسلامی طریقے سے مل جل کر شراکت کی بنیاد پر سرمایا کاری سے کاروبار کیا جائے تو معیشت تیزی سے ترقی کرتی ہے جب کاروبار آہستہ چلتا ہے تو مہنگائی بڑھتی ہے جس سے لا محالہ اثر عوام پر پڑتا ہے اور جب اثر عوام پر پڑتا ہے تو عوام کے ووٹوں سے حکومتیں بنانے والے سیاست دانوں کو فکر لگ جاتی ہے کہ وہ کیا کریں جس سے عوام پر بوجھ کم کیا جاسکے اور اُن کی حکومتیں چلتی رہیں اس ہی قسم کی پریشانی میں مبتلا ہمارے صدر صاحب نے ایک غیر اسلامی مطالبہ کرکے علماء سے درخواست کی ہے کہ وہ سود کے معاملے میں کوئی نہ کوئی گنجائش نکالیں ۔اللہ کی حدود توڑنے کا تو اللہ کے پیغمبروںؑ کو بھی حق نہیں تو علماء کیا کر سکتے ہیں؟ حکمرانوں کو اس طرح کی غیر اسلامی باتیں کرنے کے بجائے سیدھے طریقے سے ملک پاکستان میں آئین پاکستان کے مطابق میں

اسلامی نظام حکومت قائم کرنا چاہیے اگر اس میں کوئی ٹیکنکل دشواری ہو تو علماء سے رجوع کیا جا سکتا ہے نہ کہ اس سے رو گردانی کے لیے ایسی غیر اسلامی درخواتیں کی جائیں ویسے بھی سوشل میڈیا پر صدر صاحب کی اس بات پر زبردست مخالفت کی جارہی ہے۔

اسی تجزیہ کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو دنیا کے اندر شراکت کی بنیاد پر کئی غیر سودی بنک بھی قائم ہو گئے ہیں اور ان کی کارکردگی سودی لین دین کرنے والوں بنکوں سے بہتر ہے۔اگر ہم ایک عام آدمی کی حیثیت زیر بحث معاملہ پر ذرا سا بھی غور کریں تو یہ امر روز روشن کی طرح ہمارے سامنے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی بھی کاروبار شروع کرنے کے لیے بنک سے سود پر قرض لیتا ہے اور اگر شرع سود ۱۸ فی صد ہو توجب وہ کوئی مال تیار کرتا اور اُس مال کی قیمت فروخت کا تعین کرتا ہے اور بازار میں فروخت کرنے لیے پیش کرتا ہے ہے تو سب سے پہلے تو وہ ۱۸ فی صد سود والی رقم اور اُس مال کو تیار کرنے والے اخراجات میں جمع کرے گا تو اس طرح ۱۸ فی صد مال پہلے ہی مہنگا ہو جائے گا۔ دوسری طرف جو کاروبار شراکت کی بنیاد پر شروع ہو گا جس میں سرمایا بنک سے سود پر حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ شراکت کی بنیاد پر سرمایا حاصل کیا جاتا ہے اور بنک کو سود کی مد میں ۱۸ فی صد ادا کرنا نہیں پڑتا تو اس مال کی قیمت فروخت کا جب تعین کیا جاتا ہے تو وہ مال ۱۸ فی صد کم قیمت پر عوام کو فروخت کیا جائے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر شراکت کی بنیاد پر کاروبار شروع کیا جائے تو سودی کاروبار کرنے کی بہ نسبت قیمتیں کم ہونے

سے معیشت کا پیّہ تیزی سے جلتا ہے اور معاشرہ خوشحال ہو جاتا ہے۔ اس سے ایک طرف تو لوگوں کو سرمایا کاروبار میں لگانے کی ترکیب ملتی ہے اور سرمایا ایک جگہ روکنے کے بجائے گردش میں ہوتا ہے تو معیشت کی اصطلاح میں ملٹی پلائیر اپنا کام شروع کر دیتا ہے تو عوام میں خوشحالی آتی ہے۔ لوگوں کے اندر اعتماد پیدا ہوتا ہے معاشرے میں بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اگر سودی لین دین کے تحت کاروبار کیا جائے تو سب سے پہلے مال کی قیمت فروخت بڑھ جاتی ہے جس سے عوام پر بوجھ پڑتا ہے اور خوشحالی رُک جاتی ہے۔ سودی معاشرے میں عوام میں ایک دوسرے سے اعتماد کی بجائے آپس میں نفرت کی فضا قائم ہوتی ہے۔ کیونکہ سود پر پیسہ دینے والے کو عوام کی خوشحال کی فکر میں ہوتی اُس اپنا پیسہ وصول کرنے کی فکر ہوتی ہے چاہے عوام بد حال ہی کیوں نہ ہو رہے ہوں۔ پھر خسارے کی شکل میں کاروبار کرنے والے کو پہلا سود ادا کرنے کے لیے نیا قرضہ لینا پڑتا ہے معاملہ بلاآخر تباہی پر ہی ختم ہوتا ہے۔ پاکستان کی معیشت بھی سود در سود کے نظام پر چل رہی ہے پہلا سود ادا کرنے کے لیے نیا قرضہ لینا پڑھ رہا ہے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک قرضہ دینے سے پہلے کہتا کہ میرا قرضہ ادا کیسے کروگے؟ پھر خود ہی حکومت کو حکم دیتا ہے کہ فلاں فلاں قسم کا عوام پر ٹیکس لگاؤ، فلاں فلاں اشیاء کی قیمتیں بڑھاؤ اور فلاں فلاں ادارے نج کاری کرو۔ اسی ہدایت پر وزیر خزانہ نے ۴۰ ارب کے نئے ٹیکس لگائے ہیں جس سے عوام مزید بد حال ہو جائیں گے۔ ایم آئی ایف کو عوام کی خوش حالی

ایک دوسرے میں اعتماد و ہمدردی سے کیا لینا دینا اُسے تو اپنا قرضہ وصول کرنے کی فکر ہوتا ہے۔ کاش کہ اسلامی ملکوں کی حکومتوں کو اس کی فکر ہوتی اور وہ اس کا انتظام بھی کرتے تو آج ہماری عوام یورپ ، امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کی عوام کی طرح خوش حال ہوتی۔ ہمارے ملک کی عدلیہ کہہ رہی ہے کہ ہم سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر واعظ نہیں کر سکتے کہ سود حرام ہے۔ جو سود نہیں لینا چاہتا وہ نہ لے، اور جو سود لیتا ہے اس سے اللہ پوچھے گا۔ کیا اس مفروضے کہ پر اگر کوئی چوری کرنے والے چوری نہ کرے اور جو چوری کرے اُس اللہ سزا دے گا تو ہمارے اداروں اور قانون کی کیا ضرورت ہے سب کچھ اللہ پر ہی چھوڑ دیا جائے۔ خوا مخواہ کے لیے ان پر اتنی کثیر رقم کیوں خرچ کی جائے ۔اللہ نے تو کہا ہے کہ سود لینے کو واللہ اورکے رسولؐ کے خلاف جنگ ہے۔ ہمارے ملک کے ادارے پارلیمنٹ سے پاس شدہ کافروں کے قانون کے مطابق قانون کی تعلیم دے رہے ہیں اسی قانون کے مطابق ہمارے جج صاحبان بھی فیصلہ دینے کے پابند ہوتے ہیں اس میں ان کا قصور نہیں ہے ہمیں اپنے قانون کو اسلام کے مطابق بنانا ہو گا اگر اسلامی ملک پاکستان میں جج حضرات کو اسلامی شہریت کے مطابق تعلیم دے جاتی تو جج صاحب بھی اسی قانون کے مطابق فیصلے کرتے۔ جہاں اللہ کی سزا کا تعلق ہے تو اس کی سزا بڑی سخت ہوتی ہے اللہ ہی اُس سے ہمارے ملک کو محفوظ رکھے اوراللہ ہمارے حکمرانوں کو اس امر کی توفیق دے کہ اللہ کی سزا سے بچنے کی کوشش کریں شرعی کورٹ کے فیصلے کے پر عمل کرتے ہوئے ملکِ پاکستان سے

سودی نظام کو بتدریج ختم کرنے کی کوششیں کرے اور اللہ سے جنگ نہ کریں کیونکہ
سود لینا اللہ رسولؐ کے ساتھ جنگ ہے۔

کراچی کی لسانی تنظیم ایم کیو ایم پھر جیت گئی

جیتنے کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں اگر آپ ان پر بہترین حکمتِ عملی سے عمل کریں تو جیت یقینی ہو گی بلکہ آپ ہمیشہ جیتتے رہیں گے جیسے مصر، شام اور لیبیا کے حکمران جیتتے رہے ہیں۔ کراچی کی لسانی تنظیم ایم کیو ایم نے ان سنہری اصولوں پر عمل کیا اور پھر جیت گئی۔ جہاں پولنگ اسٹیشنز کے اندر دھاندلی ہوتی ہے ٹھپے لگتے ہیں وہاں تو رینجرز گئی ہی نہیں باہر امن وامان قائم کرنے میں مصروف رہی۔ کچھ ہنگامہ کرنے والوں کو گرفتار بھی کیا اور کچھ امیدواروں کی نشان دہی پر ایم کیو ایم کے جعلی پولنگ عملے کو گرفتار بھی کیا اور سزا بھی دی۔ کراچی کے لوکل باڈی انتخابات پر ٹی وی اینکرز کے تجزیے کے مطابق اس دفعہ مار دھاڑ اور ٹھپوں والے طریقہ میں میں چالیس فی صد کمی ہوئی۔ الیکشن جیتنے کے ایم کیو ایم کے اصول کیا ہیں۔ (۱) سب سے پہلے قومیت کی بنیاد پر تنظیم قائم کر رہیں پھر اپنی قوم کے ہم نواؤں میں لسانیت کی زہر بھریں۔ (۲) پھر ہم پیالہ ہم نوالہ دوسری قوم کی لسانیت تنظیم سے مفاہمت کریں۔ (۳) الیکشن میں لسانیت کی بنیاد پر قوت حاصل کریں اور اقتدار مل جانے پر حکومتی وسائل سے بھرپور فاہدہ حاصل کریں۔ (۴) مقامی اور بین الاقوامی مددگاروں سے مدد حاصل کریں پھر بار بار کیا ہمیشہ کے لیے الیکشن جیتتے رہیں گے۔ اسی فارمولہ پر عمل کرتے ہوئے سب سے

پہلے الطاف حسین صاحب نے کراچی کے مہاجروں کے حقوق کے نام سے تعلیم اداروں میں مہاجر اسٹوڈنٹ یونین کی بنیاد ڈالی۔ اس سے پہلے تعلیمی اداروں میں بلوچ اور سندھ اسٹوڈنٹ یونین قائم تھیں مگر وہ اس طرح کامیاب نہیں ہوئیں جیسے مہاجر اسٹوڈنٹ کامیاب ہوئی کیونکہ ان قوموں کو وڈیروں نے اپنے جالوں میں پھنسایا ہوا ہے۔ مہاجر اسٹوڈنٹ کے بعد مہاجر قومی موومنٹ سے نام سے سیاسی تنظیم قائم کی اس میں کوٹہ سسٹم اور مہاجروں نوجوانوں کے احساس محرومی سے خوب فاہدہ اُٹھایا۔ مہاجروں کو کہا کہ وی سی آر اور ٹی وی فروخت کرکے کلاشکوف خریدیں۔ مہاجروں سے کہا کہ حقوق یا موت ۔ کراچی اور حیدر آباد کی دیواروں پر دکھایا گیا کہ ایک آدمی کلاشکوف پکڑے کھڑا ہے اور ایک آدمی نیچے گلہ کٹا پڑا ہے اور نیچے لکھا ہوا ہے مہاجر قومی موومنٹ۔ اسی پر مہاجر قومی موومنٹ کے عروج پر کراچی کے مشہور اور رہنما جماعت اسلامی (مرحوم) پروفیسر عبدالغفور صاحب نے کہا تھا کہ عجیب ہیں ہمارے لوگ کہ پاکستان بنانے پر تلے تو پاکستان بنا کر دکھا دیا اور مہاجر قومیت کے پیچھے پڑے تو مہاجر بن کر انتہا پسند بن گے۔ لسانی تنظیم بنانے کے بعد (مرحوم) جی ایم سید سے تعلوقات قائم کیے۔ڈیکٹیٹر ضیاء کے وزیر اعلیٰ سندھ غوث علی شاہ صاحب کے دور میں ایم کیو ایم نے خوب طاقت پکڑی۔ ڈکٹیٹر ضیا نے بھٹو کو عدالت کے ذریعے پھانسی چھڑایا تھا اور وہ پیپلز پارٹی سے خوف زدہ تھا اور اسی لیے وہ مہاجر موومنٹ اور جیے سندھ کی مدد کر رہا تھا۔ مہاجر اور سندھی قوم پرستوں

نے اس دور میں نعرہ لگایا گیا تھا کہ سندھی مہاجر بھائی بھائی نسوار اور دوھتی کہاں سے آئی۔ پورے سندھ میں جی ایم سید کے ساتھ مل کر اس نفرت کو خوب پھیلایا گیا اس پر جی ایم سید نے کہا تھا جو کام میں چالیس سالوں میں نہ کر سکا تھا وہی کام الطاف حسین نے چالیس دنوں میں کر دکھایا۔ ایم کیو ایم کے توڑ میں پیپلز پارٹی نے (مرحوم) غلام سرور صاحب کو پی پی آئی (پنجابی پٹھان اتحاد) بنانے کا کہا۔ پھر کراچی میں دونوں نے ظلم اور ستم کا بازار گرم کیا لوگوں کے گھروں کو آگ لگادی گئی۔ اس کے بعد ایک منصوبے سے سندھیوں سے لڑائی لڑی گئی تا کہ اندرون سندھ سے مہاجر سندھ کے شہروں یا کراچی آ جائیں اور ووٹ بنک بڑھے۔ حیدر آباد کا ۳۰ اکتوبر کا مہاجروں اور ۳۱ اکتوبر کراچی کے بعد [illegible] کی صفائی کی تھی۔ ایم کیو ایم نے لسانیت کی بنیاد پر سندھ کے شہری علاقوں میں کامیابی حاصل کی تو اس اپنی قوت کو بڑھانے کے لیے ہر طریقہ اختیار کیا۔ حکومت کے اداروں اور کراچی کے لوکل گورنمنٹ کے اداروں میں اپنے حلف یافتہ کارکنوں کو نوکریاں دلائیں ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں اپنی مرضی کی حلقہ بندیاں اور سیکٹر آفسوں میں بیٹھ کر انتخابی ووٹرز لسٹوں کی تیاری کی۔ ایک ایک گھر میں تین تین سو افراد کا اندراج کیا۔ دوسری قوموں کے لوگوں کے ووٹ اِدھر اُدھر پھیلا دیے۔ اس پر احتجاج کرتے ہوئے سندھ کی سب سیاسی جماعتوں نے کراچی سے اسلام آباد تک احتجاجی ٹرین مارچ کیا تھا۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ دیا کہ حلقہ بندیوں اور ووٹر لسٹوں کو الیکشن کمیشن

فوج کو ساتھ رکھ کر درست کرے جو آج تک نہیں کیا گیا اسی ووٹر لسٹوں پر موجودہ انتخاب ہوا۔ شہر میں خوف ہراس پھیلانے کے لئے ذرا ذرا سی بات پر اسلحہ کے زور پر سیکڑوں ہڑتالایں کروائی۔ پورے شہر کو یرغمال بنا لیا گیا۔ کرپشن، قتل غارت، لوٹ مار بھتہ خوری، ہدافی قتل (ٹارگٹ کلنگ) بوری بند لاشیں۔ ٹھپہ مافیہ، پارکوں پر قبضے،، چائنا کٹنگ، منی لانڈرنگ کرکے لندن قیادت کو فنڈ بھیجا۔ اپنا عسکری ونگ قائم کیا جس کی نشان دہی سپریم کورٹ نے بھی کی تھی۔ عسکری ونگ کیا یہاں تو سارے کارکنوں کے ہاتھ میں ناٹو کنٹینر لوٹ کر اسلحہ دے دیا گیا جس کو رینجرز نے پکڑا تھا۔ ایسے ایسے مظالم رائج کیے گئے کہ جس سے انسانیت کانپنے لگے مثلاً مخالفوں کے گھٹنوں پر ڈرل مشینیں چلانا وغیرہ۔ ان مظالم سے اگر شہریوں کی جان چھرانے کے لیے ان کے دہشت گردوں کے خلاف اگر ملک کی مسلح افواج نے آپریشن کیا تو واویلہ مچانا شروع کر دیا کہ ظلم ہو گیا ہے جب خود کراچی شہر کے بیس ہزار سے زائد شہریوں کو بے گناہ قتل کر دیا تو کوئی بات نہیں اگر ان قتل کرنے والے دہشت گردوں کو پکڑنے اور سزا دینے کے آپریشن شروع کیا تو کہا کہ ہمیں دیوار سے لگایا جا رہا ہے۔ پہلے آپریشن میں حصہ لینے والے پولیس والوں کو چن چن کو قتل کر دیا۔ ایک ٹی وی پروگرام میں رینکر کے سوال پر الطاف حسین نے اعتراف کیا تھا کہ تھا کہ ان پولیس والوں کو اِن لوگوں نے قتل کیا تھا جن کو اُنھوں نے قتل کیا تھا۔ را سے فنڈنگ لینا۔ کارکنوں کا بھارت جا کر دہشت گردی کی ٹریننگ لینا۔ آئی ایس

آئی اور رینجرز کے چیف کے خلاف سرے عام دھمکیاں دینا۔ کیا کیا بیان کیا جائے۔ اقوام متحدہ اور ناٹو سے مدد مانگنا۔ ملک کے وزیر اعظم کے اقوام متحدہ میں تقریر کے دوران پاکستان کے خلاف مظاہرہ کرنا۔ اُسی دوران امریکا حکام سے مدد مانگنا اور اخبارات میں خبر لگنا کی امریکا اور برطانیہ نے ایم کیو ایم کو سیاسی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے پاکستان کو ہدایات کیں ہیں۔ پھر اس کے بعد اسمبلیوں سے استعفوں کا واپس ہونا۔

قارئین ! اگر اوپر بیان کی گئی کہانی میں کچھ صداقت ہے جس میں خوف وہراس کی فضا برقرار ہو۔ پولنگ اسٹیشنوں میں اپنے حلف شدہ سرکاری ملازمین کارکنوں کو پریزائیڈنگ اور اسسٹنٹ پریزائیڈنگ افسروں کا تعینات کروانا جو کہیں کہ ایم کیوایم کی بات نہ مان ہمیں اپنی جان اور خاندان کی جان خطرے میں نہیں ڈالنی۔ کچھ جعلی پولنگ آفیسرز بھی پکڑے گئے ہیں۔ سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود وہی پرانی حلقہ بندیاں اور ووٹر لسٹیں پر انتخابات کا ہونا۔ پولنگ ایشنوں کے اندر جہاں ٹھپے لگتے ہیں وہاں رینجرز کو تعینات نہ کرنا اور رینجرز کا باہر صرف امن قائم کرنے میں مصروف رہنا۔ ریکارڈ دھاندلی کے لیے ایم کیو ایم کو فری ہینڈ دینا اور الیکشن کمیشن کا تماشہ ی دیکھتے رہنا اور کراچی کے ایک مشہور پاکستان سے محبت کرنے والے اخبار کی سرخی کہ غیر جانبداری کے نام پر خفیہ سہلولت کاری نے متحدہ کو جتوا دیا کیونکہ وفاقی

حکومت، وزیر داخلہ اور الیکشن کمیشن نے رینجرز کو دھاندلی روکنے کا مینڈیٹ نہیں دیا تھا۔ اور پھر ان سب باتوں کے ساتھ پاکستان کے نام پر نہیں، صرف مہاجر ازم کے نام پر ووٹ مانگنا تو پھر پاکستان ازم تو ہارے گا اور مہاجر ازم جیتے گا جیسے ایم کیو ایم پھر جیت گئی۔

مقامی حکومتوں کے الیکشن مکمل ہو گئے

حکمرانوں کے نہ چاہنے کے باوجود لوکل باڈیز الیکشن مکمل ہوئے ہیں۔ ہم اس سے قبل لکھ چکے ہیں کہ حکمران اپنے اختیارات میں کب کسی کو شامل ہونے دیتے ہیں خاص کر کہ جب فنڈز کا معاملہ بھی ہو۔ روڈ، سوریج، پانی، صحت، تعلیم اور ٹرانسپورٹ کے مسائل تو مقامی ہیں ان کو صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے ارکان کا کیا واسطہ، ان لوگوں کا کام تو قانون سازی، ملکی ایڈمنسٹریشن اور خارجہ پالیسیوں بنانے کے لیے اسمبلیوں میں عوام بھیجتے ہیں اگر ان لوگوں نے اپنے آپ کو گلی کوچوں کے معاملات میں الجا دیا تو یہ نہایت اہم امور کون انجام دے گا مگر کیونکہ ان کاموں میں پیسے کا دخل ہوتا ہے اور پھر پیسے سے کمیشن ملتا ہے اس لیے پاکستان کی صوبائی اور مرکزی حکومتوں نے لوکل باڈیز الیکشن میں دیر کرنے اور بہانے کرنے میں کافی وقت ضائع کیا۔ عوام کو ملک کی عدلیہ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اُس نے حکمرانوں کو بار بار تنبیہ کے بعد لوکل باڈیز الیکشن کرنے پر مجبور کیا اور انہوں نے ملک میں لوکل باڈیز جس میں پاکستان کے کنٹونمنٹ بھی شامل ہیں مکمل کر لیے۔ یونین کے چیئرمین اور ممبران کے بعد یہ منتخب حضرات خواتین، اقلیت، مزدور وغیرہ کا چناؤ کریں گے۔ پھر اس کے بعد پاکستان کے اضلاع کے چیئرمین کا انتخاب ہوگا اور شہروں میئر منتخب کیے جائیں گے۔ اس طرح اب

عوام کے مقامی سطح کے مسائل جن میں روڈ، سورتج، پانی، صحت، تعلیم اور ٹرانسپورٹ وغیرہ کے کام شامل ہیں مقامی حکومتیں حل کیا کریں گی۔اس نیک کام کو سب سے پہلے بلوچستان کی حکومت نے کیا اور اپنے لوکل باڈنز الیکشن مکمل کیے ۔اس کے بعد خیبر پختونخواہ کی حکومت نے اپنے صوبے میں لوکل باڈنز الیکشن مکمل کئے ۔آخر میں پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں نے تین مراحل میں لوکل باڈیبز کے الیکشن مکمل کیے ۔ جس میں پنجاب میں نواز لیگ اور سندھ میں پیپلز پارٹی نے کامیابی حاصل کی ۔ کراچی میں متحدی قومی موومنٹ کامیاب ہوئی۔ تجزیہ کار کہتے ہیں کی ایک ہی وقت میں لوکل باڈنز الیکشن ہوتے تو نتائج ذرا مختلف ہوتے۔ کیونکہ کہ پہلے مراحل میں جیتے والوں کے لیے عوام میں رائے بن گئی تھی اور باقی دو مراحل میں بھی پہلے مرحلے میں جیتنے والوں سیاسی پارٹیوں کو ہی ووٹ ملے۔اب صوبائی حکومتوں نے ان مقامی حکومتوں کو مناسب اختیارات دینے ہیں تاکہ وہ احسن طریقے سے جن عوام نے انہیں منتخب کیا ہے کی خدمت کر سکیں اگر ہم خیبر پختونخواہ صوبائی حکومت کی بات کریں تو انہوں نے تیس فی صد فنڈز مقامی حکومتوں کو دینے کا کہا ہے جو اپنی مرضی سے خرچ کرنے کے مجاز ہوں گے۔یہ ایک اچھیکام ہے جو خیبر پختونخواہ حکومت نے کیا ہے۔شہری علاقوں سے لیکر دہی علاقوں تک اور پھر محلّہ تک میں ترقیاتی کاموں کا پروگرام دیا گیا ہے۔اب دیکھیں پنجاب حکومت کیا کیا اختیارات مقامی حکومتوں تک منتقل کرتی ہے اور کتنے فی صد فنڈز ان کو دیتی ہے تاکہ جو وعدے

انہوں نے الیکشن مہم کے دوران عوام سے کیے ہیں ان کو احسن طریقے سے پورا کر سکیں۔ سندھ کی صوبائی حکومت نے تو دو تین محکموں کے علاوہ تمام محکمے اپنی کنٹرول میں لیے ہوئے ہیں یہ مقامی حکومت کے ساتھ ظلم ہے اسے فوراً ختم ہونا چاہیے ۔ کراچی کے چار اضلاع میں مکمل جیت اور باقی دو اضلاع میں جزوی جیت کے بعد پہلی پریس کانفرنس میں متحدہ قومی موومنٹ کے لوگوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اختیارات نیچے کی سطح پر منتقل ہونے چاہیے۔ اس میں جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کے اتحاد نے بھی ساتھ دینے کی یقین دہانی کرائی ہے یہ عوام کی خدمت کرنے میں کے معاملے میں بہترین یک جہتی ہے جسے آگے بھی جاری رہنا چاہیے ۔جہاں تک جماعت اسلامی کا تعلق ہے تو اس کے میئر (مرحوم) جناب عبدالستار افغانی صاحب نے اپنے دور میں تو اختیارات کے حصول کے لیے بھرپور احتجاج کیا تھا ان کا کہنا تھا کہ کراچی کی سڑکیں تو کراچی کی بلدیہ بنائے اور اس پر چلیں پورے صوبے کی ٹرانسپورٹ اور پھر ویکلز ٹیکس بھی صوبائی حکومت لے جائے تو یہ کہاں کا انصاف ہے۔ احتجاج کی کال کے بعد کراچی میں دفعہ ۱۴۴ لگا دی گئی تھی۔ ویکلز ٹیکسز کی بلدیہ کو منتقلی کے لیے بلدیہ کے آفس سے صوبائی حکومت تک دو دو کی ٹولیوں میں اپنے گلوں میں ممبرز کا ٹیگ لگائے بلدیہ کے ممبران نے تاریخی مارچ کیا تھا۔ قانون کی پاسداری کرتے ہوئے مناسب فاصلے رکھتے ہوئے دو دو کی ٹولیوں میں سندھ کی صوبائی حکومت کی بلڈنگ تک پہنچ کر اپنے مطالبات پیش کرنے کی پاداش میں اس پر ڈکٹیٹر ضیاء کی آشیر

آباد پر سندھ کی صوبائی حکومت جس کے اس وقت وزیر اعلیٰ غوث علی شاہ صاحب، جو خود بھی قانون دان تھے، نے بلدیہ کے ممبران اور میئر عبدالستار افغانی پر صوبائی پولیس کے ذریعے بدترین تشدد کیا تھا اور کراچی کے میئر سمیت سو سے زائد بلدیہ کے ممبران کو جیل میں ڈال دیا تھا۔ اب دیکھتے ہیں کراچی میں لوکل باڈی انتخابات جیتنے والے متحدہ کے ممبران کتنی جرات کا مظاہرہ کرتے ہیں یا اپنے پہلے ریکارڈ کے مطابق سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت کے ساتھ آنے جانے کا کھیل ہی کھیلتے رہنے والی پالیسی پر عمل کرتے ہیں۔ کراچی کے عوام کے پینے کے لیے پانی نہیں ہے۔ کئی علاقوں میں پانی کے نلوں میں برسوں سے پانی نہیں آ رہا اور کراچی کے عوام ٹینکر مافیا کے رحم و کرم پر وقت گزار رہے ہیں ہیں راقم خود کراچی کی ایک کچی بستی اختر کالونی میں اسی گز کے دو فلیٹوں میں کرایہ پر اپنی فیملی کے ساتھ رہا ہے یہاں اکثر گلیوں میں نلوں میں پینے کا پانی نہیں آتا برسوں سے ہر ماہ بارہ ہزار روپے ماہوار کا پانی ٹینکروں سے ڈلوا رہا ہے۔ شہر میں ٹرانسپورٹ کا نظاہرہ دیکھنا ہو تو صبح اور شام کو دیکھا جا سکتا ہے کی کراچی کے عوام ویگنوں کی چھتوں پر سفر کرتے ہیں۔ سڑکوں کا بُرا حال ہے ہر طرف ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ سوریج کا پانی گلیوں اور سڑکوں پر گھڑا رہتا ہے۔ گلیوں میں قائم کچرا کنڈیوں بھری پڑی رہتی ہیں۔ لوگ نے اپنی مدد آپ کے طور پر کچرا اُٹھانے کا انتظام کرنے پر مجبور ہیں۔ گورنمنٹ کے اسکوں میں تعلیم کا کوئی پرسان حال نہیں پرائیویٹ اسکولوں کی

فیسیں بہت زیادہ ہیں۔ کراچی پاکستان کو ستر فی صد ریونیو کما کر دیتا ہے مگر شہر کے مسائل حل کرنے کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں دیتا کہنے کو تو کراچی منی پاکستان ہے تو پھر مرکزی حکومت صرف لاہور اور راولپنڈی میں ترقیاتی کام کر رہی ہے جو ایک حد تک تو صحیح ہے مگر اُسے کراچی کے عوام کی طرف بھی توجہ کرنے چاہیے خاص کر کراچی کے پینے کے پانی کو ہنگامی بنیاد پر حل کرنے میں سندھ کی صوبائی اور لوکل حکومت کو خصوصی فنڈ مہیا کرنے چاہیے تا کہ کراچی کے عوام کی محرومی کا تدراک کیا جاسکے۔ لوکل حکومت سے بھی عوام مطالبہ کرتے ہیں کہ ہنگامی بنیادوں پر کراچی کے عوام کے مسائل حل کرے خاص کر کراچی کی کچی آبادیوں کی طرف خصوصی توجہ دے ماضی میں ان کو نظر انداز کیا گیا تھا۔

ہارٹ آف ایشیا کانفرنس پاک پسپائی کانفرنس

نواز شریف اور مودی کی پیرس میں ملاقات کے بعد عالمی طاقتوں کی مداخلت پر اسلام آباد میں ہارٹ آف ایشیا کانفرنس کے انعقاد کے بعد بھارت کی سشما سوراج صاحبہ اور پاکستان کے سرتاج عزیز صاحب میں ملاقات ہوئی۔ نواز حکومت کی یہ تو کامیابی ہے کہ دنیا کے لیڈروں کو اسلام آباد میں بلا کر افغانستان کے حل کے لیے سوچ بچار کی گئی۔ ساتھ ہی ساتھ بھارت سے بھی مذاکرات ہوئے جس سے دنیا پر یہ بات واضع ہوئی کہ پاکستان بھارت سے کشمیر کے مسئلے کو مذاکرات سے حل کرنا چاہتا ہے۔ بھارت پاکستان کے اہلکاروں کی ملاقات میں پاکستان نے کیا حاصل کیا اور کیا کھویا اس پر بات ہونی چاہیے۔ اس پر بات کرنے سے قبل ہم جب پاکستان بن رہا تھا ایک تاریخی بیان جو بھارت کے (مرحوم) گاندھی صاحب نے دیا تھا کو تحریر کرتے ہیں تاکہ بات واضع ہو جائے۔ گاندھی نے کہا تھا کہ پاکستان بن جانے کی مجھے فکر نہیں جتنی پاکستان کے بن جانے کے بعد اس کے افغانستان اور اس سے آگے مسلمانوں کے سمندر سے مل جانے کی فکر ہے۔ گاندھی کو اس امر کا بخوبی علم تھا کہ بر صغیر پر حکومت کرنے والے مسلمان اسی علاقے سے حملہ آور ہوئے تھے۔ جب پاکستان اس کا حصہ بن جائے گا تو بھارت کے لیے ایک مستقل خطرہ رہے گا۔ گاندھی کے اسی ڈاکٹرئین کے تحت بھارت نے افغانستان سے دوستی کی پھیگیں

ملائیں تھیں۔ انگریز نے افغانستان کے ساتھ ڈیورنڈ لین کا معاہدہ کیا تھا ایک تو اس سے انگریز روس اور برصغیر کے درمیان بفر زون قائم کرنا چاہتا تھا تو دوسری طرف دو ملکوں کے مسلمانوں کے درمیان ایک مستقل لڑائی کی بنیاد رکھ رہا تھا۔ پاکستان بننے کے فوراً بعد بھارت افغانستان میں طالبان حکومت بننے تک سرحدی گاندھی غفار خان کی قوم پرست جماعت کے ساتھ مل کر پختونستان کا مسئلہ کھڑا کیا رکھا تھا۔ بھارت نے افغانستان میں کافی سرمایا کاری (انوسٹمنٹ) کی تھی اب اُس میں مزید اضافہ کیا ہے۔ بھارت ہی پاکستان اور افغانستان کے درمیان اختلافات پیدا کرنے والا ایک ملک ہے۔ بھارت نے افغانستان میں پاکستان کی سرحد کے ساتھ متعدد کونسل خانے قائم کئے ہوئے ہیں جہاں سے پاکستان کے خلاف پر تشدد کاروائیں کر رہا ہے جس میں ۱۶ دسمبر آرمی پبلک سکول پشاور کا سانحہ بھی شامل ہے۔ بھارت کی خواہش ہے کہ افغانستان میں مستقل پاکستان پر دباؤ بڑھانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور پاکستان خواب غفلت میں مصروف اس کی پالیسیوں کو سمجھ نہیں رہا۔ ہارٹ آف ایشیا کانفرنس اسلام آباد میں منعقد ہوئی جس کا مشترکا اعلامہ جاری ہوا کہ دنیا افغانستان کی سلامتی اور خود مختیاری کا حترام کرے۔ طالبان سمیت سب کو مذاکرات کی میز پر لایا جائے۔ مذکراتی عمل جہاں سے ٹوٹا تھا وہیں سے شروع کیا جائے۔ پاکستان افغانستان الزام تراشیوں سے گریز کریں، افغانستان میں تعمیر نو کے لیے رکن ممالک سے کردار کی درخواست بھی کی گئی۔ افغانستان وزیر خارجہ صلاح الدین ربانی اور پاکستان کے مشیر

خارجہ سرتاج عزیز نے دہشت گردوں کی مالی معاونت ختم کرنے کی بات کی۔ خطے میں پائیدار امن کے لیے مستحکم افغانستان ناگزیر ہے۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے اُس نے ہارٹ آف ایشیا کانفرنس میں شمولیت کرکے اس امر کو یقینی بنانے کی کوشش کی ہے کہ افغانستان کے متعلق کوئی بھی فیصلہ ہوتے وقت اُس کے افغانستان میں اپنے مفادات کو یقینی بنالے۔اس کے ساتھ ساتھ اُس نے پاکستان بھارت ملاقات میں پاکستان پر ممبئی ہوٹل حملے، جو کہ اُس کا خود برپا کردہ ہے میں مبینہ طور پر ملوث پاکستان میں موجود لوگوں کو قرار واقعی سزا دینے کا وعدہ کروالیا۔ جبکہ اس کے توڑ میں پاکستان نے بھارت کو پاکستان میں مداخلت کے ثبوت نہیں پیش کیے، نہ ہی سمجھوتا ایکسپریس اور مسئلہ کشمیر پر کوئی بات ہوئی۔ گو کہ سشما سوراج اور سرتاج عزیز ملاقات کا مشترکہ اعلامیہ میں کشمیر، سیاچن سمیت تمام تصفیہ طلب تنازعات پر بات ہو گی۔ مذاکرات کا طریقہ کار سیکرٹری خاجہ طے کریں گے۔ عوامی رابطوں میں اضافہ اور دہشت گردی کا خاتمہ اور تجارتی تعلقات مستحکم کریں گے۔ صاحبو! برصغیر کی دو قوموں میں تقسیم کے بعد بھارت اور پاکستان کے درمیان کم و بیش ۱۵۰ سے زائد بار بعد [illegible] چکے ہیں۔ پاکستان نے تو تقسیم کے بعد اپنے حصے کے اثاثوں پر بھی زور نہیں دیا تھا۔ بھارت کے کشمیر کو طاقت کی بنیاد پر قبضہ پر ہی بات کرتا رہا۔ جب پاکستان کی فوجیں سری نگر کے قریب پہنچنے لگیں تو بھارت خود اقوام متحدہ میں جنگ بندی کے لیے گیا تھا اور ساری دنیا کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ

کشمیریوں کو حق خودادایت کا موقعہ دے گا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا بھارت کے ساتھ مگر بھارت کے حکمران ہمیشہ جعلی مذاکرات کا ڈول ڈال کر آہستہ آہستہ دنیا کے سامنے اپنے وعدے کو پس پشت ڈال دیا اور آج تک کشمیر پر قابض ہے۔ کبھی کشمیر میں جعلی انتخابات کروا کر کہا کہ کشمیریوں نے اپنی رائے کا اظہار الیکشن کے ذریعے کر دیا ہے کہ وہ بھارت کا حصہ ہیں۔ کبھی کہا اور پھر آج تک کہہ رہا ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔بڑھتے بڑھتے بات یہاں تک پہنچا دی کہ مذاکرات کرنے ہیں تو پاکستانی مقبوضہ کشمیر پر ہونگے ۔ اور بھارت تو اب یہ کہہ رہا ہے کہ پاکستان بھارت کے مقبوضہ کشمیر میں دہشت گردی کرا رہا ہے اس پر بات ہو سکتی ہے۔اسی کی آڑ میں کراچی فاٹا اور بلوچستان میں اپنی مداخلت کا جواز پیدا کر رہا ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی کمزور، سیاسی بصیرت کی وجہ سے وہ کشمیر میں اپنے قدم مضبوط سے مضبوط تر کرتا گیا۔ پہلے ۱۹۶۵ء میں پاکستان کے قادیانی جنرل اور ذوالفقار علی بھٹو کی سازش کے تحت بغیر مناسب منصوبہ بندی کے ڈکٹیٹر ایوب خان نے مجاہدین کو کشمیر میں داخل کیا جس پر بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا تھا یہ تو ہماری بہادر فوج کی شہادت کی تمنا تھی کہ وہ بھارتی ٹینکوں کے سامنے لیٹ کر ان کو عبرت ناک شکست دی تھی۔ پھر ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں لین آف کنٹرول پر بھارت کو خار دار دیوار بنانے کی اجازت دی تھی۔ پھر آوٹ آف بکس فارمولہ پیش کر کے مسئلہ کشمیر پر پسپائی اختیار کی گئی۔ پاکستان کو بھی

کشمیر کے مسئلے کو حل کرنے کی لیے بھارت پر دباؤ میں رکھنے کی پالیسی اختیار کرنی چاہیے تھے۔ مگرجب بھارت سکھوں کے خالصتان کے معاملے میں پھنسا ہوا تھا (مرحوم) بے نظیر صاحبہ نے سکھ حریت پسندوں کی لسٹیں بھارت کو دے کر اسے آسانی پہنچائی۔ پسپائی کی انتہا جہاں تک تھی کہ راجیو گاندھی کی پاکستان آمد پر راستے سے کشمیر کے بورڈ تک ہٹا دیے تھے۔ نواز شریف صاحب کہتے رہے ہیں کہ بھارت اور پاکستان کو صرف ایک لکیر نے علیحدہ کیا ہوا ہے ورنہ ہم دونوں کی تہذیب اور کلچر ایک ہے کیا یہ مسلم لیگ کے دو قومی نظریہ کی نفی نہیں؟۔ مسئلہ کشمیر کوایک طرف رکھ کر آلو پیاز کی تجارت شروع کرنے کی باتیں کی۔ ثقافتی اور کلچر کے لیے وہاں کے گانے بجانے والے اور فلم کے ہیروں کو پاکستان میں بلایا۔ صاحبو! پاکستان کو مذاکرات میں سب سے پہلے بھارت سے کشمیر کو متنازعہ مسئلہ تسلیم کروانا چاہیے۔ بھارت کے ساتھ جب بھی مذاکرات ہوں صرف اور صرف ایک نکاتی ایجنڈے کشمیر پر اور اس میں کشمیریوں کو بھی شامل کروانا چاہیے۔ مذاکرات کشمیر میں رائے شماری پر ہوں اس کا وعدہ نہرو نے ساری دنیا کے سامنے کیا تھا۔ اسی کے لیے اقوام متحدہ بھی پابند ہے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اور کئی بار اقوام متحدہ اپنی ہی پاس کردہ قراردادوں پر عمل کرائے۔ جیسے اقوام متحدہ نے انڈونیشیا کے جزیرے اور سوڈان کے ایک حصے کو علیحدہ کر کے دو آزاد ملکوں کو وجود بخشا تھا ایسا ہی کشمیر میں رائے شماری کرواکے کشمیریوں کو بھی اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا

حق دے یہ اقوام متحدہ پر قرض ہے۔ کشمیری تو ہر موقعہ پر پاکستان کے جھنڈے لہرائیں پاکستان کے ساتھ ملنے کا عید کریں ایک لاکھ شہید ہو جائیں، بیس ہزار عزت مآب، کشمیری عورتوں کی بھاتی فوج اجتماہی آ روزیزی کرے، کشمیر میں شہیدوں کے کئی قبرستان بن جائیں، کشمیریوں کی اجتماہی قبریں دریافت ہوں، ہزروں کشمیری لاپتہ ہو جائیں، ہزاروں بھارت کی جیلوں میں قید ہوں، ہزاروں نوجوانوں کو بھارتی فوج نے اپاہج بنا دیا ہو، اُن کی پراپیرٹیوں کو گن پاؤڈر ڈال کر جلادیا جائے، اس کی باغات کو تباہ برباد کر دیا جائے، اُن کے مذہبی اختیار زبردستی چھین لیے جائیں وہ جمعہ کی نماز بھی نہ پڑھ سکیں، نہ گائے کا گوشت کھا سکیں اور پاکستان اتنی قربانیاں دینے والوں کو مذاکرات میں بھی نہ شامل کرواسکے تو ایسے مذاکرات میں پاکستان کی پسپائی ہی ہے تو اور کیا ہے؟

۱۶ دسمبر آرمی پبلک اسکول پشاور کا واقعہ اور ۱۶ دسمبر سقوط ڈھاکا

پتہ نہیں کہ ہمارے ازلی دشمن بھارت نے آرمی پبلک اسکول پشاور کا واقعہ بھی ۱۶ دسمبر سقوط ڈھاکا کی نسبت سے رکھا تھا جس میں ہمارے مشرقی بازو کو ہم سے کاٹ دیا گیا تھا یا آرمی پبلک اسکول پشاور میں انسانیت سوز دہشت گردی کرکے وہ ہمیں ذہنی طور پر مفلوج کرنا چاہتا تھا۔ یا یہ اتفاق ہے کہ بھارت کی ایماء پر افغانستان میں بیٹھے پاکستان دشمن دہشتگردوں نے ۱۶ دسمبر کو دنیا کا منفرد دہشت گردی کا واقعہ کرکے ہمیں سبق سکھانا چاہتا تھا۔ کچھ بھی ہو ہر واقعے کے پیچھے قدرت کی تدبیروں کا بھی دخل ہوتا ہے۔ ہم دو دن سے سوچ رہے تھا رہے کہ ۱۶ دسمبر کے حوالے ڈھاکہ پر کالم لکھیں یا ۱۶ دسمبر آرمی پبلک اسکول کے واقعے پر لکھیں دونوں واقعات ہماری کا حصہ بن چکے ہیں ہمیں ان کو ہر حالت میں یاد رکھنا ہے اس پر لکھنا ہے اس سے سبق حاصل کرنا ہے۔ دونوں واقعات میں بھارت کی دہشت گردی نے ہمیں خون میں نہلا دیا تھا۔ ۱۶ دسمبر کی دہشت گردی میں ہمارا مشرقی بازو ہم سے الگ ہو گیا تھا وہ تو اب تاریخ کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ ۱۶ دسمبر آرمی پبلک اسکول پشاور کے واقعہ سے ہمارا پاکستان یک جان ہو گیا تھا جس نے آگے چل کر پاکستانی قوم کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ ظلم ظلم ہے جو کوئی بھی کرے۔ ہمارا مذہب تو کہتا ہے کہ ایک انسان کے بغیر قصور کے قتل پوری انسانیت

کا قتل ہے اور ایک انسان کو بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے برابر ہے مگر دہشت گردوں نے پشاور میں معصوم بچوں کو جس طرح دہشت پھیلا کر شہید کیا تھا وہ پاکستانی قوم کو ہمیشہ یاد رہے گا۔اس کی ذمہ دارے طالبان ے قبول کی تھی۔ طالبان کیا ہیں یہ کہاں کی پیداوار ہیں ان کی اصل کیا ہے اس پر بہت لکھا گیا ہے مگر ہمارے نزدیک سب سے بڑی بات وہ ہے جو امریکی پالیسی سازوں نے افغانستان کے اوپر حملہ کرنے سے پہلے اپنی کانگرس کا سامنے رکھی تھی۔جس کانگرس نے ان سے کہا تھا کہ اس سے قبل افغانستان پر حملہ کرنے والے برطانیہ اور روس کا کیا حال ہوا تھا۔اس پر امریکی منصوبہ بندوں نے کانگرس کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ اس کا انتظام ہم ے کر لیا ہے۔

پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات کو سمجھنے کے لیے امریکا نے کیا انتظامات کئے تھے اگر ان کو ہم سمجھ لیں تو آرمی پبلک اسکول پشاور اور پاکستان میں جتنے بھی منظم حملے ہوئے ہیں آسانی سے سمجھ آ سکتے ہیں۔ چاہے وہ حملے ہمارے دفاعی انسٹالیشن پر ہوں یا عام پبلک جگہوں پر ہوں۔ خیبر پختون خواہ کی پٹھان آبادی اور افغانستان کی پٹھان آبادی کی آپس میں رشتہ داریاں ہیں جب بھی افغانستان پر بیرونی حملہ ہوا پاکستان کی پٹھان آبادی نے افغانستان کا ساتھ دیا تھا۔ یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے اور اسی بات کو افغانستان پر ۹/۱۱ کے بعد حملہ کرنے امریکی منصوبہ بندوں کے سامنے امریکی کانگرس نے رکھی تھی۔امریکہ نے سب سے پہلے خیبر پختونخواہ کی نیشنل پارٹی کے سربراہ سے معاملہ طے کیا کہ وہ

امریکا کا ساتھ دیں جو انہوں نے خیبر پختونخواہ کی پٹھان آبادی کو مختلف طریقوں سے اپنے صوبے میں ہی مصروف رکھا اور نیٹو سپلائی کو تحفظ دے کر ثابت کیا تھا۔ اس پر پریس میں بیگم نسیم ولی خان نے نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ پر امریکا سے ڈالر لینے کا الزام بھی لگایا تھا۔ بھارت جو پاکستان کی نیشنل عوامی پارٹی کا ہمیشہ اتحادی رہا ہے نے بھی ان سے اور افغانستان کے قوم پرست پٹھانوں سے مل کر امریکا کی مدد کی ہے۔

بھارت نے فاٹا میں دہشت گردی کے کیمپ قائم کیے تھے۔اس کا ذکر (ر) جنرل؟ (ر) جنرل شاہد عزیز کی کتاب میں موجود ہے جس میں وہ ڈکٹیٹر مشرف کو بتاتے ہیں کہ فاٹا میں بھارت دہشت گردوں کے ٹریننگ کیمپ چلا رہا ہے مگر ڈکٹیٹر مشرف نے ان کی ایک نہ سنی جس کا انہوں نے اپنی کتاب میں ڈکٹیٹر مشرف سے احتجاج بھی کیا تھا۔ افغانستان کے اندر قوم پرست پٹھان اور شمالی اتحاد کے ازبک، تاجک اور ہزارہ نے امریکا کی مدد کی ہے۔جب امریکا نے پاکستان مخالف طالبان کو منظم کر لیا پھر بلیک واٹر تنظیم کو پاکستان خلاف کاوائیوں پر لگایا اور پریس میں امریکی اہلکاروں کا بیان موجود ہے کہ بلیک واٹر نے عراق میں امریکی فوج کا ساتھ دیا تھا اب پاکستان میں بھی ساتھ دے رہی ہے۔

پاکستان میں بلیک واٹر دہشت گردی کی کاروائی کرے گی اور مقامی طالبان اس کو اون کریں گے۔پاکستان کے ساتھ سب سے بڑی خیانت ڈکٹیٹر مشرف نے کی تھی کہ امریکا کو سمندر، بری اور بحری راستے مہیا کر دیے تھے کہ وہ ان انتظامات کے تحت افغانستان پاکستان میں جو بھی

کاروائی کرے اس کو کوئی بھی رکاوٹ نہ ہو۔ افرادی قوت کو پاکستان اس وقت کے امریکا میں پاکستان کے وزیر خارجہ غدار حسین حقانی نے امریکیوں کو وینزے دے کر پوری کر دی تھی۔ صاحبو! ان انتظامات کے تحت امریکا نے افغانستان اور پاکستان میں اپنے بنائے ہوئے طالبان سے دہشت کی کاروائیاں کروائیں اور افغانستان اور پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی پاکستان کا سوارب سے زائد کو مالی نقصان ہو چکا ہے ہماری بہادر فوج اور عام شہری ساٹھ ہزار سے زائد شہید ہو چکے ہیں۔کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ ہمارے جنرل ہیڈ کوارٹر،کامرہ ایرو ناٹیکل بیس، کراچی میں ایئر پورٹ اور نیوی کی جہازوں پر دہشت گردی کی کاروائیاں صرف اور صرف مدرسوں سے پڑھے ہوئے طالبان کر سکتے ہیں۔ ان دہشت گردوں کو بھارت اور امریکا کی ٹرینینگ اور مقامی پاکستان دشمن سیاسی قوتوں کی مدد ہی سے پاکستان میں ایسی کاروائیاں کرتے رہے ہیں۔ بھارت نے افغانستان میں پاکستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ درجنوں کونسل خانے قائم کیے ہوئے ہیں جو دہشت گردوں کو ٹرینینگ دیتے ہیں اور وہ پاکستان میں آ کر کاروائیاں کرتے ہے ہیں ایسی ہی کاروائی ۱۶دسمبر کو آرمی پبلک اسکول پشاور میں کی جس میں سیکڑوں بے گناہ ننے منے بچے ان کا نشانہ بنے ہیں۔ ان بے گناہ بچوں کی شہادت پر دل برداشتہ ہو کر ہماری مسلح افواج کے سربراہ نے بر وقت اس دہشت گردی کے خلاف ساری پاکستانی قوم کو اکٹھا کیا عمران خان اپنا دھرنا چھوڑ کر اور دوسری ساری سیاسی پارٹیوں نے پاکستان سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے ایک پلیٹ فارم پر جمع

ہو گئیں اور پاکستان کی پارلیمنٹ میں متفقہ قرادا پاس ہوئی اور اس کو قانون بنا دیا گیا۔ دہشت گردوں کو فوری سزا کے لیے فوجی ٹرائل کی عدالتیں قائم ہوئی جو ان کو سزائیں سنا رہی ہیں۔ دکھوں کی ماری پوری پاکستانی قوم نے پاکستان کی مسلح افواج کا ساتھ دیا۔ بیس نکاتی نیشنل ایکشن پلان کے تحت اسپکس کمیٹیاں صوبوں اور مرکز کے تحت قائم ہوئی ہیں جو قوم کے ترتیب شدہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت دہشت گردوں ،اس کے ہمدردوں اور سہولت کاروں کو پکڑ کر قانون کے مطابق سزا دے رہی ہے کل ہی آرمی پبلک اسکول پشاور کے چار دہشت گردوں کو پھانسی پر چڑھا دیا گیا یہ آرمی پبلک اسکول پشاور کی ننے منے بچوں کی شہادت کی وجہ ہے جو ملک میں امن وامان کی حالت پہلے سے بہتر ہو رہی ہے۔ ان شاءاللہ ایک دن ضرر آئے گا کہ ہمارا اسلامی جمہوریہ پاکستان سے آخری دہشت گرد بھی ختم ہو جائے گا یہی ہماری مسلح افواج کے سربراہ اور پاکستانی قوم نے طے کیا ہوا ہے۔ اللہ ہمارے ملک کا حامی و ناصر ہو آمین۔

سقوط مشرقی پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں

پاکستان قائدِ اعظمؒ کی عظیم المشان قیادت کے اندر معزر وجود میں آیا تھا۔ پہلے دن سے ہی قائدؒ محترم نے واضع کر دیا تھا کہ پاکستان کا دستور اسلامی ہو گا ہم اسلامی نظام ، جو چودہ سو سال پہلے ہمارے پیغمبرؐ نے دیا تھا اُس کے مطابق نظامِ دنیا چلائیں گے۔ وہ نظام کیا تھا کہ حکومت اللہ کی ہو گی جو اس کائنات کا کلی حاکم اور مالک ہے مسلمان اللہ کی طرف سے دیے گئے اختیارات کے مطابق نظامِ زندگی چلائیں گے۔ جیسے مدینہ کی ریاست میں چلا دکھائے گئے تھے اور جسے خلفاء راشدین نے چلا کر دکھایا اور جس کے کچھ حصہ پر بعد کے مسلمان حکمران دنیا میں عمل کرتے رہے اور اس ہی کی برکت سے دنیا پر ہزار سال حکومت بھی کی تھی ۔ اس وژن کو قائدؒ نے اچھی طرح سے سمجھ لیا تھا تب ہی برصغیر میں اسلام کی نشاط ثانیہ کے تحت پاکستان کا مطلب کیا لا الہ اللہ کے نعرہ، یعنی اللہ سے عہد تھا کہ مسلمانوں کو اگر آزاد ملک مل گیا تو اللہ کے کلمے کے مطابق زندگی گزریں گے۔ اسی وژن پر پاکستان کی تحریک آزادی کو استوار کیا تھا۔ پھر قائدؒ کے پیچھے برصغیر کے مسلمامان دیوانہ وار ہو گئے اور پاکستان اسی وژن پر بنا تھا۔ ایک ٹی وی شو میں ایک ڈاکومنٹ کی بات کی تھی اُوریا مقبول جان صاحب نے بتایا کہ قائدِ اعظمؒ نے خود اگست ۱۹۴۷ء میں ہی ایک واحد ڈیپارٹمنٹ قائم کیا تھا جس کا نام ڈیپا ”

ٹمنٹ آف اسلامک ڈیکریلیشن'' ہے اس ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ مشہور نو مسلم علامہ محمد اسدؒ کو بنایا گیا تھا۔اس ڈاکومنٹ کے مطابق اُن کے ذمے پاکستان کا اسلامی آئین بنانا تھا۔ جس میں اسلامی معاشیات، اسلامی تعلیم اوراسلامی سوشل سسٹم ہو اس ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ کے لیے قائدِ اعظمؒ نے خود خط پاکستان کے مالیاتی ادرے کو بھی لکھا تھا۔ جو اب بھی ریکارڈ کے اندر موجود ہے اس ڈاکومنٹ کی کاپی اس خط کے ساتھ منسلک تھی جبکہ حکومت میں موجود اسلام دشمن قوتوں (قادیانی) نے اکتوبر ۱۹۴۸ء میں ریکارڈ کو آگ لگا کر اس ڈاکومنٹ کو ضائع کر دیا تھا۔ مگر خوش قسمتی سے اس ڈاکومنٹ کی ایک کاپی جو اس خط کے ساتھ منسلک تھی جو قائدِ اعظمؒ نے اس پروجیکٹ کے لیے بجٹ مہیا کرنے کے لیے خط لکھا تھااوریا مقبول جان صاحب نے ریکارڈ سے حاصل کی اور قوم کے سامنے اس ٹی وی پروگرام رکھ دی۔ قائدِ اعظمؒ کی روح کے ساتھ کتنا ظلم ہے جو سیکولر لوگ کر رہے ہیں مگر جس نور کو اللہ روشن کرنا چاہے اسے دشمن ضائع نہیں کر سکتے۔ ثبوت کے طور پر جس کا جی چاہے وہ اوریا مقبول جان کے پاس اس ڈاکومنٹ کو دیکھ سکتا ہے۔

اسی تسلسل میں ایک مذید ثبوت کہ پاکستان بننے کے فوراً بعد قائدِ اعظمؒ نے مولانا مودودیؒ کے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ وہ قوم کے سامنے اسلام کے عملی نفاذ کا نقشہ ریڈیو پاکستان کے ذریعے بیان کریں مولانا مودودیؒ نے قائدِ اعظم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسلام کے عملی نفاذ کے لیے ریڈیو پاکستان سے کئی تقریریں کیں تھیں جو ریڈیو پاکستان کے ریکارڈ میں اب

بھی موجود ہیں اور ہزاروں پاکستانیوں نے اسلام کے عملی نفاذ کے لیے یہ تقریریں سنی بھی تھیں ہماری دعاء کہ اللہ اس ریکارڈ کی حفاظت کرے کہیں اس ریکارڈ کو بھی جلا نہ دیا جائے۔ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ قائد اعظمؒ نے جو مسلمانان برصغیر کے لیے پاکستان مطلب کیا لا الہ الااللہ کے نعرے سے حاصل کیا اس مقصد کے ساتھ کتنے پر خلوص تھے۔ اسلام سے الرجک سیکولر لوگ جو قائد اعظمؒ کو سیکولر ثابت کرنے کے لیے جھوٹ کے پہاڑ بھی کھڑے کرتے رہے سقوط مشرقی پاکستان کے ذمہ دار ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو سکا اور پاکستان قائدؒ کے دیے ہوئے وژن سے ہٹا دیا گیا اس وجہ سے وہ قائم نہ رہ سکا اور جلد ہی اس کا مشرقی بازو اس کے جسم سے علیحدہ کر دیا گیا جس کے لیے کالم نگار ہر سال سولہ دسمبر آنے پر کالم لکھتے رہتے ہیں اُس کے عوامل پر غور کرتے رہتے ہیں اُس کا نوحہ پڑھتے ہیں۔ مگر سب سیکولر سیاست دان جس میں ملک کے حکمران شامل ہیں قائدؒ کے وژن کے طرف آنے کو تیار نہیں ہوتے۔ ہم آج بھی دعوے سے کہتے ہیں کہ ہماری مشکلات کا حل اسی میں ہے کہ ہم اپنی اصل یعنی اسلامی نظام کی طرف لوٹ آئیں۔ پاکستان اکیلا قائد اعظمؒ کی عظیم المشان قیادت کے اندر جمہوری طریقے اختیار کرکے انگریز اور ہندوؤں کی ریشہ دوانیوں کے باوجود بنا تھا۔ قائد اعظمؒ کو بار بار کہا گیا تھا کہ پاکستان زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکے گا اس مفروضہ پر عمل کرنے کے لیے پاکستان مخالف قوتوں نے زمینی جد وجہد کے ساتھ ساتھ کتابیں بھی لکھی

تھیں۔ مگر قائدِ اعظمؒ کے پہاڑ جیسے حوصلے کے سامنے سب ہار گئے اور برصغیر کی تقسیم ہوئی اور دنیا کے نقشے کے پاکستان نمودار ہوا۔ اب ضرورت اس امر کی تھی کہ قائد کے ویژن کے مطابق عمل کیا جاتا مگر اس پر عمل نہ ہو سکا۔ جب پاکستان وجود میں آگیا تو پاکستان نے اپنی حفاظت کے لیے امریکہ سے اتحاد کیا اس کے سینٹو سیٹو کے دفاعی معاہدے میں شامل ہوا۔ جب کہ یہ اتحاد بل لکل غیر فطری تھا کیونکہ اللہ کی کتاب کے مطابق یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے کبھی بھی دوست نہیں ہو سکتے جب تک کہ مسلمان ان جیسے نہ ہو جائیں یہی ہوا جب مجیب الراحمان نے اگرتلہ میں بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان توڑنے کی سازش تیار کی، بھارت کے ساتھ مل کر دہشت گرد مکتی باہنی بنائی اور اس نے مشرقی پاکستان میں قتل غارت شروع کی۔ غیر بنگالیوں کو چن چن کر مولی گاجر کی طرح کاٹا اور بلا آخر بھارت نے اپنی فوجوں کو مشرقی پاکستان میں داخل کیا جبکہ اس وقت ہمارے دفاعی معاہدے والے امریکا نے ہماری کوئی مدد نہیں کی اور دنیا نے دیکھا کی اس کا ساتواں بحری بیڑا پاکستان کی مدد کو نہیں پہنچا۔ بل کہ امریکا کے اس وقت کے وزیر خارجہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے پاکستان توڑنے میں امریکا کا بھی ہاتھ تھا۔ اب بھی امریکا پاکستان کے خلاف ہے۔ ایک سازش کے تحت ہماری فوج کو ملک میں ہی الجا دیا ہے۔ وہ بھارت اور اسرائیل کے ساتھ مل کر گریٹ گیم کے تحت پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے۔ بھارت اپنے مقامی ایجنٹوں کو دہشت گردی کی ٹریننگ دے رہا ہے ان کو فنڈنگ کر رہا ہے۔ فاٹا میں

امریکا کے بنائے ہوئے طالبان کو بھارت نے ٹریننگ دی اور اب افغانستان میں پاکستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ درجنوں کونسل خانے قائم کرکے بلوچستان، کراچی اور پاکستان کے دوسرے شہروں میں دہشت گردی کی کاروائیاں کر رہا ہے جس کے ثبوت پاکستان نے اقوام متحدہ، امریکا اور مغربی ملکوں کو دیے ہیں مگر کسی نے ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔ یہ ساری حقیقت پر مبنی باتیں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستانی قوم بشمول مقتدر حلقوں مل اللہ سے وعدہ خلافی کی اجتمائی طور پر معافی مانگے اور پاکستان میں اللہ سے وعدے کے مطابق اللہ کا قانون یعنی اسلامی نظام قائد اعظمؒ کے وژن کے مطابق نافذ کر دیں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں پھر پاکستان کے عوام جوق در جوق باہر نکل پڑیں گے اور مقتدر حلقوں کا ایسا ہی ساتھ دیں گے جیسے برصغیر کے مسلمانوں قائد اعظمؒ کا ساتھ دیا تھا۔ عوام کے سمندر کے سامنے پھر کوئی بھی نہ ٹھہر سکے گا۔ پھر دیکھتے ہیں پاکستان کی طرف کون ٹیڑی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اگر ہم نے پاکستان کو مذید ٹوٹنے سے خود بچانا ہے تو یہی بات کرنی پڑھے گی۔ یاد رکھیں باہر سے کسی نے بھی پاکستان کی مدد نہیں کرنی جو کچھ کرنا ہے ہم نے خود ہی کرنا ہے۔ واہ رے ایٹمی پاکستان دانشمندوں عصا موسوئ تمارے ہاتھوں میں ہے اور تم مصنوعی سانپوں سے گھبرا رہے ہو۔ اللہ پر بھروصہ کرو اور بھارت کو صاف صاف بتا دو جو ہوچکا سو وہ ہوچکا، اب مذید برداشت نہیں کیا جائے گا ہمیں جینے دو اور پاکستان کو قائم رہنے ہمارے ملک میں مداخلت بند کر دو ورنہ ہم تمہیں بھی جینے نہیں دیں گے۔

کیا ایک غیر مسلم ملک شمالی ویت کو اپنے ملک کی سالمیت پر بہادرانہ بیانات دینے پر کوئی کھا گیا ہے یا زمین نگل گئی ہے؟ ارے تم تو مسلمان ہو اللہ کا تمھارے ساتھ وعدہ ہے کہ غم نہ کرو دل شکستہ نہ ہو تم ہی غالب رہوں اگر تم مومن ہو۔ پاکستان کی سالمیت کے لیے یہ ہی ایک حل ہے اور سقوط مشرقی پاکستان کا ہی سبق ہے اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اے محمدؐ ! کہو کہ اے انسانو ! میں تم سب کی طرف اُس خدا کا پیغمبرؐ ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے " (الاعراف ۱۵۸) "درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے" (الاحزاب ۲۱) مسلم کی حدیث ہے کہ ایک دفعہ چند صحابہؓ نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے عرض کیا کہ آپ نبی اکرمؐ کے کچھ حالات زندگی ہم کو بتائیں عائشہ صدیقہؓ نے تعجب سے دریافت کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا جو مجھ سے خلق نبیؐ کے متعلق سوال کرتے ہو؟ (مسلم) یعنی آپؐ کی ساری زندگی قرآن تھی۔ اسماء صفات والقاب کے علاوہ محمدؐ اور احمدؐ کے نام سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو قرآن شریف میں یاد کیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمدؐ تک تمام پیغمبروںؑ نے اپنے اپنے طور پر اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کا پیغام اللہ کی مخلوق تک پہنچایا مگر اس تمام پیغام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کی دعوت میں یکجا کرکے قرآن شریف میں درج کر دیا اور کہہ دیا کہ میری مخلوق کے لیے میرا یہ آخری پیغام، آخری پیغمبرؐ کے ذریعے ہے جو قیامت تک رہے گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت سنا دی کہ آج میں نے دین مکمل کر دیا ہے میری مخلوق قیامت تک اس پر عمل کرکے نجات پا جائے گی۔ اب کسی پیغمبرؐ نے

نہیں آنا ہے اس دین کو امت مسلمہ نے قائم رکھنا ہے۔۹ربیع الاول عہد نبوی بعر ۲۰ اپریل ۵۷۱ء (الرحیق المختوم) کی صبح مکہ کے ایک معزز قبیلہ قریش (بنی ہاشم) میں عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپؐ کی والدہ کا نام آمنہ تھا ولادت سے پہلے ہی والد کا انتقال ہو گیا تھا اللہ نے قرآن شریف میں فرمایا ''بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی'' (الضحیٰ ۶) عرب کے رواج کے مطابق آپؐ کو بھی بنی سعد کی بدوی عورت حضرت حلیمہؓ کے حوالے کیا گیا تاکہ صحت مند ہو اور خالص اور ٹھوس عربی زبان سیکھ سکے حضرت حلیمہؓ کہتی ہیں کہ اس بچے کے آنے سے ہم آسودہ حالات ہو گئے جب کہ پہلے بہت ہی تنگ دستی تھی وہیں پر واقعہ شق صدر پیش آیا حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کا سینہ چاک کر کے زمزم کے پانی سے دھو کر اسی جگہ رکھ دیا۔اس کے ایک سال بعد آپؐ کو اپنی والدہ آمنہ کے حوالے کر دیا گیا۔ کچھ مدت کے بعد آپؐ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ دادا عبدالمطلب کے بعد ابوطالب نے اپنے بھتیجے کا حق کفالت بڑی خوبی سے ادا کیا ۴۰ر سال تک قوت پہنچائی جب تک ابو طالب زندہ رہے کسی کو جرات نہ تھی کہ رسولؐ اللہ کو زک پہنچائے. آپؐ کی عمر جب ۳۵ر سال ہوئی اس وقت ایک واقعہ پیش آیا قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا پروگرام بنایا قریش نے فیصلہ کیا خانہ کعبہ کی تعمیر پر حلال پیسے خرچ کریں گے اس سے ثابت ہوتا ہے حرام حلال کی تمیز ان میں تھی مگر دولت کی ہوس نے انہیں نابینا کیا ہوا تھا جب حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے پر

جھگڑا شروع ہو گیا تو ہر قبیلہ اس کو رکھنے پر زور دے رہا تھا بات اس طرح طے ہوئی کہ کل جو سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہو گا اس کو حکم مان لیں گے اللہ کی مشیت دوسرے دن رسولؐ سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے لوگ مان گئے کہ یہ امین ہے ہم اس پر راضی ہیں آپؐ نے ایک چادر طلب کی حجر اسود کو خود اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر چادر پر رکھا پھر سب قبائل کے سرداروں سے کہا کہ آپ سب چادر کے کنارے پکڑیں اور رکھنے کی جگہ لیں جائیں پھر اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو اٹھا کر مقررہ جگہ پر رکھ دیا اس طرح جھگڑا ختم ہو گیا۔آپ نے اپنی زندگی کے ۲۵ سال گزارنے کے بعد حضرت خدیجہؓ سے شادی کی شادی کے ۱۵ سال بعد اللہ نے پیغمبرؐ بنایا۔ پیغمبری کے ۱۳ سال مکہ میں اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے بعد مدینہ ہجرت کی اور زندگی کے بقایا ۱۰ سال [illegible] ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔آپؐ دور شباب میں ہی خلوت پسند ہو گئے تھے اور قوم کی بت پرستی کو دیکھ کر پریشان ہوتے تھے غار حرا میں جا کر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔

وحی کا نزول:۔ایک روز اللہ نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیلؑ کو وحی کے ساتھ بھیجا اور فرشتے نے کہا پڑھ اللہ کے نام سے ،مگر آپؐ نے کہا میں پڑھ نہیں سکتا۔ ’’ پڑھو اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لو) تھڑے سے انسان کی تخلیق کی، پڑھو،اور تمہارا رب بڑا کریم ہے

جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا'' (العلق ۱ ۔۵) ان آیات کے بعد رسولؐ کا دل دھک دھک کر رہا تھا حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا مجھے چادر اڑھا دو انہوں نے چادر اوڑھا دی یہاں تک کہ خوف دور ہو گیا۔ حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں رسولؐ نے سارا واقعہ انہیں سنایا اس نے کہا یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے موسیٰؑ پر نازل کیا تھا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا اور آپؐ کی مدد کرتا جب آپؐ کو قوم نکال دے گی آپؐ نے فرمایا قوم مجھے نکال دے گی ورقہ نے کہا جو کوئی بھی ایسی چیز لے کر آتا ہے جو آپؐ لے کر آئے ہیں لوگ اسے نکال دیتے ہیں۔ اس کے بعد مسلسل ۲۳ر سال تک آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ قرآن شریف میں ہے

کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے اس کی بات یا تو وحی'' اشارے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ)) بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے'' (لشوریٰ ۵۱) ۲۳ر سال کی مدت میں قرآن شریف کا نزول مکمل ہوا۔ آپؐ کو اللہ نے بشیر و نذیر بنا کر انسانیت کے سامنے پیش کیا آپؐ نے نبوت کی ۲۳ر [illegible] اللہ کے کلام کو اللہ کی مخلوق تک انتھک طریقے سے پہنچایا اور اللہ نے اپنے پیارے نبیؐ سے کہا میں نے دین مکمل کر دیا ہے اب رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے گا کوئی دنیا کی طاقت اس کو مٹا نہیں سکے گی آپؐ نے قریش

کو اللہ کا پیغام پہنچایا تو وہ طرح طرح کے الزامات لگانے پر تل گئے۔ آپؐ کو جادوگر، کاہن، شاعر اور نہ جانے کیا کچھ کہا مگر آپؐ اپنے کام میں لگے رہے۔

دارالرقم میں دعوت کے پہلے ۳ سال:۔ نبوت کے پہلے ۳؍ سال خفیہ طریقے سے خاص خاص لوگوں کو اللہ کی دعوت پہنچاتے رہے مرکز حضرت ارقمؓ کے گھر کو بنایا شروع دنوں میں حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ حضرت زیدؓ یہ سب پہلے ہی دن مسلمان ہوگئے تھے اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی محنت سے حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہ بن عبیدؓ مسلمان ہوئے یہ بزرگ اسلام کا ہراول دستہ تھے آہستہ آہستہ تعداد بڑھتی گئی حضرت بلالؓ، حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح، ابو سلمہؓ بن عبدالاسد، ارقمؓ بن ابی الارقم، عثمانؓ بن مطعون اور ان کے دونوں بھائی قدامہؓ اور عبداللہؓ، عبیدہ بن حارثؓ، سعیدؓ بن زید ان کی بیوی فاطمہؓ، خبابؓ بن ارت، عبداللہ بن مسعودؓ، اور دوسرے افراد مسلمان ہوئے یہ اصحاب قریش کی تمام شاخوں سے تعلق رکھتے تھے جن کی تعداد ابن ہشام نے ۴۰؍ سے زیادہ بتائی ہے۔ مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں کہ اللہ نے ابدائے اسلام میں دو رکعت صبح اور دو رکعت شام کی نماز فرض کی ''صبح اور شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو'' (المومن ۵۵) اس کے بعد ۲؍سال تک جب جب اللہ کے کلام میں زیادہ

توحید رسالت اور آخرت کے دلائل آنا شروع ہوئے تو مخالفت بھی نسبتاً زیادہ ہوتی گئی بعد کے ۵ سال اس مخالفت نے بہت زیادہ شدت اختیار کر لی بلا آخر مکی زندگی کے بقایا ۳ سال میں اہل قریش نے آپ کو قتل کرنے اور بستی سے نکال دینے کے منصوبے بنا لیے لیکن اللہ نے انصار مدینہ کے دل نرم کر دیئے اور آپؐ مدینہ ہجرت فرمائے۔

رشتہ داروں کو دعوت :۔ اللہ کے حکم کے مطابق پہلے اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دی ''آپؐ اپنے نزدیک ترین قرابتداروں کو ڈرایئے'' (الشعرآء ۲۱۴) ان کو بلا کر اللہ کا پیغام پہنچایا ابو طالب نے حمایت کی اور ابو الہب نے کھل کر مخالفت کی۔ آپؐ نے تمام خاندان کو ایک بار کھانے کی دعوت پر جمع کیا کل ۴۵ آدمی تھے اور فرمایا میں ایک چیز لے کر آیا ہوں جس سے دین اور دنیا دونوں میں فائدہ ہے۔ کون اس میں میری مدد کرے گا تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا اس وقت حضرت علیؓ نے کہا میں مدد کروں گا بنی ہاشم کو کیا پتہ تھا اس دعوت نے سارے عرب و عجم میں پھیل جانا ہے۔

دعوت عام :۔ پھر مثال دے کر اس زمانے کے رواج کے مطابق پہاڑ صفا کی چوٹی پر چڑ کر اعلان کیا یا صباحا. یا صباحا یعنی صبح کا خطرہ صبح کا خطرہ، قریش کے لوگوں کو پکارا لوگ جمع ہو گئے آپؐ نے فرمایا اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ

پہاڑ کی دوسری طرف سے دشمن حملہ کرنے والا ہے تو آپ لوگ میری بات پر یقین کریں گے سب نے کہا آپؐ سچے اور نیک آدمی ہیں ہم ضرور یقین کریں گے آپؐ نے فرمایا لوگو میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمہیں اللہ واحد کی طرف بلاتا ہوں بتوں کی پوجا سے بچاتا ہوں یہ زندگی چند روزہ ہے سب نے اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے یہ پیغام سن کر سب حیران ہو گئے اور آپ کے حقیقی چچا ابولہب کو طیش آ گیا اور اس بدبخت نے کہا تو ہمیشہ ہلاکت اور رسوائی کا منہ دیکھے کیا تو نے اس غرض کے لیے ہم کو بلایا تھا۔ چند لمحے پہلے جسے صادق اور امین کہا جا رہا تھا جب آپ نے ایک اللہ کی عبادت کا کہا تو سب ایک دم مخالف ہو گئے۔

ابو طالب کو دھمکی :۔ قریش نے دھمکی کے لیے اپنے چند آدمی ابو طالب کے پاس بھیجے انہوں نے کہا تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہا، ہمارے دین کی عیب چینی کی ہماری عقلوں کو حماقت، کہا ہمارے باپ دادا کو گمراہ کہا، لہٰذا آپ یا تو اس کو روک دیں یا درمیان سے ہٹ جائیں ہم اس کے لیے کافی ہیں۔ ابو طالب نرم تھے چنانچہ وہ چلے گئے بعد میں ابو طالب نے اس کا ذکر رسولؐ سے کیا مگر رسولؐ نے فرمایا یہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسولؐ تو ویسے ہی کام کرتے جا رہے ہیں تو ایک بار پھر ابو طالب کے پاس آئے

اور کہا یہ ولید بن مغیرہ کا لڑکا عمارہ ہے یہ قریش کا بانکا اور خوبصورت نوجوان ہے آپ اسے لے لیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں جس نے آپ کے آباو اجداد کے دین کی مخالفت کی ہے قوم کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے ان کی عقلوں کو حماقت قرار دیا ہے ہم اسے قتل کریں گے بس ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے ابو طالب نے کہا کتنا بُرا سودا ہے میں تمہارے بیٹے کو کھلاؤں پلاؤں اور تم میرے بیٹے کو قتل کرو خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا یہ گفتگو ۶ بنوئ میں ہوئی تھی۔

حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا:۔ایک دفعہ ابو جہل قریش کے دوسرے بد معاشوں کی حمایت کے ساتھ رسولؐ کے سر کو بھاری پتھر سے کچلنے کے لیے تیار ہو گیا جب رسولؐ سجدے میں گئے تو ابو جہل آگے بڑھا لیکن قریب پہنچ کر واپس ہو گیا لوگوں نے کہا یہ کیا ہوا کہنے لگا ایک اونٹ آڑے آگیا اس جیسی شکل کا اونٹ میں نے زندگی میں نہیں دیکھا وہ مجھے کھائے جا رہا تھا اس کے بعد حضرت حمزہؓ اسلام لائے واقعہ اس طرح ہے کہ ابو جہل نے ایک روز کوہ صفا کے نزدیک رسولؐ کو ایذا پہنچائی اور سخت سست کہا اس کے بعد ایک پتھر دے مارا جس سے خون بہہ نکلا ابو جہل خانہ کعبہ میں قریش کی محفل میں جا بیٹھا ایک خاتون نے حضرت حمزہؓ کو وہ قصہ سنایا حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آ رہے تھے سیدھے جا کر ابو جہل کے سر پر کھڑے ہو گئے اور بولے او بزدل میرے بھتیجے کو گالی دیتا ہے

زور سے کمان اس کے سر پر ماری جس سے اس کے سر پر زخم آ گیا اس کے قبیلے بنو مخزوم والے اور حضرت حمزہؓ کے قبیلے والے آمنے سامنے آ گئے مگر ابو جہل نے اپنی غلطی مان لی اور معاملہ خراب نہیں ہوا ابتداً حضرت حمزہؓ کا اسلام محض اس حمیت کے طور پر تھا لیکن اللہ نے ان کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا۔

حضرت عمرؓ کا اسلام لانا:۔ حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کے ۳ دن بعد حضرت عمرؓ بھی مسلمان ہو گئے رسولؐ نے اللہ سے دعا کی تھی اے اللہ ! عمرؓ بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام میں سے جو شخص تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے سے اسلام کو قوت پہنچا حضرت عمرؓ تند مزاجی اور سخت خوئی کے لیے مشہور تھے ایک دن رسولؐ کو قتل کرنے کی نیت سے گھر سے نکلے کسی شخص سے ملاقات ہوئی اپنا ارادہ اس کو بتایا اس نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی بھی اپنا دین چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہیں بہن کے گھر گئے تو وہاں سورۃ طٰہٰ پڑھی جا رہی تھی اس کے بعد بہنوئی اور بہن کو زخمی کیا بعد میں ندامت ہوئی کہا مجھے بھی قرآن پڑھنے دو بہن نے کہا آپ ناپاک ہیں پہلے غسل کریں پھر قرآن کو ہاتھ لگائیں سورۃ طٰہٰ پڑھنے کے بعد رسولؐ کے پاس گئے اور اسلام لے آئے اس سے قبل آپ نے ایک رات خانہ کعبہ میں پردے میں گھس کر رسولؐ سے سورۃ الحاقہ کی تلاوت سنی تو دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا تھا۔

عتبہ کی سفارت :۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد قریش نے ایک نمائندہ عتبہ بن ربیعہ کو رسولؐ کے پاس بھیجا خانہ کعبہ کے اندر عتبہ نے رسولؐ سے ملاقات کی اور آپؐ کے سامنے قریش سے منظور شدہ گفتگو رکھی کہا ہماری قوم کے اندر آپؐ کا مرتبہ اور مقام ہے اب آپؐ ایک بڑا معاملہ لے کر آئے ہو جس سے قوم میں تفرقہ پڑھ گیا ہے یہ کام کرنے سے اگر آپؐ کو مال کی ضرورت ہے تو ہم آپؐ کو سب اتنا مال دے دیتے ہیں کہ آپؐ ہم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤگے اگر آپؐ مرتبہ اور اعزاز چاہتے ہو تو ہم سب آپؐ کو سردار مان لیتے ہیں اگر بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم سب آپؐ کو بادشاہ بنا دیتے ہیں اگر آپؐ کے پاس کوئی جن آتا ہے تو ہم علاج کروا دیتے ہیں عتبہ یہ باتیں کرتا رہا اور رسولؐ سنتے رہے پھر آپؐ نے کہا اب میری سنو آپؐ نے سورۃ حم السجدہ تلاوت فرمائی عتبہ سنتا گیا اٹھا اور سیدھا ساتھیوں کے پاس گیا انہوں نے کہا جیسے چہرہ لے کر گئے تھے ویسے نہیں رہے عتبہ نے قریش سے کہا میں نے ایسا کلام سنا ہے جیسا پہلے نہیں سنا تھا خدا کی قسم وہ نہ شعر ہے نہ جادو نہ کہانت اے قریش کے لوگوں میری بات مانو اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اگر یہ شخص عرب پر غالب آگیا تو اس کی باشاہت تمہاری ،اس کی عزت تمہاری، اس کا وجود تمہارے لیے سعادت ہو گا یہ بھی روایت میں آتا ہے کہ آپؐ جب قرآن کے ان الفاظ تک پہنچے تو عتبہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آپؐ کو قرابت داری کا واسطہ بس کرو وہ آیات یہ تھیں ’’پس اگر وہ رد گردانی کریں تو

تم کہدو کہ میں تمہیں عاد وثمود کی کڑک جیسی ایک کڑک کے خطرے سے آگاہ کر رہا ہوں'' (حم السجدہ ۱۳)

بنو عاشم اور بنو مطلب کی میٹنگ :۔ ابو طالب کو مقابلے کی دھمکی ، پھر عمارہ بن ولید کے عوض قتل کا معاملہ، ابو جہل کا رسولؐ کے سر پر بھاری پتھر رکھنے، عتبہ بن ابی معیط کا چادر لپیٹ کر گلا گھونٹنے، خطاب کے بیٹے کا تلوار لے کر نکلنے اور قریش کا رسولؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ یہ سب باتیں سنگین خطرہ محسوس ہو رہی تھیں اس لیے ابو طالب نے جدِاعلیٰ عبدِ مناف کے دونوں صاحبزادوں ہاشم اور مطلب سے وجود میں آنے والے خاندان کو جمع کیا اور کہا اب رسولؐ کی سب حفاظت کریں ابو طالب کی یہ بات عربی حمیت کے پیش نظر ان دونوں خاندانوں کے سارے مسلم اور کافر افراد نے قبول کی البتہ صرف ابو لہب مشرکین سے جا ملا۔اس فیصلے کے متعلق اللہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے ''اگر (انہوں نے ایک بات کا تہیہ کر رکھا ہے تو ہم بھی تہیہ کئے ہوئے ہیں'' (الزخرف ۷۹

ولید کی سفارت :۔ ایک دفعہ خانہ کعبہ میں سرداران قریش موجود تھے رسولؐ بھی ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ ان ہی دنوں حج کا موسم تھا قریش کو فکر ہوئی کہ رسولؐ آنے والے حاجیوں میں اپنے دین کو پھیلائے گا لہٰذا کوئی تدبیر کرنی چاہیے انہوں نے سوچا کوئی ایسی بات متفق ہو کر آنے والے حاجیوں سے

کریں جس سے ان کے دلوں میں اثر نہ ہو ولید بن مغیرہ کو اس کام پر لگایا گیا۔ چند لوگوں نے کہا ہم کہیں گے وہ کاہن ہے ولید نے کہا نہیں بخدا وہ کاہن نہیں ہے ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے، لوگوں نے کہا ہم کہیں گے وہ پاگل ہے ولید نے کہا وہ پاگل نہیں ہم نے پاگل بھی دیکھے ہیں ،لوگوں نے کہا ہم کہیں گے وہ شاعر ہے ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہے ہم نے شاعر بھی دیکھے ہیں، لوگوں نے کہا وہ جادوگر ہے ولید نے کہا وہ جادوگر بھی نہیں ہے ہم نے جادوگر بھی دیکھے ہیں لوگوں نے کہا پھر ہم کیا کہیں گے کافی سوچ بچار کے بعد ولید نے مشورہ دیا ہم کہیں گے جادوگر ہے باپ بیٹے بھائی بھائی شوہر بیوی کنبے قبیلے میں پھوٹ ڈالتا ہے اس بارے میں سورۃ مدثر میں ذکر آیا ہے ''اس نے سوچا اور اندازہ لگایا۔ وہ غارت ہو۔ اس نے کیسا اندازہ لگایا، پھر غارت ہو اس نے کیسا اندازہ لگایا پھر نظر دوڑائی۔ پھر پیشانی سکیڑی اور منہ بسورا۔ پھر پلٹا اور تکبر کیا۔ آخر کار کہا کہ یہ نرالا جادو ہے جو پہلے سے نقل ہوتا آ رہا ہے۔ وہ محض انسان کا کلام ہے'' (مدثر ۱۸۔۲۵)اس بات کے بعد سب پھیل گئے اور آنے والے حاجیوں میں وہ پروپگنڈا شروع کر دیا اس سے لوگوں میں مشہور ہوگیا کہ آپؐ نے دعویٰ نبوت کیا ہے ان کی اس حرکت سے دیار عرب میں آپؐ کا چرچا ہوگیا اس محاذ آرائی کا اللہ نے قرآن میں یہ نقشہ کھینچا ہے۔ قریش آپ کو پاگل کہتے تھے ''ان کفار نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل ہوا تو یقیناً پاگل ہے'' (الحجر ٦) کبھی آپؐ کو جادوگر ہونے کا

الزام لگاتے تھے۔ ''انہیں حیرت ہے کہ خود انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا اور کافر کہتے ہیں کہ یہ جادوگر جھوٹا ہے'' (ص ۴) قریش آپؐ کے آگے پیچھے پُر غضب اور بھڑکتے ہوئے جذبات کے ساتھ چلتے اور کہتے تھے کہ پاگل ہے۔ '' اور جب کفار اس قرآن کو سنتے ہیں تو آپؐ کو ایسی نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ گویا آپؐ کے قدم اکھاڑ دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ یقیناً پاگل ہے'' (القلم ۵۱) آپؐ کے ساتھ کمزور صحابہؓ کو دیکھ کر استہزا کرتے تھے ''اچھا! یہی حضرات ہیں جن پر اللہ نے ہمارے درمیان سے احسان فرمایا ہے'' (الانعام ۵۳) اللہ نے ان کو ان آیات میں جواب دیا ہے ''کیا اللہ شکر گزاروں کو سب سے زیادہ نہیں جانتا'' (الانعام ۵۳) عام طور پر مشرکین کی کیفیت وہی تھی جس کا نقشہ اللہ نے کھینچا ہے ''جو مجرم تھے وہ ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ اور جب ان کے پاس سے گذرتے تو آنکھیں مارتے تھے اور جب اپنے گھروں کو پلٹتے تو لطف اندوز ہوتے ہوئے پلٹتے تھے۔ اور انہیں دیکھتے تو کہتے کہ یہی گمراہ ہیں، حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے'' (المطففین ۲۹۔۳۳)

تکالیف:۔ مکہ کے ۱۳ سال میں آپؐ اور صحابہؓ کو بہت ستایا گیا کہ رسولؐ نے کہا دین کے معاملے میں جتنا مجھے ستایا گیا ہے کوئی اور پیغمبر نہیں ستایا گیا۔ بازار کے اندر آپؐ لوگوں کو دعوت دیتے پیچھے ابولہب لوگوں کو کہتا یہ میرا بھتیجا ہے یہ جھوٹ کہتا ہے، خانہ کعبہ میں سجدے کی حالت میں سر پر

اونٹ کی اوجھ ڈالی گئی، گردن میں چادر ڈال کر ختم کر دینے کی کوشش کی گئی، دو بیٹیوں رقیہؓ اور ام کلثومؓ کو چچا ابولہب کے بیٹوں نے طلاق دی، طائف میں لہو لہان کیا گیا، رسولؐ کا بیٹا عبداللہ فوت ہوا تو ابولہب خوش ہوا دوستوں کو خوشخبری دی کہ محمدؐ ابتر ہو گیا ہے، ابو لہب کی بیوی جو ابو سفیان کی بہن تھی رسولؐ کے راستے میں کانٹے ڈالتی تھی، آپؐ کے کافر پڑوسی جب آپؐ گھر میں نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ آپ کے سر پر بکری کی بچہ دانی ڈال دیتے، چولھے پر ہانڈی چڑھائی جاتی تو بچہ دانی اس طرح پھینکتے کہ سیدھے ہانڈی میں جا گرتی، امیہ بن خلف کا وطیرہ تھا جب رسولؐ کو دیکھتا تو لعن طعن کرتا اس پر آیت ''اتری ہر لعن طعن اور برائیاں کرنے والے کے لیے تباہی ہے الھمزۃ ۱) اخنس بن شریق ثقفی بھی آپؐ کو ستاتا تھا اس پر یہ آیت اتری ''تم بات نہ) مانو کسی قسم کھانے والے ذلیل کی جو لعن طعن کرتا ہے، چغلیاں کھاتا ہے۔ بھلائی سے روکتا ہے، حد درجہ ظالم، بد عمل اور جفاکار ہے۔ اور اس کے بعد بداصل بھی ہے'' (القلم ۱۰۔۱۳) ابو جہل بھی آپؐ کو تکلیفیں پہنچاتا تھا ایک دفعہ آپ پر نماز کی حالت میں تھے کہ مٹی ڈالنے آیا مگر اللہ کے حکم سے درمیان میں آگ اسے آگے نہیں جانے دے رہی تھی اس پر رسولؐ نے فرمایا قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو اچک لیتے۔ ۳ سال تک شعب ابوطالب میں محصور رکھا گیا، قتل کرنے کی اور ملک بدر کرنے کی سازش کی گئی مخالفت میں کیا کچھ نہ کیا گیا ابو جہل نے سمیہؓ کو برچھی مار کر شہید کیا گیا، حضرت مصعب بن

عمیرؓ کا دانہ پانی بند کیا گیا، حضرت عثمان بن عفانؓ کو چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیا گیا، آل یاسر کو تکلیفیں دی گئیں، بلالؓ کو گرم ریت میں لٹایا گیا گھسیٹا گیا ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھے گئے، خبیبؓ کو گرم کوئلوں پر لٹایا گیا۔

ہجرت حبشہ :۔ صحابہؓ کو اتنا پریشان کیا گیا کہ وہ دو دفع حبشہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ حبشہ میں بھی پیچھا کیا گیا مگر بادشاہ نجاشی جو نیک انسان تھا، نے قریش کی ایک نہ سنی اور مہاجرین حبشہ میں سکون سے رہے پہلی ہجرت میں ۱۲ مرد اور ۴ عورتیں تھیں دوسری ہجرت ۸۲ یا ۸۳ مرد اور ۱۸ یا ۱۹ عورتیں تھیں۔

قریش کی آخری سفارت :۔ جب ابو طلب بیمار ہوئے تو قریش کو فکر ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی کچھ معاملہ ہو جانا چاہیے چنانچہ قریش ایک بڑا وفد جس میں عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، ابو سفیان بن حرب اور دیگر تقریباً ۲۵ افراد آئے اور ابو طالب سے کہا آپ رتبہ اور مقام رکھتے ہیں آپ سے گزارش ہے کہ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیاں عہد و پیمان کروا دیں کہ وہ اپنے دین پر رہے اور ہم اپنے دین پر رہیں رسولؐ نے ان کی باتیں سن کر کہا آپ لوگوں کو میں ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جس کو اگر آپ مان

لیں تو آپ عرب کے بادشاہ بن جائیں اور عجم آپ کے زیر نگیں آ جائے تو آپ کی کیارائے ہو گی قریش یہ سن کر حیران تھے آخر ابو جہل نے کہا اچھا بتاو ہم ایسی دس باتیں ماننے کے لیئے تیار ہیں آپؐ نے فرمایا ''آپ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہیں اور اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہیں اسے چھوڑ دو اس پر انہوں نے ہاتھ پیٹ پیٹ کر کہا ''محمدؐ ! تم یہ چاہتے ہو کہ سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالو؟ واقعی تمہارا معاملہ عجیب ہے'' اس کے بعد انہوں نے اپنی اپنی راہ لی اس بارے قرآن کی یہ آیت نازل ہوئیں '' ص، قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی بلکہ یہی لوگ جنہوں نے ماننے سے انکار کیا ہے سخت تکبر اور ضد میں مبتلا ہیں۔ان سے پہلے ہم ایسی کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں تو وہ چیخ اٹھے مگر وہ وقت بچنے کا نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ایک ڈرانے والا خود انہی میں سے آگیا۔ منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے، کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے اور سرداران قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عباد ت پر یہ کچھ نہیں مگر ایک من گھڑت بات پر یہ بات تو کسی اور ہی غرض سے کہی جا (رہی ہے یہ بات ہم نے زمانہ قریب کی ملت میں کسی سے نہیں سنی'' (ص ا۔ے

غم کا سال اور بشارتیں:۔ اس کے بعد ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو

گیا اور رسولؐ کی مشکلوں میں بھی اضافہ ہو گیا۔ باوجود مشکلات ابتدائی مسلمان اس لیے ثابت قدم رہے کہ اللہ کا وعدہ تھا رسولؐ کی پر کشش قیادت تھی اور بار بار اللہ کی طرف سے کامیابی کی بشارتیں تھیں۔

طائف کا سفر ۱۰ نبوت میں رسولؐ طائف دعوت کی غرض سے تشریف لے گئے مگر انہوں نے شریر لڑکے آپ کے پیچھے لگا دیے آپ پر پتھروں کی بارش کی گئی آپ لہو لہان ہو گئے پہاڑوں کے فرشتے نے آ کر کہا مجھے اللہ نے بھیجا ہے آپؐ کہیں تو ان کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں مگر پھر بھی آپؐ نے ان کے ایمان لانے کی دعاء کی۔

معراج :۔اس کے بعد اللہ نے اپنے رسولؐ کو معراج کرائی، دوسری باتوں کے علاوہ پانچ وقتہ نماز فرض کی گئی۔ دوسرے پیغمبروں سے ملاقات کرائی، جنت دوزخ کا مشاہدہ کرایا، پھر اسی رات بیت المقدس سے مکہ تشریف لے آئے۔

بیعت عقبہ :۔ جب رسولؐ طائف سے واپس آئے کچھ دن بعد یثرب کے سات لوگوں نے منیٰ کی گھاٹی میں آپ کی دعوت پر مسلمان ہو گئے اس کے بعد دوسری بیعت عقبہ میں پچھتر افراد شریک ہوئے اس سے اسلام کی قوت میں اضافہ ہوا رسولؐ کو مدینے آنے کی دعوت دی گئی۔ ان حضرات نے آپؐ کو ایک معاہدے کے تحت مدینے میں

بلایا اس سے قبل اسلام کے پہلے سفیر حضرت مصعب بن عمیرؓ کی محنت کی وجہ سے
. مدینے کے سردار اور انصار کے ہر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد مسلمان ہو گیا تھا
ہجرت :۔ رسولؐ اللہ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت فرمائی کہ وہ اپنے اس نئے وطن
مدینہ کو ہجرت کر جائیں سب سے پہلے حضرت ابو سلمہؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت
عمرؓ، عیاشؓ، وغیرہ مدینہ تشریف لے گئے۔ رسولؐ اللہ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ
کو روکا ہوا تھا جب مسلمان ہجرت کرنے لگے تو قریش نے دارالندوہ میں مشاروورہ تی
میٹینگ کی اور رسولؐ اللہ کے قتل کا منصوبہ طے ہوا اور ہر قبیلے کے لوگوں کو اس سازش
میں شریک کیا اس پر للہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے
اطلاع کر دی اور ہجرت کی اجازت دے دی قریش نے اس سازش کے لیے آدھی رات
کا وقت مقرر کیا تھا قریش نے اپنی سازش کی اور اللہ نے اس موقعے پر وہ کام کیا جسے اس
آیت کریمہ میں بیان فرمایا ''وہ موقع یاد کرو جب کفار تمہارے خلاف سازش کر رہے
تھے۔ تاکہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال باہر کریں او لوگ داؤ چل رہے تھے
اور اللہ بھی داؤ چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر داؤ والا ہے'' (الانفال ۳۰) حضرت
علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر اللہ کے رسول صلی علیہ وسلم مشرکین کی صفیں چیریں اور ایک
مٹھی سنگریزوں والی مٹی لے کر ان کے سروں پر ڈالی اور یہ آیت تلاوت فرماتے نکل

گئے ''ہم نے ان کے آگے رکاوٹ کھڑی کر دی اور ان کے پیچھے رکاوٹ کھڑی کر دی پس ہم نے انہیں ڈھانک لیا ہے اور وہ دیکھ نہیں رہے ہیں (لے س ۹) دو شنبہ ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوت یعنی ۱ ہجری مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو رسولؐ اللہ قباء میں وارد ہوئے مسلمانانِ مدینہ رسولؐ اللہ کے انتظار میں تھے۔آپؐ کے دیدار کے لیے سارا مدینہ امنڈ آیا یہ ایک تاریخی دن تھا جس کی نظیر سرزمینِ مدینہ نے کبھی نہ دیکھی تھی رسولؐ اللہ نے قباء میں کلثومبن ہدم کے مکان میں قیام فرمایا۔اسی دوران مسجد قباء کی بنیاد رکھی اور نماز ادا کی اس کے بعد رسولؐ اللہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے رسولؐ اللہ کی اونٹنی آپؐ کے ننھیال والوں بنو نجار کے محلے میں بیٹھ گئی ابوایوب انصاریؓ نے لپک کر کجاوہ اٹھا لیا اور اپنے گھر لے چلے۔

یہود سے معاہدہ: رسولؐ نے جب مسلمانوں کے درمیان اخوت وبھائی چارہ قائم کر دیا تو اس کے بعد مدینے کے قریب ترین پڑوسی یہود کے ساتھ بھی میثاق مدینہ کے نام سے معاہدہ کیا بنو عوف اور دوسرے یہود اپنے دین پر عمل کریں اور مسلمان اپنے دین پر،دونوں اپنے اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہونگے، کسی بھی فریق کے جنگ کی صورت میں تعاون کریں گے،قریش اور اس کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی یثرب پر حملے کی صورت میں سب مل کر دفاع کریں گے اختلاف کی صورت میں اللہ اوراس کے رسولؐ کی بات آخری ہو گی مگر پھر بھی یہودی دل میں عداوت

رکھتے تھے۔

مدینے میں مشکلات :۔رسولؐ کو مدینے میں بھی آرام سے اللہ کے دین کو پھیلانے کے لیے نہ چھوڑا گیا طرح طرح سے رکاوٹیں ڈالی گئیں بدر، احد اور خندق کی جنگ کی،جنگ خندق کے موقعے پر تمام عرب کے مشرکوں نے مدینے کا محاصرہ کیا بنو قریظہ نے معاہدے کے باوجود مشرکین سے ساز باز کی یہود نے دین کے راستے میں رکاوٹیں ڈالیں عبداللہ بن ابی منافق اعظم نے اپنی ہر کوشش کی مگر اللہ نے اپنے دین کو اپنے رسولؐ کے ذریعے قائم کرنا تھا چاہے مشرکوں کو کتنا بھی ناگوار ہو۔اللہ کے رسولؐ نے مکہ میں صحابہؓ کی جان نثار ٹیم تیار کی ان کی اور انصارِمدینہ کی مدد سے عرب میں اللہ کے دین کو قائم کیا اللہ نے دین کے تمام احکامات کو مختصر سی مدت ۲۳ سال کے عرصے میں نازل فرمایا۔

فتح مکہ :۔جب مشرکین مکہ نے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو رسولؐ نے مکہ پر چڑھائی کا پروگرام بنایا مگر اس کو اخفا رکھا قریش نے ابو سفیان کو صلح کا سفیر بنا کر رسولؐ کے پاس مدینہ بھیجا وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ ام المومنین کے پاس گیا مگر اس نے ابو سفیان کو نبیؐ کے بستر پر نہیں بیٹھنے دیا۔ رسولؐ کے پاس حاضر ہوا مگر آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا ابو بکرؓ کے پاس گیا انہوں نے رسولؐ سے بات کرنے کو کہا عمرؓ کے پاس گیا انہوں نے سختی کا

اظہار کیا آخر میں علیؓ کے پاس گیا انہوں نے کہا لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر امان کا اعلان کر دو۔ چنانچے مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کیا ''میں لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر رہا ہوں'' پھر مکہ چلا گیا۔ رسولؐ نے ۱۰ رمضان ۸ھ ۱۰ ہزار صحابہؓ کے ساتھ مکہ کا رخ کیا۔ اسی دوران حضرت عباسؓ اسلام لائے عباسؓ ابوسفیان کو رسولؐ کے پاس لیکر گئے اور ابوسفیان بھی اسلام لے آئے حضرت عباسؓ نے رسولؐ سے کہا ابوسفیان اعزاز پسند ہیں ان کو کوئی اعزاز دے دیں چنانچے رسولؐ نے کہا رسولؐ نے کہا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے جو اپنے گھر اندر سے بند کر لے اسے امان ہے جو خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔ رسولؐ نے لشکر کو مختلف راستوں کی طرف سے مکہ داخل ہونے کا حکم دیا جب رسولؐ للہ کا لشکر مکہ میں داخل ہوا تو قریش مقابلہ نہ کر سکے آپؐ نے عام معافی کا اعلان کیا خانہ کعبہ میں داخل ہو کر سب بتوں کو توڑ ڈالا حضرت بلالؓ نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی رسولؐ اللہ نے شکرانے کے نفل ادا کئے صرف ۹ دشمنان اسلام کو قتل کا حکم ہوا جس میں سے ۵ کی جان بخشی ہوئی انہوں نے اسلام قبول کیا ۴ کو قتل کر دیا گیا۔ بت پرستی کا کام تمام کر دیا گیا اس کے بعد لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے خطبہ حجۃ الوداع:۔ رسولؐ نے پہلے اللہ کی کبریائی بیان کی پھر فرمایا جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں، عربی کو عجمی سفید کو سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ، مسلمان بھائی بھائی ہیں، جو خود

کھاؤ غلاموں کو کھلاؤ، جاہلیت کے تمام خون معاف، سود پر پابندی، عورتوں کے حقوق، ایک دوسرے کا خون اور مال حرام، کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے کی تاکید، حقدار کو حق، لڑکا اس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا، اس کے بعد ایک لاکھ چالیس ہزار انسانوں کے سمندر کو آپؐ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اللہ کی عبادت کرنا پانچ وقت کی نماز رمضان کے روزے زکوۃ اللہ کے گھر کا حج اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا جنت میں داخل ہوگے۔ تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے صحابہؓ نے کہا آپ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے اللہ آپ بھی گواہ رہیئے۔

دین یعنی دستور عمل مکمل ہو گیا:۔ اس خطبے، کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا'' (المائدہ ۳) اب رہتی دنیا تک یہ ہی دین غالب رہے گا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری پیغمبر ہیں اور یہ دین آخری دین ہے قیامت تک نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ نیا دین آئے گا اب اس دین کو دوسری قوموں تک پہنچانے کا کام امت محمدیؐ کرے گی لہٰذا ہمارے لیے سبق ہے کہ ہم اپنے اعمال ٹھیک کریں اسلام کے دستور میں جتنی بھی انسانوں کی خواہشات داخل کر دی گئیں ہیں انہیں ایک ایک کر کے اپنے دستو

ر عمل سے نکال دیں اور اپنے ملک میں اسلامی نظام، نظام مصطفےٰ، حکومت الٰہیہ (جو بھی نام ہو) اس کو قائم کریں اور پھر اس دستور کو دنیا کے تمام انسانوں تک پہنچائیں جنت کے حق دار بنیں اور جہنم کی آگ سے نجات پائیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اپنی آخری منزل جنت میں داخل ہوں جہاں ہمیشہ رہنا ہے جہاں نہ موت ہو گی نہ تکلیف ہو گی اللہ مومنوں سے راضی ہو گا اور یہی کامیابی ہے۔

باجوڑ مدرسے کے بچوں، تم بھی ہمیں یاد ہو!

جیسے آرمی پبلک اسکول پر امریکا کے پیدا کردہ طالبان نے حملہ کیا تھا اسی طرح باجوڑ کے دینی مدرسے پر امریکا نے بھی ظلم کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے ڈرون حملہ کیا تھا اور ۸۰ سے زائد بے گناہ [illegible] فرعونی مظاہرہ کیا تھا۔ معلوم تاریخ میں ایسا تو کسی جابر حکومت نے اپنے غلاموں سے بھی ظلم نہیں کیا ہو گا جیسے امریکا نے کیا تھا۔ کمانڈو ڈکٹیٹر مشرف نے ایک فون پر سرنڈر ہو کر امریکا کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے تھے اور پاکستانیوں پر ظلم کی کھلی چھٹی دے دی تھی۔ باجوڑ کے مدرسے پر امریکی ڈرون حملہ اُس وقت کی بات ہے جب امریکا ڈکٹیٹر مشرف سے پیشگی اجازت لیتا تھا اور پھر ڈرون حملہ کرتا تھا۔ اس کا مطلب ہوا کہ امریکا کے ساتھ ساتھ ڈکٹیٹر مشرف نے اس بین الاقوامی جرم میں مقامی سہولت کار کا کردار ادا کیا تھا۔ جب آرمی پبلک اسکول کے بچوں کے ساتھ طالبان کے ظلم کے خلاف پورے ملک میں پروگرام ہو رہے تھے۔ ۱۶ دسمبر کو مظلوم پھولوں [illegible] والدین اس پروگرام میں شریک ہو کر اپنے جذبات اور دکھوں کا اظہار کر رہے تھے تو باجوڑ کے دینی مدرسے میں ناحق قتل کئے گئے بچوں کے والدین کی آنکھیں بھی پُرنم تھیں مگر ان کی پُرنم آنکھیں پاکستان میں کسی کو نظر نہیں آ رہی تھیں کیونکہ وہ غریب ہیں۔ ان کی آنکھیں صرف اللہ کے حضور فریاد کناں تھیں

کہ اے اللہ ہمارے بچوں کو کس گناہ کے بدلے امریکا نے سفاکیت سے شہید کیا تھا۔اُن کی آنکھیں پاکستان کے عوام کی طرف دیکھ رہیں تھیں کہ ہمارے مظلوم بچوں کے لیے کوئی ترانہ گایا جائے گا کوئی دکھ کا اظہار کیا جائے گا۔ان کو کیا معلوم کہ کچھ اپنوں نے اور کچھ غیروں نے مل کر پاکستان بلکہ دنیاکے دینی لوگوں کو بے توقیر کر دیا ہے پھر آپ کے بچوں کے لیے کون ترانے گائے اور کون دکھ کااظہار کرے گا؟ڈکٹیٹر مشرف نے تو قوم کی ہزاروں بیٹیوں کو اسلام آباد کے مدرسہ حفصہ میں اپنے آقا امریکا کے کہنے پر فاسفورس بم مار کر شہید کر دیا تھا جو بعض لوگوں کے مطابق اسی ظلم کی وجہ سے خود کش بمبار پیدا ہوئے تھے۔اس ظلم کی وجہ سے ڈکٹیٹر مشرف پر اب بھی مظلوم بچیوں کے انصاف کے حصول کے لئے مقدمہ چل رہا ہے۔دینی مدرسوں کی مظلومیت کی تاریخ کا اگر جائزہ لیا جائے تو مسلمان سوسائٹی میں مدرسہ ایک بنیادی اکائی ہوا کرتا تھا وہاں سے مسلمان بچے بچیاں دین کی تعلیم حاصل کرکے نکلتے تھے اور مسلمانوں کے معاشرے کے اندراُن کی قدر و منزلت بھی تھی۔برصغیر پر انگریزوں نے قبضہ کیا مسلمانوں سے اقتدار چھینا تھا لہٰذا اُنھوں نے مسلمانوں کو برباد کرنے اور دبا کر رکھنے کی پالیسی کے تحت مدرسے اور عام تعلیم میں تضاد پیدا کیا لارڈ مکالے نے ایسی تعلیمی پالیسیاں بنائیں کہ مسلمانوں کے اندر ملا اور مسٹر کی تقسیم پیدا ہو۔مسٹر والی تعلیم سے نوکریاں ملنا شروع ہو گئیں تو مسلمانوں نے بھی دینی مدرسے کی طرف رجحان کم کر دیا اور

اپنے بچوں کو انگریز کے نظام تعلیم میں داخل کیا بلا آخر نظام حکومت انگریز کی مرضی کے مطابق دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔انگریزی تعلیم والوں کو حکومت کی طرف سے مراعات بھی ملتی تھیں۔ دینی تعلیم کو اس وقت کے علما نے سنبھال لیا۔ دینی مدرسے میں غریب مسلمانوں کے بچے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ انگریز دینی مدرسوں کے بچوں کو نیچ کام والے درجے میں رکھا تھا یعنی موچی، ترکھان وغیرہ۔ ان کو نہ بس اور ریل کے کرایے میں رعایت ملے نہ ہی نوکری ملے۔ دینی مدرسے کے طالب علم کو انگریز حکومت سے کوئی بھی مدد نہیں ملتی تھی۔ غریب ترین مسلمانوں کے بچے مدرسے میں تعلیم حاصل کرتے تھے اور باقی انگریزی اسکولوں میں پڑھتے تھے۔مدرسے کے بچے زکوۃ، خیرات اور صدقات کے حصول پر ہی پلتے اور پڑھتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد بھی یہی نظام چل رہا ہے۔ باجوڑ مدرسے کے بچے بھی اسی طرح تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ اُن بچوں نے نہ کوئی امریکا کے خلاف غیر قانونی حرکت کی تھی اور نہ ہی کسی قسم کی دہشت گردی کی تھی وہ بے بس بچے تھے وہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ جو بچے محلے کے لوگوں سے ، کہیں پوری روٹی اور کہیں سے آدھی روٹی اور سالن پر گزارا کرتے ہوں اس سے کسی غیر قانونی کام کی تواقع بھی نہیں کی جا سکتی۔کیا یہ سب حالات امریکا کی نظروں سے اوجل تھے نہیں جی ،امریکا کو سیٹ لائٹ نظام سے زمین پر چلنے والے کیڑے مکوڑے بھی صاف صاف نظر آتے ہیں مدرسے میں پڑھنے والے طلبا نظر نہ آئیں ہونگے۔ اصل میں امریکا نے دینی حلقوں پر خوف کی

فضا قائم کرنے تھی اور سزا دینی تھی جو اس نے دی۔ کیا قبائلی علاقوں میں آئے روز کے ڈرون حملوں سے بے گناہ بچے بوڑھے اور مسلمان خواتین ہلاک ہوتے رہے یہ تو آزاد دنیا بھی گائے بگائے کہتی رہتی ہے۔ کیا پاکستان کی امریکی غلام حکومتیں امریکا سے ان بے گناہوں کے لیے انصاف مانگ سکتیں ہیں؟ نہیں ہر گز نہیں۔ بلکہ یہ بات اخبارات میں آئی تھی کہ پیپلز پارٹی حکومت میں صدر زرداری صاحب نے امریکیوں کو کہا تھا کہ ڈرون حملوں سے میں تو کوئی بھی پریشان نہیں ہوتا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے وزیر اعظم کا بیان بھی اخبارات کی زینت بنا تھا کہ آپ ڈرون حملے کرتے رہیں ہم پارلیمنٹ میں مصنوعی شور کرتے رہیں گے۔جب حکمرانوں کے ایسے بیانات ریکارڈ پر ہوں تو پھر باجوڑ کے معصوم بچوں کے سفاکیت سے قتل عام پر کون گیت گائے گا اور کون دکھ کا اظہار کرے گا۔ان بے گناہ بچوں کے والدین نے تو پہلے یہی صبر کر رکھا اور آئندہ بھی صبر ہی کرتے رہیں گے کہ ایک وقت آئے گا کہ ہر انسان کے ذرا برابر اچھے اور ذرا برابر برے کام کا حساب لیا جائے گا اور ظالم حکمرانوں کا کڑا امتحان لیا جائے گا اور اس وقت شاید اللہ ان ظالموں سے یہ نہیں کہے گا کہ تم نے ان مظلوموں، بے گناہ، غریب اور نادار بچوں جو محلے کے گھر گھر سے روٹی اور سالن اکٹھا کر کے کھانے والے تھے ،پر کیوں ظلم کیا تھا؟ بلکہ ان مظلوم بچوں سے پوچھے گا کہ تمھیں کیوں بے گناہ قتل کیا گیا تھا۔ کیا یہ ظالم اس سفاکیت کا جواب دینے کے قابل ہونگے ؟نہیں ہونگے بل لکل نہیں

ہونگے۔اس لئے ہم ان مظلوم بچوں کے والدین سے کہتے ہیں کہ وہ ایسا ہی صبر کریں جیسا وہ ۲۰۰۷ء سے کرتے آئے ہیں اس غلامی کے دور میں ان کی کوئی بھی دادرسی نہیں کرے گا کیونکہ دنیا کا یہی چلن ازل سے چلا آرہا ہے اسی لیے تو اللہ نے قیامت کا دن رکھا کہ جن کو دنیا کے جابر لوگ انصاف نہ دے سکیں ان کو قیامت کے دن انصاف مہیا کیا جائے اور ظالموں کو ان کے کیے کی سزا دی جائے گی۔وہیں ان مظلوموں کے لیے ترانے پڑھے جائیں وہیں ان کے دکھوں کا مداوا ہوگا ان شاء اللہ۔

ایک فرد کی کرپشن بچانے کے لیے پہلے مرکزی حکومت، دوسرے کے لیے سندھ حکومت۔۔۔

تجزیہ کار کہتے ہیں کہ زرداری صاحب کی کرپشن بچاتے بچاتے پیپلز پارٹی ۲۰۱۳ء کا مرکزی الیکشن ہار گئی تھی اور اب زرداری کے دست راز ڈکٹر عاصم صاحب کو بچانے کی پالیسی سے سندھ میں ۲۰۱۸ء الیکشن میں بھی ہار جانے کے اسباب پیدا کر رہی ہے اور سیاسی دنیا میں اپنا نام بھی بدنام کر رہی ہے۔ بے نظیر صاحبہ کی چارٹر ڈ آف ڈیموکریسی اور زرداری کی مفاہمت کی پالیسی کے تحت پیپلز پارٹی نے مرکز میں پانچ سال حکومت کرکے پُر امن طور پر حکومت نواز لیگ کے حوالے کی تھی۔ اس سارے عرصے میں نواز لیگ فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کرتی رہی جس سے پیپلز پارٹی کو تقویت پہنچی تھی جس کی وجہ سے یہ ممکن ہوا تھا۔ سوئس بنک جہاں زرداری کے بے تحاشہ اثاثے موجود تھے اور اب بھی ہیں۔ پیپلز پارٹی کی حکومت نے سوئس حکومت کو جھوٹے خط لکھ کر کیس کو کمزور کیا تھا۔ نواز لیگ کے شہباز شریف نے کہا تھے کہ زرداری کو سڑکوں پر گھسیٹ کر کرپشن کے پیسے واپس پاکستان کے خزانے میں جمع کرائیں گے مگر سب کچھ زبانی جمع خرچ تھا۔ زرداری سارے کے سارے مقدمے ایک ایک کرکے ختم ہوتے گئے۔ یہ تو بھلا ہو سابق نڈر چیف جسٹس صاحب کہ جس نے این آر او کو قانونی اختیارات استعمال کرتے ہوئے منسوخ کر دیا جس سے سارے مقدمات کھل گئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ کراچی بدامنی کے حالات پر سو

موٹو ایکشن لیتے ہوئے مجروں کو گرفتار کرکے قانون کے مطابق قرار واقعی سزا دی جائے اور سیاسی پارٹیوں کے عسکری ونگ ختم کئے جائیں۔ زرداری نے اپنی کرپشن کو چھپانے کے لیے استثنا کے قانون کو استعمال کیا گیا تھا جبکہ عام رائے تھی کہ یہ قانون کرپشن میں تو استعمال نہیں ہونا چاہے تھا۔ مقدمات کو عدالتی نظام کی کمزرویوں سے فائدہ اُٹھا کر اتنا لمبا کیا گیا تھا کہ پاکستان کے عوام زرداری کی کرپشن بھول گئے تھے۔ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں کرپشن کے متعلق جو کچھ بھی ریکارڈ باقی رہ گیا تھا اس کا نام نشان تک مٹا دیا گیا تھا نیب نے ابھی حال میں ہی زرداری کا کرپشن کا مقدمہ یہ کہہ کر خارج کر دیا کہ فوٹو اسٹیٹ پر کرپشن کے مقدمے کا فیصلہ نہیں کر سکتے اصل ریکارڈ ہو تو ملے بلکہ نیب کو ریکارڈ ضائع کرنے کا مقدمہ بھی قائم کرنا چاہیے تھا۔ اسی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے سندھ حکومت نے بھی ڈاکٹر عاصم کے مقدمے کو ٹال مٹول کرکے خراب کرنے کی بھونڈی کوشش کی۔ پہلے کراچی ٹارگیٹڈ آپریشن کی حمایت کی گئی جب رینجرز نے نیشنل ایکشن پلان کے بیس نکاتی ایجنڈے کے تحت دہشت گردوں کے سہلت کاروں کے خلاف کاروائی کی جس میں پیپلز پارٹی کے لوگ گرفتار ہوئے تو رینجرز کے اختیارات کو بھی سلب کر لیا گیا اور کہا کہ کرپشن میں ملوث کسی فرد کے خلاف کاروائی کرنے سے پہلے رینجرز سندھ کے وزیر اعلی سے تحریری اجازت لے تب گرفتار کرے اس طرح تو کرپٹ افراد بھاگ جائیں گے جیسے کچھ ملک چھوڑ بھی گئے۔ ٹال مٹول کے عرصے کے دوران پیپلز

پارٹی نے حسب عادت مقتدر حلقوں سے مفاہمت کی کوشش بھی کی اور اعلان کیا گیا کہ زرداری بے نظیر کے حوالے سے تقریب میں خطاب کرنے پاکستان واپس آئیں گے مگر مفاہمت کی پالیسی کارگر نہیں ہوئی اور نجی ٹی وی کے مطابق اب آنے کا پروگرام بھی کینسل ہو گیا ہے ایک ٹی وی پروگرام میں سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ نواز شریف صاحب نے بھی اس میں کوشش کی تھی مگر مقتدر حلقے نہیں مانے۔ انتہائی کوشش کے باوجود سندھ حکومت بھی ڈاکٹر عاصم کے دہشت گردوں کے علاج اور دہشت گردوں کی سہولت کاری کے مقدمے کو خراب نہ کر سکی۔ دیدہ دلیری دیکھیں کہ ایک نہیں دو تفتیشی افسروں کو تبدیل کیا گیا تفتیشی افسر نے ڈاکٹر عاصم کو اپنی رپورٹ میں سرے سے بری کر دیا تھا۔ سندھ رینجرز نے عدالت سے رجوع کیا اور انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے منتظم جج صاحب نے تفتیشی افسر کی رپورٹ مسترد کرتے ہوئے انہیں حراست میں لے کر عدالت میں پیش کرنے کا حکم دے دیا۔ عدالتی فیصلے کے مطابق اب ڈاکٹر عاصم کے خلاف کرپشن اور دہشت گردی کیسز ایک ساتھ چلیں گے۔ یہ دہشت گردی کو سہولت کے تحت مقدمہ چلے گا۔ سابق صدر آصف زرداری کے قریبی دوست جن کی ہسپتال میں اپنی اسیری کے دن آرام سے گزارے تھے جنہیں بعد میں اسی خدمت کے عوض وزیر پٹرولیم بنایا تھا اور دیگر غیر قانونی مراعات کی بارش کر دی تھی جس پر اب ڈاکٹر عاصم قانون کے شکنجے میں پھنس گئے ہیں۔ جس سرے محل کا ذکر پریس کی زینت بنا ہوا تھا اُس کے پیپلز پارٹی کی قیادت نے کہا تھا وہ ہمارا نہیں ہے۔ زرداری صاحب تو وعدہ

جھوٹ کو قرآن اور حدیث تو نہیں کہتے ہوئے سنے گئے تھے مگر بے نظیر صاحبہ بھی اس کا انکار کرتی رہی تھیں۔ حسن اتفاق کہ ایک دن سرے محل میں چوری کی خبر لکھی تو پاکستانی عوام کو پتہ چلا کہ یہ سرے محل زرداری نے پاکستانی عوام کے پیسوں میں خیانت کرکے خریدا تھا۔ایک اور اتفاق ہوا کہ اُس سرے محل کی آرائش و تیزین کے لیے قیمتی اشیاء پاکستان سے اسمگل کرکے سرے محل میں پہنچائی گئیں تھیں ان کاغذات کو ٹکانے لگانے کے لیے.برطانیہ میں پاکستان کے حمایتی سفیر صاحب اپنی چستی دیکھاتے ہوئے گاڑی میں لوڈ کرتے ہوئے پہلے الیکٹرونگ اور پھر پاکستان کے پرنٹ میڈیا پر دکھائے گئے تو بات روز روشن کی طرح صاف گئی دودھ دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا۔ صاحبو! بات یہیں تک نہیں روکتی ۔پیپلز پارٹی کے صدر پوری دنیا میں مسٹر ٹن پر سنٹ سے.بڑھ کر مسٹر ہنڈرٹ پرسنٹ مشہور ہوئے تھے۔ پیپلز پارٹی کے دو وزیر اعظم صاحبان میں سے ایک راجہ رینٹل مشہور ہوئے اور دوسرے وزیر اعظم کرپشن کے علاوہ ایک سنگین غلطی کی کہ مصیبت کی ماری پاکستانی عوام کو پاکستان کے دوست ملک ترکی کی خاتون اول نے اپنا قیمتی ہار امداد کی مد میں دے دیا تھا وہ اسے لے اُڑے تھے۔ کافی لے دے کے بعد کہا کہ وہ میری بہن نے مجھے تحفہ دیا تھا بعد میں اس قیمتی ہار کو خزانے میں داخل کیا گیا۔ پیپلز پارٹی نے اپنے دور حکومت میں کبھی بھی یہ نہ سوچنے کی کوشش کی کہ پاکستان کے کسی ادارے میں کتنے ملازم رکھنے کی صلاحیت ہے۔بے دریغ اپنے کارکنوں کو قانونی جواز کے بغیر بھرتی کیا

جس کی وجہ سے پاکستان ادارے تباہی کے دھانے پہنچ چکے ہیں پیپلز پارٹی کے دور میں جتنے بھی ترقیاتی پروگرام شروع کئے گئے ان میں سے پیشر کرپشن کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکے مگر آج پیپلز پارٹی کا ریکارڈ ہے کہ اپنے ماتحت حکومتی اہل کاروں سے باز پرس تک نہیں کی۔ اب جب سندھ میں کرپشن میں لوگ پکڑے جا رہے ہے سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ کرپشن کے پیسے میں غالب حصہ زرداری کو ادا کیا جاتا رہا ہے۔اب تجزیہ کار اس نکتہ پر پہنچ چکے ہیں کہ زرداری نے کرپشن کی انتہا کر دی ہے اس لیے مقتدر حلقوں نے بھی اُن کی ایک نہ سنی۔ کرپشن میں تو شاید وہ پہلے کی طرح بچ جاتے مگر رینجرز نے دہشت گردوں کے سہولت کار ہونے پر تو کسی کو بھی نہیں چھوڑا جا سکتا یہی کام اب قوم نے دہشت گردی ایکٹ کے تحت قانون کے مطابق بیس نکاتی نیشنل ایکشن پلان کے تحت فوج کو اختیارات دیے گئے ہیں اس کے تحت پورے ملک میں ضرب عضب اور کراچی میں ٹارگیٹڈ آپریشن جاری ہے جس ملک میں کافی حد تک دہشت گردی میں کمی واقع ہوئی ہے جس کو پوری قوم تسلیم کر رہی ہے کہ کراچی کی روشنیاں واپس لوٹ آئیں ہیں کاروبار ہو رہا ہے۔ اب اگر اس قانون کی زد میں پیپلز پارٹی کے ایک فرد جو زرداری کے دست راست ڈاکٹر عاصم آ گئے ہیں تو ملک کی عدالتیں موجود ہیں ان سے رجوع کرنے کے بجائے بھونڈے طریقے سے ان کو رہا کرنے کی کوشش کی گئی کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زرداری کی کرپشن کی بچاتے بچاتے پیپلز پارٹی پہلے مرکزی حکومت میں ہار گئی تھی اور اب کیا ڈاکٹر عاصم کی کرپشن کو بچانے

کے لیے سندھ میں اپنے ہارنے کے اسباب پیدا نہیں کر رہی؟ اس کے ساتھ ساتھ مرکزی حکومت نے آئین کے مطابق سندھ میں دہشت گردی ایکٹ کے مطابق سندھ اسمبلی کی رینجرز کے اختیارات کم کرنے والی قرارداد کو منسوخ کرنے اور رینجرز کو پہلے والے اختیارات کی چھ ماہ کی توسیع کر دی ہے اب رینجرز کھل کر دہشت گردی میں سہولت کاروں کو گرفتار کرکے قانون کے حوالے کرنے میں آزاد ہیں۔ سندھ پولیس کے چیف کے خلاف عدالت نے فرد جرم لگا دی ہے کیا سندھ حکومت ان کو مقدمات کے فیصلہ تک اُنہیں عہدے سے ہٹا نہیں دیا چاہیے؟ عوام، کراچی کے تاجراور ساری سیاسی پارٹیاں رینجرز کو ٹارگیٹڈ آپریشن کی حمایت کر چکے ہیں۔ تجزیہ کار پیپلز پارٹی کو مشورہ دیں کہ اب پرانا زمانہ نہیں رہا۔ دکھوں کی ماری پاکستانی قوم کے ٹیکسوں کو بری طرح ناجائز استعمال کرنے سے لوگ یک جان ہو گئے ہیں اس لیے ان کو اپنا رویہ تبدیل کر لینا چاہیے۔ ایک فرد کو بچانے کے لیے غیر قانونی حرکات نہیں کرنی چاہیے۔ ورنہ مکافات عمل کے لیے تیار ہو جائیں۔

مووودی سرکار بمقابلہ شریف رشتہ دار ملاقات

بڑی خوشی کی بات ہے کہ پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کے درمیان اچانک جاتی امرا نواز شریف کی رہائش گاہ پر ملاقات ہوئی۔ سیکرٹری وزارت خارجہ اعزاز احمد صاحب کے مطابق وزیر اعظم بھارت مودی نے ساڑھے گیارہ بجے نواز شریف صاحب کو فون کیا کہ وہ کابل سے واپس وطن جاتے ہوئے آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ نواز شریف صاحب نے کہا کہ میں تو لاہور میں ہوں تو مودی نے کہا میں لاہور آ جاتا ہوں ۔ نواز شریف نے کہا کہ آ جائیں۔ عقل ماننے کے لیے تیار نہیں کہ اس ملاقات کو اچانک ملاقات مان لیا جائے یہ کوئی دو عام آدمیوں کی ملاقات ہے کہ جب چاہی جس وقت چاہی ہو گی۔ دونوں حضرات بڑے ملکوں کے وزرائے یر اعظم صاحبان ہیں دونوں ملکوں کے درمیان بہت بڑے بڑے اختلافات ہیں ۔ افغانستان کی نئی پارلیمنٹ کی عمارت جس کو بھارت نے اپنے خرچہ پر افغانستان کے لیے تیا کرایا ہے کے افتتاح کے موقعے پر مودی نے پاکستان پر دہشت گردی کا الزام لگایا اور پھر اچانک نواز شریف صاحب سے دوستی نبانے کے لئے لاہور تشریف لے آئے۔ ان کے ساتھ پوری سرکاری ٹیم بھی تھی جس میں سلامتی کے بھارتی مشیر بھی شامل تھے۔ اسلام آباد میں موجود بھارت کے سفارت کار بھی لاہور پہنچ گئے تھے۔ دوسری طرف نواز شریف کے ساتھ صرف ایک

سرکاری اہلکار تھا جو وزارت خارجہ کا سیکرٹری ہے وہ بھی اس لئے کہ کہ وہ لاہور میں گھر ہونے اور چھٹی کا دن ہونے کی وجہ سے لاہور میں موجود تھا جو صرف اتفاق ہے جو میٹنگ میں شریک ہوا۔ جب بھارت کا سفارت کار میٹنگ کی اطلاح پر اسلام آباد لاہور سے آسکتا ہے تو ہمارے قومی سلامتی کے مشیر کو کیوں نہیں بلایا گیا اور اسی طرح دوسرے ضروری سرکاری اہلکاروں کو بھی اگر نواز شریف صاحب چاہتے تو شریک کیا جا سکتا تھا۔ ایک طرف مودی کے ساتھ پوری بھارتی اہلکاروں کی ٹیم تھی اور دوسری طرف نواز شریف کے ساتھ ان کے بھائی شہباز شریف، اسحاق ڈار اور سیکرٹری خارجہ اعزاز احمد صاحب شریک ہوئے تھے۔ اس لیے کہا جارہا ہے یہ دورہ مودی سرکار اور دوسری طرف نواز شریف صاحب کے رشتہ داروں کی میٹنگ تھی جس میں پاکستان سے زیادہ اپنی تجارت کا خیال رکھا گیا۔ سرکاری اطلاع کے مطابق اگر یہ اچانک ملاقات تھی۔ اس میں بھارت اسٹیل کا بڑا سرمایہ کار سجن جندل جس کے نواز شریف کی فیملی کے ساتھ ذاتی تعلوقات ہیں کیا کرنے آیا تھا۔ جندل بھارت کا ایک اسٹیل ٹائیکون ہے جس نے مودی کی حلف برداری کی تقریب میں نواز شریف صاحب سے چائے میں بھی ملاقات کی تھی حسین نواز سے اس کی دوستی ہے۔ بھارتی صحافی برکھا دت نے حال ہی میں شائع ہونے والی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سارک کانفرنس کے دوران بھارتی اور پاکستانی وازائے اعظم کے مابین ایک گھنٹہ طویل خفیہ ملاقات اس جندل نے کرائی تھی اسی لیے کہا جارہا ہے بھارت کے اسٹیل تائیکون جندل یہ مودی نواز

ملاقات کرائی ہے۔ بعد میں سیکرٹری وزرات خارجہ جناب اعزاز احمد نے اخباری نمائندوں کو پریس کانفرنس میں بتایا کہ مودی دورے سے باہمی اعتماد سازی کو فروغ ملے گا۔ بھارت سے مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کے لیے سیاسی اور عسکری قیادت متحد ہیں۔ بھارتی وزیر اعظم کا پاکستان کا مختصر و غیر رسمی دورہ ہے۔اس اچانک مودی نواز ملاقات پر سیاست دانوں کا ملا جلا رد عمل ہے۔ مسلم لیگ ق کے رہنما اور سابق نائب وزیر اعظم پاکستان چوہدری پرویز الہی نے پریس کانفرنس میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کی مودی نواز ملاقات میں ان کے ذاتی تعلوقات بہتر ہوئے پاکستان دشمنی وہی کی وہی ہے۔ حافظ سعید صاحب نے کہا بھارت دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش ہے۔ شیخ رشید نے دورے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جلد کہانی سامنے آ جائے گی شریف برداران کو ملکی مفادات نہیں اپنا کاروبار عزیز ہے۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے پاک بھارت مذاکرات میں پارلیمنٹ کا اعتماد ضروری ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مودی ایک دہشت گرد شخص ہے وہ بھارت کی دہشت گرد تنظیم آر ایس ایس کا بنیادی ممبر ہے جس نے صوبہ گجرات میں ڈھائی ہزار مسلمانوں کو بے قصور اپنی صوبے کی پولیس اور آر ایس ایس کے غنڈوں کے ذریعے قتل کرایا تھا۔ کئی ملکوں نے مودی کو ویزا دینے سے انکار کر دیا تھا جس میں امریکا بھی شامل ہے۔ مودی نے کشمیر میں ظلم کی بھٹی بھڑکا رکھی ہے۔ گودھرا ٹرین میں سیکڑوں مسلمانوں کو زندہ جلوایا۔ ۱۹۷۱ء میں مکتی باہنی کی سرپرستی کرکے پاکستان کو توڑنے میں شامل تھا جس

اعتراف اس نے بنگلہ دیش میں خود کیا۔ کراچی، فاٹا اور بلوچستان میں افغانستان کے ذریعے دہشت کروا رہا ہے جس کے ثبوت حال ہی میں دنیا کو پیش بھی کئے گئے۔ کچھ حلقوں کے نزیک اس مودی سے نواز شریف نے بغیر ایجنڈے پاکستان کے مفادات کے بجائے ذاتی کاروبار کی غرض سے ملاقات کی ہے۔ جماعت اسلامی کے امیر سراج الحق نے بھی مودی کے دہشت گردانہ ریکارڈ کے خلاف اور اس بغیر ایجنڈے کے اچانک دورے پر اعتراض کیا اور کہا کہ نواز شریف اپنا نظریہ درست کر لیں۔ بھارت کشمیریوں کو عالمی قراردادوں کے مطابق حق خودادایت نہیں دیتا تو دوستی نہیں ہو سکتی۔ جمہوری دور ہے ہر کسی کو اپنے نکتہ نظر کے اظہار کرنے کا حق ہے۔ سرکاری ٹی وی کے علاوہ نجی ٹی وی اینکر نے بھی اس اچانک دورے پر اپنے اپنے تبصرے کئے مگر ہمیں ایک جنوبی پنجاب کے رہنے والے ٹی وی اینکر جو کہ عموماً سچی اور کھری باتوں کے لیے مشہور ہیں نے جماعت اسلامی کے جمہوری حق پر تبصرہ کرتے ہوئے نہ جانے کیوں روز روشن کی طرح جانتے ہوئے بھی کہ ایک تاریخی طور پر غلط بات کو دہراتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی نے پاکستان کی مخالفت کی تھی اور اب بڑی پاکستان وکیل بنی ہوئی ہے۔ اس پر جماعت اسلامی کراچی کے امیر حافظ نعیم الرحمان صاحب نے ان کی اس غلط بات پر گرفت کرتے کہا کہ ٹی وی اینکر نے اس موقعہ پر یہ غلط بات کی ہے اگر ان کے پاس ثبوت ہے تو پیش کرے۔ یاد رہے مسلم لیگ نے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان حاصل کیا تھا۔ جماعت اسلامی کے امیر مولانا مودودیؒ جن کے اس

موقعہ پر لکھے گئے دو قومی نظریہ پر مضمونوں کو تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ کی قیادت عوام کے سامنے پیش کرتے تھے تو یہ مخالفت ہے یا حمایت ! جب پاکستان بنا تو قائد اعظمؒ نے مولانا مودیؒ کو کہا کہ آپ پاکستانی عوام کو بتائیں کہ اسلامی نظام کیسے نافذ ہو گا تو مولاناؒ نے پاکستان میں اسلامی عملی طور پر نافذ ہونے کے طریقہ کار پر ریڈیو سے مسلسل کئی تقریریں کی تھیں جو کو پاکستان کے عام و خاص لوگوں نے سنی تھیں جس کا ریکارڈ اب بھی ریڈیو پاکستان کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔کیا پاکستان کی مخالفت کرنے والے مولانا مودودیؒ کو قائدؒ اعظم تقریریں کرنے کا کہتے ؟۔ مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے مولانا مودودیؒ کی اسلام کی خدمات پر انہیں پنجاب منتقل ہونے کا مشورہ دیا تھا پھر مولانا پنجاب کے پٹھان کوٹ میں شریف لائے تھے۔ اس لیے اس پاکستان مخالفت والے جھوٹ کو ایک اچھے نام والے ٹی وی اینکر کو بے سوچے سمجھے عوام کے سامنے بیان کرنے میں احتیاط پر تنے چاہیے ۔وہ خود جماعت اسلامی کو واحد کرپشن سے پاک جماعت کہہ چکے ہیں۔ ہاں پیٹ پوجا والا کوئی ٹی اینکر ایسی جھوٹی بات کرے تو دوسری بات ہے۔پاکستان میں رہنے والے سب پاکستان کے وفادار ہیں اس لیے ایک دوسرے کے خلاف بغیر تحقیق اور ثبوت کے الزامات اور بیانات پر احتیاط برتنی چاہیے۔ جماعت اسلامی نے ۱۹۷۱ء میں پاکستان کو بچانے کے لئے قربانی دی۔ کشمیر پر اس کی قربانیوں سے پوری قوم واقف ہے۔پاکستان میں آئینی جدو جہد اس نے کی ہے۔ قرارداد پاکستان کو آئین کا حصہ بنانے اور اسلامی

آئین کی تشکیل میں اس کی محنت شامل ہے۔ اس نے پاکستان میں سرخ اندھی، لادینی اور سیکولر نظریات کے سامنے ہمیشہ بند باندھنے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال پاک بھارت مذاکرات اور لیڈروں کی ملاقاتیں ہوتی رہنی چاہیں مگر کسی ایجنڈا پر۔ پھر بھی اس ملاقات کے مندجات پر پارلیمنٹ میں بحث ہونے چاہے تاکہ عوام معلومات اور کی تسلی ہوسکے۔ پاک بھارت بات چیت کشمیر پر ہونے چاہیے جو پاکستان کی شہ رگ ہے جو پاکستان کا نامکمل ایجنڈا ہے۔

سال ۲۰۱۵ء میں قوم نے کیا حاصل کیا؟

سال ۲۰۱۵ء میں کون کون سے قومی ہداف حاصل کئے گئے اور کون سے حاصل نہ ہو سکے۔ ہر مملکت کے چلانے کے لیے چار ستون مانے گئے ہیں عدلیہ، انتظامیہ، مقننہ اور صحافت، اگر یہ چار ستونوں نے اس سال کچھ ترقی کی ہے یا اپنے آپ کو مضبوط کیا ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ قوم نے کچھ حاصل کیا ہے اور اگر یہ چار ستون ویسے ہی پہلے جیسے چلتے رہے تو کہا جائے گا کہ سال رواں میں بھی پہلے کی طرح ہی رہا۔ ملک کا سب سے پہلا اور بنیادی ڈھانچہ اسلام ہے جس کے نام پر یہ ملک قائدؒ محترم نے پاکستان حاصل کیا تھا۔ نواز شریف صاحب نے اپنے ایک بیان میں سیکولر کی بات کرکے ملک کے ساتھ زیادتی کی ہے جس پر انہیں رجوع کرنا چاہیے۔ اگر سب سے پہلے عدلیہ کی بات کی جائے تو سپریم کورٹ کے معزز جج نے اُردو کو حکومت میں رائج کرنے کا حکم جاری کیا انہوں نے خود اردو میں فیصلہ لکھ اور اردو میں تقریر کی۔ موجودہ چیف جسٹس نے بھی سینیٹ میں اُردو میں تقریر کی۔ گو کہ حکومت نے حسب روایت اس پر عمل کرنے میں ٹال مٹول کا مظاہرہ کیا اور اقوام متحدہ میں جہاں دوسری حکومتوں کے سربراہوں نے اپنے اپنے ملک کی زبانوں میں تقریریں کیں وہاں ہمارے حکمران نے اُردو میں تقریر نہ کر کے اپنے غلام ہونے کا ثبوت دیا۔ عدالتی نظام کی کمزوری کی وجہ دہشت گردی کے مجرم عدالتوں سے بری ہو جاتے

رہے ہیں۔ اب قانون کے مطابق فوجی عدالتیں قائم ہوئی ہیں ان سے دہشت گردوں کو سزائیں ہو رہی ہے جس سے عوام کو انصاف ملنا شروع ہو ہے۔ عدلیہ کا کام ہے کہ وہ پاکستان کی عوام کو قانونی مدد فراہم کرے اور عوام کے بنیادی حقوق کی محافظ ہو اور دستور کی اسلامی دفعات کی محافظ بنے۔ مگر سپریم کورٹ نے دستوری ترمیم والے کیس میں پارلیمنٹ کو کھلا اختیار دے دیا ہے کہ جب وہ چاہے دستور کے اسلامی ڈھانچے کو ختم کر سکتی ہے اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ حدود آرڈیننس، قانون قصاص ودیت، قانون شہادت، زکوۃ و عشر کا قانون، احترام رمضان ایکٹ حتہ کہ قرارادا مقصد اور ساری دینی دفعات جیسے ریاست کا مذہب اسلام ہے سب ختم ہو سکتے ہیں۔ اس فیصلہ سے اسلامی حلقوں میں تفتیش کی لہر دوڑ گئی۔ دوسری بات جس سے عوام عدلیہ سے مایوس ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ سود کے بارے میں ایک معزز جج نے فرمایا ''ہم سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر وعظ نہیں کر سکتے کی سود حرام ہے۔ جو سود نہیں لینا چاہتا نہ لے، جو لیتا ہے اس سے اللہ پوچھے گا'' ۲۱ سال قبل وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف فیصلہ دیا تھا مگر حکومت نے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں درخواست داہر کی ہوئی ہے جس پر عدالت نے کے ایک معزز جج نے یہ فرمایا ہے۔ عوام تو گذشتہ ۱۴ سال سے انتظار کر رہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کب ختم ہوتی ہے۔ انتظامیہ کی بات کی جائے تو ملک کا نظم ونسق مسلم لیگ (ن) جو ۲۰۱۳ء سے ملک کی حکمران ہے کے ہاتھ میں ہے جس نے عوام سے وعدہ

کیا تھا کہ وہ الیکشن جیت کر ملک کی لوٹی ہوئی دولت واپس لا کر خزانے میں داخل کرے گی۔ چھ ماہ کے اندر بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ ختم کرے گی ملک سے دہشت گردی ختم کرے گی۔ لوٹی ہوئی دولت واپس لانے کا وعدہ پورا نہیں کیا گیا بلکہ جب رینجرز نے اُن پر ہاتھ ڈالا تو مفاہمت کی پالیسی کے تحت ان کو تحفظ دینے کی باتیں سنی گئی ہیں۔ چھ ماہ میں بجلی اور گیس لوڈ شیڈنگ کا وعدہ بھی پورا نہیں ہوا سردی کے آتے ہی گیس کے بند ہونے پر لوگ سڑکوں پر آ گئے ہیں۔ بجلی کی وجہ سے کارخانے بند پڑے ہیں۔ ہاں دہشت گردی کچھ ختم کم ہوئی ہے۔ اس کی وجہ ضرب عضب کی کامیاب کاروائیوں ہیں۔ کراچی میں دہشت لسانی تنظیم جس کے کارکن را سے ٹریننگ لے کے آئے۔ را سے فنڈنگ لیتے رہے، ہر پکڑے جانے والے دہشت گرد نے اعتراف کیا کہ اُس نے اِتنے قتل کئے ہیں۔ اخباری خبروں کے مطابق باہر سے حکم ملنے پر ان سے نرم رویہ اختیار کیا گیا ہے جس سے ابھی تک عوام میں خوف کی فضا قائم ہے۔ فوجی اور سپریم کورٹ تک نے حکومت کے بیڈ گورننس کی باتیں کیں ہیں۔ حکومت بھارت سے دب کر بات کرتی ہے جس سے عوام کے دل میں نواز لیگ کی مقبولیت کم ہوئی ہے۔ مودی کے پاکستان کے اچانک دورے کو ذاتی مفادات تک رکھا گیا جس ملک میں ملا جلا رد عمل سامنے آیا۔ یہ صحیح ہے کہ ذمنی اوربلدیاتی انتخابات میں حکومت کو کامیابی ہوئی مگر اس کی وجہ حلقے قومی خزانے سے ترقیاتی اخراجات بتاتے ہیں۔ آرمی پبلک اسکول کے دہشت گردی کے واقعے پر مقنّنہ نے دہشت گردی کے خلاف قانون بنا کر بہت بڑی پیش

رفعت کی ہے پوری قوم نے یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت کا ساتھ دیا اس پر بیس نکاتی نیشنل ایکشن پلان ترتیب دیا گیا اسی قانون کے تحت اپیکس کمیٹیاں بنیں۔ قومی اور صوبائی اپیکس کمیٹیاں نیشنل ایکشن پلان کی کارکردی کا جائزا لے رہی ہیں۔ گو کہ اس پر حکومت مکمل عمل درآمد نہ کرا سکی اس پر تنقید بھی ہوتی رہتی ہے۔ بہرحال اس سے ملک میں دہشت گردی پر کافی حد تک کنٹرول ہو گیا ہے پھر بھی دہشت گردوں نے بڈھ بیر اور کل نادرہ کے دفتر کے گیٹ پر خود کش حملہ کیا جس میں شہری دہشت گردی کا شکار ہوئے ہیں۔ کراچی کی لسانی فاشسٹ تنظیم کے قائد جو برطانوی شہری ہے کی پاک فوج پر گالی گلوچ پر مقدمہ قائم ہوا۔ عدالت نے الطاف حسین کی تقریر اور فوٹو پر پابندی لگادی۔اس کے ساتھ ساتھ پورے ملک میں اس غلط حرکت پر الطاف حسین کے خلاف عوام نے عدالتوں میں سو سے زائد مقدمے داہر کئے۔ پیپلز پارٹی کی سنٹرل کمیٹی نے آصف زرداری کو پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین کے ساتھ پیپلز پارلیمنٹرین کا صدر بھی منتخب کر لیا۔ اخباری خبر کے مطابق صرف آٹھ ممبران نے ہاتھ کھڑے کئے تھے باقی خاموش بیٹھے رہے۔ پیپلز پارٹی کی سندھ حکومت نے دہشت گردوں کے علاج اور کرپشن پر رینجرز کے ہاتھوں گرفتار ڈاکٹر عاصم کے حق میں رینجرز کے اختیارات کو ختم کر دیا تھا۔ بے نظیر بھٹو کے پروگرام میں پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری نے قومی نیشنل ایکشن پلان کو متنازہ بناتے ہوئے نواز شریف نیشنل پلان قرار دے دیا ہے۔ وفاق نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے

رینجرز کو واپس دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کو دہشت گردی ایکٹ کے تحت دوبارہ اختیارات دے دیے ہیں جو قانون کے مطابق ہیں۔اس پر بات کرنے کے لیے سندھ کے وزیر اعلیٰ مرکزی حکومت سے بات چیت کرنے کے لیے اسلام آباد میں موجود ہیں۔ صحافت مملکت کا چوتھا ستون ہے اگر یہ قومی مفادات کے مطابق کام کرتا رہے تو قومی ترقی آگے کو بڑھتی ہے۔ ہماری صحافت ماشاء اللہ آزاد ہے پل پل کی خبروں سے عوام کو مطلع رکھا جا رہا ہے۔حکومت کے غلط کاموں پر بڑے اچھے اور مثبت انداز میں گرفت کی جاتی رہی ہے۔ کرپشن کو کنٹرول کرنے کے لیے بڑے بڑے پروگرام ہوتے رہے ہیں۔حکومت کے گورننس تو مثالی نہیں رہے جس پر کور کمانڈرز اور سپریم کورٹ نے بھی تفتیش کا اظہار کیا تھا پھر بھی ڈھائی سال میں حکومت کا کرپشن میں کوئی بڑا اسکینڈل سامنے نہیں آیا اس کی تصدیق ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل نے اپنی رپوٹ میں کیا تھا۔اب نیپ نے راولپنڈی اسلام آباد میٹرو بس میں کرپشن کی تحقیق کے لیے نواز حکومت کے دو اہلکاروں پر گرفت کی ہے۔ حکومت کی ڈھائی سالہ کارکردگی پر میڈیا کی گرفت رہی ہے حکومتی اہلکاروں کو ٹی وی شوز میں بلا کر ان کے کاموں اور اور عوام کے خزانے کے متعلق بعث مباحثے ہوتے رہے ہیں۔ حکومت کی کچھ کچھ خوبیوں کو بھی اُجاگر کیا۔ میڈیا چاہے پرنٹ ہو یا الیکٹرونک جب عوام کی آواز بن جاتا ہے تو عوام حکومتوں کو کارکردگی کی بنیاد پر تبدیل کر سکتی ہیں۔

صاحبو! پاکستانی عوام پاکستان میں قائدِ اعظمؒ کے وژن کے مطابق اسلام کی فلاعی ریاست کے حصول میں اس سال بھی ناکام رہی۔ بلکہ آئینی طور پر اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے آئین کے خلاف اپنے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اعلانیہ سیکولر ہونے کی باتیں ملک کے حکمران کی زبان سے سن کر پاکستان کے عوام دکھوں میں اس سال بھی اضافہ ہی ہوا۔ اسلامی نظام کی خواہش مند، دکھوں، مصیبتوں، دہشت گردی، لا اینڈ آڈر، مہنگاہی، لوڈشیڈنگ اور سیاست دانوں کی وعدہ خلافی کی ماری پاکستانی عوام کو اس سال بھی میگا پروجیکٹ کی خوش خبری تو ضرور سنائی گئی مگر کوئی بھی فوری خاص ریلیف نہیں ملا۔ ہاں سیاست دانوں کی مراعات میں اضافہ ضرور ہوا۔

داعش بنانے والوں کا اعتراف

پاکستانی اخبارات کے مطابق امریکا کی سابقہ وزیر خارجہ اور موجودہ صدراتی امیدوار ہلیری کلنٹن نے اپنی یادشتوں پر مشتمل کتاب میں داعش بنانے کا اعتراف کر لیا ہے۔اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس نے کہا کہ امریکا نے مشرق وسطی کے حالات کو کنٹرول کرنے اور اسے تقسیم کرنے کے لیے ایسا کیا تھا۔امریکا نے طے کیا تھا کہ داعش کو ۵ جنوری ۲۰۱۳ء کو اپنے پورے اتحادیوں کے ساتھ تسلیم کرنے کا اعلان کر دے گا۔ جبکہ اس دوران امریکی حکام دعوے کرتے رہے کہ انہیں داعش کی سرگرمیوں کا کوئی علم نہیں تھا۔ یہ بھی اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ سی آئی اے نے برسوں پہلے اردن کے ایک کیمپ میں داعش کے دہشت گردوں کو تربیت دی تھی۔ہلیری کلنٹن نے اپنی کتاب میں لکھا کہ میں نے ایک سو بارہ ملکوں کا دورہ کیا تھا تاکہ انہیں امریکا کے کردار اور داعش کی اسلامی حکومت کو تسلیم کرنے سے متعلق بعض اتحادیوں کے ساتھ ہونے والے اتفاق رائے سے آگاہ کر سکوں۔ لیکن اچانک سب کچھ چکنا چور ہو گیا۔امریکی سینیٹر رانڈ پال نے سی این این کو انٹرویو دیتے ہوئے امریکا کی جانب سے شام میں اپنے اتحادیوں دھڑوں کے لیے اسلحے کی ترسیل کو داعش کی تقویت کی ایک اہم وجہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ شام میں داعش گروہ ہمارا اتحادی تھا۔ہم نے شامی حکومت کی دفادار فوج کو پیچھے دکھیلنے کے لیے انہیں

اسلحہ فراہم کیا تھا اور شام میں ان کے لیے محفوظ ٹھکانے بھی بنا کر دیے تھے انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ شام میں ہماری مداخلت عراق کی موجودہ صورتحال کا سبب بنی ہے۔ ادھر موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ری پبلکن صدارتی امیدوار دونلڈ ٹرمپ نے اپنے حریفوں پر حملے جاری رکھے اور کہا کہ داعش اوباما اور ہلیری کلنٹن نے بنائی تھی۔ جہاں تک پاکستان میں داعش کے وجود کا تعلق ہے تو اخباری اطلاع کے مطابق ۱۲۱ پاکستانی خواتین داعش کے لیے سرگرم ہیں۔ سانحہ صفورہ کی تحقیقات کے دوران ملزم سعد عزیز کی نشان دہی پر حال ہی میں گرفتار ہونے والا عمر کاٹھیو عرف جلال داعش کے سلیپر سیلز کو احکامات دیتا تھا۔ ملزم کی اہلیہ بھی داعش خواتین کی سربراہ نکلی۔ کراچی سے متعدد لڑکے شام جا چکے ہیں۔ کامران گجر کی اہلیہ خواتین کو بھرتی کرتی رہیں۔ عمر کاٹھیو نے ۲۰۱۱ء میں سندھ میں دہشت گردی کا نیٹ ورک قائم کیا تھا۔ القاعدہ کے دہشت گردوں کو سہولت فراہم کرتا تھا۔ پھر القاعدہ سے داعش میں شمولیت اختیار کی۔ اس کی اہلیہ سندھ میں داعش کی خواتین کا نیٹ ورک چلاتی ہے۔ داعش اسلام آباد کا امیر عامر منصور سیالکوٹ سے رفتار ہوا۔ وہ داعش میں بھرتی ہونے والے نوجوانوں کو ۳۰ ہزار سے ۵۰ ہزار روپے ماہانہ ادا کیا کرتا تھا۔ اس نے [redacted] سیکورٹی اداروں کو داعش میں شامل پاکستانیوں کی فہرستیں بھی فراہم کی ہیں۔ نہ معلوم کہ ہمارے لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ دشمن ان کو استعمال کر رہا ہے۔ اسلام تو امن و آشتی کا مذہب ہے۔ کیا اسلام کی یہ تعلیمات ہیں کہ بے

گناہوں کو قتل کر دیا جائے جبکہ انہوں نے مارنے والوں میں سے کسی کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچائے ہو۔ صفورہ سانحہ کے واقعے میں جن بے گناہوں کو خون میں نہلا دیا گیا تھا ان کا کیا قصور تھا۔ یہ کھلی ہوئی ظلم کی کہانی ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ہم تو یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمان دہشت گرد ہو سکتا ہے۔ دہشت گرد مسلمان ہے یا مسلمانوں والے نام رکھ کر دہشت گردی کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ آج کے دور کی مثال ہمیں اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مسلمان تو جنگ بھی دشمن کو پہلے اطلاع دے کر شروع کرتے تھے کجا کہ شب خون مار کر دہشت گردی کی جائے۔ ہم اکثر بیرونی دشمنوں کو کوستے رہتے ہیں بیرونی دشمن اس وقت تک دہشت گردی نہیں کر سکتا نہ کروا سکتا ہے جب تک اندرونی ایجنٹ اس کو مل جائیں۔ انسانی ذہن کام کرنا چھوڑ دیتا ہے کہ مسلمان دنیا میں کیسے دشمن کے ایجنٹ بن کر اپنے ملک میں دہشت کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ کیا داعش مسلمان ملکوں میں کام نہیں کر رہی۔ ہمارے ملک میں پہلے اس کا نام و نشان بھی نہیں تھا صفوہ سانحہ کے بعد اس کا انکشاف ہوا تو اسلامی ذہن رکھنے والے پاکستانی حیران ہیں کہ یہ کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے ملک کے پڑھے لکھے لوگ دشمن کی چالیں کیوں نہیں سمجھ رہے اور بے تحاشہ دہشت گردی کی کاروائیوں میں شامل ہو رہے ہیں بلکہ باہر بھی جا رہے ہیں۔ صاحبو! اگر کوئی کہے کہ ملک میں بے انصافی ہو رہی ہے نوجونوں کو نوکریاں نہیں مل رہیں غربت بہت بڑھ گئی ہے جس وجہ سے نوجوان دہشت گردی میں ملوث ہو رہے ہیں۔ اگر اسلامی

نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ وجوحات بل لکل بھی دہشت گردی کی اجازت نہیں دیتی روزی اللہ کے ہاتھ میں جسے چاہے زیادہ دے جسے چاہے کم دے۔ انسان کو روزی کمانے کی جدو جہد کرنے چاہیے تھوڑے پر ہی صبر کرنی چاہیے اور مذید کمانے کی کوشش کرنی چاہے۔اب جب پاکستانیوں اور دنیاکے مسلمانوں پر واضع ہو چکا ہے کہ امریکا نے داعش کو بنایا تھا اور وہ اس سے مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے یعنی مشرق وسطی کو تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ اب تو مسلمانوں اور خاص کر مسلم دنیاکے حکمرانوں کو عقل آنی چاہیے کہ دشمن ان کو آپس میں لڑانے کی پالیسی پر عمل کرکے مسلمانوں پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے۔ساری مسلم دنیاکے حکمران امریکاکے غلام ہیں۔ ان کے ملکوں کی پالیسیاں امریکی حکم کے مطابق بنتیں ہیں جو مسلم عوام کے خلاف ہوتیں ہیں۔ جس مسلمان ملک کو دیکھو وہ امریکی امداد کی طرف دیکھتا ہے۔اپنے ملک کے وسائل پر بروسہ نہیں کرتا۔ غریب ہوتے ہوئے بھی فضول خرچی میں مبتلا رہتا ہے امریکا جب کسی ملک کی امداد کرتا ہے تو آدھی امداد تو اس کے مشیروں پر خرچ ہو جاتی ہے اور باقی ملک کے لوگ کرپشن کرکے لوٹ لیتے ہیں عوام کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ اس بات اعتراف پیپلز پارٹی دور کے پہلے وزیراعظم یوسف رضاگیلانی نے اپنے دور حکمرانی میں اخبارات میں کیا تھا۔ ویسے بھی اگر امداد سے کچھ ملتا ہوتا تو جب سے پاکستان بنا ہے امریکا ہمارا دوست ہے ہم اخبارت میں پڑھتے رہتے ہیں کہ امریکا نے اتنی امداد دی۔ ٹی وی پر امریکا کی طرف سے امداد اشتہار بھی

آتے رہتے ہیں کہ امریکا ہماری مدد کر رہا ہے مگر پاکستانی قوم کی حالت ویسے کی ویسی ہی ہے پھر امداد کہاں گئی زمین میں دھب گئی یا آسمان پر چڑھ گئی۔ کیا غریب ملک کے موجودہ حکمران ایک دوسرے کی دعوتوں میں ۷۰ قسم کے کھانے پیش کرنے کے فضول خرچی کا مظاہرہ نہیں کر چکے۔ ہمیں اپنے وسائل کے اندر رہ کر ہی اخراجات کرنے چاہییں۔ اپنی ہی مٹی پر چلنے کا سلیقا سیکھو۔۔۔ سنگ مر مر پر چلوگے تو پھسل جاؤ گے۔ پاکستانی مسلمانوں کو داعش کے فتنے سے بچنا چاہیے۔ کسی قسم کی بھی دہشتگردی سے دور رہنا چاہیے۔ دشمن نے ہمیں آپس میں لڑا دیا ہے ہمارے ملک کے اندر داعش جیسے فتنے کھڑے کر دیے ہیں جو ہمیں تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اس لیے اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے ملک کو داعش جیسے فتنوں سے بچائے آمین۔

سعودیہ ایران کی کشیدگی اور پاکستان

دو اہم مسلم ملکوں میں کشیدگی کی وجہ سے پاکستان اور امتِ مسلمہ کے ملکوں میں تشویش پائی جاتی ہے۔ ہر کوئی سوچ رہا ہے کہ کس طرح ان کے درمیان تعلقات واپس دوستی میں تبدیل ہو جائیں۔اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ ہر ملک کے اپنے اپنے مفادات ہوتے ہیں ان ہی مفادات کے تحت ملکوں سے تعلقات ترتیب دیتے ہیں ۔ سعودیہ اور ایران کے پہلے سے خراب تعلقات مذید اس لیے خراب سے خراب تر ہوئے کہ تہران میں سعودیہ کے سفارتخانے کو آگ لگا دی گئی ہے۔ سلامتی کونسل نے بھی تہران واقعے کی مذمت کی ہے گو کہ اس فعل پر ایران نے واجبی سی معذرت کااعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ کوشش کریں گے کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ جس کو سعودیہ نے ماننے سے انکار کر دیا۔ سعودی نے ایران سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیے ہیں ۔ سعودیہ کی حمایت میں خلیج کی ریاستوں نے ایران سے اپنے اپنے سفیر واپس بلا لیے ہیں جس میں کویت بھی شامل ہو گیا ہے۔ کویت نے کہا ہے کہ سفارت خانے پر حملہ عالمی قوانین کی کھلی خلاف وردی ہے۔ عرب لیگ کا اور خلیج کونسل کے ہنگامی اجلاس طلب کر لیا گیا ہے۔جس میں مذید فیصلے کیے جائیں۔اگر انصاف کو سامنے رکھ کر تجزیہ کیا جائے تو یہ احساس سامنے آتا ہے کہ کئی عرصے سے ایران کا رویہ سعودیہ کے ساتھ جارحانہ

رہا ہے۔ منیٰ کے حادثے کو جو مسلمانوں کے درمیان کا معاملہ تھا کو ایران نے بین لقوامی بنا دیا تھا جو اسلامی دنیا میں کسی طرح بھی مناسب نہیں سمجھا گیا تھا۔اس سے قبل ایران کے لیڈروں کے بیانات بھی بڑے تلخ نظر آئے تھے۔علاقہ کے مسلم ملکوں کو سامنے رکھ کر چند دن پہلے ایران کے ایک طاقت ور شخصیت سابق وزیر انٹیلیجنس اور موجودہ صدارتی مشیر علی یونس کی طرف سے بیان تھا کہ ایران عظیم الشان سلطنت بن چکا ہے عراق ہمارا ہے۔ کھوئی ہوئی زمین واپس لے رہے ہیں۔ اسلام پسندوں (سنیوں) اور نئے عثمانیوں سے مقابلہ کریں گے۔ترک ہمارے تاریخی مخالف ہیں۔اس بیان کو سامنے رکھ کر اگر تجزیہ کریں تو یہ خطے کے مسلمان ملک جس میں سعودیہ بھی شامل ہے کو ایک دھمکی ہے۔ ایران آخر کس کی شہ پر ایسے بیان دیتا ہے جس پڑوسی ملکوں میں تشویش کی لہر دوڑ جائے۔ان کا یہ کہنا کہ سنیوں اور نئے عثمانی ترکوں سے مقابلہ کریں گے۔ترک ہمارے تاریخی مخالف ہیں۔ دوسری طرف ترکی دو مسلمان ملکوں میں تعلوقات واپس نارمل کرنے کی بات کرتا ہے مگر نہ جانے ایران کے لیڈر کس کے کہنے پر دشمنوں جیسے بیان دے رہے ہیں۔ ایران شام میں ایک شیعہ فرقے کے بشار اسد کی مدد کر رہا اس کے فوجی شام میں لڑے رہے ہیں۔ بشار اسد کا خاندان شام پر کئی عرصہ سے سنی اکثریت پر حکومت کر رہا ہے۔ جعلی طریقے سے الیکشن کروا کے حکومت پر زبردستی قابض ہے۔ ظلم کی انتہا کر دی ہے لاکھوں کو قتل کر دیا ہے لاکھوں کو مہاجرت پر مجبور کر دیا گیا۔شام کے مسلمان دنیا میں در بدر ہو گئے ہیں۔

مجبوراً سعودیہ بھی شام میں بشار اسد کے خلاف لڑنے والوں کی مدد کر رہا ہے۔ یمن میں بھی ایران کے فوجی لڑ رہے ہیں ایک مدت سے یمن کے باغیوں کی مدد ایران کر رہا ہے۔ایران نے عراق میں صدام حسین کی سنی حکومت کو امریکا کے ساتھ مل کر ختم کی اور وہاں شیعہ حکمران کو اقتدار دے دیا گیا۔ یہ واقعات ہیں جس کی وجہ سے سعودیہ میں پہلے سے خطرہ محسوس کر رہا تھا۔اس کے علاوہ ہر ملک کے اپنے اپنے قوانین ہیں جس پر اس کے ہر شہری کو پابندی کرنی پڑتی ہے۔ قوانین کی پابندی نہ کرنے کی شکل میں سزا بھی بھگتنی پڑتی ہے۔ گو کہ کسی بھی ملک کو اپنے شہریوں کے خلاف بنیادی حقوق کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔جس بات پر ایران نے سخت رد عمل کا مظاہرہ وہ اس کے فرقے کی تین لوگ تھے جنہیں دوسرے ۴۷ سنی لوگوں کے ساتھ دہشت گردی کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ سعودی قانون کے مطابق گردن زنی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس پر ایران کے عوام جو پہلے سے سعودیہ کے مخالف ہیں نے تہران شہر میں سعودیہ کے سفارت خانے کو جلا دیا۔ جہاں پر یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اس سے قبل ایران میں دہشتگردی کی وجہ سے سنی مسلمانوں کو پھانسیاں نہیں دی گئیں؟کیا دوسرے سنی مسلمان ملکوں نے ایران کے اس فعل پر ایسا پر تشدد رد عمل ظاہر کیا اور ایران کے سفارت خانے جلائے؟ شیعہ تنظیموں کی طرح ملکوں ملک مظاہرے کیے تھے؟یقیناً نہیں کیے تھے تو پھر ایران کو بھی احتیاط کرنی چاہیے تھی۔ بہر حال الحمد اللہ ہم مسلمان ہیں۔ اگر دو مسلمان ملکوں میں لڑائی یا اختلافات ہو جائے اور معاملات بگڑنے لگیں تو

دوسرے مسلمان ملکوں کو درمیان میں پڑھ صلح کرا دینی چاہیے۔اسی لیے پاکستان کے علماء اور سیاست دانوں نے یک زبان ہو کر اخبارات میں اس بات کا اظہار کیا ہے کی پاکستان آگے بڑھ کران اختلافات کو دور کرنے کی کوششیں کرے جو ان شاءاللہ ضرور ہو گی۔ آج سعودیہ کے وزیر خارجہ پاکستان آ رہے ہین۔ ایران کے وزیر خارجہ کو بھی پاکستان کا دورہ کرنا چاہیے اور مل جل کر اس تنازہ کا حل نکانا چاہیے۔ نہ جانے مسلمان ملکوں کی تنظیم او آئی سی کس کام کے لیے بنائی گئی تھی ۔ ابھی تک اُس کے طرف سے کوئی کاوارئی سننے اور دیکھنے میں نہیں آئی۔ کیا اس موقعہ پر اُسے فعال کردار ادا نہیں کرنا چاہیے ؟ضرور کرنا چاہیے ۔ مسلمان ملکوں کے خلاف عیسائیوں حکومتوں نے اتحاد کیا ہوا ہے۔وہ ان کو آپس میں لڑاتے رہتے ہیں اور مسلمان ان کے آلہ کار بنتے رہتے ہیں۔اس وجہ سے مسلمان ملکوں کی کوئی اپنی سوچ نہیں ہے۔ باہر سے جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اس پر عمل کرتے ہیں اور اپنی بربادی کے سامان خود مہیا کرتے رہتے ہیں۔ ابھی دو دن پہلے کی خبر تھی کہ امریکا کی سابقہ وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے اپنی کتاب میں انکشاف کیا ہے کہ امریکا نے داعش کو بنایا ہے۔وہ اس لیے بنایا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے نقشے کو تبدیل کرنا ہے۔ ہیلری کلنٹن نے کہا کہ اس نے سو بیں سے زیادہ اتحادی ملکوں کا دورہ کیا تھا اور داعش کے ذریعے خلافت کے اعلان کی تاریخ بھی طے کر لی گئی تھی۔ مگر ایک دم سے حالات بدل گئے۔ امریکا نے ہی داعش کو اردن میں تربیت تھی ۔ عراق میں داعش کو اسلحہ دیا۔ داعش نے

عراق اور شام کے درمیانی علاقوں پر قبضہ کیا۔ تیل کے کنویں پر قبضہ کیا۔مارکیٹ میں تیل فروخت کیا اور اپنے خزانے کو خوب بھرا۔داعش کے سربراہ ابو بکر بغدادی نے خلافت کا اعلان کیا اور دنیا سے اسلام سے محبت کرنے والے سادہ نوجوانوں کو بھرتی کیا ۔اس کے بھی پاکستانی طالبان کی طرح قتل و غارت کے واقعات سامنے آئے جس سے عام مسلمانوں میں اس کے خلاف نفرت پھیلی۔آج کی ہی اخبارات میں خبر لکھی ہے کہ داعش نے ایک خاتون صحافی کا سر قلم کر دیا۔امریکا نے پہلے داعش کو بنایا اس کو اسلحہ دیا آرام سے عراق اور شام کے درمیانی علاقے پر قبضہ کرنے دیا۔اب اس کے خلاف ایران کی فوجوں کو بلا کر لڑ رہا ہے۔اب اس گتھی کو کون حل کرے کہ داعش کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔کیا یہ امریکا کی طرف سے مسلمانوں میں دس انفارمیشن کی کوئی مہم ہے۔عام لوگوں تک تو اسلامی دنیا سے کوئی بھی خبر نہیں ملتی صرف وہ ہی خبر ملتی ہے جو مغربی یہودی صلیبی میڈیا دیتا ہے۔مسلمان ملکوں کی تو اپنی کوئی خبر رساں ایجنسی بھی نہیں ہے جو مسلمانوں کی رہبری کرسکے مسلمان حکمران امریکا کے پٹھو بن کر عام مسلمانوں پر زبردستی حکومتیں کر رہے وہ امریکا کے ہاتھ تاش کے پتوں کے طرح ہیں امریکا جیسے چاہے ان پتوں سے کھیلے ۔اس میں سعودیہ، مصر،شام،اور دوسرے مسلمان ملک شامل ہیں۔ایران کے اسلامی انقلاب کے لیڈر خمینیؒ نے امریکا مردہ باد کا نعرہ لگا کر اسلامی دنیا میں نام کمایا تھا۔مگر اب ایران بھی اب امریکا کا دم چھلا بن گیا ہے۔امریکا ہی سعودیہ

اور ایران کو لڑا رہا ہے۔ سعودیہ میں بھی داعش کاروائیاں کرتی رہی ہے اسی لیے سعودیہ نے داعش کے لیے دہشت گردی کرنے کی پاداش میں لوگوں کی گردنیں کاٹی ہیں۔کاش کہ اسلامی دنیا امریکا یا کسی بیرونی طاقت کا آلہ کار نہ بنیں اپنے معاملات آپس میں بیٹھ کر حل کریں یہی اس دور کا مسلمانوں کے لیے پیغام ہے یہی سعودیہ اور ایران کے لیے پیغام ہے۔یہی سعودیہ اور ایران کی کشیدگی کا حل ہے۔

بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا۔۔۔ نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی۔

اللہ امتِ مسلمہ کا نگہبان ہو آمین۔

دو قدرتی گیس معاہدے اور نواز حکومت

قدرتی گیس اور پٹرول اللہ کا عطیہ ہے اللہ جس قوم کو بھی چاہے عطا فرما دے۔ ہمارے ملک میں دونوں کی کمی ہے جس وجہ سے کثیر زر مبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور آئے دن اس کی لوڈ شیڈنگ بھی ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان کے عوام اس کے خلاف احتجاج کرتے نظر آتے ہیں۔ ملک کی انڈسٹری گیس اور پٹرول کی کمی کی وجہ سے تقریباً بند پڑی ہے جس سے ہمارے ملک کی برآمدات نہ ہونے کے برابر ہو گئیں ہیں ملک میں اسی وجہ سے زر مبادلہ کم ہو گیا ہے گو کہ ہمارے وزیر خزانہ جو قرض لینے کے ماہر ہیں آئے روز پاکستانی قوم کو نیا قرض ملنے کی نوید سناتے رہتے ہیں اور اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ ہمارے زر مبادلہ میں اتنے کا اضافہ ہو گیا ہے جبکہ مانگے تانگے کے پیسے سے ملک نہیں چلا کرتے۔ ویسے بھی نو نقد تیرا اُدھار کی ضرب مثل تو مشہور ہے اس ضرب مثل کے مطابق پاکستان کو ہر ڈیل پر تقریباً آدھا زیادہ دینا پڑتا ہو گا۔ آئی ایم ایف کو قرضوں کی ادائیگی کے لیے ملک کے کمائی دینے والے اداروں کی نجکاری کر کے ادا کئے جا رہے ہیں۔ پاکستانی آئی ایم ایف کے سودی قرضوں کے نظام میں بُری طرح پھنس گئے ہیں جس کا انجام بقول ملیشیا کے سابق وزیر اعظم تنکو عبدالرحمان کہ ’’ جس ملک کو تباہ کرنا ہو اُسے آئی ایم ایف کے حوالے کر

دو''اب تو ن لیگ کے ایک سینیٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ آئی ایم ایف پاکستان کو قرضوں کے چکر میں پھنسا کر اسے دیوالیہ کرنا چاہتا ہے تا کہ اس کے آقاؤں کی گریٹ گیم کے تحت پاکستان کے جوہری اثاثوں سے جان چھڑا لی جائے۔ خیر بات دوسری طرف نکل گئی ہم بات کرے رہے تھے پاکستان کے دو گیس معاہدوں کی جو ایک ایران کے ساتھ پہلے سے طے ہو چکا تھا اور دوسرا تاپی گیس معاہدہ جو ترکمانستان کے ساتھ ابھی ہوا ہے۔ تاپی گیس معاہدہ جس میں ترکمانستان، افغانستان، پاکستان اور بھارت شامل ہے۔ پہلے معاہدے کے تحت ایران نے اپنے حصے کی گیس پائپ لین کا سارا حصہ کافی عرصے سے مکمل کر لیا ہے۔ پاکستان کے حصے کی ۷۸۰ کلومیٹر پائپ لین بچھانا ابھی تک باقی ہے۔ پاکستان کے لیے ایران پاکستان گیس معاہدہ تاپی معاہدے سے بہتر ہے اور اس پر عمل کرنے سے پاکستان کو فوراً گیس ملنا شروع ہو سکتی ہے جس پاکستان ترقی کی منزلیں طے کر سکتا ہے مگر ہمارے دوست نما دشمن امریکا کو پاکستان کی ترقی ایک آنکھ نہیں بھاتی اور اس نے پاکستان کو ایک ایسے منصوبے میں الجا دیا ہے جو کہ ایک تو مکمل ہونے میں کم از کم ۴ سال لگنے ہیں اور دوسرا ابھی تک بلوچستان جن کا افغانستان کے پیشر علاقے پر قبضہ ہے سے اجازت لینا باقی ہے۔ پاکستان ایران گیس منصوبے پر امریکا کے دباؤ کے تحت پاکستان مکمل کرنے سے جان بچاتا رہا ہے۔ اب جب کہ ایران اور امریکا کے جوہری معاہدے کے تحت ایران سے اقتصادی پابندیاں ختم ہو رہی ہیں تو چاہیے تو یہ تھا کہ اس منصوبے

کو مکمل کیا جاتا اور ملک کو گیس کی سپلائی فوراً شروع ہوتی تو پاکستان ترقی کے دور میں شامل ہوتا۔ نواز شریف حکومت نے امریکا کے کہنے پر دوسرے گیس کے منصوبے پر ترکمانستان سے معاہدے میں شامل ہو گیا۔ ایران پاکستان معاہدے کے مطابق پاکستان کو یومیہ ۲۱ عشاریہ ۵ ملین کیوبک میٹر گیس دینے کا معاہدہ ہے۔ جس سے پاکستان میں خوشحالی آنا تھی۔ آج ہی ایران نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے نیشنل ایرانین گیس ایکسپورٹ کمپنی کے چیف ایگزکٹیو آفیسر جناب علی رضا کمیلی صاحب نے کہا ہے کہ ہم پڑوسی ملک ہیں اور قانون کے تحت کاروائی نہیں کرنا چاہتے۔ ہر ملک عوام کے اپنے مفادات ہوتے ہیں اگر پاکستان کی وجہ سے ہمارے عوام کو نقصان پہنچا تو ہم دیکھیں گے کہ ایران پاکستان گیس معاہدے کے مندرجات کیا ہیں تا کہ اس کے مطابق پاکستان سے بات کی جائے۔ معاہدے کے مطابق پاکستان کو ۲۰۱۴ء تک اپنے حصے کا کام مکمل کرنا تھا جو اس نے نہیں کیا۔ تاپی گیس منصوبہ جس میں ترکمانستان، افغانستان، پاکستان اور بھارت شامل ہے۔ جو ایک طرف کہیں چار سال بعد مکمل ہو گا اور ابھی تو جس افغانستان کے راستے گیس کی پائپ لین گزرنی ہے اور جس پر طالبان کا قبضہ ہے اُس سے تو اجازت لینا باقی ہے۔ ایران پاکستان گیس منصوبے سے ہمارا دوست ملک چین نے بھی فاہدہ اُٹھانا تھا۔ وہ گوارد سے چین تک پائپ لین بچھا کر اس منصوبے میں شامل ہو سکتا تھا۔ نواز شریف صاحب نے امریکا کے دباؤ کے تحت ایران پاکستان گیس منصوبے کو ایک طرف رکھ کر ترکمانستان، افغانستان، پاکستان

اور بھارت منصوبے پر دستخط کر کے لگتا ہے کہ چین کو ناراض کر دیا ہے۔ایک طرف تو پاکستان کہتا ہے کہ چین کے ساتھ پاکستان کی ہمالیہ اور اونچی اور سمندروں سے گہری دوستی ہے پھر امریکا کی چال میں پھنس کر اپنی صدا بہار دوست چین کو ناراض کر دیا ہے۔ چین کی ہمیشہ سے پاکستان کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دینے کے اصول پر مبنی پالیسی تھی مگر اب کل ہی چین کے سفیر نے بیان دیا ہے کہ اقتصادی راہداری منصوبے میں پاکستان اپنے سارے صوبوں کو راضی کرے۔ دوسری طرف بلوچ رہنماؤں کے کہنے پر اسلام آباد میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پاکستان کی ساری پارٹیوں نے شرکت کی۔ جس میں کہا گیا ہے کہ گوادر بندگاہ کا اختیار بلوچستان کر دیا جائے۔ چھوٹے صوبوں کو اقتصادی راہداری میں شامل کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔سب سے پہلے مغربی روٹ کو مکمل کرنے کی بات کی گئی ہے۔شک کا اظہار کیا گیا ہے کہ منصوبے میں نواز حکومت نے رد و بدل کر دیا ہے۔۲۸ مئی ۲۰۱۵ء کے منصوبے کے تحت کام شروع کرنے کا کہا گیا ہے۔ لگتا ہے کہ نواز حکومت پاکستان کے چھوٹے صوبوں کو مطمئن نہیں کر سکی ہے جس کی وجہ سے آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد ممکن ہوا۔ پہلے بھی یہ بات سامنے آئی تھی کی چین کو بھی مغربی روٹ پسند ہے جس میں چین سے گوادر تک کم سے کم فاصلہ ہے جب کہ دوسرے کسی بھی روٹ کا فاصلہ زیادہ ہے۔ کچھ بھی ہو مگر اس معاملے میں بھی نواز حکومت کے گورننس پر بات اُٹھتی ہے کہ ایک عظیم منصوبے کو بھی نواز حکومت کی نا اہلی کی وجہ سے چین کو بھی

مداخلت کرنی پڑی۔ پاکستان میں یہ بات عام ہونے لگی ہے کہ نواز حکومت کی نااہلی کی وجہ سے اس عظیم منصوبے کو بھی کالاباغ ڈیم کی طرح متنازہ بنا دیا گیا ہے۔ کیوں نہ پہلے سے طے شدہ متفقہ منصوبے پر کام شروع کیا گیا؟ کیوں کم سے کم فاصلہ کے روٹ کو چھوڑ کر دوسرے روٹنز کی باتیں ہونے لگیں؟ اعتراض کرنے والے حکومت کے اتحادی مولانا فضل الرحمان صاحب اور اختر مینگل پریس کانفرنس میں کہا کہ کسی بھی پروگرام کو سامنے نہیں لایا جاتا راہداری منصوبے سے متعلق ایم اویوز اور نقشوں کو چھپایا جا رہا ہے۔ ہر معاملے کو چھپایا جاتا ہے شفایت کی کمی محسوس کر رہے ہیں۔ اگر اعتراض کرنے والوں کی یہ بات صحیح مان لی جائے تو حکومت کے لیے شرم کی بات ہے کہ اپنے ہی لوگوں سے کیوں معاملے چھپائے جاتے ہیں جس سے شک و شبہ پیدا ہوتا ہو۔ حکومت کو فوراً جائز باتوں کو مانتے ہوئے چھوٹے صوبوں کو مطمئن کرنا چاہے تاکہ پاکستان میں ترقی کا یہ عظیم منصوبہ احسن طریقے سے پایا تکمیل تک پہنچے۔ آج اقتصادی راہداری کے متعلق آل پارٹیز کانفرنس نے کہا کہ وفاق صوبوں کو ترقی دینی ہے یا نہیں۔ رہداری منصوبہ بلوچستان کے تشخص کا مسئلہ ہے، اٹھارویں ترمیم پر عملدرآمد ہو تو معاملات حل ہو جائیں گے۔۔ منصوبے میں مقامی سرمایہ کاروں کی شرکت یقینی بنائی جائے۔ شہریوں کو نئے شناختی کارڈ جاری کرنے کی مذمت، گوادر کے لوگوں کو ملازمت اور ماہی گیروں کو متبادل روزگار فراہم کیا جائے۔ جہاں تک دو گیس معاہددوں کا تعلق ہے اگر تاپی گیس منصوبے پر چار ملکوں نے دستخط

کر دیے ہیں تو ٹھیک ہے اس منصوبے کو بھی جاری رہنا چاہیے کیوں کہ یہ ملکوں میں معاہدے کی بات ہے جسے پایا تکمیل تک پہنچانا چاہیے۔ مگر جو گیس منصوبہ بل لکل تیار ہے جس کا ایران سے معاہدہ بھی ہے اور معاہدے کا ایک فریق اس پر اعتراض بھی کر رہا تو نواز حکومت کو اسے بھی فوراً مکمل کرنا چاہیے۔اس سے پاکستان میں انرجی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور معاہدے کی پاسداری بھی ہوگے جو قوموں کے وقار اور عزت کا معاملہ بھی ہے۔

مسئلہ افغانستان اور پاکستان کا کردار

ایک غریب افغانستان مسلم ملک پر تکبر سے حملہ کرنے اور اسے نیست ونابود کر دینے والے، دنیا میں نیو ورلڈ آڈر جاری کرنے والے ،جو کئی سال افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے، بلکہ اُسے تورا بورا بنانے والے، نہ جانے کون کون سا جدید اسلحہ استعمال کرنے کے باوجود فاقہ مست افغانیوں کو اپنے چالیس ناٹو اتحادیوں کی فوج ظفر موج کے باوجود شکست نہ دے سکنے والا متکبر امریکا اب پاکستان سے کہتا پھرتا ہے کہ افغانستان میں امن کی بحالی کے لئے اُس کی مدد کرے۔کچھ ہفتے پہلے امریکا کے نمائندہ برائے پاکستان و افغانستان نے بھی بیان دیا تھا کہ بھارت اور افغانستان کی حفاظت کے پاکستان اقدامات کرے۔اس بیان کے بعد ہمارے سپہ سالار نے افغانستان کا دورا کیا تھا اور امن کو آگے بڑھانے کے لیے افغانستان سے بات چیت کی تھی۔اس کے بعد کئی ملکوں کے نمائندوں نے مل کر اسلام آباد میں ہارٹ آف ایشیا کانفرنس میں شرکت کرکے امن کی کوششوں پر سیر حاصل سوچ بچار کی تھی۔اس میں بھارت کی وزیر خارجہ سشما سوراج صاحبہ نے بھی شرکت کی تھی اور بعد میں پاکستان کے وزیر اعظم جناب نواز شریف صاحب اور وزارت خارجہ کے مشیر جناب سرتاج عزیز صاحب سے بھی ملاقات کی تھی جس میں پاک بھارت مذاکرات کے لیے دونوں طرف سے رضامندی ظاہر کی گئی تھی جو اب بھی

متواقع ہیں۔اس ہی سلسلے میں دو دن پہلے ایک اور کانفرنس اسلام آباد میں منعقد کی گئی جس میں چار ملک، پاکستان ،افغانستان چین اور امریکا کے نمائندے شامل ہوئے اور سب نے مل جل کر مشرکہ اعلامیہ جاری کیا کہ افغان حکومت اور طالبان کے درمیان برائے راست مذاکرات ہونے چاہیے ں۔یہ بھی کہا گیا کہ افغانستان میں تشدد (آزادی کے لیے جنگ) پورے خطے کو متاثر کر رہا ہے۔مذاکرات سے پہلے حالات سازگار بنانے کے لئے جنگ بندی ہونی چاہیے۔طالبان پر پیشگی شرائط نہ رکھی جائیں۔ توقع ہے اس سے طالبان جنگی کاروائیاں چھوڑ کر مذاکرات کی ٹیبل پر آجانے پر تیار ہو جائیں گے۔ سرتاج عزیز نے مشورہ دیا کہ افغانستان میں امریکا اور ناٹو فوجوں کو اپنے حملے بند کر دینے چاہیئیں اور ساتھ ہی ساتھ طالبان کو بھی اپنی کاروائیاں روک دینی چاہیئیں۔طالبان کے تمام گروپوں کو مذاکرات پر آمادہ ہونا چاہیے۔ مفاہمتی عمل جلد از جلد شروع ہونا چاہیے۔پاکستان کی پیش کردہ تجاویز پر چین نے بھی رضا مندی ظاہر کی ہے۔اس سلسلے میں چار ملکوں کا اگلا اجلاس اٹھارہ جنوری کو کابل میں ہونے کا بھی طے کیا گیا ہے۔اس سے قبل اشرف غنی کی طرف سے اخبارات میں بڑی حیرت انگیز خبریں چھپی تھیں کہ پاکستان طالبان کو مذکرات کی ٹیبل پر لائے اور جو طالبان امن مذاکرات میں شامل نہ ہوں ان کے خلاف پاکستان افغان حکومت کے ساتھ مل کر کاروائی کرے۔ اسی سے ملتا جلتا ایک بیان آج ہی پریس میں افغانستان کے چیف ایگزیکٹو عبداللہ عبداللہ کے حوالے سے آیا ہے کہ پاکستان

افغانستان کو مذاکرات کرنے والے طالبان کی فہرست دے۔ ذرائع کہتے ہیں کہ یہ دونوں نکتہ نظر پاکستان کے لیے قابل قبول نہیں ہیں کیوں کہ یہ طالبان اور غنی حکومت کا اندرونی مسئلہ ہے اس میں پاکستان کو ٹانگ نہیں اڑانی چاہیے۔ اسی لیے پاکستان نے بڑی مہارت دکھاتے ہوئے چار ملکی کانفرنس میں جو نکات رکھے ہیں وہ صحیح ہیں بین القوامی انصاف اور اصولوں کے تقاضوں کے مطابق ہیں۔ افغان طالبان خود مختیار ہیں وہ اپنے ملک کی آزادی کے لیے حملہ آور امریکا اور ناٹو کی فوجوں سے مذاحمتی لڑائی لڑ رہے ہیں۔ ملا عمر کی وفات کے بعد ان میں دو دھڑے ہو گئے ہیں ایک ملا منصور اور دوسرا ملا رسول، دونوں دھڑے حملہ آور فوج کے خلاف لڑ رہے ہیں ساٹھ فی صد افغانستان پر ان کی حکومت ہے کبھی وہ قندوز پر قبضہ کر لیتے ہیں اور کبھی کسی اور علاقے پر قبضہ کر کے اپنی قوت مظاہرہ دکھاتے رہتے ہیں۔ دونوں دھڑوں کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ ہمارے ملک سے غیر ملکی فوجیں نکل جائیں۔ ہمیں اپنے ملک کا نظام خود چلانے دیا جائے۔ جبکہ امریکا نے دوسرے اسلامی ملکوں کی طرح زبردستی ور جعلی انتخابات کے ذریعے افغانستان میں بھی اپنی پٹھو اشرف غنی عبداللہ عبداللہ حکومت قائم کی ہوئی ہے۔ اس پٹھو حکومت کو مجبور کیا گیا ہے کہ وہ دس سال کے امریکا کی فوج کو افغانستان میں رکھنے کی اجازت دے جو اس پٹھو حکومت نے دی ہے۔ اسی پر افغان پٹھو حکومت اور طالبان کے درمیان اختلافات ہیں جو اتنی آسانی سے ختم نہیں ہو سکتے۔ امریکا بہادر کبھی پوری دنیا کے نمائندوں کو اسلام آباد

میں جمع کر کے کانفرنسیں کرے اور کبھی چار ملکی کانفرنس منعقد کرے۔امریکا بھی جانتا ہے کہ اور افغانوں کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ افغان طالبان کو آسانی سے مذاکرات کی ٹیبل پر لانا اتنا آسان نہیں۔آپ کسی کے ملک میں اپنی فوجوں کے ساتھ دس سال کے لیے ڈیرے ڈال کر بیٹھ جائیں اور زبردستی اُسے مذاکرات پر مجبور کریں تو شاید افغانوں کے علاوہ کوئی قوم مجبوری میں تیار ہو جائے مگر یہ فاقہ مست افغان جو کبھی بھی کسی کی غلامی میں نہیں رہے ان سے امریکا کو توقع نہیں رکھنی چاہیے۔کیا امریکا کو معلوم نہیں کہ روس نے افغانستان میں کوئی بھی ہلتی ہو چیز نہیں چھوڑی تھی جس پر بمباری نہ کی ہو۔پچاس لاکھ افغانوں کو ملک سے نکال دیا تھا دس لاکھ شہید کیے گئے تھے اتنے ہی آپاہج بنا دیے گئے تھے مگر وہ روس سے لڑتے رہے جب تک کہ روس نے شکست نہیں مانی اور اس لڑائی کی وجہ سے روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔خود امریکا نے کون سا جدید اسلحہ ہے جو افغانیوں کو ختم کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا ہو؟ مگر افغان اب بھی زندہ ہیں امریکی اور ناٹو فوجوں سے لڑ رہے ہیں اب بھی ساٹھ فی صد سے زائد افغانستان پر ان کی حکومت ہے۔افغان مسئلے کا حل یہ ہے کہ امریکا سیدھے طریقے سے ان کے ملک سے اپنی فوجیں نکال لیں تو شاید طالبان افغان پٹھو حکومت سے مذاکرات کے لیے تیار ہو سکتے ہیں۔موجودہ مذاکرات بھی امریکا کی جنگی چال نظر آتی ہے جس میں پاکستان کو پھنسانا چاہتا ہے۔وہ امریکا جو جدید اسلحہ استعمال کر کے بھی کئی سالوں سے افغانوں پر قابو نہ

پا سکا اپنی لڑائی کو پاکستان میں لے آیا ہے۔ پاکستانی عوام کے ساتھ پاکستان کی فوجوں کو لڑا دیا۔ پاکستانی طالبان کی بھارت کے ساتھ مل کر پشت پناہی کرتا رہا ہے۔ اب پاکستان کو افغان طالبان سے بھی لڑانے کی چال چل رہا ہے۔ کیا یہ بات ممکن ہے کہ پاکستان مذاکرات کی ٹیبل پر نہ آنے والے افغان طالبان کے خلاف لڑائی مول لے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ عبداللہ عبداللہ کی فرمائش پر مذاکرات کرنے والے طالبان کی فہرست اُس کو مہیا کرے کیا افغان طالبان پاکستان کے شہری ہیں؟ ارے بھائی آپ کس قسم کے افغانستان کے چیف ایگزیکٹیو ہیں کہ اپنی عوام جو آپ سے لڑ رہی ہے ان کو مذاکرات کی ٹیبل پر نہیں لا سکتے اور پاکستان سے ایسے مطالبے کر رہے ہو۔ اس مسئلے پر پاکستان کی یہ بہت صحیح سوچ ہے کہ ناٹو اور امریکا فوجیں حملے بند کریں۔ اس کے جواب میں طالبان بھی اپنی کاروائیاں بھی بند کریں۔ ایک دوسرے سے پیشگی مطالبات نہ رکھیں اور مذاکرات کی ٹیبل پر مل جل کے بیٹھیں ایک دوسرے کا نکتہ نظر سنیں اور کوئی فیصلہ کریں۔ پاکستان اس کے لیے اپنی خدمات پیش کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی پیش کرتا رہے گا۔ فیصلہ امریکی پٹھو اشرف غنی سرکومت اور افغان طالبان نے کرنا ہے۔ افغانستان اُن کا ملک ہے اور اپنے ملک کے لیے وہ ہی کوئی فیصلہ کرنے کے مجاز بھی ہیں دوسرے لوگ صرف اُن کی مدد کر سکتے ہیں۔ مسئلہ افغانستان پر پاکستان کا بس یہی کردار ہے۔

سندھ کرمنل پراسیکیوشن ترمیمی بل

حکومت سندھ نے ایک انوکھا بل پارلیمنٹ سے پاس کرایا ہے جس کے تحت وہ کسی بھی مقدمے کو عدالت کی مرضی سے واپس لے سکتی ہے۔ سندھ پارلیمنٹ میں اپوزیشن ارکان نے اس پر بڑا شور مچایا اور حکومت پر اعتراض کیا کہ اکثریت کی بنیاد پر بغیر بحث کے فوراً بل کو پاس کر لیا گیا جو نامناسب ہے۔ اپوزیشن کی ایک بھی نہ سنی گئی۔ اس بل میں یہ ہے کہ پراسیکیوٹرز عدالت کی رضامندی سے کیس واپس لی سکتی ہے۔ ملزم کو بری کرا کر پراسیکیوٹر جنرل کو تقریریوں اور تبادلوں سمیت وسیع اختیارات حاصل ہو گئے ہیں اور تمام پراسیکیوٹرز ان کے ماتحت ہو نگے۔اس کے ساتھ ساتھ قانون نافذ کرنے والے ادارے یا تحقیقاتی افسر سے بھی رپورٹ طلب کرنے کا اختیار ہو گا۔اگر جرم کی سزا تین سال تک ہے تو اس کے لیے اسے ڈسٹرکٹ پبلک پراسیکیوٹر سے اجازت لینا ہو گی۔اور اگر سزا سات سال تک ہے تو اس کے لیے پراسیکیوٹر جنرل سے اجازت لینا ہو گی۔ دیگر تمام جرائم میں حکومت سندھ سے اجازت لینا ہو گی۔اس بل کے تحت سندھ کرمنل پراسیکیوشن سروس یعنی تشکیل، فرائض اور اختیارات ایکٹ ۲۰۰۹ء میں متعدد ترامیم کی گئی ہیں۔ یہ سندھ کرمنل پراسیکیوشن سروس ترمیمی بل ۲۰۱۵ء کہلائے گا۔سندھ اسمبلی میں اس بل کو متعارف ہونے کے بعد سینئر وزیر تعلیم و پارلیمانی امور نثار احمد کھوڑو صاحب نے یہ تحریک

پیش کی کہ اس بل کی منظوری کی اجازت دی جائے۔اس پر اپوزیشن کے ارکان کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ،نو ،نو کے نعرے لگانا شروع کر دیے۔ سرکاری ارکان نے فوراً سینئر وزیر کی تحریک منظور کر لی۔اس کے بعد سینئر وزیر نے شق وار اس کی منظوری حاصل کر لی ۔اپوزیشن نے اس بل کی کاپیاں پھاڑ دیں اور ہنگامہ کیا۔ویسے تو سندھ حکومت کے وزیر اعلی صاحب نے کہا ہے کہ یہ بل اس لیے لایا گیا ہے کہ پراسیکیوشن کو بہتر کیا جائے۔ حکومت سندھ کے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپیکس کمیٹی کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہا کہ اس کی ہر میٹنگ میں کمزور پراسیکیوشن کی بات ہوتی تھی اس لیے پر سیکیوشن میں آسانی پیدا کرنے کے لیے سندھ حکومت اس بل کو لائی ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے کہا کہ الزام نہ لگایا جائے استغاثہ کو طاقت ور بنانے کے لیے ترمیم کی ہے۔ سندھ پراسیکیوشن ترمیمی بل منی این آر او ہے نہ کالا قانون، بلکہ ملزمان کے خلاف گھیرا تنگ ہو گا۔ اُدھر نثار کھوڑو، سینئر وزیر حکومت سندھ نے ترمیم بل کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ کرمنل پراسیکیوشن بل کا ڈاکٹر عاصم سے کوئی تعلق نہیں۔ ڈکٹیٹر مشرف نے بھی این آر او کے ذریعے جرائم پیشہ افراد کے خلاف مقدمات واپس لیے تو میڈیا کیوں خاموش تھا۔حکومت کو اختیار ہے کہ عدالت کی رضامندی سے مقدمات واپس لے سکتی ہے۔ اب ان سینئر وزیر صاحب کو کیسے بتایا جائے کہ ڈکٹیٹر مشرف کے این ار اُو کو تو عدالت اعظمیٰ نے مسترد کر دیا تھا اور عدالت اعظمیٰ کے حکم کے مطابق سارے مقدمات واپس کھل گئے تھے جس میں ان کی

پارٹی کے زرداری صاحب کا مقدمہ بھی ہے۔ دوسری طرف ماہرین قانون کا کہنا ہے کہ عجلت میں منظور کرایا گیا بل آئین و قانون کے منافی ہے۔ نون لیگ کے کراچی سے سنیٹر، جو وکیل بھی ہیں نے کہا کہ حکومت کی نیت ٹھیک نظر نہیں آتی، بلکہ ایک شخص یا چند اشخاص افراد کو قانون کی گرفت سے بچانا ہے چوروں اور لیٹروں کو تحفظ دینا ہے۔ پاکستان مسلم لیگ نون کے ہی ضلع ٹنڈو الہیار کے سینئر نائب صدر محمد اکرم صاحب نے کہا کہ سندھ اسمبلی کا ترمیم بل قومی سلامتی پر خود کش حملہ ہے آئین کی رو سے اس طرح کے کالے قانون کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (ق) لیگ کراچی کے ایک مقامی لیڈر جو وکیل بھی ہیں نے کہا کہ اس بل میں کئی قانونی سقم ہیں اس کی خلاف آواز بلند کریں گے۔ سندھ اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر اور ایم کیو ایم کے رہنما خواجہ اظہار الحسن صاحب نے کہا کہ حکومت نے جلد بازی میں بل منظور کر لیا ہے۔ اس بل کے تحت حکومت کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ کسی بھی مرحلے پر کسی کے خلاف بھی مقدمہ واپس لے لے۔ کسی بھی ایمان دار اور اچھے پراسیکیوٹر کو حکومت ایک مقدمے سے ہٹا سکتی ہے۔ اور اپنی مرضی کا پراسیکیوٹر لگا سکتی ہے۔ لگتا ہے کہ حکومت کچھ مقدمات واپس لینا چاہتی ہے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ بل اس لیے پاس کیا گیا ہے حکومت ڈاکٹر عاصم کے خلاف مقدمات واپس لینا چاہتی ہے؟ اپوزیشن لیڈر نے کہا وہ کسی کے خلاف بھی مقدمات واپس لے سکتی ہے۔ اس بل کے پاس ہونے پر صوبائی حکومت کرپشن پکڑنے والے اداروں سے بھی حکومت رپورٹ طلب کر سکتی ہے اور جب

رپورٹ اس کو حاصل ہو جائے گی تو اپنے لوگوں کو بچانے کے لیے اس رپورٹ پر اگلا قدم، جو یقینی طور پر ان کے لوگوں کی حمایت میں ہو گا، اُٹھانے میں صوبائی حکومت کو آسانی ہو گی۔ عمومی طور پر اس بل کو پاکستان کے لوگوں نے یک طرفہ اور کالا قانون کہا ہے اور حکومت سندھ کی نیت پر شک کا اظہار کیا ہے۔ اس بل کو محمود اختر نقوی صاحب نے عدالت اعظمیٰ میں چیلنج کر دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ، چیف سیکرٹری، اور اپوزیشن لیڈر کو فریق بنایا ہے اور کہا ہے کہ اس ترمیم کا مقصد کرپٹ عناصر کو قانون کی پکڑ سے بچانا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ اختیارات کے غلط استعمال پر قائم علی شاہ، شہلا رضا اور نثار کھوڑو کو نا اہل اور ترمیم کو کالعدم قرار دیا جائے۔ پیپلز پارٹی کی وضاحتوں کے باوجود اپوزیشن جماعتوں نے اپنے شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خاں صاحب کا کہنا ہے کہ یہ بل مجرموں کو تحفظ دینے کے لیے منظور کیا گیا ہے۔ سندھ کی حکومت اس بل کے تحت کسی بھی ملزم کا کیس باآسانی عدالتوں سے خارج کروا سکتی ہے۔ تحریک انصاف اس بل کی سختی سے مخالفت کرتی ہے۔ مسلم لیگ فنکشنل کی رکن سندھ اسمبلی نصرت سحر عباسی صاحبہ کا کہنا ہے کہ اس بل کو عدالت میں چیلنج کیا جائے گا۔ امیر جماعت اسلامی پاکستان نے ترمیم بل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ سندھ اسمبلی مجرموں کو چھڑانے کے بجائے گرفتاری کا ٹاسک لے۔ موجودہ ترمیم بل سے قانون شکنی کی حوصلہ افزائی ہو گی۔ سندھ اسمبلی کی طرح دوسری اسمبلیوں نے بھی اگر ایسے بل پاس کروا لیے تو

کوئی مجرم جیل میں نہیں رہ سکے گا۔ سنی اتحاد کونسل پاکستان چیئرمین صاحب زادہ حامد رضا نے کہا ہے کہ مجرموں کو بچانے کے لیے سندھ اسمبلی میں کالی قانون بنائے جا رہے ہیں۔ سانگھڑ میں میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے سابق وفاقی وزیر سید علی گوہر راشدی نے کہا کہ مجرموں کو بچانے لے لیے سندھ اسمبلی میں بل پاس کیا گیا ہے پیپلز پارٹی سندھ کی حکومت دو ماہ سے زیادہ نہیں چلے گی آصف زرداری پھر سے جیل میں ہوں گے۔ یہ تاثر عام ہے کہ پیپلز پارٹی کے چند رہنماؤں اور مخصوص بیورو کریٹس کو فائدہ پہنچانا چاہتی ہے جن کے خلاف بدعنوانی کے مقدمات چل رہے ہیں۔ صاحبو! کیا کہا جائے جبکہ پیپلز پارٹی کے رہنماؤں پر کرپشن کے مقدمات کی بھرمار ہے پھر بھی پیپلز پارٹی اپنے لوگوں کو بچانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہتی ہے کچھ دن پہلے نیب کی طرف سے بات سامنے آئی تھی کہ زرداری صاحب کے مقدمے میں ریکارڈ ہی نہیں مل رہا جو شاید زرداری حکومت کے دوران گم کر دیا گیا تھا۔ نیب نے کہا تھا کہ ریکارڈ کی عدم موجودگی میں ہم کیس کیسے چلائیں۔ برطانیہ میں پیپلز پارٹی کے لگائے سفیر نے سرے محل کے کاغذات کوگاڑی میں ڈالتے ہوئے میڈیا نے دکھایا تھا۔ پیپلز پارٹی کے دو وزیر اعظم حضرات پر اب بھی عدالتوں میں مقدمے چل رہے ہیں۔ کراچی میں کرپشن کے الزام میں پکڑے گئے مجرموں نے میڈیا کے اندر آ کر بیان دیا تھا کہ کرپشن کے پیسوں کا کچھ حصہ بلاول ہاؤس کو دیا جاتا ہے۔ پیپلز پارٹی کے باغی سابق سندھ کے وزیر داخلہ روز، روز زرداری صاحب کی کرپشن کی کہانیاں سناتے

رہتے ہیں۔ تجزیہ کار یہ کہتے ہیں کہ اب جب کہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری صاحب نوجوان قیادت نے پیپلز پارٹی کی چیئرمین شپ کو سمبھال لیا ہے اور سارے ملک کے دوسروں کا پروگرام بھی بنایا ہے تو ضرورت تو اس بات کی تھی کہ کرپشن کے الزامات سے پیپلز پارٹی کو صاف کیا جاتا اور پیپلز پارٹی پھر سے اپنی کھوئی ہوئی پوزیشن کو پاکستان میں بحال کرتی مگر پیپلز پارٹی اپنی پرانی روش چھوڑنے کے لئے تیار نہیں اور اپنے کرپٹ لوگوں کے لیے سندھ کرمنل پراسیکیوشن ترمیمی بل جیسی قانون سازی کرکے اپنی پوزیشن بد سے بدتر کر رہی ہے۔

اُردو پاکستان کی قومی زبان ہے

ہر قوم کی اپنی تہذیب، ثقافت ، کلچر اور قومی زبان ہوتی ہے۔ قومی زبان اُس کی ترجمان ہوتی ہے اور قومیں زبان سے ہی پہچانی جاتیں ہیں۔ اسی ہی لیے بانی پاکستان قائدِ اعظمؒ نے بھی اُردو کو قومی زبان تسلیم کیا تھا بلکہ اس کے نفاذپر زور بھی دیا تھا۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے ۲۵ فروری ۱۹۴۸ء کو پاکستان کی سرکاری زبان اُردو کو قرار دیا تھا اور قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے بحیثیت گورنر جنرل اس پر دستخط کیے تھے۔ اگر اُردو کی تاریخ بیان کی جائے تو اُردو کا سب سے پہلا اخبار ''جام جہان نما'' ۱۳ مارچ ۱۸۲۲ء میں کلکتہ سے شائع ہوا تھا۔اُردو کہ پہلی یونیورسٹی جامعہ عثمانیہ حیدر آباد ۱۸۸۱ء میں قائم ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اُردو کا پہلا شاعر قلی قطب شاہ ہے جو ایک ریاست کا سربراہ بھی تھا۔ یہ ریاست بیجا پور، گولکنڈا اور احمد نگر پر مشتمل تھی جو ۱۵۱۸ء میں قائم ہوئی تھی۔ جبکہ ولی دکنی کو ایک عرصہ تک اُردو کا پہلا شاعر مانا جاتا تھا۔ اُردو کی ترقی میں اُردو صحافت، الیکٹرونک میڈیا، فلمیں اور عام لوگوں کا آپس میں اُردو میں بات چیت کرنا شامل ہے۔ شاعروں نے بھی اُردو کو بہت ترقی دی جیسے کہا گیا کہ '[آتی ہے اُردو زبان آتے آتے''س اس طرح اُردو ترقی کرتے ہوئی ہم تک پہنچی۔ اُردو دنیا بھر میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ایک عالمی سروے کے

مطابق عالمی زبانوں کی درجہ بندی میں ہندی کو ساتھ ملا کر اس کا دوسرا نمبر ہے۔ دنیا کی زیادہ تر قوموں نے اپنی اپنی قومی زبانوں کو اپنا کر ترقی کی ہے جیسے جاپان، چین، ترکی، اسرائیل، روس اور دیگر ملک شامل ہیں۔ ہمارے حکمرانوں نے جیسے پاکستان کے دوسرے اداروں کے ساتھ نامناسب رویہ رکھا تھا ایسا ہی قومی زبان اردو کے ساتھ بھی روا رکھا گیا۔ آج تک اُردو پوری طور پر پاکستان کی قومی زبان نہیں بن سکی۔ اس کی وجوہات پر اگر غور کیا جائے تو سب سے بڑی وجہ ہماری حکمرانوں کی غلام زہنیت ہے۔ انگریز تو خود ہمارے قائدؒ کی جان تھکا دینے والی جد وجہد سے تو چلے گئے اور ہم کو آزدی مل گئی مگر اپنی نشانیاں غلام زہنیت حکمران، ڈکٹیٹروں، بیروکریٹ، گدی نشین اور انعام یافتہ طبقے جس میں چوہدری، خان اور وڈیرے شامل ہیں کی شکل میں چھوڑ گئے تھے۔ اس تناظر میں اُردو کے نفاذ کی کوششوں کو دیکھا جائے تو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے ۲۵ فروری ۱۹۴۸ء کو پاکستان کی سرکاری زبان اُردو کو قرار دیا تھا مگر اس کا نفاذ نہ ہو سکا۔ ۱۹۵۶ء کے دستور کی شق نمبر ۲۱۴ کے تحت بیس برس یعنی ۱۹۷۶ء میں اُردو کو انگریزی کی جگہ لینی تھی مگر یہ دستور ڈکٹیٹر ایوب خان نے ۱۹۵۸ء میں منسوخ کر دیا۔ ۱۹۶۲ء کے آئین کی شق نمبر ۲۱۵ کے تحت پندرہ برس کے نفاذ کے لیے دس سال طے ہوئے تھے مگر ۱۹۶۹ء میں ڈکٹیٹر یحییٰ نے یہ دستور منسوخ کر دیا۔ یہ طبقے عام مسلمانوں کو انگریز کے دور میں بھی اور اب بھی کنٹرول کرتے تھے۔ ایک طرف حکمرانوں، ڈکٹیٹروں اور بیروکریٹ نے اُردو کو

ملک کی قومی زبان نہیں بننے دیا تو دوسری طرف اِن وڈیروں، خانوں، چوہدریوں اور گدھی نشینوں نے عوام کو اُردو کے نفاذ کے لیے کوئی بھرپور تحریک بھی نہیں اُٹھانے دی۔ حکومت اگر آج ہی سول سروس کے امتحان اُردو میں لینے کا فیصلہ کر لیا جائے چند تو دنوں میں تمام کتابیں اُردو میں آ جائیں گی۔ بھارت کی الہ آباد ہائی کورٹ نے بھی فیصلہ دیا ہے کہ تمام سرکاری ملازم اور سیاسی رہنما اپنے بچوں کو سرکاری اسکولوں میں پڑھائیں۔ اگر ایسا پاکستان میں بھی ہو جائے تو سرکاری اسکولوں کا معیار تعلیم کسی بھی انگلش میڈیم اسکول سے بہتر ہو جائے گا۔ پھر ۱۹۷۳ء کے آئین میں اُردو کے نفاذ کے لیے ۱۵ سال کی مدت کا تعین کر دیا تھا وہ تاریخ بھی گزر گئی اور اِن مقتدر طبقوں نے اُردو کو قومی زبان نہ بننے دیا۔ اب پھر عدالت اعظمیٰ نے آئین کی شق پر عمل کرتے ہوئے حکم دیا ہے کہ اُردو کو قومی اور دفتری زبان بنایا جائے۔ مقدمے کا فیصلہ بھی اُردو میں تحریر کیا اور تقریر بھی اُردو میں کر کے پاکستان کے عوام کے دل جیت لیے ہیں۔ کاش کہ یہ کام بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا مگر دیر آمد درست آمد والی بات ہے۔ عدالت اعظمیٰ کے موجودہ جسٹس صاحب نے بھی سینیٹ میں اُردو میں تقریر کر کے اچھی روایت قائم کی ہے۔ دوسری طرف ہمارے وزیر اعظم نے کچھ دن پہلے اقوام متحدہ میں انگریزی میں تقریر کر کے پاکستانی عوام میں کوئی اچھا تاثر پیدا نہیں کیا۔ کراچی کی لسانیت پر قائم ہونے والی علاقائی جماعت نے اُردو کو ایک خاص، خود ساختہ قوم سے منسوب کر

کے بھی اُردو کو نقصان پہنچایا ہے۔ اُردو برصغیر کے اربوں اور پاکستان کے کروڑوں لوگوں کی رابطے کی زبان ہے یہ کسی لسانی گروہ کی زبان ہر گز نہیں۔ یہ ہمارا دینی مسئلہ بھی ہے کیونکہ عربی کے بعد سب سے زیادہ اسلامی لٹریچر اُردو زبان میں ہے۔ اس لیے ہمارے اندر کسی قسم کا کوئی احساس کمتری نہیں ہونا چاہیے۔ عدالت اعظمیٰ کے فیصلے کی رو سے اور آئین کے آرٹیکل ۲۵۱ء کے احکامات [illegible] زبان کا درجہ دیا جائے۔ تین ماہ کے اندر اندر وفاقی اور صوبائی قوانین کا قومی زبان میں ترجمہ کر لیا جائے۔ وفاقی سطح پر مقابلہ کے امتحانات میں قومی زبان کے استعمال کے بارے میں حکومتی اداروں کی سفارشات پر عمل کیا جائے۔ عوامی مفادات کے عدالتی فیصلوں کا اُردو میں ترجمہ کرایا جائے۔ عدالتی مقدمات میں سرکاری محکمے اپنے جوابات اُردو میں پیش کریں۔ اگر کوئی سرکاری ادارہ آرٹیکل ۲۵۱ء کی خلاف ورزی کرے تو جس شہری کو بھی اس سے نقصان ہو یا ضرر پہنچے تو اسے قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہے۔ ایک بات اچھی ہے کہ حکومت نے بھی احکامات جاری کئے ہیں جس سے ایوان صدر اور وزیر اعظم ہاؤس میں اُردو زبان خط وکتابت کا ذریعہ بن رہی ہے۔ جہاں تک انگریزی زبان اہمیت کا تعلق تو اس سے انکار نہیں۔ تعلیمی اداروں میں اس کو مضمون کی حیثیت سے ضرور پڑھایا جائے۔ اس میں مہارت بھی حاصل کی جائے مگر پاکستان کے تعلیمی اداروں میں ذریعہ تعلیم اُردو کو ہونا چاہیے۔ دنیا بھر کے ماہر لسانیات، ماہرین نفسیات اور سائنس دان اس بات پر متفق ہیں کہ بچہ

اپنی مادری زبان اور ماحول میں بچپن سے سیکھی گئی زبان کے ذریعے بہترین طریقے سے تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔ حکومت نے اپنے حصہ کا کچھ کام کیا اور باقی کے لیے حکومت پر عوام کی طرف سے دباؤ ضرور ڈالنا چاہیے۔ اُردو کے نفاذ میں انگلش میڈیم اسکولوں کے حضرات اور بیروکریٹ مزاحمت کریں گے۔ پاکستان میں بیرونی امداد حاصل کرکے جبراً انگریزی کو رائج کرنے والے حکمران بھی عدالت اعظمیٰ کے فیصلے کو ٹال مٹول کرتے ہوئے نفاذ میں مداخلت کریں گے۔ اس تناظر میں عوام کو اپنے حصے کا کام جو تھوڑی سے مشقت سے کر سکتے ہیں کرنا چاہیے۔ مثلاً اُردو کے نفاذ کے جو اُن کے ذمہ کام بنتے ہیں وہ اُس پر عمل کرنا شروع کر دیں اور اپنے اپنے حلقوں میں اِسے مہم کے طور پر جاری کریں۔ عوام آپس میں مل کر تنظیمیں بنالیں کیونکہ اشتراک عمل سے کام آسان ہو جاتا ہے۔ دستخط انسان کی پہچان ہوتے ہیں ہمیں اپنے دستخط اُردو میں کرنے چاہییں۔ اپنی پہچان کے لیے بنائے جانے والے کارڈ (ورٹینگ کارڈ) اُردو میں بنوائے جائیں۔ چیک اُردو میں لکھنے چاہیں۔ ایک عدالتی فیصلہ کے مطابق بنک ایسے چیک قبول کرنے کے پابند ہیں۔ دعوت نامے اور شادی کارڈ بھی اُردو میں چھپانے چاہییں۔ موبائل فون سے ایس ایم ایس (پیغام) اُردو میں ہی کرنے چاہییں۔ ہمیں اپنے کاروباری اداروں میں دفتری امور اُردو میں نمٹانے چاہییں۔ ہمیں اپنے دکانوں اور دفاتر کے سائن بورٹ اُردو میں لکھوانے چاہییں۔ ہمیں دن میں عام گفتگو کے دوران عدالت اعظمیٰ کے اُردو کے نفاذ کے

فیصلے کو دوستوں میں موضوع بنانا چاہیے تاکہ ہر عام و خاص اُردو کے نفاذ کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو جائے۔ پاکستان میں اُردو کے نفاذ کے لیے قائم اداروں اور عوام کے نمائندوں کو سیاسی جماعتوں کے سربراہوں، ممبران قومی و صوبائی اسمبلی اور سینیٹ کے ممبران سے ملاقاتیں کرنی چاہییں تاکہ حکومت پر بھی دباؤ بڑھتا رہے اور ملک میں اُردو ہی رائج ہو کیونکہ کہ اُردو ہماری قومی زبان ہے۔

بیانیہ اور تبصرے

آج کل پاکستان میں کچھ سیاسی لیڈروں کے بیانیوں پر پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر خوب تبصرے ہو رہے ہے۔ افغانستان جو اپنی آزادی کے لیے امریکا سے لڑ رہا ہے اور جو چالیس سال سے جنگ کی حالت میں ہے اُس کے متعلق طرح طرح کی نا مناسب باتیں ہو رہی ہیں۔ بھارت نواز قوم پرست سرخ پوش کسی نئے ایجنڈے کے تحت اپنے پُرانے بیانیہ افغان جہاد کو فساد سے جوڑ رہے ہیں۔ اس پر بات کرنے سے پہلے ایک تاریخی بات جو کہ سرخ پوشوں کے مربی بھارت کے گاندھی نے تحریک پاکستان کے دوران کسی موقعہ پر کہی تھی کہ ''مجھے پاکستان کے بننے پر اتنی فکر نہیں جتنی اس بات کی فکر ہے کہ جب پاکستان بن جائے گا اور افغانستان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے سمندر سے جا ملے گا مجھے اس کی فکر ہے'' اسی سوچ کے تحت بھارت نے افغانستان کو اپنا بنانے کے لیے اپنے آلہ کار سرحدی گاندھی غفار خان کو خوب استعمال کیا تھا۔ جس نے اپنے پرانے خاندانی بغض کی وجہ سے پاکستان میں دفن ہونا بھی پسند نہیں کیا تھا اور جلال آباد افغانستان میں دفن ہے۔ پاکستان بنتے وقت صوبہ سرحد میں اس کے بھائی کی حکومت تھی۔ صوبہ سرحد کے اندر متحدہ ہندوستان کے نظریہ کے تحت غفار خان نے بھارت کے ساتھ رہنے کی تحریک چلائی تھی۔ متحدہ ہندوستان کی اس سوچ کو قائد اعظمؒ نے اپنے بیانیہ ''پاکستان کا مطلب کیا

لا الہ الا اللہ ''کے تحت صوبہ سرحد کے اندر ریفرنڈم کے ذریعے شکست سے دو چار کیا تھا۔ مولانا مودودیؒ نے بھی متحدہ قومیت کے نظریے کہ'' قومیں اوطان یعنی وطن سے بنتیں ہیں'' کو قوم رسول عاشمیؐ کے نظریے کے تحت لکھی گئی تحریروں سے رد کیا تھا یہ تحریریں آج بھی کتابی شکل میں موجود ہیں۔ بقول شاعر اسلام علامہ اقبالؒ

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر۔
خاص ہے ترکیب میں ہے قوم رسولؐ عاشمی۔

صوبہ سرحد میں یفرنڈم میں عبرت ناک شکست کے بعد اور قیام پاکستان سے لے کر آج تک بھارت نواز سرخ پوشوں نے ہار نہیں مانی اور مختلف طریقوں سے پاکستان کے مقصد وجود کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جیسے اپنی پچھلے دورِ حکومت میں امریکا سے ڈالر لے کر افغانستان میں مداخلت اور امریکا کی حمایت کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں۔اور اب بھی جہاد افغان کو فساد سے تعبیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔جب افغانستان پر روس کے حملے کے بعد بھارت نواز اور سرخ پوشوں کی مرضی کی حکومت قائم ہوئی تھی تو سرحد کے سرخ پوش سو سو گاڑیوں کے جلوس لے کر افغانستان جایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم پاکستان میں سرخ ٹینکوں پر بیٹھ کر آئیں گے۔روس کے سرخ ٹینکوں پر بیٹھ کر کیا آتے کہ ایک خبر کے مطابق ان کے اُس وقت کے سکریٹری جنرل گدھے پر سوار ہو کر چھپ کر افغانستان سے

پاکستان آئے تھے پاکستان دشمنی کے باوجود پاکستان نے اُنہیں پناہ دی۔ غفار خان بھی اپنی زندگی میں ہمیشہ بھارت یاترہ کرتے رہے ہیں وہاں سے روپوں کی تھلیاں بھر بھر کر لاتے رہے ہیں۔ یہ ساری داستان حال ہی میں سامنے آنے والی کتاب ''فریب ناتمام'' جو کہ ایک سرخ پوش جمعہ خان صوفی نے لکھی ہے میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جب روس نے افغانستان پر قبضہ کیا تو افغانستان کے لوگ پاکستان کی حکومت سے مدد لینے کے لیے آئے تھے۔ تو ذولفقار علی بھٹو نے اس مسئلے کی باریکی کو محسوس کرتے ہوئے افغانوں کو درے سے اسلحہ فراہم کرنے کا بندوبست بھی کیا تھا۔ پھر ڈکٹیٹر جنرل ضیاء کی حکومت نے باقاعدگی سے افغانوں کی ہر طرح سے مدد کی۔ ان کو ٹریننگ دی گئی اور روس سے افغانستان کو آزاد کرانے کے لیے ہماری فوج نے بھرپور کردار ادا کیا اور افغانستان سے روسی فوجیں نکل گئیں۔ روس ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا۔ مشرقی یورپ روس کی گرفت سے آزاد ہوا۔ دیوار برلن گرا دی گئی۔ چھ اسلامی ریاستیں قازقستان، کرغیزستان، اُزبکستان، ترکمانستان، آزربائیجان، اور تاجکستان کی شکل میں آزاد ہوئیں۔ اس طرح ہماری فوج نے روس سے بدلہ لے لیا جو اُس نے بھارت کے ساتھ مل کر ہمارے ملک کو توڑا تھا۔ اس تناظر میں یہ جہاد پاکستان کو بچانے کے لیے ضروری تھا اور عین جہاد تھا فساد نہیں تھا۔ مگر کیا کیا جائے کہ ہمارے ملک کے مذہب بیزار، سیکولر، روشن خیال، سرخ پوش اور تاریخ سے نابلد کچھ لوگوں کا کہ انہیں یہ سب کچھ نظر نہیں آتا اور خود ساختہ بیانیہ

تیار اور پیش کر کے پاکستانی عوام کو گمراہ کرنے کی بے سود کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ کاش مسلمان ہونے کے ناتے ان لوگوں کو دکھیا افغانوں، جن کو پہلے روس نے تباہ برباد کیا اب امریکا نے ان کا تورابورا بنا دیا ہے لاکھوں شہید ہوگئے لاکھوں اپاہج بنا دیے گئے لاکھوں مہاجروں کی شکل میں دربدر ہوگئے، کی ہمدردی کے بجائے ان کے دکھوں میں اضافے کا موجب بن رہے ہیں۔ سب دنیا جانتی ہے کہ روس نے وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں پر ایک تسلسل سے قبضہ کرانا شروع کیا تھا اور باآخر وہ دریائے آموتک پہنچ گیا تھا وہ گرم پانیوں تک رسائی چاہتا تھا۔ اب بیچ میں صرف افغانستان اور پاکستان رہ گیا تھا جس کے لیے اس نے افغانستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اگر پاکستان، روس کو افغانیوں کے ساتھ مل کر نہ روکتا تو روس خیر پختونخواہ کے سرخوں کے پروگرام کے مطابق پاکستان پر قبضہ کر کے اپنا مقصد حاصل کر لیتا۔ مگر بھٹو اور ڈکٹیٹر ضیاء دونوں یہ بات سمجھ گئے تھے۔ اس لئے دونوں کی حکومتوں نے افغان جہاد کی بھرپور مدد کی اور پاکستان کو بچایا۔ ایک تو تاریخ سے بے خبر نئے نئے لانچر پرسن ہیں جن کے لیے دعا ہی کی جا سکتی ہے کیونکہ وہ بے خبری میں ایسی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن مذہب بیزار، سیکولر، روشن خیال، صوبہ پختونخواہ کے بھارتی مفادات کے نگران جو پہلے روس کے مددگار تھے اب امریکا سے ڈالر لے کر اس کے مفادات کے حامی بن گئے ہیں اور امریکی فنڈڈ نجی ٹی کے مالکان اور ان پر شوز میں پاکستان دشمن غفار خان کے بے بنیاد بیانیہ کہ افغان جہاد فساد ہے کو اسلامی جمہوریہ

پاکستان کے عوام میں پھیلا کر پاکستان دشمنی اور اس کے آئینی اسلامی تشخص کو تبدیل کرنے والے لبنکر پرسن نے یہ بے بنیاد کی مہم چلا رکھی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ حکومت نے ضیاء دور سے مولانا مودودیؒ کا پر تشدد بیانیہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اپنی مرضی کی سوچ کو بڑھانے کے لیے بیچ میں سے بھٹو، ڈکٹیٹر مشرف اور زرداری روشن خیالوں کی حکومتوں کو غائب کر دیا۔ اگر مولانا مودودیؒ کا بیانیہ اور ملکِ پاکستان کا بیانیہ ایک جیسا تھا جس نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو بچایا تو یہ بل لکل صحیح اور حالات کے تناظر میں وقت کی ضرورت تھی اور پاکستان کو بچانے کی لیے آئندہ بھی ضروری ہے اور ضرورت رہے گا۔ ویسے بھی جماعت اسلامی پاکستان میں پرامن جمہوری جد وجہد کے ذریعے تبدیلی پر یقین رکھتے ہوئے ایک عرصے سے ملکی انتخابات میں حصہ لے رہی ہے۔ اس نے خیبر پختونخواہ میں ایم ایم اے کی مخلوط حکومت پانچ سال کی جس کی بیرونی دنیا نے تعریف بھی کی تھی۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ جماعت اسلامی پرامن، جمہوری اور آئین کے تحت سیاست کرنے والی جمہوری پارٹی ہے ویسے بھی کسی پر تشدد پارٹی کی حکومت کی بین الاقوامی جمہوری برادری تعریف نہیں کرتی۔ کراچی میں اس کے نمائندے تین دفعہ لوکل گورنمنٹ کے سربراہ کے طور پر کامیابی سے چلا چکے ہیں ان کی لوکل حکومتوں کی بھی بین الاقوامی برادری نے تعریف کی تھی۔ جماعت اسلامی ہوا میں کام نہیں کر رہی۔ اس کا تحریری دستور ہے جس میں انڈر گراؤنڈ کام کرنے کی نفی کی گئی ہے۔ جو لوگ جن

میں خیبر پختونخواہ کے سابقہ روسی مددگار اور موجودہ امریکی مفادات کے مقامی کارندے شامل ہیں جو جماعت اسلامی کے خلاف اس مہم میں شامل ہیں۔ ان کے لیے ان کے بھارتی مربیوں کی یہ بات صحیح بیٹھتی ہے کہ منہ میں رام رام اور بغل میں چھری والی کہاوت ہے۔کیا نجیب دور میں سو سو گاڑیوں کے قافلے افغانستان میں لے جانے والوں صوبہ سرحد کے بھارتی ،روسی ہمدرد اور موجودہ امریکی کے مقامی کارندوں نے افغانیوں کو بے دردی سے ختم کرنے کی حمایت نہیں کی تھی؟ یقیناً کی تھی اس طرح وہ تشدد میں خود شامل تھے۔ کراچی میں سپریم کورٹ نے ان کے عسکری ونگ کا بھی کہا تھا جو قتل غارت کرتے رہے ہیں۔ دراصل یہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے بیانیہ یعنی پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے خلاف ہیں۔ جس بیانیہ کی پشتبان پاکستان میں مولانا مودودیؒ کی قائم کردہ جماعت اسلامی ہے۔ کیونکہ جماعت اسلامی کا بھی یہی بیانیہ ہے۔ جس پر تشدد بیانیہ کا الزام وہ مولانا مودودیؒ پر لگاتے ہیں یہ وہی بات ہے کہ منہ میں پر رام رام ااور بغل میں چھری۔

غزہ مہذب دنیا کی سب سے بڑی جیل

جہاں یہودیوں کے مظالم کے واقعات تاریخ عالم میں مشہور ہیں وہاں یہودی اسرائیلی ناجائز حکومت نے اس دور میں بھی ایک اور ظلم کی داستان رقم کی ہے۔ فلسطین میں غزہ کی پٹی کو دس سال سے زمینی، ہوائی او بحری ناکہ بندی کرکے فلسطینیوں کی کثیر تعداد کو جیل میں بند کیا ہوا ہے۔ اسی پر برطانیہ کے وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے غزہ کو دنیا کی سب سے بڑی جیل قرار دیا تھا۔ پورے فلسطین کی طرح غزہ کی پٹی کے اندر بھی اسرائیلی فوج تعینات تھی۔ دس سال پہلے اسرائیل نے ایک حکمت عملی اور اوسلو معاہدے، جس کے تحت فلسطین میں دو حکومتی نظام قائم کرنا طے ہوا تھا، کے تحت غزہ سے فوج نکال لی تھی۔ اس معاہدے کے تحت مصر نے اسرائیل کی ناجائز حکومت کو تسلیم کیا تھا۔ اس کے معاہدے کے تحت یاسر عرفات نے بھی بندوق کاندھے سے اُتار دی تھی۔ اب ثابت ہو رہا ہے کہ یہ امریکا اسرائیل کی سیاسی چال تھی۔ امریکا کے وزیر خارجہ اب فرما رہے ہیں کہ فلسطین میں دو حکومتی نظام قابل عمل ہیں۔ غزہ سے انخلا کے بعد فلسطینیوں نے اسرائیل مظالم کے خلاف مزاحمت شروع کی اور اسرائیل پر دیسی ساختہ راکٹ فائر کئے جس سے کچھ اسرائیلی ہلاک و زخمی ہوئے۔ اس کا بدلہ لینے کے لیے اسرائیل نے غزہ پر بمباری کی جس سے پچاس سے زیادہ فلسطینی شہید اور تین کے لگ بھگ زخمی ہوئے۔ فلسطینیوں نے سال ۲۰۰۶ء

میں الیکشن میں حصہ لیا جس میں ڈالے گئے ووٹوں کا ۴۲؍ فی صد حصہ حماس نے حاصل کیا۔ فتح صرف صدارت بچانے میں کامیاب رہی۔ جب اسرائیل کے مخالف حماس نے الیکشن میں کامیابی حاصل کی تو اسرائیل کو یہ کامیابی ہضم نہیں ہوئی اور اُس نے غزہ کی ایک چھوٹی سی فلسطینی جمہوری حکومت پر تجارتی پابندی لگا دی۔ موصولات تک حماس کی حکومت کو دینے سے انکار کر دیا۔ اسرائیل نے اپنی فوجی جیلاد شالت کے اغوا کا الزام حماس پر لگا کر غزہ پر دوبارہ حملہ کیا۔ جب سے حماس نے غزہ کا الیکشن جیتا تھا اسرائیل نے اس کی ناکہ بندی شروع کی ہوئی ہے۔ اسرائیل نے غزہ پر پہلے حماس کے ۶؍ فوجیوں کو شہید کیا تھا۔ جوابی کاروائی میں حماس نے راکٹ فائر کیے۔ اس پر اسرائیل نے غزہ پر تیسری بار مکمل حملہ کر دیا جس سے حماس کے چودہ سو سے زائد فوجی اور شہری شہید ہوئے۔ چار ہزار مکانات جن میں اسکول اور ہسپتال شامل ہیں تباہ کر دیے گئے۔ بجلی پانی کی سہولیات بھی تباہ کر دی گئیں۔ اسرائیل کے صرف تیرہ فوجی مارے گئے۔ غزہ کی اتنی سخت ناکہ بندی کی گئی کہ غزہ میں کچھ بھی داخل نہ ہونے دیا گیا جس میں تباہ شدہ مکانات کے لیے عمارت سامان بھی شامل ہے۔ فاضل پرزے تک نہ داخل ہونے دیے۔ سخت احتجاج کے باجود ہر قسم کی چیزوں کو روک دیا گیا۔ جب اتنی سخت حالت ہو گئی تو مسلمان ملک ترکی نے ریلیف کے لیے ایک بحری ’’ فریڈم فلوٹیلا‘‘ غزہ لے جانے کا اعلان کیا تھا۔ اس فریڈم فلوٹیلا میں مختلف ملکوں کے سماجی کارکن شامل تھے جس میں پاکستان کے مشہور صحافی اور ٹی وی اینکر بھی شامل تھے۔

فریڈم فلوٹیلا کے جہازوں نے ترکی و یونان کی بندرگاہوں سے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔ ریلیف کے سامان سے لدے ہوئے بحری جہاز اسرائیلی سمندری حدود سے دور ابھی بین الاقوامی سمندری حدود میں ہی تھے کہ اسرائیل کے فوجی حملہ آوروں نے اس پر حملہ کر دیا اور ترکی کے جہاز ماوی مرمر پر حملے میں سات سماجی کارکن بے دردی سے شہید کر دیے گئے۔ بعد میں ترکی نے اسرائیل سے سفارتی تعلوقات ختم کر دیے تھے۔ دنیا بھر میں اس بہمانہ حملے کی شدید مذمت کی گئی اور اس طرح غزہ کی دنیا کی سب سے بڑی جیل میں اسرائیل کے مظالم کا دنیا میں بھرپور چرچا ہوا۔ پھر غزہ کے محصورین پر مصر کو کچھ رحم آیا اور اُس نے رفح کراسنگ کھول دی گئی۔ عام ٹریفک پر دستور پابندی تھی۔ ظلم کی انتہا دیکھیں کہ ۱۸ء سے ۴۸ء سال کی عمر کے اشخاص کی رفح کراس کرنے پر پابندی برقرار رہی۔ اسرائیل کی طرف سے صرف عمارتی سامان اور صنعتی خام مال آنے کی اجازت دی گئی جو کہ گنی چنی تعداد میں تھی۔ ایک بار پھر دنیا کے بیس ممالک کے لوگوں کی انسانیت جاگ اُٹھی اور ان بیس تنظیموں نے انسانی ہمدردی کے تحت غزہ کے جیل خانے کو کچھ ضروریات زندگی دینے کے لیے بیس جہاز یونانی بندرگاہ پر جمع ہوئے انہوں نے ایک دوسرا فریڈم فرٹیلا غزہ لے جانے کا اہتمام کیا تھا جن میں یونان کی بندرگاہ نے ان میں سے انیس جہازوں کو جانے کی اجازت نہیں دی، صرف ایک فرانس کی کشتی وہ بھی اسرائیلی بحریہ کی نگرانی میں غزہ جا سکی۔ انسانی ہمدردی کے تحت غزہ کی امداد لے جانے والے کسی جہاز کو بھی

غزہ کے ساحلوں کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیا۔ اس کے بعد پھر ایک کشتی ایسٹیلا سے چلی کہ غزہ کی جیل کی صورت حال کو مہذب دنیا کے سامنے پیش کی جا سکے۔ اس کشتی پر کینیڈا، فن لینڈ، یونان، اسرائیل، ناروے سپین اور سویڈن کے شہری سوار تھے جن میں چار یورپی یونین کی پارلیمنٹوں کی بھی نمائندگی بھی شامل تھی۔ جب یہ کشتی بین الاقوامی سمند میں تھی کہ اسرائیل فوج نے قبضہ کر لیا اور غزہ کی جیل تک نہ پہنچنے دیا۔ اس کے بعد اسرائیل نے پھر غزہ کی جیل پر ظالمانہ حملہ کر دیا اور ایک سو پچاس فلسطینیوں کو شہید کر دیا جس میں ایک سو دو شہری تھے۔ اس حملے میں غزہ کی جیل کے مظلوم قیدیوں کا ایک ارب بیس کروڑ ڈالر مالیت کا نقصان ہوا تھا جس میں املاک اور تنصیبات شامل ہیں۔ دوسری بار پھر اسرائیل کی خاصب فوجیوں نے غزہ کی جیل کے مظلوم قیدیوں پر شدید ترین حملہ کیا جس میں مکمل تباہی مقصود تھی ان حملے میں دو ہزار سے زیادہ فلسطینی جس میں مرد، عورتین، بچے، اور بوڑھے شامل ہیں شہید ہوئے۔ بچوں کی تعداد پانچ سو پچاس بتائی جاتی ہے۔ اس جارحیت میں حاملہ خواتین بھی شامل تھی۔ اقوام متحدہ کے پناہ گزین کیمپ جو سکولوں میں قائم کیے گئے تھے انہیں بھی بمباری سے اُڑا دیا گیا تھا۔ یہ سارے مظالم صرف اس وجہ سے روا رکھے گئے ہیں کہ فلسطینی پریشان ہو کر اپنا آبائی وطن فلسطین چھوڑ جائیں اور یہودی وہاں اپنی ناجائز بستیاں قائم کریں جو ان کا پُرانہ مقصد ہے۔ یہ غزہ کی جیل کے مظلوم فلسطینیوں کی داستان ہے جس پر کچھ انفرادی اشخاص کے

علاوہ کسی مہذب حکومت نے کچھ احتجاج نہیں کیا۔ صرف ترکی کی حکومت کو چھوڑ کر، نہ ہی امت مسلمہ کے پٹھو حکمرانوں نے غزہ جیل کے قیدیوں کے لیے آواز بلند کی۔ مسلم دنیا کے حکمران اپنے قبلہ اول کو فراموش کرتے جا رہے ہیں۔ اس کثیر تعداد فلسطینی قیدی جن کو اسرائیل نے غزہ میں قید کیا ہوا ہے کو دس سال سے پورے ہو گئے ہیں اسرائیل کے قائم کردہ اس مظلوم قید خانے کو ختم کروانے کے لیے اس دور کی نام نہاد مذہب انسانیت کو کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے ورنہ مکافات عمل کے تحت اللہ کے قہر کے لیے تیار رہنا چاہیے جس سے پھر کوئی ظالم نہ بچ سکے گا۔

۵ فروری ۲۰۱۶ء یوم یکجہتی کشمیر پھر آیا

۵ فروری ہر سال آتا ہے۔اس سال بھی آئیگا بھلے جو بھی ہو بھلے ۵ سنگ کئی نئی ظلم کی داستانیں لایا ہے۔ کشمیر میں انسانوں کو سفاکیت کے ساتھ ظلم کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ آئے دن اگر وادی کا الزام لگا کر نوجوانوں کو شہید کیا جارہا ہے۔ خواتین کی آبروریزی کی جارہی ہے۔ بھارت کی آٹھ لاکھ فوج نے کشمیر کا محاصر کیا ہوا ہے۔ کسی کشمیری نے پاکستانی کھلاڑیوں کی تعریف کی تو اس کا بدلہ لینے کے لیے بھارت کی یونیورسٹیوں سے کشمیری طلبہ کو خارج کر دیا جاتا ہے۔ گائے ذبح کرنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ روز روز نماز جمعہ پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ اب تک ایک لاکھ سے زائد کشمیریوں کو آزادی مانگنے کے جرم میں شہید کیا جا چکا ہے۔ بھارت کی جیلوں میں ہزاروں کشمیری اذیت کی قید کاٹ رہے ہیں۔ کشمیریوں کی اجتماعی قبریں دریافت ہوچکیں ہیں۔ نوجوانوں کو قید میں اذیتیں دے دے کر آپاہج بنا دیا گیا ہے۔ گم شدہ افراد کو مائیں تلاش کر کر کے تھک گئیں ہیں نہ ان کی لاش دی جارہی ہے نہ ان کا کچھ اتہ پتہ معلوم ہو سکتا ہے۔ گن پاؤڈر چھڑک کر کشمیریوں کی پراپرٹیز کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا جاتا ہے۔ کشمیری ان مظالم کے بدلے بھارت کے یوم آزادی کے موقعہ پر یوم سیاہ مناتے ہیں۔جب کہ پاکستان کے یوم آزادی کے موقعہ پر کشمیر میں پاکستان کے جھنڈے لہراتے ہیں جلوس نکالتے

ہیں۔ نعرے لگاتے ہیں ''ہم پاکستان کے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں'' یہ سب کچھ کشمیری اس لیے کر رہے ہیں کہ وہ پاکستانی ہیں۔ بھارتی فوج اس کے بدلے میں کشمیریوں کو مذید سفاکیت کا نشانہ بناتی ہے۔ یہ سلسلہ ۱۹۴۷ء سے جاری ہے جو ختم ہونے کا نام تک نہیں لیتا۔ اصل میں کشمیریوں کی تحریک تکمیل پاکستان کی تحریک ہے جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔ بھارت تکمیل پاکستان کی تحریک کو مستقل نشانہ بنا رہا ہے بلکہ ایٹمی پاکستان کو توڑنے کی سازش میں تقسیم کے وقت سے لگا ہوا ہے۔ بھارت نے پہلے مشرقی پاکستان کو توڑا۔ اس کا برملہ اعلان بھارت کے دہشت گرد وزیر اعظم نریندر مودی نے بنگلہ دیش میں اس کام کا ایوراڈ وصول کرنے کی تقریب میں ساری دنیا کے سامنے کیا۔ اس کے ساتھ بلوچستان اور کراچی میں پاکستان کے خلاف لوگوں کی مالی اور اسلحہ سے مدد کر رہا ہے۔ اپنے ایجنٹوں کو فوجی ترینگ بھی دے رہا ہے۔ اس کے ثبوت پاکستان نے بھارت، اقوام متحدہ اور دنیا کے آزاد ملکوں کے سامنے پیش بھی کر دیے ہیں۔ صاحبو! مسئلہ کشمیر پاکستان کے لیے زندگی موت کا مسئلہ ہے اسی لیے قائد اعظم محمد علی جناح بانی پاکستان نے اس کی اہمیت پاکستانی قوم پر اُجاگر کرنے کے لیے شروع ہی میں فرما دیا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اس بات کا ادراک ہر ذی شعور انسان خوب جانتا ہے کہ انسان اپنی شہ رگ کی مکمل صحت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اس لیے پاکستانیوں کو معلوم ہے کہ کشمیر ان کے لیے کتنا اہم ہے۔ کشمیر کے سارے دریا ہمالیہ کی ڈلہان ہونے کی وجہ سے

پاکستان کی سمت بہتے ہیں۔اس سے پاکستان کے زندہ رہنے کے سامان ہیں ۔ اگر پانی نہ ہو تو انسانی زندگی پنپ نہیں سکتی۔ پاکستانی علاقے سے سارے زمینی راستے کشمیر کو جاتے ہیں بھارت سے کوئی بھی زمینی راستہ کشمیر کو نہیں جاتا۔ کشمیر کیونکہ پہاڑی علاقہ ہے اس لیے پاکستان کے دفعہ کے لیے بھی ضروری ہے۔ کشمیر سے آگے دنیا کا سب سے اونچا پہاڑ ہمالیہ ہے جس طرف سے کسی بڑی پیدل فوج کا آنا بھی ناممکن ہے۔ لہٰذا پاکستان کے دفاع کے لیے بھی کشمیر کا پاکستان کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ ویسے بھی بین الاقوامی قانون اور اقلاقیات جو تین قوموں، انگریزوں، ہندووں او مسلمانوں کے درمیان طے ہوئیں تھیں ان کے تحت بھی کشمیر پاکستان کا لازمی حصہ ہے۔ برٹش ہندوستان کی تقسیم بھی اس ہی فارمولہ کے تحت ہوئی تھی کہ جس علاقوں میں ہندو زیادہ ہیں وہ علاقے بھارت میں شامل ہونگے اور جن علاقوں میں مسلمان زیادہ ہے وہ علاقے پاکستان میں شامل ہونگے۔ جو آزاد ریاستیں پاکستان اور بھارت دونوں کے قریب قریب ہیں اور جن میں ہندووں کی آبادی زیادہ ہے وہ بھارت کے ساتھ اور جن میں مسلم آبادی زیادہ ہے وہ پاکستان کے ساتھ شریک ہونگی۔ اس سلسلے میں ریاستوں کی رائے کو بھی مقدم رکھا جائے گا۔ اس فارمولے کے تحت اس وقت کے سرحد صوبے میں رفرینڈم ہوا تھا اور اس کی ساری آبادی نے پاکستان کے ساتھ شامل ہونے کی رائے دی تھی اس لیے سرحد پاکستان میں شامل ہوا تھا۔ کشمیر جو مسلم اکثریتی ریاست تھی اس کو بھی پاکستان میں شامل ہونا تھا اس میں انگریز اور ہندو کی سازش کے تحت

رفرینڈم نہ ہونے دیا گیا۔ لارڈ مائنٹ بیٹن سے نہرو کی ذاتی دوستی تھی اس لیے باؤنڈری کمیشن نے پاکستان دشمن قادیانیوں کے ساتھ مل کر مسلم اکثریتی ضلع گرداس پور کو بھارت میں شامل کروا دیا تھا یہ اس لیے کیا گیا کہ کشمیر میں جانے کے لیے واحد زمینی راستہ بھارت کو دے دیا جائے تاکہ وہ کشمیر پر قبضہ کرنے کے لیے اپنی زمینی فوجیں کشمیر میں داخل کر سکے اور کشمیر پر اپنا قبضہ برقرار بھی رکھ سکے۔ یہی ہوا بھارت نے سارے طے شدہ اصولوں کو ایک طرف رکھ کر اپنی زمینی فوجیں کشمیر میں داخل کر دیں اور مسلم اکثریتی ریاست پر کشمیر پر بزور قبضہ کر لیا۔ کشمیر کو بچانے کے لیے پاکستان کے اس وقت کے فوج کے انگریز کمانڈر ان چیف جنرل گریسی کو قائد اعظمؒ نے کشمیر میں فوج بھیجنے کے لیے کہا تھا۔ اس نے قائد اعظمؒ کا حکم نہیں مانا اور پاکستانی فوج کو کشمیر بچانے کا حکم نہیں دیا۔ کشمیریوں نے خود بھارت سے کشمیر کو آزاد کرنے کے لیے پونچھ کے علاقے سے مسلح جدو جہد شروع کی۔ پھر ان کی مدد کے لیے اس وقت کے صوبہ سرحد کے قبائل نے کشمیر کو آزاد کرانے کے لیے مسلح جد وجہد شروع کی اور کشمیر میں اکھنور تک کے علاقے کو فتح کر لیا پاکستان کے قبائلی سری نگر تک پہنچ گئے تھے کہ بھارت کا وزیر اعظم نہرو اقوام متحدہ میں چلا گیا اور درخواست دی کہ جنگ بند کر دی جائے ہم دنیا کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ کشمیریوں کو حق خود اداریت کا موقع فراہم کریں گے کہ وہ بھارت کے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں۔

تجزیہ کار کہتے ہیں کہ پاکستان کی طرف سے جنگ بندی کو ماننا تاریخی غلطی ہوئی تھی۔ اس کے بعد اقوام متحدہ بھی کئی دفعہ حق خودادایت کی قراردادیں پاس کر چکی ہے اور بھارتی حکمران بھی اپنا وعدہ دوھراتے رہے۔ مگر بھارت آہستہ آہستہ کشمیریوں اور اقوام متحدہ سے کیے گئے سے وعدوں سے پیچھے ہٹتا گیا اور کشمیریوں کو غلام بنائے رکھا۔ آج تک وہی پوزیشن ہے کشمیری غلام ہیں وہ ہر روز پاکستانی پرچم لہراتے رہتے ہیں اپنے جلسوں میں نعرے بلند کرتے رہتے ہیں ہم کیا چاہتے ؟آزدای۔ ہم پاکستان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اقوام متحدہ کی پاس شدہ قراردادوں کے مطابق حق خود اداریت کو استعمال کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ اس کے لیے آئے روز کشمیری اقوام متحدہ کے مبصرین کے سامنے اپنی یاداشتیں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اقوام متحدہ پانچ ویٹو والی اقوام کی لونڈی بنی ہوئی ہے۔ انڈنیشیا اور سوڈان میں عیسائیوں کو فوراً علیحدہ وطن دے دیا مگر کشمیری مسلمان آج ۷۰ سال ہونے کو ہیں آزادی مانگ رہے ہیں لیکن بدبخت اقوام متحدہ اپنی منظور شدہ قراردادوں پر عمل نہیں کروا رہی ہے۔ دنیا میں کوئی بھی مظلوم کشمیریوں کی آواز نہیں سنتا۔ پاکستان میں ان کی آواز بلند کرنے کے لیے ہر سال ۵ فروری کو یوم یکجہتی کشمیر منایا جاتا ہے پوری قوم اپنے قائد اعظمؒ کے فرمان کے مطابق کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے کو یاد کرتے ہیں۔ پاکستانی کشمیریوں کے ساتھ یوم یکجہتی اس لیے مناتے ہیں تاکہ بھارت کے مظالم سے دنیا کو آگاہ کیا جائے۔ پاکستانی حکومت ہر سال

۵ فروری کو یوم یکجہتی کشمیر منانے کے لیے چھٹی کرتی ہے تاکہ مسئلہ کشمیر حل ہونے تک آزاد دنیا اِس مسئلہ سے با خبر رہے۔ کسی بھی وقت دنیا کا انسانی ضمیر جاگ اُٹھے اس سالوں پرانے مسئلہ کو حل کرنے کی طرف راغب کرے آمین۔

تاریخ سے بے خبر ایک نجی ٹی وی کے اینکرز پرسن

جب سے ہمارے ملک میں نئے ٹی وی چینلز کھلنے شروع ہوئے ہیں ٹی وی اینکرز کی بھر مار ہو گئی ہے۔ اس میں کچھ پرنٹ میڈیا سے منسلک حضرات تھے جو ٹی وی اینکر بنے اور کئی نئے داخل ہونے والے حضرات ہیں۔ کچھ کے پاس پہلے سے عالمی حالات، ملکی معاملات اور تاریخ سے واقفیت اور تجربہ ہے اور کچھ اِدھر اُدھر سے کچھ نہ کچھ دھونڈ ڈھانڈ کے کام چلاتے رہتے ہیں۔ ہر ٹی وی چینل کی اپنی پالیسی ہوتی ہے وہ اینکرز سے اپنی پالیسی کے مطابق کام کرواتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے اپنے ایجنڈوں کو آگے بڑھانے کے لیے ترقی یافتہ ممالک دنیا کے میڈیا کے لیے فنڈ مختص کرتے ہیں۔ وہ اس فنڈ کو ترقی یافتہ ممالک خاص کر اسلامی ممالک کے میڈیا کو فنڈنگ کرتے رہتے ہیں۔ امریکہ نے ۹/۱۱ کے بعد اسلام کے خلاف صلیبی جنگ چھیڑتے ہوئے جارحانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اپنے اور اپنے زر خرید میڈیا کے زور پر پوری دنیا میں اسلام کو دہشت گرد قرار دے دیا گیا ہے۔ اسلامی ملکوں میں مذہب بیزار، روشن خیال اور لبرل صحافیوں کو آلہ کار بنایا جاتا ہے۔ اخباری خبروں کے مطابق اس پالیسی کے تحت امریکہ پاکستان کے نجی ٹی وی چینل قائم کرنے والے مالکان اور اور میڈیا میں کام کرنے والے، خصوصاً اینکر پرسن کو بھی فنڈنگ کی جاتی ہے تاکہ ان سے اپنے ایجنڈے کے مطابق کام لیا جاسکے۔ آج کل ایک نجی ٹی وی چینل

جو پہلے بھی ملک کی محب وطن مایا ناز خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی پر اپنے ایک لنکر پر قاتلانہ حملے کا الزام ثابت کرنے کے لیے آئی ایس آئی کے سربراہ کو آٹھ گھنٹے تک بغیر ثبوت کے قاتل ظاہر کرتی رہی۔ بھارت سے مل کر پاکستان کے خلاف امن کی آشا پروگرام نشر کرتی رہی۔ ایک کوئس پروگرام ''قرارداد پاکستان کے حوالے کیا پاکستان لبرل ہونا چاہیے یا اسلامی'' میں عوام کی رائے کو الٹا بتا کر خیانت کر چکی ہے۔ اپنے ہی کروائے گئے سروے کے نتائج کو غلط جھوٹی شرانگیز سرخی لگا کر پیش کرنا نہ تو صحافتی انصاف ہے بلکہ بہت ہی بڑا مغالطہ بھی ہے۔ حوالہ طارق جان کی لکھی ہوئی کتاب '' سیکولزم مباحثے مغالطے''۔ وہی نجی ٹی وی آج کل ایک پروگرام ''رپورٹ کارڈ'' کے نام سے شو کر رہا ہے۔ جس میں ٹی لنکرز کے سامنے پاکستان کا ایک مسئلہ رکھا جاتا ہے اور لنکرز سے اس مسئلہ پر رائے لیکر نمبرز کے ذریعے اس مسئلے پر کوئی نہ کوئی رائے ناظرین کے سامنے رکھی جاتی ہے۔ پچھلے پروگرام میں ایک مختلف رنگ بدلنے والے لنکر جو پہلے بھی شہید کون کے معاملے پر ایک بڑی دینی جماعت کے امیر کو بدنام کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ اس پروگرام میں دہشت گردی کے مسئلہ پر زور دیتے ہوئے کہا کہ افغانستان کے معاملے میں اگر پاکستان کی دینی جماعتیں خصوصاً، منصورا، مریدکے لوگ جہاد کے فلسفے کو عام نہ کرتے تو موجودہ مذہبی دہشت گردی نہ ہوتی۔ اس سوچ کو دوسرے لبرل، مذہب بیزار اور روشن خیال لنکر جس نے اسی نجی ٹی میں ایک فاحشہ عورت جو اپنے برہنہ جسم پر آئی ایس

آئی لکھوانے والی ہے کا انٹرویو کیا تھا، نے اس سوچ کی تائید کی۔ یہ دونوں لینکرز حضرات یا تو تاریخ سے نابلد ہیں یا پھر کسی خاص ایجنڈے پر کام کرتے ہیں۔ روس ایک بڑتی ہوئی قوت تھی جدید روس کے بانی پیٹر اعظم (ایڈورڈ) نے اپنی قوم کو وصیت کی تھی کہ جو قوم خلیج پر تسلط قائم کرلے گی وہ ہی دنیا کی سپر پاور ہو گی. حوالہ ''کتاب ترکستان میں مسلم مذاحمت'' زیر اہتمام انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد مصنف آباد شاہ اور'' ہفت روزہ زندگی'' لاہور 18تا22 جنوری 1980 مقالہ برگیڈیئر گلزار احمد 300 سال پرانا روسی منصوبہ ص 18 وصیت نمبر 9''۔ اس ڈاکٹرائن پر عمل کرتے ہوئے زار روس اور کیمونسٹ روس نے وسط ایشیا کی مسلمان ریاستیں ترکی سے چین تک تقریباً تین سو سال میں ترکوں سے لڑ کر حاصل کی تھی اور آگے بڑھتے ہوئے افغانستان کی سرحد کے قریب دریائے آموتک پہنچ گیا تھا۔ افغانستان میں اپنے پٹھو ظاہر شاہ، داؤد اور دوسرے حکمرانوں کے ذریعہ قبضے کی پلاننگ کے تحت ببرک کارمل کو روسی ٹینکوں پر بیٹھا کر روس میں داخل کر دیا۔ سرحدی گاندھی کے پیرو اور عوامی نیشنل پارٹی کے جنرل سیکرٹیری اجمل خٹک نے اسی ضم میں مبتلا ہو کر پاکستان کو دھمکی دی تھی کہ ہم روسی ٹینکوں پر چڑھ کر پاکستان میں داخل ہونگے۔ اسی دوران روس کی افغانستان میں مداخلت کی بُو سونگھ کر کچھ افغانی پاکستان کے حکمران بھٹو کے پاس آئے تھے اور سارا قصہ بیان کیا تھا۔ بھٹو ایک ذہین اور تاریخ سے واقف شخص تھا وہ روس کے عزائم سے بھی باخبر تھا۔ بھٹو نے افغانیوں

کی مدد پاکستانی اسلحے کے بجائے درے کا اسلحہ خرید کر کی تھی۔ افغانیوں نے روس کے خلاف اپنے ملک کو بچانے کے لیے مذاحمت شروع کی۔ اس دوران افغانستان کے حکمران داؤد نے بھی پاکستان کا دورا کیا تھا۔اس پر ناراض ہو کر روس نے اسے قتل کرادیا تھااور افغانستان میں اپنے فوجیں داخل کر دیں تھیں۔ سرحدی گاندھی کے سرخ پوش پیروں کاروں، کیمونسٹ، لبرل بھارت اور روس کے ایجنٹوں نے پاکستان کے لوگوں کو روس سے ڈرایا تھا کہ وہ وہ جہاں داخل ہوتا ہے وہاں سے واپس نہیں جاتا اور میں سرخ ٹینکوں پر بیٹھ پاکستان میں بھی داخل ہو نگا جبکہ ایک اخباری خبر کے مطابق وہ گدھے پر سوار اور چھپ کر افغانستان سے پاکستان آیا تھا۔ سیکرلر عناصر نے سرخ پوشوں کے ساتھ مل کر پاکستان کو روس کا غلام بنانے میں پوری کوشش کی تھی۔ بھٹو کے بعد پاکستان میں ڈکٹیٹر ضیاء پاکستان کے حکمران بن بیٹھے۔ ضیاء نے افغانستان کے متعلق بھٹو کی پالیسی پر ہی عمل کیااور افغانستان کی بھرپور مدد کی۔ علماء نے اسی اسلامی جہاد کہا۔ منصورہ اور مریدکے اور پاکستان تمام مسلمان اور مسلم دنیاکے عوام شریک ہوئے تھے۔ تین سال تک افغان مجاہد روس کی اسی درے کے اسلحے سے مزاحمت کرتے رہے۔ مسلمانوں نے اسلامی جہاد کے تحت افغانستان کے مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ مخالفت میں اسی نجی ٹی وی کے یہ لبنکرز اور ان کے ہم خیال، مذہب بیزار، لبرل، روشن خیال، روس نواز اور بھارت نواز سرخ پوش لوگ شامل تھے اور کہتے تھے یہ جہاد نہیں فساد ہے۔ یہ روس اور بھارت سے اس کام کے پیسے وصول کرتے تھے۔

گھر کے بیدی نیشنل عوامی پارٹی کے ایک منحرف کارکن کی کتاب ''فریب ناتمام'' جو کہ ایک سرخ پوش جمعہ خان صوفی نے لکھی ہے میں دیکھی جا سکتی ہے۔ پھر تین سال بعد امریکا اپنے مقاصد کے لیے افغان جہاد میں شریک ہو گیا۔ امریکا کے جدید اسلحہ خاص کر اسٹنگر میزائل نے کام کر دکھایا اور دنیا کی سب سے بڑی مشین روس کو افغانستان کے مجاہدین نے شکست سے دوچار کیا۔ اس سے روس کے گرم پانیوں براستہ پاکستان آنے کے خواب چکنا چور کیا اور پاکستان کو ممکنہ روسی غلامی سے بچا لیا گیا۔ روس کو واپس دریائے آموں تک دکھیل دیا گیا۔ وسط ایشیا کی ترک مسلمانوں سے چھینی گئیں چھ اسلامی ریاستیں قازقستان، کرغیزستان، اُزبکستان، ترکمانستان، آزربائیجان، اور تاجکستان کی شکل میں آزاد ہوئیں۔ مشرقی یورپ بھی روس کی گرفت سے آزاد ہوا۔ دیوار برلن گرا دی گئی۔ بھٹو کی ترتیب دی ہوئی پالیسی اور ڈکٹیٹر ضیاء اور ہماری فوج کے اسلام سے محبت رکھنے والے جرنیلوں اور آئی ایس آئی کی کامیاب پالیسی، منصورہ، مریدکے اور عام مسلمانوں کی مدد کی وجہ سے پاکستان بچ گیا۔ کیا ان لبرل لنکرز کے مطابق اس پالیسی پر پاکستانی قوم کو شرمندگی ہونی چاہیے یا ایک مسلمان کی سوچ کے مطابق فخر کرنا چاہیے؟ تھالی کے بیگن، لبرل، روشن خیال اور کیمونسٹ جو روس اور بھارت کی بولیاں بولتے تھے روس کے زوال کے بعد امریکا کی گود میں ڈالر کے لیے جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ اس کا ثبوت بیگم نسیم ولی خان نے اپنے پریس کانفرنسوں میں بیان کیا ہے۔ اب یہ نجی ٹی وی کے

اینکرز پرسن پھر سرخ پوشوں کی ہاں میں ہاں ملا کر پہلے جیسی ہی مایوسی پھیلا رہے ہیں۔ بھارت اور امریکا کی بولیاں بولنا شروع کر دی ہیں۔اب بھی فاقہ مست افغانوں نے امریکا کو شکست دے دی ہے جیسے روس کو دی تھی۔امریکا افغان جنگ کو پاکستان میں لے آیا ہے۔اب بھارت اور امریکا سرخپوشوں کے حامی طالبان کو پاکستان میں دہشت گردی کے لیے افغانستان کے سرحدی علاقوں سے استعمال کر رہا ہے۔ سیکولر عناصر اور نجی ٹی وی کے اینکرز اپنے تبصروں کے ذریعے سرحدی گاندھی کے ان سرخ پوشوں کی مدد کر رہے ہیں جو پاکستان کے خلاف پہلے کی طرح اب بھی سازشوں میں مصروف ہے۔ افغانستان کے طالبان اپنے ملک کو امریکا سے آزاد کرانے کے لیے جہاد کر رہے ہیں جو ان کا حق ہے۔ جیسے امریکا نے داعش کو بنایا ہے اسی طرح پاکستانی طالبان کو بھی امریکا نے بنایا تھا۔اس کا اعلان امریکا کے سابق وزیر دفاع اپنی سینیٹ کی تقریر کے دوران وضاحت کر چکے ہیں۔ پاکستان کے عوام ہر قسم کی دہشت گردی کے خلاف ہیں ضرب عضب کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ پاکستان کے عوام تاریخ سے نابلد نجی ٹی وی اینکر پرسن کی عوام کی سوچ کو بدلنے کی کوششوں کی مذمت کرتے ہیں۔

ویلنٹائن ڈے نہیں حیاء ڈے

غالب قوتوں کی بین القوامی شیطانی تہذب نے عورت کو برہنا کرکے اپنی جنسی جذبات کی تسکیم کا ذریعہ بنا دیا ہے جس سے ان کے معاشروں میں نکاح کا رواج کم سے کم ہوتا گیا اور بوائے فرینڈ کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اس سے مغرب کا خاندانی نظام تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ اب ان کے شیطانی معاشرے میں نوجوان بیٹی اپنے باپ سے کہتی ہے اوکے ڈیڈ میرا بوائے فرینڈ آ گیا ہے میں اُس کے ساتھ انجوائے کرنے جا رہی ہوں۔ بے حیائی کا کھلا ارتکاب کرتے ہوئے باپ، ماں، بیٹا، بیٹی سب ایک ہی پانی کے تالاب میں نیم عریاں لباس پہن کر نہاتے ہیں۔ کلبوں کے اندر ڈانس کے بعد روشنیاں بند کر دی جاتی ہیں اور پھر جس کی بیوی اندھیرے میں جس کے ہاتھ لگی وہ اُس کی ہو گئی۔ فعل قوم لوطؑ کو عام کیا گیا ہے بلکہ بعض ملکوں میں اِسے آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ اس کے تحت مرد مرد کے ساتھ شادی رچاتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل پاکستان میں امریکی سفارت خانے جو مغربی تہذیب کا سرخیل ہے میں پاکستان کے ہم جنس جمع ہوئے اور اس قبیح فعل کو عام کرنے کی کوشش کی تھی جس کو پاکستانی معاشرے نے قبول نہیں کیا اور اس پر ہر طبقے نے شدید تنقید کی تھی۔ مغربی معاشرے میں ان کے ہی سروے کے مطابق چالیس فی صد حرامی بچے پیدا ہوتے

ہیں۔ بوائے فرینڈ کے ساتھ ساتھ ایک مذید بُری رسم بچیوں اور بچوں کو ایک ایسے شیطانی چکر میں پھنسانے کے لیے اور بے حیائی کی ابتدا کے طور پر مغرب میں ویلنٹائن ڈے کی شکل میں ہر سال میں ۱۴ فروری کو ویلنٹائن ڈے کے نام سے ایک دن منانے کے رواج عام کر دیا گیا ہے۔ اس کا اثر ہمارے مغرب زدہ نقال لوگوں پر بھی ہوا ہے اور وہ بھی اس بُری رسم کو اب عام مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں میں پھیلانے کی کوششوں میں لگ گئے ہیں۔ ہمارے خود غرض کاروباری لوگ بھی اپنی دکانوں پر ویلنٹائن ڈے کی نسبت سے اپنی دکانوں پر ویلنٹائن ڈے کے تحائف رکھنے شروع کر دیے ہیں۔ ہوٹلوں اور کلبوں میں بھی ویلنٹائن ڈے کے پروگرام ترتیب دیے جاتے ہیں۔اس کی ابتدا کچھ اس طرح سے ہوتی ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کو پھولوں کے تحفے دے کر محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کا رواج پاکستان کے مغرب زدہ نکال لوگوں نے یہاں بھی کوششیں شروع کر دیں ہیں۔ پہلے ہی مغرب کی نکالی میں پاکستان میں بھی کچھ حلقے عورت کو کاروباری دنیا میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ مغرب کا کوئی مال (پروڈکٹ) فروخت نہیں ہو سکتا جب تک اس مال کو مقبول بنانے کے لیے ایک نیم عریاں عورت کو نہ پیش کیا جائے۔ ویلنٹائن ڈے کی کہانی بھی مغرب نے اپنی آبائی رسم کے مطابق مذہب کے لبادے میں لپیٹ کر عوام کے سامنے پیش کی گئی ہے تاکہ اس کو کوئی اختیار کرنے میں مذہب کی سند مل جائے۔ صاحبو! مغربی تہذیب والوں کے جد امجد، بنی اسرائیل نے اپنے ذاتی اور ناجائز خواہشات کو اپنی عوام میں سند کے طور پر

پیش کرنے کے لیے، اللہ کے برگزیدہ بندوں پیغمبروںؑ پر زنا کی تہمت لگائی تھی اور پھر اس کو ڈھال بنا کر معاشرے میں زنا کو عام کیا تھا۔ ان کی مقدس کتاب میں درج ہے کہ فلاں پیغمبرؑ نے (نعوذ باللہ) فلاں کے ساتھ زنا کیا اور فلاں پیدا ہوا۔ اس غلط مفروضے کو عوام میں پھیلا کر شیطان کے چیلوں نے شیطان کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بے حیائی کو اپنے معاشرے میں عام کیا۔ ویلنٹائن ڈے منانے کے بہانے کے لیے ایک قصہ مشہور کیا گیا کہ ویلنٹائن ایک پادری تھا۔ اس کو ایک رہبہ سے محبت ہو گئی تھی۔ پھر اس سے آگے دیو مالائی بے حیائی کی کہانیاں کی لمبی داستان ہے۔ ہمارے معاشرے میں اس بُری رسم کی کوئی بھی جگہ نہیں بلکہ اس سے نفرت کرنا مسلمان معاشرے کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مقدس قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ’’ بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیل جائے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں درد ناک عذاب ہے (النور ۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ فحاشی اور عریانی اور بے حیائی کی اشاعت و تبلیغ منع ہے اس سے جنسی بے راہ روی اور اخلاق باختگی کے دروازے کھلتے ہیں۔ مغرب مکمل شیطان کے نرغے میں ہے۔ ان کے معاشروں میں آزادی کے نام پر اصلاح کی کوششوں کے بجائے بے راہ روی کرنے والوں کی حوصلہ افضائی کی جاتی ہے جس سے اخلاقی بُرائیاں عام ہو گئیں ہیں۔ لہٰذا ہمیں ویلنٹائن ڈے منانے کے بجائے حیاء ڈے منانا چاہیے ۔ اس سے اسلامی تعلیمات عام ہو نگی۔ حکومت نے ویلنٹائن ڈے منانے پر پابندی لگا کر ایک اچھا کام کیا ہے۔ جیسے پہلے بھی جماعت اسلامی نے

تعلیمی اداروں کے نوجوانوں میں اسلام کی روح پھیلانے کا کام کیا تھا۔ بے حیائی کے سامنے پل باندھا تھا۔ پاکستان میں سرخ سویرے کو قدم جمانے نہیں دیے تھے۔ایشیاء سرخ ہے کے نعرے کے مقابل ایشیا سبز کا نعرہ دیا تھا۔اب بھی اللہ بھلا کرے جماعت اسلامی کا کہ اس نے ویلنٹائن ڈے کے مقابل حیاء ڈے منانے کا اعلان کیا ہے پورے پاکستان میں احیاء ڈے منانے کے پروگرام ہو رہے ہیں۔ عوام کو مغربی تہذیب کی غلط کاریوں سے آگاہ کیا جارہا ہے۔ پورے ملک میں پاکستان کے نوجوان بچوں اور بچیوں کو اسلامی تہذیب کو اپنانے کی ترکیب دی جارہی ہے۔کیا ہی اچھا ہو کہ پاکستان کی تمام مساجد میں جمعہ کے دن اس بات پر تقاریر کی جائیں اور مسلمان جوانوں کو مغرب کے بجائے اپنے دین پر عمل کرنے کی ترکیب دلائی جائے۔ مغرب تہذہب کی غلط باتوں کو اُجاگر کرکے اس عمل پر بغیر سوچے سمجھے عمل کرنے سے منع کیا جائے اور اسلامی تہذیب پر عمل کرنے پر اُبھارا جائے۔ ہر مسلمان کی دعا ہونی چاہیے کہ اللہ مسلمان معاشرے کو ان بُرائیوں سے پاک رکھے آمین۔

سودی قرضے اور نواز حکومت کی کارکردگی

ویسے تو نواز حکومت کی موجودہ ٹرم بہتر انداز میں چل رہی ہے مگر سودی قرضوں پر محب وطن لوگوں کی تفتیش بڑھ رہی ہے حتہ کہ نواز شریف کے اپنے سینیٹر نے ایک بیان میں اس بات کا خدشہ ظاہر کیا ہے کہ زیادہ لیے گئے قرضوں کی واپسی مشکل ہو جائے گی اور پاکستان دیوالیہ ہو کر دشمنوں کی گریٹ گیم کے تحت ایٹمی قوت سے محروم کر دیا جائے گا۔ سودی قرضوں کی بات تو بعد میں کریں گے پہلے نواز حکومت کی اندرونی اور بین الاقوامی طور پر تصدیق شدہ کارکردگی بیان کرتے ہیں۔ کرپشن کے حوالے سے انٹر نیشنل ٹرانسپرنسی نے رپورٹ دی ہے کہ نواز حکومت کے موجودہ دور میں کوئی بڑی کرپشن نہیں ہوئی ۔ جبکہ پہلی حکومت کے اہلکاروں کے کرپشن کے کیس عدالتوں میں چل رہے ہیں۔ اب بھی سندھ حکومت کے اہلکاروں کو رینجرز اور نیب پکڑ دھکڑ کر رہی ہے۔ پاکستان کی مسلح افواج کی جاری ضرب عضب کی کامیابی کی دنیا کے سارے ملک تعریف کر رہے ہیں جس کا سہرا (کریڈیٹ) بھی نواز حکومت کو جاتا ہے۔ کراچی میں ٹارگیٹڈ آپریشن بھی کامیابی سے جاری ہے۔ شہر کی روشنیاں واپس لوٹ آئی ہیں تاجروں نے برملا اس کا اظہار کیا ہے کہ تیس سال بعد کھل کر کاروبار ہوا ہے۔ کراچی کا عام شہری بھی خوش ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں بلوچستان میں بھی پہلی دفعہ امن قائم ہوا ہے اور بلوچستان میں ہر طرف

پاکستان کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ ملک میں دہشت گردی کو ختم کرنے میں بھی نواز حکومت کا بڑا رول ہو گا۔ بین الاقوامی طور پر ایک اور بھی کامیابی ملی ہے اور بھارت کے ناجائز واویلے کے باوجود امریکا نے بھی ایف ۱۶ ا جدید [illegible] منظوری دے دی ہے۔ ملک میں دنیا کا سب سے بڑا ترقی کا منصوبہ اقتصادی رہداری بھی شروع ہو چکا ہے۔ لاہور اور راولپنڈی میں گرین بس منصوبے مکمل ہو کر کامیابی سے چل رہے ہیں۔ اور اب لاہور میں آرنج ٹرین کا منصوبہ زور شور سے چل رہا ہے۔ ملک میں جگہ جگہ بجلی کے منصوبے بھی زیر تعمیر ہیں۔ ملک میں سیاسی رواداری کا مظاہرا کرتے ہوئے بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں اکثریتی پارٹیوں کو حکومتیں بنانے دی گئیں ۔ حالانکہ دوسری پارٹیوں سے مل کر نواز لیگ اتحادی حکومتیں بنا سکتی تھی۔ ملک کا خزانہ بھی زر مبادلہ سے بھرا ہوا ہے۔ یہ ساری باتیں نواز حکومت کے کارنامے ہیں جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اپوزیشن کو بھی اس مثبت کامیابی کا خیال رکھ کر حکومت پر تنقید کرنی چاہیے۔ مخالفت برائے مخالفت جو پیپلز پارٹی نے شروع کی ہوئی ہے وہ کسی طرح بھی صحت مند جمہوریت میں شمار نہیں ہوتی بلکہ ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کے زمرے میں آتا ہے۔ آزاد کشمیر میں ایک واقعہ جس میں ایک شہری کی جان چلی گئی کو جنگ کا سما بنا دیا گیا ہے آزاد کشمیر میں پہلی دفعہ یوم سیاہ منا کر اپنی ازلی دشمن جو مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے کو غلط پیغام دیا گیا ہے۔ نواز حکومت کی سب

کامیابیوں اور ترقیاتیں پروگراموں کو ایک طرف رکھتے ہوئے جس بات پر محب وطن حلقوں کو تفتیش میں مبتلا کر رکھا ہے کہ یہ سب کچھ مانگے تانگے کے پیسوں ہو رہا ہے۔جب سود در سود بڑھتا جائے گا تو واپسی مشکل ہو جائے گی۔ ایک نجی ٹی وی کے ادنکر کے مطابق اگلے ماہ حکومت کو تین ارب واپس کرنے ہیں۔ اس لیے مذید سخت شرائط پر بین الاقوامی سوکاروں سے قرض لیناپڑے گا۔ یہ سود خور بین الاقوامی اداروں ،جو یہودیوں کی مالکیت میں چلتے ہیں کا پرانا چنگل ہے جس میں ملکوں کو پھنساتے ہیں۔اس کو ملائیشیا کے سابق صدر تنکو عبدلرالحمان نے ایک وقت ان الفاظ میں بیان کیا تھا کہ جس ملک کو تباہ.برباد کرنا ہو اسے آئی ایم ایف کے قرضوں کے جھال میں پھنسا دو"""
کیا لگتا نہیں کہ نواز حکومت آئے دن قرضوں پر قرضے لے کر بظاہر اپنے زر مبادلہ کے ذخاہر میں اضافہ کرتی رہتی ہے اور نواز حکومت کے وزیر خزانہ.بڑی شوخی سے اس بات کو قوم کے سامنے رکھتے بھی رہتے ہیں۔ نواز حکومت اس بات کی زرا.برابر بھی فکر نہیں کر رہی کہ پاکستان کا ہر شہری سوالاکھ روپے کا بیرونی قرضوں کی وجہ سیمقروض ہو گیا ہے۔ یہ قوم کے لیے تشویش کا مقام ہے۔اس لیے تجزیہ کاراس بات پر زور دیتے رہتے ہیں کہ نواز حکومت قرض لیکر جو پیسہ لوگوں کے آرام کے لئے گرین بس اور آرنج ٹرین پر خرچ کر رہی ہے کوئی سمجھداری کے فیصلے نہیں ہیں لوگ آرام حاصل کرنے کے بجائے سفر کے لیے کچھ مدت مذید تکلیف.برداشت کر لیتے اور یہ پیسہ اگر صرف بجلی کے جلد مکمل ہونے والے پروجیکٹ پر خرچ کر

کے ہنگامی طور پر بجلی حاصل کر کے ملک کے بند کارخانے چلا دیے جاتے تو معیشت کا پہیہ تیزی سے چلنے لگتا۔ ملک میں اشیاء تیار ہوتیں اور تیار کردہ مصنوعات بیرون ملک ایکسپورٹ کر کے جو پیسہ کمایا جاتا وہ ہی اصل پیسہ ہوتا ہے۔ قرض پر حاصل کیا گیا پیسہ ملک کی ترقی کا موجب نہیں بن سکتا۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب خود کاروباری شخصیت ہیں۔ نہ جانے ان کے دماغ یہ بات کیوں نہیں آتی اور وہ قرضے کے بعد دوسرا قرضہ حاصل کرتے جاتے ہیں جو کسی طرح بھی ملک کے لیے نیک شگون نہیں ہے۔ایک دوسری بات کہ نواز حکومت نے بھی پہلی حکومتوں کی طرح انڈسٹری کے مالکوں ،جس میں سیاسی لوگ بھی شامل ہیں ،جو ایک پرانے حربے کے طور پر اپنی انڈسٹری کو دیوالیہ شو کر کے قرضے معاف کروا لیتے ہیں اور اور ایک اور انڈسٹری قائم کر لیتے ہیں کو بائیس ارب روپے کے قرضے اپنے چونتیس ماہ کے دور حکومت میں معاف کر دیے ہیں۔ اس کی رپورٹ وزیر خزانہ نے پارلیمنٹ میں ایک لسٹ کے تحت پیش کی ہے۔ کیا یہ ڈگر پرانی حکومتوں کی طرح نہیں ہے۔ غریب قوم سے ٹیکسوں کے ذریعے حاصل شدہ پیسے کو امیر سیاسی کارخانہ داروں کو معاف کر دیا جائے یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ عمل قوم کو کسی طرح پسند نہیں ہے اور نہ ہی سودی قرضے حاصل کرنا پسند ہے۔اے کاش کہ ہماری سیاسی حکومتیں اپنی پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھ جائیں اور قرضوں ے جال سے بچیں۔

کرپشن فری پاکستان کیسے ممکن ہے

اس سے قبل کہ اصل موضوع، کرپشن فری پاکستان کیسے ممکن ہے پہلے پاکستان میں جاری کرپشن پر بات کر لیتے ہیں تاکہ اس کا حل پیش کرنے میں آسانی ہو۔ صاحبو! پاکستان کا المیہ ہے کہ پاکستان میں کرپشن اُوپر سے نیچے تک پھیلی ہوئی ہے۔ پاکستان کے ہر روز کے اخبارات اُٹھا کر دیکھیں تو کرپشن کی خبروں سے بھرے پڑے ہوتے ہیں۔ پاکستان کے الیکٹرونک میڈیا پر پروگرام دیکھیں ہر چینل پر اینکرز حضرات سیاست دانوں اور بیروکریٹس کی کرپشن کے ثبوت پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ سیاست دانوں کی تقریریں سن لیں وہ ایک دوسرے کی کرپشن کے قصوں سے بھری ہوتی ہیں۔ دوسری طرف سیاست دان کرپشن کو پکڑنے والے اداروں پر بھی کرپشن کے الزامات لگا رہے ہیں۔ پاکستان کے مرد اوّل اور اس کے بعد پاکستان کے صدر بننے والے صاحب پر کرپشن کے مقدمات قائم ہوئے تھے۔ جب پاکستان کے مرد اوّل تھے، تو نو سال کرپشن کے مقدمات میں جیل کاٹ چکے ہیں ٹین پرسنٹ سے ہنڈرنٹ پرسنٹ تک مشہور ہوئے تھے۔ جب صدر بنے تو صداراتی استثنیٰ کا سہارا لے کر کرپشن کے مقدمات سے بچتے رہے۔ اخباری خبروں کے مطابق اسی دوران کرپشن کا ریکارڈ بھی گم کر دیا تھا۔ ان پر نیب نے کچھ دن پہلے یہ کہہ کر کرپشن کا مقدمہ خارج کر دیا کہ فوٹو اسٹیٹ پر کرپشن کے مقدمے کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ گذشتہ الیکشن کے دوران موجودہ

حکمرانوں نے ان کو گلے سے پکڑ کر کرپشن کا پیسہ وصول کرنے کے وعدہ پر الیکشن جیتے تھے۔اب اقتدار میں آ کر اپنے دعوے بھول گئے ہیں اور کرپشن کا پیسہ اب بھی سوئس بنکوں میں ویسے کا ویسا ہی پڑا ہوا ہے۔ اس کے بدلے حکومت آرام سے چلانے کے لیے اب موجودہ اپوزیشن ان کے ساتھ فرنڈلی اپوزیشن والا معاملہ کر رہی ہے۔یہی اپوزیشن جب اقتدار میں تھی تو اس کے دو وزیر اعظموں پر کرپشن کے مقدمے قائم ہوئے تھے جو اب بھی چل رہے ہیں۔ان کے وزراء پر بھی کرپشن کے مقدمات قائم ہیں۔کچھ عرصہ پہلے نیپ نے ۱۵ برس قبل کے ۱۵۰ کیسز کی تفتیش پھر سے شروع کرنے کا اعلان کیا تھا جس میں وزیر اعظم صاحب، وزیر اعلیٰ اور کچھ وزیروں کے خلاف ، جن میں قاف لیگ کے صدر بھی شامل ہیں سپریم کورٹ میں نیپ میں زیر التو کرپشن کیسز کی لسٹ جمع کرائی تھی۔ جس پر وزیر اطلاعات برہم ہوئے تھے اور کہا تھا کہ نیپ کی کرپشن کے کیس بھی کہیں چلنے چاہیئں۔ نجی ٹی وی کے پروگراموں بتایا گیا ہے کہ نیپ پریشر تھا کہ اُس کو صرف سندھ میں کرپشن نظر آ رہی ہے کیا پنجاب میں کرپشن نہیں ہے۔اس پر نیپ نے پنجاب کے کچھ کیسز تیار کیے ہیں جس میں حکومت کے اہلکار اور بیروکریٹس اور خود وزیر اعظم صاحب بھی شامل ہیں۔ بہاول پور میں نون لیگ کے بلدیاتی الیکشن جیتنے والے حضرات کے پروگرام میں موضوع سے ہٹ کر وزیر اعظم صاحب نے نیپ پر بڑی سخت تنقید کی اور کہا کہ نیپ حکومت کے لوگوں کو ناجائز تنگ کر رہی ہے۔ ایماندار لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں اور یہ کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔اس سے ترقی رک رہی

ہے۔ بلکہ نیب کے سربراہ کو مخاطب کرکے کہا کہ اگر آپ باز نہ آئے تو اس پر ضروری قانونی کاروائی بھی کی جا سکتی ہے۔ اس پر پیپلز پارٹی کے سابقہ مرد اوّل صدر صاحب نے دبئی سے بیان جاری کیا کہ وزیر اعظم صاحب صرف نیب ہی نہیں ایف آئی اے بھی ناجائز لوگوں کر تنگ کو رہی ہے۔ عمران خان جو خود تو کرپشن سے پاک ہیں مگر ان کی پختونخواہ کی حکومت نے بھی قانون سازی کی ہے کہ کسی ممبر اسمبلی کو کرپشن پر پکڑنے سے پہلے اسپیکر سے اجازت لینی پڑے گی۔ بیوروکریٹ کو پکڑنے سے پہلے سیکرٹیری سے اجازت لینے پڑے گی۔ اس پر احتجاج کرتے ہوئے خیبر پختون خواہ کے نیب کے ڈائریکٹر نے استعفیٰ دے دیا۔ یہ ساری داستان سنانے کا مقصد کسی کو بدنام کرنا نہیں ہے۔ بغیر ثبوت کسی کو گرفتار کرنا بے انصافی ہے۔ ثبوت ملنے پر اور ثابت شدہ کرپشن کے عوض صرف ۱۵ فی صد لیکر کرپٹ لوگوں کو چھوڑ دینا بھی مکمل انصاف نہیں۔ اس طرح تو لوگ کرپشن کو کاروبار بنالیں گے جیسے سیاستدانوں نے بنایا ہوا۔ صاحبو! ہمارے ملک کے سربراہ ہی اگر کرپٹ ہوں تو دوسروں کو بھی کو شہ ملتی ہے۔ اسی لیے ہر طرف کرپشن ہی کرپشن نظر آتی ہے۔ کرپشن کی روک تھام کے لیے ہمارے ملک کے سیاسی نظام میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ سیاسی لوگ الیکشن جیتنے کے لیے کڑروں روپے خرچ کرتے ہیں پھر اقتدار میں آکر عوام کی کمائی میں اربوں کی کرپشن کرتے ہیں۔ سیاست دان الیکشن کے مقررہ اخراجات کو اپنے گوشواروں میں غلط بناتے ہیں مگر صرف نمائشی اقدامات کے علاوہ ان کی پکڑ نہیں ہوتی۔ ہمارے ملک میں سرمایا کے

بغیر کوئی بھی الیکشن نہیں لڑ سکتا۔ سیاست کو پیسے کا کھیل بنا دیا گیا ہے۔ اصلاح اس طرح ہو سکتی ہے کہ سب سے پہلے آزاد اور خود مختیار الیکشن کمیشن بنے۔ ملک میں ووٹر لسٹیں نیشنل آئڈنٹی کارڈ کے تحت نادرہ بنائے۔ حلقہ بندیاں شفاف طریقے پر بنائی جائیں۔ الیکشن الیکٹرونک طریقے پر ہوں جیسے ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں ہوتے ہیں۔ الیکشن میں سیاسی پارٹیاں اپنا پروگرام حکومت پاکستان کے ٹی وی اسٹیشن کے ذریعے پیش کریں۔ اس میں حکومت دوسرے نجی ٹی وی اسٹیشنوں کو پیسے ادا کرکے سیاسی جماعتوں کو اپنے منشور پیش کرنے کا بھی اہتمام کرے۔تاکہ شہروں شہر.بڑے.بڑے جلسے کرکے منشور پیش کرنے میں جو بے انتہا پیسے خرچ ہوتے ہیں وہ خرچ نہ ہوں اور لوگ بغیر پیسہ خرچ کرے الیکشن میں حصہ لے سکیں۔ الیکشن کے دوران سیاسی پارٹیوں کو کارنرز میٹنگ کی اجازت ہو۔ صرف ایک ایک.بڑا جلسہ کرنے کی اجازت ہو۔ الیکشن کئی مرحلوں میں ہوں۔ ملک میں ہر مناسب جگہوں پر پولنگ اسٹیشنز قائم ہوں جہاں لوگ مقررہ وقت تک اپنا ووٹ کاسٹ کر سکیں جیسے.برطانیہ میں ہوتا ہے۔ الیکشن میں حصہ لینے والے سیاسی پارٹیوں کے امیدواروں کے الیکشن سے پہلے اثاثوں کا ریکارڈ مرتب کیا جائے اور الیکش جیتنے کے بعد ہر دو سال میں اسکے اثاثوں کی جانچ پڑتال کا موثر نظام کا وضع کیا جائے۔ کوئی بھی شہری کسی بھی حکومتی اہلکار یا بیروکریٹس پر عدلیہ میں مقدمہ قائم کرنے کا حق رکھتا ہو۔ مقدمے کا فیصلہ کم از کم وقت میں کیا جائے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ عوام

اور سیاسی پارٹیوں سے رائے معلوم کرکے الیکشن کو مذید بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ سب کام ایک ایماندار الیکشن کمیشن ہی کر سکتا ہے جس پر کسی قسم کا دباؤ نہ ہو۔ یہ سارے کام کر لینے کے باوجود اصل کام تو پاکستان کے عوام نے کرنا ہوتا ہے جو کہ ووٹرز ہیں ان کو بھی سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ عوام برسا برس سے ان ہی لوگوں کو ووٹ دیتے ہیں جن کی کرپشن انہیں معلوم ہوتی ہے۔ عوام کو بھی اس روش کو تبدیل کرنا ہوگا۔ کیا پاکستان کے عوام کو ان کے شہروں، محلوں اور گلیوں میں ایسے پڑھے لکھے لوگ نظر نہیں آتے جو کرپشن سے پاک ہیں اور ہر الیکشن میں اپنے آپ کو پیش بھی کرتے ہیں؟ کیا ان کرپشن سے پاک لوگوں کو سارا پاکستان نہیں جانتا؟ پاکستان میں یہ ہزاروں لوگ بلدیاتی، صوبائی، قومی اور سینیٹ میں نہیں رہے ہیں؟ کیا کبھی ان لوگوں پر کسی بھی طرف سے کرپشن کا الزام لگا ہے؟ کیا ان کی جماعت کو سارا پاکستان منظم اور جمہوری نہیں مانتا؟ کیا یہ جماعت اپنے اندرونی انتخابات جب سے یہ قائم ہوئی ہے تسلسل سے نہیں کروا رہی ہے؟ کیا اس جماعت کا کوئی فرد اپنے آپ کو الیکشن کے لیے پیش کر سکتا ہے جب تک اس جماعت کی شوریٰ اسے انتخاب کے لیے نامزد نہیں کرے؟ کیا یہ جماعت ہمیشہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت نہیں کرتی رہی۔ کیمنسٹوں کے نعرے ایشیا سرخ ہے کو کس جماعت نے روکا تھا اور قوم کو نعرہ دیا تھا کہ ایشیا سبز ہے؟ کیا یہ پاکستانی عوام کی خاموش اکثریت کی خواہشات کے مطابق اسلامی نظامِ حکومت کی داعی نہیں

ہے؟ اگر یہ ساری باتیں صحیح ہیں بلکہ ہماری ذاتی معلومات کے مطابق سو فی صد صحیح ہیں تو پھر عوام ان کو منتخب کرکے اقتدار کے ایوانوں میں کیوں نہیں بھیجتے؟ اگر یہ ایماندار لوگ پاکستان کے ایوانوں میں جاتے تو نہ کرپشن ہوتی اور نہ ہی آج جیسے حالت پیدا ہوتے اور ملک ترقی کرتا۔ صاحبو! کرپشن کا ایک ہی حل ہے کہ ایسی خوبیوں والی جماعت کے لوگوں کو ایوانوں میں بھیجا جائے تاکہ عوام کی کرپشن سے جان چھوٹے۔ یہی کرپشن فری پاکستان کا فارمولہ ہے جو ہم نے پاکستان کے عوام کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے۔ یاد رکھیں، کرپشن کرنے والے لوگ کرپشن فری پاکستان نہیں بنا سکتے۔ اللہ پاکستانی عوام کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

پاکستان کو حملے کا جواب ضرور ملے گا

بھارتی وزیر دفاع منوہر پاریکر نے ایک دفعہ پھر ہرزہ سرائی کرتے ہوئے پاکستان کو دھمکی دی ہے کہ اب ہم چپ نہیں رہیں گے اور دشمن کو اسی کی زبان میں جواب دیا جائے گا۔ بھارتی ٹی وی کو اپنے انٹرویو میں بھارتی وزیر دفاع کا کہنا ہے کہ بہت ہو گیا اب چپ نہیں رہیں گے۔ بھارت پر حملہ کرنے والوں کو ان کی زبان میں جواب دیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ پٹھانکوٹ ائر بیس پر صرف ایف آئی آر درج کر دینے سے بات نہیں بنے گی بلکہ پاکستان کو ہماری تسلی کے لیے سنجیدہ اقدامات اُٹھانا ہونگے۔ پاکستان کو کب اور کیسے جواب دینا ہے اس کا فیصلہ ہم کریں گے۔ میں ٹی وی پر بیٹھ کر اس کا جواب نہیں دے سکتا کہ کب جواب دیں گے لیکن جواب ضرور دیں گے۔ منوہر پاریکر نے یہ بھی کہا کہ دنیا کے بلند ترین محاذ سیاچن سے ہم فوجیں واپس نہیں بلائیں گے جب تک پاکستان مکمل یقین دہانی نہیں کروائے گا۔ بھارت کی طرف سے پاکستان کو یہ پہلی دھمکی نہیں کبھی کولڈ اور گرم جنگ کی باتیں کرتا ہے تو کبھی پاکستان کے اندر بھی ایبٹ آباد جیسی کارروائی کرنے کی بات کرتا ہے۔ اس دھمکی کے جواب میں ہم نے ایک کالم لکھا تھا کہ ''کواچلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا'' اس کالم میں ہم نے ثابت کیا تھا کہ ایسا کرنا بھارت کی بس کی بات نہیں بس ایک گیدڑ بھبکی ہے۔ بھارت کے وزیر دفاع اس سے قبل یہ بھی کہ

چکا ہے کہ ہم دہشت گردی کا جواب دہشت گردی سے دیں گے۔ بھارت کا دہشت گرد وزیر اعظم ڈھاکا میں دنیا کے سامنے کہہ چکا ہے کہ پاکستان کو بھارت نے توڑا ہے۔

صاحبو! جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے بھارت پاکستان میں دہشت گردی کرتا رہا ہے۔ بھارت کی سب سے پہلی دہشت گردی پاکستان کے حصے کے پیسوں اور وسائل کی دہشت گردی کی تھی۔ تقسیم ہند کے وقت طے شدہ پیسے اور وسائل بھارت نے روک لیے تھے۔ طے شدہ وسائل روکنے کی، اس قسم کی دھمکی قائد اعظم محمد علی جناحؒ کو بھارت کے دوست لارڈ مونٹ بیٹن نے بھی پاکستان کے قیام کے وقت پاکستان کا گورنر جنرل بننے کی خواہش پوری نہ ہونے پر دی تھی۔ مگر قائدؒ نے بھارت کے آقا کی دھمکی کو ہوا میں اُڑا دیا تھا۔ جہاں تک بھارت کی طرف سے پاکستان میں دہشت گردی کا تعلق ہے تو وہ تو بھارت پہلے سے ہی کر رہا ہے۔ نئی دھمکی کے مطابق مذید دہشت گردی کر کے بھی دیکھ لے۔ ان شاء اللہ بھارت کو پہلے کی طرح منہ کی کھانی پڑے گی۔ اور ہماری بہادر مسلح افواج اور پاکستان کی خفیہ ایجنسیاں جن کی دنیا تعریف کر چکی ہے اور ہمیشہ کرتی آئی ہے، نے موثر توڑ بھی کیا ہے اور بھارت کے مقامی ایجنٹوں کو گرفتار بھی کیا ہے اور پورا پاکستان جانتا ہے کہ کس کس کو بھارت نے فنڈ مہیاء کیے ہیں اور ر کس کس کو بھارت کے اندر ٹریننگ کیمپوں میں دہشت گردی کی ٹریننگ بھی دی ہے۔ ان دہشت گردوں نے ہمارے ملک کے سب سے بڑے شہر کو تباہ برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ہماری بہادر فوج نے ٹارگیٹڈ آپریشن کے دوران ان کو پکڑا بھی ہے

اور دنیا کے سامنے پیش بھی کیا ہے۔ ہمارے وزیر اعظم نے بھارت کی دہشت گردی کے ثبوت اقوام متحدہ اور آزاد دنیا کے لیڈروں کو پہلے ہی پیش کر دیے ہیں۔ اگر گھر کی گواہی چاہیے تو پاکستانی فوج کے سابق (ر) جنرل شاہد عزیز کی کتاب ''یہ خاموشی کب تک'' کا مطالعہ کر لیں۔ اس میں انہوں نے کہا کہ میں نے ڈکٹیٹر مشرف کو بتایا تھا کہ'' بھارت فاٹا میں لوگوں کو دہشت گردی کی تربیت دے رہا ہے۔ پاکستانی طالبان کی امریکہ مدد کر رہا ہے۔ افغانستان سے اسلحے کے بھرے ٹرک بلوچستان میں آ رہے ہیں''۔ یہ سب کچھ ڈکٹیٹر مشرف کو معلوم تھا پھر بھی کوئی کاروائی نہیں کی۔ قومی اور بین الاقوامی پریس میں ڈکٹیٹر مشرف کا یہ کہنا کہ میں نے سب کچھ فوج کی رضا مندی سے کیا اس کا کوئی ثبوت نہیں یہ اُن کی غلط بات ہے۔ ڈکٹیٹر مشرف کے متعلق انہوں نے مذید کہا کہ کور کمانڈر میں میٹنگ میں ڈکٹیٹر مشرف کہتے تھے جتنی معلومات ضروری ہیں وہ بتا دی ہے باقی کی ضرورت نہیں جو میں دیکھ رہا ہوں وہ آپ نہیں دیکھ سکتے۔ بہر حال کس کو معلوم نہیں کہ بھارت پاکستان سے ملحقہ افغانستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ درجنوں کونسل خانے کھول کر وہاں سے پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں دہشت گردی کروا رہا ہے۔ بلوچستان کے علیحدگی پسند باغی بھارت کی یاترہ کرتے رہتے ہیں۔ آئے دن بھارت کے ایجنٹوں کو پاکستان کی خفیہ ایجنسیاں گرفتار کرتی رہتیں ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد سے اپنے اکھنڈ بھارت کے ایجنڈے پر عمل درآمد کرتے ہوئے بھارت نے پاکستان کے خلاف منفی پروپگنڈا شروع کیا ہوا تھا

۔ ۹/۱۱ حادثے کے بعد تو بھارت نے اس پروپگنڈے میں تیزی لانا شروع کر دی۔ پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنے کی خاطر، بھارت کوئی ادنہ سے ادنہ موقعہ بھی نہیں چھوڑتا۔ حتہ کہ اگر کوئی کبوتر پاکستان سے اڑ کر بھارت چلا جائے تو وہ بھی پاکستان کا جاسوس قرار دیا جاتا ہے۔ بھارت کا رویہ ہمیشہ جارحانہ رہا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ پاکستان اُس کی کالونی ہے۔ اس کے مقابلے میں پاکستان کا رویہ محکومانہ ہے۔ جبکہ قائدؒ نے دو قومی نظریہ کے تحت جمہوری طریقے سے پاکستان حاصل کیا تھا۔ پورے برصغیر کے مسلمانوں کا ایک ہی نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ قائدؒ نے کہا تھا برصغیر میں دو قومیں رہتی ہیں ایک مسلم اور دوسری ہندو۔ دونوں مختلف نظریہ حیات رکھتیں ہیں۔ دونوں کے رہن سہن تہذیب تمدن، ثقافت علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک قوم بتوں کو پوجتی ہے دوسری قوم توحید پر یقین رکھتی ہے۔ ایک گائے کو کاٹتی ہے دوسری اس کی پوجا کرتی ہے۔ دونوں قوموں کے ہیرو الگ الگ ہیں۔ مگر ہمارے آج کے حکمران کہتے ہیں بھارت اور پاکستان کے درمیان صرف ایک لکیر ہے باقی ہماری تہذیب تمدن ایک جیسی ہے۔ جب تک ہم قائدؒ کے دو قومی نظریہ پاکستان کے وژن پر عمل پیرا نہیں ہوتے بھارت ہمیں مختلف طریقے اختیار کرکے واپس اکھنڈ بھارت میں ضم کرنے کی کوششیں کرتا رہے گا۔ ہمیں ایسی ہی دھمکیاں دیتا رہے گا۔ بھارت کی دھمکیوں کا جواب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق اسلامی پاکستان ہے۔ اللہ ہمارے پاکستان کو محفوظ رکھے آمین۔

عورتوں کے حقوق کے نام پر ایک بل

اسلام میں عورتوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اسلام میں عورتوں کو جو مقام دیا گیا وہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں دیا گیا۔ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حج الوداع کے موقع پر اس کی خاص تاکید بھی کی تھی۔ اسلامی ملکوں میں فرسودہ رسم رواج کی وجہ سے عورتوں کے حقوق سلب کر لیے گئے ہیں لیکن اب بھی اسلام کی تعلیمات سے واقف گھروں میں عورتوں کے ساتھ احترام کا رویہ اختیا رکیا جاتا ہے۔ حکومتیں مغرب کے پریشر کے تحت کبھی کبھی اسلامی قانون سے متصادم نمائشی قانون بناتی رہتی ہے جس سے عورتوں کے حقوق کا تحفظ نہیں ہوتا۔ حکومت کو چاہیے کہ پہلے سے موجود اسلامی کے قوانین پر عمل کروائے۔ عورتوں حقوق کے نام پر ایک بل ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں قومی اسمبلی نے بھی پاس کیا تھا جس میں کسی بھی جگہ فحاشی کا اڈا قائم ہو اور بدکاری ہو رہی ہو تو کسی بھی شہری کی طرف سے اُسے پولیس میں رپورٹ کرنے کے بجائے عدالت سے رجوع کرنے کا کہا گیا تھا اور پھر عدالت اُس پر کوئی بھی کاروائی کرے گی۔ اعتراض کرنے والوں نے یہ کہا تھا کہ بڑے شہروں میں تو شاید ایک وقت تک عدلیہ کاروائی کر بھی لے گی مگر گاؤں جہاں عدالت تک رسائی دُور ہونے کی وجہ بے حیاء بدکار لوگ بچ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس میں جواز یہ پیش کیا گیا تھا کہ عورت

پولیس اسٹیشن میں محفوظ نہیں رہ سکتی تھی۔ بجائے کہ پولیس کے مروجہ انتظام کے تحت ایسے کیسوں سے نپٹا جاتا اور اگر پولیس میں کوئی خرابی ہے تو اس کی اصلاح کا کام کیا جاتا اور عورت کو تحفظ فراہم کیا جاتا، ایک ایسا نظام وضع کیا گیا تھا جس میں انصاف تک پہنچنے میں دیر کا سبب بنا تھا۔ اس بل کی وجہ سے بدکار لوگ معاشرے کے دباؤ سے آزاد ہوئے تھے۔ روشن خیال ایجنڈے پر گامزن ڈکٹیٹر مشرف اپنے مغربی آقاؤں کے ایجنڈے کی دوڑ میں شریک ہو کر ایسا کر گیا تھا۔ اب اسی روش پر چلتے ہوئے شریف برادران نے بھی ایسے کام شروع کئے ہوئے ہیں۔ پہلے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وزیر اعظم صاحب نے کہا تھا کہ ان کی حکومت سیکولر ایجنڈے پر عمل پیرا ہو گی۔ اب ان کے بھائی نے پنجاب اسمبلی سے ایک ایسا بل پاس کروایا ہے جو پاکستان کے آئین کے خلاف ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین پاکستان میں لکھا ہے کہ پاکستان میں اسلام کے خلاف کوئی بھی قانون نہیں بن سکتا۔ ملک کے موجود غیر اسلامی قوانین کو بتدریج اسلامی بنایا جائے گا۔ آئین کے تحت قائم اسلامی نظریاتی کونسل سے رہنمائی حاصل کی جائے گی مگر اس پر عمل کرنے کے بجائے الٹا غیر اسلامی قوانین بنائے جا رہے ہیں۔ صاحبو! ہر معاشرے کی اپنی قدریں اور رواج ہوتے ہیں مغرب میں عورت اور مرد کی آزادی کے نام پر عورت کو شمع محفل بنا دیا گیا۔ عورت مرد کے برابر کارخانوں میں کام کرتی ہے اپنی روزی خود کماتی ہے۔ عورت وہ سب کام کرتی ہے جو مرد کے کرنے کے ہیں اس لیے پھر عورت کے

متعلق قانون بھی مغرب نے ایسے ہی ترتیب دیے ہیں۔ مگر اسلامی معاشرے میں عورت پر معاش کا بوجھ نہیں ڈالا گیا یہ بوجھ مرد پر ڈالا گیا ہے۔ مرد کام کاج کرکے اپنے بیوی بچوں کے لیے روزی کماتا ہے عورت کا کام گھر میں بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال تجویز کیا گیا۔ نکاح سے پہلے عورت والدین اور شادی کے بعد اپنے خاوند کے حصار میں زندگی گزارتی ہیں یعنی والدین اور شوہر عورت کے محافظ ہوتے ہیں۔ ہاں عورت ضرورت کے تحت باہر نکل کر اپنے فرائض ادا کر سکتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں عورت گھر کی ملکہ ہے۔ مغربی معاشرے کی طرح شمع محفل نہیں ہے۔ کیونکہ مسلم ملکوں میں مثالی اسلامی معاشرہ نہیں اس لیے اس میں خرابیاں بھی پیدا ہو گئیں ہیں۔ بعض موقعوں پر مرد عورتوں کی مار پٹائی کرتے ہیں جو ناجائز ہے۔ غیرت کے نام پر عورت کے قتل کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا نہ ہی ونی اور قرآن کے ساتھ شادی کا تصور ہے۔ یہ خرابیاں کچھ تو جاگیرداروں کی وجہ سے ہیں وہ اسلام میں دیے گئے عورتوں کے حصے کو ہڑپ کرنے کی وجہ ہے۔ انہوں ہی نے غیرت کے نام پر عورتوں کو قتل کرنا شروع کیا جو بعد میں عام ہو گیا۔ وہ عورتوں کو اسلام میں دیے گئے جاگیروں میں حصہ نہیں دینا چاہتے۔ دوسری بڑی وجہ تعلیم کی کمی ہے اس میں مذہبی حلقوں کا بھی دخل ہے وہ اسلام کے دیے گئے عورتوں کے حقوق کا ابلاغ صحیح طریقوں سے نہیں کرتے۔ ان کے پاس مغرب کی یلغار کا توڑ کرنے کی کوئی اسکیم نہیں ہے وہ ان مسائل کو چھوڑ کر اپنے مسلک کی تعلیم دینے میں مصروف رہتے ہیں۔ ہماری حکومتیں بھی اسلام

میں تعین کردہ خواتین کے حقوق کی تعلیم کو چھوڑ کر کھیل تماشوں خرچ کرتے رہتے ہیں مگر ان مسائل پر ان کا دھیان نہیں جاتا۔ ان خرابیوں کو ختم کرنے کے لیے معاشرہ اور حکومت دونوں ذمہ دار ہیں۔ دوسری طرف ان خرابیوں کو اُچھال کر کچھ بیرونی ایجنڈے پر کام کرنے والی این جی اوز غیر اسلام مغربی طرز کے قوانین مسلم معاشرے میں رائج کرنے کی کوششوں میں مصروف عمل رہتی ہیں۔ وہ اسلام کے مشترکہ خاندانی نظام کو تباہ کرنے میں پیش پیش رہتی ہیں۔ اس کے لیے مغرب ان کو کثیر فنڈ مہیا کرتا ہے۔ پاکستان کا مغربی فنڈڈ میڈیا بھی پیش پیش ہے۔ پنجاب اسمبلی سے پاس

شدہ قانون جو اخبارات میں رپورٹ ہوا ہے، کے مطابق اگر عورت مرد کی طرف سے تشدد کی شکایت کرے تو مرد کو دو دن کے لیے گھر سے نکالا جا سکتا ہے۔ مرد کو اس جرم میں جرمانہ اور سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ مرد کو کڑا بھی پہنا دیا جائے گا شاید اس میں چپ بھی لگی ہو گی۔ مغربی معاشرے میں تو شاید یہ صحیح ہو کہ مرد کی طرح عورت بھی اپنی معاش کا انتظام خود کرتی ہے اس کے لیے مرد پر پابندی نہیں۔ مگر کس قدر جہالت کی بات ہے کہ جس معاشرے میں مرد قوام ہے اور اُس پر عورت اور بچوں کی معاش کی بھی ذمہ داری ہے اگر وہ جہالت کی وجہ سے عورت پر کبھی کبھار تشدد کرتا ہے تو اسے گھر سے باہر نکال دیا جائے اور اور اُس کو چپ والا کڑا بھی پہنا دیا جائے گا۔ جب مرد کو ایسا اشتعال دلایا جائے گا تو پھر اس کا رویہ کیا ہو گا اور اگر مرد بے عزتی سمجھتے ہوئے اپنے

گھر سے ہی کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ اس حرکت کے بعد عورت اور بچوں کی معاش کا انتظام مغرب زدہ این جی اوز یا شہباز شریف کی حکومت کرے گی۔ اور اگر مرد شکایت کرنے والی عورت کو طلاق دے دے گا تو کیا ہو گا۔ اس سے اسلامی معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ پنجاب اسمبلی میں بیٹھے خواتین و مرد حضرات ارکان نے ان اسباب پر ضرور غور کیا ہو گا یا بغیر سوچے سمجھے دستخط کر دیے ہیں۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب نے تو مشیر تعلیم ایک عیسائی کو بنایا ہوا ہے جس کو اسلامی معاشرے سے دور کا بھی واسطہ نہیں وہ تو مغرب کا نمائندہ ہے وہ تو وہی مشورہ دے گا جو اس کے معاشرے کو راج کرنے میں مددگار ثابت ہو گا۔ اس ہی کی سفارش پر اس سے قبل حکومت پنجاب نے پہلی کلاس سے انگریزی نافذ کی ہوئی ہے جو اسلامی معاشرے کی سوچ کے برعکس ہے۔ ویسے بھی تعلیم اپنی مادری زبان میں دینی چاہیے۔ شاید پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب نے عورتوں کے حقوق کے نام پر بھی کسی انگریز کے مشورے پر ایسا کیا ہو گا۔ گو کہ اس بل پر تمام مذہبی حلقوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ مگر ایک عالم جو قومی اسمبلی میں بھی موجود ہے غیر مناسب جملے کہے ہیں جو ایک عالم کو زیب نہیں دیتے۔ اس بل کی خرابیوں پر بات کی جاتی تو زیادہ مناسب ہوتا۔ علماء کو چاہیے کہ مساجد میں جمعہ کے خطبوں میں اس بل کی خرابیوں پر بحث کی جائے۔ اس پر تمام علماء کا اجلاس بلا کر اس بل کی توڑ کی کوشش کی جائے۔ پنجاب حکومت پر پریشر ڈال کر اس بل کو واپس لیے کے لیے مجبور

کیا جائے۔ ملک میں اسلامی قوانین پر عمل کرنے کے لیے حکومت کو مجبور کیا جائے۔ اللہ ہمارے معاشرے کو مغرب کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

ملک ممتاز حسین قادری شہید اور نواز حکومت

ملک ممتاز حسین قادری شہید کو رات کے اندھیرے میں پھانسی دے دی گئی۔ سلمان تاثیر جو کہ پنجاب کا گورنر تھا شہید اس کے ساتھ سیکورٹی کی ڈیوٹی انجام دیتا تھا۔ سلمان تاثیر نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی۔ اس پر شہید نے اسے قتل کر دیا تھا اور اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دیا تھا۔ اس قتل کے جرم میں شہید کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی۔ سلمان تاثیر ہمیشہ اسلام اور اسلام کے عقائد پر تنقید کرتا تھا۔ اس کو اس کے دوستوں نے کئی دفعہ سمجھایا بھی تھا مگر سلمان تاثیر پر مغربی آقاؤں کی آشیر باد ہمیشہ غالب رہتی تھی جس کی وجہ سے اسے اس کی سزا ملی تھی۔ اس کا کیس نچلی عدالت سے اعلیٰ عدالت تک گیا۔ شہید کو انگریزی قانون شہادت کے مطابق پھانسی دی گئی تھی جو اسلامی قانون کی روح کے مطابق نہیں تھی۔ اگر ملک میں اسلامی شہریت کے مطابق عدلیہ کا نظام ہوتا تو شہید کو بری کر دیا جاتا۔ ہماری عدالتیں پارلیمنٹ سے پاس شدہ قانون کے مطابق فیصلے کرنے کی پابند ہیں۔ اسی لیے پاکستان کی اسلامی جماعتیں ملک میں اسلامی شہریت کے لیے زور لگاتی رہتیں ہیں مگر عوام نے ہمیشہ اسلامی کی روح سے ناواقف لوگوں کو ہی ووٹ دیے جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو آزادی ہے مگر

اللہ کے رسولؐ سے محبت کرنے والوں کو ایسے ہی پھانسیوں پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ بلکہ اب تو فیشن بن گیا ہے کہ پاکستان میں اللہ کے رسولؐ کی شان میں غیر مسلم گستاخی کرتے ہیں اور مغرب سے مرغوب حکمران ان کو برطانیہ، جرمنی اور امریکہ بھیج دیتے ہیں۔ مغرب کی فنڈڈ اور اسلام بیزار این جی اوز اس کام میں پیش پیش ہیں۔ اس میں قادیانی لابی بھی شامل ہے جو پاکستان کو کمزور کرنے والے ہر موقعہ کی تلاش میں رہتی ہے تاکہ پاکستان کے اسلامی آئین کو ختم کریں جس میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان کے سیکولر طبقے اسلام کے نام سے الرجک ہیں اور ہر وقت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی نام کو ختم کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام سے بنا تھا۔ قائد اعظمؒ نے کہا تھا کہ ہم پاکستان میں اسلام کے قوانین کو راج کرکے ایک فلاحی حکومت قائم کریں گے۔ مگر مغرب سے مغلوب ایک طبقہ جو کو مغرب کی مادر پدر آزادی سے لگاؤ رکھتا ہے پاکستان کو سیکولر بنانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اگر یہی بات ہوتی تو ہندوستان سے علیحدہ ملک بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ قائد اعظمؒ نے اس بنیاد پر ایک علیحدہ وطن کی بنیاد رکھی تھی اور قائد اعظمؒ نے کہا تھا کہ ہندوستان میں دو قومیں رہتی ہیں دونوں کے مذہب علیحدہ ہیں۔ ایک مسلمان اور دوسرے ہندو۔ ان کے عقائد جدا ہیں۔ ایک قوم بتوں کی پوجا کرتی ہے تو دوسری توحید پر عمل پیرا ہے۔ دونوں قوموں کے ہیرو تک جدا جدا ہیں۔ اسی بنیاد پر برصغیر کے مسلمانوں نے ”پاکستان کا مطلب کیا لا الا اللہ

نعرہ لگا کر مملکت خداداد پاکستان حاصل کر لیا تھا۔اگر یہاں اسلام کا قانون نافذ ہوتا ''
تو نہ سلمان تاثیر رسولؐ اللہ کی شان میں گستاخی کرتا اور نہ شہید اُسے قتل کرتا۔
مسلمانوں کے لیے اللہ کے بعد رسولؐ اللہ محترم ہیں۔ان کے لیے کہ دین اسلام کا ماخذ کا
رسولؐ اللہ ہے۔رسولؐ اللہ کے دور میں گستاخ رسولؐ کی سزا موت تھی جس کو اسلامی
دنیا میں ۱۴۰۰ برس تک برقرار رکھا گیا۔ابو رافع یہودی کو رسولؐ اللہ کے کہنے پر قتل کیا گیا تھا۔فتح مکہ کے موقعہ پر عبداللہ بن
خطل کو بھی رسولؐ کے کہنے پر قتل کیا گیا تھا۔(صحیح بخاری)قرآن کی تعلیمات کے تحت
صحابہؓ آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔اپنی جان، مال اولاد اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ
کر رسولؐ اللہ سے محبت کرتے تھے۔ایک نابینا صحابیؓ نے اپنی بہن کو اس لیے قتل کر دیا
تھا کہ وہ رسولؐاللہ کی شان میں سب و شتم کرتی تھی (سنن نسائی سنن ابی داؤد)اس کے
علاوہ اور بھی واقعات ہیں جس میں صحابہؓ نے گستاخ رسولؐ اللہ کو قتل کیا تھا۔اسلامی
تاریخ میں مسلمان حکمرانوں نے اس پر ہی عمل کیا اور گستاخ رسول کو قتل کی سزا دی
گئی۔اور اگر کسی مسلمان فرد نے گستاخ رسولؐ کو ختم کیا تو مسلمان حکمرانوں نے اس
کو کوئی بھی سزا نہیں دی۔برصغیر میں قائدِ اعظمؒ نے غازی علم الدین کا مقدمہ لڑا اور
اسے بچانے کی کوشش کی۔اقبالؒ نے حسرت سے کہا تھا کہ ''ہم جیسے لوگ سوچتے ہی رہ
گئے اور بڑھیوں کا لڑکا بازی لے گیا۔ یہ ہے شاتم رسولؐ اللہ کے حوالے سے مسلمانوں
کی روایات۔ سلمان تاثیر نے غیر

مسلمہ سزا یافتہ شاتمہ رسولؐاللہ سے اظہار محبت و یکجہتی و ہمدردی اور توہین رسالت کے قانون کو ظالمانہ اور کالا قانون کہا تھااور اسے منسوخ کرانے کا عندیہ ظاہر کیا تھا تو لوگوں میں اشتعال پھیل گیا تھا۔ علماء نے اس کے خلاف توہین رسالت کے فتوے دیے تھے۔ اور توبہ کا مطالبہ بھی کیا تھا مگر سلمان تاثیر بر سر عام میڈیا پر اپنے موقف کو دہراتا رہتا تھا۔ لوگوں نے مقدمہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر پولیس نے استثنیٰ کی بنیاد پر مقدمہ قائم نہ کیا تو پھر ملک ممتاز حسین قادری شہید نے رسولؐ اللہ کی محبت اور ایمانی جوش میں آ کر اُسے قتل کر دیا۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تمام علماء نے متفقہ فیصلہ دیا تھا کہ شہید نے شاتم رسولؐاللہ سلمان تاثیر کو قتل کرکے کوئی جرم نہیں کیا۔ مگر مغرب زدہ حکمرانوں، سیکولر اور مغربی فنڈڈ این جی اورز نے شہید کی سزا کی تائید کی جو اسلام کے خلاف ہے۔اب پورے ملک میں اس سزا کے خلاف مظاہرے ہوئے ہیں۔ ملک میں کاروبار بند ہو گیاہے۔شہروں شہر شہید کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف اور صدر مملکت ممنون حسین کے پتلے جلائے جارہے ہیں۔ ملی یکجہتی کونسل کے تحت کراچی اور ملک کے مختلف شہروں میں احتجاج پر مظاہروں کا انتظام کیا گیاہے۔ نواز حکومت نے الیکٹرونک میڈیا پر ان خبروں کی پابندی لگا دی ہے۔ کراچی میں دفعہ ۱۴۴ اور موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی لگا دی گئی ہے۔راولپنڈی لیاقت باغ میں عاشق رسولؐ اللہ کا جنازہ حکومت کے خلاف ریفرنڈم ثابت ہواہے۔

لیاقت باغ سے مریڑ چوک تک صف بندی میں ہر مسلک کے لاکھوں لوگ شامل ہوئے ہیں۔ ملک بھر سے لوگوں کا جم غفیر اُمنڈ آیا تھا۔ طلوع آفتاب سے پہلے ہی لیاقت باغ بھر گیا تھا۔ سینکڑوں ٹن پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ جڑوں شہر غلامی رسولؐ میں موت بھی قبول ہے کے نعروں سے گونجتا رہا۔ شباب اسلامی نے نماز جنازہ کے انتظامات کئے تھے۔ معروف شخصیت پیر سید حسین الدین شاہ نے امامت کی۔ سراج الحق، مفتی منیب الرحمان، ثروت قادری، ابوالخیر زبیر، اویس نورانی، صاحبزادہ حامد رضا، کوکب نورانی سمیت پورے ملک کی دینی جماعتوں کے نمائندوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ دوسرے روز بھی کاروبار بند رہا۔ اسلام آباد کے قریب شام چھ بج کر بیس منٹ پر اُٹھال گاؤں میں عاشق رسولؐ جناب ملک ممتاز حسین قادری شہید کی تدفین کر دی گئی اور لوگ پرامن طور پر منتشر ہو گئے۔ اتنے بڑے واقعہ پر ملک کا الیکٹرونک میڈیا جو اپنی آزادی کے گن گاتے تھکتا نہیں مکمل طور پر خاموش تھا۔ بی بی سی نے اس موقعہ پر کہا کہ پاکستانی الیکٹرونک میڈیا نے سمجھداری کا ثبوت دیا۔ یعنی مغرب کے نمائندہ بی بی سی نے ہمارے میڈیا کی شرمناک تعریف کرکے مسلم دشمنی کا ثبوت دیا۔ آج پرنٹ میڈیا نے کے کچھ اخبارات ے بھی صحافت کے اقدار کی نفی کرتے ہوئے لاکھوں کے مجمع کو ہزاروں کا مجمع لکھا۔ بہر حال نواز حکومت نے اپنی سلطنت کے خاتمے کی الٹی گنتی شروع کرادی ہے۔ اللہ جناب ملک ممتاز حسین قادری شہید کی شہادت قبول فرمائے اور مسلمانوں کو ناموس رسالتؐ کی حفاظت کی توفیق بخشے

آمین۔

از خود نوٹس

ملک کے لوگوں کی نظریں پاکستان کے چیف جسٹس کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ وہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے متعلق سید مصطفیٰ کمال سابق میئر کراچی کے انکشافات پر از خود نوٹس لیں اور اپنے منصب کے عین مطابق ملک کے ساتھ غداری کرنے والوں پر الزامات لگنے کی مکمل تحقیقات کریں اور عوام کا مطالبہ پورا کریں۔ پاکستان سے غداری ثابت ہونے پر قرار واقعی سزا دیں اور الطاف حسین کی قائم کردہ ایم کیو ایم پر پابندی لگائیں۔ ملک کی سیاسی پارٹیاں جن میں تحریک انصاف اور جماعت اسلامی بھی شامل ہیں نے بھی یوڈیشنل تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ اس سے قبل سابق چیف جسٹس جناب افتخار چوہدری نے کراچی میں ۲۰ء سال سے جاری قتل و غارت پر از خود نوٹس لیا تھا۔ کراچی میں جن سیاسی جماعتوں کے عسکری ونگز تھے جو بے نقاب ہوئے تھے۔ ویسے تو پاکستان میں سب لوگوں کو پتہ تھا کہ سیاسی جماعتیں اپنے اپنے عسکری ونگ رکھتیں ہیں۔ عسکری ونگ کے ذریعے وہ اپنے مخالفوں کو ٹکانے لگاتیں رہیں ہیں۔ ایم کیو ایم اس کام میں کچھ زیادہ ہی ملوث رہی ہے۔ بوری بند لاشیں ایم کیو ایم کے نام کے ساتھ لازم ملزوم تھیں۔ ایک وقت جب پیپلز پارٹی کے سابق وزیر داخلہ ایم کیو ایم کے دہشت گردوں کے خلاف قانونی کاروائی کر رہے تھے اور مجرموں کو پکڑ رہے تھے تو لوگوں نے ان کو ایم کیو

ایم سے ڈرایا تھا۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ میرے سائز کی بوری ابھی تیار ہی نہیں ہوئی۔ ایم کیو ایم کا خمیر ہی قتل و غارت سے شروع ہوا تھا۔ الطاف حسین نے مہاجروں سے کہا تھا کہ ٹی وی اور وی سی آر بیچیوں اور اسلحہ خریدو۔ اب تک ہزاروں لوگ بے گناہ شہید کئے جا چکے ہیں جن میں ایم کیو ایم کے منحرفین بھی شامل ہیں۔ اس دوران ایم کیو ایم پر بھارت سے رابطوں کے بھی الزام لگتے رہے ہیں۔ الطاف حسین نے بھارت میں ایک تقریب میں کہا تھا کہ برصغیر کی تقسیم عوام کے ساتھ ظلم تھا۔ کراچی میں پاکستان کا جھنڈا بھی جلایا تھا۔ بھارت سے کارکنوں کو دہشت گردی کی مسلح ٹریننگ بھی دلائی گئی تھی۔ ان سب باتوں کو شہید محمد صلاح الدین اپنے ہفتہ وار رسالے تکبیر میں بیان کرتے رہے تھے۔ اس جرم میں ان کو الطاف حسین نے شہید کروا دیا تھا۔ اُس وقت بھی ایم کیو ایم کو قانون کی گرفت میں نہیں لایا گیا۔ الطاف حسین نے برطانیہ کو خط لکھا تھا کہ پاکستان کی آئی ایس آئی کو ختم کروا دو میں اس میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ کچھ دن پہلے نواز حکومت نے بھی اقوام متحدہ اور دنیا کے آزاد جمہوری ملکوں کو بھارت کی پاکستان میں مداخلت اور دہشت گردی کے ثبوت پیش کر چکے ہیں جس میں ایم کیو ایم بھی شریک ہے۔ ان ثبوت میں ایم کیو ایم کا بھارت سے فنڈ لینا اور بھارت سے ٹریننگ لینا بھی شامل ہے۔ اب ایم کیو ایم کے دو منحرف جن میں سید مصطفیٰ کمال اور انیس قائم خانی شامل ہیں، نے الطاف حسین پر بھارت سے فنڈ لینے کے الزامات لگائے ہیں۔ ۱۹۹۲ء ایسے ہی

الزامات دو منحرف رہنماؤں عامر خان اور آفاق نے لگائے تھے۔ اُس وقت کراچی شہر میں دو قسم کے بینرز آویزاں کئے گئے تھے ایک ایم کیو ایم کی طرف سے جس میں پرنٹ تھا کہ ''جو قائد کا غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے''۔ دوسری طرف منحرف رہنماؤں کی طرف سے لگائے گئے بینرز پر پرنٹ تھا کہ '' الطاف حسین را کا ایجنٹ ہے''۔ را کا ایجنٹ ہونے کا پہلے گروپ نے بھی لگایا تھا اور اب دوسرے گروپ نے بھی لگائے ہیں۔

الطاف حسین کے را سے رابطے کا تو پاکستان کے سارے محبت وطن عوام تو ایک عرصے سے جانتے ہیں۔ بین الاقوامی میڈیا بھی رپورٹ کر چکا ہے کہ الطاف حسین کے را سے تعلقات ہیں وہ را سے فنڈنگ لیتا رہا ہے۔ را کے چیف سے الطاف حسین ملاقاتیں کرتے رہتا رہا ہے۔ دوسری طرف پاکستان کے وزیر داخلہ نے کہا کہ مصطفیٰ کمال نے کوئی نئی بات نہیں کی ہے اُن کو ثبوت پیش کرنے چاہییں۔ کیا حکومت کو یہ سب کچھ معلوم نہیں ہے۔ کیا سرفراز مرچنٹ نے میڈیا میں را سے پیسے لینے کے ثبوت نہیں پیش کئے تھے۔ مصطفیٰ کمال نے اپنی کانفرنس میں الطاف حسین سے طنزیہ انداز میں یہ مطالبہ نہیں کیا تھا کہ جو بات اُس نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کو بتائی ہے کہ وہ را سے فنڈنگ لیتا رہا ہے۔ مصطفیٰ کمال کے مطابق اس کی بریفنگ کے لیے دبئی میں پیپلز پارٹی کے رحمان ملک اور انور کو بھیجا گیا تھا کہ ایم کیو ایم کے لوگوں جس میں مصطفیٰ کمال بھی شریک تھا ہمنوا بنایا جائے۔ مصطفیٰ کمال نے اپنی پریس کانفرنس میں یہ بھی کہا تھا کہ دشمن سے رابطوں کا اپنی مہاجر قوم کو بھی بتائے تاکہ جس نے

ساتھ دینا ہو، اسے معلوم ہو کہ ایم کیو ایم را سے فنڈ لے رہی ہے۔ الطاف حسین را کے چیف سے ملاقاتیں کرتا رہا ہے۔ را کا سابقہ چیف تو الطاف حسین کے حق مین بیان دے چکا ہے کہ الطاف حسین لندن میں ایم آئی سکس کا مہمان ہے۔ دنیا اور پاکستان میں کس کو پتا نہیں کہ را پاکستان کو توڑنا چاہتی ہے۔ بھارت کا دہشت گرد وزیر اعظم مودی ڈھاکا میں بیان دے چکا ہے کہ بھارت نے پاکستان کو توڑا تھا۔ پاکستان دشمنی اور را سے فنڈ لینے کا سارا ریکارڈ اسکاٹ لینڈ یارڈ نے الطاف حسین کے مکان سے قبضے میں لیا تھا۔ اس لیے الطاف حسین اسکاٹ لینڈ یارڈ سے کچھ بھی چھپا نہیں سکتا تھا۔ یہ سارا ریکارڈ ثبوت کی شکل میں ساری دنیا کے سامنے آ شکار ہو چکا ہے۔ سرفراز مرچنٹ نے بھی اپنی کانفرنس میں را سے فنڈنگ کے ثبوت میڈیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ مصطفیٰ کمال نے بھی اپنی پہلی کانفرنس میں یہی کہا ہے۔ آج مصطفیٰ کمال اور انیس قائم خانی کے ساتھ مل کر ایم کیو ایم کے مرکزی رہنما ڈاکٹر صغیر احمد رکن سندھ اسمبلی اور سابق صوبائی وزیر صحت نے بھی ایم کیو ایم سے استفیٰ دے دیا۔ ڈاکٹر صغیر احمد نے بھی الطاف حسین پر را کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا اور کہا کہ ہمیں لندن بلا کر کہا گیا کہ دشمن ملک سے مدد مانگ کر کونسی غلطی کی ہے وغیرہ۔ اب نہ جانے ہمارے وزیر داخلہ اس کے علاوہ کون سے ثبوت مصطفیٰ کمال سے طلب کر رہے ہیں جبکہ سب کچھ ان کو معلوم ہے۔ وزیر داخلہ کا بیان پاکستان کے عوام کے سینوں پر مونگ دلنے کے برابر ہے۔ ان کو اپنے بیان سے رجوح کرنا

چاہیے۔ فوراً الطاف حسین پر پاکستان سے غداری کا مقدمہ قائم کرنا چاہیے۔ صرف مرچنٹ کے بیان پر کمیٹی بنانا کافی نہیں ہے۔ یہ پورے پاکستان کا مطالبہ ہے۔ اگر وزیر داخلہ ایسا نہیں کرتے تو پہلے بھی کراچی بدامنی کے لیے حکومتوں نے بیس سال سے کچھ نہیں کیا اور پاکستان کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب نے از خود نوٹس لے کر کراچی کو انصاف دینے کی کوشش کی تھی۔اس از خود نوٹس سے کراچی اور پاکستان کے عوام نے سکھ کا سانس لیا تھا۔لگتا ہے حکومت کی کچھ مجبوری ہے۔ کراچی اور پاکستان کے عوام موجودہ چیف جسٹس صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس تمام ثبوتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے الطاف حسین کے خلاف پاکستان سے غداری کا مقدمہ قائم کریں اور حقائق کی چھان بین کرنے کے بعد پاکستانی قوم کو اس ملک دشمن سے نجات دلائیں۔ اس کی قائم کردہ ایم کیو ایم پر پابندی لگائیں۔ اس پابندی کے بعد محب وطن مہاجر پاکستان کی سیاست کرتے ہوئے ضرور اپنی نئی جماعت بنالیں گے جو ان کا حق ہے۔ہم اس سے قبل بھی اپنے ایک مضمون میں پاکستانی عوام سے کہہ چکے ہیں کہ پاکستان کے مہاجر سہر آنکھوں پر مگر الطاف حسین نہیں۔ اللہ ہمارے ملک کو دشمنوں سے بچائے آمین۔

شہباز تاثیر بازیاب ہو گیا

آج ایک اچھی خبر آئی ہے کہ مقتول سلمان تاثیر سابق گورنر پنجاب کے بیٹے شہباز تاثیر اغواکاروں سے آزاد ہو گئے ہیں۔ سیکورٹی ایجنسیوں کی رپورٹ، جسے الیکٹرونک میڈیا نے نشر کیا کہ مشترکہ کاروائی کے نتیجے میں شہباز تاثیر کو اغواکاروں سے بازیاب کروا لیا گیا ہے۔ اغواکاروں نے اُسے کچلاک میں السلیم ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ کے پیچھے ایک کچے مکان میں رکھا ہوا تھا۔ بازیاب کرانے کے بعد اس کا میڈیکل ٹیسٹ لیا گیا ہے۔ یہ بھی رپورٹ ہوا ہے کہ وہ صحت مند ہیں۔ان کے صرف بال بڑھے ہوئے ہیں۔

ایک نجی ٹی وی نے جس کا نمائندہ کچلاک سیلم ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ میں موجود تھا کے حوالے سے میڈیا میں خصوصی رپورٹ میں بتایا کہ وہ سلیم ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ میں اکیلے کھانا کھانے آیا اُس کے ساتھ کوئی بھی موجود نہیں تھا اُس نے وہاں بیٹھ کر کھانا کھایا اور ۳۵۰ روپے کھانے کا بل بھی ادا کیا۔ اس کے بعد ہوٹل کے مالک سے موبائل ایک کال کرنے کے لیے مانگا مگر ہوٹل کے مالک کے پاس موبائل فون نہیں تھا۔ اس لیے وہ باہر آیا اور پی سی او سے اپنی والدہ صاحبہ کو لاہور فون کیا اور اپنے کوئٹہ میں موجود ہونے کا بتایا۔ اسی میڈیا نے سیلم ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ کچلاک کا فوٹو بھی میڈیا میں جاری

کیا۔ ان کی والدہ صاحبہ نے ایجنسیوں کو شہباز تاثیر کے کچلاک کوئٹہ کے سلیم ہوٹل کے باہر موجود ہونے کی اطلاع دی۔ بیس منٹ کے اندر اندر ایجنسیوں کی گاڑیاں ہوٹل کے پاس پہنچ گئیں اور ہوٹل کے سامنے کھڑے ہوئے شہباز تاثیر کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور محفوظ مقام پر منتقل کر دیا۔ رات گئے آئی ایس آر پی نے شہباز تاثیر کی تصویر بھی جاری کر دی ہے جس میں اس کے بال بڑھے ہوئے ہیں اور داڑھی بھی بڑھی ہوئی ہے سر پر سندھی ٹوپی بھی پہنے ہوئے ہیں۔ امید ہے اس کو جلد لاہور اپنے فیملی کے پاس منتقل کر دیا جائے گا۔ ان کی فیملی کے لیے واقعی ایک خوشی کا مقام ہے۔ اس خوشی کے موقعے پر شہباز تاثر کی فیملی کو پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری صاحب نے مبارک باد دی۔ پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب یوسف رضا گیلانی نے بھی فون کرکے اس کی فیملی کو اغواکاروں سے آزادی کی مبارک دی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور وزیر اعلیٰ سندھ سائیں قائم علی شاہ صاحب نے بھی مبارک دی۔ میڈیا پر بات کرتے ہوئے سید یوسف رضا گیلانی نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اللہ کرے ان کا بیٹا بھی اغواکاروں سے آزاد ہو جائے۔ تمام پاکستانیوں کی بھی یہی دعا ہے کہ اللہ کرے سید یوسف رضا گیلانی کے بے گناہ بیٹے کو بھی ظالم لوگوں سے رہائی ملے۔ اس میں شک نہیں کہ جن کی اولاد کو ظالم اغوا کر لیتے ہیں ان کا غم کتنا ہوتا ہے جو ان کے لواحقین برداشت کرتے ہیں وہی محسوس کر سکتے ہیں۔ شہباز تاثیر کو ان کے والد سلمان تاثیر سابق

گورنر پنجاب کے قتل کے بعد پانچ سال قبل اغوا کیا گیا تھا۔ ان کو گلبرگ لاہور سے ان کے گھر کے قریب سے پاکستانی طالبان نے اغوا کیا تھا۔ پاکستانی طالبان نے اس کی رہائی کے بدلے اپنے قیدیوں کی رہائی کا بھی مطالبہ کیا تھا۔ یہ بھی خبر تھی کہ پچاس کروڑ روپے تاوان کے طلب کیے گئے تھے۔ اغواکار ان کو پہلے فاٹا میں لے گئے تھے۔ جو علاقہ غیر تصور کیا جاتا ہے وہاں پاکستانی قانون کی عمل داری نہیں ہوتی۔ جب شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن ضرب عضب شروع کیا گیا اور وہاں سے پاکستانی طالبان کے محفوظ مقامات کو ختم کیے گئے تو انہوں نے اُسے وہاں سے افغانستان منتقل کر دیا تھا۔ اب افغانستان سے کچلاک کوئٹہ اُسے لے آئے تھے جہاں سے بازیاب ہوا۔ صاحبو! ہم مسلمان ہیں۔ اسلام میں نہ ایسی قتل وغارت اور دہشت گردی کی اجازت ہے نہ ہی اغوا کرنے کی۔ نہ جانے ظالم لوگ نام تو اسلام کا لیتے ہیں اور عمل ان کے شیطان سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں۔ ان دہشت گردوں نے پوری دنیا میں اسلام کو بدنام کر دیا ہے۔ یہ کہاں کا اسلام ہے کہ کوئی بازاروں کے اندر خود کش حملے کرکے بے گناہ شہریوں کو بے قصور شہید کر دے اور اس سفاکیت کا میڈیا میں حامی بھی بھرے کہ یہ سفاکیت ہم نے کی ہے۔ کہیں اسکولوں کے بچوں کو بے گناہ شہید کریں اور بہادری سے اعلان کریں کہ ہم نے یہ دہشت گردی کی ہے۔ کہیں کسی بے گناہ شہری کو اغوا کریں کہ اس کے باپ نے جرم کیا ہے۔ جس نے جرم کیا ہے اس کو تو سزا ضرور بہ ضرور ملنی چاہیے مگر ان کی اُولاد کو اغوا کرنا

اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام ایک پُر امن مذہب ہے۔ قرآن اور سنت سے یہی سبق ملتا ہے کہ جس نے قصور کیا ہے اس کو ہی سزا ملنی چاہیے۔ بہر حال شہباز تاثر کی فیملی کو خوشی نصیب ہوئی۔ پانچ سال اس کی بیوی، والدہ، بہن بھائی نے جس قرب سے گزارے وہ ان کو ہی معلوم ہے۔ اللہ کرے پاکستان کے باقی اغوا شدہ لوگ، خاص کر یوسف رضا گیلانی سابق وزیر اعلی پنجاب کا بے گناہ بیٹا بھی بازیاب ہو جائے آمین

تحفظ ناموس رسالتؐ مارچ کراچی

جماعت اسلامی کراچی نے ناموس رسالتؐ مارچ منعقد کرنے کا اعلان کر رکھا تھا۔ اس کے لیے شہر بھر میں بھرپور کوششیں کی گئیں۔ ایک دن پہلے مقامی اخبارات میں آرگنائزنگ کمیٹی کی طرف سے اشتہار بھی شائع کیا گیا جس میں تمام مکتبہ فکر کے علماء کی شرکت کی رضامندی کا اعلان درج تھا۔ شہر بھر میں ناموس رسالتؐ مارچ کے ابلاغ کے لیے ہورڈنگز لگائے گئے تھے۔ موبائل پبلسٹی گاڑیوں، سو مقامات پر رابطہ کیمپوں، ہینڈ بلز، اسٹکرز اور، ذیردست پبلسٹی کی گئی۔ شہر کے تمام حلقوں سے علماء، سول سوسائٹی، وکلا، مزدور، کاروباری تنظیموں سے موثر رابطے کئے گئے۔ جماعت اسلامی کی برادر تنظیمیں جس میں اسلامی جمعیت طلبہ و طالبات، اسلامی جمعیت عربیہ، نیشنل لیبر فیڈریشن اور دیگر تنظیموں کو مارچ میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ ان تمام طبقوں جماعت اسلامی اور حلقہ خواتین کی لیڈرشپ اور کارکنان کی انتھک کوششوں کی وجہ، سے اس مارچ کو عوام کے اندر پزیرائی رائی ملی۔ تین بجے سے پہلے ہی شہر کے مختلف علاقوں سے عاشقان سولؐ کے قافلے شریف کا ورد کرتے ہوئے جوق در جوق نیپا چورنگی پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ سب سے بڑی ریلی امیر جماعت اسلامی کراچی حافظ نعیم الراحمان کی قیادت میں نیپا چورنگی سے حسن اسکوائر پہنچی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے فرزندان توحید لاکھوں کی

تعداد میں نیپا چورنگی سے حسن اسکوائر تک جمع ہو گئے۔ ان کے سروں پر ''' محمدؐ پر جان بھی قربان ہے'' کی پٹیاں بندی ہوئی تھیں۔ ہاتھوں میں محمدؐ کے بورڈ اُٹھائے مرد و خواتین ، جن میں بچے بوڑھے نوجوان شامل تھے درود شریف کا ورد کرتے مارچ کی شان میں اضافہ کر رہے تھے۔ ہر شخص یہ نعرہ لگا رہا تھا'' غلامی رسولؐ میں موت بھی قبول ہے''' غلام ہیں غلام ہیں رسولؐ کے غلام ہیں'' جماعت اسلامی کے سبز جھنڈے ہر آنے والے کے ہاتھ میں موجود تھے۔ شرکا کے سینوں پر محمدؐ کے اسٹکرز آویزاں تھے۔ جماعت کی تنظیم اور اسلامی اقدار کا مظاہرہ کرتے ہوئے سڑک کے ایک طرف مرد اور دوسری طرف خواتین رسولؐ اللہ کی شان میں نعرہ زن تھے۔ مارچ میں ولولہ اُس وقت دوبالا ہوا جب شہر کے مختلف علاقوں سے آنے والوے قافلوں کے سامنے پبلسٹی گاڑیوں کے لاؤڈ اسپیکروں سے ناموس رسالتؐ کے ترانے گونجتے ہوئے مارچ میں شامل ہو رہے تھے۔ رسولؐ اللہ کی شان مبارکہ کی وجہ سے یہ کراچی میں اس سے قبل ہونے والے جماعت اسلامی کے ہونے والے ملین مارچوں میں سب سے بڑا ملین مارچ تھا۔ نیپا چورنگی سے حسن اسکوائر تک سڑک کے دونوں طرف لاکھوں انسانوں کے سر ہی سر نظر آ رہتے تھے۔ سڑک کے درمیان بجلی کے کھمبوں پر سینکڑوں لاؤڈ اسپیکر نصب کئے گئے تھے۔ شرکاء مارچ کے لیے پینے کے پانی کے لیے ٹرکوں پر پانی کی ٹینکیاں رکھی گئیں تھیں۔ ناموس رسالتؐ مارچ کا اسٹیج حسن اسکوائر کے قریب اور ہیڈ برج پر بنایا گیا تھا۔ اس پروگرام میں غازی عبدالقیوم کے پوتے نے بھی شرکت کی۔ اسٹیج

سیکرٹری کے فرائض اسامہ رضی نائب امیر جماعت اسلامی حلقہ کراچی ادا کر رہے تھے۔پروگرام ساڑھے پانچ بجے تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ اس کے بعد نعت رسولؐ اللہ پڑھی گئی۔ سب سے پہلا خطاب ختم نبوتؐ کے مولانا اعجاز مصطفٰے نے کیا۔ انہوں نے فرمایا میں مبارک باد دیتا ہوں جماعت اسلامی کو کہ اُس نے قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ ممتاز قادری کو شہادت کی مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا۔ شومی قسمت کہ بانیان پاکستان کی موت کے بعد حکمرانوں نے اس ملک پاکستان کو اپنے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ جس طرح ختم نبوت کے لیے قربانیاں دی تھیں اب بھی ہم قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔اس کے بعد اسلامی جمعیت کے رہنما ہاشم یوسف ابدالی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہم جماعت اسلامی کو مبارک باد دیتے ہیں اور ہم سب ممتاز قادری شہید کے راستے پر چلتے ہوئے رسولؐ اللہ پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔اس کے بعد دارلعلوم قمر الاسلام کے مولانا پیر عظمت علی شاہ کو تقریر کرنے کے لیے بلایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب ناموس رسالتؐ مارچ میں شہید ممتاز قادری کی وجہ سے اکھٹے ہوئے ہیں ۔ شہید نے جان دے کر اپنا ایمان مکمل کر لیا اور مسلمانوں میں ممتاز ہو گیا۔ مگر ہم کہاں کھڑے ہیں۔ رسولؐ کی زندگی میں بھی رسولؐ کے مخالفوں کو جہنم رسید کیا گیا تھا۔ ممتاز قادری کے جنازے میں لاکھوں لوگ شریک ہوئے اور حکمرانوں کو بتایا کہ یہ ملک اسلام کے نام سے بنا ہے اور اسی نام سے قائم رہے گا۔ اس کے بعد مہتمم دارالخیر مولانا اسفند

یار کے صاحبزادہ احمد الرحمان نے کہا کہ شمع رسالتؐ کے پروانوں کا یہ عظیم اجتماع ایک ریفرنڈم ہے یہ ملک اسلام کے نام سے بنا تھا۔ لا الہ الا اللہ کے ماننے والے ناموس رسالتؐ پر مال اولاد اور سب کچھ قربان کرنے کے لیے ہم تیار ہیں۔ اس موقعہ پر نعرے لگائے گئے ''البدر رالبدر۔ نواز شریف دربدر۔ اس کے بعد جمعیت علمائے اسلام کے رہنما ڈاکٹر صدیق راٹھور نے خطاب کرتے ہوئے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا تم میں کوئی اُس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ رسولؐ کو اپنی ماں باپ اور اولاد سے عزیز نہ سمجھتا ہو۔ حکمران ۲۹۵ سی قانون کو ختم کرنے کا سوچ رہے ہیں جو ہم نہیں ہونے دیں گے۔ قادری شہید کو پھانسی دے دی اور ریمنڈ ڈیوس جو پاکستانیوں کا قاتل تھا اس کو پیسوں کے عوض کر رہا کر دیا۔ اس کے بعد دعوۃ کراچی کے امیر ڈاکٹر مزمل نے کہا کہ آج کا اجتماع دنیا کو یہ پیغام دیتا ہے کہ یہ ملک رسولؐ کے عاشقوں کا ملک ہے یہ ممتاز قادری، عامر چیمہ اور عبدلقیوم جیسے غلام رسولؐ کا ملک ہے۔ میں سراج الحق کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ناموس رسالتؐ کے لیے امت کو اکھٹا کیا۔ ممتاز قادری شہید نے حکومت کے خاتمے کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس کے بعد تنظیم اسلامی کے شجاع الدین شیخ نے جماعت اسلامی کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور شہید قادری نے شہید ہو کر اس کی شہادت پیش کر دی ہے۔ اس کے بعد اسلامی تحریک پاکستان کے غلام ناظر تقوی نے کہا کہ میں امیر جماعت اسلامی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس

عظیم الشان اجتماع ایک انتظام کیا ہے۔اس پروگرام میں شریک مرد، عورتوں اور بچوں کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اتنی بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ حکمرانوں کو ناموس رسالت قانون ختم نہیں کرنے دیں گے۔اس کے بعد جماعت اسلامی کراچی کے امیر نعیم الرحمان نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف نے اللہ کے غضب کو دعوت دی ہے۔اگر نواز حکومت نے ناموس رسالت قانون ختم کرنے کی جرات کی تو ہم نواز حکومت کو نہیں چلنے دیں گے۔لاکھوں مسلمانوں نے قربانیاں دے کر یہ ملک بنایا تھا۔ان کی غلط باتوں پر گرفت کریں گے اور پاکستان کو ااسلامی اور خوشحال پاکستان بنائیں گے۔جماعت اسلامی سندھ کے امیر معراج الہدیٰ صدیقی نے کہا پاکستان کو لبرل اور سیکولر نہیں بننے دیں گے۔ میڈیا کو مسجد میں چوری ہونے والا جوتا تو نظر آتا ہے مگر ممتاز قادری کے اٹھارہ لاکھ کا جنازہ نظر نہیں آتا۔ غلامان رسولؐ کامیاب ہونگے اور اسلام کے مخالفوں کے مقدر میں شکست لکھی ہوئی ہے۔ امیر جماعت اسلامی سینیٹر سراج الحق نے اپنے خطاب میں کہا کہ حکومت نے ممتاز قادری کو پھانسی دے کر نظریہ پاکستان سے بغاوت کی ہے۔ میڈیا نے جنازے کی خبر کا بلیک آؤٹ کیا۔جنازے میں مجھ سمیت لاکھوں لوگ شریک ہوئے مگر کوئی سیاسی رہنما نہیں آیا اور نہ ہی میڈیا پہنچا۔امریکی ایجنٹوں کو شکست ہوئی ایک ممتاز قادری کو شہید کرکے لاکھوں شہید پیدا کر دیے گئے۔ایک ایک بچہ ممتاز قادری کا کردار ادا کرے گا۔ ممتاز قادری کے خون کا ایک ایک نواز شریف اس کے ٹولے کا پیچھا کرے گا۔ لاکھوں افراد کے اس مارچ نے

کروڑوں عوام کو غازی ممتاز شہید بنا دیا ہے۔ مغرب نواز پالیسیوں بنانے والوں کو پاش پاش کر دیں گے۔ یہ تحریک اب کراچی سے ملک کے کونے کونے میں نظر آئے گی۔ خون کے آخری قطرے تک ملک میں نظام مصطفٰے کے لیے جد وجہد کریں گے۔ آج ہم عہد کرتے ہیں کہ گستاخ رسولؐ کی سزا موت ہے۔ پوری امت ممتاز قادری کو سلام عقیدت پیش کرتی ہے۔ عامر چیمہ، غازی عبدالقیوم اور غازی علم دین کو بھی سلام عقیدت پیش کیا۔ حکومت ناکام ہو گئی ہے۔ تبلیغی جماعت پر پابندی لگا دی ہے۔ حکمرانوں نے تین سو پچھتر ارب ڈالر ملک سے باہر منتقل کئے ہیں۔ دبئی میں پاکستانی اشرفیہ نے دو کھرب پچاس ارب روپے کی پراپرٹی خریدی ہے۔ جماعت اسلامی نے کرپشن فری پاکستان کی مہم شروع کر رکھی ہے جو کرپٹ حکمرانوں کو ختم کرنے تک جاری رہے گی اور ان سے لوٹی دولت وصول کریں گے۔ یہ تحریک ملک کے کوچے کوچے میں چلے گی۔ قائد اعظمؒ کے وژن کے مطابق پاکستان کو مدینے کی اسلامی ریاست کے مطابق بنائیں گے۔ پاکستان شہدا کی امانت ہے ہم اس میں خیانت نہیں کرنے دیں گے۔ عظیم ناموس رسالت مارچ منعقد کرنے پر کراچی جماعت کو مبارک باد بھی دی۔

میڈیا، اسلام اور ہم

میڈیا ایک ایسا ہتھیار ہے جسے ہر زمانے میں مقتدر حلقوں نے اپنے مقاصد کے لیے خوب استعمال کیا ہے۔ جب عرب میں اسلام کی تعلیمات پھیل رہیں تھیں تو مخالف قوتوں نے بھی میڈیا کو استعمال کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ آج بھی میڈیا کو ہی استعمال کرکے پرامن دین اسلام کو دہشت گرد ثابت کر دیا گیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب بیرونی دنیا سے پاکستان میں ہر آنے والا فرد دہشت گردی پر ہی بات کرتا ہے اور ہماری حکومت اور مقتدر حلقے دشمن میڈیا کی وجہ سے اتنے دباؤ میں ہیں کہ وہ بھی اس جھوٹ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ میڈیا ہے کیا؟۔ میڈیا ایک خبر یا معلومات کا ذریعہ ہے۔ اس کے طریقے، زبان کا ذریعہ، پرنٹ میڈیا، الیکٹرونک میڈیا، انٹرنیٹ اور سمارٹ فونز وغیرہ۔ خبر کو پھیلا کر لوگ اپنے مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ ہر زمانے میں اس پر زور دیا گیا ہے۔ ہمارے قریب کے دور میں کیمونسٹ روس نے میڈیا کو ہی استعمال کرکے خوب جھوٹ بولا تھا اور اسے کنٹرول کرکے اپنے مقاصد کے لیے استعمال بھی کیا تھا۔ کیمونسٹ ہر جھوٹی بات کو اتنی بار دھراتے تھے کہ وہ سچ نظر آنے لگتی تھی ۔اور جس بات کو باہر کی دنیا تک نہیں جانے دیتے تھے اس پر پابندی لگا دیتے تھے۔ یہودیوں نے میڈیا کی اہمیت کو جانتے ہوئے اپنے پیسے کے زور پر دنیا کے تمام بڑے بڑے میڈیا ہاؤسز کو خرید رکھا

ہے۔ہمارے پاس جتنی بھی خبریں یا معلومات آتیں ہیں یہودی میڈیا سے ہی چھن کر آتیں ہیں۔ خبریں کبھی جھوٹیں اور کبھی شوگر کوٹڈ ہوتیں ہیں۔ ان خبروں کی وجہ سے عوام اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ اسی یہودی میڈیا نے آجکل دنیا میں اسلام کو دہشت گرد ثابت کرکے دیکھا دیا ہے اور ہم اس کے پیچھے اندہ دھند پڑے ہوئے ہیں۔اس موضوع ''میڈیا، اسلام اور ہم'' پر ایمل پبلیکیشنز اسلام آباد نے ایک کتاب شائع کی ہے جو آج ہمارے مد نظر ہے۔اس کتاب میں مصنف ڈاکٹر سید انور نے ثابت کیا ہے کہ میڈیا آگ کی مانند ہے۔ جیسے قدرت نے آگ میں روشی اور جلانے کے دو وصف رکھے ہیں ایسے ہی میڈیا میں بھی دو وصف ہیں۔آگ کی صفت روشنی پھیلانا ہے جو ایک اچھی بات ہے۔اللہ نے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تھی کہ اُٹھو اور دنیا میں روشنی پھیلاؤ۔ اس خبر کے بعد رسول اللہ نے پوری دنیا کو اللہ کے کلام سے روشن کیا تھا جو روشنی آج تک اپنا جلوا دیکھا رہی ہے۔ مصنف نے قرآن کے حوالہ دے کر ثابت کیا ہے کہ ابو لہب اور ابو جہل مکہ میں اور کبھی طائف میں رسولؐ اللہ کے خلاف بازاروں میں کھڑے ہو کر اور مجمع لگا کر اسلام کے خلاف تقریریں کیا کرتے تھے۔آج وہی کام مغربی میڈیا اور کبھی ہمارا میڈیا، ویسے ہی باتیں کر اسلام کو بدنام کرتا ہے۔ مثلاً اسلام کا مذاق اڑانا، مسلمانوں کو جاہل اور بیوقوف کہنا، عقائد کا مذاق اڑانا اور کبھی کہنا کہ یہ سحر زدہ ہیں۔ اس میڈیا کا دوسرا وصف آگ لگانا ہے۔ جیسے آج کل شیطانی (یہودی) میڈیا اپنے مقاصد کے لیے

پوری دنیا میں آگ لگا رہا ہے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ مسلمان اس پروپگنڈے سے متاثر ہو جاتے ہیں۔میڈیا نے علمائے اسلام کو بدنام کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ایجاد کیا ہے کہ یہ دین کو اپنی سیاست چمکانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح مغربی میڈیا اسلام کو بدنام کرنے کے نئے نئے طریقے استعمال کرتا ہے تا کہ لوگوں کو ان کے دین سے متنفر کرے۔ مصنف نے کتاب میں جگہ جگہ قرآن کے حوالے دے کر یہی بات ثابت کی ہے۔ ایک جگہ قرآن کا حوالے دیتے ہوئے لکھتے ہیں " اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ " یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر بشر تم ہی جیسا۔اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے" (الانبیا : ۳) آج بھی علمائے حق اور دینی سیاسی پارٹیوں کے قائدین کو یہ کہتے ہیں کہ ان کا اصل مقصد اقتدار پر قبضہ کرنا ہے۔کیا ہمارا میڈیا ایسی ہی باتیں عوام میں ابلاغ کرکے اغیار کے نمائندوں کا کام نہیں کر رہے؟ کیا یہ اسلام کی مسخ شدہ شکل نہیں ہے۔ مغربی میڈیا اور اس کی چغالی میں ہمارا میڈیا اسلام کی ایسی عجیب و غریب تشریحات لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ الامان الحفیظ۔ رمضان کے مقدس مہینے میں پاکستانی میڈیا نے اور آج کل بھی مارننگ شوز میں میں شرم ناک پروگرام نشر کیے جا رہے ہیں۔ کھیل تماشے کو بطور متبادل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ معاشرے کے دباؤ پر کئی میڈیا پرسنز کو مالکان نے نکال بھی دیا ہے۔ مصنف ثابت کرتا ہے کہ قرآن نے غلط خبر کو لہو الحدیث یعنی کھیل تماشا

کہا ہے۔ رسولؐ اللہ کے وقت بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ قرآن کہتا ہے ''اور انسانوں ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کلام دلفریب خرید کر لاتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے علم کے بغیر بھٹکا دے اور اسے راستے کی دعوت کو مذاق میں اڑا دے ایسے لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے'' (القمان: ٦) عہد نبویؐ میں کفار تبلیغ اسلام کی دعوت کا اثر زائل کرنے کے لیے طرح طرح کے متبادل طریقے سوچتے تھے کہ لوگوں کو ان لہو الحدیث میں مشغول کر دیا جائے تاکہ وہ قرآن نہ سن سکیں۔ ایک شخص جس کا نام نضر بن حارث تھا وہ تاجر تھا۔ ایران سے واپسی پر اہل فارس کی داستانیں اور کسریٰ کے قصے خرید کر لاتا تھا اور کفار کو سنایا کرتا تھا کہ محمدؐ تم کو عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں۔ میں تم کو رستم اور اسفندیار کے قصے سناتا ہوں اور کفار وہ قصے سنا کرتے تھے۔ ایک اور شخص گانے بجانے والی کنیزوں کو اس غرض کے لیے خرید کر لاتا تھا کہ جب رسولؐ اللہ قرآن سناتے تھے تو وہ ان کنیزوں کو گانے بجانے پر لگا دیتا تاکہ لوگ قرآن نہ سنیں۔ کیا یہ سرمایا کاری آج بھی میڈیا پر نہیں کی جاتی ہے؟ مصنف کہتا ہے اسلام ایک ہی ہے۔ مگر آج متعدل اسلام، روشن خیال اسلام اور لبرل اسلام کے شوشے چھوڑے جاتے ہیں۔ کتاب کے آخری حصے میں مصنف قرآن سے ثابت کرتا ہے کہ خبر کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے۔ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔۔۔'' (الحجرات: ٦) حدیث ہے کہ ایک فرد کے لیے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ ایک اس نے خبر سنی اور بغیر

تحقیق کے آگے بڑھا دی۔ یہ نہ دیکھا کہ خبر صحیح ہے یا غلط ہے۔ لہٰذا خبر کو سنتے ہی قبول نہیں کر لینا چاہیے جب تک کہ تحقیق نہ ہو جائے کہ خبر صحیح ہے کہ نہیں اور خبر دینے والا ذریعہ قابل بروصہ ہے کہ نہیں۔ کیا وہ فاسق تو نہیں۔ اگر اس فارمولے کو مدر نظر رکھ کر موجودہ خبروں کو دیکھا جائے تو یہ بات سامنے روز روشن کی طرح سامنے آ جاتی ہے کہ دنیا کا میڈیا یہود و نصارا کے قبضے میں ہے وہ مسلمانوں کے بارے میں انتہائی تعصب میں مبتلا ہیں ۔ وہ مسلمان ملکوں کے میڈیا کو بھی اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کیے لاکھوں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ وہ میڈیا کی طاقت سے اپنی باطل تہذیب مسلمان معاشرے پر مسلط کرنا چاہتے ہیں لہٰذا مسلمان میڈیا کو ان کی ہر خبر کو جوں کا توں آگے اپنے معاشرے میں پھیلا نہیں دینا چاہیے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی قدرت کا عطیہ ہے اسے استعمال کرکے بھرپور فاہدہ اُٹھانا چاہیے۔ مسلمان ملکوں کے پاس پیسے کی کمی نہیں انہیں اپنی خبر رساں ایجنسیاں قائم کرنی چاہییں اور اس قدرت کے عطیہ کو اللہ کے بندوں تک صحیح خبر پہنچانے پر استعمال کرنا چاہیے تاکہ دنیا میں امن و امان قائم ہو۔ اس کتاب کے ناشر ایمل پبلیکیشنز، اسلام آباد، فون نمبر ۰۵۱۲۸۰۳۰۹۶ نے تو کتاب ''میڈیا، اسلام اور ہم'' میں ایک صحیح خبر کو کتاب کی شکل میں پیش کرکے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ہم نے بھی اس کتاب پر کالم لکھ کر ابلاغ کی کوشش کی ہے اب یہ عوام ہیں کہ اس سے کتنا فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اللہ ہمارے معاشرے کو یہود و نصارا کی متعصب خبروں کے شر سے

بچائے آمین۔

مارچ یوم پاکستان ۲۰۱۶ء ۲۳

جب سے پاکستان بنا ہے ہر سال ۲۳ مارچ آتا ہے۔ وقت کی حکومتیں اور پاکستانی قوم اس دن کو یوم پاکستان کے طور پر مناتے ہیں۔ دنیا کی مروجہ رسم کے مطابق توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے دینوی روایات کے مطابق مساجد میں پاکستان کی بقا اور ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی جاتیں ہیں۔ اس خوشی کے موقعہ پر حکمران کچھ قیدیوں کو رہا اور کچھ کی سزاؤں میں کمی کا اعلان بھی کرتے ہیں تاکہ وہ بھی خوشی میں شریک ہوں۔ دارلخلافہ اسلام آباد میں یوم پاکستان کی شاندار پریڈ منعقد کرکے فوجی قوت کا مظاہرہ بھی کیا جاتا ہے۔ اللہ کے فضل سے پاکستان دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت ہے اس کا بھی اس سال بھرپور مظاہرہ بھی کیا جائے گا۔ ہم بیلسٹک میزائل میں خود کفیل ہو چکے ہیں اس کا بھی اس شکل میں مظاہرہ کیا جائے کہ ان پر ایٹمی وار ہیڈ نصب کئے جائیں۔ تھنڈر لڑاکا طیارے بھی پاکستان تیار کر رہا ہے اس کا بھی مظاہرہ کیا جائے گا۔ امریکا سے حاصل کردہ جدید ایف سولہ طیارے بھی پاکستان کی فضاؤں میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کریں گے۔ پاکستان کی تینوں مسلح افواج کے چاک و چوبند دستے بھی اسلام آباد کی شاہراؤں پر سلامی دیتے ہوئے گزریں گے۔ ملک کے سارے ثقافتی حلقے اپنے اپنے فلوٹز پر بھرپور مظاہرہ کریں گے۔ غرض طاقت کا بھرپور مظاہرہ ہوگا تاکہ پاکستان کے دشمن اس

کی طرف میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکیں۔ پاکستانی ایک پر امن اور بہادر قوم ہے جس کا اظہار کیا جائے گا۔ پورے ملک میں خوشی کا سمع ہو گا۔ پاکستان کی پوری قوم عہد کی تجدید کرتی ہے کہ ہم اس ملک کو اس کے بنانے والے حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے وژن کے مطابق چلائیں گے۔ قائد محترمؒ کا وژن کیا تھا وہ ان کے صرف ایک ہی تقریر سے ثابت سے واضح ہو جاتا ہے جوانہوں نے ۱۹۴۰ء کی قرارداد سے ایک سال پہلے ۲۲ء اکتوبر ۱۹۳۹ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا" مسلمانو! میں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ دولت، شہرت اور آرام و راحت کے بہت لطف اُٹھائے اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں ۔میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کے میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا حق ادا کر دیا میں آپ سے اس کی داد اور صلہ کا طلب گار نہیں ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا ایمان اور میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا اور میرا خدا یہ کہے کہ جناح بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے مسلمان جیئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبہ میں اسلام کے علم کو بلند رکھتے ہوئے مرے" یہی قائدؒ کا وژن تھا۔یہی دو قومی نظریہ تھا۔یہی نظریہ پاکستان تھا۔ یہی شاعر اسلامی علامہ اقبالؒ کا خواب تھا۔ اس پر برصغیر کے مسلمانوں نے لا الہ الا اللہ

کا نعرہ مستانہ بلند کیا تھا اور کہا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ پھر ہر طرف سے یہ آوازیں اُٹھنے لگی تھیں بن کے رہے پاکستان۔ لے کے رہیں گیں پاکستان۔ مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ۔ حالانکہ قائد محترمؒ نے تحریک پاکستان کے دوران ایسی سیکڑوں تقریروں میں پاکستانی کے اسلامی جمہوریہ پاکستان ہونے کو برصغیر کے مسلمانوں اور دنیا کے سامنے کھول کر بیان کر دیا تھا۔ پاکستان بھارت کے مشرقی اور مغربی سمت میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کی شکل میں دنیاکے نقشے پر مسلمانوں کے سب سے بڑی مملکت کے طور پر سامنے آیا تھا۔ ہندوؤں نے پاکستان کو کبھی بھی دل سے تسلیم نہیں کیا تھا۔ وہ پاکستان کو توڑنے کی سازشوں میں مصروف رہا۔ پھر ۱۹۷۱ء میں پاکستان کے مشرقی حصہ کو پاکستان سے الگ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا اعلان بھارت کی حکمران اندرا گاندھی نے اس طرح کیا تھا کہ میں نے دو قومی نظریہ خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے۔ مسلمانوں سے ہزار سال کا بدلہ بھی لے لیا ہے۔ بھارت کا موجودہ دہشت گرد وزیر اعظم مودی اس کا انعام لینے جب بنگلہ دیش گیا تھا تو پاکستان کو توڑنے کا برملا اعلان بھی کر چکا ہے۔ ابھی بھی ہندو باقی ماندہ پاکستان کو توڑنے کی سازشیں کر رہا ہے۔ پاکستان نے بلوچستان، فاٹا اور کراچی میں پاکستان کو توڑنے کے ثبوت اقوام متحدہ اور پوری دنیاکے ملکوں کو پیش کر چکا ہے۔ صاحبو! کیونکہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا لہٰذا پاکستام قائم بھی اسی نام کے ساتھ باقی رہ سکتا تھا اور رہ

سکتا ہے۔ مگر ہماری قومی کوتاہیاں ہیں کہ ہم اسے اسلام کی فلاحی ریاست نہیں بنا سکے۔ دینی جماعتوں کی مسلسل کوششوں کی وجہ سے پاکستان کا آئین تو ۱۹۷۲ء میں اسلامی بن گیا مگر ہمارے مغرب زدہ حکمرانوں نے آج تک اس پر عمل نہیں ہونے دیا۔ وہ ہمیشہ مغرب کی کاسہ لیسی میں لگے رہے۔ فوجی ڈکٹیٹروں نے بھی یہاں طرح طرح کے تجربے کئے۔ ایوب خان، یحییٰ خان، ضیاء الحق اور مشرف نے پاکستان میں مغربی اثر رسوخ کو تقویت پہنچائی اور اس کی اصل منزل اور قائد کے وژن پر نہیں چلنے دیا۔ پاکستان بنانے والی مسلم لیگ کی موجودہ قیادت اس سے دو قدم آگے بڑھ کر پاکستان کو لبرل اور روشن خیال بنانے کے اقدام کر رہی ہے۔ مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اسلام کے خلاف قانون سازی کرکے مسلمان معاشرے کی بنیادوں کو کھوکھلہ کر رہی ہے۔ ان حالات میں پاکستان میں پھر سے تحریک پاکستان کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے جیسے قائد محترم کی قیادت میں چلی تھی اور اللہ نے ہمیں پاکستان عطیہ کے طور پر دے دیا تھا۔ اس کے بعد تحریک ختم نبوت چلی تھی تو اللہ نے پاکستان کو اس فتنہ سے محفوظ کیا اور قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ پاکستانی قوم نے ایک بار پھر نظام مصطفےٰ کا نعرہ لگایا تو پورا پاکستان اُمنڈھ آیا تھا اور سوشلزم کو شکست ہوئی تھی۔ اب پھر پاکستان کے اسلامی تشخص کو بچانے کے لیے دینی قوتیں اکٹھی ہو رہی ہیں۔ جب بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان جو مثل مدینہ ریاست ہے کو اسلام کے دشمنوں کی طرف سے خطرہ ہوا تو پاکستان کے مسلمان اُٹھ کھڑے ہوئے

اوراللہ نے ان کی مدد کی اب بھی اللہ سے مدد کی امید رکھ کر مغرب زدہ حکمرانوں سے پاکستان کو بچانے کا وقت آ گیا ہے لہٰذا پاکستان کی عوام کو دو قومی نظریہ رکھنے والی جماعتوں کے ساتھ دینے کے لیے اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ بھارت کے ہندوؤں انتہا پسندوں نے آر ایس آر جماعت، جس کا مقصد بھارت کو ہندو ریاست بنانا ہے، کے بنیادی رکن دہشت گرد مودی کو کامیاب کرکے دو قومی نظریہ کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ اب پاکستانیوں کو بھی نظریہ پاکستان پر ایمان رکھنے والی جماعتوں کا ساتھ دے کر دو قومی نظریہ کو پھر سے زندہ کرنا چاہیے۔ اگر پاکستان کو بچانا ہے تو یہی اس وقت کا سبق اور موقعہ ہے اور یہی قائدؒ کا وژن تھا اور ہے اور اس سال اسی پر عمل کرکے ہم یوم پاکستان منا کر اس کو صحیح مقام دے سکتے ہیں۔ اللہ ہمارے پاکستان کو دشمنوں سے بچائے آمین۔

اے اہل وطن کب تک ٹھوکریں کھاتے رہو گے؟

سال ہو گئے پاکستان کو بنے ہوئے مگر اب تک منزل نہ مل سکی پاکستان کا مطلب 69 کیا ''لاالہ الا اللہ'' یہ نعرہ برصغیر کی فضاؤں میں گونجتا تھا اس نعرے پر متحدہ ہندوستان کے اُن علاقوں کے مسلمانوں نے بھی پاکستان کی تحریک کا ساتھ دیا تھا جن کے علاقوں میں پاکستان نے نہیں بننا تھا یہ صرف اور صرف اسلام سے محبت تھی جس کی وجہ سے یہ نعرہ مقبول ہوا تھا اس نعرے پر ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا۔ بانی پاکستان حضرت قائدِ اعظمؒ نے قیامِ پاکستان سے پہلے ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا'' مسلمانو! میں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ دولت، شہرت اور آرام و راحت کے بہت لطف اٹھائے اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کے میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا حق ادا کر دیا میں آپ سے اس کی داد اور صلہ کا طلب گار نہیں ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا ایمان اور میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا اور میرا خدا یہ کہے کہ جناح بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے مسلمان جئے

اور کفر کی طاقتوں کے غلبہ میں اسلام کے علم کو بلند رکھتے ہوئے مرے'' کیا ہم نے قائد کے ان الفاظ پر غور فکر کیا؟ قائد اعظم کے یہ الفاظ ان کی اسلام سے وابستگی اور پختگی کا نمونہ ہیں یہ الفاظ ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ ہیں جو قائد اعظمؒ کو سیکولر ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں قائد اعظمؒ نے تو اپنی پوری زندگی قیام پاکستان کے لیے کھپا دی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاکستان مثل مدینہ عطا کر دیا لیکن کیا ہم نے قائد اعظمؒ کے ان الفاظ کی لاج رکھی ہے ؟ آج تک ملک میں اسلام کا بابرکت نظام راج کیا ہے؟ قائد اعظم کے یہ الفاظ ان کی اسلام سے محبت اور ان کے دینی عقائد اور فکر و نظر کو واضح کرتے ہیں قائد اعظمؒ نے پاکستان کے اسلامی نظریہ حیات کو متعین کر دیا تھا۔

۱۹۷۳ء کا اسلامی آئین بڑی جدوجہد کے بعد اللہ نے ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ہمیں دیا مگر کیا اس اسلامی آئین پر اس کی روح کے مطابق عمل ہو رہا ہے؟ کیا اس ملک میں سود کا نظام نہیں چل رہا جو قرآن کی رو سے اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ ہے ؟ کیا یہاں عدل کا نظام قائم ہو گیا ہے جو اسلام کی روح ہے اور جس کے بغیر انصاف ممکن نہیں ؟ کیا انسان کی جان کی قدر ہے کہ قرآن کی روح سے ایک جان کا ناحق قتل پوری انسانیت کا قتل ہے کیا آئے روز اخبارات میں یہ انکشافات نہیں ہو رہے کہ فلاں قاتل نے ۱۲۰ قتل کیے [illegible] کو قتل کیا ہے یہ ٹارگٹ کلنگ کیا ہے؟ یہ اس حدیث کے مطابق نہیں ہے کہ رسول محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ مرنے والے کا پتہ نہیں ہوگا کہ اسے کیوں مارا گیا ہے اور مارنے والے کو پتہ نہیں ہوگا کہ اس کو کیوں مار رہا ہوں۔ ۱۱ فروری ۱۹۴۸ء کو قائد اعظمؒ نے سبی میں دربار سے خطاب میں فرمایا تھا'' ہماری نجات کا واحد ذریعہ ان زرین اصولوں پر مشتمل ضابطہ حیات پر عمل کرنا ہے جو قوانین ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰؐ نے قائم کر دیے ہیں''کیا ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ حجۃ الوداع، جو انسانی حقوق کا بنیادی چارٹر ہے کے مطابق اپنے ملک میں اقدامات کیے ہیں؟۲۱ فروری ۱۹۴۸ء ملیر کینٹ میں قائد اعظمؒ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا'' اب آپ کو اپنی سرزمین میں اسلامی جمہوریت معاشرتی انصاف اور اسلامی مساوات کے اصولوں کے احیاء اور فروغ کی پاسبانی کرنا ہے...اخوت، مساوات اور اتحاد ہمارے دین تمدن اور ثقافت کے بنیادی عنصر ہیں''کیا ہم نے مدینے کی اسلامی ریاست اور خلفاء راشدین کی طرز حکومت کے مطابق اپنی ریاست کو استوار کیا ہے؟۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء چٹاگانگ میں قائدؒ نے فرمایا تھا'' اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا مقصد حیات) اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل جمہوری نوعیت کا ہوگا ان اصولوں کا) اطلاق ہماری زندگی پر اسی طرح ہوگا جس طرح تیرہ سو سال قبل ہوا تھا'' قارئین ! قائدؒ کی اتنی صاف اسلام کے راستے کی طرف رہنمائی کے باوجود ہم نے اپنی ترجیحات کا تعین کیوں نہیں کیا؟ اس کا جواب پاکستان کے حکمرانوں اور قوم نے اللہ کو دینا ہے جس نے مثل مدینہ اسلامی

ریاست عطا کی تھی جو ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کی تھی اور قائدؒ کی روح کو بھی پاکستانی قوم نے جواب دینا ہے کہ جس نے پاکستان کا اسلامی راستہ اپنے عمل اور بیانات میں متعین کر دیا تھا قائد اعظمؒ تو یقیناً اللہ سے اجر پالیں گے کہ انہوں نے سچ کر دکھایا، کیا ہم اللہ کے سامنے اس جواب دہی کے لیے تیار ہیں....؟ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اللہ سے عہد کریں کہ آج سے ہر پاکستانی اس ملک میں مدینہ کی اسلامی ریاست کے مطابق ملکِ پاکستان کو بنانے کی کوشش کریگا۔ حکمران تو قوم کو 69 سال سے دھوکا دے رہے ہیں اگر اب اپنی تقدیر کو اپنے ہاتھوں میں نہ لیا اور کچھ نہ کیا تو نہ جانے ”اے اہل وطن کب تک ٹھوکریں کھاتے رہو گے“۔

لاہور گلشنِ اقبال پارک میں سفاکیت کی انتہا

بزدل دشمن نے اپنے سفاک دہشت گرد ایجنٹ کے ذریعہ لاہور گلشن پارک میں ستر سے زائد شہید اور تین سو سے زیادہ بچوں عورتوں اور مردوں کو بے گناہوں کو زخمی کرکے سفاکیت کی انتہا کر دی۔ نواز شریف، شہباز شریف اور چوہدری نثار نے لاہور میں ہسپتال جا کر زخمیوں کی عیادت کی اور نواز شریف نے حکم جاری کیا کہ زخمیوں کا بہترین علاج کیا جائے اور کہا کہ میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ سپہ سالار جنرل راحیل شریف نے بھی کہا کہ قاتلوں کو کٹہرے میں لائیں گے۔ پنجاب حکومت نے تین دن سوگ منانے کا اعلان کیا ہے۔ لاہور میں کاروبار بند ہے۔ وکلاء نے بھی اپنا کام بند رکھا ہے۔ پورا ملک سوگوار ہے۔ چاروں صوبوں، کشمیر اور گلگت بلتستان میں ایک دن سوگ کا سرکاری اعلان کیا گیا ہے۔ ملک کے سارے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں نے اپنے اپنے طور پر اس دل خراش سانحہ پر دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔ اخباری خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ خود کش حملہ آور جس کا نام احمد یوسف ہے وہ مظفر گڑھ کا رہائشی ہے نام تو اسلامی ہے مگر کام یہودیوں والا کر گیا ہے۔ اسلام تو کھلی جنگ میں بھی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے منع کرتا ہے۔ پر اکسی وار کے اندر اس نام نہاد شخص جس کا نام تو اسلامی ہے مگر اس کی حرکت وحشی جانوروں سے بھی بڑھ کر ہے وحشی جانور تو صرف زندہ رہنے کے لیے

چیڑ پھاڑ کرتے ہیں یہ تو اس سے بھی بڑھ کر یہودیوں کی راہ پر چل کر سفاکیت کر گیا ہے۔ یہودی اپنے سوا دوسرے انسانوں کو کیڑے مکوڑے سمجھتے ہیں۔ ان کا قتل کرنا ان کے مذہب میں بل کل جائز ہے۔اس کا مظاہرہ وہ آئے دن مظلوم فلسطینیوں کا قتل عام کرکے کرتے رہتے ہیں۔ مرنے والے نہ تو اس سفاک انسان نماء وحشی کے دشمن تھے نہ ہی ان بچوں، عورتوں اور بوڑھوں نے اس کے کسی رشتہ دار کو قتل کیا تھا نہ ہی کوئی وحشیانا حرکت کی تھی۔ وہ تو چھٹی کے دن آپس میں خوشیاں بانٹنے کے لیے پارک میں موجود تھے۔ جھولے جھول رہے تھے اپنی پسند کی اشیا کھا رہے تھے۔ نہ معلوم انسان اتنا سفاک کیوں ہو جاتا ہے۔ احمد یوسف نام رکھ کر اسلام کو بھی بدنام کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ایک نکتہ نظر یہ بھی ہے کہ بھارت کی بحریہ کے حاضر سروس راکے ایجنٹ بھوش یادیو کو ہماری سیکورٹی ایجنسیوں نے گرفتار کیا ہے، کا بھی رد عمل ہو سکتا ہے۔ بھارت کے ایجنٹ کی گرفتاری سے پورے پاکستان میں بھارت مخالف فضا میں اضافہ ہوا تھا اس کو زائل کرنے کے لیے بھارت نے سفاکیت کروا کر اس رد عمل کو کم کرنے کی کوشش کی ہو۔ آج ہی اخبارت میں خبر لگی ہے کہ راکے ایجنٹ نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں تین سو دہشت گرد مسلمانوں کے بھیس میں پھیلا دیے گئے ہیں جس میں تیرا پکڑے بھی گئے ہیں۔کیا معلوم احمد یوسف سفاک بھی انہیں دہشت گردوں میں سے ایک ہو۔ہم کئی بار اپنے مضامین میں اس بات کو بیان کرتے رہے ہیں کہ بھارت نے فاٹا میں لوگوں کے ذہن تبدیل کرکے انہیں پاکستان میں

دہشتگردی کی ٹریننگ دی ہے۔اس کا اعتراف جنرل (ر) شاہد عزیز نے اپنی کتاب ''یہ خاموشی کب تک'' میں کیا تھا۔اور ان کے مطابق ڈکٹیٹر مشرف کو بر وقت اطلاع بھی دی تھی مگر ڈکٹیٹر مشرف نے اپنے دور اقتدار میں اس پر کوئی بھی کاروائی نہیں کی تھی۔ یہ دہشت گرد پورے پاکستان میں دہشت گردی کی کاروائیوں میں ملوث رہے ہیں۔ان ہی نے افغانستان میں بیٹھ کر پشاور کے آرمی پبلک اسکول میں ایک سو چھتیس بے گناہ معصوم بچوں کو شہید کیا تھا۔ ہمارے سپہ سالار نے افغانستان جا کر اس کے ثبوت بھی افغان حکومت کو دیے ۔ ان ہی تربیت یافتہ ایجنٹوں نے بڈھ بیر اور چارسدہ یونیورسٹی میں بھی کاروائیاں کی تھیں۔ بھارت پاکستان میں مسلک کی بنیاد پر بھی لوگوں کے قتل عام میں شریک رہا ہے۔ اس کا انکشاف بھارت ایجنٹ گرفتار افسر نے کیا ہے وہ کہتا ہے کہ کوئٹہ میں ہزارہ برادری کے قتل عام کے لیے فنڈ مہیا کئے تھے۔اس لیے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ بیرونی یعنی بھارت کو خارج از امکان قرار نہ دے۔ صاحبو! جس دن ہمارے حکمرانوں کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ دنیا میں ہمارا ایک ہی دشمن ہے جس کا نام بھارت ہے ۔ باقی سب اس کے مددگار ہیں۔ اس دن پاکستان کے سارے معاملات درست ہو جائیں گے۔ کیا اندرا نے بنگلہ دیش بنا کر اعلان نہیں کیا تھا کہ میں دو قومی نظریہ خلیج بنگال میں ڈوبا دیا اور مسلمانوں سے ایک ہزار سال حکمرانی کا بدلہ لے لیا ہے۔ کیا پاکستانی حکمرانوں نے دو قومی نظریہ کی حفاظت کی؟ نہیں بل کل نہیں کی۔ بلکہ نواز شریف

نے یہ تک کہہ دیا کہ پاکستان کو لبرل بنانا ہے۔کیا یہ قائدِ اعظم اور اسلامی جمہوریہ پاکستان اور اس کے آئین کے ساتھ غداری نہیں ہے؟۔کیا مودی نے بنگلہ دیش میں اس بات کا اعلان نہیں کیا تھا کہ بھارت نے مکتی باہنی بنا کر پاکستان کو توڑا تھا؟کیا ہماری حکومت نے عالمی عدالت انصاف میں اس پر انصاف حاصل کرنے کے لیے کوئی مقدمہ قائم کیا؟ نہیں کیا۔ ہمارے حکمران تو اسی مودی کو اپنی نواسی کی شادی پر بلا کر ریڈ کارپٹ استقبال کیا تھا۔آلو پیاز کی تجارت کی بات کی ہے۔اقوام متحدہ اور ساری دنیا میں بھارت کی پاکستان میں مداخلت کے ثبوت بھی پیش کیے اور پھر بھی اس کے جارحانہ رویہ کے سامنے معزرتانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ کراچی میں را کے ایجنٹ کھلے عام بغاوت کر رہے ہیں ہماری بہادر فوج کو گالیاں دے رہے ہیں را سے مدد مانگ رہے ہیں ۔کچھ لوگوں کے ضمیر جاگ اُٹھے ہیں اور انہوں نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ حکومت ان کے خلاف کھل کر سامنے آنے والے لوگوں سے ثبوت مانگ رہے ہیں۔ارے بھائی ثبوت تو پہلے سے حکومت کے پاس موجود ہیں۔ اب ملک کو بچانے کا وقت ہے سیاست کرنے کا نہیں ہے۔ کھل کر بھارت کے عزائم کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ ملک کے کونے کونے سے بھارت کے ایجنٹوں اور دہشت گردوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ختم کیا جائے۔ ضرب عضب کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔ نیکٹا کے لیے فنڈ جاری کیے جائیں ۔ نیں نکاتی نیشنل ایکشن پلان پر صدقِ دل سے عمل کیا جائے۔ بھارت کے ساتھ معزرتانہ رویہ کی بجائے جارحانہ رویہ اختیار کیا

جائے۔ بھارت اس سے قبل ایک سو پچاس دفعہ مذاکرات کا ڈول ڈال چکا ہے مگر کچھ حاصل نہیں ہوا۔اس دروان کشمیر کے سارے دریاؤں کا رخ موڑ چکا ہے پاکستان کو بنجر بنانے کے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ شملہ معاہدے پر عمل نہیں کر رہا۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے معاہدے کے باوجود کہ کوئی بھی کاروائی نہیں کی جائے گئی۔ پاکستان کی بقا کی جنگ لڑنے والوں کو پھانسیوں پر چڑھا رہا ہے۔ اب پاکستان کے فوجیوں پر بھی جعلی ٹریبنلز کے تحت مقدمے قائم کر رہا ہے۔ پوری دنیا میں پاکستان کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوئی کسر نہیں جانے دیتا۔ تو کیا جب وہ پاکستان کو ختم کر دے گا تب ہمارے حکمران جاگیں گے ؟ نہیں نہیں ہر گز نہیں۔ لاہور گلشن پارک کے شہیدوں کا خون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہمارے دشمن کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے ورنہ آخرت میں پاکستان حکمرانوں کی گردنیں ہوں گی اور مظلوموں کے ہاتھ ہوں گے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

ثبوت مل چکے ہیں کاروائی کرنا باقی ہے!

ہمارے ملک کو بھارت ختم کرنے کے پروگرام پر تقسیم کے وقت سے ہی عمل پیرا رہا ہے۔ اس کے لیے وہ ہر طریقہ اختیار کرتا ہے۔ سابقہ صوبہ سرحد اور موجودہ صوبہ خیبر پختونخواہ میں گاندھی کے قوم پرست، سرخ پوش پیروکار شروع ہی سے اِسے دستیاب تھے۔ پاکستان بننے سے پہلے وہاں پر ڈاکٹر خان، جو سرحدی گاندھی کے بھائی تھے کی حکومت تھی۔ پاکستان بنتے وقت سرحدی گاندھی نے قائداعظمؒ سے ریفرنڈم میں شکست کھائی تھی۔ خیبر پختونخواہ کے نوے فی صد لوگوں نے قائداعظمؒ کا ساتھ دے کر پاکستان میں شمولیت اختیار کی تھی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ سرحدی گاندھی اپنے لوگوں کی رائے کا احترام کرتے ہوئے پاکستان سے وفاداری کا مظاہرہ کرتے۔ مگر انہوں نے ایسا کرنے کے بجائے افغانستان میں روس کی حمایت یافتہ کیمونسٹ حکومت کے ساتھ مل کر پختونستان کا مسئلہ کھڑا کیے رکھا۔ بھارت جا کر روپوں کی تھیلیاں بھر بھر کر لاتے رہے ہیں۔ افغانستان میں بھی کیمونسٹ نجیب اللہ کی حکومت کے وقت سو سو گاڑیوں کے قافلے لے کر جاتے رہے ہیں اور پاکستان کے خلاف کاروائیوں میں ملوث رہے ہیں۔ پاکستان میں تخریبی کاروائیوں کے ساتھ دھماکے بھی کرواتے تھے۔ ہتھوڑا گروپ اسی زمانے میں مشہور ہوا تھا۔ ان ہی پاکستان مخالف سرگرمیوں کی بنیاد پر ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے دوران

نیشنل عوامی پارٹی پر عدالتی پابندی بھی لگی تھی۔ ان ساری باتوں کے ثبوت حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب ''فریب نا تمام'' جو عوامی لیگ کے ایک منحرف کارکن جمعہ خان صوفی نے تحریر کی ہے میں انکشاف کیا ہے۔ سرحدی گاندھی کو پاکستان سے اتنی نفرت تھی کہ مرنے کے بعد پاکستان میں دفن ہونے کے بجائے افغانستان کے شہر جلال آباد میں دفن ہونا پسند کیا تھا۔ افغانستان میں روس کی شکست کے بعد افغان طالبان نے جب حکومت بنائی تو اللہ اللہ کرکے پختونستان کا مسئلہ پہلی دفعہ ختم ہوا تھا۔ پاکستان نے طالبان کی حکومت کو تسلیم کیا تھا اور حالات درست ہوگئے تھے۔ پھر ۹ر ۱۱ کے سانحہ کا بہانہ بنا کر امریکا نے افغانستان پر ناٹو کی چالیس سے زائد ملکوں کی فوجوں کے ساتھ حملہ کرکے افغانستان پر بارود کی بارش کرکے اور ڈیزی کٹر بم برسا کر پورے افغانستان کو تورا بورا بنا دیا تھا اور طالبان حکومت کو ختم کر دیا تھا۔ اب سرحدی گاندھی کے پیروکاروں نے روس کے کیمونزم کے نظریہ کو خیر آباد کرکے سرمایا دارانہ نظریہ پر عمل پیرا ہو گئے اور امریکا کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف کاروائیوں میں مددگار بن گئے جو ابھی تک جاری ہیں۔ لہٰذا ان پر بھی ہمارے سیکورٹی اداروں کو نظر رکھنی چاہیے۔ سرحدی گاندھی کے پیروکاروں کو فی الحال تو عمران خان اور سراج الحق کی کولیشن حکومت نے نکیل ڈالی ہوئی ہے۔ دوسری طرف سندھ کے صوبائی شہر کراچی، جو پاکستان کو ساٹھ فی صد سے زائد ٹیکس دیتا ہے میں بھارت نے ایم کیو ایم کے ذریعہ افرا تفری مچا رکھی ہے۔ الطاف

نے مہاجر ازم کا زہر پھیلا کر پاکستان کے حامی مہاجروں کو پاکستان کا مخالف بنادیا ہے۔
تیس سال سے ایم کیو ایم نے کراچی میں خون خرابہ کا ماحول پیدا کیا ہوا ہے۔ ایم کیو ایم کی بنیاد رکھتے ہوئے الطاف نے یہ پروگرام دیا تھا کہ حقوق یا موت۔ مہاجروں کو وی سی آر اور ٹی وی فروخت کرکے اسلحہ خریدنے کا حکم دیا۔ پھر وہی ہوا جو ہونا تھا۔ ایک طے شدہ پروگرام کے تحت پہلے نعرہ دیا گیا سندھی مہاجر بھائی بھائی نسوار اور دھوتی کہاں سے آئی۔ سندھ کے قوم پرستوں نے حیدر آباد میں دس مقامات نہتے مہاجروں پر فائر کھول دیا اور تین سو کے قریب بے گناہ مہاجروں کو شہید کردیا۔ دوسری صبح کراچی میں ایم کیو ایم کے دہشت گردوں نے مچھیروں کی بسوں پر حملہ کرکے پچاس سے زائد بے گناہ سندھیوں کو شہید کر دیا۔ اس کے بعد ایم کیو ایم نے جماعت اسلامی کے تین درجن کارکنوں کو شہید کیا تھا۔ جماعت اسلامی نے تو صبر کیا اور اپنے بے قصور کارکنوں کا بدلہ نہیں لیا اور معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ایم کیو ایم اور حقیقی کی لڑائی شروع ہوئی ایک دوسرے کے کارکنوں کو قتل کیا گیا۔ جو قائد کا غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے پر عمل شروع ہوا اور ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ اپنے صوبائی ممبر کے قتل پر ایک دن میں سو کے قریب پٹھانوں کو قتل کیا۔ رینجرز کے جاری ٹارگٹڈ آپریشن کے دوران ایم کیو ایم کے کسی کارکن نے سو کو اور کسی نے دو سو کو قتل کرنے کا اعتراف کیا۔ کراچی میں سو سے زائد خونی ہڑتالیں کروائی گئیں تھیں۔ الطاف نے کھل کر کہا کہ امریکہ

پاکستان کو ختم کرنا چاہتا ہے میں اس کا ساتھ دوں گا۔ذوالفقار مرزا نے اس بات کو پریس کانفرنس کرکے پاکستان کے حکمرانوں اور عوام کو ثبوت پیش کیے تھے۔ الطاف نے ایک خط برطانیہ کے وزیر اعظم کو لکھا تھا کہ پاکستان کی آئی ایس آئی کو ختم کردو۔ میں اس میں آپ کی مدد کروں گا۔ صولت مرزا نے بھی حکومت کو ثبوت پیش کیے تھے۔ کراچی کی ایک انگریزی اخبار نے وکی لیک کی ای میل کے حوالے سے خبر لگائی تھی کہ ایم کیو ایم نے برطانیہ کو کہا ہے کہ اس پینتیس ہزار مسلح کارکن اس کے کراچی کے کونصل خانے کی حفاظت کے لیے کراچی میں موجود ہیں۔ یہی خبر ایک بڑے گروپ کے شام کے اردو اخبار نے بھی لگائی تھی۔ الطاف نے کھلے عام را سے مدد بھی طلب کی تھی۔ کارکنوں کو کلفٹن جا کر اسلحہ چلانے کی ٹیرینگ کا بھی کہا تھا۔ الطاف کارکنوں کے خطاب کے دوران شام کو افواج پاکستان کو گالیاں دیتا ہے اور صبح معافی مانگتا ہے۔ جب سے کراچی میں ٹارگٹڈ آپریشن شروع ہوا اور ایم کیو ایم کو رینجرز نے لگام لگائی ہے تو شہر میں اسی فی صد امن قائم ہوگیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایم کیو ایم ہی کراچی کے خون خرابے کی ذمہ دار ہے۔ آئے روز ایم کیو ایم کے کارکن اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ انہوں نے بھارت جا کر را سے دہشت گردی کی ٹرینیگ لی ہے۔ راؤ انوار نے بھی ٹی وی پر آ کر ایم کیو ایم کے کارکنوں کو پیش کیا تھا جنہوں نے پوری قوم کے سامنے را سے ٹرینگ لینے کا اعتراف کیا تھا۔ دو دن پہلے ایک نجی ٹی پر راؤ انوار نے ایک بار پھر اس بات کا اعتراف

کیا ہے کہ اس کے پاس را سے ٹریننگ لینے والوں کے ثبوت موجود ہیں۔اب تو خود ہماری آئی ایس آئی نے بھارت کے نیوی کمانڈر اور حاضر را کے ایجنٹ کل بھوشن یادیو جو ایران کے ایک شہر میں جیولری کی دوکان چلا رہا تھا کو گرفتار کیا ہے۔ بھارتی ایجنٹ کئی سالوں سے بلوچستان اور کراچی کی پاکستان سے علیحدگی کے کام کے لیے را کی طرف پر تعینات تھا۔ پوچھ گچھ کے دوران اس نے کئی مذید ایجنٹوں کی نشان دہی کی ہے جن کو بھی گرفتار کیا جا چکا ہے۔ سرفراز مرچنٹ نے بھی ایم کیو ایم کے را سے فنڈنگ کے ثبوت پیش کرنے کا اعلان کیا ہوا ہے۔ گھر کے بیدی مصطفٰے کمال نے بھی دبئ میٹنگ کا ذکر کیا ہے جس میں را سے فنڈنگ لینے کی بات کی گئی ہے۔ ان سارے ثبوتوں کو اگر فرض کر کے ایک طرف رکھ بھی دیا جائے اور خود نواز حکومت نے بھارت کے خلاف جو ثبوت اقوام متحدہ اور ساری دنیا کے سامنے پیش کئے کیا وہ کم ہیں۔ صاحبو! پاکستان کے عوام حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ثبوت مل چکے ہیں صرف کاروائی کرنا باقی ہے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ قانونی راستہ اختیار کرتے ہوئے پاکستان کی عدلیہ کے سامنے، پاکستان کے آئین کے مطابق، ان سارے ثبوتوں کو پیش کیا جائے۔ جرم ثابت ہونے پر قرار واقعی سزا دے کر ایم کیو ایم کی ملک کے خلاف غیر قانونی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے تا پاکستان کے عوام سکھ کا سانس لے سکیں۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

صحیح وقت پر فیصلے اور نواز شریف

اس میں کوئی شک بات نہیں کہ نواز شریف صاحب نے ۲۰۱۳ء کے انتخابات میں دو تہائی اکثریت حاصل کی تھی۔ عوام نے اس کو پانچ سال حکومت کرنے کا حق دیا ہے۔ پاکستان کی سنجیدہ سیاست کرنے والی سیاسی پارٹیاں اس بات پر متفق ہیں کہ نواز حکومت کو اپنے پانچ سال مکمل کرنے چاہییں ۔ اس وقت ہمارا ملک اندرونی اور بیرونی دشمنوں میں گھرا ہوا ہے۔ ملک میں سیاسی استحکام کی شدید ضرورت ہے۔ کسی بھی سیاسی پارٹی کو حالات خراب نہیں کرنے چاہییں۔ ملک میں افتر تفری پھیلا کر وقت سے پہلے انتخابات کی بات کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اس طرح تو کوئی بھی سیاسی حکومت نہیں چل سکے گی ۔ملک میں افرا تفری ہو گی۔ ملک میں ترقیاتی کام اور قانون سازی روک جائے گی اور ملک پیچھے کی طرف چل پڑے گا۔ ہاں اگر کوئی منتخب حکومت پاکستان کے آئین اور قوم کی اسلامی اجتماہی سوچ کے خلاف اقدام کرے تو اس کو وقت اسے ہٹانے کی تحریک شروع کی جاسکتی ہے۔ گو کہ کچھ حلقوں کو نواز شریف کے سیکولر والے بیان اور بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھانے پر تشویش ہے پھر بھی آئین کی پاسداری اور اجتماہی سوچ رکھنے والے عناصر کو فی الحال ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی کہ وہ نواز حکومت کے خلاف کوئی راست اقدام کرے کا اعلان کریں۔ ہاں نواز شریف وقت پر صحیح فیصلوں کی قوت سے عاری ضرور نظر آتے ہیں۔ جس سے

عوام میں بے یقینی کی فضا قائم ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے ملک میں اندرونی اور بیرونی دشمنوں نے جنگ کی کیفیت پیدا کی ہوئی ہے۔ ملک کا ایک دانشور حلقہ کہتا ہے کہ اگر ملک میں اسلام کے نفاذ کی بات کرنے والوں کی بات اس وقت مان لی جاتی تو وہ دشمن کے ہاتھ نہ لگتے، دشمن ان کے ذہنوں کو پاکستان کے خلاف نہ کرتا اور نہ ہی وہ ہتھیار اُٹھاتے نہ ہی موجودہ حالات پیدا ہوتے۔ کل ہی نجی ٹی وی پر بحث کے دوران ایک دانشور کہہ رہا تھا کہ ۲۰۰۷ء سے پہلے پاکستان میں کوئی خود کش حملہ نہیں ہوا تھا بعد میں حکومتوں کے نامناسب اقدام کی وجہ سے موجودہ کیفیت پیدا ہوئی۔ بحر حال ہم نواز شریف کے بر وقت فیصلوں کی بات کر رہے تھے۔ جب لندن میں سیاسی جماعتوں میں سیاسی مفاہمت کی یاداشت طے ہوئی تھی اس میں دہشت گرد ایم کیو ایم کو شامل نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس پر سب جماعتیں متفق تھیں کہ ایم کیو ایم ایک فاشسٹ اور دہشت گرد جماعت ہے اس سے کوئی رابطہ نہیں رکھے گا۔ مگر نواز شریف فیصلے پر کاربند نہیں رہے۔ اسی اجلاس میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ ڈکٹیٹر مشرف کی حکومت کے تحت انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ مگر نواز شریف نے اس عہد کو بھی نہ نبھایا اور انتخابات میں حصہ لیا تھا اور ایم کیو ایم سے خوشگوار رابطے بھی رکھے تھے۔ نواز شریف ضرب عضب کے فیصلے کے وقت بھی پیچھے رہ گئے تھے۔ ملک میں یہ تاثر پھیلا اور اب تک بھی ہے کہ یہ فیصلہ فوج نے کیا تھا نواز شریف تو طالبان سے مذاکرات میں لگے ہوئے تھے یا ان کی خواہش ہی نہیں تھی کہ

شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن ہو۔ جب ایک سیکولر صحافی جو پاکستان کے ایک بڑے نجی ٹی وی کا مشہور اینکر اور پروگرامر بھی ہے پر قاتلانہ ہوا تھا۔ اور اس صحافی اور اس کے بھائی نے آئی ایس آئی کے حاضر چیف پر اس کا بے بنیاد الزام لگایا تھا۔ اس نجی ٹی وی نے بھارت کی ایماء پر آٹھ گھنٹے تصویر کے ساتھ آئی ایس آئی کے حاضر چیف پر بے بنیاد الزام دوہرایا تھا۔ اس وقت بھی ایک ملک کے سربراہ ہونے کے ناطے نواز شریف نے نہ تو وقت پر فیصلہ کرکے اس نجی ٹی وی کو اس کام سے روکا اور نہ ہی فوج سے رابطہ کیا تھا۔ فوج اور پاکستان دشمن امن کی آشا چلانے والے نجی ٹی وی کی سرزنش بھی نہیں کی۔ جب تحریک انصاف نے الیکشن میں نواز شریف کے خلاف منظم دھاندلی کے الزامات لگائے تھے تو فوج مخالف لابی نے اس دھرنے میں فوج کی اشیر آباد کا پروپیگنڈا کیا تھا۔ نواز شریف اس وقت بھی بر وقت کوئی صحیح فیصلہ نہ کرسکے گوں مگوں کی حالت میں رہے۔ غلط پروپگنڈا کا توڑ نہیں کیا۔ بعد میں اپنے ایک وزیر کو میڈیا میں پیش کر دیا۔ اس نے فوج کے چیف پر بھی الزام لگایا تھا جو نامناسب تھا۔ اگر کسی کو غلط فہمی تھی تو فوج کے چیف سے نواز شریف ملاقات کرکے معاملے کو پریس میں آنے کے بجائے آپس میں ہی حل کر سکتے تھے مگر نواز شریف فیصلہ نہ کرسکے۔ اس سے پہلے دور حکومت میں اُس وقت کے صدر سے اختلافات اگر پیدا ہو گئے تو ان کو بھی پریس میں لانے کے بجائے مل بیٹھ کر حل کرنا پاکستان اور خود نواز شریف کے حق میں تھا مگر نواز شریف نے بر

وقت فیصلہ کرنے کے بجائے پریس میں بیان دیا کہ میں ڈکٹیشن نہیں لوں گا وغیرہ۔اب تازہ واقعہ یہ ہوا کہ دہشت گردوں نے لاہور کی سیر گاہ اقبال پارک میں خود کش حملہ کرکے پچھتر سے زائد کو شہید اور تین سو سے زائد بے گناہ عورتوں ، بچوں اور بوڑھوں کو زخمی کر دیا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ نواز شریف فوج کو حکم دیتے کہ دہشت گردوں کے خلاف پنجاب میں آپریشن شروع کیا جائے مگر یہاں بھی وہ بروقت فیصلہ نہ کرسکے اور فوج نے ازخود آپریشن شروع کر دیا۔اس پر بھی میڈیا میں لے دے ہو رہی ہے۔ بھارت کے حاضر نیوی کے ملازم اور اسکے ایجنٹ کو جب آئی ایس آئی نے گرفتار کیا تو نہ تو اپنے خطاب میں اس اہم بات کو قوم کے سامنے پیش کیا اور نہ ہی اس قومی مسئلہ کو دنیا کے سامنے بروقت رکھا۔ یہ قوم کا مسئلہ تھا اور قوم کے مسئلے کو قوم کے لیڈر کو ہی قوم کے سامنے پیش کرنا تھا نہ کہ فوج کو۔ فوج کے آئی ایس پی آر کے چیف نے اس معاملے کو قوم کے سامنے پیش کیا۔ کیا نواز شریف کو فوج نے ایسا کرنے سے منع کیا تھا نہیں یقیناً نہیں ۔ یہ نواز شریف کے بروقت فیصلے کرنے کی صلاحیت کے فقدان کی وجہ سے ہوا۔ عورتوں کے حقوق کا بل جو خلاف شہریت تھا جب مذہبی حلقوں کی طرف سے اس پر شور مچا تو نواز شریف نے پنجاب حکومت کی سرزنش کی اور کہا کہ مجھے اس کا پتا ہی نہیں تھا۔ ارے صاحب ، آپ کیسے حکومت کے سربراہ ہیں جن کو کوئی بھی کچھ نہیں بتاتا۔ نہیں نہیں میاں صاحب پاکستان کے معاملات پر آپ کے دھیمے رویہ کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ سنی تحریک کے

دھرنے کو ہی لے لیں ۔ اسحاق ڈار اور خواجہ سعد رفیق نے سنی تحریک کی طرف سے آئے ہوئے معزز علماء کے ساتھ سات نکاتی معاہدہ کیا جس کو پاکستانی میڈیا نے عوام کے سامنے پیش کیا۔جب دھرنا ختم ہو گیا تو چوہدری نثار خان صاحب نے پریس کانفرنس کی اور کہا سنی تحریک سے مذاکرات کرنے کی حکومت نے کسی کو بھی اجازت نہیں دی۔ جب کہ اسحاق ڈار صاحب کہتے ہیں کہ نواز شریف کی مرضی سے کامیاب مذاکرات کیے گئے ہیں۔ جس وجہ سے دھرنہ ختم ہوا۔ کیا نواز شریف نے چوہدری نثار صاحب کو کچھ کہا اور مذاکراتی ٹیم کو کچھ کہا۔ صاحبو ! کیا کیا بیان کیا جائے یہ ساری باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ نواز شریف صاحب میں بروقت صحیح فیصلے کرنے کا فقدان ہے۔ وہ ہر معاملے کو دھیمے دھیمے انداز میں لیتے ہیں جس سے ان کی شخصیت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ لیکن لوگوں کو اس بات کا بھی اعتراف کرنا چاہیے کہ عوام نے انہیں پانچ سال حکومت کرنے کا اختیار دیا ہے ۔ لوگوں کی صرف یہ گزارش ہے کہ وہ حوصلہ کرکے معاملات کو بروقت صحیح فیصلہ کرکے حل کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ ملک میں افوائیں نہ پھیلیں۔ اللہ ہمارے ملک کو افواہیں پھیلانے والے دشمنوں سے محفوظ رکھے آمین۔

پاکستانی کبوتر بمقابلہ کل بھوشن یادیو

بھارتی نیوی کا حاضر سروس کمانڈر اور را کے ایجنٹ کلبھوشن یادیو کو پاکستان کی آئی ایس آئی نے ایران سے سرحد عبور کرتے ہوئے، تین مارچ کو عین موقع پر گرفتار کر لیا۔ وزیر اطلاعات اور آئی ایس پی آر کے چیف نے ایک مشترکا پریس کانفرنس میں اس کا اعترافی وڈیو بیان پاکستانی اور بین الاقوامی میڈیا کے سامنے پیش کیا۔اس سے قبل کہ ہم بھارتی جاسوسی نیٹ ورک پر بات کریں پہلے بھارت کی پاکستان کے خلاف کامیاب سفارت کاری پر بات کر لیتے ہیں۔ صاحبو! بھارت مسلمانوں کی آبادی کے اندر ایک جزیرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ کچھ اس طرح کہ مغرب کی طرف پاکستان، افغانستان اور ایران ہیں اور اس سے آگے پورے بر اعظم افریقہ کے اندر بحر اوقیانوس تک مسلمانوں کی آبادی ہے۔ شمال مغرب کی طرف چین کے سنکیانگ صوبے کی آبادی مسلمان ہے۔ مشرق کی طرف بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا اور برونائی تک مسلمان ممالک ہیں۔ خود بھارت کے اندر الحمد اللہ تقریباً پچیس کروڑ مسلمان ہیں۔ اس ساری کیفیت کو تحریک پاکستان کے دوران، بھارت کے قومی لیڈر گاندھی نے اس طرح احاطہ کیا تھا کہ پاکستان بننے سے مجھے کوئی فکر نہیں۔ مجھے تو یہ فکر کھا رہی ہے کہ پاکستان بننے کے بعد" وہ مسلمانوں کے سمندر کے اندر ضم نہ ہو جائے یعنی مسلمانوں کا اتحاد نہ ہو جائے" گاندھی کے اس ڈاکٹرائن پر عمل

کرتے ہوئے بھارت نے تقسیم کے بعد ایسی پالیسیاں ترتیب دیں تھیں کہ پاکستان مسلمانوں کے سمندر کے اندر ضم نہ ہونے پائے۔ تقسیم کے بعد بھارت کے جواہر نہرو نے انڈونیشیا کے سوکارنو، مصر کے جمال ناصر اور یوگو سلاویا کے ٹیٹو کے ساتھ مل کر نن الائنس تحریک کی بنیاد رکھی تھی۔ جس کا مقصد تھا کہ امریکا اور روس کے بلاکوں سے باہر رہ کر دنیا میں سیاست کی جائے۔ جبکہ پاکستان امریکی کیمپ میں چلا گیا جبکہ امریکا نے کبھی بھی پاکستان سے وفا نہیں کی۔ اس کے ساتھ بھارت نے سوشلسٹ افغانستان جو اس وقت روس کی ایک کالونی بنا ہوا تھا کے ساتھ روس کی مدد سے تعلوقات مضبوط کیے ۔افغانستان کی بے تہاشہ مدد کی ۔ بہت سے تعمیراتی کم کیے۔ اس کے جواب میں افغانستان نے پاکستان کی مخالف میں پختونستان کا مسئلہ کھڑا کیے رکھا۔ اور اب وہاں سے پاکستان میں دہشت گردی ہو رہی ہے۔ بھارت نے ایران سے بھی تعلوقات مضبوط کیے۔ افغانستان سے ایران کی چاہ بہار بندرگاہ تک سڑک بھی تعمیر کی۔ تجارتی تعلوقات قائم کیے۔ اس کے بدلے ایران نے اپنے سرحدیں بھارت کے لیے نرم رکھیں ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بھارت نے ایران کے اندر پاکستان کیخلاف ایک عرصے سے اپنا جاسوسی کا نیٹ ورک قائم ہوا ہے۔ کلبھوشن یادیو آزادانہ ایران سے پاکستان میں داخل ہو کر پاکستان کو مذید توڑنے کی سازشیں کرتا رہا۔ بھارت نے بنگلہ دیش بنانے کے بعد اس پر اپنی گرفت مضبوط رکھی اور آج بنگلہ دیش معاہدے کے باوجود پاکستان کو بچانے والوں کو پھانسیوں پر لٹکا رہا ہے ۔ پاکستانی فوج

پر بھی جعلی ٹریبیونل کے تحت مقدمے قائم کرنے کا پروگرام رکھتا ہے۔ بھارت نے خلیج کی مسلمان ریاستوں اور سعودی عرب سے بھی مضبوط تعلوقات قائم کر لیے ہیں ۔بھارت یہ کامیابیاں اپنے قائد گاندھی کے وژن پر عمل کر کے حاصل کر چکا ہے۔کیا پاکستان نے اپنے قائدؒ اعظم کے وژن پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ پر عمل کیا؟ نہیں ہر گز نہیں کیا۔ بھارت نے جارحانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے شملہ معاہدے کے باجود سیا چن کی چوٹیوں پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ کشمیر کی سرحد پر لوہے کی تاروں کی باڑ کے بعد کنکریٹ کی دیوار بنانے کا منصوبیر کھتا ہے۔پاکستان کے ساتھ بین الاقوامی سرحد پر بھی لوہے کی باڑ لگا رکھی ہے۔یہ ساری داستان بیان کرنے کی وجہ عوام کو باخبر رکھنے اور پاکستان کے حکمرانوں کی خواب غفلت سے جگانے کی کوشش ہے۔ بھارت پاکستان کے معاملے میں اتنا حساس ہے کہ اگر پاکستان سے ایک کبوتر بھی اُڑ کے اس کی سرحد میں داخل ہو جائے تو اس کا واویلا کرتا ہے اور کبوتر کا سیٹی اسکین کر کے مطمئن ہو کر اسے چھوڑتا ہے۔ اور ہمارے حکمران بھارت کے پکڑے جانے والے کلبھشن یادیو جاسوس، جو خود اعتراف کر رہا ہے کہ وہ بلوچستان اور کراچی کو پاکستان سے علیحدہ کرنے کے را کے پروگرام پر عمل کر رہا تھا، کی اپنے قومی خطاب میں ذکر تک کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ صاحبو! قائد اعظمؒ اور قائد ملتؒ کی وفات کے بعد ہمارے حکمران مشرقی پاکستان کو ساتھ ملا کر نہ رکھ سکے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس وژن، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے تحت قائد

نے پاکستان بنایا تھا اس کو پس پشت رکھ دیا گیا اور مشرقی پاکستان کے مفادات کا خیال نہ رکھا تو بھارت نے مکتی باہنی بنا کر مشرقی پاکستان کو ہم سے چوبیس سال کے اندر اندر جدا کر دیا۔ اس غلطی کو دور کرنے کے بجائے ہم اب پھر بھارت کو کہہ رہے ہیں کہ ہم ایک ہیں ہمارے تمھارے درمیان بس ایک لکیر ہے اور کچھ نہیں۔ نہیں نہیں یہ دو قومی نظریہ کی نفی ہے۔ حکمران اعلان کر رہے ہیں کہ پاکستان کو سیکولر ریاست بنائیں گے۔ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین سے انحراف ہے۔اس کے نتائج پاکستان کو توڑ کر اکھنڈ بھارت بنانے کی طرف ایک قدم ہے۔ حکمرانوں کو اس فکر کو تبدیل کرنا ہو گا ورنہ اس ملک میں خون خرابہ ہو گا۔ قائدؒ اعظم کے نظریہ کی وارث ،دو قومی نظریہ پر ایمان رکھنے والی اسلام پسند قوتیں ایسا کبھی بھی نہیں ہونے دیں گیں۔ حکمرانوں کے اندرونی اختلافات اور بزدلی کی وجہ سے کارگل کی کامیابی کو شکست میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اگر بھارت شملہ معاہدے کے بعد سیاہ چن کی چوٹیوں پر ناجائز قبضہ کر سکتا ہے تو ہم کشمیر جس کو اپنی شہ رگ مانتے ہیں جو اقوام متحدہ میں متنازہ علاقہ ہے جس پر ہمارا دعویٰ بھی ہے اس کے کسی علاقے پر اپنا قبضہ کیوں نہ برقرار رکھ سکے۔ کارگل کی وجہ سے سیاہ چن پر قابض بھارت کی بتیس ہزار فوج کی سپلائی بند ہو گئی تھی۔ مگر بھارت کی طرف سے بین الاقوامی سرحد پر جنگ چھیڑنے کے خوف میں مبتلا ہو کر ہمارے حکمران امریکا چھٹی والے درخواست لے کر گئے تھے۔ ہاتھ جوڑ کر اپنی فوج کو واپس بلانے کا معاہدہ

کیا۔ بھارت نے واپس ہونے والی پاک فوج اور مجاہدین کو پرندوں کی طرح شکار کیا تھا۔ کیا یہ اندورنی اختلافات اور بھارت کے جارحانہ رویہ کے مقابلہ میں معذرتانہ اور کمزور ڈپلومیسی کا شاخسانہ نہیں ہے۔ بھارت کی پالیسیوں پر نظر رکھنے والے دانشور حکمرانوں کو بار بار یاد کرواتے رہتے ہیں کہ بھارت نے پاکستان کو کبھی بھی دل سے تسلیم نہیں وہ پاکستان کو توڑ کر اکھنڈ بھارت بنانے کے منصوبے پر پہلے دن سے عمل پیرا ہے۔ حکمرانوں کو بار بار کہا جا رہا ہے کہ آلو پیاز کی تجارت کی باتیں چھوڑ کر پاکستان کو بچانے کے لیے جارحانہ پالیسی ترتیب دیں ورنہ جیسے مشرقی پاکستان کو توڑ کر بنگلہ دیش بنا دیا گیا ہے۔ بھارت باقی ماندہ پاکستان کو توڑنے کے منصوبے پر عمل کر رہا ہے۔ کلبھشن یادیو کی گرفتاری سے ہمارے حکمرانوں کی آنکھیں اب کھل جانی چاہییں۔ بھارت تو ہماری طرف سے اُڑ کر جانے والے ایک معصوم پرندے، کبوتر کی پوری طرح جانچ پڑتال کر کے اپنے عوام پر اپنے ملک کو محفوظ بنانے کی کارکردی کو پیش کرتا ہے۔ اس عمل سے وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جن لوگوں کو بھارتی عوام نے منتخب کیا ہے وہ ملک کے اندر کسی جاسوس کبوتر تک کو بھی نہیں آنے دیتے اور دوسری طرف ہمارے حکمران ہیں کہ کلبھشن یادیو بھارتی جاسوس کی گرفتاری پر اپنے قومی خطاب میں ذکر تک کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ اللہ ہمارے حکمرانوں کو پاکستان کو بچانے کی تدبیریں کرنے اور بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ صرف آلو پیاز کی

تجارتی پالیسی اور امریکی ڈکٹیشن کے برخلاف پاکستانی عوام کی خواہشات کے مطابق معذرتانہ رویہ کے بجائے جارحانہ رویہ اختیار کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ اللہ پاکستان کو اندرونی بیرونی دشمنوں سے بچائے آمین۔

بنگلہ دیش میں راکا ایجنڈا اور محبّان پاکستان کا قتل

چند دن پہلے کراچی پریس کلب کے لان پر ہیومن رائٹس نیٹ ورک کراچی کے تحت ایک کانفرنس بنام'' بنگلہ دیش میں راکا ایجنڈا اور محبّان پاکستان کا قتل'' جناب (ر) جسٹس وجیہہ الدین کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس میں شہر کے معززین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ہمیں بھی ہیومن رائٹس ورک کراچی کے عہدایداروں نے شرکت کی دعوت دی تھی۔ اس کانفرنس کی روداد قارئین کے سامنے پیش ہے۔ کانفرنس کی کاروائی اللہ کے بابرکت نام سے ہوئی۔ اس کے بعد نعت رسول مقبولؐ پیش کی گئی۔ مقررین میں جسٹس (ر) وجیہہ الدین کے علاوہ جماعت اسلامی کراچی کے امیر حافظ نعیم الرحمان، ہیومن رائٹس نیٹ ورک کراچی کے صدر انتخاب عالم سوری، جنرل سیکر ٹیری شہزاد مظہر، ڈاکٹر اقبال خلیل، نعیم قریشی ایڈوکیٹ، جمعیت علما اسلام کے قاری محمد عثمان، خاکسار تحریک کے خواجہ سلمان، پیپلز پارٹی کی ڈاکٹر شاہدہ راحمان ممبر قومی اسمبلی، حفیظ الدین ایڈوکیٹ ممبر صوبائی اسمبلی، شفیق جاموٹ ممبر صوبائی اسمبلی، ندیم شیخ ایڈوکیٹ، ہیومن رائٹس کی مختلف تنظیموں کے عہدادار، ممبران کراچی پریس کلب اور کثیر تعداد میں اخبارات کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اسطرح یہ ایک نمائندہ اجتماع تھا جس میں لوگوں نے دل کھول کر بنگلہ دیش

میں بھارت کی خفیہ ایجنسی را کے کرتوت بیان کئے۔ مقررین نے سب سے پہلے یہ ثابت کیا کہ بنگلہ دیش کے مجیب الرحمان، بھارت کی اندرا گاندھی اور پاکستان کے ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا تھا۔اس میں یہ طے ہوا تھا کہ بنگلہ دیش کی جنگ کے متعلق کسی پر بھی جنگی مقدمات قائم نہیں کئے جائیں گے۔ اسی معاہدے کے تحت پاکستان نے بنگلہ دیش کو تسلیم کیا تھا۔ بین الاقوامی اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے اور اپنے باپ کے معاہدے کو ایک طرف رکھتے ہوئے ،بنگلہ دیش کی حکمران حسینہ واجد، جو شیخ مجیب الرحمان کے خاندان کے قتل کے وقت واحد بچ جانے والی بیٹی ہے جو اُسوقت بنگلہ دیش میں موجود نہیں تھی، نے بھارت کی شہ پر محبّان پاکستان کا قتل عام شروع کیا ہوا ہے۔ جو نام نہاد انٹر نیشنل کرائم ٹریونل قائم کیا گیا ہے وہ ایک طرف عالمی معار پر پورا نہیں اترتا دوسری طرف دنیا کی ہیومن رائٹس تنظیموں نے بھی اس کی جانب دار کارکردگی پر اعتراض کیا ہے۔ نہ تو نام نہاد ٹریونل کی کاروائی انٹر نیشنل معار کے مطابق ہے نہ ہی ججز غیر جانب دار ہیں۔ بنگلہ دیش کے ہندو چیف جسٹس نے خود کہا ہے کہ لوگوں پر بغیر ثبوت کے مقدمات قائم کیے جارہے ہیں اور ان کو نا حق پھانسیوں پر چڑھایا جا رہا ہے۔ مقررین نے کہا کہ بنگلہ دیش حکومت سیاسی انتقام میں تمام اخلاقی حدود پار کر چکی ہے اور را کے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے۔ محبّان پاکستان کا عدالتی قتل عالمی برادری اور اقوام متحدہ کے لیے کھلا چلینج ہے۔ بنگلہ دیش میں مظالم کا ذکر تے ہوئے کہا

گیا کہ چٹاگانگ سے تعلق رکھنے والے میجر اکبر چوہدری کی آنکھیں نکال کر پیٹ چیر کر قتل کیا تھا ہے۔ مولوی فرید احمد کو دھاکہ یونیورسٹی میں پندرہ دن حبس بے جا میں رکھ کر جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے تھے۔ گو کہ ہمیں تقریر کرنے کا موقعہ نہیں ملا مگر ہم نے بنگلہ دیش میں مکتی باہنی کے مظالم جو اس نے راکے کہنے پر کیے تھے، کو کئی کتابوں میں مطالعہ کیا ہے۔ایک کتاب ''البدر'' جسے پروفیسر سلیم خالد نے بنگلہ دیش جا کر مکتی باہنی کے مظالم پر تحقیق کر کے لکھی ہے، میں لکھتے ہیں کہ بنگلہ دیش مکتی باہنی کے سفاک درندوں نے ایک مجمع میں البدر کے ایک مجاہد کو پیش کیا۔ مجاہد کو قبر کھودنے کا کہا گیا۔ مجاہد نے مجمع کے سامنے قبر کھودی۔ اس قبر پر کھڑا کر کے اسے جیے بنگلہ دیش کا نعرہ لگانے کا کہا۔ مجاہد نے جیے پاکستان کا نعرہ بلند کیا۔ پھر مجاہد کو برابر پڑے کانٹوں کو قبر میں ڈالنے کے لیے کہا گیا۔ مجاہد نے کانٹے قبر میں ڈالے ۔ مکتی باہنی کے کارکنوں نے مجاہد سے پھر جیے بنگلہ دیش کا نعرہ لگانے کا کہا۔ مجاہد نے پھر بھی جیے پاکستان کا نعرہ لگایا۔ اُسی مجمع کے سامنے زندہ مجاہد کو کانٹوں والی قبر میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال کر دفن کر دیا گیا۔ ایک اور البدر مجاہد کو بھی اسی طرح ایک مجمع میں لایا گیا اسے بھی قبر کھودنے کا کہا۔ مجاہد نے قبر کھودی۔ مکتی باہنی کے درندہ سفت وحشیوں نے مجاہد کو جیے بنگلہ دیش کا نعرہ لگانے کا کہا۔ اس مجاہد نے بھی جیے پاکستان کا نعرہ لگایا۔ اُس کا ایک بازو کاٹا گیا۔ پھر

بنگلہ دیش کا نعرہ لگانے کا کہا۔ مجاہد نے پھر جیے پاکستان کا نعرہ لگایا۔ مجاہد کا دوسرا بازو بھی کاٹا گیا اور جیے بنگلہ دیش کا نعرہ لگانے کا کہا۔ مجاہد نے پھر بھی جیے پاکستان کا نعرہ لگایا۔ اس کے بعد فائرنگ کرکے اس شہید کیا گیا اور قبر میں دفن کر دیا گیا۔ مکتی باہنی کے محبّان پاکستان پر بہت سے کتابیں لکھی گئیں ہیں جس میں سے ایک انگریزی میں the wastes of time لکھی گئی کتاب کا ترجمہ ’’ شکست آرزو‘‘ کے نام سے اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی نے کیا ہے۔ یہ کتاب ڈھاکا یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر سید سجاد حسین نے لکھی ہے۔ یہ کتاب ظلم اور سفاکیت کی داستانوں سے بھری ہوئی ہے جس میں مصنف بھی شامل ہے۔ مقررین نے اپنی تقریروں میں کہا کہ قادر صدیقی کے کہنے پر نظریہ پاکستان کے حامیوں کو چن چن کر بدترین تشدد کے ذریعے بنگلہ دیش کے گلی کوچوں میں قتل کیا گیا۔

ان واقعات پر بنگلہ دیش حکومت نے ماورائے قانون اقدامات کا نوٹس کیوں نہیں لیا؟ انسانی حقوق کی کانفرنس کے شرکاء نے مطالبہ کیا کہ جنگی جرائم کے ٹرائل کے معاملے کو انٹر نیشنل سطح پر اُٹھایا جائے۔اس پر ایک انٹر نیشنل کمیشن تشکیل دیا جائے جو اس بات کی چھان بین کرے کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں مکتی باہنی بنانے میں را نے کیا کردار ادا کیا؟ اقوام متحدہ بنگلہ دیش شہریوں کے قتل عام کو رکوائے اور مطیع الرحمان نظامی کی پھانسی کے آڈر کو معطل

کروائے۔ کانفرنس کے شرکاء نے نواز حکومت کے کردار کی بھی مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ سفارتی سطح پر محبّان پاکستان کے مسئلے کو اُٹھایا جائے اور احتجاج کے طور پر بنگلہ دیش کے سفارت خانوں کو بند کیا جائے۔ اُدھر اسلام آباد میں جماعت اسلامی کے امیر اور سینیٹر سراج الحق نے ایک بڑے مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ سقوط غرناطہ کے بعد سقوط ڈھاکا امت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ آج پوری ملت اسلامیہ کو اس سانحے کا رنج ہے۔ حکمرانوں کی غیرت اور ضمیر سو رہا ہے۔ بے ضمیر حکمران متحدہ پاکستان پر نچھاور کرنے والوں کے لیے کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے جنھوں نے اپنی جان و مال، عزت و آبرو متحدہ پاکستان پر نچھاور کر دی۔ حکومت ۱۹۷۱ء کے معاہدے کے تحت بنگلہ دیش میں پھانسیاں رکوائے۔ اگر جرات ہے تو بنگلہ دیشی حکومت بین الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلائے۔ جس حکمران نے نظریہ پاکستان سے غداری کی نشان عبرت بنا۔ ملک دشمن عناصر ایٹمی طاقت سے نہیں مدارس اور اسلامی نظام سے خائف ہیں۔ حسینہ واجد را کے کہنے پر اب ہماری فوج کے جوانوں پر مقدمے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ فوراً گرفتاری کرکے اس کا سدباب کرے۔

کرپشن فری پاکستان سیمینار

کچھ دن پہلے کراچی میں مقامی ہوٹل میں جماعت اسلامی کی کرپشن کے خلاف جاری مہم کے سلسلے میں سیمینار اختتام کیا گیا۔ اس میں امیر جماعت اسلامی اور سینیٹر سراج الحق، حافظ نعیم الرحمان امیر جماعت اسلامی کراچی کے علاوہ کراچی کی سول سوسائٹی کے نمائندے، کالم نگار، صنعت کار، اخبارات کے ایڈیٹرز، الیکٹرونک میڈیا، معاشی تجزیہ کار، اسٹیکر پرسنز بیرونی نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ اس میں خصوصی طور سابق سفارت کار اور موجودہ سیاسی تجزیہ کار آغا ہلالی اور معاشی تجزیہ کار اور چیئرمین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس کراچی، ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ مقررین نے اپنے اپنے طور پر پاکستان میں جاری کرپشن کے ناسور پر پر روشنی ڈالی۔ پاکستان کے معروف اور مشہور معاشی تجزیہ کار ڈاکٹر شاہد حسن نے اپنے خطاب میں اعداد شمار کی روشنی میں کرپشن کو ثابت کرتے ہوئے کہا کہ کرپشن کا ناسور پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ معاشرے کی چادر کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کرپشن کی مختلف جہتیں ہیں۔ ان میں مالی، ذہنی (انٹلیکچول)، معاشی، اخلاقی، اور نظریاتی کرپشن شامل ہیں۔ انہوں نے کہ آج میں مالی وس ذہنی کرپشن کے کچھ پہلوں پر حاضرین کے

سامنے گفتگو کروں گا۔ پاکستان میں کرپشن پر قابوں پانے کے دعوے تو تواتر سے کیے جا رہے ہیں اور ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی ۲۰۱۵ء کی رپورٹ سے غیر حقیقت پسندانہ نتائج اخز کیے جا رہے ہیں۔ حکمران ٹرانسپیسرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے حوالے سے اس کو اپنی بڑی کامیابی قرار دے رہے ہیں اور عوام کو کہہ رہے ہیں کہ ۲۰۱۵ء میں کرپشن کم ہوئی ہے۔ ٹرانسپیسرنسی انٹرنیشنل کا قاعدہ یہ ہے کہ جتنے نمبر زیادہ ہوں گے اتنی کرپشن کم تصور کی جائے گی۔ اس رپورٹ میں پاکستان کو ۱۰۰ء میں سے ۳۰ء نمبر دیے گئے ہیں۔ جبکہ ۲۰۱۴ء میں ۲۹ نمبر تھے۔ ۲۰۱۵ء میں پاکستان کے ۳۰ء کے اسکور کے مقابلے میں بھوٹان کا ۶۵ء، بھارت کا ۳۸ء اور سری لنکا کا ۳۷ء اسکور رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان تین ملکوں میں کرپشن پاکستان سے کم ہے۔ انہوں نے مذید کہا کہ حکمران کی طرف سے ۱۴ برس سے نیپ کی جانب سے لوٹی ہوئی دولت کی وصولی کے غلط دعوے کیے جاتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے تجزیے میں کہا کہ کرپشن، بدانتظامی، نااہلی اور شاہانہ اخراجات کی وجہ سے قومی خزانے کو ۳۰۰۰ء روپے سالانی نقصان ہوتا ہے۔ ٹیکسوں کی استعداد سے کم وصولی سے موجودہ سال میں قومی خزانے کو ۵۰۰۰ء ارب روپے کا نقصان ہوا۔ دونوں کو ملا کر اگر دیکھا جائے تو ۲۲ء ارب روپے روزانہ کا تخمینہ بنتا ہے۔ وفاقی، صوبائی اسمبلیوں میں کرپٹ ممبران کے اختیارات کے ناجائز استعمال کی وجہ سے بھی بھاری کرپشن ہوتی ہے۔ نیپ کہتی ہے کہ اس نے پندرہ سال میں لوٹی ہوئی ۲۶۶ء ارب وصول کیے ہیں جبکہ یہ غلط اعداد شمار ہیں۔ نیپ کی

طرف سے قومی خزانے میں جمع کرائی رقم ۷ ارب روپے سے بھی کم ہے۔اس دوران نیپ کے سات چیئرمین تعینات ہوئے جس میں حاضر سروس اور ریٹائیر ڈ لیفٹننٹ جنرل اور سپریم کورٹ کے سابق جج شامل تھے۔ ڈاکٹر شاہد حسن کے مطابق سب نے جھوٹ بولا ہے۔ ملکی قرضوں کا حجم ۲۰۰۸ء میں ۶۶۹۱ ارب روپے تھا جو بڑھ کر ۲۰۱۵ء میں ۲۱۰۴۴ ارب روپے ہو گیا ہے۔امریکی ایجنڈے کے تحت دہشت گردی کی جنگ لڑنے سے ۲۰۰۲ء سے اب تک ۱۱۲ ارب ڈالر کا نقصان ہو ا ہے۔ ڈاکٹر شاہد حسن نے کہا کہ یہ سب نقصان مالی اور ذہنی (انٹلیکچوئل) کرپشن کی وجہ سے ہوا۔پاکستان سے لوٹ کر بیرونی دنیا منتقل کی ہوئی کرپشن کی رقوم کو واپس لانے کے دعوے گذشتہ ۲۰ [illegible] کچھ بھی واپس نہیں ہوا۔انھوں اپنی تقریر کے آخر میں کہا کرپشن پر قابو پانے کے لیے آئین کی ۶۲ اور ۶۳ شق پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ حکومتی شعبوں میں اصلاحات کی جائیں۔ ٹیکسوں کی وصولی کے ہدف کو بڑھایا جائے۔ سی پیک میں پاکستان خود سرمایا لگائے تاکہ پاکستان کی ترقی کا خواب پورا ہو سکے۔ہمارا ملک قدرتی معدنیات سے مالا مال ہے اس سے حکمرانوں کو فائدہ اُٹھانا چاہیے۔نیپ کو آزادانہ کام کرنیں دیا جائے تاکہ کرپشن کا پیسہ واپس پاکستان کے خزانے میں جمع کرایا جاسکے۔ اگر خرابیوں کو دور نہ کیا گیا تو معیشت خراب سے خراب تر ہوتی جائے گی اور ہمارے جوہری پروگرام کو بھی خطرات ہوں گے۔آخر میں سراج الحق کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ کرپشن کے خلاف ملک میں ایک زبردست تحریک ہی اس ناسور سے عوام

کو بچایا جا سکتا ہے جو آپ کی جماعت ہی کر سکتی ہے۔ سراج الحق نے اپنے صدارتی خطاب میں حکمرانوں سے کہا کہ کرپشن کا ہمالیہ نظر نہیں آتا۔ نیپ ناکام ہو گیا ہے۔ نظریاتی کرپشن سے ملک دو لخت ہو گیا۔ ملک میں کسی بھی کرپٹ حکمران کی گنجائش نہیں۔ ۶۰ کروڑ روپے وزیر اعظم کے بیرونی دوروں کی نظر ہو گئے۔ ملک میں معاشی، سیاسی، انتخابی اور اخلاقی کرپشن کا ناسور قومی سلامتی کے لیے خطرناک شکل اختیار کر گیا ہے۔ کرپشن کے خلاف بنائے گئے اداروں نے بھی ہمیشہ ان کو چھتری فراہم کی ہے۔ کالے دھن کو سفید کرنے کا کام بھی سرکاری سرپرستی میں ہوتا ہے۔ یہ ایک اخلاقی اور قومی ذمہ داری ہے کہ جماعت اسلامی کی طرف سے جاری کرپشن فری پاکستان کی تحریک میں نیک نام اور باضمیر شخصیات اور جماعتیں بھی شامل ہو جائیں۔ ہم یہ قومی تحریک اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک پاک سرزمین کرپشن اور اس کے پروردہ عوام کا خون چوسنے والوں سے پاک نہیں ہو جاتی۔ اربوں روپے خرچ کر کے ایوانوں میں پہنچنے والے پھر کھربوں کی کرپشن کرتے ہیں۔ حکمران حج، زکوۃ و عشر فنڈ سے اربوں روپے خرد برد کرتے ہیں۔ قومی وسائل کی کرپشن کو قانونی طور پر دہشت گردی اور غداری قرار دیا جائے اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ ایوب خان سے نواز شریف تک اقتدار میں آنے والے سب کا احتساب ہو گا اور سرعام ہو گا۔ قومی دولت کا لوٹا ہوا بڑا حصہ سوئٹزر لینڈ، برطانیہ اور امریکہ میں موجود ہے۔ اس لوٹی ہوئی ہی دولت کو لانے کے لیے جماعت اسلامی ممتاز اور باکردار لوگوں پر مشتمل قومی

جرگہ بنائے گی جو بیرونی ممالک میں پوشیدہ لوٹی دولت کا پتہ لگائے گا اور اس کی واپسی کے لیے کوشش کرے گا۔ قوم کو تحریک پاکستان کی طرح کرپشن کے خلاف تحریک شروع کرنی ہو گی تاکہ کرپشن کے ناسور کو ختم کیا جائے۔ امیر جماعت اسلامی پاکستان کی ہدایت پر پورے پاکستان میں کرپشن فری پاکستان مہم کا آغاز ہو چکا ہے شہروں شہر اور گاؤں گاؤں میں اجتماعات، جلوس، سیمینار، ریلیاں اور اجتماعات منعقد کیے جا رہے ہیں۔ کراچی میں ۱۰ اپریل کرپشن فری پاکستان مارچ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ امیر جماعت اسلامی پاکستان نے حکمرانوں اور عوام سے اپیل کی ہے کہ ہمیں سچے دل سے اپنی سابقہ کوتاہیوں کی اللہ سے معافی مانگنی چاہیے۔ اور اجتماعی معاملات باضمیر لوگوں کے سپرد کرنا چاہیے تاکہ ملک سے کرپشن کا مکمل خاتمہ ہو سکے۔

پہلے وکی لیکس اب پاناما لیکس

پہلے وکی لیکس دنیا کے سامنے آئیں تھیں اب پاناما لیکس آئیں ہیں۔ وکی لیکس تو حکومتوں کے درمیان خفیہ اور غیر قانونی لیکس تھیں اب پاناما لیکس میں مالی خرابیوں کو عام کیا گیا ہے۔ وکی لیکس عام کرنے والا ایک مدت سے ملکوں ملک پناہ لے لیے پریشان ہے شروع میں لوگ اس پر اعتماد نہیں کرتے تھے لیکن بعد میں وہ سچ ثابت ہوئیں۔ اب پاناما لیکس پر بھی لوگ مذاق اُڑ رہے ہیں۔ پنجاب کے وزیر قانون پاناما لیکس کو شیطانی لیکس کہہ رہے ہیں۔ مختلف حکومتوں کے ۱۴۰ سیاسی شخصیات، جن میں صدر، وزیر اعظم اور سرمایا داروں کے غلط کاموں کا انکشاف کیا گیا ہے۔ نواز شریف فیملی کے علاوہ پاکستان کے دو سو دوسرے لوگ بھی شامل ہیں۔ حکومت پاناما کی ایک فرم موزیک فانسیکا ہے۔ دنیا میں یہ معلوم و معروف آف شور کمپنیاں کاروبار کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر چھری ڈاکٹر کے پاس ہو گی تو وہ اس سے عمل جرائی کرے گا۔ اور اگر چھری ڈاکو کے پاس ہو گی تو وہ اس سے لوگوں کو قتل کرے گا۔ اس لیے چھری کا قصور نہیں اس کے غلط استعمال کا قصور ہے۔ اسی طرح آف شور کمپنیاں بنانا جرم نہیں ان کا غلط استعمال جرم ہے۔ آف شور کمپانیاں اگر ٹیکس چوری کرنے کے لیے بنائی جائیں تو یہ غلط ہے۔ پاناما حکومت کے صدر نے

کہا ہے کہ پاناما کی فرم موزیک فانسیکا کی طرف سے اگر کوئی غلط بات ہوئی ہے تو پاناما حکومت ہر قسم کا تعاون کرنے کا اعلان کرتی ہے۔فرم موزیک فانسیکا نے کہا ہے کہ اس کی ایک کروڑ پندرہ لاکھ دستاویزات کا لیک ہونا ایک محدود ہیکنگ کا باعث ہوا۔ویسے پاناما پیپرز تاریخ کا سب سے برا انکشاف ہے۔دنیا کے بہت سے میڈیا نے اسے عام کیا ہے۔اخبارات کی رپورٹس کے مطابق ،نواز شریف یا شہباز شریف کے نام کوئی بھی آف شور کمپنی نہیں ہے۔حسین نواز اور حسن نواز اور ان کے رشتہ داروں کے نام آٹھ آف شور کمپنیاں ہیں۔یہ تو سب پاکستانی جانتے ہیں کہ سوئس بنکوں میں پاکستان سے لوٹے ہوئے دو سو ارب ڈالر موجود ہیں۔مرحوم بے نظیر، جاوید پاشا، رحمٰن ملک، چوہدری برادران کے رشتہ دار شامل ہیں۔نواز شریف فیملی کے لندن کے مہنگے ترین علاقوں میں جائیدادیں موجود ہیں۔نواز شریف نے قوم سے خطاب کیا۔اس خطاب پر بھی تنقید کی گئی ۔اس خطاب میں نواز شریف نے اپنی داستان سنائی کہ طرح ان پر معاشی ظلم کیا گیا۔پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں اتفاق فاونڈری کے اسکریب سے بھرے جہاز کو ایک سال تک مال اُتارنے نہیں دیا جس سے پچاس کروڑ کا نقصان ہوا۔ہماری اسٹیل ملز پر قبضہ کیا گیا۔ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دور میں ہمیں ملک بدر کیا گیا۔میرے بچے ملک میں کاروبار کریں تو کرنے نہیں دیتے ۔باہر ملک کام کریں تو ان پر الزام لگائے جاتے ہیں۔جبکہ انہوں نے جدہ کی اسٹیل مل فروخت کرکے لندن میں کاروبار شروع کیا۔نواز شریف نے انکوائری کمیشن قائم کرنے کا اعلان بھی کیا

۔اپوزیشن نے اس تقریر پر اعتراض کیا اور کہا کہ پاکستان میں انکوائری کمیشن معاملہ دبانے کے لیے بنائے جاتے ہیں یہ کمیشن بھی ایسا ہی ہے۔ عدالتی کمیشن نامنظور ہے۔ وزیر اعظم استعفیٰ دیں۔ہاں کسی بیرونی آڈٹ کمپنی سے فرانزک آڈٹ کرائی جائے تو ٹھیک ہے۔ امیر جماعت اسلامی اور سینیٹر سراج الحق نے کہا کہ آف شور کمپنیوں میں عوام سے لوٹا گیا خزانہ لگایا گیا ہے۔ عوام پر ٹیکسوں اور قرضوں کا بوجھ ڈالنے والے حکمرانوں کے بے رحمی سامنے آ گئی ہے۔ دولت قانونی ہوتی تو چھپائی نہ جاتی۔ سرمایا باہر لے جانے والے حکمران کس منہ سے غیر ملکی سرمایاکاروں کو پاکستان آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف خورشید احمد شاہ نے پاناما لیکس کو انتہائی اہم قرار دیا اور بڑا اشیو قرار دیتے ہوئے اس معاملے پر پارلیمنٹ میں اُٹھانے کا اعلان کیا ہے۔ قومی اسمبلی میں دس ارکان نے تحریک التواجمع کرائیں ہیں۔ پاناما لیکس انکشافات پر نواز شریف کو ٹف ٹائم دینے کے لیے پی پی اور پی ٹی آئی نے رابطے قائم کیے ہیں۔ عمران خان نے ۲۴ اپریل کو ڈی چوک پر جلسہ کرنے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔عمران خان نے نیب سے تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے اور کہا چیف جسٹس کی نگرانی میں تحقیقات ہونی چاہییں۔انہوں نے کہااسحاق ڈار حلفیہ بیان کے ذریعے اعتراف کر چکے ہیں کہ شریف فیملی کی دولت منی لانڈرنگ کے ذریعے بیرون ملک بھجوائی گئی تھی۔شریف فیملی کی آف شور کمپنیاں اسی دولت کا برگ و بار ہے۔ اسد عمر کا تبصرہ تھا کہ دنیا میں جہاں جہاں الزامات لگے

وہاں تحقیقات شروع ہو چکی ہیں۔ سینیٹر سعید غنی نے کہا ہے کہ نواز شریف کے اقتدار میں آنے سے پہلے اور اب موجودہ اثاثوں کی تحقیقات کی جائیں تو سب کچھ سامنے آجائے گا۔ قمر زمان کائرہ نے استفسار کیا کہ آف شور کمپنیاں کب اور کیسے بنیں۔ پیسہ کہاں سے آیا۔ شریف خاندان کا ۹۶۔۱۹۹۴ میں انکم ٹیکس صفر تھا تو پھر یہ اثاثے کہاں سے آئے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا (ر) جج پر ہی کمیشن دھوکہ اور ڈرامہ ہے۔ شہباز شریف کی اہلیہ تمینہ درانی نے کہا کہ آف شور کمپنیاں غیر اخلاقی ہیں۔ اخباری رپورٹ کے مطابق نواز شریف جب پنجاب کے وزیر خزانہ بنے تو ان کی فیملی کا ایک انڈسٹریل یونٹ تھا۔ جب پہلے بار وزیر اعظم بنے تو تعداد ۹ء سے تعداد ۲۸ء تک بڑھائی گئی۔ عہدوں کا ناجائز فاہدہ اُٹھاتے ہوئے سرکاری اور پرائیویٹ مالیاتی اداروں سے بھاری قرضے حاصل کیے۔ ۱۹۹۳ء میں شریف فیملی پر واجب الادا قرضوں کا حجم ۶۱۴۶ ملین سے زائد تھا۔ [illegible] دستاویزات کے مطابق ۷۱۔۱۹۷۰ء میں شریف فیملی کی جانب سے سات ہزار چھ سو تیئس روپے انکم، اثاثے سات ہزار ایک سو چورانویں روپے کے اور ٹیکس صفر بتایا گیا تھا۔ نواز شریف کے مطابق ۱۹۷۹ء میں اتفاق فائنڈری کھنڈرات کی شکل میں ملی۔ جبکہ سرکاری دستاویزات کے مطابق جنرل ضیا الحق نے جون ۱۹۷۹ء میں جب اتفاق فائنڈری واپس کی تو گروپ کے ذمے آٹھ کروڑ چونتیس لاکھ روپے قرض تھا جو ضیا الحق نے معاف کر دیا تھا۔ نواز شریف کے مطابق ۱۹۸۹ء میں جونا تھن جہاز روکنے کی وجہ سے انہیں پچاس کروڑ کا

نقصان ہوا۔ جبکہ ٹیکس گوشوارے ۱۹۸۹ء میں شریف فیملی کی کل ظاہر کردہ آمدنی نو لاکھ اڑتیس ہزار تین سو گیارہ اور اثاثوں کی مالیت دو لاکھ چار ہزار نو سو پندرہ روپے تھی۔ سرکاری دستاویزات کے مطابق ۹۳۔۱۹۹۲ء میں شریف فیملی کی آمدن ترتالیس ہزار سات سو سات روپے اثاثوں کی مالیت تین لاکھ گیارہ ہزار پانچ سو تہتر اور صرف چھ ہزار ایک سو ستر روپے ٹیکس کی مد میں ادا کیے گئے۔اس طرح ۹۴۔۱۹۹۳ء میں شریف فیملی نے کل آمدن دو لاکھ بیاسی ہزار پانچ سو چار روپے ظاہر کی اور اثاثوں کی مالیت ایک لاکھ اکیاسی ہزار چار سو اکانوے اور صرف دس ہزار چار سو روپے ٹیکس ادا کیا۔ صاحبو! ہم نے اخبارات میں شائع شدہ رپورٹ کے مطابق آپ کے سامنے آمدن اور اثاثوں کا ریکارڈ پیش کر دیا ہے۔نواز شریف نے تقریر میں اپنی فیملی کے بہت بڑی صنعتی ایمپائر اور کروڑوں روپے ٹیکس کا بار بار ذکر کر رہے تھے جو اس ریکارڈ سے لگا نہیں کھاتا یا پھر اپنی آمدنی چھپائی گئی۔ یہ وہ وقت تھا جب دستاویزات کے مطابق شریف فیملی کی طرف سے ایون فیلڈ ہاؤس پارک لین لندن میں دو آف شور کمپنیوں نیکسن اور نیکسول کے ذریعے چار لگژری فلیٹس خریدے گئے۔ نواز شریف جب ۸۵۔ ۱۹۸۴ء میں پنجاب کے وزیر خزانہ تھے۔ سرکاری ریکارڈ کے مطابق ان ایک کا انڈسٹریل یونٹ تھا، جب ۱۹۸۵ء میں وزیر اعلی بنے تو ایک سے تعداد نو یونٹ تک بڑھ گئی۔جب ۱۹۹۰ء میں پہلی بار وزیر اعظم بنے تو ۹۳۔۱۹۹۱ء کے دوران نو سے تعداد اٹھائیس تک پہنچ گئی۔ تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وزیر خزانہ سے پہلی بار

وزیر اعظم بننے تک پاکستان کے سرکاری اور پرویٹ مالیاتی اداروں سے اپنے عہدوں کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے انیس انڈسٹریل یونٹس کے لیے ۶۱۴۶ء ملین بطھلنی زائد کے قرضے حاصل کیے۔ نواز شریف نے اپنی تقریر میں پونے چھ ارب کے واجب الدا قرضے چکانے کا کریڈٹ لینے کی کوشش کی۔ قرض ادائیگی، نیشنل بنک کا خط جو ۲۰۱۴ء میں جاری کیا گیا۔ جبکہ الیکشن ۲۰۱۳ء میں شریف فیملی ڈیفالٹر تھی تو الیکشن کمیشن نے ڈیفالٹروں کو الیکشن لڑنے کی اجازت کیوں دی۔ پاکستان میں کرپشن ناسور کی شکل اختیار کر گیا، ملک میں آگاہی کے لیے جماعت اسلامی نے کرپشن فری پاکستان شروع کی ہوئی ہے عوام اگر پاکستان کو کرپشن سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں تو کرپشن سے پاک جماعت کا ساتھ دیں تاکہ یہی پیسہ عوام کی بھلائی کے کیے خرچ ہو عوام خوشحال ہو۔

روزنامہ کشمیر ایکسپریس کی پندرویں سالگرہ

ویسے تو ایک کشمیری ہونے کے ناطے مجھے کشمیر سے شائع ہونے والی تمام کشمیری اخبارات سے دلی محبت ہے۔ میں روزانہ نیٹ پر کشمیر کے اخبارات کھول کر دیکھتا ہوں۔ کشمیری اخبارات سے محبت کا اظہار میں نے کچھ اس طرح سے کیا تھا کہ میں نے کشمیر کے سارے اخبارات کے لوگو کا پرنٹ نکال کر اپنے پاس محفوظ رکھا ہوا تھا۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ جس سے آپ کو زیادہ فاہدہ ہوتا ہے آپ اُسے دوسروں سے زیادہ ہی چاہتے ہیں۔ میری روز نامہ کشمیر ایکسپریس مظفر آباد سے زیادہ محبت کی وجہ میرے مضامین کا ۲۰۱۰ء سے تسلسل سے شائع ہونا ہے۔ میں نے اپنی ذاتی لائبریری میں کشمیر پر کتابوں کا ایک الگ شیلف بنایا ہوا ہے۔ میرے اس کشمیر شیلف میں کشمیر کی تاریخ اور کشمیری مسلمانوں پر ہندو بنیے کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم سے متعلق کتابوں کا ذخیرہ ہے۔ میں حالات حاضرہ اور اسلامی تاریخ، دو قومی نظریہ، آزاد کشمیر، مقبوضہ کشمیر پر زیادہ مضمون لکھتا ہوں۔ میری کشمیر ایکسپریس سے محبت کی وجہ یہ ہے کہ میرا کوئی بھی مضمون ایسا نہیں ہے جو کشمیر ایکسپریس میں شائع ہونے سے رہ گیا ہو۔ یہ کشمیر ایکسپریس کی کشمیریوں، پاکستان، اسلامی تاریخ اور دو قومی نظریہ سے محبت کا مظہر ہے۔ میں نے یہ بات نوٹ کی ہے کہ کشمیر

ایکسپریس مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں پر غاصب، قابض، دہشت گرد، بے انصاف، اپنے بین الاقوامی وعدوں سے منحرف ہونے والے ہندو بنیے کے مظالم کی خبریں نہ صرف آزاد کشمیر، پاکستان، بیرون ممالک رہائش پذیر کشمیریوں، بلکہ دنیا کی تمام قوموں تک پہنچاتا ہے۔ کشمیر ایکسپریس اپنے کامیابیوں کے چودہ سال مکمل کر چکا ہے۔ آنے والی پندرہ اپریل سے اپنی پندرویں سالگرہ کی تقریبات شروع کر رہا ہے۔ میں اس خوشی کے موقعہ پر کشمیر ایکسپریس کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتا ہوں۔ کشمیر ایکسپریس سے میرا رابطہ تقریباً ۲۰۱۰ء سے شروع ہوا تھا جب میں نے اپنے مضامین اس کو ای میل کرنا شروع کیے تھے۔ اسی وقت سے کشمیر ایکسپریس میں میرے مضامین تسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ کشمیر ایکسپریس ہر وقت نیٹ پر دستیاب رہتا ہے۔ میں نے یہ بھی نوٹ کیا کہ کشمیر ایکسپریس نیٹ پر فوراً کھل جاتا ہے جس سے آسانی سے خبریں، کالم نگاروں کے کالم اور تجزیے پڑھے جا سکتے ہیں۔ کشمیر ایکسپریس کشمیر کا اخبار ہے اس لیے اس میں بنیادی طور پر کشمیر ہی سے متعلق خبریں چھپتی ہیں۔ بیرون کشمیریوں کے لیے ایک پورا صفحہ مختص ہے۔ جس میں دیار غیر میں رہنے والے ہمارے کشمیری بھائیوں کے شب روز کی خبریں شائع ہوتیں ہیں۔ کیوں کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور شہ رگ کی حفاظت کے بغیر جسم قائم نہیں رہ سکتا لہٰذا پاکستان بھر کی خبریں کشمیر ایکسپریس میں وافر مقدار میں شائع ہوتیں ہیں۔ صاحبو! ہماری کشمیری قوم کی تاریخ دکھوں اور مصیبتوں سے بھری پڑی ہے۔ دنیا کی شاید ہی کوئی بھی ایسی قوم نہیں جس

پر قوم پر اتنے مظالم ہوئے ہوں جتنے کشمیری قوم پر ہوئے ہیں۔ جب مسلمان صرف اور صرف مسلمان تھے تو اس وقت مسلمانوں نے ہندوستان پر ایک ہزار سال حکومت کی ہے جس میں کشمیر بھی شامل تھا۔ جب مسلمان دشمنوں کے ایجاد کردہ مادیت سے بھرپور نظریات کی طرف راغب ہوئے تو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ قومیت، لبرازم اور سوشلزم کے نظریات نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔ ہمارے نزدیک یہی کشمیر کے مصاحب میں اضافے کا سبب ہے۔ پہلے ہمارے ازلی صلیبی دشمن، انگریزوں نے ہمیں چند نانک شاہی سکوں کے عوض ڈوگروں کے ہاتھوں فروخت کیا تھا جس کو شاعر اسلام اقبالؒ نے کشمیر کا دُکھڑا بیان کرتے ہوئے اس انداز میں ایک تاریخی بیان دیا تھا کہ ''قومے فروختم وچے ارزاں فروختم'' یہ کلنک کا ٹیکہ تاریخ عالم میں صلیبیوں پر ہمیشہ لگا رہے گا اور رہتی دنیا تک لوگ اسے کوستے رہیں گے۔ بعد میں ایک بین الاقوامی معاہدے کے تحت ہندوستان کی تقسیم ہوئی تو ان ہی صلیبی دشمنوں نے کشمیر سے ایک اور ظلم کیا اور بھارت کو گرداس پور مسلم آبادی والا ضلع دے کر کشمیر کے جسم میں چھرا گھونپا تھا۔ بھارت طرف اسی زمینی درہ دنیال کے راستے سے کشمیر میں داخل ہو سکتا ہے۔ کشمیر کے باقی سارے زمینی راستے پاکستان سے ہو کر جاتے ہیں۔ کشمیری پہلے ڈوگروں حکمرانوں کے مظالم سہتے رہے جس کی ایک بھی پوری تاریخ ہے اور اب بھارتی درندوں کے مظالم کا شکار ہیں۔ میں اپنی کشمیری قوم کے کون کون سے دکھوں کا ذکر کروں۔ تقریباً پانچ لاکھ کشمیری شہید ہو چکے ہیں۔ دس ہزار کشمیر

کی عزت مآب خواتین سے ہندو درندہ فوج نے اجتماعی آبروریزی کی ہے۔ گھروں کی پراپرٹیز کو گن پاؤڈر چھڑک کر زمین بوس کر دیا گیا ہے۔ ہزاروں نوجوانوں کو بھارت جیلوں میں قید کے دوران آپاہج بنا دیا گیا۔ اگر مسنگ پرسن کا ذکر کروں تو ہزاروں نوجوانوں کو غائب کر دیا گیا جن کی آج تک نہ لاشیں دیں گئیں نہ انکا کوئی اتہ پتہ بتایا جارہا۔ ۳۸ہزار مقامات پر کشمیریوں کی اجتما عی گمنام قبریں دریافت ہوئی ہیں جو بھارتی فوج کی بربریت کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ دریافت سے ہندوستان کا مکروہ چہرہ اور بھارتی فوج کا بھیانک کردار سامنے آ چکا ہے۔ کشمیریوں کی مقدس مقامات کی بیحرمتی کی گئی جس میں حضرت بل مشہور ہے۔ لاتعداد کشمیریوں کو ہجرت پر مجبور کیا گیا جو پاکستان یا دنیا کے مختلف ملکوں میں ہجرت کی زندگی گزار رہے ان کی آنکھیں جنت نذیر کشمیر کی طرف لگ ہوئی ہیں کہ کب اپنے وطن میں جائیں گے۔ کشمیریوں کی کھیتی باڑی اور فروٹ کے باغات کو بلڈوزر چلا کر تباہ برباد کر دیا گیا ہے۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی محاذ پر آج تک آٹھ لاکھ فوج نہیں لگائی ہے جو بھارت نے کشمیر کے نہتے مظلوم لوگوں کی آزادی کو دبانے کی لیے لگائی ہوئی ہے۔ کشمیر کا کوئی بھی گھر ایسا نہیں جس کی اگروادی (مجاہدین) کے بہانے تلاشی نہ لی گئی ہو۔ تلاشی کے دوران گھر کے مرد و خواتین کو کئی کئی گھنٹے گھر سے باہر سردی میں کھڑا رکھ کر انسانیت کی تزلیل نہ کی نہ کی گئی ہو۔ سری نگر میں شہیدوں کے قبرستان پر قبرستان بن گئے ہیں۔ یہ قبرستان گواہی دے رہے ہیں کہ ایک نہ ایک دن جنت نذیر کشمیر آزاد ہو گا۔ بھارت جو خود اقوام

متحدہ میں جنگ بندی کی درخواست لے کر گیا تھا۔ اقوام متحدہ سے وعدہ کیا تھا کہ امن قائم ہونے کے بعد کشمیر میں استصواب رائے کرائے گا۔ مگر ہندو بنیا اپنے وعدوں سے پھر گیا ہے اور پورے نہیں کر رہا ہے۔ کشمیری سری نگر میں روزانہ کی بنیاد پر پاکستان کے جھنڈے لہرا لہرا کر اعلان کرتے ہیں کہ ہم پاکستان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں۔ کشمیریوں کا ایک ہی نعرہ ہے '' ہم کیا چاہتے ہیں آزادی آزادی'' آزادی کے لیے کشمیریوں کا عزم دیکھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آئر لینڈ سو سال جد و جہد کے بعد آزاد ہوا ہے تو ہم دو سو سال تک کشمیر کی آزادی کی تحریک چلاتے رہیں گے۔ انشاءاللہ پاکستان کے عوام اپنے کشمیری بھائیوں کی آزادی کی جد و جہد میں ان کے ساتھ ہیں۔ نہ جانے اقوام متحدہ جس کے ایجنڈے پر استصواب رائے کی قراردادیں اب تک موجود ہیں کب جاگتی ہے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتی ہے۔ روز نامہ کشمیر لبکپر لیس مظفر آباد جو اپنے چودہ سال کی اشاعت کے دوران کشمیر کا مقدمہ جس بہادری سے لڑتا رہا ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی کشمیر کا مقدمہ لڑتا رہے گا۔ اب جب کشمیر لبکپر لیس اپنی پندرویں سالگرہ منا رہا ہے تو تمام دنیا کے کشمیری اور ہم ان کی خوشی میں برابر کے شریک ہیں۔ ہماری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ روز نامہ کشمیر لبکپر لیس مظفر آباد کو دن دگنی رات چگنی ترقی سے نوازے آمین۔

ایم کیو ایم کے را سے تعلق کا آخری ثبوت بھی مل گیا

اب ایم کیو ایم فاشسٹ تنظیم کے را سے تعلق کا آخری ثبوت بھی مل گیا ہے۔ پاکستان میں تعینات رہنے والے ایک اہم سابق برطانوی سفارت کار شہریار خان نیازی جو برطانیہ کے سابق ڈپٹی ہیڈ آف مشن تھے، نے انکشاف کیا ہے کہ الطاف حسین نے بھارتی خفیہ ایجنسی را سے تحریری معاہدہ کر رکھا تھا۔ اس معاہدے کی کاپی برطانیہ کے پاس موجود ہے۔ الطاف حسین نے اسکاٹ لینڈ یارڈ سے بڑے فخریہ کہا تھا کہ وہ را کے لیے کام کرتے ہیں۔ الطاف حسین نے را سے ''سروسز'' کی فراہمی کا معاہدہ کر رکھا ہے۔ برطانیہ نے معاملہ سامنے آنے پر اس وقت کے پاکستان کے وزیر داخلہ عبدالرحمان ملک کے سامنے یہ معاہدہ رکھا تھا۔ راز فاش کرنے والے کے مطابق عبدالرحمان ملک نے کچھ بھی نہیں کیا بلکہ الطاف حسین کو بچاتے رہے اور کہا تھا کہ وہ برطانیہ سے بھی الطاف حسین کو بچانے کی بات کریں گے اس طرح یہ معاہدہ دبا دیا گیا۔ ۲۰۱۰ ۲۰۱۱ء میں یہ راز فاش ہونے پر اس وقت کے وزیر داخلہ عبدلرحمان ملک نے پاکستان کی حفاظت کے حلف وفاداری کے باوجود کچھ بھی نہیں کیا۔ بلکہ ایم کیو ایم کو پیپلز پارٹی کی حکومت میں اتحادی بنائے رکھا۔ اس طرح بلواسطہ طور پر ایم کیو ایم کو ملک کو نقصان پہنچانے کی کھلی چھٹی دی رکھی۔ الطاف حسین کو یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ وہ برطانیہ میں

قائم سارے مقدمے بھی ختم کروا دیں گے۔ برطانیہ کو اس بات کا علم ہوا تو برطانوی حکام نے عبدلرحمان ملک کو کہا کہ وہ آئندہ ایسی باتیں نہ کریں۔ راز افشا کرنے والے شہریار خان نیازی جو ۱۴ سال تک برطانوی سفارتکار رہے ہیں بعض بھلنی کہا کہ وہ حقائق کی بنیاد پر یہ بات کہہ رہے ہیں۔ ۲۰۱۰ء میں ان کی کراچی میں پوسٹنگ تھی ایم کیو ایم، عوامی نیشنل پارٹی اور پیپلز پارٹی سے ان کے رابطے رہے تھے۔ ایم کیو ایم نے حسب روایت ان الزام کی تردید کی ہے۔ اسی دوران سلیم مرچنٹ نے لندن سے پاکستان آ کر بھی حکومت پاکستان کے حکام کے سامنے را سے فنڈنگ اور تعلوقات کے دستاویزی ثبوت پیش کیے ہیں۔ اور کہا ہے کہ وہ ہر وقت پاکستان کی حفاظت کے لیے ثبوت دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس کے بعد حکومت پاکستان نے ایک اعلیٰ درجہ کی بااختیار جائنٹ انوسٹگیشن ٹیم (جے آئی ٹی) بھی بنا دی ہے۔ جس میں آئی ایس آئی ایف بی آئی کے نمائندے شامل ہیں۔ انشاء اللہ عوام کے سامنے یہ ٹیم دودھ کا دودھ پانی کا پانی پیش کر دے گی۔ اس رپورٹ کی روشنی میں حکومت ایم کیو ایم کے خلاف کوئی نہ کوئی کاروائی ضرور کرے گی۔ ویسے بھی ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے را سے فنڈنگ اور تعلقات کوئی ڈکی چھپی بات نہیں۔ اس سے قبل ایم کیو ایم کے ایک منحرف رہنما کمال مصطفےٰ جو کراچی کے ناظم بھی رہ چکے ہیں۔ جنہوں نے ایک نئی سیاسی جماعت، پاکستان سرزمین پارٹی بھی بنائی ہے۔ جس کے وہ پہلے سربراہ بھی ہیں نے، اپنی کئی پریس کانفرنسوں میں را سے رابطوں اور فنڈنگ کے ثبوت پیش کر چکے ہیں۔

انہوں نے اعلان کیا تھا کہ دبئی میں ایک میٹنگ ، جس میں وہ ،انیس قائم خانی، طارق میر ، محمد انور اور عبدلرحمان ملک سابق وزیر داخلہ بھی شریک تھے۔ اس میٹنگ میں طارق میر اور محمد انور نے بتایا کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سامنے را سے تعلقات اور فنڈنگ کا اعتراف کر چکے ہیں کیوں کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے پاس ثبوت پہلے سے موجود تھے۔ یہ ثبوت اسکاٹ لینڈ یارڈ نے اُس ریکارڈ سے حاصل جو الطاف حسین کے گھر سے قبضے میں لیا تھا۔ آج تو ایک پریس کانفرنس میں انہوں نے کہا کہ اتنے سارے ثبوتوں کے ہوتے ہوئے میں حکومت پاکستان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایم کیو ایم پر پابندی لگائے اور اگر ہم چھوٹے ہیں تو ہم پر پابندی لگائی جائے۔ ایم کیو ایم کو آخر اتنی ڈھیل کیوں دے جارہی ہے۔اس سے قبل جماعت اسلامی، تحریک انصاف اور دوسری کئی پارٹیاں ایم کیو ایم پر پابندی کا مطالبہ کر چکی ہیں۔ ذوالفقار مرزا جب سندھ کے وزیر داخلہ تھے ،نے انکشاف کیا تھا کہ الطاف حسین کے ساتھ ایک میٹنگ ،جس میں پیپلز پارٹی کے اور عہدہ دار بھی موجود تھے۔ الطاف حسین نے کہا تھا کہ امریکا نے پاکستان کو توڑنے چاہتا ہے۔ میں پاکستان توڑنے میں امریکا کا ساتھ دوں گا۔ذوالفقار مرزا نے صحافیوں کے سوال پر یہ بھی پریس کانفرنس میں بتایا کیا تھا کہ یہ ساری رُوداد میں پیپلز پارٹی شریک چیئرمین اور پاکستان کے اُس وقت صدر آصف علی زرداری اور پاکستان کے سپہ سالار کو پیش کی تھی۔ سب باتوں کو چھوڑ کر ایک ایسا ثبوت جس کو رد نہیں کیا جا سکتا وہ یہ ہے کہ الطاف حسین

نے برطانیہ کے وزیر اعظم کو اپنے لیٹر ہیڈ پر لکھ کر دعوت دی تھی کہ پاکستان کی آئی ایس آئی کو ختم کر دے اس کام میں برطانیہ کی مدد کروں گا۔ کراچی میں راؤ انوار، پولیس آفیسر میڈیا میں بیان دے چکا ہے کہ میرے پاس ایم کیو ایم کے راکے ساتھ تعلقات کے ثبوت ہیں جو میں نے ایم کیو ایم کے پکڑے جانے والے کارکنوں سے حاصل کیے ہیں۔ آئے دن کراچی میں رینجرز ایم کیو ایم کے کارکنوں کو عدالتوں میں پیش کر رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ را سے ٹریننگ لے کر آئے ہیں۔ ایم کیو ایم کے لوگ بہانے کے طور پر خود کہتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ۱۹۹۲ء کے آپریشن کے دوران بھارت بھاگ گئے تھے تو وہاں شاید را کے ہاتھ لگ ہوں گے۔ اب تو کلبھشن یادیو خود کہ رہا ہے کہ وہ کراچی اور بلوچستان کر پاکستان سے علیحدہ کرنے کی مشن پر لگا ہوا تھا۔ اس نے مقامی لوگوں سے رابطوں کا بتایا جن کو ہماری خفیہ ایجنسیاں گرفتار کر رہی ہیں۔ فاشسٹ دہشت گرد ایم کیو ایم را کے ایجنڈے پر کام کرتے ہوئے کراچی کو پچھلے تیس سال سے یرغمال بنائے ہوئی تھی اس دوران ایک سو سے زائد خونی ہڑتالیں کرائی گئیں۔ ایک ٹیلفون کال پر پورا شہر بند کروا دیا جاتا تھا۔ بوری بند لاشوں، ٹارگٹ کلر، بھتہ خوری، اغوا برائے تاوان اور کراچی میں مزدوری کرنے والے پاکستان کی دوسری قوموں کی لاشیں کبھی پنجاب، بلوچستان، کشمیر، گلگت بلتستان اور خیبر پختونخواہ بھیجی جاتی تھیں۔ یہ تو پشاور آرمی پبلک اسکول کے بچوں کی قربانی تھی کہ ہمارے حکمرانوں کو اللہ نے جھنجھوڑا ہے۔ بے گناہوں کی سنی گئی

اور پوری قوم دہشت گردوں کے خلاف یک جان ہو گئی۔ پارلیمنٹ میں اکیسویں ترمیم پاس ہوئی جس کے تحت بیس نکاتی ایکشن پلان نے کام شروع کیا تو فاٹا میں ضرب عضب سے پاکستانی طالبان کو ختم کیا گیا ہے اور کراچی میں ٹارگٹڈ آپریشن سے فاشست دہشت گرد تنظیم ایم کیو ایم کی دہشت گردی ختم ہوئی ہے۔ مرکزی اور صوبائی اسپیکس کمیٹیاں بیس نکاتی ایکشن پلان کی نگرانی کر رہی ہیں۔اب دہشت گردوں کے سہولت کاروں تک دائرہ بڑھا دیا گیا ہے۔ کرپشن کرکے دہشت گردوں کی مالی معاونت کرنے والوں کو گرفت میں لایا جارہا ہے۔ مملکت پاکستان کے پاس فاشست دہشت گرد را کی ایجنٹ ایم کیو ایم کے ناقابلِ تردید ثبوت موجود ہیں۔ اب ان میں شہریار خان نیازی برطانیہ کے سابقہ سفارت کار کی طرف سے پیش کردہ را سے تحریری معاہدے کا انکشاف بھی آخری ثبوت کے طورپر بھی مل چکاہے۔ بھارت سے زخم خوردہ پاکستانی عوام حکومت وقت اور مقتدر حلقوں سے درخواست کرتے ہے کہ ملک دشمن فاشسٹ ایم کیوایم پر پاکستان کے قانون کے مطابق پابندی لگائی جائے اور اسے قرار واقعی سزا دے جائے۔

مجھے سچ ٹی وی پر سچ نظر آیا

ایک سیدھا سادہ سا مسلمان ہونے کے ناتے، اکثر پاکستانی ٹی وی اور نجی ٹی وی چینلز کو اپنے کالموں کے ذریعہ یاد کرواتا رہتا ہوں کہ وہ اپنی تہذیب، معاشرت اور ثقافت کا خیال رکھیں اور مغربی معاشرت اور ثقافت کی اندھا دھند نکالی نہ کریں۔ اگر صرف خواتین ہی کی بات کی جائے تو مسلم معاشرے میں خواتین کا ایک مہذب مقام ہے۔ مسلمان خاتون ماں، بہن، بیٹی اور بیوی ہے۔ مسلم معاشرہ اور ثقافت عورت کو اسی مقام میں دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ٹی وی پر خبریں پڑھنے والی اور اینکرز پرسن خواتین سر پر اسکارف کے بغیر اور غیر ضروری میک اپ کے ساتھ ایسی لگتی ہیں جیسے کسی مغربی ملک میں مقابلہ حسن میں شریک ہیں۔ مسلم معاشرے کی اپنی تاریخ، معاشرت اور ثقافت ہے جس کا خیال نہیں رکھا جا رہا ہے۔ ٹی وی پر خواتین کو اس حالت میں دیکھ کر ہمارا دل کڑھتا رہتا ہے۔ ایک بڑے میڈیا گروپ جو امن کی آشا پروگرام کی وجہ سے پاکستانی عوام میں بدنام ہوا تھا کے ٹی وی ایک پروگرام عالم آن لین میں ایک خود ساختہ عالم کے ایسے پروگرام ترتیب دیے جاتے ہیں، جن کو بیزاری سے عوام نے جاہل آن لین کا نام دیا ہوا ہے۔ اس صاحب نے ٹی وی پر مہذب کو مذاق بنا لیا ہے مہذب کے نام پر بیہودہ حرکتیں کرنا اس کا شیوا تھا۔ صبح کے پروگراموں موسیقی اور پھر

رمضان شریف کے باوقار مہینے کے اندر پروگرام میں بے ہودہ قسم کی باتیں، انعام کی لالچ میں لوگوں کی بے معنی اُچھل کود کو عام کیا گیا۔ ان کو دیکھا دیکھی پھر دوسرے ٹی وی چینلز نے نقل کرنا شروع کیا۔ دیکھا گیا ہے کہ تمام ٹی چینلز میں ایسے پروگرام نشر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ اللہ بھلا کرے ہمارے ٹی وی کیبلز آپریٹر کا اُس نے میرے کیبل کی لسٹ میں کچھ تبدیلی کی اور پہلی دفعہ سچ ٹی وی میری لسٹ میں پہلے نمبر پر آیا۔ جب بھی ٹی وی کے ریموٹ سے بٹن آن کرتا ہوں سچ ٹی وی سامنے آ جاتا ہے۔ آپ یقین جانیں اس سے قبل ہمیں سچ ٹی وی کے متعلق کچھ بھی پتہ نہیں تھا کہ کس کا ہے کب آن لین ہوا ہے کیسے پروگرام پیش کرتا ہے وغیرہ۔ نہ ہی ہمیں آج تک یہ پتہ ہے کہ سچ ٹی وی کس گروپ کا ہے۔ ہمیں سچ ٹی وی کی نشریات دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ سچ ٹی وی کی خبریں پڑھنے والے خواتین کے سر پر دوپٹہ نظر آیا۔ میرے دل میں خیال اُٹھا کی یہ ٹی وی مناسب لگتا ہے۔ اس میں اپنی تہذیب، معاشرت اور ثقافت کا لحاظ ہے۔ تجسس کے طور پر اور مذید معلومات کے لیے میں نے سچ ٹی وی کو اس کی ویب پر بھی دیکھا اور سچ سویرا پروگرام کی چند سائڈ کھول کر دیکھیں۔ اسے دیکھ کر مذید خوشگوار حیرت ہوئی کہ ان سائڈز پر بھی پروگرام کرنے والی خاتون سر پر دوپٹہ اُڑھے ہوئے ہے۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ سچ ٹی وی فیملی کے ساتھ بیٹھ کر دیکھنے میں کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کرے سچ ٹی وی کے دوسرے پروگراموں میں بھی اپنی تہذیب، تمدن، ثقافت اور معاشرت کا خیال

رکھا جاتا ہو۔ پاکستانی ٹی وی چینلز پر جب یہ دیکھتا ہوں کی ہمارے برادر ملک ترکی کی خاتون اوّل جب پاکستان کے دورے پر آئی تھی تو سر پر اسکارف اُڑھے ہوئی تھی جبکہ ہماری ملک مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خاتون اوّل کے سر دوپٹہ نظر نہیں آیا تھا۔ دوسری طرف مغرب اور امریکا میں رہنے والی مسلمان خواتین سر پر اسکارف رکھتیں ہیں۔ اسکارف پہننے کی وجہ سے نوکریوں سے نکال دی جاتیں اور مغربی معاشرے میں روز مرہ کی زندگی میں ان پر آوازیں کسی جاتی ہیں۔ مغرب میں اسکارف پہننے پر تعلیمی اداروں میں داخلہ تک نہیں ملتا۔ دوسری طرف مسلم دشمنی میں کچھ مغربی حکومتوں نے اسکارف پہننے پر آئینی پابندی لگائی ہوئی ہے۔ دیار غیر میں تو مسلم خواتین اپنی معاشرت اور ثقافت کو بچانے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ مگر مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کی خاتون اوّل اپنے سر پر دوپٹہ اُوڑھنے کو آر سمجھتی ہے۔ مغرب کی نکالی میں کچھ مسلمان مملکتیں بھی اسلام کے معاشرتی نظام سے دور ہوتی جا رہی ہیں۔ آج کل تو ٹی وی چینلز کی نشریات ساری دنیا میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ سچ مچ ٹی وی کی نشریات اگر مغربی ممالک میں ان کے کیبل آپریٹر، کبھی اسکارف اُوڑھنے والی مسلم خواتین پروگرامرز کو دکھائے تو ان کے دلوں کو تقویت نہیں پہنچے گی بلکہ یقیناً پہنچے گی۔ بظاہر تو یہ معمولی سی بات نظر آتی ہے مگر مسلم دشمن ممالک نے تو اسے بڑی اہمیت دی ہے اور اپنے معاشرے میں اسکارف پہننے پر پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔ ایسے موقعہ پر سچ ٹی وی کا یہ عمل ہمارے نزدیک

ایک بہت ہی بڑا جہاد ہے۔ ہمارا گمان ہے کہ اپنی معاشرت اور ثقافت سے محبت رکھنے والی پاکستان کی عظیم اکثریت ضرور سچ ٹی وی کی نشریات کو پسند کرے گی۔ اپنی معاشرت اور ثقافت کی پاسداری نہ کرنے والے دیگر ٹی وی چینلز کے بجائے سچ ٹی وی کی نشریات دیکھنا پسند کرے گی۔ اس سے سچ ٹی وی کی ریٹنگ بڑھے گی۔ میں پاکستانی معاشرے کے اُن حلقوں، جو کاروبار سے تعلق رکھتے ہیں، اپنی معاشرت اور ثقافت سے محبت کرتے ہیں، اور اپنے پروڈکٹ کو فروخت کرنے کے لیے ٹی وی چینلز پر ایڈورٹائزمنٹ کے لیے اشتہار دیتے ہیں ان کو ترجیحی طور پر اشتہار سچ ٹی وی کو دینا چاہیے تاکہ اس کے اخراجات بہ آسانی سے پورے ہوں اور وہ اپنے اس نیک کام کو مزید وسعت دے سکے۔ صاحبو! ہم نے سچ دیکھا اسے سنا اور اسے اپنانے کا عہد بھی کرلیا۔ ص جب ہم اس جہاد میں اپنی معاشرت اور ثقافت کی حفاظت کے لیے شریک ہو کر یہ قربانی دیں گے تو امکانات ہیں کہ دوسرے پاکستانی ٹی وی چینلز بھی اپنی بے حیائی کی روش بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس طرح نیکی پھیلے اور بدی رکے گی۔ ویسے بھی امر بلمعروف اور نہی عن المکر پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ جس مغربی تہذیب و ثقافت پر مسلمان خواتین عمل کرتیں ہیں تو اس نے تو عورت سے اس کا حیاء چھین لیا ہے۔ عورت کو گھر کی ملکہ کے بجائے اسے شمع محفل بنا دیا ہے۔ وہ عورت جو ماں کے روپ میں مسلم معاشرے میں جنت کے حصول کا ذریعہ بنتی تھی اس کو مغرب نے بڑھاپے میں گھر میں رکھ کر خدمت کرنے کے بجائے اولڈ ہاؤسز میں رکھ کر اس سے روحانیت اور

سکون تک چھین لیا گیا ہے۔ سال بھر بوڑھے ماں باپ اولڈ ہاؤسس میں اپنے بچوں کو دیکھنے کے لیے ترستے رہتے ہیں اور جب سال بعد کوئی بچہ ایک گل دستہ لا کر پانچ دس منٹ کی ملاقات کے بعد واپس چلا جاتا ہے تو بوڑھے ماں باپ کی آنکھیں پھر سال بھر اپنے بچوں کو دیکھنے کے لیے ترستے رہتی ہیں۔ یہ عورت کے ساتھ ظلم نہیں تو کیا ہے؟ مغرب کی عورت بر ملا کہتی ہے کہ وہ بچے کو جنم نہیں دے گی اسطرح اس کی کلب لائف ڈسٹرب ہوتی ہے۔ دن بھر کارخانوں میں کام کے بعد رات کو ڈائنس کلب میں جانا ہو تا ہے۔ مغربی معاشرے میں جب لڑکی سولہ سال کی ہوتی ہے تو والدین اُسے کہتے ہیں جاؤ اور روزی خود کماؤ۔ ماں باپ اور خاندان کے ساتھ بیٹھی ہوئے نوجوان لڑکی کا جب بوائے فرینڈ آتا ہے تو بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ماں باپ سے یہ کہتے ہوئے کہ او کے مام ڈیڈ میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ انجائے کرنے جا رہی ہوں۔ اس طرح مغرب میں سیکسی معاشرے نے جنم لیا اور آج ان ہی کے سروے کے مطابق ان کے معاشرے میں چالیس فی صد حرامی بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ مغرب کا معاشرہ تباہ ہو چکا ہے۔ بجائے کہ مسلم معاشرہ چاہیے کہ ان سے سبق حاصل کرے اور ان کی نکالی نہ کرے ورنہ مسلم معاشرہ بھی تباہ ہو جائے گا۔ عوام بے حیائی سے بچنے کے لیے سچ ٹی وی جیسے چینلز کی نشریات دیکھنی چاہییں۔ اللہ مسلمان معاشرے کا نگہبان ہو آمین۔

مہا کمب میلہ ۲۰۱۳ء الہ آباد

میلے تو قدیم زمانے سے ہر ملک میں منعقد ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں ۔اس میں لوگ مذہبی اور ثقافتی سرگرمیاں مناتے ہیں، جس میں تفریح کے ساتھ اپنے علاقوں کی ضرورت کی اشیاء کی خرید فروخت بھی ہوتی ہے۔ مختلف قسم کی کھیلوں کے مقابلے بھی منعقد ہوتے ہیں۔ کم و بیش سب ہی شہری ان میلوں میں شریک ہوتے ہیں جن میں بچے،بڑے، نوجوان، بوڑھے اور خواتین شامل ہوتیں ہیں۔لوگ مختلف قسم کے جانوروں، جس میں گھوڑے، اونٹ، گائے، بیل گدھے شامل ہیں پر سوار ہو کر میلوں میں آتے ہیں۔اکثر میلے جب سال میں فرست کے مہینے ہوتے ہیں تب منعقد کیے جاتے ہیں۔ کاروباری حضرات اپنا اپنا مال فروخت کے لیے عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ میلے میں شریک لوگ کھانے پینے اور پہننے کی اشیاء خریدتے ہیں۔ گویا ہر قسم کی خوشی کا موقعہ ہوتا ہے جس سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں ۔ بقول شخصے ہر کسی کو اپنا اپنا غم غلط کرنے کا موقعہ ملاتا ہے۔ اکثر ملکوں میں میلے کی جگہ نمایشوں نے بھی لی ہے۔ نمایشوں میں بھی وہی کچھ ہوتا ہے جو میلوں ٹھیلوں میں ہوا کرتا تھا۔ہم نے ٹی وی چینل ڈسکوری میں ہندوؤں کا یہ ایک عجیب و غریب میلہ دیکھا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے ہندوؤں کا دنیا کا سب سے بڑا اور پر امن اجتماع ہوتا ہے ۔پھر بھی آپس میں لڑائیاں ہو ہی جاتیں ہیں۔ ہندو چار میلے ہر بارا

سال کی مدت کے بعد منعقد کرتے ہیں۔ ہندوؤں کی روایات ہے کہ وشنو کے چار مقدس آنسو جہاں گرے تھے وہاں چار جگہوں پر کمب میلے منعقد کیے جاتے ہیں۔ایک سب سے بڑا یعنی مہا میلہ ۱۴۴ سال بعد منعقد ہوتا ہے۔اس میلے کی تاریخ کا صحیح تعین نہیں ۔ مہا کمب میلہ دو دریاؤں، گنگا اور جمنا کے سنگم الہ آباد میں منایا جاتا ہے۔ اس میں بھارت کے ارد گرد کے ممالک اور دور دراز کے ملکوں کے کروڑوں لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اس میلے میں مروجہ چیزیں، جو ہر میلے ٹھیلوں میں ہوتی ہیں وہ تو ہوتی ہی ہیں، لیکن کچھ عجیب غریب قسم کی مذہبی یا ثقافتی رسمیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ۔ ہندو مذہب میں یہ تو عام رسم یا عقیدہ ہے کہ لوگ اشنان (نہانا) کرکے اپنے گناہ معاف کروا لیتے ہیں اس لیے اس میلے کا بھی سب سے بڑا کام (ایونٹ) اشنان ہی ہے۔ کم و بیش سب لوگ ہی اشنان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت اور اس جدید دور میں اس میلے میں کیا کچھ ہوتا ہے وہ نا قابل بیان ہے۔ ہندو دانشور آر بی بٹا چاریہ، ڈی پی ڈپسی اور کامہ کے مطابق اسے مذہبی رنگ دینے کے لیے اس کا نام کمب میلہ دیا گیا ہے یعنی ''ہیون'' ۲۰۱۳ء کے مہا کمب میلے میں ایک کروڑ بیس لاکھ ہندو شریک ہوئے تھے۔ اشنان (نہانے) کے وقت اور نمبر پر ایک دوسرے سے لڑائی چھڑ گئی ۔اس لڑائی کے دوران بارہ ہزار زائرین مر گئے تھے۔ خالصہ سنگھ اور ہندوؤں میں لڑائی ہوئی جس میں سکھوں نے پانچ سو ہندوؤں کو مار دیا۔ اس لڑائی میں سکھوں کے بیس آدمی مارے گئے۔ یہ لڑائی بغیر اجازت کے کیمپ لگانے پر ہوئی

تھی۔مذہبی تہوار کے ساتھ ساتھ یہ کاروباری میلہ بھی ہے۔اس کاروباری میلے میں گھوڑوں کے سوداگر، مختلف مذاہب اور قوموں کے لوگ اس میلے میں شریک ہوتے رہے ہیں۔بخارا،کابل، عرب، ایران اور دیگر ممالک کے باشندے شریک ہوتے رہے ہیں۔اس میں ہندو راجے، سکھ حکمران اور مسلمان نواب بھی شریک ہوتے رہے ہیں۔اس مہا کمب میلے میں ہر طرف زرد رنگ کے لباس پہنے، ہندو اور سادھو ٹریکٹر ٹرالیوں میں سوار ہو کر آتے ہیں۔ٹرالیوں کی قطاروں میں سوار لوگوں کے ہجوم میں زرد رنگ کے لباس میں کوئی نہ کوئی سادھو بیٹھا نظر آتا ہے۔ایک جگہ عورتوں کو نہانے کے لباس پہنے کشتی لڑتے ہوئے دکھایا گیا۔ہزاروں مادر زاد ننگے سادھو ٹولیوں کی شکل میں میلے کی طرف بڑھتے نظر آتے ہیں۔ میلے میں کہیں کہیں کوئی گاؤں کا مکھیا نظر آتا ہے جس کے ارد گرد عوام کا ہجوم ہوتا ہے وہ بڑی شان سے میلے کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔ٹریکٹر ٹرالیوں،کاروں، بسوں، موٹر سائیکلوں اور جانوروں پر سوار جوق در جوق زائرین میلے کی طرف رواں دواں نظر آتے ہیں۔درمیانی راستوں کے ارد گرد خیموں کی حد نگاہ تک قطاریں نظر آتی ہیں۔اگر خیموں کی بات کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ فلاں سادھو کا خیمہ ہے۔ یہ سادھو صاحب اپنا ایک بازو پچھلے بارا سال آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے ہیں جو سوکھی ہوئی لکڑی کی طرح کا ہو گیا ہے۔ان کا ارادہ کے کہ یہ بیس سال تک یہ بازو اُٹھائے رکھیں گے پھر ان کو گیان حاصل ہو جائے گا۔اس سادھو کے ناخن ایک فٹ تک بڑے ہوئے تھے۔ان کے جسم پر راکھ ملی ہوئی تھی۔ طرف ایک کپڑے کی

پٹی سے ضروری جگہ ڈھانپی ہوئی تھی۔ ایک سادھو نے قبر کھود رکھی تھی اس میں دفن ہونے کا اراہ کرکے بیٹھے ہوئے تھے کہ حکومت کے کارندے آئے اور ان کو ایسی حرکت سے روکا اور قبر میں مٹی ڈال کر قبر کو بند کر دیا۔ کہیں کسی کیمپ میں سادھو بیٹھے چرس کے سوٹے لگا رہے تھے یہ سادھو اپنے آپ کو فنا اللہ بنائے بیٹھے تھے۔ کیمپوں میں آنے والے مادر زاد ننگے سادھوں کی قطاریں نظر آئیں جو اپنے جسموں پر راکھ ملے ہوئے تھے۔ مادر زاد ننگے سادھو اشنان کے لیے دھوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کچھ سادھو ایسے بھی نظر آئے جن کے بال برسوں سے بڑے ہوئے تھے جو نہ انسان نظر آتے تھے نہ جانور نہ جانے کونسی مخلوق ہیں۔ مختلف جگہوں پر کچھ مادر زاد ننگے سادھو مختلف قسم کے کرتب کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسی درجوں قسموں کے سادھوں کی قطاریں میلے میں شریک ہونے کے لیے آ رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کسی پتھر کے دور کے لوگ ہیں۔ پتھر کے دور کے لوگوں کی جو تصویریں جدید میڈیا پر دکھائی جاتی ہیں تو وہ بغیر لباس کے تو ہوتے مگر اپنے جسم کے مخصوص حصے درختوں کے پتوں ڈھاپے ہوئے ہوتے ہیں اور جسم پر راکھ بھی نہیں ملی ہوئی ہوتی ہے۔ بہر حال اس میلے میں عام لوگوں زیادہ تعداد مناسب لباس پہنے ہوئی بھی ہوتی ہے۔ مختلف قسم کی اشیاء کے اسٹال لگے ہوئے ہیں۔ لوگ اپنی پسند کی چیزیں خریدتے ہیں۔ کچھ خواتین و مرد صحیح لباس میں بھی اشنان کرتے ہیں۔ دیو مالائی کہانیوں کے طور پر ایک شخص کی گردن سے لپٹا ہوا شیش ناگ سامنے اپنا پھن نکالا ہوا ہے۔ بڑے بڑے لوگ قطار

بنائے اس شخص کے سامنے احترام سے ہاتھ جوڑے کھڑے ہیں۔ہر کوئی جوکروں کی طرح اپنے فن کا مظاہرہ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ہم نے اپنی زندگی میں ایسا میلہ نہیں دیکھا ۔کیا اس جدید دور میں ایسی غیر مہذب حرکتیں کرنا مناسب ہیں ۔ گو کہ یہ ہندوؤں کا ذاتی معاملہ ہے پھر بھی کیا بھارت کی حکومت اس مہا کمب میلے میں کوئی اصلاح کرنے کی سوچ رکھتی ہے یا دنیا میں اپنی مذہب اور ثقافت کا یوں ہی مذاق اڑتا دیکھتی رہے گی۔

وسعت اللہ خان کی وسعتیں

بی بی سی کے معروف و مشہور کالم نگار کی وسعتوں کا کیا کہنا کہ وہ کہاں کہاں تک مار کرتیں ہیں۔ پہلے کچھ ان سے تعارف کی بات ہو جائے۔ ان سے ہمارا غائبانہ تعارف ایک ویب کی طرف سے اس کے لکھاریوں کی ای بکسز کی رونمائی کے پروگرام کو ترتیب دیتے وقت ، رائٹرز کلب تنظیم کے جنرل سیکرٹیری جن کا تعلق اسلامی ذہن رکھنے والے لکھاریوں سے ہے کے فون کرتے وقت ہوا تھا۔ سیکرٹیری نے ان کو ای بکسز کی تقریب جو آرٹ کونسل کراچی میں منعقد ہوئی تھی میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ بوجہ وہ اس تقریب میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ بل مشافہ تعارف اسلامی ذہن کے ہی ایک مستقل لکھاری کی ایک کتاب کی رونمائی، جو فاران کلب کراچی میں ہوئی تھی میں ہوا۔کتاب اور کتاب تحریر کرنے والی شخصیت کے بارے مزاح بھری تقریر سن کو ان سوچ سے آگاہی ہوئی۔ ہم بھی اسلامی ذہن کے لکھاریوں کی فہرست کے ایک ادنہ سے لکھاری ہیں۔اوپر درج شدہ دونوں واقعات کی وجہ سے ہمارے ذہن میں ان کا تعارف بھی ایک اسلامی ذہن رکھنے والے صحافی کے طور پر ہوا۔ اس لیے دل میں اس کے کالم پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ ساؤتھ ایشا پلس ویب میں ان کا ایک طویل مضمون، جو جنگ عظیم پر تھا پڑھنے کا اتفاق ہوا یہ مضمون معلومات کا خزانہ ہے۔ یوم دفاع پاکستان کے حوالے ۱۹۶۵ء کی جنگ پر بھی ان کا مضمون دیکھا جس میں ان کی

سوچ کی وسعتوں کا اندازہ ہوا۔ روزانہ کی بنیاد پر اخبارات میں اپنے شائع شدہ مضامین کو دیکھنے کی عادت کی وجہ سے کچھ اخبارات میں ان کے مضمون کو بھی دیکھنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ ویسے بی بی سی اردو ویب پر تو یہ ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ تمام مضامین کافی محنت سے تیار کرتے ہیں۔ جن پر ان کی جتنی بھی تحریف کی جائے وہ کم ہو گی۔ ہمیں جس چیز پر ان کے مضمونوں کے کچھ پہرا گرافوں پر پریشانی ہوئی جو پاکستان اور تحریک پاکستان کے دشمنوں کے خیالات سے ملتے نظر آتے ہیں۔ ان میں کچھ ہماری کم فہمی کا بھی ضرور حصہ ہو گا مگر کیونکہ ہم ایک عام فہم سے اسلام، پاکستان اور نظریہ پاکستان سے محبت رکھنے والے لکھاری ہیں۔ لہٰذا ہماری پریشانی بھی فطری ہے۔ اگر قارئین کے سامنے اس کا مقدمہ پیش کرنا ہو تو چند دن پہلے ملی یکجہتی کونسل کی ملکی حالات پر میٹنگ ہوئی تھی۔ اسی میٹنگ کے متعلق ان کا وسعتوں بھرا مضمون ''اخبار بینی صحت کی لیے اچھی ہے'' ہی رکھ لیتے ہیں۔ ملی یکجہتی کونسل نے اپنی میٹنگ میں وزیر اعظم پاکستان کے لبرل والے بیان کہ '' ہمیں لبرل اور جمہوری پاکستان چاہیے'' شہید ممتاز قادری، تحفظ خواتین بل اور پاکستان کا اسلامی تشخص بگاڑنے پر سیر حاصل بحث کی، جو اخبارات میں شائع ہو چکی ہے اور ہر خاص و عام نے پڑھی بھی ہو گی۔ انہوں نے اپنے مضمون میں ملی یکجہتی کونسل کے اعلانیہ کی شک وار اپنی وسعتوں کے ذریعے روشنی ڈالی۔ کہتے ہیں کیا ان حضرات کو لبرل کے معانی معلوم ہیں؟ لبرل کے معانی ہے اپنے اپنے مذہب پر قائم

رہو دوسرے کے مذہب کو مت چھیڑو۔ قربان جاؤں اس تشریح پر جو جناب نے کی ہے۔اول تو یہ تشریح ان لوگوں کو بتائی جا رہی ہے جنہوں نے سالہ سال اپنی زندگیاں لبرازم کے مخالفوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے گزاری ہے۔ یہ لوگ اسلامی نظام کے مقابلے میں لفظ لبرل ازم کو استعمال کرتے ہیں اور اسی بنیاد پر عوام کی ذہنی تربیت بھی کرتے رہے ہیں۔ جبکہ اسلامی نظام کے مخالف اور لبرازم کے پجاری، تحریک پاکستان کے دوران پاکستان کا مطلب کیا ''لاالہ الا اللہ'' کا نعرہ دینے والے قائداعظمؒ کی صرف ایک ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کی تقریر کی رٹ لگانے والے لبرل حضرات محترم قائد عظمؒ کی ۹۰ سے زائد تقریریں جو اسلام کے بارے میں [illegible] تھیں کا بلیک آوٹ کر دیتے ہیں۔کیا مضمون نگار کی لبرل کی تعریف قائداعظمؒ کی تقریروں سے لگا کھاتی ہے؟ نہیں ہر گز نہیں۔ ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء چٹاگانگ میں قائدؒ نے فرمایا تھا'' اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا (مقصد حیات) اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل جمہوری نوعیت کا ہوگا ان اصولوں کا اطلاق ہماری زندگی پر اسی طرح ہو گا جس طرح تیرہ سو سال قبل ہوا تھا'' ۔ ملی یکجہتی کونسل والوں کو مذید کہا کہ انٹرنیٹ وغیرہ پر دنیا کی خبریں بھی پڑھ لیا کریں تا کہ تازہ حالت سے آگاہ رہیں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے ملی یکجہتی والوں کی کئی دہایوں کی کوششوں کی محنت کے نتیجے میں، دنیا کے تمام ملکوں میں ان کی فال تنظیمیں اور خیر خواہ موجود ہیں جو ان کو پل پل کی خبریں پہنچاتے رہتے ہیں۔ مضمون نگار آئین

پاکستان، پنجاب حکومت کے تحفظ خواتین بل اور ممتاز قادری شہید کے بارے میں بھی حکومت کی ہم نوائی کرتے نظر آتے ہیں۔ صاحبو! جب سے وزیر اعظم صاحب نے لبرل پاکستان کی بات کی ہے اس کے پیچھے نام نہاد لبرل لکھاری اور دانشوروں نے قوالی گانا شروع کر رکھی ہے۔ ایڑی چوٹی کا زور لگائے پاکستان کو لبرل ثابت کرنے کی بے سود کوششیں کرتے ہیں۔ شاید مضمون نگار کی وسعت اُدھر نہیں گئی۔جب سے وزیر اعظم نے علامہ اقبالؒ کی سالانہ چھٹی ختم کی ہے یہ لکھاری علامہ اقبالؒ کا کردار مسخ کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ جناب کو شاید اس کی بھی خبر نہیں لگی ہو گی ورنہ اس پر بھی ضرور کچھ نصیحت فرماتے۔ یہ نام نہاد لکھاری ٹی وی پر شوز پر یہ کہتے اور اخبارات میں لکھتے ہوئے سنے گئے کہ علامہ اقبالؒ تو مقامی شاعر تھے خواہ مخواہ ان کو بین القوامی شاعر بنادیا گیا۔ ان میں ایک تو یہاں کہتے ہیں کہ ان ہی وجہ سے لوگ جہاد کی طرف مائل ہوئے اور ملک کا نام بدنام ہوا ہے۔علامہ اقبالؒ کی سالانہ چھٹی ختم کرکے ہولی، دیوالی اور ایسٹر کی چھٹیاں کرنا کیا یہ لبرل ایجنڈا نہیں ہے تو کیا ہے؟کاش کہ ہمارے مضمون نگار ملی یکجہتی کونسل کو لبرل کے معانی بتانے کی بجائے وزیر اعظم کو اس کے بارے میں بتاتے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا۔ اس کا آئین اسلامی ہے۔ یہ اسلامی جمہیو یہ پاکستان ہے۔ جس نے علامہ اقبا ؒلنے پاکستان کا خواب دیکھا تھا اس کے نام سے پاکستان میں چھٹی ختم کرکے پاکستان کے اسلامی تشخص کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ نہ جانے لبرسازم کو پسند

کرنے والے مضمون نگار کی بی بی سی سے وابستگی کی مجبوری ہے کہ وہ اسلامی سوچ میں سے کچھ کچھ سیکولر سوچ کی وسعت بھی نکال لیتے ہیں۔انہیں اپنی ان مخصوص وسعتوں کے پنجرے سے باہر نکل کر قرآن اور سنت کے ذخیرے سے تازہ ہوا لینا چاہیے تاکہ ان کا کچھ فاہدہ ہو۔ دلوں کے حال تو اللہ ہی جانتا ہے یا پھر مضمون نگار ہی جانیں کہ کیا معاملہ ہے۔اللہ مملکت خداداد پاکستان میں اسلامی غلبے کو تقویت پہنچائے آمین۔

حقائق کا سامنا نہ کیا تو ملک کو نقصان ہو گا!

کسے نہیں معلوم کہ پاکستان میں سیاست ایک نفع بخش کاروبار ہے۔ ایک لاکھ لگاؤ ایک کروڑ کماؤ والا معاملہ ہے۔ کسے نہیں معلوم کہ اس ملک میں سیاست کو عبادت سمجھ کر سیاست کرنی والی ایک سیاسی جماعت بھی موجود ہے مگر بوجہ عوام اس کے نمائندوں کو منتخب نہیں کرتے تو پھر حالات تو ایسے ہی رہیں گے نا۔ الیکشن میں نمائندہ بنتے وقت ہر امیدوار اپنے اثاثے ظاہر کرتا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقتدار میں آنے کے بعد اس نے ملکی خزانے میں لوٹ مار تو نہیں کی ہے۔ مگر اس پیمانے کو بھی سیاست دانوں نے مذاق بنا دیا ہے۔ اس پر اگر صحیح طریقے سے عمل ہو تو ملک میں جاری کرپشن کے ہنگامے سے قوم کو نجات ملتی مگر اس پر عمل کرنے اور کرانے والے بھی سیاست دان ہی تو ہیں۔ اگر موجودہ ہلچل پر بات کی جائے تو ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں چار حلقے کھول دیے جاتے تو تیرہ ہفتوں کا دھرنا نہ ہوتا اور اگر پاناما لیکس میں وزیر اعظم صاحب کے بیٹوں کے نام آنے پر وزیر اعظم صاحب اپنے عہدے سے استعفا دے کر شفاف تحقیقات کروا دیتے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا اور موجودہ غیر یقینی جیسے حالت نہ پیدا ہوتے اور ملک میں جاری ترقیاتی منصوبوں پر وقت صرف ہوتا اور دکھوں کی ماری قوم جس کی آبادی کے ساٹھ فی صد لوگ، خط

غربت سے نیچے زندگی گزانے پر مجبور کر دیے گئے ان کو سکھ نصیب ہوتا۔ ہماری قوم کو سکھ دینے کے بجائے قوم کے ہر فرد کو ایک لاکھ بیس ہزار کا بین الاقوامی سودی اداروں کا مقروض نہ ہونا پڑتا۔ ملک کے سیاست دانوں، اسٹبلشمنٹ، چاہے فوجی ہو یا سولین ملک کو لوٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔ فوج کا تو اپنا چیک اینڈ بیلنس کا نظام ہے جس کے تحت سپہ سالار نے عمل کر کے اپنے چوٹی کے افراد کو سزا دلوا کر فارغ کر دیا ہے ان کی تمام مراعات بھی واپس لے گئی ہیں اس پر سیاست دانوں کو بھی عمل کرنا چاہیے تھا مگر عمل کرنے کے بجائے وہ پرانے والی باتیں ''میں کسی سے ڈیکٹیشن نہیں لوں گا'' اور اب ''میں کسی سے ڈرتا نہیں ہوں'' کی گردان شروع کر دی۔ محب وطن حلقے پریشان ہیں کہ اللہ نہ کرے کہیں جنرل کاکڑ والا فارمولا پھر نہ دھرایا جائے۔ سول اسٹبلشمنٹ والوں کا کیا کہنا کہ ہماری نیپ ارب کی کرپشن کرنے والوں سے ایک لاکھ لے کر چھوڑ دیتی ہے۔ سیاست دان تو سیاست دان ہیں بھئی ان کے ہاتھ میں تو ملک کا سیاہ سفید ہوتا ہے وہ تو اپنے آپ کو فرشتہ سمجھتے ہیں جیسے ہماری وزیر اعظم صاحب نے اپنے آپ کو سمجھا ہوا ہے۔ جب پاناما لیکس سامنے آئیں تو دو وزیر اعظموں نے شفاف تحقیق کے لیے استفا دیا اور ایک وزیر اعظم نے اپنے اثاثے پارلیمنٹ کے سامنے پیش کر دیے اور کسی نے اپوزیشن سے مل کر تحقیقاتی سسٹم بنا دیا۔ ہمارے ملک میں اپوزیشن نے شفاف تحقیق کی بات کی تو پہلے ریٹائرڈ جج کے تحت اور اب چیف جسٹس کے تحت کمیشن بنانے کے لیے خط لکھ دیا۔ مگر اس کے ٹی او

آر کو اس طرح رکھا کہ بقول میڈیا یہ ۱۸۵۷ء سے احتساب شروع ہوگا پھر وزیر اعظم کا نام آئے گا۔ ارے بھائی آپ کے بیٹوں پر الزام لگا ہے اور مخالفین کہتے ہیں کہ آپ نے ان کو پیسے دیے ہیں۔ آپ نے یہ ثابت کرنا ہے کہ نہیں میرے بیٹوں نے باہر ملک میں کاروبار کرکے پیسے کمائے ہیں۔ اتنی سے بات تھی جسے آپ نے اتنا لمبا کر دیا۔ عمران خان کی باتوں میں وزن نظر آنے لگتا جب وہ کہتا ہے کہ پاکستان کی دونوں بڑی پارٹیوں نے آپس میں مفاہمت کر لی ہے کہ ایک دوسرے کی کرپشن کو تحفظ دیں گے۔ کیا آصف علی زرداری نو سال کرپشن کے کیسوں میں پابند سلاسل نہیں رہے ہیں کیا دنیا نے اُنہیں مسٹر ہینڈرنڈ پرسنٹ کا نام نہیں دیا تھا؟ کیا ملک سے لوٹا ہوا پیسا سوئس بنکوں میں نہیں پڑا ہوا ہے۔ کیا ان کی پارٹی کے دو وزیر اعظموں کے خلاف ملک کی عدالتوں میں کرپشن کے مقدمے نہیں چل رہے۔ اگر وزیر اعظم صاحب کی بات کی جائے تو کیا انہوں نے ڈکٹیٹر ضیاء الحق کے دور سے لیکر آج تک ایک فیکٹری سے کئی کارکانے نہیں بنائے؟ کیا آپ کرپشن کے الزامات سے پریشان ہو کر دو دفعہ قوم سے مظلومانہ خطاب نہیں کر چکے؟ اخباروں کے پیش کردہ ریکارڈ کے مطابق پاکستان کے وزیر اعظم ہوتے ہوئے آپ نے اپنے چھبیس کارخانوں کے لیے بنکوں سے ۶۳۸۰ ملین قرضے نہیں لیے؟ آپ نے اپنے سابقہ دور اقتدار میں ۳۵ ارب کے قرضے معاف نہیں کروائے؟ اتنے دولت رکھنے والے پاکستان کے وزیر اعظم کا اگر ٹیکس ریکارڈ دیکھا جائے تو ان کی آمدنی اور اثاثوں سے لگا نہیں کھاتا۔ جب پنجاب کے

وزیر خزانہ بنے تو ان کی فیملی کا ایک انڈسٹریل یونٹ تھا۔ جب پہلے بار وزیر اعظم بنے تو تعداد ۹ ہو گئی۔ دوسری بار اقتدار ملا تو یہ تعداد ۸ بیند بھیسے کہلتی بلغ گئی۔ عہدوں کا ناجائز فاہدہ اُٹھاتے ہوئے سرکاری اور پرائیویٹ مالیاتی اداروں سے بھاری قرضے حاصل کیے۔ ۱۹۹۳ء میں شریف فیملی پر واجب الادا قرضوں کا حجم ۶۱۴۶ ملین سے زائد تھا۔ آن لائن کو ملنے والی تحقیقی سرکاری دستاویزات کے مطابق ۷۱۔۱۹۷۰ء میں شریف فیملی کی جانب سے سات ہزار چھ سو تیئس روپے انکم اور ٹیکس صفر بتایا گیا تھا۔ نواز شریف صاحب کے مطابق ۱۹۷۹ء میں اتفاق فائنڈری کھنڈرات کی شکل میں ملی تھی۔ جبکہ سرکاری دستاویزات کے مطابق جنرل ضیا الحق نے

۲

جون ۱۹۷۹ء میں جب اتفاق فائنڈری واپس کی تو اتفاق گروپ کے ذمے آٹھ کروڑ چونتیس لاکھ روپے قرض تھا جو ضیا الحق نے معاف کر دیا تھا۔ نواز شریف کے مطابق ۱۹۸۹ء میں جونا تھن جہاز روکنے کی وجہ سے انہیں پچاس کروڑ کا نقصان ہوا۔ جبکہ ٹیکس گوشوارے ۱۹۸۹ء میں شریف فیملی کی کل ظاہر کردہ آمدنی نو لاکھ اڑتیس ہزار تین سو گیارہ۔ سرکاری دستاویزات کے مطابق ۹۳۔۱۹۹۲ء میں شریف فیملی کی آمدن ترتالیس ہزار سات سو سات روپے اور صرف چھ ہزار ایک سو ستر روپے ٹیکس کی مد میں ادا کیے گئے۔ اس طرح ۹۴۔۱۹۹۳ء میں شریف فیملی نے کل

آمدن دو لاکھ بیاسی ہزار پانچ سو چار روپے ظاہر کی اور صرف دس ہزار چار سو روپے ٹیکس ادا کیا۔ صاحبو! کیا اتنی زیادہ آمدنی والے وزیر اعظم صاحب اتنا کم ٹیکس ادا کیا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے یا ہمارے ادارے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں؟ کیا الیکشن کمیشن کو یہ کم ٹیکس دینے والا اور کم آمدنی ظاہر کرنے والے وزیر اعظم کو قانون کی گرفت میں نہیں لانا چاہیے تھا؟ کیا اپوزیشن کو اس پر قانونی چارہ جوئی نہیں کرنی چاہیے تھی؟ صاحبو! کیا کہا جائے اصل میں اس حمام میں سب ننگے ہیں؟ ہم وزیر اعظم صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ حقائق کا سامنا نہ کرکے ملک کو نقصان پہنچانے والے سیاست دان نہ بنیں۔ سیدھی طرح استعفا دے دیں، اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کر دیں۔ یوڈیشنل کمیشن کے ٹی آر او تبدیل کرکے اپوزیشن کے مشورے سے بنائیں۔ احتساب سے صاف و شفاف ہو کر نکلیں تو پھر اس کے بعد ایک ایک کرپٹ شخص کا احتساب شروع کریں یہی موجودہ مسئلے کا حل ہے دوسرے سارے حل تباہی کی طرف جاتے ہیں۔ اللہ ہمارے ملک کو کرپٹ افراد سے محفوظ رکھے آمین۔

پاک سرزمین پارٹی اور سید مصطفٰے کمال

بلا آخر سید مصطفٰے کمال نے کمال کر ہی دیکھایا۔ دو ماہ کی سیاسی پارسٹی نے بلا شبہ اپنے پہلے سیاسی جلسے میں ایک مناسب تعداد جمع کر لی۔ سید مصطفٰے کمال اور انیس قائم خانی کی پاک سرزمین پارٹی نے ایم کیو ایم سے پاکستان سے محبت کرنے والے لوگوں کو چن چن کر اکٹھا کیا جو معمولی بات نہیں ہے۔ ایم کیو ایم ایک گہرا سمندر ہے اسے سمجھنے کے لیے سمندر جیسا دل چاہیے۔ شاید سطحی طور پر تجزیہ کرنے والے اس بات کو سمجھ نہیں رہے کہ یہ لوگ اس فاشسٹ پارٹی سے ٹوٹ ٹوٹ کر پاک سرزمین پارٹی میں آ رہے ہیں جس کا کلچر ہے کہ جو قائد کا غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے۔ جس نے اسی فلسفہ کے تحت اپنے دو ہزار کارکنوں کو خود قتل کروایا ہو۔ ویکی لیک کے انکشاف کے مطابق ایم کیو ایم نے برطانیہ کے کراچی سفارتی آفس کو کہا کہ آپ کی حفاظت کے لیے ایم کیو ایم کے پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) مسلح کارکن موجود ہیں۔ (شاید یہ ایم آئی سیکس کے مہمان الطاف حسین کی لندن میں حفاظت کا بدلہ ہو) جس لسانی فاشسٹ تنظیم کو کینیڈا نے دہشت گرد قرار دیا ہوا ہو۔ جس نے اپنی صفوں سے دس ہزار کرمنل کو نکالا ہو تو باقی کتنی تعداد میں اب بھی موجود ہونگے۔ ٹی وی پروگراموں میں یہ تعداد خود ایم کیو ایم کے رہنما اپنی نام

نہادزیر وٹارلینس پالیسی کے تحت بتاتے رہے ہیں۔ جس کے معروف و مشہور عسکری ونگ نے ایک ایک وقت میں سیکٹروں مخالفوں کو کراچی شہر میں قتل کیا ہو۔ جس کا اب بھی جو ٹارگٹ کلر پکڑا جاتا ہے وہ درجنوں لوگوں کے قتل کا اعتراف کرتا ہے۔ جس فاشسٹ پارٹی نے تیس دھائیوں سے کراچی کی امن کو خراب کیا ہوا ہے۔ جو اس شہر میں ایک ٹیلیون کال پر سو سے زائد خونی ہڑتالیں کر چکی ہے۔ جس پارٹی نے بوری بند لاشوں کا کلچر ایجاد کیا تھا۔ جس کے سربراہ نے خود اپنے بیان میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سامنے را سے تعلق کا اقرار کیا ہو۔ اس تعلق کی تصدیق کا، برطانیہ کے سابق سفارت کار نے پریس کانفرنس میں بھانڈا پھوڑا ہو کہ الطاف کا را تحریر شدہ معاہدہ ہے جس کا ریکارڈ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے پاس موجود ہے۔ جس کے کارکن بھارت جا کر را سے دہشت گردی کی ٹریننگ لینے کا اعتراف کر چکے ہوں۔ جس کا جو بھی کارکن گرفتار ہوتا ہے وہ کئی کئی قتل کی وارداتوں کا اعتراف کر رہا ہو۔ جس کے کئی کارکنوں کو عدالتوں سے سزائیں بھی ہوئی ہوں۔ جس کے آٹھ ہزار سے زائد مجرم ڈکٹیٹر مشرف کے این آر او کے تحت جیلوں سے رہا ہوئے ہوں۔ جو ہر الیکشن جو ٹھپہ اور جرلو طریقے سے جیتتی رہی ہے۔ جس نے سندھ کے شہروں میں پاکستان کے دہاتوں کا کلچر رائج کیا ہو۔ برسہا برسوں سے لوگ دیکھتے آئے ہیں کہ دہاتوں میں وڈیرے ہی الیکشن جیتتے آئے ہیں اسی طرح یہ فاشسٹ پارٹی بھی الیکشن جیتتی رہی ہے۔ تجزیہ کار کہتے ہیں آخر مصر، شام، اور لیبیا وغیرہ میں بھی حکمران پارٹیاں تیس تیس چالیس چالیس سالوں

سے جیسے الیکشن جیتتے آئے ہیں اُسی فارمولے پر فاشسٹ پارٹی بھی الیکشن جیتتی رہی ہے۔ جو تیس سال تک کراچی میں اقتدار میں رہی ہے۔ جس پارٹی کے سیکٹر آفس میں ووٹر لسٹیں بنیں، حلقہ بندیاں اس کے مزاج کے مطابق بنیں، ایک ایک گھر میں تین تین سو ووٹ درج ہوں۔ جس کے لانڈھی کے سیکٹر آفس سے نیشنل آئیڈنٹی کارڈ کی بوریاں برآمد ہوئی ہوں۔ جو الیکشن کے دن اسلحہ کے زور پر مخالفوں کے الیکشن ایجنٹوں کو اسلحہ دیکھا کر بگھا دیتے ہوں جو جبر کے زور پر لوگوں سے ووٹ لیتے ہوں۔ کیا کیا بیان کیا جائے پورا پاکستان اور پوری دنیا اس لسانی فاشسٹ تنظیم کی کارناموں سے واقف ہے۔ اگر ایسی تنظیم سے دو ماہ کے قلیل وقت میں ایک ایک پتنگ کاٹنے کے بعد اب بقول پاک سرزمین پارٹی کے رہنماؤں کے کہ پہلے سیاسی جلسے میں لاکھوں پتنگیں کاٹ دیں ہیں جو آج کے جلسے میں شریک ہیں۔ ایم کیو ایم نے اپنی پرانی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاک سرزمین پارٹی کے قافلوں پر حملے کئے۔ اخباری خبروں کے مطابق اندرون سندھ سے آنے والے بسوں کے قافلوں پر حیدر آباد میں فائرنگ کی گئی۔ پکا قلعہ، نورانی بستی میں شرپسندوں نے پتھراؤ کرکے گاڑیوں کے شیشے توڑ ڈالے۔ پولیس نے بڑی مشکل سے کنٹرول کیا۔ علاقے میں کشیدگی پھیل گئی پھر بھی سیکڑوں گاڑیوں پر سوار افراد کا مختلف مقامات پر پارٹی کے کارکنوں نے استقبال کیا، پھول نچھاور کیے کارکنوں میں جوش اور میلے کا سماں دیکھنے میں آیا ہے۔

میڈیا نے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے ادا کیے۔ ایک ہی دن ایک ہی وقت میں ملک میں تین جگہ بڑے پروگرام تھے۔ الیکٹرونک میڈیا نے پہلے جماعت اسلامی کے امیر کے کرپشن کے خلاف جاری تحریک کے لاہور کے صوبائی اسمبلی کے سامنے دھرنے کی روادا سنائی۔ اس کے بعد عمران خان کی پارٹی کے یوم تاسیس کے پروگرام دیکھایا اور آخر میں پاک سرزمین پارٹی کا پہلے سیاسی جلسے کی کاروائی دکھائی۔ انیس قائم خانی نے تقریر میں کہا کہ ''تم'' سمجھتے تھے کہ ہمیں گھروں میں قید کر دوگے۔ اب کچھ کیا تو تمہارا ایسا گھیراؤ کریں گے تمہارا جینا دوبھر ہو جائے گا۔ کراچی کے نوے فی صد سیکٹر افس کے کارکن اس جلسے میں شریک ہیں۔ سید مصطفٰے کمال نے اپنی تقریر میں کہا کہ تیس دن میں لاکھوں لوگوں کو جمع کرکے ریکارڈ بنا دیا ہے۔ اپنے منشور کے چیدہ چیدہ نکات بیان کرتے ہوئے کہا کہ بے اختیار مقامی حکومتوں والی جمہوریت کو نہیں مانتے۔ فوجی آپریشن سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ گڈ گورنس لانا ہو گی۔ اختیارات نچلی سطح پر تقسیم سے احتساب کا عمل مظبوط ہو گا۔ اب کوئی کسی کی جان نہیں لے گا۔ پاک سرزمین پارٹی کے رہنماؤں کا کہنا تھا کہ ہماری پارٹی میں جوق در جوق لوگ شریک ہو رہے ہیں۔ ہم آئندہ چند روز میں اپنا منشور پیش کریں گے۔ سید مصطفٰے کمال نے کہا کہ ریاست عام آدمی کو پینے کا پانی مہیا نہیں کر سکتی تو پھر وہ عوام سے حب الوطنی کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتی۔ انہوں نے

کہا کہ صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے ممبران کی اجارداری ختم کی جائے۔ شہریوں کو گلی محلے کے معاملات میں خود مختیار بنایا جائے۔ یونین کونسلز کو با اختیار بنانا ہو گا۔ اگر لوگوں کو یہ اختیار نہ دیے گئے تو آپریشن سے کچھ مدت کے لیے تو امن قائم ہو گا۔ جب گلی محلے کے لوگ خود مختیار ہوں تو کرپشن بھی ختم ہو جائے گی کیوں کہ لوگوں کے پاس یونین کونسلز کے عہدادارں کے احتساب کی طاقت ہو گی۔ عوام کا پیسہ یونین کونسلز کے پاس ہونا چاہیے تاکہ عوام اس پر نظر رکھ سکیں۔ اگر موجودہ نظام رہا تو صوبے بنانے سے کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ کرپشن کا ڈراما ساٹھ سال سے چل رہا ہے لیکن آج تک کرپشن ختم نہیں ہوئی عوام کے پاس اختیارات ہونگے تو عوام کو دہی نیب کا قردار ادا کریں گے۔ لمبا سفر ہے گھروں میں بیٹھنے والے بھی پا سرزمین پارٹی میں شامل جائیں۔ جلسے میں قومی ترانے پیش کیے گئے۔ ہر طرف قومی پرچموں کی بہار تھی۔ اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں ترانہ سنایا گیا۔ آخر میں آتشبازی بھی کی گئی۔ سب لوگوں کا شکریہ بھی ادا کیا گیا۔ یہ تو تھی جلسے کی روداد۔ صاحبو! ایم کو ایم کے قائد الطاف حسین نے پاکستان کے مہذیب ترین آبادی مہاجروں کے اندر لسانیت اور قومیت کا وہ زہر گھول دیا ہے جس نے سندھ کے شہری علاقوں میں نظام زندگی کو تتر بتتر کر دیا ہے۔ الطاف حسین نے پاکستان کے دشمنوں کے ساتھ گٹھ جور کرکے پاکستان کی معاشی حب کراچی کا ستیا ناس کر دیا تھا۔ پاکستان کی مسلح افواج نے ۱۹۹۲ء میں بھی اس ناسور کو ختم کرنے کا

پروگرام بنایا تھا مگر سیاسی جماعتوں خاص کر (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی نے ایسا نہ ہونے دیا۔ جس فوج نے ایم کیو ایم کو بنایا تھا وہ ہی اسے ختم بھی کرے گی اور ان میں ہی سے لوگوں کو کاٹ کاٹ کر نئی محب وطن پارٹی بنائے گی جس کی شروعات پاک سرزمین پارٹی کے نام سے کر دی گئی ہے۔ ایم کیو ایم کی لسانی اور قومیت کے زہر کو زائل کرنے میں وقت لگے گا۔ پہلے بھی کوشش کی گئی تھی مگر وہ غیر فطری تھی اب کہ ایم کیو ایم پر نظریاتی حملہ کیا گیا ہے اس کے مہاجر لسانی اور قومیت کے زہر کو ختم کرنے کے لیے پاکستان قومیت کا سبق پڑھایا جا رہا ہے۔ گو کہ کوئی بھی محبت وطن شہری فوج کی سیاست میں دخل کو پسند نہیں کرتا مگر جس نے پہلے غلطی کی تھی وہ ہی اپنی غلطی کی تلافی بھی کر رہا ہے معاملہ سیاست سے ہٹ کر ملکی سالمیت کا ہے تو شاید اس کڑوے گھونٹ کو برداشت کرنا ہی پڑے گا خاص کر جبکہ سیاسی جماعتیں اس ناسور کو ختم کرنے میں فیل ہو چکی ہوں۔ اللہ ہمارے ملک کا محافظ ہو آمین۔

بااختیار لوگوں کی کرپشن سے کون چھٹکارا دلائے گا؟

بااختیار لوگ جس میں سیاست دان، بیروکریٹس اور اسٹبلشمنٹ شامل ہے ان کی کرپشن سے عوام کو کون چھٹکارا دلائے گا۔ سیاست دانوں کا پرانا بیانیہ ہے کہ عوام خود الیکشن میں اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ عوام بہترین منصب ہیں۔ عوام جن کو ووٹ دیتے ہیں وہ پاک صاف ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کیا یہ صحیح بیانیہ ہے؟ نہیں نہیں یہ غلط بیانیہ ہے۔ سیاستدان عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ ان سے غلط بیانی کرکے ووٹ لیتے ہیں اور جیتنے کے بعد ان سے کیے گئے وعدے پورے نہیں کرتے۔ سیاست کو تجارت بنا لیا ہے۔ ایک قومی اسمبلی کی سیٹ پر کروڑ تک خرچ کرتے ہیں اور الیکش جیت کر اربوں کی کرپشن کرکے اپنے خرچ سے کئی گنا زیادہ وصول کرتے ہیں۔ الیکشن کے وقت اپنے اثاثے چھپاتے ہیں۔ الیکشن کے طے شدہ اخراجات سے بڑھ کر الیکشن میں خرچ کرتے ہیں۔ جعلی ڈگریاں پیش کرتے ہیں۔ کیا کیا بیان کیا جائے یعنی وہ سب کچھ کرتے ہیں جو الیکشن جیتنے کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ تو ہوئی بات سیاست دانوں کی جو ہر جائز ناجائز کام کرنے کے اقتدار میں آتے ہیں اور عوام کا پیسا بے دردی سے لوٹتے ہیں۔ بیروکریٹس بڑے بڑے ملکی پروجیٹ بناتے ہیں جن کے مکمل ہونے تک ملک کے اربوں روپے خرچ ہونے ہوتے ہیں لہٰذا وہ ان پروجیکٹس میں کرپشن کے راستے نکال لیتے ہیں۔ سیاست دانوں کو بھی کرپشن کے راستے اور طریقے بتاتے

ہیں۔ اس طرح سیاست دانوں کے پارٹنر بن کر اپنا حصہ وصول کرتے ہیں۔ اسٹبلشمنٹ کے پاس ملک کے وسائل ہیں لہٰذا وہ بھی جہاں ہاتھ لگتا ہے کچھ کرپٹ آفیسر کرپشن کرتے ہیں۔ کیونکہ اسٹبلشمنٹ میں احتساب کا اپنا بہترین نظام ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے۔اس لیے ان میں جب بھی کرپشن نظر آتی ہے اس کا ایکشن لیا جاتا ہے اور کڑی سزا دی جاتی ہے۔ جیسے حال ہی میں سپہ سالار نے کرپٹ آفیسرز کے خلاف تحقیقات مکمل ہونے کے بعد ایکشن لے کو قوم کو دکھا دیا ہے۔ فوج میں احتساب کا اتنا سخت نظام ہے کہ کرپشن ثابت ہو جانے کے بعد، ساری سہولتیں ،یعنی پنشن بقایاجات اور رینک تک واپس لے لیے جاتے ہیں تاکہ باقی والے عبرت پکڑیں اور ہماری بہادر فوج میں کرپشن پنپ نہ سکے۔ فوج ایک حساس ادارہ ہے اس میں مناصب سہولتوں کے ساتھ ساتھ ہر ایک کی اکاؤنٹبلٹی (محاسبہ) ہوتا ہے۔ یہ سیاست دانوں کا نیپ جیسا ادارہ نہیں کہ کرپشن ثابت ہونے پر صرف پچیس فی صد لے کر کرپٹ سیاست دانوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور باقی پچھتّر فی صد کرپشن وائٹ ہو جاتی ہے۔ اور انہیں جب بھی موقعہ ملتا ہے وہ پھر کرپشن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اگر فوج کی طرح عبرت ناک سزا دی جائے تو سیاست دان بھی ڈریں اور آیندہ کرپشن نہ کریں۔ سیاست اگر کوئی عبادت سمجھ کے کرے تو کبھی بھی عوام کا پیسا خرد برد نہ ہو۔ کرپشن ہمیشہ با اختیار لوگ ہی کرتے ہیں کیونکہ ان کے پاس عوام کے وسائل ہوتے ہیں۔ قرآن شریف کے مطالعہ سے جو بات سامنے آتی ہے وہ ہماری رہبری کے لیے کافی ہے۔ اللہ کے تمام پیغمبروںؑ نے اپنے

اپنے وقت پر عوام کے سامنے ہمیشہ سے یہ بیان دیا۔ کہ میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف پیغمبرؐ ہوں میرا کام اللہ کا پیغام تمہارے تک پہنچانا ہے مجھے تم سے کوئی اجر نہیں چاہیے۔ میرا اجر میرے رب کے پاس محفوظ ہے۔ اور ہر پیغمبرؐ یہی کہتا رہا ہے کہ میں امانت دار ہوں۔ لہٰذا خلفاء رشدین نے بھی اسی اللہ کے احکامات پر عمل کر کے حکومت کے دوران اپنے آپ کو امین ثابت کر دیکھایا تھا جو تاریخ کے اندر موجود ہے۔ بس افسوس اس بات کا ہے کہ غیروں نے تو یہ اصول اپنا لیا مگر مسلمانوں نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور بے ایمانی شروع کر دی۔ اس سے وہ راتوں رات امیر بننے کی کو شش میں اپنا ایمان بھی ضائع کر دیتے ہیں۔ انہیں اللہ کے رسولؐ کی یہ بات یاد نہیں رہتی کہ انسان دنیا میں میری میری کہتا پھرتا ہے مگر اس کا صرف وہ ہوتا ہے جو اس نے کھا لیا، جو پہن لیا اور جو آگے اللہ کے پاس بھیج دیا۔ باقی تو سب کچھ یہیں رہ جاتا ہے۔ کیا با اختیار لوگوں تک قرآن کا حکم اور فرمان رسولؐ کا یہ پیغام نہیں پہنچا؟ یقیناً پہنچا ہے قرآن تو ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہے اور رسولؐ کا فرمان تو اکثر علماء سناتے رہتے ہیں بس اس پر عمل کرنا باقی ہے جو با اختیار لوگ نہیں کرتے اور کرپشن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہماری حکومت میں کرپشن پکڑنے کے اداروں بنے ہوتے ہیں بلکہ ان اداروں پر بڑا ادارہ اینٹی کرپشن بھی موجود ہے مگر پھر بھی کرپشن قابو میں نہیں آتی۔ صاحبو! سب سے پہلے تو ہر کسی کو اپنے دل میں اللہ کا خوف بیٹھانا چاہیے کہ اس کو مر کر اللہ کو ایک ایک پائی

کا حساب دینا ہے۔ اس بات کا بھی حساب دینا ہے کہ تمہیں عوام کے خزانوں پر بیٹھایا گیا ہے تم نے ان کے استعمال میں امانت بھرتی یا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا زیادہ احتساب ہوگا جو لوگ کرپشن پکڑنے پر لگائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہر فرد کو اپنا اپنا حساب دینا ہے اس لیے پہلے تو ہر فرد اس پر عمل کرے۔ ملکوں میں ہمیشہ چار ستون مانے گئے ہیں۔ پہلا ستون پارلیمنٹ جس کو لوگ اپنی آزاد رائے سے منتخب کرکے آگے بھیجتے ہیں جس کا کام قانون سازی ہوتی ہے۔ دوسرا ستون انتظامیہ ہوتا ہے جس کا کام اس قانون پر عمل درآمد کرنا ہوتا ہے تاکہ ہر شہری قانون پر عمل کرے اور اپنے حقوق حاصل کرے اور قانون کے مطابق اپنے فرائض بھی ادا کرے۔ تیسرا ستون عدلیہ کا ہوتا ہے کہ وہ دیکھے کہ حکومت اور عوام قانون پر عمل کر رہے ہیں یا قانون شکنی ہو رہی ہے۔ عدلیہ کا کام قانون کی تشریح کرنا ہوتا اور عوام کو انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ چوتھا ستون صحافت کا ہوتا ہے کہ وہ عوام کے مسائل اجاگر کرتی رہے کہ فلاں فلاں عوام کے حقوق ادا نہیں کیے جارہے لہٰذا سب ان چار ستونوں کی اصلاح ہونی چاہیے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں اور نظام حکومت صحیح طریقے سے چلے۔ جس کسی بھی ملک میں مملکت کے یہ چار ستون صحیح کام کر رہے ہوں وہاں کرپشن نہیں ہوتی ہے جیسے ہم مغربی ملکوں میں دیکھتے ہیں۔ اگر کہیں کرپشن کا الزام لگ جائے تو جس پر الزام لگتا ہے وہ اپنے عہدے سے استفٰا دے دیتا ہے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ مگر ہمارے ملک میں جب وزیر اعظم صاحب کے

بیٹوں پر آف شور کمپنیوں اور پراپرٹیوں کے الزام لگے اور اپوزیشن نے وزیر اعظم صاحب سے اخلاقی طور پر استعفا مانگا تو انہوں نے دو مرتبہ قوم سے خطاب کیا اور اپنے اور اپنے خاندان کے ساتھ دکھ بھری کہانی سنا دی۔ اور کہنے لگے میں کسی سے ڈرتا ورتا نہیں ہوں میں عوام کا نمائندہ ہوں عوام استعفا مانگنے والوں کو اُٹھا کر پھینک دیں گے اور شہروں شہر جلسے کرنے پر نکل کھڑے ہیں۔ پہلے ریٹائرڈ جج اور بعد میں خود ٹی آر او بنا کر سپریم کورٹ کو خط لکھ دیا کہ سب کا احتساب کریں بقول شخصے اپوزیشن کو ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا دیا۔ یہ وہ ہی فارمولہ ہی جو پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم والے کہتے ہیں۔جی ہم نے تو جرم کیا ہے مگر ہمیں سزا دینے سے پہلے دوسرے جرم کرنے والوں کو بھی پکڑو اور سزا دو۔ وزیر اعظم صاحب اگر یہی کام اپوزیشن کو اعتماد میں لیکر کرتے تو ملک کے حالات اتنے خراب نہ ہوتے۔اب اپوزیشن نے اپنے ٹی او آر بنائے ہیں ضرورت اس امر کی کی حکومت اور اپوزیشن ملک کر کوئی راستہ نکال لیں تاکہ ملکی حالات صحیح سمت چلنا شروع ہو جائیں۔ چیف جسٹس صاحب کو اس نازک موڑ پر قوم کو انصاف مہیا کرنا چاہیے کرپٹ با اختیار لوگوں کو قانون کے کٹہرے میں لا کر لوٹی ہوئی دولت کو قومی خزانے میں جمع کروانے کے احکامات صادر کرنے چاہیے اگر ایسا نہ ہوا تو پھر با اختیار لوگوں کی کرپشن سے کون چھٹکارا دلائے گا؟

پاکستان کے ایک اور محافظ امیر جماعت اسلامی مطیع الرحمان نظامی کو سزائے موت

بنگلہ دیش دیش کی حکمران حسینہ واجد نے اپنے آقا بھارت کے کہنے پر ایک اور پاکستان اور دو قومی نظریہ کے محافظ، امیر جماعت اسلامی ۷۳ سالہ جناب مطیع الرحمان نظامی کو موت کی سزا بر قرار رکھی۔ اگر ان کو وحشی حسینہ واجد کے نام نہاد ٹریبونل کے فیصلے کے مطابق تختہ دار پر چھڑا دیتا ہے تو یہ پانچویں شہید ہونگے۔ سابقہ مشرقی پاکستان کو ہماری اپنی غلطیوں اور ہمارے ازلی دشمن بھارت کی فریب کاریوں کی وجہ سے علیحدہ ہونا پڑا تھا۔ جب مجیب الرحمان نے اپنی چھ نکات پیش کئے تھے تو دراصل یہ متحدہ پاکستان سے علیحدگی کی شروہات تھیں جس کے تانے بانے اگر تلہ میں بنے گئے تھے۔ یہ وہ ہی بیانیہ تھا کہ پاکستان کو توڑ کر بھارت ماتا میں شامل کرنا ہے جس کا نام اکھنڈ بھارت ہے۔ جسے بھارت کے تعلیمی نصاب میں شامل کیا ہوا ہے۔ بھارت کا بچہ بچہ یہ جانتا ہے کہ بھارت کی گاؤ ماتا کی ایک ٹانگ توڑ دی گئی تھی پاکستان کا بننا) جسے واپس ماتا کے جسم کے ساتھ جوڑنا ہے۔ اس کا اظہار بھارت کے دہشت گرد وزیر اعظم مودی نے بنگلہ دیش میں پاکستان توڑنے کے اعزاز میں منعقدہ تقریب میں کہا تھا کہ پاکستان کو بھارت نے مکتی باہنی بنا کر اور بھارتی فوجیں سابقہ مشرقی پاکستان میں داخل کر کے توڑا تھا۔ اپنے پرانے پروگرام کے تحت باقی ماندہ پاکستان کو توڑنے کے

منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔ کل بھوشن یادیو کی پاکستان میں گرفتاری اس کا بین ثبوت ہے۔ اس سے قبل افغانستان سے پاکستان میں دہشت گردی کے ثبوت پاکستان نے اقوام متحدہ اور آزاد دنیا کے سامنے پیش کر چکی ہے۔ صاحبو! بنگلہ دیش بننے کے بعد مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۴ء میں اِسے ایک معاہدے کے تحت منظور کیا تھا اور لاہور کی اسلامی سربراہی کانفرنس میں بنگلہ دیش کے وزیر اعظم شیخ مجیب الرحمان نے شرکت کی تھی۔ یہ معاہدہ پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، بھارت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی اور بنگلہ دیش کے وزیر اعظم شیخ مجیب الرحمان کے درمیان ہوا تھا۔ اس معاہدے میں طے پایا گیا تھا کہ کوئی بھی فریق ایک دوسرے کے خلاف سابقہ مشرقی پاکستان کی لڑائی کے متعلق کوئی بھی کاروائی نہیں کرے گا۔ اس کے بعد خیر سگالی کے طور پر اور دو برادر مسلمان ملکوں میں بھائی چارے کے فروغ کی نیت سے پاکستان نے بنگلہ دیش کے ایک فرد جو پاکستان کا جنگی طیارہ اغوا کرنے میں ملوث تھا، کی باقیات بنگلہ دیش کے حوالے کر دی تھیں۔ پھر پاکستان کے ڈکٹیٹر مشرف نے بنگلہ دیش کے سرکاری دورے کے درمیان پاکستان کی حکومت کی طرف سے بنگلہ دیش کی حکومت سے معافی بھی مانگ لی تھی۔ یہ اقدامات اس لئے گئے تھے کی ماضی کی تلخیوں کو کسی نہ کسی طرح زائل کیا جائے اور دونوں برادر ملک ایک نئے دور کا آغاز کریں۔ مگر جیسے کی پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ پاکستان کو بھارت نے کبھی بھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔ اس کے وجود کو ختم کرنے کی کوئی بھی کسر نہیں چھوڑی اور

چھوڑنے کے لیے تیار بھی نہیں ہے۔جماعت اسلامی نے پاکستان کے بچانے کے لیے سابقہ مشرقی پاکستان میں اپنی فوج کا ساتھ دیا تھا۔ گو کہ معاہدے کے تحت سب کچھ بھو ل جانے اور نئے عزم سے سفر جاری کرنے کی بات ہوئی تھی مگر بھات کو دو مسلمان ملکوں کی دوستی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ بھارت نے حسینہ واجد کو اس معاہدے کی پروانہ کرنے کا سبق پڑھایا اور حسینہ واجد نے ایک نام نہاد جنگی جرائم کاٹریبیونل قائم کیا اور پاکستان کا ساتھ دینے والوں کے خلاف مقدمات قائم کیے ان کو ایک ایک کرکے سزا سنائی گئی۔ اس سے قبل اس جرم میں چار شہید کیے جا چکے ہیں اور اب پانچویں کی سزا کو برقرر رکھا گیا ہے اب قانون کے مطابق صرف بنگلہ دیش کے صدر ان کی سزا موت کو معاف کر سکتا ہے۔ اور کسی بھی وقت امیر جماعت اسلامی جناب مطیع الرحمان نظامی کو تختہ دار پر چڑھایا جا سکتا ہے۔ اقوام متحدہ، آزاد دنیا اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے اس نام نہاد جنگی ٹربیونل پر پر اعتراض کئے تھے۔ اس کی نامکمل کاروائی پر بھی حرف اُٹھایا گیا تھا۔ بنگلہ دیش حکومت کی طرف سے جانب داری برتنے کی ٹربیونل کے جج سے گفتگو بھی دنیا کے سامنے آئی تھی مگر ان سارے ثبوت کو ایک طرف رکھ کر بھارت کے حکم پر ایک ایک کرکے دو قومی نظریہ کے حامی لوگوں کو جعلی مقدمات کے ذریعے ٹکانے لگانے پر حسینہ واجد عمل پیرا ہے۔ اس کے بعد پاکستان کی فوج پر بھی مقامات چلانے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ حسینہ واجد نے تو وہی کرنا ہے جو کر رہی ہے۔ ہماری حکومت کیا کر رہی ہے۔کیا پہلی سزا پر ہمیں عالمی عدالت

انصاف میں نہیں جانا چاہیے تھا؟ کیا ہمیں او آئی سی کے پلیٹ فارم سے بنگلہ دیش پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے تھا؟ پہلے تو ہماری حکومت نے کہا تھا کہ یہ بنگلہ دیش کا اندرونی معاملہ ہے۔ پھر کچھ محب وطن لوگوں کی طرف پریشر پر کچھ بیان دیا۔ ارے بھائی کیسے اندرونی معاملہ ہے کیا پاکستان کے ساتھ بنگلہ دیش کا سب کچھ بھول جانے کا معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ اصل میں ہماری حکومت کو پاکستان کے دو نظریہ کا کچھ بھی احساس نہیں۔ حالانکہ پاکستان کی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر بنا تھا۔ اِسے تو بھارت کے ساتھ تجارت کرنے کی کھپت نے سب کچھ بھلا دیا ہے۔ وہ بھارت سے مزاکرات اور امریکی ایجنڈے پر چلنے پر ہی مصروف عمل ہے۔

چاہے بھارت پاکستان کو توڑنے کے عمل کو چھوڑنے پر تیار نہ ہو۔ جو ہو چکا وہ ہو چکا اب ہماری حکومت کو یہ معاملہ بین الاقوامی عدالت انصاف میں فوراً اُٹھانا چاہیے۔ اس کے لیے او آئی سی کا اجلاس بلانا چاہیے۔ جب تک بنگلہ دیش کی طرف سے سزاؤں کو بند کرنے کی یقین دہانی نہیں کرائی جاتی بھارت سے مزاکرات بند کر دینے چاہییں۔

بھارت ہی بنگلہ دیش کو پاکستان کے خلاف ایسی حرکتیں کرنے پر ہدایات دیتا رہتا ہے۔ امیر جاعت اسلامی پاکستان جناب سراج الحق نے اقوام متحدہ اور او آئی سی سے سزائے موت رکوانے کی درخواست کی ہے۔ بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے رہنماؤں کے عدالتی قتل اور دی جانے والی سزاؤں کے

خلاف کراچی میں سراج الحق کی زیر قیادت ۸ مئی کو احتجاجی مظاہرے کا اعلان کیا گیا ہے۔ بنگلہ دیش جماعت اسلامی نے بھی احتجاج اور ہڑتال کا اعلان کیا ہوا ہے۔اے کاش ! ہمارے حکمران قائد اعظمؒ کے دو قومی نظریہ کو اگھر زندہ رکھتے۔ اندرا گاندھی کے اس تمسخرانہ بیان ''کہ میں نے دو قومی نظریہ خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے''۔ مسلمانوں سے ایک ہزار حکمرانی کا بدلہ لیا ہے تو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ ایٹمی پاکستان کے حکمرانوں بھارت کے ساتھ معذرتانہ رویہ چھوڑ دو اور جارحانہ رویہ رکھو۔ یاد رکھو بھارت تمھارا ازلی دشمن ہے اس سے دشمن والا رویہ ہی رکھو ورنہ باقی ماندہ پاکستان سے خدانہ خاستہ ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

سادہ سی بات کو لمبا کر دیا گیا

پاناما لیکس سامنے آئیں تو پوری دنیا میں ہلچل مچ گئی۔ کئی ملکوں کے لیڈروں کے نام آئے۔ جہاں جمہورتیں مستحکم ہیں وہاں کے حکمرانوں نے اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کر کے اس مسئلہ کو فوراً حل کر دیا گیا۔ اس کے بعد حکومتیں اپنے عوام کی خدمت میں لگ گئیں۔ مگر ہمارے وزیر اعظم صاحب نے اس سادی سی بات کو لمبا کر دیا۔ وکلا کے مطابق بین الاقوامی قانون ہے کہ اگر کسی پر کرپشن کا الزام لگے تو الزام لگانے والے کو ثابت کرنا ہوتا ہے کہ اس نے صحیح الزام لگایا ہے۔ اور اگر کوئی کہتا ہے کہ فلاں فلاں پراپرٹی میری ہے جیسے کہ وزیر اعظم صاحب کے بیٹے حسین نواز نے مانا ہے ۔ تو اب اس کو ثابت کرنا بھی ان کے ذمے ہے کہ یہ میں نے جائز طریقے کی کمائی سے بنائی ہے۔ پاناما لیکس میں وزیر اعظم صاحب کے بیٹوں کے نام کچھ پراپرٹیز کا انکشاف ہوا اور اپوزیشن کے لوگوں نے الزام لگایا کہ یہ کرپشن کے پیسے سے بنائی گئیں ہیں ۔ اگر نہیں تو یہ ثابت کیا جائے کہ جائز طریقے سے بنائی گئیں ہیں۔ وزیر اعظم صاحب کے بیٹوں نے میڈیا پر بیان دیا ہے کہ یہ ان کی پراپرٹیز ہیں تو پھر یہ بات ان پر واجب ہو جاتی ہے کہ وہ ثابت کریں کہ انہوں نے یہ پراپرٹیز جائز طریقے سے بنائی ہیں۔ جب اپوزیشن نے زور دار طریقے سے اس باست کو اُٹھایا تو وزیر اعظم صاحب نے دو دفعہ پاکستان ٹی

وی پر آ کر کہا کر اپنے بچوں کا دفاع کیا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے پہلے (مرحوم) بھٹو صاحب کی بات کی کہ میرے خاندان کی اتفاق فائنڈری کو حکومت کی تحویل میں لیا۔ اور باہر سے منگاوائے گئے اسکریپ کے جہاز کو روک کر کروڑوں کا نقصان پہنچایا گیا۔ اس کے بعد ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے ظلم کی داستان سنائی وغیرہ۔ یہ بھی کہا کہ میں ریٹائرڈ جج سے اس کی انکواری کرانے کے لیے تیار ہوں۔ مگر اپوزیشن نے کہا کہ نہیں سپریم کورٹ کو اس کیس کی انکواری کرنی چاہیے اور اس دوران اخلاقیات کا مظاہرہ کرتے ہوئے وزیر اعظم کو مستفیٰ ہو جانا چاہیے اور جب انکواری مکمل ہو جائے اور یہ پتہ لگ جائے کہ کرپشن نہیں ہوئی تو دوبارہ وزرات اعظمیٰ کا منصب سنبھال لینا چاہیے۔ یہ بڑی ماکول بات تھی۔ مگر وزیر اعظم صاحب نے اپوزیشن کے مشورے کے بغیر سپریم کورٹ کو خط لکھ دیا اور خود ہی ٹی آر او بنا کر کہا کہ اپوزیشن آ جائے اور سپریم کورٹ میں اپنے الزام کو ثابت کرے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ سب کا احتساب ہو گا اور شروع سے ہوگا۔ اپوزیشن نے کہا یہ تو ایسا لگ رہا ہے کہ وزیر اعظم صاحب ۱۸۵۷ء سے احتساب کی باتیں کرنے لگے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب نے سات ماہ بعد اپنے قابینہ کا اجلاس بلایا اپنے اتحادیوں سے مشورے گئے اور طبل جنگ بجا دیا۔ کہہ رہے ہیں اپوزیشن ترقی کی رہ میں رکاوٹ ڈال رہی ہے۔ دہشت گرد ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہیں اور یہی کام اپوزیشن کر رہی ہے۔ جمہوریت خطرے میں ہے۔ اس کے بعد جلسے کرنا شروع کر دیے اور اپوزیشن کو کہا کہ میں کسی سے ڈرتا ورتا

نہیں ہوں مجھے لوگوں نے منتخب کیا۔ادھر متحدہ اپوزیشن نے اپنے ٹی او آر بنائے ہیں اور کہا ہے کہ جس پر الزام ہے اس کو ٹی او آر بنانے کا اختیار نہیں ہونا چاہیے۔مگر حکومت نے اپوزیشن کے بنائے گئے ٹی او آر کو مسترد کر دیا ہے اور اپنے ٹی او آر پر زور دے رہے ہیں۔اپوزشن کا کہنا ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے اس سادہ سے معاملے کو اتنا لمبا کر دیا ہے وہ احتساب سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔وزیر اعظم صاحب اپنے احتجاجی جلسوں میں کہ رہے ہیں کہ میں استفا کیوں دوں یہ منہ اور مسور کی دال۔ دوسری طرف اپوزیشن کی فعال جماعت تحریک انصاف کے سربراہ جناب عمران خان نے بھی جلسے کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب تک وزیر اعظم صاحب اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش نہیں کرتے احتجاج جاری رہے گا۔ متحدہ اپنزیشن نے وزیر اعظم صاحب سے مطالبہ کیا کہ وزیر اعظم صاحب کو پارلیمنٹ میں آ کر اپنی پوزیشن صاف کرنے چاہیے مگر وزیر اعظم صاحب اس کے لیے تیار نظر نہیں آتے۔ صاحبو! جمہوری نظام میں پارلیمنٹ ہی ایک ایسا اداراہ ہے جس میں منتخب ارکان اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرتے ہیں نہ جانے وزیر اعظم صاحب اس جمہوری عمل سے اپنے آپ کو پارلیمنٹ سے کیوں دور رکھ رہے ہیں۔ اب پاناما لیکس کی دوسری قسط میں وزیر اعظم کی بیٹی مریم صفدر صاحبہ کا بھی نام آ گیا ہے۔جو کہتی رہیں ہیں کہ میرے نام کچھ بھی نہیں میں تو خاندان کے ساتھ رہ رہی ہوں۔ ان حالات میں اگر حکومت اور اپوزیشن آپس میں معاملات کو حل نہیں کرتے ۔تو اس سے قبل ایسے موقعوں پر تیسری قوت کو مداخلت

پر مجبور کیا جاتا ہے جیسے کاکٹر فارمولے ہے۔ حکومت اور اپوزیشن دونوں کو بالغ نظری کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اختلافات کو جمہوری طریقے سے آپس میں مل بیٹھ کر پارلیمنٹ میں حل کرنا چاہیے اور جمہوریت کو مزید مستحکم کرنا چاہیے۔ عوام کے مسائل حل کرنے پر وقت لگانا چاہیے۔ کسی بھی ملک میں کرپشن کو برداشت نہیں کیا جا سکتا لہٰذا وزیر اعظم صاحب کو اپوزیشن سے مل کر ٹی او آر ترتیب دیکر سپریم کورٹ کے یوڈیشنل کمیشن بنانا چاہیے تاکہ کرپشن کا مسئلہ حل ہو سکے۔ پاکستان اس وقت مشکل سے گزر رہا ہے ملک میں ضرب عضب جاری ہے۔ نیشنل ایکشن پلان کے تحت دہشت گردی کے خلاف ہماری فوج لگی ہوئی ہے۔ ملک میں مہنگائی ہے۔ بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ بھارت کی طرف سے جاسوسی جاری ہے۔ افغانستان، بنگلہ دیش اور ایران سے ہمارے تعلوقات درست سمت میں نہیں چل رہے۔ امریکہ نے ایف سولہ دینے سے انکار کر دیا ہے اس لیے اندرونی جھگڑے جلد از جلد ختم کر کے ہمیں اپنی خارجہ پالیسی کو درست سمت میں تشکیل دینا ہے۔ صاحبو! اگر حکومت اور اپوزیشن نے اس وقت صحیح فیصلہ نہ کیا تو وقت نکل جائے گا۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اس لیے کرپشن کو ملک سے ختم کرنے کے لیے فوری اقدامات کرنے چاہییں۔ وزیر اعظم صاحب کو اس سادی سی بات کو لمبا نہیں کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو پارلیمنٹ میں آ کر احتساب کے لیے پیش کر دینا چاہیے۔ اپنے احتساب کے بعد پھر سب کا احتساب کرنا چاہیے۔ یہی بات اپوزیشن کے ٹی اور آر میں بھی ہے۔ اللہ ہمارے ملک سے

کرپشن ختم کرے آمین۔

شہدا پاکستان کی صف میں ایک اور اضافہ !

قائداعظم محمد علی جناح کی تاریخ ساز قیادت میں پاکستان دو قومی نظریہ کے تحت لاکھوں شہدا پاکستان کی قربانیوں کی وجہ سے معرض وجود میں آیا تھا۔ دو قومی نظریہ کو جاری و ساری رکھنا تمام پاکستانیوں کی قومی وجود کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ اس تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے ملک کی منظم ترین جماعت اسلامی نے سابقہ مشرقی پاکستان کو بچانے کے لیے بھارت کی بنائی ہوئی مکتی باہنی اور بھارتی فوج سے لڑنے کے البدر اور الشمس تنظیمیں بنائیں تھیں جنہوں نے پاکستان کو بچانے کے لیے پاکستانی فوج کا ساتھ دیا تھا۔ان تنظیموں کے کارکنوں کی بہادری کی تعریف مشرقی پاکستان میں لڑنے والی پاکستانی فوج کے کئی سینئر آفیسرز نے کی بھی تھی جو تاریخ کا حصہ ہے۔ان تنظیموں کے دس ہزار بنگالی کارکنوں نے دو قومی نظریہ کی حفاظت کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ پاکستان کی فوج کے ساتھ شانہ بشانہ مکتی باہنی اور بھارتی فوج کے خلاف لڑائی لڑی تھی۔دو قومی نظریہ کو جماعت اسلامی نے بنگلہ دیش میں زندہ رکھا ہوا ہے۔ اس سے قبل جماعت اسلامی کے رہنماؤں عبدالقادر ملاء علی احسان مجاہد اور مسلم لیگ کے ایک ممبر صلاح الدین قادر کو بنگلہ دیش کی وزیر اعظم حسینہ واجد نے بھارتی ہدایت پر قائم کردہ نام نہاد عالمی جنگی ٹریبیونل نے ناکافی عدالتی کاروائی کرکے پھانسی

پر چڑھایا تھا۔اب ایک اور شہدا پاکستان کی صف میں اضافہ کر دیا ہے اور مطیع الراحمان نظامی امیر جماعت اسلامی بنگلہ دیش ۷۳ سالہ بوڑھے کو پھانسی پر چڑھا دیا ہے۔اس نام نہاد عالمی جنگی ٹریبیونل کو بین الاقوامی قانون دانوں نے غیر معاری قرار دیا ہے۔ دنیا کی ہیومین رائٹس تنظیموں نے بھی اس ٹرینیونل کی جانب داری کا اعلان کیا ہے۔اس کے ساتھ بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کا بھی دنیا میں بھرم قائم ہے۔مگر عالمی دہشت گرد اسرائیل کی طرح بنگلہ دیش کی قاتل وزیر اعظم حسینہ واجد نے بھی اپنے باپ (مرحوم) شیخ مجیب الرحمان وزیر اعظم بنگلہ دیش کا بھی خیال نہ رکھا اور دو قومی نظریہ کی محافظ جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنماؤں کو ایک ایک کر کے پھانسیوں پر چڑھا رہی ہے۔یہ معاہدہ ۱۹۷۴ء بنگلہ دیش کے وزیر اعظم شیخ مجیب الرحمان، بھارت کی وزیر اعظم انداگاندھی اور پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، یعنی تین ملکوں کے سربراؤں کے درمیان ہوا تھا۔ اس میں طے ہوا تھا کہ جنگ کے دوران ہونے والے واقعات کے بارے کوئی بھی فریق کاروائی نہیں کریگا۔ ساری تلخیاں بھلا دی گئیں تھیں اور اس معاہدے کے تحت پاکستان نے بنگلہ دیش کی حکومت بھی تسلیم کیا تھا اور شیخ مجیب الرحمان لاہور کی تاریخی اسلامی سربراہ کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔ مگر بھارت کی کالونی بنگلہ دیش کی قاتل حکمران حسینہ واجد نے پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کے کہنے پر پینتالیس سال بعد بین الاقوامی معاہدے کو یکسر مسترد کرتے ہوئے ،ایک نام نہاد عالمی جنگی

ٹریبیونل قائم کیا اور نامکمل عدالتی کاروائی کے تحت پاکستان سے محبت کرنے والے اور دو قومی نظریہ کے حفاظت کرے والو لوگوں کو ایک ایک کرکے پھانسیوں پر چڑھا رہی ہے۔صاحبو! اگر قانونی بات کی جائے تو اس میں پاکستان کی حکومت سب سے زیادہ ذمہ دار ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ جس وقت اس نام نہاد عالمی جنگی ٹریبیونل نے جب پہلے شخص کو پھانسی دی گئی تھی تو اس وقت اس معاہدے کو سامنے رکھتے ہوئے بنگلہ دیش سے معاملہ اُٹھانا چاہیے تھا۔ نواز حکومت نے اس وقت کہا تھا کہ یہ بنگلہ دیش کا اندرونی معاملہ ہے۔ جبکہ نام نہاد ٹریبونل کے فیصلے کے مندرجات میں تقریبا پانچ سو بار پاکستان کا ذکر کیا گیا ہے تو کیسے یہ بنگلہ دیش کا اندرونی معاملہ ہے تو سو فی صد پاکستان کا معاملہ ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان کے رہنماؤں نے نواز شریف سے ملاقاتیں کرکے اس پر بات کی تھی مگر نواز شریف صاحب نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اس پر حسینہ واجد کو شہ ملی اور ایک ایک کرکے دو قومی نظریہ کے محافظوں کر تختہ دار پر چڑھایا جارہا ہے۔ ہزاروں کو جیلوں میں ڈالا گیا ہے جس میں خواتین اور بچیاں بھی شامل ہیں۔اب حکومت نے قومی اور پنجاب اسمبلی میں مزاحمتی قراردادیں پاس کی ہیں۔ صاحبو! یہ صرف جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے لوگوں کو سزا نہیں دے جارہی یہ تو پاکستان کے دو قومی نظریہ کو سزا دی جارہی ہے۔کیا ہم نے پاکستان کے دو قومی نظریہ کو اس سزا سے بچانہ نہیں ہے اگر بچانہ ہے تو پاکستان کی حکومت کو فوراً اس معاہدے کو بین الاقوامی عدالت انصاف میں لے جانا چاہیے۔احتجاج

کرتے ہوئے بنگلہ دیش کے سفیر کو پاکستان بدر کرنا چاہیے۔او آئی سی کا اجلاس بلا کر اس میں معاملے کو رکھنا چاہیے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اُٹھانا چاہیے۔ اسلامی ملکوں میں پاکستان کے سفیروں کو اس بات کی ہدایت دینی چاہیے کہ وہ بنگلہ دیش کے ظالمانہ اقدام کی مزامت کریں۔اگر ایسا نہ کیا گیا تو پاکستان کی جڑیں کم زور ہوں گی اور بھارت کو شہ ملے کہ پاکستان کو اپنے نظریہ سے ہٹا دے اور اکھنڈ بھارت خواب پورا کرے۔ صاحبو! ہم پاکستان کی نظریاتی قوتوں سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ وہ بھی اس نازک موقعہ پر آگے آئیں اور پاکستان کے دو قومی نظریہ کو بچائیں۔ بھارتی حکومت جس کا آئین سیکولر ہے مودی حکومت کے انحراف پر وہاں کے دانشوروں، صحافیوں اور سول سوسائٹی کے افراد نے احتجاج کرتے ہوئے ایک ایک کرکے بھارت کے قومی ایوارڈ واپس کر دیے تھے۔ کیا پاکستان میں ایسے کوئی با ضمیر لوگ نہیں ہیں جو احتجاج کریں۔ عاصمہ جہانگیر نے بھی کہا ہے کہ مطیع الرحمان نظامی کے مقدمے میں انصاف نہیں ہوا۔ ہم خاص کر سینئر صحافی حامد میر صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ بنگلہ دیش کی طرف سے دیے گئے ایوارڈ کو پاکستان کے دو قومی نظریہ پر قربان کر دی اور اس سے ان کے وقار اور عزت میں اضافہ ہوگا۔ یہاں تک جماعت اسلامی کے رہنماؤں کی دو قومی نظریہ کی حفاظت میں قربان ہونے کا معاملہ ہے تو جماعت اسلامی ایک منظم نظریاتی جماعت ہے پھانسیاں ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں۔ بنگلہ دیش کے لاکھوں لوگ ہر وقت اس کے لیے تیار ہیں۔ان مظالم سے انشاء اللہ

ان کو مزید تقویت ملے گی اور ایک دن بنگلہ دیش واپس پھر پاکستان میں شامل ہو سکتا ہے۔ جہاں تک شہید مطیع الرحمان نظامی کا تعلق ہے تو وہ دفعہ قومی اسمبلی کے رکن بنگلہ دیش حکومت میں وزیر رہ چکے ہیں۔ انہوں نے بنگلہ دیش کے قانون کے مطابق صدر سے معافی کے درخواست نہیں کی۔ ان کی نماز جنازہ اسکے بیٹے بیرسٹر نے پڑھائی۔ ان کی نماز غائبانہ پاکستان اور دنیا بھر میں ادا کی گئی ہے۔ ان کے ساتھ ظلم کی وجہ سے بنگلہ دیش میں ہڑتال کی جا رہی ہے مظاہرے ہو رہے بنگلہ دیش میں کرفیو کا سامان ہے۔ ہمارے نزدیک شہدا پاکستان کی صف میں ایک اور اضافہ ہوا ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کی شہادت قبول فرمائے آمین۔

بلوچستان میں کرپشن نہیں ڈاکہ

چند دن پہلے بلوچستان کے سیکرٹیری خزانہ مشتاق رئیسانی کے گھر پر نیب نے چھاپا مارا۔ گھر سے سوٹ کیسوں، بیگوں، الماریوں اور خفیہ جگہوں سے ۷۳ء۳ کروڑ مالیت کی ملکی غیر ملکی کرنسی نوٹ برآمد ہوئی۔ نوٹوں کی گنتی کے لیے مشینیں منگوانی پڑیں۔ ۱۲ گھنٹے میں نوٹوں کی گنتی ہوئی۔ سیونگ سرٹیفکیٹس ایک کروڑ مالیت کے تھے۔ چھاپے کے دوران ۴ء۴ کروڑ روپے مالیت کا سونا بھی قبضے میں لے لیا گیا۔ کیونکہ یہ کرپشن کا پیسا تھا اس کو بنکوں میں نہیں رکھا گیا اور اس ہنڈی یا لانچوں کے ذریعے بیرون منتقل کرنے کا پروگرام تھا کہ اچانک پکڑے گئے۔ چیئرمین نیب نے ہدایات دیں ہیں کہ پورے نیٹ ورک کا پتا چلایا جائے۔ پرنٹ میڈیا اور اخبارات نے خبر لگائی کہ بلوچستان میں ۷۳ء۳ کروڑ روپے کی کرپشن نیب نے پکڑی ہے۔ صاحبو! یہ کرپشن نہیں ہے یہ بلوچستان کے مصیبت زدہ عوام کی کمائی پر ڈاکہ ہے۔ ایک ڈاکو کو تو فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اب اس کی نشان دہی پر سابق پبلک سروس کمیشن اشرف مگسی، ایکسین خالق آباد اور سب انجینئر سی این ڈبلیو طارق علی سمیت ۳ ملزمان کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ معلوم ہوا دو بیٹوں اور ایک دوست کو گریڈ ۱۷ کی اسامیوں پر تعینات کرنے کا الزام ہے۔ سابق سیکریٹری خزانہ کے کہنے پر کراچی ڈیفنس میں نیب نے کاروائی کرتے ہوئے

ریئسانی کے ساتھی سہیل مجید شاہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔اس کے قبضے سے اہم دستاویزات ملی ہیں جو تحقیقات میں معاون ثابت ہو نگی۔ سہیل مجید نے بیان دیا ہے کہ ۲۶ کروڑ میرا حصہ تھا۔ سیاسی سفارش پر ٹھیکا حاصل کیا تھا۔ڈیڑھ ارب کے منصوبے سے ۴ء حصے کیے گئے۔ نیب بلوچستان ٹیم نے مچھ میونسپل کمیٹی کے دفتر پر چھاپہ مارا گیا اور ریکارڈ کو قبضہ میں لے لیا گیا ہے۔اس میں ۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۵ء تک کے تمام ترقیاتی فنڈ کی فائلیں اپنے قبضے میں لے لیں ہیں۔ مشاق ریئسانی نے دوران تفتیش بعض اہم ساتھیوں کے نام بھی بتا دیے ہیں جو کرپشن میں اس کے معاون تھے۔ مشاق ریئسانی نے انکشاف کیا کہ ترقیاتی اسکیموں کا کمیشن اعلیٰ حکام کو بھی بھجواتا تھا۔ سابق وزیر اعلیٰ اور مشیر خزانہ سے تحقیقات شروع ہو گئیں۔۳۵ء موجودہ سابق وزارا و بیروکریٹس کے نام ای سی ایل میں ڈالنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔تا اس دوران سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان عبدلمالک بلوچ نے کہا ہے کہ میں کرپشن سے لا علم تھا میں اس پر شرمندہ ہوں۔ میں خود کو احتساب کے لیے پیش کرتا ہوں۔ مشیر خزانہ نے اپنے عہدہ سے استفا دے دیا لیکن اب لاپتہ ہے۔ سینیٹر اور کرپشن سے پاک جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سراج الحق جو کئی ماہ سے ''کرپشن فری پاکستان'' مہم چلائے ہوئے ہیں ،نے کہا ہے کہ مشاق ریئسانی کے گھر سے کرپشن کے کروڑوں روپے ملنا لوٹ گھسوٹ کی دیگ کا ایک چاول ہے۔ جہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ جہاں تو ایک کروڑ کے پروجیکٹ میں ۶۰ء لاکھ روپے لوٹ مار کی نذر ہو جاتے ہیں

۔ چھوٹی مچھلیوں کو پکڑنے اور مگر مچھوں کو چھوڑنے سے احتساب پر کوئی اثر نہیں پڑے گا شاید ان کا اشارہ وزیر اعظم صاحب کی طرف تھا۔ پاناما لیکس کی تحقیقات کے لیے وزیر اعظم کی من پسند ٹی او آر ہمیں قبول نہیں۔ حکومت کرپشن کو روکنے کے لیے کچھ بھی نہیں کر رہی ہے۔ تشویش کی بات یہ ہے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ سیاست دانوں اور بیروکریٹس کی کرپشن سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ کرپشن کرنے والوں پر دہشت گردی کے مقدمات بنائے جائیں تاکہ ملک سے کرپشن ختم ہو۔ ان خیالات کا اظہار بلوچستان کے دو روزہ دورے جس میں کرپشن فری کیمپ و دستخطی مہم جاری ہے کے دوران کیا۔ صاحبو! مشتاق ریئسانی کے گھر سے ڈاکے کے روپوں کا یہ پہلا موقعہ نہیں۔ اس سے قبل سندھ میں جاری کرپشن کے خلاف رینجرز کی مہم کے دوران سندھ کے ایک وزیر کی طرف سے کے دبئی بھیجے ہوئے کرپشن کے روپے کی ایک پوری لانچ پکڑی گئی تھی جواب بھی رینجرز کی تحویل میں ہے۔ اور اس سے بھی پہلے سندھ کے ایک اور سیاستدان کے گھر کے تہہ خانے میں جلے ہوئے ڈالر کے بھی قصے میڈیا میں آئے تھے۔ اس لیے سراج الحق صاحب کہنا صحیح ہے ملک کا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ ہمارا ملک دنیا میں کرپشن میں مشہور ہو گیا ہے اب تو امریکا جو ہمیشہ پاکستان کو امداد دیتا ہے کے سیاستدانوں نے کہا ہے کہ ایف سولہ کے حوالے سے جو رقم امریکا نے ایف سولہ بنانے والی کمپنی کو پاکستان کے لیے ادا کرنی ہے نہیں دیں گے۔ کیا اوبامہ حکومت امریکا کے عوام کے ٹیکس کے روپے ایک کرپٹ ملک کو دے گا؟ صاحبو!

اس ملک کا المیہ یہ ہے کہ جو سیاست دانوں ملک کو چلانا کی قسم کھاتے ہیں وہ ملک کو لوٹنے میں مصرف رہتے ہیں۔ سیاست کو ایک نفع بخش کاروبار بنا لیا گیا ہے۔ الیکشن لڑنے کے لیے ایک لاکھ لگائے اور جیتنے کی صورت میں کروڑوں کی کرپشن کرو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ملک کے وزیر اعظم کے لیے اپوزیشن کہہ رہی ہے کہ اقتدار میں آنے سے پہلے ایک فیکٹری کے ماک تھے۔ اقتدار میں رہ کر ۲۸ فیکٹریاں بنا لی گئیں۔ ملک سے باہر پیسا بھیج دیا۔ آف شور کمپنیاں بنائیں گئیں۔ لندن میں مہنگے فلیٹ خریدے گئے۔ سیاسدانوں کی بڑی تعداد جو پارلیمنٹ کے ممبر ہیں انکم ٹیکس ہی ادا نہیں کرتے۔ بس عوام کا خون چوستے ہیں۔ پورے ملک کے بیروکریٹس کا مسئلہ ایسا ہے کہ ہر ترقیاتی اسکیم میں ان کا ایک پرسنٹیج طے ہوتا ہے۔ جو سب مل کر بانٹتے ہیں۔ ملک کی بہتری کے کوئی منصوبہ نہیں لگنے دیتے کیونکہ سیاست دانوں کی ٹرم پانچ سال بعد ختم ہوتی ہے اور وہ ان کو مشورہ دیتے ہیں کارخانہ لگاؤگے تو تمھارا ٹرن ہی ختم ہو جائے گا۔ اس لیے غیر ممالک سے امپورٹ کرو اس سے آپ کو کمیشن ملے گا جس میں سے بیروکریٹس اپنا حصہ بھی نکال لیتے ہیں اور ملک کی ترقی روکی رہتی ہے اور سیاسات دانوں اور بیروکریٹس کی چاندی ہو جاتی ہے۔ ملک کے عوام کے ساتھ جھوٹے وعدے کرتے ہیں عوام غریب سے غریب تر ہوتی جارہی ہے اور سیاست دان اور بیروکیٹس امیر سے امیر تر ہوتے جارہے ہیں۔ اس کے اثاثے باہر ملکوں میں ہیں۔ ان کے بچے باہر ملکوں میں پڑھ رہے ہیں۔ ان کا علاج باہر ملکوں میں ہوتا ہے۔

ان کے اخراجات شاہانہ ہیں۔ ان کی رہائش گائیں بہترین ہیں۔ عوام کو نہ صحت کی مناسب سہولت مہیا ہے نہ دوائیاں ملتیں ہیں۔ عوام کے بچے بغیر عمارتوں کے کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بجلی نہیں ملتی آئے روز لوڈ شیڈنگ کے عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اوھر نے مہنگاہی نے ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ راکے ایجنٹوں ملک کو ۷۰ء فی صد ٹیکس دینے والے شہر کراچی کو تیس سال بھلنی یرغمال بنایا ہوا تھا۔ ملک میں دہشت گردوں پاکستان کی رٹ کو چیلنج کیا ہوا۔ ایسے میں عوام کہاں جائیں ان سیاست دانوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے عدلیہ اور فوج ہی طرف نظریں اُٹھ رہی ہیں لہٰذا عدلیہ کو فوراًاس پر از خود نوٹس لیکر پانامہ کے مسئلے کو حل کرنا چاہے اور لوٹے ہوئے پیسے وصول کروا کر پاکستان کے خزانے میں داخل کرنے چاہیں اور کرپٹ افراد کو قرار واقع سزا دینے چاہے تاکہ بلوچستان جیسے واقعات پھر نہ ہو سکیں۔ اللہ ہمارے کو ظالموں کی کرپشن بچائے آمین۔

سانحہ ۱۲ مئی کراچی لہو لہو آل پارٹیز کانفرنس

جماعت اسلامی کراچی شہر کی نمائندہ سیاسی جماعت رہی ہے۔ کراچی بلدیہ اعظمی میں دو دفعہ (مرحوم) عبدالستار افغانی میئر رہے اور ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دور میں نعمت اللہ خان ایڈوکیٹ سٹی گورنمنٹ کی نظامت پر فائز رہے۔ فاشسٹ لسانی تنظیم ایم کیو ایم سے پہلے جماعت اسلامی کے لوگ پاکستان کی قومی اسمبلی میں منتخب ہو کر جاتے رہے ہیں۔ کہا جاتا تھا کہ پاکستان کی سیاست کراچی میں بنتی تھی۔ پھر ایک بین لاقوامی سازش کے تحت، جس میں پاکستان کا ازلی بھارت پیش پیش ہے ،نے کراچی کے امن کو تباہ و برباد کر دیا جس کا ثبوت راکے جاسوس کلبھوشن یادیو کا بیان ہے۔ایم کیوایم بار بار کراچی سے کیسے جیتتی رہی ۔ جواب یہ ہے کہ جبر، دھونس، دھاندلی اور جھرلو الیکشن جیسے مصر،شام، لیبیا اور دوسرے ملکوں میں آمرز جیتتے رہے ہیں۔ جیسے مقبوضہ کشمیر میں ہمیشہ بھارت کی پٹھو سیاسی پارٹیاں جیتتی رہی ہیں۔ غیر بات ہو رہی تھی ۱۲ مئی کی، یہ وہ دن ہے جس دن ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے اسلام آباد کے ایک پروگرام میں مکے لہرا کر کہا تھا کہ طاقت کا مظاہرہ میری پارٹی نے کراچی میں کیا ہے۔ وہ مظاہرہ کیا تھا کہ جس کا اظہار ڈکٹیٹر نے ہوا میں دونوں ہاتھوں کے مکے بنا کر لہراتے ہوئے کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ کراچی شہر

کی تمام بڑی شاہراہ ہوں کو کنٹینرز لگا کر اس وقت کے مشیر داخلہ اور موجودہ جیتے ہوئے ایم کیو ایم کے نامزد کراچی کے میئر وسیم اختر نے بند کر دیا تھا۔ کراچی کی پولیس کو بھی اسلحہ مال خانے میں جمع کرانے کا حکم دیا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ بندر روڈ پر ایک غیر قانونی ریلی کا انعقاد بھی کیا تھا۔ یہ انتظامات اس لیے کیے تھے کہ ان دونوں میں سابق چیف جسٹس چوہدری افتخار احمد کے حق میں ملک بھر میں وکلا کی تحریک چل رہی تھی۔ کراچی کے وکلا کی تنظیم کی طرف سے چوہدری افتخار احمد خطاب اور کراچی کا دورہ کرنے کی دعوت دی ہوئی تھی۔ جیسے ہی چوہدری افتخار احمد کراچی ایئر پورٹ پر اُترے شہر بھر سے لوگ ان کے استقبال کے لیے اُمنڈ آئے۔ پھر فاشسٹ ایم کیو ایم نے سفاکیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پورے کراچی شہر کو خون کی ندیوں میں مبتلا کر دیا۔چوہدری افتخا راحمد کو ایئر پورٹ سے باہر نہیں نکلنے دیا اور کراچی کی عوام کو ان تک نہیں پہنچنے دیا گیا۔ کراچی ایئر پورٹ کے قریب جماعت اسلامی کراچی کے نائب امیر کی گاڑی پر بے تہاشہ فائرنگ کی گئی جس سے وہ اور ان کے کارکن شدید زخمی ہوئے۔ مشہور ہوا کہ وہ شہید کر دیے گئے مگر اللہ نے اُن کو بچا لیا۔ اسی طرح پیپلز پارٹی کی شیری رحمان صاحبہ کی گاڑی پر شدید فائرنگ کی گئی۔ عوامی نیشنل پارٹی کے قافلہ پر فائرنگ کی گئی۔ سنی تحریک کے کارکنوں پر فائرنگ کی گئی۔ سڑکوں پر جگہ جگہ کراچی کے عوام کی لاشیں پڑی ہوئیں تھی۔ فاشسٹ ایم کیو ایم کے کارکن اپنی پارٹی کے جھنڈے لہراتے ہوئے خون کی

ہولی کھیل رہے تھے۔ اپنے پرانے محمول کے مطابق پرائیویٹ گاڑیوں، بسوں ور موٹر سائیکلوں کو جلا رہے تھے۔ جگہ جگہ جلتی ہوئی گاڑیوں سے دھواں نکل رہا تھا۔ فائر بریگیڈ کے ملازمین کہاں سے آتے وہ تو سارے کے سارے ایم کیو ایم کے حلف یافتہ کارکن تھے۔ انھوں نے فائر بریگیڈ کی گاڑیاں ایم کیو ایم کی پالیسی کے تحت گیراج میں پارک کی رکھیں اور کراچی شہر جلتا رہا۔ اس دن الیکٹرونک میڈیا نے کمال کی رپورٹنگ کی اور یہ سارا سین عوام کو دیکھاتے رہے۔ اس ظلم کی داستان عوام کے سامنے رکھنے پر اور سزا ے طور پر ایم کیو ایم کے جھنڈا اور اسلحہ بردار کارکنوں نے آج ٹی وی کے دفتر پر حملہ کر دیا۔ آج ٹی نے آن لائن یہ ساری کاروائی ناظرین کے سامنے رکھی۔ ایم کیو ایم کے کارکنوں نے آج ٹی وی کے کمپائنڈ میں پارک کی ہوئی آج ٹی وی کے ملازمین کی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کو آگ دی۔ جس کی کوریج آج ٹی وی عوام کو دیکھا رہا تھا۔ پھر آج ٹی وی کے نیوز روم پر اندہ دھند فائرنگ کی گئی۔ اور اس وقت کے بہادر نیوز انچارج اور مشہور ٹی اینکر، یہ ظلم آن لائن عوام کو دیکھاتا رہا۔ آج ٹی وی نیوز روم کی دیواریں گولیوں سے چھلنی ہو گئیں تھیں۔ شہر میں ۵۰ سے زائد بے گناہ شہریوں کی لاشیں بکھری پڑیں جس میں جماعت اسلامی، پیپلز پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی، سنی تحریک اور کئی پارٹیوں کے کارکنان اور کراچی کے عام شہری شامل تھے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی سیاسی پارٹی کے کارکن ایسی سفاکانہ حرکت کر سکتے ہیں۔ نہیں ہر گز نہیں۔ یہ کام کسی

سیاسی پارٹی کے کارکنوں کا نہیں ہو سکتا۔ یہ کام تربیت یافتہ دہشت گرد ہی کر سکتے ہیں وہ دہشت گرد کون ہیں۔ صاحبو! جب وکی لیک نے یہ انکشاف کیا تھا کہ برطانیہ کے کراچی کے سفارتی اسٹاف نے برطانیہ ای میل کی تھی کہ ایم کیو ایم نے یقین دہانی کرائی ہے کہ برطانیہ کے کراچی کے سفارت عملے کی حفاظت کے لیے ایم کیو ایم کے ۳۵۰۰۰ مسلح کارکن ہر وقت موجود ہیں۔ (شاید یہ اس لیے کیا گیا ہو کہ الطاف حسین برطانیہ میں ایم آئی سیکس کے مہمان ہیں) اس وکی لیک کو کراچی کے مشہور انگریزی اخبار اور اس کے حوالے سے جنگ گروپ کے شام کے اخبار نے بھی شائع کیا تھا۔ معزز قارین ! اگر اس رپورٹ کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کے سیکورٹی اداروں نے کوئی کاروائی کی ہوتی اور ان ۳۵۰۰۰ مسلح ایم کیو ایم [illegible] لیا ہوتا، یا ان کے خلاف قانونی کاروائی کی ہوتی تو یہ ۱۲ مئی اور اس جیسے کراچی میں لا تعداد خونی واقعات نہ ہوتے۔ اس کے لیے کس کو ذمہ دار ٹھیرایا جائے یہ سوال حل طلب ہے؟ بہر حال جماعت اسلامی کراچی نے گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے اس دن کو یاد رکھا اور تمام سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں کو اکٹھا کیا۔ آل پارٹیز کانفرنس کے رہنماؤں کو اپنے ہیڈ کوارٹر ادارہ نور حق میں بلا کر ۱۲ مئی کے خونی سانحہ پر روشنی ڈالی۔ اپنی تقریروں میں ہر مقرر نے جماعت اسلامی کا شکریہ ادا کیا۔ آل پارٹیز کانفرنس '' کراچی لہو لہو'' سے صدارتی خطاب کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے جنرل سیکرٹیری لیاقت بلوچ نے کہا سانحہ ۱۲ مئی

مئی کے مجرموں کو سزا دی جائے۔اُس وقت کی حکمران پارٹی کے دہشتگردوں نے ریاستی جبر تشدد کا مظاہرہ کیا، نہتے شہریوں پر گولیاں برسا کر ۵۰؍ قیمتی جانیں بظاہر لے لیں کر دیے۔ درجنوں زخمی ہوئے۔شہر میں ہر طرف کشت و خون کا بازار گرم تھا تھا۔زخم آج بھی تازہ ہیں۔سانحہ ۱۲؍ مئی کو ۹؍ سال بیت گئے آمر کی سرپرستی میں قتل ہونے والوں کے ورثا انصاف کے منتظر ہیں۔چیف جسٹس بحالی تحریک میں سرعام ۵۰؍سے زائد افراد ایم کیو ایم کی دہشت گردی کا نشانہ بنے تھے۔وکلا کا ملک گیر احتجاج، عدالتی کاروائی کا بائیکاٹ اور بارز کی جانب سے مذہمتی اجلاس منعقد کئے کراچی بار، ملیر باراور سندھ ہائی کورٹ بار میں سیاہ پرچم لہرائے گئے۔کانفرنس میں قراردادیں منظور کی گئیں۔۱۲؍مئی کے ظلم کھلی بشارت کھلی سے ڈکومنٹری بھی دکھائی گئی۔اس کانفرنس میں امیر جماعت اسلامی کراچی نعیم الرحمان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۲؍ مئی سے قبل ۱۲؍ مئی ۲۰۰۴ء کا دن بھی کراچی کی تاریخ کا سیاہ دن تھا۔این اے ۲۴۶ کے ضمنی انتخابات میں فاشسٹ ایم کیو ایم کے دہشت گردوں نے جماعت اسلامی کے ۹ کارکنوں کو شہید کر دیے۔اگر راکے ایجنٹ اب بھی کراچی میں موجود ہیں ان کے خلاف کاروائی کی جائے۔کراچی بار کونسل کے سابق صدر نعیم قریشی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وکلا تحریک کی وجہ سے بڑی پارٹیوں کے لیڈر واپس پاکستان آئے مگر افسوس کی کہ سانحہ ۱۲؍ مئی اور نشتر پارک کے قاتلوں کو کسی نے گرفتار نہیں کیا۔مسلم لیگ (ن) کے طارق نذیر نے کہا کہ ۱۲؍ مئی،۹؍ اپریل اور ۱۲؍ ربیع الاول کے

سانحات کی ترجیحی بنیاد پر تحقیقات کرائی جائے۔ جمعیت علمائے پاکستان کے صدیق راٹھور نے کہا کہ ملک میں خرابی ڈکٹیٹروں کی وجہ سے ہے ۱۲ اء سانحہ کے لواحقین انصاف کے منتظر ہیں۔۔ جمعیت علمائے اسلام (س) کے رہنما حافظ احمد علی ۱۲ اء کو جن پارٹیوں نے ظلم کیا وہ آج اقتدار میں ہیں ان کا فرض ہے کہ قاتلوں کو انجام تک پہنچائیں۔ جماعۃ الدعوۃ کراچی ڈاکٹر مزمل ہاشمی نے کہا کہ ملک کے مسائل اس لیے ہیں کہ ملک کو نظریاتی اساس سے محروم کر دیا گیا ہے۔ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے مولانا عمر صادق نے کہا کہ ہمارا مطالبہ ہے کہ ۱۲ اء مئی [illegible] ملوث عناصر کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ جمعیت علمائے پاکستان کے مستقیم نورانی نے کہا کہ را کے ایجنٹ کیوں اتنی بڑی تعداد میں پیدا ہوئے۔ مولانا نورانی نے اس شہر میں اس فتنے کے خلاف بہت پہلے ہی کہا تھا کہ یہ فتنہ شہر کو تباہ کر دے گا۔ پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی کے بشارت مرزا نے کہا کہ اس دن ظلم کی داستان رقم کی گئی۔ نظام مصطفےٰ پارٹی کے الحاج رفیع نے کہا کہ ۱۲ اء مئی کے ۵۰ مظلوں کا حساب حکمرانوں کو دینا ہوگا۔ اسلامک لائرز فورم کراچی کے صدر عبدالصمد خٹک ایڈوکیٹ نے کہا کہ ۱۲ اء مئی کے دن قانون کی حکمرانی کے خواہش مندوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ تحریک بیداری عوام کے رفعت اعوان، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سید عامر نجیب اور دیگر نے شرکت کی۔ نظامت کے فرائض نائب امیر جماعت اسلامی مسلم پرویز نے ادا کیے۔ آل پارٹی کانفرنس نے مطالبہ کیا کہ وہ ۱۲ اء کے سانحہ میں ملوث ڈکٹیٹر

پرویز مشرف اور ایم کیو ایم کے کردار کی شدید مذمت کرتی ہے۔ موجودہ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ سانحہ ۱۲ مئی کی تحقیقات کرائی جائے۔ملوث دہشت گردوں کو سزااور شہدا کے ورثہ کو انصاف دلائے۔ ڈکٹیٹر مشرف کے ریڈ جاری کیے جائیں۔آل پارٹیز کانفرنس مطالبہ کرتی ہے کہ سپریم کورٹ از کود نوٹس لے کر ۱۲ مئی میں ملوث کرداروں کو انصاف کے کٹہرے میں لائے۔آل پارٹی کانفرنس کے شرکا کے لیے ریفرشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس اس آل پارٹیز کانفرنس کا اختتمام ہوا۔

غریب عوام کا آخری سہارا سپریم کورٹ

پاناما لیکس نے ساری دنیا میں ہلچل مچا دی ہے۔ ٹیکس اور کرپشن بچانے کے لئے آف شور کمپنیاں بنانا عام لوگوں کے علم میں نہیں تھا۔اب تو ہر عام وخاص کو پتہ چل گیا ہے کہ عوام سے لوٹا ہوا مال کیسے چھپایا جاتا ہے۔ پاکستان میں کرپشن کے پیسے چھپانے کے کئی طریقے سامنے آئے ہیں ۔ بلوچستان کے ایک بیروکریٹ نے عوام کا لوٹا ہوا پیسا گھر میں اپنے سوٹ کیسوں،الماریوں اور بیگوں چھپا رکھا تھا۔تاکہ آسانی سے بیرون ملک منتقل کیا جاسکے یہ تو اللہ بھلا کرے نیب کے لوگوں کے عین وقت پر عوام کا لوٹا ہوا پیسا برآمند کر لیا گیا۔اس ہی بیروگریٹ کی نشانی دہی پر نیپ نے ایکسیئن آغا حضور شاہ کے گھر پر چھاپا مارا گیا۔ ان صاحب نے اپنے گھر میں پانی کے ٹنکی میں دو ارب روپے کی کرنسی چھپا رکھی تھی جس کو نیپ نے برآمند کر لی۔ ایک اور صاحب نے فرنٹ مین اسد شاہ ٹھکیدار کے گھر سے دو کروڑ روپے برآمند کر لیے گئے۔ ایک اور طریقہ کا بھی کچھ عرصہ قبل کراچی رینجرز نے عوام کے سامنے رکھا تھا وہ یہ پوری لانچ میں پیسا بیرون منتقل کرتے ہوئے پکڑ لیا تھا۔ یہ تو کرپشن کے کیسیسز عوام کے سامنے آئے ہیں نہ جانے عوام کے اور کتنے پیسے لوٹے گئے ہیں۔ عوام کے لوٹے ہوئے پیسے کی اتنی ناقدری کی گئی ہے کہ اس سے بھی کچھ عرصہ قبل سندھ کے ایک سیاست دان کے گھر کے تہ خانے میں

چھپائے گئے ڈالرز کو آگ لگ گئی تھی۔ جس کا میڈیا میں ذکر آیا تھا۔ یہ تو چوری کے دیسی طریقے ہیں جو پکڑے گئے۔ ماڈرن طریقے سے عوام سے لوٹا ہوا پیسا نکالنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ اب ذرا دیکھیں نا کہ پاناما لیکس میں جن کی اولاد کے نام آئے ہیں۔ ضرورت تو اس امر کی تھی کہ اس کو سیدھے طریقے سے تحقیق کی جاتی اور عوام کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا۔ لیکن ہمارے سیاستدانوں نے اس اتنا لمبا کر دیا کہ معاملہ حل ہوتے ہوئے نظر نہیں آتا۔ جب پہلی پاناما لیکس میں ہمارے وزیراعظم صاحب کے بیٹوں کا نام آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کی صفائی کے لیے دو دفعہ پاکستان ٹی وی پر تقریر کر کے صفائی پیش کی۔ جس میں انہوں اپنی ساتھ بیتی گئی ظلم کی کہانی بیان کی اور کہا کہ میں اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرتا ہوں۔ حکومت نے احتساب کے لیے ٹی او آر بنائے اور کہا کہ ۱۹۵۶ء کے قانون کے تحت ریٹائرڈ جج کی سربراہی یوڈیشل کمیشن بنے گا۔ بقول متحدہ اپوزیشن کے کہ حکومت نے تو ایسے ٹی او آر بنائے کہ اس طرح تو احتساب کے عمل میں سالوں لگ جائیں گے اور پھر بھی احتساب نہ ہو سکے گا۔ اپوزیشن حکومت کے ٹی او آر مسترد کر کے اپنے ٹی او آر بنائے اور کہا کہ ان کے ٹی اور آر کے قانون کے تحت سپریم کورٹ کے حاضر جج کے تحت یوڈیشل انکواری ہونی چاہیے۔ حکومت نے بھی متحدہ اپوزیشن کے ٹی اور آر مسترد کر دیے اور کہا یہ تو صرف وزیراعظم کے خلاف ہیں۔ اس طرح معاملہ طول پکڑتا گیا۔ حکومت نے چیف جسٹس صاحب کو یوڈیشل کمیشن بنانے کے

لیے جو خط لکھا تھا اس کے جواب میں جو فیصلہ چیف جسٹس صاحب نے سنایا تو اپوزیشن کی منطق کی گواہی چیف جسٹس صاحب کے فیصلے سے بھی ثابت ہو گئی۔ اس کے بعد متحدہ اپوزیشن نے ۷۰ سوال ترتیب دیے اور کہا کہ وزیراعظم صاحب پارلیمنٹ میں تشریف لائیں اور ہمارے سات سوالوں کا جواب دیں تو معاملہ صحیح سمت چل پڑے گا۔ وزیر اعظم صاحب پارلیمنٹ میں تشریف لائے اور پھر پالیسی تقریر میں وہی پرانی ظلم کی کہانی سنائی اور کہا کہ پیسا ملک سے باہر نہیں گیا۔ ذرائع یہ معلوم کرنے میں حق بجانب ہیں کہ جو مل دبئ میں بنائی گئ تھی کیا یہ پیسا پاکستان سے باہر نہیں گیا تو کہاں سے آیا تھا۔ اسپیکر صاحب سے ایک کمیٹی بنانے کے لیے کہا کہ متحدہ اپوزیشن سے مل کر ٹی او آر بنائے۔ متحدہ اپوزیشن کی طرف سے خورشید شاہ صاحب نے چند منٹ کی تقریر کی اور کہا کہ وزیر اعظم صاحب نے ہمارے سوالوں کا جواب نہ دے کر اب ۷۰ سوال پیدا [illegible] اپوزیشن نے پارلمنٹ کا بائیکاٹ کر دیا۔ اور کہا کہ اب ہم عوام کے پاس جائیں۔جب دوسری بار پاناما نے لسٹ جاری کی تو اس میں مریم صفدر صاحبہ کے نام بھی ایک آف شور کمپنی نکلی جس پر متحدہ اپوزیشن نے شور مچایا۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران خان کے نام بھی ایک آف شور کمپنی نکلی۔ جس پر حکومت کے وزیروں نے پریس کانفرنس کر کے کہا کہ عمران خان آف شور کمپنی کے باوہ آدم نکلے۔ عمران خان نے اپنی صفائی میں لندن کے فلیٹ کے کاغذات پارلیمنٹ کے اجلاس سے پہلے پریس کانفرنس کر کے دکھائے۔ عمران خان نے

کہا تھا کہ میں برطانیہ کا شہری نہیں تھا اور میں نے برطانوی حکومت کو ٹیکس نہیں دینا تھا۔ میرے اکاؤنٹ نے کہا کہ آف شور کمپنی بنانی پڑے گی۔ میں نے لندن کا فلیٹ بھیج کر بنی گالہ والا مکان بنایا اس طرح میں نے باہر سے پیسا پاکستان لایا۔ یہ بات اگر صحیح مان لی جائے تو بھی آف شور کمپنی ۲۰۱۵ء جنوری تک کیوں فعال رہی اسے تو بند ہو ناجانا چاہیے تھا۔ حکومتی ذرائع یہ کہتے ہیں کہ وزیراعظم کے بیان کے بعد اپوزیشن لیڈر کو پارلیمنٹ میں ان پر تنقید کرنی چاہیے تھی۔ اس کے بعد عمران خان کو بھی تقریر کرنے کی اجازت تھی کہ وہ بھی اپنا نکتہ نظر پارلیمنٹ میں بیان کرتے۔ جو دونوں نے نہیں کیا۔ اس بات میں حکومت کے بیان میں وزن ہے۔ جب متحدہ اپوزیشن بار بار وزیراعظم سے کہتی تھی کہ وزیراعظم صاحب پارلیمنٹ میں آکر بات کریں۔ تو اب حکومت بھی یہی کہتی ہے کہ پارلیمنٹ میں معاملات میں بحث کرنی چاہیے تھی متحدہ اپوزیشن نے پارلیمنٹ کا بائیکاٹ کیوں کیا۔ متحدہ اپوزیشن کا کہنا تھا کہ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر وزیراعظم صاحب نے ہمارے ۷۰ سوالوں کا مناسب جواب نہ دیا تو پارلیمنٹ کا بائیکاٹ کریں گے۔ اور ہم وزیراعظم کی تقریر کا جائزہ لیں گے اور آگے کا لائحہ عمل طے کریں گے۔ اس وقت ایم کیو ایم متحدہ اپوزیشن سے یہ کہہ کر علیحدہ ہو گئی ہے کہ عمران خان کی بھی آف شور کمپنی ہے اور ہم ایسی حالت میں متحدہ اپوزیشن کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ اب اپوزیشن پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک ہو گی اور ۷۰ سوال کرے گی اور بحث نئے سرے سے شروع ہو گی۔

لگتا ہے کہ حکومت اور اپوزیشن نے مل کر پاکستان کی عوام کو ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا دیا ہے۔ان حالات میں پاناما لیکس کا قصہ ایک طرف رہ جائے گا اور عوام کا لوٹا ہوا پیسا واپس عوام کے خزانے میں جمع نہیں ہوگا۔اب غریب عوام کا آخری سہارا سپریم کورٹ ہے جو از خود نوٹس لے اور اس قومی مسئلے کو حل کرے۔

تازہ کشمیر کی ناممکن حل کی باتیں!

ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں کشمیر پاکستان کا حصہ ہے جسے جبراً بھارت نے غلام بنایا ہوا ہے۔ کشمیر میں ۹۰ فی صد سے زیادہ مسلمان بستے ہیں جو کہ پاکستان سے محبت کرتے ہیں۔ جغرافیائی لحاظ سے بھی کشمیر پاکستان کا حصہ ہے۔ اخلاقی، ثقافتی، مذہبی، علاقائی اور بین الاقوامی طور پر بھی کشمیر کو پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے۔ پاکستان کے بانی حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے برصغیر کے تقسیم کا جو فارمولہ پیش کیا تھا اور جسے جمہوری طریقہ سے منظور بھی کرایا تھا کہ برصغیر میں دو قومیں رہتی ہیں ایک ہندو اور دوسری مسلمان۔ شروع میں قائد اعظمؒ بھی نے بھی کانگریس کا ساتھ دیا تھا۔ اس لیے کہ انگریزوں سے ملک آزاد کرایا جائے۔ مگر مسلمانوں کے ساتھ جب ہندوؤں کے تعصب کو قریب سے دیکھا تو اس سے رائیں جدا کر لیں جس کا اعتراف بھارت کے سابق وزیر خارجہ اپنی کتاب میں بھی کر چکے ہیں۔ قائدؒ نے دو قومی نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے کہا تھا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے لیڈرز الگ، ان کا مذہب الگ، ان کے رواج الگ، ان کی ثقافت الگ ہے۔ ایک قوم گائے کو ذبح کرتی ہے دوسری قوم اس کی پوجا کرتا ہے۔ ان دلیلوں کے بعد پاکستان دو قومہ نظریہ کے تحت وجود میں آیا۔ کشمیر کو بھی اسی نظریہ کے تحت پاکستان کے ساتھ الحاق ہونا تھا جیسے صوبہ سرحد اور صوبہ مشرقی بنگال شریک ہوا تھا۔ بھارت نے کشمیر پر فوج کشی کرکے اس پر قبضہ کر لیا۔ پاکستان

کی فوج اور قبائل نے اس کے جواب میں کشمیر کو آزاد کرانے کے لیے کاروائی کی اور موجودہ ۳۰۰ء میل لمبا اور ۳۰ء میل چوڑا حصہ آزاد کر لیا جسے ہم آزاد کشمیر کہتے ہیں۔ پاک فوج سری نگر تک پہنچنے والی تھی کہ نہرو اقوام متحدہ میں گئے اور کہا کہ حالات صحیح ہونے پر کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیا جائے کہ وہ پاکستان میں شریک ہونا چاہتے یا بھارت میں جہاں خود مختیاری کا ذکر نہیں ہے۔اس وعدہ پر جنگ بند ہوئی۔ بھارت اس وعدہ سے پھر گیا اور آج تک یہ تنازہ ویسے کا ویسا ہی کھڑا ہوا ہے۔ بھارت نے ۸ء لاکھ فوج کشمیر میں عملی طور پر بھیج کر [illegible] لاکھ کشمیری کو شہید کر دیا ہے۔دس ہزار عزت مآب خواتین کی اجتماعی آبرو ریزی کی گئی۔ کشمیریوں کی اربوں روپے کی مالیت کی پراپرٹیز کو گن پاؤڈر چھڑک کر خاک کستر کر دیا گیا۔ ہزراوں کشمیریوں کو قید کے دوران آپاہج بنا دیا گیا۔اب بھی ہزاروں نوجوان بھارت کی قید میں بند ہیں۔ہزاروں نوجوانوں کو غائب کر دیا گیا ہے۔درجنوں اجتماعی گم نام قبریں منظر عام پر آچکی ہیں۔ ایک فرد کو پکڑنے کے لیے سرائیل کی طرح پورے گھر کو بارود سے اڑا دیا جاتا ہے۔ کالے قوانین کے تحت کشمیری ظلم کی نگری میں زندگی گزار رہے ہیں۔ان حالات میں آج کے جسارت کے میں ایک سینئر ترین صحافی آصف جیلانی جو لندن میں مقیم ہیں کا مضمون ''کشمیر: ہم سب مجرم ہیں'' ہیں پڑھا۔ گو کہ مضمون نگار مسلمانوں اور کشمیریوں کے ہم درد ہیں۔ میں اکثر ان کے مضامین کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں مگر آج کا مضمون میری سمجھ سے باہر ہے۔

انہوں نے فرمایا بھارت کی ایک خاتون مردولا سارہ بائی کے ساتھ ۱۹۶۱ء ملاقات کا ذکر کیا اور کہا کہ خاتون کہتی ہیں کہ شیخ عبداللہ ایک سیکولر شخص تھا۔اس نے پاکستان کے دو قومی نظریہ کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیاوہ صرف کشمیر کی آزادی چاہتے تھے۔کہتے ہیں کہ پاکستان اس بات کا ادراک نہیں کیا کہ کشمیری آزدای چاہتے ہیں پاکستان کے ساتھ ملنا نہیں چاہتے۔ حکمرانوں اور پاکستانی قوم نے اپنے ذہنوں میں یہ طاری کر لیا ہے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ خود غرضی کی کالی پٹی آنکھوں پر باندھ لی ہے کشمیریوں کی قوم پرستی کا ادراک نہیں کیا گیا۔ جب کشمیری بے بسی میں پاکستان کی طرف دیکھتے ہیں تو پاکستان سمجھتا ہے کہ کشمیری پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ سب سے بڑا مجرم جواہر لال نہرو ہے اس نے کشمیریوں کے لبرل لیڈر شیخ عبداللہ کو گیارہ سال جیل میں رکھا جو کشمیر کے بھارت سے الحاق کے خلاف تھا۔ مضمون کے آخر میں فرماتے ہیں کہ نہرو نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے محسوس کر لیا تھا کہ اس کی غلط پالیسی کی وجہ سے کشمیری پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ پاکستان اور بھارت دشمن ہو گئے ہیں عوام کو مصائب کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔ شیخ عبداللہ کو گیارہ سال قید سے رہائی کے بعد لوک سبھا میں اعلان کیا تھا کہ کشمیر کا آئینی حل چاہتا ہوں۔اس کے بعد شیخ عبداللہ کو پاکستان بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس پر حکومتی حلقوں میں اختلاف پیدا ہوا تو بمبئی میں کانگریس کے اجلاس میں اپنا موقف ڈٹ کر پیش کیا۔ چار دن بیماری

کی وجہ سے صوفے پر بیٹھے تنقید سنتے رہے پھر ایک دم اُٹھے اور کہا پاکستان اور بھارت کشمیر کے مسئلے پر ہلکان ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر سب کو سانپ سونگھ گیا۔ پھر بیماری کی وجہ سے نہرو دراد ون چلے گئے۔ پھر تین روز بعد انتقال کر گئے۔ شیخ عبداللہ بھی پاکستان سے نامراد لوٹ آئے میں خود ایک صحافی کے طور پر اس اجلاس میں شریک تھا۔

انہوں نے فرمایا یہ حقیقت ہے کہ کشمیریوں کو حق خودارادیت اور آزادی سے محروم کرنے میں بھارت کے ساتھ پاکستان بھی شریک مجرم ہے۔یوں ہم سب مجرم ہیں۔ اس پر کچھ اس طرح عرض ہے کہ شیخ عبداللہ نہرو کا ذاتی دوست اور دو قومی نظریہ اور پاکستان کا مخالف تھا نہرو کے ساتھ مل کر صوبہ سرحد کے دورے پر گیا تھا۔ پاکستان کے خلاف قائدؒ کے مقابلے میں نہرو کے ساتھ ریفرنڈم کی مہم میں شامل تھا۔ ہندوؤں کی آشیر آباد پر کشمیریوں کے قتل عام میں شریک رہا۔ اس کی قبر پر اب بھی فوجیوں کا پہرا اس بات کی دلیل ہے کہ کشمیری اسے نہیں چاہتے۔ کیا پاکستان کے دورے کے درمیان پاکستان اپنے وجود یعنی دو قومی نظریہ سے دستبردار ہو کر شیخ عبداللہ کی سیکولرزم کی منطق مان لیتا۔ نہ جانے مضمون نگار ایسا کیوں سوچتے ہیں۔کیا پاکستانی اپنے قائدؒ کا فرمان کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے کو ایک طرف رکھ دیں تو یہ کہاں کا انصاف ہے۔ہم تو دیکھتے ہیں کہ کشمیری ہر روز پاکستان کا پرچم لہراتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم پاکستان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں۔ پاکستان سے محبت کا اظہار پورے بھارت میں کرتے ہیں ۔پاکستان کی محبت میں مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں

اور آپ فرماتے ہیں کہ وہ پاکستان سے ملنا نہیں چاہتے۔ علیحدہ آزادی چاہتے ہیں جبکہ ایسی کوئی بات سامنے تو نظر نہیں آتی۔ ہاں آزاد وطن کے لیے کچھ سیکولر لوگ ضرور موجود ہیں مگر ان کی تعداد بہت کم ہے۔ خدانا خواستہ مضمون نگار پاکستان کی بنیاد، دو قومی نظریہ سے الرجک تو نہیں ہو گئے۔ کشمیر تو تحریک پاکستان کا نامکمل ایجنڈا ہے۔ اسی بنیاد پر کشمیری پاکستان سے الحاق سے کرنا چاہتا ہے۔ تمام پاکستانی کشمیریوں کے ساتھ ہیں۔ کشمیر میں جماعت اسلامی اور حزب المجاہدین کے ہزاروں کارکنوں نے شہادتیں دیں ہیں۔ مولانا مودودیؒ کا فرمان کہ کشمیر جہاد فی سبیل اللہ سے ہی آزاد ہو کر پاکستان سے مل سکتا ہے۔ جہاں تک نہرو کی سوچ کا تعلق ہے اور جس بات کا ذکر مضمون نگار کرتے وہ حالات کو سامنے رکھ کر پرکھا جائے تو چنکیائی سیاست کا شاخسانہ لگتا ہے۔ وہ یہ کہ دشمن سے دوستی کرو اسے قتل کرو اور پھر اس پر آنسو بھاؤ۔ اگر نہرو کشمیریوں سے اتنے ہی مخلص تھے تو ان کے مرنے کے بعد ان کی بیٹی اندرہ گاندھی نے کیوں عمل نہیں کیا اس نے تو کشمیری ہونے کے ناطے اپنی چتا کی راکھ کشمیر کے پہاڑوں پر چھڑکنے کی وصیت کی تھی۔ نہ جانے مضمون نگار پاکستان کو دولخت کرنے اور اکھنڈ بھارت کے منصوبے سے بھی لاعلم ہیں۔ پاکستانی عوام کشمیریوں عوام کے ساتھ ہیں۔ ایک نہ ایک دن کشمیر ضرور آزاد ہو کر پاکستان سے ملے گا اور تحریک پاکستان مکمل ہو گی۔ آصف جیلانی صاحب آپ عمر کے آخری دنوں میں کہیں دو قومی نظریہ سے مایوس تو نہیں ہو گئے جو سیکولرزم کے حامی

بنے نظر آتے ہیں۔ یاد رکھیں پاکستان اور کشمیر کی بقا دو قومی نظریہ میں پنہاں ہے۔
کشمیر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت آزاد ہو گا انشاء اللہ۔ آپ تنازہ کشمیر کی ناممکن
حل کی باتیں کر رہے ہیں۔

اے عرض فلسطین، مظالم جلد ختم ہونگے

یہودیوں نے فلسطین میں صدیوں سے آباد لوگوں کی زندگیاں اجیرن کی ہوئی ہیں۔ یہودی تو تیرہ سو سال قبل مسیح پہلی بار فلسطین میں داخل ہوئے تھے۔ اِس سے قبل عرب فلسطین میں آباد تھے۔ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ داخل ہوتے ہی مقامی فلسطینی آبادی کو زور اور زبردسی ان کے گھروں سے باہر نکال کر خود آباد ہو گئے تھے۔ یہ ویسا ہی ہے جیسے یورپ کے گورے انگریز امریکا میں داخل ہو کر وہاں کی قدیم آبادی ریڈ انڈینز کو ان کے وطن سے نکال دیا تھا۔ یعنی انسانیت کے ساتھ ظلم میں یہودی اور عیسائی برابر کے شریک ہیں۔ جب فلسطین میں بخت نصر نے پوری آبادی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی اور یہودیوں کے ہیکل سلیمانی کو بھی تباہ کر دیا تھا اور یہودیوں کو فلسطین سے نکال دیا تھا۔ مگر حضرت عمرؓ کے دور حکمرانی میں ہیکل سلمانی کی بنیادیں دریافت کر کے دیوار گریہ کی یہودوں کو اطلاع کی۔ مگر یہ محسن شکن یہودی آج حضرت عمرؓ کے احسان کا بدلہ چکانے کے بجائے فلسطینی مسلمانوں کے بوڑھے، مرد و خواتین اور بچوں کو سفاکیت سے قتل عام کر رہے ہیں۔ اُندلس پر مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکومت کی تھی۔ عیسائی دنیا میں یہودیوں کو چین سکون نہیں ملتا تھا تو اندلس کے مسلمان حکمرانوں نے اپنے ہاں آرام و سکون سے رہنے دیا جس کا ذکر یہودیوں کے دانشور اپنی کتابوں میں کرتے آئے ہیں۔ پھر اسی

اندلس سے جب مسلمانوں کو عیسائیوں نے شکست دی تو سلطنت عثمانیہ نے یہودیوں کو اپنے ملک میں پناہ دی۔ جب سلطنت عثمانی کمزور پڑی تو وہی یہودی اپنے محسنوں کے خلاف ریشہ دونیوں کرنے لگے اور عثمانی بادشاہ سلطان عبد لحمید کو معزولی کا پروانہ بھی یہی یہودی ہی لیکر آئے تھے۔ یہودیوں نے اپنے ہر محسن کے ساتھ دغا کیا ہے۔ اسی بنیاد پر ہٹلر نے لاکھوں یہودیوں کو گیس کے چیمبروں میں ڈال کر قتل کیا تھا۔ جس کو یہودی ہولوکاسٹ کے نام سے ہر سال مناتے ہیں۔ عجب اتفاق ہے کہ موجودہ دور میں وہی عیسائی اور یہودی جو تاریخ کے ہر دور میں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے اب مسلم دشمنی میں ایک ہو گئے ہیں۔ عیسایوں نے ہی بلفور ڈیکلریشن کے تحت دنیا کے یہودیوں کو فلسطین میں داخل کیا تھا۔ جہاں انہوں نے ظلم سفاکیت کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ اقوام متحدہ جس کی فلسطینیوں کے ساتھ یہودیوں کی زیادتیوں کی سیکڑوں قراردادیں موجود ہیں ۔ مگر عیسایوں اور یہودیوں کی ملی بگھت سے ان قراردادوں پر عمل نہیں ہو رہا۔ عیسایوں کا سرخیل امریکا جو اس دور میں اپنا ورلڈ آڈر دنیا میں چلا رہا ہے فلسطینیوں کے ساتھ ظلم و سفاکیت میں برابر کا شریک ہے۔ روس بھی مذہبی تعصب کی وجہ سے فلسطینیوں کے ساتھ ظلم میں شریک ہے۔ فلسطین تاریخی طور پر پندرہ سو سال قبل مسیح سے فلسطینیوں کا وطن ہے۔ ان کا حق چھینا نہیں جا سکتا۔ بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ سے قبلہ اول یعنی بیت المقدس تک سفر کیا تھا۔ پھر بیت المقدس سے ہی

آسمانوں ں کا سفر شروع کیا تھا جسے مسلمان معراج النبی کہتے ہیں۔ اس لیے فلسطین تمام مسلمانوں کے لیے اہم ہے۔ صاحبو! کامل اور مستقل تو اللہ کی ذات ہے باقی سب فانی ہے۔ اس دنیا میں کبھی یونیوں کی، کبھی رومیوں کی، کبھی مسلمانوں کی اور اب یورپ و امریکا کی حکمرانی چلتی ہے مگر یہ ہمیشہ کے لیے نہیں۔ کچھ مدت پہلے مسلمانوں سے عیسایوں نے اقتدار چھینا تھا۔ یہ اقتدار آنی جانی شے ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ فلسفی شاعر کے'' میں تم کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے۔ شمشیر سناں اول طاؤس رباب آخر'' تم اور امریکا جتنا چاہو فلسطینیوں پر ظلم کر لو مگر تم فلسطین کی مزاہمتی تحریک کو ختم نہیں کر سکتے انشاء اللہ۔ ایک نہ ایک دن صحرائی شیر پھر سامنے آئے گا اور فلسطینیوں پر جاری ظلم و ستم ختم کروائے گا۔ جہاں تک عرب دنیا کے ملکوں کے حکمرانوں کی بات ہے تو ابھی تک امریکا کے پٹھو کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ امریکا ان کو ایک دوسرے سے لڑا کر اپنا الو سیدھا کرتا رہتا ہے۔ جب بھی مسلمانوں میں تنگ آ کر کوئی مزاہمتی تحریک شروع ہوتی ہے تو اس میں اپنے زر خرید لوگ ڈال کر ان سے ظلم ستم کرواتا ہے اور عام مسلمان یہ مظالم دیکھ کر ان تحریکوں سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ داعش جیسی تنظیم امریکا نے خود بنائی جس کا اعتراف اُس وقت کی وزیر خاجہ اور موجودہ صدراتی امیدوار ہیری کلنٹن نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یہ شیطانی چالیں کب تک چلیں گیں ایک نہ ایک دن حق ضرور غالب ہو گا اور باطل مٹ جائے گا کیونکہ باطل مٹنے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ غزہ جو دنیا میں

انسانوں کی سب سے بڑی جیل ہے جہاں انسانی آبادی کے زیر استعمال ستانویں فی صد پانی مضر صحت ہے۔ اسرائیل نے پینے کا صاف پانی بھی روکا ہوا ہے۔ فلسطینیوں نے تحریک انتفاضہ شروع کی ہوئی ہے۔ سات ماہ میں دو سو سے زائد فلسطینی شہید ہو چکے ہیں ساٹھ کے قریب اسرائیلی فوجی بھی جہنم واصل ہوئے ہیں۔آئے دن فلسطینیوں کے گھروں کو مسمار کیا جا رہا ہے۔ جگہ جگہ باہر کی دنیا سے آنے والے یہودیوں کی بستیاں بسائی جا رہی ہیں۔ اقوام متحدہ اپنی قراردادیں پاس کرتی رہتی ہے اور اسرائیل اسے اپنے پاؤں تلے روندتا رہتا ہے۔دنیا میں کہیں بھی اقوام متحدہ کی رٹ قائم نہیں ہوتی تو فوراً بین الاقوامی فوجیں بھیج دی جاتیں ہے کیا فلسطین میں اس خلاف وردی پر آج تک اقوام متحدہ نے فوج بھیج کر ظلم کو رکوایا ہے ہر گز نہیں۔ اس لیے کہ اقوام متحدہ امریکا اور مغرب کے لونڈھی کی حشیت سے کام کر رہی ہے۔دنیا کے مسلمان ایک ہو کر فلسطینیوں ی مدد کے آگے آنا ہو گا ورنہ اسرائیل ایک ایک فلسطینی کو ختم کرکے رہے گا۔یہودیوں کے مذہب کے مطابق باقی دنیا کیڑے مکوڑے ہیں۔اے عرض فلسطین اور عرض فلسطین کے رہنے والوں اپنی جدو جہد جاری رکھوں اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ کوئی نہ کوئی صلاح الدین ایوبیؒ پھر پیدا ہو گا اور فلسطینیوں کے مظالم ختم کروائے گا انشاء اللہ۔

کرپشن فری پاکستان تحریک ٹرین مارچ

امیر جماعت اسلامی اور سینیٹر سراج الحق نے پانا لیکس سے کئی ماہ پہلے سے کرپشن فری پاکستان تحریک کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس سلسلے میں پورے ملک میں کرپشن فری پاکستان سیمینارز کا انعقاد کیا گیا ہے۔ جلسے اور ریلیاں بھی نکالی گئیں ہیں۔ جماعت کے کارکنوں نے دھرنے دیے گئے۔ جماعت اسلامی یوتھ نے ملک بھر میں مختلف جگہوں پر پروگرام منعقد کیے۔ ٹرین مارچ میں سراج الحق نے اے سی میں نہیں بلکہ عام کارکنوں کے ساتھ گرمی میں اکنانومی کلاس میں سفر شروع کیا ہے۔ یہ وزیر اعظم صاحب کا سکھر میں ایئر کانڈیشن جلسہ نہیں۔ پشاور میں اجتماع ذمہ داران منعقد ہوا جس میں کرپشن فری تحریک ٹرین مارچ کے انتظامات کا جائزہ لیا گیا جس کی صدارت مشتاق احمد خان امیر جماعت اسلامی خیبر پختونخواہ نے کی۔ سابق ممبر قومی اسمبلی اور سیکرٹیری جنرل جماعت اسلامی پاکستان جناب لیاقت بلوچ نے پشاور ریلوے اسٹیشن پر انتظامات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ پشاور سے کراچی کرپشن فری تحریک ٹرین مارچ ۲۵ء تا ۲۷ء کا آغاز ہوا ہ راستے میں ۵۱ء مقامات پر صحت [illegible] ۷۵ء مقامات پر سراج الحق نے خطاب کیا ہے۔ پشاور ریلوے اسٹیشن پر جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے سراج الحق نے کہا کہ پاکستان کا مقدر اسلام ہے۔ کرپشن اور کمیشن کو ختم کرنا ہے۔ پاکستان میں وسائل کی کمی

نہیں۔ہر قدرتی نعمت پانی، معدنیات، دھوپ، بلند پہاڑ اور میدان وافر مقدار میں اللہ نے بخشے ہیں۔ان وسائل کو صحیح استعمال کرکے پاکستان کو خوشحال بنائیں گے۔ جہاں کوئی غریب نہ رہے گا نہ کوئی غریب فٹ پاتھوں پر سوئے گا۔ جب ٹرین مارچ دو بجے راولپنڈی ریلوے اسٹیشنوں پر پہنچا تو جماعت اسلامی کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے سراج الحق نے کہا کہ ہمارا دور آیا تو کرپشن کرنے والوں کو ہتھ کڑیاں لگیں گی اور اُن کو جیلوں میں ڈالا جائے گا۔ راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پر اسلام آباد اور راولپنڈی کے امیر جماعت اسلامی بڑی تعداد میں لوگوں کے ساتھ استقبال کے لیے پہلے سے موجود تھا۔ ٹرین مارچ نوشہرہ، رسال پور، اٹک، حسن ابدال، واہ کینٹ، راولپنڈی سے ہوتے ہوئے تمام ریلوے اسٹیشنوں پر عوام کی بڑی تعداد موجود تھی۔ جگہ جگہ عوام نے ٹرین مارچ پر پھول کی پتیاں نچھاور کیں۔اس موقعہ پر جماعت کے مرکزی نائب امراء، سیکرٹیری جنرل لیاقت بلوچ چاروں صوبوں کے امراء و سیکرٹیری اطلاعات امیر عظیم سمیت صوبائی اور ضلعی رہنما شریک تھے۔ ٹرین مارچ لاہور پہنچا تو جماعت اسلامی کے پر جوش کارکنوں نے جو پرچم تھامے ہوئے تھے نے والہانہ استقبال کیا۔ سراج الحق نے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پانچ دس ہزار لوگوں کی قربانی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم کرپشن کرنے والوں کو مجبور کر دیں گے کہ لوٹا ہوا پیسا واپس پاکستان میں لائیں۔ کرپشن کی وجہ سے ملک خطرے میں پڑ گیا ہے۔ شفاف تحقیقات اور عدالتی فیصلے پر عمل نہ ہوا تو عوامی سمندر اسلام آباد پہنچ

جائے گا۔ ایوانوں پر مافیا کا قبضہ ہے۔ اُدھر کراچی میں کرپشن فری پاکستان تحریک ٹین مارچ کی والہانہ استقبال کی تیاریاں شروع ہو گئیں ہیں۔ کراچی میں جماعت اسلامی حلقہ خواتین کی سیکر ٹیری جنرل دردانہ صدیقی نے کہا ہے کہ ٹرین مارچ بدعنوانی سے پاک پاکستان کے لیے سنگ بنیاد ثابت ہو گا۔ عوام غربت اور بے روزگاری سے تنگ ہیں اور حکمرانوں نے اربوں ڈالر باہر منتقل کر دیے ہیں۔ جماعت اسلامی کی سسٹر تنظیم این ایل ایف کے صدر رانا محمود علی خان اور سیکر ٹیری جنرل سلمان بٹ نے کہا ہے انہوں نے ٹرین مارچ کے استقبال کی تیاریاں مکمل کر لیں پاکستان اسٹیل ملز کی لیبر یونین کے جنرل سیکر ٹیری ظفر خان نے کہا ہے کہ کرپشن فری تحریک ٹرین مارچ کا بھرپور استقبال کریں گے کراچی کے امیر حافظ نعیم الرحمان نے کراچی میں لگائے گئے استقبالیہ کیمپوں کا دورہ کیا ہینڈ بل تقسیم کئے اور کہا کہ یہ استقبال اصل میں کرپشن فری پاکستان کا استقبال ہو گا۔ کینٹ اسٹیشن کے باہر پارکنگ ایریا میں پر قائم استقبالیہ کیمپ کے انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں۔ بڑے پیمانے پر استقبال کریں گے۔ کرپشن فری پاکستان تحریک عوام کے اندر شعور بیدار کرنے کی تحریک ہے۔ جمائت اسلامی صوبہ سندھ کے امیر معراج لہڈیٰ صدیقی اور طاہر مجید نے مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ سندھ میں بھرپور استقبال کیا جائے گا۔ کرپشن اور کرپٹ حکمران ملک کا بنیادی مسئلہ ہیں۔ ان سے نجات کے بغیر پاکستان ترقی اور خوشحالی ممکن نہیں۔ بڑے پیمانے پر خوش آمدید کے بینرز اور پاسٹر

آویزیں کئے گئے ہیں اور ذمہ داروں نے مختلف مقامات کے دورے بھی کئے۔ ٹرین ملتان پہنچی تو وہاں پہلے سے موجود کارکنان نے سراج الحق کا والہانہ استقبال کیا۔ سراج الحق نے کہا کہ امریکی ٹولے کو ملک سے بھگائیں گے۔ کرپٹ حکمرانوں کا یوم حساب قریب آ گیا ہے اب وہ جیلوں میں نظر آئیں گے۔ حمود الرحمان اور ایبٹ آباد جیسا بے اختیار کمیشن قبول نہیں کریں گے۔ شیڈول کے مطابق عوام ایکسپریس نے ۲۷ مئی کو ۸ بج کر ۳۰ منٹ پر کینٹ اسٹیشن پر ٹرین [illegible] کراچی کے عوام اور جماعت اسلامی کراچی کی قیادت بھرپور استقبال کریں گے۔ بلآخر عوام ایکسپریس ڈھائی گھنٹے لیٹ گیارہ بجے کینٹ اسٹیشن پر پہنچی تو کارکنوں کے جھرمٹ میں سراج الحق، لیاقت بلوچ، اسد اللہ بھٹو، ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی، یوتھ ونگ کے مرکزی صدر زبیر احمد گوندل پلیٹ نمبر ون سے باہر پارکنگ ایریا آئے تو پرجوش کارکنوں کھڑے ہو کر تاریخی استقبال کیا۔ سندھ کے مختلف ریلوے اسٹیشنوں پر کرپشن فری ٹرین مارچ کو زبردست پذیرائی ملی اور عوام کے جم غفیر نے سراج الحق کو سنا اور استقبال کیا۔ کینٹ اسٹیشن پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہ کہ قوم کرپشن فری پاکستان کے لیے ہمارا ساتھ دے۔ حکمران کرپشن اور اقتدار چھوڑنے کے لیے تیار نہیں، ان کا یوم حساب آن پہنچا ہے، ہتھکڑیاں اور پھندے تیار ہیں، بس احتساب شروع ہونے کی دیر ہے، سب کی باری آنے والی ہے، کراچی کو کرپشن اور ٹینشن فری بنائیں گے۔ اسپرین اور ڈسپرین سے کرپشن کا علاج نہیں ہو سکتا، بڑے آپریشن کی ضرورت

ہے۔ ۳۰ مئی سے تحریک کا نیا مرحلہ شروع کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ کرپشن ختم کرانے کے لیے اگر پاناما بھی جانا پڑا تو اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا جزبہ دیکھ کر میری ساری دکھاوٹ دور ہو گئی ہے۔ علامہ اقبالؒ اور قائد اعظمؒ کے پاکستان پر امریکا اور بھارت کے یار مسلط ہو گئے ہیں۔ ہمیں پاکستان کو عوام کی طاقت سے ان کے خوابوں کی تعبیر کے مطابق بنانا ہے۔ پی ٹی وی نے ہمارے کرپشن فری مارچ کا بائیکاٹ کیا ہے۔ آج پاکستان دو طرح کا ہے امیروں کا غریبوں کا۔ امیر کے بچے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور غریب کے بچے کوڑے کے ڈھیر سے رزق تلاش کر رہے ہیں۔ دو کروڑ بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ حکمران کہتے ہیں کہ ہم نے جدہ میں اسٹیل مل لگائی اور دو سال میں ایسی ترقی کی کہ لوگ حیران رہ گئے مگر پاکستان کی اسٹیل مل کے ایسی ترقی کیوں نہیں ملی، بلکہ اس کے ملازمین کو کئی ماہ سے تنخواہ ہی نہیں ملی۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ آج کراچی میں ٹرین مارچ کا فقید المثال استقبال پر ہم عوام سے اظہار تشکر کرتے ہیں۔ سراج الحق نے ۷۵ مقامات پر عوام سے خطاب کیا اور عوام میں شعور بیدار ہوا۔ اسد اللہ بھٹو نے کہا عوام کرپٹ حکمرانوں کے گرد گھیرا تنگ کریں۔ ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی نے کہا کہ کرپشن کے خلاف عوام کا سیلاب حکمرانوں کو بہالے جائے گا۔ حافظ نعیم الرحمان نے کہا کہ کراچی کے عوام نے تاریخی استقبال کرکے ثابت کر دیا کہ کرپشن فری پاکستان کا آغاز ہو گیا ہے۔ سراج الحق جو بھی پیغام دیں گے اس کے مطابق تحریک کو آگے بڑھائیں

گے۔کے الیکٹرک کو مشرف اور اس کی اتحادی جماعت ایم کیو ایم نے مل کر فروخت کیا۔ کے الیکٹرک عوام پر ظلم ڈھا رہی ہے۔اس کے خلاف جماعت اسلامی نے تحریک شروع کی ہوئی ہے۔اس کے خلاف سپریم کورٹ میں مقدمہ قائم کیا ہے۔زبیر گوندل نے کہا کہ ۳۰ مئی کو اسلام آباد میں ملک بھر کے نوجوانوں کا اجتماع ہو گا اور آئندہ کا لائحہ عمل دیں گے۔صاحبو! کرپٹ عناصر نے غریب عوام کی کمائی کو گھر کے اندر بکسوں، بیگوں اور الماریوں، پانی کی ٹنکیوں، بیکریوں میں چھپا رکھا ہے۔ لائنچوں کے ذریعہ باہر منتقل کرنے کی کوشش کی۔ یہ تو پکڑے گئے اور جو نہیں پکڑے گئے اور باہر منتقل ہو گئے، وہ نہ جانے کتنے پیسے ہیں۔ عوام کا پیسا باہر ملکوں میں آف شور کمپنیاں کے ذریعہ لوٹا گیا۔ یہ پیسہ کرپشن سے پاک جماعت اسلامی ہی واپس لا سکتی ہے۔ یہی سراج الحق کے کرپشن فری پاکستان ٹرین مارچ کا پیغام ہے۔ لہٰذا عوام کو اس کا ساتھ دینا چاہیے۔

حکومتی معاملات ویڈو لنک کے ذریعے؟

پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کی بیماری کی وجہ سے حکومت کے اہم معاملات ویڈو لنک کے ذریعے چلائے گئے۔ قوم کو اپنے وزیر اعظم کی صحت کی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ انہیں صحت عطا فرمائے اور وہ جلد از جلد صحت یاب ہو کر پاکستان لوٹیں اور حکومتی معاملات بخوبی سرانجام دیں۔ کبھی کبھی کچھ خاص چزیں اللہ کی طرف سے انسانوں کو عطا ہوتیں ہیں ان میں ہمارے وزیر اعظم صاحب خوش قسمت ہیں کہ کئی خاص چیزیں اللہ نے انہیں عطا کیں۔ ان چیزوں میں سب سے بڑی اور تاریخی چیز پاکستان کا ایٹمی تجربہ ہے۔ قارئین ! کو یاد ہو گا وزیر اعظم صاحب نے ایٹمی دھماکا سے پہلے ہی کشمیر کے دورے کے دوران بھارت کو للکارتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ پاکستان ایٹمی قوت بن چکا ہے۔ پھر اس کے بعد ۲۸ مئی کو بھارت کے پانچ ایٹمی دھماکوں کے مقابلے میں پاکستان نے چاغی کے پہاڑوں میں چھ ایٹمی دھماکے کر کے اپنی ازلی دشمن بھارت پر ایٹمی برتری حاصل کر لی تھی ۔ اس میں شک نہیں کہ پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے میں ذوالفقار علی بھٹو نے پہل کی تھی جس کے لیے ان کی جتنی بھی تحریف کی جائے کم ہے، لیکن اس کے بعد پاکستان کے ہر حکمران نے پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے میں اپنا اپنا قردار ادا کیا جو تاریخ میں سنہرے الفاظ میں لکھا جائے گا۔ لیکن تاریخ نے یہ الفاظ بھی

اپنے اندر ثبت کر لیے ہیں کہ پاکستان نے ایٹمی دھماکے نواز شریف کے دور میں کر کے اسلامی دنیا کی پہلی اور دنیا کے چھٹی قوت بن گیا۔ ساری مغربی دنیا، شیطان کبیر، مسلمانوں کے دشمن اور پاکستان کے خلاف گریٹ گیم کے سرخیل امریکا کی مخالفت اور پیسوں کی لالچ کے باوجود یہ کام اللہ نے نواز شریف سے کرایا۔ تو اس طرح پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے وزیر اعظم کو ملی وہ پاکستان کو ایٹمی قوت بنانا ہے جق ان کے لیے قابل فخر ہے۔ ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے جب نواز شریف کی جمہوری حکومت ختم کی تھی تو اس وقت اِن کو پاکستان کی پارلیمنٹ میں ممبران کی دو تہائی اکثریت حاصل تھی۔ یہ بھی اللہ کی طرف سے نواز شریف پر عنایت تھی۔ ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے ان پر جہاز اغوا کا مقدمہ قائم کیا جس میں نواز شریف کو سزا ہوئی اور وہ معافی مانگ کر ایک معاہدے کے تحت دس سال کے لیے سعودی عرب منتقل ہو گئے۔ اس کے بعد ڈکٹیٹر پرویز مشرف تکبر سے کہا کرتے تھے کہ نواز شریف اور بے نظیر بھٹو پاکستان میں نہیں آ سکتے۔ مقافات عمل دیکھیں کہ تکبر کرنے والا ڈکٹیٹر عدالت میں پیشی کے ڈر سے پہلے کئی ماہ تک راولپنڈی کی ہسپتال میں چھپا رہا اور اب منافقت کر کے بیماری کا بہانہ بنا کر ملک سے باہر بھاگ گیا اور عدالت نے ایک کیس میں اُس کی گرفتاری کے لیے ریڈ وارنٹ جاری کئے ہوئے ہیں۔ جن کو تکبر کی وجہ سے پاکستان میں آنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ ان دونوں نے اس کے آنکھوں کے سامنے پاکستان میں حکومتیں کیں۔ زرداری صاحب کے پانچ سال میں مفاہمت کے

تحت فرنڈلی اپوزیشن کا قردار ادا کرتے رہے اور اس پالیسی کے تحت پاکستان میں پہلی بار ایک منتخب حکومت نے اپنے قانونی پانچ سال مکمل کیے۔ نواز شریف کو اللہ نے ۲۰۱۳ء کے انتخابات میں ایک بار پھر پاکستان کی پارلیمنٹ میں ممبران کی دو تہائی اکثریت دی جس کے جیسے تیسے تین سال مکمل ہو گئے ہیں۔ اسطرح اگر قسمت کی بات کی جائے تو اللہ کی طرف سے نواز شریف کو یہ تیسری عنایت ہے۔ حسن اتفاق کے نواز شریف صاحب بیمار ہو گئے اور ان کو اپنے علاج کی غرض سے لندن جانا پڑا۔ ان کی بیٹی مریم صفدر صاحبہ نے کے حوالے سے الیکٹرونک میڈیا پر پٹی چل رہی ہے کہ ۸ بجے سے آپریشن شروع ہے جواب بھی جاری ہے۔ آپریشن تھیٹر جانے سے پہلے اپنی وادہ صاحبہ سے فون پر بات کی اور دعائیں لیں۔ اے کاش کے حکومتی طور پر کو صحت کے بارے میں نیوز بلیٹن وقفہ وقفہ سے جاری ہوتا تو قوم کو اپنے وزیر اعظم صاحب کی صحت کے متعلق بروقت معلومات ملتی رہیتں۔ مگر یہ بھی پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا کہ نواز شریف نے اپنے دل کی اوپن سرجری سے ایک دن پہلے دو اہم اجلاس کی ویڈیو لنک کے ذریعے صدارت کی اور بجٹ تجاویز کی بھی منظوری دی۔ مخالف طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں کہ بجٹ پاس ہونے سے پہلے ہی راز فاش ہو جائے گا۔ نواز شریف نے اس کا جواب دیا کہ بجٹ پاس ہونے سے پہلے ہی اخبارات کی سرخیاں لگ جاتیں ہیں اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ کچھ بھی ہو یہ بھی نواز شرف کو اعزاز حاصل ہوا کی ملک سے باہر رہ کر اور بیماری کی بھی حالت میں بجٹ

تجاویز کی منظوری دی۔ صاحبو! نواز شریف کی پالیسیوں سے اختلافات، ان کے ملکی معاملات دھیلے رویے، بچوں اور ان کے آف شور کمپنیوں میں ملوث ہونے، ان کے ۱۹۸۵ء سے لیکر اب تک الیکشن کمیشن میں داخل شدہ گوشواروں کا ان کی آمدنی سے لگا نہ کھانے کے باجود قسمت کے دھنی ہونے کے واقعات بیان کئے ہیں۔ سات ماہ تک قابینہ کی میٹنگ نہ بلانا، کئی مدت سے اسکورٹی کمیٹی کا اجلاس نہ بلانا، کئی مہینوں سے پارلیمنٹ کے اجلاسوں میں شرکت نہ کرنا، غیر ممالک کے غیر ضروری دورے کرنا، غریب ملک کے خزانے سے شاہانہ اخراجات کرنا، مسلمانوں کے قاتل اور پاکستان توڑنے کا اعلان کرنے والے دہشتگرد مودی سے ذاتی دوستی کرنا اور اسے اپنی سال گرہ میں لاہور بلانا اور بھارتی جاسوس کل بھوشن یادیو پر زبان بندی۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن پر ہر پاکستانی نواز شریف سے وضاحت مانگتا ہے مگر نواز شرف صاحب ہیں کہ اپنی خاموشی توڑنے کے لیے تیار نہیں۔ پارلیمنٹ میں دو تہائی اکثریت ہونے کے باوجود پاکستان کے آئین میں وزیر اعظم کی غیر حاضری میں ان کے نائب کے لیے قانون سازی نہ کرنا، اور شاید ہمارے وزیر اعظم صاحب کو یہ پسند بھی نہیں۔ جبکہ دوسرے ملکوں کے آئین میں اس کا حل پیش کیا گیا ہے۔اس لیے آئین میں ترمیم کرکے وزیر اعظم کی غیر حاضری کے دوران کسی نائب وزیر اعظم کا تقرر ضرور ہونا چاہیے تاکہ امور مملکت آئینی طریقے سے چلتے رہیں۔ اور مخافت برائے مخالفت کرنے والوں کی بھی زبان بھی بند ہو۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وزیر اعظم صاحب جلد از جلد

صحت یاب ہوں اور پاکستان تشریف لا کر پہلے سے بہتر طریقے سے امور مملکت چلائیں
آمین۔ اور قانون سازی بھی کریں تاکہ آئندہ ایسی صورت میں ویڈیو لنک کے ذریعہ
ملکی معاملات نہ چلائے پڑیں جو کہ بہر حال محفوظ نہیں۔

بجٹ سال ۲۰۱۶ء،۲۰۱۷ء

ملائشیا کے قومی لیڈر محترم ڈاکٹر مہاتیر محمد نے جب حکومت چھوڑی تھی اس کے بعد ایک مشہور زمانہ انٹرویو دیا تھا جس میں دوسری باتوں کے امریکہ اور مغرب کی اسلام دشمنی کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اگر کسی ملک کو ختم کرنا ہے تو اسے آئی ایم ایف کے حوالے کر دو۔ آئی ایم ایف آہستہ آہستہ اُس ملک کو قرضوں کے چکر اور سود در سود کے چکر میں ختم کر دے گا۔ بات یہ ہے کہ نواز حکومت کے وزیر خزانہ نے پاکستان کو آئی ایم ایف کے حوالے کیا ہوا ہے اور واقعی ملک تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے۔ ان حالات میں نواز حکومت کے وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار نے سال ۲۰۱۶ء،۲۰۱۷ء کے لیے نواز حکومت کا چوتھا بجٹ جو ۴۹ کھرب کا ہے بجٹ قومی اسمبلی میں منظوری کے لیے پیش کر دیا۔ اسے بحث اور کمی بیشی کے بعد پارلیمنٹ پاس کرے گی۔ نواز حکومت کے پاس پارلیمنٹ میں ممبران کی جو دو تہائی اکثریت ہے اس کی وجہ سے آسانی سے بجٹ ۲۰۱۶ء،۲۰۱۷ء پاس ہو جائے گا۔ اس سے قبل کابینہ کے اجلاس میں وزیر اعظم صاحب نے اوپن ہارٹ آپریشن سے پہلے لندن سے ویڈیو لنک انتظام کے تحت بجٹ تجاویز کی منظوری دی تھی۔ بجٹ میں پہلے کی طرح آمدنی بڑھانے کے لیے نئے ٹیکس تجویز کئے گئے ہیں جس سے مہنگائی میں اضافہ ہو گا۔ بجٹ آنے کی وجہ سے پاکستان اسٹاک مارکیٹ ۳۷ ہزار پوئنٹس کا ایک اور تاریخی سنگ میل عبور کر

لیا۔اُدھر ایک نجی ٹی وی اسٹیشن کے پروگرام میں ایک اقتصادی ماہر نے حکومت پر الزام لگایا کے معاشی ترقی کم تھی جسے وزیر خزانہ کے دفتر میں بیٹھ کر زبردستی پاکستان کے بیرو آف اسٹیٹکس سے تبدیل کرواکر رواں سال کے لیے ۱۔۴ سے ۷۔۴ فی صد کی شرح تک بڑھائی گئی۔ حکومت کی طرف سے اس گروتھ کو آٹھ سال کی بلند تر سطح کہا گیا ہے۔ اقتصادی تجزیہ کار ویسے بھی پاکستان کے بجٹ کو الفاظ اور اعداد شمار کا گورکھ دھندہ ہی کہتے ہیں۔ ہر بجٹ کے بعد مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔ اس بجٹ میں ۱۲۷۶ ارب خسارے بتایا گیا ہے۔ ۶۔۲۱ ارب ڈالر کا [illegible] کو دھوکا ہے یہ بیرونی مالیاتی اداروں سے قرض لے کر بڑھایا گیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آج ہر پاکستان بیرونی مالیاتی اداروں کا ایک لاکھ بیس ہزار کا مقروض ہے اور یہ پاکستان کی تاریخ کی بیرونی قرضوں کی انتہائی سطح ہے۔ ایف بی آر کو ۳۶۲۱ ارب ٹیکس جمع کرنے کا ٹارگٹ دیا گیا ہے اس سے مہنگائی بڑھے گی۔ قرضوں اور سود کی ادائیگی کے لیے ۱۳۶۰ ارب روپے رکھے گئے ہیں ۔ حکومت کے مطابق تین سالوں میں ٹیکسوں کے شروع میں ۶۰ اضافہ ہوا ہے۔ ضرب عضب کی وجہ سے عارضی طور پر بے گھر ہونے والے پاکستانیوں کی آبادکاری کے لیے ۱۰۰ ارب رکھے گئے ہیں جو ایک اچھی بات ہے یہ لوگ پاکستان کے وفادار ہیں ان لوگوں نے فاٹا سے دہشت گردی ختم کرنے کے لیے پاک فوج کا ساتھ دیا ہے اب جبکہ سپہ سار کے مطابق ۹۰ فی دہشت گرد [illegible] حالت میں اپنے علاقوں اور گھروں

میں آباد کرنا چاہیے۔ ۱۱ فیصد اضافے کے ساتھ ۸۶۰ ارب برائے دفاع رکھے گئے ہیں۔ یہ بھی اچھی بات ہے ہماری مسلح افواج اول دشمن کی پھیلائی ہوئی دہشت گردی کے خلاف لڑ رہی ہے ملک حالت جنگ میں ہے۔ بھارت افغانستان اور امریکا کے ساتھ مل کر کراچی اور بلوچستان میں کھلی مداخلت کر رہا ہے آئے روز ہمارے سیکورٹی ادارے بھارتی جاسوس پکڑ رہے ہیں اس لیے ان کو فنڈ کی ضرورت ہے۔ حکومت کے مطابق سال ۲۰۱۸ء مارچ ۱۰۰۰۰ میگا واٹ بجلی بڑھائی جائے گی۔ تجزیہ کاروں کے مطابق اس سے پاکستان کی ضرورت پوری نہیں ہو گی اس وقت بھی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ کہا گیا کہ کپاس کی خراب فصل کی وجہ سے معاشی ترقی کمی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایکسپورٹ میں بھی کمی ہوئی ہے اور پاکستان میں امپورٹ بڑھ گئی ہے جس سے مہنگائی بڑھی ہے۔ ایک اور اچھی بات کہ گورنمنٹ ملازمین کی پنشن اور تنخواہوں میں ۱۰ فی صد اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔ وفاقی ملازمین کی تنخواؤں میں بھی کے لیے ۱۰ فی صد ایڈہک اضافہ کیا گیا ہے۔ سیمنٹ پر ایک فی صد ایکسائز ٹیکس لگانا تجویز ہے جس سے سیمنٹ کی فی بوری میں ۵۰ روپے تک اضافہ ہو جائے گا۔ سیمنٹ کے استعمال سے غریب عوام کے رہنے کے لیے فلیٹ بنائے جاتے ہیں اس سے فلیٹ مہنگے ہو جائیں گے۔ مزدور کی اُجرت ۱۳۰۰۰ سے ۱۴۰۰۰ کر دی گئی ہے کیا اتنے پیسوں سے مزدوروں کے گھر چل سکیں گے۔ حکومت کے مطابق ملازمین کے معاوضے میں اضافے سے مل جل کے سب خرچہ ۵۷ ارب بنتا ہے۔ ۳۰ لاکھ سے زائد مالیت کی پراپرٹی پر ٹیکس میں اضافہ کی تجویز ہے جس سے غریب

عوام پر بوجھ بڑھے گا۔ ایک فی صد سپر ٹیکس ایک سال کے لیے مزید بڑھا دیا گیا جو اچھی بات ہے اسے مزید بڑھانا چاہیے۔ مجموعی طور پر ۴۳۹۴ ارب روپے اخراجات دکھائے گئے ہیں۔ ایک نجی ٹی وی کی بجٹ نشریات میں لاہور کے ایک انڈسٹریلسٹ کے مطابق انڈسٹری کے لیے بہتر بجٹ ہے۔ سراج الحق امیر جماعت اسلامی سینیٹر نے کہا کہ مزدور کے لیے ۱۴۰۰۰ء کی تنخواہ کم ہے۔ اتنی تنخواہ میں گزارا نہیں ہو سکتا بچت نہیں ہو سکتی سکتا ہے۔ اس کو کم از کم ۲۰۰۰۰ء ہونا چاہیے۔ ہمارے ملک میں لوڈ شیڈنگ کی فوری ضرورت ہے لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ انڈسٹری بھی بجلی کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ بجلی کی دستیابی کے لیے فوری انتظامات کی ضرورت تھی۔ اس بجٹ میں بجلی کے لیے فوراً کوئی انتظامات نظر نہیں آئے اب بھی کہا گیا کہ ۲۰۱۸ء مارچ تک ۱۰۰۰۰ میگا واٹ بجلی ملے گی۔ حکومت کے ہی مطابق ۲۰۱۸ء میں ۲۵۰۰۰ میگاواٹ کی ضرورت ہو گی جبکہ پروڈکشن ۱۸۰۰۰ء ہو گی اس طرح حکومت کے مطابق ۷۰۰۰ میگاواٹ کی کمی پھر بھی ہو گی۔ معلوم ہوا کہ ۲۰۱۸ء میں بھی لوڈ شیڈنگ کم نہیں ہو گی۔ اب بھی ایکسپورٹ پہلے سال سے ۱۰ء فی صد کم ہے۔ کراچی سٹاک ایکسچینج بھی بزنس کونسل آف پاکستان کے مطابق اس دفعہ بھی کئی اشیا پر نئے ٹیکسز لگائے گئے ہیں جس سے مہنگائی میں اضافہ ہو گا۔ بجٹ کو الفاظ اور اعداد شمار کا گورکھ دھندہ سمجھا جاتا ہے جو عوام کے لیے اس سال بھی مصیبت ثابت ہو گا۔ لاہور کی الیکٹرونکٹ مارکیٹ کے تاجروں کے مطابق جب تک اسمگلنگ کو کنٹرول نہ کیا جائے گا مہنگائی بڑھے گی۔ یہ حکومت کا اپنا بجٹ ہے اپوزیشن کے پریشر کے تحت بجٹ

پیش کیا گیا جو پہلے سے بھی بُرا ہے۔ کیا بجلی کے بلوں میں کمی کی گئی ہے۔ کیا اشیاء پر ڈیوٹی کم کی گئی ہے کیا مہنگائی کم ہوئی ہے۔ بین الاقوامی طور پر پٹرولیم کی قیمتوں میں کمی کے باجود قیمتوں میں کمی نہیں کی گئی جو عوام کے ساتھ ظلم ہے۔ بغیر مردم شماری کے بجٹ پیش کیا گیا ہے جو صحیح نہیں۔ حکومت کے دعوے کے مطابق کہ ہر سال بہتری آ رہی ہے بھی صحیح بات نہیں۔ بجٹ پر نجی ٹی وی کے پروگرام میں لاہور کے تاجروں کے مطابق نوٹ کیا گیا ہے کہ ہر روز لاہور مال روڈ پر کبھی کسان ، کبھی ڈاکٹر، گورنمنٹ ملازمین اور نرسین احتجاج کر رہی ہوتیں ہیں اگر حالت صحیح ہوتے تو لوگ احتجاج کیوں کرتے۔ دوسری طرف پاکستان کی ایکسپورٹ بڑھ نہیں رہی بلکہ اس میں ۱۰ کم ہو گئی ہے۔ اورامپورٹ بڑھ گئی ہے جس پر زو مبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ گو کہ اس بجٹ میں زراعت پر زیادہ زرو دیا گیا ہے جو اچھی بات ہے مگر انڈسٹری پر زور نہیں دیا گیا۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں بیروزگاری بڑھ رہی ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق پاکستان سے ۴ بلین روپیہ باہر منتقل کر دیا گیا ہے جو دبئی میں سب سے زیادہ منتقل ہوا ہے۔ ملک میں کرپشن کا بازار گرم ہے جس میں سب شامل ہیں۔ سیاست دانوں کی پراپرٹیز باہر ہیں۔ ان کے بچے باہر پڑھ رہے ہیں۔ سیاست دان باہر بیٹھ کر ملک کو چلا رہے ہیں۔ پارلیمنٹ ممبران کی ایک بڑی تعداد ٹیکس ریٹرن داخل نہیں کرتی جس کا مطلب ہے وہ ٹیکس بل لکل نہیں دیتے۔ غریب عوام کہتی ہے کیا اس بجٹ میں آٹا، چاول، دال اور گھی سستا کیا گیا ہے۔

کیا کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتوں میں کمی کی گئی ہے۔ نہیں کی گئی۔ بلکہ ٹیکسوں کی وجہ سے مزید مہنگائی بڑھے گی۔ ہمارے ملک میں عوام سے جھوٹے وعدے کیے جاتے ہیں۔ اللہ ہمارے سیاست دانوں کو ہدایات دے تاکہ وہ روایتی بجٹ کے بجائے غریب پرور بجٹ پیش کریں۔ جس میں عوام کو ریلیف ملے نہ کہ ہمیشہ کی طرح بجٹ امیروں کے اپنے فائدوں کے لیے ہو۔

ایک بڑے میڈیا گروپ کے پاکستان مخالف پروگرام اور عوام

پاکستان برصغیر میں دو قومی نظریہ کے تحت وجود میں آیا تھا۔ اسلام کے نام پر بننے والا ملک اسلام کے نام پر ہی قائم رہ سکتا ہے۔ایک نظریاتی ریاست اپنے نظریات پر عمل کر ہی پھل پھول سکتی ہے۔ پاکستان کے ازلی دشمن بھارت نے اس کے دو قومی نظریہ پر ہمیشہ حملے کیے ہیں۔ پاکستان کو دولخت کرتے وقت بھارت کی اُس وقت کی وزیراعظم اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ میں نے دو قومی نظریہ بحر ہند میں دبو دیا ہے۔ مسلمانوں سے ایک ہزار سال کی غلامی کا بدلہ لے لیا ہے۔ آیئے اس تناظر کو سامنے رکھ کر پاکستان کے حالات کا تجزیہ کرتے ہیں۔ باقی ماندہ پاکستان توڑنے اور اکھنڈ بھارت کے دیرنہ خواب کی تکمیل کے لیے جہاں بھارت نے پاکستان کے سیکولر عناصر کی پیٹھ ڈھونکی اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں قومیتوں کے پرچاروں کی بھی مدد کرتا رہا ہے۔ اس میں بھارت کے پرانے حمائیتی، سندھ کے جی ایم سید (غلام مصطفٰے شاہ) سرحد کے غفار خان (سرحدی گاندھی) اور بلوچستان کے تمام قوم پرستوں سے بھارت نے روابط رکھے تھے۔ کراچی میں الطاف حسین بھی مہاجر قومیت کے نام پر بھارت کے لیے کام کرنے لگے۔ پاکستان کے اسلامی دنیا کے پہلے ایٹمی ملک بننے پر امریکا نے پاکستان توڑنے کے لیے گریٹ گیم شروع کی۔ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے ان تمام عوامل

کے ساتھ میڈیا کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرائع کے مطابق اس کام کے لیے امریکا اور بھارت نے پاکستان کے ایک بڑے میڈیا گروپ کے ساتھ خفیہ معاہدے کیا اور اسے استعمال کرنا شروع کیا۔ اس میں شک نہیں کہ اس میڈیا کے بانی کی اسلام اور دو قومی نظریہ کی حفاظت کے لیے قربانیوں کی وجہ سے اس میڈیا گروپ سے پاکستان کے لوگوں کے دلوں میں بہت محبت تھی۔ مگر اس کی موجودہ اولاد نے سب پر پانی پھیر کر پاکستان دشمنی شروع کر دی۔ سب سے پہلے کراچی کی لسانی پارٹی سے ایک ہوشیار شخص کو میڈیا پر لیا گیا۔ اسے ملالہ یوسف زئی کی طرح پاکستان اور دنیا میں مصنوعی طور پر مشہور کرا کر دنیا کی ۱۰۰ مشہور [illegible] میڈیا میں اس کا ایڈورٹائزمنٹ کیا گیا۔ اس شخص نے عالم آن لائن کے نام پروگرام شروع کیا اور سے اسلام کے تشخص کو خراب کرنا شروع کیا۔ عوام نے اسلام خلاف حرکتوں پر اس کو عالم آن لائم کے بجائے جاہل آن لائن کے نام سے پکارنا شروع کیا۔ کئی اینکر پرسن نے بھی اس کی نازیبا حرکتوں پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ شروع میں کئی روز تک ان کی نجی زندگی کی ویڈیو بھی چلتی رہیں۔ مگر یہ شخص اپنے طے شدہ پروگرام پر چلتا رہا۔ رمضان کے مقدس ماہ کو بھی اس نے کھیل تماشہ بنا دیا۔ اس شخص نے یہ بھی غلاط بات کی اور کہا کہ افطاری کے بعد پرائم ٹائم شروع ہو جاتا ہے۔ ارے بھائی افطار کے بعد تراویح کا وقت ہوتا ہے۔ رمضان کے پروگراموں کے درمیان مرد اور عورتوں کے مخلوط اجتماع کے لیے کہا کہ پہلے مکہ کے اندر طواف کے وقت مخلوط

اجتماع کو ختم کراؤ۔ کیا ٹی وی پر عورتوں کے سولہ سنگھار کر کے آنے، فحش گفتگو کرنے انعام کو لوگوں پر پھینکنے اور اوچھل کود کو حج کے مقدس مخلوط اجتماع سے موازنہ کیا جا، سکتا ہے۔ ایسی لاتعداد بے معنی اور عقل سے دور دور باتیں ان عالم آن جاہل سے منسوب ہیں۔ تازہ بات لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا او ! جاہلوں میں عالم نہیں ہوں عالم کے ساتھ پروگرام کرتا ہوں وغیرہ۔ اس کے دیکھا دیکھی دوسرے نجی ٹی وی چینلز نے بھی رمضان کے مقدس ماہ میں اخلاق باختہ پروگرام شروع کیے ہوئے ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں انہیں بند ہونا چاہیے۔ کیا اس جاہل آن لائن نے کبھی سوچا کہ ایک برائی کی ابتدا کرنے والے کو اس وقت تک اس کی سزا ملتی رہے گی جب تک لوگ اسے دیکھتے رہیں گے۔ اسی بڑے میڈیا گروپ نے سیکولر تجزیہ کاروں کو بڑی بڑی تنخواؤں پر رکھا ہوا ہے۔ جو پاکستان کے نظریات کے خلاف عوام کے ذہین موڑنے کا کام کر رہے ہیں۔ اسی میڈیا گروپ نے اپنے ٹی وی پر اپنے ایک سیکولر اور قومیت پسند مشہور اینکر پرسن پر قاتلانہ حملے پر بغیر ثبوت کے اپنے بیرونی آقاؤں کی آشیر آباد پر آٹھ گھنٹے تک تصویر کے ساتھ پاکستان کے خفیہ ادارے کے سربراہ پر حملے کا الزام دُھراتے رہے۔ جس پر اس کے مشہور اینکر پرسن احتجاج کرتے ہوئے اسے چھوڑ گئے تھے۔ اپنے ایک عوامی پروگرام جس کا عنوان کچھ اس طرح تھا کہ کیا پاکستان کو اسلامی یا سیکولر اسٹیٹ ہونا چاہیے۔ پروگرام میں بیٹھے ہوئے حاضرین نے تو اسلام کے لیے رائے دی تھی مگر اس بدنیتی سے تبدیل کر دیا گیا۔ اس جھوٹ پر

مشہور تجزیہ کار، محقق اور استاد طارق جان نے اپنی کتاب ''سیکولرزم مباحثے اور مباحلے'' میں بھی ذکر کیا ہے۔اس میڈیا پر ایک بدنام زمانہ امن کی آشا چلائی گئی جس میں بھارت نواز مواد کو سامنے رکھا گیا ہے۔ اس پر لوگوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور آج تک کر رہے ہیں۔ اسی میڈیا پر مسلمانوں اور ترکی کے مشہور مسلمان لیڈر سلطان فاتح پر ترکی میں بنائی گئی متنازہ فلم میرا سلطان جسے ترکی کے سیکولر اور اسلام دشمنوں نے تیار کیا تھا۔ ڈھونڈ کر پاکستان لایا گیا اور پاکستان میں چلایا گیا تا کہ اسلام کا چہرہ مسخ کیا جائے۔ پاکستان کے اسلام پسند حلقوں نے اس فلم کو حقارت کی نظروں سے دیکھا اور ناپسند کیا۔ کیا کیا بیان کیا جائے اور اسے کس طرح روکا جائے۔ اس ملک میں کسی خلاف اسلام اور خلاف آئین باتوں پر کوئی بھی گرفت کرنے والا نہیں۔ ملک کا موجودہ وزیر اعظم خود اسلامی جمہوریہ پاکستان کو سیکولر اور روشن پاکستان کہتا ہے۔ ہندو اور مسلمانوں کے مذہبی، ثقافتی اور تہذیبی فرق جس کو جسے تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظمؒ نے کھول کر بیان کرکے جمہوری طور پر پاکستان حاصل کیا تھا اس کو صرف ایک لکیر کی تقسیم کہتا ہے۔ شاعر اسلام حضرت علامہ اقبالؒ کی کئی سالوں سے جاری سالانہ چھٹی ختم کر دی۔ بھٹو کی طرف سے جاری کی گئی ہفتہ وار جمعہ چھٹی کو ختم کرکے پھر اتوار کی چھٹی جاری کی۔ مسلمانوں کے دشمن دہشت گرد مودی سے ذاتی تعلوقات قائم کرکے عوام کی مرضی کے خلاف اسے اپنی سال گرہ اور نواسی کی شادی پر لاہور بلایا

اور تحائف پیش کیے۔ اگر حکومت ایسے ایک بڑے میڈیا گروپ کے پاکستان مخالف پروگراموں پر خاموشی اختیار کرے گی تو پھر پاکستان کے نظریاتی محافظ عوام ہی اپنے لوگوں سے ہی درخواست کریں گے کہ جب تک یہ میڈیا اپنی پاکستان دشمن پالیسی ختم نہیں کرتا اس میڈیا گروپ کا بائیکاٹ کیا جائے۔

مطالعہ سُنن ابوداؤد شریف

شکر الحمد اللہ ،آج ۲ر رمضان المبارک کو سُنن [illegible] (۳ جلد) کا مطالعہ مکمل ہوا ہے۔ اس سے قبل میں بخاری شریف (۳ جلد) اور صحیح مسلم شریف (۳ جلد) کے مکمل مطالعہ کا شرف حاصل کر چکا ہوں۔ میں نے سُنن ابوداؤ کا مطالعہ ۱۷ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو شروع کیا تھا جو ماشا اللہ ۸ر جون ۲۰۱۶ء مطابق ۲ر رمضان المبارک کو مکمل ہوا۔ میں سُنن ابوداؤ کتاب کے دو صفحیس تقریباً روزانہ مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ میں ایک عام سادا سا مسلمان ہوں۔ اللہ نے مجھے تقریباً روزانہ قرآن شریف کا ایک رکوع تفسیر کے ساتھ اور حدیث کی کتاب ابوداؤ کے دو صفحے مطالعہ کا شرف عطا کیا ہے۔ الحمد اللہ ہر مسلمان کے گھر کے قرآن شریف موجود ہوتا ہے اور لوگ اس کا مطالعہ بھی کرتے ہوں گے۔ مگر اس بات کو نوٹ کیا گیا ہے کہ ہمارے عام گھروں میں حدیث کتابیں نہیں ہوتیں۔ اس میں شک نہیں کہ حدیث کی کئی ضغیم کتابیں ہیں جن میں صحاح ستہ مشہور و معروف ہیں اور ان کا ہر گھر میں ہونا ممکن بھی نہیں۔ مگر ہمارے علما کرام نے بڑی محنت کرکے حدیث کے ذخیروں میں سے عام روز مرہ کے مسائل کو مدِ نظر رکھ کر چھوٹی چھوٹی حدیث کی کتابیں تیار کی ہیں جو روزانہ کے مطالعہ کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان میں ارشادات رسولؐ ،زاد راہ، انتخاب حدیث، چہل حدیث اور بھی بہت سے حدیث کے کتابیں تیار کی ہیں جن کا مطالعہ

آسانی سے ہر کوئی کر سکتا ہے۔ یہ بات لکھنے کی ضرورت اس لیے ہی ہے کہ قرآن کو حدیث سے سمجھا جاتا ہے۔ حدیث دراصل قرآن کی ہی تفسیر ہے جو رسولؐاللہ نے اپنے قول، فعل اور عمل سے بیان کی ہے۔ اے کاش مسلمانوں کے گھروں میں قرآن شریف کے ساتھ ساتھ حدیث کی بھی یہ چھوٹی چھوٹی کتابیں ہونی چاہییں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ عام مسلمان قرآن کا مطالعہ ترجمے کے ساتھ کریں تاکہ انہیں اپنے رب کا پیغام بل واسطہ ان تک پہنچے۔ کم از کم ایک دو حدیثیں بھی روزانہ مطالعہ کریں تاکہ رسولؐ کی تشریع بھی ان تک پہنچے۔ اس کے ساتھ ہمارے علماء کو چاہیے ہے کہ وہ عام مسلمانوں میں قرآن کے ترجمے کے ساتھ مطالعہ کے ساتھ حدیث کے مطالعہ کے کی ترغیب بھی عام کریں۔ ہمارے ہاں یہ بات بھی عام ہو گئی ہے کہ قرآن شریف ختم کیا ہے۔ بھائی قرآن کا تو مطالعہ ہمیشہ ہوتا ہے اور ہوتا رہنا چاہیے کبھی بھی ختم نہیں ہوتا۔ آج کل تو رمضان کے مہینہ شروع ہے۔ پوری مسلم دنیا میں عشاء کی نماز کے تراویح میں قرآن سنایا جارہا ہے جو عموماً ستائیس رمضان کو مکمل ہوتا ہے۔ مسلمان گھروں میں قرآن کا مطالعہ ہر کوئی کر رہا ہے۔ بلکہ یہ رمضان کا مہینہ ہے ہی قرآن کا مہینہ، اس مہینے میں قرآن نازل کیا گیا۔ جہاں تک حدیث کی کتابوں کا تعلق ہے تو ان کے مطالعے کا شوق بھی عام مسلمانوں میں ہونا چاہیے۔ جس حدیث کی کتاب سُنن ابوداؤد شریف کا ذکر میں نے ابتدا میں کیا ہے اس کے مولف امام ابوداؤ بن اشعت سجستانیؒ اور مترجم علامہ وحید الزمانؒ ہیں۔ امام ابوداؤد ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے

اور ۲۷۵ھ میں فوت ہوئے۔ آپ نے سماع حدیث کے لیے مصر، شام حجاز، عراق، خراسان، اور جزیرہ بصرہ وغیرہ کا سفر کیا۔ آپ نے کئی کتابیں تالیف کی ہیں۔ سُنن ابو داؤد کو کو تین جلدوں، پاروں، اجزا، کتب اور ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سُنن ابوداؤ کی حدیثیں احکام و مسائل پر مشتمل ہیں جو تعداد میں چار ہزار آٹھ سو ہیں جو سند کے اعتبار سے بلند اور اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ ہر حدیث میں پانچ رویوں کے نام درج ہیں جس سے مصنف کی حدیث تلاش کرنے میں محنت نظر آتی ہے۔ سُنن ابوداؤ کی پہلی جلد میں طہارت اور نماز کی حدیثیں بیان کی گئیں ہیں۔ جس میں طہارت اور نماز کے متعلق تمام چیزوں کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں طہارت اور نماز کے متعلق رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کے دوسری جلد میں بعد

نکاح، طلاق، روزہ، جہاد، قربانی، فرائض، ایمان ونذر اور سوداگری کے متعلق حدیثیں ہیں ۔ ان حدیثوں میں ان چیزوں کے متعلق تمام حکام اور مسائل کی حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ تیسری جلد میں متفرق چیزیں مثلاً قضاء، علم، دعوت، طب، غیب، لباس، خوشبو فساد، لڑائیں، حدود، دیت، سنت، ادب، سلام کی متعلق حدیثیں جمع کی گئیں ہیں ان، حدیثوں سے بھی ان تمام معاملوں میں رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ صاحبو! امت مسلمہ خوش قسمت ہے کہ اس کے پاس اللہ کا کلام قرآن شریف اپنے اصل حالت میں موجود ہے جو رسولؐ اللہ پر ۲۳ سال کے عرصہ میں اللہ نے جبرائیلؑ کے ذریعے نازل کیا تھا۔ اللہ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ کفار جب رسول محترمؐ پر الزام لگاتے کہ یہ ان کا کلام ہے اللہ

کا کلام نہیں تو اللہ نے اپنے رسولؐ کے ذریعے کفار کو چیلنج کیا تھا کہ اگر یہ کسی انسان کا کلام ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ۔ مگر کفار اس چیلنج کو پورا نہیں کر سکے بلکہ آج کوئی بھی دشمن دین اس خدائی چیلنج کو پورا نہیں کر سکتا ہے نہ قیامت تک کر سکے گا۔ جرمنی میں ایک ادارا ہے جو پرانی سے پرانی کتابوں پر ریسرچ کرتا ہے۔ اس کے بیان کے مطابق موجودہ قرآن جو امت مسلمہ میں موجود ہے وہ قرآن ہے جو حضرت عثمانؓ کے دور میں اسلامی دنیا میں تقسیم کیا گیا تھا وہی ہے۔ اس میں کوئی بھی فرق نہیں۔ اس طرح حدیث جو رسولؐ اللہ کا قول، فعل اور عمل ہے، بھی امت مسلمہ کے پاس محفوظ ہے۔ رسولؐ اللہ کے دور میں صحابہؓ ان کی باتیں اپنے پاس نوٹ کر لیتے تھے جو بعد میں کتابی شکل میں محفوظ کی گئیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جن کو امت پانچواں خلیفہ راشد مانتی ہے نے علماء کو حدیثیں جمع کرنے پر لگایا۔ علماء نے اُس وقت کی اسلامی دنیا میں گھوم پھر کر اور دشوار سفر کر کے اللہ کے رسولؐ کی ایک ایک بات کو جمع کیا جن میں حدیث کے چھ کتابیں، جنہیں کو عرف عام میں صحاح ستہ کہا جاتا ہے کو تحریر کیا۔ ان صحاح ستہ میں سے ایک کتاب سُنن ابوداؤد ہے جس کے ابلاغ عامہ کے لیے ہم تبصرہ اور تفصیل بیان کر رہیں تاکہ عام مسلمانوں کو حدیث شریف کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو۔ اللہ سے ہماری دعا ہے کہ جس طرح مسلمانوں کے گھروں میں قرآن شریف موجود ہے ان کے گھروں اگر بڑی حدیث کی کتابیں رکھنا ممکن نہیں تو ان ہی کتابوں میں چھوٹی چھوٹی حدیث کی کتابیں جن

کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے جو علماء نے تیار کی ہیں، جو روز مرہ کے معاملات میں ہدایت کی لیے ضروری اور مسلمانوں کی مددگار ہیں ضرور ہونا چاہییں۔ اللہ ہمیں قرآن شریف کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حدیث شریف کے مطالعہ کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم بہتر سے بہتر مسلمان بن سکیں آمین۔

امریکا سے جان چھڑا لینا چاہیے!

امریکا کے ایک مشہور و معروف سابقہ وزیر خارجہ یہودی ہنری کیسنگر نے کہا تھا کہ امریکا کی دشمنی اچھی نہ دوستی اچھی۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم بھی امریکا پاکستان کے تعلقات کے بارے میں [illegible] چکے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد سے امریکا پاکستان کا نام نہاد دوست ہے اس دوستی اور امریکی امداد کی اتنا زیادہ تشہیر کی گئی جیسے امریکا کی مدد کی وجہ سے پاکستان میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ نکلی ہیں۔ اس کے برخلاف پاکستان اب بھی غریب ملکوں میں شامل ہے۔ پاکستان میں دہشت گردی ہو رہی ہے۔ ساری دنیا کے دہشت گرد پاکستان میں دہشت گردی کروا رہے ہیں جس میں بھارت، اسرائیل، افغانستان اور امریکا سرفہرست ہے۔ اس کا ذکر ہمارے سپہ سالار نے اپنی حالیہ بیان میں امریکی وفد کے سامنے کیا ہے۔ بجلی اور گیس کی کمی کی وجہ سے پاکستان میں انڈسٹری بند ہو چکی ہے۔ برآمدات میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اسی دوستی کی آڑ میں امریکا نے پاکستان کو انڈسٹریل ملک نہیں بننے دیا کیونکہ اس میں پاکستان ترقی کی منزلیں طے کرتا۔ امریکا نے ہمیشہ مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں دفاعی سامان کے فاضل پرزے بند کرکے پاکستان دشمنی کا ثبوت دیا۔ سینٹو، سیٹو دفاعی معاہدوں کے باوجود ۱۹۷۱ء پاکستان کی مدد نہیں کی۔ کہا کہ مدد کے

لیے امریکی ساتواں بحری بیڑا آ رہا ہے جو کبھی بھی نہ آیا ور بھارت نے پاکستان کو دو لخت کر دیا۔ پہلے کی طرح اب پھر ایف سولہ کا معاہدہ ختم کر دیا۔ نزدل ڈکٹیٹر کمانڈو پرویز مشرف نے ایک ٹیلیفون کال پر امریکا کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے تھے۔ ملک کے بحری، بری اور فضائی راستے امریکا کے حوالے کر دیے تھے۔ اس کی سزا پاکستان اب تک بھگت رہا ہے۔ پاکستان دہشت گردی کے خاتمے میں امریکا کا فرنٹ مین اتحادی رہا ہے۔ امریکا کے کہنے پر شمالی وزیرستان میں ملٹری آپریشن کیا گیا جس کی امریکا اور پوری دنیا نے تعریف کے پل باندھ دیے تھے۔ اس کا صلہ یہ دیا کہ جس افغان لیڈر کو پاکستان مذاکرات کی میز پر لایا اور مری میں چار ملکوں نے مذاکرات کیے۔ امن چاہنے والے افغان لیڈر کو پاکستان کے اندر ڈرون حملہ کرکے پاکستان کی ساورنٹی کا خیال نہ کرتے ہوئے قتل کر دیا۔ اس سے قبل بھی امریکا سلالہ پوسٹ پر حملہ کرکے ہمارے فوجیوں کو شہید کر چکا ہے جس سے اس کے ارادے ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان باتوں سے مرحوم سابق آئی ایس آئی کے سربراہ اور اسلام کے شیدائی جنرل حمید گل کی کہاوت صحیح ثابت ہوتی جا رہی ہے کہ ”نائین الیون بہانہ پاکستان نشانہ اور افغانستان ٹکانہ“ کی سازش ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ملا اختر منصور ایران سے پاکستان میں داخل ہوا تو یہ کام تو ایران میں بھی ہو سکتا تھا مگر پاکستان کو بدنام کرنا تھا۔ اس بین الاقوامی خلاف ورزی پر ہمارے سپہ سالار نے امریکا کے سفیر کو راولپنڈی فوجی ہیڈ کوارٹر میں بلا کر سخت احتجاج کیا

تھا جبکہ سول حکومت خاموش ہے۔ اب امریکی صدر کے مشیر کی پانچ رکنی وفد پاکستان آیا ہے۔ اوباما کے مشیر پیٹر لیوے کی جانب سے پاکستان سے ڈو مور کا مطالبہ اور ڈرون حملے بند کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وفد نے کہا کہ ملا اختر منصور پر حملہ کابل میں کاروائی کا رد عمل تھا۔ طالبان تشدد کا راستہ ترک کرنے پر تیار نہیں۔ بھارت کو ترجیح دینے کا تاثر درست نہیں۔ پاکستان اب بھی دوست ملک ہے۔ یہ سب باتیں درست نہیں۔ جہاں تک ڈو مور کا تعلق ہے تو ذرائع کہتے ہیں کہ کب تک پاکستان امریکا کے کہنے پر کاروائیاں کرتا رہے گا۔ امریکا افغانستان میں رکنے کے لیے بہانے ٹھونڈ رہا ہے اسی لیے ملا اختر منصور کو قتل کیا۔ بھارت جو پاکستان کا ازلی دشمن ہے کو چین کے خلاف استعمال کرنے کے لیے پولیس مین بنا رہا ہے۔ اس سے پاکستان کے خلاف بھارت کو شہ مل رہی ہے۔ جس کا ثبوت کلبھوشن بھارتی جاسوس کے بیان ہیں۔ امریکا پاکستان کا کبھی بھی دوست نہیں رہا ہے۔ جب بھی اُس کا مطلب نکل جاتا ہے پاکستان کو تنہا چھوڑ جاتا ہے ۔ جیسے افغانستان سے روس کی پسپائی کے وقت کیا تھا۔ اس میں کوئی شک و شبہ کی بات نہیں کہ امریکا دنیا کی ایک بڑی طاقت ہے۔ وہ اس وقت تکبر میں مبتلا ہے۔ وہ روس کی شکست کے بعد اپنے اعلان کردہ نیو ورلڈ آڈر پر عمل کر رہا ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو اس نے صلیبی جنگ شروع کی ہوئی ہے جس کا اعلان جارج بش نے اپنی زبان سے کیا تھا۔ اگر معاملے کو گہرائی سے سمجھنے کی اگر ذرا سی کوشش کی جائے تو مسلمانوں نے اپنے عروج کے زمانے

میں عیسائیوں کو شکست دے کر موجودہ مسلمان علاقوں پر قبضہ کیا تھا۔ پھر فلسفی شاعر علامہ اقبالؒ کی سوچ کے مطابق ''میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر اُمم کیا ہے۔ شمشیر سناں اوّل طاؤس و رباب آخر'' جب مسلمان اس مرض میں مبتلا ہوئے اور مسلمانوں کا زوال شروع ہوا تو یہ سارے علاقے عیسائیوں کے قبضے میں واپس چلے گئے۔ پھر جمہوری دور کی وجہ سے علاقے تو مسلمانوں کے پاس رہے مگر وہ اپنے چیلے اس مسلمان علاقوں میں پیدا کر گئے اس چیلوں کی وجہ سے ابھی تک مسلمان ملکوں پر زور عیسائیوں کا چلتا ہے۔جب آخری بار ۱۹۲۴ء میں سلطنت عثمانیہ کو شکست دے اس کے حصے بخرے کر کے خلافت عثمانیہ کو پچاس سے زائد چھوٹے چھوٹے راجوڑوں میں تقسیم کر دیا تھا جو موجودہ مسلمان ملکوں کی شکل میں اب بھی موجود ہیں۔اس کاروائی کے دوران امریکا کے اُس وقت کے وزیر دفاع نے پریس کانفرنس میں ایک مسلم دشمن تاریخی اعلان کیا تھا کہ دنیا میں دوبارہ خلافت کو قائم نہیں ہونے دیں گے یعنی سیاسی اسلامی حکومت قائم نہیں ہونے دیں گے۔ امریکا اُس وقت سے اب تک اُسی پالیسی پر عمل کر رہا ہے۔ اسلامی دنیا میں افراتفری پھیلانا، ان کے وسائل پر قبضہ کرنا، ان کو ذہنی غلام بنا کر رکھنا، ان کی حکومتوں کو مفلوج بنا کر رکھنا،ان کو حقیقی ترقی نہ کرنے دینا،ان کے ملکوں میں دہشتگردی کو فروغ دینا، مسلمان ملکوں کو آپس میں لڑانا، القاعدہ، تحریک طالبان اور دائش جیسی تنظیمیں بنا کر اسلام کے پر امن دین کو انتہا پسند اور دہشت گرد ثابت کرنا۔ ان حالات میں کہیں مسلمان

اپنی مرضی کی جمہوری حکومت قائم کریں تو فوجی حکمرانوں کے ذریعے انہیں ختم کر کے ڈکٹیٹروں کے ہاتھ میں حکومتیں دے دینا۔صاحبو! ہم نے مسلم قوم کے سامنے حالات حاضرہ پیش کر دیے ہیں۔ اس حالات میں ہی ہم نے راستہ نکالنا ہے۔ ہم امریکا کے ساتھ کھلی جنگ نہیں کر سکتے۔ اس سے کھلی دشمنی بھی نہیں کر سکتے۔حالات کچھ اس طرح ہیں کہ بھارت پاکستان کو ختم کرنے کے درپے ہے۔اس نے مسلمان ہمسایوں کو ہمارا دشمن بنا دیا ہے۔اسلامی دنیا میں بھی بھارت نے دوستی قائم کر لی ہے۔ ایٹمی طاقت بن جانے سے امریکا بھی پاکستان کو گریٹ گیم کے تحت ختم کرنے کا پروگرام رکھتا ہے۔ اس کے متعلق ہمارے سابقہ سپہ سالار نے اپنے دور میں اوباما کو چالیس صفحوں کا شکائیتی خط تحریر کیا تھا کہ امریکا پاکستان میں افراتفری پھیلا کر اس کے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ یا ان کو بین الاقوامی اختیار میں دینے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ صاحبو! اس وقت پاکستان کی مثال کبوتر اور بلی جیسی ہے۔اگر پاکستان نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیں تو بلی اسے آسانی سے کھا جائے گی۔ کیوں نا کبوتر جان بچانے کے لیے اپنی آنکھیں کھلی رکھے اور حالات کا مقابلہ کرے۔ ایسے موقعہ پر پاکستان کو اللہ پر بھروسہ کر کے اللہ سے اجتماعی طور پر بحثیت قوم اپنے گناہوں کی معافی مانگنا چاہیے۔ اور اللہ سے مدد مانگنی چاہیے۔ہمت کر کے اعلان کر دینا چاہیے کہ اگر ہمیں زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جاتا تو پھر کسی کو بھی زندہ رہنے کا حق نہیں۔ اپنی ایٹمی اور میزائل صلاحیت کو کھلے عام وسعت دینا چاہیے۔ایٹمی

طاقت کسی ملک کے باپ کی جاگیر نہیں۔ کیا ایسا کرنے سے پاکستان کو کوئی کھا جائے گا؟ ہر گز نہیں۔ جب تک اللہ نہ چاہے ایسا نہیں ہو سکتا۔ انشا اللہ پاکستان قائم رہے گا اور مسلمان دنیا کی سرپرستی بھی کرے گا۔ امریکی وعدہ خلافیوں، توتا چشمیوں، کام نکل جانے کے بعد اکیلا چھوڑ دینے، بار بار ڈو مور کے حکم سے نکلنے اور امریکا سے جان چھڑانے کا بہترین موقعہ ہے۔ اللہ پاکستان کا محافظ ہو آمین

یوم باب الاسلام ۲۰۱۶ء

رمضان کو مسلمانان ہند یوم باب الاسلام [illegible] ۱۰
اُس دن سندھ کے ذریعے ہند میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی گئی تھی جو بعد میں مسلمان حکومتوں کی شکل میں مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی حکومت تک ایک ہزار تک جاری رہی۔ اگر ہند پر بیرونی حملہ آواروں کا تاریخی طور پر تجزیہ کیا جائے تو کچھ اسطرح ہے کہ ہند پر حملہ آواروں نے دو راستے اختیار کیے۔ ایک زمینی راستہ جو درہ خیبر کا ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر واقع ہے۔ دوسرا راستہ جو بیرونی حملہ آواروں نے استعمال کیا وہ سمندری ہے۔ مسلم ہند پر قبضہ کرنے کے لیے سب سے پہلے عیسائی پرتگالی کپتان واسکوڈیگاما ۱۴۹۸ء میں تین بادبانی جہازوں کے دستے کے ساتھ جنوبی ہند کی کالی کٹ بندرگاہ پہنچا تھا اور سازش کرکے کچھ مدت بعد گوا کی بندرگاہ کو مستحکم جنگی مرکز بنایا۔ کیونکہ اس وقت ہند پر مسلمان حکمران تھے اس لیے 1501ء اس کو ان کے بادشاہ، شاہ پرتگال کا فرمان تھا کہ موروں (مسلمانوں) کو قتل کیا جائے اور ہندوؤں کو اپنے مطلب کی تعلیم دے کر دفتری کام لیا جائے۔ انگریز اور دوسری یورپی قوموں کو ہندوستان میں قدم جمانے کے لیے 70ء سال تک آپس میں کش مکش کرنی پڑی تھی۔ انگریز سوداگروں کی شکل میں ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ انھوں نے پہلی تجارتی کوٹھی 1612ء میں سورت

میں قائم کی تھی۔ پھر ریشادوانیوں سے فرنگی سوداگر ہندوستان پر قبضہ جماتے گئے۔
انگریزوں نے ہندوستان پر صرف ڈیڑھ سو سال حکومت کی تھی۔ اس دوران انہوں نے مسلمانوں کو کمزور اور ہندوؤں کو طاقت ور بنایا اس کی وجہ مسلمانوں سے خوف تھا کیوں کہ وہ ایک ہزار سال سے حکمرانوں کی اولاد تھے۔ انگریز ان سے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے اندر اپنے مطلب کے لوگ تلاش کر کے ان کو اپنی تہذیب تمدن کا خوگر بنایا۔ پروپگنڈے کے زور پر اپنی برتری کو مسلمانوں میں عام کیا اس کے باوجود ہند پر صرف ڈیڑھ سو سال ہی حکومت کر سکے۔ مسلمانوں نے انہیں ہند سے نکالنے کی ہندوؤں سے زیادہ کوششیں کی۔ مسلمان کمانڈر محمد بن قاسم بھی ہند پر بحری راستے یعنی مکران دیبل کی بندرگاہ کے راستے سے حملہ آور ہوا تھا۔ اس سے قبل آریا وسط ایشیا سے درہ خیبر کے راستے ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے ہند کی قدیم آبادی دراوڑوں کو غلام بنا کر ایک عجیب غریب چھوت چھات کے فلسفے کی بنیاد رکھی اور مقامی آبادی کو غلام بنا لیا۔ حملہ آور کچھ تو برہمن بن گئے جو بھگوان کے سر سے پیدا ہوئے۔ ان ہی میں سے کچھ کھتری بن گئے جو بھگوان کے سینے سے پیدا ہوئے۔ ویش بھگوان کے دھڑ سے پیدا ہوئے اور مقامی آبادی کو شودر بنا دیا جو بھگوان کے پیروں سے پیدا ہوئے۔ یعنی ان کو اپنی خدمت پر لگا دیا۔ ان کے محلے علیحدہ ہوتے تھے یہ لوگ سڑکوں اور لیٹرین میں صفائی کا کام کرتے تھے۔ بجائے ان کے حقوق ادا کرنے کے ان کو غلام بنا لیا۔ مسلمان دیبل کی بندرگاہ

کے راستے پہلے سندھ میں داخل ہوئے پھر پورے ہند پر ایک ہزار سال تک حکومت کی
۔اس لیے مسلمانان ہند سندھ کو باب الاسلام کے نام سے جانتے ہیں۔ محمد بن قاسم
ثقفی دس رمضان کو سندھ میں داخل ہوا تھا۔اس لیے دس رمضان کو باب الاسلام
کے نام سے مناتے ہے۔ آریاؤں کی طرح مسلمانوں نے ہند کی پرانی آبادی کو تنگ نہیں
کیا بلکہ اسلامی زرین اصولوں کے تحت فراغ دلی سے اپنا بنایا۔ محبت کے اس رویہ سے
ہند کے کروڑوں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔تاریخ میں یہ واقعہ آتا ہے کہ کچھ
بحری مسافروں کو دیبل کے قریب بحری قزاقوں نے لوٹا جن کے اندر لنکا سے کچھ
مسلمان تاجروں کی بیوہ عورتیں اور ان کے بچے اور شاہ لنکا کے تحائف تھے۔ان کی رہائی
کے لیے راجہ داہر سے رابطہ کیا گیا مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔اس پر حجاج
بن یوسف نے 92 ھ میں 17ء سال کی [illegible] لیے محمد بن قاسم کو نامزد کیا تھا۔ محمد بن قاسم نے پہلے مکران پر حملہ کیا اور اس کو فتح کیا
اس کے بعد دیبل کی بندرگاہ کو فتح کیا اس کے بعد آگے بڑھتے ہوئے دریائے سندھ کے
دائیں کنارے نیرون کوٹ اور سیون فتح کیے اس کے بعد دریائے سندھ کو عبور کر کے
،رمضان ا لمبارک [illegible] بعر 93 ھ جون 712ء راوڑ (روہڑی) قلعے کے 10
نزدیک سندھ کے راجہ داہر کے لشکر کو شکست فاش دی اس لڑائی میں راجہ داہر مارا گیا
اوراس کے بعد محمد بن قاسم نے دریائے سندھ کے بائیں کنارے کی جانب قلعہ بہروز،
برہمن آباد اور آخر میں پایہ تخت ارور کو فتح کر لیا اس کے بعد اوچ اور ملتان کو فتح
کیا۔ محمد

بن قاسم نے سندھ میں امن وامان قائم کیا عدل اور انصاف جو ایک کامیاب ریاست کی نشانی ہوتی ہے۔ سندھ کے بے ضرر عوام کے خلاف کوئی جوابی کاروائی نہیں کی دست کاروں، تاجروں، غریب کسانوں اور دوسرے پیشہ ور لوگوں کو امان دی اور کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا بلکہ ان سے نرمی برتی۔ چنا قبائل کے لوگ اسلام کی فوجوں کی خبر سن کر تحفوں کے ساتھ محمد بن قاسم کے پاس حاضر ہوئے اطاعت و مال گزاری قبول کرکے واپس ہوئے۔ لوہانہ، سمتہ، جنڈ، ماچھی، ھالیر اور کوریجا قبائل کے لوگ سرپا برہنہ ہو کر امان کے لیے آئے جنہیں امان دی گئی اس طرح سمہ قوم کے لوگ ناچتے گاتے اور ڈھول بجاتے امان کے لیے آئے ان کو امان دی گئی ساتھ ساتھ ان کو 20ہ دینار انعام دیے بلکہ قطعات اراضی بھی عطا کی۔ حجاج بن یوسف نے دیبل کی فتح کے موقعہ پر ہدایات جاری کیں جو کچھ حاصل ہوا ہے اس کو عوام پر خرچ کر دیں۔ اس سے عوام کی دلجوئی ہو گی اگر کسان صنعت کار، دستکار اور تاجر آسودہ ہوں گے تو ملک سرسبز رہے گا۔ محمد بن قاسم کی نرم مزاجی کے متعلق ڈاکٹر ممتاز حسین پٹھان فرماتے ہیں

"رواداری کسی بھی فاتح کے لیے رہنما اصول کی حثیت رکھتی ہے اس کے باوجود کہ وہ مخالف کو دبانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ محمد بن قاسم نے سندھ کے باشندوں کے لیے مہربانی اور رواداری کا طریقہ اختیار کیا۔" جو جارحیت کی بجائے مصالحت کے لیے آمادہ ہوا اس کی پیشکش قبول کی۔ بدھیہ کا راجہ کاکا بن کوتل اپنے سرداروں کے ہمراہ وفاداری اور اطاعت کے وعدے کے ساتھ آیا اس خلعت و کرسی سے

نوازا۔ جامہ ہندی ریشم اور حریر عطا کی ۔انہیں سابقہ عہدوں پر برقرار رکھا۔ سورتھ کا حاکم راجہ موکھن وسایو جو قلعہ بیٹ پر متعین تھا اس کو بھی امان دی اور سابقہ عہدے پر برقرار رکھا۔ راجہ کے وزیر سیاکر کو بھی اپنا مشیر خاص بنایا۔اس کے مشورے سے مالیہ زمین کو قدیم دستور کے مطابق رکھا۔ راجہ داہر کے چچازاد بھائی راجہ ککسو کو سابقہ قلعہ بھالیہ کا حاکم قائم رکھا اسے اپنا مشیر بنایا اسے مبارک مشیر کا لقب عطا کیا خزانہ بھی اس کی مہر کے حوالے کیا وہ ہر لڑائی میں محمد بن قاسم کے ساتھ رہا۔ محمد بن قاسم اپنے عدل وانصاف رواداری کی وجہ سے سندھ میں احترام اور مقبولیت پا چکا تھا۔ان ہی پالیسیوں کی وجہ سے مسلمان ہندپر ایک ہزار سال حکمران رہے۔ آزادی کے بعد ہند پاکستان اور بھارت کی شکل میں تقسیم ہوا۔ آج مودی سرکار نے بھارت کے مسلمانوں کو تعصب کی وجہ سے تنگ کر رہی۔ لگتا ہے کہ بھارت میں مسلمان ایک اور پاکستان بنانے کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ہم بھارت کے مودی حکمران سے کہتے ہیں مسلمانوں نے تو تمھارے اوپر ایک ہزار سال حکومت کی تم سو سال تو پورے کرو۔

پاکستان افغان سرحد پر فوجی جھڑپ

پاکستان اور افغانستان کی سرحد طور خم پر کئی روز سے فوجی جھڑپیں جاری ہیں۔ لنڈی کوتل میں کرفیو جاری ہے۔ افغانستان کی جانب سے مسلسل فائرنگ کی جاری تھی جس کا جواب پاک فوج دے رہی ہے۔ افغان فوج کی فائرنگ سے ہماری فوج کے ایک بہادر میجر شہید ہو گئے ہیں۔ زخمی اس کے علاوہ ہیں۔ جھڑپ کی بظاہر وجہ ایک سیکورٹی گیٹ ہے جو پاکستان اپنے سرحد کے اندر تعمیر کر رہا ہے۔ تاکہ سیکورٹی چیکنگ صحیح طریقے سے ہو سکے اور دہشت گردی پر کنٹرول کیا جا سکے۔ پچھلے کچھ دنوں میں افغان کی خفیہ تنظیم کے کچھ لوگ پاکستان میں جاسوسی کرتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ پاکستان میں دہشت گردی کرنے والے عناصر کی پشت پناہی کرنے والی امریکا نواز پھٹو افغان حکومت کو ان کی روک تھام کے لیے سیکورٹی گیٹ کی تعمیر کو پسند نہیں کرتی۔ افغانستان سرحد پر بھارت کے کہنے پر کشیدگی پیدا کر رہا ہے۔ اگر کشیدگی کی محرکات کا تجزیہ کیا جائے تو افغانستان کی ساری حکومتیں بھارت کی حمائتی اور پاکستان کی دشمن رہی ہیں۔

افغانستان کی تاریخ میں صرف افغان طالبان کی اسلامی حکومت پاکستان کی دوست حکومت تھی۔ اس کی وجوہات پر اگر غور کیا جائے تو سب سے پہلی بات کہ افغان طالبان نے افغانستان میں پہلی بار ایک اسلامی حکومت قائم کی تھی جس نے اسلامی اخوت کی بنیاد پر اپنے برادر ملک اسلامی جمہوریہ

پاکستان سے دوستی کی بنیاد رکھی تھی جس سے پاکستان کی مغربی سرحد محفوظ ہو گئی تھی لہٰذا ہمارے مقتدر حلقوں کو اس کا ادراک کرنا چاہیے۔ دوسرے جہاد افغانستان کے دوران پچاس لاکھ افغانیوں کو پاکستان کے اندر پناہ دینا تھا اس لیے افغان طالبان کی اسلامی حکومت نے پاکستان کو ہمیشہ دوست ملک قرار دیا تھا۔ افغانستان کی بھارت نواز حکومتوں کے حامی قوم پرست لیڈر غفار خان سرحدی گاندھی، تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظمؒ سے سیاسی شکست کھانے اور بعد میں اس کے پیروکاروں کی افغان حکومتوں کو سرپرستی حاصل رہی ہے۔ سرحدی گاندھی کو افغانستان سے اتنی محبت تھی کہ اپنے جست خاکی کو جلال آباد میں دفن کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی جس پر ان کے بیٹے مرحوم ولی خان نے عمل کیا تھا اور ان کو جلال آباد میں دفن کیا گیا تھا۔ غفار خان ہمیشہ پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کے دورے کیا کرتا تھا اور وہاں سے روپوں کی تھیلیاں بھر بھر کر لاتا رہتا تھا۔ اس کا بیٹا ولی خان پاکستان دشمن افغان حکومت کے طور خم کی سرحد سے سو سو گاڑیوں کے قافلے کے ساتھ افغانستان کے دورے کیا کرتا تھا۔ ان حضرات نے ہمیشہ پاکستان دشمنی کی بنیاد پر اور بھارت کہنے پر پختونستان کا مسئلہ کھڑا کئے رکھا تھا۔ اب ان کو پاکستان دوستی کا مظاہرہ کرکے پاکستان کی پالیسیوں کی حمایت کرنا چاہیے۔ ان باتوں کا ذکر اس لیے کر رہے ہیں کہ قوم کو پرانا سبق یاد کرائیں کہ افغانستان کی بھارت نواز حکومتیں کبھی بھی پاکستان کی دوست نہیں رہی ہیں۔ اب اس وقت بھی افغانستان

کی امریکی پٹھو حکومت بھارت کی دوست ہے جو طور خم باڈر پر خواہ مخواہ کشیدگی پیدا کر رہی ہے۔ افغان حکومت کو اتنا بھی شرم نہیں کہ پاکستان کے اندر اس وقت بھی اس کے تیس لاکھ افغان مہاجرین رہ رہے ہیں جن کی دیکھ بھال پاکستان کر رہا ہے۔ ویسے بھی پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں افغان باشندے کاروبار کر رہے ہیں۔ بڑی بڑی پراپرٹیوں کے مالک ہیں۔ پاکستان تو افغان باشندوں کے لیے یورپ سے کم نہیں۔ پھر بھی افغان حکومت امریکا اور بھارت کی آلہ کار بن کر پاکستان کے ساتھ دشمنی پر اتر آئی ہے اور شکر گزار ہونے کے بجائے طور خم پر کشیدگی بڑھا رہی ہے۔ افغانستان کے اندر تحریک طالبان پاکستان کے سربراہ ملا فضل اللہ پناہ لیے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے اندر دہشت گردی ان ہی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ پاکستان نے امریکا کے کہنے پر شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کیا بغیر کسی تمیز کے اچھے بُرے دہشت گرد طالبان کو ختم کیا۔ ہمارے ملک کے لاکھوں شہری اپنی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ دربدر ہوئے جن کو ابھی تک بھی اپنے گھروں میں آباد نہیں کیا جا سکا۔ اب بھی امریکا ہم پر اعتبار نہیں کر رہا اور ڈو مور کی رٹ لگائے ہوئے ہے۔ ہم نے امریکا کے کہنے پر طالبان لیڈروں کو مذاکرات کی ٹیبل پر جمع کیا اور مری میں چار ملکوں کے طالبان سے امن مذاکرات بھی ہوئے۔ امریکا سمیت ساری دنیا نے دہشتگردی کے خلاف ضرب عضب آپریشن کی تعریفوں کے پل باندھ دیے تھے۔ مگر پھر امریکا نے ہمارے ملک کی ساورنٹی کا خیال نہ کرتے ہوئے ملا اختر منصور کو ڈرون حملہ کر کے

پاکستان کی سرحد کے اندر نوشکی میں قتل کر دیا جبکہ وہ ایران سے آیا تھا اسے وہاں بھی نشانہ بنایا جا سکتا تھا مگر ایک سازش کے تحت اسے پاکستان کی سرزمین پر نشانہ بنایا گیا۔ اس سازش کو سمجھتے ہوئے ہمارے سپہ سالار اور ہماری سول حکومت نے امریکی حکومت سے احتجاج بھی کیا اور مطالبہ کیا ہے کہ سب سے بڑے دہشت گرد فضل اللہ پر ڈرون حملہ کیا جائے جو افغانستان کے اندر سے پاکستان میں دہشت گردی کر رہا ہے۔ صاحبو! ہمارے مقتدر حلقوں کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ تجربات سے یہ بات عیاں ہوئی ہے کہ امریکا کے اپنے مفادات ہوتے ہیں وہ اس کے تحت دوستی کرتا کرتا ہے جب اس کا مفاد پورا ہو جاتا ہے تو وہ آنکھیں پھیر لیتا ہے۔ یہی کچھ وہ پاکستان سے کر رہا ہے۔ ہمیں امریکا کے اس چنگل سے آہستہ آہستہ نکلنا چاہیے اور چین سے جاری دوستی کو مذید مستقم کرنا چاہیے۔ روس بھی بھی ہماری طرف قدم بڑھا رہا ہے اس سے بھی دوستی کو نئے سرے سے ترتیب دینا چاہیے۔ ایک آزاد اور غیر جانبدار خارجہ پالیسی ترتیب دینی چاہیے۔ اس کے لیے ایک فل ٹائم وزیر خارجہ کا تقرر کرنا چاہیے۔ حادثاتی طور پر بنائے گئے وزیر دفاع کو فارغ کر کے کسی قابل شخص کو وزارت دفاع پر لگانا چاہیے۔ وزیر اعظم صاحب اب صحت مند ہو گئے ہیں۔ وہ فوراً ملک واپس آ کر یہ معاملات طے کریں۔ پاکستان کے دشمن پاکستان کے خلاف شازشیں کر رہے ہیں ان کا سفارتی اور دفاعی طور پر توڑ کی اشہد ضرورت ہے۔ افغانستان دوسروں کے کہنے پر کشیدگی بڑھا رہا ہے اس کے توڑ کی سفارتی سطح پر کوششیں

کرنی چاہیے۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے آمین۔

افغانستان ہمارا برادر اسلامی ملک ہے

اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی بات نہیں کہ افغانستان ہمارا برادر پڑوسی مسلمان ملک ہے۔جب اس پر روس نے حملہ کیا اور اپنی فوجیں اس میں داخل کی تو پاکستان کے عوام اور حکومت وقت نے اس کی مخالفت کی تھی اور افغان عوام کے ساتھ ملکی اور غیر ملکی سطح پر تعاون کیا تھا۔اصل بات عوام کی نہیں ہوتی پٹھو حکومتوں کی بات ہوتی ہے۔ پہلے روس نے ترکی سے وسط ایشیا کے مسلمان علاقے فتح کیے تھے اور وہ اب وہ افغانستان کے راستے خلیج تک پہنچنا چاہتا تھا۔ افغانستان پر روس نے بہت سرمایا کاری کی تھی کہ اسے اپنا اشتراکی ہم خیال بنا لے۔اس کے لیے روس نے ظاہر شاہ، داؤد اور آخری حکمران نجیب اللہ خان کو بہت مراعات دیں تھیں۔روس نے افغانستان اشتراکی نظام کے قیام کے لیے بھارت کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ سرحد کی ڈاکٹر خان کی حکومت اور اس کے بھائی سرحدی گاندھی غفار خان نے روس کا دل کھول کر ساتھ دیا۔ روس نے ان کے لیے خزانے کے منہ کھول دیے تھے۔ لوگ آزادانہ روس جا کر ٹریننگ لے کر آتے تھے۔ عوامی نیشنل پارٹی کے چوٹی کے کارکن جو پارٹی کی پالیسیوں سے انحراف کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔جس کا نام کا جمعہ خان ہے جو ایک پائے کے مرکزی کارکن تھے نے تفصیل سے ان حالات و واقعات کا ذکر اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔جب روس نے افغانستان میں اپنے ٹاؤٹ

ببرل کارمل کو ٹینکوں پر بیٹھا نے اپنی فوجیں افغانستان میں داخل کیں تو افغانستان کے اسلام پسند مسلمان رہنماؤں نے روس کے خلاف جہاد شروع کیا۔ پاکستان کے ذوالفقار علی بھٹو جو روس کے جارحانہ اقدامات کو سمجھتا تھا نے افغان رہنماؤں کی درخواست پر درے سے اسلحہ خرید کر ان کی مدد کی تھی۔ تین سال تک افغانی اسی اسلحے سے روس کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ پھر پاکستان کے ساتھ ساتھ پوری اسلامی دنیا کے مجاہدین نے بھی اپنے اسلامی برادر ملک کی جہاد میں مدد کی تھی۔ امریکا اپنے مفادات اور روس کو شکست دینے کے لیے افغانستان کی جنگ میں کود پڑا۔ اور بلا آخر روس کو افغانستان سے نکلنا پڑا۔ روس ٹوٹ کیا اور اس میں سے چھ اسلامی ریاستیں اور مشرقی یورپ کی کئی ریاستیں روس سے آزاد ہوئی۔ جنگ کے دوران پچاس لاکھ افغانی پاکستان میں مہاجر بن کر آئے پاکستان کی حکومت اور عوام نے انہیں برادر اسلامی ملک ہونے کے ناطے خوش آمدید کہا ان کی خدمت کی آج بھی تیس لاکھ افغانی مہاجرین پاکستان میں موجود ہیں۔ روس کے ساتھ جنگ کے دوران امریکی مدد کی وجہ سے امریکا کا دخل افغانستان میں بڑھ گیا تھا اس لیے اس نے مداخلت کرکے افغان مجاہدین کو آپس میں لڑا دیا ملک میں خانہ جگی شروع ہو گئی۔ پھر اللہ کا کرنا کی افغانستان میں طالبان کھڑے ہو گئے۔ سفید پرچم لیکر پورے افغانستان میں سے خانہ جنگی ختم کی اور ملک پر قابض ہو گئے۔ جنگ جوؤں سے اسلحہ واپس لے لیا۔ افغانستان میں امن و امان قائم ہو گیا۔ پوست کی کاشت ختم ہو گئی۔ ملا

عمر کو اپنا امیر المومنین مان لیا۔ ملا عمر نے ایک امارت اسلامی کے قیام کا اعلان کر دیا۔ پاکستان اور سعودی عرب نے اس نئی اسلامی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ امریکا کو یہ بات پسند نہ آئی اور اپنے ہی ملک میں یہودیوں کی مدد سے نائین الیون کا خود ساختہ واقعہ کیا اور امریکی صدر بش نے اس کا ذمہ دار اسامہ بن لادن کو قرار دے کر مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کر دیا۔ اسامہ کے بہانے افغانستان پر ۴۸ نیٹو فوجوں کے ساتھ حملہ کر دیا اور پورے افغانستان پر بمباری کر کے اسے تورہ بورا بنا دیا۔ ۱۵ سال جنگ کے باوجود افغانستان پر قبضہ مکمل نہیں کر سکا۔ ایک ایک کر کے اس کے اتحادی نیٹو فوجیں افغانستان سے بوریا بستر لے کر چلیں گیں۔ اب بھی ۷۵ فی صد افغانستان پر طالبان کا قبضہ ہے۔ اپنی شکست تسلیم کرنے کے بجائے اب پاکستان کی فوج سے کہتا ہے کہ تم افغان طالبان سے لڑو۔ قوم کے غدار ڈکٹیٹر پرویز مشرف کی پہلے ہی بزدلی سے پاکستان میں امریکا کو مداخلت کا موقع ملا تھا۔ اب ہمارے فوج عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے امریکا کی ڈکٹیشن ماننے کے لیے تیار نہیں۔ جنرل اسلم بیگ نے اپنے حالیہ مضمون میں اس بات کو کہا ہے کہ ملا عمر نے کہا تھا کہ پاکستان نے امریکا کو سہولتیں دے کر افغانستان کو تباہ کیا مگر ہم اب بھی پاکستان کو برادر اسلامی ملک سمجھتے ہیں۔ افغانستان کی امریکی پٹھو بھارت کے اکسانے پر طور خم پر پاکستان کی سرحد کے اندر سیکورٹی گیٹ بنانے پر فائرنگ کرتی رہی ہے اور ہمارے ایک میجر کو شہید کیا اور ۱۹ دوسرے لوگوں

کو زخمی کیا۔ پہلے افغان روس کی پٹھو تھی اب امریکا کی ہے۔ اس سے قبل افغانستان کی ساری سوشلسٹ حکومتیں سرحدی گاندھی، بھارت اور روس کی ایما پر پاکستان کی مخالف تھیں اور ہمیشہ پختونستان کا مسئلہ کھڑا کیا رکھا تھا۔ طالبان کی حکومت آنے سے یہ مسئلہ ختم ہو گیا تھا۔ پاکستان اور افغانستان کے تعلوقات تاریخ میں پہلی دفعہ دوستانہ ہو گئے۔ پاکستان کی مغربی سرحد پر امن ہو گئی۔ افغان طالبان اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لیے امریکی فوجوں سے لڑ رہے ہیں یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے۔ پاکستان کو اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ افغان کبھی بھی کسی کے غلام نہیں رہے ہیں اس لیے امریکا کے لیے بہتر ہے کہ وہ دنیا سے اپنے وعدے کے مطابق افغانستان سے جیسے روس گیا تھا وہ بھی نکل جائے ورنہ جو افغان چالیس سال سے بیرونی حملہ آوروں سے لڑ رہے ہیں آیندہ بھی لڑنے کے لیے تازہ دم ہیں۔ جہاں تک پاکستان کے تعلق ہے تو وہ افغانستان کا برادر اسلامی ملک ہے۔ افغانی پورے پاکستان میں آباد ہیں۔ کاروبار کر رہے ہیں ۔پراپرٹیز خرید رہے ہیں اور برسوں سے ان پراپرٹیز کے مالک ہیں۔ دنیا کی کوئی بھی طاقت ان دو برادر ملکوں کی دوستی میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتی۔ اشرف غنی کی امریکی پٹھو حکومت کے چند دن ہیں اس کو افغان طالبان ختم کر دیں گے انشا اللہ اور افغانستان آزاد ہو گا۔ پھر سے امن و امان ہو گا۔

افغان مہاجرین کے نام

پاکستانیوں کی کثیر تعداد پاکستان کے گلی کوچوں میں آباد افغان مہاجرین کو اپنا اسلامی بھائی تصور کرتی ہے۔ چالیس سال سے بیرونی دشمنوں کے حملوں اور سفاکیت کی وجہ سے وہ در بدر ہوئے ہیں۔ پاکستانی ان سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ہاں کچھ پاکستانی جو مسلمان ہونے سے پہلے قوم پرستی کے وباء میں مبتلا ہیں وہ افغانیوں کو صرف افغانی ہی تصور کرتے ہیں مگر اللہ کا شکر ہے کہ وہ پاکستان کی آبادی میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ یہی کچھ افغانستان کے قوم پرست صدر اشرف غنی بھی اپنے ایک بیان میں کہ چکا ہے کہ پاکستان افغانستان کا برادر اسلامی ملک نہیں ہے بس ایک پڑوسی ملک ہے۔ اسے یہ کہتے ہوئے ذرا برابر شرم بھی نہیں آئی کہ پاکستان میں اس کے ملک کے تیس لاکھ سے زائد شہری پناہ گزین ہیں جن کی دیکھ بھال پاکستان تقریباً چالیس سال سے کر رہا ہے۔ پاکستان میں آباد زیادہ تر افغانی روس کے قبضے کے دوران پاکستان میں ہجرت کرکے آئے تھے۔ جب روس کو افغانیوں نے جہاد کے ذریعے شکست سے دوچار کیا تھا اور اُس کی فوجیں واپس اپنے ملک چلیں گئی تھیں تو کچھ افغان مہاجر واپس اپنے ملک چلے گئے تھے۔ مگر امریکا کی سازش کے تحت افغان وار لارڈز کو آپس میں لڑا دیا گیا اور افغانستان میں کوئی پائیدار حکومت قائم نہیں ہونے دی گئی جس کی

وجہ سے پاکستان میں آباد افغان مہاجریں کی واپسی روک گئی تھی۔ پھر افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت قائم ہوئی تو کچھ مہاجریں واپس گئے مگر شیطان کبیر نے طالبان کی اسلامی حکومت پر حملہ کر دیا۔ اپنے ساتھ ڈیڑھ لاکھ سے زائد ۴۸ ملکوں کی نیٹو فوجیوں کو لے آیا اور پورے افغانستان پر کارپٹ بمباری کرکے اسے تورہ بورا بنا دیا تھا۔ اللہ نے فاقہ مست افغانیوں کی غیبی مدد کی اور پندرہ سال تک اپنے ظلم و سفاکیت کے باوجود امریکا کو منہ کی کھانی پڑی اور اُسے واپس جانا پڑا۔ ایک ایک کرکے ناٹو فوجیں بھی امریکا کا ساتھ چھوڑتی گئیں۔ اب جاتے جاتے افغانستان میں ایک قوم پرست اشرف غنی پٹھو حکومت بنا کر اور بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کے بگوڑوں سے پاکستان پر بزدلی سے حملے کروا رہا ہے۔ صاحبو! ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقعے پر اپنے آخری خطبہ میں دوسری نصیحتوں کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ میں نے قومیتوں کے بتوں کو اپنے پاؤں تلے روندھ ڈالا ہے۔ انسان کی برتری کی بنیاد تقویٰ ہے نہ کہ جاہلیت کے زمانے کی قومیتیں۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پاکستان کے افغان بھائیوں، پاکستانی آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ افغانستان سے پاکستان میں دہشت گردی کو روکنے کی کوشش کریں۔ قوم پرست افغانیوں کو پیغام بھیجیں کہ پاکستان میں دہشت گردی سے باز آ جاؤ۔ آپ پاکستان کے چپے چپے میں آباد ہیں۔ کاروبار کر رہے ہیں۔ پراپرٹیاں خرید رہے ہیں خریدی ہوئی پراپرٹیوں میں آرام سے رہائش پذیر ہیں۔

آپ نے پاکستان کے شہروں میں بڑے بڑے پلازہ بنا رکھے ہیں۔ پاکستان میں اب تک آپ کی دو نسلیں پروان چڑھ گئیں ہیں۔ آپ پاکستان کے تمام شہروں میں پبلک ٹرانسپورٹ چلا رہے ہیں۔ آپ کپڑے کا کاروبار کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو پاکستان کے جن شہروں میں آباد ہیں اُن میں اپنی تنظیمیں قائم نہیں کرنی چاہئیں تاکہ آپ کی آواز افغانستان کی قوم پرست امریکی پٹھو حکومت تک پہنچا سکیں کہ وہ پاکستان کی فراخدلی سے ناجائز فاہدہ نہ اُٹھائیں اور پاکستان کے احسان مند رہیں۔ حکومت پاکستان کی مخالفت چھوڑ دیں۔ امریکا اور بھارت کے کہنے پر پاکستان مخالف سرگرمیوں بند کریں۔ پاکستان میں دہشت گردی کے خلاف جاری ضرب عضب کے دوران پاکستان سے فرار ہو کر جانے والے ٹی ٹی پی کے سربراہ ملا فضل اللہ کو گرفتار کے کے پاکستان کے حوالے کریں۔ ملا فضل اللہ نے پشاور میں آرمی پبلک اسکول پر حملہ کروا کے سیکڑوں بے گناہ طالبعلموں اور اسٹاف کر دہشت گردی کا نشانہ بنایا تھا اور ڈھٹائی سے اس دہشت گرد حملے کو قبول بھی کیا تھا، پاکستان کے اندر اس کے علاوہ بھی دہشت گرد حملے کیے اور انہیں قبول بھی کیا۔ ملا فضل اللہ اور اس کے اور کئی دہشت گرد پاکستان میں دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ کیا جہاں آپ اور آپ کے بال بچے عزت و احترام سے رہ رہے ہیں۔ آپ کاروبار کر رہے ہیں دہشت گرد حملے ہونے پر خاموش بیٹھے رہیں گے۔ نہیں نہیں آپ کو ہر گز خاموش نہیں بیٹھے رہنا چاہیے۔ آپ کو اس معاملے پر افغان حکومت سے زبردست قسم کا احتجاج کرنا چاہیے۔ ایسا احتجاج جو دنیا کو نظر آئے اور افغان

حکومت پر پریشر بڑھے اور وہ پاکستان کے دشمنوں کو جو آپ کے بھی دشمن ہیں پاکستان کے حوالے کرے۔ ان کو پاکستان میں دہشت گرد کاروائیوں سے روکے۔ آپ افغانستان میں موجود اپنے رشتہ داروں سے بھی مطالبہ کر سکتے ہیں، جو یقیناً لاکھوں کی تعداد میں ہونگے کہ وہ افغان حکومت کو مجبور کریں کہ افغان حکومت پاکستان میں دہشت گردی سے باز آ جائے۔ افغانستان سے ہر روز ہزاروں افغانی بغیر ضروری کاغذات کے پاکستان میں داخل ہوتے ہیں اور اتنی ہی تعدد میں واپس افغانستان بھی جاتے ہیں۔ ان میں یقیناً دہشت گرد بھی پاکستان میں داخل ہوتے ہوں گے۔ جس پر پاکستان نے سیکورٹی کے لیے اپنے حدود میں گیٹ بنانے کی کوشش کی اس پر افغان فوجیوں نے فائرنگ کی اور پاک فوج کے ایک میجر شہید اور ۱۹ اہلکار بچوں سمیت بہت سے لوگ زخمی ہوئے۔ اس پر بھی آپ کو احتجاج کرنا چاہیے۔ پاکستان کو بھی چاہیے کہ افغان باڈر کو سیل کرے بغیر ضروری دستاویزات کے افغانیوں کے داخلے کو روکے تاکہ دہشت گرد آرام سے پاکستان میں داخل نہ ہو سکیں اور بے گناہ لوگوں کا قتل عام نہ کر سکیں۔ پاکستان کے عوام اور افغانستان کے عوام کے مفادات ایک جیسے ہیں۔ دونوں مسلمان برادر ملک ہیں۔ بھارت نے ان دونوں ملکوں میں دشمنی ڈالی ہوئی ہے۔ جب تک افغانستان کے عوام اسلام کے دشمن بھارت سے جان نہیں چھڑاتے حالات جون کے توں ہی رہیں گے اس لیے دونوں ملکوں کے عوام کو اپنے دشمن کو پہچاننا چاہیے۔ اس لیے پاکستان میں آباد افغان مہاجرین کے نام پاکستانیوں کا یہ پیغام ہے کہ وہ اس معاملے میں اپنا کردار ادا کریں

تاکہ دونوں برادر اسلامی ملک شیر وشکر ہو جائیں اور دشمن ناکام ہو آمین۔

۱۷ رمضان یوم بدر

سترہ رمضان کو تاریخ کا وہ دن ہے جس دن اللہ نے اس دنیا میں حق و باطل کا فیصلہ کر دیا تھا۔اسی پر مغرب کے ایک بڑے محقق نے لکھا ہے'' بدر سے پہلے اسلام محض ایک مذہب اور ریاست تھا، مگر بدر کے بعد وہ مذہبِ ریاست بلکہ خود ریاست بن گیا''مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں قریش نے رسولؐ اللہ کو بہت ستایا تھا۔ایک دفعہ خود رسولؐ اللہ نے کہا تھا، دین کے معاملے میں جتنا مجھے ستایا گیا کسی بھی اللہ کے پیغمبرؑ کو نہیں ستایا گیا۔مکہ کی تیرہ سالہ ظلم وزیادتی سے بھری زندگی کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کو مدینے کی ہجرت کی اجازت دی تھی۔قریش نے مدینہ میں بھی رسولؐ اللہ کو آرام سے دین کی اشاعت کی اجازت نہیں تھی۔ رسولؐ اللہ مدینہ ہجرت کر گئے تاکہ وہاں جا کر اللہ کے پیغام کو عام کریں تو قریش مکہ نے مدینہ کے عبداللہ بن سبا، رئیس منافقین کے ساتھ ساز باز کی اور اس کے بعد قریش نے ارادہ کر لیا تھا کہ فوجی طاقت سے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو فنا کر دیا جائے اور ایسا ناگہانی حملہ کیا جائے جو مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا دے۔ حملے کے لیے سرداران قریش اپنے ساتھ 1000ء مردان جنگی جن میں 600ء سو زرہ پوش تھے ،جن کے پاس 100ء سواروں کا رسالہ بھی شامل تھا پوری شان وشوکت کے ساتھ شراب و شباب کی محفلیں سجائے مسلمانوں کا خاتمہ کرنے نکلے تھے۔اُن کے مقابلے میں

مسلمانوں کے تعداد 83، مہاجرین 61، قبیلہ اوس اور 152، قبیلہ خزرج 79، متعلقین جنگ و بصر یعنی بچوں سے بھی بھلی (اصحابِ بدر مولانا محمد سلیمان منصور پوری)۔ مسلمانوں کے پاس صرف دو تین گھوڑے تھے باقی آدمیوں کے لیے 70، اونٹ تھے سامان حرب بل لکل ناکافی تھا۔ 17 ،رمضان کیحق وباطل کی پہلی جنگ میں مسلمانوں کے مد مقابل کسی کا باپ، کسی کا بیٹا، کسی کا چچا، کسی کا ماموں، کسی کا بھائی ،اس کی اپنی تلوار کی زد میں آ رہا تھا اپنے ہاتھوں اپنے جگر کے ٹکڑے کاٹنے پڑ رہے تھے ۔ اُس زمانے کے جنگ اصول کے مطابق عام جنگ سے پہلے مشرکوں کی طرف سے ان کے چند نامی گرامی بہادر جنگ جو تلواروں اور نیزوں سے لیس، آہنی زرہ پہنے اور سروں پر آہنی خود پہنے میدان جنگ میں سامنے آئے۔ توحید والوں کی طرف سے رسولؐ اللہ کے حکم پر ۳۱۳ صحابہؓ میں سے کچھ انصاری صحابہؓ ان کے مقابلے کے لیے ان کے سامنے آئے۔ باطل پرستوں کی طرف للکار آئی ہمارے ساتھ مقابلے کے لیے ہمارے جوڑ کے بندے لاؤ۔ ہم اُن سے لڑنا چاہتے ہیں۔ رسولؐ اللہ کے طرف سے حکم ہوا علیؓ میدان میں اُترو، ہ حمزہؓ سامنے آؤ۔ جنگ بدر کے موقع پر صحابہؓ نے اپنے رشتہ داروں سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا۔ حضرت معصب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا۔ حضرت علیؓ نے شیبہ کو قتل کیا۔ حضرت حمزہؓ نے ہندہ کے باپ عتبہ کو قتل کیا۔ حضرت عبیدؓ بن حارث نے ولید بن عُتبہ کو قتل کیا۔ ابو جہل کو حضرت معوذ

اور معاذؓ دونوں نے قتل کیا۔ حق اور دین کی حفاظت کے لیے اپنے قریبی رشتہ داروں کو قتل کیا۔ یہ حق اور باطل کی جنگ تھی۔اس جنگ میں قریش مکہ کے 70 ،آدمی مارے گئے اور 70،قید ہوئے قریش کے بڑے بڑے سردار اس جنگ میں مارے گئے ایک طرف حق تھا اور دوسری طرف باطل۔ باطل والے باطلوں جیسے کرتوت دیکھاتے ہوئے شراب وکباب کی محفلیں سجاتے ،شان شوکت سے ایک ہزار نامی گرامی جنگ جوؤں کو ساتھ لے کر آئے تھے اور دوسری طرف حق والے اپنے اللہ کی ہدایت کے مطابق انکساری سے اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کمانڈ کے میں بدر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تھے۔ایک طرف کے شرک کرنے والے لوگ اپنے باطل نظریات پر قائم اور ایک اللہ کو چھوڑ کر سیکڑوں خودساختہ خداؤں کے بھروسے پر لات و ہلاۃ عزیٰ اور دوسرے بتوں کے لاتعداد جھنڈے لیے میدان میں اُترے تھے۔ تو دوسری طرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والے،ایک رہبر اور ایک سبز ہلالی پرچم لیے ہوئے ان کے سامنے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے للکار رہے تھے۔ فوجیں آمنے سامنے تھیں۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔اللہ کا مسلمانوں وعدہ تھا کہ وہ ہی فتح مند رہیں گے بشریکہ وہ مومن ہوں۔ ایک اللہ پر بھروسہ کریں شرک سے بچیں۔ رسولؐ اللہ کے حکم کی پیروی کریں کیونکہ کہ رسولؐاللہ کے حکم کی پیروی اللہ کے حکم کی پیروی ہے۔ رسولؐ اللہ، اللہ کے پیغمبرؐ ہیں جو اللہ کی ہدایات اللہ کے بندوں تک پہچانے کے پابند ہیں۔ وہ اللہ کے آخری پیغمبرؐ ہیں۔اللہ نے اُن کے ذریعے انسانیت کو سچی اور صحیح ہدایات دیں۔ جو رہتی دنیا

تک قائم ودائم رہنی ہے۔اس کے بعد اللہ کی ہدایات قرآن شریف کی شکل میں محفوظ ہے۔اللہ نے کافروں کو چیلنج کیا تھا کہ قرآن جیسی ایک سورت بنا لاؤ جو یقیناً تم نہیں بنا کر لا سکتے۔آج مسلمانوں کے پاس اللہ کا قرآن اُسی شکل میں موجود ہے۔ اللہؐ کے رسول نے قرآن پر عمل کر دیکھایا جو رسولؐ اللہ کے قوم فعل اور عمل کی صورت میں حدیث رسولؐ اللہ کی شکل میں مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔آج سعودی عرب کی طرف سے خانہ کعبہ سے چوبیس گھنٹے ہر روز قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے اور مسجد نبوی سے رسولؐ اللہ کی حدیث بیان کی جارہی ہے۔ مسلمانوں کو اس سے فیض حاصل کرنا چاہیے۔ ہمارے گھروں میں بھی قرآن موجود ہے۔اب بھی بدر جیسا سماں پیدا ہو سکتا ہے اگر مسلمان مومن بن جائیں۔اللہ قرآن میں کہتا کہ غم نہ کرو پریشان نہ ہو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ صاحبو! یہ اللہ کا فیصلہ ہمارے پاس موجود ہے پھر کیوں مسلمانوں کو دنیا میں ذلیل ہونا پڑ رہا ہے۔کیا شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے اس پر ہی کہا تھا" یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو۔ یہ تو بتلاؤ تم میں سے کوئی مسلمان بھی ہو" ہمیں چاہیے کہ ہم بہتر مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن کی ہدایات پر عمل کریں۔رسولؐ اللہ کی سنت پر چلیں۔اسنشاء اللہ مسلمان ہی کامیاب رہیں گے۔

نا معلوم ناصح !

غالب نے کیا خوب کہا تھا کہ '' یہ کہاں کی دوستی ہے کہ، بنے ہیں دوست ناصح۔ کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا'' کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا ،کہنے کا مطلب شاعر کا شاید یہ ہے کہ ایک دوست کا کام صرف نصیحت کرنا ہی نہیں ہوتا بلکہ مشکل کے وقت دوست چارہ ساز ہونا یا غم گسار ہونا ہوتا ہے۔ نا جانے ہم نے اس شعر کی تشریح اپنے مطلب کی کر لی ہے یا صحیح ہے۔یہ تو مضمون پڑھنے والے صاحبان ہی بتا سکتے ہیں۔ گو کہ طنز بھری نصیحت ملک کی ایک اسلامی نظریاتی ، دو قومی نظریہ کی محافظ، غیر موروثی جماعت، جمہوری طرز عمل رکھنے والی، جہادی جماعت اور کرپشن سے پاک جماعت اسلامی کے لیے تھی اور طنز بھری نصیحت کی باتیں اسلام کی جنگ لڑنے والی ایک کراچی کی اخبار میں ۲۴ جون کو پڑھنے کو ملیں۔ ہمارا گمان ہے کہ یہ اس اخبار کی پالیسی سے ہٹ کر ہی ہونگی۔اسی لیے کسی نامعلوم ناصح کی طرف خبر کی شکل میں تھیں، اگر ناصح اپنا نام ظاہر کر دیتے تو جواب بہتر انداز سے دیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ ہمارا تعلق جماعت اسلامی سے ہے۔اور تبصرہ کرنے والی اخبار کو بھی ہم اپنا ہی غم گسار سمجھتے ہیں۔ اس اخبار نے اسلام کی خدمت اور غیر اسلامی نظریات کے سامنے جو دیوار کھڑی کی ہوئی ہے وہ بہت بڑی بات ہے۔ اس اخبار نے ہمیشہ نے اسلام کی خاطر قومیتوں سے لڑائی کی

ہے۔ مگر بہر حال وہ ایک اخبار ہی تو ہے کوئی سیاسی تحریک نہیں۔ مگر جماعت اسلامی کا اگر ذکر کیا جائے تو وہ متعدد اخبارات رسائل کے ساتھ ایک نظریاتی جماعت ہے۔ اس کے اثرات ملکی اور غیر ملکی سطح پر بہت گہرے ہیں۔ وہ عام سی اسلامی جماعت نہیں ہے بلکہ اسلام کے پرامن اور عادلانہ نظام کے نفاذ کی جد و جہد کا ریکارڈ بھی رکھتی ہے۔ لہٰذا ہم نے اس اخبار ہی کو سامنے رکھتے ہوئے کیچھ عرض کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر اس اخبار کی طنز بھری نصیحت کو لسٹ وار کر لیا جائے تو بات سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ اخبار لکھتا کہ جماعت اسلامی اپنے نظریاتی کام سے دور ہو گئی ہے اور عملاً جامد ہے۔ اقتدار کی خاطر اسے طاہر القادری کی بغل میں دیکھ کر دُکھ ہوا ہے۔ خیبر پختونخوا میں عمران خان کے ساتھ کھڑی ٹرک کی بتی کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ جماعت اسلامی کرپشن کے خلاف باجا بجا رہی ہے جس سے عمران کو فائدہ پہنچے گا۔ اس کو اگر سیاست کرنی ہے تو مولانا فضل الرحمان سے سیکھے اور رتبلیغی جماعت کی طرح دین کا کام کرے۔ جماعت کی لیڈر شپ کو اپنی ناکامی تسلیم کر کے قیادت جوانوں کے حوالے کر دینا چاہیے۔ اگر ایسا نہ کیا تو اِسے کسی اور جماعت کے لیے جگہ خالی کرنی پڑے گی وغیرہ۔ صاحبو! الحمد اللہ جماعت اسلامی جس نظریاتی ڈگر پر قائم ہوئی تھی آج تک اسی پر قائم ہے اور بتدریج آگے بڑھ رہی ہے جامد نہیں ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ اُسے وہ نتائج نہ مل سکے جو ملنے چاہیے تھے تو اس کے ہمدردوں کو تشویش ہو جاتی ہے جو فطری ہے۔ ہمدردوں کو مرض کی تشخیص میں ذرا

پریشانی بھی ہوتی ہے۔اگر اس بات کو اس جماعت کے بانی مولانا مودودیؒ کے اس ایک بیان کے تصور میں رکھ کر دیکھا جائے کہ" اگر صابن سے کوئلے کی سیاہی ختم نہیں ہوئی تو صابن کا قصور نہیں یہ کوئلے کی سیاہی کا قصور ہے۔ ہم جماعت والے یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں جس معاشرے کو ہم نے تبدیل کرکے اسلامی معاشرہ بنانا ہے اس کو صاحب اقتدار لوگوں نے کوئلے کی طرح سیاہ کر دیا۔ سیاست دانوں نے سیاست کو تجارت سمجھ لیا ہے ایک لاکھ لگاؤ، ایک کروڑ کماؤ والی بات ہے۔ جبکہ جماعت اسلامی انبیاؑ کی سنت پر چلتے ہوئے سیاست کو عبادت سمجھتی ہے۔ اس لیے اس میں کرپشن نام کی کوئی چیز نہیں۔اسی سیاست اور نظریہ پر جماعت اسلامی آج تک سیاست کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔جماعت اسلامی اپنے نظریاتی کام سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹی۔ اس کا کام کوشش کرنا ہے جو وہ کر رہی ہے جب اللہ چاہے گا معاشرہ تبدیل ہو گا۔طاہر القادری کی سیاست سے سو اختلاف بھی ہو مگر کیا طاہر القادری کے لوگوں کے ساتھ نواز حکومت نے ظلم نہیں کیا اس کے ۱۴ کارکنوں کو سفاکیت سے قتل نہیں کیا گیا اس کے کہ سیکڑوں کارکنوں کو زخمی نہیں کیا گیا تھا؟ اس ظلم کا ساتھ دینا اور اس سے یکجہتی کرنا غلطی نہیں ہے۔ کیا طاہر القادری کے پاس اقتدار ہے کہ اس یکجہتی کے بدلے وہ جماعت اسلامی کو کچھ دے گا۔ یہ الزام ہے۔ ایسا ہر گز نہیں۔ یہ آپ کی طاہر القادری سے اختلاف کا شاخسانہ نظر آتا ہے۔ جماعت اسلامی خیبر پختونخواہ میں پی ٹی آئی سے دن کی روشنی میں جمہوری عمل کو سامنے رکھتے

ہوئے سیاسی اتحاد کیا ہوا ہے۔ ٹرک کی بتی کے پیچھے نہیں لگی ہوئی۔ اس میں بھی آپ کی پریشانی جماعت اسلامی سے ہمدردی کے بجائے آپ کی اخبار کی عمران خان کی سیاست سے اختلاف اور ن لیگ سے مفاہمت کی وجہ ہے اس میں آپ جماعت اسلامی کو کیوں گھسیٹتے ہیں۔ جماعت اسلامی کرپشن کے خلاف باجا نہیں بجا رہی بلکہ حقیقی مہم چلا رہی ہے۔ اللہ کا خوف کریں اور دیکھیں کہ ملک میں کرپشن عروج پر نہیں ہے۔ اگر اس کے خلاف جماعت اسلامی مہم چلا رہی ہے اور آپ کے مطابق اس کا فائدہ عمران خان کو ہو گا۔ پاکستان سے لوٹا ہوا پیسا واپس پاکستان کے خزانے میں آنا چاہیے جس سے پاکستان کے عوام کا فائدہ ہوگا کسی فرد کا نہیں۔ قربان جاؤں آپ کی سوچ پر !آپ کی اخبار کے بانی کی پالیسی سے یوٹرن لینے پر ! اس اخبار کے فرنٹ پیج پر برسوں جہادی ملا عمر اور گل بدین حکمت یار کی تصویریں شائع ہوتی رہیں۔ کیا اس اخبار نے جہاد سے توبہ کر لی ہے کہ جماعت اسلامی کو جہاد سے دور رہنے والی تبلیغی جماعت جیسا کام کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ جماعت اسلامی جہادی جماعت ہے اور ہمیشہ رہے گی انشا اللہ۔ چاہے لوگ جہاد سے پیچھے ہٹ جائیں۔ آپ نے جماعت اسلامی کو مولانا فضل الراحمان صاحب سے سیاست سیکھنے کا مشورہ دے کر جماعت اسلامی کو ابھی تک شاید سمجھا ہی نہیں ہے۔ مولانا عام سیاسی پارٹیوں کی طرح سیاست کرتے ہیں جبکہ جماعت اسلامی کا ایک منفرد سیاست کا طریقہ ہے، جماعت میں کوئی امیدوار ٹکٹ کے لیے درخواست نہیں دیتا بلکہ اگر جماعت کو پتہ لگ جائے کہ کوئی فرد

الیکشن میں کھڑا ہونے کی اپنی سی کوشش کر رہا ہے تو اس کو ڈس کوالیفائڈ کر دیا جاتا ہے۔ لگتا ہے آپ کی اخبار کو بھی اقتدار سے قریب رہنے کی مولانا کی ہمیشہ کی پالیسیوں نے فریب میں ڈال دیا ہے۔ جماعت اسلامی ایسے فریب سے کوسوں دور ہے جس کا مظاہرہ متحدہ مجلس عمل کے ٹوٹنے کے وقت پاکستان کے عوام مولانا کی پالیسیوں کو دیکھ چکے ہیں۔ جماعت اسلامی کی قیادت نوجوان سراج الحق کے پاس ہے آپ فکر نہ کریں جماعت اسلامی کوئی ریت کا گھروندہ نہیں کہ جسے مٹا کر کوئی اور جماعت اس پر قبضہ کر لے گی آپ جماعت کے غم میں کمزور نہ ہوتے جائیں۔ جماعت اسلامی توانا لوگوں کی جماعت ہے جس کا ہر فرد اپنے جماعت کی حفاظت کے لیے مر مٹنے کے لیے تیار رہے جماعت اسلامی زندہ ہے اور زندہ رہنے کے لیے بنی ہے اور انشااللہ ہمیشہ زندہ رہی گی۔ اس کو نیا خون ملتا رہے گا۔ کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ اخبار جماعت اسلامی کی ناصح ہونے کے بجائے چارہ ساز ہوتی۔ غم گسار ہوتی۔ ”یہ کہاں کی دوستی ہے کہ، بنے ہیں دوست ناصح۔ کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا“

عید الفطر مسلمانوں کے لیے رمضان کا انعام !

عید الفطر رمضان کے ۳۰ روزوں کے بعد شکرانے کے طور پر مسلمان مناتے ہیں۔ اس موقعے پر عید گاہوں اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں مسلمان ۲ رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اپنے غریب مسلمان بھائیوں میں فطرانے کے پیسے تقسیم کرتے ہیں تاکہ وہ اور ان کے بچے بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ رمضان میں مسلمان اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اپنے گناہوں کو معاف کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش میں مصروف رہتے ہیں اللہ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ روزوں کا ثواب میں خود دوں گا باقی نیکیوں کے لیے اَجر تو ۷۰۰ گنا تک [illegible] اللہ نے اَجر خود دینے کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تو بے حساب دیتا ہے پھر بھی اس کے خزانے میں کمی نہیں ہوتی اِس لیے مسلمان رمضان میں خوب دل لگا کر عبادت کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرتے ہیں راتوں کو جاگ کر تہجد پڑھتے ہیں نفلی عبادت تراویح کے لیے مساجد ماشاء اللہ بھر جاتی ہیں جس میں قرآن کے حافظ صاحبان قرآن شریف سناتے ہیں انفرادی طور پر ہر مسلمان قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے مساجد میں قرآن کی تلاوت کی آواز سن کر بے ساختہ دل اللہ کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ بچے، جوان، بوڑھے عورتیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں ہر طرف نیکیوں کی

ایک بہار ہوتی ہے ہر سال یہ ایک قسم کا تربیتی کورس جو ہر رمضان کے مہینے میں ہوتا ہے پوری دنیا میں مسلمانوں کی بستیوں میں نیکیوں کی بہار کا موسم ہوتا ہے شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ عذابِ جہنم سے نجات کا ہے۔اسلام کے جتنے بھی خوشی کے تہوار ہوتے ہیں وہ ایک پُر قار سنجیدہ اُمتِ مسلمہ کے شایان شان ہیں مسلمان اُس روز عیدگاہوں اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں اکھٹے ہوتے ہیں دو رکعت نماز عیدالفطر ادا کرتے ہیں اللہ کے سامنے عاجزی سے گڑگڑا کے دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ رمضان کے مقدس مہینے میں اگر عبادت میں کچھ کمی رہ گئی ہے تو معاف کر دی جائے اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے ایک دوسرے کو عیدالفطر کی مبارک باد دیتے ہیں روزوں کی مقبولیت کے لیے ایک دوسرے کو دعائیں دیتے ہیں نماز کے بعد ایک دوسرے سے گلے مل کر معاف کرنے کی درخواست کرتے ہیں ایک دوسرے کے گھروں میں جاتے ہیں اپنے اور رشتہ داروں کے بچوں میں عیدی تقسیم کرتے ہیں لذید قسم کی سویاں اور دل پسند کھانے کھاتے ہیں محبت،اخوت اور الفت کا موسم ہوتا ہے بچے، نوجوان،بوڑھے نئے کپڑے پہنتے ہیں ایک دوسرے میں تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے پوری اسلامی دنیا کے ملکوں میں امتِ مسلمہ کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان ایک جیسا پُر وقار سنجیدہ عیدالفطر کا دن مناتے ہیں وہ امتِ مسلمہ جسے اللہ نے خیر امت بنایا ہے جو درمیانے راستے پر چلنے والی ہے اس امت کو فریضہ شہادتِ حق کے لیے اُٹھایا گیا ہے یہ دنیا

کی دوسری قوموں پر شہادت کا فریضہ ادا کرے گی۔ یہ امت امر با المعروف و نہی المنکر پر عمل کرے گی یعنی نیکی کے کاموں میں تعاون اور بُرائی کے کاموں سے منع کرے گی

اس لیے اس کے شایان شان یہ بات ہے کہ اس کے سارے تہوار پُر وقار سنجیدہ ہوں جیسے عیدالفطر ہے۔ اس موقعے پر دوسرے مذاہب کے تہواروں کی طرح کے غل غپاڑہ، آتش بازی، شراب و کباب کی محفلیں اور غیر اخلاقی حرکتیں نہیں ہوتیں بلکہ امتِ مسلمہ عیدالفطر ایک بارعب پُر وقار سنجیدہ طریقے سے مناتی ہے۔ مسلمان عیدالفطر کی نماز پڑھنے کے لیے عیدگاہ اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں ایک راستے جاتے ہیں واپس دوسرے راستے سے گھر آتے ہیں اس سے مسلمانوں کی شان شوکت اور طاقت کے مظہر کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر زکوۃ کی ادائیگی فرض کی ہے جس مسلمان کے پاس مال ایک سال تک جمع رہے وہ اس مال سے ڈھائی فی صد زکوۃ ادا کرنے کا پابند ہے یہ ادائیگی مسلمان رمضان کے مہینے میں اپنے غریب بھائیوں میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ وہ اور ان کے بچے بھی عیدالفطر کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں زکوۃ کی ۸ مدّات قائم کر دی ہیں ان مدّوں میں زکوۃ خرچ کی جاتی ہے۔ ا۔ فُقرا:۔ زکوۃ فقیروں کے لیے جو تنگ دست ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگی بڑی مشکل سے گزار رہے ہوں مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاتے ہوں۔ ۲۔ مساکین:۔ مساکین وہ ہیں جو اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے۔ یہ بہت ہی تنگ دست لوگ ہیں جو اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے کمانے کے قابل ہوں مگر روزگار نہ ملتا ہو۔ ۳۔ عا

ملین علیہا :۔یعنی زکوۃ کا مصرف زکوۃ وصول کرنے پر جو مامور ہوں۔ اسلامی حکومت ان کو جو کچھ تنخواہ کی مد میں دے ۔ ۴۔ مؤلفۃ القلوب :۔ زکوۃ اُن کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہوں یعنی جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہوں یا جنکی اسلام دشمنی کو کم کرنے میں مدد کی ضرورت ہو۔ ۵۔ فی الرّ قاب :۔اس سے مراد جو شخص غلام ہو اسکو آزاد کرانے میں یعنی غلاموں کی آزادی کے لیے زکوۃ کا استعمال جائز ہے۔آجکل جیل کے اندر قیدحقدار قیدیوں کی رہائی کے لیے زکوۃ استعمال کیا جا سکتی ہے۔ ۶۔ الغارمین :۔اس سے مراد جو لوگ قرضدار ہوں مگر اپنا قرض ادا نہ کر سکتے ہوں ان کا قرض ادا کرنے کے لیے زکوۃ استعمال کی جا سکتی ہے۔ ۷۔ فی سبیل اللہ :۔اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے یعنی جہاد کے لیے زکوۃ استعمال کی جا سکتی ہے کوئی شخص مال دار ہے مگر اللہ کے دین کو قائم کرنے میں لگا ہوا ہے اس کو بھی زکوۃ دی جا سکتی ہے۔ ۸۔ ابنُ السّبیل :۔ اگر کوئی شخص مسافر ہے اور اسے پیسے کی ضرورت ہے اس کی زکوۃ میں سے مدد کی جا سکتی ہے چاہے وہ اپنے ملک میں مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ فطرانے اور زکوۃ کی تقسیم کے ساتھ ساتھ سرمضان میں مال دار حضرت اور اسلامی این جی اوز غریبوں، مسافروں اور عام لوگوں کے لیے اجتماعی افطاری کا اہتمام کرتی ہیں۔ مسلمان اپنے اپنے گھروں میں ایک دوسرے کو بُلا کر افطار کا اہتمام کرتے ہیں۔ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ ان تمام عبادات کو ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کہتا ہے کہ اب عید الفطر

کی خوشیاں مناؤ تم نے پورے رمضان کے مہینے میں اپنے رب کو راضی کرنے کی عام مہینوں سے زیادہ محنت کی ہے۔ زکوۃ مسلمانوں میں معاشی توازن کے لیے بہت ہی معاون ہے ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ رسولؐاللہ نے فرمایا تم میری لائی ہوئی شریعت کو نافذ کردو تم دیکھوگے کہ تم اپنے ہاتھوں میں زکوۃ تقسیم کرنے کے لیے نکلوگے مگر تمہیں کوئی غریب نہیں ملے گا یہی ہوا دنیا نے دیکھا جب مدینے میں اسلامی فلاحی ریاست قائم ہوئی تو کوئی زکوۃ لینے والا نہ تھا سب کو اللہ نے مال دار بنا دیا تھا۔ اگر آج بھی اسلامی ملکوں میں صدقِ دل سے اسلامی نظام زندگی رائج کر دیا جائے تو مدینے کی اسلامی فلاحی ریاست جیسے نتائج نکل سکتے ہیں امن و امان قائم ہو سکتا ہے ایک دوسرے کا احترام اور قدر کا ماحول قائم ہو سکتا ہے بیرونی قرضوں اور سودی نظامِ معیشت سے مسلمان ملکوں کی جان چھوٹ سکتی ہے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رحمت العالمین بنا کر بھیجا ہے وہ پوری انسانیت کے لیے اللہ کے رسولؐ ہیں۔ کاش یہودی، عیسائی اور دنیا کے تمام مشرکین رسولؐ کی تعلیمات کو اپنالیں تو دنیا جو اُن ہی کی وجہ سے دکھوں میں مبتلا ہے امن کا گہوارہ بن سکتی ہے تمام مصیبتیں ختم ہو سکتی ہیں۔

عیدالفطر مسلمانوں کے لیے رمضان کا انعام !

عیدالفطر رمضان کے ۳۰ روزوں کے بعد شکرانے کے طور پر مسلمان مناتے ہیں۔ اس موقعے پر عیدگاہوں اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں مسلمان ۲ رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اپنے غریب مسلمان بھائیوں میں فطرانے کے پیسے تقسیم کرتے ہیں تاکہ وہ اور ان کے بچے بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ رمضان میں مسلمان اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اپنے گناہوں کو معاف کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش میں مصروف رہتے ہیں اللہ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ روزوں کا ثواب میں خود دوں گا باقی نیکیوں کے لیے اَجر تو ۷۰ گنا تک کہا گیا ہے مگر رمضان میں اللہ نے اَجر خود دینے کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تو بے حساب دیتا ہے پھر بھی اس کے خزانے میں کمی نہیں ہوتی اِس لیے مسلمان رمضان میں خوب دل لگا کر عبادت کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرتے ہیں راتوں کو جاگ کر تہجد پڑھتے ہیں نفلی عبادت تراویح کے لیے مساجد ماشاء اللہ بھر جاتی ہیں جس میں قرآن کے حافظ صاحبان قرآن شریف سناتے ہیں انفرادی طور پر ہر مسلمان قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے مساجد میں

قرآن کی تلاوت کی آواز سن کر بے ساختہ دل اللہ کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔
بچے، جوان، بوڑھے عورتیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں ہر طرف نیکیوں کی ایک بہار ہوتی ہے ہر سال یہ ایک قسم کا تربیتی کورس جو ہر رمضان کے مہینے میں ہوتا ہے پوری دنیا میں مسلمانوں کی بستیوں میں نیکیوں کی بہار کا موسم ہوتا ہے شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ عذا بِ جہنم سے نجات کا ہے۔اسلام کے جتنے بھی خوشی کے تہوار ہوتے ہیں وہ ایک پُر قار سنجیدہ اُمتِ مسلمہ کے شایان شان ہیں مسلمان اُس روز عید گاہوں اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں اکھٹے ہوتے ہیں دو رکعت نماز عیدالفطر ادا کرتے ہیں اللہ کے سامنے عاجزی سے گڑگڑا کے دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ رمضان کے مقدس مہینے میں اگر عبادت میں کچھ کمی رہ گئی ہے تو معاف کر دی جائے اے اللہ تو بڑا معاف کرنے والا ہے ایک دوسرے کو عیدالفطر کی مبارک باد دیتے ہیں روزوں کی مقبولیت کے لیے ایک دوسرے کو دعائیں دیتے ہیں نماز کے بعد ایک دوسرے سے گلے مل کر معاف کرنے کی
درخواست کرتے ہیں ایک دوسرے کے گھروں میں جاتے ہیں اپنے اور رشتہ داروں کے بچوں میں عیدی تقسیم کرتے ہیں لذید قسم کی سویاں اور دل پسند کھانے کھاتے ہیں محبت، اخوت اور الفت کا موسم ہوتا ہے بچے، نوجوان، بوڑھے نئے کپڑے پہنتے ہیں ایک دوسرے میں تحائف

کا تبادلہ ہوتا ہے پوری اسلامی دنیا کے ملکوں میں امتِ مسلمہ کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان ایک جیسا پُر وقار سنجیدہ عیدالفطر کا دن مناتے ہیں وہ امتِ مسلمہ جسے اللہ نے خیر امت بنایا ہے جو درمیانے راستے پر چلنے والی ہے اس امت کو فریضہ شہادتِ حق کے لیے اُٹھایا گیا ہے یہ دنیا کی دوسری قوموں پر شہادت کا فریضہ ادا کرے گی۔ یہ امت امر بالمعروف و نہی المنکر پر عمل کرے گی یعنی نیکی کے کاموں میں تعاون اور بُرائی کے کاموں سے منع کرے گی اس لیے اس کے شایان شان یہ بات ہے کہ اس کے سارے تہوار پُر قار سنجیدہ ہوں جیسے عیدالفطر ہے۔ اس موقعے پر دوسرے مذاہب کے تہواروں کی طرح کے غل غپاڑہ، آتش بازی، شراب و کباب کی محفلیں اور غیر اخلاقی حرکتیں نہیں ہوتیں بلکہ امتِ مسلمہ عیدالفطر ایک بارعب پُر وقار سنجیدہ طریقے سے مناتی ہے۔ مسلمان عیدالفطر کی نماز پڑھنے کے لیے عید گاہ اور شہر کی بڑی بڑی مساجد میں ایک راستے جاتے ہیں واپس دوسرے راستے سے گھر آتے ہیں اس سے مسلمانوں کی شان شوکت اور طاقت کے مظہر کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر زکوۃ کی ادائیگی فرض کی ہے جس مسلمان کے پاس مال ایک سال تک جمع رہے وہ اس مال سے ڈھائی فی صد زکوۃ ادا کرنے کا پابند ہے یہ ادائیگی مسلمان رمضان کے مہینے میں اپنے غریب بھائیوں میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ وہ اور ان کے بچے بھی عیدالفطر کی

خوشیوں میں شریک ہو سکیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں زکوۃ کی ۸ مدّات قائم کر دی ہیں ان مدّوں میں زکوۃ خرچ کی جاتی ہے۔ا۔ فُقرا :۔ زکوۃ فقیروں کے لیے جو تنگ دست ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگی بڑی مشکل سے گزار رہے ہوں مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاتے ہوں۔ ۲۔ مساکین :۔ مساکین وہ ہیں جو اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے۔ یہ بہت ہی تنگ دست لوگ ہیں جو اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے کمانے کے قابل ہوں مگر روزگار نہ ملتا ہو۔ ۳۔ عاملین علیہا :۔ یعنی زکوۃ کا مصرف زکوۃ وصول کرنے پر جو مامور ہوں۔ اسلامی حکومت ان کو جو کچھ تنخواہ کی مد میں دے۔ ۴۔ مؤلفۃالقلوب :۔ زکوۃ اُن کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہوں یعنی جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہوں یا جنکی اسلام دشمنی کو کم کرنے میں مدد کی ضرورت ہو۔ ۵۔ فی الرّ قاب :۔ اس سے مراد جو شخص غلام ہو اسکو آزاد کرانے میں یعنی غلاموں کی آزادی کے لیے زکوۃ کا استعمال جائز ہے۔ آجکل جیل کے اندر قیدحقدار قیدیوں کی رہائی کے لیے زکوۃ استعمال کیا جا سکتی ہے۔ ۶۔ الغارمین :۔ اس سے مراد جو لوگ قرضدار ہو ں مگر اپنا قرض ادا نہ کر سکتے ہوں ان کا قرض ادا کرنے کے لیے زکوۃ استعمال کی جا سکتی ہے۔ ۷۔ فی سبیل اللہ :۔ اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے یعنی جہاد کے لیے زکوۃ استعمال کی جا سکتی ہے کوئی شخص مال دار ہے مگر اللہ کے دین کو قائم کرنے میں

لگا ہوا ہے اس کو بھی زکوۃ دی جا سکتی ہے۔۸۔ ابنُ السّبیل :۔ اگر کوئی شخص مسافر ہے اور اسے پیسے کی ضرورت ہے اس کی زکوۃ میں سے مدد کی جا سکتی ہے چاہے وہ اپنے ملک میں مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ فطرانے اور زکوۃ کی تقسیم کے ساتھ ساتھ سرمضان میں مال دار حضرت اور اسلامی این جی اوز غریبوں، مسافروں اور عام لوگوں کے لیے اجتماعی افطاری کا اہتمام کرتی ہیں۔ مسلمان اپنے اپنے گھروں میں ایک دوسرے کو بُلا کر افطار کا اہتمام کرتے ہیں۔ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ ان تمام عبادات کو ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کہتا ہے کہ اب عید الفطر کی خوشیاں مناؤ تم نے پورے رمضان کے مہینے میں اپنے رب کو راضی کرنے کی عام مہینوں سے زیادہ محنت کی ہے۔ زکوۃ مسلمانوں میں معاشی توازن کے لیے بہت ہی معاون ہے ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ رسوّاللہ نے فرمایا تم میری لائی ہوئی شریعت کو نافذ کردو تم دیکھو گے کہ تم اپنے ہاتھوں میں زکوۃ تقسیم کرنے کے لیے نکلوگے مگر تمہیں کوئی غریب نہیں ملے گا یہی ہوا دنیا نے دیکھا جب مدینے میں اسلامی فلاحی ریاست قائم ہوئی تو کوئی زکوۃ لینے والا نہ تھا سب کو اللہ نے مال دار بنا دیا تھا۔ اگر آج بھی اسلامی ملکوں میں صدقِ دل سے اسلامی نظام زندگی رائج کر دیا جائے تو مدینے کی اسلامی فلاحی ریاست جیسے نتائج نکل سکتے ہیں امن

وامان قائم ہو سکتا ہے ایک دوسرے کا احترام اور قدر کا ماحول قائم ہو سکتا ہے بیرونی قرضوں اور سودی نظامِ معیشت سے مسلمان ملکوں کی جان چھوٹ سکتی ہے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رحمت العالمین بنا کر بھیجا ہے وہ پوری انسانیت کے لیے اللہ کے رسولؐ ہیں۔ کاش یہودی، عیسائی اور دنیا کے تمام مشرکین رسولؐ کی تعلیمات کو اپنالیں تو دنیا جو اُن ہی کی وجہ سے دکھوں میں مبتلا ہے امن کا گہوارہ بن سکتی ہے تمام مصیبتیں ختم ہو سکتی ہیں۔

فخر پاکستان عبدالاستار ایدھی اللہ کو پیارے ہو گئے

پیدا ہونے والے سب انسانوں نے مر کر واپس اللہ کے پاس جانا ہے۔ کئی مہینوں کی بیماری کے بعد عبدالستار ایدھی صاحب چھ گھنٹے انتہائی نگہداشت میں رہنے کے بعد ۹۲ سال کی عمر کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سلام ایدھی ! ایدھی صاحب میں اللہ نے خلق خدا کی خدمت ایثار و قربانی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا اور دنیا گواہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی طرف سے دیے گئے اس اعزاز کا حق بخوبی ادا کر دیا اور اللہ کے ہاں اجر کے مستحق ٹھہرے۔ یہ اللہ کی دین ہے جسے چاہے نواز دے۔ ایدھی صاحب اس شعر کی زندہ جیتی جاگتی تصویر تھے ’’درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو۔۔۔ ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں‘‘ ۔ ان میت کو ان کے بیٹے فیصل ایدھی صاحب نے سہراب گوٹھ سرد خانے میں غسل دے دیا ہے۔ اس کے بعد ان کی میت ایدھی ہاؤس میٹھادر منتقل کی گئی جہاں ان کے قریبی رشتہ دار نے آخری دیدار کیا۔ ایک بجے پاکستان کے پرچم میں لپٹی میت نیوی کا دستہ ان کی میت نیشنل اسٹیڈیم لیکر گئی۔ اس کے بعد ان کی میت پاک فوج کے جوانوں کے حوالے کی جائے گی جو پورے پروٹوکول کے ساتھ ایدھی صاحب کی میت کو نیشنل اسٹیدیم لے کر جائیں گے۔ اور پوری سیکورٹی کے تحت ان کا جنازہ بعد نماز ظہر مولانا احمد خان نیازی پڑھائیں گے۔ اس کے بعد ان کو ایدھی ولیج میں دفنایا جائے گا قومی فوجی

اعزاز گارڈ آف آنر یعنی توپوں کی سلامی دی جائے گی اور دفنایا جائے گا۔ جہاں ۲۵ سال پہلے انہوں نے اپنے لیے خود قبر کھودی تھی۔ وزیر اعظم پاکستان، نواز شریف صاحب کی خواہش تھی کی ایدھی صاحب کی نماز جنازہ میں شرکت کریں مگر بیماری کی وجہ ممکن نہیں۔انہوں نے اپنے بھائی شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہدایات کی ہے کہ وہ صوبہ پنجاب کے ساتھ ساتھ ان کی بھی نمائندگی کریں۔صدر مملکت ممنون حسین اور پاک فوج کے سالار جنرل راحیل شریف نے ایدھی صاحب کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ حکومت پاکستان نے ایک دن ،سندھ ، خیبر پختونخواہ اور بلوچستان نے تین روز سوگ منانے کا کہا ہے۔صدر پاکستان نماز جنازہ میں شرکت کریں گے۔ سپہ سالار راحیل شریف، ایئر چیف ، نیوی کے چیف اور ڈی جی رینجرز نماز جنازہ میں شرکت کریں گے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ قائم علی شاہ اپنے قابینہ کے ساتھ ایدھی صاحب کی جنازے میں شرکت کریں گے۔ ایدھی صاحب کو پاکستان اور دنیا کے تمام اعزازوں سے نوازا گیا۔ کراچی اور حیدر آباد کے تاجروں نے سوگ کے لیے کاروبار ۲ روز بند رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ پاکستان کی ساری سیاسی اور مذہبی قیادت کے نمائیدے پہنچ رہے ہیں اور کچھ پہنچ چکے ہیں۔ایدھی صاحب نے پاکستان اور دنیا بھر میں ایدھی فاونڈیشن کے تحت فلاحی ادارے ایدھی سنٹر، جھولہ، پاگل خانہ،ایدھی ولیج،ایدھی چائلڈ سنٹر، یتیم خانے، اولڈ ایج ہاؤس، منشیات کے عادی افراد کی بحالی، بلڈ بنک اور خواتین کے لیے آشیانہ وغیرہ قائم کئے جو پورے ملک میں کام کر رہے ہیں۔

فیصل ایدھی نے اعلان کیا ہے کہ ان کے والد کی وفات کے باوجود ایدھی ادارے روز مرہ کی خدمت ادا کرتے رہیں گے۔ پاکستان میں اپنی اپنی کیمونٹی کی فلاح و بہبود کے لیے بڑے بڑے ادارے اور شخصیات کام کر رہی ہیں۔ اللہ ان کو اس نیک کام کا ضرور اجر دے گا مگر ایدھی صاحب نے میمن کیمونٹی سے تعلق کے باوجود وہ صرف اپنی کیمونٹی کی خدمت ہی نہیں کی بلکہ پوری انسانیت کی خدمت کا جزبہ لیکر اُٹھے تھے اور اس پر عمل کر کے اللہ کے ہاں نیک بندوں میں شامل ہو گئے۔ ایدھی صاحب نے پورے پاکستان اور دنیامیں اپنا نیٹ ورک قائم کیا ہوا ہے۔ جو کام ایک فلاحی ریاست کا ہوتا ہے جو پاکستان کی حکومتیں نہ کر سکیں وہ کام صرف ایک فرد ایدھی صاحب نے کر کے دکھایا ہے۔

ایدھی صاحب سے میرا کا تعلق ۱۹۶۹ء میں قائم ہوا تھا۔ میں ایک ملٹی نیشنل کمپنی کا ملازم تھا جو کراچی میں اپنی فیکٹری سلائی مشینیں تیار کرتی ہے اور پورے پاکستان میں فروخت کرتی ہے۔ میں میٹھا در میں ایدھی صاحب کے دفتر جایا کرتا تھا کیونکہ وہ سلائی مشنیں خرید کر غریبوں میں تقسیم کرتے تھے۔ اس زمانے میں ان کا فون نمبر ہوا کرتا تھاجو پورے پاکستان میں جانا پہچانا جاتا تھا۔ مجھے یہ نمبر ازبر ہو گیا ۲۲۵۲۲۵ تھا۔ ایک دفعہ کراچی صدر میں ایک افیون چی فٹ باتھ پر پڑا تھا لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے۔ میں ادھر سے گزرا اور میں نے ۲۲۵۲۲۵ پر فون کیا اور اپنا نام بتایا وہ فوراً پہچان گئے اور کہنے لگے سلائی مشن والے ہو۔ انہوں نے فوراً ایدھی ایمبولنس بھیجی اور اُس افیونچی کو علاج کے

لیے اُٹھا کر لی گئی۔ اس طرح ایک دفعہ میری رہائش کے قریب ایک نوجوان پاگل خاتون محلے میں اِدھر اُدھر گھوم رہی تھی۔ میں نے ۲۲۵۲۲۵ پر فون کیا اور ایدھی صاحب نے ایدھی ایمبولنس فوراً بھیج دی اور اس پاگل خاتون کو ایدھی ہوم میں علاج کے لیے منتقل کر دیا۔ یہ تو میرا ذاتی مشاہدہ ہے جو میں نے بیان کیا۔ اس طرح نہ جانے پورے ملک میں کتنے لوگ ایدھی صاحب سے رابطے کرتے رہے ہونگے اور ایدھی صاحب انسانیت کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ میں نے ایدھی صاحب کو ہمیشہ ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھے دیکھا۔ ہمیشہ ملیشیا کے کپڑے پہنتے تھے ان کی وصیت کے مطابق ان ہی پرانے کپڑوں کے کفن میں دفنایا جائے گا۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کی آنکھیں عطیہ کر دی گئیں۔ میں نے اسی زمانے میں کراچی، میٹھادر ان کے دفتر میں ایک ملاقات میں نے اربوں روپے غریبوں پر خرچ کرنے والے ایدھی صاحب سے پوچھا کہ آپ ہر وقت خلقِ خدا کی خدمت میں لگے رہتے ہیں تو آپ کی گزر اوقات کیسے ہوتی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ میری ایک خاندانی بلڈنگ ہے اس کے کرایہ سے میری گزر اوقات ہوتی ہے۔ وقت گزرتا گیا مجھے کمپنی پاکستان کے مختلف علاقوں میں ٹرانسفر کرتی رہی تھی۔ ۱۹۹۸ء میں ملتان سے کراچی تبدیل ہو کر آ رہا تھا کہ حسن اتفاق کہ ملتان ایئر پورٹ کے لاؤنج میں ایدھی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو سلام کیا وہ فوراً مجھے پہچان گئے۔ میں نوٹ کیا کہ اُس عظیم شخصیت نے وہی ملیشیا کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ چھ دہایوں سے بے سہارا لوگوں کی خدمت کرنے

والا، خلقِ خدا کی خدمت کے لیے ملتان آیا تھا۔ میری اللہ سے دعا ہے کہ وہ ایدھی صاحب کو جنت الفردوس میں اپنے نیک بندوں کے ساتھ رکھے آمین۔ بلاآخر ایدھی صاحب کی میت ایک بجے میٹھادر سے قومی پرچم میں پاک بحریہ کے دستہ کی زیر کمان روانہ ہوئی اور ٹھیک ایک بج کر پچیس منٹ پر نیشنل اسٹیڈم پہنچ گئی ہے۔ نیشنل اسٹیڈیم کی حفاظت فوج کر رہی ہے۔ صف بندی ہو گئی ۔ صدر مملکت ممنون حسین اور سپہ سالار کے ساتھ فیصل ایدھی اور سعد ایدھی رمضان چھیپا پہلے صف میں موجود ہیں۔ اس ہی صف میں گورنر سندھ، وزیر اعلیٰ پنجاب، چیئرمین سینٹ اور سندھ کے دوسرے سرکاری افراد موجود ہیں۔ ایدھی صاحب کی میت ایک بج کر پچاس منٹ پر پورے فوجی اعزاز کے ساتھ جنازے کی جگہ لایا گیا ہے اور ٹھیک دو بجے ایدھی صاحب کی نماز جنازہ مولانا احمد خان نیازی ادا کر دی گئی اور توپوں کی سلامی دی گئی۔ الوداع ایدھی صاحب الوداع۔ ایدھی کی میت ایدھی ولیج روانہ کر دی گئی جہاں ان تدفین کچھ دیر بعد فوجی اعزاز کے ساتھ کی جائے گی۔ اللہ ان کی محنت قبول فرمائے آمین۔

پاکستانی قوم کا ہیرو برہان مظفر وانی شہید

شہید کی موت قوم کی حیات ہوتی ہے۔پاکستان کے صوبہ کشمیر جس کے ایک حصے پر بھارتی خاصب فوج نے قبضہ کیا ہوا ہے، کو چھڑانے کی جد و جہد میں کشمیری اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے رہے ہیں۔تازہ واقعات قابض فوج کی انت ناگ میں اسرائیلی طرز کی اذیت ناک گھر گھر تلاشی جس میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ بے شرم قسم کے رویہ رکھنے کی وجہ سے غیرت مند کشمیری نوجوانوں کی مسلح جھڑپ کی وجہ سے رونما ہوئے۔اس جھڑپ میں حزب کمانڈر برہان مظفر وانی اور دو ساتھی شہید ہوئے تھے۔ شہید کمانڈر کی خبر پوری وادی کشمیر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ہزاروں لوگ گھروں سے باہر نکل آئے۔ کرفیو کی پابندی توڑتے ہوئے لوگ کمانڈر کے آبائی گاؤں ترال پہنچنا شروع ہوئے۔لوگوں نے اس دوران آزادی اور شہید کمانڈر کے حق میں فلک شگاف نعرے لگائے اور پاکستانی سبز ہلالی جھنڈے لہرائے ہوئے کہا، ہم پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔ بھارتی قابض فوج نے ترال جانے والی شاہراہ بند کر دی تو لوگ پگڈنڈیوں کے ذریعے ترال پہنچے۔مقبوضہ کشمیر کے متعدد مقامات پر برہان مظفر وانی شہید اور ان کے دو ساتھیوں کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔۲۱ سالہ برہان وانی کشمیر میں سوشل میڈیا پر نفسیاتی جنگ کا بانی تھا۔ مقبوضہ کشمیر کی ضلع پلوامہ کے قصبے ترال میں ان کے نماز جنازہ

میں پوری کشمیر سے عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اُمنڈ آیا۔ بھارتی قابض فوج نے بدترین سفاکیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہتے کشمیریوں مظاہرین پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں ۱۲ افراد شہید اور ۲۰۰ سے زائد کو زخمی کر دیا۔ اس بربریت کی جواب میں مشتعل مظاہرین نے بھی پولیس اسٹیشن اور بی ایس ایف کی چوکیوں پر اچھ بل اور بانجورہ پر حملہ کیا۔ پولیس کے مطابق ۳ پولیس والے لاپتہ ہیں۔ قابض فوج نے موبائل فون اور انٹرنیٹ سروس معطل کر دی۔ اسکول کے امتحان بھی روک دیے۔ کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئرمین سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق اور یاسین ملک نے برہان مظفر وانی کی شہادت کے بعد بھارتی فورسز اور پولیس کی طرف سے نوجوانون کو قتل عام پر ۲ روزہ ہرتال کی مشترکہ کال دی تھی جسے بعض حلقوں نے بطگیا انتظامیہ نے نے ان تینوں کشمیری لیڈروں اور شبیر شاہ سمیت شہید کی نماز جنازہ میں شرکت سے روکنے کے لیے نظر بند اور جیل میں ڈال دیا۔ دختر ملت کی سربراہ آسیہ اندابی نے بھی ۳ دن تک ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ پاکستان کے دار لحکومت اسلام آباد اور جماعت اسلامی کے ہیڈ کواٹر منصورہ میں بھی شہید کمانڈر کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں سراج الحق، متحدہ جہاد کونسل کے سربراہ اور حزب المجائدین کے سالار اعلیٰ سید صلاح الدین، حریت کانفرنس کے قائدین، متحدہ جہاد کونسل کے ذمے داران، جماعت الدعوۃ کے سربراہ پروفیسر حافظ سعید، کل جماعتی حریت کانفرنس آزاد کشمیر شاخ کے کنوینر غلام محمد صفی اور دیگر رہنما شریک ہوئے۔ اس موقعے پر سید

صلاح الدین نے شہید برہان اور دیگر شہداء کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش ہوئے کہا کہ شہید برہان مظفر وانی نہ صرف جموں کشمیر میں ۸ء لاکھ بھاتی فورسز اور ریاستی حاشیہ برداروں کے اعصاب کو مفلوج کرکے رکھ دیا بلکہ پوری بھارتی جنگجو قیادت کو ہلا کر رکھ دیا تھا موت سے بے پرواہ اس جوان سال جری کمانڈر نے باطل پرستوں کی طاقت اور قوت کے غرور کو خاک میں ملا دیا تھا۔امید ہے ان شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔جماعت اسلامی نے ۱۵ جولائی کو یوم مظالم کے خلاف ملک گیر احتجاج کا اعلان کر دیا آج مورخہ [illegible] کراچی میں کارکنوں کا ایک اجتماع منعقد کیا جا رہا ہے جس میں سراج الحق ہدایات دیں گے۔مظاہرے پوری کشمیر میں پھیل گئے ہیں۔قابض فوج کی طرف سے وحشیانہ تشدد جاری ہے۔شہداء کی تعداد دو روز میں ۲۱ ہو گئی ہے۔زخمی [illegible] ۳۳۰ ہو گئی ہے۔بھارت نے نئی فوجی کمک مقبوضہ کشمیر میں اُتار دی ہے۔سید علی گیلانی نے کہا ہے کہ لگتا ہے کہ بھارت جنگ چھیڑ دی ہے۔ پاکستان نے نہتے کشمیروں کی شہادتوں پر اظہار افسوس اور ندامت کی ہے۔مقبوضہ کشمیر میں دوسرے روز بھی مکمل ہڑتال رہی۔مواصلاتی نظام بھی دو دن سے معطل ہے۔پوری وادی میں کرفیو نافظ ہے۔بارہ مولا، کپوڑہ، انت ناگ، کولگام، شوپیاں، باندی پورہ پلوامہ اضلاح میں کرفیو توڑ ڈالا گیا۔اتوار کو بھی احتجاج پوری وادی میں پھیل گیا۔ریل سروس معطل کر دی گئی۔سرینگر میں ایس ایم ایچ ایس اسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے صحافیوں کو بتایا کہ زخمی ہونے والے ۱۸ء

نوجوانوں کے آنکھوں کی روشنی سے محروم ہونے کا خدشہ ہے۔ وزیراعظم نواز شریف نے مقبوضہ کشمیر میں طاقت کے بے دریغ استعمال پر اظہار تشویش کرتے ہوئے کہا ہے کہ مظالم سے کشمیری جد وجہد آزادی سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ بھارتی میڈیا نے بھی وزیراعظم پاکستان کے بیان کو بھرپور کوریا ہے۔ پاکستان نے بھارتی ہائی کمشنر کو طلب کرکے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے ہاتھوں برہان وانی اور دیگر کشمیریوں کی شہادت پر احتجاج کیا ہے۔ پیر کے روز دفتر خارجہ نے بھارت ہائی کمشنر گوتم بمبار والا سے کہا کہ پر امن کشمیریوں پر بھارتی فوج کے مظالم کسی صورت قبول نہیں۔ کشمیریوں کے ہر امن احتجاج پر طاقت کا استعمال ماروائے عدالت قتل ہے۔ انسانی حقوق اور عالمی قوانین کی بھی خلاف ودرزی ہے۔ شہری پر امن احتجاج کا حق رکھتے ہیں۔ سیکرٹری خارجہ نے بھی اس قتل عام کے ذمے داروں کا تعین کرنے کے لیے شفاف تحقیقات کا بھی مطالبہ کیا ہے۔اس ساتھ ساتھ بھارت حکومت انسانی حقوق سے تعلق عالمی قوانین کااحترام کرنے کے ساتھ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عمل کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر کو حل کرے۔ سیکرٹری خارجہ نے مراسلہ بھارتی ہائی کمشنر کے حوالے کیا۔ میر واعظ نے اسلامی تعاون تنظیم پر زور دیا ہے کہ وہ مقبوضہ علاقے سے بے گناہ شہریوں کا قتل عام رکوائیں۔ قابض فوج بوکھلا گئی ہے تیسرے روز بھی خون کہ ہولی۔ مزید ۹ کشمیریوں کو شہید کر دیا اس طرح شہداء کشمیر کی تعداد ۲ ۳ ہو بھی [illegible] صفت اہلکاروں نے طبّی مرکز پر بھی دھاوا، مریضوں پر تشدد کیا۔

علی گیلانی اور دیگر حریت رہنماؤں نے مجاہد کمانڈر برہان مظفر وانی اور انکے ساتھیوں کی شہادت کو ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء جس میں ۲۲ کشمیریوں نے شہادت عظمیٰ کی تھی، کے شہداء کا تسلسل قرار دے کر ۱۲، ۱۳ جولائی کو مکمل دو روزہ ہڑتال کی کال دے دی اور کہا کہ ۱۳ جولائی کو یوم تجدید عہد کے طور پر منایا جائے گا۔ مزار شہداء نقشبند پر ایک بڑا جلسہ منعقد کرکے جموں و کشمیر میں رائے شماری کرانے کا دیرنہ مطالبہ دوہرایا جائے گا۔ بھارتی اپوزیشن نے کہا ہے کہ صورتحال مودی کے کنٹرول سے باہر ہو گئی ہے۔ بھارت میڈیا نے بھی مودی پر تنقید کرنا شروع کر دی ہے۔ جامع مسجد دہلی کے امام بخاری نے بھی ظلم بند کرنے کا کہا ہے۔ ایک بھارتی صحافی خاتون نے انٹرویو میں کہا کہ آپ کو نوجوان بیٹے کی موت کا افسوس ہے تو شہید کمانڈر کے بہادر باپ نے کہا میرے لیے پھلیے اللہ پھر رسولؐ اور اس کے بعد بعد میرا بیٹا ہے۔ راج ناتھ سنگھ نے سونیا سے مدد مانگ لی۔ پاکستان نے بھارت ہائی کمشنر کو طلب کر لیا۔ سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ پاکستان نے بھارت کی دہشت گردی کا معاملہ عالمی سطح اُٹھانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اسی ماہ سفیروں کو بلا کر اس مسئلہ پر بات ہو گی۔ وزیر اعظم صاحب نے قابینہ کا ہنگامی اجلاس جمعہ کو لاہور کے گورنر ہاؤس میں طلب کر لیا ہے جس میں کشمیر کی موجودہ پوزیشن پر سوچ بچار کی جائے گی۔ سیکرٹری خارجہ نے اقوام متحدہ میں مستقل نمائندوں کو کشمیر پر تفصیل سے بریفنگ دی اور کہا یہ بھارت کا اندرونی معاملہ نہیں اقوام متحدہ کو

کشمیریوں کے ساتھ کیے گئے وعدوں کے مطابق اپنی قراردادوں پر عمل کروانا چاہیے۔
آسیہ اندرہ بی نے پاکستان کے اس مؤقف کی تائید کرتے ہوئے کہ کہ کشمیری پاکستان کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں۔ سید علی گیلانی نے عالمی برادری سے کہا کہ وہ بھارت کو کشمیریوں پر وحشیانہ اور سفاکانہ ظلم سے روکیں۔ سید علی گیلانی نے امریکا کے بیان پر سخت رد عمل ظاہر کیا ہے۔ سید علی گیلانی کو حیدر پورہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ شبیر احمد شاہ نے پاکستان کی حمایت کا شکریہ ادا کیا ہے اور کہا کہ پاکستان کی کشمیر کمیٹی میں کشمیریوں کو بھی شامل کرے تاکہ بہتر انداز میں کشمیر کا مسئلہ پیش کیا جا سکے ۔۔ پاکستان کشمیر کمیٹی کے چیئرمین مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے، پوری پاکستانی قوم کشمیریوں کے ساتھ ہے۔ ہم کشمیر کے لیے بھرپور احتجاج ریکارڈ کرائیں گے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا ہے کہ فائرنگ سے ۴۰ء نوجوانوں کی آنکھیں ناکارہ ہو گئی ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں شہادتیں کی تعداد ۳۵ء ہو گئی ہیں۔ متحدہ جہاد کونسل کے سپریم کمانڈر سید صلاح الدین نے دھمکی دی ہے اگر ظلم بند نہ کیا گیا تو ہم پھر ہتھیار اُٹھا لیں گے۔ کشمیری قیادت آج نیا اعلان کرے گی۔

بادشاہ اور فقیر

آجکل ہمارے سامنے دو کردار ہیں ایک بادشاہ اور ایک فقیر کا۔ دونوں میں سے نہ تو کوئی حقیقی بادشاہ ہے نہ حقیقی فقیر۔ ان دونوں کے کردار ان کو بادشاہ اور فقیر بناتے ہیں۔ بادشاہ حکومت پاکستان کا منتخب وزیر اعظم ہے۔ اس کے پاس غریب عوام سے حاصل کردہ ٹیکس کے وسائل ہیں جسے وہ بے دریغ اپنی جان پر استعمال کر رہا ہے۔ اخباری خبروں کے مطابق بادشاہ کی ذاتی محل نماء رہائش گاہ جاتی امرا کی سڑکیں حکومت کے فنڈ سے بنائی گئی ہیں۔ محل میں بے تہاشا قیمتی گھریلو ساز و سامان ہے۔ عوام اکثر ٹی وی کے ذریعے مشاہدہ رہتے ہے۔ بادشاہ کی سیکورٹی کے لیے کروڑوں روپے بھی حکومتی خزانے سے خرچ ہوتے ہیں۔ جبکہ فقیر غریبوں کا چنا ہوا ہے۔ کراچی کے گنجان علاقے مٹھادر کی تنگ گلیوں میں اپنے خدمتِ خلق کے آفس کی بلڈنگ کی چھت پر ایک کمرے کے مکان میں رہتا تھا۔ جس میں ایک چارپائی، چادر، تکیہ اور واش روم کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس کا بھی مشاہدہ عوام کو اس کے مرنے کے بعد ٹی وی کے ذریعے پتہ چلا ۔ اس کی کوئی ذاتی سیکورٹی نہیں تھی بلکہ یہ گولیوں کی گن گرج کے دوران انسانی لاشیں اُٹھاتا رہا ہے۔ اس کو خدمتِ خلق کے لیے کبھی بھی حکومتی خزانے سے فنڈ ملا، نہ ہی اس نے اپنے اوپر کچھ خرچ کیا۔ فقیر نے ایدھی ویلفیئر سینٹرز پورے ملک میں قائم کیے جو غریبوں کی مدد کے

کام کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ جانداروں، جس میں زخمی گھوڑے، گدھے، کتے اور پرندے شامل ہیں۔ فقیر بھیک مانگ کر انسانیت کی خدمت کرتا رہا۔ بادشاہ حکومت کے اداروں کا سربراہ ہے جس کے ذریعے عوام کی خدمت کرنا مقصود ہے۔ مگر حزب اختلاف کہتی رہی ہے کہ وہ مہینوں پارلیمنٹ میں نہیں آتے۔ اُس نے اپنی قابینہ بھی بنائی ہوئی ہے جس کے اجلاس بھی مہینوں نہیں ہوئے بلکہ بیرونی ملکوں کے دوروں میں مصروف رہے ۔عوام کی خدمت کیا کرتے ؟۔ فقیر نے پاکستان اور دنیا بھر میں ایدھی فاونڈیشن کے تحت خود درجنوں فلاحی ادارے بنائے جن میں ایدھی سنٹر، جھولہ، پاگل خانہ، ایدھی ولیج، ایدھی چائلڈ سنٹر، یتیم خانے، اولڈ ایج ہاؤس، منشیات کے عادی افراد کی بحالی، بلڈ بنک، بیوہ خواتین کی دیکھ بھال، بحری سروس، حتیٰ کہ زخمی جانداروں کا ادارہ بھی شامل ہیں۔ فقیر ان اداروں کو کامیابی سے چلاتا رہا۔ ان اداروں کی باقاعدگی سپرویژن کرتا ہے جس کی گواہی ان اداروں میں رہنے والے مصیبت زدہ لوگوں نے میڈیا میں دی اور لوگوں نے اسے فخرِ پاکستان اور فخرِ انسانیت کے اعزاز دیے۔ بادشاہ نے مسلمانوں کے دشمن مودی سے اپنی عوام کے جذبات کا خیال نہ رکھتے ہوئے دوستی کی۔ اس کی ماں کو ساڑی کا تحفہ دیا اور خود اس سے تحائف وصول کیے۔ فقیر نے اسے مسلمانوں کا دشمن سمجھا۔ ایک ہندو بچی کی برسوں پرورش کے عوض جب مودی نے ایک کروڑ روپے عظیہ دینے کا اعلان کیا تو پاکستانی عوام کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے دشمن سے پیسے لینے سے انکار کردیا۔ بادشاہ دل کے آپریشن کے لیے ایک

ماہ سے زائد لندن میں رہائش پذیر رہے اور مہنگے ہسپتال اور ڈاکٹروں سے علاج کروایا۔اللہ نے صحت دی تو حکومت کے جہاز جو پاکستان سے بادشاہ کو لینے گیا جس کو خصوصی طور پر تیار کیا گیا تھا واپس آیا۔ اخباری خبروں کے مطابق اس پر غریب عوام کے ۳۰ء کروڑ کے خرچ ہوئے .لاہور ایئر پورٹ پر ۴ء ہیلی کاپٹرز ایک باشاہ کو لے کر جاتی امرا گیا اور تین ہیلی کاپٹرز میں بادشاہ کا سامان پہنچایا گیا۔، لاکھوں لاوارث غریبوں کا علاج معالج کروانے والا فقیر جس کے گردے فیل ہو گئے مگر اس نے علاج کے لیے باہر جانے سے انکار کر دیا اور اپنے ملک میں ہی کراچی کے کڈنی سینٹرز میں علاج کرایا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔ جبکہ اس کے بیڑے ،جس میں سیکڑوں ایمبولینس اور ایک جہاز اور دو ہیلی کاپٹر موجود ہے جو صرف اور صرف غریبوں کی خدمت کے لیے وقف ہیں ان کو فقیر نے کبھی بھی ذاتی استعمال میں نہیں لائے۔ بادشاہ کے پاس ،اس کے محل جاتی امرا میں جب پیپلز پارٹی کے زرداری صاحب تشریف لائے تھے تو ان کی ضیافت کے لیے ۷۰ قسم کے کھانے تیار کیے گئے تھے۔ فقیر جب اپنے قائم کردہ اداروں کے دوروں پر جاتا تھا تو ان کی راولپنڈی کے ایک ادارے کی ملازم خاتون کے ٹی وی انٹرویو کے مطابق صبح ایک روٹی، ایک کپ چائے اور رات کو مسور کی دال اور ایک روٹی اس کی خوراک تھی۔ اپوزیشن کے مطابق بادشاہ پر کرپشن کے سنگین الزامات ہیں جب اقتدار میں نہیں تھے تو ایک اسٹیل کی بھٹی تھی جو بعد میں اتفاق فونڈری بنی ۔ اقتدار کے پہلے دور میں ایک فیکٹری سے ۹ء فیکٹریاں بنائیں۔

دوسرے

اقتدار کے دور میں ۹ء فیکٹریوں سے ۲۸ء فیکٹریاں بنائیں۔انکم ٹیکس میں چوری کی۔ منی لانڈرنگ کی۔ سرمایا ملک سے باہر منتقل کیا۔ لندن میں ان کی پراپرٹیاں ہیں۔ فقیر کے خلاف کرپشن کا کوئی بھی کیس نہیں۔ فلاحی کاموں میں اربوں خرچ ہوتے ہیں۔ تمام ریکارڈ کمپوٹرئزڈ ہے۔ ہر سال باقاعدگی سے آڈٹ ہوتا ہے۔ کہیں ایک پیسے کی بھی خرد برد نہیں ہوتی۔ فقیر نے باہر ملک انسانیت کی خدمت کے لیے پیسہ خرچ کیا جس کا ریکارڈ موجود ہے۔ بادشاہ کے ذاتی خرچ کے چرچے مشہور ہیں۔لندن کے مہنگے شاپنگ سینٹرز پر فیملی کے ساتھ خریداری۔ مہنگی گھڑی پہنتے ہیں۔ مہنگے ہوٹلوں میں گھانے گھاتے ہیں۔ فقیر نے ساری عمر ملیشیا کے دو جوڑوں، دفتر میں لوئے کی کرسی پر بیٹھ کر اور ایک کمرے میں زندگی گزار دی۔ مہنگے ہوٹل میں کھانا کہاں مسور کے دال کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ بیٹے فیصل ایدھی کی فرمائش پر یہ کہتے ہوئے، سائیکل کی فرمائش رد کر دی کہ محلے کے بچوں کے پاس بھی سائیکل نہیں۔ قارئین ! بھوکوں کو کھانا کھلانا، بے آسراء اور بے یارمددگاروں لوگوں کو عافیت کی چھت فراہم کرنے والا فقیر ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ نیم خواندہ، درد مند دل رکھنے والا دنیا سے اس طرح گیا کہ جاتے جاتے اپنی آنکھیں بھی ہدیہ کرکے دو نابیناؤں کی دنیا روشن کر گیا ۔ہم نے اُس فقیر کا ذکر کیا ہے کہ جب لاش گل سڑ جاتی ہے، اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں ، تعفن سے سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے، عزیز و اقارب پرے ہٹ جاتے ہیں، تب اس ریزہ ریزہ لاش کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹنے کے لیے جو شخص

آگے بڑھنے والا، لاورثوں کو پناہ دینے والا، ناجائز بچوں کو گود لینے والا، ٹھکرائی ہوئی بے سہارا عورتوں کو چھت، غذا اور لباس فراہم کرنے والا۔ حتیٰ کی بیمار جانوروں کی نگہداشت کرنے والا، سیلاب، زلزلے اور زندہ لوگوں کو ملبے سے نکالنے واا، آسمانی آفات کے مقابلے میں بے آسرا بندوں کی مدد میں سب سے آگے بڑھنے والے اُس شخص کا نام عبدالستار ایدھی ہے۔ حقیقت میں نے ہم نے اُس شخص کا ذکر کیا ہے جو فقیر مشن تھا جس کا ایک سیاست دان سے کیا مقابلہ؟

رینجرز اختیارات اور ٹال مٹول

کراچی منی پاکستان ہے اس میں پاکستان کیا پوری دنیا کے مسلمان ملکوں کے لوگ رہائش پذیر ہیں۔ اس لحاظ سے کراچی ایک منی مسلم ملک ہے۔ کراچی پاکستان کی معاشی حب بھی ہے۔ کراچی پاکستان کو ۷۰ فی صد ریونیو کما کر دیتا ہے۔ پاکستان کے دشمنوں نے اسے تباہ برباد کرنے کی اسکیم بنائی ہوئی ہے۔ دشمن اسے ہمیشہ ڈسٹرب رکھنا چاہتا ہے جس میں دشمن کسی حد تک کامیاب بھی ہوا ہے۔ جب افغان جہاد کی برکت سے روس کے تتر بتر ہونے، یورپ اور وسط ایشیا کی مسلم ریاستیں سفید ریچھ سے آزاد ہوئی تھیں تو امت مسلمہ کے عظیم دانشور اور کراچی کے شہید حکیم سعید نے اپنے ایک خطاب میں تاریخی فقرے کہے تھے کہ ” مسلمانوں ! اللہ نے ایٹم بم تمھارے ہاتھوں میں دے دیا۔ اب تمھارا ظرف ہے کہ تم اپنے مفادات اور ترقی کے لیے اسے کیسے استعمال کرتے ہو“ حکیم سعید کا اشارہ مسلم ریاست قازقستان کی طرف تھا جو سابقہ روس کی ایٹمی ذخاہر سے مالا مال ریاست تھی۔ اُن کی عقابی نظروں نے سمجھ لیا تھا کہ ان وسط ایشیائی مسلم ریاستیں کراچی کی بندرگاہ کو اپنے مال آزاد دنیا میں فروخت کرنے کے لیے استعمال کریں گی تو پاکستان اور ان ریاستوں کے لیے ترقی کے دروازے کھلے گے اور ایٹمی قوت کو یہ اپنے سیاسی استحکام کے لیے استعمال میں لائیں گے۔ مگر ایک بین الاقوامی سازش کے تحت امت مسلمہ کے اس دانشور کی اس

سوچ سے فائدہ نہیں اُٹھانے دیا اور دشمنوں نے انہیں کراچی میں دن دھاڑے انکے مطب کے باہر شہید کرکے کراچی کو لہو لہان کر دیا گیا۔ لسانی فسادات، آئے دن کی ہڑتالوں، ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری اور اغوا برائے تاوان نے کراچی کو کہیں کا چھوڑا۔ ضرب عضب کی وجہ سے دہشت گردوں نے کراچی کا رخ کیا اور رہی سہی کسر پوری کی اور کراچی خوف کے سائے میں دبا رہا۔ پھر پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ نے کراچی بدامنی پر از خود نوٹس لیا اور کہا کہ سیاسی پارٹیوں کے عسکری ونگ بھی اس میں ملوث ہیں۔ اس کے بعد سندھ حکومت کی درخواست پر رینجرز کو کراچی میں امن و امان قائم کرنے کے لیے قانون کے مطابق اختیارات سونپے گئے۔ رینجرز نے ٹارگیٹڈ آپریشن کے تحت بلا تفریق کالعدم تنظیموں، جن میں خاص کر تحریک طالبان پاکستان، القاعدہ اور سیاسی جماعتوں کے عسکری ونگ کے لوگوں کو پکڑ کر قانون کے حوالے کرنا شروع کیا۔ تو کراچی میں امن و امان کی حالت بہتر ہوئی۔ تحریک طالبان اور القاعدہ کے لاتعداد دہشت گرد پکڑ گئے ان کو جیلوں میں ڈالا گیا مگر پاکستان کے قانون میں کچھ کمزریوں کی وجہ سے ان دہشت گردوں کی ضمانتیں منظور ہوتی ہیں اور وہ باہر نکل کر وہ پھر دہشت گردی کی وار داتیں کرنے لگتے تھے۔ پاکستان میں بین الاقوامی مجبوریوں کے تھے مجرموں کو موت کی سزا بھی رکھی ہوئی تھی۔ آرمی پبلک اسکول پشاور میں تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے دہشت گرد حملے اور معصوم بچوں کی شہادت کے بعد تمام سیاسی پارٹیوں نے یک جان ہو کر بیس نکاتی ایکشن پالان طے کیا۔ پاکستان

کی پارلیمنٹ اور سینیٹ نے فوجی عدالتوں کے قیام کا قانون پاس کیا اور اس کے تحت دہشت گردوں کو سزائیں ملنا شروع ہوئیں تو پاکستان میں امن و امان قائم کرنے میں بہتری آئی۔ دہشت گرد پاکستان کے مختلف علاقوں میں چھپنا شروع ہوئے جس میں کراچی بھی شامل ہے۔ کراچی میں رینجرز کے ٹارگیٹڈ آپریشن نے دہشت گردی ختم ہوئی۔ کراچی کے عوام نے سکھ کا سانس لیا۔ رینجرز دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کو بھی گرفتار کر رہی ہے۔ پچھلے سال بھی سندھ حکومت نے ڈاکٹر عاصم کی گرفتاری پر رینجرز کے اختیارات دینے میں معاملہ لٹکایا تھا۔ اس سال اسد کھرل کی قانون شکنی کی وجہ سے رینجرز کو اختیارات دینے میں ٹال مٹول سے کام لیا جارہا ہے۔ حکومتی رویہ سے مایوس ہو کر ڈی جی رینجرز نے وفاقی وزیر داخلہ سے رابطہ قام کرکے صورتحال سے آگاہ کیا۔ وزیر داخلہ نے رینجرز اختیارات میں توسیع کے لیے وزیر اعلیٰ سندھ کو خط لکھ کر اپنے اختیارات استعمال کرنے کا کہا۔ خط کے مندرجات کے مطابق اختیارات میں توسیع میں تاخیر سول آرمد فورسز کی کارکردگی متاثر ہو سکتی ہے۔ کراچی میں امن وامان کے لیے رینجرز نے کلیدی کردار ادکیا ہے۔ ڈی جی رینجرز کو وزارت داخلہ نے کہا کہ وفاق اختیارات میں توسیع کے لیے اپنا آئینی و قانونی حق استعمال کرتا رہے گا۔ وزیر اعلی سندھ نے کہا ہے کہ ہم نے رینجرز کو کراچی میں امن وامان قائم کرنے کے لیے اختیارات دیے تھے اندرون سندھ کے لیے نہیں دیے تھے۔ رینجرز نے اپنے اختیارات سے تجاوز کر کیا ہے لاڑکانہ میں میں اسد کھرل کو گرفتار کرنے

کی کوشش کی۔ حکومت سندھ کی کیسی عجیب منطق ہے کہ اگر مجرم کو کراچی میں گرفتار کرنے کے دوران مجرم اندرون سندھ بھاگ جائے تو اسے گرفتار کرنے کے اختیارات رینجرز کے پاس نہیں تو ایسے تو اندرون سندھ مجرم جمع ہونے شروع ہو جائیں گے اور امن و امان کیسے قائم ہوگا۔ حکومت سندھ ہر دفعہ ٹال مٹول سے کام لیتی ہے اب کہا جا رہا ہے رینجرز کو اختیارات دینے کے لیے اپنے چیئرمین سے اجازت لینا ہے۔ جو کبھی لندن اور کبھی دبئی میں ہوتے ہیں۔ سیاسی قیادت نے ہدایات دینے کے لیے وزیر اعلیٰ سندھ کو ۲۲ جولائی کو دبئی میں بلایا ہے حالانکہ ۲۰ جولائی کی رات ۱۲ بجے رینجرز کے اختیارت کی مدت ختم ہو گئی تھی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ حکومت سندھ ہفتہ پندرہ دن پہلے ہی سے اپنی سیاسی قیادت سے اجازت لے لیتی۔ حالانکہ سندھ کی سیاسی قیادت کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ پہلے کیطرح اس دفعہ کوئی بھی سیاسی چال کامیاب نہیں ہو سکتی۔ وفاقی حکومت اور فوج دہشت گردی اور اس کے سہولت کاروں کو ختم کرنے کے لیے ایک پیج پر ہے۔ پوری قوم کا مطالبہ ہے کہ پاکستان اور کراچی سے دہشت گردی کو ہر قیمت پر ختم کیا جائے۔ نا قابل تلافی اور بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان ہو چکا ہے۔ پاکستان کی سیاسی جماعتیں اپنی اپنی سیاسی مفادات کو ایک طرف رکھ کر دہشت گردی اور کرپشن کے خاتمے کے لیے فوج کے شانہ بشانہ کھڑی ہیں۔ لہٰذا حکومت سندھ کو چاہیے کہ رینجرز کو دہشت گردی کے خاتمے کے لیے فوراً اختیارات دے ورنہ وفاقی حکومت اپنے اختیارات استعمال کرنے پر مجبور ہو گی۔ سندھ حکومت

کو چھوٹے چھوٹے مفادات کے لیے ہر دفعہ ٹال مٹول سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اس سے حکومت سندھ کی پاکستان میں بدنامی ہو رہی ہے۔

کشمیر لہو لہان پاکستان سفیر واپس بلائے

نواز شریف صاحب پر پاکستان کے عوام کی طرف سے دہشت گرد تنظیم کے بنیادی رکن، گجرات میں مسلمانوں کے قتل عام میں ملوث، مسلمانوں کے دشمن مودی سے ذاتی دوستی کی شکایت رہی ہے۔اس کی بنیادی وجہ بھارت کے اسٹیل ٹائیکون سے بھارت میں خفیہ ملاقات،اور پھر اُس کی مودی کے ساتھ نواز شریف کی سال گرہ اور نواسی کی شادی پر لاہور آمد، مودی کو تحائف وغیرہ ہیں۔اس سے قبل بھارت کے ساتھ معزرتانہ رویہ اور کشمیر کے مسئلہ کو نظر انداز کرکے آلو پیاز کی تجارت سے بھی پاکستان کے عوام نالاں تھے۔مزید ہمارے ازلی دشمن بھارت کے حاضر سروس کلبھوشن یادیو جاسوس کی گرفتاری پر نواز شریف صاحب کی پر اسرار خاموشی نے جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کیا ہے۔ان ساری باتوں کو ایک طرف رکھ کر ایک اچھی بات کہ کشمیر کے لہو لہان ہونے پر نواز شریف صاحب کی طرف سے بھارت کو للکارنے پر پاکستان کے عوام کا غصہ ٹھنڈا پڑھ گیا ہے۔پاکستان نے آج یہ بھی کہا ہے کہ بھارت سے مذاکرات ممکن نہیں کشمیر کا مسئلہ عالمی فورم پر اُٹھا رہے ہیں اب ضرورت اس بات کی ہے کہ نواز شریف کو چاہیے کہ بھارت میں پاکستان کی سفیر کو کشمیر میں موجودہ ظلم و ستم پر احتجاج کرتے ہوئے اور کشمیریوں کے زخموں پر مرہم رکھتے ہوئے واپس بلا لینا چاہیے۔پاکستان کے مشیر قومی سلامتی ناصر جنجوحہ ایران میں دورے کے

دوران بھارتی جاسوس کلبھوشن یادیو سمیت اہم سرحدی امور پر بات چیت کر رہے ہیں۔ بھارت نے پاکستان میں زیر تعلیم سفارتکاروں کے بچے واپس بلانے اور پاکستان کے علاوہ کسی اور ملک میں تعلیم کے لیے انتظامات کرنے کا کہا ہے۔ نئی دہلی میں سیکورٹی الرٹ جاری کیا ہے۔ بی جے پی نے حریت کانفرنس کے رہنماؤں کو پاکستان کا کٹ پتلی قرار دیا۔ علی گیلانی اور میر واعظ کو پھر گرفتار کر لیا ہے۔ بھارت کی موجودہ لیڈر شپ چانکیہ کوٹلیہ کی سیاست پر عمل درآمد کرتی ہے۔ حریت کانفرنس کے لیڈر جناب غلام محمد صفی کے مطابق یہ بھی ممکن ہے کہ بھارت کشمیر کے مسئلہ سے توجہ ہٹانے کے لیے کوئی بڑے کاروئی بھی کر سکتا ہے۔ کشمیریوں کی موجودہ جد و جہد اور برہان وانی کی شہادت کو سامنے رکھتے ہوئے نواز شریف نے کہا ہے کہ کشمیر پاکستان کے ساتھ ملے گا اور پاکستان مکمل ہو گا۔ اس پر سشما سواراج نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف کو معلوم ہونا چاہیے کہ برہان وانی حزب المجاہدین کا کمانڈر تھا۔ ہماری سیکورٹی فورسز پر انگلی اُٹھانے کا کسی کو حق نہیں۔ کشمیر پاکستان کا حصہ کبھی بھی نہیں بنے گا پاکستان دہشت گرد تنظیموں کے ذریعے کشمیر میں تشدد کو ہوا دے رہا ہے۔ سشما سوراج کو معلوم ہونا چاہے ہے کہ وہ دنیا کی قوموں کی آنکھوں میں دھول نہیں جونک سکتی۔ کشمیر پاکستان کا نامکمل ایجنڈا ہے۔ کشمیر اخلاقی، تہذیبی، ثقافتی، مذہبی اور جگرافی طور پر پاکستان کا حصہ ہے، کشمیر کے سارے دریا پاکستان کی سمت بہتے ہیں۔ پاکستان کے سارے زمینی راستے

کشمیر کی طرف جاتے ہیں۔ کشمیر میں نوے فی صد مسلمان بستے ہیں۔ آدھے مسلمان آزاد کشمیر اور آدھے مسلمان مقبوضہ کشمیر میں بستے ہیں۔ اگر دیوار برلن ٹوٹ سکتی ہے اور جرمن قوم پھر سے ایک ہو سکتی ہے تو کشمیر کی خونی لکیر بھی ختم ہو سکتی ہے اور کشمیر مسلمانوں بھی ایک ہو سکتے ہیں۔ اقوام متحدہ میں سشما سرج کے آباؤ اجداد ہی گئے تھے اور دنیا دے وعدہ کیا تھا کہ کشمیر میں رائے شماری کرائی جائے گی۔ آپ ہمیشہ دنیا کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتے۔ آپ کو کشمیر میں رائے شماری کرنی پڑے گی۔ سشما سوراج آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کشمیری بھارت کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے۔ آپ کشمیر میں آٹھ لاکھ فوج کب تک رکھ کر کشمیریوں کو غلام بنا کر رکھ سکتے ہیں۔ آپ کی آنکھیں نہیں ہیں کہ کشمیر میں لاکھوں انسانوں کے ٹھاٹیں مارتے سمندر اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہم پاکستان کیساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں۔ ان ٹاٹھیں مارتے انسانوں کے سمندروں میں ہر روز پاکستان کے جھنڈے لہراتے ہیں پاکستان کے جھنڈوں کو سلامی پیش کرتے ہیں۔ پاکستان یوم آزادی کے ساتھ مل کر یوم آزدی مناتے ہیں۔ بھارت کے یوم آزدی کے دن یوم سیاہ مناتے ہیں۔ ۱۹۴۷ء سے آپ نے اس پاداش میں ایک لاکھ کشمیریوں کو شہید کر دیا ہے جس کے ثبوت سری نگر کے قبرستان ہیں۔ آپ کی درندہ سفت قابض فوج نے کشمیر کی معصوم تیس ہزار خواتین کے ساتھ اجتماہی آبرو ریزی کی ہے۔ آپ کی فوج نے مسلمانوں کے مکانات پر گن پاؤڈر چھڑک کر اربوں کا نقصان پہنچایا ہے۔ کشمیری مسلمانوں کے باغات کو آگ لگا دی

ہے۔ درجنوں اجتمائی قبریں دریافت ہو چکی ہیں جن میں بے گناہ کشمیریوں کو دفن کر دیا گیا ہے۔ نوجوانوں کو جیل میں اذیتیں دے دے کر معاشرے کے ناکارہ اور اپاہج عناصر بنا دیا ہے، ہزاروں کشمیریوں نوجوانوں کو گم کر دیا ان مسنگ پرسن کو ان کی مائیں، بیویاں اور بہنیں تلاش کرنے کی جد وجہد کرتے کرتے میں بوڑھی ہو گئیں ہیں۔ ہزاروں کشمیریوں کو جیل خانوں میں بند کر دیا ہے۔ وقت کے فرعونوں، تمھارے کن کن مظالم کا تذکرہ کروں۔ پھر بھی تم کہتے ہو کہ کشمیریوں کو غلام بنا کر رکھ سکتے ہوں احمکوں کی جنت بار نکل آؤ اور حقائق کا سامنا کرو۔ اقوام متحدہ میں اپنے وعدوں کے مطابق جموں کشمیر میں رائے شماری کرا کر کشمیریوں کو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے دو۔ ورنہ مقافات عمل کے لیے تیار ہو جاؤ۔ کیا تمھیں ہزار سالہ مسلمانوں کے زیر سایا محکومی بھول گئی ہے۔ آج اگر حکومت پاکستان جہاد کا اعلان کر دے تو تم دُم دبا کر بھاگ جاؤ گے۔ پاکستان کے عوام نواز شریف حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے کشمیریوں کی موجودہ جد وجہد کی حمایت میں کیا ہے وہ سر آنکھوں پر اور اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ مگر مسئلہ کشمیر اس سے زیادہ کا متقاری ہے۔ پوری دنیا کے پاکستانی سفارت خانوں میں کشمیر ڈسک قائم کیے جائیں اور دنیا کی تمام حکومتوں کو بھارت کے مظالم سے آگاہ کیا جائے۔ اقوام متحدہ میں بھارت کے وعدوں کو دنیا کے سامنے بیان کیا جائے اور بھارت کے جھوٹ کا پلندہ اقوام عالم کے سامنے بیان کیا جائے ۔سلامتی کونسل کو کشمیر میں رائے

شماری کرانے کی اپنی قراردادوں کو یاد کرایا جائے۔ ساٹھ کشمیریوں کی شہادت اور برہان وانی شہید کے جنازے میں تین لاکھ کشمیریوں کی شرکت کو دنیا نظر انداز نہیں کر سکتی یہ ریفرنڈم ہے۔ اقوام متحدہ سے رابطہ کرکے اٹھارہ روز مسلسل کرفیو کی وجہ سے اشیائے خوردنی مقبوضہ کے مسلمانوں کو بھیجنے کا انتظام کرنا چاہیے۔ کشمیر لہو لہان ہے کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کرتے ہوئے حکومت پاکستان کو اپنا سفیر احتجاج کرتے ہوئے واپس بلانا چاہیے۔

میرا پاکستان کیسا ہو؟

سب سے پہلے تو ہماری ویب انتظامیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے ایک موضوع ''میرا پاکستان کیسا ہو؟'' کے عنوان سے پاکستان سے محبت کرنے والوں کو اپنے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ فراہم کیا ہے۔ موقعہ ہی نہیں فراہم کیا بلکہ لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات بھی اعلان کیا۔ میرا پاکستان کیسا ہو، تو میں کہوں جیسا پاکستان کی تخلیق کرنے والے محترم قاعد اعظم محمد علی جناحؒ نے سوچا تھا۔ جیسا شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے اپنی خواب میں دیکھا تھا، یقیناً! میرا پاکستان ویسا ہی ہونا چاہیے۔ علامہ اقبالؒ نے برصغیر میں مسلمانوں کی واحد سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کے صدارتی خطبہ الہ آباد ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء میں تجویز پیش کی تھی ''میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کے صوبوں پر مشتمل ایک ہی ریاست بنا دی جائے۔ خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ کے اندر حکومت خود مختیاری حاصل کرے خواہ اس کے باہر۔ سمجھے تو ایسا نظر آتا کہ شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بلا آخر ایک منظم مسلم ریاست قائم کرنی پڑے گی'' اس سے قبل علامہ اقبالؒ اپنی شاعری کے ذریعے، غلام مسلم قوم کو اسلام کی نشاۃثانیہ کے لیے اُبھارتے رہے تھے۔ پھر قائدؒ جیسا سیاسی لیڈر مسلمانوں کو مل گیا۔ جس کی قانونی اور عقلی دلیلوں سے لبریز سیاسی جدو جہد

کی وجہ سے پاکستان بنا۔ قائدؒ نے تحریک پاکستان کے دوران جتنی بھی سیاسی تقاریر کیں ان میں اسلام کے زندہ جاوید نظریہ اور دو قومی نظریہ کو کو خوب اُجاگر کیا۔ ایک موقعے پر قائدؒ محترم نے اسے ایسے بیان کیا۸ر مارچ ۱۹۴۴ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا''برصغیر میں جس روز پہلا غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوا تھا اسی روز برصغیر میں نئی قوم وجود میں آ گئی تھی۔ پاکستان کی ضرورت محسوس ہونے لگی تھی'' یہ اس زمانے کی بات ہے جب جہاں مسلمانوں کی حکومت قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیا کلمہ توحید ہے وطن نہیں۔ بقول علامہ اقبالؒ۔ اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر. خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمیؐ۔۔دو قومی نظریہ کی تشریح کرتے ہوئے قائدؒ نے ۲۲ر مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کے ۹۷ ویں سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں فرمایااسلام اور ہندومت دو معاشرتی نظام ہیں۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔ ایک دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتے۔ان کی رمزیہ داستانیں، ہیرو، قصے اور تاریخ الگ الگ ہیں۔ایک قوم کے ہیرو دوسری قوم کے دشمن ہیں۔ایک کی فتح دوسرے کی شکست ہے۔ قومیت کی ہر تعریف سے مسلمان ایک الگ قوم ہیں۔ان کے پاس اپنا وطن ، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ضرو ہونی چاہیے '' بانی پاکستان حضرت قائدِ اعظمؒ نے قیامِ پاکستان سے پہلے ۲ر[illegible] ۱۹۳۹ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا'' مسلمانو! میں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ دولت، شہرت اور آرام و راحت کے بہت

لطف اٹھائے۔اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں۔میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کے میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا حق ادا کر دیا۔ میں آپ سے اس کی داد اور صلہ کا طلب گار نہیں ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا ایمان اور میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا اور میرا خدا یہ کہے کہ جناح بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے مسلمان جیئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبہ میں اسلام کے علم کو بلند رکھتے ہوئے مرے" ۔ پھر برصغیر کے طول عرض میں مسلمانوں نے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الااللہ نعرہ مستانہ لگایا۔جہاں پاکستان نہیں بننا تھا وہاں بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی اُٹھان کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں نے پاکستان کے قیام کے حق میں جد وجہد کی اور اللہ کے فضل سے دنیا کے نقشے پر پاکستان وجود میں آ گیا۔جنگ اخبار میں ریاض علی شاہ جو کہ قائد اعظم کے معالج تھے کی ڈائری کے حوالے سے کہا کہ موت کے آخری دنوں میں قائد اعظمؒ بیماری سے بہت کمزور ہو چکے تھے اور زبان پر کچھ آتا تھا مگر بول نہیں سکتے تھے ہم نے اُن کو دوائی دی کہ کچھ نہ کچھ گفتگو کر لیں ورنہ جو کچھ بھی بولنا چاہتے ہیں وہ بول لیں کیونکہ یہ قوم کی امانت ہے اور رہ جائے گی تو قومی نقصان ہو گا۔ہم نے قائد اعظم کو اس مقصد کے لیے دوائی دی اس کے

استعمال کے بعد جو قائد اعظمؒ نے جو جملے کہے وہ یہ ہیں جو اخبار جنگ کی ۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت قائد اعظمؒ کی چالیسویں برسی کے موقعہ پر مضمون شائع ہوا تھا میں بیان کئے گئے ہیں ڈاکٹر پروفیسر ریاض علی شاہ کی ڈائری کا صفحہ کے حوالے سے قائد اعظم کی گفتگو جو ڈاکٹر پروفیسر ریاض علی شاہ اور کرنل الٰہی بخش کی موجودگی میں قائد اعظمؒ نے موت سے دو دن پہلے کہا تھا ''آپ کو اندازہ نہیں ہو سکتا کہ مجھے کتنا اطمینان ہے کہ پاکستان قائم ہو گیا اور یہ کام میں تنہا نہیں کر سکتا تھا جب تک رسولؐ خدا کا مقامی فیصلہ نہ ہوتا اب جبکہ پاکستان بن گیا ہے اب یہ لوگوں کا کام ہے کہ خلفائے راشدینؓ کا نظام قائم کریں'' پاکستان کے قیام کے بعد قائد اعظمؒ نے خود اگست ۱۹۴۷ء میں ہی ایک واحد ڈیپارٹمنٹ قائم کیا تھا جس کا نام '' ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک ڈیکریشن'' ہے اس ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ مشہور نو مسلم علامہ محمد اسد کو بنایا گیا تھا۔ اس ڈاکومنٹ کے مطابق اُن کے ذمے پاکستان کا اسلامی آئین بنانا تھا۔ جس میں اسلامی معاشیات، اسلامی تعلیم اور اسلامی سوشل سسٹم ہو اس ڈیپارٹمنٹ کے لیے بجٹ کے لیے قائد اعظمؒ نے خود خط پاکستان کے مالیاتی ادارے کو بھی لکھا تھا۔ جو اب بھی ریکارڈ کے اندر موجود ہے۔ ثبوت کے طور پر جس کا جی چاہے وہ اوریا مقبول جان کے پاس اس ڈاکومنٹ کو دیکھ سکتا ہ۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے، ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کے۔ اس ملک کو رکھنا میرے بچو سنبھال کے۔ ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء چٹاگانگ میں قائدؒ نے فرمایا تھا'' اتنا

یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا (مقصد حیات) اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل جمہوری نوعیت کا ہوگا ان اصولوں کا اطلاق ہماری زندگی پر اسی طرح ہوگا جس طرح تیرہ سو سال قبل ہوا تھا'' قائدؒ کی وفات بعد مسلم لیگی قیادت نے پاکستان میں قائدؒ کے ویژن کے مطابق اسلام کی فلاحی اسلامی ریاست قائم نہیں کی۔ اور وزارتوں کے دوڑ میں لگ گئے۔اس پر پاکستان کے ازلی دشمن نہرو نے کہا تھا کہ پاکستان میں اتنی وارداتیں تبدیل ہوتیں ہیں جتنی میں دھوتیاں بھی تبدیل نہیں کرتا۔ پاکستان میں اسلامی فلاحی ریاست کے قیام میں بار بار کے فوجی مارشل لا نے بھی رکاوٹ ڈالی۔ اب بھی وقت ہے ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق اس ملک میں بتدریج اسلامی قوانیں رائج کرنے چاہیے۔ تاکہ مدینے کی اسلامی فلاحی ریاست اور اس کے بعد خلفاء راشدین کی قائم کردہ اسلامی فلاحی ریاست کا قیام ممکن ہو۔اس کے قیام سے ملک میں امن وامان ہوگا۔ملک ترقی کرے گا، حق دار کو حق ملے گا۔انصاف کے تقاضے پورے ہوگے۔آسمان سے رزق نازل ہوگا۔ زمین اپنے خزانے اُگل دے گی۔لوڈ شیڈنگ ختم ہوگی۔ لوگوں کو روزگار ملے گا۔ مہنگاہی ختم ہوگی۔ عوام کو برابری کی بنیاد پر عزت ملے گی۔ یہ قائدؒ کا ویژن تھا اور یہی ہماری ویب کی طرف سے دیے گئے عنوان کی تعبیر ہے میرا پاکستان کیسا ہو یعنی میرا پاکستان قائدؒ کے ویژن جیسا ہونا چاہیے۔

ایران میں ۲۲ سنیوں کو پھانسیاں

خمینیؒ ایک عالم گیر اسلامی سوچ رکھتے تھے۔ اس لیے جب خمینیؒ نے ایران میں اسلامی انقلاب برپاہ کیا تھا تو اسلامی دنیا نے اس کو خوش آمدید کہا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ شیعہ انقلاب نہیں تھا بلکہ اسلامی انقلاب تھا اگر شیعہ انقلاب ہوتا تو کیسے ممکن ہے کہ اسلامی دنیا ایک فرقے کے انقلاب کو خوش آمدید کہتی۔ ایران میں لا شرکیہ لا غربیہ۔ اسلامیہ اسلامیہ کے فلک بوس نعرے لگنے لگے تھے۔ ایک عرصہ تک مسلمانوں کے مشترکہ دشمن امریکہ کے خلاف، امریکا مردہ باد کی تحریک چلتی رہی، جس سے مسلمان خوش ہوتے تھے۔ رفتہ رفتہ ایک عالم گیر انقلاب اسلامی سوچ سے دور ہوتا گیا اور اس پر ایک فرقے کا رنگ چڑھ گیا جس کی وجہ سے اختلافات جو دھب گئے تھے دوبارہ جاگ اُٹھے۔ اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں یہ تو ایرنی علماء ہی بتا سکتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک کی بات نہیں کہ دشمنوں نے خلفاء راشدین کے دور کے بعد مسلمانوں کو دو فرقوں میں بانٹ دیا تھا جو آج تک اپنے اختلافات دور نہیں کر سکے۔ مسلمانوں کے دشمن ان کے اختلافات سے ہمیشہ فاہدہ اُٹھاتے رہے اور آج تک اُٹھا رہے ہیں۔ مگر اللہ کچھ لوگوں کو پیدا کرتا رہا ہے جو ان کو شیر وشکر کرنے کی کوششیں کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ مسلمان اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھ دیں اور یہ بات

طے کر لیں کہ اختلافات کا فیصلہ اللہ آخرت میں کر دے گا اور دونوں کو معلوم ہو جائے گا کہ کون صحیح ہے اور کون غلط۔ اس دنیا میں اگر وقار کے ساتھ رہنا ہے تو اپنے مشترکہ دشمن کو پہچانیں اور اپنے مفادات کو محفوظ بنائیں۔ اگر ہم ذرا سوچیں کہ جس وقت روس نے افغانستان پر اپنی فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی تھی تو اس نے صرف سنیوں کو نہیں قتل کیا تھا بلکہ شمالی افغانستان کے ہزارہ شیعہ کو بھی قتل کیا تھا۔ جب تم میں اتحاد تھا تو اللہ نے تمھارے ہاتھوں دنیا کی سب سے بڑی طاقت کو تمھارے ہاتھوں شکست دلائی اور وہ تمھارے ملک سے سے اُلٹے پاؤں بھاگا اور چھ اسلامی ریاستوں کو آزادی نصیب ہوئی۔ مشرقی یورپ کی ریاستوں کو بھی آزادی ملی۔ روس کی شکست کے بعد تم اپنے اپنے مفادات کے پیچھے پڑ ھ گئے اور اب امریکا تمھاری کمزرویوں سے فاہدہ اُٹھا رہا ہے۔ دشمن تو تمھیں مسلمان سمجھ کر قتل کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے اور تم ہو کہ ایک دوسرے کی پہچان شیعہ سنی کی رکھتے ہو۔ یہ تو تمہیدی کلمات تھے۔ اب ذرا موجودہ واقعات پر بات کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل سعودی عرب میں ایک شیعہ عالم اور اس کے ساتھ کچھ سنی لوگوں کو عدالتی کاروائی کے بعد سزا کی موت سنائی تھی۔ جس پر ایران نے شدید احتجاج کیا تھا اور سعودی عرب کے ایران میں سفارت خانہ پر حملہ کیا تھا۔ جس پر سعودی ایران کشیدگی پیدا ہوئی۔ اب ایران میں ۲۲ سنی کردوں کو پھانسی دی گئی ان میں ایک جید عالم بھی شریک ہے۔ کئی اور سنیوں پر مقدمے چل رہے ہیں۔ شکر ہے کہ سعودی حکومت نے صرف اخباری بیان کے

علاوہ کوئی خاص رد عمل نہیں دیا۔ ہم اس سے قبل بھی لکھ چکے ہیں کہ ایران نے مشرق وسطی کے معاملے میں جارحانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے جو نامناسب ہے اس سے مسلم ریاستوں میں عدم تحفظ پیدا ہو رہا جو نہ ایران اور نہی سنی ریاستوں کے لیے فاہدہ مند ہے۔ بلکہ اس سے مشترکہ دشمن فاہدہ اُٹھا رہا اور مسلم ریاستیں آپس میں لڑ لڑ کر کمزور ہو رہی ہیں۔ شام میں ایک اقلیتی شیعہ فرقے کی حکومت ہے جو خاندان ۷۰ سال سے سنی اکثریت کو غلام بنا کر بیٹھا ہوا ہے۔ شام کے اندر بشار کی اقلیتی حکومت کو بچانے کے لیے ایران کی فوجیں لڑ رہی ہیں۔ شام میں ظلم کی انتہا ہو گئی ہے۔ امریکہ اور روس دونوں سنی اکثریت کو بشار کے ساتھ مل کر نشانہ بنا رہے ہیں۔ یمن میں بھی ایران کے اسلحے اور فوجی ٹرینگ سے حوثی لڑ رہے ہیں۔ عراق میں صدام کی سنی حکومت کو امریکہ کے ساتھ مل کر ختم کیا گیا اور ایک شیعہ حکومت قائم کر دی گئی۔ اب بھی عراق میں ایرانی فوجیں لڑ رہی ہیں۔ افغانستان میں بھی طالبان کے خلاف ایران کی مدد سے شمالی اتحاد کی اقلیتی حکومت قائمے۔ ترکی کے متعلق ایران کے ایک سینئر لیڈر کے بیانات اخبارات کی زینت بنے تھے۔ ایران کے ایک طاقت ور شخصیت، سابق وزیر انٹیلیجنس اور موجودہ صدارتی مشیر علی یونس کی طرف سے بیان تھا کہ ایران عظیم الشان سلطنت بن چکا ہے۔ عراق ہمارا ہے۔ ہم کھوئی ہوئی زمین واپس لے رہے ہیں۔ اسلام پسندوں (سنیوں) اور نئے عثمانیوں سے مقابلہ کریں گے۔ ترک ہمارے تاریخی مخالف ہیں۔ اس بیان کو سامنے رکھیں اور حالیہ ترک

فوجی انقلاب کی کوشش میں ایران کے کردار کی سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اردگان کا اخبارات میں بیان شائع ہوا ہے کہ ناکام فوجی انقلاب میں امریکہ اور ایران شامل ہیں۔ اگر شیعہ اور سنی حکومتیں جہاں ان کی اکثریت ہے اسی پر ہی اکتفا کریں اور ایک دوسرے کے ممالک میں امریکہ کے ساتھ مل کر مداخلت نہ کریں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر مفادات کی جنگ میں اپنے مشترکہ دشمن کے آلہ کار بنیں گے تو مسلم دنیا مذید تباہی میں مبتلا ہو جائے گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایران کو شام میں اقلیتی حکمران اسد کی فوجی مدد بند کرنا چاہیے اور اکثریت کو اپنے نمائندے منتخب کرکے حکومت کرنے کا حق ملنا چاہیے تاکہ حقیقی امن قائم ہوسکے۔ یمن میں حوثی قبیلہ کی عسکری ٹرینگ اور فوجی مدد نہیں کرنی چاہیے اور اکثریت کی حکومت قائم ہونی چاہیے۔ عراق میں بہت ظلم ہو چکا ہر روز کبھی شیعہ کبھی سنی بے گناہ مر رہے ہیں۔ داعش مسلمانوں کا مشترکہ دشمن ہے جسے امریکہ نے جنم دیا ہے اس کا اعتراف امریکہ کی سابق وزیر خارجہ اور موجودہ امریکی صدارت امیدوار ہیری کلیٹن اپنے کتاب میں کر چکی ہے لہٰذا عراق میں اسے دونوں مل کر ختم کریں اور ایک دوسرے کو برداشت کریں۔ ساری اسلامی حکومتوں میں رائے کی آزادی ہونی چاہیے۔ ہر کسی کو اپنے اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کا حق ہونا چاہیے۔ اگر کسی ملک کا شہری کسی ملک کے قوانین کے خلاف بغاوت کا مرتکب ہو تو ملکی قوانین کے مطابق اوپن ٹرائل کرکے ملکی دستور کے مطابق سزا دینی چاہیے اور ایک دوسرے کے ملکی

قوانین اور دستور کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے اسی طرح بھائی چارے کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔ کچھ دن پہلے اخبار میں خبر لگی تھی کہ ایران کے کسی شہر میں اکیلی سنیوں کی مسجد کو مسمار کر دیا گیا۔ کسی بھی ملک میں امام بارگاہ یا مسجد کو مسمار نہیں کرنا چاہیے۔ ایران میں سنیوں کی طرف سے کوئی بڑی حکومتی مخالف مزاحمتی تحریک نہیں چل رہی کہ جس کی وجہ سے ایران میں جو ۲۲ بعض [illegible] بھی بعض [illegible] کی مکمل عدالتی کاروائی کو پریس میں عام کرنا چاہیے تاکہ ایک دوسرے کے خلاف اشتعال نہ پھیلے۔ انسانی بنیادی حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ ویسے ایران دنیا میں پھانسیاں دینے میں نمبر ون ہے۔

بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا۔۔۔ نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی۔

اللہ امتِ مسلمہ کا نگہبان ہو آمین۔

تیستا سیتلواڑ صاحبہ کا نامکمل سچ

آجکل نیٹ کا زمانہ ہے۔ بھارت کے مسلمانوں کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے، ہم اکثر نیٹ پر بھارت کے اردو اخبارات کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے بھارت کے اردو روزنامہ اخبار سہارا راشٹریہ کو نیٹ پر کھولا بھارت کی خبروں کے ساتھ ایڈیٹوریل صفحہ پر بھارتی کالم نگار محترمہ تیستا سیتلواڑ کا مضمون جو بھارت کی کالونی بنگلہ دیش کی جماعت اسلامی کی طلبہ ونگ شاتروشبر کے مبینہ دہشت گرد واقعات کے متعلق ہے پڑھا۔ تیستا سیتلواڑ کے مضمون پر گفتگو کرنے سے پہلے بین الاقوامی طور پر جاری مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے اور ان کی دنیا پر ایک ہزار سالہ سنہری حکمرانی کی تاریخ مسخ کرنے کے متعلق جاری مہم پر کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ بھارت مسلمانوں کے خلاف جاری خود ساختہ دہشت گردی کی مہم کا سرخیل ہے جس میں مسلمانوں کی سنہری تاریخ کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ یہ کیوں نہ ہو ہند پر بھی مسلمانوں نے ایک ہزار تک حکومت کی ہے۔ جس کے آثار پورے بھارت میں میں موجود ہیں۔ ہم نے ایک ملٹی نیشنل کمپنی کے ملازم کی حیثیت سے ۱۹۸۵ء میں بھارت کا دورہ کیا تھا۔ جب ہمارے ہم منصب عہدہ گوش صاحب نے ٹریننگ کے بعد ہند کے مسلمان حکمران مغلوں کے بنائے ہوئے قلعوں اور عمارتوں کی اہم جگہوں کی سیر کا پروگرام بنایا اور دہلی کے لال قلعہ، آگرہ کے لال

قلعہ اور تاج محل دکھایا تو ہم نے از راہِ مذاق، کوش صاحب سے کہا کہ بھائی یہ ہندوں کا ملک ہے ہندوٴں اس میں صدیوں سے آباد ہیں۔ مجھے اس میں کوئی ہندوؤں کی تاریخی جگہوں کی بھی سیر کراؤ۔ تو گوش صاحب خود ساختہ بولے ، کیا مغل مسلمان تھے ؟اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بھارت کے پڑھے لکھے شخص کو بھی مسلمانوں کے خلاف تاریخ مسخ کرنے کی کوشش نے کس طرح متاثر کیا ہوا ہے۔ ہم ایک دفعہ نیٹ پر کشمیر کے جہاد کے متعلق ویب کی تلاش میں تھے کہ اچانک لندن کی ترتیب شدہ ایک مسلم وکی ویب کھل گئی۔ اس میں دنیا کے اندر اگر کہیں بھی کوئی پتہ ہلا ہے تو اسے مسلم دہشت گردی سے جوڑ دیا گیا تھا۔ اس ویب کی ساٹھ صفحات کی تفصیل کے پرنٹ ہم نے نکالے تھے جو اب بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ پرنٹ نکالنے کے بعد دیکھا کہ نیٹ پر بھارت کی ترتیب شدہ ایک دوسری ویب مسلم وکی کے نام سے موجود ہے۔ اسے پڑھا تو لندن کی ترتیب شدہ ویب جیسی تفصیل درج تھی۔ حسن اتفاق کہ ایک دم بجلی بند ہو گئی اور ہم اس کے پرنٹ نہ نکال سکے۔ بجلی آنے کے ہم نے اس ویب کو نیٹ پر تلاش کرنے کی بہت کوشش کی مگر شاید کسی ٹیکنکل خرابی کی وجہ سے گم ہو گئی جو آج تک ہم سے نہ کھل سکی۔ خیر یہ دو واقعات ہمارے جیسے ایک عام فرد کے سامنے آئے ہیں تو نہ جانے مسلمانوں کی سنہری تاریخ کو مسخ کرنے اور اسلام کو دہشت گرد ثابت کرنے کے کتنے اور واقعات ہونگے جس کی وجہ سے آج میڈیا میں ہر طرف اسلام کی دہشت گردی کے واقعات ہی واقعات ہیں۔ اب ہم ایک جمہوری اسلامی نظریاتی تحریک کے متعلق کچھ

عرض کرتے ہیں جسے لوگ جماعت اسلامی کے نام سے جانتے ہیں جو ۱۹۴۱ء میں ہند کی تقسیم سے پہلے اس کے بانی سید ابوالاعلیٰ کی زیر صدارت قائم ہوئی۔ یہ جمہوری نظریاتی تحریک اب بھی بھارت، بنگلہ دیش، پاکستان اور دوسرے مختلف ملکوں میں اپنے اپنے جمہوری دستور کے ساتھ موجود ہے، فعال ہے اور جمہوری طریقے سے سیاست میں حصہ لے رہی ہے۔اس کے دستور میں لکھا ہے کہ وہ اسلام کو جمہوری اور دستوری طریقے سے رائج کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس نے دوسری جماعتوں کے اشتراک سے پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ میں پانچ سال حکومت کی۔ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں تین دفعہ شہری حکومت کر چکی ہے۔اس کی ریکارڈ کارکردگی کی تعریف بین الاقوامی ڈونرز اور اسٹیٹسکسٹ ریکارڈ ترتیب دینے والی تنظیموں نے بھی اپنی اپنی رپورٹس میں کی ہے جو ریکارڈ پر موجود ہے۔بنگلہ دیش میں بھی جماعت اسلامی ایک سیاسی قوت ہے۔بنگلہ دیش میں بھی مخلوط حکومت کا حصہ رہی ہے۔ اس کی قیادت کو ناکردہ گناہوں کی پاداش میں پھانسیوں پر چڑھایا جا رہا ہے۔ پہاڑ جیسے ظلم وستم کے باوجود جماعت اسلامی، نہ ہی اس کی ذیلی تنظیموں نے نہ تو کبھی انڈر گراؤنڈ تحریکیں قائم کی نہ کسی ملکی قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا۔اس پر اور اس کی ذیلی طلبہ تنظیم شاتر و شبر پر مظالم کی مظالم کی داستان پروفیسر سلیم خالد کی بنگلہ دیش میں مظالم کے متعلق کتاب ''البدر'' میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ہم صرف دو واقعات درج کر رہے ہیں۔بھارت کی قائم کردہ مکتی باہنی کے ایک عوامی مظاہرے میں شاتر و

شبر کے ایک کارکن کو پیش کیا گیا۔ مکتی باہنی کے کارکن داہرے کی شکل میں کھڑے تھے۔ اس شاترو شبر کے کارکن کو کہا گیا کہ گھڑا گھودو۔ اس نے سب کے سامنے گھڑا کھودا۔ پھر مکتی باہنی کے کارکنوں نے کہا کہو بنگلہ دیش زندہ باد۔ اس نے جواب میں کہا اسلام زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد۔ شاترو شبر کے کارکن کا ایک بازو کاٹا گیا۔ پھر کہا گیا کہو بنگلہ دیش زندہ باد۔ اس نے پھر کہا اسلام زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد۔ پھر اس کا دوسرا بازو کاٹا گیا۔ پھر کہا گہا کہو بنگلہ دیش زندہ باد۔ اس نے وہی جواب دھرایا۔ اسلام زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد۔ پھر اسے زندہ گھڑے میں ڈال کر اوپر مٹی ڈال دی گئی۔ اسی طرح کا دوسرا واقعہ بھی ہے۔ شاترو شبر کے کارکن کو کہا گیا کہ گھڑا کھودو۔ اس نے گھڑا کھودا۔ کہا گیا اس میں کانٹے ڈالوں۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے کانٹے ڈالے۔ گھڑے کے کنارے کھڑا کرکے کہا گیا۔ کہو بنگلہ دیش زندہ باد۔ اس نے بھی پہلے کارکن کی طرح اسلام زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد۔ اس کو بھی فائرنگ کرکے شہید کر دیا گیا اور کانٹوں والے گھڑے میں دال کر اوپر مٹی ڈال دی گئی۔ بنگلہ دیش میں مظالم کی مذید داستان سبھاش چندر بوش کی پوتی اور ڈھاکا یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر کی لکھی گئی کتب کے مطالعہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ تیستا سیتلواڑ کو شاید ان مظالم کی خبر نہ لگی ہو گی اور شاید انہیں سبھاش چندر بوش کی پوتی کی کتاب کی طرف دھیان نہ گیا ہو گا۔ گمان ہے کہ شاید وہ بھی مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کی بھارتی اور بین الاقوامی

مہم کا حصہ بھی ہو، کہ اس نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پر امن نظریاتی تحریک جماعت اسلامی کی طلبہ تنظیم شباب و شتر کی خود ساختہ دہشت گردی کی اسٹیٹکسک کے ساتھ مضمون لکھا۔ میں بھارت کے لکھاریوں کو بغیر معاوضہ کے مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنے حکمرانوں کو حکمرانی کے گُر سمجھائیں جو مسلمانوں نے ایک ہزار سالہ حکمرانی کے دوران استعمال کیے تھے۔ وہ اپنی رعایا کے مذہب کی حفاظت کریں بقول ششی تھروگائے سے زیادہ انسان کی قدر کریں۔ مسلمان ایک انسان کی جان کی خانہ کعبہ سے زیادہ قدر کرتے ہیں، رعایا کی رائے کا احترام، اپنی رعایا کے ہر طبقے سے بنیادی حقوق کا تحفظ، بغیر تعصب کے انصاف کی فراہمی، ان کی عبادت گاہوں کا احترام، رعایا کے صاحب رائے لوگوں کی رائے کو مناسب فوکیت دینا اوران کی ذاتی زندگیوں میں مداخلت نہ کرنا۔ ابھی تک آپ کے حکمرانوں نے مسلمانوں پر حکمرانی کے سو سال بھی پورے نہیں کیے کہ پورے بھارت میں اقلیتوں پر ظلم اور سفاکیت کا ریکارڈ قائم ہو گیا ہے۔ بھارت، مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں اور اپنی کالونی، بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی اور اُس کی ذیلی طلبہ تنظیم شاتر شبر پر مظالم ختم کریں تاکہ آپ کا دور حکمرانی طویل ہو سکے اور دنیا کو منہ دکھانے کے قابل ہو سکیں۔

۱۴ اگست ۲۰۱۶ء یوم آزادی پاکستان

پاکستان اپنی زندگی کے ۷۰ ویں یوم آزادی میں داخل ہو گیا ہے دشمن کے عزائم کے باوجود قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا انشاء اللہ۔ اپنی عمر کے سفر میں اس کے ازلی دشمن نے اسے بڑے بڑے دکھ دیے ہیں۔ سب سے بڑا دکھ دشمن کا یہ بیانیہ کہ ہم پاکستان کو توڑ کو واپس اپنے ملک بھارت میں شامل کر کے اکھنڈ بھارت بنائیں گے۔ وہ اس ڈاکٹرائین پر پاکستان بننے کے بعد سے عمل کر رہا ہے۔ تازہ دکھ پاکستان کے شہر کوئٹہ میں ۸ اگست خود کش حملہ کر کے اس کے ۷۲ پولیس، جن میں اکثریت وکلا کی تھی کو شہید کر دیا اور سیکڑوں کو زخمی کر دیا۔ پاکستان بنانے والے محمد علی جناح بھی وکیل تھے۔ کیا ازلی دشمن نے یوم آزادی موقع پر اس قسم کی سزا دی ہے؟ لوگ کہتے ہیں یہ پاکستان کے سیکورٹی اداروں کی ناکامی ہے۔ یہ بات بل لکل نامناسب ہے۔ اس میں دشمن کے آلہ کار یا پھر پاکستان کے نادان دوست ہیں جو ازلی دشمن کی بولی بول رہے۔ ان کی اس حرکت پر پاکستان کے میڈیا اور پھر حکومتی سطح پر پارلیمنٹ میں پاکستان کے وزیر داخلہ نے مذمت کی۔ کس کو نہیں معلوم کہ ہمارے ازلی دشمن نے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا ہے۔ کس کو نہیں معلوم کہ پاکستان کے مشرقی حصہ کو پاکستان سے کس نے علیحدہ کیا۔ کس کو نہیں معلوم کہ کس ملک کے وزیر اعظم نے کہا تھا کہ ہم نے مسلمانوں سے ایک

ہزار سالہ ہندوستان پر دور حکومت کا بدلہ لیا ہے۔ کس کو نہیں معلوم کہ کس ملک کے وزیر اعظم نے یہ بھی کہا تھا کہ دو قومی نظری میں نے خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے۔ کس کو نہیں معلوم کہ بنگلہ دیش، اپنی کالونی کی وزیر اعظم سے بنگلہ دیش بنانے کے عوض سند وصول کرتے ہوئے بھارت کے موجودہ دہشت گرد وزیر اعظم نے بڑے فخر سے کہا تھا کہ ہم نے پاکستان کو توڑ کر بنگلہ دیش بنایا ہے۔ کس کو نہیں معلوم کہ پاکستان چین اقتصادی راہداری کو ثبوتاژ کرنے کے لیے اپنے بجٹ میں فنڈ اعلانیہ کس ملک نے مختص کئے۔ کسے نہیں معلوم کہ کلبھوش یادیو، بھارتی نیوی کے حاضر سروس جاسوس کو گرفتار کیا ہے جس نے اعتراف کیا تھا کہ اُسے پاکستان کو غیر مستحکم کرنے، پاکستان کی فوج کے خلاف رائے عامہ تیار کرنے اور کراچی پاکستان کے معاشی حب میں افراتفری پھیلانے اور بلوچستان میں علیحدگی پسندوں کی مدد کرنا ہے۔ کسے نہیں معلوم کہ بھارت کے مقامی ایجنٹ، کراچی میں متحدہ قومی موومنٹ نے عرصہ ۳۰ سال سے ظلم، سفاکیت، قتل وغارت، بھتہ خوری، اغوا برائے تاوان اور ٹھپہ مایا نے افراتفری پھیلائی ہوئی ہے۔ کسے نہیں معلوم کہ الطاف حسین را کی ہدایات پر پاکستان کی فوج کو ننگی گالیاں دیتا رہتا ہے۔ کسے نہیں معلوم کہ اسکارٹ لینڈ یارڈ نے الطاف حسین کے گھر سے منی لانڈرنگ کے ڈالر برآمد کیے تھے جس کا مقدمہ ابھی تک چل رہا ہے۔ کسے نہیں معلوم کہ الطاف حسین اور لندن کی رابطہ کمیٹی کے ارکان نے بھارت سے ڈالر لینے کا اعتراف کیا ہوا ہے۔ کسے نہیں معلوم کہ الطاف حسین نے

پیپلز پارٹی کے منحرف لیڈر ذوالفقار مرزا کے سامنے کہا تھا کہ امریکا پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے اور میں امریکا کا ساتھ دوں گا۔ کسے نہیں معلوم کہ الطاف حسین نے برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر کو اپنے لیٹر پیڈ پر خط لکھا تھا کہ برطانیہ پاکستان کی آئی ایس آئی کو ختم کرے میں برطانیہ کی مدد کروں گا۔ کسے نہیں معلوم کہ بھارت نے افغانستان میں پاکستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ شہروں میں درجنوں کونسل خانے قائم کیے ہوئے ہیں جن کے ذریعے وہ افغانستان کی خفیہ ایجنسی کے اہلکاروں کے ذریعے پاکستان میں دہشت گردانہ حملے کروا رہا ہے۔ کسے نہیں معلوم کہ بھارت میں اگر پتہ بھی ہلتا تو اس دہشت گردی کا الزام بغیر ثبوت کے پاکستان پر لگا دیا جاتا ہے۔ کسے نہیں معلوم کشمیر میں خود کشمیریوں نے آزادی کی تحریک برپا کی ہوئی ہے اور بھارت اس تحریک کا الزام پاکستان پر لگاتا ہے اور دھمکی دیتا ہے کہ کشمیر کو بھول جاؤ کراچی کی فکر کرو۔ کیا کیا بیان کیا جائے۔ یہ سب باتیں ہماری سیکورٹی ایجنسیوں کو عام آدمیوں سے زیادہ اچھے طریقے سے معلوم ہیں۔ آئے دن ہماری سیکورٹی ایجنسیوں کے لوگ ملک کو را سے بچانے کے لیے شہید ہو رہے۔ ہمارے ملک کے وزیر اعظم کو بھی یہ باتیں اچھی طرح معلوم ہیں اس لیے تو اس نے اقوام متحدہ اور دنیا کے آزاد ملکوں کو را کی پاکستان میں مداخلت کے ثبوت بھی پیش کئے تھے۔ یہ ساری باتیں ہمارے وزیر داخلہ کو بھی موجود ہیں۔ اسی لیے تو وہ رینجرز کی سندھ میں تعیناتی کی پس پیش کے معاملے میں سندھ حکومت سے سختی سے

پیش آتے ہیں سندھ حکومت ہمیشہ وزیر داخلہ سے ناخوش ہوتی ہے اور تا حال ناخوش ہے۔ اگر یہ سب کچھ حکومت کے تمام لوگوں کو معلوم ہے تو اس پر قابو کیوں نہیں پایا جا سکا۔ صاحبو! جو اقدام کیے گئے ہیں ان پر صرف تیزی لانے کی ضرورت ہے لہٰذا اس کا اس سال کے یوم آزادی کے موقعہ پر یہ جواب یہ ہے کہ ہماری حکومت نے اپنے ازلی دشمن بھارت کے جو جارحانہ رویہ کے ساتھ معذرتخوانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے اسے فوراً تبدیل کرکے جارحانہ رویہ رکھا جائے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے۔ بھارت نے پاکستان اور کشمیر کی سرحد پر سیکورٹی باڑ لگائی ہوئی ہے۔ ہمیں بھی فوراً افغانستان کے باڈر پر باڑ لگانی چاہیے تاکہ بھارت کی شہ پر پاکستان میں دہشت گردی کی روک تھام ہو۔ افغان مہاجرین جو رجسٹرڈ نہیں ہیں انہیں کیمپوں تک محدود کیا جائے اور ان کی اقوام متحدہ سے مل کر باعزت واپسی جلد از جلد ممکن بنائی جائے۔ کشمیری مظلموں کی کھل کر مدد کی جائے اور پوری دنیا میں سفارت خانوں میں کشمیر سیل قائم کرکے اقوام متحدہ کی رائے شماری کے متعلق قراردادوں کی تشہر کی جائے اور ساتھ ہی ساتھ بھارت کے مظالم کو دنیا اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے سامنے پیش کرکے ان کی حمایت حاصل کی جائے۔ اسلامی تنظیم کانفرنس کا اجلاس بلا کر اس کے سامنے بھارت کے کشمیر کی مظالم رکھیں جائیں۔ اقوام متحدہ کی حمایت حاصل کرکے کشمیریوں کو طبعی امداد پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ نیشنل ایکشن پلان پر عمل تیز کیا جائے۔ صوبائی اپیکس کمیٹیوں کے اجلاس بلا کر ضرب

عضب ، کراچی کے ٹارگیٹڈ آپریشن اور کومبنگ آپریشن کو پورے پاکستان میں مذید تیز کیا جائے۔ دہشت گرد لسانی تنظیم کے قومی اور صوبائی ممبران کو الطاف حسین کی تقریر و تصویر کی طرح میڈیا کے ٹاک شوز میں پیش ہونے سے روکا جائے۔ وہ ٹی وی شوز میں جھوٹ کا سہارہ لے کر پاکستان کے عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ ایم کیو ایم پر پابندی لگائی جائے۔ پاکستان اس وقت حالت جنگ میں ہے اس لیے پاکستان کی مسلح افواج اور سیکورٹی اداروں پر تنقید کرنے والے پر سختی سے پاکستان کے آئین مطابق کاروائی کی جائے۔ وزیر اعظم صاحب اور سپہ سالار سر جوڑ کر بیٹھیں اور ملک دشمنوں کی طرف سے پھیلائی گئی افوائیں کہ فوج اور سیاسی قیادت ایک پیج پر نہیں کو زائل کریں۔ اعلی سطح کے سیکورٹی اجلاس کے بعد وزیر اعظم نے کہا دہشت گردوں سے سختی سے نپٹا جائے گا خوش آہند ہے۔ نیشنل ایکشن پلان کی مانیٹرنگ کے لیے ٹاسک فورس بنانے کا فیصلہ بھی کیا گیا جو ایک قدم ہے۔ اپوزیشن اور حکومتی پارٹیوں کو پاکستان میں دہشت گرد حملوں پر یک جان ہو کر دشمن کو سخت پیغام دینا چاہیے۔ صاحبو! اگر پاکستان کو سیکولر بنانا تھا تو پھر دو قومی نظریہ کیوں پیش کیا گیا تھا۔ پھر پاکستان بنتے وقت ، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ کیوں لگا یا گیا تھا۔ کیوں کہا گیا تھا کہ مسلمانوں کے اور ہندوؤں کا مہذب علیحدہ، اس کے ہیرو علیحدہ، ان کی رمزیہ نظمیں علیحدہ، ان کی تاریخ میں ایک کی فتح اور دوسرے کی شکست ہے۔ یہ سب باتیں قائد محترم نے پاکستان بننے کے

دوران دنیا کے سامنے کہیں تھیں اور صحیح کی تھیں کہ یہی دو قومی نظریہ ہے۔ دو قومی نظریہ کی تشریح کرتے ہوئے قائدؒ نے ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کے ۹۷ویں سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں فرمایا اسلام اور ہندومت دو معاشرتی نظام ہیں۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔ ایک دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتے۔ ان کی رمزیہ داستانیں، ہیرو، قصے اور تاریخ الگ الگ ہیں۔ ایک قوم کے ہیرو دوسری قوم کے دشمن ہیں۔ ایک کی فتح دوسرے کی شکست ہے۔ قومیت کی ہر تعریف سے مسلمان ایک الگ قوم ہیں۔ ان کے پاس اپنا وطن، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ضرور ہونی چاہیے " لہٰذا س سال کی آزادی کے موقعہ پر ہم قائد کے ویژن کے مطابق ملک میں اسلامی نفاذ کا اعلان کر دیں۔ کیوں کہ قائد اعظمؒ نے کہا تھا کہ ہم پاکستان میں مدینہ کی اسلامی فلاحی ریاست قائم کریں۔ یہی ازلی دشمن بھارت کو پیغام ہوگا۔ اسی سے پاکستان مستحکم ہوگا۔ اللہ ہمارے پاکستان کا محافظ ہو آمین۔

نواز شریف کا ۱۷ اگست کو یوم فلطسین منانے کا خوش آئند اعلان

نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان نے سینیٹر اور امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب کے مشورے ۱۷ اگست کو یوم فلسطین منانے کا اعلان کیا ہے جو امت مسلمہ کے لیے خوش آہند ہے۔ اس فیصلہ سے ۷۰ سال سے اسرائیل کے مظالم سہتے، فلسطینیوں اور امت مسلہ میں خوشی کی لہر پیدا ہوئی ہے۔ اس سے قبل ۱۹۹۲ء میں مرحوم) قاضی حسین احمد صاحب کے مشورے سے نواز شریف نے مظلوم کشمیریوں) کے ساتھ یکجہتی کا اعلان کرتے ہوئے ہر سال ۵ فروری کو یوم کشمیر منانے کا اعلان کیا تھا جو آج تک بنایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو جماعت اسلامی کی مسلمانوں کے بارے میں بین القوامی سوچ کا مظہر ہے تو دوسری طرف نواز شریف کا دل بھی امت مسلمہ کے مسائل پر گہری نظر رکھتا نظر آتا ہے۔ ہم اپنے کالموں میں نواز شریف کے قومی مسائل پر دھیمی رفتار کا تذکرہ اکثر کرتے رہتے ہیں۔ شاید یہ ان کی طبیعت کا حصہ ہو مگر اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ان کے دل میں پاکستانی قوم ،امت مسلمہ بین اقوامی مسائل پر مکمل گرفت ہے۔ پاکستان میں ایٹمی قوت بننے کی بنیاد ذوالفقار علی بھٹو نے رکھی تھی جس کریڈٹ پیپلز پارٹی لیتی رہتی ہے جو اس کا حق ہے۔ دوسری طرف ایٹمی دھماکہ کرنا اور اس سے قبل آزاد کشمیر میں ایٹمی قوت ہونے کا اعلان کرکے نواز شریف نے پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کی

نیندیں حرام کر دیں تھیں۔ ورنہ اس نے دو دفعہ پاکستان کی سرحدوں پر فوجیں لگا کر پاکستان سے اپنی ازلی دشمنی اور پاکستان کو توڑ کر اکھنڈ بھارت بنانے کی کوششیں کر چکا ہے اور کرتا رہتا ہے۔ بھارت کے پانچ ایٹمی دھماکوں کے جواب میں نواز شریف نے چاغی کے پہاڑوں میں چھ ایٹمی دھماکے کرکے بھارت کا غرور کو مٹی میں ملا دیا تھا اس پر نواز مسلم لیگ جتنا بھی کریڈٹ لیتی ہے وہ بجا ہے۔ امریکا نے نواز شریف کو ڈالروں کی پیش کش کی تھی اور سیاسی دباؤ بھی ڈالا تھا مگر پاکستان کے دھیمے مزاج رکھنے والے نواز شریف نے امریکا کی ایک نہ مانی اور پاکستانی قوم اور امت مسلمہ کو دنیا میں سرخ رو کیا۔ پاکستان اسلامی دنیا کا پہلا ایٹمی ملک بن گیا جو تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یہ ایٹمی قوت ہے جس نے بھارت کو پاکستان توڑ کر اکھنڈ بھارت بنانے کی خواہش سے روک رکھا ہے۔ نواز شریف کے خوامخواہ مخالف، ہر سیاسی پارٹی کی بارات میں باراتی بنے والے، پاکستان میڈیا میں سب سے زیادہ نظر آنے والے، ٹی وی شوز میں نجومی کا کردار ادا کرنے والے، نواز حکومت آج گئی اور کل گئی کی نوید سنانے والے، ٹانگہ پارٹی کے سربراہ شیخ رشید صاحب اکثر کہا کرتے ہیں کہ نواز شریف کی لاٹری نکلتی رہتی ہے۔ اگر فرض محال ان کی یہ بات مان لی جائے تو پاک چین اقتصادی راہداری جو چین نے ایک عرصے سے پلان کی ہوئی تھی جس کے تحت گوادر گہرے سمندر کی پورٹ بھی بن چکی تھی۔ نواز شریف کے دور میں ہی مکمل طور پر سامنے آئی جس پر ۴۶ ارب ڈالر کی کثیر سرمایا کاری

ہو رہی ہے۔ اس کا بھی کریڈٹ بھی نواز شریف حکومت کو جاتا ہے۔ نواز شریف مسئلہ کشمیر کو ایک طرف رکھ کر بھارت سے آلو پیاز کی تجارت کو فوقیت دیتے رہے ہیں مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نواز شریف نے تاریخ میں پہلی مرتبہ اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلہ کو بھی پھر سے زندہ کیا تھا۔آج کشمیر کی تازہ جدو جہد آزادی جس میں کشمیری اپنے جانوں،اپنی عزتوں،اپنی املاک کا نذرانہ پیش کر کے کشمیر میں پاکستانی جھنڈے لہرا رہے ہیں ۔پاکستان کے یوم آزادی کے ساتھ مل کر یوم آزادی منا رہے ہیں۔ دوسرے دن بھارت کے یوم آزادی کے دن یوم سیاہ منا رہے اور کشمیر کے مسئلے کو بے رحم دنیا کے سامنے پھر سے پیش کر رہے ہیں۔اس کی بھی پشت بانی کرتے ہوئے نواز شریف نے اس دفعہ کی یوم آزادی کو کشمیریوں کے نام کر کے مظلوم کشمیریوں کے دل جیت لیے ساتھ ہی ساتھ بائیس کروڑ پاکستانیوں کے دلوں میں بھی جگہ بنا لی ہے۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاکستانی قوم نے نواز شریف کو ایک دفعہ سادہ اور دو دفعہ ٹو تھرڈ اکثریت سے جتوا کر پاکستان کی مجلس شوری (پارلیمنٹ) میں بھیجا ہے۔ نواز شریف کی ساری اچھائیوں کے ساتھ ایک بد قسمتی یہ ہے کہ نواز شریف نے کسی بھی فوجی سربراہ کے ساتھ تعلوقات بنا کر نہ رکھ سکے۔اس کے وزیروں نے فوج کے خلاف معاذ کھولا۔جب ایک ملک دشمن نجی ٹی وی نے اپنے قوم پرست ایک اینکر، جس نے بنگلہ دیش میں جا کر اپنے مرحوم قوم پرست والد کی پاک فوج کے خلاف کارکردگی کے عوض سرٹیفکیٹ وصول کیا تھا اور کہا تھا کہ پاکستان کی فوج کے

خلاف بنگلہ دیش کاروائی کرے۔ اس ٹی وی لانچر پر کراچی میں قاتلانہ حملے پر بغیر ثبوت کے آٹھ گھنٹے پاکستان کی مایاناز خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کے سربراہ کے فوٹو کے ساتھ الزام تراشی کرتا رہا۔ اس پر نواز حکومت کو اس نجی ٹی وی کے خلاف قانونی کاروائی کرنی تھی جو نہیں کی گئی۔ ۲۰۱۳ء کے انتخابات پر تمام پارٹیوں نے اپنے اپنے حساب سے عدم اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ اس مسئلے کو بھی نواز شریف نے حل نہ کیا جس کی وجہ سے آج تک ملک میں سیاسی افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ جب دنیا مین آف شور کمپنیوں کا مسئلہ اُٹھا تو سب ملکوں نے اسے حل کر دیا مگر نواز شریف دو دفعہ قوم سے خطاب کے دوران وعدے کے کرنے کے باوجود کہ وہ اور ان کا خاندان اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرتا ہے آج تک اس مسئلہ کو بھی ٹال مٹول سے حل نہیں کر رہا۔ صاحبو! اے کاش نواز شریف اپنے دھیمے کو ایک طرف رکھ کر ان مسائل کو بھی جلد حل کر دے تو یہ ان کے لیے اور پاکستانی قوم کے لیے بہت ہی اچھا ہو۔ ورنہ لگتا ہے کہ پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ از خود نوٹس لے کر اس قومی مسئلہ کا اگر حل نکالنے کا ارادہ کر لیا تو یہ نواز حکومت کے لیے اچھا نہیں گا۔ سب باتیں ایک طرف اور مظلوم کشمیریوں اور مظلوم فلطینیوں کے ساتھ نواز شریف کی یکجہتی کا اظہار اور ۱۷ اگست کو یوم فلسطین منانے کے اعلان نے بائیس کروڑ پاکستانیوں اور ڈیڑھ ارب امتِ مسلمہ کے دل جیت لیے ہیں۔ اللہ ہمارے مسلمان لیڈروں کو اپنی اپنی عوام کے جذبات کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں سیکولرزم کی تشہیر

پاکستان شاید دنیا کا واحد ملک ہے جس میں جس کا جی چاہے اُس کے آئین سے خلاف باتیں کرے اُس کے خلاف کوئی بھی قانونی کارروائی نہیں کرے گا۔ کس کو نہیں معلوم کہ اسرائیل کے بعد پاکستان دنیا کی واحد مملکت ہے جو اسلام کے نام پر بنی تھی۔ اسرائیل تو اپنی مذہبی کتاب تورات کے اصولوں پر کاربند ہے۔اس کے آئین کے خلاف اس کا شہری کوئی بات نہیں کرتا۔ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ کی بنیاد پر بننے والی اسلامی مملکت اور ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں بننے والے اسلامی آئین کے مطابق اسلام کے خلاف، نظریہ پاکستان کے خلاف اور تقسیم ہند کے دو قومی نظریہ کے خلاف کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔ اس پر عمل تو دور کی بات سیکولرز حضرات اس کے خلاف کھل کر تشہر کرتے رہتے ہیں۔ قائد اعظم کی ایک تقریر جو کسی خاص موقعہ کے لحاظ سے کی گئی تھی اس کو جواز بنا کر قائد اعظمؒ کو سیکولر ثابت کرنے کی جعلی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ میرا قائدؒ اسلام کا شیدائی تھا۔ اس کے ولولہ انگیز قیادت اور اسلام سے محبت کی وجہ سے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان وجود میں آئی تھی۔اس مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کو سیکولر ریاست میں تبدیل کرنے کی سیکولر حضرات دن رات بے مقصد کوششیں کرتے رہتے ہیں۔اسی قسم کی جھوٹ پر مبنی ایک کوشش پر گرفت ہمارا آج کا مقصد

ہے۔ متذکرہ نجی ٹی وی کے پرنٹ میڈیا اخبار کی اس جھوٹی حرکت پر ملک کے مشہور کالم نگار، محقق، مصنف اور مولف طارق جان نے اپنی مشہور زمانہ کتاب '' سیکولرزم مباحث اور مغالطے'' کے صفحہ ۳۸۵ پر اپنے ایک مضمون میں گرفت کی ہے اور عوام کو بتانے کی کوشش کی ہے کس طرح مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے آئین کے خلاف سیکرلرزم کی تشہیر کی جارہی ہے۔ اس اخبار کے سروے کے مطابق '' قرارداد مقاصد قائد اعظمؒ کے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کی تقریر سے متصادم ہے''۔ سروے میں کل ۲۹ شرکاء تھے جن میں چھ سکہ بند سیکولر حضرات کو شامل کیا گیا تاکہ وہ باقیوں کی رائے کو موڑ سکیں۔ حسن اتفاق کی ۲۹ میں ۱۸ حضرات نے مخالفت میں رائے دی جو کہ ۶۲ فی صد بنتی تھی ان حضرات نے قرارداد مقاصد کے حق میں ووٹ دیا۔ ۷ نے ہاں میں جواب دیا جن میں چھ وہی سکہ بند سیکولر تھے جو ۲۴ بمعہ یحیی بختیار ۳ نے جواب نہیں دیا جو ۱۰ فی صد بنتی ہے۔ ۲ کا جواب غیر واضح تھا جو ۴ فی صد بنتی ہے۔ صحافتی بد دیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ رائے عامہ کو الٹا بیان کرکے کہا گیا کہ ۶۲ فی صد نے قرارداد مقاصد کے خلاف ووٹ دیا ہے۔ قائد اعظمؒ کی روح کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ جس پر کسی حکومتی ادارے نے گرفت نہیں کی۔ کیونکہ پاکستان میں باز پرس نہیں کی جاتی جو جس کی مرضی میں آئے بولے چاہے وہ جھوٹ ہی نہ ہو۔ اللہ ہماری اس اخبار کو ہدایت دے۔ اس اخبار کے الیکٹرونک میڈیا کے ٹی وی پروگرام رپورٹ کارڈ'' پر بھی ایک ایسا ہی سیکولر دانشوروں کا ٹولہ بٹھایا ہوا ہے وہ بھی ایسی ہی '' حرکتیں کرتا رہتا۔

ان کو بھی ایک ٹاپک دیا جاتا ہے اور اس پر تجزیہ کروایا جاتا ہے۔ ان میں کچھ دانشور اپنے ضمیر کے مطابق بھی تجزیہ کرتے ہیں۔مثلاً ایک پروگرام میں پاکستان میں منعقدہ سارک وزیر داخلہ کانفرنس پر تجزیہ ہو رہا تھا۔ ایک دانشور نے کہا کہ بھارت کے وزیر داخلہ نے ایسی باتیں کی جیسے کسی ملک کے وائس سرائے بات کرتا ہے اس پر پاکستان کے وزیر خارجہ نے سخت گرفت کی اور اس کا جواب دیے بغیر بھارت کے وزیر داخلہ احتجاج کرتے ہوئے سارک کانفرنس کو ادھوراہ چھوڑ کر واپس بھارت چلے گئے۔اس کی نفی کرتے ہوئے ایک سکہ بند سیکرلر دانشور جو شاید بھارت کی ہمنوا تنظیم ساوتھ ایشیا جرنلسٹ کی کسی تنظیم کے سیکرٹیری بھی ہیں بھارت کے وزیر داخلہ کے حق میں بولنا شروع کر دیا اس پر اس کو ویڈیو دیکھنے کی پیش کش کی گئی جو دانشور کے پاس موبائل میں موجود تھی۔اس بحث کے دوران ہی پروگرام کو چلانے والوں نے بھارت کے وزیر داخلہ کے حق میں کچھ معلومات کا ٹپ ایس ایم ایس کیا تاکہ بھارت کے حق میں تجزیہ کو موڑا جاسکے۔۔۔پھر کشمیر میں جاری موجودہ پاکستان میں شامل ہونے کی تحریک جس میں سر پر لا الہ الااللہ کی پٹی باندھے وانی شہید نے جان دی۔پاکستان کے پرچم لہراتے کشمیریوں کے نعرے پاکستان سے رشتہ کیا لا الہ الا اللہ کہتے جان دے رہے ہیں۔اس پر تجزیہ کرتے ہوئے مذہب بیزار سیکولر دانش ور کہتے ہیں اس کو مذہب سے نہیں جوڑنا چاہیے۔پاکستان کے مذہبی جماعتیں اس سے فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ صرف اپنے اوپر ظلم کی بات کرنے چاہیے۔ انسانی حقوق

کی بات کرنے چاہیے۔ان عقل کے اندھے مذہب بیزار سیکولروں کو کون سمجھائے کہ کشمیری کشمیر کے مسئلہ کو تحریک پاکستان سے جوڑنے پر فخر محسوس کرتے ہیں وہ اپنی تحریک کو پاکستان کا نامکمل ایجنڈا کہتے ہیں وہ پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔ پاکستان کے ۹۰ فی صد مسلمان صرف مسلمان ہونے کے ناطے ان کی مدد کر رہے ہیں۔کیا مذہب بیزار سیکولر تجزیہ نگار اس طرح غیر محسوس طریقے سے بھارت کی مدد نہیں کر رہے ہیں۔اس کا جواب ہے کر رہے ہیں۔۔۔اس ادارے کے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا نے بھارت کی مدد کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہوا۔اس کے ''کیپیٹل ٹاک'' کے قوم پرست سیکولر صاحب بنگلہ دیش جا کر اپنے مرحوم قوم پرست والد کا انعام وصول کرتے ہوئے کہہ آئے تھے کی پاک فوج پر بنگالیوں پر ظلم کا مقدمہ چلایا جائے۔ بلوچستان کے علیحدگی پسند تحریک کے حامی ماما قدیر بلوچ کا انٹرویو اپنی پروگرام میں پیش کرتے ہیں۔ قوم پرست جو پاکستان کے ملٹری پرسنل کو جو قتل کرتے ہیں پاکستان کے اثاثوں کو جو نقصان پہنچاتے ہیں۔بلوچستان میں بھارت کی مداخلت ان کو نظر نہیں آتی۔کچھ عرصہ پہلے ان پر کسی طرف سے قاتلانہ حملے کو پاکستان کی مایا ناز خفیہ ایجنسی کے حاضر چیف کے فوٹو کے ساتھ آٹھ گھنٹے بغیر تحقیق کے جوڑتے ہیں۔بھارت سے آنے والے '' آپس کی بات'' پروگرام والے مشہور معروف کامریڈ، جو بقول سابق سپہ سالار اسلم بیگ صاحب کے بھارت سے فنڈنگ لیتے رہے اور بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کی مدد کرتے رہے ہیں۔ علیحدگی پسندوں کے ساتھ

مل کر پاکستان کے خلاف ہتھیار آ ٹھائے تھے۔۔۔ جیو کہانی جو پاکستان کے خلاف اور لادینیت کا پرچار کرنے۔۔۔ عالم آن لائن جس پاکستان کے عوام جاہل آن لائین کہتے ہیں جس نے مذہب اسلام کے خلاف کھل کر کام کیا اور الیکٹرونک میڈیا میں بے حیائی پھیلانے کا موجد ہے اس کے بعد دوسرے ٹی وی چینلز اس جیسے پروگرام پیش کئے تھے۔ میرے قائدؒ کے پاکستان کے خلاف کام کرنے والے الیکٹرونک میڈیا سے ضرور پاز پرس ہونی چاہیے۔ وہ اپنے پروگراموں میں نظریہ پاکستان اور دو قومی نظریہ کی نفی کر کے سیکولرزم کا پرچار کرکے صاف صاف قائدؒ اور آئین پاکستان کی مخالف کر رہا ہے جس پر پیمرا کو باز پرس کرکے اس سے روکا جائے۔اللہ مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

جماعت اسلامی کا ۷۷ واں یوم تاسیس ۲۶ اگست

جماعت اسلامی کا ۷۷ واں یوم تاسیس ۲۶ اگست کو منایا جارہا ہے۔اس دوران جماعت اسلامی نے کیا پایا کیا کھویا اس پر گفتگو کرنے سے پہلے اس بات کو سمجھ لینا ضروری ہے کہ جماعت اسلامی نے اپنے پہلے یوم تاسیس کے وقت کس منزل کو حاصل کرنے کا تعین کیا تھا۔اس مقصد کی تلاش میں جب ہم جماعت اسلامی کی اپنی مرتب کردہ روداد تاریخ) سے رجوع کرتے ہیں تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بنانے والے) سید ابواعلیٰ مودودیؒ نے جماعت اسلامی کے تاسیسی اجلاس میں اللہ کی زمین پر اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کا عہد کیا تھا جسے عام زبان میں حکومت الہیا، اسلامی نظام، یا نظام مصطفٰے کہتے ہیں۔اسلامی نظام کے حصول کے لیے جماعت اسلامی سے پہلے بھی تحریکیں قائم تھیں۔ان تحریکوں نے اپنی حد تک کوششیں بھی کیں لیکن ان سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو رہے تھے جو ایک مکمل اسلامی نظام کے لیے ضروری تھا۔جب ہم رہنمائی کے لیے اللہ کے قرآن کا گہرے انداز میں مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے پیغمبروںؑ اور ان کی بنائی ہوئی جماعتوں نے کس طرح اللہ کی زمین پر اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے انسانوں کا کیسا نظم قائم کیا اور اس نظم سے کیسے انسان تیار ہوئے۔سب سے پہلی بات جو اللہ کے پیغمبروںؑ انسانوں سے کہی وہ یہ تھی کہ میں اللہ کا پیغام تم تک پہچانے کے لیے اللہ کی

طرف سے مقرر کیا گیا ہوں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں تم بھی صرف اللہ کے بندے بنو یعنی شرک نہ کرو۔ دوسری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ مجھے تم سے اس کام کے کرنے کے لیے کوئی اجر نہیں چاہیے میرا اجر میرے رب کے پاس محفوظ ہے۔ تیسری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ میں امین ہوں یعنی امانت دار ہوں۔ ان باتوں کو عوام کے سامنے کرنے کے بعد کوئی پیغمبرؑ اپنے مشن میں کامیاب ہوا اور کسی کی بات لوگوں نے نہیں مانی۔ حضرت نوحؑ ۹۰۰ سال تک اللہ کے پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچاتے رہے لیکن اس مدت میں صرف اتنے لوگوں نے بات مانی جو ایک کشتی میں سوار ہو سکے۔ لہٰذا یہ بات صاف ظاہر ہے کہ بندے کو اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہچانے کی ذمہ داری ہے۔ کتنے لوگ مانتے ہیں کتنے لوگ نہیں مانتے یہ اللہ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ بندے کی کوششوں پر منحصر نہیں۔ لیکن اللہ کا وعدہ ہے کہ جو بھی اللہ کے راستے میں جان کھپائے گا اس کا اجر اللہ کے پاس محفوظ ہے۔ اللہ اسے ان دنیا میں اور آخرت میں بھی اس کی محنت کا پھل دے گا۔ اگر ہم قرآن میں بیان کی گئی ان ہدایات کے مطابق جماعت اسلامی کے قیام اور اس کی جد وجہد اور کامیابی اور ناکامی کا جائزہ لیں تو جماعت اسلامی کی اصل کامیابی یا ناکامی ہمارے سامنے آ سکے گی۔ جماعت اسلامی عرف عام میں صرف سیاسی جماعت نہیں بلکہ ایک دینی جماعت جو دعوت کا کام کرتی ہے۔ جماعت اسلامی اللہ کے قرآن اور رسولؐ کی سنت سے ہدایات لے کر عوام کے درمیان اصلاح کا کام کرتی ہے جس میں سیاست بھی شامل ہے۔ کوئی فرد بھی جماعت کا کوئی بھی رکن

نہیں بن سکتا جب تک وہ اللہ سے عہد نہیں کرتا کہ اس کی زندگی کا مقصد اللہ کی زمین پر اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہے یعنی اسلامی نظام زندگی قائم کرنا ہے۔ اس کے ارکان اسلام، یعنی توحید، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج پر سختی اور پابندی سے عمل کرتے ہیں۔ جماعت اسلامی اصلاح کے اس کام میں لوگوں سے اجر نہیں مانگتی بلکہ کہتی ہے اس کا اجر اللہ کے پاس محفوظ ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے لوگ اقتدار میں اس لیے شامل نہیں ہوتے کہ وہ پرمٹ، ٹھیکے، نوکریاں یا کوئی اور مراعات حاصل کریں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں ہم اقتدار میں عبادت کے لیے شامل ہوتے ہیں اور سیاست کو بھی عبادت سمجھتے ہیں۔ جماعت اسلامی امانت دار افراد کی جماعت ہے اس نے عوام کی امانتوں میں کبھی بھی خیانت نہیں کی۔ پاکستان میں اس کے ہزاروں لوگ الیکشن جیت کر عہدوں پر تعینات ہوئے مگر آج تک کوئی بھی کرپشن میں ملوث نہیں ہوا۔ اگر ہم جماعت کی ان خوبیوں کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو ایک انصاف پسند انسان کو معلوم ہوتا ہے جماعت اسلامی قرآن میں بیان کردہ انبیاؑ کی جماعتوں کو اپنا رول ماڈل بنا کر کام کر رہی ہے لہٰذا ان کے قریب تر ہے۔ اس جماعت میں موروثی لیڈر شپ نہیں ہے جب کہ پاکستان کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں یہ مرض موجود ہے۔ جماعت اسلامی ایک جمہوری اور دستوری جماعت ہے اس نے آج تک کوئی بھی کام انڈر گراؤنڈ رہ کر نہیں کیا۔ کسی دہشت گردی میں شامل نہیں رہی۔ عوام کو جمہوری طریقے سے اسلامی نظام کی طرف بلاتی ہے چاہے کوئی مانے چاہے کوئی نہ

مانے۔ اس کا ایک تحریری دستور ہے جس پر اوّل روز سے عمل پیرا ہے۔اس کے مرکزی امیر سے لیکر ایک یونٹ کے ناظم تک بقاعدگی سے چناؤ کے تحت منتخب ہوتے ہیں۔

جماعت اسلامی قرآنی اصول کے مطابق ایک شورائی جماعت ہے اس کے سارے فیصلے باہمی مشاورت سے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی باہر سے یا اندر سے اس پر اپنا فیصلہ ٹھونس نہیں سکتا۔ جماعت بنتے ہی اس کے کام کو چار نکاتی کام میں بانٹ دیا گیا تھا۔ تنہیر افکار اور رتعمیر افکار یعنی لوگوں کے اندر جو قرآن و حدیث سے ہٹ کر افکار در آئے ہیں ان کی تنہیر کی جائے ۔اس کے لیے جماعت اسلامی ایک اصلاح معاشرے پر کام کر رہی ہے۔ پورے پاکستان میں فہم قرآن و سنت کے بڑے پیمانے پر وگرام ہوتے ہیں لوگوں تک اللہ اور اس کے رسولؐ کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔ پاکستان بھر ہر یونٹ میں میں درس قرآن اور درس حدیث ہوتا ہے۔ رمضان میں دورہ قرآن کے پروگرام ہوتے ہیں۔

جماعت کے ہر فرد پر مطالعہ قرآن، حدیث اور اسلامی لٹریچر لازم ہے اس سے تنہیر افکار اور تعمیر کا کام اسلامی طرز پر ہوتا ہے۔ صالح افراد کی تلاش اور ان کو نظم میں سمونے کے تحت معاشرے میں جو بھی جماعت اسلامی کے پروگرام سے اتفاق رکھتے ہیں اور ملک میں اسلامی نظام کا داعی ہے اس سے رابطے پیدا کرنے کا کام ہوتا ہے افراد تلاش کیے جاتے ہیں تاکہ ان کو جماعت کے نظم میں شامل کیا جاسکے اور پاکستان میں جمہوری طریقے سے اسلامی نظام قائم کیا جاسکے۔ تنہیر افکاراور تعمیر افکار، اصلاح معاشرہ، صالح افراد کی تلاش اور ان کو جماعت اسلامی کے نظم میں سمونے

کے ساتھ ساتھ نظام حکومت کی تبدیلی کے تحت ملکی الیکشن میں حصہ بھی لیا جاتا ہے تاکہ حکمرانوں کو بھی اسلامی نظام پر تیار کیا جائے اور پارلیمنٹ میں جا کر اسلامی قانون سازی بھی کی جائے۔تاکہ بلا آخر جماعت اپنا ملک میں اور اس کے بعد دنیا میں حکومت الہیا کا مقصد حاصل کر سکے۔ قارئین ! اب ہم ایسے اوصاف رکھے والی جماعت اسلامی کی کامیابی اور ناکامی کا جائزہ لیتے ہیں۔ان حالات میں جماعت اسلامی کی کامیابی کو صرف اس کے الیکش میں کامیابی اور ناکامی کے پیمانے پر ناپنے کی کوشش کرکے اکثر کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ جماعت اسلامی نے نصف صدی سے زیادہ مدت میں کیا کامیابی حاصل کی ۔ خیر تو یہ ان کا حق ہے مگر جس حضرات پر جماعت کے اوپر بیان کیے گئے سارے کاموں پر نظر ہوتی ہے تو وہ بھی کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ جماعت ایک اصلاحی، نظریاتی اور نظریہ پاکستان پر کامل یقین رکھنے والی جماعت ہے۔ وہ عرف عام میں صرف الیکشن لڑنے والی جماعت نہیں۔ اس نے اپنے شروع کردہ پروگرام کے تحت الیکشن سے ہٹ کر بھی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ جماعت اسلامی ایک نہ ایک دن الیکشن میں کامیاب ہو گی انشاء اللہ۔ کیا جماعت کی دعوت کے نتیجے میں لاکھوں لوگوں کی زندگیاں تبدیل نہیں ہوئی ہیں۔ جماعت اسلامی نے دوسرے لوگوں سے مل کر ملک کے اندر دستوری مہم شروع کی تھی جس کا ثمرہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی دستور بنا۔ پاکستان میں سرخ سویرے اور ایشیاء سرخ ہے کو لگام دینے میں جماعت اسلامی کا دخل ہے۔ جماعت کی دعوت کے نتیجے میں ہزاروں لکھنے والے لوگ پیدا

ہوئے جن میں سیکڑوں کالم نگار بھی اس کام میں شریک ہیں۔ جماعت اسلامی نے پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ پیدا کیے۔ قائد اعظمؒ کے پاکستان کو جعلی طریقوں سے سیکولر ثابت کرنے والوں کے سامنے جماعت اسلامی نے بند ھ رکھا ہے۔ یہ وہی جماعت ہے جو ۲۶ اگست کو اپنا ۷۷ واں یوم تاسیس منا رہی ہے۔ ہماری دعا ہے اللہ جماعت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہو آمین۔

نواز شریف ملک بچاؤایم کیو ایم پر پابندی لگاؤ

ایم کیو ایم کے قائد برسوں سے پاکستان کی اساس، دو قومی نظریہ اور پاکستان کے اسلامی تشخص پر اعلانیہ حملے کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ پاکستان کے آئین کی کھلی خلاف وردی کے باوجود سیاسی ضرورتوں کے تحت حکمران سیاسی جماعتیں ایم کیو ایم پر پابندی لگانے سے صرف نظر کرتی رہیں ہیں اور کر رہی ہیں۔ پاکستان کے عوام جو اسلام اور نظریہ پاکستان کے شیدائی ہیں ایم کیو ایم کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ایم کیو ایم کو ڈکٹیٹر ضیا الحق نے بنایا تھا۔ ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے اس کی آبیاری کی اور ملک کی دو سیاسی جماعتوں نے سیاسی ضرورتوں کے تحت ایم کیو ایم سے باز پرس تک نہیں کی۔ فوج نے تو اس کی ملک دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے ۱۹۹۲ء اس کے خلاف ملٹری آپریشن کیا تھا۔ جناح پور کے نقشے بھی برآمد کیے تھے۔ ٹارچر سیل بھی عوام کے سامنے آئے تھے۔ مگر اس کے بعد نواز شریف نے کروڑوں روپوں سے ایم کیو ایم کی مدد کی تھی۔ بے نظیر مرحوم نے تو ایک دفعہ جہاں تک کہہ دیا تھا کہ ایم کیو ایم نے ملک کے خلاف منی بغاوت شروع کی ہوئی ہے۔ پیپلز پارٹی کے وزیر داخلہ نصیراللہ بابر نے ایم کیو ایم کے خلاف سخت ایکشن بھی لیا تھا۔ نواز شریف نے بھی ملک کے مایا ناز اور محب وطن حکیم سعید صاحب کے قتل کے وقت ایم کیو ایم کے خلاف کچھ

کارروائی کی تھی۔ مگر یہ سب اقدام نامکمل اور ادھورے تھے۔ الطاف حسین نے ملک سے محبت کرنے والے اردو بولنے پاکستان کی آبادی کو ملک کے خلاف اُکساتے رہے اور بلاآخر نفرت اور لسانیت کا زہر گھولنے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ پاکستان کے دیگر صوبوں کے اردو بولنے والے تو صوبوں کی آبادی میں ضم ہو گئے تھے اور الطاف حسین کی لسانیت کے زہر کو اپنے قریب نہیں آنے دیا مگر صوبہ سندھ جس میں اردو بولنے والوں کی زیادہ آبادی ہے، الطاف حسین کی لسانیت بھری زہر کے سحر میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ الطاف حسین نے سب پہلے کراچی قائدِ اعظمؒ کے مزار کے سامنے پاکستان کا جھنڈا جلایا تھا۔ اردو بولنے والے جن کے ہاتھ میں ہمیشہ قلم اور دلیل ہوتی تھی جو پاکستان کے محب وطن شہری تھے اور اب ہیں، اُن کو اُکسایا اور حقوق یا موت کا نعرہ دیا۔ ٹی وی اور وی سی آر فروخت کرو اور اسلحہ خریدو کا کہا تھا۔ راسے کئی دفعہ مدد کی اپیل کی۔ کارکنوں سے کہا کہ شام کو کلفٹن کے میدان میں جا کر اسلحہ چلانے کی کی ٹریننگ کرو ۔ دباؤ اور خوف کی کیفیت میں کارکن جی بھئی ہاں بھئی کہتے رہتے ہیں۔ پاکستان کے دشمن مرحوم) جی ایم سید (غلام مصطفٰے سید) جو جئے سندھ نعرے کا بانی تھا، جس نے) بھارت جا کر اندرہ گاندھی کو پاکستان پر حملے کی دعوت دی تھی، سے دوستی کی اور کہا سندھی مہاجر بھائی بھائی نسوار اور دھوتی کہاں سے آئی۔ یعنی سندھ میں رہنے والے مہاجر اور سندھی تو بھائی بھائی ہیں یہ پٹھان اور پنجابی سندھ میں کہاں سے آ گئے۔

کراچی میں فسادات کروائے

پاکستانیوں کو آپس میں لڑوایا۔ پھر اسی جئے سندھ کے کارکنوں حیدر آباد میں بے گناہ اردو بولنے والے ۳۰۰؍ شہریوں کو ایک دن میں دس جگہ حملہ کر کے شہید کر دیا۔ دوسرے دن الطاف حسین کے دہشت گردوں نے کراچی میں ۵۰؍ سے زائد سندھی مچھروں کو بسوں سے اُتار کر بے گناہ شہید کر دیا۔ پھر پیپلز پارٹی سے لڑائی شروع کی۔ اس وقت کے فوجی جرنل آصف جنجوعہ صاحب نے ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے یرغمالی کارکنوں کو ایک دوسرے کے کیمپوں سے رہا کروایا۔ اس کے بعد فسادی الطاف حسین نے جماعت اسلامی سے لڑائی مول لی اور اس کے ۱۲؍ کارکنوں کو چُن چُن کر شہید کروا دیا۔ اس کے بعد عامر خان اور آفاق احمد الطاف حسین سے ۲۴؍ سال پرانی بھارت کا را کا ایجنٹ ہونے کا انکشاف کر کے علیحدہ ہو گئے۔ پھر الطاف حسین نے نیا نعرہ دیا جو قائد اکا غدار ہے وہ موت کا حق دار ہے۔ دونوں طرف سے سیکڑوں کارکن مارے گئے۔ پھر الطاف حسین کے عسکری ونگ کے مسلح ۳۵۰۰۰؍ دہشت گردوں کا انکشاف ہوا۔ جس کی خبر پہلے کراچی کے انگریزی اخبار نے نشر کی اور اس کے بعد ایک اردو اخبار نے سرخی لگائی۔ کیا یہی مسلح کارکن کراچی کا امن تباہ و برباد نہیں کرتے رہے؟۔ دہلی میں دو قومی نظریہ کی نفی کرتے ہوئے کہا کہ ہند کی تقسیم ایک سنگین غلطی تھی اور کہا کہ دلی والوں مہاجر واپس آ جائیں تو تم قبول کرو گے؟ کراچی جو منی پاکستان ہے اسے تیس سال تک یرغمال بنائے رکھا۔ ایک فون کال پر شہر بند کروا دیا جاتا تھا۔ اُدھر کشمیر میں بھارتی قابض فوج کے خلاف جب ہڑتال ہوتی تو کراچی میں کوئی نہ کوئی بہانہ

بنا کر اسلحہ کے زور پر شہر کو بند کروا دیا جاتا رہا۔ ایم کیو ایم کے ایک صوبائی ممبر کے قتل پر کراچی کے ۲۰۰ مظلوموں کو قتل کروا دیا۔پاکستان کے بعد بنگلہ دیش افواج کے خلاف نازیبا گفتگو کرکے اور فوج کے لوگوں کے نام لے لے انہیں پھانسیوں پر چڑھانے کی باتیں کرتا رہا۔ بلا آخر ان ساری باتوں کو سامنے رکھ کر کراچی میں ٹارگیٹڈ آپریشن شروع ہوا۔ پاکستان کے رینجرز نے دن رات محنت کرکے کراچی کا امن بحال کیا۔پاکستان کا صنعتی شہر جو پاکستان کو ۷۰ فی صد ریونیو کما کر دیتا ہے اس کی رونقیں بحال ہوئی ہیں۔ پاکستان میں جن دہشت گرد مسلح تنظیموں پر پابندی لگائی گئی تھی ان کے دہشت گردوں کو پاکستان رینجرز گرفتار کر رہی ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ ایم کیو ایم کے دہشت گرد جن کا تعلق عسکری ونگ سے ہے کو بھی گرفتار کیا جارہا ہے۔ہر پکڑا جانے والا قتل و غارت اور راسے ٹریننگ کا اقرار کر رہا ہے۔ کراچی کا امن الطاف حسین کو ایک نظر بھی پسند نہیں۔الطاف حسین نے ایم کیو ایم کے ہڑتالی کارکنوں کے سامنے پاکستان مردہ باد کے نعرے لگوائے۔پاکستان و ناسور کہا اور ایسی باتیں کی جو ایک محب وطن پاکستانی بیان نہیں کر سکتا۔ کارکنوں کو رینجرز ہیڈ کوارٹر اور نجی ٹیلیوژن کے دفتروں پر حملے کا حکم دیا۔ مسلح کارکنوں نے اس پر عمل کرتے ہوئے نجی ٹی وی کے دفتر پر حملہ کیا اور اس کے کارکنوں کو زخمی کیا۔اس دوران دو شہری شہید

بھی ہو گئے۔ اس پر قانون حرکت میں آیا اور شہر میں ایم کیو ایم کے دہشت گردوں کو گرفتار کیا گیا۔ عدالت میں پیش کیا۔ وہی حملہ کرنے والے کارکن جو الطاف حسین کے حکم پر ایک دن پہلے پاکستان مردہ باد کے نعرے لگا رہے تھے پھر ربوٹ کی طرح کسی کے حکم پر ایک دم عدالتی پیشی پر پاکستان زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں۔ شہر میں ایم کیو ایم کے دفاتر سیل کر دیے گئے ہیں۔ عوامی جگہوں ناجائز طور پر تعمیر کیے گئے دفاتر کو مسمار کیا جا رہا ہے۔ ۹۰ء زیرو بحفاظتی [illegible] دی گئیں۔ مکہ چوک کو شہید ملت لیاقت علی خان کا نام دے دیا گیا ہے۔ فاروق ستار نے خطرے کی بُو سونگھتے ہوئے کہ شاید ایم کیو ایم پر مقتدر حلقوں نے پابندی کا ارادہ کر لیا پریس کانفرنس کر کے الطاف حسین سے لاتعلقی کا اعلان کیا جو ایک ڈرامہ ہے۔ الطاف حسین نے بھی فاروق ستار کے اس بیان کی تائید کر دی۔ دوسری دن امریکا میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے، پاکستان کے خلاف پہلے سے زیادہ گندی زبان استعمال کی اور کہا ہندوؤں ہمیں معاف کر دو۔ پھر ساؤتھ افریقہ خطاب کرتے ہوئے بھارت اور اسرائیل سے مدد کی اپیل کر کے پاکستان دشمن ہونے کا آخری ثبوت بھی خود ہی پیش کر دیا۔ نواز شریف صاحب آپ نے قوم کے سامنے بیان دیا کہ پاکستان کے خلاف کہے گئے ایک ایک لفظ کا حساب لیا جائے گا۔ اب پاکستان کے عوام آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایم کیو ایم پر پاکستان کے قانون کے مطابق پابندی کا فوراً اعلان کریں جیسے مرحوم بھٹو نے نیشنل عوامی پارٹی کے

پاکستان خلاف بیان پر کارروائی کرتے ہوئے پابندی لگائی تھی۔ اللہ پاکستان کا حامی و ناصر ہو آمین۔

! ! ! دکھی ہم وطنو کے حالات کب بدلیں گے

دکھوں اور پریشانیوں سے نڈال میرے ہم وطنو یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا پیارا پاکستان مسلمانان برصغیر کی اجتماعی قربانیوں کی بدولت اللہ نے مثل مدینہ عطا کیا تھا۔ ہمارے قائدؒ نے اس کو پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الااللہ کے نعرے کے تحت حاصل کیا تھا۔ قائدؒ نے لوگوں کے سامنے اپنا یہ قول بھی رکھا تھا" مسلمانو! میں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ دولت، شہرت اور آرام و راحت کے بہت لطف اٹھائے ،اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں ۔میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کے میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا حق ادا کر دیا میں آپ سے اس کی داد اور صلہ کا طلب گار نہیں ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل، میرا ایمان اور میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا اور میرا خدا یہ کہے کہ جناح بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے مسلمان جیئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبہ میں اسلام کے علم کو بلند رکھتے ہوئے مرے" (قیام پاکستان سے پہلے ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب) قائدؒ کی مسلسل جدوجہد اور انتھک کوششوں سے پاکستان وجود

میں آ گیا۔ایک موقعے پر کابینہ کا اجلاس ہو رہا تھا اے ڈی سی نے پوچھا ''سر اجلاس میں چائے سرو کی جائے یا کافی؟ چونک کر سر اُٹھایا اور سخت لہجے میں فرمایا ''یہ لوگ گھروں سے چائے پی کر نہیں آئیں گے'' جس وزیر نے چائے کافی پینی ہو گھر سے پی کر آئے یا پھر گھر واپس جا کر پئے قوم کا پیسہ قوم کے لئے ہے وزیروں کے لئے نہیں اس حکم کے بعد جب تک وہ برسر اقتدار رہے کابینہ کے اجلاسوں میں سادہ پانی کے سوا کچھ سرو نہ کیا گیا''۔ہمارے حکمرانوں نے کابینہ اور دوسرے حضرات کے لئے صدراتی باورچی خانے پر کروڑوں کے خرچ کے چرچے اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔پاکستان بننے کے بعد مسلم لیگ نے حکومت بنائی مگر قائدؒ کے وژن نظریہ پاکستان پر عمل پیرا نہ ہوئے اس پر حکومت کے لوگوں سے دلبرداشہ ہو کر کسی موقعے پر قائدؒ نے فرمایا تھا میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں خیر اس کے بعد وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔مسلم لیگ کی حکومت پاکستان کو متفقہ آئین نہ دے سکی پاکستان میں روز روز کی وزارتیں بدلتے دیکھ کر نہرو نے کہا تھا میں اتنی شیروانیاں نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں وزراتیں بدلتی ہیں۔مسلم لیگ نے کافی مدت پاکستان پر حکومت کی مگر عوام کی حالت نہیں بدلی؟ ہاں حکمرانوں کی حالت بدلتی گئی اور وہ امیر سے امیر تر ہوتے گئے اسی مسلم لیگ کی حکومت کے وزیر خارجہ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد تاشقند کے معاہدے کے خلاف ایوب خان ڈکٹیٹر کے خلاف بغاوت کی اور تاریخ میں پہلی اور آخری بار فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان سے ملی بھگت کر کے سلویلین مارشل

لاء ایڈمنسٹریٹر بن گئے۔ اپنی نئی جماعت پیپلز پارٹی بنائی عوام سے ایسے جذباتی وعدے کئے جو پورے نہ کر سکے۔ بلکہ بقول اصغر خان صاحب کہ " آؤ دونوں مل کر پاکستانی عوام کو بیوقوف بنا کر حکومت کریں" روٹی کپڑے کے وعدے پر اقتدار حاصل کیا مگر روٹی کیا ملنی تھی اِدھر ہم اُودھر تم کا نعرہ لگایا اور آدھا پاکستان ہاتھوں سے نکل گیا مگر عوام کی حالت نہ بدلی؟ بار بار پیپلز پارٹی کو حکومت ملتی رہی اور وہ ہر دفعہ روٹی کپڑے کے وعدے ہوتے رہے، کرپشن عروج پر جاتی گئی، پلاٹ ،پرمٹ نوکری اور اقربا پروری کے ریکارڈ قائم کئے گئے، سیاسی مخالفین کو جیلوں میں ڈالا گیا۔ الیکشن میں دھاندلی کروائی گئی اپوزیشن نے تحریک چلائی اور پھر ڈکٹیٹر ضیاالحق نے مارشل لا لگا دیا۔لوگوں کے ماروائے عدالتی قتل ہوئے اور ایسے ہی ماروئے عدالت قتل کی وجہ سے پیپلز پارٹی کے سربراہ کو عدالت نے پھانسی کی سزا سنائی مگر عوام کی حالت نہیں بدلی؟ پیپلز پارٹی کئی پیپلز پارٹیوں میں تقسیم ہر گئی مسلم لیگ بھی نہ جانے کتنی مسلم لیگوں میں تبدیل ہوتی رہی اور حکومت کرتی رہی مگر عوام کے حالت نہ بدلی؟ نواز مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی باری باری حکومت کرتیں رہیں پیپلز پارٹی کی طرح نواز شریف کی حکومت کو بھی فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے ہٹا کر مارشل لاء لگا دیا اور دس سال عوام پر حکومت کی مگر عوام کی حالت نہ بدلی؟ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ عوام سے ہر دفعہ نئے نئے وعدے کرتیں رہیں مگر عوام کی حالت آئے دن بدتر سے بدتر ہوتی گئی۔ صاحبو! یہ کس وجہ سے ہوتا

رہا؟ یہ اس وجہ سے ہوتا رہا کہ حکمرانوں نے قائدؒ کے ویژن کو بلا دیا گیا اور دولت بنانے میں لگ گئے ملک کے آئین پر عمل نہیں کیا گیا آئین میں کہا گیا ہے کہ حکومت کے نمایندے امین اور صادق ہونے چاہیں مگر کرپشن میں سزا پانے والوں کو وزیر اور مشیر بنا دیا گیا۔ نظریہ پاکستان کے مخالفوں کو حکومت کے عہدے دیے گئے۔ ملک کی سپریم کورٹ کے احکامات پر عمل نہیں کیا گیا جس ممبر کو جعلی ڈگری کی وجہ سے کورٹ نے ڈسکوالیفائیڈ کیا اس کو دوبارا الیکشن لڑوا کر ممبر قومی اسمبلی بنا دیا گیا۔ حکمرانوں سے ملک کے کئی اداروں کی لوٹی ہوئی رقم سپریم کورٹ کے فیصلوں کی وجہ سے قومی خزانے میں واپس جمع کروائی گئی۔ ملک کے صدر کے خلاف عوام کا پیسہ لوٹ کر سوئس بنکوں میں جمع کرنے کا مقدمہ سالوں چلتا رہا جو اب تک واپس لا کر عوام کے خزانے میں داخل نہیں کیا گیا۔ اب وہ حکومت میں نہیں ہے استثنیٰ ختم ہو گیا ہے۔ لہٰذا سوس حکومت سے رابطہ کر کے عوام کا لوٹا ہوا پیسا واپس آنا چاہیے۔ ملک کے ایک وزیر اعظم کو سپریم کورٹ کا حکم نہ ماننے پر برخواست کیا گیا آیندہ کے لئے الیکشن میں حصہ بھی نہیں لے سکتا۔ دوسرے وزیر اعظم جو راجہ رینٹل کے نام سے مشہور ہوا۔ س جس پر اب تک مقدمہ چل رہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ امریکہ سے ڈرون حملوں کا خفیہ معاہدہ کرنے والا شخص ڈکٹیٹر مشرف جس نے اپنا یہ گناہ قبول بھی کر لیا ہے الیکشن لڑنے کے لئے این آر او کا معاہدہ کرنے والی بیرونی قوتوں نے اسے دوست ملکوں کی ضمانت پر پاکستان پہنچایا تھا مگر

الیکشن کمیشن نے اسے ڈسکوالیفائڈ کر دیا تھا۔ اس کے خلاف واویلا کرنے والے نواز شریف صاحب نے حکومت میں ہونے کے باوجود شاید نئے این آر او کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لی تھی اور اسے باہر جانے کی اجازت بھی دی۔ ابھی تو مقافاتِ عمل کے تحت مقدمات کا سامنا کر رہا ہے۔ اس قوم کا سرمایہ دار سرمایہ ملک سے باہر منتقل کر چکا ہے۔

قارئین! نواز شریف حکومت کی تین سال کی کارکردگی کیا دکھائی کہ عوام کو مہنگائی کے اندر غرق کر دیا آئی ایم ایف کے ایجنڈے پر چل رہی ہے۔ ملک کا ہر شہری ایک لاکھ بائیس ہزار کا مقروض ہو چکا ہے۔ اب اگر پاکستان کو تباہی سے بچانا ہے تو میرے دکھیا ہم وطنوں کی رائے پر عمل کرنا چاہیے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ قائد اعظمؒ کے ویژن کے مطابق ملک میں فوراً اسلامی نظام حکومت نافذ کر دینا چاہیے تا کہا عوام کے حالات درست ہو سکیں۔ اللہ ہمارے ملک کا حامی و ناصر ہو آمین۔

ایک سکہ بند سوشلسٹ، سیکولر اور لبرل کالم نگار عبداللہ دیوانہ!

مسلمان ایک دیوار کی مانند ہیں۔ دیوار ایک جسم کی مانند ہوتی ہے۔ جسم کے کسی حصہ کو نقصان ہو تو سارے جسم کو درد محسوس ہوتا ہے۔ یہ ایک حدیث کا سادہ سا مفہوم ہے۔ جماعت اسلامی اسی فلسفے پر قائم ہوئی تھی۔ جب دہلی کی جامع مسجد میں ایک اسلام کے ہمدرد نے مسلمانوں کو پکارا تھا کہ ہے کوئی مسلمان جو ہندوؤں کو دلیل سے بتائے کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ تبلیغ سے پھیلا ہے۔ تو یہ مولانا مودودیؒ ہی تھے جنہوں نے ۱۶ سال کی عمر میں اس درد کو محسوس کیا اور ''الجہاد فی اسلام'' نامی کتاب تصنیف کی اور ثابت کیا کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ اسلام دعوت و تبلیغ سے پھیلا ہے۔ ہاں جہاں تلوار ناگزیر تھی وہاں تلوار استعمال کی گئی۔ ان کی اسلامی خدمات کی وجہ سے حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے تعریف کی تھی بلکہ ان سے درخواست کی تھی کہ وہ پنجاب آ کر مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کی جدو جہد کے لیے کام شروع کریں۔ وہ علامہ اقبالؒ کے کہنے پر پنجاب کے علاقہ پٹھان کوٹ تشریف لائے تھے۔ قائد اعظمؒ نے پاکستان بننے کے بعد مودودیؒ سے کہا تھا کہ آپ پاکستانی عوام کو بتائیں کہ ملک میں اسلامی نظام کیسے نافذ ہو گا۔ اس پر مودودیؒ نے ریڈیو پاکستان پر تقریریں کی تھیں جو اب بھی ریکارڈ میں موجود ہیں۔ انہوں نے ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی

تھی جو اب پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش اور دوسری جگہوں پر اپنے ملکوں کے آئین کے تحت کام کر رہی ہے۔ دنیا کے تمام ملکوں میں اس کی تنظیمیں قائم ہیں اور اپنے اپنے طور پر کام بھی کر رہی ہیں۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کام کرنے والی اسی طرز پر مصر کی الاخوان المسلون، سوڈان کی امو تمر الوطنی، ملائیشیا کی پارٹی آف اسلام، انڈونیشیا کی انصاف اور ترقی پارٹی اور ترکی کی جسٹس اینڈ ڈیولپمنٹ پارٹی ہیں۔ ان اسلامی پارٹیوں سے جماعت اسلامی پاکستان کی گہرے روابط رہے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ ان پارٹیوں کے سالانہ اور مختلف موقعوں پر ترتیب کردہ پروگراموں میں جماعت اسلامی کے وفود کو دعوت دی جاتی رہی ہے اور پاکستان سے جماعت اسلامی کے وفود شامل ہوتے رہے ہیں۔ جماعت اسلامی نے با قاعدہ طور پر ایک ڈیپارٹمنٹ قائم کیا ہوا ہے۔ جس کے پہلے نگران خلیل حامدی صاحب تھے جو اب وفات پا چکے ہیں اور اس وقت عبدالا غفار عزیز صاحب اس کے انچارج ہیں۔ یہ ڈیپارٹمنٹ برادر اسلامی ملکوں میں ان نشاۃ ثانیہ کی تنظیموں کے حالات و واقعات سے جماعت اسلامی پاکستان کو اطلاعات فراہم کرتا رہتا ہے۔ ان اسلامی تنظیموں کے سربراہ بھی پاکستان میں جماعت اسلامی کے آل پاکستان منعقدہ سالانہ اجتماعات میں جماعت اسلامی کی دعوت پر یکجہتی کے لیے شرکت کرتے رہتے ہیں۔ ترکی میں حالیہ ناکام فوجی بغاوت میں چند نا عاقبت اندیش طبع آزماء فوجیوں نے، تین دفعہ وزیر اعظم رہنے والے اور اب موجودہ صدر کی جمہوری حکومت کے خلاف ناکام بغاوت کے مرتکب

ہوئے۔ جیٹ طیاروں نے عوام پر گولیاں برسائیں، پارلیمنٹ اور صدراتی محل پر بمباری کی۔ ترکی کے اسلام پسند اور جمہوری عوام نے اپنے ہر دلعزیز صدر کے فون پر دیے گئے پیغام پر مسجدوں سے اعلان کرتے ہوئے باہر نکل آئے۔ باغیوں کے ٹینکوں کے سامنے لیٹ گئے۔ خود صدر اردگان نے اپنی عوام سے خطاب کیا۔ پھر دنیا نے ترکی کے شہروں میں اردگان کے عوام سے خطاب اور سرخ رنگ کے ترکی کے جھنڈوں کو لہراتے دیکھا تو حیران رہ گئے۔ صدر اردگان کی ملک کی دوسری پارٹیوں کے ساتھ اچھے تعلقات کی وجہ سے سب جماعتوں نے فوجی بغاوت کے خلاف جمہوری منتخب حکومت کا ساتھ دیا۔ حزب اختلاف کی ان جمہوری جماعتوں کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ اسلام دشمن اتاترک کی بنائی ہوئی سیکولر ترک فوج اس سے قبل تین بار حکومت کے خلاف بغاوت کر چکی ہے۔ آئینی جمہوری اسلامی حکومت پر پابندی لگا کر ایک منتخب وزیر اعظم کو سولی پر چڑھا چکی ہے۔ ہمارے ہاں کے سیکولر عناصر، مغربی اور امریکی میڈیا پہلے بغاوت کی حمایت میں ڈفلیاں بجا رہے تھے مگر عوام کے سمندر کو ترکی کی حکومت کا ساتھ دیتے دیکھ کر اپنے باطل پروپگنڈے کو روکا۔ ترک حکومت نے باغیوں کو گرفتار کر کے آئین کے مطابق سزا دینے کے لیے جیلوں میں بند کر دیا۔ بغاوت کے سہولت کار، چاہے وہ عدلیہ، تعلیم، میڈیا اور چاہے ترکی کے کسی بھی جگہ تھے کو گرفتار کیا۔ ترک حکومت نے فوج سے اسلام اور جمہوری حکومت کے دشمن فوجیوں کی تتہیر کا کام بھی شروع کیا ہوا ہے۔ ترکی کے ان اقدام پر نام نہاد انسانی حقوق کی علمبردار مغربی

حکومتیں مخالفت کرکے اپنے اسلام دشمن ہونے کا مذید ثبوت پیش کر رہیں ہیں۔ ان کو عراق، افغانستان، لیبیا اور شام میں بین الاقوامی طور پر ممنوع زہریلی گیسیں استعمال کر کے لاکھوں مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹاتے وقت انسانی حقوق یاد نہیں رہتے۔ اردگان ایک اسلام پسند شخصیت کے طور پر اسلامی دنیا میں اپنا مقام حاصل کر چکا ہے۔ برما میں مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے اردگان اور اس کی اہلیا پہنچی، کئی دہایوں سے غزا کے محصور فلطینیوں کے لیے واحد اردگان تھے جس نے امداد سے لدا بحری جہاز بھیجا۔ اسرائیل کی ظالم حکومت نے کھلے بین الاقوامی حدود میں جرم کرتے ہوئے بحری جہاز کے کارکنوں کو شہید کیا۔ اردگان نے اسرائیل سے تعلوقات ختم کیے۔ جب تک اسرائیل نے معافی نہیں مانگی تعلوقات قائم نہیں کیے۔ بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے پاکستان کی حمایت میں پاک فوج کے ساتھ دینے پر ایک جعلی ٹریوبیونل کے ذریعہ پھانسیوں پر احتجاج ریکارڈ کرواتے ہوئے اپنا سفیر واپس بلا لیا۔ پاکستان کے ساتھ کشمیر کے معاملے میں بھرپور ساتھ دیا۔ اردگان کی جمہوری اسلامی حکومت تمام اسلام پسندوں کی پشتی بان بنی ہوئی ہے۔ اردگان کی ان ہی اسلامی خدمات اور ترکی میں سیکولر فوج کی ناکام بغاوت اور ان حالات میں ترکی کی جمہوری اسلامی اردگان حکومت کا ساتھ دینے اور ترکی کے عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے جماعت اسلامی نے پاکستان میں ریلیوں اور جلسوں کا انعقاد کیا۔ جس میں راقم بھی شریک ہوا۔ پہلی دفعہ ترکی میں مشہور اسلامی نعرے سننے کو ملے۔

یہ نعرے ترکی کی اردگان کابینہ کی وزیر نے سیٹ لائٹ پر پاکستان میں جماعت اسلامی کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے لگائے۔ جس میں پاکستانی عوام نے بھی ان کے ساتھ یہ نعرے لگائے۔ ترکی سے اردگان کے جلسوں کی ویڈیو بھی دکھائی جس میں یہ اسلامی نعرے لگائے جا رہے تھے۔اب ہم ایک سوشلٹ، سیکولر اور لبرل کالم نگار جو اپنے اسی مضمون میں عثمانی خلافت کو نام نہاد خلافت کہتے ہیں کی بات پر یقین کریں یا ڈائریکٹ اردگان کے جلسوں میں میں لگائے اسلامی نعروں پر یقین کریں۔ ترکی حکومت اور اردگان کی کابینہ کے وزیر نے بھی جماعت اسلامی کے جلسہ میں خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں جماعت اسلامی کی طرف سے ترکی میں ناکام سیکولر فوجی بغاوت اور ترک عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے جماعت اسلامی کا اردگان اور اپنی حکومت کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ وہ نعرے کیا تھے وہ نعرے اسلامی تھے سیکولر نعرے نہیں تھے۔ بسم اللہ، یا اللہ، اللہ اکبر کے نعرے تھے۔ اب ان حالات میں جماعت اسلامی کے اظہار یکجہتی کے پروگراموں پر ایک مشہور سوشلٹ ، سیکولر اور لبرل کالم نگار کے منفی تجزیہ کو کیسے دیکھا جائے۔ سیکولر عناصر پاکستان کے بانی، اسلام کے شیدائی، جس نے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے تحت پاکستان حاصل کرنے والے، حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کو سیکولر ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں۔ایسے سیکولر عناصر جو مذہب بیزار ہیں ان کے ذہن اللہ نے مفلوج کر دیے ہیں ۔ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ شہید ملت لیاقت علی خان نے ۱۹۴۷ء میں قرارداد

پاکستان پیش کی تھی۔اس کے بعد پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی محافظ جماعت اسلامی اور دوسری اسلام پسند طاقتوں کی تحریک کا نتیجہ تھا کہ ملک میں ۱۹۷۳ء میں مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کا اسلامی آئین منظور ہوا تھا جو ابھی بھی موجود ہے۔ جس کے مطابق پاکستان میں اسلام کے خلاف کوئی بھی قانون سازی نہیں ہو سکتی بلکہ پہلے سے موجود غیر اسلامی دفعات کو عدالتی کاروائی کے ذریعے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے قانون کے مطابق کوئی بھی دو قومی نظریہ کے خلاف بیان نہیں دے سکتا۔ جب تک پاکستان میں نظریہ پاکستان کی محافظ جماعت اسلامی اور دیگر دین پسند لوگ موجود ہیں یہ سوشلٹ، لبرل اور سیکولر عناصر پہلے بھی منہ تکتے رہ گئے اور اب بھی ان کا انجام ایسا ہی ہو گا پاکستان قائد اعظمؒ کی اسلامی جد وجہد اور علامہ اقبالؒ کے خوابوں کے مطابق اسلامی جمہوری پاکستان ہی رہے گا انشاء اللہ۔ ایک سکہ بند سوشلٹ، سیکولر اور لبرل کالم نگار نے اپنے کالم میں جماعت اسلامی کے ترکی کے ناکام سیکولر فوج کے خلاف اسلام پسند کردار کو بعنوان ’’ جماعت اسلامی کے عبداللہ دیوانے‘‘ میں جماعت اسلامی سے عناد اور اپنی مذہب بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ کیا یہ ایک سکہ بند سوشلسٹ سیکولر اور لبرل کالم نگار عبداللہ دیوانہ ہے یا کہ جماعت اسلامی !

دودھ گھی کے برتنوں میں دودھ گھی ہی ڈلتا ہے!

پنجابی کی یہ ایک پرانی مثل ہے۔ بڑے بوڑھے جب بستی میں کسی نوجوان کو کسی غلط راستے پر چلتا دیکھتے تھے تو اُسے ایک طرف بیٹھا کر سمجھاتے تھے کہ دیکھو بیٹا آپ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔ آج تک تمھارے باپ دادا نے کسی بُرے آدمی سے رابطہ رکھا ہے نہ کسی بُری سوسائٹی میں شرکت کی ہے۔ بستی، اور نہ ہی ہم نے ان میں کوئی بھی بُری بات دیکھی ہے۔ تم جس غلط راستے پر چل پڑے ہو وہ تمھارے خاندان سے لگا نہیں کھاتا۔ اس لیے اب جو ہو چکا سو ہو چکا، اس غلط راستے کو چھوڑ دو اور واپس صحیح راستے پر آ جاؤ۔ اسی میں تمھاری اور تمھارے خاندان کی بھلائی ہے۔ دیکھو! تم اس مثل کے مطابق دودھ گھی کے برتن ہو اس میں دودھ گھی ہی ڈلنا چاہیے۔ یہ کس ظالم نے اس برتن میں گوبر ڈال دیا ہے۔ پرانے زمانے میں اگر کوئی کسی غلط فعل میں پڑھ جاتا تھا تو بڑے بوڑھوں کی ایسی دردمندانہ نصیحت سے توبہ کر لیتا تھا اور بُری سوسائٹی سے کنارہ کش ہو جاتا تھا۔ اگر ہم اس مثل کو پاکستان کے لوگوں کو پرکھ کر دیکھیں تو ہم بغیر کسی تعصب کے نشان دہی کر سکتے ہیں کہ پاکستان میں یہ دودھ گھی کے برتن کون تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو قائدِ اعظمؒ کی پکار ''پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ'' کا محبتوں بھرا نعرہ، جس میں مثل مدینے کی اسلامی ریاست، جو مسلمانوں کے دلوں میں راج کرتی تھی نظر آتی تھی

کو، سن کر سمجھ کر ایسے علاقوں سے ہجرت کر کے آئے تھے کہ جن علاقوں میں پاکستان نہیں بننا تھا یعنی سی پی ، یو پی، پٹنہ ، بہار، مشرقی پنجاب اور دوسرے ہندوؤں کی کثیر آبادی والے علاقے۔ یہ برصغیر کے باغ کے پھولوں کا خوشبوؤں کا گلدستہ تھا۔ جو اپنی خشبوؤں اور خوبصورتی کے ساتھ مہکتا ہوا پاکستان کے پہلے سے موجود صوبوں پنجاب، سرحد، بلوچستان ، بنگال اور سندھ کے علاقوں میں اپنا سب کچھ لٹا کر آئے تھے۔ کیوں نہ ہو ہمارے پیارے قائداعظمؒ نے خود کیا تھا کہ پاکستان جسے ہم حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ مثل مدینہ ریاست ہو گی جس میں اسلامی اخوت، یعنی بھائی چارہ ہو گا ویسا، جیسا جو آج سے چودہ سال پہلے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی علیہ وسلم نے قائم کی تھی۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے ایک کتاب ’’ ملت کا پاسبان‘‘ کے صفحہ ۳۲۸ پر آپ نے فرمایا’’اسلامی اصولوں کا کوئی جواب نہیں، آج تک یہ اصول زندگی میں اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح چودہ سو سال پہلے تھے‘‘ سچی بات یہ ہے کہ پاکستان کی پرانی آبادی نے اس گلدستہ سے بہت کچھ سیکھا۔ سب سے پہلے اردو زبان جو سادہ اور اخلاق سے بھری پڑی ہے۔ جو اب پورے پاکستان میں بولی جاتی ہے اور ہماری قومی زبان بھی ہے۔ راقم نے ایم کیو ایم لندن مقیم عزیز آبادی کے ایک قومیت اور لسانیت سے بھرے مضمون، جو نوائے وقت میں چھپا تھا، کے جواب میں ایک مضمون ’’ قومیت‘‘ تحریر کیا تھا جو نوائے وقت اور جسارت میں شائع ہوا تھا۔ میں نے اپنے مضمون میں لکھا کہ میں پنجاب کے ایک قصبے کا رہنے والا ہوں

اور مجھے کوئی گھر سے بلانے آتا تو باہر سے آواز لگاتا ہے کہتا ہے اوے ''میرا فسریا'' باہر آؤ۔ مگر کراچی میں یہ گلدستے والا کوئی مجھے بلانے آتا تو کہتا ہے'' میر افسر امان صاحب ''گھر میں ہیں۔ان بہتر تہذہب والوں نے مجھے'' میرافسریا'' سے'' میر افسر امان صاحب'' بنادیا۔ میرے بیٹے کو''اوے حبیبیا'' کی بجائے ''حبیب اللہ بھائی صاحب'' بنادیا۔ پھر اچھے اچھے کھانے، جیسے بریانی، قوفتے، پسندے، بگارے بیگن اور دہلی والوں کے مسالے دار کھانوں کا کیا کہنا۔ میں اپنی مرحومہ بیوی سے کہا کرتا تھا کہ تین بیٹوں کی شادی ہو گئی ہے اب میں چوتھے بیٹے کی دلہن اردو بولنے والی لاؤں گا تو وہ کہتی تھی تم کراچی آکر چٹورے ہو گئے ہو۔ خیر چھوٹے بیٹے کی شادی بھی رشتہ داروں میں ہی ہوئی۔ اور بھی لاتعداد خوبیاں ہیں۔طوالت سے بچنے کی وجہ سے صرف دو بیان کی گئی ہیں۔ پھر خوشبودار گلدستے کو ایک شخص الطاف حسین نے قومیت اور لسانیت اور نام نہاد حقوق کا زہر پلا کر ان سے تہذیب و تمدن چھین لی۔ ان کی پہچان کن کٹا، لنگڑا، لولا، چریا اور نہ جانے کون کون سے بے ڈنگے ناموں سے پکارہ جانے لگا۔ تہذیب اور دلیل سے بات کرنے والے کے ہاتھوں میں قلم کے بجائے پستول دے دیا گیا۔وہ اس لیے ہوا کہ ان کی تہذیب اور شرافت لوٹنے والا ان کا لیڈر اور محافظ بن کر سامنے آیا۔ اس نے کہا، وی سی آر اور ٹی وی بیچو اور اسلحہ خریدو۔ حقوق یا موت۔ جو قائد کا غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے۔ منزل نہیں رہنما چاہیے۔ مہاجر سندھی بھائی بھائی۔ نسوار اور دھوتی کہاں سے آئی

۔پھر اس نعروں نے کراچی کی مہاجر، پنجابی، پٹھان آبادیوں میں وہ رنگ دکھایا جو اسلامی تاریخ کے اندر کسی نے نہ یہ دیکھا نہ پڑھا ہوگا۔ مسجدوں سے اعلان ہوا کہ پنجابیوں نے حملہ کر دیا مہاجروں نے حملہ کر دیا ہے۔ پھر پاکستان کے نامی گرامی دشمن شخص جی ایم سید نے خوش ہو کر کہا تھا کہ جو کام میں چالیس سال نہ کر سکا وہ کام الطاف حسین نے چالیس دن میں کر دیا۔ کراچی شہر میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی گئی۔ ایک ممبر صوبائی اسمبلی کے قتل کے بدلے جو شاید فساد پھیلانے کے لیے خود ہی کیا۔ سو (۱۰۰) بے گناہ پٹھانوں کو قتل کر دیا گیا۔ کراچی شہر، ایک فون پر بند ہو جاتا ایک فون پر کھل جاتا۔

ہڑتال کال پر الطاف حسین کے ۳۵۰۰۰ مسلح دہشت گردوں میں کچھ رات میں سڑکوں پر نمودار ہوتے، بسیں جلاتے، فائرنگ سے خوف و ہراس پھیلا دیتے۔ لوگ دب کر گھروں میں بیٹھ جاتے۔ کاروبار۔ تعلیمی ادارے اور ٹرانسپورٹ بند ہو جاتی۔ بوری بند لاشیں ملنا شروع ہوئیں۔ اغوا برائے تاوان کے واقعات ہونے لگے۔ جیے سندھ کے دہشت گردوں نے حیدر آباد میں دس مختلف جگہ پر فائرنگ کر کے تین سو بے گناہ مہاجروں کو شہید کر دیا۔ دوسرے دن الطاف حسین کے دہشت گردوں نے پچاس سندھی مچھیروں کو بسوں سے اُتار کر شہید کر دیا۔ الیکشن میں جعلی مینڈیٹ، جیسے مصر کے حسنی مبارک، شام کے بشار لاسد اور لیبیا کے معمر قذافی

تیس تیس سال بغیر شرکتِ غیر کسی رکارٹ کے کامیاب ہوتے رہے۔ وہی فارمولہ کراچی اور سندھ کے مختلف شہروں میں استعمال کیا گیا۔ شہریوں پر دھونس دھاندلی خوف وہراس اور اسلحہ کے زور پر جعلی مینڈیٹ حاصل کیا جاتا رہا۔ کراچی کو نہ پانی ملا، نہ سڑکیں، نہ تعلیم ملی، نہ ٹرانسپورٹ ملی نہ ہی حقوق ملے۔ صرف مایوسی، پاکستان سے نفرت، راسے ٹریننگ، راسے فنڈنگ۔ پاکستان کی مسلح افواج کو گالیاں اور پاکستان مردہ باد کے نعرے ملے۔ سیاسی حکومتوں نے آنکھیں بند کیے رکھیں اور کراچی جلتا رہا۔

صاحبو! پھر اللہ کی لاٹھی چلی جس میں دیر تھی اندھیر نہیں اور شہر میں رینجرز نے ٹارگیٹڈ آپریشن شروع کیا۔ مجرم، ٹارگٹ کلر، بھتہ خور، بوری بند لاشوں والے اور را سے فنڈ اور ٹریننگ لینے والے پکڑے جانے لگے۔ آہستہ آہستہ روشنی کے شہر میں امن قائم ہونے لگا۔ تاجر اور شہر کے سارے طبقوں نے سکھ کا سانس لیا۔ کاروبار ہونے لگا۔ بازار کھلے رہنے لگے۔ شہر کی رونقیں بحال ہو گئیں۔ وہ الطاف حسین جو تیس سال سے پاکستان اور پاکستان کی فوج کو گالیاں دیتا رہا تھا نہ اس کی کال پر شہر بند ہوتا نہ امن و امان خراب ہوتا۔ عدالت نے الطاف حسین کی تقریر تصویر میڈیا میں دکھانے پر پابندی لگا دی۔ الطاف حسین کی ۲۲ اگست [illegible] خلاف زہر اُگلا گیا۔ کارکنوں کو نجی ٹی وی پر حملے کے لیے اُکسایا گیا۔ کارکنوں نے نجی ٹی وی کے دفتروں میں توڑ پھوڑ کی۔ فائرنگ سے ایک شہری شہید ہوا۔ کئی زخمی ہوئے۔ اس دہشت گردانہ اور ناجائز

حرکت پر قانون نے ایکشن لیا۔ دہشت گرد گرفتار ہوئے۔ جو ایک دن پہلے پاکستان مردہ باد کے نعرے لگا رہے تھے وہ ربوٹ کی طرح دوسرے دن پاکستان زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔ فاروق ستار نے الطاف حسین سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔ الطاف حسین کی ایم کیو ایم کا شیرازہ بکھر گیا۔ ۹۰ء اور دوسرے دفتروں کو بند کر دیا گیا۔ غیر قانونی جھگوں پر بنائے گئے ایم کیو ایم کے دفتروں کو مسمار کر دینے کا عمل جاری ہے۔ ان حالات میں جماعت اسلامی کراچی کے امیر انجینئر نعیم الرحمان صاحب نے پریس کانفرنس کر کے ایم کیو ایم کے پریشان حال کارکنوں، حمایتیوں اور ووٹروں کو دعوت دی کہ اپنے اپنے مقدمات کا سامنا کریں اور عدالتوں سے صاف ستھرے ہو کر جماعت اسلامی میں شرکت کریں اور شہر کی ترقی اور امن و آمان کے لیے مل جل کر کام کرنے کا آغاز کریں۔ صاحبو! ہمارے نزدیک یہ دودھ گھی کے برتن ہیں اس میں دودھ گھی ہی ڈلنا چاہیے نہ کہ گوبر۔ یہ الطاف حسین کے بہکانے میں بہک گئے تھے۔ ان کو چاہیے کہ اب یہ ایک دینی، اصلاحی، اخلاقی، نظریہ پاکستان کی محافظ، پاکستان کو ان کے آباؤ اجداد کی خواہش کے مطابق، دو قومی نظریہ کے مطابق ایک مثل مدینہ فلاحی ریاست بنانے والی جماعت اسلامی میں شامل ہو جانا چاہیے۔ یہی ان کی اصل منزل ہے۔ اسی لیے برصغیر کے بیس لاکھ مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

حجاب میرے اللہ کا حکم عشرہ فروغِ حجاب !

اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں۔ مسلمان عورتوں کو اللہ نے پردے اللہ کا حکم دیا گیا۔ پردہ شعار اسلام میں شامل ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اے نبیؐ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادروں کے پلو لٹکالیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں (احزاب ۵۹) اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان عورتیں شریف عورتیں ہیں مغرب کی عورتوں کی طرح بے حیاء نہیں ہیں۔ حجاب مسلم عورت کا فخر ہے۔ حجاب سے عزت ملتی ہے نسوانیت کی حفاظت ہے حجاب اسلامی معاشرے کی حفاظت ہے حجاب کی وجہ سے عورت اسلامی معاشرے میں احترام کی نظر سے دیکھی جاتے ہے عورت ماں ہے اور ماں کے قدموں میں جنت ہے۔ عورت بیٹی ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے جس شخص نے تین بیٹیوں کو اسلام کے احکام کے مطابق پرورش کی وہ جنتی ہے۔ حیاء کے سلسلے میں قرآن میں مومنوں سے مخاطب ہوتے ہوئے حکم دیا گیا کہ ''مومنوں کو فرما دیجیے کہ اپنے نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (النور آیت ۳۰) اس سے ثابت ہوا کہ حیا صرف عورت نے نہیں کرنا بلکہ اسلام میں مردوں کو بھی حیا کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے اسلامی معاشرہ صحیح سمت میں پرورش پاتا ہے۔ مغرب کی طرح بے حیا معاشرہ نہیں بنتا جو اسوقت

حوانیت کی انتہا کو چھو رہا ہے۔ بات کچھ اس طرح ہے کہ یورپی امریکی اور مسلم ملکوں میں امریکی فنڈڈ، مغربی حیوانی نام نہاد تہذیب سے متاثر میڈیا نے بڑا متعصبانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے خاص کر مسلم عورت، معاشرے اور حجاب کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ مسلم عورت اور اسلامی شعار کو بدنام کرنے کی کوششوں میں اپنا سارا وقت صرف کر رہے ہیں۔ پاکستانی الیکٹرونک میڈیا ہندوؤں کی تہذیب کو پاکستانی معاشرے پر مسلط کر رہے ہیں۔ یورپ میں فرانس جو آزادی اظہار رائے کا چیمپئن مانا جاتا ہے متعصبانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ فرانس نے ۴ر ستمبر ۲۰۰۳ء حجاب کے خلاف قانون سازی کی اس کے خلاف لوگوں نے احتجاج کیا۔ محترمہ مروہ اثربنی جرمنی میں حجاب کے جرم میں شہید کی گئی۔ یورپ میں ہیجانی کیفیت پیدا کی گئی تو عالمی اسلامی تحریکوں نے ایک کانفرنس میں اس کے ردِ عمل کے طور پر ۴ر ستمبر کو ہی پوری دنیا میں یوم حجاب کے طور پر منانے کا اعلان کیا۔ اسی دن سے اسلامی ممالک میں ہر سال یوم حجاب منایا جاتا ہے۔ دنیا کی خواتین کو اور پاکستان میں مغرب کی نکالی کرنے والی چند بے پردہ خواتین کو، اسلام میں حجاب کے فوائد سے آگاہی کے لیے جماعت اسلامی پاکستان کے خواتین ونگ نے اس سال بھی ''عشرہ فروغ حجاب'' ۱ر ستمبر سے ۱۰ر ستمبر تک منانے کا پروگرام بنایا ہے۔ جماعت اسلامی حلقہ خواتین پاکستان کی دردانہ صدیقی نے کراچی میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے عشرہ حجاب کے پروگراموں کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ۳ر ستمبر کو کراچی آرٹس کونسل میں حجاب مشاعرہ

ہوگا۔ ۴ ۵ ستمبر کو اسلام آباد،پشاور،کوئٹہ میں حجاب پروگرامات ہونگے۔ ۸ ستمبر کو لاہور کے پی سی ہوٹل میں حجاب کانفرنس منعقد کی جائے گی۔اس موقعہ پر جماعت اسلامی خواتین ونگ کی رہنما، رعنا فضل نے کہا کہ حجاب محض کپڑے کا ایک ٹکڑا نہیں بلکہ اسلامی تہذیب کی علامت اور ایک نظریہ ہے۔ جماعت اسلامی حلقہ کراچی کی ناظمہ فرحانہ اورنگ زیب نے کہا کہ حجاب ہمارا وقار ہے۔ یوم حیا کا مقصد فروغ حیا ہے۔برطانیہ میں اسلام فوبیا بڑھ رہا ہے برقعے پر پابندی کے لیے مہم چلائی جارہی ہے۔ مخصوص علاقوں میں من پسند افراد سے رائے لی جارہی ہے۔ اس کا توڑ کرنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے سال بھی اپنے ایک مضمون میں ڈاکٹر رخسانہ جبین سیکرٹیری جنرل جماعت اسلامی حلقہ خواتین نے کہا تھا کہ معاشرے میں حجاب کے فروغ کے بغیر خواتین کے خلاف ہونے والے جرائم کی بیخ کنی ناممکن ہے۔ڈاکٹر راحیل قاضی نے کہا ہم ۴ انگلیوں سے حقائق چھپانے کی کوشش کررہے ہیں۔ ۴ ستمبر کے عالمی یوم حجاب کی علامت کے طور پر اپنی اخوات المسلمات کو نذر کیا تھا۔ صاحبو! دکھ تو اس بات کا ہے کہ پاکستان امت مسلمہ میں مسلم معاشرہ اپنی اصل پہچان کھوتا جارہا ہے اور مخلوط معاشرے کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے اس میں الیکٹرونک میڈیا پیش پیش ہے جس کو لگام دینے کی ضرورت ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی خوشی ہے کہ اسی مخلوط معاشرے میں اہل دل اور درد دل رکھنے والے لوگ بھی ہیں۔ خاص کر اسلامی حدود کی نگہبان، جماعت اسلامی ،جس کی خواتین ونگ نے یہ بیڑا اُٹھایا ہوا ہے جن کی وجہ سے

اسلام اور جاہلیت میں کشمکش نظر آتی ہے۔ اسی سلسلے میں ۴ستمبر کا دن پوری دنیا میں حجاب کے طور پر منایا جاتا ہے یہ دن اسلامی تہذیب و ثقافت کو اُجاگر کرنے کا دن ہے یہ دن خواتین اسلام کے لئے بلکہ پوری دنیا کی خواتین کے لئے پیغام امن و آتشی کی نوید سناتا ہے یہ مسلمانوں کے لئے فخر، وقار، اور افتخار اور ہماری زینت بن گیا ہے۔ مغرب میں اس وقت فلاسفر، شعراء، اہل ادب، ماہرین فن، اہل دانش سب ہی عورت کے گرد طواف کر رہے ہیں۔ جس سے فحش لٹریچر، شہوت پرستی، عریانی، اس مغربی تہذیب کی پہچان بن گئی ہے مغرب نے عورت کو کمائی کی انڈسٹری بنا دیا ہے۔ فاحشہ عورتیں قابل پرستش بن گئیں ہیں۔ مغربی تہذہب کے تحت برطانیہ میں ہر سال ایک کروڑ ۲۵ لاکھ خواتین گھریلو تشدد کا شکار ہوتیں ہیں ۸۰ہزار کے پہلے حرمتی کی جاتی ہے ویمن ایڈ فیڈریشن برطانیہ کے مطابق ہر ایک سو شادیوں میں سے ایک خاتون کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے مہذب ترین شہر لندن میں ۸۰ہزار سے زائد خواتین بطور پیشہ کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ یورپ کے بعض ملکوں میں شادیوں میں ۹۰فیصد تک بچی آئی ہے۔ پیدا ہونے والے ۷۰فیصد ناجائز بچے پیدا ہوتے ہیں ۔امریکی محکمہ انصاف کے مطابق ہر ایک منٹ پر کسی نہ کسی امریکی عورت کے ساتھ جنسی زیادتی کی جاتی ہے۔ قارئین ! یہ ہے مغرب کی نام نہاد روشن خیالی اور آزادی کا

بھیانک اور ڈرونا چہرہ جس کو تہذیب ،ادب،اور ثقافت کا خوش نما لبادہ اڑا کر مسلم دنیا پر مسلط کیا جارہا ہے جبکہ وہ خود اس جاہلیت پر مبنی تہذیب سے تنگ ہیں۔ لہٰذا ہم مسلم معاشرے کے مغرب زدہ خواتین و حضرات سے درخواست کرتے ہیں کہ اس تہذیب کے شاخسانوں کا بغور مطالعہ کریں اور فیصلہ کریں کہ اسلام کی تہذیب میں انسانیت کی فلاح ہے یا مغربی شیطانی تہذیب میں۔ مسلم خواتین قابل مبارک ہیں کہ وہ دنیا میں یوم حجاب منا رہی ہیں اور خصوصاً جماعت اسلامی پاکستان کا ویمن ونگ جو پورے عشرے میں پاکستان کی خواتین میں اسلامی تہذیب کے فروغ کے لئے کمر بستہ ہیں جو ہمیشہ کی طرح اس سال بھی عشرہ فروغ حجاب منا رہی ہیں اللہ ان کی کوششوں میں برکت عطا فرمائے آمین۔

شہدائے پاکستان کی لسٹ میں چھٹا اضافہ میر قاسم علی

بنگلہ دیش کی حسینہ واجد، جو غدار پاکستان اور اگرتلہ سازش کے سرخنہ اور بنگلہ دیش کے بانی شیخ مجیب الرحمان کی بیٹی ہے، جو بھارت کی کٹ پتلی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اس نے شہدائے پاکستان کی لسٹ میں چھٹا اضافہ کرتے ہوئے محبت پاکستان ، جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنما جناب میر قاسم علی کو سولی پر چڑھا دیا۔ اس سے قبل جماعت اسلامی کے پانچ شہدائے پاکستان کو تختہ دار پر چڑھا چکی ہے۔ یہ اُس قافلہ سخت جان کے سپاہی تھے کہ جنہوں نے مملکت پاکستان کے آئین پر عمل کرتے ہوئے ، بھارت کی ٹرینڈ شدہ، پاکستان مخالف مکتی باہنی اور بھارت کی فوجوں سے لڑتے ہوئے، پاکستان کو بچانے کے لیے بین الاقوامی طور پر منظور شدہ قانون پر عمل کیا تھا۔ جماعت اسلامی کے اس سپوت، جو بنگلہ دیش کا ایک کاروباری ٹائیکون بھی تھا، اس محب پاکستان، محافظ دو قومی نظریہ کو، دو سال قبل بنگلہ دیش کے بنائے ہوئے، نام نہاد جنگی ٹریبیونل نے پھانسی کی سزا سنائی تھی۔ اس نام نہاد جنگی ٹریبیونل کو عالمی طور پر بین الاقوامی قانون دانوں اور انسانی حقوق کی ستنظیموں نے رد کر دیا تھا۔ اس نام نہاد ٹریبونل کے ججوں کو حکومتی اہل کاروں کی بے گناہ ہوں کو سزا دینے کی ٹلیفون کال دنیا کے سامنے آئی تھیں۔ ٹریبیونل کے جج کا بیان بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ حسینہ حکومت کے

دباؤ کی وجہ سے بے گناہوں کو سزا سنائی جا رہی ہے۔ شیخ مجیب کو اپنی ہی فوج کے لوگوں نے بھارت سے ساز باز کرکے پاکستان کو توڑ کر بنگلہ دیش بنانے کی سزا دیتے ہوئے پورے خاندان سمیت بے دردی سے قتل کر دیا تھا۔ حسینہ واجد ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے بچ گئی تھی۔ دنیا جانتی ہے کہ بھارت پاکستان کے وجود کے خلاف ہے۔ بھارت نے اپنی عوام کو یہ پٹی پڑھائی ہوئی ہے کہ بھارت ایک گاؤ ماتا کی مانند تھا۔ اس کے ایک حصہ کو کاٹ کر مسلمانوں کے قائد محمد علی جناحؒ نے پاکستان بنایا گیا تھا۔ گاؤ ماتا کے اس کٹے ہوئے حصے ، پاکستان کو تباہ برباد کر واپس گاؤ ماتا سے جوڑنا ہے جو اکھنڈ بھارت کی شکل ہو گا۔ پاکستان بننے کے بعد بھارت کے حکمرانوں نے اپنے اس ڈاکٹرائیٹ پر عمل کرتے ہوئے پہلے فیس کے طور پر اگرتلہ میں سازش تیار کی تھی۔ جس میں بنگلہ دیش کے قوم پرست دہشت گردوں کو فوجی ٹریننگ اور اسلحہ سے لیس کرکے مشرقی پاکستان میں افراتفری پھیلا کر اس کو مغربی پاکستان سے الگ کرنا تھا۔ اب بھارت بلوچستان اور کراچی کو پاکستان سے علیحدہ کرنے کے منصوبہ پر عمل پیرا ہے۔ پاکستان کے حکمرانوں کی غلطیوں اور سابقہ مشرقی پاکستان کے محب وطن شہریوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی وجہ سے بھارت نے، مکتی باہنی اور بھارتی فوج نے بین الاقوامی قانون کی خلاف وردی کرتے ہوئے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے فوجی ایکشن کرکے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ اس جارحیت کا برملا اعلان کرتے ہوئے، بھارت کے دہشت گرد، ہندوؤں کی ایک پرانی دہشت گرد تنظیم

آر ایس ایس کے بنیادی رکن، بھارت کے موجودہ دہشت گرد وزیر اعظم مودی نے بنگلہ دیش کی زمین پر کہا تھا کہ ہم نے پاکستان توڑ کر بنگلہ دیش بنانے میں قوم پرست بنگالیوں کی مدد کی تھی۔ خیر بنگلہ دیش بنے کے بعد مرحوم بھٹو کے حکومت نے بنگلہ دیش کی حکومت کو منظور کر لیا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک سی فریقی معاہدہ، بھٹو، مجیب الرحمان اور اندرا گاندھی کے درمیان ہوا تھا۔ جس کے تحت پرانی ساری باتوں کو ایک طرف رکھ کر ایک دوسرے کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہ کرنے کا عہد کیا گیا تھا۔ اب کئی سالوں بعد بھارت کی کٹر مذہبی حکومت کی ایما پر حسینہ واجد نے پاکستان کی فوج کی مدد کرنے پر جماعت اسلامی کے رہنماؤں کے خلاف ایک نام نہاد جنگی کرائم ٹریبیونل قائم کر کے موت اور قید و بند کی سزاؤں کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ میر قاسم شہید پاکستان سے پہلے اسی نام نہاد جنگی ٹریبیونل نے جماعت اسلامی کے پانچ رہنماؤں کو موت کی سزا دے چکا ہے۔ جماعت اسلامی بنگلہ دیش نے آج ۵ ستمبر کو شٹر داؤن ہڑتال کی کال دی ہوئی ہے نماز غائبانہ بھی ادا کی جائے گی۔ اس ظلم کے خلاف احتجاج بھی ریکارڈ کرایا جائے گا۔ پاکستان میں جماعت اسلامی کے امیر اور سینیٹر سراج الحق صاحب نے کہا ہے کہ حسینہ واجد عبرت ناک انجام سے دور چار ہو گی۔ میر قاسم شہید پاکستان سے کہا گیا کہ صدر سے رحم کی اپیل کرو۔ شہید پر پریشر ڈالنے کے لیے حسینہ حکومت نے اس کے بیٹے کو بھی اغوا کیا گیا جس کی تصدیق انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیم نے بھی کی۔ مگر میر قاسم شہید

پاکستان نے اپنے پانچ پیش رو شہدا پاکستان اور جماعت اسلامی کے رہنماؤں کی طرح صدر سے معافی کی اپیل نہ کرکے ایک تاریخ رقم کی ہے۔ صاحبو! جب پاکستان نے بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا تھا اور سہ فریقی معاہدہ ہو گیا تو پاکستان کا ساتھ دینے والے یہ جماعت اسلامی کے یہ لوگ اپنی بنگلہ دیش حکومت کے محب وطن بنگالی ہونے کا عہد نو کیا تھا۔ اس کے بعد یہ بنگلہ دیش کی سیاست میں حصہ لیتے رہے۔ بنگلہ دیش کی اسمبلی کے ممبر رہے مخلوط حکومت بھی بنائی جس کے وزیر بنے۔ گزشتہ لوکل گورنمنٹ کے انتخابات میں حصہ لیا۔ ایک اچھی خاصی تعداد میں منتخب ہوئے۔ اب یہ بنگلہ دیش کی ایک سیاسی قوت ہے۔ اپنے ملک کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ نہ جانے مسلمانوں کے دشمن دہشت گرد مودی کی خواہش پر ان محب وطن، جماعت اسلامی کے رہنماؤں کو نام نہاد جنگی ٹریبیونل بنا کر، اس کو تختہ دار پر چڑھا کر ایک امن پسند جماعت کو اپنا دشمن بنا کر کیا فاہدہ حاصل کر سکتی ہے؟ یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ پاکستان کے عوام تو پاکستانی حکومت سے مطالبہ کرتے ہے کہ اس مسئلہ کو بین الاقوامی عدالت انصاف میں اُٹھائے کہ سہ فریقہ معاہدہ کے ہوتے ہوئے اس کی پاس داردی کیوں نہیں کی جارہی۔ بین الاقوامی قانون کیوں توڑا جارہے۔ اس طرح انصاف مل سکتا ہے اور پھانسیاں رک سکتی ہیں۔ یاد رکھیں بھارت نے پاکستان توڑنے اور اکھنڈ بھارت بنانے کا اپنی قوم سے عہد کر رکھا ہے۔ اسی پر عمل کرتے ہوئے جب بنگلہ دیش وجود میں آگیا تو بھارت کی وزیر اعظم نے نے تاریخی اعلان کیا تھا کہ اس

نے دو قومی نظریہ خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے۔ مسلمانوں کی ہندوؤں پر ایک ہزار سالہ حکمرانی کا بدلہ بھی لے لیا ہے۔ دشمن کے اس بیان کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم نے پاکستان کی حفاظت کرنی ہے تو وسسہ قائد اعظمؒ کے بیان کردہ دو قومی نظریہ پر عمل کر کے ہی ممکن ہے۔ پاکستان میں قائد اعظمؒ کے ویژن کے مطابق فلاحی اسلامی نظام حکومت راج کر دینا چاہیے۔ پاکستانی قوم کو ہر وقت پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کے اسلام کے بیان کردہ جہاد کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ہمارے حکمرانوں کے بیان کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان صرف ایک سرحدی لکیر ہے ہمارا کلچر رہن سہن ایک جیسا ہے۔ صرف گانے بجانے اور فلمی اداکاروں کے تبادلے مناسب نہیں۔ یہ کہنا کہ ہمارا سب کچھ ایک جیسا ہے غلط ہے۔ یہ بیانیہ قائد اعظمؒ کے بیانیہ کے خلاف ہے۔ ہندو اور مسلمان علیحدہ علیحدہ مذہب رکھنے والی دو قومیں ہیں۔ اسی بنیاد پر قائد اعظمؒ نے پاکستان بنایا تھا۔ ہاں بھارت سے برابری کی بنیاد پر ہمسایوں جیسے اچھے تعلوقات رکھنے چاہیں۔ اگر وہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرے تو پاکستانی قوم کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ جماعت اسلامی پاکستان و بنگلہ دیش ایک نظریاتی اسلامی جماعت ہے۔ پاکستان کی سرحدوں کی نگہبان اور قائد اعظمؒ کے دو قومی نظریہ کی محافظ۔ رہا جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے رہنماؤں کی پھانسیوں کا تو انہوں نے قائد اعظمؒ کے دو قومی نظریہ کو قائم رکھنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ جب بھی پاکستان کو ان کی جانوں کی قربانی کی

ضرورت پڑی وہ اپنی جانیں اس رہ میں دیتے رہیں گے۔ میر قاسم جیسے شہیدِ پاکستان کی طرح شہادتیں پیش کرتی رہے گی۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

بھارت امریکی دفاعی معاہدہ اور پاکستان

بھارت اور امریکا نے دفاعی معاہدہ کیا ہے۔ اس کا تجزیہ کرنا ہے کہ سات سمندر پار امریکا کو اس کی کیا ضرورت ہے، بھارت کس فائدے کے تحت اس فوجی معاہدے میں شامل ہوا ہے اور پاکستان پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟امریکا اُبھرتی ہوئی چینی قوت کو بڑھنے سے روکنا چاہتا ہے۔ اُسے پاک چین اقتصادی رہداری پسند نہیں۔ اس سے چین کو گرم پانیوں تک رسائی مل جائے گی۔امریکا نے سرد جنگ کے بعد اعلان کیا تھا اب دنیا میں اُس ہی کا حکم (ورلڈ آڈر) چلے گا۔اُسی وقت سے اُس نے ڈاکٹرین بنایا ہوا ہے کہ دنیا میں ہر اُبھرتی ہوئی طاقت کو دبا دے، اُسے مفلوج کر دے یا کم از کم اُسے نقصان پہنچائے۔ روس کے ٹوٹنے کے بعد، مسلمان جہادی تحریکیں اور مسلمان ملکوں میں سیاسی سمجھ بوجھ، ایک اُبھرتی ہوئیں طاقت تھیں اور عین ممکن تھا کی وہ اپنے اپنے ملکوں میں امریکی پٹھو حکومتوں کی جگہ اسلامی حکومتیں قائم کر لیں جو امریکا بہادر کو منظور نہیں۔اس کا توڑ کرنے کے لیے امریکا نے عراق، افغانستان، لیبیا، شام، مصر اور دوسرے اسلامی ملکوں میں، کہیں مسلمان حکومتوں کو آپس میں لڑا کر، کہیں فوجی بغاوت کے ذریعے اور ۹؍۱۱ کا جعلی واقعہ کرکے پورے مسلم دنیا کو تہس نہس کر دیا۔ یہودی عالمی میڈیا کی مدد سے مسلمانوں کو انتہا پسند اور دہشت گرد ثابت کر دیا اور اس اُبھرتی ہوئی

طاقت کو دبا دیا گیا۔ مسلم دنیا پر قبضے اور مسلم کش امریکی پالیسیوں کی وجہ سے بننے والی القاعدہ، طالبان اور داعش میں اپنے تنخواہ دار خوانخوار داخل کرکے ان کو عام مسلمانوں میں بدنام کیا اور کہیں ان دہشت گرد تنظیموں کو خود بنایا۔ امریکا کی یہ پالیسی پوری مسلم دنیا کو مفلوج اور قابو رکھنے تک جاری ہے اور رہے گی۔ بھارت کو اس دفاعی معاہدے سے کیا فاہدہ ہوگا یہ پاکستان کے لیے بہت ہی خطرناک ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے مشرقی پاکستان پر فوج کشی سے پہلے ایسا ہی معاہدہ اُس وقت کی عالمی طاقت اشتراکی روس سے بھی کیا تھا۔ جس کی مدد سے پاکستان کو توڑ کر بنگلہ دیش بنایا تھا۔ اب کشمیر میں تازہ پاکستان میں شامل ہونے کی کشمیریوں کی تحریک نے بھارت کے کان کھڑے کر دیے ہیں اور اپنے ناپاک عزائم کے لیے اس دفاعی معاہدے میں شریک ہوا ہے۔ بھارت نے پاک چین راہداری میں رخنہ ڈالنے کے لیے اعلانیہ فنڈ مختص کیے ہیں۔ بلکہ اپنے حاضر سروس کلبوشن یادیو جیسے جاسوسی نیٹ ورک بھی جونک دیے ہیں۔ دہشت گرد مودی نے اپنے یوم آزادی کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے اعلانیہ اپنے ڈاکٹرین کا اعلان کر دیا ہے۔ بھارت بلوچستان، گلگت بلتستان، آزاد کشمیر اور کراچی کو پہلے ہی سے علیحدہ کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ افغان طالبان کی وجہ سے پہلی دفعہ افغان پاک حکومتوں میں دوستی قائم ہوئی تھی۔ مگر ہمارے ناعاقبت اندیش اور بزدل فوجی کمانڈو ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے ایک ٹیلیفون کال پر طالبان کی جائز پاکستان دوست حکومت کو امریکا کا ساتھ دے کر

ختم کر دیا تھا۔ اب امریکا یہ جنگ پاکستان میں لے آیا ہے۔ ہمارے ملک کے جو حالات ہیں وہ پوری پاکستانی قوم کو بخوبی معلوم ہیں۔ صاحبو! اس صورت حال سے نکلنے کے لیے، ہمارے مقتدر حلقوں کو کیا کچھ کرنا چاہیے۔ بھارت کی طرف سے جنگ چھیڑنے کے وقت امریکا پاکستان کی مدد نہیں کرے گا۔ بلکہ جیسے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے وقت بھارت نے جب مشرقی پاکستان میں فوجیں داخل کی تھیں تو پاک امریکا دفاعی معاہدہ ہونے کے باوجود ساتواں بحری بیڑا نہ اپنے مقام سے چلا نہ امریکا نے ہماری مدد کی تھی۔ اس وقت کے امریکا کے یہودی وزیر خارجہ کی کتاب میں یہ بیان درج ہے کہ امریکا نے پاکستان توڑنے میں بھارت کی مدد کی تھی۔ ابھی بھی امریکا ایسا ہی کرے گا۔ پینٹاگان نے تو پاکستان توڑنے اور نئے پاکستان کے نقشے تک بھی جاری کیے ہوئے ہیں۔ کسے نہیں معلوم کہ بھارت پاکستان کو توڑ کر اپنے پہلے سے طے شدہ ڈاکٹرین کے مطابق اکھنڈ بھارت بنانا چاہتا ہے۔ بھارت میں اس وقت مسلمانوں کی شدید مخالف دہشت گرد تنظیم آر ایس ایس کے بنیادی ممبر دہشت گرد مودی کی حکومت ہے۔ بھارت نے بہتر سفارتکاری کر کے افغان، ایران، اور عرب ملکوں کو ایک حد تک پاکستان کا مخالف بنا دیا ہے۔

جب پاکستان مسلم دنیا کی پہلی ایٹمی قوت بنا تھا تو مسلمان ملکوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ ضرورت تو اس امر کی تھی کہ ایٹمی قوت ہوتے ہوئے ہم ان مسلمان

ملکوں کو یہ باور کراتے کہ مشکل وقت میں پاکستان ان کی مدد کے لیے تیار ہو گا۔ مگر ہمارے نا اہل سیاست دانوں کی وجہ سے معاملہ اس کے الٹ ہو گیا ہے۔ بھارت نے امریکا اور اسرئیل کے ساتھ مل کر ہمارے ملک میں دہشت گردی کی پشت پناہی کی ہے۔ اس مثلثِ خبیثہ نے ہماری مسلح افواج کو اپنی ہی عوام سے لڑا کر اپنے مقاصد حاصل کرنے کی قبیح کوشش کی ہے۔ ہمارے ملک کی ہر چیز پر حملے ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ہماری مسلح افواج نے عوام کی حمایت سے پاکستان میں ہتھیار اُٹھانے والے ہر گروہ کے ساتھ ضرب عضب کے تحت صفایا کرنے کی جنگ شروع کر رکھی ہے۔ ان حالات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بھارت پاکستان سے جنگ چھیڑ سکتا ہے۔ ہمارے سپہ سالار نے گلگت اور راولپنڈی میں پاکستان کے دشمنوں کو للکارتے ہوئے بجا طور پر کہا کہ ہماری افواج دوستی نبھانا اور دشمن کو سبق سکھانا بھی جانتی ہے۔ صاحبو! ان حالات میں پاکستان اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا ہے لہٰذا جتنی جلدی ہو پاکستان کے اندرونی دشمنوں اور پاکستان کے خلاف نا قابل برداشت نعرے لگانے والوں اور ناپاک عزائم رکھنے والوں کو پاکستان کے قانون کے مطابق پابندی لگا کر قرار واقعی سزا دینا چاہیے۔ تحریک پاکستان طرز کی اسلام سے آگاہی کی مہم چلا کر پاکستان کی عوام کو ایک قرآن ایک نبیؐ اور ایک قوم کی بنیاد پر اکھٹا کرنا چاہیے۔ مقتدر حلقوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کے شیدائی قائد اعظمؒ کے دشمن سیکولر عناصر، جو قائد اعظمؒ کو سیکولر ثابت کرنے کی لیٹری چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ جو اس طرح پاکستان کی

را کھوٹی کرنے کی مہم میں ملوث ہیں۔ وہ پاکستان کے بہی خواہ نہیں ہیں۔اصل بہی خواہ اسلام کو سینے سے لگانے والے قائد اعظمؒ کے دو قومی نظریے کے محافظ ہیں۔ پاکستان کی بقاء نظریہ پاکستان کو زندہ رکھنے میں پنہاں ہے۔کیا پاکستان کو توڑتے وقت اندرا گاندھی، دشمن پاکستان نے، نہیں کہا تھا کہ دو قومی نظریہ میں نے خلیج بنگال میں ڈبو دیا ہے۔ اپنی دفاعی صلاحیت یعنی میزائل اور ایٹمی کو قوت کو مذید ترقی دینا چاہیے۔

بھارت سے جارحانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اُسے باور کرانا چاہیے کہ اگر پاکستان نہیں، تو تم بھی نہیں۔ چین کے ساتھ پاکستان کو بھی دفاعی معاہدہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح پاکستان کی ترقی کی ضامن اقتصادی راہداری اور پاکستان کا تحفظ ممکن ہے۔ اللہ ہمارے پاکستان کا محافظ آمین۔

چنگیز خان

سفاک قاتل چنگیز خان منگولیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ صبا ٹوانہ صاحبہ نے اپنی کتاب ''چنگیز خان'' جو افسانوی طرز پر لکھی ہے، میں اس کی متمدن، تہذیب یافتہ مسلم دنیا پر ظلم، قتل و غارت اور انسانی کھوپڑیوں کے مینار بنا کر اپنی انا کی تسکین کیا کرنے کی داستان بیان کی ہے۔ شاید ہی دنیا میں کوئی اس جیسا خونخوار بھیڑیا سور جیسی صفت والا حکمران گزرا ہو۔ ہٹلر بھی ہولوکاسٹ کے حوالے سے مشہور ہوا تھا مگر تاریخ نے اس واقعہ کو غلط اور مبالغہ آمیز کہا ہے۔ اس کا اصل نام تموچن تھا جو بعد میں ایک مشاورتی اجلاس میں چنگیز خان کے نام، یعنی سرداروں کا سردار سے مشہور ہوا۔ یہ صحرائے عرب کی طرح صحرائے گوبی کے ایک خانہ بدوش وحشی چھاپہ مار قبیلہ، یاکا مغل کے سردار یسوگائی کا بڑا بیٹا تھا۔ ان قبائل کا ایمان نیلے جاوادانی آسمان کو ماننے والے میں سے ہے۔ اس نے ایک وحشی اور غیر مذہب فیصلہ کیا تھا جو اس نے ساری زندگی استعما ل کیا۔ دشمنوں کے ساتھ رعایت نہیں کرنی، ظلم، شقاوت، بے رحمی اور سفاکی کو اپنا شعار بنایا تاکہ جابر قوت مرغوب ہو جائے۔ روجر بیکن کہتا ہے کہ '' چنگیز خان منگولیا کا دجال تھا اور مغل دجال کے سپاہی تھے'' چنگیز خان نے پہلے چھاپا مار جنگ دریائے انگورڈا کے پار اپنے پڑوسی قبیلے تائی جوت سے لڑی اور اس کے زرخیز علاقے پر قبضہ کیا

اور اپنی سرداری کو مستحکم کیا۔ نیلے جاوادانی آسمان کو ماننے والے چنگیز خان نے اپنی سرداری مستحکم کرنے کے بعد اپنے باپ کے دوست تغرل خان جو ایک طاقت ور قبیلے کا سردار تھا سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اپنی سرداری کو مذید طاقت ور بنایا۔ چنگیز خان نے دوسرے لڑائی اپنے دشمن ترغاتائی سے لڑی اور اُسے شکست دی۔ ترغاتائی کو شکست سے دوچار کرنے پر خانہ بدوش قبائل تاتاری، منگول مرکیت، قرایت، نائیان اور ایغوران جو کہ عظیم دیوار سے لیے کر مغرب میں وسط ایشیا کی دور دراز پہاڑیوں تک چراگاہوں کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اب یہ سب چنگیز خان کے پرچم تلے جمع ہو گئے تھے۔ جھیل بیکال کے ارد گرد بسنے والے خانہ بدوشوں کو ایک مدت بعد ان کی خواہش کے مطابق، ایک طاقت ور خان مل گیا۔ چنگیز خان نے تمام خانہ بدوش قبائل کو ایک مرکز پر جمع کر لیا۔ تغرل خان نے چنگیز خان سے غداری کرتے ہوئے اسے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ تغرل خان جسے چینیوں نے اونگ خان کا لقب دے رکھا تھا سے لڑائی کا طے کیا۔ چنگیز خانے تغرل خان کو شکت دی مشہور شہر قراقرم پر قبضہ کر لیا۔ اب چنگیز خان صحرائے گوبی کا واحد حکمران بن گیا۔ گوبی کے شمالی حصے سے لے کر کرٹنڈرا اور سائبیر اتک اور مغرب میں قراقرم سے مشرق میں منچوریہ تک صرف چنگیز خان کی طاقت کا طوطی بول رہا تھا۔ ان اسے عظیم سمندر کہا جانے لگا۔ عجیب اتفاق ہے یا اس نے قریب کی متمدن دنیا کے اصولوں تک رسائی حاصل کی ہو گی کہ اس سراسر اجڈ، وحشی، خونخوار اور ان پڑھ نے ''یاسا''

کے نام سے اپنی قوم کو وہ قانون، ضابطہ حیات۔ دستور و آئین دیا جو متمدن قوموں سے ملتا جلتا تھا۔ اسی ''یاسا'' قانون نے وحشیوں کو انداز جہان بانی سکھائے۔ چنگیز خان اب دیوار چین پھلانگ کر مہذب دنیا کو فتح کرنا چاہتا تھا۔ چین جہان تین ہزار سال سے لوگ بڑی پر سکون زندگی گزار رہے تھے۔ ان وحیشی قبائل سے بچنے کے لیے چینیوں نے دیوار چین جو دنیا کا عجوبہ ہے تیار کی ہوئی تھی۔ یہ اسی طرح کی دیوار ہے جیسے قرآن میں جوج مجوج وحشی قبائل سے بچنے کے لیے کوہ قاف کے پہاڑوں کے درمیان میں دربند میں تانبہ پگلا کر تیار کی گئی تھی۔ چنگیز خان نے چین پر حملے سے پہلے دیوار چین کے دروازوں کے سامنے اپنے جھنڈے گھاڑ دیے تھے۔ اس وقت چین کے لیاؤ خاندان نے چین کے خاندان زرین سے سلطنت چھین لی تھی۔ چنگیز خان نے دیورا چین کے سامنے پڑاؤ کیا۔ دیوار چین کے بڑے دروازوں کے محافظوں کو تحائف دے کر رام کر لیا اور بغیر قطرہ خون بہائے چین میں جنگیز خان کی فوجیں داخل ہو گئیں۔ پہلی مرتبہ ایک وحشی نے چین کی متمدن دنیا کے نظارے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ شہروں میں کشادہ اور پختہ سڑکیں اور محل نما مکانات دیکھ کر ہکا بکہ رہ گیا۔ چین میں داخل ہونے کے بعد چین کی ٹڈی دل فوج کو ناکوں چنے چباؤ اور سامنے آنے والی ہر فوجی دستہ کو تہ تیغ گیا۔ یہ ۱۲۱۱ء کا سال تھا جسے چینی جنتریوں کے مطابق بھیڑ کا سال کہا جاتا ہے۔ یہ وہ سال تھا جب صحرائی بھیڑیوں نے چینی بھیڑیوں پر حملہ کرکے ان کی تکا بوٹی کر دی تھی۔
چنگیز خان قتل و غارت کے بعد واپس اپنی

ہیڈ کوارٹر چلا گیا۔چنگیز خان نے اپنے تین بیٹوں کے ہمراہ ایک بار پھر چین پر حملہ کر دیا۔ چین کے کافی شہر فتح کر لیا حسن اتفاق کہ چنگیز خان اس لڑائی میں زخمی ہو گیا۔ پھر وہ واپس لوٹ گیا۔ تیسری بار پھر چنگیز خان ے چین پر حملہ کر دیا اور عزم کیا کہ اس دفعہ پورے چین کو فتح کرنا ہے۔چنگیز خان نے واقعی چین کو فتح کیا اور مقولی بہادر کو چین کا حکمران بنا دیا اور قراقرم چلا گیا۔چنگیز خان نے اپنا ہیڈ کوارٹر قراقرام (یعنی کالی ریت کاعلاقہ) کو بنایا تھا۔چنگیز کے چار بیٹے تھے۔بڑا بیٹا جوجی خان میر شکار مقرر ہوا۔چغتائی میر قانون یعنی ''یاسا'' کا محافظ۔اوغدائی میر مشاورت اور تولی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا۔جوجی کے بیٹے باتوخان نے روس کو فتح کیا۔چغتائی کو وسط ایشیا ورثے میں ملا جس کی اولاد ظہرالدین بابر نے ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔تولی کو چین ملا جس کے بیٹے ہلاکو خان ایران سے لیکر بغداد تک ایل خانی حکومت کی داغ بیل ڈالی۔

چنگیز خان نے اپنے سیانوں سے اسلامی سلطنت کے میمنے یعنی خوارزم شاہ کو شکست دینے کی تدبیر کا پوچھا۔سب نے حملہ کر دینے کا مشورہ دیا۔چنگیز خان نے حملے کی بجائے خوارزم شاہ سے تجارتی معاہدہ کیا اور سے طرح اپنے جاسوس اسلامی دنیا میں پھیلا دیے جو تجارت کے ساتھ ساتھ چنگیز خان کو پل پل کی خبریں اور دشوار گزار پہاڑی راستوں کی معلومات فراہم کرتے رہے۔اس وقت عباسی خلیفہ ناصر بغداد کے تخت پر بیٹھا تھا۔چنگیز خان نے اپنے فوجی ہیڈ کوارٹر قراقرم میں اپنے بھائی کو

اپنا قائم مقام بنا کر سب سرداروں کو ساتھ لے کر خوارام شاہ پر اپنی فوجوں کو حملہ کے تیار کیا۔ اس وقت اسلامی دنیا کی حالت بقول شاعر اسلام علامہ اقبالؒ یہ تھی کہ ''آ، تجھ کو بتاؤں میں، تقدیر امم کیا ہے۔ شمشیر سناوّل طاؤس و رباب آخر''۔ ۱۲۱۹ء کا موسم بہار تھا چنگیز خان اپنی فوج کے ساتھ خوارزم شاہ پر حملہ آور ہوا۔ خوارزم شاہ کی پانچ لاکھ فوج دریائے سائر کے کنارے کنارے پانچ سو میل تک باڑھ بنا کر پھیلی ہوئی تھی۔ چنگیز خان کی فوج نے خوارزم شاہ کی فوج نے سب سے پہلے ترار کے قلعے کو فتح کیا۔ ہر طرف لاشیں ہی لاشیں تھیں۔ چنگیز خان ہر حالت میں خوارزم شاہ کو شکست دینا چاہتا تھا۔ اسے یہ بھی فکر تھی کی کہیں آسمان پرتوں کے سامنے خداپرست صف آرا ہو گئے تو اور افریقہ سے ہندوستان کی مسلم فوجیں اکٹھی ہو گئیں تو شاید میں واپس قرقرام نہ جا سکے۔ چنگیز خان اسلامی دنیا کے قلعوں کو فتح کرتا ہوا بخارا کی طرف بڑھا اور اسے فتح کر لیا۔ بخارا کا گورنر گوک خان فرار ہو گیا۔ تاشقند کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ چنگیز خان نے ۱۲۲۰ء میں سمرقند پر قبضہ کر کے ہر چیز کر خاک میں ملا دیا۔ وہ بلخ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ خوارزم شاہ ملکوں ملک بھاگتا رہا آخر وہ بحیرہ خزر کے ایک جزیرے میں ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ خوارزم شاہ کا آبائی شہر بھی تباہ کر دیا گیا اور اس کو والدہ کو بھی قیدی بنا لیا گیا۔ پھر ''مرو'' کا شہر جو ریگستان کے بیچ میں واقع تھا اور بیابان کا پھول کہلاتا تھا کو ایسا تباہ کیا کہ بیان نہیں کیا

جا سکتا۔ نیشا پور بھی تباہ کر دیا گیا۔ ہرات اور بامیان کی طرف پیش قدمی کی۔ دس روز کے اندر اندر شہر فتح کر لیا اور حسب معمول قتل عام کر کے ہر چیز تباہ کر دی گئی۔ خوارزم شاہ کا بیٹا سلطان جلالالدین چنگیز خان کے خلاف آخر دم تک لڑتا رہا آخر دریائے سندھ کے کنارے آخری لڑائی میں دریا سندھ عبور کر کے ہندوستان کی طرف چلا گیا۔ چنگیز خان نے اس کی بہادری کی تعریف کی تھی۔ چنگیز خان نے دریائے سندھ سے بحیرا خزر تک اور بحیرا خزر سے تبت تک کے علاقے فتح کر لیے۔ جس میں چین، روس اور خوارزم شاہ کی سلطنت کے مسلم علاقے شامل تھے۔ چنگیز خان نے تھک کر اور بڑھاپے کی وجہ سے واپس قراقرم جانے کا فیصلہ کیا۔ راستے میں ایک سور نے اس پر حملہ کیا اور اسے اندرونی زخم آئے۔ سور کی سی عادتوں والے چنگیز خان کو سور کے حملہ کی وجہ سے ۱۲۲۷ء میں موت ہوئی۔ چنگیز خان نے لاکھوں مسلمان جن کو غلام بنایا تھا بغیر قصور کے ان کے سر مولی گاجر کی طرح کاٹ دیے۔ انسانی کھوپڑیوں پر اپنا محل تعمیر کیے تھے۔ چنگیز خان کی خواہش کے مطابق قراقرم میں برخان کلدون کی پہاڑی کا وہ دامن منتخب کیا گیا جہاں صنوبر کے درختوں کی بہتات تھی۔ سور والی صفت کے چنگیز خان کی قبر کے ساتھ چالیس خوبصورت لڑکیوں کو بھی دفن کیا گیا۔ چنگیز خان کے گھوڑے کے ساتھ چالیس سفید گھوڑے بھی دفن کیے گئے۔ یہ شخص اپنی موت کے بعد بعد ان گنت انسانی کھوپڑیوں کے مینار چھوڑ گیا۔ اس ظالم کا کیا دھرا سب کچھ یہیں رہ گیا۔ کروڑوں انسانوں کو تہ تیغ کرنے والے سفاک قاتل ضرور دوزخ

میں ڈالا جائے گا۔

بھارتی دھمکی اور قومی مفاہمت کی ضرورت

بھارت کی فوج نے حکومت کو کہا ہے کہ پاکستان کو سبق سکھانے کی اجازت دی جائے۔ بھارت کے سابق فوجیوں نے بھی پاکستان پر حملہ کرنے کی بات کی ہے۔ خود بھارت کے سیاسی لیڈر بھی آئے روز بھارتی حکومت کو کہتے رہتے ہیں کہ پاکستان پر حملہ کرکے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہیے جیسے مشرقی پاکستان کو بھارتی فوجوں نے حملہ کرکے مغربی پاکستان سے علیحدہ کیا تھا۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ بھارت نے شروع دن سے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ اسے توڑ کر واپس بھارت میں شامل کرنے کے پروگرام پر عمل پیرا ہے۔ اکھنڈ بھارت کے خواب میں مبتلا بھارت اب جنونی ہو گیا ہے۔ اس میں صلیبی انگریز کی حکومت بھی شامل ہے جس نے ایک سازش کے تحت بھارت کو کشمیر جانے کے لیے گرداس پور کا علاقہ زمینی راستہ مہیا کیا تھا جو مسلم اکثریتی آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا حصہ تھا۔ اب غدار پاکستان لندن میں بیٹھ کر پاکستان توڑنے کے لیے بھارت، اسرائیل ایران اور دوسرے ملکوں سے مداخلت کا کہہ رہا ہے۔ پہلے بھارت کے خفیہ ایجنسی کے چیف نے الطاف حسین کو ایم آئی سیکس کا مہمان قرار دیا تھا اور اب کل ہی لندن کے ایک صحافی نے الطاف حسین کو برطانیہ اور امریکا کا اثاثہ قرار دیا ہے۔ صاحبو! بانی پاکستان قائد اعظمؒ نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔ کیا

کوئی جسم شہ رگ کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے؟ نہیں ہر گز نہیں ! قائد اعظمؒ کو معلوم تھا کہ سارے دریا کشمیر سے پاکستان کی طرف بہتے ہیں۔ ان کا پانی پاکستان کی زندگی ہے۔ آج بھارت نے پاکستان کے ناعاقبت اندیش سیاستدانوں کی وجہ سے ایک ایک کر کے کشمیر کے دریاؤں پر ڈیم پر ڈیم بنا کر پاکستان کے پانیوں کو روک دیا ہے۔ یہی پانی بھارت کے مختلف علاقوں میں پہنچانے کے لیے انتظامات کر لیے ہیں۔ کشمیر جسے ہر حالت میں پاکستان میں شامل ہونا تھا بھارت نے اپنے آٹھ لاکھ فوج کے ذریعے غلام بنایا ہوا ہے۔ کشمیریوں نے برہان وانی شہید کی

شہادت کے بعد ایک نئے سرے سے آزادی کی تحریک برپا کی ہوئی ہے ۱۰۷ سے زائد لوگ شہید ہو چکے ہیں ۱۰۰۰ سے زائد کو بلیٹ گن (چھروں والی گن) کے استعمال ذریعے بینائی سے محروم کر دیا گیا ہے ۱۰ ہزار زائدزخمی ہو چکے ہیں۔ دو ماہ سے کرفیو لگا ہوا۔ اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی ٹیم کو کشمیر جانے سے روک دیا ہے۔ اب تو وکی لیکس نے بھی بھارت کے مظالم کی تفصیل جاری کر دی ہے۔ دہشت گرد مودی نے پہلے کہا کہ کشمیر کو بھول جاؤ کراچی کی فکر کرو۔ بھارت کے یوم آزادی کے موقہ پر بلوچستان، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر میں مداخلت کی باتیں کی ہیں۔ جس کا ثبوت بلوچستان میں نیوی کے حاضر سروس کلبھوشن یادیو کی گرفتاری اور کراچی میں آئے دن پکڑے جانے والے متحدہ قومی موومنٹ، راکے مقامی ایجنٹ، جو را سے ٹرینگ کا اعتراف کرتے ہیں۔ لندن میں ایم کیو ایم کے

رہنماؤں کے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سامنے را سے فنڈ لینے کے اعترافی بیانات بھی ریکارڈ پر موجود ہیں۔ نواز شریف صاحب نے کشمیر کے مسئلہ پر پہلے بھی اور اب بھی سیکورٹی کونسل کے مستقل پانچ ممبروں کو بھارت کے پاکستان میں مداخلت کے ثبوتوں کے ساتھ خط لکھے ہیں۔ برطانیہ، جاپان اور ترکی کے وزیر اعظم صاحبان کو بھی ثبوت پیش ہیں۔ ان میں امریکا کے وزیر خارجہ جان کیری کو بھی ثبوت پیش کیے ہیں۔ جنہوں نے بھارت سے بات کرنے کی یقین دہانی بھی کرائی ہے۔ اقوام متحدہ میں کشمیر پر بھارتی ظالم کے بارے میں زور دار تقریر بھی کریں گے۔ بھارت نے حسب عادت ایک تازہ سازش کی ہے۔ خود اوڑی سیکٹر میں اپنی ایک فوجی چوکی پر حملہ کرا کے جس میں بیس فوجی ہلاک اور کچھ زخمی ہوئے ہیں۔ تاکہ اقوام متحدہ کے سالانہ اجلاس میں کشمیر کے مسئلہ کو پاکستان کی دہشت گردی سے جوڑ کر دبا دیا دے۔ ۹/۱۱ کے بعد صلیبیوں نے صلیبی جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اسلام کو پوری دنیا میں دہشت گرد بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ گریٹ گیم کے تحت ایٹمی پاکستان کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ امریکا، بھارت اسرائیل کے اتحادِ خبیثہ کی وجہ سے مقامی ایجنٹوں کو ملا کر پاکستان میں دہشت گردی کے اتنے واقعات کرائے گئے ہیں کہ کوئی اور ملک ہوتا تو کبھی کا ختم ہو گیا ہوتا۔ کیا پاکستانی فوج کے ہیڈ کوارٹر، ایر فورس، نیوی، انٹیلی ایجنسیوں، پولیس، سیکورٹی اداروں، حتہ کہ پاکستان کے بازاروں، مسجدوں، امام بارگاہوں، چرچوں، بزرگوں کے مزاروں، اسکولوں اور عدلیہ کے وکیلوں، کون سی جگہ چھوڑی گئی ہے

جس پر حملہ نہ کیا گیا ہو۔ ان حالات میں ہماری بہادر فوج نے ضرب عضب شروع کیا ہوا ہے۔ جس کے ذریعے چن چن کر ایک ایک مقامی ایجنٹوں کو کیف کردار تک پہنچایا جا رہا ہے۔ کراچی میں ٹارگیٹڈ آپریشن کے ذریعے را کے مقامی ایجنٹوں، بھتہ خوری، ٹھپہ اور لینڈ مافیا، بوری بند لاشوں اور پاکستان مردہ باد کے نعرے لگانے والوں کو قانون کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ رینجرز نے کاروائی کر کے ان کے غیر قانونی دفتروں جن میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف سوچ بچار کرتے تھے مسمار کیا جا رہا ہے۔ رینجرز نے کراچی کی رونقیں بحال کر دی گئی۔ فوجی ذرائع کے مطابق ضرب عضب سے دہشت گروں کا نوے فی صد خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ پاکستان نے دہشت گردی کی اس لہر میں دنیا کے سب قوموں سے زیادہ نقصان برداشت کیا ہے۔ پوری دنیا نے ان اقدام کی تعریف کی ہے۔ مگر بھارت نے حسب عادت ان علاقوں کے لوگوں کو اکسانے کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ مقامی قوم پرستوں کے بیانات سے بھارت کی مدد ہو رہی ہے۔ کبھی کوئی قوم پرست فوج کی یجنسیوں کے خلاف بیان دیتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ خیبر پختونخواہ افغانستان کا حصہ تھا۔ کبھی کہتا ہے میں افغانی تھا ہوں اور رہوں گا۔ دوسرا قوم پرست کہتا ہے میں بھی افغانی تھا ہوں اور رہوں گا یہ بے وقت کی راگنی کیوں شروع کی گئی ہے؟ قائد اعظم نے ایک کے برزگ بلوچی گاندھی اور دوسرے کے سرحدی گاندھی کو تحریک پاکستان کے دوران شکست دی تھی۔ ضرورت تو اس امر کی تھی کہ یہ لوگ پاکستان کے گیت گاتے۔ یہ لوگ پاکستان بننے کے بعد پاکستان کا کھا رہے

ہیں اور گیت کہیں اور کے گاتے ہیں۔اس طرح یہ دشمن کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں جس پر فوج کے سپہ سالار نے بھی سیاسی حکومت کو خبردار کیا تھا۔ بین الاقوامی اور اور پاکستان کے اندرونی حالت سے فاہدہ اُٹھاتے ہوئے بھارت پاکستان پر حملے کی سوچ رہا ہے۔ اشہد ضرورت ہے کہ اس وقت پاکستان کے محب وطن سیاستدانوں کو اپنی اپنی حکومت خلاف تحریکوں کو وقتی طور پر روک کر ایک نکتے یعنی پاکستان بچانے کے نکتے پر جمع ہو جانا چاہیے۔ جیسے پشاور آرمی پبلک اسکول کے واقعہ پر سب قوم اکٹھی ہو گئی تھی۔پاکستان ہے تو ہمارے آپس کے اختلافات ہیں۔ پاکستان کی پارلیمنٹ اور سینیٹ کا مشترکہ اجلاس بلایا جائے۔ ٹی ای او آر کے لیے پارلیمنٹ کی ایک مشترکہ کمیٹی بنا کر وقتی طور اُس کے حوالے کر دیا جائے۔ آل پارٹی یعنی تمام سیاسی مذہبی پارٹیوں اور فوج کے نمائندوں کا اجلاس منعقد کیا جائے۔ اس میں بیٹھ کر بھارت کے اعلان جنگ کے توڑ کے لیے لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ بھارتی دھمکی اور قومی مفاہمت کی ضرورت جتنی آج ہے کبھی نہیں تھی۔ اللہ پاکستان کی حافظت فرمائے آمین۔

آل پارٹیز کانفرنس۔۔۔ نہتّے کشمیریوں پر بھاتی مظالم کی مذمّت

رابطہ فورم انٹر نیشنل کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس۔۔۔ نہتے کشمیریوں پر بھارتی مظالم کی مذمّت کے لیے زیر صدارت ، نصرت مرزا صاحب مشہور اینکر پرسن، دانشور، کالم نگار، تجزیہ نگار اور مسلم اتحاد کے داعی کی صدارت میں کراچی کے ایک مقامی ہوٹل میں مورخہ ۲۷ ستمبر ۲۰۱۶ء حسب پروگرام منعقد ہوئی۔ اس آل پارٹیز کانفرنس میں جماعت اسلامی سندھ کے امیر معراج الہدیٰ صدیقی صاحب، مسلم لیگ نون کے سیکرٹری جنرل کراچی ڈویژن خواجہ طارق نذیر صاحب، پیپلز پارٹی کے حبیب الدین جنیدی، تحریک انصاف آزاد جموں و کشمیر سندھ زون کے صدر سردار مقصود زمان، مسلم کانفرنس کے عبدالرشید ڈار، جمیعت علمائے پاکستان قاضی احمد نورانی، عوامی نیشنل پارٹی، میر نواز خان مروت ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان سمیت دیگر سیاسی مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں، دانشوروں،، صحافیوں اور سول سوسائٹی کے حضرات نے، بڑی تعداد میں شرکت کی۔سب سے پہلے نصرت مرزا صاحب نے کشمیر کی موجودہ تحریک آزادی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ جد وجہد مقامی ہے اس میں پاکستان کی مداخلت کا بھارتی واویلا بل لکل غلط ہے۔انھوں نے بیرونی دنیا کے کچھ حضرات کے کشمیر پر بیانات کو کانفرنس کے شرکاء کے سامنے رکھا اور ثابت کیا اب بھارت کشمیر پر تازہ مظالم کی وجہ سے تنہا ہوتا جا رہا ہے۔جب کشمیر

میں مظالم کی انتہا کر دی جائے تو اُڑی جیسے واقعات ہونا کوئی نئی بات نہیں۔ بھارت میں ۲۶ سے زائد علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں۔اب تو سکھ بھی بھارت سے آزادی ے لیے پاکستان سے مدد مانگ رہے ہیں۔ معراج الہدیٰ صدیقی ے نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہاکہ حکومت کو کشمیر میں بھارتی ظلم ستم اور موجودہ پوزیشن کو اجاگر کرنے اور وکالت کرنے کے بین الاقوامی فورم پر پہنچنے کی ضرورت ہے۔ کشمیریوں نے ایک مرتبہ پھر اپنی انگنت قربانیوں کی وجہ سے کشمیر کے مسئلہ کو زندہ کیا ہے۔آج تک کسی

بھی حکومت نے ملک کے مفاد کے لیے اپنی خارجہ پالیسی نہیں بنائی۔ بھارت جب پاکستان کو پانی بند کرنے کی دھمکی دیتا ہے تو جواب اسلام آباد سے چاہیے تھا لیکن ہمالیہ سے اونچی سمندروں سے گہری دوستی والے چین ، بھارت کو منہ توڑ جواب دے رہا ہے۔ کشمیری اپنے بچوں کے لاشیں اپنے کندھوں پر اُٹھانے کے لیے تیار ہیں لیکن اپنے حق سے ایک اینچ بھی ہٹنے کے لیے تیار نہیں۔ان کی اس جدوجہد کو سلام پیش کرتا ہوں۔انہوں نے کہا کہ پاکستان سے بیرون دنیاجانے والے ۲۲ رکنی وفد میں ایسے لوگ بھی شامل کیاجائے جو کشمیر کے بارے میں جانتے ہوں۔ کشمیر مسئلہ پر سیر سپاٹا کرنے کے بجائے حکومت کو ڈٹ کر کشمیر پر موقف اختیار کرنا چاہیے۔ہم تحریک آزادی کشمیر کی کھل کر حمایت کرتے ہیں ان کی جد وجہد اقوام متحدہ کے آزادی کے چارٹر کے عین مطابق ہے۔ بھارت کشمیر سے اپنی مسلح افواج واپس بلائے۔برہان مظفر وانی کی شہادت اور کشمیریوں کے

۸۰ء روز سے زیادہ رد عمل نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشمیریوں نے پاکستان میں شمولیت کے لیے اپنی رائے دے دی ہے۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر اب پاکستان کا حصہ ہے۔ مسلم لیگ نون کے خواجہ طارق نذیر صاحب نے کہا کہ پاکستان کے وزیر اعظم جناب نواز شریف نے اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلہ کو اجاگر کیا ایسے اس سے قبل کسی نے نہیں کیا۔ جے یو آئی کے رہنما قاضی احمد نوارانی کا کہا تھا کہ حکومت اور انسان دوست تنظیمیں کشمیر کے مظالم کی حمایت میں آواز بلند کریں اور بھارتی حکومت پر دباؤ ڈال کر نہتے کشمیریوں پر ظلم ستم رکوائیں۔ نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما نے کہا کہ موجودہ آزاد کشمیر کو آزاد کرانے میں قبائیلیوں نے کشمیریوں کا ساتھ دیا تھا۔ اب بھی ہم کشمیر کی آزادی کی مہم میں برابر کے شریک ہیں۔ میر نواز مروت صاحب نے تاریخی خوالہ جات دے کر ثابت کیا کہ کشمیر کسی بھی دور میں ہندوستان کا حصہ نہیں رہی ہے۔ مقررین نے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ بھارت جیسے غیر ذمے دار ملک کو ایٹمی سپلائرز گروپ کی ممبر شپ نہ دی جائے نہ ہی ایٹمی ملک تسلیم کیا جائے۔ بھارت فوراً حریت کانفرنس کے رہنماؤں کو رہا کرے۔ کشمیر سے کرفیو ہٹایا جائے۔ امدادی سامان پہنچانے کے لیے دنیا کی تمام انسان دوست تنظیموں کے ساتھ مل کر اجلاس بلایا جائے۔ کانفرنس میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ بھارت دنیا کے تمام ملکوں کے صحافیوں کو کشمیر جانے کی اجازت دے اور وہاں سے خبریں ارسال کرنے کی اجازت دے۔ بھارت کی آبی جارحیت کی کوشش نہ کرے جس سے سنگین نتائج بر

آمند ہوگے۔ آخر میں نصرت مرزا صاحب تمام شرکاء کانفرنس کی اجازت سے ایک قرادا منظوری کے لیے کانفرنس میں پیش کی جس کو سب نے ہاتھ اُٹھا کر منظور کیا۔اس قراردادا میں کہاگیا کہ پاکستان کی سیاسی پارٹیوں، دانشوروں، اور صحافیوں کا یہ آل پارٹی کافرنس کا اجلاس بھارتی مقبوضہ کشمیر کی جد وجہد آزادی کی تحریک کی مکمل حمایت کرتا ہے کیونکہ وہ جائز اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے عین مطابق ہے۔ یہ اجلاس بھارتی مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فورسز کے نہتے کشمیریوں پر ظلم وستم کی شدید مذمت کرتا ہے۔ یہ اجلاس بھارتی جنگی جنون کی بھی مذہمت کرتا ہے اور اس بات کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کی حفاظت کے لیے سب پاکستان کے ساتھ ہیں۔ یہ اجلاس بھارت پر واضح کرنا چاہتا کہ پاکستان بھرپور ایٹمی صلاحیت کا حامل ملک ہے اس لیے وہ برصغیر پاک وہند کو ایٹمی جنگ کا میدان بنانے کی کو کوشش نہ کرے۔ یہ اجلاس یہ بھی مطالبہ کرتا کہ اُڑی حملہ پر پاکستان پر الزامات لگانا بند کرے اور اس واقعہ کی تحقیقات کرانے کے لیے غیر جانبدار عالمی کمیشن بنایا جائے۔ یہ اجلاس مطابہ کرتا ہے کہ بھارت جیسے غیر ذمہ دار ملک کو ایٹمی سپلائرز گروپ کی ممبر شپ نہ دی جائے اور نہ ہی اُسے ایٹمی ملک تسلیم کیا جائے۔ یہ اجلاس انسانیت کے ناتے کرہ ارض کے تمام انسانوں، حکومت اور انسان دوست تنظیموں سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیر کے مظلوم عوام کی حمایت میں آواز بلند کریں اور بھارتی حکومت پر دباؤ ڈال کر نہتے کشمیریوں پر ظلم وستم رکوائیں۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ

بھارت مقبوضہ کشمیر سے اپنی مسلح افواج واپس بلائے۔برہان مظفر وانی کی شہادت اور کشمیریوں کے ۸۰ روزہ رد عمل ے یہ ثابت کر دیا کیہ کشمیریوں نے پاکستان میں شمولیت کے لیے اپنی رائے دی دی ہے کہ بھارتی مقبوضہ کشمیر اب پاکستان کا حصہ ہے۔یہ اجلاس حریت کانفرنس کے رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہے۔کشمیر سے کرفیو فوراً ہٹایا جائے۔امدادی سامان کشمیریوں تک پہنچانے کے لیے دنیا کی انسان دوست تنظیموں کو اجازت دی جائے۔پیلٹ گن سے سیکڑوں کشمیریوں کواندھا کر دیا گیا ہے ان تک ڈاکٹروں کو رسائی دی جائے۔صحافیوں کو بھارتی مقبوضہ کشمیر جانے اور خبریں ارسال کرنے کی اجازت دی جائے۔یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بھارت آبی جارحیت کی کوشش نہ کرے اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے اور جنگ چھڑ جائے گی۔اس قرارداد کے منظور ہونے کے بعد اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔آخر میں شرکاء کی چائے بکٹ سے تواضع کی گئی۔

عمران خان کی ضد؟ پارلیمنٹ کا مشترکا اجلاس

عمران خان نے پارلیمنٹ کے مشترکا اجلاس، جس میں کشمیریوں سے یکجہتی کی ممکنہ قرارداد پاس ہونی ہے، میں جانے سے پریس کانفرنس کرکے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا ہے۔ جب کہ ایک دن پہلے آل پارٹی کانفرنس میں شرکت کرکے کشمیریوں کے ساتھ سب نے حکومت کا ساتھ دیا ہے۔ شیخ رشید صاحب نے کہا تھا کہ عمران خان آل پارٹی کانفرنس میں بھی جانے سے انکاری تھے مگر پارٹی کے لوگوں کے اصرار پر شاہ محمود قریشی صاحب کو شرکت کی اجازت دی تھی۔ عمران خان کا کہنا ہے میں نواز شریف کو وزیر اعظم نہیں مانتا وہ ایک کرپٹ شخص ہے۔ میں ایک کرپٹ شخص کی بلائی گئی کسی بھی کانفرنس اور مشترکا پارلیمنٹ کے اجلاس میں شرکت کرکے اس کے ہاتھ مضبوط نہیں کرنا چاہتا۔ وہ کشمیر کی آڑ میں پاناما میں بیان کیے گئے الزامات سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نواز شریف کی مورل اتھارٹی ختم ہو چکی ہے۔ کشمیر پر آل پارٹی میں قرارداد پاس ہو گئی وہ ہی کافی ہے۔ میں نے مودی کو رائے ونڈ کے جلسہ میں ٹھیک ٹھاک جواب دے دیا ہے۔ عمران خان کا مطالبہ ہے کہ وزیر اعظم محرم تک اپنے آپ کو اپوزیشن کے ٹی ای او آر کے تحت تحقیق کے لیے پیش کر دے اور نون لیگ کے کسی بھی فرد کو وزیر اعظم بنا دیں ورنہ میں ۳۰ اکتوبر کو اسلام آباد بند کر دیں گا۔ آل پارٹی کانفرنس میں تحریک انصاف کے شاہ

محمود قریشی صاحب نے بھی شرکت کی تھی اور مشترکا قرارداد پاس کرانے میں بھرپور شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس میں سرجیکل اسٹرائیک کو بھارت کا ایک ڈرمہ قرار دے دیا گیا ہے۔ عمران خان کے پارلیمنٹ میں عدم شرکت کے فیصلہ پر سیاسی حلقے اعتراض کر رہے ہیں۔ نیشنل سیکورٹی کونسل جس میں فوج اور سارے صوبوں، اور گلگت بلتستان کے سربراؤں نے شرکت کی۔ کشمیر میں مظالم بند کرنے اور کشمیریوں کو ان کا حق خودارادیت دینے کا مطالبہ دوھرایا گیا تھا۔ اس میں بھی بھارت کے خلاف تیاری کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ منگل کو قومی سلامتی کمیٹی کا اجلاس بھی منعقد ہوا۔ اس میں کہا گیا کہ بھارت کی گیڈر بھبھکیوں میں نہیں آئیں گے۔ ملک کا دفاع ہر قیمت پر یقینی بنایا جائے گا۔ خطے میں امن کے لیے دہلی مسئلہ کشمیر حل کرے۔ اس نازک موقعہ پر سرحدی گاندھی کے پوتے اسفندیار خان صاحب جو آل پارٹی کانفرنس میں تو شریک نہیں ہوئے صرف اپنا نمایندہ بھیجا تھا نے ایک پروگرام میں کہا کہ وزیر اعظم بتائیں کیا ہم غلام ہیں۔ مولانا فضل الرحمان صاحب جو کشمیر کمیٹی کے چیئرمین ہیں جن کو اس وقت کشمیر میں مظالم پر بھرپور بات کرنے چاہیے تھی، نے قومی اسمبلی میں بیان دیا کہا ہم کشمیر میں مظالم کی بات کرتے ہیں جب کہ فاٹا میں اس سے زیادہ مظالم ہو رہے ہیں۔ لائن آف کنٹرول اور دیورنڈ لائن میں کوئی فرق نہیں۔ یہی بات بھارت کے دہشت گرد وزیر اعظم بھی پاکستان سے کہتے ہیں کہ فاٹا میں پاکستان مظالم کر رہا ہے۔ اس پر جب لوگوں نے گرفت کی تو مولانا کی حمایت میں نواز شریف

صاحب کے فرنٹ مین طلال چوہدری صاحب نے کہا کہ کسی کو غدار کہنے کی ضرورت نہیں کوئی بھی مقدس گائے نہیں ان کا اشارہ پاک فوج کی طرف تھا۔اس سے قبل بلوچستان میں وکیلوں پر خود کش حملے کے وقت جس کا پاکستان کے وزیر داخلہ، بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اور وزیر داخلہ نے الزام بھارت پر لگایا گیا تھا۔ اس پر بلوچی گاندھی کے بیٹے محمود خان اچکزئی صاحب نے بھارت کا نام لینے کے بجائے اپنی ہی فوج پر نا اہلی کا الزام لگایا تھا۔ جبکہ وہ نواز حکومت کا حصہ بھی ہے جس کو مولانا فضل الرحمان نے تائید کی تھی۔ جبکہ پورا پاکستان جانتا ہے کہ پاک فوج نے ضرب عضب کے آپریشن کے تحت ۹۰ فی صد سے زیادہ دہشت [illegible] کلیئر کروالیا ہے۔ لوگ اپنے گھروں کو جارہے ہیں۔ کراچی میں ٹارگیٹڈ آپریشن کر کراچی کی روشنیاں پھر سے بحال کر دیں ہیں جس کی قومی اور بین الاقوامی طور پر تعریف کی گئی ہے۔ ایسے میں فوج پر نا اہلی کا الزام لگا کر کس کے ہاتھ مضبوط کیے جارہے ہیں۔ فوج نے ان بیانات پر گرفت کی تھی۔اب بھی کہا جارہا ہے کہ خارجہ پالیسی اسٹبلشمنٹ بناتی ہے۔ دوسری طرف اپنی کھپت مٹانے کے لیے بھارت کے وزیر اعظم کی ہدایت پر بھارت کے سیکورٹی کے مشیر اجیت ددول نے پاکستان کے سیکورٹی مشیر جنجوعہ صاحب سے فون پر بات کی اور کہا کہ دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی کو کم کرنا چاہیے۔ مگر دوسری طرف لائن آف کنٹرول پر آج بھی بلاجواز فائرنگ کی گئی جس سے بھارت کی منافقت سامنے نظر آ رہی ہے۔ بھارت نے سوچا تھا کہ سرجیکل

اسٹرائیک کے بعد معاملہ ٹھنڈا پڑ ھ جائے گا مگر پاکستان کی فوج نے بروقت جوابی کاروائی کرکے بھارت کے آٹھ سے دس فوجیوں کو مار دیا اور ان کے فوٹو بھی جاری کر دیے۔ جبکہ بھارت کا دعوی کہ اُس نے سرجیکل اسٹرائیک کرکے پاکستان تیس فوجیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ بھارت کے سرجیکل اسٹرائیک کے جھوٹ پر اس کے اپنے سیاسی لوگ ثبوت مانگ رہے ہیں۔ مگر بھارت یہ پیش نہیں کر سکا۔ پاک فوج کے مطابق بھارت نے چار مقامات پر لائن آف کنٹرول پر اپنی سائڈ سے پاکستانی علاقہ پر فائرنگ کی تھی جس میں پاکستان کے دو فوجی شہید ہوئے تھے۔ بھارت کا ایک فوجی سرحد پار کرکے پاکستانی علاقے میں گھس آیا جس کو پاک فوج کے نوجونوں نے گرفتار کر لیا اور اس کی فوٹو بھی جاری کر دی۔ پاک فوج نے ملکی اور بین الاقوامی صحافیوں کو اس جگہ کا دورا کرایا جہاں بھارت کا کہنا ہے کہ سرجیکل اسٹرائیک کی گئی۔ مگر صحافیوں کو اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ بین الاقوامی طور پر بھی بھارت جھوٹا ثابت ہو گیا ہے۔ نواز حکومت کے کل وقتی وزیر خارجہ مقرر نہ کرنے پر بھی تنقید کی جارہی ہے۔ وزیر دفاع بھی حادثاتی طور پر بنا تھا۔ سپریم کورٹ نے نواز شریف کو عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیا تھا تو خواجہ آصف صاحب کو راتوں رات وزیر دفاع بنا دیا تھا تاکہ وہ سپریم کورٹ میں پیش ہو جائیں۔ صاحبو! ملک کے یہ حالت ہیں اور ذرائع کہہ رہے ہیں ایسے میں عمران خان صاحب کو نواز شریف صاحب سے سارے اختلافات ایک طرف رکھ کر پارلیمنٹ میں شریک ہونا چاہیے تاکہ کشمیریوں کو پاکستان کی طرف سے

مضبوط پیغام جائے۔ اس کے بعد عمران خان اپنے احتجاج کو جاری رکھ سکتے ہیں۔ ذرائع کہتے ہیں ایک طرف کشمیریوں نے کشمیر کو بھارت کے مظالم کے خلاف بند کیا ہوا اور عمران خان اسلام آباد کو ۳۰ اکتوبر کو بند کرکے کشمیریوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ عمران خان صاحب کو اپنی ضد پر نظرثانی کرنی چاہیے اور پارلیمنٹ کے مشترکا اجلاس میں شرکت کرکے کشمیریوں کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہییں۔ اللہ پاکستان کی حفاظت کرے آمین۔

کرپشن ایک کینسر

جس طرح کینسر اندر ہی اندر انسانی جسم کو کھا جاتا ہے اسی طرح ملکوں کے جسم کو بھی کرپشن اندر ہی اندر کھا جاتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ ملک کمزور ہوتا جاتا ہے۔ پھر قرض دینے والوں اداروں سے قرض لیا جاتا ہے۔ اس میں کرپشن کی جاتی ہے۔ بیرونی قرضوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ملک دیوالیہ ہو جاتے ہیں۔ کرپشن جب اوپر سے یعنی حکمرانوں میں زیادہ ہو جائے تو حکمران طبقہ کے لوگ امیر سے امر ترین ہو جاتے، ہیں اور عوام غریب سے غریب ترین ہو جاتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی معاملہ پاکستان کے ساتھ بھی ہے۔ حکمرانوں نے اپنی پوزشن سے فاہدہ اُٹھاتے ہوئے کرپشن کے پیسے سے اپنے لئے محل تعمیر کرائے۔ کہیں سرے محل اور کہیں جاتی امرا کے محل۔ کرپشن کا پیسا ملک میں رکھنے کے بجائے بیرون ملکوں میں رکھا جاتا ہے۔ بیرون ملکوں میں اپنے بچوں کو تعلیم دلائی جاتی ہے۔ غریب عوام بغیر چھت کے اسکولوں میں ٹاٹ پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مرحوم بے نظیر صاحبہ نے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ ملک میں سرمایا محفوظ نہیں ہوتا اس لے لوگ بیرون ملک سرمایا رکھتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ کون سا فارمولہ ہے کہ حکمران اپنا وہ بھی کرپشن کا پیسا تو باہر ملکوں میں رکھیں اور بیرون ملکوں کے سرمایا داروں سے اپیلیں کرتے پھریں کہ وہ پاکستان میں سرمایا کاری کریں؟ اگر پاکستان میں دو

حکمران پارٹیوں کے حکمرانوں کی کرپشن سے بنائے گئے محلوں اور بیرون ملک سرمایا کی بات کی جائے تو پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ کس طرح کرپشن کے پیسے سے سرے محل تعمیر کیا گیا۔ سوئس بنکوں میں کرپشن کا پیسہ محفوظ کیا گیا۔ اور ایک وقت آیا کہ ملک کا صدر مسٹر ٹین پرسنٹ سے مسٹر ہینڈرینڈ پرسنٹ کے لقب سے نوازا گیا۔ اقتدار میں رہ کر استثنیٰ کے قانون سے فاہدہ اُٹھایا گیا۔ مگر کسی نے بھی پاکستان کی سپریم کورٹ میں یہ ریفرنس دائر نہیں کیا کہ ملک کا سربراہ اگر ملک کا پیسہ کرپشن کے ذریعے لوٹ لے تو کیسا استثنیٰ ؟اس وقت کی اپوزیشن نے گلے پھاڑ پھاڑ کر عوام سے اس وعدے پر ووٹ لیے تھے کہ پیٹ پھاڑ کر عوام کا لوٹا ہوا پیسا واپس ملکی خزانے میں داخل کرایا جائے گا۔ مگر جب ایسے وعدے کرنے والے اقتدار میں آئے تو اپنے وعدوں کو بھول گئے بلکہ ایک دوسرے سے ایسی مفاہمت کا معاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کو نہیں چھیڑیں گے اور اپنی اپنی اقتدار کی ٹرم پوری کرتے رہیں گے۔ دوسری حکمران پارٹی کے سربراہ نے جاتی امرا میں اپنا محل تعمیر کیا اور اسے وزیر اعظم ہاؤس کا درجہ دے کر غریب عوام کے پیسے سے اس کی دیواریں اورارد گرد کی سڑکیں تعمیر کروائیں۔ وزیر اعظم صاحب کا بھائی، پنجاب کا وزیر اعلیٰ کہتا ہے کہ میرا باپ ایک غریب کسان تھا۔ پھر کیسے لوہے کی ایک بھٹی سے ترقی کرتے کرتے اسٹیل مل بنی اور پھر ۲۹ فیکٹریاں وجود میں آ گئیں۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کی پاکستان اسٹیل مل تو چل کے نہیں دے رہی اور ملک کے وزیر اعظم کی اسٹیل مل پہلے دہی

اور پھر سعودی عرب میں کامیابی سے چلی اور اس کی فروخت سے لندن کے مہنگے علاقے میں مہنگے فلیٹس خریدے گئے۔ ان حالات میں پاکستان کی کرپشن سے پاک سیاسی پارٹی جماعت اسلامی نے ملک میں کرپشن کے خلاف عوام کو تیار کرنے اور حکمرانوں سے لوٹا ہوا پیسا واپس عوام کے خزانے میں جمع کروانے کے وعدے پر مہم شروع کی۔ حکمرانوں کے کی کرپشن کے خلاف شہروں شہر ریلیاں نکالی گئی۔ جلسے کیے گئے۔ سیمنارز منعقد کئے گئے جس میں ماہر معاشیات سے کرپشن پر تجزیے پیش کیے گئے۔ عوام کی بیداری کے لیے کرپشن کے خلاف خیبر سے کراچی تک ٹرین مارچ کیا گیا۔ پھر ووٹوں کے حساب سے ملک کی دوسری بڑی سیاسی پارٹی تحریک انصاف کے چیئر مین عمران خان صاحب نے کرپشن کو بے نقاب کرنے اور حکمرانوں کو احتساب کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنے کے لیے ملک گیر تحریک شروع کی۔ اس دوران پاناما لیکس جو دنیا کے مشہور جرنلسٹوں نے محنت کر کے تیار کی دنیا کے کئی لوگوں کی آف شور کمپنیوں میں انوسٹمنٹ کی تفصیل جاری کی۔ بیرون ملکوں کے حکمرانوں نے اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کیا۔ مگر ہمارے وزیر اعظم صاحب نے بھی دو دفعہ ملکی ٹیلیویژن اور ایک مرتبہ قومی اسمبلی میں اپنی صفائی پیش کی اور اپنے آپ اور اپنے بچوں کو احتساب کے لیے پیش ہونے کا کہا۔ سپریم کورٹ کو خط لکھا کہ وہ ملکی قانون کے مطابق ان کا احتساب کیا جائے۔ سپریم کورٹ نے کہا کہ ۱۹۶۵ء کے ملکی قانون کے تحت احتساب نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے پارلیمنٹ نیا قانون بنائے تا کہ شفاف احتساب ہو سکے۔ اپوزیشن سے

درجنوں میٹنگز ہوئی، چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا مگر حکومت سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق قانون نہ بنا سکی۔ ۳۰ ستمبر کو فیصل آباد میں جماعت اسلامی اور رائے ونڈ میں تحریک انصاف نے جلسے کیے۔ تحریک انصاف نے ملک بھر سے لوگ جمع کیے تھے جس وجہ سے ان کا ملکی تاریخ میں سب سے بڑا جلسہ ہوا۔ ادھر بھارت نے کشمیر میں جاری نئی انتفادہ کو کچلنے کے لیے مظالم کی انتہا کر دی سوا سو سے زائد کشمیریوں کو شہید کر دیا سیکڑوں کو چھرے والی بندوق سے اندھا کر دیا۔ آسیہ اندرابی اور کشمیری لیڈر شپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ مظالم کے خلاف جب اُڑی کیمپ پر حملہ ہوا تو اس کا الزام بغیر تحقیق کے حسب عادت پاکستان پر لگا دیا گیا۔ اور بدلہ لیتے ہوئے لین آف کنٹرول پر چار جگہ نام نہاد سرجیکل اسٹرائیک کی بات کی۔ جب کہ صرف لین آف کنٹرول پر فائرنگ کی گئی جس میں پاکستان کے دو فوجی شہید ہوئے۔ اس کے مقابلے میں بھارت کی چار چوکیوں تباہ کی گئیں اور آٹھ سے دس فوجی مار دیے گئے۔ یہ تفصیل بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ملک میں دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری ہے۔ ۳۰ اکتوبر کو اسلام آباد بند کرنے کی عمران خان کی دھمکی ابھی بھی موجود ہے۔ تین ماہ سے بھارت نے کشمیریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیے ہیں۔ حکمرانوں پر الزام لگ رہے ہیں کہ وہ کشمیر کے مظالم کی آڑ میں کرپشن سے بچنا چاہتے ہیں۔ عمران خان کہتے کہ اسی وجہ سے پارلیمنٹ کے اجلاس میں شرکت نہیں کی۔ ملک کو کرپشن کے بحران سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی سب سیاسی پارٹیاں کرپشن کے معاملے میں یک

جان ہیں۔ اس لیے وزیر اعظم صاحب سینیٹ میں پیش کردہ اپوزیشن کے ٹی اور آرز کو قومی اسمبلی میں پیش کرکے منظور کر لیے جائیں اور قانون سازی کرے تاکہ سپریم کورٹ نئے قانون کے تحت کرپشن کی تحقیق کرکے تحت اپنے آپ کو پیش کردیں۔ اگر ایسا نہیں ہوتا اور حکمران پہلے کی طرح ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں تو سپریم کورٹ اس اہم قومی معاملے میں از خود نوٹس لے کر پاکستان کو کرپشن کے کینسر سے نکالے تاکہ قوم یک جان ہو کر بھارت کو جنگ کی دھمکی کا مناسب جواب دے سکے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔

پیپلز پارٹی کا خطرناک یوٹرن؟

سیاست دان بھی عجیب شے ہوتے ہیں۔ جس بات کو چاہیں ایک وقت میں صحیح کہیں پھر اسی بات کو غلط ثابت کر دیں۔ یہ فن اکثر سیاست دانوں میں ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔ پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین اور سابق صدر زرداری صاحب کی یہ بات میڈیا میں خوب پھیلی تھی کہ وعدہ کچھ قرآن اور حدیث تو نہیں ہوتا۔ ان کے صاحب زادے بلاول زرداری صاحب چند دن پہلے آزاد کشمیر کے الیکشن کے دوران اپنے مد مقابل نواز شریف صاحب کو یہ کہہ کر للکارتے رہے جو مودی کا یار ہے وہ غدر اد غدرار ہے۔ پھر مشترکا پارلیمنٹ کے حالیہ اجلاس میں ان کے ممبران پارلیمنٹ کورس کے انداز میں یہی بات، جو مودی کا یار ہے وہ غدار غدار ہے کے نعرے لگاتے رہے اور پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری صاحب مہمانوں کی گیلری میں بیٹھے یہ نعرے سنتے رہے۔ جہاں تک فاشسٹ جماعت متحدہ قومی موومنٹ کا معاملہ ہے تو سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے جس نے صوبائی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد پاس کی جس میں ۲۲ء تاریخ کی الطاف حسین کی تقریر کے جواب میں جسے خود ایم کیو ایم نے اور پیپلز پارٹی نے غدار کی قرارداد پیش کی اور مرکزی حکومت سے اس پر کاروائی کے بھی مطالبہ کیا ہے۔ اب پھر ایک دم کیا ہوا کہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری صاحب نے پریس کانفرنس کرکے بیان دیا کہ میں نے کبھی بھی نواز شریف صاحب کو

غدار نہیں کہا اور انکل الطاف حسین تو ایک حقیت ہیں میں نے اُن کو بھی کبھی غدار نہیں کہا۔ یہ یوٹرن زردادری صاحب کے تازہ احکامات کا شاخسانہ ہے کہ یہ باتین ان کے کہنے پر سیاسی جماعتوں میں سفارتکاری اور ہر دور میں اقتدار میں رہنے والے لوگوں کی پارٹنر شپ میں کام کرنے والے مولانا فضل الرحمان صاحب امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے ساتھ ایک پریس کانفرنس سے قبل زرداری صاحب کے پیغام بھی پہنچایا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ اس کو لوگ کوئی سازش نہ سمجھیں۔ لوگوں کی سمجھ پر کوئی پابندی تو نہیں لگا سکتا۔ لوگ خود ہی اندازے لگا لیتے ہیں کہ اب سیاست دان کیا کرنے جا رہے ہیں۔ زرداری صاحب نے رینجرز کے ہاتھوں سندھ میں پیپلز پارٹی کے لوگوں کو پکڑنے پر فوج کے مخالف بیان، جس میں اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا ذکر تھا۔ جس پر بعد میں کئی بار تردید بھی کر دی تھی۔ اس بیان پر گرفت کے خوف سے خود بخود باہر بھی چلے گئے تھے۔ بعد میں اپنے دست راست اور موجودہ سینیٹر ملک عبدالرحمان صاحب کے اور بھی مختلف ذرائع سے فوج سے صلح صفائی کی کوشش کی جو ناکام ہوئی۔ اب سپہ سالار نے چند ہفتوں میں تبدیل ہونا ہے تو زرداری صاحب نے مفاہمت کی پرانی فائل کھول دی ہے اور نواز شریف صاحب کے ساتھ اندرون خانہ بات چیت کرکے بلاول زردادری صاحب سے تازہ بیان دلوایا ہے۔ اب دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ جہاں تک نواز شریف صاحب کا معاملہ تو ٹھیک ہے مگر جس شخص نے ساری عمر ملک سے پے در پے غداری کی۔ جس سے اس کے اپنے بیزار ہو

گئے۔ جس کے اپنے قومی و صوبائی اور سینیٹ کے ممبران نے بیزاری اور غداری کی قرار دادیں پیش کی ہیں۔اور الطاف حسین کی احکامات نہ اس کے سابقہ چاہنے والے اور نہ ہی قومی، صوبائی اور سینیٹ کے ممبران مان رہے ہیں۔اس معاملے میں ذرائع سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اس کے پیچھے کیا ہے۔ کون مردہ گھوڑے میں پھر سے جان ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تجزیہ نگار یہ سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ زرداری صاحب امریکا کے کانگریس ممبران سے ملاقاتیں کر رہے ہیں شاید مفاہمت کا تازہ یوٹرن اشارہ وہیں سے ملا ہے۔ صاحبو! یہ مکافات عمل ہے۔جس طرح الطاف حسین نے کراچی میں ہزاروں بے گناہ لوگوں قتل کروایا۔ درجنوں مزدور پیشہ بے گناہوں کی لاشیں ملک کے مختلف کے ہر علاقے میں بھیجی گئیں۔ کتنی مائیاں، بہنیں بیٹیاں اور بیویاں سوگوار ہوئی ہو گیں۔ کیا ان کی آہوں اور سسکیوں کی کسی نے قدر کی تھی۔ سیاست دان اپنی سیاست بچانے کے لیے الطاف حسین کے مظالم پر پردہ ڈالتے رہے بلکہ اس کی ہاں میں ہاں ملاتیر ہے۔ خاص کر ۳۵ سال سے اقتدار میں رہنے والے نواز شریف صاحب اور اسی طرح پیپلز پارٹی نے الطاف حسین کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔ کہتے ہیں اللہ کی ہاں دیر تو ہو سکتی ہے مگر اندھیر نہیں ہو سکتا۔جس فوج نے ایم کیو ایم کو اپنے وقتی مقاصد کے لیے بنایا تھا اسی فوج کے ہاتھوں سے اللہ نے ایم کیو ایم کے خاتمے کے اسباب بھی پیدا کر دیے ہیں۔ اللہ نے الطاف حسین کے منہ سے پاکستان کے خلاف زہر اگلوایا اور پھر جس طرح ایک دن پہلے الطاف حسین کی تقریر سن کر

جی بھائی جی بھائی کی پرانی رٹ لگا رہے تھے فاروق ستار صاحب اور ایم کیو ایم کے دوسرے لیڈر رینجرز کے پاس ایک رات رہنے کے بعد ایک دم ربوٹ کی طرح بدل گئے۔ جہاں الطاف حسین کے پاکستان مردہ باد کے نعروں کے جواب میں مردہ باد کے نعرے لگ رہے تھے وہاں پاکستان زندہ باد کے نعرے لگنے لگے۔ پورے پاکستان کے لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ ایم کیو ایم پاکستان نے ایم کیو ایم لندن سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا۔ فاروق ستار نے ایم کیو ایم لندن کے کنوینر کو ختم کر کے ایم کیو ایم پاکستان کے خود کنوینر بن گئے۔ لندن اور پاکستان کی ایم کیو ایم میں الفاظ کی جنگ چلی۔ بلا آخر الطاف حسین نے ڈیڑھ گھنٹے پر مشتمل ویڈیو خطاب میں اپنے حامیوں کو خطاب کے دوران فاروق ستار سے دور رہنے کا کہا اور قومی، صوبائی اور سینیٹ کے ممبران کو الطاف حسین کے نام سے ملنے والی سیٹیں چھوڑنے کا کہا مگر کسی نے نہیں سنی۔ صرف کراچی اور حیدر آباد میں نامعلوم کارکنوں نے دیواروں چھپ چھپا کر الطاف حسین کے حق اور فاروق ستار کے خلاف چاکنگ کی۔ وہ رے اللہ تیری قدرت جس الطاف حسین کے ایک حکم پر ایم کیو ایم کے سیکڑوں اسلحہ بردار دہشت گرد ایک دن پہلے ہی دہشت پھیلا دیتے تھے درجنوں گھاڑیاں جلا دیتے تھے اور سارا کراچی شہر بند ہو جاتا تھا اب کوئی ایک پتہ بھی نہیں ہلتا۔ ہاں عزیز آباد ۹۰ کے قریب کے ایک خالی گھر کے [illegible] خصوصی طور پر بنائے گئے انڈر گراؤنڈ ٹینگ میں سے پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا ناجائز اور ممنوع اسلحہ کا بڑا ذخیرہ کراچی کی پولیس نے پکڑا۔

پولس اور رینجرز کے مطابق یہ اسلحہ جنگ کے دوران استعمال ہوتا ہے۔ شاید یہ خانہ جنگی کے لیے سنبھال کر رکھا گیا تھا۔ ان حالات میں فاشسٹ ایم کیو ایم کے سابق سربراہ کو غداری اور دہشت گردی کے الزام سے بری الزمہ قرار دے کر اسے انکل کہنا کسی بڑی سازش کا پیش خیمہ نظر آ رہا ہے۔ مگر ایک بات طے ہو چکی ہے کہ الطاف حسین کا چیپٹر ختم ہو چکا ہے۔ نظر آتا ہے کہ ایسے بیان دے کر پیپلز پارٹی نے اپنے ووٹروں سے دوری کے اسباب پیدا کر دیے ہیں۔ پیپلز پارٹی پہلے ہی سکڑ کر سندھ تک محدود ہو گئی تھی۔ اب پیپلز پارٹی نے پورے پاکستان میں عوام سے راستے جدا کر لیے ہیں۔ لگتا ہے پیپلز پارٹی نے خطرناک یوٹرن لے کر اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مارنے کی غلطی کی ہے۔ اس کے نتائج کا انتظار کرتے ہیں۔

مسلم لیگ نون کی مجلس آملہ کا تین سال بعد اجلاس

وزیر اعظم پاکستان نواز شریف صاحب کے متعلق یہ بات عام ہے کہ وہ ملکی معاملات میں انتہائی ہی دھیمی چال چلتے ہیں۔ ملکی معاملات میں ضرورت سے زیادہ دھیمی چال سے ملکی نقصان ہوتا ہے۔ پاناما لیکس کی ہی مثال لے سکتے ہیں آج چھ ماہ سے زیادہ وقت گزر چکا ہے مگر اس پر کوئی پیش رفعت نہیں ہوئی جبکہ نواز شریف صاحب نے خود الیکٹرونک میڈیا پر دو دفعہ قوم سے خطاب کرکے کہا تھا کہ پاناما لیکس میں میری فیملی کا نام آیا ہے میں اس میں اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرتا ہوں۔ پھر اس کا اعادہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں بھی کیا تھا۔ حکومت کی طرف سے سپریم کورٹ کو تحقیقات کے خط کے جواب میں سپریم کورٹ کے حکم جس میں کہا گیا تھا کہ نیا قانون بنایا جائے جس کے تحت پاناما لیکس کے تحت لگائے الزامات پر انصاف کیا جائے، ۱۹۶۵ء کے قانون سے پاناما لیکس کے الزمات پر انصاف کرنا ناممکن ہے۔ مگر حکومت اب تک ٹال مٹول کر رہی ہے۔ کیا یہ بھی نواز شریف کی دھیمی رفتار کا شاخسانہ ہے یا یہ حکمت عملی ہے کہ وقت گزنے کے بعد لوگ اس مسئلے کو بھول جائیں گے۔ مگر اپوزیشن خاص کر ملک کی ووٹوں کے حساب سے دوسری بڑی پارٹی کے سربراہ عمران خان صاحب اس مسئلہ کو تازہ رکھے ہوئے ہیں۔ پہلے رائے ونڈ میں پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جلسہ کیا۔ اب ۳۰ اکتوبر کو پاکستان کے

دار الخلافہ اسلام آباد کو بند کر دینے کی کال دے رکھی ہے۔ عمران خان کا کہنا کہ نواز شریف اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کر دیں یا استعفیٰ دے دیں اور مسلم لیگ نون کے کسی دوسرے شخص کو پاکستان کا وزیر اعظم بنا دیا دیں۔ایک نجی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے عمران خان نے کہا کہ ۳۰ اکتوبر کا دھرنا پلس ہو گا۔ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کے حالیہ کردار کے متعلق جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مولانا ایک شاطر سیاست دان ہیں جبکہ میں ایک سیدھا سادھا سا سیاست دان ہوں۔ دھیمی چال کی تازہ مثال مسلم لیگ نون کی مرکزی مجلس عاملہ کا تین سال بعد اجلاس کا ہونا ہے۔اس پر بھی ذرائع کہتے ہیں کہ عمران خان کے ۳۰ اکتوبر کو پاکستان کے دار الخلافہ اسلام آباد کو بند کرنے کی دھمکی پر حمایت حاصل کرنے کی کوشش ہو سکتی ہے۔ کیا ایک ملک کے وزیر اعظم کا اپنی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس تین سال بعد اجلاس منعقد کرنا کسی طرح بھی صحیح کارکردگی کے زمرے میں آتا ہے یا اپوزیشن کا یہ کہنا کہ نواز شریف صاحب کا ملکی معاملات کو چلانا مغل شیزادوں کی طرح کا عمل ہے۔ عمران خان صاحب کے مطابق نواز شریف صاحب کے ۳۵ سال سے مسلسل حکمرانی میں رہنے کے بعد پاکستان کے تقریبا سارے ہی اداروں میں نواز شریف صاحب نے اپنے مزاج کے مطابق ہیڈ لگائے ہیں۔ جو نواز شریف صاحب کی کرپشن کے خلاف کاروائی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔کچھ عرصہ پہلے ایک نجی ٹی کے مشہور اینکر نے اپنے ایک پروگرام میں اس بات کی نشان دہی بھی کی تھی کی پاکستان کے لاتعداد اداروں کے ہیڈ نہیں لگائے گئے۔ یہ

ادارے بغیر کسی ہیڈ کے چل رہے ہیں۔ اس پر نواز شریف نے خود نجی ٹی وی کے پروگرام میں آ کر کہا تھا کہ جلد از جلد ان اداروں میں ہیڈ لگا دیے جائیں گی۔ کیا اس سے یہ گمان جنم نہیں لیتا کہ نواز شریف صاحب اپنے مزاج کے ہیڈ ڈھونڈتے رہے ہونگے۔ اپوزشن کے مطابق یہی وجہ ہے کہ یہ ادارے ملک کے سپریم ادارے پارلیمنٹ کی کمیٹی کے سامنے آنے کو بھی تیار نہیں تھے۔ اور جب کمیٹی نے قانونی کاروائی کے تحت ان کو بلانے کی بات کی تو بلا آخر یہ حضرات کمیٹی کے سامنے پیش ہوئے۔ جب پارلیمنٹ کی کمیٹی کی طرف سے ان سے سب ایک ایک کرکے سوال کیا کہ حکمرانوں کی کرپشن کے خلاف آپ کے پاکستان کے قانون کے مطابق کاروائی کیوں نہیں کرتے تو وہ سب کے سب کے جواب تسلی بخش نہیں تھے۔ جب نیب کے سربراہ سے پارلیمنٹ کی کمیٹی نے پوچھا کی آپ نے نواز شریف کی کرپشن کے خلاف کاروائی کیوں نہیں کی تو انہوں نے کہا کہ بغیر ثبوت کے کرپشن کے خلاف کاروائی نہیں ہو سکتی۔ جبکہ اپوزیشن کا کہنا ہے کہ ہے نیب کے قانون کے مطابق جس پر الزام لگایا جاتا ہے وہ ثابت کرتا ہے کہ اُس نے کرپشن نہیں کی۔ اس طرح سب اداروں کے سربراہوں کے ملے جلے جواب تھے۔ لاہور میں قادری صاحب کے کارکنوں کے قتل کے مقدمے کو ہی لے لیں۔ اس کی ایف آئی آر قادری صاحب کے ڈرافٹ کے مطابق نہیں کاٹی جارہی تھی۔ حکومت نے اپنی طرف سے ایف آئی آر کاٹی تھی جو قادری صاحب کو منظور نہیں تھی۔ قادری صاحب کی درخواست پر فوج کے کہنے پر قادری صاحب کی خواہش کے مطابق ایف آئی آر کاٹی گئی۔ جب مقدمہ چلا

تو قادری صاحب کے مطابق اور جن پر الزام لگایا گیا تھا یا جو اُن کے کارکنوں کے قاتل تھے ان کو حکومت نے ترقیاں دے کر بڑے بڑے عہدوں پر لگا دیا۔ کچھ کو باہر بھیج دیا گیا۔ قادری صاحب کے مطالبہ پر جسٹس باقر نقوی صاحب کی رپورٹ ابھی تک منظر عام پر نہیں لائی گئی جبکہ ان کو حکومت نے خود تحقیق پر لگایا تھا۔ قادری صاحب کے ۱۸ کارکنوں کے قتل کے مقدمے کو بھی طول دیا جا رہا ہے۔ اگر پاکستان کے اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو ایک قتل کے کیس میں قانون کی دھیمی رفتار کا یہ عالم ہے کہ ۲۰، سال بعد قتل کے مقدمے میں [illegible] بری کیا جاتا ہے جو ۲، سال پہلے ہی وہ جیل میں وفات پا [illegible] اسی لیے کہا جاتا ہے کہ انصاف میں دیر ہی بے انصافی ہے۔ صاحبو! ان حالات میں نواز شریف صاحب عمران خان صاحب پر ترقی کے پہیّے کو روکنے کا الزام لگاتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ عمران نے اسلام آباد میں دھرنا دے کر چین کے صدر کا دورا منسوخ کرایا۔ رائے ونڈ کا جلسہ کر کے ترقی کے پہیّے کو روکا۔ جبکہ عمران خان صاحب کہتے ہیں۔ میں نے شروع میں چار حلقے کھولنے کی درخواست کی تھی مگر وہ حلقے نہ کھولے گئے، ملک کی ساری سیاسی پارٹیوں نے ۲۰۱۳ء کے الیکشن میں دھاندھلی کا کہا تھا جس وجہ سے مجھے حکومت پر عوام کی طرف سے پریشئر ڈالنے کے لیے رجوع کرنا پڑا۔ اب پاناما لیکس پر بھی ساری سیاسی پارٹیاں یک جان ایک پیج پر ہیں۔ اور نواز شریف کو تحقیقات کرنے کا کہہ رہی ہیں مگر نواز شریف صاحب ٹال مٹول اور دھیمے پن سے چل رہیں اس لیے

میں پھر اسلام آباد کو بند کرنے کے پروگرام پر عمل کر رہا ہوں تاکہ نواز شریف صاحب پر پریشر پڑے اور وہ یا تو استعفیٰ دیں یا اپنے آپ کو پاناما لیکس کے الزامات پر احتساب کے لیے تیار ہو جائیں۔ صاحبو! یہ دو بیانیے ہیں۔ اب عوام ہی بہترین انصاف کرنے والے ہیں کہ ان میں کون قصوار ہے نواز شریف صاحب یا عمران خان صاحب؟ ذرائع تو یہ کہتے ہیں کہ ان دونوں کے اختلافات کی وجہ سے عوام کا نقصان ہو رہا ہے۔ مسلم لیگ نون کی مجلس آملہ کا تین سال بعد کے اجلاس میں شریک مسلم لیگ نون کے رہنما جرات کرکے نواز شریف صاحب سے کہیں وہ ملکی معاملات میں دھیمی چال کو تیز کریں اور اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کر دیں تاکہ یہ تنازہ ختم ہو۔ اللہ پاکستان کا محافظ ہو آمین۔

سچ کڑوا ہوتا ہے مگر زہریلا جھوٹ؟

امن پسند ذرائع ، خصوصاً پاکستان نے افغانستان میں مشہور جہادی افغان کمانڈر گلبدین حکمت یار کی طرف سے افغان حکومت کے ساتھ امن کے مذاکرات شروع کرنے پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ مگر کچھ لوگ اس کڑوے سچ کو ہضم کرنے کے بجائے ، زہریلا جھوٹ بول کر افغانستان میں گلبدین حکمت یار کی انتھک اور شاندار جہاد کی جد وجہد کو اپنے مخصوص عزائم کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُسے کابل کا قصائی لکھتے ہیں۔ گلبدین حکمت یار کی حمایت کی وجہ سے جماعت اسلامی پر بھی الزام لگاتے ہیں۔ مخصوص نظریات کے حامل یہ لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ایرانی حمایت یافتہ شمالی اتحاد نے سیکڑوں پٹھونوں کو کینٹینرز میں بند کیا اور وہ دم گھٹنے کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے تھے۔ افغان قوم عرصہ چالیس سال سے بیرونی جارحیت کا شکار ہے۔ لاکھوں لوگ ہجرت کرکے پڑوسی ممالک میں پناہ گزین ہوئے۔ لاکھوں اس بیرونی جارحیت میں شہید ہوئے۔ لاکھوں عورتیں بیوہ ہوئی۔ بچے یتیم ہوئے۔ ظالم حملہ آوروں نے پورے افغانستان میں کارپٹ بمباری کرکے اُسے تورا بورا بنا دیا ہے۔ مگر اس آزادی پسند قوم کو شکست نہیں دے سکے۔ یہ قوم کبھی بھی کسی کی غلام نہیں رہی ہے۔ تاریخ میں سب سے پہلے برطانیہ نے افغانوں کو غلام بنانے کی کوشش کی۔ انگریزوں نے سرخ انقلاب کو دریائے آموتک محدود

رکھنے کی غرض سے افغانستان پر 1838ء میں اپنے جنوبی پنجاب اور بمبئی کے مرکزوں سے حملہ کیا اور شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا۔ اس کے بعد افغان قبائل نے انگریزوں پر حملے شروع کیے۔ کابل میں انگریز ایجنٹ سر الیک زنڈر برنیس کو قتل کر کے ٹکرے ٹکرے کر دیا۔ اسی دوران دوست محمد خاں کا فرزند، اکبر خاں اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ آور افغان قبائل کے ساتھ آ ملا اور انگریزوں سے کہا کہ شاہ شجاع کو دست بردار کریں، انگریز سپاہ ملک خالی کریں۔ اس وقت سیاسی اقتدار انگریز سفیر میک ناٹن کے ہاتھ میں تھا۔ اکبر خان نے اسے طلب کیا اس نے اکبر خان سے بدتہذیبی سے بات کی۔ اکبر خان نے اسے فوراً گولی سے اُڑا دیا۔ تمام توپیں اور گولہ بارود اکبر خان نے اپنے قبضے میں لے لیں۔ اس وقت انگریز فوج پانچ ہزار تھی اور گیارا ہزار لشکری تھے جو 1842ء کو پشاور کی طرف روانہ ہوئے۔ ان فوجیوں کو کابل کے تنگ درے میں غلزئی قبائل نے گھیر لیا اور انہیں ختم کر دیا کیوں کہ اس قبیلے پر انگریزوں نے بہت ظلم کیا تھا۔ مشہور ہے کہ پورے لشکر میں سے صرف ایک فرنگی ڈاکٹر واپس پشاور آیا۔ اس کے بعد روس نے گرم پانیوں پر قابض ہونے کے لیے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ افغانیوں نے درے کی بندکوں سے روس کا مقابلہ شروع کیا۔ افغان اس وقت پاکستان کے حکمران بھٹو کے پاس مدد کے لیے آئے۔ بھٹو نے ان کو درے سے اسلحہ خرید کر دیا۔ اس کے بعد نو جہادی افغان گروپوں نے روس کے خلاف جہاد شروع کیا۔ ان نو جہادی گروپوں میں گلبدین حکمت یار کے مجاہدین کا گروپ سب سے بڑا تھا۔ اس جنگ میں

امریکا تقریباً دو سال بعد اپنے سرد جنگ کے دشمن روس کے خلاف شریک ہوا۔ روس کے گرم پانیوں تک آنے سے روکنے کے لیے افغانوں کی مدد کی۔ ساری اسلامی دنیا کے مجاہدین اس افغان جنگ ہوئے۔ بلا آخر امریکا کے اسٹنگر میزائل نے اپنا کام دکھایا اور روس افغان جنگ ہار کر نامراد واپس لوٹ گیا۔ یاد رکھیں، جس روس نے بنگلہ دیش بنانے میں بھارت سے دفاعی معاہدہ کرکے بھارت کی مدد کی تھی، پاکستان کی آئی ایس آئی نے افغانیوں کے ذریعے روس سے بدلہ لے لیا۔ اور روس کے ٹوٹنے سے دنیا میں چھ اسلامی ریاستوں، قازقستان، کرغیزستان، اُزبکستان، ترکمانستان، آزربائیجان، اور تاجکستان کی شکل میں آزاد ہوئیں۔ مشرقی یورپ کی ریاستیں آزاد ہوئی۔ دیوار برلن ٹوٹی۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ افغانستان میں جس اسلامی ریاست کے لیے جہاد شروع کیا تھا وہ قائم ہوتی مگر امریکا نے افغانستان میں خانہ جنگی شروع کرنے کے لئے پاکستان کے حکمرانوں کے ساتھ مل کر افغانستان میں ایک کمزور شخص مجددی کو تخت پر بٹھا دیا۔ پھر نو جہادی آپس میں لڑنے لگے۔ اس دوران فغانستان میں پھر امریکا اور پاکستان کے حکمرانوں کی سازش سے طالبان سفید جھنڈا اُٹھا کر میدان میں آ گئے۔ گلبدین حکمت یار نے طالبان سے لڑائی کے بجائے ان کے ساتھ تعاون کیا اور ان کا راستہ نہیں روکا۔ جبکہ شمالی اتحاد جس میں ایران کے اثرات تھے، نے مذاہمت کی تھی۔ پیپلز پارٹی کے اُس وقت کے وزیر داخلہ نے تاریخی بیان دیا تھا کہ طالبان ہمارے بچے ہیں۔ مگر شیطان کی چال سے اللہ کی

چال زیادہ کارگر ہوئی۔ طالبان نے پاکستان اور امریکا کی ڈکٹیشن ماننے انکار کر دیا۔ افغانستان میں اسلامی نظام حکومت رائج کر دیا اور افغانیوں نے ملا عمر کو اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ امریکا نے نائین الیون کا الزام اُسامہ پر لگا یا۔ اسی بہانے مسلمانوں اور افغانوں کے محسن شیخ اُسامہ بن لادن کو حوالے کرنے کا کہا مگر ایک غریب ملک کے امیر ملا عمر نے اسلامی حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیو ورلڈ آڈر کا حکم چلانے والے وقت کے فرعون کی بات نہیں مانی اور کہا کہ میں جرم ثابت ہونے کے بغیر اُسامہ بن لادن کو تمھارے حوالے نہیں کروں گا۔

وقت کا فرعون اپنے ۴۸ ملکوں کی نیٹو فوجوں کے ساتھ افغانستان پر چڑھ دوڑا۔ ڈکٹیٹر پرویز مشرف ناعاقبت اندیش نے افغانیوں کے خلاف امریکا کو پاکستان کے بحری، بری اور فضائی راستے مہیا کر دیے۔ امریکا اور ناٹو فوجیں ۱۵ سال تک پورے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے باوجود افغان کو غلام نہیں بنا۔ امریکی عوامی دباؤ اور بے انتہا جنگی اخراجات کے وجہ سے واپس نامراد چلا گیا۔ اپنی جنگ کو اب پاکستان میں لے آیا ہے ہمیں کہتا کہ تم افغان طالبان پر حملہ کر کے افغان پٹھو کو بچاؤ۔ مگر پاکستان کی موجودہ فوج کے سربراہ نے طالبان کو امن کے طرف راغب کرنے کی پالسی اختیار کی ہے۔ امن کے لیے کچھ اجلاس بھی ہوئے تھے مگر بھارت نے اسے سبوتاژ کر دیا تھا۔ اب

افغانستان میں پاکستان مخالف، ایران کے حمایتی شمالی اتحاد، امریکا اور بھارت کے حمایتی قوم پرستوں کی حکومت ہے۔ اگر پاکستان کے حمایتی گلبدین حکمت یار امن کے مذاکرات کر رہا ہے تو کٹروا سچ برداشت کرنے کے بجائے ایک بڑی جہادی تنظیم کے سربراہ کے خلاف زیریلہ جھوٹ بھول کر مذاکرات کو سبوتاژ کر کے کس کے ہاتھ مضبوط کرنے کی سازش ہے؟

ہاشم قریشی کے آزادیِ کشمیر بارے مضمون پر تبصرہ

ہاشم قریشی صاحب نے تحریک آزادیِ کشمیر کے بارے میں اپنے مضمون جو کشمیر کے ایک اخبار میں شائع ہوا ہے اس کے متعلق کیا جواب دیا جائے کہ ایک ایسا متنازہ شخص جس کو بھارت پاکستانی ایجنٹ مانتا ہے۔ دوسری طرف پاکستان اس کو بھارتی ایجنٹ ہونے کے ناتے گنگا طیارہ ہائی جیکنگ کیس میں سزا دیتا ہے ہے۔ ہاشم قریشی صاحب آج تک اپنی متنازہ شخصیت کو کسی ایک طرف نہ کر سکے۔ اُن کے مضمون کا گیرائی سے مطالعہ کرنے سے نظر آتا ہے کہ وہ اپنے مضمون میں مغرب اور بھارت کے بیانے کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسلمان ہی دنیا میں دہشت گردی میں ملوث ہے۔ گنگا طیارہ ہائی جیکنگ کیس میں ۹ سال قید پاکستان میں گزاری۔ بعد میں پاکستان سے بیرون ملک چلے گئے۔ ایک عرصہ بعد بھارت گئے جہاں دہلی میں انہیں گرفتار کر لیا گیا کیس چلا۔ کیس ختم ہونے کے بعد اپنی جائے پیدائش کشمیر چلے گئے۔ پہلے جموں کشمیر لبریشن فرنٹ جو کشمیر کو ایک آزاد ریاست بنانے کے حامی تھے۔ مرحوم امان اللہ خان صاحب چیئر مین جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ سے اختلافات کی وجہ سے جموں کشمیر ڈیموکریٹ لبریشن فرنٹ کے نام سے اپنی تنظیم بنائی اور اس تنظیم کے چیئر مین بن بیٹھے۔ ان کا شہیدِ کشمیر مقبول بٹ سے بھی تعلق رہا تھا۔ ذرائع کے مطابق گنگا طیارہ اغوا کیس کی پلاننگ مقبول بٹ نے کی تھی اور

اس پر عمل انہوں نے اور ان کا ایک کزن نے عمل کیا۔ ہم کیا ہر پاکستانی ہر کشمیری بلکہ ہر مسلمان روزانہ کی بنیاد پر آزادیِ کشمیر کی جدو جہد کو دیکھ رہے ہیں جس میں ہمیں سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق، یاسین ملک اور دوسرے کشمیری لیڈر نظر آتے ہیں۔ جو آئے روز قید بند کی سختیں برداشت کر رہے ہیں۔ بھارتی قابض فوج کی فائرنگ اور پیلٹ گن کی فائرنگ کی تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں۔ کشمیریوں کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ آزادیِ کشمیر کی جدو جہد میں جاری موجودی تحریک میں ہاشم قریشی صاحب کا ذکر تک کبھی بھی نہیں سنا۔ ہاں وہ اپنے مضمون میں آزادی کے نعروں کو کھوکھلا نعرہ کہتے ہیں۔ یاسین ملک تو بھارت قید میں بیمار بھی ہیں۔ ان کی بیوی مشال ملک پاکستان بھارت کی قید سے آزادی کی تحریک چلا رہی ہیں۔ نہ جانے اس نازک موڑ پر کس مقصد اور کس کی ترجمانی کرتے ہوئے ہاشم قریشی صاحب نے ایک طویل مضمون کشمیریوں کے زخموں پر نمک مرچ لگانے کے لیے لکھا ہے۔ اے کاش وہ موجودہ جدو جہد میں کشمیریوں کا ساتھ دیتے، نہیں تو کم از کم خاموش ہی رہتے۔ ہاشم قریشی صاحب کا کشمیریوں کی حالیہ جدو جہد پر نمک مرچ لگا ایک طویل مضمون اخبار میں شائع ہوا جسے پڑھ کر سمجھ نہیں آیا کی اس نازک موڑ پر ایک کشمیری کو کشمیریوں کا ہمدرد ہونے اور کشمیر کی تحریک کی پشت پناہی کرتا یا کم از کم وہ خاموش رہتا۔ ذرائع کے مطابق ان کے پُرانے دوہرے کردار کو اگر سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو اب بھی بھارت کی حمایت اور وہ کشمیر کاز کو سبوتاژ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کے

مضمون پر اگر تبصرہ کیا جائے تو اس طرح ہے ا۔ان کے مطابق پاکستان کے جھنڈے نہیں لہرانے چاہییں۔جو کشمیری تحریک آزادی کشمیر کو پاکستان کا نامکمل ایجنڈا سمجھتے ہیں اور پاکستان سے ملنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کا جھنڈا لہرا رہے ہیں۔ یہ آپ کے کارکنوں کی تحریک نہیں ہے جو پاکستان کے جھنڈے کو نہیں مانتے ۲۔ان کے مطابق کشمیری کی تحریک پر تشدد ہے۔آپ نے پرامن رہ کر کیا حاصل کر لیا؟ کیا طیارہ ہائی جیک کر کے رہائی مل جاتی ہے۔رہائی کے لیے جانوں کا نذرانہ دینا پڑتا ہے جو نہتے کشمیری دے رہے ہیں۔کیا نہتے کشمیری جو غلیل اور پتھروں کی مدد سے بھارتی قابض فوجوں کا مقابلہ کر رہے ہیں کیا وہ آپ کی طرح گھر بیٹھ جائیں اور بھارت کی غلامی منظور کر لیں۔ ٹائر گیس شیلوں اور پیلٹ گن جس کو مسلمانوں کے دشمن اسرائیل نے بھی فلسطین میں استعمال نہیں کیا، بھارت قابض فوج استعمال کر رہی ہے وہ ریاستی دہشتگردی نہیں ہے تو کیا ہے؟ ۳۔فرماتے ہیں، پاکستان نے کشمیریوں کے لیے کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پاکستان کے آئین میں مقبوضہ کشمیر کے لوگوں کے پاکستان کے شہری ہیں۔ان کو وہی سب سہولتیں حاصل ہیں جو ایک پاکستانی شہری کو حاصل ہیں۔ وہ پاکستان کی یونیورسٹوں میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ پاکستانی حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں ۴۔ پاک چین راہداری منصوبہ جو پاکستان کی ترقی کے لیے اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہے آپ بھی بھارت کی چوگالی کرتے ہوئے پاک چین راہداری کے لیے فرماتے ہیں اس سے گلگت بلتستان کا ماحولیات خراب ہو

گا۵۔ آپ اس پر نالاں ہیں کہ مظلوم کشمیریوں کی غلیل اور پتھر بازی سے آپ کی گاڑیوں کے شیشے ٹوٹتے ہیں۔ جو کشمیری سیکڑوں میں شہید اور سیکڑوں بلیٹ گن کی وجہ اندھے ہو گئے اُن کی آپ کو فکر نہیں آپ تو بھارتیوں سے بھی زیادہ کشمیریوں کے دشمن نظر آتے ہیں۔۶۔آپ تو آرام سے ایک طرف بیٹھے موجودہ تحریک آزادی کو مذہبی جنونیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں مجھے مار ڈالوں، زہر دے دو، جلا ڈالو مگر اپنی قوم کو سچ بتاتا رہوں گا۔ ہاشم صاحب قوم نے سچ کو ڈھنڈ لیا ہے اگر آئر لینڈ والے ہزار سال لڑ کر برطانیہ سے آزادی حاصل کر سکتے ہیں تو کشمیری بھی کسی سے کم نہیں۔ بھارت درندوں سے لڑ کر آزادی حاصل کریں گے۔ جناب ہاشم صاحب، مرنے کے لیے جدو جہد اور میدان میں اُترنا پڑتا ہے گھر بیٹھے شہیدوں میں نام لکھانے کی کوشش سے آپ کو کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ یہ آپ کی سوچ ہے۔ کشمیریوں نے آزادی کے لئے پانچ لاکھ جانوں کا نذانہ دیا ہوا ہے۔ اربوں کی پراپرٹیوں کا نذانہ دیا ہے۔ ہزاروں عزت مآب کشمیری بیٹیوں کی اجتمائی آبرو ریزی کی گئی ہے۔ سیکڑوں نوجوانوں کو آپاہج بنا دیا گیا۔ سری نگر میں درجنوں شہدا قبرستان وجود میں آ چکے ہیں۔ درجنوں اجتمائی قبریں دریافت ہو چکی ہیں جن میں بے گناہ کشمیریوں کر دفنا دیا گیا۔ کیا کیا بیان کیا جائے آپ اپنے پر امن ایجنڈے پر قائم رہیں آپ کی خواہشات کے مطابق کشمیر کو آزادی نہیں مل سکتی۔ جن شہدا نے قربانی دی ہے ان کشمیریوں کے آزاد رائے اور دنیا کی قوموں کے وعدے کے مطابق جو اقوام متحدہ کی قراردادوں میں

موجود ہے کشمیری آزاد ہو کر پاکستان کے نامکمل ایجنڈے کو مکمل کر پاکستان میں شامل ہونگے۔ اللہ کشمیریوں کی قربانیوں کو قبول کرے آمین۔

پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگانے والے کے نمایندوں کو پریس کانفرنس کی اجازت کیوں؟

پاکستان میں قانون کی حکمرانی قائم کرنے والے ادارے بھی عجیب قسم کے ہیں۔ ایک طرف انہوں نے پاکستان مردہ باد، پاکستان ایک ناسور ہے، پاکستان بننا ایک تاریخی غلطی ہے، میں پاکستان توڑنا چاہتا ہو بھارت اور اسرائیل میری مدد کریں کا نعرہ لگانے والے اور اس کے سہولت کاروں کو قانون کے کٹہرے میں کھڑا کیا ہوا ہے۔ کچھ اُس میں قید ہیں کچھ کے عدالت نے وارنٹ گرفتاری جاری کیے ہوئے ہیں۔ اب پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگانے والے کے نمایندوں سہولت کاروں کو پھر سے پریس کانفرنس کرنے کی اجازت دی گئی اور انہوں نے برملا کہا ہے کہ اُن کے لیڈر وہی ہے جس نے پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگایا تھا۔ پریس کانفرنس کرنے والے ہیڈ کراچی یونیورسٹی سے پاکستان مخالف کردار کی وجہ سے نکالے گئے تھے۔ جو نظریہ پاکستان کے ہمیشہ مخالف رہے ہیں۔ دوسرے صاحب پیپلز پارٹی کے جیالے کارکن رہے ہیں۔ اب کیا یہ کسی مفاہمتی عمل کا تسلسل تو نہیں ہے کہ جو بلاول زرداری چیئر مین پیپلز پارٹی نے کہا تھا میں نے کبھی بھی انکل الطاف کو غدار نہیں کہا'' جبکہ ان کی سندھ حکومت کی'' پارلیمنٹ نے الطاف حسین کے خلاف غداری کی قرارداد بھی پاس کی تھی جس میں ایم کیو ایم پاکستان کے ممبران بھی شامل تھے۔ سیاسی جماعتوں بلکہ ہر شہری کو اظہار رائے کی آزادی ہے مگر

پاکستان مردہ باد کہنے والوں اور ایک فاشسٹ لسانی تنظیم اور ان کے سہولت کاروں کو پاکستان کے آئین میں بل لکل بھی پاکستان مخالف کاروائیں کرنے اور پاکستان کے خلاف زہر اگلنے کی اجازت نہیں۔ کیا اب کراچی پریس کلب میں کالعدم تحریک طالبان کو بھی اپنا نکتہ نظر پیش کرنے کی اجازت ہو گی؟ بڑی مشکل سے پاکستان رینجرز نے کراچی کے حالات پر ٹارگیٹڈ آپریشن کے ذریعے قابو پایا ہے۔ اس میں رینجرز اور پولیس کے کئی نوجوان شہید بھی ہوئے۔ کیا یہ کراچی میں پھر سے پاکستان کے دشمنوں فاشسٹ لسانی تنظیم کو سیاست کرے کی اجازت دینے کی شروعات ہیں؟ قانون کی حکمرانی قائم کرنے والے پاکستانی اداروں سے درخواست ہے کہ وہ کسی بھی بیرونی طاقت کے کہنے پر ایسے کرنے والی فاشسٹ لسانی تنظیم کے نام نہاد سیاسی لوگوں کو اجازت نہ دی جائے جنہوں نے سیاست کی آڑ میں پاکستان کو تباہ کرکے رکھ دیا ہے۔ ہم اور محب وطن کالم نگار اور کئی ٹی وی اینکرز اپنی تحریروں اور ٹاک شوز میں وفاقی حکومت سے درخواستیں کر چکے ہیں کہ الطاف حسین کو پاکستان کے آئین کے مطابق پاکستان مخالف حرکتوں سے روکا جائے۔ مگر وفاقی حکومت پہلے کی طرح اب کی بار بھی ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔ بس ایک کمیٹی قائم کر دی ہے جس کا اجلاس بھی نہیں ہوا۔ ملک دشمن سیاست کی آڑ میں پھر اپنے بیرونی آقاؤں کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہو کر ان کے پاکستان توڑنے کے ناپاک مقاصد حاصل کرنے کے لیے سرگرم ہو رہے ہیں۔ مقافاتِ عمل کے تحت الطاف حسین کی ایم کیو ایم چار دھڑوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ نہ

جانے اور کتنے دھڑوں میں تقسیم ہو گی۔ ایم کیو ایم الطاف حسین کو آکسیجن فراہم کرنے کے لیے برطانیہ کے پولیس نظام نے سارے ثبوتوں اور شہادتوں کے باوجود اپنی حکومت کے اشارے پر ایم آئی ۶ کے مہمان الطاف حسین کو منی لانڈرنگ کیس سے بری کر دیا ہے۔ اس پر خود برطانیہ کے صحافی کہہ رہے ہیں کہ منی لانڈرنگ کیس سیاست کی نذر ہوگیا ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ کی ایک پاکستانی نژاد ممبر نے یہ معاملہ برطانوی پارلیمنٹ میں بھی اُٹھانے کا کہا ہے۔ سرفراز مرچنٹ بھی اپنے طور پر کیس اُٹھانے کا کہہ رہے ہیں۔ کم وبیش سب نے ہی پاکستان حکومت کی طرف سے اسکاٹ لینڈ یارڈ برطانوی پولیس کو ناکافی ثبوت پیش کرنے کی بات کی ہے۔ قانون کی حکمرانی اور آئین پاکستان کی محافظ کراچی پولیس نے ایم کیو ایم الطاف حسین کے مرکز نائن زیرو کے برابر ایک سو بیس گز کے مکان کے پانی کے ٹینک جس کو بقول پولیس اسلحہ ذخیرہ کرنے کے لیے خصوصی طور پر بنایا گیا تھا جس میں ہوا کا بھی نظام بھی قائم کیا گیا تھا۔ اس تہہ خانے میں سے پاکستانی تاریخ کا سب سے بڑا اور ناٹو فوجوں کے استعمال ہونے والا اسلحہ پکڑا گیا تھا۔ جس میں اینٹی ایئر گن اور جنگ میں کام آنے والا ہر قسم کا اسلحہ تھا۔ کراچی پولیس نے یہ اسلحہ چیکنگ کے لیے فوج کے حوالے کر دیا ہے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ نے اس اسلحہ پر اپنے بیان میں کہا تھا کہ اتنا بڑا اسلحہ جس علاقہ سے پکڑا گیا وہ ایم کیو ایم کے زیر کنٹرول علاقہ ہے۔ جہاں ہر طرف نگرانی کے لیے کیمرے لگے ہوئے تھے۔ ایم کیو ایم الطاف کے علاوہ

کوئی بھی اتنا بڑا اسلحہ کا ذخیرہ نہیں کر سکتا ہے۔ پورے شہر میں دھونس دھاندلی اور قانون کی خلاف دردی کرتے ہوئے ایم کیو ایم الطاف نے سیکٹر اور یونٹ کے دفاتر قائم کیے ہوئے تھے جن کو سندھ حکومت کے حکم سے ڈھایا گیا ہے۔ یاد رہے کہ ایم کیو ایم کے ان ناجائز دفاتر کے خلاف جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے سابق سٹی ناظم کراچی جناب نعمت اللہ ایڈووکیٹ کی میت میں عدالت میں مقدمہ داہر کیا تھا۔ سپریم کورٹ نے اس کا فیصلہ سناتے ہوئے تمام ناجائز بنائے گئے دفاتر کو مسمار کرنے کا حکم دیا تھا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اس عدالتی فیصلہ پر عمل کرانے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ مگر اب جب رینجرز نے الطاف حسین کی ۲۲ اگست کی پاکستان مخالف تقریر پر کاروائی کی۔ اس کے بعد جہاں الطاف حسین پر پاکستان سے غداری کی قرار دادیں صوبائی، قومی اور سینیٹ میں پاس ہوئیں تھیں۔ اس کے بعد ان تمام ناجائز دفاتر کو مسمار کر دیا گیا ہے۔ ایم کیو ایم الطاف کے گھر قائم دفتر کو بھی سیل کر دیا تھا۔ اس کے برابر بھی تمام دفاتر سیل کر دیے گئے۔ ایم کیو ایم الطاف حسین کی نشانی مکہ چوک کو لیاقت علی خان شہید ملت چوک میں تبدیل کر دیا گیا۔ الطاف حسین کی پاکستان مخالف تقریر اور میڈیا ہاؤس پر حملے میں ایم کیو ایم الطاف کے کارکنوں اور تقریر کے سہولت کاروں جس میں فاروق ستار، اظہار لحق اور دوسرے رہنما شامل تھے کو رینجرز نے گرفتار کر لیا تو رہائی کے فوراً بعد الطاف حسین سے لا تعلقی کا اعلان کر دیا۔ جب حالات اس نہج پر پہنچے تو ایک سوچی سمجھی اسکیم

کے تحت جس میں الطاف حسین کی رضا مندی بھی شامل تھی۔ فاروق ستار نے ایم کیو ایم الطاف کو قانون کی گرفت سے بچانے کی خاطر الطاف حسین سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا۔ اور کہا کہ آیندہ الطاف حسین کے احکامات پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ فاروق ستار نے لندن کی رابطہ کمیٹی کے کنوینر سمیت دوسرے عہدادروں کو برخاست کر دیا۔ ایم کیو ایم کے آئین سے الطاف حسین کے ویٹو والے پیر گراف کو بھی ہٹا دیا۔ پاکستان کی ایم کیو ایم، قومی، صوبائی، سینیٹ اور بلدیاتی ممبران نے اپنے آپ کو الطاف حسین سے علیحدہ کر لیا۔ اس کے جواب میں لندن کی رابطہ کمیٹی نے الطاف حسین کی مرضی سے فاروق ستار کو برطرف کر دیا۔ الطاف حسین نے پاکستان کی ایم کیو ایم کے سربراہ سے تعاون نہ کرنے کے احکامات بھی جاری کیے۔ مقافات عمل دیکھیں جس الطاف کے ایک حکم سے کراچی شہر بند ہا جاتا تھا۔ صرف وال چاکنگ تک ہی اس کے احکامات مانے گئے۔ صاحبو! ان حالت میں پاکستان مخالف عناصر کے طرف سے کراچی پریس کلب میں پریس کانفرنس کرکے الطاف حسین کو پھر سے پاکستانی قوم کے سر پر سوار کرنے کی اور ایم کیو ایم الطاف کے مردہ گھوڑے میں جان ڈالنے کی کوشش نہیں ہے تو کیا ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ایم کیو ایم الطاف کے خلاف اتنی بڑی کاروائی کے بعد پھر پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگانے والے کے نمایندوں کو پریس کانفرنس کی اجازت کیوں دی گئی؟ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

ایم آئی ۶ کے مہمان الطاف حسین منی لڈرنگ کیس میں بری

برطانیہ کی پولیس اسکاٹ لینڈ یارڈ نے کراؤن پر سیکیوشن کے کہنے پر الطاف حسین کے خلاف منی لانڈرنگ کیس ،جس میں الطاف حسین کے پاس سے پانچ لاکھ غیر قانونی پاؤنڈ برآمد ہوئے تھے ختم کر دیا ہے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے مطابق یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ جو رقم الطاف حسین کے گھر سے ملی ہے وہ غیر قانونی طریقے سے لائی گئی یا اسے غلط مقاصد کے لیے استعمال کیا جانا تھا۔ محمد انور اور سرفراز مرچنٹ کے خلاف بھی مزید کاروائی نہیں ہو گی۔ وہی ہوا جس کا حالات پر نظر رکھنے والے پہلے سے اندازے کیے بیٹھے تھے کہ الطاف حسین کو برطانیہ میں داہر کسی بھی کیس، چاہے وہ منی لانڈرنگ ہو یا عمران فاروق قتل کیس ہو کچھ بھی نہیں ہونا۔ وہ برطانیہ اور اس کے دوست ملکوں کے اثاثہ ہیں کوئی بیوقوف ہی اپنے اثاثے کو ضائع کرتا ہے۔ لندن میں الطاف حسین کے گھر سے غیر قانونی رقم برآمد ہوئی تھی۔اس میں الطاف حسین گرفتار بھی ہوئے۔ ضمانت پر رہا ہوئے۔ برسوں منی لانڈرنگ کیس چلتا رہا۔ پہلے برطانیہ کی پولیس نے الطاف حسین کے گھر پر چھاپا مارا۔ پولیس اسٹیشن لیجائے گئے۔ گھنٹوں پوچھ گوچھ کئی گئی۔ اس دوران پیسے کو قانونی ثابت کرنے کے لیے کراچی سے ایم کیو ایم کے رہنماؤں اپنے لیڈر کی مدد کی اور جعلی رسیدیں لندن ارسال کیں کہ ہم نے یہ پیسے الطاف حسین کو پاکستان سے

بھیجے ہیں۔ لندن میں مقیم ایم کیو ایم کے رہنما محمد انور اور طارق میر سے تفتیش کی گئی انہوں اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سامنے بیان ریکارڈ کرایا تھا کہ پیسے را سے بھی وصول کیے گئے ہیں۔ یہ بیانات اسکاٹ لیڈ یارڈ کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ اس کی تصدیق ایم کیو ایم اور الطاف حسین کے باغی اور نئی سیاسی پارٹی، پاکستان سرزمین پارٹی کے سربراہ مصطفٰے کمال نے پاکستانی میڈیا میں درجنوں دفعہ دوہرایا ہے اور کہا ہے کہ دبئی کی میٹنگ میں پیپلز پارٹی کے سابق وزیر داخلہ اور پاکستان سینیٹ کے ممبر ملک عبدلرحمان بھی موجود تھے ۔ دبئی کے اسی اجلاس میں ایم کیو ایم نے پیپلز پارٹی سے مدد کی درخواست بھی کی تھی۔ کیا یہ ثبوت کافی نہیں تھے۔ جہاں تک منی لانڈرنگ کو غیر قانونی طریقے سے خرچ کرنے کی بات ہے تو اسکاٹ لینڈ یارڈ نے کاغذ پر لکھی ایک تحریر بھی پکڑی تھی جس میں خریدے گئے ناجائز اسلحہ کی تفصیل لکھی ہوئی تھی۔ کیا منی لانڈرنگ کے پیسے غلط استعمال کے یہ ثبوت کافی نہیں؟ اسی سلسلے میں بی بی سی کے نمایندے نے الطاف حسین پر ایک ڈاکومنٹری پوری دنیا کو دکھائی تھی۔ کیا کیا بیان کیا جائے اگر ایم آئی سیکس کے مہمان الطاف حسین کو اسکاٹ لینڈ یارڈ کی طرف سے کیس بند کرنے بات کی جائے ۔ تو نجی ٹی وی کے ایک ٹاک شو میں ایک سینئر صحافی نے کہا کہ اس سے قبل برطانیہ کے ایک لڑاکا طیارے بنانے والی کمپنی نے سعودی عرب کو غیر قانونی طور پر طیارے فروخت کرنے کا کیس برطانیہ کی عدالت کی ایک عدالت میں داہر ہوا تھا۔ سارے شواہد کے ہوتے ہوئے

جب حکومت کی طرف سے عدالت کو یہ کہا گیا کہ سعودی عرب سے دہشت گردی کے بارے تعلوقات خراب ہونے اور ہماری لڑاکا طیارے بنانے والی کمپنی کی ساکھ خراب ہو گی تو عدالت کے اپنے قومی ساکھ کو برقرار رکھتے کے لیے اس کیس کو بھی بند کر دیا تھا۔ اسی ٹی وی ٹاک شور میں نواز لیگ کے ایک رہنما نے کہا کہ ہماری حکومت نے اس کیس کو صحیح طریقے سے ڈیل نہیں کیا تھا۔ سیاسی رہنما بھی کہہ رہے ہیں حکومت نت ذمہ داری پوری نہیں کی یہ را کی کامیابی ہے۔ چوہدری نثار خان وزیر داخلہ نے اب جب کیس ختم ہو گیا تو برطانیہ کے ہائی کمشنر سے ملاقات کر شکوہ کیا۔ اور کہا کہ پاکستان نے برطانیہ کو منی لانڈرنگ کے خلاف شوہد پیش کیے تھے جس کا جوب بھی مل گیا مگر جواب تسلی بخش نہیں۔ انہوں نے کہ ہم نے برطانیہ پر واضع کر دیا کہ ایک شخص کو بچانے کے لیے بند گلی میں نہ پھنسے۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ میں الطاف حسین کے گھر سے جو رقم اور کاغذات ملے تھے ان کاغذات میں کراچی سے ملنے والے ہتھیاروں کی تفصیلات بھی درج تھیں۔ یہ کاغذات کسی ذریعے سے مجھ تک پہنچ چکے ہیں۔ ان میں ہتھیاروں کی قیمتیں بھی لکھی ہوئی ہیں۔ دستاویزات کے مطابق الطاف حسین اور ان کی ٹیم کا فوکس اسلحہ پر تھا۔ یہ اسلحہ نائن زیرو کے قریب سے برآمند ہوا ہے۔ واہ رے سیاستدانوں کے شاخسانے ۱۹۹۲ء میں بھی فوج نے آپریشن کر کے الطاف حسین کے ملک دشمن کارناموں کو عوام کے سامنے لایا تھا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اسمبلی میں حمایت کی غرض سے اسی وزیر داخلہ کی مسلم لیگ (نواز) نے ایم کیو ایم کو

سہارا دیتے ہوئے قومی خزانے سے ریلیف کے نام پر ۷۵ کروڑ روپے دیے تھے۔ برطانیہ کے ایک صحافی کے مطابق یہ کیس سیاست کی نظر ہو گیا ہے۔ سرفراز مرچنٹ نے بھی حکومت پر اعتراض کیا اور کہا ہے کہ میں ذاتی طور پر کیس برطانیہ میں اُٹھاؤں گا۔

صاحبو! چھوڑیے برطانیہ کو جس کے بھارت کے ساتھ کاروباری تعلوقات ہیں وہ کیسے الطاف حسین کو سزا دے سکتا ہے۔ برطانیہ میں بیٹھ کر الطاف حسین ۱۹۹۲ء سے پاکستان میں دہشت گردی کرواتا رہا ہے مگر برطانیہ نے الطاف حسین کو کبھی بھی نہیں روکا۔ کیا حکومت پاکستان کے پاس الطاف حسین کی دہشت گردی کے ہزاروں شواہد موجود نہیں ہیں؟ کیا اس نے مہاجروں کے حقوق کی نام نہاد تحریک شروع کرتے ہی اعلانیہ اپنے کارکنوں سے نہیں کہا تھا کہ کہ ٹی وی اور وی سی آر بیچ کر اسلحہ خریدو؟ کیا کراچی میں اس کی قتل غارت سے خوش ہو کر پاکستان غدار جی ایم سید مرحوم نے نہیں کہا تھا کہ جو کام میں ۴۰ سال نہ کر سکا وہ کام الطاف حسین نے ۴۰ دن میں کر دیا۔ کیا بنگلہ دیش میں نہیں کہا تھا کہ الطاف حسین نے منی بغاوت شروع کی ہوئی ہے۔؟ کیا الطاف حسین نے پاکستان کے ازلی دشمن بھارت میں جا کر نہیں کہا تھا کہ بٹورا ایک تاریخی غلطی تھی؟ کیا یہ پاکستان کے آئین کے مطابق دو قومی نظریہ کی نفی نہیں ہے؟ کیا اس نے برطانیہ کی حکومت کو خط نہیں لکھا تھی کہ پاکستان کی آئی ایس آئی کو ختم کر دیا جائے میں اس میں برطانیہ کی مدد کرنے کے لیے تیار ہوں؟ پیپلز پارٹی کے باغی رہنما ذوالفقار مرزا نے

قرآن سر پر رکھ کر پریس کانفرنس میں نہیں کہا تھا کہ اس کے سامنے الطاف حسین نے کہا تھا کہ امریکا پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے میں امریکا کی مدد کروں گا؟ کیا الطاف حسین نے قائد اعظمؒ کے مزار کے سامنے پاکستان کا سبز ہلالی پرچم نہیں جلایا تھا؟ کیا اب جو نائن زیرو کے پاس جو اسلحہ پکڑا گیا ہے الطاف حسین کے خلاف ثبوت نہیں ہے؟ اس کا اعلان تو وزیر داخلہ نے خود پریس کانفرنس میں کیا ہے کہ اس اسلحہ کے تانے بانے الطاف حسین کی لسٹ جو اسکاٹ یارڈ نے پکڑی تھی سے ملتے ہیں۔ الطاف حسین نے پچیس سال سے کراچی کو یرغمال بنائے رکھا۔ پاکستان کے معاشی حب کو تباہ برباد کر دیا۔ بوری بند لاشوں کا کلچر رائج کیا۔ بھتہ خوری کرکے لندن سیٹ سیکٹریٹ اور الطاف حسین کے شاہانہ اخراجات پورے ہوتے رہے۔ کراچی میں اسلحہ کے زور پر الیکشن نہیں جیتے؟ ایم کیو ایم کا ہر پکڑا جانے والا کارکن کہتا ہے میں نے دس، پچاس اور سو قتل کیے۔ ۱۲ مئی کے قتل عام کا مقدمہ کراچی میں چلا تو ہزاروں کارکنوں کا پریشر ڈال عدالت کو مقدمہ کی کاروائی نہیں چلانے دی تھی؟ اب دوبارا مقدمہ قائم ہوا ہے جس میں کراچی کا میئر گرفتار ہے۔ کیا ایک عرصہ تک پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کو یرغمال نہیں بنائے رکھا تھا؟ بھتہ لینے کی غرض سے کراچی کی فیکٹری میں ۲۵۹ مزدوروں کو زندہ جلا دیا گیا؟ ۱۹۹۲ء کے آپریشن میں حصہ لینے والے دو سو پولیس والوں کو ایک ایک قتل کر دیا گیا۔ نجی ٹی وی شو میں الطاف حسین نہ خود کہا تھا کہ ان پولیس والوں کو ان لوگوں کے رشتہ داروں نے قتل کیا جن

کو پولیس والے نے قتل کیا تھا۔ درجنوں پکڑے جانے والے ایم کیو ایم کے کارکن را سے ٹریننگ کے اعترافی بیان ریکارڈ کرا چکے ہیں؟ فاروق ستار نے بھی اعتراف کیا تھا کہ ۱۹۹۲ء کے فوجی آپریشن کے دوران بھارت چلے جانے والے ایم کیو ایم کے کارکنوں نے را سے ٹریننگ لی ہو گی۔ پاکستان کی سپریم کورٹ نے ایم کیو ایم کے مسلح ونگ کی نشان دہی کی؟ ویکی لیکس کے مطابق ایم کیو ایم نے خود کہا کہ اُس کے ۳۵ ہزار مسلح کارکن برطانیہ کے کراچی کے کونسلیٹ کی حفاظت کے لیے کراچی میں موجود ہیں۔ آخر میں ۲۲ تاریخ کو الطاف حسین نے پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگوا کر ایم کیو ایم کے کارکنوں کو میڈیا ہاؤسز حملہ کے لیے نہیں اُکسایا؟ الطاف حسین نے بھارت امریکا ایران و اسرائیل سے پاکستان توڑنے کی مدد کی اپیل نہیں کی تھی؟ پاکستان کی پارلیمنٹ، سینیٹ، صوبائی اسمبلیوں میں الطاف حسین کی پاکستان مردہ باد پر کاروائی کے لیے کہا گیا ہے اس میں فاروق ستار کی ایم کیو ایم پاکستان بھی شامل ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف صاحب! آپ پاکستان کے حکمران ہیں جس طرح پاکستان کے دشمنوں کی مخالفت کے برعکس آپ نے ایٹمی دھماکہ کر تاریخ میں اپنا نام درج کروایا تھا اسی طرح پاکستانی عوام کی دیرینہ خواہش کو پورا کرتے ہوئے پاکستان کی سالمیت کے خلاف بولنے والے ایم آئی سیکس کے مہمان اور غدارِ پاکستان الطاف حسین پر پاکستان کے آئین کے تقاضے پورے کرتے ہوئے وفاقی حکومت کی طرف سے پاکستان سے غداری کا مقدمہ قائم کر کے تاریخ میں اپنا لکھوائیں اور قرار واقعی سزا دلوائیں۔ اللہ

پاکستان کا محافظ ہو آمین۔

الطاف حسین کے دو پیاروں کی لڑائی؟

غدار وطن اور ایک فاشسٹ لسانی پارٹی ایم کیو ایم کے بانی الطاف حسین ، جس نے پر تشدد سیاست کی آڑ میں پاکستان کو برباد کر دیا ہے۔ اس کے دو پیاروں کے درمیان لڑائی شروع ہوئی ہے جو اس تحریر لکھنے تک دونوں طرف سے جاری ہے۔ اس سے پہلے بھی عدالت نے پاکستان مخالف اور را سے مدد مانگنے اور کارکنوں کو تشدد پر اُکسانے پر میڈیا پر تقریر اور تصویر پر پابندی لگا رکھی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی ہی پابندی لندن کے ایم کیو ایم کے رہنماؤں پر بھی ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے درجنوں شہریوں نے اس کے خلاف عدالتوں میں مقدمے قائم کیے تھے۔

۲۲ اگست کو کراچی پریس کلب میں موجود ایم کیو ایم کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے، پاکستان مردہ باد، پاکستان ایک ناسور ہے اور اپنے کارکنوں کو تشدد پر اُکسا کر میڈیا ہاؤسز پر حملے کا حکم دیا تھا اور پھر کارکنوں نے اس کے حکم پر نہ صرف اس کے نعروں کی تاہید کی بلکہ عملاً نجی ٹی کے دفاتر پر حملہ بھی کیا تھا۔ اس کی ساری الیکٹرونک کی اشیا کو توڑ دیا جو پوری دنیا نے میڈیا کی نشریات پر دیکھا۔ پھر بقول فاروق ستار الطاف حسین نے معافی بھی مانگ لی۔ معافی کے دوسرے دن امریکا میں مقیم ایم کیو ایم کے کارکنوں سے پھر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکا، بھارت اور اسرائیل میری مدد کرے میں پاکستان

توڑنا چاہتا ہوں۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے حرکت میں آئے اور پاکستان مخالف پروگرام میں شریک فاروق ستار، اظہار الحق اور دوسروں کو گرفتار کیا۔ ان پر پاکستان مخالف سرگرمیوں کی وجہ سے مقدمہ قائم کیا گیا۔ فاروق ستار اور اظہار الحق کو تو رہا کر دیا۔ جو ابھی ضمانت پر ہیں۔ باقی ابھی بھی زیر حراست ہیں۔ اور عدالت میں پیشیاں بگھت رہے ہیں۔ الطاف حسین کی پاکستان مخالف تقریر پر قانون نافظ کرنے والے اداروں کی طرف سے ممکنہ پابندی سے بچنے کے لیے الطاف حسین سے مشاورت کرکے فاروق ستار نے فوراً رات رینجرز کی حراست میں رہنے کے بعد پریس کانفرنس کرکے ایم کیو ایم لندن اور الطاف حسین سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ایم کیو ایم کے آئین میں تبدیلی کرکے الطاف حسین کا ویٹو پاور بھی ختم کر دیا۔ ایم کیو ایم لندن کے کنوینر اور کچھ ممبران کو بھی ایم کیو ایم پاکستان سے خارج کر دیا۔ اس کے رد عمل میں لندن کی رابطہ کمیٹی نے فاروق ستار، اظہار لحق اور فیصل سبزواری کو پارٹی سے نکال دیا۔ فاروق ستار کہتے ہیں ایم کیو ایم پاکستان میں سیاسی پارٹی کے طور پر الیکشن کمیشن کے پاس رجسٹرڈ ہے جس کا میں سربراہ ہوں۔ جبکہ لندن ایم کیو ایم کہتی ہے کہ ایم کیو ایم ایک ہی ہے جس کے سربراہ الطاف حسین ہیں۔ لندن والوں نے کراچی اور حیدر آباد میں اس بات کی چاکنگ بھی کروائی۔ جو ابھی تک جاری ہے۔ الطاف حسین نے پہلے قومی، صوبائی اور سینیٹ کے ممبران سے کہا کہ وہ استعفے دے کر نئے سرے سے الیکشن میں جاؤ۔ مگر

اس کے حکم پر کسی نے عمل نہیں کیا اور کہا کہ یہ ایم کیو ایم پاکستان کا مینڈیٹ ہے۔ اس کے بعد کارکنوں سے کہا کہ ان کے گھروں میں جا کر ان سے استعفے لے لو مگر کسی کے سر پر جوں تک نہیں رینگی۔ کراچی حیدر آباد میں دوسری طرف کچھ گمنام لوگوں جن میں سے ایک کو کراچی یونیورسٹی سے پاکستان مخالف سرگرمیوں کی وجہ سے نکالا گیا تھا اور دوسرا پیپلز پارٹی کا جیالا رہا ہے ایم کیو ایم لندن کی طرف سے پریس کانفرنس کی اور کہا کہ ایم کیو ایم صرف الطاف حسین کی ہی پارٹی ہے۔ نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ الطاف حسین کو اپنا پرانا ایک بھی، قومی، صوبائی، سینیٹر یا لوکل گورنمنٹ کا ممبر بھی پریس کانفرنس کے لیے دستیاب نہ ہو سکا۔ سب کے سب ایم کیو ایم پاکستان جس کے سربراہ فاروق ستار ہیں کے ساتھ ہیں۔ ان حالات میں ذرائع یہ سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ الطاف حسین کے ہاتھ سے ایم کیو ایم نکلنے کی وجہ سے کہیں یہ بیرونی مدد تو نہیں آ گئی ہے جو حالات تبدیل ہونے شروع ہو چکے ہیں۔ اس قبل پیپلز پارٹی کے چیئرمین نے غدار الطاف حسین کے لیے کہا تھا کہ میں نے کبھی بھی انکل الطاف حسین کو غدار نہیں کہا وہ ایک سیاسی حقیقت ہیں۔ جب کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے سندھ اسمبلی میں الطاف حسین کے خلاف آرٹیکل ۶ کے تحت کاروائی کے لیے قرارداد پاس کر چکی ہے۔ دوسرا کہیں گورنر سندھ عشرت العباد نے الطاف حسین کی مدد کرتے ہوئے سید مصطفے کمال کو پھنسانے کی چال تو نہیں چلی۔ کیونکہ اسی دوران ایک نجی ٹی وی میں پروگرام میں الطاف حسین کو اپنا

خیر خواہ کہہ چکے ہیں۔ اس تناظر میں اگر ایم کیو ایم کے دھڑوں میں فرق کو سمجھا جائے تو صرف سید مصطفےٰ کمال ہی الطاف حسین کے سخت مخالف دھڑا ہے۔ فاروق ستار بھی ابھی تک الطاف حسین کے ووٹروں اور قومی، صوبائی، سینیٹروں اور لوکل گورنمنٹ کے ممبران کے دباؤ کی وجہ سے الطاف حسین کے لیے اندر ہی اندر نرم گوشہ رکھتے ہیں۔

صاحبو! گورنر سندھ عشرت العباد اور سید مصطفےٰ کمال سربراہ پاکستان سرزمین پارٹی ایک دوسرے پر کرپشن کے الزامات لگا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ کرپشن کے پیسے ملیشیا، لندن اور بیرون ملک بھیجے گئے ہیں۔ جائدادیں بنائی گئی ہیں تو یہ سب سچ ہے۔ دونوں نے کرپشن کرکے اپنا اور الطاف حسین کا پیٹ بھرا ہے۔ ان ہی کے بھیجے گئے پیسوں سے لندن کا سیکٹریٹ چلتا رہا ہے۔ صولت مرزا کا بھی عشرت العباد کے خلاف اسٹیٹمنٹ تھا۔ جماعت اسلامی کے کارکنوں کو بھی قتل کرکے ایم کیو ایم کے دہشت گرد عشرت العباد کے پاس گورنر ہاؤس میں پناہ لیتے رہے ہیں۔ سید مصطفےٰ کمال کہتے ہیں کہ ۱۲ مئی کا پروگرام گورنر ہاؤس میں بنا تھا۔ سچ یہ ہے کہ عشرت العباد اور سید مصطفےٰ کمال دونوں الطاف حسین کے پیارے رہے ہیں۔ اب جب الطاف حسین مکافات عمل کے تحت قانون کی گرفت میں آیا ہے یہ سب اپنی اپنی صفائیاں عوام کے سامنے پیش کر رہے ہے۔ کیا الطاف حسین پر را کا ایجنٹ ہونے کا الزام اب لگا ہے۔ نہیں نہیں! جب ۱۹۹۲ء میں آپریشن شروع ہوا تھا تو لیاقت آباد کے چورائے پر لگی الطاف حسین کی تصویروں پر پان کی پچکیں ڈالی گئیں تھیں۔ عامر خان

اورآ فاق احمد نے کراچی میں بینرز آویزاں کیے تھے جن پر لکھا تھا کی الطاف حسین را کا ایجنٹ ہے۔ کراچی میں ٹارچر سیل دریافت ہوئے تھے۔ ایم کیو ایم کے دفتر سے جناح پور کے نقشے برآمد ہوئے تھے جس کا اظہار اب بھی ٹاک شوز میں اس وقت کے آپریشن میں شریک ایک جرنل، ایک بریگیڈیئر اور ایک میجر صاحبان کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ صاحبو! سب کو معلوم ہے کہ الطاف حسین ایک ناسور ہے۔ اس نے دلیل اور قلم سے بات کرنے والی پوری مہاجر آبادی کو بدنام کر دیا ہے۔ اچھے اور پیارے اور کردار والے مہاجروں کے نام کنکٹا، لنگڑا، ٹینشن، کے ٹو، ٹنڈا اور نہ جانے کون کون سے نام رکھ دیے ہیں۔ اب جبکہ پورے پاکستان کی اسمبلیوں میں الطاف حسین کی پاکستان سے غداری کی قراردادیں پاس ہو چکی ہیں اس کے تحت ایک کمیٹی بھی قائم کی گئی ہے۔ مرکزی حکومت کو چاہیے کہ وہ الیکشن کمیشن میں جائے اور الطاف حسین کے مینڈیٹ والے سارے ممبران کو ڈی سیٹ کروا کر نئے مینڈیٹ جو پاکستان زندہ باد کا مینڈیٹ ہو کے تحت مہاجروں کو اسمبلی میں لایا جائے۔ سیاست کرنا ان کا حق ہے لیکن الطاف حسین والی پاکستان مردہ باد ملک دشمن سیاست کا حق کسی کو بھی نہیں۔ سارے جراہم پیشہ ایم کیو ایم کے افراد کی تحقیقات ہونے چاہیے اور اگر کسی نے جرم کیا ہے تو اس کی سزا بگھتے اور اس کے بعد صاف ستھرا ہو کر سیاست کرے۔ چاہے وہ عشرت العباد ہو، مصطفے کمال ہو، اظہار الحق اور ہو یا وسیم اختر ہو یا کوئی اور ہو۔ الطاف حسین کے دو پیاروں کی لڑائی سے عوام کو کوئی واسطہ نہیں۔

پولیس ٹریننگ کالج کوئٹہ پر دہشتگردوں کا حملہ

کوئٹہ میں پہلے قانون کے محافظوں کو خون میں نہلایا گیا تھا جس کا غم ابھی تک محسوس کیا جا رہا ہے کہ اس کے بعد ہمارے پولیس ٹریننگ کالج پر سفاکانہ حملہ کرکے ۶۱ کو شہید اور لاتعداد کو زخمی کر دیا گیا۔ کوئٹہ میں ایک عرصہ سے کبھی ایک فقہ کے لوگوں کو شہید کیا جاتا ہے تاکہ مذہبی منافرت پھیلے اور کبھی پٹھانوں کو بس سے اُتار کر اور پہچان کر شہید کیا جاتا ہے تاکہ لسانی منافرت پھیلے۔ اللہ کا شکر ہے کوئٹہ کے عوام کی دانش مندی کی وجہ سے دشمن اپنی پلاننگ میں ابھی تک کامیاب نہ ہو سکا نہ ہی کامیاب ہو سکے گا انشا اللہ۔ مذہبی اور لسانی اکائیں آپس میں شیر و شکر ہیں۔ اس حملے کے بعد صحافیوں نے جائے وقوع کا جائزا لے کر جو رپورٹ میڈیا پر بیان کی ہے ایک تو اس میں صوبائی حکومت کی کمزوری ہے۔ پولیس کالج کی دیواریں اونچی کیوں نہیں کی گئیں۔ آئی جی بلوچستان نے پولیس کالج کی کچی دیوار کو پکا کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ بلوچستان سے فنڈ مانگا تھا۔ انہوں نے فنڈ دینے کا اعلان بھی کیا تھا۔ مگر روائتی سست روی کی وجہ سے فنڈ جاری نہیں کیا گیا۔ جب کہ صوبائی حکومت کو یہ بھی اچھی طرح سے معلوم ہے کہ دشمن نے ہمارے فوج کے دفاعی اداروں، جس میں بری، بحری، فضائی، خفیہ اور پولیس ہیڈ کوائٹرز پر حملے کیے ہیں تو ان کو کوئٹہ پولیس ٹریننگ کالج کی

بھی اچھے طریقے سے حفاظت کا انتظام کرنا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ ایک خود کش حملہ آور تو مرنے کے لیے خود کش جیکٹ پہنتا ہے۔ اس لیے کہ اس نے انسانوں کے مجمع میں اپنے آپ کو اُڑا کر نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ پولیس ٹریننگ کالج کے کیڈٹوں کے پاس اپنی حفاظت کے اسلحہ نہیں دیا گیا۔ دوسرے نہتے کیڈٹ اُس وقت سو رہے تھے کہ دہشت گردوں نے حملہ کر دیا۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اکثر دہشت گرد بھارت کی ایما پر افغانستان سے آتے ہیں۔ اس لیے بہتر باڈر مینیجمنٹ کے ذریعے افغانستان سے آنے والے دہشت گردوں کو روکا جا سکتا ہے۔ جبکہ تجزیہ کاروں کے مطابق افغانستان کی اس سمت میں چمن باڈر زیادہ محفوظ نہیں ہے۔ پاکستان میں افغانستان کی موجودہ امریکی پٹھو اور بھارت نواز حکومت کے لیے نرم گوشہ رکھنے والے حکومت کے اتحادیوں کے رویوں کی بھی اصلاح کرنی چاہیے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں کہ ہمارے ازلی دشمن بھارت نے اعلانیہ کہا ہوا ہے کہ وہ چین پاکستان اقتصادی راہداری کو کسی صورت بھی مکمل نہیں کرنے دے گا۔ اس کو ثبوتاژ کرنے کے لیے بھارت نے فنڈ بھی مختص کر رکھے ہیں۔ مودی نے بلوچستان میں اعلانیہ مداخلت شروع کی ہوئی ہے۔ کلبھوشن یادیو بھارتی جاسوس کی گرفتاری اس کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ بھی پوری دنیا جانتی ہے کہ چین سے دشمنی کی وجہ سے بھارت کے اس منصوبہ میں امریکا بھی بھارت کے ساتھ شامل ہے۔ ان عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی حکومت کے تعاون سے ہماری فوج نے پاک چین اقتصادی راہداری کی حفاظت کے فوج کی نئی

بٹالین بھی قائم کی ہے۔ ہمارے خفیہ اداروں کی بھی بھارت کی اس ڈاکٹرائن پر گرفت ہے۔ انہوں نے کلبھوشن یادیو جیسے بھارت کی نیوی کے حاضر سروس آفیسر کو دہشت گردی کی پلاننگ میں ملوث ہونے پر پکڑا ہے۔ جب بھارت میں پاکستان سے ایک کبوتر بھی اڑ کر جاتا ہے تو اسے پاکستانی جاسوس سمجھتے ہوئے اسے پکڑا جاتا ہے۔ اس کا ایکسرے تک کیے جاتے ہیں۔ اس کے پر کاٹ دیے جاتے ہیں اور یہ سب کچھ بھارت کی طرف سے اپنے ملک کی حفاظت کے حوالے سے اپنی کارکردگی میڈیا میں بھی نشر کرتا ہے۔ مگر کلبھوشن یادیو ایک حاضر سروس فوجی کافی عرصے سے پکڑا جانے پر ابھی تک ہمارے وزیر اعظم صاحب کی طرف سے کوئی لفظ بھی نہیں بولا گیا۔ اس پر اپوزیشن والے بھی آئے روز وزیر اعظم صاحب پر تنقید کرتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف جب کوئٹہ میں ۷۰ سے زائد وکلا [illegible] بھارت کی اتحادی نے پارلیمنٹ کے اندر بیان دیا تھا کہ دہشتگردوں کو ہمارے خفیہ والوں کی حمایت حاصل ہے۔ اس پر فوج نے بھی وفاقی حکومت کو شکایت کی تھی مگر کسی نے بھی اس شکایت پر کان نہیں دھرا، نہ اُس شخص سے وضاحت مانگی گئی۔ ایک دوسری اتحادی جو پاکستان میں رہ رہے ہیں، پاکستان دشمن افغان حکومت کو خوش کرنے کے لیے فرماتے ہیں میں افغانی تھا افغانی ہوں اور افغانی رہوں گا۔ تیسرا اتحادی، کشمیر کمیٹی کا چیئرمین ہوتے ہوئے بھی بھارت کے مظالم پر پردہ ڈالتے ہوئے، کشمیریوں سے یکجہتی کی بجائے فرماتے ہیں کہ فاٹا اور کشمیر میں مظالم ایک جیسے ہیں۔ اپنے

ان اتحادیوں کو وفاقی حکومت نہیں سمجھائے تو کون سمجھائے گا۔ ہماری فوج ملک میں دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے ضرب عضب اور کراچی میں ٹارگیٹڈ آپریشن کے ذریعے اور عوام کی حفاظت کے لیے جانیں دے رہے ہیں۔ فوج کی دہشت گردی کے خلاف قربانیوں کو مقامی اور بین الاقوامی طور پر تسلیم بھی کیا گیا ہے۔ جبکہ حکومت کے اتحادی ان کے خلاف بول رہے ہیں۔ کوئٹہ پولیس کالج پر دہشت گرد حملہ کو لشکر جھنگوی العالمی ، تحریک طالبان پاکستان اور بعد میں داعش نے قبول کیا ہے۔ان میں دو کا بعد م تنظیمیں لشکر جھنگوی العالمی اور تحریک طالبان پاکستان افغانستان میں موجود ہیں۔ افغانستان میں امریکی پٹھو اور بھارت نواز حکومت قائم ہے۔ بھارت نے افغانستان میں پاکستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ درجنوں کونصلیٹ دفاتر بنا رکھے ہیں جہاں سے پاکستان میں دہشت گردی ہو رہی ہے۔ ان حالات میں حکومت کے تینوں اتحادی کس کے ساتھ نرم گوشہ رکھتے ہیں؟ ان کو ملک دشمن بیانات سے کون روکے گا؟ایف سی کے چیف کے مطابق دہشتگردوں کو افغانستان سے ہدایات مل رہیں تھیں۔ مقامی ایجنٹو ں نے دہشت گردوں سے ضرور تعاون کیا ہو گا۔ جہاں تک حکومتی وزرا کا تعلق ہے تو وزیر اعظم کی طرح یہ بھی دہشت گردی کروانے والے بھارت کا نام نہیں لیتے اور کہتے ہیں دہشت گردی مشرقی ہمسایہ کی طرف سے ہو رہی ہے۔ دہشت گردوں سے دیر تک مقابلہ کرنے والے کیپٹن روح اللہ کو فوج کی طرف سے تمغہ جرات اور محمد علی کو تمغہ بسالت سے نوازہ جائے گا۔ وزیر اعظم اور آرمی چیف نے مل کر سول سپتال کا

دورا کیا اور زخمیوں کی عیادت اور شہدا کے جنازے میں شرکت بھی کی۔ کوئٹہ میں وزیر اعظم کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطح کے اجلاس میں بلوچستان میں کالعدم تنظیموں کے خلاف سخت کاروائی کے احکامات جاری کیے گئے۔ بھارت اور افغانستان کے ساتھ وزارت خارجہ کی سطح پر بلوچستان میں مداخلت کا معاملہ اُٹھایا جائے گا۔ عمران خان نے بھی زخمیوں کی عیادت کی۔ روس، چین، امریکا اور اقوام متحدہ نے دہشت گردی کی مزاہمت کی۔ بلوچستان میں تین دن، سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخواہ میں ایک دن سوگ کا اعلان کیا گیا ہے۔ صاحبو! اس میں شک نہیں کہ فوج نے ۹۰ فی صد دہشت گردی پر قابو پا لیا ہے۔ مگر ابھی بھی دہشت گرد پڑوسی حکومتیں کی پشت پناہی کی وجہ سے پاکستان میں دہشت گردی کر رہے ہیں اس کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری قوم اپنی فوج کی پشت پر کھڑی رہے اور دہشت گردی پر قابو پانے کے لیے فوج کی پالیسیوں کے خلاف کسی قسم کی بات کرنے والوں کی مرکزی حکومت کو اصلاح کرنی چاہیے۔ اس سے دہشت گردوں کی کمر ٹوٹے گی۔ اللہ ہمارے ملک کو دہشت گردوں سے محفوظ رکھے آمین۔

اکھنڈ بھارت کے مددگار الطاف حسین کی ایم کیو ایم پر پابندی لگائی جائے

کیا الطاف حسین پاکستان توڑ کر اکھنڈ بھارت کے نقشے میں رنگ بھرنے کی اسکیم پر عمل پیرا نہیں ہے؟ اس کی ۳۰ سالہ [illegible] اور پاکستان بنانے والوں کو پاکستان مخالف سوچ اور پر تشدد کاروائیوں پر اُکسانے، کراچی کو تباہ کرنے، قتل و غارت کرنے کو ایک طرف رکھ کر اس کی ۲۲ تاریخ پاکستان مردہ باد والی تقریر اور بعد میں اعلانیہ بھارت اسرائیل اور امریکا سے پاکستان توڑنے کی مدد کی اپیل اس کے پاکستان دشمن عزاہم کی نشان دہی کے لیے کافی ہیں۔اسی لیے قانون نافظ کرنے والے اداروں نے کاروائی کی۔ بغاوت کا مقدمہ قائم کیا۔ میڈیا ہاؤسز پر حملہ کرنے والے اس کے پاکستان میں موجود سہولت کاروں کو گرفتار کرکے قانون کے حوالے کیا۔ جب برطانیہ نے الطاف حسین کے گھر سے منی لانڈرنگ کے ۵ لاکھ پاؤنڈ برآمند ہونے اور را سے فنڈ لینے کے اعترافی بیانات، اسی منی لانڈرنگ سے اسلحہ خریدنے کی لسٹ برآمند کرنے کے باوجود بھارت کی ایما پر الطاف حسین کو کیس سے بری کر دیا۔ اس کے بعد ایک سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق کچھ غیر معروف لوگوں سے الطاف حسین کے مردہ گھوڑے میں جان ڈالنے کی دوبارہ کوشش کی گئی اور پریس کانفرنس میں الطاف حسین سے یکجہتی کا اظہار کیا گیا۔ پھر شہدا کی قبروں پر پھول رکھنے کے بہانے الطاف حسین کے لوگوں کو اکٹھا کرکے

کراچی شہر میں پھر سے پر تشدد کاروائیوں کے پروگرام پر عمل کرنے کی کوشش کو قانون نافظ کرنے والے اداروں نے ناکام بنا دیا۔ پریس کانفرنس کرنے والوں کو پریس کانفرنس کرنے سے پہلے ہی گرفتار کرکے جیل بھیج دیا گیا۔ صاحبو! بھارت نے شروع دن سے پاکستان توڑنے کے منصوبے تیار کئے تھے۔ مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی بنا کر پاکستان توڑنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ اس سے قبل سندھ کے علیحدگی پسند مرحوم جی ایم سید (غلام مصطفے شاہ) کو بھی استعمال کرنے کی کوشش کی تھی۔ جی ایم سید نے سندھو دیش بنانے کی انتہائی کوشش کی تھی مگر محب وطن سندھیوں نے اس کی ایک نہیں مانی۔ جی ایم سید نے اندرا گاندھی سے درخواست کی تھی کہ وہ سندھ پر حملہ کرکے سندھو دیش بنا دے۔ مگر اندرا گاندھی سمجھدار سیاست دان تھی اسے پتہ تھا کہ سندھ میں پاکستان بنانے والوں کی اولادیں موجود ہیں جو اس کی شدید مزاہمت کریں گی۔ اس بات کو زیر نظر رکھتے ہوئے آئی ایس آئی کے سابق سربراہ اور دفاعی تجزیہ کار (ر) جنرل حمید گل صاحب نے ایک زمانے میں اخبارات میں اپنا ایک تجزیاتی مضمون لکھا تھا۔ جس میں بیان کیا تھا کہ بھارت اکھنڈ بھارت بنانے کی اسکیم کے تحت صوبہ سرحد میں مرحوم غفار خان سرحدی گاندھی کے ذریعے پختونستان کے مسئلہ کو کھڑا کیا تھا۔ بلوچستان میں گریٹر بلوچستان کے نام سے باغیوں کو منظم کرنے کی کوشش کی تھی۔ ساتھ ساتھ بھارت نے سندھ میں پاکستان بنانے والوں مہاجروں پر کام شروع کر دیا ہے کہ انہیں پاکستان دشمن بنا کر اور ان کو سبز باغ دیکھا

کر اپنا ہم نوا بنایا جائے۔ اس تجزیہ کو سامنے رکھا جائے اور الطاف حسین کی ۳۰ سالہ پاکستان مخالف کاروائیوں کو دیکھا جائے تو بات سمجھ آ جاتی ہے۔ پہلے قائد اعظم کے مزار کے سامنے پاکستان کا ہلالی پرچم جلایا۔ اکھنڈ بھارت کا آلہ کار بنتے ہوئے دہلی میں کہا کہ ہند کی تقسیم ایک تاریخی غلطی تھی۔ الطاف حسین نے مہاجروں کو سبق سکھایا کہ حقوق یا موت۔ وی سی آر اور ٹی وی فروخت کر کے اسلحہ خریدو۔ الطاف حسین نے شروع میں جی ایم سید کے کہنے پر کہا سندھی مہاجر بھائی بھائی نسوار اور دھوتی کہاں سے آئی۔ کراچی میں ایک دوسرے کے گھر جلائے گئے۔ قتل و غارت کی گئی۔ پاکستان کو ۷۰ فی صد ٹیکس دینے والے کراچی شہر کو تباہ برباد کر دیا گیا۔ سیکڑوں پر تشدد ہڑتالیں کروائی گئیں۔ اپنے ایک ممبر صوبائی اسمبلی جسے شاید خود ہی قتل کروا کر ۱۰۰ بے گناہ مزدور پٹھانوں کو اپنے دہشت گردوں سے قتل کرایا۔ سیاست کی آڑ میں دہشت گردی کی پشت پناہی کی۔ ۳۵ ہزار مسلح دہشت گرد تیار کیے۔ اس کا انکشاف ویکی لیکس نے برطانیہ کے کونصلیٹ کے ٹیلی گرام کے حوالے سے کراچی کے ایک انگریزی اور دوسرے دن اردو اخبار نے شائع کیا تھا۔ نجی ٹی وی کے رپورٹر ولی بابر کو شہید کیا۔ اس کے گواہوں کو بھی شہید کیا۔ ۱۲ مئی کے قتل و غارت کا مقدمہ سننے والی کورٹ کے ارد گرد ہزاروں دہشت گردوں کو جمع کر کے مقدمے کی کاروائی کو رکوادیا۔ شہر میں ڈر اور خوف پیدا کر دیا۔ پورے الیکٹرونگ میڈیا کو زور زبردستی سے یرغمال بنا لیا گیا۔ ملک کے ۶۰ ٹی وی اسٹیشنز نے الطاف حسین کی

بے سروپا اور گانوں، چورن خرید لو کے تنزیہ جملوں، پاکستان کی تاریخ کو مسخ کرنے، ڈانس کرنے اور ایکٹنگ سے بھرپور تقریر کو چھ چھ گھنٹے بغیر کمرشل چلانے کے نشر کیا تھا۔ پرنٹ میڈیا کے دفاتر کو جلا دیا گیا۔ اخبارات کے ملکان کے مطابق اخبار کی سرخی ایم کیو ایم کے دہشت گردوں کے حکم کے مطابق لگانی پڑتی تھیں۔ کیا کیا بیان کیا جائے۔ ان حالات میں ۱۹۹۲ء میں ایم کیو ایم کے خلاف فوجی آپریشن شروع کیا گیا تھا۔ جناح پور کے نقشے برآمد کیے گئے۔ ٹارچر سیل کی نشان دہی کی گئی جس میں مخالفوں پر ڈرل مشینیں چلائی جاتی تھی۔ ان باتوں کے ثبوت فوجی آپریشن کرنے والے فوج کے ایک (ر) جرنل ایک (ر) برگیڈیئر اور ایک (ر) میجر ٹی وی ٹاک شوز میں آج بھی تصدیق کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر اس دوران ہمارے ناعاقبت اندیش حکمران سیاست دانوں نے پارلیمنٹ میں اپنے عددی اکثریت حاصل کرنے کی غرض سے اپنے آنکھیں بند کر لی تھیں اور ایم کیو ایم کی ملک دشمن سرگرمیوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔ اکھنڈ بھارت کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے بھارت نے امریکا کے ساتھ مل کر پاکستان مخالف طالبان کو بھی کھڑا کر دیا تھا۔ طالبان کو فاٹا میں بھارت نے دہشت گردی کی ٹریننگ دی جس کا انکشاف ''یہ خاموشی کب تک'' کتاب میں (ر) لیفٹیننٹ جنرل شاہد عزیز نے کی ہے۔ طالبان نے پاکستان کے فوجی اداروں، پولیس، مساجد، امام بارگاہوں، چرچوں، بازاروں، مزاروں، اسکولوں کی میں دہشت گردی کی۔ پشاور کے آرمی پبلک اسکول پر بھارت کی شہ پر اور افغانستان میں بیٹھے طالبان نے دہشت گرد حملہ

کرکے لاتعداد محصوم بچوں کو شہید کر دیا۔ جب حالات بل لکل خراب ہونے لگے۔ سیاست دان اس دہشت گردی کو ختم یا کنٹرول نہ کرسکے تو فوج نے آپریشن ضرب عضب شروع کیا۔ کراچی میں دہشت گردی ختم کرنے کے لیے ٹارگیٹڈ آپریش شروع کیا۔ طالبان، کلعدم دہشت گرد تنظیموں، لسانی تنظیموں اور ایم کیو ایم کے دہشت گردوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی۔ شہر میں امن و امان قائم ہوگیا۔ شہر کی روشنیاں پھر سے لوٹ آئیں۔ ۲۵ سال بعد کاروبار پھر سے بحال ہوا۔ بھتے کی پرچی بھیجنا ملنا بند ہوگئیں۔ بوری بند لاشیں ملنا بند ہوئیں۔ کاروباری حلقوں نے سکھ کا سانس لیا۔ کراچی والوں نے قانون نافظ کرنے والوں کی تحریف کی۔ ان حالات میں کیا قانون نافظ کرنے والے ادارے الطاف حسین کو پھر سے دہشت گردی کرنے کی اجازت دے سکتے ہے؟ نہیں ہر گز نہیں۔ کراچی کی لوکل گورنمنٹ، سندھ کی صوبائی پارلیمنٹ۔ قومی اسمبلی سینیٹ میں الطاف حسین کے خلاف آرٹیکل ۶ کے تحت کاروائی کی قراردادیں پاس ہوئی ہیں۔ اس میں ایم کیو ایم پاکستان پیش پیش ہے۔ ایم کیو ایم پاکستان نے الطاف حسین کی پاکستان مردہ باد تقریر کے بعد اُس سے لاتعلّقی کا اعلان کر دیا ہے۔ حکومت نے الطاف حسین کے خلاف کاروائی کے لیے ایک کمیٹی بھی قائم کر رکھی ہے۔ الطاف حسین کی تقریر و تصویر پر عدالت نہیں پابندی لگا رکھی ہے۔ اس لیے پاکستانی عوام کا مرکزی حکومت سے مطالبہ کہ آئین کے مطابق سپریم کورٹ میں ایم کیو ایم پر پابندی کا مقدمہ قائم کرے۔ الطاف حسین کے پاکستان مردہ اور اکھنڈ بھارت کے مددگار الطاف حسین کی

ایم کیو ایم پر پابندی لگائی جائے۔الطاف حسین کے نام کے مینڈیٹ پر جیتنے والے ایم کیو ایم کے ممبران کو ڈی سیٹ کروا کر پاکستان زندہ باد کے مینڈیٹ پر نئے سرے سے زمنی انتخابات کروا کر سندھ کے مہاجروں سیاست کا حق دیا جائے۔ یہ ہی اس مسئلے کا پائیدار حل ہے۔

جماعت اسلامی اس لیے کہ۔۔۔

جناب سلیم صافی نے اپنے ایک مضمون میں پاکستان میں دو پارٹیوں کی حکمرانی اور پاکستان کی عوام کے حالات درست نہ ہونے پر ایک قومی تجزیہ کار کے طور پر دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ پاکستان کے حالات صحیح سمت میں لے جانے کے لیے متبادل کے طور پر پاکستان میں حکمرانی کے قابل جماعت اسلامی کیوں نہیں؟ سلیم صافی کے تجزیہ اور اس پر شک وار جواب، جو فرخ سہیل گوئندی صاحب نے ''نہیں'' کی شکل میں دیا ہے، لاہور کے ایک روز نامہ میں چھپا ہے۔ اس پر شک وار تجزیہ کرنے سے پہلے دونوں حکمران جماعتوں کا جماعت اسلامی سے تقابلی جائزا پیش کرتے ہیں۔ شاید قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ مغربی جمہوریت جو پاکستان میں رائج ہے جہاں سے یہ آئی ہے وہاں موروثی سیاسی جماعتوں کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ جبکہ ہماری سیاسی پارٹیاں موروثی ہیں۔ جماعت اسلامی اس خامی سے پاک ہے۔ پاکستان میں الیکشن کے ذریعہ سیاسی پارٹیاں حکمرانی حاصل کرتیں ہیں اس لیے ان میں بھی الیکشن ہونے چاہیے۔ سیاسی پارٹیوں میں اندرونی الیکشن تسلسل سے نہیں ہوتے۔ الیکشن کمیشن کے حکم پر برائے نام الیکشن کرکے خانہ پوری کی جاتی ہے، جماعت اسلامی میں اس کے قیام سے باقاعدگی سے اندرونی الیکشن ہوتے ہیں۔ سیاسی پارٹیوں میں پارٹی کے صدر سے مفاد اور ذاتی دوستی کی بنیاد پر عہدے

تقسیم ہوتے ہیں ۔ جماعت اسلامی ایک دستوری جماعت ہے۔ اس کے دستور کے مطابق چلانے والوں کو عہدوں پر لگایا جاتا ہے۔ سیاسی پارٹیاں نہ تو دستوری ہیں نہ ہی کسی نظریہ پر ایمان رکھتی ہیں ان کا سب کچھ اقتدار ہے۔ جماعت اسلامی ایک دستوری اور نظریاتی جماعت ہے۔ سیاسی پارٹیوں کے سربراہوں پر کرپشن کے الزامات ہیں۔ جماعت اسلامی اس لعنت سے پاک ہے۔ سیاسی پارٹیاں پاکستان کے دو قومی نظریہ کی صحیح حفاظت نہیں کرتی۔ جماعت اسلامی دو قومی نظریہ کی محافظ ہے۔ سیاسی پارٹیوں کے ہیڈ امیر ترین لوگ

ہیں جنہیں ملک کے غریبوں کی پریشانیوں کا احساس نہیں۔ جماعت اسلامی کے منتخب امیر غریب اور نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں غربت کا احساس ہے۔ اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے گوئندی صاحب کے مضمون جو سلیم صافی کے مضمون ''ہاں'' کے جواب میں ''نہیں'' کا جواب شک وار دیتے ہیں۔ اوپر بیان کی گئی جماعت اسلامی کی ڈھیر ساری خوبیوں کو گوئندی صاحب تسلیم کرتے ہوئے بھی سلیم صافی صاحب کی خواہشات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جبکہ اس کا اصل تجزیہ یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد دو قومی نظریہ سے انحراف کرکے گوئندی صاحب جیسے کیمونسٹ، سوشلسٹ اور لبرلز نے نظریہ پاکستان کی حامی جماعت اسلامی کی مخالفت کی وجہ سے جماعت اسلامی تیسری قوت نہ بن سکی۔ سلیم صافی صاحب نے شاید اپنے یاداشت کے مطابق جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام کے کارکنوں کی احتجاج کرنے کی صلاحیت کو دوسری جماعتوں سے ممتاز کیا ہے جو صحیح ہے۔ ۱۹۷۷ء

کی تحریک کا میں چشم دیدہ گواہ ہوں جس میں تاریخی پہیہ جام ہڑتال ہوئی تھی۔ ساری تحریک جماعت اسلامی کے کارکنوں نے چلائی تھی۔ ہم جماعت اسلامی کے دفتر میں بیٹھے تھے تو فوج آئی اور کہا کہ کاغذ پر روزانہ حکومت کے خلاف خبر نامہ کون جاری کرتا ہے۔ دفتر انچارج نے بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوج کو کہا کہ حکومت نے خبروں پر پابندی لگائی ہوئی ہے اس لیے ہم یہ خبر نامہ کاغذ پر جاری کرتے ہیں۔ فوج نے ایک احتجاج میں لوگوں کے سامنے ایک لکیر کھینچی تھی کہ اس کو جو بھی کراس کرے گا اسے گولی مار دی جائے گی۔ جمعیت علمائے اسلام کے ایک عالم جو قومی اسمبلی کے امیدوار بھی تھے نے لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے لکیر کراس کی تھی۔ پاکستان کے معروضی حالات کا ذکر کرتے ہوئے گوئندی صاحب کہتے ہیں جماعت اسلامی اس لیے کامیاب نہیں ہوتی کہ اس کی رکنیت کا معیار ہے کہ پہلے صالح مسلمان بنو پھر جماعت اسلامی میں داخل ہو۔ مذہب بیزار ہر لبرل پاکستانی لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جماعت اسلامی پاکستان میں حکومت الہیہ قائم کرنا چاہتی ہے جسے عرف عام میں اسلامی نظام یا نظامِ مصطفےٰ کہتے ہیں۔ ایسا نظام قائم کرنے کے لیے انسان کو کم از کم اسلام کے بنیادی ارکان کا تو پابند ہونا چاہیے۔ یہی تو جماعت اسلامی کا کم از کم معیار رکنیت ہے۔ تو اس میں کون سی انہونی بات ہے۔ گوئندی صاحب نے جماعت اسلامی کے طریقہ کو کیمونسٹ نظام سے جوڑ دیا ہے۔ بھائی ! گوئندی صاحب اسلام کے ارکان اسلام کا نظام تو اسلام میں شروع سے قائم ہے جو جماعت

اسلامی نے اپنے ہاں رائج کیا ہوا ہے۔ اگر کیمونسٹوں نے اس نظام کو اپنایا تو جماعت اسلامی کو ان جیسا کہنا جماعت اسلامی سے زیادتی ہے۔ گوئندی صاحب فرماتے ہیں۔ جماعت اسلامی اپنے فلاحی کاموں کے ذریعے بھی پاکستان کی مقبول جماعت نہیں بن سکتی۔ جماعت اسلامی کہتی ہے کہ عوام پہلے پاک باز بن جائیں۔ سراج الحق اور منور حسن جیسے بن جائیں تو جماعت اسلامی کی صالح قیادت ان پر حکمرانی کر سکتی ہے۔

ڈاکٹر اسرار صاحب جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو کر لوگوں کو صالح بنانے کے پروگرام پر کام کرتے رہے ہیں۔ گوئندی صاحب! یہ جماعت اسلامی کا قصور ہے کہ آپ تک جماعت اسلامی کا چار نکاتی پروگرام نہیں پہنچایا گیا یا پھر آپ نے اپنی آنکھیں بند کر کے کیمونسٹ، سوشلسٹ اور لبرل ازم کے حمام میں اپنے آپ کو ڈال لیا ہے ورنہ جماعت اسلامی نے شروع دن سے چار جہتی پروگرام، جس میں تطہیر افکار، تعمیر افکار، صالح افراد کی تلاش اور نظام حکومت کی تبدیلی حکومت پر کام کر رہی ہے۔ جماعت اسلامی گناہ گاروں کی جماعت ہے اس نے کبھی بھی فرشتہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پیغمبروںؑ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو اسلام پر چلنے کی دعوت دیتی ہے۔ یہ ایسے لوگوں کی جماعت نہیں جو پہلے کیمونسٹ تھے۔ پھر امریکا کی طرف جھکاؤ کر لیا۔ اب لبرل بن گئے۔ گوئندی صاحب! یہ آپ سوچ سکتے ہیں کہ آپ لوگوں کو کس طرف بلا رہے ہیں اسلامی نظام یا دنیاوی نظام؟ جماعت اسلامی جن لوگوں کو اسلام کی طرف بلا رہی ہے یہی عوام جماعت اسلامی کو منتخب کریں گے انشاء اللہ۔ گوئندی صاحب آخر

میں جماعت اسلامی کی کامیابی کے لیے مشورہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی اسلامی شعار کی طرف بلانے کو چھوڑ کر تعلیم اور روزگار کی فکر کرنی چاہیے۔ کاش کہ گوئندی صاحب سیرت کی کسی بھی کتاب پر غور کرتے۔ کیا رسولؐ اللہ نے مکہ کے لوگوں کو یہ کہہ کر اپنے ساتھ ملایا تھا کہ تمھیں تعلیم اور روزگار مہیا کروں۔ نہیں نہیں! رسولؐ اللہ نے ابو جہل کے ظالمانا نظام کو تبدیل کرنے کا کہا تھا۔جب ابو جہل کا نظام ختم ہوا تو تعلیم اور روزگار خود بخود ملنے لگا تھا۔ اس پر ہی جماعت اسلامی چل رہی ہے۔ اے کاش! کہ گوئندی صاحب نے رسولؐ اللہ کی اس حدیث کو بھی پڑھا ہوتا کہ تم میری لائی ہو شہریت کو نافظ کردو۔ تم زکوۃ لیے لیے پھروگے تمھیں زکوۃ لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ مطلب سب لوگ خوشحال ہو جائیں گے۔ جماعت اسلامی کو اپنی روش بدلنے کے مشورے سے پہلے اگر گوئندی صاحب ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروںؑ کے طریقہ بھی سمجھا ہوتا۔ سب نے ایک ہی روش پر کام کیا۔ اللہ کے بندوں کو بھولا ہوا سبق یاد کرایا تھا۔ جماعت اسلامی یہی کام کر رہی ہے یہی جماعت کا کیڈر ہے۔ جماعت اسلامی کبھی کیمونسٹ سرمایا دارانہ نظام اور کبھی لبرل نظام والے کیڈروں کی جماعت نہیں جو اپنا کیڈر بدلتے رہتے ہیں۔ آخر میں ایک مشہور شعر گوئندی صاحب کی نظر کرتا ہوں" اپنی ہی مٹی پر چلنے کا سلیقہ سیکھو۔ سنگ مر مر پر چلوگے تو پھسل جاؤگے۔

پاکستان کے لبرلز لندن میں پاکستان کے مستقبل کے نام سے اکٹھے ہو رہے ہیں

دی نیوز اخبار کی طرف سے خبر آئی ہے کہ پاکستان کے لبرلز لندن میں ایک کانفرنس بنام ''پاکستان کا مستقبل'' اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یہ کانفرنس پاکستان کے اسلامی تشخص کی مخالف ایک نام نہاد تنظیم جس کا نام ساؤتھ ایشین ٹیررزم مخالف اینڈ حیومن saath (رائٹس ڈاکٹر محمد تقی اور امریکا میں ہی مقیم سابق پاکستانی سفیر، پاکستانی بھگوڑے، حسین حقانی کی مشترکہ مدد کے تحت منعقد ہو رہی ہے۔ سب سے پہلی بات کہ ان صاحبان کو اپنے پرانے سیکولر آقا کے ملک میں ہی اکٹھا ہونا نصیب ہوا ہے۔ کیا انہیں اسلامی جمہوری پاکستان میں جگہ نہیں مل سکی؟ یہاں تک پاکستان کے مستقبل کا تعلق ہے تو اس کے بنانے والے قائد اعظمؒ نے اس کے بننے سے پہلے ہی ''پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ دے کر طے کر دیا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد سے ہی مٹھی بھر اسلام بیزار لبرلز بیرونی ایجنڈے اور مغربی تعذیب سے شکست خوردہ زہنیت لیے ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو سیکولر بنانے کے لیے اپنی سی کوششیں کرتے رہے ہیں۔ مگر ان کے ناپاک عزائم کے مقابلے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نظریاتی محافظوں کے سامنے اُن کی ایک نہیں چلی اور پاکستان کے اسلامی تشخص اور دو قومی نظریہ کی حفاظت کرنے والوں کی انتھک

جدو جہد کی وجہ سے مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے اس کا اسلامی آئین منظور کیا تھا جس کو ختم کرنے کے لیے یہ لبرل حضرات کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ لندن میں اکٹھے ہونے والے چند لبرلز کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی تشخص اور دو قومی نظریہ کی حفاظت کرنے اب بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عوام تازہ دم ہیں اور موجود ہیں۔ لندن کی اس میٹنگ کے روح رواں جو امریکا میں پاکستان کے سفیر رہے ہیں یہ صاحب سفیر کی حیثیت سے مراعات تو پاکستان سے لیتے تھے اور مفادات امریکا کے پورے کرتے تھے۔ یہ صاحب میمو گیٹ کے سرغنہ بھی رہے ہیں۔ پاکستان کے خلاف لکھنے کی شہرت بھی حاصل کی ہے۔ اپنی ایک کتاب ملا ملٹری اتحاد'' میں پاکستان کی فوج کے خلاف زبان درازی کی جس کو پاکستان'' میں پزیرائی نہ مل سکی۔ ہم نے اس کتاب پر اپنے کالم میں گرفت کی تھی اور ان کے پاکستان کے خلاف ناپاک عزائم کو پاکستان کے عوام کے سامنے اشکار کیا تھا۔ کتاب میں ہزاسرائی کے بعد بھی امریکی اخبارات میں پاکستان اور پاکستان کی فوج کے خلاف امریکا اور مغرب کو اُکساتے رہتے ہیں۔ جب میمو گیٹ پر عدالت میں مقدمہ چلا تو پیپلز پارٹی کا دور حکومت تھا۔ پہلے تو یہ صاحب صدارتی آفس میں چھپے رہے۔ پھر عدالت کو یہ ضمانت دے کر امریکا چلے گئے تھے کہ جب بھی عدالت اعظمیٰ بلائے گی تو یہ حاضر ہو جائیں گے۔ عدالت کی کئی تاریخوں پر سیکورٹی کے بہانے آج تک پاکستان نہیں آئے۔ اس طرح یہ پاکستان کے بھگوڑے ہیں۔ کانفرنس کی دوسری

شریک صاحبہ نے بھی پاکستان اور پاکستان کی فوج کے خلاف کتاب لکھ چکی ہیں جس کا نام ہے ''خاکی وردی''۔ اس میں فوج کو ایک تاجر ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اگر فوج نے پاکستان میں اپنے ریٹائرڈ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے کچھ ادارے قائم کیے ہیں تو کسی غیر فوجی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ اس کتاب پر بھی ہم نے اپنے ایک کالم میں گرفت کی تھی اور ان کی غلط باتوں کے مقابلے میں عوام کو صحیح معلومات سے آگاہ کیا تھا۔ فوج مخالف ایک مشہور نجی ٹی وی کے ایک پروگرام '' جیو جیوپولیٹری'' میں یہ صاحبہ بھی شریک تھی اور عوام کو یہ کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ روس نے گرم پانیوں تک آنے کے لیے افغانستان پر حملہ نہیں کیا تھا۔ ان کے اس جھوٹ پر ہم نے اپنے کالم ''حقائق یہ ہیں'' میں تاریخی حوالے دے کر ثابت کیا تھا کہ افغانستان جیسے غریب ملک میں روس نے کیا کرنا۔ اس نے تو بلوچستان کے راستے گرم پانیوں تک رسائی کے لیے افغانستان پر قبضہ کیا ہے۔ یہ مضمون بھی پاکستان کی کئی اخبارات میں چھپا تھا۔ اس کانفرنس میں عوامی نیشنل پارٹی کے سینیٹر افراسیاب خٹک، بشرا گوہر، کالمسٹ راشد رحمان، ماروی سرمد، بینا سرور اور دوسرے لبرلز کالمسٹ اور دانش ور بھی شریک ہونگے۔ دعوت نامے میں کہا گیا ہے کہ کئی برسوں سے پاکستان کا لبرل، پروگریسو اور سیکولر ویژن فوج اور اسلامی انتہا پسندوں کے دباؤ کے اندر ہے۔ یہی باتیں حسین حقانی اور ڈاکٹر عائشہ اپنی کتابوں میں لکھ چکے ہیں جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ کانفرنس کے منتظمین کے مطابق جان کے

خطرے کی وجہ سے پاکستان میں مشہور لبلرز سائیڈلائن ہو گئے ہیں یا پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ ان کے مطابق پاکستان کی بڑی سیاسی پارٹیاں فوج کی اسلامی سیاست کرنے اور انتہا پسندوں کی حمایت کی وجہ سے اپنی حیثیت کو بچانے کی جدوجہد میں لگی ہوئی ہیں۔اس وجہ سے انسانی بنیادی حقوق مرد عورت کے مساوی حقوق اور مذہب کے دخل نے انسانی اقدار پر قدغن لگا دیا ہے۔ منتظمین سوچتے ہیں کہ باہر سے تو پاکستان کو سیکولر بنانے کا پریشر تو ہے مگر ملٹری اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے انتہا پسندوں کی مدد جو ضیا دور سے چلی آ رہی ہے اس کو ہم اندر سے کم کریں اور لبرلز، پروگریسو اور سیکولرز کو پاکستان میں آگے بڑھنے کی جدوجہد میں شرکت پر آمادہ کرنے کی کوشش کو مزید تیز کریں۔ ہم نے اوپر دی نیوز اخبار میں جاری کردی اس تنظیم کا بیانیہ تحریر کر دیا ہے۔ یہ وہی پرانا مغربی بیانیہ ہے جو اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سیاسی کو انتہا پسند ثابت کرنے اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی محافظ فوج کو روگ فوج ثابت کرنے کی بھونڈی کوششیں ہیں۔ اس بیانیہ میں رنگ بھرنے والے پاکستان کے لبرلز سیکولر اور پروگریسو نام نہاد دانشوروں، کالمسٹوں اور جن پارٹیوں کو قائداعظمؒ نے جمہوری طریقے سے تحریک پاکستان کے وقت شکست دی اب پھر اپنے ناپاک عزائم اور پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف لندن میں جمع ہو رہے ان کے بیانیہ پر عوام خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں یہ وہی بیانیہ نہیں ہے جو ابھی ابھی نواز حکومت نے اخبارات میں جاری کیا تھا جس میں حکومت کا میڈیا سل

پکڑا گیا ہے۔ جس نے دنیا میں پاک فوج کو بدنام کیا ہے۔ پاک فوج نے اس پر گرفت کی۔ حکومتی میڈیا نے پلانٹڈ خبر ایک انگریزی اخبار میں جاری کی۔ جس پر پہلی قسط کے طور پر پاکستان کے وزیر اطلاعات کو بھی فارغ کر دیا ہے۔ مذید انکوائری کے لیے اعلی سطحی کمیٹی بنا دی گئی ہے جو تحقیق کر کے باقی مجرموں کو بھی قانون کے کٹہرے میں لا کر قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ صاحبو! پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کے مطالبے کہ پاکستان کا مطلب کیا" لا الہ الا اللہ" کی وجہ سے مثل مدینہ ایک ریاست پاکستان کے نام سے اللہ تعالی کی طرف سے تحفہ ہے۔ اللہ ہی دشمنوں سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔ چاہے دشمنوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ ہمارے نزدیک لندن والی یہ کانفرنس پاک فوج کے خلاف سازش کرنے والے مجرموں کو تحفظ دینے کے لیے بیرونی آقاؤں کے کہنے پر منعقد کی جا رہی ہے۔

نون لیگ بمقابلہ جنون لیگ

پاکستان میں نون لیگ بمقابلہ جنون لیگ کا کئی روز سے قوم تماشہ دیکھ رہی تھی۔ پاکستان کے عوام دونوں کے طریقہ کار سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ہمارے ملک میں رائج مغربی جمہوریت آدھا تیتر آدھا بٹیر والی بات ہے۔ مغرب میں حکمران جمہوریت کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔ اگر حکومت کی کسی پالیسی سے اختلاف ہو تو اپوزیشن کی طرف سے عوامی طاقت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ حکمران حکومت اس کو مناسب وزن دیتی ہے اور معاملہ جمہوری طریقے سے طے کر لیا جاتا ہے۔ کبھی بھی جگ ہنسائی نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ حکمران اپوزیشن کا مطالبہ مان کر مستعفی بھی ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے حکمران پارٹیاں اپوزیشن کے کسی اختلاف پر مناسب وزن نہیں دیتی۔ جس وجہ سے معاملہ سڑکوں پر طے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر فوج اقتدار پر قبضہ کر لیتی ہے۔ مثلاً آف شور کمپنیوں کی ہی بات کی جائے تو برطانیہ میں وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے پارلیمنٹ کے سامنے الزام کی صفائی میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ آئرلینڈ کے وزیر اعظم نے استعفیٰ دے دیا۔ حتہ کہ ہمارے ازلی دشمن بھارت میں خاموشی سے آف شور کمپنیز میں نام آنے والوں کے ساتھ قانون کے مطابق صحیح طریقہ سے ڈیل کر کے مسئلہ کو صحیح سمت میں ڈال دیا۔ مگر پاکستان میں ہمارے وزیر اعظم صاحب جن کی فیملی کا نام آف شور کمپنیوں میں آیا۔ وزیر

اعظم صاحب نے دو دفعہ الیکٹرونک میڈیا اور ایک دفعہ پارلیمنٹ میں آ کر اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کیا۔ سپریم کورٹ سے رجوع کیا گیا تو سپریم کورٹ نے ۱۹۵۶ء کے احتساب قانون کو نامکمل قانون کہتے ہوئے نیا قانون بنانے کا کہا تو حکومت نے سات ماہ تک ٹال مٹول کیا۔ جب پارلیمنٹ کی کمیٹی نے احتساب کرنے والے اداروں کو پارلیمنٹ کی کمیٹی کے سامنے بلا کر کہا کہ آپ نے اب تک کرپشن کرنے والوں کا احتساب کیوں نہیں کیا تو سب ادارے بے بس نظر آئے۔ اسی لیے تو عمران خان کہتے رہتے ہیں کہ نواز شریف صاحب نے پاکستان کے سارے اداروں کو تباہ کر دیا ہے۔ لیکن عمران خان کا اسلام آباد بند کر دینے کا اعلان بھی عوام نے مناسب نہیں سمجھا۔ آپ احتجاج پروگرام کرنے کا تو حق رکھتے ہیں لیکن دالخلافہ کو بند کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ آپ اپنے صحیح مَوقف کو غلط طریقہ سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ بلا آخر سیاسی جماعتوں نے انصاف حاصل کرنے کے لیے ملک کی سپریم کورٹ سے رجوع کیا۔ سپریم کورٹ نے آج یکم نومبر کو سب پارٹیوں سے لکھ کر مانگا ہے کہ آپ جوڈیشل کمیشن کے ذریعے فیصلہ حاصل کرنا چاہتے ہیں یا سپرہم کورٹ سے۔ نواز لیگ، تحریک انصاف اور جماعت اسلامی نے جوڈیشل کے لیے رضا مندی ظاہر کی ہے۔ سپریم کورٹ نے نواز شریف صاحب اور اداروں کو حکم دیا کہ جمعرات تک جواب داخل کریں تاکہ جلد از جلد فیصلہ کیا جائے۔ یہ کہہ کر مقدمہ ۳ر تاریخ تک ملتوی کر دیا ہے۔دوسری طرف جنون والے سپریم کورٹ گئے تھے۔ مگر سپریم کورٹ کے فیصلے کا انتظار کرنے کے بجائے حسب

عادت جلد بازی کرتے ہوئے پہلے لاہور میں ایک احتجاجی جلسہ کیا اور اس جلسہ میں ۲ر نومبر کو اسلام آباد بند کر دینے کی دھمکی کے ساتھ میدان میں اُتر آئے۔ جیسے اس احتجاج کی تاریخ نزدیک آئی پورے ملک میں پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ سارے عوامی ترقیاتی کام رک گئے۔ پاکستان میں نون لیگ اور جنون لیگ نے ایک قسم کی جنگ چھیڑ دی۔ حکومت نے پورے پاکستان کے راستے کنٹینرز لگا کر بند کر دیے۔ عمران خان نے اپنے کارکنوں کو بنی گالہ بلایا۔ حکومت نے بنی گالہ کو ناکے لگا کر بند کر دیا۔ آٹھ فٹ گہری کھائی کھود کر بنی گالہ کا راستہ بند کر دیا گیا۔ عارف علوی صاحب کو گرفتار کیا پھر وزیر داخلہ کے کہنے پر چھوڑ دیا گیا۔ اندلیپ عباس پر مرد پولیس نے تشدد کرکے گرفتار کیا بعد میں چھوڑ دیا۔ کارکن پہاڑی راستے سے بنی گالہ پہنچے جن پر آنسو گیس کے شل پھینکے گئے۔ پورے ملک سے بنی گالہ آنے والے تحریک کے کارکنوں کو گرفتار کیا گیا۔ پورے ملک میں سیکڑوں کارکنوں کو گرفتار کیا گیا۔ پشاور سے آنے والے خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ کے جلوس کو پنجاب اور خیبر پختونخوا کی سرحد پر روک لیا گیا۔ ہارون آباد کے پل پر کنٹینرز کی سات لہریں اور مٹی کے پہاڑ بنا کر ظلم کی انتہا کر دی گئی۔ آنسو گیس کے شل کی وجہ سے درجنوں زخمی ہوئے۔ مشتعل کارکنوں نے پولیس کی گاڑیوں کو آگ لگا دی۔ وزیر اعلیٰ کے جلوس نے رکاوٹیں بلڈوزرز سے ہٹائیں اور پنجاب میں برہان انٹر چینج تک داخل ہو گئے۔ رات وہیں گزاری۔ صبح آنسو گیس کے شل چلے، پھر عمران خان کے کہنے پر واپس صوابی اپنے

کیمپ میں چلے گئے اور اب موٹر وے کی بجائے جی ٹی روڈ آنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ادھر شیخ رشید کو پکڑنے کے لیے راولپنڈی کو بند کر دیا گیا۔ ایک بچہ گیس شل سے دم گھٹنے کی وجہ سے شہید ہو گیا۔ شیخ رشید موٹر سائیکل پر گلیوں سے ہوتے ہوئے جلوس میں آئے ایک چینل کی گاڑی پر چڑھے، سگار سلگایا، کارکنوں سے خطاب کیا، پولیس کو چیلنج کرتے ہوئے پھر موٹر سائیکل پر سوار ہو کر چھپ گئے۔ امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب نے کہا ہم نے انتہائی کوشش کی کہ کرپشن کرنے والوں کا پارلیمنٹ میں احتساب ہو مگر حکمرانوں نے روڑے اٹکائے پھر ہم سپریم کورٹ گئے۔ جماعت اسلامی نے ۱۹۹۶ء میں کرپشن کے خلاف دھرنا دیا تھا۔ اب بھی ہم نے سب سے پہلے کرپشن کے خلاف آواز اُٹھائی۔ کرپٹ چاہے موجودہ حکمران ہوں یا سابقہ ہم سب کا احتساب چاہتے ہیں۔ کرپشن کرنے والوں کو ڈبل شاہ نہیں بننے دیں گے۔ وزیر داخلہ نے موجودہ حالات میں عمران خان کا فیصلہ پر اپنی پریس کانفرنس میں کچھ تنقید اور کچھ شکایت کے ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ عوام کی جیت ہے اور کسی کی نہیں۔ انتظامیہ کو حکم دیا کہ تحریک انصاف کے ساتھ مل کر کل کے جلسہ کی سیکورٹی کا انتظام کرے۔ اُدھر عمران خان نے پہلے جلد بازی میں احتجاج کا راستہ اختیار کیا۔ ذرائع یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ عمران خان اور مرکزی قیادت بنی گالہ میں بیٹھی رہی اور کارکن مار کھاتے رہے۔ اب سپریم کورٹ کے کیس چلانے پر اسلام آباد سیل کرنے کے بجائے پھر جلد بازی میں پریڈ گراؤنڈ میں یوم تشکر منانے پر رضا مندی

ظاہر کر دی ہے۔ حکومت نے بھی راستے کھولنے کے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ اس پر ڈاکٹر طاہر قادری صاحب نے کہا کہ یہ تحریک انصاف کا اپنا فیصلہ ہے۔ انہوں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر تبصرہ کیا اور کہا کہ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پیپلز پارٹی کی طرف سے ٹویٹ کیا گیا کہ یہ عمران خان کا یوٹرن ہے۔ جو میڈیا عمران خان کو سپورٹ کر رہا تھا اب عمران خان کی پالیسیوں کے خلاف تبصرے کرنا شروع کر دیے ہیں۔ مرکزی حکومت نے وزیر اعلیٰ خیبر پختون خوا کو اسلام آباد آنے سے روکا جو غلط بات ہے۔ مگر اسی طرح وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا کا یہ کہنا کہ مجھے اسلام آباد میں اپنے چیئرمین سے نہیں ملنے دیا گیا تو میں نواز شریف صاحب وزیر اعظم صاحب کو خیبر پختونخوا میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ صاحبو! دونوں طرف کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے نقصان پاکستان کا ہوا۔ ہمارا ازلی دشمن ہماری سرحدوں پر بلا جواز فائرنگ کر کے ہمارے شہریوں کو شہید کر رہا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ نون لیگ اور جنون لیگ نے اپنی اپنی توپوں کو بند کر دیا ہے۔ پر امن احتجاج کرنا ہر سیاسی پارٹی کا حق ہے تحریک انصاف ۲ر کو پریڈ گراؤنڈ یوم تشکر منا کر کرے گی۔ اب عوام نے سکھ کا سانس لیا ہے۔

ایران ، ایران تک ہی رہے تو بہتر ہے

جب اسلام کی کرنیں پھیلنے لگی تھیں تو ایک طرف روم اور دوسری طرف ایران میں مجوسیوں کی حکومت تھی۔ سعد بن وقاصؓ صحابی رسولؐ نے جب دریائے دجلہ کے اِس پار اپنی فوجیں جمع کی تو دریا اپنی طغیانی پر تھا۔ طغیانی کے وقت دریا میں کشتیاں ڈالنا عقلمندی نہیں سمجھی جاتی۔ مگر کشتیاں تو دور کی بات ہے صحابیؓ رسولؐ نے اپنی فوج کو گھوڑے دریائے دجلہ میں ڈالنے اور اور اُس پار مجوسیوں کی فوج پر حملہ کا حکم دیا تو دریا کی موجوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ مجوسیوں نے اسلامی فوج کی اس بہادری پر تاریخی بات کی تھی۔ وہ یہ ہے ''دیوآ مند دیوآ مند'' اور بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے تو روم اور ایران کی کافر حکومتوں سے حکومتیں چھینی تھیں مگر تاریخ کی ستم ظریفی یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایک فرقے نے دوسرے فرقے سے حکومت چھین کر اپنے مذہب کے مطابق حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ کچھ اسی ہی طرح کی ایران کی بھی تاریخ ہے۔ زیادہ دور کی بات نہیں۔ شاہ اسماعیل صفوی شعیہ کے ۱۴۹۹ء کے حملے تک ایران میں سنی حکمرانوں کی صدیوں تک حکومتیں قائم رہیں۔ شاہ اسماعیل صفوی غیر معمولی ذہانت کے مالک تھے۔ اپنی شجاعت سے ایران، عراق، شیروان اور شیراز اور دوسرے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ عثمانی شہزادے مراد کو اپنے ہاں پناہ دی اور عثمانی سلطان سلیم کو تخت سے اُتار کر شہزادے مراد کو تخت پر بٹھانے کی

کوشش کی۔ جس پر ترکوں نے شاہ اسماعیل صفوی سے چالدران کے مقام ۱۵۴۱ء میں خون ریز لڑائی ہوئی اور ترکوں نے سارے علاقے واپس لے لیے۔ شاہ اسماعیل صفوی نے ایران میں شعیہ مذہب کی بنیاد رکھی تھی۔ زبردستی لوگوں کو شعیہ بنایا گیا۔ کچھ مجبوری سے شعیہ بن گئے۔ وقت گزرتا گیا شہنشاہ رضا شاہ پہلوی کے خاندان نے ایران پر حکومت قائم کی۔ اپنے حکومت کو دوام بخشنے کے لیے دنیا کی طاقت ور حکومت امریکا کا آلہ کار بننا پسند کیا۔ اور ایشیا میں امریکا کا ایجنٹ مشہور ہوا۔ ایران میں مغربی تہذیب کا رواج عام کیا۔ شعیہ مذہب کو ایک طرف رکھتے ہوئے اپنے اقتدار کو ۴۰۰۰ سال قدیم تہذیب سے جوڑنے کی کوشش کی۔ اس کے لیے جشن منائے گئے۔ دنیا بھر کے ہم خیال دوستوں کو ایران میں جمع کیا۔ مذہبی رہنماؤں نے شعیہ مذہب کی حفاظت کرتے ہوئے شہنشاہ رضا شاہ پہلوی کی اس سوچ کے خلاف تحریک جاری رکھی۔ اس تحریک کے سربراہ خمینیؒ تھے۔ خمینیؒ نے فرانس میں بیٹھ کر شہنشاہ کے خلاف کامیابی سے تحریک جاری رکھی اور بلا آخر عوام کی طاقت سے مغربی تہذیب کے خلاف اسلامی انقلاب برپاہ کیا جو اب تک قائم ہے۔ خمینیؒ کے انقلاب کا نعرہ تھا لا شرکیہ لا غربیہ اسلامیہ اسلامیہ۔ ہر سال امریکا کے قومی جھنڈے کو پاسداران انقلاب پیروں میں روندتے ہوئے امریکا مردہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔ اس اسلامی انقلاب کی سنی دنیا نے بھی حمایت کی تھی۔ مگر آہستہ آہستہ یہ اسلامی انقلاب کے بجائے شعیہ انقلاب بن گیا۔ یہیں سے اختلافات نے جنم لیا۔ ایران کی موجودہ شعیہ حکومت نے بڑی جدو

جہد کے بعد امریکا سے پھر سے دوستی قائم کر لی ہے۔ صاحبو! امریکا کا صلیبی ہونے کی وجہ سے نہ شعیہ کا دوست ہے نہ سنیوں کا، اس کے اپنے مفادات ہیں۔ امریکا نے کل ہی بیان دیا ہے کہ ایران شعیہ ملیشیاؤں کو ساری دنیا میں خطرناک اسلحہ سپلائی کر رہا ہے۔ امریکا ہی نے اسلحہ سے لدے تین ایرانی بحری جہاز پکڑے ہیں جو یمن کے باغی حوثیوں کو سپلائی کے لیے اسلحہ لے جا رہے تھے۔ ایران شام میں کھل کر بشار کی مدد کر رہا ہے۔ بشار کا اقلیتی نصیریہ شعیہ فرقہ کا خاندان عرصہ ساٹھ سال سے سنی اکثریت پر حکومت کر رہا ہے۔ شام میں جنگ کے دوران ایران کے پاسداران انقلاب کے درجنوں کمانڈرز ہلاک ہو چکے ہیں۔ عراق میں امریکا سے مل کر صدام حسین کی سنی اکثریتی حکومت کو ختم کیا گیا۔ افغانستان میں طالبان کے خلاف امریکا کی مدد کی جس کے عوض میں افغانستان میں امریکی پٹھو حکومت میں ایرانی حمایت یافتہ شمالی اتحاد کے شعیہ افراد کی اکثریت ہے۔ ایران نے اپنے مفادات کے لیے ایران سے باہر نکل کر سنی حکومتوں میں دخل اندازی شروع کی ہوئی ہے۔ ایرانی پاسداران کے سابق کمانڈر اور تہران عسکری یونیورسٹی کے استاد کرنل احمد غلام پور نے کہا ہے ہماری جنگ صرف عراق تک محدود نہیں بلکہ خامنہ ای صاحب سپریم کمانڈر کے ڈاکٹرئین بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ باہر نکل کر دشمن پر حملہ کرنا ہی بہترین دفاع ہے۔ اس لیے ہمارے جنگ صرف عراق میں ہی نہیں بلکہ یہ جنگ ہم نے یمن، لبنان، شام افغانستان اور پاکستان میں منتقل کی ہے۔ اس سے قبل ایک خامنہ

ای کے ایک دفاعی مشیر نے پالیسی بیان میں کہا تھا کہ ہماری جنگ ترکوں سے ہے ہم اپنے علاقے واپس لے رہے ہیں عراق ہمارا ہے۔اس سے بھی پہلے حزب اللہ کے چیف کا بیان سامنے آیا تھا کہ ہم مکہ او مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اسی غرض کے لیے یمن کے اقلیتی حوثیوں باغیوں کو حزب اللہ نے تربیت اور اسلحہ فراہم کیا ہے۔کیا یہی وجہ ہے کہ ایران کی شہ پر حوثی باغیوں نے ہی چند دن قبل ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے روحانی مرکز اوراللہ کے گھر مکہ پر اسکڈ میزائل فائر کیا تھا۔ جسے پندرہ میل پہلے ہی عرب اتحاد کے دفاعی نظام نے تباہ کر دیا جس کی ویڈیو بھی سوشل میڈیا پر موجود ہے۔ حوثیوں کی اس ناپاک جرات اس پر پوری دنیا کی لیڈرشپ نے سعودی حکومت سے اظہار یکجہتی کا اعلان کیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو مسلمان صلیبیوں کی چالوں سے دور رہیں۔ آپس میں اتحاد اتفاق قائم کریں اور یہ طے کر لیں کہ جہاں جس کی اکثریت ہے اسے وہاں حکومت کرنے کی آزادی ہونی چاہیے دوسرا فرقہ اس میں مداخلت نہ کرے۔ مگر کیا کیا مفادات کی جنگوں کا کہ مسلمان آپس میں ہی لڑ رہے ہیں۔جب مسلمانوں میں شعیہ سنی کی تفریق نہیں تھی تو مسلمانوں نے روم کی عیسائی اور ایران کی مجوسی حکومت پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ دنیا میں ایک ہزار سال تک کامیابی سے حکومت کی۔ جبکہ اس دور میں یہود و نصارا کی سازشوں نے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے لڑا دیا ہے۔ اے کاش ! شعیہ اور سنی حکومتیں ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے بجائے اپنے مشترکا دشمن یہود و نصارا کو سمجھیں۔ اُن کو زیر کرنے کی تدبریں کریں جیسے

وہ مسلمانوں کو زیر کرنے کی تدبریں کر رہے ہیں۔ شاید پھر وہی پرانی فتوحات کا دور واپس آ سکے۔ رہا یہ کہ شعیہ حق پر ہیں یا سنی حق پر ہیں اس کا فیصلہ آخرت پر چھوڑ دیں اللہ قیامت میں اس کا فیصلہ کر دے گا۔اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ایران میں ڈھائی کروڑ سنیوں کے نمایندوں نے مجلس شوریٰ میں مطالبہ کیا کہ کم از کم ایک وزیر تو سنیوں میں سے لیا جائے تا کہ سنیوں کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔کیا ہی اچھا ہو کہ ایران کے سپریم کمانڈر اپنے ڈاکٹرئین پر نظر ثانی کریں اور سنی حکومتوں کے خلاف اپنا جارحانہ رویہ تبدیل کریں۔ ایران سے باہر نکل کر سنی حکومتوں پر قبضے کا خیال دل سے نکال دے تا کہ بھائی چارے کی فضا قائم ہو اور ایران ،ایران تک ہی رہے تو بہتر ہے۔

کشمیر میں مظالم کی سب حدیں پار

آج کشمیر میں تازہ مظالم کے ۱۲۱ روز ہو بھی بھارتی فوجوں نے ظلم کی ساری حدیں پار کر لیں ہیں۔ نہتے کشمیری آنسو گیس کے شیلوں، بیلٹ گن (چھروں والی بندق جس سے جانوروں کا شکار کیا جاتا ہے) اور فائرنگ کا مردانا وار مقابلہ کر رہے ہیں۔ جب سے کشمیر کی آزادی کی تحریک شروع ہوئی ہے لاکھوں کشمیری شہید ہو چکے ہیں۔ سری نگر میں شہداءِ کشمیر کے کئی قبرستان وجود میں آ چکے ہیں۔ سیکڑوں کو اجتماعی قبروں میں ڈال دیا گیا۔ انسانی حقوق کی تنظیموں نے اجتماعی قبریں بھی دریافت کی ہیں۔ ہزاروں کو قید کیا گیا۔ نوجوانوں کو قید کے دوران اذیتیں دے دے کر آپاہج بنا دیا۔ سیکڑوں عزت مآب کشمیری خواتین کے ساتھ اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ سیکڑوں کشمیریوں کو غائب کر دیا گیا۔ ان کی ماؤں، بیویوں، بہنوں، بیٹیوں اور بیٹوں کے آنسو، ان کے غم میں بہہ بہہ کر ختم ہو گئے ہیں۔ اب تازہ جدو جہد کے دوران سیکڑوں کشمیریوں کو بیلٹ گن چلا کر ساری عمر کے لیے اندھا کر دیا گیا ہے۔ کشمیریوں کے باغات اور زمینوں پر گن پاؤڈر ڈال کر جلا ڈالا گیا۔ کشمیریوں کے عقیدت کے مرکز حضرت بل کے مزار پر گن پاؤڈر کر جلا دیا گیا تھا۔ کشمیریوں سے راجہ کے زمانے میں بیگار لی جاتی تھی۔ راجہ نے ظلم کی انتہا کرتے ہوئے زندہ کشمیریوں کو الٹا لٹکا کر اس کی کھالیں آتاری تھیں۔

ان کے مزار اب بھی موجود ہیں۔ جیل کے احاطے میں آذان مکمل کرتے ہوئے ۲۲ کشمیریوں کو ایک ایک کرکے قتل کیا گیا تھا۔ جس راستے سے کشمیری گزرتے تھے اس راستے سے اگر راجہ کا گزرنا ہوتا تو سڑک کو پانی سے دھو ڈالتے تھے یہ اس وجہ سے ہوتا تھا کہ راجہ کشمیریوں کو نجس سمجھتا تھا۔ یہ اس راجہ کا عمل تھا جو کشمیر کے ایک علاقہ کے ایک مسلمان حکمران کے استبل کا انچارج تھا۔ سازش سے اس حکمران پر غلبہ حاصل کیا پھر پوری کشمیر کا راجہ بن بیٹھا تھا۔ کشمیریوں پر ظلم کی داستان بہت پرانی ہے۔ جب پاکستان بنا تھا تو راجہ کے ظالم اہلکاروں نے جموں کے کشمیریوں کو سارے جموں میں منادی کرکے پاکستان بھیجنے کے سازشی اعلان پر انہیں بسوں میں سوار کرایا گیا پھر دریا کے کنارے سب کو قتل کر دیا گیا۔ اس طرح جموں کے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ کشمیری ہر سال ۶ نومبر کو یوم شہداء جموں مناتے ہیں۔ اب تک پانچ لاکھ سے زائد کشمیری آزادی کے جد و جہد میں شہید ہو چکے ہیں۔ ظلم کی تازہ لہر بے گناہ مظفروانی کی شہادت پر شروع ہوئی ہے جسے آج تک ۱۲۱ دن ہو چکے ہیں۔ اُسی ہی وقت سے بھارتی مقبوضہ کشمیر میں عوامی ہڑتال جاری ہے۔ کل صورہ میڈل سینٹر، سری نگر میں ۱۶ سالہ نوجوان قیصر صوفی کی وفات کے بعد اس کی نماز جنازہ پر بھارتی قابض فوج نے وحشیانہ شیلنگ کی جس سے خواتین سمیت مذید ۳۰ کشمیری زخمی ہو گئے۔ سری نگر کا رہائشی ۱۶ سالہ قیصر ۲۷ اکتوبر کو لاپتہ ہو گیا تھا۔ اس کے اگلے روز وہ ایک جگہ بیہوش پایا گیا۔ اسے اسی حالت میں

صورہ میڈیکل سینٹر میں داخل کیا گیا جہاں اس کی موت واقع ہو گئی۔اس کی لاش کو گھر لایا گیا اور پاکستانی پرچم میں لپیٹ کر آزادی کے نعروں اور پاکستانی پرچم لہراتے ہوئے جب شہدا قبرستان میں دفن کرنے لے جارہے تھے تو قابض فوج نے نماز جناہ پر شیلنگ کی۔نمازیوں نے پاکستان زندہ باد اور آزادی کے نعرے لگائے۔شہید کے گھر پر بھی شیلنگ کی گئی۔ بھارتی قابض فوج نے ضلع شوپیاں میں تلاشی کے دوران ایک نوجوان کو ریاستی دہشت گردی کرتے ہوئے شہید کیا ہے۔کشمیر میڈیا سروس کے مطابق ضلع کے علاقے دوبجن میں گھر گھر تلاشی اور محاصرے کے دوران شہید کیا ہے۔اس سے قبل اسی علاقہ میں قابض فوج کا ایک فوجی زخمی ہوا تھا۔وادی میں بھارتی فورسز کی طرف سے شہریوں نے آج بھی مکمل ہڑتال کی۔ قتل کے ان اقدام اور کشمیریوں پر دیگر مظالم کی وجہ سے بارہ موہولہ سب جیل میں غیر قانونی طور پر نظر بند کشمیریوں نے بھوک ہڑتال شروع کی تھی جو اب بھی جاری ہے۔ان پر ریاستی پولیس نے حملہ کیا اور ان کو بیرکوں تک محدود کر دیا ہے۔ان میں کچھ بیمار بھی ہیں جن کا علاج تک نہیں کیا جا رہا۔دختران ملت نے بارہ ہمولہ سب جیل میں کشمیری سیاسی نظر بندوں کی سلامتی اور تحفظ کے حوالے سے سخت تشویش ظاہر کی ہے۔دختران ملت کی جنرل سیکرٹری ناہیدہ نسرین نے سری نگر سے جاری ایک بیان میں کہا ہے کہ بھارتی پولیس کا سیاسی قیدیوں پر حملہ غنڈہ گردی کی مثال ہے۔انہوں نے انسانی حقوق کی تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ کشمیری نظر بندوں کی حالت زار کا نوٹس لیتے ہوئے

ان کی رہائی کے لیے بھارت پر دباؤ ڈالیں۔ کشمیر میڈیا سروس کے مطابق کل رات کو قابض فوجیوں نے کریک ڈاؤن کرکے مکانوں کی توڑ پھوڑ کی مکینوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ بھارتی پولیس نے ۱۰ برس عمر کے چار کمسن بچوں سمیت ۷۰ افراد کو گرفتار کر لیا متعدد کو زخمی بھی کیا۔ بھارت مخالف پروگراموں میں شرکت کی وجہ سے مختلف علاقہ میں کریک ڈاؤن کرکے لوگوں کے راستے روک دیے گئے۔ حریت کانفرنس کے لیڈروں کی رہائی کے بعد سید علی گیلانی کے گھر پر میر واعظ عمر فاروق اور یاسین ملک کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں جدو جہد جاری رکھنے پر اتفاق ہوا۔ اس میٹنگ میں بھارت کے سابق وزیر خارجہ اور اس کے وفد کی سید علی گیلانی اور میر واعظ عمر فاروق سے ملاقات پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ یاسین ملک نے ایک بیان میں کہا کہ ایک طرف کشمیریوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور اس ظلم پر احتجاج کی بھی اجازت نہیں دی جاتی اور نماز جنازہ پر بھی شیلنگ کی جاتی ہے۔ سید علی گیلانی کی ہدایات پر حریت کانفرنس کے ایک وفد نے شہید نوجوان کے گھر جا کر اظہار یکجہتی کیا۔ جہاں تک پاکستان میں کشمیر میں مظالم کے خلاف جد وجہد کی بات ہے تو لارڈ نذیر نے کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمان سے کشمیر کے لیے کام نہیں لینا چاہیے۔ ان کو بہت پہلے مستعفی ہو جانا چاہیے تھا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت المرتضیٰ ویلفیئر کے ڈاکٹرز کو سری نگر جانے کی اجازت دے تاکہ وہ زخمیوں کا علاج کر سکیں۔ اسلام آباد میں یاسین ملک کی بیوی مشال ملک نے کہا کہ کشمیری بھارت کے ناجائز قبضے سے

آزادی مانگ رہے ہیں کیا آزادی مانگنا جرم ہے؟اقوام متحدہ اور عالمی برادری مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالی کا نوٹس لیں۔ یوم شہدائے جموں پر دنیا بھر میں احتجاج کیا گیا۔اسلام آباد میں سول سوسائٹی کے تحت احتجاج کے لیے ریلی نکالی گئی اس ریلی سے خطاب کرتے ہوئے عبدالرشید ترابی امیر جماعت اسلامی جموں کشمیر نے کہا کہ مودی ۶ نومبر ۱۹۴۷ء کے جموں کے قتل عام سے بھی بڑے سانحے کی تیاری کر رہا ہے۔ میر پور آزاد کشمیر میں دفاع پاکستان کونسل پاکستان کے شرکاء نے کہا کہ ہم کشمیر کی سیز فائر کو کنٹرول لائن نہیں مانتے۔ نواز شریف بھارت سے آلو پیاز کی تجارت بند کریں اور کشمیریوں کی عملی مدد کریں۔ حکمران منافقت چھوڑ دیں اور بھارت سے سخت رویہ اختیار کریں۔ اسلام آباد میں بھارتی سفارتکانہ ''را'' کا ہیڈ کوارٹر بن چکا ہے۔ پاکستان سکھ گرودوارہ پربندھک کمیٹی کے سردار تارا سنگھ نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دلائے۔ آزادی مانگنا دہشت گردی نہیں۔ طاقت کے بل پر کسی کو بھی دبایا نہیں جا سکتا۔ ہم بھارتی مظالم کی شدید مخالفت کرتے ہیں۔ متحدہ جہاد کونسل کے چیئرمین سید صلاح الدین نے کوٹلی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیری نواز شریف صاحب کے اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر پر جرات مندانہ مؤقف پر دل سے شکر گزار ہیں۔ مسئلہ کشمیر مذاکرات سے نہیں جہاد سے حل ہوگا لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ مشرف نے ایک ایل او سی پر بھارت کو باڑ لگانے کی اجازت دے کر مسئلہ کشمیر کو ناقابل تلافی نقصان

پہنچایا تھا۔ اُدھر وزیر اعظم آزاد کشمیر نے مسئلہ کشمیر پر آل پارٹی کانفرنس بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تمام سیاسی پارٹیوں سے رابطہ کا کام اسپیکر اور وزرا کے ذمے لگا دیا گیا۔ امریکی ریاست نیویارک میں بھی نیویارک ٹائمز اسکوائر پر مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کے خلاف ایک مظاہرہ کیا گیا۔ اس میں امریکا میں مقیم کشمیری خواتین، بچوں سمیت سیکڑوں افراد نے شرکت کی۔ عالمی برادری سے کشمیریوں کی نسل کشی کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کی مستقل مندوب نے اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر زید رعدالحسین سے ملاقات کرکے ایک بار پھر مطالبہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ مقبوضہ کشمیر میں فیکٹ فائنڈنگ مشن بھیجے۔ بھارتی قابض فوج مقبوضہ کشمیر میں ماروائے عدالت قتل، تشدد اور حراستی ہتھکنڈوں کے ذریعے کشمیری عوام کے حق خودارادیت کی جدوجہد کو بزور طاقت کچلنے میں مصروف ہے۔ پاکستان دنیا بھر میں انسانی حقوق کی پامالیوں کے لیے اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر کے دفتر کے ساتھ مکمل تعاون کرے گا۔ صاحبو! قائدؒ کی دور رس نگاہوں نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ سے تشبیہ دی تھی۔ شہ رگ کے بغیر جسم قائم نہیں رہ سکتا۔ پاکستان کو قائم رکھنے کے لیے کشمیر کو پاکستان کے ساتھ ملانے کی ہر کوشش کو گہری نظر سے دیکھ کر اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ کشمیری اپنا آج کل کے مضبوط پاکستان پر نچھاور کر رہے ہیں۔ بھارت بہت مکار دشمن ہے اس نے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا وہ پاکستان کو توڑ کر اکھنڈ بھارت بنانے

پر عمل پیرا ہے۔ کشمیر پر بھارت لاتعداد بے معنی مذاکرات کے کئی دور کر چکا ہے۔ حاصل کچھ نہیں ہوا۔اس لیے پاکستان کو چاہیے کہ سخت قسم کی سفارتی مہم چلائی جائے۔ دنیا میں جہاں جہاں پاکستان کے سفارت خانے ہیں وہاں سفارت خانہ میں کشمیر ڈسک قائم کرنے چاہییں۔ سفارشی سفارت کاروں کی جگہ بین الاالقوامی امور پر دسترس رکھنے والے ماہر سفارت تعینات کرنے چاہییں۔ اگر پاکستان میں سفارت کاروں کی تربیت کے لیے کوئی اکیڈمی قائم کی جائے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ کشمیریوں کی مدد فرمائے اور وہ پاکستان کے نامکمل ایجنڈے کو مکمل کریں آمین۔

عمران خان صاحب اب حکومت کو کام کرنے دو

عمران خان صاحب سے درخواست ہے کہ اب حکومت کو کام کرنے دے سڑکوں پر احتجاج بہت ہو چکا۔ نواز شریف صاحب کافی عرصہ سے اقتدار میں ہیں۔ پہلے وزیر پھر وزیر اعلیٰ اور اب تیسری بار وزیر اعظم کے عہدے پر سرفراز ہیں۔ اتنے طویل دور حکومت میں عوام کے حالات تبدیل کر سکتے تھے جیسے ان کے دوست اردگان نے اپنے تین دفعہ دور حکومت میں ترکی کے حالات بدلے کرپشن ختم کی اور عوام میں ہر دلعزیز ہو گئے ہیں۔ اردگان نے جب عوام کو فائدہ اور سکھ پہنچایا تو فوج نے اردگان کی حکومت کا جب تختہ الٹنے کی کوشش کی تو عوام سڑکوں پر نکل آئے اور فوجی بغاوت کو ناکام بنا دیا۔ نواز شریف صاحب نے اپنے سابقہ اور موجودہ تین سالہ دور حکومت میں اگر عوام کے لیے کوئی ٹھوس کام کیا ہوتا تو یقیناً عوام میں اردگان کی طرح ہر دلعزیز ہوتے۔ عمران خان کے مطابق نواز شریف کے جو بڑے بڑے کام سامنے نظر آ رہے ہیں۔ ان میں روڈ اور ٹرانسپورٹ نمایاں ہیں۔ لاہور میں آرنج ٹرین اور گرین بس چلا دی جائے تو اس کا فائدہ لاہور، پنڈی اور چند بڑے شہروں کو ہو گا۔ اس کا فائدہ ملک کے دوسرے چھوٹے شہروں، تحصیلوں اور چکوں میں رہنے والوں کو نہیں ہوا۔ بڑے اور مہنگے پروجیکٹوں کے بجائے تعلیم میں خرچ کیا جاتا تو جن اسکولوں میں کمرے، چار دیواری، چھت، بجلی، پانی اور لیٹرین نہیں زیادہ بہتر

ہوتا۔اقوام متحدہ کے مطابق پاکستان کا نظام تعلیم دنیا سے برسوں پیچھے ہے۔اسی طرح اگر چند بڑے شہروں میں خرچ کرنے کے بجائے پورے ملک میں تعلیم اور صحت پر خرچ کیا جاتا۔ہسپتالوں میں عوام کو دوائیاں نہیں ملتیں۔ تعلیم اور صحت سے پاکستانی باخبر اور صحت مند اور زیادہ ہنر مند ہوتے اور ملکی ترقی میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوتے جس سے پاکستان ترقی کی منازل طے کرتا۔پاکستان میں بجلی اور گیس کی کمی کی وجہ سے ملک کی ٹیکسٹائل انڈسٹری اور فیکٹریاں بند ہو گئیں ہیں۔اگر یہ پیسہ بجلی اور گیس کے کسی ہنگامی پروجیکٹ لگایا جاتا تو فیکٹریوں کو بجلی گیس ملتی تو نہ فیکٹریاں بند ہوتیں، نہ بیروزگاری میں اضافہ ہوتا،نہ ہی فیکٹریوں کے بند ہونے سے برآمدات کم ہوتیں اور نہ حقیقی زر مبادلہ میں کمی ہوتی۔زر مبادلہ پہلے سے زیادہ ہونے کے جن ذخائر کا وزیر خزانہ صاحب ذکر کرتے رہتے ہیں وہ آئی ایم ایف اور غیر ملکی بنکوں سے قرضے لے لے کر مصنوئی طور پر بڑھائے گئے ہیں۔ یہ ذخائر ہر پاکستان کو تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار کا مقروض بنا کر اکٹھے کیے گئے ہیں۔ ملک میں مہنگائی بڑھی ہے۔اگر نواز شریف کے دور میں کارخانے صحیح طریقے سے چل رہے ہوتے فیکٹریاں بند نہ ہوئی ہوتیں۔برآمدات بھڑتیں تو ملک میں خوشحالی ہوتی اور عوام نواز شریف سے اردگان کی طرح خوش ہوتے۔ نواز شریف ملک میں ترقی کا پہیہ رک جانے کا الزام عمران خان پر لگاتے ہیں۔اُن کا کہنا ہے کہ عمران خان نے پہلے اسلام آباد میں ۱۲۶ دن کا دھرنا دیا رکھا۔جس سے کاروبار حکومت ٹھپ ہو کر رہ گئے۔

جس کی وجہ چین کے صدر کا پاکستان کا دورا منسوخ ہوا۔ پاک چین راہداری کے کام جو چین کے صدر کے دورے سے تیز سے تیز ہوتے وہ روکے رہے۔ اب پھر چھ ماہ سے پورے ملک میں عمران خان نے پانامہ لیکس کے ہنگامے کو کھڑا کیا ہوا جس سے نواز شریف کو دو دفعہ الیکٹرونک میڈیا پر آ کر اپنے اور اپنے بچوں کی صفائی پیش کرنے پڑی۔ پھر پارلیمنٹ کے اجلاس میں بھی تیسری بار صفائی پیش کرنی پڑی۔ ان معاملات نے نواز شریف کو مصروف رکھا جس وجہ سے ملکی ترقی کا پہیہ بُری طرح سے متاثر ہوا۔ اگر اوپر بیان کیے گئے واقعات پر تجزیہ کیا جائے تو بین الاقوامی طور پر رائج طریقے سے تو اپوزیشن اگر کسی معاملے پر اعتراض اُٹھاتی ہے تو حکومت کو اس کا جواب دینا پڑتا ہے۔ مگر نظر آتا ہے کہ ہر اعتراض کا حکومت نے وقت پر مناسب جواب نہیں دیا جس سے اختلاف بڑھتے گئے۔ اگر حکومت شروع ہی میں عمران خان کے مطالبے پر چار حلقے کھول دیتی تو اختلاف ختم ہو جاتے اور ۱۲۶ دن کا دھرنا نہ ہوتا۔ جب پاناما لیکس پر لیس میں آیا تو عمران خان نے نواز شریف پر گرفت کی۔ خود نواز شریف نے اپنے آپ اور بچوں کو احتساب کے لیے پیش کیا تھا۔ عدلیہ کو درخواست دی کہ کمیشن قائم کرے۔ عدلیہ نے ۱۹۵۶ء کے قانون کے تحت کاروائی سے انکار کیا اور حکم دیا کہ نئے ٹرمز آف ریفرنس بنائے جائیں۔ جہاں پھر حکومت نے ٹال مٹول سے کام لیا اور سات ماہ ضائع کر دیے۔ پھر عمران خان اور ساری اپوزیشن پارٹیوں نے متفقہ ٹرمز آف ریفرنس بنائے۔ پیپلز پارٹی نے سینیٹ سے بھی پاس کرا دیے۔ اب صرف پارلیمنٹ

نے ان کو پاس کرنا تھا مگر یہاں پھر حکومت نے سرد مہری دکھائی۔ عمران خان نے پہلے رائے ونڈ میں جلسہ کیا پھر اسلام آباد کو بند کرنے کی دھمکی دی اور اس پر عمل کرنے کے لیے ۲۰ نومبر کا وقت رکھا۔ اس پر پورے ملک میں تحریک انصاف کے کارکنوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی۔ عمران خان اور مرکزی قیادت کو بنی گالہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ پولیس نے عمران کے کارکنوں کو روکنے کے لیے جگہ جگہ ناکے لگائے۔ آنسو گیس شیل فائر کیے گئے۔ تحریک کے کارکنوں اور پولیس نے ایک دوسرے پر پتھراؤ کیا۔ سڑکیں بند کرنے کے لیے پورے ملک میں کنٹینرز لگائے گئے۔ خیبر پختون خوا کے وزیر اعلیٰ کو صوبے کی سرحد پر ہی روک دیا گیا۔ شیلنگ اور فائرنگ اور پتھراؤ کے باوجود کارکنوں نے کنٹینرز کی سات لہروں اور مٹی کے پہاڑوں کو کرین سے ہٹا کر برہان انٹرچینج تک پہنچ گئے۔ صاحبو! جماعت اسلامی نے بھی عمران خان سے پہلے کرپشن کے خلاف تحریک شروع کی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ کرپشن کے خاتمے کے لیے سپریم کورٹ میں بھی درخواست دائر کی ہوئی تھی۔ شیخ رشید اور خود عمران خان نے بھی سپریم کورٹ میں درخواست دی ہوئی تھی۔ سپریم کورٹ نے ان درخواستوں کو منظور کرتے ہوئے نواز شریف کو سپریم کورٹ میں پیش ہونے کے لیے کہا۔ نواز شریف نے اپنے آپ کو پیش کرنے کی رضا مندی دی۔ اس پر عمران خان نے کہا کہ وزیر اعظم کی تلاشی شروع ہو گئی ہے۔ عمران خان نے اسلام آباد کو بند کرنے کے بجائے یوم تشکر کا اعلان کر دیا اور یوم تشکر پر کم وقت میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے دکھایا۔

کسی نے یوٹرن کا کہا، کسی نے انا اللہ و انا علیہ راجعون پڑا۔ سنجیدہ لوگوں، جن میں سراج الحق صاحب بھی شامل ہیں نے اس کو عمران خان کی سمجھداری کہا۔ قارئین ! کچھ بھی پاکستان کی عوام نے سکھ کا سانس لیا۔ وزیر داخلہ نے اسے پاکستان کے عوام کی فتح کہا۔ اب سب کی نظریں سپریم کورٹ کے لارجر بنچ پر ہیں کہ وہ اپنے ریمارکس کی روشنی میں ڈے ٹو ڈے کیس سن کر عوام کو ریلیف دیں۔افرا تفری کی سیاست ختم ہو۔ اور ملک سے کرپشن کا خاتمہ ہو عوام کا لوٹا ہوا پیسہ واپس عوام کے خزانے میں جمع ہو اور عوام خوشحال ہوں۔ عمران خان صرف سپریم کورٹ کی طرف دیکھیں نہ کہ پہلے کی طرح سڑکوں پر فیصلہ کریں تاکہ نواز شریف کے بقول پاکستان میں ترقی کا پہیہ رواں دواں ہو ملک خوشحال ہو۔ عمران خان صاحب اب حکومت کو کام کرنے دو۔ اللہ پاکستان کا محافظ ہو آمین۔

ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت امریکا اللہ کی پکڑ میں

اللہ نے جب کسی قوم کو سزا دینی ہوتی ہے تو اس سے ایسے ہی اقدام کرواتا ہے جیسے امریکی قوم نے ڈونلڈ ٹرمپ کی ساری کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے بھی ووٹ دیا اور اسے کامیاب کرایا۔ٹرمپ نے ۲۹۰ء اور ہلیری نے ۲۱۸ء ووٹ حاصل کیے۔ ۱۷۸۹ء سے اب تک ٹرمپ امریکا کا ۴۵ واں صدر بنے گا۔ سارے سروے اور اندازوں کے مخالف نتائج آنے پر الیکشن کے بعد امریکا بھر میں ہنگامے شروع ہو گئے جس میں تین افراد ہلاک ہو گئے۔ وائٹ ہاؤس کے سامنے جشن منانے والے گتھم گتھا ہو گئے۔ امریکی پرچم اور ٹرمپ کے پتلے نذر آتش کیے گئے۔ متعدد افراد گرفتار بھی ہوئے۔ تین ہزار طلبہ ’’ نو مور‘‘ ڈونلڈ ٹرمپ کے نعرے لگاتے ہوئے سڑکوں پر آ گئے۔ مظاہرین نے ٹرمپ کو صدر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ کالوں اور مسلمانوں پر حملے بھی شروع ہو گئے۔ اصل میں ٹرمپ ایک دوسرا مودی پیدا ہو گیا ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق ٹرمپ کی غیر متوقع کامیابی پر امریکی سیاست میں زلزلہ آ گیا ہے۔ٹرمپ کا بھارت اور اسرائیل کی پالیسیوں کی طرف جھکاؤ اور مسلمانوں کے خلاف جانے کے اظہار پر دونوں ملکوں میں جشن کا سماں ہے۔ دوسری طرف جرمن کے وزیر دفاع نے کہا کہ ٹرمپ کا صدر بننا بڑے جھٹکے سے کم نہیں۔ سی این این نے کہا ٹرمپ کی جیت سے دنیا کو جھٹکا لگا ہے۔ لاس اینجلس ٹائمز نے کہا کہ دنیا کڑے وقت کے لیے تیار

رہے۔ امریکیوں نے یہ کیا کر دیا عصیلی آواز والا دنیا کی سب سے بڑی طاقت کا صدر بن گیا۔ لوگ حیرت و دہشت کا شکار ہو گئے۔ بی بی سی سمیت عالمی میڈیا کے تبصرے نے خطرے کی گھنٹی بجا دی۔ ٹرمپ کی کامیابی پر بھارت میں انتہا پسندوں کا جشن۔ عالمی برادری کا ملا جلا رد عمل ٹرمپ کو مبارک باد دینے میں محتاط رویہ اپنایا گیا۔ وزیر اعظم پاکستان نے کہا نو منتخب صدر کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔ روس نے کہا عالمی سطح پر سیکورٹی چیلنجوں کا جواب تعمیری مذاکرات سے ہو گا۔ برطانیہ نے کہا ٹرمپ کی کامیابی مشترکہ اقدار کا تسلسل ثابت ہو گا۔ چین نے کہا دو طرفہ تعلقات کو مضبوط بنائیں گے۔ ترکی نے کہا امید ہے فتح اللہ کولن کو ہمارے حوالے کیا جائے گا۔ بھارت نے کہا تعلقات بہتر کرنے کے خواں ہیں۔ افغان طالبان کا ٹرمپ سے فوجیں واپس بلانے کا مطالبہ کر دیا۔ بلاول زرداری نے کہا ٹرمپ کی جیت سے ثابت ہو گیا کہ امریکا میں صنفی امتیاز زندہ ہے۔ سینیٹر مشاہد اللہ نے کہا ٹرمپ کی کامیابی امریکی سیاست کا نائن الیون ہے۔ مشیر خارجہ طارق فاطمی نے کہا امریکی عوام نے معیشت اور تجارتی معاہدوں کے تناظر میں ووٹ دیا۔ صاحبو! امریکا دنیا کا واحد سپر پاور ہے۔ دنیا کے سمندروں میں اس کی جنگی بیڑے کھڑے ہیں۔ تیل کے ذخائر کے علاقوں پر اس کا قبضہ ہے۔ دنیا کے کئی ملکوں میں اس نے اپنے فوجی اڈے قائم کیے ہوئے ہیں۔ اس کی خفیہ ایجنسیاں دنیا کے سارے ملکوں میں کام کر رہی ہیں۔ معیشت میں بھی نمبر ون پر ہے۔ دینا کے قرض دینے والے اداروں پر اس کی گرفت ہے۔ جس ملک

میں چاہے مداخلت کرکے اس کی حکومت تبدیل کرکے اپنی پٹھو حکومت قائم کر دیتا ہے۔ غریب ملکوں کے نظریات کو امداد دے کر اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کر دیتا ہے۔ واحد ملک ہے جس نے جاپان پر ایٹم بم گرایا تھا۔ جس ملک میں چاہتا مارشل لاء لگوا کر جمہوری حکومت ختم کر دیتا ہے۔ اسلامی دنیا میں شعیہ سنی لڑایاں کروا کر مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا رہتا ہے۔ جس ملک پر چاہے جب چاہے حملہ کر دے کوئی اسے روکنے والا نہیں۔ ظلم جبر کی ایک طویل داستان ہے جو امریکا سے منسوب ہے۔ ان حالات میں اگر امریکا میں ایک انسانیت دشمن شخص حکمران بن بیٹھے تو اسے اللہ کی طرف سے امریکی قوم کو سزا نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟ مشہور بات ہے اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ ٹرمپ نے جن باتوں پر الیکشن جیتا ہے اگر ان باتوں پر عمل شروع کیا تو پھر دنیا اور امریکی عوام کے دکھوں میں اضافہ ہی ہوگا۔ اگر ٹرمپ کی قابلیت کی بات کی جائے تو وہ معاشیات کے گریجویٹ ہیں۔ والد کے ساتھ مل کر تعمیرات کا کاروبار شروع کیا۔ انتہائی متنازع پراپرٹی ڈویلپر مشہور ہوئے۔ ٹرمپ نے ۲۸ منزلہ ٹرمپ ٹاور تعمیر تعمیر کیا۔ جس پر ناجائز طریقہ اختیار کرنے پر گرفت ہوئی۔ پراپرٹی کے متعلق دو کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ ٹرمپ ایئر لائن کے مالک ہیں۔ اپنی نااہلی کی وجہ سے دیوالیہ ہونے پر بعد میں دونوں کو فرخت کر دیا۔ ریپبلیکن پارٹی، یونیفارم پارٹی، ڈیموکریٹس، آزاد امیدوار پھر دوبارہ ریپبلیکن پارٹی میں شریک ہو گئے۔ پہلی بیوی کی طلاق اس بات پر ہوئی کہ دوسری عورت سے معاشقہ کیا ہوا تھا۔

پھر دوسری بیوی سے طلاق کے بعد اب تیسری بیوی ہے۔امریکی انتخابات میں ہلیری کلنٹن اور ڈونلڈ ٹرمپ میں مقابلہ ہوا۔ ہلیری ایک سیاست دان ہیں سیاست کا تجربہ رکھتی ہیں۔ جبکہ ٹرمپ ایک کاروباری شخصیت ہے جسے سیاست کا تجربہ نہیں۔جتنے بھی تجزیے سامنے آئے ہلیری کو کامیاب دکھایا گیا جبکہ ٹرمپ دوسرے نمبر پر رہے۔پھر نہ جانے آخری لمحات میں بازی پلٹ کیوں گئی۔ پہلے تو ہلیری نے کہا جب تک ایک ایک ووٹ کی تصدیق نہیں ہوتی ہار نہیں مانوں گی ۔ پھر امریکا کے انتخابات کو متنازعہ ہونے سے بچاتے ہوئے اور امریکا کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے ہلیری نے شکست تسلیم کر کے ٹرمپ کو مبارک باد کا فون کیا۔ رواج کے مطابق امریکی انتخابات ہارنے والی شخصیت فوراً امریکی قوم سے خطاب کرتی ہے۔ مگر غیر متوقع ہار پر ہلیری نے ۲۴ گھنٹے بعد میں خطاب کیا۔ اوباما نے ٹرمپ کو مبارک باد دی اور صدراتی دفتر میں ملاقات کی۔ ٹرمپ نے کہا تھا کہ میں باہر سے امریکا میں داخل ہونے والوں کے لیے دیوار بناؤں گا تاکہ لوگ امریکا میں داخل میں نہ ہوں۔ جبکہ ہلیری نے کہا تھا کہ میں جیت گئی تو عوام کے لیے دواریں نہیں بناؤں گی۔ ٹرمپ نے امریکی مسلمانوں اور اسلام کے لیے اچھے کلمات نہیں کہے اور کہا کہ میں صدر بن گیا تو مسلمانوں کو امریکا میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ جبکہ ہلیری نے کہا مسلمان برابر کے امریکی شہری ہیں ۔سب مذاہب کا یکساں احترام ہونا چاہیے۔ ٹرمپ ایک نسل پرست کے طور پر امریکی انتخاب لڑا جبکہ ہلیری اس کی مخالف تھی۔ ٹرمپ نے عورتوں

کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے اور زیادتی کے مرتکب ہوئے تھے۔ اس پر کئی عورتوں نے میڈیا میں آ کر اس کی تصدیق بھی کی۔ ہلیری نے اس کمزوری کو میڈیا میں زور شور سے اٹھایا تھا۔ اوباما نے ٹرمپ کے لیے کہا تھا کہ جو شخص ٹوئٹر نہیں سنبھال سکتا وہ ایٹمی کوڈ کیسے سنبھالے گا۔ صاحبو! ڈونلڈ نے جتنی باتیں الیکشن کے دوران کہیں وہ بھلے غیر جانب دار، آزاد اور غیر متعصب دنیا کو نا پسند ہوں مگر وہ ساری باتیں امریکا میں اسرائیل لابی، متعصب گورے امریکیوں اور بھارتی لابی کی پالیسیوں سے ملتی جلتیں ہیں۔ اسرائیل کے پیسے اور گورے امریکیوں میں مسلمانوں سے جاری تعصب اور بھارتی لابی کے ووٹوں کی وجہ سے ٹرمپ کامیاب ہوئے ہیں۔ دنیا میں امریکا کے مظالم کی انتہا، اوپر بیان کردہ ظالمانہ گرفت اور ٹرمپ کے انتہا پسندانہ بیانات کی وجہ سے ٹرمپ کی جیت ممکن ہوئی جو اصل میں امریکا اللہ کی پکڑ میں آیا ہے۔ اب دنیا کو مکافات عمل کا انتظار کرنا چاہیے۔

چین پاک اقتصادی راہداری کا پہلا تجارتی قافلہ مغربی روٹ سے گوادر پہنچ گیا

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بلا آخر چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے کے تحت پاکستان میں مغربی روٹ کا راستہ استعمال کرتا ہوا تجارتی قافلہ پاک فوج کی نگرانی میں سست ڈرائی پورٹ سے گوادر کی نئی تعمیر شدہ بین الاقوامی سی پورٹ پر پہنچ گیا۔ جہاں سے آگے اس تجارتی مال کو دو بحری جہازوں کے ذریعے مشرق وسطی اور افریقی ممالک کے لیے روانہ کیا گیا۔ اس کام کے لیے گوادر پورٹ پر پہلے سے ہی ایک چینی جہاز موجود ہے۔ ایک اور جہاز بھی پہنچ گیا ہے جن پر یہ مال لادا گیا۔ اس تاریخی موقع پر چین کے پہلے تجارتی قافلے کے مال کی بین الاقوامی منڈی میں روانگی کی افتتاحی تقریب میں پاکستان کے وزیر اعظم، وزیر اعلی بلوچستان، پاک فوج کے سپہ سالار، چینی سفیر اور پندرہ دوست ملکوں کے سفیروں اور دوسرے سرکاری حکام شریک ہوئے۔ چین کی مختلف فیکٹریوں سے ۱۵۰ کنٹینرز چین کے ٹرکوں پر لدے ہوئے پہلے خنجراب کراس کر کے سست کے مقام پر پاکستانی ٹرکوں پر منتقل کیا گیا تھا۔ پھر یہ قافلہ پاک فوج کی سیکورٹی میں سست باڈر سے شاہ راہ قراقرم کے راستے گلگت، جنڈ، کوہاٹ، ڈیرا اسماعیل خان، ژوب، کوئٹہ، قلات، پنجگور، تربت، مکران سے ہوتا ہوا گوادر پہنچ گیا۔ اب اگر اس راستے پر غور سے دیکھا جائے تو شاہ راہ قراقرم گلگت سے گزرتا ہے۔ پھر

خیبر پختونخوا کے علاقے کوہستان، مانسہرا اور ہری پور سے پنجاب کے اٹک ضلع سے گزر کر خیبر پختونخوا میں کوہاٹ اور ڈیرا اسماعیل خان اور پھر بلوچستان کے علاقے ژوب کوئٹہ اور گوادر تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ مغربی روٹ ہے۔ مشرقی روٹ جو سست سے، گلگت، حسن ابدال، لاہور، ملتان، کراچی، کوئٹہ اور گوادر سے تقریبا ۵۰۰ کلو میٹر کم پڑتا ہے۔ اب چین ۵۰۰ کلو میٹر کم راستہ ہی اختیار کرے گا جو اس کے لیے فاہدہ مند ہے جیسے اس نے اپنے پہلے تجارتی قافلے کے لیے اختیار کیا ہے۔ نہ جانے ہمارے خیبر پختونخوا کے بھائی کیوں شور مچاتے رہتے ہیں۔ اب وہ عدالت بھی چلے گئے۔ جب چین کے تجارتی قافلے اس راستے سے گزریں تو لامحالہ ان راستوں پر ترقیاتی زون بھی قائم ہوں گے اور لوگ بھی خوشحال ہوں گے۔ جہاں تک چین کے پہلے تجارتی قافلے کا ذکر ہے تو یہ چین کا اکیلا تجارتی قافلہ نہیں۔ چین کے اس تجارتی قافلے میں پاکستان کے دو تجارتی قافلے بھی شامل ہیں ایک تجارتی قافلہ سیالکوٹ سے ۵۰ ٹرکوں پر ۱۰۰ کنٹینرز اور دوسرا لاہور سے ٹرکوں پر ۹۰ کنٹینرز لدے چلا ہے۔ پاکستان کا پہلہ تجارتی قافلہ چین کے قافلے سے ۴۵ پنجاب ضلع اٹک کے شہر میں جنڈ کے مقام پر شریک ہوا۔ دریائے سندھ کراس کر کے خیبر پختونخوا کے شہر کوہاٹ میں داخل ہوا۔ دوسرا قافلہ لاہور، سکھر، سی سے کوئٹہ میں ان دو قافلوں میں شریک ہوا۔ ایک رات کوئٹہ میں آرام کے بعد پھر یہ چین پاک تجارتی قافلے گوادر کی بندرگاہ پہنچے۔ پنجاب، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کی یہ ساری سڑکیں ایف ڈبلیو او نے

۲۰۱۴ء سے لیکر اب تک بنائیں ہیں۔ جو یقیناً نواز حکومت کی کامیابی کا مظہر ہیں۔ میرے وطن کی اس شاہ راہوں سے یہ تجارتی قافلے ایسے ہی رواں دواں رہیں گے۔ میرا اسلامی جمہوریہ پاکستان ملک ترقی کی شاہ راہیں کراس کرکے واقعی ایشیاٹائیگر بنے گا۔ اس وقت تو میرے ملک کے دشمنوں خاص کر پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کو یہ گوارہ نہیں اس نے اعلانیہ چین پاکستان اقتصادی راہداری کو ثبوتاژ کرنے کے لیے فنڈ بھی مختص کئے ہیں۔ بلوچستان میں علیحدگی پسند چند بلوچ لیڈروں کو سیاسی پناہ بھی دے رہا ہے۔ بلوچستان میں پہلے اس کی جاسوسی کانیٹ ورک کلبھوشن یادیو کی شکل میں گرفتار ہوا۔ جس نے کے اعتراف بیان کیا کہ اس کا کام بلوچستان اور کراچی میں علیحدگی پسندوں کی دہشت گردی میں ٹرینگ اور مالی مدد شامل ہے۔ کوئٹہ میں وکیلوں، پولیس ٹرینگ اور آج عین اس وقت جب کہ پاکستان کے وزیر اعظم جناب نواز شریف صاحب گوادر پورٹ کا افتتاح کر رہے ہیں لسبیلہ کے قریب شاہ نورانی کی درگاہ پر خود کش حملہ کر وا کر ساٹھ کے قریب زاہرین کو شہید اور سیکڑوں کو زخمی کرکے ایک قسم کی دھمکی دی ہے کہ وہ اپنے پروگرام سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ کوئی فرق نہیں پڑتا کتے بھوکتے رہتے ہیں اور قافلے شاہ راہوں پر رواں دواں چلتے رہتے ہیں۔ چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تجارتی قافلے بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی شاہ راہوں پر بھی انشاء اللہ ایسے ہی چلتے رہیں گے چاہے ہمارے دشمنوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ ویسے دشمن کے ناپاک عزائم کو سامنے رکھتے

ہوئے پاک فوج کے سپہ سالار نے بارا ہزار نفوس پر ایک نئی سیکورٹی رجمنٹ قائم کی۔ اس رجمنٹ کے سپاہیوں کی سیکورٹی فراہم کرنے پر پہلا تاریخی تجارتی قافلہ چین سے درہ خنجراب کراس کرکے پاکستان کی حدود میں داخل ہوا۔ اپنے ملک کے چاروں صوبوں کی شاہ راہوں پر پر امن سفر کرتے ہوئے اپنے نئی تعمیر کردہ گوادر ڈیپ سی پورٹ تک پہنچا۔ جہاں پر آج ہمارے وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ بلوچستان، فوج کے سپہ سالار، چین کے سفیر اور پندرہ دوست ملکوں کے سفیروں کی موجودگی میں اس تاریخی دن تجارتی دن کا افتتاح ہوا۔ اے کاش کے اس تاریخی دن سارے صوبوں جن میں پنجاب، خیبر پختونخوا، گلگت بلتستان اور آزاد جموں کشمیر کے وزیر اعلیٰ کو بھی کو شریک کیا جاتا۔ ملک میں یکجہتی کو فروغ ملتا۔ پیپلز پارٹی نے ابھی سے کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ پروگرام ہماری حکومت کے دوران شروع ہوا ہمارے صدر نے پے در پے چین کے دورے کیے تھے وغیرہ۔ یہ بات صحیح ہو سکتی ہے اسی طرح ایٹمی پروگرام بھی مرحوم بھٹو نے شروع کیا تھا۔ اس کے بعد ساری حکومتوں اور فوج نے مل کر اس قومی اثاثے کی تکمیل کی مگر سہرا تو اللہ نے نواز شریف کے سر سجایا تھا۔ یہ بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔ نواز شریف اور چینی سفیر جنرل راحیل شریف کی ذاتی دلچسپی کا بھی اظہار کیا۔ کیوں نہ ہو یہ ملک سب کا ہے جس میں سیاسی، مذہبی، فوجی قیادت سب شامل ہیں۔ یہ سہرا سب کے سر ہے۔ اس خوشگوار موقعے پر قوم کی اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے ملک کے تمام اداروں میں اعتماد اور یکجہتی کو فروغ دے آمین۔

پاکستان میں بار بار مارشل لا کیوں؟

پاکستان میں مختلف مارشل لاادوار پر بات کرنے سے پہلے کچھ حقیقی باتوں پر غور کرتے ہیں پھر مارشل لا لگنے کے اسباب ہمیں صاف نظر آ جائیں گے۔(ق) لیگ کے جنرل سیکرٹیری اور پارلیمنٹ کے دفاعی کمیٹی کے انچارج مشاہد حسین سید صاحب کے بیان اور اس پر غور کرتے ہیں۔ مشاہد نے کچھ دن پہلے اخبار میں بیان دیا تھا کہ ''امریکا کے پاکستانی سفارت خانے کو امریکا منتقل کر دیں تو یہ سفارت خانہ امریکا میں بھی مارشل لا لگوا دے گا'' اس کا صاف مطلب ہے کہ ہمارے ملک میں امریکا ہی مارشل لا لگواتا رہا ہے۔ ظاہر ہے امریکا ہمارے ملک میں خود تو نہیں آتا بلکہ وہ کچھ ہمارے ہی لوگوں کو غلط راستے پر ڈال کر اقتدار پر قبضہ کا راستہ بتاتا ہے۔ اس کا مشاہدہ مجھے (ر) لیفٹننیٹ جنرل شاہد عزیز کی کتاب ''یہ خاموشی کب تک'' کا مطالعہ کرتے ہوئے ہوا۔ وہ اپنی کتاب صفحے ۱۳۸ میں لکھتے ہیں کہ امریکا میں فوجی ٹریننگ کے دوران مجھ پر امریکی خفیہ کے ایجنٹوں نے کام کیا اور کہا کہ آپ اور آپ کے بچوں کا خیال رکھا جائے گا آپ امریکی مفادات کے لیے کام کرنے کا وعدہ کریں۔ فری میسن یہودی تنظیم کے کچھ ایجنٹوں نے بھی یہی کوشش کی مگر اللہ کا شکر ہے کہ میں ان دونوں کے جھانسے میں نہیں آیا۔ ایسا ہی مسلم لیگ کے مرکزی رہنما (ر) جنرل مجید ملک کی کتاب میں بھی ذکر ہے۔ وہ کہتے

ہیں کی امریکی سفیر نے مجھے کہا کہ آپ امریکی مفادات کے لیے کام کریں مگر میں نے کہا کہ میری وفاداری پاکستان کے ساتھ ہے۔انہوں نے مذید لکھا کہ قادیانیوں نے بھی مجھے ورغلانے کی کوشش کی تھی مگر اللہ نے مجھے محفوظ رکھا۔ صاحبو! نہ جانے اور کتنی کتابیں کتنی داستانیں ہونگی۔ ہماری تو صرف ان دو کتابوں تک پہنچ تھی جو ہم نے بیان کر دی۔ امریکی مفادات کا کیا مطلب ہے کہ ایٹمی پاکستان میں فوج اور سیاستدان ہمیشہ لڑتے رہیں اور ملک ترقی نہ کر سکے اور امریکا کے سامنے ہاتھ پھیلائے رکھے اور امریکا اپنی مرضی کے کام پاکستان سے کرواتا رہے۔ جیسے ایک فون کال پر ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے کیا تھا۔ اس میں چاہے کوئی فوجی ہو یا سیاستدان۔ (ر) جنرل اسلم بیگ صاحب جس کو پیپلز پارٹی نے اپنے دور میں تمغہِ جمہوریت دیا تھا نے کل ہی ایک نجی ٹی چینل پر کچھ انکشافات کیے ہیں۔ لنکر نے ڈان لیک پر بات کی تو اُنہوں نے کہا کہ کچھ عرصہ پہلے ڈان میں ہی ایک ایسا ہی مضمون چھپا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مضمون نگار نے سپہ سالار راحیل شریف کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی کہ سیاست دانوں نے جس طرح اسلم بیگ کو قوم کے سامنے ذلیل کیا ہے تمہیں بھی ریٹائرٹمنٹ کے بعد ایسے ہی ذلیل کریں گے۔ مارشل لا لگا دو اور ان سیاستدانوں کو سبق سکھاؤ۔ صاحبو! آپ غور کریں کہ کہاں کہاں پاکستان کے دشمن موجود ہیں۔ جو بین الاقوامی ایجنڈے گریٹ گیم کے تحت پاکستانی فوج کا گھیراؤ کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے نجی ٹی وی کا لنکر یہ بھی کہہ رہا تھا سرل المیڈا کو خبر لیک کرنے

کے لیے اس لیے منتخب کیا گیا ہے کہ اس کی مدد میں بین الاقوامی صحافی شور مچا دیں گے اور بات رک جائے گی۔ کیا یہ میمو گیٹ جیسی کوئی سازش تو نہیں؟ اگر پاکستان میں مارشل لا کا ذکر کریں تو پہلا مارشل لا ڈکٹیٹر ایوب خان نے لگایا تھا۔ ۱۹۵۶ء کا آئین جس کو متحدہ پاکستان کے سارے صوبوں نے مل کر بنایا تھا منسوخ کر دیا گیا جس کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں مغربی پاکستان کے خلاف نفرت بڑی۔ سیاست دانوں پر پابندی لگائی گئی۔ اپنا ایجاد کردہ بنیادی جمہورتوں کا نظام قائم کرکے اس کے نمایندوں کی بنیاد پر اپنے آپ کو پاکستان کا صدر منتخب کرا لیا۔ جب سیاستدانوں نے اس کے غیر جمہوری کاموں کا محاسبہ کیا تو اس نے ڈکٹیٹر یحییٰ خان کو اقتدار پر بیٹھا کر خود رخصت ہوا۔ ڈکٹیٹر یحییٰ نے متنازہ اور قومیت اور صوبائیت کی بنیاد پر الیکشن کروائے۔ بھٹو صاحب کے کہنے پر جیتنے والوں کو اقتدار منتقل نہیں کیا۔ فوجی آپریشن شروع کیا جس سے مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے علیحدہ ہو گیا۔ پھر درمیان میں کچھ عرصہ کے لیے اقتدار کے رسیا مرحوم بھٹو تاریخ کے پہلے سولین ماشل لا ایڈ منسٹریٹر بن بیٹھے تھے۔ بھٹو کا فسطائی دور جیسے تیسے گزرا۔ الیکشن میں دھاندلی کی وجہ سے اس کے خلاف پاکستانی تاریخ کی منفرد تحریک چلی۔ جس میں پہیہ جام ہوا۔ دینی جماعتوں نے اسلام قائم کرنے کا کہا اور نظام مصطفےٰ کا نعرہ لگایا۔ اس سے فائدہ اُٹھا کر اسلام نافذ کرنے کا وعدہ کرکے ڈکٹیٹر ضیا الحق نے مارشل لا لگا دیا۔ ڈکٹیٹر ضیا الحق امریکی سفیر کے ساتھ

ایک جہاز میں شہید ہو گئے۔ اس کے بعد پھر سول حکومت قائم ہوئی۔ نواز شریف صاحب نے آرمی چیف سے اختلاف کی وجہ سے جب وہ جہاز پر پر سوار ہی تھا کہ اُس کو برخاست کرکے بٹ صاحب کو آرمی چیف بنا دیا۔ ڈکٹیٹر پرویز مشرف کہتے ہیں کہ بھائی ایک کلرک کو بھی نکالا جاتا ہے تو اسے نوٹس دیا جاتا ہے کیا پاکستانی فوج کا سپہ سالار ایک کلرک سے بھی کم تر ہے کہ اُسے بغیر نوٹس دیے نکال دیا جائے۔ اسی پر ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے مارشل لا لگا دیا۔ ڈکٹیٹر مشرف نے اپنا بھونڈے خیالات کا سرے عام اعلان کر دیا تھا کہ میں نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کو واپس پاکستان نہیں آنے دوں گا۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ دونوں واپس پاکستان آئے اور ڈکٹیٹر پرویز مشرف بے بس ہو گیا تھا۔ ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے ایک ٹیلیفون کال پر امریکا کو بحری، بری اور فضائی راستے دے دیے۔ تاریخ کا واحد مسلمان حکمران ہے جس ن مسلمانوں کو اعلانیہ ڈالر کے عوض صلیبیوں کے حوالے کیا۔ خود اپنی کتاب میں اس کا اعترف بھی کیا۔ پڑوسی برادر اسلامی ملک افغانستان کو تورا بورا بنانے میں امریکا کے ساتھ شریک ہوا۔ اسی وجہ سے ملک میں دہشت گردی پھیلی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بار بار کی مارشل لا سے فوجیوں اور سیاستدانوں میں دشمن نے ایک کفیت پیدا کر دی ہے۔ جب فوجی آپس میں شپ شپ کرتے ہیں تو سیاستدانوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور جب سیاست دان آپس میں گپ شپ کرتے ہیں تو فوجیوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور ایسی باتوں سے دشمن کے مفادات پورے ہوتے ہیں۔ پاکستان کے دشمن کبھی فوجی کو کبھی سیاست

دان کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیتے ہیں۔ جیسے پاکستان میں ہوتا آیا ہے اور شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کام امریکا کا سفارت خانہ انجام دیتا رہتا ہے۔ صاحبو! ہمارے مقتدر حلقوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ یہ ملک سب کا ہے۔ فوج کا کام آئین کے مطابق سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے اور سیاستدانوں کا کام ملک کے سیاسی معاملات چلانا ہے۔ جب مقتدر حلقوں کو یہ بات سمجھ آ جائے گی تو ملک کے ادارے مضبوط ہو نگے۔

ہمیں اُس وقت بہت خوش ہوئی تھی اور ہم نے ایک مضمون بھی لکھا تھا کہ پاکستانی تاریخ میں پہلی مرتبہ فوج کے سپہ سالار جناب پرویز کیانی صاحب نے اپنے آئی ایس آئی کے چیف کو پاکستان کی پارلیمنٹ میں بھیجا تھا اور اس نے اعلان کیا تھا کی آئی ایس آئی نے سیاسی ونگ ختم کر دیا ہے۔ اور اب خوشی اپنے سپہ سالار راحیل شریف صاحب کے اس کراد ار پر کہ موجودہ سیاسی حکومت کی طرف سے کئی بار فوج کے خلاف بے وقوفیوں کے با وجود سمجھداری کا ثبوت دیا۔ پاکستانی قوم کے اندر اپنے لیے سیاست دانوں سے زیادہ عزت کا مقام حاصل کیا ہے۔ دشمن پھر سیاستدانوں اور فوج کے درمیان غلط فہمیاں ڈالنے کی کوششیں کر رہے ہیں تاکہ پاکستان کو جمہوریت کے راستے سے ایک بار پھر ہٹایا جائے۔ ڈان لیک اس کا ثبوت ہے۔ دوسری طرف ہمارے ازلی دشمن نے لائن آف کنٹرول پر بغیر اشتعال کے توپیں چلا کر ہمارے سات فوجی جوانوں کو شہید کر دیا۔ آئی ایس پی آر کے مطابق پاک فوج نے دشمن کو اس سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ان حالات میں کوئی بھی دشمن پاکستان کو غلط راستے پر

نہیں ڈال سکتا۔ عوام اپنی پاکستانی فوج کا احترام کرنا جانتے ہیں۔ پاکستان میں بار بار
مارشل لا نہیں لگے گا انشا اللہ۔ پاکستانی فوج زندہ باد۔ پاکستانی سیاست دان زندہ باد۔ اللہ
ہمارے ملک کی حفاظت کرے آمین۔

اردوان کا دورہ پاکستان گولن کی حمایت

برادر اسلامی ملک ترکی کے صدر نے پاکستان کا دو روزہ دورہ کیا ہے۔ میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان نے خود ان کا ایئر پورٹ پر استقبال کیا۔ ترکی کی خاتون اوّل امینہ اور طیب رجب اردوان صاحب کو پاکستانی بچوں نے ایئر پورٹ پر گلدستے پیش کیے۔ وزیر اعظم ہاؤس میں چاک و چوبند فوجی دستہ نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ اپنے خطاب میں اردوان نے کہا پاکستان ماضی کی طرح ہر کٹھن موقع پر اپنے ساتھ پائے گا۔ ترقی اور خوشحالی کے لیے پاکستان کا ساتھ دیتے رہیں گے۔ پاکستان کے تجارتی وفود نے گول میز کانفرنس میں تجارتی معاہدوں پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ تجارت کو ایک ارب ڈالر تک لے جانے کا اعلان بھی کیا گیا۔ ہر سال پاکستان کے پانچ سو طالب علموں کو ترکی کی یونیورسٹیوں میں اسکالرشپ دینے کا اعلان کیا گیا۔ لال قلعہ میں ایک ذبردست عشائیہ کا بھی انتظام کیا گیا جس میں چاروں صوبوں کے وزیر اعلی بھی شریک ہوئے۔ دورہ کے لیے اسلام آباد اور لاہور کو خیر مقدمی بینروں اور بجلی کے قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ دورے کے دوسرے دن ترکی کے صدر نے پاکستان کی مجلس شوریٰ پارلیمنٹ) کے دونوں ایوانوں کے ممبران سے تاریخی خطاب کیا۔ فوج کے سپہ سالار) بھی مہمانوں کی گیلری میں موجود تھے جنہیں دیکھ کر اردوان نے سلام کیا۔ بد قسمتی سے تحریک انصاف کے عمران خان

نے اس مشترکہ اجلاس میں بھی، کشمیر کے مسئلہ پر اجلاس کی طرح احتجاجاً شریک نہیں ہوئے۔ جواز یہ پیش کیا کہ کرپشن کے الزام والے وزیر اعظم جس اجلاس میں شریک ہوں، تحریک انصاف ایسے اجلاس میں شریک نہیں ہو گی۔ جہاں تک اردوان کے پاکستان کے دورے کا تعلق ہے اس قبل دو دفعہ بحثیت ترکی کے وزیر اعظم اردوان پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ ترکی کا صدر بنے پر اردوان کا پاکستان کا یہ تیسرا دورہ تھا۔ پاکستان کی مجلس شوریٰ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ خطاب میں اردوان نے پاکستان کا شکریہ ادا کیا۔ پاکستان کی پالیسیوں کی حمایت کی۔ خاص کر کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان کی کھل کر حمایت کی اور کہا کہ کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق، پاکستان اور بھارت کو مل جل کر حل کرنا چاہیے تاکہ مظلوم کشمیریوں کے دکھوں کا مداوا ہو سکے۔ اپنی تقریر میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے دہشت گردی کے خاتمے میں کامیابی سے فاہدہ اُٹھائیں گے۔ پاکستان اور ترکی کے مسائل ایک جیسے ہیں۔ ترکی کی منتخب حکومت کے خلاف ناکام فوجی بغاوت کے موقع پر سب سے پہلے حمایت پر پاکستانی قوم کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے خلاف داعش اور القاعدہ جیسے دہشت گرد تنظیموں کو مغرب کی حمایت حاصل ہے۔ صاحبو! اس کا اندازہ ترکی میں ناکام فوجی بغاوت کے شروع کے کچھ گھنٹوں میں ہوا۔ مغربی میڈیا چلا چلا کر فوجی انقلاب کی حمایت میں خبریں جاری کر رہا تھا۔ ٹی وی شوز میں اس کے لشکر پر سن فوجی انقلاب کے حق میں بول رہے تھے۔ جب اردوان نے اپنے فون سے قوم کو

خطاب کیا اور ترکی کی عوام کو فوج بغاوت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونے کی اپیل کی۔ اردوان کے اپیل پر ترکی کے سارے شہروں میں عوام فوجی انقلاب کے خلاف مظاہرے کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئے۔ کچھ شہری تو ٹینکوں کے سامنے لیٹ گئے۔ جب فوی انقلاب ناکام ہوا تو مغربی میڈیا جمہوری حکومت کے حق میں تبصرے جاری کرنے لگا۔ اردوان کے مطابق ناکام فوجی بغاوت میں گولن کی تحریک کا ہاتھ تھا۔ گولن کیا ہے۔ اس کا شاید ہمارے لوگوں کو صحیح علم نہیں۔ گولن ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوا۔ اس کا والد ایک عالم اور امام مسجد تھا۔ گولن نے شروع میں اپنے والد سے ہی مذہبی تعلیم حاصل کی۔ پہلے یہ مشہور نورسی کی تحریک سے ہدایت لیتا تھا بعد میں اس سے ہٹ گیا۔ گولن بھی امام مسجد رہا۔ اپنے شعلہ بیان تقریروں میں عوام کو اپنا ہم نوا بنایا۔ ۲۰۱۳ء تک اردوان کے ساتھ تھا۔ اس نے ترکی اور دنیا میں مخلوط نظام تعلیم کا نیٹ ورک جاری کیا۔ یہ مغرب کی خواہش کے عین مطابق سیاسی اسلام سے دور اور صوفی ازم پر یقین رکھتا ہے۔ یہ کٹر قوم پرستی اور سیکولرازم کی پالیسیوں کا پرچار کرتا ہے۔ اردوان ترکی سے اتاترک کی اسلام دشمن باقیات کو خاموشی سے ختم کرکے اسلامی خلافت کی طرف گامزن ہے۔ گولن اس کی مخالفت کرتا رہتا ہے۔ یہ تعلیم کی آڑ میں کرپشن میں ملوث پایا گیا ہے۔ ترکی میں اس پر عدالتوں میں مقدمے قائم ہوئے ہیں۔ ۱۹۹۹ء سے خود ساختہ جلا وطن ہو کر امریکا میں ایک بڑے قطعہ اراضی، جو کہ ۳۲۰۰ کنال پر پھیلا ہوا ہے میں رہائش پذیر ہے۔ ترکی کے حالیہ

فوجی انقلاب میں ملوث پایا گیا ہے۔ اس کے سارے ساتھیوں کو جو فوج، عدلیہ، تعلیم اور میڈیا میں بڑی تعداد میں موجود تھے ان کو بغاوت میں شریک ہونے پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جب اردوان نے ایک بحری جہاز میں غزا کے اسیر فلسطینیوں کے لیے اناج اور کھانے پینے کی دوسری چیزیں بھیجی تھیں تو اس کی مخالفت کی تھی۔ اردوان کی ہر مسلم تعاون کی پالیسیوں پر اعتراض کرتا رہتا ہے۔ ترکی میں کوئی بھی اسلام کی طرف پیش قدمی ہو اس کی مخالفت کرتا ہے۔ یہود و نصارا کا پسندیدہ مسلم رہنما ہے۔ دونوں سے فنڈنگ لیتا ہے اور دنیا میں ان کی مسلم کش پالیسیوں کی حمایت کرتا ہے۔ ترکی کی شاندار اسلامی تاریخ کو مسخ کرتے ہوئے (میرا سلطان) جیسی اسلام دشمن فلمیں بنا کر دنیا میں گولن کے لوگ پیش کر رہے ہیں۔ پاکستان میں گولن تحریک کے کئی کالج اور اسکول ہیں۔ ناکام فوجی انقلاب کے بعد حکومت ترکی کے کہنے پر ان اسکولوں کے اسٹاف کو ویزے کی میعاد ختم ہونے پر پاکستان چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمارے ملک کے کچھ سیکولر لکھاریوں جو اتاترک کے حامی ہیں، نے اپنے کالموں میں اس پر غم و غصہ کا اظہار کیا اور گولن کے لوگوں کی حمایت کی۔ اس پر اپنے دورے میں ادروان نے شکایت بھی کی۔ ظاہر ہے اردوان گولن اور اس کی اسلام مخالف تحریک کو پاکستانیوں سے زیادہ جانتا ہے۔ اس نے حکومتی سطح پر پاکستان کے گولن کے اسکولوں کے لیے نئے ٹیچروں کا انتظام کیا ہے جو جلد ان اسکولوں کا چارج سنبھال لیں گے اور پاکستان میں بچوں کی تعلیم جاری رہے گی۔ اس لیے بچوں کے

والدین کو فکر نہیں کرنی چاہیے۔ ویسے بھی گولن کے اسکول پہلے تو امدادی اسکیم کے تحت پاکستان میں غریب بچوں کے لیے تعلیم کا مشن شروع کیا تھا۔ اب پاکستان کی وزارت داخلہ کے مطابق تعلیمی مشن تجارتی بنیاد پر کام چلا رہا تھا جو قانون کیخلاف ہے۔ صاحبو! جب ترکی کی عثمانی خلافت کو یہود و نصارا نے ختم کیا تھا تو اس وقت کے امریکا کے وزیر دفاع نے اعلان کیا تھا کہ اس کے بعد دنیا میں مسلمانوں کو خلافت قائم نہیں کرنے دیں گے۔ صلیبی اسی پالیسی پر برسوں سے عمل پیرا ہیں۔ جہاں بھی کسی اسلامی ملک میں مروجہ مغربی جمہوری طریقے سے ہی لوگ الیکشن جیت کر آتے ہیں تو فوجی انقلاب برپا کر دیا جاتا ہے۔ جیسے الجزائر میں اور مصر میں کیا گیا۔ مسلم دنیا میں اپنے پٹھو حکمرانوں کے ذریعے مسلم عوام، جو دنیا میں نوے فی صد صلیبیوں کے خلاف ہیں ان کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ مسلمان ملکوں پر فوج کشی کے ذریعے قبضے کیے جاتے ہیں۔ جیسے لیبیا، عراق اور افغانستان پر حملہ کرکے قبضہ کیا گیا۔ مسلمان ملکوں کو شعیہ سنی کی بنیاد پر آپس میں لڑایا جا رہا ہے جیسے شام اور اب یمن میں لڑائی ہو رہی ہے۔ ترکی جو یورپ کا پڑوسی ہے برسوں سے یورپی یونین میں شمولیت کی کوششیں کرتا رہا۔ مگر اب تک مسلم دشمنی کی وجہ سے یورپی یونین میں شریک نہیں ہو سکا۔ اللہ کا شکر ہے اردوان اور کی انصاف اور ترقی پارٹی (جسٹس اینڈ ڈیولپمنٹ پارٹی) ملک میں حکمران ہے اور آہستہ آہستہ سیکولر کو چھوڑ کر اسلام کی طرف گامزن ہے۔ اردوان نے نوے سال بعد فوج میں مردوں کو

داڑھی اور عورتوں کو اسکارف کی اجازت دی ہے۔ مدرسوں میں حفظِ قران کی کلاسیں جاری کی ہیں۔ مسجدوں میں ترکی زبان کے بجائے عربی میں آذانیں دینی شروع کر دیں ہیں۔اردوان ایک مسلم لیڈر کے طور پر سامنے آیا ہے۔ مسلم دنیا کے دکھوں میں برابر کا شریک ہے۔ جب بنگلہ دیش میں پاکستان کو بچانے کی خاطر بھارت کی بنائی ہوئی مکتی باہنی سے لڑنے پر پاکستان سے محبت کرنے والوں کو پھانسیاں دی گئیں تو احتجاج کے طور پر

ترکی نے اپنا سفیر بنگلہ دیش سے واپس بلا لیا تھا۔ برما کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے، برما کا دورہ کیا تھا۔ اردوان کے دور حکومت میں ترکی پھر اسلامی خلافت کی طرف گامزن ہے جو صلیبیوں اور گولن کو ناگوار ہے لیکن مسلمانوں کی دیرینہ خواہش ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے اتحاد کی مظہر اسلامی خلافت قائم کرنے میں ترکی کو اس میں کامیاب کرے آمین۔

پاناما لیکس سپریم کورٹ اور ملکی حالت

پانامہ لیکس پر جب ملک میں اپوزیشن نے ایک ہنگامہ کھڑا کیا تھا تو وزیر اعظم جناب نواز شریف صاحب کو دو دفعہ ٹی وی اور ایک بار مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں وضاحت کرنی پڑی تھی۔ وزیر اعظم نے ریٹائرڈ جج سے پاناما لیکس کی انکوئری کا کہا تو اپوزیشن نہ مانی اور حاضر جج کی ڈیمانڈ کی۔ وزیر اعظم نے سپریم کورٹ کو خط لکھا کہ وہ پاناما لیکس کی انکوئری کے لیے کسی حاضر جج کو تعینات کرے۔ مگر سپرہم کورٹ نے واپس حکومت کو کہا کہ ۱۹۵۶ء کے قانون کے تحت پاناما کی انکوئری ممکن نہیں۔ اس کے لیے مجلس شوریٰ نیا قانون بنائے۔ قانون کے نقات جسے ٹرم آف ریفرنس کہتے ہیں، کو بنانے پر حکومت اور اپوزیشن کی کئی میٹینگ ہوئی۔ ان میٹنگوں میں حکومت اور اپوزیشن میں اتفاق نہ ہو سکا۔ حکومت کہتی تھی کہ صرف وزیر اعظم کا احتساب نہ ہو بلکہ سب کا ہو۔ اپوزیشن کہتی تھی کہ پہلے وزیر اعظم اور اس کی فیملی کا احتساب ہو پھر اس کے بعد سب کا ہو۔ عمران خان نے بھی اپنے احتساب کا کہا تھا۔ وزیر اعظم خود تین دفعہ اپنے خطاب میں اپنے احتساب کا قوم سے وعدہ کر چکے ہیں۔ اس پر حکومت اور اپوزیشن کا اتفاق نہ ہونے پر کافی وقت ضائع ہو گیا۔ آخر میں دونوں نے اپنے اپنے ٹی او آر بنائے۔ اگر ٹی او آر پر متفقہ فیصلہ ہو جاتا تو ان ٹی او آر کو مجلس شوریٰ کے دونوں ایوانوں سے پاس کروا

کر ملک کا قانون بننا تھا۔ پھر اس قانون کے مطابق سپریم کورٹ نے مقدمہ سننا تھا۔ دونوں فریقوں نے اپنا اپنا نقتہ نظر پیش کرنا تھا اور سپریم کورٹ نے کوئی فیصلہ سنانا تھا۔ اس کام میں چھ ماہ زیادہ عرصہ گزر گیا۔ اپوزیشن کا الزام تھا کہ حکومت نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ دیر کی پالیسی اختیار کی کہ ایسے کرنے سے پاکستان کے عوام پاناما لیکس کو بھول جائیں گے۔ حکومت نے اس الزام کا انکار کیا۔ اس دوران اپوزیشن نے اپنے ٹی او آر کو مجلس شوریٰ کے ایوان بالا (سینیٹ) میں پیش کر دیا۔ حکومت سے کہا کہ وہ ان ٹی او آر کو مجلس شوریٰ زیریں (پارلیمنٹ) سے پاس کرا کر قانون بنائے تاکہ مسئلہ حل ہو۔ دوسری طرف عمران خان، سینیٹر سراج الحق اور شیخ رشید صاحبان نے سپریم کورٹ میں پاناما کی تحقیق کے لیے درخواستیں دی ہوئی تھیں جسے پہلے سپریم کورٹ کے رجسٹرار نے فنی خرابی کے وجہ سے واپس کر دیا تھا۔ دوبارہ پیش کرنے پر سپریم کورٹ نے یہ درخواستیں منظور کر لیں۔ اُدھر عمران خان اور جماعت اسلامی نے کرپشن کے خلاف عوامی آگاہی کے لیے ملک میں احتجاجی پروگرام کیے۔ جماعت اسلامی نے فیصل آباد اور تحریک انصاف نے پہلے رائے ونڈ اور پھر اسلام آباد کو بند کرنے کی کال دی۔ حکومت اور دوسرے سیاسی حلقوں نے زور دیا، کہ جب سپریم کورٹ نے مقدمہ سننے کے لیے تیار ہو گئی ہے تو اسلام آباد بند کرنے اور احتجاج کرنے کی ضرورت نہیں۔ عمران خان اپنی روائتی جلد بازی کرتے ہوئے نہ مانے اور سارے ملک سے اپنے کارکنوں کو اسلام آباد پہنچنے کی کال دے دی۔

عمران خان نے اپوزیشن کی کسی بھی سیاسی جماعت کو ساتھ ملانے کی کوشش نہیں۔ اس سے اپوزیشن کا اتحاد ٹوٹ گیااور ساری جماعتیں عمران خان سے الگ ہو گئیں۔ اسلام آباد کو بند کرنے کے اعلان پر پورے ملک میں حکومت نے تحریک انصاف کے کارکنوں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی۔ سارے ملک کے راستوں میں کنٹینرز لگا کر تحریک انصاف کے کارکنوں کو روکے رکھا۔ سارا ملک میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ خیبر پختونخوا سے آنے والے قافلے کو پنجاب کی سرحد میں داخل نہ ہونے دیا۔ دونوں صوبوں کے درمیان پل پر سات روئیں والی کنٹینرز اور مٹی کے پہاڑ کی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ آنسو گیس کے شیل مارے گئے جس سے لوگ زخمی ہوئے۔ لوگوں نے اشتعال میں آ کر ایک طرف کھڑی پولیس کی گاڑیوں کو آگ لگا دی۔ بلا آخر قافلے نے کنٹینرز اور مٹی کے پہاڑوں کی ساری رکاوٹیں بلڈوزر سے ہٹا کر پنجاب میں برہان انٹر چینج تک پہنچ گئے۔ حکومت کی طرف سے رات پھر آنسو گیس کا استعمال کیا گیا۔ تحریک انصاف کے کارکنوں نے رات سردی میں وہی گزاری۔ صبح عمران خان کے کہنے پر کارکن واپس خیبر پختونخوا چلے گئے۔ عمران خان کو بنی گالہ کے گھر پر محصور کر دیا گیا۔ ان کے گھر کے باہر رکاوٹیں اور چیک پوسٹ بنائی گئیں۔ آنسو گیس پتھراؤ اور گرفتاریاں کی گئیں۔ اسی دوران سپریم کورٹ نے پاناما کیس سننے کی کی تاریخ کا اعلان کر دیا۔ عمران خان نے فیس سیونگ کے لیے اسلام آباد کو بند کرنے کے بجائے یوم تشکر کا اعلان کر دیا۔ یوم تشکر منایا گیا جس میں تحریک انصاف کے قابل ذکر کارکن شریک ہوئے۔ سپریم کورٹ نے

لارجر بنچ تشکیل دیا۔ سپریم کورٹ نے کیس شروع کرنے سے پہلے سارے فریقوں کو کہا کہ لکھ کر دیں کہ ان کو سپریم کا کورٹ کا فیصلہ قبول ہوگا۔ سب نے لکھ کر دے دیا کہ قبول ہوگا۔ سپریم کورٹ نے وزیر اعظم کے بچوں کو اپنے اثاثوں کے ثبوت پیش کرنے کے لیے حکم کیا۔ پہلے کچھ دستاویز پیش کیں پھر ان کی طرف سے قطر کے شہزادے کی طرف سے ایک خط پیش کیا گیا جس میں لکھا ہوا ہے کہ کہ لندن کے فلیٹ اس پیسے سے خریدے گئے جو شریف خاندان نے قطر کے شہزادے کے والد کے ساتھ تجارت کے مقصد کے لیے سرمایا کاری کی تھی۔ وزیر اعظم اپنی دو تقریروں اور مجلس شوریٰ کے خطاب میں فرما چکے ہیں کہ یہ فلیٹ ہم نے سعودی عرب میں سٹیل مل کو فروخت کر کے خریدے تھے۔ اب ملک میں چہ مے گوئیاں شروع ہونے لگیں کہ یہ قطری شہزادہ کہاں سے بیچ میں آ گیا۔ اخباری خبروں اور تبصروں کے مطابق جب اس سے قبل ہیلی کاپٹر کیس میں نواز شریف کو دس سال کی سزا ہوئی تھی تو ثبوت کے طور پر دبئی سے خط آیا تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر ہمارا ہے۔ اس پر سزا ختم ہوئی تھی۔ کیس کی کاروائی کے دوران عدالت کے ججوں نے ریمارکس دیے کہ نواز شریف کے بیان کردہ حقائق اور اس خط میں کافی لمبا عرصہ ہے۔ تحریک انصاف کے وکیل سے کہا کہ آپ اخباروں کے تراشے پیش کر رہے ہیں یہ تو ایک اخبار کا ٹکڑا ہے اس پر تو دوسرے دن پکوڑے ڈال کر فروخت کیے جاتے ہیں۔ یہ ثبوت نہیں ہیں ٹھوس ثبوت پیش کیے جائیں۔ اس پر تحریک انصاف کے وکیل پر تحریک انصاف کے اپنے لوگوں نے اعتراض کرنے شروع کیا تو انہوں نے اس

مقدمے میں پیش ہونے سے معذرت کر لی۔ سپریم کورٹ نے لمبی تاریخ دی تو عمران خان اپنے بچوں کو ملنے لندن چلے گئے۔ اب واپس آ کر انہوں نے چار رکنی وکلا کی نئی ٹیم مقرر کی ہے جس کے ہیڈ نعیم بخاری ہونگے۔ بابر اعوان صاحب بھی اس ٹیم میں شامل ہونگے۔ صاحبو! جب ملک میں کسی مسئلہ پر نزاع پیدا ہو جائے اور ملک افراتفری کی طرف جانے لگے تو سپریم کورٹ ہی واحد آئینی ادارہ ہے جو اس معاملے کو سدھار سکتی ہے۔ ساری قوم کی نظریں سپریم کورٹ کی طرف ہیں۔ سپریم کورٹ نے بھی کہا ہے پاناما لیکس کیس کا فیصلہ جلد از جلد کیا جائے گا اور کیس صرف لندن کے فلیٹ تک ہی معدود رہے گا۔ اگر اپوزیشن کے ساری اعتراضات، یعنی قرض معاف کروانے کے کیس شامل مقدمہ کیے جائیں تو سالوں سال لگ جائیں گے۔ اس سے لگتا ہے کہ انشاء اللہ جلد از جلد کوئی نہ کوئی فیصلہ آ جائے گا جو سب فریقوں کو منظور ہو گا۔ ہمارا ازلی دشمن بھارت پر جنگی جنون سوار ہو گیا ہے۔ اس نے ہمارے زمینی، بحری اور بری سرحدوں پر چھیڑ خانی شروع کر دی ہے۔ ہمارے بے گناہ فوجی اور شہری شہید ہو رہے ہیں۔ سرحدی جھڑپوں کے علاوہ ہمارے صوبے بلوچستان میں تین بڑے واقعے ہو چکے ہیں جو یقیناً ہمارے ازلی دشمن بھارت نے کروائے ہیں۔ اس میں سیکڑوں قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ اللہ کرے پاناما لیکس کا مقدمہ جلد ختم ہو اور ساری سیاسی قیادت اپنی سرحدوں کی حفاظت کی تدبیروں کے لیے یک جان ہو جائیں اور دشمن کے عزائم کو ناکام بنا دیں۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے آمین۔

اللہ تعالی کا قرآن میں فرمان ہے کہ میں نے انسان کو کمزور پیدا کیا ہے۔اس کے ساتھ پیٹ، سرداری، دولت، عورت اور دوسری چیزوں سے محبت بھی رکھ دی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے انسان کو اچھے اور بُرے راستے پر چلنے کے ارادے کی اجازت بھی دی ہے۔ دوسری طرف فرشتوں کو پیدا کیا۔ ان کو ان کمزرویوں سے پاک رکھا۔ ان کواللہ کی طرف سے جو حکم ملتا ہے اس پر عمل کرنا ہوتا ہے۔اللہ نے جنت اور دوزخ پیدا کی جو انسان اپنے غلط ارادے (جو اسے اللہ نے دیا ہے) کو روکے رکھے اور نیک ارادے پر عمل پیرا ہو اور جنت حاصل کرنے کا خواں ہو تواللہ اس سے راضی ہوتا ہے۔ جو صرف اس دنیا کی خواہش کے تحت زندگی گزارے اس سے اللہ ناخوش ہوتا ہے۔ جلد حاصل ہونے والی اس کمزوری سے اللہ کے پیغمبرؑ ہی بچے رہے ہیں۔ اس فلسفہ کو سامنے رکھا جائے تو انسان اپنی ازلی کمزوری کی وجہ سے ہر دور میں عاجلہ کا طلب گار رہا ہے۔ یعنی جلد حاصل ہونے والی چیزوں کی طرف ہمیشہ مائل رہا ہے۔ انسان کو اس کمزوری سے بچانے کے لیے اللہ نے اس دنیا میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ مبعوث فرمائے۔ آخر میں ہمارے پیارے پیغمبرؐ تشریف لائے۔ ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق، آخری پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت کی رہنمائی کے لیے امت کے علما کی ذمہ داری ہے۔ اسی فلسفہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک مجدّدِ وقت

جسے دنیا مودودیؒ کے نام سے جانتی ہے، نے ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی جو انبیاؑ کی سنت کے قریب تر ہے۔اس جماعت کے بنیادی مقاصد کے مطابق، یہ جماعت اللہ کے پیغمبروںؑ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس دنیامیں حکومت الہیٰا قائم کرنے کا دعویٰ لے کر میدان میں اُتری ہے۔ اس جماعت نے کہا کہ دنیا والوں سے اس کام کے لیے اِسے کوئی اجر نہیں چاہیے۔ اگر جماعت نے اللہ کے حکم اور انبیاؑ کی سنت کے مطابق کام کیا تو اس کا اَجر اس کے رب کے پاس جنت کی صورت میں محفوظ ہے۔اسی لیے یہ جماعت پرمٹ، پلاٹ، نوکریوں اور دوسری کمزرویوں سے پاک ہے۔جب سے جماعت نے الیکشن میں حصہ لینا شروع کیا تو لوکل گورنمنٹ، صوبائی، قومی اور سینیٹ میں اس کے تقریباً ۱۰۰۰ نمایندے منتخب ہوئے اللہ کا شکر ہے ان میں سے کسی پر بھی کرپشن کا الزام نہیں لگا۔ کرپشن کی کھلی گنگا کے دور میں جماعت ایک امین جماعت ہے یہ لوگوں کے اموال کی حفاظت کرنے کا عزم لے کر اُٹھی ہے۔ اگر اسے اقتدار ملا تو اس پر قائم رہے گی۔ظاہر ہے یہ انسانوں کی جماعت ہے یہ انسانوں میں ہی رہ کر مروجہ طریقوں سے اپنے اصلاحی پروگراموں کو پایا تکمیل تک پہنچائے گی۔ یہ جماعت اپنی دعوت کے کام، جلسے، جلوس، ریلیاں، سیمینار اور ورکرز کنونشن منعقد کرکے کرتی ہے۔ گزشتہ دنوں ایسے ہی ورکرز کنونشن پنجاب اور خیبر پختونخوا میں بھی کر چکی ہے۔ اب صوبہ سندھ کے خواتین و مرد ورکرز کنونشن کا ایک عظیم لشان کنونشن مورخہ ۲۶ اور نومبر کو باغ جناح کراچی میں کرنے کا اعلان کر رکھا ہے۔ جماعت ۲۷

اسلامی پاکستان کے امیر اور سینیٹر سراج الحق صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ سندھ ورکرز کنونشن غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کے لیے خوشخبری لائے گا۔ ورکرز کنونشن کی تیاریوں کے لیے جماعت کے مرکزی امیر جناب اسد اللہ بھٹو نے علما سے رابطوں کے تحت جے یو آئی کے سندھ کے صدر جناب عبدالصمد ہالیجی اور جے یو پی کے مفتی ابراھیم اور دیگر علما کو دعوت نامے پیش کیے۔ ان علما نے شرکت کی یقین دہانی کرائی۔ جماعت کے صوبائی امیر جناب معراج الہدیٰ صدیقی صاحب نے شاہ اویس نورانی صاحب سے ملاقات کرکے انہیں کنونشن میں شرکت کی دعوت دی۔ جماعت سندھ نے اہم سیاسی و سماجی شخصیات کو دعوت نامے بھی ارسال کر دیے ہیں۔ جماعت سندھ کے جنرل سیکرٹیری ممتاز سمتو صاحب ورکرز کنونشن کو کامیاب کرنے کے لیے چار روزہ سندھ کے دورے پر روانہ ہو گئے ہیں۔ جمعیت علما سندھ کے صدر مولانا عبدالرؤف صاحب نے کہا کہ ورکرز کنونشن پاکستان کو قرآن و سنت کی روشنی سے منور کر دے گا۔ خانقاؤں، مزاراتِ اولیا کے گدی نشینوں کو بھی کنونشن میں شرکت کی دعوت دیں گے۔ اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی کے سربراہ ڈاکٹر شاہد ہاشمی صاحب نے جماعت ضلع جنوبی میں اجتماع کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کنونشن اسلامی نظام کا نقیب اور سندھ کے محروم طبقات کی آواز بنے گا۔ جماعت کراچی کے امیر اور ورکرز کنونشن کے انچارج جناب حافظ نعیم صاحب نے باغ جناح کا دورہ کیا اور انتظامات کا جائزہ لیا۔ صابر احمد صاحب نے اجتماع گاہ میں تزئین و آرائش کے انتظامات پر تفصیلی بریفنگ دی۔ خواتین اور

مرد حضرات کے لیے علیحدہ علیحدہ اجتماع گائیں بنائی جائیں گیں۔ جگہ جگہ کیمپ قائم کر دیے گئے ہیں۔ اس موقعہ پر کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے جماعت اسلامی کراچی کے امیر نے ہدایات دیں اور کہا کہ کارکنان ''جلسہ اسلامی انقلاب'' کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور حصہ لیں۔ جماعت سندھ کے وفد نے کراچی پریس کلب کا دروہ کرکے پریس کلب کے سیکرٹیری جناب اے ایچ خانزادہ، رضوان بھٹی اور لیئکر پرسن مظہر عباس سمیت دیگر صحافیوں سے ملاقاتیں کیں اور انہیں کنونشن میں شرکت کی دعوت دی۔ اس موقعہ پر محمد حسین محنتی صاحب ناعب امیر جماعت صوبہ سندھ نے کہا کہ میڈیا کنونشن کی کوریج اور کراچی کا مقدمہ لڑنے کے لیے کردار ادا کرے۔ ہیومن رائٹس نیٹ ورک کے صدر جناب انتخاب عالم سوری اور جنرل سیکرٹیری شہزاد مظہر نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ ورکرز کنونشن مایوسی کے اندھیروں میں اُمید کی کرن ہے۔ جناب نظام الدین نیشنل لیبر فیڈریشن سندھ کے صدر نے کہا کنونشن میں محنت کش بھرپور شرکت کریں گے۔ جماعت کراچی کے ناعب امیر اسامہ رضی صاحب نے کہا کہ سندھ ورکرز کنونشن مایوس نوجوانوں کے لیے امید کا پیغام ہے۔ نسل نو کو آگے بڑھانے کے مواقع فراہم کر رہے ہیں۔ اس سے صحت مند معاشرہ وجود میں آئے گا۔ اس لیے کارکن ہر گلی محلے اور دروازے پر جا کر عوام کو کنونشن کی دعوت دیں۔ جماعت ضلع وسطی کے امیر جناب منعم ظفر نے دستگیر اور گڈاپ میں پرچم کشائی کی تقریب میں کارکنوں سے خطاب میں فرمایا کہ اسلامی نظام قائم کرنے کیے بغیر

مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ جماعت بن قاسم کے امیر جناب عبدالجلیل نے کارکنوں کے اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ورکرز کنونشن اسلامی انقلاب کی نوید ثابت ہو گا۔ جماعت غربی کے امیر جناب عبدالرزاق نے کارکنوں سے خطاب میں کہا کہ کنونشن کرپشن کو جڑ سے ختم کرنے کا سبب بنے گا۔ اس لیے عوام اُٹھ کھڑے ہوں۔ جماعت جنوبی کے امیر جناب سید عبدالرشید نے ایک اجتماع میں کہا کہ سندھ ورکرز کنونشن سیاسی تبدیلی کا آغاز ہو گا۔ جماعت شرقی کے امیر جناب یونس بارائی نے ملیر میں جامعہ حنیفیہ کا دورہ کیا اور علما کو کنونشن میں شرکت کی دعوت دی۔ دردانہ صدیقی صاحبہ سیکرٹیری جنرل حلقہ خواتین پاکستان کنونشن میں خواتین دانشوروں کے ایک پروگرام ''عورت نسل نو کی معمار'' کانفرنس کی صدارت کریں گی۔ جماعت حلقہ کراچی کی ناظمہ فرحانہ اورنگزیب صاحبہ نے خواتین کے میڈیا گروپ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ورکرز کنونشن میں سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کیا جائے۔ ورکرز کنونشن میں جماعت کی الخدمت فاؤنڈیشن سندھ میں فلاحی سرگرمیوں پر مشتمل اسٹال لگائے گی۔ صاحبو! یہ ورکرز کنونشن، اُن سرپھروں کا اجتماع ہے جنھوں نے اللہ کی مدد سے اس ملک کے دین کے دشمنوں، کیمنسٹوں کے نعرے سرخ سویرے کے نعرے کو سبز سویرے کے نعرے کی نوید سے شکست دی تھی۔ ان کو صحافت، طلبا، مزدوروں کی تنظیموں اور سیاست میں سے بھی نکال دیا تھا۔ پاکستان کو اعلانیہ جمہوری جدوجہد سے اسلامی جمہوریہ پاکستان بنایا تھا۔ اب یہ مغربی دنیا کے سیکولرزم کی آڑ میں چھپ کر اسلامی

جمہوری پاکستان کے اسلامی تشخص اور قائد اعظمؒ کے دو قومی نظریہ پر نقب لگانے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ لہٰذا! آؤ اور سیکولرزم کے بتوں کو محمود غزنوی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے توڑنے کی کوشش میں مصروف اس ملک کے دو قومی نظریہ اور اسلامی آئین کی محافظ، اسلامی فلسفہ جہاد کی امین، کرپشن سے پاک، پڑھی لکھی بہادر اور نڈر قیادت، پرمنٹ، پلاٹ اور نوکریوں کی سیاست سے پاک، اپنا اجر اللہ سے مانگنے والی، عاجلہ، یعنی جلد حاصل ہونے والے اس دنیا کے فاعدے کی فکر سے دور، جنت کی حریص اسلامی قیادت کے ورکرز کنونشن میں شریک ہوں، کہ یہی مسلمان کی منزل ہے۔آپ کو یہ سنہری منزل ۲۶ اور ۲۷ نومبر کے ورکرز کنونشن میں بلا رہی ہے۔جماعت انبیاؑ کی سنت پر چلتے ہوئے پاکستان کے عوام کو سیدھے راستے پر چلنے کی دعوت دے رہی ہے۔ اسی کا نام جماعت اسلامی پاکستان ہے۔ اللہ ہمیں پاکستان کی حفاظت اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔